ناول: تیرے نام پہ مر جاوں

مکمل ناول

تحریر: ایس مروہ مرزا

"یہ کل سے ٹانگ نہیں ہلا پا رہی دِلارہ، veterinary ہوسپٹل بھی لے کر گئی اسے پر ڈاکٹرز نے پین کلر دے کر کہا ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن کل سے تو اسکی ٹانگ بلکل ہلنے سے قاصر ہے۔ بس میں اسے فورا انقرہ لے آئی۔ عزیزے بی کے ہاتھ میں شفاء ہے ناں۔ پھر تم تو انکی سب سے سرٹیفائڈ شاگرد ہو۔ پوری امید ہے یہ ٹھیک ہو کر ہی جائے گی"

سٹریچر پر ایک انگورہ نسل کی سفید اور بھوری بلی لیٹی تھی جسکی ہری آنکھوں میں وہ گرے آنکھوں والی لڑکی اداسی، درد اور بے بسی محسوس کرتے پر امید مسکرائی

تھی، دِلارہ نے شکران نامی اس کسٹمر لیڈی کی طرف سرسری دیکھا اور پلٹ کر ایک انجکشن لے کر واپس آئی۔

"اسکا پیر مڑ گیا ہے تبھی درد میں ہے، پین کلر سے مڑے پیر کا درد کیسے ٹھیک ہوتا؟"

دِلارہ نے اس لیڈی سے سوال کرنے کے بیچ اس بلی کی پیٹ کی نچلی جانب سکن میں انجکشن لگایا جسکے بعد وہ بلی جیسے سکون میں آگئی، شکران شاید اپنی بلی کے لیے بہت زیادہ پریشان تھی تبھی چپ چاپ دِلارہ کے ہاتھوں کی حرکت دیکھے دم سادھے ہوئے تھی، اس انجکشن کا اثر شروع ہوتے ہی دِلارہ نے بلی کے اسی درد کرتے پیر کو دو انگلیوں

سے دباو دینے کے بعد اپنی طرف پش کیا، ہڈی کے سٹرچ ہونے کی آواز آئی جو دِلارہ کی مسکراہٹ بھی منظر عام پر لائی، وہ مسکراہٹ کسی بھی خزانے کو بے مول کرنے کی اہل تھی، جیسے گرم موسم میں چلتی سرد ہوائیں جسم کے اندر تک اترتی ہیں، دِلارہ کی مسکراہٹ بھی اسی وصف کی حامل تھی۔

"ہو گئی ٹھیک، بھاگنے کے نیچ اسکے اینکل کی ہڈی مڑ گئی تھی۔ یہ انگورہ بلیلاں بہت نازک سی ہوتی ہیں۔ ایکسرے میں سمجھ نہیں آتا کہ انکو کیا مسئلہ ہے۔ بی نے ٹرک بتائی ہے مجھے۔ اب کوشش کریں اسے کچھ دن بیٹھ کر کھیلنے کی

سرگرمیوں میں مصروف رکھیں تاکہ اسکا پیر درد سے بھرپور نکل آئے"

دِلارہ نے تفصیلا اسے ہدایات دیں تو شکران نے بے اختیار دِلارہ کا ہاتھ پکڑ لیا، اس لڑکی کے چہرے کی پروفیشنل مسکراہٹ بھی غائب ہوئی۔

"تم عزیزے بی سے زیادہ اچھی veterinary ڈاکٹر بنو گی۔ تھینکو دِلارہ اسے تکلیف میں دیکھ کر میری جان حلق میں اٹکی تھی۔ بتاو کتنے پیسے ہوئے؟"

دِلارہ نے نرمی سے انکے ہاتھ سے ہاتھ چھڑواتے سمائل دی۔

"میں نے کوئی میڈیسن نہیں دی تو ٹریٹمنٹ فری سمجھیں۔ بس اسکا خیال رکھیں۔"

دِلارہ نے ان خاتون کے خلوص کو دیکھتے مہربان لہجہ اپنایا جسکے بعد وہ مشکور و ممنون سی اپنی ہری آنکھوں والی بلی کو اٹھائے دِلارہ کو بائے کہے وہاں سے گئیں، دِلارہ نے سنجیدگی کے سنگ پلٹ کر سنک کے پاس رکتے ہاتھ واش کیے اور اپنا کوٹ اٹھاتی معائنے والے کمرے سے باہر نکلی، وہ بلیک سکرٹ کے ساتھ بے بی پنک، بلیک ڈاٹس والی

ہائی نیک ٹاپ میں ملبوس تھی، کمر سے نیچے تک جاتے بے انتہا لمبے، گھنے اور ملائم سلکی بھورے بال کھلے تھے جنکو ایک سائڈ کی مانگ نکال کر پنز سے قابو کیا تھا، سفید پرل پنز اسکے خوبصورت بالوں پر ہیروں سی سج رہی تھیں، پیروں میں وائیٹ سنیکرز تھے جبکہ وہ باہر نکل کر کوٹ مین لاونج آفس میں کارنر پر رکھے سٹینڈ پر ہینگ کرے کوٹ کی جیب سے سگریٹ کی ڈبی نکال کر دوسرے کارنر کی طرف بڑھی جہاں لائٹر رکھا تھا، دِلارہ نے سگریٹ سلگایا اور وہ باہر اوپن دالان میں آ رکی جہاں کچھ رومز تھے، تین رومز میں کچھ پیٹس ایڈمٹ تھے، دِلارہ بس انہی کا راونڈ لگاتی تھی جب

تک بی نہ آتیں، وہ یہاں دِلارہ کا لنچ بنوا کر آتی تھیں تو تب تک اگر کوئی جانور معائنے کے لیے آتا تو اسے دِلارہ دیکھتی کیونکہ وہ اپنی نانی جان کے ساتھ رہ کر جانوروں کی بیماری اور تکلیف کو ان سے زیادہ بہترین سمجھنے لگی تھی اور اب تو اکثر ایسے کیسیز آتے جنکو عزیزے بی خود دِلارہ کو ریفر کر دیتیں۔

اسکے علاوہ دِلارہ انقرہ کی ایک "pets defense Associations NGO" کی بھی کم عمر رکن تھی جسکا مقصد سڑکوں اور گلیوں میں پھرتے ان جانوروں کو بچانا تھا جو اکثر گاڑیوں کے نیچے آکر کچلے جاتے اور بروقت مدد نہ

ملنے پر مر جاتے، دِلارہ کو ہمیشہ سے جانوروں سے لگاو رہا تھا اور اسکا یہی شوق دیکھتے عزیزے نے دِلارہ کو نا صرف اپنی veterinarian سکلز سیکھائیں بلکہ اس NGO کا حصہ بھی بنایا کیونکہ جس ڈپریشن کا شکار وہ چھ سال کی عمر سے اب تک تھی، اسکا یہی حل تھا کہ عزئزے اسے ہر طرح مصروف کر دیتیں، اسے ظالموں سے دور لے آنے کے باوجود وہ دِلارہ کو اب تک پورا ٹھیک نہ کر پائی تھیں پر مصروفیت کے سبب وہ قدرے جینے لگی تھی، اس میں sympathetic جذبات ابھرنے لگے تھے، نا صرف دوسروں کے لیے بلکے اپنے لیے بھی۔

لیکن عزیزے نہیں جانتی تھیں جن مسائل کا دِلارہ شکار رہ چکی ہے وہ کبھی مکمل ٹھیک نہیں ہوتے۔

وہ انگورہ بلیوں، خرگوشوں اور بکریوں کی سپیشل کیئر ٹیکر اور طبیب تھی، اسے اس نسل کے سب جانوروں سے اضافی انس تھا تو دِلارہ انکا علاج بھی بہت پیار سے کرتی تھی۔

وہ سگریٹ کا دھواں اپنے منہ سے ان ہیل کرے ناک سے خارج کرتی بہت توجہ سے نرسینگ سٹاف سے گفتگو میں مصروف تھی، جو اس سے عمر میں سب بڑے تھے، عزیزے یلدرم انقرہ کی بہت مقبول اور اچھی veterinaryڈاکٹر تھیں مگر جب سے دِلارہ نے انکے

ساتھ یہاں " "Ayla Pet Care میں کام شروع کیا تھا، لوگ اپنے جانوروں کو خاص دِلارہ کو دیکھانے لاتے تھے اور عزیزے خوش تھیں کہ انکی نواسی انکا فیوچر میں عہدہ سنبھالنے کے ابھی سے لائق تھی، انسانوں کے ڈاکٹر تو جگہ جگہ مل جاتے ہیں پر اچھا veterinary ملنا بہت نایاب چیز ہوتی ہے۔

یہاں سے فری ہوئے وہ بی کے آفس میں آئی تا کہ انکو بائے کہہ کر آکیڈمی کے لیے نکلے ورنہ میٹرو چھوٹ جاتی، وہ انکے آفس آئی جہاں وہ کسی جانور کے مالک سے کچھ ڈسکشن کرتی پروفیشنل سے انداز میں محو گفتگو تھیں۔

"چلیں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔"

عزیزے نے نرمی سے اپنی کلائنٹ کو اجازت دی جبکہ خود انکی نظر ڈور میں ٹیک لگا کر کھڑی دِلارہ پر گئی جو سموکنگ کے ساتھ اپنے فون کی سکرین سکرول کر رہی تھی۔

"آپ لیٹ کیوں آئیں بی؟"

وہ عزیزے کو چیئر سے اٹھ کر اپنے طرف آتا دیکھے اچٹتی نگاہیں ان پر ڈالے بولی۔

"اسماعیل بھائی آئے ہیں۔مجھے بھی دیر ہو گئی کچن سے فری ہوتے ہوتے"

عزیزے نے لاڈ سے نواسی کی گال سہلائی تو دِلارہ نے گہرا سانس لیتے سگریٹ کا دھواں سا چھوڑتے اسے اپنے اور بی کے بیچ حائل کیا، وہ ہستی پہلے فون تک تھی اب اتنی باہمت تھی کہ دِلارہ سے بات کر پاتی۔

"میرے گھر ہوتے ہوئے کیوں نہیں آتے وہ؟ سترہ سال سے بس چھپ چھپ کر آپ سے ملتے ہیں اور چلے جاتے ہیں"

دِلارہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

"ڈرتے ہیں تم سے۔ ابھی واپس نہیں گئے۔ اس بار تم سے سامنے کی ہمت لے کر آئے ہیں"

وہ آزردہ ہوئیں۔

"ڈرنا بھی چاہیے۔ ایک مفرور مجرم کا باپ ہونا بہت ڈراونا ہوتا ہے بی۔"

وہ بے رحم نہیں تھی پر کبھی کبھی بن جاتی۔

"ہمم۔ دِلارہ کیوں سگریٹ پھونکتی ہو، تم ابھی بچی ہو میری جان۔ یہ کن بری چیزوں میں لگ گئی ہو"

بی نے اسکے بکھرے بال سنوارتے دوسرے ہاتھ سے سگریٹ لینا چاہا پر وہ ہاتھ بروقت پیچھے کھینچ گئی۔

اس نے اک گہرا کش لگاتے دھواں فضا میں چھوڑا۔

بی کی سانس اس پھندانما فضا میں بگھڑی پر اس لڑکی پر مانو اثر ہی نہ تھا۔

"میں تب تک اپنے پھیپھڑے جلاوں گی جب تک مجھے اس باران یلدرم کا کلیجہ جلانے کو نہیں ملتا۔"

اس سترہ سال کی لڑکی کے اندر نفرت کا آتش فشاں دہک اٹھا۔بی کی نظریں لال انگارہ ہوئیں، وہ اپنے سامنے اپنی نواسی کو خاکستر ہوتا دیکھ رہی تھیں پر بے بس تھیں۔

"وہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔وہ یہاں سے اٹھارہ سال پہلے چلا گیا تھا۔ہمیشہ کے لیے۔دلارہ بس کر دے اسکا انتظار"

بی کی آواز مانو پھٹنے سی لگی۔

"اٹھارہ سال پہلے اسکی سگی ماں مری تھی تو وہ یہاں آیا تھا ناں، قیامت ڈھائی۔اب اسکا باپ مرے گا تو جنازے کے لیے تو لوٹے گا"

وہ وہشت انگیزی سے مسکرائی جبکہ بی کا کلیجہ جیسے کٹ گیا۔ وہ کیا سوچ رہی تھی، کیا وہ باران یلدرم کی واپسی ایسے ممکن بنانے والی تھی؟

"دِلارہ! اسماعیل بھائی کا بال بھی بیکا کیا تم نے تو میرا مرا منہ دیکھو گی"

ان کے پاس فقط یہی دھمکی تھی۔

"اگر وہ مجھ سے ڈرنا چھوڑ دیں بی تو میں بڑے بابا کے ساتھ مل کر اس آدمی کو واپس آنے پر مجبور کر دوں۔ سچ میں نہیں ماروں گی اب اتنی بھی ظالم نہیں۔ پر اگر کسی کی موت

کا ڈرامہ بہت سے سولی پر لٹکے لوگوں کو نجات دے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہوتی"

وہ رپورٹ کی طرح بولتی، ہر احساس سے عاری، اسکی بس گرے آنکھیں بولتیں، شور کرتیں، اگلے کا سانس لینا دوبھر کر دیتیں۔

"وہ گھر ہی ہیں۔ تم سے ملنے کی ہمت کر کے آئے ہیں جاو"

بی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی چومی، انکا یوں کرنا دِلارہ کو غرور دلاتا کہ وہ رسوائی، بدنامی اور ناجائز خون کے

صدموں اور بہتانوں کو جھیلنے کے علاوہ بھی کوئی رتبہ رکھتی ہے، بی کی جان ہونے کا رتبہ!

"سرپرائزنگ نیوز ہے یہ تو۔ میں جا کر دیکھتی ہوں پھر انکی آنکھوں کا ڈر مجھے کس قدر لطف اندوز کرتا ہے۔ شام میں ملتی ہوں۔ جاوں؟"

اسے خوش اکثر عجیب چیزیں کرتیں، ایسی جو نارمل انسان کو جنجھوڑ دیں، پریشان و حیران کر دیں۔

"جاو! بدتمیزی مت کرنا۔ وہ میرے اکلوتے عزیز ہمدرد ہیں۔ اسماعیل بھائی پہلے ہی پریشان ہیں اور الٹی سیدھی

باتیں کر کے تکلیف مت دینا انکو۔ یہ مت بھولو عیشاء بھی باران جتنی ہی قصوروار ہے۔ تو سارا ملبہ کسی اک طرف ڈالنا بھی ناجائز ہے بچے"

پیار اور انسیت سے بھرے لہجے میں انہوں نے اپنی سر پھری نواسی کو ہدایات دیں جو سراسر اس لڑکی نے سر کے اوپر سے گزر جانے دیں۔

"میری زندگی میں کچھ جائز ہے تو بس یہی کہ اپنی بدنامی، رسوائی اور تباہی کا ہر طریقے سے بدلا لوں بی۔ نکلتی ہوں۔"

وہ عزیزے کی بات کبھی نہیں مانتی تھی، شاید اس سے مانی ہی نہ جاتی تھی، وہ اوجھل ہوئی تو عزیزے نے آنکھیں یوں میچیں جیسے درد کر اٹھی ہوں۔

"تم دونوں نے اس بچی کی زندگی تباہ کر دی، میں بھی کہاں معاف کر سکوں گی تم دو کو۔ لیکن کیا کروں دونوں اب بھی میرے دل کے ٹکڑے ہو۔ میں نے دِلارہ کے لیے بہت کچھ کھویا ہے، یہ بھی میرے ہاتھوں سے نکل گئی تو میرے زندہ رہنے کا کوئی مقصد نہ بچے گا۔ اور جب تک دِلارہ کو ہر تکلیف سے آزاد نہ دیکھ لوں، میں مرنا نہیں چاہتی"

وہ آزردگی سے خود کلامی کر رہی تھیں، جس سبب سانس ٹوٹ رہا تھا اور دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

دِلارہ میٹرو پکڑنے میں آج بھی ناکام ہو گئی تھی تبھی پیدل ہی راستہ ناپتے وہ گھر کا رخ کر رہی تھی، سیدھی روڈ پر بنا ارد گرد دیکھے چلتی جا رہی تھی، دسمبر کا مہینہ شروع ہوتے ہی انقرہ کا موسم سرد کے ساتھ ایسا خشک ہو چکا تھا کہ اگر ناک نہ ڈھانپو تو فضا کی گرد و غبار گلے کا پھندا بن جاتی، اسی سے بچاو کو اس نے ماسک پہن رکھا تھا، بیس منٹ کے پیدل سفر کے بعد وہ گھر پہنچ چکی تھی، انقرہ کے باقی گھروں سا وہ بھی درمیانے طبقے کا گھر تھا جس کی بلڈنگ سے اٹیچ

بس ایک لان تھا، گھر علاقائی خوبصورتی سے مزین سہی پر دیکھنے سے بس دو افراد کی رہائش ہی لگتا تھا۔

گھر کے باہر کھڑی یلدرم حویلی کی Ferrari 488 GTB دیکھتے دِلارہ زرا سامنے والی پیدل چلنے والی پٹی پر رکی، اس نے گاڑی کے ساتھ کھڑے ڈرائیور کو دیکھا جو کسی رئیس خاندان کا نوکر لگ رہا تھا، وہ مسکرائی، آدھے ترچھے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی، پھر اس نے قدم بڑھائے، وہ سیدھی گھر میں داخل ہوئی، اپنا کوٹ ابتدائی دروازے میں لگے ہینگر پر لگائے، شوز اتار کر فلفی سلیپرز پیروں میں ارساتے دیوار گیر پر لٹکا cardigan

sweater اتار کر پہنتی وہ مین انٹرنس میں داخل ہوئی تو اسکی آنکھیں لاونج میں شان سے براجمان اسماعیل یلدرم پر پڑی جو گلاس میز پر رکھے میگزین کو اٹھا کر اسکا سرسری جائزہ لیتے اچانک سے وہاں پھیلی lavender کی خوشبو پر متوجہ ہوئے، آنکھیں اٹھا کر سامنے ہی کھڑی دِلارہ کو دیکھتے ساکن ہوئے، وہ تو ڈر کھوج رہی تھی، وہاں تو حیرانگی کے گہرے سائے تھے، شاید انہوں نے سترہ سال کی دِلارہ کو اتنا میچور دیکھائی دینے کی امید نہ کی تھی، بس تصویروں یا کیمرے میں دیکھا تھا، وجہ یہ تھی کہ وہ قد میں بڑی تھی، بہت زیادہ دبلی پتلی نہیں تھی، اپنی عمر سے بڑی

لگتی، سوگوار اور غمزدہ تو بس اسکی گرے آنکھیں رہتیں، وہ تو شان سے جیتی تھی، آدھی دنیا کی نظر میں ناجائز ہو کر بھی۔

"بی نے کہا آپ ڈرتے ہیں مجھ سے، مجھے بھی وہ ڈر دیکھنا ہے بڑے بابا جان۔ وہ ہمت بھی جس کے تحت آخر سترہ سال بعد آپ اپنے بیٹے کی مشہور و مقبول ناجائز اولاد سے سامنا کرنے کے لائق ہوئے۔"

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگی جس سبب اسماعیل یلدرم بھی اپنی نشست سے اٹھے، انکی آنکھوں سے درد پھوٹنے لگا تھا، وہ بے حد خوبصورت وجیہہ اور اس ڈھلتی عمر

میں بھی بے انتہا فٹ تھے، کوئی نہیں کہہ سکتا تھا وہ چالیس اور سینتیس سال کے دو بیٹوں کے والد تھے۔

"تم ناجائز نہیں ہو نہ تم میری پوتی ہو۔ یہ راز تم بہت پہلے سے جان چکی ہو دِلارہ۔ تم توران کی بیٹی ہو۔ تم دِلارہ توران ہو۔ ہماری بات ہو چکی ہے اس بارے"

وہ اسکو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر تھامنے لگے جب وہ حقارت سے انکو دور رہنے کا اشارہ کرتی روک گئی، دِلارہ نے یہ سب کچھ بہت پہلے جان لیا تھا، زندگی نے دلارہ کے ساتھ پہلی ناجائز زیادتی یہ کی تھی کہ جیتے جی اسکی قبرستان میں قبر تھی اور اس پر اسکے مرنے کا وقت سترہ سال پہلے درج

تھا۔ اسکو سترہ سال پہلے صرف دوماہ کی عمر میں زندہ دفنانے
والے کوئی اور نہیں اسکے اپنے نانا جان ابراہیم یلدرم
تھے، جنہوں نے اپنی بیٹی کی کوکھ سے پیدا ہوتی ناجائز اولاد
ڈھونڈ کر زندہ دفنادی پر وہ ناجائز نہیں تھی، وہ یلدرم
خاندان کے جانی دشمن مسدور خاندان کے اکلوتے وارث
توران مسدور کی جائز اولاد تھی۔ پھر کچھ دن بعد دلارہ کے
نانا جان ایک بند کمرے میں مرے ملے کیونکہ انکے ہاتھوں
کچھ ایسا غلط ہو گیا تھا جسکی سزا موت ہی تھی۔ دلارہ کیسے
بچی؟ وہ آج بھی سوچتی تو ہنس پڑتی تھی۔ پاگلوں کی
طرح، ان سامنے کھڑی ہستی کا یہی احسان تھا کہ وہ دوماہ کی

زندہ دفن بچی کو بچا کر اپنے پروں میں چھپانے والے شخص تھے، اور انکی زندگی ساری انہی رازوں سے پردہ ہٹانے میں گزری پر ابھی بھی وہ آدھا سچ جانتے تھے، جس سے دِلارہ کچھ سال پہلے ہی واقف ہوئی تھی ورنہ جس قدر وہ وہشی تھی ابھی تک یلدرم خاندان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی۔

"یہ حقیقت میں نے چھپ کر سنی، اور میں انہی باتوں پر اعتبار کرتی ہوں جو مجھے خود بتائی جائیں۔ مقصد بتائیں بڑے بابا، کیوں ملنے آئے ہیں۔ یہ کہنے کہ میں باران کو معاف کر دوں۔ جس نے میرے باپ کو سترہ اٹھارہ سال سے جرمنی کی بھیانک جیل میں بند کروا رکھا ہے۔ جسکی وجہ سے میری

ماں مجھے ناجائز بنانے اور ثابت کرنے پر مجبور ہوئی کیونکہ اسکے پاس نکاح نامہ نہ تھا، اپنے جائز شوہر کی خبر نہ تھی۔ ناجائز اولاد کو باران کا بتا کر اس نے مجھ جائز بچی کو بچانے کی کوشش کی کیونکہ یلدرم خاندان کے لوگ دشمنوں میں بیاہی جائز اولاد کو تو دھتکار سکتے ہیں پر اپنے خون کی ناجائز اولاد کو بھی دل سے لگا کر رکھنے پر بلا کے مجبور ہیں۔ سہی کہا ناں؟"

اسماعیل نے اسکے آگے اپنا ہاتھ رکھتے مزید بولنے سے روکا تو وہ خاموش ہو گئی۔

یہ طنز دلارہ کرنے میں برحق تھی کیونکہ اسماعیل یلدرم کی ایک بہن بھی تھیں جو اسی مسدور خاندان کے لڑکے کے ساتھ بھاگی پر دونوں کا ایک حادثے میں انتقال ہو گیا لیکن ان دو کی بیٹی ایدا کو یلدرم خاندان نے اپنا خون ہونے سے انکار کر دیا کہ جب بہن ہی مر گئی تو اسکی اولاد جائز ہو یا ناجائز، انھیں نہ پرواہ ہے نہ ہی اس کی ضرورت۔ عیشاء نے اسی ڈر سے تو بہت بڑی قیامت ڈھائی تھی جسکا خمیازہ پورا یلدرم خاندان آج تک بھگت رہا تھا۔

"ہمارے ماضی کو ہمارے لیے طوق نہ بنا و دِلارہ۔ تم اپنی ماں اور میرے باران سے نفرت میں بجا سہی پر معصوم

تمہارا باپ بھی نہیں تھا۔ اس نے کچھ ایسا ضرور کیا ہو گا کہ وہ اتنے سالوں سے جیل میں گل رہا ہے۔ باران کو ہم اور کتنی سزا دیں۔ اسے زانی تو بنا چکے ہیں عیشاء کی رپورٹ کے پیش نظر۔ خود بتاو ادھورے سچ کے ساتھ ہم اور کیا کر سکتے تھے۔ عیشاء غائب ہو گئی، پتا نہیں زندہ ہے یا مر کھپ گئی، ابراہیم بھائی مر گئے، باران بنا کچھ بتائے ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔ تو ران جیل میں ہے۔ یہ چاروں ہی اصل سچائی جانتے ہیں، جب تک ان میں سے کوئی واپس آ کر نہ بتائے۔ سب کیسے سلجھے گا؟"

وہ بے حد کرب زدہ تھے جبکہ دِلارہ اب سنجیدہ تھی، وہ ایسی شدید ذہنی پیچیدگی بڑھاتی باتوں کو سن سن تھک چکی تھی۔

"تو کیا چاہتے ہیں آپ؟"

وہ اکڑتی ہوئی فیصلہ کن ہوئی۔

"میں باران کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں Bremen، تم وعدہ کرو اسے کوئی نقصان نہیں دو گی"

وہ بھی سپاٹ ہوئے، دِلارہ بے اختیار ہنسی۔

"تو کیا آپکا وہ بھگوڑا Bremen چھپ کر بیٹھا ہے اٹھارہ سالوں سے؟ مجھے بھیجیں۔ اسکی لاش سلامت لے آوں گی"

دِلارہ کے لفظوں سے وہشت چھلکی۔

"دِلارہ!"

وہ رحم طلب ہوئے تو وہ بھی اذیت سے بھری۔

"کیا دِلارہ، یہ بتائیں اسے یہاں لائیں گے یا وہیں بری کر آئیں گے زانی کے لقب سے کہ اب دِلارہ ٹھیک ہو گئی تو باران بھی موج کرے۔ گھر بسائے۔ بچے پیدا کرے۔؟"

وہ طنز سے بھری تجسس سے بولی۔

"مجھے تمہیں حق سے اپنی آبائی یلدرم حویلی لے کر جانا ہے"

وہ انکی بات پر منہ پھیر گئی۔

"کس رشتے سے؟ میں تو آپکی پوتی بھی نہیں پھر؟"

وہ ابھی بھی منہ پھیرے ہوئے تھی۔

"میں تمہیں اپنی بہو بناوں گا دلارہ۔۔ تم ہر تکلیف ہر اذیت، ہر رسوائی بھول جاو گی بچہ۔ تمہارے نانا نہ صرف میرے فسٹ کزن تھے بلکہ جگری یار بھی تھا، اسے اسکی

اولاد نے بری موت کے حوالے کر دیا۔ میں یہاں آیا ہوں تو تلافی کی پیشکش ساتھ لایا ہوں کیونکہ اس سب میں سب سے زیادہ نقصان تمہارا ہوا ہے"

وہ اسکی پھیری نظروں اور گردن کی وجہ اچھے سے سمجھتے تھے، وہ بچی کئی سو سال پرانی ہو چکی تھی، اسے اپنی ہر کیفیت چھپانی آتی تھی۔

"بہت خوب سوچا بڑے بابا، کہ ایک آخری سانسیں لیتے وجود کو مکمل موت دے دی جائے۔ اس اذیت سے نجات کروانے پر آپکو ممکن ہے بعد موت جنت ملے"

وہ اس قدر زہر بھر اطنز کرتی تھی کہ اگلے کی کھڑے کھڑے سانسیں بیٹھ جاتیں جیسے اس وقت اسماعیل یلدرم کی۔

"دلارہ۔ وہ پرورش ہے میری۔ وہ میرا سب سے پیارا بیٹا ہے۔ تم جانتی ہو وہ بے قصور ہے تو پھر؟"

اسماعیل یلدرم کی۔ آواز ٹوٹنے سی لگی، انھیں بس دلارہ کی تکلیف اور اذیت اندر ہی اندر مار رہی تھی۔

"آپکی وہ پرورش! وہ اچھا بیٹا تب کہاں تھا۔ جب مجھے اسکے نام سے رسوائی ملی۔ اسکی گناہ کے نام سے پہنچانی گئی۔ جب

کوئی مجھے دلارہ نہیں عشاء اور باران کی ناجائز اولاد کہتا تھا. وہ تب کیوں نہیں آیا۔ یہ کہنے کہ عیشاء مجبور تھی۔ زندگی اور موت میں جھول رہی تھی تبھی یہ سب کر بیٹھی۔ وہ آکر کیوں نہ بولا یہ ناجائز بچی نہیں یہ دلارہ توران ہے"

وہ خاموش ہی بھلی تھی، وہ چینختی تو دنیا سوگوار ہو جاتی۔

"کیونکہ وہ مجبور تھا۔ شاید ہم اسکی مجبوریاں اور تکلیف سوچ بھی نہ پائیں۔ عیشاء نے خود کے ساتھ ساتھ تمہیں اور باران کو برابر زلیل اور رسوا کیا۔ تو نفرت اور سزا اکیلا میرا بیٹا کیوں سہے۔ تم میری پوتی نہ سہی میرے بھائی کی نواسی تو ہو۔ میرے اس بھائی کی جو بے موت ہی مر گیا۔ اسکی

آخری نشانی میں مرنے سے پہلے اپنی حویلی لانا چاہتا ہوں۔ وہ تڑپتا ہے اس نے تمہیں زندہ دفنایا تھا۔ وہ چاہتا ہے میں اسکی بھرپائی کروں"

دِلارہ نے کرب و رواداری کے سنگ واپس آنکھیں اسماعیل یلدرم پر ڈالیں۔

"میری ایک شرط ہے۔ آپ اسے لینے مت جائیں بلکہ ہارٹ اٹیک کی خبر پہنچائیں اس تک۔ وہ جیسے بھاگا تھا ویسے ہی واپس آئے۔ شاید میری نفرت اس طرح اسے تکلیف میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر زرا کم ہوتے ناپسندیدگی تک چلی جائے۔"

وہ سوداگر بنی ڈیل کر رہی تھی، اسے سرور چاہیے تھا، وہ بے رحم ہو رہی تھی۔

"تم چاہتی ہو میں اسے تکلیف دوں؟"

وہ نہایت دکھ سے بولے۔

"جی۔ اسے روتا دیکھنا چاہتی ہوں۔ بس پھر خون معاف کر دوں گی۔"

دِلارہ نے گردن اکڑائی، انقرہ کے جانے مانے پی ایچ ڈی سکالر اور پروفیسر اسماعیل یلدرم، بے بس تھے تو بس اس سترہ سال کی بچی کے آگے۔

"بہو بنو گی؟"

وہ بھی شرط لے آئے۔

"وہ آپکا بیٹا ہے، دور کا میرا انکل ہوا۔ مجھے نہیں بننا آپکی بہو۔ جتنا دنیا مجھ پر ہنس چکی وہ کافی ہے۔ مجھے اکیڈمی جانا ہے۔ کیا اب آپ جانے کی زحمت کریں گے؟"

وہ بے مروتی سے انکے لیے ملازمہ کی لائی کافی وہیں لاونج سائیڈ بنے گملے میں الٹاتی سفاکی سے بولی تو اسماعیل براسا مناتے محسوس ہوئے۔

"میں اسے ڈرامہ کر کے واپس بلا رہا ہوں۔ تمہیں بہو والی میری شرط بھی ماننی ہو گی۔ اور جب عزیزے آپا تمہیں سب سچائی بتائیں گی تو کوئی ڈرامہ مت کرنا۔ تم سب جانتی ہو دِلارہ۔ یہ جو تم نے میری کووفی الٹائی اسکی سزا دوں گا۔ تمہیں بہو بنا کر روز تم سے دن میں تین بار کاوفی بنوا کر"

دِلارہ ہو اور کسی بڑے چھوٹے کے رعب میں
آجائے، ممکن ہی کہاں تھا۔

"اپنی عمر دیکھیں اور ان کڑوے مشروبات کا شوق، آپکو اس عمر میں بادام والا دودھ پینا چاہیے۔ کب یاداشت چلی

جائے پتا نہیں چلتا، اب جائیں میں بد تمیزی پر اس سے زیادہ کنٹرول نہیں کر سکتی"

وہ آنکھیں اوپر کو گماتی سراسر بے مروتی سے بولی جس پر اسماعیل بنا برا مناتے دِلارہ کے سر پر ہاتھ رکھے مسکرائے۔

"ابڈیٹ دیتا ہوں تمہیں۔"

وہ کہہ کر دروازے سے نکلے تو دِلارہ گہرا سانس بھر گئی۔

"بہو۔ میرا جوتا بنے گا انکی بہو"

وہ غصے کو دباتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی جبکہ باہر گاڑی تک پہنچتے اسماعیل کسی عالیان یلدرم نامی کنٹیکٹ کو کال ملا

کر بیک سیٹ پر براجمان ہو چکے تھے، اگلے ہی لمحے کال اٹھائی جا چکی تھی۔

.._____..

ریسپشن ایریا میں کتھئی میز پر رکھا لینڈ لائن فون رنگ کر رہا تھا، لگ بھگ تیسری بیل تھی جب کسی نسوانی وجود نے پاس رکتے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

"سوری سر! وہ پچھلے چھ گھنٹوں سے اپنی سرجری میں بزی ہیں۔ دو گھنٹے مزید لگیں گے۔ پھر وہ ایولیبل ہو سکیں گے"

عالیان یلدرم کے ماتھے پر جو پہلے صرف اذیت کی لکیریں تھیں اب ان میں افسوس و بے بسی کا رنگ شامل ہوا۔

"اسے کہنا بھا کو کال بیک کرے"

اک مری ہوئی آواز گزارش کرتے ہی خاموش ہو گئی، جرمنی کے شہر Bremen کے ایک مشہور ہوسپٹل کے نیوروڈیپارٹمنٹ میں فون کا ریسیور رکھ دیا گیا۔

یہ اسکی زندگی کی ساتویں بڑی اور طویل سرجری تھی جو ایک بچی کی تھی، برین ٹیومر کی سوئیر سٹیج پر پہنچی ایک بچی کی جسکے لیے وہ جرمنی کا سب سے ایکسپینسیو نیوروسرجن

خراب طبعیت کے باوجود سرجری کی ہامی بھر چکا تھا کیونکہ وہ دنیا جہاں میں صرف بچوں کے لیے مہربان تھا۔

دو گھنٹے کوئی اذیت سے کانٹوں پر رینگا تھا پر باران یلدرم اپنا فرض پورا کرنے کے بعد ہی باہر نکلا۔

"سر۔بھا کی کال تھی، وہ پریشان تھے۔

Call him"

وہ لڑکی سامنے سے گزرتے کسی پراسرار شخصیت پر نگاہ پڑتے ہی رکی جس نے سرسری سا اپنے فون کو دیکھتے سر ہلایا اور اپنے کیبن میں گھس گیا، زندگی کی سینتیس بہاریں

گزارنے کے باوجود وہ بوسیدگی کے کسی موسم کا ہم نشین نہ تھا، وہ آدھی دنیا کے لیے انسان، فرشتہ، معصوم اور مہربان جبکہ بقیہ کے لیے مجرم، گناہ گار، ظالم اور حیوان تھا۔

اسے فرق نہیں پڑتا تھا جب دو لوگوں میں سے ایک اسے اچھا کہتا اور ایک برا، وہ آئینے میں اپنی شکل بنا آنکھیں چرائے دیکھتا تھا اور یہی باران یلدرم کے لیے طمانیت کا سب سے بڑا درجہ تھا۔

وہ گہری امبر آنکھیں موبائیل سکرین پر جمی تھیں، ایسی آنکھیں دنیا میں صرف پانچ فیصد لوگوں کے پاس ہوتی ہیں، انٹیک امبر آنکھیں، گھنی بھنویں سکڑیں کیونکہ اسکے

فون پر عالیان بھا کی انقرہ سے کال آ رہی تھی، اسکا تین سال بڑا بھائی جو انقرہ کی جانی مانی کاسمیٹک کیئر کمپنی کا فارما چیف تھا۔ وہ لوگ ہائی سکن کاسمیٹکس کو فارمالیب میں ٹیسٹ کرنے کے بعد آپرووول اور اس سکن پراڈکٹ کے لاونچ کا پرمنٹ دیتے تھے، وہ پچھلے بارہ سال سے اس فیلڈ میں تھا۔

"تم کچھ ہمارے دماغوں کے ناسوروں کا بھی علاج سوچو باران، کس کام کی تمہاری میسحائی جب ہم تمہاری اک جھلک کو ترس رہے ہیں۔ بابا کو ہارٹ اٹیک آیا ہے، سن رہے ہو تم؟"

عالیان نے ہی اسماعیل کی کال پک کی تھی جہاں بابا جان کے سمجھائے ڈرامے پر عمل بہت سنجیدگی اور درناکی سے ہو رہا تھا۔

وہ آرام دہ انداز میں رولنگ چیئر سنبھالے اپنی گردن دباتے ہوئے آنکھیں بند کرتا انگڑائی میں مصروف تھا جب آخری جملے نے اسکے تھکے وجود کے رہے سہے کس بل بھی نکالے، دوسری جانب یلدرم حویلی اب سے نہیں پچھلے اٹھارہ سال سے سنسان گھاٹ تھی، وہ بابا کے کمرے سے نکلتا لگ بھگ چالیس سالا عالیان اذیت و خزن کی شکل بنا ٹھہرا کہ اب اس پار ہلچل ہو گی پر نہیں، اسماعیل یلدرم

بیڈ پر لیٹے کسی کتاب کا جائزہ لینے کے ساتھ متوجہ دروازے کی سمت کھڑے عالیان کی طرف تھے۔

"تیسرا اٹیک آیا تو بتایئے گا، میں لوٹنے کی کوشش کروں گا۔ میں ایک مصروف آدمی ہوں۔ میرے پاس یہ جذباتی معاملات سنبھالنے کا وقت نہیں بھا، آپ ہیں انکے پاس، کئی ملازمین ہیں، پھر خیال کیوں نہیں رکھا جارہا آپ سب سے بابا کا؟"

وہ اب اپنی گردن پر بھاری ہاتھ پھیرے ٹیک ہٹانے، تڑپ اٹھنے کے باوجود پتھرائے لہجے میں بولا جس نے عالیان کی آنکھوں میں گوشوں تک سرخی ٹھہرادی۔

"وہ ملی بابا سے، بند کمرے میں بیٹھ کر دونوں نے کچھ باتیں کیں تب سے بابا کی حالت نہیں سنبھلی۔ تم ایسا کرو اپنے کسی آدمی کو سپاری دو دلارہ کی، وہ مرے گی تبھی ہمارا جیتے جی مرنا تھمے گا"

عالیان نے اپنے قدم واپس کمرے کی سمت بڑھاتے نفرت انگیز انداز میں حکم صادر کیا جو کسی اچھے بھلے مضبوط آدمی کے دل کو چیڑ گیا، یہاں تک کہ اسماعیل بھی عالیان کی ایسی بات پر دہل گئے پر عالیان کو ایکٹنگ مضبوط کرنے کا بھی حکم ملا تھا۔

"و۔وہ کیوں ملی؟ کس حیثیت سے۔پہلے اسکی ماں میری ماں کو کھا گئی اب وہ چھٹانک بھر کی اسکی بدزبان لڑکی میرے باپ کے پیچھے پڑی ہے۔کونسی ہمدردی کا بھوت چڑھا بابا کو جو اس سے ملنے پہنچ گئے؟"

وہ مزید خود پر قابو نہ رکھ پاتا میز پیٹتا غرا کر اٹھا، کچھ دیر پہلے والا شائستہ بدر اب نفرت و اذیت سے بھر گیا تھا۔

"کیونکہ بابا کو بھی آدھی دنیا کی طرح لگتا ہے دلارہ تمہارا خون ہے۔ناجائز خون"

عالیان یلدرم کا یہ زہر میں بجھا جملہ باران کے سینے میں جلتے سلگتے تیر سا کھبا۔

"میں نے آج تک کسی عورت کو چھوا نہیں، مجھ پر ایسے گھٹیا الزام لگانے بند کریں بھا۔ اس لیے رابطہ کیا تھا میں نے اٹھارہ سال بعد صرف آپ سے؟ کہ آپ میرا سانس لینا بھی مشکل کر دیں۔ کوئی تعلق نہیں ہے میرا نہ دلارہ سے نہ اسکی پاگل ماں سے۔ بھاڑ میں جائیں وہ بھی اور توران بھی"

وہ اذیت کی آخری حد پر کھڑا آج اٹھارہ سال بعد بھی اپنی صفائیاں ہی دے رہا تھا۔

"پھر تم بابا کا شک مٹا دیتے، ایک بار خود بھی ٹیسٹ کروا کے۔ تم بھاگ گئے جرمنی۔ آدھی دنیا تمہیں زانی سمجھ بیٹھی باران کیونکہ عیشاء کی پروائیڈ کی رپورٹ کے مطابق تو تم دلارہ کے باپ ہو، وہ رپورٹ رد بس تم اور تمہاری موجودگی کرتی جو تم نے نہ کیا۔ اب الزام سہو۔ اور یہ اٹھارہ سال بعد جو تم مجھ سے رابطے کا احسان جتا رہے ہو اسے اپنی جیب میں رکھو۔ اٹھارہ سال میں اور بابا تمہاری غیر موجودگی میں جو تڑپے اسکا حساب فیس ٹو فیس ہو گا چھوٹے۔"

عالیان کی آواز دگنی وحشت انگیز ہوئی۔

"وہ رپورٹ میری بربادی کی سازش تھی بھا۔ وہ سچ نہیں تھی۔ عیشاء نے مجھ سے بدلا لیا کیونکہ اسے لگتا تھا میں نے توران کو مار دیا"

باران کی آواز دبنے اور بکھرنے لگی، اسکا دم گھٹنے لگا، دلارہ سے نفرت اس نے بچے سی پالی تھی اور اب وہ بچی اور نفرت دونوں سترہ سال کے ہو چکے تھے، اس نے سینتیس سالا زندگی کہ آدھے سال جیتے جی مر کر گزارے تھے وہ پھر بھی زندہ سلامت تھا، اک نئی بربادی باہیں پھیلائے ہوئے تھی۔ وہ کیسے کرے اب اس قہر کا سامنا؟

"ہاں۔ اور اب دلارہ تمہاری بربادی ہے باران، تمہیں یہ بربادی فیس کرنی ہو گی، بھاگنا بند کرو اور واپس آو۔ وہ بڑی ہو گئی ہے۔ سب کلئیر کرو میڈیکلی تاکہ ہم اسکے اور تمہارے بارے کچھ سوچ سکیں۔ اگر تم نہ آئے تو میں خود Bremen پہنچ کر تمہیں ڈھونڈ لوں گا۔ تم مجھ سے یہ رابطہ کرنے پر سانس سانس پچھتاو گے۔"

یہ وارننگ نہیں تھی، یہ باران یلدرم پر قہر نازل ہو چکا تھا، اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، عالیان نے کال اسکے منہ پر کاٹ دی جبکہ وہ وجیہہ امبر آنکھوں والا باران یلدرم کٹی کال پر اپنی سانس کی وجہ بھی بگھڑتی محسوس کر رہا تھا۔

"کر دیا ڈرامہ! کیا یہ کام کرے گا؟"

عالیان نے کال آف کرتے ہاتھ جھلا کر سخت بیزاری سے بک ریڈ کرتے بابا کی طرف دیکھتے پوچھا جو کتاب بند کرتے پاس ہی آکر بیٹھتے عالیان کو دیکھنے لگے۔

"پتا نہیں۔ دیکھتے ہیں اسکے اندر انسانیت باقی ہے یا نہیں۔"

عالیان نے افسوس سے سر جھٹکا۔

"وہ تو یلدرم خاندان کے لوگوں میں کبھی تھی ہی نہیں۔"

عالیان اس سے پہلے یہ سفاک جملہ کہے اٹھتا، اسماعیل نے اسکی مضبوط بازو پکڑ کر پاس بٹھایا۔

"کس قسم کا طنز تھا یہ؟"

وہ برہم ہوئے۔

"میں ایدا کو کھونے والا ہوں بابا۔ اسکی دادی نے اسکا رشتہ طے کر دیا ہے"

عالیان کی آنکھیں جیسے عجیب سے درد میں تھیں جبکہ اسماعیل یلدرم کی آنکھوں میں نفرت سی اتری۔

"تمہارا ایدا سے بھی رابطہ ہے؟ کب سے عالی؟"

اسماعیل کی آنکھیں پر عتاب ہوئیں۔

"جب سے وہ میری ہی کمپنی میں جاب کے لیے آئی۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا وہ پھپھو نورے کی بیٹی ہے۔ جسے آپ نے اسکے ماں باپ کی موت کے بعد اسکے ظالم دھیال کے سپرد کر کے یہ کہا وہ بھی پھپھو کے ساتھ مر گئی آپ دونوں بھائیوں کے لیے"

عالیان کا لہجہ تلخ ہوا۔

"بکواس بند کرو عالی، یہ جانتے بوجھتے کہ اس حرام زادے توران مسدور کی وجہ سے ہم نے کیا کیا فیس کیا۔ تم اس خاندان کی حمایت کر رہے ہو۔ ہم نے نورے کے وقت بھی بہت کچھ کھویا اور عیشاء کے وقت بھی لہذا میں تمہیں

کھونا نہیں چاہتا۔ اس لڑکی کو فرم سے چلتا کرو یہ میرا حکم ہے۔ مسدور خاندان یا اسکے کسی فرد سے تعلق صرف تباہی ہے۔ سن رہے ہو؟"

اسماعیل نے بے دردی سے عالیان کی جیکٹ کا کنارہ مٹھی میں دبوچتے اسے وارن کیا جس نے اک بے بس سی نظر بابا پر ڈالی اور نظریں جھکا گیا۔

"سن لیا ہے۔ اسکی شادی ہو رہی ہے وہ ویسے بھی کل ریزائن دینے والی ہے۔ آپ لوگ اپنی دشمنی شان سے جاری رکھیں، مجھے اتنے سال اکیلا دیکھ لیا آگے بھی ایسے ہی دیکھیں۔ ایدا نہیں تو کوئی نہیں۔ اب آپ کو باران ہی یہ

خوشیاں دے گا، پتا نہیں دے گا بھی یا آپ سب اپنی دشمنی اور نفرت کے مینار پر ہی بیٹھے رہ جائیں گے۔ کیری اون میرے پیارے دلارے بابا۔ کبھی کبھی لگتا ہے وہ جو اٹھارہ سال غائب رہا بلکل ٹھیک فیصلہ لیا۔ یہاں ہوتا تو میری طرح آدھا مر چکا ہوتا۔ وہاں کم از کم اپنی مرضی سے باران سانس تو لے رہا ہے۔ اب تو میرا بھی یہاں کے سناٹے سے دم گھٹتا ہے۔ وہ آجائے تو اگلی ہجرت آپکے اس بیٹے کی ممکن ہے متوقع ہو۔"

اسماعیل پر درد کے پہاڑ توڑتا وہ اٹھ کر گیا تو وہ کتنی دیر کچھ سوچنے سمجھنے کے لائق نہ ہو سکے، دل پر مانو وہ بچہ سل دھر گیا ہو جو ہٹنی ناممکن ہی تھی۔

.._____..

یلدرم خاندان کے سربراہ عباس یلدرم کو اللہ نے تین بچے دیے تھے، بڑا آزاد یلدرم، درمیانہ بیٹا اسماعیل یلدرم اور چھوٹی بیٹی نورے، جبکہ ایک بچہ انہوں نے یتیم خانے سے لے کر اپنے تینوں بچوں کی پیدائش سے پہلے ہی پال رکھا تھا جسکے گھر والوں کا اتا پتا نہ ہونے کے باعث عباس اور انکی زوجہ ہائمہ نے اسے بھی اپنے یلدرم خاندان کا نام

دیا، ابراہیم یلدرم، یادرہے کہ ابراہیم کو جب ہائمہ اور عباس نے گود لیا تب انکی اپنی کوئی اولاد نہ تھی اور اسکو گود لینے کے بعد اللہ نے تین اولادیں عطا کیں اور اسی وجہ سے ہائمہ اور عباس نے اپنے سگے بچوں سے زیادہ اس یتیم اور بے سہارہ بچے کو پیار ار کھا کیونکہ انکو لگتا تھا ابراہیم یلدرم کے مبارک پیروں کے سبب ہی اللہ ان پر مہربان ہوا پھر یتیم اور بے سہارہ بچے کی پرورش، اسے اپنا نام تک دینا بہت بڑی بات ہوتی ہے اور اللہ ایسے اجر ضائع نہیں کرتا۔

جبکہ دوسری طرف تھا انکا کاروباری خریف مسدور خاندان جنکے کرتا دھرتا جمیل مسدور انکی زوجہ گل خانم تھے جنکو

اللہ نے چار بچوں سے نوازا تھا، ایک بیٹی نازلی، بڑا بیٹا برہان، درمیانہ دمیر اور چھوٹا میران۔۔۔

جمیل مسدور اور عباس یلدرم جوانی میں ایک ہی عورت پر عاشق ہوئے تھے، باپ دادا بھی سیاسی خریف تھے، یہ دشمنی وہاں سے شروع ہوئی، پھر خاندانی طور پر زمینی معاملات کے لیے مزید بڑھنے لگی، ان دو تک نہ رہی بلکہ انکی اولادوں تک منتقل ہوئی۔

ابتدا میں تو زمینی اور کچھ خاندانی عورت زاد سے جڑے نازک معاملات کے سبب عباس صاحب کی مسدور خاندان سے منہ ماری چلی آرہی تھی، اور یہ باپ دادا کی دشمنی نسل

در نسل منتقل ہو کر بہت سا نقصان کر چکی تھی، جبکہ اس سب کے پیش نظر عباس اور ہائمہ کی بیٹی نورے یلدرم کو مسدور خاندان کے بیٹے دمیر مسدور سے محبت ہو گئی، اور چونکہ دونوں خاندان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے تو نورے نے گھر سے بھاگ جانے کا فیصلہ کر کے یہ پشتینی دشمنی مزید دہکا دی۔

عورت کا گھر سے بھاگنا ایک جرم اوپر سے دشمن خاندان کے وارث کے ساتھ بھاگنا دوسرا جرم، گواک خانہ جنگی چھڑی اور آپسی دونوں خاندانوں کی جھڑپ میں کئی قتل ہو گئے، دشمنی عورت زاد سے شروع ہو کر زمینی سے خاندانی

بن گئی۔ مسدور خاندان کے دو لوگ یعنی جمیل مسدور اور میران مسدور مارے گئے جبکہ یلدرم خاندان میں عباس سمیت انکا ایک بڑا بیٹا آزاد بھی قتل ہو گیا۔

یہاں سے دشمنی سنگین ہوئی اور دونوں خاندان ایک دوسرے کے خون کے مزید پیاسے ہو گئے۔

دشمنی کی جڑ ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ لوگ اپنی ناک اونچی کرنے کو اپنی اولاد وارنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔

جس عورت کے پیچھے یہ فساد شروع ہوا وہ تو معمہ بن کر رہ گئی، وہ کسے ملی یہ تو پتا نہ چلا پر اسکی وجہ سے دو خاندان ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے۔

یلدرم حویلی میں کئی سال پہلے تک وہ چاروں بہن بھائی بہت سکون سے رہتے تھے، لیکن نورے کے گھر سے بھاگنے نے سارا سکون برباد کیا، اس شادی نے دونوں خاندانوں کو پھر بپھرا دیا، قتل ہوئے، عباس اور آزاد کی موت ہائمہ خاتون سہہ نہ سکیں اور یوں پیچھے رہ چکے ان دو منہ بولے بھائیوں پر سے باپ کے بعد ماں کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ ابراہیم اور اسماعیل نے اسکے بعد مسدور خاندان سے دشمنی تب ختم کی

جب نورے اپنے شوہر کے ساتھ ایک کار حادثے میں اچانک مر گئی اور ایدانام کی دو سالا بچی چھوڑ گئی۔ اس بچی کو اسکے ددھیال کے سپرد کرے دونوں منہ بولے بھائیوں نے مسدور خاندان سے دشمنی ختم کر دی اور تمام تعلق بھی لیکن وہ کیا جانتے تھے تاریخ ہمیشہ خود کو دہراتی ہے۔

وقت گزرنے لگا، جہاں اسماعیل یلدرم اور انکی زوجہ فاطمہ کو اللہ نے دو بیٹوں باران اور عالیان سے نوازا ہوا تھا وہیں ابراہیم اور انکی زوجہ عزیزے کو بس اللہ نے ایک بیٹی عیشاء دی تھی۔

خوشی اور سکون کا وجود قائم ہونے لگا، دونوں خاندانوں کی دشمنی بظاہر لاتعلقی کے پردے میں آکر ختم ہوگئی کیونکہ دونوں نے اپنے اپنے خاندان کے دو دو قیمتی لوگ کھو دیے مگر ابراہیم اور اسماعیل کو علم نہ تھا کہ جس اولاد کے سکون کے لیے ان دونوں بھائیوں نے بابا اور آزاد کے قاتلوں کو بخش دیا تھا وہی اولاد پر نکلتے ہی انکے سروں میں خاک ڈالے گی، یہ خاک عیشاء اور باران نے مل کر ڈالی پر زیادہ قصوروار عیشاء تھی۔

باران تو اٹھارہ سال کی عمر میں ہی جرمنی چلا گیا تھا، پڑھنے، وہ انتہائی ذہین تھا کہ Bremen کی بہت بڑی

میڈیکل یونیورسٹی نے اسے خود ایڈمیشن آفر کیا، وہ تو فاطمہ ماں کی بیماری کا سنے تین سال بعد انقرہ لوٹا تھا جب اس پر وہ قیامت ٹوٹی۔

وہ بھیانک تھی، وہ قیامت کے دن تھے، وہ اب بھی اکیلے بیٹھ کر سوچتا تو اپنا قصور فرار ہونے کے باوجود کہیں نہ ملتا، کوئی نہیں جانتا تھا کہ باران نے توران مسدور (برہان مسدور کا بیٹا) کو انقرہ سے Bremen بلا کر اریسٹ کیوں کروایا، وہ بھی اتنی لمبی سزا؟ کیا کچھ ایسے راز بھی تھے جو صرف باران یلدرم کے سینے میں دفن تھے، کیا آدھی سچائی عیشاء اپنے دل میں چھپا کر جان بوجھ کر کھو گئی تھی؟ یہ تو

کوئی نہیں جانتا تھا مگر اتنا طے تھا، جو لگ رہا تھا حقیقت اس کے برعکس تھی۔

.._____..

"تیسری بار بھیجا ہے میڈ کو۔ تم کھانا کھانے کیوں نہیں آرہی۔ اور آکیڈمی سے کال آئی تم وہاں بھی نہیں گی۔ Association کا ایونٹ بھی مس کر دیا۔ ایسا کیا کہا اسماعیل بھائی نے کہ تم صبح سے اس خوشبو خانے میں بند ہو؟"

عزیزے نے کتھئی رنگ کا پرانا سا دروازہ کھولے اندر جھانکا تو داخل ہوتے ہی خوشبو کا بہت شدید جھونکا انکی سانسوں میں اترا، یہ چھوٹا سا خوشبو خانہ نہیں بلکہ دِلارہ کی دنیا تھی، وہ پرفیومز بناتی تھی، اسکی ہر پرفیوم میں lavender موجود ہوتا، وہ مختلف پھولوں کا آئل نکالتی پھر انھیں عطر، خوشبو اور پرفیوم میں بدلتی تبھی دِلارہ سے ہمیشہ lavender کی خوشبو آیا کرتی کیونکہ اسکے دن میں دو سے چار گھنٹے یہیں گزرتے تھے۔

وہ بے حد حسین کئی شیلفوں والا کمرہ تھا جہاں قطار کے ساتھ چھوٹے چھوٹے شیشے کے جار پڑے تھے، دِلارہ نہ

صرف پھولوں کو استعمال کرتی بلکہ میٹھے مصالحے، جڑی بوٹیاں، پتے اور پھل بھی استعمال کرتی، اسکی بنائی خوشبو نہ بہت تیز ہوتی نہ بہت مدھم بلکہ تادیر جسم سے پھوٹتی، وہ عود اور اگروڈ کا بھی شوقیہ استعمال کرتی۔ اسکی ایک چھوٹی سی پرفیوم کئی ہزار لیرا میں بکتی تھی۔

عزیزے کا غصہ جیسے یکدم شانت ہوا، اپنی خوشبو کی دیوی کو دیکھتے وہ قریب آئیں جہاں وہ منہمک سے انداز میں گلابی گلاب کی پتیوں کو بوائل کرے اسکے پانی کو چھاننے میں مگن تھی، کئی بار گرم کرنے اور چھاننے کا یہ عمل گھنٹوں لیتا تب جا کر دِلارہ کی مطلوبہ چیز یا فلیور ملتا۔

"وہ آرہا ہے یہی سوچ کر آج جشن منا رہی ہوں۔ فائنلی میرے دل کی آگ اسے تکلیف میں دیکھ کر ٹھنڈی ہو گی۔ ویسے بھی ناپسند لوگوں سے مل کر میرا موڈ کام کاج والا نہیں رہتا۔ بھوک پیاس اڑی محسوس ہوئی تو میں یہاں آگئی۔ آپ میری نئی خوشبو ٹرائے کریں گی بی؟"

وہ اب بھی اپنے کام میں منہمک تھی، عزیزے نے شفقت سے دِلارہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"میرے آنگن کی خوشبو تو تم ہو بچہ، لیکن بھوکا پیاسا رہنا جشن کی توھین ہوا۔ آو میرے ساتھ کھانا کھاو۔ پھر کرتی رہنا یہ سب"

عزیزے کی خفگی اپنی گڑیا کو دیکھے رفو چکر ہوئی، دِلارہ نے چہرہ اٹھائے بی کو دیکھا۔

"پلیز بی، مجھے یہ کام مکمل کرنے دیں۔ جب بھوک لگی میں کھالوں گی۔ آپ ڈنر کر کے سو جائیں تھکی ہوں گی۔ میری فکر نہ کریں"

دِلارہ نے انکو مطمئین کیا پر وہ نہ ہوتے وہیں رکی دِلارہ کو دیکھنے لگیں۔

"مجھے پتا ہے تم تکلیف میں ہو، بی کی بازو اور سینہ حاضر ہے"

وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھے تکلیف دہ لہجے میں بولیں تو دِلارہ خوبصورت مسکرائی اور اس نے اپنی گرے آنکھیں اٹھا کر عزیزے کو دیکھا، وہ جب جب ایسے دیکھتی، عزیزے سے سانس بھرنا محال ہوتا، اسکی معصوم آنکھیں اور انکے گوشوں تک پھیلا درد انھیں اپنی بیٹی کی بے رحمی اور شوہر کے ظلم یاد دلاتی۔

"تکلیف میں تھی پر اب نہیں، دیکھیں میرے ہاتھ ان کاموں میں کتنے ماہر ہیں۔ یہ چلتے ہیں تو تکلیف دکھ زائل ہوتا ہے۔ ویسے بھی بی میں خوشبو خانے کی ملکہ ہوں اور

Queen never Cry"

وہ مسکراتی تو بی کا یہ اداس گھر جینے لیتا، سانس لیتا، وہ دِلارہ کی مسکراہٹ سے سج جاتا۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، سائے کی طرح۔ تمہارے مشکل دنوں میں بھی اور آسانیوں کے لمحوں میں بھی۔"

وہ جھک کر دِلارہ کا سر چومتے اسکی آنکھوں میں جھانک کر اسے اپنے ہمہ وقت ساتھ ہونے کا اکثر یقین دلاتیں تاکہ وہ بچی دنیا میں خود کو تنہا اور لاورث نہ سمجھے۔

"بی مجھے ایمو شنل نہ کریں، میں پتھر دل ہی سجتی ہوں۔ جائیں یار مجھے یہ کام مکمل کرنے دیں"

وہ محبت ولا ڈبڑھتے ہی نانی جان کو روک دیتی، اسے محبت و جذبات سنبھالنے سے ڈر لگتا تھا، اسے لگاو سے خوف آتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جب بھوک لگے تو کھانا گرم کر لینا۔ ٹھنڈا مت کھانے بیٹھ جانا۔ ہمیشہ گلا خراب کر لیتی ہو۔ اور یہ ٹوپی پہنو۔ تمہارے اس خوشبو خانے میں اتنا پیارا آتش دان ہے۔ اسے دہکایا کرو ناں، کتنی ٹھنڈ ہو رہی ہے یہاں۔۔۔۔"

عزیزے نے اسے ہدایات کرنے کے ساتھ دیوار گیر سے لگی گرم ٹوپی اتار کر اپنی لاڈلی کو پہنائی جبکہ ابھی وہ تھکی تھیں تو ہمت نہ ہوئی مہارانی کو لکڑیاں بھی سلگا دیں تو پیار سے ڈانٹتے احساس دلا دیا، وہ دھیما سا مسکرائی۔

"میرے دہکے دل کے آگے اس سرد موسم کی مجال نہیں مجھے ٹھنڈک پہنچا سکے۔ آپ چل کریں اور سو جائیں۔"

عزیزے نے دروازے کی طرف بڑھتے، نواسی کی خود کلامی کے طرز کی بات پر رک کر اسے دیکھا وہ اپنے کام میں واپس منہمک ہو چکی تھی۔

"میں بہت پیار کرتی ہوں تم سے دِلارہ"

وہ مسکرا کر بیٹھے بیٹھے پیچھے گردن گما کر پلٹی۔

"اور عیشاء سے؟"

ہمیشہ کا پوچھا اس بچی کا سوال عزیزے کی آنکھیں نمدیدہ کرتا۔

"اس نے یہ حق خود کھو دیا بہت سالوں پہلے۔ میری ساری محبت بس تمہارے لیے"

ان کی آنکھیں دھندلائیں اور دِلارہ کے ہونٹ فاتحانہ مسکرائے، جیسے میدان جنگ میں کسی سپہ سالار کو بنا لڑے

ہی جیت مل گئی ہو، وہ گئیں تو دِلارہ نے واپس اس محلول کو ابالنے کو رکھا، اسکے خوشبو خانے میں کئی پھولوں سے نکلا ایسنس اور آئل موجود تھا، وہ سونے سے پہلے ہمیشہ یہاں آتی، اسکی نیند تھکاوٹ سے مشروط تھی، جب تک وہ تھک نہ جائے سو نہ پاتی تھی اور دِلارہ نے اپنی زندگی کو اتنا مصروف تبھی کیا تھا تاکہ وہ تھک ہار کر نیند لے سکے، جبکہ دوسری جانب Bremen کا وقت انقرہ کے وقت سے دو گھنٹے پیچھے تھا۔

وہ ہوسپٹل سے فری ہوتے ہی سیدھا جیم جاتا تھا، عام دنوں میں اسکا ورک اوٹ ٹائم گھنٹہ ہوتا پر آج وہ دو گھنٹوں سے

وہاں موجود تھا، اندر جو آگ لگی اسکا دھواں اگلنے تک وہ خود کو بے قابو چھوڑ تا تب جا کر سانس لے پاتا، وہ ہجوم کا محتاج۔ اسکے آس پاس دنیا کی ساری رونق۔ اکیلے پن سے خوف کھانے والا گھر سے دن کے سویرے میں بھی دو گارڈز کے ہمراہ نکلتا تھا، اسے لگتا تھا وہ جب تک کسی کے آس پاس ہے بس تب تک زندہ ہے، اندھیرا، تنہائی اور اکیلا پن اسے کسی بھی وقت مار ڈالے گا، وہ جرمنی کے شہر Bremen میں شاندار ولا کا مالک تھا، اسکے پاس دنیا کی ہر آسائش تھی، وہ کامیاب تھا،، بہترین نیوروسرجن کے ساتھ وہ جرمن پولیس کا فسٹ ہینڈ بھی تھا، بہت سے کیسیز

میں ایز آہوبی مدد کی ہامی بھر تا کیونکہ اکثر فراغت کے دنوں میں اسکے اندر کا جاسوس انگڑائیاں لیتا، اسے اپنی زندگی سے شکوے نہ تھے پر آج ہوا، عالیان کی کال کے بعد سے اسکے اندر اک آگ دہک رہی تھی، جسکا دھواں اسکے اندر بھر کر اسکا حلق گھوٹ رہا تھا۔

وہ دو مختلف عمروں، تکلیفوں اور حادثوں سے گزرے جنونی اور سر پھرے لوگ تھے۔ دونوں کا تکلیف زائل کرنے کا انداز الگ اور عاشقانہ تھا۔

وہ سینتیس سالا آدمی اپنا سارا غصہ اور نفرت سخت سردی میں پنچنگ بیگ پر نکال رہا تھا اور وہ سترہ سال کی لڑکی اپنے "خوشبو خانے" میں گلابی پھولوں کا پرفیوم بنا رہی تھی۔

وہ دونوں اکیلے میں اپنے مزاج کے برعکس بن جاتے، وہ جو پر تحمل تھا، وہ بپھرا طوفان بن جاتا اور وہ جو طوفان تھی، اک ٹھہری ساحل کی موج میں بدل جاتی۔ اور جب یہ ملتے تو جانتے ہو کیا ہوتا، اک نیا موسم جنم لیتا، شدید خوبصورت تسخیر کیا گیا راز موسم!

وہ اپنا کام ختم کرے اسی cardigan سوئٹر سے خود کو لپیٹے بال سنوارتی، خوشبو لگائے باہر نکلی، سیاہ آسمان کی چادر کی

گود میں چمکتا سنہری چاند اسے متاثر نہ کرتا، لوگوں کو سفید دیکھائی دیتے ستارے دِلارہ کو بے رنگ زرے لگتے، وہ لان سے گزرتی گھر کا دروازہ کھولے باہر آئی، سیدھی دو طرفہ سڑک کی طرف چل پڑی، ہر طرف ہو کا عالم تھا، سخت سردی کی رات کوئی زی روح گھر سے یا آشیانے سے نکلنے کا سوچتا بھی نہ اور وہ وہ سج سنور کر اکیلی سنسان راتوں میں ٹہلتی تھی، اسکی زندگی نے اس کے ساتھ اتنا کچھ ناجائز کر دیا کہ اب اسے اپنے زندگی، عزت اور سانس کے ضیاع کا ڈر نہ رہا تھا۔ وہ اکیلے پن کی شوقین، اسے لگتا تھا اسے دنیا عنقریب نگل جائے گی۔

آج اسکے پاس ٹہلنے اور بہت سے لائحہ عمل ترتیب دینے کے لیے بہت سی سوچیں تھیں اور ممکن تھا وہ ٹہلتی رہتی اور یونہی رات کی سیاہ چادر، سفید غلاف میں ڈوب جاتی۔

اسکی راتیں ایسی ہی سیاہ تھیں، اکیلی، مشقت بھری، بے خوف، مسافرانہ، وہ اندھیرے سے نہیں ڈرتی تھی بلکہ اندھیرا اس سے خوف کھاتا تھا۔

.._____..

انقرہ میں اک سیاہ رات کٹ چکی تھی۔ یہ رات بہت سوں پر بھاری گزری تھی، یہ عالی شان مسدور حویلی کا منظر تھا جو

انقرہ کی سرزمین پر ایک خوبصورت عمارت گردانی جاسکتی تھی، مسدور خاندان کی روایات اور انکے اصول بہت سخت تھے، انکے فیصلے پتھر پر لکیر ہوتے، پر ان ظالموں کے بیچ وہ پھول سی لڑکی واحد مظلوم فرد تھی جسے صبح پرندے جگانے آتے، جسکی اداسی پوری صبح کو دلسوز کر دیتی، جسکے کمرے میں جھانکتی سورج کی پہلی گرم کرن بھی افسردہ لگتی۔

وہ اس پوری حویلی میں واحد مظلوم فرد تھی، ایداد میر جسے ناکردہ گناہوں کی سزا مل رہی تھی، جسکی دادی اسے اپنے بیٹے دمیر کی نافرمانی، دشمن خاندان کی بھاگی عورت کی بیٹی ہونے کی، اور بیٹے میران کے ساتھ اپنے سر کے سائیں

جمیل یلدرم کے قتل کی اکھٹی سزا دے کر ایک لالچی اور بدنام زمانہ شخص کے حوالے کر رہی تھیں، شاید وہ ایک ناپسند وجود کی پرورش کر کے عاجز آچکی تھیں

اور یہ بوجھ اتارنا اب ناگزیر تھا۔

گل اور جمیل مسدور کی چار اولادوں میں سے برہان مسدور اور نازلی مسدور بچے تھے، دمیر اور میران کے علاوہ جمیل مسدور کی قبریں، اس حویلی کے بڑے خسارے اور دکھ تھے، نازلی غیر شادی شدہ اور اس گھر کی ایک اور کنواری نحوست تھی جس نے اس دشمنی کو بڑھاوا دینے میں بھی بڑا کردار نبھار کھا تھا پر ابھی اسکا ذکر بعد میں سہی۔

برہان شادی شدہ تھے، المیرا انکی زوجہ تھی اور اللہ نے ایک ہی بیٹا توران دیا جو جرمنی میں قید تھا وہ بھی مسدور خاندان کے مفرور بیٹے کی وجہ سے۔

اک بے ضرر دشمنی نے دونوں حویلوں کو سنسنان کر دیا تھا، سوگواری رائج کر دی تھی۔

ایدا آج بہت زیادہ اداس تھی، ناشتے کی میز پر آئی تو گل، نازلی اور المیرا ہی ناشتے پر موجود تھے، برہان اپنے دفتر جا چکے تھے۔

"مہمت بچے کی خواہش ہے تم جاب نہ چھوڑو۔ اسے گھر بیٹھی عورتیں پسند نہیں تو ریزائن دینے کی ضرورت نہیں۔ ناشتہ کرو اور نکلو"

گل خانم نے اسے آتے دیکھ کر سرد مہری سے کہا جس پر ایدا نے کرب بھری نگاہ پہلے دادی جان پر ڈالی پھر نازلی پھپھو اور پھر المیرا تائی جان پر، وہ دونوں عورتیں، گل خانم کے حکم کی پابند تھیں۔

"پر۔۔۔"

ایدا نے تایا جان کو نا پاتے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرنا چاہا پر گل خانم نے اسے ایسے اچٹتی نگاہوں سے دیکھا کہ ایدا کی سانس تک سوکھ گئی۔

"ہمارے کہے پر اعتراض کرے گی تو لڑکی۔؟ ہم جو کہہ دیں وہی پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔"

گل خانم کی خشونت بھری آواز پر ایدا نے بے بسی سے سر ہلایا اور واپس انہی قدموں لوٹ گئی، نازلی نے والدہ جان کی جانب دیکھتے آنکھوں میں رحم طلبی بھری، المیرا بھی دکھی ہوئی، ایک اولاد دی اللہ نے وہ بھی دشمنوں کے چنگل میں جا پھنسی اور وہ ایدا کو بھی نہ بچا پا رہی تھیں۔

"وہ معصوم ہے، اسے ظالموں کی بھینٹ نہ چڑھائیں

والدہ۔ دمیر بھائی اور نورے نے جو کیا اس میں ایدا کا کیا قصور۔ کسی کو اسکی محبت نہیں ملی تو گھر کی اس آخری بیٹی کو تو بچالیں۔ کیا میری بربادی سے سبق نہیں لیں گی آپ؟ آزاد سے محبت کی تھی اور آپ نے اسے مروادیا اور بدلے میں ان لوگوں نے میران بھائی کو"

نازلی نے بہت ہمت کرے گل خانم سے بات کی پر وہ آگے سے نفرت انگیز انداز میں پھنکاریں کہ انھیں بیٹی سے بھی نفرت تھی تو نافرمان اولاد کی اولاد کیسے قبول ہوتی۔

"تم نے اس خاندان کا وارث مروادیا بدبخت! تم جیسیوں سے چھٹکارہ جتنی جلدی ممکن ہے پالینا چاہیے۔ میرا بس چلے تو میں تم جیسی نحوست کو بھی یہاں سے چلتا کروں پر بس نہیں چلتا، تمہیں جنم دیا ہے منحوس ماری۔ لیکن اس سے پہلے یہ ایدا بھی کوئی تم سا گل کھلائے۔ اسے روانہ کرنا ہی بہتر ہے بہت عمر ہو گئی ویسے بھی۔ اور تمہیں ہم نے مسدور حویلی کے وارث کو نگل لینے پر بھی اگر یہاں پناہ دی ہے تو اپنی چونچ بند رکھ کر اسے ہمارا احسان سمجھو۔ دوبارہ اگر تم ایدا کے معاملے میں بولی تو گلا دبا دوں

گی تمہارا۔ المیرا سمجھالے اسے۔ اسکے مشورے اب اسکی ماں کو قبر میں گاڑیں گے"

گل خانم نے اسے حقارت سے وارننگ دی اور اپنے جلال و دبدبے کے سنگ میز پیٹے اٹھ کر وہاں سے چلی گئیں جبکہ نازلی کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو کر رہ گئیں، المیرا نے اداس ہوتے نازلی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، ہاں دونوں خاندانوں کی دشمنی کی ایک وجہ نازلی مسدور ہی تھی پر وہ جو کچھ کر بیٹھی تھی اب سو پاک پانیوں سے بھی دھل جاتی، اپنا وقار اور عزت واپس نہ پا سکتی تھی، کیونکہ یہ دونوں خاندان ہی محبت کرنے والوں کے دشمن تھے۔

لیکن ایدا کو وہ بچانے کی خواہش مند ضرور تھی، ایدا نے کچھ دیر رو دھو کر اپنی بے بسی کا ماتم منایا اور پھر آفس کے لیے ریڈی ہوتی وہ باہر آئی۔

ڈرائیور ہی اسے چھوڑنے اور لانے جاتا کیونکہ اس حویلی میں عورت ذات پر اعتبار کا رواج نہ تھا۔

وہ بہت بھاری دل سے گاڑی میں بیٹھی، دل تو جاب کیا دنیا چھوڑنے پر آمادہ تھا پر بے بسی ایسی کہ ایدا دمیر وہ سانسیں بھر رہی تھی جو اسے کانٹے کی طرح چبھن دے رہی تھیں۔

یہی کیفیت تو عالیان یلدرم کی تھی، اسکی راتیں کانٹوں پر ابھی سے گزرنے لگی تھیں، جیسے جیسے ایدا کی شادی قریب آتی وہ تو ختم ہی ہو جاتا پر حوصلہ مند و صابر ایسا کہ اب تک ڈٹا ہوا تھا۔

کہ ایدا کو اس بات کا احساس نہ دلائے گا کہ وہ آٹھائیس سال کی لڑکی اس چالیس سالا عالیان یلدرم کی سانس کہلاتی ہے۔

وہ بابا سے نالاں تھا تبھی ناشتہ کیے بنا کمپنی نکل گیا، شاید جب حالات ہمارے مطابق نہ ہوں تو ہم چلتی ہوا تک سے بھی الجھ پڑتے ہیں۔

پھر ایدا کی صورت اسے خبس بھری زندگی میں کچھ
تروتازگی ملتی پر اب تو وہ بھی نہ رہی جب سے پتا چلا تھا اس
لڑکی کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔

"مجھے تو لگا تھا آج تمہارا ریزائن آئے گا ایدا، کیا جاب جاری
رکھو گی"

عالیان یلدرم نے ریزائن کی جگہ ایدا کی ون ویک لیو پر اسکی
جانب دیکھے بنا پوچھا پر وہ سن نہ سکی، اسکی نظر عالیان کے
ہاتھوں کی لرزش پر تھی، وہ اداس سی، پر ملال سی سادہ سے
جامنی ٹھنوں تک ڈریس میں ملبوس تھی اور اوپر ڈینم جیکٹ
جما کر آج تو کھلے بال بھی باندھ رکھے تھے، وہ بلاشبہ عالیان

یلدرم کے ساتھ شان سے سجنے کی اہل تھی، جس قدر وہ پر وقار اور شاندار شخصیت رکھتا، ایدا کی دلکشی اس سے دگنی تھی۔

"کچھ پوچھا ہے؟"

اس نے خاموشی محسوس کرے خود کو سنبھالے سر اٹھا کر ایدا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میرے فینا سے چاہتے ہیں میں جاب نہ چھوڑوں۔ انھیں جاب کرتی لڑکی ہی چاہیے تھی۔ اس لیے لیو لے رہی ہوں"

ایدا نے ہوش سا سنبھالتے جلدی سے جواب دیا، وہ تبھی اسے نہیں دیکھتا تھا کہ پھر دل کم پر راضی نہ ہوتا، اور وہ ایسا کوئی حق نہ رکھتا تھا کہ اسے جی بھر کر دیکھ سکے۔

"گڈ، تو اسکے ساتھ شادی کا کارڈ بھی ہونا چاہیے تھا پھر"

وہ نرم سا مسکرایا۔

"آپ آئیں گے؟"

ایدا کی آنکھیں یوں مسکرائیں جیسے وہ شخص اسکا اچھا موسم ہو۔

"ہاں ضرور۔ تمہیں پسند ہے اپنا فیانسے؟"

وہ دوستانہ انداز میں بولا۔

"پسند نہیں پوچھتے ہمارے خاندان میں۔ بس بیٹی کا بوجھ اتار دیتے ہیں۔ جہاں جگہ یا موقع ملے"

وہ بے بسی سے سر جھکا گئی تو عالیان کا دل اسکے لیے تڑپ اٹھا تھا۔

"میں کارڈ بھیج دوں گی"

اپنی بات کی کڑواہٹ اور تکلیف خود ہی پیتے وہ بات بدل کر نرم سا مسکرا دی۔

"اگر تمہیں اس شادی سے اعتراض ہے تو اپنے ساتھ زبردستی مت کروایدا۔ تم کہو تو میں کچھ کروں؟ یا بابا کو کہوں۔۔۔"

اس سے پہلے وہ آخری جملہ پورا کرتا، ایدا نے فوراً ڈرتے ہوئے نفی میں گردن گمائی، وہ پھر سے قتل وغارت کروانا نہیں چاہتی تھی، اب تو وہ آہٹوں سے بھی خوف کھاتی تھی۔

"نہیں پلیز، مجھے کوئی اعتراض نہیں اس شادی سے۔ آپ کچھ مت کہیں۔ اگر دادی جان کو پتا چلا میرا آپ سے رابطہ ہے تو مار ڈالیں گی مجھے۔ یہ تو ہماری یہاں اتفاقاً ملاقات ہو

گئی دو سال پہلے ورنہ یقین کریں مجھے آپ سے نہیں ملنا تھا۔ مجھے اپنے ننھیال اور ددھیال میں سے کوئی اچھا نہیں لگتا، یا یہ کہہ لیں کوئی میرے حق میں بہتر نہیں۔ آپ میرے باس کے ناطے آجایئے گا میری شادی میں"

وہ اس قدر خوفزدہ تھی کہ عالیان کا دل دکھی ہوا کہ کاش وہ اس ڈر اور ہراس میں جیتی ایدا کو ان حالات سے نکال لے۔

"لیکن میں تو تمہارا دوست بن کر آنا چاہتا تھا ایدا"

وہ کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ وہ اسکی آسانیاں بن کر اسکی زندگی میں آنا چاہتا ہے، یہ کیا کہہ دیا اس نے کہ ایدا کتنی دیر عالیان یلدرم پر سے نگاہیں نہ پھیر سکی۔

"دوست دشمن بنانے کی بھی اجازت نہیں مجھے، لیکن میں خوش ہوں اس جہنم خانے سے بہت جلد نکل جاوں گی۔ شاید نئی ملنے والی فیملی میرے اپنوں سے قدرے بہتر اور مہربان نکل آئے"

وہ یہ شکائیت عالیان سے بھی کر رہی تھی، اگر اسکی دادی ظالم تھی تو ننھیال والے کونسا پاک پانیوں سے دھلے تھے، ایدا دمیر کی ایسی ڈری ذات کی وجہ اسکی گھر سے بھاگی

ماں، اسکا باپ، اسکا ہر رشتہ دار تھا جس نے اسے جیتے جی ایک چیز سمجھا۔

"ہاں تمہاری یہ امید کبھی نہ ٹوٹے۔ تم مجھے اس کا ایڈریس دے سکتی ہو؟"

عالیان نے واپس نظریں ہٹالیں، وہ سادہ سی لڑکی اسے برا پچھاڑ کر رکھ گئی تھی، اس وقت اس شخص کے دل کی حالت کچلی اور مسلی سے بھی بدتر تھی۔

"کس کا؟"

ایدا جاتے جاتے رکی اور ڈرے لہجے میں پوچھا۔

"فیانسے کا؟"

عالیان سے یہ دو لفظ ادا کرنے دو بھر ہوئے۔

"کیا کرنا ہے آپ نے؟"

وہ گھبرائے لہجے میں بولی تو عالیان نے واپس ایدا کی جانب دیکھا، وہ سانس روکے، بے جان انداز میں جواب کی منتظر تھی۔

"تسلی کرواتا ہوں کہ وہ اس لائق ہے بھی یا نہیں۔ وہ تمہارے قابل نہ ہوا تو میں سوچتا ہوں پھر کیا بہتر ہے"

عالیان کے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی تھی، وہ اپنی رولنگ چیئر سے اٹھا اور ٹیبل کی گلاس سطح پر سے اپنا فون اٹھایا، ایدا اسکی طرف زرا قریب آئی، اسکا چہرہ زرد یوں میں ڈھل گیا کہ عالیان نے کیا کہا ہے۔

"کیا مطلب؟ کیا سوچیں گے؟ میری بہتری آپ کیوں سوچیں گے؟ جب آپکے بابا نے نہیں سوچی تھی بروقت۔ اب آپکے سوچنے سے میری زندگی میں کچھ نہیں سنورنے والا۔"

وہ اسکے راستے میں جرت و دلیری سے آئی، اس شخص کے راستے میں جس نے بہت حوصلے سے اپنے بکھرتے ضبط اور برداشت کو سمیٹ رکھا تھا کہ بھرم قائم رہیں۔

"بڑے غلطیاں اور کوتاہیاں کر دیں تو چھوٹوں کو بڑا بن کر انکی تلافی کرنی پڑتی ہے ایدا"

وہ یکدم اسے اپنا سائبان لگا پر وہ اس سائبان کے سائے سے گریزاں تھی۔

"یہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی بات نہیں۔ زیادتیوں کی ہے"

وہ متانت بھرے لہجے میں عالیان یلدرم کی سیاہ آنکھیں دیکھتی اس قدر آہستہ بولی کہ وہ بمشکل سن پایا، اسکی سیاہ آنکھیں مزید سیاہ ہونے لگیں۔

"تو پھر مکافات سہہ لیں گے۔ بابا اور ابراہیم تایا جان نے تم سے دستبرداری کس سفاکیت سے لی میں نہ جانتا ہوں نہ جاننے میں دلچسپی رکھتا ہوں۔ میں بس یہ جانتا ہوں تم ان سب کے بعد میری ذمہ داری ہو۔ مجھے تسلی ہو گئی تمہارے فیانسے کے لیے تو میں تمہاری شادی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالوں گا۔ جی لینا اپنی زندگی نئے اور مہربان لوگوں میں۔ تم

بھی سکھ ڈیزرو کرتی ہو۔ ہمیشہ کوئی کیسے ظالموں کے بیچ سروائیو کر سکتا ہے ایدادمیر!"

وہ اسے بہت کچھ جتانے سا کہہ کر دروازے کی طرف بڑھا تو ایدا جلدی سے کھڑے کھڑے پلٹی، وہ اسکے لفظوں کی بازگشت میں غرق بدحواس تھی جب وہ اسے سرسری سا دیکھتا ڈور کے قریب رکا، اسے باران کو ائیرپورٹ سے ریسیو کرنا تھا جو محترم پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے کی فلائیٹ لے کر انقرہ پہنچنے والے تھے۔

"میں نے آپکو کبھی ظالم نہیں سمجھا"

وہ اسے تکلیف میں محسوس کرے چپ نہ رہ سکی۔

"میں یہ ثابت کروں گا کہ بھلے دنیا کے لیے ظالم ہو بھی جاوں، تمہارے لیے نہ بن سکتا ہوں نہ اب مزید کسی کو تمہارے لیے بننے دوں گا۔ اکیلا مت سمجھنا خود کو ایدا۔ مجھے باران کو پک کرنا ہے۔ آجکی لیب میٹنگ تم دیکھو۔۔۔ ملتا ہوں"

وہ نرم لہجے میں اسے اپنی اجلت کی وجہ دیے باہر نکلا تو ایدا نے اذیت سے آنکھیں جھکا لیں، اسکی رخسار پر اک آنسو رینگا تھا، دل چاہا وہ عالیان کے پاس ہی رہ جائے، یا نورے کی طرح بھاگ جائے پر پھر وہ سارے بہتان سچ ہو جاتے جو

نورے کی بیٹی ہونے کے ناطے اس پر لگے تھے، ایدا نے اک بے قرار سانس کھینچی تھی، اور لگتا تھا وہ سانس اسکے دل کے کئی حصے چیڑ آئی تھی۔

.._____..

"بس ایک گھنٹے تک پہنچ جائے گا۔ میری شرط پوری ہو گئی۔ سترہ اٹھارہ سال بعد وہ لوٹ رہا ہے۔ اب تم بھی دل نرم کر کے میری بہو بننے کا ذہن بنالو۔ یہ سب اب سمیٹتے ہیں دِلارہ"

وہ فون، سپیکر پر ڈالے مزے سے ٹیرس پر کھڑی صبح کی سرد فضا میں کھڑی ٹھنڈک ان ہیل کرنے میں لگی سرور بھرا مسکرائی۔

"پہلے وہ میڈیکلی یہ پروو کرے گا کہ میں اسکی بیٹی نہیں۔ پوری برادری کے سامنے وہ رپورٹس پیش کرے گا۔ پھر اسے میری مما اور بابا کا نکاح نامہ سب کو دینا ہو گا جہاں سے مرضی لائے بھلے جہنم جائے آپکا وہ بیٹا یا کو قاف۔ اسکے بعد تو ران مسدور کو جرمنی کی بھیانک جیل سے آزادی دلانی ہو گی۔ پھر سوچوں گی بہو بننے کے بارے"

وہ سر اکڑائے اک برابری کا سودا کر رہی تھی، اسکے لہجے یا فیصلے میں رتی برابر لچک نہ تھی جو اسماعیل یلدرم محسوس کر چکے تھے تبھی انکی پیشانی شکن آلود نظر آئی۔

"جو نکاح نامہ عیشاء نہ دے سکی، اس کے بجائے اس نے باران پر بہتان لگانا بہتر سمجھا۔ وہ نکاح نامہ باران کہاں سے لائے گا؟ اور پھر دوسری بات توران ضرور اپنے کرتوتوں کے سبب وہاں پھنسا ہے۔ جرمنی باران کے باپ کا گھر نہیں کہ وہ توران کو رہائی دلوا سکتا ہے۔ رہی بات میڈیکل آپرووول کی تو یہ ہو جائے گا۔ اب تم بھی زرا لچک لاؤ اپنے

رویے میں۔ جو چیزیں پاسیبل ہی نہیں انکی ڈیمانڈ کر رہی ہو دِلارہ"

اسماعیل جو ناشتے میں مگن تھے، دِلارہ کی ڈیمانڈز پر انکے پسینے چھوٹ گئے پر وہ اپنے موقف پر پہاڑ سی ڈٹی تھی۔

"اسے دیکھ کر ہامی بھروں گی نکاح کی کہ وہ اس لائق بھی ہے یا نہیں اور میڈیکلی اپروول کے بعد میں نکاح تک کے لیے پوری راضی ہوں گی۔ اگر آپکو مجھ سے اپنے بچے کی مزید خوشیاں چاہیں تو ان کے لیے اگلی دو ڈیمانڈز ضروری ہیں۔ باقی آپ خود سوچ لیں بڑے بابا کہ آگے ہی آپکا وہ بچہ سینتیس کا ہے، کچھ اور سال میں بالوں میں سفیدی

اترنے لگے گی۔ آپ اسکی شادی کسی ایسی لڑکی سے کس دل سے کر سکتے ہیں جو اسے قبول تو کر لے پر تا عمر منہ بھی نہ لگانا پسند کرے؟"

وہ اپنے من پسند برینڈ کا سگریٹ سلگاتی اسماعیل یلدرم کا سینہ چیڑ گئی، ایسی سفاکیت وہ ایک سترہ سال کی بچی سے امید بھی نہ کر سکتے تھے، دِلارہ نے انکی صیحح معنوں میں بولتی ہی بند کر دی۔

"دِلارہ میں تمہیں خوشیاں اور سکھ دلوانا چاہتا ہوں۔ مرتبہ اور وقار۔ میں تمہیں اس حویلی کی عزت بنانا چاہتا ہوں۔ باران کی زندگی کا سب سے خاص حصہ۔ اس سب

میں تمہیں میری محبت و خلوص دیکھنا چاہیے، یہ کیسی خوفناک شرائط اور باتیں کر رہی ہو۔ تمہاری عمر میں تو لڑکیاں خوابوں خیالوں سے ہی باہر نہیں نکلتیں"

اسماعیل کا دل ٹھنڈا ٹھار پڑا یہ سوچ کر کہ اگر یہ سر پھری واقعی باران کی مزید تکلیف بنی تو وہ اب کی بار اپنے غلط اور بھیانک فیصلے کی بھرپائی کیسے کر پائیں گے، اب تو کندھے مزید بوجھ سہنے کی طاقت بھی کھو بیٹھے تھے۔

"میرے خواب خیال چھ سال کی عمر میں ہی مر کھپ گئے جب پہلی بار خود کے لیے ناجائز کا لفظ سنا تھا اور یہ کہ مجھے زندہ دفنانے کی کوشش میرے ہی نانا جان کر کے معرکہ

سر انجام دے چکے ہیں۔ اب میرے پاس خواب خیال
سوچنے کی اہلیت نہیں۔ میں چھ سال کی عمر میں ہی حقیقت
کی دلدل میں دھنسادی گئی تھی۔ اگر آپکو شرائط منظور ہیں
تو ٹھیک ورنہ مجھے آپکی دلائی عزت، مرتبہ اور وقار ہرگز
درکار نہیں۔ میں بنا کسی معاوضے کے خود کو ناپسند انسان
کے آگے پیش نہیں کرنے والی۔۔۔۔ اور میرے ماں باپ
کے بیچ کے جائز رشتے کا ثبوت اور میرے باپ کی اسکی فیملی
میں واپسی ہی دِلارہ پر حاکمیت کی قیمت ہے۔ یہ آپ اپنے
اس مفرور بیٹے کو اچھے سے سمجھا کر ہی نکاح کی پیشکش کے

لیے تشریف لائیے گا۔ آج کے لیے زہر کی ڈوز کافی ہوئی۔ آپکے بیٹے کے ویلکم کی تیاری کرنی ہے مجھے"

وہ حکم کرتی للکارتی شیرنی اپنی بات سمیٹ گئی اور بند ہوتی کال دیکھتے اسماعیل یلدرم اپنا سر تھام چکے تھے کہ ایسی شرطیں باران سننے کا روادار نہ تھا، مانی تو دور تھیں، اب دِلارہ کا ویلکم اگلی پریشانی تھی کہ پتا نہیں یہ سر پھری کیا کرنے والی ہے۔

جبکہ دِلارہ ابھی تو جینے والی تھی، اس نے سب سے خوبصورت لباس چنا، وہ پیروں تک جاتی بنا گھیرے والی ٹرکوزی فراک تھی جسکی آستینوں کے کناروں پر

ایلاسٹک انداز میں ڈیزائن تھا، اپنے لمبے ترین بال فریزی کرل کر کے چھوٹے چھوٹے پیش کیے، ہیلز اپنے نرم ملائم پیروں پر چڑھاتے وہ اپنے بڑے بڑے خوبصورت ہونٹوں کو ٹرکوزی رنگ کے لباس کے برعکس گلابی کرتی آئینے میں خود کو دیکھے فاتحانہ مسکرائی، اسکے ہونٹ پیدائشی سرخ رنگت کے تھے، یہ اسے پیدائشی تحفہ ملا تھا، جیسے پہاڑی سیب ہوں تبھی وہ زیادہ تر انکی خوبصورتی چھپانے کو پنک لپ ٹنٹ یوز کرتی۔

وہ بھلے سترہ ساڑھے سترہ سال کی تھی پر اسکا بھرا بھرا حسین فگر، چوڑے کندھے، اسکی سمارٹنس، اسکی دراز

قامتی، اسکے لمبے بال، اسکا خوبصورت معصوم چہرہ اور اس پر سونے پہ سہاگہ والی دھڑکنیں روک دیتی مسکراہٹ، وہ یوں سج کر بلاشبہ کسی کا بھی قتل کر سکتی تھی، اس میں ساری ادائیں اور غرور اپسراوں والا تھا، وہ آپسرائیں جو نسوانیت، ادا، لاج اور مرد ذات کو مبہوت کر دینے والی ہر خوبی سے لبریز ہوتی ہیں پر باخدا وہ ایسا دشمن کے لیے سجی تھی یہ سراسر قیامت خیز تھا، دشمن بھی وہ جو دِلارہ کے لیے دشمن جان بننے والا تھا۔

کسی کال پر وہ مسکرا کر فون تک پہنچی اور کال پک کی۔

آپکا مطلوبہ کیکٹس بکے تیار ہے دِلارہ میم"

وہ فون سے ابھرتی آواز پر سر اور اونچا کر گئی۔

"تھینکیو۔ اور دوسرا کام؟"

دِلارہ نے پر اعتماد لہجے میں پر اسراری کے سنگ استفسار کیا پر اگلے ہی لمحے دوسری جانب سے وہ کام ہونے کی خبر پر مزید سر اکڑا گئی پھر شکریہ کہہ کر کال کاٹی اور اپنے روم سے نکلی، عزیزے آج زرا جلدی کیئر ہاوس نکل گئی تھیں، کسی جانور کی سرجری تھی۔

دِلارہ اسکی منتظر تھی وہ بھی کیٹکٹس کے بکے کے ساتھ مگر وہ جانتی ہی نہ تھی وہ کانٹے دار پودا کسی نفرت یا

دشمنی، لسٹ، بیڈ لک کا اظہار نہیں بلکہ

warmth,unconditional, اور enduring love

کو ظاہر کرتا ہے، وہ تو اسے نفرت میں دینے والی تھی پر آہ

دِلارہ وہ تو پہلی ملاقات میں ہی کسی کا دل اپنے دل سے

باندھنے نکل پڑی تھی۔

.._____..

انقرہ کی ٹھنڈی سرزمین پر وہ لگ بھگ سترہ اٹھارہ سال بعد

واپس آیا تھا، یہ شہر آج بھی ویسا ہی تیز، بے لگام اور

مصروف تھا، ترکی کا کیپیٹل اور ترکی کے عین وسط میں

موجود ہونے کے باعث یہاں کی زندگی دوسرے شہروں

سے زیادہ تیز، الجھی اور پیچیدہ تھی، ہر فرد مانو کسی نہ کسی اجلت کا شکار معلوم ہوتا۔ استبول کے بعد انقرہ ترکی کا دوسرا بڑا شہر ہے جہاں ملک کی بڑی یونیورسٹیاں، گورنمنٹ آرگنائزیشنز اور امبیسیز موجود ہیں، یہ ترکی کا استبول کے بعد ماڈرن ترین شہر بھی کہلاتا ہے جو اپنے ولڈ وائیڈ کوزین کے لیے بھی مقبول ہے۔

باران یلدرم کی فلائیٹ ٹھیک صبح کے دس بجے Ankara Esenboğa Airport پر لینڈ کر چکی تھی اور عالیان دس منٹ پہلے پہنچ آیا تھا، ہاں کئی سال تک عالیان اور بابا سے بنا رابطہ وہ ان سے دور رہا اسکا حساب بہت کھل کر

ہونے والا تھا، عالیان سے باران نے پچھلے ماہ اسکی چالیسوں
برتھ ڈے پر رابطہ کیا وہ بھی جب باران کو ایک ایسی دماغی
بیماری ڈائگنوز ہوئی جس میں اسکی یاداشت کسی بھی وقت جا
سکتی تھی اور باران نے صرف اس ڈر سے عالیان سے رابطہ
کیا کہ اگر اسکی یاداشت جاتی ہے تو اسکے پاس کسی اپنے کا
نمبر یا رابطہ موجود ہو۔ کچھ سالوں پہلے باران کے ایک
ایکسیڈنٹ میں اسکے سر کا پچھلا حصہ پھٹ گیا جس سبب چھ
ماہ کے ٹرئٹمنٹ کے بیچ اسے دماغ کے قریب دو ہفتوں تک
انجکشن لگائے گئے، وہ انجکشن تب کے لیے تو سیو تھے مگر
حالیہ باران کی رپورٹس کے مطابق اسے Alzheimer's

disease یا Epilepsy ہونے کا خطرہ تھا، ورنہ وہ تو ساری عمر اسی فرار میں گزار دیتا لیکن قسمت کو کچھ اور منظور تھا، مقدر میں اس شخص کی مزید سزائیں درج تھیں جنکو سہنے کے لیے وہ واپس انقرہ آیا تھا۔

"تم سے کیا وعدہ توڑ دیا عیشاء، میری اپنی مجبوریاں مجھے واپس لے آئیں۔ میں بے نام و نشان مرنے سے ڈرتا ہوں، تمہاری طرح مزید گم رہنا میرے بس میں نہ تھا۔ ہم نے جو دِلارہ کے بچاو کے لیے مل کر کیا وہ ہمیشہ راز رہے گا۔ بلکل اس راز کی طرح کے تم کہاں ہو۔"

وہ باہر نکلا تو اسکی آنکھوں میں وہ ادھورا باقی سچ ہلکورتا نظر آیا جسکے وہ اور عیشاء رازدان تھے، وہ سچ سنور کر آیا تھا، اسکے نہ لباس پر شکن تھی نہ چہرے پر، وہ عالیان سے زیادہ خوبصورت تھا، وہ پروقار، دراز قامت، مضبوط اور بہادر تھا جس نے اک بہتان کا بوجھ کئی سال اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا، مجرم کو سزا دی تھی اور بے قصور کو بے موت مرنے سے بچا کر فرار کروادیا تھا، ہاں باران کی ہجرت زرا اجلت میں تھی پر عیشاء اس بچی کے قبر سے زندہ نکالے جانے کا یقین کرنے کے بعد فرار ہوئی تھی، جب اسے یقین ہو گیا کہ اب اسکی بیٹی پر باران یلدرم کے باپ کا ٹیگ

اسکی حفاظت کرلے گا۔ زندگی بڑی ظالم ہے، یہ کبھی کبھی ہمیں اتنا بے بس و مجبور کر دیتی ہے کہ ہم اپنی ہی کہانی میں خود کو ولن بنا کر نکل جاتے ہیں۔ وہ ولن نہ بنتے تو مجرم کو سلاخوں کے پیچھے کیسے دھکیل پاتے ؟۔

وہ انہی سوچوں میں تھا جب عالیان ٹھیک اسکے سامنے آکر رکا، اس نے باران کو ایک ماہ کے رابطے کے باوجود کہیں نہیں دیکھا تھا کیونکہ نہ تو باران کا کوئی سوشل اکاونٹ تھا نہ عالیان کے پاس کوئی اور ڈیٹیل، وہ دونوں جاندار آدمی تھے، کوئی بھی دیکھتا تو نظر لگا دیتا، وجاہت ختم تھی اس جوڑ

پر، وہ اتنی عمروں کے باوجود بے حد وجیہہ اور پر کشش تھے اور کامیاب بھی۔

دونوں کی آنکھیں بہت سے درد سوچے دفعتاً مرجھائیں۔

ہاں وہ دونوں بچھڑنے والی روحیں نہ تھے، وہ یک جان بھائی تھے پر اف یہ قسمت ہمیں وہاں وہاں گھسیٹتی ہے جہاں سے ہم گزرنا بھی پسند نہ کریں۔

"فرار کا فائدہ ہو گیا تمہیں چھوٹے، تم تو بہت خوش باش لگ رہے ہو۔"

عالیان کے لہجے میں خفیف سی اذیت تھی، وہ مسکرا رہا تھا پر باران نے بنا تکلف بھائی کے سینے لگ جانا ہی بہتر جواب سمجھا۔

"خوشی چہرے پر نہیں، دل کے اندر ہوتی ہے۔ وہ تو بیٹھا ہوا ہی محسوس ہو گا آپکو بھا۔ فیل کریں"

درد، جلن، اذیت اور ملال مل کر باران کا لہجہ بنا، جبکہ عالیان اسکے کہے سے متفق تھا، دل سست تھے، تھکے ماندے اور نڈھال۔

"میری فیل مری ہے یار، چلتے ہیں"

عالیان نے دور ہوتے ہی منہ پھیر کر پاس سے گزرنا چاہا جب باران نے اسکا بازو دبوچتے روک کر اپنے سامنے کیا۔

"کیا بابا کی طبعیت زیادہ خراب ہے بتائیں؟"

باران کے بھاری لہجے میں خراش آئی۔

"جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے پیارے بیٹے یوسف کی جدائی ملی تھی تو رو رو کر انکی آنکھیں سفید ہو گئیں، آنکھوں کی سیاہی چلی گئی۔ بینائی متاثر ہو گئی۔ وہ تو بہت نیک اور برگزیدہ ہستیاں تھیں پر ایک بیٹے کی جدائی گناہ گار باپ پر اسی شدت سے گراں گزرتی ہے جیسی

یعقوب پر یوسف کی گزری باران۔ لیکن تم نے یہ جدائی جان بوجھ کر دی، بابا کی تکلیف اس لیے کم دیکھائی دیتی ہے کہ انکو اپنے اندر کا حشر چھپانے کا ہنر ہے۔ قوی برداشت کے مالک ہیں پر تم نے ہماری برداشت کو توڑنے میں کمی نہیں چھوڑی۔"

باران کے چہرے پر شرمندگی نہیں تھی، وہ اپنے کیے میں برحق تھا، وہ برا ہو کر بھی بہت بھلا تھا۔

"میں ایک ہفتے کے لیے آیا ہوں۔ کوشش کروں گا انکو بہت سا ملوں"

باران نے نظریں سی چرائیں۔

"سترہ اٹھارہ سالوں کی کمی ایک ہفتے میں پوری کرنے والے لیجنڈ ہو پھر تم؟"

یہ سراسر طنز تھا، باران نے برا منانا ترک کرتے بس زرا برہم تاثر دیتے عالیان کو دیکھا۔

"باقی طنز کے تیر حویلی چل کر چلا لیجئے گا۔ چلیں؟"

وہ اکتائے بشر سے بھی زیادہ تپا تھا، جبکہ عالیان نے بھی تھکے ہارے بھائی کی مزید آزمائش نہ لیتے اسکا سامان ڈگی میں رکھتے گاڑی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

"میں ڈرائیو کروں؟"

باران نے اچنبھے سے پوچھا۔

"سب کام ایک ہفتہ تم ہی کرو گے۔ ایون تم سے
ڈرائیونگ، پیروں کی مالش، سر کا مساج اور اپنا کمرہ بھی
صاف کرواوں گا جس سے تمہیں ہمیشہ چڑ تھی"

عالیان نے راج ہنس سی گردن اکڑا کر حکم پر حکم صادر کیا تو
باران جو اس وقت بلیک میں جنٹل مین لگ رہا تھا، کاموں کی
فہرست پر ناگوار تاثرات لیے گھورا پر عالیان کی چپل کو بھی
پرواہ نہ تھی، وہ اسکی گھوری کو چنداں اہمیت نہ دیتا جا کر

پیسنجر سیٹ پر بیٹھ چکا تھا، جس کے بعد چاروناچار اتنی لمبی فلائیٹ کی تھکن لے کر آتے باران کو ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنی پڑی۔

"آپ نے کہا تھا تم آو تمہارا کچھ سوچتے ہیں۔اس سے کیا مطلب تھا بھا؟"

باران نے گاڑی روڈ پر ڈالتے ہی کریدتے پوچھا تو عالیان نے اسکی طرف سرسری دیکھا۔

"یہ پوچھو ابھی کہ بابا کا ہارٹ اٹیک سوئیر تو نہیں تھا۔وہ ٹھیک تو ہیں۔ تمہیں اپنی پڑ گئی؟"

عالیان اس پر چڑھ دوڑا۔

"آپ اتنے منہ پھٹ تو نہیں تھے۔کاٹ کھانے کو کیوں دوڑ رہے ہیں، پتا ہے ہارٹ اٹیک نہیں آیا بڑے مضبوط دل کے مالک ہیں اسماعیل یلدرم اس لیے وہی پوچھا ہے جو مجھے کھٹک رہا ہے۔"

وہ بھی لپٹی چپٹی کے بنا بدلحاظی سے بول پڑا۔

"تمہاری اور دِلارہ کی شادی کا سوچ رہے ہیں بابا"

باران کے ہاتھوں کو بریک لگی، عالیان یہ بمب پھوڑے بلا کا پر سکون تھا پر باران نے جب اپنی امبر آنکھیں پھیلا کر

اسے ڈراتے انداز میں دیکھا، عالیان بھی زرا فکر مند ہوا کہ یہ آدمی یہیں چیخنے نہ لگے یا پھر کسی درخت سے گاڑی نہ مار دے۔

"اس ٹڈی سے میری شادی جو ابھی زمین سے اگی بھی نہیں؟"

باران کو قلبی و دماغی جھٹکا لگا تبھی تو وہ بے اختیار احتجاج کرتا بڑبڑا اٹھا۔

"ٹڈی؟ تم کس بھول اور غلط فہمی میں ہو۔ وہ چلتا پھرتا انگارہ ہے۔ سترہ کی ہے پر ستائیس کی لگتی ہے۔ بابا بتا رہے

تھے باران کی ٹکر کی ہے۔ اوپر سے زبان اور اعتماد ایسا کہ شیطان بھی کلاسیز لیتا ہو گا۔ تم زبان دانتوں میں دے لو پر خبر دار اسے ٹڈی کہا۔ وہ ایک بھرپور آفت ہے برخوردار"

وہ جو غصے کی آخری حد پر تھا، بھا کی ایسی دماغ خراب کرتی تعریف پر چکرا کر رہ گیا، مطلب کیا وہ پیرالل یونیورس آ گیا تھا؟ یا پھر کئی سال کی نیند کے بعد جاگا تھا؟۔

خیر عالیان کے اس شگوفے کے بعد دونوں میں تادیر خاموشی چھائی رہی اور پھر یکدم ہی یلدرم حویلی سے ملحقہ سڑک پر گھر تک بچھے کانٹے دیکھ کر باران نے بروقت گاڑی کو بریک لگائی، دِلارہ ایک ورکر بوائے کے ساتھ کیکٹس

بکے لے کر کھڑی اسے کانٹے جھاڑ بکھرنے کو کہہ رہی تھی جب اپنے عقب میں ٹائرز کے چڑچڑانے کی آواز پر غیر مرئی نقطے کو دیکھے مسرور ہوئی۔

"یہ کس ناہنجار نے میرے استقبال میں پوری روڈ کانٹوں سے بھر رکھی ہے؟ کس کو نیا نیا پاگل پن کا دوڑا پڑا ہے انقرہ میں"

وہ گاڑی روکے بپھرا ہوا ڈور کھولتا باہر نکل کر چلایا اور اسی لمحے وہ جو پلٹ کر کھڑی تھی، بڑی ادا اور شان سے گھومی، اسکے لمبے بال لہرا کر اک مبہوت کرتا منظر پیش کر گئے۔

"وہی جسکی سانس سانس میں کانٹے بھرے تم سب نے۔ ایسا استقبال کرنے کی جرت دلارہ کے سوا کسی میں نہیں۔"

وہ کہہ کر جب تک اس کی جانب گھومی، دِلارہ کے چہرے کی پر اعتمادی کو گھبراہٹ، اور شاک کی کیفیت میں بدلتے لمحہ لگا۔

"دِلارہ ہو تو کیا ایسی فضول حرکتیں کرو گی؟ دیکھو پوری روڈ پر گند پھیلا رکھا ان کانٹوں اور سوکھی نوکیلی لکڑیوں سے"

وہ اسکے نام کا رشک اسکی آنکھوں میں دیکھے ناچاہتے ہوئے
بھی نرم پڑا، عالیان بھی ڈور کھولتا باہر نکل آیا تھا جسکو امید
تو دنگل کی تھی پر باہر کے حالات تو بڑے مختلف
تھے، دِلارہ تو ٹکٹکی باندھ کر باران یلدرم کو دیکھ رہی
تھی، وقت رک سا گیا تھا۔

وہ جو پلین بنا کر بیٹھی تھی کہ اس سینتیس سالا

جرمنی پلٹ مفرور کو "بڈھا"، "انکل" اور "سفید بالوں والا
ہاتھی" کہہ کر رشتے سے انکار کر دے گی۔ ایسا حسین و
جمیل اور لیڈیز کرش میٹریل بن کر آیا کہ یہ تینوں لفظ
دلارہ کے منہ میں دب کر رہ گئے فقط اسکے سوکھے، زرا سے

جلوے دیکھ کر ہی۔ لوگ عمر بڑھنے پر پرانے ہوتے ہیں، اور وہ کمینہ اور نکھر آیا تھا۔

زرا جو اس آدمی کے جسم پر اضافی فیٹ ہو، جس سے وہ سوچ پاتی وہ اس سے بہت بڑا ہے، نہ تو بالوں میں اک بھی سفید بال کی شراکت، چہرہ دِلارہ سے زیادہ گلوننگ اوپر سے باخدا وہ امبر آنکھیں جو دنیا پوری میں بس پانچ فیصد خوش قسمت لوگوں کے پاس ہی قدرت کے انعام کے طور پر آئی ہیں۔

"یہ اتنا حسین کیسے ہو سکتا ہے۔ روتا ہوا بہت عجیب اور گندا لگے گا۔ کچھ چہرے رونے کے لیے نہیں بنے ہوتے جیسے

دلارہ کا اور اسکا۔ اسے اتنا حسین اور پرفیکٹ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اللہ جی میں کیا کروں؟ کونسا اصول توڑ کر اسکی خوبصورتی کو خراج تحسین پیش کروں؟"

وہ مبہوت تھی، زیر اثر تھی، وہ باران یلدرم تھا، آنکھوں کے محور، انکی وجہ و سبب سب پرکھنے میں ماہر، دلچسپ تھا یوں نفرت کے رشتے سے جڑی اس چھوٹی سی آگ لڑکی کی نگاہوں میں سر تا پیر ہونا۔

"چلو اس بے قابو لڑکی کو قابو کرتا کوئی تو نظارہ دنیا میں دریافت ہوا۔ باران یلدرم کا منہ شریف"

عالیان کی زیرک نظروں سے دِلارہ کی بے قابو رغبت چھپی کہاں تھی تبھی تو موصوف چھوٹے کے کان میں گھسے۔

"مجھے دیکھنے کا بھی ٹیکس ہے۔"

اس سے پہلے باران خود ان گرے آنکھوں کے چنگل میں پھنستا، دِلارہ کو ہوش دلائی جس نے اپنا بکھرتا اعتماد بحال کرتے ہی اپنی آنکھوں سے چھلکتی پسندیدگی قابو کی اور وہ دونوں دنگ رہ گئے وہ اتنی سی عمر میں اتنی مہارت کہاں سے لے آئی۔

"اتنے تم حور پرے۔"

دلارہ نے اس لڑکے کے ہاتھ سے کیکٹس بکٹ لے کر واپس باران کو دیکھتے آنکھوں میں سلگتی ہوئی حدت بھری پر اب باران کی خفگی کو دلچسپی میں بدلتا ہر منظر دیکھ سکتا تھا۔

"یہ تمہارے لیے، Cactus Bouquet۔ مجھے تم سے نکاح کرنے میں کوئی اعتراض نہیں"

وہ اسکو زبردستی وہ کانٹے تھماتی بلا کی بے مروتی سی مڑنے لگی جب وہ صدمے سے باہر نکلا اور اسے پکار بیٹھا۔

"اوہ ہیلو تم سے نکاح کرے گا کون؟"

ایسے غرور کو تو باران یلدرم پیر تلے کچلنا پسند کرتا تھا پر ابھی وہ جانتا نہیں تھا کس سے پنگا لیا ہے۔

"تمہارے ابا خضور ہی مرے جا رہے مجھے بہو بنانے کو۔ بس ان پر ترس کھا رہی ہوں۔ ورنہ تم جیسی چیز سے نکاح کرنے سے بہتر ہے میں زہر کھالوں۔۔ میڈیکل پروو لانا مت بھولنا جب ابا جی کے ساتھ میرا ہاتھ مانگنے آو۔۔۔۔ سنو بھائی! یہ روڈ کلئیر کر دینا۔ آتی جاتی گاڑیوں کو خوامخواہ تکلیف اٹھانی پڑے گی"

دِلارہ نے اول جملے باران کی ناقص عقل میں گھسائے جبکہ آخری اس نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہے جس نے یہ روڈ ساری کانٹوں سے بھری تھی، وہ فرمابرداریٔ سے سر ہلا کر اپنے کام لگا جبکہ باران اور عالیان، یلدرم حویلی کے باہر کھڑے اس لڑکی کو جاتا دیکھنے کے بعد بے اختیار حیرت و بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"دیکھا۔ اب بھی ٹڈی کہو گے اسے؟ قیامت ہے یہ پوری"

عالیان نے باران کی سوچ بدلانے میں اکسا کر بھرپور حصہ ڈالا جبکہ باران تو ابھی بھی وہیں دیکھ رہا تھا جہاں وہ جا رہی تھی، پوری روڈ کو باپ کی ملکیت سمجھ کر، جبکہ سینے پر چبھن

محسوس ہونے پر باران ہوش میں آیا تو اسے ہول تب اٹھے
جب اس نے کیکٹس کے بوکے کو اپنے سینے سے لپٹایا
دیکھا، لاحول پڑتے اس بکے کو بے دردی سے زمین پر
مارتے مارتے وہ رک گیا، عالیان گاڑی میں بیٹھے اندر حویلی
میں گاڑی لے کر جا چکا تھا پر باران انہی کانٹوں پر تھم
گیا، گراتے گراتے اس نے دِلارہ کا یہ کڑوا تحفہ پھینکنے کا
ارادہ بدلا اور پلٹا مگر پھر سے گردن روڈ کی طرف گمائی جہاں
دِلارہ سڑک کنارے رک کر وہاں کچھ بچوں میں وہیں سے
خریدے بلون بانٹ رہی تھی اور اتنے دور سے بھی اسکی
مسکراہٹ کی ٹھنڈک باران یلدرم تک پہنچ رہی تھی، یکدم

اسکی امبر آنکھوں میں نرمی آئی جیسے کڑکتے سورج کے آگے سیاہ بادل آگئے ہوں، اسکے دل کی نرمی، اسکے مزاج کی برہمی پر حاوی ہوتی انقرہ کی اس خوبصورت صبح نے گواہ بن کر دیکھی تھی۔ اف زہے نصیب!

سب سے خوبصورت پتا کیا تھا کہ اداس کیکٹس جو کبھی روتا نہیں، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ سو سال تک روتا رہے تب بھی اسے بغل گیر کرنے والا کوئی نہیں، آج تاریخ بدل گئی۔ دِلارہ نے کیٹکٹس کی نسل پر احسان کر ڈالا تھا، اس پودے کو کسی نے گلے لگا کر سینے پر خراشیں ڈلوالی تھیں۔

اے روحِ من۔۔۔۔!!!

تم جانتے ہو تم میری روح کا جزوِ اعظم ہو،

جزوِ اعظم یعنی لازم و ملزوم حصہ !

قلبِ محرور کی حرارت میں، یکسوئی کے عالم میں تم دل کے نہاں خانوں میں چاروں اطراف غوطہ زن ہو۔۔۔

میرے دل کے زریں ورق پر تم پوری آب و تاب سے کنندہ ہو

تم فقط محبت ہو !!

.._____..

وہ کچن میں انٹر ہوا تو نظریں اسکی فون کی سکرین پر آئے ایدا کے میسج پر جمی تھیں، باران کو وہ عزیزے اور بابا کے سپرد کرے زرامیڈ کو کھانا لگانے کا کہنے آیا تھا، ایدا کا پیغام اوپن کیا جس میں اس نے اپنے فیانسے مہمت کا ایڈریس بھیجا ساتھ ایک پیغام بھی تھا۔

"میں گھر جا رہی ہوں، شادی کا کارڈ بھیج دوں گی عالیان سر۔ لیب میٹنگ دیکھ لی ہے۔ باقی کام سٹاف کو سمجھا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے آپ میری زندگی کو مزید مشکل نہیں بنائیں گے"

ایدا کا پیغام پڑھتے عالیان کی آنکھیں تکلیف سے جلنے لگیں۔

"یہ واقعی اتنی بے خبر ہے میرے جذبات سے؟ ایدا تم کارڈ بھیج کر تو دیکھو۔ اس آدمی کا جنازہ نہ اٹھوایا تو میرا نام عالیان یلدرم نہیں"

اپنے بے قابو عتاب کو جس طرح اس میسج کے بعد عالیان نے سنبھالا، اسکا جبر اسکے وجیہہ چہرے پر اتر آیا، میڈ کے استفسار پر وہ ہوش میں آتا

سر جھٹک کر فون پینٹ کی جیب میں دھنسا تا میڈ کو کچھ
باران کا پسندیدہ بنانے کی لسٹ تھمائے جب تک باہر
آیا، لاونج میں خاصی سرد مہری کا راج تھا، باران ان دونوں
کے سامنے کسی ربورٹ کی طرح بیٹھا تھا، کیکٹس کا بوکے
اس نے سٹنگ ہال کے بیچ و بیچ کسی تمغے کی طرح گلاس میز
پر سجا دیا تھا، تا کہ کوئی منہ نہ لگائے تو ایک بار پھر ان کانٹوں
سے لپٹ کر ہی دل ہلکا کر لے، اپنا بلیزر اتار کر وہ کاوچ پر
پھینکتا شرٹ کے کف لنکس نکال کر میز پر اچھالتا زر اٹیک
لگا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا مجرم تو کہیں سے نہ لگا۔ کیا
شان بے نیازی تھی، اٹھارہ سال بعد لوٹنے کے باوجود وہ

پتھر ہی تھا، جس سے ٹکرانے والے خود پاش پاش ہو جاتے۔

وہ باپ جس نے کئی سالوں سے اپنے بچے کو دیکھنے کی حسرت کی آج خود بھی پریشان حال تھے کیونکہ جو شرائط دلارہ نے کہیں وہ انکو باران کے لوٹنے کی خوشی بھی محسوس نہ ہونے دے سکی البتہ عزیزے کو انہوں نے پہلے ہی بلوا کر دِلارہ کے بارے ڈسکشن کی کہ وہ نا صرف سب جانتی ہے بلکہ یہ شرائط بھی رکھ چکی ہے اور باران کے آنے سے پہلے وہ دونوں یہی سوچ رہے تھے کہ یہ شرائط باران کو بتائی جائیں یا چھپالی جائیں کیونکہ دِلارہ اپنے موقف سے ہٹنے والی

چیز نہ تھی، پھر ابھی ہر معاملہ اک طرف، تکلیف، شکوہ اور برہمی کا دور دورا تھا۔

"میں اب آپ دونوں کی خاموشی سے ہرٹ ہو رہا ہوں۔"

باران نے ہی آخر صوفے پر لگائی ٹیک چھوڑ کر ٹھیک سے بیٹھے چپ چھناکے سے توڑی، وہ بابا سے گلے لگنے کو شدید بیقرار تھا اور وہ اجنبیت کی دیوار پر بیٹھے اسے غصے اور ناراضگی سے دیکھ رہے تھے، کیا کیا نہ تھا ان آنکھوں میں، گریز، اذیت، شکوہ، ملال اور شکائیتیں۔

"گلے تو لگا لیں اسے بابا۔۔۔"

عالیان بھی سب کے مظالم دیکھتا وہیں چلا آتا ان دو بزرگوں کی سنگدلی پر آزردہ ہوا۔

"اگر یہ پھر سے واپس جانے آیا ہے تو اسے کہہ دو ابھی کے ابھی نکل جائے یہاں سے"

اسماعیل یلدرم کی خاموشی بھی جی بھر کر سینے میں بھری گھٹن کے اظہار پر ٹوٹی۔

"ہاں کیونکہ میرا یہاں کچھ نہیں آپکے اور عالیان کے سوا تو مجھے یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ ایسا کریں آپ

اور عالی بھابھی میرے ساتھ چلیں۔ ہم Bremen سیٹل ہوتے ہیں۔"

اب کی بار اسکی سفاکیت و بربریت پر عزیزے دکھی ہوئیں، کتنی آسانی سے وہ بھاگنے، چلے جانے، سب کچھ بھول جانے کی ہمت کر لیتا تھا۔

"تم مجھے اور دِلارہ کو ایسے ہی لاوارث چھوڑ جاوگے۔ یہ جو دو سہارے ہیں انکو بھی چھین لوگے مجھ سے باران؟ کیا جو پہلے عیشاء اور تم نے کیا وہ کم تھا؟"

عزیزے کی آنکھوں میں دفعتا آنسو جمع ہوئے جو کہ باران کے جواب دینے سے پہلے انکے رخساروں پر اتر آئے، باران نے انکو دکھی کرنے کی نیت تو نہ کی تھی تبھی پریشان ہوا پھر جب بابا کی طرف نظر ڈالی انکی آنکھیں جگر پر آرے سا چلتی محسوس ہوئیں۔

"ہم نے کیا کیا ہے اور کیا نہیں اسکو چھوڑ دیں انے، اس وقت کیا کہہ رہا ہوں اور کیوں یہ دیکھیں۔"

وہ لاپرواہی و بے نیازی کے سنگ بولا تو وہ اور افسردہ ہوئیں، اس نے انھیں ماں پکارا، یہ زیادہ جگر پاش تھا۔

"تم اب بھی ویسے ہی لاپرواہ اور بے حس ہو۔ کیوں تم نے عیشاء کے لگائے بہتان کی مزمت نہیں کی۔؟ اس نے دلارہ کا باپ تمہیں کیوں کہا۔ وہ جھوٹی رپورٹ کیوں بنوائی۔ توران اگر دلارہ کا باپ ہے تو نکاح نامہ کہاں ہے دونوں کا، یا پھر دلارہ ان دو کا گناہ ہے جسے عیشاء نے تمہاری آڑ میں چھپایا؟ توران کیوں جیل میں ہے باران؟۔۔۔ ان سب سوالوں کے جواب دیے بنا تم بھاگ نہیں پاو گے اس بار"

بہت صبر و ہمت اور برداشت کے باوجود وہ باران کی بے حسی پر پھٹ پڑیں، انسان ہی تھیں وہ بھی، پتھر نہیں کہ اب بھی صبر کا پلو تھامے رہتیں۔

"توران کی سزا کچھ ماہ میں پوری ہو جائے گی۔ وہ خود آکر آپ سبکے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرے گا۔ باقی عیشاء اور توران سے حساب میں پھر اسکے بعد ہی چکاوں گا ود آپ سبکے سوالات کے جوابات۔ ابھی کے لیے آپ دونوں کیا اپنی یہ حقارت و نفرت اک طرف کر سکتے ہیں؟"

باران نے ابھی بھی وہی کیا جو بہت سالوں پہلے، اپنا دامن سفاکیت سے چھڑوالیا، لیکن وہ دو بے بس تھے، اس اولاد

کے آگے مجبور تھے، دونوں اسکی التجاء پر ٹس سے مس نہ ہوئے۔

"انے((Anne کے بعد سے آپ ہی ہمارے لیے ماں ہیں۔ کیا ایک ہفتہ مجھ جیسے ناپسند وجود کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں کریں گی۔ یقین جانیں چلا جاوں گا واپس۔ اس بار بس راہ ہموار کرنے آیا ہوں۔ اور شاید آپ دونوں کے دل بھی۔ اور یہ سمجھ لیں میری اپنی بھی اک مجبوری تھی۔"

وہ جانتا تھا بابا زیادہ دکھی ہیں تبھی پہلے عزیزے سے مخاطب ہوا، اکڑا اک طرف کی اور وہ پروقار آدمی اٹھ کر بچوں کی

طرح انکے قدموں میں آکر بیٹھا، اسکا بھاری دل اور پر ملال امبر آنکھیں کسی کو بھی پگھلا دیتیں، وہ کتنا پیارا نوجوان اپنی عمر کے خوشنما سال جدائی دے اور سہہ کر گلا آیا تھا، عزیزے اس کرب کو اسکی ان دلکش آنکھوں میں با آسانی دیکھ سکتی تھیں۔

"ہمیں تمہارا چلے جانا نہیں چاہیے۔ تمہارا ملزم ہونا قبول ہے اب"

عزیزے نے کرب سے اسکے چہرے سے ہاتھ لگاتے اپنی حسرت کہی، باران مسکرایا تو منظروں کے دل اس سوہان روح مسکراہٹ پر چھل سے گئے۔

"میں مجرم سے ملزم کیسے ہو گیا؟"

وہ حیرت زدہ تھا۔

"کیونکہ ہم جانتے ہیں دلارہ تمہاری بیٹی نہیں، عیشاء نے جو رپورٹ سب کے سامنے پیش کی وہ اصلی نہیں تھی کیونکہ اصلی رپورٹ اس نے چھپالی، پتا نہیں کس اذیت میں تھی وہ کہ اپنی جائز اولاد کو ناجائز قرار دینے پر مجبور ہوئی شاید اسے ڈر تھا اگر ہمیں یہ پتا چلا وہ توران مسدور کا خون ہے تو ہم اسے بھی ایدا کی طرح خود سے اتار کر ان ظالموں کی جھولی میں نہ ڈال دیں، اصلی رپورٹ ابراہیم کے ہاتھ اس شام لگی جب وہ دو ماہ کی دلارہ کو دفنا کر آیا وہ اصلی رپورٹ

ہی تھی جس نے ابراہیم کو اپنی جان لینے پر مجبور کر دیا
کیونکہ اسے لگا اس نے دِلارہ کو مار دیا پر دلارہ کو میں نے بچا
لیا تھا، کیونکہ مجھے یہی تھا وہ بھلے ناجائز سہی ہے تو تمہاری
بیٹی، اس سے پہلے ابراہیم کو جا کر اس درندگی پر جنجھوڑتا
اور پھر اسکے شرمندہ ہونے کے بعد سمجھاتا کہ تمہارے اور
عیشاء کے اس کرتوت میں دلارہ کا کوئی قصور نہیں ہے اور
وہ بچی زندہ بھی ہے، مجھے اسکی لاش کمرے میں ملی۔ اور پھر
وہ رپورٹ کچھ سال پہلے مجھے عیشاء کے لاکر سے ملی جسکی
میں نے تصدیق کروانے کے بعد عزیزے آپا کو بھی یہ
سب بتایا اور تب دِلارہ نے ہماری وہ باتیں بھی سنی تھیں۔"

اس بار اسماعیل یلدرم نے اپنا راز بنا دل کھولا تو سب نے اذیت کے سنگ انکے چہرے کو دیکھا۔

"تو دِلارہ جانتی ہے وہ میری بیٹی نہیں۔ تو پھر اس سے صاف ہو گیا کہ عیشاء نے مجھ پر بہتان لگایا اور میں بے قصور ہوں؟ اتنے سالوں سے یعنی میں مجرم سے ملزم بن گیا اور مجھے خبر ہی نہیں۔"

اس بار وہ اٹھ کھڑا ہوا، ابھی خود کو بری کرنے کا وقت تھا، عیشاء کے لگائے بہتان کی کہانی ابھی وہ سنانے کے موڈ میں نہ تھا۔

"دِلارہ، توران مسدور کا خون ہے، اس رپورٹ کے ساتھ یہ رپورٹ بھی تھی۔ عیشاء اگر جانتی تھی کہ وہ توران کا خون ہے تو اس نے سچی رپورٹ کے بجائے سبکو جھوٹی رپورٹ کیوں دیکھائی؟ یہ وہ اذیت ناک سوال ہے جو سالوں سے ہمارے سینے پر آگ لگائے ہوئے ہے۔ اور تم بھی بنا اس رپورٹ کی مزمت کیے بھاگ گئے۔۔ وہ بھی غائب ہو گئی اچانک سلے منہ سمیت۔۔۔ ہماری تکلیف ہمارے دلوں کا ناسور یہ معمہ ہے"

اب کی بار عزیزے سخت تکلیف سے بولیں، باران نے اذیت سے مسکرا کر ان تینوں کو باری باری دیکھا۔

"عیشاء اگر کہتی کہ وہ بچی توران مسدور کا خون ہے تو شاید تب بھی دلارہ کو دفنا دیا جاتا، فرق بس اتنا ہوتا کہ تب اسے اسکی پردادی گل خانم دفناتیں۔ یہاں نانا نے یہ کارنامہ کر دیا تو کیا ہوا۔ ایسے کئی بچے جیتے جی دفنا دیے جاتے ہیں جنکو نہ اپنے پیدا ہونے کا مقصد بتایا جاتا ہے نہ زندہ در گور کرنے کی وجہ۔۔۔"

وہ ان تینوں کے سامنے تن کر کھڑا ہوا، اس سے مزید نفرت کا بوجھ اٹھانا مشکل تھا، وہ جانتا تھا اسکا دماغ اب یہ اذیتیں سنبھالنے کی قوت نہیں رکھتا تبھی ہار گیا، اس بار ان تینوں کے پیروں سے زمین سرکی تھی۔

"وہ لوگ دلارہ کو کیوں دفناتے؟ اپنے خون کو۔۔ ایدا ابھی تو ہے۔ دفنایا تو نہیں ان لوگوں نے اسے۔۔۔۔ پھر کیا ڈر تھا عیشاء کو؟"

اب کی بار اسماعیل یلدرم ذہن میں ہوتے دھماکوں پر چپ نہ رہ سکے۔

" کبھی ایدا کو پاس بٹھا کر پوچھیے گا کہ کیا وہ زندہ ہے۔ شاید آپ لوگوں کو سچائی جاننے کی بھی ضرورت نہ پڑے۔ خیر میں ابھی کچھ بتانے کے موڈ میں نہیں۔ کچھ ماہ ویٹ کریں۔"

وہ سولی پر لٹکا کر اب بھی بات دبا گیا، یہی اسکی بری عادت تھی۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے باران۔ وہ جیتے جی مر مر کر جی ہے اس خاندان میں۔ پر انکو کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

عالیان نے بھی جیسے اذیت سے باران کی سائیڈ لی، جبکہ عزیزے بھی اس معاملے میں ابراہیم اور اسماعیل سے آج تک برہم تھیں۔

"اگر تم سچ بتانے کے موڈ میں نہیں ہو برخوراد اور ہمیں مزید سولی پر لٹکانا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے کرو مرضی، بھاڑ میں جھونکو ہمیں"

اسماعیل یلدرم نے بھی جیسے لعنت بھیجتے حتمی فیصلہ لیا۔

"تو گلے لگالیں ناں پھر اپنے مجرم سے ملزم ہوتے بیٹے کو۔ بھاتو کہہ رہے تھے میری جدائی نے بہت رلایا آپکو۔ پر آپ تو میری شکل پر دو حرف بھیج کر مجھے بتا رہے ہیں میرا یوں اچانک چلے آنا میری بھاگ جانے سے بڑی غلطی بن گئی ہے"

وہ صبر و ہمت کے پیکر بنے اسماعیل یلدرم کو بہت برا آزما کر جنجھوڑ گیا جبکہ آنکھیں تو باران کی تکلیف پر عزیزے کی بھی نم ہوئیں اور عالیان کی تو لگتی ہی اذیت میں گھری تھیں۔

"اپنا باپ واپس پانے کے لیے تمہیں اب دِلارہ کو اپنانا ہو گا۔ نکاح کرو اور سنبھالو اسے۔"

وہ باران کو یہ کہہ کر سراسر تکلیف دے رہے تھے، اتنی بڑی شرط، اک گلے لگنے کے لیے بہت بڑی زیادتی تھی۔

"میں انکل ہوں اسکا، ہفتے میں واپسی بھی ہے"

باران نے بہت تاسف سے گزارش کی۔

"ایسے انکل نہیں ہو کہ تمہارا اور اسکا نکاح نہ ہو سکے۔ ابراہیم یلدرم میرے سگے بھائی نہیں تھے اس لیے دوبارہ اگر تم نے اعتراض کیا تو دھکے دے کر حویلی سے نکلوا دوں گا۔ یہ جو ہفتے کا احسان لے کر آئے ہو اسے جیب میں رکھو"

وہ باران کی کوئی بات سننے کے روادار نہ تھے، اس نے آدھی سچائی کی تلوار جو انکے سینے میں گاڑی وہ اسماعیل یلدرم کا دماغی درجہ حرارت بڑھا گئی تھی۔

"باباوہ مجھ سے بہت چھوٹی ہے، نفرت کرتی ہے مجھ سے۔ میں بھی نفرت کرتا ہوں اس سے کہ اسکی وجہ سے میری ساری زندگی پردیس میں گزر گئی، اسکی ماں، مجھ پر بہتان لگایا۔ اسکے پورے خاندان سے جو سائیکو ہے۔ یہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا میرے پاس اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا کوئی اور طریقہ نہیں بچا، اب تو آپ جانتے ہیں وہ کون ہے، کیوں اسکے بچپن کے بعد اسکی جوانی بھی برباد کرنے پر تلے ہیں آپ سب؟ مجھ میں اور چیخنے چلانے اور اپنی صفائیاں پیش کرنے کی ہمت نہیں۔ کہا ہے کچھ ماہ انتظار کریں۔ بس کچھ ماہ"

وہ چیخ اٹھا تھا اور سب گواہ تھے وہ اس وقت اپنے نہیں بس دلارہ کے حق میں چیخا تھا، اس نے اپنی جوانی عیشاء کے لیے برباد کر دی تھی کیونکہ وہ باران کے پیر پڑ کر روئی تھی، وہ اچھے دوست تھے، اور باران یلدرم محبت تک تو آیا ہی نہ تھا، وہ دوستی کے ہاتھوں ہی مر گیا اور ستم کہ جب تک توران رہا نہ ہوتا، وہ ساری سچائی بتا بھی نہ سکتا تھا۔

"یہی تو باران یلدرم! میرا وہ بھائی جو اسے جیتے جی مار کر خود بھی قتل ہو گیا۔ وہ روز میرے خواب میں آکر سسکتا ہے۔ اسے رہائی اب میری ہی بدبخت اولاد دے گی۔ اسکی اولاد تو بے موت مر کھپ گئی، پتا نہیں زندہ بھی ہے یا

نہیں۔اس سے پہلے وہ بچی بھی نفرت کرتی کرتی ختم ہو
جائے، میرے بھائی کا آخری خون بھی مٹی میں مل
جائے، تمہیں اسے سنبھالنا ہو گا۔ تمہیں اس سے نفرت کو
یہیں میرے سرہانے دفن کر کے اسے نکاح میں لینا ہو گا
ورنہ تو میر امر امنہ دیکھے گا باران۔اور میں اس بچی کے
ہاتھ بندوق دے کر اپنا قتل کرواوں گا۔اس زندگی سے
اسکی دی موت اچھی ہے۔یا تو پورا سچ بتایا اسے اپنا"

وہ تھک ہار کر دل پر ہاتھ اضطرابی کیفیت میں پھیرے
لڑھکتے ہوئے بولے، وہ آواز ٹوٹ گئی، ضعیف

بکھری، آزردہ، اور اگر وہ انکار کرتا، یہ پورا آشیاں بھی بکھر جاتا۔

"بابا"

وہ انکی جذباتیت بھری دھمکیاں سنے انکے پاس تھک ہار کر بیٹھا، عزیزے اور عالیان بھی غمزدہ سے تھے۔

"کچھ نہیں سن رہا میں"

اسماعیل صاحب نے ہوا میں باران کے چہرے کے سامنے ہاتھ سیدھا کیے قطعیت بھرے انداز میں اسے بولنے سے روکا۔

"دنیا ہنسے گی ہمارے جوڑ پر۔ وہ ابھی معصوم سی بچی ہے۔"

باران نے منت کی۔

"وہ معصوم نہیں ہے باران۔ عیشاء اور تمہارے فرار نے معصومیت چھین لی اس سے۔ وہ سنگ دل ہے۔ سب کے لیے نہ سہی پر اپنے لیے۔۔۔ اسے اپنالو۔ میں جانتا ہوں میری اولاد کچھ غلط نہیں کر سکتی۔ میں تمہیں گلے لگانا چاہتا ہوں پر دِلارہ والی شرط کے بعد"

وہ منت کر رہے تھے، اب تکلیف اور غصہ کہیں دور چلا گیا۔

"ویسے وہ ہاں کر گئی ہے۔۔۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے اب باران؟"

پچھلی زہریلی فضا قائم تھی کہ عالیان نے ایک اور بمب پھوڑا، اسماعیل اور عزیزے ہونق بنے عالیان کے بعد باران کو دیکھنے لگے جیسے پوچھ رہے ہوں یہ انکے کانوں نے کچھ غلط سنا کیا۔

"کیا؟ دِلارہ سے ملے تم۔۔ اس نے تم سے نکاح کے لیے ہاں کر دی۔ شرطیں نہیں بتائیں اپنی؟"

عزیزے کے بدحواسی سے پوچھنے پر باران ٹھٹکا، اب یہ کونسی شرطیں ہیں، کونسا نیا پنگاہ آن پڑا۔

"ہاں اس نے کانٹوں سے ویلکم کیا اور کیکٹس کے پودے خوش آمدی انداز میں پیش کر کے کم میرے سینے مار کر زیادہ کہا کہ میرے ابا خضور اسے بہو بنانے کے لیے مر رہے ہیں۔ وہ ان پر ترس کھائے گی اور رشتہ لاتے وقت اسکا توران کی بیٹی ہونے کا ثبوت ساتھ لاوں۔۔ آپ اس سب کے ساتھ اسکی مجھ سے اور میری فیملی سے نفرت کا لیول دیکھ لیں اور بتائیں کہ وہ مجھے زندگی بھر کبھی بھی منہ لگانا دور دیکھنا بھی پسند کرے گی کیا؟۔ اب آپ بتائیں اسکی

کیا شرطیں ہیں؟ تاکہ ہارٹ اٹیک مجھے آجائے ایک ہی بار اور آپ سبکی جان مجھ سے چھوٹ جائے"

انتہائی اکتائے اور جلے انداز میں اس نے ساری روداد سنائی اور ہاتھ مجبوراً جوڑ لیے جبکہ عزیزے نے جب اسماعیل بھائی کی طرف دیکھا تو وہ انھیں نفی میں اشارہ کر رہے تھے، ابھی وہ شرطیں اگر بتاتے تو یہ آدمی مزید بپھر جاتا۔

"کوئی شرطیں نہیں ہیں۔ تم ادھر دیکھ کر مجھے جواب دو"

اسماعیل نے اسکی بازو پکڑے اپنی طرف کرتے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے پوچھا تو باران نے عجیب اچٹتی ناراض نظروں سے بابا کو دیکھا۔

"میں صرف ایک ہفتہ ہوں یہاں۔ مجھ پر جو تجربہ کرنا ہے کرلیں۔ منظور ہے مجھے۔"

وہ ہتھیار ڈال چکا کہ اب بعث تک کی طاقت نہ بچی تھی۔

"رات میں نکاح؟"

اسماعیل نے جلدی سے یقین دہانی چاہی، جبکہ باران نے بابا کو پہلووں سے تھاما، وہ یوں تھا جیسے ابھی غصے سے پھٹ کر ہوا میں حل ہو جائے گا۔

"رات دیر نہیں ہو جائے گی بابا۔ ابھی کر لیتے ہیں۔ مجھے منہ ہاتھ دھونے کی بھی مہلت نہ دیجئے۔ یہ بھی احساس نہ کریں کے کتنی لمبی فلائیٹ لے کر پہنچا ہوں"

وہ طنز کرتا ان تینوں کو خفیف سا آنکھوں کی حدود تک متبسم کر گیا، جبکہ عالیان کو تو اس پر باقاعدہ ترس آیا۔

"اب اتنے بھی ظالم نہیں ہیں۔ رات تک جا کر دِلارہ کو تمہارے لیے پرا پر مانگ کر نکاح میں باندھ کر آتے ہیں۔ عالی اسے لے جاو اسکا دماغ اور دل ٹھنڈا کرو"

وہ آگے سے باران کو طنزیاسا مسکرا کر اور اذیت دے گئے۔

"میرا دل اور دماغ آپکے گلے لگ کر ٹھنڈا ہو گا بابا"

وہ بہت مجبور ہو کر بولا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا ناراض ہو کر واک آوٹ کر جائے۔

"کروں گا جب نکاح کی مبارک کے بعد تمہیں گلے لگاوں گا وہ بھی اس لیے کہ دلارہ تمہارے نکاح میں ہو گی۔ تمہارا کوئی بھروسہ نہیں باران یلدرم۔ جس نے اتنے سال باپ اور بھائی کو اپنی خبر دینی مناسب نہ سمجھی۔ وہ ہمارے مر جانے پر بھی نہیں تڑپے گا"

وہ اس وقت اسکی بے بسی دیکھنے کے باوجود بے رحم بنے کیونکہ وہ بھی ایسا ہی کئی سالوں بنا رہا اور اب وہی لوٹ رہا تھا جو اس نے دیا تو احتجاج کیسا لیکن عالیان اور عزیزے کو اس وقت اسماعیل یلدرم بہت ظالم لگے۔

"تب بھی گلے مت لگایئے گا اگر دلارہ کی وجہ سے لگانا ہے۔ میری اپنی کوئی ویلیو نہیں تو ٹھیک ہے نکاح کرتے ہی واپس Bremen چلا جاوں گا تا کہ انے عزیزے اور دلارہ اس حویلی میں آسکیں اور آپکا یہ سونا گھر آباد ہو جائے۔ دو سے بھلے چار، ہے ناں بابا! پانچواں اضافی ہی ہوتا ہے۔ بھا آپ دیکھ لیں ہارٹ اٹیک اب کسکا بنتا ہے۔۔۔۔ پھر کوئی مجھے نہ کہے باران یلدرم اچھا بھلا تھا اسے کیا ہو گیا"

وہ جذباتی ہو گیا تھا، اتنی لوو ویلیو جان کر اسے ناگہانی دکھ پہنچا جبکہ عزیزے نے اس بار اسے اٹھ کر جانے سے بازو پکڑے روکا۔

"میں لگاوں گلے ؟"

عزیزے کی آنکھیں بے حد درد میں تھیں، وہ باران کی ایمو شنل بلیک میلنگ میں آگئی تھیں جبکہ اسماعیل تو اپنی اولاد کے پتھر دل سے بخوبی واقف سمجھ رہے تھے خود کو جو اب پتھر نہیں رہا تھا، کرچی ہو چکا تھا۔

" آپ تو ویسے ہی بہت پیاری ہیں۔ لگالیں۔ اچھا لگے گا مجھے "

وہ اداس سا مسکرایا تو عزیزے نے اسے اپنے سینے لپٹا لیا، جبکہ اسماعیل کی طرف عالیان نے افسوس سے دیکھا پر

انھیں ابھی کسی کی پرواہ نہیں یہ بتانے کی پوری کوشش کی جارہی تھی۔

"مجھے رات تک سونے دیں ورنہ میں پاگل ہو جاوں گا۔ڈسٹرب نہ کرے مجھے کوئی۔اور آپ۔۔۔۔تب بھی گلے لگنے کی کوئی ضرورت نہیں پیارے بابا۔ آپ کیا بے حس بن رہے ہیں، میں آپ سے سو ہاتھ آگے ہوں۔بس آزمایئے گا مت مجھے۔"

وہ جاتے جاتے بھی اسماعیل یلدرم کی آنکھوں میں سرخی انڈیل گیا، جس طرح تھکن سے بھرا عزیزے کا حصار توڑتے وہ اپنے کمرے کی طرف گیا ان تینوں نے دیکھا۔

"ظالم نہ بنیں بھائی۔"

عزیزے نے نرمی سے التجاء کی۔

"اکڑ دیکھی ہے آپ نے اسکی آپا۔ سو کر سکون پائے گا یہ نہیں ہوا اس سے کہ زبردستی گلے پڑ جاتا باپ کے۔ میری مجال کے میں دور کر پاتا اسے خود سے؟"

اسماعیل بھی پھٹ پڑے، ان باپ بیٹے کے مسائل معشوق عاشق سے زیادہ الجھے تھے تبھی تو عالیان اور عزیزے نے مظلوموں کی طرح سر پکڑ لیا۔

"میں جا کر دِلارہ کو دیکھتی ہوں۔ ڈنر کا انتظام بھی کرواتی ہوں۔ عالی، بابا کے ساتھ رہنا بچے"

عزیزے کو اپنی افلاطون کی بھی پریشانی تھی تبھی وہ مزید نہ رکیں، عالیان ہی انھیں باہر تک چھوڑنے گیا جو بس دلارہ کے لیے دل سے ڈر رہی تھیں جو گھر جا کر مزے سے سو چکی تھی۔

مدت بعد واقعی لگا کہ مخملی بستر پر لیٹی ہے ورنہ اکثر جسم میں کانٹے چبھتے، اوپر سے وہ اتنی دیر سوئی کہ عزیزے بھی سمجھ گئیں اضافی سکون و قرار پا کر خوش ہے۔ باران یلدرم کا

کلیجہ کتنا ہی جلا سکے گی پر اک دن ان دیے زخموں پر مرہم بھی خود ہی تھک کر رکھ دے گی۔

کیونکہ اس پوری دنیا میں اصل دلارہ کو بس اسکی نانی جان جانتی تھیں۔

.._____..

"تم جلدی آگئی۔ کھانا لگواوں؟"

مسدور حویلی کے باہر ہی گاڑی سے وہ اتر کر روڈ پیدل کراس کرے حویلی میں انٹر ہوئی ہی کہ نازلی جو حویلی کے باغیچے میں پودوں کو پانی دے رہی تھی، ایدا کو ویران و

نڈھال سا اندر آتا دیکھتے فکر مندی سے پائپ وہیں
کیاریوں میں چھوڑتی قریب آتے متفکر ہوتے ہوئے
بولی، سنپل سی شرٹ ٹراوزر پر لمبی سی اوپن جرسی پہنے
نازلی سادہ سے حلیے میں تھی۔

"نہیں، بھوک نہیں۔"

ایدا کی آنکھیں سوجھی تھیں جیسے بہت رو کر آئی ہو۔

"تمہیں مہمت پسند نہیں تو بتاو مجھے۔ میں بچاوں گی تمہیں
اس سے"

وہ ایدا کا مر جھایا چہرہ پکڑے اوپر اٹھاتی ارد گرد محتاط انداز میں گردن گما کر کسی کے آس پاس نہ ہونے کا یقین کرتے ہی آہستہ سا بولی تو ایدا کی آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیل گئیں۔

"میں تو کبھی ملی ہی نہیں ان سے۔"

ایدا نے کرب سے سر گوشی کی۔

"پھر کیا کہنا چاہتی تھی تم صبح خانم کو؟ مجھے بتاو ایدا۔ کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے؟"

اس بار نازلی نے مزید پیار سے سوال کیا کہ ایدا کی آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگیں۔

"ن۔ نہیں پر میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

ایدا نے جلدی سے گزارش کی۔

"اف مجھے لگا تم کسی کو پسند کرتی ہو، میں اتنی پریشان تھی۔ اگر ایسا ہوتا میں جان لگا دیتی تمہیں مہمت سے بچانے کے لیے۔ پر لگ رہا ہے تم بس شادی کے بندھن میں بندھنے سے خوفزدہ ہو۔ کوئی نہیں کل سے جب شادی کا جشن شروع ہو گا پھر تم ہلے گلے میں ساری ٹنشن بھول جاو

گی۔ہائے کتنا ارمان تھا مجھے اپنی شادی کا۔۔۔لیکن کوئی نہیں۔تمہاری اور توران کی شادی پر سارے ارمان پورے کروں گی"

نازلی نے پیار سے ایدا کا ماتھا چوما،وہ عمر میں ایدا سے سولہ سترہ سال ہی بڑی تھی لیکن اب بھی اتنی پیاری اور سمارٹ تھی کہ ایدا کی ہم عمر ہی لگتی۔

"اگر مجھے کوئی پسند ہوتا تو آپ کیا کرتیں hala؟"

ایدا نے آس سے پوچھا تو نازلی کی مسکراہٹ تھمی۔

"میں اس مہمت کو اپنے چنگل میں پھنسا لیتی۔ تا کہ تمہاری جان چھوٹتی۔۔ ہم تو پہلے ہی بدنام ہیں میر ابچہ۔ تم پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔ میرے سب سے پیارے بھائی کی آخری نشانی ہو تم۔"

نازلی کی محبت پر ایدا کا دل بھر اکے وہ فورا نازلی کے گلے لگی، ڈر، تکلیف اور بہت سا خوف لیے۔

"آپ بہت اچھی ہیں"

ایدا کی آواز ٹوٹ سی گئی۔

"نہیں۔ یہ تب کہنا جب تمہارے لیے کچھ کر پاوں گی میری جان۔ تمہارے پر بن سکوں گی جو ان ظالموں نے کاٹ دیے مل کر"

نازلی کا دل شدید دکھ میں تھا۔

"آپ ایسی نہیں ہیں hala، میرے لیے اپنی زندگی مزید جہنم مت بنائیں"

وہ روبرو ہو کر متانت سے بولی، آنکھوں نے واسطہ دیا جبکہ نازلی بڑا دردناک مسکرائی۔

"ایسی ہی ہوں میری جان۔ جنکی محبت ادھوری رہ جائے وہ ٹھرکی بن جاتے ہیں۔ تم اپنی hala کی پاور کو کم مت سمجھنا۔ مظلوم، باغی اور بدکردار میں صرف اپنی انے اور بردار کے لیے ہوں۔ تمہارے لیے آسانی ہوں۔ اگر وہ مہمت تمہیں سمجھ آتا ہے تو ٹھیک ورنہ ایک اشارہ کرنا۔ اسکی پینٹ میں چابی والا چوہا نہ چھوڑا تو میرا نام نازلی نہیں۔"

وہ زندہ دل تھی اور ایدا جیسے مسکرائی، لگ رہا تھا اب وہ اکیلی نہیں رہی۔

"آپکو آزاد ماموں یاد آتے ہیں؟"

نازلی کی آنکھیں یکدم تاریک پڑیں، ایدا کا سوال ہی ایسا تھا۔

"اگر اسکی قبر تک رسائی نہ ہوتی تو شاید زندہ نہ رہ پاتی۔ ان سب کا بس چلتا مجھ سے اسکی قبر بھی چھین لیتے۔ بہت اچھا کیا تھا تمہارے گھر والوں نے کہ آزاد کی قبر پر اسکے نام کی تحتی پر نام کے بجائے اس پر oglan aşkım کنندہ کروایا، اور اسکی اس پیارا ہونے کی خاصیت سے اسکا گھوڑا ربل اور یہ دیوانی نازلی دونوں واقف تھے۔ ربل نے اسکی قبر ڈھونڈی اور میں نے ربل کو۔۔ اور اس پہچان سے اسے میں نے ویرانے میں بھی ڈھونڈ لیا۔ میں مطمئین ہوں کہ

اس جہاں نہ سہی اس دوسرے جہاں وہ مجھے ضرور ملے گا کیونکہ ہم دونوں معصوم تھے، اور اب تک ہیں۔ تبھی تو میں زندہ ہوں ایدا کیونکہ جیتے جی ہمیں بس وہ بوجھ مارتے ہیں جو ہمارے گناہوں کے سبب ہمارے کندھوں پر ہوتے ہیں۔ اور محبت کوئی گناہ نہیں تھا۔ میں تمہیں بھی یہی کہوں گی محبت گناہ نہیں تو اگر کر بیٹھو، چھپانا مت۔"

نازلی کی کہانی ایدا کا اک اور بڑا دکھ تھا، وہ آزردہ ہوئی، دل چاہا نازلی کو کہے وہ عالیان کے پاس جانا چاہتی ہے، وہ اسے اپنا محافظ لگتا ہے، وہ دو سال پہلے جب اس سے ملی تب جانی کہ سکون بھی کوئی چیز ہے۔ وہ محبت نہیں سمجھتی تھی، اسے

محبت کے لفظ سے خوف آتا تھا پر اسے عالیان کا ہو جانے کی حسرت محسوس ہوتی تھی۔ اسکی بازو پکڑ کر کہنے کا دل چاہتا تھا کہ اسے ان میں چھپا لے، وہ دنیا کو مزید دیکھنا نہیں چاہتی پر ایدا اتنی بہادر نہ تھی۔ نازلی جیسی دوست سے زیادہ اچھی بابا کی بہن کے باوجود بھی۔

"چلو آو کھانا کھاتے ہیں۔ دفع کرو سکو۔ چکن کارن سوپ بنا کر دیتی ہوں گرم گرم۔۔۔ پھر شاپنگ پر چلتے ہیں۔ اگر کہتی ہو تو مہمت کو بھی بلا لیں گے۔ دیکھ لینا کیسا عجوبہ ہے۔ ویسے میں نے دیکھا تھا جب وہ لوگ آئے تھے۔ بس ٹھیک ہی تھا، شکل تو اچھی تھی پر منہ پھٹ اور سڑیل

لگا۔میں تو لوگوں کو ایک نظر میں پہچان لیتی

ہوں۔۔۔۔۔"

ایدا کو ساتھ لیے وہ باورچی ہال کی طرف بڑھ چکی تھی جس کے جواب میں ایدا بس پریشان ہی نظر آئی۔

وہ لوگ تین تک ڈرائیو کے ساتھ ہی انقرہ کے بازار گئے تھے پر ایدا نے نازلی کو منع کر دیا تھا کہ وہ مہمت کو نہ بلائے کیونکہ وہ نا جانے کیوں عالیان کی طرف سے کسی جواب کی منتظر تھی کہ اسے مہمت کے بارے تسلی ہے یہ نہیں۔

.._____..

باران کو کسی نے رات تک تنگ نہ کیا، وہ سویا رہا اور عالیان کمپنی واپس جا کر مہمت کے پیچھے دو لوگ بھی لگوا چکا تھا، جو اسے کل صبح تک اسکے بارے تفصیلا رپورٹ دینے والے تھے جبکہ شام چھ بجے تک وہ واپس یلدرم حویلی آیا، پتھر بنے بابا جان کو باران کے لیے نرم کرنے کی بھرپور کوشش کی پر وہ خود بھی باران کے ساتھ ایسا نارواسلوک کرے اندر سے غمگین تھے پر اوپر وی شیل پتھریلا بنا رکھا تھا، جبکہ دلارہ اور عزیزے جان کی طرف انکی روانگی کی تیاریاں ہو رہی تھیں وہیں عزیزے نے میڈ کی دو بیٹیوں کو بھی بلوالیا تاکہ وہ سب مل کر زرارات کی ضیافت کا انتظام کرنے میں

عزیزے کی مدد کر دیں کیونکہ دلارہ تو آج تک کچن میں داخل بھی نہ ہوئی تھی نہ اسے کھانے پینے کا شوق تھا نہ کچھ بنانے کا، ہاں وہ عزیزے کے ہاتھ کا dolma اصرار سے بنواتی پھر کھاتی بھلے تھوڑا تھا پر شوق سے، یہ ایک سٹفڈ ڈش ہے جو وائن لیوز اور بیل پیپرز میں چاول، ہربز اور گوشت بھر کر دم میں پکائی جاتی ہے اور زیتون بھی شامل کیا جاتا ہے۔ زیتون کے تیل کی زرا سی مقدار اور دم میں بنی ڈش کمال ذائقے دار بنائی جاتی تھی۔

آج کے مینو میں بھی عزیزے نے اسے شامل کیا، پلاو، کوفتے، ڈولما، اور اسکے علاوہ دو طرح کے وتج اور

میٹ سوپ بنوائے تھے، میٹھے میں دو طرح کی ترکش پیسٹریز شامل کی تھیں۔

"دِلارہ۔۔اٹھنا نہیں hayatim؟"

وہ زرا فرصت ملتے ہی دلارہ کے کمرے میں آئیں جو خالص لکڑی کے انٹیرئیر اور کرافٹ سے بنا بے انتہا سجاوٹ اور خوبصورتی کا شہکار کمرہ تھا، ہر چیز اتنی خوبصورت، ترتیب سے مزین اور خوشبودار کہ جو بھی اس کمرے کا رخ کرے اسے دِلارہ سے زیادہ اسکے کمرے سے محبت محسوس ہو۔

پھر وہ جامنی نرم فرل والا بستر اور ویسا ہی لحاف، جس میں وہ کروٹ پر لیٹی کب سے نیند لے رہی تھی، اسکے خوبصورت بال تکیے پر نے انتہا قند از میں بکھرے تھے، عزیزے نے اسکے سرہانے بیٹھتے سائیڈ ٹیبل پر پڑا انولیپ اٹھا کر اسکے تکیے پر چہرے کے سامنے رکھا جو وہ حویلی سے لائی تھیں۔

"اٹھی ہوئی ہوں بی"

وہ آنکھیں کھولے بے تاثر لہجے میں بولی پھر وہ انولیپ اٹھا کر کروٹ سیدھی کرے اسے کھولنے لگی۔

"وہ لوگ آرہے ہیں تمہیں باران کی منکوحہ بنانے۔ شادی ابھی نہیں کرنا چاہتی میں تمہاری۔ میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتی بچے۔"

عزیزے نے اسکے ماتھے پر آئے بال سہلاتے جھک کر بوسہ دیا، دِلارہ نے وہ ڈی این اے رپورٹ پیپر، انویلپ سے باہر نکال کر کھولا۔

"مجھے شادی کرنی بھی نہیں۔ میری شرطیں بہت سخت ہیں۔ نکاح بس اس لیے کر رہی ہوں کہ میری دی تکلیف سہنے پر وہ مجبور رہے اور بھاگ کر دوبارہ نہ جائے۔ بی میں

ایسی تو ہوں ناں کہ کوئی مجھے چھوڑنے سے پہلے لاکھ بار سوچے گا؟ ہے ناں؟"

وہ اپنے توران کا خون ہونے کا یقین پاتے ہی اس کاغذ کو بے دردی سے بستر سے نیچے پھینک کر عزیزے جان کا چہرہ تکتی تاسف سے پوچھنے لگی۔

"اگر اس نے عیشاء اور توران کا نکاح نامہ ڈھونڈ لیا اور توران کو بھی واپس مسدور حویلی لے آیا تو تب بھی تم اسے تکلیف ہی دو گی؟ یا اس کے ساتھ ایک نارمل زندگی جینے کی ابتدا کرو گی۔ مجھ سے جھوٹ مت بولنا دِلارہ"

عزیزے کے سوال بہت دلچسپ تھے، وہ دھیما سا مسکرائی۔

"یہ دو شرطیں اس نے پوری کر دیں تو میں ہائی سٹڈیز کے لیے یوکے چلی جاوں گی۔

Royal Veterinary College, University of London

۔ایک پروفیشنل veterinarian بننے۔ آپکی جگہ نہیں سنبھالنی کیا؟"

وہ عزیزے کا سوال بری طرح نظر انداز کر گئی جسکا انھیں دکھ تھا۔

"باران کا کیا ہو گا پھر۔۔۔ نکاح کا کیا ہو گا؟"

وہ سوال دہراتے اذیت میں تھیں۔

"میرے ساتھ چند دن رہ کر دیکھ لے وہ۔۔ زیادہ چانس تو یہی ہیں کہ مر جائے گا۔"

وہ مسکرا کر اٹھ بیٹھی اور باہیں عزیزے کی گردن میں ہار سا پرو لیں، وہ دِلارہ کی بات پر دہل گئیں۔

"دِلارہ، وہ انسان ہے بچے"

عزیزے نے اسکی سرزنش کی۔

"یہ تو نئی انفارمیشن ہوئی۔ چلیں مجھے کچھ کھانے کو دیں پھر مجھے ریڈی ہونا ہے۔ میں دلارہ سے دلارہ باران ہونے والی ہوں۔ دشمن کے نکاح میں جانا کتنا تھرلنگ ہے بی۔ اور یو نو آج سے سگریٹ بند میرا۔ نو سموکنگ۔۔۔ اونلی کلنگ۔۔۔"

وہ انکی کسی اذیت کو سمجھے بنا چہک کر بیڈ سے اتر کر بھاگ گئی اور عزیزے کا دل کانپتا چلا گیا، وہ شدید خوف کا شکار تھیں کہ کیا انجام ہو گا اس نکاح کا۔

خیر دلارہ نے آج پرپل فٹ فلیکسیبل فل جینز کے ساتھ
وائیٹ سنپل ٹاپ پہن کر Elegant Long Black
Knit Cardigan پہنا تھا جو اوپن فرنٹ، ڈراپ شولڈر
کے علاوہ Ribbed ڈیٹیلنگ سے بنا تھا۔ جبکہ ساتھ سولڈ
براون اینکل بوٹس پہنے وہ بالوں کو کھلا ہی چھوڑ چکی
تھی، ہلکے سے ٹائے کر کے کچھ پنز لگا کر، جبکہ اپنی نیند پوری
کرنے کے بعد باران نے شاور لیا، عالیان جب اسکے روم
میں جھانکا تو وہ ہیر ڈرائیر سے اپنے خوبصورت گھنے بھورا شیڈ
دیتے بال خشک کر رہا تھا، چہرہ سنجیدہ تھا، سینڈ کلر کی فٹ
پینٹ کے ساتھ جیومیٹرک پیٹرن ٹرٹل نیک سوئیٹر پہنے

سمارٹ لگ رہا تھا، بزنس بوٹس میں چمکتا دمکتا وہ دراز قامت اس خاندان کا سب سے حسین چشم و چراغ جبکہ جیکٹ ابھی میٹرس پر پڑی تھی جسے جمانے کے بعد ولائتی بابو کی تیاری مزید آتش ہوتی۔

"ابھی یہ زبردستی نکاح ہو رہا ہے اور اسکی تیاری دیکھیں۔"

عالیان جو خود بھی کسی سے کم نہ لگ رہا تھا، بھائی کے دکھ میں کمی کو زرا ہلکے پھلکے لہجے میں بول پڑا پر باران نے کوئی جواب نہ دیا وہ نیند لینے کے باوجود بہت زیادہ برے موڈ میں تھا۔

"بولوناں؟"

عالیان نے پاس آتے اسی کا برش اٹھا کر اپنے بال سنوارتے کندھے سے ٹھوکا بھی رسید کیا جس پر باران نے ڈرائیر وہیں ڈریسنگ میز پر رکھتے عالیان کے ہاتھ سے برش جھپٹا اور اسے کاٹ کھاتے تیوروں سے تنبیہی اشارہ کیا۔۔

"میری چیزوں کو چھیڑنے کی اب بھی وہی عادت ہے آپکی بھا۔"

وہ منہ بسورتا بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں پھیر کر انھیں سنوارتا خفا خفا اتنا پیارا لگا کہ عالیان ہنس کر اسے بازو کے

حلقے میں دبوچ گیا، باران نے بیچارگی سے اسے آئینے میں دیکھا۔

"بیٹا وہ جو آکر تمہیں بھی ادھر ادھر سے چھیڑے گی اسکا کیا کروگے۔ صرف چیزوں تک تو نہیں رہے گی۔ تمہاری ناک میں گھس کر دھواں بھرے گی۔"

عالیان ہو اور اسے مستی کا دوڑا نہ پڑے ایسا کہاں ممکن تھا۔

"پلیز ابھی مجھے ٹنشن مت دیں۔ آگے ہی سر درد کر رہا ہے۔ اتنی بھی بری نہیں ہو گی جتنی آپ سب نے مشہور کیا ہوا اسے۔ جانتا ہوں ہے تو بچی ہی اور یہی اسکا بچی ہونا مجھے

ناقابل قبول بھی ہے۔پتا نہیں کیا ہو گا۔ خیر میں ریڈی ہوں۔ یہ سب جلدی سمیٹ لیجئے گا میں زیادہ دیر وہاں نہیں رکنے والا۔ سخت گند اموڈ ہے"

وہ عالیان کی بازو جھٹک کر میٹرس کی جانب بڑھا اور جھک کر جیکٹ اٹھا کر سائیڈ میز پر رکھا فون بھی اٹھایا تو عالیان نے اسکی چوڑی مضبوط پشت تھپک کر دروازے کا رخ کیا اور جاتے جاتے اپنے روٹھے بھائی کا آنکھوں ہی آنکھوں سے صدقہ اتارا۔

"آجاو ویٹ کر رہے ہیں گاڑی میں۔ تمہارا صدقہ بھی دیتا ہوں راستے میں۔ بہت بری بلا پلے پڑنے والی ہے۔"

عالیان نے قسم کھائی تھی اپنا دل بھلے برباد ہے پر بھائی کو ہنسانے کے سارے جتن کرے گا۔

"بھا۔۔۔پلیز"

وہ الٹا اریٹیٹ ہوا تو عالیان نے ترس سا کھاتے جان بخشی۔

"اچھا اچھا میری نازک جان۔۔آجاو باہر"

عالیان نے لاڈ سے کہہ کر شکل گم کی اور باران یلدرم اکتائے سڑے منہ کے ساتھ خود بھی جیکٹ پہنتا پیچھے ہی باہر نکل گیا،ہاں اس نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے جو گھوری

بابا کو دی اور ان سے وصول کی اسکا تو کوئی نعم البدل ہی نہ تھا۔

.._____..

آخر رات نو بجے تک وہ لوگ عزیزے کے گھر پہنچ گئے، کچھ برداری کے احباب بھی تھے جنکے سامنے دلارہ، توران مسدور کا خون ہے یہ کلئیر کیا گیا۔ پھر سب بڑے بزرگوں کی آپسی مشاورت طے پائی گئی۔ ضیافت میں سب ہی جمع تھے، دلارہ تو سارا وقت باران یلدرم کو ہی چیلنجنگ نظروں سے دیکھتی رہی اور وہ جو حویلی سے بیزار اور اکتایا سا آیا، اس lavender رنگ کی جینز اور ہیر

ایسر یرز سے خاص رغبت میں مبتلا دلارہ کو ایگزامن کرنے کے ساتھ اس گھر میں بھی پھیلی lavender کی خوشبو کو اگنور نہ کر سکا کیونکہ عزیزے کے لان میں سوئمنگ پول کے دائیں طرف وہ پودے بہت سارے رقبے پر پھیلے تھے جسکی وجہ سے اسکی مدھم سی خوشبو پورے گھر میں پھیلی نظر آتی، لیکن انکے کھلنے کا اصل اور جوبن کا وقت گرمیوں کا تھا یا پہلی بہار اور کچھ ایسے بھی تھے جو گرمیوں کے آخر میں کھلتے اور اسکی کچھ اقسام ایسی تھیں جو بہار سے گرمی تک کھلی رہتی۔ یہ پھول دِلارہ کو چاروں موسم اس لیے مل

جاتے کیونکہ وہ انھیں پریزرو کر لیتی یا پھر خشک کر لیتی کیونکہ اسکا انکے بنا گزارہ نہ تھا۔

باران نے ایک اور چیز بھی نوٹ کی وہ عزیزے کے گھر میں بہت سی چیزوں کا ہلکا ملائم جامنی ہونا تھا جیسے یہاں کی ہر چیز دِلارہ نے اپنے پسندیدہ رنگ میں رنگی ہو۔

سب بڑوں کی مشاورت اور ضیافت کا اختتام دلارہ اور باران کے نکاح پر ہوا۔

دونوں ایک دوسرے سے نفرت کا پرچار کرتے تھے پر ڈنکے کی چوٹ پر ایک دوسرے کو برہم چہروں کے ساتھ

نکاح میں قبول کرتے ان دونوں کی آنکھوں کے پار فتح کی کمینگی ہلکورر ہی تھی۔ دِلارہ تو اسے اپنی محبت میں ڈال کر مارنا چاہتی تھی شاید تبھی اپنا آپ یوں داو پر لگایا پر سوچنے کی بات تھی اس میسنے کی کیا مجبوری تھی جو کچھ دیر پہلے تک اس ٹڈی سے شادی کرنے پر چیخ رہا تھا اور اب نکاح کر کے راضی اور بے فکر لگا۔ کچھ تو گڑبڑ تھی۔ بہت عاشقانہ گڑبڑ!

"آو گلے لگاوں تمہیں اب بارن یلدرم"

نکاح کے بعد اسماعیل یلدرم نے بازو وا کرتے باران کو کشادہ دل مگر احسان جتاتے انداز کے ساتھ بغل گیر کرنا ہی

چاہا جب اس نے عالیان کی بازو پکڑے اسے بابا کے سینے لپٹا دیا کہ وہ دونوں باران کی اس حرکت پر ساکن و پشیمان ساتھ ہوئے۔

"آپ کے سینے یہ لگتے زیادہ اچھے لگتے ہیں۔مجھے جس نے گلے لگانا تھا لگالیا۔بابا آپکا یہ احسان اٹھانے کو میری ہستی ابھی بہت کمزور ہے۔"

وہ بہت مروت و لحاظ میں اپنے دکھی دل کی حالت بیان کرے جا کر عزیزے کے پاس برہمی سے بیٹھ گیا جو خود بھی باران کی اس حرکت پر اسے سرزنش کرتی نظر آئیں۔

"یہ مجھ سے چپیڑیں کھائے گا اب عالی"

پروفیسر صاحب کا عتاب بچے کی اس ناقابل برداشت حرکت پر دہکا، ہاں عالیان نہ ہوتا تو اب تک باران کو دو پڑ چکی ہوتیں۔

"بابا! آپ دیکھیں ناں پہل آپ نے کی۔ وہ کیسے برداشت کرے کہ آپ دِلارہ کو اس پر فوقیت دیں۔ گھر جا کر اسکی کلاس لیجئے گا ابھی سب لوگ ہیں، خوامخواہ باتیں بنیں گی۔ پہلے ہی برادری کے کچھ لوگ اس نکاح کو لے کر عجیب سی چہ مگوئیاں کرتے سنائی دیے مجھے"

عالیان نے بابا کا عتاب زرا کنٹرول کرتے انکا دھیان بھٹکایا تو وہ پریشان ہو کر عالیان سے مزید اس بارے پوچھنے لگے البتہ دِلارہ کچھ لڑکیوں کے ساتھ کھڑی نظریں عزیزے اور انکے ساتھ راز و نیاز بانٹتے باران پر جمائے کھڑی تھی۔

"مجھے تم سے دِلارہ کی خوشی چاہیے۔اگر سچ میں سارے فساد کی جڑ توران ہے تو یہ بات تمہیں ہی دِلارہ کو سمجھانی ہو گی۔وہ اس سب میں بس اسی آدمی کو بے قصور سمجھتی ہے۔شاید حالات ہی ایسے تھے"

عزیزے کا لہجہ تاسف خیز تھا اور باران انکے ہر خدشے کو بخوبی سمجھ رہا تھا، یہ بھی کہ شاید عزیزے سچائی تک پہنچ گئی ہیں، اندازے سے ہی سہی۔

"مجھے فی الحال ذہنی سکون کی ضرورت ہے۔ میں بس تھوڑی دیر تک نکلوں گا حویلی۔ انے آپ نہیں جانتیں سر کس قدر تکلیف میں ہے میرا۔ آپ سب نے یہ رشتہ جوڑ تو دیا پر بروقت آپکو احساس ہو جائے گا کہ کس درجہ بے جوڑ فیصلہ لیا۔ لیکن مجھے اس وقت کا شدت سے انتظار ہے پر ابھی آپ سبکو باران یلدرم کے دل کی تجربہ گاہ مبارک"

وہ انھیں زیادہ ناراضگی اس لیے بھی نہ دیکھا سکا تھا کہ وہ جیسی بھی ہوں، سمجھنے کی ہمیشہ کوشش کیا کرتیں اور انھیں باران سے یہی توقع تھی کہ وہ انکے سوالوں کے جلد تسلی بخش جواب دے گا۔

"ہم خدانخواستہ تمہیں اذیت نہیں دینا چاہتے تھے، بس اسماعیل بھائی نے دِلارہ کے لیے کچھ مزید بہترین کرنے کا سوچا۔ اس فیصلے کو باپ بھائی کے لیے پچھتاوا مت بناو۔ تمہارے بابا تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ پوری دنیا میں سب سے زیادہ۔ یہ بوڑھے شفیق حصار جب ہم سے چھن جاتے ہیں پھر ہم دیواروں سے ٹکریں مار مار رونے پر

مجبور ہو جاتے ہیں باران۔ پہلے ہی تم کتنے سال دور رہ کر انھیں ستا چکے ہو۔ اب بھی برہم ہو جبکہ وہ اپنی جگہ بلکل درست ہیں۔"

وہ شرمندہ ہوا کیونکہ عزیزے نے اسے سچ میں اسکی غلطی کا احساس دلایا، باران نے بابا کی طرف بے اختیار نظریں گمائیں جو عالیان کے ہمراہ کچھ مہمانوں کے ساتھ کھڑے باتوں میں مصروف تھے۔

"میں ایکسکیوز کر لوں گا انے"

وہ فوراً مان گیا اور اتنے سالوں بعد بھی اسکی یہ مان جانے والی عادت عزئزے کو مسکراہٹ بخش گئی۔

"چلو میں زرا مہمانوں کو سی آف کر لوں۔"

وہ خوشی خوشی راضی ہو کر بولیں۔

مہمان کچھ رخصت ہو رہے تھے تبھی عزیزے نے باران کے ہاتھ پر ہاتھ دباتے اجازت لی اور وہاں سے اٹھ کر جاتے مہمانوں کی طرف بڑھ گئیں۔

باران کی نظریں ایک بار پھر گھر کی زیبایش سے الجھیں اور سرکتی ہوئیں دِلارہ پر جا رکیں۔

وہ اسے ہی محظوظ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی، باران نے بھی زرا اچھے سے ہاتھ اور بازو کاوچ کی بیک پر کھولتے پر سکون انداز میں بیٹھتے دِلارہ کو گہری نظروں سے دیکھا پر وہ منہ ہی اسکی طرف سے پھیر گئی، باران نے اسکے کمر سے نیچے تک جھولتے بال بغور دیکھے، وہ اتنے گھنے اور ملائم تھے کہ دِلارہ کی پوری گردن اور کمر ڈھانپ رکھی تھی۔

پھر اسے پورا سر سے پیر دیکھا، وہ زرا ترچھی کھڑی تھی اسکی ڈریسنگ با آسانی نظر آرہی تھی، وہ سوکھی سڑی لڑکیوں جیسی نہیں تھی، وہ بہت کیوٹ تھی، بھری بھری بھلے

سمارٹ مگر دیکھتے ہی پیار آنے لگے وہ ایسی دلربا سی لڑکی تھی۔

"مجھ پر تو یہ ابھی سے فدا ہے۔ کیسے دیکھ رہا ہے جیسے کھا جائے گا"

وہ بھلے میڈ کی بیٹیوں سے باتیں کر رہی تھی پر ایسا کیسے ممکن تھا کہ دِلارہ اپنے شکار کی خود پر گہری نظروں کے ارتکاز سے بے خبر ہوتی۔

"دِلارہ، یہاں آو"

وہ جو بے نیاز بن رہی تھی، کچھ دور سے باران کی پکار پر آنکھوں میں چمکتے اعتماد سمیت پلٹی، ادائیں سچ میں اسکی حشر جگانے سی اور احسان جتانے سی تھیں۔

"ضروری نہیں سمجھتی"

وہ تین لفظ کہہ کر باورچی ہال کی طرف لپکی تو باران نے اسکی اداوں کو چنداں اہمیت نہ دیتے اٹھ کر اسکے پیچھے ہی قدم بڑھائے، وہ اسکے آگے چلتی پیچھے آتے بھاری قدموں کا احساس کرے رک کر پلٹی تو بمشکل باران سے ٹکراتے بچی، جو دونوں ہاتھ اسکے سینے کی سطح پر رکھ بیٹھی اس غلطی کی بروقت تلافی کرتے اپنے اور باران کے بیچ فاصلہ سمیٹا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں، دیکھ نہیں رہے تم کہ سبکی نظریں ہم پر ہیں۔؟"

وہ پلٹی تو مغرور اداوں سے تھی پر جب محسوس کیا کہ جاتے مہمانوں نے بھی گردنیں ان دو کی طرف تجسس اور شوق میں تان لیں ہیں تو زرا محتاط ہوئی۔

"ابھی صرف نظریں ہیں۔ یہ لوگ گھر جا کر زبانیں بھی ہمارے برے برے قصیدے پڑھنے میں یوز کریں گے کہ کس قدر شاندار شادی اٹینڈ کر کے آئے ہیں۔ سنا ہے کچھ شرطیں تھیں تمہاری اس احسان کرتے کارنامے کے پیچھے۔ بتاو۔ سننا چاہتا ہوں"

وہ اکڑ کر اس سے کھردرے لہجے میں استفسار کر رہا تھا، دِلارہ اسے فی الحال کچھ بتانے کے موڈ میں نہ تھی کیونکہ اس طنزیہ لہجے میں اس سے باران کچھ اگلوا نہیں سکتا تھا۔

"جب موڈ ہوا بتادوں گی۔ فی الحال سر سے اترو"

وہ ڈھیٹ بنی اسکو چڑا کر پلٹی مگر باران نے کسی ارد گرد کی نظر کی پرواہ نہ کی اور دِلارہ کی بازو پکڑ کر وہ ملحقہ گلاس ڈور بے دردی سے آگے کو پش کرتا اسے لیے لان ایریا کی طرف گیا، وہ نظروں سے غیر محفوظ تھی تبھی وہ اسے باہر لے کر نکل گیا کیونکہ اسے ابھی کے ابھی شرائط والی پٹاری

کھولنی تھی، اسکے ہاتھ کی دِلارہ کی نازک بازو کے گرد پکڑ بہت سخت تھی۔

"ادھر آو۔ تفصیلی بات کرنی ہے تم سے"

سب کے بیچ سے وہ اسے بازو سے گھسیٹ کر باہر سوئمنگ پول کے کنارے لایا اور دِلارہ جو باہر آنے تک باران یلدرم کے استحقاق و جرت پر صدمے

میں تھی، کنارے تک پہنچتے ہی پوری قوت سے بازو چھڑوانے لگی۔

"مجھے چھونے کی اور گھسیٹنے کی ہمت کیسے کی تم نے؟"

وہ بازو جھٹک کر چلائی اور اس طرح مچل کر چیخی کہ وہ جو کنارے کھڑا تھا توازن برقرار نہ رکھتا سیدھا سوئمنگ پول میں جا گرا، اک لمحہ تو چراغوں میں روشنی نہ رہی، برف سا پانی ہر جگہ باران کے گھسا، کرنٹ سا احساس تن من میں جاگا جیسے وہ پانی ٹھنڈا نہیں یخ برفیلا تھا، اوپر سے پانی اچھلنے کا منظر، باران کے پانی میں ڈوب کر باہر چھناکے سے نکلنے نے، دِلارہ کو بھی سٹل ٹھہرا سا دیا۔

باران کے پورے جسم کا ہائی ٹمپریچر جھٹکے سے گرا، دِلارہ نے اپنی حیرت چھپانے کو منہ پر ہاتھ رکھا پر جب باران سے نظر ملی تو ہاتھ اپنے ہونٹوں پر سے ہٹائے پہلے جیسی

پر اعتماد ہوئی پر اب ان گرے آنکھوں میں پر خمار سی اکڑ ہلکوری۔

"دِلارہ میں صرف تم سے بات کرنا چاہتا تھا"

وہ برف جیسے پانی میں بھرپور ڈبکی لگا کر باہر سطح پر نکلتا گیلے بال دونوں ہاتھوں سے ماتھے سے ہٹا کر بھاری آواز میں بولا، بچارا پورا بھیگ گیا تھا اوپر سے کنارے تک تیر کر آتے اسکی امبر آنکھوں میں لامتناہی شکوہ امڈا، احتجاج بلند ہوا۔

"تم واقعی بڈھے ہو گئے ہو۔ گرے ہوئے تو تھے ہی۔ مجھے کیا پتا تھا زرا ہاتھ جھٹکنے سے عملی نمونہ بن کر قدموں میں ڈھیر ہو جاو گے۔ زرا جو تم میں طاقت ہو بس یہ مسلز شو پیس ہیں۔۔ چچ۔ چچ۔ دو ہاتھ۔۔ باہر نکلو اس ٹھنڈ میں نمونیہ سے مر گئے تو میں کسے ماروں گی"

وہ زرا محتظوظ ہونے کی کیفیت کو روکتی صدمے کی سی کیفیت سے نکلی افسوس کرتی رحم کی دیوی بنی کنارے پر بیٹھے ہاتھ بڑھا گئی اور ناچاہتے ہوئے بھی باران میں یہ خواہش جگی کہ اسے بھی مزہ چکھائے اس بدزبانی کا۔ اسے بھی پورا بھیگو دے۔

"تم کچھ زیادہ نہیں بولتی؟ اور یہ تم کیا ہوتا ہے۔ پہلے صرف تم سے بڑا تھا اب ایک رشتہ بھی جڑا ہے اس لیے تمیز کا دامن تھام لو"

وہ اسکے پھیلے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جسکی ہتھیلی روئی سے بھی ملائم اور لال تھی، اتنے نرم اور خوبصورت ہاتھ کو چھونے سے پہلے اگر جی بھر کر دیکھا نہ جاتا یہ زیادتی تھی، یہ دِلارہ باران کی رعنائیوں کے ساتھ سراسر ظلم تھا۔

"ہاتھ چاہیے یا میں اٹھ جاوں؟"

وہ آنکھیں چھوٹی کرے اسکے لیکچر کو سرے سے نظر انداز کیے دھمکاتے انداز میں یوں بولی جیسے وہ اگر ہاتھ نہیں دے گی تو وہ بچارا اندر ہی ساری عمر پانی میں پڑا رہ جائے گا۔

"ہاں چاہیے۔"

باران نے اسکی ناگواری کو محسوس کرتے دِلارہ کا ہاتھ پکڑنے کو اپنا گیلا ہاتھ اسکے ہاتھ کی طرف بڑھایا، دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے ملیں، وہاں ہاتھ ملے، لیکن باران یلدرم کچھ بھی محسوس نہ کرتے دِلارہ کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا پیچھے ہٹے اس ٹھنڈے پول میں کھینچ گیا، تاکہ اسے سمجھائے کہ کنارے پر کھڑے ہو کر بک بک کرنا

آسان ہے یا اس پانی کے اندر رہ کر ایسی باتیں برداشت کرنا۔

وہ اسکے کھینچنے کے سبب پانی میں پوری ڈوب کر فوراً ابھر آئی کیونکہ باران نے اسکی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اسے بروقت پانی سے نکالتے پکڑ کر سینے کے قریب کر لیا، وہ گہرا سا سانس بھرتی اسکی جیکٹ کو مٹھیوں میں بھر کر مزید قریب ہوئی اور یہ بے اختیار تھا، باران نے کب سوچا تھا وہ چلتا پھرتا lavender یوں نکاح ہوتے ہی اسکے اتنے نزدیک آجائے گا وہ بھی اس طرح بھیگی حالت میں، یہ باران ہی تھا کہ اسے محسوسات سے فرق نہ پڑتا ورنہ دِلارہ

کو یوں دیکھنا ایمان کی ڈگمگاہٹ کا شرطیہ سبب بنتا، وہ پھولی
تھمی سانس بحال کرتی ہوئی باران کو گلابی گوشوں والی
ناراض آنکھوں سے یوں دیکھتی رہی جیسے اسکا لہو پی جائے
گی، باران نے اسکی کمر کے دائیں بائیں پانی کے اندر اپنے
ہاتھ جمار کھے تھے۔

"م۔۔مجھے ٹھنڈے پانی سے الرجی ہے۔یہ کیا کیا تم نے
ایڈیٹ۔۔۔۔"

وہ اسکی گہری منفرد آنکھوں کے آگے ہپناٹائز ہونے لگی پر
جب پورے جسم میں چبھن ہوئی تو غصے کو
آنکھوں، آنکھوں کے کناروں اور ہونٹوں سے زبان تک

لاتی ٹوٹتی سی آواز میں چیخی پر چیخنا اک تکلیف بھری شکائیت میں بدل گیا، باران پہلے تو اسے سن نہ سکا پر جب وہ کراہی تو باران نے یوں دونوں ہاتھوں کو اسکی کمر کے دائیں بائیں مضبوطی سے فکس سا کرتے گڑیا کی طرح دِلارہ کو اٹھا کر اسے پول کے کنارے بٹھایا جیسے وہ اسکے لیے بے وزن شے ہو، وہ اپنے جسم کی چبھن اور تھرتھراہٹ بھول کر باران کو دیکھنے لگی کہ کچھ دیر پہلے جو اسکی طاقت کا مزاق اڑا رہی تھی جو اتنی بھاری دِلارہ کو اتنے آرام سے پول سے نکال کر اپنی طاقت و قوت کا منہ توڑ جواب دے چکا تھا، باران نے کنارے پر دونوں ہاتھ رکھے اور خود بھی

ہاتھوں اور مضبوط بازووں کے سہارے جھمپ مارے پول سے باہر نکلتے ہی اپنی جیکٹ اتار کر نیچے ماربل فرش پر پھینکی اور دلارہ اس وقت ہونق سی ٹانگیں پول سے نکال کر اس کے کنارے پر رکھے اپنے جوتوں میں بھرا پانی نکالتی ہوئی باران کو تک رہی تھی تب چھینپی جب وہ اس پر جھک کر دونوں بازووں سے اسے پکڑ کر اٹھاتا اپنے مقابل کھڑا کروا گیا۔

"کیا کہا تم نے؟ ٹھنڈے پانی سے الرجی؟"

وہ اسکا لانگ سوئیٹر نرمی سے اسکی بازووں سے اتار کر پورا اس سے الگ کرتا فکر سے بولا تو دِلارہ نے اپنی شرٹ کی

کھلی آستینیں پیچھے کیں تو پوری بازوؤں پر ریڈ ریشیز بن گئے تھے، باران نے وہ گیلا سوئیٹر بھی اپنی جیکٹ کے ساتھ کنارے پھینکا تو دِلارہ نے اپنی دونوں بازو باران کے سامنے پھیلائیں۔

"اب یہ دو دن سپاٹس نہیں جائیں گے۔ تم نے مجھے اندر کیوں کھینچا۔ انسان پوچھ ہی لیتا ہے۔ میں سب سے تمہاری شکائیت کرتی ہوں جا کر"

وہ غصے سے بولی تبھی باران کی نظر دلارہ کی گردن پر گئی اور گالوں پر، وہاں بھی ریڈنس ہو رہی تھی جبکہ باران کی آنکھوں کے آگے یہ سوچ کر اندھیرا چھانے لگا کہ یہ لڑکی

اتنی نازک اسے کبھی جھیلنے بیٹھی تو کوچ شرطیہ کرے گی اوپر سے اسکا دھمکانا۔

"میں نے تو سنا تھا تم اپنی لڑائیاں خود لڑتی ہو۔ پھر شکائیت کیا کرو گی؟"

وہ اسے سر اسر سب کے سامنے تماشا نہ لگانے پر اکسا رہا تھا اور دِلارہ نے اپچنگ سی ہونے پر گردن کو جلدی سے چھونا چاہا جب باران نے اسکا ہاتھ بروقت پکڑ کر روکا ورنہ وہ جس انداز میں اپنے نیلز سے خارش کرنے والی تھی، گردن چھیل کر رکھ دیتی، باران نے اسکی گردن پر اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں کی پوریں لگاتے ہلکا سا دباو دیا تو دِلارہ اس آرام

کو ہر گز جھٹلا نہ سکی، وہ چاہتا تھا وہ نیلز سے گردن کو نقصان نہ دے، جبکہ دِلارہ کا غصہ زرا سا مدھم ہوا۔

"یہی کہوں گی کہ تم نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی۔ تمہیں پہلے ہی دن بدنام کر دوں گی۔ بچی کچی عزت بھی جاتی رہے گی۔ سب کہیں گے ہاا!زرا صبر نہیں ہوا۔۔ہاں پھر سب سمجھ جائیں گے بچارا باران ترسا ہوا تھا، صبر کیسے کرتا۔ اتنی حسین سی دِلارہ ملتے ہی پھسل گیا"

وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ حقارت سے چھڑواتی دوسرا اسکی گردن پر جما ہاتھ بھی پڑے جھٹکتی اپنا پلین بھی بڑے فخر سے بتا رہی تھی اور باران کا سر یہ سوچ کر چکرایا کہ یہ لڑکی

چیز کیا ہے، وہ بے خوف تھی، بہادر تھی پر اسی طرح بد تمیز بھی تھی اور باران سب برداشت کر سکتا تھا بد تمیزی نہیں۔

"اتنا گند اسوچ کیسے لیا تم نے؟ اور کس پاگل نے تمہیں یہ خوش فہمی ڈالی کہ تم حسین ہو۔ انسان کو اتنا بھی خوش فہم نہیں ہونا چاہیے کہ سامنے کا اصل حسن دیکھائی نہ دے"

وہ اسے بڑے نرم طریقے سے چھیڑ گیا، خود کو حسین کہہ کر دِلارہ کے ماتھے پر بل لایا۔

"خود کو اصل حسن کہتے تمہیں زرا شرم نہ آئی؟"

دِلارہ نے آئبرو اچکائے اور باران نے کندھے۔

"مجھے دیکھنے کے بعد تم کچھ سیکنڈ اپنی آنکھیں نہیں ہٹا سکتی، یہ ثبوت ہے میرے ہنڈسم ہونے کا"

باران نے مزے سے خود کی تعریف کرتے مغرور مسکراہٹ دی پر وہ بھول گیا تھا سامنے دِلارہ ہے۔

وہ طنزیہ زہر خند ہنسی۔

"نہیں۔ میں بس عجوبوں کو غور سے دیکھنے کی عادی ہوں تاکہ ذہن میں بٹھا سکوں۔ انسان کو اتنا بھی غلط فہمیوں کا مارا نہیں ہونا چاہیے کہ سامنے والے کی تکلیف نظر نہ آئے"

وہ جھک کر اپنا سوئیٹر اٹھائے گیلی خود سے چپکی ٹاپ کو زرا خود سے دو انگلیوں سے کھینچ کر پرے کرتی مڑی ہی جب باران نے بھی قدم پیچھے بڑھائے۔

"اسکا علاج کیا ہے؟ میڈیسن لو گی یا انجکشن۔۔۔ڈاکٹر ارینج کروادوں تمہیں پاپا کی نازک پری؟"

وہ باران کے طنز پر اپنی کلائی پر خارش کرے وہیں سے پلٹی جو اسکی فکر کرنا چاہتا تھا پر کی نہ جا رہی تھی، دِلارہ کی گردن پر ریڈنس زیادہ ہو رہی تھی یہ دیکھ کر باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بال اک طرف کیے جو کالی گھٹاوں سے اس لڑکی کو ہر سو سے گھیرے تھے، اس قدر تھے کہ باران کو یہ خیال

سا آیا کہ قینچی ہو اور وہ تھوڑی جھاڑیاں کاٹ دے تا کہ اسکی گردن دیکھائی دے۔

"اسکا علاج جاننا چاہتے ہو۔ آو میرے ساتھ"

وہ آنکھوں میں شر انگیزی بھر لاتی بڑی ادا سے اپنا وہی ملائم ہاتھ باران کے آگے پھیلا گئی اور اسکی یہ مسکراتی صورت باران یلدرم کو چھپے جلاد کی بناوٹی اچھی شکل لگی، پورے جسم میں سنسنی سرائیت کی، دِلارہ نے سوئیٹر وہیں چیئر ہولڈر پر رکھا۔

"کہاں جانا ہے؟"

وہ تجسس کا مارا سوال کر اٹھا، وہ ہاتھ تھا منارسک اٹھانے کے مترادف ہی تھا۔

"تکلیف دی ہے تو علاج کے بارے جاننے تک چونچ بند رکھنی ہو گی ناں۔"

وہ آنکھیں معصومیت سے بھر لائی اور باخدا باران کو اب بھی وہ شیطانی سازش لگی۔

"تم کچھ الٹا کرو گی صاف لگ رہا ہے"

باران نے نفی کی، اسے خود سے ڈرا ہوا وہ آدمی سرور ہی تو دے گیا۔

"تم چل رہے ہو یا گھسیٹ کر لے جاوں؟"

دِلارہ نے چلا کر اسکی جرسی سٹف والی ٹرٹل نیک گیلی شرٹ گلے سے دبوچی تو باران اسکی ہمت پر ششدر رہ گیا، یہ لڑکی کس جرت سے اسکو یوں اپنے چہرے کے نزدیک کھینچ کر دھمکا رہی تھی، اوپر سے وہ زرا بھی گھبرائے بنا گھور رہی تھی۔

"آپ کہو پہلے"

باران نے دانت پر دانت جماتے دلارہ کا پارہ ہائی کیا۔

"نہ کہوں تو۔۔۔؟"

وہ بے خوفی سے بولی۔

"تو تمہارا پورا چہرہ سرخ ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نہ خود ہلوں گا نہ تمہیں جانے دوں گا۔ تمہارے گال سرخ ہونا شروع ہو گئے۔ سوچ لو"

وہ ڈھیٹ بنادِلارہ کا اس وقت ضبط ہی آزما رہا تھا اوپر سے دونوں ہی گیلے تھے اور ٹھنڈ اس قدر لگ رہی تھی کہ ہونٹوں کی دونوں طرف رنگت بدلنا شروع ہو گئی۔

"میرے ساتھ چلیں"

وہ بہت مشکل سے تمیز کے پلو سے لٹکتے یہی تین لفظ بول سکی جب باران فاتحانہ مسکرایا۔

"گڈ گرل"

وہ اسکی پھولی گال کھینچ کر مسکراتا آگے بڑھا جبکہ دلارہ نے اسکو آگے جاتا دیکھے اسکا وہ ہاتھ خون آشام آنکھوں سے دیکھا، جیسے وہ کاٹنا چاہتی تھی، پھر خود بھی پیچھے ہی چلتی اسکی ہمقدم ہوئی اور دونوں ساتھ ہی سٹنگ لاونج انٹر ہوئے جہاں اب بس عزیزے، عالیان اور اسماعیل یلدرم بیٹھے چائے پینے کے ساتھ باتوں میں مصروف تھے۔

"تم دونوں کو کیا ہوا۔ بھیگے کیوں ہو؟"

عزیزے نے اپنا کپ جھک کر میز پر رکھا اور اٹھ کر ان کی طرف بڑھیں۔

"اس نے مجھے سوئمنگ پول میں دھکا دیا۔ میں نے کہا بھی مجھے ٹھنڈے پانی سے الرجی ہے۔ کہنے لگا مجھے تم پر شدید غصہ ہے۔ میرے پلے پڑ گئی ہو مصیبت کہیں کی۔ اس نے مجھے پھر خود بھی پانی میں جا کر ڈبو کر مارنے کی کوشش کی"

عالیان، اسماعیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے، عزیزے نے شاکڈ ہوتے باران کی طرف دیکھا جو خود بھی دِلارہ کے منہ

سے جھڑتے پھول سن کر کومہ میں محسوس ہوا، وہ دنیا جہاں کی معصومیت لیے اپنے اوپر ٹوٹے ظلم کی جھوٹی روداد سنا کر انصاف کی طالب بنی کھڑی تھی اور باران کو وہ تینوں خشمگیں نظروں سے گھور رہے تھے۔

"باران! بچے اسے الرجی ہے۔ دیکھو سرخ لال ہو رہی ہے"

عزیزے کو تو دِلارہ ہی پیاری تھی، اس پر سو خون معاف بھلے وہ جانتی تھیں وہ جھوٹ بول رہی ہے پر کچھ تو ہوا تھا وہ دونوں ایک سے بھیگے تھے۔

"اس بے حس سے ایسی ویسی ساری امیدیں کی جاسکتی ہیں۔ تمہیں شرم نہیں آئی اس معصوم بچی پر ظلم کرتے"

اسماعیل یلدرم بھی سینہ تانے باران کو جھاڑ گئے جسے اس وقت کسی کی برہمی سے گھنٹہ فرق نہ تھا۔

"باران! تم ایسا نہیں کر سکتے"

عالیان واحد تھا جسکے لگائے الزام میں کچھ بے یقینی کا عنصر تھا جبکہ باران مزید چپ رہتا تو دماغی نسیں بڑھتے بوائلنگ پوائنٹ سے پھٹ جاتیں، اس سب کے علاوہ دِلارہ تو یوں

انصاف طلب کھڑی تھی جیسے اپنی مظلومیت کا سبکو یقین دلانے میں سو فیصد کامیاب ہو۔

"میں نے کوشش کی ہوتی تو تم زندہ بچ ہی نہ سکتی تھی اور یہاں کھڑے ہو کر یہ سب بکنے کی تو مہلت ہی نہ ملتی تمہیں دِلارہ۔ جب میرا تمہیں مارنے کا دل چاہا سولڈ کام کروں گا فکر مت کرو۔ میں حویلی جارہا ہوں۔ اس لڑکی سمیت اسکا میلو ڈرامہ اب آپ سب ہی سہیں۔ میری بس ہو گئی۔ بلکہ آپ تینوں کو بھی اوسکر ملنا چاہیے"

وہ سب کو دیکھ کر بہت ہی سموتھ طریقے سے دِلارہ کو دہرا سبق سیکھائے باقی تین حمایتیوں کی اداکاری بھی فاش کرتا

اسی گیلے خلیے میں ہی واک اوٹ کر تا روانگی کے لیے حویلی سے نکلا جبکہ دِلارہ کو امید نہ تھی وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دے گا۔

"میری جان! میڈیسن لو ورنہ یہ بڑھ نہ جائے۔ چینج بھی کرو"

عزیزے نے اسے بازو سے تھامتے کہا پر وہ انکے حصار سے نکلتی پلٹ کر باران کو جاتا دیکھنے لگی، اسکی گرے آنکھوں میں جلن ہو رہی تھی۔

عزیزے، اسماعیل اور عالیان دبا دبا مسکراتے نظر آئے اور دِلارہ ان تینوں کو وہیں چھوڑے باران کے پیچھے ہی نکلی تو عزیزے نے اسے روکنے کو آواز دی پر دِلارہ نے ان سنی کر دی۔

"کیا بنے گا انکا۔۔۔؟"

عالیان نے بھی ان دو کے مسکرانے میں پوری شراکت کی اور اب وہ باران کی تپ پر ہنس رہے تھے، پر کیا کرتے وہ ان تینوں کے بقول یہی ڈیزرو کرتا تھا۔

جبکہ دِلارہ گھر سے باہر آتی گھر کی روش میں رکی جہاں وہ گاڑی کی طرف ہی تیز قدموں سے بڑھ رہا تھا۔

اسے برداشت نہ ہوا تھا کہ اس آدمی نے دِلارہ کو نیچا دکھایا ہے۔

"آئی ہیٹ یو۔۔ تم مجھے ایسے چھوڑ کر جا رہے ہو؟ ڈاکٹر کے پاس لے کر جاو مجھے۔ ورنہ میں کچھ اٹھا کر تمہارے سر میں مار دوں گی"

دِلارہ کی آواز سنے وہ رک کر پلٹا جہاں وہ بے قرار و غصے میں لپٹی بھاری سانس بھرتی گھور رہی تھی۔

"ایک کام کرو۔ دماغ نکال کر وہ مار دو ویسے بھی تمہارے یوز کی چیز نہیں وہ۔ پتا نہیں کونسی نیکی کی میں نے تمہاری نفرت ملی مجھے۔ الحمد اللہ۔ اور ڈاکٹر کے دماغ کی دہی کرنے سے بہتر ہے تم تھوڑا درد سہہ لو"

وہ جان سے اسے اتار تا سخت اکتاہٹ و بیزاری سے گاڑی کا ڈور کھول چکا تھا جب پھر سے باران کا ہاتھ تھما۔

"Cold urticaria

ہے مجھے۔ اگر تم گئے تو میں پھر سے جا کر پول میں چھلانگ لگا دوں گی۔ تمہیں ایز آمیڈیکل ایکسپرٹ یہ تو پتا ہو گا کہ

Cold urticaria کی سوئیر کنڈیشن بلڈ کینسر کی وجہ بن جاتی ہے"

وہ بہت سکون سے اس شخص کے دماغ پر ہتھوڑا برسا گئی جسے سنے باران نے بے دردی سے کار ڈور بند کیا اور واپس مڑے اسے زچ نگاہوں سے کچھ دیر دیکھنے کے بعد اس تک قدم بڑھائے، بے چینی کو الجھن میں بدلتے لمحہ لگا۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتا؟"

وہ عین دِلارہ کے قریب رکتے حیرت سے استفسار کیے بولا۔

"کیا؟"

وہ انجان بنی۔

"یہی کہ میں میڈیکل ایکسپرٹ ہوں۔ اور تمہیں اتنی سی عمر میں اتنا سب کیسے پتا؟"

وہ دونوں معاملوں کے لیے حیران تھا۔

"بی نے بتایا اور یہ بیماری انسانوں کی طرح جانوروں میں بھی اسی طرح Rare اور سخت ہوتی ہے۔ اور میرا واسطہ انسانوں سے زیادہ جانوروں سے پڑا ہے اس لیے"

وہ فخر سے بتاتی سر اکڑا گئی، باران یلدرم کے سپاٹ کھینچے خدوخال زائل ہوئے، الجھن اب پھر ناگوار ئیت کی کسی کراہت بھری شکل میں ڈھلی۔

"تبھی حرکتیں بھی جانوروں والی ہیں۔ چلو ہوسپٹل چلتے ہیں۔"

وہ اکتائے انداز میں بولا تو دلارہ نے ڈھیٹائی سے ناں میں سر ہلایا۔

"تم دیکھو مجھے"

وہ بضد تھی۔

"اس میں انجکشن لگے گا اور میں انجکشن جیب میں لیے نہیں گھوم رہا دِلارہ"

وہ چڑ کر رہ گیا، وہ لڑکی خوامخواہ ضد کر رہی تھی۔

"گھومنا چاہیے۔ اب سے گھوما کرنا کیونکہ اب تو میں تمہیں ایسے ہی زحمت دیا کروں گی"

وہ سراسر باران کو فخریہ اپنی آگے بھی ایسی ہی حرکتوں کی اطلاع دیے زچ کر رہی تھی، اپنی تکلیف محسوس کر کے بھی جھٹلا رہی تھی۔

"ابھی کے لیے چلو گی؟"

وہ اکڑ اک طرف کرے سخت بے بسی سے بولا، انداز منت میں بدلا، دِلارہ میں تسکین کے جذبات بڑھے، لیکن ہمدردی کا جذبہ بدستور قلیل تر ہوا۔

"نہیں تم جاو اور انجکشن لے کر آو۔ اور آتے ہوئے اپنی حویلی جا کر چینج بھی کر کے آنا۔ گیلے ہو کر اور برے لگ رہے ہو"

وہ سپاٹ انداز میں کہہ کر اپنی گردن اپچنگ کی وجہ سے کھجاتی واپس اندر چلی گئی اور باران نے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کے بھرم دیکھتے صدمے سے اسکی جانب نظر ارسال کی جیسے اسکے رویے سے ناجانے کیا اخذ کر رہا ہو، اخذ کیا ہوا

یہ اسکے مزاج کی پژمردگی سے عیاں ہو رہا تھا، جیسے اسکی سلامت طمانیت میں گہری دراڑیں پڑ گئی ہوں۔

"بھاڑ میں گئی میری بچی کچی قسمت"

اپنے مقدروں کو بس یہی دہائی دینی باقی تھی، دِلارہ کے حکم کی تعمیل میں باران یلدرم ساری اکڑ اک طرف کرے جبرا نکل پڑا اور وہ واپس سب کے پاس آکر سنجیدگی سے رکی۔

"ہو گیا نکاح۔ اب آپ دو بھی جائیں ناں۔۔۔"

دِلارہ نے عالیان اور اسماعیل کو دیکھتے بنا ماتھے کے بل عیاں کیے کہا تو جہاں ان دو کا منہ بنا وہیں عزیزے نے دِلارہ کو آنکھیں نکالیں۔

"کاوفی نہیں پلاو گی؟"

اسماعیل یلدرم نے خود ہی برا نہ مناتے پیار سے دِلارہ کو دیکھتے پچکارا پر یہ بھی انکی بھول ہی تھی۔

"میرے ہاتھ صرف زہر پلانے والے ہیں۔پتا نہیں کو وفی کیسی بنے۔۔ٹرائے کرنا چاہیں گے بڑے بابا؟"

ہونٹوں پر نرم سی جگمگاتی مسکراہٹ سمیت وہ بولی تو عالیان خود بمشکل اپنی مسکراہٹ روک سکا جبکہ عزیزے کی آنکھیں نکل کر باہر بھی گر جاتیں وہ لڑکی اپنے مزاج سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی۔

"تم جا کر میڈیسن لو۔ بڑوں سے ایسے بات نہیں کرتے بچے"

عزیزے مجبوراً بول پڑیں تو دِلارہ نے ویسی ہی بے تاثر سمائیل انھیں بھی دی پھر عزیزے کے دونوں ہی مہمانوں کو۔

"بڑے قد سے نہیں، ظرف سے ہوتے ہیں بی۔ اور یہاں کسکا کتنا ظرف ہے سب جانتی ہوں۔"

وہ مسکرا کر ان دو کی طرف دیکھے اپنے روم کی طرف بڑھی تو اک لمحہ سٹنگ لاونج میں حرارت سی بڑھ گئی، آتش دان پہلے ہی دہک رہا تھا وہ دل بھی دہکا گئی تھی۔

"بہت متنفر ہے وہ ہم سے، کیا لگتا ہے یہ رشتہ اسے سنبھال سکے گا۔ بابا؟ کیسے ختم کریں گے آپ اسکے اندر کی کرواہٹ اور نفرت۔ کہیں ہم نے ان دونوں کی زندگی داو پر تو نہیں لگادی؟"

یہ سوال عالیان نے اٹھایا اور اسی سے ملتے جلتے سوال ان دو کے دلوں میں بھی جاگ رہے تھے لیکن اس وقت کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

.._____..

"جب رشتہ طے ہو چکا تھا تو مہمت اور اسکی فیملی کو ڈنر پر بلانے کی کیا ضرورت تھی المیر ablal؟"

مسدور حویلی کے مہمان خانے میں اس وقت مہمت سلمان اپنے والد والدہ اور خالا کے ساتھ آیا تھا جبکہ گل خانم اور برہان مسدور بھی وہیں انکے ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں

مصروف تھے، مہمت سلمان ایک بڑا زمین دار تھا جو ایدا کے بدلے مسدور خاندان کو کئی ایکڑ زمین دینے والا تھا جو بہت زیادہ مالیت رکھتی تھی، ایک طرح ایدا دمیر کی شادی نہیں سودا کیا جا رہا تھا اور یہ جو آج اچانک رات کے کھانے پر سب جمع تھے یہ نازلی کو کھٹک رہا تھا، ایدا تو جب سے شاپنگ سے آئی تھکی تھی تو سو گئی تھی۔

"تمہارے ابی (بھائی) نے کہا کہ انکی دعوت کرنی ہے رات میں تیاری کروا دینا۔ میں انکے کہے کی غلام ہوں نازلی۔ مجھے نہیں پتا اندر کیا باتیں ہو رہی ہیں"

المیرا نے لاعلمی و افسوس کا اجتماعی اظہار کیا جبکہ نازلی کو یہ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا، اسکی ماں اور بھائی جو کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے تھے، قہقہے لگا کر ہنس رہے تھے تبھی نازلی کا لہو سلگ رہا تھا۔

"آپ نے اور برہان بھائی نے ایدا سے اسکی مرضی پوچھی؟ آپ سمجھا نہیں سکتی تھیں ابی کو کہ آجکل بچوں پر مرضی تھوپنا ٹھیک نہیں۔ آپکو پتا ہے ایدا کتنی ڈری ہوئی ہے۔ انے تو میری بات نہیں سن رہیں پر آپ تو خانم کی لاڈلی بہو ہیں۔ انکا ایدا کے لیے دل نرم کریں۔ کم از کم وہ

اسے اک بار گلے لگا کر یہ تو پوچھ لیں کہ میری پوتی تم خوش تو ہو"

نازلی نے المیرا کو جذباتی کر دیا تھا جو کھانا لگوا رہی تھیں، رک کر نازلی کی طرف پلٹیں۔

"تم نے بہت سالوں پہلے جب یونہی ایک آئے رشتے کے لیے سبکو انکار کیا تھا تب کیا ہوا تھا نازلی۔ صرف اس بات پر ہی تمہارے گھر والوں نے تمہیں بدکردار کہہ دیا۔ تم بھی پیچھے نہ رہی کہ جب بے وجہ وہ سب ظالم بن رہے ہیں تو وجہ سے بنیں، آخر کو آفت جو تھی پوری۔ تم نے انھیں اپنی پسند بتا دی کہ تم یلدرم خاندان کے آزاد سے پیار کرتی

ہو۔تب کیا ہوا تھا نازلی کچھ یاد ہے یا یاد دلاوں؟ تمہارے بھائی نے آزاد پر کتے اور اپنے غنڈے چھوڑ دیے تھے صرف اس جرم میں کہ انکے گھر کی عورت نے اس دشمن خاندان کے مرد کا نام لیا۔ تم بھول گئی ہو گی میں نہیں بھولی۔ نورے کے بعد میں نے ایدا کو پالا۔ میں ایدا کو اپنے توران سے زیادہ پیار کرتی ہوں تبھی چاہتی ہوں وہ چپ چاپ عزت سے اس جہنم خانے سے نکل جائے اور تم کیا نیا وبال سوچ رہی ہو؟"

المیرا کا اک اک لفظ نازلی کے دل کو چیڑ تا گیا، وہ آزردہ ہوئی۔

"میں بس ایدا کی خوشی اور سکون چاہتی ہوں,abla جو مجھے اس مہمت کے ساتھ نجانے کیوں دیکھائی نہیں دے رہی۔ آپ بھی ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن وہ ہماری جان ہے۔ اسکی اداسی مجھ سے دیکھی نہیں گئی۔ میں نے اسے زبردستی شاپنگ کروائی۔ لڑکیوں کی اتنی فرمائشیں ہوتی ہیں یہ لینا ہے وہ لینا ہے۔ پر وہ چپ چاپ جو دلایا سر ہلاتی رہی۔ انے اور ابی اتنے ظالم کیوں ہیں؟"

نازلی نے بھی برتن میز پر لگانے کے بیچ افسوس کا اظہار کیا تو المیرا ٹھنڈا سا سانس بھر گئی۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ کھانا دے دیں"

اس سے پہلے المیرا کوئی جواب دیتیں، ایدا کی مدھم سی پکار پر دونوں نے اپنے اپنے چہروں کی پریشانی ضبط کی۔

"آجاو میرا بچہ۔ بس لگا رہے ہیں کھانا۔ مہمت اور اسکی فیملی بھی آئی ہے۔ جاو سلام کر آو"

المیرا تو کہہ کر کچن میں گھس گئیں جبکہ ایدا کی بہت مشکل سے جگی بھوک اس آدمی کا سنتے ہی مر گئی۔

"وہ کیوں آئے ہیں hala؟"

ایدا نے گھبراتے ہوئے نازلی کی بازو تھامی۔

"تمہیں کڈنیپ کرنے نہیں آئے میری جان، ڈر کیوں رہی ہو۔؟"

نازلی کو اسکا ڈرنا تپا گیا۔

"مجھے انکی انے خوفناک لگتی ہیں۔"

ایدا نے منمناتے ہوئے بتایا تو نازلی ہنسی اور پکڑ کر ایدا کو خود سے لپٹایا۔

"مجھ سے کم ہی خوفناک ہو گی وہ جادوگرنی کے ڈنڈے جیسے منہ والی۔ آو میں بھی چلتی ہوں۔ زرا تمہارے مہمت پر

لائن مار کر دیکھتی ہوں لڑکا سخت ہے یا ٹھرکی تمہاری
hala کی طرح"

نازلی نے ایدا کے ڈر کو مسکرا کر مٹایا اور اسکا ہاتھ پکڑے
زبردستی اسے بڑے لاونج لے گئی، ایدا نے بہت ہاتھ کھینچا
پر نازلی کسی کی سن لے تو رونا ہی کس بات کا تھا۔

"مرحبا! کیسے ہیں آپ سب۔۔ارے مہمت بھی آیا
ہے۔کیسے ہو برخوردار"

نازلی نے سبکو ہی مسکراتی چہکتی نظروں میں بھرے مخاطب
کیا جو برہان مسدور اور گل خانم کو تو نا گوار ہی رہا پر بچارے

جبرا مسکرانے پر مجبور نظر آئے اور مہمت کی ماں خالہ تو اٹھ اٹھ کر نازلی اور پھر ایدا کو چمٹیں اور خدا گواہ تھا نازلی کو ان دو سے صرف مطلب کی بو آ رہی تھی جیسے یہ چوما چاٹی بس دکھاوے کو ہو۔

البتہ ایدا تو نازلی کے پیچھے چھپتی جا رہی تھی جب اس مہمت سلمان کی عجیب سی نظریں سر سے پیر تک محسوس کیں۔

"تم کیا ان بڈھوں میں بیٹھے ہو دلہا راجہ۔ ایدا زرا مہمت کو حویلی تو دیکھاو"

نازلی درحقیت یہاں رک کر ان نیک بزرگوں کی باتیں سننا چاہتی تھی تبھی اس نے ایدا کو جہنم کے منہ میں مجبوراڈالا جو نازلی کا سوئٹر ہاتھ میں دبوچے "نہیں hala پلیز" کہہ کر منت کرا اٹھی۔

"کھائے گا نہیں تمہیں۔ ملو اور دیکھو کس مزاج کا ہے"

مہمت کے گھر والوں نے خوشی خوشی اجازت دی جس پر وہ بھی اکڑا نواب زادہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایدا کا سانس گلے میں تب پھنسا جب مہمت اسکو باہر چلنے کا اشارہ کر رہا تھا، ایدا نے گل خانم اور برہان مسدور کی سرد نظروں کو دیکھتے نازلی کو شکوہ کناں نظروں میں بھرا اور مجبوراً اس آدمی کے ساتھ

باہر نکل آئی پر پورا جسم جیسے ناپسند سے وجود کی تپش سے جل رہا تھا۔

"کیا کوئی پرابلم ہے؟"

ایدا کو خود سے اتنا دور چلا آتا دیکھے وہ پلٹ کر کھردرے سے لہجے میں بولا۔

"نہیں"

ایدا نے فورا نفی کی پھر نظریں ادھر ادھر پھیرنے لگی۔

"چھت پر چلیں؟"

ایدا نے اسکی بات سنتے اسکی طرف برہمی سے دیکھا۔

"مطلب؟"

ایدا نے ناگواریت سے استفسار کیا۔

"مطلب نیچے سے تو میں حویلی دیکھ چکا ہوں دو تین بار جو آیا۔ اوپر والا پورشن اور چھت نہیں دیکھا۔ اس میں صدمے والی کیا بات تھی؟"

مہمت نے مشکوک نظروں سے ایدا کے تاثرات ٹٹولے، جس انسان کے ساتھ بات کرنا، کچھ لمحے ساتھ رہنا دوبھر تھا، وہ زندگی کیسے گزارتی۔

"نہیں وہ میں نے ویسے پوچھا۔ چلیں"

ایدا نے زرا اعتماد بحال کیا اور خود جلدی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی تبھی مہمت نے پیچھے گردن گما کر حویلی کے صحن میں گھومتے ملازمین پر اک نظر ڈالی اور شرانگیز مسکراتا لمبے ڈگ بھرتا سیڑھیاں چڑھا، یہ حویلی پرانے طرز کی مگر بے انتہا شاندار تھی، پتھر سے بنی ہوئی جسکی عالیشان خوبصورتی چپے چپے سے سراہنے لائق تھی، کھلی ہوادار اور پر فضا جگہ اور کھلے وسیع کمرے صحن پر امدے اور دالان۔

"اوپر سے زیادہ خوبصورت ہے حویلی۔ تم نیچے رہتی ہو یا اوپر؟"

ایدا اسے اوپر والے کمرے اور صحن، اسکے علاوہ باغیچہ دیکھا رہی تھی جب مہمت نے کمروں کی طرف اشارتا دیکھتے پوچھا۔

"میرا کمرہ اوپر ہے۔ باقی سب نیچے رہتے ہیں"

ایدا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پھر تو شادی تک میں تم سے چھپ کر ملنے آسکتا ہوں۔ کسی کو خبر بھی نہ ہو گی۔۔ ہم ایک دوسرے کو جان لیں گے مزید اچھے سے"

ایدا اسے صحن اور باغیچے کی جانب لائی تو مہمت نے اسکے بلکل پیچھے رکتے بہکے لہجے میں کہا کہ ایدا گھبرا کر مڑی۔

"اسکی ضرورت نہیں۔ میں نیچے جا رہی ہوں"

ایدا کو اس آدمی کی آنکھوں سے عجیب ہوس سی ٹپکتی محسوس ہوئی تو گھٹن کا احساس بڑھا جسکے پیش نظر وہ نیچے جانے کو مچلی پر اسکے گماں میں بھی نہ تھا کہ مہمت اسے بازو سے دبوچ کر دیوار سے لگا دے گا، وہ سہم گئی، چیخ بھی نہ سکی کیونکہ اسکا بھاری دوسرا ہاتھ ایدا کے منہ پر جما تھا، ایدا کی آنکھیں سرخ ہو کر بھیگیں اور مہمت کی جلنے لگیں۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو، تمہاری یہ اکڑ برداشت نہیں کروں گا۔ کس بات کا غرور ہے ہاں۔ ہو کیا تم۔ حور پری ہو یا سرخاب کے پر لگے ہیں تمہارے اس جسم کے ساتھ۔ مجھے سر جھکا کر حکم ماننے والی عورت چاہیے اس لیے تمہارے گھر والوں کو کئی ایکڑ زمین دے رہا ہوں ورنہ اکڑیلی عورتوں کی ازمیز کے بازاروں میں کمی نہیں۔ سمجھی؟"

وہ دبنگ انداز میں چلایا تھا، تھا ہی وڈیرا تبھی اکڑ اور غرور بھی اونچا تھا اور ایدا نے ڈرتے ہوئے ہی سر ہلایا تاکہ وہ اسکا منہ آزاد کرے، وہ بیچی گئی ہے یہ سننا حیرت کا سبب نہ تھا۔

"اچھی بات ہے۔ میرے اشاروں پر سانس لو گی تو سانس بند نہیں ہونے دوں گا تمہارا۔ لڑکیوں کی کمی نہیں ہے پر تم پر دل آگیا تھا تبھی تمہاری یہ باغی نظریں برداشت کر رہا ہوں ایدا"

مہمت نے اسکا منہ تو آزاد کر دیا پر اب اسکا ہاتھ ایدا کی گردن کے گرد جکڑا تھا، ایدا کبھی سانس لیتی کبھی گھوٹ لیتی پر سر ہلائے جا رہی تھی۔

"پ۔۔ پیچھے ہٹیں"

ایدا کا دم سا گھٹا تو وہ اس آدمی کی نزدیکی میں کراہت محسوس کرتی سسک اٹھی، مہمت نے زرا فاصلہ بناتے اسکی روتی آنکھوں کو شرانگیز مسکراہٹ سے دیکھا۔

"چلو اب خوش کرو مجھے کیونکہ بہت غصہ دلا دیا ہے تم نے"

وہ پیچھے تو ہو گیا پر اسکا بے باک مطالبہ ایدا کے پیروں سے جان ضرور کھینچ گیا۔

"ک۔۔کیا مطلب؟"

وہ بولتے ہوئے ہکلا گئی، آنکھیں جیسے بے یقینی سے پھٹنے کو آئیں۔

"اتنے خوبصورت ہونٹ کیا قبر میں لے کر جاو گی۔ تمہیں نہیں پتا ایک ناراض مرد کو عورت کیسے خوش کرتی ہے؟"

وہ رعونت سے بولتا ایدا کے اندر سنسنی اتار گیا، ہاتھ بڑھا کر اس نے خباثت کے سنگ ایدا کے نچلے ہونٹ کو چھوا تو وہ سانس روکتی بے اختیار اسکا ہاتھ اچھوت کی طرح پیچھے ہٹا گئی۔

"کہاں۔۔۔خوش کیے بنا تمہیں جانے نہیں دے رہا"

وہ روتی ہوئی اس سے پہلے جاتی، مہمت نے اسے بازو سے دبوچتے گھسیٹ کر سامنے کیا، اس وحشی کو ایدا کے آنسوؤں، اسکی اذیت سے رتی برابر فرق نہ پڑ رہا تھا۔

"ن۔ نہیں۔۔ شادی نہیں ہوئی۔ بعد میں پلیز۔۔۔ ایسا مت کریں میں شور مچادوں گی۔۔"

ایدا نے سسکتے ہوئے اپنی بازوؤں کو چھڑوانا چاہا پر مہمت نے اسکے دونوں بازو پوری قوت سے جکڑ رکھے تھے، اس پر جیسے ایدا کی نوخیز خوبصورتی دیکھے جنون سوار ہو گیا تھا۔

"تمہارا شور گھوٹنا اچھے سے آتا ہے اس لیے مزید دماغ خراب مت کرو۔ سہاگ رات تو شادی کے بعد ہی مناوں گا وہ بھی بہت اچھے سے پر ابھی میں تھوڑا خوش ہونے کے موڈ میں ہوں۔ ویسے بھی زمین کی ڈیل ہو چکی ہے تو تم اب میری ملکیت ہو۔"

ایدا نے اپنی مزاحمت روکتے اس درندے کو دیکھا جو یہاں کھڑا اپنی ہوس کے ہاتھوں مجبور ہو کر رسم و رواج کی دھجیاں بکھیرنے پر تیار تھا، کیا ایسا شخص ایدا جیسی نازک دل کی لڑکی کو کبھی سنبھال سکتا تھا، اسکے دل نے چیخ کر نفی کی تھی۔

"اگر تم میرے قریب آئے میں خود کو مار دوں گی پھر میری لاش کے ساتھ سہاگ رات منالینا"

ایدا نے ڈر خوف اک طرف کرتے آنکھوں میں نفرت اور حقارت بھرتے للکار کر کہا تو مہمت نے متاثر ہوتے اسکی بات سنی پھر مزاق اڑاتا ہنسا۔

"تم جیسی ڈرپوک تو اک خراش نہ دے خود کو۔مارے گی کہاں؟ دیکھو تم وقت برباد کر رہی ہو۔ اتنا بڑا مطالبہ تو نہیں کہ تم مرنے مارنے پر اتر آو۔ چلو شاباش یہ حیا و پاکیزگی کا نقاب سائیڈ کرو۔ تمہارا ہونے والا شوہر ہوں میں"

وہ اسے بخشنے کے موڈ میں نہ تھا اور مزید ایدا میں اس مردود کی منتیں کرنے کی ہمت نہ تھی تبھی زور سے ٹانگ اٹھا کر گھٹنہ مہمت کی ناف سے نیچے مار گئی کہ ایک سیکنڈ میں کراہتے مہمت کی گرفت چھوٹی اور اسی کا فائدہ اٹھاتے وہ جلدی سے دوڑ کر اپنے کمرے میں جا چھپی اور دروازہ بھی ہانپتے ہوئے لاک کر دیا۔

مہمت کو تو دس سکینڈ سانس نہ آیا، وہ اس زور سے اسکی نازک جگہ سوجھا گئی تھی کہ مہمت نے کبھی ایسا درد خوابوں میں بھی نہ سوچا تھا۔

زیر لب گالی بکتا وہ لڑکھڑاتا دروازے تک آیا جس پار وہ حملہ آور چھپی تھی۔

"ایدا! یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ میں تم سے اسکا حساب ضرور لوں گا۔ یاد رکھنا"

وہ دروازے کو پیٹ کر غراتا ہوا اسے دھمکی دے کر وہاں سے گیا تو ایدا وہیں دروازے میں روتی ہوئی اپنی سسکیاں گھوٹتی بیٹھتی چلی گئی، جس گھر میں اسکے اپنوں کے ہوتے اسکی عزت محفوظ نہ تھی وہ ایدا کا جہنم خانہ ہی تھا۔

وہ وہیں چھپ کر بیٹھی رہی، وہ لوگ چلے گئے، نازلی کھانا بھی لے کر آئی پر ایدا نے سونے کا بہانہ کرے دروازہ نہ کھولا جبکہ نازلی جو ان سب کے بیچ بیٹھی رہی اس کی ماں بھائی نے مذمت بھی کی اور بچاری کو ان سوداگروں کی کوئی چال بھی پتا نہ چل سکی لیکن ایدا اب مر کر بھی خود کو اس مہمت سلمان کے ہاتھ نہیں دینے والی تھی، کم از کم مہمت کے اس روپ کو دیکھنے کے بعد تو ہرگز نہیں۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

وہ پہلے تو یلدرم حویلی پہنچا، وہاں جا کر گاڑی واپس ڈرائیور کے ہاتھ عزیزے کے گھر بھجوائی کیونکہ وہ عالیان اور اسماعیل صاحب تینوں ایک ہی گاڑی میں وہاں گئے تھے، جبکہ خود چینج کرنے وہ روم میں آیا، ویسے تو وہ تھوڑی دیر ہی پانی میں رہا تھا پر جسم کے ٹمپریچر کے اوپر نیچے ہونے کی وجہ سے اسے طبعیت مزید بگھڑتی محسوس ہو رہی تھی، سر درد تو پہلے ہی تھا پر اب فیور محسوس ہونے لگا، ایک تو ویسے ہی وہ دماغی طور پر ڈسٹرب تھا۔

روم میں پہنچ کر اس نے اپنی بگھڑی غصیل حالت آئینے میں دیکھ کر گہری سانس بھری، پھر ملحقہ واش روم گھسا، دس منٹ تک باہر آیا تو بلیک پینٹ اور وائن براون ٹی شرٹ پر ہڈی چڑھانے کے بعد آئینے کے سامنے رک کر اپنے کافی حد تک سوکھ جاتے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کبرڈ کی طرف بڑھا جہاں ملازمین نے اسکا سارا پہننے اوڑھنے کا سٹف مینج کرتے ارینج کر دیا تھا۔

وہاں رکھے slide ziper Snow Shoes نکال کر ساکس بھئ ڈراسے نکالتے کاوچ پر بیٹھے شوز پہننے ہی لگا تو پیروں کو ہاتھ لگایا جو گیلے موزوں کی وجہ سے سن ہو رہے

تھے، سر جھٹک کر شوز پہنے وہ اٹھا، ہڈی کی کیپ سر پر لی اور وہیں ڈرا کھولتے وہاں رکھی اپنی گاڑی Bugatti Centodieci کی چابی نکالی جو کئی سال سے بس عالیان ہی کے کبھی کبھی استعمال میں رہتی تھی وہ بھی تب جب اسکی گاڑی سروس کے لیے گئی ہو اور وہ پھر چابی یہیں رکھ جاتا تھا کیونکہ اس بھاری گاڑی کو ہینڈل کرنا عالیان کے بس کا کام نہ تھا۔

باران نے اک سرسری نظر خود پر ڈالتے پرفیوم خود پر سپرے کی اور اسے واپس رکھتا وہ کمرے میں خوشبو کے لمس بکھرتا باہر نکلا، پہلے تو سیو اینڈ ساونڈ گیراج سے اس

نے اپنی حسین گاڑی نکالی جو ایک لمنٹڈ ایڈیشن ہاٹ اینڈ سکسی کار تھی، اسے دیکھ کر ہی کئی لوگ مر مٹ جاتے وہ اتنا خوبصورت وائن گرے کلر تھا اور اتنے سالوں سے اسکی گاڑی کا خیال رکھنے کا کریڈٹ عالیان یلدرم کو جاتا تھا، یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو باران کی دل کے نہاں خانوں سے اچھلتی ہونٹوں تک آئی۔

خیر اسے سٹارٹ کیے وہ دِلارہ کے کام کے لیے ہی سیدھا قریبی ہوسپٹل نکلا، وہاں سے پریسکرپشن لکھواتے وہ اسی ہوسپٹل کی ریکمنڈ کی فارماشاپ گیا جو مارٹ کے اندر تھی، وہاں سے مطلوبہ انجکشن اور ٹبلٹس لیے وہ باہر نکلا تو

بے ارادہ اسکی نظر سامنے ہی سٹال پر گئی جہاں جیولری تھی، کافی انٹیک اور باران کے قدم وہاں رکھی

sparkling crystal stone braidedہیر کلپ پر گئی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی رک گیا، وہ ہارٹ شیپ میں تھے اور بہت زیادہ خوبصورت تھے۔ وہ duckbillڈیزائن کی دو ہیر پن کلپس دیکھتے ہی باران کو پسند آئے اور خیالات میں اس چڑیل کے بکھرے بال اترے جنکو ان دو کے ساتھ سنورا سوچ کر وہ مسکرایا اور شاپ گرل سے وہ دونوں پیک کرنے کا کہا جس نے فوری کسٹمر کو انکی مطلوبہ چیز بہت خوبصورت سے شاپنگ بیگ میں ڈال کر تھما دی۔

باران نے اسے کچھ لیر ادیے اور وہاں سے نکل آیا، ہاں اس تحفے کو وہ دے بھی پائے گا یا نہیں اس بارے باران نے فی الحال کچھ نہ سوچا اور اسے گاڑی میں بیٹھتے ہی گلووباکس کے اندر رکھ دیا، اور خود گاڑی واپس عزیزے صاحبہ کے گھر کی طرف موڑی، اسے واپس پہنچنے میں کافی ٹائم لگ گیا اور اب جو فکر آگے نہ ہو پا رہی تھی، بڑھی محسوس ہوئی۔

گاڑی کا ہارن سنتے ہی گیڈ پر کھڑے گن مین نے مین بڑا گیڈ کھولا جسکے بعد باران کی گاڑی زن سے اندر داخل ہوئی، وہ فارماسٹور کے بجائے قریبی ہوسپٹل جا کر دِلارہ کی کنڈیشن

کے حساب سے خود Omalizumab (Xolair) نامی انجکشن لے کر آیا تھا اسکے ساتھ دو ٹیبلٹس بھی تھیں۔

"انے گھر ہیں؟"

باران نے پوچھنا مناسب سمجھا کہ وہ اکیلی دِلارہ کے گھر ہوتے اندر نہ جائے۔

"جی گھر ہیں۔"

سیکورٹی گارڈ نے بتایا تو باران نے ڈیش بورڈ میں رکھا انجکشن اور ٹبلٹس والا بیگ اٹھایا اور گاڑی کا ڈور بند کیے اسے ریموٹ کی سے لاک کرے تیز تیز قدم لیتا گھر میں داخل

ہوا، عزیزے اسے کچن میں ہی دیکھائی دیں، کھانا وغیرہ میڈ کے سر پر کھڑے ہو کر سمیٹوا رہی تھیں، عالیان اور اسماعیل بھی واپسی کے لیے نکل گئے تھے۔

"باران۔۔ خیریت ہے میرے بچے؟"

وہ باران کو پھر سے دیکھ کر کچن ہال سے باہر نکل آئیں جو انکے پاس جا کر رکا۔

"آپکی شہزادی نے حکم دیا تھا کہ اسکے لیے انجکشن لاوں cold urticaria والا۔ کہاں ہے؟"

وہ باران کی کوفت پر دھیما سا مسکرائیں۔

"میڈیسن لے کر ابھی سوئی ہے۔ میں دیکھ کر آئی ہوں۔"

وہ اسکی گال تھپکا گئیں۔

"حد ہے اگر میڈیسن کھا کر ہی چین ملنا تھا تو مجھے کیوں خوار کروایا۔ آپکی نواسی کے سکریو کچھ زیادہ ڈھیلے ہیں انے"

وہ برہم ہوا تو وہ اداس ہوئیں۔

"وہ بھلے بہت بد تمیز ہو ہے تو میرے جینے کا واحد مقصد تو مجھے برا نہیں لگتا اسکا کوئی عمل۔ کیا کروں باران میرے لاڈ نے بگاڑ دیا اسے۔ میں بھی سختی کرتی تو وہ اپنی زندگی کی تلخیاں کیسے سہتی؟۔ کیا تم مان سکتے ہو وہ چھ سال کی عمر میں

آخری بار روئی تھی۔ اور دس گیارہ سال سے میں نے اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھا"

یہ ماننے والی بات نہ تھی پر اتنی بھی بے یقین نہ تھی، وہ بھی تو سترہ اٹھارہ سال سے رویا نہیں تھا، تبھی تو دونوں کے گھٹن بھرے دل نہ مل کر بھی ملے لگ رہے تھے۔

"ہمم۔ میں ایک بار اسے دیکھ لوں۔ اگر الرجک ری ایکشن چلا گیا تو انجکشن سکپ کرنا ٹھیک ہو گا ورنہ یہ بیسٹ ہے۔ کیا کہتی ہیں آپ؟"

وہ اب آیا تھا تو تسلی کرنا چاہتا تھا، طبعیت لمحہ بہ لمحہ بگھڑ رہی تھی اور عزیزے کو بھی وہ تھوڑا متاثر محسوس ہو رہا تھا۔

"اگر وہ تمہیں اپنے کمرے میں دیکھ کر غصہ ہو گئی تو۔ میرے علاوہ آج تک وہاں کوئی نہیں گیا"

عزیزے نے خدشہ کہا ورنہ بھلا وہ کیوں روکتیں بس باران کی فکر میں بول دیا۔

"تو پھر میں چلتا ہوں"

باران سے بھی مزید کچھ کہا نہ گیا تو عزیزے کو بھی آج کے لیے یہی بہتر لگا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

وہ ابھی جانے کا سوچ ہی رہا تھا جب وہ اپنے کمرے سے باہر نکلتی اسے پکاری، عزیزے اور باران نے بیک وقت اسے دیکھا، وہ خاکی کلر کے کیوٹ نائیٹ ویئر میں تھی، ورم ونٹر پاجامے اور ٹاپ میں بالوں کی دو چوٹیاں بنائے، چہرے سے زرا نڈھال لگ رہی تھی، گردن پر ریڈنس ابھی بھی باقی تھی۔

"تم تو سو رہی تھی۔ باران انجکشن لے کر آیا تھا۔ لگوانا ہے یا میڈیسن سے ٹھیک ہو جاو گی؟"

عزیزے نے اسے اپنے پاس آتا دیکھ کر بازو وا کیے تو وہ انکے ساتھ آ لگی، باران نے سنجیدگی سمیت ہی اسے دیکھا، یہ آفت اس وقت زرا تھوڑی کیوٹ وائب دے رہی تھی ورنہ ادائیں ہی نہ سمٹتی تھیں۔

"لگوانا ہے۔مجھے میڈیسن سے آرام نہیں آرہا"

وہ ربوٹک انداز میں بولی اور جا کر وہیں سٹنگ لاونج میں رکھے نرم فلفی کاوچ پر جا بیٹھی، جبکہ عزیزے نے باران کو اجازتی نظروں سے دیکھتے اسکے پاس جانے کو کہا اور خود واپس کچن میں چلی گئیں۔

وہ کچھ دیر تو وہیں کھڑا دِلارہ کی طرف دیکھتا رہا پھر نواب صاحب نے پیروں کو ہلنے کی زحمت دی اور وہ اسکے ساتھ ہی زرا مناسب فاصلہ بنائے بیٹھا اور تبھی دِلارہ نے اپنے اور اسکے بیچ موجود ایک اضافی انسان کی جگہ دیکھتے ہاتھ رکھا جیسے کہہ رہی ہو یہاں بیٹھو، باران نے اسکے ہاتھ کے اشارے کو بلکل کوئی اہمیت نہ دی اور میڈیسن بیگ سامنے رکھتے سرنج نکالنے کے بعد انجکشن باہر نکالنے لگا، دِلارہ اسے ہی دیکھ رہی تھی، وہ سرنج کو ان ریپ کرے اس میں انجکشن بھرنے کے بعد سرنج کے plunger کو پش کرے سرنج کے اندر بنی plunger seal زرا سی آگے

کی جس سے سرنج سے انجکشن لیکوڈ کا زرا سا فوارہ نکلا جو اس لیے ہوتا تھا کہ انجکشن میں ہوا کا ببل نہ رہے۔

دلارہ نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا جو اسکی عمر جیسے نہ تھے بلکہ بہت زیادہ خوبصورت تھے، wrist کے قریب باران کے الٹے ہاتھوں پر بھورے بالوں کا رواں تھا، جیسے وہ بہت ہی ملائم سے ہوں، پھر اسکی زرا کھینچی ہڈی کی آستینوں کے سبب دِلارہ کی نظر اسکی forearm تک جا سرکی، اسکی مضبوط مسلز والی بازووں پر بال تھے بہت سافٹ سے اور وہ بہت نچ بھی رہے تھے، البتہ وہ انجکشن لگنے کا ویٹ کر رہا تھا تاکہ وہ تسلی سے اسکے ہاتھوں کا پہلے جائزہ لے لے۔

"بازو دو"

جب دِلارہ کی نظریں اس سے ہٹیں تب اس نے اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی تو دِلارہ نے چپ چاپ اپنی بازو اسکی ہتھیلی میں رکھی، فلفی شرٹ کی آستین باران نے ہی پکڑ کر اوپر کی جو الاسٹک تھی تبھی آرام سے چڑھ گئی۔

وہ ایسی تھی جیسے نیند میں ہو، تبھی تو باران اسکے اتنے پر سکون انداز پر حیران بھی ہو رہا تھا، وہ دھیرے سے کمر کاوچ کے بیک پلو سے جوڑتی بیک ریسٹ سے سر لگا کر آنکھیں موند گئی، باران نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا، وہ لمبی گھنی پلکیں آنکھوں کی سلاخیں بنا کر پر سکون

انداز میں ٹیک لگائے بیٹھی انجکشن لگنے کی منتظر تھی یا نشے کا ٹیکا، باران سمجھ نہ سکا، پر اسکے اتنے پر تحمل طور اطوار باران کو مسکراہٹ ضرور بخش گئے، وہ انجکشن لگانے کے لیے اسکا ہاتھ پکڑ کر بازو ایڈجسٹ کر رہا تھا جب باران کو تیز سی خوشبو آئی جو دِلارہ کے ملائم ہاتھوں میں لگے موئچرائزر سے اٹھ رہی تھی، باران نے اسکی ہتھیلی کے قریب زرا جھک کر یقین کیا کہ یہ مدہوش کن خوشبو یہیں سے آرہی ہے پر زیادہ نہ جھکا کہ دلارہ کو پتا نہ چلے۔ یہ لڑکی ہر جانب سے الگ طرح مہک رہی تھی جو ایک اچھے بھلے آدمی کا کڑا امتحان تھا۔

"اب یہ انجکشن لگتے ہی پاپا کی پری چیخے گی"

وہ دل میں سوچتا ہوا اسکی بازو قابو کر گیا تاکہ وہ ہلائے نہ مگر باران نے انجکشن انجکٹ کر دیا پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی بلکہ جب باران نے پریشان ہو کر خالی سرنج سامنے پھینک کر گردن گما کر اسے دیکھا وہ آنکھیں کھول کر باران کو دیکھتی ملی، اک لمحہ تو وہ ڈر سا گیا کہ یہ دِلارہ کی شکل میں کوئی چڑیل ڈائن نہ ہو۔

"تمہیں درد یا چبھن نہیں ہوئی؟"

وہ اس ڈرامے باز کی یہ مدہوش حالت دیکھتا چڑ گیا تو وہ ٹیک چھوڑے ٹھیک سے اپنے سہارے بیٹھی۔

"تم درد یا چبھن دینا بھول گئے جانی دشمن۔ بڑا ہلکا ہاتھ ہے تمہارا ویسے؟"

وہ واپس ہوش و طنزیہ موڈ میں آئی تو باران بھی جبڑے بھینچ سا گیا۔

"مجھے لگا نشہ کر کے بیٹھی ہو۔ خیر جا رہا ہوں میں۔ جا کر سو جاو جہاں سے آئی تھی۔ یہ دو ٹیبلٹس ہیں کھا لینا سونے سے پہلے اور دوسری کل صبح"

وہ اسے ہدایت کرتا اٹھنے لگا جب وہ اسے پکڑ کر زبردستی واپس بٹھا گئی، باران نے اسکی توقع نہیں کی تھی۔

"تم نے پی رکھی ہے؟"

پہلا بے اختیار سوال باران کو اسکی نشیلی مسکراہٹ دیکھے یہی سوجھا، اسکا منہ بنا کیسا واہیات سوال تھا بھلا۔

"فون دو اپنا"

وہ اسکا سوال نظر انداز کیے اپنا ہاتھ پھیلا گئی جبکہ باران نے یوں تاثر دیا جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔

"کیوں دوں؟ میں اپنا فون کسی کو نہیں دیتا"

باران نے ہری جھنڈی دیکھا کر اپنی بازو کے گرد دِلارہ کا ہاتھ پکڑے جھٹکا۔

"دو فون"

وہ اس پر باقاعدہ چڑھتی اسکی ہڈی کی جیب میں ہاتھ گھسا گئی جو فون تک پہنچ گیا پر اسکی جرت سے باران کے غصے کا لیول بھی چڑھا۔

"کس قسم کی بے تکلفی ہے یہ۔ہٹو پیچھے عجیب مخلوق ہو"

وہ اسے زبردستی خود سے دور کرتا بڑبڑایا پر وہ اسکا فون بھی ہاتھ کے ساتھ ہی باہر گھسیٹ لائی اور مزے سے باران کی آنکھوں کے آگے لہرایا۔

"میرا فون واپس کرو دِلارہ"

وہ سختی پر اترا پر دِلارہ نے اسکی بات ان سنی کرے سکرین آن کی پر آگے پن کوڈ منہ چڑاتا دِلارہ کو بدمزہ کر گیا۔

"پاسورڈ! پاس کوڈ بتاو"

وہ اسکے کسی رعب میں نہ آتے بے خوفی سے فون کی سکرین باران کے سامنے کرتی بولی کہ پن پٹ کرے۔

"نہیں بتا رہا"

باران نے اکڑ کر جواب دیا تو دِلارہ نے اسکا فون زمین پر پٹخنے کے لیے ہوا میں بلند کیا ہی جب باران نے اس سے فون جھپٹا پر وہ اس زور سے اسے پکڑے ہوئے تھی کہ اب آدھا دِلارہ کے ہاتھ میں تھا اور آدھا باران۔

"پاسورڈ بتا دو، مجھے چھیڑنے کی غلطی مت کرو۔ نہ بتایا تو توڑ دوں گی تمہارا لیٹسٹ آئی فون ماڈل جسکی قیمت تم سے زیادہ ہو گی یقینا"

وہ کس بل پر ایسے حق جمار ہی ہے باران کے پلے تو یہ تک نہ پڑا تھا۔

"او کے دو ادھر"

باران نے زرا نرم و عاجز آتے فون مانگا اور بے بس بچارا کوڈ پٹ کرنے پر مجبور تھا، دِلارہ نے اسکا فون کھلتے ہی سیدھا واٹس ایپ کا رخ کیا، ساری چیٹس پر نظر ثانی کرے کچھ دلچسپ نہ ملنے پر وہ میسجیز کی جانب گئی، وہاں بھی کچھ خاص نہ ملا، باران نے اسکی حرکات و سکنات بغور
دیکھیں، ناچاہتے ہوئے بھی وہ اسے منع نہ کر سکا کیونکہ وہ یوں جونک بنی باران کو عجیب سا فرحت بخش اور نیا سا

احساس دلا رہی تھی جس سے وہ اس سے پہلے تک ناواقف تھا۔

"کیا کر رہی ہو یہ؟"

باران کی توجہ ڈائل لسٹ پر گئی جہاں وہ کوئی نمبر ملا رہی تھی، باران کا جواب دیے بنا اس نے وہ نمبر سیو کرتے فون کی سکرین آف کی اور باران کے ہاتھ میں واپس تھما دیا اور اسے بے تاثر نظروں سے دیکھنے لگی جبکہ باران ابھی بھی اس لڑکی کی بیویوں والی جاسوسی کا مطلب نہ سمجھ سکا، وہ واقعی مختلف تھی، ہر ادا میں۔ ایسے ہی باران کو اپنے پیچھے پاگل کر دیتی اور اس دل جلے کو خبر ہی نہ ہوتی۔

وہ کہتے ہیں شروع کی خواہش محبت نہیں ہوتی!

انسان ایک ہفتے یا مہینے میں محبت نہیں کرتا، تم سمندر سے محبت نہیں کر سکتے جب تم ساحل پر کھڑے ہو، تمہیں اس کی گہرائیوں میں غوطہ لگانا پڑتا ہے، اس کی لہریں تمہیں مارتی ہیں، تمہارا پاؤں چٹان سے ٹکراتا ہے، تم اس کے تاریک تلے کو دیکھتے ہو، اس کی خامیاں محسوس کرتے ہو، اس کی تاریکیاں جانتے ہو، اور پھر تم سمجھتے ہو کہ یہ کس طرح غصہ کرتا ہے، پھر جا کے تم یا تو اس سے مکمل محبت کرو گے یا اس سے مکمل نفرت کرو گے۔ محبت اُس وقت شروع ہوتی ہے جب جوش ختم ہو جاتا ہے۔

"میں جو کہوں گی وہ تم مانو گے، انکار کی صورت میرا سخت ری ایکشن سہنا ہو گا۔"

وہ انگلیوں پر اپنے اصول گنوانے لگی تو باران نے چھینک سی دبانے کو ہڈی میں رکھا ٹشو نکالتے اپنی ناک رگڑی تو دِلارہ نے آنکھوں کے محور تک اسکے کیوٹ ری ایکشن پر آتی ہنسی چھپائی۔

"ہاں تمہارا دیا کھاتا ہوں ناں جو تمہارا حکم ماننا ہو گا۔ دماغ خراب مت کرو"

وہ اپنی بگھڑتی طبعیت سے اکتایا بولا پر وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ جاسکتے ہو اب۔ گڈ نائیٹ۔"

وہ اسکی اکتاہٹ دیکھے خود اس سے بڑی بے مروت بنے پاس سے اٹھی تو باران نے اکتاہٹ اک طرف کرتے اسے سر اٹھا کر دیکھا اور خود بھی اٹھ کھڑا ہوا، وہ ہیلز پہن کر تو اس تک پہنچ جاتی پر ابھی بس پیروں میں موزے پہنے تھے تبھی باران کے کندھوں تک پہنچ رہی تھی، وہ دیکھ ہی ایسے پر اسرار سا رہی تھی کہ باران الجھنے لگا، آخر اسکی گرے

آنکھوں کے پیچھے کے طوفان کس نوعیت کے تھے سمجھ سے باہر ہوا۔

وہ اسے انہی گہری پر تپش نظروں سے دیکھتی اسکے سامنے ہی پلٹی تو باران نے اسکے بالوں کی خوشبو محسوس کرتے آنکھیں بند کیں، پر جب کھولیں وہ وہاں سے چلی گئی، اپنے کمرے تک پہنچ کر رک کر رخ موڑا، دونوں کی نظریں ملیں، اک ٹھہرا ہوا آسودہ لمحہ بیچ میں آن حائل ہوا۔

"شرطیں تو بتا دو۔۔"

وہ اسے پکارنا نہیں چاہتا تھا پر نا جانے کیوں دل چاہا بات ابھی ختم نہ کرے۔

"کل بتاوں گی۔"

وہ فورا بولی۔

"کل پھر تمہاری شکل دیکھنی پڑے گی؟"

وہ سراسر بدمزہ ہوا۔

"ہر روز دیکھو گے"

وہ جتا گئی، دوسرے لفظوں میں دماغ کے اندر اس سچائی کو اتارا تھا۔

"بس چھ سے سات دن ہوں یہاں۔ زیادہ لمبا امتحان نہیں ہے میرا"

وہ پھر سے بھاگ نکلنے کے لیے ابھی سے پر تول رہا تھا اور یہ بات دِلارہ کو سرے سے بری لگی۔

"تم جا نہیں سکو گے"

وہ چیلنج کر رہی تھی۔

"یہ چیلنج مجھے مت کرنا۔ وارن کر رہا ہوں"

وہ اسے دھمکا گیا، وہ نظریں لحظہ بھر جھکاتی مسکرائی۔

"دیکھتے ہیں۔ اب جاو تم"

وہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور باران کو سوچ میں ڈال گئی۔

"چائے پیو گے باران؟"

عزیزے کی پکار پر وہ ہوش میں لوٹا پھر جیسے حواس یکجا کرتے نفی میں گردن ہلائی۔

"نہیں انے۔ طبعیت کچھ اچھی نہیں لگ رہی۔ حویلی جا کر ریسٹ کروں گا۔ آپ بھی آرام کریں۔ پھر ملتا ہوں"

وہ انھیں نرمی سے منع کرتا اجازت لیے خود بھی روانہ ہو گیا جبکہ عزیزے بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھیں البتہ وہ جو

باہر گاڑی تک آیا، سردی کی شدت بھی بڑھ چکی تھی اور طبعیت بھی سینے میں گھٹن پیدا کر رہی تھی۔

پھر جیسے باران کو لگا کوئی اسے دیکھ رہا ہے، اسی وہم کو جھٹکنے کے لیے اس نے جب سر اٹھا کر اوپر گھر کی کھڑکیوں کی جانب دیکھا تو وہاں گلاس ونڈو کے پیچھے ہلتے پردے سے صاف عیاں تھا کہ وہاں کوئی کھڑا تھا، باران نے اسے اپنا وہم ہی رہنے دیا اور گاڑی میں سوار ہوا، ابھی وہ کچھ سوچنا سمجھنا ہی نہ چاہتا تھا اور یہی اسکے حق میں بہتر بھی تھا۔

.._____..

کافی دیر سے روتی ایدا کو بھوک پیاس اور درد کی کئی اقسام جسم میں محسوس ہوئیں تو وہ دروازے کے پاس سے اٹھی، دل یہی چاہ رہا تھا کہ خود کی جان لے لے، چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشانات اسکی بے بسی کی داستان تھے۔

"میں خود کو ختم کر دیتی ہوں۔ جب میں ہی نہیں ہوں گی تو کوئی ڈیل بھی نہیں ہو گی۔ میں اس آدمی سے بلکل شادی نہیں کروں گی، وہ مجھے مار دے گا۔ میں سسک سسک کر جی تو لی پر سسک سسک کر مرنا نہیں چاہتی"

ایدا نے اٹھ کر مرے مرے قدموں سے کمرے کے دائیں طرف بنی ٹیبل پر رکھی فروٹ باسکٹ کے پاس پڑی چھری دیکھے سوچا پر وہیں اسکا فون بھی پڑا تھا، وہ واقعی اتنی بہادر نہیں تھی کہ خود کی جان لیتی، آنسو اسکی ہار بنے اسکے رخساروں پر اترنے لگے پھر وہ جا کر فون اٹھاتی میٹرس پر آکر بیٹھی اور اپنی بھیگتی آنکھیں رگڑیں۔

"میں عالیان کو بتاوں؟"

ایدا نے ہچکی سی بھرتے خود سے سوال کیا، وہ گھر آگیا تھا، اور چینج کر کے زرا نماز پڑھ رہا تھا، اس گھر میں پہلے عالیان ہی تھا جو نماز روزے کا بہت پابند تھا، شاید اسے کچھ

پل کا سکون بس اللہ سے اپنی بے بسی بانٹ کر ہی ملتا تھا اور اللہ بھی یوں پکارنے والے کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

"میں انکو سب بتا دیتی ہوں کہ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

وہ اس وقت کچھ نہ سوچتی بس عالیان کا نمبر کھولے اپنی ساری تکلیف لکھنا شروع ہو گئی یہ جانتے ہوئے کہ یہ سب وہ لکھ کر مٹا دے گی۔

"میرے پاس آجائیں"

پہلا میسج لکھتے ہی وہ جیسے سسک پڑی، وہ جانتی تھی عالیان سے اسکا کزن کے سوا کوئی ایسا محرم رشتہ نہیں پھر بھی وہ یہ جملہ اسے لکھ کر بھیج بیٹھی۔

"میرا سانس بند ہو رہا ہے، مجھے ڈر بھی لگ رہا ہے۔ مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے۔ میں خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گی عالی۔ میں نہیں چاہتی آپ میری وجہ سے مشکل میں پڑیں پر مجھے ہر راہ بند نظر آ رہی ہے۔ اس۔۔ اس مہمت نے مجھے بہت پریشان کیا۔ میں کیا کروں؟ میں آپکو یہ سب پتا نہیں کیوں کہہ رہی ہوں پر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی"

وہ روتی ہوئی یہ سب لکھ کر بھیج تو بیٹھی پر چند سیکنڈز بعد ہی اس نے خود کی سرزنش کی اور اپنے بھیجے سارے میسج ڈیلیٹ کرتی فون ہی بے دردی سے میٹرس کی طرف اچھال گئی اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ہچکیوں سے رونے لگی، اسکی سسکیاں اسکے کمرے میں گونج رہی تھیں اور انھیں سننے والا کوئی نہ تھا لیکن وہ ضرور نماز ادا کرنے کے بعد جب ہاتھ پھیلا کر دعا کے لیے بیٹھا تو اسکے سینے میں ٹیس سی جگی، بے اختیار عالیان نے اپنا مضبوط ہاتھ سینے پر سہلایا جیسے یکدم دل کو آکسیجن کی کمی ہوئی ہو۔

"مجھے آپ سے مدد درکار ہے، اپنے لیے نہیں۔ اپنے اور ایدادونوں کے لیے۔ اسے مجھ سے محبت نہیں تو کوئی بات نہیں۔ اسے میری محبت ہونے کے ناطے ہی مجھے دے دیں۔ وہ پہلے ہی ہم سبکی زیادتیوں اور ناانصافیوں کے بیچ پسی ہے۔ اس سے ماں باپ لے لیے جو اسکے واحد دنیا میں ڈیفنڈر تھے، تو پلیز مجھے اس سے مت لیں اللہ۔ مجھے اپنے لیے کچھ نہیں چاہیے۔ اگر وہ میرے ساتھ سکون میں رہ سکتی ہے تو اسے میرے حوالے کر دیں۔ میں اپنے بابا کی اس غلطی کی تلافی کرنا چاہتا ہوں"

پچھلے دو سالوں سے اس شخص کی ہر دعا بس یہی چند جملے تھی، وہ شدت دل سے ایدا کو سمیٹنا چاہتا تھا پر کوئی راہ نظر نہ آ رہی تھی، نماز ختم کیے وہ اٹھ کر فون تک پہنچا تو اسے ایدا کے میسیجز کو ڈیلیٹ دیکھے ذہنی و قلبی جھٹکا سا تھ لگا، عالیان نے فون اٹھایا اور اجلت سے کمرے سے نکلا، اسماعیل یلدرم تھک گئے تھے تبھی عالیان انھیں پہلے ہی سلا آیا تھا پھر ہی چینج کرنے گیا اور باہر آیا تو مریض صاحب کو باہر ہی سٹنگ ٹی وی لاونج میں کاوچ پر ہی بلینکٹ لے کر پڑا دیکھے وہیں چلا آیا۔

"کیا فلو ہو گیا؟"

لاونج میں انٹر ہوتے ہی عالیان نے ٹشو سے ناک کا ستیاناس کرتے باران کو دیکھتے فکر سے پوچھا تو باران نے بیزارگی سے کندھے اچکائے، نکاح کا تحفہ سوئیر فلو اور بخار بھی ملا تھا البتہ دماغ لسی ہو چکا تھا وہ الگ۔

"میری چھوڑیں آپ کی کیوں ہوائیاں اڑی ہیں؟ سب ٹھیک ہے؟"

باران اپنی حالت زار ڈسکس کرنے کے بجائے عالیان کے چہرے پر رقم کچھ بے قراری بھانپتے بولا جو فون کی سکرین پر کچھ دیکھنے کھوجنے میں لگا تھا۔

"ایدا نے کوئی میسج بھیجے ہیں پر میرے دیکھنے سے پہلے ڈیلیٹ کر دیے۔ وہ اتنی رات مجھے اول ایسے میسج کرتی نہیں پھر کبھی ڈیلیٹ بھی نہیں کیے۔ کہیں کسی مصیبت میں تو نہیں؟"

باران نے معاملے کی گھمبیرتا سے زیادہ بے چینی عالیان سے لپٹی محسوس کی جو زیادہ توجہ طلب تھی۔

"ایدا سے رابطہ ہے آپکا؟ کب سے؟"

باران نے مزید دو ٹشو نکالتے ناک رگڑتے زکام زدہ سانس بھرتے تفتیشی انداز میں پوچھا تو عالیان نے مجرمانہ سی سر کو جنبش دی۔

"دو سال سے، میری ہی کمپنی میں جاب کر رہی ہے"

اعتراف جرم بھی فوری کیا کہ باران سے اسکا کیا پردہ۔

"ہمم۔شادی ہو گئی اسکی؟"

باران نے مزید کریدا اور یہ سوال عالیان کے زخمی جگر کو ادھیڑ سا گیا۔

"طے ہو گئی ہے۔ ابھی یہ چھوڑو باران۔ مجھے کوئی طریقہ بتاو یہ ڈیلیٹ میسج کیسے ریکور کروں۔ تم ہمیشہ سے جاسوس طبعیت کے مالک تھے یار کوئی تو ٹرک پتا ہو گی تمہیں"

اس وقت باران کے سوالوں کی بھرمار سے وہ چڑ گیا اور حل مانگا وہ بھی نہایت عاجزی و بے بسی سے۔

"ہاں پتا ہے۔ فون دیں"

باران نے زرا تھکاوٹ پرے کی اور ہاتھ عالی کی طرف بڑھایا جس نے جلدی سے اٹھ کر فون لیٹے باران کو دیا اور اسکے پاس ہی کاوچ پر ٹک گیا۔

"میں Bremen کے ایک سول تھانے میں سپائے کی شوقیہ جاب بھی کرتا رہا ہوں۔ یہ ایپ ابھی وہاں ڈیولپنگ پراسیس میں ہے پر ہمارا محکمہ اسے استعمال کر رہا ہے۔ اس سے کوئی بھی ڈیلیٹ میسج کسی دوسرے فون سے بھی سکین کر لیا جاتا ہے۔ ایون ڈیلیٹ ہوا کوئی سا ڈیٹا، کرپٹ فائلز اور یہاں تک کہ کریش کی گئی خفیہ ای میلز تک۔۔۔۔"

وہ اپنا فون اٹھا کر کوئی سیکورٹی ایپ کھول کر اسکا کیمرہ آن کرتے ایدا کے ڈیلیٹ میسج والی چیٹ کھول کر اسے سکین کرنے کے ساتھ اپنے کارنامے بھی بتا رہا تھا، عالیان اسے

ضرور شاباش دیتا پر ابھی سارا دھیان ہی ایدا کے ان مسیجیز پر اٹکا تھا۔

"ایدا کو آپکی ضرورت ہے بھا"

وہ میسجیز پڑھتے باران نے بے قرار سے عالیان کو دیکھا جسکا پہلے ہی چہرہ فق تھا۔

"مطلب؟"

عالیان نے فورا پوچھا جس پر باران نے ان ڈیلیٹ میسجز کا سکرین شارٹ لیتے عالیان کو اسکا فون واپس کرے دونوں

سکرین شارٹس عالیان کو سینڈ کیے جنھیں دیکھتے اور پڑھتے ہی عالیان اپنی جگہ سے گردن مسلتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں جارہا ہوں باران۔۔"

عالیان کی جذباتیت پر باران نے اپنا فون سامنے میز پر رکھتے پیر نیچے دبیز قالین پر رکھے اٹھ بیٹھتے عالیان کی طرف دیکھا اور کھڑا ہوا۔

"وہ لوگ کس قسم کے وحشی ہیں یہ جاننے ہوئے بھی؟ بابا کو پتا چلا تو میری گردن دبا دیں گے کہ آپکو موت کے منہ میں جانے کیسے دیا۔ اس لیے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر

لیں۔ وہ آزاد یلدرم اور عباس یلدرم کو پہلے ہی ہم سے چھین چکے ہیں، آپکا وہاں جانا راکھ میں دبی چنگاری کو ہوا دے گا"

باران نے دوستانہ و برادرانہ فرض ساتھ نبھاتے عالیان کو حالات کی نزاکت سمجھائی پر ایدا کی تکلیف اور بے بس پکار کے آگے عالیان کو اپنی جان دو کوڑی کی لگ رہی تھی۔

"ہم نے بھی ان سے پورا انتقام لیا تھا بھولو مت باران۔ اور بھاڑ میں گئی دشمنی۔ وہ تکلیف میں ہے۔ اکیلی ہے۔ میں چھپ کر جاوں گا تم فکر مت کرو"

باران جانتا تھا اسکے الفاظ ضائع ہیں پھر بھی فرض نبھا کر زرا دل مطمئین تھا۔

"چھپ کر؟ واو۔۔۔بڑا رومیو جیولیٹ والا اٹیٹوڈ ہے بھا۔ کیا بات ہے۔ صرف کزن ہونے کے ناطے یہ ہمدردی ہے یا دال میں کچھ کالا ہے؟"

اس وقت وہ مشکوک بھائی عالیان کو زہر ہی لگا یہ جانتے ہوئے کہ وہی ان پیغامات تک اسے پہنچانے کا سبب ہے۔

"نہیں جانتا پر اسے کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا۔ جا رہا ہوں۔ بابا اگر اٹھے اور میرا پوچھا تو کوئی فلم ڈال دینا"

عالیان نے وہاں سے جاتے سمجھایا۔

"کیوں۔۔رات وہیں رکنے کا پلین ہے؟ آپکی کسر رہ گئی تھی گل کھلانے کی اب۔۔۔ آپکو تو میں نے بڑا شریف اور سیدھا سمجھ رکھا تھا"

باران کی زبان پر کھجلی ہوئی جس پر عالیان نے جاتے جاتے پورا ہاتھ دیکھایا جسکا مطلب وہ بخار میں تپتا عاجز آدمی اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے بکواس بند کرلیتا ہوں۔"

وہ واپس کاوچ پر گرتے بولا تو عالیان نے سر جھٹکتے کمرے کا رخ کیا تا کہ گاڑی کی چابی لا سکے۔

"سٹیم لے لو اگر فلوز یادہ جان کو آرہا ہے۔ ورنہ چیسٹ پین شروع ہو جائے گا۔ جانتا ہوں چوزے جیسے سینسیٹیو ہو اب بھی۔ میں جلدی واپس آکر تمہیں کچھ سوپ ووپ بنا کر دیتا ہوں۔"

جاتے جاتے اپنی بھیجی لعنت کا حساب چکتا کرتے ہی عالیان فکروں کی برسات کر گیا پر باران نے رتی برابر توجہ نہ دی اور ریموورٹ سے چینل بدلنے لگا، اور رہی سہی کسر میسج نوٹیفیکیشن نے پوری کی، دِلارہ نے اسکا فون لیا تھا تبھی یہ

رنگ ٹون اسی نے بدلی، کافی ڈراونی اور دماغ میں بجنے سی تھی، وہ باران کے فون میں اپنا نمبر بھی سیو کر چکی تھی کیونکہ ٹو ٹیفیکشن میں اسکا نام "دِلارہ کوئین" سے سیو آرہا تھا، یہ کوئین دیکھنا ہی باقی تھا، پتا نہیں یہ کونسے افریقہ کے جنگل کی کوئین تھی۔

"صبح ناشتہ ہمارے ساتھ کرنا۔ یہ آرڈر ہے۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں تم کتنی جلدی صبح اٹھ سکتے ہو۔ چھ بجے پہنچ جانا"

اسکا میسج سین کرتے باران نے اس پر ناک سے نکلتے دھوئیں والا ری ایکٹ کیا۔

"پانچ چھ بجے ہی میں سوتا ہوں اس لیے نہیں آوں گا۔"

بپھری زکام زدہ سانس کھینچے بنا کسی ایموجی کے باران نے سیدھا منہ پھٹ جواب ٹائپ کر کے بھیجا۔

"تم نے سنا نہیں۔ آرڈر کہا ہے میں نے"

وہ بیڈ پر الٹی لیٹی آنکھوں میں غصہ بھرے دوبارہ اسے حکم میں جکڑنے لگی، وہ اتنا تو جانتی تھی وہ اسکا اب قیدی ہے۔

"تم نے بھی سنا ہو گا میں نے تمہارا آرڈر تمہارے منہ پر مار دیا ہے۔ اگر اب میسج آیا تو پاپا کی کوئین بلاک لسٹ میں پڑی ملے گی"

وہ اس وقت شدید تکلیف اور برے موڈ میں تھا، اوپر سے حالت ایسی خراب کے چھینکیں بھی آتے آتے رستہ بدل گئیں اور ناک میں گندی سی خارش الگ ہوئے جا رہی تھی، یہ لڑکی سامنے نہیں تھی ورنہ ضائع ہو چکی ہوتی۔

"اگر تم چھ بجے نہ پہنچے تو میں آجاوں گی تمہارے پاس۔ یہ زیادہ دردناک ہو گا"

سمائیل کے

ساتھ وہ بلاک ہونے کے کسی خوف کا شکار نہ ہوتی پیار اسے جواب دے چکی تھی۔

"آجاوں گا"

باران نے اس سے جان چھڑوائی اور ابھی میسج ٹون ہی بدل رہا تھا جب دِلارہ کا پھر سے میسج ملا۔

"اپنا میسج نوٹیفیکیشن ساونڈ اور کال رنگ ٹون مت بدلنا۔نہ میرا نام"

باراں نے اسکے میسج کو ایسے گھورا جیسے اس وقت وہ نہیں وہاں دِلارہ ہو۔

"کس خوشی میں؟ میں تو تمہارے نام کی جگہ قصائی لکھنے لگا ہوں"

جواب جل بھن کر آیا تبھی تو دِلارہ مزے لے کر مسکرائی۔

"میرے حکم مان لیا کرو"

وہ یونہی لکھ کر بھیج بیٹھی پر پھر عجیب لگنے پر میسج ڈیلیٹ کر دیا لیکن وہ باران کے فون میں ڈیلیٹ نہ ہوا اسکا دِلارہ کو علم نہ تھا۔

"کیوں تم آسمان سے اتری ہو؟"

زچ انداز۔

"میسج کیسے پڑھا؟"

وہ مشکوک ہوئی، باران فاتحانہ آدھے چہرے کے ساتھ
مسکرایا اور ساتھ ہی انٹرنیٹ آف کر دیا، دِلارہ نے اسے
آف لائن ہوتا دیکھے غصے سے اسے کئی میسج بھیج
دیے، ایڈیٹ، گدھا اور ہاتھی، اسکے ساتھ ساتھ آئی ہیٹ
یو مگر وہ آف تھا تبھی فوراڈیلیٹ کر دیے کیونکہ اسے لگا
شاید وہ میسج باران نے سینڈ ہوتے ہی دیکھ لیا پر یہ والے
نہیں دیکھے گا، وہ فون سائیڈ رکھے آنکھیں بند کرے
کروٹ بدل گئی جبکہ باران نے پانچ منٹ بعد انٹرنیٹ واپس
آن کیا تو دِلارہ کے سات سے آٹھ میسج موصول ہوئے۔

"اسے دوبارہ نہیں بتاوں گا کہ میسج پڑھ لیے۔شاید ایسے ہی تمہاری کوئی کمزوری اس منجھے جاسوس کے ہاتھ لگ جائے دلارہ پھر بتاوں گا کہ تم اس کھیل میں ابھی چنی کا کی ہو۔بڑی آئی مجھے ٹارچر کرنے والی۔"

وہ خود کو دِلارہ سے سیانا سمجھ اور مان رہا تھا پر کہتے ہیں وقت بڑے بڑے سیانوں کے سارے کس بل نکال دیتا ہے۔

.._____..

مسدور حویلی انقرہ میں جہاں تھی اسکے بلکل ساتھ والی
حویلی گزشتہ ہفتے ہی خالی ہوئی تھی اور ابھی وہاں نئے
لوگوں نے شفقٹ نہیں کیا تھا، عالیان نے رات کے لگ
بھگ بارہ بجے اسکی دیوار پھلانگی کیونکہ اسے پتا تھا یہ ایک
طرز کی بنی حویلیاں ہیں اور انکی چھتیں جڑی ہیں، وہ آتے
ہوئے ایدا کی بھوک کو ہرگز نظر انداز نہ کر سکا تھا اور
simit اور tava اسکے لیے ڈنر میں لایا تھا، جسکا فوڈ
بیگ، دیوار پھلانگتے عالیان نے منہ میں دبایا کیونکہ دیوار
کافی اونچی تھی، بھلا ہو صبح اٹھ کر دوڑنے اور کسرت کرنے

کا کہ اسکے لیے دیوار پھلانگنا بچپن جیسا آسان اور مزیدار ہوا۔

اسے یہ بھی پتا تھا ایدا اپنی حویلی کے اوپر والے پورشن میں رہتی ہے تبھی دل کی تڑپ کے ہاتھوں وہ سچ میں رومیو ہی بنا محسوس ہوا۔

گہرا سناٹا اور خاموشی پوری حویلی کے چار سو چھائی تھی جب عالیان چھت پر پہنچا، جہاں سے وہ ساتھ بنے گھر کی دیوار سے اترا وہاں روشنی نہ ہونے کی وجہ سے عالیان با آسانی پھلانک پایا اور پھر اب امتحان تھا وہاں موجود دو سے تین کمروں میں ایدا کے کمرے کی تلاش۔

"اس نے پوچھا میں یہاں کیوں آیا اور کیسے تو کیا جواب دوں گا، یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں"

عالیان نے وہ کھانے والا پیک باہر ہی بنے سٹنگ لاونج کے میز پر رکھتے اسکے ساتھ سامنے بنے روم کے ڈور پر آہستگی سے ہاتھ دباتے دوسرے سے ڈور ناب گمایا، دروازے کو دو تین بار پش کیا کہ اگر کوئی ہوا اسے آہٹ ہو گی پر نہ ہوئی، وہ دماغی فکریں ہٹاتا دوسرے روم کی طرف بڑھا، زرا سا دباو دیتے اس روم کے ڈور کو بھی ہلایا تبھی وہ جو میٹرس پر لیٹی کروٹ پر پڑی رونے میں مصروف تھی، دروازے کے ساتھ ہوتی چھیڑ چھاڑ پر اٹھ بیٹھی۔

دل میں احساس سا جاگا شائد نازلی ہو، کیونکہ ایدا کو بہت زیادہ بھوک لگ رہی تھی اور اسے آہٹ پر یہی لگا کہ بس نازلی ہی اسکی فکر کر سکتی ہے، شاید ایدا نے کھانا نہیں کھایا تو نازلی چین نہیں پا رہی۔

"جائیں hala مجھے کچھ نہیں کھانا"

اندر سے مری سی بجھی آواز سنائی دینے پر عالیان کو جیسے دل جکڑتا محسوس ہوا، وہ پیچھے پلٹا اور کھانے کا فولڈ پیک اٹھا کر واپس اس دروازے تک آیا۔

"ایدا۔ دروازہ کھولو"

عالیان نے بہت آہستگی سے اسکے روم کے دروازے کو پش کیا تو وہ آنکھیں رگڑتی ڈر کر اٹھ بیٹھی، اسے عالیان کی آواز سنائی دی اور یہ ایدا کو اپنا صرف اور صرف وہم لگا۔

"ک۔۔کون؟"

وہ اٹھ بیٹھی ہونق سی ہکلائی اور بیڈ سے اٹھ کر ننگے پیر ہی ڈور تک آئی۔

"ایدا میں عالیان ہوں۔ اوپن داڈور"

بے یقینی لمحہ لگاتے حیرت کا جھٹکا بنی، ایدا نے جلدی سے دروازہ کھولا تو گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی جب وہ نا صرف

اندر آیا بلکہ دروازہ بند کرتے لاک کیا اور وہ فوڈ پیک ملحقہ ٹیبل پر رکھتے حیران و پریشان ایدا کو دیکھنے لگا جو سادہ سے رات میں پہننے والے براون نائیٹ ویئر سوٹ میں تھی، بال بکھرے تھے، گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان اور آنکھیں بے حد سوجھی ہوئی۔

"اس نے کیا کہا؟ پریشان کیسے کیا؟"

عالیان نے اسکی آنکھوں کی حسرت و تکلیف فوراً بھانپی تھی جبکہ ایدا بے اختیار جتنے قدم پیچھے لے کر گئی انہی پر واپس آتی وہ ابھی بھی بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا وہ سچ میں اسکے پاس تھا، وہ عالیان یلدرم تھا، وہ آنکھیں ملنے لگی جن میں پہلے ہی درد کی جلن تھی، پھر بھی یقین نہ آیا تو اس نے اپنا ہاتھ ڈرتے ڈرتے اٹھا کر دھیرے دھیرے آگے کرتے شہادت کی انگلی عالیان کے سینے پر لگانے کو آگے بڑھائی، جیسے ہی ٹچ ہوئی وہ ہاتھ پیچھے کھینچ گئی، وہ ناچاہتے ہوئے بھی نرم سا مسکرایا، اس نے دنیا میں بہت کم خوبصورت منظر تلاشے، اس لڑکی کی یہ بے خود حیرانگی بھی انہی میں شمار ہوا۔

"ک۔۔کیسے؟ کیسے آئے آپ۔ میں نے تو وہ سب ڈیلیٹ کر دیا تھا؟"

پلوں میں ایدا کی آنکھیں بھیگیں، اس سے پہلے وہ روتی، عالیان نے اسے دونوں بازووں سے پکڑتے بیڈ کی پائنتی کی جانب بٹھایا اور اس صدمے میں گری لڑکی کے پاس ہی بیٹھا۔

وہ اس شخص کے پاس بیٹھتے ہی خود میں سمٹ گئی، عالیان نے فوراً ہاتھ ہٹا کر آنکھوں میں امڈتی انسیت و تڑپ بھی بروقت قابو کی۔

"تم یہ چھوڑو ایدا۔ یہ بتاو اس نے کیا پریشان کیا۔ ابھی کے لیے یہ اہم ہے۔ کیوں ہر راستہ بند لگا تمہیں میرے جیتے جی؟"

وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے رخسار پر اترتے آنسو کے قطرے کو نرمی سے سمیٹتا ہوا زخمی لہجے میں بولا تو وہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ گئی، حواس ابھی بھی غائب تھے۔

"م۔۔مجھے گندی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ چھوا۔ اور وہ کرنے کو کہا جو شادی ک۔۔کے بعد کرتے ہیں۔ میں نے اس سے بہت مشکل سے جان ب۔۔بچائی۔"

وہ آنکھیں جھکاتی یہ سب ایک سانس میں بتا کر رونے لگی اور عالیان یلدرم کے سینے میں جیسے چنگاری سی سلگ گئی۔

"تم نے مجھے پکارا تو پھر میسج ڈیلیٹ کیوں کیے؟"

وہ مہمت سلمان کو کل دیکھنے والا تھا ابھی ایدا کی تکلیف میں راحت بننا چاہتا تھا، وہ یکدم ہی سر اٹھا کر بے تاثر نظروں سے عالیان کو دیکھنے لگی پھر جیسے خوف اسکی آنکھوں سے ٹپکا، وہ اٹھی، اس نے جلدی سے عالیان کی بازو پکڑے اسے بھی اٹھنے کو کہا، وہ اٹھا تو ایدا نے اسے غائب دماغی سے دروازے کی طرف لے جاتے روکا۔

"آپ کا یہاں آنا آپکی موت بن جائے گا عالیان، تاریخ خود کو دہرائے گی۔ جائیں۔ ابھی کے ابھی جائیں"

وہ کانپتی ہوئی لڑکی اس مضبوط شخص کو پکڑ کر یوں جانے کو دھکیل رہی تھی جیسے اس کے نازک وجود میں عالیان پر آتی آنچ کا سوچ کر جن زادی کی قوت بھر گئی ہو۔

"ویٹ! آزادیلدرم تو اس لیے مر گئے کیونکہ وہ نازلی مسدور کی محبت تھے۔ میں کیوں مروں گا خوامخواہ! میں کونسا تمہاری محبت ہوں ایدا"

تکلیف اس لڑکی کے ہونٹوں سے ایسا موازنہ نکلوا بیٹھی تھی کہ اسے خود بھی پتا نہ تھا عالیان کہاں سے اسکی بات پکڑ لے گا، اسکے ہاتھوں سے جان نکلی۔

"تم کہہ دینا تم محبت نہیں کرتی مجھ سے بس مجھے گارڈین چن چکی ہو"

اب عالیان کو کہاں زیب دیتا تھا اسے کمزور کرنا، تبھی جیت کا اشارہ تھمایا۔

"گارڈین؟"

ایدا کی سانس سی تھمی، اسکی آنکھیں سرخ ہو کر عالیان پر جمی تھیں۔

"ہاں گارڈین، جو بابا کو بننا چاہیے تھا تمہارا پر وہ بے حسی میں نہ بن سکے۔ میں تب چھوٹا تھا تمہاری ذمہ داری نہیں لے

سکتا تھا مگر اب تو کچھ زیادہ ہی بڑا ہوں۔ تم کورٹ میں کہہ دینا کہ تمہیں اپنے ددھیال والوں سے خطرہ ہے اور تم مجھے گارڈین چن رہی ہو۔ اس طرح جو بھی تم سے شادی کرے گا وہ پہلے مجھ سے اجازت پائے گا اسکی۔ ممکن ہے تم تک پہنچنے تک وہ اگر تمہارے حق میں بہتر نہ ہوا تو ضائع ہو جائے"

وہ اس بے آس لڑکی کے بکھرے بال ہاتھ پھیر کر سمیٹتا ہوا اسکو جیسے پتھر بنا گیا، پر پتھر کی آنکھیں نم تھیں، حسرت زدہ تھیں۔

"آپکو کیا ملے گا اس سے؟"

یہ سراسر اصولی سوال تھا، وہ گہرا مسکرایا، اسکی میچور شخصیت ایسے مسکرانے نے اور نکھار سی دی۔

"مجھے یہ ایشورٹی ملے گی کہ یہ لڑکی جو تکلیف میں مجھے پکارتی ہے، میں نے اسکی پکار سنی، رد نہیں کی۔ تم میرے ہوتے اکیلی نہیں ہو ایدا۔"

وہ اس مبہوت چہرے کو نہار رہا تھا جو سراسر محبت سے چاہے جانے لائق تھا، وہ سوچ میں ڈوبی تھی۔

"مجھے بس آپ ہی یاد آئے، میں نے بہت پریشان کر دیا آپکو۔ میں سوری کرتی ہوں"

وہ دفعتاً پشیمان ہوئی پر کوئی عالیان سے پوچھتا کہ اسے اپنے کس قدر اونچے مقام کی آج آگاہی ملی ہے۔

"سوری مت کرو۔ کھانا کھالو میرے سامنے۔ میں چلا جاوں گا۔ میں نے اپنی فیورٹ چیزیں لائی ہیں۔ ہوپ سو تمہیں پسند آئیں"

وہ اسے مسکراہٹ تو دے ہی چکا تھا پھر جب وہ casserole کھول کر لایا جو ٹماٹر کی گریوی، سویوں اور دنبے کے بہت ہی یمی ہڈی والے گوشت سے بنی ڈش تھی اسے دیکھتے وہ دھیما سا مسکرائی، ساتھ کسٹرڈ بریڈ بھی جو ایدا کی بھی فیورٹ تھی۔

"عالیان آپ نے یہ سب کیوں کیا، مجھے بہت شرمندگی ہو رہی ہے۔ میں نے آپ سے ایسے فرمائشیں کر دیں ہیں جیسے آپ انے ہوں میری۔ اف میں کتنی پاگل ہوں"

وہ ڈسپوزل پلیٹ میں سپون رکھے کاوچ پر مزے سے بیٹھ کر کھانا اوپن کرتے مسکرا رہا تھا جب وہ اسکے پاس آرکتی بے چینی سے بولی، اسے عجیب سا مگر انہونا احساس گدگدا گیا۔

"تم نے فرمائش نہیں کی تھی۔ تم نے بے بسی بانٹی تھی۔ جب میسج پڑھا کہ تمہیں بھوک لگ رہی ہے۔ سوچا تو یہی کہ پورا ریسٹورنٹ اٹھالاوں پر دیوار پھلانگ کر آنا تھا تو

وہی لاسکا جو سلامت یہاں پہنچ جاتا۔ آو بیٹھو۔ کھاو اور جیسے بے بسی بانٹی ویسے تھوڑا یقین کرو مجھ پر۔ میں تمہیں دوبارہ اس طرح نہیں دیکھنا چاہتا"

وہ اسکی طرف اپنا وہ مضبوط ہاتھ بڑھا گیا جسے پکڑ کر ایدا کو گھیرے ڈر اور خوف اسکا دامن چھوڑ جاتے، وہ اسکا ہاتھ تھامے پاس ہی بیٹھی، پھر گردن گما کر وہ عالیان کو دیکھتی رہی جیسے نا جانے کیا کیا آنکھوں سے ہی کہہ رہی ہو۔

"مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔ چھوڑ کر نہ جائیں۔"

وہ اسکے لیے بائیٹ بنا رہا تھا جب ایدا کے منہ سے بے اختیار نکلا، عالیان نے گردن اٹھائی، ایدا نے چہرہ جھکا لیا کہ یہ کیا کہہ بیٹھی ہے۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ گارڈین بن گیا پھر تو تم میرے پاس رہ بھی پاؤ گی۔ تو فکر مت کرو"

وہ اسکے سامنے پلیٹ کرتا وہ بائیٹ بھی وہیں چھوڑ گیا کہ ایدا کو کھلانے کا پلین اسی وقت ملتوی کیا، وہ نہیں چاہتا تھا ایدا کو کبھی بھی یہ محسوس ہو کہ وہ یہ سب بابا کی غلطی کی تلافی کے لیے نہیں بلکہ محبت میں کر گزرا ہے۔

"میں آپکو کارڈ نہیں بھیجوں گی"

ایدا نے اسکی بازو سے سر لگاتے اسکی بازو دونوں ہاتھوں میں جکڑتے سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں کہا کہ وہ بمشکل سن سکا۔

"کیوں؟"

وہ اسکے یوں کندھے سے آ لگنے پر خود میں رشک اترتے محسوس کر رہا تھا۔

"کیونکہ میں مہمت سلمان سے شادی نہیں کروں گی۔ میں مر جاوں گی گھٹ کر عالیان۔ وہ اتنا گندا ہے۔ اس کے پاس

کھڑے ہونا دوبھر ہے۔ میں یہ سب آپکو پریشان کرنے کے لیے نہیں کہہ رہی پر اس وقت میرا مجھے کوئی نہیں لگ رہا"

وہ چہرہ اٹھائے ڈوبی سی آواز میں منمنائی تو عالیان کچھ دیر اسے دیکھتا رہا، دل چاہا کہے میں ہوں تمہارا ایدادمیر ورنہ رات کے اس پل میں تمہارے پاس کیا کرنے آتا۔

"میرے پاس بیٹھنا آسان ہے؟"

وہ اسکی بازو سے لگی اس سوال پر سیدھی ہوئی، یہ سچ تھا اسے اس چار دیواری میں ایک مرد کے ہوتے ہوئے بھی

حفاظت محسوس ہوئی حالانکہ کچھ دیر پہلے اس نے مرد کا بھیانک روپ دیکھا تھا۔

"آپ تو میرے اچھے باس ہیں اور کزن بھی"

ایدا نے معصومیت سے جواز دیا، ابھی کہ لیے وہ ایدا کا ایسا ہی جواب چاہتا تھا۔

"ان میں سے تمہیں کیا پسند ہے؟"

وہ اسکی طرف دلچسپی سے دیکھتے بولا۔

"اپکا ہمدرد بن کر آنا"

وہ مسکرا کر اک تیسرا آپشن نکال لائی، اس نے وہ چہرہ پڑھا جو کھلی کتاب بس ایدادمیر کے لیے تھا ورنہ اسے اپنی کیفیات و احساسات چھپانے میں بلا کا ہنر حاصل تھا۔

"تم نے یہ تیسری خوبی تو کاونٹ ہی نہیں کروائی؟"

وہ اسے الجھانے کے بعد مسکرانے کے نزدیک لے آیا۔

"بھول گئی تھی"

وہ اپنے بھلکڑ پن پر خجل سا ہوئی۔

"چلو کھاو کھانا۔"

وہ اسکی معصوم سی مسکراہٹ فرصت سے دیکھنے کا طلب گار تھا، ایدا نے سر ہلاتے خود ہی اسکا بنایا نوالہ اٹھا کر منہ میں ڈالا۔

"باران اور دِلارہ کا نکاح تھا آج"

وہ اسکو کھاتا دیکھے اپنی توجہ بانٹنے کو اس سے ہلکی پھلکی گفتگو چاہتا تھا، وہ حیران سا ہوئی۔

"سچ میں؟"

بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"ہاں۔ تمہیں پتا ہے تم دِلارہ کی hala ہوئی۔ باپ کی طرف سے بھی اور ماں کی طرف سے بھی۔"

وہ اپنے اس نئے سے رشتے کو جان کر خوش بھی تھی اور اداس بھی، یہ بھی دکھ ہی تھا کہ مسدور خاندان توران کی کسی اولاد کے بارے نہیں جانتا، یہ سب تو بس یلدرم خاندان تک محدود تھا ورنہ اس پر ایک قیامت اور آجاتی، لیکن عالیان نے ایدا کو سارے رشتوں کے بارے بتا رکھا تھا۔

"میرا اس سے ملنے کا بہت دل چاہتا ہے، بلکہ سب سے بس میں ڈرتی ہوں۔ اب آپ جائیں ناں۔ کسی نے آپکو دیکھ لیا تو۔۔۔"

وہ کھانے سے یکدم ہی ہاتھ روک گئی، عالیان یہاں موت کے منہ میں ہے یہ سوچ کر اس سے کچھ حلق سے اتارنا مشکل ہونے لگا۔

"اپنا خیال رکھنا پھر۔ میں اسی شرط پر جاوں گا۔ میں نے تمہارے لیے بہت اچھا اچھا سوچ رکھا ہے۔ تم نے سٹرونگ رہنا ہے۔ ٹھیک ہے"

وہ چاہتا تھا اسے جاتے ہوئے اچھے سے مضبوط کر دے، کم از کم وہ اسکے ہوتے خود کو اکیلا سمجھنے کی غلطی نہ کرے۔

"میں بہت اچھا محسوس کر رہی ہوں۔ میں کبھی کسی کے لیے اتنی اہم نہیں ہوئی جتنی آج آپکے لیے۔ تھینکیو"

وہ اسکے آنے کو کبھی نہیں بھول سکتی تھی، یہ عالیان نے اسے خرید سا لیا تھا، وہ ایک بند کمرے میں نامحرم اور مرد کے ساتھ اگر محفوظ تھی اور مطمئین تو یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس شخص کی دو سال کی دعائیں رائگاں نہیں گئیں۔

"تم نے عالی کہا تھا مجھے، وہی کہو پھر تھینکیو لوں گا۔"

وہ اسکے چہرے پر اہم ہونے کا رشک محسوس کرتا مزید شوخ ہوا۔

"وہ تو بے دھیانی میں۔۔۔۔"

وہ بولتے بولتے آواز دبنے پر خاموش ہوئی۔

"مجھے تو پھر اس دھیان سے زیادہ وہ بے دھیانی زیادہ ہٹ کر گئی۔"

وہ ہٹ والے لفظ پر پریشان ہوئی۔

"میرا مطلب یہاں لگی"

وہ درستگی کرتا دل کی طرف اشارتا انگلی کرتا بولا پر وہ ہنوز ویسی گھبرائی تھی۔

"لگی نہیں آئی مین گھس گئی۔"

یہ زرا کم خطرناک جملہ تھا، دونوں ہی مسکرا دیے، اس مسکراہٹ میں ڈھیروں سرور و خوشی تھی، جیسے وہ ان دو کی زندگی کا اک چرایا ہوا مخمور پل ہو جسے زندگی سے نکال کر دل میں دبا کر محفوظ کیا جا رہا ہو۔

"تمہاری مسکراہٹ دیکھ کر لگتا ہے میں نے یہاں آ کر تمہاری زندگی مشکل نہیں بنائی، پھر بھی اس کی وجہ سے تم

مشکل میں کبھی پڑی تو اسے آسان میں ہی کروں گا۔ مجھ پر یقین رکھنا۔ اب آو ڈور بند کر لو"

وہ تمہید بھری خوشبو اس پر پھونکتا اٹھا تو وہ بھی جلدی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے عالیان کے ہمراہ ہوئی۔

" تھینکیو سو مچ۔ مجھے سچ میں لگا میں اکیلی نہیں ہوں"

یہ وہ جملہ تھا جو عالیان یلدرم کا سفر مہکا دیتا۔

" کبھی مت سمجھنا۔ کھانا کھا کر سو جاو سکون سے۔ مہمت سلمان کو میں دیکھ لوں گا۔"

وہ اسکے سکون کی افزائش کے لیے یہ سب کہنا ضروری سمجھ رہا تھا اور وہ یقین کر رہی تھی۔

"موقع ملا تو زور کا تھپڑ مارنا چاہتی ہوں۔ میری خواہش یاد رکھیے گا"

عالیان نے نا سمجھی سے ایدا کو دیکھا جو اسکے حیران پریشان ہونے پر ہنسی۔

"آپکو نہیں اس زلیل کو"

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی روک گئی۔

"مجھے لگا یہ میرے لیے تھا۔ اف ایک لمحہ تو دل رک گیا۔ دیکھو لڑکی وضاحت کر دیا کرو یہ اچھا رہتا ہے"

وہ اسکی تاکید پر فورا مسکراتی سر ہلا گئی اور عالیان نے ایدا کو ان دو سالوں میں اتنا خوش نہیں دیکھا تھا جتنی وہ اس وقت تھی۔

"گڈ نائیٹ۔۔"

وہ اسکی مسکراہٹ لیتا ہوا ہی اسی اختیاط سے باہر نکلا اور ایدا تب تک دروازہ زرا کھول کر اسے دیکھتی رہی جب تک وہ

دیوار پھلانگ نہ گیا، جبکہ کمرہ واپس بند کرتی وہ پلٹی تو آنکھوں میں اب خوشی کے آنسوؤں نے ڈیرا جمار کھا تھا۔

"یہ حویلی خریدنی پڑے گی"

عالیان نے اس ساتھ والی حویلی کے باہر کی خوبصورتی دیکھتے مسکرا کر سوچا، یہ گھر اب اسے ایدا تک پہنچنے کے لیے ضروری ہو گیا تھا اور وہ کل ہی اسکے مالک کو دگنی قیمت دے کر اسے حاصل کرنے کا تہیہ کرتا باہر نکلا اور اپنی روڈ سائیڈ کھڑی کار کی طرف لپک گیا۔

آدھے گھنٹے میں وہ یلدرم حویلی پہنچ چکا تھا مگر جب آکر دیکھا، باران وہیں نڈھال سا کاوچ پر ہی سو گیا، عالیان کو دکھ سا گھیر گیا کہ اسکا یہ انوکھا لاڈلہ آج اتنے سالوں بعد آیا تھا اور اسکی واپسی کا دن نہایت مشکل گزرا جسکی تھکن اسکے سوئے چہرے پر صاف دیکھائی دے رہی تھی۔

"تم اپنی ضد کے پکے ہو باران، اور ضدیں انسان کو بہت برا توڑتی ہیں۔ تمہارے لیے آسانیوں اور راحتوں کی دعا ہے۔ اللہ قبول کرے"

وہ جیسا بھی ضدی ہٹ دھرم، بے حس اور ظالم ہوتا، وہ عالیان کے لیے چھوٹا اور پیارا بھائی ہی تھا جسکی محبت اور فکر وہ چاہ کر بھی اپنے دل سے مٹا نہ سکتا تھا۔

.._____..

اک نئی صبح انقرہ میں اتر آئی تھی، کل کا دن بہت مشکل تھا پر وقت کی ایک اچھی عادت ہے وہ جیسا بھی ہو گزر جاتا ہے، دلارہ نے پانچ بجے ہی اٹھ کر عزیزے کو باران کے ناشتے پر آنے کا بتایا جب وہ خود بھی آکیڈمی کے لیے یونیفارم پریس کروانے اٹھی تھی، اسکی تین کلاسیز تھیں ورنہ آکیڈمی کو دِلارہ کوئین نے ابا جی کا گھر سمجھ رکھا

تھا، ویسے بھی وہاں وہ پھڈے کرنے جاتی تھی تو ٹیچرز کا یہی کہنا تھا بہتر ہے وہ ایگزامز کی تیاری اب گھر ہی کرے۔

"اسے کیوں بلایا تم نے صبح صبح۔ سکون سے سونے دو بچارے کو"

عزیزے نے میڈ کو ناشتے پر لگانے کے ساتھ ساتھ دِلارہ سے پوچھا جو پریس یونیفارم اٹھائے روم کی طرف جا رہی تھی۔

"سکون سے سونے تو دے چکی اسکی بد قسمتی کو۔ میں جو مل گئی اسے۔ اب آپ مجھے میرے مطابق یہ ہفتہ گزارنے دیں بی۔ مار نہیں رہی اسے یہی کافی ہے"

وہ بے نیازی سے کہہ کر کمرے میں جا گھسی اور عزیزے کتنی دیر وہیں کھڑی سوچتی رہ گئیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ لڑکی باران کو کیسے تنگ کرے گی پر وہ بچاری اسکے لیول تک پہنچنے سے قاصر تھیں، دِلارہ نے روم میں آتے یونیفارم ہینگ کیا پھر زرا روم کے دوسرے ڈور سے باہر نکلی، سارے لان کو پانی وہی دیتی تھی اور اسکے بعد اسے

آدھے گھنٹے کے لیے کیئر یونٹ نکلنا ہوتا تھا، پر وہ باران کا ویلکم خود ہی کرنے والی تھی۔

جبکہ یلدرم حویلی میں ناشتہ دس تک لگتا تھا اس لیے فی الحال سب مست ہو کر سو رہے تھے، ہاں اسماعیل یونیورسٹی جاتے تھے تبھی جلدی اٹھتے اور جاگنگ کے لیے ساڑھے پانچ نکلتے، انہوں نے باران کو لاونج میں سویا دیکھ کر قدم روکے۔

"اوئے۔۔ تم یہاں کیوں سو رہے ہو۔۔۔ اسے تو بخار ہے"

وہ قریب آتے زرا اپنی پتلون ڈھیلی کرتے ٹیبل پر بیٹھ کر باران کی گال تھپکا کر پوچھنے کے بیچ اسکا گرم گال محسوس کرے فکر مند ہوئے پھر جیسے یکدم آنکھوں میں نرمی سی اتری۔

"باران۔اٹھو جا کر روم میں لیٹو۔"

وہ اسکی بازو پکڑے اسے اٹھانے لگے تو وہ کسمسا کر آنکھیں کھولتا بابا کو مندی مندی آنکھوں سے دیکھنے لگا کیونکہ نیند اور خماری کچھ اضافی چھا رہی تھی۔

"اٹھا کر چھوڑ آئیں ناں؟"

وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھتے بڑبڑایا اور وہ جو پریشان تھے، ایسی فرمائش پر انکی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی متبسم ہوئیں۔

"کیا اب میں بڈھا کمزور تمہیں اٹھا کر چھوڑ کر آوں۔ ہاتھی کے بچے۔ یہ کہتے تمہیں شرم نہ آئی۔ اٹھو کچھ کھا کر میڈیسن لو۔ زیادہ بخار بخار کھیل کر میری ہمدردی لینے کی ضرورت نہیں۔ سمجھے۔ میں بہت پتھر دل باپ بن چکا ہوں اب"

وہ بوکھلاہٹ کے سنگ اٹھے، تو باران نے ویسی ہی سوئی سوئی نظریں ان پتھر دل جناب پر گہرے انداز میں ثبت کیں اور بلینکٹ اٹھا کر چادر سی اپنے گرد لپیٹتا بری طرح

چھینکا کہ وہ جو آنکھیں بس متبسم تھیں، ہونٹ بھی شریک تبسم ہوئے۔

"گلے تو لگایا نہیں۔ میں مان گیا کل ہی آپکے پتھر دل کی قابلیت"

وہ بیمار ہو کر کچھ زیادہ قابل ترس لگ رہا تھا کہ باران سے جو ناراضگی تھی اسکی جڑ کمزور پڑی جب وہ مسکینیت سے شکوہ کرے پاس سے گزرا۔

"کل جب کہا تھا آ و گلے لگاوں۔ زیادہ ہیرو نہیں بننا تھا ناں۔ اب ترسو بیٹھ کر۔ میں بلکل پگھلنے والا نہیں۔ میں دِلارہ سے دو ہاتھ آگے ہوں۔"

وہ جانتے تھے وہ تھوڑی اور سزا ڈیزرو کرتا ہے تبھی کہہ کر بے مروت بنے چلے گئے اور جو دِلارہ کا گھنٹہ اسکے سر پر بجا گئے اس نے باران کی مزے دار نیند کا ستیاناس کر دیا۔

جیب میں دھنسا فون نکال کر وقت دیکھا، پانچ بج کر چالیس منٹ ہونے والے تھے، اوپر سے سر جھکانے کی دیر تھی کہ ناک میں نمی کا احساس انگڑائی لے اٹھا، سر میں عجیب درد اوپر سے ناک میں کھنچاؤ اور بھاری گلا، اس وقت اسکا دل

چیخنے کا کیا، کمرے میں پہنچ کر خود کے گرد لپیٹا بلینکٹ اتار کر میٹرس پر مارے وہ ٹشو نکال کر ناک رگڑ تا ریڈی ہونے گیا، دِلارہ نے دو خرگوشوں کے جوڑے جو بیمار تھے انکو دیکھا، انھیں کوئی ٹانگوں پر الرجی ہو رہی تھی جو ایک سے دوسرے کو ہوئی تھی جسکی نرسنگ سٹاف کو سمجھ نہ آئی پر دِلارہ نے مسئلہ ڈھونڈ کر ان دونوں کو ٹریٹ کیا پھر وہ واپس گھر آئی، عزیزے نے ناشتہ بنوا دیا تھا پر باران کا ویٹ کر رہی تھیں تا کہ وہ آئے تو ساتھ کریں، تبھی وہ وہیں ڈائنگ ہال میں چیئر پر بیٹھیں اپنا لیپ ٹاپ کھولے کچھ کام کرنے لگیں، دِلارہ نے لان میں کام کرتے مالی کو تمام کیاریوں سے

نکال کر اکھٹے کیے سوکھے پتوں کو اٹھانے کا کہا اور خود وہ کپری شال گرد لپیٹے ٹریک ویلوٹ سوٹ پہنے اسکی ٹوپی سر پر لیے اس سخت ٹھنڈی صبح میں خود بھی انکے سر پر کھڑی جائزہ لے رہی تھی، اسکے بقول پودوں کو اس وقت کیئر کی ضرورت ہوتی ہے، پانی اور کھاد کی تاکہ سورج کی کرنوں کے زمین تک پہنچنے تک وہ پانی اور کھاد کو اپنے اندر جذب کر لیں۔

"چھ بج گئے۔ تم لیٹ ہو گئے"

دلارہ نے اپنی ریسٹ واچ پر وقت دیکھا جہاں پورے چھ بج چکے تھے، اور تبھی جب اس نے ہارن پر چہرہ اور گردن

گمائی، اسکی آنکھیں مسرور ہوئیں، باران کی گاڑی گھر کے اندر داخل ہو کر کچھ فاصلے پر رک چکی تھی، وہ اپنے رعب و دبدبے کی جیتی جاگتی شکل دیکھ کر کیوں نہ راحت محسوس کرتی کہ وہ پورے چھ بجے پہنچ آیا تھا۔

گاڑی کا دور کھلا اور محترم اکتائے ہوئے منہ سے دھواں چھوڑتے باہر نکلے، فل بلیک پینٹ شرٹ اور بوٹس کے ساتھ ویلوٹ ورم براون جیکٹ پہنے، جبکہ بلیک نیک ورم اس نے کانوں، ناک اور گردن پر چڑھا رکھا تھا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو سلگتی نظروں سے دیکھا، باران نے زور سے ڈور ہٹ کرتے بند کیا اور گاڑی

ریمورٹ سے لاک کرتا وہ بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ نیک ورمر کھینچ کر چہرے سے اتارے ٹھیک دِلارہ کے سامنے آن تنا، وہ اسکا گلابی ناک دیکھ کر سمجھ گئی تھی وہ ٹھیک نہیں، رات بھی اسکے چھینکنے پر ہی وہ رعائیت دے کر اسے جلدی چھوڑ چکی تھی۔

"تو تم آ گئے۔ نو زریڈ ہے۔ فلو لگ گیا؟ زرا دور رہنا مجھ سے"

وہ محظوظ ہوتی اسے تاکید کرے بولی تو باران نے وہ نیک ورمر اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں ڈالتے کوئی خاص تاثر نہ دیتے اسکی مسکراہٹ ملاحظہ کی۔

"مجھے بہت سخت نیند آرہی ہے۔ طبعیت بھی اچھی نہیں۔ تم نے کہا تھا آوں ورنہ میرے سر پر مسلط ہو جاو گی۔ آگیا۔ کیونکہ میں مزید تمہاری شکل دیکھنا اور باتیں سننا نہیں چاہتا تھا۔ اب میں جارہا ہوں۔ اور تم میری شرافت سے جان چھوڑ دو گی۔ سمجھ گئی؟ میں ہفتہ یہیں ہوں۔ تسلی سے چین حرام کر لینا لیکن اس وقت مجھے خود سے بھی چڑ ہو رہی تو تم کچھ سن لو گی مجھ سے۔۔۔"

وہ تو سمجھ رہی تھی وہ ڈر کر آیا ہے پر وہ تو اکتا کر جان چھڑوانے کی ڈیل کرنے آیا تھا، دِلارہ بظاہر خندہ پیشانی سے مسکرائی پر یہ اسکی گرے آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اندر کیسی

آگ دہکی ہے، وہ تو اسے اپنے پیچھے پاگل کرنا چاہتی تھی اور یہ آدمی ابھی تو ایک فیصد بھی شکنجے میں نہیں آتا دیکھائی دے رہا تھا، دِلارہ کو اپنا پلین بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی، وہ ان امبر آنکھوں میں بیزاری نہیں تڑپ اور حسرت بھرنا چاہتی تھی۔

"ناشتہ کر کے جاوگے تم یہ میرا حکم ہے۔۔ میرے ساتھ بیٹھ کر تم آہستہ آہستہ آدھا گھنٹہ لگا کر ناشتہ کروگے۔ پھر تم شام تک آزاد ہو کیونکہ میں بہت بزی ہوں تب تک، کر لینا ریسٹ"

وہ اسے صاف جواب دیتی مڑی اور تبھی باران نے اسکی بازو دبوچتے بڑے جبر سے اسے پکڑتے روک کر اپنے سامنے کھینچا۔

"تمہیں بکواس سمجھ نہیں آئی میری؟"

وہ انتہائی غصے میں آتا بولا اور دِلارہ نے پلکوں کی اک جنبش تک نہ کرتے بتایا وہ کتنی دلیر ہے۔

"سمجھ والا پورشن خالی ہے میرا، آجاو عزیزے کو پھر اپنے کلینک جانا ہے۔ دیر مت کرواو۔"

وہ اسکے ہاتھ کی گرفت ہٹانے کو اسکا ہاتھ پکڑ کر انگلیوں کو اپنی بازو کے اطراف سے کھولتے ہاتھ کو پرے جھٹک گئی اور بنا اسے دیکھے آگے چل پڑی، باران کو سمجھ نہ آیا یہ لڑکی کرنا کیا چاہتی ہے، چار و ناچار اک گہری سانس اندر کو کھینچتا وہ پیچھے ہی چلا گیا، عزیزے نے دونوں کو ساتھ آتا دیکھے حیرت بھری مسکراہٹ دی کیونکہ وہ ساتھ اتنی عمروں کے فرق کہ باوجود نظر لگ جانے کی حد تک سج رہے تھے۔

"خوش آمدید باران۔ آجاو ناشتہ تیار ہے۔ طبعیت اچھی نہیں لگ رہی تمہاری؟"

وہ انے کے پاس آتا ان سے ملتا ہی کرسی گھسیٹے بیٹھا اور مروت سے سر ہلا گیا کیونکہ ٹھیک تو وہ نہیں تھا یہ دیکھائی دے رہا تھا۔

"ناشتہ لگاو عالیہ"

عزیزے نے اپنا لیپ ٹاپ سمیٹا اور میڈ کو گرم والی چیزیں رکھنے کا کہا، جبکہ عزیزے کے ٹھیک سامنے وہ بیٹھا تھا اور ان دو کے درمیان سامنے والی کرسی پر دِلارہ، یعنی دلارہ کے دائیں طرف باران تھا اور بائیں طرف عزیزے۔

"یہ سوپ ٹرائے کرو۔ تمہاری طبعیت کا اندازہ تھا تو بنوا لیا۔"

عزیزے نے باران کو ناشتہ سرو کرتے پیار سے باول تھمایا جس نے مسکرا کر جبراہی وہ دو سپون سوپ اپنے سوپ پیالے میں ڈالا کیونکہ اسکا کچھ کھانے پینے کا ہر گز دل نہ چاہ رہا تھا۔

"یہ جیم خود بنایا میں نے، اسے بھی چکھنا"

عزیزے نے چیری جیم بھی سرو کیا جبکہ دِلارہ نے اپنے لیے باول میں کچھ ڈرائے فروٹس اوٹس ڈالتے اس میں تھوڑا

فلیورڈ ملک ایڈ کیا پر اسکی نظریں بس باران پر جمی
تھیں، دِلارہ نے عزیزے کی طرف دیکھا جو اس سے
چھوٹے چھوٹے سوال کرے اسکی چڑ اور اکتاہٹ مٹانا
شروع تھیں اور پھر باران کو جو اسے دیکھنے کو گناہ سمجھتا بس
اپنے آگے دیکھتا یا جواب دینے کو عزیزے کی
جانب، سوپ واقعی بہت اچھا تھا کہ باران کو گرم گرم پیتے
طبعیت میں سکون محسوس ہونے لگا مگر یہ سکون وقتی تب
رہا جب اسے اپنے بوٹ سے ٹانگ کی طرف رینگتا دلارہ کا
پیر محسوس ہوا، وہ دِلارہ کی طرف دیکھنے لگا جو ادائے بے

نیازی سے اپنا ناشتہ کرتی اپنے سامنے اپنا ٹیب کھولے کچھ یوٹیوب وڈیوز دیکھ رہی تھی۔

وہ اسے صبح صبح گھر بلا کر برا چھیڑ اور ستا رہی تھی۔

عزیزے نے باران سے جو جو پوچھا وہ سب کا الٹا جواب دے کر بدحواس ہو رہا تھا کیونکہ ڈائٹنگ ٹیبل پر بظاہر اسکے ساتھ بیٹھی دلارہ اسکی ٹانگ پر اپنا پیر پھیرتی کبھی سہلاتی نیچے لے جاتی کبھی اوپر اور بظاہر یوں پیش کر رہی تھی جیسے اسے ان دو کی باتوں یا ان دو کے ہونے سے فرق نہیں پڑتا، وہ مزے سے ناشتہ کر رہی تھی پر جب باران کے چہرے کا رنگ اڑتا وہ اک مسکراہٹ کا لمس ہونٹوں پر گھسیٹ کر

لاتی۔ اسے وہ گھبراتا ہوا بے بس آدمی دلی سکون بخش رہا تھا۔

"اب سمجھی اسکی کمزوری۔ یہ تو بہت ڈرامیٹک ہے"

دِلارہ نے محظوظ ہوتے سوچ کر پیر مزید اوپر کرتے باران کی تھائی تک لے جاتے باران کو آخری حد تک آزمایا جس نے ہاتھ میز کے نیچے لے جاتے دِلارہ کا پیر اپنے ہاتھ میں جکڑ لیا، دِلارہ کے پر سکون چہرے کا سکون غارت ہوا، عزیزے تو اب بھی باتوں میں مگن تھیں پر وہ اسکے پیر پر چڑھے موزے کو بڑی مہارت سے اسکے پیر سے اتارنے

لگا، دِلارہ نے پیر کھینچنا چاہا تو عزیزے نے بے چین دلارہ کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا۔ تم ٹھیک ہو بچے؟"

دلارہ نے جلدی سے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے انکو مطمئین کیا اور ایک اور جھٹکے سے اپنا پیر باران کے ہاتھ سے چھڑواتے وہ اپنا ناشتہ وہیں چھوڑے فون اٹھاتی وہاں سے گئی تو جہاں عزیزے اسکے اٹھ کر جانے پر پریشان و فکر مند ہوئیں وہیں باران کی طبعیت دلارہ کو ایک موزے کے ساتھ وہاں سے جاتا دیکھ کر نہال ہوئی جبکہ ہاتھ میں آیا اسکا دوسرا موزا باران نے وہیں ڈائنگ ٹیبل کے نیچے پھینک دیا

اور پھر اچھے سے سوپ انجوائے کیا، عزیزے نے اسے باقی سب بھی ٹرائے کروایا اور دِلارہ کا اپنے روم میں ٹہلتے بس نہ چل رہا تھا اسکا گلا دبا آتی۔

وہ آدھے گھنٹے تک عزیزے سے اجازت لیتا واپسی کے لیے نکلا اور اسکی کوشش تھی اب اس چڑیل سے سامنا نہ ہو مگر وہ اسے باہر اپنی گاڑی کے بونٹ پر مزے سے پیر لٹکا کر بیٹھی ملی تو باران نے رک کر اس لڑکی کو خشمگیں نظروں سے دیکھا پھر اپنی گاڑی کی اس درجہ بے عزتی پر بپھر کر اس تک پہنچا اور اسکو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارا۔

"اترو یہاں سے۔ تمہارے باپ کی جائیداد نہیں یہ"

باران نے دِلارہ کی بازو پکڑے اسے پرے کرتے گاڑی سے دور کیا۔

"خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو۔ مجھ سے ہوشیاری کرو گے؟"

دِلارہ نے اسکے واپس سامنے آتے اسکی گاڑی کے بونٹ پر ہاتھ میں پکڑی ہیر پن زور سے ماری کہ وہ بونٹ پر ایک لمبا سکرچ چھوڑ گئی، باران نے اسکی یہ حرکت جیسے برداشت کی وہی جانتا تھا، ہاتھ اٹھنے لگا جسے پوری قوت سے روک کر مکے کی صورت بھینچ لیا۔

"یہ کیا حرکت ہے دِلارہ، میری گاڑی مجھے میری جان سے پیاری ہے۔ کیوں مرنا چاہ رہی ہو میرے ہاتھ سے۔ چاہتی کیا ہو تم؟"

وہ اسکو دونوں بازووں سے دبوچتا اپنے چہرے کے قریب لا ٹھہراتا غصے و تکلیف کی ملی جلی کیفیت میں بولا تھا، وہ اب بھی بے خوف تھی۔

"دو شرطیں ہیں۔ مما بابا کا نکاح نامہ لا کر دو اور تو ران مسدور کو آج کے آج رہائی دلواو۔ میں تمہاری زندگی میں جیسے آئی نکل جاوں گی باران۔ مجھے تم سے اور تمہارے خاندان سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ تو میں جانتی ہوں میں

توران کا خون ہوں۔ پر گندا نہیں ہوں اسکی ایشورٹی چاہیے۔ اور میں اپنے باپ کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔ تم اس سارے فساد کی جڑ رہے ہو اب تک تو یہ دو فرض تم نبھاو گے۔ جتنی دیر کرو گے اتنی میں تمہاری زندگی عذاب بنادوں گی۔ یہ چاہتی ہوں میں"

وہ اسکے چہرے کو نفرت سے دیکھتی اپنی شرائط اسکے منہ پر مار گئی جو سننا سچ میں ہیبت ناک تھا، باران کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی۔

"توران کچھ ماہ تک لوٹ آئے گا۔ رہی بات نکاح نامے کی وہ میرے پاس نہیں۔"

باران نے دو قدم پیچھے ہٹتے صاف گوئی سے معاملہ بتایا پر وہ نفی میں سر ہلاتی شر انگیز مسکرائی۔

"پھر یہ کچھ ماہ تم انقرہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔نہ میری قید سے۔ کہو تو تمہاری جان جیسی گاڑی کو تھوڑا اور سجاوں؟"

وہ ڈھیٹ بنی اس سے پہلے پھر سے اسکی گاڑی پر سکریچ ڈالتی، باران نے اسکے ہاتھ میں دبی پن جھپٹنے کو اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا پر وہ مسکرا کر مٹھی زور سے کس گئی، وہ وحشی بنی ہنسی۔

"دِلارہ، یہ پن دو مجھے"

وہ بہت نرمی سے اسے سمجھاتے بولا پر وہ زچ کرتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"یہ میری ہے۔ نہیں دوں گی۔ اگر زبردستی کرو گے تو ہم میں سے کسی کو لگ جائے گی"

وہ اسکے پر سکون دماغ کو گلانے پر اتری تھی اور باران نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو دِلارہ نے وہ پن بھی چھوڑ دی جو نیچے مٹی والی زمین پر جا گری۔

"میں نکاح نامہ ڈھونڈنے کی کوشش کروں گا۔ پر سکون ہو جاو تم"

وہ اسکی حالت سے خوفزدہ ہو کر پھر سے ڈر گیا تبھی نرم ہوا پر وہ جوابا پھر وحشیانہ ہنسی۔

"کوشش نہیں کرنی۔ یہ کرنا ہے تمہیں ہر صورت۔ ورنہ تمہیں میری شکل نہ سونے دے گی نہ جینے۔ اب جاسکتے ہو تم"

وہ اسے حکم صادر کرتی وہیں سے پلٹ گئی اور باران کا دل چاہا وہی پن اٹھا کر اس لڑکی کی گردن میں گاڑ دے۔

"دِلارہ"

وہ اسے پکارے گا یہ دلچسپ رہا، کم از کم دِلارہ کو اسکی امید نہ تھی، وہ مغرور ہو کر پلٹی، وہ کچھ ہاتھ میں دبائے کھڑا تھا، دِلارہ کی آنکھوں میں یکدم ہی حیرت و تکلیف اتری، اس شخص کے ہاتھ میں ہیر پینز تھیں، وہ بے اختیار اسکی طرف لپکتی آئی۔

"مجھے پتا ہے ہمارا جڑ تار شتہ نارمل نہیں لیکن میں نے تمہارے لیے کچھ لیا تھا۔ اسے پہلا اور آخری تحفہ سمجھ لینا دلارہ۔ ممکن ہے دوبارہ تمہارے لیے کچھ خریدنے کا کبھی میرا دل نہ چاہے"

وہ ہچکچانے سے زیادہ ایسے فضول کے حق جتانے پر خود کو کوس رہا تھا جو اک طرح کا غصہ تھا، پر وہ چاہتا تھا یہ آخری غلطی سدھار لی جائے۔

"ہیر پنز۔ تمہیں پتا ہے بالوں پر لگتی کسی چیز کے تحفے پر تو میں قتل بھی معاف کر سکتی ہوں۔ پھر اس تحفے کے ساتھ جڑا تمہارا ناپسند نام معمولی چیز ہے"

وہ بہت پیار سے وہ ہیر اسیسریز اس مضبوط ہتھیلی سے اچکتی انھیں محبت سے دیکھتی وہ دلارہ نہ لگی جسے باران یلدرم سے بلا کی نفرت تھی۔

"میں دوبارہ تمہارے لیے کچھ نہیں خریدوں گا۔ یہ جانتے ہوئے کہ تم ہیر پیز دیکھ کر پگھل جاو گی جیسے اس وقت۔ تمہاری شرائط سخت سہی پر اصولی ہیں یہ مجھے اچانک خیال آیا حالانکہ میں بہت شدید غصہ ہوں تم پر اور غصے میں کچھ برا کر دینا میری عادت ہے۔ میں یہ شرائط پوری کر کے جلد از جلد تمہارے چنگل سے نکل جاوں گا۔ پورا یقین ہے مجھے۔ تم خود کو زیادہ میری نظروں میں مت گرانا۔ کیونکہ مجھے تم سے کبھی نفرت نہیں کرنی۔ بائے"

وہ اسے چند لفظ کہتا وہاں چھوڑے چلا گیا جو کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر اذیت سے مسکرا کر وہ ہیر پن کلپ اس نے اپنے بالوں کے دائیں طرف لگاتے گہرا سانس بھرا۔

"مجھے خود کو نہیں۔ تمہیں گرانا ہے باران یلدرم۔ تمہارا یقین توڑنا ہے۔ تمہارا دل ہمیشہ کے لیے بند کرنا ہے۔"

وہ عہد کر رہی تھی، ایک لافانی نفرت و انتقام کا اصولی آغاز پر اسے کہاں خبر تھی وہ نفرت کرنے کے لیے بنائی ہی نہیں گئی، وہ کسی کو سرخرو کرنے دنیا میں آئی ہے اور وہ کوئی اور نہیں، باران یلدرم ہے۔

وہ دس بجے تک کمپنی جانے کے لیے ریڈی ہو رہا تھا جب میسج نوٹیفیکیشن پر اپنی cerulean کلر کی شرٹ کا سٹڈ لگاتے نکھرے اور تر و تازہ چہرے کے سنگ پلٹا، دراز قد اور پر وقار شخصیت اک طرف، عالیان یلدرم کا چارم چالیس کا ہوتے ہی دگنا ہوا تھا، وہ گھنی بیئرڈ اور زرا میسی ہیر اسٹائیل کے ساتھ نچ رہا تھا، وہ کہتے ہیں ناں گڈ لکس اور اوپر سے اپنا خیال رکھنا مرد کو بڑھاپے میں بھی حسین رکھتا ہے مگر عالیان یلدرم پر تو رج کر جوانی جیسے آئی ہی ابھی تھی پھر

ترک اور عربی لوگ زیادہ سرخ مرچ یا سبز کے استعمال سے بھی گریز کرتے ہیں جسکی وجہ سے انکی صحت اچھی اور مزاج قدرے چاق و چوبند رہتے ہیں، اور کچھ فیملی میں حسین فطین لوگ گزرے ہوں اسکا بھی اثر ہوتا ہے، پھر وہ ڈائٹ کانشیز کے ساتھ لکس کانشیز بھی تھا یہ اسے دیکھ کر پتا چلتا، اسکی قلموں کے اکا دکا بال گرے تھے پر زیادہ سیاہ میں بمشکل نظر آتے اور اسے گریس بھی دیتے، جنھیں کلر کرنے کے بارے اس نے کبھی نہ سوچا تھا، وہ انکے ساتھ بھی بہت زیادہ ہنڈسم تھا۔

عالیان نے اپنے قدم ہاتھ میں ٹائی اٹھاتے آہستہ آہستہ بیڈ کی جانب بڑھائے اور سائیڈ ٹیبل پر جھک کر ایک ہاتھ سے فون اٹھایا اور میسج کھولنے سے پہلے بس ٹو ٹیفیکشن دیکھتے ہی اسکے ہونٹوں پر پُر سرور سی مسکراہٹ چلی آئی، وہ لڑکی جسکی مسدور حویلی نے کبھی چہک یا کھکھلاہٹ تک نہ سنی تھی آج کبھی یہاں جاتی تو کبھی وہاں، اتنی خوش تھی کہ نازلی اور المیرا کے ساتھ ناشتہ بنانے میں مدد کر رہی تھی اور وہ دو بھی حیران تھیں کہ ایدا کو رات ورات کیا ہوا کہ وہ اتنی مطمئین اور پر سکون لگ رہی ہے، کہیں اسے مہمت سلمان نے مل کر ڈر خوف سے نکال کر امپریس تو نہیں کر

دیا، نازلی کو تو یہ فکر ستائے جا رہی تھی جبکہ المیرا یہی خیال کر رہی تھیں شاید اس نے حالات سے سمجھوتا کر لیا کیونکہ اس حویلی میں اعتراض، چیخنا، چلانا سب رد تھا پر کوئی نہیں جانتا تھا ایدا کے سکون کی وجہ وہ شخص تھا، وہ ہیرے جیسے دل والا، ایک میچور اور بہت کیئرنگ سا مرد، عالیان یلدرم!

عالیان نے بڑی توجہ سے اسکا آیا میسج اوپن کیا۔

"میں نے آپکی وجہ سے زندگی کی سب سے پیاری صبح پائی۔ میرے چہرے سے مسکراہٹ ہی الگ نہیں ہو رہی۔ کیوں ایسا لگ رہا ہے مجھے کل رات نئی زندگی ملی

ہو۔جو ہر خوف سے پاک ہے۔میں نہیں جانتی تھی کسی کا
یوں کچھ دیر پاس بیٹھ کر حوصلہ دینا اتنا خوبصورت بھی ہو
سکتا ہے۔ تھینکیو عالیان۔مجھے اکیلا نہ چھوڑنے کے
لیے۔مجھے یہاں سے جلد نکال لیں میں جینا چاہتی ہوں"

یہ میسج وہ کمرے سے نکلنے سے پہلے اسے بھیج کر گئی
تھی، عالیان نے اسکے میسج کو ہارٹ ری ایکٹ کیا اور پتا نہیں
کیوں آنکھیں سی زور سے میچ کر فون کو وہیں رکھتے وہ واپس
آئینے کے سامنے آجما، وہ خود کو نہیں وہ اس عالیان یلدرم
کو دیکھ رہا تھا جو ایدا کا اتنے سالوں سے لوٹا اطمینان واپس
لایا تھا، عالیان یلدرم کی آنکھوں کے گوشوں تک سرخی

چھانے لگی، اک تڑپ، اک حسرت ان چشمان میں
ہلکلورنے لگی۔

"اسے لگ رہا ہے یہی خوبصورتی کی انتہا ہے۔ اسے کیا پتا
میں نے اسکو پانے کے بعد اسکی ہر صبح کو کتنا حسین ترین
بنانے کے بارے سوچ رکھا ہے۔ ہر صبح، پہلی سے زیادہ
دلفریب۔ دلکش۔ تمہاری یہ حسرت میرا دل دکھا گئی
ایدا۔ یہ تو بہت کم تھا ابھی۔ میں پاس بیٹھ کر صرف حوصلہ
ہی نہیں دے سکتا، میں پاس بیٹھ کر تمہاری ہر تکلیف اپنے
قبضے میں بھی لے سکتا ہوں۔ مجھے موقع نہیں مل رہا۔ اور
شاید ملے بھی ناں، تم مجھ سے بہت بہتر کی مستحق

ہو، تمہاری معصومیت، تمہارا پاکیزہ دل، شفاف آنکھیں اور وہ بے خود اظہار محبت، میں کس چیز کو جھٹلاوں کہ یہ سوچ سکوں میرا تم بن گزارہ ممکن ہے۔ کچھ بھی تو ایسا نہیں ایدا جو چھوڑا جا سکے۔ تم میرے اندر خون کی طرح گردش کرتی ہو۔ اتنا ڈوب گیا ہوں میں۔ اتنا آگے آ گیا"

وہ ٹائی باندھتے اپنی ان آنکھوں سے ہمکلام تھا جن میں بے پناہ خواہشیں اپنا سر مار رہی تھیں، کسی محبوب انسان کا کوسوں دور ہونا بڑا بھاری ہوتا ہے، اوپر سے وہ خوش ہو تو آنکھیں اسکو خوشی میں دیکھنے کو تڑپتی ہیں کہ اسکے سامنے بیٹھ کر فرصت سے اس خوشی کو نہارا جائے، اسکی نظر

اتاری جائے، بلائیں لی جائیں۔ اول تو محبت مشکل ہے اور جب محبت ہو جائے تو اف یہ ملنا نا ممکن کیوں ہونے لگتا ہے؟ جیسے کائنات کا ہر زدہ دور کرنے پر تُل جائے۔

وہ یہ سب سوچیں سمیٹ کر ڈریس کوٹ پہنتا ہوا فون لیے جبرا مسکراتا ہوا روم سے نکلا اور باہر لاونج ہال میں آتار کا کیونکہ ڈائنگ میز پر صرف بابا بیٹھے تھے، اور اسے دیکھ چکے تھے تو ان موصوف نے اپنے قدم اسی طرف گما لیے۔

"یہ باران نہیں اٹھا بابا؟"

عالیان نے وہیں ڈائنگ ہال کی طرف جاتی میڈ کے ہاتھ سے بریڈ پلیٹر لیتے خود ہی ڈائنگ کی طرف قدم بڑھائے جہاں اسماعیل یلدرم انگلش نیوز پیپر کا جائزہ لیتے نک سک تیار بیٹھے تھے، سوال پر توجہ عالیان کی طرف مبذول کی تھی۔

"صبح بخار تھا اسے، یہاں سے گدھے کو اٹھا کر اندر بھیجا تھا پر گارڈ بتا رہا ہے وہ صبح کا باہر نکلا ہوا ہے۔ مجال جو اسے چین ہو۔ کس ماں سے ملنے نکلا ہے کال کرو۔ زرا جو اسے غیرت ہو کہ باپ بھائی کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ جائے"

بابا کے تپ کر شکوے کر اٹھنے پر عالیان نے بریڈ پلیٹ، مزیے دار لوزامات سے بھری ناشتے کی میز پر رکھتے خود بھی کرسی سنبھالتے اپنے فون میں موجود باران کا نمبر ملایا، تیسری بیل پر فون اٹھایا گیا۔

"کہاں ہو تم صبح کے؟"

کال لگتے ہی عالیان نے سیدھا سبھاو پوچھا جو اس وقت ڈینٹنگ اور پینٹنگ ورک شاپ کے آفس میں بیٹھا کاوفی پینے میں مگن تھا، نزلے کے آثار ختم لگ رہے تھے پر سر ابھی بھی بھاری تھا یہ اسکی امبر آنکھوں کی بدلی رنگت سے عیاں تھا۔

"بھامیں گاڑی کی تھوڑی رئیپرنگ کے لیے آیاہوں"

باران کادِلارہ کے بارے سوچ کر ہی موڈ بگھڑا جس کی وجہ سے وہ بچارا سر درد کے ساتھ خوار ہو رہا تھا۔

"ہیں۔ پر میں نے تو تمہاری گاڑی کو کلیجے سے لگا کر رکھا ہوا تھا۔ کس ریپیرئنگ کی ضرورت پڑ گئی؟"

عالیان نے اپنی میڈ کی لائی چائے اپنے آگے سرکاتے اچھنبے سے دریافت کیا، یہ سراسر دھچکا لگا تھا۔

"وہ چڑیل دِلارہ، اس نے پن ماردی بونٹ پر۔ اتنا گہرا کٹ لگ گیا۔ یہ کوئی امریکن شاپ ہے۔ نو سوڈالر لگے

ہیں۔ گاڑی مہنگی تھی ان لوگوں نے بھی خوب لوٹا مجھے ایک سکرچ پر"

باران نے سخت کوفت و غصے سے ناک جھٹکتے بتایا جبکہ عالیان مسکراہٹ دباتا ہوا بابا کی نظروں سے چھپانہ تھا جو اسے اشارے سے گھور کر معاملہ پوچھ رہے تھے۔

"یہ تو ابھی شروعات ہے بچے، آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا۔ یہ بتاو ہم ناشتہ کرلیں یا ویٹ کریں تمہارا کیونکہ بابا کو یونی نکلنا ہے اور مجھے کمپنی"

باران یہاں ابھی ایک گھنٹہ مزید رکنے والا تھا کیونکہ اسے گاڑی کا تھوڑا اور کام کروانا تھا، آئل بدوالنا تھا، دھلاوانی تھی اور سروس بھی کروانی تھی۔

"میں ناشتہ انے کی طرف کر آیا ہوں۔ آپ دو کر کے نکلیں۔ رات میں ملتا ہوں بھا"

باران نے فوری جواب دیتے بات سمیٹی جس پر عالیان نے مسکرا کر اوکے کہے کال کاٹی۔

"کہاں ہے وہ اُلو کا پٹھا؟"

اسماعیل نے خفگی سے پوچھا جبکہ اُلو وہ خود کو کہہ رہے تھے

یہ عالیان کو ہنسا گیا، بابا کو گڑبڑاتا دیکھ کر بچے نے سعادت مندی سے محظوظ مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔

"آجائے گا۔ گاڑی کا کچھ کام کروا رہا ہے۔ بابا مجھے تھوڑی اماونٹ چاہیے"

عالیان نے بابا کا دھیان بھٹکایا تو وہ خشمگیں گھورے، اتنی بڑی سکن کیئر فارما کمپنی کا چیف پیسے مانگ رہا تھا یہ سراسر حیرت انگیز تھا۔

"تمہیں اپنی ساری جمع پونجی اور جائیداد لگا کر اتنی بڑی کمپنی اس لیے کھول کر دی تھی کہ مجھ مسکین سے پھر بھی پیسے مانگو۔ بیٹے میں ایک چھوٹا سا پروفیسر ہوں۔ میرے بس اپنے ہی خرچے نکلتے ہیں"

بابا کی ادائے مغروری پر عالیان ہنسا، یہ بابا کم ڈرامہ زیادہ تھے، خود کو مسکین پیش کرے ہری جھنڈی دیکھا رہے تھے۔

"بس کریں بابا، گولڈ میڈلسٹ پی ایچ ڈی انگلش پروفیسر ہیں آپ۔ وہ بھی انقرہ یونیورسٹی کے۔ آپکی جتنی سیلری ہے، آدھا انقرہ سروائیو کر جائے۔ اتنی کنجوسی اچھی نہیں

ہوتی۔ ایک گھر پر دل آ گیا۔ وہ خریدنا ہے۔ دے دیں یار۔ کیا کریں گے اتنا پیسہ جمع کر کے ؟"

عالیان نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی فقیری میں جبکہ اسماعیل آئبرو اچکا کر گھورے کہ اس اولاد نے کیسے انکی سیلری پر عقاب سی نظر جما رکھی ہے۔

" فقیر کہیں کے۔۔ بتاو کتنے چاہیں۔ اور یہ گھر کس کے لیے لینا ہے تم نے ؟ سچ سچ بتاو ؟"

اسماعیل صاحب مان تو گئے پر تفتیش کرنا انکی عادت تھی، اگر عالیان بتاتا کہ وہ دشمن خاندان کی مسدور حویلی

کے ساتھ والی اسی طرز کی بنی حویلی کی بات کر رہا ہے تو چیپڑیں عالیان کو پڑ جاتیں۔

"بابا بس ویسے ہی کبھی کبھی سٹاف کی گیٹ ٹوگیدر کر لوں گا۔ ویسے بھی ہوٹل بک کرنا پڑتا ہے لانچنگ کے لیے۔ نیکسٹ ویک ایک پراڈکٹ لانچ سر منی ہے تو گھر میں رکھ لیں گے۔ کچھ فارن بزنس مینز بھی آئیں گے۔ اس لیے ایک ایکسٹرا گھر ہونا چاہیے۔"

تفصیل دنیا جہاں کی فراہم کرنے کے ساتھ اصل مقصد تو وہ دبا گیا، پر بچارے بھولے اسماعیل یلدرم، اسکی باتوں میں

آ گئے، آثار یہی لگ رہے تھے کہ ابھی چیک پھاڑ کر تھما دیں گے۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں ارینج، یہ بتاو ایڈانے ریزائن دیا یا نہیں؟"

اسماعیل اپنا نیوز پیپر فولڈ کر کے میز کی دائیں طرف رکھتے چھری کانٹے کی مدد سے اپنا ناشتہ شروع کرنے کے دوران ہی عالیان سے استفسار کرتے نظریں بھی گہرائی سے اس پر جمائے ہوئے تھے کہ وہ جھوٹ بولتا تو پکڑا جاتا تھا۔

"چھٹی لی ہے ہفتے کی۔ نہیں چھوڑ رہی جاب۔ اور آپ مجھے اسے نکالنے کا نہیں کہیں گے۔ میں ہرٹ ہو سکتا ہوں"

وہ سچ بولنے کے ساتھ انھیں تمہید باندھ کر مطلع بھی کر گیا جو آگے سے سرد نگاہوں سے عالیان کو گھورنے لگے۔

"اسکی شادی ہو جائے گی پھر کیا اسے اپنے آگے پیچھے دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرو گے؟ بس ٹھیک ہے ماہیر کی فیملی کو بلاتا ہوں۔ وہ اپنی بڑی ڈینٹس بیٹی کے لیے کافی سالوں سے تمہارا رشتہ مانگ رہا ہے۔ شادی کرو اب تم بھی تاکہ اس ایدا نامی دماغی خناس سے باہر آسکو۔ پھر بھلے وہ ایدا جاب کرتی رہے مجھے پرواہ نہیں"

ناشتہ کرتے اسماعیل نے حتمی طور پر فیصلہ صادر کیا جو عالیان کو سخت تکلیف دے گیا، آخر وہ بچہ نہیں تھا کہ یوں اس پر ہمیشہ مرضی مسلط کی جاتی۔

"مجھے شادی نہیں کرنی"

عالیان نے دوٹوک انداز میں جواب دیا، جو اسماعیل یلدرم کے ماتھے پر بل لے آیا۔

"تم نے کہا تھا بابا جب تک میں سیٹل نہیں ہوتا شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اب تو تم اتنے کامیاب بزنس مین ہو۔ اب کیا بالوں میں سفیدی آنے کا انتظار ہے یا باپ کے قبر میں

جانے کا۔ شادی کیوں نہیں کرنی؟ قلموں میں دو تین بال آ بھی گئے"

وہ اپنا ناشتہ چھوڑے زرا اس بد دماغ سے کھل کر حساب لینے پر اترے، عالیان نے افسوس سے بابا کو دیکھا، سب جانتے بوجھتے وہ عالیان سے ایسا سب کہہ رہے تھے۔

"دو سال پہلے ہی سیٹل ہوا ہوں بابا آپ اچھے سے جانتے ہیں، ان کمپنیوں کو رات و رات ترقی نہیں ملتی، میری فارما کمپنی انقرہ کی اتنی بڑی کامیاب کمپنی اسی لیے بنی کہ میں نے دن رات گلائے ہیں اسکے پیچھے۔ اور اگلے ان دو سالوں میں بس ایدا کے ساتھ کی گئی آپ دو بھائیوں کی ناانصافیوں

کو سوچتا رہا۔ خود کے بارے کیسے سوچتا اس سٹیٹ آف مائنڈ کے ساتھ؟ میں ایدا سے محبت کرتا ہوں اور وہ نہ ملی تو آپکو مجھے بوڑھا ہوتا ایسے ہی دیکھنا ہو گا۔ اس لیے اپنے دوست کو گھر بلا کر شرمندہ ہونے سے بچالیں۔"

وہ سپاٹ ہوا، چہرے پر سنگلاخ چٹان سی سختی و گریز ساتھ دیکھا جا سکتا تھا۔

"ایدا کی شادی ہو جائے گی۔ پھر تم کس خوشی میں اکیلے رہو گے؟ اسکے لیے جسے پرواہ ہی نہیں کہ کسی نے اسکے لیے دو سال ضائع کیے۔ اگر تم اس سے پیار کرتے تھے تو اس نے کسی اور آدمی سے شادی کے لیے ہامی کیسے بھری ہاں؟ وہ

لوگ بے وفا ہیں سب۔۔ وہ لڑکی بھی اسی خاندان کا خون ہے ان جیسی خود غرض۔۔ جیسی نورے ویسی وہ۔ جس نے گھر کی دہلیز پھلانگنے سے پہلے یہ بھی نہ سوچا کہ کتنی نسلوں کو اسکے کیے کا نقصان بھگتنا پڑے گا۔ اور بیٹیاں خو بخو اپنی ماوں پر جاتی ہیں"

وہ بابا سے اس بارے بعث کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا پر ایک چیز تھی جو عالیان کو بہت دکھ دے گئی۔

"وہ نہیں جانتی میرے جذبات اور جتنی بھی خود غرض ہو جائے، خود کے لیے ہمسفر چننے کا اسکے بڑوں نے اسے اختیار نہیں دیا، وہ لوگ بہت ظالم ہیں خو بخو آپ اور ابراہیم

یلدرم جیسے۔نازلی اور آزاد کو بھول گئے آپ بابا؟ وہ اگر میرے جذبات جان بھی جاتی تو سب کو بتا کر مجھ پر موت کے سائے نہیں لہرانے والی تھی تو آپ ایسی باتیں نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔ آپکا بھی دل دکھے گا اور میرا بھی"

یہ سب واقعی دونوں کے لیے ایک سا دردناک تھا، تبھی تو دونوں کے چہرے آزردہ تھے۔

"ہمم۔مجھے کسی ایک بیٹے کی بھی خوشی نصیب نہیں یعنی" اسماعیل یلدرم کے لہجے سے آس سی ٹپکی۔

"باران کی خوشی دیکھیے گاناں۔ بڑے چاو سے دِلارہ شامل کی اسکی زندگی میں۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا، کوئی اہم کال آرہی تھی، اسماعیل یلدرم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے اس طنز پر دیکھا۔

"طنز کر رہے ہو؟"

وہ شدید برہم ہوئے، عالیان نے کندھے اچکائے۔

"نہیں۔ آپکو اچھے دنوں کی امید دے رہا ہوں۔ خیر میں نکلتا ہوں کمپنی۔ مجھے پیسے ٹرانسفر کر دیجئے گا پلیز"

وہ بنا ناشتہ کیے ہی دو گھونٹ چائے کے بھرے اٹھ کر تاکید اکہتے گیا تو اسماعیل یلدرم کی بھی بھوک مر سی گئی۔

"ابراہیم بھائی، میں نے اور آپ نے تو ایدا کا اچھا ہی سوچا تھا۔ مزید کوئی قتل نہ ہو اسکی سبیل کی تھی پر یہ ہمارا سب سے بڑا جرم بہر حال رہنے والا ہے۔ نورے، آپ اور آزاد تو چلے گئے، آپ سب کے حصے کی مشکلات میرے سر آ گئیں۔"

بہت درد تھا اس شخص کی خود کلامی میں جس نے سنگدل ہونے کے تاوان میں اپنی اولاد کی خوشیاں گنوادی تھیں، وہ اب پچھتا بھی نہیں سکتے تھے، ہاتھ میں کچھ باقی جو نہ تھا۔

وہیں عالیان باہر گاڑی تک آتے کال پک کر چکا تھا، اس نے رات ہی اپنے لوگوں کو دیا آرڈر بدل دیا تھا اور اب مہمت سلمان کو اٹھوانے کے آرڈر کی تکمیل ہو چکی تھی۔

"وہ ویئر ہاوس میں ہے سر، بیہوش کر دیا تھا کیونکہ بہت مزاحمت کرے گالیاں بک رہا تھا"

سپیکر سے آتی آواز پر عالیان نے فون ڈیش بورڈ پر رکھے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"میں کمپنی سے ایک چکر لگا کر آتا ہوں۔ اہم میٹنگ ہے۔ دھیان رکھو شام تک اسکا"

عالیان نے سنجیدگی سے کہا اور کال ڈسکنکٹ کرتے غیر مرئی نقطے پر حقارت سے نگاہ جماتے سٹرئنگ پر پکڑ جمائی پھر گاڑی سٹارٹ کر دی۔

.._____..

"یہ آکیڈمی کیا لینے آئی ہے؟"

یہ اس کالج پلس اکیڈمی کے کچھ بدنام بچے تھے جو ہر کم گو اور اپنے کام سے کام رکھنے والے سٹوڈنٹ سے پنگا لینا فرض سمجھتے تھے، ان سب نے کلاس ہال میں بیک وقت

جھانکتے وہاں بیٹھی دِلارہ کو دیکھ کر آپسی چہہ مگوئی کرتے حیرت عیاں کی۔

"پھر سے پھڈا کرنے آئی ہو گی، پر حیرت ہے اتنے سکون سے کیوں بیٹھی ہے۔ آوزرا شہد کی اس مکھی کو چھیڑتے ہیں۔ بڑے دن ہو گئے یہاں رونق لگے ہوئے"

وہ سات لوگوں کا گروپ تھا جنہوں نے یونیفارم کی ماں بہن ایک کرے غنڈوں موالیوں ساخلیہ بنار کھا تھا، ایک لڑکی نے ایکسٹرا منی سکرٹ پہنی تھی اور دوسری لڑکی صرف منی اپر پہنے جسم کے نظارے دیکھار ہی تھی، چار لڑکے تھے جنہوں نے کان تک چھلوار کھے تھے، سوئٹرز

اتار کر کمر پر باندھ رکھے تھے، ایک نے آئی برو میں کٹ بھی لگوایا تھا، وہ سب شکل سے ہی بگھڑے سٹوڈنٹس لگ رہے تھے۔ دِلارہ البتہ پورے یونفارم میں تھی، ڈارک سکرٹ کے ساتھ شرٹ اور شرٹ کے اوپر فل بازووں والا سوئٹر اور سنیکرز پہنے تھے موزوں کے ساتھ۔

وہ اپنے یہاں بیٹھ کر کچھ نوٹس بنا رہی تھی جب قدموں کی آہٹ پر اس نے زیرک سی نگاہیں اپنے پاس آکر رکتے ان سات لوگوں کے پیروں تک سرکائیں۔

"تمہارے باپ کا کالج ہے کہ جب دل کرتا آتی ہو جب دل کرتا ہے چھٹی پر بیٹھ جاتی ہو۔ اور یہ سالے کالج انتظامیہ

والے تمہیں ہر کلاس میں اتنی ہائی پوزیشن بھی دے دیتے ہیں۔ آخر آج یہ راز بتا ہی دو"

انہی سات میں سے یہ بیس سال کا لڑکا تھا جو شکل و صورت کا بہت اچھا پر نہ تمیز تھی نہ اسے پہننے اوڑھنے کا سلیقہ، اسے بڑے سکون سے دیکھتی دِلارہ نے طنزیہ مسکراہٹ دیتے دیکھا تو وہ اور بپھرا، جبڑے بھینچ لیے۔

"یہ راز بہت ہیوی ہے، تم سب کی پینٹس گندی ہو سکتی ہیں۔ اور ان تینوں کی سکرٹس۔ وہ کیا ہے کہ تم لوگ برداشت نہیں کر پاؤ گے مجھے ملے اس پر ٹوکول کی وجہ۔"

وہ مسکرا کر مزے سے چیئر سے ٹیک لگاتی سب کو باری باری دیکھتے بولی تو سب بیک وقت اسے غصے سے گھورے، وہ ایک ہی بار ساتوں کی بے عزتی کر چکی تھی۔

"زیادہ اڑ مت، باپ کا نام تو پتا نہیں اور ہم سے زبان چلائے گی؟ بتا تیرا نام صرف دِلارہ کیوں ہے؟ ناجائز ہے ناں؟"

اس بار ایک دبلی پتلی سی لڑکی آگے آئی، جسکو سکرٹ گندی ہونے پر کچھ زیادہ بے عزتی محسوس ہو گئی تھی۔

"مجھے خود پر اور اپنی قابلیت پر بہت بھروسہ ہے تبھی میں اپنے باپ اور خاندان کا نام ساتھ لگانا ضروری نہیں سمجھتی۔ ناجائز بھی ہوتی تو کیا ہوا، ناجائز پیدا ہوتے بچے کا کوئی قصور نہیں یہ اسے پیدا کر کے دنیا میں بھیجنے والا جانتا ہے سو دنیا کے آگے اعلان کی کیا ضرورت۔ دنیا کسی سے خوش ہوئی ہے کیا؟ تم سب بھی یہ غنڈا گردی کرنے کے بجائے تھوڑا پڑھ لو تو شاید تھوڑی عزت مل جائے۔ مجھ سے مانگنی نہ پڑے تم لوگوں کو"

وہ اٹھ کر کھڑی سینے پر ہاتھ لپیٹ کر سبکو دیکھ کر ایسے چپ کروا گئی جیسے ان کے منہ میں زبان ہی نہ ہو۔

"گائز آج اسکو مزہ چکھاتے ہیں۔ بہت دن بعد ہاتھ آئی ہے۔ ہم تیرے لیکچر سننے نہیں آئے بی بی۔"

ایک اور لڑکا رعونت سے بولا اور اس سے پہلے دلارہ سنبھلتی، دو لڑکوں نے بروقت اسکی ایک ایک بازو دبوچی جبکہ تینوں لڑکیوں نے اسے دھکیل کر کرسی پر بٹھایا، دِلارہ جانتی تھی یہ خبیث اسکے منہ کو خراب کریں گے کیونکہ ان لفنگوں کے بس میں اور کچھ تھا ہی نہیں۔

"تم لوگ اسکا انجام بھول چکے ہو۔ کرو جو کرنا ہے۔ لیکن اپنے گھر والوں کو کہنا تم سبکی ٹوٹی ہڈیوں کی مرمت کا ایڈوانس بندوبست کر لیں"

دِلارہ نے مسکرا کر سبکو تنبیہہ کی پر وہ سب اسکی کسی دھمکی میں نہ آئے، ایک تیسرا لڑکا جا کر سولڈ بورڈ مار کر لایا اور اسے کھول کر وہ دِلارہ کے ماتھے پر کچھ لکھنے لگا، دِلارہ نے لاکھ مزاحمت کی پر وہ سب جونک بنے اسے چمٹے تھے، ایک لڑکے نے اسکی بالوں سمیٹ گردن پکڑ لی تھی۔

ایک شوخی لڑکی نے اسکی گردن پر بھی کچھ لکھا اور پھر سب نے بیک وقت اس پر قہقہے لگاتے چھوڑا، دِلارہ نے اپنی بازووں کو ہلکے سے ہاتھ سے دبایا کیونکہ دونوں لڑکوں نے بہت سختی سے پکڑ کر رکھا تھا۔

"تم کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ میں کل اپنے پاپا کو لاوں گی ہاہا۔۔ اور ہاں کبھی کبھی آجایا کرو۔ تمہاری بدولت ہم سب بھی زرا کھل کر مستی کر لیتے ہیں۔ ہاہا یہ جو میں نے لکھا ہے خوبخو ویسی شکل ہے تمہاری۔ اس بار ہڈیاں توڑو گی تو ہم تمہاری عزت لوٹیں گے۔ دیکھتے ہیں کیسے بدلا لیتی ہے یہ سوئٹی"

وہ لوگ اکھٹے ہنستے بکواس کرتے دروازے کی طرف بڑھے اور دِلارہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر چیئر گماتی پر سکون انداز میں ان سبکو جاتا اور خود پر ہنستا دیکھ رہی تھی، وہ سب ایک ایک کرتے نکل گئے تو دِلارہ نے مٹھی میں وہ نوٹ بک کا پیج

لے کر بھینچا، اسکا چہرہ سرخ بھبھول ہوا پر یہ اک لمحے کے لیے تھا، وہ وہیں بیٹھی اپنا کام پھر سے کرنے لگی جبکہ باران دو تک سب سے فری ہوئے گھر ہی نکل رہا تھا جب اسے عزیزے کی کال آئی۔

"جی انے؟"

کال اٹھاتے ہی فکر مندی سے پوچھا جو اس وقت اپنے کیئر یونٹ میں بزی تھیں۔

"باران۔۔ گاڑی سروس کے لیے گئی ہے۔ کیا تم دِلارہ کو آکیڈمی سے پک کر لو گے؟"

وہ جو سوچ رہا تھا اب مزے سے گھر جا کر سوئے گا، انے کے حکم پر دل تک جل کے رہ گیا۔

"جی انے میں پک کر لیتا ہوں۔ آپ اپنا کام کریں"

باران نے انکا دل بڑے ضبط سے رکھا، وہ اتنی دعائیں دے کر کال بند کر گئیں جبکہ انکے بھیجے ایڈریس کی جانب گاڑی موڑتے باران کا موڈ نہایت گندا تھا۔

وہ سوا دو تک دِلارہ کے کالج پہنچا، اسکو دیکھ کر لڑکیاں گردنیں موڑ موڑ کر اسے دیکھنے لگیں جب وہ رک کر سٹوڈنٹس سے دِلارہ کی کلاس کا پوچھ رہا تھا، اس سات

لوگوں کے گروپ تک بھی خبر گئی کہ کوئی ہنڈسم سا آدمی دِلارہ اور اسکی کلاس کا پوچھ رہا تھا تو وہ بروقت وہاں پہنچے تو باران کی لکس اور اسے دیکھ کر انکے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

"تم کون ہو دِلارہ کے ؟"

یہ وہی لڑکا تھا جس نے دلارہ کے منہ پر ڈرائنگ کی تھی، باران نے رک کر اس لڑکے کو دیکھا جسکا پوچھنے کا انداز نہایت کڑوا کسیلا تھا اور باران کو ضروری نہ لگا اس لُچی شکل والے کو جواب دینا۔

"اسے پتا ہے میں کون ہوں۔کافی نہیں۔۔۔کوئی اسکی کلاس بتائے گا؟"

باران نے اس لڑکے کو ٹکا سا جواب دیتے اس جمگھٹے کی جانب متلاشی نظریں دوڑائیں تب ایک اچھی اور سلجھی سی دِلارہ کی ہم عمر لڑکی آگے آئی۔

"سر اس طرف ہے۔آئیں میں لے چلوں"

باران نے اس لڑکی کی طرف رسمی مسکراہٹ دیتے دیکھا اور اک متنفر نگاہ اس سلگتے لونڈے پر ڈالتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا اس لڑکی کے ساتھ گیا جبکہ سب سٹوڈنٹس

اس جاتے باران کو دیکھ کر چہہ مگوئیاں ہی کرتے نظر آئے
اور اس لڑکے کے چمچے بھی اسے اکساتے دیکھائی دیے۔

"تھینکیو"

باران نے کلاسیز ایریا کی طرف پہنچتے اس سٹوڈنٹ کا شکریہ
ادا کیا اور اسکے جاتے ہی وہ پورے اعتماد و جلووں کے سنگ
اس خالی ہال نما کلاس میں انٹر ہوا تو اسے پورے ہال میں
لاتعداد کرسیوں کے بیچ وہ صرف اکیلی بیٹھی اپنے ڈیسک پر
جھکی نظر آئی، وہ اسے یونیفارم میں دیکھ کر دنگ رہ گیا، وہ
بلکل ہی کیوٹ بچی لگ رہی تھی، شارٹ سکرٹ
پہنے، بالوں کی ایک ہی ٹیل پونی بنا کر نیچے سے برئیڈ بنا رکھی

تھی اور سر پر وہی باران کے دیے ہیر کلپس لگا کر بال سمیٹے تھے، باران نے اسکی بھرپور پوری لک دیکھتے زرا قدم اسکی طرف بڑھائے تبھی اسے دِلارہ کا ماتھا نظر آیا کیونکہ وہ پہلے جھکی تھی پر اب سیدھی ہو کر بیٹھی اپنے بنائے نوٹس پیپرز سمیٹ کر بکس بند کر رہی تھی۔

"یہ کس نے کیا؟"

وہ آہٹ و آواز پر چونکی تو باران کو دیکھتے آنکھوں میں جلدی سے حیرت بھری، وہ یہاں اسے امید نہیں کر رہی تھی۔

"تم یہاں کیسے ؟ بولا تھاناں شام تک آزاد ہو مجھ سے ؟"

وہ اسکے سوال کو نظر انداز کرے الٹا خود سوال کرنے لگی، اٹھ کر اسکے سامنے آئی۔

"انے نے کہا انکی گاڑی سروس کے لیے گئی ہے تو تمہیں پک کرلوں۔ سب کو لگتا ہے قیدی کے ساتھ ڈرائیور بھی ہوں تمہارا"

وہ دیکھ اسکے ماتھے کو رہا تھا پر لفظ نرمی کے باوجود پُر تپش تھے۔

"ہمم"

وہ واپس اپنی بکس سمیٹ کر بیگ میں ڈالنے لگی جب باران نے بنا کچھ سوچے بے تکلفی سے اسکی بازو پکڑ کر اپنے سینے کے قریب کھینچا، دِلارہ نے گھبرا کر ہاتھ باران کے سینے پر ہتھیلی کے سنگ رکھتے اسکے چہرے کو دیکھا، ہاتھ سے کتاب چھوٹ کر نیچے ڈیسک پر ہی گر گئی، باران ہنوز اسکی گرے آنکھوں کے بعد ماتھے کو دیکھ رہا تھا اور ابھی اسے احساس نہ ہوا اپنے اور دِلارہ کے بیچ اس نے زرا بھی جگہ نہیں چھوڑی، وہ اسے اتنے قریب سے دیکھ کر سٹل تھی، آنکھیں جو بڑی بڑی پلکوں کی جھالروں کے سنگ مزید سجتی تھیں ان میں جانے کیا کیا رنگ اتر آیا۔

"اسے مٹانے دو دلارہ"

باران نے اپنی جیب سے ٹشو نکالتے لاپرواہی سے کہا تو وہ اسکے سینے پر جمے ہاتھ کو دباو دیتے اسے ہوش میں آتے ہی روک گئی۔

"نوز والا ہے ناں؟"

وہ آئبرو اچکاتے گھوری جب وہ جیکٹ کی جیب سے ٹشو نکال کر اسکے ماتھے کو چھونے لگا تھا، شدید بد مزہ ہوا۔

"نہیں۔ فلو ٹھیک ہے۔ یہ بلکل صاف ہے۔ اتنا گندا نہیں ہوں میں کہ نوز والا جیب میں رکھ لوں۔ ہلو نہیں۔ بتاو یہ کس نے کیا؟"

وہ اس ٹشو سے اسکے ماتھے کو ہلکے سے رگڑ کر وضاحت دینے لگا جبکہ وہ سٹل کھڑی ہوئی، ہلنا بند کیا۔

"کلاس میٹس نے"

دِلارہ نے خاموشی توڑی، باران نے وہیں ڈیسک سائیڈ رکھی دِلارہ کی پانی کی بوتل اٹھا کر اس سے ٹشو کو گیلا کیا اور پھر سے اسکے قریب آ کر رکا، ابھی وہ اس سے قدمیں تھوڑی

چھوٹی لگ رہی تھی تو باران کو اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر اٹھانا پڑا، دِلارہ کی پلکیں سی لرزیں، کیا وہ اسکی فکر کر رہا تھا؟ اسے یقین نہ آیا، ایک بے حس شخص تھا وہ دِلارہ کی نظر میں پر بے حس لوگ ایسے تو نہیں ہوتے۔

"تمہارے کلاس میٹس اتنے بہادر ہیں کہ تمہارے ماتھے پر یہ لکھ کر تم سے بچ کر بھاگ نکلے، کیا اندر کا جانور بس میرے لیے جاگتا ہے تمہارا؟"

وہ اسکے ماتھے پر بورڈ مارکر سے لکھا" "Puffer Fish مٹانے کے ساتھ اس سے حیرت کے سنگ پوچھنے لگا، دِلارہ نے اسکی امبر آنکھوں میں فرصت سے جھانکا۔

"تمہاری طرح وہ سب میری قید میں نہیں ہیں ناں۔ تبھی۔ مٹایہ یا نہیں؟"

وہ اسکو بے خود جواب سے حیران کر گئی پر وہ محسوس نہ کرے تبھی جلدی سے دوسرا سوال داغ دیا۔

"رہنے دو اسے۔ لگتی تم یہی مچھلی ہو۔ ہر وقت منہ پھلا کر گھومنے والی پفر فش"

وہ اسے زبان چلاتا اور برا لگا، پر ہاتھ کی پوریں اسکے بولنے سے پہلے دِلارہ کے ہونٹوں پر جما کر اشارتا خاموش رہنے کی تنبیہہ کی کیونکہ دِلارہ کی گردن پر بھی پفر فش بنی دیکھتے

باران کے منہ سے قہقہہ چھوٹا۔ دل تسکین سے بھرا، وہ تو اسکے ہاتھوں کی انگلیوں کو ہونٹوں پر جما محسوس کرے حیران پر پریشان ہو کر رہ گئی۔

وہ یہی سوچ رہا تھا کہ یہ کون نیک تھا جس نے باران یلدرم کے حصے کا انتقام لیا تھا اس ناگن سے۔

باران نے جب بے اختیار دِلارہ کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کی انگلیاں فوراً اسکے ہونٹوں سے ہٹا کر چہرے پر آئے مضطرب رنگ قابو کیے۔

"یہاں پوری پفر فش بنی ہے، ٹیٹو لگ رہا ہے۔ مزہ آگیا تمہارے ساتھ ایسی زیادتی ہوتا دیکھ کر۔ ورنہ تم بہت ظالم ہو۔ مظلوم بن کر اچھی لگ رہی ہو"

وہ پھر سے ہنستا ہوا ہی اسکے ماتھے کو کلئیر کرنے کے بعد دِلارہ کی گردن پر بھی اس گیلے ٹشو کو رگڑتے بولا پر اسے اندازہ نہ تھا وہ ہنس کر کیا کہہ بیٹھا ہے، وہ مدت سے خشک و بنجر گرے آنکھیں دفعتاً لال سی ہوئیں، پر دِلارہ نے بروقت نظر اس سے ہٹالی، وہ جذبات دبانے میں بلا کی ماہر تھی۔

"ہو گیا کلئیر"

باران نے وہ سیاہ ہوتا ٹشو وہیں کھڑے کھڑے کچھ دور رکھی ڈسٹ بن میں تھرو کرتے اطلاع دی جس پر دِلارہ نے اپنی بکس اپنے بیگ میں ڈالتے بیگ کندھے پر جمایا اور باران کے ساتھ سے خاموشی سے گزرنے لگی جب وہ آگے بازو پھیلاتا اسے روک گیا، دِلارہ نے ناسمجھی سے چہرہ اٹھا کر گردن پھیرتے باران کو دیکھا۔

"میں چاہتا ہوں جس نے تمہارے ساتھ یہ کیا اس کو زور دار تھپڑ مارو۔"

وہ اسکی پر استحقاق خواہش اور بات پر بے اختیار مسکرائی، وہ اتنا سنجیدہ تھا جیسے یہ معاملہ اسکے لیے زندگی اور موت کا ہو۔

"میں ہڈیاں توڑنے سے کم بدلا نہیں لیتی۔ تم نے کیا اتنا مہربان سمجھ رکھا ہے مجھے؟"

ان گرے معصوم سی آنکھوں کی تکلیف لمحے میں غائب ہوئی، باران کا ڈوب سا جاتا دل زرا سنبھلا کیونکہ یہ مشورہ اس نے بے اختیار تب دے دیا جب اسے وہ درد میں محسوس ہوئی۔

"میری کب توڑو گی؟"

وہ اس سے کچھ اور بات کرنا چاہتا تھا۔

"تم نے نقصان بہت بڑے کیے تو ہڈیاں توڑنے کی سزا بہت کم ہے"

وہ اسے زہر خندی سے فوراً جتاتی بولی، لہجہ بے لچک تھا۔

"جب میں، عیشاء اور توران ایک سے تمہارے مجرم ہیں تو نفرت ساری میرے حصے کیوں دِلارہ۔ توران اور عیشاء سے کیوں نہیں؟"

وہ اسکی غلط فہمی دور کرنا ضروری سمجھتے اسکے مزید نزدیک ہوئی، اس شخص کی کھینچی پیشانی کے بل اس لڑکی کے سرگوشی کی نیت سے قریب ہونے پر گھبراہٹ میں بدلتے زائل ہوئے اور یہ ایک دلکش لمحہ تھا۔

"تمہیں کس نے کہا مجھے ان دو سے نفرت نہیں؟"

وہ اسے جواب دینے سے پہلے یہ سوال کر کے کچھ جاننا چاہتی تھی، انداز سرگوشی سا تھا۔

"تم عیشاء کے بارے کچھ نہیں بولتی۔ نہ بات کرتی ہو۔ تم توران کو واپس چاہتی ہو یہ جانتے ہوئے کہ اٹھارہ سال کی قید کسی چھوٹے جرم پر نہیں ملتی۔"

وہ سچ میں الجھن کا حل چاہتا تھا، اتنے قریب وہ بس دِلارہ کی آنکھیں ہی دیکھ پایا۔

"مجھے میری ماں سے اتنی نفرت ہے کہ میں اسکا ذکر کرنا بھی پسند نہیں کرتی، بس کبھی کبھی بی سے بات کر لیتی تھک ہار کر۔ مجھے توران مسدور کی رہائی چاہیے کیونکہ میں اس آدمی کو خود سزا دینا چاہتی ہوں، نفرت شدید تر ہے بے فکر رہو۔ اور جس لمحے سے مجھے ثبوت ملا تم میرے باپ نہیں

ہو، میری تم سے نفرت ان دو کے مقابلے آدھی ہو گئی ہے تو سوچ لو جو تمہیں سزا دوں گی ان دو کو دگنی ملے گی۔ تم میری شرائط پوری کر کے میری نفرت اور مجھ سے چھٹکارہ پا کر ہمیشہ کے لیے آزاد ہو سکتے ہو پر وہ دو کبھی دِلارہ کی نفرت سے آزادی نہیں پا سکتے۔ اب سمجھ آیا تم کتنے لکی ہو باران؟"

دلارہ نے اسکے دل کی ہر رگ چیڑ ڈالی تھی، یہ موازنہ بہت دردناک تھا جسے کرتے دلارہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، وہ اپنی غلط فہمیوں سے اس طرح آزاد کیا جائے گا کب سوچا

تھا، وہ کتنے لمحے اس سے نظریں نہ ہٹا سکا، اسے لگا اسکا فرار آج ان آنکھوں کے درد کے آگے غارت ہو گیا۔

"ہاں۔ بہت لکی"

وہ کرب انگیز لہجے میں بولا تو وہ زخمی سا مسکرائی اور اس سے دور ہو گئی۔

"اب تم آؤ اور میں ہڈیاں کیسے توڑتی ہوں یہ دیکھو۔ دل کمزور تو نہیں؟ کیونکہ کمزور دل والے میرے بدلے دیکھ بھی نہیں سکتے۔ سہنا دور کی بات ہے"

وہ مسکرا کر چلتے چلتے پلٹ کر اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر بولی تو باران نے دکھ سے اسکے ہاتھ کو دیکھتے پھر ان دو غلی آنکھوں کو دیکھا جو سب کچھ چھپا جاتی تھیں۔

"چھوڑو۔ رہنے دو۔ آو گھر ڈراپ کروں تمہیں۔"

وہ اس لڑکی کے لہجے سے ڈر گیا، اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا جب وہ مچل کر گرفت جھٹک گئی۔

"نہیں۔ ہر چیز چھوڑنے کی ایک قیمت ہوتی ہے۔"

وہ سامنے ہوتی بضد تھی، وہ تاسف کے سنگ اسے دیکھتے سر نفی میں ہلا گیا۔

"قیمت مجھ سے لے لینا پر نو وائلنس دِلارہ"

اس بار سختی سے تاکید کی گئی جس پر دِلارہ پر شوق مسکرائی، قیمت والا آپشن مزے کا تھا کیونکہ اسے چیلنج پسند تھے۔

"تم میرے لیے قیمت دینے کی بات کر رہے ہو؟ سوچ لو۔ یہ تمہارا آزادی ٹائم تھا"

وہ سر اکڑاتی سر اسر سنسنی پھیلا رہی تھی اور باران کو اس وقت ہر قیمت منظور تھی۔

"ہاں مجھے ہر قیمت منظور ہے۔ پر تم کسی سے بدلا نہیں لو گی"

باران نے اسکو یقین دلایا جس پر دِلارہ کی آنکھوں میں چمک سی اتری۔

"ٹھیک ہے۔ تم میرے لیے بیلی بٹن piercing کرواو گے"

دِلارہ نے سینے پر ہاتھ لپیٹے قہرناک حکم صادر کیا جسکو سننے کے بعد باران کی آنکھیں پتھرا گئیں، یہ لڑکی ایسا گھٹیا کام کہہ بھی کیسے سکتی تھی اسے۔

"تمہارا دماغ خراب ہے۔ وہ لڑکیاں کرواتی ہیں۔ میں لڑکی لگ رہا ہوں تمہیں۔؟ مجھ میں کونسی زنانہ خاصیت دیکھ لی تم نے کہ میری شاندار اور پیور جنڈر کے پیچھے پڑ گئی ہو۔ ایسی بکواس ڈیمانڈ خود تک رکھو ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاو گی"

وہ پھٹ پڑا، کوئی بھی مرد ہوتا اسے ایسے ہی پتنگے لگتے، کس قسم کی سزا تھی آخر یہ۔

"ٹھیک ہے تمہیں ہی قیمت دینے کا بھوت سوار تھا، نہ کرو ادا۔ میں زرا حساب چکالوں ان کلاس میٹس سے۔ کوئی مر ور گیا تو سنبھال لینا۔ پولیس کیس افورڈ نہیں کر سکتی میں"

وہ شان بے نیازی سے کہتی آگے چل دی جبکہ وہ جسکا دماغ سن تھا، ہوش میں آتا پیچھے ہی لپکا اور ایک بار پھر اسکو پکڑ کر بازو سے دبوچتے اپنے سامنے پلٹایا۔

"دِلارہ یہ بہت چیپ لگے گا۔ تم نے صبح میری گاڑی کا ستیاناس کیا اور اب ایسی گندی ڈیمانڈ؟ کیا تم اپنی سینسیز میں ہو۔ میں کیا کروں گا piercing کروا کے آخر؟"

وہ اسکی اس خواہش پر اندر سے سلگ گیا تھا کہ اب چند گھنٹوں میں اس لڑکی نے اسکا یہ حال کر دیا ہے تو ہفتے میں شرطیہ مار ڈالے گی۔

"تم نے کسی کو دیکھانا ہے کروا کے ؟ نہیں ناں۔۔۔ پھر کیا مسئلہ ہے ؟۔ اوہ ویٹ ویٹ فیوچر وائف کیا سوچے گی یہ فکر ہو رہی ہو گی تمہیں۔۔۔ میں بھی ناں کیا کہہ دیا تمہیں۔۔ یا شاید تمہارے پھر بنا شادی کیے بھی گہرے چکر ہوں لڑکیوں سے تو باڈی شاڈی دیکھانی پڑتی ہو گی۔۔ کسی نے کہہ دیا یہ کہاں piercing کروائی ہے تو کیا عزت رہ جائے گی اس شان دار باران یلدرم کی"

دِلارہ نے اول باتیں خود ہی ڈرامائی افسوس کے سنگ جھٹلا دیں جو سراسر باران کو غصہ دلانے کا کام کر گیا اور جو

آخری جملے کہے وہ باران کو کھڑے کھڑے گاڑ دینے کے مترادف تھے۔

"کیا تمہیں بکواس کرنے کے پیسے ملتے ہیں، کیا بک رہی ہو دِلارہ، میں تمہیں ایسا گھٹیا لگتا ہوں؟"

انتہائی دکھ تھا ان امبر آنکھوں میں جو دِلارہ نے بھی شدت سے محسوس کیا، آواز لرز سی گئی۔

"کسی کے منہ پر تھوڑا لکھا ہوتا ہے کہ وہ گھٹیا ہے یا پاکدامن۔ خیر مت کرو جو بھی پرابلم ہو تمہارا۔ لیکن جا کر گاڑی میں ویٹ کرو میں حساب چکا کر آتی ہوں"

وہ بنا کوئی لحاظ کرے آگے بڑھی پر جب دروازے تک پہنچی، باران نے اسے پکار کر روکا۔

"اوکے میں کرواوں گا"

وہ اس تھکی سرگوشی اور ہار جاتی صدا پر چمکتی آنکھوں سے پلٹی۔

"سچ میں۔ آکیڈمی سے نکلتے ہی؟"

وہ بھاگ کر اسکی طرف آئی جو اپنے غصے کو اپنے اندر دبائے صبر و ہمت کا پیکر بنا کھڑا تھا۔

"ہاں۔ چلو میرے ساتھ"

وہ اسے مزید کوئی اور بات نہ کہے بازو سے پکڑ تا باہر نکلا اور سب سٹوڈنٹس کے بیچ سے گزرتے دِلارہ نے اس سے بازو چھڑواتے غرور کے سنگ اسکا مضبوط ہاتھ پکڑا کیونکہ وہ سب کو دیکھانا چاہ رہی تھی کہ اسکے پاس کیا ہے، وہ دونوں جہاں جہاں سے گزرے سب سٹوڈنٹس کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے، وہ قیامت خیز حد تک سج رہے تھے، وہ تباہی تھے، وہ مبہوت کرتا نظارہ تھے، وہ رشک کو بڑھانے کے اہل تھے، وہ دشمن تھے، پر وہ دلفریب تھے۔

چہہ مگوئیاں ہوئیں، سٹوڈنٹس ایک دوسرے کے کانوں میں گھسے نظر آئے، وہ ساتوں بھی جنکو سانپ سونگھ چکا تھا۔

"یہ اسکا بوائے فرینڈ ہے کیا؟"

آپسی تجسس بڑھا پر سب ہی فی الحال صدمے میں تھے، دلارہ کے لیے اس نے جبراہی سہی باہر آتے اپنی گاڑی کا پیسنجر سیٹ کی طرف کا ڈور کھولا جسکے بعد وہ ادا سے اندر بیٹھی اور باران کے آکر دوسری طرف سے بیٹھتے ہی بیگ پیچھے اچھال کر پھینکے مزے سے میوزک آن کیا، وہ بھی کوئی راک گانا جو باران کو چینخیں ہی لگیں پر وہ چپ چاپ یہ سب برداشت کر رہا تھا، وہ لوگ بیس منٹ تک مطلوبہ piercing سینٹر پہنچے تو گاڑی رکتے ہی میوزک بھی رکا۔

"دِلارہ"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا وہ اسکے ہونٹوں پر ہاتھ جماتی خاموش کر گئی۔

"تم قیمت دو گے اسکے علاوہ کچھ بات نہیں۔ ہمدردی کا بھوت تمہیں ہی سوار تھا"

وہ اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھنے کو اپنی سنگین غلطی گردانتے ہاتھ جلدی ہٹا گئی کیونکہ باران نے اسے جس طرح حیران و بے خود ہوتے دیکھا وہ دِلارہ کے ہوش و حواس کے لیے بھاری تھا، وہ پریشان کر دینے والا انداز تھا، وہ جسم میں

چنگاری کی سی کیفیت برپا کر دینے کی حد تک لا یعنی تھا اور اسکی باران کو بھی خبر نہ تھی کہ جب وہ اسکے بہت قریب آتی ہے تو اسکی امبر آنکھیں کتنی جلدی بے ایمانی اختیار کر لیتی ہیں۔

"اوکے۔فائن"

وہ اسکی مزید منتیں نہ کرتا ڈور کھولے باہر نکلا اور دِلارہ بھی دوسری طرف سے اپنے آپ کو کمپوز کرتی باہر نکلی اور دونوں ساتھ اندر گئے، وہاں کے اونر نے یہی سمجھا تھا کہ دِلارہ کروائے گی پر جب پتا چلا وہ بندہ کروائے گا تو اونر بھی حیرت میں ڈوب سا گیا۔

"ایکچولی میرے ہسبنڈ نے ڈئیر لیا تھا۔ تو اب انکو بھگتنا ہو گا۔ حیران مت ہوں"

دلارہ نے اس اونر کی حیرت کو یہ بتاتے مسکراہٹ میں جیسے بدلا، باران تو اس پر حیران تھا کہ اس لڑکی کے اور کتنے روپ ہیں۔

خیر باران نے وہ بیلی بٹن piercing کروائی پر وہاں کوئی پن نہ پہنی بس وہاں چھوٹا سا سوراخ تھا جو اگر توجہ نہ دو نظر بھی نہ آتا تھا لیکن اسکے منع کرنے کے باوجود دِلارہ نے وہاں سے ایک پن خریدی، دِلارہ نے کچھ دیر باہر ویٹ کیا اور جب باران اسے باہر آتا دیکھائی دیا تو وہ محظوظ مسکراتی

اٹھ کر کوریڈور کے وسط میں اسکے سامنے آ رکی جسکی آنکھوں میں غصے کی سرخی اور ناراضگی ہلکورے رہی تھی۔

"پن بھی پہنو"

دِلارہ نے ہتھیلی کھولتے وہ چھوٹی سی piercing پن پھیلاتے معصومیت سے کہا تو باران نے وہ پن اسکی ہتھیلی سے اٹھا کر غصے سے دور پھینک دی۔

"قیمت صرف piercing کی تھی۔اب کیا مجرا کروانے کا ارادہ ہے مجھ سے؟"

وہ انتہائی غصے میں بدلحاضی پر اتر آیا، دِلارہ ناچاہتے ہوئے بھی دباسا مسکرائی۔

"اچھا آپشن دیا۔ کسی دن یہ بھی کرواوں گی۔ بیلی ڈانس سیکھ لیناوہ بھی بیلی ڈانسر جیسے ڈریس کو پہن کر۔ خیر دیکھاو تو کہاں کروائی ہے؟"

وہ اسکی بے بسی پر خوش ہورہی تھی یہ جانے بنا کہ اسکی دی ہر سزا فیوچر میں اسکے لیے بہت قہرناک روپ بدل لے گی۔

"تمہیں دیکھنی ہے؟شرٹ اتاروں؟"

باران نے آنکھوں میں حقارت و غصہ بھرے اپنی جیکٹ اتارتے کہا تو دِلارہ کے چہرے کی رنگت اڑی، وہ اپنی شرٹ اتارنے لگا تھا، دِلارہ کی جان تو اسکے یہ ارادے ہی نکال گئے۔

"ن۔۔ نہیں دیکھنی۔ قیمت میں دیکھنا بھی شامل نہیں تھا"

وہ جلدی سے گھبرا کر رخ موڑتے کہہ کر تیزی سے باہر نکل گئی جبکہ باران نے گہرا سانس بھرتے جیکٹ واپس پہنی اور پیچھے ہی قدم بڑھائے، گھر آنے تک دِلارہ کے سانس لینے کی بھی آواز نہ آئی پھر کیونکہ اس لڑکی نے اپنے دل کو کبھی اتنا تیز دھڑکتا محسوس نہیں کیا تھا، باران اس سے

سخت ناراض تھا، پر ابھی اس لڑکی کو ساتھ بیٹھے اس شخص کی نہ ناراضگی کی پرواہ تھی نہ جذبات کی فکر۔

وہ اسے گھر ڈراپ کرے حویلی نکل گیا اور دلارہ کو اپنی گھبراہٹ دور کرنے کا حل اپنا "خوشبو خانہ" ہی لگا، اف دھیان بھٹکانے کی اشد ضرورت پڑ گئی تھی اور دِلارہ کے ساتھ کیا ہو گیا اسکی نہ اسے خبر تھی نہ اسکی وجہ بنتے باران یلدرم کو۔

اف!

کہتے ہیں محبت میں مبتلا شخص کو اگر جنگ میں بھیج دیا جائے
تو وہ دشمن کو مارنے کی بجائے اسے پھول پیش کرے
گا۔اب دیکھنا یہ تھا کہ اس دشمنی میں کون کسے پہلے پھول
پیش کر کے جنگ بندی کا اعلان کرتا ہے۔ابھی تو کھیل
شروع ہوا تھا، تیرے نام پہ مر جانے تک بہت وقت باقی
تھا۔

.._____..

یہ مسدور حویلی کا منظر تھا جہاں گل خانم نے کچھ زیورات
اور ملبوسات جو انکی شادی پر بچی کو دینے کی روایات
تھیں، ان کے لیے گھر ہی لوگ بلائے تھے اور پہلی بار اس

حویلی نے یہ منظر دیکھا کہ گل خانم نے چند ہیروں کے
زیورات میں چناو کا حق ایدا کو دیا، اسکا پورا دن ویسے ہی اچھا
تھا پر یہ سب اسے چونکا گیا، دراصل یہ زیوارت کی ڈیمانڈ
اسکے سسرال سے آئی تھی اور تبھی گل خانم نے سوچا کہ
ایدا خود پسند کر کے دو پل خوش ہو جائے، لیکن انھیں
اندازہ نہ تھا وہ سونے چاندی اور ہیروں سے بھی بلکل ویسے
خوف کھاتی ہے جس طرح اس حویلی کے در و دیوار سے اور
گل خانم سمیت انکے بیٹے برہان مسدور سے جسکا مقصد انقرہ
کی ہر زمین پر حاکمیت پانے کے ساتھ توران کی رہائی کو
ممکن بنانا تھا اور یہ کوشش وہ ماں بیٹا کئی سالوں سے کر رہے

تھے تبھی عمر قید اب جا کر سالوں پر محیط ہوئی تھی، توران آخر جرمنی کیسے پہنچا، Bremen کی جیل وہ بھی ایسی جہاں پرندہ پر نہ مار سکے، کس طرح اور کس جرم پر قید ہوا اسکے رازدان بس عیشاء اور باران تھے یا پھر وہ جیل کی ناہلائی جا سکتی سلاخوں کے بیچ دبا توران مسدور جس نے گناہ نہیں بلکہ لاتعداد جرم سے جڑے گناہ کیے تھے کہ اسے اس طرح بے بس کر کے سزا دی گئی۔ اور اسکی سزا ہی باران یلدرم کے فرار ہونے کے پیچھے کا ایک بڑا مقصد تھی۔

"مجھے یہ سب نہیں چاہیے"

ایدا نے ان زیورات کے انتخاب سے انکاری ہوتے کہا تو جہاں المیرا اور نازلی نے اپنا سر تھاما وہیں گل خانم کی آنکھوں میں غصہ امڈنے لگا۔

"کیا ناک کٹوانا چاہتی ہے تو لڑکی۔ سسرال کیا یہ موئی شکل لے کر جائے گی بس اور سیاہ قسمت۔ یہ زیورات اور لباس ہمارے خاندان کی روایات کا حصہ ہیں۔ تجھے خود چننے کا موقع دیا پر تیری اکڑ بتا رہی ہے تو اس لائق نہیں۔ خو بخو اپنی ماں جیسی بد لحاظ ہے۔"

گل خانم کی زیادتی وہ تو ضبط کر گئی پر نازلی میں وقت کے ساتھ برداشت کا مادہ کم ہو گیا تھا۔

"اس میں بدلحاضی کہاں ہے انے؟ اسے یہ سب پسند نہیں۔ جس چیز میں اسے چوائز دینی بنتی تھی وہ تو آپ نے دی نہیں کہ بیٹی شادی کرنا چاہتی ہو یا نہیں۔ ان چیزوں میں دے دی۔ جب سکون اور اطمینان ہی نہ ہو تو آگ لگانی ہے ان زیورات اور ملبوسات کو؟"

المیرا نے بہت روکا پر نازلی بے خوفی سے بول پڑی، جب سے ان لوگوں نے اسکے آزاد کو مارا تھا، وہ چپ رہنا بھول گئی تھی، ظلم کو روک نہ سکتی ہو پر آواز ضرور بلند کرتی تھی۔

"تم مجھے مجبور کر رہی ہو نازلی کہ میں تمہیں زندان میں پھنکوا دوں۔ کہا ہے ناں تمہارے کہے کی اس حویلی میں کوئی اہمیت نہیں۔ تم مر کیوں نہیں جاتی۔؟"

اس بار اس ظالم ماں کے اس جملے پر نازلی تو کرب بھرا مسکرائی البتہ المیرا اور ایدا کی ایسی سفاکیت پر آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"مر کیوں نہیں جاتی؟ میں زندہ لگتی ہوں آپکو خانم؟ میں آزاد کے ساتھ ہی مر گئی تھی یہ تو اپنی سانسیں پوری کر رہی ہوں جو بد قسمتی سے میری، آزاد سے زیادہ لکھ دی گئیں۔ آپکے پاس زندان کا آپشن ہے تو ڈال دیں مجھے۔ کم

از کم آپ سب کی ناانصافی تو نہیں دیکھ کر سلگوں گی۔ کیا ہے یہ ہاں۔۔ اس حویلی میں ہم عورتیں کھل کر سانس بھی نہیں لے سکتیں۔ اور یہ ایدا۔۔۔ بھلے ایک بھاگی عورت کی بیٹی ہو پر خون تو آپکے چہیتے دمیر مسدور کا ہے
ناں۔۔۔ جائز خون۔۔۔ کبھی اسے گلے لگا کر پوچھا کہ میری پوتی تم ٹھیک ہو؟ ماں باپ اسکے اللہ نے لے لیے اور جینے خوش رہنے کا حق آپ نے۔ اسے بیچ رہی ہیں ناں آپ خانم۔۔۔۔۔؟"

وہ آج پھٹ پڑی، ناجانے کیوں پر اسے ایدا کے سسرال والے اب بھی ٹھیک نہ لگے تھے، بھلے صبح سے ایدا خوش

تھی تب بھی، وہ اس پر دگنی پریشان تھی پھر اس نے اسی پریشانی اور تجسس میں خانم اور بھائی کی زمینی لین دین کی بات سنی اور تب سے اسکے اندر آگ لگی تھی جو اسطرح نکلی کہ گل خانم بھی پتھرا گئیں کہ باغی نازلی پھر لوٹ آئی۔

"بس کرو نازلی"

گل خانم کا اڈ تا عتاب اور اٹھ کھڑا ہونے پر المیرا جلدی سے نازلی کی بازو دبوچتے اسے ڈانٹ کر اپنے پیچھے چھپا گئیں تو ایدا بھی ڈر کر المیرا کے پیچھے چھپی لیکن المیرا کی ڈھال کے باوجود گل خانم اسے چیڑ دینے والی دیکھائی دے رہی تھیں۔

"غلطی ہم سے ہوئی نازلی، تم پر بھی کتے چھوڑنے چاہیں تھے۔ اپنا خون سمجھ کر رحم نہیں کھانا چاہیے تھا۔ تاکہ تم آج یہاں کھڑی ہم سے زبان لڑا کر یہ سب بک نہ رہی ہوتی"

گل خانم کا ہاتھ اٹھتا اٹھتا رہ گیا کیونکہ بیچ میں المیرا رحم طلبی لیے کھڑی تھیں۔

"کاش چھوڑ دیے ہوتے کتے تاکہ آج نہ بھونکتی۔ پر ایک بات سن لیں انے۔ اگر آپ نے ایدا کو بیچا تو میں پورے انقرہ میں جا کر آپکو رسوا کروں گی۔ گلی گلی میں جا کر چینخوں گی کہ آپ ایک یتیم اور بے سہارہ بچی کے ساتھ

کیا کر رہی ہیں۔ کاٹ کر پھینک دیں مجھے پھر بھی میں ایدا کے ساتھ یہ ظلم نہیں ہونے دوں گی۔ آپ یہ ابی کو بھی بتا دیجئے گا کہ نازلی جو اپنے لیے چپ ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ ایدا کے لیے نہیں ہو گی۔ چھوڑیں abla مجھے"

وہ بے خوف ہوتی للکار کر گل خانم کا سکون غارت کرتی المیرا کی ڈھال توڑتی وہاں سے گئی تو جیسے پیچھے ہر اس سا چھوڑ گئی، المیرا نے گھبرا کر گل خانم کی طرف بڑھنا چاہا پر وہ سخت حقارت و غصے سے اسے اپنی طرف آنے سے روک گئیں اور اک زہر خند نگاہ ڈری سہمی ایدا پر ڈالی جسکا سانس تک سوکھ کر رہ گیا۔

المیرا نے جلدی سے ایدا کو خود سے لگایا اور اسی بیچ گل خانم پھنکارتی ہوئی وہاں سے چلی گئیں جبکہ ایدا نے ہچکی سی بھرے سامنے ہوتے المیرا کو دیکھا۔

"ایدا! نازلی کو سمجھاو وہ خوامخواہ بے موت ماری جائے گی بچہ۔ ہم سب میں مزید کسی کی موت دیکھنے کا حوصلہ باقی نہیں۔ جاو اسکے پاس میں خانم کا غصہ سنبھالنے کی کوشش کرتی ہوں"

المیرا نے بہت تاسف سے گزارش کی جسکے بعد ایدا نے اپنے آنسو رگڑے اور فوری رومز کی طرف گئی، پر نازلی نے خود کو کمرے میں بند کر لیا، وہ وہیں زمین پر بیٹھی یوں

بالوں کو نوچے رو رہی تھی کہ منظر تک اس کی اذیت پر سوگ زدہ نظر آئے، ایدا نے دروازے کے پاس رکتے بہت ہمت کے ساتھ دستک دی۔

"دروازہ کھولیں"hala

ایدا نے آنسو ہوتی سرگوشی کی۔

"میں تمہیں ان جانوروں کے ہتھے لگنے نہیں دوں گی ایدا لیکن ابھی تم جاو۔ مجھے ان لوگوں کی یہ سفاکی ہضم کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ تم اکیلی نہیں ہو اب اسکا یقین رکھنا۔ ایک ہاری ہوئی عورت تمہارے ساتھ ہے جس نے

دوبارہ سے نہ ہارنے کی قسم اٹھائی ہے۔ پر سکون ہو جاو میں ٹھیک ہوں"

نازلی نے دروازہ نہ کھولا پر ایدا اسکی آواز بار بار ٹوٹتی محسوس کر سکتی تھی۔

"میں آپکو ایسے چھوڑ کر نہیں جاوں گی hala۔ مجھے کچھ بتانا ہے۔ پلیز دروازہ کھولیں"

ایدا نے منت کی تھی، اور اسکی منت نازلی کیسے رد کرتی، اپنے دکھ کو اک طرف کیا اور اٹھنے کی ہمت جمع کی، دروازہ کھولا تو ایدا جلدی سے اندر داخل ہوئی اور ڈور

بند کرتے زور سے نازلی کے گلے لگ گئی، دونوں ہی بہت ستائی ہوئی تھیں اور اب ایدا کو نازلی کے بچاو کے لیے ضروری لگا کہ وہ اپنا عالیان نامی سکون و اطمینان اس سے بانٹے۔

یہ سب وہ نازلی کو بتانے کے بعد ڈری تھی کہ نازلی تھی تو اسی خاندان کی اور اوپر سے ڈسی ہوئی کہ سب سننے کے بعد نازلی نے اپنا دل تھام لیا، ایدا تو اسے مہمت سلمان کی زبردستی کی کوشش سے عالیان کے دیے سکون سب کے بارے بتا بیٹھی۔

"ا۔۔ایدا!تم نے یہ کیا کر دیا۔میری وجہ سے پہلے ہی انکا آزاد چلا گیا۔اب وہی موت کا سایہ عالیان پر ہے"

نازلی کا دل سوکھے پتے سا کانپا تو اس نے ایدا کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے التجاء سی کی۔

"نہیں hala، میں عالیان کو کبھی نہیں بتاوں گی کہ وہ مجھے اچھے لگتے ہیں تو کبھی یہ لوگ انکو تکلیف نہیں دیں گے۔میں بس انکے ساتھ چلی جاوں گی۔ہمیشہ انکے آس پاس رہ لوں گی۔انکی حفاظت میں جسکا انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا۔میں پھر اپنا گھر لوں گی تو آپکو بھی یہاں سے لے جاوں گی۔۔پھر میں آپکے لیے آزاد ماموں جیسا کوئی

ڈھونڈوں گی۔ آپ گل خانم کو اپنا مزید دشمن نہ بنائیں
میرے لیے خدا کے لیے"

ایدا نے روتے ہوئے التجاء کی تھی جس پر نازلی بھی رو
پڑی، اور نفی میں سر ہلایا۔

"اس جیسا کوئی نہیں ہو سکتا ایدا۔ یہ والا آپشن کاٹ دو باقی
میں تمہارے ساتھ آنے کو تیار ہوں۔ بس دعا ہے تم
عالیان پر آنچ آتی کبھی نہ دیکھو۔ یہ بہت مشکل ہوتا ہے
جس کے ساتھ ہم نے محبت کی ہو، جسکے ساتھ جینے کے
خواب سجائے ہوں وہ اچانک مر جائے اور اسکی لاش بھی نہ
ملے۔ لاش کے نام پر ایک ادھ موا سا زخمی دھڑ۔۔۔"

وہ سب سوچ کر ہی روحیں کانپ جائیں جو کچھ نازلی نے
دیکھا تھا، اسے بس آزاد کی میت دیکھائی گئی جسکا نہ سر تھا نہ
ہاتھ پیر بس خون میں لت پت کتوں کا کھایا ادھ مواد ھڑ
جسے یلدرم خاندان نے اک ویرانے میں قبر میں دفنا
دیا، پھر بھی وہ زندہ تھی نا جانے کیوں، ایدا سے کچھ کہا نہ گیا
تو وہ جلدی سے اسکے گلے لگ گئی، دونوں کو شاید اس وقت
اسکی بہت ضرورت تھی وہیں عالیان وئیر ہاوس تو آیا پر اسکے
لوگوں نے مہمت سلمان کی اتنی کر دی کہ وہ ہوش میں ہی نہ
آیا جسکے بعد عالیان نے یہ والا فرض کل پر چھوڑا اور حویلی
نکل گیا جبکہ مہمت سلمان کی گمشدگی کا اسکے گھر والوں کو علم

نہ تھا کیونکہ انکا وہ سپوت نخریلا وڈیرا تھا اور وہ اکثر بنا بتائے غائب ہو جایا کرتا تھا۔

.._____..

وہ کب سے فوکس نہیں کر پا رہی تھی، اس نے poppy کے پھولوں کی نرم پتیوں کو ایک جار میں ڈالا جنکا گہرا سرخ یعنی عنابی رنگ اب اس جار میں گھلے گرم محلول میں گھل کر اسکا رنگ بدل رہا تھا، دلارہ نے اس جار کے نیچے برنر جلا رکھا تھا کیونکہ اسے ان پھولوں کا رنگ اپنی نئی پرفیوم کے لیے چاہیے تھا، وہ کچھ lavender کے پھول بھی گرینڈ کر رہی تھی، پھر اس نے ایک الگ باول میں گلیسرین ڈالتے

خوشبو کے لیے گلاب کا خود بنایا اصلی اور گلابی رنگ کا عرق شامل کیا پر اسے اپنی مطلوبہ خوشبو نہ ملی تو گرے آنکھیں اداس ہونے لگیں، آخر کیوں اسکی سوچیں منتشر تھیں، وہ توٹنشن لینا بھول جایا کرتی تھی جب بھی اسکے قدم اپنے خوشبو خانے کی طرف آتے۔

جب تک اسے اپنی مطلوبہ خوشبو نہ ملتی وہ LPG یا کاربن ڈائی آکسائیڈ ایڈ کر کے اسے خوبصورت سی شیشے کی بوتل میں نہیں بھر سکتی تھی، پھر سارے مرکبات کو ابال کر کئی بار چھاننے کا عمل بھی شامل تھا جس سے پرفیوم کو کثافتوں ، گرد، پتیوں کے بقایاجات اور پولنز سے پاک کیا جاتا تھا، وہ

یہاں کئی گھنٹے گزار دیتی تھی اور اسے باہر کی ہوش نہ رہتی لیکن آج اسے پل پل یہ احساس ہو رہا تھا جیسے وہ ناکام ہو رہی ہے، پہلی بار اس نے اپنی مطلوبہ خوشبو نہ ملنے کے باوجود پرفیوم تیار کیا۔

اسے Baccarat Perfume bottle میں بھرنے سے پہلے دلارہ نے ایک کیمیکل ایڈ کیا جس نے پرفیوم کے ریڈ کلر کو پنک لائٹ ٹرانسپیرنٹ کلر میں بدل دیا، دِلارہ نے اس پرفیوم کو بوتل میں بھرتے سیل کیپ لگایا اور پھر ڈرا کھولے وہاں رکھے لیبل باکس سے ایک لیبل اور ایک پرفیوم پیک نکال کر باہر میز پر رکھا۔

دِلارہ نے "sevgili" نام کا سٹیل کا بنا لیبل اس پرفیوم پر بنے ہول میں ایڈجسٹ کرتے لگایا اور پھر اسے اسکے بہت خوبصورت سے پیک میں ڈال کر گفٹ ریپ کیا، یہ دِلارہ کی نئی پرفیوم کا سب سے ناکام tester تھا، sevgili کا مطلب پیارا ہے، یا جسے چاہا جا سکے۔

"تمہاری وجہ سے میں ڈسٹرب تھی تو یہ ناکام کارنامہ تمہیں ہی مبارک"

دِلارہ نے اسکو اٹھایا اور کچھ سوچتی اٹھ کر خوشبو خانے سے باہر نکلی۔

وہ بانکی لمبی بھرے بھرے خوبصورت فگر والی لڑکی chin
black کلر کی سوئٹر ڈریس میں ملبوس تھی جس پر
golden floral Embroidery تھی جبکہ ساتھ
ٹائیٹ پینٹ، جبکہ پیروں میں مڈ گولڈ filp flop پہن
رکھے تھے جنکی سٹریپ پر سیاہ رائن سٹون تھے، اسکے سرخی
مائل بھرے بھرے سپید پیر ان جوتوں میں غضب ڈھا
رہے تھے اور بال اس نے بہت میسی کر کے کلپ سے ٹائے
کر رکھے تھے اور بالوں میں دائیں طرف باران کی دی
دونوں پیز بھی لگا رکھی تھیں، وہ کوئی جیولری نہیں پہنتی
تھی سوائے ہیرا سیسریز کے۔

وہ آکر گیڈ کے پاس رک گئی پھر اس نے گیڈ پر کھڑے دو گارڈز میں سے ایک کی طرف رخ کیا۔

"یہ یلدرم حویلی کے باران یلدرم کے ہاتھ میں دے کر آنا ہے۔"

وہ دِلارہ کے حکم پر فوری سر ہلا گئے۔

"جیسا آپکا حکم، میں ابھی دے کر آتا ہوں"

وہ فوری جانے کو تیار ہوئے تو دِلارہ نے سر ہلایا اور واپس مڑ گئی، کچھ دیر لان میں واک کرنے کے بعد وہ سونے کا سوچ رہی تھی۔

جبکہ یلدرم حویلی میں اس وقت صرف باران ہی تھا جسکی نیند piercing ہول کے درد کی وجہ سے ویسے ہی غارت ہو گئی تھی، اسے اندازہ نہیں تھا یہ اتنا ایریٹیٹنگ درد ہو گا کیونکہ اسکے بیلی بٹن کے گرد ہلکی سی ریڈنس بھی ہو رہی تھی، پہلے تو سپرے کا اثر تھا پر وہ آکر نہایا تھا بھلے ہاٹ شاور لیا ہو پر تب سے طبعیت خاصی بے چین تھی، تبھی کچھ دیر بیڈ پر کروٹیں بدلنے کے بعد وہ کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔

اسکے کچھ پرانے کالج کے دوستوں نے آج رات مل کر یلدرم حویلی میں ڈنر کرنا تھا کیونکہ باران کو اس ڈینٹنگ

پیٹنگ شاپ میں اپنا ایک کالج فرینڈ مل گیا بس وہیں وہ موصوف دو بجا کر آئے اور اس دوست نے وہیں کھڑے کھڑے ساری squad کو بھی یہ خبر ارسال کر دی اور پھر باران کو سارے ٹولے کو مجبوراً رات ڈنر کی دعوت دینی پڑی کیونکہ باران کے اچانک غائب ہو جانے پر وہ لوگ بھی ہل چکے تھے اور اب جب تک ساری اٹھارہ سال کی تفصیل نہ جان لیتے جان چھوڑنے والے نہ تھے۔

"مجھے ان سٹوڈنٹس کو جا کر وارن کرنا چاہیے۔ دِلارہ کی جگہ کوئی بھی ہوتا میرا دماغ یہی سوچتا۔ اس میں ایسی کوئی عجیب

بات نہیں۔ مجھے اس لڑکی سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اپنی ماں پر بلکل نہیں گئی"

وہ خود کلامی کرتا ہوا اپنے کافی دیر سے الجھے دماغ کو شانت کرنے میں لگا تھا، سمجھ نہ آرہا تھا وہ دِلارہ کی اتنی واہیات سزا کے باوجود اسکے لیے کیوں بھلا سوچ رہا ہے، وہ کچن ہال میں آکر کب یہ سوچتا خود ہی کافی بیٹ کرنے لگا، چہرہ سوچوں کا گھر بنا تھا۔

"میں کل آکیڈمی جا کر ان سٹوڈنٹس کو اگر وارن کروں تو دِلارہ کچھ ایسا ویسا ہی نہ سوچ بیٹھے، بڑی آئی حور پری کیوں سوچے گی؟۔ اف کیا الجھن ہے یار۔ اس سے اچھا تھا میں

کبھی واپس انقرہ ہی نہ آتا۔ ہوسپٹل کی زندگی کم ٹارچر تھی
پر یہ۔۔۔۔ ابھی بیلی بٹن piercing ہوئی، کل کو اس نے
ناک اور کان میں ہول کی فرمائش کر دی تو۔۔۔۔ پھر وہ بیلی
ڈانس کیا وہ سیج میں ایسی زلیل سزا دے سکتی
ہے۔۔۔۔ نہیں دِلارہ تم ایسا مت کرنا۔۔۔ لیکن اس سر
پھری کا کیا بھروسہ ؟۔۔ لیکن آخر میں اسکی ہر بات کیوں
مان رہا ہوں۔۔۔ شاید وہ چوائز نہیں چھوڑتی میرے پاس
تبھی۔۔۔ کیا کروں نکاح میں ہے تو آٹو میٹک فکر ہونے لگتی
ہے"

وہ کاوفی بیٹ کرتا غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے مسلسل سوچ میں ڈوبا شیلف سے لگ کر کھڑا تھا، کافی بیٹ ہو ہو کر وہ گولڈن جھاگ آدھے مگ تک آگئی تھی پر باران یلدرم تھا کہ ہاتھ ہلائے جارہا تھا، اسے اندازہ ہی نہ تھا وہ کب سے کاووفی بیٹ کررہا ہے، یہ تو وہیں میڈ کے ہمراہ آتے گارڈ کو دیکھ کر وہ ہاتھ ہلانا روک کر فکر مند ہوا، عزیزے کے گھر کا گارڈ یہاں کیوں آیا، وہ مگ شیلف پر رکھے فکر مندی سے انکی طرف بڑھا، میڈ جاچکی تھی۔

"سب خیریت ہے؟"

باران نے جلدی سے قریب رکتے پوچھا۔

"یہ دلارہ میم نے بھیجوایا آپکے لیے"

وہ اسکے ہاتھ میں وہ پرفیوم پیک تھماتے بولے تو باران نے اچھنبے سے انکی طرف دیکھا اور جبراہی اس حیرت بھرے صدمے سے نکلتا انکو سر ہلا کر مطمئین کر گیا جس پر وہ اجازت لیتے نکل گئے پر باران اس وقت سچ میں شدید صدمے میں غرق تھا۔

"میں نے سوچا تمہیں دنیا کی سب سے بیکار خوشبو سے لطف اندوز ہونے کا موقع دوں، بیکار آدمی کے لیے یہ بیکار سا تحفہ۔پنز کا بدلہ سمجھ لینا کیونکہ وہ میری فیورٹ ہو گئیں بہت خوبصورت ہیں"

دِلارہ کا چٹ میں لکھا پیغام پڑھتے وہ حیران سا مسکرایا پھر اس نے بڑی دلچسپی سے وہ فریگرنس پیک اوپن کیا جس میں ایک مٹھی کے سائز کی پرفیوم بوتل تھی، وہ اتنی خوبصورت تھی کہ باران سرپرائز ہوا پھر اس پر لگا لیبل، دِلارہ کے سگنیچر کے ساتھ۔

"کیا یہ پرفیوم بناتی ہے؟"

وہ صدماتی کیفیت میں بڑبڑایا اور اس بوتل کو فٹ پیکنگ سے نکال کر باہر لاتے اسکا کیپ اوپن کرے ڈبہ پیچھے کیبنٹ شیلف پر پھینک کر اپنی کلائی پر وہ پرفیوم سپرے کی پھر کلائی کو اپنی ناک کے قریب لا کر اس خوشبو کو سونگنے

لگا، باران کی آنکھیں اس خوشبو کی دلکشی پر سرور سے خود بخود بند ہوئیں۔

"یہ بیکار خوشبو بس ایک بیکار لڑکی کو لگ سکتی تھی۔ یہ خوشبو کتنی ذاتی ہے باران یلدرم جیسے ہمارے جسموں کا حصہ ہو۔ اور یہ سمجھ رہی ہے کیکٹس کی طرح اس نے پھر سے اس تحفے سے نفرت جتائی ہے۔ تم نفرت کے بارے جانتی ہی نہیں ہو دِلارہ، وہ تو سانسیں چھین لیتی ہے۔ مہکاتی نہیں ہے۔ لیکن میں اسے یہی بتاوں گا کہ یہ دنیا جہاں کی بیکار پرفیوم ہے"

وہ جلدی سے وہ پرفیوم لیے کچن سے نکل کر اپنے روم میں پہنچا اور اسے ڈریسنگ میز پر رکھتے دلارہ کا نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگایا۔

وہ اسی وقت روم میں آئی تھی، نیند سی محسوس ہو رہی تھی تو یہی سوچا تھا ڈنر تک زرا سو لے پر فون بجنے پر وہ بھی کال کے سنگ دِلارہ نے اپنا فولڈ لحاف کھولتے ہاتھ روکے اور دوسرے ہاتھ سے جھک کر باران یلدرم نام کی آتی کال ریسو کرتی پر اعتماد ہوتی نرم سے میٹرس پر پیچھے کو ٹیک لگاتے بیٹھی۔

"یہ کیا بھیجا ہے؟"

وہ زرا برہم لگا تو دِلارہ حیران تھی کہ اسے تو باچھیں کھول کر خوش ہونا چاہیے تھا کہ دِلارہ نے اسے کچھ بھیجا ہے، زخم دے کر مرہم لگانے کی رسم نبھائی ہے۔

"میرے پاس ایکسٹرا آنکھیں نہیں۔ ہوتیں تو بھیج دیتی جنکو استعمال کر کے تم دیکھ پاتے کہ وہ کیا ہے۔ تمہاری اپنی آنکھیں تو کام نہیں کر رہیں، یہ سوال اسکا ثبوت ہے"

دِلارہ نے بڑے سکون سے جواب دیا تھا، سامنے والے کو زچ کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔

"لیکچر دینا تو فرض ہے تم پر، خیر یہ واقعی بیکار خوشبو تھی"

وہ زرا نروٹھے پن پر اترا، اس سے اداکاری کرنا مشکل تھا۔

"بیکار آدمی کو تبھی بھیجی، پھینکنی پڑ جاتی ناں کیونکہ یہ فیل ٹیسٹر تھا۔ چلو کسی مسکین کے کام آجائے گی۔ مہک لینا تم بھی دِلارہ کی بنائی خوشبو میں"

وہ سچ میں اس وقت اترا رہی تھی اور یہ ایسا عجیب جکڑ تا لمحہ تھا کہ باران کو برا لگنے والی حس مرتی محسوس ہوئی۔

"مجھے مہکانے کا کیوں خیال آیا تمہیں؟ کیا میں برا سمیل کرتا ہوں؟"

اس بار وہ بھی فرصت سے میٹرس پر آکر بیٹھا اور جو بیلی بٹن میں ٹیس اٹھی اسکا اثر باران کے چہرے کے خوبصورت خدوخال میں لمحہ بھر گھلا جبکہ دِلارہ سوچ رہی تھی کہ وہ کیسا سمیل کرتا ہے، پھر حیران ہوئی کہ اس نے یہ اب تک نوٹ نہیں کیا، وہ غیر اہم لوگوں کو غیر اہم رکھے ہوئے ہے اس کی تسلی و تسکین سی ملی۔

"میں نے سمیل نہیں کیا تمہیں"

وہ فخر سے بولی، جبکہ باران نے یونہی بے دھیانی میں اپنی شرٹ کا کولر پکڑ کر رینڈ ملی شہہ رگ کی جانب تک غائبانہ

خود کو سیمل کیا تو فاتحانہ مسکرایا، بنا کسی کلون کے بھی وہ تر و تازہ سمیل کر رہا تھا۔

"کر کے دیکھتی تو یہ فضول کی زحمت نہ کرنی پڑتی، خیر یہ بتاو تم پرفیومز خود بناتی ہو؟ شوقیہ یا ایز آ بزنس؟"

وہ اسے اول جملوں سے جتا گیا پر پھر یوں نرمی سے پوچھنے لگا جیسے دونوں میں بڑے دوستانہ روابط رہ چکے ہوں۔

"رکھتی ہوں فون"

وہ بیزار سی ہوئی۔

"دِلارہ"

باران کی آواز دلارہ کے کانوں میں پڑی تو وہ رک گئی۔

"کیا ہے؟"

نہایت بدلحاضی سے پوچھا۔

"درد ہو رہا ہے۔ تم لڑکیاں یہ piercing کیسے سہتی ہو؟"

وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر سہلاتا دکھی ہو کر بولا تو دِلارہ نے خفیف سا مسکراتے غیر مرئی نقطے پر گرے آنکھوں کو فوکس کیا۔

"سب کچھ لڑکیاں ہی سہتی ہیں۔ یہ تو معمولی کیس ہے۔"

وہ بڑی گہری بات کر گئی تھی لیکن باران کی سوچ اس سے مختلف تھی۔

"نہیں ہم مرد بھی بہت کچھ فیس کرتے ہیں۔ بس بتا نہیں پاتے"

وہ مردوں کے حق میں بولا تو وہ دھیما سا مسکرائی۔

"واٹ ایور۔ تمہاری بات ختم ہو گئی ہو تو میں فون بند کر کے دیوار میں مار دوں؟"

دِلارہ کے طنز بھی اس وقت شہد تھے یا واقعی باران کو لگ رہے تھے وہ سمجھ نہ پایا۔

"اپنا سر دیوار سے مت مارو، دیوار میں دراڑ پڑ جائے گی۔ انے کے لیے نیا خرچہ نکل آنا ہے بیٹھے بٹھائے"

وہ بھی اپنا موڈ خوشگوار کرنے کو ٹیس کر گیا جو دِلارہ کے لیے اریٹیٹنگ تھا۔

"فون کہا تھا۔ ویسے تمہیں پتا ہے تمہارا قید والا وقت شروع ہو چکا ہے؟ اتنی گندی سزا کے بعد بھی تمہارا موڈ اتنا اچھا ہے تو کیا خیال ہے آجاوں وہاں کچھ نئی سزائیں لے کر؟"

وہ اسے دھمکانے پر اتر آئی، باران نے سر تکیے پر گراتے گہرا سانس بھرا۔

"میرے کچھ کالج فرینڈز آرہے ہیں ڈنر پر مجھ سے ملنے، سب سرپرائز جو ہو گئے میری واپسی پر۔ اپنی نحوست وہیں رکھو۔ اور تمہارے لیے میرا موڈ اچھا ہو ہی نہ جائے، خوش فہمی"

باران نے دماغ کو جلد از جلد لڑاتے کاٹ کھاتا انداز اپنایا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، یہ آدمی دوستوں کے ساتھ انجوائے کرے گا تو خوش اور ریلکس ہو گا اور دِلارہ ایسا کیسے ہونے دیتی۔

"کتنے دوست ہیں۔ کتنی لڑکیاں اور کتنے لڑکے؟"

یہ دِلارہ کا امید سے برعکس سوال تھا۔

"Non Of Your Business Dilara"

وہ زہریلے انداز میں بولا، لہجہ ہٹ دھرمی سے اٹا تھا۔

"Its my business

کے تمہیں سکھ اور چین کا سانس نہ ملنے دوں۔ میں بھی آرہی ہوں۔ رات وہیں رکوں گی۔"

دِلارہ نے ریکوسٹ نہیں کی تھی، حکم صادر کیا تھا۔

"میں نہیں چاہتا تم رنگ میں بھنگ ڈالو۔"

وہ بھی اٹھ بیٹھا کہ یہ سلگانے کے چکر میں کونسی بلا پلے ڈال بیٹھا۔

"میں حکم دے رہی ہوں۔ تم انکار کر کے اور ایسے بہانے لگا کر اپنی سختی بلا رہے ہو۔ ایسا نہ ہو تمہارے برسوں بعد ملے دوست تمہارا واہیات بیلی ڈانس دیکھ کر پھر سے بچھڑ جائیں۔"

دلارہ کی بات پر وہ سنجیدہ تھا پر یکدم بے آواز مسکرایا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں اتنا گند اڈانسر ہوں؟"

وہ پر شوق اور چیلنجنگ ہوا، اور دِلارہ پر اعتماد۔

"میں نے کب کہا۔ جس طریقے اور خلیے سے میں تمہیں نچواوں گی وہ گندا ہو گا۔"

دِلارہ نے اس سینتیس سالا منجھے دنیادار آدمی کا منہ سیل کر کے رکھ دیا۔

"میری دوستیں لڑکیاں بھی ہیں"

باران نے یونہی کان کھجاتے لقمہ دیا۔

"سوواٹ۔؟"

وہ انجان بنی۔

"تمہیں جلن نہیں ہو گی۔"

باران نے ہچکچاتے پوچھا تو وہ اسکی خوش فہمی پر پر سرور مسکرائی۔

"تم انھیں ملو گے یا رات گزارو گے جو مجھے جلن ہو گی؟"

دِلارہ اب اتنی بھی عقل مند نہیں تھی، اس سے اس جملے کے تھرو ایک بے وقوفی سرزد ہو گئی، باران نے شرانگیز سمائیل دی۔

"رات گزاروں گا تب جلو گی۔۔اف تمہیں جلانے کا مزہ آئے گا پھر۔"

وہ مزے لے رہا تھا۔

"دنکو تو کوئی اپنی پاک دامنی کا یقین دلا رہا تھا کہ اوہ میں اتنا گھٹیا نہیں۔۔۔ لگتا ہے دن کا سویرا ڈھلتے ہی تمہاری اصلیت سامنے آگئی۔ کچھ ہوتے ہیں باران یلدرم ایسے لوگ جو دن کو اور، شام اور پھر راتوں کو اور ہو جاتے ہیں۔۔ منافق ترین لوگ"

وہ حقارت سے بولتی گئی اور باران کی مسکراہٹ غائب ہوئی پھر اسکے ماتھے پر لکیریں آئیں، دل دکھا کہ وہ کتنی سفاک ہے۔

"میں منافق نہیں ہوں دِلارہ"

وہ پست سا چلا اٹھا، وہ بے فکر سا مسکرائی جیسے اسے اس آدمی کی رتی برابر نہ پڑی ہو لیکن یہ سب دِلارہ نے غصے میں کہا اور اسے غصہ باران کی رات گزارنے والی گھٹیا بات نے دلا کر اکسایا تھا۔

"ہر منافق یہی کہتا پھرتا ہے۔ خیر میں آرہی ہوں اٹس فائنل۔ بے فکر رہو تمہاری رات کی رنگینی میں حائل نہیں ہوں گی بس تمہیں انجوائے کرتا دیکھوں گی، کیونکہ جب جب میری شکل دیکھو گے، دل اچاٹ ہوتا رہے گا تمہارا۔ اور مجھے بس یہی سرور دے سکتا ہے۔ رہی بات درد

کی تو آئس سے ٹکور کرو درد ختم ہو جائے گا۔ یہ جائے گا تو ہی نیا دوں گی ناں۔۔ سی یو"

وہ باران کا آنے سے پہلے ہی سکون غارت کر چکی تھی، جبکہ فون بھی منہ پر بند کر دیا، باران نے کٹی کال پر سکرین دیکھی پھر اپنے بالوں میں مضطرب ہوتے ہاتھ پھیرا، یہ لڑکی اسے ٹکا ٹکا کر جواب دیے ہوش سے بیگانہ کر چکی تھی اور بعد میں دل کیا اچاٹ ہوتا ابھی سے ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔

"تم یلدرم حویلی رکو گی بھی؟ دِلارہ ادھر دیکھو کیا کرنے جا رہی ہو سچ بتاو"

عزیزے آٹھ بجے تک کیئر یونٹ سے آگئی تھیں اور جب دِلارہ کے روم میں آئیں تو اس سے انوکھی بات سنے وہ وہیں اسکے بیڈ پر آ بیٹھیں جہاں کچھ فاصلے پر وہ اسی ڈریس میں ملبوس تھی بس بال بنانے میں لگی تھی، انھیں آگے سے فرینچ برئیڈ میں بدل رہی تھی جب عزیزے نے حیرت و پریشانی کے ساتھ ساتھ خدشوں میں گر کر سوال کیا۔

"اسکے کمرے میں نہیں رکنے والی فکر مت کریں۔ ویسے بھی نکاح ہو گیا تو وہ میرا سسرال ہوا۔ اور ہاں بڑے بابا کو کوفی بھی پلادوں گی بنا کر بچارے اسے پینے سے پہلے ہی لڑھک گئے تو مجھے افسوس ہو گا"

وہ اپنے بال ڈن کرے کبرڈ کی طرف آئی اور اپنی ساکس اور اینکل بوٹس نکال لائی۔ وہ Metallic buckle کے ساتھ بنے بلیک اینکل بوٹس تھے جو ہائی chunky heels کے ساتھ بنے تھے اور سائڈ زیپ بھی نسب تھی، وہ دِلارہ کے ڈریس کے ساتھ پرفیکٹ میچ بھی کر رہے تھے اور اسے ایک اچھی ہائیٹ بھی گین کر کے دے رہے تھے، آج وہ باران کی برابری کی آفت لگ رہی تھی۔

"تمیز سے رہنا دِلارہ، یہ مت بھولو تمہیں اس قبر سے نکالنے والے اسماعیل یلدرم ہیں جس پر اب بھی تمہارے نام کی تختی نسب ہے۔ انہی کی وجہ سے تمہیں آکیڈمی میں

اتنی چھوٹ ملتی ہے کہ تم اپنی مرضی سے آتی جاتی ہو۔ وہ تم سے تب بھی پیار کرتے تھے جب تم باران کی ناجائز بیٹی قرار دی گئی تھی اور آج بھی جب انکی جائز بہو ہو۔ ایسے رشتوں کی قدر کرتے ہیں میرا بچہ "

وہ اٹھ کر دِلارہ کے پاس آئیں کہ انکو ڈر تھا یہ وہاں جا کر کچھ الٹا نہ کر دے، پیار سے دِلارہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے سمجھایا۔

" جائز میں بس ابھی آپکی نواسی ہوں بی۔ یہ بتائیں ایک رات میرے بنا رہ لیں گی؟"

وہ انکو ان سب فکروں سے نکال لائی، انکے ہاتھوں کو چھوتے لاڈ بھرے لب و لہجے میں پوچھا۔

"مشکل ہے پر کوشش کرتی ہوں اتنے سالوں بعد تمہاری کمی کیسی لگتی ہے"

وہ اسکا ماتھا چوم کر محبت بھرا اظہار کرے دِلارہ کو سرشار کر گئیں۔

"کاش آپ میری مما ہوتیں بی"

وہ اک حسرت سی کہے انکے جب گلے لگی تو اس حسرت نے اس عورت کا کلیجہ مٹھی میں بھر لیا۔

"میرے دل کی جان، hayatim۔ مجھے اپنی ماں ہی سمجھو کیونکہ اب تو یہی لگتا عیشاء نے نہیں بلکہ میں نے جنم دیا ہو تمہیں۔ اتنی میرے دل کا حصہ ہو"

وہ اسے اپنی بازووں کے حصار میں بھرپور بھرتے اس حسرت سے کھینچ کر نکال لائیں۔

"بی۔ میں آپ کے ہونے کے سبب ہی زندہ ہوں۔ یہ کبھی مت بھولیے گا"

وہ روبرو ہوئی، بہت دن بعد وہ یوں انکو اپنی محبت کا اظہار بخش رہی تھی تو وہ کیونکر نہ قربان ہوتیں۔

"کبھی نہیں۔ تمہارا یہ کہنا ان ہڈیوں کو بوڑھا نہیں ہونے دیتا دِلارہ۔ تم میری پیاری نواسی، اس دنیا کی سب سے خوبصورت آنکھوں والی شہزادی ہو۔ جاتو رہی ہو اپنا خیال رکھنا۔ ٹھیک ہے؟ نیند آجائے گی؟"

وہ اسے کبھی آنکھوں سے اوجھل نہیں کر پائی تھیں تبھی فکر ہو رہی تھی کہ وہ پرائی جگہ سو بھی پائے گی یا نہیں۔

"میں وہاں سونے نہیں جا رہی۔ کسی کی نیند اڑانے جا رہی ہوں بی۔ اب مجھے اسکا کلیجہ چبانے کو ملا ہے تو منع نہ کریں۔ اسکا جرم یہ ہے کہ میں اسکی ناجائز بیٹی نہیں یہ بتانے وہ تبھی کیوں نہیں آیا جب مجھے زندہ اسکی اولاد ہونے کے

ناطے دفنایا گیا۔ اور اب اس سے کوئی دشمنی نہیں تبھی میں نے اسکی طرف ہاتھ ہلکا کر لیا۔ آپ فکر مند نہ ہوں۔"

وہ انھیں مطمئین کرتی ہوئی خود اپنا فون لے کر جرسی شرٹ کے اوپر پہنی جیکٹ کی جیب میں ڈالے fringe Scarf اٹھا کر اپنے سر پر لیا تھا کیونکہ باہر انتہا کی ٹھنڈک تھی، ہڈیاں جماتی سردی میں وہ شرارہ بنی آگ لگانے نکل رہی تھی، عزیزے نے اسے چند دعائیں پھونک کر اللہ کے حوالے رخصت کیا، عزیزے کا ڈرائیور ہی دِلارہ کو ڈراپ کرنے والا تھا کیونکہ وہ خود یہ واحد کام تھا جو کرنے سے قاصر تھی، اسے ڈرائیونگ کرتے چکر آتے اور سر پھٹنے لگتا

اور کبھی کبھی آنکھیں دھندلا جاتیں، اس نے سیکھنے کی کوشش کی تھی پر سیکھ نہ سکی تو بیچ میں چھوڑ دی۔

خیر وہ اپنے سفر پر گامزن تھی وہیں باران بھی ڈنر کے لیے زرا جا کر کچھ اپنے لیے یہاں کی ٹھنڈ کے حساب سے کچھ سٹف خرید کر لایا۔

اس نے اپنے دوستوں کے بارے اسماعیل یلدرم اور عالی کو بتا دیا تھا تبھی ان دو باپ بیٹے نے ڈنر پہلے ہی کر لیا کیونکہ اسماعیل ڈائبٹیز کی میڈیسن لیتے تو جلدی ڈنر کرنا ہوتا تھا جبکہ عالیان بھی صبح ناشتہ کرتا تھا تو جلدی کھا لیتا کیونکہ شام تک

بہت بھوک لگی ہوتی، ویسے بھی باران اور اسکے دوست کب گپوں سے فری ہوتے، کب ڈنر ہوتا تبھی ویٹ نہ کیا۔

باران بھی دوستوں کے ریمانڈر کو پاتے ہی زرا ریڈی ہونے روم میں آیا اور اپنے کپڑے نکال کر ریڈی ہوا، بلیک drawstring پینٹ کے ساتھ long sleeve button up lapel شرٹ پہنی جو کہ دونوں ہی ورم تھے تو مزید کچھ نہ ایڈ کیے اور وائیٹ سنیکرز پہنے کیونکہ بٹن آپ شرٹ کے نیچے جوٹی شرٹ اس نے پہنی وہ وائیٹ تھی۔

پرفیوم کا خود پر سپرے کرتے نظر اس بیکار پرفیوم پر ڈالتے باران نے مسکرا کر اسے اٹھاتے خود پر سپرے کرتے پھر سے اس ہوم میڈ خوشبو کو محسوس کرتے سائیل دی اور اپنا فون اٹھاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکلا۔

تبھی اسے عالیان، بابا کے کمرے سے باہر نکلتا نظر آیا، وہ باران کے قریب ہی آتے رکا۔

"امم کچھ الگ کلون نہیں لگایا تم نے آج؟"

عالی نے اسکے قریب زرا جھکتے اس الگ خوشبو کو محسوس کرتے پوچھا تو باران اپنے بھائی کے سونگنے کی حس پر حیرت سے بھر سا گیا۔

"آپ کی سونگھنے کی حس اتنی سٹرونگ ہے اب تک، مطلب لڑکا شادی کے قابل ہے ابھی۔ سنائیں ایدا سے ملاقات کیسی رہی پھر؟"

باران نے تکلفانہ انداز اپناتے کلون کا راز چھپاتے لہجے میں فکر بھی بھری۔

"بہت خوبصورت۔ زیادہ دیر مت جاگنا سگوں کے ساتھ۔ میں روم میں جارہا ہوں"

اب پہلے دو لفظ بنا وضاحت کہہ کر وہ جاتا اور باران اسے جانے دیتا، یہ تو کسی کتاب میں درج نہ تھا۔

"خوبصورت کی تشریح کون کرے گا بھا؟ خوبصورت یا رومنٹک یا ایموشنل۔ مجھے ایگزیٹ بتائیں تاکہ میں امیجن کر سکوں"

باران نے اسے روکتے تفصیل کے بارے اصرار کیا تو عالیان نے واپس رخ موڑا۔

"تم اپنی اور دِلارہ کی وہ رومنٹک لائف امیجن کرو جو عنقریب تمہارے پاس سچ میں ہو گی بہت جلد، میرے بارے سوچنے کا کیا فائدہ جو کبھی سچ نہ ہو گا۔ چلو انجوائے کرنا دوستوں کے ساتھ۔ میں اور بابا تمہیں ڈسٹرب نہیں کریں گے"

وہ اس وقت سب ٹال گیا اور باران نے بھی اسے نہ روکا لیکن دل جیسے کسی کٹی کیفیت میں جا لپٹا تھا، باران نے ہارنز پر اپنا زرا سنجیدہ موڈ زائل کیا اور خود باہر نکلا، تین گاڑیاں یکے بعد دیگرے یلدرم حویلی کے پورچ میں رک چکی تھیں، باران نے خود جا کر ان سب کا استقبال کیا، وہ سب تو

باران کو دیکھ کر اچھل پڑے، کئی تو شادی شدہ تھے
اولادوں والے پر دو تین ابھی باران کی طرح سنگل
تھے، چھ عدد خوبصورت سی ڈیسنٹ لڑکیاں تھیں اور آٹھ
عدد ہنڈسم سے لڑکے پر باران کی سب میں اپنی دلکشی اور
چارم تھا، وہ سب ہی باران کو دیکھ کر خوش، حیران اور
پریشان ایک سا ہوئے، یہ تو باران اس ٹبر کو زبردستی اندر
لایا ورنہ وہ سب وہیں شروع ہو جاتے کیونکہ سبکے بہت سے
سوال تھے، خیر سب اندر آتے ہی اپنے اپنے کوٹس بوٹس
وغیرہ نکال کر زرا ریلکس ہوتے مزید آگے بڑھے۔

"کہاں دفع ہو گئے تھے تم؟ خبیبی ایسے کون کرتا ہے۔؟"

وہ لوگ گیسٹ سٹنگ ہال آئے تو ایک دوست نے بیقراری سے سوال کیا، باران نے میڈ کو اشارہ کیا کہ وہ دس منٹ تک کھانا لگوا دے۔

"یہ سمجھ لو کہ زندگی نے در دبدر کرنے کی ٹھان لی تھی۔ بس لمبی کہانی ہے"

وہ سبکو ساتھ ہی مطمئین کرتا مسکرایا۔

"ہم آج وہ لمبی کہانی سن کے جائیں گے۔ ہے ناں گائیز؟"

ایک اور نے با آواز بلند کہا تو سب بیک وقت شامل سازش ہوئے۔

دِلارہ بھی حویلی آچکی تھی، اسے عزیزے کے ڈرائیور نے پہنچایا اور اجازت لیتا چلا گیا جبکہ باران کو اپنے سب دوستوں کے بیچ خیال ہی نہ رہا کہ وہ بھی آرہی ہے۔

دِلارہ نے رک کر اس شاندار حویلی کی عمارت کو دیکھا، اسے شدید کراہت محسوس ہوئی، وہ سمجھ نہ سکی کس دل سے یہاں آگئی ہے، تبھی کچھ دیر وہیں رکی اور اس حویلی کو دیکھتی رہی پھر اس نے وہاں کھڑی بہت سی گاڑیاں دیکھتے اپنی سوچیں سمیٹ کر حویلی کے اندر جانے کا فیصلہ کیا، وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی، گیسٹ ہال سے وہ باہر نکل کر میڈ کو کچھ سوئیٹ سٹارٹر لانے کا کہنے نکل رہا

تھا، باران سے نظروں کی حد تک ٹکرائی تو وہ وہیں تھم کر رکا، وہ چلتی ہوئی ادا سے ٹھیک باران یلدرم کے سامنے آ تنی، جو آتے وقت آنکھوں میں بے چینی تھی، باران کی مبہوت آنکھوں کو دیکھتے زائل ہوئی۔

"تم سچ میں ٹپک آئی؟"

باران نے اسکی غیر معمولی تیاری تک نوٹس کی کہ وہ باران کے مقابلے کی بن کر آئی تھی، ویسے بھی وہ اسکے ساتھ کھڑی ہوتی تو کوئی نہ کہہ پاتا وہ سترہ سال کی ہے۔

"میں سچ میں ہی ٹپکتی ہوں۔ میرا کہا لفظی حد تک نہیں ہوتا۔ عملی نمونہ پیش کرتے دیر نہیں لگاتی۔ کہاں ہیں تمہارے دوست؟"

وہ اسکو پر اعتمادی سے جواب دیتی ارد گرد متلاشی نگاہوں سے دیکھتی بولی۔

"آپ کہو دِلارہ، مجھے غصہ آرہا ہے اب اس تو تم سے۔"

وہ اک نیا شوشا چھوڑ گیا جو دِلارہ کے لیے دگنا دلچسپ ہوا۔

"آتا رہے۔ میں تو تمہیں مر کہ بھی آپ نہ کہوں۔"

وہ اپنی ضد پر ڈٹی تھی۔

"اوکے اس پر تفصیلی بات ہو گی۔ جا کر میڈ کو کہو سٹاٹر سرو کریں میرے گیسٹس کو اور پھر آ جانا تمہارا تعارف کرواتا ہوں"

وہ خفگی سے کہہ کر مڑنے ہی لگا جب وہ اسکو پکاری۔

"تم مجھے ساتھ لے کر جاو گے، اور یہ کام خود کرو میں تمہاری مالک ہوں نہ کہ نوکرانی۔ سمجھے"

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے اکڑ کر بولی تو باران دو قدم اسکی طرف بڑھا، انداز بے خود تھا پھر اس نے آہستگی سے دِلارہ کی اپر پہنی جیکٹ اتار کر اس سے الگ کی، وہ باران سے یہ امید نہ

کر رہی تھی، اسے لے جا کر کاوچ کی بیک پر رکھے وہ واپس اسکی طرف آیا پھر اس نے دِلارہ کے بکھرے بال ہاتھ بڑھا کر ٹھیک کیے، اس بیچ وہ ہل نہ سکی۔

"آو تمہارا تعارف کرواوں اب، یہ عمر سے بڑی دکھنے کے لیے کوئی سپیشل چلا کاٹتی ہو؟"

وہ اسکو اپنی بازو پکڑنے کا اشارہ کرتے تجسس میں مرتے ہوئے بولا تو دِلارہ نے گردن راج ہنس سی اونچی کی۔

"دماغ زیادہ خرچ کرتی ہوں۔ پر تمہیں کیا پتا اسکا، تمہارا تو دماغ گھٹنے میں ہے۔"

وہ اسکی بازو پکڑنے کے کسی موڈ میں نہ تھی پر جواب دینے کے لیے زبان بھرپور تیار تھی۔

"میں Bremen کا سب سے مہنگا neurologist ہوں دِلارہ، جنکے دماغ گھٹنے میں ہوں وہ تو اسکے این تک نہیں جاسکتے"

اب یہاں باران کو ضروری لگا اپنے عہدے کا رعب جھاڑنا پر حسب معمول وہ غلط بندی کے آگے اپنے قصیدے جھاڑ بیٹھا۔

"مہنگے۔ہاں مسکین لوگوں کو لوٹتے ہوگے دونوں ہاتھوں سے۔بزنس ہے تم سب کا یہ۔"

وہ ایسی بات کرے ڈاکٹر صاحب کو تڑپا گئی۔

"یہ کیسے کہہ سکتی ہو تم کہ یہ بزنس ہے میرا؟ یہ فرض ہے، خدمت خلق ہے"

وہ اپنی بازو واپس لیتا دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں دھنسائے اچٹتی نظریں دِلارہ پر مرکوز کر گیا۔

"کسی پیشنٹ کے علاج کے علاوہ اسکے پاس بیٹھے ہو کبھی دو پل؟ نہیں ناں؟"

دِلارہ کا سوال باران میں بے چینی بھر گیا۔

"نہیں۔ میرا اسٹاف کرتا ہے یہ۔ باقاعدہ ایک تھیراپی ٹیچر ہوتا ہے جو پیشنٹ کو ڈپریشن، انگزائٹی اور خوف سے نکالتا ہے"

باران نے فوراً جواب دیا تو وہ زخمی سا مسکرائی۔

"لیکن تمہیں پتا ہے پرانے زمانوں میں بڑے بزرگ ایک قول کہا کرتے تھے کہ جو علاج کرے اگر وہی یہ تھیراپی دے تو مریض مہینوں کے بجائے دنوں میں ریکور کرتا ہے کیونکہ ایک مریض کو اپنے ڈاکٹر سے انس ہو جاتا ہے نہ کہ

اسکے سٹاف سے۔ تم ماڈرن لوگ کبھی پرانی طب کی کتابیں پڑھو تو تمہیں پتا چلے اصل خدمت حلق کیا ہے۔ یہ جو تم جیسے لوگ کر رہے ہیں یہ بزنس ہی ہے"

وہ سترہ سال کی لڑکی جسے زندگی اور زمانے نے سو سال پرانا کر دیا تھا وہ ایک ایسے انسان کو جنجھوڑ کر رکھ گئی جسے اٹھارہ سال کا فرار نہ ہلا سکا، وہ اس سے عمر، تجربے میں بہت چھوٹی ہو کر بھی بہت بڑی تھی، وہ ہر چیز کو دیکھنے سے زیادہ محسوس کرتی تھی، یہ ایک آگاہی کا لمحہ تھا جب باران یلدرم کو لگا یہ لڑکی اسے عنقریب براہر ادے گی، وہ مسکرا رہی تھی پر باران یلدرم مسکرانے لائق نہ رہا تھا۔

"میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا کہ تمہیں صدمہ لاحق ہو گیا۔"

وہ سامنے والے کے تاثرات سے پریشان ہوئی تو بولے بنا نہ رہ سکی، باران نے نظریں اس پر سے ہٹائیں، وہ ساری کیفیات کو اپنی آنکھوں میں دفن کر گیا۔

"تم ہو تو بہت سیانی لیکن پھر بھی چھوٹی ہو ابھی"

وہ اسے دیکھتے نرمی سے مسکرایا، سابقہ لاجوابی غائب ہوئی۔

"وہ کیسے؟"

وہ جاننے پر مصر ہوئی کہ یہ باران نے کیوں کہا۔

"کیونکہ تمہیں کہنا تو سب آگیا ہے دِلارہ لیکن ابھی تمہیں یہ سمجھ سیکھنی ہے کہ تمہاری کسی بات کا سامنے والے پر کس طرح اثر ہوتا ہے۔ میں نے بھی کتابیں پڑی ہیں۔ تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ ہم بہت اچھے بن جائیں، انصاف پسند، مصلحت کے تحت قدم اٹھانے والے، نیک، پرہیز گار، حقوق پورے کرنے والے لیکن اسکے باوجود اگر ہمیں یہ ادراک نہیں کہ ہمارے لفظ کیسا کیسا قرض چھوڑ رہے ہیں، ہم کچھ نہیں۔ بعض اوقات ہم ساری منزلیں طے کر لیتے ہیں پر کہیں ایک جگہ کوئی کانٹا سا ہمارے دامن سے لپٹ کر ہمیں روک کر باندھ لیتا ہے۔ وہ

ہمارے کسی لفظ کا نہ چکایا قرض ہوتا ہے اور یوں رکنے سے ہم دوڑ میں کہیں پیچھے رہ جاتے ہیں"

وہ اسکے لفظوں سے الجھی نہ تھی، وہ سلکی لفظ تھے جو ذہن کے راستے اترتے گئے، نا سمجھی دور کھڑی ہاتھ ملتی رہ گئی لیکن اس لفظوں کی سمجھ اک نیا سر درد تھا، کم از کم دِلارہ کے لیے ضرور تھا، وہ اسے کیا سمجھانا چاہ رہا تھا وہ بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"تم کہہ رہے ہو کہ میں منہ پھٹ ہوں"

وہ پریشانی اک طرف کرے سینے پر ہاتھ لپیٹے بولی تو وہ سر ہلا گیا، دِلارہ کی آنکھوں میں خفیف سی خفگی ابھر کر معدوم سی ہو گئی۔

"وہ تو ہوں"

اگلے ہی لمحے وہ فخریہ بولی جبکہ باران نے یوں سر جھٹکا جیسے کہنا چاہتا ہو تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

"آو تمہارا تعارف کرواوں۔ ہاتھ یا بازو۔ کچھ پکڑ لو۔ آکیڈمی میں تو بڑے زور سے ہاتھ پکڑا تھا تم نے میرا"

وہ اسکی بات کو بھولتا کیسے، موقع ملا تو جتا دیا اور ابھی وہ اقرار کر چکی تھی منہ پھٹ ہونے کا تو نفی کیسے کرتی۔

"ہاں کیونکہ سب کو دیکھانا تھا کہ شوہر والی ہوں اب"

وہ جھوٹ سے گریز ہی برتتی تھی، جبکہ یہ رشک بھرا جملہ بس یہی دل جلی بنا رشک بول سکتی تھی، اور کسی کے بس کا نہ تھا۔

"مجھے بھی دیکھانا ہے اب کہ بیوی والا ہوں۔"

وہ بھی حساب نہیں رکھتا تھا، اس نے اپنا مضبوط ہاتھ تجارتی مفاداتی مسکراہٹ کے سنگ اس سخت دل والی کے آگے

پھیلایا جسے دِلارہ نے فوراسے تھام لیااور اب اس پکڑ کی مضبوطی باران کی طرف سے تھی، کہتے ہیں کچھ ہاتھ تب ملتے ہیں جب انکے مالکین کے دل ملنے والے ہوں، زہے نصیب۔

"مجھے اسکے بعد ہاتھ دھونے پڑیں گے"

اس سے پہلے وہ قدم اٹھاتا، دِلارہ نے یاد دہانی کروائی۔

"شاور لے لینا۔ میرا سایہ بھی پڑے گاناں تو ہر طرح کا بچاو ضروری ہے۔ میں بھی ایسا ہی کروں گا"

وہ ثابت کر چکا تھا کہ وہ دِلارہ سے بڑا منہ پھٹ ہے، جبکہ وہ دونوں جیسے ہی اندر داخل ہوئے، باران کے سب دوستوں نے بیک وقت آنے والے ان دو نفوس کو دیکھا جنکو ساتھ دیکھنے کے لیے ہی جیسے اچھے موسم ترتیب پاتے ہوں، وہ سج رہے تھے۔

"اہمم اہمم۔ ہاتھوں کے بندھن سے ہم پہچان تو گئے پھر بھی بتاو باران یہ کون ہے۔ اب یہ مت کہنا تم نے ہم سب کو خبر دیے بنا شادی کر لی"

ایک دوست چھیڑتے سے لہجے میں بولا جبکہ دِلارہ بلکل سنجیدہ تھی، اسے ہر گز کسی تعارف کی ضرورت نہ تھی پر وہ

متجسس تھی آخر وہ کیسا تعارف دے گا، اچھا تو نہیں دے سکتا تھا۔

"ارے جلدی بتاو"

باران نے گردن موڑ کر دِلارہ کو دیکھا اور تبھی ایک آواز اور بلند ہوئی۔

"تم اچھا تعارف دے ہی نہیں سکتے میرا"

وہ پھر سے دِلارہ کی آنکھوں میں جھانکا، وہ اسے جیسے روح تک جھانکتی نظروں میں بسائے ہوئے تھا وہ خطرہ تھیں۔

"گائیز! یہ مسیز باران یلدرم ہے۔ ہمارا ابھی بس نکاح ہوا تو شادی جب بھی ہوئی تم سب کو انوائیٹ ضرور جائے گا"

باران نے دِلارہ کی ساری سوچوں کو غلط قرار دے دیا، وہ خود جتنے انسلٹنگ جواب دے لے پر وہ لوگوں کے بیچ اسے کبھی نیچا دیکھانے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا، سب ہی دِلارہ سے آکر باری باری ملے، لڑکیوں نے ہگ کرے پیار لٹایا جبکہ وہ سارے وقت باران یلدرم کو دیکھتی رہی، خفیف سی نظریں ملنے والے فرد پر ڈالتی پھر سے یقین دہانی کو باران کی طرف۔

"یہ تو چھوٹی سی لگ رہی ہے باران"

اس بار ایک پیاری سی لڑکی نے دِلارہ کی معصومیت دیکھتے اندازہ لگایا۔

"ہاں۔ جب میں یہاں سے گیا تھا، یہ پیدا ہونے کے پراسیز میں تھی۔ چھوٹی ہے پر اب میری ہے"

وہ خفیف سا اسے جتا کر اختتام ڈرامائی محبت سے کر گیا کہ خود دِلارہ کو شک گزرنے لگا کہ یہ واقعی اس آدمی کی ایکٹنگ ہی ہے یا اور کچھ۔

"ارے، تم دو کا کپل پھر بھی ہاٹ ہے۔"

ایک اور کمنٹ آیا، وہ سب خوشگپیوں میں لگے تو دِلارہ نے سب سے ملنے کے بعد اجازت لی اور باہر آگئی، وہ بھی میڈ کو کھانا لگانے کا کہے پیچھے ہی نکلا جہاں وہ اپنی جیکٹ کاوچ پر سے جھک کر اٹھا رہی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

وہ بیقرار سا پیچھے ہی لپکا تو دِلارہ پلٹی۔

"بڑے بابا سے ملنے"

وہ پلٹ کر بولی۔

"ڈنر نہیں کرو گی ہمارے ساتھ؟"

باران جس انداز میں پوچھ رہا تھا، یوں تھا جیسے وہ یہ چاہ رہا ہو، دِلارہ چلتی ہوئی ٹھیک باران کے سامنے آرکی۔

"نہیں۔ مجھے بھوک نہیں۔ تم جاکر انجوائے کرو"

وہ رحم دلی کے موڈ میں تھی پر اب باران رحم سمیٹنے کے مزاج نہ رکھتا تھا۔

"اگر مجھے انجوائے ہی کرنا تھا تو تم کیوں آئی پھر؟ کرو ناں سکون غارت۔۔ بیلی ڈانس نہیں کروانا تھا؟"

وہ گھر آئی مہمان سے بدلحاضی سے سوال کر گیا، جانتی تھی خود بھی ایسا کرتی ہے تو سہنے والے پیمانے کو بھی وسیع کیا۔

"وہ ساری لڑکیاں اب تمہیں "بکڈ ہو" نظروں سے دیکھیں گی۔ اگر کوئی سنگل ہے بھی تو مجھے دیکھنے کے بعد تم پر لائن مارنے سے رہی۔ تو انجوائے تو تم نہیں کر سکتے اب وہ والا۔ باقی ہلکا پھلکا کر لو حق ہے تمہارا"

وہ بڑے مزے سے اپنی فکر ہٹنا بتاتی اسے انجوائے کرنے کی عیاشی تھماتی مسکرائی جبکہ باران امپریس ہوا کہ اتنی سی عمر میں یہ لڑکی اتنا سب سوچ بھی کیسے لیتی ہے۔

"ٹھیک کہا۔ جاو مل لو۔"

وہ اسے عجیب سے انداز میں کہتا پاس سے گزر کر جب کچن ہال کی طرف گیا تو دِلارہ نے اسکے جاتے ہی پھیلتی کلون کی خوشبو ان ہیل کی، اسکی آنکھیں حیرت و صدمے سے پھیلیں۔

"اس نے وہ پرفیوم یوز کی؟۔ یہ تو گیا"

وہ حیرت کو جلد ہی سرور میں بدلتا محسوس کرتی سیڑھیوں کی طرف جب بڑھی تو باران جو میڈ کو کھانے کا کہے واپس جارہا تھا، باقاعدہ گھور کر گیا۔

وہ سیدھی اسماعیل یلدرم کے روم کی طرف آئی اور دروازے کے پاس رکے دستک دی۔

"آجاو"

اندر سے نرم اجازتی آواز بلند ہوئی تو دِلارہ نے اندر قدم رکھے، اسماعیل اسے دیکھ کر کتاب اک طرف رکھے شاک ہوتے اٹھ بیٹھے۔

"دِلارہ تم یہاں؟"

انکی آنکھوں کی تڑپ دِلارہ سے مخفی نہ تھی، وہ مزید قریب آئی، چہرہ ہر احساس سے عاری تھا۔

"میں نے کووفی والی آپکی فرمائش پر کچھ زیادہ بد تمیزی کی تھی۔ میں آپکو بنا کر دے سکتی ہوں اب"

وہ بنا کسی تمہید سیدھا مدعے پر آئی تو وہ بے حد خوبصورت آسودہ مسکرائے۔

"اگر یہ سوری ہے تو میں نہیں پی رہا، اگر یہ ایک بہو اور بیٹی کی طرف سے بوڑھے باپ کے لیے اتنی ٹھنڈ میں فیورٹ عیاشی ہے پھر ضرور پیوں گا"

وہ بھی مسکراتے دوستانہ لہجے میں ڈیل کر اٹھے جسے کچھ دیر سوچنے کے بعد دِلارہ نے قبول کیا۔

"ہاں دوسرے والا"

وہ غیر واضح ہی بولتی تھی پر اسماعیل یلدرم اسی پر کھل سے گئے۔

"پھر تو میں ساتھ کچن میں چلوں گا۔ ویسے میں بہت انٹرسٹنگ بک پوائنٹ پر ہوں۔ کیا تم سننا چاہو گی۔ یہ میری بک بہت فیمس ہوئی تھی۔"

وہ اپنی کتاب بھی ساتھ لے آئے جس پر Author کے ساتھ اسماعیل یلدرم لکھا تھا، وہ چھ بہت فیمس بکس کے

رائٹر بھی تھے، انقرہ کی کچھ بہترین انگلش لیٹریچر بکس کے بانی۔

"سنادیں۔بی نے کہا تھا تمیز سے رہنا۔ منع کروں گی تو بدتمیزی ہو جائے گی۔ ایسا کریں آپ سنا دیجیے گا پھر میں آپکو کووفی بنادوں گی"

وہ جلدی سے بولی، لہجہ اکتایا سہی پر وہ ہنسے کیونکہ انکی لاڈلی کو مجبوراً تمیز کا دامن پکڑنا پڑ رہا تھا جو اسکی ننھی جان پر ابھی سے بہت بھاری دیکھائی دے رہا تھا، دونوں ساتھ ہی روم سے باہر نکلے تھے۔

وہ بیڈ پر نیم دراز لیٹ کر کچھ فائنلائزیشن ورک میں مصروف تھا، بابا نے جو کیش پیمنٹ کی تھی اسے دیکھنے کے بعد عالیان نے اس حویلی کے مالک سے آن لائن ہی رابطہ کیا جو بک چکی تھی مگر عالیان نے اسے چھ فیصد پیسے زیادہ دیے جس پر وہ مان گیا کیونکہ پہلے اونر کو حویلی ابھی کاغذی طور پر کنورٹ نہیں ہوئی تھی۔

روم میں خاصا زیادہ ٹمپریچر تھا تبھی وہ کسی بلینکٹ یا لحاف کے بنا لیٹا تھا جبکہ نازلی کے ساتھ کافی وقت گزارنے کے

بعد ایدا روم میں آچکی تھی، نازلی کو سب بتا کر وہ پر سکون تھی کہ اب نازلی مزید گل خانم سے بعث نہیں کریں گی۔

ایدا نے چینج کیا اور آکر بستر میں گھستی پیر لحاف کے اندر کرے کچھ دیر ٹیک لگا کر بیٹھی سوچوں میں ڈوبی رہی پھر نظریں سائیڈ میز پر رکھے اپنے فون پر ڈالتے آگے کو سرک کر اس نے فون اٹھا کر عالیان کے نمبر کو اوپن کیا۔

"کیا وہ جاگ رہے ہوں گے؟"

ایدا نے اسکی چیٹ کھولتے وہ ہارٹ ری ایکٹ دیکھ کر دھیمی مگر خوبصورت سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر سوچا پھر کچھ دیر بعد اس نے میسج ٹائپ کیا۔

"کیا آپ جاگ رہے ہیں؟"

ایدا نے میسج لکھ کر بھیجا جسکے نوٹیفیکیشن ساونڈ پر عالیان نے کام پر سے فوری توجہ ہٹا کر اپنے پاس ہی ہاتھ کی پہنچ میں رکھا فون اٹھایا، ایدا کے نام کو دیکھتے ہی عالیان نے لیپ ٹاپ دوسری طرف رکھتے زرا اٹھ کر بیٹھتے تکیے سیدھے کیے ٹیک لگائی۔

"ہاں میں جاگ رہا ہوں۔ بتاو کیا ہوا۔ سب ٹھیک ہے؟"

اسکے فوری آتے جواب میں بے پناہ فکر رقصاں تھی، وہ کیونکر نہ فدا ہوتی۔

"سب ٹھیک ہے عالیان۔ بس پوچھنا تھا مجھے کب لے کر جائیں گے۔ میرا مطلب کتنے دنوں تک۔۔ کل پرسوں سے گھر میں شادی کا ماحول ہو جائے گا۔ پھر تو میرے لیے گھر سے نکلنا بہت مشکل ہو گا۔ یہ سب کس طرح ہو گا۔ مجھے آپ پر بہت یقین ہے پھر بھی میں پریشان ہوں۔"

وہ اندر سے ڈری تھی تبھی اپنی کیفیت سچ سچ بتا بیٹھی جبکہ عالیان کے چہرے پر بھی سنجیدگی آ ٹھہری، عالیان نے میسج لکھا۔

"میں تمہیں کال کر لوں؟"

وہ عالیان کی اجازت پر فکر کے باوجود نرم رشک بھرا مسکرائی۔

"جی کر لیں"

فوری جواب آیا، ساتھ ہی عالیان کی کال آئی جسے ایدا نے فوراً اٹھا کر فون کان سے لگایا، اسکے دل کی دھڑکن سیدھی اس پار لی جاتی اک گہری سانس سے جا جڑی۔

"وہ مہمت سلمان کل شام تک اپنے گھر والوں کے ساتھ مسدور حویلی آکر تم سے شادی سے انکار کر دے گا پوری امید ہے ورنہ میں تمہیں چھپ کر اٹھا لے جاوں گا۔ ویسے اگر وہ گدھا انکار کر دیتا ہے اسطرح ہمیں کچھ وقت مل جائے گا۔ باقی میں نے اپنے وکیل سے اس پراسیس کے بارے بات کی ہے شام میں۔ کل وہ مجھے پراپر لیگل طریقہ کار کے بارے بتائے گا کہ کس طرح تمہارے گارڈین کی

یہ تبدیلی ممکن بنائی جاسکتی ہے۔اس وقت تمہاری گارڈین گل خانم ہیں۔ سو مجھے بننے کے لیے کچھ کنڈیشنز بتائے گا کل وکیل"

وہ اسکی نیند میں ڈوبی تھکی آواز سن رہی تھی، وہ کیا کہہ رہا تھا یہ سب تو کہیں بعد میں آتا، اسے عالیان کی آواز اور لہجے میں پریشانی محسوس ہو رہی تھی۔

"آپ پریشان ہیں؟"

ایدا نے فوراسے پوچھا، وہ کیسے بھانپ گئی حالانکہ عالیان نے توسائے تک سے چھپا رکھا تھا۔

"میں بس فکر مند ہوں کہ بابا اور ابراہیم انکل کی وجہ سے جو تم ان لوگوں کے ہتھے لگ گئی، خیر خیریت سے واپس ہم تک پہنچ آو اور بابا کو اسکا احساس ہو کہ وہ بھی تمہاری زندگی کو قید بنانے میں تمہارے ددھیال کی طرح قصوروار ہیں۔ بس اور کوئی پریشانی نہیں"

عالیان نے اسے اپنی طرف سے بھرپور بے فکر کیا، وہ خوش تھی کہ اسکے پاس عالیان نام کا سہارہ ہے۔

"میں کل آپکے جانے کے بعد کزن گارڈین پر سرچ کی تھی، اگر آپ میرے گارڈین بن جاتے ہیں تو میرے

بحاف پر میری لائف کا ہر فیصلہ آپ کر سکیں گے۔ جیسے اس وقت گل خانم کرتی ہیں"

وہ یہ سب جس تحت کہہ رہی تھی وہ عالیان سمجھ گیا پر ابھی وہ کچھ اور کہنا اور سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

"بے فکر رہو۔ میں تمہارے لیے جو بھی فیصلہ لوں گا تمہاری مرضی سے ہو گا ایدا۔ ساری فکریں مجھے دے کر سکون سے سو جاو۔"

وہ اسے ہر طرح کمفرٹ دینا چاہتا تھا پر وہ تو اس سے بات کرنے میں ہی آرام محسوس کر رہی تھی۔

"آپ سچ میں ٹھیک ہیں؟"

وہ نجانے کیوں فون بند کرنے پر مطمئین نہ ہوئی۔

"کل گھر سے نکل سکتی ہو تھوڑی دیر کے لیے؟"

وہ اسکے سوال کو سائیڈ کرے خود پوچھنے لگا۔

"جی کرلوں گی مینج۔۔۔بتائیں کہاں آوں؟"

ایدا نے جلدی سے جواب دیا۔

"میری زندگی میں"

وہ شدت سے یہ جواب دینا چاہتا تھا پر اف اس شخص کی بے بسی، اسکی اصل پریشانی یہی تو تھی کہ جب تک وہ ایدا کا

گارڈین رہتا، وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا تھا، جب سے وکیل نے اسے یہ بتایا وہ زیادہ اذیت میں تھا، اور گارڈین بنے بنا وہ ایدا کو اس حویلی سے نکال نہیں سکتا تھا، اگر اسے اٹھوا لیتا تو وہ مسدور حویلی کے لوگ اسے تا عمر بھاگی لڑکی مانتے اور یہ اذیت حورے کے ساتھ اسکا ہر اپنا سہہ چکا تھا، یہ والی رسوائی وہ مر کر بھی ایدا کو نہیں دے سکتا تھا، عالیان کی آنکھیں سرخ سی ہو گئیں بس اس بے بسی پر کہ وہ اسے کہہ نہیں سکتا وہ اسے کتنی پیاری ہے، پر وہ یہ بھی جانتا تھا کچھ لوگوں کے مقدر میں محبوب کی بس حفاظت درج کی جاتی ہے۔

"میں تمہیں تمہاری حویلی کے کچھ پاس سے پک کر لوں گا۔ میسج کروں گا۔ باہر آجانا"

عالیان کی آواز لمحہ بہ لمحہ بھاری پڑی، ابھی ایدا نہیں جانتی تھی کہ وہ کس پریشانی میں ہے۔

"میں آجاوں گی۔ آپ نے کھانا کھایا؟"

وہ بات کرنا چاہ رہی تھی یہ اسکے سوال سے عالیان نے محسوس کیا۔

"ہاں کھالیا۔ باران کے کچھ دوست آئے ہیں ڈنر پر تو میں نے بابا کے ساتھ زرا جلدی کر لیا۔ تم نے کیا ڈنر؟"

وہ بھی نرمی سے پوچھنے لگا۔

"تھوڑا سا۔ بھوک نہیں تھی۔ گل خانم نے hala پر بہت غصہ کیا کیونکہ وہ میرے حق میں بولیں۔ انکو کہیں سے پتا لگا کہ یہ لوگ میرے بدلے مہمت کی فیملی سے زمین لے رہے ہیں۔ پھر میں شام سے اب تک hala کے ساتھ رہی۔ تسلی دی انکو کہ آپ مجھے لے جائیں گے جلد۔ میں نے انکو کہا میں انکو بھی پھر اس جہنم سے لے جاوں گی"

وہ جلدی سے اپنی اداسیاں بانٹنے لگی جبکہ نازلی کی ہمت پر عالیان اور دکھی ہوا، لیکن خوش بھی کہ اس حویلی میں کوئی تو ایدا کے ساتھ بھی ہے۔

"ہم نازلی کو لے آئیں گے وہاں سے تم فکر مند نہ ہو۔ آزاد یلدرم کو جانا نہیں چاہیے تھا۔ انکی بہت ضرورت تھی اس وقت، وہ مجھ سے زیادہ بڑے نہیں تھے، ہم چچا بھانجے سے زیادہ بھائی جیسے تھے، آئی مس ہیم آلاٹ۔۔۔ نازلی کی ہمت کو سلام ہے وہ اتنے سالوں سے خود کو سنبھالے ہوئے ہے۔ تمہیں انکے لیے ضرور سٹیپ لینا چاہیے اگر وہ تمہارا اتنا خیال کر رہی ہیں۔ مجھے خوشی ہے تم محبت کا بدلہ محبت و خلوص سے دینے والی ہو۔ تمہیں پتا ہے ایسے لوگوں کو اللہ محبوب رکھتا ہے جو اسکی مخلوق پر مہربان ہوں"

وہ مہربان تو تھی ہی پر وہ جانتی تھی ایسے ہر درجے میں یہ شخص اس سے کہیں زیادہ آگے ہے۔

"مجھے آپکی فکر ہو رہی ہے"

وہ شاید اسے اداس برداشت نہ کر سکی تھی۔

"میری فکر کیوں ایدا؟"

وہ بھی متفکر ہوا۔

"جب کوئی بہت قریبی ہمیں یاد آئے تو ہم اداس ہو جاتے ہیں، ایسی اداسی جو اترنے کے لیے کسی کا کندھا یا مٹنے کو کسی کا آسودہ سینہ مانگتی ہے۔ میں نے جیسے سر رکھا تھا، آپ کے

پاس کوئی نہیں ہو گا ناں اس وقت۔ بابا جاگ رہے ہیں آپکے تو انکے کندھے پر سر رکھ لیں ناں"

وہ نرم سا مسکرایا پھر جیسے آنکھیں دھندلانے لگیں، وہ اسکی فکر کے لیے جیسے ترسا ہوا آدمی تھا۔

"یہ حکم ہے یا ریکوسٹ؟"

ایدا اسکی مزید بھاری آواز پر دکھی ہوئی۔

"کیا فوری مانیں گے؟ حکم یا ریکوسٹ؟"

وہ سارے فیصلے اس شخص پر چھوڑ گئی جسکے بس سے سب ریت سا نکلتا جا رہا تھا۔

"تم جو کہو وہ حرف مقرر ہے ایدا۔"

وہ پھر سے نہ کہہ سکا، اٹھ کر پیر نیچے زمین پر اتارے۔

"حکم"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مسکرائی۔

"تو بس حکم ہے کہ جا کر تھوڑی دیر بابا کے پاس
بیٹھیں۔ کچھ نہ کہیے گا بھلے۔ بس کچھ دیر اکیلے مت رہیے
گا۔"

وہ اسے حکم پر حکم دیتی گئی اور وہ سر خم کیے تسلیم کرتا گیا۔

"جارہاہوں۔جب تک اداسی ختم نہ ہو جائے انکے پاس رہوں گا۔اب تم پر سکون ہو؟"

وہ کیا بتاتا کہ وہ بابا کے پاس اور بے چین ہو جاتا ہے، انکی ستم گری اسے مارنے لگتی ہے پر ایدا کے لیے وہ یہ کرنے پر بھی راضی ہو گیا۔

"جی۔میں کل آپکے میسج کا انتظار کروں گی۔گڈ نائیٹ"

ایدا نے اسے انس بھرے لہجے میں کہتے ہی کال کاٹ دی اور عالیان نے فون واپس میٹرس کی طرف جھک کر رکھا اور بالوں میں ہاتھ پھیرے جوتے پہنتا ہوا کمرے کا دروازہ

کھولے باہر نکلا، اسے بابا کی آواز کچن ہال سے آئی تو وہ سیدھا وہیں بڑھا اور آگے کا منظر جناب کے لیے سچ میں اداسی بھگانے سا تھا۔

کچن میں دِلارہ تھی جو کوووفی بنا رہی تھی جبکہ اسماعیل یلدرم وہیں کچن ہال لاونج میں کاوچ پر بیٹھے اسے اپنی ہی لکھی بک سے کچھ جملے پڑھ کر سنا رہے تھے اور دِلارہ مجبوراسننے پر لگی تھی، کیا کرتی تھوڑی سی مہربان ہوئی تھی تو اب بھگتنا پڑ رہا تھا۔

"یہ میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔ دو دشمن ملکوں کے سپاہیوں سے لوگ ایک ساتھ۔ اور دِلارہ یہ مت کہنا تم یہ کووفی ان موصوف کے لیے بنا رہی ہو؟"

عالیان کی حیرت دیدنی تھی، اسماعیل نے بک سے دھیان بھٹکاتے اک گھورتی نظر اپنے بیٹے پر ڈالی جیسے کہہ رہے ہوں کہ نظر لگائے گا کیا۔

"ہاں بدقسمتی سے"

دِلارہ نے مسکینیت سے کندھے اچکائے تو عالیان مسکراتا ہوا اسکے ساتھ ہی آکر رکا۔

"بابا ویسے کسی معصوم جان کو اتنا مجبور نہیں کرتے۔ یہ کاووفی بہت بے بس ہو کر بنا رہی ہے صاف لگ رہا۔ ہے ناں؟"

عالیان کو اللہ موقع دے زخم کریدنے کا۔

"میں بور ہو رہی تھی سوچا انکی کووفی کی حسرت پوری کر دوں۔ آپ بھی پیئں گے؟"

دِلارہ نے عالیان کی طرف دیکھتے پوچھا اور اس سے پہلے وہ سر ہلاتا، دِلارہ نے بیٹ ہوا مگ عالیان کی طرف بڑھایا جس میں بس دودھ ایڈ کرنا تھا۔

"لیں انھیں ملک ایڈ کر دیں۔ آپکو میں اور بیٹ کر دیتی ہوں۔"

دِلارہ کہہ کر کیبنٹ کی طرف گئی تا کہ دوسرا مگ لائے اور اس بیچ ان باپ بیٹے نے صدمے سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ دِلارہ سے ایسی تمیز و نرمی آج تک کسی نے نہ پائی تھی۔

"تم ہماری عادتیں بگاڑ دو گی دِلارہ"

وہ اسے ایک دوسرا مگ لا کر پاس ہی رک کر سپون بھر کر کووفی ڈالنے سے پہلے عالیان سے پوچھنے کو رکی جبکہ اسکی بات کا جواب بھی دینا ضروری تھا۔

"میں عادتیں نہیں بگاڑوں گی۔ ایک دن میں عادت نہیں ڈیولپ ہوتی۔ آپ بتائیں سٹرونگ کووفی یا نارمل؟"

دِلارہ نے اپنا سوال، اسے تسلی دینے کے بعد ہی دہرایا۔

"سٹرونگ بنادو"

عالیان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر اجازت دی تو وہ نرم گیں سا مسکرا کر براون شکر ایڈ کرے بھی پوچھنے کو

اسکی طرف دیکھنے کور کی جس نے شگر کی سپون بھی بھر کر ڈالنے کا کہا، جبکہ اسماعیل یلدرم یوں دِلارہ کو پہلی بار گھلا ملا دیکھ کر یہی امید کر رہے تھے کہ انہوں نے یہ فیصلہ کر کے بہت اچھا کیا۔

دِلارہ کی بنائی کووفی تو اک بہانہ تھی، اصل میں اسماعیل یلدرم اسے نارمل ہوتا دیکھنا چاہتے تھے، عزیزے بھی اسماعیل یلدرم کو کال کر رہی تھیں کیونکہ دِلارہ کو دیکھے بنا چین ہی نہ آرہا تھا۔

"بھائی۔ وہ ٹھیک ہے؟ اس نے کچھ کہا تو نہیں۔ کوئی مسئلہ تو کھڑا نہیں کر رکھا۔ مجھے بہت فکر ہو رہی ہے"

عزیزے کی کال اٹھاتے ہی انکی پریشانی پر اسماعیل یلدرم گہرا مسکرائے کیونکہ وہ کووفی عالیان کو دے چکی تھی جو اسے پی کر ریوو دے کر امیپریس ہو رہا تھا اور اسکے بدلے دِلارہ کی وہ مسکراہٹ جیسے اسماعیل یلدرم کو اپنی ریاضت کا ثمر لگا۔

"بے فکر رہیں، وہ بہت پر امن ہے اندر سے، شور بس اسکے باہر تک محدود ہیں۔ آپ یہاں ہوتیں تو حیران ہو جاتیں کہ وہ کیسے مسکرا رہی ہے۔ کووفی بھی بنا کر دی مجھے اور عالی کو۔"

عزیزے کی ساری پریشانی یہ سنے زائل ہوئی، دل سکون سے بھر گیا کہ انکی دِلارہ سچ میں بہت بڑے دل کی مالک ہے۔

"اللہ کا شکر ہے ورنہ مجھے پریشانی ہو رہی تھی۔ وہ وہاں رکے گی تو مجھے یہ کہنا ہے اکثر رات کو گہری نیند سے ڈر کر اٹھ جائے تو پھر دوبارہ سو نہیں پاتی۔ کیا آپ اسے رات کو اٹھ کر ایک دوبار دیکھ لیں گے بھائی؟"

عزیزے کی تمہید میں بے پناہ پیار تھا، جو وہ دِلارہ سے کرتی تھیں اور باران سے یوں جڑے وہ ویسے ہی انکو پہلے سے زیادہ پیاری ہو گئی تھی۔

"میں ضرور دیکھ لوں گا۔ آپ مطمئین رہیں۔ وہ اپنوں کے بیچ محفوظ ہے آپا۔ سکون سے سوئیں"

اسماعیل صاحب نے انھیں بھرپور مطمئین کیا تو عزیزے اب شاید سو پاتیں جبکہ یہاں اسماعیل یلدرم نے کال بند کی وہیں کچن ہال میں باران داخل ہوا تو سامنے کا منظر اسکی آنکھوں کو بھی مبہوت کر گیا، جب عالیان وہیں کچن کاونٹر کے پاس کھڑا دِلارہ کو پھولوں سے بنی چائے دیکھا رہا تھا جس میں تیرہ قسم کے پھولوں کی پتیاں سوکھائی گئی تھیں، باران کی آنکھوں میں موجود حیرت کسی سے مخفی نہ تھی۔

"چلے گئے تمہارے دوست؟"

بابا کے مخاطب کرنے پر وہ جو دِلارہ کو دیکھ رہا تھا، گردن انکی طرف موڑ گیا البتہ دِلارہ اور عالیان بھی متوجہ ہوئے۔

"جی۔ کھانا کھلا کے بھیج دیا۔ موڈ بدل گیا ورنہ وہ تو جان نہ چھوڑتے۔ کہا کہ سر درد ہے تبھی مانے"

وہ بابا کے ساتھ ہی آکر بیٹھا، بار بار نظریں دِلارہ پر جا رکیں جو شاید خود کو اس فیملی کی پرائیویسی میں اضافی سمجھ رہی تھی تبھی وہ ٹی گلاس پاٹ اپنی جگہ رکھے کچن سے جانے لگی جب اسکے سر درد کا سنے رکی۔

"سر درد پھر شروع ہو گیا۔ لو کووفی پیو۔ دِلارہ نے بنائی ہے۔ پر نہیں تم کیفین سینسیٹیو ہو۔ بہت کم مقدار والی پیتے ہو۔ یہ سٹرونگ ہے۔ چائے بنوا دوں"

عالیان نے قریب رکتے اسکا ماتھا چھوا تو دِلارہ کے چہرے پر بھی فکر آ رکی، اسماعیل بھی ناراضگی زرا بھولتے نظر آئے۔

"اسے کہیں میرا دماغ کھائے، شاید آرام آ جائے"

دِلارہ کے چہرے پر ہزاروں رنگ لہرائے جب باران نے اسکا حوالا دیا جس پر اسماعیل اور عالیان نے بیک وقت دِلارہ کو دیکھا جو گھبرا کر کچن ہال سے نکل گئی، اس نے سوچا نہیں

تھا وہ اتنی جلدی بھاگ جائے گی، وہ واپس جانے کا فیصلہ کرے بنا کسی کو بتائے باہر آ گئی تو خود کو کوسا کہ اسکارف اور جیکٹ کے بنا نکل آئی ہے، اور باہر اتنی ٹھنڈ تھی کہ دِلارہ کو لگا لہو جم سا گیا ہو۔

"جا و دیکھو کہاں گئی۔ ہم اپنے اپنے تم سے حساب کسی اور وقت رکھتے ہیں"

اسماعیل یلدرم نے اسکا شانہ تھپک کر تاکید کی تو وہ سر ہلاتے مسکرایا اور اٹھ کر دِلارہ کے پیچھے ہی گیا جبکہ اسکے جاتے ہی پیچھے بچ چکے بچے نے بابا کے ساتھ جگہ سنبھالی اور کسی کی تاکید پر عمل کرتے اپنا سر اسماعیل یلدرم کے کندھے پر

رکھا تو وہ خوشگوار حیرت میں ڈوبے کہ اس ناراض و نالاں بچے نے انکے کندھے کو سر رکھنے لائق سمجھا ہے تو یہ چھوٹی بات نہیں۔

باران باہر آیا تو ملازمہ نے بتایا وہ باہر نکلی ہے تبھی اسکی جیکٹ اور اسکارف جھک کر کاوچ سے اٹھائے وہ بھی باہر نکلا جہاں وہ پورچ شروع ہونے سے پہلے بنی راہداری پر کھڑی پھولوں کی قطاروں کو دیکھ رہی تھی، وہ ٹھنڈ لگنے پر اپنے ہاتھوں سے بازوؤں کو سہلا رہی تھی جسے دیکھتے وہ اس تک پہنچا اور دِلارہ کی جیکٹ اسے پہنائی، وہ گھبرا کر پلٹی تو بنا اسکے بولے بنا باران نے اسکا اسکارف اچھے سے اسکے سر اور

کانوں کے گرد لپیٹ کر اوڑھایا حالانکہ وہ خود باہر یونہی نکل آیا تھا۔

"تم واپس جا رہی ہو؟"

دِلارہ نے اس سے یہی سوال امید کیا تھا۔

"میں کچھ مختلف سوچ کر آئی تھی۔ اب رکنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی۔ تمہاری انجوائمنٹ کے رنگ میں بھنگ ڈال دی۔ کووفی بھی بنا دی بڑے بابا کو۔ یہی مقاصد تھے۔ سو پورے ہو گئے تو مجھے نہیں لگتا پرائی جگہ رات گزارنی چاہیے"

وہ اصولی انداز میں بولی کہ یہی مناسب بھی تھا جبکہ باران کی نظریں گہرائی سے دِلارہ کے تاثرات کو جانچنے میں لگی تھیں۔

"لیکن اس وقت موسم کچھ خراب لگ رہا ہے۔رات بھی ہو گئی کافی تو میرا نہیں خیال تمہیں اس وقت جانا چاہیے۔انے بھی پریشان نہ ہو جائیں یکدم۔"

باران نے اسکی ناک دیکھی جو ٹھنڈ سے گلابی ہو رہی تھی جبکہ جیکٹ کے باوجود وہ کانپ رہی تھی۔

"لیکن میں رک کر کیا کروں گی۔ بور ہو رہی ہوں۔ کچھ کرنے کو بھی نہیں ہے"

وہ اسکی الجھن پر مسکرایا اور وہیں راہداری میں بیٹھ کر باران نے کچھ پیرس سے لا کر یہاں لگائے گئے پھول جو خاص خوشبو رکھتے تھے، اتارے، دِلارہ بڑی دلچسپی سے باران کو دیکھ رہی تھی، وہ مٹھی بھر کر وہ گلابی پھول توڑ کر اٹھا اور دِلارہ کی طرف بڑھائے۔

"انکی پرفیوم بنا کر دو گی؟"

وہ آئبرو اچکائے گھوری۔

"یہ ایگزاٹک الرجک پھول ہیں۔ کوفین سینسیٹیو والوں کے لیے ٹھیک نہیں۔ سانس کا ایشو ہو سکتا ہے اور ہاتھ پیر بھی کانپ سکتے ہیں۔"

دِلارہ نے اسکے ہاتھ سے وہ پھول کھینچے تو باران نے اپنے ہاتھ کو کھول کر ہتھیلی دیکھی وہ سرخ ہو گئی، پھر گھبرا کر اس نے دِلارہ کو دیکھا۔

"اسکا علاج ہے کہ تشریف لے جاو اندر۔ یہاں ٹھنڈ ہے۔ تم جتنے بڑے ہو اتنے نازک ہو۔ پھر کہو گے تمہاری شان دار جنڈر کا مزاق اڑا رہی ہوں لیکن مرد نازک سے ہرگز اچھے نہیں لگتے۔ جاو بھی"

وہ اسے وہیں کھڑا دیکھے وہ فضول کے پھول وہیں پھینکتی گھوری جنکی بس خوشبو اچھی تھی، کام کاج سارے خطرناک تھے۔

"تم ہمیشہ ڈانٹتی کیوں رہتی ہو۔ نہیں جارہا اندر۔"

باران نے ہاتھ مٹھی کی صورت کس لیا پر قسم کھائی تھی کہ بات نہ مانے گا۔

"مت جاو۔ کھڑے کھڑے اپنے پورے لال ہونے کا ویٹ کرو پھر"

وہ بھی بے نیازی سے کہہ گئی کہ ڈھیٹیوں کی منتیں کرنا اسے ہر گز پسند نہ تھا۔

"واٹ۔۔۔میں جارہاہوں۔تم سچ میں نہیں آرہی؟"

باران نے زرا خفیف ساڈرتے قدم موڑے تو اسے سردی میں ٹھٹھرتی دِلارہ کا خیال جکڑ گیا۔

"آرہی ہوں"

وہ بھی یہاں جمننا نہیں چاہتی تھی تبھی بیزارگی سے کہے قریب آئی تو دونوں ساتھ اندر واپس گئے،باران نے ڈور بند کر دیا،دِلارہ نے اندر کی گرم فضا کو محسوس کرتے اپنا

اسکارف کانوں اور سر سے نیچے سرکایا تو دونوں کی آنکھیں لحظہ بھر ملیں۔

"دِلارہ، آو بچے تمہیں تمہارا روم دیکھاوں۔"

عالیان بابا کو روم میں پہنچائے باہر آیا کیونکہ دِلارہ کو روم میں پہنچانے کی اسماعیل نے اسی پر ڈیوٹی لگائی، وہ نرم سنجیدگی کے ساتھ عالیان کی طرف چلی گئی جبکہ باران نے گھور کر عالیان کو دیکھا پر بے بس ایسا کہ کچھ کہہ نہ پایا۔

"اسکا روم تو ٹیکنیکلی میرا کمرہ ہوا ناں بھا، آپ کہاں لے کر نکل رہے؟ اسے خود احساس نہیں کہ سسرال یہ اسکا بنا

کس انسان کی وجہ سے ہے۔ چلیں کمرہ دیکھانا بھی ہے تو مجھے دیکھانا چاہیے"

بہت کوشش کی تھی باران نے زبان بند کرنے کی پر وہ ان دونئے نئے بنے بہن بھائیوں کی الفت پر چڑ گیا تو پیچھے سے شکائتی انداز میں پکارا، دونوں بیک وقت پلٹے اور ساتھ اس ٹچی آدمی کو گھورے۔

"مجھے تمہارے کمرے کے پاس سے بھی نہیں گزرنا۔ اور تمہیں کمرہ دیکھانے کی ضرورت نہیں جا کر بستر میں گھسو اور دوبارہ ان پھولوں سے بچ کر رہنا۔ اوپر سے ننگے پیر ماشاء اللہ۔ چلیں عالیان بھائی"

دلارہ نے منہ پھاڑ انداز میں باران کو جواب دیا یہ الگ بات اسکے لفظوں پر غور کیا جاتا تو فکر و پریشانی چھلک رہی تھی اور آگے نکل گئی جبکہ عالیان نے رک کر باران کے بسورے منہ کو دیکھے بہت کوشش کی ہنسی روک سکے پر جو سچویشن تھی اس حساب سے قہقہہ روکنا دوبھر ہوا جبکہ باران نے زچ انداز میں بھا کی سلپ ہوتی ہنسی پر چڑ کر دانت دیکھائے اور خود بھی اپنے روم کی طرف لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

"یہ بچارا تو سو سال ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر چلا کاٹے تب بھی دِلارہ قابو نہیں آئے گی، اب اسے کون سمجھائے

لڑکیاں نرمی کی قائل ہوتی ہیں۔ پھر دِلارہ جیسی تو آفکورس ایکسٹر الاڈو نرمی کی قائل ہوتی ہیں۔ لگتا ہے بابا کے نصیب میں ہم دونوں بیٹوں کی خوشی نہیں ہے۔"

محترم عالیان صاحب منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے بھائی سے غائبانہ احساس ہمدردی جتا کر خود بھی پیچھے ہو لیے جہاں دِلارہ کو بابا کے بتائے روم تک پہنچائے وہ رکا تو وہ بھی رک گئی تھی۔

"یہ روم تمہارے لیے کہا بابا نے۔ کیوٹ سا ہے تو انھیں لگا تمہیں اچھا لگے گا۔ پر سکون ہو کر سونا۔ یہ تمہارا گھر بھی ہے۔ اور ہاں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو کچن ہال کے

ساتھ روم میں میڈ ہو گی اسے جگا سکتی ہو۔ اب آرام کرو۔ میں بھی وہ سامنے روم میں ہوں۔"

دِلارہ نے عالیان کی تاکید پر فرمانبرداری سے سر ہلایا جس پر عالیان نے مسکرا کر اجازت لی جسکے بعد دِلارہ روم کا ڈور کھولے اندر داخل ہوئی۔

بہت ہی لائیٹ انڈیگو کلر تھیم کے ساتھ وائیٹ کمبو کے ساتھ وہ کمرہ واقعی دِلارہ کو اپنی شان کے مطابق لگا، ڈور آگے کرتی وہ اپنا اسکارف اور جیکٹ اتار کر ہینگ کرے جا کر میٹرس پر بیٹھی اور پھر وہیں سر پیچھے گراتے لیٹی، اسکی نظریں اس سفید ہیرے موتیوں کی مانند چمکتے فانوس پر جا

جمیں، وہ کیا سوچ کر آئی تھی کہ باران یلدرم کا سکون اور چین غارت کرے گی پر آج شاید وہ تھک گئی تھی، صبح اور دنکو اس نے بہت زیادہ ستا لیا تبھی یہ دِلارہ کی طرف سے دی گئی رات کی وہ عنایت تھی جو باران کو زیادہ بے چین کر رہی تھی۔

عالیان نے اپنے روم میں جانے سے پہلے زرا دل جلے بھائی کی خبر لینے کو اسکے کمرے میں جھانکتے سر اندر کیا تو وہ بھی آدھے میٹرس پر عمودی انداز میں لیٹا تھا اور پیر نیچے قالین پر رکھے تھے۔

"اسے نرمی سے ہینڈل کرو"

عالیان کی پکار پر وہ نا صرف اٹھا بلکہ بینڈ ہو کر اٹھے اپنی بازو کے سہارے سر ٹکائے، دروازے میں کھڑے عالیان کو دیکھنے لگا۔

"مجھے آپ اور بابا کرنے دیں گے تو ناں۔ ایک کووفی بنوا رہا ہے اس سے دوسرا کمرہ دیکھا رہا ہے۔ حالانکہ اسے کووفی بھی میرے لیے بنانی چاہیے تھی اور کمرہ میں میرا یوز کرنا چاہیے تھا"

وہ جیلس نہیں لگ رہا تھا پر ٹپا ہوا ضرور تھا، عالیان پورا روم میں گھسا پھر مشکوک انداز میں اپنے بھائی کے دو دن میں ہی بدلے بدلے رنگ ملاحظہ کرنے لگا۔

"تم مجھ سے اور بابا سے جیلس ہو رہے ہو؟"

عالیان نے اسکے چہرے سے جو اخذ کیا فٹافٹ بول دیا، باران اٹھ بیٹھا، کھڑا ہو گیا۔

"میں کیوں جیلس ہونے لگا؟"

وہ تن کر سامنے آ گیا، امبر آنکھیں کچھ تو چھپا رہی تھیں اور تبھی عالیان کی نظر اصل فساد پر جا پڑی، باران کے ڈریسنگ میز پر رکھی دیکھی بھالی پرفیوم، وہ جلدی سے ڈریسنگ کی طرف بڑھ کر وہ پرفیوم اٹھا کر دیکھنے لگا، باران نے پیچھے ہی لپکتے عالیان کے ہاتھ سے پرفیوم چھپٹی۔

"بھامیری چیزوں کو مت ہاتھ لگایا کریں"

وہ اریٹیٹ ہوا پر عالیان آگے سے اسکی دونوں گالوں کو پکڑ کر جیسے مڑور گیا، باران کا منہ سا بنا۔

"ادھر پرفیومز کے تبادلے بھی ہو گئے اور خبر بھی نہ ہوئی۔ آہاں۔۔ اور باہر لڑ مر کر شو کیا جا رہا ہے کہ تم دو جانی دشمن ہو۔۔۔ وہ تمہارے لیے آئی تھی ناں ورنہ اتنے سال بابا منتیں کرتے رہے، اس نے کبھی اس گھر کیا گلی کا رخ نہ کیا۔ اور اب یہ پرفیوم۔۔ تمہارا اسے یوز کرنا۔ پھر اب یہ جیلسی۔۔۔ آثار تو بہت برے ہیں چھوٹے"

عالیان کا اک اک لفظ گویا باران کا سر گماتا چلا گیا، یہ آدمی کیا کیا خرافات سوچ چکا یہ جان کر باران نے جھرجھری لی۔

"ویٹ آمنٹ۔۔ایسا کچھ نہیں ہے بھا۔میری عقل اتنی بھی مفلوج نہیں ہوئی کہ میں اسکے بارے سیریس ہونے کا سوچوں بھی"

باران نے بھائی کو بریکیں لگانے کی تنبیہہ کی اور صاف صاف غلط فہمی سے نکالا۔

"پر ان معاملوں میں سیریس تو دل سے ہوا جاتا ہے۔عقل کا کیا کام بیٹے"

عالیان کی مسرور بات باران کو ساکن کر گئی پھر اگلے ہی لمحے اس نے اپنی سرزنش کرے خود کو اکسایا کہ یہ آدمی ضرور بابا کا ایجنٹ ہے اس وقت اور اسے دِلارہ کی طرف راغب کرنے کے لیے ہر طرح اکسا رہا ہے۔

"آپ نکلیں اور جا کر ایدا اور اپنے لیے یہ سب سوچیں۔ مجھے ایسی واہیات دل نامی باتوں میں الجھانے کی کوشش بھی کی تو ناک پھوڑ دوں گا آپکی۔۔ نکلیں بڑے آئے مجھے اکسانے والے۔ مر جاوں گا پر اس کے لیے دل میں فیلنگز پیدا نہیں ہونے دوں گا"

وہ بہت بڑا دعوی کر رہا تھا اور عالیان کو تو یہ ابھی سے جھوٹ لگا تبھی تو وہ پر سکون تھا، ڈھیٹائی سے گہرا پر اسرار مسکرا رہا تھا۔

"لکھ کر دے"

عالیان نے فوراً سے سائیڈ ڈرا اوپن کرتے ڈائری اور پین نکال کر اسے کھولا اور پین کا کوور اتار کر باران کے ہاتھ سے پرفیوم لے کر میٹرس پر پھینکتے دیا جسے عالیان کی دماغی حالت یہ سب کرتے کھسکی لگی۔

"کیا لکھ کر دوں؟"

باران ناسمجھی سے پین اور ڈائری پکڑ تا بڑبڑایا۔

"لکھو کہ تم کبھی دِلارہ کے لیے دل میں فیلنگز پیدا نہیں ہونے دو گے۔ آج کی ڈیٹ بھی لکھو ساتھ۔"

عالیان نے جیسا کہا وہ لکھنا لگ تو بہت آسان رہا تھا، باران نے تنگ آکر لکھ بھی دیا پر جب خود وہ تحریر پڑھی تو بے قراری سے عالیان کا منہ تکنے لگا جس کے ہونٹوں پر اک گہری شوخ مسکراہٹ گھلی تھی۔

"اب میں تمہاری کہی بات پر یقین کر لیتا ہوں۔ چلو دیکھتے ہیں اس لکھے پر کب تک عمل ہوتا ہے میری ننھی سی جان

سے۔ویسے جو تم نے مجھ سے کمرے سے جانے کا کہا۔ایک نمبر کے بد تمیز، بد لحاظ اور گدھے ہو تم۔جا رہا ہوں۔ناراض ہو کر۔اب جب تک مناو گے نہیں، جلی کٹی ہی سناوں گا۔اور ہاں اٹھارہ سال کا حساب جو میں نے سائیڈ کر دیا تھا اب واپس پکڑ لیا۔ہنہ نکما۔۔۔"

عالیان اسے الجھنوں کے سمندر میں غوطہ زن کرتا معصوم سی ناراضگی جتاتے کمرے سے گیا تو باران نے وہ لکھی تحریر اک بار پھر پڑھی، اسے پہلی بار اپنے ہی لکھے لفظوں سے عجیب سا خوف آیا، اس نے وہ صفحہ ڈائری سے پھاڑ کر ڈائری پھینکتے اس صفحے کو اپنی آنکھوں کے سامنے لہرایا پھر

وہ انہی قدموں کمرے سے نکلا، کچھ دیر تک وہ اسی کمرے میں کھڑا تھا جہاں وہ بیٹھے بیٹھے پیچھے لیٹ جاتی کشن سینے پر لیے وہیں سو چکی تھی، باران اسکے سر پر کھڑا اک نظر اسے دیکھ رہا تھا اک ہاتھ میں پکڑے اپنے عہد نامے کو۔

کیا یہ لکھا اتنا آسان تھا، کیا محبت زبردستی کا قصہ تھی، کیا کسی کی موجودگی یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ وہ آج کتنا عزیز ہے، اور کل یہ شدت کم ہو گی یا زیادہ۔

"تم جیسی سے محبت کرنا آسان نہیں تو بہتر ہے میں اپنی آنکھوں سے اس عہد کو نا عمر ہٹنے نہ دوں۔ مجھے بس تمہاری فکر ہے سمجھی۔ اسے تم یا باقی سب کبھی میری فیلنگز سمجھ جاو

تو غلطی تم سبکی ہے۔ میری نہیں۔ مجھے پانچ دن میں واپس اپنی اس دنیا میں جانا ہے جسکا میں حصہ بن چکا ہوں۔ یہ سب ختم ہو جائے گا۔ ہمارے بیچ کا یہ رشتہ بھی۔ اچھی طرح یہ بات سمجھ لو۔ میں تم سے جلد چھٹکارہ پالوں گا۔ کل ہی تم سے رہائی کا سفر شروع۔۔۔"

وہ اس پر جانے کیوں غصہ تھا لیکن خدا گواہ تھا اس نے جو کچھ کہا وہ غصہ نہیں تھا، وہ بے بسی کی سب سے انڈر ریٹڈ قسم تھی، وہ اس صفحے کو مٹھی میں بھینچتا ہوا کمرے سے نکل گیا، دروازہ ویسے ہی بند کر کے کیونکہ یہ سب اگل کر اسے ریلیف سا محسوس ہو رہا تھا اور وہ جو سونے کی کوشش کر

رہی تھی، بیکار خوشبو سے اسکے حواس جاگے اور بیکار آدمی کی بے بسی بھری باتوں پر نیند ٹوٹ گئی، دلارہ کی گرے آنکھیں کھلیں، وہ شوخ سا بے خود مسکرائی۔

"اپنے پیچھے پاگل کر کے میں خود چھوڑ دوں گی تمہیں باران، تمہارا عہد نہیں جانتی پر مجھ سے رہائی سے ہی جڑا ہو گا یقینا۔ تم جیسے انکل کے ساتھ سیٹل ہونا بہت ناممکن ہو گا میرے لیے ویسے بھی۔ اب شاید نیند اچھی آئے کیونکہ میں نے اپنی طرف سے تمہیں رات کی کافی رعایت دی پر لگتا ہے تمہاری قسمت بہت زیادہ ہی خراب ہے۔ تم

تو محبت جیسی نقصان دہ چیز تک کا سوچ بیٹھے۔ چچ

چچ۔۔۔ میرا نہیں صرف اور صرف تمہارا نقصان"

وہ باران کی بے بسی پر کھل کر مسکرائی یہ جانے بنا کہ شاید وہ تو بعد میں پاگل ہو، پہلے اک چنگاری دِلارہ کے دل میں جل اٹھے جو باران کے پاگل ہونے کی گنجائش ہی نہ رہنے دے، ایک فیصلہ انسان کرتا ہے اور ایک وہ فیصلے کے دن کا اصل مالک اللہ، جیسے بہترین جوڑ بنانے میں بہت مہارت ہے۔ بیشک!

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

رات میں اسماعیل یلدرم نے دو تین بار اٹھ کر دِلارہ کو دیکھا مگر وہ نہ ڈری نہ ڈر کر جاگی بلکہ پر سکون ہو کر سوئی رہی، ہاں ایک نا قابل یقین معاملہ یہ ہوا کہ اسے دو بار باران نے بھی اٹھ کر دیکھا، سارے عہد دھرے کے دھرے رہ جاتے جب وہ سوچتا کہ دِلارہ کے لیے نئی جگہ ہے، وہ لڑکی اسکے ذہنی سکون کے لیے ٹھیک نہیں تھی تبھی وہ نہیں چاہتا تھا

صبح اٹھ کر اسکا سامنا ہو لہذا وہ جلدی ہی اٹھ کر کہیں جانے کو تیار ہو رہا تھا۔

سولڈ براون crew neck sweatshirt اور بلیک جینز کے ساتھ بلیک لیدر جیکٹ پہنے، پیروں میں بوٹس چڑھائے وہ فون اور اپنی گاڑی کی چابی لیے اجلت میں کمرے سے نکلا، گھر سے باہر نکل کر اس نے رک کر راہداریوں میں بکھرے مرجھائے پھول دیکھتے اک لمحہ قدم روکے کیونکہ اسے رات تو دِلارہ کی فکر نظر نہ آئی پر اس وقت وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"مجھے گھر ڈراپ کر دو"

ابھی وہ وہیں کھڑا تھا جب عقب سے دِلارہ کی آواز پر پلٹا، وہ جاگ چکی تھی اور جیکٹ اسکارف کے ساتھ کورڈ بھی تھی، جتنا باران نے اسکے سامنے سے خود کو بچایا تھا، اتنا ناکام ہوا۔

"بابا اور بھا کے ساتھ ناشتہ کرنا، انہی میں سے کوئی تمہیں ڈراپ کر دے گا۔"

باران نے اپنی بات سنجیدگی سے کہی اور مڑنے لگا جب وہ پھر پکاری۔

"مجھے آکیڈمی جانا ہے، آج بھی کچھ کلاسیز ہیں ضروری۔ ان دو کے اٹھنے تک دیر ہو جائے گی۔ تم کہیں جا رہے ہو تو مجھے ڈراپ کر دو"

دِلارہ نے بھی سنجیدگی ہی اپنائی اور کچھ سوچ بچار کے بعد باران نے سر ہلا دیا اور گاڑی کی طرف بڑھا، وہ بھی اسکا تعاقب کرتی پیچھے ہی بڑھی۔

"Have a seat..

میں تمہیں آکیڈمی چھوڑ دیتا ہوں"

باران نے اسکے لیے پسینجر سیٹ کا ڈور کھولے اطلاع دی پر وہ ڈور پر ہاتھ ٹکا کر رکتی اسکو دیکھتی پلٹی۔

"نہیں مجھے گھر جا کر یونیفارم پہننا ہے، اسکے بعد جاوں گی۔ تم بس گھر پہنچا دو"

دِلارہ نے زیادہ ایکسٹرا مہربانی بے حسی سے واپس تھمائی۔

"میں تمہیں پہلے گھر ڈراپ کروں گا پھر کالج۔ بیٹھو"

باران نے اسکی بعث سے اکتا کر زبردستی اسے اندر دھکیل کر زور سے ڈور بند کیا تو دِلارہ خفیف سا غصہ ہوئی، جو غصہ باران کے فرنٹ سیٹ آ کر سنبھال کر بیٹھتے بڑھا۔

"تم نے دھکا کیوں دیا مجھے ؟"

دِلارہ نے گھورتے سوال کیا جس پر باران نے کوئی جواب نہ دیا اور گاڑی سٹارٹ کرتے یلدرم حویلی سے نکال کر روڈ پر ڈالی۔

"جن سٹوڈنٹس نے تمہارا چہرہ بگاڑا تھا انکے بارے بتاو گی تم مجھے آج"

وہ اسکے سوال کو سرے سے نظر انداز کر گیا جبکہ دِلارہ کا ماتھا باران کے لہجے پر ٹھنکا۔

"اب یہ سستا ہیرو بن کر کیا ان سٹوڈنٹس کو سبق سیکھائے گا۔ کرنا کیا چاہتا ہے یہ؟ رات تو مجھ سے چھٹکارے کے سفر کی ابتداء کا عہد کر کے گیا تھا"

وہ حیرت میں ڈوبی سوچ رہی تھی جبکہ باران نے اسکی چپ محسوس کی تبھی اسکی طرف سرسری دیکھ کر آنکھوں کے اشارے سے اپنے سوال کا جواب طلب کیا۔

"کیا کروگے انکے ساتھ؟ وہ لوگ اگلے سٹیپ میں میری عزت لوٹیں گے۔ وارن کر کے گئے تھے ویسے۔ میں نے تبھی تو انکی ہڈیاں توڑنے کے بجائے تمہاری آفر قبول کر لی تھی قیمت والی"

وہ بہت سکون سے یہ سب بتا رہی تھی جبکہ باران کے جبڑے یکدم تنے، اس نے گاڑی کو یکدم سلو کرتے روڈ سائیڈ روکا تو وہ الرٹ ہوئی۔

"تم نے یہ بات کل کیوں نہیں بتائی؟"

وہ اسکی طرف دیکھ کر غصے پر ہر ممکنہ قابو پاتے بول سکا، دلارہ محظوظ مسکرائی۔

"کل تم سے قیمت لینے میں اتنی مگن تھی کہ بتا نہ سکی۔ ویسے مجھے انکی دھمکی سے ڈر نہیں لگا۔ ایسی دھمکیاں سنتے بڑی ہوئی ہوں۔ کبھی کسی میں جرت نہ آئی اس پر عمل

کرنے کی کیونکہ میں نے جو چیز سب سے پہلے سیکھی تھی وہ اپنی حفاظت ہی تھی"

وہ پر اعتماد مسکرائی کیونکہ وہ دِلارہ تھی جسے نہ کسی کے کندھے پر سر رکھ کر رونے کی عادت تھی نہ اپنی کمزوری پر چیخنے چلانے کا شوق، اسے مقابلہ پسند تھا۔

"آئی ایم سوری"

یہ سوری سراسر غیر متوقع تھا، وہ خود حیران تھی کہ باران نے یہ کیوں کہا۔

"سوری لیکن وہ کیوں بیکار آدمی؟"

دِلارہ ناسمجھی سمیت بولی، اسے واقعی سمجھ نہ آیا تھا۔

"مجھے اسی دن لوٹ آنا چاہیے تھا جس دن یہ پتا چلا کہ ابراہیم یلدرم نے تمہیں میری اور عیشاء کی ناجائز اولاد مان کر دفنا دیا ہے۔"

وہ اسکی تکلیف اسکی امبر آنکھوں میں دیکھ سکتی تھی، خود کو بھی دل تک چوٹ پہنچی۔

"تو کیوں نہیں آسکے؟"

وہ یونہی پوچھ بیٹھی۔

"یہ سمجھ لو ہم نے جنگ بندی کی تھی، پہلے میرے فرار نے پھر عیشاء کے۔ کچھ ہی وقت ہے پھر تمہیں بتاوں گا اس ہجرت کی وجہ۔ تمہارا کوئی جواب بے مراد نہیں رہے گا۔ تمہیں نفرت جتانے کا حق بھی ملے گا اور یہ بھی کہ تم اپنی زندگی کے لیے ہر مرضی کا فیصلہ لے سکو۔"

وہ اسکی بات پر یقین نہ کر پا رہی تھی تبھی چہرہ ونڈو سائیڈ کر لیا، یہ حوالے اسے کمزور کرتے تھے، اس نے جو چھ سال کی عمر سے اپنے اندر سناٹے قید کر رکھے تھے، وہ اس جبر سے چیخنے چلانے لگتے۔

"لٹس سی"

وہ بات ختم کر گئی، باران نے بھی مزید اسے بے سکون نہ کیا اور پہلے اسے گھر پہنچایا۔

"ریڈی ہو کر آو۔ میں ویٹ کر رہا ہوں"

وہ باہر نکلنے لگی جب وہ اسے دوبارہ تاکید اکہہ بیٹھا اور تبھی دِلارہ نے زور سے اسکی گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔

دِلارہ نے بہت برے موڈ کے ساتھ چینج کیا، یونیفارم پہنے وہ بیس منٹ تک باران کو گھر سے نکلتی نظر آئی جو ویٹ کے لیے گاڑی سے نکل کر ٹیک لگائے کھڑا تھا، عزیزے آج

بھی کئیر یونٹ صبح ہی جا چکی تھیں تو دِلارہ کو مجبوراً اسکی آفر لینی پڑ رہی تھی۔

"بات سنو"

اس سے پہلے وہ گاڑی کا ڈور کھول کر بیٹھتی، باران نے اسکی بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا، وہ بے توازن سی بمشکل سنبھلتی ہاتھ اسکے سینے پر رکھے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں فکر و محبت صاف ان امبر آنکھوں کا غلاف بنی تھی۔

"مجھے تمہاری بہت فکر ہے دِلارہ"

یہ ایک جملہ اس شخص نے بڑی بے بسی سے کہا، یہ جملہ ایسا خود رو تھا جیسے اسکی کسی نے کوئی کوشش یا جدوجہد نہ کی ہو، یہ محبت یا کشش سے ماورا بس کسی نے سچ سچ اپنے اندر کی کیفیت اگلی ہو۔

"اس لیے کہ کوئی میری عزت نہ لوٹ لے، میں نے تو رینڈ ملی بتا دیا۔ عادت ہے۔ جو چیز یا وجہ ہو میں چھپاتی نہیں۔ یہ بھی بتایا ہے کہ آج تک کسی دھمکی کو سچ ہونے نہیں دیا۔ مجھے تو یہ فکر کم، ترس اور ہمدردی زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میرے پاس میں ہوں اپنے لیے اور جب اپنے لیے

میں ناکافی ہو جاوں تو میرے پاس پہلا اور آخری آپشن بی کا ہے۔ تم نہ پہلے کہیں تھے نہ اب ہو نہ میری فکر کرنے والوں میں تمہیں کبھی فیوچر میں جگہ ملے گی۔"

اس ایک جملے کو تباہ کیسے کرنا ہے، اس انسان کو آگے سے ایسا سچ اگلنے سے کس طرح باز رکھنا ہے وہ اچھے سے جانتی تھی، پتا نہیں پر باران کو دل ٹکرے محسوس ہوا، اس لیے نہیں کہ وہ نفرت کر رہی ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ اسکی تضحیک کر رہی تھی۔

"میں تمہاری فکر نہیں کروں گا اگر تم یہ چاہتی ہو۔ ٹھیک ہے؟"

وہ بنا لڑے اسکی خوشی میں راضی ہوا تو وہ بے چین ہوئی، وہ چاہتی تھی وہ اس پر اتنی جلدی نہ مانے۔

"Good for you"

وہ اسکے حصار کو بے دردی سے جھٹک کر دور ہوئی اور جا کر اپنی جگہ پر بیٹھی، باران نے بھی دوسری طرف آتے اپنی جگہ سنبھالی اور گاڑی سٹارٹ کی، وہ لوگ نو بجے تک آکیڈمی پہنچ چکے تھے، باران نے گاڑی لاک کی اور دِلارہ کے ساتھ ہی بلڈنگ میں داخل ہوا۔

"تم جاو باران۔"

وہ رک کر باقاعدہ اس پر چیخی۔

"تم نے دوبارہ یہ تم تو کی زبان چلائی تو اچھا نہیں ہو گا دِلارہ، مجھے غصہ مت دلاو۔ تم مجھے ان سٹوڈنٹس کا بتا رہی ہو یا میں پورے کالج میں اناونسمنٹ کراوں ان زلیلوں تک پہنچنے کے لیے؟"

وہ اس وقت اسکی کوئی بات سننے سمجھنے کے بجائے صرف اپنے سوال کا جواب چاہتا تھا، دِلارہ کی آنکھیں سرخ سی ہوئیں، آخر وہ کرنا کیا چاہ رہا تھا۔

"تم ایسی حرکت نہیں کروگے۔ تم میرے باڈی گارڈ نہیں ہو سمجھے۔ اور میں تمہیں تم ہی کہوں گی۔ جو اکھاڑنا ہے اکھاڑلو۔ صرف لفظ ہی نہیں کبھی کبھی جبر بھی اپنا قرض چھوڑتے ہیں اور تم مجھے بہت غلط معاملے میں بے بس کر رہے ہو۔ میں تمہاری طرح نازک اور بزدل نہیں ہوں یہ بات لکھ کر رکھ لو تاکہ آج کی طرح کبھی دوبارہ تمہیں میری فکر کا دورانہ پڑے۔ جاو یہاں سے فورا۔ تماشا مت لگاو"

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتی پست سا چلائی اور باران نے مٹھی صبط سے بھینچ لی پر کوئی انتہائی قدم نہ اٹھایا، ابھی

وہ کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ رکے یا اس لڑکی کو بھاڑ میں بھیج کر دفع ہو جائے، عقب میں کھڑے سات سٹوڈنٹس ان دو کے بیچ کی ٹنشن دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھے خباثت سے مسکرائے۔

"ہمیں لگا ہماری سوئٹی کا بندہ ہے، یہ تو اسے منہ بھی نہیں لگا رہی۔ آج پھر آ گئی تم۔ آجاو آج کچھ نیا کرتے ہیں۔ ویسے مجھے ابھی تک تجسس ہے تم نے ہماری ہڈیاں توڑی دور سیکی بھی نہیں کل۔ کہیں دِلارہ ڈارلنگ سچ مچ ہم سے اس بار ڈر تو نہیں گئی؟"

باران اور دِلارہ نے بیک وقت پیچھے دیکھا، ان ساتوں کی شر انگیز نظریں باران اور دلارہ پر تھیں اوپر سے اس لڑکے کی بکواس سننے اور سمجھنے کے بعد باران کو اناؤنسمنٹ کروانے کی ضرورت نہ رہی، باران نے اس لڑکے کو دیکھا اور آگے آیا، وہ تین لڑکیاں اور چار لڑکے زرا محتاط ہوئے کیونکہ باران جن تیوروں سے انکی طرف آرہا تھا وہ خیر والے نہ تھے، خود دِلارہ کا دل مانو رک گیا ہو۔

"اسکے منہ پر وہ ڈرائنگ تم نے کی تھی، یہ ہڈیاں توڑتی تو تم تھے جو عزت لوٹتے اسکی؟"

باران نے اپنی طرف سے بہت آرام سے اس لڑکے کو اسکی شرٹ کے کولر سے دبوچا تھا جسکے چہرے پر اب کمینگی نہیں بلکہ خوف درج تھا، باقی چھ بھی ان دو کی طرف متوجہ تھے۔

"بولوناں۔۔۔ عزت تم لوٹتے جسے خود گلوکوز کی اکھٹی دس بوتلوں کی ضرورت ہے۔"

اس بار دِلارہ کے چہرے کی پریشانی باران کے کیے سوال پر زائل ہوئی جبکہ اس لڑکے کے اپنے گروپ کے ساتھی بتیسی دیکھا رہے تھے کہ اپنے ہی دوست کی ہوتی زلت مزہ دے گئی، حالانکہ وہ لینا تھوڑا چاہتے تھے۔

"یہ میرا اور اس لڑکی کا معاملہ ہے۔ تم اپنی چونچ بند رکھو جو بھی ہو ورنہ پرنسپل سے شکائیت کرتا ہوں تمہاری۔ منہ اٹھا کر آ گئے ہو یہاں"

وہ لڑکا بنا دبے آگے سے زہر خندی سے غرایا جبکہ باران اسکی زرا سی جان کے برعکس باتوں پر حیران و محظوظ دونوں ہوا۔

"تمہارا پرنسپل میرے باپ کے حکم پر اس آکیڈمی کو چلاتا ہے کیونکہ اس ادارے کی اسی فیصد فنڈنگ اسماعیل یلدرم کرتے ہیں۔ اور یہ جو تم نے اپنا اور اس لڑکی کا معاملہ کہا دوبارہ زرا لفظ سوچ سمجھ کر ادا کرنا کہ اس لڑکی کا ہسبنڈ

کبھی کبھی بد معاشی بھی کر لیتا ہے، بہت پوزیسیو ہے تو مار کٹائی کے وقت سامنے والے کی عمر نہیں دیکھے گا، بچے ہو تم، ضائع ہو جاو گے۔ اگر دوبارہ تم لوگ اسکے آس پاس بھٹکے تو میں تم ساتوں کو اس آکیڈمی سے نکلوا کر ایسی جگہ پھنکواوں گا کہ ساری عمر کوئی ادارہ تم لوگوں کو ایڈمیشن دینے پر راضی نہ ہو گا۔ اور سب سے آخری بات۔ اسکی عزت اتنی سستی نہیں کہ کوئی لوٹنے کا سوچ بھی سکے، عمل تو بہت دور کی بات ہے۔ اب اگر میرے سارے لفظ سمجھ آ گئے ہیں تو بتاو ورنہ میں یہ سب رپیٹ کر دیتا ہوں ہاتھ پیر چلانے کے ساتھ کیونکہ اب صرف منہ سے نہیں کہوں گا"

باران کا لفظ لفظ ان سب کو ہی خوف و ہراس بخش چکا تھا، سبکو سانپ سونگھ چکا تھا سوائے دِلارہ کے جو بڑی دلچسپی سے باران پر نظریں جمائے سوئیٹر کی جیبوں میں ہاتھ دیے کھڑی، باران یلدرم کی اس سے نجات کی کوشش کو پہلے دن ہی ناکام ہوتا دیکھ رہی تھی، کیا سرور تھا ان گرے مستی بھری مدہوش آنکھوں میں، اب وہ دن دور نہیں تھا جب وہ اس مفرور کو اسکے حصے کی پوری سزا دے کر خود سے دور کر دیتی۔

ان ساتوں کو سانپ سونگھا اسکی وجہ دِلارہ کے ہسبنڈ والا حوالہ تھا۔

"تم ہسبنڈ ہو اسکے ؟"

وہ لڑکا دبا سا بڑبڑایا تبھی دِلارہ نے ان ساتوں سمیت باران کو بھی متوجہ کیا۔

"یہ کچھ نہیں لگتا میرا۔ اسکی دھمکی میں آنے کی ضرورت نہیں۔"

دِلارہ نے پاس سے گزرتے سلگتی نظریں باران یلدرم پر جماتے با آواز بلند جنگ کا آغاز کیا اور وہ باران کے اس لڑکے کے گریبان پر ڈھیلے پڑتے ہاتھوں اور امبر آنکھوں کی شکستگی سے لطف لے کر بیری ہوا اسی پاس سے گزر گئی

جبکہ اس لڑکے نے باران کے ہاتھوں سے پکڑ ڈھیلی پڑتے ہی اسکے ہاتھ جھٹکے، وہ ساتوں ایک ساتھ قہقہہ لگاتے ہنسے تو باران نے مزید کچھ نہ کہا اور اک نظر کچھ دور جا کر رک جاتی دِلارہ کو دیکھتا ہوا واپس نکل گیا جبکہ وہ سات تب تک باران پر ہنسے جب تک وہ او جھل نہ ہوا اور جب وہ ساتوں بھرپور ہنس کر پلٹے تو سامنے دِلارہ ہاتھ میں ہاکی لیے کھڑی تھی، چہرے پر بلا کا اطمینان سجائے، ان ساتوں کے چہرے پر زردی کھنڈی۔

"ہنس لیاناں دل بھر کر؟ کہتے ہیں جو جتنا ہنستا ہے اتنا روتا ہے۔ تم سب نے اپنے پیرنٹس کو کہہ دیا تھا کہ ایڈوانس ہڈی جوڑ ڈاکٹر کا انتظام کر لیں؟"

دلارہ ان سب کی طرف دیکھتی اپنے ہتھیار کو دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سی پکڑتی کمینگی سے مسکرائی، اس نے ہڈیاں توڑنے کا ارادہ تو ملتوی کر دیا پھر کیا ہوا کہ وہ اس ارادے کو پھر بنا گئی، ہاں اس نے ان سب کو باران پر ہنسنے دیا لیکن جب وہ ہنسے تو اس لڑکی کو اک عجیب سی تکلیف ہوئی، وہ تو آنکھوں سے ہی سب ختم ہو گیا کہہ کر چلا گیا پر دِلارہ نہ جان سکی کہ اس نے سب کچھ بہت شدت سے

دوبارہ شروع کر لیا، اس نے اس ساتوں کو وہاں وہاں ہاکی برسائی کے وہ ابتدائی گراونڈ ایک بار پھر پھڈا میدان بنا، وہ ان سب کو سچ میں آپا ہج کر دیتی اگر بروقت ٹیچرز اور باقی سٹاف آکر دِلارہ کو قابو نہ کرتے، وہ ساتوں چیخ چلا اور رو رہے تھے، سب دبلے پتلے اور بیکار تھے جو ایک لڑکی سے پٹ کر مدد کو پکارنے پر مجبور ہوئے۔۔

سب نے اپنا بھرپور بچاو کیا تھا تب بھی کسی نے ہاتھ پکڑا تھا، کوئی بازو سہلا رہا تھا اور کوئی لنگڑا رہا تھا اور دِلارہ کو ٹیچرز پرنسپل آفس لے جا چکے تھے جو بنا کسی ندامت کے انکے سامنے سر اکڑائے کھڑی تھی۔

باران نے اس اہانت و تضحیک ملنے کے سبب دِلارہ پر دو حرف بھیجے گاڑی واپس موڑلی تھی، وہ جانتا تھا وہ نفرت کرتی ہے پر وہ یہ ماننے میں ناکام تھا کہ وہ اسکی انسلٹ کیسے کر سکتی ہے، وہ بچہ نہیں تھا کہ ایک کم عمر لڑکی سے ضد کرتا پر وہ خود نہیں جانتا تھا اسے اتنی تکلیف کیوں پہنچی ہے۔

جبکہ ناشتہ کرتے اسماعیل یلدرم پریشان تب ہوئے جب پرنسپل جمیل نے انھیں کال کر کے دِلارہ کی حرکت کا بتایا، عالیان بھی کہیں جانے کو ریڈی ہوتا وہیں چلا آیا، تھری پیس گرے اینڈ وائیٹ بزنس سوٹ پر اور کوٹ پہنے، کلاسی بوٹس کے ساتھ وہ ہنڈسم لگ رہا تھا ساتھ بابا

کے تاثرات دیکھے پریشان ہو کر خود بھی انکے ساتھ ہی کرسی گھسیٹے سامنے بیٹھا۔

"دو سٹوڈنٹس کی ہڈی کریک ہو گئی، ایک کے ہاتھ کی دوسرے کے کندھے کی۔ دِلارہ نے ان سب کو ہاکی سے مارا۔ اب بتائیں سر کیا کروں۔ اسے کیا امپورٹنٹ لیکچرز لینے کے لیے بھی کالج آنے کی پرمیشن نہ دی جائے اب؟"

پرنسپل جمیل خاصے اکتائے اور برہم تھے پر دِلارہ بے حد مطمئین۔

"ایسا نہیں کرو جمیل، اسکی سیکنڈری ایجوکیشن کا آخری سال ہے۔ پھر وہ ویسے بھی چلی جائے گی۔ یہ مت بھولو کہ اسی نے تمہاری آکیڈمی کو انقرہ کی ٹاپ ہائی گریڈ آکیڈمیز میں شامل کیا تھا، ایک سال میں دو دو کلاسیز ساتھ پڑھ کر ٹاپ کرنے والی وہ ایک ذہین بچی ہے اور اب بھی وہ ٹاپ ہی کرے گی۔ میں عزیزے آپا سے بات کروں گا وہ اچھے سے دِلارہ سے اس سب کو لے کر بات کر لیں گی۔ غلطی دِلارہ کی اس بار بھی نہیں ہو گی، وہ خود نہ شرارت کرتی ہے نہ ایسے کاموں میں پہل اس لیے میری صلاح ہے کہ ان سات سٹوڈنٹس کو بھی کٹہرے میں لا کر ضرور

پوچھو۔ اسے آج جانے دو۔ جو بھی ان بچوں کی ڈیمانڈ ہے پیسہ یا جس بھی متعلق مجھے بتاو۔ دِلارہ کو کچھ مت کہنا"

اسماعیل یلدرم نے بڑے جامع انداز میں جمیل کو سمجھایا جو چہرے سے لگ رہا تھا کہ انکی بات سمجھ گیا ہے البتہ دِلارہ ابھی بھی بے حد پر سکون کھڑی تھی۔

جمیل نے کال بند کی اور بھرپور توجہ دِلارہ کی جانب مبذول کی۔

"اپنی کلاسیز لو اور گھر جاو دِلارہ، کسی سے کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں"

وہ پرنسپل صاحب کی بات سنے لاپرواہی سے وہاں سے چلی گئی جبکہ دو توہڈی کریک ہونے کے سبب آکیڈمی ہی کے میڈیکل ایریا میں پہنچ گئے تھے پر باقی پانچ دشمن سٹوڈنٹس پرنسپل آفس کے باہر ہی ہلکے پھلکے نیلوں سمیت کھڑے پھنکار رہے تھے۔

"تمہیں چھوڑیں گے نہیں ہم۔ اس بار تم نے ہمارا مورال بہت ہائی کر دیا۔ ویٹ اینڈ واچ۔ وہ دو میڈیکل یونٹ پہنچے ہیں پر مرے نہیں۔ تم سے اگلا ٹاکرا شدید تر ہو گا دِلارہ"

انہی پانچ میں سے یہ وہ لڑکی تھی جس نے دلارہ کے بازو کو مڑوڑا تھا اور اب آنکھوں میں خون آشام سرخی بھرے اسے مستقبل کے لیے وارن کر رہی تھی۔

"وہ جو اس پر ہنسے تھے تم لوگ یہ سزا اسکی تھی۔ ابھی میرے ساتھ جو کیا اسکا حساب باقی ہے۔ ابھی برابری کا کچھ نہیں ہوا تو اپنی دھمکیاں اپنے منہ میں رکھو سمجھی"

دِلارہ نے اس لڑکی پر غراتے اسکا منہ بند کروایا۔

"خود ہی تو تم نے ہنسنے کا موقع دیا ہمیں۔ وہ ہنڈسم تمہارا ہسبنڈ تمہارا بچاو کر رہا تھا"

اب کی بار یہ چھوٹے قد والی ڈری سی لڑکی منمنائی جسکو ہاکی کا وار بازو پر لگا تھا ابھی بھی بازو سہلائے جا رہی تھی اور یہ ایسا سوال تھا جس نے دِلارہ کا دماغ بھی لمحہ بھر سن کر دیا، اس نے بے اختیار اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا جو ہاکی پکڑ کر مارنے سے سرخ لال ہو چکے تھے، ایک جگہ سے ہتھیلی چھل بھی چکی تھی، نا جانے کیا ہوا کے وہ ان سب کو پرے دھکیل کر وہاں سے بپھرتی موج بنی بد حواس ہوتی تیزی سے چلی گئی، جبکہ وہ پانچ بھی ہونق بنے کھڑے رہ گئے۔

باران نے اس زلت کو زیادہ محسوس نہ کرتے اپنے بقیہ کام نمٹائے، اس نے کل رات ہی اپنے Bremen کے دو

لوگوں کو انقرہ بلوایا تھا جسکے ساتھ اس نے میٹنگ کرنی تھی جبکہ اسماعیل یلدرم نے ساری صورت حال عالیان کو بھی بتائی، وہ تو اس پر بھی حیران تھے یہ لڑکی کب جاگی اور کس وقت آکیڈمی جا پہنچی اور اتنا سب بھی ہوا، لیکن باران بھی گھر نہ تھا تاکہ کچھ پتا چلتا تو فی الوقت دونوں ہی اپنے اپنے دھندے پر نکلے، فون پر بات کے بجائے اسماعیل یلدرم کا ارادہ تھا کہ وہ پہلے کیئر یونٹ جا کر معاملہ عزیزے سے ڈسکس کریں جبکہ عالیان کا آج کمپنی میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا بلکہ وہ مسدور حویلی نکلا تاکہ ایدا کو وہاں سے پک کر سکے، کچھ حساب باقی تھے۔

باران نے ان دو کو ایک پکچر دی تھی، وہ لوگ اس وقت کیفے میں تھے۔ وہ تصویر اٹھارہ سال پہلے کی تھی جس میں توران، عیشاء کے علاوہ کچھ مزید لوگوں کو دیکھا جا سکتا تھا، یہ پرانی اور بلیک اینڈ وائیٹ تصویر تھی جس سے ان باقی چہروں کی شناخت کرنا ایک بہت مشکل کام تھا۔

"عیشاء نے کہا تھا یہ تصویر اسکے اور توران کے نکاح کے دن کی تھی لیکن نکاح کا نہ کوئی قانونی ثبوت ہے نہ اسلامک اس لیے ہمیں ان باقی لوگوں میں سے کسی ایک کو ڈھونڈنا ہے جو اس نکاح کا گواہ تھا، تم دو آج ہی اس کام پر لگو۔ یہ جو بھی

ہیں انقرہ میں ہی رہائش تھی انکی۔ میرے پاس پانچ سے چار دن ہیں اور تم دونوں اس بیچ یہ کام سرانجام دوگے"

وہ دونوں ہی باران سے کم عمر تھے پر اسی کی طرح تنگڑے، وہ Bremen میں بنا گارڈز کے نہیں رہ سکتا تھا تبھی اسکی حفاظت ہمہ وقت کئی لوگ کرتے تھے، وہاں وہ قانونی اور کبھی کبھی مافیا مینز سے بھی رابطے میں مدد کے لیے رہتا تو ایسے لوگوں کے دشمن بھی اسی طرح بہت تھے، پھر دوسری بڑی وجہ وہ اس ملک اور شہر کی آب وہوا سے اتنے سالوں بعد بھی مانوس نہ ہو سکا، وہ خوف دلاتی تھی، یا پھر یہ باران پر تنہائی کا گہرا اثر تھا کہ وہ وہاں اکیلے پن

سے خوف کھاجاتا تھا تبھی اسکے بنگلے میں بھی کئی ملازمین آگے پیچھے رہتے۔ وہ ہجوم کا محتاج تھا وہاں، اسکے آس پاس دنیا کی ساری رونق۔ اکیلے پن سے خوف کھانے والا گھر سے دن کے سویرے میں بھی دو گارڈز کے ہمراہ نکلتا تھا، اسے لگتا تھا وہ جب تک کسی کے آس پاس ہے بس تب تک زندہ ہے، اندھیرا، تنہائی اور اکیلا پن اسے کسی بھی وقت مار ڈالے گا۔

لیکن یہاں آکر اسے جتنا بھی سکون ملا ہو وہ اب دھیرے دھیرے غارت ہو رہا تھا، اسکی وجہ دِلارہ تھی، وہ ایک حد سے زیادہ سٹریس نہیں لے سکتا تھا، اسے جو بیماری تھی وہ

کسی بھی وقت اس سے اسکی پہچان، اسکی یاداشت چھین سکتی تھی اور وہ ہر چیز سے انجان ہونے سے پہلے اب یہ آخری فرض نبھانا چاہتا تھا، اس وجہ کو ثبوتوں کے ساتھ پیش کرنا جس کی وجہ سے اسے فرار کرنا، عیشاء کو غائب اور توران کو جیل جانا پڑا۔

اپنے لوگوں کو تمام تاکیدیں کیے باران نے کچھ دیر وہیں بیٹھ کر خود کی کچھ ضروری سرزنش کی جس میں پہلا نقطہ یہ تھا کہ وہ دِلارہ کے بارے اب پرواہ نہیں کرے گا لیکن یہ صرف باران کی سوچ تک محدود تھا، اصلیت اس سے بہت

مختلف تھی، دل کے حالات، دماغی حالات سے جلدی اور تیز بدلتے جارہے تھے، خدا خیر ہی کرے۔

.._____..

"تم عالیان سے ملنے جارہی ہو؟"

ایدا کو تیار ہوتا دیکھتی نازلی، جو ڈریسنگ مرر کے ساتھ ہی ٹیک لگائے ہاتھ سینے پر لپیٹے کھڑی تھی، مسکرا کر پوچھتے بولی تو ایدا کا مسکارہ لگاتا ہاتھ تھما، پھر اس نے جلدی سے ہاں میں سر ہلاتے hala کو دیکھا۔

"اکیلی کیسے نکلو گی۔ ایسا کرو میں بھی چلتی ہوں۔ ہم ٹیلر کا کہہ دیں گے باہر گارڈز کو۔ ویسے بھی انے کسی دوست کی طرف گئی ہیں تو نکلنا آسان ہو گا۔ مجھے بازار میں دو تین کام ہیں میں وہ نمٹالوں گی پھر ہم ساتھ ہی گھر آئیں گے۔ میں نہیں چاہتی تم پر زرا بھی آنچ آئے میری جان"

نازلی کا آئیڈیا بہت بہترین تھا، ایدا کو بھی پسند آیا، وہ اپنا نیچرل سا میک آپ کرے اٹھی تو نازلی اسکی سادہ سی لک پر بھی ماشاءاللہ کہہ اٹھی۔

ایدا بلیک کلر کے لیس ڈیٹیلنگ Tunic ڈریس میں ملبوس تھی جو ٹہنوں تک تھا جبکہ لانگ بوٹس نے ٹانگیں کور کر لی

تھیں، نازلی نے اسے اسکا کوٹ دیا جسے لیے ایدا نے جلدی سے پہنا جبکہ نازلی نے خود سوئٹر براون ڈریس پہن رکھی تھی جس پر کہیں کہیں پنک پرل کا کام تھا اور گارڈ گن جو بہت لانگ تھا اور پیروں میں پمپس، وہ دونوں ساتھ ہی روم سے نکلیں اور نیچے آئیں، آج انقرہ کا موسم شدید ٹھنڈا تھا مگر اسی حساب سے دھوپ بھی بہت کمال اور تیز نکلی تھی۔

نازلی نے المیرا کو بھی ٹیلر کا ہی بتایا جبکہ باہر آکر گارڈز کو بھی اس نے یہی بتا کر سر سے اتارا، وہ دونوں سٹریٹ پار کرے

مین روڈ کی طرف آئیں تبھیٔ ایدا کو سامنے ہی عالیان کی گاڑی نظر آ گئی۔

"آپ نہیں ملیں گی؟"

ایدا نے نازلی کا ہاتھ پکڑا جہاں نازلی کی نظر اس خوبرو نوجوان پر تھی اور وہ حیران رہ گئی کہ عالیان بلکل آزاد جیسا تھا۔

"نہیں ایدا۔ میں رو پڑوں گی آگے ہی کل سے بہت ہرٹ ہوں۔ یہ تو بلکل آزاد جیسا دیکھائی دیتا ہے، ویسا ہی قد، ویسی ہی پرسنالٹی۔ تم میری طرف سے اسکو پوچھ لینا۔ اب

جاو۔ میں یہاں پہنچ کر میسج کر دوں گی تمہیں۔ دو گھنٹے لگ جائیں گے مجھے بازار میں"

نازلی نے اپنی مجبوری دکھی ہو کر بتائی تو ایدا نے جلدی سے اسے گلے لگایا اور او کے کہتی وہ روڈ کراس کر گئی جہاں وہ گاڑی کے دوسری طرف کھڑا فون پر بزی تھا، نازلی نے اک شفیق محبت بھری نظر ایدا اور عالیان پر ڈالی اور دوسری روڈ سائیڈ چلی گئی، وہ جو فون پر بزی تھا، مخملی سی خوشبو سانسوں میں اتری تو پلٹا جہاں وہ اسکے ساتھ ہی گاڑی سے لگ کر کھڑی مسکرا رہی تھی۔

عالیان نے فون اپنے کوٹ کی پاکٹ میں ڈالتے ایدا کی مسکراتی آنکھیں دیکھیں۔

"بہت فریش لگ رہی ہو"

وہ سائیڈ ہٹتا اسکے لیے گاڑی کا ڈور کھولے محترمہ کے چہرے کے ان اضافی گلوز کے بارے جاننے کو متجسس ہوا جسکا جواب وہ ضرور دیتی پہلے جلدی سے اندر بیٹھی، عالیان نے اسکی طرف کا ڈور بند کیا اور ارد گرد کا اک نظر جائزہ لیے وہ فرنٹ سیٹ سنبھالے بیٹھا اور سیٹ بیلڈ فکس کیا جسکو دیکھتے ایدا نے بھی ویسا ہی کیا۔

"آپ سے ملنے آرہی تھی ناں۔ فریش فریش موڈ خود ہی ہو گیا۔ اب بتائیں کیوں بلایا آپ نے مجھے؟ میرے پاس پورے دو گھنٹے ہیں بس"

وہ اسکی طرف دیکھ کر وجہ جاننے کو بیتاب ہوئی کیونکہ وہ ابھی بھی یہ نہیں جانتی تھی کہ عالیان نے اسے کیوں بلایا ہے۔

"ہاں۔ ہمیں وکیل کے پاس جانا ہے۔ پھر اسکے بعد ایک اور جگہ۔ دو گھنٹے میں سب ہو جائے گا تم فکر مت کرو"

عالیان نے اسکی فکر کو مٹانے کے ساتھ ساتھ گاڑی بھی سٹارٹ کی، وہ اپنی نظروں اور دل کو اس معصوم سی جان کے روبرو جیسے سنبھالتا تھا یہ اس شخص کی اصل مضبوطی کو عیاں کرتا۔

"وکیل کی طرف؟"

گاڑی سٹارٹ کرتے عالیان کی طرف وہ بے قراری سے تکتی بولی تو عالیان نے اسکی طرف نرم سرسری نگاہ ڈالی، وہ اک نگاہ، کئی سال نظروں میں ٹھہرنے کے برابر کی تھی۔

"آج ہم کزن گارڈین کا کورٹ میں کیس دائر کرنے کے ڈاکومنٹس سائن کریں گے، وکیل اس کی ریکوائرمنٹس اور پراسیس بتائے گا۔ پھر جیسے ہی کورٹ میں کیس فائل ہو گا، ہمیں کورٹ بلائیں گے۔ بابا کو اور تمہاری گل خانم کو بھی۔ پراسیس بہت آسان ہے تم پریشان مت ہو۔"

ایدا یہ سب جان کر کچھ فکر مند تھی کہ کہیں گل خانم اس سب کے بعد مزید بگھڑ گئیں تو کیا ہو گا، اسے کیا پتا کہ وہ ایدا تک پہنچتے سارے رستوں پر جلد حاکم ہونے والا ہے۔

"آپ کو اس سب میں میرے گھر والے نقصان تو نہیں دیں گے ناں؟"

وہ پھر سے ہچکچاتی بولی، آواز سرگوشی میں ڈھلی۔

"کورٹ میں کیس فائیل ہو گا پھر وہ مجبور ہوں گے۔ تمہاری گواہی سب بدل دے گی۔ میری فکر نہیں کرنی ایدا۔ میں ان سب کو ہینڈل کرنا جانتا ہوں۔ تم مت لڑکھڑانا بس"

وہ گاڑی آہستہ ڈرائیو کر رہا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا وہ زیادہ اسکی طرف دیکھ کر تسلی دے جو زیادہ کارآمد تھی۔

"مجھے اپنی فکر نہیں ہے۔"

وہ نظریں جھکائے ہی بولی، اسکا یہ ادھورا جملہ کسی کا پورا دل مٹھی میں بھر گیا تھا، وہ اسے دیکھ کر اپنی قسمت پر ترس کھاتا محسوس ہوا جس کا حصہ وہ نہیں تھی۔

"تمہاری بہت اچھی جگہ شادی بھی کرواوں گا۔ آج ہی اس مہمت سلمان کا قصہ ختم ہو گا تم دیکھتی جانا۔ تم جیسا انسان ڈیزرو کرتی ہو میں تمہارے لیے ویسا ڈھونڈوں گا"

ایدا نے اسکی طرف دیکھتے سانس روک لی، وہ اپنی زندگی کچھ گھنٹوں سے عالیان کے سوا باقی ہر مرد کے لیے حرام کر چکی تھی پر یہ بات وہ اپنے اس محافظ کو کبھی نہیں بتا سکتی تھی۔

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔ آپکی پریشانی نہیں بنوں گی میں"

ایدا نے جبراً سی سمائیل دی تاکہ وہ بھولے سے بھی عالیان کو ایسا کوئی تاثر نہ دے جو اس شخص کی زندگی پر موت کا سایہ لہرا دے، ابھی تو عالیان یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ گل خانم اب اس بھاگی عورت کی بیٹی کو ناپسند ہونے کے باوجود اتنی آسانی کے سنگ ہاتھ سے نکلنے نہیں دیں گی، اب وہ انکے لیے منافع بخش بیکار مال تھی جسکی انھیں مہمت ایک تگڑی قیمت دے رہا تھا، قیامت تو آنی طے تھی۔

"میری پریشانی تم ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ بتاو ناشتہ کیا تم نے؟"

ایدا نے اسکے انسیت بھرے سوال پر بہت مشکل سے مسکرا کر سر ہلایا پر اسکے اندر اک گھٹن تھی جسے وہ اگلنے سے قاصر تھی، وہ اس شخص کے بظاہر مسکراتے چہرے کو دیکھ کر بھی نجانے اندر کونسے طوفان سمٹے دیکھ رہی تھی، اسے لگا جیسے وہ کچھ زیادہ ہی اوور ہو گئی ہے، وہ بظاہر خوبصورت مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ساتھ بیٹھا تھا پر اندر کی کیفیت بہت شکستہ تھی۔

"چلو پھر سیدھے وکیل سے ہی ملتے ہیں۔"

عالیان نے خود ہی فیصلہ کن ہوتے سپیڈ بڑھائی، وہ دونوں لائیر کے آفس پہنچے تو پہلے لیگلی کاروائی عمل میں لائی

گئی، وکیل نے دونوں کو تمام پراسیس اور ریکوائرمنٹس کے بارے بریف کیا، گارڈین بننے سے گارڈئن آپرووہونے کے بیچ تک یہ شادی نہ کرنے کی شرط بہت ضروری تھی ورنہ کسٹڈی سابقہ گارڈین تک واپس جاسکتی تھی اور عالیان ایسا ہرگز نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ کورٹ کچھ وقت تک ایدا کو عالیان کی کسٹڈی میں دے کر آبزرو کرتا کہ آیا وہ اس کے ساتھ ہر طرح ایموشنلی اور فزیکلی محفوظ ہے یا نہیں، یہ سب عالیان نے تو نارمل ہوتے سنا پر ایدا اس سب سے بہت زیادہ ڈسٹرب تھی خاص کر دونوں کے بیچ ایک کیرنگ کنکشن ڈیمانڈ تھی اور وہ دو اگر ساتھ بھی جڑ جاتے تو

یہ رشتہ دنیا جہاں سے زیادہ کیرنگ ہوتا لیکن اس وقت ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا بے حد ضروری تھا۔

وہاں سے ایک گھنٹے میں فری ہونے کے بعد عالیان اسے وئیر ہاوس لے کر نکلا، اس بیچ ایدا کی نظریں ونڈو کے باہر رہیں جبکہ دوسری جانب انقرہ کے بازار میں شاپنگ کرتی نازلی کو ایسا لگا کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے، اسے یہ کب سے محسوس ہو رہا تھا اور جب بھی وہ پیچھے پلٹ کر دیکھتی یہ اسکا وہم نکلتا، پھر وہ اپنے کاموں پر لگ جاتی لیکن دو انجان اور پر اسرار آنکھیں سارا وقت نازلی کا تعاقب کر رہی تھیں۔

ویئر ہاوس کی پارکنگ میں عالیان نے گاڑی روکی تو ایدا کی سوچیں بھی سمٹیں اور اس نے دھیان عالیان پر ڈالا۔

"تمہیں سٹریس ہو رہا ہے ایدا؟"

وہ کار ڈور اوپن کرے باہر نکلا اور گھوم کر ایدا کی طرف کا آ کر ڈور کھول کر اسکو باہر آتا دیکھے مسکرا کر بولا جس پر وہ فوری سر اثبات میں ہلا گئی، چہرہ رونے جیسا ہوا۔

"تمہارا سٹریس دور کروں؟"

وہ چمکتی مسکراتی آنکھوں کو ایدا کے خوبصورت چہرے سے آنکھوں تک سرکائے پراسرار لہجے میں سنسنی سی پیدا کرتے بولا تو وہ روہانسی ہوئی۔

"ابھی جو کہوں گا تم چپ چاپ کرو۔ تم نے کہا تھا تمہارا خیال کروں۔ مہمت سلمان میری قید میں ہے۔ تم جب تک چاہو اسکے منہ پر تھپڑ مار سکتی ہو پر آواز کیے بنا۔ تب تک جب تک تمہارا سارا اسٹریس دور نہیں ہوتا"

عالیان نے اسکا چہرہ ہاتھوں کے نرم ہالے میں لیتے قائل کرتے تاکید کی جسکا چہرہ مزید پریشان نظر آیا، وہ اپنے ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھوں پر جما کر کہنا چاہتی تھی اسکی ہر پریشانی

کا حل وہ ہے پر کبھی کبھی زبان پر ایسے قفل پڑتے ہیں کہ عقل تک مفلوج ہو جاتی ہے۔

"و۔۔وہ دشمنی نہ باندھ لے"

ایدا کی آواز یہ کہتے لرزتی محسوس ہوئی، لہجہ کئی اندیشوں کا مسکن معلوم ہوا۔

"مجھ سے باندھے گا۔تم سے نہیں"

وہ نرم مسکرایا پر وہ نہ مسکرا سکی۔

"آپ سے باندھی یا مجھ سے۔الگ ہے کیا؟"

وہ اصولی سوال سے عالیان کو مضطرب کر گئی۔

"نہیں لیکن ابھی تمہارا سٹریس ایسے ہی دور ہو گا۔ تمہیں اسے سزا دینی چاہیے، جو اس زلیل نے حرکت کی وہ اسکا ہر صورت خمیازہ بھگتے گا۔ آو"

وہ ایدا کے ڈر، خدشے یا گریز کو چنداں اہمیت نہ دیتے اسکا چہرہ آزاد کرے، اسکا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اندرونی طرف لے گیا، اندر پہنچتے ہی عالیان نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا کہ مہمت سلمان کی آنکھوں پر پٹی باندھے۔ اس نے ایسا ہی کیا، آنکھیں بند ہوتے ہی وہ جکڑا ہوا مہمت زیر لب مغلظات بکنے لگا، وہ جب سے ہوش میں آیا تھا چیخ چلا رہا تھا۔

عالیان نے ایدا کا ہاتھ ٹھیک مہمت سلمان کے قریب آتے چھوڑا اور اسے اپنی بھڑاس نکالنے کا اشارہ کیا جو سہمی ہوئی اس آدمی کو دیکھ رہی تھی۔

"تم جو کوئی ہو میں چھوڑوں گا نہیں۔ میں زندہ گاڑوں گا تمہیں حرام زادے۔ تو جانتا نہیں تو نے کس چیز سے پنگاہ لیا ہے۔"

مہمت سلمان، کسی کی موجودگی آس پاس محسوس کرے حلق کے بل غرا اٹھا جس پر ایدا ڈر کر پیچھے کو پلٹی پر عالیان کے چوڑے سینے سے جا ٹکرائی اور جب نظریں اس سے ملیں، وہ اسے ناراضگی سے دیکھ رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ اپنی

بھڑاس نکالنے کا اس سے اچھا آپشن نہیں پر وہ یہ سب تو کر دیتی، اسکا انجام سوچ کر اسکے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

"بول ناں کمینے، کس لیے باندھ کر رکھا ہے مجھے۔ کون ہے تو، کسکی موت آئی ہے۔ مر جائے گا تو"

وہ عالیان کو شاکی نظروں سے دیکھ کر جکڑ رہی تھی، وہ ایسا کرنا صرف عالیان کے لیے نہیں چاہتی تھی پر جب مہمت نے عالیان کو لگتار گالیاں بکیں تو ایدا سے یہ برداشت نہ ہوا، وہ عالیان کے حصار سے نکلی اور پلٹ کر کسی جن زادی کی طرح اس آدمی کی طرف لپکی اور پھر عالیان سمیت

اسکے ہر آدمی نے دیکھا کیسے ایدا نے مہمت سلمان کی گندی
گالیاں بکتی زبان بند کروائی، تھپڑوں کی برسات
کی۔ عالیان یلدرم نے اپنی محبت کے کل جہاں کی مالک
پسندیدہ عورت کے لیے ستارے نہیں توڑے تھے، اس
نے اس لڑکی کے ساتھ زبردستی کرنے والے انسان کو تب
تک اس لڑکی سے تھپڑ پڑوائے جب تک وہ بدمعاش آدمی
تھپڑوں سے بے حال نہ ہو گیا، اور وہ غنڈا بعد میں ایدا سے
پھر ان

تھپڑوں کا بدلا نہ لے، اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تا کہ اسے پتا نہ چلے یہ ٹھپروں کی برسات اسے اسی لڑکی نے دی جس پر اس زلیل نے گندی

نظر ڈالی تھی، اور وہ اپنی محبت کو اسکے ظالم ددھیال سے بچانے کے لیے اسکا کزن گارڈین بن رہا تھا، حالانکہ وہ یہ جانتا تھا اگر وہ گارڈئن بنا تو وہ اس سے شادی نہیں کر پائے گا۔ عالیان یلدرم نے ایدا دمیر سے ایسی محبت کی ہے، اس لڑکی کی حفاظت یقینی بنانے کے لیے اپنا دل ٹوٹنے دیا۔

"بس بس"

مہمت سلمان کو نڈھال پڑتا دیکھے عالیان آگے بڑھا اور دونوں بازووں سے ایدا کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگاتے سنبھالتے اور قابو کرتے پیچھے کیا، اس لڑکی کی آنکھیں سرخ انگارہ تھیں تو جسم پورا کانپ رہا تھا، مہمت بمشکل سانسیں لیتا ابھی سمجھنے کی کوشش میں تھا کہ اسکے ساتھ کیا ہوا ہے جبکہ عالیان نے زبردستی ہی ایدا کو وئیر ہاوس سے باہر لایا جسکی حالت ڈر خوف اور تکلیف سے بگھڑی معلوم ہوئی۔

"اتنی بہادری دیکھا کر کوئی ایسے روتا ہے۔ہاتھ دیکھنے دو"

عالیان نے زبردستی ایدا کے ہاتھ پکڑ کر کھولے جو لال ہو رہے تھے، پھر انکو آزردگی سے تھام کر ہولے سے انگوٹھے کی پور سے دبایا تو ایدا نے اپنی وہی دھندلاتی آنکھیں اٹھا کر عالیان کو دیکھا جو بس اسکی فکر میں ساری دنیا کی پرواہ کرنا چھوڑ چکا تھا۔

"ایسی ہی حالت دل کی ہے۔ گلے کی بھی۔"

اس نے جو حوالے دیے وہ عالیان کو دکھی کر گئے، وہ نظریں ہٹا گیا، اس پر جمائے رکھنا مشکل ہوا۔

"سب بہتر ہو گا۔ تم گاڑی میں بیٹھ کر ویٹ کرو میں پانچ منٹ میں آتا ہوں"

عالیان نے اسکے لیے گاڑی ان لاک کی تو ایدانے بنا اعتراض بات مانی اور اپنی آنکھیں رگڑتی جا کر گاڑی میں بیٹھی جسکے بعد عالیان نے اک بھاری سانس یوں لی جیسے وہ اسکے دل پر بوجھ ہو۔

عالیان واپس اندر پہنچا تو مہمت سلمان کی گندی زبان پھر سے چالو تھی اور اب کی بار عالیان اس تک پہنچا اور اس پہلوان ٹائپ آدمی کی موٹی گردن اپنے ہاتھ میں لی، مہمت دل خراش کراہا۔

"اگر تم نے آج ہی مسدور حویلی جا کر ایدا دمیر سے شادی کے لیے منع نہ کیا تو میں تمہیں دوبارہ کسی عورت کے قریب جانے لائق بھی نہیں چھوڑوں گا۔ تمہیں نامرد بنانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا میرے لوگوں کو۔ تمہارا کئی آوارہ عورتوں سے تعلق ہے اسکی پوری داستان فلم کی صورت نکلوائی ہے میں نے۔ اگر تم نے کوئی ہوشیاری کی تو انقرہ کے انٹرنیشنل چینل پر وہ کسی بھی وقت نشر ہو گی۔ تو اب بتاو تم یہاں سے نکل کر کیا کرو گے؟"

عالیان کا اک اک لفظ مانو اس وحشی آدمی کی روح فنا کرتا گیا، وہ دیکھ تو نہ سکا آنکھوں پر بندھی پٹی کے سبب پر اتنا

طے تھا یہ جو بھی تھا ایدا سے جڑا تھا اور شدید نفرت و غصے میں مبتلا تھا، جبکہ عالیان کی دھمکیاں ہی کچھ ایسی تھیں کہ مہمت سلمان کے چہرے کا رنگ فق دیکھائی دیا۔

"ایدا کے رشتے سے انکار کروں گا"

چار و ناچار اس نے عالیان کے کہے کے مطابق ہامی بھری جسکے بعد عالیان نے اسکے گھٹتے دم کو آزادی دی اور اپنے لوگوں کو جاتے یہ وارن کیا کہ اسے آزاد کرنے کے بعد اس پر پل پل نظر رکھیں اور خود وہ پانچ منٹ میں واپس آیا، ایدا نے اسے اپنے ساتھ آکر بیٹھتا دیکھے ہراساں نظروں میں اسے لیا جس نے گاڑی سٹارٹ کرے وئیر

ہاوس سے نکال لی جبکہ دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر اس نے ایدا کے کانپتے ہاتھ کو پکڑا، وہ ڈری ہوئی تھی پریوں عالیان کے بنا دیکھے ہاتھ پکڑنے نے اسکے اندر اٹھتے طوفانوں کو شانت کر دیا، وہ اسے واپس وہیں ڈراپ کرنے آیا جہاں دونوں کو نازلی پہلے ہی پہنچ کر کھڑی منتظر ملی۔

"نازلی ویٹ کر رہی ہیں۔ جاو اور اپنے سارے ڈر اور اداسیاں میرے حوالے کر دو ایدا"

وہ اسے کہنا تو یہی چاہتی تھی وہ خود کو بھی اسکے حوالے کرنے کو تیار ہے پر اتنی ہمت کہاں سے لاتی۔

"آپ کیا کریں گے اپنے ڈر اور اداسی کے ساتھ میرے بھی سنبھال کر۔ اسکا خیال کریں کہ مجھے بھی آپکی بہت پرواہ اور فکر ہے"

وہ شکوہ نہیں کر رہی تھی پر یہ کچھ ایسا ہی تھا، مبہوت کر دیتا برتاو، محبت، نرمی اور اعتراف!

"تمہاری فکر و پرواہ نظر آتی ہے تبھی تو تمہیں تمہاری آزادی واپس دلانے کا ہر جتن کرنا چاہتا ہوں۔ پریشان نہیں ہونا۔ مہمت آج ہی یہ رشتے کا بکھیڑا سمیٹے گا ورنہ مرے گا۔ اب کسی کو کسی قسم کی رعایت نہ ملے گی۔ جاو شاباش"

وہ اسے مطمئین کرنے کے چکر میں اور اداس کر رہا تھا تبھی وہ مزید نہ رکی اور گاڑی سے نکلنے لگی جب عالیان نے اسے بے اختیار پکارا، وہ فورار کی جیسے یہی چاہتی ہو۔

"میرے ہوتے ہوئے فکر نہیں کرو گی ناں؟"

وہ نجانے کیا کہنا بھول کر یہ بے مقصد سوال کر بیٹھا، اور ایدا بھولی تھی پر بیوقوف نہیں کہ ان گہری آنکھوں کا جبر نہ بھانپ پاتی۔

"کبھی نہیں۔"

وہ اسے مسکرا کر خرید ہی تو لیتی تھی۔

"بائے"

وہ مسرور ہوا تو ایدا نے اجازتی نگاہ اس پیارے شخص پر ڈالی اور باہر نکلی، بائے کرتی روڈ کراس کرے نازلی تک جیسے ہی پہنچی، عالیان نے گاڑی سٹارٹ کرلی۔

جبکہ نازلی نے ایدا کو شاید اس پیچھا کرنے والے کا بتایا تھا کیونکہ دونوں جس انداز میں باتیں کرتی جارہی تھیں، لگ یہی رہا تھا معاملہ یہی زیر گفتگو ہے۔

.._____..

عزیزے نے اسماعیل یلدرم کی ہر بات سنی اور وہ پریشان نظر آئیں، اور تبھی انہوں نے اسماعیل بھائی کو تسلی دی کہ وہ دِلارہ سے بات کریں گی، جبکہ کیئر یونٹ سے وہ خود جلدی فری ہوئیں اور بارہ بجے آکیڈمی نکلیں تاکہ آج دِلارہ کو خود پک بھی کریں اور اس کے ساتھ زرا اوٹ ڈور ٹائم گزار کر یہ پوچھیں کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں، اور جب وہ ساڑھے بارہ تک آکیڈمی پہنچیں تو آگے سے چوکیدار سے پتا چلا کہ وہ دس بجے کی کالج سے نکل گئی ہے، عزیزے نے فوراوہیں کھڑے ہی دِلارہ کو کال کی مگر اسکا نمبر سوئچ آف تھا، عزیزے کے ہاتھ کانپ کر رہ گئے، پھر وہ وہاں سے

اجازت لیے نکلیں اور گاڑی تک پہنچ کر انہوں نے اسماعیل بھائی کو کال کی، وہ بھی دِلارہ کے کالج سے دس بجے کا غائب ہونا سن کر ٹنشن میں آ گئے اور اسی ٹنشن میں انہوں نے عالیان کو بھی بتایا، اب وہ سب ہی عزیزے کی طرف تھے، آس پاس جہاں تک دِلارہ جا سکتی تھی ہر جگہ ڈھونڈا اور پھر عالیان نے باران کو کال کی جو حویلی ہی جا رہا تھا۔

"کہاں ہو باران؟ دِلارہ تمہارے ساتھ ہے کیا؟"

عالیان کے سوال پر باران نے فوراً کار کو بریک لگا کر سڑک کے بیچ و بیچ روکا۔

"نہیں میرے ساتھ نہیں۔ آکیڈمی چھوڑا تھا اسے۔ سب ٹھیک ہے؟"

باران نے فوراً استفسار کیا، جس پر عالیان نے ان دو پریشان محترمین کو نفی میں گردن گما کر اطلاع دی کہ دِلارہ، باران کے ساتھ بھی نہیں ہے۔

"نہیں، سب ٹھیک نہیں۔ اس نے کالج میں سات سٹوڈنٹس کو ہاکی سے بری طرح پیٹا پھر اسکے بعد پرنسپل نے اسے آفس بلوایا لیکن اسکے بعد دِلارہ کا کوئی اتا پتا نہیں، انے کہہ رہی ہیں کالج کا چوکیدار کہہ رہا ہے دِلارہ بنا بیگ کے دس بجے ہی وہاں سے چلی گئی تھی مگر نہ وہ گھر پہنچی

نہ کہیں آس پاس ہے۔ تم زرا یہاں انے کی طرف
پہنچو۔ تھانے چلتے ہیں کمپلین کے لیے"

باران نے کن پٹی انگلیوں کی پوروں سے دبائی کیونکہ یہ
سب سنے وہاں درد سا ابھر آیا تھا۔

"آپ لوگ وہیں رکیں میں دیکھتا ہوں اسے۔ یہیں کہیں
ہو گی کالم ڈاون"

باران نے تسلی دی جس پر عالیان نے اس کے بھروسے
ہامی بھرتے کال کاٹی جبکہ باران نے سٹرئنگ پر دونوں ہاتھ
جماتے اذیت سے سامنے سیدھے راستے کو دیکھا تھا، اسے

سمجھ نہ آیا جب اس لڑکی نے ان سب کو باران پر ہنسنے کا اپنے ساتھ موقع دیا تو پھر پیٹا کیوں، یہ سوچ ایسی مہلک تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے باران کی آنکھیں انگارہ کر گئی۔

"تم اپنے قول اور عمل میں اتنی مختلف ہو کہ میرا سر چکرا جائے گا۔ کل کی پھٹتی نسیں آج پھٹ جائیں گی دِلارہ، آخر تم چاہ کیا رہی ہو۔؟ کیا ضرورت تھی تمہیں ان سب کو مارنے کی جبکہ تم نے مجھ سے اسکی گندی ترین قیمت وصول کی تھی۔ یا اللہ میں پاگل ہو جاوں گی اس لڑکی کی وجہ سے"

باران کو بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی، اسے دماغی درد اٹھتے محسوس ہو رہے تھے، ابھی ان سوالوں کے جواب

اسکے پاس نہیں تھے تبھی پہلے دِلارہ کی تلاش اہم سمجھتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی، چھ گھنٹے وہ لگتار اس پاگل کو ڈھونڈتا رہا، ایون عالیان کے ایک جاننے والے انسپکٹر کو بھی اطلاع کی کہ اپنے تئیں وہ بھی دِلارہ کی تلاش کروائے لیکن باران نے ہر سڑک، انقرہ کا ہر ہوسپٹل لگ بھگ ان چھ گھنٹوں میں چھان مارا تھا، جہاں تک وہ نہ پہنچ سکا، وہاں کالز کر کے پوچھا کہ کہیں کوئی ایمرجنسی نامعلوم کیس نہ آیا ہو، وہ اس قدر تکلیف میں تھا بیان سے باہر ہوا، یہ تکلیف دِلارہ کی دی زلت سے کہیں بڑی تھی کہ وہ کہیں نظر نہیں آرہی، ابھی محبت جیسا کچھ نہ تھا پھر بھی باران یلدرم کی دنیا وہ لڑکی یوں

چھپ کر اندھیر کر گئی، پولیس نے بھی تسلی دی کہ وہ رات ہونے سے پہلے اسے بازیاب کروالیں گے پر باران کی ہمت ٹوٹ گئی، جب ہمت ٹوٹتی ہے تو انسان ماں کی گود میں سر رکھ کر بہت سالوں تھا ماضبط توڑ دینا چاہتا ہے اور ساڑھے چھ تک باران نے بھی تھک ہار کر اپنی سگی ماں کی قبر کا رخ کیا، وہ انھیں بتانا چاہتا تھا کہ وہ بنا کسی جذبے کے بھی ایک لڑکی کے لیے کیوں تڑپ رہا ہے، کیوں اسے سانس نہیں آرہی حالانکہ جس طرح دِلارہ نے آج اسے انسلٹ کیا، اسکے بعد تو باران کو اسکی گمشدگی پر شکر کرنا چاہیے تھا پر

وہ اسی پر تکلیف میں تھا کہ سب کچھ ہمیشہ اسکی سوچ سے برعکس آخر کیوں ہوتا ہے۔

وہ اسے جگہ جگہ تلاش کرتا تھک ہار چکا تھا، سمجھ نہ آرہا تھا کہ دِلارہ کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا، جہاں جہاں وہ جا سکتی تھی

ہر جگہ اسے ڈھونڈا جا چکا تھا، وہ جو سمجھتا تھا اسے دِلارہ کی بس فکر ہے، جب وہ کہیں نہ ملی، اپنے سراغ سمیت کھو گئی تب اسے بھی لگا اسکا سب کچھ ساتھ ہی گم گیا ہے، وہ بہت ٹوٹ گیا، اور تھک ہار کر جب انے کی قبر پر آیا تو اسے وہاں وہ ملی، اپنے نام کی خالی قبر کے پاس چپ چاپ بیٹھی، وہ قبر

جس میں دِلارہ کا ایک حصہ دفن تھا، وہ بہت مضبوط تھا پر اس شام کی تاریکی میں اسے اپنی ہی قبر کے پاس بیٹھی دِلارہ توڑ کر رکھ گئی۔

اسے سب سے بڑا ڈر یہی لگا وہ رو نہ رہی ہو، وہ رو نہیں سکتی تھی یا باران کے بقول وہ اسے رونا برداشت نہیں کر سکتا تھا، واللہ علم۔ لیکن سینے پر ٹھیک دل کی جگہ کسی نے جلتی سلاخ گاڑی تھی، وہ مٹی گرد غبار میں جانے کب سے بیٹھی تھی، اسکے بال ہوا سے بکھرے تھے، الجھے تھے، وہ سامنے تاحد نگاہ پھیلی قبروں کو دیکھ کر بنا کسی تاثر، بنا کسی جنبش بیٹھی تھی، وہ چند قدم قریب آیا، وہ یونیفارم میں ہی

تھی، سکرٹ سے جھانکتی ٹانگوں پر مٹی لگی تھی، چہرہ کسی تکلیف میں نہ تھا تبھی باران سانس لے سکا، اس نے گردن پھیر کر دِلارہ نام کی قبر دیکھی، اس نے اسی لمحے فیصلہ لیا کہ کل ہی وہ قبر کو یہاں سے مٹادے گا پر دوبارہ دِلارہ کو یہاں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

وہ اسکے سر پر آرکتے بولا تو دِلارہ نے سامنے سے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا، شام ابھی روشن تھی تبھی وہ اپنی دھندلاتی آنکھوں کے باوجود پہچان گئی کہ وہ باران ہے۔

"میں بیٹھی ہوئی ہوں"

بے تاثر جواب جسے سنے وہ بھی اس قبر کے پاس دلارہ کی طرح ہی ٹیک لگاتے بیٹھا اور ٹانگیں سیدھی کرے پھیلائیں، دونوں اس قبر سے ٹیک لگائے اب ایک سی سرخ آنکھوں سے سامنے ڈھلتے نارنجی سورج کو دیکھ رہے تھے۔

"کہتے ہیں کسی کو بے جا دکھ دو تو اسکا آدھا بدلہ فورا ہمیں واپس ملتا ہے بدحواسی اور عجیب سی بے سکونی کی صورت۔ میں وہ بدلہ اٹھائے کہیں اور نہیں جا سکی تو یہاں آگئی۔ یہاں کتنا سکون ہے، یہاں کوئی شور نہیں۔"

وہ اب بھی سامنے ہی دیکھ رہی تھی، باران نے اسکی طرف چہرہ موڑا جیسے سمجھنا چاہتا ہو وہ کون کون سے دکھ کی بات کر رہی ہے۔

"کس دکھ کی بات کر رہی ہو؟"

دِلارہ نے اسکے سوال پر اسکی طرف دیکھا، وہ دکھتی آنکھیں رکھتی تھی، جن کے پار دکھ کا شہر آباد تھا۔

"پتا نہیں۔"

وہ اسکو دیکھ کر فورا مکر گئی، پر ٹھہرنا پڑا، اس نے باران کی امبر آنکھوں کو ہلکا سا سوجن کا شکار محسوس کیا تو بروقت منہ نہ موڑ سکی۔

"کیا پھر سر درد ہے؟"

وہ اس لڑکی کے منہ کو تک رہا تھا کہ یہ کیسا سوال ہے۔

"مطلب؟"

وہ نا سمجھی سے بڑبڑایا۔

"تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں۔ پین کلر لے لیا کرو سہتے کیوں ہو۔ کہتے ہیں درد کوئی سا بھی ہو اسے کبھی برداشت

نہیں کرنا چاہیے، وہ ہماری رگوں میں اترتا ہے پھر وہیں بس جاتا ہے"

وہ اسکو مشورہ دیتی نرم سا مسکرائی، پر وہ نہ مسکرا سکا۔

"درد سر کا نہیں ہے اس بار۔۔۔"

وہ بھی سامنے دیکھنے لگا، اسکی بھاری آواز مزید ڈوبتی محسوس ہوئی۔

"پھر؟ تم پر ان لچوں کو ہنسنے دیا اسکا درد ہے؟"

وہ پھر سے اسکی آنکھوں میں جھانکی، اسے ان آنکھوں سے روبرو ہونے میں زرا خوف نہ آتا۔

"تم بھی ان میں شامل تھی"

وہ پانچ لفظی درد بتا کر چہرہ دوسری طرف موڑ گیا تو دِلارہ نے اذیت سے سر جھٹک کر پھر سے سامنے نظریں جمائیں۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ جانے دو"

وہ معافی مانگ نہیں چھین رہی تھی، اس وقت وہ اسے ڈانٹ بھی نہ سکتا تھا، اس وقت اس آدمی کا دل کمزور ہو رہا تھا۔

"جانے دیا۔ یہ قبر اب تک تمہارے نام کی تختی کے ساتھ یہاں کیوں موجود ہے؟ اسے مٹوایا کیوں نہیں۔ تم زندہ ہو۔"

وہ کچھ دیر خاموشی کے بعد پھر اسے پکارا تو دلارہ نے نظریں پیچھے کرتے اس تحتی کو دیکھا پھر ہنسی، اسکی ہنسی بذات خود اک قہر تھا۔

"یہ جگہ میری دوست ہے۔ میں اسے کیوں مٹنے دوں۔ یہ دوست مجھے میرے نانا نے دی جسکا سبب میری انے اور بابا ہیں۔ بہت عزیز اور قریبی حوالے ہیں اسکے ساتھ۔ ویسے بھی جب مر جاوں گی تو نئی قبر بنانے کی کسی کو زحمت نہیں ہو گی۔ اسی میں دفنا دیں گے مجھے۔ کوئی میری آسانی نہ بنا ہو، میں مر کر بھی سبکو آسانیاں دے کر جاوں گی۔ میرا دل بہت بڑا ہے"

وہ اس قبر کی تختی کو بہت پیار سے دیکھ رہی تھی، کسی کا دل پھٹ رہا تھا دِلارہ کی بلا سے پھٹتا رہتا۔

"اتنے بڑے دل کا کیا کرو گی جو حوصلہ بھی بڑا مانگ رہا ہے؟"

اس بار وہ مسکراہٹ مرسی گئی جو دِلارہ کے چہرے پر اسکی تکلیف کا نقاب بنی تھی، وہ باران کو دیکھنے لگی تو سمجھ آئی وہ آنکھیں درد میں ہیں پر دگنا کرب ان آنکھوں کے مالک کے سینے میں برپا ہے، وہ اسکا جواب نہ سوچ پا رہی تھی۔

وہ کچھ نہ بول پائی تو باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بکھرتے بال سنوارے، وہ چہرہ پھر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی، وہ گرے آنکھیں دل چیڑ رہی تھیں۔

"میں بہت برا ہوں۔ لیکن تم نہیں ہو، وہ برے نہیں ہوتے دِلارہ جنکو برا کر کے پچھتاوا ہوتا ہے۔ میں نے دل بڑا کر کے معاف کر دیا کہ تم نے ان سٹوڈنٹس کو مجھ پر ہنسنے دیا۔ ایسی ہزار بار تضحیک بھی سہہ سکتا ہوں کیونکہ میری غلطی تمہارے ماں باپ کی غلطی سے زیادہ بڑی ہے اور تم ایسے ہر عمل میں سچی ہو جو مجھے تکلیف دے۔"

وہ اسے سن رہی تھی، اسکے ہلتے ہونٹوں پر غور کیا تب سمجھ آیا وہ کیا کہہ رہا ہے ورنہ دِلارہ کو آوازوں میں گھلا اپنے اندر کا شور کرتا سناٹا سنائی دے رہا تھا، ہاں سناٹے بھی شور کرتے ہیں جب وہ ہماری ذات میں اک حد سے زیادہ حائل ہو جائیں، جب ہمارا جسم، خون پانی اور مٹی کا مرکب نہیں اداسیوں کا مجموعہ بن جائے۔

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو"

وہ غائب دماغی سے سر جھٹک گئی۔

"اداس مت ہو دِلارہ"

وہ یہ نہ کہہ سکا کہ اسکی اداسی باران یلدرم کے دل پر لدے بوجھ دگنے کر رہی ہے تو بس اسی التجاء کو آہستگی سے سر گوشی بنایا۔

"میں نے پتا نہیں کیوں ان سبکو مارا۔ حالانکہ مجھے تو غصہ بھی نہیں تھا۔ دیکھو میرا ہاتھ بھی زخمی ہو گیا۔ مجھے ہوش ہی نہیں رہی کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ میں تبھی یہاں آکر چھپ گئی کہ اپنی اس حرکت کا بی کو کیا جواز دوں۔ بس میں الجھی ہوئی تھی ورنہ میں اداس یا پریشان نہیں ہوتی۔ انھیں خبر مل گئی ہو گی اب وہ ناراض ہوں گی اور منانا مشکل ہے"

دِلارہ کی باقی باتیں تو وہ نہ سن سکا پر جب دِلارہ نے یونہی بے دھیانی میں اسکے سامنے کرتے اپنا ہاتھ دیکھایا، باران نے نرمی سے اسکے ہاتھ کو تھاما اور لمبی سی ہتھیلی پر بنی خراش دیکھ کر دِلارہ کی دوبارہ صورت تکتے بقیہ الجھنیں سنیں۔

"وہ رو رہی تھیں جب میری لاسٹ ٹائم بات ہوئی۔ ہم ایک بجے سے ڈھونڈ رہے ہیں تمہیں۔"

دِلارہ نے افسردگی سے سر جھکایا۔

"میں ٹھیک کرلوں گی انکو"

وہ اپنا ہاتھ جھٹک کر اپنی سکرٹ جھاڑتی اٹھی پر وہ وہیں کسی فقیر سا بیٹھا بس سر اٹھا سکا۔

"خود ٹھیک ہو گی تو ٹھیک کرو گی انھیں۔"

وہ اسکے لفظوں کی گہرائی پر گھبرائی تبھی چہرہ دوسری طرف کرے آس پاس محسوس کن خاموشی دیکھنے لگی، اسے سچ میں اپنے اندر کی تاریکی کے آگے باہر کا خوفناک موسم نظر نہ آیا تھا پر ابھی جیسے اندر اک ہراس کا احساس اترا تھا۔

"میں ہمیشہ ٹھیک ہو جاتی ہوں۔ تم نے یہیں رہنا ہے کیا؟"

دِلارہ نے اسکو اٹھتا نہ پائے تپ کر پوچھا تو باران نے قبر کی مٹی والی ڈھلوان پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا، دونوں روبرو کھڑے تھے، وہ بلکل ٹھیک تھی اور وہ بلکل ٹھیک نہیں تھا۔

"پہلے اس ہاتھ کے کٹ کو دیکھا لیں ڈاکٹر کو؟"

وہ اسکو گاڑی کی طرف بڑھنے کا کہے خود بھی ساتھ ہوا تو دِلارہ نے نفی کرتے قدم تیز کیے۔

"تم دیکھ لینا"

وہ جا کر فرنٹ ڈور کے قریب رکی تو باران نے اسکے چہرے سے اسکی مرضی اخذ کرنی چاہی، وہ شاید ڈرائیو کرنا چاہ رہی تھی بھلے دس منٹ ہی سہی۔

"کیا؟ چابی چاہیے؟"

وہ اسکے پھیلے ہاتھ کو دیکھتا کوٹ کی جیب سے کیز نکالتے اچھنبے سے بولا تو دِلارہ نے فوراً سر ہلایا۔

"مجھ سے ڈرائیونگ نہیں ہوتی۔ سر دکھتا ہے۔ آنکھیں دھندلا جاتی ہیں"

وہ ہنوز ہاتھ پھیلائے بولی تو باران جو اسکی ہتھیلی میں کیز رکھنے والا تھا، مٹھی میں دبا کر ہاتھ واپس کھینچ کر آبرو اچکائے اسے گھورا۔

"پھر نہیں دوں گا کیز، یہاں بیٹھو آکر"

باران نے فورا سختی سے منع کیا پر وہ باز نہ آئی۔

"دے دو ورنہ تمہاری یہ جان سے پیاری گاڑی کسی کھائی میں پھنکوا دوں گی۔"

وہ اپنی بات دوسری بار دھمکی کے سنگ دہراتی اب تو باران یہی سوچ رہا تھا، عادت ڈال لینی چاہیے۔

"آپ کہو پہلے پھر سوچتا ہوں"

باران نے نیا تقاضا کیا، در حقیقت وہ ابھی زور سے اسے گلے لگا کر اپنے ڈرے دل کو حوصلہ دینا چاہتا تھا پر وہ لڑکی اس جرت پر قتل کر دیتی تبھی متبادل انداز میں وہ اس سے بس بے وجہ باتیں کر رہا تھا کہ کسی طرح اس لڑکی کا بھاری دل سنبھلے یا حواس جگہ پر آئیں۔

"میں تمہیں آپ نہیں کہوں گی"

وہ ضد کی بہت پکی تھی۔

"ٹھیک ہے میں بھی بہت ڈھیٹ ہوں۔ تم سے آپ نکلوا کے رہوں گا وہ بھی عنقریب۔ لو کیز پر آرام سے۔ ہاتھ زخمی ہے تو اپنی تکلیف مت بڑھانا"

باران نے اسکے ہاتھ میں کیز تھمائیں اور جا کر پسینجر سیٹ پر بیٹھا اور دِلارہ مسکرا کر جلدی سے فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھی، اور اتنی ہیوی کار چلانے کی ایکسائٹمنٹ میں وہ سیٹ بیلڈ لگانا بھول گئی جس پر گاڑی کا سیفٹی آلارم بج اٹھا۔

"سیٹ بیلڈ فکس کرو پہلے دِلارہ"

وہ اسے تنبیہی انداز میں پکارتا بولا جبکہ خود وہ عزیزے اور بابا کو ہی میسج کر رہا تھا کہ مہارانی مل گئی ہے، دِلارہ نے سیٹ بیلڈ فکس کرے جھٹکے سے گئیر لگایا اور سپیڈ دینا بھول گئی جس سبب گاڑی کو زور دار جھٹکا لگا، اور سیٹ بیلڈ کی وجہ سے بچت ہوئی ورنہ میڈم کا منہ سٹرینگ پر جا بجتا۔

"کیا کرنا چاہ رہی ہو۔ دھیان کہاں ہے تمہارا۔ نکلو باہر کوئی اور مصیبت کھڑی کرو گی میرے لیے۔ نکلو"

باران نے اسے غصے سے ٹوکا پر وہاں کان پر جوں بھی نہ رینگی تھی۔

"نہیں نکلوں گی۔ چلانے دو مجھے۔ چپ کر کے بیٹھو"

دلارہ نے اس بار ٹھیک سے گاڑی سٹارٹ کی، جبکہ باران نے فون سائیڈ رکھ کر اس کی ڈرائیونگ پر دھیان دیا کیونکہ اس وقت گاڑی و د باران رسک پر تھے، دِلارہ نے پانچ منٹ گاڑی باران سے بھی اچھی چلائی پھر اس نے گاڑی کی سپیڈ آہستہ کرتے بلکل بریک لگا کر روکی۔

"سر چکر اگیا ہے۔ مجھے لگا یہ گاڑی شاید سوٹ کر جائے پر نہیں۔ میں ڈرائیونگ کبھی نہیں کر سکوں گی شاید"

دِلارہ نے سیٹ بیلڈ کھولتے مایوسی سے اظہار کیا اور کار ڈور اوپن کرنے لگی جب باران نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دباتے روکا، وہ گردن گما کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں سر چکراتا ہے۔ کبھی ڈاکٹر سے کنسلٹ کیا اس بارے؟"

وہ باران کی فکر پر حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"وہ کہتے ہیں مجھے موشن فوبیہ ہے، حرکت کرتی چیزوں سے۔"

دِلارہ نے فوراسے جواب دیا جس پر باران نے گہرا تسلی بھرا سانس لیا کہ یہ تو نارمل چیز تھی۔

"میں جاوں گا واپس تو یہ گاڑی تمہیں دے جاوں گا۔ جب تم ریگولر اسے چلاتی رہو گی تو اس فوبیہ سے نکل جاو گی۔ سفر کرتے رہیں تو ہم عادی ہو جاتے ہیں پھر یہ پرابلمز نہیں ہوتے"

وہ اسکی بات پر سنجیدہ ہوئی، سنجیدہ سے زیادہ وہ برہمی تھی جو ان گرے آنکھوں میں تیر رہی تھی۔

"تم دونوں شرطیں پوری کیے بنا نہیں جاسکتے"

وہ اسے غصے سے یاد دہانی کروا رہی تھی۔

"کر کے ہی جاوں گا۔"

باران کا لہجہ جتانے سا تھا، دِلارہ کے چہرے کی رنگت سفید سی ہونے لگی، اس نے باران کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور کار ڈور کھولے باہر نکل گئی، باران نے بھی اپنی طرف کا ڈور کھولتے باہر آتے اسے دیکھا جو اسکی جگہ بیٹھنے کو اسکے سامنے آ رکی پر باران نے اسے پاس سے گزر کر جانے نہ دیا اور دونوں ہاتھ بڑھا کر دِلارہ کو اسکی بازووں سے پکڑ کر اپنے سامنے روک گیا۔

"میں تمہیں دوبارہ کبھی اسطرح اکیلے اس قبر کے پاس بیٹھا نہیں دیکھنا چاہتا دِلارہ۔"

وہ اسکے روکنے پر پہلے ہی پریشان تھی، تمہید پر اور ہوئی، ابھی اسے باران کے بے خود انداز کسی قسم کی راحت نہیں دے رہے تھے۔

"وہ میری واحد دوست ہے"

دِلارہ نے بازووں کو چھڑوانے کی کوشش میں مزاحمت کرتے بضد ہو کر جواب دیا۔

"قبروں کو کون دوست بناتا ہے وہ بھی خالی، اوپر سے تمہارا نام ہے اس پر۔ میں سب کو کھری کھری سناتا ہوں جا کر کہ کیوں ہے یہ قبر اب تک۔ نہیں رہنے دوں گا اسے اس قبرستان میں۔ جب مرو گی میں خود قبر بناوں گا تمہاری اس لیے یہ ختم ہو گی اب۔۔۔ سن رہی ہو؟"

وہ اسے اسی انداز سے اپنے نزدیک کرتا سخت غصے میں سمجھا رہا تھا پر وہ آنکھوں میں تکلیف بھرے اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ کس قدر ظالم ہے۔

"تم اس قبر کو ہٹاو گے تو میں تمہاری قبر بنادوں گی سنا تم نے۔ بخش دو مجھے۔ جان چھوڑ دو میری۔ نہیں رہ سکتی میں

اس کے بغیر۔ وہ جگہ مجھے میری اوقات یاد دلاتی ہے کہ
میں اپنے ماں باپ کی صرف ایک غلطی ہوں۔ کیا پتا تمہیں
نکاح نامہ کبھی نہ ملے۔۔۔ ہو گا تو ملے گا۔ تم مجھ سے
میرے نام کی قبر نہیں چھینو گے۔ تم سب لوگ مجھ سے
میرا بچپن، میری ہنسی، میرا سکھ چھین کر اب کیا مجھ سے یہ
آخری سہارہ بھی چھینو گے۔ میں مار دوں گی تمہیں باران تم
اس قبر کو ہٹانے کا سوچو میں اپنی ساری نسیں کاٹ دوں
گی۔ اکھاڑ دوں گی انھیں"

وہ اسکے چہرے تک آتی چینخی تھی، چلائی تھی، یہ پورا
ویرانہ جو شام میں ڈوبا تھا، اس لڑکی کی اذیت ناک چینخوں

سے اور سوگوار ہوا تھا، باران کو لگا وہ غصے اور کرب سے
پھٹ جائے گی، اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، اسکے چہرے پر
سرخی چھلک آئی تھی، وینز دیکھائی دینے لگی تھیں، وہ فلک
شگاف چلائی تھی جیسے کوئی اپنی بات نہ سمجھا پانے پر بے بسی
کی آخری حد تک چلا جاتا ہے، پر وہ اب بھی روئی نہ، اسکے
ضبط نے باران کو پچھاڑ ڈالا، اسے نہیں پتا تھا اس قبر میں یہ
لڑکی آدھی دفن ہے، وہ اکھڑے سانس لینے لگی تبھی باران
نے اسکو اپنے گلے لگایا تھا، بے اختیار، بنا سوچے بس وہ اسے
اسکے بنا سنبھال نہیں سکتا تھا، وہ اسکے گلے لگی تو جسے اس
لڑکی کی اکھڑی سانس بلکل ہی تھم گئی، دشمن کے گلے لگ

کر تو اس نے سنا تھا سینہ چھلنی ہوتا ہے، پر یہاں تو رستے دل پر اک بوند آرام گرا تھا۔

"شش! میں نہیں لے رہا کچھ تم سے۔ پر سکون ہو جاو دِلارہ۔ میں تم سے کچھ چھین نہیں رہا۔"

باران نے اسے گلے لگایا تو lavender اور جیسمین کی مخملی گھلی خوشبو اسے دِلارہ کے وجود سے اٹھتی محسوس ہوئی جیسے وہ انہی دو پھولوں سے بنی تھی، جس نے ہوش میں آتے ہی اس دشمن سینے کو خود سے پرے دھکیلا، وہ اسے خود سے بے دردی سے دور کرتی جا کر اپنی جگہ بیٹھی اور زور سے دروازہ بند کیا، باران نے بھی اپنی جگہ سنبھالی پر وہ منہ

اذیت سے دوسری طرف پھیر گئی، باران کو فکر تھی تو بس دِلارہ کی جو سب کچھ اپنے اندر ہی چھپائے ہوئے تھی۔

"ٹھیک ہو تم؟"

باران نے اسکو گردن پھیر کر بیٹھا دیکھے فکر مندی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہی ہوتی ہوں ہمیشہ۔ اب کوئی سوال مت کرنا۔ اور دوبارہ مجھ سے چپکنے کی کوشش بھی نہیں"

دِلارہ کا غصہ پھر سے بے قابو ہوا تو باران نے اک سرسری سی نظر اس لڑکی پر ڈالتے گاڑی سٹارٹ کی، وہ لوگ پہلے

راستے میں آتے ایک ہوسپٹل رکے جہاں وہ دِلارہ کے ہاتھ کی ڈریسنگ کروانے لایا، ہاکی کا پکڑنے والا حصہ کھردرا ہونے کی وجہ سے لکڑی کے باریک زرے اس کی ہتھیلی میں گھس گئے تھے تبھی ہتھیلی درد اور سوجن کا شکار تھی، ڈاکٹر نے اسکے ہاتھ سے وہ ذرّے نکال کر بینڈیج لگایا جبکہ وہ باہر نکلے تو دِلارہ اسکی طرف غصے سے دیکھتی پارکنگ میں کھڑی گاڑی کے پاس رکی۔

"میں نے کہا تھا تم دیکھو گے میرا ہاتھ، پھر؟ اس ڈاکٹر نے کتنا پین دیا ہے میرے ہاتھ کو تمہیں زرا بھی اندازہ نہیں"

وہ اسے دیکھتے برہمی دبانے میں لگی تھی اور باران کا دماغ کام کر رہا ہوتا تو وہ ضرور خود دیکھتا پر ابھی کچھ بھی ٹھیک محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

"میں زیادہ درد دے دیتا اس لیے، پورا ہاتھ سوویل تھا تمہارا۔ یہ بتاو کچھ کھاو گی یا تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں؟"

باران نے اسکو بازو سے پکڑے ڈور سے پرے کیا اور بیٹھا پر وہ غصے سے پیدل ہی آگے چل پڑی، باران نے دانت پر دانت جماتے اپنے غصے کو قابو کیا اور باہر نکلا۔

"دِلارہ۔۔ کہاں جارہی ہو؟"

وہ پیچھے آتا اسکی بازو پکڑ کر روکتے بولا جب وہ بے دردی سے اپنی بازو جھٹک گئی۔

"تم جاو میں اکیلی گھر چلی جاوں گی۔ تمہیں آل ریڈی بہت خوار کر چکی ہوں۔"

وہ بازو جھٹک رہی تھی پر باران نے اسکی کوئی نہ سنتے واپس گھسیٹ کر لاتے بٹھایا اور ڈور بند کرتے خود بھی اپنی جگہ آ کر بیٹھا، غصے اور عتاب کو اپنے اندر دبائے ہوئے وہ آتش فشاں ہی لگ رہا تھا، کسی بھی وقت پھٹ جاتا۔

"میں نے یہ خواری خود قبول کی ہے وہ بھی تین بار اس لیے تمہیں بھی میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

باران نے بدلحاضی سے گاڑی سٹارٹ کی تو دِلارہ اسکے پھولے گال دیکھنے لگی، جو بظاہر سپاٹ ہو کر گاڑی چلا رہا تھا پر اسکا دھیان بس ساتھ بیٹھی دِلارہ پر تھا، وہ اسے دیکھ رہی ہے، وہ ایک منٹ میں کتنی بار سانس لے رہی ہے، وہ سنجیدہ ہے، غصہ ہے یا مسکرا رہی ہے، وہ بنا دیکھے ہر لمحے کی خبر پا رہا تھا اور یہ عام چیز نہ تھی۔

"مجھے بھوک لگی ہے"

دِلارہ نے جیسے ہی باہر نظر آتے ریسٹورنٹ کو دیکھا وہ جلدی سے بولی، اسی لمحے باران نے گاڑی روکی۔

"یہاں سے کھانا ہے؟ پر یہاں صرف فش ملے گی اور سی فوڈ"

باران نے سامنے نظر آتے ریسٹورنٹ کو دیکھتے اندازہ لگاتے بتایا پر وہ سر ہلا گئی جس پر باران گاڑی سے اترا اور وہ بھی باہر آئی۔

"ٹھیک ہو"

وہ جانے سے پہلے اس سے اک بار پوچھ کر تسلی چاہتا تھا، اک لمحہ تو دِلارہ اسکے سوال کی تڑپ سے ہی الجھی رہ گئی۔

"ٹھیک نہ ہوتی تو ہوا کو بھی اپنے اندر نہ جانے دیتی، میں کچھ کھانا چاہ رہی ہوں تو مطلب ایک دم چوکس"

وہ لاپرواہی سے کہے اندر چلی گئی جبکہ باران اب یہ سوچ کر صدمے میں تھا کہ یہ لڑکی پلوں میں اپنا موڈ اور مزاج کیسے بدل لیتی ہے، وہ خود بھی جب تک پہنچا، دِلارہ نے اپنا آرڈر دے کر ایک کول سی ٹیبل بھی چن لی تھی، باران کے لیے

اس نے ایک رینڈم یہاں کا فینسس فش سوپ کہا تھا جبکہ خود کے لیے میرینیٹڈ فش۔

"تمہارے لیے سوپ منگوایا ہے۔اس عمر میں سوپ اچھے ہوتے ہیں"

وہ سامنے ہی بیٹھا تو دِلارہ نے خوامخواہ اسے ٹیس کرنے کو کہا جبکہ باران نے کوئی توجہ نہ دیتے چیئر سے ٹیک لگا کر اپنے فون کو اوپن کیا، کچھ دیر تو دِلارہ اسے اس طرح لاپرواہ بنا دیکھتی رہی پھر اٹھی اور باران کے سر پر رکتے اسکے ہاتھ سے فون چھین لیا اور اپنی سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر واپس بیٹھی، باران کو چار و ناچار اسے دیکھنا پڑا۔

"ایک بات کہوں۔ تم بہت برے huggerہو"

دِلارہ نے اسکی توجہ پاتے اطلاع دی۔

"اچھا وہ کیسے؟"

وہ بھی ہاتھ میز پر رکھے زرا رازدارانہ انداز میں قریب ہوا، دِلارہ نے خفیف سا گھبراتے اسے دیکھا۔

"ایسے کہ میں نے تمہارے hugکا حصار آسانی سے توڑ لیا۔ تمہیں بی سے ہگ سیکھنا چاہیے۔ وہ تو مجھے تب تک نہیں چھوڑتیں جب تک میں چیخنے سے مسکرانے تک نہیں آ جاتی"

دِلارہ اسے ڈھکے لفظوں میں ہگ کرنے کے اصول بتا رہی تھی اور وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"انے کا hug کافی ہو گا تمہیں پھر اب سے۔ مجھے تو دوبارہ چپکنے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا تم نے۔"

باران نے ویٹرز کی رکھ کر جاتی گارلک بریڈ کو ٹیسٹ کیا جو ایز آسٹارٹر تھی اور اس پیج دِلارہ کو اطلاع بھی دی جو ایسے جواب پر بے چین ہو کر آنکھوں میں خفگی سمیٹ لائی، ایسا تب تب ہوتا جب اس لڑکی کو اسکا مطلوبہ جواب نہ ملتا۔

"میں نے اس لیے کہا کہ کسی کو hug کرو تو تمہیں اسکی شدت اور قربت کے آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایون بابا یا بھاسے بھی۔"

دِلارہ نے اسکے سامنے سے گارلک بریڈ اٹھا کر اپنی طرف کرتے درستگی کی تو وہ اسے ہی دیکھنے لگا، جو باڈی لینگوئج سے مضطرب دیکھائی دے رہی تھی، خیر مزید موقع نہ ملا کیونکہ ویٹر دونوں کا کھانا لے آیا تھا۔

باران نے جب دِلارہ کے سامنے پڑی raw fish دیکھی تو اسکا دل اپنے سوپ سے بھی اچاٹ ہوا۔

"تم پاگل ہو۔ یہ کچی مچھلی کھاو گی؟"

باران نے اس کے آگے سے وہ پلیٹ اپنی طرف کھینچی۔

"کچی تمہاری سوچ ہے اور کچھ نہیں۔ لاو ادھر دو"

دِلارہ نے اٹھ کر پلیٹ واپس چھینی تو باران نے برا سا منہ بنایا، بھلے میرینیٹڈ فش کچھ مصالحے اور ہربز لگا کر پریزرو کی جاتی ہے تاکہ تمام بیکٹیریا مر جائیں پر تھی تو وہ کچی ہی، اور یہ صرف وہی کھا سکتے تھے جنکا ٹیسٹ بہت گندا ہو چکا ہو۔

"تم یہ میرے سامنے نہیں کھا سکتی دِلارہ۔"

وہ اپنے سوپ کو دیکھ کر دگنا بیزار ہوا جو سفید تہہ کے ساتھ بہت عجیب لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے کہیں اور تشریف لے جاو"

دِلارہ نے وہ فش پیس اٹھا کر اس پر تھائے سوس ڈالی اور مزے سے منہ میں ڈال کر مزے سے چباتی بولی تو باران کا دل خراب ہوا یہ لڑکی کیسے ایک raw ٹیسٹ فش کھا گئی۔

"تمہارا منہ سمیل کرے گا دو گھنٹے تک"

باران نے اسے نیا خوف تھمایا پر وہ آگے سے اپنی فش کھاتی مسکرائی۔

"تو مت لگنا میرے منہ دو گھنٹے تک۔ اب مجھے کھانے دو اور خود بھی پیو اسے"

دِلارہ نے گھورتے ہوئے اسے دھمکایا جس پر چار و ناچار باران نے سوپ باول کو پینے کی نیت سے چھوا۔

"اسکی شکل کچھ زیادہ وائیٹ نہیں۔؟"

باران نے اس سوپ کو دیکھتے پوچھا۔

"تھوڑی سیزنگ ایڈ کر لو اگر وائیٹ سے ایشو ہے۔ یہ دیا تو گیا ہے تمہیں باکس، مجھ سے توجہ ہٹے تو تمہیں آگے پڑی

چیزیں نظر آئیں۔ اس میں چلی فلیکس بھی ہیں۔ بلیک پیپر بھی۔ سالٹ بھی اور دار چینی بھی۔"

دِلارہ نے اسے ہوش دلائی پر جس طرح دلائی، باخدا وہ کرنا ہی نہ چاہتا تھا۔

"میری تم پر توجہ کیوں ہونے لگی؟"

وہ آئبرو اچکائے خوش فہمی کی ماری دوشیزا کو نظروں سے گھورتا بولا۔

"کیونکہ تم نے اٹھارہ سال بعد کسی کو ایموشنلی بے اختیار ہو کر بنا ارادہ بنائے ہگ کیا اور وہ کسی میں ہوں۔ تو صاف ہے تمہاری توجہ مجھ پر ہی ہو گی"

وہ ابھی بھی لاپرواہی سے ہی بولی پر وہ ضرور لاجواب ہو کر رہ گیا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں اتنے سال کسی سے گلے نہیں لگا؟"

وہ اسکے سوال پر اسکی طرف دیکھنے لگی۔

"تمہارے ہگ نے بتایا کہ تمہیں سینوں کی قربت پائے زمانہ ہوا"

وہ اب بھی مزے سے بولی پر اسکے مشاہدے جان لیوا رہے، کسی کو بھی ساکن کر دینے والا جواب تھا وہ، اسکے بعد بیچ میں گہری چپ اور خاموشی حائل ہوئی، دِلارہ نے اپنی آخری بائیٹ باران کی طرف بڑھائی جو اپنا سوپ سیز ننگ کے ساتھ مکمل کر چکا تھا۔

"تم یہ بائیٹ لو گے"

دِلارہ ناں سننے کے موڈ میں نہ تھی جبکہ باران کی نظر ایک تو کچی مچھلی اوپر سے دِلارہ نے اسے سوئے ساس اور تھائے ساس میں ڈبکی لگوار کھی تھی، اس پر جمی تھی۔

"میں یہ سونگھ بھی نہیں سکتا۔ کھانا تو دور کی بات ہے"

باران نے سرے سے انکار کیا تو وہ اپنی جگہ سے سپون سمیت اٹھ کر واپس اسکے سر پر آر کی۔

"سونگھنے کی ضرورت نہیں۔ کھانے والی چیز کو سونگھا ویسے بھی نہیں جاتا۔ تم یہ لوگے ورنہ میں اسکے بعد سوشی آرڈر کروں گی اور اس میں سے صرف سیلمن نکال نکال کر

تمہاری گود میں بیٹھ کر کھاوں گی۔ وہ ٹارچر زیادہ خطرناک ہو گا یا یہ خود ڈیسائیڈ کرو"

دِلارہ سیدھی سیدھی جلاد تھی، دھمکیاں ایسے دیتی جیسے اس نے باران یلدرم کو خرید لیا ہے۔

باران نے امیجن کیا جب کہ وہ اسکی گود میں بیٹھی یہ سب ٹھوس رہی ہے تو اتنا عجیب لگا، تبھی اس نے چپ چاپ وہ فورک پر لگی بائیٹ منہ میں لی اور دِلارہ اسکے تاثرات دیکھتی مسکرا کر واپس جا بیٹھی، باران نے اس بائیٹ کو منہ میں رکھا تھا پھر بھی اسے لگ رہا تھا ابھی وامٹ کر دے گا اور جب مزید یہ برداشت نہ ہوا تو باران نے جلدی سے دو ٹشو کھینچ

کر نکالے اور وہ بائیٹ ان ٹشوز میں نکال کر ریپ کرتے ہی جلدی سے پانی کا گلاس ہونٹوں سے لگایا۔

"نہایت گند اٹیسٹ تھا۔"

وہ سخت بدمزہ ہوا اور دِلارہ کو اتنا ہی مزہ آیا، اس نے پلیٹ میں موجود فش چنکس تک اٹھا کر کھائے اور فورک پلیٹ میں رکھی تو باران نے اس ٹارچر گرل کی طرف دیکھا، زبان کا زائقہ پانی نے بہتر کر دیا تھا۔

"بھوک مٹ جائے گی اس سے؟"

باران نے اسے ڈنر مکمل کرتا دیکھتے ایک بار پھر پوچھا جس پر دِلارہ نے سر ہلایا اور نیپکن سے اپنے لپس صاف کرتی اسے پلیٹ کے پاس رکھے ویٹر کو دیکھنے لگی۔

"میں دے چکا ہوں بل"

دِلارہ اسکی آواز پر واپس اسے دیکھنے لگی۔

"احسان کیا ہے کیا؟ شوہر نہیں ہو کیا۔ تمہارے ہوتے میں بل دیتی اچھی لگتی۔ ویسے بھی میرا والٹ بیگ فون سب آکیڈمی کے لاکر میں ہی ہے۔ میں خالی ہاتھ ہوں"

دِلارہ نے قسم اٹھا رکھی تھی بس لڑنے سے بات شروع کر کے لڑنے پر ختم کرے گی، باران نے خود کو کوسا کہ زبان بند کیوں نہیں رکھی جاتی۔

"تم ویٹر کو ڈھونڈ رہی تھی اسی لیے بتایا۔ تقریر جھاڑنا تو تمہارا فیورٹ کام ہے"

وہ بھی آگے سے پھاڑ کھاتا بولا۔

"میں اس لیے ڈھونڈ رہی تھی کہ اسے بتاوں سوپ بہت اچھا بنایا تو شاباش کے مستحق ہیں وہ"

دِلارہ نے ویٹر کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کرنے کے ساتھ باران کو حیرت کے سمندر میں دھکیل ڈالا۔

"ویٹ آمنٹ، تم نے سوپ پیا ہی نہیں پھر کیسے پتا چلا کہ اچھا تھا اور شاباش کیوں دو گی"

باران کی حیرانگی اسکی پھٹی آنکھوں سے چھلک رہی تھی جس پر دِلارہ نے پہلے آرام سے ویٹر کو سوپ کے لیے تعریف کرے سراہا کہ شیف کو ضرور یہ میسج پہنچائے اور جب ویٹر وہاں سے خوشی خوشی اتنا اچھا ریوو لے کر گیا تو وہ اپنی ساری توجہ واپس متجسس باران کی جانب مبذول کر گئی۔

جو جواب جاننے کے لیے شدت سے بے تاب تھا۔

"تم نے پورا سوپ فنش کر دیا بنا مجھے ایک بھی سپون پوچھے، اسکا مطلب یہی ہے کہ بہت اچھا تھا۔ اس میں نا سمجھنے والی کونسی بات ہے؟"

وہ الٹا باران کو الجھا گئی، وہ خوش فہم نہیں تھا پر اس لمحہ اسے حالات خوش فہمی میں مبتلا ہونے والے ہی محسوس ہوئے، دِلارہ اسے لے کر عجیب تھی، اسکے حوالے سے عجیب تر تھی اور اسکے لیے عجیب ترین۔

"لیکن تمہیں اصولا اس میرینیٹڈ فش کی تعریف کرنی چاہیے تھی جو تم نے مزے لے کر کھائی۔؟"

وہ اتنا ناسمجھ ہے یا بن رہا ہے، دِلارہ فیصلہ نہ کر سکی نہ وہ باران کی ایسی کشمکش دور کرنے میں دلچسپی رکھتی تھی۔

"مجھے نہیں لگتا یہ دوبارہ میں کھاوں گی۔ چلیں گھر۔بی منتظر ہوں گی"

وہ اسکے سوال کا جواب دیے بنا الٹا باران کو مزید کنفوز کرے اٹھ کر باہر نکل گئی اور باران باہر آنے تک عجیب سی شش و پنج کیفیت میں مبتلا نظر آیا، باران کے لاک کھولتے

ہی وہ اپنی جگہ جا بیٹھی، باران نے بھی فرنٹ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے اک نظر ساتھ بیٹھی بظاہر بے فکر مگر اندر سے احساس سے بھری دِلارہ پر ڈالی، وہ اپنی بی کے لیے اور تھی دنیا جہاں کے لیے اور مگر اب اسکا باران کے لیے ایک تیسرا اور ژن سامنے آتا نظر آرہا تھا، جنون سے بھرا، بے حساب، بے نام مگر بہت مضبوط اور جدید۔

واپسی کا سفر دونوں جانب ٹنشن زائل کرتا گزرا، وہ گھر پہنچے تو اسماعیل یلدرم اور عزیزے بے قراری سے انکے منتظر تھے، عالیان بھی تھا پر باران کا میسج ملتے ہی وہ ایک کام سے نکل گیا تھا۔

"دِلارہ"

عزیزے نے لاونج میں داخل ہوتی دِلارہ کو دیکھتے ہی اپنی روتی آواز اور نم دیدہ چہرے سے پریشان سا کیا، وہ زرا اداس ہوتی قریب آئی اور انکی کھلی بازووں میں جا بسی، باران نے بھی آگے آتے بابا کو تسلی بھری نگاہوں میں لیتے ان نانی نواسی پر نگاہ سرکائی جہاں عزیزے اسے اپنے سینے سے کتنی دیر تک لپٹائے رہیں، یہاں تک کہ دِلارہ نے زرا چہرہ پیچھے کرتے انکو مسکرا کر دیکھا جیسے کہہ رہی ہو شریکوں کے سامنے تو ایسے گلے نہ لپٹائیں۔

"تم مجھے اتنا پریشان کیوں کرتی ہو۔پتا ہے جان نکل گئی تھی میری۔مجھے لگا میرا سب کچھ کھو گیا"

عزیزے نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اور ماتھا چومتے بکھرتی ٹوٹتی آواز میں بتایا، دِلارہ نے فوراً سر ہلایا کہ وہ اچھے سے جانتی ہے اس پوری دنیا میں اسے سب سے زیادہ پیار اسکی نانی جان کرتی ہیں۔

"اور بنائیں مجھے اپنا سب کچھ۔۔۔میں ٹھیک ہوں بی۔رونا بند کریں۔میں بس آپکی یہی پریشانی دیکھنے سے ڈر رہی تھی۔جو کچھ کالج میں ہوا اس بارے مجھے آپ کی شدید

ڈانٹ کی امید تھی ناں تبھی سوچ رہی تھی کیسے آپکو کول ڈاون کروں گی۔"

دِلارہ کا سچ میں عزیزے کے ساتھ یہ روپ ان باپ بیٹے کے لیے خوشگوار حیرت کا سبب بنا۔

"تم نے جو کیا ٹھیک کیا۔ ان ساتوں کے بارے جمیل نے کوئی اچھی رپورٹ نہیں دی مجھے کبھی۔ ایک نمبر کے بدمعاش اور لفنگے ہیں۔ نہ پڑھائی سے کوئی لینا دینا۔ اس لیے کوئی تم سے اس حرکت پر غصہ نہیں ہے۔ بس یہ بات یاد رکھو دِلارہ کہ اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کا بدلہ لیتے لیتے کہیں تم سے دگنی زیادتی نہ سرزد ہو جائے، وہ پھر دل کے بوجھ

میں اضافے لاتا ہے۔ باقی اپنا بچاو کرنا ہر انسان کی خود کو لے کر اولین ذمہ داری ہے"

اب کی بار اسماعیل یلدرم نے اسے تاکید کی جس پر وہ جیسے مسکرائی وہ کربناک تھا، یہ وہ انسان کہہ رہا تھا جس نے اپنی بہن کی محبت کو غلطی اور گناہ بنا دیا تھا، زیادتی کی تھی جو دل پر ابھی بھی بوجھ لادے ہوئے تھی، وہ جانتے تھے وہ بہت سے معاملات میں معتوب ہیں پر اب وہ اپنے ہر عمل کی تلافی کرنے کے طلب گار بھی تھے۔

"میں دھیان رکھوں گی۔"

دِلارہ نے آج کوئی برا حرف نہ کہتے اس لیے بات مانی کہ اسے بد تمیزی نہیں کرنی تھی، کسی نے اسے بد تمیزی سے باز رکھا ہوا تھا اور وہ شخص اس وقت بھی اسکی آنکھوں کے سامنے تھا۔

"گڈ۔ چلیں اب آپ اپنی لاڈلی کو سنبھالیں ہم نکلتے ہیں آپا"

اسماعیل یلدرم چاہ رہے تھے نانی نواسی کو پرائیویسی دیتے۔

"کھانا کھا کر جایئے گا بھائی"

عزیزے نے انھیں روکنا چاہا۔

"نہیں آپا پھر کبھی۔ دِلارہ مل گئی آپ اسکے ساتھ رہیں۔ ہم پھر آئیں گے"

اسماعیل یلدرم نے تکلف سے روکا تو عزیزے سر ہلا گئیں، مشکور نگاہ بھائی پر ڈالی کہ وہ مشکل وقت ڈھارس بنے رہے۔

"تم بھی جا رہے ہو؟"

دِلارہ نے اسکو بھی جاتا دیکھے پیچھے سے پکارا تو اسماعیل یلدرم سمیت وہ بھی رک کر پلٹا، دِلارہ کا یوں اسے روکنا کتنا خوبصورت ہے یہ عزیزے اور اسماعیل یلدرم کی دھیمی

مسکراہٹ سے عیاں تھا، وہ ان دو کے سامنے اسے یوں پکار کر روکنے پر بلکل نہ ہچکچائی۔

"کہو تو بابا کو چھوڑ کر آجاتا ہوں واپس"

باران نے اسکو جس طرح بے تکلفی اور پیار سے جواب دیا، انداز ایسا تھا کہ دونوں میں عرصہ دار کی قربت ہو، دِلارہ نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا اور اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ عزیزے اور اسماعیل نے بیک وقت مشکوک سی نظریں باران پر ڈالیں۔

"آپ دونوں مجھے ایسے کیوں گھور رہے ہیں؟"

باران نے نا سمجھی سے دونوں محترمین کو دیکھا جنکی نظریں بہت مسرور و مشکوک تھیں۔

"تم دو کے بیچ جو ہے وہ نظر آرہا ہے ہمیں"

عزیزے مسکرائیں، ساری اداسی کہیں دور جا بسی۔

"میرے اور دِلارہ کے بیچ؟"

باران نے حیرت سے سوال کیا۔

"ہاں۔ کچھ بہت خوبصورت ہونے والا ہے۔ آثار بڑے مبارک نظر آرہے ہیں"

اس بار اسماعیل یلدرم پر اسرار سا مسکرائے جبکہ باران کو اب بھی کچھ سمجھ نہ آیا یہ دو کیا سوچ رہے ہیں۔

"چلیں بابا آپ کو ڈاکٹر نے زیادہ اوٹ پٹانگ سوچنے سے منع کیا ہے۔۔انے پھر ملتے ہیں۔ریسٹ کریں آپ بھی"

باران کو جب دونوں محترمین کی پر اسرار مسکراہٹ کا مطلب سمجھ آیا تو وہ بوکھلاہٹ میں بابا کی بازو پکڑے زبردستی عزیزے کو بائے کہتا چلا گیا جبکہ عزیزے کتنی دیر مسکراتی چلی گئیں۔

"پیار ہو جائے گا اسے میرے بچے سے"

باران کے قدم تھمے جب اسماعیل یلدرم کی بات سنی اور وہ پلٹا۔

"جس دن اسے تجھ سے محبت جیسا کچھ ہو گیا۔ میں تجھے وہ گناہ بھی معاف کر دوں گا باران جو تو نے کیے بھی نہیں۔ اور یہی نہیں میں اس دن تجھے ویسے گلے لگاوں گا جیسے آپا نے دِلارہ کو لگایا۔ ڈیل کریں؟"

ایک وہ عالیان تھا انکا ایجنٹ اور اب یہ بگ باس بھی باران کا دماغ خراب کرنے نئی ڈیل لے آئے تھے۔

"مجھے دِلارہ کی شرطیں پوری کر کے اس سے رشتہ ختم کرنا ہے اور میں ساری سچائیاں کلئیر کرے واپس جرمنی چلا جاوں گا۔ میری زندگی میں اسکے علاوہ نہ کوئی چوائز ہے نہ آپشن۔ محبت عشق اور پیار جیسی خرافات سنبھالنا اور پالنا مجھ جیسے کمزور دماغ والوں کے لیے ناممکن ہے۔ آپ گلے نہیں لگانا چاہتے تو ٹھیک ہے، کبھی مت لگایئے گا پر یہ دوبارہ مت کہیں کہ اسے مجھ سے ایسا کچھ ہو گا پیار ویار۔ وہ مجھ سے بہت چھوٹی ہے اور میں یہ رشتہ ختم کر کے آپکو ثابت کروں گا کہ آپکے جوڑے رشتے سے جڑے دونوں لوگوں کے پاس کسی سے جڑنے والا دل نہیں ہے۔ خالی سینے کبھی

آباد ہونے کا لطف نہیں پاتے۔ ہم دونوں الگ عمروں کے علاوہ الگ منزلوں کے راہی ہیں۔ ہمیں جوڑنے کی کوشش کرلی پر جوڑے رکھنے کی کوشش کبھی مت کیجئے گا بابا"

وہ سفاکیت سے کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا پر اسماعیل یلدرم کو لگا وہ لفظ نہیں تیر برسا گیا ہے کیونکہ انھیں دل لہولہان محسوس ہوا تھا، جبکہ دِلارہ یہ سب سن چکی تھی، وہ کھڑکی کا پردہ ہٹائے کھڑی اسماعیل یلدرم کی طرح ہی دل تکلیف میں محسوس کر رہی تھی۔

"دِلارہ۔"hayatim

بی کی پکار پر وہ جلدی سے پردہ آگے کرتی پلٹی تو انہوں نے پھر سے بازو کھولے، دِلارہ انکے سینے سے جا لگی، وہ اداس تھی۔

"باران کو کہاں ملی تم؟"

انہوں نے ڈھیر سا پیار لٹانے کے بعد روبرو ہوتے پوچھا۔

"اسے نہیں ملوں گی کبھی۔ بے فکر رہیں"

دِلارہ کی آواز سمیت وہ بھی مرجھائی تھی، سمجھ نہ آرہا تھا اسکے اندر باران کا لفظ لفظ حشر کی آگ کیوں دہکا گیا ہے۔

"کیا مطلب؟"

عزیزے پریشان ہوئیں۔

"بی میں سونا چاہتی ہوں۔ چینج کر لوں؟"

وہ ابھی مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھی تو عزیزے نے اسکی بات مان لی۔

"ٹھیک ہے فریش ہو جاو اور پھر سو جانا۔ میں شکرانے کے نفل ادا کر لوں۔ میری جان۔ سکون کی نیند لو"

عزیزے نے اسکا ماتھا چومتے تاکید کی اور دِلارہ کے کمرے سے چلی گئیں جسکے بعد وہ وہیں میٹرس پر بیٹھی ہر احساس سے عاری بت لگی، اسکی ہار یہ نہیں تھی کہ اس نے باران

کے خیالات سنے، یہ تھی کہ اسے پھر بھی اس شخص کو آس پاس دیکھنا تھا، جیسے وہ کوئی نشہ آور شے تھا، جسکی طلب ہونا فطری ہے، وہ وہیں پیچھے کو گر گئی، اسکے جسم پر تھکاوٹ نہ تھی بلکہ آج دل پر تھی، باران تکلیف میں تھا تو وہ بھی خود کو خود رو تکلیف میں گھسیٹ کر لے آئی۔

.._____..

"کیا کہا؟ وہ گارڈئن بنے گا۔ پاگل ہو گیا ہے کیا۔ شوہر بنے اور تمہاری حفاظت کرے۔ تم نے منع کیوں نہیں کیا ایدا؟"

ایدا نے آخر پورا دن اداس رہنے کے بعد ڈنر سے پہلے گارڈن میں واک کرتے نازلی کو سب بتایا تو وہ غصے سے پاگل ہوتی محسوس ہوئی، کچھ دیر میں مہمت اپنی فیملی کے ساتھ آنے والا تھا اسکی ایدا کو الگ ٹنشن کھائے جا رہی تھی، یہ بھی نہ بتاتی تو دل پھٹ سا جاتا۔

"آہستہ بولیں hala، کوئی سن لے گا۔ وہ کہتے ہیں بس گارڈئن بن کر ہی میری حفاظت کر سکتے ہیں۔ دوسری صورت آپ جانتی ہیں ناں گل خانم اپنے بیٹے کے ساتھ مل کر کیا حال کروائیں گی عالیان کا؟"

ایدا نے اپنی مجبوری سخت غمگین ہوتے بتائی۔

"ہر گز نہیں ایدا۔ اگر وہ گارڈئن بنا تو اسے تمہارا بننے میں مدت لگ جائے گی۔ اور شاید یہ تم دو کا رشتہ شفقت میں ہی سمٹ کر رہ جائے۔ تم پیار کرتی ہو۔ صرف اسکی شفقت پر کیسے گزارہ کرو گی۔ نہیں تم اسے اس سے منع کرو میری جان۔ تم ترس جاو گی اس کے لیے جیتے جی ایدا۔ تم نہیں کہہ سکتی تو مجھے دو فون۔ میں ڈھکے لفظوں میں اسے کہتی ہوں"

نازلی نے زبردستی ایدا کے ہاتھ سے اسکا فون لیا، وہ جیسے شدید پریشان ہو کر اپنا فون واپس لینے کے جتن کرنے لگی پر نازلی تب تک کال ملا چکی تھی، عالیان کے دو لوگ مہمت

کے پیچھے تھے جبکہ خود وہ ساتھ والی حویلی آیا ہوا تھا اس حویلی کے مالک کے ساتھ تاکہ پیمنٹ کر کے اسکے پیپرز لے سکے جبکہ وہ اونر ایکسٹرا پیسے دینے والے اس کسٹمر سے کچھ زیادہ ہی خوش بھی تھا۔

عالیان نے اس سے اپنی میٹنگ روکی اور فوراً کال پک کی۔

"ایدا تم ٹھیک ہو؟"

فون لگتے ہی عالیان پکارا۔

"پلیز hala میں منت کرتی ہوں۔ انھیں مت بتائیں۔ پلیز۔ قیامت آجائے گی"

نازلی کو بے رحم بنا دیکھے ایدا نے روتے ہوئے سر گوشی میں گزارش کی پر نازلی نے ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو صاف کرے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"میں نازلی بات کر رہی ہوں عالیان۔"

عالیان نے نازلی کی آواز پر زرا انداز اور مودب کیا۔

"جی کہیے نازلی۔ سن رہا ہوں"

ادب آواز میں اتر آیا۔

"تم ایدا کے گارڈئن نہیں بنو گے۔ میں اسکی اجازت نہیں دوں گی۔ تم ایدا سے نکاح کرو اور پھر دو اسے

حفاظت۔ میں بچاوں گی تم دو کو انے اور ابی سے۔ لیکن یہ
مت کرو۔ میں چاہتی ہوں ایدا کو تم جیسا ہمسفر ملے۔ اسے
کسی اور کے حوالے مت کرنا۔ دنیا بہت ظالم ہے
عالیان۔ اسے میری ریکوسٹ نہیں حکم سمجھو پلیز۔ تم اسکے
گارڈئن بن کر اسے لے تو جاو گے پر کیا بھروسہ کہ کل
جسکے حوالے کرو وہ بھی مہمت جیسا کمینہ نکل آئے۔ یہ ظلم
مت کرنا اس پر۔ وہ پہلے ہی بہت کچھ سہہ چکی ہے"

یہ حکم نہ بھی ہوتا تو عالیان یلدرم کے سر آنکھوں پر
تھا، ایدا وہیں چیئر پر سر ہاتھوں میں گرائے یوں بیٹھی تھی

جیسے نازلی نے یہ بتا کر اس پر قہر توڑ دیا ہو، اسے اب نازلی بھی اپنے گھر والوں سی ظالم لگ رہی تھی۔

"وہ نکاح کر لے گی؟"

عالیان کے سوال پر نازلی جسکی آنکھیں خود بس بھیگنے کو تھیں، مسکرائیں، اف وہ مسکراہٹ پورے سوگوار منظر کو بدل گئی تھی۔

"میں کہوں گی اسے بھی کیونکہ یہی تم دونوں کے لیے بہتر ہے۔ ایدا نے کہا مہمت انکار کرے گا آج پر وہ منحوس تو اپنی

فیملی کے ساتھ شادی کے جشن میں شرکت کے لیے آرہا ہے۔"

نازلی کے جواب پر عالیان کو حیرت کا جھٹکا لگا، اتنی دھمکیوں اور چپیڑوں کے باوجود ہمت اپنی ڈھیٹائی پر ڈٹا تھا، ایدا اب تک ویسے ہی بیٹھی رحم طلب بھیگی نگاہوں سے نازلی کو دیکھ رہی تھی۔

"مطلب گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا۔ ٹھیک ہے مجھے ایک گھنٹہ دیں۔ وہ کہاں ہے نازلی؟"

کن پٹی سہلانے کے بعد اک بھاری فیصلہ کن سانس بھرتے عالیان نے مہلت مانگنے کے ساتھ کسی کا بہت فکر و انس سے پوچھا، ایسی محبت کہ نازلی کو اس بیوقوفوں کی طرح ڈرتی اور روتی بھتیجی پر رشک آیا۔

"وہ میرے سامنے ڈری سہمی بیٹھی ہے۔ رو بھی رہی ہے۔ مجھے ظالم اور سفاک سمجھ رہی ہے کیونکہ یہ اسکی آنکھوں سے لگ رہا ہے پر تم اسے بتانا عالیان کہ یہ میں نے اسکی محبت میں کیا ہے۔"

نازلی کی آواز بھیگنے کے ساتھ ٹوٹی جبکہ وہ رو رہی ہے سن کر تو عالیان کے سینے میں ٹیس جگی، اب بات کل کی نہ رہی تھی، اب بس آج ہی سب کرنے کا وقت تھا۔

"آپ اسے لے کر ایک گھنٹے تک ساتھ والی حویلی آسکتی ہیں۔ بس دس منٹ کے لیے۔ کسی بھی طرح۔ کوئی بھی بہانہ کر کے؟"

کچھ دیر سوچنے کے بعد عالیان نے سوال کیا جس پر نازلی خوشگوار حیرت میں ڈوبی، ایدا کی حالت بدستور وہی تھی، تڑپی، جیسے ابھی اس لڑکی کی سانس رک جائے گی۔

"یہ مت کہنا تم نے یہ حویلی خرید لی"

نازلی کا سوال اور انداز سنے جہاں عالیان مسکرایا وہیں ایدا رونا بھولے دم سادھتی اٹھ کر نازلی تک پہنچی۔

"جی نازلی۔ آپ مجھے بتائیں آپ آسکتی ہیں۔ یا اسے بھیج سکتی ہیں؟"

وہ بیقرار تھا، نازلی کا دل بے حد سکون میں آگیا۔

"دراصل آج پری ویڈنگ ڈنر ہے تو مہمان آرہے ہیں حویلی میں، انے نے پوری برادری کو بلا رکھا ہے۔ میں کسی طرح ایدا کو دس منٹ کے لیے لاتی ہوں۔"

نازلی کے ذمے گویا یہ آخری فرض تھا جسکے بعد اگر اسکی ماں یا بھائی اسے مار بھی دیتے تو کم از کم وہ مطمئین ہوتی کہ اس نے ایدا کو نارسائی کے دکھ سے بچایا ہے، ایسی تکلیف جو گناہ گار کے وقت قضا کے لمحوں سے کہیں زیادہ دردناک ہے۔

"ٹھیک ہے ایک گھنٹے تک آجائیں۔ اسے پہلے چپ کروائیں نازلی"

عالیان نے کال بند کرنے سے پہلے کسی کے دل پر گراں گزرتے آنسوؤں کو پونچھنے کی ریکوسٹ کی جسے نازلی ابھی پوری کرتی۔

فون بند کرتے ہی ایدا نے سسکتے ہوئے نازلی کو دیکھا جیسے وہ بہت ناراض ہو پر اکھڑتی سانس کوئی شکوہ شکائیت نہ کرنے دے رہی ہو۔

"وہ تم سے نکاح کر رہا ہے ایک گھنٹے تک۔ جتنی شکائیت کرنی ہے وہ اس احساس کے ملنے کے بعد کرنا میری جان جو عالیان کا ہو کر تمہیں ملے گا جو میری حسرت تھی اور رہے گی، اس مہمت کو وہ اب خود نمٹے گا دوسری طرح۔ رو نہیں۔ عالیان نے پتا کیا کہا، پہلے اسے چپ کروائیں پھر کسی طرح میرے پاس لے آئیں۔"

ایدا کا تکلیف سے اٹا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے نازلی نے اسکی ڈوبتی سانس اس خوشبختی کا احساس دلا کر بحال کی، وہ اور بری طرح روتی نازلی کے سینے میں جیسے چھپ گئی، اسکی سسکیاں وہ ماں جیسی ہستی خود میں سمیت رہی تھی اور امید کر رہی تھی کہ یہ آخری ہیں، نازلی بظاہر تو ایدا کو پر سکون کر رہی تھی پر دوسری طرف وہ یہ بھی پلین بنا رہی تھی کہ اب یہاں سے نکلیں کیسے۔

.._____..

"بی میں کچھ دیر واک کرنے جا رہی ہوں"

دِلارہ نے عزیزے کو لاونج میں بیٹھ کر اپنا فیورٹ سیریل دیکھتے مخاطب کیا جو اس سے پہلے اسے آواز دے کر روکتیں، وہ چلی گئی۔

"مجھے سونے کا کہہ کر خود یہ واک پر نکل گئی۔ دِلارہ تم مجھے الجھا دیتی ہو"

عزیزے پہلے بھی دل بہلانے کو سیریل دیکھ رہی تھیں اب تو بلکل ہی موڈ اداس ہو گیا، وہ چینج کرے باہر نکلی تھی۔

بلیک پولیسٹر blend pant کے ساتھ splitڈیٹیل اور ریلکس بلاوز (لوز اپر) پہنے اوپر double breasted

trench coat پہن رکھا تھا، پیروں میں وائیٹ لیڈیز سنیکرز اور بالوں کا بن بنائے وولی مفر رلے رکھا تھا، وہ جانتی تھی ٹھنڈ اسے سوٹ نہیں کرتی تبھیٔ اکثر راتوں کو اکیلے سنسان جگہوں پر ٹہلنا ہو تو وہ یونہی کوور رہتی، اسکی ساری سوچیں باران یلدرم کے ادا کیے ایک لفظ پر اٹکی تھیں، کمزور ذہنوں والے۔

اب اس لفظ نے اسکی نیند اڑادی، وہ جو سونا چاہتی تھی، فریش ہو کر یوں رات کو گھر سے نکل آئی۔

وہ یہی سوچ رہی تھی ایسا شخص جو اٹھارہ سال ایک جھوٹے الزام کا بوجھ اپنے سر پر لے کر جیتا رہا، Bremen کا

موسٹ ایکسپینسیو neurosurgeon بنا، اب تک دِلارہ
کے جتنے غیر انسانی ٹارچر سہے کیا یہ کمزور ذہن والے کے
لیے ممکن تھا۔

یہ سوچیں اسے ان ناپسند سڑکوں تک لے آئیں جہاں جانا
اسے ہمیشہ ذہنی اذیت لگتا، وہ آدھے گھنٹے تک یلدرم حویلی
کے باہر کھڑی تھی، ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں
دھنسائے، اس عالیشان گھر کو دیکھ رہی تھی، وہ یہاں کیوں
آئی؟ اس سوال کا جواب اسے اس گھر کے اندر کھینچ رہا تھا۔

پھر وہ کچھ دیر وہیں رکی اسکے بعد آگے بڑھی، ڈور بیل پر
چوکیدار فوراً گیٹ تک آیا پر دروازہ کھولتے ہی اس نے بنا
دلارہ سے کچھ سوال کیے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"تھینکیو"

دِلارہ نے انکی طرف دیکھتے نرمی سے کہا اور آگے راہداری
کی طرف بڑھی، وہ ٹھیک گھر کے مین دروازے تک
پہنچی، اسے کی لاک نہیں لگا تھا بس ڈور ناب گمانے کی دیر
تھی کہ دروازہ کھلا، کسی کے گھریوں دستک دیے بنا آنا اسے
معیوب تو لگا پر پھر عالیان کی بات یاد آئی کہ یہ گھر اسکا ہے
تو ڈوبتا اعتماد بحال کیے وہ آگے بڑھی، گھر کی تمام غیر

ضروری لائٹس آف تھیں جس سے دِلارہ اندازہ لگا سکتی تھی کہ سب سو چکے ہیں۔

اسماعیل یلدرم تو آتے ہی روم میں چلے گئے تھے تو باران بھی گاڑی پارک کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا، گھر آنے تک دونوں میں مزید کوئی بات نہ ہوئی تھی، باران کو سر شدید درد میں محسوس ہو رہا تھا جو اسکے لیے ٹھیک نہیں تھا تبھی پین کلر کے ساتھ اپنی میڈیسن اور نیند کی گولی لیے وہ سونے لیٹا تھا اور اتنی گہری نیند میں چلا گیا کہ آدھے گھنٹے سے عالیان دس بار کال کر چکا تھا پر باران کا فون اسکے کمرے کے سٹنگ لاونج میں گلاس میز پر اس سے کافی دور

سائلنٹ وائبریشن پر لگا پڑا تھا تبھی اسے خبر نہ ہوئی کہ عالیان اسے کب سے کال ملا رہا ہے، نکاح گواہان سب کا انتظام تو اس نے کروالیا پر اب باران کی اسے ضرورت تھی، ابھی وہ بابا کو نہیں بتانا چاہتا تھا کیونکہ اسماعیل یلدرم کو اس پر سنبھالنے کا عالیان کے پاس ابھی وقت نہ تھا۔

دِلارہ ارد گرد نظریں دوڑائے اتنے سارے کمروں کو کنفوز ہوئے دیکھ رہی تھی کہ باران یلدرم کس میں ہو گا، تبھی کسی کی پکار پر وہ ڈر کر پلٹی لیکن سامنے میڈ کھڑی تھی۔

"آپکو کچھ چاہیے میم؟"

میڈ نے فکر مندی سے پوچھا تو دِلارہ نے اپنے چہرے کے خدوخال میں گھلتی بدحواسی قابو کی۔

"ہاں مجھے باران یلدرم کے کمرے کا پتا چاہیے"

دلارہ نے پر اعتماد ہوتے پوچھا۔

"وہ نیچے دائیں طرف والا پہلا کمرہ ہے انکا۔ کچھ کھائیں گی آپ؟"

میڈ نے مزید پوچھا تو دِلارہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"نہیں تم سو جاو"

دلارہ نے اسے فارغ کرتے بھیجا اور میڈ کے جانے کے بعد وہ اس کمرے کی طرف بڑھی۔

ہاں اس وقت اسے کچھ معیوب نہ لگا کہ کسی کے کمرے میں یوں چھپ کر جانا کس قدر غلط حرکت ہے، وہ ڈور تک آئی پھر اس نے یہاں بھی ڈور کا ہینڈل گمایا اور دروازہ کھل گیا، یہ دِلارہ کے لیے ایک حیرت کا جھٹکا رہا، اس شخص کے کمرے میں داخل ہوئی تو پہلے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جسکی دائیں طرف دیوار اور بائیں طرف ڈریسنگ روم تھا، جبکہ مزید آگے بڑھتے وہ ایک وسیع و عریض کمرے کے مین حصے میں داخل ہوئی، پورا کمرہ مدھم انداز میں

روشن تھا، اور وہ بیڈ پر کروٹ دوسری طرف کرے لیٹا تھا، جبکہ دلارہ نے اس کمرے کے ایک تیسرے حصے کو دیکھا جہاں ایک خوبصورت سٹنگ لاونج تھا جو گلاس ڈور کے تھرولان میں کھلتا جہاں سامنے نیلے پانی کا بہت خوبصورت اور بڑا سوئمنگ پول تھا، کمرے میں سیلنگ تھی اور ایک طرف اے سی لگا تھا جبکہ پنکھے نہیں تھے بس تین چار جگہ خوبصورت مگر چھوٹے چھوٹے فانوس لٹک رہے تھے، کمرے کی یہ خوبصورت ملائم سی روشنی انہی چاروں فانوس سے آرہی تھی۔

دِلارہ نے اسکے کمرے کو پاس کیا، وہ واقعی خوبصورت تھا پھر اس نے اس آدمی کو دیکھا جو دِلارہ کی بدحواسی کا سبب تھا، وہ چوڑی پشت دیکھائی دے رہی تھی، لحاف باریک تھا کیونکہ کمرہ انورٹر سے خاصا گرم تھا، سو زیادہ موٹے لحاف کی ضرورت نہ تھی۔

دِلارہ مزید آگے آئی اور تبھی اسکی نظر باران کے مخالف والے سائیڈ ٹیبل پر رکھے میڈیسن باکس پر گئی۔ وہ جلدی سے اس ٹیبل کے ساتھ ہی نیچے قالین پر دوزانو بیٹھی اور اس نے وہ ساری ٹیبلٹس نکال کر انکا نام دیکھا، نیند، بلڈ پریشر اور پین کلر جیسی ٹیبلٹس تو دِلارہ نے پہچان لیں پر

وہاں دو مزید کیپسول تھے جنکے بارے اسے سمجھ نہ آئی تبھی اس نے اپنا فون کوٹ کی جیب سے نکالا اور وہیں نیچے آرام سے بیٹھے اس نے دونوں ٹیبلٹس کا نام سرچ کیا جسکے بعد دِلارہ کی آنکھیں ان آئے رزلٹس پر ٹھہر گئیں۔

"اسے انٹرل ہیڈ انجری ہے"

دِلارہ نے سر گوشی کرتے ان رزلٹس کو دیکھا، پھر وہ ٹیبلس اٹھا کر واپس ٹیبل پر رکھے وہ وہیں بیٹھی مزید ان کے بارے سرچ کرنے لگی جب اسے عجیب سی آہٹ آئی، دِلارہ نے زرا سر اٹھا کر باران کی پشت کا جائزہ لیا، وہ سو رہا تھا تبھی وہ اٹھ کر اس آواز کے تعاقب میں گئی تو سٹنگ لاونج کے

ٹیبل پر رکھا فون وائبریٹ کر رہا تھا، اس پر عالیان لکھا تھا اور دِلارہ کے دیکھتے دیکھتے وہ بند ہوا اور اس پر گیارہ مس کالز لگی دیکھے دِلارہ نے فون اٹھایا اور لے جا کر ٹھیک باران کے سر پر رکی، اک لمحہ اسے سو یا دیکھے وہ سارے بدلے اور ستم بھول گئی، وہ بچوں کی طرح اک ہتھیلی گال کے نیچے رکھے بازو دہری کیے سو رہا تھا، اسکے پاس سرہانے فون جتنی جگہ دیکھے دِلارہ نے جلدی سے فون وہاں رکھا اور تبھی وہ دوبارہ وائبریٹ ہوا، جسکی وجہ سے کان کے پاس وائبریشن پر باران کی نیند متاثر ہوئی اور دِلارہ کو بھاگنے کی مہلت نہ ملی تبھی وہ وہیں سے باہر ریلیکسنگ ایریا کا ڈور پریس کر کے

کھولتی باہر جا کر پردوں کے پیچھے جا رکی، اس نے اندر دیکھا تو وہ جاگ کر اپنے سرہانے رکھا فون اٹھا کر بھا کی کال لیتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کہاں تھے نکمے۔ فورا پہنچو میری لوکیشن پر۔ دل کر رہا ہے جوتا پھینکوں یہیں سے تمہیں"

عالیان اب خود اسے لینے آ رہا تھا، شکر کہ کال اٹھالی۔

"بھاسو رہا تھا۔ سر پھٹ رہا تھا درد سے"

باران نے سخت اکتا کر جواب دیا، دِلارہ اسے ہی دیکھ رہی تھی جب احساس نہ ہوا کب اس شخص کی اکتاہٹ، اس لڑکی کے ہونٹوں پر متبسم رنگ رکھ گئی۔

"ویسے تم الو کی طرح جاگتے ہو آج ساڑے آٹھ بجے ہی ٹن ہوئے ہو۔ جلدی پہنچو۔ میں ویٹ کر رہا ہوں"

عالیان نے ڈانٹ کر کال بند کر دی تو باران نے فون سکرین کو دیکھا اور کن پٹی دبائے جب اٹھا تو اسے عجیب سے احساس نے الرٹ کیا اور وہ تھی کمرے میں پھیلی lavender کی بہت محسوس کی جاتی تازہ خوشبو، پھر باران نے حیرت سے اپنے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھا، اسے

اچھے سے یاد تھا وہ سونے سے پہلے فون سٹنگ ایریا کے ٹیبل پر رکھ کر آیا تھا۔

باران نے اردگرد بے قراری سے نظریں دوڑائیں تو دِلارہ اسے دیکھنا روکتی بلکل پردے کے پیچھے ہو گئی، سامنے سے پوری یلدرم حویلی اک فسوں خیز تاریکی میں ڈوبی اسے نظر آرہی تھی، ہوا یہاں باہر تیز تھی۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے تم یہیں ہو دِلارہ"

وہ جو باہر کی خوبصورتی پر فوکس کیے چھپ کر کھڑی تھی، باران کی خود کلامی سنے وہ حیرت سے واپس گردن گما

کر اندر جھانکی جو اسی طرف آرہا تھا، دِلارہ کا دل یہی کر رہا تھا وہ یہاں سے لان کی طرف بھاگے اور وہیں سے حویلی سے باہر نکل جائے پر یہ وہ تب کر پاتی اگر باران وہاں آکر اسکے نہ ہونے کی تسلی کے بعد واپس مڑتا۔

لیکن وہ اس گلاس ڈور کے پاس آکر رک چکا تھا، اسے یہاں وہ خوشبو مزید اچھے سے آرہی تھی۔

"میں اسکی نظروں میں نہیں آنا چاہتی۔ مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا بس اس سے زیادہ نہیں۔ اسکا دھیان بھٹکا دیں اللہ۔"

دِلارہ نے سانس سارو کتے دعا کی، وہ ہل بھی نہ رہی تھی
کیونکہ اگر ہلتی تو پردے بھی ہلتے، اور انسان ہلا رہا ہے یا
ہوا، اسکا فرق کوئی بھی عقل مند انسان پہچان جاتا ہے، کم
از کم دِلارہ تو چیزوں کو یونہی محسوس کرتی تھی۔

وہ ڈور کھول کر باہر نکلا تو دلارہ آہستگی سے اس کھلے ڈور کے
پیچھے جا چھپی، اگر زرا سا باران پیچھے مڑتے اسکی طرف دیکھ
لیتا وہ پکڑی جاتی مگر خدا کی کرنی یہ ہوئی کہ وہ دائیں کھڑی
دلارہ کی طرف مڑ کر پلٹنے کے بجائے بائیں جانب سے
گردن گما کر پلٹا واپس اندر چلا گیا، دِلارہ نے شکر کا سانس لیا

اور وہاں سے نکلتی وہ لان کی طرف جیسے ہی جانے لگی، وہ ڈور کھول کر باہر نکلتا اسے پکارا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

دِلارہ نے آنکھیں زور سے میچے قدم فریز کر دیے، وہ باہر نکلتا اسکے پیچھے ہی آ کر رک گیا تھا، دِلارہ نے آنکھیں کھولیں اور اپنے ہاتھ میں پکڑا فون اپنے کوٹ کی جیب میں دھنسایا۔

"کچھ نہیں"

وہ کہتے ہی پوری رفتار سے لان کی طرف بھاگی تو باران پہلے تو اسے منہ کھولے دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے فون پر چوکیدار کا نمبر ملایا، فوراً کال اٹھائی گئی۔

"دِلارہ کو باہر جانے مت دینا ورنہ تمہاری نوکری گئی۔ میں آرہا ہوں"

باران نے کہہ کر واپس اپنے کمرے کا رخ کیا، دس منٹ میں وہ فل بلیک میں ریڈی ہو تا باہر پورچ تک پہنچا تو دلارہ گیٹ کے پاس بنی کیاریوں کے ساتھ تھوڑی خالی بچی جگہ پر بیٹھی تھی، اس نے چوکیدار کو دیا تھینکیو غصے سے واپس

بھی لیا، حکم بھی دیا کہ اسے جانے دے پر وہ آگے سے اپنی مجبوری بتا کر دِلارہ کو بے بس کر گیا۔

تبھی وہ وہیں کیاریوں کے بیچ ہی ٹانگیں لٹکا کر بیٹھی اس گیڈ کیپر کو گھور رہی تھی۔

"اٹھو یہاں سے۔ اس وقت کوئی بچھو سانپ یا زہریلا کیڑا کاٹ سکتا ہے۔ اور آپ جائیں ابھی۔ میں نکل رہا ہوں گیڈ بند کر لیجئے گا"

باران نے اسکی بازو پکڑتے اسے وہاں سے اٹھا کر کھڑا کروایا اور ساتھ چوکیدار کو بھی وہاں سے جانے کا کہا، دِلارہ نے

ہنوز اس سے نظریں چرائیں پر گال یوں باران کے اٹھانے اور بازو دبوچنے پر پھول گئے تھے، وہ اسے ویسے ہی بازو سے پکڑتا اپنی گاڑی تک لا کر رکا۔

"میں واک کرتی واپس جاوں گی۔ مجھے تمہاری لفٹ نہیں چاہیے۔ بازو چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے"

دِلارہ نے اسکی گرفت جھٹکتے بھی اسے نہ دیکھا جو باران کے لیے زیادہ پریشانی والا تھا۔

"پہلے بتاو تم میرے کمرے میں کیوں آئی؟ اس وقت پیدل اتنا چل کر آنے کا کیا مقصد تھا۔ میں نے جب پوچھا تھا بابا کو

چھوڑ کر آجاوں تب تو غبارے جیسا منہ بنا کر ناں کرے کمرے میں چلی گئی تھی۔ اور اب یوں چوروں کی طرح تم میرے گھر میں ہو۔ اسے کیا سمجھوں میں ؟"

باران نے اسکی ایک ہاتھ سے بازو پکڑی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کا جبڑا نرمی سے دبوچے دلارہ کا پھیرا منہ اپنی طرف کیے استفسار کیا جسے خود نہیں پتا تھا آنے کا سبب تو وہ باران کو کیا بتاتی۔

"ہاں چوری۔ میں چوری کرنے آئی تھی۔ تو مجھے لے جا کر تھانے درج کرواو۔ انہی کو جواب دوں گی سارے۔ تم کون ہوتے ہو مجھ سے تفتیش کرنے والے۔ ؟"

دِلارہ کے پاس ہر جواب تھا، اسے پتا تھا اس سچویشن سے کیسے نکلنا ہے، باران لمحہ بھر لا جواب ہی تو رہ گیا، پھر آنکھیں چھوٹی کیے اس لڑکی کو گھورنے لگا۔

"کیا چوری کیا ہے؟ تلاشی لوں؟"

باران کے غصیلے سوال پر دلارہ کی رنگت پیلی پڑی، وہ سچ میں تلاشی لے گا ایسے ہی تیور لے کر دیکھ رہا تھا، دِلارہ نے گھبراہٹ کے مارے تھوک نگل کر حلق تر کیا، اور باران اسکی اس حرکت پر کہیں اندر سے مسکراتا نظر آیا۔

"نہیں۔لیڈی کی تلاشی لیڈی لیتی ہے۔کہا ہے تھانے درج کروادو پر تمہاری یہ باتیں سننا نہیں چاہتی۔ چھوڑو میرا جبڑا درد کر گیا۔بازو بھی چھوڑو۔کیا کر رہے ہو۔ تمہیں ہاتھ چلائے بنا بات کرنی نہیں آتی۔یا تمہیں اپنے کہے کی طاقت پر اعتبار نہیں کہ اگلا سننے لائق بھی سمجھے گا تمہیں یا نہیں۔مجھے ایسے پکڑ کر تم زبردستی اپنی تقریر میرے دماغ میں گھسا رہے ہو۔یہ بہت اریٹیٹنگ ہے۔میرا خون ابل رہا ہے اب چھوڑو بھی مجھے"

وہ اسکی مضبوط پکڑ سے واقف ہی کہاں تھی، اگر وہ چاہتا تو یہ لڑکی پھڑ پھڑا نا دور ہل بھی نہ سکتی تھی تبھی سب سے نرم

پکڑ کر رکھی تھی لیکن اس نازک پلس بہادر اور مضبوط بنتی لڑکی کے لیے یہ بھی سنگین اور شدید تھی۔

"اوکے چھوڑ رہا ہوں۔ آو گھر ڈراپ کروں۔ میں نہیں چاہتا تم پیدل جاو"

باران نے اسکا جبڑا تو آزاد کر دیا پر پکڑ کر جیسے زبردستی پسینجر سیٹ پر بٹھایا، وہ سخت غصہ ہوئی کہ یہ کس قسم کی زبردستی ہے۔

"کیا کر رہے ہو۔ مجھے اپنے واک فٹ سٹیپ پورے کرنے ہیں۔ چھوڑو۔ مجھے نہیں جانا گاڑی میں۔ مجھے چلنا ہے۔"

دلارہ نے اسکے ساتھ ہی بیٹھنے پر چلا کر اس ڈھیٹ کو منع کیا

پر باران نے سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی ہارن بجایا جس پر

چوکیدار نے آکر گیٹ کھولا اور گاڑی زن کرتی باہر نکلی۔

"سیٹ بیلڈ پہنو۔ فٹ سٹیپ اپنے گھر کے لان میں پورے

کرنا۔ خبر دار دوبارہ تم ایسے گھر سے اکیلی نکلی وہ بھی رات

کے وقت"

سیکورٹی آلارم پر باران کو سپیڈ دینے سے پہلے اسے پھر بتانا

پڑا پر وہ غصے سے منہ دوسری طرف پھیر گئی۔

"میں کچھ کہہ رہا ہوں دِلارہ"

وہ دانت پیس کر سٹرینگ پر ہاتھ جماتے اپنی بات تپ کر دہرانے پر مجبور ہوا۔

"میں بھی کچھ کہہ رہی ہوں مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا۔"

وہ ضد پر ڈٹی بنا گردن موڑے ہی بولی تو باران نے گاڑی بلکل روکتے اپنا سیٹ بیلڈ اوپن کرے دلارہ کی طرف جھکتے جب اسکا سیٹ بیلڈ فکس کیا تو وہ چہرہ بے اختیار اسکی طرف گما گئی، دونوں کے چہرے بہت قریب آ رکے، اک تپا تھا تو دوسری دگنی ناراض، باران کو لگا اسکے ہاتھ اپنا کام بھول گئے، وہ اتنے قریب تھی کہ باران کو آوازیں آنا بند ہو

گئیں، جبکہ دِلارہ بس اسکی امبر آنکھوں کے بدلتے بے خود تیوروں پر پریشان ہوتی نظر آئی۔

"بتاو کیوں آئی تھی؟"

باران نے اپنے آپ کو سنبھالتے اسکا سیٹ بیلڈ فکس کیا پر پیچھے نہ ہٹا، دِلارہ نے ہنوز ویسی ہی گھبرائی نظروں میں باران کا چہرہ اور آنکھیں بسا رکھی تھیں، تھوڑا تھوڑا سانس لینا اسکا، ماتھے پر چمکتی اس قدر ٹھنڈ میں نمی، آنکھوں کا ڈرا ڈرا تاثر، باران کے زرا قریب آتے ہی وہ اک الگ دِلارہ بنی نظر آئی۔

"م۔میرا گھر ہے میں جب مرضی آوں"

دِلارہ نے اسکے دیکھتے ہی نظریں دوسری طرف پھیر لیں۔

"یہ تمہارا گھر میری وجہ سے ہے تو آنے کا مقصد بھی مجھ سے جڑا ہو گا۔بتاو مجھے زبردستی پر مت اکساو دلارہ"

اس بار باران کا لہجہ تنگ آتے، بے بس ہوتے رنگوں میں ڈوبا تھا کہ وہ پھر سے اسے دیکھنے لگی، کوئی روح زمین پر اپنے بعد اتنا بے بس اس نے پہلی بار دیکھا تھا، ہاں یہ ایسی بے بسی تھی جو اس شخص کے دل نے اسکے پورے وجود پر حاوی کر دی تھی۔

"تم مجھ سے زبردستی کچھ اگلوا نہیں سکتے۔ اس لیے اپنی حد میں رہو۔ اگر تمہیں لگتا ہے مجھے کم عمر سمجھ کر ڈرا دھمکا کر کچھ بھی اگلوا سکتے ہو تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے"

وہ اسکی آنکھوں میں بے خوبی سے جھانکی تھی، اگر وہ کسی جذبے میں مبتلا ہوتی تو ان امبر آنکھوں میں یوں دیکھنے اور دیکھتے رہنے کی جرت نہ کرتی تبھی باران کو کچھ تسلی ہوئی لیکن اسے کیا پتا دِلارہ کے اصول مختلف تھے، اس نے آنکھوں میں دیکھ کر للکار کر جواب دیا یہ وہ ہر کسی کے ساتھ نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے ایسا کچھ نہیں لگتا"

باران نے فاصلہ بنایا اور سپاٹ چہرے سمیت گاڑی سٹارٹ کی اور دِلارہ نے گھر آنے تک صرف باران کو دیکھا، عجیب اکتائی، الجھی اور ناراض نظروں سے، اور گاڑی رکتے ہی اس سے پہلے وہ جاتی، باران کی طرف دیکھ کر گھوری کیونکہ ڈور ابھی بھی لاک تھا۔

"ڈور کھولو گے تو جاوں گی ناں۔ یا کیا چڑیل کی طرح پار کر جاوں تمہاری گاڑی؟"

دِلارہ نے سخت عاجز آتے اسے مخاطب کیا جو فون پر آئے کسی میسج کو پڑھ کر صدمے میں تھا۔

"تم میرے ساتھ ایز آ کپل چلو گی کہیں؟"

باران کے سوال پر دِلارہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کہاں جانا ہے؟"

وہ متجسس ہوئی۔

"بھا کے خفیہ نکاح پر"

باران نے اسکی طرف دیکھتے بمب پھوڑا، دِلارہ کے لیے یہ جھٹکا تھا۔

"واٹ؟ خفیہ نکاح کیوں کر رہے ہیں؟ بڑے بابا کو کیوں نہیں بتایا انہوں نے؟"

دِلارہ کے سوالوں کا ابھی باران کے پاس خود جواب نہ تھا۔

"کیونکہ بابازرا اس کے خلاف ہیں اور بھا کے میسج سے لگ رہا ہے معاملہ ارجنٹ ہے۔ تم بس میرے ساتھ چلو۔ دس بیس منٹ کی بات ہے۔ میں تمہیں واپسی پر یہیں ڈراپ کر دوں گا۔ کیا کچھ دیر کہ لیے ہم اپنی بحث، دشمنی اور نفرت اک طرف کر سکتے ہیں؟"

دِلارہ نے اسکی ریکوسٹ پر فوری سر ہلا دیا، اسے انکار کرنا مناسب نہ لگا، وہ یوں فکر مند، تھوڑی پریشان سی فرمابردار قیامت لگی جس پر بس پیار آسکے، وہ جتنی بڑی بن لے وہ

معصوم سی تھی، وہ اک پاکیزہ روح تھی جسے لڑنا یا نفرت کرنا نہیں آتا تھا، وہ بس ٹوٹی پھوٹی کوشش کرتی تھی۔

وہ اسے دیکھ رہا تھا جو سچ میں بہت پیاری تھی، وہ الگ تھی، اسکی ہر تکلیف سچی تھی، وہ باہر سے سخت اور اندر موم تھی۔

"چلو پھر مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

دِلارہ نے اسے ہوش دلائی ورنہ وہ کئی گھنٹے لگا دیتا اس لڑکی کو دیکھنے میں، اک دل جلی سی سمائیل دیے باران نے گاڑی

واپس موڑلی اور دلارہ نے بھی چہرہ ونڈو سائیڈ کر لیا، وہ ابھی اپنے سب سے نرم روپ میں تھی۔

.._____..

"وہ تھپڑ تم نے مارے مجھے ایدا۔ بہت حساب اکھٹے ہو گئے ہیں تمہاری طرف۔ تمہیں اور تمہارے عاشق کو میں بتاوں گا اب کہ مہمت سلمان چیز کیا ہے۔ تمہیں پہلے تو چھوڑ دیتا پر اب چھوڑا بھی تو ایسا گندا کر کے چھوڑوں گا کہ تمہارا وہ عاشق جو مجھے دھمکیاں لگا رہا تھا، رو رو کر آہیں بھرے گا۔ تم لوگوں کو ابھی میرا پتا نہیں ہے کہ کس قہر سے الجھ بیٹھے ہو"

آئینے کے سامنے خود پر پرفیوم سپرے کرتے مہمت نے اپنے ہونٹ کے کنارے بنے نیل کو دیکھتے حقارت و نفرت سے خود کلامی کی پھر پرفیوم کی بوتل واپس رکھے اس نے اپنے چہرے پر تشدد کے نشانات مٹائے اور جب تک باہر نکلا، اسکے خاندان کے کافی لوگ مسدور حویلی جانے کو تیار تھے، یہاں وہ لوگ مسدور حویلی کے لیے نکلے وہیں دوسری طرف نازلی نے گارڈز کا دھیان بھٹکانا تھا اور ایدا نے حویلی سے نکلنا تھا، بہت مشکل سے نازلی نے اسکا رونا روکا تھا۔

"میں گارڈز کا دھیان بھٹکاتی ہوں تم چپکے سے باہر نکل جانا۔ پھر میں دیکھتی ہوں مجھ سے نکلا گیا تو ٹھیک ورنہ خبر دار تم روئی عالیان کو دیکھ کر۔"

وہ دونوں باہر پورچ میں آئیں، سب اندر تیاریوں میں مصروف تھے اور ایدا کے آنسو تھے کہ ابھی تک جاری تھے، وہ انہی کپڑوں میں ملبوس تھی جو گل خانم نے آج کے لیے ایدا تک پہنچائے تھے، سنپل سی جارجٹ کی گرین فراک تھی، جبکہ گرد شال اوڑھے وہ سادہ سے خلیے میں ہی تھی، آنکھیں روئی روئی تھیں اور دل سوکھے پتے کی مانند

کانپ رہا تھا۔ پیروں میں بلیک پمپس تھے اور کانوں میں ڈائمنڈ کے چھوٹے چھوٹے سٹڈ۔

"یہ بلکل ٹھیک نہیں hala، م۔۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ ان سب نے عالیان کو بھی چھین لیا مجھ سے تو۔۔ مت کریں۔ مجھ سے نہیں ہو گا"

ایدا نے روتے گڑگڑاتے منت کی، وہ نازلی کا پلو چھوڑ ہی نہ رہی تھی، نازلی نے اسے اپنے گلے لگاتے پر سکون کیا۔

"تم سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو میری جان۔ یہ نازلی پہلے تو چپ کر کے بیٹھ گئی تھی پر خدا کی قسم اب سبکو چن چن کر مار

دے گی اگر کسی نے تم سے عالیان کو چھیننے کی کوشش کی۔ بس ناں ایدا۔ مجھے بھی رونا آجائے گا پھر۔ میں نہیں چاہتی اپنی آنکھوں سے ایک اور نازلی اجڑتی دیکھوں۔ جو میرے ہاتھ میں ہے وہ کرنے دو۔ چپ کرو۔ کب سے روئے جا رہی ہو بچے۔ بس بس۔ دیکھنا سب ابھی کچھ دیر میں کتنا خوبصورت ہو جائے گا۔ میری جان اب پرسکون ہو جاو۔ میں جا رہی ہوں۔ نکل جانا فورا"

ایدا کی ہچکی بندھی تھی پر اسے عالیان اور نازلی نے زرا دل سنبھالنے کے قابل بنایا، وہ اب بھی نازلی کا ہاتھ چھوڑنا نہ چاہ رہی تھی، بڑی مشکل سے نازلی نے ہاتھ چھڑوایا، جبکہ نازلی

نے سب گارڈز کو پتا نہیں کیا کہا کہ وہ سب گیٹ سے ہٹ کر ایک سائیڈ آکر اسکی بات سننے لگے اور اسی بیچ ایدا ہمت جمع کرتی تیزی سے گیٹ سے نکل گئی، نازلی نے ان سب گارڈز کو بریف کیا کہ مہمان آرہے ہیں تو زیادہ وہاں جمگھٹے بنا کر نہ کھڑے ہوں برا لگتا ہے، جبکہ ایدا کے جاتے ہی وہ جیسے پرسکون مسکرائی، وہ اس کی خوشی اور سکون کا ترجمان تھا۔

ایدا باہر آئی اور روتے روتے جیسے ہی موڑ کاٹے دوسری حویلی کے دروازے تک پہنچی، اسے عالیان کھڑا نظر آیا، وہ اب بھی رو رہی تھی یہ اس شخص کے لیے دلخراش لمحہ تھا۔

"آو یہاں ایدا۔"

وہ اسے پاس بلا رہا تھا اور اسکا بلانا ایدا کے آنسوؤں کو پھر بے لگام کر گیا، پر قدم تھے کہ ہلنے سے قاصر جس سبب عالیان کو باہر آکر اسکا ہاتھ پکڑے اندر لانا پڑا، گیڈ آگے کرتے وہ ایدا کو دیکھنے لگا جس نے اس سے چھپ کر رونے کو دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لیے۔

"رو کیوں رہی ہو ایدا۔ مجھے پتا ہے بہت بڑا ہوں اتج میں تم سے لیکن نازلی کی بات ٹھیک ہے۔ فی الحال مجھے تمہیں یونہی حفاظت دینی پڑے گی۔ ہاتھ ہٹاو چہرے سے۔ کیا اتنا برا ہوں کہ تم تب سے رو رہی ہو؟"

عالیان نے اسکے ہاتھ دھیرے سے پکڑے پر ہٹائے نہیں کیونکہ وہ چاہتا تھا ایدا خود پیچھے کرے جبکہ وہ روتو اس تکلیف کے ہاتھوں رہی تھی جو اس سب کے بعد ڈر کی صورت ہمیشہ اسکے سر پر منڈلانے والی تھی، وہ ہاتھ تو ہٹا گئی پر اسکے آنسو اب بھی بے قابو تھے، اندر عالیان کے کچھ دوست تھے جو اس شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے، نکاح خواں بھی تھا کیونکہ ابھی صرف اسلامک طور پر نکاح ہو رہا تھا، رجسٹریشن وہ لوگ کچھ دن بعد کروانے والے تھے۔

"بس۔ رو نہیں۔ دیکھو اتنی سخت ٹھنڈ میں بھی تمہارے ہاتھ اور چہرہ آگ سے ہو رہے ہیں۔ اتنا ستم مت ڈھاو خود پر۔ میرے ساتھ تم محفوظ ہو۔ میں تم تک آتا ہر وار اپنے اس سینے پر روکنے کی طاقت رکھتا ہوں"

وہ اب بھی یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنے لیے ڈر رہی ہے، اس کے گھر والے اسے کچھ نہیں کہیں گے وہ جانتی تھی ساری تکلیف وہ عالیان کو دیں گے۔

"میں اپنے م۔۔ محافظ کے سینے کو تکلیف میں نہیں د۔۔ دیکھ سکتی۔ ایسی بات کریں گے تو ابھی و۔۔ واپس چلی جاوں گی"

وہ روتے روتے ناراضگی جتاتے بولی تو عالیان کو اسکے آنسوؤں سے زیادہ قیمتی اس وقت اور کچھ نہ لگا جو اسکی تکلیف سن کر بہتے چلے جا رہے تھے۔

"چلی جانا، نکاح کے لیے تین بار قبول ہے کر دو۔ بس اتنا سا"

وہ اتنی عاجزی سے ہار مانتے بولا جیسے سچ میں اسکا رونا ایدا کو تکلیف دے گا، وہ آج تو اپنی کیفیت کسی صورت نہیں سمجھا سکتی تھی کہ اسکے بھاگ جاگے ہیں، وہ اندر سے بھر گئی ہے۔

"اتنا سا؟"

ایدا کے آنسو کچھ لمحے اس زندگی میں آئے سب سے بہترین اور خوبصورت انسان کے اتنا سا پر تھمے تھے۔

"ہاں۔ اس سے زیادہ تم پر بوجھ نہیں ڈالوں گا یہ کہہ کر کہ تھوڑی دیر میرے پاس رکو"

وہ بے اختیاری میں وہ کہہ بیٹھا جسے نہ کہنے کے بارے اس نے پچھلے ایک گھنٹے سے خود کو سمجھایا تھا پر اس لڑکی کو دیکھتے ہی سب ضائع چلا گیا، ایدا نے اسے یوں کمزور رہنے نہ دیا۔

"ج۔۔ جلدی کریں۔ ان لوگوں کو بھنک نہ لگے"

وہ ڈری سی منمنائی۔

"بے فکر رہو۔ اگر یہاں سے تم واپس نہ جا پائی تو میں تمہیں چھت سے تمہارے کمرے میں اٹھا کر چھوڑ آوں گا۔"

وہ عالیان کی خطرناک آفر پر اور پریشان ہوئی۔

"پ۔۔ پر مجھے دیوار پر چڑھنا نہیں آتا"

وہ افسردہ ہوئی۔

"آرٹی فیشل سیڑھیوں کا انتظام کام آئے گا، میرے مقابلے میں آدھی ہو تم۔ تمہیں تو آرام سے یہ کر لینا

چاہیے۔ پر بے فکر رہو۔ میں سیکھا دوں گا۔ ابھی پلیز یہ رونا
بند کرو ورنہ نکاح خواں کو لگے گا خفیہ نکاح کے ساتھ
زبردستی نکاح بھی ہے۔ ویسے میں نے انکو ساری سچویشن
بتائی ہے تو انکے بقول نازلی کی اجازت کافی ہے۔ تمہاری
دادی کی اجازت ہونی ضروری نہیں۔ ہم حالات سازگار
ہوتے ہی سب پر دھماکہ کر دیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھ لیں
گے۔ آجاو اندر۔ چینج کرو تاکہ تھوڑی سی میری دلہن لگو"

وہ اسکو اپنی بازو کے حصار میں بھر تا گھر کی مین بلڈنگ کی
طرف بڑھا، باہر تو نہیں پر اندر تھوڑی سی بیڈ روم سائیڈ

سجاوٹ تھی جس ابتدائی کمرے میں وہ عالیان کے ساتھ گئی۔

"مجھے چینج نہیں کرنا۔"

وہ روہانسی ہوئی، جب اس نے میٹرس پر وائیٹ نیٹ کا بہت خوبصورت نکاح ڈریس گاون دیکھا، اتنی سی دیر میں عالیان نے یہ سب ارینج کیسے کیا اسکی الگ حیرت اسے گھیرے ہوئے تھی۔

"یہ میں نے ارجنٹ شاپ کھلوا کر لایا۔ اور تم کہہ رہی ہو نہیں پہننا۔ بس دس منٹ کے لیے۔ ہم کچھ پکچرز لیں گے

ساتھ پھر تم واپس اسی خلیے میں لوٹ آنا۔یقین کرو بہت اچھا لگے گا تم پر"

وہ اسے نرمی سے قائل کر رہا تھا کیونکہ وہ اس ڈری جان کے ساتھ کسی قسم کی زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔

"یہ پ۔۔۔پہن کر مجھے بہت رونا آئے گا۔چپ نہیں ہوں گی میں"

ایدا نے بھیگی آنکھیں اٹھا کر اپنی مجبوری اسے بتائی جو ایدا کو اب کبھی مجبور نہیں دیکھنا چاہتا تھا، مر کر بھی نہیں۔

"پھر رہنے دو۔ میں پہلے ہی تمہارے آنسو نہیں روک پا رہا۔ پھر تو خود رو پڑوں گا۔ بہت گند الگوں گا۔ ٹھیک ہے تم اس گرین ڈریس میں بھی بہت اچھی لگ رہی ہو۔ بس رونا بند کرو۔ ابھی حویلی پوری بکھری ہے تو بس جلدی میں ایک کمرہ ہی سیٹ کروایا اور ایک بیک سائیڈ والا سٹنگ لاونج۔ سب گیسٹ وہیں بیٹھے ہیں۔ باران اور دِلارہ بھی آرہے ہیں۔ ابھی اسے مت بتانا تم توران مسدور کی کزن ہو کیونکہ پھر بہت ایموشنل ہو جائے گا سب۔ بس اس سے مل لینا۔ ہم تفصیلی انٹرو کسی اچھی جگہ اور ماحول میں کریں گے جب وہ بھی مینٹلی اپنے باپ سے جڑے لوگوں سے

ملنے لائق ہو گی۔ تم سمجھ رہی ہو ناں۔ وہ ہم سب سے کہیں زیادہ سینسیٹیو ہے اس لیے میں چاہتا ہوں۔۔"

وہ عالیان کی بات سمجھ گئی تھی تبھی اسے چپ کرواتے بولی۔

"میں سب سمجھتی ہوں، آپ فکر مت کریں۔ میں ایک ہی ایموشنل کافی ہوں۔ اسے نہیں کرنے والی"

ایدا نے اپنی بھیگی گال رگڑی اور وہ آنکھیں گال رگڑ رگڑ کر لال کر چکی تھی یہ دیکھ کر عالیان کے دل کو کچھ ہو رہا تھا، پر وہ اس سے نظریں ہٹا لیتا یہی بہتر تھا۔

جبکہ باران کی گاڑی حویلی کے اندر آ کر رکی تھی، گید گارڈ نے بند کیا اور دِلارہ اس وقت صرف تجسس میں مبتلا تھی۔

"یہ خفیہ نکاح ثبوت والا ہو گا ناں؟ مجھے نکاح نامہ ضرور دیکھانا میں فون میں پک لے لوں گی۔ ان مردوں کا کیا بھروسہ۔ شادی کر کے اپنا مطلب پورا کریں اور مکر جائیں"

باران نے اسکی طرف دیکھا، وہ پر سکون تھی پر ایسی زہریلی بات کرے باران کے دل میں تیر کھونپ گئی۔

"پھر تم نے اپنے اور میرے نکاح نامے کی پکچر کیوں نہیں لی۔ میں مطلب پورا کر کے مکر گیا تو کیا کرو گی؟"

وہ دگنے زہریلے لہجے میں بولا، وہ دلارہ کو اسکے سنگین الفاظ کا احساس دلانا چاہتا تھا۔

"تم مجھے چھو بھی نہیں سکتے۔ مطلب پورا کرنا بہت دور کی بات ہے"

وہ اسکی امید پر پورا اترنا چاہتا تھا پر ابھی لگا اسکی خوش فہمی دور کرنا اشد ضروری ہے ورنہ یہ لڑکی اسکی دکھتی رگیں یونہی دباتی۔

"اچھا۔ تمہیں یقین ہے اس بات کا؟"

وہ پر اسرار انداز میں بولا، اسکے لہجے سے صاف صاف چیلنج چھلکتا ہوا دِلارہ کو بے چین کر رہا تھا۔

"کس بات کا؟"

وہ پھر سے پر اعتماد ہوئی۔

"یہی کہ تم سے میرا کوئی مطلب جڑا ہے؟"

دِلارہ کو کچھ تسلی ملی ورنہ وہ گھبرا گئی تھی۔

"رینڈم بات کی تھی۔لاک کھولو"

دِلارہ نے پہلو بدل کر ڈور کھولنا چاہا تو باران نے اسے ان لاک کر دیا جسے کھولتے وہ جلدی سے باہر نکلی جبکہ خود باران مسکراتا ہوا باہر آیا۔

"نکاح نامے کی پکچر بنانے کی ضرورت نہیں۔ عالیان یلدرم نہ مجھ جیسے ہیں نہ تمہارے باپ جیسے۔ سو ایزی رہ کر یہ وقت گزارنا۔ زیادہ انے بننے کی ضرورت نہیں بھاکی وائف کی"

وہ بھی ڈور لاک کرتا قریب رکا تو دِلارہ نے گھور کر اسے اس سلگتی تاکید پر دیکھا، پر ابھی وہ جواب دے کر اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی تو جانے دیا۔

دونوں ساتھ ہی اندر گئے، عالیان روم سے نکلا تو دِلارہ اور باران کو دیکھے زرا تسلی ملی کہ اپنے دو افراد سہی پر آ گئے۔

"تم دونوں وٹنس ہو۔ آجاو۔"

عالیان نے دونوں کو دیکھتے کہا اور دونوں کو ساتھ لیے بڑھا، جبکہ نازلی کے لیے نکلنا مشکل ہو گیا کیونکہ مہمت سلمان اور اسکے رشتہ دار ٹپک آئے تبھی نازلی نے عالیان کو میسج کر کے نکاح شروع کروانے کا کہہ دیا۔

ایک طرف ایدا کے ظالم ددھیال والے اسکی ایک سوداگر سے زمین کے عوض شادی کے جشن میں مزے کر رہے

تھے اور دوسری طرف اسکا میسحا اسی دشمن حویلی سے جڑی
ملحقہ اپنی حویلی میں اس لڑکی سے سکہ رائج الوقت کے
ساتھ نکاح کر رہا تھا۔ عالیان نے اسکا گارڈین بننے کے
بجائے شوہر بن کر ایدا دمیر کی حفاظت کا فیصلہ کر لیا تھا۔

نکاح خیر وعافیت سے ہوا تو عالیان نے نکاح خواں اور باقی
دوست احباب کو اس ارجنٹ ایونٹ کے لیے آنے پر
شکریہ کہا اور باران کے ہاتھوں سی آف کروایا، خود وہ دِلارہ
کے ساتھ ایدا کے پاس گیا جو پھر سے رونے لگی
تھی، عالیان نے دِلارہ کو اسے چپ کروانے کا کہا پر دِلارہ
کنفوز تھی کہ کیسے چپ کروائے، ایدا پر یہ جو نازک وقت

تھا اس سے دلارہ نہیں گزری تھی، وہ تو انتقامی جذبات میں تھی نکاح کرتے ہوئے۔ جبکہ ایدا تو اس لیے بھی رو رہی تھی، اس نے دِلارہ کو دیکھا تھا، وہ جو اسکے خاندان کا حصہ تھی، اسکی بھتیجی تھی، اس سے زیادہ تکلیف سہہ کر بڑی ہوئی تھی۔

"پلیز آپ رونا بند کریں۔ عالیان بھائی بہت اچھے ہیں۔ آپکو بیچ راہ میں نہیں چھوڑیں گے ایسا انکے بھائی باران نے کہا مجھے۔ آئی تھنک ہمیں یقین کرنا چاہیے"

دِلارہ نے چار و ناچار عالیان کی مدد کی اور وہ ایدا کے پاس ہی بیٹھی جس پر ایدا نے روتے ہوئے دِلارہ کو دیکھا پھر اسکی

گال پر ہاتھ رکھا، دِلارہ کو اس سے اپنائیت سی محسوس ہوئی جو اسکی پلکوں کی جنبش سے عیاں بھی ہوا۔

"ہمم۔ مجھے یقین ہے"

ایدا نے کانپتی سی آواز میں دِلارہ کو دیکھتے کہا، اور اسی لمحے باران بھی روم میں آیا جہاں اس نے بھی ایدا کو دیکھ کر سمائل دی، زیادہ اچھی اسے اسکے پاس بیٹھی دِلارہ لگی۔

"بھا۔ دعا ہے اس فیصلے سے سکون آئے آپ دو کی زندگی میں۔ بابا کو سنبھالنے میں آپکے ساتھ ہوں۔ اور ایدا۔ تم

بھی پریشان مت ہو۔ یہ مہربان بندہ تمہارے ساتھ ہے
اب، اسکے ہوتے تم کمزور نہیں"

باران نے بھئ اپنے حصے کا حوصلہ دیتے عالیان کی طرف
دیکھ کر کہا جس پر عالیان نے اسے گلے لگایا۔

" تھینکیو یار۔ تم دو کے آنے نے بہت حوصلہ دیا۔"

عالیان بھی کیسے پیچھے رہتا۔

"اب یہ ہم سے لیا حوصلہ آپ ایدا کو دیں۔ اور پہنچائیں
اسے حویلی۔ ہم بھی نکلتے ہیں۔ خیر ہو سب"

باران نے عالیان کا سینہ تھپکتے اجازت طلب کی تو دِلارہ بھی اپنا ہاتھ ایدا کے ہاتھ سے چھڑواتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے خیریت سے گھر پہنچو دونوں۔ میں بھی ایدا کو پہنچا کر آتا ہوں حویلی"

عالیان نے فوراً کہتے اجازت دی جس پر جاتے جاتے پھر سے باران رکا اور ایدا کے سر پر ہاتھ رکھا، بھلے وہ رشتے میں بڑی ہو پر عمر میں چھوٹی تھی، دِلارہ کے لیے یہ مومنٹ بہت خاص تھا، وہ باران کے اندر ایسی نرمیاں جب جب دیکھتی سوچ میں پڑ جاتی کہ وہ اتنا رحم دل تھا تو اتنے سال

کیوں غائب رہا، ترس کھا کر ہی پہلے لوٹ آتا تو شاید آج
دِلارہ اسے نفرت میں لپٹی نہ ملتی۔

دِلارہ نے باران کے سنگ ہی واپسی کے قدم بڑھائے تو ایدا
نے دِلارہ کو اوجھل ہونے تک دیکھا اور پھر جب عالیان
اسکے پاس بیٹھا تو مجال تھی ایدا کا دھیان اس ساتھ بیٹھے
سکون کے سوا کہیں جا پاتا۔

"وہ کتنی پیاری ہے ناں، اور مجھ سے بڑی لگ رہی
تھی۔ اسکے بال بھی کتنے لمبے ہیں۔"

ایدا نے عالیان کی طرف دیکھتے رشک، محبت اور پیار سے لبریز سرگوشی میں کہا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے جواباً دگنا خوبصورت مسکرایا، باخدا اس شخص کو اس لڑکی کے سوا کچھ دیکھائی دیتا تو وہ بتاتا، بس مناسب یہی تھا کہ ایدا کی ہاں میں ہاں ملا دے، جیسے وہ مسکرائی، ویسے مسکرا دے۔

"میں اس سے مل کر بہت خوش ہوئی"

ایدا نے مقابل کی نظروں میں پنپتی سرور بھری ٹھنڈک پر لہجہ مزید نرم اور مسرور کیا اور زرالاڈ سے بھرا ابھی تو مقابل مدہوشی نے خفیف سی خفگی کی جگہ لی پر بس نام کی۔

"چلو کسی نے تو آنسو روکے تمہارے، میرا کہنا تو نہیں مانی تم۔ اب بتاو تمہیں چھت سے چھوڑ کر آوں یا مین گیٹ سے؟"

عالیان نے اسکی موجودگی کے سبب حواس بگھڑنے سے پہلے یہ ملاقات ختم کرنا بہتر سمجھا، کبھی کبھی ہم میسر سکھ کے ہاتھوں ایسے بے خود ہو جاتے ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہماری ذات، اس انسان کو استحقاق بخشنے لگتی ہے، ہمارے طور و اطوار اس محبوب کے آگے مشکوک ہونے لگتے ہیں، اور محبت جب تک ہو سکے پردے میں رہے یہی بھلے بزرگ لوگ کہہ گئے کہ محفوظ رہتی ہے۔

"مین گیڈ سے چلی جاوں گی۔ کسی نے پوچھا بھی تو کہوں گی واک کے لیے نکلی تھی"

ایدا نے سمجھدار بنتے فوری خیال سوچتے اسکا اظہار کیا جبکہ عالیان نے اسکے ہاتھ کو اپنے خوبصورت ہاتھ میں نرمی سے پکڑ کر دبایا، یہ ایسی پکڑ تھی جسکا براہ راست دل سے رابطہ سا معلوم ہوا، وہ مخملی ہتھیلی اپنے سکون کے ہاتھ میں مقید تھی، یہ اتنا مکمل اور خوبصورت لمحہ تھا کہ ایدا کو لگا وہ سانس لے گی تو کوئی لمحے کا حصہ کھو دے گی، آنکھیں جھپکے گی تو کسی سکھ بھرے لمحے کے ٹکرے سے محروم ہو جائے گی

اور وہ عالیان کے ساتھ گزرے یہ تھوڑے سے منٹس بھرپور جینے کی تمنائی تھی۔

"نکاح ہوتے ہی بہادر بہادر نہیں ہو گئی تم؟"

وہ یہ سوال بہت محبت اور حیرت میں مبتلا ہوئے کر گیا تھا، ایدا نے سر کو مثبت جنبش دی، اسکے لب و لہجے سے رشک چھلک رہے تھے، آہ یہ دل میں چھپی چور محبتیں آخر کب تک پردے میں رہیں، دیکھنا یہ تھا۔

"پر مل گئے ناں"

وہ اک ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی، اول تو اسکے جملے کی عالیان کو سمجھ نہ آئی کیونکہ وہ ایدا کے ملنے کے سکھ سے ہی فرصت نہ پا رہا تھا کہ کوئی اور معاملہ سوچ پاتا یا دھیان کہیں اور بھرپور رکھ سکتا۔

"پر؟ مطلب ونگز؟"

وہ اسکی خوشگوار حیرت تکتی مبہوت ہوئی، اس نے عالیان کو کبھی غور سے نہیں دیکھا تھا، اسے لگتا تھا اگر وہ ایسا کرے گی تو اسکے دل سے صبر رخصت ہو جائے گا، اس کے اندر عالیان یلدرم کی طلب و تشنگی نمودار ہونے لگے گی تبھی وہ ہمیشہ اسے سرسری ہی دیکھتی، لیکن آج وہ پورے حق سے

اسے دیکھ رہی تھی، پھر اس کے عوض اسے اپنے اندر اس شخص کی طلب کا طوفان ہی کیوں نہ دبانا پڑتا، پرواہ نہ رہی، وہ جیسے اسے بغور دیکھ رہی تھی، عالیان اسکی آنکھوں میں، پھر آنکھوں سے اسکی روح تک جھانک رہا تھا۔

"جی۔ پر۔ اڑنے والے۔ یہ گارڈئن سے زیادہ اچھا ہے۔ مجھے یہ زیادہ سیولگ رہا ہے۔ میں hala سے ناراض ہو رہی تھی پر اب نہیں۔ میں خوش ہوں۔ لیکن آپکو کوئی اور لڑکی پسند آگئی تو آپ مجھے چھوڑ کر اسکے ہو سکتے ہیں۔ پھر میرے گارڈئن بن جانا۔ امید ہے تب تک سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں اڑنا سیکھ چکی ہوں گی"

وہ اسکے ہاتھ کو خود بھی دباو دیتی یہ دوسری لڑکی کا حوالہ دے کر عالیان میں اک حشر برپا کر گئی، یہ الگ بات کہ عالیان نے اسے محسوس نہ ہونے دیا کہ وہ ایسا سوچے بھی تو جسم ٹوٹنے لگتا ہے، وہ ایداپر رک گیا تھا، وہی اسکی آخری منزل تھی۔

"تم اڑنا سیکھ جاو۔ مجھے پھر کچھ درکار نہیں رہے گا۔ اور مجھ سا بورئنگ انسان آجکل کی کسی شوخ لڑکی کو نہیں چاہیے تو تم بے فکر رہو۔ ایسی فکروں سے خود کو پریشان مت کرنا کبھی"

وہ تھوڑا سا اداس لگا تو ایدا شریر مسکرائی۔

"بورئنگ نہیں کیرئنگ، درستگی فرمالیں"

وہ جب مسکرائی تو عالیان کی پوری دنیا کھکھلائی، ارد گرد سکون کی فضا قائم ہونے لگی۔

"تمہیں ایسا لگتا ہے تو ایسا ہی ہو گا۔ اب تو تم خود کو اکیلا نہیں سمجھو گی ناں؟ ایک طرف تمہارے نازلی ہیں اور دوسری طرف میں؟"

ایک آخری بار وہ اس سے یقین دہانی چاہتا تھا تاکہ اس سے دور جا کر وہ کم از کم سانس لے سکے۔

"کبھی نہیں۔ میں خود کو اکیلا نہیں سمجھوں گی۔ آپ بھی مت سمجھنا۔ جب تک اس بورئنگ سے بندے کو کوئی بورئنگ لڑکی نہیں ملتی، میں رکھ رہی ہوں۔ آپکو کوئی اعتراض تو نہیں"

وہ اب کی بار اشتیاق بھرے انداز میں عالیان کو دیکھتے بولی جس نے مسکرا کر جوابا ایدا کو دیکھا۔

"تم ہمیشہ کے لیے بھی رکھ سکتی ہو۔"

عالیان نے اسکے ہاتھ اپنی بقیہ ساری زندگی اور مہلت تھما دی تو کتنی دیر وہ اسے دیکھتی رہ گئی، کوئی کسی کے لیے جان

نہیں دے سکتا یہ سچ ہے، دینی بھی نہیں چاہیے کیونکہ یہ اللہ کی امانت ہے پر یہ جو عالیان نے کہا یہ سب کچھ دے دینے سے کہیں بڑھ کر تھا۔

"میں کسی کا حق نہیں مارتی۔ بہت اچھی ہوں"

ایدا نے ہلکے پھلکے انداز میں بیچ میں حائل ہوتی فسوں کی حدت کو کم کرنے کی بھرپور سعی کی۔

"کچھ گفٹ چاہیے؟"

کچھ دیر عالیان نے اسے دیکھا پھر سوال کیا تو ایدا نے جلدی سے واپس چہرہ اٹھائے اسے دیکھا۔

"کیا گفٹ بھی ملے گا مجھے؟"

وہ معصومانہ خوشی لیے اسکے پر اسرار تاثرات دیکھتے منمنائی۔

"ہاں اگر تم چاہو"

وہ اسکی رضا میں ہی سانس بھرنا چاہتا تھا، یہ تو پھر ایک دنیاوی تحفے کی بات تھی۔

"دیں ناں؟"

وہ جلدی سے اپنی مخملی ہتھیلی عالیان کے چہرے کے آگے کر گئی، اسکا یوں چہکتے ہوئے گفٹ مانگنا عالیان کی ذات کی ساری تھکاوٹ اپنے ساتھ ہی کہیں بہا لے گیا۔

"میں نے یہ رینڈ ملی دیکھا اور لیا۔ مجھے نہیں پتا تھا یہ ہماری سچویشن سے اتنا ریلیٹ کرے گا۔ تمہیں یہ گفٹ بہت پسند آنے والا ہے"

عالیان نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے کچھ نکال کر مٹھی میں قید کیا اور اسکی ہتھیلی میں رکھنے سے پہلے ایداکی ایکسائٹمنٹ کا لیول بڑھایا، وہ شدید بیقرار ہوئی۔

"اف دے بھی دیں"

وہ بے چین ہو کر بڑبڑائی تبھی اسے محسوس ہوا کوئی نازک سی چین اسکی نرم ہتھیلی میں ریت کی طرح عالیان کے ہاتھ سے پھسل کر گری ہے، اسکے چہرے پر رنگ سے لہرائے، اور جب عالیان نے ہاتھ ہٹایا تو ایدا نے دیکھا اسکی ہتھیلی میں ایک گولڈ بہت خوبصورت چین ہے جس کا پینڈٹ ونگز بنا ہے، وہ دو پروں والا ایک بہت ہی کیوٹ پینڈٹ تھا جس پر چھوٹے چھوٹے زرازر اڈائمنڈز نسب تھے، وہ دیکھتے ہی بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"ونگز پینڈٹ؟"

ایدا نے انہی بھیگی آنکھوں سے عالیان کو دیکھتے بکھرتی سی سرگوشی کی، وہ یقیناً اس گفٹ پر فدا تھی یہ دیکھا جا سکتا تھا۔

"دیکھو ہماری سچویشن سے ریلیٹ ہو اناں؟"

وہ بھی اسکی خوشی میں نہال ہوئے بولا تو ایدا نے جلدی سے سر ہلایا۔

"آج تک مجھے ایسا خوبصورت گفٹ نہیں ملا۔ مجھے یہ پہننا ہے۔"

وہ اسکی طرف ہتھیلی بڑھا گئی کیونکہ خود تو پہن نہیں سکتی تھی۔

"میں پہناوں ؟"

وہ اسکی ہتھیلی سے وہ چین اٹھانے سے پہلے اجازت لیتے اسے دیکھنے لگا، ایدا کو اک پل لگا وہ شخص عنقریب سانس بھی لے گا تو ایدا اسے پوچھ کر۔

"ابھی میں نے آپکو رکھا ہے اپنے پاس تو آپ پہنا دیں۔ مجھ سے ویٹ نہیں ہو رہا اسے اپنی گردن میں دیکھنے کے لیے"

وہ خوشی کی کسی بہت اونچی مسند پر فائز تھی، عالیان نے خاموشی سے اسکی ہتھیلی سے وہ چین اٹھائی تو لمحہ بھر دونوں نے ایک دوسرے سے نظر چرائی، دونوں ایک سے دلکش

ودلفریب لگے جب ایک دوسرے کی آنکھوں سے بچنے کی ادنی کوشش کی گئی۔

"اٹھ کر یہاں آو میں پہناوں۔ تم مرر میں دیکھ بھی لینا"

وہ پاس سے اٹھا تو ایدا جلدی سے جا کر خوبصورت سنگار میز کے سامنے جا رکی اور آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر خود پر پیار آتا محسوس کیا اور جب اسے اپنے عقب میں وہ کھڑا دیکھائی دیا تو قدرت کی یہ ایک مکمل شہکار تصویر لگی جس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ تھی۔

"میں بال پکڑ لوں"

ایدا نے جلدی سے اپنے بہت سے بال دونوں ہاتھوں سے سمیٹے تبھی عالیان نے ہاتھ آگے لے جاتے وہ چین اسکی گردن میں سجاتے پیچھے سے بہت احتیاط کے سنگ ہک بند کی، اس قدر احتیاط کے ایدا کو زرا بھی نہ چبھے، وہ چین بھی اتنی سوفٹ لایا جو گلے میں ہے، یہ احساس ہی نہ ہو رہا تھا۔

ایدا نے اپنے بال چھوڑے تو ان سے اٹھتی مخملی مہک نے عالیان کو کسی لائق نہ چھوڑا، وہ تو خوشی سے اپنی سجی گردن دیکھ رہی تھی جبکہ عالیان اسکے بالوں کی خوشبو، اسکے جسم سے اٹھتی پرفیوم مہک، اس لڑکی کے بدن کا اپنا معطر احساس تسخیر کر رہا تھا، جب تک ایدا نے اس چین کو سجے

دیکھا، عالیان نے بہت سے مہکتے لمس اپنی سانسوں میں قید کر لیے۔

"بہت خوبصورت ہے۔ اب مجھے اسے دیکھ کر یاد آتا رہے گا کہ میرے پاس پر ہیں۔ دو دو پر۔ ایک آپ ایک hala۔ کیا مجھے بھی گفٹ دینا پڑے گا؟"

وہ اپنی تعریف خود ہی کرتی روبرو ہوئی تو عالیان کی آنکھیں جو مدہوشی کے اثر میں دھت تھیں، زرا زوایہ نگاہ بدل کر سنبھلیں، وہ جبرا مسکرایا۔

"نہیں۔ تم جب جب یہ یقین پاو گی کہ تم اڑ سکتی ہو۔ وہ ہر لمحہ میرا گفٹ ہے۔ اب چلتے ہیں۔ تمہارے حویلی نہ ہونے کا کسی کو آج پتا نہ چلے۔ کل اس مہمت کو میں نمٹتا ہوں۔ بس مہمانوں میں تھوڑی دیر بیٹھنا اور اپنے کمرے میں چلی جانا۔ اسے دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں"

وہ دیکھ سکتی تھی کہ آخری جملہ عالیان نے کس غصے کو دباتے ادا کیا۔

"مہمت کو؟"

ایدا نے بے چینی سے پوچھا۔

"ہاں۔ تم بس مجھے دیکھ سکتی ہو"

عالیان نے اسے بنا کسی خمار میں مبتلا ہوتے اک ڈور سے باندھا، وہ ساکن تھی، سانس منجمد ہوتی محسوس ہوئی۔

"میں آپکو ہر طرح دیکھ لوں گی اب یہ آسان ہو گیا۔ یاھو"

وہ اپنے اس مستی والے روپ سے اور عالی کی جان کو آ رہی تھی۔

"ایسے ہی رہنا۔ ہنستی ہوئی۔ اب میری کال پک کرو۔ جب تم حویلی میں پہنچ جاو بنا کسی کی نگاہ میں آئے تو کال بند

کرنا۔ اگر کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔"

عالیان نے ڈرا سے ایک ایکسٹرا فون نکال کر ایدا کو دیا جس پر اس نے اپنے فون سے کال ملائی، جسے ایدا نے پک کیا جبکہ ایدا اپنا فون نہیں لائی تھی، اس نے کال پک کرے عالیان کو دیکھا جو اسکے لیے جان داو پر لگانے کو تیار بیٹھا تھا۔

"یہ فون واپس کر دوں گی"

ایدا نے اس سے خوامخواہ بات بڑھائی تو وہ مسکرایا، وہ کافی مہنگا آئی فون تھا۔

"میں جو بھی دوں گا وہ کبھی واپس نہیں لے سکتا۔ پھر وہ یہ پر ہوں، ہنسی یا پھر یہ آئی فون۔ سب تمہارا۔ آو تمہیں گیڈ تک چھوڑوں"

وہ اسے ایک بار پھر بازو کے حصار میں لیتا کمرے سے نکلنے لگا جب وہ سیدھی ہوتی عالیان کے سینے پر سر رکھے اسکے اس دل سے جا لگی جو اس لڑکی کو یونہی اپنے سینے لگانے کو تڑپ رہا تھا۔

اک پل تو وہ سکتے میں جا اترا، کیا یہ سچ تھا، کیا اس لڑکی کے دھڑکتے دل نے اسکے سینے کے قریب سانس لی تھی، وہ بھی اپنی رضا و مرضی سے، یہ آگاہی اس لڑکی کے بازوؤں کی موہنی گرفت نے دی تبھی عالیان کے بازو بھی خود بخود ایدا کے گرد جا جمے، اک آمادہ سا حصار تھا جو نہ وہ توڑنا چاہتی تھی نہ ہی عالیان میں اسکی تاب تھی۔

"میں آپکو اپنا بیسٹ فرینڈ بنانا چاہتی ہوں۔ بنیں گے عالی؟"

وہ یونہی سینے لگی سرشار ہو کر بولی۔

"عالی کہو گی تو غلام بھی بن جاوں گا"

وہ اسکے جواب پر مسکراتی روبرو ہوئی، ابھی وہ عالیان کی محبت کی شدت کو جاننے کی اہل نہ تھی۔

"بیسٹ فرینڈ"

وہ اپنی ڈیمانڈ پر ڈٹی تھی۔

"بیسٹ فرینڈز"

عالیان نے اسکی گال دباتے سر خم کیا اور وہ یوں تھی جیسے اسے ناجانے کونسا خزانہ مل گیا۔

"اب میں سچ میں جارہی ہوں۔ hala کہیں گی جاتے ہوئے روتی گئی اور آتے ہوئے دیکھیں اسکی سلپ ہوتی خوشی۔ انکو کیا پتا مجھے بیسٹ فرینڈ مل گیا۔ بائے۔ میں جا رہی ہوں۔ بس کوئی سامنے نہ ہو"

وہ دونوں گیٹ تک آئے تو تب بھی ایدا کی اس خوشی سے عالیان خوف کھا گیا کہیں اسکو نظر نہ لگے۔

"زیادہ خوش مت ہو ایدا، نظر لگ جاتی ہے۔"

وہ اسے بہت ڈرے انداز میں تاکید کر اٹھا جس پر ایدا نے جلدی سے چہرہ سنجیدہ کیا۔

"میں حویلی گھستے ہی اداس ہو جاوں گی فکر نہ کریں۔ نہیں لگتی نظر۔"

وہ گیڈ سے نکلتے بولی تو وہ بے اختیار مسکرایا اور ایدا کو ہاتھ ہلایا جس پر وہ فون ہاتھ میں دباتی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی مسدور حویلی کے گیڈ تک پہنچی، ڈور کھلا تھا تبھی ایدا نے زرا سا کھول کر اندر جھانکا، صحن سائیڈ کوئی نہ تھا، تبھی وہ جلدی سے گیڈ کے اندر ہوتی دو کھڑے گارڈز کی پشت سے ہوتی ملحقہ لان میں ڈور گئی، جبکہ فون کو کان سے لگایا۔

"میں آگئی ہوں۔ اب اپنے روم میں جا رہی ہوں۔ فون رکھ کر پھر نیچے آوں گی۔ آپ بے فکر ہو جائیں"

ایدا کی آواز سنے عالیان کی تھمی سانس بحال سی ہوئی۔

"اللہ کا شکر ہے۔ اگر وہ مہمت دوبارہ تمہیں پریشان کرے تو جسٹ کال می ایدا۔ جب تک وہ لوگ حویلی میں ہیں میں یہیں ہوں۔ ڈرنا مت کسی سے۔"

عالیان نے اسے اپنے ہونے کا بھرپور سہارہ دیا جس پر ایدا کی آنکھیں سی بھریں پر وہ آنسو سنبھال گئی اور کال آف کرتے ہی وہ لان سے واپس حویلی کی طرف آئی تو آگے سے نازلی وہیں آرہی تھی۔

"شکر ہے تم آگئی۔ انے دس بار پوچھ چکیں تمہارا۔ آجاو"

نازلی نے گھبراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما مگر ایدا نے جلدی سے نازلی کے گلے لگتے اسے ٹائٹلی جکڑ لیا، خود نازلی جذباتی سا مسکرائی، اسے ایدا کا سکھ سے بھرا سینہ اور محبت کے نام لگتا وجود آسودگی بخش رہا تھا۔

"وہ مجھے اکیلا نہیں چھوڑیں گے hala، وہ میرے ہو گئے ہیں۔ انکی باتوں اور آنکھوں سے لگتا ہے وہ اب میرے سوا کسی کے نہیں رہے۔ آپ سے بلکل ناراض نہیں ہوں۔ میں آپکا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

وہ پھر سے رو پڑی، سچ کہا تھا اس حویلی میں شاید نحوست ہی ایسی تھی کہ دل گھٹنے لگتا۔

"میری جان۔ کہا تھاناں یہ بہت بڑی خوش بختی ہے۔ اب اس مہمت کو وہ خود نمٹے گا۔ جس طرح میرے ایک بار کہنے پر اس نے تمہیں اپنا بنایا۔ وہ سچ میں تمہارے سوا کسی کا نہیں ایدا۔ ہم اس خوشی کو بعد میں تفصیلی ڈسکس کرتے ہیں پہلے آوان نحوستوں کو نمٹالیں۔ روم میں جاو کوئی سوئٹر پہنو اور یہ فون بھی رکھ آو۔ تاکہ تمہاری یہ چین زرا چھپ جائے۔ تمہاری خوشی کو نظر نہیں لگنی چاہیے۔ جلدی آو میں یہیں ویٹ کر رہی ہوں"

نازلی نے اسکے ہاتھ میں نیا فون اور گردن میں چین بھی دیکھ لی تبھی تو ایدا کو اور زیادہ پیار آیا، وہ فوراسے سر ہلاتی پیار

سے نازلی کو دیکھے سیڑھیوں کی طرف بڑھی جبکہ خود نازلی نے سر آسمان کی جانب اٹھا کر بھیگی آنکھوں سے اللہ کا شکر ادا کیا۔

"جس طرح آج اسے عالیان کے حوالے کیا ویسے ہمیشہ اس پر اپنا کرم کیجئے گا۔ میں جو آج تک آپ سے شکوے کرتی آئی وہ سب ختم ہو گئے آج۔ آپ نے مجھے آزاد بھلے نہ دیا ہو، آپ نے ایدا کو عالیان دے دیا۔ میں اس پر راضی ہوں۔ بس ان دو کی سب ظالموں کی حفاظت کیجئے گا"

اس لڑکی کی دعا تو قبول تھی پر وہ نہیں جانتی تھی جس لاڈ سے اس نے اتنے سال اللہ سے شکائتیں کیں وہ بھی ثمر بار

ہونے والی ہیں، کوئی تو اسکا بھی آنے والا ہے پر کون یہ ابھی راز ہی رہے تو اچھا تھا۔

.._____..

"تم انکے سر پر ہاتھ رکھتے اچھے لگے"

وہ لوگ گھر پہنچ آئے تھے، باران گاڑی اندر لایا تاکہ عزیزے کی لاڈلی کو گھر کے اندر گھسا کر آئے کیونکہ بھروسہ نہیں تھا کہ وہ چڑیل پھر سے پیدل نکل لے۔

"ایدا کے؟ ہاں وہ میری اور بھا کی کزن بھی ہے اس لیے۔ چھوٹی ہے تو بڑا ہونے کے ناطے فرض تھا میرا"

باران نے گاڑی روکتے نرم سے لہجے میں بتایا تو دِلارہ ٹھٹکی۔

"کزن؟ کونسی کزن۔۔ کسکی بیٹی"

وہ اسکے بے چین سوال پر اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ وہ نورے یلدرم کی بیٹی ہے۔ تمہیں کیا کرنا تفصیل جان کر۔ نکلو شاباش اور اب سو جانا۔ سڑکوں پر بدروح بن کر نہ گھومنا"

باران نے اسے چلتا کیا کیونکہ وہ سخت نیند میں تھا، تبھی چڑ گیا۔

"تمہارے سر میں ابھی بھی درد ہے؟"

دِلارہ نے اسکی زرا تھکی آنکھیں دیکھتے متجسس ہوئے پوچھا تو باران اسکی طرف گردن گما کر دیکھنے لگا۔

"کیوں پوچھ رہی ہو؟"

وہ حیران ہوا۔

"کاٹ کھانے کو جو دوڑ رہے ہو"

دِلارہ نے ٹکا سا جواب دیتے ڈور کھولا اور باہر نکلتی جس زور سے پٹخ گئی، باران کو مجبوراً باہر نکلنا پڑا۔

"تم باز آجاو۔ میری گاڑی سے تمیز کے سنگ پیش آنا آگے سے"

وہ اسکی للکار پر دو قدم واپس لیتی پیچھے آئی اور تن کر باران کے سامنے جمی۔

"نہ آوں تو کیا کرو گے ؟"

وہ ضدی لہجے میں بولی، انداز بے خوف تھا۔

"تو میں تمہاری ساری پرفیومز آکر توڑ پھوڑ دوں گا"

باران نے بھی لڑتے ہوئے نازک وار کیا، وہ سلگی۔

"تم ہاتھ تو لگاو۔ اتنی ہمت نہیں کسی میں کہ میرے خوشبو خانے میں بنا میری اجازت قدم بھی رکھ سکے"

وہ اسے چیلنج کر رہی تھی اور باران یہی سوچ رہا تھا اب تو ایک وزٹ خوشبو خانے کا فرض ہو گیا۔

"تم قدمیں میرے لگ بھگ برابر آتی ہو دِلارہ اسکا یہ مطلب نہیں ہر وقت میرے سر پر چڑھی رہو۔ میں ایک نوابی قسم کا انسان تھا پر تم نے یہ دو تین دن سے مجھے اپنا سرونٹ ہی سمجھ رکھا ہے۔ نہ تم مجھ سے تمیز سے بات کرتی ہو نہ کوئی رعایت دیتی ہو۔ دھمکی تو ایسے لگاتی ہو جیسے میں تمہارا مقروض ہوں۔ آخر ہو کیا تم؟ یہ جو تم مجھے چیلنج کر رہی ہو میں اسکو لے رہا ہوں۔ تمہارے خوشبو خانے میں اب میں بھی چور کی طرح نہ گھسا تو نام بدل دینا"

اتنی ساری تپش اگلنے کے باوجود وہ دِلارہ کو برا نہ لگا کیونکہ وہ دھڑلے سے مقابلہ کرنے والوں میں سے لگ رہا تھا اور دِلارہ کو وہ ایسے ہی چاہیے تھا، چپ کر کے سب سہتا ہوا نہیں بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر برابری کرتا ہوا۔ دِلارہ کی گرے آنکھوں کی چمک لافانی تھی۔

"کیا تمہیں بیلی بٹن piercing پین بھی ہو رہا ہے؟"

باران کے اتنا غصہ جھاڑنے کے جواب میں دلارہ کا اتنا معصومانہ اور ٹاپک سے الگ سوال باران کا دماغ گما گیا۔

"مطلب؟"

وہ سچ میں دماغ کی چولیں ہلتی محسوس کرتے نا سمجھی سے بڑبڑایا۔

"کاٹ کھانے کی طرح مجھ پر چڑھ دوڑنے کے ساتھ تم تو مجھے کچا چبا کر نگلنے والے بھی لگ رہے ہو"

وہ ہاتھ سینے پر باندھے بڑے سکون سے باران کا سکون تباہ کرتی مسکرائی، جبکہ وہ جبڑے بھینچ کر رہ گیا، دل تو کیا چیخے کہ یہ لڑکی کس گناہ کی سزا آملی ہے۔

"جاو جان چھوڑو میری"

وہ اسے سر سے اتار تا واپس پلٹا جب وہ بجلی کی سپیڈ سے اسکے سامنے آتی اپنے بالوں میں لگی پن اتار کر پھر سے اسکی گاڑی کے بونٹ کے پاس رکی، باران کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آیا، یہ لڑکی اگر دوبارہ ایسی حرکت کرتی تو آج باران سے چیر پھاڑ نی طے تھی۔

"دِلارہ اگر تم نے پھر سے میری گاڑی کے بونٹ پر سکریچ لگایا تو تمہاری یہ لمبی زلفیں نوچ ڈالوں گا۔ پھر پنز لگانا گنجی کھوپڑی پر"

باران نے انگلی ہوا میں لہرا کر اسے سختی سے وارن کیا جبکہ دِلارہ آدھے چہرے کے ساتھ مسکراتی پن کو بونٹ پر

رکھے بنا دباو ڈالے پھیرنے ہی لگی جب وہ اس تک پہنچے اسے دونوں بازووں سے دبوچے اسکا ہاتھ منہ کے قریب کرتا اسکی انگلیوں میں جکڑی پن کھینچ کر دِلارہ کو بونٹ پر جھکا گیا جواب بھی زرا نہ ڈری لیکن وہ اسے ضرور سزا دے کر ہی پیچھے ہٹنے والا تھا، اس نے پن منہ سے نیچے کچی زمین پر پھینکی پھر سے اس بونٹ سے لگی شکنجے میں آئی دِلارہ کو گھورنے لگا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ کیوں تم چاہتی ہو میں انسانیت کے درجے سے تمہاری طرح گر کر جواب دوں۔؟"

وہ اسکی کمر میں درد نہ ہو اسکا خیال کرے اسے دونوں بازووں سے پکڑ کر واپس اوپر اٹھاتا ہنوز غصہ ہی جتا رہا تھا پر دِلارہ کو تو اسکی فکریں پاگل کر رہی تھیں، بری عادت ڈال رہی تھیں۔

"مت جاو"

وہ اسکی امبر آنکھوں میں دیکھ کر حق جتاتے بولی۔

"کیا مطلب۔۔گھر مت جاوں۔۔ہاں تاکہ تم تسلی سے مجھے ایک انگلی پر نچا سکو؟ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

وہ آئبرو اچکائے گھورا تو دِلارہ نے نفی میں سر ہلایا، وہ بلا کی مطمئین تھی۔

"جو حوصلے کے لیے اپنے سے کم ہمت جانوں کے سروں پر ہاتھ رکھتے ہوں انکے سر نہیں دکھنے چاہیں۔ اپنی انے سے دبوالو آکر"

وہ اب بھی پر سکون تھی پر باران یلدرم کو ایسی چپ لگا گئی کہ وہ اتنا ذہین فطین آدمی اس لڑکی کی اک عام سے انداز میں کہی بات تلے دب گیا، وہ اب بھی اسکی آنکھوں میں جھانک رہی تھی، بے انتہا گہرائی کے سنگ، طمانیت چہرے

پر سجائے کہ باران چاہ کر بھی اسکے چہرے سے اخذ نہ کر سکتا تھا کہ دِلارہ کو اسکی فکر ہے یا پریشانی۔

"تمہیں پتا ہے تم عام نہیں ہو دِلارہ"

وہ بیچ کے جھگڑے و خفگی کو بھلا گیا، اب موضوع وہ گرے آنکھوں والی تھی۔

"اچھا۔ ایسا کیا خاص ہے مجھ میں؟"

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے دلچسپی سے اپنے بارے اس دشمن اور ناپسند انسان سے جاننا چاہتی تھی۔

"میں نہیں شاید کوئی ڈیزرونگ انسان یہ کھوج لگائے گا کہ تم میں کیا خاص ہے۔ میرا کیا ہے۔ مجھے تو سب سمیٹ کر چلے جانا ہے۔ ہر گزرتی رات میرا ایک دن کم کر رہی ہے۔ میں ان معاملات سے دور ہی اچھا ہوں جنکا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

وہ ایک مناسب موڑ پر وہ کہانی ختم کرنا چاہتا تھا جو ابھی شروع ہوئی تھی، جبکہ دِلارہ کو یہ کہانی بڑھتی محسوس ہو رہی تھی، وہ چیزیں بدلنے اور حالات کی خرابی پر دسترس نہیں رکھتی تھی پر اسے باران یلدرم کے اپنی زندگی میں آنے

سے بہت شکائیت تھی، سب ویسا نہیں تھا جیسا اس نے کئی سال سوچ بچار کرے دماغ میں بٹھار کھا تھا۔

"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے واپس جرمنی نہیں، قبرستان جانے والے ہو۔ دن کم تو انکے ہوتے ہیں جو مرنے والے ہوں۔ ورنہ ہجرتیں یا گھروں کو واپسیاں تو اکثر انسان کے لیے سوٹ ایبل ہوتیں ہیں، سکون دیتیں ہیں، زندگی کے دن بڑھاتی ہیں"

وہ اب بھی اپنے اندر برپا اضطراب کی آندھی کو اپنے اندر ہی دبائے سامنے والے کو اکسانے والے لہجے میں بولی تو

باران اذیت سے مسکرایا، اب نہ جانے کتنی دیر تک وہ لڑکی اس دلسوز مسکراہٹ پر اٹکی رہتی۔

"تم کبھی ہجرت کرنا چاہو مجھے بتانا۔ میں تمہیں جرمنی بلوا لوں گا۔ اگر تمہارے بقول یہ تمہیں سوٹ کرے، سکون دے یا زندگی کے دن بڑھا سکتی ہے"

وہ اسکے سوال کو ٹال گیا یہ دِلارہ کو چبھا، اور جب اسے کچھ چبھتا وہ احتجاج بہر حال کرتی تھی، بھلے چیخ کر نہ سہی، سامنے والے کو منہ توڑ جواب دے کر ہی سہی۔

"وہاں بھی جب تمہاری شکل دیکھوں گی تو یہ سارے سکھ غارت نہیں ہو جائیں گے ؟"

اب کی بار دِلارہ کی خفگی اسکے لہجے کو نیم، اور لفظوں کو سامنے والے کے لیے کھردرا بنا گئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے سامنے رہوں گا۔ میں کسی اور جگہ چلا جاوں گا اسکی ٹنشن نہ لو۔ بھاگ جانے میں ویسے بھی اٹھارہ سالہ ایکسپیرئنس ہے میرا۔ تمہارے سکھ غارت نہ ہوں، باقی کچھ بھی چلے گا"

وہ اسکی خفگی سمجھنے لگا تھا کہ کب وہ برا مناتی ہے، کب وہ پر سکون ہو کر ستاتا ہوا جواب دیتی ہے اور کب وہ درد میں منہ توڑ لفظی حملے کرتی ہے، وہ خاموش ہو گئی تھی، اس لڑکی کی خاموشی رات کی تاریکی کو اور سیاہ اور حنوط کر گئی جیسے یہی اندھیرا اور چپ زمانوں تک اب روح زمین پر راج کرے گی، اسکی ایسی لاجواب خاموشی اتنی مہلک تھی۔

"تم بولتی رہا کرو منہ پھاڑ کر، سب کچھ جیوت لگتا ہے ورنہ۔۔۔۔ خیر۔ میں چلتا ہوں۔"

وہ اسے چپ توڑنے کا مشورہ تھما تا بنا بات مکمل کرے چھوڑ دیتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تو شوز کے نیچے آتی دِلارہ کی

پن اک قدم پیچھے ہٹ کر نیچے جھک کر اٹھائی اور پلٹ کر دِلارہ کی طرف بڑھائی۔

"لو۔۔ سکریچ نہ ڈالنا گاڑی پر۔ بہت پیسے لگ جاتے ہیں ٹھیک کروانے میں۔ ایک ہفتہ بے روزگار ہوں تو فالتو پیسے نہیں لایا ساتھ"

دِلارہ نے خاموشی سے اسکے خوبصورت ہاتھ میں رکھی پن اٹھالی، پر اس آدمی کی شرمندہ کرنے کی کوشش کامیاب نہ ہونے دی اور پن کی نوک ٹھیک باران کی گردن کے بیچ رکھی، اک لمحہ تو وہ بھی اس سائیکو کلر بنتی دِلارہ کے قریب آنے پر بوکھلایا، جو بھی تھا ایک بات ماننی پڑ رہی تھی، وہ

آجکل باران کے سر پر چڑھتی کچھ زیادہ ہی سجی لگ رہی تھی، صرف موسموں یا منظروں کو نہیں، خود باران یلدرم کو بھی۔

"اتنا کماتے ہو تو کہاں جاتے ہیں تمہارے پیسے سارے؟"

وہ آئبرو اچکا کر بنا پن اسے چبھوئے استفسار کر رہی تھی جیسے وہ تھانیدار ہو اور باران بچارا مسکین مجرم، اور وہ پن نہیں، بندوق ہو۔

"ہوا میں اڑ جاتے ہیں۔ پتا نہیں کون لے جاتا ہے۔ مجھے تو کبھی موڈ بنے تو اک ڈرنک تک کے پیسے نہیں ملتے جیب سے گھنگالنے پر۔ اتنا غریب ہوں"

دلارہ نے اسکی ایکسٹرا معصومیت اور غربت کے قصوں پر مزید آنکھیں نکالیں۔

"تم اتنے غریب ہو تو اکڑتے کس بات پر ہو؟"

وہ اب اسے ڈانٹ رہی تھی جیسے وہ ملکہ اور وہ اک غلام، وہ یوں ہی تو اسکے آگے بنا حرکت کھڑا تھا۔

"اتنا غریب ہونے پر ہی اکڑتا ہوں"

وہ دانت دیکھاتے مسکرایا تو دِلارہ سمجھ گئی وہ اسکی بات کا مزاق اڑارہا ہے۔

"ہنہ! تم ایک چال باز آدمی ہو۔ تم میرا مجھے پتا لگائے بنا مزاق اڑارہے ہو۔ بچی مت سمجھا کرو مجھے"

وہ پن پیچھے کرتی ابھی بھی ناراض تھی، ناراض ہونا اتنا خوبصورت ہو سکتا ہے یہ باران نے پہلی بار جانا، اسے لگا زندگی تو وہ ساری ضائع کر آیا، تجربہ تو سارا یہ چھٹانک بھر کی ٹڈی لے اڑی۔

"تم بچی نہیں ہو مجھے اچھے سے سمجھا چکی ہو۔ میں تمہیں بچی سمجھنے کی بھول خواب میں بھی نہ کروں۔ جاو اندر۔ سو جانا اب۔ ابھی مجھے ستانے کے لیے تمہارے پاس آدھے دن باقی ہیں۔ جی بھر کر خوار کرو تمہیں کھلی اجازت دی۔"

وہ اسکے سائے سے کتراتا دور ہوا اور جا کر کار ڈور کھولے بیٹھا، دِلارہ نے پن کو مٹھی میں سختی سے بھینچ لیا۔

"سر درد کی میڈیسن لے لوں گا۔"

وہ گاڑی سٹارٹ کرنے سے پہلے دِلارہ کو دیکھتے بولا تو وہ اپنی مٹھی کو بحال کر گئی، ساری تکلیف و بے بسی زائل ہوئی، وہ

اسے بھرپور نظروں میں لیتے ہی گاڑی موڑتے ہی گیڈ سے نکل گیا پر دلارہ کے ہونٹوں پر اک الوہی مسکان چھوڑ گیا۔

اور اس مسکان کی خود دلارہ کو خبر نہ تھی، یہی تو قیامت تھی، جس محبت کی خبر نہ ہو وہ سر چڑھ کر بولنے کے بعد بڑی شدت سے عیاں ہوا کرتی ہے۔ یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہونے والا تھا۔

"اسکے انداز کہتے ہیں آو سب بھول جاو۔۔

کیا وہ میرا خسارہ پورا کر سکتا ہے

پہلے خواب کا۔۔ پہلی خوشی کا۔۔۔ پہلے ارمان کا۔۔۔۔

مجھے پہلے جیسی، میری "میں" لوٹا سکتا ہے؟

امیدیں پھر سے جوڑ کے مجھے اعتبار سیکھا سکتا ہے؟

وہ رسوائی اور بدنامی کے پہلے تھپڑ کے نشان مٹا سکتا ہے؟

اچھا چھوڑو۔۔۔۔

پہلے اس تھپڑ کے بعد دیئے گئے زمانے کے باقی زخموں کے نشان مٹا سکتا ہے؟

میری روح سے اداسیوں کو چھان سکتا ہے؟

ساری رات کی کروٹیں سمیٹ کے سکون کی نیند دلا سکتا ہے؟

میں جو سوچ لے کہ اسکی زندگی میں آئی، ان میں سے سب کچھ جھٹلا سکتا ہے

نہیں ناں؟ تو کیوں کہتے ہیں اسکے انداز؟ سب بھول جاؤ... نئی شروعات کرتے ہیں

ایسے نہیں ہوتا ناں باران یلدرم"

وہ گھر میں داخل ہوئی، بہت وقت خود سے بے نیاز بنے اور خود کے بنا صرف باران یلدرم کے آس پاس گزار آئی تھی، پر آفرین تھیں عزیزے اب تک اسکے لیے منتظر بیٹھی تھیں کہ وہ آئے اور انھیں قرار میسر ہو، دِلارہ

چھوٹے چھوٹے خیالوں میں گم قدم اٹھاتی ٹی وی لاونج میں آئی تو بی کو جمائی لیتا دیکھتی نرم سا مسکرائی، مٹھی میں پکڑی پن اور فون وہیں دیوار سے لگی ملحقہ سجاوٹی میز پر رکھے وہ چلتی ہوئی ان تک آئی اور انکے متوجہ ہو کر اپنی بازو پھیلاتے ہی وہ پاس بیٹھتے ہی عزیزے کے سینے سے لگ گئی، اک آسودگی کی لہر تھی جو وہ دِلارہ کو اپنے سینے لگاتے ہی اپنے اندر اترتی محسوس کرتیں۔

"میں اسکا کلیجہ نہ چباوں گی نہ سلگاوں گی۔ میں نے نفرت کو ناپسندیدگی بنایا اب ناپسندیدگی کو اجنبیت بنا رہی ہوں بی۔ وہ ٹھیک کہتا ہے۔ میرے اصل مجرم تو میرے ماں

باپ ہوئے، اسکی غلطی وہ جانے سے پہلے کلئیر کر دے گا۔ تو شاید اب مجھے مزید اسے تکلیف نہیں دینی چاہیے ناں؟ آپ کیا کہتی ہیں؟"

وہ انکے گلے لگی اپنی الجھنیں بانٹ رہی تھی اور وہ جو اسماعیل یلدرم اور عزیزے نے ان دو کے بیچ دیکھا تھا، اس وقت عزیزے کو جیتا جاگتا احساس بنتا، دِلارہ میں سانس لیتا محسوس ہوا، کیا دِلارہ کے جذبات ناپسندیدگی سے سچ میں اجنبیت میں بدلے تھے یا پھر کسی اور نرم ملائم جذبے میں؟ یہ سوچیں عزیزے کے ہونٹوں پر اک نرم مگر پراسرار تبسم جگا گئیں، وہ انھیں خاموش پائے چہرہ اٹھا کر

بے تاب و بے قرار بنی دیکھنے لگی کہ آخر وہ چپ کیوں ہیں، وہ نہیں چاہتی تھی کہ عزیزے ایسا ویسا سوچیں، وہ انھیں اپنی کیفیت اچھے سے سمجھانا چاہتی تھی۔

"اس نے اس سب کی وجہ سے اپنی ماں کھو دی تھی، وہ ماں جسکو دیکھے بنا وہ سانس نہیں لیتا تھا۔ ایک بات بتاوں تمہیں، عیشاء اور باران بیسٹ فرینڈز تھے۔ باران نے وعدہ کیا ہے مجھ سے اور اپنے بابا سے کہ وہ تو ران کے رہا ہوتے ہی سارے سچ بتا دے گا۔ کیوں اسکی بیسٹ فرینڈ نے ایک جھوٹی رپورٹ بنوا کر اس پر اپنے بے نام بچے کے باپ ہونے کا بہتان لگایا اور کیوں وہ بنا کلئیر کیے بھاگ گیا۔ یہ سچ

بہت مہلک ہے جسے اٹھارہ سال اس بچے نے اکیلے
سہا۔ میرا دل تو کبھی باران کے لیے میلا نہیں ہوا۔ مجھے تو
اسکی آنکھوں سے اب بھی مظلوم ہونے کا رنگ دیکھائی
دیتا ہے۔ کیا خبر ساری غلطی واقعی عیشاء کی ہو یا پھر ساری
توران کی، یہ بھی ممکن ہے ان دونوں کی ہو اور باران نے
صرف دوستی اور دوست کا اک منفرد بچاو کرنا چاہا ہو۔ تم
وہی کرو دِلارہ جو تمہارے دل کو سکون دے۔ تم جبر کے
کسی سلسلے کی راہی نہیں، میرے جیتے جی تمہیں کوئی کسی
معاملے کے لیے مجبور نہیں کر سکتا"

وہ پہلے ہی اپنی باران کے لیے عجیب فکروں پر الجھی ہوئی تھی، عزیزے کی باتیں اسے مزید پریشان کر گئیں، وہ انھیں بتانا چاہتی تھی کہ اسے اچانک باران کی فکر ہونے لگتی ہے، وہ پوچھنا چاہتی تھی یہ کیوں ہو رہا ہے پھر اسے مناسب نہ لگا کہ عزیزے کچھ ایسا ویسا نہ سوچ لیں۔

"اگر سچ میں وہ میری شرطیں پوری کر دیتا ہے، بے گناہ بھی ثابت ہو جاتا ہے، اپنے فرار کی ایک سولڈ وجہ بھی دے دیتا ہے تو کیا ہمارا رشتہ ختم ہو جائے گا بی؟ ڈائورس ہو جائے گا؟"

وہ ایک بار پھر انکے چہرے پر بے قرار نظریں جمائے مدھم مگر شکستہ سا ہوئے بولی، عزیزے اسکے چہرے سے اندازہ نہ لگا پائیں کہ آیا وہ یہ اداس ہو کر پوچھ رہی ہے یا اپنی منشاء و مرضی کے مطابق سوال کر رہی ہے کیونکہ دِلارہ کو اپنے تاثرات چھپانے میں بہت مہارت تھی۔

"اگر تم کسی ہم عمر یا اپنی ایج کے لگ بھگ لڑکے کو پسند کر لو یا تمہیں کوئی اچھا لگے تو ہی میں یہ رشتہ ختم کرنے کی اجازت دوں گی تمہیں ورنہ باران کو موقع دوں گی ہمیشہ تمہارا ہسبنڈ رہے کیونکہ میرے بعد وہی ہے جو تمہیں میری طرح سنبھال سکتا ہے۔ وہ تم سے بہت بڑا سہی لیکن

وہ کم از کم تمہیں کسی قسم کی اذیت یا تکلیف نہیں دے گا۔ جب میں اسے کہوں گی دِلارہ اسکی دوسری انے کی امانت ہیں تو وہ دل سے لگا کر رکھے گا۔ لیکن دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ تم چند ماہ میں اٹھارہ کی ہو جاو گی۔ با اختیار۔ یہ عمر جوانی کا وہ آغاز ہوا کرتا ہے جب دل کے جذبات ابھرنے لگتے ہیں، قدم بہکنے لگتے ہیں۔ کچھ غلط راستے چن لیتے ہیں کچھ درست۔ میری دِلارہ تو بہت سمجھدار ہے، درست راستہ چنتی ہے۔"

وہ یک ٹک بی کو دیکھ رہی تھی، عجیب نا سمجھی کی کیفیت کے سنگ جیسے یہ سب حقیقی نہیں بس ڈرامائی سا ہو۔

"اسے بھی یہ چوائز دیں، کہ اسے بھی کوئی پسند آسکتی ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں۔ اگر میری زندگی میں کسی لڑکے کے آنے سے پہلے اسکی زندگی میں کوئی لڑکی آگئی اور میں کسی اور کو کبھی نہ چن سکی اپنے لیے پھر کیا لائحہ عمل ہو گا؟ کیا اس لڑکی سے باران کو چھین کر میرے حوالے کیا جائے گا، یا مجھے زبردستی اس کے سر پر تھوپ دیا جائے گا۔ کلئیر کریں بی۔ یہ بہت الجھا ہوا ہے"

آج دِلارہ بہت عجیب اور الگ طرح بیہو کر رہی تھی، جس طرح ابھی، اسے اپنی نہیں بس باران کی پڑی ہو جیسے، یہی پوائنٹ عزیزے کے لیے ڈسٹربنگ تھا، وہ لمحہ بھر دِلارہ کو

جواب دینے سے پہلے ہی بلینک ہو گئیں، یہ دِلارہ نے ان سے اب تک کا مشکل ترین سوال پوچھا تھا۔

"تم نے تو مجھے بھی الجھا دیا دِلارہ"

آخر جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو عزیزے جھنجھلاتی ہوئیں ہار مان گئیں، دلارہ ٹھیک سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"اسے ہمیشہ سر درد رہتا ہے، آپکو پتا ہے کچھ اس بارے؟"

دلارہ نے انکی الجھن ہی بھلا دی، اس سوال سے وہ انھیں بھی پریشان کر گئی۔

"نہیں۔مجھے نہیں پتا۔میں باران سے پوچھوں گی کل آئے تو"

عزیزے کو باران کی شدید فکر ہوئی۔

"تفصیلی پوچھیں گی؟"

دِلارہ نے ریکوسٹ نہیں کی تھی، بس عام سے لہجے میں کہا، اسکا یہ کہنا خوبصورت ترین تھا۔

"تم جاننا چاہتی ہو؟"

عزیزے نے اسکے اسکارف سے نکلتے بال سنوارتے لاڈ سے پوچھا تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

"وہ ایسی دو ٹیبلٹس لیتا ہے جو ہیڈ سوئیر انجری کے بعد لی جاتی ہیں۔ آپ پوچھیے گا اس سے بی۔ اگر تو سر درد اس وجہ سے ہے اسکا پھر تو میڈیسن ہی آرام دے سکتی ہے اور اگر وجہ سٹریس یا کچھ اور ہوا تو آپ اسکا سر دبا دینا۔ جیسے میرا دباتی ہیں"

دِلارہ نے لمحہ بھر آنکھیں جھکائیں جب یہ کہا کہ اسکا سر دبا دینا، عزیزے کو اس وقت اپنی نواسی پر ٹوٹ کر پیار آرہا تھا، انھیں لگتا تھا دِلارہ فکر کرنا بھول گئی، اسے جذبات اثر نہیں کرتے پر یہ دِلارہ تو اس شخص کے بس سر درد سے آدھی ہو گئی تھی، حالانکہ باران نے یہ تو کہا ہی نہیں اسے

کہ اسکا سر ہمیشہ درد میں رہتا ہے، کچھ تکلیفوں کی خبریں دل کو دل دیتے ہیں، وہ منہ سے کہہ کر بتائی یا سمجھائی نہیں جاتیں۔

"یہ ریکوسٹ ہے یا حکم کر رہا ہے میرا بچہ؟"

عزیزے نے لاڈ و محبت سے سوال کیا۔

"بس یونہی کہہ رہی ہوں۔ سر کا درد تھوڑی دیر برداشت نہیں ہوتا تو ہر وقت کتنا ڈسٹربنگ ہوتا ہوگا۔ پر میں نے دیکھا جب جب ملی اسکا سر درد میں ہی تھا۔ شاید وجہ میں ہو

سکتی ہوں پر پھر بھی آپ پوچھیے گا کہ اسکے سر میں چوٹ تو نہیں آئی۔ اب میں سوتی ہوں"

وہ مزید کچھ نہ کہنا چاہتی تھی تبھی انکا حصار پرے کرتی اٹھ کھڑی ہوئی، عزیزے نے پیار سے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا اور دلارہ کی گلابی ملائم سی ہتھیلی پکڑے چومی، وہ جوابا خوبصورت مسکرائی۔

"سکون کی نیند سوئے میرا بچہ"

عزیزے نے اسے چہرہ چرانے دیا، ابھی دلارہ کے لیے یہی بہتر تھا، دلارہ اپنے روم کی طرف بڑھی تو عزیزے

دلفریب مسکرائیں، انھیں جو لگ رہا تھا معاملہ تو اس سے بھی سنگین ہو گیا تھا۔

دلارہ روم میں آئی اور آکر میٹرس پر بیٹھی، اس کی نظریں غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔

وہ بس اسی کا سوچ رہی تھی، نجانے کیوں وہ اس سے آج جو مل کر آئی، کئی سوال لے آئی تھی، وہ کیوں اتنا اداس مسکراتا ہے، اس مسکراہٹ کے پیچھے کونسے کرب چھپاتا ہے، اسے سب جاننے تھے، وہ وہیں میٹرس پر پیچھے کو اسکارف اور کوٹ اتارتے لیٹی، پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں، جبکہ دوسری جانب مسدور حویلی کا یہ منظر تھا جہاں

شادی سے پہلے کا چھوٹا سا جشن ہو رہا تھا، ایدا اور نازلی بھی وہیں موجود تھیں، مہمت سلمان کی آنکھوں سے ابلتی نفرت بنا غور دیکھی جا سکتی تھی، اب اسے ایدا ایک بگھڑی ضد کی صورت چاہیے تھی، وہ پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں لگ رہا تھا۔

ڈنر مکمل ہونے میں رات کے گیارہ بج گئے، سب مہمان رخصت ہوئے تو گل خانم نے للکار کر ایدا کو اپنے پاس بلایا۔

"دس بار بلوایا تمہیں۔ کہاں مری تھی تم؟"

اس سے پہلے گل خانم، ایدا کی بازو پکڑے اسے اس سے دیے درد اور لہجے کے عتاب سے رلا دیتیں، نازلی آگے بڑھی اور بہت آہستگی سے اس نے گل خانم کے ہاتھ سے ایدا کی بازو چھڑوائی۔

"تیار ہو رہی تھی انے، کیا سر پھاڑ خلیے میں آجاتی آپکے معزز مہمانوں کے سامنے۔ جاو ایدا کچن میں، کھانا لے کر جاو اپنا اور میرا کمرے میں"

اول نازلی نے بے خوفی سے خانم کو کہا جبکہ ایدا نے بنا کسی اور کو دیکھے جلدی سے وہی کیا البتہ اب نازلی پھنس گئ کیونکہ اسکے بال، گل خانم نے اپنی مٹھی میں دبوچ کر اپنی

طرف پھنکارتے کھینچا تھا، برہان مسدور اکڑ کر کاوچ پر بیٹھا جیسے المیرا نے اشارتاً رحم طلبی سے ماں کو روکنے کا بھی کہا پر اس نے کوئی اثر نہ لیتے تسلی سے نازلی کو کراہتے دیکھا، گل خانم کو نازلی کے منہ پر تھپڑ مارتے زرا بربریت کا احساس نہ ہوا نہ اس نے محسوس کیا۔

"باغی اولاد، مجھے حکم دے گی اب تو۔؟ مجھے مجبور مت کر نازلی کہ میں تیری بھی اسی ویرانے میں قبر کھود دوں جہاں وہ زلیل آزاد دفن ہے۔ ہمارے معاملات میں مزید دخل مت دے۔"

یہ شاید اس ماں نے اسکا غصہ بھی اتارا کہ نازلی نے پورا وقت ایدا کو اسکے سسرالیوں کے پاس بھٹکنے نہ دیا، ایون دو بار مہمت کی ماں نے ایدا کو اپنے اور مہمت کے بیچ آکر بیٹھنے کا کہا پر نازلی نے ہر بار ایدا کو اپنے ساتھ بٹھایا اور نازلی کی یہ حرکت مہمت سمیت اسکے گھر والوں کو بریم کرنے کا سبب بنی تھی۔

"مجھے ایسی دھمکی دے رہی ہیں انے جو میری سب سے بڑی خواہش ہے، آزاد کے پہلو میں دفن ہونا، کر دیں اس بدکردار اور باغی اولاد پر یہ احسان۔ ماں ہو تو آپ جیسی، کتنا سوچتی ہیں آپ میرا۔ ایدا کو بیچ تو دیا آپ ماں بیٹے نے لیکن

جب تک وہ یہاں ہے تب تک تو میں ان سوداگروں کو اسکے پاس بھٹکنے نہیں دوں گی۔ بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔ باقی مزید تھپڑ مارنے ہیں یا میں جاوں؟ بھوک زیادہ محسوس ہو رہی ہے"

آج پہلی بار وہ ماں بیٹا نازلی کے خاموش دھمکاتے انداز پر سہمے نظر آئے، برہان مسدور کی غیرت بھی جیسے جاگی تو وہ بھی اٹھ آئے۔

"تمہیں زندہ چھوڑ کر واقعی غلطی کی تھی نازلی۔ اسی ماں نے گڑگڑا کر قسم دی کہ بیٹی ہے انکی بخش دوں میں۔ اور تم انہی کے سامنے زبان درازی کر رہی ہو۔ شکر کرو ہم نے ایدا کو

اب تک پاس رکھا تھا ورنہ بھاگنے والی عورتوں کی اگر بیٹی ہو جائے، سیانے کہتے ہیں اسے اسی وقت زمین میں گاڑ دو تا کہ اسکی ماں کی طرح کل کو وہ بھی سر میں خاک نہ ڈال سکے۔ مہمت انقرہ کے امیر ترین جاگیر داروں میں آتا ہے۔ اسے چراغ لے کر بھی ایسا سسرال نہ ملتا تو احسان مانے وہ ہمارا۔ اور تم جتنی زندگی لکھی ہے وہ بنا بکواس پوری کرو ورنہ انے نے مزید ایک بار تمہیں گاڑنے کا کہا، میں عمل کرنے میں دیر نہیں کروں گا۔ دور ہو جاو نظروں سے۔ بے غیرت"

نازلی کی آنکھیں اس بھائی کی سفاک باتیں سرخ کر گئیں پر وہ نہ ڈری نہ سہمی، وہ لپک کر برہان مسدور کے سامنے آن تنی، اگر آج بھی وہ چپ رہتی تو ان لوگوں کی بربریت کے مینار کبھی کمزور نہ ہوتے۔

"آپ کے سیانے بزرگ بھی آپ جیسے سفاک اور درندہ صفت ہی تھے ابی، مجھے موت سے مت ڈرائیں۔ ایسا نہ ہو جو خاندانی قتل وغارت کے قصے آپ سبکے چھپے ہیں، سر بازار مشہور ہو جائیں۔ میں نہیں جانتی ان لوگوں نے آپکے کتنے لوگ مارے اور ہم نے انکے کتنے لوگ دشمنی کے نام پر ختم کیے پر آزاد کا قتل سراسر آپکی جانب سے اضافی اور بدلے

سے کہیں بڑی زیادتی تھی یلدرم خاندان سے۔ مجھ سے بھی۔ میں چپ رہنے کی قسم توڑ نہ دوں، مجھے اتنا نہ ستائیں۔ اور ایدا کو زندہ در گور تو آپ نے بیچ کے کر ہی دیا، بچپن میں نہ سہی، عین جوانی میں سہی۔ اللہ آپ لوگوں کو بہت جلد بتائے گا انصاف کیا ہوتا ہے، اس وقت کا انتظار ہے مجھے"

نازلی نے بنا کسی ڈر کے اس بھائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں جسکو دیکھ کر ہی ڈر لگتا، جسے تمام ناانصافیوں کی جلد توران کے کرتوت بتا کر سزا دی جانے والی تھی اور اللہ کبھی کوئی بدلہ ادھورا نہیں چھوڑتا، وہ وہاں سے چلی گئی، المیرا کا

دل کانپ سا گیا کہ یہ نازلی کیا کرتی جا رہی ہے پر پھر جب نازلی کے الفاظ کی دہشت اس نے اپنے شوہر اور ساس پر دیکھی تو جیسے اندر سے آواز آئی کہ نازلی بلکل ٹھیک کر رہی ہے، اب شاید واقعی انصاف کیا ہے وہ نظر آنے والا تھا۔

ایدا، اپنا اور نازلی کا کھانا اپنے روم میں لے گئی تھی تو نازلی سیدھی وہیں گئی، ایدا کی اداس آنکھیں دیکھتے وہ ڈور بند کرتی اسکے پاس آکر بیٹھی۔

"آپ نہ ہوتیں تو شاید وہ لوگ مجھے چیڑ پھاڑ ڈالتے، مجھے تو کبھی پتا ہی نہ چلا کہ اس گھر میں اگر مجھ جیسی گھر سے بھاگی عورت کی بیٹی جی رہی ہے تو اسکی وجہ آپ تھیں"hala

ایدا کی آواز میں بے پناہ دکھ تھا، نمی تھی، جسکے جواب میں نازلی نے اسے بس اپنے گلے لگالیا کیونکہ کبھی کبھی جواب سوچنے، بنانے اور دینے بڑے محال ہونے لگتے ہیں، ایدا نے روم میں آتے ہی عالیان کو بھی میسج بھیج دیا تھا تاکہ وہ بھی سکون سے یلدرم حویلی جاسکے۔

"میں اپنے اور آزاد کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی، مجھ سے نہ ہو سکا۔ اسکی موت کو بہت سال گزر گئے لیکن میرے دل کا زخم نہ بھر سکے۔ میں تو اب بھی چپ چاپ یہ سب دیکھ لیتی پر اسی ٹوٹے تڑپے دل نے ہی اس بغاوت کی ہمت دی۔ تم خوش ہوناں ایدا؟"

اب وہ کبھی بھی ایدا کی آنکھوں میں نمی نہیں دیکھنا چاہتی تھی، ایدا کو آخری سوال پر نازلی سے گلے لگ کر ہی حال بتانا پڑا پھر وہ روبرو ہوئی۔

"بہت۔ میں نے انکو بہت پاس سے محسوس کیا۔ محبت ہو گئی انکے جسم کی خوشبو تک سے، انکی نرمیوں سے، انکی اک اک چیز کے لیے اجازت لینے سے، وہ اداس تھے، میرے لیے پریشان تھے اور پتا نہیں کیا ہوا کہ میرے اندر سے ایک شوخ ایدا باہر نکل آئی، جس سے میں بھی پہلی بار ملی، وہ بھی حیران ہوئے ہوں گے، دو سال تک وہ جس ایدا کو جانتے تھے وہ تو مسکراتی بھی سوچ سوچ کر تھی۔ انکا مجھے

تھامنا۔ میں خوشی کی اس قسم کو پہلی بار جانی ہوں
hala، لیکن میرا دل نکاح کے وقت شدت سے چاہا کہ آپکو
بھی کاش آزاد ماموں مل جائیں۔ اور مجھ پاگل نے دعا بھی
کر دی"

یہ سب وہ نازلی کو بتاتی کبھی روئی، کبھی مسکرائی کبھی ہنسی تو
اس ہنسی میں اس شوخ ایدا کی جھلک خود نازلی نے دیکھی، وہ
یوں اپنے دل کی کیفیت بتاتی نازلی کو بہت پیاری لگی۔

"ہم ملیں گے۔ اِس جہاں نہ سہی اُس دوسرے جہاں۔ تم
میری فکر نہ کرو۔ بس اپنی خوشی کی سلامتی کی دعا کر کے
سونا۔ میں نے تو کھانا کھا لیا تھا۔ تم نے نہیں کھایا ان

منحوسوں کی وجہ سے اس لیے کھاو سکون سے پھر آرام کرو۔ میں بھی اب سوتی ہوں جا کر۔ شاید خواب میں اللہ آزاد کو بھیج کر مجھے بھی سرپرائز کر دیں کہ لے نازلی عیش کر"

وہ بھلے یہ بہت کرب بھری حسرت کہہ گئی ہو پر آفرین تھی نازلی کی مسکراہٹ جو ہونٹوں سے الگ نہ ہوئی، اس سے پہلے ایدا کچھ کہتی، دروازے پر مدھم سی دستک پر وہ دونوں چوکنی ہوئیں اور ایک دوسرے کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے؟"

ایدا نے ڈر کر نازلی کی بازو جکڑی۔

"ڈرو مت۔ میں دیکھتی ہوں۔"

نازلی نے اسے نرمی سے پر سکون کیا اور خود ایدا کی ڈھال بنی وہ اٹھ کر دروازے تک گئی۔

"ک۔ کون ہے؟"

نازلی نے ڈور کھولا ہی کہ عالیان کو دیکھ کر مسکراتے فورا دروازہ کھولے اسے اندر آنے کا راستہ دیا، خود ایدا جو ڈری تھی، پھول کی طرح کِھل گئی۔

"سوری لیڈیز میں نے اس غیر مناسب وقت یوں چھت سے انٹری دی پر میں ایک بار فیس ٹو فیس تسلی چاہ رہا تھا کہ سب ٹھیک رہا۔ نازلی، کیسی ہیں آپ؟"

وہ حسین و مہربان نوجوان اپنے یوں دو خواتین کے بیچ آنے پر زرا اثر مندہ لگا پر وہ دو کھلے چہروں والی اسکی شرمندگی کو اپنی اپنی مسکراہٹ سے دور کر گئیں، پھر جب وہ نازلی کی طرف مڑ کر اسے دیکھ کر مخاطب ہوا تو نازلی کی آنکھیں بھیگنے کو جیسے امڈنے سی لگیں، وہ خوبخود آزاد یلدرم کی کاپی تھا، وہی قد، وہیں بڑی بڑی مبہوت کرتی آنکھیں، فیشل

ہیرز، یہاں تک کہ سر کے گھنے بال بھی، بس آنکھوں کا رنگ مختلف تھا اور چہرے کی ساخت زرا الگ۔

"مجھے دیکھ کر اداس ہو گئیں۔ جانتا ہوں بلکل چاچو جیسا لگتا ہوں۔"

اس وقت ان دونوں کو بس نازلی کا دکھ یاد تھا، وہ بہت کوشش کر رہی تھی آنسو روکے پر سنبھال نہ سکی لیکن ساتھ بھرپور مسکرائی۔

"سچ ہے۔ خوبخو ویسے ہو ماشاء اللہ، نظر نہ لگے تمہاری صورت اور سیرت دونوں کو، بس دعا ہے طویل عمر

پاو۔ میرے اداس ہونے کو اچھے وے میں لو۔ میں تو تم سے
بہت زیادہ امپریس ہو گئی عالیان جیسے تم نے ایدا کو
سنبھالا۔ بس اب وعدہ کرو اسکا یونہی خیال رکھو گے۔ میں
رہوں یا نہ رہوں"

ایدا ابھی پاس آرکی کیونکہ جس طرح نازلی کی باتیں عالیان
کو اداس کرنے کا موجب بنیں، ایدا کی تو پلکیں نم ہونے کو
آئیں، وہ اپنے دونوں پروں کے سنگ اڑنا چاہتی تھی۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔ بہت جلد آپ دونوں کو یہاں سے
لے جاوں گا۔ آپ کو مس کیا ہم نے نکاح پر۔ بہت مشکل
سے آپکی بھتیجی کو سنبھالا۔ ورنہ ٹرک بھر کر تو رولی تھی یہ"

اب جب ماحول دوستانہ ہوا تو عالیان کیسے نہ اس روتو کی شکائیت لگاتا جو آگے سے معصومانہ گھوری جیسے کہہ رہی ہو ارے ہم تو بیسٹ فرینڈ تھے، اب تو شکائیت نہیں بنتی جبکہ نازلی تو ان دو کا آنکھوں ہی آنکھوں صدقہ اتار رہی تھی۔

"اف یہی ڈر تھا مجھے۔ ایموشنل کہیں کی"

نازلی نے بھی جلدی سے پارٹی بدل لی جبکہ ایدا گال پھلاتی دونوں کو گھوری تو وہ ایک سا مسکرائے۔

"تم دونوں کچھ دیر باتیں کرلو۔ میں چلتی ہوں۔ بس اس مہمت کا کچھ جلدی کرلے بچہ ورنہ میں نے جا کر اسے کوئی بوٹی سونگھا آنی ہے زہریلی"

بھئی نازلی کا بس نہ چل رہا تھا، مہمت کو سیدھا فائر مار کر آتی جبکہ نازلی کا یوں اپنی تکلیف بھول کر یکدم چہکنا بے حد دلکش تھا، وہ اپنی اذیت، اپنی حسرت کو اپنے اندر دبانا بخوبی جانتی تھی۔

"آپ بے فکر رہیں۔ کل ہی اسکا انتظام ہو گا۔ آج آخری رات سولے زرا وہ بھی ڈھیٹ ہڈی۔ آپ بیٹھیں ہمارے ساتھ کسی پرائیویسی کی ضرورت نہیں ہمیں نازلی، آپ کے

ہوتے بھی ہم کمفرٹیبل ہیں۔ میں بس اسے دیکھنے چلا آیا۔ حویلی ہی واپس نکل رہا تھا سوچا تسلی کر لوں۔ بہت اچھا ہوا آپ سے بھی مل لیا"

عالیان نے بہت خوبصورتی سے نازلی کو اہمیت کا احساس دلایا تو ایدا مزید اس بندے پر لٹ گئی، اس نے نازلی کو جو یہ عزت دی وہ سچ میں بہت خوبصورت تھی۔

"تم واقعی بہت پیارے ہو۔ لیکن وہ کیا ہے میں تم دو کے بیچ کباب کی ہڈی خود ہی بننا نہیں چاہتی۔ بھلے تم دو کمفرٹیبل ہو پھر بھی تم دو کے بیچ کسی کی جگہ نہیں ہونی چاہیے اور یہ میرا آرڈر ہے۔ مجھے تو ویسے بھی نیند آ رہی ہے۔ تسلی کر لو جو

کرنی باقی میرے ہوتے ہوئے اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آکر ڈور بند کر لو ایدا جب تک عالیان یہاں ہے۔ کیونکہ ہمارے گھر والے دستک دیے بنا گھس آتے تو ابھی ایک دم سے کوئی ہنگامہ ہم سبکی ننھی جانیں افورڈ نہیں کر سکتیں۔ چلو میں جا رہی ہوں۔ ایدا۔ عالیان کو بھی کھانا پوچھ لینا۔ دو لوگوں کے لیے ہے۔ سارا خود مت ہڑپ کر جانا"

نازلی کی یہ چہکتی، فکر سے بھری تاکیدیں تو عالیان کو بھی ایک دم فریش کر گئیں، ایدا نے بھی فورا نازلی کے نکلتے ہی انکو پیاری سی فلائنگ کس کی اور نازلی نے آنکھ ماری اور وہ

نیچے گئی جبکہ ایدا ڈور لاک کرتی جلدی سے عالیان کی طرف پلٹی، اس لڑکی کی خوشی بے قابو تھی۔

"میری اتنی فکر نہ کریں۔ میں نے فین ہو جانا ہے آپکا۔ آئیں کھانا کھاتے ہیں۔ بیسٹ فرینڈ کہہ رہی ہے تو اپنے فگر کی فکر میں انکار نہیں کرنا۔ ناراض ہو جاوں گی"

وہ بے تکلفی سے اسکے مضبوط ہاتھ کو پکڑتی خود بھی کاوچ پر بچوں سا بیٹھی اور اس نے عالیان کو بھی پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھایا جبکہ وہ انکار کیسے کرتا کہ اس نے سب گیسٹ کو تو کھانا وغیرہ کھلوا کر بھیجا لیکن خود ایدا کی فکر میں نہ تب کچھ کھایا نہ اب تک تو سامنے اتنا یمی کھانا پڑا دیکھ کر عالیان انکار کر

ہی نہ سکتا تھا پھر ساتھ وہ بیٹھی تھی، ایدا، جواب اسکی بہت پیاری بیسٹ فرینڈ تھی، اسکی جان تھی۔

"فگر کی کسے فکر ہے۔ مجھے سچ میں بھوک لگ رہی ہے"

عالیان نے اسکی طرف دیکھتے بیچارگی سے کہا تو ایدا لمحہ بھر اسے دیکھتی تھم گئی، پھر نظریں اس سے ہٹا کر اس نے ٹرے ان کوورکی، ڈنر بہت زبردست تھا، پہلے تو کچھ appetizers تھے پھر مین کورس میں کباب اور سائیڈ ڈش میں رائس تھے، فل میل تھا۔

ایدا نے اسکے لیے خوبصورت سی پلیٹ بنائی اور سپون رکھ کر دونوں ہاتھوں میں پلیٹ اٹھا کر عالیان کو دی جس نے دھیان سے پلیٹ پکڑی۔

" تھینکیو ایدا! سوچا نہ تھا یہاں کا کھانا کھا کر پیٹ بھروں گا کبھی "

وہ ایک بائیٹ بنا کر لیتا بولا تو ایدا نے اپنے لیے تھوڑے سے رائس لیے اور ایک کباب رکھتے ساتھ ایک ساس بھی ایڈ کی جو پودینے، آلو بخارے اور کچھ مزید ہربز کے سنگ یوگرٹ میں مکس کر کے بنائی گئی تھی۔

"یہاں کا کھانا مت سمجھیں، میرے ہاتھ سے سرو کھانا سمجھیں پھر برا نہیں لگے گا۔ ویسے بھی یہ سب مسدور حویلی کے شیف بناتے ہیں، چل ہو کر کھائیں"

وہ اسے سچ میں اک لاپرواہ سی لڑکی لگ رہی تھی، وہ بتا نہیں سکتا تھا وہ یوں کتنی پیاری لگ رہی ہے۔

"ڈن۔ تم ٹھیک ہو ناں؟"

وہ کھانے سے سچ میں اب لطف لیتا محسوس ہوا، جبکہ اسکے سوال پر ایدا نے بائیٹ لی تھی، چبانا بھول گئی، اسے دیکھنے لگی، وہ پاس بیٹھا بھی جان کو آ رہا تھا، کتنا خوبصورت اور

مضبوط آدمی تھا وہ اور ایدا یہ سوچ سوچ پاگل ہوئے جا رہی تھی کہ وہ اب اسکا ہے۔

"جی۔ اور آپ؟"

وہ بڑی مشکل سے نوالہ حلق کے پار کرے بول پائی تبھی عالیان نے ہاتھ بڑھا کر ایدا کے نچلے ہونٹ پر لگی ساس انگوٹھے سے مٹائی، ایدا اک پل جیسے اندر تک لرز سی گئی پر اس نے عالیان کو محسوس نہ ہونے دیا۔

"میں بھی بلکل ٹھیک ہوں۔ کل شام تک بابا کو اس نکاح کا بتاوں گا۔ پھر دیکھتے ہیں کیا رد عمل آتا ہے۔ باران نے کہا

ہے وہ مدد کرے گا بابا کو ہینڈل کرنے میں۔ تم پریشان نہ ہونا۔ کل دن میں ہی مہمت کو بھی دیکھتا ہوں۔ آخر جرت کیسے کی اس نے یہاں پھر آنے کی۔ تم کسی سٹریس میں تو نہیں ہو ایدا؟"

وہ پلیٹ سامنے رکھتا بھرپور توجہ ایدا پر دیتے بولا جوان ہلتے ہونٹوں، فکر میں ڈوبی آنکھوں کے آگے مدہوش ناجانے کیا کیا خواب سجانے میں مگن تھی، یکدم چونکی۔

"سٹریس۔۔ نہیں نہیں بلکل نہیں۔ میں دعا کروں گی آپکے بابا آپکو کم ڈانٹیں اس پر"

ایدا نے بھی پلیٹ سامنے رکھ دی، اسے بس اس شخص کی باتوں کی طلب تھی، اسکے یونہی پاس بیٹھ کر عالیان کو دیکھنے رہنے کی تشنگی تھی، وہ لمحوں میں کیسے کسی کے لیے شیدائی ہوتے ہیں اسکی جیتی جاگتی شکل لگ رہی تھی۔

"ارے۔ تم یہ دعا کرو بلکل نہ ڈانٹیں۔ میں ڈانٹ کھاتا اچھا لگوں گا اس عمر میں؟ بوڑھا بچہ ہوں انکا"

وہ پیچ کی حدت کم کرتا شریر انداز میں بولا تو ایدا نے بے اختیار ہاتھ بڑھا کر عالیان کی قلموں پر موجود اکا دکا گرے بالوں کو انگلیوں کی پوروں سے چھوا تو وہ الرٹ سا ہوا، اسکی ہتھیلی عالیان کی گال سے بھی لگی محسوس ہو رہی تھی، دل

کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی، اس لڑکی کے جسم کی مخملی آنچ، عالیان یلدرم کے چٹانی حوصلوں کو پگھلانے کے سارے ہنر رکھتی تھی، وہ خود لمحہ بھر اس نزدیکی پر چونکنا ہوئی پر اگر یکدم گھبرا کر پیچھے ہٹتی تو وہ زیادہ اس لمحے کی بے خودی محسوس کرتا، پھر کمزور پڑتا اور ایدا اس پر ابھی ایسے کسی ظلم کو ڈھانے کے حق میں نہ تھی۔

"آپکے یہاں سفید بال یہ فیصلہ تھوڑی کرتے ہیں کہ آپ بوڑھے ہیں۔ یہ اکثر کیلشیم کی کمی سے بھی ہو جاتے تو آپ بوڑھے نہیں ہیں۔ اوکے؟ آپ ینگ اور ہنڈسم ہیں۔ اور اسی نوے سال تک بھی ایسے ہی رہیں گے۔ میں خیال

رکھوں گی۔ اور اپنے بعد خیال رکھنے والی دے جاوں گی مطلب کوئی بور ئنگ لڑکی۔ اس لیے آپ ڈانٹ کھالینا تھوڑی۔ بہت اچھے لگیں گے "

وہ خود بھی نہیں جانتی تھی وہ یوں ہاتھ بڑھا کر اسے چھو کر اس پر کیسا جادو چھڑک گئی اوپر سے وہ اسکا سیر وں خون بھی بڑھا گئی اسے اتنا خوبصورت بتا کر بس یہ لڑکی والا حوالہ زرا نا قابل قبول رہا پر عالیان نے ابتدائی پر توجہ دی، وہ زیادہ حسین وخوبصورت حوالے تھے جو اس شخص کی توجہ کہیں اور جانے سے روک گئے، وہ اپنی آنکھوں میں اترتی وارفتگی پر بروقت قابو پا گیا۔

"اب واقعی لگ رہا ہے میں تھوڑا ہنڈسم ہوں۔ اہمم اہمم"

وہ زرا شوخ ہوا، شوخ نہ ہوتا تو باخدا رومینس نکل جاتا محترم کے ہاتھ سے اور یہ جو پر اعتماد سی پہلو میں بیٹھی چہرہ چھو رہی تھی، ایسی بے باک نہ رہتی اور عالیان کو تا عمر یہ لڑکی یونہی چاہیے تھی، بچپن سے چپ رہنے والی اپنی ساری باتیں عالیان سے کرے، اپنے اندر کا ہر سناٹا بانٹے، یہ چاہتا تھا وہ۔

"ماشاءاللہ۔ آپ کھائیں ناں کھانا۔ پلیٹ کیوں رکھ دی"

ایدا نے ہاتھ ہٹا کر نظریں بھی لحظہ بھر جھکائیں پھر پلیٹ دیکھ کر وہ دوبارہ فکر سے بولی۔

"بس۔ مجھے فل فل فیل ہو رہا ہے"

وہ رسان سے منع کر گیا۔

"ہیں۔ دو چار نوالوں سے ہی؟"

اسکا ہیں، اسکی حیرت سب لاجواب، وہ ایداکی کس کس چیز سے دھیان بھٹکاتا، سب ہی جکڑ رہی تھیں۔

"ہاں ناں۔ اب مجھے چلنا چاہیے تاکہ تم آرام سے اپنا کھانا انجوائے کرو جو تم نے بھی مجھے دیکھتے چھوڑ دیا اور آرام کرو۔ آنکھیں درد میں ہوں گی ناں رونے سے۔ تو نیند مزے دار آئے گی۔"

وہ اجازتی انداز میں اسے قائل کرتا اٹھ کھڑا ہوا جس پر ایدا نے بھی جلدی سے اٹھ کر اسے بیچ سے نکلنے کے لیے راستہ دینا چاہا، ہاں پر تاثرات "مت جاو" سے تھے۔

"وہ تو میں نے آپکے لیے رکھ دیا، اچھا نہیں لگتا ناں آپ باتیں کر رہے تھے اور میں ٹھوس رہی ہوتی۔ آپ دھیان سے جانا۔ یہ دیواریں پھلانگنے کے چکر میں کہیں کمر میں بل نہ ڈلوا لیجئے گا۔"

ایدا نے راستہ مزید چھوڑا پر اپنی باتوں سے وہ اسے چھوڑنے کے کسی موڈ میں نہ تھی، وہ بہت اپنی کیفیت پر قابو کرنے پر لگا تھا پر مسکرا ہی بیٹھا۔

"بے فکر رہو۔ مجھے لگتا ہے عنقریب یہ دیوار پھلانگ پھلانگ کر میں ایک اچھا ایتھلیٹ بن جاوں گا۔"

وہ بھی دروازے کی طرف بڑھتا اس وقت مستی موڈ میں تھا، اک الگ ہی عالیان لگا، جسے دیکھتے رہنے سے وہ لڑکی کبھی نہ تھک سکتی تھی۔

"اچھا سنیں"

وہ جلدی سے اسے کہے پلٹی اور جا کر ڈرا کھولے اس میں رکھی کووفی فلیور اپنی فیورٹ چاکلیٹ اٹھالائی، ہاں اسے پتا تھا یہ بچگانہ سا ہے پھر بھی اسے یہ کر کے اچھا لگتا۔

"جی سنائیں"

وہ اسکے ہاتھ میں چاکلیٹ دیکھ چکا تھا تبھی دگنی شرارت سے کہتے رکا، ایدا پاس رکی اور اسکی طرف چاکلیٹ بڑھائی۔

"مجھے پتا ہے آپ بچے نہیں ہیں لیکن میں یہ دینا چاہتی ہوں۔ میں یہ کسی کو نہیں دیتی۔"

عالیان نے بنا ایک بار بھی اعتراض کرے ایدا کے ہاتھ سے وہ چاکلیٹ لے لی، بے حد خوبصورت اور جنٹل مین مسکراہٹ دی۔

"یہ تو میری فیورٹ ہے، تم یہ واقعی کسی کو نہیں دیتی؟"

وہ خوبرو نوجوان اسکے سامنے کھڑا ہی اس چاکلیٹ کو کھولنے لگا تو ایدا نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا، عالیان نے چاکلیٹ کی ایک بائیٹ لی اور وہ چاکلیٹ بار ایدا کے ہونٹوں کی طرف بڑھائی، وہ ناسمجھی سے عالیان کو دیکھنے لگی۔

"لیکن میں یہ کم از کم تم سے تو شئیر کر سکتا ہوں۔ جتنی بھی فیورٹ ہو"

اس لڑکی کی ناسمجھی کو سمجھتے خوبصورت جواز دیتے اس نے ایدا کی آنکھوں میں گھلتی خوشی جی تھی، ایدا نے فورا سے بائیٹ لی جسکے بعد عالیان نے اسے واپس ریپ کرتے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں احتیاط سے رکھ لیا، وہ خود ہی میں

سمٹی جارہی تھی، اس کے مسکرانے میں بے پناہ خوشی اور حیا تھی۔

"پھر کب آئیں گے۔ میرا مطلب ایتھلیٹ بننے کی اگلی ٹریننگ کرنے؟"

اول جملہ وہ بے اختیار تب کہہ اٹھی جب عالیان نے ڈور ہینڈل پر ہاتھ رکھا، وہ پلٹا تب تک ایدا اپنے منہ سے نکلے بے اختیار بے خود جملے کی بھرپائی، اگلی شرارتی تمہید سے کر چکی تھی۔

"کل آوں گا۔ اب یہ ٹرینگ تب تک چلے گی جب تک تمہیں اور نازلی کو یہاں سے ہمیشہ کہ لیے نہ نکال لوں۔ چلو آکر ڈور بند کر لو۔ اور اب سو جانا"

عالیان نے اسے کل آنے کی یہ خوشگوار خبر دے کر اس پر یہ چوبیس گھنٹے کی آسانی اتار کر بہت اچھا کیا، وہ بے اختیار خود آگے ہوئی اور عالیان کے ہاتھ پر جا ہاتھ رکھا جو بے ارادہ تھا، وہ بس یہ چاہتی تھی پہلے خود باہر کا جائزہ لے پر اف یہ قدرت کی جانب سے ملتا نزدیکی کا تحفہ کہ وہ اتنے قریب ہوئے، نظریں چرانی پڑیں، فاصلہ بنانا پڑا، خود کو

سمجھانا پڑا نہیں ابھی یہ تکلف و شرم کی باڑ حائل رہنے دو

عزیزم!

وہ خود ہی نظریں پھیر کر زرا باہر نکلی تو مطلع صاف دیکھتے ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے عالیان کو باہر نکلنے کا کہا، وہ ایدا کی اس کیوٹ حرکت پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا، پھر باہر آتے ہی اس نے مشکوک نگاہوں سے ارد گرد دیکھتی ایدا کو دیکھا اور اسکے اوکے کے اشارے پر اک جاتے جاتے نظر ایدا پر ڈالی۔

اور پھر وہ پہلوان ٹائپ مضبوط آدمی جیسے جھمپ مارتے دیوار پر چڑھا، ایدا منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روک سکی، وہ

اتنا ڈیسنٹ بندہ دیوار پھلانگتا ہوا باخدا اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ وہ فدا پر فدا ہو گئی، جناب مسکین سی سمائیل دیتے اک آخری ہاتھ ہلاتے اپنی جانب چھت پر جھمپ مارتے اترے تو ایدا اسی طرح ہنسی روکتی ہوئی واپس کمرے میں آئی اور ڈور بند کرتے ہی دروازے سے لگتے ہنسنے لگی، ہنستے ہنستے کب وہ دیوانی کی طرح مسکرانے لگی اسے خبر ہی نہ ہوئی۔

پھر وہ جا کر اپنی پلیٹ کے بجائے عالیان والی پلیٹ اٹھا کر مزے سے اپنا ڈنر کرتے بھی خیالوں میں اسے ہی سوچے جا رہی تھی جو فائنلی مطمئین ترین ہو کر حویلی سے نکل گیا تھا، اس نے باران کو ویٹ کا کہا تھا تبھی وہ محترم سخت نیندو

تھکاوٹ کے باوجود باغیچے میں ٹہل کر عالیان کا ویٹ کر رہا تھا لیکن ساتھ ساتھ اسکی سوچیں دِلارہ سے بھی الجھی تھیں۔

"میں صبح ہوتے ہی وہ قبر ہٹاتا ہوں۔ جب تک وہ قبر ہے، دِلارہ نارمل نہیں ہو سکتی۔ مجھے اسکی زندگی سے یہ سیاہ باب ہمیشہ کے لیے بند کرنا ہے کہ اسکی دوست ایک خالی اسکے نام کی قبر ہے۔ اس پر وہ میری جان بھی لے لیتی ہے تو پرواہ نہیں"

باران کب سے اپنی سوچوں کا نتیجہ یہی نکال سکا، لیکن اسے دِلارہ کی اس حالت نے یاد آکر سینے کے دریچوں تک

ہر اساں کیا، کیسے وہ چیخی تھی، ایک قبر کے لیے چلائی تھی کہ وہ اسکے بنا نہیں رہ سکتی، وہ سب سوچ کر ایک بار پھر باران یلدرم کی امبر آنکھیں لال پڑنے لگیں، تکلیف ایسی ہوئی جیسے ریت چبھ رہی ہو، وہ پین کلر لے چکا تھا، سر درد کی اذیت میں جیسے کچھ پل آرام آیا تھا، اسے ہمیشہ ہلکا سا سر درد رہتا، اور سٹریس کے بیچ وہ بڑھ جاتا لیکن کبھی پین کلر لے کر اتنا ریلیف نہیں ملتا تھا جتنا آج ملا، اسے کیا خبر کوئی اسکے سر درد کی دوا بن رہا ہے، اب درد سے نجات، ٹیبلٹس کے بس کی بات نہ رہی تھی، اب ان دو کو ایک دوسرے کی دوا بننا تھا۔

ہارن پر باران نے اپنی یہ سوچیں سمیٹیں تو فائنلی دلہا صاحب آچکے تھے، وہ گاڑی پارک کر تا سیدھا لان میں ہی آیا، تھکن سے عالیان کا بھی برا حال تھا۔

"سب ٹھیک رہا؟"

باران نے نرم سا مسکراتے تھکے نڈھال بھائی کی خبر گیری کرنی چاہی۔

"بہت زیادہ ہی ٹھیک رہا۔ ایدا بہت خوش تھی۔"

عالیان کا یہ کہتے، تنگ سانس ہر تھکن سے نجات پا گیا، باران نے آگے بڑھ کر عالیان کے گلے لگتے اس کے ساتھ یہ خوشی بانٹی۔

"فائنلی آپکے بالوں میں سفیدی آنے سے پہلے آپکو آپکی جولیئٹ مل گئی۔ اب مجھے انکل کب بنانے کا ارادہ ہے، کتنے سال لگیں گے بھا؟"

عالیان کی تھکن بس یہ آدمی ایسی ہی بوکھلاہٹ دیتی بکواس سے دور کر سکتا تھا، عالیان کی گھبراہٹ سچ میں نظر اتارنے لائق تھی۔

"تمہارے دماغ میں دِلارہ کو لے کر ایسے خیالات ہوں گے لیکن میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں بیٹا۔ چلو سوتے ہیں۔ کل کے لیے انرجی چاہیے۔ بابا کو یہ بتانا، میدان جنگ سجوانے سا ہے"

عالیان سے اس نے پنگاہ لیا تھا اور ایسا کہ باران لاحول پڑھنے پر مجبور ہوا، لیکن آخری حوالہ زرا سنبھلنے میں مدد دے گیا۔

"دِلارہ کو لے کر میرے خیالات اس قسم کے نہ ہیں نہ ہوں گے۔ مزاق میں بھی ایسا نہ کہیں بھا"

وہ اول جملے پر احتجاج کر اٹھا اور یہ ضروری بھی تھا، عالیان نے رک کر اک ترچھی سی نظر باران کے حسین مکھڑے پر ڈالی۔

"کیوں تم سیریس لے جاوگے ایسے مزاق کو؟"

عالیان ابھی بھی باز نہ آیا تو باران نے آنکھیں نکالتے دیکھا۔

"نہیں دنیا مزاق اڑائے گی ایسی سنجیدگی کا۔ چینج دا ٹاپک۔"

وہ نظریں چراتا ہوا آگے بڑھتا گھر کی اندرونی طرف لپکا تو عالیان نے بھی پیچھے ہی قدم بڑھاتے کچھ گہری سوچ بچار کی۔

"میں نے تو اس حوالے کے ساتھ ہی ٹاپک چینج کر دیا تھا بچے، بابا کا کہہ کر۔ تم ہی ہو جسے یہ بات پکڑنی ضروری لگی"

عالیان کی زبان کو ایک بار پھر کھجلی ہوئی، باران نے پلٹ کر اک غصیل نگاہ بازنہ آتے عالیان پر ڈالی تو وہ شرارت کا جہاں بنا معزرت کرتا ہوا آگے نکل گیا اور باران اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"بابا کل آپکی پریڈ کریں۔ اب تو دل سے دعا ہے میری۔"

کمرے میں جانے سے پہلے وہ جھولی اٹھا کر بدعا دے کر گیا جسے عالیان نے ہنس کر ہوا میں اڑایا اور اپنے کمرے کی طرف نکل گیا لیکن باران کا دماغ ضرور یہ باپ بھائی ہر لمحہ خراب کرنے پر تلے تھے، وہ آکر کمرے میں سیدھا بیڈ پر آ کر لیٹا، کمرے کی مدھم روشنیاں اب تک آویزاں تھیں، پر اب نیند باخدا باران کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، وہ نا جانے کن سوچوں میں غرق تھا جب اسکا فون میسج ٹون سے رنگ کیا، باران کا شدت سے دل چاہا یہ میسج دِلارہ کا ہو۔

"سر درد کی میڈیسن کا کہا پورا کیا تم نے؟"

اور جب سچ میں آدھی رات اسے دِلارہ کا یہ میسج ملا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا، اسکے ہر موسے اک بے تابی چھلکتی محسوس ہوئی، باران نے وقت دیکھا، رات کا ایک بج چکا تھا۔

"ہاں۔لی ہے"

وہ واپس لیٹتے سانس بحال کرتا ہوا بس یہی ٹائپ کر سکا، وہ بھی خوشبو خانے میں آ بیٹھی کسی کام میں لگی تھی، اسے بھی آج نیند نہیں آ رہی تھی۔

"ایک بج گیا۔جاگنے کی وجہ؟"

دلارہ نے اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کے دریچے تک رکتے آسمان پر نکلا کافی حد تک پورا چاند دیکھتے سرسری انداز میں ٹائپ کرتے پوچھا۔

"بھا ابھی آئے تو ویٹ کر رہا تھا۔ تم کیوں جاگ رہی ہو؟"

وہ بھی کروٹ بدل کر فرصت سے اسے میسج کر رہا تھا، جیسے یہ اسکے لیے دنیا جہاں سے زیادہ ضروری کام ہو۔

"میں خوشبو خانے کو سکیور کر رہی ہوں۔ کسی چور کے گھسنے کے چانسیز ہیں"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس دشمن کو مسکرانے پر مجبور کر گئی، وہ نیند سی آنکھوں میں اترنے کے سنگ مدہوش سا مسکرایا۔

"کیا کرو گی۔ میں تالے سارے توڑ دوں گا"

وہ اسے چیلنج کرتا پھر سے سیدھا ہو کر لیٹا جیسے اسکی بے آرام ہستی کو چین نہ آرہا ہو۔

"میں تالے لگا ہی نہیں رہی۔ وہ خوشبوئیں جو تم جیسے چور کو اس جگہ تاعمر کے لیے قید کر سکتی ہیں، ٹھکانے لگا رہی ہوں۔"

وہ محبت بھرے روپ میں تھی، نرم اس چاندنی

جیسا، شفاف اور سچا۔

"مطلب تم میرے لیے راستے کھول رہی ہو کہ میں آوں

اور کچھ چوری کر لوں؟"

اب کی بار باران نے تکیے دونوں سر تلے دباتے زرا تجسس

سے سوال کیا، وہ اک لمحہ رکی، اسے اپنی حد نہیں بھولنی

تھی، اتنی جلدی مہربان نہیں ہونا تھا۔

"چوری کی نیت کر لی۔ اب نہ بھی آو، ہو تو چور اچکے ہی۔ سو

جاو۔ گڈ نائیٹ"

وہ جان چھڑوانے کو جلدی بات سمیٹ گئی، اسکی بکھری خوشبوئیں اسکی شدت سے منتظر تھیں، پر باخدا آج کوئی ان سے کہیں زیادہ دِلارہ کے لیے بے تاب نظر آرہا تھا۔ زہے نصیب!

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

"رکو"

وہ اسکے میسج پر رکی ہوئی ہی تھی، منتظر تھی، پر اس بار مسکرائی نہیں تھی لیکن اپنے سارے حواسوں سمیت الرٹ ضرور ہوئی۔

"کہو"

ویسا ہی ایک لفظی جواب دِلارہ کی جانب سے سپاٹ چہرے کے سنگ ٹائپ ہو کر آیا لیکن باران صاحب کی رگ وپے پر بے قراری کا گہرا غلبہ بنا غور دیکھا جا سکتا تھا، محترم کے لیٹنے کے بے ترتیب انداز سے جو کبھی سمٹتا کبھی مہذبانہ ہو جاتا، کبھی پھر سے بے قرار عاشقوں سا، اس شخص کی ذات

اور دماغ کی ساری توجہ جیسے اس مخالف جنس کی جانب سے ادا کیے "کہو" سے لپٹ گئی ہو۔

"نیند آ رہی تھی اب نہیں آ رہی۔ کیا کروں؟"

وہ اس بار جان بوجھ کر مقابل سے اپنی فکر بٹورنے کے موڈ میں تھا، وہ لڑکی اسکے سر درد کے لیے فکر مند تھی یہ باران کو محسوس ہوا تھا اور اب اسے یوں بے آرام چھوڑ دے گی یا نہیں، وہ یہ جاننے کے لیے منتظر تھا۔

"جب نیند آ رہی ہو، ہر کام بھاڑ میں جھونک کر سو جانا چاہیے۔ یہ بہت نخریلی شے ہے، اسکے نخرے نہ اٹھائے

جائیں تو یہ منہ بھی نہیں لگاتی۔ ویسے بھی میں تمہاری انے
نہیں کہ یہ سب مجھے بتا رہے ہو۔ جا کر اپنے بابا کو
بتاو، میرے لیے تو بڑا لاڈ دیکھاتے ہیں بڑے بابا، اپنے
پردیسی مفرور بیٹے کو سلا نہیں سکتے۔ اب میسج مت کرنا"

دِلارہ نے بھرپور اجنبی بننے کی کوشش کرتے جواب ٹائپ
کیا اور سلگ کر بھیج بھی دیا اور اسکے اس میسج نے نیند سے
بھی زیادہ والا سکون دیا تھا، باران یلدرم کتنی دیر مسکراتا گیا
کیونکہ بھلے وہ اجنبی بنی ہو پر اس نے ان چند جملوں میں فکر
کا سمندر بہا دیا تھا۔

وہ فون سائیڈ رکھ کر مزے سے سیدھا لیٹے مسکرا رہا تھا اور دِلارہ فون سکرین دیکھ رہی تھی کہ اسکا میسج آئے پر نہیں آیا، وہ چاہتی تھی میسج نہ آئے پر نہیں وہ چاہتی تھی وہ انسان ڈھیٹ ہو، وہ اسکے منع کرنے کے باوجود اسے میسج کرے، دِلارہ پانچ منٹ وہ فون پکڑے وہیں کھڑکی کے پاس کھڑی رہی، پانچ منٹ لگتا روہ مسکرانے کے بعد آنکھیں بند کر چکا تھا، جبکہ دِلارہ نے بھی اپنی بکھری خوشبوؤں کو وہیں چھوڑا اور بے دل سی ہو جاتی روم سے نکل گئی، کمرے میں آکر فون میٹرس پر پھینکے وہ خود بھی آکر لیٹی، پھر اس نے فون اٹھا کر آخری بار دیکھا۔

"مجھے اسکے میسج کا انتظار کیوں ہے جبکہ میں نے خود وارن کرتے اسے منع کیا ہے۔ کیا وہ سو رہا ہو گا۔ یا جاگ رہا ہو گا۔ مجھے دھیان نہیں دینا پر دھیان وہیں کیوں چلا جاتا ہے۔ کیا مصیبت ہے؟"

دِلارہ نے فون ہی سوئچ آف کر دیا، نہ وہ فون آن دیکھے گی نہ کسی میسج کا انتظار ہو گا، وہ زبردستی سونے کے لیے کروٹ بدل گئی جبکہ وہ جو آنکھیں بند کیے لیٹا تھا، یکدم کچھ سوچ کر آنکھیں کھول کر پھر سے فون اٹھا کر اسکی چیٹ کھول کر کچھ لکھنے لگا۔

"میں سو رہا ہوں۔ نیند آگئی ہے۔ میسج کے لیے سوری"

وہ سوتے سوتے بھی میسج لکھنا نہ بھولا تا کہ دِلارہ اسکی نیند کی فکر میں ساری رات جاگتی نہ رہے، جبکہ اس بار باران نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھے سلیپی سا ہوتے کروٹ بدل کر بلینکٹ خود پر سر تک اوڑھ لیا جبکہ فون بند کرنے کے باوجود بھی جب وہ سو نہ پائی تو پھر سے فون اٹھا کر اسے آن کیا، وہ اپنی اس مضطرب کیفیت سے ڈسٹرب تھی، اور جب فون آن ہوتے ہی دِلارہ کو باران یلدرم کے نمبر سے میسج نوٹیفیکیشن ملا تو اس نے جلدی سے اسے اوپن کیا، میسج پڑتے ہی اسکے اندر جو بے چینی کا طوفان برپا تھا، لمحے میں

شانت ہو گیا، ہر اٹھتی بپھرتی لہر سمٹ کر کوزے میں بند ہوتی بیٹھ گئی تھی، سب تھم سا گیا تھا۔

اب اسے پر سکون نیند آتی یہ طے تھا، اور جیسے دِلارہ کا اندر شانت ہوا ویسی پر سکون کیفیت اسکے چہرے پر بھی تھی، وہ پر سکون ہو کر سو گئی، جیسے اب اسے دنیا جہاں میں کسی کی فکر نہ رہی ہو ورنہ اگر باران میسج نہ کرتا تو ممکن تھا دِلارہ کی ساری رات فون آن یا آف کرنے میں ہی گزر جاتی۔

.._____..

"صرف میری محبت ہونے پر میرے بھائی نے تمہاری جان لے لی، اگر یہ پتا چلتا ہم نے چھپ کر نکاح بھی کیا تھا آزاد، تو شاید وہ تمہاری ادھ کٹی ڈیڈ باڈی کو بھی جلا کر خاکستر کر دیتے۔ مجھے تمہاری قبر بھی میسر نہ ہوتی۔ تمہیں پتا ہے میں اتنی رات یہاں کیوں آتی ہوں؟ تاکہ تمہیں بتا سکوں جنکی روحیں ایک ہو جائیں وہ دو آلگ دنیا کے باسی ہو کر بھی ہمیشہ جڑے رہتے ہیں۔ تم وہاں اُس دنیا میں چلے گئے اور میں یہاں اِس دنیا میں اٹک گئی۔ کسی کو نہیں پتا نازلی اب تک کیوں زندہ ہے، صرف اس وجہ سے کہ ہم نکاح کے بعد بچھڑے تھے، دنیا میں اس سے زیادہ سکھ نہ ملا ہو پر تم

میرے ہو تو گئے تھے۔ اور میں تمہاری۔ زندہ ہوں صرف اس لیے کہ جس نے تمہیں مجھ سے چھینا اسکا انجام دیکھ لوں۔۔۔ پھر تمہارے پاس آجاوں گی ہمیشہ کے لیے۔ میرے تمہارے بنا بھی جینے کے بس دو ہی مقصد تھے، ایک ایدا کو محفوظ ہاتھ میں دیکھنا دوسرا اپنی ماں اور بھائی کا انجام دیکھنا۔ ایک مقصد پورا ہو گیا۔ دوسرا عنقریب ہو جائے گا پھر مجھے تم تک آنے سے کوئی مجبوری روک نہیں پائے گی۔"

اس وقت رات کے دو بج رہے تھے اور نازلی جو نیند کا کہہ کر گئی تھی، اس ویرانے میں تن تنہا اک قبر کے پاس نیم

اندھیرے میں گرد اچھے سے گرم شال لپیٹے بیٹھی تھی
جہاں اسکی ساری خوشیاں اور قرار دفن تھے، وہ کبھی کبھی
جب اسے بہت مس کرتی تو اس سے یونہی رات گئے ملنے
آتی تاکہ کسی کی نظر میں نہ آئے، اس ویرانے میں اور کوئی
قبر نہ تھی، جھاڑ جھنکار تھے، گھنے درخت، جنگلی علاقہ، ایک
کھمبے نما حصے پر بجلی کے محکمے کی جانب سے گزرتی بجلی سے
کچھ چھوٹے چھوٹے بلب روشن ہو جاتے تو گھپ اندھیرا زرا
چھٹ جاتا ورنہ یہاں دن کے اجالے میں بھی کسی کا گزر
بسر نہ ہوا کرتا، پرندہ پر نہ مارتا۔

بس یہاں نازلی آتی تھی یا پھر اسماعیل یلدرم، کیونکہ یہی دو جانتے تھے آزاد یہاں دفن ہے۔

وہ قبر کے پاس بیٹھی تھی اور اس اندھیرے، سنسنان جگہ اور گہری رات پھر سے دو مانوس آنکھیں اس لڑکی کو دیکھ رہی تھیں، اجنبیت اس بار سابقہ سامنے سے قدرے کم تھی، درخت کی اوٹ میں ہوئے وہ مسلسل کوئی مضبوط اور توانا وجود کھڑا تھا جو نازلی کو دیکھ رہا تھا، وہ قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرے وہیں سر رکھے اس ویران جگہ کا ویران اور اجڑا حصہ لگ رہی تھی، کسی مانوس دماغ اور دل میں یہ احساس جگا کہ یہ جو ہے اسکی ہے، اسکی ملکیت ہے۔

"آج ایدا نے دعا کی کہ تم مجھے مل جاو۔ لگتا ہے اس معصوم کی دعا قبول ہونے والی ہے۔ انے اور ابی کی حاکمیت بس ختم ہونے کو ہے۔ توران توڑے گا انکا غرور۔ اگر وہ سچ میں مجرم نکلتا ہے تو پھر دیکھتے ہیں کیا وہ ماں بیٹا توران کو بھی میری طرح اجاڑتے ہیں یا اسے وارث مان کر بخش دیں گے۔ ویسے اکثر بیٹیاں ہی قربان کی جاتی ہیں، سولی پر ٹانگی جاتی ہیں، بیٹوں کے گناہ تو کچی پینسل سے لکھے ہوتے ہیں۔ یہ ہم بدنصیب بیٹیاں ہی ہیں جنکی اک معمولی غلطی بھی کبیرا گناہ بنادی جاتی ہے۔ تم دیکھنا آزاد ان لوگوں کی عبرت انکا اپنا لاڈلہ توران مسدور بنے گا۔ پھر میں اور تم

اس دوسرے جہاں انکی عبرت بیٹھ کر انجوائے کریں
گے۔ہاں کیونکہ ظالم تو تمہارے دونوں بھائی بھی ہیں پر وہ
بہت سا بھگت بیٹھے۔مجھے بس شدت سے اس دردناک
کہانی کے سمٹنے کا انتظار ہے۔ آج انے نے مجھے تھپڑ مارا، پیار
یا لاڈ میں نہیں۔میری تذلیل کرنے کو، اچھا ہے مجھے ان کی
عبرت سے فرق نہیں پڑے گا، اور کر لیں مجھ پر
ظلم۔۔۔۔میں بھی پتھر دل ہو گئی اب"

وہ ہنوز شکوے کر رہی تھی، یہی تو اسکی جائے پناہ تھی جہاں
وہ ساری گھٹن اگلتی، ساری اذیت بہا دیتی اور سارے آنسو
رو لیتی، اور پھر وہ کچھ دن مسکرا کر جینے کے لائق ہو جاتی

تھی، وہ آنکھیں اب بھی نازلی پر جمی تھیں، یہ دوسری بار تھا کہ کوئی اسکے پیچھے آیا تھا، نازلی کے ماضی سے جڑا کوئی اسکا حصہ یا شاید نازلی کی نجات۔

وہ اپنے دل کا کرب بانٹ کر اٹھی، لان سے جو موسمی اور بے موسمی اکھاڑے پھول توڑ کر لائی تھی انکی کلیاں اس نے قبر پر بکھیر دیں، پھر واپسی کا راستہ لیتی وہ وہاں سے اوجھل ہو گئی۔

لیکن وہ جو اسے چھپ کر دیکھ رہا تھا، نازلی کے جاتے ہی وہ انسان درخت کی اوٹ سے باہر نکل آیا، اندھیرے کے سبب اسکا چہرہ نظر آنے سے قاصر تھا پر وہ دراز قامت اور

مضبوط انسان معلوم ہو رہا تھا، اس نے سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اور چہرے پر ماسک تھا، پھر وہ چلتا ہوا اس قبر کے پاس آرکا، وہ گہری سیاہ ماسک سے چھلکتی آنکھیں قبر پر بکھری پھولوں کی پتیوں پر جمی تھیں، اسکے سر کے بالوں میں کافی بال گرے تھے، پھر بھی وہ بہت مضبوط جسامت کا آدمی معلوم ہو رہا تھا، جو ساتھ لگے درخت کا پکڑ کر تنا ہلا دے، وہ خود میں ہی اک قافلہ تھا، انداز جنگجوؤں والے اور سراپا جیت کا عزم لے کر کہیں سے بھی ٹوٹ پڑتے قہر کی مانند۔

کچھ دیر اس قبر پر کھڑے رہنے کے بعد اس نامعلوم آدمی نے اپنے ہاتھ سے ایک سلور رنگ جو بلکل سنپل سی تھی انگلی سے اتار کر پکڑی اور جھک کر اس قبر کے سرہانے ہلکی سی دباتے رکھی، وہ رنگ ویڈنگ رنگ جیسی تھی، جیسے وہ کوئی ثبوت چھوڑ رہا ہو اور پھر اس نے ایک آخری بار اس طرف دیکھا جہاں نازلی گئی اور خود بھی وہ واپس اس گھنے تاریک جنگل میں کہیں گم ہو گیا۔

.._____..

اک نئی صبح انقرہ میں وارد ہوئی اور لگ بھگ ساڑھے پانچ بجے ہی وہ اٹھ کر ریڈی ہو رہا تھا، جو آج وہ کرنے والا تھا

ممکن تھا قیامت کھڑی کر دے پر اسے کچھ فیصلے اجلت میں لینے تھے۔

بلیک جینز کے ساتھ ٹرٹل نیک وول سٹف شرٹ پہنے

باران نے اوپر براون midi length blend coat

پہنا جبکہ شوز کافی ہیوی بوٹس ٹائپ پہنے وہ نک سک تیار

ہوتا گاڑی کی کیز اور فون لیے اپنے کمرے سے نکلا

تھا، عالیان اس وقت فجر کے لیے جاگتا تھا تو نماز کے بعد

ایک لائیٹ کووفی پیتا تھا اور اس وقت وہ کچن ہال میں ہی تھا

جب باران کو اپنے روم سے نکل کر باہر جاتا دیکھے اچھنبے

سے پکارا۔

"اوئے تم صبح صبح کہاں نکل رہے ہو؟۔پتا ہے ناں بابا کو بتانا ہے سب۔۔اگر تم پھر سے میدان میں مجھے اکیلا چھوڑ کر نکلنے کی کر رہے ہو تو سن لو اس بار مکے اور چپیڑیں ساتھ ملیں گی"

بھاکی سلگتی پیچھے سے آتی پکار پر باران لمحہ بھر رک کر پلٹا، خوبصورت مکھڑے پر چپیڑیں اور مکے سن کر گراں سا گزرنے کا اثر اتر آیا، بھئی کر توت یہ جناب کریں اور بھگتے بچارا باران یلدرم!

"نہیں بھاگ رہا۔شام تک آجاوں گا۔واپس آکر بتاتا ہوں کیا کام تھا، ابھی جانے دیں مجھے۔اور کم کو وفی پیا کریں، باپ

بننا ہے ابھی آپ نے کہیں آپکی پدرانہ کو الٹیز کو زنگ نہ لگا دے یہ"

وہ اجلت میں کہہ کر ان مکے چپیڑوں کی دھمکی کا پورا حساب لے کر گیا تبھی تو عالیان نے زیر لب اس فضول آدمی کو برا بھلا کہے کو سا کہ یہ بچارے کے باپ بننے والے فنکشن کے پیچھے ہی ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے، لاحول پڑتے اس بھائی کی ابلتی شرافت پر کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"اسکی زبردستی تھوڑی سی شادی کیا ہو گئی، اسکا دماغ باپ بننے سے آگے ہی نہیں کھسک رہا۔ حد ہے باران یلدرم۔ ویسے سوچنے کی بات ہے ان دو کے بیچ پرسوں

سب رومنٹک رومنٹک تھا، ان دو میسنوں کا پتا بھی نہیں ہم سے پہلے ہی چن چڑھا دیں۔"

عالیان نے اپنی کووفی میں ملک ایڈ کرتے کچن سے باہر نکلتے خود کلامی کے انداز میں بڑبڑاہٹ کی، جبکہ بابا کو وہیں جاگنگ کے لیے ٹریک سوٹ میں نک سک تیار آتا دیکھے جناب ساری مستی اور خیالات جھٹک کر الرٹ ہوئے، بابا نہ ہو گئے، نپولیئن فوج کا سپاہی ہو گیا، اف اتنی دہشت!

"عالی۔ کل کچھ ہوا تھا؟"

وہ پر اسرار سے عالیان کے پاس اپنے رعب و دبدبے اور جلال سمیت سنجیدہ سے رکے تو اک لمحہ عالیان کو لگا کسی دوست نے پہلے ہی خبر تو نہیں پہنچا دی نکاح کی لیکن اسماعیل یلدرم تو کوئی اور ہی نیوز بتانے کو بے تاب تھے پر بچے کی جان لبوں پر آتی صاف دیکھائی دی۔

"ہیں۔ آپکو کیسے پتا؟"

عالیان نے معصومانہ انداز میں حیرت و پریشانی میں ڈوبتے استفسار کیا جس پر اسماعیل سامنے والے کے تاثرات پر ٹھٹکے۔

"ارے مجھے نہیں پتا ہو گا تو کسے پتا ہو گا نکمے۔ دِلارہ نے کل باران کو بڑے الگ طریقے سے پکارا۔ جب میں اور وہ واپس آرہے تھے چھ سات بجے تو کہنے لگی باران تم بھی جا رہے ہو؟ مطلب وہ چاہتی تھی باران رکے۔ اسکا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟"

بابا کی نئی ہی الجھن سنے عالیان کو زرا حوصلہ ہوا کہ ابھی اسکا راز سات پردوں میں محفوظ ہے جبکہ یہ دِلارہ کی پکار تو الگ، عالیان کو تو یہ بھی پوچھنا یاد نہ رہا باران سے کہ کل دِلارہ اسکے ساتھ کیسے آگئی نکاح پر اور اب بابا کی الجھن، عالیان کا دماغ سا چکراتا محسوس ہوا۔

"اسکا مطلب یہ ہو سکتا ہے بابا کے با قاعدہ شادی کی تیاریاں کریں، ان دونوں کے پر اسرار لچھن ٹھیک نہیں۔ ایسا نہ ہو پر اپر شادی سے پہلے ہی آپ کو دادا اور مجھے انکل بنا کر آجائیں معصوم شکلیں لے کر۔"

عالیان نے بھی دل کے سارے پھپھولے رج کر پھوڑے اور اب سکتے میں جانے کی باری اسماعیل یلدرم کی تھی، لیکن یاد رہے یہ سکتہ خوشی والا تھا، مانو شادی مرگ کی سی کیفیت۔

"کیا؟ ایسا ہو گا کبھی؟"

اسماعیل اسی بے یقینی سے بڑبڑائے تو عالیان کو بابا کے تاثرات پر ہنسی آگئی۔

"مجھے تو آپکا یہ مفرور بچہ باران یلدرم دلی اور جذباتی طور پر ٹھیک نہیں لگ رہا۔ اوپر سے وہ دِلارہ جو کسی کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی تھی، یہاں آئی، ہمیں کووفی بھی بنا کر دی۔ گپ شپ کی۔ آپکو نہیں لگتا یہ پیرالل یونیورس والی چیزیں ہیں، یعنی ناممکن معاملات۔ تو پھر سمجھیں جلد آپ ایک چھوٹی سی بہو کے ذریعے دادا جان بھی بن سکتے ہیں۔ اس عجوبی چیز کا ویٹ کریں، کبھی بھی ہو سکتی ہے"

عالیان نے تو مزید بابا کا دماغ چاٹ ڈالا، وہ پہلے ہی ساری رات اسی میں الجھے رہے تھے جبکہ عالیان ناں ناں کر کے چھوٹے سے آٹھارہ سال کے سارے بدلے سود سمیت لے رہا تھا، بابا کو باران کے مزید پیچھے لگنے کے لیے اکسا کر۔

"اف میں تو الجھ کر رہ گیا ہوں۔ خیر تم باران کو کریدنا، دیکھنا کیا فیل کر رہا ہے۔ اور ہاں ایدا کی شادی کب ہے؟"

وہ جاتے جاتے رک کر ایدا کے ذکر سے عالیان کو فکر مند اور حیران ساتھ کر گئے۔

"آپکو کیوں جاننا ہے؟"

وہ دگنا متجسس ہوا۔

"سوچ رہا ہوں کچھ اسکی ماں کے حصے کی جیولری اسے رازدارانہ بھیجوادوں۔ نورے کو تو ضد و نفرت میں ہم نے کچھ نہیں دیا نہ زیور نہ جائیداد پر اسکے لیے بنائی گئی انے کی جیولری نورے کی ہی تھی اور اسکے بعد ایدا کا ہی حق ہے اس تک پہنچ جائے بہتر ہے"

عالیان کے لیے بابا کا یہ نیا روپ بجلی کے جھٹکے سا ہی تھا، وہ منہ کھولے حیرت و صدمے کے سمندر میں غوطہ زن ٹکر ٹکر بابا کو دیکھتا چلا گیا۔

"ویٹ! کیا کہہ رہے ہیں آپ؟۔ طبعیت ٹھیک ہے۔ آپ اور ایدا کے بارے سوچ رہے ہیں؟ خیریت ہے بابا؟ سورج آج مغرب سے تو نہیں نکل آیا"

وہ ایسا تلخ اور طنزیہ نہیں ہونا چاہتا تھا پر بابا کے اچھا اور مناسب وقت گزر جانے کے بہت بعد ایدا کے لیے کچھ اچھا سوچنے نے عالیان کو دگنی اذیت سے دوچار کیا تھا۔

جبکہ عالیان کے کھردرے استفسار پر ابراہیم یلدرم نے آزردہ نگاہوں سے جوابا دیکھا۔

"کوئی گناہگار جب توبہ کرتا ہے تو اللہ بخش دیتا ہے پر تم جیسے لوگ ہوتے ہیں جو اس توبہ کرنے والے کو واپس برائی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ اگر میں نے یہ ایدا کے لیے سوچا ہے تو میری یہ اچھائی ہضم کروناں۔ یہ ایسے کڑوے لہجے میں طنزیہ سوال کر کے مجھے چھیڑ کیوں رہے ہو؟"

وہ الٹا عالیان پر چڑھ دوڑے جس نے برا سا منہ بناتے بابا کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو میں تو بس یونہی پوچھ رہا تھا، آپ تو آنکھوں سے ہی ہرپ کرنے پر اتر آئے۔

"آپ تو میری جان لینے پر اتر آئے۔ اک سوال کیا کہ اب کیوں یاد آگئی اس یتیم اور بے سہارہ کی۔ جب میں کہتا رہا کہ

اپنی ناانصافیوں کی بھرپائی کریں تب تو آپکا وقار مجروع ہوتا تھا ایسا سوچنے سے بھی۔ تو اب کیا ہو گیا بابا جان؟"

اس بار اس نے زرا مناسب الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے وہی سوال پوچھا جبکہ اسماعیل یلدرم سابقہ انداز میں ہی سلگتے نظر آئے۔

"اب جو بھی ہوا ہو تمہیں بتا کر اپنا مزید مزاق نہیں بنوانے والا۔"

وہ پاس سے سلگتے دل جلاتے کہہ کر گزرے تو عالیان نے اک بیچاری نظر اپنی ٹھنڈی کوفی پر ڈالی اور اسے وہیں میز

پر رکھے وہ برے موڈ میں ہی کسی کال کو لیتا سیڑھیاں چڑھا۔

"آج ہم سلمان مہمت کو اٹھائیں گے نہیں بلکہ اسکے پورے اڈے کو سیل کریں گے۔ میں پہنچ رہا ہوں دو گھنٹے تک، اسکی تمام شپمنٹس کینسل کرواو۔ اسکا امپورٹ کا بزنس تباہ کر دو۔ جب جان کے لالے پڑیں گے پھر پگھلے گی اسکی اکڑ اور انقرہ کے بازار میں جو اسکی نور نظر ہے، جس کے مجرے دیکھتا ہے۔ جسکے ساتھ راتیں رنگین کرتا ہے اسے بھی اٹھواو۔ دیکھتے ہیں کب تک اسکی اکڑ باقی رہتی ہے۔ اگر اب بھی نہ سنبھلا تو اسی بازاری عورت کے سامنے

اس زلیل کو نامرد بنا دینا۔ اس نے میری دھمکی کو صرف دھمکی سمجھ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ لگ جاو کام پر"

اس وقت عالیان ایک نرم مہربان انسان نہیں، جلاد لگ رہا تھا اور یہ گرمی جلادی خون کا اثر تھی۔

ہاں محترم کا غصہ ٹھنڈا ہر گز نہ ہوتا اگر کل والے کوٹ کی جیب میں رکھی چاکلیٹ یاد نہ آتی، اور وہ جب بھی چاکلیٹ کھاتا، اسکا غصہ کم، اور خراب موڈ اچھا ہو جاتا اور پھر یہ چاکلیٹ تو ڈبل فیورٹ بھی تھی، اب تو موڈ پر پھول لگنے شرطیہ تھے۔

"بھلا ہو تمہاری کھائی چاکلیٹ کا اید اور نہ یہ ظالم دنیا تو میری رگوں میں ابلتے خون کو کبھی ٹھنڈا نہ ہونے دے۔ اس نے پر سکون کر دیا۔ در حقیقت تم نے کر دیا کیونکہ اس سے جڑی تمہاری وہ شوخیاں مجھے کسی بھی بڑے موڈ سے کھینچ کر شانت کر سکتی ہیں"

وہ سرور سے خود کلامی میں کہتا خود بھی چاکلیٹ چباتا چینج کرنے بڑھا اور جناب نے یہ دنیا وہ بھی ظالم، بابا کو ہی کہا تھا، اس میں کوئی شک نہ تھا۔

.. _____ ..

دِلارہ کا آج کا دن بہت مصروف تھا، اسے صبح پرنسیپل جمیل کی کال نے ہی جگایا جو اسے کچھ دن آکیڈمی نہ آنے کی صلاح دے رہے تھے تاکہ سب سٹوڈنٹس بھی زرا ٹھنڈے ہو جائیں، پرنسپل جمیل نے ان سبکو بھی سخت وارننگ دے کر دِلارہ سے دور رہنے کا کہا تھا پر وہ ساتوں باز آنے والی چیزیں نہ تھے۔

دِلارہ نے پہلے " "Ayla care unit جا کر ایک گھوڑے کو دیکھنا تھا جسے کچھ ایشو تھے جو عزیزے اور انکے سٹاف کو سمجھ نہ آرہے تھے تبھی وہ عزیزے سے پہلے جاگ گئی، فریش ہوئی پھر ڈریس آپ، ہائی ویسٹڈ بلو ڈینم کے

ساتھ وائیٹ لائن آپ ڈیزائن Turtle Neck شرٹ کے ساتھ گرے کلر کا لانگ سلیوز Cable Nite وی نیک لانگ سوئٹر پہنے، ہائی بلاک پمپس پہنے بال کھولے انکو bow_clip میں ٹائے کرے نکلی تھی، ٹھنڈ تھی تو اس نے ہوا سے بچنے کے لیے وولی اسکارف بھی ساتھ رکھا، پہلے اسکی آرگنائزیشن میں ایک میٹنگ تھی تو وہ بی کے ہاتھ کی بنی چائے اور ایک بریڈ لے کر نکل گئی تھی، جبکہ باران کا سفر قبرستان پر آکر ختم ہوا۔

"یہ قبر کھودنی ہے۔ اور پھر اسے یہاں سے ہمیشہ کے لیے ہٹانا ہے۔ اسکا نام و نشان نہ رہے"

وہ دولوگوں کے ساتھ انے کی قبر پر آیااور قبر پر جانے سے پہلے اس نے دو گورکن افراد کو دِلارہ نام کی قبر مٹانے کا کام دیاخود وہ فاطمہ یلدرم کی قبر پر آکر رکا تھا، فاتحہ پڑھے دعائے خیر کی تھی اور تبھی اسے ایک گورکن نے عقب سے مخاطب کیا۔

"سر اس قبر میں کچھ ملا ہے"

باران نے جلدی سے اٹھتے اس گورکن کی بات سنی اور پریشانی کے سنگ وہ انکے ساتھ ہی اس قبر تک پہنچا۔

وہ آیا تو یہی سوچ کر تھا دِلارہ کے نام کی اس خالی قبر کو ہمیشہ اس کے لیے اس قبرستان سے مٹا دے گا، پر جب اس نے اس قبر کو کھدوایا تو اسے اس خالی قبر سے سچ میں چھ سال کی آدھی دفن دلارہ ملی، وہاں دِلارہ کی پوری زندگی بکھری پڑی تھی۔

دونوں گورکن کو باران نے ہاتھ کے اشارے سے قبر سے پیچھے ہٹنے کا کہا اور خود وہ اس قبر کے پاس ہی نظریں وہاں سے ملے ساز و سامان پر ٹکائے بیٹھا، اس شخص کی آنکھیں انگارہ ہونے لگیں، اسے اب سمجھ آیا کیوں وہ کئی گھنٹے اس قبر کے پاس بیٹھی رہی، کیوں اسے اپنا دوست کہتی رہی

کیونکہ دِلارہ کے سارے راز اپنے اندر لیے بیٹھی تھی یہ قبر، باران میں ہمت نہ تھی وہ دِلارہ کی کسی چیز کو چھو پاتا لیکن وہ اسے جاننا چاہتا تھا۔

سب سے پہلے وہاں اک ٹوٹی ہوئی گڑیا تھی، ایسے جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی جیسے کسی ناراض بچے نے اپنی ننھی منھی قوت لگا کر اس کو توڑا ہو، اپنے اندر کا دکھ نکالا ہو، مٹی میں اتنے سال دفن ہونے کی وجہ سے اس گڑیا کی گلابی فراک مٹیلی ہو چکی تھی، بالوں میں مٹی جم گئی تھی، اسکا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا پر وہ تھی دِلارہ کی کیونکہ اسکی فراک پر کڑھائی کے ریشمی دھاگوں سے Dilara لکھا تھا، باران نے اس گڑیا کو

واپس رکھتے وہاں پلاسٹک سے کہیں کہیں سے کھائے ریپر میں چھپا اک انولیپ اٹھایا۔

پھر وہ وہیں قبر کے ساتھ بیٹھے اس پلاسٹک کا انولیپ کھولنے لگا، دونوں گورکن بھی اداس چہروں کے سنگ کھڑے اس شخص پر لمحہ لمحہ ٹوٹتی تکلیف محسوس کر سکتے تھے۔

باران نے اس انویلیپ کو پھاڑتے کھولا تو اندر خاکی کاغذ تھا جو اتنے سال سے دفن ہو کر بھی پلاسٹک پیپر کی وجہ سے محفوظ تھا، باران نے اس انویلپ کو کھولا تو اسکی آنکھیں سی دھندلا کر رہ گئیں۔ اک اللہ کو لکھا اس چھ سال کی بچی کا خط، اسکے ساتھ ساتھ ماں باپ کا ایک ڈرائنگ سکیچ جن کے

بیچ اس نے خود کو بنایا، ایک ایسا منظر جو وہ جانتی تھی کبھی سچ نہ ہو گا۔ اس شخص کا سینہ چاک کر گئی دلارہ کی یہ دوست۔

اس نے دِلارہ کے ہاتھ سے بنا وہ خوبصورت سکیچ دیکھا، وہ سکیچ نہیں تھا، وہ دِلارہ کی ایک ایسی حسرت تھی جسے اس چھ سال کی بچی نے سپرد خاک کروادیا، کہ وہ جو اپنے قریب بس نانی کو دیکھتی بڑی ہو رہی تھی، جب اس نے پینسل پکڑنی سیکھی انے بابا لکھا، جب رنگ بھرنے سیکھے تو انے بابا بنائے لیکن اس نے چھ سال کی عمر میں کچھ ایسے سچ سنے جو وہ سمجھ تو نہ پائی تب لیکن اسکی رگوں میں کچھ ایسے حوصلے

اتار گئے کہ اس نے اپنے بچپن کو چھ سال کی عمر میں خود سے رخصت کر دیا، اور یہاں دفن۔

وہ خود بھی سمجھ نہ پایا کب اسکی امبر آنکھیں گیلی ہو گئیں، ان سے نمی پھوٹنے لگی۔

اصل امتحان تھا وہ خط پڑھنا جسکو پکڑتے ہوئے ہی باران کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

باران نے وہ خط کھولا تو پہلا دل کو زخم اس ہینڈ رائٹنگ نے دیا، وہ ٹیڑھے میڑے کسی چھوٹے سے بچے کے لکھے لفظ ہی تھے، بار بار مٹا کر لکھے گئے لیڈ پینسل سے کنندہ حرف، صفحے

کی خستہ حالی یہ تھی کہ باران نے جس جگہ سے وہ لیٹر پکڑا تھا اسکی انگلیاں اس صفحے کے اندر دھنس رہی تھیں، جیسے وہ "Allah'a bir mektup" یعنی اللہ کے لیے خط لکھا ہو اباران کے سینے میں دھنس رہا تھا۔

"Herkes öfkeyle Baba ve Ammi'nin öldüğünü söyledi. Allah'ım bana annemi ve babamı geri ver. Onları çok özledim"

(سب نے غصے میں کہا کہ بابا امی مر گئے۔ آپکے پاس ہیں۔ مجھے واپس دے دیں اللہ۔ مجھے امی بابا واپس دے

دیں۔ میں انکو سنبھال کر رکھوں گی۔ وہ مجھے بہت یاد آتے ہیں۔ مجھے انکے ساتھ رہنا ہے۔ مجھے امی بابا کے پاس جانا ہے۔)

یہ ایک بچے کی تڑپ تھی جو کسی بھی اچھے بھلے انسان کا سینہ چیڑ دیتی، اور چیڑا بھی، لیکن وہ آگے پڑھنے کا ابھی بھی حوصلہ رکھتا تھا۔

"Dünya iyi değil. İnsanlar kirli. Beni dövdüler, azarladılar. Beni B'den başka kimse sevmiyor."

(دنیا اچھی نہیں ہے۔لوگ گندے ہیں۔مجھے مارتے ہیں، ڈانٹتے ہیں۔بی کے علاوہ مجھ سے کوئی پیار نہیں کرتا۔)

اک آنسو اس شخص کی آنکھوں سے نکل کر داڑھی میں جا مدفون ہوا، کیسے ایک بچہ اتنے درد میں ہونے کے ساتھ اسکا اظہار بھی کر سکتا ہے، ناممکن شے تھی کیونکہ اکثر بچے سینے لپٹ کر رو لیتے ہیں پر شاید تب اسکے پاس کوئی سینہ سلامت تھا ہی نہیں۔

(Ağlamaya devam ediyorum. Acı hissediyorum. Hepsini yapabilirsiniz.

Annemi ve babamı bana ver. Veya beni onlara gönderin. Bu önemli.)

(میں روتی رہتی ہوں۔ مجھے درد ہوتا ہے۔ آپ سب کر سکتے ہیں۔ مجھے میرے امی بابا دے دیں۔ یا مجھے انکے پاس بھیج دیں۔ یہ ضروری بات ہے۔)

اسکے بعد اس بچی کا خط رخ بدل گیا اور آخری لائن پڑھ کر باران کا کلیجہ پھٹا تھا۔

(Annemin ve babamın yanına gitmek istemiyorum. Onlar kirli.)

(مجھے میرے امی بابا کے پاس نہیں جانا۔ وہ گندے ہیں۔)

یہ خط یہاں پر ختم ہو گیا تھا، ٹوٹا پھوٹا، بار بار لکھ کر مٹایا، بہت سی جگہ حرف اتنے چھوٹے کہ باران کے لیے سمجھنا ناممکن ہونے لگا، پر اس خط نے اس چھ سال کی بچی کی تڑپ اور پھر نفرت دونوں کا چیخ چیخ کر اظہار کیا تھا۔

وہ کتنی دیر ان حسرتوں کو پکڑے بیٹھا رہا، وہ سب کچھ اس نے تلف نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

باران یلدرم نے اس قبر کو ویسا ہی تعمیر کروایا، وہ اس سے کیسے چھین لیتا یہ سہارہ۔ یہ پہلی سہیلی، کیونکہ یہ قبر اگر ابھی

ہٹ جاتی تو وہ سچ میں دلارہ کو مرنے سے نہ بچا پاتا، اس روز وہ اٹھارہ سال بعد رویا تھا اسکی گواہ وہ زمین تھی، سر پر سایہ فگن آسمان تھا، صبح کے وقت چلتی ہوا تھی، نرم ملائم سورج کی پہلی زمین پر پہنچتی کرنیں تھیں، اس قبر پر بیٹھا کوئی اس چھ سال کی بچی کے لیے رویا، تڑپا۔ اور پھول بھی چڑھائے، اس عہد کے ساتھ کہ وہ اس لڑکی کا دوسرا دوست بنے گا۔ اس سترہ سال کی دلارہ کی پہلی دوست اسکی یہ خالی قبر تھی۔

اس قبر کے واپس تعمیر ہوتے ہی وہ دِلارہ کو دیکھنے نکلا تھا، اسے جو صبح سویرے اٹھ کر اپنے بہت سے کام نمٹا چکی

تھی، اپنے کچھ پیشنٹ پیٹس کو دیکھنے کے بعد این جی او کی میٹنگ سات بجے اٹینڈ کی اور اٹھ تک وہ واپس گھر ہی آرہی تھی، آج اسے کالج نہیں جانا تھا مگر رات کی بکھری خوشبوئیں سمیٹے جانے کی منتظر تھیں تو وہ تیزی سے گھر کی طرف آرہی تھی جب اسکے دیکھتے دیکھتے ایک تیز گاڑی نے عزیزے کے گھر کے باہر ایک چھوٹی سی سٹریٹ کیٹ کو بری طرح سائیڈ سے ہٹ کیا، وہ کچھ دور جا گری، دِلارہ نے وہیں سے اس بلی کی طرف دوڑ لگائی، اس قدر زور سے ہٹ ہونے پر اس بلی کا دائیاں pawبری طرح زخمی ہو گیا، دِلارہ نے بیگ وہیں سڑک پر پھینکا اور جلدی سے گھٹنے

سڑک پر ٹیکے وہ اس درد سے کراہتی بلی کے پاس بیٹھی جس نے دِلارہ کو قریب ہوتا دیکھے اپنا سلامت pawاور اس کے نیلز خود کے بچاو کے لیے دِلارہ کو دے مارے جس سے دِلارہ کا پہلے سے زخمی ہاتھ دگنا کٹ گیا، لیکن وہ خراش پہلی خراش کے ساتھ لگی تو پچھلا زخم بچ گیا مگر دِلارہ نے اپنے ہاتھ کی پرواہ نہ کرتے اس بلی کے بیک اور شولڈر سہلا کر اسکو ایگریسیو موڈ سے نکالا، پھر جب وہ شانت ہو گئی تو دِلارہ نے اسکے زخمی پنجے کا جائزہ لینا چاہا۔

وہ جو اسے کہنے آرہا تھا کہ "میری دوست "بنو گی۔ مجھے
دوسرا دوست بنالو، میں تمہیں دوبارہ اس قبر پر بیٹھا نہیں
دیکھ پاوں گا۔

تب سڑک کنارے آتارک گیا کیونکہ دلارہ وہاں نیچے
زمین پر بیٹھی ایک زخمی بلی کو خود سے لگائے کہتی
ملی۔ "مت گھبراو۔ تم میری دوسری دوست ہو" اور دِلارہ
اسکو اٹھا کر خود سے لگاتی اسکے پنجے کے زخم کی گہرائی جانچنے
میں اتنی منہمک تھی اسے خبر ہی نہ ہوئی کوئی اس پر آکر
رک گیا ہے، اپنی نظروں کے ساتھ سانس اور دل سمیت۔

یہ منظر باران یلدرم نے مبہوت ہوتے دیکھا، وارفتگی بھری اسکی نظریں اس لڑکی پر سے نہ ہٹا سکا، نشیلا موسم تو کہہ رہا تھا وہ لٹ گیا ہے پر اسکی ٹھہری امبر آنکھوں کے آثار تو مر مٹنے والے تھے۔

"تم ٹھیک ہو جاو گی۔ تمہارا paw بلکل فٹ ہو جائے گا۔ میں تمہیں بی کے کلینک لے کر چلتی ہوں۔ جو تمہیں ہٹ کر کے گیا ہے اسکا دل اللہ ہٹ کرے گا تم دیکھنا"

وہ اس بلی کو خود سے جوڑے یہ بھی نہ دیکھ سکی باران اسکے کچھ ہی فاصلے پر آ کر رکا اسی کو دیکھ رہا ہے، یہ تو جب دِلارہ نے اپنے درد کرتے ہاتھ کا بھی بلی کو ہولڈ کرنے کے بیچ

کراہتے جائزہ لیا تو وہ اپنی جگہ سے آگے آتا دِلارہ کے بلکل قریب جارکتے اسے بھی اچانک ٹپک پڑنے سے ڈرا گیا۔

"چھوڑو اسے"

وہ اسکے ہاتھ سے بلی لینے لگا پر دِلارہ نے نہ دیتے اسے سوالیہ نظروں سے گھورا۔

"کیا مسئلہ ہے صبح وشام تمہیں میری سزاوں کا کچھ زیادہ ارمان رہتا ہے جو کبھی بھی ٹپک آتے ہو"

اس ظالم ہٹ کر کے جانے والی کار کا غصہ تھا جو اس بے وقت ٹپکتے جناب پر نکلا پر اسے اس وقت صرف دِلارہ کا ہاتھ دیکھائی دے رہا تھا۔

"میرے ٹپکنے کو اہمیت نہ دو۔ یہ کیا ہوا۔۔۔۔؟"

وہ اسکی برہمی کو چنداں اہمیت نہ دیتے اپنے سوال پر ڈٹا بولا تو دِلارہ نے سلامت ہاتھ سے پھسلتی بلی کو خود سے جوڑتے سنبھالا کیونکہ زخمی ہاتھ تو باران نے پکڑ لیا۔

اسے بلی تو نظر ہی نہ آئی نہ یہ کہ اچانک دِلارہ اسے یہاں دیکھ کر کیا سوچے گی۔

"کچھ نہیں ہوا چھوڑو"

وہ اس سے ہاتھ چھڑوانے کو مچلی مگر باران یلدرم کی پکڑ تھی، اتنی عام اور کمزور کیسے ہوتی، وہ سر تا پیر اثر رکھتا تھا، کم از کم دِلارہ پر تو شرطیہ چھا رہا تھا وہ مفرور، ہاتھ تھامنے کی دیر تھی کہ وہ ہر کڑواہٹ بھول گئی، شاید یہ ہاتھ تھامنے والی کی اہلیت و قابلیت پر منحصر ہوا کرتا ہے۔

"تمہارا ہاتھ زخمی ہے دِلارہ، یہ وہی ہتھیلی تھی جس پر ہاکی نے کٹ چھوڑا۔ خدمت خلق کرتے تمہیں خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اب انفکشن ہو گیا تو؟"

وہ بے اختیار اسکی طرف دیکھتے افسوس میں مبتلا ہوا اور اس نے دِلارہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے کرتے جائزہ لیتے ڈانٹا۔

"اسے لگا میں اسکے زخم کریدنے لگی ہوں، تبھی حملہ آور ہوئی۔ اول اول پتا نہیں چلتا ناں کہ ہماری طرف آنے والا مہربان ہے یا ظالم۔ ہمارے زخم بھرے گا یا زخم پر لگے ٹانکے ادھیڑے گا۔"

وہ زرا نہ گھبرائی کہ اسکا ہاتھ باران یلدرم نے بیچ سڑک پورے حق سے تھاما ہے، پر وہ جو بولی، باران کو لگا دلارہ بلی کی نہیں، اپنی بات کر رہی ہے، وہ نرمی سے اسے دیکھنے لگا۔

"بلکل ٹھیک کہا۔ اب جیسے یہ بلی تمہیں مہربان مان کر شانت ہو گئی۔ تم بھی ہو جاو۔ اور بنا مجھے اریٹیٹ کیے میرے ساتھ چلو گھر۔ اس پر کچھ لگا دوں۔ لاو اسے مجھے پکڑاو"

وہ صاف صاف اسکے ڈھکے لفظوں کا جواب دے کر دِلارہ کو مسمرائز کر گیا، پھر اسکے دوسرے ہاتھ سے بلی کو لینا چاہا جب وہ اسے اپنا زخمی ہاتھ چھڑواتے وہی ہتھیلی اسکے سینے جماتی روک گئی۔

"تمہیں ان سے الرجی تو نہیں؟"

وہ تسلی کرنا چاہتی تھی، اس وقت بھی اس نے باران کا سوچا یہ باران کو مسرت کے جذبات سے ہمکنار کرتا محسوس ہوا۔

"نہیں۔ مجھے الرجی نہیں جانوروں سے۔"

وہ اسے شرارت سے جتا گیا جیسے کہہ رہا ہو نہ جانوروں سے نہ لوگوں کے اندر کے جانوروں سے۔

"ویٹ! تم نے آگے مجھے بلی کہا اور اب بھی تمہارا اشارہ میرے اندر کے خونخوار جانور کی طرف ہے ناں؟"

وہ اسکو بلی تھما تو چکی تھی پر وہ باران کی دکھتی رگ نا چاہتے پکڑ بیٹھی، ابھی رات ہی تو تہیہ کیا تھا محترمہ نے اجنبیت برتے گی پر اف یہ اجنبیت برتنا دِلارہ کے لیے زندگی میں پہلی بار محال ہو رہا تھا کیونکہ سامنے باران یلدرم تھا۔

"اگر میں نے تمہیں بلی کہا بھی ہے تو دیکھو یہ کتنی کیوٹ ہے، برا تو تب لگے جب میں تمہیں چھپکلی کہا ہو۔ اور دوسری بات تمہارے اندر کے جانور کی تو ہاں اسی کا کہا، میں اس سے بھی نہیں ڈرتا"

باران نے بنا ہچکچائے بلی کو اس سے لے کر گاڑی کی طرف قدم بڑھائے تو وہ پیچھے ہی لپکی۔

"لگتا ہے بیلی بٹن piercing کا درد چلا گیا جو تم میرے اندر کے جانور کو اکسا اور للکار رہے ہو۔ اور اسے خود سے مت چپکاو، اسے درد ہو رہا ہے۔ اتنے بڑے ہو کر بھی گدھے کی طرح اچھل رہے ہو۔ یہ نہیں زخمی بلی ہاتھ میں ہے تو زرا نرم قدم اٹھالوں"

وہ پیچھے تو آئی پر قینچی کی طرح اپنی زبان چلاتی ہوئی، باران اک لمحہ گھوم کر پلٹا اور آئبرو اچکائے۔

"یہ نرم نازک قدم تم لڑکیوں پر سجتے ہیں، ہم جاندار مردوں پر نہیں۔ تم میری جینڈر کو چھیڑنا بند کرو۔ اسے میں عزیزے کے کیئر یونٹ میں چھوڑ کر آتا ہوں تم گھر

چلو۔ خبر دار ہمارے پیچھے آئی۔ تمہارا ہاتھ میں آکر دیکھتا ہوں۔۔لو عزیزے بھی آگئیں"

وہ اسے منع ہی کر رہا تھا جب عزیزے کی گھر کے پاس سے گزرتی گاڑی رکی تو وہ دونوں کو وہاں سڑک کنارے رکا دیکھے وہیں ڈرائیور سے کہے اتر گئیں، وہ کسی کام کے لیے گھر آئی تھیں۔

"ارے باران! یہ بلی تم نے کیوں اٹھا رکھی ہے۔ کیا یہ زخمی ہے؟"

عزیزے نے پاس آتے ہی بلی کو دیکھتے پوچھا تو باران نے اسے سر ہلاتے انکے ہاتھوں میں تھمایا۔

"اسے کار ہٹ کر گئی بی۔ آپ اسے دیکھ لیں اسکی ہڈی تو ایفیکٹ نہیں ہوئی"

باران کے بجائے دِلارہ نے جلدی سے جواب دیا تو باران اسکی فکر پر لمحہ بھر ٹھٹکا کیونکہ وہ یوں تھی جیسے ابھی رو دے گئ جبکہ عزیزے نے اسکے پیر کا اندر گھر کی طرف بڑھتے جائزہ لیا پر اسکی ٹانگ بچ گئی تھی، باران بھی دونوں کے پیچھے ہی اندر آیا۔

"نہیں ہڈی بچ گئی۔ تم جا کر یہ کپڑے بدلو میں اسے بینڈ تج لگاتی ہوں اور لے جاتی ہوں کیئر یونٹ۔ اسکے سارے بال تمہارے سوئٹر سے لگ گئے۔ آجاو باران تم بھی چائے بنواتی ہوں"

عزیزے نے دونوں کو ہی مصروف انداز میں تاکید کی اور بلی کو لیے اندر بڑھیں پر دِلارہ کسی کے خود پر دبا دبا ہنسنے پر گھورتی پلٹی، دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹے اچٹتی نگاہیں باران پر ڈالیں۔

"دانت کیوں نکال رہے ہو؟ اچھے بھلے ڈیسنٹ آدمی ہو کر ایسی حرکتیں۔ نہ وجہ نہ تک۔ ہی ہی۔۔ بولو کیوں ہنسے ہو؟"

وہ سامنے والے کی ہنسی کو بہت مہارت سے مسکراہٹ میں بدلنے میں کامیاب تھی۔

"بلی کے بال بھی لگ گئے اب تم سچ میں بلی لگ رہی ہو۔ تو یہ فنی ہوا ناں"

باران نے مسکراہٹ روکتے دِلارہ کو چڑانے کی کوشش کی اور اس وقت وہ کہیں سے ایک میچور آدمی نہیں لگ رہا تھا بلکہ دِلارہ کی طرح یہ ہنس کر چھیڑنے والی ٹین ایج حرکت کرتے بچہ لگ رہا تھا۔

"دیکھو میر امزاق اڑانے سے پہلے اپنے بیلی بٹن پر زرا ہاتھ پھیر کر اسکا درد فیل کر لو ایسا نہ ہو میں اگلی سزا میں سرجری کروا کے تمہیں گینڈے کی دم لگوا دوں، اور تم چوں چاں بھی نہیں کر سکو گے"

دِلارہ نے اسکے سامنے تن کر جیسے کھلے عام للکار کر برخستہ جواب دیے جنگ کا میدان سجوایا وہ بہادری کا کام سہی پر دم والی گھناونی حرکت سننے میں ہی عجیب تھی، تبھی تو وہ بھی فاصلہ سمیٹے قریب ہوا، دونوں سلگتی نظروں سے ایک دوسرے کو گھورتے ملے۔

"اتنا خوبصورت گینڈا تم نے کہیں نہیں دیکھا ہو گا۔ گینڈوں کی کمیونٹی کا بادشاہ ہوں گا۔ پھر کوئی گینڈی مجھ پر دل ہار بیٹھی تو اسے تم سمجھا دو گی کہ یہ پورا نہیں بس دم تک گینڈا ہے؟"

وہ فاصلہ سمیٹے بڑے سنجیدہ انداز میں دِلارہ کو دیکھتے پوچھ رہا تھا جسکی آنکھیں لمحہ بھر مسکرائیں، ہاں وہ گرے آنکھوں والی چھپتا چھپاتا سا مسکائی تھی، کسی نے وہ خفیہ مسکراہٹ آخری زرے تک محسوس کی تھی، دل پر مانو قرار کی بوندیں ٹپکی ہوں۔

"تم پر گینڈی ہی دل ہار سکتی ہے۔ انسان کی بچی کا اتنا دل گردہ ہو بھی نہیں سکتا"

دِلارہ نے پر اعتماد ہوتے اسے منہ توڑ جواب دیا جو اس وقت دِلارہ سے بس بے وجہ بحث کرنے میں دلچسپی رکھتا تھا، اسے تنگ کر کے خوامخواہ کی لڑائی کرے کوئی نئی سزا چاہتا تھا۔

"ایسا مت کہو۔ جرمنی میں بارہ تیرہ ایسی لڑکیاں ہیں جو مجھے ڈائریکٹ پرپوز کر چکی ہیں۔ کچھ سٹاف میں کچھ میری نیبرز، کچھ جم کولیگز۔۔۔ یہاں تک کہ ایک مجھ سے سینئر نیوروسرجن تک کا کرش ہوں میں۔ تو کیا وہ سب گینڈیاں

ہیں۔ نہیں۔ وہ اتنی حسین ہیں کہ تمہارا منہ کھلا کا کھلا رہ جائے، اتنی خوبصورت۔۔۔۔۔"

وہ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں گھسائے یہ تفصیل دیتا ہوا خوامخواہ شوخا ہوا جب سبکی خوبصورتی کے گن گائے پر دِلارہ جسکی آنکھیں ہی بہت تھیں سامنے والے کے قتل کے لیے، جسکا بھرا بھرا آئیڈیل فگر ہی تباہی تھا، جسکے کمر سے نیچے تک جاتے بال ہی اخیر تھے اسے ایسی خوبصورتی سے گھنٹہ فرق نہ پڑا۔

"میں آئینے میں دِلارہ کو بنا منہ کھولے دیکھ لیتی ہوں، کھلنا ہوتا تو میرا منہ یہاں کھل جاتا"

وہ خود کی تعریف کرتی سر اکڑا گئی، اف اسکا خود کو سب سے زیادہ خوبصورت کہنا، ہائے سچ ہی تو تھا، وہ نوخیز کلی ہی تو تھی۔

"تم خود کو خوبصورت ترین کہہ رہی ہو؟ یہ تمہیں کس پاگل نے کہا؟"

باران نے اسے اب کی بار جان کر اکسایا پر اسے یہ کسی کے منہ سے سننے کی ضرورت تھی ہی کب، وہ جانتی تھی وہ کتنی خوبصورت اور منفرد ہے۔

"دماغ ہی کھاتا ہے بس"

وہ لاجواب ہوئی تھی اور اس سے پہلے پکڑی جاتی، بھاگنے لگی جب باران نے اسکی کلائی نرمی سے پکڑتے روکا، دِلارہ نے گھبرا کر اسکے اس پر استحقاق انداز پر باران کی نرم تاثر میں ڈوبی امبر آنکھوں کو دیکھا۔

"آو ہاتھ دیکھنے دو۔ پھر بھاگ لینا مجھ سے شرما کر"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتا ہی اندر لے کر بڑھا جبکہ دِلارہ نے اسکے حق جمانے کو ابھی تو نہ جھٹکا پر گھر میں گھستے ہی یاد آیا محترمہ تو اجنبی بننے والی تھیں۔

"تم سے شرمانے سے بہتر ہے نیلا تھوتھا چاٹ لوں۔ پتا نہیں کس قسم کی باتیں کرتے ہو۔ ہاتھ چھوڑو کیا کندھے سے اکھاڑو گے اسے؟"

دِلارہ نے اس جونک سے ہاتھ چھڑوایا تو باران نے چھوڑ دیا پر آرام سے تاکہ جھٹکا نہ لگے۔

"مجھے خیال رکھنا چاہیے کہ تمہاری بازو ایفی سے جڑی ہے کندھے سے، نکل آئے گی۔ سوری آگے سے میں دھیان رکھوں گا پاپا کی پری کا ہاتھ نہ پکڑوں۔"

وہ مزے سے کہتا پاس سے گزرا تو وہ اس پاپا کی پری کے طنز پر آگ آگ ہو گئی، عزیزے نے بلی کا معائنہ کر لیا تھا جبکہ اسے ساتھ ہی لے جانے کا ارادہ بھی کیا اور خود وہ باران کے لیے چائے بنوا رہی تھیں تو وہیں لاونج میں آکر بیٹھیں، باران بھی اسی طرف جا کر انکے ساتھ بیٹھا، دونوں کی نظر وہیں آتی دِلارہ کی طرف تھی جس نے کیٹ کاوچ پر بیٹھی اس زخمی بلی کے پاس دوزانو بیٹھے اسکا بینڈیج والا پنجا سہلایا۔

"اب یہ ٹھیک ہے بی؟"

دِلارہ نے فکر سے پوچھا۔

"ہاں hayatim، تم جاو چینج کرو اور آکر بیٹھو ہمارے ساتھ چائے پیتے ہیں۔"

وہ بی کی تاکید پر نرم سا مسکرا کر اٹھی اور باران کو سخت والا گھور کر گئی جس پر باران نے مسکرا کر دِلارہ کی پشت دیکھی، جبکہ اسکی مسکراہٹ اس وقت عزیزے کے لیے دلچسپ منظر تھی۔

"سر کیوں دکھتا رہتا ہے تمہارا۔ بتاو۔ جب تک وہ چینج کر کے آتی ہے آو میں آئلنگ کرتی ہوں تمہارے پیارے بالوں میں"

عزیزے کے پیار سے اسکے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے پر وہ انکی شفقت بھری آفر پر مسکراتا ہوا انکے قدموں میں بیٹھا۔

"آپکو کس نے کہا ہمیشہ دکھتا رہتا ہے انے؟"

وہ مسکرانے کے ساتھ متجسس ہوا۔

دِلارہ کے کچن سے پانی پینے کے لیے قدم واپس وہیں آتے رکے جب اس نے باران کوبی کے قدموں میں بیٹھا دیکھا۔

"جس نے بھی کہا ہو۔ آبزرویشن بھی کوئی چیز ہے۔ بتاو مجھے یہ درد کہاں سے لے آئے ہو اپنے ساتھ۔ دل کے درد کافی نہیں تھے کیا؟"

وہ اسکے سوال کو رد کرے اسکے بالوں میں کچن میں شیلف پر رکھا ہیر آئل لا کر وہیں بیٹھے اسکے بالوں میں لگاتے بولیں، دم دِلارہ نے سادھا، کیونکہ وہ وجہ بتانے والا تھا، وہ وجہ جو دِلارہ کو جاننی تھی۔

"کچھ سالوں پہلے ایک ایکسیڈنٹ ہوا۔ میرا سر پھٹ گیا تھا۔ پتا نہیں کس دعا نے بچایا ورنہ سمجھیں مر گیا تھا۔ اسکے

بعد سے یہ نئی زندگی کے تاوان کی صورت سر درد میرے ساتھ جڑا ہے۔ میں عادی ہو گیا اس درد کا"

وہ انے کے ہاتھوں کی بالوں اور پوروں کی جڑوں تک حرکت پر سکون محسوس کرتے بتا بیٹھا جو اسے سب سے چھپانا تھا، عزیزے کے ہاتھ تھمے اور دِلارہ کا گلاب چہرہ جیسے دفعتا اترا وہ محسوس کن تھا، پہلے وہ بلی کی تکلیف پر رونے والی لگی اب اس شخص کے سر درد سے عادی ہونے نے دل کی شریانیں سکیڑ کر رکھ دی تھیں۔

"کیا صرف سر درد ہے یا اس کی وجہ سے تم کسی اور تکلیف کا بھی شکار ہو؟ مجھ سے کچھ مت چھپاو باران"

وہ اسکے اپنی طرف گھبرا کر مڑنے پر سمجھ گئیں وہ یہ انجانے میں بتا بیٹھا ہے تبھی عزیزے نے تمہید کے سنگ اس سے مزید پوچھتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا، دِلارہ اب دیوار کے دوسری جانب کھڑی تھی، وہ ابھی بھی وہیں تھی، وہ اسکے درد کی جڑ جاننے کو بے تاب تھی، اس سے جایا ہی نہ جارہا تھا، اسکے پورے وجود میں اضطراری کیفیت برپا تھی جیسے ابھی اسکا مرض معلوم ہو اور وہ شفاء کی جدوجہد کے لیے گوشاں ہو جائے۔

"میں آپکو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا انے، یہ ایک دم بے اختیار منہ سے نکلا۔ کیا آپ بھول سکتی ہیں۔ اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں کسی سے ڈسکس نہیں کیا نہ کبھی کرنے کا ارادہ تھا۔ آپکے ہاتھوں میں ایسا سرور تھا کہ آپ نے مجھ سے اگلوا لیا۔ یہ چیٹنگ ہے"

وہ اپنی زبان کی بے اختیاری پر پشیمان تھا یہ بھی عزیزے اور دِلارہ کا دل دکھا گیا، وہ بھلے معصومانہ انداز میں اپنی غلطی پر دکھی ہو رہا ہو پر اسے کیا پتا یوں اپنا درد اگل کر وہ بہت ہلکا پھلکا محسوس کرنے والا ہے، لیکن ابھی وہ بہت پریشان ہو گیا تھا، اسکے اپنے طرف پلٹ کر بیٹھنے پر

عزیزے نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا جیسے مقصد یہ تھا کہ اسے پر سکون کر کے اس پشیمانی اور افسوس سے باہر نکالا جائے۔

"میں پریشان بس اس لیے ہوں کہ ان تکلیف بھرے دنوں میں بھی تم نے اپنے فضول کے فرار کو اہمیت دی اور کسی کو نہ اپنی اطلاع دی نہ ہی آواز لگائی۔ مجھے بتاو اب ٹھیک ہوناں پورے؟ یہ سر درد مہلک تو نہیں؟ خبر دار اگر مجھ سے کچھ چھپایا۔ میں اگلوانے پر آئی تو سب اگلوالوں گی اس لیے شرافت سے بتاو"

وہ آزردہ نگاہوں میں باران کا چہرہ لیے اس سے پیار و محبت سے پوچھ رہی تھیں، ایسے لاڈ سے کوئی اس سے پوچھتا کہاں درد ہے تو درد خود بول اٹھتے کہ "ہم یہاں ہیں" پھر باران کی مجال جواب کچھ چھپا پاتا، اسے دکھ تھا کہ وہ دن بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے، خاص کر یہ واپسی اسکے اندر شگاف ڈال رہی ہے۔

"آپ بابا یا عالیان کو مت بتایئے گا۔ میں اب بھی نہ آتا۔ تو ران کے ساتھ ہی میری واپسی ہوتی مگر حالیہ رپورٹس کے مطابق ڈاکٹرز کا کہنا ہے میں اپنی یاداشت کسی بھی وقت کھو سکتا ہوں۔ ہمیشہ کے لیے سب بھولنے سے

پہلے مجھے واپس آنا پڑا انے کیونکہ بہت سے قرض تھے جو
لوٹانے تھے۔ شاید یہ آخری دن ہوں میرے، اسکے بعد
مجھے سب بھول جائے۔ یہ تک کہ میں نے کتنے گناہ کیے اور
کتنے ثواب کمائے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھے بے وقت لوٹنا پڑا
اور اب بے وقت لوٹ تو آیا ہوں لیکن مجھے ڈر لگ رہا ہے
شاید میں سارے قرض نہ اتار سکوں۔ میں سب کو بہت
سوں کا گناہ گار لگ رہا ہوں اور میرے اگلے لمحے کا بھروسہ
نہیں کہ اک ہوا کا جھونکا آئے اور مجھے ہر شے سے
فراموش کر دے۔ پھر اب کی بار مجھے چھوڑ کر سب ایک
بار پھر سولی پر لٹک جائیں گے۔ شاید تا قیامت کے

لیے۔ مجھے تو خوش ہونا چاہیے کہ میرے دل اور دماغ کی تکلیف ہمیشہ کے لیے میری یاداشت کے ساتھ چلی جائے گی لیکن نہیں میں خوش نہیں ہو سکتا تھا، مجھے خوشی راس نہیں۔ میں بہت سوں کا سوچ کر لوٹا ہوں"

اس شخص کی آواز یہ بتاتے اتنی بھاری ہوئی کہ دردناک لگنے لگی، اسے شاید اندازہ نہ ہو پر اسکی تکلیف اسکے لہجے، آنکھوں اور پورے وجود پر حاوی ہو گئی تھی، عزیزے اور دلارہ نے یہ محسوس کیا تھا۔ وہ انے سے اس لیے بھی سب کہہ بیٹھا کیونکہ وہ اپنی بیٹی کے بجائے باران پر زیادہ اعتبار کرتی تھیں، انہوں نے کبھی بھی عیشاء یا

توران میں فرق نہیں کیا تھا، اور یہ سب سننے کے بعد عزیزے کی آنکھیں بھیگ گئیں، آنسو انکی رخساروں پر اتر آئے، جبکہ دِلارہ کے چہرے سے بس یہ لگ رہا تھا کہ جتنی ٹوٹ پھوٹ ہے اخیر ہے اور وہ اسکے اندر ہے، باہر سب سلامت تھا۔

"تم سب سچ بتادو، توران کے آنے سے پہلے ہی۔ کوئی اعتبار کرے یا نہ کرے۔ میں کروں گی۔ مجھے بتادو سب۔ کوئی تو تمہارا رازدار ہو۔ میں توران کی واپسی تک یہ راز اپنے اندر رکھوں گی باران۔ اگر تم بے قصور ہو تو اب اٹھارہ سال بعد ہی سہی تھوڑا تو احتجاج کرو۔ جس سے لگے کہ تمہیں بھی

اپنے آپ سے پیار ہے۔ اپنی پرواہ ہے۔ تم نے بھی دیر سے
سہی پر اپنے لیے کچھ کیا ہے"

وہ اس سے اسی تڑپتے لب و لہجے میں منت کر اٹھیں کہ ان
سے مزید باران کا سلگنا برداشت نہ ہوا، انکا دل ان امبر
آنکھوں کی تکلیف پر گواہی دے رہا تھا کہ وہ معصوم ہیں، وہ
بے قصور ہیں، جبکہ دِلارہ کے اندر کی شکستگی اب کی بار اسکی
گرے آنکھوں تک چلی آئی پر وہ بہت مضبوط تھی، ملکہ
تھی اور ملکہ کبھی نہیں روتی تھی، لیکن ملکہ کا دل رو رو کر
تھک رہا تھا، دل پر جو آنسوؤں کی بوندیں گرتی ہیں انکی شفاء
دنیا کی کوئی دوا نہیں بن پاتی، وہ دل ہمیشہ کے لیے

دکھیارے ہو جاتے ہیں، ان پر قفل لگ جاتا ہے، سیاہ نصیبی کی ایسی مہر کہ وہ مرے ہوئے ہیں، اب جی نہیں پائیں گے، وہ سر دیوار سے ٹیک گئی، جیسے کوئی سچ میں کسی کے درد کو اپنی رگوں سے جڑا محسوس کر کے بھاری سانسیں کھینچ رہا ہو۔

"میں توران اور عیشاء کے نکاح کے گواہ کی تلاش کروا رہا ہوں۔ جیسے ہی وہ ملتا ہے میرا آدھا کام مکمل ہو جائے گا، نکاح نامہ نہیں ہے لیکن اگر گواہ ملتا ہے تو شاید دِلارہ کی ایک شرط مکمل ہو جائے اور دوسرا توران کی رہائی تو دو ماہ تک ہو ہی جائے گی۔ تین دن میں میری واپسی ہے۔ میں

جانے سے پہلے سب آپکو بتادوں گا۔ دوماہ تک توران واپس آئے گا انقرہ۔ اسکے بعد جو کرنا ہے آپ کر لیجئے گا۔ میں شاید نہ لوٹ سکوں"

وہ زرا حوصلے میں واپس آگیا، عزیزے نے جھک کر اسکا ماتھا چوما، شاید وہ اسکے درد سے دُکھ گئی تھیں، باران سے کہیں زیادہ، لیکن یہ ماتھا چومنا باران کے اندر حوصلوں کے پہاڑ کھڑے کر گیا، ہاں کبھی کبھی کسی کا یوں کمزور لمحوں میں سنبھالنا ایک دم سے قوت بھر دیتا ہے، جسم کا تھکا ہوا ہر رواں سانس لینے لگتا ہے۔

"جیسا تمہیں آسانی دے۔ اگر تم اسکی شرطیں پوری کرتے ہو تو کیا کرے گی وہ؟"

اب کی بار عزیزے کی آواز یہ پوچھتے کانپ گئی، وہ اسکے چہرے پر بے قرار نظریں جمائے ہوئے تھیں اور دِلارہ مزید وہاں نہ رکی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی، کاش وہ کچھ دیر اور رکتی تو اس پر آگاہی کے اور در کھلتے، وہ مزید باران یلدرم کو جان لیتی۔

"وہ مجھے واپس جانے دے گی۔ ہمیشہ کے لیے۔ اور شاید مجھ سے جڑا یہ نام کا رشتہ بھی ختم کرنا چاہے۔ سب اسکی مرضی پر منحصر ہے"

باران واپس بالوں میں آئلنگ کروانے مڑ کر بیٹھ گیا تو عزیزے نے پھر سے اسکے سر کی مالش شروع کی، انکا چہرہ مرجھایا لگ رہا تھا، کیونکہ اس شخص نے نظریں اور چہرہ بروقت چرا لیا تھا پر اف وہ چہرہ موڑ کر بیٹھا باران، اسکے اندر اک ہلچل تھی، اک طوفان تھا، چہرہ ایسے خزن کا شکار جو بہت رونے کے بعد نصیب ہوتا ہے پر آہ وہ دُکھے لوگ جنکے چہرے اس خزن کے دوست ہو گئے۔

"اسے بیوی نہیں بناو گے؟"

انے کی آس وہ انکے لہجے میں گھلتی محسوس کر سکتا تھا، وہ سپاٹ ہوا، ہر کیفیت اپنے اندر گاڑ کر رکھ دی۔

"میں اس سے بیس سال بڑا ہوں۔ میرا اور اسکا جوڑ نہیں۔ یہ بابا کو بھی سمجھ آجائے گا اور آپکو بھی۔ میں اسے کبھی اپنی بیوی نہیں بناوں گا۔ وہ بھی یہی چاہے گی"

وہ فورا سے حتمی انداز میں جواب دے کر عزیزے کے اندر کی آس دگنی شدید کر گیا، وہ بے آس اب بھی نہ ہوئیں۔

"ابراہیم بھی مجھ سے بیس سال بڑے تھے۔ اور ہماری لوو میرج تھی۔"

وہ اسکے بالوں میں بدستور انگلیوں کی پوریں پھیرتے اسے جتاتے بولیں تو وہ اذیت سے بھر سا گیا، اسے ابراہیم یلدرم کے ظلم نے یاد آکر سینے کے آخری کنارے تک زخمی کیا، اسے دِلارہ کی ارمانوں سے بھری قبر یاد آئی۔

" تبھی انکا دماغ جلدی کام کرنا چھوڑ گیا۔ اپنی نواسی کو زندہ گاڑ دیا؟ یہ انکے جلدی اتر آتے نا سمجھ بڑھاپے کی نشانی تھی"

وہ عجیب طرح غصہ محسوس ہوا جبکہ عزیزے کا دل چھلنی ہوا جب وہ سب یاد آیا لیکن اب ضروری تھا وہ بھی باران کو کچھ رازوں میں شریک کرتیں۔

"انہوں نے آخری وقت مجھ سے کہا کہ وہ خود ناجائز اولاد تھے، وہ ہماری ساتھ آخری شام تھی، انکی ماں نے زمانے کے ڈر سے انکو یتیم خانے پھنکوادیا اور اب وہ اپنی نواسی کو اس زلت سے بچائیں گے، مجھے کیا پتا تھا ہماری نواسی کو دفنا دیں گے۔ ابراہیم ناجائز تھے یہ تو بھلا ہو ہائمہ اور عباس یلدرم کا جنہوں نے ابراہیم کو اس یتیم خانے سے گود لیا۔ یہ سچائی وہ بھی اٹھارہ سال پہلے بڑی کوشش کے بعد جا کر جانے تھے کہ انکی ماں بن بیاہی امید سے ہو گئی تھی، اسکا ریپ کیا گیا، جس نے ریپ کیا وہ گھر میں پلنے والا اسی کا کزن تھا، جسے ابراہیم کی ماں نے ہمیشہ بھائی سمجھا۔

وہ عورت اپنے بچے کو کیسے مار دیتی کہ وہ اس کے جسم سے جڑا تھا، ہاں پیدا کرنے کے بعد اسے یتیم خانے درج کروائے وہ زمین میں دھنس گئی یا اسے آسمان نگل گیا، کچھ علم نہ ہو سکا، تم محسوس کرو یہ کرب کہ وہ اپنی ماں کے بارے انہی دنوں جانے تھے جب انکو یہ علم ہوا کہ انکی بیٹی نے بھی انکی ماں کی طرح ایک ناجائز بچہ پیدا کیا۔ وہ جس سچائی کو اپنے اندر دبائے بیٹھے تھے اس پر وہ عیشاء اور دلارہ دونوں کو دفنا دیتے اس لیے نہیں کہ وہ سفاک تھے، ظالم تھے، اس لیے کہ وہ ان دو کی آگے کی زندگی سے ڈر گئے۔

عیشاء نے اچھا کیا خود ہی کہیں کھو گئی ورنہ دِلارہ کے ساتھ ایک قبر عیشاء کی بھی ہوتی۔

میں گواہ ہوں کہ کیسے وہ تاعمر اپنے اصل ماں باپ کی تلاش میں لگے رہے۔ دِلارہ کو زندہ اسی لیے دفنا دیا کہ وہ اسکی ذات کے مسخ ہونے سے خوف کھا گئے تھے۔ وہ بڑی اذیت سے مرے تھے۔ بظاہر دنیا کو لگتا ہے انہوں نے خودکشی کی پر ڈاکٹر نے کہا وہ برین ہیمرج سے مرے کیونکہ جس جگہ گولی دھنسی تھی وہاں سے وہ بچ سکتے تھے۔ انھیں یہ دکھ نہیں تھا کہ انہوں نے دِلارہ کو زندہ دفنا دیا، انکو یہ اذیت تھی کہ وہ بھی دِلارہ کے لیے کاش کسی ہائمہ اور

عباس کا انتظار کر لیتے لیکن یہ تو میں بھی نہیں جان سکی باران کہ وہ شخص اصل میں کس کرب کے ہاتھوں مر گیا۔"

اس بار کلیجہ باران کا پھٹا، وہ انکے ہاتھ ہٹاتے ہی نیچے سے اٹھ کر عزیزے کے ساتھ بیٹھا اور انکو اپنی بازو کا حصار دیتے خود سے بے اختیار لگایا تو وہ یوں روئیں جیسے مدت سے اس عورت نے اپنے آنسو گھوٹ رکھے ہوں اور آج بے اختیار آنکھوں سے وہ اذیت بہہ نکلی ہو، باران پورا جیسے زخمی ہو کر چھل گیا، دل سے لہو نکل آیا ہو، آنکھیں سرخ انگارہ، ہر فرد اپنی الگ الگ جنگ لڑ رہا ہے یہ تو وہ جانتا تھا پر جنگیں

اتنی کربناک بھی ہو سکتی ہیں یہ اسے نہیں پتا تھا، اسے تو لگا سب سے بڑا دکھ اسکا ہے۔

"اور میرے بابا نے دِلارہ کو اس قبر میں زندہ دفن ہونے والی موت سے بچا کر اسکی ذات مسخ کر دی۔ اگر وہ دفن ہی رہتی تو شاید آج اسکی ذات سراپا دکھ نہ ہوتی۔ وہ معصوم روح تھی۔ واپس جنت کے سپرد ہو جاتی۔ کسی نے اچھا نہیں کیا۔ جس نے دلارہ کی بھلائی چاہی وہ بھی انجانے میں اسکے ساتھ بھلائی کرنے کے چکر میں برا کر بیٹھا"

اب کی بار باران اذیت سے بولا تھا، دونوں اس وقت بہت گہری تکلیف میں لپٹے تھے، پچھتاوا، ملال اور حسرت ملتے تو

اس وقت ان دو کا دل بنتا، عزیزے نے اپنے آنسو پونچھتے باران کی طرف دیکھا۔

"دِلارہ کی ذات مسخ نہیں ہے۔ وہ بس انصاف چاہتی ہے۔ میں نے ساڑھے سترہ سال اس کے ساتھ سانس لی ہے۔ جی ہوں میں اسکے ساتھ۔ مسکرائی ہوں۔ مری ہوں۔ تڑپی ہوں۔ تم بتاو اگر تم اسکی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟"

اب کی بار وہ روتی روتی اصولی سوال سامنے لائیں اور یہ سوال باران کی آنکھوں میں ریت سی چبھو گیا۔

"میں اسکی جگہ ہوتا تو اس سے لاکھ گناہ زیادہ ظالم ہوتا یا پھر مر گیا ہوتا"

وہ بھی پوری سچائی سے اعتراف کر گیا، اور باران کے اس جملے پر عزیزے کی نمدیدہ آنکھوں کی مری آس پھر سے جی اٹھی۔

"تو پھر اسے ہر ممکنہ کوشش کرو کہ مت چھوڑو۔ وہ آجکل کے لڑکوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی باران۔ کوئی اسکا ہم عمر بھی آجائے، وہ میری دِلارہ کی ذات کی بوسیدگی سے جلد عاجز آجائے گا، تھک جائے گا، منہ موڑ لے گا۔ اول تو وہ کسی کو خود تک آنے ہی نہ دے گی۔ وہ اپنی عمر کے لڑکوں

کے ساتھ کبھی ایڈجسٹ نہیں ہو سکتی۔ اسکی حساسیت کوئی تم سا میچور انسان ہی سلامت رکھ سکتا ہے۔ بھلے تمہاری اس معاملے میں غلطی ہو یا نہیں۔ پر میں چاہتی ہوں تم اس سے جڑے رہنے کی ہر ممکنہ کوشش کرو۔ کیا تمہاری زندگی میں کوئی لڑکی یا عورت ہے؟"

عزیزے نے پہلے پوچھنے والا سوال آخر میں کیا جسکا انھیں بخوبی احساس بھی تھا تبھی سوال کرتے وہ کچھ پریشان و بے قرار لگیں جبکہ وہ مسکرا دیا، اسکی مسکراہٹ میں سراسر جبر کے جذبات حائل تھے۔

"میری زندگی میں ایسا کوئی نہیں۔ میں اپنی درد کرتی زندگی کے ساتھ کسی کو گھسیٹنے کے حق میں نہیں۔ تو میں دِلارہ کو بھی اس جگہ نہیں سوچ سکتا انے۔ میچورٹی عمر کے ساتھ نہیں آتی۔ آپکو کس نے کہا میں میچور ہوں۔ میں اپنی ماں کی موت کے بعد اسکی قبر پر پھوٹ پھوٹ کر رونے والا وہی انیس بیس سال کا لڑکا ہی ہوں جسکی ساری دنیا وہیں رکی رہ گئی ہے۔ میں ہرگز میچور نہیں ہوں۔ میں کسی کے لاڈ تو ہرگز نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ میرے اندر خود بڑی حسرتیں دفن ہیں کہ میرے لاڈ اٹھائے جاتے۔ آپ اسکے لیے کوئی ذہنی اور قلبی میچور انسان ڈھونڈیں، عمر میں کچھ

نہیں رکھا۔ میں یہاں صرف گڑھے مردے اکھاڑنے آیا تھا۔ اپنا کام کرتے ہی واپس چلا جاوں گا ہمیشہ کے لیے"

وہ نا امید و مایوس سا تھا، اسے خود سے اچھی امیدیں تو ہر گز نہ تھیں، عزیزے نے اسکے چہرے سے ہتھیلی جوڑتے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا کہ اب بھی وہ نہ مسکرایا تو رو دیں گی۔

"میں بھی انے ہی ہوں تمہاری۔ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر مت جانا مجھے۔ وہ تمہارے آنے کے بعد تھوڑا سہی پر بدل رہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ٹھیک ہو جائے۔ وہ بولنے، مسکرانے اور چیخنے کے ساتھ ہنسنے اور رونے بھی لگے۔؟"

یہ آخری گزارش تھی جو عزیزے نے اس پیارے بچے سے کی پر وہ نظریں چرا گیا کہ ایسی آس پوری کرنا اسکے ہاتھ میں نہیں تھا۔

"میں نے پہلے ہی اسکی زندگی خراب کر دی اتنے سال مفرور رہ کر۔ مزید نہیں انے۔ آپکا حکم سر آنکھوں پر لیکن میرے بس میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ کبھی تھا ہی نہیں۔ وہ آئے تو اسکا ہاتھ دیکھ لیجئے گا۔ میں چلتا ہوں۔ آپکو بھی دکھی کر دیا۔ میری ذات صرف کانٹا ہے جو چبھتا رہے گا، میں کسی زیادتی کی تلافی تک نہیں کر سکتا انے، زخم پر مرہم رکھنا تو ناممکن ہے۔ یہ فیض ہم جیسوں کی ذات میں رکھے

ہی نہیں جاتے جنکے مقدر میں ناکردہ گناہوں کی سزا جھیلنی لکھی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے مجھے دِلارہ کی بہت فکر ہے لیکن ویسے جیسے آپکو ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں"

وہ مزید شاید بات نہیں کر سکتا تھا تبھی اٹھ کر جانے لگا مگر عزیزے نے اسے بازو پکڑے روکا اور خود اٹھ کھڑی ہوئیں، وہ اتنا سب کہہ کر بنا کچھ سنے کیسے جا سکتا تھا بھلا۔

"ہم اس پر پھر بات کریں گے کہ تمہاری دِلارہ کو لے کر فکر کو کس کیٹیگری میں رکھا جائے۔ ابھی مجھے واپس نکلنا ہے۔ میں اس زخمی بلی کو بھی کیئر یونٹ پہنچاتی ہوں۔ تم

بیٹھو اور اسکا ہاتھ دیکھ کر جانا۔ کچھ نہیں سن رہی
میں۔ چائے کے ساتھ کچھ کھانا ہے تو میڈ کو کہہ دینا"

عزیزے اسے ان سنا کرے فیصلہ سنائے جانے کو تیار
ہوئیں، وہ کچھ بے چین ہوا پر وہ کچھ سنے بنا بلی کو احتیاط سے
اٹھائے وہاں سے اسے شفیق محبت بھری نگاہوں میں
پروئے مڑی اور باہر چلی گئیں، اور یہاں وہ گئیں، دلارہ
چینج کرے وہیں آتی نظر آئی تو باران بے اختیار اسکی
طرف پلٹا۔

وہ ڈراک گرین کلر کے floral print belted ڈریس
میں ملبوس تھی، نیچے سے ڈریس ruffle hem بنا تھا جبکہ

پیروں تک لانگ تھا، اوپر باریک سا اوپن وولی سوئیٹر پہنے وہ پیروں میں شوز پہنے ہوئے تیار تھی، بالوں میں اک دو برئیڈ بنی تھی اور کچھ شائنگ گرین پنز لگی تھیں۔

"بی چلی گئیں؟"

وہ پاس رکتے ہی باران کو سنجیدگی سے دیکھنے لگی جو اپنا کوٹ اتار چکا تھا اور بازو بھی زرا فولڈ تھے، بالوں میں ہوئی آئلنگ کی وجہ سے باران کے بال باقاعدہ چمک رہے تھے، وہ اچھی خوشبو کے ساتھ مہک رہا تھا، آئل میں بھی جیسمین کی خوشبو شامل تھی پھر ہر انسان سے نکلتی ایک خاص خوشبو بھی شامل ذات ہو جاتی تھی جو اسے دوسرے انسان سے

الگ کرتی، پھر اسکی منفرد امبر آنکھیں لافانی خوبصورتی کی حامل تھیں، اس شخص کے پورے چہرے پر حاوی ہو کر صورت کو تازگی دیتی تھیں۔

"ہاں۔ اب ہاتھ دیکھاو اپنا تاکہ میں بھی جاوں۔ فسٹ ایڈ باکس کہاں ہے۔ ویسے تو ضرورت نہیں پر اگر انفکشن نہ ہونے کا قبل از وقت بندوبست ہو جائے تو بہتر ہے۔ احتیاط اچھی چیز ہے۔ پتا نہیں اس Street Cat نے اپنے نیلز کہاں کہاں مارے ہوں۔ جرمز ہو سکتے ہیں۔ تم نے ہاتھ واش کیا؟"

باران نے اسکا پہلو میں گرا ہاتھ پکڑ کر تفصیلی جائزہ لیا جہاں دو دو کٹس لگے تھے، ایک پرانا بہتر تھا پر نئے والا سرخ خون کی لکیر کے ہمراہ دیکھائی دے رہا تھا، اسکی پوری ہتھیلی گلابی تھی پر ٹھنڈی بھی کہ باران کے منہ سے نان سٹاپ فکر کا سمندر جھڑتا گیا۔

"ہاں واش کیے ہاتھ۔ چہرہ بھی۔ کیونکہ وہ میری گال بھی زبان سے چاٹ رہی تھی۔ یہ عام سی کھروچ ہے میں نے اس پر اینٹی جرمز آئل لگا دیا ہے۔ مزید کسی احتیاط کی ضرورت نہیں"

وہ اسے بروقت ہر تکلف سے روک گئی جبکہ باران نے اسکی گال دیکھی، وہ غور کرنا نہیں چاہتا تھا پر یوں تھا جیسے غور کروایا گیا، تبھی باران نے نوٹ کیا اسکی دائیں گال پر چھوٹا سا تل تھا، وہ اسکی گال پر سج رہا تھا، اپنے چہرے کو باران کی نظروں میں فوکس دیکھے وہ اسے پکارنے لگی۔

"سنو!"

وہ اسے نرمی سے پکاری تو باران نے فورادِلارہ کے چہرے کو چھوڑے گرے آنکھوں کو فوکس کیا پر ہاتھ نہ چھوڑا۔

"کیا ہوا؟"

وہ متفکر ہوا۔

"میں ایک شرط واپس لے رہی ہوں۔ توران مسدور کی رہائی والی۔ اب تمہیں مجھ سے آزادی کے لیے بس توران اور عیشاء کے نکاح کا کوئی ثبوت دینا ہے مجھے۔ تاکہ میں خود کو کسی کی غلطی سمجھنا بند کر دوں اور اپنی زندگی مزید اچھے سے سیٹل کروں۔ تین دن میں واپسی ہے ناں تمہاری۔ تین دن میں یہ کرو اور بدلے میں ڈائورس پیپرز لے آنا۔ میں نکاح کے ثبوت کے بدلے ڈائورس پیپرز پر سائن کر دوں گی۔ تم مجھ سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاو گے باران یلدرم"

وہ دِلارہ کی اس مہربانی سے ناچاہتے ہوئے بھی اندر تک چیخ کر رہ گیا، یہی بات جب عزیزے نے کی تب اسے نہیں چبھی پر ابھی جگر کے پار جا کر دھنستی محسوس ہوئی تھی۔

"اگر ثبوت نہ ملا؟"

وہ دِلارہ کی آخری حد جاننا چاہتا تھا، دونوں کی آنکھوں کی تہہ میں کچھ اذیت ناک حشر برپا تھا۔

"تو میں تمہارے سر درد کے لیے پھر بھی ڈائورس پیپرز سائن کر دوں گی۔ دشمن آپکے لیول کا ہونا چاہیے۔ تمہارا تو لمحہ بہ لمحہ سر دُکھتا ہے۔ تم میرے جیسے سر درد کے ساتھ

مزید سر وائیو ہی نہیں کر سکو گے تو میں سزا کسے دوں گی؟ میرا سر کبھی نہیں دُکھتا، کیونکہ میں بہت خوش اور مطمئین رہتی ہوں"

وہ اسکو اب تک ہاتھ تھمائے کھڑی تھی جبکہ باران سمجھ نہ پایا یہ اسے سمجھایا جارہا ہے یا اکسایا۔

باران نے کچھ دیر اس دنیا جہاں کی مطمئین اور خوش دِلارہ کو دیکھا اور پھر وہ اسکے کان کے قریب زور سے دِلارہ بولتے چینخا، دلارہ کو لگا پہلے سر میں درد اٹھا پھر درد اسکی دماغی شریانوں تک جا اترا ہو اور تبھی وہ باران کے سینے سے

شرٹ مٹھی میں لیتی چکراتی لڑکھڑائی لیکن باران نے اسے بروقت سینے سے جوڑ بیٹھے سنبھال لیا۔

وہ خوش، مطمئین، کبھی نہ سر درد کا روگ پالنے والی زرا سی اونچی اچانک آواز پر ڈری بھی، اسکا سر بھی درد کیا، وہ بے جان ہو کر ایسے لڑکھرائی جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی میں دبوچ لیا ہو، وہ ان گرے آنکھوں کے گوشوں کی سرخی دیکھتے چلایا تھا تاکہ ان مطمئین محترمہ کے پول کھول سکے۔

وہ شکوہ کناں سرخ آنکھوں کو اٹھا کر ان امبر آنکھوں میں ڈالے گھوری پر وہ آگے سے دلسوز سا مسکرایا، دونوں کے

سینوں کا فاصلہ ختم ہو گیا تھا، اور سینوں کے پار دو دل تھے جو کشش ثقل کو بھی مات دیتے محسوس ہو رہے تھے۔

"یہ کیا تھا؟"

وہ خفگی سے اسکو جھٹک کر اپنے سہارے کھڑی ہوتی بڑبڑائی۔

"یہ sigma Rule no: 143 تھا"

باران نے جھک کر اپنا کوٹ اٹھا کر بازو پر رکھتے اطلاع دی، وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب۔ کیا ہوتا ہے اس رول میں؟"

وہ متجسس تھی۔

"سائبر سیکورٹی میں ان رولز کے تھرو thread detection method بنائے اور ٹرانسفر کیے جاتے ہیں۔ تم سمجھو یہ رول نمبر 143 بھی ایک طرح کی دھمکی ہوتی ہے"

وہ یہ معاملہ راز ہی رکھنے کے موڈ میں تھا پر دِلارہ جب تک جان نہ لیتی اسے قرار نہ آسکتا تھا۔

"اچھا فل فارم بتاو اس دھمکی کی۔ ورنہ میں تمہارے کان میں بھی ہول کر دوں گی اور اب کی بار سوئی لے کر خود کروں گی"

وہ سیدھی سیدھی دھمکی پر اتر آئی پر باران کا موڈ اب زرا ڈھیٹ بننے کا تھا۔

"کان میں آل ریڈی ہول تھا، بند کروادیا۔ میں کچھ سال لفنگا بن کر بھی رہا ہوں۔ تم پھر کر دو گی تو کیا ہوا۔ یہ بند بھی خود ہو جاتے ہیں۔"

وہ اسکی دھمکی کو اتنا ہلکا لے رہا تھا یہ دِلارہ کو غصہ چڑھا گیا۔

"اور جو سوئی اندر جانے کا درد ہو گا وہ؟"

وہ سلگ کر بولی تو باران مسکرایا۔

"تمہاری آنکھیں تیر سی دل میں جا کر کھبتی ہیں۔ یہ کان کی زیریں جلد میں سوئی جانے کا درد اس درد سے بہت معمولی ہو گا۔ جاولا و سوئی۔ میں تمہیں اپنے رول کی فل فارم نہیں بتاوں گا۔ جو کرنا ہے کرو"

باران نے قسم اٹھائی کہ وہ آج ڈھیٹائی کا خطاب لے کر جان چھوڑے گا۔

"میری پرفیوم واپس کرو"

وہ غصے سے گھوری، یہ پہلا لمحہ تھا جب باران کو وہ سچ میں سترہ سال کی لگی۔

"واٹ! لیکن وہ تو بے کار ٹیسٹر تھا ایک بیکار آدمی کے لیے۔ آپ سی ہونہار پاپا کی پری اس بیکار چیز کو واپس کیوں مانگ رہی ہے؟"

باران نے بڑی فکر کے ساتھ زرا فاصلہ سمیٹے دلارہ سے پوچھا جسکا خون جل رہا تھا، اور وہ کچھ کر بھی نہیں پا رہی تھی۔

"مجھے پاپا کی پری کہنا بند کرو"

وہ غصے سے چلائی تو باران نے آئبرو اچکائے اسے بغور دیکھا جسکا پورا لہو مانو چیخنے سے چہرے پر جمع ہو گیا تھا۔

"کیا کہا کروں۔ دِلارہ کا مطلب ہے دل کو پیاری۔ پر تم تو دل دور میری ناک کو بھی پیاری نہیں"

وہ فورا معصومیت کا شہکار بنا، دلارہ کے چہرے کی رگوں میں وہ جمع خون واپس جانے لگا، باران اتنا قریب تھا کہ اسکے چہرے کی رنگت کا بحال ہونا محسوس کر رہا تھا۔

"تو کٹوا دو ناک پھر"

وہ واپس غصے سے دوبارہ مقابلہ بازی پر اتری۔

"خوشبو کیسے سونگھوں گا؟"

وہ افسوس کرتے سوچنے لگا۔

"کس کی؟"

وہ بھی غائب دماغی کا شکار ہوئی۔

"بیکار تحفہ بھیجنے والی کی، جیسے سانپ کی پھنکارتی آواز سے پتا چل جاتا ہے وہ آس پاس ہے، تم سے lavender کی گھاس پھوس والی خوشبو آتی ہے تو پتا چل جاتا ہے تم سی مصیبت آس پاس ہی ہے۔ تو ناک نہیں کٹوا سکتا سوری"

وہ کندھے اچکا کر فوری دِلارہ کا مشورہ اسے تھما گیا، باخدا وہ آج بھی مسکراتی محسوس ہوئی، آنکھوں کی حد تک، لیکن گہرائی کے سنگ۔

"تم نے lavender کو گھاس پھوس کہا؟"

وہ واپس لڑنے پر اتری۔

"ہاں۔ اسکی خوشبو میری ناک میں خارش کرتی ہے۔"

باران نے منہ بسورتے برائی کی۔

"میں ان پھولوں کے بیچ جیتی ہوں تاکہ calmرہ سکوں۔ یہ وقار سیکھاتے ہیں۔ کیسے ہم انکی طرح گریس

فل ہو سکتے ہیں، منفرد، سب انکو پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ سبکی پسند کے لیے ہوتے بھی نہیں ہیں۔ یہ لوگوں کا مینٹل سٹریس اور انگزائٹی اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں، یہ ہمیں عقیدت کے قریب لے کر جاتے ہیں۔ انکی جڑ خاموشی ہے جو ہمارے اندر کے شور کو سمیٹتی ہے۔"

وہ باران کے سامنے پر اعتماد کھڑی اپنی خوشبو سے ملوا رہی تھی جسے محسوس کرنے کے لیے اب سونگنے کی حس کی بھی ضرورت نہ تھی، اب تو باران کو lavender کی خوشبو دیکھائی دینے والی تھی۔

"مجھ کوڑھ مغز کو کیا پتا انکی افادیت۔ تم ان کے ساتھ خوش رہو۔"

وہ نرمی سے یوں مسکرایا جیسے اسے اس بارے علم نہ ہو پر دِلارہ سے کہیں زیادہ پھولوں کا نالج باران یلدرم کے پاس تھا۔

"خوش ہوں۔ مجھے میری دوسری دوست بھی مل گئ اب۔"

وہ پر اعتماد ہوئی، سر مزید اکڑا لیا۔

"تیسرے دوست کے بارے کبھی مائنڈ بنے تو بتانا"

وہ کہتے ہی دو قدم وہیں سے الٹے انداز میں ہیچھے لیتے پر اسرار لہجے میں بولا۔

"مائنڈ نہیں بنا کرتا دوست کے لیے، جگہ بنتی ہے۔ یہاں"

وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے اسے وہ سمت دیکھا رہی تھی جس طرف باران کو جانا چاہیے تھا، اپنے دل پر انگلی رکھے ہوئے وہ اسے راستہ دیکھا رہی تھی کہ اگر اسے دِلارہ کی دوستی چاہیے تو اس سفر کو چننا ہو گا اور یہ سفر پیر نہیں، باران یلدرم کے دل کو تھکائے گا۔

"وہاں جگہ ہے تیسری دوست کی؟"

وہ آنکھوں سے اشارہ کرتے یونہی انفارمیشن کے لیے بولا تو وہ نظریں جھکانے کے ساتھ ہاتھ بھی ہٹا گئی۔

"اپنی جگہ تیسری کو خود تلاش کرنی ہو گی۔ جیسے پہلی دو دوستوں نے حادثاتا اپنی اپنی جگہ تلاش کی۔ تیسری کو جانتے ہو تم؟"

وہ اس کو الجھا رہی تھی اور وہ پوری دِلارہ میں الجھ رہا تھا، سر سے پیر تک، وہ ایسی تھی ہی کہاں کہ فراموش کی جاتی۔

"نہیں جانتا۔ ہاتھ کو پانی سے بچانا ایک دو دن۔ بائے"

وہ نظریں دِلارہ کے سراپے سے ہٹائے جانے لگا جب وہ عقب سے پکاری، وہ رک تو گیا پر پلٹ نہ پایا، آنکھوں کا بھروسہ نہیں تھا اسے کہ کہاں کس سمت سے وہ دِلارہ سے جا الجھیں۔

"کیا تم کل مجھے کالج چھوڑنے جاوگے؟"

وہ اسکے سوال پر مجبوراً پلٹا۔

"سب ٹھیک ہے؟ کسی نے کچھ کہا پھر؟ دھمکی دی کسی منحوس نے؟"

وہ غائبانہ ان ساتوں پر تپا نظر آیا تو دِلارہ نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں لیکن مجھے ڈر سا لگ رہا ہے ان سب سے۔ بس لاسٹ ڈے ہے۔ نیسکٹ ویک سے فائلز ہیں میرے۔ کالج سے ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی۔ یہ ڈر اس لیے نہیں کہ وہ مجھے نقصان دیں گے۔ اس لیے کہ میں کسی کی اس بار جان نہ لے لوں۔ میں بی کو پریشان کر کر کے تھک گئی۔ تم چلو گے میرے ساتھ؟"

وہ دو قدم اٹھاتا پھر سے اسکے قریب جا رکا، اس نے دِلارہ کی گال سے ہاتھ جوڑتے اسے پیار سے دیکھا، ہاں پیار سے ہی دیکھا، دِلارہ اس بات کو مر کر بھی جھٹلا نہ سکتی تھی۔

"کل میرا کوئی کام نہ ہوا تو میں ضرور چلوں گا۔نہ بھی چل سکا تو ایز سون ایز پاسیبل پہنچ آوں گا۔ڈرنے یا لڑنے کی ضرورت نہیں۔ویٹ فار می"

وہ اسکی گال سہلاتا اسے یقین دلاتے بولا تو دِلارہ کی آنکھوں میں بھی لمحہ بھر نرمی اتری لیکن وہ بروقت خود کو اجنبیت میں گھیر لیتی۔

"کل کوئی کام ہے؟"

وہ متجسس تھی۔

"ہاں۔مے بی تمہاری اکلوتی شرط پوری ہونے والی ہے کل۔لیٹس سی۔"

وہ کندھے اچکا گیا تو دلارہ نے سر سمجھنے والے انداز میں ہلایا۔

"گریٹ نیوز۔بائے"

وہ اسکے ہاتھ سے چہرہ دور کرنے کو دو قدم پیچھے ہوئی تو باران نے اپنا ہاتھ مٹھی بنایا پھر دور کر لیا،وہ اسکے ہاتھ کو ہی

دیکھتی مڑ گئی، اور وہاں سے چلی گئی، باران نے اپنے مٹھی میں بھینچے ہاتھ کو کھول کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔

"تم اسے چھونا بند کرو ورنہ مصیبت میں پڑ جاو گے۔" Damn it

وہ الجھتا ہوا، اینائے ہوتا اپنے ہاتھ کو گھورتا ہوا بڑبڑایا اور گھر سے نکلتا چلا گیا جبکہ دِلارہ نے فائنلی اب بکھری خوشبووں کو دن لگا کر سمیٹنا تھا، شاید وہ باران یلدرم کو آزادی کے ساتھ ایک کامیاب خوشبو کا تحفہ دینے والی ہو، لیکن آزادی کیسی؟ اب وہ دوچاہ کر بھی ایک دوسرے

سے آزاد نہیں ہو سکتے تھے، طے ہو چکا تھا، آسمان کی اس ساتویں تہہ میں فیصلہ کن گھڑی تھی۔

.._____..

یہ ایک سمندر کا خوبصورت کنارہ تھا، سلونی شام کا دلخراش منظر تھا، پہاڑی کنارے کا منظر اسکی خوبصورتی کھانے لگا، اسکی پیک پر وہ سیاہ لباس پہنے کھڑی تھی، رو رو کر اسکا چہرہ سوجھ چکا تھا، وہ یہاں سے گر کر اس خوفناک سمندر کے اندر گھل جانا چاہتی تھی۔

"میں تمہارے بنا مزید اک سانس نہیں لے سکتی۔ میں مر جاوں گی۔ بس ختم میرا صبر"

وہ نسوانی وجود کنارے کھڑا لڑکھڑا رہا تھا اور کسی بھی پل اسکا پیر پھسل جاتا اور وہ نیچے اس بھیانک سمندر کے منہ میں جا گم ہوتی، اس کی سسکیاں شام کو سوگوار کر رہی تھیں، کچھ فاصلے پر وہی ماسک میں لپٹا آدمی تھا، وہ پل پل اک کنارے کے قریب جا رہا تھا، اور جیسے ہی اس لڑکی نے کنارے سے چھلانگ لگانا چاہی، کسی نے اسکو بازو سے کھینچ کر اپنی طرف گھسیٹتے اس خوفناک کنارے سے ہٹایا تھا، نازلی نے اس مضبوط سینے پر دونوں ہتھیلوں کو جمایا، اسکی سانس

بکھر کر رہ گئی، اسکے لہراتے بال اسکے بھیگے دلسوز چہرے سے جا جڑے۔

"تم اپنی جان نہیں لے سکتی۔ کبھی نہیں۔ تم اتنی کمزور نہیں ہو نازلی"

وہ شخص اسکی بزدلی پر چلا اٹھا، وہ تو آنکھیں دیکھ کر سانس لینا بھول گئی۔

"ہ۔۔ہوں۔ ہو گئی کمزور"

وہ بکھرتی ٹوٹتی آواز میں منمنائی، اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی قطار بہنے لگی۔

"میرے ہوتے ہوئے کمزور ہو گئی ہو۔ یہ کیا سن رہا ہوں"

وہ خوبرو جسامت اور مانوس آنکھوں والا افسوس سے بولا، آواز بھاری ہوئی، چہرہ اب بھی چھپا تھا، نازلی کے آنسوؤں میں شدت آئی، چڑنے لگی۔

"تم ہو کون یہ تو بتاو۔"

وہ چلائی تھی، اسکی آواز کرچیوں میں بٹ گئی تھی اور اس شخص کا سینہ اس لڑکی کی بے بسی اور نا سمجھی پر کند چھری سے کٹا۔

"میں کیا بتاوں، گلے لگاوں گا تو جان جاو گی"

وہ مہربان لمس رکھتا آدمی کون ہو سکتا تھا؟ وہ جو زمانے کی ٹھوکروں پر پڑی لڑکی کو نرم ہاتھوں سے پکڑ رہا تھا، ممکنہ اسکی نجات تھا۔ اسکا کھویا ہوا وہ حصہ تھا جو وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک چکی تھی، اور مرنے کی خواہش کر رہی تھی۔ اسے یہ تو پتا نہیں تھا وہ کون ہے پر وہ ایسے ہی کسی کا خاموشی سے گلے لگانا شدت سے چاہتی تھی، اس شخص نے نازلی کا درد کرتا وجود جس طرح اپنے سینے میں بسایا، وہ ایسا تھا جیسے یہ خواب نہیں حقیقت ہو، وہ لرز کر آنکھیں کھولتی لیٹے سے اٹھ بیٹھی، اس وقت وہ اپنے کمرے میں پسینے میں

شرابور اپنے ڈوبتے دل کو بحال کرنے سینے پر ہتھیلی سہلا رہی تھی۔

وہ فجر کے بعد سوئی تھی، اسے آج تک کبھی بھی آزاد خواب میں نظر نہ آیا لیکن رات اسکی قبر سے آنے کے بعد وہ تین گھنٹے لگتار روتی رہی، اور اب یوں خواب میں آزاد کا گماں، یہ گلے لگنا شرطیہ کوئی بہت بڑا اشارہ تھا۔

"و۔۔وہ تم ہی تھے۔ تم میرے خواب میں پہلی بار آئے آزاد۔ تم ہی تھے وہ۔ مجھے محسوس ہوا تمہارے گلے لگنا۔ یہ صبر کی آخری کڑی تھی کیا۔ تم مجھ تک آنے والے ہو یا

میں تم تک جانے والی ہوں۔ نہیں جانتی کیا ہونے والا ہے
پر میں نے کل سچ میں تمہیں بہت یاد کیا"

وہ اس بے بسی پر چہرے پر ہاتھ جماتی سسکنے لگی، اسکا پورا وجود کانپ سا گیا تھا، اسکا کمرہ اسکی تکلیف کا گواہ تھا پر آج لگا اسکی بے بسی پر یہ پتھر دیواریں بھی گھلنے والی ہیں، ایدا جو نازلی کے پہلی بار اتنی دیر تک سونے پر پریشان سی اسکے کمرے میں آئی، جب نازلی کو پھوٹ پھوٹ کر روتے دیکھا تو وہ دروازہ بند کرتی گھبرا کر ڈورتی ہوئی نازلی کے پاس آئی، اسکا دل مانو نازلی کی ایسی حالت پر آدھا کٹ سا گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے hala، کیوں رو رہی ہیں؟"

نازلی کو بیٹھتے ہی اپنے گلے لگ کر روتا دیکھے ایدا کی آواز بھی کانپ گئی، اس نے دونوں ہاتھ نازلی کے گرد باندھے۔

"میں بھی رونے لگوں گی۔ کیا ہوا ہے۔ ادھر دیکھیں۔ چپ کریں ناں"

جب وہ رونا بند نہ ہوئی تو ایدا کی آواز بھی ڈوبنے سی لگی جس پر نازلی نے اپنے آنسوؤں پر بند ھ باندھتے اسے دیکھا، پھر اک بھیگی سانس خارج کرتی وہ نظریں جھکا گئی۔

"ک۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ بس کل عالیان کو دیکھا ناں۔ پھر آزاد سے ملنے گئی رات اسکی قبر پر۔ اوپر سے وہ پہلی بار

میرے خواب میں آیا۔ مجھے گلے لگایا۔ بس یہ سب کچھ بہت ہر ٹنگ ہے۔"

نازلی نے دھیرے دھیرے بھاری سانس لینے کے بیچ اپنی تکلیف کی وجہ بتائی کیونکہ اسے پتا تھا ایدا کا اتنا حوصلہ نہیں کہ وہ نازلی کے آنسو تادیر برداشت کر سکے۔

"مجھے لگا گل خانم نے کہا کچھ، میری تو جان نکل گئی۔ پریشان نہ ہوں hala، میں آپکی تکلیف سمجھ سکتی ہوں لیکن اللہ کے فیصلوں میں ہم انسان کچھ نہیں کر سکتے۔ آزاد ماموں جہاں ہوں گے سکون میں ہوں گے۔ اس گندی ظالم دنیا سے دور۔ آپ کیوں روتی ہیں، میں آپکے لیے ان

جیسا ہی کوئی ڈھونڈوں گی۔ لوگ دوسری محبت بھی تو کر لیتے ہیں۔ کیا پتا آپکو بھی ہو جائے"

نازلی کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے اپنے ہاتھوں میں جکڑے، ایدا نے اسکے آنسوؤں کو روکنے کی بھرپور کوشش کی لیکن نازلی انہی درد کرتی آنکھوں اور خزن بھرے چہرے کے سنگ پھیکا سا مسکرا دی۔

"اگر میں نے پہلی محبت آزاد جیسے انسان سے نہ کی ہوتی تو شاید میں دوسری کر بھی لیتی۔ لیکن وہ ایسا انسان تھا جو اپنے نعم البدل نہیں رکھتے۔ میرا یہ دکھ ساری عمر کا ہے ایدا۔ میں نے ہمیشہ تمہیں بھی اپنی تکلیف پتا نہیں لگنے

دی، نہ کسی اور کو لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ تکلیف چلی گئی۔ وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی ہے۔ مجھے اسکی غیر موجودگی اندر سے دیمک بن کر کھا چکی ہے۔ اس نے خواب میں کہا میرے ہوتے ہوئے تم ہار نہیں سکتی نازلی۔ اسکے ہوتے میں کبھی واقعی نہ ہارتی پر وہ کہیں نہیں ہے یہ سب سے بڑا سچ ہے میرا۔ میں نے فیصلہ کیا ہے اب میں اسکی قبر پر کبھی نہیں جاوں گی۔ تب تک نہیں جاوں گی جب تک اسکے قاتل اپنے انجام کو نہ پہنچ جائیں"

نازلی نے اپنے سارے آنسو رگڑ کر حتمی فیصلہ لیا، کیونکہ اسے لگ رہا تھا ایک بار وہ مزید اسکی قبر پر گئی تو وہیں اب کی

بار اسکی جان نکلے گی، وہ کبھی اتنی کمزور نہیں ہوئی تھی جتنی اب، کہتے ہیں جب اللہ ہمارا امتحان اور آزمائش ختم کرنے والا ہو تب کچھ پل کو ایسی ہی کیفیت ہوتی ہے کہ اب سب ختم، اب ہمت پوری ہوئی لیکن پھر اچانک اللہ اس آزمائش کے بدلے اپنے اس صابر و شاکر بندے کو انعام سے نوازتا ہے۔

"میں چلی جاوں گی اگلی بار۔ کہوں گی ماموں کہ hala کے خواب میں آکر انکو کمزور نہ کریں۔"

ایدا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے نازلی کا چہرہ دیکھتے اک مناسب حل دیا، نازلی کے دل میں جیسے درد سے بھری ٹیس جگی ہو۔

"تمہاری شاید سن لے، جب تم پیدا ہوئی تھی، مسدور حویلی میں ایک بھاگی عورت کی بیٹی پیدا ہونے کا ماتم چھایا تھا اور یلدرم حویلی والوں نے عاق کر دی بیٹی کی اس خوشی پر لعنت بھیجی تھی۔ سوائے آزاد کے جسکی ہر ممکنہ کوشش رہی نورے کے بعد تمہیں تمہارا حق دلوانے کی پر اسے زیادہ مہلت ہی نہ ملی۔ لیکن اسکے بعد میں زندہ رہی تو اسکی بڑی وجہ تم ہو"

نازلی کی آنکھوں میں دفعتا محبت اور تکلیف ساتھ اتر آئی، ایدا نے سر ہلاتے گہری سانس لی۔

"آج رات مہندی ہے تمہاری۔ زرا عالیان کو کال کرو کہ مہمت کا بندوبست کرے گا یا نہیں۔ اس سے نہیں ہوتا تو میں آج اس منحوس کا خاتمہ کرتی ہوں۔"

وہ اپنا دکھ اک طرف کرتی خود کو فورا سنبھال گئی جبکہ ایدا نے چپ چاپ نازلی کے گلے لگتے جیسے اپنی خاموش کیفیت بیاں کی کہ اسے نازلی سے کتنا پیار ہے۔

"وہ آج اسکا پکا بندوبست کریں گے۔ میں آپکے لیے ناشتہ لاتی ہوں پھر ہم ساتھ باہر چلتے ہیں۔ سبکو کہیں گے شاپنگ کرنی ہے لیکن ہم لنچ باہر کریں گے تاکہ آپکا موڈ بہتر ہو۔ میں واپسی پر آزاد ماموں سے بھی مل کر آوں گی۔ کلاس لوں گی کہ میری hala کو کیوں یاد آکر رلاتے ہیں۔ گندے بچے"

وہ یکدم ہی بڑی بنتی اٹھی، تاکیدیں بھی بڑوں کے جیسے کرتے نازلی کو بھی مسکراہٹ بخش گئی، بھلے وہ مسکراہٹ ادھوری سہی پر اتنی سی جو ہونٹوں پر چلی آئی وہی بہت تھی۔

ناشتے کے بعد دونوں کا پلین آزادی ڈے منانے کا تھا۔

.._____..

"مجھے ابراہیم یلدرم کی خودکشی کی اصل وجوہات ڈھونڈنی ہوں گی۔ آخر وہ ایسا کیا کر کے بیٹھے تھے جو انکو دھیرے دھیرے ایسی موت کے قریب لے گیا؟"

باران واپس حویلی آیا تو اسکی سوچیں کچھ الجھے معاملات کے گرد لپٹی تھیں، وہ جب تک حویلی لوٹا، عالیان کمپنی جا چکا تھا اور بابا یونیورسٹی، تبھی وہ موقع ملتے ہی بابا اور ابراہیم تایا جان کی کمبائن سٹڈی میں سیدھا چلا آیا۔

"کچھ تو ملنا چاہیے، جس سے یہ پتا چلے کہ ابراہیم یلدرم کی موت عیشاء یا دلارہ کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ برہین ہیمرج کی وجہ یہ نہیں ہو سکتی۔"

باران نے پورے سٹڈی کو تہس نہس کرنا شروع کر دیا، پرانی فائلز، ڈاکومنٹس، ہر چیز، ہر لاکر اس نے اپنی سپیشل جاسوس ٹرکس سے کھول ڈالا، ہر پاسورڈ ڈی کوڈ کر دیا، جب سٹڈی آفس میں کچھ نہ ملا تو وہ ملحقہ سیڑھیاں چڑھے اوپر بنی لائبریری گیا، اور وہاں تلاش کے بیچ اسے بابا کا پرانا لیپ ٹاپ ملا، اسے اچھے سے یاد تھا جب وہ یہاں کچھ سال کے لیے لوٹا تھا تب وہ یہی لیپ ٹاپ یوز کرتا تھا۔

باران نے اسے پہلے تو چارج لگایا پھر وہ اسکی بیس فیصد بیٹری ہوتے ہی نیچے لایا، ٹیبل کی سطح پر لیپ ٹاپ رکھ کر کھولے اسے آن کیا۔

اس پرانے ماڈل کی چھان بین کرنے کے بعد اسے کچھ پرانی جی میل سے بابا کو بھیجی گئی رینڈم میلز ملیں اور اسی بیچ باران کی جاسوس نظریں ابراہیم یلدرم نام کی میل پر رکیں۔

"ابراہیم یلدرم۔۔۔"

باران نے فوراسے اس ای میل کو کلک کرتے کھولا لیکن اس میں جو لکھا تھاوہ باران کی ہستی جنجھوڑ کر رکھ گیا،وہ لگ بھگ سترہ سواسترہ سال پہلے ابراہیم یلدرم کی اسماعیل یلدرم کو بھیجی ای میل تھی جو باران کے یہاں سے جانے کے کچھ ماہ بعد بھیجی گئی تھی اور ابھی تک اسے کسی نے بھی اوپن نہیں کیا تھا، ممکن تھایہ ای میل ابراہیم نے اسی رات بھیجی ہو جس رات انہوں نے اپنے سر پر گولی ماری اور انکی برین ہیمرج سے موت ہوئی۔

باران نے اسے پڑھنا شروع کیا۔

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اسماعیل۔ ایک ایسے گناہ کا اعتراف جو مجھے دنیا میں ہی سزا دے چکا ہے۔ میں نے اسکی بھنک تمہیں بھی لگنے نہیں دی لیکن اب لگتا ہے میرے پاس وقت نہیں۔ میں نے اب کرنا ہے، وہ میرے زندگی بھر کے گناہوں کی سزا بن جائے گی۔

میں نے اپنی دوماہ کی نواسی کو قبر بنا کر زندہ گاڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے، کہ ناجائز ہونے کی رسوائی کیسے سہے گی۔ ہر ناجائز بچے کو ہائمہ اور عباس نہیں ملتے۔ بابا کی موت کے بدلے جب ہم نے مسدور حویلی کا میران مارا، اسکے انتقام میں انہوں نے اپنی بہن نازلی کی محبت یعنی ہمارا آزاد بری موت

مار دیا، یاد ہے ناں تمہیں۔ آزاد اور بابا کی موت اماں نہ سہہ سکیں اور مجھے اور تمہیں مزید اکیلا کر گئیں۔ تم تو صدمے میں تھے اسماعیل لیکن میرے اندر نفرت کی آگ دہک گئی اور میں پاگل ہو گیا۔ پھر میں نے اسی پاگل پن میں دمیر سے اگلے اور پچھلے تمام حساب نکلوانے کا فیصلہ کیا۔ دمیر کا گناہ یہ تھا کہ اس نے ہمارے خاندان کی عزت کو بھگایا تھا، پھر وہ مسدور خاندان کا وارث بھی تھا، بس میں نے دمیر کا پیچھا کروایا اور اپنے لوگوں کو کہا جیسے ہی وہ اکیلا نظر آئے اسے اڑا دو۔ لیکن ایدا اور نورے کو آنچ نہ آئے مگر قسمت میری بہت خراب تھی۔

میں نے آزاد اور بابا کی موت کے بدلے میں ہی مسدور خاندان کے دمیر مسدور کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ کروایا لیکن مجھے علم نہیں تھا اس گاڑی میں اسکے ساتھ نورے اور انکی دو سالا بچی ایدا بھی ہو گی، جو اچانک اس گاڑی میں نجانے کب سوار ہوئیں کہ میرے لوگوں کی نظر میں نہ آ سکیں۔ میں نے اپنے بھائی اور بابا کی موت کا بدلا لینے میں اپنی ہی بہن مار دی۔ اپنی ہی بھانجی بے سہارہ اور یتیم کر دی۔ میرے اندر ایک دکھ اور پچھتاوا یہ بھی ہے جو مجھے اندر ہی اندر کھا رہا ہے۔ اور دیکھو اس گناہ کے بدلے اللہ نے مجھے میری اولاد کے ذریعے زلت کے گڑھے میں گاڑ

دیا۔عیشاء کے پاس رپورٹ ہے کہ دِلارہ تمہارے باران کا خون ہے پر اسکے پاس نکاح نامے یا نکاح کا کوئی ثبوت نہیں اوپر سے باران بھی بھاگ گیا۔وہ بھی بھاگ گئی خدا کرے مر جائیں دونوں خبیث اور اس دوماہ کی دِلارہ کو میں جلد اللہ کے حوالے کر دوں گا، عزیزے سمجھ جائے گی میری اذیت، وہ میرے بڑے کرب جانتی ہے۔اسکے بعد مجھے میری جہنم بھی قبول ہے۔وہ اس دنیا کی جہنم سے قدرے بہتر ہو گی۔ تمہارا منہ بولا بڑا بھائی۔ابراہیم یلدرم"

یہ سچ ایسے مہلک تھے کہ باران کی آنکھیں لہو کر گئے، وہ اس ای میل کو کئی بار پڑھ چکا تھا، ہر بار لگا جیسے سینے کے پار

تیر پیوست ہوا ہے، اس نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ ایسا سب بھی جانے گا جو سانس روک دے گا۔

"اپنے کرتوت ٹھیک نہیں تھے اور گاڑ اس معصوم کو دیا۔ آپ کیسے بخشے جائیں گے ابراہیم یلدرم۔ مجھے یہ سب انے کو بتانا ہو گا۔ یہ ای میل ابھی تک بابا نے بھی نہیں دیکھی۔ اور اس سے پہلے میری یاداشت چھٹی کرے۔ مجھے انے کو ہر چیز بتا دینی چاہیے۔ یہ بھی کہ توران کا کیا گناہ ہے۔ عیشاء کہاں ہے اور میں کیوں فرار ہوا۔ پہلے زرا اس نکاح کے گواہ کا پوچھ لوں۔ ممکن ہے میرے ان نکمے

لوگوں نے کوئی کام کر دیکھایا ہو۔ ورنہ اپنے اندر کا سویا جاسوس جگانا پڑے گا"

وہ تمام تر سوچیں سمیٹتا اس ای میل کے سکرین شارٹس لے کر اپنے فون میں محفوظ کرے لیپ ٹاپ آف کرے اس کبارڈ ڈرا میں رکھتا ہوا سٹڈی سے نکل کر باہر آیا تو کسی کو کال ملا رہا تھا۔

جلد کال اٹھالی گئی۔

"سر تصویر میں موجود ایک آدمی کے گھر کا ایڈریس مل گیا ہے۔ یہ آدمی توران کا کلاس فیلو تھا، رضی نام ہے۔ آپ خود جائیں گے یا ہم جا کر پکڑیں اسے؟"

باران کے چہرے کا تناؤ اس اچھی خبر پر زائل ہوا۔

"مجھے ایڈریس بھیجو۔ میں اس رضی سے خود ملوں گا۔ تم دو میرے ساتھ رہنا۔ آجاویلدرم حویلی کے باہر۔ پک کرو مجھے"

باران نے انکو بریف کیا اور کال ڈسکنکٹ کرتا وہ اجلت میں ہی حویلی سے باہر کی طرف روانہ ہوا، آج ہی سب سمٹ جائے، باران کی پوری کوشش تھی۔

.._____..

"مہندی کا جشن اتنا شاندار ہو گا کہ ایدا کے عاشق تک اسکی شہنائی کا شور جائے۔"

مہمت سلمان اپنے اڈے پر ہی تھا، اسے لگ رہا تھا وہ جیت گیا ہے مگر یہ اسکی بھول تھی، دفعتا اسکے اڈے کے ارد گرد فائرنگ پر وہ اپنے لوگوں سمیت الرٹ ہوا تھا، اشارہ کر

کے اپنے آدمیوں کو اس اڈے کے انٹرنس کی طرف دوڑایا۔

"کون ہے۔ کسکی جرت میری جگہ پر فائرنگ کرنے کی؟"

مہمت حلق کے بل چلایا اور اپنی بھی گن لوڈ کی۔

"سر مجھے لگتا ہے یہ اسی آدمی کا کام ہے جس نے آپکو کڈنیپ کیا تھا۔ کیا آپ جانتے ہیں اسے؟"

ساتھی نے جیسے مہمت کی دماغی چولیں ہلائیں، اسکے چہرے پر ابھر آتی نفرت بتا رہی تھی کہ یہ حوالہ قدرے ناگوار گزرا ہے۔

"یہ تو نہیں جانتا وہ کون ہے پر وہ جو بھی ہے، میری ڈارلنگ ایدا ضرور جانتی ہے اسے۔ تم پیچھے کے دروازے سے نکلو اور ایدا کو لے کر یہاں پہنچو کیسے بھی کر کے اسے دبوچو۔ اگر میں کسی مصیبت میں پھنستا ہوں تو ہمارے پاس اس منحوس کی کمزوری ہو گی۔ جلدی جاو پاشا"

مہمت نے اپنے دماغ کو کام لگایا جبکہ خود وہ اپنی گن لیے بپھری موج سا باہر کی جانب لپکا۔

پاشا نے ایک ساتھی کو لیا اور پیچھے کی طرف سے فرار ہو گیا البتہ مہمت نے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ٹھانی کیونکہ وہ بزدل تو تھا لیکن اس وقت ایک عورت زاد کی ضد میں وہ پاگل پن

پر اترا مقابلہ کرنا چاہتا تھا، خود عالیان اس اڈے سے کچھ فاصلے پر گاڑی میں بیٹھا تھا جبکہ اسکا رابطہ اسکے لوگوں کے ساتھ تھا جو مسلسل پوری جگہ کو اپنے قبضے میں لیتے جا رہے تھے، اور مہمت سلمان کے لوگوں کا صفایا بھی ہو رہا تھا۔

"بھا! میں شام کے بجائے رات تک پہنچ جاوں گا حویلی۔ تھوڑا لیٹ ہو جائے گا تو آپ ابھی نکاح کا مت بتانا بابا کو۔ میرے آنے کا ویٹ کرنا"

عالیان کو اسی بیچ باران کا بھی میسج موصول ہوا جو رضی کے گھر روانہ تھا، ویسے بھی آج عالیان اس مہمت سے پہلے نمٹنا

چاہتا تھا تاکہ مسدور حویلی میں شروع ہوتے آجکے جشن کو تو آگ لگائے، پھر بابا کو نکاح کا بتا دیتا۔

سب سے پہلے آج کا اہم کام مہمت سلمان جیسے گند کا خاتمہ تھا۔

عالیان کے لوگوں سے مہمت کے لوگ تگڑا مقابلہ کرتے نظر آرہے تھے، وہ خود بھی مقابلہ کرنے منظر عام پر آچکا تھا۔

"سر یہ ڈھیٹ تو ہار ماننے والا نہیں لگ رہا؟ ہمارے لوگ مرتے جارہے ہیں۔"

ائیر فون سے آتی آواز پر عالیان نے جبڑے بھینچے اور خود بھی اپنی گن لوڈ کرتا ہوا گاڑی کھول کر نکلنے ہی لگا جب ایدا کی کال پر وہ واپس بیٹھا اور اسکی کال پک کی، وہ اور نازلی کچھ دیر تک بازار جانے والی تھیں اور نازلی نے ہی اسے ایدا کو کال کرنے کا کہا تو وہ بیگ لینے روم میں آئی اور عالیان کو کال کی۔

"ہاں ایدا بولو؟"

عالیان کی آواز سے ہی ایدا کو پتا چل گیا کہ وہ جلدی میں ہے، وہ خود بھی فون کان اور کندھے کے بیچ گھسائے اپنا کبرڈ سے بیگ نکال رہی تھی۔

"آج مہندی ہے۔ جانتے ہیں ناں۔ اس مہمت کا بندوبست کر دیں گے آپ؟ hala پوچھ رہی تھیں"

ایدا نے لمبی چین والا بیگ کندھے پر لٹکاتے ساتھ سوال کیا تو عالیان نے گہرا سانس بھرتے باہر دیکھا۔

"آج کے بعد وہ تمہیں دیکھائی نہیں دے گا۔ بے فکر رہو۔ اسکا تو لمبا انتظام کیا ہے"

عالیان کے لہجے سے مہمت کے لیے صاف غصہ چھلک رہا تھا جبکہ ایدا کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی پر ہچکچا رہی تھی کہ کیسے کہے۔

"آپ پلیز کچھ غلط مت کیجئے گا۔ جیسے مارنا وغیرہ۔ پلیز عالی آپ اپنے ہاتھ اسکے خون سے گندے نہیں کریں گے۔ اسے پولیس کے حوالے کر دیں۔ کسی لڑکی کے ساتھ غلط حرکت کرنے کے چکر میں فی الحال اسے اندر کروا دیں۔ ہے تو وہ غنڈا آدمی، بعد میں کچھ سوچ لیں گے۔ لیکن آپ خود کو کسی قسم کی مصیبت میں نہیں پھنسائیں گے۔ وعدہ دیں"

وہ جانتی تھی بہت بڑے وعدے میں عالیان کو پھنسا رہی ہے پر دل کے ہاتھوں مجبور تھی کیا کرتی، اسکے پاس ایک

عالیان ہی تو تھا جو پورا اسکا تھا، اور وہ اس پر کسی قسم کی آنچ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

عالیان یلدرم کی سماعت اپنی ساری توجہ کے ساتھ بس "عالی" پر اٹک کر رہ گئی، کوئی اتنے پیار سے کسی کو کیسے پکار سکتا ہے بھلا جیسے یہ لڑکی پکارتی تھی۔

"میں وہی کروں گا جو تم نے کہا۔ میں خود کو اگر مصیبت میں پھنسا بیٹھا تو سوچو تمہاری حفاظت کیسے کر پاوں گا۔ بے فکر ہو جاو۔ کرنے دو مسدور حویلی والوں کو جشن کی تیاریاں، تھوڑی دیر تک اس شادی کے رکنے کی گڈ نیوز آئے گی۔ اس لمحے کا مزے سے ویٹ کرو۔ او کے؟"

وہ بہت پیار اور نرمی سے ایدا کی ساری فکریں خود میں سمیٹ گیا جواب واقعی خوش بھی ہوتی محسوس ہوئی اور مطمئین بھی۔

"اوکے۔میں اور hala باہر جارہے ہیں۔وہ تھوڑی اداس ہیں تو سوچا انکو لنچ باہر ہی کرواوں"

ایدا نے مزے سے اپنی بے فکر روٹین کا بتایا۔

"بہت اچھا سوچا۔پیسے چاہیں تمہیں؟"

عالیان نے فکر مندی سے پوچھا تو وہ مسکرا دی۔

"آپ بھول رہے ہیں میں آپکی فارماسکن کیئر کمپنی میں ایک اچھے عہدے پر فائز ہوں۔ الحمد اللہ اپنا کماتی ہوں۔ تو مجھے پیسوں کی ضرورت کیوں ہو گی۔"

وہ شوخ بنی اترائی اور اس ٹنشن کے ماحول میں عالیان کو یہی انرجی بوسٹر چاہیے تھا، وہ اس لمحہ مسکرایا جب سانس تک الجھن کے سبب بھاری تھی۔

"اوہ میں واقعی بھول گیا۔ تمہارا یہ بچپنے والا روپ جب سے باہر آیا۔ تم ایک سکول گوئنگ گرل لگ رہی ہو۔ مسکراتی، بے فکر اور شوخ۔۔۔ پھر بھی پیسے چاہیں ہوں تو اپنے باس کو بلا جھک کہنا۔ اب تم اس کمپنی کی

امپلائے نہیں بلکہ مالک ہو۔ جب تک میرے لیے بورنگ لڑکی نہیں لاتی تب تک تو شرطیہ ہو بھئی"

وہ اختتام تک بے خودی میں بول گیا پر جلد اپنی بے اختیاری پر قابو پایا، ایدا نرم سا اداس مسکرائی، یہ آدمی لڑکی کا حوالہ دے کر سارا موڈ سپاٹ کر دیتا تھا اور ستم کہ وہ اسے کہہ بھی نہ سکتی تھی کہ عالیان یلدرم، یوں کسی بھی قسم کی لڑکی کا حوالہ نہ دیا کریں میرا دل دکھتا ہے۔

"ڈن۔۔۔ اب میں جا رہی ہوں۔ گڈ نیوز کا ویٹ رہے گا۔ اپنا خیال رکھیے گا"

ایدا نے اسے فکروں میں باندھتے اجازت دی اور خود بھی کچھ سوچتی ہوئی فون بیگ میں ڈالے اپنا سوئٹر اٹھا کر بازو پر رکھتی باہر نکل گئی اور عالیان نے بھی گن لوڈ کی اور اپنی کار سے باہر نکلا۔

اسکے لوگوں کی ایک بار پھر کال آ رہی تھی، ایدا کی کال کے سبب اس نے اپنے آدمی کی کال ڈسکنکٹ کر دی تھی۔

"سر ہم نے انکے سارے لوگ اڑا دیے۔ مہمت سلمان ہمارے ہاتھ آ گیا ہے۔ آ جائیں"

اچھی خبر نے جیسے عالیان کا موڈ مزید خوشگوار کر دیا تھا، عالیان نے اپنے قدم وئیر ہاوس کی جانب بڑھا دیے۔

.._____..

اس وقت باران، رضی کے گھر پہنچ چکا تھا، اسکے دونوں آدمیوں نے مطلوبہ گھر کے باہر باران کو ڈراپ کیا، وہ گھر زیادہ بڑا نہیں تھا، کافی پرانا تھا جبکہ باران نے اپنے آدمی کے ہاتھ سے وہ فوٹو بھی لی اور ان دو کو وہیں ویٹ کا کہے خود وہ گھر کی ڈور بیل بجاتا زرا دروازے سے اک طرف ہوتے کھڑا ہوا۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور اندر سے ایک بچہ باہر آیا۔

"آغا رضی یہیں رہتے ہیں بیٹا؟"

باران نے اس بچے کی طرف دیکھتے نرمی سے پوچھا تو اس نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

"جی وہ میرے بابا ہیں"

بچے نے فوراً جواب دیا جس پر باران نے مسکرا کر اسکے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"مجھے ان سے ملنا ہے۔ کیا تم انکو بلا سکتے ہو؟"

باران نے اس بار بھی سابقہ نرمی و سنجیدگی سے مخاطب کیا مگر اس سے پہلے وہ بچہ جواب دیتا، دروازے کے پیچھے سے خود آغار ضی نام کا آدمی باہر نکلا اور اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر اندر جانے کو کہا جس پر بچہ واپس اندر دوڑ گیا۔

رضی کی سوالیہ نظریں باران پر مرکوز تھیں۔

"میں آغار ضی ہوں، تم کون ہو اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو۔ میرا نہیں خیال میں تمہیں جانتا ہوں؟"

وہ لگ بھگ باران سے کچھ سال بڑا آدمی تھا اور اسکی داڑھی کے ساتھ سر کے بال بھی سفید تھے، وہ فکر مند بھی

دیکھائی دیا، اچھی شکل وصورت کے ساتھ ساتھ وہ باران کی طرح ہی لمبا چوڑا تھا۔

"ہاں تم مجھے نہیں جانتے، میرا نام باران یلدرم ہے۔ کیا تمہارے پانچ منٹ ملیں گے، کچھ اہم پوچھنا ہے؟"

باران نے یوں دروازے پر کھڑے ہو کر بات کرنا مناسب نہ سمجھتے زرا بیٹھ کر معاملہ ڈسکس کرنے کی طرف دھیان دلوایا تو رضی نے سر ہلاتے باران کو گھر میں آنے کی دعوت دی، باران نے وہ پیشکش قبول کی، رضی اسے سیدھا مہمان خانے ہی لے کر گیا، وہ باران کے لیے چائے کا کہہ کر واپس آیا تو دونوں آمنے سامنے ہی بیٹھے۔

"اب بتاو بھائی۔ سب خیریت ہے؟"

رضی نے تسلی کے لیے دوبارہ سوال کیا جس پر باران نے اپنے کوٹ کے اندرونی جیب سے ایک فوٹو نکال کر رضی کے سامنے لہرائی، رضی نے اس فوٹو کو فوراسے تھاما اور اسے دیکھنے کے بعد اسکی آنکھیں اس منظر پر ٹھہر سی گئیں، البتہ باران کی آنکھیں اب زرا غائبانہ عضیل سی دیکھائی دیں۔

"تم توران مسدور کے کلاس فیلو تھے اور اسکے اس نکاح میں شریک بھی۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟"

باران نے اصل مدعے کی طرف آتے سیدھا سبھاو بات کا آغاز کیا، جبکہ رضی نے فورا افسوس سے سر ہلاتے باران کو دیکھا۔

"ہاں۔ صرف کلاس فیلو نہیں۔ میں اسکا اچھا دوست تھا۔ ایسے اور چار غیر رجسٹر نکاحوں میں گواہ کے طور پر شریک ہوا میں۔"

رضی کی آنکھیں جیسے پچھتاوے اور دکھ سے جلنے لگیں جبکہ باران کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں۔

"میں جانتا ہوں یہ نکاح غیر رجسٹر اور فیک تھا۔ پر عیشاء کو نہیں پتا تھا کہ وہ جس سے نکاح کر رہی ہے وہ یہ کام کاروبار کی طرح اپنی ہوس پوری کرنے کو کرتا ہے۔ بھلے اس نکاح کی کوئی حیثیت نہ ہو پر گواہوں کی موجودگی میں اس لڑکی نے توران کو اپنا شوہر قبول کیا تھا۔ کیا تھا ناں؟ تم گواہ ہو یا نہیں؟"

باران نے اٹھ کھڑا ہوتے اسکے ہاتھ سے وہ فوٹو جھپٹا تو رضی بھی اٹھ کھڑا ہوا، دونوں کی آنکھیں دو مختلف تاثرات کا مرکز بنی نظر آئیں۔

"کیا تھا مگر جس نکاح کی قانونی حیثیت نہ ہو، وہ رجسٹر نہ ہو۔ وہ مزاق کے طور پر کیا جارہا ہو صرف لڑکی کی سیٹسفکشن کے لیے، ہوس پوری کرنے کی ایک ضروری فارمیٹلی ہو اسے نہ ہمارا قانون مانتا ہے نہ مذہب اور ایسا کرنے والے کو کڑی سزا ملنی چاہیے۔ میں نے اسکے بعد توران سے دوستی ختم کر دی، اسے کہا اپنے جرم قبول کرے پر وہ کہتا تھا ابھی تو اسے سرور آنا شروع ہوا ہے۔ یہ آخری جرم تھا جس میں اسکا ساتھ دیا مجھ کمبخت نے۔ پتا نہیں اس نے مزید کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کی ہو گی، میری انے

کی وفات ہو گئی اسکے بعد میں اپنی زندگی میں اتنا الجھا رہا کہ کبھی اسکی خبر لینے کا وقت نہ ملا۔"

رضی کے چہرے سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے، جبکہ باران کی آنکھیں اب تک سرخ انگارہ تھیں۔

"اسے میں نے مزید کسی کی زندگی برباد کرنے نہیں دی تم بے فکر رہو۔ لیکن یہ آخری جرم جو اس نے کیا تم اسکے گواہ ہو۔ مجھے ایک فیور چاہیے تم سے"

باران نے فوٹو واپس رکھتے ایک دوسری چیز باہر نکالی جو ایک تگڑی رقم کا چیک تھا، رضی نے نا سمجھی کے سنگ باران کو دیکھا۔

"کیسا فیور؟"

رضی پریشان ہو کر بولا۔

"تم تو ران اور عیشاء کی بیٹی کے سامنے اس بات کا اقرار کرو گے کہ تم عیشاء اور تو ران کے نکاح کے وقت اپنی بیوی کے ساتھ وہاں گواہ تھے۔ اور یہ بھی کہ نکاح نامہ تھا مگر مس پلیس ہو گیا"

باران نے اپنی ڈیمانڈ سامنے رکھی، پہلی چیز تو سچ تھی لیکن نکاح نامے جیسی کوئی چیز مس پلیس نہیں ہوئی تھی بلکہ پھاڑی گئی تھی، تبھی تو رضی وہ چیک لینے سے ہچکچا رہا تھا۔

"لیکن وہ غیر رجسٹر نکاح نامہ تو تو ران نے اپنے ہاتھوں سے نکاح کے بعد ہی پھاڑ دیا تھا۔ اسے پڑھوانے والا بھی رئیل نکاح خواں نہیں تھا"

رضی نے منمناتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ رجسٹر تھا یا نہیں۔ تھا تو۔ اور تم گواہی دو گے یہ رقم اسی کی دے رہا ہوں۔ سمجھ رہے ہو بات؟"

باران نے اس بار چیک اسکے ہاتھ میں تھماتے زرا غصے سے بات دہرائی۔

"ٹھیک ہے۔ کیا تو ران کی بیٹی بھی ہے۔۔۔ جس جس لڑکی کے ساتھ اس نے فیک نکاح کے بعد رات گزاری وہ سب مر چکی ہیں۔ خودکشی کرلی کہ اپنے لٹی عزت کی کیا صفائی دیں۔ عیشاء کیسے زندہ بچ گئی کہ اس نے بیٹی کو جنم دیا؟"

اب کی بار رضی کی آواز اذیت سے کانپی تھی۔

"عیشاء یہ سچائی تب جانی جب اسکی کوکھ میں پلتی دلارہ چار ماہ کی ہو چکی تھی۔ تب جانی کہ اس نے جس شخص سے محبت

کی، جسے اپنا سب کچھ سونپ دیا۔ اپنے ماں باپ کو بتائے بنا چھپ کر اس آدمی کی ہوس پوری کرنے کو نکاح کیا، انکی عزت داو پر لگادی۔ در حقیقت کسی شرعی اور قانونی کاغذ میں اسکا کچھ نہیں لگتا۔ نہ قانونی طور پر نہ شرعی اسکا شوہر ہے۔ تب وہ خود کشی نہیں کر سکی تھی، تب اسکے ساتھ ایک بے قصور جان جڑھ چکی تھی۔ یہ سمجھو پانی سر سے گزر گیا تھا۔۔۔ خیر تمہیں جو کہا ہے وہ کروگے یا نہیں؟"

باران اس اذیت کو دہرا نہیں سکتا تھا، اسے وہ سب سوچ کر جسم سے جان نکلتی محسوس ہوتی تھی۔

یہ کہانی سن کر رضی کی اپنی آنکھیں درد سے لال تھیں، اتنی سفاکیت وہ بھی اپنے یار کی، ایسی درندگی جو سراسر سوہان روح تھی۔

"میں گواہی دینے کو تیار ہوں۔ اس جہاں بھی اور اس دوسرے جہاں بھی۔ بھلے تو ران کی نیت گندی ہو پر ان دو بالغ افراد نے دو عاقل بالغ گواہوں کی موجودگی میں بلا جبر واکراہ ایجاب و قبول کیا تھا۔ اور در حقیقت یہی نکاح ہوتا ہے بھائی۔ پھر ہم نکاح نامے پھاڑ دیں یا اسے قانونی اور شرعی طور پر رجسٹر نہ کروائیں تو اسکا گناہ مرد پر جائے گا۔ عیشاء کو شاید اسکے ماں باپ سے چھپ کر ایک غیر پر

بھروسہ کرنے کی سزا ملی ہے۔ لیکن وہ گناہ گار نہیں تھی۔ تو میں دِلارہ کو جو بتاوں گا وہ سچ ہو گا اسکے لیے مجھے کوئی پیسہ نہیں چاہیے"

رضی سے اس بڑے پن اور سچائی کی باران کو ہر گز امید نہ تھی پر اسے خوشی ہوئی کہ اب بھی اس دور میں بھی لوگوں کا ضمیر زندہ ہے۔

"تھینکیو رضی۔ میں دِلارہ کو بلواتا ہوں۔۔۔"

وہ شکریہ کہے وہاں سے باہر نکلا تو ساتھ دِلارہ کو کال بھی ملائی جو اس وقت اپنے خوشبو خانے میں ایک کامیاب ٹیسٹر

بنانے میں کامیاب ہوتی نظر آرہی تھی، میز پر پڑا فون باران یلدرم کے نام سے رنگ کیا تو اسکی ساری توجہ پھولوں کا عرق نکالنے کے بجائے فون سکرین پر گئی۔

"یہ ہر وقت مجھے ڈسٹرب کیوں کرتا رہتا ہے۔ سمجھ سے باہر چیز ہے"

وہ بے آرام ہوئے فون اٹھا کر کچھ دیر سکرین گھورنے کے بعد کال ریسیو کرے فون کان سے لگا گئی۔

"کیا تم میری لوکیشن پر ابھی آسکتی ہو دِلارہ؟"

وہ براہ راست اس سے سوال کرتا بولا، بنا کسی تمہید کو باندھے۔

"ابھی؟ لیکن مجھے بہت کام ہے آج۔ میں شام سے پہلے نہیں مل سکتی"

دلارہ نے بنا تکلف صاف انکار کیا۔

"ضروری ہے دِلارہ، تم میٹرو پکڑ لو گی یا گاڑی بھیجواوں؟ میرا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے سمجھو اس بات کو۔ بس ایک گھنٹہ دے دو اپنا"

باران کے اصرار نے دِلارہ کے انکار کو قدرے ماند کر دیا، وہ سر ہلائے مان جاتی محسوس ہوئی۔

"ٹھیک ہے لوکیشن بھیج دو۔ میں آتی ہوں"

دلارہ نے سرسری انداز میں بات سمیٹی۔

"گاڑی نہ بھیجوں؟"

اک نرم فکر سے بھرا سوال۔

"نہیں۔ میں آجاوں گی۔"

مختصر جواب اور کال بند، باران نے کٹی کال پر سکرین دیکھتے اک بے تاثر نظر ارد گرد ڈالی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

.._____..

"ایسا لگ رہا ہے کوئی ہمارا پیچھا کر رہا ہے hala؟"

یہ تیسری بار تھا جب ایدا کو لگا کوئی اس پر اور نازلی پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے، اب کی بار یہ احساس اتنا قوی تھا کہ وہ دونوں بازار کے وسط میں جا کر رک گئیں۔

"مجھے بھی کل محسوس ہوا تھا لیکن میں نے وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔ لیکن آج پھر وہی ہو رہا ہے۔ کہیں اس مہمت کے لوگ تو ہمارا پیچھا نہیں کر رہے؟"

نازلی کو دائیں جانب بنی کپڑوں کی شاپس کے آس پاس جیسے کسی کا سایہ نظر آیا تو اس نے اس جانب دیکھتے ایدا کو اپنا خدشہ بتایا۔

"تم نے کال کی تھی عالیان کو؟"

نازلی نے فوری زرا سہم جاتی ایدا کو مخاطب کیا۔

"جی hala، انہوں نے کہا تھا بے فکر ہو جاوں اب مہمت نظر نہیں آئے گا"

ایدا نے فورا نازلی کی تشفی کروائی۔

"چلو پھر تو ٹھیک ہو گیا ناں۔ آو تمہارے لیے کچھ جیولری دیکھتے ہیں۔"

نازلی بھی کچھ بے فکر ہوئی اور ایدا کا ہاتھ پکڑے وہ انٹیک جیولری شاپ کے اندر داخل ہوئیں تو دونوں کا موڈ وہاں کی نئ نئ یونیک جیولری دیکھے خوشگوار ہوا۔

"تم کچھ عالیان کے لیے خریدنا چاہو گی؟"

وہ دونوں جیولری شاپ میں کیبنٹ کے پاس جا رکیں جب نازلی نے وہاں ریک پر سجی کچھ مردانہ رنگز دیکھتے ایدا کو پکارا جو پہلے ہی ایک بلیک سٹون رنگ کو مبہوت ہوئے دیکھ رہی تھی البتہ نازلی کی نظر ایک ویڈنگ رنگ پر تھی، وہ خوبخو ویسی رنگ تھی جیسی نکاح پر اس نے آزاد کو دی تھی، سیم ڈیزائن تک۔

"مجھے یہ رنگ پسند ہے، لیکن مجھے انکی انگوٹھی کا سائز نہیں پتا"hala

ایدا نے سامنے ہی رکھی وہ خوبصورت سلور، بلیک سٹون والی رنگ اٹھاتے نازلی کو دیکھائی جس نے ایدا کے ہاتھ سے

مسکرا کر رنگ لیتے نجانے اپنی انگلی سے اسکا کیسے سائز چیک کیا کہ مسکرا دی۔

"رسک پر لیتے ہیں، آزاد کی میں نے اسی سائز میں لی تھی جب ہم شادی کا سوچ رہے تھے۔ مے بی عالیان کو بھی یہی پوری آجائے۔ اگر سائز چھوٹا بڑا ہوا تو تم دوا گلی بار ساتھ آکر سائز فکس کروالینا"

نازلی نے تو کنفوز ایدا کی ساری مشکل ہی حل کر دی، وہ hala کے گلے لگتی ہنسی۔

"یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ ہم اسے لے لیتے ہیں پھر۔ ویسے بھی انہوں نے مجھے فون دیا۔ ونگز پینڈٹ دیا۔ اپنا نام دیا۔ میں نے تو بس چاکلیٹ دی"

ایدا نے شاپ اونر کو وہ رنگ اٹھا کر پیک کرنے دی اور پیمنٹ کا بھی پوچھا جبکہ نازلی کو ایدا کے معصوم موازنے پر ہنسی سی آگئی۔

"ایسے موازنہ کرو گی تو ہار جاو گی۔ اس نے جو دیا، تم کبھی لوٹا نہیں سکتی۔ اس نے اپنا آپ دیا تمہیں۔ اور اسکا بدلہ تم لوٹا نہیں سکتی میری جان۔ تو بنا موازنہ کیے لو۔ بس تحفے تو

یادگار ہوتے ہیں۔ اصل چیز انکی قیمت نہیں ان سے جڑے جذبات ہوتے ہیں۔"

نازلی نے بہت خوبصورتی سے اس ہلکان میڈم کو موازنے سے نکالا اور اس خوبصورت اور مہنگی رنگ کی پیمنٹ کی، اس بلیک سٹون کی وجہ سے وہ کافی ایکسپینسیو تھی۔

دونوں کا موڈ قدرے اچھا ہوا لیکن مہت سلمان کے دو لوگ جو ایدا اور نازلی کا پیچھا کر رہے تھے، انھیں ایک آدمی ایک ایک ہاتھ سے گردن سے دبوچے تھوڑا دور ایک سنسنان جگہ دیوار سے پن کیے کھڑا تھا، ان دو کی دل خراش آوازیں بھی گلا دبنے کی وجہ سے گھٹ رہی تھیں۔

"کیوں پیچھا کر رہے ہو تم ان دو لڑکیوں کا؟"

وہ آواز وہشت ناک اور غضبناک تھی، اس آدمی کے منہ پر اب بھی ماسک تھا جبکہ وہ دو مریل سے آدمی کسی طرح گردن کے گرد جکڑے اس مضبوط آدمی کے شکنجے سے آزادی کو پھڑ پھڑاتے رہائی چاہ رہے تھے۔

"ا۔۔۔ ایدادمیر کو کڈنیپ کرنا ہے۔ دوسری والی سے ہمیں کوئی لینا دینا نہیں۔ کون ہو تم"

مہمت سلمان کے دو آدمیوں میں سے ایک پاشا نام کا آدمی ڈرتے منمنایا کیونکہ اس ماسک مین آدمی نے اسکی گردن پر

جکڑا ہاتھ زرا ڈھیلا کیا تا کہ وہ سانس بھی لے سکے اور بول بھی سکے۔

"لیکن مجھے دونوں سے لینا دینا ہے۔ اگر تم دونے یا تمہارے کسی بھی اور آدمی نے دوبارہ ایدادمیر کے قریب بھٹکنے کی بھی کوشش کی تو اگلی بار یہ ہاتھ تم دو کی گلے کی ہڈیاں کرش کر کے ڈھیلا ہو گا۔ سمجھ آئی ہے میری بات؟"

وہ سیاہ آنکھوں والا جلاد آدمی تو ابھی بھی انکی گردنیں توڑنے کے موڈ میں تھا اور وہ دو مرتے کیا نہ کرتے کے مترداف کراہتے ہوئے سر ہلا گئے جیسے اس ماسک مین کا کہا ہر حرف پتھر پر لکیر ہو۔

"اب اپنے مالک کے پاس جا کر اسے بھی سمجھا دینا کہ اس طرف ہاتھ بڑھایا تو اسکے ہاتھ سمیت اسے بھی کاٹ دیا جائے گا۔ دفع ہو جاو دونوں۔ یہ مت سمجھنا میری گرفت سے نکل گئے تو بچ گئے۔ میری تم دو سمیت تمہارے مالک پر نظر ہے تو ہوشیاری کی کوشش بھی مت کرنا"

اس ماسک مین کے گھن گرج لہجے اور گرفت دونوں نے مہمت سلمان کے خاص آدمیوں کی ہوا ٹائیٹ کر ڈالی، اسکے چھوڑتے ہی وہ دو اپنی گردنیں سہلاتے وہاں سے بنا پیچھے مڑے بھاگے جبکہ وہ ماسک مین اس سنسنان سٹریٹ سے نکل کر مین بازار انٹر ہوا تو اسکی آنکھیں جیولری شاپ سے

ہنس کر نکلتیں ایدا اور نازلی پر تھیں، ماسک کے پار سے بھی لگا جیسے وہ شخص مسکرایا ہو۔

وہ دوہر فکر سے آزاد اپنی ہی شاپنگ میں مصروف تھیں اور وہ شخص تب تک انکے پیچھے رہنے والا تھا جب تک وہ یہاں انقرہ کے بازار موجود تھیں اور جب مہمت سلمان کے دونوں آدمی واپس اسکے اڈے پہنچے تو آگے وہ مہمت رسیوں کی مدد سے ایک کرسی پر بندھا تھا جبکہ عالیان کے ایک اشارے پر اسکے لوگوں نے مہمت کے ان دو آدمیوں کو بھی دبوچا۔

مہمت نے بندھے ہونے کے ساتھ پھنکار کر ان دو نکموں کو دیکھا کہ انکے پاس مہمت کی رہائی کی چابی ہو گی پر وہ دو جیسے سہمے تھے ایسوں کے پاس ایدا ہوتی یہ ناممکن تھا۔

"پولیس آرہی ہے۔ میں نے تو پلین کیا تھا تمہیں نامرد بناوں پر تمہارے کالے دھندے گھنگھالنے کے چکر میں ہمیں بہت ایسا مواد مل گیا کہ اب تمہیں پولیس کے لوگ خود نامرد بنادیں گے۔ جب تمہیں مار مار کر تمہارا بھرتا بنائیں گے۔"

عالیان نے کھل کر وار کیا تو آج اپنا چہرہ نہ چھپایا، جبکہ مہمت سلمان کے اندر جو نفرت ابل رہی تھی لگتا نہیں تھا اسے

کوئی قانون اب عالیان پر قہر کی طرح ڈھلنے سے روک سکے گا۔

"اسکے گھر اطلاع دو کہ پیارے دلہا صاحب دس بیس سال کے لیے جیل میں دفع ہو رہے ہیں تو انکی شادی کینسل"

عالیان نے اپنے ہی ایک آدمی کو مست ہوتے یہ حکم دیا جو خود بھی آگے سے مہمت سلمان کی بے بسی پر مسکراتا حکم کی تعمیل میں باہر نکل گیا۔

"انقرہ کی جیلوں میں دم نہیں کہ وہ مجھے زیادہ دن جکڑ سکیں۔ میں قسم کھاتا ہوں، میری واپسی جلد ہو گی اور میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لوں گا"

مہمت سلمان کی آنکھیں انگارہ تھیں، اسکی نفرت اور انتقام سے بھری ذات کے باوجود عالیان بے خوف تھا کیونکہ وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تھا، مہمت سلمان جیسے کیڑے مکوڑوں سے تو ہرگز نہیں، اسی لمحے انٹرنس سے انقرہ کی پولیس اور اہل کار انٹر ہوئے، انسپکٹر دلشاد عالیان کا ہی کلاس فیلو تھا تو اس معاملے میں اس نے عالیان کی ریکوسٹ پر زرا زیادہ اس پر توجہ دی تھی۔

دو لوگ ہتھ کڑی لیتے مہمت سلمان کی طرف بڑھے تو اک لمحہ اس نفرت میں جلتے آدمی کا دل تھما۔

"تم ابھی اپنی جان کی فکر کرو مہمت سلمان، تم نے واپس نہیں آنا بچے۔ اور اسکے لیے میں اپنی پوری طاقت اور جان لگاوں گا۔ تمہارے ماں باپ اب تمہارے ناجائز بچے ہی پالیں گے۔ کیونکہ تمہارے سہرے کے پھول سجنا تو اب ناممکن ہے۔ ویسے کبھی موڈ ہو تو بتانا تمہاری معشوقائیں جیل میں بھیجوا دیا کروں گا۔ اب تم جیسے ہوس کے مارے ہر چیز کے بنا رہ سکتے ہیں سوائے بازاری عورت کے نشے کے۔ تو وہ میں تمہارا پورا کروا دیا کروں گا۔ بہت رحم دل

ہوں۔۔۔لے جاو اسے دلشاد۔اور ایسے گند کو جیل میں ہی رہنا چاہیے"

عالیان نے بہت سکون میں مبتلا ہوتے یہ قہر ناک الفاظ ہتھوڑے کی طرح مہمت سلمان پر برسائے جبکہ وہ زیر لب مغلظات بکتا ہی پولیس کے اہل کاروں کے ہمراہ لے جایا گیا، دلشاد نے بھی عالیان کا جاتے جاتے سینہ تھپکا۔

"اس سائیکو پاتھ کی ہمیں کب سے تلاش تھی۔اب تم بے فکر رہو۔آگے کا کام ہمارا"

دلشاد نے اپنے لوگوں کو پہلے ہی آرڈر دے دیا تھا کہ مہمت سلمان کا یہ پورا اڈا سیل کر دیا جائے جبکہ عالیان کو اندازہ نہ تھا سب اتنی جلدی سمٹ جائے گا پر یہ صرف ابھی وہ خاموشی اور سکوت چھایا تھا جو طوفان سے پہلے برپا ہوا کرتا ہے۔

عالیان اس وئیر ہاوس سے نکلا تو ایدا کو ہی میسج کرے یہ خوشخبری سنا رہا تھا لیکن ان دو کو گھر پہنچتے ہی وہاں پھیلی نحوست سے معلوم ہو گیا کہ عالیان نے اپنا کام کر دیا، وہ دونوں آج آزاد کی قبر پر نہ جا سکی تھیں کیونکہ بازار میں کافی لیٹ ہو گیا تھا۔

برہان اور گل خانم نے ساری تیاریاں رکوادی تھیں اور وہ ماں بیٹا کمرے میں بند تھے البتہ المیرا سے اس سب کے بارے دریافت کرنے کو خود نازلی آگے ہوئی۔

"یہ سب تیاریاں کیوں رک گئی ہیں "abla

نازلی نے بھرپور اداکاری کے جوہر دیکھاتے المیرا سے فکر کے سنگ پوچھا، جبکہ ایدا کی نظریں اپنے فون پر آئے عالیان کے میسج پر تھیں۔

"وہ دس بیس سال تک اب جیل سے نہیں نکل سکتا۔ اگر تمہیں اچھا لگے میں شام کو تمہیں یلدرم حویلی لے کر جا

سکتا ہوں؟ بابا کو نکاح کا بتائیں تو تم ساتھ ہو۔ مے بی ایسے میں انکی مار سے بچ جاوں۔ مجھے شام چھ بجے تک بتا دینا۔ اگر گھر سے نہ نکل سکو تو میں تمہیں چھت سے اٹھوالوں گا۔ تمہارے جواب کا انتظار رہے گا"

ایدا کے ہونٹوں پر آتی مسکراہٹ بے حد دلکش تھی، وہ مرغوب سا مسکرائی اور توجہ نازلی اور المیرا پر دی جو اسے مہمت سلمان کے اریسٹ ہونے کی تفصیل بتا رہی تھیں اور ایدا نازلی آپس میں آنکھوں ہی آنکھوں کی حدود تک مسکراتی نظر آرہی تھیں لیکن ایسے کہ المیرا کو زرا شک نہ گزرتا کہ وہ دو نہ صرف اس بارے جانتی ہیں بلکہ دل سے

خوش بھی ہیں، جبکہ ایدا کو اپنی زندگی میں کبھی ایسی آزادی فیل نہ ہوئی جتنی اس لمحے، اب سر پر مہمت سلمان نامی لٹکتی تلوار نہ تھی، اسکا دل سچ میں پنکھ لگا کر اڑ رہا تھا، یہ سوچ کر نہیں کہ وہ مہمت سلمان سے بچ گئی، یا اس لیے بھی نہیں کہ وہ آزاد ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ رات ماموں سے ملنے والی ہے، وہ عالیان کے ساتھ ہو گی، اف ایدا کی اس خوشی کے کیا کہنے جو چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔

.._____..

دِلارہ نے مطلوبہ جگہ میٹرو پکڑ کر پہنچتے ہی باران کو میسج کیا جسکے بعد وہ گاڑی سے نکلا تو اسے سڑک کنارے ہی وہ کھڑی نظر آئی۔

وہ اسکو دیکھتے ہی اسکی جانب لپکی، باران سنجیدہ لگ رہا تھا تو دلارہ دگنی فکر مند۔

"کیوں بلایا ہے اس پرانے سے محلے میں؟"

وہ باران کے قریب رکتے ہی عجیب انداز میں تفتیش کرے ان بوسیدہ عمارتوں اور گھروں کا دور سے جائزہ لے رہی تھی۔

"توران اور عیشاء کے نکاح کا گواہ مل گیا۔ تمہاری شرط پوری کر دی۔ آ وہ تمہیں سب بتائے گا"

باران نے اسے یہ کہہ کر سکتے میں بھیج دیا، کتنی دیر وہ باران کے چہرے سے نظریں نہ ہٹا سکی، یوں جیسے ابھی بھی امید ہو کہ وہ مزاق کر رہا ہے، جب دلارہ نے اسے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ آزادی کی ایک شرط ہے تو باران کو کیا ضرورت تھی تین دن پہلے ہی اس شرط کو پورا کرنے کی، کیا وہ دِلارہ کے وجود سے اتنی نفرت کرتا تھا کہ اسے جلد اپنی زندگی سے نکالنا چاہتا ہے، اس وقت وہ یہی سوچ رہی تھی، اسے تکلیف نجانے کیوں شریانوں تک پھیلتی محسوس

ہوئی، اسکا دل سکڑنے لگا، وہ باران کی امبر آنکھوں میں اک پھیلا سکون دیکھ کر بے سکون ہو رہی تھی، اسے خود کو روکنے کا جواز مل گیا کہ وہ باران کی طرف بڑھتے قدم روک لے۔

"اتنی جلدی کیا تھی نکاح کا گواہ ڈھونڈنے کی۔"

یہ سوال نہیں تھا، دِلارہ کی شکائیت تھی، باران نے اسکی طرف بغور دیکھا جیسے سوال کے پیچھے کی کیفیت جاننا چاہتا ہو۔

"تاکہ تمہیں خود سے آزادی دے سکوں۔ مجھ سے آزاد پرندے قید نہیں دیکھے جاتے ناں"

وہ مسکرا رہا تھا پر دِلارہ کو اسکی مسکراہٹ پہلی بار نہایت بری لگی، وہ اندر تک کٹ رہی تھی، گواہ سے مل لیا تو انکار شتہ ختم اور دلارہ اس گواہ نامی باڑ کو ابھی اپنے اور باران کے بیچ سے ہٹانے کے لیے مینٹلی تیار نہ تھی۔

"آزادی! ٹھیک کہا"

وہ نظریں اور چہرہ پھیر گئی تو باران پھر بھی مسکرایا۔

"میں بقیہ عمر یاد کروں گا کہ میرا یہ ہفتہ بہت۔۔۔"

اس سے پہلے باران اپنی بات مکمل کرتا وہ اسکی بات درشتگی اور سفاکیت سے کاٹ گئی۔

"جانتی ہوں براترین گزرا، یہی یاد کیا کروگے۔ تم نے ٹھیک سے نفرت کرنی سیکھی۔ یاد کرنا بنتا بھی ہے"

وہ رویا چیخ نہیں رہی تھی پر اسکے لفظ لہو ہوتے لہجے کے سنگ باران نے محسوس کیے، وہ گرے آنکھیں نفرت میں بھی اتنی خالی نہ ہوئیں جتنی اب اس لمحے جب اثاثے بٹ رہے تھے، سب قبل از وقت ختم ہو رہا تھا۔

"بہترین گزرا۔ میں نے پہلی بار محبت کرنی سیکھی دِلارہ۔ وہ محبت جو ہر غرض سے پاک ہے۔ وہ جو ہمیں خود سے بھی نہیں ہوتی۔ وہ جو ہمیں اللہ کے بنائے کسی شہکار سے شدید ترین اور اچانک ہو جاتی ہے"

وہ اسے کہہ نہ سکا، اس نے دِلارہ کے سراپے سے اٹھتی خوشبو کے ساتھ اپنا یہ راز کھولا، اور اسے کیا پتا جو راز خوشبوؤں کے حوالے کیے جاتے ہیں وہ ہوا کی طرح گلی گلی جاتے ہیں۔

وہ اپنی کیفیت اپنے اندر دبا گئی کہ اسے خاموشی اکثر ہاں لگتی تھی، اس نے باران کی خاموشی کو بھی ہاں ہی لیا تھا۔

"تو اب تم بقیہ کے دو تین دن مزے کرو۔ کل بھی مت آنا میرے ساتھ کالج۔ تم نے گواہ ڈھونڈ لیا کافی ہے۔ میں اس سے نہیں ملوں گی۔ تم آزاد ہو مجھ سے اب باران۔ ڈائورس پیپرز کبھی بھی لا سکتے ہو میں سائن کر دوں گی۔ ٹیک کیئر"

وہ اپنا فیصلہ قہر کی طرح اس پر ڈھاتی اس شخص کو تمام حسوں سے جامد و سن کرے پاس سے گزرنے ہی لگی جب باران کے ہاتھ نے بے اختیار اس دور جاتی دِلارہ کی بازو پکڑ کر دبوچا پھر گھسیٹ کر اسے اپنے سامنے لا ٹھہرایا، وہ صبح سے اس لڑکی کی شرط کے پیچھے خوار ہو رہا تھا اور وہ گواہ سے ملے بناسب ختم کرنے کی منادی کر رہی تھی، اس نے دلارہ

کو اتنا بے اصول کہاں سمجھا تھا پر باران کی سمجھ بوجھ تب مفلوج ہوئی جب اس نے اپنے قریب لا کر ٹھہرائی جاتی دلارہ کی آنکھوں میں سرخی دیکھی، ہاں وہاں بڑے جبر سے چھپائی آنسوؤں کی نمی تھی، کسی سفید پوش کی آنکھوں میں دبے بے بسی کے آنسو اس نے پہلی بار تسخیر کیے، یہ لمحہ وہی تھا جب باران یلدرم نے محبت سے کچھ بہت پاور فل محسوس کیا، اس زرازر اکانپتی چھوٹی سی لڑکی کے لیے جسکے چہرے کا درد ایسا تھا جیسے اسکے اندر سب پھٹ گیا ہو۔ کہرام مچ گیا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ جن شرائط کے پیچھے تم نے مجھے اتنا ٹارچر کیا۔ پہلے اچانک ایک شرط واپس لی اب دوسری بھی۔ تم اس گواہ سے مل لو تاکہ تمہیں مزید یقین ہو جائے کہ تم ناجائز نہیں ہو۔ یوں یکدم پیچھے ہٹنے کا مقصد؟ کیا تم کسی قسم کے پریشر میں ہو۔ ان چند دنوں میں جس دِلارہ سے میں ملا وہ ہر اتو دیتی ہے پر ہار نہیں مانتی۔ پھر یہ سب کیوں؟"

وہ اسکی آنکھوں کی تکلیف کو فوکس اور توجہ میں رکھ کر دلارہ کو ایموشنلی کمزور کرنا نہیں چاہتا تھا تبھی برہمی سے اپنی الجھن گوش گزار کی اور منتظر تھا کہ وہ کوئی جواب

دے جسکے پاس ابھی کوئی جواب تھا ہی نہیں، بس یہ احساس اعصابوں پر حاوی تھا کہ باران اس سے جان چھڑوانے کے لیے بہت بے تاب ہے۔

"میں تمہیں ہر چیز بتانے کی پابند نہیں ہوں۔ جب کہہ رہی ہوں تم آزاد ہو۔ تم تین دن کے بجائے آج ہی واپس جا سکتے ہو تو تمہیں خوش ہونا چاہیے ناں۔ اب کوئی ٹارچر نہیں ہو گا۔ نہ میری شکل دیکھو گے۔ تو اسے تم اپنی جیت سمجھو ناں۔ ہار کس کی ہوئی یا ہو گی اسے چھوڑ دو۔ مطلبی اور بے حس تو تم ہو، وہی رہو۔ تمہیں کسی دوسرے کی فکر کرنے

کی عادت تو ہے ہی نہیں تو اچھا بننے کے بارے پریٹنڈ بھی مت کرو"

وہ اپنے دونوں بازو باران کے ہاتھوں کی گرفت سے پوری قوت لگا کر جھٹکتی ہوئی بولی تو آواز ناچاہتے ہوئے رندنے کے ساتھ ٹوٹنے بھی لگی پر آفرین تھی وہ لڑکی جسکی آنکھیں سارے آنسوؤں کی نمی ایک بار پھر اپنے اندر دفن کر چکی تھی، باران دنگ تھا کہ دِلارہ کے پاس یہ مہارت آئی کہاں سے، یہ ضبط کا قوی مادہ اسے ماں باپ سے وراثت میں تو نہ ملا تھا، یہ اس لڑکی پر بیتے وقت کی تباہ کاری تھی کہ وہ اپنے اندر برپا قیامت کی باہر خبر ہی نہ ہونے دیتی تھی۔

"تم مجھے ایک بات بتاو۔ جب تم نے کہا کہ تم گواہ سے ملو گی، تم اس نکاح کا یقین ملتے ہی اپنی زندگی سیٹل کرو گی۔ تو اب کیا تکلیف ہے۔ کیوں خوامخواہ بحث کر رہی ہو۔ دِلارہ میں سمجھ سکتا ہوں تمہاری کنڈیشن پلیز ابھی بھول جاو کہ تمہیں مجھ سے نفرت ہے۔ ہر چیز کا ایک طریقہ ہوتا ہے، تم یہ سب سمیٹو اور سائیڈ ہو۔ کیا یہ معاملہ لٹکا رہے گا یہ تمہیں اریٹیٹ نہیں کرے گا، ختم کرو ناں سب کیوں ضد کر رہی ہو؟"

وہ اسکی مزاحمت کی پرواہ کیے بنا اس بار اسے سوچ سے زیادہ بازووں سے پکڑ کر نزدیک کھینچتا ٹھہراتے تاسف سے

بولا، وہ امبر آنکھیں اسکے لیے درد میں نظر آ رہی تھیں، پر دِلارہ کا بس نہ چل رہا تھا خود کو اس شخص کی نظروں سے غائب کر دیتی۔

وہ کیسے سمجھاتی کہ وہ سب ختم ہی تو نہیں کرنا چاہتی تھی، وہ سب لٹکانا چاہتی تھی اسکے بارے اسے خود پر بھی حیرت تھی پر وہ اک بے بس سی کیفیت کا شکار نظر آ رہی تھی، اس نے باران کے تاثرات گہرائی سے فوکس کر رکھے تھے، وہ شخص انتہائی بے چین تھا، اسکی بے بسی اسکے ہاتھوں کی گرفت سے عیاں تھی۔

"چھوڑو مجھے۔ تمہیں اپنی آزادی سے مطلب ہونا چاہیے۔ ضد تم کر رہے ہو۔ میری شرط یہی تھی ناں گواہ والی۔ تم نے پوری کر دی۔ ہو گیا سب ختم۔ کچھ لٹکا نہیں رہے گا بے فکر رہو"

وہ اس بار پوری قوت سے اسکو پرے جھٹکتی چلائی تھی، باران اسکی ایک سی بات سے چڑ گیا، صبیح پیشانی پر واضح بل آئے، جیسے اب بھی یہ ضد پر اڑی رہی تو باران سے تھپڑ کھا جائے گی، وہ جبڑے بھینچتا خود پر قابو پانے لگا ورنہ ابھی سخت غصے میں آ چکا تھا۔

"بھاڑ میں گئی میری آزادی۔ میں یہاں تمہارا سوچ سوچ کر ہلکان ہوں اور تم میری آزادی میری آزادی کی رٹ لگائے مسلسل ضد کر رہی ہو۔ دِلارہ مجھے اپنی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے تمہاری اس زندگی کی پرواہ ہے جسکا ابھی آغاز ہوا ہے۔ جتنی برباد اور تباہ ہونی تھی بس۔ رسوائی تباہی اب سے ختم۔ تم نارمل ہو جاو پلیز۔۔۔ ہر تکلیف سے نکل آو جو جانے انجانے میں میں اور عیشاء تمہاری لائف میں لائے، تمہیں دے بیٹھے۔ میری بات بھی سمجھو"

وہ بھی چلایا مگر پھر یہ سوچ کر نرم پڑا کہ وہ جیسی بھی ضدی ہے، ہے تو نا سمجھ، چھوٹی، اور اس وقت تھی بھی شدید

تکلیف میں، باران نے اسکے بازووں کو آزاد کرتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے آخری جملہ نہایت بے بسی سے کہا، ہاں دِلارہ نے اپنے دل کے کئی ٹکرے ہوتے محسوس کیے جب باران نے کہا اسے اپنی پرواہ نہیں، آخر وہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ اسے اپنی پرواہ نہیں، دِلارہ کی زندگی تو چلوا بھی شروع ہوئی، اسکے آگے پوری جوانی پڑی تھی، پر وہ جو اٹھارہ سال اپنی عین جوانی کے برباد کر آیا، اوپر سے کہہ رہا ہے اسے اپنی پرواہ نہیں، اس وقت یہ بات خنجر کی طرح دلارہ کو اپنے سینے میں دھنستی محسوس ہوئی۔

"ت۔ تمہیں اپنی زندگی کی پرواہ کیوں نہیں ہے؟"

دِلارہ اس وقت ایسا سوال کرے گی باران نے توقع نہیں کی تھی، یکدم جیسے وہ نرم پڑا انسان ایسے سوال پر ٹھٹکا، وہ اسے کیا کہہ رہا ہے اور وہ کیا پوچھ رہی تھی، یہ لڑکی بس دماغ گمانے والے ہی کام کر رہی تھی۔

"کیونکہ میری وہ آغاز والی عمر گزر گئی۔ اب میری زندگی میں کچھ باقی نہیں۔ نہ امید، نہ یقین نہ ارمان۔ میں مانتا ہوں میں اتنے سال غائب رہا۔ میں نے کئی سال اک بے جا تہمت سینے سے لگا کر رکھی پر تمہیں وقت آنے پر سب بتاوں گا۔ میں نے بہت دیر کی لوٹنے میں کہ مجھے بہت پہلے آکر تمہارے گرد حائل رسوائی، اذیت اور تکلیف کے

گھیرے کو توڑ دینا چاہیے تھا پر دِلارہ سب ویسا نہیں ہوتا جیسا نظر آتا ہے۔ میں اتنے سال اس سٹیٹ آف مائینڈ میں آ ہی نہ سکا کہ واپس آتا۔ تم اتنی سمجھدار ہو، تم پھر بھی مجھ سے ضد لگا کر بیٹھی ہو۔ تمہیں نہیں پتا جو چیزیں ہم پر نہیں کھل رہی ہوں وہ ابھی ہمارے واسطے نہیں ہوتیں۔ مجھے اس گلٹ سے رہائی دوناں۔ اس گواہ سے مل لو تا کہ تمہاری رہی سہی تکلیف بھی ختم ہو۔ تمہارا مزید وقار بڑھے، تم مزید پر اعتماد ہو کر اپنی زندگی کا بہترین آغاز کرو۔ جس میں کوئی چیز تمہارا راستہ نہ روک سکے، ذہن نہ بھٹکا سکے۔ مجھے تلافی کر لینے دو اپنے گناہ کی"

بہت بے بس ہو کر وہ اسکے آگے التجائیں کر رہا تھا جبکہ وہ ساکن کسی ربوٹ کی مانند اسے سنتی جا رہی تھی، اپنے چہرے سے لگے باران کے ہاتھ تک نہ ہٹائے، وہ اتنا مضطرب تھا جیسے اگر دلارہ نے آج گواہ سے مل کر معاملہ نہ سمیٹا تو پریشانی سے مر جائے گا۔

"تم نے کوئی گناہ نہیں کیا، گناہ مجھ سے ہوا ہے۔ تو تلافی بھی میری بنتی ہے۔ تم اب چل کرو۔ میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ گھر جا رہی ہوں۔ مجھے گواہ یا گواہی کی اب ضرورت نہیں۔ مزید میں تم سے سر نہیں کھپا سکتی"

وہ اسکے ہاتھ ہٹاتی باران کو خود سے پرے دھکیل کر کچھ قدم دور ہٹی تو وہ آزردگی سے اس سنگدل لڑکی کو دیکھنے لگا کہ اسے باران کا زرا خیال نہیں، نہ عمر نہ لحاظ نہ رشتے کا بلکہ وہ تو باران کے بقول اسے انسان بھی نہیں سمجھ رہی۔

"دِلارہ! پلیز۔۔ایسے مت جاو"

وہ اسکے پیچھے آیا پر وہ پلٹ کر اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے آنے سے روک گئی، اس بار باران کو مجبورار کنا پڑا کیونکہ اس لڑکی کا گریز ہی ایسا تھا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہی۔ آزاد ہو تم اب۔۔۔"

وہ پھر سے آواز پر قابو نہ رکھتی چیخی، وہ مزید اسکی طرف نہ بڑھ سکا، شاید وہ اس کو قائل کرنے میں ہار گیا تھا۔

"مجھے یہ بیچ لٹکنے والی آزادی نہیں چاہیے، مل لو اس سے۔ کہو تو میں یہیں بلا لاتا ہوں"

وہ اپنی گزارش پر ابھی بھی ڈٹا تھا، اذیت باران کے ہر مو سے چھلک رہی تھی، اب دِلارہ کی برداشت کا پیمانہ بھی لبریز ہوا۔

"بس بہت ہوا۔ مجھے نہیں ملنا۔ کیا کسی اور زبان میں کہوں۔؟ کس قسم کے ڈھیٹ ترین انسان ہو۔ جب منع کر رہی ہوں تو خدا کے لیے باز رہو۔"

وہ اس پر غصہ ہو کر بولی، آخر کس قسم کا ڈھیٹ تھا یہ شخص جو اتنی باتیں سن کر بھی ٹس سے مس ہونے پر تیار نہ تھا۔

"دِلارہ تم میرے ساتھ زیادتی کر رہی ہو"

وہ ایک آخری بار اسے پکارا، دلارہ اس سے منہ پھیر گئی، وہ اس سے دور جا رہی تھی، روڈ تک کراس کر لی۔

"دِلارہ۔ تم کہو تو گواہ کو گھر لے آوں گا۔۔ پلیز کچھ تو کلئیر کرو"

وہ سڑک پار سے پھر چلایا، اکا دکا آس پاس گزرتے لوگ تک اس آدمی کے چلانے پر اسے مڑ کر تعجب سے دیکھنے لگے، یہاں تک کہ دونوں باران کے آدمی بھی کہ باران کو کیا ہوا، وہ ایک لڑکی سے بات کرنے کو کیوں باولا ہوئے جا رہا تھا۔

"بھاڑ میں جاو تم"

آخر اتنا منع کرنے کے باوجود بھی جب وہ باز نہ آیا تو دلارہ بھی ویسے ہی آواز بلند کرے کہتی تیز تیز وہاں سے بھاگ نکلی تو باران بھی دوڑ کر پیچھے ہی لپکا اور پھر سڑک کنارے رک کر اس نے گردن موڑے اپنے لوگوں کو بھی جانے کا اشارہ کیا اور خود پیدل ہی دِلارہ کے پیچھے بھاگ گیا۔

اسکے دونوں آدمی نا سمجھی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے گاڑی میں سوار ہو کر باران کے حکم کے مطابق وہاں سے گاڑی بھگاتے نکل گئے۔

وہ دِلارہ کا پیچھا کرتا رہا، جب تک وہ میٹرو سٹیشن پہنچی، باران بھی پہنچ چکا تھا، دِلارہ کے کافی آگے نکلنے کی وجہ سے باران

کو بھاگ کر پہنچنا پڑا اور اس نے میٹرو بھی تقریباً دوڑتے پکڑی۔

میٹرو چل پڑی تھی، باران نے ہانپتے سانس کو بحال کرتے ابھی دِلارہ کی تلاش شروع ہی کی کہ باران کی نظر میٹرو کے باہر سٹیشن پر ہی ساکن کھڑی دِلارہ پر گئی جہاں وہ اسے ہی اذیت سے دیکھ رہی تھی، باران نے ضبط اور غصے کے مارے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"دِلارہ"

وہ غصے سے جبڑے بھینچتا میٹرو رکوانے کے لیے آگے بڑھا پر میٹرو اپنے اگلے سٹاپ پر ہی رکنے والی تھی جس کے لیے چاروناچار باران کو پندرہ منٹ کا یہ سفر کرنا پڑا، سٹاپ آتے ہی وہ میٹرو سے اترا اور پہلے وہ یلدرم حویلی کیپ لے کر پہنچا، وہاں سے اس نے اپنی گاڑی لی، گھر میں بھی نہ گیا اور گاڑی لے کر یلدرم حویلی کے پورچ سے نکال کر روڈ پر ڈالی اور ساتھ دِلارہ کو کال ملائی، پہلے بیل جا رہی تھی پر جب باران نے مسلسل اسے کالز کیں تو دِلارہ نے غصے سے فون ہی کاٹ دیا، وہ گھر سے کچھ دس منٹ کے فاصلے پر ایک روڈ سائیڈ بنے سٹنگ بلاک پر بیٹھی تھی، سڑک پر سے ہر دو

منٹ بعد کوئی گاڑی گزرتی تو اسے محسوس ہوتا اسکے پاس سننے سمجھنے کی قوت ہے مگر پھر ہر سو سناٹا چھا جاتا، دوپہر ڈھلی، سردی کی شدت بڑھنے لگی، دھیرے دھیرے شام ہونے لگی پر دِلارہ وہیں چپ چاپ دور پار نظریں جمائے ساکن بیٹھی تھی، وہ کئی کئی گھنٹے ایک ہی جگہ بنا حرکت کیے بیٹھ سکتی تھی، نہ تھکتی، نہ بیزار آتی، کبھی کبھی تو لگتا اس کا کنکشن براہ راست خلاوں سے ہے، یا شاید آسمان والے سے، کچھ کہنا ممکن نہ تھا، وہ عجیب تھی، بلاشبہ وہ عجیب ترین تھی۔

باران دن سے شام تک اسے پاگلوں کی طرح اپنے نام
مرتبے اور رعب کی پرواہ کیے بنا اسے ڈھونڈتا رہا، عالیان
پولیس سٹیشن کے کام نمٹا کر کمپنی سے ہو کہ گھر پہنچ آیا تھا
اور باران کو کالز کر رہا تھا تاکہ ایدا کو حویلی لے کر آنے کے
بارے مشورہ کرے مگر باران نے فون سائلنٹ پر چھوڑ
دیا، اسے پہلے دِلارہ کو ڈھونڈنا تھا، اسکے بعد ہی وہ دنیاداری
کا کوئی اور دھندا نمٹانے کے قابل ہو پاتا۔

.._____..

"میں جاتا ہوں تھانے انے، مجھے لگتا ہے مہمت کو کسی نے
جان بوجھ کر پھنسایا ہو گا۔ یہ شادی فی الحال تو ڈیلے ہو گئی پر

اگر ٹوٹتی ہے تو آپ جانتی ہیں ناں وہ ساری زمین ہمیں مہمت کو واپس لوٹانی ہو گی جو مہمت نے ہمیں دی۔ میں نے تو اس پر کام بھی شروع کروا دیا تھا۔ کچھ سوچنا ہو گا ورنہ لینے کے دینے پڑ جائیں گے "

برہان کو جان کے لالے پڑے تھے کہ کڑوروں کی مالیت کی زمین ہاتھ سے نکل رہی تھی، کمرہ بند کیے وہ ماں بیٹا اس اچانک آتی مصیبت پر گفت و شنید کر رہے تھے کہ اب زمین کیسے بچائیں، گل خانم بھی کسی متنفر سوچ میں غرق تھیں۔

"تم اس سے پوچھنا کہ اگر کسی نے یہ اس سے دشمنی نکالی ہے تو کھل کر بتائے۔ مسدور خاندان اسکے ساتھ کھڑا ہے۔ میں اپنے تئیں معلوم کرواتی ہوں کہیں اس پیچھے ہمارے ہی گھر کی کسی منحوس کا ہاتھ نہ ہو۔ مجھے نازلی پر شبہ ہے۔ وہ پاگل پن کے ہاتھوں کچھ بھی کر سکتی ہے۔ بڑی ہمدردی جاگ رہی تھی اسکے اندر ایدا کے لیے۔ ممکن ہے مجرم ہماری ہی حویلی میں ہو"

گل خانم کی سوچ جان کر برہان مسدور بھی غائبانہ حقارت میں مبتلا نظر آیا، گویا دونوں ماں بیٹے کی رگوں میں دوڑتا خون ابلتا محسوس ہوا۔

"اگر اس پیچھے نازلی ہوئی تو میں اسے سچ میں زندہ گاڑ ڈالوں گا انے اور اب آپ کوئی واسطہ نہیں دیں گی"

برہان تو یوں تھا جیسے یہ خدشہ جانے پتنگے لگ گئے ہوں، گل خانم بھی پھنکارتی ہوئیں بیٹے سے متفق ہی لگیں، انکی گردنیں غرور و تکبر سے اٹھی ہوئی تھیں اور مزاج آگ سے سلگتے۔

"یہی بہتر ہو گا پھر"

گل خانم کی آواز میں سفاکیت ہی سفاکیت تھی۔

"ٹھیک ہے میں شام تک لگا تا ہوں چکر، پہلے زرا مہمت کے ماں باپ کو حوصلہ دے آوں۔ آپ بھی اپنا کام کریں۔ ملتا ہوں شام میں انے۔ اجازت دیں"

وہ ادب و احترام کے سنگ اٹھ کر جھکا تو گل خانم نے ہاتھ آگے کیا جسے تھام کر چومتے برہان واپس اکڑ کر سیدھا ہوا اور دونوں ماں بیٹا نظریں چار کرتے جدا ہوئے، یہاں برہان مسدور، ماں کے کمرے سے نکل کر باہر گیا وہیں ایدا جو ریلنگ پر کھڑی نیچے جھانک رہی تھی، جھٹ سے کمرے میں آئی، نازلی اسکے لیے رات کے لیے کوئی اچھا سا ڈریس نکال رہی تھی۔

"برہان مسدور اور گل خانم کی یہ چپ کوئی قہر لگ رہی ہے hala، مجھے نہیں لگتا آج مجھے حویلی سے نکلنے کا رسک لینا چاہیے۔ میں عالیان کو منع کر دیتی ہوں"

ایدا نے رازداری سے ڈور بند کیا اور نازلی کے پاس رکتے پریشانی سے خدشہ کہا، اور وہ فون اٹھا کر کال بھی کر دیتی اگر نازلی ڈریسیز وہیں میٹرس پر رکھے، اسکے ہاتھ سے فون نہ چھین لیتی۔

"انکی چپ کی تمہیں فکر نہیں کرنی۔ میں ہوں یہاں ان سے مقابلے کے لیے۔ تم شکر کرو تمہیں عالیان کے ساتھ لمحے گزارنے کو ملیں گے۔ ناشکری لڑکی۔ محبوب کے

ساتھ تو انسان ہر پل گزارنے کو تیار بیٹھا رہتا ہے اور ایک تم ہو۔ نکمی جو موقع مل رہا ہے اسے بھی گنوانے کے چکر میں ہو وہ بھی بلاوجہ۔ اور انگوٹھی بھی تو دینی ہے تمہیں عالیان کو۔ بہت سالوں بعد تم اپنے اسماعیل ماموں سے بھی ملو گی۔ اور وہ عالی کو انکی مار سے کون بچائے گا؟"

نازلی تو باقاعدہ برہم ہو گئی، اسے ایدا کی یہ ڈر والی سوچیں غصہ دلا گئیں۔

"وہ تو سب ٹھیک ہے hala، سوچیں اگر گل خانم میرے کمرے میں آئیں۔ مجھ پر اس شادی کے رکنے کا خوامخواہ غصہ نکالنے اور آگے سے میں کہیں نہ ملی؟ غصہ تو وہ

اتاریں گی یہ طے ہے۔ میں آپکو اس میدان جنگ میں اکیلا چھوڑ دوں گی کیا، نہیں میں خود غرض نہیں۔ وہ آپکو میری غیر موجودگی میں نقصان دے گئیں تو"

نازلی اسکی فکر و محبت پر فدا اسی پر اسے ایدا کی یہ سوچ سچ میں اضافی لگی، اب نازلی اتنی بھی کمزور نہیں تھی جتنی ایدا نے سمجھ لی۔

"انھیں تمہاری پرواہ ہے کیا؟"

نازلی نے اذیت میں ڈوبے ایدا کو پہلوؤں سے تھامے استفسار کیا تو بے اختیار وہ جواباً افسوس سے سر نفی میں ہلا گئی۔

"تو پھر۔ جب پرواہ نہیں تو وہ کیوں تمہارا سوچیں گی۔ اور غصہ نفرت اگلنے کے لیے بھی وہ سیڑھیاں چڑھے تمہارے روم میں آنے کی زحمت نہیں کرنے والی۔ اگر ایسا ہوتا بھی ہے تو میں سنبھال لوں گی۔ تم بس تیار رہو۔ عالیان کبھی بھی آسکتا ہے۔ اور خبردار تم نے پیچھے کا سوچا۔ جتنے لمحے عالیان کے ساتھ ملے انکو جینا میری جان"

نازلی جو بھی کہہ لیتی، پتا نہیں کیوں مگر ایدا کو کچھ بھی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا، اچھی وائبز نہیں آ رہی تھیں، دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے hala، پھر آپ ایسا کریں میرے واپس آنے تک میرے روم میں ہی رہیے گا۔ اس طرح مجھے تسلی رہے گی کہ آپ ٹھیک ہیں۔ پرامس"

وہ نازلی کو اپنی وجہ سے کسی تکلیف میں کیسے چھوڑ سکتی تھی بھلا، فوراً وعدہ مانگا تو نازلی نے دے بھی دیا۔

"اوکے فائن۔ میں تمہارے روم میں ہی رہوں گی۔ اب خوش؟"

نازلی نے مانو ہتھیار ڈال دیے، وہ ایدا کی طمانیت چاہتی تھی۔

"بہت خوش۔"

وہ خوشی سے نازلی کے گلے لگ گئی، نازلی بھی جیسے اسکی خوشی پر قربان ہی ہو گئی۔

"اب اسے کال کر کے پوچھو تمہیں لے کر کب جائے گا۔ باہر گیڈ سے جانا تو مشکل ہے۔ اسے کہو چھت سے لے

کر جائے تمہیں۔ کسی بھی طرح۔ تھوڑا ایتھلیٹ وہ آج تمہیں بھی بنائے تب مانوں اسے"

نازلی نے اسے خود سے الگ کرتے جلدی سے مسکراتی تاکیدیں کیں تو ایدافون اٹھائے بلش مسکراتی ہوئی فورا عالیان کو کال ملا گئی، وہ ابھی فریش ہو کر ہی روم میں آیا تھا، محترم شرٹ لیس گلے میں ٹاول لٹکائے، ٹراوزر میں اپنی ہاٹنس پھیلائے، ڈریسنگ روم میں کھڑے کبرڈ سے کپڑے نکال رہے تھے جب فون رنگ پر وہ شرٹ اور میچنگ پینٹ نکالتا وہیں دوسرے ہاتھ سے ریک پر رکھا

فون اٹھا کر ایدا کا نام دیکھتے ہی کال ریسیو کر گیا، کپڑے وہیں دوبارہ ہینگ کرتے قدم بیڈ روم کی سمت بڑھائے۔

"وہ hala کہہ رہی ہیں حویلی کے گیڈ سے نا ممکن ہے نکلنا تو آپ مجھے چھت سے لے کر جائیں۔ لیکن مجھے دیوار پر چڑھنا نہیں آتا اسکو مد نظر رکھیے گا"

فون لگتے ہی وہ زرا ہچکچاتی ہوئی بولی تو نازلی اسے بات کرنے کی پرائیویسی دیے خود واپس اسکی کبرڈ سے کوئی پیارا سا ڈریس دیکھنے لگی، ایدا ابھی آکر میٹرس پر بیٹھی۔

"دیوار پر چڑھنا مشکل نہیں۔ میں تمہیں کھینچ لوں گا۔ بس اتنا بتاو تمہاری بازووں میں تو دم ہے ناں۔ یہ ناں ہو پلاسٹک کی گڑیا کی طرح میرے کھینچتے ہی تمہاری بازو اکھڑ کر ہاتھ میں آجائیں"

وہ بھی مرر کے سامنے کھڑا اپنی مردانہ وجاہت کا بھرپور جائزہ لینے میں مگن ساتھ ہی مسکراتے انداز میں انفارمیشن کے لیے بولا تو اس بار وہ ہنسی۔

"اف عالیان اب اتنی بھی چھوئی موئی نہیں ہوں۔ اتنا دم تو ہو گا ہی"

وہ ایسی نازک نہ سمجھی جائے، بھرپور یقین دلا کر مقابل زرا بھوراشیڈ دیتی آنکھوں میں سرور بھر گئی۔

"اتنا دم ہونا بھی چاہیے۔"

وہ اپنے لہجے میں بے خودی اتار لایا تو ایدا الرٹ ہوئی، اسے دور سے بھی اس شخص کی بات دو مفہوم لیے محسوس ہوئی۔

"اچھا کب تک آئیں گے؟"

وہ بات بدل گئی۔

"باران کا ویٹ ہے۔ جیسے ہی آتا ہے میں نکلتا ہوں تمہاری طرف۔ تم ریڈی رہو"

عالیان نے بھی اسے خوشی خوشی بات بدلنے دی۔

"میں ایک دم ریڈی۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کمپنی سے آ گئے؟"

ایدا نے مزید اپنی کیفیت بحال کرنے کو ادھر ادھر کی ہانکنی چاہی۔

"میں ابھی شاور لے کر آیا ہوں۔ کچھ پہننے کے لیے ہی دیکھ رہا تھا جب تمہاری کال آئی۔"

عالیان نے بالوں میں ہاتھ پھیرے اطلاع دی پر ایدا دوسری جانب خوامخواہ بلش کرا اٹھی، شاید محترمہ نے جناب کو امیجن کر لیا تھا۔

"تو ایسے میں کال اٹھانی ضروری تھی کیا؟ یہ فونز سب ریکارڈ کرتے اور سنتے ہیں۔ آپکی کوئی ایسے بناڈریس آپ ہوئے پکچر کھینچ لی اس خفیہ جاسوس نے تو؟"

ایدا نے سمجھدار بنتے مشورہ دیا اور ڈرایا بھی جبکہ عالیان نے اس لک میں خود کا جائزہ لیا اور ایدا کا پوائنٹ سمجھتے ہنسا۔

"اس لک میں کھینچ بھی لے تو کیا؟"

وہ شریر ہوا اور ایدا کنفوز۔

"وائرل کر دی تو؟"

وہ مزید ڈراتے بولی۔

"وائرل کر بھی دے تو؟"

وہ اب بھی بچاری کو کنفوز کرنے پر تلا تھا۔

"تو یہ کہ اچھا لگے گا آپ ننگے وائرل ہو جائیں؟"

ایدا نے جلدی سے کہہ تو دیا پر کہنے کے بعد زبان جیسے دانتوں میں دی، وہ کیوٹ تھا، اور ساتھ ہی فون بھی گھبرا کر بند کر دیا۔

"ایدا کی بچی۔ یہ کیا بکواس کی؟"

ایدا نے سخت غصے سے خود کی سرزنش کی، نازلی نے بھی پلٹ کر اس نیلی پیلی بھتیجی کو دیکھے سمائل کی اور اپنے کام پر لگی، ایدا کے چہرے پر مزید رنگ اور گلال بکھیرنے کو کال بند ہوتے ہی عالیان کی طرف سے میسج آیا، ایدا نے جلدی سے ڈرتے ڈرتے میسج اوپن کیا تو وہاں عالیان نے ٹاول گلے میں ڈالے، ٹراوزر کے ساتھ اپنی مرر سیلفی بھیجی تھی جو ایک بار ہی دیکھی جاسکتی تھی۔

"میں اس لک میں وائرل ہو گیا تو بورنگ لڑکیوں کی لائن لگ جائے گی ناں؟ تو کر لینے دو فون کو میری پکچر

ریکارڈ۔۔میں نے خود کھینچ کر دے دی کہ جاو بھئی کر دو وائرل"

اس پک کے نیچے لکھا عالیان کا سوال سہی بچاری کا کلیجہ سلگا گیا پر ایدا نے تو اسکی پکچر غور سے نہ دیکھی کہیں دل مچل گیا تو کیا کرے گی، اک سرسری سی نگاہ ڈالی پر دل بھی نہ چاہا اسے کلوز کرے کیونکہ وہ ایک بار دیکھنے کے بعد ختم ہو جاتی۔

ایدا نے پھر سے ہمت کرے اسکی پکچر کو دیکھا اور اب کی بار اتنی فوکس کرے اور زوم کر کر کے کہ ایدا کی یہ حرکت کوئی بھی دیکھ لیتا تو یہی کہتا وہ اس بندے کے پیچھے پاگل

ہے، یہاں تک وہ اسکے چہرے کو فوکس کرے اک اک
نقش زوم کرے دیکھ رہی تھی، فون کا رزلٹ ایسا تھا کہ
زومنگ کے باوجود پکچر کے پکسل ایک دم سلامت
تھے، تبھی تو ایدا کو غور کرنے پر یہی لگ رہا تھا ابھی وہ پکچر
سے نکل کر اسے کھا جائے گا، یہ سوچ آنے پر فون جب
ایدا کے ہاتھ سے بے ارادہ چھوٹ کر گود میں گرا تو ساتھ
پکچر بھی آف ہو گئی، اف ایدا کا گھبرا کر فون اٹھائے اس
ایک بار دیکھی پکچر پر کلک کرنا کہ کاش واپس کھلے پر پھر وہ
جوابا" بلکل لائن لگے گی" کہہ کر فون کی سکرین آف کر
کے خود بھی نازلی کی طرف اٹھ کر چلی گئی البتہ عالیان کے

پورے دن کی تھکاوٹ کا توڑ ضرور ہوا، ایدا کے ساتھ ایسے بے تکلفانہ حرکتیں اور چھیڑ خانی کر کے۔

باران کو اس نے بتا دیا تھا تبھی وہ نک سک سجتا ریڈی ہوتا نیچے آیا اور میڈ کو کھانا سات تک لگانے کا کہے ایدا کو لینے نکل گیا۔

.._____..

وہ شام چھ بجے تک اسی جگہ بیٹھی رہی، ان سات سٹوڈنٹس میں سے ایک اپنی مما کے ساتھ وہاں سے گزرا تو اس نے اپنی شکار کو اکیلا بیٹھا دیکھے وہیں اترتے ماں کو فلم ڈالے

روانہ کیا کہ اسکی دوست کو اسکی ضرورت ہے اور خود اپنے باقی چھ گینگ میمبرز کو بھی کال ملائی، جو دو ہڈیاں کریک کروائے بیٹھے تھے وہ بھی دِلارہ کی سنسان سڑک کنارے اکیلا بیٹھا ہونے کی خبر پائے انتقام اور بدلہ لینے نکل پڑے کیونکہ کالج تو اب وہ ہاتھ آنے سے رہی، نہ ہی پرنسپل جمیل کی وارننگ کے بعد وہ دِلارہ سے کوئی اوپن پنگاہ کر سکتے تھے تو یہی موقع غنیمت سمجھ کر نکل پڑے۔

دوسری طرف باران بھی اسے ڈھونڈ کر تھک چکا تھا، دور افق پار ڈھلتے سورج کو دیکھتے دِلارہ کو اچانک بی کا خیال آیا تو اس نے اپنی کوٹ کی جیب میں رکھا بند فون نکال کر آن

کیا، تا کہ وہ بی کو بتا سکے وہ کہاں ہے، مگر فون آن ہوتے ہی اسے میسج کے تھرو باران کی کئی بار مس کالز کا نوٹیفکیشن ملا تو دلارہ کی آنکھیں جلنے سی لگیں۔

"میں اس گواہ سے مل لی تو سب ختم ہو جائے گا۔ اتنی سی بات اس کوڑھ مغز کو سمجھ نہیں آ رہی۔ پتا نہیں اسے neurosurgeon کس نے بنا دیا۔ دماغ تو اسکا گھٹنے میں ہے، اب میں اسے بول کر کہوں کہ ابھی مجھے سب ختم نہیں کرنا۔ مجھے ابھی ٹارچر بھی کرنا ہے اسے اور لڑنا بھی ہے۔ اتنی جلدی سب ختم تھوڑا ہو جاتا ہے"

وہ کوفت سے اسکی پچیس مس کالز کا نوٹیفکیشن دیکھتی
بڑبڑائی، پر پھر یوں فون واپس کوٹ کی پاکٹ میں رکھا جیسے
ابھی کچھ دیر پہلے والی بڑبڑاہٹ سے دِلارہ کا کوئی تعلق نہ
ہو، ابھی دس منٹ گزرے کہ ایک کار دِلارہ سے کچھ فاصلے
پر رکی اور اسکے کھلتے ہی وہ چھ تنتناتے ہوئے باہر
نکلے، ساتواں تو وہیں پہلے سے موجود تھا، دِلارہ نے گردن
پھیر کر ان منحوسوں کو دیکھ کر بدمزہ ہوتے اٹھ کر دوسری
طرف چلنا شروع کر دیا، یعنی وہ ان کو منہ لگانا بھی ضروری
نہیں سمجھتی تھی، دلارہ کو اٹھ کر جاتا دیکھے وہ ساتوں بھی
پیچھے تیزی سے آئے۔

"بھگوڑی دِلارہ۔ کیا لگتا ہے آج تم ہم سے بچ جاو گی سوئٹی۔ جتنا بھاگ لو آج تم نہیں بچو گی"

عقب میں وہ ساتوں دِلارہ کے پیچھے چل رہے تھے جو گردن میں لپیٹے اسکارف کو ٹھیک کرتی بنا انکو کوئی جواب دیے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتی خراماں خراماں آگے بڑھتی گئی جیسے اسکی جوتی کو بھی ان لفنگوں کی پرواہ نہ ہو۔

پھر عقب سے وہ لوگ گندے اشارے، سیٹیاں اور ہوٹنگ کرنے لگے جو دِلارہ کو اریٹیٹ کر گیا۔

"تم سب میں سے جو سلامت رہ گیا ہے وہ اپنی ہڈیوں کی قدر کرے۔ میرا مخلصانہ مشورہ"

وہ بنا پلٹے رعونت سے بولی تبھی عقب سے اسی کندھے کی ہڈی کریک والے لڑکے نے دلارہ کو اسکے بالوں سے پکڑے روکتے اپنی طرف منہ کروایا تو دِلارہ کو بس بال کھینچنے کا درد محسوس نہ ہوا، اس لڑکے کی جرت بھی تکلیف پہنچا گئی۔

"جنکی ہڈیاں کریک ہیں ان سے بدلا تو وصول کرلو پھر بانٹتی رہنا مفت کے مشورے"

اس لڑکے نے دِلارہ کی بروقت گردن دبوچی جب اسکی گرل فرینڈ نے آگے بڑھ کر دلارہ کی گردن پر اپنا نوکیلا نیل مارا، دِلارہ اس سے پہلے مزاحمت کرتی ان چھ کے چھ نے دِلارہ کو ہر طرف سے گھیر لیا اسکو دبوچنے لگے اور وہ بلکل بے بس سی ہو کر سامنے کھڑے اس لڑکے کو گھوری جس نے نفرت میں سلگتے اپنی پوری قوت سے ہاتھ ہوا میں بلند کرتے دِلارہ کے منہ پر تھپڑ دے مارا، وہ زرا نہ کراہی بس اسے روح تک اک ٹیس اٹھتی محسوس ہوئی، وہ اب بھی بناخوف اس تھپڑ مارنے والے کو دیکھ رہی تھی، دِلارہ

ساتھ ساتھ مزاحمت کرے سب سے خود کو چھڑوا بھی رہی تھی۔

"ہم برابری کا مقابلہ کرتے ہیں سوئٹی۔ کسی کو شکائیت نہیں لگاتے۔ خود حساب لیتے ہیں۔ تم نے ہم سب کو پیٹا۔ اب یہ سب اس زلت کے بدلے تمہارے کپڑے اترتے دیکھیں گے اور میں۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ خباثت سے مسکراتا مزید بولتا، دلارہ نے اسکے منہ پر تھوکا اور اب وہ زہر خند محظوظ مسکرائی، اس لڑکے کے اندر جیسے نفرت کا طوفان اٹھا، ایسی زلت تو ہاکی سے پٹنے سے کہیں زیادہ تھی، تھوک گیا بھی اس لڑکے کے

سیدھا ہونٹوں پر تھا، دِلارہ اپنے نشانے پر مسکرائی تھی، اس لڑکے نے اپنا منہ بازو سے صاف کیا اور دِلارہ کو دیکھتے اس سے پہلے اسکی طرف بڑھتا وہ فورا بولی۔

"کیا تم میرا ریپ کرنے کے لیے فٹ ہو؟ میرا مطلب تمہاری کریک ہڈی بیچ میں تمہیں ڈسٹرب نہ کرے۔"

دلارہ کی سرخ آنکھیں جو اذیت اپنے اندر دبائے ہوئے تھیں، اسکے لبوں پر آتے سفاک وہشت طاری کرتے لفظوں سے برعکس تھی، وہ چھ کہ چھ دنگ ہوئے جبکہ وہ ساتواں مزید وحشی، اس نے لپک کر دلارہ کا جبڑا بری طرح مٹھی میں دبوچا۔

"تمہاری آنکھوں میں ڈر دیکھ کر ہی میرا اندر ٹھنڈا ہو گا۔"

وہ اسکے قریب ہوا تو دِلارہ نے اسکے منہ سے آتی باس پر برا منہ بنایا، وہ بہت گندا سمیل کر رہا تھا۔

"کس کرنے سے پہلے ایک گھنٹہ برش کر کے آو۔ مجھے ہائی جین کے بہت ایشو ہیں"

وہ بے خوفی سے اس لڑکے کو ایسے مشورے سے ہراساں کر گئی اور اب کی بار وہ لڑکا اپنا سخت ہاتھ جہاں دلارہ کے سینے تک لے کر گیا، وہ دِلارہ کو مزید کول نہ رکھ سکا، اس نے اپنا ہیل پمپ پیچھے اٹھا کر مارتے ان چھ میں سے دو کی

ٹانگ کو ہٹ کرے گرفت ڈھیلی پڑتے خود کو چھڑوایا اور ویسا ہی زوردار تھپڑ اس نے اس لڑکے کے گال پر اس زور سے مارا کہ وہ چھ دِلارہ سے دو قدم ڈر کر دور ہوئے اور وہ لڑکا اپنی گال پر ہاتھ رکھے دو قدم پیچھے لہرایا اور تیسری جگہ باران جو یہ منظر دیکھ کر اپنی جگہ پتھر ہو گیا۔

دلارہ نے اپنا کوٹ ٹھیک سے پہنتے دو بٹن بند کیے، وہ اس لڑکے کے گندے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہارا ہاتھ اپنی حد آج کے بعد نہیں بھولے گا"

اس سے پہلے دِلارہ اس لڑکے کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے مڑور کر توڑتی، باران کے اسے بے اختیار پکارنے پر وہ اس لڑکے کو مفلوج کرنے سے رک گئی، گردن گمائی تو باران نظر آیا، وہ سب بھول گئی، اپنی زلت تک، اور دلارہ کی توجہ بھٹکنے پر وہ لڑکا اپنے اسی ہاتھ سے دلارہ کی گردن دبوچنے کی کوشش میں تھا جب باران انکی طرف بڑھا۔

"ہٹو پیچھے اس سے خبیث"

باران ڈور کر دلارہ کی طرف آیا اور اس لڑکے کو اس سے پرے دھکیل کر اس سوجھے گال والے کا گریبان دبوچا تو وہ

چھ فوراً اپنے ساتویں ساتھی کی مدد کو اسکی طرف ہوئے اور دِلارہ اپنے ہاتھ کو دیکھتی چند قدم پیچھے لے گئی، باران نے اس لڑکے کی گردن ایسے دبوچی جیسے ایک جھٹکا لگائے گا اور مڑور ڈالے گا۔

"تم لوگوں کو میری وارننگ سمجھ نہیں آئی۔ کہا تھا ناں یہ میری بیوی ہے۔ جرت کیسے کی اسے اکیلا اور کمزور سمجھنے کی؟"

آج ان ساتوں میں سے جو سلامت تھے انکی باری تھی کریک ہونے کی کیونکہ اب وہ دِلارہ کے

سائے پر بھی کسی کا حق برداشت نہیں کر سکتا تھا، وہ لڑکا تو کچھ بول پانے لائق نہ تھا پر اسکے ساتھی ضرور بولنے کے قابل تھے۔

"بیوی۔۔ہاہا۔ وہی بیوی جس نے ہمارے سامنے تمہارا مزاق اڑایا تھا؟ جب یہی تمہیں زلیل کرنے کی شوقین ہے تو تم میں عزت نفس نہیں؟۔ دیکھو ہماری

تم سے کوئی دشمنی نہیں۔ اس لیے پیچھے ہٹ جاو۔ ہم اسے اسکی من پسند سزا دے کر جائیں گے"

وہ ڈھیٹ لوگ سب اپنے موقف پر پہاڑ سے ڈٹے تھے۔

باران نے پلٹ کر دِلارہ کی طرف دیکھا جسکے چہرے پر ہاتھا پائی کے بیچ کھروچوں کے نشان تھے، باران نے بس اسکی طرف اک بے بس نظر دیکھا تھا جیسے اسے کہہ رہا ہو آج ہمارے تعلق کے بارے جھوٹ مت کہنا۔

"میں تمہارا کیا لگتا ہوں دلارہ؟"

وہ اسکے دیکھنے کے بعد ان ساتوں کی طرف دیکھے للکارا، دِلارہ اب تک صدمے کی سی کیفیت میں تھی۔

"میرے تیسرے اور آخری دوست"

وہ مدھم سا بولی تھی، اسکی آواز ان ساتوں سمیت باران نے بھی سنی تھی۔ اچانک سانس لینا بھول کیسے جاتے ہیں یہ آج باران یلدرم کو معلوم ہوا، وہ اسے دیکھتا ہوا اذیت سے بھر گیا اور دِلارہ اسکی یہ نظریں برداشت نہ کر سکی۔

"اس نے مجھے غلط جگہ ٹچ کیا"

دِلارہ نے ہاتھ کے اشارے سے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا جسکا وہ ہاتھ جو دِلارہ توڑنے والی تھی، باران کے ہاتھ میں تھا اور باران کے پکڑنے کی دیر تھی کہ وہ لڑکا درد سے ہاتھ مڑورے جانے پر دلخراش کراہا۔

"کیا سن رہا ہوں۔ تم نے اس ہاتھ سے اسے چھوا۔؟"

باران نے اس کراہتے لڑکے کے سسکنے کا مزہ لیتے سوال دہرایا جواب اپنے ساتھیوں سمیت بھیگی بلی بنا تھا، درد کے سبب اس سے بول پانا مشکل تھا۔

"چ۔۔ چھوڑ دو د۔۔ درد ہو رہا ہے"

وہ لڑکا بری طرح کراہا مگر باران نے اسکے ہاتھ کو مفلوج تو نہ کیا پر وہ کئی دن ہاتھ ہلا نہ سکے اس قابل ضرور کر دیا اور پوری قوت لگاتے اسے اسکے چھ دوستوں کی طرف دھکا

دیے دھکیلا، پھر سے اسکا گریبان دبوچتے اسکا جبڑا ہاتھ میں لیتے اس کے درد میں اضافہ کیا۔

"اب تم سب دیکھو میں تم سب کے ساتھ کرتا کیا ہوں، تم لوگوں کو کالج سے نہ نکلوایا تو میرا نام باران یلدرم نہیں۔ گم کرو اپنی اپنی شکلیں ورنہ جنکی طبعیت یہ نہ صاف کر سکی تھی وہ میں کر بیٹھوں گا۔ تم لوگوں کی عمروں کا لحاظ کر رہا ہوں صرف۔ اور تم اپنے ہاتھ کو آگے سے کنٹرول رکھنا ورنہ اگلی بار مفلوج نہ ہو گا نہ ٹوٹے گا۔ کٹے گا۔ سمجھے"

باران اب ان چھوٹے چھوٹے نا سمجھ پاگلوں سے کیا لڑے تبھی سر سے اتارا مگر جسکے بوائے فرینڈ کو باران نے ٹنڈا نما

کر دیا وہ غصے سے لپکی اور اپنے نوکیلے ناخن اس نے باران کی گردن پر بھی دے مارے، یہاں تک کہ وہ جنگلی لڑکی اسکے بازووں پر بھی کھروچیں ڈال گئی، وہ ناگن کی طرح چھپٹی تھی، دِلارہ بروقت آکر اس پاگل پن کے دورے میں پھدکتی لڑکی کو دھکیل کر پرے نہ کرتی تو وہ باران کا چہرہ تک نوچ لیتی۔

"یہ کس قسم کے پاگل کلاس فیلوز ہیں تمہارے دِلارہ"

باران نے اپنی گردن پر بنی بھیانک خراش پر ہاتھ پھیرتے حیرت سے ان سات کی طرف دیکھا جو سارے ہی وحشی کھانے کو دوڑ رہے تھے۔

"تم سب کی شکلیں پولیس سٹیشن میں اس سے پہلے وانٹڈ ہوں۔ دفع ہو جاو۔"

دِلارہ نے ان سب کو ایک ساتھ دھمکی دی پر وہ لوگ ابھی بھی باز آتے لگ نہیں رہا تھا، جبکہ فی الحال وہ سب اس لیے بھی پیچھے ہٹ گئے کہ دِلارہ آج اکیلی نہ تھی ورنہ وہ آج کسی واپسی کے موڈ میں نہ تھے۔

"تمہیں تو نہیں چھوڑوں گا دِلارہ"

وہ لڑکا اب بھی غرانے سے باز نہ آیا اور اس سے پہلے باران اسکی دو تین جھانپڑ سے طبعیت درست کرتا، دِلارہ نے

باران کے سینے پر ہاتھ رکھے اس جذباتی ہوتے آدمی کو روکا۔

"ہاں جب موڈ بنے ہاتھ تڑوانے اور ہمیشہ کے لیے مفلوج کروانے کا۔ آجاناڈئیر۔ تم سے تو آج کا حساب بھی رہتا ہے۔ ایسے اپنی ماں بہن کو چھوناجا کر گھر"

دِلارہ کو یوں بے خوفی سے جواب دیتا دیکھے باران نے بے اختیار اس لڑکی کو دیکھا جسکے چہرے پر چھلکی سرخی اسکو غضبناک بنارہی تھی، اوپر سے وہ ڈنکے کی چوٹ پر برابر مقابلہ بھی کررہی تھی، دِلارہ نے جب ماں بہن والی بات کی

تو وہ لوگ منہ چھپاتے وہاں سے نکل گئے، لیکن دِلارہ کا افشار لہو بحال ہونے میں کچھ وقت لگا۔

جب زرا اپنی غصیل حالت درست کیے پلٹی تو وہ سامنے ہی جما کھڑا تھا، گردن پر لگی نیلز کی خراش سے خون نکل کر باران کی گردن پر پھیلا داغ چھوڑتا صاف دیکھائی دے رہا تھا، وہ اب بھی صبح والے گرین ڈریس میں ہی ملبوس تھی بس اوپر سوئٹر کے بجائے اوپن کوٹ پہن رکھا تھا۔

"تم تو بہت ڈینجرس ہو دِلارہ"

وہ بے اختیار پاس رکتے اسکے بکھرے بال ہاتھ پھیر کر سمیٹتے بولا جو لڑنے بھڑنے کے بیچ دلارہ کے چار سو بکھر گئے تھے، وہ رہی سہی ساری شانت ہو کر باران کے اس عمل کو محسوس کرنے لگی کہ آیا یہ اسے اچھا لگ رہا ہے یا برا۔

"تم میرے پیچھے کیوں آئے۔ تمہیں سمجھ نہیں آرہی ہمارے بیچ سب ختم۔ تم اپنے راستے کو ناپو اور میں اپنے۔"

وہ جب اسکے یوں بال سنوارنے سے پر سکون ہونے کے بجائے بے چین ہوئی تو خود ہی اسکی مضبوط کلائیوں پر پکڑ جماتے ہاتھ پرے کرتی غصہ اتارنے لگی پر وہ بلا کا مطمئین تھا۔

"اور ان کا کیا؟ اس شکائیت کا کیا کہ اس لڑکے نے تمہیں بیڈ ٹچ کیا؟"

وہ اسے جتا رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر سہی باران پر ڈیپنڈ کرنے لگی تھی لیکن دِلارہ نے فوراً اسکی بات کی نفی کی۔

"یہ لچے لفنگے ہینڈل کرنا میں بچپن سے جانتی ہوں۔ سمجھ آئی۔ وہ ایک ٹرانس سی کیفیت حاوی ہوئی لمحہ بھر کہ میں نے تمہیں اپنی حفاظت کا موقع دیا۔ مے بی آزمایا ہو۔۔۔۔ سو اور کچھ نہیں"

وہ اس سے جان چھڑوانے کو کچھ بھی بولے گئی۔

"اچھا تو کیا میں آزمائش پر پورا نہیں اترا؟"

باران کو لگا شاید وہ اس لڑکے کا ہاتھ اگر توڑ ڈالتا تب یہ لڑکی کچھ امپریس ہو جاتی پر باران نے اس بچارے کی معمولی سی جوانی پر اپنی طرف سے رحم کھا لیا تھا۔

"نہیں اترے۔ ہاتھ توڑا کیوں نہیں اسکا۔ بلکہ کاٹا کیوں نہیں؟"

وہ اسکی آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھے بولی۔

"پہلے بتاو اسکے ہاتھ کی خطاء۔؟ مجھے تو تم نے بتایا ناں کہ بیڈ ٹچ۔ جب تک مجھے پتا نہیں ہو گا اس نے کیا بد تمیزی کی مجھے فیل کیسے آئے گی ہاتھ توڑنے والا غصہ کیسے آئے گا؟"

وہ کریدنے لگا جس پر دِلارہ نے عجیب سی نظروں سے باران کو دیکھا۔

"جب کہا بیڈ ٹچ اس سے تمہیں اندازہ ہو جانا چاہیے تھا، چسکے لے رہے ہو تم بھی۔ اسی جیسے لفنگے ہو کیا؟ جو تمہیں باریکیاں اور تفصیل جان کر ہی غیرت آئے گی؟"

دِلارہ الٹا سارا غصہ باران پر اتارنے لگی، جبکہ باران کو اک لمحہ سچ میں خود سے لفنگے والی ہی فیل آئی، جب سوچا کہ کیا پوچھ رہا ہے، خود کو ملامت کی کہ واقعی انتہائی بکواس سوال کر بیٹھا ہے پر اب دِلارہ کو فیل کروائے بنا اس شرمندگی والی سچویشن سے نکلنا بھی تھا۔

"تم مجھے بے غیرت کہنے کی کوشش کر رہی ہو؟"

باران نے الٹا گھور کر اسے ڈرانے کے سنگ پوچھا تو وہ لمحہ بھر اس اتنے عجیب لفظ پر گھبرائی پھر جب محسوس ہوا وہ رعب ڈالنا چاہ رہا ہے، تو واپس پر اعتماد ہوئی۔

"میں کوشش نہیں کر رہی واقعی کہہ رہی ہوں۔ میری جگہ تمہاری ماں یا بہن ہوتی تو؟"

دِلارہ نے اسے مزید اکسایا۔

"تو میں تب بھی اس مریل لونڈے کو ایسے ہی ہفتے کے لیے مفلوج کرتا۔ تم نے دیکھا نہیں وہ اپنا ہاتھ ہلا نہیں پا رہا تھا؟"

باران نے سر کھجاتے جیسے دِلارہ کو یاد دلانے کی کوشش کی۔

"ایک ہفتے کے لیے؟"

وہ آئبرو اچکائے گھوری، سینے پر ہاتھ لپیٹے۔

"ہاں اگلی ڈوز ہفتے بعد دوں گا۔"

وہ کہہ کر خود ہی چپ ہوا۔

"تم تو واپس چلے جاو گے۔ اگر اس نے ہفتے بعد وہی حرکت زیادہ بری طرح کی تو تمہارے یہاں پہنچنے میں بہت دیر نہیں ہو جائے گی۔"

دِلارہ کی عام سی باتیں باران کا جیسے سینہ سلگا گئیں۔

"دِلارہ تم یہ چاہتی ہو میں اسکا ہاتھ توڑ کر آوں؟"

وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ابھی۔"

وہ حکم دے رہی تھی۔

"اوکے فائن۔میں اسکا ہاتھ توڑ کر آتا ہوں۔"

باران نے فوراہامی بھری۔

"میرے سامنے۔میں بھی چلوں گی"

وہ اپنا ہاتھ بڑھا گئی جسے باران نے اسکا چہرہ دیکھنے کے فورا بعد مضبوطئ سے جکڑتے اپنے قریب کیا۔

"تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو۔؟"

وہ اب اس لڑکی کے ارادوں سے خوفزدہ تھا۔

"سوچ ہے تمہاری۔"

وہ یوں بولی جیسے یہ فخریہ کارنامہ کیا گیا ہو۔

"ہمم۔۔اگر میں اسکا ہاتھ توڑتا ہوں تو تم میرے ساتھ چلو گی گواہ سے ملنے؟"

باران اپنی ضد پر اب تک برقرار ہو گا یہ جان کر دِلارہ سر تا پیر چکرائی، اسے تو یقین تھا کچھ دیر پہلے کا ایکشن دیکھ کر اس بندے کو اپنا نام بھی بھول گیا ہو گا پر اف یہ ڈھیٹ ہڈی۔

"ہر گز نہیں۔ میں شرطوں والی دلارہ مار آئی۔ اب بنا کسی لین دین اور شرط کے جیوں گی۔ اس لیے اپنی ڈیمانڈ اپنے منہ میں رکھو"

وہ فوراسے اسے چپ کرواگئی، باران کواب کی بار برا لگا۔

"اچھا پھر مجھے آپ کہو"

وہ بھی توازل کا ڈھیٹ آدمی تھا۔

"آپ تو مرنے کے بعد بھی نہ کہوں تمہیں۔ زمین آسمان ایک ہو جائیں تب بھی نہیں۔"

وہ بے خوف ہوئے اسکے اتنے قریب تکرار کرتی جا رہی تھی کہ باران حیرت میں تھا کہ اتنی نزدیکی پر وہ ایک پر اعتماد مرد ہو کر احتیاط برتنے لگتا تھا پر مجال ہو جو یہ لڑکی زرا بھی گھبرائے۔

"آپ کہو دِلارہ، میں تم سے کتنا بڑا ہوں"

مسلسل اس لڑکی کی ڈھیٹائی پر باران نے سوچا زرا اسے شرم دلائے، پر یہاں ایسی سوچیں سراسر بیکار تھیں۔

"تو جلدی پیدا تم ہوئے، میں کیوں منہ تھکاوں آپ آپ کر کے؟"

وہ ابھی بھی لاپرواہی سے ہی برخستگی برقرار رکھے تکرار کرنے میں لگی تھی، باران نے خود ہی شرم کرنے کا فیصلہ کر لیا کہ دوبارہ اسے نہ ٹوکے گا، وہ اسکا ہاتھ پکڑے زبردستی ہی اسے لیے گاڑی کی طرف بڑھا جب وہ ٹھیک کار کے پاس رکتی اسکا ہاتھ بھی کھینچے باران کو روک گئی، پہلے تو باران اسکی طاقت پر حیران تھا، لگتی تو اتنی مضبوط نہیں تھی جیسے اس پہاڑ آدمی کو کھینچ کر روک چکی تھی۔

"کہاں لے کر جا رہے ہو؟"

باران نے اس بار خشمگیں نگاہوں میں دِلارہ کو لیا جو یہ بونگا سوال کرے اوپر سے انجان بنی جواب کی منتظر تھی۔

"ان ساتوں کے ساتھ پارٹی کرنے۔ بیوقوف اس لڑکے کی بازو توڑنے جارہا ہوں ابھی بتایا تو ہے۔ کیا تب سے راگ گا رہا ہوں جو پلے نہیں پڑ رہا؟"

وہ کاٹ کھانے کو دوڑتا بولا کم، غرایا زیادہ، دلارہ نے آنکھیں چھوٹی کیے بگھڑے باران کو گرے آنکھوں میں فوکس کیا۔

"ہر بات ماننی ضروری ہے؟"

وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑوا کر زرا سنبھل کر رکی، باران نے اسے تسلی سے دیکھا جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ وہ کیا چاہتی ہے۔

"یہ والی اشد ضروری ہے۔ تم نے آزمایا ہے مجھے، میں پہلی اور آخری آزمائش پر پورا نہ اتروں یہ کافی شرم کی بات ہوئی ناں؟"

وہ اسے صاف گوئی سے معاملہ سمجھانے میں لگا تھا، دِلارہ کے ماتھے پر بل آئے۔

"تمہیں کیوں لگا یہ آخری آزمائش ہے؟"

وہ ابھی بھی محسوس ہونے نہ دے سکی کہ اسکے اندر کیا چل رہا ہے، باران نے سرسری سا اطراف کا جائزہ لیا، جیسے وہ کوئی پُر اثر لفظ ڈھونڈ رہا ہو، اسکی ذات تک اسکے بقول اس لڑکی کے روبرو بے اثر ہو جاتی تھی پھر بات کا وزن کہاں رہتا۔

"ابھی اور آزمائش بھی لو گی کیا؟"

وہ یوں تھا جیسے یہ سن کر خوف کھا گیا ہو۔

"پہلے ارادہ تھا پر اب تمہاری ہوا نکلی دیکھ کر کینسل۔"

وہ دل جلی مسکراہٹ باران کی طرف اچھالے جا کر آج بیک سیٹ بیٹھی تو باران کا غصہ جیسے مزید دہکا۔

"آگے آ کر بیٹھو"

وہ پیچھے بے نیاز بنی بیٹھی دِلارہ کو سختی سے پکارا تو وہ مرر پار کھڑے باران کو مطمئین نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"آگے تم اسے بٹھانا جسکے سامنے تمہاری ہوا نہ ٹائیٹ ہو۔ میرے ڈر اور خوف کی وجہ سے خوامخواہ تمہارا سانس رک گیا اور گاڑی کہیں جا لگی تو تمہاری خیر ہے مجھے چوٹ لگ سکتی ہے۔ مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے"

وہ زچ کرتی بولی اور باران نے اسکی بک بک مزید نہ سنی اور ڈور کھولے اسکو بازو سے دبوچتے باہر نکالا، وہ ایسی وحشی پکڑ پر باران کو آزردگی سے گھورنے لگی، گھورتی رہی جب تک وہ اسے ویسے ہی بازو سے پکڑے پیسنجر سیٹ کی طرف نہ لایا، اور پھر زبردستی پکڑ کر دِلارہ کو بٹھائے خود بھی آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، اسکا غصے اور غضب کو اپنے اندر کنٹرول کرنے پر سانس بے ترتیب واقعی ہوا تھا جو دِلارہ کو نجانے کیوں بہت اچھا لگا۔

"ایسا کوئی حق نہیں ہے تمہارے پاس"

وہ شکوہ کناں ہوتی اپنی درد کرتی بازو سہلائے بولی، باران کا چہرہ سپاٹ تھا، انتہائی سنجیدہ کہ دلارہ کو الٹا خوف اس سے آیا۔

"جانتا ہوں۔ اس لڑکے کے گھر کا ایڈریس بتاو۔؟"

باران نے بنا اسے دیکھے ٹو دی پوائنٹ کھردرے لہجے میں پوچھا، دِلارہ کچھ نہ بولی، اسکا دھیان باران کی گردن پر لگے خشک ہو چکے خون کی طرف تھا، وہ خراش بھیانک تھی، جیسے اس لڑکی نے پوری قوت سے وہ نیلز گردن میں گاڑ دیے ہوں۔

"دِلارہ اس لڑکے کے گھر کا ایڈریس بتاو"

وہ باقاعدہ اونچا چلایا تو دِلارہ اپنے خیالات سے چونک کر باہر نکلی اور باران کا چہرہ بغور تکنے لگی۔

"تم میری چینخیں کیا روکو گے، تمہیں تو الٹا خود چینخنا پسند ہے میری طرح۔ دو کھل کر چینخ و پکار کرنے والے لوگ کبھی ایک ساتھ نہیں چل سکتے"

وہ اب بھی کچھ نہ بولی، اس نے چہرہ دوسری طرف پھیرا پھر تلخی سے مسکرائی۔

"آزمائش کا ٹائم ختم۔ مجھے گھر ڈراپ کر دو"

باران کے ہاتھوں نے دفعتا بریک لگائی، وہ گاڑی روکے گردن گما کر دِلارہ کو دیکھنے لگا۔

"نہیں کر رہا ڈراپ۔ کیا کر لو گی؟"

وہ بھی شدید عاجز آتا بدلحاظی پر اترا۔

"کچھ نہیں کروں گی۔"

دِلارہ نے چہرہ اسکی طرف پھیرتے سیدھا سبھاو کہا، باران کی رگوں میں خون ابال کر اب یہ لڑکی پھر سے پیچھے ہٹ رہی تھی، باران کا دماغ خراب نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔

"کیوں اتنی اذیت پسند بن رہی ہو۔ میری بات مانتی کیوں نہیں۔ درد ہو رہا ہے؟"

وہ اب بھی اپنی بازو سہلا رہی تھی اور دفعتاً باران کو اپنی سخت پکڑ پر شرمندگی گھیر گئی، غصہ تو کہیں دور جا بسا، دِلارہ نے بازو سہلانی روک کر نفی میں گردن گمائی۔

"تمہیں ہو رہا ہے؟"

دِلارہ نے عام سے لہجے میں پوچھا، وہ اسے دیکھتا رہ گیا، کہاں نہیں ہو رہا درد کاش وہ یہ پوچھ لیتی تو باران کو جواب دینے میں آسانی ہوتی۔

"نہیں۔"

باران نے سٹیرنگ پر واپس پکڑ جماتے سامنے دیکھتے بس اتنا ہی کہا، ناجانے وہ کس ضبط سے گزر رہا تھا کہ گردن کی رگیں تن گئیں، ان میں گزرتا لہو بھی دیکھائی دے رہا تھا۔

"گریٹ۔ تم یہیں اتار دو مجھے۔ میں پیدل جانا چاہتی ہوں۔ ایڈوانس واک سٹیپس پورے ہو جائیں گے آجکے۔ گاڑی کا ڈور ان لاک کر دو"

دِلارہ نے ڈور کھولنا چاہا پر وہ اسکے کہنے کے باوجود لاک ہی تھا۔

"نہ تو سب کلئیر کیے بنا تم جاو گی نہ یہ ڈور کھلے گا۔ بتاو۔ کیا چاہتی ہو تم؟"

وہ اسکی طرف دیکھتے حتمی انداز میں کہتے بولا تو کچھ دیر دِلارہ اسے دیکھتی رہی پھر وہ عجیب بکھرا ہوا مسکرائی۔

"میں کچھ بھی نہیں چاہتی۔ میں بس جانا چاہ رہی ہوں۔ پیدل چلنے کا موڈ ہے۔ کسی فضول سے انسان کی کمپنی لینے کا بلکل سٹیمنا اور موڈ نہیں۔ سیدھی سی بات ہے۔"

وہ بنا دبے اور بنا خوف اپنا مفہوم بتانے لگی اور اسکا لفظ لفظ صرف دکھاوے کی بیزارگی سے اٹا تھا، در حقیقت وہ یہاں سے ہلنے تک کی خواہش مند نہ تھی۔

"بات کریں۔ ٹیبل ٹاک؟"

وہ پھر سے نرم پڑا، اور دِلارہ آئبرو اچکا کر اسے گھوری کہ وہ اسے یوں ٹریٹ کیوں رہا ہے، حالانکہ لگ رہا تھا بس چلے تو دِلارہ کو شوٹ کر دے۔

"پر وہ کس مقصد کے لیے؟"

دلارہ نے ناسمجھی سے کندھے اچکائے۔

"بے مقصد"

وہ اریٹیٹ نہ ہونے کی بھرپور کوشش میں تھی۔

"بے مقصد کام نہیں کرنے چاہیں۔ چلو ڈور کھولو"

وہ اس قدر ڈھیٹ تھی کہ حد ختم پر ساتھ بھی باران یلدرم جیسی بازنہ آتی مخلوق تھی۔

"اس گواہ سے مل لو اگر اور کوئی بات نہیں ماننی۔ پھر میں تمہیں شکل بھی نہیں دیکھاوں گا"

باران نے ڈوران لاک کر دیا پر دِلارہ اسکی بات سنے اسکی طرف دیکھتی بنا کچھ کہے ڈور کھولتی باہر نکلی، سڑک

کنارے شام کی سرد ہوا اور سردی نے جیسے باہر نکلتے ہی اسکے پورے وجود کو جکڑ سا لیا۔

"مت دیکھانا شکل۔ یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ ایک بار مزید تم نے گواہ سے ملنے کو کہا تو تم انجام دیکھ کر بہت پچھتانے والے ہو"

وہ اسکی بات سنتا خود بھی ڈور کھولے باہر نکل کر پٹختے اسکی طرف بڑھا جیسے اس لڑکی کو جنجھوڑ ڈالے گا۔

"آخر کس قسم کی ڈھیٹ لڑکی ہو تم۔ تمہیں میری بے بسی نظر نہیں آ رہی کہ میں اگر اس پر تمہیں فورس کر رہا ہوں تو زندگی موت جیسا مسئلہ ہو سکتا ہے؟"

وہ اسکے قدموں میں اپنی تکلیف سے تو زنجیر ڈال گیا پر جب دلارہ اپنی تکلیف اگلتی تو یقیناوہ زنجیر نہیں گلے کا طوق محسوس ہوتی، وہ رکی اور بلا کا سکون چہرے پر سجائے پلٹ کر باران کے واپس قریب آ رکی، انکی قربت اور نزدیکی روح فرسا تھی۔

"اور اگر منع کرنے والے کی کیفیت بھی تم سے مختلف نہ ہو تو؟ میں اس گواہ سے کبھی نہیں مل سکتی تھی، نہ کوئی گواہی

سن سکتی تھی۔ میں نے اس گواہی کی دنیا میں موجودگی ہے یا نہیں، بس یہی پتا لگوانا تھا۔ تم نے کر دی ناں میری بات پوری۔ اب میں اس گواہ سے ملوں یا بنا ملے تمہاری بات مان لوں، یہ میری چوائز ہے۔ ہے یا نہیں؟"

وہ بھی بے تاثر گرے آنکھوں سے بولتی گئی، ہاں ہے یا نہیں پر دِلارہ کی آواز کانپی تھی۔

"میری تسلی کے لیے ہی سہی اسے سن لو ایک بار"

اب کی بار باران نے پھر سے اسکو قائل کرنا چاہا اور وہ سوچ چکا تھا اب نہ مانی تو اس لڑکی سمیت اس معاملے پر لعنت بھیج کر ابھی کہ ابھی واپس Bremen چلا جائے گا۔

وہ بنا کچھ کہے مڑ گئی، دلارہ کی آنکھیں بے انتہا تھکن کا شکار لگیں۔

"میں نے ابھی کہا کہ میں ایسا کچھ نہیں سن سکتی۔ تم نے غور نہیں کیا میری بات پر؟۔ یہ میرے اختیار کی بات نہیں، یہ ناممکن سا ہے۔ تمہارے سر درد کی فکر کرتے کرتے اپنا سر درد کروا بیٹھی ہوں۔ اگر تم نے مزید ایک بار یہ کہا، سر کی

نسیں کو لیپس ہو جائیں گی۔۔۔۔میری نہیں۔۔۔تمہاری باران"

وہ اسے سب کچھ اچھے سے سمجھاتی آخری چار لفظوں کے لیے واپس پلٹ کر ان امبر آنکھوں میں اذیت سے جھانکی۔

"کیوں ایسا کیا کرو گی؟"

وہ سخت بے بس تھا، اتنا کہ اس کی امبر آنکھیں پھیکی لگیں یہ سوال کرتے۔

"میں دوستوں کی قدر کرتی ہوں، انھیں اپنا قہر نہیں دیکھاتی۔ اس لیے مجھے اکساو مت۔ تمہیں کہا ہے ناں تم موج کرو۔ سمجھو دِلارہ نام کا وجود اس دنیا میں کبھی آیا ہی نہ تھا۔"

وہ اب کی بار سوچ سے زیادہ نرم پڑی، پھول کی پتیوں سی نرماہٹ دِلارہ کے لہجے سے ٹپکی تھی۔

"سمجھنے سے سچ تھوڑا ہو جائے گا۔ تم تو آئی بھی اور اتنا جی بھی چکی ہو۔ یہی سچ ہے"

وہ اب اسے تکلیف دے رہا تھا، یوں بلاوجہ کی شکائیت کرے۔

"میرا دنیا میں آنا ایک بڑا مسئلہ تھا جانتی ہوں۔ پر کیا کروں جتنی زندگی لکھ دی گئی وہ تو کاٹنی ہے۔ کوشش ہو گی جنکو ناپسند ہوں انکی زندگی سے کوسوں دور رہوں"

وہ مزید نرم مسکرائی، یہ نرمی باران کے زخمی تڑپتے دل پر چابک سی رسید ہو رہی تھی۔

"تم کوسوں دور رہو گی مجھ سے؟"

وہ بے ارادہ پوچھ بیٹھا تو وہ دل گرفتہ ہنسی۔

"ہاں ناپسند جو ہوں۔ تم نے تو فورا بات سمجھ لی سمجھدار باران یلدرم"

وہ باران کی آنکھوں میں اس دلخراش ہنسی سے دھول جھونک چکی تھی۔

"تمہاری عمر میں مجھے دنیا کا کچھ پتا ہی نہ تھا اور ایک تم ہو زبان ہی نہیں رکتی تمہاری"

وہ اب کی بات سخت غصہ ہوا اس لڑکی کی ایسی باتوں سے جو ذہنی ٹارچر تھیں۔

"تمہیں اب بھی دنیا کا کچھ پتا نہیں۔"

وہ پھر مسکرائی، اسکی مسکراہٹ زہر قاتل تھی۔

"اچھا۔ تمہیں پتا ہے دنیا کا؟"

وہ لڑنے لگا، آخر کیا پتا تھا اسے دنیا کا جو وہ اکڑ رہی تھی۔

"بہت اچھے سے۔ یہاں جو دل دُکھا نہیں پاتے وہ خود دُکھ جاتے ہیں۔ تو اگر کھل کر جینا چاہتے ہو، دل دُکھانے کا ہنر سیکھ لو۔ خوش رہو گے"

وہ اسکے فضول مشورے پر برہم ہوا۔

"میں نے تم سے مشورہ نہیں مانگا"

وہ درشتی (اکڑپن) پر اتر آیا۔

"میں نے مفت میں دیا۔ چاہو تو لے لو، چاہے تو کک کر کے کہیں پھینک دو۔ تمہاری مرضی۔ اب میں جا سکتی ہوں اگر تمہارا یہ میلو ڈرامہ ختم ہو گیا ہو تو؟"

وہ اب بھی نرم ہی مسکرا رہی تھی، باران نے اسکی دونوں بازووں کو دبوچتے اپنے چہرے کے قریب دِلارہ کو لاتے سلگتی نظروں میں اسکے پر سکون چہرے کو فوکس کیا۔

"میلو ڈرامہ؟ تمہیں یہ سب مزاق لگ رہا ہے جو کب سے میں بکواس کر رہا ہوں؟"

دِلارہ ڈری نہیں بس اسکی آنکھوں سے یہ اندازہ لگا رہی تھی کہ وہ سر درد کی کس بھیانک شدت کا شکار ہے۔

"مزاق اور بکواس میں فرق ہوتا ہے۔ مزاق دل نہیں دُکھاتا جبکہ بکواس دل چیڑ دیتی ہے۔"

وہ جانے اسے کیا کیا دو جملوں میں جتا گئی۔

"مطلب میں دل چیڑ رہا ہوں تمہارا کب سے؟"

دِلارہ نے محسوس کیا اس شخص کے ہاتھوں کی درد دیتی پکڑ اور گرفت ڈھیلی پڑنے لگی ہے، وہ باخدا ایسا ابھی نہیں چاہتی تھی۔

"بکواس تم نے خود کہا اپنی باتوں کو۔ میں نے تو نہیں کہا"

وہ سادگی سے بات سمجھا گئی۔

"مجھے تمہاری چھپائی تکلیف کاٹ کر کھا رہی ہے تبھی یہ بکواس کر رہا ہوں۔"

وہ بے بسی سے اسکو دیکھتا کہہ بیٹھا، دِلارہ کی مسکراہٹ بھی اجڑ گئی۔

"تکلیف کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ سامنے والے کا دل بھی چیڑ دیا جائے۔ جب کوئی کسی چیز سے منع کرے تو سمجھ جانا چاہیے کہ اس سے یہ کرنا ممکن نہیں۔ میں ایسے نرم لہجے

میں کبھی بی سے بھی مخاطب نہیں ہوئی جس سے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی پر ڈھیٹ کون ہے یہ صاف ہے"

وہ جو چاہتی تھی وہ ہو گیا، باران کے ہاتھوں کی گرفت دلارہ کی بازووں پر سخت ہوئی، اسے درد دینے لگی، وہ کرب سے بھر گئی کہ اسکی کوئی خواہش آج سے پہلے اس اجلت میں کبھی پوری نہیں ہوئی پر اس شخص سے جڑی خواہشیں جادوئی اثر میں لپٹی تھیں۔

"مجھے بتاو کیوں ناممکن ہے اس گواہ سے ملنا۔ میں مدد کروں گا تمہاری"

اب کی بار وہ پریشان لگا، سخت بے تاب۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں تمہیں کچھ بھی بتاوں گی؟"

وہ برہمی سے بولی، باران نے ہاتھ ڈھیلے کرتے چھوڑ بھی دیے، جیسے کہہ رہا ہو میری بلا سے بھاڑ میں جاو۔

"تم مجھے اس ڈھیٹائی سے تکلیف دے رہی ہو دِلارہ، ٹھیک کہا تم نے مزید میں نے تم سے کچھ پوچھا تو میرے دماغ کی رگیں سچ میں کولیپس ہو سکتی ہیں"

وہ اس سے دور ہٹ کر ہار مانتے بولا تو وہ اسے دیکھنے لگی، جیسے کوئی پوری جان سے لرز جاتا ہے۔

"زیادہ درد ہے کیا؟"

وہ اسکی طرف بڑھی، لہجہ، انداز اور تکلیف سب بدلے اور باران کو سچ میں دل ڈوبتا محسوس ہوا یہ دیکھ کر جیسے وہ بے اختیار اسکے پاس آر کی دم سادھے جواب کی منتظر تھی۔

"تمہارے اندر کا شور کھا جائے گا مجھے دِلارہ، کچھ مت سمجھو مجھے۔ نفرت برقرار رکھو پر مجھ سے تلافی کا حق تو مت چھینو۔ پلیز"

وہ بے بسی کے آخری درجے پر کھڑا تھا اسکے ترجمان اس شخص کے ٹوٹتے لفظ تھے، وہ تھک گئی تھی، اس شخص کی

ایک سی رٹ سے، نفرت کس کافر کو تھی؟ نفرت کرنے
والے ایک سر درد پر تڑپ جاتے ہیں اگر تو ہاں نفرت تھی
اسے، نفرت کرنے والے اگر چاہتے ہیں سب ختم نہ
ہو، اک تکرار ہی کی ڈور حائل رہے، رشتہ کسی بھی بہانے
سے اک کنارے سے ہی سہی اٹکا رہے، یہ سوچنے والے
اگر نفرت میں مبتلا ہوتے ہیں تو ہاں اسے نفرت ہی تھی۔

"تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔ تمہیں کس زبان میں
سمجھاوں کہ ان دو کے نام تک میرے وجود سے جان کھینچ
لیتے ہیں۔ میں جانتی ہوں اس گواہ سے ملنے کے بعد میں
اپنی فطرت کے ہاتھوں اس کھوج پر لگ جاوں گی کہ آیا یہ

گواہ سچا ہے یا جھوٹا۔ مجھے کسی شے یا شخص کا اعتبار
نہیں۔ ایسا نہیں میں کرتی نہیں۔ میرے اختیار میں
نہیں۔ تم بار بار مجھے کیوں مجبور کرتے ہو۔ آخر تمہیں میں
کس طرح سمجھاوں کے میرے اندر ایسی سچویشنز ہینڈل
کرنے کا حوصلہ نہیں کہ میں کسی تیسرے کے منہ سے
سنوں کہ ہاں میں ناجائز نہیں۔ جن دونے میری زندگی
جہنم جیسی بنائی انکے منہ سے اقرار چاہیے۔ شاید تب
میرے اندر لگی آگ بجھ سکے۔ میری اس زندگی کو ساتھ
بجھا سکے۔۔۔۔۔ تم نے پورا دن میرا دل چیڑا ہے اور تم اب

بھی مظلوم بنے کھڑے ہو کہ سر پھٹ جائے گا تمہارا۔ میرا کیا جسکا دل پھٹ رہا ہے تمہاری ایک سی ڈیمانڈ پر"

اب وہ صرف بولی نہیں، چینخی تھی، اس قدر کہ یہ قبر والی تکلیف سے دگنی اذیت تھی جس نے دلارہ کا پورا وجود کپکپا سا دیا۔

"ٹھیک ہے نہیں کہہ رہا تم پر سکون ہو جاو"

وہ اسکی طرف بڑھا پر وہ اسکے ہاتھ بے دردی سے جھٹک گئی۔

"نہیں تم پر سکون ہو پہلے۔"

وہ اسی طرح جواباً چیخی جبکہ اسکے یوں چیخ کر بھی کہے بے بس لفظ باران کا پورا وجود جکڑ گئے کہ وہ اس طرح پاگل ہوتی بھی بس اسکے سکون کی طالب تھی۔

"میں پر سکون ہوں پلیز کالم ڈاون"

وہ اسے نرمی اور پیار سے دونوں ہاتھوں سے تھامتے بولا پر وہ نفی میں گردن ہلائے مچلتی گہرے گہرے سانس لیتی مسلسل انکاری تھی۔

"نہیں ہو۔ تم ٹھیک نہیں ہو۔ ایسے لگتا ہے مجھ سے پہلے مر جاوگے"

وہ اب بھی چیخی، اسکی آواز میں اس لڑکی کا سارا ڈر عود آیا جو وہ چھپانے کے کب سے جتن کر رہی تھی۔

"جیا بھی تو تم سے پہلے تھا، تو آفکورس مروں گا بھی پہلے۔ اس سے میرے سکون کا کیا تعلق۔ چپ ہو جاو۔ یوں سڑک پر کھڑی چیخو گی تو آتے جاتے لوگ سمجھیں گے میں بھی لُچا لفنگا ہوں۔ بد تمیزی کر رہا ہوں تم سے"

وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتا اس بے قابو چڑیل کو سنبھالنے میں لگا ہلکان تھا جو سنبھل ہی نہ پا رہی تھی، اسے باران کے سوا کوئی دیکھائی ہی نہ دے رہا تھا، وہ رونے پر بھرپور ضبط کرے سرخ ہو رہی تھی اور یہ دیکھنا باران کے

لیے بہت مشکل تھا، وہ اسے روتا کبھی برداشت نہیں کر سکے گا ایسا باران کو بس اس لڑکی کی زرا سرخ آنکھیں دیکھ کر ہی اندازہ ہونے لگا تھا۔

"ایسا کیوں لگتا ہے تم روئی تو مجھے مار دو گی دِلارہ، یا اللہ اسکے آنسو چھین لیں ابھی۔ میرے پاس برداشت نہیں انھیں دیکھنے کی"

وہ کوئی حل سوچ نہ پا رہا تھا، وہ آنسو روکے کھڑی شانت ہوئے مزاحمت روک چکی تھی پر اب تکلیف یہ تھی کہ کیا بکواس کر بیٹھی ہے۔

باران کے پاس آخری حل بس اسے گلے لگانا ہی رہا تھا، اس سے پہلے وہ سچ میں چیخ کر خود کو پھر سے چھڑواتی تھک ہار کر رو پڑتے باران کی جان لیتی وہ اسے اپنے سینے میں پکڑ کر بسا گیا۔

"دلارہ!"

باران نے دلارہ کو یوں گلے لگایا جیسے اب وہ کبھی نہیں چیخے گی، اسکی چیخیں جب تک خاموش ہو کر آرام میں نہ بدلیں، وہ اس سے دور نہ ہوا۔ وہ چیختی خاموش ہو گئی، اسکے ہاتھوں کی گرفت باران کے اطراف سخت ہو کر اب نرم

پڑی جیسے کسی کی تکلیف شدید سے کم شدت کی طرف بڑھتی ہے، آرام و چین آتا ہے۔

وہ اسکے گلے لگی تو پھر سے احساس ہوا دشمنوں کا سینہ نہیں جو ایسی راحت دے، وہ اسے یوں اپنا اور اپنے وجود کا حصہ بنائے کھڑا تھا جیسے سارے جھگڑے اپنی موت مر گئے ہوں، اسکی پشت دھیرے سے سہلائے، اسکے دل سے دل لگائے، دھڑکن ساخود میں بسائے، اس لڑکی میں جھولی بھر بھر کر سکھ انڈیل رہا تھا کہ دِلارہ کو اپنا وہ حلق جو کچھ دیر پہلے تک کانٹوں میں دبا لگ رہا تھا، اب سانس لینے میں تکلیف دینا بند ہو گیا۔ وہ نہیں روئی، باران یلدرم کے گلے

لگ کر اسے ویسے ہی ہمت ملی جیسے کسی کو نئی زندگی ملتی ہے۔

"میرا رونا کسی کی جان نہیں لے گا۔ وہ بھی عام سا ہی ہو گا بہت سے رنجیدہ اور ہارے لوگوں جیسا۔ مت ڈرو۔"

وہ اسکو خود سے دور کرتے نرمی سے بولی پر باران نے بازو کھلے ضرور کیے پر اسے خود سے دور ابھی بھی نہ کیا، کیا وہ سمجھ گئی تھی باران نے اسے کیوں گلے لگایا؟ وہ اسکے رندے چہرے پر نظریں جمائے یہی سوچ رہا تھا۔

"ڈر ہم خود نہیں پالتے۔ وہ خود بخود لاحق ہوتے ہیں۔"

دلارہ نے آنکھیں اٹھاتے اس باوقار اور خوبرو شخص کو دیکھا، وہ پہلا ایسا شخص تھا جو دِلارہ سے ڈرتا تھا، اس لیے نہیں کہ وہ سنگدل ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ اندر سے ریزہ ریزہ ہے، بس یہ لمحہ بہت قیمتی تھا، وہ چاہتی تھی ٹھہر جائے پر ایسا ممکن نہ تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا تم دو دن میں good hugger بن جاو گے"

وہ اسکے حصار سے نکلی تو اپنی آنکھیں چرا کر اسکی تعریف میں اک جملہ پھینکتی آگے سڑک پر بڑھی تو وہ لپک کر اسکا

ہاتھ تھامے روک گیا، وہ لہرا کر اسکی گرفت میں آتی پھر سینے سے لگی۔

دِلارہ نے اسکی بے تکلفی محسوس کی۔

اسکا حق جمانا اپنے اندر اترتا دیکھا۔

اسکی امبر آنکھوں کی جائز طلب بھی پرکھی۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا سمجھ گئی ہے۔

"تم سے سیکھا ہے۔ تم پر ہی آزمایا ہے۔ ویسے اسے اپنی بی والا ہگ سمجھنا۔ کوئی اور مطلب مت لینا۔ میں ایک شریف انسان ہوں۔ آو گھر چلیں۔ تم جب سے ملی ہو کبھی تمہیں

کچھ ہو جاتا ہے کبھی کچھ۔ اب پھر سے تمہاری مرہم پٹی کرنی پڑے گی۔"

وہ اب تک دلارہ کے چہرے اور گردن کی خراشوں پر اٹکا تھا اور وہ اسکی گردن پر سوکھ چکے پھیلے خون پر مر رہی تھی۔

"تم بھی زخمی ہو۔ آو آج دِلارہ سے پروٹوکول لو۔ مانا جانوروں کی فیوچر ڈاکٹر ہوں پر تم میں بھی ایک چیتا چھپا ہے، کام کرے گی میری میسحائی"

وہ اس سے ہاتھ چھڑوا کر آگے نکلی پر اس بندہ بشر کے دل میں اتری ہوئی معلوم ہو رہی تھی وہ، اسکی گواہ یہ سرد شام تھی۔

"گاڑی ہے ناں۔۔اس میں آو"

وہ پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ گیا۔

"نہیں لاک کر دو۔ آج پیدل چلو میرے ساتھ۔ تمہارا دماغ ٹھنڈا ہو تا کہ"

وہ اسکی ضد کے آگے مجال تھی اب بولتا، وہیں کھڑے آٹو میٹک لاک سے گاڑی لاک کی اور دِلارہ کے پیچھے ہی کسی غلام سا لپکا۔

"خود تو جیسے بڑا فریز دماغ لے کر پھرتی ہو"

وہ اب بھی بڑبڑانے سے باز نہ آیا تو دِلارہ نے بھی اسے بڑبڑانے کی کھلی اجازت دی۔

دس منٹ تک وہ ساتھ گھر پہنچ گئے تھے، ابھی تک عزیزے واپس نہیں آئی تھیں، دلارہ نے اسکے پکڑ کر

سٹنگ لاونج کے کاوچ پر دھکیلا تو وہ منہ بنا کر دِلارہ کو دیکھنے لگا، اخر یہ لڑکی اس پر اپنی ملکیت کیوں سمجھنے لگتی تھی۔

"میں کچھ گردن پر لگانے کو لاتی ہوں۔ تب تک لوانر جی بحال کرنے کے لیے کچھ کھانا پینا ہے تو میڈ کو کہہ دو آواز دے کر"

وہ اسے حکم صادر کرتی دور ہوئی۔

"کیوں چائنہ جارہی ہو مرہم پٹی کا سامان لانے؟"

اب اتنی لہجے کی خشکی و ناراضگی تو وہ سہہ ہی سکتی تھی، یہ بونگی بھی۔

"میرے روم میں ایسا کچھ نہیں تو اوپر والے پورشن میں جو بی کا میڈیسن روم ہے وہاں سے لاتی ہوں۔ کچھ بینڈیج وغیرہ۔ وہ سب وہیں رکھا ہے۔ چوبیس سیڑھیاں ہیں۔ وقت لگ جائے گا"

دِلارہ کا جواب اب بھی نرمی کے سنگ آیا، باران نے سر کاوچ بیک سے لگاتے منہ ہی پھیر لیا، کسی پر منہ پھیرنا اتنا اچھا بھی لگ سکتا ہے، دِلارہ نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا۔ وہ بنا آنکھیں چھپکائے اسے تادیر دیکھتی رہی اور پھر جانے لگی جب وہ پھر سے چہرہ واپس پھیرتا اسکا ہاتھ تھامے دِلارہ کو روک بیٹھا۔

دونوں کی دنیا جہاں کی خوبصورت آنکھیں ملیں۔

"دوبارہ سے گواہ والا راگ مت آلاپنا۔ میری چیخیں تمہارے کان فارغ کر دیں گی۔ پھر اپنے مریضوں کے درد کیا ناک سے سنو گے واپس جرمنی جا کر؟"

وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ملائم ہاتھ چھڑوانے لگی، لہجہ بہت نرم اور متبسم تھا، کسی کا دل جل کر خاکستر ہو گیا تھا پر اس لڑکی کو کیا۔

"تمہاری طرف ٹرانسفر کر دوں گا انھیں۔ اچھے سے درد دور بھی کر دینا سن کر"

وہ اسکا ہاتھ اب بھی نہ چھوڑتے ڈھیٹائی سے بدزبانی کی کوشش میں بولا پر دِلارہ ہرگز غصہ نہ ہو سکی۔

"درد کھینچنے اور جذب کرنے کی اہلیت مجھ میں نہیں۔ تمہارا کام بڑھ جائے گا انکے بڑھتے مرض سے۔ ہاتھ چھوڑو میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔ تھوڑی سی دوست ہوں اور اسکی کچھ لمنٹس ہیں۔"

وہ اسکے کہتے ہی ہاتھ چھوڑ گیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"فائن۔ تھوڑی سی دوست کا کوئی احسان نہیں چاہیے۔ جارہا ہوں گھر"

وہ اب بات بڑھانے کے موڈ میں تھا، دِلارہ نے اسکو بے اختیار بازو سے پکڑتے روکا، باران نے اسکے دونوں ہاتھوں کو دیکھا، ایک اسکی بازو کے گرد جکڑا تھا دوسری نرم گرم ہتھیلی باران کے کشادہ جلتے سینے پر رکھے وہ اسے مضطرب ہوئے گھور رہی تھی۔

"تم نہیں جاوگے۔ میں بس لا رہی ہوں بینڈ تج۔ اتنا بڑا نشان آجائے گا اگر کچھ نہ لگایا"

وہ پریشان ہو کر اسکی ویز والی گردن کا جائزہ لیتی اسے سمجھانے اور قائل کرنے لگی۔

"روک کر دیکھاوا گر ہمت ہے تو"

وہ اسکے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑ کر خود سے دور کرے چھوڑ تا سنگدلی سے دور ہٹا تو دلارہ نے اسے بیقرار نظروں سے دیکھا، وہ خاموش التجائیں کرتی گرے آنکھیں کسی امبر آنکھوں والے کا دل لے ڈوبیں۔

"مرضی ہے تمہاری۔ جس کے ہاتھ سے مرضی لگواو پر لگا لینا۔ گڈ نائیٹ"

وہ مایوس ہوئی، بنا لڑے جھگڑے بات مانے کہتے ہی پلٹ گئی، باران کا لہو جیسے سلگ سا گیا۔

"تم ایسے جانے دو گی مجھے ؟"

وہ عقب سے جبڑے کستے پکارا۔

"جانے تو ہمیشہ دے دوں گی۔ پھر ایسے ویسے کیسے بے معنی چیز ہے۔بی ہوتیں گھر تو تمہیں کھانا کھلوائے بنا نہ جانے دیتیں۔ مرہم بھی لگاتیں۔ پر وہ کیا ہے میں اتنی رکھ رکھاو والی اور تمیز دار ہوں نہیں۔ تو وہ رہا دروازہ۔ تم جا سکتے ہو"

وہ سرسری سا پلٹے بے آس ہوتی اسکو دیکھتی کہہ کر نرم سا مسکرائی۔

"نہیں جا رہا۔ جو کرنا ہے کر لو"

وہ بگھڑے بچے کی طرح واپس بیٹھ گیا اور ریموورٹ اٹھائے ٹی وی آن کیا، وہ اس بار بے حد خوبصورت مسکراتی پلٹی۔

"میں کچھ لاتی ہوں تمہاری گردن کے لیے۔ اب اپنی بات پر قائم رہنا۔ دروازے کی طرف دیکھا بھی تو گردن کاٹ دوں گی۔ اب جانے کی بی سے ہی اجازت لینا۔ سمجھے؟"

وہ حق جماتی باران کو مسمرائز کر گئی، باران نے اسکی طرف دیکھا تو وہ ان امبر آنکھوں کی تاب نہ لاتی جلدیٔ سے پلٹ کر سیڑھیاں چڑھی، کسی کے ارد گرد کے سارے موسم تہس نہس کر گیا اسکا حق جمانا پر اسکو کیا، باران نے محسوس کیا وہ لمحہ بہ لمحہ اس سحر ناک وجود کا ہو رہا ہے، وہ محسوس کر

رہا تھا آہستہ آہستہ دِلارہ کی مٹھی میں قید ہونا اور اس قیدی کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ اسے پتا ہی نہیں اصل جرم آخر ہوا کیا اسکے ہاتھوں۔ وہ تھک ہار کر سر پیچھے ٹکا گیا، وہ مضبوط آدمی اس وقت گھن کھایا وجود تھا، کوئی ہاتھ لگاتا تو یہیں مسمسار ہو جاتا۔

"مجھے دکھ ہے کہ زخم ورنج کے اس جمگھٹے میں

تمہارا اور میرا واقعہ گم ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔"

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

میرون اور بلیک کلر کے Targeted Elegant ڈریس میں ملبوس ایدا نے اپنے بال کھلے ہی چھوڑے جبکہ ساتھ بلیک Toe Buckle straps heel pumps پہنے وہ بلکل ریڈی تھی، نازلی نے ہاتھ کے عمدگی عیاں کرتے شریر اشارے سے ایدا کی اس حسین و چمکتی تیاری پر سراہا تو ایدا بلش کرتی مسکادی، اف اسکا شرما کر نظریں جھکانا اگر

کوئی دیوانہ دیکھ لیتا تو اپنی ہر ہر سانس ایدا دمیر کے نام کر دیتا۔

"اب اس تیاری کے ساتھ تم دیوار پھلانگتی کتنی کیوٹ لگو گی ناں۔ مجھے بس تم دو کے دیوار چڑھنے کا انتظار ہے۔ میں پکچر کھینچوں گی۔ کل کو تمہارے بچے ہوئے انکو دیکھاوں گی کہ بچے دیکھو تمہارے انے بابا کیسے ملنے کے لیے دیواریں پھلانگتے تھے اتنے بڑے ہو کر"

نازلی نے قریب آتے ایدا کے بال سیٹ کرتے شرارت سے چھیڑتے کہا تو ایدا کے چہرے پر ہزاروں حیا کے، گھبراہٹ کے رنگ لہرائے، وہ چھوئی موئی بنی بلش کی

تو نازلی کو اسکا حسن بڑھتا محسوس ہوا، تبھی تو آنکھوں سے صدقہ بھی اتارا۔

"وہ مجھے اتنے نہیں ملیں گے hala، بس جتنے ابھی پاس ہیں یہی کافی ہے۔ مجھے ایسی کوئی خواہش نہیں کرنی کہ وہ مجھ سے پورے چھن جائیں"

ایدا نے نظریں سی جھکاتے اپنی سوچ کا اظہار کیا اور ایدا کی ایسی ناامیدی اور بے یقینی نازلی کو قطعا پسند نہ آئی۔

"تم بلکل پاگل ہو۔ ابھی یہ سب چھوڑو۔ میری جان خوب انجوائے کرنا۔ پیچھے کی فکر کیے بنا۔ میں تم دو کو بھیج کر یہیں سو جاوں گی مزے سے۔ جب آو تو مجھے بس کال کر لینا"

نازلی نے ایدا کی فکریں سمیٹتے اسے یہاں کی فکر سے آزاد کیا تو وہ جبراً سا سہی پر مسکرائی کیونکہ اسے پل پل نازلی کی فکر رہتی یہ دیکھائی دے رہا تھا۔

دروازے پر ہلکی سی دستک محسوس ہوتے ہی وہ دونوں مسکرائیں، نازلی نے اسے اشارہ کرتے خود دروازے کی طرف بڑھے اوپن کیا تو وہ خوبرو سے جناب اپنے خوشگوار تاثرات سمیت اندر داخل ہوئے، فل بلیک پر hooded

sweatshirt پہنے پیروں میں slip_on loafers

جمائے وہ نک سک تیار کیا، سیدھا ایدا پر بجلیاں گراتا

محسوس ہو رہا تھا مگر تھم تو وہ ایدا کی تیاری پر گیا، وہ اس

میرون بلیک ڈریس میں قیامت لگ رہی تھی، وہ دو ایک

دوسرے کے جلووں میں اس قدر کھو گئے کہ ہوش نہ رہی

وہاں نازلی بھی ہے۔

"اہمم اہمم"

اب بچاری نازلی کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا پڑا اس سے

پہلے وہ سچ میں نازلی کی موجودگی فراموش کر دیتے، اور

سمتھنگ سمتھنگ ہو جاتا۔

"کیسی ہیں نازلی؟"

عالیان نے بروقت اپنی نظریں سنبھالتے نازلی کو دیکھتے پوچھا جو آگے سے مسکرا کر فٹ ہونے کا اشارہ دیتی نظر آئی، پر اف بار بار ان دو کا چور نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنا ایک سانسیں چھینتا ہوا منظر تھا۔

"تو تم تیار ہو اید ادیوار چڑھنے والے تھرل کے لیے۔ ویسے اس اپنی والی طرف سے تم کاوچ بیک کا سہارہ لے کر چڑھ سکتی ہو۔ دوسری طرف سے میں تمہیں بال کی طرح کھینچ کر لوں گا۔ آئی تھنک نکلنا چاہیے؟"

ایدا کو سن کر ہی ڈر اور خوف آیا جب عالیان نے کیچ کا کہا البتہ نازلی کو کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ اسکے بقول یہ بہت رومنٹک ہونے والا ہے، وہ آنکھوں میں چمکتی خوشی لیے اس منظر کی منتظر تھی۔

"بس مجھے گرانا نہیں پلیز"

وہ ڈرا سا منمنائی تو عالیان اور نازلی نے ایک دوسرے کی طرف کرائم پارٹنرز والی مسکراہٹ اچھالی۔

"دیکھ لیں نازلی آپکی لاڈلی کو مجھ پر زرا اعتبار نہیں۔ کیا بنے گا اسکا؟"

محترم نے فوراسے شکایت داغی، ایداد باسا مسکرائی کیونکہ جن پر اعتبار ہو انکے لیے آنکھیں بند کرنا وفا کا پہلا قرینہ ہے۔

"جو بنے گا اب تمہیں ہی بنانا ہے، اب نکلو شاباش اس سے پہلے کوئی اوپر آنکلے۔ آجاو تم دو کو سی آف کرتی ہوں۔ تم پہلے پہنچو دیوار پر اسکی چڑھنے میں مدد کرتی ہوں میں۔ ساتھ ایک پکچر بھی لیتی ہوں"

نازلی نے دونوں کو بروقت تاکید کیے اس فسوں خیز سحر سے باہر نکالا تو پہلے وہ سیڑھیوں کی طرف آکر نیچے کا جائزہ لینا نہ بھولی پھر عالیان تو کاوچ بیک پر ایک بوٹ رکھتا ساتھ ہی

جھمپ مارے دیوار پر چڑھا جبکہ ایدا کا دل بیٹھا ایسے ایڈونچر پر، وہ عالیان کی طرح مضبوط اور بے خوف تھوڑا تھی۔

عالیان دیوار پر کھڑا ہوا جو کہ کافی چوڑی تھی تو اس پہاڑ آدمی کے لیے کھڑا ہونا آسان تھا، نازلی کا ہاتھ پکڑے سہارے سے ایدا لڑکھڑاتی اور ڈرتی کاوچ کی بازو پر چڑھی تبھی عالیان نے زرا جھک کر ایدا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا، ایدا کو ڈر لگ رہا تھا کہ ابھی اس نے نازلی کا ہاتھ چھوڑ کر عالی کا پکڑنے کے بیچ گر جانا ہے پر نازلی نے بھرپور اونچا ہوتے ایدا کا ہاتھ عالیان کے ہاتھ میں پکڑانے کے بعد ہی

چھوڑا اور عالیان نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑتے ڈری سہمی محترمہ کو نیچے سے اٹھائے خود بھی دیوار پر توزان بر قرار رکھ کر زرا جھکتے اٹھا کر دیوار پر لا بٹھاتے خود نازلی کو تھینکیو والی سمائل دیتا اک نظر جلدی سے دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر ٹانگیں عالیان والی سائیڈ لٹکا کر بیٹھی ایدا کو دیکھتے اپنی حویلی سائیڈ لمبی سی چھلانگ مارے کود گیا، اک لمحہ تو پورا چھت ہلا جیسے وہ کودا البتہ دیوار پر دوسری جانب ٹانگیں لٹکا کر سہمی بیٹھی ایدا نے گردن گما کر پیچھے hala کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو اس بندے کی طرح میں چھلانگ نہیں مار سکتی، مجھے بچالیں.hala

"ابھی وہ تمہیں کیچ کرے گا، اس رومنٹک مومنٹ کو انجوائے کرنا۔ ڈرنا بند کرو۔ دیکھو میں جا رہی روم میں اس لیے بے فکر ہو کر جاو۔ پکچر بھی نہیں لی۔ میں تم دو کے بچوں کو فیوچر میں زبانی کہانی سنا دوں گی۔ ہاہا۔۔ چلو وہاں دھیان دو"

نازلی نے اسکی گھبراہٹ دور کرنے کو سرگوشی میں چھیڑتے مسکراتے کہا اور روم کی طرف ہنستی چلی گئی، ایدا نے تب تک نازلی کو جاتے دیکھا جب تک نازلی اسکے روم کے اندر نہ چلی گئی پھر گردن گما کر عالیان کی طرف دیکھنے لگی جو ہڈی کی بازو کھینچ کر اوپر چڑھائے ہاتھ اور بازو

پھیلائے کھڑا تھا کیونکہ اسکی سائیڈ کوئی نیچے اترنے کے لیے سٹول یا کوئی سہارہ نہیں تھا تو مجبوراً ایدا کو اسکے سہارے ہی نیچے اترنا تھا۔

"چلو آجاو اٹکی ہوئی بیسٹ فرینڈ"

وہ اسے یوں دیوار پر بیٹھا دیکھے اپنی بے قابو مسکراہٹ نہ روک سکا۔

"عالیان میں گر جاوں گی"

وہ دیوار کی موٹی چوڑائی پر دونوں ہاتھ رکھے بیٹھی اسکے کھلے بازووں کے باوجود خوف سے پیلی پڑ رہی تھی، حالانکہ اسے

ڈرنا نہیں چاہیے تھا، وہ خود ممکن تھا گر بھی جاتا پر ایدا کو آنچ بھی نہ آنے دیتا، وہ اسکی جان تھی۔

"میں پکڑ لوں گا آئی پرامس، آجاو شاباش۔ میری بازووں کو دیکھو یہ پکڑ لیں گی تمہیں"

وہ مزید اسکے قریب نیچے آرکا پر ایدا کو حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا کہ یہاں سے وہ نیچے چھلانگ لگاتی، اسکے الفاظ کے استحقاق پر وہ سرخ رو ہوئی، پھر وہ اسکے قریب زیادہ قریب نہ ہو جائے اسکا بھی ڈر تھا کہ دور کیسے ہو سکے گی، اف وہ خوبرو آدمی کہاں سمجھ پاتا ایدا کی کیفیتیں!

"آ۔۔ آپ اور میں دونوں گر جائیں گے پکا۔ آپکو چوٹ لگ سکتی ہے۔ میں بھاری ہوں عالیان"

وہ روہانسی ہو کر بہانہ بنائے بتانے لگی، عالیان ناچاہتے ہوئے بھی ہنسا خاص کر گرنے والی ایدا کی فکر پر۔

"کتنا ویٹ ہے تمہارا بتاو؟"

وہ اسے پر سکون کرنے کو جلدی سے تجسس میں بولا تا کہ اسکا دھیان بٹا سکے۔

"ففٹی فور"

ایدا نے جلدی سے بتایا، جیسے یقین ہو وہ پیچھے ہٹ جائے گا۔

"بس! اتنا سا؟"

وہ کھل کر ہنسا، ایدا کے گال پھولے، اسے لگا مزاق اڑا رہا ہے۔

"مجھے پتا ہے زیادہ ویٹ ہے، آپ مزاق اڑا رہے ہیں"

وہ سیدھا سیدھا روٹھ گئی۔

"نہیں تو میرا ڈبل ہے تم سے، اس لیے مجھے تو یہ چڑیا جتنا ہی لگے گا۔ آجاو کیا کجھور میں اٹک گئی ہو ایدا۔۔۔؟ کم آن"

وہ اسے اکسانے کے چکر میں مسکراہٹ ہی تو دے
بیٹھا، ایدا نے ٹانگیں جھلاتے ہوئے کسی روٹھی بچی کی طرح
چہرہ پھیر لیا، اس لڑکی کی یہ ادا نہایت دلربا تھی، عالیان نے
گہرا سانس بھرتے ہنسنا روکا۔

"ایدا۔۔۔ تم مجھے تنگ کرو گی اب؟"

عالیان کی باہیں بچاری کھلی کھلی تھک رہی تھیں پر مجال ہو
جو محبوبہ صاحبہ کو ترس آیا ہو۔

"جی کروں گی۔ پہلے پرامس کریں اگر آپ میری وجہ سے
گرتے ہیں تو ہنسیں گے نہیں۔ پھر آوں گی"

ایدا نے نفی میں گردن ہلاتے اپنی شرط سامنے رکھی، بھئی آج وہ کسی کی سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"میں گر کر ہنسوں گا کیسے خود سوچو، گر کر تو بندہ روتا ہے یا گندے گندے منہ بناتا ہے۔ چلو کیا پرامس اب
آجاو، تمہاری دادی جان نے تمہیں یوں دیوار پر دیکھا تو وہیں سے جھپٹ پڑیں گی ناگن کی طرح"

اس سے پہلے وہ ابھی سنبھل ہی پاتا، دادی جان کے ڈر سے وہ آنکھیں زور سے میچے بنا عالیان کو بتائے نیچے کود گئی اور سیدھی عالیان کی بازووں میں، محترم زرا ان ایکسپیکٹڈ جھٹکے کے سبب دو قدم پیچھے ہوئے پر وہ گرتے ہی اسکے بازووں

میں آسماتی جیسے اس سے دونوں بازو گردن کی اطراف لپٹتے لپٹی، عالیان نے اسے کامیابی سے سنبھال لیا اور اک بے اختیار ہنسی جناب کے منہ سے نکلی کیونکہ وہ اتنی بھی ہلکی پھلکی نہ تھی پر عالیان کے مقابلے میں تو معصوم سا وجود تھی جس پر وہ ڈری محترمہ بھی جلدی سے اسکی گردن میں گھسیڑا چہرہ دھیرے سے نکال کر باہر لائیں اور برہمی سے عالیان کو دیکھنے لگی، وہ اسے خود سے لگائے یوں کھڑا اسے دیکھتے دیکھتے ہنسنا روکے مسکرانے پر آیا پھر وہ مسکراہٹ بھی روک دی۔

وہ اس قدر قریب سے آج ہی عالیان کو دیکھے گی کبھی نہیں سوچا تھا، یہ نظارہ تو پکچر زوم کرنے سے لاکھ درجے خوبصورت تھا، وہ چالیس کا ہو کر بھی اتنا فریش، حسین اور پرکشش تھا کہ ایدا کے ہوش اڑنے سے لگے، پھر سب سے خوبصورت اسکی قلموں کے کچھ گرے بال جنکی عنقریب وہ عاشق ہو جائے گی ایسا اسکی آنکھیں قسم اٹھائے کہتی نظر آئیں، جبکہ رہی بات ایدا کی، وہ ان چھوا پھول تھی، بے انتہا پیاری نہ بھی ہوتی پھر بھی دھڑکنیں گرفت میں لیتی کیونکہ عالیان یلدرم کی محبوب کے عہدے پر جو فائز تھی۔

"آپ نے کہا تھا ہنسیں گے نہیں۔ آپ ہنسنے"

وہ پیچ کی بڑھتی چپ پر خود ہی بول اٹھی، اپنا اور عالیان کا دھیان بھٹکایا۔

"لیکن وہ تو گرنے کے بعد نہ ہنسنے کا پرامس تھا۔ دیکھو میں نے تمہیں کیسے کیچ کیا، امیزنگ ناں؟"

عالیان نے اسے اب تک بازوؤں میں اٹھائے ہی خود کی تعریف میں پل باندھے تو ایدا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ چلی آئی، وہ نظریں چرانے سی لگی۔

"آپ نے کمال کر دیا۔ مجھے نیچے اتار دیں"

اتنی نزدیکی ایدا کے لیے سانس بند کر دینے والی تھی تبھی گھٹتے گلے کے ساتھ منت کی گئی، عالیان نے فوراسے اسے نیچے اتارا، وہ لمحہ بھر لڑکھڑائی پر عالیان کے ہوتے ایسا کیسے ممکن تھا، اس نے نرمی سے ایدا کی پشت پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے سینے کی طرف پش کرتے سہارہ دیا تو ایک بار پھر وہ دو زرا نزدیک سرک آئے، یہ نزدیکی اور قربت، ہوش چھین لیتے لمحے پیدا کر رہی تھی، دونوں کی آنکھوں میں ایسا بہت کچھ تھا کہ انھیں چرا لیا جانا ہی وقت کا بہترین تقاضا ہوتا۔

ایسے ایک دوسرے کو وہ دیکھتے رہتے تو خود بخود کچھ بے خود کیفیت طاری ہو جاتی تبھی نظریں چرانے کی پہل خود ایدا

نے کی، وہ ارد گرد دیکھنے لگی جہاں ڈھیر سارے پلانٹس تھے، بہت خوبصورت چھت ڈیکور تھی، اور پھر تاروں سے بھرا آسمان جو عالیان کے اس گھر سے چھت کی ہر طرف سے دیکھائی دے رہا تھا۔

"تم یہاں رکنا چاہتی ہو یا چلیں یلدرم حویلی؟"

ایدا کی توجہ اوپن ایریا کی طرف جاتی دیکھے عالیان نے اس سے اسکی خوشی جاننی چاہی تو وہ نفی میں گردن گما گئی۔

"نہیں میں بس آسمان دیکھ رہی تھی کہ یہ رات میں کبھی اتنا پیارا مجھے میرے گھر سے نہیں لگا جتنا یہاں آکر، حالانکہ دونوں جگہ ایک سا ہے"

وہ مبہوت ہوئے پھر سے ستاروں، بادلوں کے جھرمٹ کو ٹکٹی باندھ کر دیکھتے بولی، وہ کتنی دیر ایدا کو دیکھنے کے بعد مسکرایا، وہ اس سے یوں لفظ چھین لیتی تھی۔

"یہاں تم میرے ساتھ آزاد ہو تبھی تمہیں ہر معمولی چیز بھی پیاری لگے گی، یہ ونگز تم پر بہت سج رہے ہیں"

عالیان نے اسے آنکھوں کی خوبصورتی کا راز بھی بتایا اور اسکی خوبصورت گردن میں سجے اس پینڈنٹ کی بے اختیار تعریف کر اٹھا۔

"آپکے دیے ونگز۔ہاں سج تو واقعی رہے ہیں۔عالیان میں اپنا کوٹ یا سوئٹر تو لانا بھول گئی۔مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے"

ایدا نے بازوؤں پر لگتی سردی پر گھبرا کر اپنے گرد کوٹ کو تلاشا پر وہ اپنے میٹرس پر ہی پڑا چھوڑ آئی۔

"آو نیچے۔کچھ دیکھ لو مے بی سائز کا مل جائے۔کوئی باڈی بلینکٹ یا کچھ اور"

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر بولا تو ایدا نے جلدی سے اپنا ہاتھ اسے تھمایا جسے دباتے ہی وہ اسے لیے نیچے بڑھا، سیڑھیاں اترتے ہی وہ لوگ مین حویلی میں انٹر ہوئے اور وہاں سے عالیان اسے روم میں لے کر گیا۔

اسکا ہاتھ کمرے میں لاتے آزاد کیا اور جا کر کبرڈ کھولی، وہاں عالیان کے کچھ کپڑے تھے جو اس نے یونہی لا کر رکھ دیے تھے، انہی میں سے ایک شارٹ سوئٹر عالیان کے بقول ایدا کے لیے پرفیکٹ تھا جسے نکال کر لاتے وہ ایدا کے پاس رکا اور اسکے کندھوں پر اوڑھایا، ایدا نے اسے دیکھا جو اسکی ٹھنڈ کے سارے توڑ کرنا جانتا تھا۔

"راستے میں کچھ تمہارے سائز کا لے لیتے ہیں"

وہ نرم مسکرایا، ایدا کے بال پکڑ کر اس سوئٹر سے باہر نکالے۔

"میں آپکے بس خرچے ہی کرواتی ہوں"

ایدا نے اداس ہوتے اپنی ہی شکائیت لگاتے کہا۔

"یہ تم گردن اکڑا کر کہتی تو زیادہ اچھا لگتا"

وہ مشورہ دیتے نرم مسکرایا۔

"میں ایک اور چیز بھی بھول آئی ہوں عالی"

وہ مزید روہانسی ہوئی جب یاد آیا کہ جلدی میں انگوٹھی بھی بھول آئی ہے، جبکہ عالی پر وہ چھ فٹ سے بھی اونچا آدمی سانس لینا بھول گیا، اگر ایدا کا اداس چہرہ نظر میں نہ ہوتا تو اسے ہوش تھامنے میں بڑی مشکل ہوتی۔

"کوئی بات نہیں۔ تم چاہو تو وہ بھی خرید لینا"

عالیان نے سنبھل کر حل دیا تو ایدا نفی میں سر ہلا گئی۔

"ایسے کیسے؟"

وہ افسردہ ہوئی۔

"بتاو کیا تھا میں بھاگ کر لے آتا ہوں نازلی سے"

اس شخص سے ایدا کی اداسی کہاں برداشت تھی، ایدا نے بے اختیار اسے روکنے کو ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے روکا۔

"وہ جب ہم واپس آئیں گے تو میں میسج کر کے کہوں گی مجھے دے جائیں"

ایدا نے جلدی سے معاملہ سیٹل کیا۔

"کیا میرے لیے تھا وہ؟"

عالیان فوری سمجھ گیا، محترمہ نے کہا جو ایسے تھا۔

"اف آپکو کیسے پتا چلا؟"

وہ پھر روہانسی ہوئی۔

"اب کیا اپنی معصومیت سے رلاو گی مجھے۔ خود ہی تو اشارے دے رہی ہو۔ اچھا چھوڑو اسے واپسی پر دیکھتے ہیں۔ پہلے چلو حویلی۔ بابا پر بمب پھوڑتے ہیں نکاح کا۔"

وہ ابھی اس میڈم کو بس لے جانے پر آمادہ تھا، ایدا نے بھی کوئی اعتراض نہ کیا۔

"وہ سہہ تو لیں گے ناں؟"

وہ عالیان کے ساتھ ہی حویلی سے نکل کر اوپن پورچ تک آئی جہاں عالیان کیز سے گاڑی ان لاک کر رہا تھا، اسکے پاس آتا رکا۔

"ہاں، بہت بڑا جگر ہے انکا فکر مت کرو۔ تم بس کمفرٹیبل رہو۔"

عالیان نے اسکے لیے فرنٹ کار ڈور اوپن کرے ایدا کی ساری فکریں خود میں سمیٹیں تو وہ اک نظر بھر اس خوبصورت شخص کو دیکھنے کے بعد اندر سوار ہوئی، عالیان نے بھی آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، وہ ساتھ بیٹھے مہربان کے طلسم میں جکڑی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"سیٹ بیلڈ"

عالیان نے اپنی طرف دیکھتی ایدا کو نرمی سے کہا پر وہ جانے کہاں گم تھی کہ سن نہ سکی تبھی وہ خود جب قریب ہوا، ایدا کا چہرہ اسکی نزدیکیوں پر پھر دھنک ہوا، لیکن جب ایدا نے اپنا سیٹ بیلڈ فکس ہوتا محسوس کیا تو بدحواسی سے نکلتی شرمندہ سا مسکرائی، اسکی یہ مسکراہٹ بھی کسی کو لوٹ کر لے گئی تھی۔

"نیند آرہی ہے تو سو جاو"

وہ اسکی دماغی غیر حاضری پر مشورہ تھماتے سیدھا ہوا اور اپنا سیٹ بیلڈ فکس کیا۔

"انکی موجودگی میں سانس آجائے وہی غنیمت، نیند کہاں سے آئے گی۔ یہ بندہ مجھے کسی ہوش میں رہنے نہیں دے رہا۔ اللہ میری مدد کریں۔ مجھے شرمندہ نہ ہونے دیں انکے سامنے"

ایدا نے مسکین سی سمائل پاس کرتے فوری چہرہ ونڈو سائیڈ کر لیا اور یہ کیسے ممکن تھا وہ پاس بیٹھا ایدا کی دھڑکنوں کے بڑھنے کی وجہ نہ سمجھ پاتا، اسے ناز ہوا خود پر کہ وہ اپنی محبوبہ کا ابھی محبوب نہ سہی پر اس پر سرسے پیر اثر انداز ضرور تھا، اف یہ بے خود سی سوچیں جان لیوا تھیں۔

.._____..

میڈ، اسکے لیے کچھ فروٹس رکھ کر گئی تھی وہ بھی کیوبک شیپ میں، ساتھ ایک چائے بھی، کچھ ایوننگ کوکیز، لیکن اسے بس دِلارہ درکار تھی۔

"باران"

انے کی پکار پر وہ انھیں دیکھتا مسکرا کر اٹھا تو وہ بھی مسکرا دیں، لپک کر اسکی طرف آئیں جیسے اسے دیکھتے دل ٹھنڈا ہوا ہو۔

"انے۔لکنگ گار جئیس"

وہ بھی پیار سے بھرا پر عزیزے کی نظر تو باران کی گردن پر جارکی، تبھی تو وہ اپنی تعریف پر بھی دھیان نہ دے سکیں۔

"یہ کیا ہو گیا میرے بچے؟"

عزیزے نے فکر سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے گردن کا جائزہ لیتے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں معمولی زخم ہے۔ آپکی چہیتی سے مرہم لگوانے آیا ہوں۔ آپ بتائیں وہ بلی ٹھیک تھی؟"

باران نے انکی توجہ بھٹکائی تو وہ سر ہلائے اسے دیکھنے لگیں، دھیان اب بھی اسکی گردن پر تھا۔

"وہ تو ٹھیک تھی۔ یہ نیلز کے نشان ہیں۔ کہیں دِلارہ نے۔۔ پر نہیں، وہ جتنی بھی جنگلی ہو ایسی حرکت نہیں کر سکتی۔ وہ میری تربیت ہے"

عزیزے کا دھیان وہ بھٹکانے میں ناکام رہا تھا کیونکہ انکو جب تک وجہ نہ بتاتا وہ یہیں اٹکی رہتیں۔

"اس نے نہیں کی۔ یہ کہانی فرصت سے سناوں گا۔ ابھی میں آپکو بہت کچھ بتانے آیا تھا۔ مجھے سب بتانا ہے آپکو ہر چیز۔ میں کیوں گیا۔ عیشاء کہاں گئی اور ابراہیم یلدرم کی موت کا اصل سبب بھی"

وہ جواباً مضطرب ہوا اور عزیزے تو کب سے سب جاننے کو بیتاب تھیں، انکی آنکھیں یہ سب حوالے سن کر دھندلا سی گئیں۔

"ٹھیک ہے میں چینج کر کے آتی ہوں پھر ماں بیٹا تفصیلا بات کرتے ہیں۔ میں سب جاننا چاہوں گی تا کہ تمہاری رازدار بنوں"

عزیزے نے اسکی گال شفقت سے سہلائی تو باران نے سر ہلاتے انھیں اس بارے اجازت دی، یہاں عزیزے گئیں وہیں باران کی نظر سیڑھیاں اترتی دِلارہ پر گئی۔

وہ اپنے ہی دھیان میں نیچے چلی آ رہی تھی، اسکے ہاتھ میں پیٹرولیم جیلی اور آءنمٹ تھی، ایک بینڈیج پیک بھی تھا۔

"کھڑے کیوں ہو میرے استقبال میں؟"

دِلارہ کی نظر اس مغرور پر پڑی تو پاس چلی آتی جتانا نہ بھولی، اف یہ مغرور ملکہ!

"پہلی بار کسی کے زخم پر مرہم رکھو گی۔ اتنا احترام تو بنتا تھا تمہارا۔ پروٹوکول دے رہا ہوں"

وہ بھی دل جلانے سے باز نہ آیا، دِلارہ نے بے خوفی سے باران کی امبر آنکھیں ٹٹولنے کے بعد آہستہ آہستہ اسکے

سینے کی طرف سرکتے باران کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے پیچھے کو دھکیلا، وہ پھر سے کاوچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھا، یہ لڑکی ایسی بے باکیاں دیکھا کر اپنا مستقبل سختیوں سے بھرتی جارہی تھی۔

"مجھے احترام کی ضرورت نہیں۔ تمہاری مہربانی"

وہ خود بھی کھردرے لہجے میں کہے ساتھ بیٹھی اور پہلے تو گیلے کاٹن سے اس نے باران کو پیچھے ٹیک لگواتے ہی اسکی گردن پر لگے خشک بلڈ کو صاف کیا، باران کو اسکے چہرے، بالوں سے lavender کی بہت تیز مہک آئی، پھر وہ اتنے قریب بیٹھ کر سارا دھیان بس باران کی گردن پر

دیے بیٹھی اسے خود کو دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی، دوسرے لفظوں میں حلال والا تھوڑا تھوڑا بہکا رہی تھی، وہ بہت پیاری تھی اس میں کوئی شبہ نہ تھا پر اسکے رخسار چہرے کے سب سے خوبصورت حصہ تھے، اتنے ملائم کہ اس کی جامنی رگیں بے حد غور کرنے پر دیکھائی دینے لگتیں، وہ بڑے بڑے پھیلے ہونٹوں پر بس کلر لیس لپ گلوز لگاتی تھی، انکا نیچرل کلر اب واپس لائیٹ سا پنک ہو گیا تھا جب سے سموکنگ چھوڑی، وہ پر کشش بھی تھی اور سنجیدہ اور قابل غور ہو جاتی، اسکے کمر سے لمبے بال تھے، جنھیں وہ اکثر کچھ

ایسے ہولڈ کرتی کہ سنبھلے لگتے جیسے ابھی اس نے میسی بن میں قید کر رکھے تھے۔

"تمہیں درد ہو رہا ہے؟"

وہ خود پر جمی باران کی گہری ناراض آنکھیں محسوس کیے اسے دیکھتی بولی تو باران لمحہ بھر کچھ بول نہ سکا، کیا وہ واقعی ناراضگی اور درد کے بیچ کی پہچان نہیں کر پا رہی تھی۔

"تمہیں کہاں سے فیل ہوا میرا درد، میں غصہ ہو رہا ہوں"

وہ بھی تو ازل کا بدزبان بن گیا، دلارہ نے اس لمبی سی زخم بنی جلد کھرچی لائن پر پیٹرولیم جیلی لگاتے انگلی پھیرتے باران کو دیکھا۔

"غصہ؟ لیکن میں نے گردن کاٹنے کی صرف وارننگ دی تھی۔ میں ایسا کرنے نہیں والی تھی"

وہ معصومیت سے بولی کہ اسکا کوئی قصور نہیں۔

"جو کر نہیں سکتی وہ کہتی کیوں ہو پھر؟ گینڈے کی دم کے بعد گردن کاٹنا۔ یہ سب کیا ہے؟"

وہ اتنے قریب سے بولتی، مسکراتی، خفا ہوتی، تکلیف محسوس کرتی، گھبراتی کیسی لگتی ہے وہ آج سب جان لینے کا خواہش مند تھا، کوئی جذبات میں اتنا بے تاب نہ ہو گا جتنا باران یلدرم۔

"میں یہ سب کر سکتی ہوں۔ میں نے کہا میں کرنے والی نہیں ہوں۔ گینڈے کی دم والا واقعی غصہ تھا بس۔ وہ نہیں کر سکتی۔ تمہاری شیپ خراب ہو جائے گی۔ اچھے بھلے دیکھائی دیتے ہو"

باران نے اسکی آنکھوں کے کہیں پار مسکراہٹ بھرا محظوظ رنگ دیکھا اور وہ جان ہی نہ سکا کب اس لڑکی کے مزاج کی نرمی، باران کی تلخیوں پر غالب آگئی۔

"صرف اچھا بھلا؟"

باران نے اپنی توبہ شکن لکس کے اتنے انڈر اسٹیمیٹ ہونے پر اک خفگی بھرا دو لفظی احتجاج کیا، دِلارہ نے سر کو فوری ہلایا۔

"تمہیں لگتا ہو گا تم ہی دنیا کی سب سے بڑی حور پری ہو۔"

وہ برہمی سے منہ بناتا بولا تو دِلارہ اترائی۔

"تو اس میں جھوٹ کہاں ہے؟"

وہ پر اعتمادی سے بولی، دونوں کی آنکھیں خفیف سا ایک جیسی مسکرائیں۔

"نہیں ہے"

وہ جھگڑا ختم کر گیا، وہ ایسی تھی ہی نہیں کہ اس بحث کا سوال بھی پیدا ہوتا۔

"ویسے میں ایک وعدہ کر سکتا ہوں تم سے تھوڑی سی دوست"

یہ جانتے ہوئے کہ اسکی یاداشت کبھی بھی جاسکتی ہے وہ ایک مشکل عہد باندھ رہا تھا یا شاید پاس بیٹھی اسکے زخم جانچ کر مرہم لگاتی وہ لڑکی اپنے آپ میں تھی ہی اتنی شاندار کہ اس کے لیے وہ یہ وعدہ دماغ سے نہیں دل سے لینے والا تھا، دِلارہ نے اسکی گردن سے نظریں، آنکھوں تک لائیں۔

"کیسا وعدہ؟"

وہ متجسس و حیران سا تھ ہوئی، اسکے اس دشمن کو یہ کیا سوجھی بھلا۔

"میری دعائیں تمہیں گلے لگائیں گی جب بازو نہ لگا
سکے، بہت سی کر جاوں گا۔ تمہارے نام محفوظ کر کے"

وہ باقی کچھ نہ سن سکی، باخدا اسکی دھڑکن "کر جاوں گا" پر
سمٹنے سکڑنے لگی، آنکھوں میں ریت سی چبھی۔

"کہاں جاو گے؟"

وہ یونہی نرمی سے واپس زخم پر دوا لگاتی پوچھنے لگی۔

"کہیں بھی کبھی بھی جانا پڑ سکتا ہے"

وہ دیکھ سکتا تھا کسی کی چھپائی جاتی تکلیف۔

"جو کبھی بھی کہیں بھی چلے جائیں۔ انکی دعاوں کے بنا ہی اچھی ہوں میں"

سپاٹ جواب کے سنگ اس نے باران کے زخم پر برتی جاتی نرمیاں بھی غصے سے ترک کیں، وہ کراہا۔

"درد دے رہی ہو"

وہ شکوہ کناں ہوا۔

"کچھ لوگ ہوتے ہیں اس دنیا میں جنکو اپنے درد ہی درد لگتے ہیں بس۔ تم جیسے"

وہ اسکی گردن پر بنی خراش پر بینڈ ایج لگاتی اپنا وہ کام لمحوں میں سمیٹ گئی جسے ابھی وہ بہت توجہ اور وقت دینے والی تھی، وہ برہم و ناراض سی اٹھ کھڑی ہوئی، ہاتھ میں پکڑی چیزیں میز پر رکھتے جانے لگی جب وہ بھی گردن پر ہاتھ رکھے اٹھا۔

"میرے جیسے؟ میں نے تمہارا درد خود سے زیادہ محسوس کیا تبھی گلے لگایا تمہیں۔ اپنا درد عزیز ہوتا تو میں اب تک یہاں ہوتا کیا؟"

وہ اسکے پیروں کو زنجیر کر گیا، وہ سخت تپ کر واپس اسکی طرف آئی۔

"ہاں تمہارے جیسے۔ تمہیں جانا ہے جاو، یہاں ہونے کا جتاو مت، اپنے لیے ہو تم یہاں نا کہ میرے لیے۔ ہاتھ جڑے دیکھو میرے۔ تم نے اک زرا گلے کیا لگا لیا، سمجھ رہے ہو کہ میری تکلیف پر مرہم رکھ بیٹھے ہو۔ وہ بی میری جو سالوں سے مجھے گلے لگا لگا کر ٹھیک نہ کر سکیں، تمہارے ایک گلے لگا کر سنبھالنے سے ہو جائے گا کیا سب ٹھیک؟ اور کس نے کہا تمہیں کہ مجھے اچھا لگا تمہارا اپنے قریب آنا۔"

وہ اس بار چلائی نہیں، بس سپاٹ ہو گئی، آواز تلخی سے بھاری ہوئی تھی، باران نے دو قدم اٹھاتے بیچ کا فاصلہ سب سے پہلے مٹایا۔

"تو تب کیوں نہیں کہا۔ تمہیں کام کی باتیں بعد میں کیوں یاد آتی ہیں؟"

باران نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ دھنساتے خاصے زچ کرتے انداز میں بوکھلاہٹ کی ماری دِلارہ کو اسکی غلطی کا احساس دلایا۔

"بدتمیزی مت کرو"

دِلارہ کا اشارہ اسکی غصیل آنکھوں کی طرف تھا۔

"تم منہ سے نجانے کیا کیا اگلتی پھرو اور میں زرا گھوروں تو بدتمیزی ہو جاتی ہے۔ واہ واہ میڈم آپکے یہ پیمانے"

وہ اب بھی باز نہ آتے اسے ہی الزام دینے پر لگا تھا۔

"اور یہ زرا سا گلے لگانا کیا ہوتا ہے؟ ایکسپلئین کریں گی آپ؟"

دِلارہ نے اسکی ڈھیٹائی کچھ لمحے دیکھی پھر خود ہی بنا کچھ کہے مڑ گئی۔

"جاو اپنے گھر۔ جان چھوڑو"

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹے غصہ کرنے لگی، باران نے اسکے کان کے پاس چہرہ لے جاتے روکا۔

"تم جاو۔ مجھے انے سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔"

وہ جلدی سے پلٹ کر اسے ناراضگی سے دیکھنے لگی۔

"تم ان پر کچھ زیادہ حق نہیں جمانے لگے، تمہیں آئے دن ہی کتنے ہوئے۔ وہ میری بی ہیں۔ ماں نانی اور سب کچھ وہ بس میری ہیں۔ مفت کے اور زبردستی کے رشتہ دار بننے کی کوشش مت کرو۔"

وہ بھڑک گئی، آخر وہ ہوتا کون تھا اسکی ملکیت کے گنے چنے اپنوں پر حاکمیت جمانے والا۔

"تم جل رہی ہو؟"

باران محظوظ مسکرایا تو دِلارہ کا وہ مسکراہٹ خون سلگانے لگی۔

"ہاں جل رہی ہوں، تب تمہیں انے کی یاد نہیں آئی جب انہوں نے اپنی بیٹی کے کہیں اچانک چلے جانے کے بعد نواسی کا زندہ در گور ہونا برداشت کیا، شوہر کی اذیت ناک موت اکیلے سہی۔ پھر اس زندہ در گور ہونے سے بچ جاتی نواسی کو پالا۔ بڑے آئے انے کے سگے۔"

وہ اسے صرف تنگ کرنا چاہتا تھا پر یہ لڑکی لمحہ لگاتی تھی اذیت میں اترنے لگتی۔

"تم آجا کر بات میرے ناکردہ جرائم پر کیوں لے آتی ہو۔ بتایا تو تھا کہ میں واپس آنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ پر سکون ہو جاو۔ بس تنگ کر رہا تھا، ایسی باتیں کرو گی تو سانس تمہاری بھی تنگ ہو گی"

وہ دونوں ہاتھ اسکے رخساروں پر جماتا اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ اس پر پریشان تھی وہ اپنے اموشنز کیوں قابو نہیں رکھ پا رہی، دل کیوں چاہتا تھا وہ بس باران سے لڑتی رہے، اسے کسی نہ کسی طرح اپنی تکلیفیں بتاتی رہے، اپنے اندر کی بھڑاس نکالتی رہے اور وہ بھی بھول جاتا وہ کس مرتبے، کس رشتے اور کس عہد میں جکڑا ہوا

ہے، اسے دِلارہ کے گال پسند تھے اور وہ یہ جانتا تھا اسے شاید انھیں چھونے کا بہانہ درکار ہونے لگا ہے۔

"وہ میری بی ہیں۔ دوبارہ ان پر پورا حق جمانے سے گریز کرنا۔ خود بے سکون کر کے پھر یہ calm down کرنے کا ڈھونگ رچانے والے سخت زہر لگتے ہیں مجھے"

وہ اسکے ہاتھ ہٹاتی کھری کھری ہی تو سناتی جا رہی تھی اور باران کے پاس شاید برداشت انقرہ آتے ہی بڑھ چکی تھی کہ اسے اب فرق ہی نہ پڑ رہا تھا وہ اسکی انسلٹ کر رہی ہے۔

"تم میری سمجھ سے باہر ہو دِلارہ، نہیں جماتا کوئی حق۔ لے لو ساری انے۔ بس تم سکون میں آجاو۔ بتا دینا انکو چلا گیا ہے باران"

وہ خود ہی ہار مانے غصے سے اونچا اور تیز بولتا پیچھے ہٹا اور اپنا کوٹ اٹھا کر بازو پر ڈالے اجازتی نظروں سے دِلارہ کو دیکھنے لگا جو اسکے ہر بار جانے کی بات پر نجانے کیوں وحشی ہونے لگی تھی۔

"کیا جا رہے ہو باران؟"

عزیزے کی نرم پکار پر وہ دونوں ہی پلٹے، دِلارہ کی آنکھوں میں خاموش تکلیف صاف دیکھائی دے رہی تھی پر اب باران رکنے کے ہر گز حوصلے میں نہ تھا۔

"آپکی نواسی کو گوارا نہیں میں آپ سے دو پل بات کروں اور آپکی محبت و شفقت پاوں۔ اس لیے ہم پھر ملتے ہیں کسی ایسی جگہ جہاں یہ نہ ہو، کباب کی ہڈی۔ آپ ساری اسے مل جائیں فی الحال، گڈ نائیٹ انے۔ میں آپکو اپنے درد پھر کسی وقت بتاوں گا"

وہ بنادِلارہ کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ کر جذباتی ساوہاں سے چلا گیا اور دِلارہ کو لگا جیسے سینے میں وہ جاتے ہی ٹیسیں چھوڑ گیا ہو۔

"دِلارہ، کیا کہا تم نے اسے hayatim، اسے کوئی تکلیف بتانی تھی مجھے اپنی۔ بڑا دکھی ہو کر گیا ہے وہ۔۔ لڑائی ہوئی کیا تم دو کی۔ تمہارے چہرے پر بھی نشان ہیں ہلکے ہلکے۔ یہ نیلز سے جنگ کی دونوں نے کیا؟"

عزیزے نے پیار سے سکتے میں آئی دِلارہ کو بازو پھیلاتے ساتھ لگایا تو وہ چونکی پھر غائب دماغی سے بی کو دیکھنے لگی۔

"میں نے ہی آپکو اسکے سر کے درد کا بتایا تھا ناں بی؟"

دِلارہ کے کرب بھرے سوال پر عزیزے نے فوراً سے سر ہلایا، وہ جو اپنا فون واپس لینے الٹے پیروں آیا، دروازے کے پاس ہی رک گیا۔

"ہاں دِلارہ۔ کیا ہوا میری جان؟"

وہ دِلارہ کے چہرے کے خزن سے خوفزدہ ہوئیں، وہ بھی ہوا۔

"میں بھلا چاہوں گی کہ اس سے آپ کی محبت اور شفقت چھین لوں جبکہ میں نے ہی تو کہا تھا آپکو کہ اسکا سر دبانا جیسے میرا دباتی ہیں"

وہ اب بھی ٹوٹے ٹوٹے لہجے میں بولی، دِلارہ کی آواز بکھری اور باران کے دل پر گرفت بڑھی۔

"جی میرا بچہ۔ ہوا کیا ہے؟"

عزیزے کی پریشانی بڑھی کیونکہ دِلارہ یوں تھی جیسے ابھی رو دے گی۔

"پتا نہیں کیا ہوا ہے بی۔ دل ہرٹ ہوا"

وہ انکی تکلیف کا کوئی حل نہ کر پائی اور بے آس سی وہاں سے چلی گئی، عزیزے اسے روکتی رہیں پر دِلارہ نہ رکی، وہ کیوں ہرٹ ہے یہ ان دورہ چکے افراد کے لیے جان لیوا معمہ تھا۔

"انے؟"

عزیزے یکدم گھبرا گئیں جب باران نے انکے دونوں ہاتھ قریب آکر تھامے پکارا، باران نے انکو اچانک آکر ڈرا دیا تھا، یا شاید انکا دھیان دِلارہ کی طرف تھا تبھی وہ یکدم باران کو وہاں دیکھے چونک گئیں۔

"تم تو چلے گئے تھے؟"

وہ دگنی متفکر ہوئیں۔

"فون رہ گیا تھا۔ یہ بتائیں واقعی میرے سر درد کا آپکو دِلارہ نے بتایا تھا؟۔ کیا بتایا تھا اس نے"

وہ شدید بے قرار اور بے چین تھا، عزیزے تو ابھی بھی ان دو کے بیچ کی اصل لڑائی سمجھ نہ پائیں۔

"ہاں۔ یہی کہ میں پوچھوں کیوں درد ہے۔"

وہ فورا بولیں، باران کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"آپ کو جو میں نے اپنے ایکسیڈنٹ کا بتایا اور میمری لاس کے بارے۔ کیا آپ نے دِلارہ کو بتایا؟ پلیز سچ بتایئے گا"

وہ بہت پریشان تھا، عزیزے کو بھی کر رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں ابھی نہیں بتایا لیکن وہ پوچھے گی تو بتاوں گی۔ وہ جاننا چاہتی تھی تمہیں کیوں درد ہے۔ اس نے بتایا تم دو ٹیبلٹس لیتے ہو جو ہیڈ انجری کے لیے کھائی جاتی ہیں"

عزیزے نے فوری اپنا ارادہ بتایا۔

"اسے میری ٹیبلٹس کا پتا کیسے چلا۔ ویٹ۔۔ اوہ مائی گارڈ آپکی نواسی سچ میں جاسوس ہے، سنیں۔ آپ اسے کچھ نہیں بتائیں گی۔ آپ کہیں گی مجھے سر درد بس ویسے ہے۔ پلیز انے اسے آپ کچھ نہیں بتائیں گی میرے بارے"

وہ تاسف سے منت کر رہا تھا اور عزیزے سمجھ نہ سکیں وہ خود کو اس سے کیوں چھپانے کا طلب گار ہے، جبکہ باران سمجھ گیا دلارہ اسکے کمرے میں کیوں آئی تھی، وہ اسکے سر درد کی کھوج میں وہاں پہنچ گئی تھی۔

"لیکن وہ ضدی ہے۔ اسے جاننا ہو گا ہر صورت۔ میں نے ٹال بھی دیا تو وہ خود کھوج لے گی"

عزیزے نے اپنی مجبوری بھی بتائی، کچھ پل کے لیے وہ جیسے بلینک ہو گیا، لیکن پھر بھی وہ اپنی مزید کوئی تکلیف دِلارہ تک پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔

"نہیں پلیز۔ میں اسے دوبارہ کبھی سر درد کے ساتھ نہیں ملوں گا تو بھول جائے گی۔ آپ بس اسے میرے بارے کچھ مت بتایئے گا"

وہ اصرار پر ڈٹا تھا تبھی عزیزے نے سر ہلاتے اسکی بات ماننے کا اشارہ دیا۔

"میں نے اسکا دل دکھایا ہے۔ میں اس سے ایسے دور نہیں جاپاوں گا"

باران نے انکے ہاتھ چھوڑتے بالوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پھیرے گہری بھاری سانس لی تو عزیزے اسکی اس

بے تاب و الجھی کیفیت پر دفعتا متبسم ہوئیں، اور وہ انے کی مسکراہٹ پر مانو تھم سا گیا۔

"جاو اسے منالو۔ اپنے خوشبو خانے میں ہو گی۔ یا پھر کمرے میں یا چھت پر"

وہ انکی اس پر اسرار مسکراہٹ کی وجہ نہ سمجھ سکا کیونکہ اپنا دماغ شدید الجھن کا شکار تھا۔

"کوئی ایک جگہ بتائیں انے"

وہ زخمی کمزور پڑتے لہجے کے سنگ متانت پر اترا تو انہوں نے اسے اوپر کی سیڑھیوں ک طرف اشارتا متوجہ کیا۔

"جب وہ پر سکون ہو بس تبھی جاتی ہے کمرے میں اور کمرہ اسکا صرف سونے کے لیے ہوتا ہے۔ جب وہ الجھی ہو تو خوشبو خانے جا کر قید ہو جاتی ہے۔ لیکن تمہارے بقول اگر تم نے اسکا دل دکھایا ہے پھر وہ یقینا چھت پر گئی ہو گی کھلی ہوا میں ٹہلنے یا پھر لان میں۔ اس وقت لان میں کم جاتی ہے تو آخری آپشن ٹیرس ہے"

عزیزے نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ٹھیک سمت دیکھائی، اور اگر وہ واقعی ٹیرس پر ہوئی تو اسکا مطلب یہی تھا وہ بہت تکلیف میں ہے، باران کو یہ لمحہ مانو اپنی آزمائش سا لگا۔

"میں بس دو منٹ میں آیا۔ مجھے بھا کالز کر رہے ہیں تو میں آپ سے کل ملوں گا آکر۔ او کے ؟"

وہ انھیں تسلی دیے مطمئین کرتا خود انکے کہے کے مطابق سیڑھیوں کی طرف بڑھا، عزیزے مسکرا کر اسی سابقہ پر اسرار سوچ میں ڈوبیں وہیں لاونج میں لگے کاوچ پر جا بیٹھیں۔

جبکہ وہ تیز تیز وہ چوبیس سیڑھیاں چڑھتا اوپر سے پورشن اور کمروں سے گزرتا باہر ٹیرس پر آیا تو اسے وہ ٹیرس کے کنارے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی آسمان کی جانب دیکھتی نظر آئی، باران کے تیز قدموں کی رفتار تھمی۔

اس نے کچھ دیر دِلارہ کو دیکھا پھر وہ اپنے بازو پر رکھا کوٹ لاتے آہستگی سے اسکے پیچھے آتا اسے پہنانے لگا جب وہ زرا سا گردن گما کر پیچھے دیکھنے لگی، باران نے اسکی آنکھوں میں نہ دیکھتے اسے اپنا کوٹ پہنایا پھر جا کر وہ اسے جواباً دیکھ سکا۔

دِلارہ کی آنکھوں میں صاف لکھا تھا کہ وہ پھر کیوں آگیا، کونسی چیز اسے دِلارہ کے پاس کھینچ لائی اور یوں اپنا کوٹ پہنانے کا کیا مقصد ہے، مقصد تو صاف تھا، وہ یہاں ہڈیاں جماتی ٹھنڈ میں سنگل گرین ڈریس میں کھڑی ٹھٹھر رہی تھی۔

"میں واقعی بہت بد تمیز ہوں۔ ہے ناں؟"

جب سمجھ نہ آیا کہ اپنے ہونے کا کیا جواز دے تو اپنی کوتاہی کا اقرار کرنا ہی اسے مناسب لگا۔

"پتا نہیں۔ تمہیں علم ہو گا۔"

وہ اسکی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے ایگری نہ تھی۔

"آئی تھنک جانے یا نہ جانے کی بات ایک طرف، یوں اعلان نہیں کرنا چاہیے ہمیں کہ ہم چلے جائیں گے۔ زندگی سے کسی کا جانا بلکل دنیا سے جانے کی طرح ان ایکسپیکٹڈ اور سرپرائزنگ ہونا چاہیے۔"

وہ اسکی کیفیت پرکھنے میں لگی تھی تبھی سمجھ نہ پائی وہ یہ کیوں کہہ رہا ہے۔

"آئی تھنک مجھے تھوڑا سمجھدار بننا پڑے گا"

وہ بس چپ چاپ اسکے لانگ کوٹ میں چھپی دلچسپی سے باران کو سن رہی تھی، اسے باران بیوقوف تو لگتا تھا پر اسکا وہ اتنی جلدی احساس کرے گا یہ سرپرائز تھا۔

"تم نے اچھا سوچا"

وہ مطمئین ہوئے بولی۔

"تم۔۔۔ آئی مین تم ناراض نہیں ہو جیسے گیا میں فضول بک بک کر کے؟"

دِلارہ کا موڈ اچھا دیکھے باران کو صدمہ سا ہوا کہ یہ لڑکی گردن کاٹ کیوں نہیں رہی۔

"سب کو اختیار ہونا چاہیے اپنے اندر کی گھٹن نکالنے کا۔ جذبات عیاں کرنے کا۔ جب تک ہم یہ نہیں بتائیں گے ہمیں کیا برا لگا کیا اچھا، سر درد جان نہیں چھوڑیں گے۔ ویسے آپس کی بات ہے چینخ کر اور تمہاری طرح بڑبڑا کر دل ہلکا ہو جاتا ناں۔ تو جو خود چینخ لیتے ہوں وہ دوسروں کے خود پر چیخنے کا برا نہیں مناتے۔"

وہ اب بھی نہایت اچھے موڈ کے ساتھ اسے تفصیل دے رہی تھی، باران نے نوٹس کیا دلارہ نے اپنے فیس کی کھروچوں پر ہاتھا پائی کے زخموں پر خود ہی موائسچرائزر لگالیا تھا، وہ کسی کے مرہم لگانے کی ہرگز امید میں نہ بیٹھی تھی۔

"تمہارے فار ہیڈ اور چن پر بھی سیم زخم ہے، مجھے اپنی بکواس کے بیچ تمہارا خیال نہیں رہا۔ بہت غلط بات ہے۔ برا لگ رہا ہے مجھے"

وہ یوں شرمندہ باخدا اسے قبول نہ تھا، اور وہ لفظوں پر حاکم تھی، اسکے پاس جوابات کی پوری پٹاری تھی، ابھی وہ کوئی

ایسا جواب دینا چاہتی تھی کہ وہ آدمی یوں شرمندہ اور پشیمان نہ رہے۔

"میں کافی ہوں اپنا خیال کرنے کے لیے۔ڈونٹ وری۔"

اب کی بار وہ مسکرائی تھی، نہایت میٹھا، امرت جیسا، شریں کہ وہ مسکراہٹ اب سے پہلے باران نے کہیں نہ دیکھی۔

"میں جاوں؟"

وہ یوں بولا جیسے وہ روکے گی تو ہلے گا بھی نہیں، اور دِلارہ ملکہ تھی، رونے کے ساتھ ساتھ اسے کسی کی حسرت بھی زیب نہ دیتی، اس خود سے بیس سال بڑے شخص کی بھی

نہیں جواب تک ہر ملاقات میں اسے اپنے جیسا بکھرا ہوا اک معصوم بچہ ہی لگا تھا، بڑا تو بس عمر سے تھا، جذبات تو کہیں ٹھہر گئے تھے۔

"اپنے نام کی طرح آنے جانے میں خود مختار رہو باران، باراش کبھی پوچھ کر آئی ہے، کیا ہماری مرضی سے رکتی ہے کیا؟ نہیں ناں، کچھ چیزیں اچھی نا بھی ہوں پر انسان پر سج جاتی ہیں۔ جیسے تمہارا جانا اچھا نہیں پر سجتا ہے کہ تم واپس آو گے میرے پاس"

وہ اسے نہ کہہ سکی، سوچ کی حدود تک اس نے باران یلدرم کو وہ سب کہہ دیا جو اسکی زبان پر مر کے بھی نہ آسکتا تھا۔

"بی میری ساری بی ہیں لیکن انے ساری تم رکھ لو۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا دوستوں کو اپنا قہر نہیں دیکھاتی میں۔ کبھی تمہیں دیکھا بیٹھوں تو جانے دینا۔ میں جو چیز پہن لیتی ہوں وہ میری ہو جاتی ہے تو اپنا یہ کوٹ بھول جاو۔ گڈ نائیٹ"

وہ اسکی آنکھوں کے اندر تک جھانک رہی تھی، اسکے چہرے کے قریب رک کر اس نے باران پر کچھ پھونکا اور پھر جب اسکی نزدیکی سے وہ مدہوش سا ہوا، وہ ظالم بنی دور ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کو وہیں سن و ساکت کرے چلی گئی، وہ ہاتھ بڑھا کر روکتا ہی رہ گیا پر وہ دِلارہ تھی، روکنے سے کہاں رکتی تھی، وہ تو بس سمیٹنے سے پاس

ٹھہرتی اور کچھ پل رکتی تھی اور باران اسے کیسے بار بار سمیٹتا کہ وہ اسکے قریب جانے سے ڈرتا تھا، وہ عام سی سترہ سال کی بچی نہیں تھی۔ وہ اسکی سوچ سے یکسر مختلف وجود تھی جسکی ذات میں بھلے بہت سے کانٹے ہوں پر باران کا دل اس ہر کانٹے پر تھوڑا تھوڑا اٹک کر زخمی ہوتا وہیں رہ گیا تھا، وہ اسکے دل نامی زخمی ٹکرے اس لڑکی کی ذات کے کانٹوں کو پھول بنا رہے تھے، اسکا ثبوت یہی تھا کہ وہ آج خفا ہو کر بھی اس شخص کے ساتھ، اسکے قریب مسکرائی تھی۔

باران کا دل بھلے زخم زخم ہو کر ادھڑ جائے پر اگر یہ خسارہ، دلارہ کی کاٹنا ذات کو پھولوں کا گلشن بنا دے تو سودا مہنگا تو نہ تھا، وہ یہاں کھڑا تھا، پر اسے لگا اسکے وجود کے کئی نادیدہ ریشے بکھرنے لگے ہیں، سب فضا میں تحلیل ہو رہا تھا، سب بدل رہا تھا، ان دو کی ذات ٹوٹ رہی تھی، اس لیے نہیں کہ انکا خاتمہ ہو جائے گا، بلکہ اس لیے کہ اللہ نے نئی تعمیر کا فیصلہ کر لیا تھا۔

زہے نصیب!

.._____..

وہ لوگ یلدرم حویلی پہنچ چکے تھے، نجانے کتنے سالوں بعد وہ اس جگہ آئی تھی، ہوش میں تو نہیں آئی اتنا اسے یاد تھا، راستے میں عالیان نے اسکے لیے ایک کوٹ لیا تھا تاکہ ایدا ٹھنڈ میں ٹھٹھرتی نہ رہے۔

"یہ ہے ہماری حویلی"

عالیان نے گاڑی پورچ میں روکی اور سیٹ بیلڈ کھولتا وہ اس لڑکی سے مخاطب ہوا جو پہلے ہی ڈبڈبائی آنکھوں سے اس شاندار عمارت کو دیکھ رہی تھی۔

"بہت پیاری ہے"

وہ جبراسا مسکرائی تو عالیان نے اسکے جذبات کا اثر اسکی مجبورا مسکراتی آنکھوں میں دیکھ لیا تبھی اسے کریدا نہیں۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"

وہ کار ڈور اوپن کرے باہر نکلا اور ڈور بند کرے ایدا کی سائیڈ آکر رکتے اسکی طرف کا ڈور کھولا اور اپنا ہاتھ بڑھاتے تاکید کی جسکی مہربان تسلی پاتے ہی وہ اپنا ہاتھ عالیان کے ہاتھ میں دباتی ہوئی باہر نکلی، عالیان نے ڈور بند کرتے ایدا کو دیکھتے سمائیل دی۔

"بہت عجیب لگ رہا ہے۔ اگر سچ میں ماموں نے آپکی پٹائی کر دی تو؟"

وہ جناب کی مسکراہٹ دیکھے مزید متفکر ہوئی کہ کہیں اندر جاتے ہی یہ مسکراہٹ گم نہ جائے۔

"تو کیا۔ میرے بابا ہیں اور تمہارے ماموں۔ میں پٹائی کروا لوں گا اور تم میری ہوتی دیکھ لینا۔ یہی لاسٹ آپشن ہے"

وہ یہ بتاتے ساتھ جیسے ہنسا، ایدا کو دگنی فکر ہوئی، وہ ہنستا ہوا دو سال میں اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا، کیا اسکی ہنسی سے وہ لڑکی اس رشک کو پال سکتی ہے کہ وہ اس ہنسی اور چہک کی

وجہ ہے، وہ معصوم تھی پر وہ اسی طرح حقیقت پسند بھی تھی، ایسے وہم پالنے اسے ہر گز پسند نہ تھے کہاں وہ اور کہاں عالیان یلدرم!

"بس ابھی آپ ہنسیں مت"

وہ اسے دیکھتے مضطرب ہوتے منع کرتے ہوئے منمنائی، عالیان نے فوراً سے مسکراہٹ بھی گھوٹ لی پر اب ان آنکھوں میں گہری دل چسپی تھی۔

"کیوں تمہیں میری ہنسی اچھی نہیں لگی؟"

وہ اسے لیے حویلی کی طرف بڑھا، وہ نفی کرتی اسے دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو ہر گز یہ وجہ مر کے بھی نہیں ہو سکتی۔

"یہ وجہ نہیں ہے۔ بس کہتے ہیں بہت زیادہ خوشی کو نظر لگتے دیر نہیں لگتی۔ تبھی میری بات مان لیں۔ اگر ماموں مجھ پر اور آپ پر غصہ نہ ہوئے تو ہم واپس جاتے مل کر ہنسیں گے"

وہ لوگ لان ایریا عبور کرتے ہوئے حویلی میں داخل ہوئے جبکہ عالیان نے اسکی بات سر آنکھوں پر رکھتے مان لی، ابھی تک باران نہیں آیا تھا اور عالیان کو اس گدھے پر شدید

غصہ آرہا تھا، میڈ سے عالیان نے پوچھا تو اس نے بتایا وہ اسماعیل یلدرم کو کھانا دے آئی ہے اور وہ کمرے میں ہیں۔

"وہ آپ دونوں کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے؟"

ایدا نے اب تک اسکا ہاتھ پکڑ رکھا تھا جب وہ اسے لیے بابا کے کمرے کی طرف بڑھا۔

"کھاتے ہیں لیکن آج وہ گدھا بھی لیٹ ہے اور میں بھی۔ اور بابا کو diabetes ہے۔ بھوک برداشت نہیں ہوتی ان سے۔"

وہ عالیان کا ہاتھ پکڑتی وہاں وہاں قدم رکھ رہی تھی جہاں اس خوبرو شخص کا ہاتھ اسے پکڑ کر لے جا رہا تھا، وہ دونوں اسماعیل یلدرم کے کمرے کے باہر پہنچے تو دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا، محترم سنجیدہ سے کسی کتاب کو پڑھنے میں مشغول تھے جب ایدا اور عالیان کی بیک وقت ان پر نظر پڑی۔

ایدا کی آنکھیں اس شفیق ہستی پر پڑتے ہی اداس ہوئیں، وہ شفیق ہستی جو اس یتیم اور بے سہارہ بچی کے لیے بہت ظالم رہی، اپنے جگر کے ٹکڑے کو بے دردی سے کوئی کیسے بے حسوں کے بیچ پھینک سکتا ہے۔

"میں جب نروس ہوتی ہوں میرے ہاتھ کانپتے ہیں۔وہ مجھے دیکھ کر پریشان تو نہیں ہوں گے ناں؟ amca کی آنکھیں نم تو نہیں ہوں گی ناں عالیان"

وہ کھڑی اسکے پاس تھی پر دیکھ وہ دروازے کے پار بیٹھے اسماعیل یلدرم کو حسرت سے رہی تھی،عالیان نے کوئی جواب نہ دیتے ایدا کے گرد بازو حائل کی اور اسے اپنے سینے سے لگایا،وہ چپ چاپ لگ گئی،اسکی بھی جیسے یہی رضا تھی۔

"سائیکالوجی کے مطابق جو عورت آپکا 75٪ سٹریس بس پاس کھڑی ہو کر ہی ریلیز کر دے،اہم ہے،اسکے ہاتھ

کانپیں یا وہ، یہ ہونے دینا اس پہلو میں کھڑے اسکے ہمسفر کو زیب نہیں دیتا۔ کوئی روئے یا پریشان ہو، تم پر سکون رہو"

سینے سے لگاتے وہ اسے بچوں کی طرح تھپک کر بولا جو بھیگی آنکھوں سے مسکرائی کیونکہ اسے اک لمحہ لگا وہ عالیان یلدرم کی من پسند عورت ہے، وہ اسکے یوں سینے لگی کسی بھی طوفان کے لیے ہمت جمع کر رہی تھی، اس نے ہاتھ عالیان کے سینے پر پھیرتے چہرہ جھجھکتے ہوئے اٹھایا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"خاص؟"

ایدا کی زبان سے بے اختیار اک حرف پھسلا۔

"ہاں۔ تم ابھی میری بیوی ہو اس لیے"

اپنے سابقہ کہے الفاظ کی تلافی میں وہ ایک مطمئین کرتا جملہ بولے بہت کچھ سمیٹنے کا خواہش مند تھا پر اسے کیا خبر، ایدا کے دل کے نہاں خانوں میں اس اہم ہونے نے بات بڑھادی ہے۔

"میں جاتا ہوں پہلے۔ موڈ دیکھتا ہوں بابا کا کہ زور سے ماریں گے یا ہلکا۔ تم یہیں رکو"

وہ اسکی آنکھوں کے سوال نظر انداز کرے جلدی سے اپنے ہوش بھی سنبھال گیا، اور ایدا نے بھی فرمانبرداری سے سر ہلاتے دو قدم سائیڈ ہوتے کھڑا ہوئے اوکے کہا جسکے بعد عالیان، کمرے میں داخل ہوا۔

"کہاں تھے تم دو گدھے، اکیلے کھانا کھاتے کتنا بور ہوا میں زرا بھی اندازہ نہیں"

کتاب سے نظر اٹھاتے ہی وہ اس بڑے گدھے کو گھستے ہی آڑے ہاتھوں لے کر بولے تو ایدا جلدی سے دروازے کی اوٹ سے اندر جھانکی، اسکی آنکھوں میں ظالم ماموں کے

لیے زرا بھی غصہ نہیں تھا، شاید وہ خود کو چھوڑنے والوں کی مجبوریاں سمجھتی تھی۔

"معاف کر دیں۔ پوری کوشش کی تھی آپکے ساتھ ڈنر کرنے کی پر لیٹ ہو گیا۔ موڈ تو اچھا کریں۔ بہت پیار کرتا ہوں میں آپ سے"

وہ نرمی اور محبت سے انکا غصہ دور کرنے لگا پر انھیں تو پہلے کی اس پر تپ تھی۔

"پھر پیسے چاہیں۔ بڑے لاڈ آرہے ہیں باپ کے لیے؟"

وہ عالیان کی نرمی امید نہیں کر رہے تھے کہ یہ طنز کے تیر برساتی اولاد اتنی فکر کیوں جتا رہی ہے، عالیان سمیت وہ باہر کھڑی ایدا بھی خفیف سا مسکائی۔

"بابا آپ نے مجھے اتنا مطلبی سمجھ رکھا ہے۔؟"

عالیان نے پاس بیٹھتے افسوس و صدمے سے پوچھا پر وہ ہنوز اچٹتی نگاہیں بچے کے موہنے مکھڑے پر جمائے گھور رہے تھے۔

"ہمم۔۔ نہیں۔ بتاو کہاں تھے؟ اور وہ دوسرا گدھا کہاں ہے، آوارہ کہیں کا"

اسماعیل نے لڑنے کا ارادہ ترک کرتے کتاب بھی سائیڈ رکھی۔

"آرہا ہے۔ سنیں آپ کہہ رہے تھے ناں ایدا کو جیولری بھیجیں گے۔ تو اگر وہ خود آجائے یہاں اور آپ اپنے ہاتھوں سے نورے یلدرم کی چیزیں اسکے سپرد کریں تو کیسا رہے گا؟"

عالیان نے تمہید باندھتے بات کا آغاز کیا جبکہ اپنی ماں کا نام اور اسکی چیزوں کا سنے ایدا کا دل بھر آیا، اور عالیان کی نظروں میں پھیلا سوال اس باپ کا دل جکڑ گیا۔

"ہر گز نہیں۔ میں کبھی اس سے نہیں ملنا چاہتا۔ ہم نے جب اسے مسدور حویلی کے حوالے کیا تھا تو بدلے میں دشمنی ختم ہونے کے معاہدے پر دستخط کیے تھے کہ اب کوئی کسی دوسرے خاندان کا کوئی فرد نہیں مارے گا کیونکہ آخری قتل ہماری طرف سے ہوا تھا۔ اگر ایدا واپس یہاں آئی تو دشمنی پھر سے شروع ہو جائے گی اور میرے پاس تمہیں اور باران کو کھونے کا حوصلہ نہیں"

اسماعیل یلدرم کے کربناک انکشاف نے جیسے ایدا اور عالیان دونوں کے پیروں سے زمین کھینچ لی۔

"واٹ! بابا آپ نے اس معاہدے کا مجھے کیوں نہیں بتایا پہلے؟ اور ہم نے انکا آخری قتل کون سا کیا۔ الٹا انہوں نے ہم سے آزاد یلدرم چھین لیے"

عالیان کی آواز مانو درد سے پھٹنے سی لگی۔

"کیا بتاتا۔ اگر ایدا کو انکے حوالے نہ کرتا تو تم دو کو بھی مرے سالوں گزر چکے ہوتے۔ انکے بھی جو دو مرد بچے ہیں وہ بھی دشمنی کی بھینٹ چڑھ جاتے۔ ایدا ویسے بھی نورے کی بیٹی تھی اور جب ہم نے نورے سے ہر تعلق توڑ دیا تو اسکی بیٹی سے کیسے رشتہ جوڑتے، کس منہ سے جوڑتے"

اسماعیل یلدرم بھی جیسے پھٹ پڑے، یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گئی تھی، بہت بڑی سفاکی، بابا نے ابھی بھی آخری قتل کے بارے صفائی نہیں دی تھی، نہ کوئی وضاحت فراہم کی۔

"ایدا اندر آجاو"

ابھی وہ سوگ سی کیفیت میں تھے جب عالیان نے اذیت سے پکارا، اسماعیل دفعتا گھبرا کر عالیان کا منہ تکنے لگے اور وہ جو باہر کھڑی تھی، عالیان کی آواز سنتے ہی اپنی ساری ہمت جمع کیے کمرے میں داخل ہوئی، اسی بیچ باران کی گاڑی بھی حویلی کے پورچ میں آچکی تھی، وہ عزیزے کی طرف سے

واپس آچکا تھا اور گاڑی پارک کرتے ہی حویلی کی جانب بڑھ گیا۔

اسماعیل یلدرم بوکھلا کر بیڈ سے اترے اور گھوم کر جب تک اسکی طرف آئے، عالیان بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، کیا ناں تھا ایدا کی ان بھیگی تکلیف سے اٹی آنکھوں میں، حسرت سے درد تک کی ہر داستان بلک رہی تھی۔

"ی۔۔یہ یہاں کیسے ؟"

عالیان بھی اٹھا تو اسماعیل یلدرم نے ہکلاتے ہوئے عالیان کو دیکھا، انکی آواز ٹوٹ گئی جب نظر اس روتی بھانجی پر گئی۔

"دشمنی دوبارہ شروع ہو بھی گئی تو آپ کو اپنے دونوں بیٹوں میں سے کوئی ایک بھی کھونا نہیں پڑے گا۔ اسکا وعدہ میں کرتا ہوں آپ سے۔ ان مسدور خاندان کے دونوں وحشی لوگوں نے اسے زمین کے عوض بیچ دیا بابا، اگر ایسا ہو جاتا تو آپ اپنا کل سرمایہ بھی ایدا کے حوالے کر کے بھی اسکے نقصان کی ایک فیصد تک بھر پائی نہ کر پاتے۔ میں نے کوشش کی آپکی غلطی سدھارنے کی۔ میں نے ایدا کو اپنے نکاح میں لے لیا ہے"

عالیان کا لفظ لفظ مانو اسماعیل یلدرم کا سینہ چیڑ گیا، ایدا بس انہی کو دیکھ رہی تھی، چند آنسو اسکی رخساروں پر جاری

تھے، وہ بس ایک بار انکو گلے لگانا چاہتی تھی، اسے ماں کا لمس اور خوشبو یاد نہیں تھی، وہ تب دو سال کی تھی، لیکن وہ انے کے کسی ایک بھائی سے ہی سہی اک بار گلے لگنا چاہتی تھی کہ شاید ان سے اسے نورے کی خوشبو تھوڑی سہی واپس مل جائے۔

خود اسماعیل یلدرم یوں تھے جیسے انکے وجود سے سارا لہو اس انکشاف نے نچوڑ سا لیا ہو، وہ کبھی ہونق و آزردہ عالیان کو دیکھتے کبھی ایدا کو جسکی آنکھوں میں بہت سے ٹوٹے ان مانوں کی کرچیاں تھیں جسکا سبب اسکی ماں کا ہر بھائی تھا۔

"ی۔۔یہ کیا کر دیا تم نے؟ بد بخت۔ انکو اپنی جان لینے کی وجہ تھما دی۔ ایک بار پہلے ہمارے خاندان کی عورت وہاں گئی تو خون کی ندیاں بہہ گئیں اور اب انکی عورت یہاں آئی ہے۔ تم اسکا مطلب جانتے ہو عالی۔ یہ کیا غضب کیا تم دو نے؟"

وہ پوری قوت سے دونوں پر چلائے، آواز سنے باران بھی دوڑتا وہیں آیا اور دروازے میں آکر رکا، اندر کی سچویشن سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ کیا چل رہا ہے۔

"یہ انکی عورت نہیں۔ یہ میری بیوی ہے۔ غضب تو اب ان پر ڈھلے گا۔"

عالیان نے بھی روتی ایدا کو خود سے لگائے بابا کی تصحیح کی تھی جنکا بس نہ چل رہا تھا ان دونوں کو گاڑ دیتے۔

"بکواس بند کرو اپنی۔ اس بڑھاپے میں اب تم سب مل کر مجھے خودکشی پر اکسانا چاہتے ہو۔ تم سب مل کر مجھے مارو گے۔ ایک یہ ہے مفرور اور ایک تم ہو۔ کسی نے کوئی سکھ نہیں دیا الٹا میرے دل پر پھر وار کر دیا۔ اسے جہاں سے لائے وہ وہیں چھوڑ کر آو عالیان۔ تم لوگ ان مسدور خاندان کے وحشیوں کی طاقت نہیں جانتے۔ کل کو وہ توران بھی آجائے گا۔ وہ سب مل کر میرے بچے کھا جائیں گے۔ اوہ میرے خدا اس اولاد نے یہ کیا کر دیا"

وہ سخت پینک کرتے لڑکھڑاتے بیڈ پر بیٹھے اور غرانے کے بعد اپنا سر تھام لیا، جبکہ باران کو بھی مفرور کا پھر سے لقب دے کر وہ بھی اس میں گھسیٹ چکے تھے۔

"بابا۔"

باران نے آگے بڑھ کر پکارنا اور انکے کندھے کو چھونا چاہا جب وہ بے دردی سے اسکا ہاتھ جھٹک کر چلائے، ایدا نے روتی آنکھوں سے عالیان کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو سب ختم ہو گیا ہے۔

"دفع ہو جاو میری نظروں کے سامنے سے تم تینوں۔ جو دل کرے وہ کرو لیکن پہلے مجھے زندہ قبر بنا کر گاڑ آو۔"

وہ بے اختیار تڑپتے جیسے رو پڑے تھے، جانے کونسا ڈر تھا جو انھیں کھائے جا رہا تھا، جانے کونسی تکلیف تھی جو انکو نگل رہی تھی۔

ایدا نے عالیان کی بازو کا حصار توڑا اور خود ہی ہمت کرے آگے آئی اور اسماعیل یلدرم کے قدموں میں جب بیٹھی تو وہ اسے جھٹک نہ سکے، وہ بلکل نورے جیسی تھی، چاہ کر بھی اس سے منہ نہ موڑ پائے، باران اور عالیان بھی افسردہ

تھے، باپ کی آنکھوں میں بے بسی اور ڈر کے آنسو کونسی جوان اولاد برداشت کر سکتی ہے بھلا۔

"وہ لڑکا جس سے گل خانم اور برہان مسدور نے میر اسودا کیا وہ اچھا نہیں تھا ماموں، وہ کرمنل تھا۔ بہت سی زمین لی ان لوگوں نے میرے بدلے۔ میں نے کبھی نہیں چاہا کہ عالیان پر میری وجہ سے آنچ آئے یا آپکے کسی بھی بیٹے کی آپکو تکلیف دیکھنی پڑے، نازلی hala نے کہا انکو کہ ایدا کو بچالو۔ میں تو ان سے بھی ناراض ہوئی۔ کیونکہ میرے ڈر بھی آپ جیسے ہیں کہ کوئی پھر سے نہ مر جائے۔ اگر آپ کہیں گے یہ رشتہ ختم کر دیں تو میں کر دوں گی لیکن اس

کے بدلے مجھے ایک بار آپ سے گلے لگنا ہے۔ میں دوبارہ
پھر کبھی نہیں لوٹ کر آوں گی۔ آپکی اور عالیان کی زندگی
سے بہت دور چلی جاوں گی۔ آپ مت ڈریں۔ یہ مجھ سے
شادی نہیں کرنا چاہتے تھے، یہ تو میرا گارڈئن بن کر آپکی
اس بے حسی کی تلافی کرنا چاہتے تھے جو دیکھا کر آپ نے
نورے کے کیے کی سزا مجھے دی اور ان لوگوں کے حوالے
کر دیا جنکو میری ماں کی وجہ سے میرے بابا دمیر مسدور بھی
قبول نہ رہے تھے جو انکا اپنا خون تھا۔ بس اور کچھ
نہیں۔ آپ سے مجھے انے کی کوئی چیز نہیں چاہیے بس یہ
احساس کافی ہو گا کہ آپ اور وہ بہن بھائی ہیں"

ایدا کے آنسو تھم گئے تھے پر اسکا ہر لفظ روتی اذیت کا شکار تھا، باران اور عالیان کے دل پگھل رہے تھے اور وہ امید میں تھے کہ یہ لڑکی انکے بابا کا دل پگھلا دے گی۔

"تم سب کو لگ رہا ہے میں نے یہ بہت خوشی سے کیا تھا؟ انہوں نے آزاد کو جیسے مارا وہ سو قتل پر بھاری تھا ایدا۔ اسکا صرف دھڑ ملا تھا ہمیں۔ اسکی موت ایسی تھی کہ میرے اندر بدلہ لینے کی نہ طاقت بچی نہ ہمت حالانکہ بدلہ ہم پر واجب تھا۔ ابراہیم ابی نے بہت اکسایا مجھے کہ ہم چپ نہیں رہیں گے۔ ہمیں آزاد کی موت کا بدلہ لینا ہو گا لیکن مجھے یہ ڈر تھا اگر ہم نے پھر سے انتقام لیا تو کیا پتا اگلی بار مجھے

جسکی قربانی دینی پڑے اسکا دھڑ بھی وہ لوگ نہ
چھوڑیں۔ میں نے ابراہیم کو کہہ دیا کہ ہم اب کوئی جواب
نہیں دیں گے۔ اس کے پیچھے میرے ڈر تو تھے لیکن ایک
اور بہت بڑی وجہ تھی۔ آزاد"

وہ تینوں جیسے ساکن رہ گئے، تینوں کے چہرے لٹھے کی مانند
سفید تھے۔

خود باران بھی آگے آیا، وقت آگیا تھا ابراہیم یلدرم کی
سنائی کہانی کے دوسرے حصے کا۔

"آزاد یلدرم؟"

وہ تینوں بیک وقت بولے تو اسماعیل یلدرم سسک اٹھے۔

"ہاں۔ آزاد کی جگہ اسکے دوست نے قربانی دی۔ وہ ایمر تھا۔ آزاد کا دوست اور مسدور حویلی کے برہان مسدور کا اہم ساتھی۔ جب ان لوگوں نے آزاد کے قتل کا منصوبہ بنایا تو وہ وہیں تھا۔ بہت پکے دوست تھے دونوں۔ برہان نے جب اپنے لوگوں کے تھرو آزاد کو اغوا کر کے دو دن تشدد کیا تب ہی وہ مرنے کے دہانے آ گیا، اسکا پورا چہرہ اس تشدد سے چھل گیا، شناخت سے مٹ گیا۔ اور جب اسے قتل کے لیے کسی دوسری جگہ لے جایا گیا تو آزاد کے بجائے ایمر اسکے روپ میں گیا کیونکہ اسے لگا اگر آزاد کو ان لوگوں نے

مزید ٹارچر کیا تو وہ مر جائے گا۔ ایمر نے اپنے چہرے کو مصنوعی بگاڑا، نقلی خون لگایا، آزاد کے پھٹے لہولہان کپڑے پہنے اور وہ لوگ اسی دن آزاد کو مارنے لے کر گئے اور اس طرح ان وحشیوں نے آزاد کو نہیں ایمر کو ٹکرے کیا تھا۔ آزاد کیسے بھی کر کے وہاں سے بھاگ نکلا کیونکہ سب لوگ آزاد کی موت کے جشن میں تھے، وہ گھر نہیں میرے فارم ہاوس پر آیا، اس نے سب مجھے بتایا پر آزاد کی بھی حالت ایسی ہی تھی کہ وہ مرنے والا تھا۔ اسکے پیٹ پر دو دن پرانے چاقو کے زخم تھے جن سے اسکا سارا خون نچڑ گیا پھر اسکی جگہ اسکا جگری اور واحد دوست ٹکرے ہو گیا اور وہ

کچھ نہ کر سکا اسکی تکلیف آزاد کے لیے جسم کے زخموں سے کہیں زیادہ تھی بچو"

وہ رو پڑے، اس سچائی نے آج سبکی آنکھیں نم کر دیں، خود باران یلدرم کی، کہانی کا دوسرا حصہ پہلے سے زیادہ دردناک تھا۔

"آزاد یلدرم زندہ رہے پھر بابا؟"

اب کی بار آواز عالیان کی ٹوٹی۔

"پ۔۔پتا نہیں لیکن میں نے اسے ازمیر میں اپنے دوست دمت کے پاس بھیجوا دیا تھا، وہ ڈاکٹر تھا۔ اس نے وعدہ کیا

تھا وہ آزاد کے بارے کسی کو نہیں بتائے گا۔ آزاد زندہ ہے
یہ بس میں جانتا تھا تبھی چپ تھا اور ابراہیم سے میری چپ
برداشت نہیں تھی۔ لیکن میں اس وقت بہت بری کنڈیشن
میں تھا۔ آزاد کی حالت بہت نازک تھی، جسم کے گھاو بھر
رہے تھے پر وہ دماغی طور پر، جسمانی طور پر دن بدن ختم
ہونے لگا، اس بیچ نورے اور دمیر کی موت نے جیسے کہانی کا
رخ بدل دیا۔ میں نے ابراہیم کو کہا دیکھو اللہ نے خود بدلا لیا
پر ہماری بہن بھی چلی گئی۔ پر اسے جیسے مجھ سے بہت
شکوے تھے۔ وہ مجھ سے ناراض تھا یا خود سے میں نہیں سمجھ
سکا۔ اور ایدا کو مسدور خاندان کے حوالے کر کے دشمنی

ختم کرنے کا فیصلہ میرا نہیں اسکا تھا۔ جانے وہ کونسی تلافی کرنا چاہتا تھا جسکے بارے مجھے نہیں پتا تھا۔"

باران کو وہ تلافی پتا تھی کہ ابراہیم نے اپنی بہن خودماری تبھی ایدا انکے حوالے کی، اسکی امبر آنکھیں جیسے سوجھنے لگیں جبکہ ایدا اور عالیان اب بھی بہت بے قرار تھے کہ آزادیلدرم کی کوئی خبر ملے۔

"آزادیلدرم بابا"

عالیان بھی جیسے شدید کرب سے بولا پر یہ اگلا کہانی کا حصہ سب سے دردناک تھا جسے سنانے کا اسماعیل یلدرم میں حوصلہ بہت کم تھا۔

"تین سے چار ماہ تک میرے دوست دمت نے آزاد کا علاج کیا اور پھر اچانک آزاد ہوش میں آیا، دمت نے مجھے بلایا کہ آکر اپنے بھائی سے ملو۔ جب تک میں ازمیر پہنچا، آزاد دمت کے کلینک سے بھی کہیں چلا گیا، میرے دوست دمت کے مطابق آزاد کی ذہنی حالت خراب تھی۔ یاد نہیں تھا اسے کچھ۔ میں نے ازمیر پورا تلاشا، ہر جگہ اسے ڈھونڈا لیکن وہ مجھے کہیں نہ ملا۔ میں آج تک آزاد

کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ پچھلے چوبیس پچیس سالوں سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ اسی لیے تمہیں یہاں دیکھ کر ڈر رہا ہوں کہ اگر آزاد سچ میں زندہ ہوا اور واپس آ گیا، مسدور خاندان کے لوگ پھر سے اسے مار دیں گے۔ تمہارا عالی سے نکاح کرنا اس دبی چنگاری کو کریدنا ہے ایدا جو بھڑک گئی تو سب جلا کر خاکستر کر دے گی۔ ورنہ کون اپنے جگر کے ٹکڑے کو خود سے دور کر سکتا ہے۔ نورے ہم تینوں بھائیوں کی لاڈلی تھی۔ پھر تم کیسے بری لگتی جو اسکی واحد نشانی تھی۔ میں آج تک ابراہیم ابی سے کبھی نہ اگلوا سکا ایدا کہ انہوں نے تمہیں مسدور حویلی والوں کو کیوں دیا۔ وہ بڑے تھے، بابا کے لاڈلے تھے

تو انکا حکم مجھے ماننا پڑا۔ مجھے معاف کر دو۔ انکو بھی کر دو۔ پر میرے ڈر سمجھنے کی کوشش کرو"

وہ سسک کر رو پڑے، انہوں نے ایدا کے سامنے ہاتھ جوڑے، وہ بہت مجبور تھے، وہ بہت سی تکلیفوں سے اکیلے نمٹ رہے تھے تبھی ایدا کے ساتھ ہوئی زیادتیوں کو روک نہ سکے، ایدا نے بھی انکی مجبوری سمجھی، اسے اسماعیل یلدرم سے اب یہ سب سن کر کوئی شکوہ نہ رہا، جبکہ عالیان اور باران بھی اس وقت درد میں گرے تھے، یہ سب سچائیاں اس وقت سب سے زیادہ اذیت باران کو دے رہی تھیں، وہ چپ چاپ کمرے سے باہر چلا گیا، اسکے سر میں

بھیانک درد اٹھا کیونکہ اسکی برداشت زندگی نے بہت کم کر دی تھی جبکہ عالیان بھی بابا کے پاس آکر بیٹھا، بہت دکھی تھا۔

"یہ سب اکیلے کیوں سہا بابا۔ میں چھوٹا تھا پر اتنا مضبوط تو تھا ناں کہ آپکی یہ تکلیف بھی بانٹ لیتا۔ اب آپ نہیں بلکہ میں ڈھونڈوں گا آزاد چاچو کو، اور آپ کسی کو نہیں کھوئیں گے۔ اٹھو ایدا بابا کے پاس بیٹھو"

وہ انھیں تسلی دینے کے بعد ایدا سے مخاطب ہوا جو روتی ہوئی نفی میں سر ہلا گئی کہ جانے وہ اسے پاس بیٹھنے دیں گے یا نہیں۔

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں عالیان۔ آپکو مجھے چھوڑنا ہو گا۔ میں انکو ڈرانے کا سبب بنی ہوں۔ مجھے معاف کر دیں آپ"

ایدا کی یہ کرب بھری منت ان باپ بیٹے دونوں کا دل چیڑ گئی۔

"یہاں آو"

اسماعیل نے خود ہی اسے اپنے پاس اٹھا کر بٹھایا پر وہ بہت زیادہ تکلیف میں تھی، آنسو رکنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے۔

"تم نہیں سبب بنی۔ میری ہی اولاد مجھے آزمانے کی شوقین ہے بچے۔ مت رو۔ تمہارا تو کہیں بھی کوئی قصور نہیں۔ ہم سب ہی کسی نہ کسی ناکردہ جرم کی سزا پا رہے ہیں۔ کسی نہ کسی راز کو چھپا کر جی رہے ہیں۔"

وہ اسے اپنے سینے لگا گئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر انکے حصار میں رو پڑی، مدت بعد کسی بہت قریبی کا سینہ جو میسر آیا تھا۔

"بابا۔ آزاد چاچو کے بارے کیا پھر کبھی کوئی سراغ نہیں ملا؟"

عالیان کا دل تو بس اسی معاملے پر ہی اٹکا تھا۔

"نہیں لیکن ایک عجیب بات تھی کہ ایمر کی بیوی اور اسکا دو ماہ کا بیٹا بھی اچانک غائب ہو گیا۔ مسدور والوں نے تو اپنے خاص آدمی ایمر کی گمشدگی کا زیادہ نوٹس نہیں لیا لیکن مجھے چونکہ پتا تھا وہ بیوہ ہو گئی ہے اور ایمر کا بچہ یتیم تو میں نے اپنے تئیں ان دو کی خبر گیری رکھی جس بیچ آزاد ازمیر میں ہوسپٹلائز رہا۔ پیسے بھیج دیتا لیکن جب آزاد ازمیر سے غائب ہوا۔ ایمر کی بیوی ہاندے اور اسکا بیٹا مرات بھی انقرہ سے اچانک کہیں چلے گئے"

یہ سب سنے عالیان کا ماتھا بھی اس عجیب قسم کی چیز پر ٹھنکا، ذہن میں بس یہی خیال آیا کہیں آزاد یلدرم کا پتا اس ہاندے کے پاس ہی نہ ہو، ہاں وہ جانتا تھا یہ عجیب خیال ہے پر ان سب کی زندگی میں اتنا کچھ عجیب ہو چکا تھا کہ ناممکن اور عجائب چیزیں ہونا بھی اب معمولی تھا۔

ایداتو ماموں کی شفقت پائے زرا سنبھل گئی پر عالیان کا دماغ ضرور معاوف ہو گیا تھا۔

.._____..

انکا بیٹا آئس لینڈ کی بہت فمیس یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا، وہ ایک طرح ماں باپ کی زندگی سے نکل گیا تھا، اس نے دنیا کے سب سے مہنگے اس ملک میں ہی اپنا گھر لے لیا تھا، شادی کر لی تھی، اور اسکے ماں باپ نے اسے ہمیشہ یہ آزادی دی تھی، وہ لگ بھگ پچاس سال کے قریب تھا، اسکی ابھی بھی چار منس اور لکس کسی کو بھی گھائل کر سکتی تھیں، اسکا ازمیر کے بعد اب انقرہ میں بھی جمنگ ایکو پمنٹس کا بہت بڑا کاروبار پھیل چکا تھا، وہ دونوں پچھلے ہفتے ہی انقرہ کے گھر میں شفٹ ہوئے تھے، گھر بے حد خوبصورت تھا، ایک گولڈن بالوں والی اچھی شکل کی لگ بھگ پینتالس سالا وہ

عورت سٹنگ لاونج میں بیٹھی اپنی کچھ این جیو ورکز کے ساتھ ہنسی مزاق میں بزی تھی، ڈنر کے بعد وہاں کچھ سوشل ایشوڈ سکس ہو رہے تھے، اور وہ اپنے روم کے ٹیرس پر کھڑا تھا، باوقار سا، اسکی آنکھیں درد میں رہتے رہتے درد والی ہو گئی تھیں، اب اسے درد کا نام بھی مزاق لگتا تھا۔

اسکی بیوی اپنی سہیلوں کے ساتھ مصروف ہونے کے بیچ بھی کئی بار اسکے پاس آتی اگر وہ گھر ہوتا، وہ اسکا بچوں کی طرح چیکو بن کر خیال رکھتی تھی، وہ ہاندے تھی، اسکے لیے پاگل تھی، جنونی تھی، ضدی تھی۔

"میری جان کا آج ریسٹ موڈ رہا ہے۔ سٹور کی پچھلے ہفتے ہی لاونچنگ ہوئی ہے۔ آئی تھنک تمہیں ریسٹ نہیں کرنی چاہیے تھی آزاد۔ پورا دن سوئے رہے، رات ہو گئی"

وہ ابھی بھی چہرہ سامنے کیے کھڑا تھا جب ہاندے اسکے پاس آکر رکی اور اسکی مضبوط چوڑی پشت پیار سے سہلاتے اسکے کان کے پاس رک کر کہتے ساتھ جا رکی، وہ منظر عام پر آیا، وہ سچ میں عالیان یلدرم سے بہت ملتا تھا، بس دس سال بڑا تھا اس سے، اور بال کہیں کہیں سے کچھ زیادہ گرے تھے، چہرہ اب بھی مضبوط اور تنے خدوخال کا مالک۔

"مجھے ریسٹ نہیں اب رہائی چاہیے تم سے ہاندے۔ مجھے واپس جانے کا اختیار چاہیے تم سے؟"

وہ اذیت سے پلٹا تو ہاندے کی آنکھیں جیسے لہو ہو گئیں۔

"مجھے میرا ایمر واپس کرو اور لے لو اپنی آزادی آزاد۔ میرا یہ تقاضا تم سے پچھلے چوبیس سالوں سے ہے۔ اگر تم مجھے میرا ایمر نہیں لوٹا سکتے تو جیتے جی تو تمہیں مرنے تک میری قید میں رہنا ہو گا۔ یہی ہمارے رشتے کا پہلا اور آخری کنکشن رہا ہے"

وہ سرخ آنکھوں والی عورت اس پر جیسے چلا اٹھی، آخر وہ یہ بات کرنے کی جرت بھی کیسے کر سکتا تھا۔

"میں نے ایمر کی ہر ذمہ داری پوری کی۔ اسکے بیٹے کو اتنا کامیاب بنایا ہے کہ وہ اب اپنی ماں کو سنبھال سکتا ہے۔ ہمارے بیچ آج تک میاں بیوی والا کوئی تعلق نہیں رہا۔ میری یاداشت لوٹ آئی۔ اب مجھے رہائی دو خدا کے لیے ہاندے۔ وہ ختم ہو جائے گی۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی۔ وہ مر گئی تو مجھے اسکے زخموں پر مرہم رکھنے کی مہلت نہیں ملے گی۔ میں بھی اسکے ساتھ مر جاوں گا۔ لیکن میں نے جب سے اسے دوبارہ دیکھا، میں اسکے ساتھ کچھ دن ہی

سہی لیکن جینا چاہتا ہوں۔ اگر تمہیں مجھ سے محبت ہو جاتی
اتنے سالوں میں تو شاید میں آخری سانس تک تمہاری قید
میں رہ بھی لیتا لیکن اب اسے دیکھنے کے بعد مجھ سے
برداشت نہیں ہو رہا کسی اور عورت کا اپنے ساتھ
نام۔ میری وجہ سے تم سے ایمر چھن گیا اور تم نے اتنے
سالوں مجھ سے میری پہچان اور میری محبت کو دور رکھ کر
پوری سزا دی۔ اب بس کرو پلیز۔ تم چاہو تو اسکی بھی کوئی
قیمت لے سکتی ہو۔ میرا ازمیر اور انقرہ کا سارا بزنس لے
لو۔ جو کچھ ہے سب تمہیں دے دوں گا۔ لیکن اب مجھ پر
رحم کھاو۔ جب تک میری یاداشت نہیں آئی تھی تب تک

ٹھیک تھا لیکن اب نہیں۔ہاندے میری اتنی ریاضت کا کچھ توصلہ دو۔"

وہ شخص نہایت اذیت کے مقام پر کھڑا ہاندے سے التجاء کر رہا تھا، اسکی نازلی کے لیے تڑپ تو ہاندے نے ان سارے سالوں دیکھی تھی جب آزاد کو کچھ یاد نہ تھا، اب تو وہ اسے کئی دن سے چھپ چھپ کر دیکھ رہا تھا، اب تو وہ پھر سے آزاد میں دھڑک رہی تھی، ہاندے نے اتنے سال آزاد کو غلط میڈیسنز دیں تاکہ اسکی یاداشت کبھی نہ لوٹے، وہ ایمر کی دردناک موت کے پورے حساب لینے کے بعد بھی ایمر کے جانے کی اذیت سے مر کے بھی نہیں نکل سکتی

تھی، اب جب اسکی لاکھ کوششوں کے باوجود آزاد کی یاداشت لوٹ آئی تب بھی وہ اسے رہائی دینے کے کسی موڈ میں نہ تھی۔

"ہم میاں بیوی کا تعلق بنا لیتے ہیں اگر تمہیں یاداشت جاگنے کے ساتھ جسمانی طلب بھی جاگتی محسوس ہو رہی ہے لیکن بھول جاو کہ تم اب مجھ سے رہائی پا سکتے ہو۔ جب میں اپنی محبت سے تمہارے سبب ہمیشہ کیلئے دور ہو گئی تو تم کیوں کسی راحت کو پاتے۔ اگر تم نے مجھ سے ضد کی میں نازلی کو کل کا مرتا آج مار آوں گی۔ مجھے اس سے کوئی دشمنی

نہیں، میں تمہیں کوئی سکھ پانے نہیں دے سکتی۔ اگر میرا دل کٹا ہے تو تمہارا بھی کٹا رہے گا۔ اٹس فائنل"

وہ آزاد کے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے پھر سے مجبور و بے بس ہونے کا احساس دلا رہی تھی اور آزاد کے پاس اس قید سے چھٹکارے کا حل بس موت تھی پر وہ یوں بھی نازلی سے بچھڑ ہی جاتا۔

"تم نازلی کو کچھ نہیں کہو گی۔ پلیز۔"

وہ ڈر گیا تھا، اسکی کمزوری اب نازلی ہے یہ ہاندے کو اچھے سے پتا تھا۔

"جب تک تم اس سے دور رہو گے وہ ٹھیک رہے گی۔ مجھے دوبارہ یہ سب دہرانا نہ پڑے پلیز۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے جب ایمر یاد آتا ہے۔ اسکا کٹا ہوا دھڑ یاد آتا ہے۔ تم قاتل ہو اسکے، اسکی جگہ تمہیں ہونا تھا، پر تمہاری جگہ وہ ان بے رحموں کے ہتھے چڑھ کر ٹکرے ہوا۔ تم سے اسکی دوستی اسکی موت بنی۔ میں یہ کبھی نہیں بھول سکتی نہ معاف کر سکتی ہوں۔ میری بھی بے بسی سمجھو۔ مجھے تکلیف مت دینا تاکہ میں نہ دے بیٹھوں تمہیں۔ تم سے محبت نہیں ہو سکی لیکن تمہاری تکلیف بھی برداشت نہیں مجھ سے۔ پلیز

آزاد۔ ہم دونوں کا یہی مقدر ہے اور اسے ایسے ہی قبول کرو"

وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے آنسو ہوتے لہجے میں یوں منٹ کر رہی تھی جیسے اسکے بس میں کچھ نہ ہو، آزاد نے اسکے ہاتھ پکڑے اور اپنے چہرے سے ہٹا کر ہاندے کے پہلووں میں لا کر چھوڑے۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے اب سے ہاتھ بھی نہیں لگاو گی۔ اتنا بھی نہیں۔ پہلے کی بات الگ تھی اب تمہارا مجھے چھونا بھی میرے لیے نازلی سے غداری ہے۔ اس سے دور رہ لوں گا

پر اسکا اتنا سا حق بھی کہ تم مجھے ہاتھ لگاو، نہیں دوں گا اب سے تمہیں۔ اوکے وود یٹ؟"

آزاد اس سے دو قدم دور ہوا تو ہاندے کی آنکھیں اس شرط پر سلگیں۔

"عادت ہے تمہارا ہاتھ پکڑنے کی، تم سے گلے لگنے کی۔ یہ نہیں بدل سکتی سوری۔ تم مجھے اتنے سے ہمیشہ درکار ہو۔ اگر ایمر سے مجھے محبت نہ ہوتی تو میری پہلی چوائز تم ہوتے اسکے بعد۔ لیکن اس سے میری محبت عام نہیں تھی کہ تمہارے ساتھ اتنے سالوں رہ کر بھی کبھی میرا ایمان نہیں ڈگمگایا۔ تمہاری اور نازلی کی محبت کی طرح جواب بھی

اکیلی تمہارے لیے تڑپ رہی ہے اور تم بھی جسمانی
کنوارے اس کے لیے۔ بس سمجھ لو ہم سب کی اپنی اپنی
مجبوریاں ہیں۔ لیکن اب اگر تم چاہو میں تمہارا دھیان
بھٹکانے کو تمہیں پوری مل سکتی ہوں۔ اسے بھی مجبوری ہی
سمجھو کیونکہ رہا تو تم نہیں ہو سکتے۔ باقی تمہاری تکلیف کو
دیکھتے ہوئے جو مناسب ہو گا میں کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے
اچھے سے پتا ہے مرد اور عورت دونوں کو جسمانی
intimacy کی نیڈ ہوتی ہے، محبت وجبت اک الگ معاملہ
ہے اور ضرورت الگ۔ چوائز تمہاری ہے۔ خیر ڈنر لگواوں
تمہارا؟"

وہ اپنے لفظوں کی سختی اور کھلے پن سے آزاد پر سب اچھے سے کھول چکی تھی جسکے ہاتھ پھر سے بند تھے، وہ اب اس پر بھی خوفزدہ تھا کہ جو ویڈنگ رنگ وہ قبر پر رکھ آیا، اسے نازلی کے دیکھنے سے پہلے اٹھالائے ورنہ اس سر پھری ہاندے کا کوئی بھروسہ نہ تھا وہ نازلی کو نقصان دے دیتی۔

"میں خود کر سکتا ہوں ڈنر۔ ہاتھ سلامت ہیں میرے۔ جاو اپنے کام کرو ہاندے"

وہ منہ پھیرتا ہوا واپس دیکھنے لگا جبکہ لہجہ ناراض و سپاٹ تھا، ہاندے نے اسکی پشت زخمی سی مسکراہٹ سے سہلائی اور اسے اسکے حال پر چھوڑتی وہاں سے چلی گئی، آزاد نے

سینے پر درد دیتی سانس خارج کی، وہ کس عذاب میں پھنسا ہے یہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، وہ اپنے بچ جانے کا پچھلے کئی سالوں سے تاوان بھر رہا ہے اور تاوان کی قیمت ہے کہ سود کی طرح بڑھتی جا رہی ہے، سامنے جیسا گھپ اندھیرا تھا ویسا ہی آزاد کے اندر بھی وہشت بھر رہی تھی۔

"مجھے وہ ویڈنگ رنگ اٹھا لینی چاہیے جا کر۔ مجھے تم سے دور رہنا ہو گا نازلی۔ میری اور تمہاری آزمائش ختم ہو کر بھی ختم نہیں ہوئی۔ پر ڈرتا ہوں آج پھر تمہارے آنسو دیکھے تو خود کو روک نہیں پاوں گا تمہارے سامنے آنے سے۔ کیا

عذاب ہے یہ۔ یا اللہ میری مدد کریں۔ ہاندے مرجاو
تم، مرجاو تم تاکہ اس عذاب سے نکلوں میں۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ پھر بال بھرے جیسے پست سا اپنی
حدود میں چینخا اس سے لگ رہا تھا اب اسکی برداشت ختم
ہے اور اللہ سکت سے زیادہ کب کسی کی آزمائش کے حق
میں ہے بھلا۔

.._____..

"مجھے چھوڑ آئیں واپس۔ hala کو کسی مشکل میں پھنسانا نہیں چاہتی۔ اور آپ بھی اپنے بابا کے ڈر کو سمجھیں عالیان۔ جذبات میں آکر اور hala کے کہنے پر آپ نے مجھ سے نکاح کر لیا لیکن دیکھ لیں یہ واقعی بیٹھ جاتی راکھ سے چنگاری ڈھونڈنے سا ہے"

اسماعیل یلدرم سے گلے لگنے کے سوا ایدا کو اور کوئی خواہش نہ تھی تو انہوں نے بھی بس اسے دعاوں کے ساتھ رخصت کر دیا، عالیان تو ایدا کو جانے دینا نہیں چاہتا تھا پر وہ ایک ایک لمحہ یہاں بھاری جان رہی تھی۔

"تم یہ سب مجھ پر چھوڑ دو، اس نکاح سے کوئی جانی نقصان نہیں ہو گا۔ جب تک تمہیں اور نازلی کو اس جہنم سے نکال نہ لوں، مجھے چین نہیں آنے والا۔ اور تم بھی فضول کے ڈر ایک طرف کرو۔ سمجھ آ رہی ہے میری بات"

عالیان نے رک کر اسے بھی بازوؤں میں تھامتے روکا اور اپنی جانب پلٹایا، وہ ڈر جو عالیان اسکی آنکھوں سے ہمیشہ نکالنا چاہتا تھا، از سر نو ان خوبصورت آنکھوں کا حصہ بنا دیکھائی دیا تو عالیان کا دل درد میں چلا گیا۔

"جی آ رہی ہے۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں بھیگو بیٹھی، آواز یہ مدھم جملہ کہتے کانپی۔

"لگ نہیں رہا۔ ایسا لگتا ہے میرے اوجھل ہوتے ہی ان آنکھوں سے سمندر بہہ نکلے گا۔ اگر میری بیسٹ فرینڈ اس سمندر میں ڈوب گئی تو؟"

وہ ایک ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی پکڑے دانستہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا تاکہ ایدا کی یہ تکلیف زرا کم ہو۔

"آزاد ماموں کو ڈھونڈ کر لائیں گے ناں آپ؟"

وہ انہی رونے کو بیقرار آنکھوں سے دیکھتی تاسف سے بولی۔

"ہاں ضرور ڈھونڈوں گا۔ اگر وہ اس دنیا میں موجود ہیں تو وعدہ کرتا ہوں پوری دنیا چھان ماروں گا۔ تم ابھی اس بارے نازلی کو مت بتانا۔ جب تک انکی پکی خبر نہیں ملتی ہم اس بات کو کر بھی نہیں سکتے، نازلی کو امید دلانا بڑا ظلم ہو گا اگر وہ پھر نہ ملے۔ بس انکو تسلی دینا کہ سب بہت خوبصورت ہونے والا ہے۔ اور میں جانتا ہوں تم بہت اچھا دلاسا بنو گی انکا اور میرا بھی"

اب کی بار اس نے ایدا کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بہت اچھی امید دلائی، یہ کہ وہ اسکا دلاسا ہے، یہ سن کر تو وہ جی اٹھی تھی۔

"آپ مجھے بعد میں بھی تو چھوڑ دیں گے ناں عالیان جب میں اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر سیٹل ہو جاوں گی۔ تو ابھی چھوڑ دیں۔ اسماعیل ماموں بہت ہرٹ ہوئے۔ وہ بہت تکلیف میں ہیں"

ایدا کی گزارش سر آنکھوں پر تھی پر اس کے سوا، وہ ایدا کو آج، کل اور بعد میں بھی چھوڑنے کا تصور نہیں کر سکتا تھا پھر اسکی یہ بات کیسے سنتا اور برداشت کرتا۔

"انکی تکلیف ہمارا رشتہ نہیں ایدا، انکی تکلیف اپنے بیٹوں کو کھو بیٹھنے کے ڈر ہیں۔ وہ میں دور کر دوں گا۔ تمہیں فی الحال کچھ اوٹ پٹانگ سوچنے کی ضرورت نہیں۔"

ابھی وہ ایدا کو کسی اور طرح کچھ کہہ نہیں سکتا تھا نہ اپنے جذبات سے باندھ سکتا تھا کہ وہ اسکی محبت ہے، ابھی شاید ایدا کے لیے یہ انکشاف اس صورتحال میں بھاری ہوتا، ممکن ہے وہ اور ڈر جاتی یا پریشان ہو جاتی۔

"پکاناں؟"

وہ روہانسی کیفیت کا شکار تھی، گلا آنسوؤں کے گولے سے درد کا شکار معلوم ہو رہا تھا۔

"ایک دم پکا۔ اب آو میں تمہیں حویلی ڈراپ کروں اور تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچاوں"

وہ اسکی تکلیف کم محسوس کرتے ہی نرم لہجے میں اسے تسلی دیتا پھر سے ساتھ لگائے باہر نکلا، ایدا اور وہ باہر آئے تو دونوں کی نظر لان میں اتنی سخت سردی کے بیچ سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھے باران پر گئی تو رک گئے۔

"انھیں کیا ہوا ہے عالیان؟"

ایدا نے اداسی کے سنگ پوچھا۔

"اسکو میں آکر دیکھتا ہوں پہلے تم آو۔"

عالیان نے آزردگی سے بہلایا اور ایدا کو لیے گاڑی کی طرف بڑھا، جبکہ باران کا سر اس وقت اتنے درد میں تھا کہ یہ باہر کی ٹھنڈک اس درد میں آرام بن رہی تھی، یعنی اسکا درد آگ تھا اور یہ موسم اسکا توڑ۔

ایدا کو عالیان ڈراپ کرنے گیا پر باران کا درد جب حد سے بڑھا تو اس نے مجبوراً واپس حویلی میں آتے کمرے کا رخ کیا

اور وہاں پہنچ کر اس نے کال ملائی تھی، نمبر ڈائل کرتے
باران کا ہاتھ باقاعدہ کانپ رہا تھا، فوری کال پک کر لی گئی۔

"درد بہت بڑھ گیا ہے۔ کسی میڈیسن سے ٹھیک نہیں ہو
رہا۔ کیا کروں ڈاکٹر علی؟"

وہ اسی طرح مضطرب سا کاوچ پر بیٹھا پر درد اتنا تھا کہ باران
سے سانس تک کھل کے نہیں لیا جا رہا تھا، دوسری جانب وہ
علی نام کا باران کا نیورو ڈاکٹر تھا جو اسکی ہیڈ انجری کے بعد
اسکا اب تک ٹریٹمنٹ کر رہا تھا۔

"تم انقرہ ہی ہو ابھی تک"

ڈاکٹر علی نے تشویش سے سوال کیا۔

"جی۔اس درد سے نجات کا بتائیں کوئی طریقہ پلیز۔تا کہ میں یہ بقیہ دو تین دن اپنے کام نمٹا سکوں"

باران کی آواز سے ہی وہ اسکی تکلیف جان چکے تھے۔

"تم نے سٹریس لیا ہے کوئی یہ درد اسی کا نتیجہ ہے۔میں نے تمہیں اسی شرط پر انقرہ جانے کی اجازت دی تھی کہ تم کسی قسم کی پریشانی نہیں لو گے۔اب بتاو یہاں بیٹھ کر میں کیا کروں۔یا تو واپس آو فورا یا تمہیں انقرہ میں کوئی سپیشلسٹ بتاوں جس سے وقتی طور پر کوئی ٹریٹمنٹ لے لو۔بتاو، تم

خود اتنے قابل neurologist ہو۔نارمل انسان کو بھی اپنی کنڈیشن کا خیال رہتا ہے پر تم۔۔۔اب میرا دل تمہیں ڈانٹنے پر بھی آمادہ نہیں"

علی کا لہجہ برہم ہوا پھر اداس ہوا جبکہ باران گہرے سانس بھرتا پیچھے کو گرتے لیٹا، درد سے اسکی آنکھیں لال ہو گئی تھیں۔

"مجھے کسی اور ڈاکٹر کی ضرورت نہیں۔پلیز ہلیپ می۔یہ درد مجھے کسی سے بات کرنے لائق بھی نہیں چھوڑ رہا۔کوئی ٹیبلٹس چینج کر دیں۔کچھ بھی کریں۔"

وہ سخت وحشی بنا بولا تھا، جبکہ علی کے ہاتھ جیسے بندھ سے گئے

"اور انکا سائیڈ ایفکٹ؟"

علی نے پریشانی سے پوچھا۔

"بھاڑ میں گئے ابھی سائیڈ ایفیکٹس۔ پلیز ڈاکٹر علی میرا ایک دو دن یہاں مزید رکنا ضروری ہے۔ میری مجبوری سمجھیں۔ وہاں واپس Bremen آکر میں مر بھی گیا تو بھی چلے گا۔ یہاں ان سب کے سامنے میری کوئی تکلیف سامنے آئے یہ نہیں چاہتا۔"

وہ منت پر اترا تھا، وہ زرا سے آرام کے لیے اس ڈاکٹر کی منتیں کر رہا تھا جسکے اپنے ہاتھ چھوتے ہی مریضوں کو شفا دیتے تھے، خدا بھی بندوں کی کیسی کیسی آزمائش لے کر پرکھتا ہے، پر یہ آزمائشیں بھی اللہ کے نیک بندوں کی لی جاتی ہیں۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ڈلیور کرواتا ہوں میڈیسن۔ کل صبح تک ملے گی۔ ابھی کہ لیے وہ کرو جو تمہیں سکون دے سکتا۔ بتاو کیا چیز سکون دیتی ہے تمہیں؟"

ڈاکٹر علی نے کال کے ساتھ ہی دوسرے فون سے انقرہ میں ہی کسی اپنے جاننے والے neuropsychologist کو کسی میڈیسن کا نام لکھ کر بھیجا۔

"مجھے وہ سکون دیتی ہے"

یہ جملہ بے اختیار باران کے منہ سے نکلا، خود علی ٹھٹکے۔

"کون؟ تم نے شادی وادی تو نہیں کر لی باران؟"

علی فورا متجسس و بیقرار ہوئے۔

"کیا۔ میں نے کسی کا کہا؟"

وہ غائب دماغی سے بولا تو علی پر اسرار مسکرائے۔

"ابھی سے یاداشت کا حال دیکھ لو۔ تمہیں چپیڑوں کی ضرورت ہے۔ علاج کی نہیں کیونکہ تم چھپا رہے ہو جان بوجھ کر۔ ٹھیک سے بتاو کون سکون دیتی ہے۔؟ شراب، محبوبہ، سیگرٹ یا معاملہ عشق کا ہے۔"

وہ الٹا فضول سے تکے لگائے لڑنے لگے تو باران نے بے دلی سے جیسے کال ہی کاٹ دی، خود علی ہونق رہ گئے، برہم بھی ہوئے پر وہ کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا اسے کون سکون دیتی ہے۔

"مجھے وہ لڑکی سکون دیتی ہے جسکا اپنا سکون میں نے غارت کر رکھا ہے۔ میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تمہیں

گلے لگانا تھا دِلارہ اور میں اس غلطی کی تلافی نہ کر پانے پر اندر سے مر رہا ہوں۔ مجھے کونسا درد کہاں جا کر لگا اسکا تو نہیں پتا لیکن مجھے تمہاری تکلیف سیدھی دل پر لگ رہی ہے۔

میں یہاں سے جلدی نکلنا چاہتا ہوں۔ پھر بھاگ جاوں گا پر اس ڈور کا کیا کروں جو تمہارے اور میرے بیچ حائل ہو گئی ہے"

وہ اس وقت بے بسی میں جکڑا تھا، نہ درد بتا پا رہا تھا نہ سہنے کی ہمت باقی تھی جبکہ دلارہ، خوشبو خانے میں بکھری خوشبوئیں سمیت کر ایک کامیاب ٹیسٹر بنانے میں لگی

تھی، اسکو باران کی فکر تھی، اب سے پہلے تک وہ یہاں آکر ہر فکر سے آزاد ہو جاتا کرتی تھی پر جب سے وہ باران سے ملی تھی، وہ اسے خوشبو خانے میں آتے زیادہ یاد آتا۔

دِلارہ نے بیکر میں cherry blossom کے پھولوں کی پتیاں ابالنے کے لیے رکھی تھیں، کچھ اور پریزرو چیزیں ایڈ کرے اس نے وہیں رکھا اپنا فون اٹھا کر کلر چارٹ کی ایک پکچر بنائی اور باران کو بھیجی۔

باران نے میسج نوٹیفیکیشن پر جلدی سے فون اٹھا کر سکرین درد کرتی آنکھوں کے سامنے کی۔

"مجھے بتاو اپنی پرفیوم میں کونسا کلر ایڈ کروں۔ جو فی میل اور میلز دونوں کے لیے پرفیکٹ ہو۔؟"

دلارہ نے اسے نرم نرم رنگوں کا چارٹ بھیجا اور ساتھ مشورہ مانگا، وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

"کلر لیس رہنے دو۔ وہ زیادہ اچھا لگے گا۔ اصل چیز خوشبو ہے نہ کہ رنگ۔ رنگوں کا کیا ہے وہ تو اڑ جاتے ہیں، یاداشت سے نکل جاتے ہیں۔ لیکن خوشبو ہمارے ذہنوں میں ہمیشہ کے لیے ٹھہر جاتی ہے۔ کچھ خوشبوئیں تاعمر کے لیے ہمارے اندر کہیں بسی رہتی ہیں پھر انھیں سونگھے بھلے زمانہ گزر گیا ہو"

وہ ایسا خوبصورت جواب امید نہیں کر رہی تھی، اسے باران کا جواب بے حد پسند آیا یہ اسکی مسکراہٹ بتا رہی تھی۔

"کیا تمہارے اندر ایسی کوئی خوشبو اٹکی کبھی؟ جسکا رنگ تم بھول گئے ہو پر اسکی مہک نہیں؟"

وہ اسی مسکراہٹ سے سوال ٹائپ کرنے لگی پھر اسے باران کو بھیجا۔

"شاید اسکا جواب تمہیں وقت دے گا"

وہ اسے الجھا رہا تھا۔

"پر وہ کیسے۔ تمہارے حوالے سے ہے یہ، مجھے خود کیسے پتا چلے گا؟"

وہ حیران ہوئی کہ بھلا یہ کیسا جواب ہوا۔

"ویٹ کرو۔"

وہ رازداری سے بولا۔

"کتنا آخر؟"

وہ انتظار لفظ سے تھکی بیٹھی تھی۔

"جتنا کر سکو"

وہ پھر بات ٹال گیا۔

"کال کروں؟"

دِلارہ کو اسکی یہ باتیں سر سے گزرتی محسوس ہو رہی تھیں تبھی وہ برخستگی چاہتی تھی کہ وہ جیسے ہی سوال کرے، باران سوچے بنا سچ اگلے۔

"کال کرو گی تم مجھے۔ کتنی دیر؟"

وہ دھیرے سے تکیہ سر تلے رکھے ٹائپ کر کے بھیجتا اپنے سر کا درد کہیں دور جا بستا محسوس کر رہا تھا، دِلارہ نے اس کے بعد میسج میں جواب نہ دیا بلکہ سیدھی کال کی تھی۔

"جتنی مرضی۔ میں نے اس بلی کا نام beni رکھا ہے۔ کل کالج کے بعد میں اس سے ملنے کیئر یونٹ جاوں گی۔ تم بھی چلنا۔ اگر وہ ٹھیک ہو گئی ہوئی تو اسے اور مجھے پھر گھر بھی ڈراپ کرنا"

وہ عام سے نرم لہجے میں بولتی اسے کل کے بارے بتانے لگی اور وہ اسے سن کر فی الحال درد سے دھیان بھٹکانے میں کامیاب تھا۔

"اسے پاس رکھو گی اپنے؟"

باران نے اپنی بھاری آواز بھرپور تر و تازہ پیش کرتے سوال کیا پر دِلارہ کی آنکھیں اسے سنتے ہی اداس ہو گئیں، اسے باران کے لہجے کی کڑک و چھنک مرجھائی لگی، باقی چہرہ اور امبر آنکھیں خود ہی درد بھری امیجن کر لیں۔

"ہاں۔ دوستوں کو پاس رکھنا چاہیے۔ یہ پاسیبل نہ ہو تو خود انکے پاس رہ جانا چاہیے۔ تم ٹھیک ہو؟"

وہ فوراً اسکی طبعیت پوچھنے کے بجائے آرام و سکون سے پہلے اسکا جواب دے چکی تھی تاکہ اسکا "تم ٹھیک ہو" اپنی بے قراری اور تڑپ عیاں نہ کرے اور بات دب جائے۔

"تھوڑی طبعیت ڈاون ہے"

وہ چھپا نہ سکا کیونکہ اسے اس چھوٹی سی لڑکی کی فکر درکار تھی، وہ بھی بری طرح۔

"تو اس بگھڑی طبعیت کو ٹھیک کرنے کے لیے کچھ کرو"

وہ اسے بہت جبرا یہ کہہ سکی کہ اس کے پاس اس بندے کا نہ کوئی آرام ہے نہ شفاء۔

"سو جاوں گا ٹھیک ہو جائے گی"

اسے جب دلارہ کی فکر موصول نہ ہوئی تو جناب کے مزاج بگھڑے، دونوں ہی اپنی جگہ ضدی چیزیں تھے۔

"تو طبعیت کا بھی پھر نیند کو ہی بتاتے۔ مجھے کیوں بتایا"

وہ برہم ہوئی۔

"مطلب میں جان بوجھ کر ہمدردی لینا چاہتا ہوں تمہاری؟ ایسا سمجھ رہی ہو۔ خود ہی تو پوچھا تم نے۔ اب کیا جھوٹ بول دیتا جب آواز بھی میری میرا ساتھ نہیں دے رہی"

وہ تپ سا گیا، دِلارہ اسے اور ٹنشن نہیں دینا چاہتی تھی تبھی بوکھلا گئی کہ اسے کیا ہوا۔

"تمہارا تو کچھ بھی تمہارا ساتھ نہیں دیتا۔ نہ دل، نہ دماغ اور اب آواز بھی نہیں۔"

وہ زرا ڈاون لگی، جیسے یہ بھی شکوہ کیا ہو۔

"ہاں اور ایسوں کو علاج کی نہیں۔ سیدھے فائر کی ضرورت ہوتی ہے۔"

وہ مزید غصے میں آیا یا تکلیف میں اترا، دِلارہ سمجھ نہ سکی۔

"باران"

وہ اسے ایسا کہنے سے روکنے کو اسکا نام ہی لے سکتی تھی کہ شاید اس بے رحم بنتے انسان کو احساس ہو وہ اپنی گھٹن جس

پر نکال رہا ہے وہ اسکے مقابلے میں بہت چھوٹی ہے، حوصلے، ہمت اور برداشت میں بھی۔

"کیا باران۔ تم مجھے دوبارہ کال مت کرنا"

وہ جیسے ٹوٹ سا گیا، باران کے لہجے کی حد تک ہوتی ٹوٹ پھوٹ تک دلارہ کے لیے ناقابل برداشت تھی تو خود اس سالم بندے کا ٹوٹنا کیسا ہوتا، جان لیوا۔

"تم بھی زحمت مت کرنا پھر مجھے کل آکیڈمی لے کر جانے کی"

وہ بھی اسی کے لہجے میں بولی تاکہ احساس دلائے یہ کتنا ہارش تھا۔

"دِلارہ"

اب ویسے ہی باران نے اسے تنبیہی پکارا۔

"کیا دِلارہ، میں نرمی برت رہی ہوں پر تمہاری تو گردن ہی اکڑی ہے۔ ایسا مغرور بندہ تھوڑا سا دوست بھی قبول نہیں مجھے۔ جاو آزاد کیا تمہیں دوستی کے شکنجے سے"

وہ لمحہ لگاتی تھی سب سمیٹ کر ختم کرنے میں۔

"مت کرو پلیز"

وہ اس سے ریکوسٹ کر اٹھا پر دِلارہ اپنے پگھلے دل کی اب اسکے سامنے منادی کروانے سے تو رہی۔

"جب تمہیں کہیں بھی درد ہوتا ہے مجھے اچھا نہیں لگتا۔ یہ رحم مجھے تم پر اس لیے آرہا ہے کیونکہ میں تمہیں گناہ گار سمجھتی آئی تھی پر تم اتنے بھی سزاوار نہیں ہو۔ اس لیے آٹومیٹکلی میری تم سے نفرت کم ہو گئی۔ ہاں لیکن زرا سی دوستی کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ہمارا۔ تو میری فکر میں ہلکان مت ہو۔ اپنا سوچو۔"

وہ اسے صاف لفظوں میں سمجھا گئی کہ اسے باران کے کسی درد کا سبب نہیں بننا ہے۔

"اپنا سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں اٹھارہ سال، ایک ہی چیز کتنی دیر قائم رکھی جا سکتی ہے۔"

وہ اسکے درویشی لہجے پر غضبناک ہوئی، واضح اسکے چھوٹے سے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"بڑی جلدی خیال نہیں آگیا تمہیں یکسانیت کا، ایک جیسی چیز سے ہوتی اکتاہٹ کا؟"

وہ طنز کرنا کیسے بھولتی، کہ سیانے کہتے ہیں زہر کو زہر ہی مارتا ہے۔

"پلیز تم بحث کل کر لینا"

وہ اکتاہٹ سے بھرا بڑبڑایا کیونکہ جواب جو نہیں تھا دِلارہ کے اصولی سوال کا۔

"کل کس نے دیکھی ہے۔"

وہ ضدی بلا کی تھی، آسانی سے پیچھا تو نہیں چھوڑتی تھی۔

"میرا مطلب تھا ابھی لیکچر مت دو"

وہ اپنی اکتاہٹ کو ٹھیک سے بیاں کرتے بولا تو دلارہ نے گہرا عاجز آتے سانس کھینچا۔

"اللہ کو یاد کرلو۔ شاید طبعیت بہتر ہو جائے۔"

وہ اس آخری حل کے سوا اور کچھ نہ سوچ سکی۔

"دنیاو آخرت دونوں خراب ہیں میری"

وہ سپاٹ ہوا جبکہ دلارہ کو اسکی یہ بات سخت چبھی۔

"جس قدر تم فضول کی ہانکتے ہو، تمہاری شکل بھی خراب کر دوں گی۔ کس قسم کی بات تھی یہ، کیا تمہیں نہیں پتا یہ دنیاو آخرت خراب والے کہاں جاتے ہیں۔؟"

وہ برہم ہوئی، اپنی چیئر سے اٹھ کر خوشبو خانے کے وسط میں بے قرار سی ٹہلتے بولی، اسے ڈانٹا۔

"کہاں؟"

وہ اب بھی غائب دماغ تھا۔

"جہنم میں"

وہ بولی تھی پر آواز بے حد سوز زدہ ہوئی۔

"کیا وہیں نہیں ہیں ہم دونوں دِلارہ؟"

یہ سوال دِلارہ کو چپ سی لگا گیا، وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی اور کال بند کر دی، باران نے فون پیچھے ہاتھ کیے گرا دیا اور آنکھیں بند کر لیں، کسی کی ساری رات کھلی رہیں اب، اسکو کیا۔

"درویش طبیعت مجھے ورثے میں ملی ہے

میں ٹھیک، غلط، اچھا، بُرا کچھ نہیں کہتا،

اے نیک مَنش میری نہیں، فکر کر اپنی

اُجڑے ہوئے لوگوں کو خدا کچھ نہیں کہتا۔۔"

.._____..

"کیا ہم جاتے ہوئے اس قبر پر جا سکتے ہیں جہاں ایمر انکل دفن ہیں؟"

ایدا نے واپسی کے راستے سے پانچ منٹ پہلے عجیب فرمائش کر دی جس پر عالیان نے گاڑی کی سپیڈ کم کی پھر روکی۔

"لیکن کیوں۔ اب وہاں جانے کا کیا مقصد ایدا؟"

عالیان نے الجھتے ہوئے استفسار کیا۔

"ایک تو اگر آزاد ماموں زندہ ہوئے تو ایمر انکل کی وجہ سے ہوں گے ناں۔ بس ہم دعا پڑھ لیتے ہیں ایمر انکل کے لیے انکی قبر پر جا کر۔ انکی قربانی چھوٹی نہیں تھی۔ دوسرا اگر آزاد ماموں کو پتا ہے کہ وہاں ایمر دفن ہے اور اسکی وجہ سے مرا، مے بی وہ اس قبر پر آتے جاتے ہوں۔ کسی وجہ سے ہم سب سے اوجھل ہوں۔ دوسرا میں ایمر انکل کو بتانا چاہتی ہوں کہ نازلی hala نے وہاں جا کر جو بھی ان سے کہا وہ انکے آزاد کے لیے تھا بس، صرف آزاد یلدرم کے لیے"

وہ اپنی سوچ سمجھ کے مطابق شاید یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ ایمر انکل سے آزاد ماموں کے حصے کی ساری دعائیں لے آئے

گی، یہ لڑکی کبھی بھی عالیان کو لاجواب کر دیتی، ابھی بھی اسکی آنکھوں میں نازلی کی دعاوں کے غلط جگہ جانے پر نمی تھی، یہ بچگانہ نہیں تھا، یہ بہت گہری سوچ تھی اس معصوم سی لڑکی کی۔

"نازلی کی ساری دعائیں آزادیلدرم کو ہی گئی ہیں اسکی فکر مت کرو۔ پھر بھی ہم چلے جاتے ہیں۔ ایمر کی قربانی واقعی بہت بڑی تھی۔ دوست کے لیے اس نے اپنی بیوی اور بچے کی بھی پرواہ نہ کی"

عالیان نے فوراسے ہامی بھر لی، ایدا نے بھی ڈبڈبائی آنکھوں سے عالیان کو مشکور ہوتے دیکھا۔

ٹھیک اسی وقت آزاد اس جگہ پہنچا تھا، اس نے قبر کے پاس رکتے کچھ دیر اس انگوٹھی کو دیکھا مگر جیسے ہی وہ انگوٹھی اٹھانے لگا، گاڑی کے رکنے کی آواز پر آزاد وہیں سے پیچھے ہوتا درخت کی اوٹ میں چھپ گیا، اس نے ابھی تک اپنی رنگ نہیں اٹھائی تھی۔

وہ دونوں قریب ہی تھے تو کچھ منٹ تک اسی جگہ آچکے تھے جہاں بظاہر آزاد کی قبر بنائی گئی تھی، یہ انکی ہی گاڑی تھی جسکو دیکھے آزاد کو رنگ کے بنا ہی جا کر چھپنا پڑا۔

ایدا اور عالیان پر نظر پڑتے ہی آزاد مزید پیچھے ہو گیا پر اسکی آنکھوں میں صاف محبت و تڑپ امڈی دیکھی جا سکتی تھی۔

"میرے جگر کے ٹکرے"

وہ بے اختیار ان دو کو آتا دیکھے بولا، آواز سرگوشی کے باوجود ٹوٹ سی گئی۔

"عالی۔۔۔یہ دیکھیں رنگ"

ایدا کی نظر تو قبر کے پاس ہی آتے اس چمکتی رنگ پر گئی تو اس نے فوراً سے جھک کر اٹھائی جبکہ عالیان یہی سوچ رہا تھا

یہ موقع محل دیکھے بنا عالی کہہ دیتی تھی، عالیان نے اسکی طرف بڑھتے اسکے ہاتھ سے رنگ لی، اف بہت مشکل سے اس نے جذبات پر قابو کیا تھا۔

"ان دو کو بھی ابھی آنا تھا"

آزاد نے خود کو کوسا کہ کیوں جلدی میں انگوٹھی نہ اٹھائی تھی، عالیان نے اس رنگ کا اچھے سے جائزہ لیا اور تبھی لیبل تلاش کرتے اسے رنگ پر چھوٹا سا Nazli لکھا نظر آیا تو اب آنکھیں پھٹنے کی باری عالیان کی تھی۔

"ایدا یہ چاچو کی رنگ ہے۔ دیکھو اس پر نازلی لکھا ہے۔ تمہارا اندازہ ٹھیک تھا۔ وہ یہاں آئے تھے اور وہی یہ رنگ انکے لیے رکھ کر گئے ہیں"

عالیان نے رنگ کا جائزہ لینے کے بعد ارد گرد نظریں دوڑائیں تو آزاد درخت کے ساتھ جالگا اور ایدا کی آنکھیں پہلے ہی رونے پر تیار تھیں۔

"بلکل hala نے کہا تھا انہوں نے آزاد ماموں کے لیے بھی رنگ لی تھی"

وہ روتی آواز میں جو بڑبڑائی اس پر عالیان مسکرا دیا۔

"بھی۔۔مطلب انہوں نے تمہیں بھی یہی مشورہ دیا میرے لیے۔وہ رنگ ہی ہے جو تم بھول آئی تھی"

ایدا پکڑی گئی اور ایسی پکڑی گئی کہ ان دو کی باتیں سنتا آزاد بھی زخمی سا مسکرا دیا۔

"اف میں کتنی بیوقوف ہوں عالیان"

وہ اپنا سر تھام گئی کہ یہ کیا کہہ بیٹھی جبکہ عالیان نے ہنوز مسکراتے اسے اپنے ساتھ لگایا۔اب عالی پر ابھرتے جذبات کا کوئی تو توڑ کرنا تھا جناب کو۔اور عالیان کا اسے

اپنے بازو کے حصار میں لینا ہر بار پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوتا۔

"بیوقوف نہیں معصوم۔ اچھا اب بتاو رنگ کا کیا کریں؟"

عالیان نے اسکے فورا اپنے گلے لگ جانے پر سکون بھرا سانس لیتے پوچھا جو ابھی تک اسکے سینے کی ٹھنڈک میں گم تھی۔

"کچھ مت کرو اس رنگ کا، مجھے واپس کر دو۔ اسکا ملنا اور نہ ملنا، دونوں نازلی کی تکلیف ہی بڑھائے گا۔"

وہ مزید نہ چھپ سکا، عقب سے نکل کر اذیت سے بولا تو ایدا اور عالیان بیک وقت پلٹے، آزادیلدرم ہی تھے

وہ، عالیان کے بیسٹ فرینڈ اور ایدا کو پتا تھا وہ اپنے چاچو جیسا ہے، پھر اس شخص کی آنکھیں ہی کافی تھیں سارے وہم مٹانے کو۔

"یہ میرے بڈی ہیں کیا؟ ایدا یہ میرے جیسا دیکھائی دیتا آدمی ہی ہے یا بس مجھے نظر آرہا ہے؟"

عالیان کی آنکھیں بھی جیسے اتنے سال بعد اس یعقوبی آنکھوں کو مطلوب شخص کا چہرہ دیکھے سرخ پڑیں جبکہ ایدا تو منہ پر ہاتھ رکھے بس خوشی سے نکلتی چیخ ہی روک سکی۔

"میں ہی ہوں۔ دو یہ رنگ"

آزاد نے آگے لپک کر وہ رنگ لینی چاہی پر عالیان نے ہاتھ پیچھے کر لیا، وہ آزردگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"نہیں دوں گا۔ گلے تو لگ لیں پہلے"

وہ رنگ کا ہاتھ پرے کرتا ہی زور سے آزاد کو دبوچے بھینچ گیا تو آزاد کی تھکی سی مسکراہٹ دیکھتی ایدا بھی جیسے ضبط سا ہار گئی، اسے اپنی دعا کی قبولیت اتنی جلدی اپنے سامنے دیکھ کر یقین ہی نہ آرہا تھا۔

"اوہ CanIm کہاں کھو گئے تھے آپ۔ ہم تو آپکو مدت ہوئی مرا سمجھ کر جیتے رہے۔ آپ ٹھیک ہیں چاچو؟"

گلے لگتے ہی وہ روبرو ہو کر انکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پوچھ رہا تھا جو نہایت غمگین چہرہ بنا شخص سر ہی بس ہلا سکا۔

"مجھے یہ رنگ دے دو۔ یہ ایدا ہے کیا؟ کتنی بڑی ہو گئی۔ دو سال اور کچھ ماہ کی تھی جب آخری بار اسے دیکھا تھا۔"

وہ اول سوال عالیان سے کرے، اس روتی ایدا کو کیسے بھول جاتا جو آزاد کی بازو کھلتے ہی اسکے سینے جا لگی، آج توانے کے

دونوں سگے بھائیوں کا ہگ ملا تھا، آج تو وہ کوئی بھی صدمہ سہہ لیتی۔

"وہ آپکو بہت مس کرتی ہیں۔ جب سے میرا اور عالیان کا نکاح ہوا تب سے یہ شدت بہت بڑھ گئی کیونکہ انکو بھی حسرت ہے انکا آزاد بھی انکے پاس ہوتا۔ آپ زندہ تھے تو کیوں اتنی تکلیف دی سبکو ماموں۔ hala کو بھی؟"

وہ اسکے سینے لگی روتے ہوئے شکوے کرتی گئی اور آزاد نے اسکا سر چومتے بال سہلاتے بس خاموشی ہی اوڑھے رکھی۔

"میں ابھی تم دو کو کچھ نہیں بتا سکتا۔ بس اس تک یہ رنگ نہ پہنچے۔ پلیز۔ واپس کر دو عالیان"

آزاد نے اب کی بار پھر سے وہ انگوٹھی مانگی، جیسے اس میں آزاد اور نازلی کی جان ہو۔

"اوکے اسے پہن لیں پھر"

عالیان نے انگوٹھی تو دی پر ہاتھ ضرور مانگا، آزاد نے زبردستی بھتیجے کے ہاتھ سے رنگ چھینی۔

"پہن سکتا تو یہاں رکھتا یہ رنگ۔ یہ بتاو اسے مسدور حویلی سے کیسے نکالتے ہو تم؟"

اب آئی تھی عالیان پر ان دو کے مسکرانے کی باری کیونکہ وہ اس سوال پر اپنا کان کھجانے لگا اور ایدا کو یوں دیکھا جیسے کہہ رہا ہوں کر دیں راز فاش۔

"یہ ایک راز ہے اور اسے جاننے کے لیے آپکو میرے ساتھ نازلی تک پہنچنا ہو گا جیسے میں ایدا تک پہنچتا ہوں۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں ایدا"

وہ پر اسرار مسکراتے لہجے میں مزید سسپینس پھیلا گیا تو آزاد نے ایک آئبرو اٹھاتے دونوں کو گھورا کیونکہ دونوں کی آنکھوں میں ایک سی مستی بھری مسکراہٹ موجود تھی۔

"بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں عالیان۔ آپ بھی چلیں ہمارے ساتھ۔"

ایدا بھی فوراتیار ہوئی، دوسرے لفظوں میں اپنے کرائم پارٹنر کا ساتھ دیا۔

"میں ابھی سامنے نہیں آسکتا۔ ایک بہت بڑی مجبوری ہے لیکن اسکا بندوبست کرنے تک مجھے ابھی غائب ہی رہنا ہو گا۔ تم دو اتنے بڑے ہو لہذا ضد نہیں کرنی۔"

وہ تمہید باندھنے کے بعد دونوں کو باری باری دیکھتے بولا پر دونوں نے کچھ خاص اتفاق ظاہر نہ کیا۔

"اگر آپ کی چھپے رہنے میں مجبوری ہے تو یہ تو سیکرٹ رہے گا ماموں۔ عالیان ہماری حویلی میں آسانی سے آجاتے ہیں کسی کو پتا لگے بنا"

ایدا کا اصرار ایک طرف، آزاد نے جیسے اس پر اپنے لاڈلے کو گھوریاں دیں وہ خاص توجہ طلب تھیں۔

"اس کی کوالٹیز مجھ سے بہتر کسے پتا ہوں گی ایدا۔ یہ شریف سا تمہارا بندہ کتنا خطرناک ہے تمہیں کیا پتا تم بہت انجان اور معصوم ہو"

ایدا کی تمام سوچیں تو "تمہارا بندہ" پر اٹک گئی تھیں، جبکہ عالیان ضرور جیسے مسکرایا وہ دلچسپ ترین تھا۔

"تو پھر چل رہے ہیں ناں آپ؟"

ایدا نے بچوں کی طرح ضد کرتے آنکھیں پٹپٹائیں اور عالیان نے آزاد کی طرف دیکھے یوں کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو میرا کوئی لینا دینا نہیں اسکی ضد میں۔

"نہیں ایدا!! ابھی نہیں۔ لیکن میں جلد ملوں گا اس سے"

آزاد نے ہاتھ ایدا کے گال پر نرمی سے تھپتھپاتے یقین دلایا تو ایدا کا اصرار جیسے اس شخص کی اداسی کے آگے ماند ہو گیا۔

"اور یہ جلد کچھ دنوں پر محیط ہو گا ناں؟"

وہ آزاد کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اضطرابی کیفیت میں بولی۔

"تم دعا کرنا ایسا ہی ہو"

آزاد نے بھرپور مسکراتے کہا تو وہ بھی مسکرائی۔

"اب انہی ہاتھوں سے میں hala کا ہاتھ پکڑوں گی جا کر۔ انکی چھٹی حس، وقت نے بہت تیز کر دی۔ میرے بتائے بنا انکے دل تک خبر ہو جائے گی دیکھیے گا"

ایدا نے آزاد کا ہاتھ چھوڑتے اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھتے جو مسرور ہوتے کہا اس پر عالیان اور آزاد دونوں ہی ایدا کی حرکت پر تھمے پھر اک دوجے کو انہی حیران نظروں سے دیکھنے لگے۔

"یہ لڑکیوں کی کوئی خوبی ہو سکتی ہے کہ انکو ہاتھ کے ٹچ سے سب پتا چل جائے۔ بھئی ہمارے بس کا تو نہیں۔ کیوں چاچو؟"

عالیان نے جلدی سے شرارت پر اترتے بڈی کی سفارش چاہی اور سفارش بھی کیا تھی، نکما ہونے کی۔

"وہی تو۔ تم مجھے حیران کر گئی ایدا"

آزاد نے بھی وہی تاثر دیا جو بھتیجے کا تھا، جبکہ ایدا مسکرا دی کہ خود اپنی حرکت بچوں والی ہی لگی۔

"اب تم دونوں جاو شاباش۔ میں خود رابطہ کر لوں گا تم سے عالیان۔ ابھی یہ بات اپنے اپنے پیٹ میں رکھنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

آزاد نے لگے ہاتھوں دونوں کو تنبیہی انداز میں دیکھتے کہا تو دونوں اداس سا مسکرائے، دل تو دونوں کا چیخ چیخ کر خوشی عیاں کرنے کو چاہ رہا تھا پر مجبوری نے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ نمبر تو دیں۔ آپکو جب تک نازلی واپس نہیں ملتیں اور آپ ان میں دوبارہ کھو نہیں جاتے، تب تک اپنے کھوئے بچھڑے بڈی سے بہت سی باتیں کرلوں گا۔ بعد میں کیا پتا آپ منہ ہی نہ لگائیں ہم مسکینوں کو"

عالیان کی طبعیت اتنی شرارتی بھی ہو سکتی ہے یہ ایدا کے لیے سرپرائزنگ تھا، وہ سچ میں آزاد کے ساتھ کھڑے اس

الگ سے بندے کو دیکھ رہی تھی جسکے اندر کی ایک تکلیف تو مرتی نظر آرہی تھی، دوست سے بڑھ کر پیارے چاچو کے مرنے کی تکلیف، محبوب لوگوں کی موت کا حوالہ ہی بہت دردناک ہوتا ہے پھر اصل تکلیف تو انسان کے اندر کا ایک پورا جیتا جاگتا حصہ ہی مار دیتی ہے۔

"میں ایدا کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ منہ لگالوں گا تم جیسے مسکین کو۔ اب خوش؟"

آزاد نے گویا ہاتھ ہی جوڑ لیے، بھتیجا کم جونک زیادہ لگ رہا تھا اور ایدا ان لمحوں کو دل سے جی رہی تھی۔

"ایدا کو آپ نے اپنی طرف کر لیا اور یہ بھی مکر گئی تو میں آپکی نازلی کو لے کر بھاگ جاوں گا۔ ویسے وہ بہت سوئیٹ ہیں چاچو، آپکی پسند لاجواب تھی پتا نہیں اس وقت کے وحشیوں نے یہ ظلم کیوں ڈھایا آپ دو پر۔ وہ وقت دور نہیں جب ان سب کے سر جھکے دیکھیں گے پچھتاوے سے اور اقرار جرم کے ساتھ"

عالیان کے لہجے میں بے پناہ اداسی پنہاں تھی، خود آزاد اور ایدا کے چہرے غمگین نظر آئے۔

"ظالموں کی رسی ہمیشہ دراز ہی رہتی ہے، اگر پکڑ ہو بھی تو انکی ہار دیکھنے مظلوم زندہ نہیں بچتے۔ مجھے ان سب کے نہ

پچھتاوے کی امید ہے نہ ضرورت۔ مجھے بس نازلی کا دکھ ہے باقی سب کے پاس کوئی نہ کوئی مرہم تھا تکلیف کے اس دراز عرصے میں۔ خالی ہاتھ بس وہ تھی جسکی تلافی کرنا میرے لیے ناممکن لگ رہا ہے فی الحال۔"

وہ تھکن خوردہ تاثرات لیے اپنے واحد دکھ سے لپٹا تھا اور ایداسمیت عالیان بھی آزاد کے اس خسارے اور نازلی کی اتنی بڑی ریاضت کے معترف تھے۔

"آپ آگئے ہیں واپس۔ پھر توڑ پھوڑ کتنی ہی کیوں نہ ہو، سب مرہم پالے گا۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں"

عالیان نے ایک بار پھر آزاد کے گلے لگتے گرم جوشی نے اسے سینے بھینچتے یقین دلایا اور آزاد نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"اس اتنے لمبے عرصے جب مجھے کچھ یاد نہ تھا، یہی بھروسہ ہی تو زندہ رکھتا آیا ہے۔ مجھے یہ پتا تھا میں کچھ بھولا ہوں، کسی کی تکلیف بنا ہوں لیکن بہت کوشش کے مجھے کچھ یاد نہ آتا۔ کئی سال ایسے ہی گزر گئے اور کچھ ماہ پہلے ایک فارن ٹور کے بیچ مجھ سے تین دن کی میڈیسن سکپ ہو گئی، اور وہی وقت تھا جب اللہ نے میری قید اور بے بسی ختم کی، چوبیس سال سے مجھے ایسی دوائیاں دی گئیں جس نے

میرے دماغ کا میرے لاشعور سے کنکشن ایک طرح آپاہج کر دیا۔ بظاہر وہ دوائیں مجھے مینٹل ہیلتھ اور ڈپریشن کی روک تھام کے لیے دی جارہی تھیں پر درحقیت وہ مجھے میرے اصل سے دور رکھنے کی سازش تھی"

آزاد نے اس راحت انگیز سینے سے جدا ہوتے اپنی مختصر کہانی سنائی جو ایدا اور عالیان دونوں کے لیے تکلیف دہ رہی۔

"کس منحوس نے کیا یہ چاچو؟ کہیں ہاندے تو نہیں اسکے پیچھے"

کچھ دیر پہلے بابا کی باتیں سننے کے بعد جو خدشہ عالیان کے دماغ میں جاگا، اس نے بروقت پوچھ بھی لیا، دونوں ہی آزاد کے چہرے کو دم سادھے دیکھ رہے تھے جب اس نے مجرمانہ سی سر کو مثبت جنبش دی۔

"ہاں وہی سائیکو عورت۔ ایمر میری وجہ سے مر گیا اسکی سزا میں اس نے مجھے بھی میری محبت اور فیملی سے دور رکھا۔ مجھے ہوسپٹل سے نکلوانے سے ازمیر کے اپنے والے گھر پہنچانے تک سب اسکا پلین تھا اور میری ذہنی ابتری کو اس نے اپنے مطابق کیش کروایا۔ ماہ بعد ہم آئس لینڈ چلے گئے۔ اسکے باپ کا آئس لینڈ کے بڑے شہر میں اچھا پھیلا

کاروبار تھا جو اسکے مرتے ہی دیوالیہ ہونے پر آچکا تھا، اسکے مرنے کے بعد وہ ڈوبتا بزنس مجھے ہی سنبھالنا پڑا۔ اس عورت نے اپنے باپ کا بزنس میرے سبب واپس پایا، اپنے بیٹے کی شاندار پرورش کی۔ ان دو کو میری شکل میں ایک تگڑی آسامی بھی ملی جو ان دو کا فیوچر اس قدر سیکور کر گئی کہ اتنا ایمر بھی نہ کر پاتا۔ اور اب بھی وہ مجھے آزاد نہیں کر رہی کہ مجھے سب یاد ہے پھر بھی اسکی وہی بکواس ہے۔ اس نے بلیم گیم کھیل کر ایک بار پھر میرے ہاتھ باندھ دیے ورنہ میں یہ رنگ کل نازلی کے لیے ہی رکھ کر گیا کہ اچانک اسکے سامنے آنے سے اسکا دل ہی نہ بند ہو جائے۔ یوں

اسکے تھوڑے تھوڑے قریب جاتا۔ لیکن اب میں ہاندے کو مارنے سے پہلے نازلی سے نہیں مل سکتا۔ وہ منحوس میرے ساتھ میرج میں بھی ہے"

وہ دونوں کو اپنی مکمل کہانی سنانے لگا کیونکہ اسے پتا تھا یہ دو اسکے سیو کارنرز بن سکتے ہیں۔

"کس قدر خطرناک عورت ہے یہ ہاندے"

عالیان کو تو حیرت ہوئی، کوئی عورت اتنا سب بس انتقام اور بدلے کے لیے کیسے کر گئی۔

"آپ اور ہاندے کے بچے بھی ہیں ماموں؟"

ایدا نے افسردہ ہوتے آزاد کو دیکھا جو سمجھ گیا ایدا یہ کس تکلیف مئں ڈوبی پوچھ رہی ہے۔

"نہیں۔ مرات ہی ہے۔ وہ آئس لینڈ ہوتا ہے۔ شادی بھی وہیں کرلی ارلی ایج میں اور پڑھ بھی وہیں رہا ہے۔ میری اور ہاندے کی میرج عام میرج نہیں تھی۔ وہ ایک عجیب عورت ہے۔ میں شروع سے ہی اسکی عجیب و غریب حرکتیں دیکھ کر اس سے عاجز آگیا تھا پر مسئلہ یہ تھا کہ میری شناخت کے بارے صرف وہی جانتی تھی۔ تب اس نے مجھے پتا نہیں کیا کیا کہانیاں سنا رکھی تھیں کہ میرے ہاتھوں کچھ قتل ہوئے، اب اگر میں اپنی پرانی زندگی کی تلاش

کروں گا یا کوشش بھی کروں گا تو اریسٹ ہو جاوں گا۔ ایسی سب بیہودہ باتیں۔"

آزاد نے اپنی طرف سے بھرپور مطمئین کیا تھا کیونکہ ٹو دی پوائنٹ اس چیز کی وضاحت صرف وہ نازلی ہی کو دے سکتا تھا کہ اسکا اور ہاندے کا کوئی جذباتی یا فزیکل تعلق نہیں رہا۔

"خدا غرق کرے اس ہاندے کو۔ جھولی بھر کر بد دعائیں دوں گی۔ ایمر انکل کو آپ نے تھوڑی کہا تھا وہ قربان ہوں آپکی جگہ جا کر، یہی مقدر میں ایسے ہی لکھا تھا، ایمر انکل کی قربانی کیا پتا اللہ کے ہاں کتنی پسندیدہ ہو گئی ہو کہ انہوں نے

ایمر انکل کو کوئی پیاری حور دے دی ہو، اس لنگورن سے اسکی جان چھڑوائی ہو۔ بات یہ تھی کہ ہاندے کے اندر یہ آگ ہے کہ ایمر کو آپ اس عورت سے زیادہ عزیز تھے کہ اس نے آپکی خاطر خود کو موت کے منہ میں جھونکنے سے پہلے اپنی نہ اولاد کا سوچا نہ بیوی کا۔ یقین کریں ماموں ہاندے کی اصل تکلیف ہی یہی ہے۔"

اس وقت یہ سب کہتی، کبھی غصہ کبھی برہم ہوتی ایدا پر ان چچا بھتیجے دونوں کو ٹوٹ کر پیار آیا، وہ ایسے ہاندے کو کوستی لگ ہی کیوٹی پائی رہی تھی۔

"بس یہی بات ہے میرے بچے، ہاندے کو یہی تکلیف کھا گئی۔ ایمر اور میری دوستی تم اسماعیل ابی سے پوچھنا بچپن سے تھی۔ اسکے ماں باپ نہیں تھے اور وہ اکثر میرے ساتھ میرے گھر آجاتا تھا، جب اسکی مجھ سے سکول دوستی ہوئی تو کہنے لگا میر اسکول ہو سپٹل میں دل نہیں لگتا۔ وہاں کے لڑکے اسے پریشان کرتے۔ اسکے بعد اسماعیل ابی نے جب بابا سے یہ ڈسکس کیا، انہوں نے مجھے کہا تم ایمر کو گھر لے آیا کرو۔ ہم ساتھ رہے پھر۔ جیسی چیز میری آتی بابا اسکی بھی لاتے، یہ سمجھو ایمر بھی ابراہیم ابی کی طرح انے بابا کا منہ بولا ہی رہا کالج تک پھر ہم دونوں ہی نکل

آئے، ہوسٹل۔ اسے مسدور حویلی کے برہان نے ہی جاب آفر کی تھی ایک بینک کے تھرو۔ وہ بہت اچھی سیلری تھی تو ایمر نے بینک جاب کے بجائے وہ دگنے پیسوں والی نوکری کرلی اور ان دنوں ہم مل نہ پاتے تھے تبھی وہ مجھے بتا بھی نہ سکا کہ اسے کہاں جاب ملی۔ اسکی کفالت تب بھی ابی کر رہے تھے بابا کے کہنے پر لیکن ایمر خود مختار ہو کر اپنا بوجھ خود اٹھانے کے چکر میں یہ نوکری کر بیٹھا اور جب اسے پتا چلا وہ لوگ صرف اس سے اکاونٹ ہینڈل نہیں کروانے والے، چھوٹا موٹا قبضہ، مار پیٹ اور جرائم بھی کرنے کا کہنے لگے تو تب وہ اس جاب سے رہائی چاہتا تھا۔ اسکی ایک عمر

میں کچھ سال چھوٹی لڑکی سے اسکے کسی اچانک نمودار ہوتے خالو نے شادی بھی کروادی۔ وللہ علم اسکا اور ہاندے کارشتہ کیسا تھا مگر مجھے تو رگڑ ڈالا ان دونے مل کر۔ ایک مر کر گلے کے طوق سا احسان چڑھا گیا دوسری جیتے جی میری جان کا عذاب بن گئی"

آزاد کی کہانی، اسکی تکلیف، اور آزمائش کا دورانیہ سب ہی طویل تر تھے، اسکا ایدا اور عالیان کو دلی افسوس و ملال تھا، بیچ میں جیسے اک خاموشی چھا گئی، گہری مگر دلخراش۔ اسکے بعد آزاد نے اپنا نمبر عالی کو دیا اور خود ہی رنگ عالیان کے حوالے کر دی۔

"اگر مجھے اس قید سے رہائی پانے تک کچھ ہوتا ہے تو یہ رنگ تم نازلی تک پہنچا دینا، ہم دو کا نکاح بھی ہو چکا تھا، یہ اسی کا گفٹ تھا (ایدا اور عالیان کے لیے یہ بھی دلخراش نیوز تھی)۔ اسے بتانا تم دونوں کہ مجھ پر زندگی کیسے گزری۔ اب میں چلتا ہوں۔ دھیان سے اسے واپس چھوڑنا عالیان۔ وہ لوگ اپنے خون کو نہیں بخشتے، تم تو پھر دشمن گھر کے وارث ہو۔ اور تم ایدا! اسے کبھی اکیلا مت چھوڑنا جیسے اس نے اب تک تمہیں اپنے دل سے لگا کر رکھا کہ عالیان کو تمہاری زندگی میں شامل کرنے کا سبب بنی۔ یہاں

آو۔ اسے زور سے گلے بھی لگانا۔ شاید وہ تھوڑی پر سکون بھی ہو جائے"

ایدا نے بمشکل آنسو روکے اور لپک کر وہ آزاد کے گلے لگی، بھرپور ننھی منھی گرفت بھی دیکھائی جو عالیان اور آزاد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے پھول سجا گئی۔

"اس سے زیادہ زور سے لگوں گی انکے گلے پر امس"

وہ دور ہوئی تو پلکیں تکلیف سے بھیگی تھیں یا hala کے لیے اس ہگ کے لیے، سمجھنا مشکل تھا۔

"ضرور۔ خیال رکھنا اپنا۔ اور تم اسماعیل ابی اور باران کو موقع دیکھ کر بتا دینا۔"

آزاد نے فکر سے تاکید کی۔

"ضرور۔ باران کے کرتوت بھی بتاوں گا آپکو۔ کہ اس نے اور عیشاء نے کیا کارنامہ کیا آپکے پیچھے"

آزاد اس تمہید پر پریشان ہوا۔

"اف کوئی تکلیف دہ بلنڈر تو نہیں کر دیا اس نمونے نے۔ وہ تو ہمشہ پڑھائی کے لیے باہر ہی رہا۔ کبھی ہوسٹل کبھی اوٹ آف کنٹری۔"

آزاد نے بے چینی سے پوچھا۔

"آپ کے مرنے کے بعد جو اس غم جتنا ڈیزاسٹر تھا اسکا سبب وہی بنا۔ تفصیل بتاوں گا فون پر ابھی ایدا کو پہنچا آوں۔"

عالیان کو فکر تھی کہ نازلی پیچھے اکیلی ہے اور ایدا کو تو پریشانی سی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ خیر سے جاو دونوں"

آزاد نے ان دو کو رخصت کیا اور جاتے جاتے عالیان کی ایک جھپی پھر سلپ ہوئی، خیر آزاد کا دل بھی کچھ ہلکا ہو گیا

تھا اب وہ اچھے سے اس ہاندے کا انتظام کرتا لیکن دوسری طرف قیامت سر پر آگئی ہے اسکا نہ عالیان کو اندازہ تھا نہ ایدا کو۔

ہلکی اور پھر دھیرے سے تیز ہوتی دستک پر نازلی کی آنکھ کھلی، جب اس نے ہوش سا سنبھالتے آواز سنی تو باہر گل خانم کھڑی تھیں اور دروازے کو باقاعدہ پیٹ رہی تھیں، نازلی کو ایسا لگا اسکا دل ابھی لرز کر بند ہونے لگا ہے۔ کیونکہ ابھی تک ایدا واپس نہیں آئی تھی۔

وہ اٹھ کر لحاف پرے کرے پیر زمین پر اتارے اٹھی اور اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے۔

"انے سے بچانا مجھے اللہ"

نازلی نے ڈرتے ڈرتے قدم اٹھائے اور مسلسل دستک سے بجتے دروازے کے پاس جا رکی، پہلے گہرا سانس بھرتے خود کو نیند کی خماری سے نکالا تاکہ حواس جو بگھڑے ہیں وہ سنبھلیں اور نازلی کچھ کہنے کے قابل ہو سکے۔

"مر گئی ہو دونوں کیا۔ نازلی دروازہ کھول ورنہ توڑ دوں گی"

گل خانم کی دھاڑ پر نازلی نے جلدی سے حلق سے تھوک نگلا اور دروازہ کھولتے ہی پیچھے ہٹی۔

سامنے گل خانم تھیں اور انکے چہرے پر چھلکے جلال و غصے کی سرخی۔

"کہاں ہے وہ؟"

گل خانم نے نازلی کو دھکیل کر پیچھے کیا اور غراتی ہوئیں اندر کمرے میں آئیں، نازلی نے اک بیچاری نظر باہر کی دیوار پر ڈالی جہاں سے ایدا گئی تھی۔

"اسکا دم سا گھٹ رہا تھا تو اصطبل تک چہل قدمی کرنے گئی ہے۔ میرا سر درد تھا تبھی کہا تم اکیلی ہو آو۔ میری آنکھ لگ گئی تھی اسکے انتظار میں"

نازلی نے بھرپور اعتماد کے سنگ گل خانم کے سامنے کھڑے ہوتے کہا جس پر گل نے ایک ہی جھٹکے سے نازلی کے بال اپنے ہاتھ میں لیتے مٹھی کی طرح دبوچے، درد سے نازلی کراہ اٹھی۔

"اچھا ہے وہ منحوس چہل قدمی کے لیے گئی ہے ورنہ تجھ سے کھل کر بات کیسے کرتی میں۔ سچ سچ بتا مہمت سلمان کے

اریسٹ ہونے میں تیرا ہاتھ تو نہیں؟ جھوٹ بولنے کی کوشش بھی مت کرنا نازلی"

گل خانم نے زرا سی بالوں پر پکڑ ڈھیلی کی جس سبب نازلی نے درد جبرا دباتے محتظوظ نظر سے اپنی پیاری ماں کو دیکھا۔

"کیوں۔ آپکو اور ابی کو کہیں زمین کی فکر تو نہیں کاٹ رہی۔ چچ چچ انے اب رشتہ نہیں رہا تو آپکو زمین بھی واپس دینی پڑے گی۔ مجھے بہت ہمدردی ہے آپ دو سے"

گل خانم کے سوال کا جواب دیے بنا نازلی نے الٹا اس بپھری گل خانم کا جلال دہکا دیا اور اب کی بار اس مضبوط عورت کا

ہاتھ نازلی کی گردن دبوچ چکا تھا، سانس سا بند ہونے کے باوجود نازلی کی آنکھوں میں آج کسی کا ڈر نہ دیکھے اس عورت کے کہیں سینے میں ٹیس اٹھی۔

"بکواس بند کر نازلی۔ وہ زمین ہمارے لیے بہت ضروری تھی۔ اگر اس سب میں تیرا ہاتھ نکلا تو میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ اپنی باغی نظریں نیچی کر ورنہ اکھاڑ دوں گی انھیں"

وہ ماں کے ہاتھ کی گردن پر گرفت پھر سے ڈھیلی محسوس کرنے پر اس بار سرخ آنکھوں سے مسکرائی، لمحہ لگا تھا نازلی

کا دل بھر آنے میں، اور اس ظالم ماں کے ارادوں کی لڑکھڑاہٹ میں۔

"آنکھیں؟ کونسی آنکھیں انے۔ وہ جو آپ کے حکم پر برہان ابی نے آزاد کے ساتھ کیا، آپکو نہیں لگتا تب ہی آپ میری آنکھیں اور دل میرے وجود سے اکھاڑ چکے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا پھر دہرا رہی ہوں اگر آپکو بھول گیا ہے۔ آپ سب نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا، میں ایدا کو آپکے کسی مطلب کے لیے استعمال ہونے نہیں دوں گی۔"

نازلی کے اندر سے تکلیف اور ڈر سب ختم ہوتا آج گل خانم نے بھی محسوس کیا تھا، دل کے نہاں خانے میں جیسے نازلی کی درد میں جلتی آنکھیں تیر بن کر کھبی ہوں۔

"تجھے کیا لگتا ہے مہت سلمان جیسا دوسرا کوئی نہ ملے گا بچے؟ انقرہ بھرا پڑا ایسے لوگوں سے۔ دیکھتی ہوں میں بھی کہ تو ایدا کو کس کس سے بچاتی ہے۔ برہان گیا ہے مہت سے ملنے۔ سب پتا چل جائے گا کس کی کھچڑی تھی یہ۔ اور اگر تیرا ہاتھ ہوا نازلی، میں تجھے اب کی بار خود زندہ گاڑ دوں گی۔ جو میرے خاندان کا نام خراب کرے گا اسے سخت سزا ملے گی پھر چاہے وہ میرا اپنا خون ہی کیوں نہ ہو"

گل خانم کی آواز میں رعونت و تکبر تھا اور نازلی کو بس اب تکلیف تھی کہ ان لوگوں کا زوال اسے بھی درد دے گا کیونکہ یہ اسکے خونی رشتے ہیں۔

"آپکے خاندان کا نام تو توران نے بھی ابھی بہت خراب کرنا ہے۔ یہ تو شکر کریں وہ جرمنی کے شہر کی جیل میں ہے۔ یہاں ہوتا تو اتنے سال آپ لوگ کیسے منہ اٹھا کر باہر نکلتے میں بھی دیکھتی۔ ابھی آپ کو بس یہ پتا ہے کہ توران جیل میں ہے، کبھی غور نہیں کیا اسے اتنی لمبی سزا کن کرتوتوں پر ملی۔ تو میری فکر چھوڑ کر زرا اپنے اس جیل پلٹ پوتے کی فکر کریں کہ اسکی واپسی پر آپ برادری کو کیا

جواب دیں گی۔ اسکی وجہ سے جو زلت آپکو عنقریب ملے گی، تب دیکھیں گے کہ آپکا بیٹیوں پر مسلط کیا ظلم کیا اس وارث کے لیے بھی ایسا ہی ہو گا؟"

نازلی کی بے خوف باتیں، آنے والے وقت کی وعید جیسے گل خانم کو اصل معاملے سے ہٹانے کی کوشش تھی۔

"توران بے قصور وہاں پھنسا ہے۔ غلط الزام کے تحت۔ جلد ہی اسے رہا کر دیں گے وہ لوگ۔ وہ ہمارے سر جھکنے نہیں دے گا، وہ میری پرورش ہے سمجھی"

گل خانم بلبلا اٹھیں جب بات انکے اکلوتے پوتے پر آئی۔

"میں بھی آپکی پرورش تھی۔ آپکے بقول محبت کرنے اور وہ بھی دشمن خاندان کے وارث کی محبت بننے کا ناقابل معافی جرم کیا تھا۔ تو توران پر بھی زیادہ مان نہ کریں۔ کیا پتا جرمنی میں اتنے سال جیل کاٹ کر آتے ہی اسے ہمارے ملک کا قانون جکڑ لے۔ تو اتنا مان نہ کریں انے۔ یہ غرور و تکبر سے کیے جائیں تو بڑی بری طرح کرچی ہوتے ہیں۔"

نازلی نے انکو آئینہ دیکھانے کے ساتھ ڈرایا بھی جبکہ گل خانم کی گردن ابھی بھی اٹھی تھی، آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

" کبھی ان چوبیس سالوں آپ نے مجھے غور سے نہیں
دیکھا۔ ہمیشہ مجھ سے منہ پھیر کر بات کرتی ہیں۔ اور جب
دیکھتی ہیں تو بہت غصے سے۔ آپ نے مجھ سے آزاد تو چھین
ہی لیا تھا، خود کو نہ چھینتیں۔ حالانکہ پوری سزا دینے کے بعد
تو مجرموں کو رہائی دے دی جاتی ہے پر میں بد قسمت۔ سزا
جھیلی اور معافی بھی نہ ملی۔ آپ نے میری زندگی برباد کرنی
تھی کر لی۔ میں نے بھی آہ نہیں کی کہ آپکی خاندانی
مجبوریاں اور اسکی ناک، بیٹی جیسی معمولی چیز سے کہیں بڑی
ہوں گی۔ لیکن مجھے آپ نے کہیں کا نہیں چھوڑا انے یہ سچ
ہے۔ کڑوا سچ۔ اور میں آپکو یہ اجازت نہیں دوں گی کہ وہی

آپ ایدا کے ساتھ کریں۔ ایدا کی شادی وہیں ہو گی جہاں وہ چاہے گی۔ ورنہ میں کیس دائر کروں گی اس بار اسکی کسٹڈی کا اور آپ سے چھین کر پھر ڈنکے کی چوٹ پر آپکا مقابلہ کروں گی۔"

نازلی نے بھی سارے آنسو رگڑ دیے، گل خانم کے پاس کوئی جواب نہ تھا، وہ اب تک اکڑی منہ پھیر کر کھڑی تھیں، ہمیشہ کی طرح پر مقابلے کی بات پر گل خانم نے لپک کر نازلی کا جبڑا دبوچا، وہ انکی کسی گرفت میں ہر گز احتجاج یا مزاحمت نہ کرتی کہ وہ بھلے اولاد کو بھول گئی ہوں، نازلی کو یاد تھا وہ ظالم عورت ماں ہے اسکی۔

"میں تجھے مقابلے لائق نہیں چھوڑوں گی۔ تیری آنکھوں میں بغاوت دیکھائی دے رہی ہے اور اس بغاوت کو جڑ سے ہی اکھاڑ پھینکنا آتا ہے۔ اب ایدا کو نہیں تجھے بیچیں گے۔ تیار رہ۔ کل تجھے دیکھنے آئیں گے کچھ لوگ۔ اب ضروری ہو گیا ہے تجھ جیسے ناسور کو جسم سے کاٹ کر پھینکنے کا۔ سوچا تھا میں نے اس لڑکی کو جنم دیا ہے، ماں بنی رہوں۔ لیکن تجھ جیسی اولاد زندہ دفنانے لائق ہی ہوتی ہے۔

تجھے تو میں ایسے آدمی کے حوالے کروں گی نازلی جو تجھے اصل بربادی کا مفہوم سمجھائے گا۔ پھر تجھے اس گھر اور

ہماری قدر آئے گی کہ کیسے چوبیس سالوں سے ہم نے تجھے ناپسند ہونے کے باوجود گھر کا حصہ بنائے رکھا۔ تو دربدر ہو گی نازلی پھر تجھے سمجھ آئے گی یہ جگہ تیری واحد سر ڈھانپنے کی جگہ تھی۔ پھر دیکھوں گی تیری آنکھوں میں یہ بغاوت کیسے نظر آتی ہے۔"

اک اک لفظ ناراضگی و حقارت سے کہے گل خانم نے اسکو جبڑے سے دبوچے ہی پیچھے دھکیلا اور اس پر کمرے کی چھت گراتیں اسی جاہ و جلال و تنتنے کے سنگ کمرے سے نکل گئیں، جبکہ نازلی نے لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ کا سہارہ لیا اور بیٹھی، اسکی آنکھیں نمی سے پھول سی گئیں، وہ اپنی

گردن پر بے قراری سے ہاتھ پھیرنے لگی، سانس جیسے اکھڑ سی گئی تھی جبکہ دس منٹ تک دوسری طرف عالیان اور ایدا بھی پہنچ آئے، وہ یونہی دیوار پھلانگ کر ہی جانے والی تھی مگر عالیان نے ایک سٹول رکھ دیا تھا جس پر چڑھ کر وہ آسانی سے دیوار پر چڑھ جاتی اور دوسری طرف کاوچ کی بیک پر پیر رکھے نیچے اترتی۔

"میں جا رہی ہوں عالیان۔ آپ بھی گھر جائیں اوکے"

وہ سٹول پر چڑھنے لگی جب عالیان نے محترمہ کی فکر سننے کے ساتھ اسکا ہاتھ بھی مضبوطی سے پکڑا تاکہ وہ چڑھ پاتی اور جیسے ہی ایدا دیوار تک پہنچی، کچھ دور گل خانم کو چھت

کے کارنر سائیڈ بنی ریلنگ پر اداس سا گہری رات میں گم دیکھے ایدا جلدی سے واپس مڑی اور عالیان کے کندھوں پر ہاتھ رکھتی اس پر جھک گئی۔

"کیا ہوا؟"

وہ بوکھلایا کیونکہ ایدا نے ڈر کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"عالیان وہ گل خانم۔۔وہ کارنر سائیڈ کھڑی ہیں۔عالی کیا انہوں نے hala کو اکیلا دیکھ لیا۔۔یہ میرے ویٹ میں کھڑی ہیں۔مجھے مار ڈالیں گی عالیان"

وہ سٹول سے نیچے اترتی سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں کہتی زور سے عالیان کو لپٹ گئی، وہ پوری ایسے کانپ رہی تھی جیسے وہ دادی نہیں کوئی ڈائنا سار ہو، اتنی وہشت اس عورت کی خود عالیان پریشان ہوا کہ کہیں نازلی پکڑی نہ گئی ہو۔

"شش۔۔ڈرو مت۔ کھا نہیں جائیں گی تمہاری خونخوار دادی تمہیں۔ ریلکس رہو۔ اگر کچھ پتا چلا ہوتا تو اس وقت وہ پوری مسدور حویلی میں غرا رہی ہوتیں۔ ایسا کرو میرے فون سے نازلی کو میسج کر کے پوچھو کیا سچویشن ہے۔"

عالیان نے اسکے ڈر سینے بھینچتے دور کیے تو ایدا اس سے زرا دور ہوئی، نازلی کی فکر میں آنکھیں بھی بھیگیں، ایدا کو عالیان نے اپنا فون نکال کر دیا کیونکہ محترمہ وہ بھی نہیں لائی تھیں، ایدا نے فون تو لیا پر اسکے ہاتھ باقاعدہ کانپ رہے تھے۔

"اف ایدا۔ ادھر دو"

کچھ دیر ایدا کے کانپتے ہاتھ دیکھے عالیان نے تنگ آکر فون ہی کھینچا اور خود نازلی کے نمبر پر میسج بھیجا، وہ جو سر ہاتھوں میں گرا کے بیٹھی رو رہی تھی، میسج نوٹیفیکیشن پر جلدی سے آنسو رگڑے اور فون اٹھایا۔

"نازلی۔ سب خیریت ہے؟ میں ایدا کو چھوڑنے آیا پر یہ کہہ رہی ہے گل خانم یہیں اوپر ہیں۔ کیا وہ کمرے میں آئی تھیں۔ سب ٹھیک تو ہے؟"

عالیان کا میسج ملتے ہی نازلی نے جلدی سے جواب لکھا۔

"میں نے کہا وہ چہل قدمی کرنے اصطبل گئی ہے۔ اگر وہ باہر ہیں تو ابھی کچھ دیر ویٹ کرو۔ جیسے ہی وہ جائیں، تب بھیجنا ایدا کو۔ میں میسج کرتی ہوں جب وہ گئیں۔ ابھی ویٹ کرو"

نازلی نے جلدی سے خود کو سنبھالا اور دروازے کے پاس آ کر کھڑی ہوئی پھر کھول کر گردن باہر گمائی، گل خانم تھیں اوپر ہی پر کسی اور طرف دھیان دے کر گہرے خیالوں میں ڈوبی تھیں، نازلی کا چہرہ بھی جیسے مزید افسردہ ہوا۔

"نازلی کہہ رہی ہیں تھوڑا ویٹ کرو۔ کچھ نہیں ہوا اس لیے ڈرنا بند کرو ایدا۔ انسان کو انسان کا ڈر زیب نہیں دیتا۔ پر سکون ہو جاو"

عالیان نے فون واپس جیب میں اٹکاتے ایدا کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تو ایدا نے فورا دونوں ہاتھ اسکے ہاتھوں پر رکھتے جکڑے۔

"م۔مجھے میرے لیے ڈر نہیں لگتے۔مجھے تو آپکی اور hala کی فکر ہے بس"

وہ روہانسی ہو گئی، جبکہ عالیان اسکی فکر پہلے ہی کہے بنا سمجھ چکا تھا۔

"یہ تم نہ بھی کہتی تو معلوم تھا مجھے۔ لیکن کسی انسان کا اتنا ڈر بھی نہیں ہونا چاہیے کہ اسکے جلال سے آپکے ہاتھ پیر کانپنے لگ جائیں۔ بلفرض اگر آج گل خانم کو پتا لگ بھی جائے کہ تم میرے ساتھ گئی تھی، ہر چیز معلوم بھی ہو جائے تو کیا میں تمہیں اور نازلی کو یہاں اکیلا چھوڑ کر جاوں گا۔ ہر گز نہیں۔ اپنی اور تم دو کی حفاظت یقینی بناوں گا۔ اتنا دم ہے

ابھی ان فولادی بازووں میں کہ مقابلہ کر کے جیتوں بھی، کیا میں ڈیزرو نہیں کرتا کہ میرے ساتھ کھڑی یہ لڑکی خود کو محفوظ مانے یہ سوچ کر اسکا کوئی کچھ نہیں بگاڑے گا۔ میرے ساتھ ہر ڈر چھوڑ کر میری ہو جایا کرو ایدا۔"

وہ اسے آہستگی سے ہی یہ سب بولتا گیا، جس کی آنکھوں میں پہلے اداسی کی جگہ خوشی نے لی پھر اس خوشی نے خوش قسمتی بھرے رشک میں خود کو بدل لیا۔

"آپکی ہو تو گئی ہوں"

وہ ہاتھ اسکے رخساروں سے ہٹاتا بازوؤں سے لے جاتے ایدا کی کمر پر ٹھہراتا اسے اپنے سینے کے قریب لایا تو وہ دونوں ہاتھ عالیان کے سینے پر رکھتی گھبرا کر ان گہری آنکھوں میں جا ڈوبی۔

"شش! مجھے لگتا ہے کوئی اس دیوار کی طرف آرہا ہے۔"

عالیان نے اسے آہستگی سے اپنے گلے لگایا تو ایدا سچ میں اسکے سینے لگ جاتی دم سادھ گئی، اسکا ڈر ڈر کر سانس بھرنا اور جسکی وہ ہو چکی تھی اس کی دھڑکن سے دل ملانا کتنا حسین تھا کوئی عالیان یلدرم سے پوچھتا جس نے گلے لگانے

کو یہ دیوار کے پار کچھ نادیدہ و فرضی آہٹیں پھیلا دیں تا کہ کچھ دیر ایدا اسکے سینے لگی رہے بنا حرکت۔

"چلی گئیں کیا"

وہ اس میں کھو جاتا اگر ایدا اسے ہوش نہ دلاتی، محترم اب اس جھوٹ پر خود سے کیسے نظر ملاتے، کچھ کہنا مشکل تھا لیکن ایدا کے ڈر کا جناب بھرپور فائدہ اٹھا کر خود کو سکون دے چکے تھے۔

"وہ تو چلی گئیں پر اب تم نازلی کو آزاد چاچو کا ہگ کیسے دو گی۔؟ وہ تو میرے ہگز کے اندر دب گیا ہو گا؟"

ایدا نے گھبرا کر دور ہوئے شاکی نظروں سے عالیان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"آپکے ہگ تو میرے اندر چلے گئے کیونکہ میرے لیے تھے۔ hala والا ہگ تو امانت ہے، جب میں انکے گلے لگوں گی تو ان تک آزاد ماموں والا ہگ ہی جائے گا۔ سمجھا کریں"

ایدا نے بچوں کی طرح یہ ہگ ٹرانسفر تھیوری سمجھائی پر عالیان کے پلے بھلے کچھ نہ پڑا ہو، یہ ایسے بولتی لگتی بڑی قیامت تھی جب اپنے ہی فلسفے جھاڑتی۔

"تمہارے اندر؟"

عالیان نے سر کھجایا تو وہ مسکرائی۔

"آئی مین دل کے پاس۔ گردوں کے قریب۔ پیپھروں کے نیبر میں"

وہ جلدی سے سرگوشی کرتی مسکائی تو عالیان اپنا اڈ تا قہقہہ ہی دبا تا رہ گیا۔

"مجھے اپنی تھیوری کی کلاس دو۔ میں بڑا نا سمجھ بندہ ہوں۔"

عالیان کی آنکھیں ابھی بھی شرارت پر اتری تھیں۔

"وقت ملا تو ضرور دوں گی۔"

وہ فورامان گئی، اسکی فرمابرداری اس پر بلا کی سجتی جب معاملہ عالیان یلدرم کا ہوتا۔

"میں چاہتا ہوں تم ہمیشہ میرے نکاح میں رہو۔ کم از کم ہنستی تو رہو گی اور میں تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ اب تمہارے قابل بندہ میں اس عمر میں کہاں سے ڈھونڈوں گا لڑکی"

وہ اسکی مسکراہٹ پلوں میں جیسے سلب کر گیا۔

"پھر عمر کی بات کی؟"

وہ گھوریاں دے کر دیکھنے لگی۔

"ہاں تو چالیس ہو گئی۔ دس بیس سال تک میں بزرگوں میں شمار ہونے لگوں گا"

عالیان نے سادگی سے کندھے اچکائے۔

"آپ نے آزاد چاچو کو دیکھا۔ پچاس کے ہیں پھر بھی کتنے فٹ ہیں۔ گلو دیکھا آپ نے انکی سکن کا۔ اتنی مشکل لائف کے ساتھ وہ اپنے آپ کو کیسے دم دار رکھے ہوئے ہیں، مجھے لگتا ہے وہ ٹوٹکے کرتے ہوں گے۔ بس ان سے ٹپس لے لینا۔ بیس سال بعد بھی چارمنگ نظر آئیں گے آپ۔ اچھا سنیں بیس سال بعد آپ جوانی والے انجکشن لگوا لینا اگر کہیں سلوٹ آ گئی۔۔ کیسا آئیڈیا ہے۔؟"

وہ گھوریاں اچانک ختم ہو کر فکر بنی، تاکیدوں اور مشوروں کی برسات کرتی وہ لڑکی کب سمجھتی وہ اسے یوں ساری عمر سننا اور دیکھنا چاہتا ہے۔

"جو سلوٹیں روح پر پڑیں گی انکا علاج بھی ہو جائے گا کیا؟"

وہ مسکرا انارو کے عالیان کو دیکھتی سنجیدہ ہوئی۔

"روح پر سلوٹ کیسے آئے گی؟"

وہ پریشان ہوئی۔

"جس کی روح کو طلب ہو وہ نہ ملے تو روح پر سلوٹیں پڑنے لگتی ہیں، وہ بیمار ہونے لگتی ہے۔ ہر روح کو کچھ نہ کچھ مختلف درکار ہوتا ہے۔"

وہ اس حیران و کھوئی ایدا کے بکھرے بال سنوارنے کے ساتھ اسے یہ بھی سمجھا رہا تھا اسے اس لڑکی کی ہر وقت ساتھ موجودگی درکار ہے، بس فرق یہ تھا عالیان نے اس اظہار کے لیے ابھی مشکل لفظ چنے تھے۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے پھر ہم روح کو ٹھیک کرنے والا بھی کوئی طریقہ ڈھونڈ لیں گے مل کر"

وہ جلدی سے مسکرا کر حل پیش کر گئی۔

"مل کر ڈھونڈیں گے۔اس پر قائم رہنا۔نازلی کا میسج آیا کہ گل خانم چلی گئیں نیچے"

وہ اسے تمہید اپابند کرے ساتھ خبر دار بھی کر گیا۔

"اوکے میں چلی"

وہ جلدی سے سٹول پر چڑھنے لگی تبھی عالیان نے بروقت اسے سہارہ دیا ورنہ اب گرتی تو عالیان سے بھی کیچ نہ کی جاتی۔

"میں چلی بن کے ہوا۔ ہے ناں۔ ہاہا ابھی گر جاتی تم۔ مجھ سے دور جانے کی کتنی جلدی اور خوشی ہوتی ہے تمہیں"

ایداد یوار پر چڑھ کر بیٹھی ٹانگیں اپنی سائیڈ کرنے کے باوجود پیچھے گردن گما کر شکوہ کرنے والے جناب کو پھر گھوریاں دینے لگی۔

"کیا کہا؟"

وہ آنکھوں کو پھیلاتے اسے ڈراتے بولی۔

"کچھ نہیں کہا خاتون"

وہ ہنس کر دو قدم پیچھے ہوا تو ایدا نے ہاتھ ہلاتے اسے بائے کہا۔

"رنگ اگلی بار دوں گی۔ اوکے"

وہ اپنی طرف جانے سے پہلے یاد دہانی کرواتے بولی اور عالیان کا اشارہ ملتے ہی کاوچ پر پمپ شوز اٹکاتے ہوئے دوسرا زمین پر رکھے ہاتھ دیوار سے ہٹائے نیچے اتری اور یوں سانس لیا جیسے پہاڑ سر کر کے آئی ہے، فورا سے وہ کمرے کی طرف بھاگی تو نازلی دروازے کے پاس ہی ٹہل رہی تھی۔

"ایدا۔ بال بال بچے ہم میری جان"

ایدا کو آتا دیکھے نازلی نے فوراڈور بند کیا اور تبھی ایدا نے لپک کر زور سے نازلی کو گلے لگایا، گرفت ایسی تھی کہ خود نازلی بھی پریشان تھی، بوکھلایا سا ہنسی۔

"کہیں عالیان نے لاڈ کے بجائے پیار تو نچھاور نہیں کر دیا۔ بڑا خوش ہے میرا بچہ"

ایدا کچھ نہ بولی اور مزید جکڑتے نازلی کو بھی حیران کر گئی کہ یہ اتنا ٹائیٹ ہگ تو کبھی نہیں کرتی۔

"بس میں خوش ہوں لیکن یہ وجہ نہیں۔ اس سے بہت بڑی۔ یہ بتائیں گل خانم کو کیا کہا آپ نے۔ مجھے ناپا کر آپکو تکلیف تو نہیں دی انہوں نے"

ایدا نے روبرو ہوتے نازلی کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے تو نازلی جبراسا مسکرائی۔

"کہہ کر گئی ہیں مجھے بیچ کر چلتا کریں گی اب تمہاری جگہ۔ انکو لگ رہا ہے میں نے مہمت سلمان کو اریسٹ کروایا ہاہاکاش میں یہ کر پاتی مزہ آجاتا۔ وہ لڑکی جو اپنے اجڑنے پر چپ بیٹھ گئی، اب بھتیجی کے لیے ڈھال بن رہی ہے تو یہ لوگ وہ ڈھال توڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن تم بے فکر رہو۔ جس

کے بھی پلے باندھیں گے وہ پہلی رات ہی واپس چھوڑ جائے گا۔۔۔ایسی زہریلی چیز ہیں اب تمہاری یہ hala۔۔"

نازلی نے ہنس کر جیسے یہ اتنی دردناک بات ہی ٹال دی، ایدا نے واپس نازلی سے گلے لگ کر اسے گھوٹا پر یہ ہگ افسردہ تھا۔

"میرے لیے تو میرا پورا سپورٹ سسٹم ہیں آپ۔ میں ماموں سے ملی۔ انہوں نے گلے لگایا مجھے"

ایدا پھر سے روبرو ہوئی، اسکا دل شدت سے چاہا وہ اسے بتائے کہ وہ آزاد سے ملی جو نازلی کی محبت سے اتنے سالوں بعد بھی بھرا ہوا ہے۔

"تمہارے یہ سکھ دائمی ہوں۔"

نازلی نے پیار سے اسکا ہاتھ چومتے دعا دی۔

"تھک گئی ہو گی آرام کرو۔ باقی باتیں صبح کرتے ہیں۔ میں زرا نیچے جا کر انے ابی پر نظر رکھتی ہوں کہ اب کیا منصوبہ سازی ہو رہی ہے۔ سو جانا۔ اپنے ان کے خیالوں میں نہ اٹکی رہنا"

نازلی نے اسے لاڈ و شرارت سے تاکید کی اور دروازے کی طرف بڑھی جب ایدا نے پھر سے اسے پکارتے روکا۔

"آزاد ماموں ہوتے تو آپکو ایسے ہی گلے لگاتے ناں جیسے میں نے آتے ہی لگایا۔؟"

ایدا کی آنکھیں خفیف سی بھیگیں جبکہ نازلی زخمی سا مسکرائی۔

"ہاں پر طاقت تم سے دگنی ہوتی اسکی میرا بچہ"

نازلی پھر سے شرارت پر اتری۔

"آپکو انکا ہگ بھی جلد ملے گا"

ایدا بے اختیار بڑبڑائی تو نازلی ٹھٹھکی۔

"وہ کیسے؟"

ایدا نے جلدی سے اسکی طرف بڑھتے نازلی کا ہاتھ پکڑا۔

"خواب میں hala"

وہ اداس سا مسکرائی۔

"نہیں پلیز۔ یہ دعا مت کرو کہ وہ خواب میں آئے اب۔ یہ بہت زیادہ دکھی کرنے والا ہے۔ بس تم دعا کرو میں تمہیں بحفاظت عالیان کے مکمل سپرد کر سکوں۔ میری زندگی کا اور کوئی مقصد نہیں۔ آرام کرو"

نازلی افسردگی سے کہہ کر چلی گئی جبکہ ایدا کا چہرہ بھی اتر گیا، اگر اسکا بس چلتا تو نازلی کو مزید اک لمحہ بھی وہ آزاد ماموں سے دور نہ رہنے دیتی پر ابھی اختیار میں بہت ہی محدود سکھ تھے، عالیان واپس پہنچ کر سیدھا باران کے کمرے میں آیا پر تب تک وہ گہری نیند میں جا چکا تھا۔

عالیان کو افسوس گھیر گیا پھر اس نے جھک کر باران کے ماتھے پر ڈھلکے بال ہٹاتے پاس بیٹھ کر جھکتے اسکا ماتھا چوما۔

"پتا نہیں کس آگ میں جلتا رہتا ہے یہ پاگل۔ بتاتا بھی نہیں کہ کہاں ہے درد کی جڑ۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔ تم تمام غلطیوں اور بے حسی کے بھی میرے جگر کا

ٹکرا ہو پر اب یہ ٹکرانا جانے کیوں ہر لمحہ درد میں ڈوبا محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تمہیں آسانیاں دیں۔ ہر تکلیف سے محفوظ رہو"

عالیان کی آواز افسردہ تھی تو آنکھیں تکلیف میں کیونکہ وہ سوتے ہوئے بھی یوں تھا بہت جبر و مشکل سے نیند کے دامن سے لپٹا ہو، عالیان نے گہرا سانس بھرا اور اسکے پاس سے اٹھتا خود بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، جاتے ہوئے اک نظر بابا پر بھی ڈالی تو وہ بھی آج بہت سی گھٹن بانٹ کر قدرے سکون میں مبتلا سوتے نظر آئے۔

.._____..

اک نئی صبح انقرہ میں آچکی تھی، وہ ساری رات سو نہ سکی پر
اس نے اپنی پرفیوم کا ایک کامیاب ٹیسٹر بنا کر لیبارٹری دینا
تھا، ری مارکس لینے خود وہاں پہنچنا تھا جہاں وہ ٹیسٹ کے
بعد اپروو ہوتا اور پھر مارکٹ میں جاتا، وہ اپنے روم میں آئی
اور فریش ہونے کے بعد چینج کیا، ہائی ویسٹ ڈارک میرون
پینٹ کے ساتھ وائیٹ شرٹ اور اسکے ساتھ مڈی گرے
جیکٹ جس پر دائیں طرف کوئین کارائن سٹون لوگو بھی تھا
جمائے، لمبے بالوں کی ٹیل پونی بنا کر انھیں کمر پر کھلا رہنے
اور لہرانے چھوڑ دیا، پھر اپنے شوز ریک سے ایک لیڈیز
سنیکر لا کر کاوچ پر بیٹھ کر پہنے وہ ایک دم تیار ہوتی اپنا فون

جھک کر میٹرس سے اٹھائے پینٹ کی پاکٹ میں دباتی باہر کمرے سے نکلی جہاں عزیزے آج اسکا ناشتے پر انتظار کرتی ملیں۔

"آجاو ناشتہ کرلو"hayatim

وہ بی کے بلانے پر انکے پاس جا رکی۔

"مجھے ایک گھنٹہ دیں۔ضروری کام ہے پھر میں آکر اکیڈمی کے لیے ریڈی ہونے کے بعد کرلوں گی ناشتہ۔آپ کہتی ہیں تو کمپنی کے لیے آپکے پاس بیٹھ جاتی ہوں بی"

وہ کرسی پیچھے کرتی اپنی مصروفیت بتائے ساتھ ہی بیٹھی تو عزیزے نے بغور اسکا چہرہ اور آنکھیں دیکھتے دِلارہ کے میز کی سطح پر رکھے ہاتھ پر اپنا شفیق ہاتھ رکھا۔

"رات سوئی نہیں؟"

وہ اسکی آنکھوں کی ہلکی سی سوجن سے ڈسٹرب تھیں جو رات آنسوؤں کو روکنے کے جتن سے ہلکان تھیں۔

"نیند نہیں آئی۔ ویسے بھی آج ٹیسٹر بھیجنا تھا تو میں نے سوچا جلدی نمٹ جائے کام تو ساری رات وہی کرنے میں مگن تھی۔ پری بکنگ آرڈرز کر دیے لوگوں نے۔ وہ میری اگلی

یونیک فریگرنس کے لیے بہت بیتاب ہیں۔ اگے ویک اینڈ ہے تو دو دن مزید ڈیلے ہو جاتا تو رات ہی نمٹا دیا۔"

دِلارہ نے آئیں بائیں کی ہر تفصیل دی سوائے اپنی سرخ آنکھوں کی وجہ کے۔

"تمہیں باران ہمیشہ قبول ہے کیا؟"

عزیزے کے اس سوال پر وہ درد کرتی آنکھیں بی پر جمائے یوں ساکت تھی جیسے اس سے ہر لفظ چھن گیا ہو۔

"کس طرح۔۔۔؟ شوہر یا دوست؟"

وہ فورا بولی تو عزیزے نے اسکا ہاتھ پکڑے پشت چومی۔

"ہر طرح"

وہ آس میں لپٹی تھیں، دِلارہ چہرہ ہی پھیر گئی کیونکہ ابھی اسکا جواب نہ تھا اسکے پاس۔

"تم نے جو اسکے درد کے بارے پوچھنے کا کہا، وہ میں نے پوچھا تھا اس سے۔"

عزیزے نے یونہی دِلارہ کو کریدنا چاہا حالانکہ باران نے انے کو سختی سے منع کیا تھا۔

"مت بتائیں۔ آپ دو کی باتیں سن لی تھیں میں نے"

وہ ہنوز منہ پھیرے رہی تو عزیزے نے گھبرا کر دِلارہ کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے سامنے کیا۔

"سب سنا تم نے۔۔ میمری والا بھی؟"

عزیزے کی آواز بھاری ہوئی تو دلارہ کی آنکھیں مزید تاریک پڑنے لگیں۔

"میمری والا کیا؟ کیا ہوا اسکی میمری کے ساتھ۔ اس حادثے اور ایکسیڈنٹ نے کوئی پرابلم دی اسے۔ بتائیں بی؟"

وہ تڑپ کر انکے دونوں ہاتھ تھامے پوچھنے لگی جیسے اس سے بڑھ کر دِلارہ کو کسی کی ہوش نہ رہی ہو۔

"اس نے منع کیا ہے مجھے"

عزیزے نے اپنی مجبوری بتائی۔

"بتادیں بی۔ آپکو پتا ہے میں خود سچ اگلوالوں گی اس سے۔"

دلارہ نے حتمی طور پر سوال دہرایا۔

"اسکی میمری کبھی بھی جاسکتی ہے تو وہ ساری سچائیاں جانے سے پہلے مجھے بتانا چاہتا ہے۔"

عزیزے کا بتاتے دل افسردہ ہوا پر دِلارہ یہ سنتے ہی انکے ہاتھ چھوڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"وہ ایسے مجھے بیچ راہ چھوڑ کر ہر چیز بھول گیا تو میرا کیا ہو گا بی؟"

دِلارہ نے رنجیدگی کے سنگ عزیزے کی طرف آس چھلکاتی نظریں جمائیں۔

"میرا کیا ہو گا۔ میں اسے کچھ بھولنے نہیں دوں گی۔ آتی ہوں"

وہ بدحواسی سے پلٹی۔

"کہاں جا رہی ہو دِلارہ؟"

عزیزے اسے عقب سے پکاریں۔

"کسی کو جنت اور جہنم کا فرق سمجھانے جا رہی ہوں۔ آپ بے فکر رہیں"

وہ غیر واضح جواب دیتی وہاں سے چلی گئی، عزیزے نے اپنا سر تھام لیا کہ یہ کیا کہہ بیٹھیں ہیں جبکہ دِلارہ نے گیڈ سے نکلتے باقاعدہ دوڑ لگائی، صبح ابھی ابھی پھوٹی تھی تو روڈ سائیڈ ٹریفک نہ تھی نہ لوگوں کا ہجوم، وہ دس منٹ لگتار بھاگتی ہانپتے سانس کے سنگ اپنی مطلوبہ جگہ پہنچی اور گھٹنوں پر

دونوں ہاتھ رکھ کر بینڈ ہوتے زرا سانس بحال کیا اور جب گہرے سانس لیتی سیدھی ہوئی تو سامنے یلدرم حویلی کی شاندار عمارت تھی۔

وہ وہاں سے روڈ کراس کرے حویلی کے گیڈ تک پہنچی تو گیڈ پر کھڑے گارڈ نے آج بھی دلارہ کو نہ روکا، وہ تیزی تیزی سے قدم اٹھاتی اندر گھسی، عالیان اور اسماعیل افسردہ سے ناشتے کی میز پر بیٹھے کل کے بارے ہی باتیں کر رہے تھے جب انہوں نے دلارہ کو آتے دیکھا۔

"دلارہ۔ آجاو ہمارے ساتھ ناشتہ کرو۔ اچھے ٹائم پر آئی ہو"

عالیان نے اسے مسکراتے آفر کی۔

"ہاں آجاو میرا بچہ"

اسماعیل یلدرم بھی پکارے تو وہ رکی پھر عجیب نظروں سے ان دو کو دیکھنے لگی۔

"میں آپ دو سے ملنے اگلی بار آوں گی۔ کیری اون"

دونوں کو لاجواب چھوڑتی وہ سیدھی باران کے کمرے کی طرف دوڑ گئی۔

"یہ ہماری میٹھی میٹھی کر گئی بابا"

عالیان نے ہنستے ہوئے لقمہ دیا پر کوئی اس دکھی دل والے اسماعیل یلدرم کی خوشی دیکھتا جو انکو دلارہ کے لہجے میں باران کے لیے استحقاق دیکھ کر ملی، جس پر عالیان بھی متجسس ہو گیا۔

وہ دروازہ ہینڈل گما کر کھولتی سیدھی باران کے کمرے کے وسط میں رکی اور اس نے باران کو اداس بے تاب نظروں سے دیکھا جو اب پورا بیڈ پر جا کر سویا ہوا تھا پر ترچھا ہو کر، سر بیڈ کے دائیں طرف اور ٹانگیں بائیں طرف، اور سویا بھی سینے کے بل تھا۔

"باران"

وہ اسکے سر پر آرکتی زرا سا جھکے پکاری ہی کہ وہ کسمسا کر وہیں سے تکیے میں دیا چہرہ اٹھائے گردن موڑ کر پیچھے دیکھنے کے ساتھ ہاف دلارہ کی طرف بینڈ بھی ہوا۔

"تم یہاں؟ اب کونسی جاسوسی کرنے آئی ہو؟"

وہ اسکی سرپرائزنگ موجودگی پر آدھا نیند میں ڈوبا یہی بول سکا۔

"سیدھے ہو، اٹھ کر بیٹھو"

دِلارہ نے ریکوسٹ بھی حکم کی طرح کی، باران نے زور سے آنکھیں دباتے کروٹ سیدھی کی اور ملکہ کے حکم پر فوری اٹھ بیٹھا۔

"ہاں فرماو؟"

وہ آنکھیں ملتا ہوا انھیں بمشکل کھولنے کی کوشش کرتا عاجز سا بڑبڑایا۔

"نیچے اترو۔ جا کر دانت صاف کرو۔ نہاو، چینج کرو۔ کہیں لے کر جانا ہے تمہیں"

وہ اب اسے کہہ نہیں رہی تھی بلکہ اسکی بازو بھی پکڑ کر اسے اٹھایا، ہاں یہ الگ بات تھی اٹھاوہ خود تھا پر سمجھ نہ پا رہا تھا وہ کیا کرنا چاہ رہی ہے۔

"کہاں لے کر جانا ہے۔ دماغ خراب ہو گیا کیا صبح صبح۔ یہ لڑکی بس میرے سکون کے پیچھے پڑی رہتی ہے"

وہ اب بھی سخت تپا تھا، الٹا دِلارہ کو بھی غصہ دلانے کی کوشش کرنے لگا۔

"بعد میں مجھے بتانا کہ سکون کیا ہے تمہارے نزدیک۔ ابھی میری بات مانو جو کہہ رہی ہوں۔ جاو"

دلارہ نے اسے زبردستی پکڑ کر واش روم کی طرف دھکیلنے کو کمر کا استعمال کیا تو وہ شکوہ کناں سا دو قدم دور ہونے پر واپس اسے گھورا۔

"ایسے دھکے تو مت دو۔ پتا ہے بہت طاقتور ہو۔ اپنی طاقت کا مظاہرہ تم ہاکی سے ہڈیاں توڑ کر دیکھا چکی ہو۔"

وہ ابھی بھی بک بک کرے جا رہا تھا اور دِلارہ تنگ آتی اسکی شرٹ گریبان سے دبوچ کر باران کو سچ میں سٹل کر گئی۔

"تمہیں میری بات ایک بار مان لینی چاہیے۔ تم نے رات بہت دلچسپ سوال پوچھا تھا مجھ سے۔ ساری رات لگا کر میں

نے جواب تو نہیں ڈھونڈا پر کچھ متبادل ضرور ہے میرے پاس اس کے بدلے۔ اس لیے تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔ تمہیں جنت اور جہنم کی کسی نے غلط ڈیفینیشن سمجھائی ہے۔ وہ ٹھیک کرنی ہے مجھے"

وہ اسکا گریبان نوچ ڈالتی پر بدتمیزی نہ کرے گی یہ عہد بار بار تمیز تھامنے کا مشورہ دینے لگتا، باران نے اک سلگی نظر دلارہ کی ناراض گرے آنکھوں پر ڈالی اور دوسری اسکے ہاتھ پر جو باران کی شرٹ گلے سے بے دردی سے دبوچے ہوئے تھا، اس ہاتھ کی رگیں واضح تھیں۔

"چھوڑو میری شرٹ۔ تمہارا یہ ہاتھ پہلے ہی زخمی ہے۔"

دِلارہ نے فوراسے اسکی شرٹ چھوڑی تو ہاتھ سامنے کیا جو ویسے ہی پکڑ سے گلابی ہو گیا، دِلارہ نے نظریں اٹھا کر ان امبر آنکھوں سے ملائیں۔

"تم میری زندگی کا اک دن جیو تو سمجھ جاو جہنم کیوں کہا۔ اور مجھے لگتا ہے اگر میں تمہاری جگہ بھی جا کر دیکھ لوں، دور دور تک کوئی جنت نہیں۔ پھر کونسی ڈیفنیشن ٹھیک کرو گی میری؟ جب منظر وہی پرانے رہیں گے میرے اور تمہارے چار سو"

وہ بھی اب اصولی سوال پر آرکا، اک لمحہ لگا وہ لاجواب ہوئی ہو، اس شخص کا پلڑا بھاری لگنے لگا۔

"تمہاری زندگی میں کچھ ایسی چیزیں ضرور شامل کر دوں گی آج جو تم کبھی نہیں بھولو گے۔ ساری دنیا اک طرف اور وہ اک طرف۔ یاداشت بھی چلی جائے باران تو ہم صرف دنیا اور دنیا کے ناطے بھول جاتے ہیں لیکن ہم اپنے دل سے جڑے حادثوں کو تاعمر اپنی فنگر ٹپس پر ہی پائیں گے۔ کیونکہ دل کا دماغ اور یاداشت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا"

وہ اسے دیکھ کر پھر مسکرائی اور جو جو بولی، باران کے سر سے گزرا، وہ اسکو دونوں بازووں سے تھامے زرا چہرے کے قریب کھینچ لایا۔

"ایسا کونسا حادثہ کروانے والی ہو آج جو میرے دل سے جڑا ہو گا؟"

وہ اتنے قریب اسکی آنکھوں میں بناخوف جھانک رہی تھی یہ باران کو ڈرانے کے لیے کافی تھا۔

"تم ریڈی ہو جاو پھر لے کر چلتی ہوں"

دِلارہ نے اسکے چہرے کی قربت اور سانس کی گرمائش سے گھبرا کر مزاحمت کرنی چاہی تو باران گرفت اور جکڑ گیا کہ وہ دِلارہ کو چھبنے لگی، لیکن باران اسے دیکھتا جیسے کہیں اور ہی جا چکا تھا، ایسی بدحواسی تھی کہ خدا کی پناہ۔

"باران۔۔ تم میرے بازو زور سے پکڑ رہے ہو۔ اٹس ہرٹنگ"

دلارہ نے اسے ساکن دیکھتے اپنی گال اسکی بیئرڈ سے ڈھکی گال سے مس کرتے ہوش دلائی جبکہ دونوں جکڑی بازووں کے باوجود وہ باران کے سینے پر ہتھیلیوں کو ٹکائے فاصلہ بنانے کے جتن بھی کر رہی تھی۔

باران نے اسکی یہ گال والی بچگانہ حرکت پر ہوش میں آتے ہی مسکرا کر اسے آزاد کیا اور نرمی سے اسکی بازو سہلاتے دور ہو گیا۔

اس سے پہلے وہ اس سے اس بے درد گرفت کا شکوہ کرتی، وہ جا کر واش روم میں بند ہو گیا۔

"سٹوپڈ مین"

دلارہ نے کراہتے ہوئے اپنی بازو سہلائیں اور جا کر مرر کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی، اپنا درد کے اثر سے بھری شکنوں والا ماتھا درست کیا پھر خود کو دیکھ کر ملکہ میں اک غرور دہکنے لگا، وہ آج لگ ہی قیامت رہی تھی پر اس نے آئینے سے جلد نظر ہٹالی اور پلٹ کر وہ باران کے بیڈ کو دیکھنے لگی، میٹرس پر لاتعداد شکنیں اس شخص کی بے آرامی کا ثبوت تھیں، دلارہ نے بیڈ شیٹ کنارے سے پکڑ کر کھینچی

اور ساری سلوٹیں غائب ہو کر شیٹ درست ہو گئی پھر وہ وہاں ٹک کر بیٹھی باران کا انتظار کرنے لگی، اپنے دھیان میں وہ باران کے روم کی کھڑکی کے ساتھ لگا ڈریم کیچر ہی دیکھنے میں بزی تھی جب وہ فریش ہو کر واپس روم میں آیا تو جس ٹاول سے محترم بال خشک کر رہے تھے، اسے جلدی سے گردن میں ڈالتے لٹکایا۔

"تم ابھی تک یہیں ہو۔ مجھے لگا پاپا کی پری شرما کر نیچے باقی دونوں رشتہ داروں کے پاس چلی گئی ہو گی۔"

وہ اپنے یوں شرٹ لیس ہی باہر نکلنے کی بات اپنی طنزیہ شرارت سے دبا گیا پر دِلارہ نے اسے یوں شرٹ لیس، گلے

میں ٹاول لٹکائے بغور سر سے پیر دیکھا، وہ فٹ بلیک پینٹ جمائے ننگے پیر کھڑا تھا، سر کے بال کچھ گیلے تھے کچھ بے ترتیب ماتھے پر بکھرے تھے، اور وہ اچھا کسرتی پر کشش جسم رکھتا تھا کہ کوئی بھی پہلی نظر میں گنگ رہ جاتا پر وہ دِلارہ تھی، خود پسندی اسکے جینے کا پہلا اصول تھا۔

"پہلی بات میں شرماتی نہیں ہوں۔ تو دوبارہ ایسی خوش فہمی پاس بھی بھٹکنے مت دینا۔ دوسری بات میں پاپا کی پری نہیں مسٹر باران۔ پاپا کی موت ضرور ہوں، اب یقیناً دوبارہ تم مجھے یہ نہیں کہو گے۔ تیسری بات کچھ آداب ہوتے ہیں کیونکہ کمرہ ہمارا ایک پبلک پلیس ہوتا ہے رات کے علاوہ تو

کوئی بھی آسکتا ہے۔ شرم آنے والے کو نہیں تمہیں کرنی چاہیے۔ یہ شرم وحیا بس عورت پر ہی فرض نہیں، تم لوگوں پر بھی کچھ ذمہ داری عائد ہوتی ہے"

دلارہ نے اسکے گلے میں لٹکے ٹاول کے دونوں کنارے پکڑتے پر اعتمادی و بے باکی سے اسے یہ اصول سمجھائے جبکہ دِلارہ کو زرا امید نہیں تھی وہ ٹاول پر جمے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے اسے خود سے جوڑ لے گا، وہ کرنٹ کھائے دور ہوتی گھوری۔

"اور چوتھی بات دلارہ؟"

وہ محظوظ ہوتا اس وقت بلا کا سنجیدہ دیکھائی دیا۔

"چوتھی نہیں ہے۔ تمہارا piercing پین اب بھی ہے یا ختم ہو گیا"

دِلارہ نے اسے خود سے دور کرتے اسکے بیلی بٹن کو دیکھتے فکر سے پوچھا جو پلٹ کر اپنے لیے شرٹ نکالنے لگا، وہ یہ لمحہ بھر کی مستی کیے اپنے بہکنے کو سنبھال گیا کیونکہ دِلارہ کو وہ کسی معنی خیز نظر سے غیر دانستہ بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا، پلٹنا ضروری تھا کیونکہ وہ چھوٹی سی لڑکی بھرپور کشش اور خوبصورتی کی مالک تھی۔

" کبھی کبھی ہوتا ہے درد"

وہ اپنے لیے بلیک ہی شرٹ نکالتا وہیں پہنتے پلٹا تو دلارہ کی ناجانے کیوں مسکراہٹ پھسلی۔

"ویسے یہاں بیلی بٹن پر پن پہنو تو اچھی لگے۔ آجاو نیچے میں ویٹ کر رہی ہوں"

وہ اپنی دی سزا پر خود ہی مسکرائے مشورہ تھما کر جانے لگی، دروازے تک پہنچ کر پلٹی تو وہ گہری نگاہیں دِلارہ پر جمائے شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔

"اس سزا کو بھی جانے دو۔"

وہ سنجیدہ تھی پر گرے آنکھوں میں نرمی تھی۔

"معافی مانگ رہی ہو؟"

وہ اسکے اسٹائیل سے بہت کم وقت میں واقف ہو گیا، وہ امپریس ہوئی۔

"تمہیں معافی لگ رہی ہو گی پر میری نزدیک یہ بس مشورہ تھا"

وہ کہہ کر دروازے سے نکل کر اوجھل ہوئی تو باران نے اک نظر مڑ کر ڈریسنگ میز کے آئینے میں خود کے شاندار سراپے کو اک ستائشی نظر عطا کی پھر اسکے ارگرد اس

lavender کی پھیلتی مسحور کن خوشبو باران کو پاگل ہی تو کر دیتی تھی، یہ خوشبو باران نے کبھی کسی پریوں سجتی سنورتی نہیں دیکھی تھی۔

"ہوں تو واقعی بہت ہنڈسم میں پر اس لڑکی کی آنکھوں پر تو بس اسکے اپنے حسن کی پٹی چڑھی ہے تبھی نہ گھبرائی نہ ڈری مجھے ایسے دیکھ کر۔ حالانکہ میں تو وہ فلمی سین تک سوچ بیٹھا تھا اک لمحہ کہ لڑکی، لڑکے کو شرٹ لیس دیکھ کر کانپ جاتی ہے پھر آنکھیں بند کرے پلٹ جائے۔ یا وائبریشن پر لگ جائے۔ لیکن باران وہ ہم عمر لوگوں میں

ہوتا ہے کنکشن۔۔باپ بیٹی کی عمر کے لوگوں میں
نہیں۔کیا بکواس سوچتا ہوں میں بھی"

اپنی سوچوں کو خود ہی جھٹکے وہ ایک کلاسی سا بلیذر نکالتا اسے جمائے باقی کی تیاری مکمل کرے خود بھی فون اور گاڑی کی چابی لیے نکلا تو اسے دِلارہ باہر کہیں نہ ملی۔عالیان اور اسماعیل بھی چلے گئے تھے تو باران بھی پیاس محسوس ہونے پر کچن گھسا اور اک گلاس پانی پیتا حویلی سے نکلا تو اسے دلارہ اپنی گاڑی سے لگ کر کھڑی نظر آئی جسکا دھیان لان کی طرف کھلے بے شمار موسمی پھولوں پر اٹکا تھا،باران پر نظر

پڑتے ہی وہ سیدھی ہو کر کھڑی ہوئی، تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ مغرور حسین اسکے پاس آ کر نہ رک گیا۔

"کہاں جانا ہے؟"

وہ اسکے پاس رکے تشویش میں مبتلا بولا تو وہ شان بے نیازی سے جا کر پیسنجر سیٹ کے لیے ڈور کے پاس رک گئی، باران نے گاڑی ان لاک کی جسکے بعد وہ ڈور کھولے جھولتی رکی۔

"کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہمیں احساس دلاتی ہیں باران کہ ہم جہنم میں نہیں رہ رہے۔ آو تمہیں بھی دیکھاتی ہوں"

وہ مسکرا کر کہے بیٹھی تو وہ شخص اپنی جگہ دھنس سا گیا تھا اسے بڑی ہمت کرنی پڑی قدم اٹھانے کے لیے، دماغ میں جیسے ہتھوڑے سا کچھ برسا تھا، وہ اسکے ساتھ آ کر بیٹھا، سر میں رات سے دگنا درد ہلکورا تھا، وہ دھندلائی آنکھوں سے اپنے ساتھ بیٹھی دِلارہ کو دیکھنے لگا، اس شخص کی پوری دنیا، ہر منظر دھندلا گیا تھا سوائے دِلارہ کے۔

"اب سٹارٹ کر بھی دو۔ کیا آنکھوں سے ہی کھا ڈالو گے مجھے۔ عجیب لگ رہی ہوں؟ یا سر پر دو سینگ نکل آئے؟"

وہ اس سے پہلے اسے ایسے کہاں دیکھتا تھا، دِلارہ کا تعجب فطری تھا، وہ نظریں یوں تھیں کہ آوا ایک دوسرے کو سمیٹ لیتے ہیں، ہمدرد بن جاتے ہیں۔

"نہیں۔ اس طرح فضول دیکھنے کے لیے سوری۔ بتاو کس ڈائریکشن جانا ہے؟"

وہ اپنا سر جھٹک کر سامنے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا پر سر کا بھاری پن اور درد اسے ناکام کرنے پر تلا تھا۔

"یہ ہے ڈائریکشن۔ اس جگہ چلو"

دلارہ نے اپنے فون پر لوکیشن پاتھ اوپن کرتے اسے باران کے سامنے ڈیش بورڈ ہولڈر میں رکھا اور واپس ٹھیک سے بیٹھی پر گاڑی سٹارٹ ہونے کے بجائے سیفٹی آلارم دینے لگی۔

"سیٹ بیلڈ تمہارے پاپا نے فکس کرنا ہے۔۔۔میرا مطلب سیٹ بیلڈ فکس کرو"

وہ غائب دماغی سے بڑبڑانے کے فوری بعد معذرت زدہ لہجے میں آتا نرمی سے بولا تو دلارہ نے فوراً سیٹ بیلڈ فکس کیا مگر اسکے باوجود بار بار سیفٹی آلارم بجا، باران اس پر چڑنے لگا تبھی دلارہ کی نظر خود ڈرائیور صاحب کے سیٹ بیلڈ پر

گئی جو کھلا تھا، وہ پریشانی سے اسکی طرف دیکھنے لگی جو خوامخواہ آلارم پر جنجھلا رہا تھا۔

"اپنا بند نہیں اور مجھے مشورے دے رہے ہو۔"

وہ بولے بنا اور جتائے بنا کیسے رہتی بھلا، باران نے نظریں سی چراتے سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی گاڑی سٹارٹ کرتے ہی چلا دی مگر دِلارہ کی فکر بھری نظریں پورا رستہ اسی پر جمی رہیں، وہ سمجھ نہ پائی وہ درد میں ہے، غصے میں ہے یا اسکی وجہ سے گھبراہٹ میں۔

لگ بھگ بیس منٹس تک گاڑی رک گئی، تب جا کر دلارہ نے اپنی آنکھیں باران اور اسکے سٹئرنگ پر جمے ہاتھوں سے ہٹاتے تسلی سے باہر دیکھا تھا۔

"آو باہر۔ تمہیں اصل میں ان لوگوں سے ملواتی ہوں جنکے لیے واقعی دنیا جہنم ہے۔ پھر تمہیں اپنی زندگی جنت نہ لگی تو میرا نام بدلنا باران یلدرم"

وہ باہر نکلی اور اسکی طرف آتے باران کی طرف کا ڈور اوپن کرتے اندر جھکتے اسکا مضبوط ہاتھ پکڑ کر باہر لائی، وہ اب ناسمجھی کی کیفیت میں تھا کہ آخر دلارہ اسے یہاں کن سے ملوانے لائی ہے۔

"کیوں کھینچ رہی ہو۔ اور کہاں لائی ہو دِلارہ۔ کس قسم کی حرکتیں ہیں یہ؟"

وہ باہر نکل تو آیا پر زبان کو بڑبڑانے سے فرصت نہ تھی، دِلارہ نے اسکی کلائی دیکھی جو دِلارہ نے جکڑ رکھی تھی۔

"تم منہ کے ساتھ اریٹیٹ ہونا بھی بند کرو۔ کہا ہے ناں چپ چاپ چلو میرے ساتھ"

دلارہ نے اسکی کلائی پر پھر سے ڈھیلی پڑتی گرفت مضبوط کی اور اسے لیے اس اولڈ ہاوس کی بلڈنگ میں داخل ہوئی۔

"ہم اولڈ ہوم کیا کرنے آئے ہیں؟"

باران نے ارد گرد کا ماحول دیکھتے اندازہ لگاتے پوچھا تبھی دِلارہ کے سامنے ایک ضعیف سی خاتون آئیں اور اسکی گال سہلا کر باران کو اجنبیت سے گھورتیں پاس سے چلی گئیں، یہ بہت خوبصورت کوریڈورز تھے جو دونوں طرف سے اوپن ہونے کے ساتھ منی پلانٹس سے بھرے تھے، صاف ستھرے کمرے، صحن اور پھر وہ تاحد نگاہ پھیلا لان جو دونوں طرف سے دیکھائی دے رہا تھا۔

"یہ فاطمہ ہیں، انکے سگے بیٹے نے انکو بیوی کے کہنے پر
کچرے کے ڈبے پر پھینک دیا۔ انکے پیروں میں کچھ زخم
تھے اور وہ الرجک بیماری تھی جسکا کافی مہنگا علاج تھا۔ ڈاکٹر
نے کہا اگر علاج بروقت نہ ہوا تو پیروں کی یہ الرجی انکے
پورے جسم پر چڑھ جائے گی اور وینیز پھٹنے لگیں گی۔ جب
یہ بات انکے بیٹے کو پتا چلی اس نے علاج کے بجائے اچھوت
سمجھ کر انھیں سوتے وقت اٹھایا اور کچرے کے ڈھیر پر
چھوڑ گیا۔ اس عورت نے ساری عمر اپنے بیٹے کے کپڑے
تک میلے نہیں ہونے دیے اور بدلے میں اسے یہ سب
ملا۔ لیکن اس اولڈ ہوم کے ہی کسی سٹاف نے انکو کچرے

سے اٹھایا اور یہاں بھرتی کروایا۔ اب انکے دونوں پیر ٹھیک بھی ہیں اور یہ اس عجیب بیماری کا علاج کرنے والی انقرہ کی واحد طبیبہ ہیں۔"

وہ باران کے سامنے رکی اور زخمی مسکراہٹ سمیت اس نے باران کو فاطمہ کی کہانی سنائی، یہ دردناک تھی لیکن ابھی کہانی کا اگلا حصہ اس نے سنانا تھا۔

"اور تمہیں اصل بات بتاتی ہوں کہ کچھ دن پہلے انکا اپنا بیٹا اس اچھوت کی بیماری کا شکار ہو کر انہی کے پاس آیا۔ وہ جہنم ہے جس میں اب انکا بیٹا اور فاطمہ abla کا دل جل رہا

ہے۔ کیونکہ ماں اپنے جلنے سے نہیں جلتی بلکہ اولاد کے جلنے سے جلتی ہے۔"

دِلارہ مسکرائی پھر ان دونے بیک وقت قریب آتے ایک ستر سال کے بزرگ کو دیکھا، وہ آئے، اک محبت بھری نظر دلارہ پر ڈالتے اسکی گالوں کو تھپتپانے کے بعد وہ باران کا سینہ بھی تھپک کر اس حیران و پریشان بشر کو مسکراہٹ دے کر آگے بڑھے۔

"یہ قدوس انکل ہیں۔ انھیں دنیا کا رئیر کینسر ہے۔Ewing sarcoma۔۔۔ جس میں انکی ہڈیاں آہستہ آہستہ گل رہی ہیں۔ یہ ادارہ انکا علاج کر رہا ہے، اور

تمہیں پتا ہے انکی بیوی کا بھی اسی کینسر کے سبب انتقال ہو گیا۔ اب یہ یہاں زیر علاج ہیں اور انکی ایک ہی بیٹی ہے جو یہاں کا کچن سنبھالتی ہے۔ اتنے سب لوگوں کا کھانا بناتی ہے۔ کیونکہ وہ خودار ہے، اسے اپنے بابا کے علاج کے لیے مفت پیسے نہیں چاہیں۔ وہ کہتی ہے مفت علاج کسی اور مجبور کا کریں۔ وہ ہے ابھی اپنے بابا کے پاس۔ جب اس لڑکی کا سارا سارا دن کام میں گزرتا ہے پھر وہ آکر بابا کی تکلیف دیکھ کر بھی انکے لیے مسکراتی ہے، تھک ہار کر بھی انھیں ہنساتی ہے۔ اصل جہنم وہ ہے جس میں اس خودار کا دل جل رہا ہے"

دلارہ نے اب کی بار پھر سے مسکرا کر باران کو دیکھا جسکو اب اپنی تکلیف زرہ لگ رہی تھی۔

"اور وہ سامنے حبیبہ ہیں۔ وہ ریپ وکٹم ہیں۔"

دِلارہ کی آنکھیں اس حسین پچاس سالا عورت کو دیکھے دھندلائیں۔

"کیا؟"

باران کو شاک لگا تھا۔

"ہاں۔ ریپ وکٹم اور انکے شوہر نے انکو ڈائورس دے دی حالانکہ اپنے بچاو کی اس عورت نے بہت کوشش کی۔ بچے

نحوست مان کر، خود کو زمانے کے آگے شرمندہ نہ دیکھنے
کے لیے انکو چھوڑ کر چلے گئے جیسے اب انکا سایہ بھی انکے
لیے وبا ہو۔ یہ اس ادارے کو ایک مسجد کے صحن میں بے
ہوش ملی تھیں۔ انکا علاج تو ہو گیا پر یہ بولنا، ہنسنا اور رونا
بھول گئیں۔ یہ مسجد جا کر کیا پتا کتنا روئی ہوں کہ روتے
روتے انکے حواس گل ہو گئے۔ یہ کسی سے بات نہیں
کرتیں، ریپ کرنے والا بھی وہی آدمی تھا جو انھیں شادی
سے پہلے چاہتا تھا۔ اب یہ محبت نامی لفظ پر ہر سانس کتنی بار
لعنت بھیجتی ہوں گی، کہ جس نے انکو چاہا وہ جسم ناپاک کر
گیا اور جنکو انہوں نے چاہا وہ انکے جسم کو ناپاک دیکھتے ہی

دھتکار گیا۔ انکے تو محبت زرا کام نہ آئی۔ یہ کسی کو دیکھتی بھی نہیں لیکن مجھ سمیت میرے ساتھ یہاں جو بھی آئے اسے دیکھ کر مسکراتی ہیں۔ ابھی دیکھنا تم"

دلارہ نے مسکراتے ہوئے حبیبہ کو دور سے ہی ہاتھ ہلایا اور باران نے درد کرتی آنکھوں سے اس عورت کا مسکرانا دیکھا، وہ دِلارہ کو دیکھ کر مسکرائیں، آنکھیں جھپکیں جیسے پیار دے رہی ہوں۔

"بس دِلارہ"

باران نے اسکی بازو دبوچی اور واپسی کے لیے نکلا، وہ ہاتھ چھڑواتی رہی پر باران کی برداشت بس یہیں تک تھی، وہ لوگ پارکنگ تک آئے تو باران نے اسے اپنے سامنے پکڑ کر کھڑا کیا۔

"ابھی تو بس چند کہانیاں سنی تم نے۔ اور بھی بہت سے قصے ہیں جو تمہیں بتائیں گے جہنم کیا ہے۔ کیا تم اک لمحہ موازنہ کرو گے اپنے اور ان سبکے درد کا"

وہ خود افسردہ تھی، وہ باران کو تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی بس یہ سمجھانا چاہتی تھی کہ وہ جہنم میں ہرگز نہیں ہے۔

"مجھے کوئی درد تکلیف نہیں ہے۔ یہ بات مان لو تم"

باران نے حتمی طور پر جیسے تسلی کروائی پر اسکے سامنے کھڑی دِلارہ ان بچوں والی تسلی پر بہلنے والئ چیز نہ تھی۔

"میں نے کب کہا ہے۔ تم نے کل پوچھا تھا ناں ہم جہنم میں رہ رہے۔ دیکھو غور سے یہ جنت ہے۔ میں نہیں چاہتی تم درد میں بھی کبھی اس اللہ کی ناشکری کا حرف کہو۔ یہ عمل آسانیاں چھین لیتا ہے ناشکری کرنا بدترین ہے کہ ہمیں تو آنکھ جھپکنے تک کا شکر گزار ہونا چاہیے جو اک چھوٹی سی چیز ہے۔ ہم دونوں کے پاس بہت کچھ ایسا ہے باران یلدرم جو بہت سوں کی حسرت ہے۔"

وہ اس بار نرم پڑی، سامنے والے کے چہرے کا مر جھانا اسے اچھا نہ لگتا تھا۔

"تم بہت مشکل ہو، تمہیں سمجھنا میرے بس کی بات نہیں۔ یہ سب سن اور دیکھ کر مجھے ڈپریشن مزید محسوس ہو رہا ہے"

وہ جھنجھلاہٹ کا شکار شکوہ بھی ڈھنگ کا نہ کر پا رہا تھا، دلارہ نے اسے روکنے کو اسکی دونوں بازو پکڑیں تو باران نے گہری نظر دلارہ کی آنکھوں پر ڈالی۔

"ہاں تو اپنا ڈپریشن بھول گیا ہو گا ناں۔ جب تم دیکھو کہ دنیا میں کیا کیا قہر ڈھل رہے تو اپنے دل کی چوٹ نظر آنا بند ہو جاتی ہے۔"

وہ سچ میں بہت تجربہ کار تھی، اس لڑکی نے یہ ہر حربہ ممکن تھا آزمار کھا ہو۔

"تمہاری عمر ان سب چیزوں کے لیے بہت چھوٹی ہے دلارہ۔ ابھی سے یہ سب سمجھداری والے کام کر لو گی تو جب صیحح وقت آیا تب تو تمہارے پاس کچھ کرنے کو نہ بچے گا"

وہ بھی اب کی بار بے حد نرم پڑا، دلارہ نے اسکے بازو چھوڑے اور جیکٹ کی جیبوں میں اپنے ہاتھ گھسائے۔

"تب تو میں فرصت سے غائب ہونے والی ہوں"

وہ کندھے اچکاتی بے حد سکون سے بولی۔

"غائب مطلب؟"

باران نے آئبرو اچکائے۔

"یو کے۔۔ veterinarian بننے"

وہ شوخ مسکرائی۔

"بلکل تمہیں veterinarian بننے کی سب سے زیادہ ضرورت ہو گی۔ اپنا علاج پہلے کرنا"

وہ برے سے موڈ کے ساتھ گاڑی ان لاک کرتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا تو وہ بھی پر اسرار سا مسکرا کر اپنی جگہ براجمان ہوئی اور ڈور بن کیا۔

"کہو تو تمہارا خود سے پہلے کر دوں گی"

دلارہ نے جان بوجھ کر اس تپے آدمی کو چھیڑا جو سیٹ بیلڈ فکس کرتے گاڑی سٹارٹ کرنے کے ساتھ اسے گردن گمائے گھورا۔

"یو کے کی کس یونیورسٹی میں جانے کا پلین ہے؟" باران نے چڑ اک طرف کیے

پوچھا، وہ کیا دلچسپی لے رہا تھا یا کچھ اور، دلارہ سمجھ نہ پائی۔

"Royal Veterinary College, University of London"

دلارہ نے فورا اپنی ڈریم یونیورسٹی کا بتایا۔

"کوایجوکیشن ہے وہاں بھی۔ ادھر ایسے پھڈے باز کلاس فیلوز مل گئے تو۔ یہاں تو آکیڈمی میں بابا کی سفارش پر تم بخش دی جاتی ہو۔ وہاں کیسے ایڈجسٹ کرو گی؟"

وہ ڈرائیونگ کرنے کے بیچ اس سے زرا کرید تے سوال پوچھ رہا تھا، ناجانے کو ایجوکیشن سے جلن تھی یا دلارہ کے اتنا دور چلے جانے کی فکر۔

"وہاں Bremen کے سب سے ایکسپینسو نیورو سرجن باران یلدرم کی سفارش آیا کرے گی میرے لیے"

دلارہ نے اداو غرور کے سنگ استحقاق بھرے لہجے میں کہتے مسکرا کر ونڈو کی طرف چہرہ گمالیا، یعنی وہ نہیں باز آئے گی۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی سمائل کیا، دِلارہ نے پھر سے اس پر حق جمایا یہ اسکے دل میں سرور بھرنے جیسا تھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے میں تمہاری سفارش کروں گا؟"

خوشی جی بھر کر محسوس کرنے کے بعد باران نے پھر سے سنجیدہ ہوتے سوال کیا۔

"نہیں کرو گے تو میں آپ سیٹ ہو جاوں گی شاید"

وہ واپس گردن گماتی اسے دیکھتے بولی اور یہ اب سیٹ ہونے کا آپشن بھی ڈگمگایا سا تھا۔

"تم اپ سیٹ بھی ہوتی ہو۔مجھے تو لگتا ہے بس کرتی ہو"

وہ پھر سے اسے ٹیس کرنے کی کوشش میں تھا لیکن فی الحال دلارہ کا موڈ بگھڑنے کا نہ تھا۔

"اگر ہوتی بھی ہوں تو تمہیں تھوڑا بتاوں گی۔ اب ایسا کرو مجھے پہلے گھر لے کر جاو۔ وہاں جا کر میں چینج کروں گی پھر ہم آکیڈمی جائیں گے"

دِلارہ نے سچ میں اسے ڈرائیور ہی سمجھ لیا تھا، ایسے حکم صادر کر رہی تھی جیسے پیسوں پر پورا باران یلدرم ہائیر کر رکھا ہو۔

وہ اچٹتی نگاہ دِلارہ کے پر سکون چہرے تک لایا لیکن اسکی مسکراتی صورت دیکھ کر باران کی اس سرسری نظر میں بھی نرماہٹ گھل آئی۔

"یونیفارم پہننے کی زحمت کیوں کرنی ہے۔یونہی چلتے ہیں۔اچھی لگ رہی ہو۔ویسے بھی کسی نے یونیفارم کا کہا تو تمہارے بڑے بابا پلس سسر ہیں ناں۔بچالیں گے تم سی رول بریکر کو"

باران نے خود کو زحمت سے بچایا کہ یہ لڑکی دہرے چکر لگوانے پر تلی ہے، جبکہ اچھی لگ رہی ہو پر دِلارہ نے عجیب نظروں سے اس آدمی کو دیکھا جیسے یقین نہ کر پا رہی ہو یہ جملہ اسی منہ سے پھسلا ہے۔

"میں نے کبھی نہیں کہا انکو میری سفارش کریں۔انھیں یہ کرنا خود کو سیٹیفائے کرتا ہو گا، انکے ہاتھ سے بھی کئی

زیادتیاں ہوئیں، مے بی مجھے یتیم بے سہارہ کے سر پر ہاتھ رکھے انکو فیل ہوتا ہو کہ کوئی تلافی ہو رہی ہے۔"

دِلارہ کی بات نا جانے کیوں عام سی ہو کر بھی باران کو چبھی۔

"پہلی بات تم یتیم اور بے سہارہ نہیں ہو، دوسرا انہوں نے جن کے ساتھ زیادتی کی ہے اس فہرست میں تم نہیں دلارہ۔ ایسا مت سوچا کرو۔ وہ جیسے بھی ہوں، تمہارے معاملے میں ہر منافقت سے پاک ہیں"

باران نے ہاتھ بڑھا کر بچوں کی طرح اسکی ٹھوڑی سہلاتے سمجھایا، وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹاتی آنکھیں نکال کر دیکھنے لگی۔

"تم ایسے ٹریٹ مت کرو جیسے میں دو سال کی بچی ہوں"

اسے باران کا یہ لاڈ ہر گز پسند نہ آیا تو منہ پر اعتراض پھینکا گیا، باران نے اپنے ہاتھ کو سرسری دیکھا اور پیچھے کھینچ کر ڈرائیونگ پر توجہ دی، ابھی وہ لوگ آکیڈمی نہیں پہنچے تھے جب باران کو ڈاکٹر علی کی کال آئی، دلارہ متوجہ ہوئی مگر تب تک باران کال پک کر چکا تھا۔

"میں نے میڈیسن بھیج دی تھی، تمہیں ایک گھنٹے تک مل جائے گی لیکن اس میڈیسن کے ساتھ ذہنی سکون کی بھی ضرورت ہے۔ ورنہ یہاں آتے ہی تمہاری پھر سے سرجری ریکمنڈ کر دوں گا۔ اور تم جانتے ہو وہ کتنی پین فل ہے۔ لہذا احتیاط، علاج سے بہتر ہے۔ اور ہاں اب اگر تم نے بنا جواب دیے کال کاٹی تو فلائیٹ پکڑ کر تمہارے گھر آوں گا پھر سب کے سامنے بٹھا کر تم سے اس سکون کا نام اگلواوں گا۔ چوائز تمہاری"

علی اپنے کچھ پیشنٹ کو دیکھنے کے ساتھ دھڑلے سے دھمکا رہے تھے، باران یہی سوچ رہا تھا کہ کیسا ڈاکٹر ہے، خود ہی

سٹریس دے کر سٹریس نہ لینے کے مشورے دے رہا ہے۔

"آپ مجھے سٹریس دے رہے ہیں خود ہی۔ جب کال اس سوال پر کاٹ دی تو سمجھ جانا چاہیے آپکو کہ اسکا نام لینا ممنوع ہے"

باران نے زرا ڈھکے چھپے لفظ استعمال کیے کیونکہ اسکے ساتھ دو کانوں اور کئی دماغوں والی جاسوس براجمان تھی، جبکہ باران کو نہیں پتا تھا کہ فون سے علی کی آواز باہر آ رہی تھی، اور دِلارہ اپنے پتلے کانوں کی خدمات لیے وہیں توجہ دیے، بظاہر چہرہ ونڈو کی طرف کیے بیٹھی تھی۔

"دیکھو میں تمہارا نیورو فزیشن ہوں۔ تم مجھے اپنے دل و دماغ کی ہر چیز بتانے کے پابند ہو باران۔ اس میں سٹریس کیسا۔ جو ہمیں سکون دے اسکا نام لینا ممنوع کبھی نہیں ہو سکتا"

علی بحث کرنے لگے، فکر سے زیادہ انھیں باران کی خالی پھیکی زندگی کے اس سکون کے بارے جاننا تھا۔

"نظر لگ جاتی ہے اپنے سکون کا نام بتانے سے، خود اپنی۔ کیا پتا وہی ہمارے سکون کو بے سکونی بنا دے جو خود ہمارا سکون ہے"

باران نے بظاہر یہ علی سے کہا پر اسکی توجہ تو اس لڑکی کی طرف تھی جو بے نیاز بنی یوں چہرہ موڑے بیٹھی تھی کہ اسکا کسی شے سے کوئی ناطہ نہ ہو، اسے باران کی آواز بھی سنائی نہ دے رہی ہو۔

"اب پکا ہے کہ کوئی لڑکی ہے۔ میں تو کب سے کہہ رہا تھا تمہیں شادی کرو۔ میاں بیوی کے جھگڑے پھر ایسی میڈیسن بنتے ہیں کہ بندہ اور کسی سٹریس کو فیل کرنے کے قابل ہی نہیں بچتا۔ جب بیوی آفت ہو تو ناک میں وہ دم کرتی ہے کہ مرد کی ساری بیماریاں پھڑک کے مر جاتی ہیں۔ تمہیں بھی کسی آفت کی ضرورت ہے"

علی اب نرم مسکراتے لہجے کے سنگ محاطب تھے، باران نے اب کی بار جب دِلارہ کو دیکھا تو جوابا اس نے بھی ان امبر آنکھوں والے پر اسرار شخص کو دیکھا۔

"نہیں وہ آفت نہیں ہے"

باران کی آنکھیں کچھ تو خاص ستائش کرتی نظر آئیں، وہ امبر آنکھیں اس لڑکی کو سراہ رہی تھیں، وہ ٹوٹے پھوٹے آوازوں کے ٹکرے جوڑ کر جو سمجھ پائی وہ یہی تھا کہ باران اسے ہی اپنا سکون کہہ رہا ہے۔

"بس پھر اسے کہو تمہیں ٹھیک کرنے کے لیے آفت بن جائے"

علی نے فون کے پار سے اک کھنکتا مشورہ ارسال کیا جو ان دونوں کے ہونٹوں پر اک نامحسوس ہوتی مسکراہٹ کا ٹکرا رکھ گیا۔

"اس پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔ میرا بھی نہیں کہ اسے بدلوں۔ کچھ چیزیں بگھڑی شکل میں سجتی ہیں۔ جیسے وہ۔ اس بگھڑی شکل سے اسے نکالنا چاہا تو سنورنے کے بجائے ٹوٹ جائے گی۔ وہ کسی مصور کی بگھڑی ہوئی پینٹنگ ہے جو بگھڑ کر ہی انمول اور اچھوتی بن گئی، اسکے دام بگھڑ کر بڑھ

گئے، ورنہ ریگولر آرٹ تو ہر دوسری دیوار پر سجا مل جائے گا، لوگ مختلف پر رکتے ہیں۔ اور مختلف بے انتہا سجتا ہے، مختلف ہی آفت ہے"

اب کی بار باران نے نظر چرائی تھی، اور دِلارہ نے ونڈو سے باہر جھانکتے خود کو تسلی دی کہ یہ سب وہ دِلارہ کے لیے ہر گز نہیں کہہ رہا، وہ اس جھوٹی تسلی کی طلب گار تھی، عجیب کشمکش دِلارہ نے اپنے اندر محسوس کی۔ کبھی کبھی اظہار یوں کھلے عام ملتا ہے پر آپکو وہ اظہار سات پردوں میں ڈھکا چاہیے ہوتا ہے، وہ ملکہ تھی، اسکی

خواہشیں باران کے لیے اسی بگھڑے آرٹ کی طرح مختلف تھیں۔

"یہ گھمبیر معاملہ عشق کا ہی لگ رہا ہے بچے۔ اب لگتا ہے تمہارے سارے درد یا تو تمہاری جان چھوڑ دیں گے یا مار دیں گے۔ خوشخبری ہے کہ اب تم دو کشتیوں کے مسافر نہیں رہو گے"

علی کا لہجہ سابقہ کھنک سے محروم ہوا، کبھی کبھی ایسی عام سی محرومی پورے وجود کو لرزا دیتی ہے، اعصاب چیخ جاتے ہیں، باران نے دِلارہ کی طرف دیکھا جو چہرہ ونڈو سائیڈ کرے تھوڑا سا مر رکھولے باہر سے آتی ٹھنڈی ہوا سے

لطف اندوز ہو رہی تھی، وہ یہی سوچ رہا تھا کہ جب مرنے کی آرزو کی تب کسی کی دی دراز عمری کی دعا پھندا بنی رہی اور اب جب وہ کسی ذی روح میں دلچسپی لے رہا تھا تو موت کے سائرن حواسوں میں بلند ہونے لگے ہیں، کیا یہ لڑکی باران یلدرم کی موت بنے گی؟ کیا وہ زندگی نہیں بن سکتی، باران کا دل کسی نے مٹھی میں لیا، پھر مسل سا دیا۔

"مجھے ڈرائیں مت"

باران نے جب ڈر کر اس کال والے سے منت کی تو دلارہ نے بہت روکا پر اب اسکی برداشت ختم تھی، اس نے باران کے ہاتھ سے لپک کر خون جھپٹا اور کال بند کر دی، باران

نے گاڑی کی سپیڈ کم کرتے روکی ورنہ اس جھٹکے پر کوئی حادثہ ہو سکتا تھا۔

"کیا ہوا تمہیں؟"

باران نے بریک لگاتے برہمی سے دِلارہ کو دیکھا جو اسکا فون ڈیش بورڈ پر رکھ کر اسے ہی گھور رہی تھی۔

"تم ڈرنا چھوڑو گے یا نہیں"

وہ تندہی سے بولی۔

"مطلب؟"

وہ انجان بنا، دِلارہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کوئی بھی تمہیں اتنی آسانی سے کیوں ڈرا لیتا ہے۔ یہ ابھی کال پر تم نے ریکوسٹ کیوں کی کہ مجھے ڈرائیں مت۔ تمہیں کسی نے بتایا نہیں مرد بے خوفی اور مضبوطی کا نام ہے۔"

دِلارہ کا اعتراض، اس شخص کا خوف ہو گا یہ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگتا تو کیا سب تمہاری طرح ہو جائیں دِلارہ، ہم ڈرتے بس اپنی کمزوریوں سے ہیں۔ نہ کہ کسی پریشانی یا آزمائش سے۔"

وہ اسکی بات پر عجیب سا گھوری۔

"مطلب؟ کونسی کمزوری سے ڈرتے ہو تم اپنی؟"

وہ زرا مزید اسکی طرف رخ کیے ساری توجہ دیتے سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"تمہیں بتاوں تاکہ تم اور ڈراو مجھے؟"

وہ ہوشیار بننے کے چکر میں کبھی کبھی دِلارہ کو پیارا لگ جاتا تھا، یہ مختصر لمحہ ہوتا پر کہیں دلارہ کے اندر خوشبو بن کر ٹھہرنے لگا تھا۔

"تم سیدھے سے کہو کہ بس مجھ سے ڈرتے ہو۔ میں کوئی جلاد ہوں کیا؟"

وہ آئبرو اچکائے اس ایکسٹرا معصوم کو ٹٹولنے لگی کہ کچھ تو ان ہونٹوں سے اگلوائے۔

"نہیں جو کسی سے نہیں ڈرتے، ان سے ڈر لگنا فطری ہے۔ جلاد تو نہیں ہو تم"

باران نے اس پر سے توجہ ہٹائے اپنے سفر کو واپس شروع کرتے گاڑی سٹارٹ کی پر دِلارہ کچھ دیر اس پر سے نہ نظر ہٹا سکی نہ جواب دے سکی۔

"تم بھی مت ڈرا کرو۔ زندگی گزارنے کا اصول بنالو۔ کوئی لائف میں آئے یا جائے، یہ بدلاو تم پر اثر انداز نہ ہو۔ دیکھنا تم اپنی زندگی سے کتنے مطمین ہو جاوگے"

وہ پھر سے چہرہ گما گئی، زیادہ دیر وہ اسے نہیں دیکھتی تھی، وہ ساتھ ہے یہ محسوس کرنا اسے دیکھنے سے زیادہ خوبصورت لگتا تھا، وہ اندر سے جتنی سوکھی پھیکی تھی، ہری بھری ہو رہی تھی اور اسکا خود دلارہ کو بھی علم تھا۔

"میں نے اپنی زندگی میں کسی کو اٹھارہ سال آنے نہیں دیا۔ تو کوئی جاتا کیسے۔ پر اب"

وہ کہتے کہتے رکا، کیونکہ دِلارہ بے چین سی اسے محسوس ہوئی، شاید وہ ایسی باتیں سننے کی ابیلٹی نہیں رکھتی تھی۔

"ایک بات پوچھوں تم سے؟"

وہ خاموش سی دِلارہ کو پکارا تو وہ چہرہ موڑے ہی ہنکارہ بھر گئی جسکا مطلب تھا کہہ دو۔

"عیشاء اور توران تمہاری زندگی میں واپس آئے تو کیا تم انھیں قبول کرو گی؟"

باران کے اس سوال نے اس لڑکی کا دل دکھایا پر اس نے ظاہر نہ ہونے دیا اور چہرہ موڑے باران کو دیکھنے لگی۔

"اکھٹے قبول نہیں ہوں گے۔ الگ الگ دونوں کا پہلے حساب ہو گا پھر اگر وہ بھی تمہاری طرح کوئی بے گناہی کے ثبوت لے آئے تو معاف کر دوں گی پر انکی اولاد کبھی کہلانا پسند نہیں کروں گی۔ معاف کرنا میرے نزدیک اس انسان کو ہمیشہ کے لیے خود سے رہائی دینا ہے۔ اور یہ کرنا بہت اچھی تھیراپی ہے کہ ہم اس دل دکھانے والے شخص کو موقع نہیں دیتے پھر سے دل پر وار کرنے کا"

وہ جامع تفصیل دینے کے بعد باران کے تاثرات دیکھنے لگی جہاں افسردگی بلا کی براجمان تھی، وہ یوں تھا جیسے اسکی بہت سی امیدیں ٹوٹی ہوں۔

"مجھے معاف کر دیا تم نے پورا؟"

باران کا سوال اس بار اداسی سے آیا۔

"تم چاہتے ہو اگر میں تمہیں خود سے مکمل آزاد کر دوں تو کر دیتی ہوں معاف۔ بتاو کب اور کہاں کرنا ہے؟"

وہ اب کی بار اذیت بھرا مسکرائی، ہاں اذیت اپنی حدود تک دبالی پر مسکراہٹ دیتے باران یلدرم کی پوری حرکت کرتی کائنات ساکت کر دی۔

"پھر بات کریں گے اس پر۔"

وہ سپاٹ ہو گیا اور دلارہ فرمابرداری سے چپ۔

باقی کا سفر دِلارہ کے وہ پاس تھا پر موجود کہیں نہ تھا، وہ لوگ سیدھے آکیڈمی ہی جارہے تھے۔

وہ یکدم چپ ہو گیا تھا، دِلارہ نے اسکی یہ چبھتی چپ آکیڈمی کے راستے پڑتے ہی گہری محسوس کی تھی، اسے لگا شاید وہ برہم ہے، اور اب مجبوراوہ دلارہ کے ساتھ ہے۔

گاڑی آکیڈمی کے پارکنگ پلیس پر رکی تو دلارہ اور وہ باہر نکلے۔

پریشان ہو؟"

وہ اسکے ساتھ چلتے رکی، وہ کب سے نوٹس کر رہی تھی وہ اسکے ساتھ تو تھا پر جیسے موجود نہیں تھا، کسی تکلیف میں گھل رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔ پریشان نہیں ہوں۔ سر درد تو بلکل نہیں ہے"

وہ یوں بولا جیسے کہیں کا لکھا پڑھ رہا ہو، یادلارہ کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہو۔ وہ دو قدم پیچھے ہی رک گئی، وہ آگے چلتا اسے رک جاتا محسوس کیے پلٹا۔

"سر درد کا تو پوچھا بھی نہیں۔ اسکا مطلب ہے درد ہو رہا ہے۔ دیکھو اگر تم میرے ساتھ کالج نہیں جانا چاہتے تو بتا دو۔ ہمت تو دیکھ لی ہو گی تم نے میری۔ میں ان سے نمٹ لوں گی۔ تمہارے لیے اچھا ہے کہ میرے سٹریس سے دور رہو۔ جاو واپس۔ میں ہینڈل کر لوں گی"

وہ اسکی فکر میں کچھ زیادہ ہی تڑپ رہی تھی۔

"میں تمہیں مر بھی رہا ہو تو کسی ایسی سچویشن میں اکیلا نہیں چھوڑوں گا جو تمہیں کمزور کرے۔ سمجھ گئی؟"

وہ اسے پکڑ کر اپنے سامنے کیسے حتمی طور پر بولا تھا۔

"اور تمہیں لگتا ہے تم مر رہے ہوئے تو میں تمہیں ایسے اپنے ساتھ خوار کر رہی ہوں گی۔ اب اتنی بھی بے رحم نہیں۔ تم مر رہے ہوئے تو تمہارے لیے آرام و سکون کا شاہانہ بندوبست ہو گا۔"

وہ اسکے ہاتھ جھٹک کر بولی، نا جانے کیوں وہ اس قدر غصہ ہو گئی، باران تو حیران تھا کہ وہ کس بات پر بھڑک گئی، حالانکہ باران نے تو اسے اسکی اہمیت بتائی تھی پر وہ دِلارہ تھی، اسے ایسی اہمیت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔

"کیسے؟"

وہ استفسار کرے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا کیسے ؟"

وہ الجھی۔

"یہی کہ مرتے ہوئے کونسا آرام و سکون دو گی تم ؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا، دلارہ نے کوئی جواب نہ بن پانے پر منہ پھیرنا چاہا مگر باران نے اسکا منہ جبڑے سے ہلکا سا دبوچے دِلارہ کو جواب دینے کا پابند کیا، اسکی آنکھیں سی پھیلیں۔

"بتا دیا تو کیا پتا تم جان بوجھ کر مرنے کے دہانے پہنچ جاو۔ تمہارا کیا بھروسہ۔؟ آرام و سکون کی متلاشی تمہاری ذات اس حد تک جا سکتی ہے یہ تمہارے منہ پر لکھا ہے"

وہ اسے اسکا سوال یہاں تک اس شخص کو اسکی ہستی بھی بھلا دینا چاہتی تھی۔

"تم سیدھی اور اصولی بات کرتی ہو وہ بھی دکھ دیتی ہے مجھے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے دِلارہ؟"

اس شخص کی آواز تکلیف نے بھاری کی، دلارہ کی مسکراہٹ اسکے چہرے سے دفعتاً غائب ہوئی۔

"کیونکہ آج تک تم سے کسی نے اصول کی بات کی جو نہیں۔چبھے گی تو سہی۔"

وہ بھی اسی کی طرح بے رحم بنی۔

"چبھنے اور کٹنے میں فرق ہوتا ہے"

وہ شکوہ کرتا محسوس ہوا، دلارہ نے سامنے آکیڈمی کی مین بلڈنگ کی طرف سرسری دیکھا۔

"تم میرے نزدیک دنیا کے سب سے گناہ گار انسان ہوا کرتے تھے اور اب سب سے مظلوم بن گئے۔پتا ہے کیوں؟ایسی شکل بناتے ہو جب تو دل کرتا ہے سامنے والا

کچھ پیسے بھی دے اور تھوڑی جان بھی۔ آدمی کی طرح بیہو کرو۔ کیا روتی بسوری شکل لے کر دکھ درد ہی روتے رہتے ہو"

وہ اسکے سامنے پھر سے تنی، وہ گرے اور امبر آنکھیں ملیں تو جیسے سب تباہ کرنے لگیں، باران کی ساری افسردگی و تکلیف، دلارہ کے اس بار کے لفظوں کی مار نکلی۔

"تم مجھے ڈانٹ رہی ہو دلارہ"

وہ منہ بنا کر بولا تو دِلارہ اپنی سندر آنکھوں کی حدود تک گہرا مسکرائی۔

"میں تمہیں روتا اور ڈرتا نہیں دیکھنا چاہتی بس۔ تھوڑے سے دوست ہو تو ڈیمانڈ پوری کرو میری۔"

وہ فوراً سے حساب کتاب لے آئی۔

"کوشش کروں گا"

باران نے ہار مانی تبھی دِلارہ نے اسکا ہاتھ اپنے ملائم ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھی پر باران اس ہاتھ پکڑنے کو جھٹلا نہ سکا، وہ ہاتھ پکڑ کر چل رہی تھی اور باران کے اندر سب جی اٹھتا جا رہا تھا۔

وہ لوگ اندر پہنچے تبھی دونوں کی بیک وقت نظر اس لڑکے پر گئی جسکا باران نے ہاتھ مڑوڑا تھا، اور اسکے ہاتھ پر پلاسٹک چڑھا دیکھے دِلارہ نے سراہتی نظر اپنے پہلو میں سجتے اس مضبوط آدمی پر ڈالی۔

"میں نے تو اسکا ہاتھ بس مروڑا تھا"

باران نے معصومیت سے کندھے اچکائے تو دِلارہ نے بے تکلفی سے باران کے سینے پر ہاتھ سے تھپک کر شاباشی دی۔

"ویل ڈن۔ تم پر جو تھا سارا غصہ اتر گیا۔ کسی نے پہلی بار میرے لیے کسی کا ہاتھ توڑا۔ یہ اچھا احساس ہے۔"

وہ خوشی سے گلاب بنی اس سے مخاطب تھی اور باران صدمے کی سی کیفیت میں تھا، آج ان ساتوں نے جہاں جہاں دلارہ گئی، اپنا راستہ ہی بدل لیا۔ وہ سب دِلارہ سے نہیں اسکے ساتھ موجود اس شخص سے بھاگ رہے تھے جو ہاتھ مڑوڑ کر ہی توڑ چکا تھا، اور دلارہ اسے اپنا رعب سمجھتی رہی، باران کو اسے خوش دیکھ کر وہ سکون ملا جو اب تک اس شخص کی فقط حسرت میں شمار ہوتا تھا۔

پورا آکیڈمی کا ٹائم خیر وعافیت سے گزرا اسکے بعد وہ لوگ کیئر سینٹر پہنچے جہاں beni نام کی وہ بلی اب چل پھر رہی

تھی، عزیزے تب تک سینٹر پہنچ آئیں تو باران انکے آفس چلا گیا جبکہ دلارہ، اسے سٹاف سے لینے نکلی تھی۔

"میں نے اسے ممیری والا بتا دیا"

عزیزے نے پر سکون بیٹھے باران پر بڑی معصومیت سے بمب پھوڑا۔

"منع کیا تھا انے"

وہ ٹیک چھوڑے دونوں ہاتھ میز کی سطح پر رکھتے ان کو دیکھتا بولا، لہجہ ناراض تھا۔

"سوچو اگر مجھے بھی کچھ ہو گیا تو دِلارہ ہو گی تمہاری رازدار۔ وہ مجھ سے کہیں درجے اچھی ہمراز بنے گی۔"

انہوں نے باران کی خفگی کو مد نظر رکھتے وضاحت دینی چاہی پر وہ اٹھ کھڑا ہوا، عزیزے کے چہرے پر پریشانی کے آثار چلے آئے۔

"آپ نے یہ کیوں کیا انے، تبھی اس لڑکی نے مجھ سے اپنا رویہ بدل لیا۔ وہ مجبور ہو گئی مجھ سے اچھا بیہو کرنے کو اور میں سمجھا اسے اچھا لگنے لگا ہوں جو اتنی فکر کر رہی ہے۔"

باران کے خدشات و امید عزیزے کو حیران کر گئے۔

"وہ مجبور ہو کر کچھ نہیں کرتی اتنا یاد رکھو۔ تم اچھے لگتے ہو اسے یہ تمہاری خوش فہمی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ آج تک اس نے ایسا رویہ و فکر کسی کے لیے نہیں دیکھائی جیسے تمہارے لیے شو کر رہی ہے۔"

عزیزے نے اٹھ کر اپنے ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرے اس الجھن کو بہت اصرار و محبت سے حل کیا، لیکن وہ بس زخمی نظروں سے ہی جواباً دیکھ رہا تھا، کچھ بول نہ سکا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟"

وہ انکے ہاتھ چہرے سے ہٹائے قدرے بے یقینی کے عالم میں بولا۔

"ہمم تم نہیں مان رہے تو میں کیا کروں۔ اس نے کہا تھا بی بتا دیں ورنہ وہ خود پتا لگوا لے گی۔ اور جب وہ پتا کرواتی تو تمہارے وہ مسلے بھی باہر آجاتے جو تم خود سے بھی چھپاتے ہو باران"

عزیزے نے بھی اپنی بے بسی و مجبوری بتائی۔

"ہمم۔۔ کیسی جاسوس نواسی ہے آپکی انے۔ اس لڑکی سے مجھے سچ میں ڈر لگ رہا ہے۔ اسکے اتنے رخ دیکھ چکا ہوں کہ اچھے والے امیجن کرتے بھی دل بیٹھ رہا ہے۔ اف!"

وہ بچارا سچ میں نڈھال ہو گیا تھا، عزیزے خفیف سا مسکرائیں اور اسکے چہرے کی یہ الجھن، کچھ سکون آور ہے یہ دیکھ اور سوچ کر انھیں بہت پیار آیا۔

"جاو اسکے ساتھ کیئر یونٹ کا وزٹ کرو۔"

وہ اسکی گال نرمی سے ٹھپتاتے اسے بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کر رہی تھیں۔

باران نے او کے کہتے رسان سے سمائیل پاس کی اور انکے آفس سے باہر نکل گیا، عزیزے دلفریب مسکرائیں، کچھ تو دیکھا تھا انہوں نے جو انھیں اپنی پیاری نواسی کے حق میں بہترین لگا تھا۔

وہ باہر نکل کر کیئر یونٹ کی طرف آیا تو اسے کچھ ہی آگے جا کر گراونڈ ایریا میں کھڑی دِلارہ نظر آئی جس نے beni کو اٹھا رکھا تھا اور اسے لان کا ایریا وزٹ کروانے کے بعد نیچے اتار کر چلنے کا کہہ رہی تھی، یہاں وہ بلی آکر کلئین بھی ہو گئی تھی اور صاف ستھری بھی، وہ انگورہ نسل کی پوری سفید بلی تھی جو ویسے ہی دِلارہ کی من پسند نسل تھی، اس نسل

کے خرگوش، میمنے اور بلیلاں اتنے پیارے اور سوفٹو ہوتے ہیں کہ حد نہیں۔

"مل لیے انے سے۔؟"

اسے وہیں کھڑا اپنی طرف توجہ دیتا دیکھ کر دِلارہ نے کھڑے ہوتے ہاتھ جھاڑتے پوچھا۔

"ہاں۔ مل لیا۔ یہ تو کافی بہتر ہو گئی تمہاری beni"

باران کی نظر بلی پر تھی جو آجا کر دِلارہ کے پیروں میں ہی لوٹ رہی تھی۔

"ہاں۔ اسکا زخم بہتر ہے اور پسلی کا درد بھی کم ہے"

دلارہ نے بھی سکون سے جواب دیا۔

"زخم بہتر ہے یہ تو نظر آرہا ہے۔ درد کم ہے یہ کیسے پتا چلا تمہیں۔ یہ تو بے زبان ہے؟"

وہ دلچسپی سے سوال کیے دلارہ کے پاس ہی آکر رکا جو ہلکی ہلکی دھوپ میں چمکتی آنکھیں لیے جوابا اسے بھی اسی مسکراہٹ سے دیکھنے لگی جس سے beni کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ ایکٹیو ہے۔ چلنے میں لڑکھڑا نہیں رہی اور باقی پیٹس کی طرح کیٹ ایکٹیوٹیز میں بھی حصہ لے رہی ہے۔ یہ رسپانس

بہت تیز دے رہی ہے۔ اسکا مطلب ہے اسکا درد اسکے موڈ اور مزاج پر اثر نہیں کر رہا تبھی کہا کم ہے"

وہ گہری دلچسپی سے اسے سن رہا تھا، دِلارہ کے محسوسات سچ میں سراہنے لائق تھے، وہ یہی سوچ رہا تھا جب یہ لڑکی ایک بلی کے لیے اتنا گہرائی سے سوچ رہی ہے تو وہ پھر ایک جیتا جاگتا انسان ہے، اب اسے تسلی ہوئی کہ دلارہ جو اسکی فکر کر رہی ہے وہ مجبوری نہیں بلکہ دلارہ کے مزاج کا حصہ ہے، اول وہ لوگوں کے قریب جانا پسند نہیں کرتی تھی مگر جو اسکے آس پاس کے کچھ اہم لوگ تھے پھر وہ انکی ہر طرح کیئر کرتی ہے اور فطرت کبھی مجبوری سے جڑی نہیں ہوتی۔

"گھر ڈراپ کر دوں تم دونوں کو؟"

وہ کوئی جواب نہ ڈھونڈ سکا، نرمی سے دِلارہ سے پوچھا۔

"اسے میں دو دن بعد لینے آوں گی۔ جب پوری ٹھیک ہو گی۔ ابھی مجھے گھر نہیں جانا۔ میں دوپہر تک یہیں ہوں۔ تم اب آزاد ہو۔ سوتے میں اٹھایا تھاناں۔ سو جانا جا کر، میں ٹیکسی لے کر چلی جاوں گی"

دگنی نرمئ سے دلارہ نے جواب دیا تبھی باران نے وہیں سامنے بنے سٹنگ کاوچ پر جا کر تسلی سے بیٹھے فون نکالا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

دِلارہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو بیٹھے کیوں ہو۔

"میں دو پہر تک یہاں ہوں۔ اچھا لگ رہا ہے مجھے بھی یہاں بیٹھنا۔ تم فری ہو کر بتاو۔ ساتھ چلتے ہیں"

باران نے اسے کہتے ہی اپنا فون کھول لیا جبکہ دِلارہ وہیں سے پلٹ کر ہلکا سا مسکرائی اور پھر وہاں سے پیٹس ایریا کی طرف چلی گئی، وہ جو فون پر نظریں جمائے بے نیاز و مغرور بنا بیٹھا تھا فون وہیں رہ گیا پر وہ امبر آنکھیں دِلارہ پر جم گئیں، وہ سراہتی ہوئی نظریں بلاشبہ جس بھی محبت و سکون سے بھری تھیں اسکا سبب وہ چھوٹی سی لڑکی ہی تھی۔

"تم بھی شاید وہیں سے آئے ہو۔

اچھے موسم جہاں سے آتے ہیں"

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

ہاندے اپنا بریک فاسٹ بارہ کے بعد ہی کرتی تھی، آج بھی میڈ نے اسکا ناشتہ لگا دیا تھا پر ابھی تک وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں آئی تھی۔

آزاد نے اپنے روم کا ڈور کھولا، وہ گھر کے عام سے کمفی خلیے میں تھا لیکن چہرے پر پھیلی شیطانیت ہر گز عام نہ تھی۔

وہ اپنے کمرے سے باہر آیا تو اسکی نظر بریک فاسٹ سے سجی میز پر گئی تھی، اس نے آس پاس ہاندے کو نہ پائے رخ ڈائنگ ہال کی طرف کیا اور ٹھیک ہاندے کی کووفی کے پاس رکے اپنی فنگر میں پہنی آرٹیفیشل سٹون رنگ کو انگوٹھے سے اوپن کیا جس پر وائیٹ کلر کا پاوڈر ٹھیک ہاندے کی

کووفی میں جا گرا، آزاد نے گرم کووفی میں اپنی وہی فنگر
پھیری کیونکہ اس وقت اسکے اندر جو آگ لگی تھی، وہ انگلی
کی اس جلن سے قدرے بڑی تھی تو محسوس نہ ہوئی اور
اپنے لیے اک گلاس فریش اورنج جوس ڈالتا زرا چہل قدمی
کے لیے باہر جانے لگا جب ہاندے کے عقب سے پکارنے
پر رکا، اک لمحہ آزاد کو لگا وہ پکڑا نہ گیا ہو، چہرے پر ہزاروں
گھبراہٹ کے رنگ لہرائے پر جناب پورے اعتماد سے
پلٹے، ہاتھ میں گلاس لیے، اف وہ اس عمر میں بھی اک
پرزور آدمی تھا جو کسی کے بھی حواس لمحہ بھر گل کر
دے، چچا ماموں والی تو جناب کی پرسنالٹی تھی ہی نہیں۔

"میرے ساتھ کمپنی دو ناشتے میں۔ کہاں بھاگ رہے ہو؟"

ہاندے ابھی تک نائیٹ ڈریس میں ہی ملبوس تھی، کریدتی نظروں سے سر تا پیر گھورتے بولی، آزاد اسی پر اعتمادی سے واپس پلٹا اور اپنے لیے چیئر پیچھے کرتے بیٹھا، گلاس میز کی سطح پر رکھا، ہاندے بھی مسکراتی سامنے بیٹھی۔

"تم مجھے کوئی دھوکہ تو نہیں دو گے ناں؟ اتنے اچھے ہو رہے ہو؟"

ہاندے نے اپنے لیے بریڈ سلائس لیتے آزاد کے پر اسرار تاثرات ٹٹولنے چاہے، اپنا خدشہ بھی کہا۔

"نہیں۔ناشتہ کرو آگے دیکھ کر"

آزاد نے سرد مہری سے کہے وہیں رکھا نیوز پیپر اپنے سامنے کھینچتے ساری توجہ اس پر فوکس کی، جبکہ ہاندے اس کے بعد چپ چاپ ناشتہ کرتی کووفی کے ساتھ انجوائے کرے اپنے فون پر بزی رہی اور آزاد دبا دبا کمینگی سے مسکراتا نظر آیا کیونکہ ہاندے پوری کووفی پی چکی تھی، ناشتہ ختم ہوتے ہی وہ عجیب سی جمائیاں لینے لگی جیسے نیند شدید آرہی ہو۔

"مجھے بہت نیند آرہی ہے۔اتنا سوئی ہوں پھر بھی۔۔۔کیا مصیبت ہے؟"

ہاندے نے جھنجھلاتے ہوئے شکوہ کیا تبھی آزاد بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"سو جاو اگر نیند آرہی ہے۔ ویسے بھی جاگ کر کونسا تیر مارو گی۔ خیر میں نکلتا ہوں۔ کچھ اہم کام ہیں"

آزاد نے اپنی ٹون زرا سپاٹ ہی رکھی، پر ہاندے نے پھر بھی اسکی بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچے روک لیا، آزاد ٹھٹکا کہ اس نے تو نیند کی گولیوں کا پاوڈر ملایا تھا، یہ بہک کس خوشی میں رہی ہے۔

وہ دانستہ زرا محتاط ہوا۔

"آو سوتے ہیں۔ کام شام میں نمٹالیں گے۔"

وہ اسے زبردستی ساتھ گھسیٹے بولی تو آزاد نے کوئی مزاحمت نہ کی اور اسکے ساتھ روم تک گیا۔

"مجھے نیند نہیں آرہی ہاندے"

آزاد نے کمرے کے وسط میں پہنچتے اکتا کر اس ناپسند وجود کو خود سے دور دھکیلا تو وہ سیدھی توازن برقرار نہ رکھتے بیڈ پر جا گری اور گرتے ہی مسکرانے لگی، ساتھ آنکھیں بھی جھپکا رہی تھی اور پھر آزاد کے دیکھتے ہی دیکھتے مزے سے

کروٹ بدل کر سو گئی، آزاد نے اسکی ٹانگ پیر سے ہلا کر دیکھی پر ہاندے گہری نیند میں جا چکی تھی۔

"لمبی نیند سو جاو ہاندے۔"

آزاد نے کمینگی سے مسکراتے ہاندے پر لحاف کروایا اور خود وہ اپنا فون پاکٹ کی جیب سے نکالے کسی کو کال کرتا کمرے سے نکلا اور ڈور لاک کر دیا، جتنی اس نے ہاندے کو نیند کی دوا دی تھی، وہ آٹھ گھنٹے تک جاگنے والی نہ تھی۔

عالیان اور آزاد نے صبح ہی نمبر ایکسچینج کیا تھا اور اس وقت آزاد اسے ہی کال کر رہا تھا۔

جناب ایک میٹنگ میں تھے پر چاچو کی کال کا نوٹیفکیشن ملتے ہی میٹنگ کچھ دیر کے لیے سٹاپ کی۔

"نازلی کو لینے جا رہا ہوں میں۔ تمہارے کچھ لوگ چاہیں۔ مجھے پتا ہے میرا بھتیجا ایک چھوٹا سا ڈان بھی ہے تو جلدی بھجوا نھیں۔ ایڈریس دے رہا ہوں"

چاچو نے ریکوسٹ نہیں کی تھی، سیدھا آرڈر لگایا تھا، ساتھ وہ اپنے روم میں آیا تھا تاکہ زرا پر اسرار ڈاکو کا خلیہ بنا سکے۔

"مطلب بڈی ان ایکشن ہو گا آج۔۔ واو۔ اچھا سنیں وہاں ایدا بھی ہو گی۔۔۔۔۔۔ نہیں نہیں وہ کمپنی آ گئی ہے آپ

بس اپنی نازلی پر فوکس کریں۔ اور ہاں میں چھوٹا نہیں بڑا ڈان ہوں اپنی درستگی فرمالیں۔ بھیج رہا ہوں لوگ"

عالیان نے شوخ اور مست انداز میں کہتے ہی کال کاٹی اور نظریں اسکی گلاس ڈور کے باہر نظر آتی ایدا پر تھیں، عالیان نے کانفرنس روم سے باہر آتے کسی حسن کی ملکہ کو فرصت سے دیکھا۔

ایدا آج کمپنی آئی تھی، عالیان اسے کمپنی دیکھ کر حیران کے ساتھ خوش بھی ہوا کیونکہ وہ بہت خوش، مطمئین کے ساتھ تر و تازہ بھی لگ رہی تھی۔

"ویلکم بیک بیسٹ فرینڈ"

ایدا کا اتنا خوبصورت ویلکم تو اس نے بھی امید نہ کیا تھا، وہ بلیک اینڈ ریڈ کلر کے A_line Ruffle Dress میں ملبوس تھی، بال کھلے تھے جبکہ کوٹ پہنے، ہائی ہیلز کے ساتھ بیگ پکڑے وہ سیدھی اس بزنس مین کے حواسوں پر بجلی بنی گر رہی تھی، گردن میں ونگز پینڈنٹ شان سے سج رہا تھا۔

"تھینکیو۔"

وہ دھیما سا مسکرائی۔

"آج تم واپسی پر میرے ساتھ جانا۔ کچھ ڈنر کریں گے سپیشل والا۔ ابھی زرا میٹنگ دیکھو اندر آ کر۔ میں ایک ضروری کال کر کے جوائن کرتا ہوں"

عالیان نے اسی نرم و محبت بھرے لہجے میں ایدا کو اپنی جگہ کانفرنس روم جانے کا جس مان سے کہا وہ ایدا کے دل کو چھو گیا، اسے اپنا شیدائی کر گیا، اوپر سے وہ تھری پیس بزنس سوٹ میں ملبوس فٹ اینڈ ہنڈسم عالیان، جب بھی سامنے آتا، ایدا کو اپنے ارد گرد نادیدہ حرارت محسوس ہونے لگتی۔

"آپکی جگہ دیکھوں میٹنگ یا آپکے ہائی رینک ورکر کی طرح؟"

ایدا نے اسے جاتے جاتے لاڈ سے پکار کر روکا تو محترم مبہوت نگاہوں میں اس آپسراہ کو لیتے قدموں کو زنجیر کر لیتے پلٹے۔

"میری بیسٹ فرینڈ کی طرح۔اب یہ تم پر ہے کہ تم باس بننا چاہتی ہو یا اس فارما کمپنی کی سب سے قابل ورکر۔جو تمہیں سوٹ کرے ایدا۔جاو شاباش۔میٹنگ رکی ہوئی ہے"

ایدا کو اہمیت کا احساس دلاتا وہ وہاں سے اپنے جلووں سمیت گیا پر کوئی ایدا سے پوچھتا دل و روح کا ہر انگ کیسے مہکتا ہے، کیسے دل کا سارا دھیان پوری دنیا چھوڑے کسی ایک کی جانب بھٹکتا ہے۔

جبکہ عالیان نے اپنے کچھ لوگ چاچو تک بھجوائے اور وہ کافی ایکسائٹڈ تھا کہ مدت بعد چاچو کا خونخوار روپ دیکھنے والا ہے۔

.._____..

رات وخیر وعافیت سے گزر گئی تھی مگر اب طوفان سے پہلے والی خاموشی چھائی ہوئی تھی، برہان مسدور رات نہ لوٹے تھے تبھی مسدور حویلی کا طوفان ابھی سمٹا تھا لیکن وہشت برابر ہر سو سے چھلک رہی تھی۔

نازلی رات ٹھیک سے سو نہ سکی تھی، کھٹکا سا لگا ہوا تھا کہ ابھی کچھ ہو گا اور ابھی کوئی وبال مچے گا تبھی وہ ارد گرد کے ماحول کے مطابق چوکنی تھی۔ دو بجے کے قریب برہان مسدور کی گاڑی کا ہارن بجا جبکہ نازلی اپنے کمرے سے باہر نکل آئی، ایدا آج کمپنی گئی تھی کیونکہ شادی کینسل ہونے کی وجہ سے اس نے لیو بھی جلدی ختم کر دی تھی۔

گارڈز کے جھرمٹ کے بیچ سے برہان مسدور نکلتے ہوئے حویلی کی طرف بڑھ رہے تھے، چہرے پر سنگلاخ چٹان کی سی سختی موجود تھی۔

نازلی اپنے کمرے سے ملحقہ صحن کی بیرونی دیوار کی اوٹ میں چھپی بھائی کا یہ جاہ جلال اور دبایا غضب بھانپ گئی تھی۔

برہان مسدور سیدھا باغیچے کی جانب گیا تھا جہاں گل خانم براجمان کچھ موسمی پھلوں کو کھانے کے ساتھ کچھ عورتوں کے ساتھ ہمکلام تھیں، برہان مسدور کو دور سے ہی آتا دیکھے ان خواتین کو جانے کی اجازت دی اور ساری توجہ

برہان مسدور پر ثبت کی جوان خواتین کے جاتے ہی تنتناتا ہوا ٹھیک انے کی سامنے والی کرسی سنبھال گیا۔

"کہاں رہ گئے تھے تم برہان؟"

وہ برہم وناراض ہوئیں، نازلی بھی باہر باغیچے کی سمت آکر رک تو گئی پر وہ انکی باتیں نہیں سن پارہی تھی۔

"میری مہمت سے بات ہوئی۔ پوری کوشش کرلی اسکی ضمانت کی پر انسپکٹر نہایت کمینی چیز ہے۔ نہ رشوت مان رہا ہے نہ کوئی سفارش۔ جبکہ مہمت نے کہا ہے اسکی زمین واپس چاہیے ہر اس ساز وسامان کے جو اسکی زمین پر لوڈ کروایا جا

چکا ہے۔ انے جتنا اس زمین پر ہم نے کام کروایا اسکی ایک
لیرا بھی قیمت دینے کو تیار نہیں۔ اور اس نے کہا اسے ایدا
کے عاشق نے اریسٹ کروایا جبکہ ایدا نے ٹھپڑ
مارے۔ میں اس آخری بات سے متفق نہیں۔ ایدا اتنی
بہادر نہیں کہ چیونٹی بھی مارے۔ اور خود سوچیں اس پر
کون عاشق ہو گا، مجھے لگتا ہے مہمت کوئی اور گیم چلا رہا
ہے۔ منجھا شاطر زمین دار ہے، کیا پتا لوٹنے کا ارادہ کیے بیٹھا
ہو۔ زمین دے کر اس پر ہوئے ہمارے سارے کام سمیت
واپس مانگ رہا ہے"

برہان کی ساری بات گل خانم نے تحمل سے سنی، چہرہ نفرت و حقارت کے کئی طرح کے جذبات کے سنگ بدلا، آنکھیں لہو آشام ہونے لگیں۔

"اگر زمین مہمت کو واپس جاتی ہے تو ہمیں کتنا نقصان ہو گا برہان؟"

کچھ دیر کے توقف کے بعد گل خانم نے سوال کیا۔

"لگ بھگ پچانوے ہزار لیرا کا"

برہان نے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"انتظام کر ان پیسوں کا اور منہ پر مار اسکے زمین۔ اگر نازلی یا ایدا اس سب میں ایک فیصد بھی شامل ہوئیں تو دنیا دیکھے گی ایک ماں اور دادی کا بھیانک روپ"

گل خانم کا فیصلہ برہان مسدور کے لیے دھچکے جیسا تھا۔

"پر انے میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے"

برہان نے بے بسی سے سمجھایا۔

"کچھ دیر پہلے اسماعیل یلدرم کی طرف سے ایدا کے لیے نورے کے زیوارت آئے ہیں۔ بیچ دے سارے۔ میرے کمرے میں رکھے ہیں"

گل خانم نے گردن اکڑائی، خود برہان کے کان اٹھے۔

"ان سانپوں نے کیسے حصہ دے دیا بہن کا؟"

برہان کے لہجے سے نفرت چھلکی۔

"ہمیں اس سے کیا۔ جا کر یہ کام کر۔ باقی کام میرا ہے"

گل خانم کا حکم اٹل تھا۔

"ٹھیک ہے انے۔ میں جاتا ہوں"

وہ حکم کی تعمیل میں اٹھ کھڑا ہوا جبکہ گل خانم نے اک سیب کا ٹکرا اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہی اٹھ کر مسدور حویلی کی طرف رخ کیا، نازلی نے اپنے قدم کچن کی طرف بڑھائے۔

گل خانم اندر آئیں تو نازلی اپنا بنایا بریک فاسٹ کرسی گھسیٹے بیٹھ کر انجوائے کرنے لگی، انے کی طرف بلکل توجہ نہ دی۔

"ایدا اتنی پر سکون تھی، میں بھی کہوں اچانک اسکارو ناپیٹنا کیوں تھم گیا۔ کونسا تگڑا عاشق ملا ہے اسے جس کے سہارے وہ بے غم ہوئی اور تو بے خوف؟"

نازلی کے ہاتھ سے سپون چھوٹ کر پلیٹ میں گری، چہرہ متغیر رنگوں میں نہا گیا، ڈرتے ڈرتے اس نے چہرہ اٹھا کر گل خانم کے چہرے کی جانب دیکھا۔

"کیا کہہ رہی ہیں آپ؟"

نازلی کانپتی ٹانگوں سے اٹھ کر انکے سامنے آ جمی۔

"وہی جسکی تصدیق تو کرے گی"

گل خانم نے اسکے بال ایک ہی جھٹکے سے مٹھی میں دبوچے تو نازلی کراہی۔

"ا۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔کیوں اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہیں آپ اور بھائی؟"

نازلی نے درد کی پرواہ کیے بناماں کو انکی غلطی پوائنٹ کی۔

"دیکھ نازلی تجھے تو ہم نے آزاد کے ساتھ خون ہونے کی وجہ سے نہیں دفنایا تھا پر تجھے اچھے سے پتا ہے ایدا سے ہمیں

کوئی لگاو نہیں۔ اسکی ماں نے مجھ سے میرا بچہ دمیر چھین
لیا۔ پھر وہ اتنی منحوس تھی کہ اسے ساتھ ہی لیے مر
گئی۔ ہم سب سے چھین کر۔ اس لیے ایدا منحوس ترین
ہے۔ اس گھر کے لیے، ہم سبکے لیے۔ اگر تو اور وہ کوئی
کھچڑی پکا رہی ہو تو مجھے بتا دے، میں تجھے بخش دوں گی ورنہ
دونوں کو زندہ دفنا دوں گی۔ تم دو کے نکلے ہوئے یہ پر مجھے
کھٹک رہے ہیں۔ مجھے میری ہی اولاد کا قاتل بننے پر مجبور
مت کر نازلی۔۔۔۔ بتا مہمت نے کیوں کہا کہ اسے ایدا کے
عاشق نے اغوا کیا؟ اور یہ کیوں کہا کہ ایدا نے اسے تماچے

مارے۔۔۔بول نازلی۔وہ چھٹانک بھر کی لڑکی اپنے بل بوتے پر اتنا سب نہیں کر سکتی۔"

گل خانم اسکے بالوں کو اکھاڑنے پر تلی تھیں اور اک لمحہ نازلی کو لگا سب ختم ہو گیا ہے، اس سے پہلے وہ درد کی شدت برداشت نہ کرتے کچھ اگلتی، اچانک ہوتی فائرنگ کی آواز پر الميرا دوڑتی اندر آئیں، خود گل خانم نے نازلی کے بال آزاد کرے ڈرو بوکھلاہٹ میں اسے پرے دھکیلا۔

"یہ۔۔کون کر رہا ہے فائرنگ؟"

گل خانم خوف و وہشت سمیت غرائیں، المیرا کے چہرے کا رنگ اڑا تھا، اک لمحہ یہی کیفیت ایدا کی بھی تھی۔

"برہان ابھی نکلے ہیں حویلی سے، پتا نہیں کون گھس آیا ہے اندر۔ وہ فائرنگ کرتے اندر آرہے ہیں۔ ہمارے دو لوگ میرے سامنے مر گئے گل خانم"

المیرا نے روتے ہوئے دہائی دی جس پر نازلی نے اپنے درد کرتے سر کو تھامتے لڑکھڑانے سے خود کو روکا، اسے المیرا اور انے اسے اکیلا چھوڑے باہر نکلتی نظر آئیں پھر آنکھیں اس قدر دھندلا رہی تھیں کہ وہ چل نہ پا رہی تھی اور اس سے پہلے گرتی، کسی مضبوط انسان نے اسے گرنے سے

سنبھالا اور نازلی کے ناک پر کچھ رومال پر لگا کر رکھا ہی کہ وہ
جو صرف لڑکھڑا رہی تھی، بے جان ہو کر اس شخص کی
بازوؤں میں جھول گئی، اس بھاری اور قد آور شخص نے کسی
گڑیا کی طرح نازلی کو اپنے کندھے پر ڈالا اور باورچی ہال کے
دروازے سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا نکل گیا، المیرا اور گل
خانم اس وقت فائرنگ اور بیرونی گولیوں کی یلغار سے
ڈرے بڑے کمرے میں آکر بند ہو گئی تھیں، دونوں کو
نازلی کا ہوش نہ رہا، جبکہ فائرنگ تب جا کر تھمی جب وہ
انسان نازلی کو اٹھا کر مسدور حویلی کے گیڈ سے نکل
گیا، اسکے نکلتے ہی فائرنگ بھی رک گئی جبکہ بچے کچے مسدور

حویلی کے گارڈز نے ان لوگوں کے جاتے ہی واپس بڑے کمرے تک پہنچے دروازہ پیٹتے گل خانم کو اطلاع دی۔

وہ اور المیرا ساتھ ہی باہر نکلیں، المیرا تو نازلی کو دیکھنے دوڑنے لگیں پر گارڈ کی بات پر رک گئیں، پیروں سے جیسے جان پھسل گئی تھی۔

"وہ نازلی بی بی کو اٹھا کر لے گیا۔ وہ آدمی مضبوط اور دراز قامت تھا۔ اسکے بیس عدد لوگوں نے ہمارے تقریبا سارے آدمی مار دیے خانم"

بچا ہوا زخمی گارڈ آ کر منمنانے اور رونے لگا، جبکہ گل خانم کی آنکھیں یوں تھیں جیسے پگھلا ہوا سیسہ گھل رہا ہو، گل خانم کی خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔

.._____..

دلارہ دو بجے تک فری ہو گئی تھی، اس نے لنچ وہیں کیئر سنٹر کے سٹاف کے ساتھ ہی کیا جبکہ باران نے انے کو کمپنی دی، دِلارہ نے اپنی پرفیوم کا ٹیسٹر بھی بجھوا دیا تھا اب رات تک اسکے اپروول رزلٹ کا ویٹ تھا تبھی وہ اس پر مزید کام کرتی۔

وہ جانے کے ارادے سے کیئر یونٹ سے نکلی تو اسے
باران، منتظر گاڑی سے لگ کر کھڑا ملا۔

دِلارہ کو ملکہ والے احساسات ملے کہ وہ دشمن، مغرور آدمی
کب سے اسکے انتظار میں بندھا ہے، وہ قریب آ کر رکی تو
باران نے ساری توجہ اسکو دیتے ہلکی سی سمائل دی۔

"میرے لیے تم نے اتنا انتظار کیا۔ اچھا لگا"

وہ بہت کم کسی کی ایفرٹ سراہتی تھی، اس نے باران کے
سامنے بھی جو اچھا لگا کہہ دیا۔

"تم بھی کر لینا کبھی میرا انتظار۔ برا نہیں لگے گا مجھے"

وہ مسکرا کر بات ختم کر گیا، ہاں یہ الگ بات تھی کہ وہ مسکراہٹ بات بڑھانے والی تھی۔

"کوفی پلاو گے مجھے کہیں اچھی سی"

وہ بات اور نظریں بدل گئی۔

"میں کڑوی چیزوں سے تھوڑا الرجک ہوں۔ مجھے بھی پینی پڑے گی پھر"

وہ اسے یاد دلا رہا تھا جسے اب تک وہ حفظ ہو گیا تھا، دِلارہ نے ارد گرد نظریں پھیرتے واپس متجسس بنے باران کے چہرے پر فوکس کیں۔

"مجھے لگتا ہے میرا موڈ آج چائے پینے کا ہے"

وہ فوراً مکر گئی، کسی خوبرو نوجوان کا دل دھڑکنا بھول گیا۔

اس نے یہ نہ کہا اسکے لیے اپنی پسند بدلی، بس وہ یونہی بے دھیانی میں کسی کے سارے موسم اچھے کر گئی تھی، باران نے مسکرا کر اسے دیکھا، وہ یوں صلح جو سی کمال لگتی تھی، اور دل دھڑکا دیتی واللہ قیامت!

"ہے باران"

ابھی وہ ایک دوسرے کو نرم نگاہوں کی ہی ٹھنڈک دے رہے تھے کہ عقب سے ایک لڑکی آئی جسکے ہاتھ میں ایک

پپی تھا، وہ آکر خوشی سے باران کو لپٹی اور اسکی گال پر کس تک کر دی، دِلارہ کا یہ سب دیکھے موڈ بگھڑا، کانوں سے دھوئیں چھوٹے جب اس لڑکی نے باران کی گال کو اپنے ہونٹ لگائے۔

"اوہ کیسی ہو تم۔؟"

باران نے بھی اس شناسا چہرے والی سے ہچکچاتے حال دریافت کیا، وہ کافی شوخ اور دبلی پتلی لڑکی تھی، سوکھی لکڑی کہنا بہتر تھا پر اسکے فیشن دیکھ کر دِلارہ کا دل گندا سا ہوا، ایک تو اسکے بال گلابی ڈائے تھے، اوپر سے اس لڑکی

کے کندھے پر رنگین ٹیٹو بھی تھے، خود باران اسکے گلے لپٹنے اور کس سے شدید بے چین اور بے زار محسوس ہوا۔

"میں فٹ فائن، ہاٹ اینڈ سیکسی۔۔ ہمیشہ کی طرح۔ لانگ ٹائم نو سی۔ اس دن سب فرینڈز سے ملے تم لیکن مجھے بھول گئے۔ سو روڈ مین۔ ہم بھی آپکی راہوں کی دھول ہوا کرتے تھے۔ بتاو کیا چل رہا ہے لائف میں؟"

وہ لڑکی اپنے پپی کو خود سے لگائے ہی بے تکلفی اور خوش فہمی کی ساری حدیں پار کیے چہکی تو باران نے رسماسی سمائیل دی البتہ دِلارہ نے اس لڑکی کو سلگتی نظروں سے بغور دیکھا

جو نہ ہاٹ تھی نہ بہکانے والی بلکہ الٹا گندی کراہت دیتی وائبز دے رہی تھی۔

"کچھ نہیں۔مجھے لگا تم نیویارک ہو گی تبھی نہیں انوائیٹ کیا۔لائف میں یہ چل رہا ہے"

باران نے جواب دینے کے ساتھ جیسے دِلارہ کی کمر میں بازو حائل کرتے اسے اپنے ساتھ جھٹکے سے لگایا، خود دِلارہ کا پورا وجود کانپ گیا، ایسی باران کی حرکت اسکے دل کے جذبات کو مزید بے آبرو کرنے کا سبب بن سکتی تھی پر اس ظالم شخص کو کہاں پرواہ، وہ حیرت سے باران کا منہ تکنے لگی، جبکہ وہ لڑکی زرا اس لڑکی کے اس طرح کے دل فریب

تعارف پر اندر سے جلتی ہوئی محسوس ہوئی، دِلارہ کو لگا اگر مزید اس آدمی نے اسے خود سے جوڑے رکھا تو اسکی یا چیخ نکلے گی یا دم۔

کسی کا گلے لگانا جان لیوا پر کسی کا یوں اپنے ساتھ جوڑ کر تعارف میں کہنا یہ چل رہا ہے، بے حد رومانوی اور سیڈ کیٹیو عمل تھا۔

"یہ مطلب؟ تمہاری گرل فرینڈ؟"

سیرن نام اس لڑکی نے اچھنبے سے پوچھا، دھواں ہوتا لہجہ بھی عیاں ہوا۔

"گرل فرینڈ نہیں۔ یہ میری وائف ہے۔ تمہیں باقی سب فرینڈز نے اپنے میری طرف آنے کا تو بتا دیا۔ یہ نہیں بتایا کہ میں نے شادی کر لی سیرن"

باران نے بڑی سنجیدگی سے سیرن کو اطلاع دی ساتھ تعجب بھی عیاں کیا۔

"اوپس بتایا تھا میں بھول گئی۔ ہیلو۔ میں سیرن۔ کیسی ہو تم؟"

سیرن نے ڈرامائی محبت جتاتے اپنا ہاتھ دِلارہ کی طرف کیا جو اس وقت صدماتی کیفیت میں مبتلا تھی، ہاتھ تو وہ ہوش میں نہ ملاتی، صدمے میں تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"اسکا ہاتھ زخمی ہے۔ تم بتاو یہاں کیسے آنا ہوا؟"

باران نے سیرن کو ہاتھ پیچھے کرنے کا ان ڈائریکٹ اشارہ دیا جبکہ دِلارہ کے چہرے سے لگ رہا تھا اندر کھلبلی مچی ہے۔

"اوہ میرا گیلو بیمار ہے۔ اسے ہی دیکھانے لائی۔ چلو تم دو سے پھر ملتی ہوں یہ بے آرام ہو رہا ہے۔ مل کر اچھا لگا"

سیرن نے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوتے دوڑ لگائی اور تبھی دِلارہ نے باران کی بازو پکڑ کر جھٹکی، آخر ہمت کیسے کی اس نے دِلارہ کو یوں لوورز کی طرح ہولڈ کرنے کی پر جب باران اسے دیکھ رہا تھا وہ سب بھول گئی، یاد رہا تو بس یہ کہ اس لڑکی نے باران کو گال پر کس کی۔

"اس نے تمہیں کس کیوں کی؟"

دلارہ نے غصے سے پوچھا، وہ تھوڑی بدحواس بھی لگی جبکہ باران کے آئبرو اوپر تو اٹھے جو حیرانگی کا ہی ایک تاثر تھا۔

"کیونکہ یہ سب ایسے ہی ملتے ہیں۔ اسے مجھ پر کرش بھی رہا ہے تو مے بی مجھے دیکھ کر پرانا پیار جاگ گیا ہو۔"

باران نے مزے سے بتاتے کندھے اچکائے جبکہ دِلارہ کا لہو سلگنے تپنے لگا، رگوں میں آتا ابال وہ محسوس کر رہی تھی۔

"تم نے کیوں کس نہیں کی بدلے میں؟"

دِلارہ نے اپنی جلن ہر ممکنہ دباتے نارمل رہتے سوال پوچھا تو باران نے ناسمجھی سے دِلارہ کو دیکھا۔

"کیونکہ میں نے کبھی کسی کو نہیں کی۔"

باران نے سچائی سے جواب دیا۔

"تم منع کیا کرو انھیں ایسے چپکنے سے۔ یہ بہت عجیب اور کرنج لگتا ہے۔ کہہ دیا کرو مجھے پسند نہیں ہے"

دِلارہ نے اسے یونہی مشورہ دیا جبکہ باران کی دلچسپی تو دلارہ کا اک نیا روپ بنا ہوا تھا، وہ شرما نہیں رہی تھی پر وہ انسیکیور ضرور لگ رہی تھی۔

"لیکن مجھے پسند ہے جب لڑکیاں کس کریں"

باران نے سرے سے اپنا سر ٹوٹنے سے بچاو کی کوئی سبیل نہ کرتے دِلارہ کے اندر کا جانور جگایا، وہ سرد مہر نظروں سے اسے گھائل کرنے لگی۔

"یہ کسیز کی پسندیدگی کا معاملہ ہوس میں آئے گا۔ اب میں کچھ کہوں گی تو تمہیں مرچیں لگیں گی کہ تمہارے اجلے کردار کو سیاہ کر دیا۔ اور یہ کیا تم مجھے میری وائف وائف کہتے پھر رہے ہو۔ تھوڑی سی دوست ہوں بس۔"

دِلارہ نے غصے کو ہر ممکنہ دبایا پر پاسیبل نہ تھا کہ وہ اپنے جذبات اس بندے کے آگے سنبھال پاتی۔

"تھوڑی سی دوست جلتی تو نہیں ہے"

باران نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے اپنی طرف چہرہ گمائے شرارت سے پوچھا تو دِلارہ نے جلدی سے گھبرا کر اسکے ہاتھ کو جھٹکا اور پاس سے گزرنے لگی پر باران نے اسے دونوں بازووں سے پکڑتے روکا، وہ واپس رکے اسے گھورنے لگی۔

"جل نہیں رہی۔ پر جو گند الگا وہ بتایا"

دِلارہ نے اسکی غلط فہمی دور کی، وہ امبر آنکھیں مسکاتی معلوم ہوئیں، اب کس کافر کو سر درد کی دوا چاہیے تھی، یہ لڑکی پورا کا پورا مرہم ہی تو تھی۔

"گندا کہاں تھا۔ وہ ایک سپر ماڈل ہے۔ ایک بہت فیمس انقرہ کے میگزین کی اونر۔ ہاٹ بھی ہے۔ ایسی کامیاب لڑکی جب کسی سیٹل ہو چکے میچور کرش پر فدا ہو تو یہ کافی میجیکل ہو گا۔ نہ کہ گندا"

باران نے یہ کہتے دِلارہ کے اک اک تاثر کو فوکس کیا، کونسا لفظ اسے چبھا، کونسا ناقابل قبول ہوتے بھی سہا، کس پر غصہ

آیا، کس لفظ پر دلارہ کا باران کے منہ توڑنے پر دل مچلا، وہ سب بھانپ رہا تھا۔

"وہ ہاٹ لگی تمہیں۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ۔ اسکی تو بیوٹی بون بھی بیوٹی کم ڈیزاسٹر بون زیادہ لگ رہی تھی جس پر ایک والکینو کا ٹیٹو تھا، ڈسگسٹنگ۔ پھر اسکی ڈریسنگ سینس، جیسے ابھی سو کہ اٹھی ہو اور نیند میں پہن آئی ہو کچھ بھی تھوڑا سا۔ اسکے بال دیکھے گدھے کی پونچھ جیسے کر رکھے تھے۔ پھر اس سے صحت مند تو اسکا پپی تھا۔ یہ میگزین کی اونر اپنا خود کا بھاری میگزین ہاتھ میں اٹھاتی کیسے ہو گی، مجھے تو یہ تجسس ہے۔ گر جاتی ہو گی"

دِلارہ کی جلن اب کی بار محظوظ مسکراہٹ میں بدلی جبکہ باران شدکڈ تھا کہ اتنے کم وقت میں دِلارہ نے اس لڑکی کا پوسٹ مارٹم کر کے رکھ دیا۔

"تم مینٹین فگر والی ہو تو کیا باقی سمارٹیز کا ایسے مزاق اڑاو گی؟۔"

باران نے اسے برا مناتے ڈانٹا تو وہ اداسے چہرہ ہی پھیر گئی، اب تک اسکی بازو باران کے ہاتھوں میں قید تھیں۔

"میں نے بس ہاٹ ہونے کی تشریح کی کہ وہ ہر گز ہاٹ نہیں تھی۔بچاری خوش فہمی کی ماری۔"

دِلارہ نے منہ پھلاتے وضاحت کی۔

"پھر تم بتادو کہ ہاٹ لڑکی کیسی ہوتی ہے۔؟"

باران نے یہ انفارمیشن بھی اسی ملکہ سے طلب کی جسے اپنے حسن پر بلا کا ناز تھا۔

"میرے جیسی۔"

دلارہ نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے اطلاع دی۔

"واو۔میری نالج میں اتنا اضافہ ہوا، یہ مجھ سے برداشت کیسے ہو گا"

باران نے اسکے بازو چھوڑتے اپنے کانوں پر بڑبڑاتے ہاتھ رکھا، اسکا دلارہ کو زچ کرنا، ڈرامائی حیرت سے مرنا، سب ہی دِلارہ کو زہر لگا۔

"مزاق مت اڑاو میر اباران"

دِلارہ نے اسکے شوز پر زور سے اپنا پیر دے مارتے یوں تنگ کرنے سے روکا، اس اچانک افتاد پر موصوف کا کراہنا بنتا تھا، اور دِلارہ کا مسکرانا۔

"بائے داوے میں اسکا کرش نہیں ہوں بلکہ وہ میری اچھی بھلی عاشق ہوا کرتی تھی۔ پوری سٹوری سناوں تمہیں کیسے اس نے اپنی وین کاٹ لی میرے زرا اگنور کرنے پر۔"

دلارہ آکر گاڑی میں بیٹھی تو باران نے بھی خوشگوار لہجے میں آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے پوچھا، دِلارہ نے گردن گما کر جبڑے بھینچتے اسے دیکھا جو مسلسل اسے جلانے پر لگا تھا۔

"اگنور تو تم نے آج بھی کیا اسے، کیا اس پر اپنا گلا کاٹ لے گی؟ اگر ہاں تو پھر میں مان جاوں گی کہ تمہاری عاشق ہے۔ ورنہ اپنی فضول اور بکواس سٹوری اپنے منہ میں ہی رکھنا"

دلارہ نے سیٹ بیلڈ فکس کرتے اسے دیکھتے ہی منہ پر جواب مارتے اک سلگتا مشورہ بھی تھمایا، باران کو اس وقت نہ اپنا سر درد یاد تھا نہ یہ کہ وہ دِلارہ کی طرح امیچور سا لڑکا نہیں ہے، ہاں جسکی سنگت میں وہ اپنی عمر اور عمر بھر کی مشقت بھول جاتا تھا، وہ بلاشبہ واحد تھی، نہ اس جیسی کوئی تھی نہ ہونے والی تھی، جناب بھی سیٹ بیلڈ فکس کرتے گاڑی چلا چکے تھے۔

"چائے پینے چلیں؟"

باران نے محظوظ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اس نخریلی دِلارہ کو ایک بار پھر آفر کی۔

"نہیں۔ موڈ نہیں۔ گھر ڈراپ کرو اور شکل گم کرو"

سخت تپ کر کھرا جواب آیا، باران نے امڈتے قہقہے کو اپنے گلے میں دبایا، جبکہ توجہ ڈرائیونگ پر ہی دی۔

"تم غصہ ہو؟"

باران نے پھر سے اس خاموش جہاں کو پکارا۔

"ہاں۔ اتار سکتے ہو غصہ؟"

وہ اسکی طرف دیکھنے لگی، سپاٹ لب و لہجے میں استفسار کیا، باران نے سرسری سا اسکی طرف دیکھے پھر سامنے آنکھیں جمائیں۔

"گدگدی کا مت کہنا۔ وہ مجھے کرنی نہیں آتی۔ اور بتاو کیسے اترے گا۔ باقی سب کچھ کر سکتا ہوں۔ تم نے میرے لیے کوفی کے بجائے چائے میں موڈ بدلا۔ یہ مجھے بہت اچھا لگا۔ آج یہ آدمی تمہارا غلام ہے پورا دن۔ کہو تو پارک لے چلوں تمہیں۔ جھولے لو گی تو غصہ ایسے اڑے گا جیسے پر ملتے ہی پرندے اڑتے ہیں"

باران کی ساری فضول کی باتیں، کسی کا غصہ ویسے ہی اتار گئیں، وہ مسکراہٹ روکنے کو چہرہ دوسری طرف گما گئی، اسے اچھا لگا کہ باران نے یہ پوائنٹ نوٹ کیا، وہ اہمیت

دے کر اسکا پرچار نہیں کرتی تھی، اسے خوشی دیتا جب کوئی اسکی ایفرٹ کو سراہتا یا سمجھتا تھا۔

"میں بچی نہیں ہوں"

دِلارہ نے مسکراتے لہجے میں ہی جتایا، حالانکہ آج دل بچہ بننے پر نا جانے کیوں بضد تھا۔

"بڑی بھی کب ہو؟ تمہیں بڑا ہونا سیکھاوں گا میں۔ ویٹ اینڈ واچ۔ چلو بتاو آج انقرہ گھومنے چلیں؟ مدت ہو گئی اس شہر کے گلی کوچے گھنگالے۔ ساتھ تم سی چڑئیل ہو تو سفر اور تھرلنگ ہو گا"

باران کے موڈ پر لگے پھول اپنی مہک دِلارہ تک ارسال کر رہے تھے، وہ خوبصورت مسکرائی، اس بار اس نے باران کو بغور دیکھا بھی۔

باران نے بھی خود پر جمی ان خوبصورت گرے آنکھوں کے اثر سے بے چین ہوئے دلارہ کو دیکھا۔

"میں تمہیں ملوں گا

جہاں سورج کی شعائیں ماند پڑ جاتی ہیں

جہاں دھنک کے سارے رنگ اپنا دم توڑ دیتے ہیں"

پھر دونوں ہی یکدم اپنی اپنی سمت دیکھنے لگے، کچھ نظروں کا ملنا ایسا ہوتا ہے جو راستے بھلا دیتا ہے اور منزلیں گنوا دیتا ہے، وہ دو زندگی میں ہوئے حادثوں سے ڈرے لوگ ابھی ایسا کچھ نہیں چاہتے تھے، انکا محبت کے وجود پر ایمان لانا، عام انسانوں کی طرح آسان نہ تھا، ان دو کا رشتہ کچھ اور تھا، نہ انکو سمجھ آرہا تھا نہ وہ دو ایک دوسرے کو سمجھا پا رہے تھے۔

زہے نصیب!

.._____..

"تمہارا موڈ سلامت ہے ناں۔ تمہیں یہاں کی کریزی چائے پلاتا ہوں۔ آجاو"

گاڑی ایک خوبصورت سے تھیم کیفے کی پارکنگ میں رکی تو باران نے سیٹ بیلڈ کھولا اور اپنا والٹ اور گاڑی کی چابی لیے کار ڈور کھولے باہر نکلا تو دِلارہ بھی دوسری طرف سے نکلنے لگی، باران نے خود آکر اسکی طرف کا ڈور کھولا اور اپنا ہاتھ دِلارہ کی طرف بڑھائے اپنے خوبصورت لہجے میں چائے کے موڈ کی از سر نو تعمیر کی۔

دِلارہ نے اک بے خود نظر باران یلدرم پر ڈالی اور ایک اسکے مضبوط ہاتھ پر جو دِلارہ کو تھامنے کے لیے کہیں سے بھی آجاتا تھا، اسے سمیٹنے کو تیار رہتا تھا۔

"تھوڑی سی دوست ہاتھ بلا جھجھک پکڑ سکتی ہے۔ تمہارا ہاتھ اتار نہیں لوں گا۔ پکڑ لو"

وہ خود کے سوچنے پر ملامت کرے جلدی سے اپنا ہاتھ باران کو پکڑاتی باہر نکلی، دونوں اک پل بے حد قریب آئے لیکن ایسے لمحے ابھی لمحاتی بھی قہر تھے تو ٹھہرے ہوئے کیسے سہے جاتے، فوراً سے پہلے دونوں نے اپنی نظروں کو لگام ڈالتے سنبھالا۔

"تم یہاں آخری بار کب آئے تھے؟"

دِلارہ نے کیفے کی تھیم بلڈنگ کے لوگو کو دیکھتے توجہ بھٹکائی، باران کے نزدیک اسے محتاط ہونا پڑا یہ پہلی بار تھا۔

"بورڈنگ سے آنے کے بعد جو تین سال انقرہ رہا، روز یہیں بریک فاسٹ کرتا تھا۔ گھر کے ناشتے میں کیڑے نکالتا تھا۔ کیونکہ مجھے بورڈنگ کی کوزین کی عادت تھی۔ یہ بیسٹ متبادل تھا۔"

باران نے اسے تفصیل دیے اسکا ہاتھ چھوڑا جس سبب وہ باران کے ساتھ مین بلڈنگ کی طرف چلنے لگی، لیکن باران

نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا یہ گہرائی سے محسوس کرتے بے رنگ سی ہوئی۔

"متبادل مل ہی جاتے ہیں۔ پھر وہ لوگوں کے ہوں یا چیزوں کے"

وہ چلتے چلتے رکا، اس نے دِلارہ کو دیکھا جو اس اچانک آئی کنٹکٹ پر بے آرام ہوتی محسوس ہوئی اور اپنے کہے سے مکرتی ہوئی بھی۔

"ڈھونڈو تو ملتے ہیں۔ نہ ڈھونڈو تو کوئی پاس سے گزرتا بھی نہیں۔ یہ آزمودہ ہے، لکھوالو"

وہ یقین دلاتے لہجے میں بولا تو دلارہ نے کچھ دیر اسکا بے حد خوبرو چہرہ دیکھا پھر نظریں پھیر لیں، جب کوئی نظریں ہی پھیر لے پھر بات ختم ہو جاتی ہے، پھر وہ دو ایسی منفرد آنکھیں رکھتے تھے جو سراسر بات بڑھانے والی تھیں۔

وہ دونوں چائے پینے آئے تھے اور چائے کے ساتھ انکو وہاں کے سٹاف اور اونر نے ایک گفٹ بھی دیا، چونکہ یہ جگہ باران نے یہاں کافی بار وزٹ کی تھی تو وہ یہاں کا پرانا کسٹمر تھا، بہت سالوں بعد بھی ان لوگوں کی گیسٹ لسٹ میں اسکا نام درج تھا اور تبھی اس کیفے کے اونر نے خود چائے کے ساتھ ایک انویلپ گفٹ کیا۔

"یہ کیا ہے؟"

باران نے مصروف سے انداز میں اس اونر کے ہاتھ سے وہ انویلپ لیتے پوچھا، دِلارہ اپنی چائے انجوائے کر رہی تھی۔

"آپکا ویلکم بیک گفٹ۔ دراصل ہمارے گیمنگ پورشن میں چار بجے ایک ایونٹ ہے۔ مجھے خوشی ہو گی کہ اگر آپ دو اس میں ایز آ کپل پارٹ لیں۔"

وہ اونر بہت محبت سے ان دو کو دیکھتے بتا رہا تھا جس پر باران نے جواب کی غرض سے دلارہ کی طرف دیکھا جو بلینک

تاثرات لیے بیٹھی تھی، باران نے اسکی بیزارئیت دیکھتے اجازت لینے کا خیال ترک کیا۔

"اوکے پاسیبل ہو اتو ضرور۔ تھینکیو"

باران نے اونر کو ٹالتے روانہ کیا جبکہ خود توجہ دِلارہ پر دی جس نے ایک کوکی بھی ٹیسٹ کی تھی، وہ چائے پی رہی تھی مطلب چائے اچھی نہیں واقعی بہترین تھی، اسکا کوکی کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ زرا سی دانتوں سے کاٹتی پھر ایک سیپ چائے کا بھرتی، باران اپنی چائے بھولے دِلارہ کو دیکھتا چلا گیا، بڑی مشکل سے توجہ سنبھالی۔

"چلو گی گیمز ایونٹ میں؟"

باران نے بھی اپنی چائے اٹھاتے اک سیپ لینے کے بعد مغرور حسینہ سے پوچھا۔

"میں بڑی ہو گئی ہوں۔ گیمز بچے کھیلتے ہیں"

دِلارہ نے ٹکا سا جواب دیا۔

" کبھی کبھی بچہ بن جانے میں کوئی برائی نہیں۔ اتنا بڑا بن کر کیا پالو گی۔ کیا تمہیں نہیں لگتا دلارہ کہ تمہیں اپنی عمر کے حساب سے ایکٹیوٹیز کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم چل رہے ہیں۔ اٹس فائنل"

وہ اس پر حکم صادر کرنے لگا تو دِلارہ نے اک گہری نگاہ ان امبر آنکھوں والے پر ڈالی۔

"اوکے جب مرضی اپنی کرنی ہے تو مجھ سے مت پوچھو۔ چلی جاوں گی۔ آدھا دن تو خراب ہو گیا۔ باقی بھی سہی"

وہ ارد گرد دیکھتے سامنے بیٹھی کائنات کو یکسر نظر انداز کر گئی، باران یلدرم جھٹلانے اور اگنور کرنے والی چیز کہاں تھی پر دِلارہ ایسا کرنے پر قادر تھی۔

"میں نے تمہارا دن خراب کیا۔ ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔ چلی جانا گھر۔ اپنا باقی دن خراب ہونے سے بچا لینا"

باران نے چائے کا کپ واپس ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا پر دِلارہ ہنوز مطمئین بیٹھی نظر آئی۔

"جانے دو باران"

وہ ٹیک چھوڑ کر بیٹھے بس اتنا بولی، باران نے اسکا لہجہ دیکھا جو پشیمان تھا، اپنے بد تمیز دل کو سمجھاتا ہوا وہ واپس بیٹھا، وہ اسے جان بوجھ کر بے چین کرنے سے خود کو روکنے لگا تھا۔

"پہلے کہو کہ تم دل سے اس ایونٹ میں جاؤ گی۔"

وہ شرطوں والا باران بنا بولا، دِلارہ نے فوری سر ہلا دیا کہ وہ وہی کرے گی جو باران چاہے گا۔

"فرمابرداری کرتی ایکسٹرا بمب لگتی ہو۔"

باران نے دل ہی دل میں سوچا، کہہ دیتا تو یہ سلجھی حسینہ فورا بگھڑ سکتی تھی۔

"اور تم مجھے آپ بھی کہا کرو"

باران نے لوہا گرم دیکھتے ایک اور وار کیا، دِلارہ نے آئبرو اچکاتے باران کو آنکھیں دیکھائیں۔

"تم جو کچھ مرضی منوالو، یہ تو مر کے بھی نہیں مانوں گی۔ پہلے آپ کہلانے لائق بنو پھر یہ منہ کھول کے فرمائش کرنا"

دلارہ نے اپنی چائے پر ہی فوکس کیا، جبکہ باران کی مسکراہٹ بے حد خوبصورت تھی، سات پردوں میں چھپی اور دبی سی، اور وہ لڑکی خوش تھی کہ اس نے لڑ کر ہی سہی پر باران کے درد اسے بھلا دیے ہیں۔

.._____..

"کبھی نہ کبھی تو یہ کرنا تھا، ان دو کو مزید مسدور حویلی چھوڑنا خطرہ تھا۔ ویسے حویلی تو بہت چن کرلی تم نے۔ زرا ڈر نہیں لگا کہ کن لوگوں کے محلے دار بن رہے ہو؟"

وہ نازلی کو ساتھ ہی کی حویلی لایا تھا، کلور فارم کی ڈوز نازلی کے مقابلے میں زیادہ تھی، تبھی ہوش نہیں آیا تھا، آزاد نے حویلی کا ایک سرسری ہی وزٹ کرتے جائزہ لیتے عالیان کو اپنے تاثرات بتائے، جب اسے کال کرتے اطلاع دی کہ اسکے لوگ واپس بھیجوا دیے ہیں۔

"آپ اگر اپنے ڈان بھتیجے کو جانتے ہیں تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ مجھے ڈرانا ناممکن ہے بڈی۔ ایدا کو ڈنر پر لے کر

جاوں گا اور پھر یلدرم حویلی۔ بابا کو سمجھا لیں گے حالانکہ ایدا کو پھر سے دیکھ کر اک لمحہ انکی سانس گل ہو گی لیکن اب مجبوری ہے۔ اور آپ بھی زرا جلدی سامنے آجائیں یار۔ بابا نے بہت ڈھونڈا آپکو ہوسپٹل سے غائب ہونے پر۔ ابھی تک آپکی تلاش نہیں چھوڑی"

عالیان اس وقت اپنے آفس میں ہی موجود تھا، ایدا اپنے کاموں میں بزی تھی، آج تو اسکا موڈ ایسا تھا کہ عالیان کو اپنے چاروں طرف خطرے کی گھنٹیاں سنائی دے رہی تھیں، بہکا موڈ نہیں بلکہ مسرور تھی وہ اور عالیان کا دل تب بہکتا جب وہ لڑکی بے حد خوش نظر آتی۔

"پہلے میں ہاندے سے نمٹ لوں۔ نازلی کو سب بتالوں۔ یہ سب معاملات سیٹ کرنے کے بعد کچھ اور سوچوں گا۔ ابھی تم ابی کو یہی کہنا کہ ایدا اس حویلی میں محفوظ نہیں۔ ایموشنلی بلیک میل کرنا، تمہارے اندر یہ ٹیلنٹ بھی کوٹ کر بھرا ہے۔"

آزاد نے کچن کا رخ کیا جہاں کھانا موجود تھا، عالیان نے کسی ہوم ریسٹورنٹ سے بھیجا تھا، حویلی میں ہر طرح کی سہولت تھی، جبکہ آزاد کا دل تو بس نازلی کی سانسوں سے جڑا اور لپٹا تھا۔

"یار آپ میٹھی میٹھی کرتے جا رہے ہیں۔ اب اتنا بڑا ڈرامہ بھی نہیں ہوں"

عالیان نے سر کھجاتے جیسے احتجاج کیا تھا۔

"ٹھیک ہے نہیں کہہ رہا۔ میرے جگر کا ٹکرا۔ بعد میں بات کرتا ہوں ابھی نازلی مشن پورا کرنا ہے اور مجھے سخت ٹنشن ہو رہی ہے کہ صدمے سے بیہوش ہی نہ ہو جائے"

آزاد نے ایک گلاس پانی پیتے گلاس واپس شیلف پر رکھا اور باہر نکلتے اک بھاری سانس اس کمرے کا دروازہ دیکھتے کھینچی جہاں اسکا کل جہاں موجود تھا، وہ فل بلیک میں کافی ہنڈسم

لگ رہا تھا، سر کے بال بے ترتیب تھے اور چہرے پر لگا ماسک اب گردن تک ڈھلکا تھا، آنکھیں معمول سے زیادہ متورم لگ رہی تھیں۔

"وہ بہت بہادر ہیں۔ لیکن آپ زرا انسانوں کی طرح آیئے گا انکے سامنے۔ ایک دم سے نہیں۔ بلکہ پہلے انکو مینٹلی تیار کریے گا"

عالیان نے مزید احتیاطی تدابیر بتائیں۔

"ٹھیک ہے بعد میں بتاتا ہوں صورت حال۔ لگتا ہے وہ جاگ گئی ہے"

آزاد نے محتاط انداز میں کہتے کال ڈسکنکٹ کی اور خود اس روم کی طرف بڑھتے اپنے گردن کی طرف سرکایا ماسک واپس اپنے چہرے پر لگایا۔

نازلی کا سر من وزنی محسوس ہوا تبھی وہ دونوں ہاتھوں سے سر جکڑے کراہتی ہوئی میٹرس پر اٹھ بیٹھی تھی، پھر درد کرتی آنکھیں اس غیر شناسا جگہ کو دیکھتے مزید پھیلیں، کمرہ اولیو اور وائیٹ کی تھیم کے ساتھ فل فرنشڈ تھا، نیا نکور فرنیچر اور ارد گرد کی ہر چیز، وہ اولیو کلر کے پلین ڈریس میں ملبوس تھی، بال کھلے تھے جبکہ ایک وولی اولیو سوئٹر بھی

نازلی نے پہن رکھا تھا، باقی وہ فگر کے حساب سے بلکل نازلی جیسی لگتی۔

زرا ہوش سنبھلے تو خود کے ساتھ ہوتا سابقہ معاملہ کسی دھندلائی فلم کی طرح نازلی کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگا، اسکے دل پر مانو ضرب سی لگی، دل گھٹنے لگا۔

"کسی نے ک۔۔۔کچھ سونگھایا تھا۔ میں کہاں ہوں؟"

نازلی نے بمشکل اپنے ننگے پیر نیچے کارپٹ بچھے فرش پر رکھے تو اسے اپنے جوتے اک طرف پڑے نظر آئے، نازلی نے بنا جوتے پہنے اٹھ کر بے چینی سے

دروازے کی طرف قدم بڑھائے ہی جب کوئی دراز اور مضبوط شخص دروازہ کھولے اندر داخل ہوا، نازلی جو پہلے ہی مختلف قسم کی تکلیف سے دوچار تھی، یوں کسی آدمی کو اپنی طرف آتا دیکھے فطری خوف کے سنگ دو قدم لڑکھڑا کر دور ہوئی، آزاد کے چہرے پر ماسک تھا اور اسکے سر پر ایک شیڈڈ کیپ تھی، ہاتھ میں فون تھا، نازلی کی جان سی لبوں پر آئی، چہرہ یوں جیسے کسی نے لہو کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا ہو۔

"ک۔۔ کون ہو تم۔۔ مجھے یہاں کیوں لایا؟ کیا تم انے کے آدمی ہو۔ کیا کرنے والے ہو میرے ساتھ؟"

نازلی کی خوف سے آواز دبی، آزاد نے اپنا فون آنکھوں کے سامنے کیا اور نوٹس کھولے وہ کچھ لکھنے لگا، نازلی کا خوف حیرت میں بدلا۔

آزاد نے فون سکرین اسکے سامنے کی جس پر "نہیں" لکھا تھا، نازلی نے اسکی فون سکرین اور پھر شکل کو عجیب نظروں سے دیکھا کہ یہ کیسا کڈنیپر ہے جو گونگا ہے۔

"کیا تم گونگے ہو۔؟"

نازلی کے ہچکچاتے سوال پر ماسک پار وہ چہرہ مسکرایا تھا، یہ صاف دیکھائی دیا، آزاد نے پھر سے فون سکرین سامنے کی، پھر "نہیں" لکھا دیکھے نازلی کا دماغ چکرایا۔

"تو کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟"

نازلی نے تپ کر چیختے پوچھا تبھی آزاد نے ایک بار پھر فون سکرین سامنے کرتے کچھ ٹائپ کیا۔

"میری مجبوری ہے۔ کیا تم آرام سے وہاں میٹرس پر بیٹھ سکتی ہو؟"

نازلی نے پھر سے سکرین دیکھی اور تبھی وہ وحشی بنی اسکی طرف لپکی اور آزاد کی ہڈی کو گریبان سے جس پکڑ کے سنگ دبوچا، خود آزاد جو پھسلتے فون کو بمشکل سنبھال سکا تھا، اس پکڑ پر دنگ رہ گیا، یہ چھوئی موئی سی نازلی اتنی طاقت ور ہو گی، کب سوچا تھا، جبکہ وہ خونخوار آنکھوں سے ان آنکھوں میں جھانکی، لمحہ بھر نازلی کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی، پر پھر پہلے سے دگنی مضبوط ہوئی کیونکہ اسکے اندر آگ دہکتی محسوس ہو رہی تھی۔

"تم مجھے دیکھے دیکھے کیوں لگ رہے ہو؟ تمہاری آنکھیں جیسے اپنی اپنی ہیں۔ بتاو کون ہو۔ میرا دماغ خراب مت کرو"

نازلی نے اس بار سخت جھنجھلاتے ہوئے پوچھا تھا، آزاد نے اسکے دونوں ہاتھوں کی پکڑ پر اپنا ایک ہاتھ رکھا اور ایک ہی جھٹکے سے وہ نازلی کو دونوں بازووں سمیت اپنے سینے سے جوڑ تا سٹک کر گیا، وہ آزاد کی ایک بازو کی گرفت میں تھی اپنے دونوں ہاتھوں سمیت، کلائیوں سے وہ بھرپور مزاحمت کر رہی تھی، آزاد کے دل میں اسے یوں پاگلوں کی طرح مزاحمت کرتا دیکھے ٹیس جگی۔

"چھوڑو مجھے کون ہو تم۔ ہاتھ ہٹاو اپنے۔ تمہیں پتا نہیں کس سے پنگاہ لے بیٹھے ہو۔ جس ہاتھ سے پکڑا ہے آزاد ہوتے سب سے پہلے یہی کاٹوں گی"

وہ پوری طرح آزاد کی بازو کی گرفت میں تھی جو اسے اپنے فون سکرین پر بولنے کے بجائے

لکھ کر اریٹیٹ کر رہا تھا، نازلی کا پارہ ہائی ہوا۔

"پہلے پرامس کرو صدمے سے بیہوش نہیں ہو گی تم"

آزاد نے اپنے فون سکرین پر ٹائپ کرتے وہ نازلی کے سامنے کیا، وہ اس طرح دونوں بازووں سے قید تھی کہ ہلنا

بھی مشکل تھا جبکہ آزاد نے اسکے کان کے پیچھے ہی چھپے اپنی شناخت کا بڑا ثبوت دیا، بس آزاد یلدرم ہی تھا جسے دیکھ کر وہ صدمے سے

گر سکتی تھی، اسکا دل زور سے دھڑکا جیسے آخری بار۔ نازلی نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کیں، پھر سارا غصہ، ڈر اور گھبراہٹ اک طرف کرے اپنی بیک سے جڑے سینے کی دھڑک توجہ سے سنی، اس شخص کے مخصوص مدت پرانے کلون کی مہک پھر وہ سانس! سارے راز افشاں ہوئے، اسکے دل نے گواہی دی یہ بازو کا گھیرا پرایا نہیں، اسکی واحد جائے پناہ ہے۔

"ت۔۔تم آزاد ہو ناں؟"

نازلی نے ڈوبتی سی سرگوشی کی جیسے بمشکل اسکے لب ہل پائے ہوں، اسکی آنکھیں سرخ ہو کر بہہ نکلیں، گال بھیگنے لگے، آزاد نے اسکی بازووں کو آزاد کیا پر اپنا ہاتھ ہنوز اسکے گرد کمر کے اطراف ہی حائل رکھتے اپنا فون سامنے میٹرس پر اچھالتے پھینکا اور نازلی کو مزید اپنے سینے سے جوڑا، اس لڑکی کے گردن کے پاس سانس بھرتے اپنا ناک رگڑتے جیسے آنکھیں بند کیں، نازلی کا دل بھی جیسے اس لمس پر کپکپا سا گیا، آزاد کا اسے تھامنا بہت سے درد چھیڑ گیا۔

"تمہیں یقین ہے میں آزاد ہوں؟"

وہ اسکے بال گردن سے ہٹائے اب کی بار اسکے کان میں بولا، اس بار آزاد کی آواز بھی بھاری سی محسوس ہوئی۔

"وہ مر گیا ہے۔ تم کون ہو پ۔۔ پلیز بتاو"

نازلی کا گلا بلکل آنسوؤں سے رندھ سا گیا تھا، ہچکی سی بھرے اس نے گزارش کی کہ اسکا ایسا امتحان نہ لیا جائے۔

"میں نہیں مرا تھا۔ تم نے کیسے مان لیا کہ میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ تمہیں میرے دھڑکتے دل کی خبر نہیں ملی نازلی؟"

وہ اسے اپنی دونوں بازووں میں سموئے اپنے دل کی جلن کو ٹھنڈا کر رہا تھا اور نازلی پر یہ قہر بہت سخت انداز میں ٹوٹا، وہ اسکے حصار میں مچلی تو آزاد نے حصار نرم کیا، وہ خود بھی اسے زور سے گلے لگانا چاہتا تھا، جب وہ پلٹی تو اسکی سانس رکنے سی لگی۔

"آ۔۔ آزاد"

وہ اسکی گرفت میں ہی پلٹ آئی اور پھر سے اس ماسک پہنے شخص کو دیکھتے کانپتی آواز میں بولی، پھر ہاتھ بڑھا کر آزاد کے ماتھے پر ڈھلکے بال ہاتھ پھیرتے پیچھے کیے، وہ نازلی کے یوں کرنے پر تڑپ سا اٹھا، اسکا وہ ہاتھ نازلی کی طرح کانپا

جس سے وہ آزاد کا ماسک ہٹانے والی تھی، اس لڑکی کی آنکھوں سے لگتار آنسو بہہ رہے تھے۔

"تم آ۔۔ آزاد کیسے ہو سکتے ہو؟ و۔۔۔ وہ کٹی لاش۔۔ تم مجھ سے یہ مزاق مت کرو۔ جھوٹ نہیں بولو خدا کے لیے"

نازلی نے کانپتے ہاتھ کو آگے بڑھاتے اسکے چہرے سے ماسک اتارا تو جیسے وہ پتھر کی ہو گئی، وہ آزاد ہے یہ نازلی کی زندگی کا دوسرا بڑا جھٹکا ثابت ہوا، وہ دم سادھ گئی، اسکی جیسے پوری دنیا رک گئی، رگوں میں گردش کرتا لہو جم گیا۔

خود آزاد نے کانوں کے تھرواٹکا ماسک بلکل ہی اتار کر پھینکا تو نازلی کے ساکن وجود کو اپنے سینے میں چھپا سا لیا، وہ اب بھی یوں تھی جیسے اسکے اندر سب رک گیا ہو، دھڑکن تک، آزاد کی اپنی آنکھیں درد کی شدت سے لال ہو گئیں۔

"میں ہی ہوں۔ تم تک واپس آنے میں بہت دیر ہو گئی لیکن دیکھو میں آ گیا نازلی۔ اب کبھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاوں گا"

آزاد نے اسے سینے میں بساتے آزردگی سے وعدہ کیا پر وہ جیسے ہوش میں آتی اسے خود سے دور دھکیل گئی یہ آزاد کے

لیے بھی بے حد دردناک تھا، جیسے کسی نے سینے سے دل نکال لیا ہو۔

"ت۔۔ تم زندہ تھے۔۔ تو مجھ سے دور کیوں رہے۔۔ تم نے مجھے اپنی موت کا دھوکہ دیا۔ تم اب آئے ہو جب سب ختم ہو گیا۔ مجھے یقین نہیں ہے تم پر۔ تم میرے آزاد نہیں ہو سکتے۔ وہ میری اک بھاری سانس بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔ پھر یہ کیسا سفاک شخص ہے جسے میری تکلیف کی چوبیس سال خبر نہ ہوئی۔ وہ اٹھارہ سال کی نازلی اس چھبیس سال کے آزاد کے ساتھ مر گئی تھی۔"

وہ ہیجانی انداز میں چیخی، اسے یہ ظالم شخص اپنے آزاد کی صورت ہر گز قبول نہ تھا، وہ درد سے بھر گئی، اسکا پورا وجود جیسے سل گیا ہو، آزاد نے اپنے بازو وو بند نہ کیے، وہ ہمیشہ اسکے لیے کھلے تھے۔

"میں سب بتاوں گا۔ لیکن یہ مت کہو کہ میں تمہارا آزاد نہیں۔ میں ان چوبیس سالوں بس تمہاری ہی امانت رہا۔ کیا یہ ثبوت کافی نہیں نازلی؟ بتاو جان بوجھ کر میں تم سے دور رہ سکتا تھا؟ سوچو جسے تمہاری بھاری سانس قبول نہ تھی، وہ چاہ کر تمہاری زندگی کے اتنے سال کیسے سوگ زدہ کر سکتا تھا۔ یہاں آو"

وہ سخت افسردہ و پر ملال تھا، اسے وہ لڑکی روتی ہوئی درد دے رہی تھی، نازلی نے ہاتھوں سے اپنی رخسار پر رینگتے آنسو رگڑ ڈالے اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھنسائے میٹرس کی پائنتی پر ہانپتی ہوئی جا بیٹھی، اسے سانس نہیں آرہا تھا، اسکا دل ابنارمل حد تک تیز دھڑک رہا تھا جبکہ نازلی کی ایسی بدحواس و رنجیدہ حالت آزاد کے دل کو سالم نگل رہی تھی، اسکے وجود کو کاٹ رہی تھی۔

"ن۔۔ نہیں جس آزاد سے میں نے محبت کی وہ تمہاری طرح نہیں تھا۔ وہ نہیں ہو تم۔۔ تم مجھے جیتے جی جہنم کے حوالے نہیں کر سکتے"

وہ انگ انگ سے تڑپ رہی تھی، اسکا پورا وجود لرزش میں تھا، سانس وہ بمشکل لے پا رہی تھی۔

وہ قریب آیا اور اسکے ساتھ ہی بیٹھے دھیرے سے نازلی کی کلائیوں کو پکڑے اسکے ہاتھ، اسکے بکھرے بالوں سے نکالے اور دونوں کانپتے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو پیار سے چوما، پھر وہی ہاتھ پکڑے اپنے چہرے کے اطراف جوڑتے لگائے، نازلی کے چہرے پر خزن تھا، شکوہ تھا، درد کی حدیں ٹوٹنے کا اثر آ بیٹھا تھا اور آنکھیں بلکل لال انگارہ جنکے دامن سے آنسو، کسی چشمے کی طرح پھوٹ رہے تھے۔

"میری جان ہو تم۔۔جو مجھ سے اتنے سالوں دور رہی۔ جانتا ہوں بہت روئی تم مجھے۔ مس کیا۔ بہت سے قیامتیں جھیلی پر میں چاہ کر تمہیں اک سوئی سی چبھن بھی نہیں دے سکتا۔ تم میرا سب کچھ ہو۔ میرا سکون، میرا ہونا۔ میرے لیے اب تک موجود ہو۔ آئی رئیلی مس یو"

آزاد نے پھر سے اسکے ہاتھ چومتے، وہ آواز ٹوٹنے سے بچا نہ سکا، جبکہ نازلی کے آنسو لمحہ بھر تھمے جب وہ اسے ان نظروں سے دیکھ رہا تھا جو بس نازلی کے لیے وقف تھیں۔

"تمہیں پتا ہے م۔۔میں خودکشی کا سوچ چکی تھی۔ ایدا کو عالیان کے حوالے کر کے۔ انے اور ابی کا پچھتاوا اور انجام

دیکھتی اور ختم کر دیتی خود کو۔ اگر تم زندہ تھے تو میرے دل نے خودکشی کی تجویز کیوں دی مجھے؟ بتاو۔ کیوں اتنے سال دور رہے۔ وہ کٹی لاش تمہاری نہیں تو کس کی تھی؟ وہ قبر کسکی ہے؟ کیوں تمہیں اتنے سال میرا خیال نہیں آیا۔ بولو۔ جواب دو مجھے۔؟"

ابھی وہ سکون نہیں پا سکتی تھی کیونکہ اسکا پورا وجود سوالوں کی آماجگاہ بنا تھا، وہ روتی ہوئی اس سے اتنے لمبے امتحان کی وجہ جاننا چاہتی تھی۔

"بہت لمبی کہانی ہے۔ سناوں گا تمہیں۔ لیکن ابھی نہیں۔ ابھی بس میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

آزاد کے پاس ابھی وہ لفظ ہی نہیں تھے جن سے وہ خود بیتی سنا پاتا، ویسے بھی نازلی اس وقت مزید کسی صدمے کو سہنے کے قابل نہ تھی۔

"مجھے مت دیکھو۔ میرا دل پھٹ جائے گا۔ ہٹاو ہاتھ۔ مجھے نہیں بات کرنی تم سے۔ مجھے اتنی تکلیف دی اس پر اللہ پوچھے گا تمہیں۔ چھوڑو مجھے۔ گھر جانے دو۔"

نازلی نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں اسکے ہاتھ جھٹکے اور اٹھنے لگی پر آزاد نے اسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا، وہ شدید برا روتی اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی، اسکا روٹھنا بنتا تھا، وہ لڑکی گھن کھائی دیوار سی تھی، آزاد کے چھوتے ہی بکھر رہی تھی۔

"اللہ پوچھ چکا ہے مجھے۔ سزا بھی دی۔ میں نے جان بوجھ کر تمہیں اپنی موت کی اذیت نہیں دی نہ اتنے سالوں اپنی خوشی سے دور رہا۔ تم مجھ سے بات بھلے مت کرو لیکن تم ایسے جا نہیں سکتی۔ میں بتاوں گا سب۔ ایک موقع دو۔"

وہ واپس بیٹھ تو گئی پر اسکے آنسو رکنے کا نام نہ لے رہے تھے، وہ چاہتی تھی اسکے گلے لگی رہے پر ابھی ناراضگی، صدمہ اور تکلیف مل جل کر اس پر حاوی تھے کہ وہ کچھ سمجھنے سوچنے کے لائق نہ رہی تھی۔

"رومت۔"

آزاد نے ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو پونچھنے چاہے پر وہ اسکا ہاتھ بری طرح جھٹک گئی، وہ ہچکیاں بھرتی رو رہی تھی اور آزاد اسکے پاس بیٹھا اسے دیکھنے پر مجبور تھا، وہ آزاد کے ہاتھ کو خود سے ٹچ بھی نہ ہونے دے رہی تھی۔

"م۔۔مجھے میری حویلی سے کڈنیپ کروایا۔اب انے سچ میں میری قبر بنائیں گی۔تم نے سب خراب کر دیا۔ایدا۔۔۔ایدا کو مار ڈالیں گی وہ۔ایدا آگئی ہو گی۔

مجھے جانا ہو گا۔وہ ایدا کو نقصان دیں گی۔وہ انتقام اور نفرت میں فرعون بنی ہوئی ہیں۔یہ تم نے کیا کر دیا آزاد؟"

وہ چیختی چلاتی اسکی گرفت جھٹک کر اٹھی جبکہ آزاد چاہتا تھا وہ یونہی دل ہلکا کر لے۔

"میں نے اپنی وہاں چھوڑی امانت اپنے طریقے سے واپس لی ہے سمجھی۔ رہی بات ایدا کی وہ اس وقت عالیان کے ساتھ ہے اور اسی کے گھر جائے گی۔ تمہیں اس وقت بھی ایدا کی فکر ہے، میرے ملنے کی کوئی خوشی نہیں؟ کہاں ہے میری نازلی؟"

آزاد نے اٹھ کر اسے دونوں بازوؤں سے دبوچا اور بولتے بولتے اختتام تک تلخ ہو گیا، وہ پھر سے بھیگی سانس کھینچتی رو پڑی، پھوٹ پھوٹ کر۔

آزاد نے اسے پھر سے اپنے سینے سے لپٹا سا لیا، وہ نازلی کی ساری تکلیف خود میں اتار لینا چاہتا تھا۔

"ن۔ نہیں۔ مجھے تمہارے ملنے کی کوئی خوشی نہیں۔ت۔۔ تم نے میری سکت سے زیادہ آزمایا ہے مجھے۔ میں تم سے اب کوئی پیار نہیں کرتی۔ تم بہت برے ہو۔ تم ظالم ہو۔ تم ب۔۔۔ بے رحم ہو۔ چھوڑو مجھے"

نازلی نے اسکے سینے پر دباو سا دیتے اسے خود سے دور کیا، آزاد نے پھر سے اسکی بازووں کو پکڑتے نازلی کو اپنے قریب کھڑا کروایا، وہ دم سادھ سا گئی۔

"میں تو اب بھی تم سے ہی پیار کرتا ہوں۔ تم کرو نہ کرو۔ یاداشت چلی گئی تھی میری۔ ایک ماہ پہلے واپس آئی۔ لیکن اسکے باوجود مجھے ان سارے سالوں یہی لگا جیسے میرا دل کٹا ہوا ہے۔ جیسے سرجری کرتے جسم بھلے سن کر دیا جائے پر دل تک اس درد کا اثر جاتا ہے ویسے یاداشت چلی بھی جائے، جو دل کا مکیں ہے وہ پوری شان سے اپنی جگہ دھڑکتا ہے۔ میں جان بوجھ کر تم سے کیسے دور رہ سکتا تھا۔ میں سب بتاوں گا لیکن پہلے تم اپنی ناراضگی اک طرف کرو۔"

بہت تاسف کے سنگ اس نے نازلی کی تکلیف مدھم کرنی چاہی پر ابھی کیسے یکدم آرام ملتا، ابھی تو زخم پر مرہم لگا تھا، زخم گہرا ہی اتنا تھا کہ مرہم بھی ابھی تکلیف دے رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں کر پا رہی۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے تمہیں دیکھ کر۔ میں نے چوبیس سال جیتے جی تمہارا غم منایا ہے۔ اتنی جلدی کیسے بھول جاوں بتاو۔ کیسے سب جھٹلا دوں۔ کیسے سکون کا سانس لوں۔ پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو کچھ دیر۔۔۔ پلیز میں منت کرتی ہوں تم سے آزاد"

وہ سسک سسک کر روتی اس کے ہاتھوں سے اپنے بازووں کو چھڑوانے لگی تو آزاد نے اسکے بازو چھوڑ دیے، وہ نازلی کی تکلیف بن رہا تھا، مزید نہیں بننا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں باہر ہی ہوں۔ میری یہ بازو تمہارے لیے اب آخری سانس تک ہر لمحہ ایولیبل ہیں۔ جب دل ہلکا ہو جائے تو بتانا پھر مرہم رکھوں گا۔ تڑپے دل کے ساتھ تمہیں مرہم سکون نہیں دے گا۔ لیکن ایک بات یاد رکھو نازلی۔ مجھے تم سے آگے نہ کل کوئی تھا نہ آج ہے۔ میں بھی اتنا ہی تڑپا ہوں جتنی تم۔۔ اس لیے اب میری آزمائش زیادہ طویل مت کرنا۔ آرام کرو۔ میں ایک آواز پر ہوں"

آزاد نے اسکی ذہنی ابتری کے لیے اسے اکیلا رہنے کی اجازت دی پر وہ ہر گز آمادہ نہ تھا، اسے نازلی کا پر سکون ہونا چاہیے تھا، آزاد نے اسے قریب ہوتے یہ سب سمجھایا جسکی آنکھیں رو رو کر سوجھ گئیں، آزاد نے اسکا سر چومتے پیار بھری نظروں میں لیا اور کمرے سے نکل گیا جبکہ نازلی پھر سے پائنتی کی جانب بیٹھی اور گہرے گہرے سانس بھرے رونے لگی، پھر اپنے ہاتھوں کو دیکھتے اپنی تکلیف میں بتدریج اضافہ ہوتا محسوس کیا۔

.._____..

وہ لوگ چار بجے تک اسی کیفے کے ایونٹ میں آ چکے تھے، گیٹ پر انہوں نے وہی انویٹیشن کارڈ، ایز آپاس دیا اور اندر داخل ہوئے لیکن کہیں سے بھی وہ بچوں والی گیمز کا ایونٹ نہیں لگ رہا تھا۔

"یہ تو کچھ عجیب ماحول ہے؟"

باران نے ارد گرد کا جائزہ لیتے ساتھ ہی موجود دِلارہ کے کان میں گھستے کہا، کیونکہ وہاں کی گیمز کافی چیزی تھیں، کپلز پوزیز بنے تھے، کس پوسٹر لگے تھے، پورا ہال جگمگاتی لائٹنگ سے سجا تھا۔

"ایڈلٹس گیمز ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اس کیفے اونر نے ہمیں ایز آکپل انوائیٹ دیا تھا۔ بہن بھائی یا باپ بیٹی کے طور پر نہیں۔ تمہیں منع بھی کیا تھا پر تم باز آتے ہی نہیں"

دِلارہ کو بھی اس ماحول میں گھٹن سی ہو رہی تھی، پر انھیں مجبوراً کم از کم ایک گیم میں پارٹ لینا ہی تھا یہ یہاں انٹری کا رول تھا، ہر گیم کی قیمت کچھ ہزار لیرا تھی جو باران سے انٹر ہوتے ہی وصول کر لی گئی۔

"مجھے آئیڈیا نہیں تھا۔ ایک گیم کھیلنی پڑے گی۔ آؤ کوئی مہذب سی گیم ڈھونڈتے ہیں"

باران نے اپنی غلطی کو سدھارنے کا عزم لیتے تہہ کیا پر دِلارہ کو تو دور پار کوئی مہذب گیم نہ دیکھائی دی، کہیں بہت سے لڑکے کھڑے تھے اور لڑکی انکے ہاتھ چھو کر اپنے والے کو تلاش کر رہی تھی۔ دائیں جانب سب سے ہاٹ کس گیم ہو رہی تھی جس طرف ان دونے دیکھا بھی نہیں، ایک گیم یہ تھی کہ لڑکے، اپنی اپنی والی کو کندھے پر بٹھا کر دوڑ رہے تھے، پھر ایک گیم نے تو حد ہی کر دی، لڑکی اپنے والے آدمی کی شرٹ اتروا کر اسکی بیک پر ٹیٹو بنا رہی تھی، جسکا ٹیٹو سب سے کول ہوتا وہ ونر ہوتی اور ان گیمز کی پرائز بہت زیادہ تھی۔

دِلارہ اور باران تقریباً ہر طرف کا جائزہ لے چکے تھے اور پھر دونوں کی نظر کارڈ گیم پر گئی۔ یہ دیکھنے میں کچھ بہتر تھی۔ جس میں لڑکا اور لڑکی اپنے ہونٹوں کے بیچ ایک عمودی طرح کارڈ رکھ کر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچاتے، جتنے کارڈ زیادہ جمع ہوں گے، اتنا جیتنے کا چانس بڑھتا۔

"یہ کھیلیں؟"

باران نے اپنے کندھے سے دِلارہ کا کندھا ہلاتے آفر کی، جس پر دِلارہ نے اسکی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا۔

"ایک دوسرے کو کیسے کیسے پکڑ کر کارڈ کو دونوں اپنے اپنے لپس کے بیچ ہولڈ رکھ رہے، تمہیں نظر نہیں آرہا کہ یہاں کی سب سے کرنج گیم یہی ہے"

دلارہ نے گھور کر اعتراض داغا، جبکہ باران نے اپنی گناہ گار آنکھیں ایک بار پھر ہر طرف دوڑائیں۔

"تو تم ہی بتادو صاف ستھری گیم کا۔ میری آنکھیں خراب ہیں شاید"

باران کو تو یہی سب سے مناسب گیم لگی جبکہ دلارہ نے جب واقعی گردن گما کر ایک اختتامی جائزہ لیا، اسے یہی سب سے معقول لگی، اس نے باران کی طرف دیکھتے ہامی سی بھری۔

"ٹھیک ہے یہی بہتر لگ رہی ہے۔ لیکن مجھے ٹچ کرنے سے پرہیز کرنا۔ یہاں تو بچ جاوگے۔ باہر نکلتے ہی پیٹوں گی تمہیں"

دِلارہ کی دھمکی سنے باران نے محظوظ مسکراتے اپنے بکھرے بالوں میں ادا سے ہاتھ پھیرا۔

گیم کا آغاز ہوا تو وہ مزید چار کپلز میں شامل ہوئے، ان باقی سب خوبصورت کپلز کا چارم ائک طرف اور دلارہ کا باران کے ساتھ اسی جیسا دکھنا، یہ سحر اک طرف تھا۔

گیم کے رولز یہی تھے کہ کارڈ ایک کارنر سے دوسرے کارنر تک پہنچنا چاہیے، اگر مطلوبہ باسکٹ سے پہلے گرتا تو وہ والا کاونٹ نہ ہوتا۔

باقی چار کپلز اپنی اپنی باری کر رہے تھے، ٹوٹل دو منٹ کا وقت تھا اور اس میں جس کپل نے زیادہ کارڈز ایک سے دوسرے کارنر تک پہنچانے تھے وہی جیتتا اور جیت یا انعام کیش بھی تھا اور ایک بہت بڑا پھولوں کا گلدستہ

بھی، چاکلیٹس بھی اور بلونز بھی جبکہ دلارہ اور باران یہ گیم کسی گفٹ کے لیے نہیں بلکہ مجبوری میں کھیل رہے تھے۔

"کیا ہم وہ ہاتھ پکڑ کر پہچاننے والی گیم سے اپنی گیم بدل نہ لیں؟"

دلارہ کا دل بیٹھ سا رہا تھا تبھی اسے وہ گیم زرا سیو سائیڈ لگی، لیکن باران کو سخت ناگوار گزرا۔

"وہ گیم سب سے فضول ہے۔ تمہیں وہاں کھڑے سات آٹھ لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر اسے فیل کر کے مجھے ڈھونڈنا ہو گا۔ یہ میری غیرت گوارا نہیں کرتی دوسرا ہمارے بیچ

اتنا ایسا کوئی کنکشن نہیں کہ ہاتھ سے ایک دوسرے کو پہچان لیں۔ اور اگر ایک دوسرے کی خوشبو کے بارے بات کی جائے تو مجھے پتا ہے تم سے lavender کی مہک آتی ہے لیکن تم نہیں جانتی میں کیسا سمیل کرتا ہوں۔ تو یہ آئیڈیا سراسر فلاپ ہے"

ان دو کی باری بس آنے والی تھی، باران نے سختی سے دِلارہ کی رائے رد کی، دِلارہ نے اسکے چہرے کے تاثرات ٹٹولے، وہ برہم تھا، وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ دلارہ کسی مرد کا ہاتھ چھوئے، یہ دلارہ کے اندر گدگدا تا حشر جگا گیا۔

"مجھے وہی گیم کھیلنی ہے"

دِلارہ اسکے پاس سے کہہ کر یہ جاوہ جاجبکہ باران آنکھیں پھیلائے حیرت وغصے کا جہاں بناوہیں کھڑا رہ گیا۔

"یہ مجھے جلانے کی کوشش کر رہی ہے؟"

باران نے وہیں کھڑے دیکھا کہ دلارہ وہاں موجود پانچ کپلز کے ساتھ مسکرا کر باتیں کرتی نظر آئی اور اس سے پہلے دلارہ، ان کپلز میں سے پہلے میل سے ہاتھ ملاتی، باران اس تک پہنچا اور اس لڑکے کے ہاتھ میں دِلارہ کا ہاتھ جانے سے پہلے ہی اپنے ہاتھ میں دباتے پیچھے کیا۔

"یہ ہماری گیم نہیں ہے دِلارہ"

باران نے اسے وہاں سے کھینچ کر سائیڈ لاتے خبر دار کیا، دِلارہ تو محظوظ مسکرائی، اف آدمی کی جلن، اسکی جلن سے قدرے شدید اور خوبصورت تھی۔

"لیکن مجھے وہ لپس کارڈ والی گیم کچھ سیو نہیں لگ رہی۔ اگر کارڈ بیچ میں سے سلپ ہو گیا، تمہارے تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اگر کارڈ دونوں کے منہ میں کارنز سے ہولڈ ہوتا پھر بھی ٹھیک تھا، یہ تو دونوں کے لپس کے بیچ چپٹا ہو کر موجود ہو گا ناں"

دِلارہ نے ٹھیک اسکے چہرے سے جڑتے آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے باران کے سر پر دھماکہ کیا، اول تو وہ دِلارہ کی بات نہ سمجھا، جب سمجھ آئی، اندر باہر آگ لگ گئی، امبر آنکھیں جلنے تپنے لگیں۔

"اتنی گہرائی میں تو میر اٹھرکی سے ٹھرکی مائنڈ نہیں جا سکتا تھا جتنی اندر تم چلی گئی تھوڑی سی دوست۔ سیریسلی؟ میرے وارے نیارے۔ (لاحول پڑھی)۔ اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟ تمہارے تو عیش ہو جائیں گے مجھ سے منہ لگ کر"

باران نے بھی ساری اندر کی غصیلی لہریں باہر نکال
ماریں، جبکہ دِلارہ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا، یہ آدمی خود کو آخر
سمجھتا کیا تھا، لیکن دلارہ جانتی تھی جو سمجھتا ہے برحق سمجھتا
ہے۔

"دیکھو بحث مت کرو۔ میں تم سے چھوٹی ہوں تو کبھی کبھی
چھوٹوں کی مان لینی چاہیے۔ میں اس گیم میں کمفرٹیبل نہیں
ہوں۔ یہ بہت چیپ ہے۔ اگر مجھے مجبور کروگے تو تم بھی
مجھے چیپ لگوگے"

دِلارہ اپنے موقف پر پہاڑ سی جمی تھی۔

"آجائیں "دلبر" آپکی باری ہے"

گیم اونر کی پکار پر وہ دونوں ششدر رہو کر پلٹے، اور انکی حیرانگی کی وجہ انکا یہ نام تھا۔

"ہم دلبر نہیں ہیں"

دِلارہ فورا بولی تو وہ اونر مسکرا دیا۔

"آپ نہ ہوں پر آپکے نام کے پہلے پہلے تین ورڈز دلبر ہی بنتا ہے۔ ہم نے سب کپلز کو ایسے ہی پکارا ہے۔ آجائیں آپکی باری ہے۔ دو منٹ میں سات کارڈز ڈال دیے تو آپ ونر ہوں گے"

وہ پروفیشنل مسکراہٹ ان دو کی طرف اچھالتے اپنی جگہ واپس گیا تبھی باران اور دلارہ نے اک دوسرے کی جانب دیکھا، کیا کیا نہ تھا ان آنکھوں میں، کچھ اچھا لگ جانے کے آثار، کچھ دل میں گھر کرنے جیسا احساس۔

"چلو کھیلتے ہیں لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں"

دِلارہ اب آخری مومنٹ پر گیم نہ بدل سکی لیکن دھمکانہ نہ بھولی، اور تبھی باران نے اسے بازو سے پکڑے اپنے نزدیک کیا، دلارہ ٹھٹکی۔

"تمہارے اس گلوسی لپ ٹنٹ کی وجہ سے کارڈ سلپ ہو سکتا ہے تو اسے ریموو کر دو۔ بعد میں مجھ معصوم پر برے برے الزام مت لگانا"

باران کی نظر اسکے ہونٹوں پر جمی تھی جو مشورہ دیتے ان مخملی اثر سے بھر جاتی گرے آنکھوں پر گئی۔

"لیکن میرے پاس کوئی ٹشو وغیرہ نہیں ہے"

دلارہ نے نا سمجھی سے کہا تو باران اک لمحہ نا جانے کیا خرافاتی سوچ دماغ میں آنے پر کمینگی سے مسکرایا لیکن نہایت مختصر۔

"ٹھیک ہے۔ تم میری یہ بلیک شرٹ یوز کر سکتی ہو۔ بلیذر ہے اوپر اور شرٹ بھی بلیک تو سٹین دیکھائی نہیں دے گا۔"

باران نے بلیذر کا کولر پکڑتے سائیڈ کرے آفر کی جس پر دِلارہ کے چہرے پر ہزاروں رنگ لہرائے لیکن انکی باری تھی سب منتظر تھے تبھی دلارہ نے اسکے کولر کے قریب ہچکچاتے ہوئے ہو کر اسکی شرٹ کے کالر کے نیچے جا کر اپنے لپس رگڑے جس سبب سارا گلوز باران کی شرٹ پر لگ گیا، وہ اتنے قریب آ کر یہ بھی جان گئی کہ وہ کیسا سمیل کرتا ہے، وہ حواسوں پر چھا جانے والی مہک میں نہایا ہوا

تھا، ان دو کے سراپوں سے اٹھتی خوشبو منظروں کی بے رنگی کو نشیلہ بنا رہی تھی۔

وہ فوراً سے دور ہو گئی، اسکے اور جنل ڈرائے لپس دیکھے

باران نے نظریں پھیریں اور وہ دو گیم کارنر سائیڈ آئے۔

گیم شروع ہوئی تو اس کارڈ کو باران نے اٹھا کر اپنے لپس پر رکھا لیکن دلارہ بہت زیادہ بے چین تھی، ایک تو اسے

باران کو ہگ کرتے، اس کارڈ کو ہولڈ رکھتے ایک سائیڈ سے دوسری سائیڈ جانا تھا اوپر سے باران نے قسم اٹھائی تھی اس سے انچ بھی نظر نہ ہٹانے کی۔

خیر گیم شروع ہوئی، وہ آڈینس جو باقی کپلز کے وقت
ہوٹنگ اور ہلا گلا مچا رہی تھی، اس میجیکل کپل کے بیچ اک
تکلف اور زبردستی کی نزدیکی محسوس کرتے خوبصورت سی
سمائیل دیتے نظر آئے، چھ کارڈ بمشکل پہنچانے کے بعد
لاسٹ کارڈ تھا اور دس سیکنڈ بچے تھے تبھی ان دو کو تیزی
سے چلنا پڑا، جس اینڈنگ پوائنٹ پر انھیں کارڈ باسکٹ میں
گرانا تھا، اسکی طرف وہ تیزی سے پہنچ تو گئے پر دلارہ جو کارڈ
گرانے کے لیے ہمیشہ پہلے اپنے لپس کارڈ سے ہٹا کر پرے
ہوتی تھی، اس سے پہلے ہی کارڈ نیچے گرا، دونوں کے لپس
ٹچ تو ہوئے پر دِلارہ جلدی سے اسکے سینے پر دباو ڈالے اسے

خود سے کرنٹ کھائے انسان کی طرح پرے کر گئی، دونوں نے بیک وقت گھبرا کر نیچے دیکھا تو وہ کارڈ اس باسکٹ کے ٹھیک کنارے پر جا اٹکا تھا اور اسے کاونٹ کیا گیا، ہوٹنگ اب شروع ہوئی پر وہ دو سمجھ نہ سکے اس لمحہ کے ان کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔

"تو ہماری اس گیم کے ونر ہیں۔ دلبر"

میزبان نے سارے کارڈ کاونٹ کرتے ہی ونر نیم اناونس کیا، جبکہ انکے گفٹس بھی لائے جا چکے تھے، لیکن دِلارہ اور باران ایک دوسرے کو دوبارہ نہ دیکھ سکے، خیر انکے گفٹس وہیں سے گاڑی میں رکھوا دیے گئے لیکن اس ایونٹ کے

بعد ایک ڈانس پرفارمنس تھی جو سب کپلز کو تھینکیو کیا جانا تھا جنہوں نے آج کے اس ایونٹ میں پارٹ لیا۔

پرفارمنس کافی اچھی رہی لیکن دلارہ کو ہرگز مزہ نہ آیا اوپر سے غصہ الگ کہ باران کی نظریں اس ڈانسر پر تھیں، وہ اس رومنٹک سے حادثے کے بعد سے اس سے نہیں بولی تھی پر نا جانے کیا ہوا کہ بیچ پرفارمنس کے وہ اسکی بازو دبوچے اس ایونٹ ہال سے نکال لائی۔

"پوری پرفارمنس تو دیکھنے دیتی دِلارہ"

باران نے یوں عیاں کیا جیسے پرفارمنس مس ہونے پر اسے دلی دکھ گھیرا ہو۔

"اچھا وہ کیوں۔ تم تو اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے، پرفارمنس تو ایک سائیڈ پڑی ہوئی تھی"

دلارہ نے بھرپور اعتماد واپس لاتے اس آدمی کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"دِلارہ بیٹھو گاڑی میں"

باران نے اسے ٹالنا چاہا۔

"گاڑی میں نہیں جائیں گے۔ مجھے پیدل میرے گھر چھوڑ کر آو پھر واپس آکر اپنی گاڑی پک کرنا۔ اور دوسری بات میرا جواب دو۔ کیوں دیکھ رہے تھے اس لڑکی کو؟"

دِلارہ کا دماغ باران کو کھسکا لگا، اسے یہی لگا کہ وہ اس لپ ٹچ حادثے کی وجہ سے بوکھلاہٹ کا شکار ہے۔

"اوکے پیدل چل لیتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ وہ اچھا ڈانس کر رہی تھی"

باران نے اس سے بازو چھڑوائی اور آگے بڑھ گیا پر دِلارہ کے کانوں سے مانو دھواں چھوٹ گیا۔

"کیا کہا تم نے باران یلدرم؟ پھر سے کہنا؟"

وہ کسی تند بپھری لہر کی طرح اسکی طرف آئی اور دونوں ہاتھوں سے باران کا گریبان پکڑ کر نوچا۔ دِلارہ کا چہرہ سرخ بھبھول ہوا جیسے ناجانے کس قدر ضبط سے گزر رہی ہو۔

"یہی کہ وہ لڑکی اچھا ڈانس کر رہی تھی۔ میں تو فین ہو گیا"

باران نے زرا سانس سا گھٹنے پر کھانسنے کی اداکاری کے ساتھ ڈھیٹائی بھی دیکھائی۔ دلارہ نے مزید

اسکا گریبان دبوچتے اسے اپنے نزدیک کھینچا۔

"آج کے بعد تم کسی لڑکی کی تعریف دور، اسے دیکھو گے بھی نہیں۔ گردن نیچے کر کے چلنا میرے ساتھ۔ سن لیا؟"

وہ حکم دے رہی تھی، اتنی نزدیکی پر حکم پیار سے دیا جاتا تو شاید وہ سر پھرا کنسیڈر بھی کر لیتا، ایسے تڑی کے سنگ نو چانس!

"سن لیا۔ اور سن کر دوسرے کان سے نکال بھی دیا"

باران نے اسکے دونوں ہاتھ گریبان سے پکڑ کر ہٹاتے مسکرا کر کہتے دلارہ کا خوب دل جلایا۔

"پھر جاو اسی کی گود میں بیٹھو۔"

دِلارہ نے چیخ کر کہتے ہی وہاں سے دوڑ لگانی چاہی جب باران نے اسکی کلائی لمبا سا قدم اٹھاتے ہاتھ میں پکڑتے اسے نرمی سے سرکا کر اپنے سامنے کھڑا کیا تو دِلارہ اس سے اپنی بھیگی آنکھیں سہولت سے چرا گئی۔

"تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا۔ ادھر دیکھو میری طرف"

باران نے گھبراتے لہجے میں دِلارہ کا منہ جبڑے سے دبوچتے زبردستی اپنی طرف پھیرا لیکن اب آنکھیں پتھر تھیں، نمی غائب تھی لیکن تکلیف سراسر موجود تھی۔

"تم میری بات نہیں مانتے حالانکہ یہ والی تمہارے بھلے کے لیے تھی۔ ریلشن شپ بلکل مصیبت ہوتے ہیں۔ تم مجھ سے ڈرتے ہو، کوئی سچ میں تمہاری زندگی میں آئی تو تمہیں بہت انکمفرٹیبل کرے گی۔ آج تمہیں اسکاڈانس امپریس کر رہا ہے کل وہ کر دے گی۔ مشکل میں پڑ جاو گے۔ تم جیسے نازک مزاج لوگ ریلیشن شب سے جتنا دور رہیں بہتر ہے۔ سمجھ آئی میری بات؟"

وہ اپنی تکلیف، جلن اور افسردگی سب کا رخ بدل گئی، باران سے وہ جتنے جھوٹ بولتی اب کوئی فائدہ نہ تھا، پانی سر سے گزر چکا تھا۔

"مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آ رہی۔ کیا ہم کہیں بیٹھ کر تفصیلی بات کریں اس پر؟ مجھے سمجھاو کس طرح ریلیشن شپ مصیبت ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں تمہارے پاس یہ نالج کہاں سے آئی؟"

وہ یکدم ہی نرم پڑا، بے حد ملائم لہجے میں اس نے دِلارہ سے فرمائش کی، وہ اک پل بوکھلا گئی کہ کہیں کچھ غلط تو نہیں کہہ بیٹھی۔

"نالج جہاں سے بھی آئی ہو۔ دیکھو بڑے بابا نے مجھے بچایا تھا۔ میں بھلے انکے منہ پر نہیں کہتی لیکن یہ انکی میرے ساتھ کی بہت بڑی بھلائی بہر حال تھی۔ تو میرا فرض بنتا

ہے انکے بیٹے کو غلط راستے پر جانے سے روکوں۔ تم نے کہا اٹھارہ سال تم نے کسی کو اپنی لائف میں آنے نہیں دیا تو پھر اب کیوں تمہاری نظریں بہک رہیں ہیں۔ مجھے بس اس سینس میں ضروری لگا تمہیں غلط چیز سے روکوں"

دلارہ نے اس کی گرفت سے بازو چھڑواتے فاصلہ بنا کر توجیہہ پیش کی، وہ اپنے کہے کو اچھے سے کوور آپ کرنا جانتی تھی۔

"اوہ۔ مجھے لگا تم میری توجہ کہیں اور پائے جیلس ہو گئی ہو۔ کتنا خوش فہم انسان ہوں میں"

وہ اسکے پاس سے گزرتا آگے بڑھا تو دِلارہ نے عجیب سی سانس بھرتے خود کو کوستے پیچھے ہی قدم بڑھائے، وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی پر اسکے اندر جیسے زنجیریں جکڑی گئی تھیں۔

"باران۔۔۔"

وہ تیز قدم اٹھاتی اسکی ہمقدم ہوئی پر باران نے ان سنی کی۔

"کیا باران؟"

وہ اسکی طرف دیکھتا بدلحاضی سے بڑبڑایا۔

"لپ گلوز لگا ہے"

دِلارہ نے ہچکچاتے ہوئے انگلی اسکے منہ کی طرف پوائنٹ کی تو باران رکا۔

"واٹ۔۔ کہاں پر۔۔؟"

باران نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو دِلارہ نے خود ہی انگوٹھے کی پور سے اسکے نچلے لپ کے کنارے لگا گلوز پور کے دباو سے مٹا دیا۔

یہ گلوز دلارہ کے لپ کنارے بچارہ گیا تھا جو باران کے چہرے پر لگ گیا تھا۔ دلارہ نے اسکی شرٹ سے بس سامنے سے لپس رگڑے تھے۔

"تم اپنے سمیت اپنے لپ گلوز کو بھی سنبھالا کرو۔ خوامخواہ کچھ غلط کروا بیٹھے گا۔ شرٹ دی تھی ناں پھر یہاں بھی لگ گیا۔"

باران نے منہ بسورا تو وہ تپ سی گئی۔

"بات سنو، وہ گندی گیم تم نے چوز کی تھی ہوس کے پجاری۔ اب تم ملبہ مجھ پر ڈال رہے ہو جو تمہارے منہ کو چومنا دور، خوشی سے دیکھتی بھی نہیں تمہاری طرف"

باران اسکی پکڑ پر لہراتے رکا، اس لڑکی نے اسکے سیدھا بلیذر کے کنارے سے دبوچا تھا جبکہ اس ہوس کے پجاری پر مانو باران کے تن بدن کو آگ لگ گئی۔

"اوہ ہیلو۔ یہ ہوس کا پجاری تم نے مجھے کہا؟"

وہ انگلی اٹھاتا کڑے تیوروں سے دلارہ کو دیکھتے غرایا جیسے وہ سہم جائے گی جبکہ وہ تو الٹا اور دلیر ہو گئی۔

"ہاں اور یہاں کوئی نظر آرہا ہے تمہیں۔ تمہیں ہی کہا ہے۔ میں خود کو بھی سنبھال کر رکھتی ہوں اور اپنی چیزوں کو بھی۔ وہ لپس ٹچ بس حادثاتی تھا۔ زیادہ مجھے بلیم کرنے

کی ضرورت نہیں۔ آج کے بعد تمہارے ساتھ کہیں جانا ہی نہیں مجھے۔ لفنگا"

دلارہ نے اسکے سینے پر مکا برسایا اور دل کی ساری بھڑاس نکالے آگے چلنے لگی جبکہ باران نے اپنے دل کو سہلایا۔

"میں تمہاری طرح اتنی فاسٹ جاگنگ نہیں کرتا۔ آہستہ چلو۔ ایک تو گاڑی کو بھی نہیں لینے دیا، گفٹس بھی میرے سر تھوپ دیے، سب لڑکیوں کی فیورٹ چیزیں ہیں۔ یو نو واٹ تم ہو ہی چڑیل۔ میرے سمیت میری گاڑی کے پیچھے بھی پڑی ہو۔ اوہ گارڈ میں نے اتنی کیلریز کھائی نہیں جتنی اس لڑکی نے برن کروادیں"

وہ اب چلتے چلتے تھک رہا تھا، پر وہ تھی کہ ناراض سی لمحہ بہ لمحہ دور جا رہی تھی۔

"بڈھا انکل"

دِلارہ نے گردن پیچھے موڑ کر با آواز بلند کہا ہی کہ باران نے ڈور لگائی، دلارہ بھی فورا سے بھاگی لیکن تب حیران ہوئی جب وہ دوڑتا ہوا اسکے ساتھ آگیا، دِلارہ نے ڈور نارو کے دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹ کر اسے سر سے پیر دیکھا جو زرا نہ ہانپا تھا بلکہ مغرور آدھے چہرے کی مسکراہٹ دے رہا تھا۔

"پلاسٹک کی گڑیا۔ اگر تم نے مجھے دوبارہ بڈھا انکل کہا تو میں واقعی تمہارے بال نوچ لوں گا۔ گنجی کبوتری بن جاو گی۔ مجھ سے تمیز کے ساتھ بات کیا کرو۔ میں تمہارا ہسبنڈ ہوں دِلارہ"

وہ سخت تپ گیا، ہر بار کی تو تو اسے اریٹیٹ کرتی تھی، ابھی وہ دونوں بیچ سڑک کھڑے بحث ہی کر رہے تھے کہ ایک گاڑی تیزی سے پاس سے گزری اور اس نے بری طرح باران کی ٹانگ کو ہٹ کیا، وہ جھٹکے سے سڑک پر جا گرا جبکہ دِلارہ نے وہیں کنارے پر پڑا اینٹ نما پتھر اٹھاتے اس گاڑی کو دے مارا جو رک گئی تھی پر وہ اینٹ اسکا بیک مرر

بری سکرٹیچ سے سجا گیا، وہ آدمی باہر نکلا کیونکہ یہ اس سے غلطی سے ہوا پر اپنی گاڑی کی حالت دیکھے وہ دو گالیاں نکالتا مدد کرنے پر لعنت بھیجے واپس گاڑی میں بیٹھے نکل گیا جبکہ خود دِلارہ پیچھے لپکی اور فوراباران تک پہنچی جو کراہ رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہوناں؟"

دلارہ نے پینک سا ہوتے اسکی ٹانگ چھونی چاہی پر وہ جو کراہ رہا تھا دلارہ کے منہ سے آپ سنے سکتے میں چلا گیا، وہ بہت پریشانی سے اسکو دیکھ رہی تھی، دلارہ کے ماتھے پر خوف و فکر سے جیسے نمی سی نمودار ہو گئی تھی۔

"مجھے یقین ہے ہڈی بچ گئی، تم نے اتنے پیار سے پوچھا،

I can't feel pain anymore"

وہ اٹھ کر بیٹھا اور اپنے ٹانگ پر ہاتھ سہلاتی دِلارہ کی کمزوری کا بھرپور فائدہ اٹھایا، جسکے آنسو اس شخص کے معاملے میں آنکھوں تک آکر سمٹ جاتے تھے۔

"ڈائلاگ بازی پر ایوارڈ نہیں ملے گا تمہیں۔ چلو ڈاکٹر کو دیکھاتے ہیں۔ اتنی آواز آئی تھی، معمولی چوٹ نہیں ہے۔"

وہ اسے سہارہ دے کر اٹھانے کے ساتھ آپ کے ٹرانس سے دھکا دے کر نکال گئی تو لڑکھڑا کر کھڑے ہوتے باران نے منہ پھلایا۔

اگر وہ مزید ایک بار آپ کہتی تو وہ اپنا دل شرطیہ ہار دیتا۔

"تم نے اسکی گاڑی کا بیک مرر کریش کر دیا؟ بتاو مجھے اتنی طاقت لائی کہاں سے ہو دلارہ۔ میں تمہیں جتنا سمجھتا ہوں تم اتنی الجھتی ہو۔ ادھر دیکھو۔ وہ آپ ٹھیک ہو ناں۔ بے اختیار نکلا تمہارے منہ سے؟"

وہ ٹانگ کے درد کے سبب دلارہ کے سہارے چلتا اسے مشکل سے دوچار بھی کر رہا تھا جو اسکے منہ کی طرف دیکھتے یہی سوچ رہی تھی ایسے جواب کہاں سے لائے جاتے ہیں۔

"ہاں بے اختیار نکلا۔ کیونکہ کچھ اچانک چیزیں اور جملے ہمارے پلین میں شامل نہیں ہوتے۔ کیا تمہیں چلنے میں آسانی ہے۔ اگر کہو تو کوئی ٹیکسی منگوالوں۔ دس منٹ تک ہوسپٹل ہے ایک۔ چل لوگے"

وہ اسے لاجواب کرنا ہی بہتر سمجھ رہی تھی۔

"اٹھا تو نہیں سکتی تم مجھے تو مجبوراً چلنا پڑے گا۔ چل لوں گا۔ میرے سوال کا جواب دو"

وہ ہنوز وہی باتیں کر رہا تھا جس سے دلارہ جان چھڑوا رہی تھی۔

"کیا جواب دوں؟"

وہ اسکی طرف دیکھتی سپاٹ ہوئی۔

"یہی کہ معاف مت کرنا مجھے"

اک عاجز سی ریکوسٹ آئی، وہ کچھ دیر اس سے نظریں نہ ہٹا سکی۔

"مطلب تم نہیں چاہتے میں تمہیں چھوڑوں؟"

وہ یہ پوچھنا نہیں چاہتی تھی لیکن جب وہ صرف اسکی طرف سارا دھیان دیتا تو وہ کچھ بھی اگلنے سے دریغ نہ کرتی۔

"مجھے شاید عادت ہو گئی ہے تمہاری۔ صبح شام اور رات تمہارا منہ دیکھنے کی۔ کچھ رشتوں کے نام نہیں ہوتے پر وہ ہوتے ہیں"

وہ بھی جیسے کچھ اگلتے اگلتے رہ گیا، دلارہ زخمی سا مسکرائی، اب وہ روڈ سائیڈ چل رہے تھے، وقفے وقفے سے گاڑیاں پاس سے گزر رہی تھیں، ٹھنڈ اس قدر تھی کہ

دونوں کے منہ سے دھواں نکل رہا تھا، ہونٹ رنگت بدل چکے تھے۔

"لیکن ہمارے رشتے کا تو نام ہے۔"

وہ اذیت سے مسکرائی۔

"میں جرمنی واپس جاوں گا تو جانتا ہوں بھول جاو گی پھر بھی پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے کبھی مس کرو گی دلارہ؟"

وہ اسکی طرف دیکھتے جانے کس رو میں تھا، منجھا عاشق لگ رہا تھا جسکے عشق کی داستان ختم ہونے والی ہو۔

"تم کرو گے مس؟"

وہ اصولی سوال کرتی تھی۔

"ہاں۔ تم میری انسپریشن ہو۔ مضبوط انسان کیسا ہوتا ہے تمہیں مل کر جانا ہوں۔ کاش تمہاری ماں بھی تمہاری طرح نڈر اور بہادر ہوتی دِلارہ"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکا بازو پکڑے ہی رکی، یہ جانتے ہوئے اسے یوں رکنے سے درد ہو گا، وہ درد جو دلارہ کی آنکھوں میں تھا، باران کے درد سے ہزار گنا زیادہ تھا۔

"میں بھی کروں گی مس۔ خوش؟"

وہ خوش کر رہی تھی پر خود اسکی گرے آنکھیں خوشی سے بلکل محروم تھیں۔

"تم اگر حادثہ بھی ہو تو میری زندگی کا سب سے بہترین حادثہ ہمیشہ کہلاو گی۔ درد ہو رہا ہے۔ ہم رکتے نہیں ہیں۔"

وہ اسے ہوش میں لایا، اندر جب سب رک گیا تو باہر کیسے سب نارمل رہتا، اسکے بعد وہ مزید کچھ نہ بولی، ہوسپٹل پہنچے اسے ڈاکٹر کے سپرد کیے خود وہ ویٹنگ ایریا میں آکر بیٹھ گئی، پتا نہیں کیوں پر بلاوجہ چیخنے کا دل چاہا، وہ کہانی جو دِلارہ نے اپنی طرف سے ختم کر دی، وہ اپنی جڑیں اسکے وجود میں گاڑ کر دم توڑ گئی۔

دلارہ کی آنکھوں میں نمی اتری، لیکن وہ رو نہیں سکتی تھی، ملکہ نہیں روتی تھی یہی سوچ کر وہ کئی سالوں سے اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکتی تھی، کہ اک بھی آنسو اگر رخسار پر اترا، وہ ختم ہو جائے گی، مضبوطی اور بہادری کے سارے غلاف چیخ جائیں گے۔

"مجھے کیوں تکلیف ہوتی ہے اسکی تکلیف پر۔ مجھے ایسا سب نہیں چاہیے۔ جیسے اسکے آنے سے فرق نہیں پڑا۔ جانے سے بھی نہیں پڑنا چاہیے۔ میں یہ سب نہیں چاہتی۔ پر اسے آنچ بھی آتی ہے میرا دل گھٹ جاتا ہے۔ اسکی تکلیف میرے اندر کیوں سانس لے کر مجھے بھی ریزہ ریزہ کر رہی

ہے۔ نہیں دِلارہ تم رو نہیں سکتی۔ تم کمزور نہیں ہو۔ یہ وقتی کشش ہے مر جائے گی۔ وہ جائے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ جب اسکی کوئی خبر نہیں ملا کرے گی پھر مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن اگر تب بھی اسکی یہاں فکر سی جاگ گئی؟ میں تو مر جاوں گی"

وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بس اپنے آنسوؤں کے نہ بہنے کے جتن کر رہی تھی، تبھی کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا، وہ جلدی سے سر اٹھا کر دیکھنے لگی، باران اسکی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر ٹھٹکا، وہ گھبرا کر اٹھی۔

"س۔۔سب ٹھیک ہے۔کوئی فریکچر تو نہیں آیا۔ہڈی سلامت ہے۔تمہیں درد تو نہیں۔پین کلر دیا انہوں نے،بتاوناں چپ کیوں ہو"

وہ سوال پر سوال کرتی اسے دیکھ کر بولتی گئی اور باران نے کچھ نہ کہا،اسے دونوں بازووں میں جکڑتے پوری قوت سے اپنے گلے لگایا،دِلارہ کا دماغ مانو معاوف سا ہو گیا۔

"بلکل ٹھیک ہوں۔بلکہ الٹا تمہاری فکر ہے۔ہلکی سی چوٹ آئی ہے،ایک انجکشن لگا دیا ہے۔کہہ رہے ہیں ہلکا سا نیل آئے گا پر درد چلا جائے گا کچھ دیر تک۔آئی ایم پرفیکٹلی فائن۔کوئی درد نہیں ہے مجھے"

وہ اسکے سینے لگی زرا ہوش میں آئی تو دونوں ہاتھ باران کی اطراف لے جاتے باندھے، یہ ہگ اس لیے بھی سپیشل تھا کیونکہ یہ دِلارہ کی طرف سے بھی برابر محبت و فکر سے لبریز تھا۔

"مجھے پریشانی ہوئی تھوڑی۔ شکر ہے تم ٹھیک ہو۔ آئی ایم اوکے"

وہ رسان سے نگاہیں چراتی دور ہوئی اور باران نے اسے ہونے بھئ دیا پر اس وقت اسے دلارہ پر بے حد پیار آرہا تھا، دل چاہ رہا تھا اس لڑکی کو لاڈ کرے، اسے سینے سے

لگائے رکھے کہ اتنا فکر کر کر اور جیلس ہو کر اپنا خون نہ جلائے۔

"چلو تمہیں انے تک پہنچاوں۔ پھر میں گاڑی اس کیفے سے لے کر سیدھا حویلی نکلتا ہوں۔ بہت آوارہ گردی ہو گئی آج۔ سب گفٹس تمہیں بھیجوادوں گا"

باران نے اسکا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبوچ لیا اور وہ اسکے ساتھ چپ چاپ چلنے لگی، بنا اعتراض، وہ کہنا چاہتی تھی وہ کچھ پل کسی گھر کو نہیں جانا چاہتی، ابھی تو شام رات میں ڈھلی تھی، ابھی سے وہ اسے چھوڑ رہا تھا۔

"اپنا خیال رکھا کرو"

وہ اسکے ساتھ ہی چلتے بولی، باران نے ترچھی سی نظر دِلارہ پر ڈالی، کیا کیا نہ تھا اس شخص کی نظروں کے محور میں۔

"تم نے کہہ دیا اور میں نے رکھ لیا"

وہ اتنا فرمابردار تھا نہیں جتنا بن رہا تھا، دِلارہ کی کھوئی مسکراہٹ جیسے لوٹ آئی۔

وہ دونوں بیس منٹ کی واک کے بعد منزل پر پہنچ چکے تھے، باران ابھی زرا لڑکھڑا کر چل رہا تھا پر انجکشن میں جانے کیا تھا کہ اسے درد بلکل ہی مدھم ہوتا محسوس ہوا۔

دونوں کو واپسی پر آٹھ بج گئے تھے، جیسے اندھیرا گہرا ہوا ویسے ہی ٹھنڈ بھی شدید ہو گئی۔

"سو جانا اب جا کر۔ کل لڑنے کا کوئی نیا بہانہ ڈھونڈیں گے۔ میرا کل آخری دن ہے، پرسوں صبح کی فلائیٹ ہے۔ تم چاہو تو میں کل کا پورا دن بھی تمہیں دے سکتا ہوں۔ تھوڑی سی دوست کو۔ یا پھر تم مجھے کل کہیں اور بھی لے کر جا سکتی ہو۔ کیا پتا کچھ اور سبق مل جائیں مجھ ناچیز کو۔ زندگی کے کچھ گر سیکھ جاوں"

وہ اسے اپنی واپسی کے ذکر سے چابک رسید کر رہا تھا پر دِلارہ نے مسکراتے ہوئے اسکی تائید کی کیونکہ وہ پہلے ہی بہت

کچھ ظاہر کر چکی تھی، اب اسکے جانے سے تکلیف ہو رہی ہے یہ مر کر بھی عیاں نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"اوکے۔ کل میں تمہیں تمہارے جیسے ایک نیوروسرجن سے ملوانے لے کر چلتی ہوں۔ تمہیں بتایا تھا ناں علاج کے ساتھ تھیراپی بھی اگر وہی طبیب کرے تو جلد شفاء ملتی ہے۔ تمہیں اسکا عملی نمونہ دیکھاوں گی۔ مے بی Bremen واپس جا کر تم ایک نئے باران یلدرم بن جاو، تمہارے ہاتھ میں جو شفاء ہے وہ نکھر جائے"

وہ محبت بھرے انداز میں بولتی گئی، لہجہ فکر سے بھرا تھا جبکہ باران کو ایسا لگا وہ جتا بھی رہی ہے۔

"اگر ایسا ہے تو میں ضرور چلوں گا۔ مجھے بھی اک نئے باران یلدرم کے ورژن کی ضرورت ہے۔ پرانے والا بہت اولڈ فیشن اور بوسیدہ ہو گیا ہے۔ تھینکیو میرے لیے اتنا سوچا۔ بتاو کس وقت پک کروں تمہیں کل؟"

وہ فوری رضامند ہوا جبکہ دِلارہ کچھ سوچنے لگی کیونکہ اسکے شب و روز بہت مصروف تھے، یہ تو باران کی وجہ سے وہ اپنے کام ادھر ادھر کر چکی تھی، beni کو بھی ابھی پاس نہ لایا کہ اسکی پراپر کیئر کرنے اسے گھر رہنا پڑتا، وہ باران کو ایویلیبل رہنا چاہتی تھی۔

"کل میری یوگا اور زمبا کلاس بھی ہے، ہفتے میں ایک دن لیتی ہوں۔ اس پر دو گھنٹے لگ جائیں گے۔ اسکے بعد تم مجھے یہیں سے پک کر لینا دس بجے تک۔"

دِلارہ نے فوری اپنی مصروفیت سے وقت نکالتے مینج کیا تو وہ گہرا خوبصورت مسکرایا۔

"ننھی سی جان، اتنی ہلکان۔ شکر ہے تم کوکنگ نہیں کرتی ورنہ تمہارے ٹیلنٹس کی فہرست مجھے ہارٹ اٹیک دے دیتی۔"

وہ اسکی گال دباتے ہنسا، دِلارہ کو اسکی یہ حرکت زہر سے بھی بری لگی، دل چاہا اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر چبا دے۔

"مجھے نہ کھانا پسند ہے اتنا نہ بنانا اور کبھی اس طرف جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔ تمہیں ہارٹ اٹیک سے بچایا احسان مند رہنا اب۔ دوسری بات میرے فیس کو ایسے ٹچ مت کیا کرو کسی دن ہاتھ کاٹ دیا چڑ کر تو پرفیکٹ مین سے فالٹی مین

بن جاوگے سمجھے" وہ یکدم ہی کاٹ کھانے کو دوڑی جبکہ باران نے ایک ہی جھٹکے سے اس غصیلی لڑکی کو کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کھینچا تو وہ دونوں ہاتھ بے اختیار باران کے کندھوں کی جانب سرکاتی بازو اسکی گردن میں ڈھیلے

سے پرو گئی، وہ قریب ہی اتنا کر بیٹھا تھا، دونوں کی آنکھیں اتنی نزدیکی پر ٹھہر سی گئی تھیں، دِلارہ تو یوں تھی جیسے اسکا دل اس سمیت فریز ہو گیا ہو۔

"تمہیں اس سے بھی منع کیا تھا باران یلدرم"

وہ دانت پیس کر بولی پر باران اسکے معاملے میں ڈھیٹوں کا باپ ثابت ہوا تھا، کندھے لاپرواہی سے اچکا کر مسکرایا۔

تم نے سفید پھول دیکھے ہیں نا؟

کتنے منفرد نظر آتے ہیں وہ!

بکل ویسے، جیسے تم ہو!

جَاذِب، پُر کشش طلِسم طاری کرنے والی...

نِگاہیں تم پر آ کر ساکت ہوتی ہیں

جہاں تم موجود ہو...

وہاں نظروں کا محور کوئی ہو سکتا ہے؟۔۔۔۔۔۔

"تم کبھی بھی اکیلا فیل کرو۔ مجھے پکار سکتی ہو"

وہ سب بھول گیا، کہنا تو یہ چاہتا تھا وہ اسے ضروری سی محسوس ہو رہی ہے پر وہ اتنا بے رحم نہ تھا کہ خود غرض بن جاتا۔

"تم Bremen ہوئے تب بھی؟"

وہ پر سکون ہوتے بولی، پر در حقیت اسے باران کو دیکھنا اتنا سکون دے رہا تھا کہ وہ سکھ اسے اپنے خوشبو خانے میں بھی نہ ملتا، باران کی آنکھیں جیسے تاریک سی ہوئیں، دلارہ کے لہجے کی حسرت کسی کو بھی مار سکتی تھی۔

"ہاں تب بھی۔ آڈیو اور وڈیو کال نے سب آسان کر دیا"

وہ اسے اچھی امید دلا رہا تھا پر دِلارہ امیدوں کے سہارے کبھی جی ہی نہ تھی۔

"پھر رہنے دو"

وہ بازو ہٹائے فاصلہ بنا گئی، ہاتھ کی انگلی سے باران کے سینے پر نادیدہ لکیر کھینچنے لگی۔

"اگر Bremen ہوا تو نہیں پکارو گی؟"

وہ افسردہ ہوا۔

"نہیں۔ میرے گھر کے ساتھ رہتے تو اور بات تھی تاکہ فوری مدد کو آتو جاو۔ یہ فلمی ڈائیلاگ کہ اکیلی مت محسوس کرنا۔ میں ہوں ناں۔۔ یہ سب اپنی اس بیوی کو کہنا جو واقعی تمہاری کچھ لگتی ہو گی۔ جسکے ساتھ تمہارا کوئی جذباتی ناطہ

ہو گا۔ اور جسکے پاس تم رہو گے۔ مجھے ایسی تمہاری کوئی مہربانی کبھی نہیں چاہیے"

وہ ہنوز اپنے موقف پر ڈٹی تھی، باران نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اسے سینے پر دبا لیتے دِلارہ کو خود کی طرف دیکھنے پر مجبور کیا، دونوں کی آنکھیں ملتیں تو اک سپارک وجود میں آتا۔

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ گڈ نائیٹ"

وہ اسے آزاد کرتا دور ہوا اور پھر لڑکھڑا کر مڑ گیا، دِلارہ نہیں چاہتی تھی وہ جائے اور وہ انا پرست کہہ کر روکنے پر ہی رکنے والا تھا بس۔

وہ اسے جاتا دیکھتی رہی، تب تک جب تک وہ رسائی اور نظروں سے دور نہ ہو گیا۔

دلارہ گھر کی طرف بڑھی، اندر داخل ہوئی تو محسوس ہوا وہ اپنا آدھا وجود بھی کہیں کھو بیٹھی ہے۔

"آ گیا میرا بچہ؟"

عزیزے میڈ سے آج ڈنر میں کچھ سپیشل بنوا رہی تھیں، آہٹ پر باہر آتے پکاریں تو اپنے کمرے کی طرف جاتی دِلارہ رکی۔

"بی میں کچھ دیر سو جاوں؟"

دِلارہ نے احساس سے عاری لہجے میں بس سوال کیا۔

"ٹھیک ہے میرا بچہ۔اٹھ کر بتانا ساتھ ڈنر کریں گے۔"

عزیزے نے اسے ہمیشہ ہی سپیس دی تھی جسکی دلارہ مشکور تھی۔

"آپ کر لیں۔مجھے بھوک نہیں۔گڈ نائیٹ"

وہ انھیں انتظار سے نکالتی وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی، عزیزے افسردہ ہو گئی تھیں، انھیں دِلارہ کی فکر پھر سے کرنی پڑ رہی تھی، کیونکہ انکی نواسی خود کو سنبھالنے میں ناکام تھی، وہ روم میں آئی تو پہلے ڈرا کھولے سگریٹ کا ڈبہ نکالتے ایک سگریٹ نکالی اور اسے سلگائے وہ آکر اپنی ریلکسنگ چیئر پر بیٹھ کر جھولنے لگی۔

اسکا کمرہ کچھ ہی ساعتوں بعد دھوئیں سے بھرنے لگا، اس نے بی سے کہا تھا وہ اب کبھی سموکنگ نہیں کرے گی لیکن اس نے اپنا کہا خود ہی جھٹلا دیا کیونکہ یہ چند دن اسکی فطرت کو بدل نہ پائے، ہاں یہ الگ بات تھی دِلارہ کا دل اور وہ خود

ان چند دنوں کی مار نکلی اور سر سے پیر تک بدل گئی، اسے دکھ تھا وہ ہار گئی۔

.._____..

مسدور حویلی کے افراد کے اندر لگی آگ ہر لمحے کے ساتھ مزید سلگ رہی تھی، برہان کی واپسی پر اسے جو سننے کو ملا وہ دماغی نسیں صدمے سے سکیڑ نے جیسا تھا، المیرا تو خاموش تھیں پر وہ ماں بیٹا کسی بپھری موج کی طرح غراتے نظر آرہے تھے، ایدا کے آفس لوگ بھیجے گئے تو وہاں سے پتا چلا کہ وہ کچھ دیر پہلے ہی وہاں سے نکل گئی ہے اور یہ بھی پتا چلا

کہ وہ عالیان یلدرم کی کمپنی میں پچھلے دو سال سے جاب کر رہی تھی۔

اصل شرارے تو انکی رگوں میں اب دوڑے تھے، نفرت اور انتقام کا لیول تو اب حدیں کراس کیا تھا۔

پورے انقرہ میں نازلی اور ایدا کی تلاش شروع ہو چکی تھی اور اسکا اندازہ عالیان کو پہلے ہی تھا تبھی اس نے ایدا اور اپنے ڈنر کے لیے ریسٹورنٹ کا اوپر والا پورا پورشن ریزرو کروایا تھا کہ ڈنر کے بیچ ان دو کو کسی قسم کی ڈسٹربنس کا سامنا نہ ہو، اپنی حویلی، آفس یہاں تک کہ اپنے لوگ اپنے

ساتھ بھی رکھے تا کہ مسدور خاندان کے لوگ کسی طرح کسی کو بھی تکلیف نہ پہنچا سکیں۔

گل خانم کی خاموشی کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ تھی تو برہان مسدور اپنے اندر لگی آگ کا اظہار تنتناتے ہوئے کرتا نظر آرہا تھا۔

ایدا اور عالیان ریسٹورنٹ آئے تو انکے سوا اوپر والے پورشن میں کوئی اور کسٹمر نہ تھا اور دوسرا کافی سکون تھا، عالیان نے اسے جنٹل مین کی طرح پرنسیز ٹریٹمنٹ دیتے خود اسکے لیے چیئر پیچھے سرکا کر بیٹھنے کا کہا تو وہ ہونٹوں کو حصارنے والی خوبصورت مسکراہٹ سمیت اسے دیکھتی

بیٹھی۔ عالیان نے بھی اپنی جگہ سنبھالی اور کچھ ہی دیر میں ویٹر نے آکر ان دو کا آرڈر لیا۔

ایدا کی مسکراہٹ دیکھ کر عالیان کو یہ افسوس گھیر گیا کہ وہ کچھ دیر میں اجڑنے والی ہے، وہ اپنا مینو دیکھ کر اپنے لیے کھانا آرڈر کر چکے تھے، ایدا منتظر تھی کہ وہ کوئی بات کرے مگر عالیان نے بات کا آغاز کرنے سے پہلے ایدا کا میز کی سطح پر پڑا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا لیا، ایدا اسکے لمس پر متوجہ ہوئی، نظریں عالیان کے ہاتھ سے اٹھا کر عالیان کے خوبصورت چہرے پر جمائیں، دم سادھ لیا۔

"ایدا میں تم سے کچھ کہنے والا ہوں۔ بنا پینک ہوئے سننا۔ یہ یقین رکھنا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہر پل اور ہر لمحہ"

اس شخص کی تمہید ہی سانس روک دینے کے مترادف تھی، ایدا نے گھبرا کر عالیان کے چہرے پر پھر سے آنکھیں جمائیں، وہ تھوڑی بے چین محسوس ہوئی۔

"سب ٹھیک ہے ناں؟"

وہ پریشانی سے بولی تو عالیان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا لیکن وہ پریشان سا لگ رہا تھا۔

"نازلی کو آزاد یلدرم، مسدور حویلی سے اٹھا کر لے گئے۔ اور اب تمہیں میرے ساتھ یلدرم حویلی جانا ہے اور وہیں رہنا ہے۔ یعنی آخری جنگ کا آغاز ہو گیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بات کہ تم میری کمپنی میں جاب کرتی ہو، تمہارے گھر والوں کو پتا چل چکی ہو گی کیونکہ برہان مسدور کے لوگ آئے تھے کمپنی۔ تمہاری تلاش میں۔"

عالیان نے سب کچھ بہت تحمل اور نرمی سے بتایا، لیکن ایدا کی آنکھیں دفعتاً خوف کی شدت سے آنسوؤں میں ڈھل گئیں۔

"وہ مم۔۔ مجھ سمیت آپکو بھی نقصان دیں گے عالی"

ایدا کی آواز ٹوٹتی اور بکھرتی محسوس ہوئی جبکہ عالیان کو اس لڑکی کے ایسے ہی رد عمل کی امید تھی، وہ اٹھا اور رو پڑتی ایدا کی طرف آیا جس نے عالی پکار کر ویسے ہی جناب کی ساری محبت، توجہ کا رخ اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

"پوری یلدرم حویلی اللہ کے بعد بہت قابل اور ٹرینڈ سیکورٹی گارڈز کی حفاظت میں ہے۔ میرے ساتھ بھی ایک سیکورٹی گارڈز کی گاڑی رہے گی۔ تم کمپنی کچھ دن نہیں جاو گی۔ بس یلدرم حویلی رہو گی۔ یہ سب زیادہ لمبا نہیں چلے گا ایدا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں"

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ تا اسے اٹھائے اپنے قریب کھڑا کرے دونوں ہاتھوں میں اسکا چہرہ بھرے ایدا کے سارے آنسو صاف کر گیا، وہ ہچکی سی بھر کر رہ گئی، آنکھوں اور چہرے پر خزن کا گہرا اثر چھایا ہوا تھا۔

"م۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے"

ایدا کی آواز گھٹنے کے ساتھ سرگوشی میں بھی ڈھل گئی۔

"ڈرنے کی کیا بات ہے۔ تمہیں میرے ساتھ پر بھروسہ نہیں؟"

عالیان نے اس سے یقین مانگا تو وہ فوراً سر ہلاتی ڈبڈبائی آنکھوں سے عالیان کی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

"بہت بھروسہ ہے۔ پر ماموں ڈر جائیں گے ناں پھر میرے جانے پر"

وہ روہانسی ہوئی تو عالیان نے مسکرا کر اس queen of tears کو رغبت سے دیکھا، آنکھوں میں خمار کے بادل غالب آنے لگے۔

"وہ نہیں ڈریں گے۔ انکو پتا ہے دو جوان جہان ڈان ٹائپ بیٹوں کے باپ ہیں۔ پھر کچھ دن تک آزاد چاچو بھی جب

انکے سامنے آئیں گے تو بابا کی طاقت ڈبل ہو جائے گی
کیونکہ دشمن دار ہم لوگ کسی سے ڈرتے جو نہیں، بات بعد
میں نکلتی منہ سے، بندوق سے گولی پہلے باہر آتی ہے۔ لیکن
اس سب کے بیچ تمہیں مضبوط رہنا ہے۔ سب بہترین
کرنے کے لیے اب کچھ ضروری سٹیپس لینے ہی
تھے۔ جیسے تمہیں اور نازلی کو وہاں سے نکالنا۔ سب کچھ
بہتری کی جانب گامزن ہے"

وہ عالیان کی سمجھائی بات سمجھ تو گئی پر اپنی آنکھوں کا کیا
کرتی جنھیں بھیگنے کی عادت تھی اور دل کا کیا کرتی جو اس

شیر مرد کے پہلو میں بھی سوکھے پتے سا کانپ رہا تھا، ڈر رہا تھا۔

"م۔میں کہاں رہوں گی تو؟"

ایدا نے زرا آنسوؤں سے بھری آنکھیں سنبھالتے پوچھا، آواز رندسی گئی۔

"میرے روم میں رہنا چاہو گی یا الگ۔سب تمہاری چوائز کا ہو گا"

وہ سارے حق تو ازل سے ایدا کے ہاتھ میں دے چکا تھا پھر اب سوال کیسا۔

"آپ کے روم میں رہ کر آپکو ڈسٹرب نہیں کروں گی"

ایدا نے نظریں سی جھکائیں، اپنی طرف سے محترمہ نے عالیان یلدرم کی جان پر بڑا احسان کیا تھا۔

"مجھے اپنی بیسٹ فرینڈ کے ساتھ رہنے میں خوشی ملے گی۔ڈسٹرب کیوں ہونے لگا، تم کونسارات میں کراٹے چمپئین بن جاتی ہو"

وہ اس محترمہ کا صدمہ کم کرواتے ہی اسے پکڑ کر چیئر پر بٹھائے جب تک اپنی جگہ آکر بیٹھا، ایدا کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھے ٹھٹھک گیا۔

"کیا مطلب ہم بیڈ بھی شئیر کریں گے ؟"

وہ باولی بنی بڑبڑائی تو عالیان دلفریب سا مسکرایا۔

"ہاں بنا خوف و فکر۔ کیا تمہیں کوئی ڈر خدشہ ہے مجھے لے کر ؟"

وہ گہری نگاہوں میں اسے بسائے بولا تو ایدا نے نظریں سی چرائیں۔

"ہر گز نہیں۔ پر آپ کی بیوی تو نہیں ہوں ناں۔ بیوی بیڈ شئیر کرتی ہے بیسٹ فرینڈ تو نہیں"

وہ فوراسے بڑبڑائی، اسی بیچ انکا آرڈر یعنی ڈنر بھی آگیا تو بیچ کا معنی خیز فسوں کچھ دیر ٹوٹا۔

ویٹرز انکا کھانا سرو کرتے انہیں عافیت سے کھانے کی وش دیتے وہاں سے چلے گئے تو ایدا نے اپنا کھانا شروع کیا، لیکن عالیان کی نظروں کی حدت کے سبب اسکے کھانا کھاتے ہاتھ کانپ رہے تھے اور عالیان نے تبھیٔ اس پر سے نظریں ہی ہٹالیں کہ وہ پہلے آرام و سکون سے اپنا ڈنر کر لے، باقی اس بیوی والے سوال کا جواب وہ اسے آج زرا دوسرے طریقے سے دینے والا تھا۔

.. ..

وہ ٹی وی سٹنگ لاونج میں لگے کاوچ پر ٹانگیں پسار کر ہاتھ میں برینڈڈ سگریٹ سلگائے نظریں ٹی وی سکرین پر جمائے بیٹھا تھا پر درحقیت اسکی سوچیں ہاندے کے آٹھ گھنٹے تک سونے سے جڑی تھیں، تھک ہار کر آزاد نے اس کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا جسکے پار اسکی دنیا تھی، وہ اتنی ناراض تھی کہ تین سے چار گھنٹے بیت گئے تھے وہ اپنی تکلیف اکیلے جھیل رہی تھی، آزاد کو موقع ہی نہ دے رہی تھی کہ وہ اسے سمیٹے۔

جبکہ دروازے کے پاس ٹیک لگائے نیچے کارپٹ بچھے فرش پر بیٹھی نازلی کارونارک چکا تھا، اسکی اس چار دیواری میں

بلند ہوتی سسکیوں کو آرام مل گیا تھا، لیکن وہ غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے گم صم بیٹھی تھی، قبر سا سناٹا چار سو رقصاں تھا۔

"میں نے اسے اتنے سال مس کیا اور اب کب سے اسے اگنور کر رہی ہوں۔ تمہارا بھی کوئی حال نہیں نازلی"

زرا حواس یکجا ہونے میں دیر لگی پر وہ فورا اٹھی اور اپنے بکھرے بے ترتیب بالوں پر ہاتھ پھیرے، گالیں رگڑیں اور جوتے پہنے وہ دروازہ کھول کر باہر جھانکی تو آزاد کو سموکنگ کرتا دیکھے وہ تیزی سے اسکی طرف گئی اور جھک کر اسکے ہاتھ سے سگریٹ جھپٹ کر سامنے میز پر رکھی

ایش ٹرے میں دباتے بجھا دیا، آزاد ٹیک چھوڑے بیٹھا اور
بیتاب سی نظریں نازلی پر ڈالیں جو اسکے پہلو میں ہی
بیٹھی، لیکن منہ سامنے تھا، وہ آزاد کو نہیں دیکھ رہی
تھی، غصہ بھی تھی اور بہت زیادہ سٹریس میں بھی، زندگی
کے وہ خوبصورت سال جو ان دو کو ساتھ گزارنے
تھے، انکے ضائع چلے جانے کا سٹریس ہلکا ہوتا یہ ابھی ہرگز
ممکن نہ تھا، یہ بات آزاد بھی سمجھتا تھا تبھی تو کب سے اسے
اکیلے سوچ وبچار کی مہلت دے رکھی تھی۔

"چپ مت رہو۔ چپ رہنے کے لیے تمہیں بہت گھنٹے
دے چکا ہوں۔ مانتا ہوں سب بھلانا مشکل ہے لیکن تم تو

آج میں جینے والی لڑکی تھی نازلی۔ تمہارا آج میں
ہوں۔ جب سب یاد آیا تھا میری بھی تم جیسی کیفیت
تھی، ہم دونوں ایک دوسرے سے دور رہے یہ مقدر کا
فیصلہ تھا، ہمارا ذاتی نہیں"

اپنی بازو آہستہ آہستہ نازلی کے اطراف حائل کرتے وہ اس
روٹھی بیوی کو منانے کے جتن کرتا زرا اپنے سینے کی طرف
کھسکالایا تو وہ اپنی آنکھیں مجبورا آزاد کی آنکھوں میں گاڑ
گئی، آزاد نے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کے سامنے آتے
بالوں کو نرمی سے سہلاتے ہٹا کر اسکے کان کے پیچھے
دھکیلا، اس بیچ وہ بس آزاد کو تاسف سے دیکھتی رہی۔

"میں بوڑھی ہو گئی ناں۔ اسکا نقصان کون بھرے گا۔؟"

نازلی کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے۔

"ہیں۔ بوڑھی۔ کہاں سے بوڑھی ہو۔؟ جب تمہیں اپنے پیار میں ڈالا تھا تب تو تم اتنی سی تھی (انگوٹھے اور انگلی کو ملا کر موازنہ کیا)۔ بچی لگتی تھی۔ اصل نازلی تو تم اب بنی۔ بوڑھے ہوں ہمارے دشمن۔ میں سوچ رہا تھا اپنی لکس سے تمہیں مل کر جلاوں گا کہ دیکھو اب تک کتنا ڈیشنگ اور حسین ہوں پر تمہیں دیکھنے کے بعد اصل خوبصورتی کا احساس ہوا۔ میرے لیے تو تم بلکل نہیں بدلی۔ ویسی ہی

ہو۔ بس اب زرا میچور خاتون لگتی ہو۔ میرا یقین کرو یہ والی میچور نازلی، اس معصوم سی گڑیا سے دگنی بمب ہے"

وہ اسکے چہرے پر بیٹھے ہر درد کا علاج کرنا چاہتا تھا، وہ بھلے زخمی سہی پر بمب والے لقب پر مسکرا کر سر اسکے کاندھے سے ٹکا کر ساتھ جا لگی، انداز بے حد ٹوٹا ہوا تھا، آزاد اسکے اندر کی توڑ پھوڑ سے واقف تھا تبھی خاموشی سے اسے اپنے حصار میں لیا، اتنا ہی غنیمت تھا کہ وہ اسکے پاس آ کر پر سکون ہوئے بیٹھی تھی۔

"میں نے تمہیں تمہاری حویلی سے ہمیشہ کے لیے نکال لیا ہے۔ یہاں رہو گی تم۔ اب یہ خاندانی دشمنی سرے سے

ختم ہو گی۔ لیکن تب تک محتاط رہنا ہو گا۔ ایدا کو بھی عالیان ساتھ رکھے گا۔ اس وقت کسی چیز کے بارے مت سوچو نازلی۔"

آزاد نے اسکی دماغی سٹریس کو رفع کرنے کی خاطر بات شروع کی تو وہ وہیں اس سے لگے ہی چہرہ اٹھا کر آزاد کو دیکھنے لگی، پھر ہاتھ بڑھا کر اسکی دھاڑی سہلائے مسکرائی اور یہ اداس مسکراہٹ نہیں تھی۔

"تم واقعی بہت پیارے ہو اب بھی۔ اوپر سے اتنے بگ مین۔"

وہ اداسی تھی پر اسکی تعریف دھماکہ خیز و جان لیوا تھی۔

"تم مل گئی اب گئی جوانی بھی لوٹ آئے گی۔"

وہ مان بخشتا اسکا ماتھا چومتے نازلی میں جانے کون کون سے مرے ارمان واپس جگا گیا، زرا دور ہوا تو وہ ہنوز اسے چاہت سے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں بھوک لگی ہے کیا؟"

آزاد نے اسے خود کی طرف یوں پیار سے تکتا پائے پوچھا تو نازلی نے فوراً سر ہلایا۔

"انے نے ناشتہ بھی کرنے نہیں دیا تھا، رہی سہی کسر تم نے پوری کرلی مجھے کڈنیپ کر کے پھر وہ گندی سمیل جس سے بیہوش کیا مجھے۔ بہت زیادہ بھوک لگ رہی ہے تبھی تو آنسو بھی رک گئے۔ ورنہ میں نے ابھی اور رونا تھا۔ تمہیں ان آنسوؤں میں ڈبونا تھا۔ مجھے کھانا دو باقی کا بعد میں لڑوں گی"

وہ اپنی ناک رگڑتی اسکے حصار سے نکلتی روٹھ کر بیٹھی تو آزاد کا کانپتا سا دل زرا بحال ہوا، وہ اسکی طرف جھکا اور نازلی کے کندھے پر اپنے لب رکھتے اسکی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھے سنجیدہ ہوا جو نظریں ان اسود و منور آنکھوں سے بڑی جلدی چرا گئی تھی۔

"ابھی کھانا لگاتا ہوں۔ اور کوئی حکم ملکہ عالیہ؟"

وہ ہنوز اسکے سامنے ہوئے اک نئے حکم کا منتظر تھا، نازلی نے اسکی طرف دیکھتے نفی میں گردن ہلائی، نا جانے کیوں پر وہ آزاد کے یوں بھرپور توجہ دینے پر کنفوز سی ہو رہی تھی، نو عمر لڑکیوں کی طرح اسکے اندر نشاط و ہلچل نمودار ہو رہے تھے۔

وہ اسکے پاس سے اٹھا اور کچن کی طرف چلا گیا، نازلی نے یوں سانس بھری جیسے کافی دیر سے روک رکھی ہو، وہ آزاد کو کچن میں جا کر غائب ہوتا دیکھے خود بھی اٹھی اور پیچھے ہی لپکی جہاں وہ مصروف سے انداز میں سارا کھانا مائیکرو ویو

کرنے میں لگا تھا، نازلی وہیں دروازے میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی اور تبھی تو اسکی آنکھوں میں تبسم وحیا کا ملا جلا اثر انھیں گلابی پیش کرنے لگا، آزاد کے نام پر دھڑکتے نازلی کے دل نے اسے طلب کیا تھا، وہ اتنا بدل گیا تھا کہ نازلی اس سے گھبرا رہی تھی، نکاح کے بعد ان دو کو دوبارہ ملنے کا موقع نہ ملا تھا تبھی یہ سوچ کر کہ وہ ایک دوسرے کے ہیں، نازلی کے اندر فطری جھجھک سی ابھر رہی تھی۔

آزاد نے وہیں کچن ڈائنگ ٹیبل پر ہی کھانے کی پلیٹس لگانے کو پلٹ کر دیکھا تو نازلی پر آنکھیں جا ٹھہریں، وہ قریب چلی آئی اور آزاد کے ہاتھ سے پلیٹس لیں، جبکہ

آزاد اسکی فطری سی جھجھک فیل کرے مسکراتا ہوا واپس پلٹا، نازلی پلیٹس رکھے چیئر گھسیٹے بیٹھ گئی، باقی کا کھانا آزاد نے خود لگایا، اور آخر میں ایک گلاس پانی کا لیے وہ خود بھی اسکے ساتھ ہی دوسری چیئر گھسیٹے بیٹھا۔

"کہو تو کھلا دوں؟"

آزاد نے اسکی اداس اداس صورت تکتے آفر کی، نازلی کچھ نہ بولی تو آزاد نے خود ہی اسے ہاں سمجھتے نازلی کو چھوٹے چھوٹے بائیٹ کھلانے شروع کر دیے، وہ بہت زیادہ بھوکی تھی کہ جب تک آزاد نے اسے کھانا کھلایا وہ کھاتی گئی، یہاں تک کہ وہ کھلاتے تھک گیا پر نازلی نے انکار نہ

کیا، یہ تو آزاد کو پریشانی ہونے لگی کہ وہ اتنا سب اوور کھا کے پیٹ نہ درد کروالے۔

"اور کھانا ہے؟"

آزاد نے ہاتھ روکتے پوچھا تب وہ جیسے ہوش میں آئی اور آتے ہی اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہی۔

"میرا پیٹ پھٹنے لگا ہے۔ اتنا سب ٹھسوا دیا مجھے۔ انسان ہوں کوئی بھینس نہیں"

نازلی نے برا سا منہ بناتے پیٹ پر ہاتھ رکھتے کراہتے شکوہ کیا جبکہ آزاد نے اپنی دونوں فنگرز جن سے وہ نازلی کو کھلا رہا

تھا، منہ میں ڈالتے صاف کیں پھر ٹشو سے اپنے ہاتھ صاف کرے کرسی پیچھے کرتا اٹھا۔

"تم منع کرتی تو میں رک جاتا، مجھے لگا بھوک بہت زیادہ ہے۔ اٹھو۔۔ تھوڑا چلو پھرو اچھا فیل کرو گی۔ اب اتنا بھی ہنڈسم نہیں کہ تمہارے ہاتھوں کے طوطے ہی اڑ گئے"

آنکھوں میں خفیف سا تیکھا پن لیے وہ اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹے اسے اٹھانے کے ساتھ کھری کھری سنا بھی گیا، اف اس آدمی کی بے تکلفی اور طاقت ایسی کہ نازلی اسکے لیے واقعی ایک گڑیا سی تھی۔

"اف۔۔میرا پیٹ۔۔اتنا سب کیسے کھا بیٹھی میں آزاد؟۔تم میرا سائز دیکھو اور اپنی یہ ٹھسوائے جانے کی عنایت۔کوئی جوڑ تھا۔۔۔؟"

وہ اسکے کاندھوں کے گرد بازو حائل کرتی کراہتے بولی تو آزاد نے معنی خیز سی سمائل دیتے نازلی کو الرٹ کیا۔

"سائز فیل کر کے معلوم ہوتا ہے۔دیکھنے سے نہیں۔ویٹ مجھے تمہاری کمر ناپ لینے دو۔"

آزاد نے ہاتھ اسکی کمر کے اطراف سے سرکاتے شرارت سے کہا تو وہ اسکے سینے پر مکا مارتی گھوری، ہلکا ہلکا مسکرا بھی رہی تھی۔

"شکر ہے تم مسکرائی تو۔"

آزاد نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے مزید نازلی کو اپنے سینے سے جوڑتے اسکا ماتھا چومتے اپنی خوشی کہی جو نازلی کے پورے وجود کو بہار کرنے کا موجب بنی۔

"اتنے سال کہاں رہے۔ سب جاننا ہے۔ ہر چیز بتاو۔ وہاں سے تم کیسے بچے۔ وہ قبر کسکی ہے۔؟"

وہ ابھی بھلے ہمت نہ رکھتی تھی پر اسے سب جاننے کی جلدی تھی، کم از کم آج تو آزاد اسے کچھ بتانے نہیں والا تھا۔

"ابھی یہ سب بتانا ضروری ہے یا تمہارے ساتھ وقت گزارنا۔ مجھے میری بیوی چاہیے"

آزاد کے لہجے میں شدت تھی، وہ اسکے سوا کچھ سننے سمجھنے والا نہیں لگ رہا تھا، نازلی بھی اسی کیفیت میں تھی جس میں آزاد۔

"کون سی بیوی؟ میں اس قیامت سے خوفزدہ ہوں جو تم اور عالیان برپا کرنے پر تلے ہو۔ تمہیں کیا لگتا ہے آزاد کے سب ختم ہونا اتنا آسان ہے؟ تم اس بار خود سمیت عالیان کی جان بھی خطرے میں ڈال چکے ہو۔ اور میں یہاں چھپ کر نہیں بیٹھوں گی۔"

نازلی نے اسکے حصار سے نکلتے سخت مضطرب ہوتے جب یہ ڈر کہے تو آزاد کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف بڑھتی محسوس ہوئی۔

"تو کیا کرو گی تم؟"

آزاد اس سے اسکی سوچ جاننے کو بولا، لہجہ سپاٹ ہوا، اس شخص کے لہجے میں محبت کا غصہ تھا، اور نازلی کے دل کی دھڑکنیں مسلسل تیز سے تیز تھیں۔

"میں تمہارے اور اپنے لیے ایک بار پھر اپنے گھر والوں کے سامنے کھڑی ہوں گی۔ اور اس بار انھیں تم تک پہنچنے کے لیے میری لاش سے گزرنا ہو گا۔ ایدا اپنی لڑائی نہیں لڑ سکتی تبھی اسے میں نے عالیان کے سپرد کیا۔ وہ اسے اور خود کو بچا سکتا ہے"

آزاد کے چہرے کا رنگ اڑا، یہ لڑکی کیا بھیانک کرنے کا سوچ رہی تھی آخر،

"اور وہ تمہاری لاش سے ہنستے ہنستے گزر کر مجھ تک آجائیں گے۔ پھر سے ہمت ہے میری موت سہنے کی؟ بولو"

آزاد نے اسکی طرف بڑھتے اسکے دونوں بازووں کو مٹھی میں دبوچتے اپنے نزدیک کھینچتے اسکی آنکھوں میں غضب سے بھری آنکھیں گاڑیں تو نازلی ہانپتی سانس لیتے ہی اچانک دم سادھ گئی۔

"ن۔۔ نہیں ہے۔"

وہ روہانسی ہوئی، اسکے سارے حوصلے ٹوٹ گئے۔

"تو پھر یہ سب بولنا بھی مت۔۔۔میں ہوں اب تمہارے ساتھ اور اس نئے آزاد کا تمہارے گھر والے بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پورے وثوق سے یقین دلا رہا تھا جبکہ نازلی اس پر یقین کرنے کا فیصلہ لے رہی تھی۔

"میں بال بیکا سہہ بھی نہیں سکتی اب۔میں پہلے ہی بہت آزمائی جا چکی ہوں۔مجھے اب چھوڑا تو تمہاری ٹانگیں میں خود توڑوں گی۔اب آکر میرے ساتھ دو گھنٹے واک کرو۔"

وہ غصہ ترک کیسے کرتی کہ سالوں بعد لاڈ اٹھانے والا واپس ملا تھا، آزاد نے اسکی طرف بہکی سی سمائل دی اور نازلی کو خود سے جوڑے اسکے کان کی طرف جھکا۔

"کچھ اور کر لیں دو گھنٹے، کیلریز برن کرنے کے اور بھی بہت طریقے ہیں"

آزاد کی سرگوشی نازلی کو لرزا سا گئی، وہ فورا گھبراہٹ چھپاتی اسے گھوری۔

"ابھی تم مجھے ملے ہو یہ صدمہ حاوی ہے مجھ پر۔ تمہارے ساتھ کیسا تعلق ہے یہ معاملہ ابھی ایک طرف رہنے دو۔ کیا

تم نے چوبیس سال کسی لڑکی کی طرف دیکھا بھی نہیں آزاد؟"

وہ اپنی کیفیت سمجھانے کے ساتھ اختتام پر اک سوال کر بیٹھی جسکے جواب کے لیے وہ پوری بیقرار تھی۔

"اس نظر سے نہیں دیکھا جسکی تم مستحق تھی۔وہ محبت بھری ہر نظر جو شاعروں نے قلم بند کیں،جو روح زمین پر محبوب فرد کے لیے مختص ہے،بس تمہارے لیے ہیں۔میں جیسے تم سے بچھڑا تھا،دیکھو اب بھی ویسا ہی ہوں"

وہ اسے یقین دلا رہا تھا پر وہ نہ کرتے مسکرائی کیونکہ وہ پہلے جیسا بلکل نہیں تھا۔

"تم بلکل بدل گئے ہو۔ موٹے ہو گئے ہو۔ اتنی ہیوی باڈی تو نہیں تھی تمہاری۔ پتلو سے ہوا کرتے تھے،"

وہ اسکی پر کشش کسرتی خوبصورتی کو موٹا کہے آزاد کا دماغ گما گئی۔

"اسے ہی کوڑھ مغزی کہتے ہیں۔ تمہارا یہ ہنڈسم پچاس سالا بڈھا جدھر سے گزرتا ہے، سب دیکھنا نہیں بھولتے اتنا چارم ہے میرا۔ اور یہ موٹاپا یا فیٹ نہیں۔ میرا بزنس ہی یہی

ہے۔جب میرے ہی مسلز نہ ہوں گے تو میری مشینری اور پراڈکٹس کیسے بکیں گے۔اٹس بزنس"

وہ ساری تفصیل دینے کے بعد آخری دو لفظ مستی سے بولا، آنکھ بھی ونگ کی۔

"ہاا!موٹاپا بھی بزنس ہوا کرے گا کس نے سوچا تھا"

وہ خود بھی شرارت سے کہتی پاس سے بھاگ گئی تو آزاد اسکے پیچھے بھاگا، اب جناب اپنی طاقت اور فٹنس کے اتنے راگ الاپ ہی رہے تھے تو نازلی پر فرض تھا کہ وہ امتحان لیتی۔

"اگر تم نے مجھے پکڑ لیا۔ بنا ہانپے تم مجھے پکڑ کر روک پائے تو جو تم کہو گے وہ کروں گی"

نازلی نے گھر کا ڈور کھولا اور لان کی طرف بھاگ گئی، رات ڈھل رہی تھی اور آزاد نے اسکا چیلنج فوری قبول کرتے اسکے پیچھے ہی دوڑ لگائی، نازلی نے اسے بھرپور دوڑایا، لیکن لان کے آخری کنارے پہنچے وہ ہر طرف سے پہلے قید ہوئی پھر آزاد نے اسے دبوچتے اپنے نزدیک کھینچا تو وہ ہانپ نہیں رہا تھا بس زرا دوڑنے سے محترم کی پیشانی عطر آلود دیکھائی دی، نازلی الٹا ہانپ گئی کیونکہ شاید زندگی میں پہلی بار ہی

دوڑی تھی تبھی تو آزاد کا سانس جب ہموار دیکھا تو جل بھن گئی۔

"تم مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتی دوڑنے میں۔ میرا اسٹیمنا بہت زیادہ ہے۔ روز کی چار کلو میٹر ڈور میرے بریک فاسٹ کا حصہ ہے۔"

وہ بڑے فخر سے بتا رہا تھا، نازلی کی جیلسی لمحہ لگا رشک میں بدلی۔

"امپریس ہو گئی میں"

وہ راضی راضی لگ رہی تھی اور اسے راضی دیکھ کر کسی کی مردانہ طلب کی حس جاگ رہی تھی۔

"اب جو چاہتا تھا پالوں ناں؟"

وہ فسوں خیز لہجے میں یقین دہانی کرنا نہ بھولا، اس نے اپنی داڑھی سے سجی گال زور سے نازلی کے رخسار سے رگڑی، وہ مچل سی اٹھی۔

"ابھی نہیں"

نازلی نے اسکے سینے پر ہاتھ جماتے اسے خود سے دور کیا، آزاد نے سامنے ہوتے نازلی کا سات مختلف تاثرات اور

رنگوں سے سجا چہرہ دیکھا، اس سے پہلے وہ کچھ مزید کہتے، ہوائی فائرنگ کی آواز پر نازلی ڈر کر آزاد کے سینے میں چھپی، خود آزاد چوکنا ہوا۔

"لگتا ہے مسدور حویلی والے کچھ کر نہ پانے کی بے بسی میں فائرنگ پر اتر آئے۔"

آزاد نے اندازہ لگاتے قدرے محظوظ انداز اپنایا تو نازلی جو خوفزدہ ہو گئی تھی، روبرو ہوئی، آنکھیں چھلکنے کو بیقرار تھیں۔

"مزے لے رہے ہو انکی بے بسی کے؟"

وہ خفا ہوئی نہیں بس خفا ہونے کی اداکاری کی۔

"اب بھی نہ لوں کیا؟ اب تو انکے پاس موجود میری قیمتی دولت میرے ہاتھ لگ گئی۔ اب تو اللہ موقع دے ان ظالموں پر قہقہے لگانے کا۔ کہیں میری بیوی کے دل میں اپنے سگوں کا پیار تو نہیں جاگ رہا؟"

وہ اسے نرمی سے خود سے لگا تا ساتھ ساتھ واپس حویلیٔ کی طرف بھی بڑھ رہا تھا، وہ برا منا گئی، ایسا طنز اسے ہر گز قبول نہ تھا۔

"میرے دل میں بس تم جاگ رہے ہو۔ رہی بات انکی فکر کی تو کچھ چیزیں فطری ہوتی ہیں۔ ابی اور انے نے میری اور تمہاری زندگی کے کئی سال برباد کر دیے، سزا بر حق ہے۔ بس میری نظروں سے اوجھل ہی انکو سزا ملے بہتر ہے۔ ورنہ بیٹی اور بہن کے جذبات جاگنے میں دیر ہی کہاں لگتی ہے"

وہ اسکے ساتھ چلتی اندر آگئی جبکہ برہان مسدور ہی کہیں بھی ایدا اور نازلی کا پتا نہ لگنے اور اپنے اتنے لوگ مارے جانے پر اپنے اندر کی وحشت اگلتا ہوائی فائرنگ کرنے میں پاگل ہوئے جا رہا تھا۔

آزاد نے لان سے جڑا گلاس ڈور بند کیا اور اس بیچ نازلی کو بھرپور توجہ سے سنا۔

"مطلب تم کبھی بھی انکی بن سکتی ہو۔ معاملہ رسک پر سمجھوں؟"

وہ اندر آئے تو اک حدت کا احساس دونوں کو گھیر گیا، آتش دان بھرپور شدت سے دہک رہا تھا، نازلی کا پیٹ بھی جو فل تھا اب اس میں سپیس آتی محسوس ہوئی تو سانس بھی محترمہ کا زرا بحال ہوا۔

"انکے ساتھ چوبیس سال رہ کر انکی نہیں ہوئی۔ اور اب تو میرے پاس وہ انسان بھی ہے جسکا اصل میں مجھے ہونا تھا تو تم نے سوچ بھی کیسے لیا میں انکی بن جاوں گی؟"

وہ دوبارہ سے گھورنے لگی، وہ بہت زیادہ لڑاکو ہو گئی تھی یہ آزاد نے محسوس کرتے مسکراہٹ اسکی طرف ارسال کی، وہ سراسر مطلبی مسکراہٹ تھی۔

"مجھے معافی ملے گی؟"

آزاد کا مضبوط حصار ملتے ہی وہ اسکے سحر میں مبتلا محسوس ہوئی، پلکیں بوجھل ہوتی محسوس ہوئیں۔

"ملے گی"

وہ خود آزاد کے سینے کے قریب ہوئی تو اس شخص کی ساری حسرتوں کو نازلی کے پاس آنے نے قرار کا لمس بخشا تھا، پھر نازلی نے پورے حق سے بازو اسکی گردن میں حمائل کرے فاصلے کو بدستور کم کیا اور اب نزدیکی یوں تھی کہ ایک دوسرے کے سوا کچھ یاد نہ رکھا جانا شرط قربت بنی۔

پھر دونوں کی آنکھیں مرجھانے لگیں، وہ سچ میں بہت سے بہاروں سے سال گنوا آئے تھے، بہت سے ارمانوں کا شباب بے موت مر گیا تھا۔

"کچھ دیر تمہیں اپنے بہت قریب رکھ کر تمہارے نام لگے حق سے جڑے معاملات کا فائدہ اٹھا سکتا ہوں؟"

نازلی نے یکدم ہی اچھنبے سے ان شاعرانہ موصوف کو دیکھا، ناجانے اسکی کونسی رگ پھڑکی تھی، شاید وہ اتنے قریب اسکا دل للچانے کا موجب بن رہی تھی۔

"سیدھے سے کہوناں مجھے بیوی کی طرح اپنے پاس آنے کا انویٹیشن دے رہے ہو"

وہ وضاحت بھی تیکھے لہجے میں کر گئی، آزاد کا دل بس سے باہر ہوا، ایک تو وہ محبوب دوسری اتنے وقت بعد

ہاتھوں، آنکھوں اور جسم کی غذا بنی تھی، کون کافر اپنے بس میں رہ پاتا لیکن وہ اب بھی مظلوم تھی۔

"انویٹیشن کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے گریبان سے پکڑ کر کسی بھی پل حکم دے سکتی ہو کہ میرے لیے ایولیبل ہو جاو آزاد یلدرم"

وہ اسے بھرپور اٹھارٹی دے رہا تھا، پھر اس نے نازلی کی بے قابو مسکراہٹ وخوشی دیکھتے اسکی کمر پر ہاتھ رکھے اپنے سینے سے جوڑتے اک مطلبی سی نظر ان لب ورخسار پر ڈالی جو چاہے، سراہے جانے کے منتظر تھی اور انکی اس طلب میں نازلی کی آنکھیں بھی شامل سازش محسوس ہوئیں۔

آزاد نے اسکے چہرے کو اوپر اٹھاتے ان خوبصورت مسکراتے ہونٹوں پر جھکتے چھونا ہی چاہا جب وہ کرنٹ کھاتی دور ہوئی، خود آزاد کو امید نہ تھی یہ لڑکی یوں پیچھے ہو کر آزاد کو بدمزہ کر دے گی۔

"مجھے واش روم جانا ہے"

نازلی نے جلدی سے اسکے کمر پر رکھے ہاتھ ہٹائے اور دم دبا کر بھاگی اور آزاد بچارا سا منہ لیے اس لڑکی کی سپیڈوں کو ہی دیکھتا رہ گیا۔

"ادھر وہ ناگن اٹھنے والی ہو گی اور اسے دیکھو۔ اسکی شر میں ہی سائیڈ نہیں لگ رہیں۔ بس عمر بڑھی ہے، باقی ابھی تک وہی اٹھارہ سال کی بچی ہی ہے یہ، نازلی تم اب پٹو گی مجھ سے"

سخت غصیل اور بے بس لہجہ لیے وہ کاوچ پر جا بیٹھا اور اک افسردہ نظر بجھے سگریٹ کی ایش پر ڈالی، منہ لگنے کو یہی ساتھی تھا پر اب اندر کی طلب اس سگریٹ سے بھی بجھنے والی نہ محسوس ہو رہی تھی۔

.._____..

عالیان، ایدا کو ڈنر کے لیے لے کر نکلا تھا تو اس نے باران کو انفارم کر دیا، تبھی اسماعیل کھانا کھا کر روم میں چلے گئے تو باران بھی ہلکا سا کھانا کھائے کمرے میں واپس آیا۔

باران نے اپنے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھی میڈیسن جو ابھی تک کوریئر پیک میں تھی، جھک کر اٹھائی اور اسے ڈسٹ پن میں پھینک دیا، اس وقت اسے کوئی درد نہ تھا۔

"وہ کیوں یاد آ رہی ہے؟"

کمرے سے اٹیچ روم جا کر باران چینج کیے زرابلیک ہڈی اور ٹراوزر میں ملبوس ہو کر کمفی حلیے میں واپس باہر آیا، جاگرز

پہنے اور اپنے آپ کو آئینے کے سامنے رکتا دیکھے خود سے سوال کیا، یہ ایسی الجھن تھی جو اسکے اندر ہلچل پیدا کر رہی تھی، باران نے زور سے آنکھیں میچتے ہوئے گہری سانس بھری۔

پھر گردن پھیرے میٹرس پر رکھے گفٹس دیکھے جن میں ایک بھی اسکے کام کا نہ تھا، کیا وہ یہ سب دِلارہ کو دینے جائے، ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اسے گھر چھوڑ کر آیا تھا، پین کلر سے ٹانگ کا درد قدرے بہتر تھا تبھی وہ زرا پیدل چل کر مسلز کو گرم بھی کرنا چاہتا تھا ورنہ پین کلر کا اثر ختم ہوتے ہی درد دوبارہ شروع ہو جاتا۔

دلارہ کے قریب بسر کیے پورے دن کے بعد اسکی رات بھی اسی کو چاہتی تھی، یہی سوچ کر وہ ایک جھٹکے سے ان گفٹس کی طرف جھکا اور ان بیگز کو اٹھائے بھاگنے کے انداز میں کمرے سے نکل گیا، یلدرم حویلی کی ساری گاڑیاں چھوڑے ہڈی میں

چہرہ چھپائے کسی چور کی طرح پیدل ہی چل پڑا، اس وقت نہ اسے تازہ تازہ ٹھکا گھٹنا یاد رہا نہ کوئی اور دنیا کا ہوش باقی تھا۔

اسکی امبر آنکھوں میں سارا رستہ اک جمود چھایا رہا، عزیزے کا گھر زیادہ دور نہ تھا تبھی وہ جلد پہنچ آیا۔

وہ سیدھا انکے گھر گیا تھا، بہانہ وہ تحائف تھے جو ان دونے کیفے کی لپس کارڈ گیم سے جیتے۔

عزیزے نے خود بھی ڈنر نہیں کیا تھا، دِلارہ کی چپ انھیں اندر ہی اندر سے نگل رہی تھی تبھی وہ اکیلی ہی بیٹھی تھیں، باران کو گفٹس بیگ کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا دیکھے انکی اداسی سے اٹی آنکھوں میں اک آس وامید جگی۔

"باران۔ تم یہیں رہ جاو۔ بار بار جو آتے ہو۔ آجاو"

وہ اسکے یوں آنے جانے کے تکلفات پر مسکرائیں، خجل تو وہ بھی ہوا کہ ہر وقت یہیں پڑا رہتا تھا۔

"بس آپ اور بابا نے پھنسایا ہی برا ہے کیا کروں۔ کبھی بھی منہ اٹھا کر آنا پڑتا ہے اور آپ کو یہ بن بلایا مہمان ہمیشہ قبول ہونا چاہیے"

وہ انکے پاس ہی آتا وہ بیگز میز پر رکھے عزیزے کو دیکھتا نرم کاوچ پر آرام دہ انداز میں بیٹھا، اور باران کو بنا غور کے بھی پتا لگ رہا تھا انے کچھ پریشان ہیں۔

"ہمیشہ قبول ہے۔ جب بھی آتے ہو یہ سونا سا گھر بھرا لگنے لگتا ہے"

وہ پریشان و متفکر تھیں جیسے موجود و حاضر رہنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

"انے اب اتنا موٹا تو نہیں کہ دس بندوں سا لگوں آپکو۔ گھر بھر دوں"

وہ دانستہ انھیں زرا سی بات پر پکڑ رہا تھا، مقصد انکی اداسی کرید نا تھا۔

"ارے"

وہ کہتے ہی مسکرائیں تو وہ بھی مسکرایا کیونکہ وہ سمجھ گئیں کہ انھیں چھیڑ رہا ہے۔

"خیر جاو اسے گفٹس دے آو"

عزیزے نے باران کو گفٹس اسکے روم میں جا کر اسے دینے کا کہا تو پھر اسکے کمرے میں جانے کا سوچتے ہچکچاہٹ کا شکار لگا۔

"میں اسکے روم میں نہیں جانا چاہتا۔ آپ خود دے دیجئے گا اسے"

باران نے اپنی نیت و ارادہ بدل لیا، عزیزے اسے ناراضگی سے گھوریں۔

"جسٹ گفٹس دینے ہوتے تو تم کسی کے بھی ہاتھ بھیجوا دیتے۔ مجھے پتا ہے اس کی عادت ہو گئی ہے تمہیں۔ ان کچھ دنوں میں وہ سب سے زیادہ تمہارے ساتھ رہی ناں تو یہ فطری ہے۔ جاو میں چائے بنواتی ہوں تمہارے لیے۔ بلکہ خود بناتی ہوں"

کہنے کے ساتھ عزیزے نے اسے آنکھوں سے اشارہ کیا جو اجازت تھی۔

"دیکھ لیں انے، کمرے میں جانا خطرناک ہو گیا تو؟"

وہ اب بھی زرا گریز برتنے کے موڈ میں تھا۔

"تو کیا ہوا۔ بیوی اور شوہر کے بیچ سب کچھ ہو سکتا ہے سوائے خطرے کے۔ مجھے سونے کا کہہ کر گئی تھی پر اسکی آنکھیں سونے والے ارادے نہیں رکھتی نظر آئیں۔ جاو زرا چینج آپ کرو۔ میں نے بہت سنبھال لیا اسے باران۔ اب اسکے موڈ اور موڈ سوئنگز تم سنبھالو، اسکی آجکل میں پیریڈ ڈیٹ بھی ہے تو ایکسٹرا ڈاون ہے، ایک دن پہلے ہی پین سٹارٹ ہو جاتا اسے۔ پہلے تو میری گود میں تھک کر سر رکھ لیتی تھی۔ آج تھکن نہیں، اس پر کچھ اور ہی حاوی تھا"

عزیزے کی اتنی تفصیل پر تو باران حیرت زدہ ہوا تھا، خاص کر اتنی پرسنل انفارمیشن عزیزے نے ایک دم سے دے دی، باران نے زرا نظر پھیری تو عزیزے اسکی اس بات کو لے کر زرا فطری کیفیت سمجھ گئیں۔

"اوکے میں دیکھتا ہوں اسے۔ یہ گفٹس ہم نے گیم میں جیتے آج۔ اس نے کہا تھا نہیں چاہیں پر میرے کام کے نہیں تھے تو لے آیا"

وہ زرا آڑے ترچھے لہجے میں صفائی دینے لگا پر عزیزے اسکے سارے رنگ اچھے سے بھانپ رہی تھیں۔

"ہاں بہانہ ہی سہی"

وہ مسکرا کر باران کو چھیڑتی پائی گئیں جس پر محترم اتنے پر اعتماد ہونے کے باوجود ہڑبڑاتے انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں اسے گفٹس دے کر چلا جاوں گا۔ چائے رہنے دیں انے۔"

وہ بنا ان سے نظر ملاتا اٹھا اور وہ بیگز اٹھائے دلارہ کے کمرے کی طرف رخ کیا، عزیزے بھی زرا پر سکون ہو کر سر کاوچ کی پشت سے ٹکا گئیں۔

باران جو پہلے ہی اپنے یہاں اس وقت آنے کے لیے کوئی جواز اور بہانہ ہی سوچ رہا تھا جب اسکا دماغ دلارہ کے روم میں آتے ہی اسے سموکنگ کرتا دیکھے اور معاوف ہوا، خود دلارہ امید نہیں کر رہی تھی کہ وہ آدمی اسکا یہ راز بھی اتنی آسانی سے جان جائے گا۔ وہ اسے دیکھتے ہی بوکھلائی سی کھڑکی سے دور ہٹی اور اس کے دیکھتے ہی دوڑ کر واش روم جا بند ہوئی، باران نے وہ گفٹس دائیں طرف پھینکے اور لپکتا ہوا واش روم ڈور تک پہنچا، جس پار وہ سگریٹ کو کسی اچھوت کی طرح نیچے فرش پر پھینکے ڈر کر دروازے سے لگ گئی۔

"دروازہ کھولو دلارہ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ اوپن داڈور"

وہ جتنی قوت سے چلا سکتا تھا چلایا جبکہ زور سے اس دروازے کو بھی مکے مارتے پیٹا۔

"ت۔۔ تم جاو۔ نہیں کھولوں گی دروازہ۔"

وہ بھی اسی لہجے میں چلائی تو باران کو ایسا لگا اسکے سر کا خون دلارہ کو سمو کنگ کرتے دیکھ کر ابل گیا ہو۔

"دروازہ کھول دو دلارہ ورنہ اگر میں اسے توڑ کر اندر آیا تو تم نہیں بچو گی۔"

وہ ہنوز پے در پے مکے مار تا بول نہیں غرا رہا تھا، دِلارہ کے ہاتھ پیر کانپنے لگے، وہ گہرے سانس بھرتی دروازے میں بیٹھتی گئی۔

"آخری بار پوچھ رہا ہوں دلارہ کیا تم دروازہ کھول رہی ہو؟"

اس بار باران کی آواز خراشوں سے لبریز تھی۔

"اوکے فائن۔ اب جو ہو گا اسکی ذمہ دار تم ہو"

باران کی مدھم ٹوٹتی آواز کے بعد باہر خاموشی ہو گئی، دلارہ نے بمشکل اٹھ کر دروازے کے لاک کو پورا بند کیا اور پیچھے

قدم بڑھاتی جا کر بیسن شیلف سے جڑھ گئی، وہ ننگے پیر سنگل ڈھیلی سیاہ شرٹ اور سیاہ ہی ٹراوزر میں تھی، اسکا فگر بلکل اس کھلے کمفی نائیٹ سوٹ میں چھپا ہوا تھا، بال چٹیا میں بندھ کر ڈھیلے بن میں قید تھے۔

باران کو باہر آتا دیکھے عزیزے نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا۔

"دلارہ کے روم کی ساری کیز دیں انے"

وہ ہانپتے ہوئے بولا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"کیا ہوا ہے۔۔وہ اس ڈرامیں ہیں۔کچھ بتاوناں باران"

عزیزے کا مانو خون سوکھا پر باران نے انھیں مطمئین رہنے کا اشارہ کیا اور عزیزے کے اشارے پر موجود ڈرا کھولتے کیز تلاشیں، وہ اسے جلد مل گئیں، وہ بنا انھیں بتائے وہ چابیاں لیے دوبارہ دلارہ کے کمرے کی طرف بڑھا اور سیدھا جا کر واش روم کے ڈور کے لاک کو کھولا، عزیزے بھی پیچھے ہی دل تھامے دوڑیں۔

دروازہ کھلتے ہی باران نے کرلاتی سی نظر اس سانس روک کر کھڑی دلارہ پر ڈالی اور جسطرح اسکی طرف بڑھا، لگ یہی رہا تھا جان لے گا۔

عزیزے بھی دروازے میں رک چکی تھیں، انکی نظر فرش پر گرے بجھے سیگرٹ پر گئی تو جیسے سارا معاملہ بھانپ گئیں۔

"سموکنگ کی تم نے۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ کیا حرکت ہے۔ کب سے کر رہی ہو تم یہ گھٹیا کام۔۔ جواب دو۔"

وہ اسکا چہرہ جبڑے سے دبوچتا غرایا، لہجہ اس قدر غمگین تھا کہ دِلارہ کو اسکی سخت پکڑ نہیں، لہجے کی شکستگی مار گئی۔

"ب۔۔بی اسے کہیں دور رہے مجھ سے۔ چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے"

دِلارہ نے اسکے ہاتھ ہٹانے چاہے پر باران کا دل اس وقت اسے کھینچ کر لگانے کا کر رہا تھا تبھی پکڑ غصے سے مزید سخت ہوئی۔

"درد وہ ہوتا ہے جو تمہاری یہ گھٹیا حرکت دیکھ کر مجھے ہوا دلارہ۔ تم خود کے ساتھ یہ ظلم کب سے کر رہی ہو۔ انے کیا آپکو پتا تھا یہ سموکنگ کرتی ہے۔ جواب دیں؟"

وہ اس پر چیخنے کے ساتھ دروازے میں کھڑی عزیزے پر بھی چلایا، اس وقت وہ بے قابو تھا، اسکا بس نہ چل رہا تھا اس لڑکی کی عقل ٹھکانے لگا دے۔

"یہ کافی سال سے کر رہی ہے۔ تم آئے تو چھوڑنے کا کہا لیکن مجھے افسوس ہے یہ پہلی بار اپنی بات پر قائم نہیں رہی۔ تم تو اپنے اصول نہیں توڑتی تھی دلارہ۔ پھر کیوں hayatim۔ یہ زہر پھر سے کیوں اپنے اندر اتارا؟"

عزیزے کی اپنی آواز سوز سے پھٹنے لگی، جبکہ دِلارہ اب بھی آنسوؤں کو کامیابی سے سنبھالے باران کی سخت پکڑ برداشت کر رہی تھی، اسکی گرے آنکھیں جن میں دنیا جہاں کا درد تھا، باران کی سرخ رنگت بدلتی آنکھوں پر جمی تھیں۔

"میں آپ دو کو جواب دینے کی پابند نہیں۔ تمہیں تو ہر گز نہیں۔ یہ میری زندگی ہے، میرے لنگز ہیں۔ میں انکو جیسا مرضی ٹریٹ کروں"

دِلارہ کے جبڑے پر اتنی سخت پکڑ کے باوجود ایسی بک بک پر باران کے ماتھے کی تیوریاں نمایاں ہونے
لگیں، عزیزے بھی اس لڑکی کا جواب سنے افسردہ ہوئیں۔

"کل تک سب تمہارا تھا۔ آج میرا ہے اور اب تمہیں اس کرتوت کے بعد میرا ہی ہمیشہ رہنا ہو گا۔ یہ تمہارا وجود میری ملکیت ہے سمجھ آئی تمہیں بات۔ تمہارے پاس تمہارا کچھ نہیں جسے تم یوں زہر آلود کرو۔ اگر دوبارہ تم نے

اس گھٹیا چیز کی طرف دیکھا بھی تو میں بھول جاوں گا تم سے میرا رشتہ کیا ہے۔ ایسے کھینچ کر تھپڑ ماروں گا دو دن تمہارا یہ بک بک کرتا منہ ہلے گا بھی نہیں"

باران نے اسکی باغی گرے آنکھوں میں اپنی امبر غصے سے لال ہوتی آنکھیں گاڑتے دھمکی نہیں دی تھی بلکہ وہ ایسا کر بھی سکتا تھا، عزیزے نے زخمی سی نظروں میں دونوں کو لیا اور کمرے سے ہوتیں باہر نکل گئیں۔

"ت۔۔ تم مجھے تھپڑ مارو گے؟"

دِلارہ کی آواز ٹوٹی تو باران نے گھبرا کر اسکا جبڑا آزاد کیا، باران کا دل کٹ کر کئی ٹکرے ہوا جب اسکے منہ اور گالوں پر باقاعدہ باران کی انگلیوں کے دباو سے خون سا جم جانے کے نشان ابھر آئے۔

جبکہ اس لڑکی کا سوال اوپر سے باران کو لگا، حلق کاٹ کر رکھ گیا ہو۔

"میں ضرور تھپڑ مارتا اگر تم اتنی نازک نہ ہوتی۔ دیکھو میری انگلیوں کا نشان آگیا تمہاری جالائنز پر۔ میں تمہیں کیسے کوئی سزا دوں؟ تم میں برداشت کا لیول بھی ابھی بچوں سا ہے تمہاری طرح"

اپنے کیے کا ملال باران کو کسی نوکیلے کانٹے سا چبھا، اس نے دِلارہ کی دونوں جالائنز پر انگلی کی پوریں دباتے سہلائیں تاکہ جمع شدہ خون اپنی اپنی جگہ روانہ ہو، دلارہ کی آنکھیں بھر رہی تھیں، اور وہ کم از کم اس شخص کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

"میں بچی نہیں ہوں سمجھے تم۔"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر پرے جھٹکتی چلائی اور کمرے کی طرف نکلی، باران بھی گہری سانس لیتا اک نظر بجھی مسلی سگریٹ پر ڈالے خود بھی اسکے پیچھے نکلا تو وہ ڈھیٹائی کی ملکہ نیا سگریٹ سلگانے میں مصروف تھی، باران نے لپک کر

دلارہ تک پہنچے اسکی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا جس سے اسکے ہاتھ سے سگریٹ چھوٹ کر نیچے گرا جبکہ اس بار باران نے اسکے بن سے اسے پکڑے اسکا منہ اپنے چہرے کے قریب کیا، دلارہ کی بھیگی نم آنکھوں میں ضد بھری تھی۔

"تمہیں سمجھ نہیں آرہی؟ کیا بکواس کر رہا ہوں میں۔ ادھر دو یہ سب۔۔ ان سبکو تو میں ویسٹ کروں۔ پھر تمہاری عقل درست کرتا ہوں"

باران نے اسکے دوسرے ہاتھ جسے اس نے مٹھی میں کسا تھا، کو کھولتے دبا لائٹر زبردستی لیا اور جس ڈرا سے اس نے یہ گند نکالا، دِلارہ کو پرے کیے اسے کھولا تو دھچکا لگا کیونکہ

اندر پورا سٹاک موجود تھا، وہ اکڑی کھڑی تھی جسے ابھی تک کوئی شرمندگی محسوس نہ ہو رہی تھی۔

"اوہ میرے خدا۔ دِلارہ یہ سب کیا ہے؟"

باران نے دِلارہ کی طرف دیکھتے گھٹ جاتی آواز میں پوچھا تو وہ اسے بے دردی سے پرے دھکیل گئی۔

"یہ سب میرا ہے۔ خبردار جو تم نے کسی چیز کو چھوا۔ کیوں آئے ہو تم یہاں۔ جان چھوڑ دو میری۔ سانس لینے دو مجھے۔ جاو یہاں سے۔"

وہ حلق کے بل چیختی اسے دھکے دینے لگی اور عزیزے تک دونوں کی آوازیں پہنچ رہی تھیں پر وہ چاہتی تھیں آج آر پار کا فیصلہ ہو ہی جائے۔

"میں تمہیں بتاتا ہوں سانس کیسے لیتے ہیں"

باران نے اسکے چیخنے کی پرواہ کیے بنا وہ سب گند اکھٹا کیا اور سب پیکس کو لیے وہ کرش کرے نیچے پھینکتا گیا، پورے قالین پر جابجا ٹوٹے مسلے سگریٹس کا ڈھیر لگ گیا اور دِلارہ کو اس نے دبوچ ہی ایسے رکھا تھا کہ وہ بس چپ چاپ یہ دیکھنے پر مجبور رہی لیکن اسکی گرے آنکھیں سرخ رنگت میں بدل گئیں۔

"تم کس قدر ظالم ہو"

وہ اتنا سارا ویسٹ ہوتا سگریٹ دیکھے روہانسی ہو کر اسے دیکھنے لگی جسے یہ کرے قرار ملا تھا۔

"میں ظالم ہوں؟ یہ سب اپنے اندر اتنی سی عمر میں اتارتے تمہیں زرا شرم نہیں آئی۔ کس چیز نے مجبور کیا تمہیں اس پر۔؟"

دلارہ نے سرخ ڈوروں سے بھری آنکھوں کے ساتھ باران کے خفا اور بگھڑے چہرے کو دیکھا۔

"تم نے۔ یہ تب کی بات ہے جب تم سے نفرت تھی مجھے۔"

وہ سرگوشی سے بھی مدھم بولی تو باران کو اپنا دل کئی ٹکڑے محسوس ہوا۔

"نفرت میں سامنے والے کی سانس سانس محال اور بھاری کی جاتی ہے دِلارہ، اپنی نہیں۔ تم نے یہ سب تب شروع کیا جب مجھ سے نفرت تھی۔ اب بھی ہے مجھ سے نفرت بتاو؟"

اس لڑکی سے سوال ہی ایسا جان لیوا کیا گیا کہ اسکی سٹی گم ہو گئی۔

"بتاو۔ کیا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔ ایسے انسان سے جو تمہارے لیے فکر کرتا ہے۔ تمہیں گلے لگاتا ہے۔ تمہارے لیے تمہاری طرح لڑتا ہے۔ بحث کرتا ہے۔ تمہارے ساتھ کہیں بھی چل پڑتا ہے۔ تمہارے لیے اندر ہی اندر گھٹ رہا ہے۔ بتاو نفرت کرتی ہو اب بھی؟"

اس شخص کی آواز پھٹنے لگی، دل پھٹا ہو تو آواز و لہجے تک اذیت اترنے لگتی ہے جبکہ دلارہ کے مخملی چہرے کا کرب، جیسے گلابی رنگ کے ملائم پھول کی ہر پتی کرب و

تکلیف سے پھڑ پھڑا رہی ہو، جیسے کوئی زندگی دھیرے دھیرے مر جھا رہی ہو۔

"ن۔ نہیں کرتی نفرت"

وہ یہ بولتے سلونی کہر میں گم شام لگی، باران کے رنج زدہ دل پر بوندیں گرنے لگیں۔

"تو جب چھوڑ دی تھی سموکنگ، مجھ سے نفرت بھی نہیں پھر کس چیز نے تمہیں واپس اس تک دھکیلا؟"

وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتا جیسے اسکی تکلیف کی وجہ جاننے کو تڑپ رہا تھا۔

"ت۔۔تم نے"

دلارہ کے ٹوٹتے دو لفظوں پر باران کے اندر مانو گرہیں سی پڑیں، اسکی اذیت اسکے خوبصورت چہرے تک آئی۔

"م۔میں نے کیسے ؟اگر تم تفصیل دو تھوڑی تو شاید میرے مفلوج دماغ میں کچھ سما جائے"

باران کے متانت بھرے سوال پر دلارہ کو لگا پورے وجود میں کانٹے سے چبھنے لگے ہوں۔

"جاو یہاں سے اکیلا چھوڑ دو مجھے۔کچھ نہیں بتانا مجھے۔"

وہ بولی نہیں چیخی تھی پر اختتام تک اسکی آواز ڈوب گئی، اس نے باران کے ہاتھ پکڑ کر اچھوت کی طرح خود سے دور کیے۔

"میں یہاں سے نہیں جاوں گا۔ کیسے تکلیف بنا ہوں میں تمہاری۔ بتاو ورنہ ساری رات اذیت میں رہوں گا۔ سر کی کوئی نس پھٹ گئی تو ڈھونڈنی رہنا پھر مجھے دِلارہ ساری عمر"

اس شخص کی بات سنے دلارہ کا دماغ ابلا پھر جھنجھنا اٹھا، وہ وحشی بنی اسکے قریب آئی، باران نے شاید دِلارہ کی کمزوری پر وار کیا تھا۔

"میں تمہیں کیوں ڈھونڈوں گی؟ کون ہو تم میرے۔ کسے اپنی موت کی دھمکی دے رہے ہو جو خود کب کی مر چکی ہے۔ تم مجھے نس پھٹ جانے سے ڈرا رہے ہو؟ کیسے پھٹے گی نس تمہاری۔ اتنی عزیز تو نہیں میں تمہیں کہ میرا سوچ کر تم اس حد تک چلے جاوگے۔ میں تو کچھ بھی نہیں تمہارے لیے، میرے لیے اپنی زندگی کیوں گنواوگے بھلا تم۔۔؟"

دلارہ کی ان ساری باتوں نے باران کو مانو ڈس لیا ہو، عجیب سا ڈھنگ مارا، زخم زخم کر دیا، آنکھوں میں خزن گھسیٹ لایا دلارہ کا اک اک حرف۔

"جواب دو۔ کون ہوں میں تمہاری؟"

وہ ہنوز اپنے ستم بھرے سوال پر ڈٹی تھی، باران نے چہرہ پھیر لیا ورنہ سانس بھاری ہو جاتی۔

وہ اسکے پھیرے چہرے کو اذیت سے دیکھتی مسکرائی اور جا کر میٹرس پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔

"جاو گھر اپنے"

دلارہ کی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی پر وہ کچھ نہ بولا اور اسکے ساتھ ہی بیٹھا، اپنے ساتھ بیٹھتے باران کو دلارہ نے سرخ آنکھوں سے گردن گما کر دیکھا۔

"فی الحال تو تم ہی میرا سب کچھ ہو۔ میں جانتا ہوں زندگی کے اتار چڑھاو کی بہت سی رمزوں کو جھیل چکی ہو پر کم از کم اب جب تمہیں بہت سے سوالوں کا جواب مل گیا ہے، اب تو خود کو اذیت دینا روک دو۔ میں نے ایسی کونسی تکلیف دی میں سمجھ نہیں پارہا لیکن جو بھی دے بیٹھا ہوں معاف کر دو۔ دوبارہ سموکنگ مت کرنا۔ اسے میری ریکوسٹ سمجھو۔ یہ تمہارے لیے مہلک ہے دلارہ"

وہ خود ہی نرم سرزنش کرے اسے سمجھانے لگا، اس نے دلارہ کے گرد اپنی بازو حائل کی تو وہ چپ چاپ اسکے ساتھ

جا لگی جیسے کوئی ٹوٹا پھوٹا بشر اچانک کسی غمگسار دیوار سے لپٹ جاتا ہے۔

"نہیں دی تم نے کوئی تکلیف۔ میرے اپنے ذاتی مسائل ہیں کچھ۔ تم خوامخواہ سٹریس مت لو۔ میں ایک ابنارمل چائلڈ رہی ہوں۔ بی جانتی ہیں میرے مزاج کو، تم چند دن میں مجھے نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اور تم نہیں سمجھ سکے شاید اسی کا غصہ تھا جو سموکنگ کرتے اگل دیا"

وہ اسکے سینے لگی بیٹھی اب بس دوست تھی، تھوڑی ہی سہی پر باران کو لگا اسکے اندر تک دھڑک رہی ہے۔

"تم اگر اتنی غصہ تھی یا پریشان تھی تو اُنے کی گود میں سر کیوں نہیں رکھا۔یوں جھوٹ بول کر سونے کیوں آگئی؟"

باران نے اسکی بے انتہا مسحور کن مہک کو سراسر اگنور کرتے اس وقت توجہ بس اس لڑکی کی اداسی پر مرکوز رکھی، دِلارہ نے چہرہ فورا اوپر اٹھاتے باران کی طرف دیکھا، وہ اسکے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار بیٹھا تھا۔

"شاید مجھے تمہاری گود میں سر رکھنا تھا اس لیے"

اس لڑکی کی آنکھوں میں دیرینہ خواہش تھی، وہ خواہش کسی کے سارے دکھ، درد، تڑپ اور تکلیف کا مداوا نکلی۔

"تم میری گود میں سر رکھنا چاہتی ہو؟"

باران کے لیے یقین کرنا مشکل تھا کہ یہ خواہش دِلارہ نے کی ہے، کیا وہ اسے بی کی طرح اہم اور قریبی ہونے کا احساس دلانا چاہتی تھی یا دل کے کسی مخفی جذبے کے تحت وہ یہ سکھ پانے کو بیقرار تھی، باران سمجھ نہ سکا۔

"ہاں"

وہ فقط اک لفظ بولی، باران نے مسکرا کر سر ہلایا اور بازو اسکے گرد سے ہٹانے لگا تاکہ شوز اتارے پر دلارہ نے اسکو جھکنے نہ دیا۔

"پیروں کا استعمال کرو۔ ہاتھ لگاؤ گے تو ہاتھ گندے ہو جائیں گے۔ میں بہت جلدی ایفیکٹ ہو جاتی ہوں جرمز سے"

وہ اسے صلاح دینے لگی تو باران نے وہی کیا، ایک پیر سے دوسرا شوز اتارا اور دوسرے سے پہلا، دِلارہ کو یونہی بات مانتا درکار تھا وہ۔

وہ زرا کھسک کر پیچھے بیڈ کی طرف ہوا اور ٹانگیں سیدھی کیں تبھی دلارہ بھی اوپر ہو کر بیٹھتی اسکی ٹانگوں پر سر رکھے زرا اوپر کھسک کر گود تک پہنچی، وہ سیدھا بیٹھا تو دلارہ عمودی طرح لیٹی، باران کا ہاتھ اسکی گال پر جا کر رکا جسے

باران نے نرمی سے سہلایا، وہ اسکے چہرے سے اندازہ نہ لگا سکا کہ وہ کس کیفیت میں ہے، خوش ہے، دکھی ہے، ناراض ہے یا رشک سے ہواوں میں اڑ رہی ہے۔

"مجھے نہیں پتا تھا میر اغصہ اتنا خطرناک ہے۔ تم جیسی چڑیل کو قابو کر لے گا۔ میں تو اسے بہت ہلکا لے کر بیٹھا تھا۔ دیکھو کیسی بھیگی بلی بنی ہو۔ سچ کہوں تو ڈر اور خوف تم پر زرا بھی نہیں سجتے"

وہ نہ صرف پہلی بار اسکے کمرے میں آیا بلکہ وہ نخریلی سی لڑکی جو کسی کو اپنی کوئی چیز چھونے نہ دیتی اپنا بیڈ شئیر کر رہی تھی اور جسے بی کے علاوہ کسی کی گود کبھی درکار نہ ہوئی

وہ آج خاموش، سہمی سی باران یلدرم کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی، اسے وہ ٹھہرا خاموش جہاں بنی اندر ہی اندر گھوٹ رہی تھی تبھی وہ چاہتا تھا وہ کچھ تو بولے، لڑ ہی لے۔

"تم نے ہراس کیا ہے مجھے۔ تم پر کیس کروں گی۔ میری چپ اور خاموشی کو میری کمزوری مت سمجھ لینا۔ اگر یہ گود دے کر احسان سمجھ رہے ہو تو لو۔ واپس کر دی۔ اور آخری اور سب سے غور طلب بات۔ ڈرتی ہے میری چپل۔ تم ہو کیا جس سے

میں ڈروں گی، یہ تو بتاو پہلے"

وہ احسان منہ پر مارتی نہ صرف اسکی گود سے سر اٹھائے اٹھی بلکہ کڑے تیوروں سے باران کو گھور کر جواب مانگنے لگی، باران نے اسکی بازو پکڑے کھینچا، وہ دھپ سے اسکے مضبوط سینے پر آگری پر آفرین تھا اسکا بنا گھبرائے ہنوز باران کی اس جرت پر اسے کھا جاتے تیوروں سے گھورنا۔

"تمہارا ہسبنڈ ہوں۔ اور اس وقت جہاں ہوں ڈر بنتا ہے تمہارا"

وہ اسکی آنکھوں میں اپنی قربت کا ڈر دیکھنا چاہ رہا تھا، اور باخدا وہ ابھی صرف اس سے خوفزدہ ہی لگ رہی تھی جب

باران نے اسکی گردن کے گرد اپنے ہاتھ کو نرمی سے لپیٹے اسکا چہرہ اپنی جانب سٹل کیا تھا۔

"میں تب بھی یہی کہوں گی مجھے ڈرا نہیں سکتے تم"

وہ بے خوف بننے کے پورے جتن کر رہی تھی اور جب باران کا ہاتھ اسکی شیپڈ بل کھاتی کمر میں فکس ہوتا دِلارہ نے محسوس کیا تب اسکی آنکھوں میں ڈر ہلکورنے لگا۔

"میں ڈرانا نہیں چاہتا۔بس پرامس کرو سموکنگ نہیں کرو گی دوبارہ"

وہ بے حد نزدیک تھے کہ چہرے کی جو اک حدت ہوتی ہے
وہ دونوں محسوس کر رہے تھے، سانسوں کی گرمائش تو منہ
میں گھس رہی تھی۔

"کی تو؟"

وہ بازنہ آتے بولی تو باران کی آنکھوں میں غصہ بھرنے لگا۔

"تو میں اکیلا Bremen نہیں جاوں گا۔ تمہیں ساتھ لے
کر جاوں گا وہ بھی گھسیٹ کر"

باران نے اپنی دھمکی دے دی، یہ دھمکی لگ نہیں رہی تھی، یہ استحقاق تھا جو دلارہ کی آنکھوں میں ستارے سا چمک رہا تھا۔

"میرا وہاں کیا ہے جو چل پڑوں گی تمہارے ساتھ"

وہ پوری اس پر جھکی تھی، اسے باران سے نہ حیا آرہی تھی نہ شرم، وہ بے باک ہو رہی تھی، اسکے سینے میں اس شخص کے کشادہ سینے کی گرمائش اتر رہی تھی تب بھی وہ بھرپور اعتماد میں تھی۔

"قیدی کا اس نگر کچھ نہیں ہوتا جہاں وہ جا کر قید ہوتا ہے۔ تمہیں اوٹنگ پر نہیں لے کر جاوں گا۔ کڈنیپ کروں گا تاکہ تم کوئی الٹا کام نہ کر سکو"

باران نے بھی اپنے نیک ارادے کھلم کھلا بتا دیے، دِلارہ نے اسکے ہونٹوں پر بے باک نگاہ ڈورائی پھر اسکی امبر آنکھوں تک آ رکی، وہ اس شخص سے زرا نہ ہچکچا رہی تھی جس کا اپنا ایک جان لیوا سحر تھا۔

"میرے ایگزیمز ہیں۔ مجھے یہ کلئیر کرنا ہے تبھی یونیورسٹی تک پہنچوں گی۔ تم میرا ماضی تباہ کر چکے ہو۔ فیوچر مت کرنا۔ مار ڈالوں گی میں تمہیں"

دلارہ نے اسے سراسر دھمکی دی تھی، جبکہ باران نے لحظہ بھر نظریں جھکائیں تو نظر دلارہ کی گردن کے نچلے حصے بنے تل پر جا ٹھہری، وہ کافی بڑا تل تھا، جو صرف زرا ڈیپ یا بوٹ شیپ گلے کی وجہ سے ہی نظر آتا اور اس وقت دلارہ کی شرٹ کا اک بٹن کھلا تھا تو وہ خضور جھانک رہے تھے۔

"میں کچھ تباہ کرنے کا شوقین نہیں۔ مجھے جلاد سمجھنا بند کرو۔ نہیں لے کر جاتا تمہیں بس وعدہ کر لو مجھ سے۔"

باران نے اپنی بہکی نظروں کی سرزنش کی تو دلارہ زرا ٹھیک سے اس سے دور ہوتی اپنے سہارے بیٹھی اور اپنی شرٹ

بھی ٹھیک کی، وہ باران کی نظروں کا محور اچھے سے بھانپ چکی تھی۔

"وعدہ نہیں کر رہی۔ جاو گھر اپنے۔ تمہیں اتنے قریب دیکھ کر میرے اندر گڑ گڑ سی ہو رہی۔ عجیب سی۔"

وہ اس سے دور ہوتی نیچے پیر لٹکاتی اٹھ کھڑی ہوئی تو باران نے تکیہ درست کیا اور ٹھیک سے لیٹ گیا۔

"ہوتی رہے، اکثر بے حد چارمنگ مرد کے پاس سو سو لڑکیوں کے اندر گڑ گڑ ہوتی ہے اٹس نارمل۔ میری ٹانگ

میں درد ہو رہا ہلکا اور میں پیدل آیا تھا۔ ہمت نہیں واپس جانے کی۔ یہیں سو رہا ہوں۔ صبح ہی جاوں گا۔ گڈ نائیٹ"

باران نے مزے سے دِلارہ کے فلفی سے بستر پر کروٹ بدلی اور آنکھیں موندھ گیا، دلارہ کو ستم کہ غصہ بھی نہ آیا پر وہ دیکھانا ضرور چاہتی تھی۔

"خود کو چار منگ اور مجھے سو سو کہہ کر تم سو کیسے سکو گے؟"

دِلارہ نے اس پر سے اپنا لحاف کھینچا جو باران اپنے بابا کی ملکیت سمجھ کر سر تک تان گیا تھا، باران نے سوئی سوئی

آنکھیں بمشکل کھولے سر پر کھڑی دلارہ کو دیکھا جسکے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔

"دیکھو پانی مت گرانا۔ پھر میں جب بدلے میں تمہیں ٹھنڈے شاور تلے کھڑا کرواوں گا تو الرجک ری ایکشن تمہیں ہی ہو گا۔ تیمارداری کے لیے بھی یہی دشمن ہو گا پاس تو کچھ ہر اس سے اگلے لیول کا بھی ہو سکتا ہے لاڈلاڈ میں۔ ادھر دو بوتل شاباش"

باران نے اسکے ہاتھ سے بوتل اٹھ کر جھٹی اور سائیڈ میز پر رکھے دوسرے ہاتھ سے دِلارہ کی کلائی پکڑے کھینچ کر اپنے

پہلو میں لا بسایا جو اس اچانک افتاد کے لیے ہر گز تیار نہ تھی۔

"تم زیادتی کرو گے میرے ساتھ۔۔؟"

اس سے پہلے وہ کچھ اور بکواس کرتی باران نے پھر سے اسکا جبڑا مٹھی میں دبوچا، دِلارہ خفیف سا کراہی۔

"تم فکر مت کرو۔ زیادتی بھی کی تو وہ زیادتی نہیں، حق وصولی کہلائے گی، کوئی گناہ نہیں ملے گا مجھے یا تمہیں۔ دوبارہ ایسی بکواس کی تو منہ توڑ دوں گا تمہارا

دِلارہ۔ میں تم سے جس رشتے میں جڑا ہوں اسکا احترام فرض ہے تم پر۔"

وہ اسکی سخت آواز و لہجے پر سہم گئی، اس بار باران نے پکڑ نرم بھی رکھی اور جلد اسکا جبڑا آزاد بھی کیا۔

"میرے ساتھ آکر سونا ہے تو سو سکتی ہو ورنہ کاوچ پر پڑو جا کر شرافت سے۔ مجھ سے فی الحال پیدل واپس جانا مشکل ہے ورنہ تمہارے گلے نہ پڑتا کبھی۔ اگر کہتی ہو تو کسی اور کمرے میں۔۔۔"

وہ اسکے اس اضافی آپشن کو سرے سے رد کر گئی۔

"سو جاوں گی"

دلارہ نے جلدی سے فیصلہ لیا۔

"کہاں؟"

وہ شدت سے چاہتا تھا وہ اسکے پاس ہی سوئے۔

"کاوچ پر"

وہ برے سے موڈ میں بولی تو باران کو دلارہ کے بیک پین کا خیال آیا۔

"لیکن تمہاری بیک میں پین ہے ناں۔۔وہاں کمفرٹیبل نہیں رہو گی"

باران نے اسے واپس پاس بٹھاتے جب یہ کہا، دلارہ کا خون سا کھولا، اسکے بیک پین کی اس آدمی کو کیسے خبر۔

"تمہیں کس نے کہا میری بیک میں پین ہے؟"

وہ خشمگیں سا گھوری تب باران کو لگا اس نے بہت بڑا بلنڈر مار دیا ہے۔

"نہیں ہے کیا؟"

باران نے الٹا فلم ڈالنی چاہی تو دِلارہ نے اسکی ہڈی کا گریبان دبوچا۔

"ہے پر تمہیں کس نے بتایا۔ میں نے تو ابھی بی کو بھی نہیں بتایا تھا"

وہ ہنوز گھور رہی تھی تبھی باران نے ہاتھ اسکی بیک پر رکھتے ہلکا سا دباو دیا جس سے وہ اور باران کے قریب ہوئی۔

"انکے منہ سے نکل گیا کہ تمہارا menstrual cycle شروع ہونے والا ہے"

باران نے بنا ہچکچائے کہا تو دِلارہ کا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا، بی پر شدید والا غصہ آیا کہ اتنی پرسنل بات اس آدمی کے سامنے بولنے کی کیا تک بنتی تھی۔

"تم بے شرموں کی طرح سن کر میرے آگے اگل رہے ہو۔ کسی نے تمیز نہیں سیکھائی تمہیں۔"

وہ اسکے پاس بے چینی سے پھڑ پھڑائی۔

"اس میں کونسی شرم۔ یہ نیچرل چیز ہے سب کو پتا ہوتا ہے۔ بتاو زیادہ درد ہوتا ہے تمہیں۔ زیادہ درد ہونا تو اچھی چیز نہیں۔ تم نے کسی سپیشلسٹ سے کنسلٹ کیا اس بارے"

وہ ہر بات میں ڈاکٹر گھسیٹ لاتا تھا تبھی وہ چڑتی تھی۔

"میرے ہاتھ دیکھو۔ درد ہونا نیچرل ہے، تم بھول جاو یہ بات سنا تم نے۔ بے شرم آدمی۔"

وہ اسکے بازو جھٹک کر اٹھی اور ہاتھ باندھے کیونکہ نظریں نہ ملا پا رہی تھی۔

"ایسا درد جو آپکو وحشی سا بنا دے۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لے۔ یا روٹین کے کام ڈسٹرب کرے، نارمل نہیں۔ کل تم پہلے میرے ساتھ گائنا کولجسٹ کی طرف چلو گی پھر لے کر جانا مجھے جہاں لے کر جانا چاہتی ہو۔ سمجھ گئی؟"

وہ اسے کاوچ کی طرف بڑھتا دیکھے پیچھے سے حکم صادر کرتے بولا تو دِلارہ صدمے سے رک کر پلٹی۔

"ایک لپ ٹچ سے میں پریگنٹ نہیں ہو گئی جو گائنی کے پاس منہ اٹھا کر چلی جاوں۔ تم تو میری سوچ سے زیادہ بونگے ہو باران"

دِلارہ کا دل چاہا دو اس آدمی کے سر پر لگائے تا کہ ہوش آئے، جبکہ دِلارہ کے اول لفظ باران کے کان سے دھواں اگلنے میں کسر نہ چھوڑ سکے تھے۔

"یہی نقصان ہے اپنی عمر سے بڑا بننے کا۔ یہ سارے لیڈیز ایشوز گائنا کولجسٹ ہی دیکھتی ہے۔ عقل مند خاتون"

وہ آگے سے ہار ماننے والا کہاں تھا، محترمہ کی بھرپور درستگی کی تو اک لمحہ دِلارہ کو سمجھ نہ آئی اب کیا جواب دے، تبھی بونگی والی وائبز اپنے لیے آئیں، باران نے اسکی پشت تکتے خود واپس لام لیٹ ہوتے حلق سے باہر آتے قہقہے کو واپس حلق میں دبایا جبکہ دلارہ دو منٹ بعد واپس آئی تو اپنے ساتھ فلفی سا بلینکٹ لائی۔

پھر اسے کاوچ پر رکھے میز پر رکھے اپنے فون کو اٹھا کر میسج کرنے لگی، بی کو باران کے رکنے کی اطلاع دی جو عزیزے

کے لیے اک خوشگوار جھٹکے سے کم نہ تھا، پر جو بھی تھا وہ
باران کی موجودگی سے بے پناہ خوش تھیں اور مطمئین بھی
تبھی مزید لاونج میں انتظار کرنے کے بجائے وہ بھی اٹھ کر
کمرے کا رخ کر گئیں۔

وہ اپنے لیے بستر بنانے کے بعد واپس میٹرس کی طرف
آئی، ہاتھ بڑھا کر تکیہ اٹھائے اک چور نظر باران پر ڈالی جو
کروٹ کرے لیٹا اپنا فون آن کیے شاید عالیان کو اپنے
یہاں ہونے کی اطلاع دینے میسج کر رہا تھا، دلارہ نے اپنا تکیہ
اٹھا کر کاوچ کی طرف پھینکا اور واپس بیڈ کے کنارے
آئی، دِلارہ کو ٹھیک سے نظر نہ آرہا تھا کہ وہ اس وقت کسے

میسج کر رہا ہے اور اندر تجسس کے کیڑے نے مجبور کیا کہ وہ زرا سا جھکتی ہاتھ میٹرس پر رکھے تکیے کی جانب سے باران کی طرف جھکی تو باران کو میسج ٹائپ کرتا دیکھنے لگی۔

"کوئی غلط مطلب مت سمجھیے گا لیکن میں انے کی طرف رک رہا ہوں۔ بابا کو مت بتایئے گا، خوشی سے چھلانگیں لگانے لگیں گے۔ (ٹیڑھے منہ والا ایموجی جس پر دلارہ کی بھی سمائل بے قابو ہوئی) اور ہاں انکے پرسنل جاسوس ہونے کے ناطے آپ بھی کچھ الٹا سوچ سکتے ہیں تو پہلے ہی خبر دار کر رہا ہوں۔ صبح ملتا ہوں۔ ویسے تو ایدا کے ساتھ اور

پاس آپکو مجھ مسکین کا میسج پڑھنے کی کہاں فرصت ہو گی پھر بھی، میں نے اطلاع دینی ضروری سمجھی۔ گڈ نائیٹ"

باران نے اپنا پیغام بھیجتے ہی کروٹ بدلی تو دِلارہ کو سنبھلنے کی مہلت نہ ملی، وہ وہیں بندر یا بنی اٹکی تھی کہ باران کے سیدھا ہونے پر دِلارہ کے چہرے کی رنگت سفید ہوئی اور باران الٹا اس جاسوس کی حرکت پر برہم۔

"تم نے میرا میسج پڑھا۔؟"

باران نے آئبرو اچکائے، اف وہ لیٹا ہوا اسے کتنا پیارا لگ رہا تھا، وہ فدا ہو رہی تھی کہ وہ اسکے کمرے میں پورے حق

سے اسکے بستر پر قبضہ جما چکا ہے، وہ ایسی ہی اہمیت پانے کی خواہش مند تھی۔

"ن۔۔ نہیں میں تکیہ لینے آئی تھی۔ مجھے کیا ضرورت ہے تمہارا میسج پڑھنے کی۔"

دِلارہ نے پیچھے ہٹے جب تکیہ تلاشنا چاہا تو گھبرا گئی کیونکہ تکیہ تو وہ آل ریڈی کاوچ پر پھینک چکی تھی، باران نے خشمگیں نگاہوں سے دِلارہ کو دیکھا جو چاروں طرف سے گھیری جا چکی تھی۔

"تکیہ تو آل ریڈی کاوچ پر ہے۔ جھوٹ تو مت بولو"

باران نے دیکھا ہی یوں کہ اسکی امبر آنکھوں کی تیز تپش کے آگے وہ ہارنے لگی پھر خود کو مضبوط پیش کرنا ضروری تھا تبھی گھوم کر باران تک آئی اور اسکے سر تلے سے دوسرا تکیہ بھی بے دردی سے کھینچا۔

"یہ والا تکیہ کیونکہ مجھے دو تکیوں پر سونے کی عادت ہے۔زیادہ خوش فہمیاں پالنے کی ضرورت نہیں اور میرے صبح اٹھنے سے پہلے تشریف لے جانا۔گڈ نائیٹ"

وہ اسکے سر سے تکیہ کھینچے خود کو ہارنے سے بچاتی کاوچ کی طرف گئی تو باران نے بنا تکیے ہی سر واپس رکھتے اک بے حد جان لیوا مسکراہٹ دی،وہ خفا اور گھبرائی سی دِلارہ دو

تکیوں کو جما کر لیٹ گئی، اور باران نے بھی پہلی بار آس پاس اضافی سا سکون محسوس ہونے پر اپنی آنکھیں بند کر لیں، دِلارہ کی آنکھوں سے تو نیند کوسوں دور چلی گئی پر باران کافی تھکن کا شکار تھا تبھی سو گیا۔

.._____..

"تم واش روم میں ہی سو جاو۔ میں جا رہا ہوں"

آزاد نے روم میں آتے اپنا فون لیتے با آواز بلند جل کر اطلاع دی تو وہ جو چھوٹی بچی بنی چھپی تھی، فورا سے پہلے ڈور کھولے باہر نکلی۔

چہرہ گھبراہٹ سے اٹا تھا۔

"کیا؟ تم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ میں اکیلی کیسے رہوں گی یہاں۔؟"

نازلی نے اسے دیکھتے قریب رکتے پریشانی سے کہا تو آزاد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"میری زندگی میں ایک عذاب ہے اسے نمٹانا باقی ہے پھر میں پورا تمہارا ہو جاوں گا اور تمہارے پہلو سے نہ خود اٹھوں گا نہ تمہیں ہلنے دوں گا۔ میڈ ہے یہاں۔ بلوالیا اسے۔ بھروسے مند ہے۔ کہو گی تو تمہارے ساتھ یہیں سو

جائے گی۔ میں ایز سون ایز پاسیبل تم سے ملوں گا۔ مجھے تھوڑی مہلت دو میں سب کچھ بتاوں گا تمہیں"

آزاد نے اسے میڈ کے ہونے کا کچھ حوصلہ دیا ورنہ اکیلے تو اسکی جان نکل جاتی۔

"میڈ کے ساتھ نہیں۔ تمہارے ساتھ سونا ہے مجھے"

وہ روہانسی ہوئی جبکہ آزاد نے گھور کر اس شرمیلی خاتون کو دیکھا۔

"میرے زرا قریب آنے پر تم ایسے بھاگی جیسے کسی نے پیچھے کتے چھوڑ دیے ہوں اور اوپر سے کب کی تم یہاں بند

ہو۔ ایک بار پھر سوچ لو میرے ساتھ سونے کا حوصلہ ہے یا یہ بھی بس ہوا میں تیر ہے؟"

جانتی تھی وہ ناراض ہے پر کیا کرتی، وہ تھا ہی اتنا ہاٹ آدمی کہ نازلی کے ہاتھ پیر اسکے قریب آتے ہی پھول سے گئے تھے۔

"تم مجھے شرمندہ کر رہے ہو۔ عادت ڈالو گے تو ہو گی ناں۔ ایسے اچانک کہیں سے بھی اٹھ آئے ہو۔ میں کیسے کمفرٹیبل ہو سکتی ہوں اتنی جلدی۔"

وہ بھی تو اپنی جگہ ٹھیک تھی، آزاد کو سمجھنا چاہیے تھا۔

"ہمم میں سمجھتا ہوں۔ تبھی کوئی پریشر نہیں ڈال رہا۔ اپنے لیے کچھ بنو الینا کو وفی یا چائے۔ پھر بھی ڈر لگے یا اکیلا پن فیل ہو تو کال می۔ تمہارا فون تو تمہارے سگوں کے گھر ہی رہ گیا۔ میں تمہیں فون بھیجوا دیتا ہوں۔ ودنیو سیم۔ تم مجھے کال کر لینا۔ یہ کارڈ ہے اس پر نمبر لکھا ہے۔ کچھ دیر تک میرا آدمی دے جائے گا۔ اور پلیز کسی چیز کے لیے پریشان مت ہونا"

آزاد نے اپنا کارڈ میز پر رکھے اسے بازوؤں کے ہالے میں پروتے بچوں کی طرح اپنے سینے سے شدید لپٹایا تو نازلی

اداس سہی پر مسکرا دی، اب اسکے پاس اپنا مسٹر ہگر تھا، اب اسے دنیا کی کوئی طاقت ہرا نہیں سکتی تھی۔

"میں ابھی ناراض ہوں تو کوئی کال نہیں کرنے والی۔ تم جلدی آنا۔ یا مجھے ایدا کے پاس بھیج دو۔ میں اکیلی کبھی نہیں رہی تو عادت نہیں۔ تم پھر رہ لینا جہاں مرضی"

وہ نروٹھے پن سے بولی تو آزاد نے اسے خود سے دور کرے اسکا چہرہ زرا غصیل تیوروں سے دبوچا تو نازلی کے لپس کا آٹو میٹکلی پاوٹ بن گیا، وہ اسکے سینے پر مکا برساتی اسکی گرفت میں مچلی۔

"جہاں مرضی؟ تمہارا یہ کہتے دل کانپ جانا چاہیے تھا۔ بس مجھے ہر چیز سے نمٹ لینے دو پھر تمہیں سیدھا کرتا ہوں۔ کر لو کچھ دن اور عیش"

وہ ہنوز اسے برہمی سے گھورنے کے بعد اسکی گالیں چھوڑتا بھی غصے سے ہی دیکھ رہا تھا جب نازلی نے آنکھیں پٹپٹاتے آزاد کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"میں آل ریڈی سیدھی ہوں سمجھے"

وہ انگلی دیکھا کر اطلاع دے رہی تھی، اسکے انداز میں بے پناہ بے تکلفی اور غرور امڈا جو آزاد یلدرم کی مانو جان لے رہا تھا۔

"ہاں سیدھی ہو جلیبی کی طرح۔ کوئی شک نہیں"

آزاد نے منہ پھلاتے باہر کی راہ لی تو وہ ہنس کر اسکا سایہ بنی پیچھے ہی لپکی۔

"سنو! بالوں پر کیا لگاتے ہو۔ اب تک گنجے نہیں ہوئے اس پر حیران ہوں۔ بتا دو اپنا سیکرٹ"

وہ دروازے سے جھولتی سر اسر آزاد کو چھیڑ رہی تھی جو اپنا کوٹ کاوچ بیک سے اٹھانے کو جھکا پر سیدھا ہونے کے ساتھ خشمگیں نگاہوں میں اس چنچل سی نازلی کو لینا نہ بھولا۔

"جو تم اپنی زبان پر لگاتی ہو۔"

آزاد نے تپ کر بد تمیزی کی تو نازلی کے منہ سے اٹو میٹکلی "ہاا" کی آواز نکلی۔

"بد تمیز انکل"

وہ ناک بھوں چڑھائے گھوری۔

"نکمی آنٹی"

وہ بھی اسی کا آزاد تھا، ایک جیسے تھے دونوں۔

"دیکھو مجھ سے پنگاہ مت لو"

نازلی نے اسکو باہر جانے والے راستے پڑتے پھر سے چیلنج کیا۔

"لوں گا۔ لیکن اگلی بار۔ خیال رکھنا اپنا۔ میں بھی ناراض ہوں۔ ایک پوچی تک نہیں کرنے دی"

وہ روٹھا ہوا کتنا پیارا لگ رہا تھا، نازلی کا دل مانو تیز تیز دھڑکنے لگا۔

"اب یہ پوچی کیا بلا ہے آزاد۔؟"

وہ ہنس کر پیچھے سے پکاری تو وہ حویلی سے نکلتے نکلتے دروازہ کھولے رکا۔

"ابھی پیدا ہوئی ہو ناں تم جیسے۔۔۔۔بائے"

وہ اسی ناراض ناراض موڈ میں باہر نکلا تو نازلی کتنی دیر ہنستی رہی، وہ بھی اب تک وہ سارے لاڈ کسی سے نہیں اٹھوا سکا تھا جو نازلی نے اٹھانے تھے، ہاں اسے آزاد پیارا تھا، محبوب تھا، پر پھر بھی وہ ایسا تھا کہ کوئی بھی عورت اسکے قریب

جانے سے ایک بار خوف کھا جاتی، بھلے وہ عورت پھر اسکی نازلی ہی کیوں نہ ہوتی۔

آزاد نے گاڑی حویلی سے نکالتے ہی عالی کو میسج کیا تھا جو ڈنر کے بعد ایدا کا زرا موڈ فریش کرنے لانگ ڈرائیو نگ پر نکلا تھا۔

"میں گھر نکل رہا ہوں۔ ابھی ہاندے کے بارے اسے نہیں بتایا لیکن اگلی ملاقات میں بتادوں گا۔ گھر پہنچ کر کال کرتا ہوں کچھ بات کرنی ہے۔ ایدا کو اسکے روم میں پہنچا کر مجھے کال بیک کرو"

آزاد نے ڈرائیونگ کرتے سیدھا سبھاو میسج میں حکم دیا تھا، جبکہ عالیان نے اپنے ساتھ خاموش اور اداس سی بیٹھی ایدا کو اک وارفتہ نظر سے دیکھا، آج وہ ایدا کو کہیں چھوڑنے والا تو ہرگز نہیں لگ رہا تھا۔

"میں ایدا کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔ وہ سارے میس سے ڈسٹرب ہے بڈی۔ اسکے سو جانے کے بعد کال کروں؟ اوکے ہو گیا یا نہیں؟"

عالیان نے بھی جلدی سے میسج میں ہی جواب ٹائپ کیا جسے پڑھ کر آزاد بے اختیار بھتیجے کے بے قابو ابھرتے جذبات جان کر مسکرا دیا۔

"تم سونے دو گے اسے ؟"

یہ آزاد نے سراسر شرارت سے چھیڑا جبکہ عالیان بہت مشکل سے کمینی سی مسکراہٹ حلق میں واپس انڈیل سکا۔

"وہ مجھ سے اپنا آپ بچانا جانتی ہے فکر مت کریں۔ چلیں میں کال کرتا ہوں فری ہو کر"

عالیان نے بات سمیٹی جبکہ اک نظر پھر سے ایدا پر ڈالی جو اب ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی، عالیان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی گود میں رکھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے دبایا تو وہ چونکی پھر جبراسا عالیان کو دیکھے مسکرائی پر یہ مختصر تھا، وہ بہت

سارے خوف و خدشات کا شکار تھی، ابھی سکون میں آتی ممکن نہ لگ رہا تھا، عالیان ہی بس اب کچھ کر سکتا تھا۔

.._____..

وہ کافی دیر کروٹیں بدلنے کے بعد بھی جب سو نہ پائی تو تنگ آکر اٹھ بیٹھی، اس شخص پر نظر پڑتے ہی دلارہ کی ہر بے چینی، سکون میں بدلنے لگی، وہ یوں بنا تکیے کے سوتا ہوا اس لڑکی کو اپنی طرف کھینچے بے چین کرنے کی کوشش میں تھا، دلارہ نے اس والا تکیہ اٹھایا اور اٹھ کر وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی ٹھیک باران کے سر پر جا رکی، وہ سو گیا

تھا، وہ ایک پر سکون نیند میں تھا یہ اسکے چہرے پر پھیلی آسودگی سے عیاں تھا۔

دِلارہ نے آہستگی سے جھک کر باران کا سر دھیرے سے زرا قوت لگاتے اٹھایا اور تکیہ رکھا جو ٹھیک سے نہ رکھنے ہوا پر باران کا سر کچھ اونچا ہو ہی گیا، باقی اگر وہ کروٹ بدلتا تو تکیہ اسکے سر کے نیچے ایڈجسٹ ہو جاتا، وہ سیدھی کھڑی ہونے کے بجائے وہیں اسکے پہلو میں تھوڑی سی جگہ پر سمٹتے بیٹھ گئی، دِلارہ نے اسے بغور دیکھا، کتنا خوبصورت تھا وہ یہ الگ پر اسے دیکھ کر کوئی نفرت کرے ایسا بھی ممکن نہ تھا، جتنے

دن وہ اسکے آس پاس رہی بس لڑی تھی پر یہ شخص لڑنے کے بجائے تڑپا بھی تھا۔

دلارہ نے اپنے ہاتھ کو دھیرے سے حرکت دے کر آگے بڑھا کر باران کی گھنی قدرتی شیپڈ پلکوں کو چھوا، نہایت احتیاط کے ساتھ کہ اسکا چھونا باران کی نیند میں حلل نہ لا پائے پر جب دلارہ نے محسوس کیا اسکا ہاتھ باران کو چھوتے کانپا ہے تو وہ پیچھے کھینچ گئی، وہ پھر سے پکڑی جاتی یہ افورڈ ایبل نہ تھا۔

"تم پوچھ رہے تھے ناں کہ تم میری آج کیسے تکلیف بنے؟ تمہارے جانے کا سن کر تکلیف ہوئی مجھے۔ تم بلکل

اچھے نہیں لگتے لیکن تم سے لڑنے کے بعد میں بہت اچھا محسوس کرتی ہوں۔ یہ بلکل ایسے ہے جیسے ہم آئینے کے سامنے ہوں، دل دکھی ہو، حلق درد میں ہو اور ہم اس پر ساری تکلیف اگل دیں، بنا کسی ڈر کہ ہماری تکلیف ہماری رسوائی نہ بن جائے۔ میں مان چکی ہوں تمہارا قصور کہیں نہیں لیکن بہر حال تم گناہ گار تو ہو ناں۔ مجھے سمجھتے ہی نہیں ہو"

وہ اسکو سارے جواب دے رہی تھی پر باران کی بد قسمتی کہ اس پر نیند طاری کر دی گئی، وہ اس وقت باران کو دیکھنے

کے سوا کچھ نہیں کرنا چاہتی تھی، سانس تک لینا اضافی لگ رہا تھا۔

"مت جاوناں۔۔۔ میں مس کروں گی تمہیں۔ میں نے بہت سالوں سے انے اور بابا کو بھی مس نہیں کیا لیکن ابھی سے یقین ہے کہ تمہیں بہت یاد کروں گی۔"

وہ اسے سن نہیں پا رہا تبھی دِلارہ کو یقین ملا کہ وہ گہری نیند میں ہے، نہیں جاگے گا تبھی وہ اسکے سینے پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ آہستگی سے رکھتی ساتھ باران کے چہرے کو دیکھ رہی تھی کہ اگر پلکیں تک بھی ہلیں وہ بہت دور چلی جائے گی پر وہ واقعی گہری نیند میں تھا۔

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

"کچھ لوگ ہماری زندگی کے موسم ہوتے ہیں باران۔۔

وہ چلے جائیں تو۔۔درجہ حرارت منفی ہو جاتا ہے،وہ بے وقت سو جائیں تو۔۔ٹھنڈک مزید بڑھ جاتی ہے۔

وہ کہیں سے بھی آجائیں تو۔۔۔دھوپ میں بارش ہونے لگتی ہے۔۔وہ دور ہو جائیں تو دل کا آسمان بے رنگ ہو جاتا

ہے۔۔پر تم نہیں سمجھو گے۔جب تک یہ سب کچھ مجھ پر بیتتا نہ دیکھو گے، تم بلکل نہیں سمجھو گے باران یلدرم"

وہ اسکے چہرے کو دیکھتی رہی، محبت نہیں تھی، اسکی گرے آنکھوں میں تسخیر ہوئی شے انسیت تھی، جسے وہ اپنے اندر گھوٹ رہی تھی۔

وہ ایسا شخص تھا جو اسے تڑپتا دیکھ کر گھبرا جاتا تھا، اور وہ جانتی تھی ایسے لوگ زندگی ہمیں بس ایک بار دیتی ہے، قدر نہ کرو تو چھن جاتے ہیں۔

"میں تمہیں کبھی نہیں کہوں گی کہ مجھے بھی ت۔ تمہاری عادت ہو گئی، کیونکہ یہ کہنے کے لیے ہمارا رشتہ، عمریں اور مزاج سب ان فٹ ہے۔ ہم جیسوں کو بس اتنی سی چھوٹ ہے کہ فقط ہم دیکھ ہی سکتے ہیں پسند آیا ہوا شخص۔ اور کچھ بھی نہیں"

وہ اپنے آپ سے اکثر باتیں کرتی تھی پر تب موضوع صرف وہ اور اسکی ذات رہی پر آج وہ تھا، موضوع بھی اور دلبر بھی۔

وہ نیم تھی، اور نیم کبھی کسی کو تادیر راس نہیں رہتا، یہ نیم رنگ، کڑوا زہر رنگ جسکی کڑواہٹ اسکے جسم کے ساتھ

اسکی روح میں بھی اتر گئی اور کڑوی روحیں کبھی کسی سے محبت کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں دیتیں۔

وہ یہ بھی جانتی تھی آج کے بعد ممکن ہے اسے یہ شخص سو تا دوبارہ نہ ملے تبھی جو دل میں تھا کہہ دیا، پر اب مسئلہ یہ تھا اسکی قوت برداشت کہہ رہی تھی وہ اسکے پاس سے اٹھ نہیں سکتی، بیک پین کے باوجود اسے یہیں بیٹھ کر ساری رات گزارنی تھی، یہ پاگل پن ہی تھا، وہ اس پر بڑی جلدی اثر کر گیا تھا، وہ گھنٹوں میں پاگل ہو گئی تھی پر خود کو دلاسا دے رہی تھی یہ سب بس باران کے یہاں ہونے تک ہو گا، وہ لوگوں کے بچھڑنے، آگے بڑھ جانے اور پاس سے

گزرنے کو بھی گھنٹوں میں بھول جانے والی لڑکی تھی پر یہ واحد شخص تھا جو اپنے درد و تکلیف سے دِلارہ کے ہوش اڑانے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"میں تم سے یہ سب اس لیے بھی نہیں کہہ سکتی کہ کل کو تم سب بھول گئے تو مجھ سے یہ سب دہرایا نہیں جائے گا۔ کہتے ہیں پازیٹو سوچنا چاہیے لیکن میرے ساتھ لائف میں زیادہ پازیٹیو ہوا نہیں تو میں کچھ الگ ہی معیار کا منفی سوچتی ہوں۔ تکلیف بہت زیادہ ہو تو یاداشت جانا بھی اللہ کا انعام ہوتا ہے۔ اگر سچ میں اٹھارہ سال تم نے بھی ناکردہ گناہوں کی سزا سہی ہوئی تو میرا ووٹ تمہاری یاداشت

جانے کی طرف ہو گا۔ مجھے اپنی فیلنگز تمہیں بتانے سے زیادہ یہ چیز خوشی دے گی کہ تم ان اٹھارہ سالوں کا درد بھول گئے۔ یس۔ بس یہی وجہ ہے میں تم سے کچھ نہیں کہوں گی"

وہ آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر پھر آگے لے گئی، اس نے باران نے ماتھے پر اپنا نرم ملائم سا ہاتھ رکھا، مقصد بس اسے چھونا تھا پر ممکن تھا اس ہاتھ کی مسیحائی اس سوئے ہوئے شخص کی زخمی روح تک پہنچ گئی ہو۔

وہ دھیرے سے اسکے گھنے بے ترتیب ہوئے بالوں کو سہلاتی ترتیب دیے ماتھے سے ہٹاتے سر تک لے گئی پھر

گہرا سانس بھرے وہیں جھکتے سر باران کے سینے پر ٹکائے بیٹھی بیٹھی اس پر دہری ہو کر اسکے سینے سے جا لگی۔

وہ سچ میں بہت گہری نیند میں تھا، اس شخص نے چند لمحوں میں دِلارہ کو کھو دیا، کیونکہ جانے اب وہ یوں اس پر کب کھلتی، یا ممکن تھا وقت ان دونوں کو دو کناروں سا کر دیتا، وہ ایک دوسرے کو دیکھائی دینے سے محروم ہونے والے تھے۔

وہ اب تک روئی نہیں تھی، پہلے تو یہ بھی ممکن نہ تھا پر جب سے وہ باران سے ملی، اسکے پتھر آنسو پگھل کر آنکھوں میں

آنے لگے تھے اور ممکن تھا وہ یہ حدیں تب توڑتے جب دِلارہ کو وہ سچ میں کہیں نہ ملتا۔

اور یہ سب سوچ کر اس وقت دلارہ کا دل بھی بھر رہا تھا اور آنکھیں بھی لیکن وہ سکون بھی محسوس کر رہی تھی، یوں اس پر جھک کر لیٹنے سے اسے بیک پین بھی فیل نہ ہو رہا تھا اور ممکن تھا وہ آج یہیں سو جاتی، اور پھر ایسا ہی ہوا۔

"یوں تو ہم لوگ محبت سے گریزاں ہی رہے

دل نے چاہا تھا تیرا ساتھ، مگر کیا کیجے؟"

.._____..

"بابا تو سو چکے ہوں گے اس لیے ان سے کل مل لینا۔"

وہ ایک لانگ ڈرائیو نگ کے بعد واپس یلدرم حویلی آ چکے تھے، ایدا کا موڈ وہ ابھی تک ٹھیک نہ کر پایا تھا، اور لگ بھی یہی رہا تھا یہ موڈ ابھی مزید خراب ہی رہنے والا ہے، ایدا کی باڈی لینگو تج سے بھی یہی لگ رہا تھا کہ وہ ابھی شدید افسردہ ہے، وہ پہروں اداس رہتی، ایسا غم نشین سایہ اسکے پورے وجود پر حاوی تھا۔

"میں بھی سونا چاہتی ہوں عالیان"

ایدا نے اسے گاڑی لاک کر کے اپنی طرف آتا دیکھے سر جھکائے قدرے بجھی آواز میں کہا، عالیان نے قریب رکتے ہاتھ بڑھا کر اسکی ٹھوڑی سے پکڑے چہرہ اوپر کیے شاکی نظروں سے اسکے بے قرار تاثرات ٹٹولے، غم اس چہرے پر باخدا اضافی لگتا تھا۔

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟"

وہ ایدا کی اتنی طویل تر اداسی پر غمزدہ تھا، تبھی سوال کرتے آواز بھاری ہوئی، ایدا نے فوراً سے نفی میں گردن ہلاتے اسکے ہاتھ کو مٹھی میں لے کر پکڑتے چہرے سے ہٹایا اور قریب ہو کر رکتی عالیان کو دیکھنے لگی۔

"بہت یقین ہے لیکن مجھے کچھ اچھی فیلنگز نہیں
آرہیں، سب کریدیاناں آپ نے۔ مجھے دونوں ماموں نے
مسدور حویلی والوں کے سپرد کیے جو ایگرمنٹ سائن کیا وہ
ٹوٹ گیا ہے اسکا مطلب سمجھتے ہیں، دشمنی میں قتل وغارت
روکنے کے لیے جو بندھ باندھا گیا تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ وہ پہلا
نقصان آپکو دیں گے عالیان۔ اگر آپکو یا ماموں کو کچھ
ہوا، میں زندہ نہیں رہ پاوں گی۔ یہ احساس جرم کہ میں نے
اتنی عزیز ہستیوں کی جان عذاب میں ڈال دی، مار ڈالے
گا۔ جتنی مرضی سیکورٹی ہو، آئی کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ یہ تو
آپ بھی جانتے ہیں نہ مسدور خاندان کبھی کمزور رہا نہ

یلدرم۔ دونوں نے ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے تو سیکورٹی تب بھی تھی، کیا اکھاڑ لیا۔ جب دشمن کے سر پر خون سوار ہو تو کوئی ڈھال کام نہیں آتی"

وہ بولتی بولتی اپنی آواز رندنے سے روک نہ پائی، آنسو کا گولا سا حلق میں مانو اٹک سا گیا تھا۔

"تمہاری ڈھال بہت مضبوط ہے۔ تم باقی فکریں چھوڑ دو ایدا۔ یہاں آو"

وہ اسے پکڑ تا دھیرے سے اپنے سینے سے لگا تا یقین دلانے لگا پر وہ اور افسر دہ ہوئی کہ یہ آدمی اسکے ڈر اور اسکے پوائنٹ سمجھ کر بھی جھٹلا رہا ہے۔

"یہاں آکر بھی تکلیف ہو رہی ہے"

وہ گھٹے سانس سمیت بولی، عالیان نے اسکے ریشمی بالوں میں نرمی سی ہاتھ کی انگلیاں پھیریں تو ایدا نے اپنا چہرہ اٹھائے اسے دیکھا، وہ پریشان تھا تو ایدا کی آنکھیں چھلکنے کو بیتاب۔

"آو اندر۔ یہاں ٹھنڈ ہو رہی ہے۔"

وہ نظریں چراتا اسے لیے حویلی کے اندر گیا، وہ بھی چپ چاپ ہی تھی، سمجھ نہ آرہا تھا کہ کیسے عالی کو سمجھائے۔

وہ اندر آئے تو خاموشی اور تاریکی دونوں ہی اضافی محسوس ہوئے، ایکسٹرا تمام لائٹس آف تھیں تبھی ایدا کا دل مزید گھبرایا۔

"اتنا اندھیرا کیوں ہے؟"

وہ گھبرا کر عالیان کے سینے سے دور ہوئی۔

"بابا سو گئے اور باران عزیزے انے کی طرف ہے تبھی ملازمین نے سب لائٹس آف کر دیں اور خود بھی سونے

چلے گئے۔ آو روم دیکھاتا ہوں تمہیں۔ وہاں بے حد روشنی ہے۔"

وہ بہت محبت سے پیش آتا ایدا کے موڈ کو بہتر کرنے کے جتن کر رہا تھا، وہ فرمانبر داری سے اسکا بڑھایا ہاتھ تھامتی اسکے ساتھ چلنے لگی، وہ دونوں عالیان کے روم کے باہر آکر رکے، عالیان کے رویے کی نرمی اسکے دل کو سنبھلنے کی قوت دے رہی تھی تو اسکی اداس آنکھیں ایدا کے دل کی دھڑکنیں براہ راست بڑھا رہی تھیں۔

عجیب سی کشمکش میں پھنسی ہوئی ایدا جسکے گلابی رخسار دہک رہے تھے۔

"میرے روم میں رہنا ہے یا الگ سے ؟"

وہ ایدا کی مختلف ملی جلی کیفیات پرکھنے کے بعد ملائم سی سرگوشی میں بولا تو وہ بوکھلا کر اسکا ہاتھ چھڑواتی بنا کوئی جواب دیے ڈور کھولے اندر چلی گئی، اسکی یہ حرکت عالیان کی آنکھوں میں شوخی بھر گئی، اس لڑکی نے ڈنکے کی چوٹ پر اسکے کمرے میں قدم رکھ کر بتایا تھا وہ اس پر حاکم ہے، بس وہی ہے جو عالیان یلدرم پر فی الحال حق رکھتی ہے۔

"بہت خوبصورت روم ہے آپکا۔ تھینگ گاڈ ٹیرس بھی ہے۔ کبھی کبھی میرا دل بیٹھنے لگتا ہے۔ میں اپنے روم سے

بھی نکل کر چھت پر ٹہلنے لگتی تھی۔ یہ مجھے بے حد پسند آیا۔ اور باقی سب بھی بہت کول ہے۔ اتنی ساری بکس؟ آپ کو بکس پڑھنے کا بھی شوق ہے"

وہ کمرے کا پر شوق جائزہ لینے کے بعد ایک کمرے کی پوری دیوار میں نسب منی لائبریری دیکھے ٹھٹکی، اور جیسے ہی ایدا نے اس لائبریری ریک کو چھوا وہ دو حصوں میں کھلی اور اندر مزید بکس تھیں، وہ مسکرائی، پھر پلٹ کر عالیان کو دیکھنے لگی جیسے پوچھ رہی ہو یہ کیا؟

"یہاں ریک کے اندر وہ بکس ہیں جو میں نہیں چاہتا کسی کی نظر میں آئیں۔ جبکہ باہر والی بس بورنگ فارماسٹف

ہے۔بزنس کے حوالے سے کچھ کتابیں ہیں اور کچھ بابا کی انگلش لٹریچر"

عالیان نے قریب آتے مسکرا کر راز کھولا تو ایدا نے متجسس نگاہ جب واپس اندر کی بکس پر ڈالتے دوڑائی تو اسے اپنی غلطی کا جلد ہی احساس ہوا، وہ سب بکس واقعی کسی کی نظر میں آنے لائق نہ تھیں، وہ اوٹ آف لائن بکس تھیں۔

ایدا نے جب انکے نام اور انکے کوورز دیکھے تو اسکے ہاتھوں میں نمی ابھرنے لگی، پورا جسم جیسے تپنے سا لگا، کیونکہ وہ سب بہت ہی فیمس مگر چیزی سٹف تھا۔

"تم سوچ رہی ہو گی میں ایسا لگتا نہیں ہوں ہے ناں؟"

ایدا کو سکتہ ہوتا دیکھے عالیان نے خود ہی پردہ ڈالتے وہ ریک واپس بند کر دی اور ایدا میں ہمت نہ تھی کہ وہ پلٹ پاتی، عجیب حدت تھی جو وہ اپنے چار سو محسوس کر رہی تھی۔

"م۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا۔ ہر انسان کی ایک ڈارک سائیڈ ہوتی ہے جسے وہ ہمیشہ چھپانا ہی بہتر سمجھتا ہے۔ اور ویسے بھی یہ وہ سوچے جسکے ساتھ آپ ریلشن شپ میں سیریس ہوں گے کہ آپ ایسے نہیں یا کیسے ہیں۔ ان

فیوچر۔ میں تو بیسٹو ہوں ناں آپکی۔ میرے ساتھ تو بہت خوبصورت رشتہ ہے آپکا"

وہ ہچکچاتے پلٹی اور اس وقت اس فسوں خیز سچویشن سے بچنے کی ایدا کے پاس یہی ٹرک بچی، جبکہ اس دوسری لڑکی کا حوالہ ہمیشہ عالیان کو ٹرن آف کر دیتا جیسے ابھی۔

" بلکل ٹھیک کہا۔ ایکچولی نئ نئ جوانی کے شوق ہیں۔ یہ تب پڑھتا تھا جب سٹر گلنگ ٹائم تھا اسکے بعد تو اپنی شکل دیکھنے کا وقت بھی نہیں ملا اب تک۔ خیر تم فریش ہو جاو۔ پھر سو سکتی ہو۔ کچھ بھی چاہیے ہو مجھے بتا دینا"

وہ یکدم ہی سنجیدہ اور فارمل ہو گیا، ایدا کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑکا جب اس عزیز شخص نے جانے کی بات کی۔

"آپ یہاں نہیں س۔۔ سوئیں گے؟"

ایدا نے اسکی راہ میں آتے جھجھکتے ہوئے بمشکل عالیان کی آنکھوں میں جھانکتے سوال کیا تو اسکی زبان سی لڑکھڑا گئی۔

"نہیں۔ میں کچھ دیر تک سو جاوں گا۔ میری فکر مت کرو۔ بس تم ریلکس رہو"

وہ نارمل ہونے کی پوری کوشش کرتا دیکھائی دیا پر ایدا مزید قریب رکی اور اسے جانے سے روک گئی۔

"کچھ برا لگا آپکو؟"

وہ منمنا سا گئی، لہجے میں اندیشے پنہاں محسوس ہوئے، جبکہ عالیان نے کچھ دیر اسے بنا آنکھیں اس سے ہٹائے دیکھا۔

"مجھے نہیں لگتا میں اپنی بیسٹ فرینڈ کو کبھی چھوڑ پاوں گا"

عالیان کا جواب ایدا کو آنکھیں پھیلا کر دیکھنے پر مجبور کر گیا۔

"ہیں۔ تو سیکنڈ میرج کریں گے کیا؟"

وہ بے اختیار بڑبڑائی پر عالیان کی زرا برہم نظروں سے سمجھ گئی کچھ بکواس کر بیٹھی ہے، فوری نظریں جھکا گئی۔

"آرام کرو"

وہ اسے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا دیکھے تاکید اکہتا کمرے سے نکل گیا تو ایداہاتھ بڑھا کر اسے روکنے کا سوچتی ہی رہ گئی، پر وہ چلا گیا تو جا کر فون میٹرس پر پھینکے پائنتی کی جانب جا بیٹھی، چہرے پر صدیوں کی تھکن اتر آئی اور عالیان نیچے آ کر لاونج میں لگے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا، شرٹ کے دونوں بٹن کھول کر گہرے سانس بھرے، کیا وہ لڑکی اسکے جذبات سے اتنی انجان ہے، یہ ایسی مہلک سوچ تھی کہ عالیان کو بیٹھے بیٹھے تھکانے لگی جبکہ دوسری طرف آزاد بھی واپس پہنچ آیا تھا، گاڑی پارکنگ

میں کھڑی کر کے لاک کرتا بلڈنگ کی اندرونی طرف
بڑھتے آزاد کے دماغ میں سوچوں کا جنجھال تھا، خیر
قدموں کو تیزی دیتے وہ گھر میں داخل ہوا، غیر محسوس کن
خاموشی بھانپے کچھ دل کو راحت و خوش گمانی گھیر گئی کہ
ممکن ہے وہ جن زادی اب تک خواب خرگوش کے مزے
لے رہی ہو گی۔

یہی سوچیں ذہن میں متحرک کیے وہ اپنی پر وقار چال ہنوز
پر اعتمادی سے چلتا اپنے ماسٹر بیڈ روم کی جانب گامزن
تھا، بلیذر اتار کر بازو پر رکھے، مصروف انداز میں فون پر
وقت دیکھتا ہوا وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا، میٹرس پر

فون اور کوٹ پھینکتے پہلے زرا اپنا یہ ٹائیٹ خلیہ بدلنے کی سوچی اور اٹیچ واش روم گھس گیا، لگ بھگ دس منٹ گزرنے کے بعد وہ ٹاول سے چہرہ اور ہاتھ رگڑے اسے ہینگ کرتا ٹراوز اور ڈھیلی سی شرٹ میں بالوں کو ہاتھ پھیر کر بٹھاتا باہر نکلا ہی کہ دروازے میں کھڑی ہاندے کو دیکھ کر آزاد کے چہرے پر ٹھٹک جانے والے تاثرات امڈ آئے، وہ بھی دروازے میں کھڑی، سینے پر ہاتھ لپیٹے گہری متجسس نگاہوں سے آزادیلدرم کو دیکھ رہی تھی۔

"آ گئے اہم مشن پورا کیے؟"

ہاندے نے اپنے پیروں کی مٹی چھوڑی اور طنزیہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے زرا آگے آئی، اس عورت کا لہجہ کچھ جتانے سا تھا اور جو جملہ اس نے کہا، آزاد کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

"اہم مشن مطلب؟"

آزاد نے لا عملی کی تصویر بنے تیکھے آبرو اچکا لیے۔

وہ مزید اسکے نزدیک آگئی، اتنی نزدیک کہ آزاد یلدرم کا دم گھٹنے لگا۔

"میں نے اپنے دو لوگ مسدور حویلی کے آگے پیچھے چھوڑ رکھے تھے، میں جاگی تو پتا چلا وہاں کچھ لوگ گھس آئے، بہت فائرنگ ہوئی اور ایک مضبوط سیاہ ماسک اور ہیٹ پہنا آدمی بیہوش نازلی کو اٹھا کر لے گیا۔ کہاں لے گیا یہ بھی بتایا۔ پچ پچ ساتھ والی حویلی۔۔۔ آزاد یلدرم کے کانفیڈنس کی داد دینی پڑے گی۔۔۔۔ اوپر سے بچاری کو اکیلا چھوڑ آئے۔۔۔۔"

اس سے پہلے ہاندے مسکرا کر بات پوری کرتی، آزاد نے سخت وحشی پن دیکھاتے اس کی گردن اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے یوں دبائی کہ ہاندے کا سانس تھمنے پر ہاندے

کراہنے لگی، اور آزاد کے سینے پر مکے برسا کر بن پانی مچھلی تڑپنے سسکنے لگی پر آزاد کی گرفت میں نرمی نہ آئی۔

"تم میری سوچ سے کہیں درجے بڑی گھٹیا چیز نکلی۔ اپنے لوگوں کو کہہ دو اگر نازلی کو آنچ بھی آئی میں تمہارے ٹکرے کر دوں گا۔ ابھی کرو کال انھیں ورنہ آج تم دوسرا سانس نہیں لے پاو گی"

آزاد نے اسکی گردن زرا ڈھیلی کی پر ہاندے ایک پاگل اور سائیکو عورت تھی، اس وقت بھی ہنس دی جبکہ آزاد کا دل مانو سکڑ کر رہ گیا، نازلی تک ہاندے کے لوگ پہنچ گئے تو وہ

کیا کرے گا؟ اس وقت ہاندے کا قتل کرنے پر وہ جیسے مجبور محسوس ہوا اور وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی۔

"و۔۔وہ مرے گی اب۔مجھے موت سے مت ڈراو آزاد۔میری موت ایمر سے ملاقات کی خوشی بنے گی۔لیکن جاتے جاتے میں ایمر کی موت بننے والے شخص سے اسکی ہر سانس چھین لوں گی۔بس کچھ دیر پھر وہ حویلی تمہاری نازلی سمیت راکھ کا ڈھیر بن جائے گی"

ہاندے کے الفاظ آزاد کے دماغ پر مانو کوڑوں کی طرح برسے، ابھی تک تو وہ آدمی بھی فون لے کر نازلی تک نہیں پہنچا تھا کہ آزاد اسے خبر دار کر پاتا، ہاندے کی وحشیانہ ہنسی

آزاد کا دماغ معاوف کرنے لگی، آزاد نے پوری قوت سے ہاندے کو دھکا دیا جس سے وہ لڑکھڑا کر گری اور بیڈ کی نوک اسکے ٹھیک سر پر لگی، جس سبب وہ ہنستے ہنستے گرتی وہیں بے ہوش ہو گئی۔

آزاد نے اسکے ہاتھ سے فون چھینا، اور اس گری ہاندے پر لعنت بھیجتا ہوا اپنا فون بھی اٹھائے، پلٹ کر کبرڈ کھولے جیکٹ نکال کر بازو پر ڈالے وہ باہر نکلا اور روم ڈور بھی لاک کر دیا، ہاندے کے فون کی بیٹری ایک پر تھی اور جیسے ہی آزاد نے سکرین آن کی، فون آف ہو گیا۔

آزاد نے چینج کر فون ہی فرش پر دے مارا اور خود میڈ کو کال کرتا ہوا تیزی سے گھر سے نکلا، جبکہ میڈ مزے سے اپنا فون سائلنٹ کرے کوارٹر میں سو رہی تھی جبکہ نازلی اس وقت اپنی حویلی سے جڑی دیوار کے ساتھ کھڑی سٹول ساتھ لگا رہی تھی۔

شدید بوریئت کی وجہ سے اس نے مسدور حویلی جانے کا سوچا تاکہ وہ چھپ کر انے اور ابی کی پلاننگ سن سکے، اور یہاں حویلی میں ہاندے کے بھیجے لوگ گھسے وہیں نازلی سٹول پر چڑھی اور دیوار پر بیٹھتے ہی دوسری طرف اپنی

حویلی میں دیوار سے لگے کاوچ پر پیر رکھے نیچے اتری اور پہلے سیدھی ایدا کے کمرے کی طرف بڑھی۔

کمرہ بکھرا دیکھ کر ایک بار تو نازلی نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

پھر جلدی سے جا کر ایدا کے ڈریسنگ میز کے نیچے بنے ایک خفیہ دراز کو کھولا تو شکر کا سانس بھرے مسکرائی کیونکہ ایدا کی عالیان کے لیے لی رنگ محفوظ تھی۔

نازلی نے جلدی سے وہ رنگ اپنے ہاتھ میں دبالی، اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلی، دوسری طرف ہاندے کے بھیجے غنڈے حویلی کے چاروں طرف مٹی کا تیل چھڑک رہے

تھے، اندر کمروں کے باہر، ہر جگہ، ہر طرف وہ بڑے بڑے
کینز سے وہ تیل ڈالتے جا رہے تھے، نازلی مزے سے
سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور احتیاط کے سنگ پہلے نیچے
کوئی گارڈ نہ ہو اسکی تسلی کی، چھت کے کنارے رک کر
اس نے گملے سے کچھ پتے اکھاڑ کر نیچے پھینکے تاکہ آہٹ پر
اگر نیچے ہلچل ہوتی ہے تو وہ چوکنی ہو جائے مگر مسدور حویلی
کے لوگ شاید اپنی بے بسی کے سوگ میں لپٹے بیٹھے
تھے، نازلی نے کچھ دیر رک کر چاروں طرف کا جائزہ لیا مگر
کہیں کچھ نہ محسوس ہونے پر وہ دبے پیر سیڑھیاں اترتی

حویلی کے صحن میں آئی، غیر ضروری روشیاں بند تھیں تبھی وہ چھپتی ہوئی پہلے کچن ہال پہنچی جہاں کوئی نہ تھا۔

"لگتا ہے سب اپنے اپنے کمروں میں ہیں"

نازلی نے اندازہ لگاتے سوچا پھر وہ باہر نکلی اور رخ المیرا اور برہان کے کمرے کی طرف کیا، وہ دروازے کے پاس آئی اور کان دروازے کے ساتھ لگایا، اندر سناٹا تھا، کسی کے سانس لینے کی بھی آواز نہ تھی، نازلی نے ہمت کرتے ڈور ناب گمایا تو نظر المیرا پر گئی جو جائے نماز پر بیٹھیں نماز پڑھ رہی تھیں، نازلی کی آنکھوں میں نرمی و محبت اتری، بھلے وہ برہان کی بیوی ہوں پر اس گھر میں نازلی کی واحد ہمدرد یہی

عورت تھی، نازلی اس وقت ان سے مل نہ سکتی تھی تبھی
دروازہ ویسے ہی بند کیے پیچھے ہٹ کر پلٹی اور آنکھوں میں
خفیف سی تکلیف اتار لائی کیونکہ اب اسکا رخ انے کے
کمرے کی طرف تھا، وہ جانتی تھی ابی بھی وہیں ہوں گے اور
وہ جاننا چاہتی تھی آخر اب یہ بے بس لوگ کیا پلین کر رہے
ہیں، انگوٹھی اب بھی نازلی کے ہاتھ میں سختی سے قید تھی
جبکہ اس نے اپنے قدم انے کے کمرے کی طرف
بڑھائے، کمرے کے باہر آئے وہ رکی اور محتاط انداز میں
اس نے اپنے کان کو دروازے کے ساتھ لگایا، گل خانم اور
برہان کی آواز آرہی تھی، نازلئ نے مزید توجہ سے سنا۔

"ان لوگوں نے ایدادے کر دشمنی کا خاتمہ کیا تھا اور اب پہل انہوں نے کی ہے انے۔ اس لیے یہ ہمارا فرض ہے انکی نسل ختم کر دیں۔ وہ ایدا کو لے گئے۔ نازلی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ آپ کو نہیں لگتا ہم ہار سے گئے ہیں؟ ہمارے منہ پر تھوکا گیا ہے؟ نازلی کا کوئی اتا پتا نہیں۔ آزاد کو تو ٹکرے کر دیا تھا پھر اس ناکارہ کو کون اٹھا کر لے گیا۔ میرا تو سوچ سوچ کر دماغ پھٹ رہا ہے"

برہان مسدور کی آواز سے لہو ٹپک رہا تھا، وہی لہو نازلی نے اپنے اندر بھرتا محسوس کیا۔

"نازلی کا معاملہ فی الحال سائیڈ رہنے دے برہان۔ پہلے ایدا کو واپس لے جانے والے کو سبق سیکھا۔ ایدا واپس لے کر ان لوگوں نے معاہدہ توڑ دیا۔ اب ہم بتائیں گے مسدور حویلی کی عورت پر ہاتھ ڈالنے کی کیا سزا ہے۔ رہی بات نازلی کی۔ اسے کون لے کر گیا یہ معمہ ہے۔ جسے جلد حل کرنا ہو گا"

اب کی بار گل خانم کی متنفر آواز ابھری جو نازلی کا سینہ دہکا گئی، یہ لوگ کتنے ظالم تھے، اپنے اور سامنے والے دشمن خاندان کے اتنے لوگ بھینٹ چڑھا کر بھی انتقام سے باز نہیں آ رہے تھے، نازلی نے گہرا سانس لیا اور جلدی سے

اپنے کمرے کی طرف بڑھی، دروازہ بند کرتے پہلے اپنا فون تلاشا مگر اسے اپنا فون کہیں نہ ملا، وہ یہ سب آزاد اور عالیان کو جلد از جلد بتانا چاہتی تھی مگر جیسے ہی وہ کمرے سے نکلنے لگی، اسے برہان مسدور باہر ہی ٹہلتا نظر آیا تو نازلی نے جلدی سے دروازہ واپس بند کر کے دم سادھ لیا، وہ ایک طرح پھنس سی گئی جبکہ دوسری طرف ہاندے کے بھیجے لوگوں نے پوری حویلی کے کونے کونے میں مٹی کا تیل اور پٹرول چھڑک دیا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آگ لگا دی، جلد ہی دھواں ارد گرد پھیلنے لگا، رات کی وجہ سے آگ بھڑکتی دور دور تک دیکھی جا رہی تھی، آزاد کا جب

فون دینے آتا آدمی پہنچا تو حویلی کو آگ کی زد میں دیکھے ہراساں ہوا، فوری آزاد کو کال کی جو راستے میں ہی تھا، آگ کا سنے آزاد کی سانس سی رکی، اسکا دم یہی سوچ کر گھٹنے لگا کہ حویلی آگ کی زد میں بھڑک رہی ہے اور وہاں اسکی نازلی ہے، پر وہ کہتے ہیں جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ نازلی کا بروقت حویلی سے نکل کر مسدور حویلی جانا پھر اپنے کمرے میں پھنس جانا، درحقیت آزاد کی ان دعاوں کا ثمر تھا جو اسکی سانس سانس اس تک پہنچتے کر رہی تھی۔

وہ حویلی کے باہر پہنچا، گاڑی روک کر باہر نکلا تو تب تک فائیر برگیڈ والے آکر آگ بجھا چکے تھے پر حویلی کا کافی حصہ جل

کر سیاہ ہو چکا تھا، لکڑی کے انٹیریئر فورا آگ پکڑ چکا تھا، دروازے جل گئے تھے اور یہاں تک کہ میڈ جل کر مر چکی تھی، اور اس پر قیامت کہ نازلی کے ہونے کا کہیں کوئی سراغ نہ ملا، جس کمرے میں آزاد اسے چھوڑ کر گیا تھا وہ بری طرح جھلس گیا۔

خود مسدور حویلی اور ارد گرد کے گھروں کے لوگ باہر نکل آئے تھے پر پولیس نے do not enter کے بورڈ لگا کر مجمعے کو آگے آنے سے روک رکھا تھا، صرف آزاد کو جانے کی پرمیشن ملی تھی، نازلی ابھی تک اپنے کمرے میں ہی بیٹھی تھی، اس نے انگوٹھی کو مٹھی میں اب تک دبا رکھا تھا۔

بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند سی ہونے لگیں تو وہ جلدی سے سر جھٹک گئی، اسے ابی کے باہر سے ہٹتے ہی یہاں سے نکلنا تھا۔

جبکہ آزاد جب جلے نازلی والے کمرے تک پہنچا تو اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں، کچھ ابھی تک پھیلے دھوئیں کے سبب اور کچھ نازلی کے وہاں نہ ہونے پر۔

"ن۔۔ نہیں اللہ۔ آپ میرے ساتھ یہ نہیں کر سکتے۔ نازلی۔"

وہ جیسے وہیں گھٹنوں کے بل سر اٹھائے کہتے گرا تھا، آنکھیں بھیگ گئیں، وہ یہی سمجھ رہا تھا وہ بھی اس کمرے کے ساتھ

جل گئی کیونکہ اس کمرے میں ہوا کے پریشر کی وجہ سے سب سے بھیانک آگ لگی تھی، ہر چیز جل کر خاکستر ہو گئی تھی، کوئی چیز باقی نہ بچی تھی، سب راکھ کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔

وہیں نازلی نے بھی باہر ہوتی ہلچل ختم ہونے پر جلدی سے اٹھ کر روم کا دروازہ کھولا تو سامنے کوئی نہ تھا پر عجیب سا دھواں تھا کہ باہر نکلتے ہی اسے حبس کا احساس گھیر گیا، وہ اسی پریشانی اور فکر کے سنگ باہر نکلی تو جیسے صحن سے رات کے وقت ہر جگہ دھواں بھرا دیکھے نازلی نے دل پر ہاتھ رکھا اور بمشکل ڈورتی وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی، وہ جیسے جیسے اوپر گئی، دھوئیں کا غبار بھی بڑھنے لگا، نازلی نے اوپر

پہنچ کر جب دھوئیں کا مرکز ساتھ والی حویلی دیکھی تو وہ جلدی سے کاوچ پر چڑھی، اور دوسری طرف دیکھا، دھواں اس طرف حد سے زیادہ تھا، نازلی کا یہیں دم گھٹ رہا تھا، اسکی ہمت نہ ہو رہی تھی کہ وہ سٹول پر پیر رکھے نیچے اترتی۔

"یہ دھواں بہت گندا ہے۔ اف میرا گلا ایسے لگ رہا ہے جیسے چیڑ اجار رہا ہے۔ یہ آگ کچن میں تو نہیں لگ گئی۔ چائے بنائی تھی کہیں گیس کھلی تو نہیں رہ گئی۔ او میرے خدا"

نازلی نے کھانستے ہوئے ہی دیوار پر چڑھتے اختیاط سے سٹول پر اپنے پیر جمائے پھر وہ اس پار اتری اور ناک پر

سوئٹر کا کنارہ دھوئیں سے بچنے کو رکھے وہ نیچے کی طرف
اتری مگر دھواں نیچے سے ہی سے اٹھ رہا تھا اوپر سے شور
شرابے، پولیس اور فائیر بر گیڈ کی گاڑیوں کا سائرن بھی
سنائی دینے لگا، نازلی جیسے جیسے نچلے پورشن کی طرف آئی، ہر
طرف جلے بجھے گھر کو دیکھتی اسکی آنکھوں میں سرخی و نمی
ساتھ اترنے لگی، چند منٹوں میں اتنی خوبصورت حویلی
سیاہی کا اور دھوئیں کا کھنڈر بن گئی، جبکہ نازلی باہر اس ڈر
سے بھی نہ آپا رہی تھی کہ کوئی اسے دیکھ نہ لے، اگر نیبرز
میں آگ لگی تھی تو شرطیہ برہان مسدور اور انکے لوگ بھی
باہر کے مجمعے میں ہوتے اور تبھی نازلی نے اک کونا چنا اور

کن اکھیوں سے وہ باہر کی ہلچل دیکھنے لگی اور تبھی ایمبولینس والے ایک جلی سی لاش اٹھاتے باہر نکلے، نازلی کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

"کیا وہ مر گئی۔ اوہ میرے خدا۔ یہ کیا ہو گیا۔ میرے پاس تو فون بھی نہیں۔ آزاد کو کیسے بتاوں۔ اسے پتا ہو گا۔ یہ سب لوگ یہاں ہیں اسے پتا ہو گا۔ مجھے باہر نکلنا چاہیے یا نہیں؟"

نازلی نے مسلسل کھانستے گہرے سانس بھرے اور اب نکلنا ضروری تھا کیونکہ اسکا سانس بند ہو رہا تھا، دھوئیں کے سیاہ غبار چہرہ سیاہ، حلق بنجر اور سانس غیر ہموار کر رہے تھے۔

وہ راہ کی ٹھوکروں سے بچتی بچاتی باہر نکلی تو اسے لان ایریا سائیڈ سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھا آزاد نظر آیا، باقی سب لوگ اپنا اپنا کام کر رہے تھے، حویلی کا ایک حصہ جلا تھا، تین حصے صرف دھوئیں سے بھرنے ہوئے تھے اور وہ ریسکیو ٹیم وہی دیکھنے میں لگی تھی۔

"تم ای۔۔یسے نہیں جا سکتی۔ یا اللہ میں نہیں سہہ سکتا اسکی موت۔ میرا دل پھٹ جائے گا۔ مجھے واپس دے دیں اسے"

وہ قریب آئی تو اپنے ناک سے سوئٹر کا کنارہ پرے کیا، ناک کے سوا نازلی کا پورا چہرہ کالا ہو رہا تھا جبکہ غصہ اسے

اس روتے سر ہاتھوں میں گرا کر ماتم کرتے آدمی پر آیا جس نے سوچ لیا کہ نازلی ٹپک گئی، باہر جو بھی ماحول تھا، چاروں طرف حویلی میں لگی آگ بجھ گئی پر نازلی کے اندر تو اب بھانبڑ جلا۔

"اتنی جلدی تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی مسٹر آزاد۔ تھوڑے آنسو بچا لینا کیونکہ ساری عمر بنا چوں چاں مجھے جھیلنا ہے آگے"

اپنے سینے پر ہاتھ لپیٹے سخت جل سلگ کر وہ سر پر کھڑی بولی، آزاد یکلخت سر اٹھائے دھندلائی آنکھوں سے دیکھنے

لگا، دھوئیں سے پورا چہرہ سیاہ کیے وہ آنکھیں نکالتی خفا سی اسی کی پوری دنیا اسکے سامنے کھڑی تھی۔

"نازلی"

وہ اٹھا اور بے یقینی کی کیفیت میں لپک کر نازلی کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا اسکے چہرے کا جائزہ لیتے سسک سا پڑا جو ہنوز اسکے آنسو اور سوجھی آنکھیں دیکھے اسے گھور ہی رہی تھی۔

"کیا نازلی۔ تم نے کیا سمجھا ٹپک گئی میں۔ اوہ ہیلو۔ میں اب تمہارے سر پر چڑھ کر ناچنے کے لیے ملی ہوں۔ نکما

انسان۔ دل چاہ رہا ہے تمہارا سر توڑ دوں پر تمہارے آنسو اور یہ آنکھیں پگھلا گئیں۔ بدھو۔ نہیں چھوڑنے والی اب میں تمہیں۔"

وہ اسکے ہاتھوں پر ہاتھ جماتی انھیں ہٹائے ایڑیوں کے بل اٹھے اسکی بھیگی گال پر لب رکھتی خود بھی روبرو ہوتے ہوتے آنکھیں بگھو گئی۔

"اتنے بڑے ہو کر بھی وہی بچوں کی طرح رونا ہے تمہارا، مجھے بھی رلا دیا۔ اف یہ بتاو یہ آگ لگی کیسے۔ مجھے

لگتا ہے میں نے گیس کھلی چھوڑ دی۔ وہ میڈ آزاد۔ وہ مر گئی؟"

وہ ابھی روتے چہرے کو سنبھال ہی سکی کے میڈ کا سوچتے پھر آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں، آزاد نے اسے پکڑ کر اپنے سینے میں جیسے بھینچ لیا، انداز میں بے پناہ ڈر ہلکورر ہا تھا۔

"یہ آگ جس نے لگائی ہے وہی اس میڈ کی موت کی سزا سہے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ مجرم کو سلاخوں کے پیچھے پہنچاوں گا۔ تمہاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا۔ پر سکون ہو جاو۔"

وہ اسکا رونا ابھی دیکھتا تو شاید دل تھم جاتا، تبھی نازلی نے اپنے آنسو جیسے حلق میں دبائے، وہ یوں اس سے لپٹی تھی جیسے کوئی بچہ ڈر کر کسی مانوس انسان کے دامن سے لپٹ جائے، وہ حتی المقدور کوشش کر رہی تھی نہ روئے پر میڈ کی موت اسکا دل کاٹ رہی تھی، وہ میڈ اسکی وجہ سے آزاد نے وہاں بلوائی تھی اور بچاری بے موت ماری گئی۔۔

آزاد نے اسے اپنے ساتھ لیے باہر کا رخ کیا تو وہ ڈر کر چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔

"آو گاڑی میں بیٹھو میں عالیان کو انفارم کروں کے تم ٹھیک ہو۔ تم اسکے ساتھ چلی جانا میں یہاں سب نمٹا کر صبح ملوں گا تم سے"

آزاد نے اسے لا کر گاڑی میں بٹھایا اور خود بھی دوسری طرف ہی آکر بیٹھا عالیان کا نمبر ملانے لگا جو اس وقت دوسرے روم میں شاور لے کر نکلا تھا، آزاد کی کال پر جلدی سے کال پک کی کیونکہ اسکے باہر آنے تک آزاد چھ بار کال کر چکا تھا۔

جبکہ آزاد نے آگ کے بارے بتایا تو عالیان کے چہرے پر بھی جیسے پریشانی اور تکلیف اتر آئی۔

"وہ ٹھیک ہیں چاچو؟"

آزاد نے گھبرا کر پوچھا تو آزاد نے اپنا ہاتھ پکڑ کر بچوں کی طرح سر نفی میں ہلاتی نازلی کو دیکھا جسکا کالا چہرہ دیکھے وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا، کیونکہ وہ کارٹون لگ رہی تھی۔

"ہاں۔ تم آوناں اسے لے کر جاو۔ مجرم کو اسکے انجام تک پہنچانے کا سارا پراسس کرنے کے بعد آوں گا میں"

آزاد نے مزید کہا تو عالیان نے فوری نکلنے کی اطلاع دیے رابطہ توڑا، پر نازلی نے اسے کال بند کرتا دیکھا تو آگے سرک کر اسکی بازو سے لگ گئی۔

"مجھے اکیلا مت چھوڑو اب۔ میں اکیلی کیا کروں گی جا کر۔ تم بھی چلو میرے ساتھ"

وہ آزاد کا چہرہ ڈبڈبائی آنکھوں سے تکتی روہانسی ہوئی، ابھی وہ ڈری ہوئی تھی، بہت زیادہ خوفزدہ اور گھبرائی ہوئی تھی، آزاد نے اسکی منت کا کوئی جواب نہ دیتے ڈیش بورڈ ڈرا اوپن کیا اور وہاں رکھے ٹشو ویٹ وائپز سے دو ٹشو نکالے، نازلی ہنوز دم سادھے اسکے بولنے کی منتظر تھی۔

وہ اب تک آنکھوں میں نمی بھرے اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ چپ چپ سا سیدھا دل کو کاٹ رہا تھا۔

"وہاں ایدا ہے۔ تم اکیلی نہیں ہو۔ یہ سب میس سمیٹ کر آجاوں گا۔ تم نہیں چاہتی کہ اس بے قصور میڈ کے قاتل کو جلد از جلد سزا ملے؟ اس سب کو سمیٹنے اور سنبھالنے کے لیے میرا ابھی یہاں ہونا ضروری ہے"

آزاد نے نرمی سے اسکے چہرے پر جھولتے چپکے بے ترتیب بال ہاتھ پھیرتے ہٹائے تو نازلی نے روتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا، اسکی آنکھیں سرخ تھیں، آنسو بے شمار دبکے ہوئے تھے جنھیں وہ جبرا آنکھوں میں قید کیے ہوئے تھی۔

آزاد نے وہ ٹشو وائپ لیتے اسکی گال پر پھیرتے وہاں پھیلی سیاہی مٹانے کے ساتھ ان رنجیدہ آنکھوں میں دیکھنے کی

غلطی کر دی کہ اسکا اپنا دل ابھی بے حد کمزور ہو رہا تھا، نازلی پر آتی آنچ کا سوچ کر ہی جو تکلیف اندر بھری، اسکے آثار اب تک قائم تھے۔

"کوئی اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے کہ پوری حویلی جلا دے۔ اگر میں وہاں کمرے میں ہوتی تو جل۔۔۔۔"

وہ بھیگی سانس کھینچتی مزید بول نہ سکی کیونکہ آزاد نے اسکے ہونٹوں پر انگوٹھے کی پور جما دی، وہ ایسا سن بھی نہ سکتا تھا، اسکا یوں نازلی کو خاموش کروانا اس لڑکی کو تڑپا گیا۔

"یہ سب تمہارے لیے ہی تھا آگ وغیرہ اور اس کے پیچھے جو ہے اسے سچ میں اب جلنا ہو گا، پتا نہیں کوئی نیکی کام آئی کہ تم وہاں سے نکل گئی۔ میں ایک سانس بھی نہیں لے سکتا اب تمہارے بغیر"

وہ درد میں تھا پر وہ اسے درد میں برداشت نہ کر پا رہی تھی، اسے تکلیف ہوئی کہ اس نے آزاد کو افسردہ کرتے ڈرا دیا ہے۔

"ہاں تبھی وہاں بیٹھ کر رو رہے تھے، کیوں سانس بند نہیں ہوئی تمہاری جب روم جلا دیکھا تم نے۔ کوئی کسی کے بنا نہیں مرتا آزادیلدرم، جیسے میں نہیں مری۔ بس یہ ہوتا کہ

ہمیں درد ہونا ختم ہو جاتا ہے۔ ہم درد کے عادی ہو جاتے ہیں ورنہ مرتا ہر کوئی اپنی موت ہی ہے"

وہ حقیقت پسند تھی اور آزاد بھی تھا لیکن اس وقت اسے ضروری لگا وہ نازلی کو بتاتا کہ کچھ چیزیں موت سے بھی بری ہوتی ہیں، ساری حقیقت پسندی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اپنے کشادہ مضبوط سینے پر رکھتا خزن بھری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا، جسکا پورا وجود اس بھاری دھڑکن نے جکڑ لیا۔

"ٹھیک کہا تم نے کوئی کسی کے بنا نہیں مرتا پر زندہ بھی نہیں رہتا۔ یہ میرا دل واقعی رک گیا جب وہ کمرہ جلا دیکھا۔ تسلی اور یقین اللہ پر تھا کہ وہ اتنی مشکل سے ملی میری راحت کو مجھ سے یوں نہیں واپس لے گا۔ اسی یقین نے میری سانس بند نہیں ہونے دی ورنہ محسوس کرو میرے دل کی حالت نازلی، میں واقعی بہت ڈر گیا۔ تم نہیں تو کیا رہ جاتا ہے میرے پاس۔ کچھ بھی نہیں۔ اپنا آپ بھی نہیں"

وہ اسکے دل کی سست روئی پر تڑپی، دکھی ہوئی پھر اس شخص کے ہر لفظ پر مر مٹی، محبت میں اتنے سالوں بعد بھی وہ

شخص اول دن ساڈ ٹا تھا یہ خوش قسمتی تھی کہ وہ اب بھی آزاد کے دل پر پوری شان سے قابض تھی۔

"مان گئی۔ بس تنگ کر رہی تھی تمہیں۔ کبھی یہ دل سست نہ ہو میرے ہوتے۔ بس اداس نہیں ہو۔ دیکھو میں بلکل ٹھیک ہوں بس زرا دھوئیں میں نہا گئی اسکی خیر ہے۔ بھوتنی تو نہیں لگ رہی ناں؟"

وہ اب بھی ویسی ہی نٹ کھٹ تھی، اب بھی آزاد کی اداسی کو دھول چٹا گئی، آزاد نے واپس ان وائبز سے اسکے خوبصورت چہرے کو صاف کرنا شروع کیا۔

"لگ رہی ہو۔ میں ڈر رہا ہوں اس بھونتی سے۔"

وہ ہاتھ ہلانے کے ساتھ زبان بھی ہلا رہا تھا جس پر وہ پھر سے روہانسی ہوئی۔

"ایسے پیارے مت لگو۔ پوچی سلپ ہو جائے گی میری"

نازلی نے حیاسی آنکھوں میں سمیٹے نظریں جھکائیں تو آزاد نے آسودگی سے اسکی پیشانی چومی، نازلی کے ڈرے تڑپتے دل کو قرار ملا جو شاید اسے شدت سے درکار تھا۔

"آئی لو ویو"

آزاد کی آواز یہ کہتے لرزی اور نازلی کا دل، وہ آس سے اسے تکنے لگی۔

"یہ کہنے کی عمر گئی۔ اب تو مجھے شرم بھی نہیں آئی یہ سن کر جیسے لڑکیاں ایسے اظہار پر سرخ رو ہوتی ہیں۔"

وہ فرصت سے اپنا منہ صاف کروانے کے لیے چہرہ ادھر ادھر کرتی بڑبڑائی، آزاد نے ایک ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی ہولڈ کی تھی اور دوسرے سے وہ اسکے چہرے کی ساری سیاہی مٹانے میں کامیاب تھا اور اسی بہانے اس نے نازلی کو جی بھر کر دیکھ بھی لیا۔

"مت شرماو بس مجھے یقین کرنے دو تم ٹھیک ہو"

آزاد نے وہ میلا وائب وہیں ڈسٹ بن میں تھرو کرتے زور سے نازلی کو گلے لگایا، شدت ایسی تھی کہ وہ خود بوکھلا سی گئی، وہ مضبوط کسرتی، مسلز مین اسے مار دینے کے در پر اترا لگا۔

"ٹھیک ہوں آزاد۔ تم بہت ٹائیٹ ہگ کرتے ہو۔ میری ہڈیاں کان پکڑ کر معافی مانگ رہی ہیں رحم کرو ان پر خدارا"

وہ گلے لگنے سے گھبراتی اسکی گرفت سے نکلتے منمنائی تو آزاد نے اسے خشمگیں آنکھوں سے تکتے گھوری دی۔

"یہ سب سے کم ٹائیٹ ہگ تھا۔ جب ہمارے نکاح کے بعد میں نے تمہیں ہگ کیا تھا تب تو تم نے چوں چاں نہیں کی تھی۔ اب کیا تکلیف ہے؟"

وہ سچ میں برا منا گیا، اس لڑکی میں زرا جو رومانوی کیڑے برآمد ہوئے ہوں۔

"تب تم تھے بھی تو کانگڑی سے، پھونک مارنے سے اڑنے والے۔ تب والے آزاد اور اب والے آزاد میں فرق دیکھو اور پھر میری طرف دیکھو۔ تم کار سے ٹرک بن گئے پر میں تو ویسی ہی نازک مسکین سی ڈگی ہوں ابھی بھی۔"

ایسی مثالیں بس یہی عورت دے سکتی تھی، آزاد الجھانہ ہوتا تو ابھی سر پکڑ کر پیٹتا کیسی نان جذباتی عورت حصے آئی ہے۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔"

وہ پھونک سا مار تا گہرا سانس بھر گیا تو نازلی پھر سے اسکے سینے لگ کر بیٹھی، نازلی کے کانپتے وجود پر وہ جیسے ساری خفگی جھٹکے الٹا فکر مند و پریشان ہوا۔

"ڈر لں۔۔لگ رہا ہے مجھے"

نازلی کی آنکھیں پھر بھرنے لگیں، وہ اندر سے اس وقت بے حد ٹوٹی تھی۔

"ڈرو مت۔ میں ہوں تمہارے ساتھ"

آزاد نے اسے بھرپور اپنے ہونے کا یقین دلایا تو وہ سر اٹھائے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں بھی بہت پیار کرتی ہوں تم سے۔"

نازلی نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اٹھاتے آزاد کے چہرے سے لگایا تو وہ آسودہ سا ہوا، سکون اسکی رگ رگ میں اترا، وہ بس عالیان کا منتظر تھا تاکہ اپنی قیمتی متاع اسکے حوالے کر کے

اس ہاندے کا چیپڑ کلوز کرے پر اسے مرات کی بھی فکر تھی کہ اگر ہاندے اریسٹ ہوتی ہے تو وہ سب چھوڑ چھاڑ انقرہ نہ آجائے، وہ بھلے آزاد اور خود مختار تھا پر وہ نازلی سے زیادہ آزاد سے اٹیچ تھا لیکن پھر بھی ہاندے اسکی سگی ماں تھی، تبھی آزاد فکر مند تھا۔

.._____..

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو ایدا نے ٹیرس پر کھڑے ہوتے ہی گردن گمائی، عالیان اندر جھانکا تو ایدا جلدی سے پلٹ کر روم میں آئی۔

"میں نازلی کو لینے جا رہا ہوں۔ حویلی میں اس ہانڈے نے آگ لگوا دی۔ پر شکر ہے نازلی ٹھیک ہیں۔ وہ آئیں تو سنبھال لینا انھیں۔ یقیناڈری ہوئی ہوں گی۔ کیونکہ میڈ کی موت ہو گئی جل کر جو چاچو نے نازلی کے لیے ہائیر کی تھی"

یہ سب سنے ایدا کا پہلے سے غمزدہ دل اور کٹ گیا، آنکھوں میں جیسے نمی امڈنے لگی۔

"اوہ میرے خدا اس ہانڈے کو اٹھا لیں، منحوس عورت۔ شکر ہے hala ٹھیک ہیں۔ میں سنبھال لوں گی آپ لے آئیں انھیں"

ایدا نے فی الحال اپنی تکلیف عیاں نہ کی کیونکہ اسے لگ رہا تھا وہ پہلے ہی عالیان کو ناراض کر چکی ہے۔

"میں آتا ہوں۔ ابھی نازلی سے ہاندے کے بارے ڈسکس نہیں کرنا۔ چاچو خود بتائیں گے انھیں۔"

عالیان نے تائید میں سر ہلاتے واپس باہر کا رخ کیا تو ایدا پیچھے ہی باہر آئی۔

"عالی"

وہ جاتے جاتے رکا اور بے بس انداز میں سانس کھینچی، یہ لڑکی امتحان پہ امتحان لے رہی تھی۔

"کہو"

وہ رک کر پلٹا تو وہ اسکے سینے کے بے حد پاس چلی آئی اور دونوں ہاتھ عالیان کے مضبوط اور کشادہ سینے پر رکھ لیے۔

"مجھ سے ناراض مت ہوں۔ آپ میرے لیے اس پوری دنیا میں سب سے اہم ہیں۔ جو برا لگے کہہ دیا کریں۔ اور میں نے آپکو بہت پریشان کیا اسکے لیے سوری"

وہ یوں بے تکلفی دیکھا کر بس عالیان کا غصہ ہوا میں اڑانا چاہتی تھی پر اسے کیا خبر وہ تو اسکا عالی پکارتے ہی اڑ گیا۔

"مجھے کچھ برا نہیں لگا نہ تم نے مجھے پریشان کیا۔ بس تمہارا مجھ پر یقین کمزور ہے اس نے دکھ دیا۔ میں خود کو تمہاری ڈھال کہہ ہی نہیں رہا، بن کر بھی دیکھاوں گا۔ اس لیے پریشان مت ہو۔ تم بھی بہت اہم ہو میرے لیے۔ سوچو اہم نہ ہوتی تو میں اپنا کمرہ تمہیں تھوڑی دیتا۔ اپنی سیکرٹ کرنج بکس کا راز تھوڑی بتاتا۔ ایسی چیزیں تو انکے لیے ہوتی ہیں جو ہمیں ہمارا آئینہ یا عکس لگتے ہوں"

وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر اپنی گردن کے پیچھے باندھتا نرمی سے اسے اپنے حصار میں بھر گیا، وہ لگ بھگ اس کے برابر ہی

آتی اور جب ایڑیاں اٹھا لیتی تو پھر عالیان یلدرم کی آنکھوں کے ستارے براہ راست چھو لیا کرتی تھی۔

"ہمم۔مجھے پتا ہے۔بس آپ مجھ سے کبھی دوبارہ فارمل نہیں ہوئیے گا۔ایسے لاڈ سے بات کیا کریں ورنہ میں روٹھ جاوں گی"

وہ روہانسی ہوئے منمنائی جبکہ عالیان نے اپنا حصار دیکھا پھر دونوں کے سینے کے ناہونے جیسا فاصلہ، یہ لاڈ تو کہیں سے بھی نہ تھا۔

"ایسے۔یہ لاڈ تو نہیں ہے"

وہ جتا گیا تو ایدا نے جلدی سے اپنے ہاتھ ہٹائے اور اس سے زرا فاصلہ بنا گئی، عالیان محظوظ مسکرایا کہ ایدا کو خود ہوش نہ تھا وہ کس طرح کا عالیان کے قریب رکی تھی۔

"س۔ سوری۔ میں hala والا لاڈ آپکو کر بیٹھی۔ پریشان ہوں ناں تو مائینڈ جگہ پر نہیں۔ آپ جائیں اور لے کر آئیں انھیں"

وہ جلدی سے ہڑبڑا کر کہے تیزی سے کمرے میں بھاگ گئی اور عالیان اتنی ذہنی کشیدگی بڑھاتی سچویشن میں بھی اس لڑکی کی بدحواسیوں پر مسکرا دیا، خیر وہ اسکے بعد فوری نکل گیا۔

عالیان نے اپنے گارڈز کو ساتھ ہی رہنے کا کہا جبکہ مسدور خاندان کے لوگوں کی گاڑی بھی عالیان کے پیچھے ہی تھی مگر اس نے بہت چالاکی سے انکا دھیان بھٹکایا، جب تک عالی پہنچا، وہاں کافی کام سمیٹا جا چکا تھا، پولیس کے لوگ ہاندے کو جا کر اریسٹ کر کے پولیس اسٹیشن لے کر جا چکے تھے، اسکے سر پر چوٹ تھی پر وہ ہوش میں آچکی تھی اور اس سے پولیس کے لوگ انویسٹیگیشن کر رہے تھے، جبکہ آزاد نے نازلی کو عالیان کے سپرد کیا اور خود وہ ان سے اجازت لیے واپس چلا گیا، عالیان نے بھی اسے کہا کہ وہ

نازلی کو چھوڑ کر آجائے گا مگر آزاد نے اسے منع کیا کہ وہ گھر ہی رہے۔

آزاد خود یہ سب ہینڈل کر سکتا تھا، یہاں تک کہ خود برہان بھی اس جلی حویلی کے اونر سے ملنے کی کوشش کرتا رہا تاکہ کنسول کر سکے مگر آزاد نے ہر ممکنہ کوشش کی وہ کسی آس پاس کے نیبرز سے نہ ہی ملے، وہاں سے کام ختم ہوتے ہی وہ تھانے نکل گیا جہاں عالیان نے پہلے ہی آزاد کا انٹرو کروادیا تھا، جن لوگوں نے آگ لگائی انکی گاڑی کا نمبر سی سی ٹی وی کیمرہ کی فوٹیج سے پتا چلا تھا تبھی انکی بھی تلاش شروع تھی

اور دوسری طرف ہاندے سے بھی تفتیش شروع کی جا چکی تھی۔

جبکہ عالیان واپس یلدرم حویلی پہنچا تو نازلی گاڑی سے باہر نکلنے میں ہچکچا رہی تھی۔

"آجائیں نازلی۔ آپکی آفیشل حویلی یہی ہے۔ آپکا گھر بھی اور سسرال بھی"

عالی نے اسکی طرف آتے ڈور کھولا تو وہ افسردہ سی سر ہلائے باہر نکلی اور اک نظر اس شاندار اور خوبصورت عمارت پر ڈالی۔

"بہت خوبصورت ہے۔"

نازلی نے جبراسی سمائل دی اور ابھی وہ دو اندر ہی جانے کا سوچ رہے تھے جب ایدا دونوں کو باہر ہی آتی دیکھائی دی اور وہ آتے ہی دوڑ کر سیدھی نازلی سے لپٹی، خود عالیان اس مومنٹ پر خفیف سا اداس ہوا کیونکہ وہ دو کچھ دیر کے لیے ہی سہی پر جو دور ہوئیں وہ بہت تھا۔

"میری hala ٹھیک ہیں ناں آپ، پریشان نہیں ہوں"

ایدا نے پیار سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تو نازلی نے زرا حوصلے میں رہتے جبراسی سمائیل دی۔

"ایدا۔ انکو روم دیکھاو انکا۔ جس روم میں تم ہو اسی کے سامنے والا روم آزاد چاچو کا ہے۔ ریسٹ کریں نازلی۔ اور ہر ٹنشن سے آزاد ہو جائیں۔ اب آپ سیج میں ایک محفوظ جگہ ہیں"

وہ تینوں ساتھ ہی اندر آئے تو عالیان نے کمرے کی زمہ داری اپنی ہونہار دوست پر ڈالی جس نے خوشی خوشی یہ ذمہ داری لی اور نازلی کو اوپر لے گئی جبکہ عالیان بھی زرا چاچو سے معاملات ڈسکس کرنے انھیں کال ملاتا وہیں لاونج میں چلا آیا۔

ایدا نے عالیان کے بتائے روم میں نازلی کو لاتے ایک بار پھر زور سے گلے لگایا اور اس بار شدت و طوالت دونوں بے حد آسودگی سے بھرے تھے۔

"تمہاری رنگ"

ایدا روبرو ہوئی ہی جب نازلی نے افسردہ سی سمائل دیے اپنی ہتھیلی کھولی، ایدا کی آنکھوں میں نمی اتر آئی جو خوشی کی تھی۔

"اف مجھے لگا اسے بنا عالی کو دیے ہی کھو دیا میں نے۔ کیا آپ مسدور حویلی گئی تھیں، آگ سے کیسے بچیں؟"

ایدا نے فوراسے وہ رنگ لیتے فکر و پریشانی سے سوالوں کی برسات کی جبکہ نازلی نے پہلے گہرا سانس لیا اور پھر وہیں کاوچ پر بیٹھی، ایدا بھی ساتھ ہی بیٹھی، ساری تفصیل جاننے کے بعد ایدا کی آنکھیں بھی بھیگیں۔

لیکن نازلی نے ایدا کو ابی اور انے کی پلاننگ کا نہ بتایا کیونکہ ایدا پہلے ہی اسے ڈاون لگی تھی، نازلی چاہتی تھی وہ یہ سب آزاد یا عالی کو ہی بتائے۔

"اللہ کا شکر ہے آپکو کچھ نہیں ہوا۔ آپکے آزاد کیا کرتے آپکے بنا۔ بس اب آپ دو کو اللہ کبھی جدا نہ کرے۔ آپ فریش ہو جائیں پھر ریسٹ کر لیں۔ دھوئیں وغیرہ سے

طبعیت بوجھل ہو گی۔ آپ کہیں تو میں آپکے پاس رہ لیتی ہوں"

ایدا نے ابھی بھی نازلی کی گردن اور چہرے پر کہیں کہیں سیاہی دیکھی تو پیار سے آفر کی جسے نازلی نے فورا لیا۔

"ہاں۔ آج میں تمہیں عالی کے پاس نہیں جانے دوں گی۔ میرے پاس ہی رہو۔"

نازلی نے بچوں کی طرح حق جمایا تو ایدا بے حد پیارا مسکرائی اور نازلی کا ہاتھ بھی چوما۔

"ڈن ہو گیا۔ جائیں فریش ہو جائیں۔"

ایدا نے فوراسے اپنی ساری توجہ اور وقت اپنی اس پیاری سہیلی پلس ماں جیسی ہستی کو دی جبکہ عالیان تو ویسے بھی یہاں ہو کر بھی آزاد کے ساتھ رابطے میں ہی ساری رات رہنے والا تھا۔

.._____..

"یہ کیا ہے؟"

دم گھٹنے پر اچانک اسکی نیند میں ہی سانس رکی تو وہ جاگا پر آنکھیں مندی مندی کھولنے کی دیر تھی کہ اسے اپنے سینے پر موجود وزن کا ادراک ہوا کیونکہ یہ باران کی زندگی کا

سب سے بڑا جھٹکا ثابت ہوا تھا، اس نے بند آنکھوں ہی
دِلارہ کے بالوں کی مہک محسوس کی تھی تو گھٹتے دم کو بھول
گیا پھر وہ lavender کی تیز مہک جیسے انہی پھولوں سے
گندھی ہو وہ آپسرہ، باران نے مزید اپنے وہم کو جھٹکنے کے
لیے جب ہاتھ بڑھا کر اسے محسوس کیا تو نیند آنکھوں سے
دِلارہ کے یوں بیٹھے بیٹھے اس پر بینڈ ہو کر سونے پر اڑی، بے
اختیار اس نے دلارہ کو اپنی بازوؤں میں بھرا اور اسے
آہستگی سے کسی گڑیا کی طرح اٹھاتے خود پرے کھسکتے اپنے
پہلو میں منتقل کرتے لٹایا تو عجیب سے کمر کے بل کھلنے اور
سیدھی لٹائے جانے پر وہ گہری نیند میں ہی کراہتے فوراً سے

باران کی ہڈی کا گریبان دبوچتی اسکی طرف کروٹ بدل کر سینے کے نزدیک ہوئی، اسکا بھاری بھاری سانس لینے کے بیچ آنکھیں سختی سے میچ کر باران کی ہڈی کو سینے سے اپنی مٹھی میں دبوچنا دیکھے باران نے اک نظر دِلارہ کے چہرے پر ڈالی اور دوسرا ہاتھ پر۔

"یہ یہاں کیوں سو رہی تھی۔ اگر میں نہ دیکھتا تو صبح تک کمر اکڑوالیتی۔ کیا حرکت ہے یہ دلارہ؟"

وہ زرا کروٹ بدلے سائیڈ رکھا فون اٹھا کر وقت دیکھنے لگا تو رات کے تین بجے تھے، پھر فون واپس رکھے وہ اپنے پاس ہی لیٹی اپنی جانب کروٹ کر کے سوئی دِلارہ کو دیکھنے لگا، سر

اٹھانے لگا جب اسے سر کے نیچے نرم احساس دلاتا تکیہ محسوس ہوا، گردن اونچی کرے کاوچ کی طرف دیکھا جہاں ایک ہی تکیہ تھا جبکہ دوسرا آدھا باران اور آدھا دلارہ کے سر کے نیچے تھا اب۔

دفعتا باران کی آنکھوں میں پیار سا سمٹنے لگا، وہ بہت سختی سے اسکی ہڈی کا کپڑا مٹھی میں بند کیے سو رہی تھی، اسکے ہاتھ کی پکڑ دیکھنے سے ہی شدید تھی، پھر وہ اسے بھرپور دیکھائی دے رہی تھی، باران نے خود بھی کروٹ دِلارہ کی طرف بدلی، پھر وہ اسے دیکھنے لگا جو نا جانے کون کون سے بوجھ دل پر لادے پھرتی رہتی تھی، باران نے ہاتھ بڑھا کر

اسکے کاندھے پر رکھتے پھیرا، اس بیچ اسے جانے کس تکلیف نے چھوا کہ آنکھیں اذیت سے بھر گئیں۔

"تم ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔ واپس چلا بھی گیا تو دھیان تم پر ہی اٹکا رہے گا۔ آج شام انے کو سب بتا دوں گا۔ ہر چیز۔ مجھے لگتا ہے میرا یہاں رکنا تمہارے لیے بہتر نہیں۔ ضروری نہیں میری سوچ درست ہو پر ابھی یہی لگ رہا ہے۔"

وہ اپنی بازو دِلارہ کے سر تلے رکھے اسکو بھی کمفرٹیبل کر گیا اور خود بھی سیدھا ہوئے لیٹا، نا جانے کیوں پر اسے دِلارہ کی فکر تھی کہ یوں بینڈ ہونے کی وجہ سے اسکی کمر کا درد بڑھ نہ

گیا ہو اور یہ بازو بھی تبھی دی تا کہ اسکی کمر کو اسکے جاگنے
تک دھیرے سے دباتا رہے، ہاں جب ہم کسی کے درد کا
سوچ کر دُکھنے لگیں تو یہ محبت انسیت و عشق سے بھی بڑے
درجے ہوتے ہیں، جتنی وہ اس وقت اسکے قریب
تھی، ایک مرد بہکے بنا نہیں رہ سکتا، اسکے اندر کے جذبات
جاگ جاتے ہیں، وہ مطلبی ہو جاتا ہے، اسے ایک عورت کا
پر کشش وجود ہر ادیتا ہے پر باخدا باران کو اس وقت اسکے
درد کے سوا کسی شے کی ہوش نہ تھی، یہ تک نہیں کہ اسکی
بے خبری کے کیسے کیسے فائدے اٹھا سکتا ہے، صرف ہاتھ
سے چھو کر ہی نہیں بلکہ نظروں کو زرا بھٹکانے سے ہی پر وہ

اس پر ایسی کوئی نظر ڈالنے لائق ہی کہاں بچا جب محسوس کیا وہ درد میں ہو گی۔

"مجھے تمہاری بہت فکر ہے۔ تم بہت بہادر اور مضبوط سہی پر پھر بھی ڈرتا ہوں کبھی رو پڑی تو تمہیں کون سنبھالے گا؟ میں تمہاری چیخیں بمشکل قابو کر سکا تھا، مجھ میں تمہارے رونے کو سنبھالنے کی سکت نہیں شاید میری واپسی کی اک وجہ یہ بھی ہے۔ اول تو ایسا کبھی نہ ہو کہ تم اکیلی پڑو یا بے بس ہو جاو لیکن خدانخواستہ اگر ایسا ہوتا ہے تو میں چاہتا ہوں جب تم کبھی کمزور پڑو، تمہیں مجھ جیسے شخص کا سہارہ نہ لینا پڑے۔ تم اپنا سہارہ خود بنو۔ میں تمہاری طرح

مضبوط اور بہادر نہیں۔ میں ایموشنلی بہت ویک ہوں۔ تبھی ڈرتا ہوں تمہاری معصوم آنکھیں مجھے کسی شر انگیز جذبے میں نہ جکڑ لیں، میری تمہیں دیکھتی نظریں طلب سے نہ بھر جائیں، تمہاری فکر کرتا دل تمہاری تشنگی میں نہ پڑ جائے۔ میں ایسا سب نہیں چاہتا۔ میں تمہاری زندگی مزید جہنم نہیں بنا سکتا۔ بہت خود غرضی ہو گئی پر اب بس۔ میں تمہاری زندگی کو مکمل ہوتا دیکھوں گا اپنے بغیر۔ یہی ہم دونوں کے حق میں بہترین بھی ہے"

وہ اسے آہستگی سے اپنے سینے کی طرف لاتا ایک بازو اسکے سر تلے رکھے تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اسکی بیک تک لے جائے

اسکی کمر دھیرے دھیرے دبا رہا تھا، وہ نیند کی وادیوں میں محو بھی اس سکون کو جی رہی تھی، دونوں ایک دوسرے سے اپنا سب کچھ چھپانے پر لگے تھے پر ساری فکر، محبت و طلب عیاں ہو رہی تھی۔

وہ آنکھیں بند کر گیا، اسکا حرکت کرتا ہاتھ دھیرے دھیرے رک گیا کیونکہ نیند اس پر دِلارہ کی طرح مہربان ہوئی، یہ رات وہ دو مدت بعد سکون سے سوئے، ایک دوسرے کے وجود سے اٹھتی آسودگی پائی، دل بہت قریب دھڑک رہے تھے، دونوں کا ہر درد دور کھڑا ہاتھ ملتا حسرت

سے ان پر اترے چین و قرار کے سائے کو دیکھے سلگ رہا تھا۔

کھڑکی سے جھانکتی نومولود سی صبح کی نرم انگیز روشنی جھانکنے لگی تھی، فضایوں مدہوش چپ میں گم تھی جیسے کچھ دیر پہلے ہی بلند ہوتی حمد و ثناہ کی آوازیں تھمی ہوں۔

وہ جو رات اسکے سینے کی جانب قریب ہو کر سلائی گئی، اس وقت وہ چہرہ بلکل باران کے چہرے کے روبرو کرے سو رہی تھی، وہ خود اسے اپنی بازووں میں نرم سا بھرے گہری نیند میں تھا، پھر جیسے یکدم دِلارہ کسمسائی، اسکے ہلنے کے سبب باران کی نیند میں بھی حلل آیا اور خدا کی کرنی یوں

ہوئی کہ ان دشمن جان کے جوڑے نے ایک ساتھ اپنی نیند
کے خمار میں ڈوبی آنکھیں کھولتے ایک دوسرے کو
دیکھا، یہ خواب کا کوئی خوش بخت ٹکرا ہی معلوم ہوا، کتنی
دیر تک تو وہ دو چپ چاپ دم سادھے ایک دوسرے کو ہی
دیکھتے رہے، اتنے قریب سے وہ اک دوجے کی بوجھل
سانسیں اپنی سانسوں کے راستے پی رہے تھے۔

پھر جیسے یکدم ہی وہ حواس میں لوٹی، چہرے پر ہزاروں
رنگ لہرائے، ساتھ ہی باران کا فون رنگ کیا تو وہ بھی اس
سے زرا دور ہوا، فون پر باران کا سرجری ریمانڈر تھا جسے
دیکھتے ہی وہ فون واپس رکھ گیا جبکہ دلارہ نے اٹھنے کی

کوشش کرنی چاہی پر وہ توازن بر قرار نہ رکھنے اور اپنی ہی شرٹ ہاتھ تلے آنے پر واپس باران پر جا گری۔

"سنبھل کر۔"

باران کے منہ سے بے اختیار نکلا تو دِلارہ شرمندہ سا ہوئی، وہ اتنی چھوئی موئی نہیں تھی، اچھا وزن رکھتی تھی، پر کشش تھی، یوں آگرنے پر گھبرا گئی پر وہ شیر آدمی تھا، اسکے مقابلے میں ابھی بھی وہ گڑیا سی نازک ہی تھی۔

"آرام سے اٹھو۔ پھر مت گر جانا۔"

باران نے اس بار خود اسے اٹھنے میں مدد کی تو وہ نظریں چرا گئی۔

"میں یہاں ک۔۔لیسے آئی؟"

وہ اٹھ کر پیر نیچے لٹکائے بیٹھی بنا اسے دیکھے سوالیہ منمنائی تو باران بھی نیچے کو کھسکا اور ٹانگیں نیچے لٹکاتے خود بھی اسکے ساتھ بیٹھا۔

"تم میرے چیسٹ پر سر رکھ کر بینڈ بیٹھی سو گئی تھی، میں نے سوچا درد نہ ہو تو اپنے پاس لیٹا لیا۔ گھبراو نہیں۔ ایسا ویسا کچھ نہیں کیا کہ تمہیں نظریں چرانی پڑیں"

وہ اسکے گرد نرمی سے بازو لپیٹ گیا تو دِلارہ نے سر اٹھائے ہونق ہوتے باران کا چہرہ تکتے غائب دماغی عیاں کی۔

"ت۔۔ تم مجھے جگا بھی سکتے تھے ناں۔ میں بس تمہیں سوتا دیکھنے آئی۔ پتا نہیں چلا کب آنکھ لگی۔ میں۔۔۔"

وہ شدید بے قرار و شرمندہ تھی کہ نظریں ملانا دوبھر تھا، باران نے اسے مزید کچھ نہ بولنے دیا اور اپنے ساتھ لگا لیا، وہ سانس تک روک گئی کیونکہ بس یہی طریقہ تھا وہ اپنا اعتماد بحال کر پاتی۔

"تمہیں صفائی دینے کی ضرورت کیوں پڑی۔ مجھے یقین ہے تم مجھے سوتا دیکھنے ہی آئی ہو گی۔ یہ بھی جانتا ہوں تمہیں میری فکر ہے۔"

وہ اسے پیار سے سمجھانے لگا جو سہمی ہوئی اسکے ساتھ لگی تھی، اسکے دل کی دھڑکنیں سن رہی تھی۔

"تمہاری ٹانگ۔۔۔"

وہ یکدم ہی سر اٹھائے بولی۔

"اب تو درد نہیں ہے۔ تم بتاو درد کیسا ہے؟ جا کر دیکھو سائیکل شروع ہوا تمہارا یا نہیں۔ پھر ہم نکلتے ہیں ڈاکٹر کی طرف"

باران نے یوں کہا جیسے وہ مخالف صنف نہیں بلکہ اسکی ماں ہو، تبھی تو دِلارہ کا دل سا بھر آیا کہ وہ کیوں اسکے اس معاملے میں اس قدر دلچسپی لے رہا تھا۔

"میں بعد میں خود چلی جاوں گی۔ ٹھیک ہوں میں باران"

وہ اسکی بازو اپنے اطراف سے ہٹاتی اٹھ کھڑی ہوئی تو باران بھی اٹھا اور دونوں بازووں سے پکڑ کر اسے پھر روکتے اپنے سامنے کیا۔

"ضد نہیں دلارہ۔"

وہ اس مسئلے کو اپنی موجودگی میں دیکھانا چاہ رہا تھا پر دِلارہ بلکل کمفرٹیبل نہ تھی اس سے ایسی باتیں ڈسکس کرنے میں۔

"ضد تم کر رہے ہو۔ کہا ہے ناں میں چلی جاوں گی۔ تم اپنا آخری دن انجوائے کرو۔ میرے مسلوں سے دور رہو"

وہ اس پر باقاعدہ چینخی مگر ایک بار پھر باران کے میسج پر نوٹیفکیشن آیا تو اس بار بیک وقت دونوں نے فون سکرین کی جانب دیکھا، اگین سرجری نوٹیفکیشن تھا، دِلارہ کا موڈ مزید بگھڑا۔

"پرسوں ایک بچی کی سرجری ہے۔ اسی کا ریمانڈر ہے۔ فلائیٹ واپسی کی بھی کروا کے ہی آیا تھا، کل گیارہ بجے کی کنفرم ہے"

باران نے اسے نوٹیفکیشن کا تفصیلا بتایا تو وہ اندر جتنا تکلیف محسوس کر رہی تھی، بظاہر سپاٹ ولا پرواہ ری ایکشن ہی دیا۔

"گڈ۔ لیکن فی الحال تمہارا ایک چھوٹا سا امتحان ہو گا ابھی۔ میں فریش ہو کر آتی ہوں پھر بتاتی"

دِلارہ نے اسے پرے کیا اور خود وہ اٹیچ واش روم کی طرف بڑھ گئی، باران نے بھی متجسس انداز میں اسے جاتا دیکھا اور اپنا فون لیے واپس لام لیٹ ہوا، دس منٹ تک وہ باہر آئی تو عجیب اکتائی ہوئی تھی، فریش کے ساتھ وہ چینج بھی کر آئی تھی، ابھی بھی لوز سوئٹر اور ٹائیٹ گرم پاجامہ پہنے ہوئے تھی، شاید کمر درد کے علاوہ اسکو ٹھنڈ بھی لگ رہی تھی۔

"طبعیت ٹھیک ہے؟"

باران نے اسے آتا دیکھا تو اٹھ بیٹھا، دِلارہ کو اب شرم آرہی تھی کہ یہ بندہ اسکے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔

"دیکھو یہ بہت چیپ حرکت ہے تمہاری میرے پرسنل میں جھانکنے کی۔ باز آجاو۔ اٹھو تمہارا امتحان ہے"

وہ اس پر برستی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی تو باران بھی پیچھے ہی لپکا اور اس نے دلارہ کی کمر سے پکڑتے اسے روک کر اپنی طرف پلٹایا، وہ کراہتے انداز میں لہرا کر پلٹی پھر اسکی

ان بڑھتی بے باک جرتوں پر اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

"ایک شرط پر امتحان دوں گا کہ تم پھر میرے ساتھ گائنا کولجسٹ کے پاس چلو گی۔ دلارہ یہ اہم ہے۔ اچھا ہے میرے ہوتے تمہارا چیک آپ ہو جائے۔ مجھے تسلی رہے گی"

وہ اسے پھر سے سمجھانے کے جتن کر رہا تھا جیسے کچھ سمجھنا سوچنا مشکل لگ رہا تھا، دلارہ نے اکتاتے ہوئے اسے جھٹکنا چاہا پر باران کی بازووں کہ گرفت ابھی بھی ڈھیلی تک نہ ہوئی۔

"تسلی کیوں کرنی ہے تمہیں۔ کونسا ان فیوچر میں تمہارے بچوں کی ماں بننے والی ہوں جو میرے ان ایشوز کی پرواہ کر رہے ہو؟"

وہ جب بے شرمی سے اسکے معاملات میں گھس رہا تھا تو دلارہ نے بھی شرم اک طرف کر دی، باران لمحہ بھر سن رہ گیا دلارہ کی جوابی کاروائی پر۔

"کسی کے بچوں کی ماں تو بنو گی ناں۔ اور تمہیں کس نے کہا یہ بس ماں بننے کے لیے ہے۔ تمہارے اور کئی مسائل بہتر ہو جائیں گے۔ اگر یہ درد نارمل نہ ہوا تو جو ٹریٹمنٹ ہو گا اس سے تم خود بہت ریلیف محسوس کرو گی"

باران نے بھی بہت سلیقے سے اسے از سر نو سمجھایا۔

"مجھے ماں کسی کے بچوں کی نہیں بننا اور دوسرا مجھے کسی طرح کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اب جان چھوڑو گے میری؟ یا پھر کچھ اور سننا ہے مجھ سے؟"

وہ اس سے منہ پھیرتی جیسے باہر جانے کو مچلی پر باران نے ہنوز اسے روکا، وہ اب اسے اریٹیٹ کر رہی تھی۔

"اتنا آگے مت جاو، بہت چھوٹی ہو تم ابھی۔ ایسا مزاق میں بھی سوچنے کی اجازت نہیں۔ ضد کرو گی تو تھپڑ بھی مار سکتا ہوں۔ بڑا ہوں تم سے"

وہ بہت کچھ ایسا جتا گیا جو دلارہ چاہ کر بھی سننا نہ چاہتی تھی، وہ اس شخص کے ہونٹوں سے حق چاہتی تھی کہ وہ صرف اسکی ہے، وہ کچھ تو ایسا کہتا کہ اسکی ضد پر ضرب لگتی، یا کاری وار ہوتا۔

"تم بڑے ہو گے میں نہ تمہاری عزت کر رہی ہوں اس وقت نہ لحاظ۔ تم کس قسم کے چپکو انسان ہو۔ میں اگر نہیں جانا چاہتی تو جان چھوڑ دو۔ کیوں خود بھی تنگ آ رہے ہو اور مجھے بھی کر رہے ہو؟"

دلارہ نے سخت عاجز آتے کہا بس منت سماجت باقی تھی کہ اس آدمی کے پیر پکڑ لے کہ اسکی جان چھوڑ دے۔

"دِلارہ، تم اتنی ضدی کیوں ہو؟"

وہ بہت دکھ سے بولا، دلارہ نے آبر واچکائے باران کو گھوری دی۔

"میری ضد تمہیں کاٹ رہی ہے کیا؟"

وہ آگے سے منہ بسور گئی تو باران نے فوری سر اثبات میں ہلایا۔

"بات مان جاو ورنہ۔۔۔"

وہ اسکی دونوں گالیں چڑ کر دبوچ گیا تو وہ رخساروں پر کھنچاؤ اور درد ہونے پر کراہی، لیکن باران نے اسکی گالوں کو نہ چھوڑا، الٹا دِلارہ کا پارہ ہائی ہوا۔

"چھ۔۔ چھوڑو۔۔۔ کیا تکلیف ہے؟"

وہ اسکے ہاتھ جھٹکتے چلائی اور تبھی اس نے زور سے باران کے کندھے پر آگے جھکتے بائیٹ کی، وہ ٹس سے مس نہ ہوا پر باران نے اسکے ایک ہاتھ کو پکڑتے اپنے ہونٹوں کے پاس لائے روکا، دلارہ جو مزاحمت پر تیار تھی، اپنا ہاتھ باران کے ہاتھ میں قید ہونٹوں کے پاس رکا دیکھے تھم سی گئی، ایک سیکنڈ میں دماغ میں کلک کیا شاید وہ اسکے ہاتھ کو

چومنے لگا ہے پر دِلارہ کی خوش فہمیوں اور غلط فہمیوں سے وہ محترم سراسر دور آباد تھے۔

"بہت زیادہ تکلیف ہے۔ تھوڑی تمہیں دے کر بتاوں؟"

باران نے اسی بے خودسی سنجیدگی میں اسکے ہاتھ کو وہیں ہولڈ کرتے تمہید اپوچھا پر دلارہ کو کچھ سمجھ نہ آئی، وہ ہونق تاثرات لیے باران کا منہ تک رہی تھی مگر جب باران نے اسکا ہاتھ قریب کرتے ہتھیلی کی سائیڈ زور سے دانتوں میں دباتے بائیٹ کیا تو وہ اس اچانک افتاد پر کراہنے یا چلانے کے بجائے اسکا چہرہ حیرت سے تکنے لگی۔

"یہ کیا حرکت ہے؟"

وہ اسی طرح ششدر تھی، باران نے کندھے اچکائے۔

"تم نے میرا ہاتھ کیوں کاٹا"

وہ لڑنے کے بجائے حیران پر حیران ہوئی، اسکے کندھے اچکانے پر برہم بھی۔

"کیونکہ غصہ آرہا ہے مجھے۔ اور اس غصے میں میرا دل چاہ رہا تھا ایسا کرنے کو پر اوپس تمہارے ہاتھ پر تو پر منٹ گھڑی بن گئی دانتوں سے؟"

باران نے اپنی حرکت کی توجیہہ پیش کرنے کے ساتھ اسکا ہاتھ پکڑ کر دیکھا جہاں آدھا سیدھے ہاتھ اور آدھا الٹے ہاتھ کے کنارے پر دانتوں کا سائن بنا دیکھے جہاں باران کو افسوس ہوا وہیں وہ گرے آنکھوں والی بس آنکھوں آنکھوں کی حدود تک مسکرائی پر نہایت مختصر۔

"تمہارے دانتوں کو ظلم کرنا آتا ہے پر ہونٹوں کو مرہم رکھنا نہیں۔ تبھی گھڑی بن گئی۔ چھوڑو اسے ابھی چلی جائے گی"

وہ اسے جو اطلاع سر عام دے چکی تھی وہ باران کو مبہوت کر دینے والی ثابت ہوئی، وہ اپنا اسکے ہاتھ میں دبا ہاتھ

چھڑوانے کی کوشش میں تھی پر باران نے ہنوز پکڑ رکھا تھا۔

"تمہارا مطلب یہ ہاتھ پہلے جیسا ہونے کے لیے کس چاہ رہا ہے؟"

باران نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ دلارہ کے چہرے کے مختلف رنگ فوکس کرتے سیدھا سبھاو پوچھا تو وہ آنکھیں ہی پھیر گئی۔

"ہرگز نہیں۔ چھوڑو۔"

وہ ہاتھ چھڑوانے لگی مگر باران نے اسکا ہاتھ واپس کھینچ کر ہونٹوں کے پاس لائے روکا، باخدا اب پہلے جیسی کیفیت دگنی دلفریب انداز میں دونوں پر حاوی تھی، کسی ایک پر بھی سنجیدگی طاری نہ تھی، دوطرفہ خمار و سرور کا غلبہ سا بنا غور دیکھا جا سکتا تھا۔

"بیچ راہ میں چھوڑا تھوڑا کرتے ہیں لڑکی۔ اب جو تمہارے منہ سے نکلا ہے اسے پورا کرنا ہو گا۔ ورنہ میری شان میں کمی ہو جائے گی کہ اپنی تھوڑی سی دوست کی حسرت ادھوری چھوڑ دی ہے"

وہ ہنوز اسی پوز میں رکا بڑبڑایا تو دِلارہ نے ساری بدحواسی کو اک سائیڈ دھکیلا۔

"میں حسرت نہیں پالتی۔ اتنا بھی نہیں جان پائے تم مجھے؟"

وہ بہت کچھ جتانے جیسا جملہ تھا، باران نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تم حسرت پالتی نہیں بلکہ اپنی حسرت اس انسان کے سر ڈال دیتی ہو جس سے وہ تشنگی وابستہ ہو۔ بہت ماہر ہو۔ تم اتنی سی عمر میں دنیا کے سارے کھیل اور داو پیچ سمجھ چکی

ہو۔ بس اتنے سے دنوں میں اتنا ہی جان پایا ہوں میں تمہیں"

دلارہ اسکے لفظ سنتی یا پھر اس لمحے کو جیتی جب باران نے اسی گھڑی کے مدھم ہوتے نشان پر اپنے ہونٹوں کو رکھتے دباو دے کر زخم کا مرہم کیا تھا، دِلارہ کی آنکھوں میں اترتی نرمیاں، نو خیر موسم جیسی اچھوتی والو ہی تھیں، انھیں سیپ میں موتی سا محفوظ کیا جانا بنتا تھا۔

"اب امتحان لے سکتی ہو میرا۔ کافی اچھا محسوس کر رہا ہوں"

دلارہ کو کچھ دیر مسکرانے شرمانے اور مہکنے کے جواز بخشتا وہ اسکا ہاتھ اسکے حوالے کرے روم کا دروازہ کھولے باہر نکلا تو دلارہ بھی مسکراہٹ چھپاتی پیچھے ہی باہر نکلی لیکن شرمانا اور مہکنا ابھی بھی اس کی ذات سے کوسوں دور کی شے تھی۔

"امتحان کہاں ہو گا۔؟"

وہ اپنے پیچھے آتی دِلارہ کو دیکھے مڑ کر بے چینی سے بولا تو وہ قریب آئی۔

"خوشبو خانے میں، آو خوشبو خانے سے ملواتی ہوں تمہیں۔ تمہارا امتحان وہیں ہو گا باران۔ یہ ایک سزا بھی ہے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑتی سیدھی اپنی دنیا کی طرف بڑھی اور خوشبو خانے کے اندر داخل ہوتے ہی کئی طرح کی خوشبوؤں کے جھونکے نے ایک ساتھ دلارہ اور باران کے وجود کو حصار اپر باران کرنٹ تو دلارہ کی بات پر لگا، وہ اس دنیا کی خوبصورتی اور یہاں کے رنگوں پر مر مٹا تھا، طرح طرح کے گلاس مرتبان جن میں کم و بیش دنیا کا ہر پھول پریزرو تھا، کچھ مرتبان اور شیشیاں رنگ برنگے محلول سے بھری تھیں، وہ

کچھ بھدے رنگ تھے، کچھ شوخ اور کچھ چمکتے ہوئے، کچھ دل کو لبھاتے کچھ بیزار کرتے، جگہ جگہ تازہ پھول واسیز میں بھی سجے اس دنیا کی خوبصورتی میں اضافے کا سبب بنتے دیکھائی دے رہے تھے۔

"سزا کیسی؟"

وہ ارد گرد کا تفصیلی جائزہ لیتے رکا پھر رخ دلارہ کی طرف پھیر کر اک بے تاب و حیران سوال کیا۔

"میں تم سے دور سوئی، پر جاگی تمہارے پاس۔ یہ تمہارا قصور ہے اب تمہیں سزا ملے گی۔ تمہیں آنکھیں بند کر

کے ان سارے ہوم میڈ فلاورز اور فروٹ ایسنز کا نام بتانا ہو گا وہ بھی بس سونگھ کر۔چیٹنگ کی تو تمہاری فلائٹ ٹکٹ پھاڑ دوں گی۔ جیسا کہ تمہاری پرسوں امپورٹنٹ سرجری ہے تو

تم یہاں میرے پاس ہر گز قید نہیں ہونا چاہو گے۔"

دلارہ نے بیک سائیڈ ریک سے ایک بلیک کلر کا چھوٹا سا رومال اسکی آنکھوں پر پٹی کی طرح باندھا اور پھر باران کو ہاتھ بڑھاتے اسکی دونوں بازووں سے پکڑ کر گما کر اپنے سامنے کیا جسکے ہونٹوں پر اس دلکش الزام و سزا کے سبب دلفریب مسکراہٹ رچ بس گئی تھی، وہ تو قید ہونے کو تیار

تھا، یہی لڑکی بچگانہ کھیل پر فیصلہ ٹکا رہی تھی، حیرت ہے، اس شخص کی تو ہر ادا، ہر نظر بتا رہی تھی وہ اس لڑکی میں تاحیات کے لیے ایسا قید ہوا کہ اب دوری یا واپسی بھی معمولی اور بے کار سی چیز تھی۔

"چلو شروع کرو کھیل۔ سونگھنے کی حس بہت تیز ہے میری۔ بنا چیٹنگ اور غلط جواب دیے جیت کر دیکھاوں گا۔ چلو لٹس سٹارٹ"

وہ تو دِلارہ سے زیادہ بے قرار تھا جس پر دلارہ جبڑے بھینچ کر اپنا غصہ دباتی شیلف پر رکھے منٹ اور ایپل ایسنس کو اٹھائے پاس آئی، یعنی وہ ہر صورت جانا چاہتا ہے؟ یہ بات

دلارہ کے اندر حشر برپا کرنے جیسی تھی، کیا ہو جاتا اگر وہ جان بوجھ کر ہار جاتے اپنا ٹکٹ پھڑوالیتا، پر دِلارہ جانتی تھی اسکی سوچیں اور جذبات بس اسکی دماغ و دل نامی قید خانوں تک ہی محدود رہیں گے۔

"چلو بتاو پہلا ایسنس۔۔ کس کس کا مکسچر ہے؟"

دلارہ نے ہوشیاری سے ایسنس کی جگہ خود باران کے قریب سرکتے اپنے کھلے بالوں کو پکڑ کر بکھیرا، اسکی گردن پر لگا کلون فضا میں گھلا، وہ اسکے بے حد نزدیک رکی دم سادھے کھڑی تھی تاکہ کہیں سے بھی اس سے ٹچ نہ

ہو، باران اسے چھوئے بغیر بھی جان چکا تھا وہ اسکے نزدیک خود کھڑی ہے۔

"یہ مجھ پر ابھی ابھی حلال ہوئی شے کا ایسنس لگ رہا ہے"

وہ اگلی سانس نہ لے پائے ایسا جواب آیا تھا، دِلارہ نے جلدی سے پرے ہوتے باران کے پٹی بندھے چہرے کو دیکھا جیسے یقین کر رہی ہو اسے کچھ نظر تو نہیں آرہا۔

"میں کیسے حلال ہوئی؟"

وہ آئبرو اچکائے گھوری تو باران نے ایک آنکھ سے پٹی نیچے سرکا کر سمائیل دی۔

"اوپس واقعی تم تھی؟ تبھی کہوں یہ مجھے کس نے lavender کے کھیتوں میں چھوڑ دیا۔ تمہیں بتایا تھا میں نے میں تمہاری خوشبو اب پہچان سکتا ہوں کہیں سے بھی چھپ کر آجاو۔ یہ رومنٹک نہیں ہے بلکہ میری یہ حسیں ایکسٹرا تیز کام کرتی ہیں تو یہ میرے اندر نیچرل کوالٹی ہے کہ میں اول تو کسی انسان کو ایسے سمیل کرتا نہیں۔ کرلوں تو وہ خوشبو بھولتا نہیں"

وہ یہ سب ایسے معلومات دینے کے انداز میں سنجیدگی سے بتاتے ہوئے بھی دلارہ کے جذبات ابھار رہا تھا۔

"اور اگر کبھی میں نے اپنی پرفیوم بدل لی؟"

دلارہ نے مزید اس آدمی کا امتحان لیا۔

"بات پرفیوم کی نہیں۔ جن چیزوں کے بیچ ہم زیادہ رہتے ہیں، جنکے ہوتے ہیں، جن کیفیات سے متاثر ہوتے ہیں، ہم سے انکی خوشبو آتی ہے۔ وہی ہمیں پہچاننے میں مدد گار بنتی ہے۔ جیسے میں تمہاری روٹین جان چکا ہوں، تم پیٹس کے بیچ رہتی ہو، پھولوں کے ارد گرد بستی ہو، تم ٹھنڈی چیزوں سے الرجک ہو، تم اپنی قبر کی دوست ہو۔ تم نے دوسری دوست ایک بلی بنالی۔ مجھے تیسری سیٹ دے دی حالانکہ میں پہلی ڈیزرو کرتا تھا، تم ہاکی سے ہڈیاں توڑ سکتی ہو، تمہیں کسی سے ڈر نہیں لگتا۔ تم ڈراتی ہو، ایسا بہت کچھ جو تم سے

جڑا تھا ان پانچ دن۔ یہ سب مل کر تمہاری خوشبو کریٹ کرتے ہیں۔ اور یہ والی خوشبو تمہاری پرفیوم بدلنے سے نہیں بدلے گی، تمہارے ان معاملات کے بدلنے سے جائے گی۔ تو کبھی اگر تم چاہو میں تمہیں لاکھوں میں پہچان نہ سکوں تو مجھے تیسرے سے اٹھا کر پہلی والی سیٹ پر دے مارنا اور سب بدل دینا۔ میں لاعلم خوش اور تم خبر دار مطمئین "

وہ اپنی آنکھوں پر سے پٹی ہٹا گیا، واپس وہ رومال اس نے ہینگ کر دیا اور اس بیچ وہ دِلارہ کے بے حد قریب ہوتے

اسکے پیچھے ہک پر ہینگ کرتے دور ہوا تو دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے ملیں۔

"یہ کھیل ہم پھر کبھی ملے تو کھیلیں گے۔ ابھی تم ریڈی ہو ہم ہو سپٹل نکلتے ہیں۔ پلیز اب منع مت کرنا۔ مجھے شبہ ہے مے بی یہ پین سموکنگ کی وجہ سے ہو۔ کبھی کبھی یہ بھی انٹرل ہیلتھ کو اثر کرتی ہے۔ کوئی اور ایشو نہیں ہو گا اس لیے اریٹیٹ مت ہو۔ مجھے تمہاری فکر ہے۔ چلو گی؟"

وہ اب کی بار نرمی ولاڈ سے بولا اس یقین کہ ساتھ کہ وہ مان جائے گی اور وہ سچ میں مان گئی۔

"اوکے میں ریڈی ہو کر آتی ہوں۔ تم نے فریش ہونا ہے تو یہاں کا واش روم یوز کر سکتے ہو۔ میں اپنا یوز نہیں کرنے دیتی کسی کو"

وہ بنا ضد کہہ کر پلٹی پر جاتے جاتے رک کر پیچھے مڑی۔

"میں یوز کر لیتا ہوں۔ تم ایزی ہو کر جاو۔"

باران نے اسے مزید نرمی سے کہا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے گئی جبکہ باران نے خوشبو خانے پر تب تک بھرپور ریسرچ کرنی تھی، وہ دنگ تھا کہ یہ لڑکی اتنی سی عمر میں کیا کیا کرتی پھر رہی ہے۔

دلارہ نے اپنے لیے A_Round neck long sleeves black ڈریس چنا جس پر گولڈن کلر کے کہیں کہیں فلاورز بنے تھے، ہائی point toe pumps بھی بلیک پہنے جبکہ ایک مڈی گولڈن جیکٹ ڈریس کے اوپر پہنے وہ بالوں کو کھلا ہی چھوڑتی اپنا لونگ کوٹ اٹھائے کمرے سے نکل کر باہر سٹنگ لاونج تک پہنچی تو عزیزے ناشتے پر دونوں کے لیے ہر گز منتظر نہ ملیں کیونکہ وہ اپنا ناشتہ کر رہی تھیں۔

"رات کیسی گزری؟"

عزیزے نے اپنا ناشتہ مزے سے کرتے دِلارہ کو شرارتی نگاہوں میں بھرتے پوچھا تو وہ گھورتی ہوئی انکے قریب آ رکی۔

"وہ بیڈ پر سویا اور میں کاوچ پر۔ ایسی گزری"

دلارہ نے چبا چبا کر وضاحت دی پر آگے سے عزیزے مزید گہرا شوخ مسکرائیں۔

"میں گئی تھی چار بجے تک تم دو کو دیکھنے، جس طرح تم دو سو رہے تھے ایسے تو میں کبھی ابراہیم یلدرم کے ساتھ بھی بے تکلفی سے نہیں سوئی انکی محبت ہو کر بھی"

دلارہ نے حیرت سے عزیزے کی طرف دیکھا پھر ساتھ ہی آکر کرسی سنبھالے بیٹھی۔

"توعیشاء کو کیا آپ لوگوں نے گوگل سے ڈاؤنلوڈ کیا تھا؟"

دِلارہ کا لہجہ برہم تھا، عزیزے آگے سے ہنسیں تو وہ اور تپی۔

"وہ تو نیچرل پراسیس ہوتا ناں میری بھولی سی بچی، اسے رومینس تو نہیں کہیں گے پر یوں سونا رومینس ہے۔ ویسے عام دنوں میں تو میں دو فٹ دور ہی رہتی تھی ان سے ورنہ دبوچ لی جاتی تھی ناں۔ اتنے قریب ایک شوہر صرف

سوئے ایسا ممکن نہیں ہوتا۔ کیا تم دو کے بیچ کچھ ہوا؟ صلح صفائی تو لگ رہی تھی ہو گئی پر کچھ اور ہوا؟"

عزیزے کا اتنی باریک بینی سے اسے کریدنا، وہاں ہی آتے باران نے بھی سنا پر وہ وہیں میسنار کا تاکہ نانی نواسی کی باتیں سن سکے۔

"کیا پوچھنا چاہتی ہیں بی؟ کیا ہوا ہمارے بیچ؟"

وہ چڑ سی گئی کیونکہ ابھی وہ بہت زیادہ ڈوان سا فیل کر رہی تھی۔

"یہی کہ تم دو ہمیشہ ساتھ رہو گے۔ کچھ ایسا جو تم دو کو باندھ دے۔ دور ہو کر بھی ہونے نہ دے۔"

عزیزے کے دل کی بات انکی زبان پر آئی اور دلارہ اس وقت کچھ بولنا ہی نہ چاہ رہی تھی۔

"میری فکر کر رہی تھی کل آپکی نواسی۔ میرے پاس بیٹھے ہی سو گئی تو سوچا زرا ٹیچ کا رشتہ اک طرف کرے بس فکر کا جواب فکر سے ہی دیا جائے تبھی پاس سلا لیا۔ آپ اسے پریشان نہ کریں انے، وہ تو میرے ساتھ جڑے رہنے پر مر کے بھی راضی نہیں ہو سکتی"

وہ خود ہی بیچ میں ٹپکا تو بیک وقت دلارہ اور عزیزے نے وہیں آکر کرسی سنبھال کر دونوں کے ٹھیک سامنے آکر برجمان ہوتے دِلارہ کی طرف داری کرتے کرتے اختتام تک اسے دکھی کیا، بھلا یہ فیصلہ کرنے والا وہ شخص ہوتا کون ہے۔

"ٹھیک سمجھے ہو۔ مر کے بھی یہ مجھے ہسبنڈ کی طرح قبول نہیں بی۔ خیر ہمیں کہیں جانا ہے۔ ناشتہ ہم باہر کریں گے"

وہ اپنا فون واپس اٹھائے اٹھی اور حتمی طور پر اطلاع دی پر اتنا یمی ناشتہ تھا کہ باران نے اکا دکا چیزیں اٹھائے زرا اپنی پلیٹ میں سجالیں۔

"تم رکو۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

باران نے کھانے کو اہمیت دیتے کہا پر وہ دونوں پر اک برہم نظر ڈالے وہاں سے خود ہی چلی گئی، باران نے بھی جیسے پلیٹ سائیڈ کی اور اٹھا، عزیزے تو اس بچے کی تڑپ بنا اسکے عیاں کیے بھی سمجھ گئی تھیں۔

"اسے پین ہے بیک میں۔ شدید۔ ہوسپٹل ہو کر آتے ہیں۔ بہت مشکل سے مانی ہے۔ بگھڑ گئی تو اب مجھے اسے منانے کو آخری سانس لینی پڑے گی تو میں جاتا ہوں۔ شام سب کچھ آپکو بتادوں گا۔ تو ریڈی رہیے گا"

وہ جلدی جلدی میں عزیزے کو کہے خود بھی نکلا تو عزیزے نے دونوں کو غائبانہ دعاوں کے حصار میں لیتے اک زخمی سی مسکراہٹ دی۔

وہ باہر آیا تو دلارہ، اسکی گاڑی سے لگ کر کھڑی تھی، ابھی صبح پوری طرح ہوئی نہ تھی پر سیاہ بادل بھی قطار بنائے آسمان پر جمے تھے، لگ رہا تھا انقرہ میں بارش ہونے والی تھی۔

"کر لیتے ناں ناشتہ۔"

وہ اسے بے چین محسوس کرتی اسکے پاس رکتے ہی بولی، لہجہ سپاٹ تھا۔

"تمہارا چیک آپ زیادہ اہم ہے۔ بیٹھو گاڑی میں"

باران نے گاڑی ان لاک کرتے اسے بیٹھنے کو کہا اور خود بھی آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، دلارہ چپ چاپ ساتھ پیسنجر سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔

"مجھے پتا ہے یہ پین کیوں ہے تو فائدہ نہیں جانے کا۔ ڈاکٹر بہت سی میڈیسن دے گی یا دے گا"

دِلارہ نے باہر کا سیاہ سیاہ موسم دیکھے اطلاع دی۔

"میری تسلی ہونے دو۔ میڈیسن کی بات بعد میں کرتے ہیں"

وہ گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا جبکہ دِلارہ اک پل اسکی طرف دیکھتے خود بھی چہرہ ونڈو سائیڈ کر گئی۔

"تم تو رات پیدل آئے تھے۔ گاڑی کیسے آئی؟"

دلارہ کو اچانک سے اس بہانے باز کی بات یاد آئی تو فورا گردن گماتے پوچھتے بولی۔

"کچھ دیر پہلے ہی ڈرائیور کے ہاتھ منگوائی ہے۔ آج بہت آوارہ گردیاں کریں گے مل کر دونوں"

وہ دانتوں کی نمائش کرتا اس لڑکی کو واپس چہرہ پھیرنے پر مجبور کر گیا پر اب یہ ہوا کہ دلارہ کے موڈ پر پھول سے کھل آئے۔

.._____..

"بابا کو تھوڑا فیور تھا تو میں نے ہی انکو یونی سے گیپ لے کر ریسٹ کا کہا ہے۔ ناشتہ کروا کر میڈیسن بھی دے دی۔ وہ جاگتے ہیں تو آپکو بتاتا ہوں۔ باقی آپکی نازلی اور ایدا ابھی تک جاگی نہیں۔ مجھے یہ بتائیں ہانڈے کا اب کیا ہو گا۔ کچھ فائنل ہوا؟"

وہ ساری رات ہی باہر سٹنگ ایریا میں پڑا رہا تھا اور ابھی بھی صبح صبح آزاد سے ہی فون پر بات کر رہا تھا، ہاندے کے بارے اب لیگلی کیا کیا ہو گا اس بارے عالیان بھی کنفرم جاننا چاہتا تھا۔

"آج اسے کورٹ میں پیش کیا جائے گا۔ تمام ثبوتوں کے ساتھ۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ میں ابھی نہیں آ رہا یلدرم حویلی۔ ابی کی طبیعت مجھے دیکھ کر اور بگھڑ گئی تو کیا ہو گا۔ بس تم نازلی اور ایدا کے لیے جگہ بنا لینا فی الحال وہاں۔ کوئی بھی فلم ڈال دینا۔ میں اب اس ہاندے کا کچھ پکا انتظام کر کے ہی آتا ہوں واپس"

آزاد اس وقت بھی کسی لیگل ادارے میں ہی آفس کے اندر بیٹھا منتظر تھا۔

"ہاں وہ تو کر لیتا ہوں۔ بابا زر اباہر آتے تو ڈسکس کرتا ہوں۔ فیور کافی ہائی تھا تو میں نے ابھی کوئی بات نہیں کی۔ چلیں پھر مجھے بتایئے گا میں ان لیڈیز کو دیکھوں جاگی ہیں تو زر اناشتہ وغیرہ کا کہوں کک کو۔ آپ بے فکر ہو کر یہ سب نمٹائیں۔ آپکی نازلی یہاں سیو ہے"

عالیان نے اسے بے فکر کیا جبکہ آزاد بھی مطمئین ہو گیا، ابھی عالیان نے کال بند ہی کی کہ نازلی کو وہیں آتا دیکھے

وہ مسکرا کر اٹھا، بھلے نیند آنکھوں میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی، وہ تھوڑی ہچکچاہٹ کا شکار لگ رہی تھی۔

"جاگ گئیں آپ۔ آجائیں۔ رات ٹھیک گزری آپکی"

وہ مودب ہوتا اٹھا اور شائستگی بھرے لہجے میں حال احول بھی لگے ہاتھوں دریافت کیا۔

"ہاں اچھی نیند آئی۔ تم سے تمہاری بیوی لے کر اس پر قبضہ کیا تو تمہیں یقینا برا نہیں لگا ہو گا"

وہ مسکراتی آکر پاس ہی رکی تو عالیان نے بلکل حمایت میں گردن گمائی۔

"وہ خود کو بیوی نہیں سمجھتی۔ بیسٹ فرینڈ سمجھتی ہے اور دوستی میں یہ چیزیں سپیس کہلاتی ہیں۔ مجھے برا کیوں لگے گا ویسے بھی جب اچھے سے پتا ہے آپکے ساتھ اسکا ہونا، زیادہ ضروری تھا"

وہ نرمی سے جواب دیے بولا تو نازلی کی مسکراہٹ زرا غائب ہوئی۔

"انے اور ابی تمہیں نقصان دے سکتے ہیں۔ مجھے کس نے اٹھوایا یہ تو انکے لیے معمہ ہے پر ایدا تمہارے پاس ہے، یہ بات جانتے ہیں وہ۔ ایدا تمہیں کسی تکلیف میں نہیں دیکھ

سکتی عالیان۔ تبھی وہ تمہارا دامن ہر ممکنہ خود سے تب تک بچائے گی جب تک یہ دشمنی ختم نہ ہو جائے۔"

وہ دونوں ہی سنجیدہ ہو چکے تھے، بات اور موضوع ہی ایسا تھا کہ فکر و پریشانی نے دونوں کو گھیر سا لیا۔

"یہ سب بس جلد سمٹنے والا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اور جب تک وہ دامن بچائے گی، میں اسکی اس کوشش کو کامیاب کرتا رہوں گا۔"

عالیان کے ماتھے پر تناو کی شکنیں بجا سہی پر اسکا لہجہ یہ سنجیدہ بات کرتے بھی نہایت نرم تھا۔

"مجھے تم دونوں کی بہت فکر ہے۔"

نازلی کی آنکھوں کے کنارے تک اداسی چلی آئی، وہ بے جان سا مسکرایا۔

"مجھے بھی ہم دونوں کی بہت فکر ہے۔ خیر بابا سے ملیں گی آپ؟"

وہ اس وقت یہ باتیں سمٹنا چاہتا تھا تو نازلی نے بھی مزید اس گفتگو کو طول نہ دیا۔

"ہاں۔ ملنا چاہوں گی۔ وہی تو تھے جنہوں نے آزاد کی جھوٹی ہی سہی قبر بنوا کر میرے لیے اک ایسے ٹھکانے کو بنایا جہاں

جا کر میں رو لیتی تھی، اپنے اندر کی گھٹن نکال لیتی تھی۔ اب تک شاید اسی قبر نے ہی زندہ رکھا تھا۔"

نازلی کا لہجہ بے حد غمگین تھا، خود عالیان بھی دکھی ہوا پھر اس نے نازلی کو بابا کے کمرے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ چلنے لگی۔

"بابا کو فیور تھا تو میڈیسن دے کر سلایا، یونی جانے سے سختی سے منع کیا۔ مے بی اب تک جاگ گئے ہوں"

وہ دونوں ساتھ ہی کمرے کے ڈور تک آئے، پھر عالیان نے ہی ڈور زرا سا کھولا تو اسماعیل جو سر بیڈ کراون کے ساتھ

جمائے تکیوں پر کچھ دیر پہلے سو رہے تھے اب اپنی یونی میں آن لائن کلاس لے رہے تھے، بیک وقت نازلی اور عالیان مسکرائے کیونکہ وہ مزے سے بخار میں بھی اپنی کلاس لے رہے تھے۔

"بابا آپکو سلا کر گیا تھا میں۔ بند کریں یہ"

عالیان نے قریب آتے پہلے تو لیپ ٹاپ جھپٹا جبکہ وہ بچے کی ڈانٹ کی پرواہ کیے بنا بس نازلی کو دیکھتے افسردہ ہوئے۔

"نازلی بچے تم یہاں کیسے ؟"

وہ اٹھ بیٹھے تو نازلی بھی جو دروازے میں کھڑی تھی، چلتی ہوئی پاس آئی، عالیان نے بھی لیپ ٹاپ سائیڈ میز پر رکھتے نازلی کو پاس آکر کھڑا ہونے کی جگہ دی۔

"اب سے یہ یہیں رہیں گی۔ ایدا بھی انکے ساتھ ہے۔ وہ حویلی ان دو کے لیے مہلک تھی تو میں لے آیا اپنے ساتھ۔ آپ سمجھ لیں اب سے آپکو اللہ نے دو بیٹوں کے علاوہ دو بیٹیاں بھی دی ہیں۔ حفاظت آپ سمیت ہم سبکی اللہ کے بعد میری ذمہ داری"

اسماعیل اور ابراہیم نے آزاد کو اپنے بچوں کی طرح پالا تھا تبھی نازلی بھی انکے آزاد سے جڑنے کے سبب انکی بیٹی جیسی

ہی تھی پر نازلی کو دیکھ کر اس شخص کے بہت سے زخم ہرے ہوئے تھے، یہ انکی آنکھیں چھلکا رہی تھیں، کہ اندر رگیں نوچتا کیسا کیسا درد اٹھ رہا ہے۔

"یہاں آو۔ بیٹھو بچے"

وہ اسے پاس بلاتے ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے بٹھا گئے تو نازلی کی آنکھیں جیسے بھرنے سی لگیں، خود عالیان بھی دیوار سے لگا کھڑا ان دو کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"وہ قبر آزاد کی نہیں ہے نازلی۔ وہ بچ گیا تھا پر کھو گیا مجھ سے۔ انے بابا کی ایک بہت بعد میں آئی اولاد جسکی ہم

تینوں بہن بھائی حفاظت نہ کر سکے۔ پہلے جب ایدا آئی تو
میں ڈر گیا تھا پر اب میرے پاس دو بیٹیاں جب ہو گئیں تو ڈر
بھی مر گئے۔ میں اپنی آخری سانس تک آزاد کو ڈھونڈوں
گا۔ تمہارے حوالے کروں گا۔ اب تک ہم سب نے جتنی
تکلیفیں سہیں اسکا کوئی مداوا نہیں پر ہم مل جل کر آگے
اپنے لیے بہت سی خوشیاں اکھٹی کر سکتے ہیں۔ یہ تمہاری اور
ایدا کی بھی حویلی ہے۔ تم یہاں رہو گی تو مجھے ممکن ہے آزاد
کو نئے ولووں کے سنگ ڈھونڈنے کی ہمت ملے"

یہ سب وہ بہت مشکل سے بولے، طبعیت نقاہت سے
بھرپور ہونے کے ساتھ اب غمزدہ بھی تھی، نازلی نے آس

سے نظریں اٹھا کر عالیان کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کیا میں انکو آزاد کے ملنے کا بتادوں پر عالیان نے نفی میں اشارہ دیا کیونکہ وہ چاہتا تھا چاچو خود آکر ملیں۔

"ہم مل کر ڈھونڈ لیں گے اسے۔ آپ کچھ کھائیں گے اسماعیل بھائی۔ کچھ بناوں آپکے لیے، ہیلتھی سا۔ یہ بخار کی نقاہت بھاگ جائے گی۔ میں اچھا کھانا بناتی ہوں۔ مجھے خوشی ہو گی اگر کبھی کبھی آپ لوگ مجھے اپنا کچن یوز کرنے دیں۔ ویسے تو مجھے کھانے پکانے کا شوق نہیں لیکن المیرا آپی کے ساتھ رہ کر کافی سگھڑ ہو گئی ہوں۔ ایک ریسپی ہے جو آپکو فٹ کر دے گی پھر آپکو یوں گھر بیٹھ کر اپنے

سٹوڈنٹس کو آن لائن کلاسیز دینے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی چھپ کر"

وہ انکا ہاتھ پکڑ کر پشت پر بوسہ دیتی بلکل بیٹی ہی بنی بولی، جبکہ یہ کلاسیز والی بات پر اسماعیل صاحب کو ہنڈسم و خوبرو بچے کی گھوری پھر سے سہنی پڑی جس پر نازلی اب کی بار مسکرائی۔

"تمہاری اپنی حویلی ہے بچے بس تھکانا مت خود کو۔ جاو بناو جو بنانا۔ میں اس اولاد کو زرا جھاڑ لوں جسے حفاظت کے کچھ زیادہ ہی دوڑے پڑ رہے ہیں"

اسماعیل صاحب بھی کیسے پیچھے ہٹتے، آخر وہ باران اور عالیان جیسی ٹیڑھی چیزوں کے والد گرامی تھے۔

"اوکے کیری اون۔زیادہ مت ڈانٹیے گا اسے۔بچارا شکل سے ہی مظلوم لگتا ہے"

نازلی اٹھ کر گئی پر جاتے شرارت بھرا چھیڑ نانہ بھولی۔

"نازلی آپ بھی ٹانگ کھینچ رہیں میری۔یہ زیادتی ہے لیڈی"

وہ معصوم بنے بھی کہیں سے معصوم نہ تھا تبھی تو نازلی سمیت اسماعیل بھی محظوظ مسکرائے،نازلی باہر گئی تو وہ

شرافت سے آکر اباجی کے پہلو میں بس گیا، کسی مجرم کی طرح۔

"وہ گدھا کہاں ہے؟"

بابا کے استفسار پر عالیان نے فوراً بابا کو دیکھا، وہ تو اپنی درگت کا منتظر تھا۔

"وہ رات دِلارہ کے پاس ہی رکا تھا"

عالیان نے شوخ ہوتے سرگوشی بھی ایسے کی وہ ذو معنی مسکراہٹ بہت کچھ خفیہ بتانے جیسی تھی۔

"ہیں۔ دِلارہ کے پاس؟"

اسماعیل یلدرم کو بجلی کا جھٹکا سا لگا۔

"یہ دونوں میسنے کوئی گل کھلائیں گے تبھی آپکو میری وارننگ سمجھ آئے گی بابا۔ لچھن ٹھیک نہیں ہیں انکے"

عالیان نے بھڑکانے کی پوری ڈیوٹی نبھائی پر بھڑک کون رہا تھا، ابا حضور کے کلیجے میں تو برف پوش پہاڑوں والی شدید ٹھنڈک اتر رہی تھی۔

"میں تو چاہتا ہوں وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے۔ میں تو انکو ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں ہمیشہ۔ پھر وہ جو بھی گل کھلائیں

منظور ہے۔ تم باران سے پوچھوناں کہ وہ کیا سوچ رہا اپنے اور دِلارہ کے بارے۔ میری کسی ایک اولاد کو تو سکھ ملے۔ اسے سمجھاو کہ دِلارہ کے ساتھ اپنا رشتہ بڑھائے، وہ بچی ہے، محبت دور عادت بھی ہو گئی تو کبھی اسکے بنا جی نہیں سکے گی"

یکدم خوشی جیسے حسرت کا روپ دھار گئی، تکلیف بن گئی، اسماعیل یلدرم کی آنکھوں میں تیرگی چلی آئی، جسکا اثر کچھ دیر پہلے تک شوخ و شرارت پر اترے عالیان پر بھی ہوا کہ اسکا چہرہ تاریک پڑا۔

"میں پوچھوں گا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ جو ان دو کے حق میں بہتر ہے وہی ہو گا"

عالیان نے انکے گرم تپتے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ سے دباو دیتے دلاسا دیتے انداز میں یقین دلایا۔

"ایدا کے ساتھ جینے کی تجھے بھی اجازت ہے، اپنا رشتہ بڑھا سکتے ہو، یہ خاندانی چقلش ختم ہو تو با قاعدہ شادی کی تقریب اور ولیمے کی سنت پوری کر دیں گے ان شاء اللہ۔ میں نے اسکی جیولری اسکے گھر بھیجوادی تھی۔ مجھے پتا چلا ہے کہ ان منحوسوں نے ساری جیولری بیچ دی۔ وہ ہمارے پشتینی زیوارت تھے، جس جیولر کے پاس بیچے گئے وہ میرا جاننے

والا نکل آیا۔ جو پیسے میں نے تمہیں دیے تھے تمہارے گھر
کے لیے اب واپس کرتا کہ میں وہ جیولری خرید سکوں"

بابا کی یہ ساری گفتگو سننے کے بعد نئی فرمائش اور بلنڈر جانے
عالیان نے اپنا دل صدمے سے تھاما، پیسے وہ کہاں سے
دیتا، حویلی جو خریدی تھی وہ راکھ کا ڈھیر بنی تھی، الٹا وہ بابا
سے اور پیسے ہتھیانے کے پلین میں تھا پر ابا جی اب
زیورات جب تک واپس نہ لے لیتے، کہاں چین آنے والا
تھا۔

"بابا میری کل لانچنگ پیمنٹ آئے گی۔ ساری آپکے ہاتھ
رکھوں گا۔ ایسے حسین فیصلے لیتے کم از کم کسی بندے سے نہ

سہی دیوار سے ہی مشورہ لے لیا کریں۔ وہاں بھیج دیے ان کمینوں کو اتنے قیمتی زیور۔ آپکو اب میں کیا ہی کہوں بابا"

عالیان نے غصے سے اٹھ کھڑا ہوتے دہائی و احتجاج ساتھ کیا پر آگے سے وہ سپوت کو الٹا گھورے جیسے انکو اپنے کیے پر زرا ملال نہ ہو۔

"زیادہ باپ نہ بن میرا سمجھا۔ میں اتنا پیسہ رکھتا ہوں کہ دوبارہ وہ مہنگے زیور خرید سکوں۔ واپس کر میرے پیسے"

یہ بچہ بس بابا کے آگے ہی چوہا تھا ورنہ تو محترم باقی سب کے لیے شیر ہی کہلاتے تھے اور ابا بھی احسان کو سود سمیت

واپس ہتھیانے کے چکر میں بچارے کی گردن طوق میں
دے چکے تھے۔

"حد ہے یار۔ دے دوں گا آپکے پیسے۔ پتا نہیں کس
کڑوے جلے دل سے دیے تھے کہ سارے ویسٹ ہو
گئے۔ الٹا اب اپنے پلے سے آپکو لوٹانے پڑ رہے ہیں۔ بابا کم
سوداگر زیادہ لگتے ہیں۔ اتنا کماتے ہیں پھر بھی ایک مسکین
آدمی سے اسکا سب ہڑپ کرنے کے چکر میں لگے
ہیں۔ ارے باپ کیا کیا نہیں کرتے اپنے جوان شیر بیٹے کے
لیے۔۔ ایک آپ ہیں حلق سے سب نکلوا رہے ہیں۔ دے
دوں گا پیسے میں بھلے سڑک پر آجاوں"

وہ بچارا سامنہ لیے دہائیاں دینا جو شروع ہوا پھر نہ رکا جبکہ بابا کی ادائے بے نیازی پر الٹا ہکا بقارہ گیا جبکہ بابا کو واپس اپنی کلاس شروع کرتا دیکھے اسی خفگی سے کمرے سے بھی نکل گیا، ابا جی کے کانوں پر اسکی ایموشنل بلیک میلنگ زرا اثر نہ کی تھی، جوں تک نہ رینگی تھی۔

جبکہ اس وقت دماغ اتنا خراب تھا کہ وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا، مائینڈ میں یہی تھا کہ ایدا، نازلی کے ساتھ سو رہی تھی تو روم میں نہ ہو گی پر دروازہ بناناک کے یکدم کھولتے اندر گھسا تو وہ نازلی کے کمرے سے اٹھ کر یہاں آتی ترچھی سی سینے کے بل آکر گرتے سو گئی تھی، جبکہ عالیان

نے دروازہ آہستگی سے بند کرتے اسکی طرف بے اختیار قدم بڑھائے تو بگھڑا موڈ مانو اس گلفام سے وجود کو بے خبر اپنے ہی نرم بستر پر بے دھیانی اور بے ترتیب انداز میں سویا دیکھے سنور نے سالگا۔

"تمہاری یہ مخملی سی بے خبری، میرے سارے صبر کی موت ہے۔ اب کون خود کو روکے جب سامنے والی خود کو ایسے روبرو لائے کہ بس ہماری ملکیت ہے"

وہ دھیرے دھیرے بلکل اسکے سر پر آرکا، وہ تکیے میں چہرہ دائیں طرف پھیرے سوئی تھی، بال کمر اور کچھ میٹرس پر بکھرے تھے جبکہ بنالحاف وہ ترچھے انداز میں الٹی لیٹی

تھی، اسکا ڈریس اسکی کمر سے بلکل کس کر لپٹا نیچے کی جانب اکھٹا ہو کر فولڈ تھا۔

"یہ درخت کی سب سے کمزور شاخ جیسی کمر ٹوٹ ہی نہ جائے میرے چھوتے۔ اسے تو پکڑتے بھی ڈر لگتا ہے۔ کہاں میں اور کہاں یہ چھوئی موئی۔ یا اللہ یہ میرا دل کس مخلوق پر آ گیا ہے"

وہ ہاتھ دو بار پیچھے کھینچ گیا کہ ہمت نہ پڑی اسے چھو پاتا پھر خود کو زرا سنبھالتے عالیان نے جھک کر اسے سیدھا کرنے کی نیت سے اسکی نازک سی کمر کے دونوں اطراف ہاتھ رکھتے چھوا ہی کہ وہ کرنٹ کھائے انسان کی طرح سیدھی

ہوتی جاگی، عالیان نے ہاتھ فوری پیچھے کھینچے اور جھکنے سے واپس سیدھا ہوا، ایدا کی نیند بھک سے اڑی۔

"س۔ سوری آنکھ لگ گئی تھی۔ پتا نہیں نیند پر نیند آ رہی ہے۔ hala اتنی دیر سے سوئیں رات کو۔ باتیں کرتے رہے ہم۔ پھر وہ صبح جلدی اٹھیں تو مجھے اچھا نہ لگا کہ سوئی پڑی رہوں۔ یہاں آ کر جب پھر بیڈ دیکھا تو نیند آ گئی۔ میں سونا چاہتی ہوں پر اپنا گھر نہیں۔۔۔۔"

وہ اٹھ بیٹھتے آنکھیں ملتی نیند کا خمار اور دکھ سا آنکھوں میں بسائے روتے لہجے میں بڑبڑائی تو وہ اسے سنبھلنے کا موقع

دیے بنا پہلو میں بیٹھتے ہی اسے مزید بولنے سے یوں پاس بیٹھتے ہی روک گیا۔

"یہ تمہارا گھر ہے۔ یہ کمرہ تمہارا ہے۔ سو سکتی ہو جب تک چاہو۔ کوئی تمہیں ڈسٹرب نہیں کرے گا۔"

وہ اسکی بات سنے روہانسی ہوئی، یوں جاگی سوئی وہ ویسے ہی عالیان پر بہکانے والا طلسم پھونک رہی تھی۔

"پ۔۔ پر آپ ساری رات لاونج میں رہے ہیں۔ آپکو سونا ہو گا یہاں۔ میں کاوچ پر نہیں سو سکتی مجھے ایچنگ ہوتی ہے وہاں۔ نیند بھی خراب ہو جاتی ہے۔۔ آپکو بھی وہاں نہیں

سو یا دیکھ سکتی۔ میں hala کے کمرے میں سو گئی تو وہ کہیں گی میرا کوئی خیال نہیں اسے کہ باتیں کرے اور دل بہلائے میرا، اپنی نیندیں پوری کر رہی ہے۔"

وہ بھیگی سانس کھینچتی اپنے دکھرے رو رہی تھی اور عالیان نے اسے یونہی بیٹھے بیٹھے خود سے مسکراتے اور بہت پیار سا لٹاتے اپنے ساتھ لپٹا لیا، وہ بھی جیسے بہانہ چاہتی تھی، فورا ہاتھ دونوں اطراف لپیٹ کر ساتھ لپٹ گئی۔

"میں نہیں سو رہا یہاں ایدا۔ میں نے دو گھنٹے کی نیند لے لی تھی کچھ دیر پہلے۔ تم بے فکر ہو کر سو جاو۔ کوئی کچھ نہیں

کہے گا آئی پرامس۔نہ نازلی نہ کوئی اور۔ایسے بچوں کی طرح ری ایکٹ مت کرو۔تم ایک میچور لیڈی ہو"

وہ اسے سنتی ہوئی فوراسے عالیان کے سینے سے دور ہٹی، آنکھیں افسردہ تھیں۔

"آئی ایم سوری۔امچیور بیہو کرنے کے لیے"

وہ اس سے دور ہٹ کر بیٹھی، روٹھ سا گئی۔

"یہ تو نہیں کہا"

وہ پیار سے ہاتھ اسکی طرف بڑھا کر اسکی گالیں چھوتا مسکرایا۔

"یہی سمجھی ہوں۔ چھوڑیں۔ ہٹائیں ہاتھ۔"

وہ اسکے ہاتھوں کے لمس سے اور اڑیٹیٹ ہوئی، برا لگا کہ عالی نے اسے امیچور کہا، عالیان نے فوراہاتھ ہٹا کر شرارت ترک کی۔

"آپکے لیے کچھ ہے۔۔۔یہ"

وہ اداسی پرے ہٹاتے جلدی سے پیچھے پلٹی اور سائیڈ میز پر رکھی رنگ جھکتے اٹھا کر ہتھیلی میں رکھتے عالیان کے سامنے ہو کر کھولے بولی، وہ رِنگ((ring دیکھے حیرت سے مسکرایا۔

"رِنگ؟"

عالیان نے اسکی مخملی ہتھیلی سے وہ انگوٹھی اٹھائی پر اسکے ہاتھ کی نرماہٹ پر جیسے اسکا دل اٹکا پر ایدانے عالیان کی نظروں کا محور محسوس کرتے جلدی سے اسکے سامنے سے ہاتھ ہٹالیا۔

"آپکے لیے گفٹ لیا تھا۔اسکا کیس بہت خوبصورت تھا۔لائیٹ والا۔کھلتا تو رنگ لائیٹ سے چمکتی تھی پر حویلی ہی رہ گیا۔نازلی ہی میرا یہ گفٹ بچا کر لائیں اپنے ساتھ۔کیونکہ ہم نے مل کر لی تھی،سائز hala نے لیا اور پسند میری"

وہ اداسی سے ہی تفصیل دے رہی تھی، عالیان نے اسکے لاڈ نہیں اٹھائے اس پر وہ دکھی تھی، وہ میچور لیڈی رہے گی پکا فیصلہ لیا، ضدی تو وہ بس عالیان کے لیے ہی پہلی بار ہو رہی تھی۔

"آہاں۔۔تو پہنا دو"

عالیان نے ان پھولی پھولی گالوں کی وجہ پر کھ لیتے فرمائش کی تو ایدا نے اسکے چہرے کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔

"پھر تو آپ میرے فیانسے ہو جائیں گے"

وہ اسکے ہاتھ سے رنگ لیتے بے ارادہ بڑبڑائی، وہ حسین خوبرو مرد جیسے مسکرایا وہ قیامت تھا۔

"تو کیا ہوا۔ دوست بھی تو بہت اچھا ہوں۔ فیانسے ہونے میں کیا مسئلہ ہے؟"

وہ اسے گہری نظروں میں بھرتا کنفوز کر رہا تھا، ایدا نے ناسمجھی سے ہی سر ہلایا پھر دھیرے سے ایک ہاتھ سے عالیان کا ہاتھ پکڑتی دوسرے ہاتھ سے اس نے عالی کی رنگ فنگر میں جب وہ انگوٹھی پہنائی تو دونوں حیرت زدہ ہو کر رہ گئے، انگوٹھی ایک دم پرفیکٹ سائز کی تھی۔

"پرفیکٹ سائز۔نازلی کو داد دینی بنتی ہے"

وہ انگوٹھی کے سائز پر اش اش کر اٹھا پر اب جلنے سلگنے کی باری ایدا کی تھی، وہ سائز سے پہلے انگوٹھی کی تعریف کر دیتا تو کیا چلا جاتا اسکا، ایدا کا غصہ سوا نیزے گیا۔

"اور جس نے رِنگ کو پسند کیا اسے آپ نے منہ پھاڑ کر امیچور کہہ دیا۔ تعریف تو دور کی بات ہے۔"

وہ غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی تو عالیان نے بے ارادہ اسکی بازو پکڑی تو وہ لہراتی ہوئی ٹھیک عالیان کی جانب جھکتی اسکی گود میں آ بیٹھی، دونوں ہی اس مومنٹ کے لیے تیار نہ

تھے، بوکھلا گئے پر عالیان نے اپنی بوکھلاہٹ پر جلد قابو پا لیا۔

"اب کر دیتا ہوں۔ بہت پیاری ہے۔ بلکل جیسی مجھے پسند ہیں، خوبخو ویسی انگوٹھی پسند کی تم نے"

وہ اسکے حصار میں قید پھڑ پھڑا بھی نہ سکی کہ عالیان نے اسے سنبھلنے سے پہلے ہی تعریف کے چنگل میں قید کر لیا، پھر وہ اتنے قریب تھے کہ دور جانے کا کسی میں حوصلہ نہ لگا، ایک دوسرے کو محبوب مان کر ایسے بغور دیکھنا قدرت کے حسین نظاروں میں سے ایک ہے۔

"مجھے مانگی ہوئی تعریف نہیں چاہیے۔ آپ نے انگوٹھی کے سائز کی تعریف پہلے کی حالانکہ آپکو انگوٹھی کی خوبصورتی پہلے دیکھنی چاہیے تھی کیونکہ وہ میری پسند تھی۔"

وہ اتنے قریب بیٹھی ہانپنے کے باوجود لڑ رہی تھی اور عالیان اسکا اک اک تاثر انجوائے کر رہا تھا۔

"میں معافی مانگ رہا ہوں۔ مجھے اپنی غلطی قبول ہے۔ مجھے پہلے انگوٹھی کی لکس دیکھنی اور سراہنی چاہیں تھیں کیونکہ میرے لیے تو تم اور تمہاری پسند اہم ہونی چاہیے تھی۔ لیکن میں نے پہلے نازلی کے ایگزیٹ اندازے کو سراہ

دیا۔ آئی ایم سوری۔ اور تم میچور ہو، میں نے مزاق کیا وہ امچیور والا۔ ایسے دل پر مت لو"

وہ اسکی برہمی رفع کرنے کے جتن کر رہا تھا جب وہ اسے دیکھتے کب جذبات سے بھرا مسکرائی کہ خبر ہی نہ ہوئی، خبر تو تب ہوتی ہے جب سارا صبر و قرار لٹ جاتا ہے۔

عالیان نے اسکی آنکھوں میں واضح اپنی طلب دیکھ کر خود کو سنبھالا تھا جو کافی مشکل تھا پر وہ خود عالیان کے شولڈر پر ہاتھ رکھتی اسکے قریب کھینچی چلی جا رہی تھی، عالیان نے ایک آخری بار جیسے اسکی آنکھوں میں جھانکتے اجازت مانگی کہ کیا وہ سچ میں ایسا چاہتی تھی پر وہ جیسے خود سے بے خود

کیفیت کا شکار تھی، دونوں کے ہونٹ پیش رفتگی پر آمادہ تھے، فاصلہ ناہونے کے برابر آگیا، اور جب عالیان نے بھی ہتھیار پھینکنے چاہے اور ایدا کی کمر میں دونوں بازو زرا سے لپیٹے تو وہ جھٹکے سے ہوش میں لوٹی، سر جھٹک کر باہم ہونٹوں کے بیچ ختم ہوتا فاصلہ واپس بڑھایا اور عالیان کے اپنے اطراف بازو کھولتی وہ اسکی ٹانگوں پر سے اٹھی اور وہاں سے جا کر واش روم میں بند ہو گئی، عالیان نے لب بھینچ لیتے خود کو کمپوز کیا اور اک سرد نگاہ اپنے ہاتھ کی انگوٹھی پر ڈالے وہ خود بھی اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا، جبکہ دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی

ایدا کے گہرے سانس اسکے اندر کی بے اختیاری کو سنبھالنے میں معاون نہیں ہو رہے تھے، وہ تھا ہی ایسا کہ وہ بدحواس ہو جاتی تھی اوپر سے تھا بھی تو دل کا حصہ، سمجھ نہ آیا اب آخر کہاں کہاں سے دامن بچائے گی، بہت مشکل آ پڑی تھی اب ایدا دمیر پر، خدا خیر کرے۔

.._____..

دِلارہ کا چیک آپ ہو چکا تھا اور اب ڈاکٹر نے باران کو بھی اندر بلوایا تھا، روم میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر دِلارہ سے ملی جسکی آنکھوں کے دریچوں تک شکائیت درج تھی۔

"آیئے مسٹر باران"

وہ فی میل گائنا کولجسٹ تھیں، شائستہ سے نرم لہجے میں مخاطب ہوئیں اور باران کو بیٹھنے کا کہا، دلارہ بھی ساتھ ہی بیٹھی تھی۔

"سب ٹھیک ہے؟"

باران نے فکر سے استفسار کیا۔

"سب ٹھیک ہے۔ یہ ایک بار پہلے بھی میرے پاس آئی تھی۔ میں نے اسے میڈیسن دی پر اس نے کھائی ہی

نہیں۔ اگر کھا لیتی تو اب تک اس درد سے نجات مل جاتی۔ آپ کا کیا ریلیشن ہے دِلارہ کے ساتھ؟"

ڈاکٹر لیلی نے کچھ میڈیسن لکھنے کا آغاز کرتے پوچھا تو باران نے برہم نظر ساتھ بیٹھی دلارہ پر ڈالی۔

"میں ہسبنڈ ہوں اسکا"

باران نے گردن سیدھی کرتے ڈاکٹر لیلی کو ہی جواب دیا جو لکھتے لکھتے شاکڈ سی کیفیت میں سر اٹھا کر دونوں کو دیکھنے لگی۔

"کافی ایج ڈیفرینس نہیں؟ یہ شادی کیسے ہو گئی؟"

ڈاکٹر کی غیر ضروری دلچسپی باران کو کچھ پسند نہ آئی، ماتھے پر ناگواری سے بل پڑے، خوبرو چہرہ جو کچھ لمحے پہلے فکر کی پرچھائیوں سے لبریز تھا، سپاٹ ہوا۔

"کیا پرابلم ہیں اسے۔ کیا آپ کچھ بتا سکتی ہیں؟"

باران نے سیدھا سبھاو ہی تند ہی سے سوال کیا جو شٹ آپ کال بھی تھی کہ اسکے پرسنلز میں نہ گھسا جائے۔

"ارلی سٹیج میں ہی اسکا سائیکل سٹارٹ ہو گیا تھا، آئی مین ابنارمل ایج میں۔ اسکے علاوہ سموکنگ کرتی رہی۔ یہ سب پین اسی وجہ سے ہے۔ اور دوسری پین کی بڑی وجہ ہیوی

پیریڈز ہیں۔ اسکی چھوٹی عمر کے حساب سے وہ کافی ہیوی ہیں تو باڈی انٹرنلی ویک ہونے کی وجہ سے پین کا شکار رہتی ہے۔ اور اسے کوئی ایشو پہلے کی طرح اب بھی نہیں۔ دو ماہ کی ہیوی میڈیسن کھالے اگر یہ تو ان مسائل سے چھٹکارہ پا لے گی اور اسکی سموکنگ بند کروائیں"

ڈاکٹر لیلی نے وہ لکھ لکھ کر بھرا ہوا پریسکیپشن پیپر اٹھا کر خود بھی ٹو دی پوائنٹ بریفنگ کے ساتھ باران کے سامنے کیا جہاں پانچ قسم کی ٹیبلٹس تو سامنے ہی لکھی باران دیکھ چکا تھا، کچھ انجکشن بھی تھے۔

"یہ سموکنگ نہیں کرے گی اور میڈیسن بھی لے گی۔ یہ بتائیں دوبارہ چیک آپ کب ہے اسکا؟"

باران نے وہ پیپر اٹھا کر اک تفصیلی نگاہ دوڑاتے پھر سے چہرہ اٹھا کر سوال کیا۔

"دوماہ بعد"

لیلی نے فوری جواب دیا تو باران نے اک نظر دلارہ پر ڈالی جو یہاں مزید بیٹھنا برداشت نہیں کرے گی، ایسا لگ رہا تھا۔

"میں لے آوں گا اسے۔ تھینکیو سو مچ۔۔"

باران نے اجازتی نظر لیلی پر ڈالتے اٹھ کھڑا ہوتے کہا تو دلارہ نے آس بھری نظر باران کے چہرے پر ڈالی۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑتا اٹھائے، اسے ساتھ لگاتا باہر نکلا پر وہ ہنوز اسے ہی بے تاثر نظروں سے ساتھ چلتی دیکھ رہی تھی۔

"تم خود لاو گے مجھے؟"

دِلارہ کے اچانک سوال پر وہ زرا چہرہ نیچے کرے اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں دو ماہ بعد واپس آوں گا ایک دو دن کے لیے۔ پھر لے آوں تمہیں اپنے ساتھ یہاں دوبارہ"

جانے کیا کیا تھا ان محبت و فکر کی مسکن امبر سی آنکھوں میں کہ دلارہ کی جان سی دل میں اٹک گئی، جیسے دل بس آخری بار دھڑکے گا۔

"تب تک ہسبنڈ رہو گے کیا۔ آئی مین ہمارا رشتہ ٹوٹتا ہے تو اچھا ہو گا۔ڈاکٹر کے فضول کے سوالوں سے بچ جاو گے۔"

وہ جانے کس رو میں تھی کہ ایسے اڑے ترچھے بے ڈھنگے سوال کر رہی تھی۔

"تم بے فکر رہو۔مجھے فضول سوالوں کو ٹالنا آتا ہے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ تا ہو سپٹل سے نکل گیا پر دِلارہ کو لگا حلق میں جانے کہاں سے آنسوؤں کا گولا آپھنسا ہے۔

"میرے فضول سوال کیوں نہیں ٹالتے ہو پھر؟"

وہ باہر پارکنگ تک آچکے تھے جب وہ دور جاتے باران کو پھر سے پکاری، وہ رکا اور اک نرم نگاہ دِلارہ پر ثبت کی۔

"تم نے مجھ سے اب تک نہ کوئی فضول بات کی نہ سوال۔ تو کیوں ٹالتا؟"

وہ اچھے سے لاجواب کرنا بھی جانتا تھا، دلارہ اسے یک ٹک دیکھتی ہی رہ گئی۔

"انکی ساتھ ہی فارمیسی ہے۔ میں یہ میڈیسن لے کر آتا ہوں تم تب تک گاڑی میں بیٹھ کر ویٹ کرو"

محترمہ کو بدحواسی کے گڑھے میں جاتا دیکھے باران نے خود ہی اسکو کو کسی دوسری طرف لگایا جبکہ وہ سرسری سا سر ہلا گئی، باران وہاں سے آگے چلا گیا تو دِلارہ نے اسکے پر کشش سراپے کو عقب سے بغور دیکھا، وہ چال بھی ڈیسنٹ ہی رکھتا تھا، پیچھے سے دیکھ کر بھی یہی لگتا کوئی ہنڈسم آدمی جارہا ہے، کب اس لڑکی کی گرے آنکھوں میں شوق کے رنگ آباد ہوئے پتا ہی نہ چلا۔

وہ گاڑی کے اندر بیٹھنے کے بجائے وہیں ٹیک لگا کر کھڑی رہی، تب تک وہیں دیکھتی رہی جب تک وہ واپس نہ آیا۔

ایک میڈیسن بیگ میں اسکی دوماہ کی میڈیسن تھی اور وہ کافی ہیوی لگ رہا تھا، دلارہ نے اسکے ہاتھ میں وہ میڈیسن سے بھرا بیگ دیکھتے اپنے دل کو بیٹھتا محسوس کیا۔

وہ اس تک پہنچا تو دِلارہ نے ڈبڈبائی نظریں اس شوپر پر ڈالیں۔

"اسی لیے منع کر رہی تھی کہ ڈاکٹرز شوپر بھر کر میڈیسن دے گی، اب یہ سب کچھ تم کھانا۔ میں تو یہ پھینک رہی ہوں۔"

دلارہ نے وہ میڈیسن بیگ اس سے چھینتے ہی کچھ فاصلے پر لگے بن میں پھینکنے کی کوشش کی پر باران نے بروقت اسکی کلائی مٹھی میں سختی سے دبوچے روکا اور اسے اپنی طرف پلٹایا۔

"میں تمہارے ساتھ کھالوں گا پر تمہیں بھی کھانی ہو گی۔ پرامس؟"

دلارہ نے مزاحمت روکتے باران کی طرف دیکھا، اسکی آنکھوں میں سراسر حیرت و صدمہ ہلکورر ہا تھا۔

"تم یہ میڈیسن کھاوگے ؟لیڈیز پرابلمز والی۔؟"

دلارہ کو یقین نہ آیا اسکی بات پر، صدمے سے گرنے سی والی ہوئی۔

"ہاں۔اگر تم اس بہانے یہ سب کھالو تو سودا برا نہیں۔جب یہ میڈیسن میرے لیے ہیں ہی نہیں تو مجھ پر اثر بھی نہیں کریں گی۔باقی جو ہوا دیکھ لیں گے۔اتنا کنفرم ہے مروں گا نہیں۔ڈیل ڈن۔۔۔؟"

وہ مسکرا کر دلارہ کی جان لے کر رکھ گیا، کوئی اتنا بڑا اسٹیپ وہ بھی کسی کی ضد کے لیے کہاں لے سکتا ہے بھلا۔

اپنا خوبصورت ہاتھ اسکی طرف بڑھائے وہ اسے کسی طرح منانے، سمجھانے کے جتن کر رہا تھا وہ دلارہ یہ محسوس کر رہی تھی کہ اب تو اس آدمی کے بنا جینا نا ممکن ہے۔

"میں کھالوں گی میڈیسن پھر۔ واپس جرمنی جا کر تم دن میں دوبار کال کرو گے؟ یہ بتانے کے لیے کہ میڈیسن کھالی تم نے؟"

دلارہ نے آس سے پوچھا، وہ دردناک حسرت تھی۔

"کہو تو میں دن میں دس بار بھی یہ کھانے کے لیے ریڈی ہوں"

وہ کیا کم فدا تھی، وہ آدمی تو شاید اس چھوٹی سی سترہ سالا لڑکی پر پورا ہی مر چکا تھا۔

"میں کھالوں گی پر تم کنفرم ہو کہ مرو گے نہیں؟"

وہ واپس اسکے نرم ڈھیلے سے حصار میں آ رکی۔

"ہاں کنفرم ہے۔ نہیں مروں گا"

وہ اسے بھرپور یقین دلا رہا تھا۔

"کبھی بھی نہیں؟"

اب تک اس لڑکی کی آواز لرز رہی تھی، یہ آواز کی خراشیں تب سے تھیں جب سے باران نے اسکے ساتھ میڈیسن کھانے کی بات کی تھی۔

" کبھی نہ کبھی تو مروں گا لیکن ان میڈیسن سے نہیں۔ تم نے سناناں ڈاکٹر نے کیا کہا۔ سموکنگ بھی وجہ ہے۔ باقی تو چلو نیچرل ہے ہیوی پیریڈز اور ابنارمل سٹارٹ جو اکثر ہارمونز بدلنے کی وجہ سے بھی ہو جاتے ہیں پر جو چیز ہمارے ہاتھ میں ہو اسے ہمیں کنٹرول کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوبارہ کسی نشہ آور چیز کے قریب بھی مت

جانا۔ ایسی چیزیں جو ہمیں اپنا عادی کر کے ماریں، ان سے پناہ مانگنی چاہیے۔ گریز برتنا چاہیے۔ سمجھ گئی؟"

وہ اسکے پہلے جملے سے آگے ہی نہ بڑھی، اداس تھی، آنکھیں اختتام تک بھرنے لگیں اور باخدا آج وہ ان آنسوؤں کو خود میں دبانے کے جتن کرتے بھی تھکی لگ رہی تھی۔

"تمہارا میرے پاس ہونا بھی تو ایسی ہی چیز ہے جو عادی کر کے مارے گا۔"

وہ بول گئی، بھلے سرگوشی سے بھی مدھم بولی ہو پر وہ کان سے تھوڑی حاضر تھا، وہ تو دل سے موجود تھا۔

" تبھی تو جا رہا ہوں واپس۔ تمہیں اپنا عادی بنانے سے پہلے۔ تمہارے لیے اپنے دامن میں نفرت لے کر آیا تھا، پریشانی اور فکر لے کر واپس جاوں گا۔ ہم کچھ اور رہیں نہ رہیں تھوڑے سے دوست تو ہمیشہ رہیں گے۔ اس ناطے یہ فکر ہمیشہ قائم رہے گی۔ اب تم مجھے جس سے ملوانا چاہتی ہو ملوا لینا، کیا خیال ہے پہلے کہیں مزے دار سا ناشتہ کر لیں؟ بھوک بہت لگ رہی ہے۔۔ یہاں آ کر میرا کھانا پینا نا ہونے کے برابر ہے، مجھے تو فکر ہے میں ویک نہ ہو جاوں"

وہ اسکے لیے خود ڈور اوپن کر چکا تھا، دِلارہ نے سہولت سے اس پر سے نظریں ہٹائیں اور جا کر پیسنجر سیٹ پر بیٹھی اور میڈیسن بیگ بیک سائیڈ سیٹوں کی طرف رکھتی خود وہ اسے ساتھ آ کر بیٹھتا محسوس کرتے ہی نظریں ونڈو سائیڈ کر گئی، انکے بیٹھنے کی دیر تھی کہ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی۔

"مجھے رین واٹر سے بھی وہی ریڈ ریشیز ہو جاتے ہیں تو امبریلا لے کر آو میرے لیے"

وہ باہر کا ابر آلود موسم تکتی خوفزدہ سی ہوئی تو باران کا سیٹ بیلڈ فکس کرتا ہاتھ تھما کیونکہ وہیں دوسری روڈ سائیڈ ایک چھوٹا سا بچہ امبریلا زبیچ رہا تھا۔

"وہاں سے لے آوں۔لوکل سی امبریلا لگ رہی ہے۔برینڈڈ نہیں ہے۔تو اس تلے آجاو گی؟"

باران نے مسکرا کر دِلارہ کو دیکھتے دوسری طرف دھیان دلوایا۔

"ہاں بس کور ہو جائے باقی کوئی بھی چلے گی۔میں برینڈز کے پیچھے نہیں جاتی کیونکہ میں خود برینڈ ہوں"

دِلارہ کی کچھ دیر پہلے کی درد بھری کیفیت اب اسکی ذات کے غرور سے سجی تو باران کو سانس آیا ورنہ کچھ دیر پہلے تک وہ اسکی فکر میں مر سا رہا تھا،وہ کتنی دیر اس مس برینڈ کو

دیکھتا رہا پھر سر ہلائے وہ کارڈور کھولے ہلکی ہلکی بارش کی پرواہ کیے بنا اس شیڈ ڈشاپ تک پہنچا اور پہلی امبریلا ہی اسے پرپل کلر کی ملی، باران نے اس بچے کے سر پر ہاتھ رکھتے وہ امبریلا لینے کا کہا تو بچے نے جلدی سے مسکرا کر اونچی ہک سے وہ امبریلا اتار کر باران کی سمت بڑھائی۔

باران نے اسے امبریلا کی قیمت سے کافی گنا زیادہ کیش دیا اور واپس مڑا تبھی دلارہ نے اسکے ہاتھ میں اپنے فیورٹ کلر کی امبریلا دیکھتے ہلکی سی سمائل پاس کی۔

"اسے میرا فیورٹ کلر اب تک یاد ہے؟"

وہ خود سے حیرت کے سنگ سوال کر اٹھی، باران کی ہڈی پر بارش کی پھوار پڑ گئی تھی، بالوں میں بھی ننھے ننھے بارش کے قطرے تھے پر وہ اندر بیٹھنے سے پہلے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انھیں جھاڑنا نہ بھولا اور بیک سائیڈ امبریلا رکھتے باران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی جب اپنی ہڈی اتارنی چاہی تو دِلارہ نے اسے روکا۔

"اسے کیوں اتار رہے ہو؟"

باران نے رک کر اسے دیکھا۔

"ٹھنڈی اور گیلی سی ہو گئی ہے۔ اگر تمہیں میری وجہ سے کوئی ریشیز آ گئے تو۔؟"

باران کے جواب پر دلارہ گنگ ہی تو رہ گئی۔

"تم سے مجھے کیوں ٹھنڈ لگے گی؟"

دلارہ بدحواسی سے بڑبڑائی۔

"کیونکہ میرا تمہیں سوفٹ ساہگ کرنے کو دل چاہ رہا ہے۔"

باران نے اپنی بلیک ہڈی ایک ہی جھٹکے سے اتاری تو جناب بلیک سنگل شرٹ میں آ چکے تھے، جبکہ باران نے اسی ہڈی

کو گول مول کرے اپنے گیلے بال بھی رگڑے، اور پھر ہڈی کو فضول سی چیز سمجھ کر پیچھے پھینکا اور وہیں رکھی بلیک سوئیٹ وولی شرٹ اٹھا کر شرٹ کے اوپر پہنی، یہ جرسی بھی جناب نے گاڑی کے ساتھ احتیاطاً منگوالی تھی۔

"اپنی بہت کیئر کرتے ہو تم۔"

دِلارہ نے اسکی طرف دیکھتے مسکرا کر طنز کیا پر وہ آگے سے سنجیدہ ہو کر دِلارہ کو دیکھنے لگا۔

"اپنی جان جو بہت پیاری ہے مجھے اب"

وہ دِلارہ کی مسکراتی آنکھوں میں دیکھ کر استحقاق چھلکاتے لہجے میں بول کر اسے بھی اپنے ساتھ سنجیدہ کر گیا، دلارہ نے نظریں جھکالیں۔

"کہتے ہیں کوئی بھی درد ہو۔ سوفٹ سا ہگ بہت ریلیف دیتا ہے۔ کیا تم ادھر دیکھو گی میری طرف۔ یہ ہگ تمہیں میرا عادی نہیں کرے گا بھروسہ رکھو۔ یہ بس اسی مومنٹ تک رہے گا اپنے اثر سمیت پھر ختم"

وہ اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے مسکرا کر بولا تو دلارہ نے پھر سے اپنی گرے آنکھوں میں آس سمیٹی۔

"یہ تو میں طے کروں گی کہ اسکا اثر کب ختم ہو گا"

وہ بے خوفی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، یہاں تک کہ باران کو اب اسے دیکھنا مشکل لگا پر وہ اب نظریں جھکانے کے کسی موڈ میں نہ تھی۔

"تم بہت پیاری ہو گئی ہو مجھے، بنا کسی خود غرضی و مطلب کے مجھے تمہاری فکر ہے۔ اس میں میرا کوئی مفاد نہیں۔ پر جب تم مجھے ایسے بے خوفی سے دیکھتی ہو، یہ میرے اندر مطلب و طلب کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ میں ایسا نہیں چاہتا تمہارے اس درد کرتے وجود سے میرا کوئی جسمانی تقاضا جڑے، تو ایسے مت دیکھو"

وہ اسے سراسر اپنی نظریں سنبھالنے کی تاکید کر رہا تھا پر باران نے محسوس کیا اس لڑکی کی آنکھوں کی بے خوفی بڑھتی چلی گئی۔

"دِلارہ"

اب کے وہ بے چین ہوا۔

"میں تمہیں کبھی نہیں دیکھوں گی اب۔خوش ہو جاو"

وہ سہولت سے نظریں چرا کر ونڈو سائیڈ کر گئی، باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبایا۔

"کبھی نہ دیکھنے کا نہیں کہا میں نے"

وہ افسوس کے سنگ بولا، اسے دِلارہ سے یہ کب کہنا تھا۔

"میں نے یہی سنا اور سمجھا۔ میرا یہ آخری فیصلہ ہے۔ میں تمہارے چہرے کی طرف اب کبھی نہیں دیکھوں گی"

وہ اسکے ہاتھ کو جھٹک گئی، رخ بھی ونڈو سائیڈ کر لیا۔

"دِلارہ تم غلط سمجھ رہی ہو۔ ادھر دیکھو میری طرف۔"

وہ اسے دونوں بازووں سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتے بولا تب بھی دلارہ نے آنکھیں بند کر لیں پر اسے دیکھنا گوارا نہ کیا۔

"آنکھیں کھولو اپنی"

وہ سخت عاجز آتے گزارش پر اترا پر دِلارہ کے دل کو جو چوٹ پہنچی وہ اسے پتھر کر چکی تھی۔

"نہیں کھولوں گی۔ کبھی نہیں دیکھوں گی اب تمہیں۔"

وہ جبر میں لپٹی تھی، اسکے چہرے پر لہو چھلک آیا تھا اور باران نے یوں سانس لی جیسے ہار سا گیا ہو، صرف اسکی خود پر سے ہٹی نظریں تک اندر سب تہس نہس کر گئیں۔

"بات کیوں نہیں مانتی تم میری۔ تکلیف ہو رہی ہے مجھے۔ پلیز کھولو آنکھیں"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے گڑ گڑانے پر اتر آیا پر دِلارہ کو رحم نہ آیا، آخر کیوں کھولتی وہ آنکھیں جنکا اثر باران کو مشکل میں ڈال رہا تھا۔

"بار بار مت کہو۔ اب نہیں دیکھوں گی۔ تمہیں میرے دیکھنے سے بہت سے مسائل ہو رہے ہیں تو میں تمہیں ایڈوانس ان بہت سے مسلوں سے بچاوں گی۔ چھوڑو مجھے۔"

وہ اسکے ہاتھ بے دردی سے اپنے چہرے کے اطراف سے جھٹک گئی اور پھر سے ونڈو سائیڈ چہرہ کرتے اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ سرخ انگارہ باہر کے منظروں پر مرکوز تھیں اور

باران بے بس کیفیت کا شکار ہوا کہ یہ لڑکی کس قدر پتھر دل ہے۔

باہر بارش یکدم تیز ہوئی اور وہ اس بارش سے خوفزدہ بھی تھی، اسے بارش سے ڈر لگتا تھا، اس وقت اسکی گرے آنکھوں میں نمی تھی، درد تھا، سرخائی گھلی تھی اور باران اسکی طرف اذیت سے دیکھ رہا تھا۔

"دِلارہ"

ایک آخری بار باران نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے پکارا تو وہ سابقہ ناراضگی سے ہی اسکے ہاتھ تلے سے اپنا ہاتھ کھینچ گئی۔

باران نے مزید کچھ نہ کہا اور گاڑی سٹارٹ کر دی، اسکے چہرے پر سنگلاخ چٹانوں سی سختی اتر آئی، باہر بارش تیز سے تیز ہو رہی تھی اور وہ دو الگ الگ تکلیف میں جل سلگ رہے تھے۔

"ناشتہ کرو گی؟"

وہ لوگ دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد ایک اوپن کیفے کے پاس سے گزرے تو باران نے سپیڈ آہستہ کرتے دِلارہ سے ایک بار پھر پوچھا۔

"ہاں کرتے ہیں۔ بھوک لگ رہی ہے مجھے بھی"

دلارہ نے گاڑی رکتے ہی اپنا سیٹ بیلڈ کھولا اور اپنی طرف کا کار ڈور کھولے گاڑی سے باہر نکلی، کچھ دیر کے لیے بارش رک گئی تھی، پھر بھی دلارہ نے بیک سائیڈ ڈور کھولتے امبریلا جھک کر نکال لی، باران نے اس لڑکی کی خود اذیتی پر یوں سانس بھری جیسے وہ اسکے سینے پر اک بوجھ تھی، وہ

تاسف سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اسکے سوا دنیا کی ہر چیز اور بشر کو دیکھ بھی رہی تھی اور جائزہ بھی لے رہی تھی۔

پھر وہ خود بھی کار ڈور کھولے باہر نکلا، دلارہ آگے کیفے میں داخل ہوئے اپنے لیے ایک ٹیبل بھی چن چکی تھی اور جب باران اس تک پہنچے اسی ٹیبل کے گرد رکھی کرسی گھسیٹے اس پر بیٹھنے لگا تو وہ فورا بول پڑی، نظریں باران کے سینے پر مرکوز رکھتے اس سے مخاطب ہوئی۔

"کسی اور ٹیبل پر بیٹھو جا کر۔ مجھے سکون سے ناشتہ کرنا ہے۔ تمہارے سامنے بیٹھ کر کچھ نہیں کھا رہی۔ جاو"

دلارہ نے بنا اسے دیکھے سپاٹ لہجے میں امبریلا اور فون میز پر رکھتے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ویٹر کو اپنے پاس بلانے کا اشارہ کرتے ہی توجہ اپنے سیل فون پر مرکوز کی، باران نے سامنے والی کرسی ہی سنبھالی جس پر دلارہ کے فون یوز کرنے کے بیچ ہی جبڑے بھینچ گئے، وہ ضدی تھی تو اسکا پالا بھی ڈھیٹ انسان سے پڑا تھا۔

"تمہیں کہا ہے یہاں مت بیٹھنا؟"

وہ نظریں پھیرے ہی غصے سے بولی، نظریں اب بھی باران پر نہ ڈالیں، وہ بتا نہیں سکتا تھا اسے کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا، ہر طرف مہیب سناٹے گونج رہے تھے بس اک

دِلارہ کی نظروں کے سائے سے محروم ہونا، باران کے لیے بے سہارہ ہونے جیسا تھا۔

"مجھے دیکھ کر کہو دفع ہو جاوں گا"

وہ بھی بھیانک حد تک ضدی تھا اسکا برملا ثبوت دیا گیا، دلارہ نے دانت پر دانت جماتے اپنی خفگی کو اپنے اندر سمیٹا، باران اسکی خود اذیتی کے ان کھلیوں سے سخت پریشان تھا، وہ سب سمجھتی تھی پھر بھی بات کا بتنگڑ بنا کر یوں ضد لگا رہی تھی جو باران کے لیے تکلیف دہ تھا۔

"میں نہیں دیکھوں گی"

وہ منہ پھیر کر بیٹھ گئی۔

"میں بھی کہیں نہیں جانے والا"

باران نے بھی فون میز پر رکھتے ڈھیٹ پن میں حدیں پار کیں۔

"کل تو جاو گے ناں"

وہ سلگ کر جتا گئی۔

"اگر دیکھو گی نہیں تو فلائیٹ کینسل کروادوں گا۔ یہیں تمہارے سر پر سوار رہوں گا موت آنے تک"

وہ جس طرح دھمکی دیتے بولا، دِلارہ اسے دیکھنے کو مجبور ہوئی، اسکی گرے آنکھیں جو باران کے مضبوط و کشادہ سینے پر گڑھی تھیں، لمحہ لگتے وہاں سے بھٹک کر آنکھوں میں جا جمیں، وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور دلارہ کی طرف بڑھتے اسے دونوں بازووں سے دبوچے کرسی سے اٹھائے کھڑا کیا، وہ باران سے خوفزدہ ہوتی بازووں کی گرفت پر کراہی کیونکہ باران کے ہاتھوں کی سختی اس لڑکی کو بازووں کی جلد کو درد دیتا محسوس ہوئی۔

"دوبارہ ایسا مت کرنا میرے ساتھ۔"

اس شخص کی آواز اور سانس یہ کہتے ہانپی جبکہ دِلارہ تو اسکی امبر آنکھوں میں پھیلی تکلیف پر ہراساں ہو کر رہ گئی جن سے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"کروں گی۔ کیا کر لو گے؟"

وہ بھی خود کو کمزور ثابت نہ کرتے للکاری۔

"کرو پھر بتاوں گا تمہیں اچھے سے۔ بس اتنا جان لو یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا دوبارہ۔ سمجھ گئی تم؟"

وہ ہنوز اسے دھمکاتے بولا جیسے وہ نظریں پھیرے گی تو اسکی جان نکل جائے گی۔

"نہیں سمجھی۔ چھوڑو مجھے ہم کیفے میں کھڑے ہیں۔ سب دیکھ رہے ہیں ہماری طرف۔ تم تو چلے جاو گے واپس اپنی مقبول دنیا میں، یہاں سب لوگ باتیں میرے بارے کریں گے۔ اب کسی کی بھی وجہ سے کسی بھی قسم کی رسوائی نہیں سہوں گی باران یلدرم"

وہ پوری قوت سے خود کو باران کی گرفت سے چھڑوا لیتی دور ہوئی، باران نے اک زخمی نظر اس لڑکی کے اس رویے پر شکائیت کی طرح اسکی جانب ارسال کی جو باخدا دلارہ کے سینے پر بوجھ لاد گئی، آرے چلنے کا درد دے گئی۔

"میں رسوائی ہوں تمہاری؟"

وہ شدید تکلیف سے بولا تھا، آواز گھٹ سی گئی۔

"یہ نہیں کہا میں نے"

وہ رخ موڑنے لگی پر وہ پھر پکارا لیکن دِلارہ کی آنکھوں میں بہت سا خزن جمع تھا۔

"باخدا میں رکنے والا تھا کل پر اب نہیں۔ تم مت دیکھنا میری طرف، میں بھی ہاتھ نہیں لگاوں گا تمہیں۔ میری وجہ سے تمہیں اب کوئی رسوائی نہیں سہنی پڑے گی دلارہ۔ ویٹ کر رہا ہوں گاڑی میں، ناشتہ کر کے آجانا۔ میں

تمہیں گھر ڈراپ کر دوں گا۔ کہیں نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ۔سنا تم نے"

وہ اسے کہیں جانے نہیں دینا چاہتی تھی اور وہ بات بات پر چلے جانے کی دھمکی دے کر اسے زخم زخم کر رہا تھا۔

وہ اسکی طرف پلٹی تو وہ وہاں سے واک اوٹ کرتا باہر کی طرف نکل گیا، دِلارہ نے لڑکھڑاتے ہوئے کرسی کا کنارہ تھاما تھا۔

جبکہ وہ گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا، اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں، ماتھے پر درد بھری لاتعداد شکنیں تھیں، وہ خود

نہیں جانتا تھا وہ اتنی سی بات پر اتنا ہرٹ کیوں ہو گیا، ہاتھ بالوں میں اضطراری کیفیت میں پھیرے گہرے گہرے بھاری سانس کھینچنے لگا اور کال کرے اپنی کل صبح کی فلائیٹ بھی کنفرم کروائی، اب وہ رکنے والا نہ تھا بھلے دِلارہ پیر بھی پڑ جاتی، وہ یوں اپنا ناشتہ چپ چاپ کر رہی تھی جیسے اسے باران کی تکلیف کا کوئی احساس نہ ہو پر ایسا نہیں تھا، وہ اندر بہت سے طوفان دبائے بیٹھی تھی، وہ بتا نہیں سکتی تھی اسے کہاں کہاں تکلیف ہے، وہ سمجھا بھی نہ پا رہی تھی اسے، وہ بس خود کو جبر کے ہاتھوں اکھٹا کیے بیٹھی تھی، کیونکہ جڑنے کی اب اسکے بکھرے وجود میں ابیلٹی باقی نہ رہی تھی۔

ناشتہ دِلارہ نے زبردستی کیا اور پھر اپنی امبریلا اور فون لیے وہ اٹھ کر باہر آئی تو ہلکی ہلکی بارش پھر شروع تھی، دِلارہ نے امبریلا اوپن کرے خود پر سایہ فگن کرلی اور روڈ کنارے کھڑی ہو گئی، جہاں سے باران اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"گاڑی میں آو"

باران نے اسے میسج کیا جسے دلارہ نے فورا نوٹیفکیشن پر سین کیا۔

"گھر ڈراپ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے کچھ کام ہیں۔ تم جاسکتے ہو۔"

وہ جواب لکھ کر اسے بھیجتی ہنوز وہیں کھڑی آتی جاتی ٹریفک کو دیکھنے لگی، باران نے میسج پڑھا اور فون غصے سے ڈیش بورڈ کی جانب دے مارے وہ پھر سے بارش میں ہی باہر نکلا، دلارہ تک پہنچے اسکی امبریلا کے سائے میں آتے ہی اسکی بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ اک ہاتھ سے چھتری اور فون سنبھالتی دوسرا ہاتھ اسکے سینے پر جما گئی، یہ آدمی تو اپنے کہے سے فوری مکر گیا تھا۔

"میرے ساتھ چلو۔ جہاں جانا چاہتی ہو میں لے جاوں گا"

وہ اسکی طرف دیکھتے افسردہ ہوئی۔

"ناراض ہو کر بھی ڈرائیور بنے رہو گے ؟"

وہ معصومیت سے بولی جو سراسر ایکٹنگ تھی۔

"ہاں"

وہ جبر میں لگا۔

"جانے دو میری باتیں"

وہ اسکی آنکھوں کی شکائیت کے آگے دم ہارنے لگی، فورا سے اسکے روبرو کھڑے شرمندگی سے نظریں جھکالیں۔

"کیسے جانے دوں، درد دے کر جاتی ہیں۔ سینے میں گڑ جاتی ہیں۔ بتاو کیسے جانے دوں؟"

وہ اسی سے اسکا حل مانگ بیٹھا، کیونکہ اپنا دل اور وجود تو آبلے کی طرح درد میں محسوس ہو رہا تھا۔

"میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم رسوائی ہو میری۔ یہ تم نے خود پر خود الزام تھوپا ہے۔ تم نے کہا تمہارے اندر طلب جاگتی ہے تبھی نظریں ہٹالیں۔ تمہیں میرے درد کرتے وجود سے کوئی سکھ نہیں مل سکتا اسکا بہت یقین ہے تمہیں تو تھوڑی سی دوست بھی مت بناو مجھے۔ یہ رشتہ بھی تو سکون دیتا ہے کہ کوئی ہے ہمارے پاس جسکا کندھا ہمارے لیے

موجود ہے۔ تم کوئی بھی اچھی چیز مت جوڑو پھر مجھ
سے۔ جاو تو سارے رابطے ختم کر کے جانا۔ میں نہ تمہیں
دیکھوں نہ تم مجھے دیکھو۔ میری فکر کرتے رہنا چھپ کر
میں بھی کروں گی۔ کل کا ختم ہوتا میں آج کر رہی ہوں۔ جا
کر اپنے بابا اور بھائی کے ساتھ وقت گزارو۔ کل واپسی ہے
تمہاری"

وہ اسکے سینے پر دباو دیتی اسے امبریلا کے سائے سے باہر کر
گئی، بارش تیز ہونے کی وجہ سے وہ بھیگنے لگا اور دلارہ تک
بارش کی نہیں اس شخص کی سرد نظروں کی آنچ پہنچ رہی
تھی۔

"مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے"

وہ اپنے آپ میں نہ تھا، دِلارہ اس بار خود اس تک گئی اور وہ پھر سے سائے میں آ گیا، درحقیت وہ دلارہ کی امان میں آ چکا تھا۔

"میں تمہیں ہرٹ کرتی ہوں تب بھی؟"

وہ اسکے چہرے پر سے بارش کی بوندیں صاف کرنے کے بیچ بولی، دلارہ نے ہتھیلی اسکے رخساروں پھر داڑھی پر پھیری، اسکی گھنی خوبصورت پلکوں پر انگلیوں کی پور

پھیرتے ہاتھ گردن کی اک طرف جماتے روکا، دوسرے ہاتھ میں اس نے چھتری اور فون پکڑ رکھے تھے۔

"ہاں تب بھی۔"

وہ اسکے گردن پر جمے ہاتھ کو پکڑ کر نیچے کرتا بولا تو دلارہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا، کیا اسے دلارہ کے ہاتھ کی محبت پسند نہیں آئی تھی؟ کیا وہ بے چین ہوا تھا جب دِلارہ نے اسے بے اختیار چھوا، اسکے چہرے کو صاف کیا۔

"اگر تم میری جگہ ہوتے تو اس پر تمہارا کیا جواب ہوتا؟"

وہ بلینک ہوئی تو حل بھی اسی سے مانگا۔

"تمہیں گلے لگاتا"

وہ اذیت سے بولا تھا، دِلارہ نے پھر نظر جھکائی۔

"تم پھر بھیگ گئے ہو۔ میں کیسے لگاوں گلے؟"

وہ اسکی وولی شرٹ گیلی محسوس ہونے پر سہولت سے بہانہ بنا گئی۔

"تم باران نہیں ہو۔ تمہارے پاس بہانے ہزار ہوں گے۔ آو حویلی چلتے ہیں۔ میں چینج کرلوں پھر باقی کا سفر شروع کریں گے۔ میری ٹانگ میں بھی درد ہے تو پین کلر لے لوں گا۔"

وہ اسے جتا گیا کہ وہ بہانے باز ہے، پر دِلارہ کو برا نہ لگا۔

"ایکس رے کروالیں ٹانگ کا؟ درد تو چلا جانا چاہیے تھا اب تک۔ کیوں ہو رہا ہے۔ سردی لگ رہی ہے؟"

وہ اسکی فکر میں ہلکان ہوئی، وہ یکسر الگ دلارہ بن گئی۔

"ہاں۔ ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ تبھی کہہ رہا ہوں ایک چکر حویلی لگاتے ہیں۔ پھر تم مجھے لے کر چلنا اسی کے پاس جو علاج اور تھراپی خود کرتا ہے۔ جس سے مجھے ملوانا تھا تمہیں"

دلارہ نے فوری سر ہلاتے اسکے ساتھ ہی فرمابرداری سے گاڑی تک کا فاصلہ عبور کیا پھر وہ امبریلا، باران کو پکڑائے

خود اپنی جگہ بیٹھی، باران نے چھتری کلوز کی اور اسے جھاڑ کر خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر بیٹھے پیچھے کی جانب رکھ دیا۔

"ہاتھ دو ادھر"

وہ اسکا ہاتھ خود ہی پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں دبا گئی تو باران کے برف ہوتے ہاتھوں پر دِلارہ نے اسکی طرف ناراضگی سے دیکھا۔

"تمہارے ہاتھ برف ہو رہے ہیں۔ اس جرسی کو اتارو۔ بس یہی گیلی ہے۔"

دِلارہ نے اسکے دونوں ہاتھوں کو چھوا جو دونوں یخ ٹھنڈے تھے اور پھر خود ہی اسکی وولی شرٹ اتارنے لگی جب باران نے اسکے دونوں بے تکلف ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

"اتار دو میں پھر ہگ کرتی ہوں۔"

وہ یوں تھی جیسے اسکی جان لبوں پر آگئی ہو۔

"مجھے تمہارا ہگ نہیں چاہیے دِلارہ، آئی ایم اوکے"

وہ اسے سہولت سے منع کر گیا، اندر تک برہمی کا دھواں بھرا تھا۔

"پلیز۔ ضد نہیں کرتے ناں"

وہ بچوں کی طرح اسے منانے لگی، اسکی گال سے ہتھیلی جوڑتے اصرار کیا اور مجبور کر دیا۔

"تم ضد کر رہی ہو۔ ٹھنڈ میری ٹانگ کو لگ رہی ہے مجھے نہیں۔ اور تم کونسا آتش فشان ہو جو مجھ سے لپٹ کر گرمی دو گی اور میں بلکل فٹ ہو جاوں گا۔"

وہ اسکی طرح منہ پھٹ ہوا جبکہ دِلارہ گھوری ہی یوں کہ باران نے شرافت سے اپنی گیلی جرسی اتار کر پیچھے پھینک دی، دِلارہ کی آنکھیں خفیف سا مسکرائیں۔

"اچھا یہ بتاو اگر تمہیں کسی کو سوری کہنا ہو، تم کیا کرتے ہو؟"

وہ اسے ڈرائیونگ سٹارٹ کرتا دیکھے بلکل دوستانہ موڈ میں آگئی، اس لڑکی کے دھوپ چھاوں سے مزاج ہی بڑے قہر ناک تھے، خود تو وہ تھی ہی شرارہ۔

"منہ سے کہہ دیتا ہوں"

وہ ہنوز روٹھا روٹھا ہی بولا، توجہ سامنے رکھی، ایک تو بارش پہلی بار خود باران کو بھی اچھی نہ لگ رہی تھی حالانکہ اسکا نام ہی باران تھا یعنی باراش، کل تک بارش کا دیوانہ پرتب

سے نہ رہا جب سے یہ جانا کہ یہ بارش کا پانی دِلارہ کو خوفزدہ کر کے اس موسم سے لطف نہیں لینے دیتا، اول تو انقرہ میں بارشیں ہوتی بہت کم تھیں اور جب شروع ہوں پھر سردی کی شدت بے حد بڑھ جاتی تھی۔

"منہ سے؟ اس منہ سے؟"

وہ اسے جان بوجھ کر چھیڑ رہی تھی، باران نے سرسری سا اسکی طرف دیکھا۔

"اور کیا ایکسٹرا منہ ہے میرا کوئی؟"

وہ تپ کر گھورا۔

"ہاں۔ یہ آنکھیں بھی تو منہ سے کم نہیں۔ بہت بولتی ہیں۔ تمہیں پتا ہے میں تمہیں اس ڈاکٹر سے کیوں ملوانا چاہتی ہوں؟"

وہ ہنوز اسی سے بات کر رہی تھی، باران نے اسکی طرف دیکھتے سپیڈ دانستہ سلو کی تاکہ وہ اسے بآسانی زیادہ دیکھ سکے، وہ بہت اچھے موڈ میں تھی تو باران کو بھی اپنا بگھڑا موڈ سنوارنا پڑا۔

"کیوں ملوانا چاہتی تھی؟"

وہ بھی جاننے کو بیتاب تھا۔

"تاکہ تمہیں احساس دلاوں کے اپنے مریضوں کو پورا خود ہینڈل کروگے تو وہ جلدی ٹھیک ہو کر تمہاری جان چھوڑ جائیں گے۔ اب تک مجھے اتنا تو یقین ہو گیا کہ تم لوگوں کو لوٹتے نہیں، جیسا کہ مجھے ہر دوسرے ڈاکٹر کو دیکھ کر لگتا ہے۔ اس لیے اب ملوانا ضروری نہیں، وہ ویسے بھی دو ماہ بعد ایو لیبل ہیں تو ہم پھر مل لیں گے۔ کچھ کام اگلی ملاقات کے لیے بھی رکھنے چاہیں تاکہ تمہیں یاد رہے کہ واپس آنا ہے"

وہ گاڑی ہنوز بہت سلو ڈرائیو کر رہا تھا، جبکہ بے اختیار اختتام تک اسکے چہرے پر مسکراہٹ چلی آئی جو دِلارہ کو بہت مرغوب لگی۔

"تم چاہتی ہو میں ہر صورت واپس آوں؟"

وہ اسے دیکھتے پوچھنے لگا جس نے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے سامنے ڈرائیونگ پر توجہ دینے کو کیا۔

"میرا چیک آپ ہو گا۔ اور اس ڈاکٹر سے بھی ملنا ہے ناں جس سے میں ملوانا چاہتی ہوں۔ اپنی فیملی سے بھی مل لینا۔ کیا اتنی وجہ کافی نہیں واپسی کے لیے؟"

وہ اسکی طرف دیکھتی بہت سی وجوہات گنوا گئی پر باران کو جو وجہ چاہیے تھی، وہی چھپالی۔

"میرا سوال وہی ہے دِلارہ، کیا تم چاہتی ہو میں واپس آوں۔ تب تک توران بھی واپس آ چکا ہو گا۔ ساری سچائیاں کھل چکی ہوں گی۔ کیا تم پھر بھی چاہو گی میں واپس آوں؟"

اب کی بار باران نے گاڑی روڈ سائیڈ لگاتے روکی تا کہ پیچھے آتی گاڑیاں اسکی سلو سپیڈ سے ایفیکٹ نہ ہوں کیونکہ وہ مین روڈ پر تھے۔

"ہاں۔ میں اس سب کو اکیلے فیس نہیں کر سکتی۔ تم آجانا"

وہ نظریں جھکا کر بولی تھی، یہ ثبوت تھا کہ وہ باران کے بنا اکیلی پڑنے والی ہے۔

"تو تم یہ نہیں کہہ سکتی کہ جاو ہی مت"

وہ اسکے سوال پر مسکرا کر واپس اسے چہرہ اور نظریں اٹھائے دیکھنے لگی۔

"ایک مسیحا کو اسکے بیماروں سے دور کرنا مجھے منظور نہیں۔ تمہاری زندگی بزی رہے یہی بہتر ہے ورنہ تم فضول اور الٹا سوچتے رہو گے۔ اور مجھے تو نہ معافی مانگنی آتی ہے نہ منانا بس ہرٹ کرنا آتا ہے، تم جاو واپس۔ تمہاری زندگی

رکنی نہیں چاہیے۔ اٹھارہ سال خود کو ضائع کر چکے ہو، اب سنبھال کر رکھنا"

وہ اسے تاکیدیں کر رہی تھی، یہ روپ باران اسکا پہلی بار دیکھ اور جھیل رہا تھا کیونکہ وہ دلارہ کو اس معاملے میں راضی نہیں چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا پورے حق سے اسے روکے۔

"کس کے لیے سنبھالنا ہے مجھے خود کو یہ بھی بتا دو؟"

وہ اسکی آنکھوں میں دیر تک اب بھی نہ دیکھ سکی، نظریں جھکا لیں، نظریں جھکا کر وہ اسے پریشان کر رہی تھی۔

"اپنے لیے۔ایک بات پوچھوں تم سے؟"

وہ آنکھیں اداس تھیں جب اس نے تمہید باندھی۔

"پوچھو"

وہ پوری جان سے حاضر تھا۔

"کیا تو ران مسدور تمہارا بھی دوست تھا؟عیشاء کی زندگی میں وہ آیا تو کیا تم نے عیشاء کو منع نہیں کیا کہ یہ انسان اسکے حق میں بہتر نہیں۔تم تو عیشاء کے بیسٹ فرینڈ تھے؟"

وہ یہ سوال خود تک مزید سنبھال نہ پا رہی تھی تبھی بے بس ہو کر پوچھ بیٹھی۔

"وہ میرا دوست نہیں تھا پر کالج فیلو ضرور تھا۔ تب تو برا نہیں تھا جب ہمارے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا۔ بلکہ بہت اچھا تھا۔

یلدرم اور مسدور خاندان کے بیچ کی دشمنی کی پرواہ بھی نہیں تھی اسے۔ وہ عیشاء کی زندگی میں نہیں آیا تھا بلکہ تمہاری ماں زبردستی گھسی تھی اسکی زندگی میں۔ جس فیصلے میں مرد ہی راضی نہ ہو، وہاں وفا اور احساس کا نشان تک نہیں ہوتا۔ اکیلی عورت کی رضا ٹیکنیکلی کام نہیں آتی۔ ورک نہیں کرتی۔ عورت ایڈجسٹ کر لیتی ہے کم

پسندیدگی پر بھی لیکن مرد نہیں کرتا۔ اسے وہی عورت عزیز ہوتی جس پر وہ حقیقی قربان ہوتا ہے"

دِلارہ نے اسکی ہر بات بہت غور سے سنی، وہ کچھ بھی بولے اچھا لگتا تھا، وہ باران کے مزاج کا ہر موسم اپنا من پسند بنا چکی تھی، پھر وہ لڑے، ڈانٹے، ناراض ہو، سمجھائے، خیال رکھے یا دھمکیاں دے، اسے سب پیارا ہو گیا تھا۔

"تمہیں کبھی کوئی عزیز نہیں ہوئی عورت؟ تم دیکھتے نہیں تھے انکی طرف یا عورتیں خود ہی تمہارے سرد مزاج کی وجہ سے دور رہیں ان اٹھارہ سال تم سے؟"

وہ اس سے جانے کیا کیا اگلواتی جا رہی تھی، یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ وہ باران پر حاکمیت رکھتی تھی، اور وہ اسکا غلام تھا۔

"میں نے نہیں دیکھا کسی کو"

وہ جھوٹ بول رہا ہو باخدا ایسا کہیں سے نہ لگا، دِلارہ کتنی دیر اسکی آنکھوں کی سچائی پر دنگ بیٹھی رہی۔

"میرا وجود تب درد میں نہیں ہوتا جب میں تمہارے ساتھ ہوتی ہوں۔ اور یہ بات رومنٹک نہیں ہے"

وہ اپنے دل کی بات کہنے کے بعد جتانا نہ بھولی، وہ مدھم سا مسکرایا پر اسکی مسکراہٹ اسکی امبر آنکھوں میں جمی تکلیف کے سبب ادھوری تھی۔

"ہاں یہ میرے گریز کا جواب دیا ہے تم نے پتا چل گیا۔ اس گریز کا کہ میں تم سے طلب کے کسی معاملے میں جڑنا نہیں چاہتا۔ ٹھیک کہا ہے ناں میں نے؟"

وہ اسکو آنکھیں مزید چرانے یا جھکانے نہ دے سکا، اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ کی پکڑ جماتے دلارہ کو مجبور کیا کہ وہ آنکھیں بند کرے یا کھولے، سامنے بس وہ شخص موجود ہو۔

"ہاں۔ میرے پاس کسی بات کا جواب ہو اور میں چھپا لوں، یا سامنے والے کو نہ دے ماروں جب تک۔ مجھے پیٹ میں گدگدی ہوتی رہتی ہے۔"

وہ اسکا ہاتھ ہٹانے کے ساتھ صفائی بھی دینے لگی پر کسی کا دل تو کھلے عام اجاتوں پر بہار ہو رہا تھا۔

"اب تو گدگدی نہیں ہے ناں؟"

وہ اسکے پیٹ پر بے تکلفی سے ہاتھ رکھ کر سہلاتا اسکی آنکھوں میں بھی بے باک انداز میں دیکھ رہا تھا، دِلارہ کو کچھ خطرہ سا محسوس ہو رہا تھا باران سے۔

"لنچ یلدرم حویلی کرتے ہیں۔ڈنر انے کی طرف۔ آج کا پورا دن میرے ساتھ رہو گی تم دلارہ؟ دن ختم ہو گا تو تم میرے سارے راز جان جاو گی۔ میرے فرار سے لے کر میری واپسی کا ہر راز جان لو گی تم آج"

وہ اس سے اسکا پورا دن مانگ رہا تھا جو پوری اسکی ہو کر بیٹھی تھی۔

"او کے"

وہ اس سے زرا دور سا سر کی۔

"میری چاہت کا کیا؟"

وہ اسکی بات پر ساکن ہوئی، نا سمجھی سے باران کا منہ تکنے لگی۔

"ک۔۔ کیسی چاہت؟"

وہ بولتے سمے ہکلا سا گئی۔

"تمہارا دل نہیں چاہ رہا مجھ سے گلے لگنے کو؟"

وہ پریشان تھا کہ اکیلا اسکا ہی دل ایسی فضولیات پر کیوں اٹکا ہوا ہے، دِلارہ نے فوراً سے گھبرا کر انکار کیا۔

"نہیں۔ مجھے گلے لگنا پسند نہیں"

دلارہ نے چہرہ سامنے کیا پر وہ ہنوز دلارہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"مجھ سے بھی نہیں؟"

وہ گہرا سانس بھرے اسے دیکھنے لگی جو مجبور اور بے بس کر رہا تھا۔

"ٹھنڈ لگ رہی ہے تو بتاو۔ میں کر دوں گی۔ اور کوئی وجہ نہیں ہگ کرنے کی میرے پاس"

دِلارہ نے بھی اپنی ضد برقرار رکھی اور اب وہ مجبور تھا یہی اک آپشن آولیل کرتا۔

"لگ رہی ہے"

وہ اسے ہر طرف سے گھیر گیا۔

"میں آتش فشاں نہیں ہوں۔ گرمی نہیں دے سکتی"

وہ بچ نکلنے کے بہانے تراشتی کبھی نہیں تھک سکتی تھی۔

"خدا کے لیے دلارہ۔ اک گلے لگنے کے لیے تو کم از کم مجھے بہانہ ڈھونڈنے کا مت کہا کرو۔ نہ خود ڈھونڈا کرو۔ تم اتنی تو میری ہو ہی کہ میں تمہیں کبھی بھی اپنے گلے لگا سکتا ہوں۔ تمہاری اجازت کے بنا بھی"

وہ اسے اس بار جسطرح پکڑ کر اپنے سینے میں بھینچ گیا، وہ دِلارہ کی آتی جاتی سانس روکنے جیسا تھا، اسکے ایسے حق تو دِلارہ کو اس سے دور بہت رلانے والے تھے۔

"میں تو ابھی سے مس کر رہا ہوں تمہیں دلارہ۔ اپنا فیصلہ خود پر ہی بھاری پڑ رہا ہے۔ تم پر کیا قہر ڈھائے گا میرا جانا اس بارے تو سوچنا بھی محال ہے۔ یا اللہ اسکی حفاظت کریے گا میرے پیچھے اور میرے بعد۔ مجھے اسکی فکریں اندر ہی اندر کھا رہی ہیں۔ یہ بتاتی بھی تو نہیں ہے اسکے لیے کیا ہوں میں۔ لڑتے لڑتے ہی میری آزادی کا وقت نکل گیا۔ میں اسے پیار اور حفاظت تو دے ہی نہیں پایا"

وہ اسے اپنے سینے میں چھپائے خود سے شکوے کر رہا تھا پر وہ پر سکون تھی، اسے ان بازووں میں قید ہو کر حفاظت بھی محسوس ہو رہی تھی اور باران کا اسکے لیے بے شمار پیار

بھی، فرق بس یہ تھا کہ وہ دونوں یکسر مختلف سوچ رکھنے والے لوگ تھے۔

کوئی کسی کو سمجھا ہی نہ پا رہا تھا کہ وہ اسے لیے کیا ہے۔

"میں آتش فشاں نہیں ہوں باران"

وہ زبردستی اسے خود سے دور کر گئی، تنگ آ گئی تھی اسکے اتنے زور سے چپکے ہونے پر، کیونکہ وہ دِلارہ تھی، اسے دل رکھنا نہیں آتا تھا۔

"پھر بھی ٹھنڈ بھاگ گئی۔ تم ایسے تھوڑی سی نہیں، بہت سی دوست لگتی ہو جب میری ہر ایفرٹ کو سمجھتی ہو۔ مجھے پیار

آتا ہے پھر تم پر کہ تمہیں زور سے گلے لگالوں۔ اور یہ بات بھی رومنٹک نہیں۔ یہ اور والا پیار ہے۔ بنا کسی مطلب والا"

وہ اسے اس اکورڈ سچویشن سے بہت خوبصورتی سے نکال لایا، وہ مسکرائی کہ باران نے اسے ڈرایا نہیں، نہ ڈرا رہنے دیا۔

"مجھے پتا ہے یہ بات۔ صفائیاں مت دو"

وہ اپنے بال سہلاتی غرور سے بولی۔

"تم نے پہلے دی تو سوچا مجھے بھی دینی چاہیے۔ ہمارے بیچ کچھ بھی رومنٹک نہیں۔"

وہ شاید خود کو تسلی دے رہا تھا پر یہ بات وہ دونوں جانتے تھے کہ انکی کہانی میں رومینس بوس و کنار پر مشتمل نہیں بلکہ انکے ساتھ ہونے میں مخفی ہے، جب دِلارہ نے اس سے نظریں ہٹائیں، اور وہ تڑپ اٹھا، یہ تھا دلبر کا رومینس، جب دلارہ نے کہا وہ دو ماہ بعد آئے کیونکہ وہ سب اکیلے فیس نہیں کر سکتی، یہ تھا ان دو کا رومینس، اور جب باران اسکے سنورتے موڈ پر اپنے درد کرتے مزاج درست کر رہا تھا، وہ بے حد رومانوی لمحہ تھا، وہ موسموں کو نشیلا کر گیا تھا، اس برستے دن سے سوگنا زیادہ دلکش وہ لمحہ تھا جب وہ پوری

جان آنکھوں میں لا کر اک دوجے کو دیکھتے تھے، جیسے کوئی اپنی ساری خواہش بس دیکھنے پر روک لے۔

"حویلی لے کر چلوناں"

وہ اپنی جگہ ٹھیک سے بیٹھے بولی تو باران نے غلام کی طرح اسکے کہے کو حکم لیا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

"میں بہت مس کروں گی تمہیں تھوڑے سے دوست"

وہ اسکو دیکھتے اداس سا مسکرائی۔

"میں تب کروں گا جب تیسری سے پہلی پوزیشن آئے گی میری۔ تھوڑے سے دوستوں کو مس نہیں کرتا میں۔"

وہ مغرور بنا منہ پرناں کر گیا، دِلارہ نے منہ سے حیرت بھرا "ہاا" نکلا پر باران ہنوز منہ پھلائے بیٹھا کندھے اچکا گیا۔

"مت کرو۔ مر نہیں جاوں گی میں۔"

وہ لاپرواہی سے بولی جیسے اسے باران کی زرا نہ پڑی ہو پر یہ بس دکھاوا تھا، حقیقت مختلف تھی۔

"میں مر گیا تو؟"

وہ دل سا تھمنے پر اسے شاکی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"پھر کر لینا تھوڑی دوست کو تھوڑا ہی سہی مس۔ اتنا کہ زندہ رہ سکو۔"

وہ ڈرے ڈرے مشورہ دے گئی تبھی باران نے اسکی طرف والی بازو کھولتے اپنے پاس آنے کا آنکھوں سے اشارہ کیا، اسکا یہ اشارہ کرنا منظروں کی سانس پھلا گیا پھر دلارہ کیا چیز تھی۔

"کیا ہوا؟"

وہ سیٹ بیلڈ پھر سے کھولے اسکی بازو سے آ لگتی فکر سے بولی پر وہ ڈرائیونگ کرتے مسکرا رہا تھا۔

"بہت مس کروں گا میں بھی اس تھوڑی سی دوست کو لیکن ابھی پورا دن باقی ہے۔ ابھی سے مس کرنے کی باتیں سائیڈ

کرتے ہیں۔ اتنے دن لڑتے رہے۔ اب میرے جانے تک صلح صفائی سے رہیں گے۔ ڈن؟"

وہ اس کے اس مزاج کے سارے موسم دیکھنا اور پرکھنا چاہتا تھا، اور دِلارہ یہ سوچ رہی تھی کیا وہ اسے صرف مسکراتی اور راضی قبول ہے؟ کیا لڑتی، لاڈ اٹھواتی اور پریشان کرتی نہیں، محترمہ کا موڈ پھر بگھڑا۔

"تم لڑتے ہو۔ میں نہیں لڑتی۔ سو یہ صلح صفائی کی تاکید خود کو کرو۔"

وہ فوراسے موڈ خراب کر گئی تبھی باران نے اسکا چہرہ اٹھائے اوپر کرتے گھورا۔

"باز آجاو۔پیار کبھی بھی غصہ بن سکتا ہے۔"

وہ اسے دھمکا رہا تھا اور وہ اسکے پیار سے زیادہ اسکے غصے پر مر مٹی تھی۔

"غصہ کرلو۔پیار مت کرو"

وہ بے چین ہوئی کے وہ اسے کیوں خود سے لپٹانے لگانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"پیار کرلو۔غصہ نہیں۔یہ والا بیان کب آئے گا؟"

دلارہ اسکے حصار سے نکل کر واپس اپنی جگہ بیٹھی اور اب گھوریاں بھی دی کہ خبر دار مجھ سے چمٹنے کی کوشش کی۔

"مر کے بھی نہیں۔ تم سے فری کیا ہو جاو۔ ٹھرکی بننے لگتے ہو۔ پھر کہو گے طلب جاگ رہی ہے جسمانی۔ اپنا علاج کرواو ورنہ سن لو گے مجھ سے کھری کھری۔ اب حویلی آنے تک بات مت کرنا مجھ سے، غصہ آگیا ہے۔"

وہ گالوں کو غباروں سا پھلاتی سر اسر لڑنے مڑنے پر اتری تو باران نے بھی مسکراہٹ کو حلق کے پار دھکیل کر ساری توجہ بس ڈرائیونگ اور پہلو کے پاس ہی دل کی طرح دھڑکتی دلارہ پر دی، ہاں اب وہ اسے چھیڑنا نہیں چاہتا تھا

کیونکہ وہ ایسے منہ پھلا کر بیٹھی کم بہکانے کا سامان لگ رہی تھی اور یہی باران کے لیے سیو سچویشن تھی۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

"لگ تو یہ سوپ شاندار رہا، اوپر سے یہ جو مریضوں والا اسکا رنگ نہیں یہ زیادہ خوشی کی بات ہے۔ اگر یہ ریسپی میرے بخار کو واقعی بھگا گئی تو تمہیں انعام ملے گا"

سوپ کے باول کو کچھ بوائل ویجیز کے ساتھ پلیٹ میں سجا کر لاتی نازلی تو انکے پہلے لک وائز سراہنے پر ہی گلاب سا کھل گئی، خود عالیان بھی امپریس ہوا کہ بابا تو پیسے لے کر بھی تعریف نہ کریں، یہ چاند کہاں سے نکل آیا پھر یاد آیا کہ وہ ولن بس اپنے دو بیٹوں کے لیے، باقی دنیا کی ہر بچی کے لیے انکا پیار ٹھاٹھیں مار کر اٹھتا تھا۔

"عافیت پائیں آپ بھائی۔ آرام سے انجوائے کریں"

نازلی نے مسکرا کر پاس ہی بیٹھے انکو سوپ پینے کا کہا جبکہ عالیان نے کمرے سے باہر آتے اک نظر اپنے کمرے کے

دروازے پر ڈالی، بیس منٹ ہو چکے تھے ایدا کمرے سے باہر تشریف نہ لائی۔

"اب ایسا بھی کیا ہوا تھا کہ وہ بونگی اندر گھس کر بیٹھ گئی۔"

نازلی اور بابا کو ہلکے پھلکے انداز میں باتیں کرتا دیکھے وہ ناک سی کھجاتا باہر آیا اور اپنے کمرے کا ڈور کھولے اندر جھانکا مگر وہ کمرے میں نہیں تھی۔

"کیا تم سو گئی ہو۔ باہر کیوں نہیں آ رہی ایدا؟"

وہ دروازے تک جا کر اسے بجاتے بولا تو وہ جو مرر کے سامنے کھڑی وہاں رکھے سکن پراڈکٹس کا جائزہ لے رہی

تھی، ڈر کر اچھلی تو عالیان کا فیس پیک ماسک کا باول ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرتے ہی ٹوٹا، ہاں آواز باہر تک گئی۔

"کیا توڑ دیا؟"

وہ پھر سے دروازہ بجاتے بولا تو ایدا نے پھولے ہاتھ پیر سمیت ہی نیچے بیٹھ کر وہ شیشے کا باول اس کریم سمیت اٹھایا تو اسکی ساری کریم ایدا کے ہاتھوں پر جا لگی، اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تو منہ پر بھی جا لگایا۔

"اف ایدا"

وہ اٹھی اور جب منہ آئینے میں دیکھا تو وہ آئلی سی کریم سے بھرے ہاتھ باتھ روم کیبنٹ کے بیچ رکھے نل کھولا تو وہ سارے ہاتھ چکنے کر گئی۔

"یہ کیا چیز تھی میرے خدا۔ آپکو کیا مسئلہ ہے دروازہ توڑیں گے کیا؟"

وہ ہاتھوں کو جتنا دھو رہی تھی وہ کریم اتنا پھیل رہی تھی، اوپر سے وہ باہر سے ٹھک ٹھک کرے اور دماغ کھا رہا تھا۔

"کھولو اسے۔ کیوں بند ہو۔ باہر آو۔"

وہ ابھی بھی حکم ہی دے رہا تھا جس پر ایدا نے وہی چکنے ہاتھ دھونے روکے اور ننگے پیر ہی پہلے ڈور تک گئی اور کھولتے ہی دونوں ہاتھ سیدھے عالیان کی شرٹ سے رگڑے، وہ اس اچانک افتاد پر بوکھلایا۔

"یہ کیا تھا۔ میرے ہاتھوں سے اتر ہی نہیں رہا۔ ٹوٹ گیا۔ اٹھانے کی غلطی کیا کر دی میرے ہاتھ اور منہ دیکھیں۔ کیا بلا تھی یہ۔؟ کونسا فیرنس کا ٹوٹکا ہے یہ آپکا"

ایدا کی جھنجھلاہٹ و بڑبڑاہٹ پر عالی نے پہلے حیرت سے اندر داخل ہوتے فرش پر گری اس شیشے کی ڈبی کو دیکھا جسکی کریم فرش پر، سنک کے نیچ، نل پر یہاں تک کے مرر

پر بھی لگی تھی، پھر ایدا کے ہاتھ دیکھے جو صاف ہو گئے پر عالیان کی شرٹ دونوں طرف سینے سے اس کریم سے گندی ہو چکی تھی۔

"یہ دیواروں پر لگی ٹائلز صاف کرنے والا کلینر ہے۔ برش سے یوز کرتے، ان ٹائلز کو چمکیلا کرنے کے لیے۔ تم اس سے نہائی ہوئی ہو۔ اگے کم چمکیلی ہو۔ حد ہے ایدا۔ منہ پر بھی لگا رکھا ہے"

وہ قریب آتا اسے کانچ والی سائیڈ سے پرے کرتا ٹشو رول سے زیادہ سا ٹشو کھینچے اسکی گال صاف کرتے ساتھ ساتھ ڈانٹ بھی گیا۔

"مجھے لگا آپ اتنے حسین ہیں، اسکی کوئی جادوئی دوا ہے۔ یہ مجھ سے خود چپک رہی تھی سچی۔ دیکھیں کتنی چیچپی ہے۔ پلیز میرے ہاتھوں سے اتاریں اسے۔ مجھے گندی فیل آرہی ہے"

ایدا نے منہ صاف کرواتے ہی دونوں ہاتھ تسلی سے اسکی کالی شرٹ سے مل کر اسکا ستیاناس کیا، تب جا کر اسکے ہاتھ چپکنا بند ہوئے۔

"اتر گئی۔ یہاں کیوں بند ہو کب سے؟"

عالیان نے اسکی انگلیوں کے بیچ لگی کریم کو بھی ٹشو سے صاف کرتے آئبرو اچکا کر ایدا کی طرف دیکھا جسکی آنکھیں مزید شرم سے نیچی ہوئیں۔

"میں نے آپ پر گندی نظر ڈالی، تبھی چھپی تھی"

ایدا نے سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں اعتراف کیا تو عالیان نے بمشکل مسکراہٹ دبائی، وہ اسکا ہاتھ پکڑے باہر روم میں گھسیٹے لایا، ایدا نے دم سادھے عالیان کے سنجیدہ سے چہرے کی طرف دیکھا۔

"گندی نظر؟ ایکسپلین کرو۔ یہاں بیٹھو"

وہ اسے ڈریسنگ میز کی کیوٹ سی چیئر پر بیٹھائے خود وہاں رکھا کلینزر اٹھائے اپنی ہتھیلی میں زرا سا ڈالے، بوتل واپس میز پر رکھے زرا سا ڈریسنگ ٹیبل پر ٹکا اور دوسرے ہاتھ سے ایدا کا ہاتھ پکڑا جسے اس پالش کریم نے کھردرا کر دیا۔

"دوست نہیں دیکھتے ویسی نظر سے۔ ایکسپلین نہیں کرنا آتا"

وہ منہ نیچے جھکا گئی، عالی نے اسکے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے کلنزنگ کرنی شروع ہی کی کہ ایدا نے گدگدی سی محسوس ہونے پر ہاتھ کھینچا ہی جب وہ شدید برہمی سے گھورا کہ وہ سانس تک روک گئی، کھینچا ہاتھ بھی ڈھیلا چھوڑا۔

"میں فیسانسے ہوں ناں تو ایسی نظر ڈال سکتی ہو تم"

وہ سنجیدگی سے اب اسکا دوسرا ہاتھ بھی ویسے ہی کلئین کر رہا تھا تاکہ وہ پالشنگ کریم کوئی ریشیز نہ کر دے، ایدا نے ناسمجھی و بے یقینی سے عالی کے منہ کی طرف دیکھا، وہ گم صم سی اسے کتنی دیر منہ کھولے دیکھتی رہی۔

"گندی نظر ڈال سکتی ہوں؟"

وہ بڑبڑائی تبھی عالیان نے زرا سی کلنزنگ کریم ایدا کی ٹھوڑی پر لگاتے انگوٹھے سے رب کی کیونکہ وہاں بھی پالیش کاسٹین تھا۔

"گندی گندی کرنا بند کرو ایدا۔"

وہ خفگی سے ڈانٹ گیا تو ایدا نے فوری نظر جھکائی۔

"بھوک لگ رہی ہے مجھے"

ایدا نے پھر سے چہرہ اوپر اٹھایا۔

"ویٹ۔ سکربنگ کریم اپلائے کرنے دو پھر جا کر اچھے سے منہ ہاتھ دھونا۔ اسکے بعد آجاو باہر۔ ناشتہ ریڈی ہے"

عالیان نے زرا پیچھے کی طرف گھوم کر اب ایک اور کریم اپنی ہتھیلی میں نکالتے، اسکا تھوڑا تھوڑا والیوم ایدا کے دونوں ہاتھوں پر اپلائے کیا اور جس طرح وہ اسکے ہاتھوں کا

مساج کر رہا تھا، ایدا کی آنکھوں سے لایعنی قسم کی شعائیں خود بخود نکل رہی تھیں، اسکا دل عالی کو کھا پی جانے کا کر رہا تھا۔

پھر ویسے ہی اسکی ٹھوڑی پر بھی ایدا کا چہرہ ہاتھ سے پکڑ کر اٹھائے وہاں بھی سکربنگ کی اور پھر ویٹ وائپ سے اسکی ٹھوڑی اور دونوں ہاتھ اچھے سے کلئین کیے۔

"لو۔ مفت کا مینی کیور بھی کر دیا تمہارا۔ اب جا کر منہ ہاتھ دھو اور جن چیزوں سے تمہارا واسطہ نہیں ان سے پنگے مت لینا۔ آجاو باہر ناشتہ لگوا رہا ہوں"

عالیان نے ایک گیلا لیکورڈ موائسچرائزر والا وائپ لے کر اپنے خوبصورت ہاتھ بھی کلئین کیے تو ایدا اپنے چمکتے گلابی گلابی ہاتھوں کو دیکھے مسکرائی۔

"آپ صرف سکن پراڈکٹس بناتے نہیں، اپلائے کرنے میں بھی ماسٹر ہیں۔ آپکو سیلون کھول لینا چاہیے۔ اف میں جو ہر ہفتے جاتی تھی، بچت ہو جایا کرے گی۔ کیا خیال ہے؟"

ایدا نے محترم کو کچھ زیادہ ہی فری کا غلام سمجھ لیا، وہ شرارت پر آمادہ تھی یہ عالیان اچھے سے سمجھ رہا تھا تبھی تو آئبرو اچکائے گھورا۔

"میں نے یہ سروس بس تمہیں دی ہے، ہر کوئی نہیں پا سکتا۔ میں ایک بزی آدمی ہوں۔ اور نہ ہی میرے لیے ہر فرد تم جیسا ہے۔"

وہ تمام سکن پراڈکٹس کے کیپ بند کرے انھیں ارینج کرنے کے بیچ ایدا کو من ہی من میں مسکرانے کا سبب دے گیا۔

"مجھے یہ سروس پھر ملے گی ناں؟"

وہ آنکھیں پٹپٹائے زرا اسکی طرف جھکی تو عالیان نے اپنا کام روک کر اک ترچھی سی نگاہ ایدا پر ڈالی۔

"ملے گی۔ حکم کرنا"

وہ آنکھیں خوشی اور مسرت سے بھر گیا تو ایدا کی دھڑکنیں سی منتشر ہوئیں۔

"پیڈی کیور بھی کریں گے؟"

وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پائے مزید شوخی ہوئی، ہونٹ کا اک کنارہ دانت تلے دبا کر عالیان یلدرم کا جیسے اگلا آتا سانس مشکل کیا، اسکا لیول ہی الگ تھا۔

"تم جو کہو گی کروں گا۔"

وہ بھی تو مزید کی طلب اس لڑکی میں جگا رہا تھا تو وہ بس کیونکر کرتی۔

"سچی عالی؟"

وہ دونوں ہاتھ اپنے رخساروں پر رکھتی ڈرامائی سا بولی، آنکھیں چمکیلی کر لائی۔

"تم چاہتی ہو اب میں گندی نظر ڈالوں؟"

وہ اسے سخت بے بسی سے گھورا کہ یوں عالی کہنا وہ بھی اس وقت ضروری تھا کیا، کبھی کبھی تو لگتا وہ جان بوجھ کر عالیان کی بس کروانے کو ایسا بولتی تھی۔

"ہیں؟"

ایدا کی چمکیلی آنکھیں صدماتی کیفیت میں پھیل گئیں۔

"کچھ نہیں۔ منہ دھو کر آجانا باہر"

وہ اپنی بے خودی پر پردے ڈالتا اسے الجھتا ہی چھوڑے تیزی سے کمرے سے نکلتا گیا اور اسکے جانے کے بعد ایدا نے پھر سے اسکے جملے اور تاثرات کو سوچتے آئینے کی جانب رخ کیا۔

"کیا کہہ کر گئے ہیں یہ؟"

وہ سارے جہاں کی سمجھدار، بیوقوف تھی تو بس عالیان یلدرم کے معاملے میں، یہاں عالیان کن پٹی مسلتا نیچے آیا وہیں اسے باران اور دلارہ آتے دیکھائی دیے تو جیسے موڈ بدلا۔

"بڑے لوگ آئے ہیں بھئی"

عالیان کی مست چھیڑ خانی سنے وہ دونوں ہی قریب ہی آکر رک گئے۔

"کیسے ہیں آپ عالیان بھائی؟"

وہ انکی طرف مسکرا کر دیکھے بولی تو عالیان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بھرپور مسکرا کر اپنے فٹ ہونے کا اظہار کیا۔

"میں ٹھیک ہوں پر بابا کو فیور ہے۔ مل لو جا کر۔ نازلی بھی وہیں ہیں"

عالیان کے اس حوالے پر دِلارہ سمیت باران بھی ٹھٹکا۔

"نازلی کون؟"

دِلارہ نے فوراً سے پوچھا تبھی باران نے عالی کو اشارہ کیا کہ تو ان کا حوالہ نہ دے۔

"آزاد چاچو کی منکوحہ، نازلی مسدور"

عالیان نے جو حوالہ دیا اس پر دِلارہ کا چہرہ تاریک پڑا، اس نے گھبرا کر باران کی طرف دیکھا۔

"توران مسدور کی کیا لگتی ہیں؟"

وہ باران سے استفسار کرتے بولی تو باران نے اسکی بے چینی دیکھتے سر ہلایا۔

"توران کے بابا کی بہن ہے"

باران نے چند لفظی جملے سے بات سمیٹی تو دِلارہ نے گہرا سانس بھرتے سر ہلایا، پھر باری باری متفکر سے عالیان اور باران کو دیکھنے لگی۔

"آزاد چاچو زندہ ہیں۔ مل گئے ہیں۔ ایمر کی بیوی نے اتنے سال انکو قید رکھا کیونکہ وہ آزاد یلدرم کو ایمر کی موت کا سبب سمجھتی ہے جو آزاد کی جگہ خود مر گیا تھا۔ اسی ہاندے نے حویلی کو آگ لگوادی تو میں نازلی اور ایدا دونوں کو یہاں لے آیا، چاچو ابھی تک قانونی معاملات نمٹا رہے ہیں، بابا کو وہ خود آکر بتائیں گے۔ جس حویلی میں تم ایدا اور میرے نکاح پر گئی تھی، اسکے ساتھ ہی تمہارے ددھیال کی مسدور حویلی ہے۔"

باران کے منع کرنے کے باوجود بھی عالیان باز نہ آیا، اور یہ ٹھیک بھی تھا کہ دِلارہ کو ان لوگوں کے بارے پتا چلتا، آخر

وہ لڑکی ان لوگوں کا خون تھی، اسکا حق تھا وہ ان معاملات کے بارے جانے۔

"بس کریں بھا، وہ اپ سیٹ ہو رہی ہے"

آخر بہت برداشت کرنے کے بعد وہ عالیان کو ٹوک گیا کہ ابھی اسکے ماں باپ کے قصے نہ شروع ہو جائیں، دِلارہ نے مرجھائی سی شکل اٹھائے باران کو دیکھا جو اسکے اپ سیٹ ہونے پر بھی پریشان ہو رہا تھا۔

"دیکھو دِلارہ، تم سچائی کو جب تک فیس نہیں کرو گی، کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ شاید یہ دونوں خاندانوں کی دشمنی اب

بس تم ہی ختم کر سکتی ہو کیونکہ تم اس خاندان کے زندہ وارث کا خون ہو۔ وہ ظالم لوگ ممکن ہے باز آجائیں تم سے ملنے کے بعد"

عالیان کی باتیں باران کا دماغ خراب کر گئیں، بھلا یہ کس قسم کے مشورے تھے جو عالیان اسے دے رہا تھا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں میں دِلارہ کو ان لوگوں کے حوالے کر دوں کہ دشمنی ختم ہو؟۔ کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟"

وہ دلارہ کی بازو پکڑ کر اک طرف کرے خود عالیان کے سامنے آکر تنا، عالیان نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا

کہ یہ آدمی دِلارہ کے لیے مرنے مارنے والے تیوروں میں کیوں ہے۔

"میں بس یہ چاہتا ہوں نازلی اور ایدا محفوظ رہیں۔ یہ بھی محفوظ رہے گی، توران اس مسدور خاندان کا بے حد لاڈلہ ہے، دِلارہ اسکی اکلوتی بیٹی ہے باران۔ یہی ہے جو اس خاندان کو اسکی زیادتی کا احساس دلا سکتی ہے۔ کیا تم چاہتے ہو بابا کے ڈرپیچ ہو جائیں۔ آزاد چاچو زندہ ہیں، یہ خبر ملتے ہی وہ لوگ پاگل ہو جائیں گے۔ ایدا یہاں ہے اس بات کی بھی خبر انھیں۔ یعنی جنگ بندی کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچو"

عالیان نے اسے پر سکون کرنے کے انداز میں سمجھایا پر باران کی خفگی مزید بڑھی، اس نے عالیان کے جمے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے۔

"یہ وہاں گئی تو اسکے ساتھ بھی ایدا اور نازلی جیسا سلوک ہو گا۔ وہ لاورث تھیں کہ ظلم و جبر سہتی رہیں پر دِلارہ لاورث نہیں کہ وہاں جانے پر مجبور ہو۔ اور ویسے بھی اسے اپنے باپ کے نام سے کہلوائے جانے کا کوئی ارمان نہیں لہذا دِلارہ کو اس سب سے دور رکھیں بھا۔"

وہ عالیان کو تنبیہہ کر رہا تھا جبکہ عالیان کا دل اس آدمی کی عقل پر ماتم کرنے کو چاہ رہا تھا، البتہ دلارہ سپاٹ تھی، اسکے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

"ہے ارمان۔ یہ کہ وہ واپس انقرہ آئے اور سب کے سامنے میرا باپ ہونے کا اعتراف کرے۔ پھر میں اسے سزا دوں جسکے وہ توران مسدور لائق ہے۔ تمہیں کس نے کہا مجھے کوئی ارمان نہیں باران؟ ٹھیک کہہ رہے ہیں عالیان بھائی۔ میں ایدا اور نازلی کی جان چھڑوا سکتی ہوں، تم سبکی بھی۔"

وہ بولی تو عالیان نے اسکے فیصلے کو مسکرا کر سراہا پر باران اسے اسکی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

"سمجھاو اسے دلارہ۔ اب بابا کسی کی موت نہیں سہہ سکیں گے۔"

عالیان نے مزید اکسایا جبکہ اسے کمپنی جانا تھا تو وہ کمرے کی طرف چلا گیا، ایدا منہ ہاتھ دھوتی اسی وقت نیچے ہی آرہی تھی جب عالیان کو آتا دیکھے وہ رکی۔

"دِلارہ اور باران کو بھی ناشتے کا پوچھ لینا۔ اب تم اس گھر کی فرد ہو۔ میں کچھ میٹنگز دیکھنے کمپنی نکل رہا ہوں"

وہ جاتے ہوئے ایدا کو تاکید کر کے گیا جس پر اس نے مسکرا کر سر ہلایا، پھر وہ نیچے آئی تو دِلارہ اور باران کو دیکھے وہیں چلی آئی۔

"دِلارہ، کیسی ہو؟"

ایدا کے پکارنے پر وہ جو ضدی نظروں سے باران کا دبایا غصہ جانچ رہی تھی، گردن آواز کی تعاقب میں گما گئی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں ایدا آپی؟"

دلارہ نے بہت پیار سے جواب دیا، ایدا دونوں کے پاس آ رکی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ناشتہ کرنے لگی ہوں۔تم دونوں کرو گے؟"

ایدا نے دونوں کے چہرے پر پھیلی تاریکی بھانپ لی تھی تبھی بس کام کی ہی بات کی۔

"میں کر آئی ہوں۔اس سے پوچھ لیں۔"

دِلارہ نے اس شخص کی طرف دیکھتے کہا جو پہلے ہی بہت دکھ سے دِلارہ کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں۔ایکسکیوزمی"

وہ مزید وہاں نہ رکا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا، اسکی رنجیدگی ایدا اور دِلارہ دونوں نے محسوس کی۔

"توران مسدور بلکل میرے بڑے بھائی جیسے ہیں، اس ناطے تم میری بہت قریبی ہوئی"

دلارہ نے سپاٹ انداز میں سر ہلایا۔

"ٹھیک کہا۔ لیکن میں ان سے جڑے کسی رشتے کو نہیں مانتی ایدا آپی۔ آئی ایم سوری۔ آپ میرے لیے توران مسدور کی کزن نہیں، عالیان بھائی کی وائف ہیں۔ اور یہ رشتہ

زیادہ خوبصورت ہے۔ آپ مجھے باران کے لیے ناشتہ دیں میں اسے دے آتی ہوں۔ بھوک لگ رہی ہو گی اسے"

دِلارہ نے بہت سلیقے سے اپنی پسند کہی اور ایدا کو خوشی تھی کہ وہ دِلارہ کے لیے کسی بھی طرح سہی پر اہم تو ہے۔

"ٹھیک ہے میری جان۔ تم جو چاہو مجھے بلا سکتی ہو۔ آو ناشتے کی ٹرے بنا کر دیتی ہوں۔ ناراض لگ رہا ہے۔ لڑائی ہوئی تم دو کی؟"

وہ ایدا کے ساتھ ہی کچن ہال انٹر ہوئی پر لڑائی ہوئی ہے یا نہیں اس بارے وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔

"نہیں لڑتا نہیں ہے وہ مجھ سے۔ بس ایسے ہی موڈ خراب ہے۔"

دِلارہ اپنے اور باران کے بارے کسی سے بھی بات کرنا نہیں چاہتی تھی یہ اسکے مختصر جواب سے عیاں ہوا تو پھر ایدا نے بھی مزید کچھ نہ پوچھا، کچھ فریش وتج سیلڈ کے ساتھ بریڈ اور آمیلیٹ تھا، بوائل ایگز تھے، میش پٹاٹو تھے اور ایک گلاس اونج جوس تھا، ملازمہ نے باران جو ناشتہ کرتا اسی کی ٹرے بنا کر دی۔

"تم لے جاو گی یا میں میڈ کو کہوں؟"

دلارہ کو ٹرے دینے سے پہلے ایدا نے فکر سے پوچھا تو دِلارہ نے سر ہلا دیا جسکا مطلب تھا میڈ لے چلے۔

"ٹھیک ہے۔ جاو۔ دروازے کے پاس ٹرے لے لینا"

ایدا نے مسکرا کر اسے بھیجا تو دِلارہ بھی سمائیل دیتی ٹرے اٹھا کر باہر نکلتی میڈ کے پیچھے ہی چلی گئی، ڈور کے پاس پہنچتے ہی دِلارہ نے اس سے ٹرے لے کر واپس بھیج دیا اور پیر سے دروازہ کھولا تو روم میں وہ کہیں بھی نہ تھا، دِلارہ نے ٹرے لا کر روم کے سائیڈ سٹنگ ایریا میں رکھے خوبصورت سے میز پر رکھی اور باران کے خوبصورت کمرے کو دیکھنے

لگی، گلاس والز پر پردے گرے تھے تبھی باہر سے فی الحال کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔

وہ جینز کے ساتھ براون شرٹ اور اوپر سوئٹر پہنے باہر نکلا تو دِلارہ اسکے روم میں بیچ و بیچ کھڑی اسے ہی دیکھتی ملی، وہ چینج کر چکا تھا، پر موڈ ویسا ہی خراب ترین تھا، وہ ہر کپڑے میں جچتا،

ہر رنگ میں ڈیسنٹ و پرکشش لگتا، اسکی خوشبو اسکے کمرے کے چار سو پھیلی اور رچی بسی ہوئی تھی۔

"ناشتہ تم لائی ہو؟"

باران کی نظر اس کے سراپے سے دانستہ ہٹتی ٹیبل پر پڑی ٹرے تک سرکی تو وہ برے موڈ سمیت حیرت و بے یقینی سے پوچھتے بولا، دِلارہ نے بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا، باران کی خفگی کے بادل غائب ہونے لگے، مزاج کا مطلع صاف ہونے لگا، باہر بارش تیز ہوتی کبھی کم، موسم ہر پل سرد ترین ہوتا جارہا تھا۔

"میں نے کیفے میں تمہارا ناشتہ حرام کر دیا تھا۔ مجھے فکر تھی کہ تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی۔ کیا تم ناراض ہو مجھ سے؟"

وہ دو قدم اٹھاتی اسکی طرف آئی پر وہ اب تک غمزدہ دیکھائی دیا، سپاٹ، سرد مہری اسکے ہر موں سے نمایاں تھی، وہ قریب آکر اپنی حواسوں پر چھا جاتی خوشبو کے جھونکے بکھیرتی فسوں خیز سنجیدگی اپنائے اسے تک رہی تھی، یا پھر دیکھ کر جی رہی تھی، فرق کرنا مشکل تھا۔

"تم مسدور حویلی والوں سے نہیں ملو گی۔ وہ اچھے لوگ نہیں۔ تم اکیلے انکا مقابلہ نہیں کر سکتی، توران کی واپسی کے بعد میں تمہیں خود بتاوں گا کب جانا ہے تمہیں اس حویلی۔ کسی اور کے بچاو کے لیے تم اپنا آپ داو پر نہیں لگاو گی۔ تم اپنی ذات کے حوالے سے جو بھی فیصلہ لو اس میں

میری رضامندی ضروری ہے دِلارہ۔ کیونکہ فی الحال تم میرے نکاح و اختیار میں ہو"

وہ باقی قدم خود اسکی طرف آیا، اسکے چہرے پر لکھی بے قرار تحریریں پڑھنے لگا پھر دونوں مضبوط و خوبصورت ہاتھوں میں دلارہ کا موہنا چہرہ بھر کر کچھ اداس سے حکم صادر کرتا گیا۔

"عالیان بھائی کی بات ٹھیک ہے۔ ان سب کی توجہ یلدرم خاندان سے انتقام لینے سے ہٹا کر مجھے خود پر مرکوز کرنی ہو گی۔ تو ان کی ایک اچانک سے نمودار ہوتی بیٹی، بریکنگ

نیوز ہو گی۔ تمہیں نہیں لگتا یہ پر امن فیصلہ کافی مزیدار ہو گا؟"

وہ اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کی پکڑ جما کر انھیں رخساروں سے ہٹاتی سراسر شر انگیز مسکرائی، کیا اسکا دماغ چل گیا تھا، باران کا دل کانپا کہ یہ لڑکی کن شر دبار سوچوں میں پھنسی ہے۔

"میں اسکی اجازت نہیں دے رہا تمہیں ابھی"

وہ سخت برہمی سے گھورا پر وہ آگے سے جلتی پر تیل چھڑکنے سا تیکھا مسکرائی۔

"تمہاری اجازت مانگ بھی کون رہا ہے؟"

وہ معنی خیز ہنسی، باران کا چہرہ اتر گیا، سمجھ نہ آتا کب یہ لڑکی اچانک سے اہمیت دینے لگتی تھی اور کب پیروں تلے سے زمین کھینچ لیتی تھی، باران نے اسے سامنے سے ہٹایا اور ناراض ہو کر کاوچ پر جا بیٹھا، دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں انگلیوں سمیت الجھائے وہ سراسر بے چین تھا، ناراض تھا کہ وہ اسکی بات کیوں نہیں مانتی۔

"تم ناراض بہت کیوٹ لگتے ہو۔ ناشتہ کر لو۔ لنچ کا وقت ہو گیا اور تم نے کچھ نہیں کھایا۔ ایسے تو ویک ہو جاو گے ناں؟"

وہ اسکے پاس رکتی سراسر شرارت سے اسکا بر اموڈ پرکھتے بولی، باران نے گردن اٹھاتے دلارہ کو اچٹتی نظروں سے دیکھا، اسکے چہرے سے جانے کیا اخذ کرنے کی کوشش کی، وہ کسی تکلیف دکھ یا الجھن میں نظر نہ آئی۔

"تم مزاق اڑا رہی ہو میرا؟"

وہ برہمی سے بولا تو دِلارہ نے فورا نفی کرتے آبرو اچکائے۔

"ارے میں اور تمہارا مزاق اڑاوں۔ پاگل ہو کیا"

وہ اب بھی مستی موڈ میں تھی پھر اسکے پاس ہی مسکرا کر بیٹھی، وہ کہیں سے بھی اداس یا پریشان نہ تھی اور یہی چیز باران کو حیرت و پریشانی میں دھکیل رہی تھی۔

"تم اپنے رشتہ داروں کے ذکر سے پریشان نہیں ہوئی؟"

وہ اسے دیکھتا ہی حیرت سے بڑبڑایا۔

"مجھے پریشان کرنا فضول لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ ایدا اچھی ہیں۔ نازلی سے بھی ملتی ہوں تھوڑی دیر تک۔ مجھے ان سے کوئی لگاو نہیں پر وہ اس گھر کا حصہ ہیں تو

مجھے بری نہیں لگیں گی کبھی۔ تم یہ سب چھوڑو۔ ناشتہ کرو۔ ویک ہو جاو گے"

وہ اسے بار بار جان بوجھ کر تنگ کر رہی تھی، لیکن یوں اسکا موڈ اچھا تھا جو باران کو بھی پر سکون کر رہا تھا۔

"بس کرو۔ ویک والی بات کیا کر دی اب تم بار بار جتا کر مجھے شرمندہ کر رہی ہو۔ تمہارے ہاتھ اپنی کوئی کمزوری نہیں دوں گا دوبارہ"

وہ شکوہ کر اٹھا، منہ بھی بگاڑا، وہ اسکے کندھے سے لگتی بے اختیار ہنسی، اسکا یوں کرنا باران کو اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا، وہ اسکے ساتھ بیٹھی بے حد خوش لگ رہی تھی۔

"میرا تمہیں ویسے والی نظروں سے دیکھنا بھی تو کمزوری ہے تمہاری۔ یہ الگ بات ہے میں استعمال نہیں کروں گی۔ چلو ناشتہ کروناں۔"

وہ اس سے پہلے خود ہی نوالے بنا کر اسے کھلانے لگتی، باران نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا جس سے وہ بریڈ کا بائیٹ بنانے والی تھی، دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو بہت کچھ جتاتی، سمجھاتی اور لتاڑتی بے ایمان نظروں سے دیکھا۔

انکا ایک دوسرے کو کچھ پل دیکھنا رومانوی موسم رائج کرتا، منظر دیوانے ہوتے، وہ گرے اور امبر آنکھیں ملتیں تو یہ کسی جسمانی وصل سے زیادہ لذت آمیز شے تھی، یہ لافانی سکھ تھا۔

"تمہارا موڈ اتنا اچھا کیسے ہے؟ کوئی خاص وجہ؟"

وہ اسکی خوشی کا سبب جاننا چاہتا تھا، وہ کیا بتاتی کہ وہ اسکے ساتھ خوش رہنے کی کوئی کوشش نہیں کرتی، بس ہو جاتی ہے، جیسے اس وقت دِلارہ کو اپنا آپ مکمل لگ رہا تھا۔

"ہمم۔ہے۔ تم نے جب کہا میں لاوارث نہیں۔ وہ تمہارا مجھ پر حق جمانا مجھے بہت اچھا لگا۔ میں لاوارث نہیں ہوں، اس پر بہت زیادہ خوش ہوں"

وہ اس سے جھوٹ نہیں بول سکتی تھی، چاہ کر بھی نہیں، اسے خوش کرنے کے لیے باران کو زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت ہی کہاں تھی، وہ تھوڑے سے حق کی مار نکلی تھی، باران کی آنکھوں میں جمع حیرت کو بے خودی میں بدلتے لمحہ لگا، وہ اسکے زرا قریب ہوا۔

"اتنی سی بات خوش کر گئی تمہیں؟"

وہ تو دلارہ کی خوشی کو کوہ نور سمجھا تھا، بے انتہا نایاب اور قیمتی، مشکلوں سے حاصل ہونے والی پر یہ تو بنا کسی کوشش اس نے حاصل کر لی، وہ کتنی محبت سے بھری لگ رہی تھی کہ باران کو اسے یوں پھول سا کھلا دیکھ کر ہی سکون مل رہا، ایسی راحت جسکے بارے وہ بتا نہیں سکتا تھا کس قدر روح افزاء ہے۔

"یہ تم سے جڑی ہے اس لیے اتنی سی بات بھی خوش کر گئی۔"

وہ اسکی بازو سے لگ کر بیٹھے چمکتی آنکھوں سے باران کی آنکھوں میں دیکھتی جذباتیت سے مسکرائی، باران کو خوف

اس بات کا تھا کہ اس لڑکی کی اس خوشی کو نظر نہ لگے، کیونکہ دلارہ اس موڈ میں پہلی بار آئی تھی، وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں میں دو انگلیاں پھیرتا اسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھا۔

"مجھ سے جڑی ہر بات ایسے ہی خوش کرے گی تمہیں؟"

وہ دِلارہ کی خوشی کو بڑھانا چاہتا تھا تبھی ایسا سوال کیا، جبکہ باران کی بے باک نظریں دِلارہ کی ہتھیلیوں میں نمی جگانے لگیں تو اسے موضوع اور موڈ دونوں بدلنا بہت ضروری لگا۔

"یہ میرے موڈ پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔ میں کھلاوں تمہیں بائیٹ؟"

دِلارہ باتوں کے باوجود اسکی فکر سائیڈ نہ کر پا رہی تھی، اپنا بچاو بھی ساتھ ہی کیا۔

"نہیں میں خود کھالوں گا۔ تم جا کر نازلی سے مل لو۔ میں بھی کھا کر آتا ہوں"

باران نے اسکے ہاتھ کو پھر سے پکڑتے روکا کہ اگر وہ ایسا کرتی، باران کو عادت ہو جاتی اور وہ عادتوں سے دور ہی رہنا چاہتا تھا خاص کر جنکا تعلق دلارہ سے ہو، وہ اسے خود ایک

بائیٹ کھلانا چاہتی تھی پر جب باران نے دوسری بار بھی روکا تو پھر دِلارہ نے ضد نہ کی، اسے یہی لگا شاید باران کو اسکی بے تکلفی نہیں چاہیے تو وہ اسے مسکرا کر دیکھے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف چلی گئی، ڈورناب پر ہاتھ رکھے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔

"میں تمہیں بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہی تھی پر تمہیں پسند ہی نہیں آیا۔ بھول جاتی ہوں کہ بہت بڑے ہو مجھ سے، جب منہ بناتے ہو تو دس سال کے لگتے ہو میری کیا غلطی اس میں کے مجھے لاڈ آتے، آٹومیٹکلی میرا دل تمہارا

خیال رکھنے کو چاہتا ہے۔ میں یہ تمہیں کبھی نہیں بتا سکوں گی باران کہ مجھے تم سے پیار سے زیادہ تمہارا خیال ہے"

وہ اسے دیکھتے آنکھوں میں بے پناہ محبت بھر لائی، وہ اپنا فون لے کر بیٹھا کاوچ سے ٹیک لگائے اپنے ہی دھیان میں سکرولنگ کر رہا تھا کہ کسی میسج پر وہ گھبرا کر اٹھا، دِلارہ دروازے میں ہی تھی تو اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"تم ابھی یہیں ہو؟"

باران نے اسکی آنکھوں میں اپنے لیے پریشانی دیکھتے بوکھلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ تمہیں کیا ہوا ہے؟"

دِلارہ نے اسکی بدحواسی پر فکر سے سوال اٹھایا۔

"کچھ نہیں۔ تم جا کر بابا اور نازلی سے ملو میں آتا ہوں۔ کوئی دوست آیا ہے اس سے ملنا ہے۔"

وہ اجلت میں کہتا دِلارہ کو سائیڈ لگائے جلدی سے کمرے سے نکلا تو دِلارہ آس سے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی، کیا وہ دوست دِلارہ سے بھی اہم ہے۔

اسکا دل لمحہ لگا اچاٹ ہوا پھر بھی وہ باہر آئی اور اسماعیل یلدرم کے روم کی طرف بڑھی، ایدا بھی ماموں اور نازلی

کے پاس ہی تھی، تینوں گپ شپ کر رہے تھے تو دِلارہ کمرے میں نہ جا سکی، اسکا دل نہ کیا وہ کسی سے ملے تبھی دروازے سے ہی وہ واپس پلٹ گئی۔

جبکہ باران اسی تیز رفتاری کے سنگ پورچ سے نظر آتے گیڈ کے کچھ فاصلے والے حصے تک پہنچا تو وہیں گارڈن ویٹنگ ایریا میں کھڑی عیشاء کو دیکھے لمحہ بھر اسکے قدم تھمے، آنکھوں میں شناسائی اتر آئی، خود عیشاء کی آنکھیں اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوئیں۔

"باران۔ میرے بھائی"

وہ اسے دیکھتے ہی زور سے لپٹ گئی، باران نے بھی اسی محبت سے اسے گلے لگاتے اس سرپرائز پر حیران ہوتے اسے خود سے دور کیا۔

"تم کب آئی واپس؟"

وہ اس کو دیکھتا بے قراری سے استفسار کرتے بولا، جبکہ عیشاء دبلی پتلی سی بہت ہی خوبصورت عورت تھی لیکن دِلارہ کے آگے کچھ نہ تھی، لگتا ہی نہیں تھا کہ دِلارہ اس کی بیٹی ہے اور نہ عیشاء کو دیکھ کر لگتا کہ وہ ساڑھے سترہ سال کی بیٹی کی ماں ہے۔

"کچھ دیر پہلے ہی۔ یہاں میں نے اپنا تعارف غلط دیا۔ ابھی مجھ میں کسی کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تو سوچا تم سے مل کر تھوڑی ہمت لے لوں۔ تم واقعی کل چلے جاو گے باران۔ تم نے بتایا تھا وہ تمہارے آنے سے سنبھل گئی ہے۔ میں فون پر نہیں کہہ سکی تبھی آ گئی، اسے ساتھ نہیں لے کر جا سکتے تم؟"

عیشاء کی آنکھوں میں جو آس تھی وہ باران کی دیرینہ خواہش پر وہ اسکے فیوچر کے لیے کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا، نیکسٹ ویک دلارہ کے ایگزامز تھے ایسے میں وہ اسے ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا۔

"میں اسے ساتھ نہیں لے کر جا سکتا عیشاء، وہ یہاں رہ کر بہت کچھ کر رہی ہے۔ میں اسے خود سے باندھ کر نہیں رکھنا چاہتا۔ وہ اب میرے بنا بھی ٹھیک رہے گی تم فکر مت کرو۔ یہ بتاو کہاں رکی ہو؟ ہوٹل میں یا انے کی طرف جاو گی۔؟"

باران نے اسے ہر طرح مطمئین کیا پر عیشاء نہیں چاہتی تھی دِلارہ کی زندگی سے باران نکلے۔

"انے سے کل ملنے جاوں گی۔ ابھی ہوٹل ہی رکی ہوں۔ کچھ دیر پہلے ہی فلائیٹ لینڈ کی۔ کیا وہ تمہارے واپس جانے پر نارمل ہے؟"

عیشاء کی سوئی بس دِلارہ کی کیفیت پر اٹکی تھی۔

"اسے میں ابھی کچھ دیر پہلے بہت خوش دیکھ کر آیا ہوں۔ میں جاوں گا پر اس سے رابطے میں رہوں گا۔"

باران نے اسے بھرپور تسلی دی۔

"تھینکیو سو مچ۔ اسے سنبھالنے کے لیے۔ میں ایک بار پھر تمہاری احسان مند ہو گئی باران"

عیشاء جہاں گیڈ کی دائیں جانب بنے گارڈن ایریا میں کھڑی تھی وہاں سے دِلارہ کو بس اسکی پشت نظر آئی، سامنے

باران کھڑا تھا، دِلارہ کی آنکھیں اسے کسی لڑکی کے پاس کھڑا دیکھے ہی بھیگنے لگیں۔

"تو وہ دوست لڑکی تھی۔ تم کسی لڑکی سے ملنے آئے یہاں۔ مجھے اگنور کر کے؟"

دلارہ جو باہر چلی آئی تھی، یہ سب دیکھے گی سوچا نہ تھا اور تب دلارہ کے ہاتھ سے اسکا

فون بھی چھوٹ کر نیچے گھاس میں جا گرا جب عیشاء، باران سے پھر یوں گلے لپٹی جیسے وہ دونوں بچھڑی روحیں ہوں، یہ تو باران اور عیشاء جانتے تھے وہ بیسٹ بڈیز کے

علاوہ بہن بھائیوں جیسے تھے پر دِلارہ پر تو قیامت ڈھل گئی، اسکی وہ آنکھیں جو پتھر تھیں، غصے سے بھریں، ان میں تیرگی اتری۔

"اب تم سنبھالنا اسے۔ میں کل چلا جاوں گا۔ تم ملی ہو اس سے، تم نے دیکھا وہ تم پر بلکل نہیں گئی"

باران نے عیشاء سے جتنی باتیں کی وہ کئی بار دلارہ کا نام محبت سے لے چکا تھا، جو اس پر مر رہی تھی کہ باران نے کسی اور کو گلے لگایا

جبکہ دلارہ نے اپنے آنسو رگڑے، جھک کر اپنا فون اٹھایا اور پوری رفتار سے وہ یلدرم حویلی کے گیٹ سے دبے پیر باہر بھاگ گئی، آج لگ رہا تھا آسمان کے ساتھ وہ بھی برسنے والی تھی۔

"نہیں۔ میں کل ملوں گی۔ یہاں بس تمہیں گلے لگا کر ہمت بٹورنے آئی تھی۔ میں بہت بری ماں ہوں۔ وہ نفرت کرتی ہے مجھ سے پر شکر ہے اسکے پاس تم ہو بھائی۔ تم نے پہلے بھی مجھ پر بہت بڑا احسان کیا تھا باران، میرے مجرم کو سزا دلوائی اور مجھے اپنے پاس پناہ دی، میرے لگائے بہتان کا پردہ رکھ کر اپنی زندگی برباد کی۔ میں تمہاری تب کی

مقروض ہوں، لیکن یہ جو تم نے میری دِلارہ کے لیے کیا، خرید لیا تم نے مجھے۔ تم نے اس وقت مجھے سنبھالا جب میں خودکشی کرنے پر تیار بیٹھی تھی۔ تم نے مجھے ہمیشہ اپنے سائے میں رکھا۔ تم میری دِلارہ کو بھی بھی یونہی سنبھال کر رکھنا۔ اسے کبھی مت چھوڑنا۔ وعدہ کرو مجھ سے"

وہ بھی جانے کس کس درد میں گری تھی کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی، باران یلدرم اسکی کہانی میں اسکی واحد جائے پناہ رہا تھا تبھی عیشاء کو وہ خود سے بھی عزیز تھا۔

"وعدہ نہیں کر سکتا۔ میری مینٹل کنڈیشن ٹھیک نہیں عیشاء۔ میں آج انے کو سب بتانے والا ہوں۔ ہر

چیز۔ تمہاری واپسی کی ساری راہیں ہموار کر دوں گا آج، پھر تم ان سب کو نا قابل برداشت نہیں رہو گی۔ تب دوستی کا حق ادا ہو گا میری طرف سے۔ میں کل دِلارہ کو تمہارے سپرد کر کے جاوں گا۔ اب آگے اسے سنبھالنا تمہارا کام ہے۔"

وہ کرب زدہ تھا، جبکہ عیشاء دم سادھ گئی۔

"ک۔۔ کیا ہوا ہے تمہیں باران؟ میں دِلارہ کی خوشی پر کوئی آنچ بھی نہیں سہہ سکتی۔ تم اسکی خوشی ہو۔ کیا ہوا ہے تمہاری مینٹل کنڈیشن کو۔ مجھ سے چھپایا تم نے؟ میں

دوسرے شہر تھی پر تم سے دور تو کبھی نہیں رہی۔ سب بتاتے رہے ہو یہ کیوں چھپایا؟"

وہ لڑنے لگی، وہ اسکی پریشانی نہیں سہہ سکتی تھی۔

"لمبی کہانی ہے۔ کال کروں گا تمہیں۔"

باران نے تھکی سی سانس لیتے ٹالا تو عیشاء نے فی الحال زبردستی نہ کی۔

"مجھے انتظار رہے گا۔ میرا پیار دینا اسے۔ دو گے ناں؟"

عیشاء نے بہت مان و حسرت سے التجاء کی تو باران اذیت سے مسکرا دیا۔

"نہیں دے سکتا۔ تم کل خود دے دینا۔ میرے ساتھ اسکا جو رشتہ ہے، کسی قسم کا پیار نہیں دے سکتا میں اسے۔ وہ جان کو آسکتی ہے تو احتیاط بہتر ہے۔ تم نے ایٹم بمب پیدا کی ہے، خود تو تم ایویں سی تھی، اسے کونسے حسن کے جام پلائے تھے اپنی کوکھ میں؟"

باران کی خفگی پر عیشاء ہنسی، پیار بھی آیا باران کے ہانپ جانے پر۔

"تم نے اسکے باپ کو نہیں دیکھا؟ یہ ایویں سی عیشاء اس بلی جیسی آنکھوں والے کے پیچھے رسوا و برباد ہو گئی۔ بمب باپ کی بیٹی بمب ہی ہوتی ہے۔ گزارہ کرو بیٹا۔"

عیشاء نے بھی کھرا ٹکا کر جواب دیا جس پر باران نے آنکھیں دیکھائیں، عیشاء کو اپنے مجرم سے آج بھی نفرت نہ تھی یہ باران کو بہت غصہ دلاتا۔

"تم نہیں سدھر سکتی۔"

وہ سر جھٹک گیا، ڈھیٹائی تو شاید دِلارہ کو اماں سے ہی ملی تھی۔

"مر سکتی، سدھر نہیں سکتی۔ اب میں چلتی ہوں۔ اسے پیار دے دینا تھوڑا سا۔ پلیز۔"

عیشاء نے تو باران کی جان عذاب میں ڈالنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

"اوکے دے دوں گا۔ دھیان سے جانا۔ ہوٹل پہنچ کر میسج کر دینا مجھے"

باران نے اسے احتیاط سے گیٹ کی طرف لاتے تاکید کی تو عیشاء مسکرا کر اسے ہاتھ ہلاتی باہر نکلی ہی جب گیٹ پر کھڑے گارڈ نے باران کو پکارا تو وہ پلٹا۔

"دِلارہ میم دوڑتی ہوئی باہر گئی تھیں سر۔ اب تک واپس نہیں آئیں"

باران نے حیرت سے گارڈ کی بات سنے فاصلہ سمیٹا۔

"اکیلی باہر گئی؟"

باران نے گیٹ کھول کر باہر دائیں بائیں نظریں گماتے جائزہ لیا پر وہ آس پاس کہیں نہ تھی، بارش کی وجہ سے ہر جگہ نمی ہو رہی تھی، روڈز پورے گیلے تھے۔

"ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں"

باران نے سرسری سا کہتے واپس قدم حویلی میں بڑھانے کے ساتھ اپنا فون جیب سے نکالے دلارہ کا نمبر ڈائل کیا پر وہ کال ہی نہ اٹھا رہی تھی، ساتھ ہی اس نے اپنا نمبر بھی بند کر دیا۔

.._____..

آزاد نے گھر واپس آکر شاور لیا تھا، ہاندے کو کورٹ میں پیش کرنے کے بعد اگلی کاروائی شروع ہو چکی تھی اور ہاندے سے رابطہ نہ ہو پانے پر مرات مسلسل آزاد کو کالز کر رہا تھا۔

وہ شاور لے کر کمرے میں آیا تو مجبوراً اسے مرات کی کال پک کرنی پڑی۔

"بابا سب ٹھیک ہے؟ ماما کا نمبر کیوں بند ہے صبح سے؟"

مرات نے کال لگتے ہی پہلے ہاندے کا ہی پوچھا اور آزاد کا تھکن سے اس وقت برا حال تھا، تھکن ذہنی بھی تھی اور جسمانی بھی۔

"تم انقرہ آجاو دو دن کے لیے۔ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ کچھ چیزیں اب تمہیں بتانی ضروری ہو چکی ہیں۔ پہلے تم بچے تھے ہم نے تم سے بہت کچھ چھپالیا پر اب تم پر سب کھولنا ضروری ہے"

آزاد کی تمہید نے الٹا مرات کو پریشان کیا۔

"بابا آپ ڈرا رہے ہیں مجھے"

مرات کی آواز سی بیٹھی۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ تم میرے بیٹے ہو بہادر بنو جیسے بھی حالات ہو جائیں۔ آکر ہی ہاندے سے بات کرنا اب۔ مجھے انتظار رہے گا تمہارا۔"

آزاد نے اسے فی الحال کچھ نہ بتانا ہی مناسب سمجھا تھا اور مرات بھی مجبور تھا کیونکہ وہ جتنی کوشش کرلے آزاد اسے فون پر کچھ نہیں بتاتا تھا اور مرات اسکی عادت سے بخوبی واقف تھا۔

کال بند کرے آزاد نے سر کاوچ کی پشت سے لگالیا، تھکن اس وقت اسکے پورے وجود پر حاوی محسوس ہو رہی تھی۔

.._____..

دِلارہ اسے کہیں نہ ملی تو وہ عزیزے کی طرف ہی فوری نکل گیا۔

باران کی گاڑی عزیزے کے گھر کے پورچ میں رکی تو وہ فورا سے باہر نکلا، چہرہ فکر سے پیلا ہو رہا تھا، جیسے اندر ہی اندر اسے کچھ نگل رہا ہو۔

وہ سیدھا اندر رہی گھر میں داخل ہوا تو اسے عزیزے، لاونج میں سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھی نظر آئیں، اک پل تو باران کا دل اپنی جگہ سے ہل گیا۔

"انے، کیا وہ گھر آئی ہے؟"

وہ انکے پاس بیٹھے نرمی سے انھیں پکارا، لہجہ نے حد ڈرا ہوا تھا۔

"ہاں۔ کب سے اسکے کمرے سے چیزیں ٹوٹنے کی آواز آ رہی ہے۔ دس بار بول چکی ہوں ڈور کھولے پر جتنی بار کہہ رہی ہوں، اندر پہلے سے زیادہ شور ہو رہا ہے۔ تمہارے

ساتھ جاتی ہے اچھی بھلی، کیا کرتے ہو جو ایسے دوڑے پڑتے ہیں پھر اسے۔ ایسا تو دلارہ نے کبھی نہیں کیا باران۔ اس نے کبھی اپنے کمرے کی کوئی چیز نہیں توڑی۔ وہ چپ ہو جاتی ہے، وہ سوئی رہتی ہے، وہ چیخ لیتی ہے پر وہ چیزوں پر اپنا غصہ نہیں نکالتی"

عزیزے کی اپنی جان سینے میں اٹکی تھی، سمجھ نہ آ رہی تھی آخر اس لڑکی کو کیا ہوا، باران نے انھیں آہستگی سے اپنے ساتھ لگایا، وہ بھی دگنا پریشان تھا۔

"میں پوچھتا ہوں۔ آپ ٹنشن نہ لیں طبعیت بگھڑ جائے گی۔ مجھے دیکھنے دیں اسے کیا تکلیف ہوئی۔"

باران نے انھیں اپنی جانب سے بھرپور تسلی دی پر انکی ذات اس وقت دکھی ہوئی تھی۔

باران نے انھیں وہیں چھوڑا اور دِلارہ کے روم کی طرف بڑھا۔

"دِلارہ۔ کیوں چیزیں توڑ رہی ہو۔ کیا ہوا ہے۔ مجھے بتائے بنا تم کیوں آئی۔ جواب دو"

وہ اسکے ڈور کو بجاتا ہوا ساتھ غصیلے لہجے میں سوال بھی کر رہا تھا۔

"ت۔۔ تم چلے جاو۔ میں تم سے کبھی نہیں بولوں گی۔ کبھی تمہیں نہیں دیکھوں گی باران"

وہ اسکی ٹوٹی رندی آواز پر تھم گیا، کیا وہ رو رہی تھی؟ نہیں وہ اسکے آنسو برداشت کرنے کی ہمت کبھی نہیں رکھ سکتا تھا، اس شخص کا دل کرچی ہوا، وہ دِلارہ کی آواز کے درد اور کپکپاہٹ پر جان ہارنے لگا۔

"دروازہ کھولو دلارہ۔ خدا کے لیے۔ مجھے میری غلطی تو بتاو۔ پلیز"

وہ اسکے آگے ایک بار پھر گڑ گڑا اٹھا تھا، وہ اندر بیٹھی رو رہی تھی اور جان باران یلدرم کی جا رہی تھی، ستم کہ وہ اپنے روم کی ڈپلیکیٹ چابی بھی چھپا چکی تھی۔

"پلیز دِلارہ۔ جب ہم نے پورا دن ساتھ رہنا تھا تو تم کیوں آئی واپس۔ مجھے پریشان مت کرو۔ کیا کچھ برا لگا۔ میں نے جب تمہیں وہاں نہیں دیکھا تو میں بہت ڈر گیا۔ کیوں بند کیا ہے۔ اوپن داڈور دلارہ"

وہ پوری قوت سے چیخا تھا، یہ لڑکی سامنے ہوتی تو وہ اسے جنجھوڑ کر رکھ دیتا، باران نے ہلکے سے دھکے دیتے دروازہ

کھولنے کی کوشش جاری رکھی تاکہ کسی طرح دروازہ جڑ سے اکھڑ ہی جائے پر کھلے۔

"مجھے اتنا برا نہ آزماو دِلارہ، تم ایسا کیوں کر رہی ہو۔ تمہاری بی کا دم نکل رہا کہ انکی دِلارہ تو ایسے توڑ پھوڑ نہیں کرتی۔ اوپن داڈور۔ جو میری غلطی ہے مجھے بتاو۔ میں ہوں ناں ٹھیک کروں گا۔"

وہ اندھیرا کیے بیٹھی بس روئے جا رہی تھی۔

باران کے لاکھ جتن کے باوجود پھر بھی جب دلارہ نے ڈور اوپن نہ کیا تو باران نے پوری قوت لگاتے دروازے پر پے

درپے کئی دھکے رسید کرنے کے بعد زرا پیچھے ہٹے لات دے ماری، دروازہ اپنے ہینڈل سے اکھڑتا ہوا کھلا تو وہ پورا کمرہ تہس نہس

کیے اک کونے میں چھپی بیٹھی چہرہ ہاتھوں میں بھر کر سسکیاں بھر رہی تھی، باران یلدرم کے لیے موت سے زیادہ دردناک تھا اس لڑکی کا رونا۔

باران نے کمرے کے اندھیرے کو مٹانے کے لیے پہلے تو بے دھیانی میں سوئچ بورڈز پر ہاتھ مارے جس سے کمرہ روشن ہوا، وہ فوراً پلٹا۔

"ہے۔۔ کیا ہو گیا۔ دلارہ"

وہ کمرے میں بکھرے کانچ سے بچ بچا تا ڈور کر اس تک پہنچا، وہ رو رو کر خود کو تکلیف پہنچا کر نڈھال ہو چکی تھی، باران گرنے کے انداز میں اسکے ساتھ ہی بیٹھا۔

"تم رو مت دلارہ۔ ادھر دیکھو۔ کس نے تکلیف دی۔ نام بتاو اسکا۔ جان لے لوں گا اسکی۔ مت رو۔ میری طرف دیکھو"

وہ اسکا خزن سے بھرا چہرہ اپنی طرف کیے ساتھ جڑتے بولا، اسکے بکھرے بال اپنے ہاتھوں کو پھیر کر سمیٹے پر وہ

ہنوز ہچکیوں کی زد میں کپکپا رہی تھی، رونا روک نہ پا رہی تھی، اسکی یہ آنسوؤں کی روانی کسی سے سانس کی روانی سلب کر رہی تھی، وہ خود یوں تھا جیسے ابھی رو دے گا۔

"ب۔۔ باران یلدرم نے۔"

وہ پھر سے آنکھیں آنسوؤں سے بھرے بھیگی آواز میں اس درد بھرے شخص کو دیکھتے منمنائی، باران کے حواسوں پر بجلی تو اب گری۔

"میں نے؟ میں نے کیا کہا تمہیں۔ بتاو۔ کیا قصور کیا میں نے"

اس شخص کی جان نکل رہی تھی، وہ اسے اف تک کرنے نہ دے اور کہاں یہ رونے کا سبب اسے ثابت کرتی جا رہی تھی۔

"اس ل۔۔ لڑکی کو گلے لگایا ناں ج۔۔ جو تمہارے گھر آئی"

وہ آنسو روکتی بولی تو باران کا دماغ معاوف ہوا۔

اس نے عیشاء کو گلے لگایا تھا اور عیشاء اس شخص کو بہن جیسی پیاری تھی، پر یہ دلارہ اف! کیا سمجھی؟

"وہ دوست ہے میری بس دِلارہ"

باران نے زرا سانس بحال کرتے دِلارہ کو سمجھایا پر وہ بچوں کی طرح روتی سر نفی میں ہلا گئی۔

"و۔۔وہ بس میں ہوں تمہاری۔اور کوئی نہیں۔تم نے کہا تھاناں پہلی سیٹ چاہیے دوست والی۔وہ بھی لے لو۔پر تم کسی کو دوبارہ ہگ نہیں کرنا۔تم صرف میرے دوست ہ۔۔ہو۔تم نہیں لگانا کسی کو گلے۔مجھے اچھا نہیں لگا۔مجھے بہت غصہ آرہا تھا۔میں نے بہت روکا رونا پر مجھے بہت زیادہ پین ہوا،مجھے ایسا غصہ پہلے کبھی نہیں آیا۔تم وجہ ہو اس سارے م میس کی"

وہ بولتی بولتی پھر سے چہرے پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، اب دکھ یہ بھی تھا کہ جس روم کو وہ اتنا پیارا سنبھال کر رکھتی تھی وہ کھنڈر بن گیا تھا پھر باران کے سامنے وہ یوں کبھی رونے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی، خود باران کو لگتا تھا دلارہ جو اتنے سالوں سے نہیں روئی، کوئی بہت بڑا دکھ ہی اسے رلا سکے گا پر وہ بڑا پہاڑ دکھ یہ بنا کہ وہ باران کے ساتھ کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

"میں نے تمہاری زندگی آکر اور مشکل کر دی ناں۔ اچھا تھا فرار ہی رہتا ہمیشہ۔ نہ تمہارا انتظار ختم ہوتا نہ غلطی فہمی کی بنیاد پر ہوئی نفرت تو تم اس حال کو نہ آتی، آئی ایم سوری"

وہ اسکے گرد بازو حائل کرتے اسے خود سے لگائے اعتراف جرم کیا، وہ اسکے سینے میں سمٹ کر چہرہ چھپا گئی کہ اب ہاتھوں کی جگہ اس شخص کا آسودہ سینہ تھا اور دِلارہ گہرے گہرے بھیگے سانس بھرتی اس سے لپٹی تھی۔

"تم کسی کو م۔۔ مت بتانا میں روئی۔ میں نے رونا نہیں تھا۔ مجھے تم نے رلایا تو یہ ر۔۔ راز بھی تم خود تک رکھنا۔ اور تم ایسی باتیں مت کرو ناں۔ میرا دل دکھ رہا ہے، تم سوری بھی مت کرو"

وہ ہچکی سی بھرے آنسوؤں کو سنبھالتی بچوں کی طرح اس سے چہرہ اٹھائے منت کر رہی تھی اور باران کا دل چھلنی ہو

رہا تھا، وہ دِلارہ کو ایسے کمزور روتا ہوا دیکھ کر اندر سے پھٹ سا گیا تھا۔

"ایسے دوبارہ نہیں رونا، میں کسی کو گلے نہیں لگاوں گا۔ اس دوست کو بھی نہیں۔ ایکچولی وہ بہن ٹائپ والی دوست ہے تبھی ایسا ہوا۔ ادھر اوپر دیکھو"

وہ اسکی دم سادھ لیتی حالت سے خوفزدہ ہوا، اسکا چہرہ اوپر اٹھایا تو وہ ہچکی سی بھر گئی، دوست ہو یا بہن، وہ کسی سے گلے لگتا دِلارہ کو قبول نہ تھا، وہ جانتی تھی اپنے سارے رعب کا

رو کر ستیاناس کروا چکی ہے پر جب یہ محبت نامی فتور سر چڑھتا ہے تو انسان سدھ بدھ بھلا کر بہت سی ایسی بیوقوفیاں کرتا ہے جس پر بعد میں اسے ہنسنا پڑتا ہے۔

"پ۔۔پرامس؟"

وہ انہی ڈوبی ڈوبی آنکھوں سے باران کے خوبصورت چہرے پر براجمان ڈر کے تاثر کو دیکھتے بھیگی سی سرگوشی میں بولی تو باران کا دل جکڑ گئی، وہ یوں اسے اپنے بس میں کر رہی تھی، وہ اسکے لیے حساس تھی، فکر و محبت ساتھ کرتی تھی اور اب جل رہی تھی، اپنے وقار کو مجروع کرنے پر تلی تھی، یہ بھی نہ سوچ رہی تھی اسکی جلن، باران پر اسکے

جذبات کھول دے گی، اس لڑکی کا یوں نڈھال ہونا اسکی سات پردوں میں چھپی باران کے لیے محبت کو بے آبرو کر رہا تھا اور باخدا یہ باران کے دل کو کند چھری سے کاٹ رہا تھا، کچھ سچ ایسے ہوتے ہیں جو ہم دلکش و مطلوب ہونے کے باوجود کبھی سننا اور محسوس کرنا نہیں چاہتے، جیسے محبت اظہار ہوتے ہی اپنے سحر سے محروم ہو جاتی ہے اور وہ چاہتا تھا دِلارہ کے جذبات اس پر کبھی عیاں نہ ہوں، اسے دِلارہ اور اپنے بیچ کی کشش سے عشق ہو گیا تھا اور یہ کشش اظہار سے ختم ہو جاتی، وہ دم سادھے اسکے جواب کی منتظر تھی جو دِلارہ پر سے نظریں ہٹانے کے لائق نہ رہا۔

"پرامس۔مجھے تم روتی کبھی قبول نہیں۔میں مر بھی جاوں تب بھی نہیں"

وہ اسکے ایسے درد دیتے جملے پر تڑپ اٹھی،بے اختیار اپنا ملائم ہاتھ اٹھا کر ہتھیلی کے سنگ اسکے منہ تک لے جاتے ایسے فضولیات اگلتے ہونٹوں پر رکھا جیسے کہہ رہی ہو ایسی بات مت نکالو منہ سے خدارا!

"ت۔۔تم مت مرنا۔ایسی باتیں نہیں کیا کرو مجھ سے"

وہ پھر سے حوصلہ سا ٹوٹنے پر رونے لگی،ہاتھ اسکے ہونٹوں پر ہی جمائے رکھا،بہت ہی تکلیف سے اس نے باران کو منع

کیا تھا، وہ یہ نہ کہہ سکی اسکے پاس باران جیسا کوئی نہیں، بس
وہ یہ بات نہیں سہہ سکتی تھی، جو اسکے سر درد پر حواس کھو
دے وہ اسکے منہ سے ایسی بات کیسے برداشت کر سکتی
تھی، باران نے اسکی ہتھیلی اسے پتا لگنے بھی نہ دی اور
چومتے پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے ہٹا دی۔

"مثال دی ہے۔ کہ جس شخص کا کسی اور کو گلے لگانا تمہیں
برداشت نہیں وہ مر بھی جائے تو رونے کی اجازت نہیں
تمہیں دِلارہ۔ تم ہر روپ میں قبول ہو
مجھے۔ ہنستی، لڑتی، چیختی، سزائیں دیتی، غصہ کرتی۔ پر
روتی ہوئی نہیں۔ یہ میری روح تک تکلیف پہنچا گیا تمہارا

رونا۔ میں تمہاری زندگی سے سارے رونے نکال پھینکنا چاہتا ہوں، میری چاہت کا احترام کرنا فرض ہے تم پر"

وہ اسکے آنسو پونچھتا ہوا اسے پیار سے سمجھا رہا تھا پر دلارہ کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا، وہ اس شخص کے لیے مر مٹی ہوئی تھی، وہ سانس بھی زرا بھاری لے یہ بھی دِلارہ کو برداشت نہ تھا، اسکا بہت دل چاہا وہ اسے کہہ دے اسکے بنا ایک سانس نہیں لے پائے گی پر پھر بے بس سی ہو گئی، آنسو مزید نہ بہنے دیے، پہلے ہی وہ بہت زیادہ رو چکی تھی وہ بھی چھوٹی سی بات پر۔

"باقی کا دن اکیلے گزار لو تم۔ میں تھک سی گئی ہوں۔ سو جاوں گی۔ صبح میرے اٹھنے سے پہلے چلے جانا باران"

وہ اس سے یکدم ہی اٹھ کر دور ہونے لگی پر باران نے اسے پکڑ کر واپس پہلو میں لا بٹھایا، دِلارہ کی آنکھوں میں پھر آنسو اتر آئے، اس نے فورا سے باران کو دیکھا، کہ آخر وہ کیا چاہتا ہے پر اس بار دِلارہ نے اپنے آنسوؤں کو آنکھوں کے اندر واپس دھکیل دیا۔

"میں جو کچھ انے کو بتانے والا ہوں آج۔ تم بھی سنو گی۔ اسکے بعد میں خود سلا دوں گا تمہیں۔"

باران نے پھر سے حق جمایا، خاص کر سلانے والی بات پر دِلارہ جی جان سے لرزی۔

وہ فوراسے نفی کرتی اسے تاسف سے دیکھنے لگی۔

"ن۔ نہیں پلیز۔ مجھ میں ہمت نہیں۔ ساری ہمت ٹوٹی ہوئی ہے۔ اسے جڑنے میں وقت لگے گا۔ تم لوگ کرنا جو رازو نیاز کرنے ہیں آپس میں۔ مجھے ابھی اس سب سے دور رہنے دو"

وہ التجاء پر اتری، سخت بے بسی سے اسے سمجھانے لگی پر وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہ تھا۔

"میں تم پر حق جماتے کچھ آرڈر نہیں کر سکتا؟ اب تو بہت زیادہ دوست ہو چکا ہوں۔ پہلی سیٹ دے دی تم نے"

وہ دِلارہ کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھائے مان سے بولا تو وہ اسکے اتنے قریب چہرہ کر کے فرمائش کرنے پر گھبرا سا گئی، سٹی گم ہونا دِلارہ پر الگ لیول کا سجا جب اسکے ہونٹوں نے باران کی نرم سانسوں سے گفتگو کی، وہ اتنے قریب تھا جیسے اسکا سایہ دلارہ کے سائے کو چوم رہا ہو، دل کی دھڑکنیں آپس میں تبدیل ہو رہی ہوں۔

"و۔۔ وہ منہ سے نکلا۔ تیسرے دوست ہی ہو۔ پر ہاں پہلے دو دوستوں جیسے زیادہ والے ہو۔"

دِلارہ نے فوراسے جناب کی خوش فہمیوں پر سیلاب جاری کرتے نظریں چرائیں۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔زیادہ والے دوست کی طرح"

وہ اسکا سر چومتا اسے مزید اپنائیت دیتے بولا تو وہ اس لمس پر اور روہانسی ہوئی، اسکا سر تو کبھی عزیزے نے بھی نہ چوما تھا، ہمیشہ ماتھا یا ہاتھ چوما پر یہ نیا سا احساس دِلارہ کے لیے وہ لایا تھا، وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ لاڈ سے اسے پیار کر رہا ہے یا ہمدردی میں پر اسے خود بھی یہ ہمدردی نہ لگی، یہ ڈھارس بندھانے کا سب سے قوی طریقہ کار تھا۔

"ت۔۔ تم بہت اچھے ہو باران"

وہ اسی بکھرے لہجے میں اسے دیکھتے بولی تو باران نے اسے چپ چاپ خود سے لگالیا، دونوں ہی افسردہ تھے اور باخدا دونوں کے دل ایک دوسرے کے لیے ہی دھڑکنے لگے تھے۔

"میں اچھا نہیں ہوں۔"

باران کے جتانے پر دِلارہ نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔

"کمرے کا کیا حال کیا تم نے؟ اسکو ٹھیک کرنے میں ہفتہ لگے گا۔ تم نے وال پینٹنگز بھی توڑ دیں۔ اتنا غصہ؟"

دِلارہ سے دھیان ہٹا کر باران نے زرا کمرے کا جائزہ لیا تو ہر طرف دلارہ کے اترے غصے کے آثار منہ چڑا رہے تھے۔

"تم جاوبی کے پاس۔ میں سب سمیٹ لوں گی۔"

وہ اسکے پاس سے اس بار اٹھ گئی تو باران نے سر اٹھائے دِلارہ کو دیکھا جو کمرے کا جائزہ لیتی خود بھی افسردہ تھی، وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا، آکر دِلارہ کے عقب میں رکا۔

"میں مدد کروں؟"

باران نے اسکے کندھے پر ٹھوڑی اٹکاتے آفر کی جس پر دِلارہ نے چہرہ گمایا اور اس سے پہلے دونوں کے چہرے بے حد نزدیکی کے سنگ رکتے اور ہونٹوں میں باہم فاصلہ مٹنے پر کوئی حادثہ ہوتا، باران نے بروقت اپنا چہرہ پیچھے ہٹالیا، وہ پلٹ کر اسکے سامنے آرکی، اسے باران کے گریز نے سوچ میں ڈالا تھا۔

"تم۔۔۔"

وہ کچھ کہتے کہتے ان امبر آنکھوں کی نرمی پر تھم گئی۔

"کیا میں؟"

وہ اکسانے میں بلا کا ماہر تھا۔

" کبھی مجھ تک آ گئے تو کیا بنے گا تمہارا؟ زرا قریب ہوتی ہوں تو کرنٹ کھا کر دور ہو جاتے ہو"

دِلارہ کی فکر جان لیوا نوعیت کی تھی کہ اول تو وہ سمجھ نہ پایا وہ بولی کیا ہے۔

"میں تم تک آیا ہوا نہیں ہوں کیا؟ اور کس قسم کی قریب ہوئی تھی تم؟ مجھے تو ایسا کوئی لمحہ یاد نہیں"

باران کے قدم خود بخود چڑھائی کرنے کے انداز میں دِلارہ کی طرف بڑھے تو وہ ڈریسنگ میز سے جا لگی۔

"مجھ تک آنا مطلب ہسبنڈ وائف کی طرح۔ اور قریب یعنی ابھی جب ہمارے لپس پھر ٹچ ہونے والے تھے، تم نے فوراً چہرہ پیچھے کر لیا۔"

دِلارہ نے پوری دلیری سے باران کے مطلبی سے لہجے میں پوچھے سوالوں کے جواب دیے جس پر باران نے زرا اگلا صاف کرتے نظریں چرائیں اور دِلارہ کا ہاتھ پکڑے وہ باہر جانے کے لیے دروازے کی طرف بڑھا۔

"بچے ایسی باتیں نہیں کرتے۔ آؤ آکرانے کے پاس بیٹھو تب تک تمہارا روم صاف کرواتا ہوں"

باران کی بات سنے وہ ڈور کے ساتھ جا لگتی اسکے سامنے تن کر رکی تو باران اسکے لیے ہر گز تیار نہ تھا، گھبرا سا گیا ان گرے آنکھوں کی بے خودی پر۔

"بچی نہیں ہوں میں۔ تمہاری وائف ہوں"

وہ سخت غصے سے بولی، باران نے پھر سے نظریں چرائی پر وہ چڑ کر اسکا بار بار خود سے ہٹتا فوکس دیکھے چہرہ پکڑ کر اپنے سامنے کر کے سٹل کر گئی۔

"تم فگر وائز بچی نہیں پر میرے مقابلے میں عمر سے بچی ہی ہو۔ یہ بات کبھی مت بھولنا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ تم مصیبت

میں نہ پڑو۔ تمہیں بتا چکا ہوں کہ ایسے بے باکیاں مت
دیکھایا کرو مجھے۔ سمجھ نہیں آرہی تمہیں میری کوئی
بات۔ کیا چاہتی ہو تم ہمارے بیچ کچھ ایسا ویسا ہو جائے اور
پوری دنیا ہمارے رشتے پر ہنسے۔ تمہارا میرا کوئی جوڑ نہیں
سو ہر اس معاملے میں احتیاط بہتر ہے جو ہمیں جوڑنے کی
جانب راغب کرے۔ کوئی بے وقت خطاء کر بیٹھا میں تو
ساری عمر میرے ساتھ پھنس جاو گی مفت میں۔ پھر روتی
رہنا۔ نجات نہیں ملے گی۔ یہ جو بڑی بنتی رہتی ہو ناں باز
رہو۔ اور جو اللہ نے تمہیں یہ عمر سے زیادہ میچور فگر دے
دیا اس کو بھی سنبھال کر رکھو۔ بار بار یہ باتیں تمہیں میں

بھی نہیں سمجھاوں گا۔اب آو باہر اس کباڑ کو ٹھیک کرواوں"

وہ اسے اک اک لفظ بہت اچھے سے باور کروائے بازو سے پکڑ کر دروازے سے ہٹا کر اپنے اندر کے طوفان چھپاتا ہوا فرار ہو گیا پر دِلارہ کتنی دیر اسے جاتا دیکھتی رہی اور پھر اس لڑکی کی آنکھوں میں دنیا جہاں کے سارے مسکراتے موسم اتر آئے، یہ کرہ ارض پر پہلی بار ہوا تھا کہ بارش کے بعد دھنک آسمان کے بجائے کسی کی آنکھوں میں ڈھل آئی ہو۔

"سنبھال رکھنا ہو گا تمہیں۔

تم زندگی کی روانی کو برقرار رکھنے کے لیے

مجھے "خاص تحفے" کے طور پر ملے ہو یار"

.._____..

"تم کمپنی جا رہے ہو؟"

نازلی کی آواز پر عالیان جو اپنی گاڑی ان لاک کرے سوار ہونے والا تھا، رک کر پلٹا، نازلی کو دیکھتے ہی چہرے کے خدوخال میں خود بخود نرمی آجاتی۔

"جی، ایک گھنٹے کے لیے۔ کوئی کام تھا آپکو؟"

عالیان نے فورا فکر سے استفسار کیا تو وہ مزید قریب آ کر رکی۔

"مجھے آزاد کے پاس لے جاو گے ؟ واپسی پر پک کر لینا"

نازلی نے تاسف سے ریکوسٹ کی جس پر اک لمحہ عالیان بھی کچھ پریشان لگا، مسدور حویلی کے لوگ انکے آس پاس گھوم رہے تھے اور ایسے میں نازلی کو لے کر جانا رسکی تھا۔

"وہ بزی ہوں گے۔ فری ہوتے ہی آجائیں گے حویلی۔ اگر آپ کال کرنا چاہیں تو ایدایا میرا فون یوز کر لیں"

عالیان نے سہولت فراہم کی پر وہ اس سے ملنا چاہتی تھی، ساری رات بہت بے چین رہی تھی۔

"نہیں کال نہیں۔ بس اس سے کچھ دیر باتیں کرنی ہیں۔ میں چہرہ ڈھک لوں گی اگر تمہیں یہ خطرہ کہ مسدور حویلی والے مجھے دیکھ نہ لیں"

نازلی کی خواہش بھی وہ سرے سے ٹال نہ سکتا تھا تبھی سوچ میں ڈوبا۔

"چلیں میں چاچو کو کہتا ہوں پھر کہ وہی پک کروالیں آپکو"

عالیان نے یہی آخری حل چنا پر نازلی اس پر بھی انکاری تھی۔

"نہیں۔ میں اس کو بتائے بنا ملوں گی جا کر۔ سٹریس میں ہو گا ناں لیگل کام نمٹانے کے بعد۔ چاہتی ہوں مجھے دیکھ کر اسکی ساری تھکاوٹ دور ہو جائے۔ ایسے بتا کہ نہیں۔ تم لے چلو۔"

نازلی تو اپنی بات پر پہاڑ سی جمی تھیں، عالیان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"ٹھیک ہے انکے بنگلے ڈراپ کر دیتا ہوں پھر آپکو۔ واپسی پر پک کرلوں گا۔ آجائیں۔ کچھ گرم پہن لیں بہت ٹھنڈ ہے"

عالیان نے اسکی خواہش کا احترام کیا تو نازلی بے انتہا خوش نظر آئی، جب تک عالیان نے گاڑی نکالی، وہ لانگ گارڈیگن پہن آئی، باقی بھی فل کورڈ تھی، ایدا کو اسماعیل یلدرم کے پاس بھی چھوڑ آئی تھی اور بتا بھی آئی۔

وہ لوگ محتاط انداز میں آدھے گھنٹے تک آزاد کے گھر پہنچ گئے تھے، گاڑی عالیان گیڈ کر اس کیے اندر تک لایا تھا۔

"تھینکیو، مجھے یہاں لانے کے لیے۔ میں کال کر دوں گی آزاد کے نمبر سے۔ پھر مجھے پک کر لینا"

نازلی کو یہاں لانے کے لیے عالیان نے کچھ نہ سوچا، کیونکہ اسے پتا تھا یہاں صرف چاچو ہی ہیں۔

"ارے آپکا اپنا بندہ ہے۔ جب تک مرضی رکیں۔ پھر بھی میں حاضر"

عالیان نے مسکراتے انداز میں نازلی کو بھی سمائل کروا دی، وہ گاڑی سے اتری تو عالیان نے وہیں سے اپنی گاڑی ریورس کرے گیڈ سے باہر نکالی جبکہ نازلی نے زرا خود کو

کمپوز کیا اور اس عالیشان بنگلے کی جانب بڑھی، آزاد یلدرم کا گھر بے انتہا شاندار تھا، وہ آزاد کو بتائے بنا سرپرائز دینے آئی تھی تبھی دبے پیر اندر آئی، اسے زیادہ تردد نہ کرتے آزاد، سٹنگ لاونج میں ہی مل گیا، وہ سر کاوچ پر سے لگائے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

اسے دیکھنے کے بعد نازلی کو ہوش ہی کہاں رہتی تھی کہ وہ ارد گرد کا جائزہ لے پاتی ورنہ گھر کی روش پار کرتے ہی وال پر بے شمار لگی تصویروں میں آزاد یلدرم ایک خوشحال انسان کی طرح اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ خوش باش تصویروں میں قید نظر آتا تھا پر نازلی نے اس طرف دیکھا

ہی نہیں، وہ آزاد کی طرف ہی سیدھی بڑھی، جیسے جیسے وہ اس کے قریب آئی، اسے احساس ہوا وہ آنکھیں بند کیے ریلکس کر رہا ہے، خود کو سراہا کہ وہ ٹھیک فیصلہ لیے یہاں پہنچی، آزاد کے چہرے پر پھیلی اداسی نہ ہٹتی تو شاید نازلی کے بقول غضب ہو جاتا۔

وہ کاوچ کی بیک سائیڈ آ کر رکی اور دونوں ہاتھ کاوچ پر رکھے جھک کر آزاد کے کشادہ ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چوما تو جناب کی آنکھیں اس لمس پر فوراً کھلیں اور کھلتے ہی الٹی جانب نظر آتی نازلی کو دیکھے وہ فوراً ٹیک ہٹائے گردن گما گیا

جبکہ آزاد کے شاک ہونے پر وہ مسکرا کر خوشبوؤں میں بسی اپسراہ کی طرح آکر اسکے پہلو میں بستے بیٹھی۔

"ت۔۔تم یہاں؟"

آزاد کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی، نازلی اسکے اڑے رنگ کو سرپرائز کا اثر سمجھ رہی تھی پر ایسا نہ تھا، اس گھر میں ہاندے نے جگہ جگہ اپنی اور آزاد کی تصویریں لگا رکھی تھیں۔

"ہاں۔ میں مس کر رہی تھی تمہیں تو عالیان سے سفارش کرے پہنچ آئی۔ تم حیران ہوئے ہو مجھے دیکھ کر یا پریشان؟ کیونکہ یہ تھوڑا اوورری ایکشن لگ رہا تمہارا"

نازلی نے بھی جناب کے سفید پڑتے رنگ کو غیر محسوس انداز میں بھانپا تو آزاد نے نفی میں گردن ہلاتے یوں اسے پکڑ کر اپنے گلے لگایا جیسے کوئی ڈر جاتا ہے، نازلی نے گلے لگنے کو تڑپ والا پایا تو گھبرا سا گئی۔

"تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں آجاتا تمہارے پاس"

آزاد نے اسے اپنے سینے لگاتے دیکھا سامنے والی دیوار پر جس پر آزاد اور ہاندے کی تصویر تھی اور ہر جگہ تھا، اسکا دماغ اتنا معاوف تھا کہ گھر آتے سوچا یہی تھا سب سے پہلے یہ فیکنس کے شہکار اتار کر پھینکنے گا پر تھکن نے کچھ کرنے نہ دیا اور اب اسے لگ رہا تھا اسکی گردن دب رہی ہے، اگر نازلی نے ان تصویروں کو دیکھ لیا تو؟ آزاد کے سینے میں ٹیس جگی معلوم ہو رہی تھی۔

"کب آتے؟ یہاں اکیلے بیٹھ کر سٹریس میں گھس جاتے۔ کیا ہوا ہے؟ پتا چلا کس نے آگ لگائی۔ تمہارے کام سمٹ گئے یا ابھی رہتے ہیں؟"

وہ خود ہی قوت لگاتی اسکے حصار کو ڈھیلا کرے روبرو ہوئی پر آزاد کی آنکھوں میں اس وقت اسے بس خوف نظر آرہا تھا جو سراسر نازلی کی سانسیں تنگ کر رہا تھا۔

"ہاں سب پتا چل گیا۔ کام بس شام تک سمٹ جائیں گے پھر میں یلدرم حویلی آجاوں گا۔ میں عالیان کو کال کرتا ہوں تمہیں لے کر جائے۔ تمہارا یہاں آنا سیو نہیں۔"

آزاد چاہتا تھا کسی تصویر کو دیکھنے سے پہلے وہ نازلی کو یہاں سے بھیج دے پر وہ الٹا آزاد کے سلوک پر دکھی ہوئی، اسے ایسا لگا جیسے اس نے سچ میں آکر غلطی کی ہے۔

"میرا تمہارے پاس ہونا سیو نہیں۔ یہ کیسی بات کر رہے ہو۔ میں تمہیں سرپرائز دینے آئی۔ تمہاری فکر میں مر رہی تھی سوچا مجھے دیکھ کر تم خوش ہو گے پر تم مجھے اپنے اس محل میں دو لمحے بھی برداشت نہیں کر رہے۔ پہلے پتا ہوتا تو میں کبھی نہ آتی۔ کر دو فون عالیان کو"

وہ اس کے رویے سے بری طرح غمگین ہوئی، اسے اپنا آزاد کہیں نہ ملا، یہ شخص تو صرف خوفزدہ لگ رہا تھا، نہ تو اسکے چہرے پر نازلی کے یہاں آنے پر خوشی تھی نہ سکون۔

"نازلی۔ تم غصہ مت ہوناں۔ تمہیں پتا ہے ابھی حالات کتنے سٹریس فل ہیں۔ ایسے میں تم اور ایدابس یلدرم حویلی

میں محفوظ ہو۔ ورنہ ایسا ممکن ہے کیا کہ میں تمہیں دیکھ کر خوش نہ ہوں۔"

وہ اسکو بازووں میں بھر کر اپنے قریب کرتا اب جو بھی کہتا، رد تھا، وہ شدید ہرٹ تھی، اسے آزاد نے کوئی گرم جوش لمس تک نہ دیا تھا۔

"ہاں ممکن ہے۔ تمہیں اب مجھ سے وہ والی محبت نہیں رہی جس میں دیکھ کر جسم و جاں میں جان آئے۔ تم نے مجھے دیکھ کر اک سمائل تک نہیں دی۔ میں تمہارے پاس محفوظ ہوں پر تم یہ بات نہیں سمجھو گے۔ دوبارہ ایسی غلطی نہیں

ہو گی۔ معاف کر دو۔ دوبارہ میں تمہیں خوش کرنے کی کوئی کوشش نہیں کروں گی آزاد۔ یور یلی ہرٹ می"

وہ اسکے حصار کو جھٹک کر اٹھی، آزاد بھی اٹھا، اسے نازلی کے ناراض ہونے پر اور زیادہ خوف آیا، اسکے جسم کا رواں رواں انہونی کے خوف سے کانپ رہا تھا۔

"ایسے مت کہو۔ ایک تم واحد ہو اب جو میری اس دنیا میں خوشی ہے۔ میں بس ڈرا ہوا ہوں۔ میری طرف دیکھو۔"

آزاد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے دیکھنے پر مجبور ہوئی پر آنکھیں نمکین سے پانیوں سے

بھری تھیں کہ بس جھونکا درکار ہو اور وہ پانی رخساروں پر بہنے لگے۔

"میرا سٹریس تمہیں دیکھ کر سچ میں دور ہو گیا۔ اب ڈر تم دور کر دو۔"

وہ اب بھی چپ تھی، یوں آزاد کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ دنیا کا سب سے بے رحم انسان ہو۔

"ک۔۔ کیوں ڈر رہے ہو؟"

نازلی کی آواز سرگوشی میں ڈھلتے بھی کانپی تھی، تڑپتی نظر آزاد کے چہرے پر جمائے وہ جواب کی منتظر تھی۔

"کچھ سچ ہیں میری زندگی کے۔ میری جگہ جان قربان کرتے ایمر کے۔ یہ زندگی جو میں جی رہا ہوں اسکے بدلے بھرے ہوئے تاوان کے۔ میرے تئیس چوبیس سالا نقصان کے۔ کیا تم مجھے مزید ڈرائے بنا میری کہانی سنو گی؟"

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکا جو اس تمہید پر ہی تھم گئی، جیسے سانس بھی نہیں لے رہی۔

"یہ مت کہنا کسی عورت کے ساتھ سوئے ہو۔ اسکے علاوہ سب سہہ سکتی ہوں آزاد۔ لیکن بے وفائی قتل سے بھی بڑا

گناہ ہے تو اپنی کہانی سنانے سے پہلے مجھے ایشورٹی دو کہ تم بھی میری طرح اب تک صرف میرے رہے ہو"

وہ اسکے مزید نزدیک سرکی اور اپنی واحد کمزوری آزاد یلدرم کے ہاتھ تھمادی، وہ اس لڑکی کی آنکھوں کے خالی پن پر خوف کھا گیا۔

"اسکا جواب تمہارے ساتھ سونے کے بعد دوں؟"

آزاد نے اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے نازلی کو اپنے سینے سے جوڑا تو وہ گھبرائی۔

"سونے کے بعد اگر بے وفا نکلے تم تو تمہیں دیے سکون کا آخری قطرہ، آخری رمق تک واپس لے لوں گی۔ مسدور خاندان کی لڑکی ہوں۔ ملکیت کے معاملے میں سفاک۔ اور انتقام کے معاملے میں جانور"

وہ اسکے گریبان پر مٹھی سی بنائے، کڑھے سفاکانہ تیوروں سے گھورتی، آزاد کا سارا خمار ریت کی دیوار سا مسمار کر گئی۔

"تم مجھے دیا سکون واپس لینے کے لیے بھی تو میرے قریب آو گی ناں۔ میں قید کر لوں گا تمہیں۔ بلکل ایسے"

وہ اسکی کسی بات کو چنداں اہمیت نہ دیے بے جان سی آنکھوں سے اپنی طرف دیکھتی نازلی کے زیریں ہونٹ پر پرزور استحقاق جمانے کا آغاز کرے، قید کی نوعیت وشدت عملی بھی محسوس کروائے نازلی کے پورے وجود سے اک جھٹکے میں جان لے گیا اور ستم کہ وہ اسکے مضبوط شکنجے میں ہل بھی نہ سکی۔

پھر جب وہ یہ حق جماتے زرا سا دور ہوا تو اس نے دیکھا نازلی کی آنکھوں میں اس روح فرسا لمس پر بھی آنسو ہیں۔

"واپس لو۔ لوں گی۔ مطلب بے وفائی کی تم نے میرے ساتھ؟"

وہ اسکے سینے پر پوری قوت سے دباو دیتی آزاد یلدرم کو خود سے دور دھکیل گئی، اپنے ہونٹوں کو بے دردی سے رگڑا کہ اسکا یہ کرنا آزاد کی آنکھوں میں مٹی سی جھونک گیا۔

"نہیں۔شادی کی تھی"

آزاد نے اس کے حواسوں پر لگے ہاتھوں بمب گرایا، کسی کو زندگی بھر کا سب سے خوبصورت قربت ولذت کا احساس دلانے کے بعد اسکے سینے سے دھڑکتا دل نکال لینا ظلم کبیرہ تھا جو آزاد نے کیا، اس لڑکی کے پیروں سے زمین سرک گئی، ایسا لگا پورا وجود ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو۔

"ش۔۔شادی؟"

وہ لڑکھڑائی، اسکی آواز قبر سے آتی محسوس ہوئی، آزاد نے اسے بروقت سنبھالا۔

"ہاں۔شادی"

وہ کتنا ظالم تھا، نازلی کی جان نکلتی دیکھ کر بھی مکرا نہیں تھا، بلکہ اسے وہیں سے پلٹایا تو نازلی نے اسکے چہرے سے نظریں ہٹا کر ڈبڈبائی آنکھوں سے سامنے دیوار پر لگی تصویروں کو دیکھا۔

"ش۔۔ شکر ہے میں سو نہیں گئی تمہارے ساتھ۔ تمہاری یہ بیوی ناراض ہو جاتی ناں۔ بہت پرفی۔۔ فیکٹ کپل ہے۔ تم نے تو مجھے آخری سانس بھرنے کی مہلت بھی نہ دی آزاد، لوگ تو پھانسی کے مجرموں سے بھی آخری خواہش پوچھتے ہیں۔ ک۔۔ کہ بتاو کیا چاہیے اور تم نے بنا کوئی تکلف بھرتے میرے دل کی ہر رگ کاٹ دی؟"

وہ ہاندے کے ساتھ اس تصویر میں مسکرا رہا تھا، ہاں یہ مسکراہٹ، آزاد کی بازو کا ہاندے کے ہاتھوں میں ہونا سب دکھاوا سہی پر نازلی تو مر گئی جب اس نے آزاد یلدرم کے

آباد پہلو کو دیکھا، یعنی برباد صرف وہ ہوئی تھی، یہ شخص تو ساری ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد اس تک پہنچا تھا۔

"میں نے اسے آج تک اپنی مرضی سے نہیں چھوا۔ نہ ہم کبھی ساتھ سوئے۔ یہ میری زندگی کا بھیانک حصہ ہے نازلی۔ جبکہ تم میری محبت ہو۔"

وہ اسے واپس پکڑ کر اپنے قریب کھینچے اذیت سے بولا، یقین دلاتے ہوئے اس شخص کی آنکھیں انگارہ تھیں تو نازلی کی پتھر۔

"اور اس نے چھوا؟ کہیں بھی۔ تمہیں۔ تمہارے ہاتھ کو۔ ہاتھ کی اک انگلی۔ اک پور تک کو۔ بولو۔؟"

نازلی کے آنسو بے قابو ہوئے جب اس نے اچھوت کی طرح آزاد کا وہ پہلو جھٹکا جسکے ساتھ تصویر میں دوسری عورت چپک کر کھڑی تھی۔

"ہاں۔ لیکن ہمارا کوئی فزیکل رشتہ نہیں بنا"

وہ اسے یقین دلانے لگا تو وہ پاگلوں کی طرح بھیگی آنکھوں سمیت ہنسی، اس نے ساتھ ہی دوسری تصویر میں انکے ساتھ ایک لڑکا بھی دیکھ لیا تھا۔

"اب تک بیوی ہے یہ تمہاری؟"

نازلی نے دم ہارنے سے قبل اک آخری سوال کیا، یوں لگا اگر آزاد نے اقرار کیا تو اس لڑکی کی جان نکل جائے گی۔

"مزید نہیں رہے گی۔"

آزاد نے اسے سنبھالنا چاہا پر بات بہت بڑھ گئی تھی۔

"مجھے دھوکہ دیا تم نے؟ تم تو اپنی زندگی تیئیس چوبیس سال پہلے ہی سیٹل کر چکے تھے۔ ایک جوان بیٹے کے باپ ہو۔ ایک حسین بیوی رکھتے ہو پھر میری کیا ضرورت

ہے۔ میں تو کسی جہاں کی نہ رہی آزاد یلدرم۔ تم نے بہت اچھے سے جیتے جی میری قبر بنائی۔"

وہ اسکی بازو جھٹک کر اس پر چینخی تھی کہ اگر آزاد اسے ہاتھ بھی لگائے گا تو ظلم کرے گا۔

"وہ میری بیوی ہے پر وہ میری اصل میں کڈنیپر ہے۔ اور وہ جوان بیٹا اسکا ہے۔ میرا نہیں۔ میری بات سنو نازلی۔ سب ویسا نہیں جیسا تمہیں لگ رہا ہے۔"

وہ اسے پر سکون کرنے کی کوشش میں آگے آیا پر وہ ہاتھ اٹھا کر اسے روک گئی کہ اب اس کے سائے پر بھی آزاد کا کوئی حق نہیں۔

"تمہارا اس سے کیسا رشتہ ہے کیسا نہیں۔ بھاڑ میں جاو۔ واپس جا رہی ہوں میں اپنی حویلی۔ اب وہ لوگ مجھے بیچ چوراہے میں ماریں تب بھی قبول ہو گا آزاد۔ وہ سب بھی اتنا تکلیف دہ نہیں ہو گا جتنی تمہاری بے وفائی۔ مجھے اپنی شکل اب کبھی مت دیکھانا"

وہ پیر بھی پڑ لیتا تب بھی وہ سفاک فیصلہ لے چکی تھی، بے وفائی بلکل مار دینے جیسی تھی، بھلے پھر ہاندے اسکی زندگی میں رہتی یا نہیں۔

"نازلی۔"

وہ ڈوبی سی آواز میں منت کیے پکارا، نازلی اسکے ہاتھوں سے ریت سی نکل گئی، وہ اسے دھکا دیتی باہر کی طرف دوڑی تو وہ پیچھے ہی لپکا۔

"میں ب۔۔بے وفا نہیں ہوں نازلی۔"

وہ اسے باہر آتے ہی پکڑ کر روک گیا، بارش پھر شروع تھی اور وہ دو کھلے آسمان تلے اسی سرد ٹھٹھراتی بارش میں آگ کی طرح تپ رہے تھے۔

"وہ ایمر کی بیوی تھی۔ ایمر نے میری جگہ اپنی جان گنوادی تو ہاندے نے مجھے اسکی سزا دی۔ اس نے میری یاداشت جان بوجھ کر کبھی لوٹنے نہ دی۔ مجھے کچھ یاد نہ تھا پھر بھی میں نے اپنا آپ اس سے بچایا کیونکہ میرا دل کہتا تھا میں کسی اور کی امانت ہوں۔ میں نے تمہیں یاداشت میں نہیں رکھا بلکہ دل کا تحت دیا تھا۔ میں بے وفائی کیسے کر سکتا ہوں نازلی؟ میں نے کچھ یاد نہ ہونے پر بھی تیئس سال اپنی بیوی

کو کوئی ازواجی حق نہیں دیا؟ کیا یہ ثبوت کافی نہیں کہ میں کتنا زیادہ تمہارا تھا؟"

وہ اسکی بازو دبوچے اسے ہر چیز بتانے پر مجبور ہوا پر وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اسکی گرفت جھٹک رہی تھی، نازلی اس وقت کسی صفائی یا یقین دہانی کو سن یا سمجھ نہیں سکتی تھی۔

"آئی ہ۔۔ ہیٹ یو۔ تم نے کوئی حق نہیں دیا تو اب دے دو۔ آزاد یلدرم کو نازلی سے آزادی مل گئی۔ م۔ میں بھی اب کسی اور سے شادی کر کے دیکھاوں گی۔"

وہ ایسا فیصلہ سوچ بھی کیسے سکتی تھی، آزاد کا دل جیسے کٹ گیا۔

"ت۔۔ تم میرے نکاح میں ہو۔ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟"

آزاد کو بے انتہا تکلیف پہنچی تھی۔

"جیسے تم نے سوچا اور کیا بھی۔ میں تمہیں اسکی باقی عمر سزا دوں گی۔ تمہارے نکاح سے نکل کر کسی اور کی زندگی میں جاوں گی نا۔۔ ناں پھر تم بتانا کیسا لگا۔ چلو میں بھی اس آدمی کو خود کو چھونے نہیں دوں گی۔ تم نے جو میرا اب تک زرا

سارہ کر احسان کیا اسکا بدلا چکاوں گی پر اب میں تمہاری نہیں ہوں۔ تم میرے نہیں ہو۔ سب ختم ہو گیا۔ تم نے م۔۔مار دیا نازلی کو"

وہ بے یقینی سے نازلی کو دیکھ رہا تھا، اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا کہ نازلی یہ سب کیا بک رہی ہے۔

"میں بے ب۔۔بس تھا نازلی۔ مجھے کچھ یاد نہیں تھا۔ بتا تو رہا ہوں میں نے خود کو تمہارے لیے ہر طرح سنبھالا۔ تم میرے نکاح سے نکلی تو مر جاوں گا میں۔ کچھ دیکھنے کے لیے زندہ نہیں بچوں گا۔ ایسام۔۔ مت کرو میرے ساتھ۔ میں

نے بہت سال تم سے دور گزارے ہیں۔ تم نے بھی۔ ایسا مت کرو ہمارے رشتے کے ساتھ۔ پلیز"

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑتا انھیں دیوانہ وار چومے التجاوں پر اتر اپر وہ رحم کے کسی حرف کو اب نہیں جانتی تھی۔

"میرا د۔۔ دل بہت چھوٹا ہے۔ اس میں یا تم رہ سکتے تھے یا تمہاری بے وفائی۔ تم نکل گئے۔ اب تمہاری بے وفائی راج کرے گی جتنی باقی سانسیں ہیں۔ میں مر جاوں گی اب اس لیے ہاندے کو مت چھوڑنا۔ تمہیں سنبھال لے گی میرے بعد۔ شراکت داری چاہے زندگی میں ہو یا جسم میں، سب

ناجائز ہوتی ہے۔ میں نہیں مان سکتی کہ ایک خوبصورت عورت تم جیسے بے انتہا پر کشش اور مکمل مرد کے ساتھ چوبیس سال رہی اور تمہارے لیے اسکا صبر نہ ٹوٹا ہو۔ تم پر اسے مکمل ملکیت حاصل تھی تو ایسا کیسے ممکن تھا وہ اپنے مرے شوہر کے ماتم کو نہ بھولتی۔ اس نے تمہیں ہر طرح چھوا اور دیکھا ہو گا، ایسا ہی ہے ناں؟"

نازلی نے یہ سب کوڑوں کی طرح آزاد کے حواسوں پر برسانے کے بعد اک آخری آس لیے سوال کیا، آزاد کی آنکھیں پھٹنے کو آگئی تھیں پر اس لڑکی کو رحم نہ آیا، وہ لگتار

برستی ہلکی ہلکی بارش سے کافی بھیگ گئے تھے پر کوئی اثر نہ ہو رہا تھا۔

"تم یقین کرو ایسا نہیں ہوا۔ وہ سائیکوع۔۔ عورت تھی۔ اسے مجھ سے یا میرے جسم سے کوئی سروکار نہ تھا بس وہ مجھے میرے سکون سے دور رکھنے پر بضد تھی۔ اس نے نہ خود سکون کا لمحہ جیا نہ مجھے میرے اصل تک پہنچنے دیا۔ نازلی اس نے مجھے بیوی کی طرح یا حق سے دیکھا تک نہیں، چھونا بہت دور کی بات ہے۔ خدا کے لیے میرا یقین کرو۔ یہ سارے حق صرف تمہارے پاس ہیں۔"

نازلی کو اب بھی اس پر اعتبار نہ تھا، شاید اتنے سال اکیلے تڑپ کر گزارے تھے کہ وہ اعتبار کرنا بھول گئی تھی۔

"میں یقین نہیں کر سکتی۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ چھوڑو مجھے۔ میں مسدور حویلی جاوں گی۔ کہوں گی مار دیں مجھے، جسکے لیے اتنے سال جی وہ تو کسی اور کا ہو گیا۔ میرے دامن کے بعد میرے ہاتھ خالی دیکھ کر شاید میرے اپنوں کو مجھ پر رحم آجائے اور بن مانگے ہی مجھے موت دے دیں۔ میں زندہ نہیں رہنا چاہتی اور تم مجھے دردناک موت مرتا دیکھو گے آزاد۔ تم سہو گے وہ سب جو میں اس وقت محسوس کر رہی ہوں"

وہ اسے بار بار جھٹک رہی تھی، یہ سوچے بنا کہ اس شخص کا درد کرتا دل بند بھی ہو سکتا ہے۔

"نہیں۔ مجھے اتنا مت آزماو۔ نازلی ایسا مت کرو۔ میں تمہارے س۔۔ ساتھ جینا چاہتا ہوں۔ میں تم سے سکون پانا چاہتا ہوں۔ اپنا ہر لمحہ تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ میرے خود سے جڑے ارمانوں کو ایسے پیروں تلے پائمال مت کرو۔ یہاں آو میرے پاس۔ میرے دل سے لگو تا کہ تمہیں یقین آئے میری آتی جاتی ہر سانس تمہاری ہے، ہر دھڑکن تمہارا نام لیتی ہے۔ تم نہیں تو کچھ نہیں

رہے گا میرے پاس۔ ان لوگوں کے پاس مت جانا۔ خدا کے لیے"

وہ اسکے پیچھے بڑھا پر وہ کچھ سنے بنا بنگلے کے گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی اور ان دونوں کو علم نہ تھا کہ عالیان یلدرم کا پیچھا کرتے مسدور حویلی کے لوگوں نے پکی نازلی کی موجودگی کی خبر پر برہان مسدور کو بلوایا تھا اور اس وقت باہر وہ آدمی ان کی تاک میں تھا۔

"نازلی۔ وہ لوگ مار ڈالیں گے تمہیں"

دروازے کے پاس پہنچتے، آزاد نے ہاتھ بڑھا کر نازلی کی بازو سخت گرفت میں بھرتے اسے اپنی طرف گھسیٹا، وہ سرخ ہوتی آنکھوں میں غصہ بھرے اسے دیکھنے لگی، کیا اب بھی مرنے میں کوئی کسر تھی، ایک تو ان دو کی آپسی تکلیف اوپر سے موسم بھی سخت سے سخت خراب ہو رہا تھا، لگ رہا تھا کچھ برا ہونے والا ہے، نامحسوس حد تک فضا کے دامن میں تمام تر دلکشی کے بھی قنوطیت تھی، حبس تھی۔

"جب تم نے مار دیا تو پوری دنیا کو مجھے مارنے کا لائسنس مل گیا۔ سمجھے؟"

وہ اس وقت پاگل پن پر اتری حالات کی نزاکت سمجھنے سے یکسر عاری بس آزاد کا سینہ دہکا رہی تھی، اسے سمجھنے کے بجائے اس سے لڑ کر خود کو اور اسے برابر اذیت کی بھٹی میں جھونک رہی تھی، آزاد نے اک درد بھرا سانس بھرتے اس ضدی عورت کو دیکھا۔

"میں تمہیں کس زبان میں سمجھاوں اپنی مجبوری؟ سمجھ نہیں رہی تم نازلی۔ اتنی میچور ہو کر تم نے بے جا ضد لگا رکھی ہے۔ تمہارا وہاں جانا جانتی بھی ہو کتنا خطرناک ہے۔ وہاں جا کر مرنے سے بہتر ہے میرے پاس رہو اگر یہ بھی مرنے جیسا لگ رہا ہے پر مجھے اتنا بے بس مت کرو یار

کہ میں خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں۔ میں نے بہت مشکلوں سے تمہیں واپس پایا ہے، مجھ میں اب تمہاری کسی تکلیف کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں"

وہ اسکی دونوں بازووں کو جکڑے سمجھانے کے جتن میں ہلکان تھا پر نازلی کچھ سمجھ نہ پا رہی تھی، اسکا دل بند تھا، حواس بلکل اختیار میں نہ تھے، نہ اسکا دل اور دماغ ابھی اسکے کنٹرول میں تھے کہ وہ کسی بات پر آمین کہہ پاتی۔

"ت۔۔ تم نے شادی کیوں کی آزاد؟"

یکدم جیسے وہ ہار سی گئی، آنسو موتیوں کی طرح اسکی سوجھی آنکھوں سے ٹپکنے لگے، فرق ختم ہوا کہ کونسی نمی بارش کی ہے اور کونسی دل پر لگے زخم سے رستے لہو کی۔

"وہ میں تم سے کر کے کھویا تھا۔ وہی میرے دل سے جڑا فیصلہ تھا جس میں تم ہو۔ نازلی میں بے وفا نہیں ہوں۔ میں تم سے بہت سچے دل سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے تمہاری چوبیس سال کی ساری تکلیف چند لمحوں میں جی تھی، میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں پلیز۔"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا نمی صاف کرے اسکی جبین چومتا اسکے تڑپتے دل کو بحال کرنے کی کوشش میں تھا پر وہ

اسکے کسی لمس پر بھی پر سکون نہ تھی تبھی ہاتھ آزاد کے سینے پر جماتی اسے خود سے دور دھکیلنے لگی۔

"م۔۔میں کچھ دیر باہر جا رہی ہوں۔"

وہ روہانسی ہوتی مزاحمت ترک کر گئی تو آزاد نے آسمان کی جانب اچانک جمع ہوتے سیاہ بادلوں کے غبار کو دیکھا پھر نازلی کے باہر جانے کو، دل مزید ڈرا۔

"نہیں۔۔موسم خراب ہو رہا ہے۔میں ساتھ چلوں گا۔دیکھو بھیگ گئی ہو۔ٹھنڈ لگ جائے گی۔مجھے جو سزا دینی

ہے دے لینا پر مجھ سے دور جانے کی بات مت کرنا دوبارہ نازلی۔ اپنے گھر جانے کی تو ہر گز نہیں"

وہ اسکو اپنے سینے سے لگاتا اپنے ڈر کہہ گیا تو وہ اپنی تکلیف اک طرف کرے کانپتی ہوئی اس سے کچھ دیر لگتے ہی دم گھٹنے پر دور ہوئی کہ آزاد کا پہلوا بھی اسے دوسری عورت کے سائے میں لپٹا ہی محسوس ہوا اور پھر تاسف سے آزاد کو دیکھتی گیڈ کھولے باہر نکلی، آزاد بھی ڈور پر کھڑے گارڈ سے پستول لیتا فوری اسکے پیچھے ہی نکلا، نازلی بارش میں بھیگتی ہوئی جا کر گیڈ سے آگے روڈ پر جا رکی تو آزاد بھی پیچھے لپکا

مگر اسکی نظر کچھ فاصلے پر کھڑی گاڑیوں پر گئی تو جیکٹ کے اندر چھپائی پسٹل پر آزاد نے احتیاطاً پکڑ مضبوط کی۔

"برہان سر۔نازلی بی بی"

اپنے دشمن کی تاک میں بیٹھے شخص کے کانوں میں پگھلے سیسے سی آواز اترنے پر برہان مسدور کی آنکھوں سے شعلے نکلے،وہ گاڑی میں بیٹھا اس وقت نازلی کے ساتھ عقب میں رک کر وہیں دیکھتے آدمی کو بغور دیکھتے اپنی گن حقارت سے لوڈ کرنے لگا، آزاد کو وہ دیکھ چکا تھا پر پہچان نہ سکا کیونکہ آزاد ان چوبیس سالوں میں بلکل بدل گیا تھا۔

"غلطی کی تھی تجھے زندہ چھوڑ کر منحوس نازلی۔ پہلے وہ آزاد اب یہ آدمی جسکے ساتھ منہ کالا کر رہی ہے۔ آج میں تیری جیتے جی قبر بناڈالوں گا"

برہان مسدور نے آو دیکھا نہ تاو، پستول کے ٹریگر پر انگلی جما کر تنتناتا ہوا گاڑی سے نکلا تو اسکے مسٹنڈے آدمی بھی پیچھے ہی پھینکارتے نکلے، آزاد اور نازلی نے بیک وقت دائیں طرف دیکھا تو برہان مسدور کو اپنے لوگوں کے ہمراہ آتا دیکھے آزاد نے بھی گن کی نوزل کا رخ اپنی طرف بپھری موج بن کر آتے برہان مسدور کی جانب کیا۔

نازلی ڈر کر آزاد کے پیچھے جا چھپی کیونکہ اپنے بھائی کی آنکھوں میں اس نے اپنے لیے وحشت دیکھ لی تھی۔

"کون ہے تو حرام زادے! اور نازلی کو میری حویلی سے اٹھانے کی جرت کیسے کی تو نے؟ میرے اتنے لوگ مار ڈالے۔ آج میں اس سمیت تجھے بھون دوں گا۔ بک کون ہے تو؟"

برہان بھی حلق کے بل دھاڑا تھا، اسکے سب لوگ بندوقیں تانے ہوئے کھڑے تھے جبکہ نازلی نے آزاد کی شرٹ مٹھیوں میں سختی سے بھینچے سانس تک روک لی، کیونکہ اسکے

بقول سب ختم ہو ہی چکا تھا، وہ اب آخری داو کھیلنے کے لیے ہمت جمع کر رہی تھی۔

"بڑی عجیب بات ہے برہان مسدور، تو نے پہچانا نہیں مجھے، تیری حویلی سے تیری بہن دن دھاڑے اٹھوانے کی جرت آخر کس میں ہو سکتی تھی۔ دماغ پر زور ڈال۔ کس خاندان کے خون میں اتنی جرت ہے یاد کر"

آزاد کے لوگ بھی باہر آ چکے تھے اور اب دونوں طرف مقابلہ سخت تگڑا ہوا، جبکہ آزاد کے لہجے کی مستی اور اہانت پر اسکے پیچھے چھپی نازلی کا دم بحال ہوا جبکہ برہان مسدور کو شناسا سے بد تمیز لہجے پر پتنگے لگے، ذہن تیزی سے حرکت

کیا، لاشعور میں دبی گستاخ سی آواز اپنے لہجے سمیت کانوں میں گونجی اور برہان مسدور کی آنکھیں خوف و ہراس کی عجیب و غریب قسم سے پھیلیں، وہ گن کی نوزل نیچے کرتا بے خوفی سے آزاد یلدرم کی طرف بڑھا۔

"یہ گستاخ لہجہ تو جانا پہچانا لگ رہا ہے۔ رک غور کرنے دے کہ تو کونسے والا حرام زادہ ہے"

برہان مسدور کے لہجے سے ٹپکتی تضحیک پر اس بار نازلی سے یہ برداشت نہ ہوا، وہ آزاد کے پیچھے چھپ کر جو سانس روکے کھڑی تھی، نکل کر باہر آئی اور ٹھیک برہان مسدور کے سامنے آکر آزاد یلدرم کی ڈھال بن گئی، اک لمحہ آزاد کا

دل کپکپایا تو برہان مسدور کی آنکھوں میں نازلی کی جرت و دلیری پر حقارت اتر آئی۔

"زبان سنبھال کر بات کریں ابی۔ آپ میرے شوہر کے ساتھ ایسے بات نہیں کر سکتے اب"

نازلی کے لہجے سے ٹپکتی باغیانہ لہریں اور بد تمیز سے لفظ دونوں ہی برہان مسدور کا دماغی توازن بگاڑ گئے۔

"شوہر"

برہان کے پورے وجود میں اس لفظ پر آگ لگی، جبکہ آزاد نے نازلی کو بازو سے پکڑ کر پیچھے کرنا ہی چاہا جب برہان نے

نازلی کو گردن سے دبوچے بنا آزاد کو سنبھلنے کا موقع دیے جکڑا اور گن کی نلی بھی ٹھیک نازلی کی کن پٹی سے جوڑی، آزاد کے ہاتھ پیر نازلی کو یوں برہان کی گرفت میں گن پوائنٹ پر لیتا اور پیچھے ہٹتے دیکھ کر پھیلے، اس نے اپنے سب لوگوں کو محتاط ہونے کا اشارہ کیا۔

آزاد نے اک آزردہ نظر نازلی پر ڈالی جس میں ہلکورتی شکائیت کسی کا بھی دم نکال سکتی تھی۔

"تیرا شوہر تو اب تیری خاک بھی نہ پائے گا میری بہن"

برہان مسدور کی آنکھوں میں وحشت و چمک اتری جبکہ نازلی کی آنکھوں میں رحم طلبی تھی کہ وہ پھر سے آزاد پر آنچ نہیں سہہ سکتی۔

"آزاد۔۔۔پلیز جانے دو مجھے انکے ساتھ۔یہ تمہیں نقصان دیں گے"

نازلی نے اسے خود کی طرف بڑھتے چیخ کر التجاء کی اور آزاد سنتے ہی برہان مسدور کو بھی ہائی وولٹیج کا جھٹکا لگا۔

"آزاد! تو زندہ کیسے بچا۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے تیرے ٹکرے کروائے تھے زلیل انسان۔ تو بچ کیسے سکتا ہے؟"

برہان کے گلا پھاڑ کر دھاڑنے پر آزاد نے اپنی پستول بھی ٹھیک برہان کے سر پر تانی تھی، بس نہ چل رہا تھا نازلی کو ایسے تکلیف دینے والے کی کھوپڑی بنا مہلت اڑا دے۔

"یہ کہانی تجھے پورے پروٹوکول کے ساتھ انقرہ کی عدالت سنائے گی برہان مسدور کے میں کیسے بچا۔ فی الحال میری بیوی کو چھوڑ دے ورنہ میں تجھ سمیت تیرے ہر آدمی کو بھون دوں گا۔ چھوڑ اسے"

آزاد نے اپنی انگلی بھی ٹھیک ٹریگر پر رکھی تھی جبکہ برہان آگے سے پاگلوں کی طرح ہنسا کیونکہ اتنا تو اسے آزاد کی دیوانگی پر یقین تھا کہ جب تک اسکی گن کی نالی، نازلی کی کن پٹی پر ہے، نہ تو آزاد کوئی بیوقوفی کرے گا گن چلا کر نہ ہی اسکا کوئی آدمی، برہان کے آدمی کو نقصان دے گا۔

"چھوڑوں گا تو نہیں۔ اسکے سامنے تجھے مار کر بھی مار نہ سکے ہم پر اب یہ مرے گی تیری آنکھوں کے سامنے۔ اف شاید اس گند کو ہم نے اسی لیے اتنے سالوں سے بچا رکھا تھا کہ تیری زندگی کو موت سے بدتر بنا دیں۔ یقین کر آزاد یہ بہن ہے میری پر اس سے شدید نفرت ہے مجھے اور میری

ماں کو۔ اور ہم اتنے سر پھرے تو ہیں ہی کہ اپنے دشمن کو
اذیت دینے کے لیے اب اپنا خون بہا دیں۔ اگر تو یا تیرا
آدمی ایک قدم بھی آگے بڑھے تو نازلی کی کھوپڑی میں
فوری سوراخ ہو گا۔ اس لیے کوئی ہوشیاری نہیں۔ ابھی تو تُو
نے جو دن دھاڑے میری حویلی گھس کر میرے لوگ
مارے ہیں اسکا حساب بھی باقی ہے"

آزاد یلدرم کو دوسری سانس نہ آئی جب اس سفاک
درندے نے نازلی کا خون بہانے کی بات کی، پر آزاد کو
زندگی نے ایک بار پھر مجبور کیا کہ وہ جانتا تھا برہان نے جو
کہا وہ کر دے گا تو ابھی نازلی کو جانے دینا ہی آخری حل بچا

تھا جسکی درد کرتی آنکھیں یوں آزاد پر جمی تھیں جیسے وہ اسے آخری بار دیکھ رہی ہو، اسکی آنکھوں سے جیسے نور جا رہا تھا، جسم سے جان۔

"تم نے بے وفائی کی، دیکھوت۔۔ تم سے مجھے چھین لیا گیا آزاد۔پ۔۔ پر جھوٹ بولا کہ میں نفرت کرتی ہوں۔ا۔۔ اگر تمہیں مجھ سے زرا بھی پیار باقی ہے ت۔۔ تو میرے پیچھے مت آنا۔مجھے وہ تکلیف ن۔۔ نہ دینا جو مرنے کے بعد بھی پل پل م۔۔ میری موت بنے گی۔م۔۔ مجھے تم زندگی کا س۔۔ سکون نہ دے سکے تو کیا ہوا آزاد، ضروری تھوڑا تھا۔پر ا۔۔ اب یہ مجھے مار دیتے ہیں تو خود میرے پیچھے

مر کر مجھے فنا مت کرنا۔ میں تا قیامت اپنی قبر میں تڑپتی
رہوں گی اگر تم میرے پیچھے بے موت مرے
پھر۔۔۔۔م۔۔ مت آنا میرے پیچھے تمہیں میری قسم"

برہان نے آزاد یلدرم کے سامنے نازلی کو بازو سے پکڑ کر
گھسیٹے گن کی نالی اسکی کن پٹی سے جوڑتے ہی گاڑی کی
طرف قدم بڑھائے تو اس بھیگتے برستے سیاہ دن کی طرح وہ
بھی التجائیں کرتی آزاد کو احساس دلا گئی کہ جو مجبور ہوتے
ہیں وہ تا عمر مجبور ہی رہ جاتے ہیں، انھیں آسانیاں کبھی
نہیں ملتیں، وہ سفاک برہان، اس شخص کی بھیگی سرخ جلتی
آنکھوں کے سامنے اسکی نازلی کو لے کر گیا اور وہ گن

ہونے، ایک بڑی گارڈز کی فوج کے باوجود لٹ گیا، فوراسے ہوش پکڑتے اپنی پینٹ کی جیب میں پھنسا فون نکالا، دوسری طرف عالیان ابھی ہی کمپنی پہنچ کر کانفرنس روم میں گیا تھا جب چاچو کی کال پر دروازے میں ہی رک گیا۔

"تمہارا دماغ چل گیا تھا کہ جو تم اسے یہاں چھوڑ کر گئے۔ برہان تمہارا پیچھا کر رہا تھا، لے گیا وہ نازلی کی کن پٹی پر بندوق رکھ کر اسے مجھ سے۔ یہ کس قسم کی بیوقوفی تھی عالی۔؟"

فون لگتے ہی آزاد جیسے اس پر دھاڑا، اور جو کہا، عالیان کی اپنی آنکھیں پریشانی سے رنگ بدل گئیں۔

"و۔۔واٹ! چاچو میں تو اسکے لوگوں کو چکما دے کر نکل گیا تھا، کیسے پہنچ گیا وہ منحوس آدمی۔ نازلی کو بہت کہا پر وہ بضد تھیں آپ سے ملنے کو۔ بتائیں میں کیا کرتا آخر؟"

خود عالیان کا دماغ معاوف ہوا، وہ دم سا گھٹنے پر کانفرنس روم سے واپس باہر نکلا، جبکہ آزاد کو اس وقت عالیان پر زیادہ عتاب چڑھا تھا۔

"اتنے میچور سمجھدار کاروباری آدمی ہونے کے باوجود تم ایسے بیوقوف کیسے ہوسکتے ہو؟ تم نہیں جانتے ان مسدور لوگوں کی فطرت۔ انکو چکما دینا کیا بچوں کا کھیل ہے۔ نازلی کو اگر کچھ ہوا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا لاڈلہ بھتیجا ہونے کے باوجود تمہیں اسکی سزا سہنی ہوگی۔ نازلی نے بنگلے میں لگی ہاندے کی میرے ساتھ تصویریں بھی دیکھ لیں تھیں۔ انسان ایک میسج کر دیتا ہے کہ نازلی کو لا رہا ہوں۔ میں سیکورٹی بڑھا دیتا، سب تصویریں ہٹا دیتا جو وہ مینٹل کیس ہاندے جگہ جگہ لگا چکی، نازلی کو مجھے اعتماد میں لے کر شادی اور ہاندے کے بارے بتانا تھا پر تمہاری اس

بیوقوفی کی وجہ سے مجھے مجبوراسب نازلی کو اس طرح بتانا پڑا جب وہ مجھے بے وفامان بیٹھی تھی۔ تم اتنا بڑا بلنڈر کیسے کر سکتے ہو عالیان۔؟ تم نے تو مجھے پھر سے مارنے کا سامان کر دیا ہے"

آزاد واپس اندر بنگلے کے پورچ میں اسی طرح دھاڑتا گرجتا اور موسم کی طرح برستا آرکا اور باقاعدہ عالیان پر چلا رہا تھا جو سچ میں شرمندہ تھا، اور پریشان بھی کہ اس سے چاچو کا ٹوٹا بے بس لہجہ کہاں برداشت تھا۔

"یار ایسا تو نہ کہیں۔ میں آپ کے لیے جان کی پرواہ کیے بنا کچھ بھی کر دینے والا بھلا آپکو جان بوجھ کر اس سچویشن میں

کیوں پھنساوں گا۔ آپ فکر مت کریں۔ نازلی کو ان لوگوں کے چنگل سے نکالنا میرا کام ہے۔"

آزاد کی باتوں کا برا منائے بنا وہ اپنا بگھاڑا کام سنوارنے کی فوری ہامی بھر گیا۔

"آرام سے بیٹھو۔ تم نے جو کرنا تھا کر لیا۔ وہ مسدور حویلی کے لوگ تمہارے چیتھڑے اڑا دیں گے اگر تم وہاں گئے، کیونکہ جانتے ہیں ایدا کو لے کر گئے ہو۔ میرے لیے مزید اذیت کریٹ نہ کرنا عالی۔ خدا کے لیے۔ میں خود جاوں گا نازلی کو لینے"

آزاد نے اسے سختی سے تنبیہہ کی پر اتنا سب سننے کے بعد وہ منع کیسے ہوتا، سر پھرا تو وہ آزاد سے دو ہاتھ آگے کا تھا۔

"میں نے سب بگھاڑا ہے ناں۔ میں ہی ٹھیک کروں گا۔ آپ اسکے بعد بھی مجھے سزا دے دینا۔"

عالیان نے سخت دکھ سے اپنا فیصلہ سناتے ہی کال کاٹی تو آزاد کی تکلیف اور بڑھی، اسے احساس ہوا کہ اس نے عالی پر کچھ زیادہ چڑھائی کر دی، جتنی بھی وہ لوگ احتیاط کریں، جو مقدر میں ہے وہ تو ہو کر ہی رہنے والا تھا۔

جبکہ آزاد نے دوبارہ بھی کال بیک کی مگر عالیان نے کال پک نہ کی جس بدولت آزاد کو مجبوراً ایدا کو کال کرنی پڑی، آزاد نے جب عالیان کا نمبر لیا تھا تو ایدا کا بھی لے لیا تھا، جب ایدا کو کال گئی تو وہ اسماعیل یلدرم کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھی لڈو کھیل رہی تھی، فون سکرین پر آزاد ماموں دیکھتے اس نے گھبرا کر جلدی سے اسماعیل یلدرم کی انکھوں سے سکرین بروقت چھپاتے فون اٹھایا، اسماعیل اپنی باری کر رہے تھے تبھی دیکھ نہ سکے فون سکرین کی جانب بروقت، نازلی، جاتے ہوئے ایدا کو بتا کر گئی تھی تو ایدا کو یہی لگا نازلی ہی کال کر رہی ہو گی۔

"ماموں میں یہ کال سن کر آئی۔ پلیز نو چیٹنگ اوکے ناں؟"

ایدا نے اٹھ کر بیڈ سے اترتے، ماموں کو تاکید کی تو وہ مسکرا کر کندھے اچکا گئے، ایدا فون لیے باہر آئی اور فورا سے کال پک کی۔

"ایدا! عالیان کو حویلی بلواو۔ کچھ بھی کہو۔ بہانہ بناو۔ وہ آج پورا دن حویلی سے باہر نکلنا نہیں چاہیے۔ سن رہی ہو"

آزاد کی پریشان آواز پر وہ بھی ہوئی، ہاتھ پیر آزاد کی اس طرح کی تاکید پر پھولے۔

"کیوں ماموں؟ کیا وہ آپکے اور نازلی کے بیچ کباب کی ہڈی بن رہے ہیں؟ تنگ کر رہے ہیں کیا عالیان؟ پر انہوں نے تو hala کو ڈراپ کر کے کمپنی جانا تھا"

ایدا نے اپنی سوچ کے مطابق معصومیت سے پوچھا۔

"نہیں۔ اگر وہ آج یلدرم حویلی سے نکلا تو اسکی جان جا سکتی ہے۔ سمجھ رہی ہو ایدا؟ اسے کال کرو اور کہو تم جل گئی گر گئی یا جو بھی۔ کچھ ایسا کہ وہ ہر فضول سوچ اور کام چھوڑ کر دوڑتا تمہارے پاس آئے۔ سمجھ گئی؟"

آزاد کی باتیں ایدا کے سر پر سے گزر رہی تھیں پر مرنے والی بات تو ایدا کی بھی جان نکال گئی۔

"ج۔ جان چلی جائے گی۔ سب ٹھیک تو ہے ناں ماموں۔ میرا دل کانپ اٹھا ہے"

ایدا نے بمشکل دیوار کا سہارہ لیا تھا، اسکی جان سی لبوں تک آگئی، آخر آزاد ایسے اسے کیوں کہہ رہا تھا، ایسی کونسی قیامت آگئی تھی۔

"پلیز ایدا ابھی جو کہا ہے وہ کرو بچہ۔ تفصیل کا وقت نہیں۔ اسے ہر صورت حویلی بلا کرو ہیں تب تک روکو جب

تک میں نہ کہوں۔ اور تمہیں کچھ بھی کرنا پڑے کرو پر اسے نکلنے مت دینا۔ میری کال آنے تک وہ یلدرم حویلی رہنا چاہیے"

آزاد کی آواز مانو دب کر سرگوشی میں ڈھلی تو ایدا نے اپنے آنسوؤں کو بمشکل آنکھوں میں سنبھالتے معاملہ واقعی نازک و خطرناک مانتے اوکے کہہ کر کال کاٹی اور فوراً سے عالیان کا نمبر ملایا، وہ غصے، اذیت و تکلیف میں ڈوبا ہوا مسدور حویلی ہی گاڑی لیے روانہ تھا پر ایک ایدا واحد تھی جسکی کال وہ اٹھانے کے بارے سوچ سکتا تھا، گاڑی روکے عالیان نے اپنی سرخ آنکھیں سکرین پر ڈالتے ایدا کا نام

دیکھا پھر ڈیش بورڈ میں رکھا فون اٹھا کر کال پک کرتے کان سے لگایا۔

"ع۔۔عالی۔میرے پاس آئیں فورا۔"

ایدا کی ڈوبتی آواز سنے عالیان کے چہرے کی ساری اذیت کسی اور درد دیتے تاثر میں بدلی، پورے وجود میں ایدا کی اس پکار نے کپکپاہٹ اتار دی۔

"کیا ہوا ہے؟ ٹھیک ہو تم۔۔بابا ٹھیک ہیں۔تمہاری آواز بھیگی کیوں ہے ایدا؟"

عالیان کا دم نکلا یہ ایدا نے بھی محسوس کیا اور اسے بس یہ پتا تھا آج عالی کا اسکے پاس ہونا اسکی جان بچائے گا تو وہ کچھ بھی کر سکتی تھی، اس نے بوکھلاتے انداز میں دماغ پر وجہ کے لیے زور ڈالا پر دماغ کام کرنا بند کر چکا تھا۔

"I want to kiss you right now..."

بچاری سے نہ تو بہانہ بنایا گیا نہ تراشا تو یہی بڑبڑا بیٹھی جسکے بارے اسے پتا تھا عالیان اڑ کر واپس آئے گا، دوسری طرف کسی کی چلتی کائنات اس بے باک اور مطلبی تقاضے پر تھمی، عالیان نے اک بار فون کان سے ہٹا کر یقین کیا کہ یہ

واقعی اسکی بونگی ایدا کی کال ہے یا نہیں، کیونکہ ایسا ایدا مر کے بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمہارا۔ کیا بول رہی ہو؟"

عالیان جھنجھلاہٹ میں بڑبڑایا جبکہ ایدا کو لگا زمین پھٹے اور وہ اندر سما جائے، عالی کے غصے پر شرمندگی کا پہاڑ تھا جو اس پر آ گرا، آزاد نے تو بہانے بتائے بھی تھے پر ایدا کا دل کیا اپنی عقل پر ماتم کرے کیونکہ بروقت کچھ یاد نہ رہا تھا۔

"پلیز عالی۔ میرے پاس آئیں۔ ابھی اور اسی وقت۔ جب سے وہ گندی نظر ڈالی میں نے آپ پر م۔۔ میرا یہی دل چاہ

رہا ہے اور اب مجھے سخت رونا آ رہا ہے۔ میں نہیں رہ پا رہی مجھے کرنی ہے۔ پلیز آئیں۔ مجھے آپکو کس کرنی ہے"

ایدا نے ہچکی سی بھرے منت کی جبکہ عالیان کو اسکی بات سے تو نہیں پر اس بدحواس حالت سے ضرور ہارٹ اٹیک آنے والا تھا، ایک بار پھر اس نے فون کان سے ہٹائے ایدا کے ہونے کا یقین کیا، پورا گھوم گیا تھا بچارا۔

"نشہ کیا ہے کیا؟ یا ڈرنک پی ہے؟ ہوا کیا ہے تمہیں؟"

عالیان کو لگا اک بار زرا پھر تسلی کرے۔

"اف پلیز جلدی آئیں مجھ سے اک لمحہ صبر اجیرن ہے"

وہ اس بار غصے سے بولی۔

"ایدا۔ مجھے ضروری کام ہے۔ شام تک آوں؟"

عالیان کی آواز مزید دبی پر وہ فورا نفی کر گئی۔

"ابھی کے ابھی۔ پلیز عالی۔"

وہ تین بار اسے عالی کہہ چکی تھی یہ عالیان کے لیے زیادہ تڑپانے جیسا تھا۔

"اگر تم مکر گئی؟"

اس بار وہ ہچکچاتے ہوئے بولا تو ایدا کو لگا پلین کامیاب ہو گیا۔

"مت مکرنے دیناناں۔ جلدی آئیں مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔ مجھے بہت زور سے کس آ رہی ہے۔"

ایدا نے جلدی سے روہانسے ہو کر کہے کال کاٹ دی جبکہ عالیان کی پریشانی و فکر مزید بڑھی کہ اس لڑکی کو نا جانے کیا ہو گیا، کان تک سرخ ہوئے جبکہ ایدا نے یہ سب کر تو دیا اب عالیان کے آنے کے بعد کیا بہانے لگائے گی سمجھ سے باہر ہوا، ابھی تو بس یہ فکر تھی وہ گھر آ جائے اور وہ اسے بچانے کا کسی طرح بھی وسیلہ بن جائے۔

"اس لڑکی کا دماغ بھی اسی وقت الٹنا تھا۔ او میرے خدا یہ میرے ساتھ کیا کر رہے ہیں آپ۔ وہ واقعی کس کرنا چاہتی ہے؟ پر اسکی تو جان نکل جاتی ہے میرے دیکھنے تک سے۔"

عالیان اس وقت بلکل بدحواس تھا، نہ سمجھ آ رہی تھی کہ کس طرف جائے اب، نازلی کو بچانے یا ایداکی کس لینے جائے جو اک طرح جھوٹ کا پلندہ بھی لگ رہا تھا پر پھر چارو ناچار عالیان نے پہلے یلدرم حویلی ہی جانے کا فیصلہ کیا، دل میں کرنٹ جو دوڑا اٹھا تھا، اسکی دوا پہلے فرض تھی۔

.._____..

"کچھ نہیں ہوا انے آپکی یہ نواسی کھسک جاتی ہے تبھی دوڑے پڑتے ہیں۔ دیکھیں کیسے مزاج درست کیے اسکے"

وہ دِلارہ کو انے کے پاس کب سے لا بٹھائے خود سامنے والے کاوچ پر بیٹھا انکے سوالوں کے آڑے ترچھے جواب دے رہا تھا جب عزیزے نے دِلارہ کو اپنے سینے سے جوڑتے تیکھی نظر باران پر ڈالی، خود دِلارہ کا دھیان بھی باران پر مرکوز تھا، وہ اس شخص کے بچ نکلتے جتن جی رہی تھی کہ کیسے وہ عزیزے کے مشکوک سوالوں اور نظروں کے واروں سے بچ رہا تھا، اسے باران سے بیٹھے بیٹھے محبت ہو گئی۔

"کھسکے تو تم دونوں لگتے ہو اب"

عزیزے کا اشارہ ان دو کے پر اسرار رشتے کی بہت الوہی بارکیوں کی جانب تھا، دونوں ہی اس پل ایک دوسرے سے آنکھیں چراتے نظر آئے، جس تعلق کی نوعیت اب تک انھیں سمجھ نہ آئی تھی وہ ارد گرد کے لوگوں کو کیسے سمجھاتے معمہ تو یہ تھا۔

"خیر اسکا روم صاف کروانا ہے انے، کہاں ہیں آپکی میڈز؟"

باران نے یہی بہتر سمجھا کہ بات ہی بدل ڈالے جبکہ دِلارہ تو بس اب وارفتگی سے باران کو دیکھ رہی تھی، اس شخص کے موضوع بدلنے کا اک سبب وہ نظریں بھی تھیں، وہ تیکھے تلوار چشمان جو اس عمر و تجربے میں بڑے شخص کو لے ڈوبنے کی سازش میں تھے، وہ عزیزے کے سوالوں سے بچتا یا پھر دِلارہ کی حق لٹاتی نظروں سے، ایسا حق کہ وہ بس اسکا ہے، وہ دنیا کا واحد شخص تھا جس نے دلارہ کو سر چومنے کے سکھ سے روشناس کروایا، سر چومنا یعنی اپنا سکون آدھا آدھا بانٹ لینا، وہ اس سے محبت میں تو پہلے سے پڑی

تھی، اسکا احساس اسے باران کا اپنے سر کو چومنے کے بعد ہوا۔

"پہلے یہ بتاو اس نے یہ سب کیا کیوں؟۔ اگر تم دو اصل وجہ نہیں بتاو گے تو سزا کے طور پر کمرہ بھی دونوں صاف کرو گے۔ میں تو کئیر یونٹ جا رہی ہوں، ایمرجنسی میں آئی اسکا سن کر کہ ہر چیز توڑ پھوڑ رہی ہے۔ اور میڈز کو کہہ جاوں گی کہ خبر دار کسی نے کوئی مدد کی۔ مجھے بتاو دِلارہ نے یہ سب کیوں کیا؟"

عزیزے تو سیدھا سیدھا بلیک میلنگ پر اتر آئیں، باران کے چہرے پر رنگ سے اترے جبکہ خود دِلارہ گھبرا کر عزیزے

کے حصار میں اٹنشن ہوئی، بھلا یہ کیا بات ہوئی، وہ اپنی پرسنلز اب کسی کو نہیں بتا سکتی تھی، عزیزے کو بھی نہیں اور اسے ڈر تھا کہیں یہ بونگا باران انکے سامنے سب اگل نہ دے تبھی جلدی سے اٹھی اور باران کی طرف بڑھتے اسکا ہاتھ پکڑ کر اس بھاری جناب کو پوری ہمت لگاتے صوفے سے اٹھا کر کھڑا کروایا، عزیزے بھی مشکوک نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگیں کہ آخر یہاں چل کیا رہا ہے؟

"ہمیں میڈز کی ہیلپ کی ضرورت نہیں بی۔ آپ تسلی سے جائیں اب کیئر یونٹ۔ ہم دونوں روم صاف کر دیں گے۔ ٹھیک ہے ناں باران؟"

دلارہ، کہہ عزیزے کو رہی تھی پر آنکھیں دیکھا کر گھوری باران کو جو من ہی من میں محظوظ ہوتے سمجھنے کے انداز میں سر ہلا گیا پر اصل مزہ تو اب آیا تھا کیونکہ دِلارہ کی دکھتی رگ جو جناب کے ہاتھ میں آگئی۔

"نہیں رکو دِلارہ، انے کو بتانے تو دو تمہیں دوڑا پڑا کیوں یہ۔"

وہ اسے پکڑے ہاتھ میں ہاتھ تھماتی زبردستی لے جانے لگی جب باران نے کی پکڑے ہاتھ سے ہی دلارہ کا ہاتھ زور سے پکڑتے پیچھے کھینچتے مزاحمت کی، البتہ عزیزے بڑی دلچسپی

سے ان دو کو دیکھ رہی تھیں، عزیزے اور باران دونوں کے
من میں لڈو پھوٹ رہے تھے دِلارہ کی ٹائیٹ حالت پر۔

"نہیں انکو نہیں جاننا چلو"

دِلارہ اسے کمرے کی طرف گھسیٹ رہی تھی اور وہ شرارتی
آدمی اسے عزیزے کی طرف اور پھر عزیزے اور باران
نے ایک دوسرے کو آنکھ مار کر پراسرار طریقے سے دیکھا
اور فائنلی باران نے شرافت سے دِلارہ کے ساتھ اسے
اجڑے کمرے کا واپس رخ کیا، وہ اندر گھستے ہی ہاتھ
چھڑوائے اک بار کمرے کا جائزہ لیتی دروازے میں رکے
باران کی طرف پلٹی اور لپک کر اسکا گریبان دبوچ لیا، خود

باران کے لیے یہ بلکل صدمے میں ڈالنے سا تھا، امبر آنکھوں میں حیرت اور دِلارہ کی جرت پر چمک سی چلی آئی، وہ اسکے اتنے قریب آتی تو باران کو لگتا اسکی سانسیں lavender کے پھولوں میں کسی نے مسل دی ہوں، کوئی اتنا خوبصورت کیسے مہک سکتا تھا بھلا جتنی وہ مہکتی تھی، لگتا تھا وہ اپنی پرفیوم خاص توجہ سے بناتی تھی پر یہ دِلارہ کے جسم کی اپنی خوشبو تھی باخدا جسے بس باران کی سانسیں تسخیر کر سکتی تھیں۔

وہ دونوں کھلے پھولوں جیسے لگتے جب قریب ہوتے، ایک دوسرے کو جن نظروں سے دیکھتے وہ آنکھوں سے

عقیدت کے سنگ جوڑنے لائق ہوتیں، اتنی جمال پرور نگاہیں کہ موسم لاج کھا جاتے۔

"دوبارہ اگر تم نے ہمارے آپس کی کوئی زرا سی بات بھی کسی کو بتانے کی کوشش کی میں ناراض ہو جاوں گی تم سے۔ ابھی میں تمہیں گھسیٹ کر نہ لاتی تو تم بتا دیتے سب۔ میرے رونے تک کا۔"

وہ اس سے سخت غصے سے حساب مانگتے ساتھ دھمکا بھی رہی تھی، اور اسے اپنے اور باران کے لیے یہ سب سوچتا دیکھے وہ خوش ہو یا پریشان، سمجھ سے باہر تھا۔

"پاگل ہو۔ میں کیوں بتاتا۔ میں تو تنگ کر رہا تھا تمہیں۔ اگر انے سب جان بھی جاتیں تو کیا ہوتا، کیوں جان نکل رہی تھی تمہاری؟"

باران نے ہاتھ میں پکڑی چابی اور فون بیڈ کی طرف پھینکا اور پھر سے دلچسپی سے سوال کرے ٹھیک دلارہ کے سامنے آجما۔

آخر وہ بھی توڈھیٹ ہڈی تھا، جاننا چاہتا تھا دِلارہ کے جذبات اس پیچھے کس نوعیت کے ہیں، کس احساس نے اسے باران اور اپنے بیچ ہوئے ہر معاملے کو راز ہی رکھنے پر مجبور کیا تھا، دِلارہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا تبھی اسکے ملائم سے

ہاتھوں کی پکڑ باران کے گریبان سے ڈھیلی ہوئی پر اس سے پہلے وہ ہاتھ پیچھے کھینچتی، باران نے بے اختیار اسکے دونوں ہاتھ تھامے اپنے گریبان تک ہی روک لیے، دونوں کی آنکھوں میں جانے کیا کیا تھا، کیسی کیسی ترنگ و امنگ تھی، کیسا کیسا ارمان تھا۔

"میں نے اگر بتایا میں تمہارے لیے روئی، تم مشکل میں آجاوگے۔بی تمہیں قسم دے دیں گی کہ دِلارہ کو ساتھ لے جاو یا مت چھوڑو اور مجھے پتا ہے تم جاوگے بھی اور مجھے چھوڑنا بھی چاہتے ہو۔بہت بڑے جو ہو مجھ سے، تمہارے بڑے ہوتے ارمان مجھ چھوٹی سی لڑکی سے کہاں پورے ہو

سکتے ہیں۔ بس تبھی چاہتی ہوں جو ہمارے بیچ ہو وہ ہم دو تک ہی رہے بس تا کہ جب سب ختم ہو تو تھوڑا بہت جو صدمہ ہے وہ ہم دو تک رہے، ہماری فیملیز تک نہ جائے۔ میں یہ کانچ سمیٹتی ہوں تم بیڈ شیٹ ٹھیک کرنے سے شروع کرو"

وہ اسکی آنکھوں میں اپنے حقیقت پسند انداز اور سپاٹ لب ولہجے سے درد جگا گئی جب اپنے اور اسکے بیچ عمر کا ناپار کیا جا سکتا فرق جتا گئی، اپنے ہاتھ آزاد کروائے اور پلٹ گئی جبکہ باران کی پوری ہستی اس لڑکی کے تابناک الفاظ کی زد میں آ گئی تھی۔

وہ بے حد اداس ہو گیا، کمرے کی حالت جیسی اندر کھلبلی مچی، پھر بھی وہ اسکی تاکید پر عمل کرتا زمین پر گرے دونوں تکیے اٹھا کر اک طرف رکھے بیڈ شیٹ ٹھیک سے بچھانے لگا اور دلارہ نے جوتے سے کانچ اکھٹے کیے مگر پھر زمین پر کچھ چمکتا دیکھے وہ دوزانو بیٹھ کر اس چمکتی چیز کو اٹھانے لگی جب ہتھیلی میں ہوتی سوئی سی چبھن پر کراہی۔

"دھیان سے۔ تمہیں کس نے کہا کانچ اٹھانے کے لیے، پیروں سے ٹھیک تھاناں۔ ہاتھ تمہارا ابھی ٹھیک ہوا تھا۔ تم پہلے بھی اتنی clumsy تھی یا مجھے دیکھ کر لاڈ آتے ہیں۔"

وہ اسکے ہاتھ پر لگ جاتے کانچ کا سوچنے پر بیڈ شیٹ بچھانا چھوڑے اس تک دوڑتا ہوا پہنچا اور دِلارہ کا ہاتھ پکڑ کر اچھا خاصا جھاڑ دیا، دِلارہ نے اپنے ہاتھ کے کنارے لگی نقطے جیسی خراش دیکھی پھر حیران ہو کر باران کو دیکھنے لگی۔

"کانچ نہیں چبھا، یہ تو تمہارے ہاتھ میں پکڑی چابی لگی ہے۔ جب تم میرا ہاتھ پکڑ کر باہر اپنی طرف کھینچ رہے تھے، تم پہلے بھی اتنے بدحواس تھے یا مجھے دیکھ کر حسیں کام کرنا چھوڑ دیتی ہیں؟"

باران ہی کہ لہجے میں وہ بولی تو جناب کا چہرہ بن گیا، جان لیوا لگی وہ باران کی طرح بولتی ہوئی۔

"تم نے تب کیوں نہیں کہا کہ چابی لگی؟"

باران نے سارے جھگڑے بحث سمیٹے پیار سے اسکی ہتھیلی کا جائزہ لیا۔

"تب بتا دیتی تو ابھی منہ توڑ جواب کیسے دیتی باران یلدرم کو۔ ایسا جواب جسے سن کر وہ بلکل فکر سے ہلکان ہوتا بے بی بن گیا ہے"

وہ سراسر مسکرا رہی تھی اور وہ جو بہت گہرائی سے اسکے ہاتھ کا جائزہ لینے میں مگن تھا، محسوس کر سکتا تھا دل کی دھڑکن دِلارہ کے اسے بے بی کہنے پر رکی ہے۔

اسے لگا اس لمحہ نظر اٹھا کر دِلارہ کو دیکھا تو سب پتھر کا ہو جائے گا، اسکی سانس، اسکی آنکھیں اور شاید وہ خود بھی، اس نے دِلارہ کی ہتھیلیوں کو دونوں ہاتھوں میں لیتے انگلیوں کی پوروں سے ہاتھوں کو دباتے نظریں جھکائے ہی رکھیں۔

"مجھے تمہاری فکر کچھ زیادہ اس لیے بھی ہو رہی ہے میری غیر موجودگی میں تمہارے موڈ سوئنگز کا دھیان کون رکھے گا۔ کس پر ذمہ داری ڈال کر جاوں؟"

وہ ہنوز اسکے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جو کتنی دیر باران یلدرم کی فکر پر تھمی رہی، وہ فکریں تو بہت کر رہا تھا پر جو کرنا چاہیے تھا

اسی سے گریز برت رہا تھا، یعنی خود کو دِلارہ کے حوالے کر دیتا تو سارے کام بن جاتے۔

"تم جاو میں beni کو گھر لے آوں گی۔ محسوس نہیں ہو گی تمہاری کمی مجھے۔"

دِلارہ نے اپنا ہاتھ چھڑوایا تا کہ وہ ہاتھ کے بجائے اسے دیکھے اور ایسا ہی ہوا، باران نے اس سے ایسے جواب کی امید نہ کی تھی، وہ جب اسے دیکھنے لگا، دِلارہ کو رنگ دیکھائی دینے لگے، وہ شاید اتنا خوبصورت اور پر کشش نہ تھا جتنا دِلارہ کو لگتا، وہ سکون پاتی اسے دیکھ کر، وہ بلاشبہ ایسا بھرپور وجاہت سے لبریز مرد تھا جسکی کوئی بھی لڑکی

خواہش کرے کے ساتھ چلتا ہوا لگے کوئی شاندار مرد جا رہا ہے۔

"ایک بلی جتنی ویلیو ہے میری؟"

وہ سخت بدمزہ ہوا کہ دِلارہ نے اسکی کمی کو ایک کل کی آئی سٹریٹ کیٹ سے پر کرنے کی بات بھی کیسے کی۔

"آئینے میں نظر آتی خوبصورت دِلارہ کے بعد سب سے زیادہ دنیا میں مجھے پیار بلیوں پر ہی آتا ہے"

وہ خود پرست لڑکی اسے منفرد طرز سے خاصیت کے پیمانے سمجھا رہی تھی اور وہ اتنا بڑا ہو کر اس ساڑھے سترہ

سال کی دِلارہ کے آگے گنگ ولاجواب کھڑا اسکا منہ تک رہا تھا۔

"تم نے مجھے گما دیا ہے۔اب بھی نہیں سمجھا اپنی ویلیو"

باران نے تنگ آتے خود ہی پلٹ کر بیڈ کی زرا بے ترتیب شیٹ درست کی تو دِلارہ نے بھی بقیہ کانچ سمیٹنے کا سوچا۔

" تبھی بے بی کہا تمہیں۔ان اٹھارہ سال بس تمہاری عمر کا ہندسہ بڑھا ہے۔تم نہیں بڑھے۔نہ آگے قدم اٹھا سکے نہ پیچھے مڑ سکے۔میری وش ہے میں تمہیں ہر بے بسی اور الجھن سے آزاد دیکھوں اور وہ بھی جلد"

وہ تمام گلاس پیسیز کو ڈسٹ بن میں تھرو کرتی وہیں نیچے دو زانو بیٹھے ہی اسکی جانب چند خواہشیں ارسال کر گئی جو تکیے درست کرتا ہوا ٹھیک دلارہ کے پاس ہی نیچے اپنی گھٹنے سے پینٹ ڈھیلی کرے بیٹھا، وہ پھر قریب آ گئے تھے، وہ ایک دوسرے کو بے حد خوبصورتی سے دیکھتے تھے، انکے دیکھنے میں بے انتہا دلفریبی اور فسوں خیزی تھی۔

"ایسا صرف اس صورت پاسیبل ہے کہ میری یاداشت چلی جائے۔"

اس نے اپنی آنکھوں سے اک جلتی ہوئی خواہش، دلارہ کی روح میں گاڑی، اب سچ میں دِلارہ کو بہت سی چبھن

ہوئی، کیا وہ زندگی سے اتنا تھکا ہوا تھا کہ سب بھولنے کے لیے یاداشت کا چلے جانا مانگ رہا تھا، دِلارہ کے دل پر ضرب سی لگی۔۔

"اسکا نقصان ہے کہ مجھے بھی بھول جاوگے پھر۔"

وہ اپنے اندر کی کیفیت دبائے دوستانہ ہوتی اسے مشورہ تھما گئی، یہ نہ کہہ سکی کہ مر جائے گی اگر اس شخص کو آنچ بھی آئی۔

"تمہاری یاداشت مضبوط رہے یہ بھی چاہتا ہوں"

وہ اسکی بات اور اسکے مطلب پر آزردہ ہوئی، یعنی وہ خطرناک قسم کے لاڈ اٹھوانا چاہ رہا تھا، وہ سب بھول جائے پر دِلارہ اس شخص کے سحر سے کبھی آزادی اور رہائی نہ پائے، دِلارہ نے اپنی نظریں پل بھر جھکائیں، پھر وہ اٹھی اور اپنے دونوں ہاتھ باران کی طرف بڑھائے، باران نے اسکا ہاتھ پکڑا اور خود بھی اٹھ کر دِلارہ کے سامنے ہوا، وہ کچھ کہنا چاہتی تھی یہ اسکے چہرے سے عیاں تھا۔

"مجھے تمہاری اپنی زندگی کے کسی موڑ پر ضرورت نہیں پر جب توران مسدور واپس آئے تب تم پیغام کرنا کہ مجھ تک پہنچ جاو۔ بی اب مضبوط نہیں کہ میرا سہارہ بن سکیں، اور

مجھے اپنے اس مجرم کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہونا ہے، مجھے تمہارا بس اتنا سا سہارہ درکار ہو گا۔ اور اگر تمہیں لگے یہ کوئی خاص رتبہ نہیں تو سوچ بدلو۔ میں نے سہارہ اس لیے کہا کیونکہ تم ہی میری اپنی واحد چوائز ہو۔ اس فہرست میں اکلوتا نام تمہارا ہے کہ مشکل کے وقت پکارنے کے لیے میرے پاس بس تم ہو۔ میں اسکے علاوہ تمہارا کسی طرح کا بوجھ نہیں بنوں گی باران۔ مجھے بھی تمہاری بہت فکر ہے۔ کہ تمہارا اک اور مزید کوئی بھی دن ان اٹھارہ سالوں جیسا نہ گزرے۔"

وہ اسکے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے لیے کھڑی تھی اور یہ سب بنا رکے بولتی گئی، باران کو جانے کیا سوجھی کہ وہ دو قدم اسکے قریب اسکے ہاتھ کے فاصلے کو سمیٹے آرکا اور انچ بھی دِلارہ کے چہرے سے نظر نہ ہٹائی، وہ اسکی خود پر جمی آنکھوں کے آگے تادیر قائم نہ رہ سکتی تھی، اسے ان امبر آنکھوں میں چمکنے کی خواہش تھی، اسے ان آنکھوں کی دلفریبی سے انس ہونے لگا تھا۔

"مطلب میں خوش رہوں گا تو تم بھی رہو گی؟"

دِلارہ نے اسکی نزدیکی کے بعد ایسے سوال کی امید کہاں کی تھی، وہ چاہتی تھی وہ کہے کہ اسکے ساتھ خوش رہتا ہے۔

"ہاں بلکل۔ خوش نہ سہی مطمئین اور پر سکون ضرور رہنا اب"

خوشی کی ویلیو شاید باران کی طرح دِلارہ کے نزدیک بھی وقتی تھی کیونکہ ٹھہرنے والی شے تو اطمینان و سکون ہوتی ہے۔

"تو بتاو جاتے ہی شادی کرلوں؟"

باران کی نظروں میں محض اک شرارت تھی، ستانے کی کوشش تھی اور وہ گرے آنکھوں والی بھانپ بھی گئی، یہ

جانتے ہوئے کہ وہ اسکے ضبط سے پنگاہ لے رہا ہے، وہ سلگ گئی۔

"کوئی ہے نظر میں لڑکی تو کر لینا۔ وہ پھر نظر نہیں آئے گی تم سمیت کسی کو"

دِلارہ کے اندر لگی آگ سے وہ بھرپور لطف اندوز ہوا۔

"بلکل۔ اسے میں خود میں چھپالوں گا۔ نظر نہیں آئے گی مجھ سمیت کسی کو"

باران نے بس اس کی جلن دیکھنی چاہی تو یہ چھیڑ خانی کر بیٹھا، دِلارہ اسکے مزید قریب ہوئی تو باران کے چہرے سے

شرارت بھری مسکراہٹ غائب ہوئی، دِلارہ نے کبھی جھکنا سیکھا ہی کب تھا، وہ جلی تھی تو اب باری تھی جلن کا سود سمیت بدلہ لینے کی، باران نے اسکی دھواں بھری گرے آنکھوں کو بغور دیکھا۔

"وہ لڑکا جس نے میرے چہرے کو خراب کیا تھا، میرا عاشق بھی ہے۔ پہلی ملاقات میں پرپوز کیا تھا مجھے اور مجھ سے کھری کھری سننے کے بعد سے اپنے لچے لفنگے دوستوں کے ساتھ مل کر مجھ سے دشمنی باندھ لی اور بہانے بہانے سے مجھے اریٹیٹ کرنے لگا۔ تم کرو شادی۔ میرے پاس بھی اس بچارے کا آپشن موجود ہے ڈئیر باران، ویسے بھی اسے

میرا ریپ کرنے کا بہت ارمان ہے۔ حلال ریپ کرلے گا بچارا تاکہ گناہ سے بچ جائے"

دِلارہ کا لفظ لفظ باران کا حلق کاٹ کر رکھ گیا، بازو سے وہ اسے بے اختیار دبوچے اپنے چہرے کے نزدیک لائے پھنکارہ کہ اس شخص کی ہانپتی خفا سانس دِلارہ کے ہونٹوں تک جلن بہم پہنچا رہی تھی، وہ مزاق میں بھی دِلارہ کو ایسی فضول بات کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو یہ؟ تم جانتی بھی ہو ریپ کیا ہوتا ہے۔ حلال حرام کی یہ رٹ اب بند کرو دلارہ۔ اور خود کو کسی بھی ایسے لفنگے کے ساتھ بھول کر بھی کہنے کی حد تک

بھی مت جوڑنا دوبارہ۔ وہ لڑکا اور اس جیسے تمہارے پیر کی خاک برابر بھی نہیں۔ میں تمہارے یہ ہونٹ ایلفی سے جوڑ دوں گا اگر تم نے دوبارہ یہ بک بک کی"

باران کی سانس تک غصے سے ہانپ گئی پر آفرین تھی جو برابری کا مقابلہ کرے بے خوفی سے اسے جواباً دیکھ رہی تھی، وہ جلتا ہوا جان کو جو آرہا تھا۔

"تم نظر میں لڑکی رکھو، گندے گندے ارمان بھی پالو اسے خود میں چھپا لینے والے، اور ایکشن کاری ایکشن بھی نہ آئے؟"

دِلارہ نے گھور کر جو ابا اسے ڈرایا اور یہ واحد ایسی فرد تھی جس کی ایک گھوری ہی باران کو لائن پر چڑھانے کو کافی تھی۔

"یہ کیساری ایکشن ہے۔ تم نے اولڈ ہاوس میں اس ریپ ویکٹم کی سٹوری سنائی تھی ناں۔ حال دیکھا انکا۔ ایسی بات تم خود کے لیے دوبارہ زبان پر مت لانا"

وہ کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو گیا تھا، دِلارہ یہی تو چاہتی تھی۔

"حلال ریپ تو ساری لڑکیوں کا ہوتا ہے شادی کے بعد۔ جنکا حرام وے میں ہو گیا وہ ریپ وکٹم کہلائیں بس۔ باقی سہا گن"

دِلارہ بے درد سا مسکرائی، باران نے ہاتھ اسکے منہ پر رکھا کہ شاید اسی طرح یہ لڑکی یہ ساری باتیں بند کر دے۔

"جو ہسبنڈ وائف میں رشتہ بنتا ہے وہ اللہ کو پیارا ہے، اس میں ریپ جیسا کچھ نہیں بلکہ باہمی رضا اور کشش شامل ہوتی ہے۔ تمہیں ایسی بے رحمانہ سوچ رکھتے خدا کا خوف نہ آیا۔؟"

باران کا ہاتھ منہ سے ہٹائے وہ دانت دیکھاتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"مجھے لگتا ہے میری ماں کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ حرام والا چکر ہوا تھا"

دلارہ کی سفاکیت بڑھی اور باران کا حوصلہ کم ہوا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟"

وہ سخت ناراض ہوا۔

"تبھی تو مجھے چھپایا گیا دنیا سے"

وہ آزادہ ہوئی۔

"ضروری نہیں چھپایا صرف حرام کام کو جائے، کبھی کبھی کچھ حلال کام بھی چھپا کر کرنے پڑتے ہیں۔ تمہاری ماں بدکردار یا گری ہوئی عورت نہیں دِلارہ"

باران کو تکلیف ہوئی کہ عیشاء کو لے کر دِلارہ اتنی منتقر ہے، وہ اذیت سے مسکرائی پھر ہاتھ باران کے کندھے پر رکھ کر تھپکایا۔

"پھر باپ ہو گا بدکردار اور گرا ہوا۔ کوئی ایک تو قصوروار تھا ورنہ وفا دونوں طرف ہو تو اس رشتے کی آبرو سمیت حفاظت اللہ کرتا ہے۔"

وہ باران کے دماغ کو مسلسل الجھانے میں لگی تھی۔

"چاہتی کیا ہو تم؟"

باران نے تنگ آتے زچ ہوتے پوچھا تو وہ اپنی بازو اسکے ہاتھوں سے جھٹک گئی۔

"وہ جاننے کے لیے تمہیں چلا کاٹنا پڑے گا۔ اتنی سستی نہیں میری چاہت کے تمہیں مفت میں معلوم ہو جائے۔"

دِلارہ نے ٹھک سے منہ پر جواب دیا، ابھی اور دیتی اگر دِلارہ کا سیل فون رنگ نہ کرتا، وہ پاس سے گزرتی اپنے

سیل فون تک پہنچی اور کسی شناسا نمبر کو دیکھتے کال پک کی، باران بھی گھوم کر اسکی طرف پلٹا۔

"کیا۔ کہاں گئی وہ؟ تم نے دھیان نہیں رکھا اسکا؟ اتنی چھوٹی سی ہے وہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں تم سبکو چھوڑوں گی نہیں"

دِلارہ کو فون پر باقاعدہ غراتا دیکھے وہ جو واک اوٹ کر کے جانے کا سوچ رہا تھا، پریشان ہوئے رک کر دِلارہ کی طرف بڑھا۔

"ڈھونڈوا سے۔ میں پہنچتی ہوں۔ میرے آنے تک ڈھونڈ لینا اسے اگر خود سمیت باقی سٹاف کی خیریت چاہتی ہو"

دِلارہ نے غصے میں دھمکاتے کال کاٹ دی جبکہ باران اسے دیکھتے سوالیہ نظروں سے مدعے کو جاننا چاہتا تھا۔

"کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے؟"

باران نے فکر سے پوچھا۔

"تم نے جل سلگ کر بد دعا دی ناں، کھو گئی beni۔ وہ معصوم بلی تمہاری آہ کی بھینٹ چڑھ گئی۔ کان کھول کر سن

لو اگر اسے کچھ ہوا تو میں بی کے کیئر یونٹ کے سٹاف کی تو بینڈ بجاوں گی ہی، تمہیں بھی سخت سزا دوں گی۔"

دِلارہ کے دھمکانے پر باران کا دماغ گھوما۔

"مجھے کیوں سزا دو گی تم؟"

وہ آئبرو اچکائے گھورا۔

"تم اسکی جگہ لینا چاہتے تھے ناں"

دِلارہ نے خوامخواہ کا الزام تراشا۔

"اوہ ہیلو! میری اپنی جگہ ہے۔ میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ"

وہ اپنی اہمیت یاد دلاتا خود بھی ساتھ چلنے کو روانہ ہوا۔

"بی سے راز و نیاز نہیں کرنے۔ beni کو ڈھونڈتے رات ہو جانی ہے۔ اور تمہارے پاس یہ آخری دن ہے جو بچا کچا ہی رہ گیا ہے، سوچ لو"

دِلارہ نے اسے تنبیہہ کرے روکنے کی سعی کی پر وہ رکنے والی شے تھا ہی کہاں۔

"بچا کچا دن کہہ رہی ہو تم۔ میرے پاس بچے کچے سانس ہوتے تب بھی تمہارے ساتھ اسے ڈھونڈنے چلتا اور خود پر سے یہ الزام دھوتا کہ میں اس بلی سے جیلس ہوا

ہوں۔ کیونکہ اگر جیلس ہوتا تو شکر کرتا وہ کھو گئی۔ لیکن مجھے دکھ ہے اسکے کھونے کا سن کر"

باران نے جیسے بچوں کی طرح لفظ چبا چبا کر وضاحت دی وہ دِلارہ کے چہرے کے خدوخال میں مسکراہٹ گھول گئی۔

"کیا پتا تم اسے میرے ساتھ مل کر ڈھونڈنے کا ڈرامہ اس لیے کرنا چاہتے ہو تا کہ وہ ہاتھ لگے تمہارے اور تم گلا گھونٹ دو اسکا؟"

دِلارہ اس کے جذبات سے جیسے کھیلتی تھی یہ باران جیسا میچور آدمی ہی تھا جو اسکے واروں سے بچ جاتا، کوئی ہم عمر

ہوتا تو اب تک اس گرگٹ سی لڑکی کے رنگوں پر کومے میں جا چکا ہوتا۔

"مجھے کسی کا گلا گھونٹنا ہوا تو وہ تم ہو گی یقین کرو۔ کم بولا کرو پلیز"

باران نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھے ایسے ڈپٹ دیا جیسے وہ سچ میں بچی ہے اور باز آجائے گی۔

پر وہ اپنی ہی اس حرکت پر پشیمان ہوا کہ اس نے دِلارہ کے ہونٹوں پر لگے پنک شیڈ گلوز کو مٹا ڈالا، اور دِلارہ نے اسکی

انگلی ہونٹوں سے ہٹائے وہاں لگے رنگ کو دیکھتے اک غصیل نظر باران کی امبر آنکھوں میں گاڑی۔

"سوری۔"

باران نے اپنی انگلی چھڑوائے دِلارہ کے بالوں سے پونچھی تو وہ جواباوہ اسے مزید برہمی سے گھوری۔

"بدحواس آدمی۔ چلومیرے ساتھ۔"

وہ مزید کوئی ڈانٹ نہ دیتی اسکاہاتھ پکڑتی کمرے سے نکلی تو عزیزے کیئر یونٹ جاچکی تھیں تبھی باران ایزیلی ہوکر

دلارہ کے ساتھ نکلا، خیر ایزی تو کچھ نہ تھا، جناب اس چڑیل کی سنگت میں سب ہو سکتے تھے سوائے ایزی ہونے کے۔

.._____..

"یہ رہی آپکی منحوس بیٹی انے"

برہان نے بالوں سے نازلی کو دبوچے گھسیٹ کر گل خانم کے پیروں میں لا کر پھینکا جو اس وقت آرام دہ کرسی پر شان سے بیٹھی تھیں، جس طرح برہان اسے گھسیٹے لایا تھا، المیرا بھی اس وقت پیچھے پیچھے دوڑتی وہیں آئیں جبکہ اتنی تکلیف

کے باوجود نازلی کی آنکھوں میں کوئی شرمندگی یا ملال نہ تھا۔

"آزاد یلدرم زندہ ہے انے، اور یہ اس سے نکاح کر کے آئی ہے۔ اب اپنی قسم واپس لیں تاکہ میں اسکو زندہ زمین میں گاڑ دوں"

اس وقت مسدور حویلی میں اس شخص کی دھاڑنے اک سنسنی و وہشت پھیلائی جبکہ المیرا تو زمین پر گری نازلی تک پہنچے اسے سہارہ دینا چاہ رہی تھیں جب اس بات پر نازلی اور المیرا نے بیک وقت گل خانم کی جانب دیکھا، پھر نازلی پاگلوں کی طرح ہنسی۔

ان تینوں نے نازلی کو دیکھا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئی۔

"میں اسکے نکاح میں پچھلے چوبیس سال سے ہوں۔ سنا آپ نے ابی۔ آپ نے بھی سن لیا انے۔ وہ زندہ ہے۔ وہ آپ دو سے ہر چیز کا حساب لے گا۔ آپ دو مجھے مار کر گاڑ دیں اب ڈر نہیں، نہ پچھتاوا کے میں مر جاوں گی بنا آپ کا انجام دیکھے۔ اب وہ آپ دو کا حساب لے گا۔ میں بری الزمہ ہوئی۔ وہ اب اپنے بدلے خود لے گا۔ مجھے موت سے ڈرانے کی کوشش نہ کریں، موت خود مجھ سے ہر اساں ہے۔ مجھ بد قسمت سے جسکی ماں آپ جیسی اور بھائی آپ

سا ہے۔ مرنے کا انتظار ہے مجھے اور موت کی منتظر نازلی کو
اب ڈر بس سانس لینے سے لگ سکتا ہے کیونکہ آپ لوگوں
کی وجہ سے مجھ سے میرا سب چھن گیا۔ نہ آپ ایمر کو آزاد
سمجھ کر ٹکرے کرواتے نہ اسکی بیوی، میرے آزاد کو مجھ
سے چھینتی۔ آپ سب لوگ میری خوشی کے قاتل
ہیں۔ میرے بھی بن جائیں کیا فرق پڑے گا"

وہ حلق کے بل ان سب پر چلائی تھی، اسکی آواز پھٹ گئی
تھی، ایک عورت جتنے بھی ظرف والی ہو، اپنی محبت کو نام
کی حد تک بھی بانٹ نہیں سکتی اور نازلی کی آزاد کے لیے
محبت تو تھی بھی ابنارمل، اس لڑکی نے کئی سال اس شخص

کی موت کا ماتم منایا اور اب اچانک اس سے آزاد چھن جائے تو وہ پاگل نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔

"تجھے ماریں گے نہیں بچے۔ تو اب موت آنے تک مسدور حویلی کے زندان میں قید رہے گی۔ اتنے ظالم تھوڑا ہیں کہ اپنے خون کو بہادیں۔ آزاد کامرا منہ ضرور دیکھائیں گے تجھے، جب وہ تیرے پیچھے یہاں آئے گا تو برہان اپنی اسکی جگہ ایمر نامی آدمی کو کٹوا دینے کی غلطی سدھار لے گا۔"

گل خانم کی گردن اکڑی اور وہ نفرت بھرے لہجے میں اٹھ کر نازلی کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر بولیں، برہان کو ماں

نے مزید شہ دی، جبکہ المیرا سے یہ سب اب برداشت نہ تھا۔

"خدا کے لیے بس کریں یہ دشمنیاں۔ اور کتنی جانیں لینی ہیں۔ کچھ خدا کا خوف نہیں ہے آپ دو کو۔ نا جانے کونسے ایسے گناہ ہے آپ دو کہ جسکی سزا میرا تو ران سہہ رہا ہے۔ آپ لوگ یہ چاہتے ہیں وہ سزا سہہ کر جب آئے تو انقرہ قدم رکھتے ہی وہ یلدرم والے انتقام میں اسکی جان لے لیں؟ اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو میں کسی کو نہیں چھوڑوں گی یہ بات آپ سب کان کھول کر سن لیں"

بہت سال اس عورت نے بہت کچھ سہا پر اب المیرا کی بس ہو چکی تھی، اسکا دل پھٹ رہا تھا کہ وہ اتنے سالوں توران کی واپسی کے لیے جی تھی اور اگر اس دشمنی کی بھینٹ اسکی واحد اولاد بھی چڑھ گئی تو وہ جیتے جی مر جائے گی، برہان مسدور سے تو عرصہ ہوا المیرا کی ساری خوشیاں اور امیدیں مر گئی تھیں، اس شخص نے توران کو اپنے جیسا ضدی، سفاک اور درندہ صفت بنا کر ایک ماں کو پہلے ہی بڑا رنج دیا پر المیرا پھر بھی ماں تھی، اولاد جیسی بھی ہو ماں کے جگر کا ٹکڑا ہوتی ہے، اور توران بھی اسکے جینے کی واحد وجہ تھا۔

"اپنی بیوی کو سنبھال برہان۔ اسے سمجھا یہ دشمن داری کے اصول نبھاتے خاندان کی بہو بیٹی ہے۔ ڈرنا چھوڑ دے۔ تو ران آئے گا تو اپنی حفاظت خود کرے گا۔ وہ میرا شیر ہے۔ اور پہلے اس گند کو زندان پھنکوا۔ اور اگر آزاد آئے اسے بھی ٹھیک اس طرح میرے قدموں میں لا کر گرا۔ یہ ایک ماں کا حکم ہے تجھے"

نازلی کی تکلیف، اسکا درد کچھ بھی گل خانم کو پگھلا نہ سکا الٹا اس عورت نے نازلی کو آزاد سے ہر طرح الگ کرنے کی قسم بھی کھالی تھی، المیرا نے بہت کوشش کی وہ نازلی کو بچائے پر برہان کے آدمی اسے گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے

گئے، نہ تو کسی کی سنی گئی نہ کسی درد پر کھا گیا، گل خانم جا چکی تھیں، قہر ناک فیصلے صادر کیے جبکہ المیرا نے بھی روتے گڑگڑاتے نازلی کے پیچھے جانا چاہا مگر برہان نے اس روتی تڑپتی عورت کی بازو دبوچے اسے اپنے سامنے سٹل کیا۔

"اگر تو چاہتی ہے المیرا کہ توران کی واپسی تک سہی سلامت رہے، اور جڑے ہاتھ پیروں سے بیٹے کا استقبال کرے تو میرے اور انے کے فیصلوں سے کوسوں دور رہ۔ سمجھ گئی۔ نازلی وہی بھگت رہی ہے جسکے وہ لائق ہے۔ ایک عورت کے وجود سے شروع ہونے والی یہ دشمنی، ایک عورت پر ہی ختم ہو گی۔ اور اگر وہ نازلی نہ ہوئی تو تو ہو گی

المیرا۔ اس لیے اپنی ٹانگ ہمارے معاملے میں پھنسانے کی جرت مت کرنا ورنہ تجھے اپنے شوہر کے اندر کے جانور کا تو بخوبی پتا ہے۔ اپنی نزاکت پر رحم کھا، میرے اک جھانپڑ کی مار ہے تو"

برہان مسدور نے اک اک لفظ زہر میں بجھا کر کہا اور المیرا کی آنکھیں اپنے شوہر کے رویے اور سلوک پر سرخ ہو کر بھیگنے لگیں، نا جانے اسکے کس گناہ کی سزا تھا یہ شخص، وہ رو دی تو برہان نے اسے اچھوت کی طرح جھٹک دیا اور وہاں سے تنتناتا ہوا نکل گیا، المیرا وہیں گرنے کے انداز میں بیٹھی اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، اسکی ہچکیاں اور آنسو ممکن تھا

تھمنے والے تھے، توران جب یہاں سے گیا وہ برہان کا پرتو تھا، خو بخو ویسا لیکن کیا پتا یہ اٹھارہ سال کی قید اسے انسان بنا چکی ہو اور وہی اس دشمنی کا خاتمہ کرے، ہاں کچھ برے لوگ ہمیشہ برے نہیں رہا کرتے، یہی قانون قدرت ہے۔

جبکہ زندان کی دیواریں یوں بھدی بے رنگ اور خوفناک تھیں کہ جب وہ آدمی نازلی کو وہاں پھینک کر گئے تو وہ سانس روک گئی، اسکے آنسو تھم گئے اور لگا جیسے یہ دیواریں اسے اپنے اندر دبا دیں گی، اس نے اک کونے میں سر کو ٹکا لیا، موت کا انتظار شروع ہو چکا تھا، اور موت کسے آنے والی تھی یہ وقت طے کرنے والا تھا۔

اسماعیل یلدرم کی طبعیت بہتر تھی تبھی وہ زرا چہل قدمی کرنے لان میں چلے گئے تو ایدا کمرے میں آکر کسی چیز کی پاگلوں کی طرح تلاش کر رہی تھی، وہ پتا نہیں کیا ڈھونڈ رہی تھی کہ بے حال لگ رہی تھی۔

"اف خدایا! یہ میں نے اپنی جان کہاں پھنسالی۔ میں عالیان کے سامنے نظریں تک کیسے اٹھا سکوں گی۔ کوئی بیہوشی والی میڈیسن مل جائے۔ یار اتنی بڑی فارما کمپنی چلاتے ہیں، گھر میں کچھ ایسا نہیں رکھا۔ میں کیا کروں؟ کلوروفارم مل جائے تو آتے ہی انکو سونگھادوں۔۔۔ کچھ گھنٹے سکون سے پڑے

رہیں گے۔ کس کا کہا کیوں میں نے۔ میں اتنی بے شرم و
بے حیا تو کبھی نہ تھی۔ کوئی بھی بہانہ لگا دیتی ایدا یہی
کیوں۔۔۔ آج میری جان نکلے گی طے ہے"

وہ سارے ڈراز، کیبنٹ گھنگھالنے کے بعد کمرے سے
نکلی، جا کر کچن میں بھی کسی نیند کی ٹیبلٹ یا آرام کا انجکشن
تلاشا، پھر وہ سٹور کی طرف آئی، ملازمہ سے اسے پتا چلا کہ
عالیان نے کچھ میڈیسن کمیکلز کا سٹاک سٹور میں رکھوایا تھا
بس یہی سوچے وہ جائے وقوعہ پر جاسوس کی طرح
پہنچی، ایدا نے وہ پورا کاٹن چھان مارا پر اس میں جتنی بھی
چیزیں تھیں وہ سکن پراڈکٹس میں یوز ہونے والے کیمکلز

تھے، اور جب کچھ نہ ملا تو وہ سر ہاتھوں میں گرائے وہیں سٹور روم میں ہی نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔

جبکہ دوسری طرف عالیان کی گاڑی یلدرم حویلی کے پورچ میں رکی اور رکتے ہی وہ سیٹ بیلڈ کھولے اک گہری سانس بھرتا باہر نکلا، تیزی سے قدم حویلی کی طرف بڑھائے تو نظر بابا پر گئی جو ایک بار پھر اپنے کسی سٹوڈنٹ کو کلاس دیتے نظر آئے اور ساتھ واک بھی کر رہے تھے، دوپہر سے شام ہو رہی تھی اور بارش ابھی بھی گاہے بگاہے ہو رہی تھی، کبھی شدت تیز ہوتی کبھی آہستہ اور اسی سبب موسم بھی اخیر سرد ہو چکا تھا۔

"آپ باز نہیں آتے یار۔ ایک چھٹی کیا کروادی آپکو یونی سے، آپ نے تو میری توبہ کروادی۔ اور بستر سے کیوں نکلے آپ۔ بخار اور ہو گا، ٹھنڈ دیکھی ہے اور کچھ گرم پہنا بھی نہیں آپ نے"

وہ لان کی راہداری کے کنارے رکا بابا کو آڑے ہاتھوں لیتا گھورا جو زچ سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے زرا اپنی کلاس روکے اسکی طرف آئے۔

"تیرے باپ کی ہڈیوں میں ابھی بھی فولادی دم ہے بچے، اس لیے ٹھنڈ نہیں لگتی۔ تو بتا یہ بے وقت گھر آکر کونسی ٹھنڈ کا توڑ کرنے کا ارادہ ہے؟"

عالیان کی خفگی یکدم گھبراہٹ بنی، اک لمحہ لگا سامنے بابا نہیں کوئی پہنچی ہستی یا نجومی ہوں پھر ایک خیال یہ بھی ذہن کے دریچے میں نکلا کہ کہیں اس بونگی نے سب اگل تو نہیں دیا، ہاں وہ اتنی بونگی یا بیوقوف تو نہ تھی پر پھر بھی آج جو ایدا نے فرمائش کی اسکے بعد عالیان کو اس سے کچھ بھی امید تھی، جناب کا تو ابھی پہلے پڑاو پر ہی دل بیٹھنے لگا، کس تک تو جناب کی روح پرواز کرتی ہی دیکھائی دے رہی تھی۔

کس نہ ہو گئی، ایک محاز ہو گیا جس کے لیے وہ دو الگ الگ نوعیت اور طرز کے پریشان تھے، کیا یہ کس آج عمل میں آنے والی تھی یا نہیں؟ دیکھنا تو یہ تھا۔

"بابا! آپکو میں ایسی چیز لگتا ہوں؟"

عالیان نے برا سا منہ بنایا تو آگے سے ابا حضور نے بنا شرم و لحاظ سر ہلاتے اقرار کیا۔

"بیوی والے ہو، وہ بھی من پسند۔ اوپر سے موسم ایسا بے ایمان۔ کس کافر کا نہ بہکنے کا دل کرے۔ جاو جاو جی لو اپنی زندگی۔ جاتی جوانی پر رحم کھاو میرے بچے"

اسماعیل صاحب بھی گن گن کر بدلے لے رہے تھے، کیونکہ ابھی تک عالی نے انکے پیسے جو نہیں لوٹائے

تھے، بھئی اتنا تنگ تو مالک مکان نہیں کرتے، جتنا یہ ابا جی کر رہے تھے۔

"میری عمر پر مزاق بنانا بند کریں یار۔ کیا ہو گیا اگر چالیس کا ہوں۔ دیکھنے والی ہر آنکھ رک کر اک بار میرے حسن سے الجھنا پسند کرے۔ اور پھر اندر سے جو تعریف نکلتی ہے، آپکو اپنے سے زیادہ حسین بیٹے مل گئے ناں تبھی برداشت نہیں ہوتے آپ سے ہمارے جلووے"

عالیان نے بھی اندر کی حبس آتے ہی والد گرامی سے الجھ کر نکالی جو آگے سے ہاتھ جھلا کر "چل اوئے نکل" کا اشارہ کرتے اور آفت لگے۔

"تو کتنا حسین ہے یہ بس ایدا بتا سکتی ہے۔ میری بچی کو زیادہ تنگ کیا تو چھتر لگیں گے۔ وہ نازک کلی اور تو سانڈ۔ میں نے رشتہ بڑھانے کی اجازت دی ہے تباہی مچانے کی نہیں۔ کیونکہ مجھے اتنی جلدی بھی دادا نہیں بننا اب۔۔۔۔ اس لیے موسم جیسا بھی رومنٹک ہو، اپنے جذبات پر کنٹرول رکھنا"

وہ مزے سے بچارے کا رہا سہا دل خاکستر کرتے واپس ہو لیے اور عالیان نے اک رحم طلب نگاہ آسمان کی جانب ڈالی جیسے کہہ رہا ہو یہ کس کیٹیگری کا باپ ملا ہے۔

"یا اللہ مجھے صبر دے"

وہ پھونکیں مارتا ہوا حویلی کی سمت بڑھا تو اسماعیل صاحب ہنستے ہوئے واپس اپنے کام لگے جبکہ عالیان نے سیدھا رخ کمرے کی جانب کیا، پر کمرے میں داخل ہوئے اسے ایدا کہیں نظر نہ آئی کیونکہ وہ سٹور روم میں بیٹھی خود کو کوس رہی تھی، عالیان نے اسکا انتظار کیا پھر واش روم جا گھسا، ایدا ابھی سٹور روم سے نکلتی مرے مرے قدم لیے کھوئی کھوئی چلتی روم میں آئی تو نظر میٹرس پر پڑے عالیان کے بلیذر پر گئی اور پھر اس نے چوکنا نظروں سے واش روم کے بند دروازے کو دیکھا، قدرت بھی اس پر آج بلا کی مہربان ہوئی، ایدا نے بجلی کی سپیڈ سے جا کر واش روم کا ڈور

چابی سے لاک کرے، کی نکال کر ڈریسنگ میز پر رکھ کر اپنا پھولتا سانس بحال کیا

عالیان نے سنک کے پاس کھڑے ہوتے اپنا جائزہ لیا پھر ٹشو پیپر نکال کر اپنے ہاتھ ڈرائے کرے وہ باہر نکلنے کو ڈور تک آیا پر ڈور ناب گمانے کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو عالیان کو پریشانی ہوئی۔

"منحوس دروازہ اٹک گیا ہے کیا۔ ایدا تم ہو باہر؟ تم نے لاک کیا ہے ڈور؟"

اول جملہ زیر لب بڑبڑاتے ہی وہ باہر سے محسوس کی گئی آہٹ پر چلایا تو ایدا سہم کر دروازے کو گھورنے لگی۔

"کس نہیں آرہی تھی۔بس آپکو قید کرنے کا آرڈر آیا تھا۔سوری عالی"

وہ بہت ہی دھیرے سے منمنائی جبکہ قید کا سنے عالیان کو شدید غصہ آیا،جب وہ قید ہونا چاہتا ہے تب یہ لڑکی آزادی تھما دیتی تھی اور اب جب اسے جانا تھا،ایدا کی یہ حرکت رگوں میں دوڑتا خون ابال گئی۔

"دروازہ کھولو ایدا۔تمہارا دماغ تو میں درست کرتا ہوں۔"

وہ چیخا تھا، یہ کس کا چانس ختم ہونے پر اندر سے عتاب امڈا تھا۔

"نہیں کھول سکتی"

وہ مجبور و بے بس، نچلا لب کاٹتی منمنائی تو عالیان نے اسی غصے سے اپنی پینٹ کی جیب میں دھنسا فون نکالا اور بابا کو کال کی جو اپنی کلاس ختم کر چکے تھے پر چارچنگ لو کی وجہ سے گھر ہی بیٹھ کر کال کرتے بچے کی کال لینے کے بجائے خود ہی حویلی میں آتے اسکے کمرے کی طرف چلے گئے۔

"ایدا! یہ عالی مجھے گھر ہو کر کالز کیوں کر رہا ہے۔ میرے فون کی بیٹری لو ہے زرا پوچھو کیا تکلیف ہے صاحبزادے کو؟"

وہ جو عالیان کو واش روم میں لاک کیے اب مجرموں کی طرح سر گرائے بیٹھی تھی، سسر

پلس ماموں جان کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکنے پر ہڑبڑا کر اٹھی اور وہیں واش روم میں بند محترم بھی موقع ملتے ہی دروازہ پیٹنے لگے۔

اسماعیل صاحب نے اک نظر پٹتے دروازے پر ڈالی دوسری ایدا پر جس نے آگے سے مسکین سی سمائیل دیتے اسماعیل یلدرم کو معاملہ سمجھاتے ہنسنے پر مجبور کیا، وہ ایدا کو شاباش کا اشارہ کرتے چپ چاپ واپس پلٹ گئے۔

"اسکی ماں بھی مجھ سے بچنے کو واش روم میں بند کر لیتی تھی خود کو۔ چلو رسم بدلی تو سہی۔ جب تک اس کے اندر کا بہکا بے شرم جن گھٹ کر مر نہ جائے۔ میری بچی دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں"

ایدا جسے خوشی تھی ماموں جلدی چلے گئے، جب پلٹ کر سارا معاملہ بھانپے تاکید کر کے گئے تو ایدا اپنی جگہ گڑھ کر رہ گئی۔

"ایدا کی بچی دروازہ کھولو ورنہ آج تم نہیں بچو گی"

ابھی یہ صدمہ باقی تھا کہ اندر والے جناب

بھی حلق کے بل دھاڑ اٹھے، زندگی میں ایسی سچویشن میں وہ کبھی نہ پھنسی تھی، جان سی نکلی۔

"ع۔۔عالیان۔بچوں کی طرح چلا کیوں رہے ہیں۔بس تھوڑی دیر بند رہ لیں۔یہ پیاری سی بیسٹو کی ریکوسٹ ہے ناں۔پلیز پلیز"

آخر ہمت کیے وہ ڈرتی ہوئی واش روم کے ڈور تک آکر رکی اور بولی،اس بیچ اس نے ڈرتے ہوئے

پٹتے دروازے کو بھی ہراساں ہوئے دیکھا جیسے وہ ابھی دروازہ توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

"دروازہ کھولو ایدا۔ مجھے کہیں جانا ہے۔ تم نے کس کا پرینک کیا ہے تو ٹھیک، میں اس بارے کچھ نہیں پوچھوں گا پر مجھے باہر نکالو۔ میرا جانا ضروری ہے۔ اوپن داڈور ایدا"

وہ وحشیوں کی طرح دروازہ پیٹ رہا تھا، جبکہ ایدا کے ہاتھ پیر پھول گئے، اب تو اسکا دل بھی بیٹھ رہا تھا، ٹانگیں الگ کپکپا رہی تھیں، یہ بھی تو نہ بتا پا رہی تھی کہ اسے عالیان کو حویلی میں روکے رکھنے کے سخت آرڈرز ملے ہیں، بات عالیان کی جان پر بنی ہے۔

"پلیز عالیان میں دروازہ نہیں کھول سکتی۔ آپ اسے بجانا بند کریں ناں۔ ٹوٹ جائے گا۔ میں کہہ رہی ہوں تھوڑا

پر سکون ہو جائیں۔ ایک کال آئے گی مجھے پھر میں یہ لاک کھول دوں گی"

ایدا نے گہرے گہرے سانس لیتے اپنی مجبوری بتائی اور اس بار عالیان نے اس زور سے دروازے کو لات ماری کے ڈر کے مارے ایدا کے منہ سے چیخ نکلی، یہ آدمی قید ہو کر وحشی نہیں ہو رہا تھا بلکہ وہ چاچو کی فکر میں مر رہا تھا کہ اگر آزاد اس سے پہلے مسدور حویلی چلا گیا تو کیا ہو گا۔

اوپر سے اس لڑکی نے کس بھی ہوا میں اڑا دی تھی، وہ معاملہ ہو جاتا پھر بھی شاید عالیان کچھ سکون کر جاتا پر ابھی اسکا دل یہی کر رہا تھا دروازہ توڑ دے۔

"چاچو نے کہا ہے تمہیں مجھے روک کر رکھنے کو یہاں۔ بولو ایدا؟"

وہ حلق کے بل دھاڑا تھا، عالیان کی آواز با قاعدہ یہ پوچھتے پھٹی اور ایدا کو اب اس بندز خمی شیر سے ڈر لگ رہا تھا۔

"اگر کہوں ہاں تو۔۔ تو آپ سکون سے بیٹھ جائیں گے ناں؟"

وہ معصومیت سے دروازے کے پاس رکے یقین دہانی چاہنے لگی تو عالیان نے اپنا سر دروازے سے ہلکا سا مارا، وہ اس قدر بے بس تھا۔

"ایدا انکی جان کو خطرہ ہے۔نازلی کی بھی۔پلیز اوپن دا ڈور۔مجھے انکی مدد کو جانا ہو گا۔میری جان دروازہ کھول دو ورنہ میں اس قدر تپا ہوں کہ دروازہ کیا دیوار بھی توڑ دوں گا۔تمہیں بھی دو کھینچ کر تھپڑ لگا دوں گا۔سن رہی ہو؟"

وہ سخت تاسف سے دروازے سے سر لگائے منت پر اتر اپر ایدا کے پیروں سے جان تو تب نکلی جب عالی نے اسے اپنی جان کہا،یہ لڑکی تو اسی پر صدمے میں چلی گئی،وہ بھی بچارا اخیر غصہ دبائے ہوئے تھا کہ سمجھ نہ آیا کیا بک گیا۔

"آ۔۔آپ نے مجھے جان کیوں کہا؟"

وہ روہانسی ہوئی، وہ عالیان کی جان کیسے ہو سکتی تھی بھلا، ایسی قسمت کہاں اسکی، ہمت کرتے وہ آکر دروازے سے ملحقہ دیوار سے لگی بولی۔

"دوست ہوناں میری۔ اکلوتی تو۔ دوست جان ہوتے ہیں۔ ایدا ڈور کھول دو"

عالیان نے اس بار بہت نرمی سے درخواست کی۔

"ماموں نے کہا ہے آپکی جان جا سکتی ہے۔ خدا کے لیے مجھ سے ریکوسٹ نہ کریں۔ میں آپکو کہیں جانے نہیں دے سکتی"

ایدا نے بھی ڈھیٹ ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

"ایدا مجھے شدید غصہ آرہا ہے تم پر۔ میں دروازہ توڑ کر باہر آیا تو تمہارا لحاظ بھی نہیں کروں گا۔ فار گارڈ سیک اوپن دا ڈور۔ انکو میری ضرورت ہے۔ کیوں مجھے بے بس کر رہی ہو۔ اگر تم نے مزید مجھے تنگ کیا تو انجام کی ذمہ دار تم ہو گی۔ سمجھ گئی؟"

عالیان کی بس ہو چکی تھی تبھی اس نے بھی لہجہ تیز اور سخت کیا، ایدا دیوار سے ہٹی اور ڈور کو دیکھا، اب سچ میں یہی لگ رہا تھا مزید عالیان نے دھکا لگایا یا لات دے ماری تو شرطیہ دروازہ دیوار سے اکھڑ جائے گا۔

"ع۔۔عالی آپ مجھ سے ایسے روڈ ہو کر بات نہیں کر سکتے۔سنا آپ نے؟"

وہ دگنی غصہ ہو کر بولی، عالیان نے اپنے سر کے بال مٹھیوں میں بھر لیے، اور پھر ہانپتا سا اک سانس بھرے اس زور سے لات ماری کہ دروازے کی سختی میں واضح لڑکھڑاہٹ آئی، اور اس سے پہلے وہ ایک لات اور مار کر دروازہ توڑتا، ایدا نے چلا کر اسے روکا۔

"اوکے۔۔اوکے کھول رہی ہوں پر آپ اس کمرے سے باہر گئے تو میں اپنی نبض کاٹ لوں گی"

ایدا نے اپنی سلامتی کی غرض سے فوری دروازے کا لاک کھولنے کا سوچا پر اسکی تمہید، عالیان کو جنگلی کر گئی۔

"بکواس بند کرو اور ڈور کھولو"

وہ لاک کھول کر واپس بند کر گئی جب عالیان نے بدتمیزی سے بات کی۔

"آپ جانتے ہیں آپ کس سے بات کر رہے ہیں، اتنی بدتمیزی؟ نہیں کھول رہی اب۔ توڑ کر آئیں۔ اور اس کمرے سے نکلنے کے لیے آپکو ایدا دمیر کی لاش پار کرنی ہو گی"

لاک واپس لگائے وہ جا کر کمرے کے وسط میں رکی اور اب عالیان نے اسکے پیر پڑنے پر بھی نہیں رکنا تھا، ایک اور لات کی مار نکلا وہ دروازہ اور لاک سے وہ لکڑی ہی اکھڑ گئی، ایدا نے کانوں پر دونوں ہاتھ جمائے اور ڈر کر سامنے سے باہر آتے عالیان کو دیکھے قدم پیچھے بڑھا گئی۔

"میرے قریب بھی مت آیئے گا۔ حیوان جاگا ہے آپکے اندر۔ اتنا بھاری مضبوط دروازہ توڑ دیا۔ مجھے تو چڑ مڑ کر دیں گے آپ مٹھی میں مسل کر۔ د۔۔ دور رہیں عالی مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ سے"

وہ اس وقت یوں تھا جیسے گلا دبا کر ایدا کی جان لے گا جبکہ وہ ڈرتی گڑگڑاتی ہوئی مزید پیچھے ہوئی تو عالیان نے بیچ کا فاصلہ مٹاتے ٹھیک ایدا کی گردن دبوچے اسے دیوار سے جا لگایا، عالیان کے ہاتھ کی پکڑ اتنی تھی کہ وہ سانس بآسانی لے سکتی تھی بس گھٹن کا تھوڑا احساس تھا، ایدا نے سسک کر آہ بھری جب عالیان نے اسے پہلی بار ایسے ٹریٹ کیا، سخت غصے سے وہ اسکی گردن پر ہاتھ جمائے اسے دیوار سے لگائے کھڑا گھور رہا تھا۔

"ایک تو عالی کہتی ہو پھر یہ بھی کہ دور رہوں۔ تم اتنی بے رحم کیوں ہو۔ بے رحم نہیں۔ انجان۔ ہاں؟"

وہ اسکے اتنے قریب تھا کہ ایدا کا سانس ویسے ہی نکلنے سے انکاری ہوا اوپر سے عالیان یلدرم کی اسے اتنے قریب پا کر نکلتی بے خودی۔

"ک۔۔کیا مطلب آپکا۔گردن آپ میری دبا رہے ہیں اور بے رحم میں ہوں۔ا۔۔اگر مجھے آنچ بھی آئی تو سب آپکا کچومر بنا دیں گے۔خبر دار مجھے کچھ کہا۔چھوڑیں میرا دم گھٹ رہا ہے۔ع۔۔عالی پلیز پیچھے ہٹیں ناں۔"

وہ اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش میں پھڑ پھڑا رہی تھی اور عالیان کے جبڑے کسے تھے،وہ انتہائی غصے میں تھا پر جب

نظر ایدا کے ہونٹوں پر گئی تو دماغ سن پڑنے لگا، فوراً اس نے نظر ہٹا کر ایدا کی آنکھوں میں جمائی۔

"ٹھیک ہے ہٹ جاتا ہوں پر خبر دار مجھے جانے سے دوبارہ روکا تم نے"

عالیان نے اسکی گردن آزاد کی اور سختی سے کہے پلٹا تو وہ گردن مسلتی گہرے گہرے سانس لیتی پیچھے ہی دوڑتی ٹھیک عالیان کے سامنے دونوں بازو پھیلائے تن گئی۔

"میری لاش سے گزر کر جانا۔ میرے جیتے جی اگر آپ اس کمرے سے گئے تو میں ٹیرس سے کود جاوں گی"

ایدا کی آواز ابھی بھی بکھری تھی پر ہمت جوان، عالیان نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔

"ٹیرس سے گر کر ہڈیاں ٹوٹیں گی بس۔ مرو گی نہیں۔ کہو تو زہر لا دوں؟ وہ کھالو پر مجھے جانے دو"

عالیان نے اکتا کر حل دیا تو ایدا کی آنکھیں ایسی بے عزتی پر بھر آئیں، اس نے بازو بھی سمیٹ لیے۔

"آپ کو میری کوئی پرواہ نہیں ناں؟"

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اس سے شکوہ کرتی قریب رکی تو عالیان نے اسکا چہرہ جبڑے سے دبوچے اوپر اپنے سامنے کیا، عالی کا انداز بے رحمانہ تھا۔

"پرواہ ہے۔نہ ہوتی تو میں ابھی تک تمہیں کاٹ کھا چکا ہوتا۔ان سمیت۔۔۔۔اس لیے مجھے تنگ مت کرو"

وہ انگوٹھے کی پور سے ایدا کے نچلے لب کو مسلتا جو بے باکی سے باور کروا گیا، وہ اس لڑکی کے پورے وجود سے جان کھینچنے سا تھا۔

"آ۔۔ آپکی جان کو خطرہ ہے میں نہیں جانے دے سکتی عالیان۔ پلیز مان جائیں۔ اور ایسا کیا ہوا کہ ماموں اور نازلی کی جان کو خطرہ ہے؟ بتائیں مجھے؟"

وہ اسکی نظروں میں دیکھائی دیتی طلب نظر انداز کرے اس وقت بس اسکی پرواہ کر رہی تھی جسکا موڈ کچھ اور ہی لگ رہا تھا۔

"برہان مسدور۔ نازلی کو اٹھا کر لے گیا۔ اور وجہ میں ہوں۔ میری وجہ سے چاچو اور نازلی کی جان خطرے میں آگئی۔ میں بدبخت وجہ ہوں۔ اور تم مجھے یہاں روک کر مار رہی ہو یار۔ چاچو نے مجھے اتنی باتیں سنائی۔ ہرٹ تھا میں

اور اوپر سے تم نے یہ سب کیا میرے ساتھ۔ پہلے کس کرنے کا کہہ کر بلایا پھر مجھے بند کر دیا۔ میں اسکے لیے معاف نہیں کروں گا تمہیں۔ بیسٹ فرینڈ ہو تب بھی نہیں"

وہ اسکا جبڑا آزاد کرتا ناراضگی سے منہ پھیر گیا، ہاں چاچو نے کبھی ڈانٹا نہ تھا اسے پر آج آزاد کی باتیں اور لہجہ عالی کے دل کو دکھی کر گیا تھا، جبکہ ایدا کو اب صحیح معنوں میں لگا کہ زمین میں گڑھنا کسے کہتے ہیں، وہ کچھ دیر اسکی پشت ڈبڈبائی آنکھوں سے گھورتی رہی پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھائے اسکے سامنے مجرم کی طرح روبرو ہوئی، عالی نے غصے اور تکلیف سے نظریں پھر پھیر لیں۔

"م۔۔مجھے ماموں نے کہا آپکو بلاوں کچھ ایسا کہہ کر کے آپ سب چھوڑ چھاڑ کر آجائیں۔بہت سے بہانے بھی بتائے پر پتا نہیں کیوں میں نے یہ فضول بات کر دی۔شاید اس لیے کہ مجھے آپکے لپس بہت پیارے لگتے ہیں، میرے ڈرٹی مائینڈ میں ایک دم سے یہی آیا کہ کس ایسی چیز ہے جو دماغ جکڑ سکتی ہے۔ آئی ایم سوری۔میں بہت گندی فرینڈ ہوں پر یقین کریں اس پیچھے مقصد بس آپکو گھر بلانا تھا۔جب ماموں نے کہا آپکی جان جاسکتی ہے، بس کچھ سمجھ نہیں آیا۔ مجھ سے ناراض نہ ہوں عالیان۔میں دوبارہ ایسی فضول بات نہیں کروں گی۔"

وہ شدید گلٹ کا شکار تھی اور ہچکیاں بھر کر بول رہی تھی، جبکہ عالیان اسکا منہ دیکھ رہا تھا کہ یہ لڑکی آخر چیز کیا ہے۔

"تمہیں میرے ہونٹ پسند ہیں؟ یہ کب ہوا اور مجھے کیوں نہیں پتا؟"

عالیان نے اک تھکی سی سانس بھرتے ہاتھ بڑھا کر ایدا کے گرد باندھے اسے اپنے سینے کی اور گھسیٹا تو اس لمحے ایدا نے جب اپنی ہتھیلی عالی کے سینے پر جما کر رکھے، اپنی آنکھیں اسکی آنکھوں میں جمائیں، یہ لمحہ بہت زیادہ دلکش و پر خمار تھا۔

"کچھ چیزیں ہونے سے پہلے اور بعد خبر نہیں دیتیں۔ بس کسی فرصت کے لمحے احساس ہوتا ہے کہ ہمیں یہ چیز یا یہ انسان پسند ہے۔ میں آپکی بیسٹ فرینڈ ہوں، میں کس نہیں کر سکتی نہ لے سکتی ہوں۔ یہ جانتے ہوئے بھی میں نے یہ سب کہا۔ مجھے معاف کر دیں۔ اور واش روم میں بند کرنے کے لیے بھی سوری پلیز"

وہ ہنوز ہچکیوں سے رو رہی تھی پر باخدا اسکا یہ والا اوپر اوپر سے رونا عالیان کو شدید بھا رہا تھا۔

"چلو ہم ہسبنڈ وائف نارمل نہیں، فیسانسے ہوں ناں میں تمہارا۔ جب سے تم نے رنگ پہنائی، تھوڑے وہ والے

جذبات بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ تو آئندہ کبھی ایسا کہو تو مکرنا مت۔ آج تو مکرنے دے دیا تمہیں، ہر بار میری قوت برداشت ایسے جبر نہیں سہے گی ایدا"

عالیان نے اسکا چہرہ پھر سے اوپر اٹھائے اسکے ہونٹوں کے بہت پاس جاتے سرگوشی کی صورت اسے سمجھایا تو ایدا نے ڈرے ڈرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"یہ والا رشتہ تو آپ اس لڑکی سے بنائیں گے ناں جو آپکی زندگی میں ٹھیک والی وائف بن کر آئے گی۔ بورنگ والی"

ایدا نے جان بوجھ کر اس لمحے مزید عالیان کو زچ کیا، یہ تو وہ بھی جانتی تھی اس ذکر پر وہ اندر ہی اندر سلگتا ہے۔

"اپنے لیے میں ہی ایک بور کافی ہوں۔

I need you in my life۔

مطلب سمجھتی ہو اسکا؟"

وہ اسکی گردن پر ہاتھ جماتا اسکا چہرہ پھر اپنے چہرے کے نزدیک ٹھہرا گیا، ایدا کی پلکیں سی آنکھوں پر لرزیں۔

"ہ۔۔ہاں۔"

وہ ڈرا سا منمنائی، اور سانس روک گئی۔

"کیا سمجھی؟"

وہ بیقرار تھا، اک اشارہ ملے خود سپردگی کا اور وہ ساری حدیں توڑ کر اس لڑکی کو بتائے اندر تک کیسی کیسی ایدانامی طلب بھری پڑی ہے۔

"یہی کہ اب سے دوسری لڑکی کا حوالہ نہیں دینا، وہ قصہ ختم، اب آپ صرف میرے۔ آپ کو جانے کی اجازت ہے پر خیال رکھیں گے اپنا پراسس کریں؟"

وہ بلکل ٹھیک سمجھی تھی، عالیان نے اسے اپنے گلے لگایا تو وہ اس کو بھی بازو لپیٹے لپٹی، پر دل سست ہو گیا کیونکہ اچانک

محبوب کے گلے لگنا قدرت کے دل گرفتہ سے حادثوں میں شمار ہوتا ہے۔

"تم میرا خیال کرنا کب سیکھو گی۔ یہ بتاو پہلے"

وہ اسے گلے لگائے جیسے ہار سا گیا، وہ کچھ کہہ بیٹھا جو شاید کہنے میں ابھی وہ کئی سال لگا دیتا پر یہ لڑکی وسیلہ بنی کہ وہ سب اگل بیٹھنے پر مجبور ہوا۔

"کر تو رہی ہوں خیال۔ آپکو جانے سے جو روکا۔"

وہ لاڈ سے بولی، عالیان مسکرا دیا، پکڑ کر اس افلاطون کو اپنے روبرو لایا۔

"جو تم نے کال پر کہا، وہ واقعی سب مزاق اور بہانہ تھا۔ ایک فیصد بھی سچائی نہیں تھی؟"

ایدا نے فوراسے اسکا حصار توڑا اور پلٹ کر کھڑی ہو گئی، ابھی تک وہ لمحہ جب عالیان نے اسکے ہونٹ کو مسلا، وہی دماغ سن کیے تھا کہ وہ مزید کچھ سوچ بھی نہ پا رہی تھی۔

"ن۔۔ نہیں سچی وہ بس بہانہ تھا"

ایدا نے نروس ہوتے جواب دیا۔

"میری طرف دیکھ کر کہو"

وہ اسکی بازو پکڑ کر اپنی طرف کیے بولا تو ایدا کے چہرے پر ہزاروں رنگ لہرائے۔

"آپکی طرف ہو کر یا تو آپکو دیکھ سکتی ہوں یا کچھ کہہ سکتی ہوں۔"

ایدا نے معصومیت سے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑتے جب اپنی کوفت بتائی، وہ تمام تر بے اختیاریوں کے مسکرا بیٹھا، جس سے ایدا کو حوصلہ ملا کہ وہ ناراض نہیں۔

"اب یہ بات مت بھولنا۔ تم ہی پہلی اور آخری ہو میری زندگی میں۔ سمجھ گئی؟"

وہ اب ایدا کے سوا کسی کا ذکر بھی نہ چاہتا تھا اور عالیان کی اس تاکید میں اسکی ایدا کے لیے چھپائی ساری محبت ظاہر ہو گئی تبھی تو وہ کتنے لمحے آنکھیں نہ جھپک سکی۔

"اچھا پر ایک گارنٹی دیں۔ آپ ان اپنی چھپائی چیزی بکس کے ہیروز کی طرح تو نہیں ہیں ناں؟"

ایدا کی آنکھیں خدشوں سے زیادہ خوف سے بھری تھیں، عالیان کو وہ کسی بہکے روپ میں دیکھنے کے بارے سوچ بھی نہیں سکتی تھی، عالیان کے خوبصورت ہونٹوں پر مطلبی شرارتی سی مسکراہٹ رینگی۔

"میں ان جیسا ہوں یا نہیں یہ تو تمہیں تب پتا چلے گا جب ہمارا رشتہ آگے بڑھے گا۔ مجھے آئیڈیا نہیں۔ میری زندگی اب تک رومینس سے پاک رہی ہے تو جانتا نہیں یہ چیزی حرکتیں کس لیول تک کر سکتا ہوں۔ ہاں اتنی گارنٹی دیتا ہوں کہ تمہاری خواہش کا ہر صورت احترام فرض رہے گا مجھ پر۔ میں نکلتا ہوں۔ بابا کو مت بتانا۔ ہم ہینڈل کر لیں گے تمہارے ددھیال کو"

عالیان نے اسے نرم سی تاکید کی اور دروازے کی طرف بڑھا جب ایدا بے اختیار اسے عقب سے پکاری۔

"You look very hot"

ایدا کی لجائی سی بے اختیار تعریف پر وہ شوخ مسکراتا
دروازے میں رکا اور سر تا پیر ایدا کو اپنی پر استحاق نگاہوں
میں بھرا۔

"Without Shirt"

وہ خود ہی شرما کر کہتی واش روم دوڑی تو عالیان پہلے حیران
ہوا پھر اسکی سپیڈ دیکھے ہنسا، ایک تو یہ اس لڑکی کا شرما کر
واش روم جانا عالی کی سب سے بڑی اریٹیشن تھا، کب وہ
دن آتا جب وہ شرما کر دوڑنے کے بجائے اسکی طرف کاٹ
کھانے کو لپکے گی، اف چالیس سال کا تو بچارا ہو گیا تھا، لگتا تھا
یہ ارمان بالوں میں پوری سفیدی لانے والا تھا کیونکہ جب

تک کمرے میں یہ واش روم جیسی جگہ تھی، ان دو کے بیچ رو مینس ہونا مشکل تھا۔

"کسی جنگل میں کیمپنگ کا انتظام کرتا ہوں تاکہ یہ شرما کر بھی جنگل سے ڈر کے مارے ٹینٹ کے اندر ہی رہے میرے پاس۔"

عالیان نے خطرناک سا منصوبہ بنایا اور لگ رہا تھا وہ ان مسائل سے فری ہوتے ہی اپنی اس سوچ پر عمل کر ڈالے گا۔

.._____..

کیئر یونٹ پہنچ کر دِلارہ نے بی کے سارے سٹاف کو اس
لاپرواہی پر اچھے سے جھاڑا جبکہ باہر لگے سی سی ٹی وی فوٹیج
کے تھرو دِلارہ نے چیک بھی کیا کہ beni اگر گئی ہے تو
کیسے گئی، خود گئی ہے یا کوئی لے گیا، یہ بھی سوچ تھی کہ
خدانخواستہ کسی جانور کا شکار نہ بن گئی ہو، جبکہ سی سی ٹی وی
فوٹیج کے مطابق beni کو کیئر یونٹ سے ڈر کر بھاگتے دیکھا
گیا تھا اور وہ جس طرف گئی تھی وہاں عقب میں کچھ تھوڑی
سی حدود پر سنسان اور جنگلی راستہ تھا تو دِلارہ نے فیصلہ لیا کہ
وہ beni کو ڈھونڈنے اس طرف جائے، باران چونکہ اسکے

ساتھ آیا تھا تو منع نہ کر سکا، اس چکر میں دن بھی نکلا اور انقرہ میں اک سرد، سیاہ اور بھیگی شام اتر آئی۔

"سی سی ٹی وی فوٹیج سے تو ہم ایسے یہاں آئے جیسے بلی نہیں، انقرہ کا ڈان ہو۔ چھوڑو ناں دِلارہ۔ کہیں اپنے بچھڑوں کے پاس نکل گئی ہو گی beni۔ ایک تو شام ہو گئی ہے اوپر سے موسم خراب ہو سکتا ہے کبھی بھی۔ پھر یہ راستہ جنگلی ہے۔ تمہیں یوں سائیکل کے پیچ اتنا پیدل نہیں چلنا چاہیے"

وہ لوگ جس جگہ تھے وہاں سنسان راستہ شروع تھا، گاڑی مزید اندر نہیں جا سکتی تھی تبھی دونوں کو رکنا پڑا، دِلارہ

نے احتیاط کے طور پر امبریلا لے لی تھی کہ اگر بارش ہوتی ہے تو وہ کم از کم بھیگنے سے بچ جائیں، دِلارہ نے گردن گما کر باران کو دیکھا۔

"تمہیں کس نے کہا یہ کہ میری ایسی والی فکر کرو۔ انے ہو میری۔؟"

دِلارہ کی چڑ پر باران نے نظریں سامنے گمائیں۔

"ہیوی پیریڈز ہیں تمہارے۔ ایسے میں پیدل چلنا ٹھیک نہیں۔ کمر درد کر سکتی ہے۔ ہسبنڈ نہ سہی دوست سمجھ کر ہی

میری مان لو۔ اس جنگلی راستے میں اسے کہاں ڈھونڈیں گے دلارہ؟ اس جنگل میں وہ بلی بلکل سوئی جیسی ہے۔"

باران کو اس پر غصہ تھا کہ ایک گلی میں پھرتی آوارہ بلی جو ٹھیک ہوتے ہی بھاگ گئی، اس کے لیے یہ لڑکی خود کو کیوں تھکانا چاہتی ہے پر وہ دِلارہ کے نزدیک دوست کی کیا ویلیو ہے یہ نہیں سمجھا تھا، دِلارہ کے ہاتھ لگائے پیٹس کبھی اسے چھوڑ کر نہیں جاتے تھے، یہی یقین اسے beni کے لیے بھی تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نہیں گئی، ضرور کسی مصیبت میں ہے۔

وہ زرا دو قدم اٹھاتی ٹھیک باران کے سامنے جا رکی تو وہ فورا سے اسے دیکھنے لگا۔

"اگر تم beni کی جگہ ہوتے، میں نے تمہارے paw کا زخم ہیل کیا ہوتا۔ تمہیں اپنی دوست بنایا ہوتا۔ بہت پیار دیا ہوتا، کیا تم پنجہ ٹھیک ہوتے ہی بھاگ جاتے؟"

دِلارہ کے موازنے بھی عجیب تھے، جان نکالنے والے، وہ کچھ لمحے خاموش سا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں نہیں بھاگ سکتا تھا"

باران نے ہار مانی تو beni کے لیے مزید فکر مند ہوئی۔

"تو وہ کیسے جا سکتی ہے؟ ضرور کسی گیدڑ یا جنگلی کتے کا کام ہے وہی اسے یہاں لایا ہو گا بھگا کر۔ تھوڑا سا تو میرے ساتھ آگے چلو۔ جیسے ہی اندھیرا بڑھا ہم واپس آ جائیں گے۔"

وہ اس سے ریکوسٹ کر رہی تھی جو رد کرنی ممکن نہ تھی تبھی باران نے اپنی جیب سے فون نکالا اور ٹارچ آن کرتے سر ہلایا، دِلارہ مسکرائی۔

"تھینکیو"

وہ مشکور سی اسکے ساتھ چلنے لگی، شام ابھی بھرپور سیاہی میں نہ بدلی تھی، آسمان پر کالی گھٹا تھی تو ہلکی ہلکی روشنی بھی چار

سو موجود تھی جبکہ ٹارچ سے وہ لوگ اس جنگلی راستے میں آسانی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

"وہ تمہیں کیسے پہچانے گی؟"

دِلارہ نے ارد گرد نظریں دوڑانے کے بیچ راستہ صاف کر کے آگے چلتے باران کے سوال پر اسکے ہم قدم ہوئے باران کی طرف گردن گمائی۔

"قدموں کی آہٹ اور میرے جسم کی مہک سے، یہ انگورہ نسل کی بلی ہے۔ یہ اپنی جنریشن کی حساس ترین بلیلاں ہوتی

ہیں۔ یہ اپنے مالک کی ایک کس تک سے انکو پہچان لیتی ہیں۔"

وہ پیار سے اسے تفصیل دیتی ساتھ ساتھ چل رہی تھی اور آسمان پر بجلی چمک رہی تھی، سرد ہوائیں بھی تھیں اور ان ہواوں میں نمی ایسی کہ ہوا کا ایک بھاری جھونکا، چہرے کو تر کرسکنے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"موسم خراب ہونے والا ہے دِلارہ، مجھے نہیں لگتا ہمارا آنا اچھا آپشن تھا۔ دیکھو بادل کیسے پھٹنے والے ہیں۔ چلتے ہیں واپس"

باران بار بار آسمان کی طرف دیکھے آگے بڑھ رہا تھا اور دِلارہ کو ایسے تاریک موسم اور ویرانے پسند تھے، اوپر سے یہ روح ٹھٹھراتا ہوا موسم۔

"تم اکیلے نہیں ہو۔ میں ہوں ساتھ۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس جنگلی راستے میں بس کتے اور گیدڑ ہی ملتے ہیں، یا زیادہ سے زیادہ پگ، میرے ہوتے ہوئے ڈرو مت"

دِلارہ نے ایک ہاتھ میں امبریلا پکڑ رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے باران کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑ لیا، دلارہ چلتے ہوئے زرا تھکن کا شکار تھی پر مان ہی نہیں رہی تھی اور باران کو اسکی زرا بھی بے آرامی قبول نہ تھی۔

"میں اٹھالوں تمہیں؟"

باران نے رک کر دِلارہ کے سامنے آتے بازو کے حصار میں لیا تو وہ حیرت سے باران کا منہ تکنے لگی۔

"مجھے؟ بہت بھاری ہوں۔ کمر دکھنے لگے گی تمہاری۔ اور ایسا کیوں سوچا تم نے؟"

وہ اس سے اس آفر کا سبب جاننے کو بیتاب تھی۔

"اس لیے کہ تم تھکی لگ رہی ہو۔"

وہ اس کے آرام کا طلب گار تھا جبکہ دِلارہ مزید اسکے سینے کی جانب سرکی۔

"نیچرل ہے، تھوڑی تھکاوٹ رہتی ہے مجھے کچھ دن۔ میرے لیے اتنا مت سوچو۔"

وہ پھول سا لہجہ لیے بولی تو باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بکھرتے بالوں کو سہلایا، اک ربر بینڈ میں جکڑے بال نیچے سے دِلارہ کے ہر سو ہوا سے بکھرے ہوئے تھے۔

"ہمیں رکنا نہیں چاہیے"

دِلارہ نے اسے ہوش دلائی جو شاید حواس کھو رہا تھا، اور اس سے پہلے وہ دو قدم بڑھتے، شدید تیز بارش نے پورا جنگلی راستہ جل تھل کر ڈالا اور دِلارہ جب تک امبریلا کھول کر

اپنے اوپر لیے باران تک آتی، کندھوں اور بالوں سے
قدرے بھیگ گئی کیونکہ پورا دم گاہے بگاہے ہوتی بارش
اب کھل کر ہو رہی تھی کہ آس پاس کچھ دیکھائی دینا ہی بند
ہوا، یہ تو باران کے ہاتھ میں موجود ٹارچ نے مدد کی کہ اس
پرپل رنگ کی امبریلا تلے وہ دو کھڑے ایک دوسرے کو
دیکھ سکتے تھے۔

"مجھے ڈر لگتا ہے بارش سے۔"

وہ چھتری اسے پکڑاتی زور سے باران کے گلے لگتی اسے جکڑ
گئی، وہ سردی کی بڑھتی شدت سے کانپ بھی رہی تھی جب
باران نے فون کو اسی امبریلا کے ہینڈل میں لگے ہولڈر میں

اٹکاتے ایک ہاتھ دلارہ کے اطراف لپیٹ کر اسے مزید خود میں بھینچا، وہ گہرے گہرے سانس بھرے آنکھیں بند کیے اس سے لپٹی تھی۔

"مجھے بارش سے ڈرتی دِلارہ سے ڈر لگ رہا ہے"

وہ اسکی سرگوشی پر سانس لینا بھول سا گئی، زرا سا اسکے سینے سے ہٹے وہ باران کے سامنے ہوئی، اسکا چہرہ بھیگا تھا، گالیں تر تھیں، بارش کی پہلی تیز پھوار نے دِلارہ کے چہرے، پلکوں، بھوئوں اور سامنے والے بالوں کو تر کر دیا تھا اور وہ روبرو ہو کر بھی مٹھیوں میں باران کی شرٹ لیے کانپ رہی تھی۔

"چھ سال کی تھی جب میں نے رو رو کر اپنا نروس بریک ڈوان کروالیا۔ صرف چھ سال۔ بہت مشکل سے بچی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا اس بچی کی دماغی نسیں پھٹنے والی تھیں۔ چھ سال کی عمر میں بچوں کو ٹھیک سے کھانا پینا بھی نہیں آتا اور میں نے مرنے کے دہانے پہنچنا سیکھ لیا۔ تب بچ تو گئی پر بہت نازک اور چھوئی موئی سی ہو گئی۔ کوئی مجھے ٹچ بھی کرتا تو میرے ہاتھ پیر سرخ ہو جاتے۔ بی رونے لگ جایا کرتی تھیں میری حالت پر۔ تم تب آجاتے میرے پاس۔ بی کی مدد کر دیتے مجھے سنبھالنے میں۔ وہ بہت اکیلی

پڑ گئی تھیں ابراہیم یلدرم کی موت اور عیشاء کی گمشدگی کے بعد سے، میں نے بھی بہت ستایا انکو"

دِلارہ نے اسے ایسی حسرت بتا کر زخم زخم کر دیا، باران کا سچ میں دل چاہا کاش وہ دِلارہ کا بچپن لوٹا پاتا، وہ تکلیف میں اتر گیا تھا۔

"میں خود کو سنبھال نہیں سکا۔ تمہیں کیا سنبھالتا۔بی نے جو کیا لاکھ درجے بہتر کیا۔ تم اب سٹرونگ ہو۔ یہ چھوٹے موٹے ایشوز بھی عمر بڑھنے کے ساتھ ٹھیک ہو جائیں گے"

باران نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی پر وہ نفی میں سر ہلا گئی، بارش کی تیز پھواریں انکی چھتری پر گر کر رد ھم دے رہی تھیں، ارد گرد سے بھیگے ہوا کے جھونکے ان دو کو سرد پن کا شدید احساس دلا رہے تھے۔

"کاش تم وہ اٹھارہ سال یہیں میرے ساتھ رہتے۔"

وہ اداس تھی، اس سیاہ برستے سوگوار موسم کی طرح۔

"اس سے کیا ہوتا دِلارہ؟"

وہ بھی دکھی ہوا۔

"میرے پاس ہم دونوں کے بارے سوچنے کے لیے بہت کچھ ہوتا۔"

وہ آس میں لپٹی بولی، کسی پر آس بھی سج سکتی ہے یہ باران نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

"ابھی نہیں ہے کیا۔ میں نے یہ پورا ہفتہ تمہارے آس پاس گزارا ہے۔ اول تو یاد کرنے کو بہت کچھ جمع ہے، یا ایسا کرو تم مجھے یاد کرو ہی مت۔ اپنی زندگی میں آگے بڑھنا"

سب ختم کرنا اس شخص کے لیے کتنا آسان تھا، وہ ایک بار جانے سے پہلے اسے محسوس کرنا چاہتی تھی، بہت قریب

سے اسے چھونا چاہتی تھی پر باخدا وہ آنکھیں ہی ایسی رکھتا تھا جو حوصلے پست کرتی تھیں۔

"میں اپنی زندگی میں صرف کیریئر وائز آگے بڑھوں گی۔"

وہ فیصلہ سنا رہی تھی کہ وہ اس معاملے میں باران پر رک گئی ہے۔

"بس کیریئر وائز؟"

ان تین لفظوں میں اس شخص کی جان اٹکی تھی، اک درد کا عالم تھا ان دونوں آنکھوں کے چار سو۔

"ہاں۔ میں نہیں چاہتی تم جیسا کوئی اور دوست بنے میرا، کوئی ایسا نہیں چاہتی جو مجھے گلے لگانے کی پرمیشن اور حق دونوں رکھتا ہو۔ ہم اس رشتے میں رہ لیں ناں؟ بھلے تم کبھی نہ آنا لیکن مجھے ہمارے اس رشتے سے انسیت سی ہو گئی ہے۔ اسے نہیں توڑیں گے تب تک جب تک کسی ایک کی جان پر نہ بن جائے۔ مجھے رشتے نہیں ملے۔ کنکشن سے محروم رہی ہوں۔ تم سے یہ رشتہ بہت اچھا لگتا ہے تو م۔۔ مجھے کہنا تھا تم سے کہ اسے نہیں توڑتے۔ ہم فیوچر میں ساتھ دوست کی طرح اچھا وقت گزار سکتے ہیں۔ تمہیں بری تو نہیں لگتی میری کمپنی؟"

وہ ہر لفظ سوچ کر تول کر، ڈر کر بولی پر آخری جملہ اس لڑکی کے ہونٹوں پر روانی کی طرح بکھرتا چلا گیا، باران نے اک لمحہ نظر ہٹائی تاکہ سانس لے سکے، یہ لڑکی مارنے پر جو اتر آئی تھی۔

"مجھے بھی کچھ نہیں توڑنا۔ تمہارے ساتھ سب اچھا لگتا ہے۔ اگر تمہیں ہمارے رشتے سے واقعی انسیت ہو گئی ہے تو میں اسے کبھی کسی بڑی وجہ یا مجبوری کے بغیر نہیں توڑوں گا۔"

وہ اتنی سی بات پر جی اٹھی کہ وہ کسی بہانے ہی سہی اسکا رہے گا، اسکی مٹھی میں دبی خوشبو کی طرح جسے وہ کبھی نہیں کھولنا چاہتی تھی۔

پتا نہیں دِلارہ کی آنکھیں کیوں بھر رہی تھیں، شاید اسے اس شخص کی کمی ابھی سے جھلسا رہی تھی۔

"ایک بات بتاو۔ تمہارے نزدیک بڑی وجہ کیا ہو سکتی ہے کہ تم ہمارا رشتہ توڑنے کا سوچو۔ ایک مثال دو (تاکہ مجھے آئیڈیا ہو کیا نہیں کرنا مجھے)"

سارا سوال کہہ کر وہ پتے کی آخری بات دل میں چھپا گئی۔

"مثال کے طور پر تمہاری زندگی میں کوئی لڑکا آ گیا تو"

وہ بولا تو نارملی پر دِلارہ نے سیک سا باران کے دل تک پہنچتا محسوس کیا۔

"ٹھیک ہے۔(آج سے ہر لڑکا بھائی ہے میرا تمہارے سوا)"

وہ مان گئی اور دل سے عہد کیا، کاش وہ اسکے دل میں جھانک پاتا۔

"تمہارے نزدیک ایسی کونسی وجہ ہو گی کہ تم چاہو گی یہ رشتہ ختم ہو جائے۔ تم بھی مثال دو؟"

وہ بھی اس سے لگے ہاتھوں بہت کچھ اگلوانے کے چکر میں تھا۔

"تم نے کسی لڑکی کی طرف کسی مطلبی نظر سے دیکھا بھی تو یہ رشتہ ختم ہو جائے گا"

وہ سنجیدہ تھی پر باران کو اسکی بات مزاق لگی تبھی تو وہ مسکرایا بھی۔

"اتنی چھوٹی سی وجہ؟"

وہ ہنوز مسکرا رہا تھا، دِلارہ یہی سوچ رہی تھی یہ سوچنا بھی دِلارہ کی جان نکال رہا ہے اور اس شخص کو یہ چھوٹی وجہ لگ رہی ہے۔

"ہاں اتنا سا کرنا ہے تمہیں مجھ سے جان چھڑوانے کو باران۔ کیا یاد کرو گے کسی نے آسانی کے مفہوم بدل دیے تھے تمہارے لیے"

وہ نظریں پھیر گئی کہ اس شخص کو اتنے قریب سے دیکھنا خطرے سے خالی نہ رہا تھا، بارش نے بھی قسم کھائی تھی ان دو کو ایک دوسرے کے حدود تک قید کر دینے کی، جبکہ باران کو دِلارہ کی دی آسانی اندر ہی اندر نگل گئی۔

"یہ آنکھیں اب تمہارے علاوہ سبکے لیے اندھی ہوئیں دِلارہ"

وہ اسے چہرہ پھیرے تکتا اپنے دل سے بغاوت کر گیا، وہ اپنی آنکھوں میں ان گنت آنسو چھپا رہی تھی۔

"کہاں ہو..beni پلیز کم بیک"

وہ اس طوفانی بارش سے خوف کھاتی ابھی بھی اس معصوم بلی کے لیے پریشان تھی۔

"میرے لیے بھی ایسا ہی فیل کرو گی جب میں واپس چلا جاوں گا؟"

وہ جانے کس رو میں تھا کہ دِلارہ کا چہرہ chin سے زرا ہولڈ کرے اوپر اٹھایا اور سوال کیا، وہ سمجھ نہ پائی کیا جواب دے، باران نے اسکے نرم ملائم ہونٹوں کو انگوٹھے کی پور سے سہلاتے اک باران گرے آنکھوں میں تڑپ کر دیکھا، اس لمحے کا کوئی بے خود جنون تھا جو اس پر حاوی ہونے والا تھا اور اس سے پہلے انکے ہونٹوں میں باہم فاصلہ مٹ کر ختم ہوتا، passionately وہ سانسیں ایک دوسرے کے آمادہ ہونٹوں میں جذب ہوتیں، بلی کے ٹانگوں کی طرف آکر ڈراڈرا بولنے پر دِلارہ باران یلدرم کے سینے پر ہاتھ رکھے ہانپتا ہوا سانس بھرے باران سے دور

ہوئی اور نیچے دیکھا تو beni بلکل بھیگی ہوئی دِلارہ کے پیر سے لپٹی تھی، باران نے چھتری ان دو پر کی جو بیٹھ کر beni کو نیچے سے اٹھا کر اپنی بازووں میں چھپا گئی، دِلارہ نے وہیں نیچے بیٹھے بیٹھے بھیگی آنکھوں سے سر اٹھا کر باران کو دیکھا، beni بلکل دلارہ کے سوئٹر میں چھپ سی گئی تھی جیسے اسے اسکا گھر مل گیا ہو، باران کی آنکھوں میں وہی قربت کا لمحہ ٹھہر گیا تھا جسے پورا ہونے میں شاید عمر بیت جاتی، کچھ ایسا ہی دوسری طرف بھی تھا۔

"میرے فیل کرنے پر یہ لوٹ آئی۔ تم آسکو گے باران یلدرم؟"

وہ یوں تھی جیسے ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے گی اور باران کا دل دھڑکنا بھول جائے گا، وہ اٹھ کر پھر سے باران کے سامنے آ رکی جس نے ہاتھ بڑھا کر اس سہمی beni کی پشت سہلاتے خزن سے اٹی امبر آنکھوں کو دِلارہ کی آنکھوں میں گاڑا، دِلارہ کے سوال کا بہت بوجھ تھا، اس شخص کے کندھے جھکانے والا بوجھ۔

"جواب نہیں ہے تو جانے دیتے ہیں۔ اب مجھے بھیگنے کی پرواہ بھی نہیں۔ لے کر چلتے ہیں beni کو واپس۔ میں ریشیز کی میڈیسن لے لوں گی گھر پہنچتے ہی پر اسے ٹھنڈ نہ لگ جائے"

دِلارہ نے اس طوفانی بارش میں پیچھے لوٹنے کا فیصلہ لیا پر باران نے اسکی بازو پکڑے اپنی طرف کھینچا تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی اسکے حصار میں آ سمٹی، وہ اور beni دونوں ہی سہم گئے۔

"ک۔۔کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہہ دو۔"

وہ اسکا خوب دل سلگا گئی حالانکہ کچھ دیر پہلے وہ کیا چاہ رہا تھا، سب صاف تھا۔

"تمہیں نظر نہیں آرہا دِلارہ؟"

وہ شکوہ کرنا نہیں چاہتا تھا پر اسکے ہونٹوں پر خود بخود مچلا۔

"نہیں۔مجھے بس beni کی فکر ہے فی الحال۔"

وہ منہ موڑ گئی اور باران نے اپنا اسکی طرف لپکتا دل موڑ لیا۔

"فائن۔چلتے ہیں۔"

وہ اسکے ہاتھ چھتری تھماتا خود آگے بڑھا تو دِلارہ نے کچھ دیر اس شخص کو تکلیف سے جاتا دیکھا پھر خود بھی چھتری اور beni کو سنبھالے ہم قدم ہوئی، جلد وہ گاڑی تک پہنچ گئے، دلارہ تو زیادہ نہ بھیگی پر واپسی پر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا پورا بھیگا تھا، دِلارہ نے beni کو سوئٹر کے اندر چھپالیا تھا کیونکہ وہ کانپ رہی تھی اور اس بیچ اس نے باران کو

دیکھا جو اندر ہی اندر کسی تشنگی کی آگ میں جلتا محسوس ہو رہا تھا، وہ چہرہ موڑ گئی، ورنہ سچ میں وہ لمحہ اسی وقت پورا کر دیتی جو ادھورا رہ گیا تھا اور وجود، آنکھوں اور روح تک میں چبھ رہا تھا، ان کے بیچ اک طویل خاموشی حائل ہو گئی تھی۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

"ایدا میں دم نہیں کہ تمہیں روک پاتی؟ نکی۔ کیوں آئے ہو تم یہاں؟"

عالیان کے ویئر ہاوس میں اس وقت آزاد اسکے کچھ ٹرینڈ آدمی اکھٹے کر رہا تھا تاکہ مسدور حویلی کے لوگوں کو بتائے آخر ان لوگوں نے کس کی چیز پر ہاتھ ڈالا ہے اور عالی بھی سیدھا وہیں چلا آیا، لاکھ ناراضگی اوپر اوپر والی ہوتی پر اسے آزاد کی بے حد فکر تھی۔

"میں اپنا پھیلا یا رائتہ سمیٹنے آیا ہوں۔ آپ ٹک کر بیٹھیں۔ میں لے کر آوں گا نازلی کو۔ منہ کھول کر مجھ پر الزام لگایا ہے اب زیادہ ہیرو بننے کی ضرورت

نہیں۔ مسدور کے لوگ اسکی حویلی کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں، خدانخواستہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

عالیان نے سیدھے سے حکم صادر کیا اور سیدھے منہ بات نہ کرتے اس نے چاچو کو بازو سے پکڑ کر لہراتے کرسی پر دھکیلا تو آزاد بوکھلایا۔

"کیا کرنے لگے ہو؟"

آزاد اسکی حرکت پر پریشان ہوا اور جب عالیان نے آزاد کو پھڑ پھڑانے کی مہلت بھی نہ دیتے موٹی رسی سے باندھنا شروع کیا تب آزاد کو عالی کی کاروائی سمجھ آئی، پھر وہ خود مچلا

پر عالیان اس کی طرح ہی توانا تھا تو بنا کسی مدد کے پھڑ پھڑاتے آزاد کو پورا رسیوں سے باندھ کر ہانپتے سانس لیتا پیچھے ہٹا۔

"یہ کیا کر رہے ہو نکمی کے نکمے؟"

آزاد نے خود کو رسیوں میں پورا بندھا دیکھے چلا کر عالیان کی طرف دیکھا۔

"آپ نے میرے اندر کے جانور کو للکار دیا ہے بڑی۔ اب میرے اس دوست جانور کی مجروع ہوئی انا کو تسکین تب

ملے گی جب میں نازلی کو آپکے سامنے لاوں گا۔ وہی کھولیں گی آپکی رسیاں"

عالیان نے اپنی گن میز پر سے اٹھائی بھری میگزین جس میں آٹھ گولیاں تھیں، فکس کرتے آزاد کو دھمکی دی جس پر آزاد کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ کھولو مجھے۔ اکیلے مت جانا۔ میں جاوں گا تمہارے ساتھ۔۔ کھولو مجھے عالی"

آزاد ایسے کرسی پر اچھل رہا تھا جیسے کیڑے کاٹ رہے ہوں لیکن عالی اس وقت غنڈا وژن میں تھا تو اسے چاچو پر

کوئی رحم نہ آیا، الٹا وہ شر انگیز نظروں سے آزاد کو دیکھتا کرسی کے دونوں ہینڈلز پر ہاتھ رکھے زرا آگے کو جھکا۔

"ایدا نے مجھے روکنے کے لیے واش روم بند کر دیا تھا۔ مطلب سیر یسلی۔ آپ جانتے ہیں کس بے بسی کے لیول سے گزرا ہوں۔ اب میرے اچھے چاچو اسی لیول آف پیشنس سے گزریں گے۔ میں جاوں گا آپکی نازلی کو لینے اور آپ یہاں کرسی پر بندھے اچھلیں گے۔ پر یقین کریں یہ کرسی ٹوٹ جائے گی لیکن یہ رسیاں نہیں تو شانت ہو جائیں"

عالیان کے اندر اس وقت ایول سول گھسی تھی، خطرناک لوفر بناوہ آزاد کو سکتے میں ڈال گیا، اب بچارا یہ تھوڑا بتا سکتا تھا پیار کا پاگل پن ہے جو انتقام پر اکسا رہا ہے۔

"ایدا نے واش روم میں بند کیا تو اسے خود بھی اندر رہونا چاہیے تھا تمہارے پاس۔ میرے اچھے بھلے بھتیجے کو صدمہ لگ گیا کہ اسکی زندگی میں رومینس کا ر بھی نہیں۔ ٹھیک سمجھا ہوں ناں؟"

آزاد نے بھی مزاحمت شیر سی جاری رکھتے برابری کا طنزیہ وار کیا تو عالیان کے کانوں سے دھواں نکلا۔

"چاچو۔۔پرسنل اٹیک مت کریں"

وہ دانت پیسے غرایا جبکہ دونوں کی یہ جنگ جو دراصل منہ ماری تھی، انکے لوگ دلچسپی سے انجوائے کرتے نظر آئے۔

"تم مجھے یوں باندھو اور میں یہ بھی نہ کروں۔ کھول دے مجھے ورنہ تیرا سر کھول دوں گا عالی۔ کھولو مجھے۔ تم لوگ منہ کیا دیکھ رہے ہو ہمارا، پکڑو اس جوان ابلتے خون کو"

آزاد نے سارے آدمیوں کو اکھٹے لتاڑا جو معصوم منہ بنائے کھڑے تھے۔

"پر آزاد سر ہم عالیان سر کے آدمی ہیں"

ایک آدمی اپنی مجبوری بتائے منمنایا جبکہ عالیان کی گھوری پر فوراخاموش ہوا۔

"میں تم سبکو اس سے ڈبل پیسے دوں گا۔بس اگر تم لوگ مجھے کھول کر اسے رسیوں سے بند کر دو تو مزہ آجائے"

آزاد نے بھی سیدھا سبھاو سودا گری پر اترتے سب کو آفر لگائی اور عالیان نے سبکا ہونق ہوتے منہ دیکھا کیونکہ سارے کمینے اسکے چاچو کے آگے بک گئے تھے۔

"یار۔ کس قسم کے کرمنل چاچو ہیں آپ یار۔ یہ آپ سب بھائی بچپن میں بلیک میلنگ اور منہ توڑ جواب سیکھانے والے سکول بھی گئے تھے کیا؟"

عالیان کا سر چکرا گیا کہ یہ بندہ بندھا ہے، بے بس ہے پھر بھی اسکے سارے آدمیوں کو خرید گیا۔

"یہ ڈرامے بعد میں کر لینا۔ ابھی کھولو مجھے۔ اگر نازلی کا بال بھی بیکا ہوا تو میں نے اس عمر میں تمہاری ٹنڈ کر دینی ہے عالی۔ پھر بال نہ آئے تو مجھے مت کہنا۔ کھول مجھے گستاخ بھتیجے ورنہ ساتھ لے جانے کے بجائے تمہیں یہیں بندھوا کر چلا جاوں گا۔"

آزاد نے ہاتھی والی طاقت دیکھائے نئی نویلی لکڑی کی کرسی کو اکھڑا اور اپاہج تو بنا ہی دیا تھا اگر مزید وہ بندھا رہتا تو کرسی کیا، رسی کے بھی کئی ٹکڑے ہوتے، پھر خود بھی عالیان کو ابھی نازلی کی پریشانی تھی تو نتھنے پھیلاتا قریب آیا اور چاچو کے ہاتھ اور پیروں کی رسیاں کھولیں، ہاں آزاد سے زیادہ وہ نازلی کے لیے پریشان تھا۔

"کیا پلین ہے؟ کیسے بچائیں گے نازلی کو؟"

وہ لوگ گنز وغیرہ لوڈ کرتے ویئر ہاوس سے نکل کر گاڑیوں کی طرف بڑھے تو عالیان نے فکر سے پوچھا۔

"بھون دوں گا سبکو"

آزاد بلند آواز میں بڑبڑایا تو عالی نے خشمگیں نگاہوں میں چاچو کا مکھڑا ابھرا۔

"بھون کر پھر باربی کیو کا بھی پلین ہے؟"

عالیان نے زچ کرتے پوچھا تو آزاد نے اسے سرد نظروں سے گھورا۔

"مزاق چل رہا ہے یہاں؟"

آزاد سخت تپ کر بولا۔

"تو بھوننے والا مزاق کس نے کیا؟ پہلے تو آپ نے نازلی کو بڑی آسانی سے اٹھالیا تھا۔ اس لیے کہ ان لوگوں کو پتا نہ تھا آپ آنے والے ہیں۔ پر اس بار انہوں نے نازلی آپکو پلیٹ میں رکھ کر نہیں دینی کہ جا اٹھالے اور لے جا اپنی حسینہ۔ یار کچھ تو پلین لے کر چلیں۔ نازلی کس حال میں ہے۔ کہاں ہے اس بارے جانتے ہیں پہلے۔ وہاں مسدور حویلی کی ایک کک میری جاسوس ہے۔ مجھے وقت دیں تا کہ میں اس سے نازلی کے بارے پوچھ سکوں۔ ابھی وہ لوگ ہماری ہی تاک میں ہوں گے"

عالیان کی حکمت عملی سب سے زبردست تھی جس کو لیے اس نے سنجیدگی سے بات سمجھائی پر آزاد کے لیے اک اک لمحہ بھاری ہو رہا تھا، وہ کسی پلین کے لیے انتظار کرنے کی سچویشن میں نہ تھا۔

"ٹھیک ہے جلدی پتا کرو۔ وہ لوگ نازلی کو ٹارچر کر رہے ہوں گے۔ وہ ہرٹ بھی ہے مجھ سے۔"

آزاد نے بھی جیسے کچھ پل ہتھیار ڈالے جبکہ عالیان، انکے کہنے سے پہلے ہی اپنی ڈائل لسٹ سے کوئی نمبر ملا چکا تھا، ہاتھ کے اشارے سے چاچو کو بیل جانے کا بتایا۔

"جی عالیان سر؟"

دوسری جانب سے کسی خاتون نے اپنے فون پر آتی کال پک کرے پوچھا۔

"ازرا!نازلی کہاں ہیں؟کیا ہوا ہے۔برہان مسدور نے کچھ کہا انھیں؟اس وقت کہاں ہیں؟"

عالیان نے فورا مدعے پر آتے استفسار کیے جبکہ آزاد بھی شدت سے منتظر تھا۔

"جی برہان سر انکو گھسیٹتے ہوئے لائے تھے،بہت جھگڑا اور فساد ہوا۔نازلی بی بی نے ڈٹ کر انے اور ابی کا مقابلہ

کیا۔ اور اسی وجہ سے انکو حویلی کے زندان میں پھینکوا دیا گیا"

یہ سب سنے عالیان کی آنکھیں غصے سے سرخ سی نظر آئیں۔

"زندان کس طرح کا ہے؟ اور کہاں ہے۔ تم پہنچ سکتی ہو وہاں؟"

عالیان نے مزید پوچھا تو ازراجو باورچی ہال میں تھی، احتیاط کے طور پر چاروں طرف نظریں دوڑانے کے بعد شیلف پر رکھی کھانے کی ٹرے دیکھ کر سر ہلا گئی۔

"میں ابھی نازلی بی بی کو کھانا ہی دینے جا رہی تھی۔ زندان سٹور روم جیسا ہے۔ حویلی کا انڈر گراونڈ پورشن ہے۔ وہاں کوئی آتا جاتا نہیں۔ لیکن صفائی ستھرائی ہوتی رہتی ہے۔"

ازرا نے پوری تفصیل دی تو عالیان کو کچھ تسلی ہوئی۔

"ٹھیک ہے۔ تم نازلی کے پاس پہنچ کر کال کرو مجھے"

عالیان نے اسے نئی کمانڈ دی جسے ازرا نے فوراً پک کیا اور سر ہلایا۔

"جی سر۔ میں گل خانم کو انکی چائے دے کر پھر نازلی بی بی کے پاس جاتی ہوں"

ازرا نے فرمابرداری سے کہا جس پر عالیان نے کال کاٹی۔

"نازلی کو وہاں سے آزاد کروانے سے پہلے یہ ضروری ہے چاچو کہ وہ آپ سے اپنی ناراضگی ختم کریں، وہ کک ابھی نازلی کے پاس جا کر کال کرے گی، ٹاک ٹو نازلی۔ بنا انکی ہمت کے صرف ہماری کوشش انکو اس جگہ سے نکال نہیں سکتی۔ سمجھ گئے ہیں میری بات؟"

عالیان نے بھرپور دماغ لڑاتے آزاد کو لائحہ عمل سمجھایا اور یہ سب سے بہترین تھا۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے۔ وہ بات کرے گی مجھ سے؟"

آزاد تھوڑا ڈرا ہوا تھا۔

"اپنی محبت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں، ایسا ممکن ہے کہ کال پر آپکی آواز آرہی ہو اور وہ منہ موڑ دیں؟"

عالیان نے بہت پتے کی گہری بات، سوال کی طرح سمجھائی اور آزاد نے افسردہ ہو کر ہی سہی پر اسکے پوائنٹ کو سمجھا اور اب وہ کچھ شانت تھا، ازرا کی کال کے اب دونوں گاڑی سے لگ کر کھڑے منتظر تھے۔

.._____..

دلارہ نے آکر سوئٹر اتار دیا، وہ beni کا چیک آپ جب تک کرتی رہی، عزیزے نے اپنے سٹاف سے کہلوا کر باران کے کپڑے بھی ڈرائے کروائے اور تب تک اس نے ہاٹ شاور لیا کیونکہ ٹھنڈی یخ بارش میں بھیگنے کا اثر اسکی سرخ ناک کی مانند نظر آرہا تھا تو ہاٹ شاور کا اسے عزیزے نے ہی کہا، جب تک وہ شاور لے چکا تھا اسکے کپڑے ڈرائے کلئین ہو کر اسے واپس مل گئے، جب باران، باہر آفس سے نکلا تو اسے دلارہ، ایگزیمن روم میں beni کے ساتھ نظر آئی، وہ beni کا پورا معائنہ کر رہی تھی کہ کہیں اس پر جرمز تو نہیں یا کسی جنگلی جانور نے تو اسے نہیں کاٹا مگر اسکے

پیٹ کے تھوڑے سے بال کھینچے تھے جس سے لگ رہا تھا کسی جانور نے اسے وہاں سے پکڑے گھسیٹا ہے اور تبھی وہ ڈر کر بھاگ نکلی تھی، دِلارہ نے وہاں بھی زرا زرا اکھروچوں پر مرھم لگایا اور وہ ایک بلی کو اتنے پیار سے ٹریٹ کر رہی تھی کہ باران دنگ تھا، آتے قبل وہ دِلارہ سے نہیں، خود پر غصہ تھا کہ وہ دِلارہ کے لیے ایسا کیسے سوچ سکتا ہے، وہ خود پر غصہ تھا کہ وہ دِلارہ کو خود سے بچانا چاہتا ہے اور خود ہی میں مبتلا کرنے کی سازشیں بھی کر رہا تھا۔

بہر حال جتنی خفگی تھی وہ دلارہ کو یوں beni کے ساتھ ایک ڈاکٹر کی طرح پیش آتا دیکھے مٹ گئی۔ رات کے آٹھ

نج چکے تھے، باران کی آخری رات بھی شروع تھی اور اسی آخری لفظ سے اب دِلارہ بھاگنے کے پلین کرتی نظر آئی۔

"اس ناراض آدمی کو گھر بھیجتی ہوں بی کے ساتھ"

گلاس وال کے پار پاکٹس میں ہاتھ دے کر کھڑے باران کو دیکھے وہ خود کلامی کرے، beni کو کیئر نگ سٹاف کے حوالے کرے وہ خود کو کمپوز کرتی ڈور پش کر کے کھولتی باہر نکلی تو وہ ہنوز ویسا ہی اسے تاڑتا ملا، ٹس سے مس نہ ہوا۔

وہ چلتی ہوئی اسکے پاس چلی آئی، اس شخص کی خفا آنکھیں محسوس کیے دِلارہ کی زبان تالو سے چپک گئی۔

"ہمارے بیچ کس نہیں ہوئی۔ اسکا غصہ ہے؟"

وہ بے خوف نہیں تھی، یہ سوال کرتے وہ شدید جھینپی ہوئی تھی، پہلی بار اسکے دل کی دھڑکن سست تھی۔

"میں ہمارے بیچ ایسی چیزوں کے خود خلاف ہوں تو اس پر غصہ کیوں ہونے لگا؟"

وہ روڈ ہوا، جیسے یہ جواب دے کر خود کے بہکنے پر پردہ ڈال رہا ہو، غرور دیکھا رہا تھا کہ ایسی کوئی خواہش اسکی طرف سے کبھی نہ ہو گی۔

"تم نے جب کہا تھا کہ تمہیں نہیں پتا میں کیا چاہ رہا ہوں۔ مجھے اس سے لگا۔

You want to kiss me desperately"

دِلارہ نے اپنی الجھن فوراً بتا کر حل کی تو باران نے اس پر سے نظریں ہٹا کر چرا لیں۔

"بکواس کی تھی میں نے۔ ہوش میں نہیں تھا۔ تم نے میری طرف دیکھا ہی اوٹ آف کنٹرول نظروں اور تیوروں سے تھا کہ میرے اندر کا مرد بہکنے لگا۔ پر تھینکس تو beni جس

نے مجھے بہت بڑے رگریٹ سے بچالیا۔ میں تمہارے لیے بہت اچھا چاہتا ہوں۔ وہ اچھا میں نہیں ہوں"

باران یلدرم نے سپاٹ لہجے میں سارے جھگڑے ہی سمیٹ دیے، اسے لگا شاید اپنی فیلنگز بتادی تو وہ جو پہلے ہی دِلارہ کے مقابلے میں بہت چھوٹا پڑ گیا ہے، مزید کمزور ثابت ہو جائے گا۔

"اوہ مطلب یہ سارا قصور میری نظروں کا تمہاری نظروں سے ملنے کا ہوا پھر؟ اچھا تھا ناں تم سے ہٹائی تھیں جب۔ یہ تم پر پڑتی رہیں تو تم خود کو میرا اچھا سمجھنے اور ماننے لگو

گے۔ کس سے آگے تک بات نکل جائے گی۔ تو اسکا حل ہے تم میری طرف کبھی مت دیکھنا دوبارہ۔"

دِلارہ نے اس شخص کے پورے وجود سے ایک جھٹکے میں جان کھینچ لی، وہ اسے دیکھے بنا کیسے رہے گا، کیا دِلارہ نے یہ حکم صادر کرتے سوچا نہ تھا۔

"کس چیز کا بدلا لے رہی ہو مجھ سے"

وہ دانت پر دانت جماتا دونوں بازووں سے اسے دبوچتا اپنے چہرے کے انچ فاصلے تک لا ٹھہراتے اکھڑ کر بولا، بھاری آواز تنتنانے کے باوجود ٹوٹ پھوٹ گئی۔

"اس چیز کا کہ تم نے جھوٹ بولا۔"

وہ بے خوفی سے الزام دھر گئی۔

"واٹ؟ کیسا جھوٹ؟"

وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئے غرایا۔

"جانے دو۔ بات دب گئی تمہارے اس خوامخواہ کے غرانے تلے۔ مجھے یہ بتاو ناراض رہنا ہے یا مان جاو گے؟"

وہ سخت دکھی ہوئی جبکہ وہ بھی ہوا، ایسے کیسے بات دب سکتی تھی۔

"ایسے کون کہتا ہے۔ مناتے ہیں ڈھنگ سے"

وہ سخت برہمی و افسوس سے شکوہ کرتے بولا۔۔

"ڈھنگ سے کس کر کے منایا جا سکتا ہے اگر وجہ اس کس کا ناہو پانا تھا۔ لیکن تم نے ابھی کہا

You Don't Need this ever...

تو بتاو پھر جب مجھے سچی وجہ ہی پتا نہیں تمہارے روٹھنے کی تو میں مناوں کیسے ؟"

وہ سادگی سے حل مانگنے لگی جبکہ باران کا دل زندگی میں پہلی بار گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخنے کا کیا، یہ پاگلانہ سوچ اسے دلارہ کے

سبب آئی اور وہ دنگ تھا کہ اسکے اندر اتنا انتشار کب اور کس لمحے بھر گیا، وہ تو بہت شانت اور تحمل مزاج آدمی تھا۔

"مان گیا ہوں۔ مت مناو۔ میں تمہیں اور انے کو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

وہ اسکے بازو چھوڑے پیچھے ہٹنے لگا جب دِلارہ نے اسکے دونوں مضبوط ہاتھ، اپنے ملائم ہاتھوں میں قید کر لیتے اسے روک لیا۔

"خود مان جانا، سیلف ریسپکٹ کے لیے بھاری نہیں ہو گا؟ کوئی اتنے بڑے دل کا کیسے ہو سکتا ہے۔ یو نو واٹ؟ بڑا دل بیماری بھی ہوتی ہے"

وہ اسے کوئی معاملہ جانے دینا بھی نہ چاہتی تھی، عجیب طرح گھیرتی تھی کہ مرنے والا پانی بھی نہ مانگتا تھا۔

"بلاوجہ روٹھنے والے، خود ہی مان جائیں۔ یہی انکے لیے بہتر ہوتا ہے۔"

وہ مصلحت سے کام لیتا نظر آیا۔

"ٹھیک ہے، گڈ بائے"

وہ مسکرا کر اسکے ہاتھ دباتی اسے رخصت کرنے لگی جو

باران کو تکلیف سی پہنچا گیا، یہیں تک تھا کیا

سب، بس، ختم؟۔ دل کو دھچکا لگنا کسے کہتے ہیں آج باران کو

معلوم ہوا تھا۔

"یہ گڈ بائے کل کرنا۔ اج نہیں دِلارہ۔ سب کچھ بہت

بھاری ہے ابھی۔ اک اک سانس تک"

وہ جانتی تھی یہی اصولا بہتر بھی ہو گا اور مناسب بھی پر پھر

بھی مسکراتے مسکراتے ہی انکاری ہوئی۔

"میں تم سے کل نہیں ملوں گی۔ یہیں سے گڈ بائے کر رہی ہوں۔ کیونکہ کل مجھے فجر کے وقت سیمنار کے لیے ازمیر نکلنا ہے، این جیو سیمنار۔ تم گھر جاو۔ بی کے ساتھ۔ رات انکے ساتھ رہو۔ ان کے ساتھ سب شئیر کرو۔ ہر تکلیف۔ دل ہلکا ہو گا تو واپسی کا سفر بھاری محسوس نہیں ہو گا۔ Bremen پہنچ کر مجھے کال کرنا۔ تمہارے خیریت سے پہنچنے کی منتظر رہوں گی"

وہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑے کھڑی اتنے پیار سے تکلیف پہنچا رہی تھی کہ وہ شکوہ بھی نہ کر سکا کہ ایسے وقت سے پہلے

اسے نہ چھوڑے، وہ اسکا ساتھ چاہتا تھا، اور وہ اپنے ساتھ سے باران یلدرم کو وقت سے پہلے ہی محروم کر رہی تھی۔

"ابھی تو چلو میرے ساتھ۔ شاید میرا ارادہ بدل گیا ہو۔ انے کے بجائے میں تمہیں سب بتانا چاہتا ہوں۔ کیا معلوم میرا دل بس تم سے سب بانٹ کر ہلکا ہونا ہو۔ تم اپنا سیمینار چھوڑ نہیں سکتی میرے لیے صبح کا۔ ڈرائیور کے ساتھ مجھے ائیر پورٹ بھی چھوڑ دینا۔ میرے جانے کے بعد نمٹاتی رہنا اپنے کام"

وہ اسکو ہاتھوں سے پکڑے دِلارہ کو اپنی طرف کھینچے اسکی آنکھوں میں پورے حق سے جھانک کر خواہش کر رہا تھا، وہ اسکے لہجے میں واپس آنے کے بعد سے شدت محسوس کر رہی تھی، دونوں کے باغی دل بغاوت پر آمادہ لگ رہے تھے، آنکھوں کی معصوم سی رنگت، مطلبی اور تشنہ سے رنگوں میں نہائی تھی۔

"اگر کچھ پل مزید تمہارے ساتھ رہی تو بات بہت بڑھ جائے گی۔ مجھے اچھا نہیں لگے گا تمہیں روکتے ہوئے۔ پلیز"

وہ باران سے کہیں زیادہ مجبور تھی، سب بدل گیا تھا، دلبر کا دل اور ایمان دونوں ہی لڑکھڑا رہے تھے۔

"روکنا کس چیز سے؟ جانے سے یا کچھ غلط کر بیٹھنے سے؟"

وہ الجھا، دلارہ اسے الجھا کیسے چھوڑ سکتی تھی، کم از کم وہ یہ ایک الجھن و پریشانی تو مٹا ہی سکتی تھی۔

"جانے سے تو کبھی نہیں روکوں گی۔ میں بات بڑھنے کا کہہ رہی ہوں۔ ہفتہ ٹھیک گزر گیا اور اب معاملہ اگر خراب ہو گیا تو شاید ہم ایک دوسرے سے کبھی نظریں نہ ملا سکیں گے۔"

وہ اسکے ہاتھوں کو آزاد کرتی، دونوں ہاتھ اسکے شولڈرز پر رکھے باران کی آنکھوں میں جھانکی تھی، جس نے اس فیصلے میں صرف دِلارہ کا آرام تلاشنا چاہا۔

"میں سب تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔ تم گواہ سے بھی نہیں ملی تھی۔ کم از کم اٹھارہ سال پہلے کیا ہوا یہ تو جان لو۔ میں پرامس کرتا ہوں، تمہیں اس سب کے بعد اکیلا پڑنے نہیں دوں گا۔ سن لو مجھے"

وہ دِلارہ سے یوں سب کہنے کو تڑپ رہا تھا جیسے وہ سب باتیں اسے اندر ہی اندر کھا جانے والی ہوں، دلارہ نے

محسوس کیا وہ بہت زیادہ مضطرب و بے چین ہے، اسے کسی طور پر آرام نہ آرہا تھا۔

"میں تم سے سب کچھ نہیں سننا چاہتی۔ تم چلے جاو گے تو بی سے سب پوچھ لوں گی۔ میں تم سے وہ سب نہیں جاننا چاہتی۔ میں شاید تمہاری سوچ سے زیادہ بکھر جاوں۔ مجبور سی ہوں۔ پہلی بار۔ زندگی نے کر دیا۔ تم ایسے مجبور مت ہو باران۔ دیکھو وہ سب کچھ ایک ہی رات میں جاننا اور سمجھنا میرے لیے ممکن نہیں۔"

دِلارہ نے ہر طرح اسے سمجھانے کے جتن کیے تو باران نے سینے پر جمی سی سانس خارج کرتے اسکی مان لینے کا فیصلہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہیں یہ کمفرٹ دیتا ہے تو جیسا تم چاہو"

باران نے اسکے ہاتھ چھوڑے اور دو قدم پیچھے ہوا، دِلارہ بہت جبر سے پھیکا سا مسکرا سکی، کون اپنے جینے کی وجہ بنتے شخص کی دوری پر راضی ہوتا اب، دِلارہ کے لیے تو بڑا مشکل تھا۔

"ہاں بلکل۔ بی کو لے جاو۔ میں نائیٹ شفٹ پر یہیں رکوں گی۔ اپنا خیال رکھنا"

وہ اسے دیکھتے نرم سا بولی، باران نے سر سری سا سر ہلایا تو وہ کتنی دیر اسے دیکھتی رہی، پھر لرز کر پلکیں زیر ک کرے اس پر سے نظر ہٹائی۔

"گڈ بائے"

باران نے اسکی جھکی آنکھوں میں تیرتے آنسو محسوس کر لیے پھر بھی بولنے پر مجبور تھا، بازو پھیلائے اور وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی وہ اس سے آخری بار گلے لگے، وہ یہ سکھ اختتام پذیز نہیں چاہتی تھی، ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"ہیو آ گڈ نائیٹ۔"

دِلارہ نے اس سے نظریں چرائیں اور اسکی کھلی بازووں کو بری طرح نظر انداز کرے وہاں سے چلی گئی پر باران کو یقین نہ آیا کہ جانے سے پہلے دِلارہ سے یہ اسکی آخری ملاقات تھی، نہیں یہ آخری نہیں ہو سکتی تھی، نہ وہ گلے لگی تھی، نہ اس نے باران سے کوئی وعدہ لیا تھا۔ ایسے کیسے گڈ بائے ہو جاتا ہے؟ کیا ایسے ادھورے طریقے سے بچھڑنے والے، دوسرا سانس لے پاتے ہیں۔

ہر گز نہیں۔

"ایسے کیسے دِلارہ؟ تم نے کچھ نہیں کیا پھر بھی اتنی تکلیف ہے کہ مجھ سے اک قدم تم سے دور اٹھانا مشکل ہے۔ مجھے

تو تمہارے سوا ہر طرف اب اپنے لیے تاریکی اور وحشت دیکھائی دے رہی ہے۔ یہ کیوں نہیں سمجھ رہی کہ اسکا مجھ سے دور جاتا ہر قدم، میرا خاتمہ بن رہا ہے"

وہ اسے جاتا دیکھ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھے بس یہی سوچ سکا کہ وہ جاتے جاتے رکی اور اس سے پہلے پلٹتی، باران وہاں سے بھاگنے کے انداز میں چلا گیا، اسے مایوسی نے گھیرا، وہ سمجھتی تھی اس کے ہونے میں اتنا تو دم ہے کہ وہ شخص اس سے دور جاتے تڑپے گا، مگر ایسا صرف دِلارہ کی غلط فہمی لگی اسے، وہ عزیزے کے آفس پہنچا جہاں وہ لیپ ٹاپ بند کر کے سمیٹے، فون لیے بس گھر ہی نکلنے کو تیار تھیں، باران کو

آتا دیکھے وہ اس سے پہلے اس سے کچھ کہتیں، وہ بنا کچھ کہے ان سے آکر لپٹ گیا، عزیزے کا دل اسکے یوں گلے لگنے پر نہیں بلکہ تکلیف کی آخری حد کو چھونے پر تڑپ گیا، وہ فورا بازو اسکے مضبوط پشت پر باندھے ہاتھ سہلانے لگیں، وہ ایسے چپ تھا جیسے کوئی ویرانہ۔

"کیا ہوا ہے؟ ٹھیک ہے ناں میرا بچہ؟"

عزیزے کی آواز یہ پوچھتے کانپی، جانتی تھیں وہ اور عالیان اس میں فاطمہ کو ڈھونڈتے ہیں اور ایک بچہ اپنی ماں سے تبھی یوں لپٹتا ہے جب وہ زندگی سے تھک کر ٹوٹ جاتا ہے۔

"گھر چھوڑ دوں آپکو۔؟ کچھ بتانا بھی ہے"

وہ روبرو ہوا تو عزیزے نے اسکی آنکھوں کے کنارے گلابی دیکھے، بات پر تو وہ اسکی چاہ کر بھی توجہ نہ دے سکیں۔

"پہلے بتاو یہ اندر ہی اندر کونسا درد گھوٹ رہے ہو؟ تمہیں پتا ہے جب سٹریس ٹھیک نہیں تمہارے لیے تو کیوں لیتے ہو بچے۔ بتاو کیا دِلارہ سے کوئی بات ہوئی"

وہ پہلے ان امبر آنکھوں کی شکستگی و دھندلاہٹ کا سبب جاننا چاہتی تھیں۔

"اسکا خیال رکھیے گا۔ اب کی بار یہ سوچ کر نہیں کہ وہ آپکی نواسی ہے۔ بلکہ یہ سوچ کر کہ وہ میری ہے۔ مجھے ڈر ہے کہیں وہ اکیلی نہ پڑ جائے۔ وہ سمجھتی ہے آپکا سہارہ کمزور ہو گیا ہے اور مجھ پر ڈیپینڈ کرنے لگی ہے۔ اسے اس بات کا احساس دلایئے گا کہ آپ مجھ سے کہیں زیادہ مضبوط سہارہ ہیں اسکا۔ میں نہیں چاہتا وہ کبھی کسی کی طرف حسرت سے دیکھے۔ میرا دل یہیں رہ جائے گا انے۔ انقرہ کے گلی کوچوں میں بھٹکتا ہوا۔ اٹھارہ سال پہلے یہاں سے بھاگتے ہوئے میں سبکا مجرم تھا لیکن پھر بھی میرے قدموں میں لڑکھڑاہٹ

نہیں تھی۔ لیکن اس بار لڑکھڑاہٹ دل تک اتری ہوئی ہے۔ ایسا کیوں ہے انے ؟"

وہ بہت زیادہ بے بس سی کیفیت کا شکار تھا اور عزیزے اس سب کا بس ایک نتیجہ نکال سکیں۔

"محبت کرنے لگا ہے تو اس سے"

عزیزے نے پیار و لاڈ سے باران پر انکشاف کیا تو وہ فورا نفی میں سر ہلا گیا۔

"آپکو گھر ڈراپ کرتا ہوں آجائیں۔ کوئی محبت نہیں ہے مجھے اس سے"

وہ سپاٹ ہو کر کہتا کمرے سے نکل کر باہر گیا تو عزیزے زخمی سا مسکرا دیں، یہ تو بلکل وہ سچویشن تھی کہ پتا پتا بوٹا بوٹا، حال ہمارا جانے ہے، جانے ہی نہ جانے، گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے۔

.._____..

ازرا نے پہلے چائے پہنچائی اور اسکے بعد وہ زندان کی طرف گامزن ہوئی۔ آزاد اور عالیان شدت سے اسکی کال کے منتظر تھے۔

نازلی چپ چاپ دیوار سے سر لگائے اک کونے میں بیٹھی تھی، اس قدر بے جان کے ازرا کے آنے کی آہٹ تک اسے متوجہ نہ کر سکی، جبکہ ازرا نے اندر داخل ہوتے ہی کھانے کی ٹرے، میز پر رکھتے ہی ٹرے میں رکھا فون اٹھا کر عالیان کو کال کی، وہ دو پہلے ہی ازرا کی کال کے منتظر تھے، عالی نے فورا کال پک کی۔

"میں آگئی ہوں عالیان سر، پر نازلی بی بی بے ہوش سی لگ رہی ہیں۔"

ازرا نے بولنے کے ساتھ قدم نازلی کی جانب بڑھائے، عالیان نے مضطرب نگاہوں سے بے قرار چاچو کی طرف دیکھا۔

"قریب جاو اور کہو انھیں، عالیان کی کال ہے۔"

عالیان نے کمانڈ دی تو ازرا نے ویسا ہی کیا، وہ آکر دوزانو نازلی کے پاس بیٹھی اور ہاتھ بڑھا کر نازلی کی گال نرمی سے سہلائی، نازلی نے اپنی درد کرتی آنکھیں کھولتے ازرا کی طرف غائب دماغی سے دیکھا۔

"نازلی بی بی۔ عالیان سر کی کال ہے"

ازرا نے سرگوشی میں بتایا ہی کہ وہ جو نڈھال تھی، جسم میں جیسے جان سی دوڑنے لگی، نازلی نے اسکے ہاتھ سے فورا اسکا فون لے کر کان سے لگایا۔

"عالیان۔۔۔عالیان اسے میرے پیچھے مت آنے دینا پلیز۔یہ لوگ اسے مار ڈالیں گے۔تم آزاد کی حفاظت کرنا۔وعدہ کرو مجھ سے"

نازلی نے اسکو پکارتے ہی مجبور و بے بس کرنے کی کوشش کی تو عالیان نے افسردگی سے چاچو کی طرف دیکھے فون سپیکر پر ڈالا، آزاد کا دل تو اس پار سے آتی بھیگی ہچکی بھری سانسوں نے ہی گھوٹ دیا، تیرگی آنکھوں تک چلی آئی۔

"چاچو نے اتنا ہرٹ کیا آپکو پھر بھی انکی پڑی ہے، اتنی محبت کرتی ہیں ان سے ؟"

یہ سوال پوچھتے عالیان کی آواز بھاری ہوئی، آزاد نے دم سادھا اور وہ زخمی سا مسکرائی، ازرا اٹھ کر نازلی کا میز پر کھانا لگانے لگی تھی۔

"محبت کا کوئی پیمانہ نہیں کہ بتایا یا ناپا جا سکے کتنی ہے۔ اس نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے پر میرے لیے سب سے اہم بھی وہی ہے۔ ابی تم دو کو نہیں چھوڑیں گے اس لیے بھول کر بھی اس طرف آنے کی کوشش مت کرنا۔ ایدا کو سنبھال کر رکھنا عالی۔ اور مجھے فی الحال میرے حال پر چھوڑ

دو۔ یہ لوگ مجھے قید کر کے رکھنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ اپنا خون بہانے کی طاقت نہیں ہے ان میں۔ اس لیے پلیز جلد بازی میں تم اپنی یا اسکی جان مشکل میں مت پھنسانا"

عالیان کو تو یہ سب سنے تکلیف ہوئی، آزاد کا دل پھٹ گیا تھا، مقدر نے بڑی سخت آزمائش لی تھی۔

"ہمم۔ میں اور چاچو آپکو وہاں زیادہ دیر رہنے نہیں دیں گے۔ آئی ایم سوری کہ میری وجہ سے برہان مسدور چاچو کے گھر تک پہنچا اور آپکو لے گیا۔ میں بہت گلٹی ہوں۔ آپکو

پتا ہے چاچو نے مجھے بہت سنائی ہیں کہ آپ میری وجہ سے ان لوگوں کے ہتھے لگ گئیں"

اب کی بار عالیان نے جان بوجھ کر زرا چاچو پر حقیقت آشکار کرنے کو نازلی سے یہ ذکر چھیڑا۔

"اسے سنانے دو۔ حالانکہ میں ابی کے ہتھے اسکی وجہ سے لگی۔ اتنی ہرٹ تھی کہ کوئی مزاحمت ہی نہ کر پائی۔ دماغ اور دل اسکے ساتھ نظر آتی عورت کو سوچے سن تھا۔ وہ کہاں ہے عالیان۔۔ تم نے اب تک اسے یہاں آنے سے کیسے روک رکھا ہے۔ وہ ٹھیک ہے؟"

نازلی کو بس آزاد کی فکر تھی اور عالیان نے اک آزردہ نظر ساتھ ہی کھڑے چاچو پر ڈالی جو صبر و ہمت کا پیکر بنا اس لڑکی کا لہجہ، لفظ اور تڑپ سب سن اور جی رہا تھا۔

"میں نے انکو کہا کہ آپکی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اگر ہم بنا کسی سولڈ پلین نازلی کو لینے جاتے ہیں۔"

عالیان نے اسے تفصیل دی، وہ بھاری سا سانس بھرے پھر سے سر دیوار سے لگا گئی، ازرا اسکا کھانا لگائے اب اک کنارے مودب کھڑی تھی۔

"بس ایسے ہی کر کے اسے روکے رکھنا۔ میں جب بہتر
محسوس کروں گی۔ خود یہاں سے نکلنے کی کوشش کروں
گی۔ ابھی میں یہاں سے نکل کر اس کا سامنا نہیں کر
سکتی۔ بہت غصہ ہے مجھے۔ بہت بھری پڑی ہوں۔ اور غصے
میں کچھ بھی بک دوں گی۔ اسے تکلیف نہ دوں اسکے لیے
بہتر ہے کچھ دن یہیں بند رہوں۔ زخم بہت گہرا
ہے۔ بھرنے میں وقت لگے گا۔ تم وعدہ کرو مجھ سے۔ اسکو
ہر تکلیف سے بچاؤ گے۔ اس نے جو کچھ سہہ لیا وہ کافی
ہے۔ اسے کہنا میں ہرٹ ہوں پر اس سے مر کر بھی نفرت
نہیں کر سکتی۔ بہت پیار کرتی ہوں۔ پاگل ہوں اسکے

پیچھے۔ اور یوں قید رہ کر اسے اپنے پاگل پن سے بچا رہی ہوں"

اس لڑکی کی آواز دبنے ابھرنے لگی، عالیان تک کا دل تکلیف میں آگیا تھا پھر آزاد کی کیا حالت ہوتی، وہ تو بیاں سے باہر تھی۔

"میں کہہ دوں گا۔ یہ ازرا میرے ایک بھروسے مند آدمی کی بیوی ہے۔ مجھے آپکے بارے ابڈیٹ دیتی رہے گی۔ ایک وعدہ مجھ سے بھی کریں نازلی کے جب تک آپکو ہم وہاں سے نکال نہ لیں، خیال رکھیں گی اپنا بنا روئے۔"

اب کی بار عالیان نے کچھ چاچو کی آسانی بھی سوچی، جبکہ بہت بھاری سانس بھرتی نازلی نے فوراوعدہ کر لیا، بھلے وفا ہوتا یا نہیں۔

"میری چھوڑو۔ اسے نہ رونے دینا۔ باقی تمہاری اس ازرا نامی پہنچ پر داد میں اچھے موڈ میں ضرور دوں گی یہاں سے نکل کر۔ تھینکیو سو مچ۔"

وہ اب کی بار زرا اداس لگی، اور عالیان سمیت آزاد کا دل بھی کچھ بحال ہوا کہ وہ اس تکلیف و بے بسی میں بھی چھیڑ خانی سے باز نہیں آئی، یہ ثبوت تھا نازلی کی زندہ دلی کا۔

"مجھے آپکے واپس ہمارے پاس آنے کا انتظار ہے۔زیادہ وقت آپکو اس قید میں رہنے نہیں دیں گے۔ بھروسہ رکھیے گا مجھ پر۔"

عالیان نے اسے اک بار پھر دلاسہ دیا۔

"بھروسہ ہے۔اسے دیکھتے رہنا۔"

نازلی نے اسے نرم سی تاکید کی اور کال کاٹ کر فون ازرا کی طرف بڑھایا جس نے فوراسے فون لیا اور ہاتھ کا سہارہ دیا جسے تھامے نازلی اٹھ کر کھانے کی ٹیبل تک گئی جبکہ دوسری طرف ماحول کافی جذباتی تھا۔

"آج کی رات سولڈ پلین بناتے ہیں۔ کل دن کے اجالے
میں ان مسدور حویلی والوں کو انکی اوقات یاد دلائیں
گے۔ نازلی ٹھیک ہیں۔ اب آپ بھی زرا پر سکون ہو جائیں
یار۔ اور مجھ سے غصہ ہیں وہ بھی ختم کریں۔ وہ میری وجہ
سے اس سب میں نہیں پھنسیں ناں تو خبر دار مجھے مزید
ڈانٹا"

عالیان نے دونوں شانوں سے آزاد کو تھاما جو اس وقت بہت
زیادہ سوگوار حالوں پر آیا تھا، بے بسی ایسی کہ بال نوچنے کو
دل چاہ رہا تھا، اک خزن سے لبریز نگاہ ہی وہ جواب میں عالی
پر ڈال سکا تھا جس نے لپک کر چاچو کو اپنے سینے بھینچ لیا، ہاں

یہ ایسی نظر تھی جو اندر برپا محشر کی اسکے لاڈلے کو خبر دے گئی اور کیسے ممکن تھا کہ عالیان، اس مشکل وقت میں چاچو کی دل جوئی نہ کرتا یا ڈھارس نہ بنتا۔ وہ کل تک اب لمحہ لمحہ چاچو کے ساتھ رہنے والا تھا، ایدا کو اس نے سب ٹھیک ہے کا میسج کر دیا تاکہ وہ پریشان نہ ہوتی رہے کیونکہ وہ کالز پر کالز کر رہی تھی۔

.._____..

آج اسکی انقرہ میں آخری رات تھی پر وہ اپنا سارا سچ انے سے بانٹ کر بری الزمہ ہونے والا تھا، وہ اسکے پاس ہی بیٹھی

تھیں، انھیں پتا تھا یہ آج جو وہ جاننے والی ہیں، انکے لیے بھی آسان نہیں ہو گا اور باران کے لیے بھی۔

"بتاو کیا ہوا تھا ایسا؟ کہ عیشاء نے اپنی جائز اولاد کو تمہاری اولاد ثابت کر کے اپنے اور تمہارے حصے میں تا عمر کی رسوائی بھری؟"

یہ سوال اس ماں نے اپنے تھکے بچے سے پوچھا، جس کو بولنے کے لیے بہت ہمت درکار تھی، اسکی امبر آنکھوں میں دنیا جہاں کا درد تھا۔

"میری طرح توران بھی جرمنی جا کر اپنی ہائیر سٹڈیز کے لیے پلین کر رہا تھا، کالج نے ہمیں فل سکالرشپ دی تھی، پورے کالج میں اسے اور مجھے۔ وہ سلجھا اور سمجھدار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت چالاک لڑکا تھا، اور اسی لیول کا حسین کہ پورے کالج کی لڑکیاں صرف اسی پر مرتی تھیں۔ عیشاء بھی اسی آپشیشن میں گرفتار ہو گئی۔ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی، میں نے اسے سمجھایا پر کہتے ہیں جب دماغ پر پتھر پڑ جائیں، تو اپنے بھی دشمن لگنے لگتے ہیں جیسے عیشاء کو میں لگا"

باران نے بہت تھکے لہجے میں وہ کہانی شروع کی جسکا گھر اس سے پہلے باران یلدرم کا دکھتا سینہ تھا، عزیزے تاسف سے باران کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھی تھیں۔

"میں عیشاء کو تو نہیں روک سکا انے لیکن میں نے توران کو کافی بار سمجھایا کہ وہ عیشاء کو ایسے خواب نہ دیکھائے جو اسے زخمی کر دیں کیونکہ یلدرم اور مسدور خاندان کے بیچ رشتہ بننا کئی موتوں کی وجہ بنتا۔ لیکن وہ مست عیاش لڑکا تھا، باپ کا لاڈلہ، دادی کا دلارہ۔ سونے کی چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوتا بگھڑا موڈی بچہ کب عورتوں کے جذبات کے ساتھ ساتھ انکی آبرو سے کھیلنے لگا، نہ اسے خبر ہوئی نہ ہم سبکو ہو

سکی۔ کالج کا آخری دن تھا وہ جب اسکے گھر رکھی گئی پارٹی
میں عیشاء اور توران نے نکاح کیا اور وہ نکاح اس لڑکے کے
مزید ایسے کئی ناجائز تعلقات کے کورر آپ کی طرح کا اک
دکھاوا تھا، پتا نہیں اصلی تھا یا نقلی پر نکاح نامہ اس نے عیشاء
کے سامنے اگلے دن پھاڑا اپنی وہشت اتارنے اور ہوس
پوری کرنے کے فوری بعد۔ اور اس نکاح کے گواہ بھی
توران کے چند اس جیسے لفنگے دوست تھے۔ اور آپ جانتی
ہیں عیشاء نے مجھے اس سب کے بارے کب بتایا۔ جب
اسکی کوکھ میں ایک بچہ تھا اور وہ بچہ چار پانچ ماہ کا ہو چکا تھا"

باران کی آنکھیں سرخ ہوئیں تو عزیزے کی بھیگ گئیں، کئی آنسو انکی آنکھوں سے ٹپکنے لگے۔

"عیشاء کے پاس نکاح کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ نہ ہی وہ بچہ گرا سکتی تھی کیونکہ وہ کہتی تھی اس نے اللہ کو خاضر ناظر جان کر اس ہر جائی شخص کو اپنے نکاح میں لیا ہے۔ اسے اپنا بچہ جائز اور اپنا وجود بے گناہ لگتا تھا، اور شاید اللہ کے نزدیک وہ ہے بھی۔ جب اس نے یہ سب مجھے بتایا، میرے پاس دو آپشن تھے۔ یا تو عیشاء سب کو سب سچ بتا دیتی یا ہم اس بچے کی اصل شناخت چھپانے کو اسکی سچائی بدل دیتے۔ ہم نے پہلے فیک نکاح کے بارے کوشش کی پر کہیں سے بھی فیک

نکاح کے ڈاکومنٹس ملنے ممکن نہ ہو سکے کیونکہ اس
پراسیس کے لیے بھی لیگلی کچھ کنڈیشنز تھیں اور پیرنٹل
سائیڈ کے کسی ایک فرد کو اعتماد میں لینا ضروری تھا۔ اور اگر
ہم کسی سے بھی یہ معاملہ ڈسکس کرتے، قیامت تو تب بھی
آتی کیونکہ جب سبکو پتا چلتا کہ ایک تو توران سے عیشاء نے
نکاح کیا جسکا کوئی ثبوت یا رجسٹریشن نہیں تھی دوسرا وہ
اسکے بچے کی ماں بھی بننے والی ہے تو تباہی آجاتی۔ مجھے یہ
آپشن سیونہ لگا تو ہم نے ایک DNA paternity
Test کروایا اس چار پانچ ماہ کے بچے کا جو عیشاء کے اندر پل
رہا تھا۔ جسکی دو رپورٹس بنوائی۔ ایک اصلی جس میں اس

بچے کا باپ توران تھا اور ایک فیک جس میں اس بچے کا باپ میں تھا۔ یہ رپورٹ میں نے عیشاء اور اسکے بچے کے بچاو کے لیے بنوائی کہ اگر آپ سبکو یہ پتا چلے کہ وہ بچہ ناجائز ہی سہی پر میرا ہے تو شاید کچھ وقت تک عیشاء اور اسکے بچے کو بچانا ممکن ہو سکے۔ آپ سب لوگ دشمن کے خون کو تو نہ بخشتے پر شاید اپنا خون سوچ کر معاف کر دیتے۔ اس وقت عیشاء کے بچاو کے لیے ہمارا یہ بیوقوفانہ فیصلہ ہمیں بہترین لگا تھا۔ تبھی تو جب اس نے جھوٹی رپورٹ سبکو دیکھائی، میں کچھ بتانے کے بجائے جرمنی بھاگ گیا کیونکہ یہ کارنامہ کرتے توران بھی جرمنی جا چکا تھا، اور مجھے اسے وہاں جا کر

دبو چنا تھا تا کہ وہ مزید کسی لڑکی کی زندگی خراب نہ کرے انے"

باران نے بہت بھاری دل کے ساتھ یہ سب بتایا تو اسکی اور عزیزے دونوں کی حالت ایک سی خراب ہوئی تھی۔

"تم دونوں مجھے اعتماد میں لے سکتے تھے، فیک تم دو کا نکاح نامہ ممکن تھا سب برباد ہونے سے بچا لیتا یقینا۔ یہ کیا کر دیا تم نے باران؟"

عزئزے نے باران کی طرف دیکھتے ڈوبی آواز میں کہا کہ انکا گلا رندھ سا گیا۔

"ہم اتنے بڑے نہیں تھے انے۔ انیس سال کا تھا میں۔ اور وہ اٹھارہ کی بھی نہیں تھی۔ اور آپ دو خاندان دشمنی دشمنی کھیلنے میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے تو سب میں نرم ترین ہستی آپ اور انے تھیں لیکن پھر بھی ہمیں ڈر لگ رہا تھا۔ ہم کچھ کیسے کہتے کہ آپ لوگ عزت کے نام پر عیشاء اور دِلارہ کے قاتل بن جاتے۔ یہ الگ بات کہ ہمارے لاکھ جتن کے باوجود بھی وہی ہوا جسکو روکنے کی ہم دونے بہت کوشش کی، ابراہیم یلدرم نے اس معصوم کو زندہ گاڑ دیا۔ عیشاء کے مجھ پر بہتان لگانے نے، میرے بنا کچھ کلئیر کیے فرار ہونے نے۔ تب تک ہم دو کے غائب

ہونے نے ہی دِلارہ کی جان بچائی تھی کیونکہ توران نے کہا کہ اس نے کبھی عیشاء سے کوئی نکاح کیا ہی نہیں تھا کیونکہ نہ نکاح نامہ تھا نہ کوئی ثبوت بلکہ وہ بچاری انتقام کی بھینٹ چڑھ گئی تھی، چھپ کر نکاح کیا، رات یہ کہہ کر گزاری کہ صبح ہوتے ہی وہ اسے دنیا کے سامنے نام دے گا، صرف عیشاء کے ساتھ نہیں کئی اس جیسی معصوم لڑکیوں کے ساتھ وہ مردود یہ کھیل کھیل چکا ہے۔ اور میرے فرار ہونے کی ایک وجہ توران کا پیچھا تھا کہ وہاں پہنچ کر سب سے پہلے میں نے اس کمینے کو اریسٹ کروایا کیونکہ عیشاء سے پہلے جو لڑکی اسکے ہتھے لگی، سچائی کھلنے کے بعد اس نے

خودکشی کرلی اور مرنے سے پہلے ایک خط لکھ چھوڑا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ اسکی موت کا ذمہ دار توران مسدور ہے۔ اور تبھی اسکا کیس کمزور ہوا۔ میں جرمنی کے شہر کا شہری ہونے کے ناطے اور گواہ و ثبوت کے ہونے کے سبب سٹرونگ کیس ہولڈر بن گیا، دوسرا وہاں کا ایک تگڑا آدمی بھی مجھے سپورٹ کر رہا تھا جو میرے بورڈنگ کے زمانے سے میرا ویل ویشر رہا تھا، اسکے کچھ خفیہ کام کر دیتا تھا میں۔ اور اس طرح میں کیس جیتا اور توران کو پچیس سال کی قید ہو گئی جو اب اسکے اچھے اخلاق اور باپ کی کوششوں سے وقت سے پہلے ختم ہو رہی ہے کچھ ماہ میں۔"

کہانی سمٹ گئی تھی پر اس بیچ بہت سے کاش، بہت سے سانحے، بہت سے درد اور بہت سی حسرتیں بے نقاب ہو گئیں۔

"کہاں ہے وہ لڑکی؟"

اب کی بار اک ممتا تڑپی تھی۔

"میں نے اسے جرمنی بلوا لیا تھا اپنے جانے کے سات ماہ بعد۔ جب ابراہیم یلدرم نے دِلارہ کو زندہ دفنایا اور بابا نے بچایا۔ میں نے اسے ارجنٹ بلوایا کہ اسکی جان بھی دلارہ کی طرح خطرے میں تھی۔ ڈاکومنٹیشن ہونے میں سات ماہ

لگے کیونکہ عیشاء کو ویزا اپلائے کرنا پڑا اور نہ میں دِلارہ
سمیت اسے پہلے ہی بلوالیتا۔ پر جب مجھے پتا چلا دِلارہ کے
پاس آپ ہیں اور اسے سینے سے لگا چکی ہیں۔ مجھے تسلی ہو گئی
اور یقین تھا کہ جلد جب سچائی کھلے گی۔ دِلارہ اپنا حق پائے
گی۔ لیکن سب ویسا نہ ہو سکا جیسا میں نے سوچا انے۔ ہم دو
کی بیوقوفی نے دِلارہ سے اسکا سارا بچپن اور بچپننا چھین
لیا۔ ہم اتنے میچور نہیں تھے پر اپنی عقل سمجھ کے مطابق
ہم نے تب بہت سوں کا بچاو کرنا چاہا تھا اور آپکو یہ بھی بتا
دوں کہ ابراہیم یلدرم کی موت کا سبب دِلارہ یا عیشاء نہیں

تھے بلکہ وہ نورے اور دمیر کے قاتل تھے۔یہی گلٹ موت تک لے گیا انھیں"

اب جب سب کچھ کھلا تھا تو باران کو ضروری لگا انے کا یہ زعم بھی مٹا دیتا کہ وہ جو ابراہیم یلدرم کو اب بھی مجرم نہیں مانتی تھیں،ہاں یہ انکشاف انکی ہستی کے لیے بہت بڑا تھا،رگیں نوچ دینے والا،اور باران نے انکو ہر تفصیل دی،اس لیپ ٹاپ میں موجود اسماعیل یلدرم کی ای میل کا اک اک حرف بتایا اور یہ سب وہ کسی سے بانٹنا چاہتا تھا تاکہ کوئی ہو جو اسکے رازوں میں شریک ہو۔

"تو یہ دکھ تھا انھیں جو اندر ہی اندر کھاتا رہا۔ اوہ میرے خدا"

عزیزے کا دل مانو پھٹ گیا، انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ انکے پیارے شوہر کے اندر ہی اندر گھٹ کر مرنے کی یہ وجہ ہو گی، وہ رو پڑی تھیں۔

"روئیں مت انے۔ میرا دل پہلے ہی بہت کرب میں ڈوبا ہے۔ میں آپکو اپنا رازدان بنانا چاہتا تھا بس۔ ہم سب ہی کسی نہ کسی طرح ایسے دکھ میں ڈوبے ہیں جسکا مرہم و دلاسہ اپنی معیاد کھو چکا ہے۔"

وہ وہیں انکی گود میں سر رکھ کر کسی ڈرے سہمے بچے کی طرح لیٹا تو عزیزے کے آنسوؤں میں بتدریج روانی آئی پر انکا شفیق ہاتھ باران کے بالوں میں انگلیوں کے سنگ داخل ہو کر اسکو آرام دینے لگا۔

"دِلارہ ک۔ کیسے سہے گی یہ سب باران؟"

وہ اس وقت کسی کے لیے پریشان نہ تھیں سوائے دلارہ کے، انکی نواسی ایسا جھٹکا نہیں سہہ سکتی یہ انکو لگ رہا تھا پر کچھ نہ جان کر بھی دِلارہ حقیقت بھانپ چکی تھی، تب ہی جب اس نے گواہ سے ملنے کے لیے منع کر دیا تھا، اسکی چھٹی حس بہت تیز تھی۔

"توران آکر اگر اپنے کیے ہر جرم کا اعتراف کر کے دِلارہ کو اپنا نام دیتا ہے تو ممکن ہے وہ سنبھل جائے۔ ماں باپ دونوں کو معاف کر دے۔ عیشاء بھی کہیں نہ کہیں مجرم ہے کہ اس نے دو دن کے پیار کے لیے ایک اجنبی پر بھروسہ کیا۔ اپنے گھر والوں کو دھوکہ دیا۔ جب ہم من مانیاں کریں تو سزا بھی بھگتنی پڑتی ہے۔ رہی بات توران کی۔ اسے کافی سزا مل چکی ہے۔ امید ہے وہ سب بہتر کرنے کی پوری کوشش کرے گا ورنہ اسکا انجام دردناک ہو گا یہ طے ہے۔ ہمیں اچھے وقت کا انتظار کرنا ہے۔ آپ جیسے اب تک دلارہ کی ہمت بنتی آئی ہیں۔ ایسے ہی رہیے گا۔ عیشاء واپس

انقرہ آگئی ہے۔ میرے جاتے ہی آجائے گی وہ۔ آپکی مجرم۔ جو چاہے سزا دیجئے گا پر یہ مت بھولیے گا وہ بھی اتنے سال دور رہ کر سزا جھیل آئی ہے۔ ممکن ہے میرے جانے کے بعد عیشاء میری جگہ لے کر دِلارہ کی دھاڑس بن جائے کیونکہ ماں تو ماں ہوتی ہے۔ میں موجود رہا تو دلارہ اور عیشاء کبھی قریب نہیں آسکیں گی۔ اور میں چاہتا ہوں اسے اسکی ماں واپس ملے۔ میں جاوں گا تو وہ کسی قریبی کی کمی محسوس کرے گی اور ممکن ہے اسی طرح عیشاء کے قریب ہو جائے"

اس سب میں عزیزے کا دل جو بات دکھا گئی وہ یہ تھی کہ باران نے خود کو دِلارہ کا قریبی کہا اور پھر جانے کی وجہ بھی ایسی فضول دی۔ بھلا وہ باران کی جگہ کسی کو کیسے دے سکتی ہے، عزیزے کو پتا نہیں تھا کہ باران اور دلارہ کا رشتہ کس حد تک بڑھ گیا پھر بھی دیکھ کر ہی انکو اتنا بھروسہ تھا کہ کم از کم وہ دو ایک دوسرے کی جگہ اب تا قیامت کسی کو نہیں دے سکتے، ایک ماں کی آنکھ، اپنے بچوں کے دل کا سارا حال بنا انکے کہے جان جاتی ہے۔

"تم آتے رہنا اب۔ تمہاری جگہ کوئی نہیں لے گا۔ اسکے لیے میسر و موجود رہنا باران۔ میں دِلارہ کو کبھی بے بس

برداشت نہیں کر سکتی۔ وعدہ کرو مجھ سے، اسے جب بھی تمہاری ضرورت ہوئی۔ تم اسکے پاس آجاوگے۔ اسے اپنے لیے کبھی مت تڑپانا۔ زندگی نے پہلے ہی اس معصوم کے بہت امتحان لیے ہیں۔ تم سے اٹیچ ہو گئی ہے۔ اس اٹیچمنٹ کو اسکا پچھتاوا مت بنانا میرے بچے"

عزیزے نے اسکے درد کرتے سر میں انگلیوں کی شافی پوریں پھیرتے التجاء کی تو وہ انکا ہاتھ پکڑ تا چومے اس التجاوں کے سلسلے کو سمیٹ گیا۔

"پوری کوشش کروں گا۔ آپ اسے کسی لمحہ اکیلا مت ہونے دیجئے گا۔"

باران نے بھی گزارش کی تھی۔

"ان شاء اللہ۔ تم یہیں سو جاو میرے بچے۔ اب صبح چلے جانا۔ میں ہوں تمہارے پاس۔ تم بھی خود کو اکیلا مت سمجھنا۔ فاطمہ بیمار تھی، یہ سب برداشت نہیں کر پائی تھی۔ لیکن وہ اپنے بچے کی مجبوری بہت پہلے جان گئی ہو گی۔ کبھی اسکی طرف سے دل بھاری مت کرنا۔ یہ سمجھنا کے اسکی روح مجھ میں آگئی اور جب میں نے معاف کر دیا۔ سمجھو فاطمہ نے بھی کر دیا۔ میں نے تو تب بھی تمہیں دعا دینی نہیں چھوڑی جب تم سبکے لیے مجرم تھے۔ جانتی ہوں ناں کتنے لاڈلے بچے رہے ہو تم ہمارے۔ تبھی چاہ کر

بھی اپنی دعاوں کی چھاوں سے تمہیں اور عیشاء کو محروم نہیں کر سکی۔ یہی مسئلہ ہوتا ہے ماوں کا، انکے کلیجے بھی چھلنی کر دو پھر بھی اولاد کے ہی گن گاتی ہیں"

بات تو سچ تھی، باران بھی متفق تھا کہ واپس آنے پر سب سے پہلے بنا کسی سوال جواب اسے گلے لگانے والی ہستی عزیزے ہی تھیں، اسے تبھی تو سکون تھا، اور یہ یقین کہ سب بہت بہترین ہو جائے گا۔

"عیشاء کو تو میں نے بھی اکیلا نہیں چھوڑا۔ نہ اس نے مجھے۔ میں اسکا واحد دوست تھا۔ میں ہی اسے مشکل وقت میں نہ سنبھالتا تو وہ مر چکی ہوتی۔ بہت سخت تھپڑ پڑا تھا اسے

زندگی کا، اسکے پاس کوئی نہ بچا تھا۔ اولاد بھی نہیں اور وہ خالی ہاتھ جینے کی ہر امید چھوڑ چکی تھی۔ وہ خود کو ہر بگھاڑ کی وجہ مان کر ذہنی بیمار ہو گئی تھی۔ بہت مشکل وقت تھا۔ لیکن اسکے ساتھ اللہ نے ہم دو کو آسانیاں بھی دیے رکھیں کہ ہم اتنے سال جی لیے۔"

وہ اب تک افسردہ تھا اور عزیزے کے پاس اک سرد آہ کے سوا کچھ نہ بچا۔

وہ کتنی دیر ایک دوسرے سے اپنا اپنا دل ہلکا کرتے رہے پر جو بھاری پن دلارہ سے بات کر کے ہلکا ہوتا، وہ جوں کا توں رہ گیا۔

وہ عزیزے کی گود میں سر رکھے کب نیند میں اتر گیا، خبر نہ ہوئی، وہ خود بھی جانتی تھیں جب بہت زیادہ تکلیف سہی جائے تو اللہ اپنے پیاروں پر نیند حاوی کر دیتا ہے، وہ خود بھی شاید بہت سی کوتاہیوں پر رونا چاہتی تھیں تبھی باران کے سر تلے کشن رکھے وہ احتیاط سے اسکے پاس سے اٹھ کر کمرے میں چلی گئیں، رات کے دس بج چکے تھے جب دلارہ کئیر یونٹ سے گھر واپس آئی، اسے امید تھی باران جا چکا ہو گا پر کہیں وہ اندر سے چاہتی تھی وہ یہیں ہو اور تبھی وہ گھر میں دبے پیر داخل ہوئی اور پہلی ہی نظر اسکی لاونج کے آرام دہ بڑے کاوچ پر سوئے باران پر گئی، اسکی

آنکھیں باران کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوئیں، دل کے اندر تک سکون و قرار اترا کہ اسے یہ پیارا اور دل کو مطلوب سا شخص دیکھائی دیا۔

عزیزے اس کے پیروں کی طرف بلینکٹ رکھ گئی تھیں کیونکہ آتش دان میں لگی آگ نے پورے گھر کو کافی گرم کر رکھا تھا پھر بھی جب دِلارہ اسکے پاس آکر رکی تو اس نے جلدی سے اسکے پیروں کی جانب رکھا فولڈ بلینکٹ اٹھایا اور اسے کھول کر وہ سوئے باران کو پیار سے دیکھے اس پر اوڑھانے لگی جب وہ اسکے قریب جھکنے پر ڈر کر جاگا، دِلارہ خود گھبرا گئی، شاید وہ کسی خوفزدہ کرتے خواب سے دِلارہ کی

موجودگی کے سبب نکل آیا تھا، وہ محسن تھی
اسکی، ادھورے الوداع کو پورا کرنے وہ یوں آجائے
گی، باران نے شدت سے خواہش کی تھی اور وہ آگئی، وہ
اسے اپنے سینے سے لگا کر وقت کی طنابیں کھینچ دینا چاہتا تھا۔

وہ آنکھیں جن میں امبر رنگ کی جگہ درد تھا، دلارہ پر جمی
اور پھر باران نے اسکی کلائی پکڑے اپنی طرف کھینچتے بازو
کھولتے ساتھ ہی دِلارہ کو اپنے پہلو میں گرا کر لیٹا لیا جو اس
اچانک افتاد پر بوکھلا کر کروٹ باران کی طرف کرے اسے
گھبرائی گھبرائی نظروں سے دیکھنے لگی۔

وہ اسے جب بھی دیکھتی، اسکا دل اقرار کرتا اسے اس شخص کی بے حد ضرورت ہے۔

"میری نیت تمہیں جگانے کی نہیں تھی باران۔ برا خواب دیکھا کیا؟"

وہ نیند میں باران یلدرم کے اتنے پاس آکر اسے

جگا بیٹھنے پر معذرت خواہ کے ساتھ پریشان ہوئی پر وہ نفی میں سر ہلا کر اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچے بازووں میں بھرتا مزید سینے کے قریب کر گیا تو دِلارہ کی آنکھیں نرم رنگوں سے بھریں، کسی کے قریب وہ اتنے آرام میں کبھی نہ آتی

جتنی باران کے پاس یوں مان سے قریب کرنے پر گلاب سی کھل جاتی۔

"تم نے تو کہا تھا مجھے نہیں ملو گی۔ رات وہیں رہو گی پھر کیوں آئی واپس؟"

وہ اتنے قریب بے خودی کے اس لمحے اپنی بات کہنا نہیں چاہتا تھا، اسے دِلارہ کی سننی تھی، جبکہ دِلارہ کے پاس بولنے کو کچھ بھی نہ تھا پر اسے بولنا پڑا۔

"نیند نہیں آ رہی تھی۔ مجھے لگا تم یا تو یلدرم حویلی جا چکے ہو گے یا سو چکے ہو گے تو میں

آکر اپنے روم میں چلی جاوں گی اور صبح تمہارے اٹھنے سے پہلے غائب ہو جاوں گی"

دِلارہ نے جھوٹ کا بلکل سہارہ نہ لیا، جو تھا سچ سچ بتا دیا، باران نے چہرہ اوپر اٹھاتے دِلارہ کے ہوش اڑانے کو اسکا ماتھا پیار سے چوما تو دِلارہ نے زور سے اسکے اس لمس پر آنکھیں بند کیں، وہ کتنی دیر اپنے ہونٹوں کو اسکے ماتھے سے جوڑے رکھتا پھر بات کرنے دور ہوا اور دِلارہ نے آنکھیں کھول کر اسے یوں تعجب و حیرانگی سے دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو یہ سب کیا تھا۔

کیا وہ جاتے جاتے اسکو اپنے پیچھے پاگل کرنا چاہتا ہے، ماتھا چومنا کسی کو محفوظ ہونے کا یقین دلانا ہے، وہ بھی تو اسکے سائے میں بھرپور امان میں آجاتی تھی، پر آج یوں پہلی بار باران کا یوں ماتھا چومنا، اس لڑکی کو احساس دلا گیا کہ وہ واقعی باران کے لیے کچھ ہے، کچھ بہت ضروری۔

"تم سے وہ پیار ہے جس میں ماتھا چومنا فرض ہوتا ہے۔ تم وہ پہلی لڑکی ہو جسکو میں دیکھنے کے بعد یوں ہر طرح سے چھونا چاہتا ہوں جو اس دنیا میں ممکن ہے۔ تمہیں تمہارے ماں باپ جب تک مل نہیں جاتے۔ سکون نہیں آئے گا مجھے۔ تم ایک دن بہت مضبوط ہو جاو گی۔ ناقابل شکست"

وہ اس سے کہہ نہ سکا پر نظروں سے بہت پیار لٹایا، اور دِلارہ اسکے کچھ بولنے کی منتظر تھی۔

"میرے اٹھنے سے پہلے غائب ہونا کیوں چاہتی تھی تم دلارہ؟"

وہ اس سے صرف سچ سننا چاہتا تھا، اور اس قربت کے لمحے وہ جھوٹ بولتی بھی تو پکڑی جاتی، وہ دل لگا کر اسے سن رہا تھا۔، اگر وہ جھوٹ بولتی تو پکڑی جاتی کیونکہ دونوں کے دل کی دھڑکن بہت قریب تھی، سینوں میں فاصلہ نا ہونے کے برابر تھا اور چہروں میں بھی حدت حائل تھی جو دونوں کی سانسوں کی تھی۔

"کوئی وجہ نہیں۔"

وہ بدحواس تھی یا صاف مکر گئی، کچھ کہنا مشکل تھا، وہ کیسے مان جاتا یہ جھوٹ۔

"ایسا لگتا ہے آج پہلی بار دل دھڑکا ہے، وہ بھی ایسے جیسے بند ہو جائے گا"

دلارہ اسکی بات سنے پریشان ہوئی، خود بخود ملائم سا ہاتھ باران کے سینے پر رکھ کر پھیرا۔

"کیوں کیا ہوا۔ طبعیت ٹھیک ہے۔ کیا بی سے سب شئیر کر لیا؟ اس وجہ سے سٹریس ہے؟"

وہ ایک سانس میں تڑپ کر کئی سوال پوچھ گئی۔

"ہاں سب بتا دیا انھیں۔ سٹریس کی وجہ کچھ اور ہے جو میں بتا نہیں سکتا"

باران نے اسکے ملائم ہاتھ پر اپنا مضبوط ہاتھ جماتے یہ معاملہ پر اسرار ہی رہنے دیا۔

"بی سے نہیں بانٹ سکے تو مجھے بتا دو ناں، کیا پتا میرا گڈ بائے کے باوجود یہاں آنا اللہ کی طرف سے ہو تا کہ تم مجھ سے دل کی کیفیت شئیر کر سکو۔ مجھے فورس کرنا نہیں آتا پر میں تمہارے معاملے میں تمہیں کرنا چاہ رہی ہوں"

وہ اسکی الجھن اسکے پاس رہنے دینے پر رضامند نہ تھی، وہ چاہتی تھی وہ جائے تو اسکے دل و دماغ پر کوئی بوجھ نہ ہو۔

وہ بولا تو کچھ نہیں پر اسکی نظریں دِلارہ پر جمی تھیں، وہ سب کہہ رہی تھیں، بہت سے راز کھول رہی تھیں۔

"مجھے وقت چاہیے ہمارے رشتے کے بارے میں سوچنے کے لیے"

وہ آخر اپنی درد دیتی چپ توڑ گیا تو دِلارہ کو بے چینی گھیر گئی۔

"مطلب۔ کیا سوچنا ہے تمہیں۔ ایسا ہے کیا ہمارے رشتے میں جسے سوچا جا سکے۔ اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کرنا چاہتے ہو۔ وہاں جرمنی جاتے ہی تمہیں اپنی ہوش نہیں رہے گی، یہ رشتہ تو بہت دور چھوٹ جائے گا۔ آئی مین ڈاکٹر باران کی ایک ویک بعد واپسی اسکے مریضوں کے لیے بہت خوشی کی بات ہو گی۔ ورک لوڈ بھی بڑھا ہو گا۔ تم اپنا نام بھی یاد رکھ پاو یہی بہت ہے"

وہ دانستہ ہنس مکھ بنی اسے چھیڑتے مسکرانے لگی، شاید وہ اپنے اور باران کے بیچ بڑھتی نزدیکیوں سے خوفزدہ تھی، اسکا موڈ بدلنے کے جتن میں لگی تھی۔

"میں اتنا بھی بزی نہیں ہوتا۔ میرے پاس دن کے کئی گھنٹے بہت کچھ سوچنے کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ تم اسکی فکر مت کرو"

وہ سنجیدہ تھا اور وہ سنجیدہ ہونے سے ڈر رہی تھی۔

"نہیں۔ اس بار تم اپنے پیشنٹس کی تھیراپی بھی خود کرنا۔ وہ سب گھنٹے اچھے کام میں لگیں گے۔ ویسے بھی تم سوچ سوچ کر خود کو خوامخواہ تھکاو گے۔ (تمہاری تھکن مجھ تک چلی آئی گی جو افورڈ ایبل نہیں)"

کچھ باتیں وہ اس اپنے لگتے شخص سے بہت قریب ہو کر بھی نہیں کہہ پاتی تھی تو اسے دل میں دبا لیتی، وہ بے بس تھا، مجبور بھی کہ اللہ نے اسکی راحت دِلارہ کے ہونے میں چھپادی تھی اور باران کا متاثر نہ ہونا قدرت کے اصولوں کے خلاف تھا، وہ لڑکی چاہے جانے کے لیے بنی تھی، اللہ نے اسے ہر طرح فرصت سے بنایا تھا، جیسے وہ کسی کے طویل انتظار اور امتحان کا انعام بن کر دنیا میں آئی ہو۔

"اگر میں کہوں کہ میں ہمارے بارے سوچنا چاہتا ہوں۔ یہ میری خوشی ہے پھر؟"

وہ دِلارہ کو پھر خاموش کر گیا، ایک تو وہ اسکی بازو کے سہارے اسکے ساتھ لگی کاوچ کے کنارے لیٹی تھی کہ اگر باران کی بازو نہ ہوتی تو وہ نیچے گر سکتی تھی، کیونکہ کافی زیادہ جگہ تو ان جناب نے گھیر رکھی تھی، وہ قریب ہوتی تو باران کے سینے سے لگنے لگتی جو ٹھیک نہیں تھا۔

"ہمارے بارے سوچنا تمہاری خوشی ہے؟"

وہ بے یقینی سے بھری تھی جب اسکے ہونٹ سرگوشی میں ڈھلے۔

"تمہارے بارے سوچنا میری خوشی ہے"

وہ اسے آجا کر اظہار کی جانب کھینچ رہا تھا اور دِلارہ بدحواسی میں بھی یہ غضب نہیں ڈھا سکتی، وہ مجبور تھی۔

"مجھے تم بلکل پسند نہیں ہو۔ تو اکسا کیوں رہے ہو؟ دیکھو میں نے کہیں پڑھا تھا جب دو مخالف جنس لوگ اتنے قریب ہوں تو انکو ایک دوسرے کو دیکھنے میں اور بات کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ پتا نہیں چلتا کب کیا ہو جائے"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ سمیٹے ڈرا سا سمجھاتے بولی۔

"یہ میرے اوٹ اف کنٹرول ہو جانے کی وجہ سے کہہ رہی ہو؟"

باران سراسر مستی موڈ میں تھا جبکہ دلارہ سہم گئی کہ وہ ٹھیک سمجھا۔

"ہاں کہوں تو برا مت منانا۔۔۔ہاں"

دلارہ نے چہرہ اسکے سینے میں چھپایا۔

"برا منا گیا ہوں"

سینے لگاتے باران نے جو کہا وہ گرم جوشی سے گلے لگنے والا بیان نہ تھا۔

"برا مت مناو، تھوڑا سا سوچ لیا کرنا ہمارے بارے میں"

دِلارہ نے وہیں لیٹے لیٹے اسکی بازو پر سر رکھے ہی کروٹ دوسری طرف کی تو اب دلارہ کی پشت اس شخص کے سینے سے جا لگی، وہ یوں چہرہ چھپا کر اس شخص کو خود سے بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔

باران نے بازو لپیٹے ہاتھ اسکے پیٹ پر رکھتے دِلارہ کو مزید خود سے جوڑا تو وہ سختی سے آنکھیں بند کر گئی، اسے کبھی کسی چیز سے ڈر نہیں لگا پر اس وقت اپنے پیچھے لیٹے اس خاموش شخص سے لگ رہا تھا جسکا ہر طرح چھونا اب جان لے رہا تھا، وہ اسے بہت کمزور کر رہا تھا۔

کچھ دیر دونوں کے بیچ خاموشی حائل رہی اور اس خاموشی میں ان دو کے بولنے سے زیادہ شور تھا۔

"سو گئے ہو باران؟"

دِلارہ نے کچھ دیر تو باران کے جسم میں حرکت محسوس کی، وہ کبھی ہاتھ اسکے پیٹ پر پھیرتا رہا کبھی اسکے بالوں میں چہرہ دیے سانس بھرتا رہا پر جب یہ سب رک گیا تو وہ ہولے سے پکاری، کوئی جواب نہ آیا تو دلارہ نے اپنے گرد جمی بازو پکڑ کر ہٹاتے آہستگی سے کمر سیدھی کیے کروٹ باران کی طرف کی تو وہ سو چکا تھا، دِلارہ کے سارے ڈر اور ساری گھبراہٹ اک الوہی سی مسکراہٹ بنی، یہ قسمت

دِلارہ پر بڑی مہربان تھی کہ اس نے کروٹ بڑے جبر سے لی تھی، وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی اور باران پر یہ اچانک پر سکون نیند اتار دی گئی جسکا سبب یہی تھا کہ دِلارہ کو اسکا حق ملتا، وہ بہت کچھ اس پر پڑھ کر پھونک سکتی تھی۔

اپنا آپ اسکے بے خبر وجود سے مہکا سکتی تھی۔

"تم اتنے پیارے کیوں ہو باران یلدرم کہ لوگ راہ کا پتھر بنتے ہیں تم میری سانس کی رکاوٹ بن گئے، مجھے اور میری آنکھوں کو تمہیں دیکھنے کی بری لت لگ گئی؟ لگتا ہی نہیں سینتیس کے ہو۔ اوپر سے حرکتیں بھی تمہاری بچوں جیسی۔ ضد بھی اور ناراضگی بھی۔ مجھے لگتا ہے ہمارے رشتے

میں عمر کے لحاظ میں بہت چھوٹی اور مزاج کے مطابق تم بچے ہو۔ مجھے ایک لمحہ بھی ایسا نہیں لگا کہ ہمارے بیچ اتنا ایج ڈیفرینس ہے۔ شاید اسی لیے تم سے میری نفرت، اتنی جلدی محبت میں بدل گئی"

وہ اسے دیکھ کر گہرے خیالوں میں ڈوبی تھی، ہاتھ بڑھا کر باران کے رخسار پر جمایا، وہ بہت ہی لائیٹ سی شیور رکھتا تھا، فیشل ہیر زباریک اور کم تھے، گنجان نہ تھے، فیس کملیکشن بہت کلئیر اور اچھا تھا، نین نقش بھی بے حد پیارے، چہرے پر اک قدرتی معصومیت اور کشش تھی جو دیکھنے والے کو مائل کرتی، دِلارہ کے ہونٹوں پر تب

مسکراہٹ گہری ہوئی جب اسکی نظر باران کے ہونٹوں پر گئی، اسے وہ لمحہ یاد آیا جب باران نے دِلارہ کے ہونٹوں کی طرف جھکنا چاہا تھا، تب تو وہ بات beni کی وجہ سے ادھر ادھر ہو گئی پر اس لمحہ دِلارہ نے جب باران کی خواہش کا سوچا تو پورے جسم کی حرکت و آواز ساکن ہوئی، اپنا آپ سٹیچو سا لگا، جیسے روانی میں بہتا خون تک اس لمحے کی قوت کے آگے جم گیا ہو۔

"بہت مس کروں گی تمہیں۔ بہت زیادہ۔ میری زندگی کا سب سے بڑا وہ سچ ہو تم جو میری تکلیف نہیں ہے"

دِلارہ نے بہت ہی نرمی سے باران کی دائیں رخسار پر جھکتے اسکی گال چومتے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی، زندگی میں پہلی بار دِلارہ نے کسی کو یوں کس کیا، اسے خود بھی بہت اچھا لگا، وہ دِلارہ کے لیے بچے جیسا تھا اور اس وقت وہ اسکے لیے لاڈ فکر اور پریشانی سے بھری تھی تو خود کو بھی یہ کیے راحت سی محسوس ہوئی، اس سے آگے سوچنے کی اس شخص کے اتنے پاس اس میں ایبیلٹی ہی نہیں تھی۔

وہ خود بھی اسکی گردن میں چہرہ سرکاتی آنکھیں بند کر گئی، باران کی جلدی فلائیٹ تھی اور دِلارہ اس سے پہلے

جاگ کر اس سے دور جانا چاہتی تھی، سیمنار تو اک بہانہ تھا، بس وہ کبھی بھی باران کو جاتا نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

فجر کی پہلی اذان پر ہی دِلارہ کی آنکھ کھل گئی، اور آنکھ کھلتے ہی اسے وہی نظر آیا جسے دیکھتے دیکھتے وہ زندگی کی اک اور خوبصورت نیند لے سکی تھی، اتنی اچھی نیند لینے کے باوجود دلارہ کی آنکھیں سرخ ہوئیں پھر بھیگ گئیں، وہ باران کو نجانے اتنے پاس دوبارہ دیکھ پائے گی یا نہیں یہ سوچ اسکا پورا وجود کاٹ رہی تھی۔

"کاش میں تمہیں کہہ پاتی میں تمہارے بنا نہیں ر۔۔رہ سکتی۔ بہت مشکل ہے یہ تم سے کہنا پر یہ سچ ہے میں تم سے

کبھی دور نہیں جاوں گی۔ تم جہاں رہو گے اب سے میری دعا کے حصار میں رہو گے۔ میں جتنا جیوں گی بس تمہاری امانت رہوں گی۔ اچھے دن جتنے خوبصورت ہوں۔ کٹ جاتے ہیں۔ جیسے یہ ہفتہ میری زندگی کا سب سے اچھا وقت رہا جب تم مجھے ایسے ایو لیبل رہے، تمہارے جاگنے سے پہلے میرا جانا بہتر ہے ورنہ بات اگر کس تک گئی تو سمجھو سب برباد ہو جائے گا اور مجھے یقین ہے اب تم جاگے تو اپنی خواہش پر عمل کر ڈالو گے۔ فلموں میں اسکے بعد تو لو و سٹوری ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور میں اپنی کہانی کبھی ختم نہیں ہونے دوں گی۔"

دِلارہ نے کس کے بعد ہوتے رومینس کو کہانی ختم ہونا کہہ دیا تھا جو سچ میں باران سن لیتا تو اس لڑکی کی معصومیت پر لٹ جاتا۔

"میں نے آج تک خود کو بھی بلاوں اور پریشانیوں سے محفوظ رکھنے کی دعا نہیں کی، پر تمہارے لیے مجھے حفاظت کی دعا سیکھنی پڑی۔ ایک ہفتہ باران یلدرم۔ تم نے تو میرے سارے بھرم، حوصلے اور زعم توڑ دیے، جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا، تمہاری لکس نے مجھے متاثر کرنے کی کوشش کی تھی پر میں نے سر جھٹک دیا۔ دیکھو میں نے جب تمہیں اندر تک جان لیا، اپنا دل جھٹک نہ سکی۔ میں

وقت ضائع کر رہی ہوں۔ تم تو میری خوشبو پر ہی جاگ جاو
گے "

مزید سارے اظہار وہ خود میں قید کرتی اسکے ساتھ سے اٹھ
کر بیٹھی اور اک نظر پھر سے باران پر ڈالی، جسکی بند
آنکھوں کے پار کے سارے بیدار جہانوں تک وہ چھوٹی سی
لڑکی چپ چاپ دسترس پا چکی تھی اور اسے خبر ہی نہ ہوئی۔

"مجھے کبھی مت چھوڑنا پلیز"

اس خوبرو اور پیارے انسان کو دیکھتے دیکھتے دِلارہ کی
آنکھیں بھریں، پھر اس نے جھک کر اسی طرح تڑپتے

ہوئے اس مسرور نیند کی آغوش میں ڈوبے شخص کی جھک کر صبیح پیشانی بال ہٹاتے چومی، اس وقت وہ بلاشبہ اسکی فکر میں مر رہی تھی پر اسے جانا تھا، اس شخص کی پہنچ ورسائی سے بہت دور اور پھر وہ اس پر کچھ پھونکتی اسکے پہلو سے اٹھی اور چلی گئی، پہلے جا کر چینج کیا، سادہ سے سیاہ رنگ کے لباس میں، لوز سوئٹر اور ریگولر سنیکرز پہنے، وہ جس خلیے میں گھر سے صبح صبح نکلی، وہ کم از کم سیمینار اٹینڈ کرنے والا نہیں بلکہ کسی کے چلے جانے کے دکھ سے بچنے کی کوشش کرنے والا تھا۔

اس لڑکی کے قدموں کا رخ اس سرد صبح میں اپنے نام کی قبر کی جانب تھا، وہ جانتی تھی وہ اسے پہلو میں نہ پا کر اس جگہ ضرور آئے گا اور دِلارہ نے اس سے آج چھپنے کے سارے پلین سوچ رکھے تھے۔

باران کی آنکھ دِلارہ کے گھر سے نکلنے کے آدھے گھنٹے بعد کھلی، جسم و جان پر اتنی گہری اور طویل نیند لینے کے باوجود بھی تب تھکن اترتی محسوس ہوئی جب اس نے اپنا پہلو خالی دیکھا۔

"بھاگ گئی یہ چڑیل؟"

باران نے مندی مندی آنکھیں کھولتے سر اٹھائے ارد گرد نگاہیں دوڑائیں اور افسردہ سی شکل بنائے بلینکٹ خود پر سے اتار کر پرے کرتا اٹھ بیٹھا، پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے، تبھی اسکی نظر کشن پر پھنس کر وہیں رہ جاتی دِلارہ کی ہیر پن پر گئی تو وہ اس پن کو وہاں سے نکالے مسکرایا، پھر اس پن کو ٹیبل پر رکھے ٹانگوں سے لپٹا کمبل کھینچ کر پیچھے پھینکے خود اٹھا اور سیدھا عزیزے کے روم کی طرف بڑھا، ڈور کھول کر اندر جھانکا تو وہ جائے نماز پر بیٹھی نظر آئیں۔

باران اندر آیا اور چپ چاپ انکی دعا میں حلل ڈالے بنا
انکے پاس بیٹھے انکی گود میں سر رکھے نیچے کارپٹ پر ہی لیٹ
گیا، گزشتہ شب عزیزے کے لیے بہت بھاری ترین سہی پر
باران کا یوں آکر لیٹنا انکو ہر اداس کیفیت سے گھسیٹ کر
کھینچ لایا۔

"میں نے اپنا رازدان بنا کر آپکو بہت پریشان کر دیا ہے ناں
انے؟ کتنا خود غرض ہوں میں۔ آپکی نیندیں اڑا کر خود
ایسے سو گیا جیسے چرس پی ہو۔ مجھے خود سے بہت شکوے
ہیں۔ سکون کے دن جب بھی آئے، نیند روٹھ گئی اور بے

سکونی اور درد بھرے دنوں میں گدھے گھوڑے بیچ کر سو جاتا ہوں۔ اف میں"

وہ خود پر مزید برہم ہو یہ عزیزے نہیں چاہتی تھیں تبھی تو اسے دیکھتے جیسے مسکرائیں، وہ خود اس کھلی مسکراہٹ کے سبب خاموش ہوا، حیرت غالب آئی۔

"تم اس درد بھرے لمحے میں سوئے، یہ اس لیے کہ جس دل میں محبت ہو وہ خود بخود سکون پا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا وہ تیرے پاس سوئی ہوئی تھی۔ تم دو کتنے پیارے لگ رہے تھے کوئی مجھ سے پوچھے۔ وہ اتنی دیر تک تمہارے آنے کے بعد ہی سونے لگی ہے ورنہ اسکی کم نیند میرا بہت بڑا سر

درد تھا۔ اسے سکون دیتا ہے تمہارا ساتھ۔ وہ جیسی تمہارے پاس ہوتی ہے۔ میری اسے سمیٹ سنبھال کر رکھتی بازوؤں نے آج تک اسے ویسی راحت نہیں دی۔ تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے ناں باران؟ جب مجھے اتنے سارے راز بتا دیے تو یہ بھی بتا دو بچے تا کہ میرے اندر تک بکھری بے قراری کو سکون آئے۔ جانے سے پہلے یہ احسان کر دو اس ماں پر"

وہ انکے اک اک لفظ پر بے چین و مضطرب ہوا، یہ سوال کتنا بھاری ہے، یہ اس شخص کے دم سادھنے سے عیاں تھا، وہ کیا کہے سمجھ سے باہر تھا۔

"پلیز باران۔ تم اس ماں سے سچ کہہ سکتے ہو۔ میں دِلارہ کو یہ بات تب تک نہیں بتاوں گی جب تک تم نہ چاہو۔ مجھے بتا دو۔ میں دِلارہ کے لیے بہت پریشان ہوں۔ کیا تم اس سے پیار کرتے ہو؟ اسے ہمیشہ اپنی بیوی چاہتے ہو؟ اسے ہمیشہ اپنے پاس چاہتے ہو؟ اسکی زندگی کا سکون بننا چاہتے ہو۔ اسے سنبھالنا چاہتے ہو؟ بتاوناں باران؟"

وہ اتنی تڑپی ہوئی تھیں کہ باران کا انکار انکے دل کو کئی ٹکروں میں بانٹ دیتا۔

"جی۔"

وہ نظریں چرائے اٹھ بیٹھا اور سر جھکا کر بس اتنا کہہ سکا۔

"کیا جی؟"

عزئزے نے اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے بے تابی سے استفسار کیا۔

"میں اسکے ساتھ اپنی بہت سی راتیں، بہت سے دن اور بہت سے لمحے جینا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے اسے اسکی ساری کھوئی راحتیں واپس دلاوں گا۔ میں اسکے لائق نہیں ہوں ابھی انے۔ مجھے بننا ہو گا۔ یہ سچ ہے وہ مجھے میری جان

سے زیادہ پیاری ہے۔ پر یہ بات میں اسے ابھی نہیں بتا سکتا۔ آپ پردہ رکھیں گی میرا؟"

وہ ہتھیار ڈال گیا اور اسے کیا پتا اس نے عزیزے کے گزشتہ ہر دکھ کا کیسے اک اقرار سے مداوا کر دیا ہے۔

"میں پردہ رکھوں گی۔ پر اک شرط ہے میری۔ تم ہر ماہ آو گے انقرہ۔ وہ بھی ایک ہفتے کے لیے۔ مجھے نہیں پتا تم اپنی بزی لائف میں یہ کیسے مینج کرتے ہو پر تمہیں یہ کرنا ہو گا۔ میں دِلارہ کو اکیلا پڑتا نہ دیکھوں، اگر کبھی وہ مجھے تمہارے لیے تڑپتی نظر آئی تو تمہارا یہ راز کھول دوں گی"

عزیزے نے سیدھا سبھاو دھمکی ہی تو دی تھی، تڑپ تو وہ اٹھا تھا، بلبلا اٹھا۔

"آپ مجھے دھمکا رہی ہیں انے؟"

وہ شکوہ کناں ہوا۔

"یہی سمجھ لو۔ اس نے اس چھوٹی سی عمر میں رسوائی سے لے کر بربادی تک ہر تکلیف دیکھ لی۔ وہ بہت سہہ چکی ہے۔ اور تم دو ایک دوسرے کے ہو، اور ایک دوسرے کے ہوتے اگر ایک دوسرے کے لیے تڑپو، یہ مجھ سے برداشت نہیں۔ ابھی اسکے پیپرز ہیں۔ پھر رزلٹ آنے

تک وہ فری ہو گی۔ پاسیبل ہو اتو اسے کچھ دنوں کے لیے Bremen بلوالینا۔ کچھ بھی کرنا پر اسے اپنے لیے دکھی نہ کرنا۔ کیونکہ میرے پاس تمہیں کنٹرول کرنے کی چابی ہے۔ ٹھیک ہے؟"

اپنی نواسی کی خوشی کے لیے وہ باران کو دھمکانے پر بھی راضی تھیں، وہ اداس سا مسکرا دیا کہ اب کیا کرتا، گردن تو پھنسا بیٹھا تھا۔

"آپ جو کہیں۔ مجھے منظور ہے"

وہ تابعداری سے مسکرایا تو عزیزے نے بہت پیار سے اسے اپنے گلے لگانے کو بازو کھولے، وہ بھی تو بچہ بنا سمٹ گیا۔

قرار دونوں کو ملا۔

"جانے سے پہلے باپ کو بھی گلے لگا لینا۔ اور خیریت سے جاو۔ پہنچ کر اطلاع کر دینا اور اپنی فلائیٹ ڈیٹیل بھی بھیج دینا مجھے میری جان۔ میری دِلارہ کی امانت ہو۔ خبردار کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا۔ جاو میری جان۔ دیر نہ ہو جائے"

عزیزے نے اسے لاڈ پیار و محبت سے رخصت کیا جبکہ یہ سچ تھا اب تو وہ ہر گز جانا نہ چاہتا تھا، اور جب دل بے ایمان تھا آج کے لیے تو اسکی سنی جانی طے تھی۔

وہ ایک گھنٹے تک گھر پہنچ بھی گیا اور نک سک تیار ہو کر اپنی فلائیٹ کے لیے بھی ریڈی ہوا، اولیو گرین شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ جبکہ بلیزر بھی بلیک پہنے، کلاسی بوٹس، اور ہمیشہ کی طرح چارمنگ لکس کے ہمراہ وہ خوشبوؤں میں نہایا، اپنے روم سے گاڑی کی چابی سمیت نکلا تو سامنا ڈائنگ ہال میں نیوز پیپر کا صبح صبح جائزہ لیتے بابا سے ہوا۔

"تو بنا کچھ کلئیر کیے ہی واپس نکل رہا ہے بھگوڑے؟"

بابا کی پکار پر وہ انکے پاس چلا آیا، اسماعیل یلدرم کی آنکھوں میں سرخائی گھلی تھی۔

"سب کچھ انے کو بتا دیا ہے۔ وہ سہی وقت پر آپکو سب بتا دیں گی بابا۔ رہی بات بھاگنے کی تو یہ میری ذات کا حصہ ہے۔ نیا کیا ہے"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی تلخ ہوا تو اسماعیل نیوز پیپر سمیٹ کر میز پر رکھتے کرسی پیچھے کرے اٹھ کھڑے ہوئے، باران کے سامنے آکر تن گئے جو افسردہ و اداس تھا۔

"دِلارہ اور تو ہمیشہ ساتھ رہنے کا عہد کرو، میں تجھے سب سنے بنا معاف کر دوں گا باران"

وہ اب کی بار تاسف سے بولے تھے، باران نے لحظہ بھر نظر جھکائی، پھر نئے حوصلے سے بابا پر ڈالی، انکی سوالی آنکھوں میں بے شمار خزن تھا۔

"تو کر دیں پھر معاف بابا۔ میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ آئی پرامس"

باران نے بھی ہار مان لی، یہ سننا اس بوڑھے آدمی کو نئی زندگی وامنگ دینے سا تھا۔

"کر دیا معاف۔ اب زیادہ دن کے لیے مت بھاگنا
باران۔ ان بوڑھی ہڈیوں میں مزید تیری جدائی سہنے کی
قوت نہیں بچے نہ یہ آنکھیں اب اتنی مضبوط ہیں کہ تیری
یاد میں دن رات آنسو بہا سکیں"

ان سوالی آنکھوں میں پھیلے درد پر باران نے خود بابا کے
گلے لگ کر سارے جمود کا گلا ہی کاٹ ڈالا، اسماعیل نے بھی
اپنے بچے کو اپنے سینے میں بھینچ سا لیا، ہاں یہ لمحہ بے شمار
جذباتی تھا۔

"بھانے مجھے چھوڑنے جانا تھا پر میں خود نکل رہا ہوں۔ ائیر
پورٹ سے پہلے کہیں اور نکلنا ہے۔ آپ انکو بتا دیجئے گا وہ

گھر نہیں ہیں۔ پہنچ کر کال کرتا ہوں اور جلد آوں گا اس بار۔ اپنا خیال رکھیے گا بابا۔ بہت پیار کرتا ہوں میں آپ سے "

وہ اس بار کسی کا مجرم نہیں تھا، اس بار کچھ نہ جان کر بھی وہ سب کی معافی پا چکا تھا، اس سے بڑی خوش قسمتی کیا ہو سکتی تھی بھلا۔

وہ بابا سے اجازت لیے نکلا اور اسکی اگلی منزل وہی قبر تھی جسے اسکی چڑیل اپنی دوست کہتی تھی۔

.._____..

"کہاں رہ گئے تھے عالی۔ میں کل سے آپکا انتظار کر رہی ہوں۔ ایک میسج کر کے جان چھڑوالی۔ زرا احساس نہیں کہ کتنی پریشان ہوں گی میں"

وہ کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جب گھر میں داخل ہوتے عالیان کو دیکھے، کتاب وہیں صوفے پر پھینکتی وہ اٹھ کر عالیان کے پاس جا رکی، شکوے کیے جو رات چاچو کے ساتھ رہ کر آج کے لیے اچھی خاصی پلاننگ کیے، زرا گھر اس چڑیل کو تسلی دینے ہی آیا تھا کیونکہ ایدا ایک میسج سے بہل جاتی ایسا ممکن نہ تھا۔

"بابا کی طبعیت کیسی ہے؟ وہ گئے ہیں یونی؟"

عالیان نے اسکے چہرے کو پیار سے نہارتے اسکے سوال نظر انداز کیے تو وہ منہ پھلا گئی۔

"ٹھیک ہیں۔ ابھی دس منٹ پہلے نکلے۔ میں کیا پوچھ رہی ہوں عالیان۔ آزاد ماموں۔ اور نازلی hala، سب کہاں ہیں کیسے ہیں۔ خطرہ ٹل گیا یا نہیں۔ بتائیں ناں؟"

وہ اسکے گریبان پر ہاتھوں کو رکھتی شدید بے چین ہوئے بولی تو عالیان نے دھیرے سے اسکی کمر کے اطراف ہاتھ رکھے اسے اپنے سینے سے لگایا، ایدا کے چہرے پر ہزاروں رنگ اترے۔

"سب انڈر کنٹرول ہے۔ نازلی آج نہیں تو کل یہاں واپس آجائیں گی۔ آزاد چاچو اور میں رات یہی پلان بنا رہے تھے کہ نازلی کو وہاں سے کیسے نکالیں۔ تم پریشان مت ہو۔ ہر چیز اپنے مدار میں آنے والی ہے۔ میرا میسج تمہیں مطمئین نہیں کر سکا جانتا ہوں تبھی صرف تم سے ملنے آیا ہوں۔"

وہ اسے بھرپور تسلی فراہم کرنے کے بعد اسکی بھیگتی آنکھیں دیکھ کر برہم ہوا جن میں آنسو خود بخود چلے آئے تھے۔

"ا۔۔ اس پلین میں مجھے بھی شامل ک۔۔ کر لیں ناں۔ میں دیواروں پر چڑھ لیتی ہوں اب۔ پلیز۔ میں یہاں ہاتھ پر

ہاتھ دھر کر بیٹھے صرف تڑپنا نہیں چاہتی۔ مجھے یہ زندگی نہیں چاہیے۔"

وہ شدید اداس تھی کہ آواز تک گھٹ رہی تھی، جیسے مزید اکیلی بے کار رہی تو پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی۔

"خطرہ ہے وہاں۔ تمہیں کیسے شامل کر لوں ایدا؟"

وہ بھی فکر مند ہوا کہ یہ لڑکی کیا بول رہی ہے۔

"آپ تینوں کے ارد گرد بھی تو خطرہ ہو گا ناں۔"

وہ آنکھوں میں نمی لیے ضد کرنے لگی تو عالی کو اسے اس سے باز کرنے کا بہترین خیال سوجھا۔

"اچھا۔ گن چلا سکتی ہو؟"

عالیان نے بازو مزید جکڑے تو ایدا سوال و لہجے کی معنی خیزی دونوں پر اس قربت کے سبب مچلی۔

"ن۔۔ نہیں"

وہ ڈرا سا منمنائی۔

"ہنٹر؟ تیر کمان؟ ڈنڈا۔ چاقو کچھ بھی؟"

ایدا کو لگا وہ عالی سے نہیں کسی کرمنل سے بات کر رہی ہے، ایدا کی سانس تنگ ہوئی ایسی سب خطرناک چیزوں کا نام سنے۔

"ن۔۔ نہیں"

وہ چڑ گئی۔

"اپنا بچاو آتا ہے؟"

ایک آخری سوال اس تپی خاتون سے پوچھا گیا اور اس پر بھی محترمہ کا ٹکا سا جواب ہی بر آمد ہوا، عالیان نے اسکے چہرے پر بیٹھی رنجیدگی کو گہری نظروں میں پرویا۔

"تو کیا مداری کی طرح بندر لے جا کر نچاو گی انکے سامنے؟ حد ہو گئی ایدا۔ جب تمہیں بچاو تک نہیں آتا تو تمہیں کیسے خطرے میں جھونک دوں؟"

ایدا کو اب اسکی بات سمجھ آئی تو افسردگی سے وہ بھیگی آنکھیں جھک گئیں، پھر خود بھی عالیان کو زرا رحم آیا کہ پہلے ہی وہ کل ایدا سے بہت روڈ ہو گیا تھا، اور ستم کے معافی بھی نہ مانگی۔

"سنو"

وہ اسکی گال سے اپنی دھاڑی والی گال رب کرے اسے پکارا تو وہ آنسو آنسو سانس کھینچتی چہرہ اور روتی آنکھیں اٹھائے عالیان کو دیکھنے لگی۔

"کل میں نے بہت بد تمیزی کی تمہارے ساتھ۔ گلا تک دبایا۔ بہت روڈ ہو گیا۔ چلایا بھی۔ ایسا بس میں برے لوگوں کے لیے ہوں۔ تم میرا ایسا رویہ ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔ معاف کر سکو گی مجھے؟"

وہ تو کل کا سب بھول گئی پر اب جب عالی نے یاد دلایا تو اسکا دل چاہا وہ پھر سے روٹھ جائے اور کہے ہاں وہ ہرٹ اور ناراض ہے۔

"ن۔ناں۔۔ کبھی نہیں"

وہ آنکھیں پھر بھیگنے کو تیار ہوئیں۔

"ارے۔"

وہ اسکے آنسو جو گالوں پر لاڈ اٹھوانے کی طلب میں بہہ نکلے، انھیں پیار سے پونچھ گیا، ایدا کا مزید دل غمگین ہوا، بھر گیا۔

یہ بلکل ویسا تھا جیسے اداس بچے کو لاڈ کیے جائیں تو وہ رو پڑتا ہے تاکہ سامنے والا اسے اور پیار سے سمیٹ لے، اس ڈرامہ کوئین بچے اور ایدا میں اس وقت زیادہ فرق نہ تھا۔

"تمہیں معاف کرنا ہو گا مجھے۔ ایسے تمہارے بہتے آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر اپنی شرٹ نکال دوں تو معافی مل سکتی ہے؟"

بڑی سنجیدگی سے عالیان نے اس ملکہ جذبات کے سامنے مان جانے کی صورت رکھی، اول تو وہ سمجھ نہ سکی عالیان نے کیا کہا، پر غور و فکر کرنے اور اسکی بات پر توجہ دینے کی دیر تھی کہ وہ گھبرا کر اس آدمی سے دور ہوئی۔

"میں نے کہا تھا شرٹ لیس آپ ہاٹ لگتے ہیں، ایک ناراض لڑکی کو منانے کے لیے ہاٹ نہیں کول بننا پڑتا ہے اور وہ آپ پورے کپڑوں، شریف موڈ اور چہرے کی بنا

بھکی سمائیل سے لگ سکتے ہیں۔ زیادہ چالاکی کی ضرورت نہیں۔ روٹھ کر بھی دماغ بہت تیز چلتا ہے میرا"

ایدا نے بھی سامنے والے جناب کے ارمانوں پر پانی پھیرتے، سینے پر ہاتھ لپیٹ کر خشمگیں نظروں سے گھوری دی تو وہ ہنستا ہوا جا کر کاوچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھا، ایدا وہیں ایڑیوں کو گمائے اسکی طرف پلٹی اور پینگوئن کی طرح قدم اٹھاتی ہنستے عالیان کے سر پر آ رکی۔

"ناشتہ کریں گے؟"

وہ فکر سے بولی تو عالیان نے اس پر بھرپور نگاہیں جمائیں جسکی آنچ ایدا کو حرارت سی دے گئی۔

"سونا چاہوں گا کچھ دیر۔ باران کی فلائیٹ ہے۔ مجھے ایک گھنٹے تک جگا دینا۔ اسے چھوڑ کر آنا ہے۔ تم کر لو ناشتہ"

عالیان نے وہی گہری نظریں ایدا پر جمائے بتایا تو وہ فوری سر ہلاتی جانے لگی جب عالیان نے اسکی ملائم سی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں لی اور کھینچ کر ایدا کو اپنے تھائے پر لا بٹھائے خود بھی ٹیک چھوڑ دی۔

"میری زندگی کی یہ وش لسٹ میں تھا۔ کسی من پسند عورت کا کبھی بھی ہاتھ پکڑ کر اسے اتنے قریب کھینچ کر لا بسانا پھر اسکے چہرے پر اپنی نزدیکی کے رنگوں کا گھلنا دیکھنا۔"

اک غرور تھا اس خوبرو شخص کے لہجے میں، اک رشک تھا جس پر وہ گھبراتی ایدا لٹ گئی۔

"من پسند ہونے کا غرور عورت کو سر پھرا بھی کر دیتا ہے۔ میں پہلے ہی مینٹل کیس ہوں تھوڑی۔ ایسے منہ پر ایسی اچھی باتیں کریں گے تو سمجھداری والے کچھ اور سیل مر جائیں گے میرے اندر۔"

ایدا نے معصومیت سے شکوہ کیا، وہ اوپر سے اتنے پاس لگتا بھی تو بہت پیارا تھا، عالیان اسکی شکائیت پر جی بھر کر محظوظ ہوا۔

"مجھے تمہاری سمجھداری سے کیا لینا دینا۔ اکثر شدت پسند کہانیاں پاگل پن میں آکر ہی ترتیب دی جاتی ہیں ایدا دمیر۔ مجھے منظور ہے تمہارا سر پھرا اور پاگل ہونا۔ میں ہوں ناں سنبھالنے کے لیے۔ ہر قدم پر تمہارا سایہ ہونے کے لیے"

وہ اسکے رخسار سے انگلیوں کی پوریں سہلاتا تا اس پر اپنا طلسم پھونک رہا تھا، وہ ایسا جادو گر تھا جسکا آسیب سر جھٹکنے سے اور سر پر سوار ہوتا تھا۔

"آپ میری کمفرٹ زون ہیں عالی۔"

چمکتی آنکھیں پانیوں سے بھری پر اس لڑکی کی آواز میں بے حد مان تھا۔

"یو ٹو مائی ڈیئر"

اس نے بھی جواباً ایدا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے عاشق کی طرح چوما، ایدا گدگدا گئی، کتنی عزت دی تھی اس نے ایدا کو یوں اسکا ہاتھ چوم کر۔

"سو جائیں۔ میں جگا دوں گی۔ اور آپکو بتانا تھا کہ باران بھائی خود ہی ائیر پورٹ نکل گئے تھے۔ ماموں کو بتا کر گئے تھے کہ اس سے پہلے انھیں کہیں اور جانا ہے تو آپ زیادہ دیر سو سکتے ہیں"

وہ اسے پیار سے دیکھے اٹھنے لگی تو عالیان نے اس پر آج کے لیے مزید کوئی ظلم نہ ڈھاتے اٹھنے دیا، حالانکہ ایسا کرنے کے بارے عالیان راضی نہ تھا کہ اسے جانے دیتا، جبکہ

باران کے بارے اسماعیل اسے بتا کر گئے تھے کہ عالی کو انفارم کر دے۔

"چلو۔ ٹھیک ہے، یہیں سو رہا ہوں پھر بھی"

وہ اپنا کوٹ اتارے وہیں کشن ترتیب دیے لیٹا تو ایدا نے مسکرا کر سر ہلایا اور جاتے جاتے سیٹنگ لاونج میں جلتی لائیٹ بھی آف کر گئی، جبکہ عالیان اسکے اتنے آرام دینے پر مسرور ہو کر رہ گیا۔

.._____..

باران کی گاڑی قبرستان کی حدود میں رکی تھی، یہاں وہ گاڑی روک کر باہر نکلا، وہیں دِلارہ اس سے چھپ کر کسی قبر کے عقب میں ہو گئی پر اس اداسی میں وہ بھول گئی کہ وہ شخص اسے اسکی خوشبو سے پہچان لیتا ہے، اس پورے قبرستان میں پھیلی وہ ہوا کے دوش پر بکھری lavender خوشبو بھانپ گیا تھا، اسے دِلارہ کا سوتے میں چھوڑ جانا بہت ہرٹ کر گیا تھا، اور تبھی وہ اسکے نام کی قبر کے پاس آئے رکا، وہ جانتا تھا وہ یہیں ہے اور اسے سن رہی ہے۔

"تم سوتے میں مجھے چھوڑ گئی۔ اسے تمہاری بے رحمی سمجھوں یا سفاکی۔ مجھے تم سے بہت کچھ کہنا تھا؟ رات میں

بہت کچھ کہنا بھول گیا تھا۔ لیکن تم نے شکر کیا میں سویا اور تبھی میرے جاگنے سے پہلے فرار ہو گئی"

وہ شکوہ کر رہا تھا، وہ اسے دیکھ تو نہ پا رہی تھی پر اسکے الفاظ کی تکلیف اور لہجے کی تپش محسوس کر سکتی تھی۔

"میں کہیں نہیں گئی۔ تمہارے آس پاس ہی ہوں باران"

وہ کرب سے سوچ ہی سکی۔

"میرا دل اب بھی بھاری ہے۔ تم نے ہلکا نہیں کیا دلارہ"

اک اور شکوہ۔

"میں مجبور ہوں۔ جاتے ہوئے تمہاری آنکھوں میں دیکھنا مشکل ہے"

وہ بھی بلا کی بے بس لگی۔

"میری طرح جو بھاری دل لے کر بچھڑتے ہیں۔ قسمت اتنی بدخواہو جاتی ہے کہ وہ کسی حادثے کا شکار ہو کر تشنہ ہی مر کھپ جاتے ہیں۔ میں خود کو ایسی موت کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔ پر جسکے ملک بدر ہونے پر تمہیں فرق نہیں پڑ رہا، ممکن ہے دنیا بدر ہونا بھی زیادہ متاثر نہیں کرے گا۔ میں واپس نہیں آوں گا"

وہ یہ کہہ کر جذباتی سا وہاں سے گیا تو دِلارہ نے اس قبر کے پیچھے سے اٹھ کر بھیگی آنکھوں سے باران کو جاتے دیکھا۔

"مجھے فرق پڑتا ہے۔ میں مر رہی ہوں۔ پر تمہیں بتا نہیں سکتی"

وہ اسے بے بسی سے جاتا دیکھتی رہی، باران کو علم نہ تھا وہ ائیر پورٹ تک اسکے پیچھے گئی تھی، تب تک اسکو فالو کیا جب تک وہ فلائیٹ کے لیے انٹر نہ ہوا، وہ اسکے جہاز میں بیٹھنے کے بعد اسکی فلائیٹ کی ڈیٹیل لینے کے بعد وہاں سے نکلی، چند منٹس میں جہاز فلائے کرنے والا تھا اسکی اناؤنسمنٹ بھی جاری تھی اور دِلارہ واپس گھر چلی گئی لیکن

باران آج جا پاتا ایسا اسکے مقدر میں ہی نہ تھا، عیشاء کی کال اور فرمائش دونوں ہی باران کے سفر میں عین وقت پر رکاوٹ بن گئے۔

"تمہاری سرجری کب ہے؟"

عیشاء کے سوال پر باران نے معاوف دماغ پر زور دیا۔

"کل ہے۔ کیوں پوچھ رہی ہو؟"

لہجہ سوالیہ اور شدید اکتایا ہوا تھا۔

"تو آج جا کر کیا کرنا ہے۔ کینسل دا فلائیٹ ناوو"

عیشاء نے سیدھا حکم دیا۔

"میں پلین میں سوار ہو چکا ہوں۔ اپنے حکم پاس رکھو"

بدلحاظ باران واپس آ گیا تھا۔

"پلین ابھی اڑا تو نہیں۔ اترو باران۔ واپس مت جانا۔ ہوٹل آجاو پر واپس آو۔ کل کی تمہاری فلائیٹ میری طرف سے۔ اب تو مان جاو پلیز۔ میں بہت نروس فیل

کر رہی ہوں۔ آئی تھنک میں تمہارے بنا انے کا سامنا نہیں کر سکتی۔ کم فاسٹ ڈیئر"

وہ نروس سے زیادہ آج اپنے گھر جانے سے خوفزدہ تھی، آخر سترہ سال بعد واپسی آسان نہ تھی۔

"اف عیشاء! کتنی مشکل سے میں جانے کا فیصلہ اور ہمت جمع کر سکا تھا۔ تم کیوں میری جان کے

پیچھے پڑ رہی ہو۔؟"

اخیر دکھی ہو کر اس بے جا دوستی کے حق وصولتی عیشاء کو ڈانٹا تھا اس نے۔

"بس یہی تھی تمہاری دوستی؟ اگر نروسنیس سے میری جان چلی گئی تو؟"

وہ بے بس تھی۔

"اوکے فائن۔ رونے مت لگنا اب۔ اتر رہا ہوں۔ لیکن میں تمہیں صرف ڈراپ کروں گا۔

ایک بار پھر سب سے گڈ بائے کہنا ممکن نہیں میرے لیے۔ آتا ہوں"

برہمی، غصہ، دردناک

کیفیت جانے کیا کیا تھا باران کی اس تنبیہہ میں، پر شاید آج یہ قدرت کا فیصلہ تھا کہ وہ رک جائے۔

جبکہ وہ فلائیٹ ٹیک آف ہونے سے ایک منٹ پہلے ہی جہاز سے اتر گیا، گاڑی ابھی تک اسکی ائیر پورٹ پر تھی، اس نے

ڈرائیور کو پک کر لینے کا کہا پر پھر منع کیا اور خود عیشاء سے ملنے ہوٹل پہنچا۔

دِلارہ بھی اداس سی سیدھی گھر ہی آئی، اسکی پوری دنیا اداس تھی، سب ختم ہو گیا ہے ایسا لگ رہا تھا، عزیزے ابھی تک گھر تھیں اور ناشتے پر اسکی منتظر تھیں پر اچانک ٹی وی پر آتی نیوز پر وہ اٹھ کر لاونج میں آئیں، ریمورٹ سے ٹی وی ساونڈ اونچا کیا۔

"Ankara سے Bremen

جاتا جہاز صبح دس بجے کے قریب کریش ہو گیا ہے۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق دو پائلٹ، چھ ائیر ہوٹس سمیت باون لوگ مارے گئے۔ فی الحال کسی کے گمشدہ ہونے یا زندہ بچ جانے کی خبر نہیں ملی"

وہ گھر داخل ہوئی تو اس نے پہلی نظر عزیزے پر ڈالی جو اپنے دل کو تھامے کھڑیں نیوز چینل پر بتائی جاتی خبر پر رو پڑی تھیں، جبکہ دوسری نظر اس نے ٹی وی سکرین پر ڈالی، آنکھیں دھندلائیں جبکہ دماغ پھٹنے لگا۔

"میری طرح جو بھاری دل لے کر بچھڑتے ہیں۔ قسمت اتنی بدخواہو جاتی ہے کہ وہ کسی حادثے کا شکار ہو کر تشنہ ہی

مر کھپ جاتے ہیں۔ میں خود کو ایسی موت کے لائق نہیں سمجھتا تھا۔ پر جسکے ملک بدر ہونے پر تمہیں فرق نہیں پڑ رہا، ممکن ہے دنیا بدر ہونا بھی زیادہ متاثر نہیں کرے گا۔ میں واپس نہیں آوں گا۔"

دلارہ کی دھندلائی آنکھوں میں آٹھ بجے کا وہ منظر لہرایا جب وہ شخص اسکے نام کی قبر پر کھڑا اسے بقیہ آدھا گڈ بائے کہہ رہا تھا۔ اور وہ ازمیز کے سیمنار جانے کے بہانے، منظر سے غائب ہو کر درحقیت اسی قبرستان میں چھپ کر اسے سن اور دیکھ رہی تھی، دلارہ کے پیروں سے جان نکلی۔ وہ

وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھی، اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے لگیں، اور ستم آج وہ چیخ بھی نہ سکی۔

اسے پھر کچھ سمجھ نہ آیا عزیزے اس سے کیا بولیں، وہ اس سے فلائیٹ کی ڈیٹیل اور نجانے کیا کیا کہتی رہیں پر وہ پتھر بن گئی، اٹھی اور عزیزے کے لاکھ پکارنے پر بھی نہ رکی اور گھر سے نکل گئی، اسکو محسوس ہو رہا تھا کہ اسکا پورا وجود ریشوں کی صورت بکھر کر فضا میں تحلیل ہو گیا ہے۔

جبکہ دوسری طرف باران، جب عیشاء سے ملنے ہوٹل پہنچا تو کچھ دیر تو اسکی نروسنیس کم کرنے کی کوشش کی پھر جب وہ زرا کالم ڈاون ہوئی تو جانے کی تیاری کے لیے چینج کرنے گئی

اور اسی بیچ باران نے نیوز کی خاطر ٹی وی آن کیا مگر پلین کریش کی خبر نے پورے وجود کو شل کر دیا۔

"اوہ میرے خدا"

باران نے اپنے بال مٹھیوں میں بھرے، اگر وہ چلا جاتا تو سب ختم ہو جاتا، اب اسے موت کے خیال سے بھی ڈر لگا تھا، عیشاء بھی باہر آئی تو آگے نیوز چینل کی سرخی دیکھے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے بمشکل چیخ روک سکی۔

"تمہاری ضد نے بچا لیا مجھے عیشاء"

باران کی حسیں ابھی بھی مفلوج تھیں جبکہ وہ خود صدمے میں تھی جبکہ باران نے فوراسے پہلے اپنا فون اٹھا کر عزیزے کو کال کی۔

"باران۔۔۔ت۔۔ تم ٹھیک ہو۔ تمہارا جہاز تو کریش ہو گیا۔"

عزیزے کی روتی سسکی بھری آواز پر باران کا دل ڈوبا، اگر انے کا یہ حال تھا تو دِلارہ کا کیا ہوتا۔

"انے میں خوش قسمتی سے آج نہیں جا سکا۔ دِلارہ کہاں ہے؟"

باران نے بے قراری سے پوچھا تو عزیزے صوفے پر خود کو بمشکل لڑکھڑا سکیں۔

"وہ قبرستان ہے، لوکیشن ٹریس کی ابھی۔ میں اسی کو لینے جا رہی تھی پر میرے ہاتھ کانپ رہے تھے ڈرائیو ہو نہیں پا رہی۔ پلیز اسے لے کر آجاو۔ وہ نیوز سنتے ہی چپ چاپ گھر سے نکل گئی تھی۔ بہت روکا تھا۔ پلیز باران اسے دیکھو جا کر"

عزیزے گڑگڑا سا اٹھیں، انھیں دِلارہ کی فکر کھائے جا رہی تھی، انکے آنسو بہتے جا رہے تھے۔

"ٹھیک ہے آپ گھر رہیں۔ میں جاتا ہوں اسے لینے"

باران نے انھیں پر سکون کیا جبکہ خود کال آف کرے وہ گھبرائی پریشان عیشاء کی جانب پلٹا۔

"تم گھر نکلو۔ میں دِلارہ کو لے کر وہیں آتا ہوں۔ نروس ہونے کی ضرورت نہیں۔"

باران نے اسے تاکید کی اور خود تیزی سے روم سے نکل گیا، جبکہ عیشاء بھی اپنا بیگ لیے پیچھے ہی نکل گئی۔

وہ ہوا کے دوش پر ڈرائیو کرے قبرستان پہنچا، عزیزے نے اسے دِلارہ کی آدھے گھنٹے پہلے والی لوکیشن بھیجی تھی کیونکہ

ابھی اسکا فون بند تھا، وہ اپنی قبر سے ٹیک لگائے اسی قبر کی طرح چپ بیٹھی تھی، آنکھوں کے کنارے سوجھے تھے، لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔

وہ قبرستان کی حدود میں آیا تو اسکا دل دِلارہ کو پھر اس جگہ بیٹھا دیکھے پھٹ گیا۔

"رو لیا مجھے جی بھر کر یا ابھی باقی ہے؟"

وہ اسکی آواز سنتے ہی کرنٹ لگے انسان کی طرح اسکی طرف گردن گمائے، اسے دیکھتے ہی قبر کی تختی کا سہارہ لیے

لڑکھڑاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی، دونوں کی آنکھوں میں دبا ہوا طوفان تھا، دریچوں تک قید طغیانی تھی۔

"م۔میں نہیں روئی۔نہ چیخی۔تم سارے ف۔۔فیصلے خود کرتے ہو۔مجھے فرق پڑتا ہے یا نہیں تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں۔اگر میری دنیا سے چلے گئے ہو تو ایسے مجھے دیکھائی دے کر دھوکے میں م۔۔مت ڈالو"

وہ اس سے منت کرا اٹھی کہ اگر وہ اسکا وہم بھی ہے تو چلا جائے، اس میں کچھ سننے کی سکت اور طاقت نہیں۔

"میں تمہاری دنیا میں جانے کے لیے نہیں آیا دِلارہ، دھوکہ وہ بھی میں یا میری موجودگی تمہیں دے؟ ممکن ہی نہیں۔ تم پر نہیں گیا ہوں۔ چھو کر دیکھو تا کہ تم پر جو طاری دردناک کیفیت ہے اس میں شگاف پڑے"

وہ خود نہ ہلی تو باران اپنے آپ اسکے قریب جا رکا، وہ اپنا ہاتھ بڑھانے سے خوفزدہ تھی، کہ اگر یہ وہم ہوا تو اسکے حلق میں اٹکی آخری سانس بھی نکل جائے گی، وہ یوں تھی جیسے اسکے اندر قیامت اتری ہو، کہرام مچے ہوں۔

دلارہ نے جب اپنا کانپتا ہاتھ بڑھا کر باران کے سینے کو چھوا تو اسکی انگلی کی پور نے اس شخص کی موجودگی کے تسخیر ہونے

کا اعلان کیا، وہ کانپ کر رہ گئی، اس سے پہلے لڑکھڑا کر گرتی، وہ اسے لپک کر اپنی بازوؤں میں سنبھال گیا، اس لڑکی نے اک بھاری سانس اس شخص کی سانسوں کے بیچ لی، پھر سنبھل گئی۔

"ت۔۔ تم تو چلے گئے تھے۔ پلین م۔۔ میں بیٹھ گئے تھے ناں"

وہ رونے کو روکے بمشکل منمنائی۔

"تو ٹھیک لگا مجھے کہ پیچھا کیا میرا تم نے"

وہ اور دکھی ہوا، اس لڑکی پر جان سی اٹک گئی۔

"میں کبھی نہ بتاتا کہ نہیں گیا۔ جب پتا چلا وہ پلین کریش ہو گیا جس میں مجھے جانا تھا، تو خیال آیا کہیں میری جاسوس نے میرا ائیر پورٹ تک پیچھا نہ کیا ہو۔ جسکو میرے اک سر درد نے ہلا دیا وہ مجھے جہاز میں بٹھانے ضرور گئی ہو گی۔ چھپ کر ہی سہی۔ وہ لاکھ کہے اسے فرق نہیں پڑتا پر اسے فرق پڑتا ہے۔ وہ اس پلین کریش پر نہ روئی

نہ چیخی، وہ تو قبر کی طرح چپ ہو گئی۔ اور تم جانتی ہو ہم ایسے چپ کن لوگوں کے لیے ہوتے ہیں دلارہ؟"

ابھی بھی نہ وہ بول رہی تھی، نہ رو رہی تھی، وہ ایسی چپ تھی جیسے اسکے سارے موسم، سارے رنگ، سارے ارمان ڈرے ہوئے ہوں۔

"ہمم۔"

وہ بول نہ پائی تو بھیگی آنکھوں سے باران کو دیکھتے اشارہ کیا، وہ دلارہ کے اس کیوٹ عمل و جنبش پر مسکرا اٹھا، لمحے میں اسکا دل شرارت پر آمادہ ہوا۔

"اتنا سستا تھوڑا ہے یہ انکشاف۔ اس کے لیے تمہیں چلا کاٹنا پڑے گا"

اسی مسکراہٹ سمیت اس نے اس سہمی لڑکی کو ٹرخا ڈالا، وہ نظریں جھکا کر اسکی طرف کھسکتی دھیرے سے اسکے مضبوط سینے سے لگی اور بازو اطراف باندھے چھپ سی گئی، باران کو بھی آوازیں سنائی اور رنگ دیکھائی دینے لگے۔

وہ یوں اس کے سینے سے کان لگائے چپ تھی جیسے طوفان گزر جانے کا خود کو اس چلتی دھڑکن سے یقین دلا رہی ہو۔

اور وہ انکشاف یہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کی کبھی نہ بچھڑنے والی محبت بن گئے تھے، بس ابھی اس انکشاف کا ٹھیک وقت نہ آیا تھا۔

"تمہارے لیے گھر میں ایک سرپرائز ہے۔ چلیں یا ابھی اپنی پہلی دوست کے پاس کچھ دیر اور ٹھہرنا ہے؟"

باران نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے متوجہ کیا، وہ سانس لیتی کسمسا کر اسکے سینے سے زرا دور ہوئی اور چہرہ اٹھا کر اپنی گرے آنکھوں کا محور باران کی آنکھیں بنائیں۔

"کیسا سرپرائز باران؟"

وہ ابھی کچھ بھی نہیں چاہتی تھی، نہ کوئی صدمہ نہ کوئی سرپرائز۔

"جا کر خود دیکھ لینا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ کچھ بھی مشکل محسوس ہو یا سانس رکنے لگے، ہمت پست ہو یا حوصلہ ٹوٹے۔ میرے یہ بازو تمہیں سمیٹنے کے لیے موجود ہوں گے دِلارہ"

جانے کس مٹی سے بنا تھا یہ شخص، مہربانیاں نچھاور کرتے تھکتا ہی نہ تھا، لوگ محبت میں لاڈ اٹھاتے تھے، اس شخص نے نفرت، ناپسندیدگی اور اب پسندیدگی کے ہر لیول میں دِلارہ کی ہر بات پر سر خم کیا تھا، وہ انمول شخص تھا۔

"اگر یہ سب ہو گا پھر وہ سرپرائز تو نہ ہوا۔ میں اچھا محسوس نہیں کر رہی باران۔ مجھے تم کافی ہو"

وہ سخت گھبرا کر پھر سے اس کے سینے لگ گئی، اسکی آواز میں خراشیں و شکستگی عود آئی۔

"میں کافی ہوں تبھی کہا ہے میرے ہوتے ہوئے تم برا محسوس کرو یہ نہیں چاہتا۔ ادھر دیکھو میری طرف۔؟"

وہ اسکے چھپے چہرے کو دیکھنے کی خاطر اسکا ٹھوڑی سے چہرہ پکڑ کر اوپر اٹھائے جتاتی نظروں سے دیکھتے بولا تو دِلارہ نے اپنی آنکھیں باران کی زرازر اگلابی ہوتی آنکھوں میں پٹ سے لاجمائیں۔

"کل میں تمہیں ڈرائیور کے ساتھ خود ائیر پورٹ چھوڑنے جاوں گی۔ پورے جہاز پر حفاظت کی دعا پھونکوں کی۔ آج صرف تم پر پھونکی تھی"

وہ اس وقت اسے اپنے پیچھے پاگل ہی تو لگی، وہ یہ بات سوچنا چاہتی تھی پر بول بیٹھی۔

"میں کیا بات کر رہا ہوں اور تم کیا جواب دے رہی ہو؟"

باران نے آئبرو اچکا کر دِلارہ کو گھوری دی۔

"میری ہر بات ابھی تمہاری سلامتی کے گرد گھومے گی۔ برا لگے تب بھی برداشت کرو۔"

اسکی گرے آنکھوں کی آس باران کو مٹھی میں بھر گئی، وہ کتنی دیر اس کو دیکھتا رہا، وہ متانت سے درخواست کرے اسکے جواب کی منتظر تھی۔

"بیوقوف۔ برا کیوں لگے گا۔ میں تو ہوا میں اڑتا ہوں جب تم میری فکر یا پرواہ کرتی ہو۔ یونو ناں۔ یہ تمہارے سامنے کھڑا عمر سے بڑا آدمی اندر سے چھوٹا سا بچہ ہے"

وہ اسکی اداسی مٹانے کو اتنی بڑی بات کہہ بیٹھا جو اسے یقین تھا دِلارہ کو خوشی دے گی، اور ایسا ہی ہوا، وہ روہانسی ہوئی۔

"اب سے تم میرے فسٹ نمبر والے دوست ہو۔ ٹھیک ہے؟"

وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اسکے رخساروں سے نرم ہتھیلوں کے سنگ لگاتی آنکھوں میں نمی و چمک ساتھ لیے اس شخص کا مول بڑھا رہی تھی، باران اس اہمیت پر کیونکر نہ مر مٹتا۔

"اسکی شرائط ہیں۔ کہ تم مجھ سے کچھ نہیں چھپاو گی۔ بھلے وہ بات مجھ سے جڑی ہی کیوں نہ ہو۔ میرے منہ پر کہو گی۔ پھر ایکسیپٹ کروں گا یہ عہدہ"

وہ بھی لمبا انتظام کر چکا تھا کہ وہ کبھی کچھ بھی کہنے کے لیے سوچ میں نہ پڑے، کسی جبر کا شکار نہ ہو، باران یلدرم دنیا میں اسکا واحد آئینہ ہو جس سے وہ کچھ بھی با آسانی کہہ سکے۔

"اوکے میں کچھ نہیں چھپاوں گی۔"

وہ جلدی سے عہد باندھ گئی۔

"گڈ گرل۔ اب بتاو۔ میرے واپس جانے پر ٹھیک رہو گی یا کچھ دن اور رک جاوں انقرہ۔ جو سچ ہے وہ بتاو دلارہ۔ مجھے

چین تبھی ملے گا جب تم مجھ سے اپنے بارے بھی سچ کہنا شروع کرو گی"

وہ اسے مشکل میں ڈال رہا تھا، دِلارہ نے نظریں جھکائیں، وہ شدید متذبذب تھی۔

"مس کروں گی پر رہ لوں گی ٹھیک۔ بس تم مجھے دن میں تین بار وڈیو کال کر لینا۔ یہ سچ بتا رہی ہوں۔ تمہاری عادی ہو گئی ہوں پر اتنی بھی نہیں"

وہ تھوڑی منہ پھٹ تھی یہی تو اسکی خاصیت تھی، باران مسکرا دیا۔

"میں وڈیو کال آف ہی نہیں کروں گا۔ پورا پورا دن چلا کرے گی۔ اور بتاو۔"

وہ اسے حیران کر گیا، Bremen کا اتنا ایکسپینسیو نیورو سرجن کیا واقعی اسکے لیے ہمیشہ اویلیبل رہنے والا تھا۔

"بس بھی کر دو۔ لمبی لمبی چھوڑ رہے ہو"

دِلارہ نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر دباو دیتے اسکی بات ہوا میں اڑاتے اسے خود سے دور کیا۔

"آزما لینا۔"

وہ بلا کا یقین آنکھوں میں بھرے بولا کہ دِلارہ کا دل چاہا یقین کر لے۔

"میں آزما بھی لوں گی۔"

وہ بھی آفرز فوری لینے والی خطرناک لڑکی تھی اور یہ بس باران کے معاملے میں تھا۔

"یہی تو چاہتا ہوں۔"

وہ اسے ساتھ لیتا قبرستان کی حدود سے نکلتا ہوا روڈ سائیڈ آیا جہاں اسکی گاڑی کھڑی تھی، آج ہلکی ہلکی دھوپ نے گیلے

گیلے موسم کو چمک سے عطا کر رکھی تھی، آسمان نیلا اور بے حد صاف تھا۔

"تمہیں کبھی کچھ نہ ہو"

وہ گاڑی تک آ کر رکتی اسکی بازو کے حصار میں کھڑی ہی اسے دیکھتے بولی تو باران نے پھر سے بہت محبت اور لاڈ سے اسکی کن پٹی چومی، وہ یہ احساس دلا رہا تھا کہ اسکا یوں فکر سے مرنا، باران کے دل کو زندگی دے رہا ہے۔

"نہیں ہو گا۔ تم ہو ناں۔ پورے جہاز کو میرے لیے محفوظ بنانے والی۔ ویسے اس پر بہت پیار آیا مجھے تم پر۔ چلو اب

گھر چلیں۔ دھماکے دار سرپرائز سے ملنے۔ پھر کہہ رہا ہوں کہ کچھ بھی دل دکھائے، بس چپ چاپ میرے دل سے لگ جانا۔ کوئی زبردستی نہیں۔ تم اپنے ہر مرضی کے فیصلے میں آزاد ہو۔ تمہیں میں کسی جبر کے آس پاس بھی نہ دیکھوں"

وہ اسے ایک بار پھر تاکید کر رہا تھا، ایسی تاکیدیں وہ سات پردوں میں سنبھال لینا چاہتی تھی، وہ اسکا باران یلدرم جو کر رہا تھا، وہ بے حد خوبصورت مسکرائی، ہر ڈر و اداسی سے پاک۔

"تھینکیو سو مچ"

وہ لپک کر بازو اسکے گلے میں پروتی زور سے اس سے گلے لگی، یہ پہلی بار تھا کہ اسکی ننھی منھی گرفت میں اتنی قوت تھی، اس قدر طاقت کہ باران کے محبت کے بجائے رومینس والے ہارمونز ابھرنے لگے، وہ نادانی کر گئی تھی پر وہ تو اچھا بھلا آدمی تھا جسے اللہ نے چھوٹی عمر کے باوجود اک پوری آفت لڑکی دے دی تھی۔

"نہ فلکیات کی گردش، نہ فلسفے کی گہرائی،

نہ تاریخ کے اوراق، نہ سائنس کی دانائی،

محبت کے راز تو ان لمحوں میں چھپے ہیں،

جب تمہاری سانس میری سانس سے ملتی ہے،

اور دل کی دھڑکنیں سب دلیلوں کو خاموش کر دیتی ہیں۔

محبت کو سمجھنے کے لیے...

بس تمہیں میری بانہوں میں کھو جانا ہو گا"

اب اسکے جبر پر موسم بھی محظوظ تھا، کیا کیا جائے، باران نے جب بازو اسکے اطراف لپیٹ کر زرا سی جوابی شدت بخشی تو وہ لرز کر اسکا حصار توڑتی اس سے دور ہوئی اور جا کر پیسنجر سیٹ کی طرف کا ڈور کھولے اندر سوار ہوئی اور باران نے اک ہونٹوں پر کھلتی مسکراہٹ کا بڑی دلکشی سے گلا

گھونٹتے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی، ان کے بیچ جو سحر و فسوں تھا، ممکن لگ رہا تھا کہ وہ گھر پہنچنے تک آپس میں کوئی بات نہ کر پاتے۔

کتنے ملبوس زخم نے بدلے

جب سنورنا پڑا محبت میں

خود بخود ہم سمٹ گئے دل میں

جب بکھرنا پڑا محبت میں....

.._____..

آزاد اور عالیان نے آج ہی نازلی کو بازیاب کرنے کی تیاری کرلی تھی پر آزاد کا دل رات سے جگہ پر نہ آسکا، اس نے نازلی کی جگہ خود کو رکھ کر دیکھا تب اسے اسکی تکلیف سمجھ آئی، اس لڑکی کی بے بسی اور اسکے دکھ بہت بڑے تھے، وہ تو یاداشت کھو کر جیتا آیا تھا پر اصل امتحان تو وہ حواسوں کے ساتھ یہ سب جھیل کر دے کر آئی تھی، وہ اسکی جگہ خود کو لایا تو اپنا آپ بہت چھوٹا لگا، بہت حقیر، بہت بیکار لیکن اسکے پاس تلافی اور مداوے کے لیے بہت کچھ تھا، وہ نازلی کو سمیٹ لے گا اسکا اسے پورا یقین تھا، اور یہی یقین

ان تاریک چار دیواری میں بیٹھی نازلی کو بھی تھا، اسے ایک اللہ پر یقین اور آزاد سے امید تھی۔

وہ اس کے لیے ساری زندگی گزار آئی تھی، کسی کے نام پر اتنے سالوں بیٹھنا اور اسکے آنے کی امید بھی نہ ہو، بہت کڑا امتحان ہوتا ہے اور اب ان کے امتحان ختم ہونے والے تھے، آزاد نے اسے جب کس کی تب وہ بہت تکلیف میں تھی، اس لمحے کو جی ہی نہ پائی پر اس زندان میں اسے لگا جیسے آزاد کے اسی استحقاق نے گھٹی سانس رواں کی ہو، آزاد نے پہلی بار اس پر یوں حق لٹایا اور وہ دکھی تھی کہ وہ اس مومنٹ کو ویسا جی ہی نہیں سکے جیسا وہ جیا جانا ڈیزرو

کرتا تھا، بس کچھ گھنٹے باقی تھے، دوریاں انکے مقدر سے رخصت ہو گئی تھیں، وہ جلد ملنے والے تھے۔

.._____..

وہ گھر آ چکے تھے پر دِلارہ کے اندر جتنی ہمت جمع ہوئی تھی سب ٹوٹ گئی تھی۔

"میں نے آپکا بہت دل دکھایا انے۔ مجھے معاف کر دیں۔ آپکی دل آزاری اور نافرمانی نے مجھے کس کس دشت سے گزارا ہے، سوچ ہے آپکی۔ مجھ میں آپکا سامنا کرنے کی

ہمت نہیں تھی لیکن میں نے کیا۔ شاید تکلیف کا سلسلہ ختم کرنا چاہتی ہوں"

وہ باران کے بنا ہی آگئی تھی، اتنے سالوں بعد ایک ماں جو ناراض چاہے جتنی ہو، تڑپی ہوئی بھی ہو، غمزدہ بھی، اسکے لیے اپنی اکلوتی بیٹی کی ندامت و آنسو خنجر کے وار ہی تھے، جبکہ لاونج کے کنارے کھڑی دِلارہ اور باران بھی ان دو کی طرف ہی دیکھ رہے تھے، سبکی آنکھوں میں الگ الگ نوعیت کی سرخائی گھلی تھی، ہر ایک کا اپنا دکھ تھا۔

"بہت دیر لگادی تم نے تکلیف کا سلسلہ ختم کرنے میں عیشاء۔ اب تو زخم ناسور بن گئے ہیں۔ تمہیں تھامتی یہ ماں

کی باہیں اب صرف نانی کی باہیں رہ گئی ہیں۔ باران نے سب بتایا مجھے لیکن پھر بھی معاف کرنا اتنا آسان نہیں۔"

وہ بھی مجبور و بے بس تھیں، خود دِلارہ بہت زیادہ کمزور محسوس کر رہی تھی، اگر باران نے اسکا ہاتھ نہ تھام رکھا ہوتا تو شاید لڑکھڑا کر گر بھی چکی ہوتی۔

"معافی مانگنے کی جرت بھی کیسے کی آپ نے۔ اور آئی کیوں ہیں واپس۔ یہ سرپرائز تھا باران۔ یہ تو ظلم ڈھایا ہے تم نے مجھ پر"

مزید وہ چپ نہ رہ سکی تو چیخی، شکوہ اسے باران سے بھی تھا جو خود کوئی جواب نہ رکھتا تھا سوائے اس کے کہ دِلارہ کی ہر تکلیف میں اسکے پاس موجود ہو۔

"دِلارہ"

عیشاء کی آواز اسے دیکھتے ہی سسکی بن کر نکلی، جبکہ دِلارہ نے جب عیشاء کو اپنی طرف آتا دیکھا تو وہ منہ موڑے باران کے سینے میں چھپی، خود باران نے محسوس کیا دلارہ کا وجود کانپ رہا ہے تبھی قریب ہی آکر رک جاتی عیشاء کی طرف یوں رحم طلبی سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اتنی جلدی

نہیں عیشاء، سالوں کی نفرت، غصہ، گھٹن اور اذیت تھی، چند لمحوں کا کھیل ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔

"انھیں کہو میرا نام لینے کا حق نہیں انکو"

وہ باران کے سینے گھٹ کر چلائی، باران نے اسے بازو گرد حصار کر سنبھالا پر وہ مسلسل پینک کیے کانپ رہی تھی۔

"میں نے رکھا تھا تمہارا نام۔ کیسے نہ لوں۔ یہ نام لے لے کر ہی تو اب تک جی ہوں۔ میرے جسم کا حصہ ہو۔ مجھ سے ایسے منہ مت موڑو"

عیشاء نے اسکے بکھرے بال سہلانے چاہے پر وہ اور سمٹتی ماں کے لمس سے بے چین ہوئی، باران نے جب دیکھا کہ دِلارہ رو پڑی ہے تو اس نے خود ہی عیشاء کا ہاتھ پکڑ کر دِلارہ کے بالوں سے ہٹایا۔

"سفارش کر دوناں؟"

عیشاء نے تاسف سے باران کو کہا تو وہ باران کے سینے سے نکلتی پلٹ کر خون آشام نگاہوں سے عیشاء کو دیکھنے لگی، عزیزے خود درد میں گری تھیں۔

"کیوں کرے یہ سفارش، نہیں سنوں گی۔ میں نے کہاناں دور رہیں مجھ سے۔ باران انکو ہٹاو میرے پاس سے۔"

وہ عیشاء کے سائے تک سے جھلس رہی تھی اور یہ بات عیشاء سمیت باران اور عزیزے کا جگر بھی کاٹ گئی، عیشاء اس سے پہلے زبردستی اسے گلے لگاتی، دِلارہ نے پوری قوت سے عیشاء کے ہاتھ پرے کیے اور وہاں سے تیزی سے بھاگ گئی، سب نے بیک وقت تڑپتی نگاہ دلارہ کے بھاگ کر اپنے کمرے میں گم ہو جانے پر ڈالی۔

"اتنی جلدی یہ پتھر نہیں پگھلے گا۔ انے کے پاس جاو۔ میں دیکھتا ہوں اسے۔ سالوں کی بھڑاس جمع ہے اسکے اندر۔ اتنی آسانی سے وہ تمہیں نہیں ملے گی۔"

باران کو افسوس تھا پر وہ عیشاء کے لیے جتنا کر سکتا تھا کر چکا تھا، مزید اب کچھ بھی کرنا ناممکن تھا، اب باران کے لیے صرف دِلارہ اہم تھی، اور کوئی نہیں تبھی وہ اسکے پیچھے کمرے میں چلا گیا اور عیشاء نے پلٹ کر آنکھوں میں کرچیاں سی بھرے عزیزے کی طرف دیکھا۔

"ی۔۔ یہ تو کبھی مجھے معاف نہیں کرے گی انے۔ آپ نے بھی نہیں کیا۔"

عیشاء رو پڑی تو عزیزے نے اسے ہاتھ بڑھا کر اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا، وہ روتی ہچکیاں بھرتی بچوں کی طرح عزئزے کے پاس آکر بیٹھی تو انہوں نے کوئی ستم نہ ڈھایا اور اپنا ہاتھ اسکے اطراف پھیلائے حوصلہ دینے لگیں حالانکہ حوصلہ دیتے ہوئے انکی اپنی آنکھیں بے شمار درد میں تھیں جبکہ وہ کمرے میں آیا تو وہ کھڑکی کے پاس کھڑی آتش فشاں بنی تھی، باران نے قریب جا کر اسے حصار نا چاہا جب وہ اسکے حصار میں مچل کر روبرو ہوئی۔

"وہ کیوں آئی ہیں۔ انکو کہو نفرت ہے مجھے ان سے۔ وہ میری بی چھیننے آئی ہیں۔ تم کہو انکو یہاں سے جائیں۔ میں بد تمیزی نہیں کرنا چاہتی ناں۔ تم کہہ دو"

وہ اسکے سینے لگی مسلسل چہرہ چھپائے ضد کر رہی تھی، اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ ضرور اپنی ماں کا سامنا کرتی پر آج وہ بہت کچھ جھیل چکی تھی، یہ سہنا مشکل تھا۔

"تمہیں پتا ہے وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے۔ تمہاری ماں۔ اسی کی کال اور ضد کی وجہ سے آج میں پلین میں سوار ہو کر اتر گیا کیونکہ اسے اپنی انے کا سامنا کرنا میرے بنا مشکل لگ رہا تھا۔ اگر وہ مجھے کال نہ کرتی تو میں بھی اس جہاز میں سوار ہو

کر کریش ہو چکا ہوتا جو آج تباہ ہوا۔ وہ تمہارے ہسبنڈ کے بچاو کا وسیلہ بنی ہے۔ کیا اسی ناطے

تم اسکے لیے دل نرم نہیں کر سکتی۔ کم از کم اتنا کہ اسے سن لو۔ معافی مانگنے کا موقع دو"

باران نے اسے گم صم دھیرے سے سانس لیتا محسوس کیے پیار سے سمجھایا تو دلارہ نے چہرہ اٹھائے اس خوبصورتی کی ساری حدوں کو پار کرتے مہربان انسان کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنی دوستی توڑ دو ان سے۔ جیسا بیہویر میں رکھوں ان سے تم بھی ویسا رکھو گے۔ تم صرف میرے ہو۔ یعنی میرے دوست ہو"

جلن تو اسے باران کے سائے سے بھی تھی تو کیسے یہ برداشت کرتی اسکی کوئی بیسٹ فرینڈ ہے، وہ آخری جملہ گھبرا کر درست کر گئی۔

"نہیں میں تمہارا ہوں یہ زیادہ اچھی لائن ہے"

باران کے استحقاق چھلکاتے جملے پر وہ اس کے

حصار سے نکلی اور دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں کو بے خود سی نظروں میں بسایا۔

"کیا تم ان سے شادی کرنا چاہتے ہو؟"

دِلارہ کے سوال نے باران کو عجیب سی تکلیف پہنچائی، وہ اسکا چہرہ جبڑے سے ہولڈ کرے اسے اپنے چہرے کے نزدیک کرتا غصے سے دیکھنے لگا۔

"دماغ خراب ہے تمہارا۔ بہن جیسی ہے وہ میرے لیے۔ میری شادی ہوئی بھی تو تم سے ہو گی دِلارہ ورنہ یہ

نکاح ہی اختتام ہو گا میری زندگی کے اس سلسلے
کا۔ تمہارے دماغ میں یہ بات کیوں آئی بتاو مجھے ؟"

وہ دِلارہ کے اس سوال سے بہت بری طرح ڈسٹرب ہو گیا
تھا، وہ بھی تو تھی۔

"تم دو ہم عمر ہو لگ بھگ۔ ایک دوسرے کے بیسٹ فرینڈ
بھی ہو۔ وہ اکیلی بھی ہیں۔ تمہارے مزاج کو وہ بہتر سمجھتی
بھی ہوں گی۔ تم مجھے ڈائورس دے کر انکو اپنالو۔ اور لے
جاو انکو یہاں سے بہت دور۔ م۔ میں انکی شکل بھی برداشت
نہیں کر پا رہی تو یہ کیسے سہہ سکتی ہوں ک۔۔ کہ وہ تم پر حق
جمائے۔ م۔۔ مجھ سے یہ نہیں ہو گا"

وہ ساتھ ہی ہچکیوں سے رونے لگی، اسکی آواز بولتے ہوئے دبنے لگی، وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی اور باران کو ایسا لگا ابھی دِلارہ نے لفظ نہیں، اسکے حواسوں پر کوڑے برسائے ہوں۔

"م۔۔مجھے میرا کوئی تورشتہ پورا ملنا چاہیے ن۔۔ناں۔میں یہ بھی نہیں دیکھ سکتی کہ کوئی تمہیں دیکھے بھی۔اور یہ بھی نہیں چاہتی تمہاری دوستی ختم ہو۔دوست بہت اہم ہوتے ہیں، وہ۔۔وہ بھی اہم ہوں گی۔پ۔۔پھر تم مجھے پورا چھوڑ دو۔میرا تمہارے لیے دل بہت چھوٹا ہے۔آئی ایم ہیلپ لیس باران"

وہ اسے اذیت سے دیکھ رہا تھا، سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کیا محسوس کر رہی ہے پر اس لڑکی کی اک اک سانس اسے درد دے کر نکل رہی تھی، وہ اتنے درد میں اس لیے نہیں تھی کہ اسکی ماں واپس آئی ہے، اس لیے تھی کہ وہ باران کی دوست ہے۔

"میری طرف دیکھو اور کان کھول کر میری بات سنو"

ایک بار پھر اسکے چہرے کو اوپر اٹھانے کے لیے باران نے اسکا منہ جبڑے سے ہولڈ کرے اوپر کیا، ہاں وہ چند لمحوں میں رو کر چہرہ درد کی آماجگاہ بنا چکی تھی، چہرہ تر، بھگی

پلکیں، سرخ آنکھیں اور گلابی ناک، اور نم بھاری سانسیں
لیے وہ باران کے سیدھا سینے میں تیر سی گڑھ رہی تھی۔

"میں اسے تمہارے لیے سنبھالتا آیا ہوں ورنہ بہت سالوں
پہلے تمہاری مما نے میرا بہت دل دکھایا تھا، وہ میری
محبت، میری شفقت کے حصار سے نکل گئی جب توران کو
اپنے لیے اس نے چنا۔ میں نے منع کیا تھا اسے اور وہ مجھ پر
چینختی تھی کہ میں اسکی خوشیوں کا دشمن ہوں۔ میں نے
پورا بچپن اسکے ساتھ بانٹا تھا، اللہ نے ہمیں بہن نہیں دی
تھی تبھی ہم دونوں بھائیوں کے لیے وہ بہت لاڈلی
تھی۔ اس نے میرا، انے کا بہت دل دکھایا تھا تبھی اس سے

تم جیسا قیمتی اثاثہ چھن گیا۔ اب بھی میں اسکے ساتھ
تمہارے لیے ہوں، کیونکہ چاہتا ہوں تم اپنے وہ سارے
رشتے واپس پاؤ جنکی حسرت کبھی بھی تمہارے اندر جاگی
ہو۔ مجھے عیشاء سے کوئی پیار نہیں، نہ لگاؤ۔ مجھے تو ہمدردی
ہے اس سے، خیال رہتا تھا اسکا۔ جیسے ایک بھائی کو اپنی بہن
کا رہتا ہے۔ آئی سوئیر میرا ویسا رشتہ کسی کے ساتھ نہ بنا
کبھی نہ بنے گا جیسا تمہارے ساتھ ہے۔ میں ایسے تمہیں
اندر ہی اندر گھٹتا نہیں دیکھ سکتا اور مجھے اندازہ تھا تمہاری
اس کیفیت کا تبھی تو جانے کا فیصلہ لیا اسکے باوجود کہ میرا
جانا تمہارے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔ جب تم کہو گی اپنے

پاس بلالوں گا۔ تمہیں باران پورا ملے گا اگر تم چاہو۔ ایسے روگی تو میں بے سکون ہو جاوں گا۔ جیسی تم میری دوست ہو ویسی وہ کبھی نہیں ہو سکی۔ نہ کسی اور میں دِلارہ جتنا دم ہے"

وہ اسکے سارے آنسو پونچھے، اسکی ہچکیوں کو روک دینے کا سبب بنتے ہر اظہار کو کرنے کے بعد دِلارہ کی ان درد بھری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں بس وہ تھا۔

"م۔۔مجھے کیا ہو گیا ہے باران؟"

وہ پھر سے اسکے سینے میں چھپتی بے بس سی ہوئے رونے لگی، وہ اتنی وحشی تو کبھی نہ تھی، اور ستم کہ اسے خود اپنی حالت سے خوف آرہا تھا۔

"تم بس کچھ زیادہ عادی ہو گئی ہو میری۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر تم کچھ دیر تازہ ہوا لینا چاہو تو ہم واک پر جا سکتے ہیں۔ پھر آکر عیشاء کی مل کر کلاس لیں گے۔ مے بی تمہارا موڈ اچھا ہو جائے۔ ابھی ویسے بھی وہ انے سے ڈانٹ کھا رہی ہو گی۔"

وہ اسے کسی بھی طرح بہلانے پھسلانے کے جتن کر رہا تھا، دِلارہ نے اسکے دل سے لگے ہی نفی میں گردن ہلائی۔

"تم مت جاو۔ میرے پاس رہو۔ یہیں۔ میں نہ خود ان سے بات کروں گی نہ تمہیں کرنے دوں گی۔ بس مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ تمہیں مجھ سے چھین ل۔۔ لیں گی باران۔ وہ بی اور تمہیں مجھ سے لینے آئی ہیں۔ وہ اچھی نہیں ہیں۔ مائیں ایسی نہیں ہوتیں جیسی وہ ہیں۔ تم نے دیکھا وہ کتنی پریٹی ہیں۔ تمہارا دل آ گیا ان پر تو؟ کہیں سے بھی انے نہیں لگ رہیں۔ م۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ بہت ڈر لگ رہا ہے"

وہ بھاری بھاری سانس لیتی باران کی شرٹ گریبان میں دبو چتی سہم کر بولے گئی، آواز بلکل اس کے دل کی طرح اوپر نیچے تھی اور باران سمجھ نہ سکا اب اس پر ہنسے یا روئے۔

"تم اپنی پریٹی مما سے جیلس ہو رہی ہو۔؟"

باران نے بازو اسکے گرد حصار تے دِلارہ کو مزید قریب کیے متوجہ کیا تو وہ روہانسی ہو کر باران کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"ابھی تم نے اپنا باپ نہیں دیکھا لڑکی۔ وہ تو چلتی پھرتی قیامت ہے، تب کیا ہو گا تمہارا؟ تب تک تم عیشاء سے اٹیچ ہو چکی ہو گی جب وہ آئے گا۔ پھر تم عیشاء سے یہ سب کہہ رہی ہو گی کہ مما وہ آ گئے آپکو مجھ سے چھیننے۔ سیریسلی دلارہ؟"

باران کو اس وقت مستی سوجھ رہی تھی، یہ نہ کرتا تو اس وقت سخت رومینس کا موڈ بن رہا تھا جس طرح وہ باران کے لیے جنونی پن دیکھا رہی تھی۔

"تم سے بھی زیادہ ہینڈسم ہیں میرے بابا؟"

دِلارہ کی سوئی بس پہلے جملے پر اٹکی تھی، جبکہ باران کو کسی کے خود کو ہینڈسم کہنے پر کبھی اتنا اچھا نہ لگا جتنا اس لڑکی کے ہونٹوں سے سن کر محسوس ہوا۔

"ہاں ڈبل کہہ سکتے ہیں۔ وہ تمہاری طرح گرے آنکھوں والا ہے، گولڈن شیڈ دیتے بال ہیں اسکے۔ قد میرے جتنا ہی

ہے۔ بنا جم یا کوئی کسرت کیے بھی وہ مسلز مین والے فگر کا مالک ہے جو جینٹک ہے۔ اور تم بلکل اس بے شرم آدمی جیسی ہو"

دِلارہ کے سارے آنسو ہوا میں گھل گئے، وہ آخری جملے پر باران کی چڑبھانپے بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"مجھے فرق بس تمہارے لیے پڑتا ہے اور ہمیشہ بس تمہارے لیے ہی پڑے گا۔ اور کوئی مجھ سے کسی کو بھی چھین لے۔ ایون بی کو بھی تب بھی رودھو کر چپ کر جاوں گی۔ لیکن تم پر کمپرومائز نہیں کر سکتی۔"

دِلارہ نے صاف صاف اسے اپنی مجبوری بتادی، اور آنکھیں بھی محبت سے بھر گئی جو اس شخص کو بے تاب کر گئیں۔

"میں یہ نہیں چاہتا تھا لیکن آئی ایم سوری"

باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکی ٹھوڑی پر انگوٹھے کی پور پھیری پھر جب دِلارہ کے نچلے ہونٹ پر پور کا دباو دیا تو وہ ہتھیلی باران کے سینے پر جما گئی۔

"نہیں یہ نہیں کرنا بابا۔۔۔۔"

وہ بات پوری نہ کر سکی کیونکہ باران نے اسکے ہونٹوں کو بے حد پیار سے دیکھا پر اسے لگا جس پیار بھری پیش رفت کا ارادہ بنائے وہ اسکے خوشبودار ہونٹوں کی جانب جھک آیا ہے وہ کسی شدید پرزور کارنامے میں بدل جاتے بات بڑھا دے گی تو بروقت ہونٹوں کو چومنے سے ڈر گیا اور پھر زرا ہوش سنوارتے خود بھٹک کر دلارہ کی ملائم گردن پر زرا پرزور ہونٹوں کی مہر لگاتا اسکے پورے وجود میں اپنے اس انتہائی روح فرسا، تڑپا دیتے اور ہونٹوں کی بھری قوت سے بخشے جاتے لمس سے کپکپاہٹ لائے ہونق دلارہ کو اک نئے باران سے ملوا تا روبرو ہوا تو اسکی سانس بیچ میں رک گئی

تھی، باران نے اسے بہت زیادہ ہاٹ نیک کس کی تھی، کہ دِلارہ کی گردن پر نمی آئی اور کان گرم ہو گئے اسکی شدت پر، یہ ٹریلر کے طور پر بہترین تھی اور اسی پر وہ لڑکی جان گنوا دے گی، ایسا لگ رہا تھا۔

"اس ٹوٹی پھوٹی ہسبنڈ والی رومنٹک حرکت سے سمجھ جاو تم جیسا کوئی نہیں ہے۔ کہو گی تو مزید منفرد حرکتیں کر کے دیکھا دوں گا کہ تم میں اور دنیا کی باقی دوستوں میں کیا فرق ہے۔"

وہ اسکی طرف زرا ہچکچا کر دیکھتے بولا پر دِلارہ نے آنکھیں فوری جھکالیں، اسے باران سے ایسی حرکت کی امید جو نہ تھی، شدید شرم آرہی تھی۔

"ضرورت نہیں تمہیں اسطرح والا یقین دلانے کی"

دِلارہ نے نظریں فوری گماتے اسے تاکید اکہا جو بہت گہرا مسکرایا، وہ سچ میں شرمارہی تھی، اسکے رخسار تپ کر گلابی ہوگئے تھے، آنکھیں مزید گہرا مسکرارہی تھیں اور ہونٹ یہ مشورہ اوپر اوپر سے تھمارہے تھے اسکا باران کو بخوبی اندازہ تھا۔

"پھر میرے الفاظ پر یقین کرنا سیکھو۔ آو میرے ساتھ"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر لے جانے لگا مگر وہ پھر سے اسکا کھینچ کر روک گئی۔

"تمہیں میں اتنی مضبوط کیوں دیکھائی دے رہی ہوں؟ بتاو۔"

دِلارہ کے سوال پر وہ رک کر اسے گھورنے لگا۔

"کیونکہ تم ہو مضبوط"

جتایا گیا، انداز میں غصہ بھی تھا اور من مانی بھی۔

"میں ہوں تمہارے ساتھ پھر کیا تکلیف ہے تمہیں۔ جیسے مجھ سے لڑی تھی آتے ہی۔ وہ والی دِلارہ جگاوناں۔ یہ بھیگی بلی جو چھپ کر بیٹھ جاتی ہے، روتی ہے مجھ سے برداشت نہیں۔ سن رہی ہو؟"

وہ اسکی دونوں بازو پکڑے اسے جنجھوڑ گیا، یہ لڑکی اسے کبھی بھی کسی سے ڈرتی یا چھپتی قبول نہ تھی۔، وہ خود ڈر گئی کہ باران کو یکدم ہوا کیا ہے۔

"وہ والی دلارہ مار دی ناں تم نے۔ اب پھر سے اسے زندہ کرنے میں وقت لگے گا"

دِلارہ نے معصومیت سے اپنی بے بسی بتائی، باران کا سارا غصہ جیسے ہوا ہو گیا۔

"کیا کروں اسے زندہ کرنے کے لیے؟"

باران نے اس سے پوری سچائی سے حل چاہا۔

"عیشاء سے کہو چل کے کہ اب وہ تمہاری دوست نہیں ہے"

دِلارہ نے گردن اکڑا کر حکم دیا، باران نے آبرو اچکا کر اس مطلبی بنتی دِلارہ کو آنکھیں دیکھائیں۔

"تم میرے ہاتھوں اسے ہرٹ کرنا چاہتی ہو؟ کیا ملے گا اس سے؟"

باران نے اسکی چمکتی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا تو دِلارہ نے اپنے دونوں بازو چھڑوائے اور باران کے بے ترتیب سر کے بال نرمی سے سنوارنے لگی۔

"تسکین"

وہ مزے لے کر بولی تو باران آنکھوں کی حدود تک مسکرایا۔

"ٹھیک ہے۔ آو"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ تا مان گیا تو دِلارہ کا بکھر تا اعتماد فورا بحال ہوا، وہ خوشی خوشی مسکرا کر اسکے ساتھ کمرے سے نکلی، اب اسکے اندر شیر سی قوت تھی، عیشاء اور عزیزے چپ چاپ بیٹھی تھیں، عیشاء نے انکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں جکڑ رکھا تھا، دِلارہ نے اول تو یہی بہت جبر سے سہا پر باران نے اسکی جلن بھانپتے ہاتھ دبا لیا جس سبب وہ خود کو کمپوز کر گئی، دونوں کی نظر بیک وقت دِلارہ اور باران پر گئی۔

عیشاء کی آنکھیں نم تھیں جو دِلارہ پر حسرت سے جمی تھیں۔

"میں اب سے تمہارا دوست نہیں ہوں عیشاء، میری پہلی اور آخری۔ اکلوتی دوست دِلارہ ہے۔ یہ بات اچھے سے کہیں لکھ کر رکھ لو بہن"

باران نے رٹی رٹائی پٹی پڑھی جس پر عزیزے ششدر ہوئیں اور عیشاء بناہرٹ ہوئے یابرا منائے، عزیزے کا ہاتھ چھوڑے اٹھ کھڑی ہوئی اور دونوں کے پاس جارکی۔

"مجھے تم سا بے مروت دوست چاہیے بھی نہیں۔ مجھے تو میری بیٹی چاہیے بس"

عیشاء نے اپنی حسرت کا سارا جہاں اپنے جسم کے اس حصے کے پیروں میں رکھا پر وہ عیشاء کی بات پر سیخ پا ہوئی۔

"باران بے مروت نہیں ہے اور نہ میں آپکی بیٹی ہوں۔"

دِلارہ نے اٹھلا کر کہا تو عیشاء اداس سا مسکرائی، باران کچھ افسردہ ہوا۔

"تمہارے کہنے سے حقیقت بدل تھوڑا جائے گی۔ تم میرے دل کا ٹکرا ہو۔ میری جان ہو۔ اس پوری دنیا میں جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے وہ تمہارا وجود ہے دلارہ۔ معاف مت کرو پر میری طرف ایسی نظروں سے

بھی مت دیکھو کہ لگے میں تو تمہاری نفرت کے قابل بھی نہیں۔"

عیشاء کی آواز یہ کہتے ڈوبی، لرزی پر وہ اختتام تک ڈٹی رہی، آواز پوری بیٹھنے نہ دی۔

"بی اور باران دونوں سے چپکنے کی اجازت نہیں آپکو۔ اور میں فی الحال آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے تمہارے ساتھ گھر جانا ہے باران۔ بی آپ یاد رکھنا میری ہیں آپ"

وہ کوئی بات سمجھے بنا باران کی طرف دیکھتے حکم صادر کرتے ہی عزیزے کو تنبیہہ کیے واپس گھر سے ہی نکل گئی اور باران نے مایوس عیشاء کی طرف دیکھا۔

"مجھے جانے دو۔ پھر تمہیں سنے گی بھی اور سمجھے گی بھی۔ اداس مت ہو"

باران کی تسلی اس وقت عیشاء کو اچھی نہ لگی۔

"کباب کی ہڈی نہ ہو تو۔ میری بیٹی ساری اپنے قبضے میں کر لی اس نے انے۔ یہ کتنا ظالم ہے"

عیشاء کو دہائی دے کر عزیزے کے پاس بیٹھ کر انکے سینے لگتا دیکھے باران مسکرایا، اماں ابھی کاکی تھی اور بچی نے میچورٹی کے سترہ سال کی عمر میں ہی لیول کراس کر لیے تھے۔

"وہ اسکا شوہر ہے عیشاء"

عزیزے نے اسے دلاسا دینا چاہا پر وہ دِلارہ کو اک بار گلے لگانے کو تڑپ رہی تھی، قرار نہ پا سکی۔

"میں بھی تو ماں ہوں۔۔۔ کیا ہو جاتا اگر ایک بار گلے لگ جاتی۔ اور تم جاوناں۔ کھڑے کیوں ہو؟"

عیشاء نے باقاعدہ معصوم سے باران کو جھاڑ دیا تو وہ مسکرا ایٹ دباتا انے کو اشارہ کرے باہر نکل گیا، عیشاء کو اپنی بیٹی نہ ملی پر اسی بہانے اپنی ماں کی آغوش ضرور ملی، شاید یہ برابری کا دلاسا بن سکتا تھا۔

وہ باہر آیا تو دِلارہ اسکی گاڑی سے لگ کر کھڑی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

"تم میرے ساتھ رہو گی بقیہ دن اور رات؟"

وہ اب بھی بے حد مسرور موڈ میں تھا۔

"آج انکا مزید سامنا مشکل ہے۔ مجھے گھر لے جاو
اپنے۔ تمہارے ساتھ رہنا، بی کی بیٹی کے ساتھ رہنے سے
کافی بہتر ہے۔ مجھے تم سے بہت باتیں کرنی ہیں۔

پھر تمہیں صبح ڈرائیور کے ساتھ خود ائیر پورٹ چھوڑ دوں
گی۔ بس اتنا سا"

دلارہ نے ساری خطرناک پلاننگ کے بعد اتنا سا کہے باران
کو حیران و پریشان کر دیا، یہ اتنا سا ہو تا تو رونا ہی کس بات کا
تھا۔

"مشکل ہے؟"

وہ باران کی کیفیت بنا اسکے کہے سمجھ گئی، باران نے معصومانہ سا سر کو اثبات میں ہلایا۔

"میں نہیں جاتی پھر"

ایسا ممکن تھا بھلا وہ باران کی زرا بھی مشکل پر راضی ہوتی۔

"ایسا نہیں کہا۔ وہ نیک کس کے بعد کا مرحلہ ہو گیا تو۔۔۔ میں معصوم تم بے باک، یہ جوڑ کافی خطرناک ہے۔ ایکچولی وہ"

اس سے پہلے وہ ڈرامے باز اپنی بات پوری کرتا، دِلارہ نے ہاتھ پورا اسکے کھلتے منہ پر رکھے چپ کرواتے ساتھ گھورتے دیکھا۔

"زیادہ باتیں مت کرو۔"

دِلارہ کا حکم سر آنکھوں پر تھا پر باران کیا کرتا اسے شرارتیں سوجھ رہی تھیں۔

"نہیں کرتا۔ آجاو۔ یہ زبردستی کی مہمان یلدرم حویلی کو اپنے مکینوں سے زیادہ پیاری ہے"

اسکا ہاتھ ہونٹوں سے ہٹا کر پرے کرتا بولا اور وہ اسکے اہمیت دینے پر نثار سا مسکرائی۔

"اپنی گاڑی کی چابی مجھے دے جانا۔ میں کوشش کروں گی موشن فوبیہ سے نکل کر ڈرائیونگ سیکھنے کی وہ بھی تمہاری جگری جان اس گاڑی سے۔ اور ہاں میں تمہارے روم میں بھی جایا کروں گی تو ڈپلیکیٹ کی بھی میرے حوالے یاد سے کرنا"

وہ اسے آرڈر لگا رہی تھی اور وہ سر خم کیے اسکے کہے ہر ہر حرف پر آمین۔

"ڈن۔میری چابی بھی لے لینا"

باران نے بے خودی سے مسکراتے پھیلنے کی کوشش کی تو وہ آنکھیں چراتی اسکے اپنی جانب جھکنے سے بچتی پیچھے ہوئی اور کار ڈور کھولے رکی۔

"تمہاری چابی میری وہ والی نظریں ہیں۔جو آل ریڈی میرے پاس ہے۔"

وہ اترا کر کہے اپنی جگہ ملکہ کی طرح بیٹھ گئی اور آج باران کو لگا وہ سچ میں ملکہ ہے جو اب اسکے سبب کبھی نہیں روئے گی،وہ یہی چاہتا تھا،وہ بس روئے ناں،اور آج تو ڈھیر

سارے حق جمائے تھے اس نے، آج وہ باران کے دل میں اتری ہوئی تھی، بہت گہرائی اور شدت سے۔

وہ مغرور و محبوب شخص آج ملکیت و چاہے جانے کے نشے میں تنتنے میں لپٹا نظر آیا، محبوب بننے کا نشہ ہی ایسا ہے، آدمی خوامخواہ گلو کرنے لگتا ہے۔

وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھا تو دلارہ نے جان بوجھ کر سیٹ بیلڈ نہیں لگایا تھا، وہ بے خود گرے آنکھیں چاہ رہی تھیں یہ لاڈ بھی اسکا باران یلدرم اٹھائے۔

اور ملکہ کچھ کہے، اسکا غلام رد کرے، ایسا ممکن نہ تھا، وہ قریب ہوا، وہ اسکے سائے کی امان میں مہکنے لگی تھی، باران نے اسکا سیٹ بیلڈ فکس کرے اک نشاط پرور نگاہ ان بہکی نگاہوں پر ڈالتے مسکرانے کی کوشش کی، وہ ایسی مسکراہٹ کے لیے کوئی بھی قیمت چکا چکتی تھی، وہ ایسا خوبصورت بس دِلارہ کے لیے مسکرا رہا تھا اور یہ دِلارہ کو آسمان پر بیٹھانے کے لیے کافی تھا، وہ محسوس کر سکتے تھے انکے بدن میں ایک دوسرے کی اتنی سی قربت حرارت بھر رہی تھی، انکی سانس کے لیے موجود ہوا میں عود کی خوشبو گھل رہی تھی، وہ پہروں ایک دوسرے کو ایسے دیکھ

سکتے تھے لیکن دیکھ نہ پائے تو دونوں نے بروقت نظریں ایک دوسرے سے ہٹالیں۔

باران نے بھی گلا معنی خیزی کی طرح کھنکھاتے گاڑی اپنی جگہ بیٹھ کر سیٹ بیلڈ فکس کرتے سٹارٹ کی، کچھ عام سے سفر اتنے خاص ہو جاتے ہیں ہمارا دل چاہتا ہے وہی تمام عمر پر محیط ہو جائیں۔ اور ایسا صرف سچی محبت میں ہوتا ہے۔

.._____..

"ویسے تو ضرورت نہیں ہے پر سوچا آپکو جگادوں۔ آپکا فون کب سے آزاد ماموں کی کالز سے بج رہا ہے"

وہ گہری نیند میں تھا، اسے لگا کوئی بہت پیار سے اس پر جھک کر اسکے سر کے گھنے بالوں میں انگلیاں گزار رہا ہے، دھیرے سے آنکھیں کھلیں تو اسے پہلو میں اسی کی طرح نیم دراز انداز میں ٹک کر بیٹھی ایدا نظر آئی۔

"ایسے جگا کر تم نے عالی کہنے سے زیادہ ظلم نہیں ڈھا دیا لڑکی؟"

وہ نیند کا خمار سا آنکھوں میں لیے مسکرا کر اٹھ بیٹھا تو ایدا کی مسکراہٹ بھی بے قابو ہوئی۔

"ایسے چھوٹے موٹے ظلم تو ہوتے رہیں گے۔ خیر اٹھ جائیں۔ جو کرنا ہے کر لیں۔ میں اب جا کر سونے لگی ہوں۔ اس قدر بوریئت ہے کہ میں نے مر جانا۔۔"

وہ اسکی لاپرواہ سی باتوں کو اختتام تک بریک لگانے کو اسکا چہرہ جبڑے سے دبوچ گیا تو اید اخود ہی سہم کر چپ ہو گئی۔

"مجھے ہر طرح سے تڑپا کر تم مرنے کی بات بھی کیسے کر سکتی ہو؟"

وہ غصیل تیوروں سے گھورا۔

"ہیں۔ اب کونسا تڑپا دیا میں نے؟"

اسکا ہیں، اسکی حیرت و پریشانی سب کیوٹ مگر قہر تھی۔

"ہاں۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔"

عالیان نے اپنی غائب دماغی کو کوسا جبکہ ایدا نے اپنا جبڑا محترم کے ہاتھ نامی شکنجے سے آزاد کروایا۔

"جا کر hala کو لے کر آئیں ورنہ میں نے اکیلے سچ میں ختم ہو جانا ہے۔ ماموں کیوں کالز کر رہے ہیں۔ دیکھیں ناں۔ کہیں کوئی خدانخواستہ مسئلہ تو نہیں ہو گیا؟"

ایدا نے فکر و پریشانی میں ڈوب کر سامنے میز پر رکھا عالیان کا فون اٹھا کر اسے تھمایا جہاں پھر سے آزاد کی کال آ رہی تھی۔

"جی چاچو"

عالیان نے فوری کال پک کی اور دوسری طرف چاچو صاحب آگ ہو رہے تھے۔

"کہاں ہے کمینے انسان۔ مجھے یہاں لٹکا کر خود گدھے بیچ کر سو رہا ہے۔ ایسا کرو اب تم وہیں رہو۔ میں نازلی کو خود لینے جا

رہاہوں۔ تمہارے پلین گئے تیل لینے اور ساتھ نازلی کے سارے فضول کے جذباتی ڈرامے بھی۔"

آزاد نے ویئر ہاوس کے گراونڈ میں ادھر ادھر اضطرابی چکر کاٹنے کے ساتھ عالیان کی ستھری طبعیت صاف کی جس نے چاچو کی آواز سنتے اک لمحے کو تو فون کان سے ہٹایا بھی ورنہ کان کا پردہ کریک ہو جاتا۔

"چاچو اگر آپ اکیلے گئے تو میں آپکو اپنی جائیداد سے عاق کر دوں گا۔ آرہاہوں یار دس منٹ دے دیں"

عالیان نے اٹھ کھڑا ہوتے درخواست کی اور تاسف سے منت بھی، ایدا بھی اٹھ کھڑی ہوئی، چہرہ پریشانی کی شکنوں سے اٹا تھا۔

"تمہاری جائیداد تمہارے فریز بچوں کو مبارک۔ اگر تم دس منٹ تک نہ آئے تو انجام بھیانک ہو گا۔"

آزاد نے تو غصے میں بھی بڑا پرسنل اٹیک دے مارا، بچے فریز ہوں عالیان کے دشمنوں کے۔ بھلا ایسی بات کون کرتا ہے، دل دہلانے والی۔

"میرے تو فریز ہیں چلو۔ آپکے تو ڈیڈ ہوئے پھر۔"

عالیان نے فون میں منہ گھساتے سرگوشی ارسال کی جس پر آزاد کا غصہ اور دہکا۔

"بک بک کروالو اس سستے ڈاکٹر سے۔ جلدی پہنچو۔ پھر نہ کہنا تمہیں ایک شاندار فائیٹ اور مقابلہ دیکھنے سے ظالم چاچو نے محروم کر دیا"

آزاد کی پھنکار کر جتانے کی اس کاوش پر عالیان کا منہ بگھڑا۔

"اتنے آپ جیکی چن کے رشتہ دار۔ اس عمر میں کوئی ہڈی وڈی کریک ہو گئی تو ہاتھ آئی نازلی نکل جائے گی۔ اب وہ

بچاری یہ ڈیزرو تھوڑا کرتی ہیں کہ اتنے انتظار کے بعد محبوب کی مرہم پٹی کریں۔ انکا بھی سکھ پر حق ہے۔"

آزاد کی تکرار پر اور ایسی باتیں سنے ایدا بھی مسکرا کر اسکی چڑ سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"تم آرہے ہو یا ایدا کو اٹھواوں حویلی سے؟ ترسانہ دیا میں نے اسکے لیے تمہیں، میرا نام آزاد یلدرم نہیں"

اب بات زرا زیادہ ذاتی ہوئی تو عالیان نے ہی غیرت کھانے کا فیصلہ کرتے ہتھیار ڈالے۔

"آرہا ہوں۔ آپ تو جان لینے پر اتر آتے ہیں۔"

عالیان نے ہاتھ جوڑ کر کان پکڑنے والی معافی تلافی کرتے بگھڑے چاچو سے بڑھتی بات ختم کی اور کال آف کرنے پر سامنے کھڑی محترمہ کی بھی اب تسلی کرانی مقصود محسوس کرنے لگا۔

"پلیز عالیان۔ اب دونوں کو لے کر ہی آیئے گا۔"

ایدا کی آنکھیں بے حد امید سے بھری عالیان پر جمی تھیں۔

"لے کر آوں یا بھیج دوں دونوں کو۔ میرا آنا ضروری ہے کیا؟"

وہ اتنی سنگین سچویشن میں بھی ٹھرک جھاڑنے سے باز نہ آیا، اف اندر کی تسکین چاہ رہی تھی یہ لڑکی کوئی تھڑکتا بھڑکتا جملہ کہہ کر ابلتے جذبات پر برف جمادے۔

"آپکا آنا ان دو کے آنے سے زیادہ ضروری ہے۔مجھے ایسے آپشن دیتے خدا کا خوف کر لیا کریں۔"

وہ آگے سے غصے سے ڈانٹ گئی۔

"تم بھی خدا کا خوف کیا کرو"

وہ اس اپنے نزدیک حسن کے تمام پیمانوں کو مات دیتی نرم و ملائم سی لڑکی کو خدا کا خوف سیکھا رہا تھا تو بجا تھا، وہ جانتی ہی

کب تھی کہ اسکا بس پاس کھڑے ہو کر سانس لینا بھی کسی کی دھڑکنیں ابنارمل حد تک بڑھا دیتا ہے۔

"جائیں دیر ہو رہی ہے۔مجھے خوف خدا کا لیکچر بعد میں دیجئے گا"

ایدا نے پاس سے گزرنا چاہا جب عالیان نے اسکے سامنے ہاتھ کرتے راستہ روکتے ایدا میں سنسنی سی اتاری۔

"بعد کس نے دیکھی ہے۔؟"

وہ مچل رہا تھا۔

"میں دیکھاوں گی پرامس۔اب جائیں شاباش ورنہ آپکا جو فریز ہے وہ بھی چاچو ڈیڈ کر دیں گے آپکے۔سی یو"

ایدا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹایا اور یہ جانے بنا کہ وہ کیا ہے، مسکرا کر چھیڑتی پاس سے گزر کر چلی گئی اور عالیان کتنی دیر ہنستا ہی تو چلا گیا۔

.._____..

"یہ یلدرم حویلی نہیں ہے۔کہاں لائے ہو مجھے؟"

گاڑی ایک سٹوڈیو ٹائپ چھوٹے سے گھر کے باہر رکی تو دِلارہ کو بے چینی گھیر ی، فورا گردن گما کر پر سکون انداز

میں بیٹھے باران کو دیکھتے بولی جو سیٹ بیلڈ لوز کر کے کھولتا اترنے سے پہلے لمحہ بھر جواب دینے کو رکا۔

"تمہیں کڈنیپ کر لیا ہے تمہارے ہسبنڈ پلس فرینڈ نے، ڈر گئی ہو کیا کہیں تمہارا انکاونٹر نہ کر دوں؟"

باران نے جان بوجھ کر غلط جواب دے کر دِلارہ کو چڑانے کی کوشش کی پر بھول گیا وہ ایک افلاطون ہے۔

"تمہارا نہ ہو جائے یہ ڈر رکھو آس پاس۔ سیدھے سے بتاو کہاں لائے ہو۔ ایکسٹر اڈرامہ کوئین بننے کی ضرورت نہیں"

دِلارہ نے جھڑپ سی لگاتے محترم کی ساری مستی اپنی نشیلی گرے آنکھوں سے گھورے نکال باہر کی۔

"اپنےpottery house۔ویسے میں ایک ہفتے سے آیا ہوا ہوں پر اپنی اس سپیشل جگہ آج آرہا ہوں۔حالانکہ انقرہ آتے وقت اس جگہ کو priorityمارجن دے کر آیا تھا کہ جتنا وہ ٹڈی لڑکی مجھے سٹریس دے گی میں یہاں روز آکر نکال لیا کروں گا پریونو واٹ؟"

وہ اسے پراسرار مسکراہٹ سمیت بتانے کے بعد خود ہی تجسس پھیلائے سوالیہ انداز میں رکا تو دِلارہ کے چہرے پر بے چین رنگ دیکھے گہرا مسکرایا۔

"ایک تو وہ لڑکی ٹڈی نہیں تھی دوسرا جتنا سٹریس دیتی رہی ہے، ریلیز بھی خود کر دیتی تھی۔ تو میں نے اس جگہ کو منہ ہی نہیں لگایا۔"

باران نے فخریہ انداز میں بتایا تو دِلارہ نے اسکے کندھے پر ہلکا سا مکا مارا، باران نے آئبرو اچکائے کہ یہ کس خوشی میں۔

"تم کیا اتنی آسانی سے اپنی اہم چیزوں کو رپلیس کر دیتے ہو؟ جو انسان یا جگہ ہمارے لیے اہم ہو، کبھی بھی ہماری تکلیف کم کرنے کا باعث بنے، کیا نئے سکون اور اطمینان ملتے ہی انھیں چھوڑنا اچھی بات ہے باران؟"

وہ اس سے سوال کرتی خود بھی اداس تھی اور اک پل باران بھی ہوا، پر دونوں پر حاوی یہ کیفیت بے حد وقتی تھی۔

"چھوڑا نہیں ہے۔بس یہ کہہ رہا ہوں مجھے ضرورت نہیں پڑی یہاں آنے کی"

وہ صفائی دیتے انداز میں بولا تو دِلارہ نے اسکے سینے پر ہتھیلی رکھے اسے خاموش کروایا۔

"ضرورت؟سیریسلی۔۔۔اور اس جگہ کا کیا جسے جب معلوم ہوا ہو گا تم آئے ہو لوٹ کر اور یہاں کا رخ کرنا

آپشنل کر دیا۔ کیا یہاں کے موسم اداس نہیں ہو گئے ہوں گے؟"

وہ شدید مضطرب و فکر مند تھی، باران نے گہری سمائیل دی اور کار ڈور کھولے باہر نکلا، دِلارہ بھی اسکے پیچ میں بات ڈسٹرب کرنے پر خفا سی کار ڈور کھولے باہر نکلی، وہ اسکی طرف آکر رکا اور محترمہ کو پہلے گھر کے اندر لے جا کر وہاں کا ٹور دیا۔

"جگہوں کی فیلنگز ہوتی ہیں کیا؟"

وہ جو اسکے جواب کی منتظر تھی، اندر داخل ہوتے ہی اس دنیا جہاں کی خوبصورت اور صاف ستھری جگہ کو دیکھے مبہوت ہوئی، وہاں باران کے بنائے پرانے ظروف بہت خوبصورت فنشنگ کے سنگ مکمل ہو کر جگہ جگہ شیلفوں میں آویزاں تھے، مڈ سائیڈ potter wheel تھا، بے شمار قسم کے ہتھیار، دھاگے، اوزار، پالش، پینٹس، نجانے کیا کیا تھا اس جگہ۔

"ہاں جگہیں بھی دل رکھتی ہیں۔ آئندہ کبھی ایسا مت کرنا۔"

دِلارہ نے اس روم ڈیکور کا تفصیلی جائزہ لیتے مبہوت
نظروں سے ہی باران کو دیکھے تاکید کی جس نے سر خم کیے
عہد لیا کہ وہ دوبارہ ایسا نہیں کرے گا جبکہ دِلارہ نے دلچسپی
سے باران کو زرار ئلکس ہو کر بلیذر اتارتے، اور کف فولڈ
کر کے کاوچ پر بیٹھتے دیکھ کر سمائیل دی جو مٹی گاڑے میں
کودنے سے پہلے اپنی پینٹ کے پائنچے بھی فولڈ کر رہا تھا، پھر
وہ potter wheel کے پاس ہی نرم جگہ جا کر بیٹھا جو نیچے
زمین پر ہی فلفی سی جگہ بنی تھی جس پر بیٹھ کر آلتی پالتی
مارے یا پھر ٹانگیں potter wheel کے ارد گرد پھیلا کر
بیٹھنا ہوتا اور پھر ظروف سازی کا یہ سلسلہ شروع ہوتا، وہ

کسی ماہر ظروف ساز کی طرح اپنی جگہ سنبھال چکا تھا، سب سے پہلے مٹی کو نم دینا تھا، تاکہ وہ بے ترتیب شکل سے زرا گندھی شکل میں آئے، یہ پراسیس دیکھنے میں ہی مزیدار تھا تو دِلارہ دور ہی رہی پر جب وہ اس مٹی کو اس وئیل پر لگائے گمانے کے ساتھ شکل دینا شروع ہوا تو دِلارہ کا دل چاہا وہ بھی کرے۔

"مجھے بھی بٹھاوناں اپنے پاس۔ میں بھی کروں گی"

دِلارہ نے اشتیاق سے فرمائش کی تو باران نے زرا پیچھے کھسکتے اپنی جگہ دِلارہ کے لیے چھوڑی تو وہ جلدی سے اسکے

آگے ہی آکر اپنے بال کلائی میں پہنی پونی میں سمیٹ کر ٹائے کرتی بیٹھی۔

وہ اس چلتے وئیل کے گرد مٹی لگانے سے ڈر رہی تھی جب باران نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسکا ڈر مٹایا، وہ بے اختیار پیچھے گھومی تو نظریں باران سے ملیں، اسے اس ترگھومتی مٹی کا شکل میں ڈھلنا بہت اچھا لگا اور یہ دِلارہ کی خوبصورت آنکھوں میں پھیلی خوشی کے لمس سے باران کو معلوم ہوا۔

"تمہیں پتا ہے مجھے بچپن سے یہ مشغلہ سکون دیتا تھا۔ جب بھی غصہ آتا یا کچھ سوچ بچار کرنی ہو میں اپنے pottery ہاوس آجاتا تھا۔ خود کو ٹھیک کرنا ممکن نہیں پر اس مٹی کو

نرم ملائم کر کے اسے شکل دینا میرے سٹریس اور بے بسی کو ختم کر دیتا تھا۔ اور تمہیں ایک بات بتاوں۔ یہ نرم مٹی بھی تب تک شکل میں نہیں آتی جب تک اسکے آگے نہ جھکیں"

وہ خود بھی اک صحراحی کو بہت نزاکت سے شکل دے رہا تھا، پگھلی مٹی اسکے دونوں ہاتھوں کو کور رکیے ہوئے تھی اور اس نے دِلارہ کے ہاتھ پکڑ کر اسے بھی potter wheel کے گھومنے کے ساتھ اسے اس صحراحی کو شکل دینا سکھایا۔ وہ بول رہا تھا اور دلارہ اس لمحے کی رومانیت، پاکیزگی اور سنجیدگی میں کھوئی اسکے نقش قدم پر چل رہی

تھی، اصل رومینس تو اس برتن بنانے میں تھا، جب دونوں کے ہاتھ پگھلی گیلی مٹی میں ڈوبے ایک دوسرے کے ہاتھوں کی حرارت جی رہے تھے، انگلیوں کی پوریں ایک دوسرے کو چھو رہی تھیں، بہت پیار سے ایک ساتھ مل کر اس صحرا جیسے برتن کو شکل دے رہے تھے۔

"مٹی کیسے اپنے آگے جھکاتی ہے باران؟"

وہ گردن گما کر پیچھے اسے دیکھتے بولی تو وہ اسکی گال پر مٹی کے نشان لگے دیکھ کر مسکرا دیا، دلارہ کے بال بندھے تھے پھر بھی بکھرنے کی کوشش میں تھے، دِلارہ کی گرے

آنکھوں میں بے انتہا اشتیاق تھا، بھلا مٹی میں کیسا غرور کہ وہ زی روح کو جھکا دے۔

"نخرے اٹھواتی ہے۔ پہروں بے ترتیب اور بے شکل رہ کر ستاتی ہے۔ جب تک اسے پیار سے نہ چھوا جائے، پوری توجہ نہ دی جائے، سنبھلتی نہیں۔ اور زرا سی لاپرواہی اس کی بنی بنائی شکل کو بگھاڑ دیتی ہے جیسے ابھی"

وہ اسکی طرف دیکھ رہا تھا اور ایک لمحہ لگا potter wheel پر بن چکی مٹی کی صحراحی مٹی کا گندھا ڈھیر بن گئی، دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے جان لیوا ہنسے کیونکہ ایک دوسرے

کی منفرد آنکھوں میں کھو کر دونوں نے potter wheel کے گرد گرفت لوز کر دی اور وہ پہیہ اتنا تیز گھومتا ہے کہ اگر دونوں ہاتھ توجہ نہ دے سکیں تو ساری بنی بنائی محنت پر مٹی ڈھے جاتی ہے۔

"اوپس۔ یہ صحراحی تو بنتے بنتے بگھڑ گئی۔"

دِلارہ نے مٹی کے تودے کو دیکھتے افسوس جتایا تو باران نے پھر سے پہیہ گمایا اور اب وہ دِلارہ کو حصارے ہی بس اپنے ہاتھوں کا استعمال کر رہا تھا اور وہ بس اسکے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی اور اپنی گال سے جڑی باران کی گال کی حرارت اور گردن کی جانب پھیلتی گرم سانسوں میں کھوئی تھی۔

وہ صحرا ہی بنانے ہی والا تھا، وہ بن چکی تھی جب دِلارہ نے اپنا گیلی مٹی والا ہاتھ باران کے چہرے پر پھیرا اور توجہ پھر ایک سیکنڈ کو ہٹی اور صحرا ہی پھر مٹی کا تودا بن گئی، باران نے وہیل بند کیا تو دِلارہ اسکے آگے بیٹھی گھٹا گھٹا ہنس رہی تھی، اسے شرارت کیے مزہ جو آیا تھا۔

"تم مجھے یہاں اکیلے آنے کی اجازت دو گے؟ میں آسکتی ہوں تمہارے جانے کے بعد؟"

وہ بھی چاہتا تھا مٹی کے ہاتھ اسکے پورے چہرے پر مل دے پر وہ اٹھ کر معصومیت سے باران کے کھلی دونوں ٹانگوں

کے بیچ بیٹھے اسکے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بولی کہ جناب کو اسکے گلابی نرم گالوں پر ترس آگیا۔

"نہیں۔ یہاں تم صرف میرے ساتھ آو گی۔ اکیلے نہیں۔"

باران نے فوری منع کیا تو وہ ہاتھ گھٹنوں سے اٹھائے اسکی گردن میں پرو گئی، باران نے وہ میلے ہاتھ بے اختیار اسکی کمر پر رکھے اسے سنبھالا کہیں وہ گر نہ جائے۔

"مجھے سٹریس ہوا بس تبھی آوں گی ناں۔ پکا"

وہ ضدی بچے کی طرح بولی۔

"جب سٹریس ہوا۔ کال می۔ چلو اٹھو۔ چلتے ہیں حویلی۔ مزید ضد نہیں" وہ اسے یونہی بازو گلے میں پروے انداز میں ہی ہولڈ کرتا نیچے سے ساتھ ہی پڑی کرسی کا سہارہ لیے اٹھا۔

"میرے ہاتھ گندے ہو رہے، منہ بھی۔ میں پوری۔ مجھے گندا رہنا اریٹیٹ کرتا ہے۔ پلیز ہاتھ دھلوا دو کم از کم"

دِلارہ نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جہاں گیلی مٹی سوکھنے لگی تھی اور دِلارہ کو سخت الجھن ہو رہی تھی۔

"یہاں ٹھنڈا پانی ہے۔ گرم نہیں۔ حویلی چل کر ہاٹ شاور لے لینا۔ میں ہاتھ اور منہ دھولیتا ہوں تا کہ ڈرائیو کر سکوں"

باران نے اٹیچ ریسٹ روم کی طرف بڑھتے اطلاع دی تو دِلارہ ہاتھ ہوا میں اٹھا کر چلتی اسکے پیچھے ہی چلی آئی، گیلی مٹی تو ٹھیک تھی پر ہاتھ اکڑ رہے تھے اب تو وہ سخت پریشان ہو رہی تھی۔

"باران۔ وہ دیکھو ویٹ وائبز۔ پلیز ان سے ہی میرے ہاتھ کلئین کر دو، ادھر چک پر بھی کھنچاو پڑ رہا۔ یہاں بھی کلے لگی ہے"

باران نے اسکے کہنے کی دیر تھی کہ پہلے اپنے ہاتھ اچھے سے کلائین کرنے شروع کیے اور پھر دونوں ہاتھوں میں پانی بھر کر چہرے پر چھینٹے مارتے منہ بھی دھویا، دِلارہ اسکے اک اک عمل پر لٹ رہی تھی، جیسے وہ منہ دھو کر بالوں پر گیلا ہاتھ پھیرے انھیں پیچھے کو کر رہا تھا، دلارہ کو پہلی سوئمنگ والی ملاقات یاد آگئی جب اس نے باران کو پول میں گرا دیا تھا، وہ پتا نہیں سچ میں ہاٹ تھا یا نہیں پر دِلارہ کو لگ رہا تھا۔

"ادھر آو۔۔"

باران نے ٹاول سے اپنا چہرہ اور ہاتھ کلائین کیے، اور پھر دِلارہ کی طرف دیکھتے ٹھٹکا جو اسے ٹکٹکی باندھے تاڑ رہی

تھی، باران نے اسکی آنکھوں کے سامنے چھٹکی بجائی تو وہ ہوش میں آئی اور نظریں جھکائے پاس آکر اپنے ہاتھ سامنے پھیلائے۔

"منہ دھو کر لائیٹ مار رہے ہو تبھی کھو گئی تھی میں۔"

باران نے گیلے وائپ سے دِلارہ کے ہاتھوں پر لگی مٹی اتارنے کے بیچ محترمہ کی کچھ دیر قبل پہلے کی بدحواسی کا سبب بھی سنا، اندر ہی اندر محظوظ مسکرایا بھی۔

"پر کوئی کل تک کہہ رہا تھا اس سے حسین کوئی دوسرا نہیں"

باران نے باری باری اسکے ہاتھ کی انگلیوں، پھر ہتھیلی پھر بازووں پر لگے نشان بھی کلئین کیے جبکہ دِلارہ ہونٹوں میں ہی مسکرائی۔

"ہاں وہ تو ہے۔لائیٹ مارنا اور ہے۔ حسین ہونا اور"

وہ ہر جواب جیب میں لیے پھرتی تھی۔

"واہ۔"

وہ داد دینے میں طنزیہ ہوا، ہاتھ صاف کروا رہی تھی تبھی طنزیہ داد سہہ لی ورنہ کوئی سزا سنا دیتی۔

وہ اک نئے کلئین وائپ سے اب اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر کیے جالائن پر لگی مٹی مٹانے لگا جب بے اختیار دِلارہ کی مطلبی سی آنکھوں سے نظر جا ملی۔

"میری چابی تمہارے پاس ہے اسکا یہ مطلب نہیں جہاں مجھے اکیلا دیکھو، چابی گما دو۔ نظریں سنبھالو اپنی"

باران نے فوراسے اپنی بھٹکتی توجہ واپس دِلارہ کی گال پر جمائی۔

"اوکے میں تمہیں اب کبھی نہیں دیکھوں گی"

دِلارہ نے افسوس سے سر ہی جھکا لیا، باران نے گندے وائب ٹشوز ڈسٹ پن پیر سے اوپن کرے اس میں پھینکے اور دِلارہ کے پونی میں جکڑے بال جھٹکے سے پونی کھینچ کر اتارے کھول گیا، دِلارہ اپنے لمبے بالوں میں چھپ سی گئی، گھبرا کر باران کو دیکھنے لگی کہ اسکا کیا مطلب تھا۔

"اگر تم نے دوبارہ یہ کہا کہ تم مجھے نہیں دیکھو گی میں تمہارے بال کاٹ دوں گا۔ سمجھ آئی؟"

وہ اس پر حاوی سا ہوئے اسے سنک کیبنٹ سے جوڑتا اسکی زلفوں کی چند لٹیں مٹھی میں لیے دھمکی باز ہی لگ رہا

تھا، جسکی امبر آنکھیں آگ ہو رہی ہوں، زاویہ نظر مہلک ہو اور ارادے مضبوط۔

"یہ مجھے سوٹ کرتے ہیں۔ تم مجھے سوٹ کرتی چیز کاٹ دو گے؟"

وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"یہ جو بیلی بٹن piercing تھی۔ یہ بھی تو مجھ پر سوٹ نہ کرتی تھی پھر بھی سزا کے طور پر سہی۔ اس لیے کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔"

وہ اسے بہکے مگر کڑھے تیوروں سے سمجھاتے بولا تبھی دِلارہ نے ہاتھ باران کے پیٹ پر رکھا، وہ چوکنا ہوا کہ یہ کیا کرنے لگی ہے۔

"وہ بہت مست سزا تھی۔ اف۔ میں سوچ کر ہنس دیتی ہوں۔ کیا میں دیکھ سکتی ہوں؟"

وہ فوراً آنکھیں پٹپٹائے بولی تو باران دو قدم سہم کر اس سے دور ہوا۔

"کیا دیکھنا ہے؟"

وہ آئبرو اچکائے گھورا تو وہ مزید قریب آئی۔

"ہول۔ کہ ہے یا بند ہو گیا۔ بیلی ڈانس تو تمہارا رہ ہی گیا۔ کیا تم تھوڑی دیر اور میرے دشمن نہیں رہ سکتے تھے۔ میری یہ حسرت ادھوری رہ گئی۔ اف"

دِلارہ نے بہت زیادہ دکھ سے اظہار افسوس کیا جبکہ باران سر تا پیر گھوما کہ یہ لڑکی ایک اچھے بھلے بہکے آدمی کا ایمان اتنے قریب کھڑی خراب کرنے کے باوجود کس دلیری سے اسکا مزاق اڑاتے حسرت بھری آہ بھر رہی ہے۔

"دشمن بن جاوں؟ کہو تو ابھی بن جاوں گا۔ تمہاری پریٹی مما سے پھر دوستی کر کے۔ پر وہ کیا ہے دِلارہ، اب تم سے میرا دشمن ہونا سہا نہ جائے گا۔ اب مجھے تمہاری دکھتی رگ

کا علم ہے۔ میرے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھ نہیں سکتی تم۔ ہائی وولٹیج کرنٹ چھو کر گزرتا ہے تمہیں"

وہ اسے کہنے کے ساتھ ساتھ ایک ایک قدم اٹھائے دلارہ کی طرف بڑھ رہا تھا جو باران کے تیور، اسکا بدلا موڈ اور غرور سب بھانپتی قدم پیچھے لے جا رہی تھی اور باران کا اسکی طرف بڑھنا، دلارہ کے پیچھے ہٹنے کا ردھم بلکل متوازن تھا۔

"ہاں اس لیے نہیں دیکھ سکتی کہ میرے سوا باقی دنیا کی ساری لڑکیاں صرف سر درد دیں گی تمہیں"

وہ ابھی بھی پر اعتماد تھی، باران کو اسکی بے باکیت پسند آ رہی تھی، واپس گما کر دِلارہ کو سنک کیبنٹ سے لگائے وہ بھی رک گیا۔

"اور تم کیا دو گی؟"

باران نے بڑی دلچسپی سے دریافت کیا جبکہ دِلارہ نے اسکے ماتھے پر ڈھلے چند بال نرمی سے باران کے ماتھے سے ہٹائے پھر اسکی امبر آنکھوں میں جھانکی۔

"دل کا درد"

وہ آنکھ مارے مسکرائی، اسکی یہ بدلی بدلی ادائیں کیسا حشر برپا کر رہی تھیں، کاش وہ اس بات سے آگاہ ہو پاتی پر ممکن نہ تھا۔

"وہ مجھ پر سوٹ نہیں کرے گا۔ میر ادرد کیا تمہیں درد نہیں دے گا؟ میں آہ بھروں گا تو کیا اسکا اثر اس جبین پر شکنوں کی صورت نہیں اترے گا؟"

باران نے انگلی کی پور سے دلارہ کے ماتھے پر اک عمودی نادیدہ لکیر کھینچتے اسے اپنی طرف گھیرنے کا پورا انتظام کیا۔

"اتنے اہم بھی نہیں ہو اب"

دِلارہ نے اپنی ڈوبتی آواز کو بھرپور اجالتے اک بچ نکلنے کی کوشش کی تھی۔

"اہم ہونے کا بھی بس وہم ہوتا ہے جانتا ہوں"

وہ فلسفانہ انداز میں ساری خماری ترک کرتے جب آہ بھر گیا تو دِلارہ نے مٹھی کی پکڑ اسکے گریبان پر جماتے اسے اپنی طرف کھینچا، وہ ایسے جھٹکے دیتی تو باران کا دل اچھل کر حلق میں آجاتا۔

"اب اتنے بھی بے جا وہم نہ پالو کہ مجھے بھی کوئی ثبوت دینا پڑے، یہ یقین دلانے کے لیے کہ غیر اہم نہیں ہو تم میرے لیے"

وہ اتنی جرت سے اسکے سامنے جواب دے رہی تھی، اسے تھامنے کو خود ہی باران کا ہاتھ اسکی کمر پر سرکنے لگا، وہ اول لمحے کانپ جاتی تھی جب جب وہ اسے یوں ہولڈ کرتا اور یہ کپکپاہٹ بے حد فطری اور غیر محسوس ہونے کے باوجود، دونوں کے دل کی رفتار تیز کر دیتی تھی۔

"مجھے تم یہ کہے ڈرا نہیں سکتی۔ میں پہلے ہی اپنی حد توڑنے پر بیقرار ہوں۔"

وہ مزید قریب ہوئی تو دونوں کے ہونٹوں سے نکلتی سانس اور چہروں کی حرارت تک ایک دوسرے میں گھلنے لگی۔

"تو مت جاو پھر"

وہ اسی ٹرانس میں بولی، اسے باران کا یہ لوز نرم سا حفاظت کا احساس دلاتا گھیرا اس آنے لگا تھا۔

"میں اپنی جاب نہیں چھوڑ سکتا۔ کانٹریکٹ ہوتے ہیں۔ ورنہ اس اہم ہونے پر یہیں رہ جانا بنتا تھا میرا۔ دوسرا میرے جانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ تم اپنے ایگزامز دے کر فری ہو جاو زندگی کے اگلے گول کو اچیو کرنے کے لیے اور

عیشاء سے بھی تو ران کے آنے تک سارے حساب لے لو۔ بہر حال وہ دونوں تمہارے گناہ گار ہیں۔ چن چن کر بدلے لینا، اسکی تمہیں میں اجازت دیتا ہوں"

وہ اسکے مان اور پیار سے روکنے کا دگنے پیار سے جواب دے کر دِلارہ میں اپنی اور کشش بھر گیا، یہ احساس کہ وہ اسکے لیے، اسکی اک اک بھاری سانس کے لیے بھی سوچ رہا ہے، آسودگی کا جہاں تھا۔

"میں تو تمہاری ہی اجازت پر بیٹھی تھی ناں جیسے ؟(خفگی سے آنکھیں اوپر کو گمائیں)۔ یہ روکنا بس یونہی تھا کہ مجھے

فزیکلی تمہارا آس پاس ہونا چاہیے۔ اور کوئی بات نہیں۔ میں بس بہت مس کروں گی تمہیں۔"

وہ برہمی کے ساتھ ہی ملائم سے لہجے میں بولی تو باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکی گال تھپکائی، انداز بے حد دل گدگدانے والا تھا۔

"فزیکلی ساتھ، بہت زیادہ فزیکل ہونے کا سبب بھی بنتا ہے۔ تو لانگ ڈسٹنس ریلیشن شپ بہت سیور ہتے ہیں۔ تم چھوٹی سی کلی ہو ابھی۔ اور میں اچھا بھلا بن چکا آدمی، کچھ نہ بھی کہوں مروت میں پر فزیکلی بہت ساری ڈیمانڈز ہیں جو آٹو میٹکلی کلوزون سے جڑھ گئیں۔ کلوزون یعنی تم۔ جب

تک ہم لانگ ڈسٹنس میں رہیں گے، دوست رہ سکیں گے۔ تم سمجھ رہی ہو میری بات؟"

وہ اسکے بکھرے بال بکھیر کر اب خود ہی سمیٹنے لگا اور ساتھ ساتھ جھجھکتے ہوئے اپنے فیوچر کے کرتوت بھی بتا رہا تھا، وہ سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتی معصوم آنکھوں کے کہیں پار سے محظوظ بھی ہو رہی تھی کہ کیا بچہ ملا ہے اسے، کوئی رعب ہی نہیں بچا تھا بچارے کا ملکہ کے سامنے۔

"اوکے تو یہ لانگ ڈسٹنس تم بناؤ گے لیکن اسے جب بھی ختم کرنا ہوا۔ میں کروں گی اور یہ میرے ہاتھ دو اختیار۔"

وہ بھی میدان میں اپنی ڈیمانڈ لیے اتر آئی۔

"چلو دیا۔ اب حویلی چلیں؟ مجھے تو یہ باقی کا دن اور رات بھی صدی لگ رہے۔ سیو رہے سب"

باران نے سہم کر دعا کی، یہ اسے دِلارہ پر نہیں پر اپنے اوٹ آف کنٹرول ہونے پر پورا شبہ تھا۔

"ڈونٹ وری۔ مجھ سے تم فزیکل نہیں ہو سکتے فی الحال۔ نہ میں ایسا ہونے دوں گی نہ ہو سکتا ہے ٹیکنیکلی۔ اتنا ڈرو نہیں مجھ سے۔ خود پر کچھ پھونک لو اگر پھر بھی کوئی بات بڑھ جانے کا خطرہ محسوس ہو۔"

وہ اسکے ہاتھ اپنے بالوں سے ہٹاتی کہتے ہی مڑ گئی، کیونکہ جو کہا اس پر محترمہ کو شرم والی ہنسی آئی تھی اور جانتی تھی باران کا ایکسپریشن بھی بوکھلا دینے والا ہو گا تو وہ نظریں ہی بدل گئی۔

"تم نے میڈیسن لی آج؟"

باران نے اسے ساتھ لگاتے باہر لاتے پوچھا تو دِلارہ نے باران کی طرف دیکھے نفی میں گردن گمائی۔

"تم نے کہا تھا تم کھاو گے ساتھ۔"

وہ معصوم بنی بولی۔

"اگر وہ میڈیسن لینے سے مجھے پیریڈ سٹارٹ ہو گئے ناک سے تو؟"

باران کے سوال پر وہ ہنس کر اسے دیکھنے لگی۔

"ناک سے پیریڈ۔ کتنے گندے ہو تم۔"

وہ کراہت سے ہنسی، وہ بھی مسکرایا۔

"تمہاری میڈیسن بہت ہیوی ہے ناں۔ میں آل ریڈی اپنی میڈیسن لے رہا ہوں کچھ۔ تبھی اکثر اوور ڈوز سے میرے ناک سے بلیڈنگ ہونے لگتی ہے۔ میں بس یہ پوچھنا چاہ رہا تھا بعد میں میری کسی تکلیف پر تڑپنا مت"

وہ بڑے سلیقے سے دلارہ کو چکر دے گیا اور اس معصوم کو پتا ہی نہ لگا۔

"اف۔ پھر رہنے دو۔ میں لے لوں گی آج سے۔ تم خدا کے لیے ٹھیک رہ لینا یہی کافی ہے"

دِلارہ نے بچارے کے کندھوں پر لدھا یہ بوجھ ہی اتار دیا، وہ کمینگی سے مسکرایا کہ جان چھوٹی، نئے نئے عاشق کی طرح آفر تو جناب نے کر دی تھی پر اپنے امیون سسٹم سے زرا انکی کم ہی دعا سلام تھی تو یہ چکر چلانا ضروری تھا، پھر باران کے لیے اپنی بھولی ملکہ کو ورغلانا اب دائیں ہاتھ کا کام تھا۔

"ٹھیک رہ لوں گا۔ پکا۔ چلو چلتے ہیں حویلی۔ لنچ وہیں اڑاتے ہیں۔ یا بتاو کچھ باہر سے لے کر چلتے ہیں۔ جو تم نے کھانا ہو؟"

دِلارہ نے نرم مسکان لبوں پر سجائے فورا نفی کر دی، اسے باران کے ساتھ گھر کا کھانا زیادہ بہتر لگا جبکہ باران نے بھی مسکرا کر اوکے کیا اور اسکے بعد وہ دونوں ساتھ ہی اس دو کمرے کے pottery house سے نکل گئے۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

"چاچو۔ آپ ایویں آ گئے۔ آپکا یہ ہونہار غنڈ اسب سنبھال لیتا"

وہ لوگ حملے کے لیے ہتھیاروں اور لوگوں سے لیس ہو کر آ چکے تھے، دو گاڑیاں پیچھے تھیں جن میں عالیان کے بھروسے مند اور ٹرینڈ لوگ تھے جبکہ عالیان کو خود ابھی بھی چاچو کا آنا اضافی لگا تھا، در حقیقت وہ آزاد کے لیے بے

حد پریشان ہو رہا تھا، بچارے نے کئیر میں کہہ دیا پر جوابا آزاد کا اسے گھور کر دیکھنا یوں تھا جیسے وہ بھتیجے کا کلیجہ چبا جائے گا۔

"یار آپ پہلے تو ایسے نہیں تھے۔ غصہ تو دور آپکے ماتھے پر شکن بھی نہ آتی تھی۔ ایسے کونسے انجکشن لگاتی رہی ہے وہ ہاندے جس نے میرے پانڈا ئیر چاچو کو جنگلی تیندوا بنا دیا"

اب ایسی گھوریوں پر بچہ وجہ پوچھتا یہ فرض تھا، آزاد کا فوکس اس وقت نازلی پر تھا ورنہ وہ عالیان کو بہت ستھرے جواب دیتا۔

"مجھے ایسا نازلی کی جدائی نے بنایا، لیکن وہ یہی سمجھتی ہے ساری تکلیف اس نے جھیلی۔ کیا میں خوش رہا ہوں اسکے بنا۔ یاداشت جانا کیا میری چوائز تھی؟ بتاو عالی۔ کیا میں نے چاہا تھا میری زندگی یاداشت کے بنا سکون سے گزرے اور وہ ہوش و حواس کے ساتھ تڑپتی رہے؟"

چاچو کو بے انتہا تکلیف سے سوال کرتا پائے عالیان خود بھی افسردہ ہوا، وہ کب چاچو کو ایسی بے بسی کی کیفیت میں دیکھ سکتا تھا بھلا۔

"ایسا کس نے کہا آپکو۔ نام بتائیں؟"

عالیان نے ساری مستی ترک کرتے گاڑی کا ڈور کھولا اور گھوم کر آزاد کی طرف آیا، ڈور کھولے چاچو کو باہر نکلنے کے لیے اپنا مضبوط ہاتھ دیا جسے اک زخمی نظر دیکھنے کے بعد آزاد نے تھاما اور باہر نکلا۔

"اسے لگتا ہے ایسا۔ میں بہت سکھ میں رہا ہوں۔"

آزاد کی آواز یہ بتاتے ڈوب سی گئی۔

"ارے یار۔ وہ بس نخرے دیکھا رہی ہیں آپکو۔ احساس دلانا چاہتی ہیں کہ کتنی تکلیف سے گزری ہیں آپکے لیے۔ ہم مرد زرا بے حس ہوتے ہیں، لیکن عورتیں بہت

حساس۔ آپ چاہ کر بھی نازلی کی اس تکلیف کی گہرائی نہیں جان سکتے چاچو جو انکے وجود کا حصہ رہی ہے۔ کیا سب اتنی جلدی ٹھیک ہو جائے۔ آپ جتنا کہیں کہ ہاندے کے ساتھ آپکا کوئی رشتہ نہیں لیکن ایک باشعور انسان اس پر یقین نہیں کر سکتا کہ چوبیس سال کی شادی ہو، عورت مرد ساتھ رہ رہے ہوں اور کوئی تعلق نہ ہو۔ مطلب خود سوچیں یہ کوئی ماننے والی بات لگتی ہے۔ مجھے تو یقین ہے آپ پر لیکن انکو یقین کرنے میں تھوڑی مشکل ہے۔ سمجھیں یار"

عالیان نے بہت سلیقے اور پیار سے آزاد کی یہ ذہنی کشیدگی مٹائی ورنہ وہ دشمن کو خود پر غالب آنے کا موقع دے دیتا جیسی آزاد کی قلبی حالت ہو رہی تھی۔

"وہ سمجھ جائے گی یہ بات؟"

آزاد کے لہجے سے حسرت ٹپکی، وہ بے حد تڑپا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"ایک دم۔ اپنا بچاو پہلے نمبر پر پلیز اور نازلی جو بھی کریں برداشت۔ ابھی وہ آپکو منہ لگانے والی نہیں ہیں کچھ دن۔ اور انکے منع کرنے کے باوجود ہم انھیں لینے آئے

اس پر بھی غصہ ہوں گی تو بہت کچھ بولیں گی۔ اپنا غصہ بس کنٹرول رکھیے گا"

عالیان سے اتنی سمجھداری کی آزاد کو توقع نہ تھی پر خوشی بھی ہوئی کہ اس مشکل وقت جب اسکے حواس کام کرنے لائق نہیں ہیں تب اسکے پاس سمجھدار بھتیجا موجود ہے۔

"تم نہ ہوتے تو میں سب برباد کر چکا ہوتا عالی۔ تھینکیو۔ اور تم پر جو غصہ ہوا اسکے لیے سوری"

چاچو کو احساس ہو گیا یہی کافی تھا، اب عالیان یلدرم کو کہاں زیب دیتا کہ وہ آزاد یلدرم سے معافی منگواتا۔

"بس کریں۔ رلائیں گے کیا۔ گن پر پکڑ جمائیں چاچو۔ اپنے اندر کا غنڈا جگائیں۔ وحشی درندہ۔ شاباش۔۔۔ اور تم سب بھی۔ گھیر لو دشمنوں کی اس اونچی حویلی کو چاروں طرف سے"

عالیان نے اول جملے چاچو کے گرتے حوصلے کو اجاگر کرنے کو کہے پھر اک للکار مارتے دشمنوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لیے اپنے ساتھیوں کو بھی ایکٹیو کیا جبکہ باہر سے ہوتی فائرنگ پر اندر بڑھائی گئی ٹرینڈ سیکورٹی نے بھی فائرنگ شروع کر دی، جبکہ چوہے کی طرح ماں کے پہلو میں گھس کر بیٹھے برہان کو بھی اتنی جلدی یلدرم خاندان

کے لوگوں کی طرف سے چڑھائی کی توقع نہ تھی تبھی ڈر سا
اسکے اور اسکی ماں کے چہرے پر بیٹھا دیکھا جا سکتا تھا جبکہ
گولیوں کی گھن گرج پر المیرا نے خود کو کمرے میں ہی چھپا
رہنے دیا، وہ تو ران سے ملے بنا یوں کسی ہوائی گولی کا شکار
ہونا نہیں چاہتی تھیں، جبکہ گل خانم کے اکسانے پر برہان
بھی گن لیے باہر نکلا، اس نے اس بار جو لوگ ہائیر کیے تھے
وہ آزاد اور عالیان کو ٹف ٹائم دے رہے تھے، یہ سلسلہ
زیادہ دیر نہ چلا اور آزاد، عالیان دونوں ہی اپنے لوگوں کے
ساتھ حویلی گھسنے میں کامیاب ہوئے، اب یوں تھا کہ سب
نے ٹھیک پورچ میں ایک دوسرے پر گنز تان رکھی

تھیں، برہان کی آنکھوں میں بلا کی شیطانیت تھی جیسے اسے یقین تھا آج یلدرم خاندان کے یہ دو وارث بھی وہ کچل دے گا۔

"جائیں چاچو۔ اپنی امانت لے کر آئیں۔ ان کو میں دیکھتا ہوں"

عالیان نے تنتناتے ہوئے آزاد کو کمانڈ دی جبکہ آزاد جب آگے بڑھا جس جس آدمی نے اسکی راہ روکنی چاہی، کچھ کو خود آزاد نے پھڑکایا اور کچھ کو عالیان نے جبکہ خود عالیان نے گن کی نالی ٹھیک برہان مسدود کی کن پٹی کی طرف تانی

جو بے بسی سے پھنکارتا ہوا آزاد کو جاتا دیکھ رہا تھا پر کچھ کر نہ سکا۔

"تو نہیں بچے گا عالیان۔ تم دونے اس گھر کی عورتوں پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اسکی سزا تیری سات نسلیں سہیں گی سمجھا"

برہان نے اپنے اندر کی نفرت دھاڑ کر نکالی پر آگے سے عالیان کھل کر ہنسا، اسکی ہنسی ہی کافی تھی برہان کے پیروں سے جان نکالنے کو۔

"وہ دو عورتیں ہماری اپنی ہیں۔ اسے ہاتھ ڈال کر حلق سے اپنا حق نکالنا کہیں گے۔ رہی بات نسلوں کی تو میری اور

چاچو دونوں کی فیوچر اولادیں آپکی بھی کچھ نہ کچھ لگیں گی ہی ناں۔ تو دیکھتا ہوں آپ اپنے خون کو کیسے تکلیف دیتے ہیں برہان صاحب۔ ابھی تو آپکے توران کا خون سامنے آنا باقی ہے"

اس وقت سب سے اہم تھا برہان کو قابو کرنا اور عالیان کے پاس اس وقت تاش کا دلارہ نامی پتا ہی بچا تھا، اور جب توران کے خون کا ذکر ہوا تو برہان کے ہاتھ کی اسکی گن پر پکڑ لوز پڑی، آنکھوں میں حیرت و تکلیف ساتھ اتری۔

"کیا بکواس کر رہا ہے۔ کونسا خون؟"

برہان حلق کے بل چلایا۔

"بہت جلد آپکو سرپرائز ملے گا۔ زرا توران آلے پھر تفصیل سے آپکے پیروں میں بیڑیاں ڈالیں گے۔ توران کا خون، اسکی بیٹی۔ تم سبکے ہوش اڑانے بہت جلد تم لوگوں کے بیچ نظر آئے گی۔ اور مزے کی بات وہ ہمارے پاس ہے۔ اس لیے دوبارہ اگر آپ نے یا آپکے کسی آدمی نے ہمیں پریشان کیا تو اپنے توران کے خون سے ہمیشہ کے لیے دستبردار ہونے کا حوصلہ جمع کر لینا۔ توران کئی سال سے قید بامشقت جھیل رہا ہے۔ کیا پتا پھر سے باپ بننے کی ابیلٹی کھو چکا ہو تو وہ بیٹی ہی تمہاری واحد پوتی کہلائے گی۔ فیصلہ

تمہارے ہاتھ ہے۔ توران کی واپسی تک کوئی دنگا فساد نہیں، یا پھر حتمی جنگ اور سب ختم"

عالیان نے سیدھا سمجھاو دو آپشن رکھے اور برہان کا کلیجہ جکڑا گیا، بات اب اپنی اولاد کے خون پر آ رکی تھی تو جگر کمزور محسوس ہوا۔

"میں کیسے مان لوں کے تو سچ کہہ رہا ہے؟ بول۔۔؟"

اک بار یقین کرنے اور ہتھیار ڈالنے سے پہلے برہان نے پھر سے دھاڑ کر سوال اٹھایا جس پر عالیان زہر خند مسکرایا۔

"میں اور میرا پورا خاندان دشمن داری میں بڑی صداقت سے چلنے کا عادی ہے برہان مسدور۔ ہم نسلی لوگ ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ زبان دی ہے اور یہ زبان ایک مرد کی ہے۔ یقین کرنا ہے تو کرو ورنہ بھاڑ میں جا اپنے ہر آدمی سمیت"

عالیان نے بھی کوئی نرمی روا نہ رکھتے ابھی ٹریگر پر ہاتھ رکھا ہی کہ برہان نے اپنی گن نیچے کرتے سرینڈر کیا، اف وہ خمار جیت کا جو شہنشاوں کو بھی میسر نہیں آتا، وہ ہلکورا تھا عالی کی آنکھوں میں۔

"مجھے میری پوتی کے بارے ہر بات جاننی ہے۔ اگر یہ جھوٹ ہوا عالیان یلدرم تو آخری جنگ میں برپا کروں گا"

برہان نے سودا کر لیا پر دھمکانا نہ بولا۔

"ڈن ہو گیا۔ توران آلے۔ سب کھل جائے گا۔ اب اپنے لوگوں کو کہیں گنز نیچے کریں۔ ہمیں آرام سے نازلی کو لے جانے دیں۔ اگر آپکا کوئی آدمی مزاحمت نہ کرے تو انکی زندگی بچ سکتی ہے۔ اب کہاں روز روز نئی سیکورٹی کا بندوبست کرتے پھریں گے آپ۔ عقل مندانہ فیصلہ لیں جناب۔ اور اپنے لوگ بھی میرے پیچھے سے ہٹانے ہوں گے۔ نہ تو آپ کسی میرے آدمی یا اپنے کو نقصان دیں گے

نہ میں دوں گا۔ آخری فیصلہ اب توران کے آنے پر ہو گا۔"

عالیان نے ہر چیز بہت باریکی سے کلئیر کی جبکہ برہان مسدور نے پھنکارتے ہی سہی پر ڈیل کرلی کیونکہ اسے ابھی صرف اپنے بیٹے کی اولاد نظر آرہی تھی۔

جبکہ نازلی نے دروازے کو پیٹا، وہ بھی دور پار سے گولیوں کی آواز سنے پریشان ہو گئی تھی، کچھ دیر پہلے ہی برہان اسکے منہ پر تھپڑ مار کر گیا تھا اور دھمکا کر بھی کہ آزاد کے ٹکرے کر دے گا، مسلسل دروازہ بجانے پر خود ازرا اس زندان تک آئی اور اسکا دروازہ کھول دیا۔

"آزاد اور عالیان سر نے حملہ کر دیا۔ وہ دونوں آپکو لینے آئے ہیں۔ مجھے حکم ملا ہے آپکو حویلی کے زندان سے باہر حویلی تک لاوں"

ازرا نے اک موٹی چادر پکڑی تھی جسے اس نے جلدی سے نازلی کے چاروں طرف لپیٹ دیا اور اسکا ہاتھ پکڑے وہ زندان سے نازلی کو باہر لے گئی۔

"وہ بد دماغ دونوں کیوں اپنی جان پھر خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ منع بھی کیا تھا عالی کو۔ تم مجھے نکلوا دو گی تو خود کیسے بچو گی ان وحشیوں کے ہاتھ سے؟ دیکھو ازرا یہ تمہاری

جان لے لیں گے۔ تم میری بات کرواو عالیان سے۔ میں سمجھاتی ہوں اسے کہ واپس چلا جائے"

نازلی نے ازرا کی بازو پکڑے اسے روک کر سمجھانے کی کوشش کی پر ازرا بے خوف تھی اس پر خود نازلی کا دل سا بیٹھ رہا تھا۔

"کسی کو مجھ پر شک نہیں ہو گا نازلی بی بی، میں عالیان سر کی وجہ سے ہی یہاں ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ مجھے ان لوگوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔ فی الحال آپ نکلیں اس جہنم سے"

ازرا نے رک کر نازلی کو سمجھایا، اسکی بھرپور تشفی کروائی پر نازلی نے نفی میں سر ہلاتے اسے ایسا کرنے سے روکا۔

"تھینکیو ازرا۔ اب تم جا سکتی ہو"

عقب سے بھاری آواز پر وہ دونوں ہڑبڑا کر پلٹیں تو آزاد کو دیکھے ازرا تو سر ہلاتے وہاں سے گئی جبکہ نازلی نے سخت افسوس سے پاس آکر رکتے آزاد کو دیکھا۔

"منع کیا تھا میرے پیچھے مت آنا۔ تم اتنے ڈھیٹ کیوں ہو۔ بولو۔ تم میری جیتے جی قبر بنانے پر تلے ہو سفاک انسان۔ اور کتنا امتحان لینا چاہتے ہو۔ اور کتنی تکلیف"

وہ اسکا گریبان دبوچے چیخی، اسکا چہرہ سرخ انگارہ ہوا جبکہ آخری جملے پر آزاد نے اسکے منہ پر ہاتھ جماتے اسے بولنے سے روکا تو وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

"میں بس تمہیں لینے آیا ہوں۔ باقی باتیں بعد میں کرتے ہیں۔ میرے ساتھ چلو۔ یہاں سے نکل کر میرے سو ٹکرے بھی کر لینا اسکی بھی اجازت ہے۔ لیکن اس وقت ایک حرف نہ کہو"

وہ اسکا منہ آزاد کرے بس اتنا بولا اور نازلی کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لیے باہر نکلا جبکہ باہر کا منظر یوں تھا جیسے سب کچھ حل ہو گیا ہو، اوپر سے برہان مسدور یا اسکے لوگ

جو کچھ دیر پہلے انکو کچل دینا چاہتے تھے، چپ چاپ ان سبکو حویلی سے نکلنے کی اجازت دی جو آزاد کے لیے بھی حیران کن تھا، وہ لوگ باہر گاڑیوں تک پہنچے تو آزاد نے نازلی کی زبردستی بازو پکڑے اسے اپنی گاڑی میں بیٹھایا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے کو گھوم کر عالیان تک آیا۔

"کونسی گولی دی تم نے ان وحشیوں کو؟"

آزاد نے عالیان کو گھورتے دیکھ کر پوچھا تو آگے سے عالیان نے فخریہ کالر جھاڑا۔

"چاچو۔ آپ میری کوالٹیز کو انڈر اسٹمیٹ کرنا بند کریں۔ تفصیل بعد میں بتاوں گا فی الحال آپ یہاں کے گرم حالات کنٹرول کریں۔ میں بھی جا کر زرا بقیہ نیند پوری کرنے کے ساتھ ایدا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ اب گھر بند نہیں رہے گی، آزاد ہے۔ اف وہ جب سے کمپنی نہیں جا رہی۔ میرا تو سانس ہی نہیں چلتا آفس میں۔ اور ہاں اب تو ران کے آنے تک مسدور حویلی والے کوئی پنگاہ نہیں کریں گے پھر بھی سیکورٹی ایکٹیو رہے گی میری۔ دشمن پر اندھا اعتبار کرنا حماقت ہے۔ چلیں جائیں۔ رات میں گھر

آتا ہوں آپکے ایدا کو لے کر۔ تب تک نازلی کو قابو کر لیجئے گا"

عالئان نے مزید تجسس میں ڈال دیا تھا، اب آزاد کو الجھن رہتی کہ آخر عالیان نے کونسی گیدر سنگھی سونگھائی ہے پر وہ جانتا تھا یہ ڈھیٹ ہڈی بھتیجارات کو ہی بتائے گا سو اصرار کرنے پر دو حرف بھیجے وہ گاڑی میں سوار ہو گیا، عالیان نے مسکرا کر ہاتھ ہلاتے دونوں تپے خضرات کو بائے کیا اور خود بھی اپنے لوگوں کے ہمراہ وہاں سے نکل گیا جبکہ برہان کے یوں ہتھیار ڈالنے پر جب گل خانم اس پر چلائیں تو اس نے

انھیں اور المیرا دونوں کو توران کی بیٹی کا بتا کر صدمے میں ڈال دیا۔

زمین تو ان دونوں کے پیروں سے ساتھ سرکی تھی اور یہ ایسا معاملہ تھا جس نے ان وحشیوں کے ہاتھ سچ میں باندھ ڈالے تھے، دِلارہ کو پتا ہی نہ تھا وہ آج نہ موجود ہو کر بھی کتنے بڑے فساد کی روک تھام کا سبب بن گئی ہے۔

.._____..

دوپہر ڈھلنے لگی تھی، انقرہ میں آیا یہ دن اب جلد شام میں بدلنے والا تھا، مسدور حویلی کے لوگ منتظر تھے کہ حالات

کس کروٹ بیٹھتے ہیں، گل خانم اور برہان کے اندر لگی آگ نکلنے کو اور سب جلا کر خاکستر کرنے کو بیقرار تھی پر اب توران کی بیٹی نام کی مجبوری انکو بے بس کر چکی تھی جبکہ المیر امسدور کی ساری دعائیں اب توران کی واپسی کے لیے تھیں، انکے نزدیک یہ ساری دشمنی اب صرف وہی ختم کر سکتا تھا۔

یہ Bremen کی اس جیل کا منظر تھا جہاں وہ پچھلے سترہ سالوں سے اپنے کیے کی سزا جھیل رہا تھا، اس سیکویر سیل روم میں وہ ایک بازو سے پش آپس لگانے میں مصروف بھاری بھر کم وجود کا مالک پسینے میں شرابور تھا، اسکے وجود

میں ایک ہاتھ پر جسم کے سارے دباو کے باوجود کوئی لرزش نہ تھی، اس تاریک اور خاموش چار دیواری میں بس اسکی پش آپس لگانے کے سبب بھاری سانس کا شور تھا، پھر وہ بھاری سانسیں ہانپنے لگی تو اس نے اپنی اس کسرت کو روک دیتے سکوت اختیار کیا پھر وہ جھمپ مار کر اٹھ کر منہ موڑ کر بیٹھے زمین پر پڑی پانی کی بوتل کا کیپ ہٹائے اسے ہونٹوں سے لگا گیا۔

"تمہاری رہائی کی ڈیٹ آگئی ہے توران۔ کیا تم آزادی کے لیے تیار ہو؟"

عقب میں آکر رکتے کسی شخص کی آواز میں سنائی جاتی نوعید پر بھی اس شخص کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی، وہ سامنے سیل روم کی تیسری دیوار میں نسب روشنیوں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

"پورے دو ہفتے! دو ہفتے بعد تم رہا ہو جاو گے۔ کیا تم جانے سے پہلے اپنا انٹرویو دینا پسند کرو گے؟ یہاں کی اک سر پھری نیوز رپورٹر ہے جو ہر رہا ہوتے قیدی کا ایک آفیشل انٹرویو لیتی ہے۔ ہم کسی سے پوچھتے نہیں پر تمہارے کیس میں کورٹ کی طرف سے آرڈرز ہیں کہ تمہاری اجازت لی جائے"

وہ آدمی، اس شخص کے آس پاس طاری وہشت ناک چپ محسوس کیے مزید بولا، اب بھی اس شخص میں بے نیازانہ رنگ ہی دیکھائی دیے پھر اس نے پانی کی بوتل پی کر اک سائیڈ پھینک دی اور زمین سے اٹھ کھڑا ہوا، وہ شخص جیسے ایک ہو کر بھی پورا قافلہ تھا۔

"کوئی پرسنل سوال نہ پوچھے اگر بس تبھی اجازت ہے۔ ورنہ مسئلہ ہو جائے گا"

وہ اب بھی نہ پلٹا پر اپنی مرضی بتانے کو لب کھولے۔

"وہ بھی سنگین! میں کہہ دوں گا اسے۔ اب تم اپنی کریزی ورش دوبارہ شروع کر سکتے ہو"

وہ آدمی ہلکے پھلکے لہجے میں کہہ کر پلٹ گیا پر توران وہیں پشت کیے اس دیوار کی جانب ہی دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنی مٹھی زور سے کس لی کہ ناخن، ہاتھ کی جلد میں کھبے محسوس ہوئے، اسکے چہرے پر کیسا تناو آیا ہو گا، یہ اسکے ہاتھ کی حالت سے پرکھا جا سکتا تھا۔

جبکہ دوسری طرف، انے کے مل جانے پر عیشاء نے اپنا سارا دکھ رو لیا، وہ کس کس تکلیف سے گزری، وہ کتنی بار جی اور کتنی بار مری، اسکا حرف حرف عزیزے پر قیامت

بنا، وہ عیشاء کو اتنی جلدی ہر گز معاف نہ کرتیں پر جو اس نے جھیلا، اسکی روداد سنے وہ عیشاء کو معاف کرنے پر مجبور ہوئیں۔

"مجھے اور کچھ نہیں چاہیے انے، سوائے دِلارہ کی معافی کے۔ اتنے سال ہمت جمع کرتے گزر گئے۔ باران کی ہمت ٹوٹی تھی، میری تو سمجھیں ختم ہو گئی۔ اس نے خود کو سنبھالا اور مجھے بھی۔ لیکن دِلارہ کی اک پھیری نگاہ وہ ساری ہمت توڑ گئی۔ کیا وہ مجھے معاف کر سکے گی؟"

عیشاء کا رونا کچھ تھما تو اس نے عزیزے کی جانب تکتے تاسف سے سوال کیا، وہ بے حد افسردہ تھیں۔

"اگر باران کہے تو وہ خون بھی معاف کر سکتی ہے بچے"

عزیزے کے یقین پر عیشاء نے روہانسے ہوتے انے کی جانب دیکھا جنکو بلا کا یقین گھیرے ہوئے تھا۔

"باران کیوں کہے گا؟ دیکھا نہیں دوستی توڑ گیا۔"

عیشاء کو رونا سا آیا، جب ہماری اہمیت یکدم گھٹ جائے تو فطری سا درد ہوتا ہے۔

"دِلارہ کے اطمینان کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ سالوں گزر گئے مجھے دِلارہ کو سنبھالتے ہوئے پر اس نے وہ سب جو میں کئی سال لگا کر نہیں کیا، دنوں میں کر

دیکھایا۔اس لیے تمہیں جلنے کی ضرورت نہیں۔ابھی تو دِلارہ تم سے مجھے بھی چھینے گی۔وہ ہمیشہ مجھ سے پوچھتی ہے کہ مجھے اس سے زیادہ پیار ہے یا تم سے۔میں نے ہمیشہ اسے خوشی دینے کو یہی کہا کہ پیار بس اسکے نام ہے۔لیکن یہ سچ ہے میرے دل کا اک حصہ تمہارے سبب شدید درد میں رہاسالوں۔میں تڑپتی رہی تمہارے لیے عیشاء،اکیلی ماں کو تم نے یوں جاکر تن تنہا جو چھوڑا،کیا اسکی معافی اتنی آسان ہے؟"

عزیزے کی آواز یہ کہتے کئی بار کانپی تھی،انکی آنکھوں میں جو شکوہ تھا اسکی تکلیف کسی کا دل کاٹ سکتی تھی۔

"مینٹلی نارمل نہ رہی تھی تبھی مجھے دِلارہ کو آپکے پاس چھوڑ کر جانا پڑا۔ میں مجبور تھی انے۔ میں دِلارہ کے ساتھ جینا چاہتی تھی اور اس کے لیے مجھے نارمل ہونا تھا۔ وہ میری زندگی کا اثاثہ ہے۔ مجھے آپ اور باران مل کر دِلارہ واپس دلائیں گے ناں؟ اتنے سال پہلے ہی میں اس سے دور رہ لی۔ مزید اک لمحہ نہیں سہا جائے گا۔ میں اسے اپنے گلے لگا کر اسکی خوشبو محسوس کرنا چاہتی ہوں۔ اس کیفیت کو جی کر ممکن ہے میرے ہر خسارے کی تلافی ہو جائے۔ پلیز میری مدد کریں انے"

عیشاء نے روتے روتے سسک کر التجاء کی تو عزیزے نے اسکے ہاتھ کو نرمی سے دباتے حوصلہ دینے کی کوشش کی۔

"ہم دو پوری کوشش کریں گے۔ جاو جا کر فریش ہو کر کچھ دیر آرام کرو۔ آج اسے باران کے ساتھ رہنے دو۔ کل وہ آتی ہے تو دیکھنا اسکا دل خود بخود تمہارے لیے نرم ہو چکا ہو گا۔ کم از کم اتنا ضرور ہو گا کہ وہ تمہیں توجہ سے سن سکے گی۔"

عزیزے نے اسے اچھی امید دلائی تھی اور کل تک عیشاء کے پاس انتظار کے سوا کوئی آپشن بچا بھی نہ تھا۔

جبکہ باران اور دلارہ، یلدرم حویلی پہنچے تو پہلی ملاقات دونوں کی ایدا سے ہوئی جو دلارہ کے ساتھ باران کو دیکھ کر حیران اور خوش ساتھ ہوئی، پھر وہ ساتھ لگ بھی تو آفت رہے تھے۔

"تمہاری تو فلائیٹ تھی ناں آج باران؟"

ایدا نے دونوں کو دیکھتے مسکرا کر پوچھا۔

"کل ہے۔ آج کی کینسل ہو گئی کسی وجہ سے۔ تم بتاو؟ بابا کہاں ہیں اور عالی بھا؟"

باران نے حویلی میں خاموشی سی پائے بقیہ دو باشندوں کے بارے پوچھا۔

"ماموں کو یونی کے بعد کسی یونی کے ہی ایونٹ میں جانا تھا تو وہ رات تک آئیں گے۔ جبکہ عالی کہاں ہیں وہ تم دو کو انکے آنے کے بعد پتا چلے گا۔ یہ سیکرٹ ہے"

ایدا نے تو دونوں کا تجسس مزید بڑھا دیا۔

"آہاں! سیکرٹ۔ پھر تو انتظار کرنا پڑے گا۔ دلارہ آج یہیں رہے گی تو آپ اسے ساتھ رکھیے گا۔ میں زرا بازار تک جا رہا ہوں۔ ایک گھنٹے تک آجاوں گا"

باران نے اپنی ملکہ، ایدا کے حوالے کی تو وہ اسے سرد نظروں سے گھوری، وہ اسکے ساتھ رہنے آئی تھی تو یہ کسی اور کی کمپنی میں اسے کیوں دھکیل رہا تھا آخر۔

"مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے۔ یہ میرے ساتھ بور ہوں گی باران"

دِلارہ نے فوراً اسکی آفر رد کی جبکہ ایدا بس ہلکا سا مسکرائی کیونکہ بور تو وہ آل ریڈی ہو کر مرنے والی ہو چکی تھی۔

"ہم مل کر کوکنگ یا بیکنگ کر سکتے ہیں۔ یا پھر آن لائن شاپنگ۔ ہم مووی بھی دیکھ سکتے ہیں تمہاری پسند کی؟"

ایدا نے بہت پیار سے دِلارہ کی دلچسپی بڑھانے کی کوشش کی جس پر وہ جبراً سا مسکرا ہی سکی اور باران کو اسکی آنکھوں کے اشارے اچھے سے سمجھ رہے تھے کہ وہ ہر پل بس اسکے ساتھ کا چاہتی ہے۔

"بلکل ایدا۔ اسے بزی رکھنا میں جلدی آتا ہوں"

باران نے مسکرا کر زچ سی حرکت کرے دِلارہ کے غصے کو اندر ہی اندر بڑھاوا دیے خود وہیں سے باہر کی طرف قدم

بڑھائے تو دِلارہ نے ایدا کو سمائیل دیے باران کے پیچھے ہی قدم بڑھائے اور واپس باہر آئی۔

"سنو"

وہ اسے عقب سے پکاری تو باران رک کر پیچھے گھوما، وہ دوڑتی اسکے پاس جا رکی اور غصے سے اسکی سینے سے شرٹ مٹھی میں دبوچے گھوری۔

"کہاں جا رہے ہو بتاو؟ ہم ابھی باہر سے ہی آئے اتنا گھوم کر۔ تب تمہیں یاد نہیں آیا۔ میں تمہارے لیے آئی ہوں

ناں۔ اگر تم نے نہیں رہنا میرے ساتھ تو بتا دو میں اور بھی بہت ٹھکانے رکھتی ہوں"

دِلارہ نے سیدھا سبھاو غصے سے پوچھا، اسکی چڑ، اسکا برہم ہونا، ناراض ہو کر غصہ جتانا سب ہی باران کے لیے قیمتی تھا۔

"کونسے ٹھکانے دلارہ؟ کیئر یونٹ۔۔۔۔ یا پھر اپنے نام کی قبر کی بات کر رہی ہو؟۔"

باران کے دکھی ہو کر کیے سوال پر دِلارہ کی مٹھی میں آئی باران کی شرٹ پھسل کر چھوٹی، وہ خود بھی اداس ولاجواب ہوئی۔

"میرے ساتھ رہو میں ایداد میر سے کیا بات کروں گی؟ میرا موڈ خراب ہو جائے گا۔ یا میں بھی چل رہی ہوں تمہارے ساتھ"

وہ لڑے بنا بس اپنی کیفیت سمجھانے لگی تو باران نے اسکی بازو پر ہاتھ پھیرے اسے تسلی دی، آنکھوں کی قوت سے بھی کہ وہ اسکے پاس ہی ہے۔

"تم رکو یہیں۔ تمہارے لیے کچھ چیزیں لینے جارہا ہوں۔ وہ ہیر پنز سوچا تھا آخری گفٹ ہو گا پر اب میرا دل چاہ رہا ہے تمہارے لیے بہت کچھ خریدوں۔ بے فکر رہو۔ میرا ٹیسٹ بہت اچھا ہے۔ کچھ کھانے پینے کے لیے بھی لے آوں گا۔ تم ایدا کے ساتھ زیادہ بات بھلے مت کرو پر کم از کم ہاں ناں تو کر سکتی ہو۔ وہ بھی بچاری بور ہو گئی ہو گی اکیلے گھر میں۔ رہی بات تمہارے ٹھکانے کی تو سارے ٹھکانے ایک طرف، میری بازووں کا یہ تمہارا گھر ایک طرف جس کے بارے تم ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتی ہو کہ صرف تمہارا ہے"

وہ دھیرے سے اسکی ساری اداسی سمیٹ کر اسے بازوؤں کے حصار میں لایا تو وہ پتا بھی نہ چلا اور مسکرا دی، وہ ایسی ہی اہمیت کی طلب گار تھی اور باران نے اسکی طلب بخوبی سمجھ کر اسے مان دیا تھا۔

"مجھے کاٹن کینڈی بھی کھانی ہے"

دِلارہ نے فوری فری ہوتے فرمائش کی تو باران کو اس وقت وہ بھی کاٹن کینڈی ہی لگی۔

"تبھی تم کاٹن کینڈی جیسی ہو۔لے آوں گا۔اور کچھ۔اپنے ان حسین بالوں کے لیے چاہیے کوئی چیز؟"

وہ اسکے مہکتے بالوں پر ابھی بھی لگی پیزز دیکھ سکتا تھا، دِلارہ دھیما سا مسکائی۔

"قینچی کے سوا سب لے آنا۔"

وہ خفیف سا شرارت پر اتری اور قینچی کیوں کہا گیا یہ سوچے وہ کھل کر ہنسا، وہ بھی اس ہنسی کے حصار کی اسیر ہوئی۔

"نہیں کاٹتا تمہارے بال۔ بچپن سے بڑھا رہی ہو تبھی اتنے لمبے ہیں۔ میں انھیں کاٹ کر جی تھوڑا سکوں گا۔ بس تم مجھے دیکھنا مت چھوڑنا۔ اب جاو ایدا کے پاس۔ وہ بہت سوئیٹ ہے، کوشش کرو اس سے دوستی ہو جائے

تمہاری۔ کل کو جب یہ حویلی تمہاری سسرال بنے گی تو تمہیں وہ جیٹھانی کی صورت ملے گی۔ اور گھر کی عورتوں میں اتفاق و محبت ہو تو گھر میں امن رہتا ہے۔ سمجھ گئی"

وہ اسکے حصار میں مبہوت کھڑی تھی اور اسکی سمجھائی ہر بات پر آمین دل میں کہتی محسوس ہو رہی تھی۔

"دوستی مشکل ہے۔ جان پہچان کرنے کی کوشش کروں گی۔ مے بی تمہارے فیوچر کا امن محفوظ ہو جائے"

دِلارہ نے ابھی بھی چڑانے کی ہی کوشش کی تھی۔

"آپ کہا کرو مجھے"

باران نے اس پر حق جماتے کہا، یہ ایسا لہجہ تھا کہ وہ ضرور مان لیتی پر نہیں، وہ ضدی بلا کی تھی۔

"کبھی نہیں کہنے والی"

وہ اٹل ارادے سے اکڑی۔

"وہ جب گاڑی میری ٹانگ ٹھوک کر گئی تھی۔ میں روڈ پر گرا تھا۔ تب تم نے بے دھیانی میں آپ کہا تھا مجھے۔ کتنا اچھا تھا وہ مومنٹ، میں اپنا درد بھول گیا تھا تمہارے 'آپ' پر"

باران نے اسے شرم دلانی چاہی کہ شاید درد میں کمی کا حوالہ سن کر ہی یہ لڑکی باز آجائے۔

"فی الحال آپ کہا تو تمہارے درد کا نہیں پتا، جذبات ضرور جاگ جائیں گے۔ اس لیے جب اگلی بار انقرہ آو گے پھر سوچوں گی۔ ابھی کے لیے سوری ڈیئر"

وہ بچارے کو سر سے اتار گئی، ٹرخا گئی، اب یہ آپ جناب کا امرت پینے کو اتنا انتظار تو واجب ہونا ہی تھا۔

"میں تم سے اسی بار جانے سے پہلے آپ اگلوا کے رہوں گا یہ چیلنج ہے میرا"

باران بھی ڈھیٹ بنا میدان میں اترا، جبکہ دِلارہ کیا بتاتی اسے ایسے چیلنج کتنے پسند ہیں۔

"لٹس سی۔ میں بھی یہیں ہوں اور تم بھی۔ دیکھتی ہوں کیسے اگلواتے ہو"

دِلارہ نے بھی کھلا چیلنج قبول کیا، باران نے مقابلہ باز نگاہوں سے دلارہ کو لتاڑا پھر وہ دونوں زرا فاصلہ بنائے دور ہوئے اور چیلنجنگ نظروں سے ایک بال لہرا کر حویلی کے اندر چلی گئی جبکہ دوسرے جناب پورچ کی سمت کھڑی اپنی گاڑی کی طرف۔

جبکہ نازلی کا غصہ سوا نیزے پر محسوس کیے آزاد نے اک نظر اسکی طرف دیکھا جو کل والی مظلوم درد کی ماری نازلی کے بجائے چھوٹی ڈان بنی دیکھائی دے رہی تھی، آزاد کو تو توقع تھی کہ وہ اسے بچانے جائے گا تو وہ دوڑ کر اسکے سینے سے جا لپٹے گی پر یہاں تو خاتون نے نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا، الٹا ساتھ چلے آنے کا احسان بھی جتائے جا رہی تھی۔

آزاد اسے لیے اپنے ہی گھر آیا تھا کیونکہ رات کی فلائیٹ سے مرات بھی انقرہ پہنچ رہا تھا اور آزاد اسی وجہ سے ابھی عالیان کو بھی منع کر چکا تھا کہ اسکے بارے بابا سے بات نہ کرے، آزاد پہلے نازلی سے اپنے معاملات بہتر کرنے کے

ساتھ مرات کو ساری سچائیاں بتانا چاہتا تھا کیونکہ ابھی یہی دو معاملے سب سے زیادہ اہم تھے۔

"مجھے اس جہنم کیوں لائے ہو۔یلدرم حویلی چلو یا پھر کسی ہوٹل۔۔۔یہاں اس منحوس عورت کی تصویریں ہیں جنھیں دیکھ کر میں پاگل ہو جاوں گی"

گاڑی آزاد کے بنگلے کے پورچ میں رکی تو چپ نازلی نے آخر اپنے اندر کا غصہ باہر نکال دیا۔

"میں نے اس عورت کی ہر چیز ہٹوادی ہے۔"

آزاد نے گاڑی روکی اور سیٹ بیلڈ کھولے باہر نکلا اور ڈور اوپن ہی رکھے نازلی کے باہر نکلنے کا ویٹ کرنے رکا۔

"پھر بھی نہیں جانا مجھے اندر"

نازلی نے اپنا سیٹ بیلڈ بھی لوز کیا اور اب آزاد اسکی ضد سے تنگ آ گیا۔

"غصہ کس بات کا ہے۔ تمہیں چلتی گولیوں کی بوچھاڑ سے سلامت نکال لایا ہوں اس کا؟"

مسلسل نازلی کے تیور برداشت کرنے کے بعد آخر آزاد کی برداشت دم توڑ ہی گئی، نازلی گاڑی سے اسکی طرف کے

بجائے دوسری طرف سے نکلی اور ڈور بھی انتہائی غصے اور زور سے پٹخ کر بند کیا۔

"مجھے بچانے کے بیچ ایک کھروچ بھی نہیں آئی تمہیں۔نہ گولی لگی۔اب مرہم پٹی کے بہانے میں تمہارے قریب بھی نہیں آسکتی۔"

نازلی نے اپنی پریشانی بتائی تو آزاد نے گھور کر اسے دیکھا۔

"بہانے کی ضرورت ہے ہی کیوں تمہیں"

آزاد کا دماغ چکرایا۔

"ناراض ہرٹ اور غصہ ہوں۔ جا کر کوئی ہڈی کریک کرواو یا سر کھول کر آو اپنا۔ مجھے بہانے سے تمہارے قریب آنا ہے"

نازلی نے آنکھیں ماتھے پر جمائے حکم دیا تھا جبکہ آزاد اس سر پھری کی بات پر ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

"میں سر کٹوانے پر بھی راضی ہوں۔ تم قریب آنے کا وعدہ کرو پہلے؟"

وہ اسکی کلائی پکڑ کر اپنے قریب کھینچتا فسوں خیزی کے سنگ بولا تو نازلی اسکے یوں سینے لگنے اور قریب آنے پر اتنی میچور ہونے کے باوجود گھبرائی۔

"کٹوا کر آو پہلے"

وہ آنکھوں میں ڈھیر سی ناراضگی لیے بولی تو آزاد نے اسکے چہرے کو بغور دیکھا جہاں برہان کے مارے تھپڑ کے نشان مدھم سہی پر نظر آرہے تھے۔

"سر کٹوا دیا تو یہ نہیں کر سکوں گا"

آزاد نے اسکے درد کرتے رخسار کو چومتے اپنی بے بسی بتائی، اسکے اس مرہمی لمس پر نازلی کی آنکھیں سی بھر آئیں، وہ ابھی آزاد کو اپنے قریب نہیں دیکھ پا رہی تھی، اندر ابھی تک بے شمار درد بھرا ہوا تھا۔

"نہ یہ کر سکوں گا"

وہ اسکے ہونٹوں کی جانب بڑھنے لگا جب وہ بے دردی سے آزاد کو خود سے دور دھکیل گئی۔

"کیا۔۔ہاں۔ اتنا آسان ہے سب تمہارے لیے؟ کہ تم مجھے کہو سب ٹھیک ہو گیا اور میں کاٹھ کی الو بنی تمہاری مان لوں

گی۔ کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ میرے گھر والے پھر مجھے چھین لیں گے تم سے یا تمہیں مجھ سے۔ یونو واٹ آزاد یلدرم۔۔ ہم دو کا یہ رشتہ ہی منحوس ہے جس نے تب بھی سب برباد کیا اور اب بھی کر دے گا۔ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں پر خبر دار میرے قریب آئے۔ ابھی تمہارا یہ چومنا چاٹنا مجھے سخت برا لگ رہا ہے۔ شکر کرو مکا نہیں پڑا۔ بڑا آیا عاشق۔"

وہ گھورتی، غصہ اگلتی بھی اسے پیاری تھی، مکا مار دیتی تب بھی، آزاد نے اسے بس پیار سے جوابا دیکھا اور نازلی کی سانس پھول گئی، بچاری سے لڑنا دوبھر ہوا اور دور رہنا بھی تو

جلدی سے گھر کی طرف بھاگ گئی اور آزاد کا دماغ سچ میں اب خود کو چھوٹی موٹی کھروچ دینے کا بن گیا تا کہ نازلی کے قریب آنے کی سفید پوش خواہش کا وہ شخص احترام کیے اسے ڈائریکٹ نہ سہی ان ڈائریکٹ ہی سکون بہم پہنچا دے۔

.._____..

عالیان واپس آیا تو اپنی گاڑی لاک کر کے باہر نکلے گھر کی طرف بڑھا ہی مگر پھر گیڈ گارڈ سے جب باران کی موجودگی کے ساتھ دِلارہ کی آمد کا علم ہوا تو جناب سمجھ گئے پردیسی کو

محبوبہ نے روک لیا ہو گا ورنہ کسی ماں کے لال میں دم کہاں تھا جو فرار ہوتے باران یلدرم کی راہ میں روڑے اٹکا سکے۔

اسی مست سوچ کے ساتھ وہ شاندار اور خوبصورت سی یلدرم حویلی کی عمارت میں داخل ہوا اور داخل ہوتے ہی اسے غیر محسوس سی چپ دیکھنے کو ملی اور پھر رخ کچن ہال کی طرف کیا تو اسے ایدا کے ساتھ دِلارہ نظر آئی، ایدا کچھ بیک کے لیے رکھتے ہوئے دِلارہ سے اسکا فیورٹ فیلور پوچھ رہی تھی جس نے گرین ٹی فیلور بتا کر ایدا سمیت عالی کو بھی حیران کیا۔

"سب سے برا فیلور ہوتا ہے وہ دِلارہ، تم چاکلیٹ یا اسٹرابری پسند نہیں کرتی؟"

عالیان کے کچن میں انٹر ہونے اور سوال نے دونوں کو پلٹنے پر مجبور کیا، دِلارہ نے کندھے اچکائے البتہ ایدا کی آنکھوں میں پھیلی بے چینی، عالی بنا اسکے کہے بھانپ گیا۔

"مجھے اسٹرابری اور چاکلیٹ پسند نہیں عالیان بھائی۔ آپ کہاں تھے؟ ایدا آپی بتا رہی تھیں کوئی سیکرٹ ہے؟"

دِلارہ نے سنجیدگی سے جواب دیتے ساتھ پوچھا تو عالیان نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ہاں سیکرٹ تو ہے۔ تم نے بہت بڑی تباہی سے بچایا ہے آج ہمیں۔ بتاو تمہارا احسان کیسے اتاریں؟"

اب کی بار عالیان کے لب و لہجے میں چھلکتا تشکر ایدا کو بھی کچھ کچھ معاملہ سمجھا گیا پر دِلارہ ہنوز لاعلم تھی۔

"میں نے؟ پر میں تو آپ سے ابھی مل رہی ہوں آج۔؟"

دِلارہ کی لاعملی پر عالیان کو بے حد پیار آیا۔

"یہاں آو"

عالیان نے اسے پکڑ کر آہستگی سے اپنے سینے لگاتے جب سر چوما، یہ دِلارہ کے لیے بلکل بے یقین سا لمحہ تھا، ایسا نہیں تھا

کہ عالیان نے دِلارہ کو استعمال کرے خود پر آئی مصیبت
ٹالی تھی بلکہ دِلارہ کی اہمیت اور پاور اتنی ہو گی یہ عالیان کو
حیران کر رہا تھا، جن لوگوں کو بندوقیں نہ روک
پائیں، انھیں دِلارہ کا حوالہ ہی ایموشنلی پیرالائز کر گیا تھا، وہ
کیسے نہ پیار جتاتا کہ اس نے تو دِلارہ کو بلکل ناکارہ وجود سمجھا
تھا، لیکن اب یہ دِلارہ بہت سے حوالوں میں قیمتی
تھی، باران کی زندگی کا حصہ تھی، بابا کے پچھتاووں میں سے
اک تلافی کی کڑی تھی، پھر مسدور حویلی کی وہ کمزوری جس
سے یلدرم خاندان اب ان پر بنا لڑے جھگڑے بھی غالب
آسکتا تھا۔

"ایسا کونسا احسان کر دیا میں نے آپ پر جو یوں لاڈ آرہے ہیں؟"

دِلارہ نے زرا اسکی بازو کے حصار سے نکلتے اچنبھے سے عالیان کی مسرور شکل دیکھی اور اب ایدا بھی سیکرٹ جاننے کو بے قرار تھی۔

"تمہیں تمہاری اہمیت صرف باران ہی بتا سکتا ہے، ہم سے نہ ہو گا نہ ہم کوشش کریں گے بچے۔ بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ تم بہت قیمتی ہو۔ پہلے مجھے تم سے کوئی لگاو نہیں تھا۔ ایون میں کئی سال تمہیں فساد کی جڑ مانتا آیا پر آئی ایم سوری اپنی اس ہر سوچ پر شرمندہ ہوں۔ تمہاری قیمت

وقت نے بہت اچھے سے سمجھائی ہے مجھے۔ اور ہر اس فرد کو جس نے تمہیں بے مول سمجھا۔ اس حویلی کی تم ہم سبکی طرح مالک ہو دِلارہ، ہم سبکو بہت پیار ہے تم سے اور ہم سب مل کر تمہاری زندگی کے سارے پھیکے رنگوں کو واپس بحال کریں گے"

دِلارہ کے لیے یہ بہت زیادہ سرپرائزنگ تھا، شاکنگ بھی، وہ حیران پر حیران ہو رہی تھی کہ آخر اسکے بے کار وجود سے ان کو کونسی راحت مل گئی۔

"ارے میرا بچہ آیا ہے۔ زہے نصیب۔ وہ گدھا چلا گیا، مجھے لگا اب تم نہیں آو گی۔"

کچن ہال میں سبکی آوازیں سنے اسماعیل یلدرم بھی وہیں پہنچے تو دِلارہ کو دیکھ کر انکا دل خوش ہو گیا، اب کی بار تینوں متوجہ ہوئے۔

"وہ آپکا گدھا نہیں گیا تبھی گدھے کی گدھی یہاں نظر آرہی ہے۔ اوپس اتنی کیوٹ گدھی نہیں ہو سکتی۔ سوری میرے بچے۔ منہ سے پھسل گیا"

عالیان کے منہ سے سلب ہوتے خطاب پر سب تو ہنسے، تھوڑی سی بتیسی دلارہ کی بھی نکلی البتہ اسماعیل صاحب جنکو اپنے پلیٹھی کے پتر سے خاص ویر تھا، آگے ائے اور جواباً اس سینئر بچے کے سر میں ایک چپیڑ ٹھوکی۔

"خبیث! گدھی کہتے شرم نہ آئی تجھے میری گڈی کو۔ گدھے ہو تم دو۔ میری یہ دو بچیاں تو میرے دل کا حصہ ہیں۔ پریاں ہیں میری۔"

ایک طرف اسماعیل صاحب نے ایدا کو لیا اور دوسری بازو جب دِلارہ کی طرف حصاری تو وہ خفیف سا مسرور مسکرائی کہ یوں اہمیت ملنا کسے اچھا نہیں لگتا تھا پر جب یہ سوچا کہ یہ اہمیت اسے باران کے ساتھ جڑھنے کے سبب ملی ہے تو غصہ نہ آیا بلکہ دل دریچوں تک الفت سے لبریز ہوا۔

"زیادہ خوش مت ہو بابا کی پریو! یہ تم دو کو کو قاف کی پریاں کہہ رہے ہیں"

اب جیلس سپوت سے کہاں سہا جاتا کہ والد گرامی صاحب انکی طرف سے دل کے پھپھولے پھاڑتی نظروں سے دیکھیں جبکہ سارا انس و پیار منہ بولی بیٹیوں پر وار دیں، اندر اک جلن کی چنگاری بھڑکنا تو فطری تھا۔

"چل بھاگ ادھر سے"

اسماعیل یلدرم نے ایک ہی دبنگ گھوری دیتے اس آفت کو کچن ہال سے ہی نکال دیا، جبکہ خود ایدا اور اسماعیل یلدرم نے مسکراہٹ کا تبادلہ کیے بیک وقت دِلارہ کو دیکھا جو زرا سا کنفوز ہوئی کہ اسے ایکسٹرا ویلیو کیوں دی جارہی ہے۔

"کوفی پیئیں گے آپ ماموں۔ اور تم دِلارہ؟"

ایدا نے دونوں کو مسکرا کر آفر کی تو دونوں نے سر ہلایا جبکہ دِلارہ بڑے بابا کی بازو کے حصار میں انکے ساتھ باہر سٹنگ لاونج میں آئی تو انہوں نے اسے اپنے ساتھ لا بٹھایا اور دلارہ کا نرم ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے چوما، دِلارہ کی آنکھیں خفیف سے درد میں لپٹی محسوس ہوئیں۔

"اس نے صبح مجھے پتا کیا کہا دلارہ؟"

وہ بے حد خوش تھے، دلارہ نے انکو اتنا خوش اس سے پہلے اپنے اور باران کے نکاح پر دیکھا تھا، ایسی خوشی تھی کہ اس شخص کی آنکھیں گوشوں تک نم ہو رہی تھیں۔

"کس نے بڑے بابا؟ باران نے؟"

وہ متجسس تھی، فوراپوچھ بیٹھی، وہ آسودگی سے سر ہلا گئے۔

"کہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔ تم بھی اسے کبھی مت چھوڑنا۔"

وہ آنکھوں میں متانت کے کئی رنگ بھرے دِلارہ کے آگے التجایہ ہوئے تو اسکی بیٹھے بیٹھے سانس بھاری ہونے لگی۔

"اگر وہ مجھے نہیں چھوڑے گا تو آٹو میٹکلی میں بھی نہیں چھوڑ سکتی ناں۔"

دِلارہ نے معصومیت سے لاجک سمجھائی تو وہ بھی مسکرائے۔

"یہ سننے میں بہت اچھا ہے۔ ابراہیم بھائی کو کبھی معاف کر سکو گی؟"

وہ اسکی خوبصورت آنکھوں میں جھانکے، ابھی بھی اندر تکلیف بھری تھی، کئی درد ہلکورے رہے تھے، دِلارہ نے مسکرا کر انکی بے آس آنکھوں میں دیکھتے سر ہلایا۔

"ہمارے ساتھ برا کرنے والے کی کوئی نہ کوئی مجبوری رہی ہوتی ہے بڑے بابا، یہ بات ایک ہفتے پہلے تک مجھے سمجھ نہیں آتی تھی۔ مجھے ہر ایک سے نفرت تھی۔ لیکن اب سمجھ آگئی۔ ہم معاف نہ کر کے تعلق بنائے رکھتے ہیں جو ہماری مینٹل ہیلتھ کے لیے مضر ہوتا ہے۔ معاف کرنا یعنی دفع کرنا۔ جس نے مجھے جیتے جی دفنایا، اس نے یقیناً مجھے رسوائی سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ جس نے مجھے اس

قبر سے نکال کر بچایا، اس نے میری رسوائی کے باوجود مجھے بچانے کی کوشش کی تھی۔ سبکی مجبوریاں مختلف اور گناہ بڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔ میری معافی پانے کے لیے یا تو جیتے جی مرنا پڑتا ہے یا سچ میں۔۔۔ وہ مر گئے سمجھیں معافی پا گئے۔"

وہ عام سے لفظ کہہ رہی تھی پر ان سے وحشت ٹپک رہی تھی، لہو تھے اس لڑکی کے لفظ۔

"مطلب تو ران اور عیشاء کو تمہاری معافی پانے کے لیے مرنا ہو گا۔ ابراہیم کی طرح؟"

اسماعیل یلدرم کی آنکھوں میں خوف تھا۔

"شاید۔ انکی فکر آپکو کیوں ہے۔ آپکے بیٹے کو معاف کر چکی ہوں بنامارے۔ نہ تو جیتے جی نہ اصل۔ آپ بس اس سے مطلب رکھیں۔"

دِلارہ نے انکی بے جا کریدنے کی کوشش ناکام کرتے حتمی جواب دے کر انھیں بھی انکی حد سمجھائی۔

"باران کے بچے مجھے تم سے چاہیں۔ اس حد تک آگے جا چکا ہوں میں۔ تم صرف معافی دینے کی بات کر رہی ہو؟"

دلارہ نے چونک کر انکی طرف دیکھا، اسے بڑے بابا کا دماغ فارغ لگا۔

"واٹ؟ بچے؟ یہ بچوں کی فرمائش آپ ایک بچی سے کر رہے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کریں۔ باران کو پتا چلا تو خوامخواہ لڑ پڑے گا آپ سے۔ پھر میں بری بہو کہلواوں گی جو باپ بیٹے میں پھوٹ ڈلواتی ہے"

وہ بال ادا سے لہراتی انھیں ڈانٹ گئی جو دھیما دھیما مسکرا کر دِلارہ کے چہرے کے گلابی مائل رنگ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

"وہ سینتیس کا ہو گیا ہے دِلارہ"

اسماعیل یلدرم نے شرارت سے جتایا تو وہ خفت سے واپس انکو گھوری۔

"تو کیا کروں بھئی۔ کس نے کہا تھا اسے جلدی پیدا کریں۔ صبر نہیں تھا آپ میں؟ میرا مطلب دس سال ہی لیٹ کر دیتے پیدا۔"

دِلارہ نے جلد بازی میں جو بڑبڑا کر کہا اس پر ندامت محسوس کرے اختتام تک جیسے اپنی پھسلتی گھبرائی

مسکراہٹ چھپا رہی تھی، لاونج میں اسماعیل یلدرم کا بلند ہوتا قہقہہ آج کی اس شام کا خوبصورت حصہ بنا۔

"بڑے بابا آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں"

دِلارہ نے انکے ہاتھ کو پکڑ کر دباتے ٹوکا تو وہ ہنسنا بڑی مشکل سے روک سکے۔

"میرا بچہ۔ میں تم سے مزاق کر رہا تھا بس۔ تم باتونی کتنی پیاری لگتی ہو مجھے آج پتا چلا۔ اوپر سے باران کے نام سے گھبراتی ہوئی۔ کیا وہ پسند ہے تمہیں۔ بیس سال تم سے پہلے پیدا ہونے کے باوجود تم دو ایک دوسرے کے لیے مکمل

اور پرفیکٹ ہو اور اسی کو اللہ کی بنائی جوڑی کہتے ہیں۔ اللہ کا فیصلہ کہ وہ عمروں کے فرق کے باوجود دل ملتے ہی صورتوں میں تازگی بھر دیتا ہے۔ پھر نکاح کی طاقت اور سرور بھی تو ہے جو حسن رکھتا ہے"

وہ یہاں بڑے بابا کے پاس بیٹھ کر پچھتا رہی تھی کہ یہ تو باران سے بھی دو ہاتھ آگے تھے دماغ خراب کرنے والوں میں، حالانکہ انکے لہجے میں دلارہ کے لیے چاہت و محبت کا ہر رنگ تھا۔

"آپ یہ سب مجھ سے کیوں کہہ رہے ہیں۔ مجھے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔ گھر میں عیشاء تھیں تبھی میں آگئی باران

کے ساتھ۔ دم گھٹ رہا تھا۔ اگر آپ بھی ایسی باتیں کریں گے تو میں یہاں سے بھی چلی جاوں گی"

دِلارہ نے بہت دکھ سے اپنی مجبوری کہی جبکہ عیشاء کا نام سنے اسماعیل یلدرم کو جھٹکا لگا۔

"عیشاء۔ عیشاء واپس آگئی کیا؟"

اسماعیل یلدرم کی آواز حیرت سے پھٹ گئی۔

"جی۔ وہ باران کے ساتھ ہی جرمنی رہ رہی تھیں۔ وہ آیا اور پیچھے وہ بھی آگئیں معافی کا ٹوکرا اٹھائے۔ آپ بی سے پوچھ لیجئے گا تفصیل میں لان میں تازہ ہوا کھانے جا رہی ہوں۔"

دِلارہ نے جان چھڑواتے انداز میں بتایا اور انھیں حیرت و صدمے میں ڈبوئے اٹھ کر چلی گئی جبکہ اسماعیل یلدرم نے فوراسے اپنا فون نکالتے عزیزے کا نمبر سکرول کرے ڈائل کیا تھا، تفصیل جانے بناوہ بھلا کیسے رہتے اور اگلا ایک گھنٹہ عزیزے اور وہ بس اسی معاملے پر بات چیت کرتے رہے، ایدا نے انکو کووفی دے دی تھی جبکہ دِلارہ کے لیے میڈ کے ہاتھ لان میں بھیجوائے وہ خود جلدی سے عالیان سے سب جاننے روم میں آئی، ڈوراوپن کرے بے تکلفی سے اندر گھسی تو وہ اسی وقت شاور لے کر آیا تھا اور شرٹ لیس میٹرس کے پاس کھڑا وہاں ڈھیڑ لگا کر رکھی شرٹس میں

سے کچھ پہننے کو چوز کر رہا تھا، ایدا اسکے لیے بھی کووفی لائی تھی اور تبھی ٹرے ہاتھوں میں لرزی تو کپ سے کچھ کووفی ٹرے میں گری، عالیان نے سامنے دیکھا جہاں ایدا ہاتھ میں ٹرے لیے حلق سے تھوک نگلتی عالیان کا کسرتی مضبوط فگر دیکھ رہی تھی، پھر زور سے آنکھیں میچے اس نے نظریں جھکائیں اور ٹرے دھیرے سے بنا ہاتھ کو کپکپانے کی اجازت دیے، میز پر رکھے وہ جب تک سیدھی ہوئی، وہ بوتل کے جن کی طرح ٹھیک ایدا کے سامنے آن جما۔

ایدا کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا جب عالیان اچانک اسکے سامنے آیا، جبکہ ایدا کا چہرہ یوں تھا جیسے کسی نے پورا لہو نچوڑ لیا ہو۔

"آ۔۔ آپ شرٹ پہن لیں پھر مجھے بتائیں hala کہاں ہیں۔ اور آزاد ماموں۔ بلکہ میں یہ ٹرے رکھ کر آتی ہوں تب تک آپ۔۔"

ایدا کے منہ سے لفظ نکلنے دو بھر تھے، اور وہ فورا پلٹ کر جھکے کپ تلے رکھی ٹرے نکالنے لگی جب عالیان نے اسے بازو سے پکڑ کر سیدھا کرتے اپنے قریب کھینچا، ایدا نے گھبرا

کر عالیان کے چہرے اور پھر آنکھوں میں دیکھتے پھر حلق تر کیا۔

"نازلی کو ہم نے مسدور والوں سے بچالیا۔ وہ اس وقت آزاد چاچو کے ساتھ انکے گھر ہیں۔ میں اور تم چلتے ہیں کچھ دیر تک انکی طرف۔ ڈنر وہیں کریں گے۔ اور دلارہ کو میں نے اتنالاڈ کیوں دیا اس بارے کچھ نہیں پوچھو گی؟"

وہ ایک سانس میں ہی سارے جواب دیے پھر پر اسرار مسکراہٹ کے سنگ آخری سوال سے ایدا کے چہرے کا اک اک نقش گہری نظروں میں لیے اسے پریشان کرتا نظر آیا، وہ قریب سے قریب ہو رہا تھا اور ایدا اسکے سینے پر

ہاتھ بھی نہ رکھ پا رہی تھی کیونکہ وہ بے شرموں کی طرح ننگا پرکشش سینہ تانے جو کھڑا تھا۔

"ک۔۔کیوں دیا لاڈ؟ میرے علاوہ کسی کو بہن بیٹی کی طرح بھی لاڈ نہیں دے سکتے آپ"

ایدا نے زرا سا سائڈ ٹیبل اور عالی کے بیچ سے نکلتے اپنا گرتا اعتماد بحال کرتے غصہ دیکھایا تو عالیان مزید اسکی طرف قدم اٹھائے بہکی نظر اور پر خمار تیور سے بڑھا۔

"وہی تو۔اعتراض تمہیں میں نے یاد دلانا تھا؟ تمہیں تو آتے ہی میرے گریبان۔سوری گردن سے پکڑ کر پوچھنا

چاہیے تھا کہ کسی اور کو گلے لگانے کی جرت کیسے کی؟ پر میں تو تمہارے اڑے رنگ اور بد حواسی سے بہت مایوس ہو گیا۔ میں شرٹ لیس ہاٹ لگتا ہوں ناں۔۔۔ پر ایسی ہاٹنس کس کام کی کہ تم جنونی ایدا سے سہمی بلی بن جاو؟ تمہیں لڑنا اور حساب لینا یاد نہ رہے"

وہ ہنوز تیور لیے اسکے قریب سے قریب تر ہو رہا تھا اور ایدا کے ماتھے پر اتنی ٹھنڈک کے باوجود پسینے کی بوندیں دلچسپ منظر تھیں، نمی تو اسکی ہتھیلیوں میں بھی پھوٹ رہی تھی، اپنے ہاتھوں کو ایدا نے مزاحمت سے باز رکھے مٹھیوں میں بھینچ جو رکھا تھا۔

"میں ل۔۔ لڑ رہی ہوں ناں۔ دیکھیں تو۔ بس مجھے hala کی فکر تھی تو حساب سائیڈ ہو گیا۔ پلیز شرٹ پہن لیں پھر بات کرتے ہیں۔ آپ کسی اور سینس میں ہاٹ لگتے ہیں، م۔۔ مطلب اگر ایک دوسرے کے قریب آنا ہو۔۔۔ پ۔۔ پر ابھی تو ہم رینڈ ملی بات کر رہے ہیں۔۔ بلکہ رکیں میں خود چوز کر دیتی ہوں شرٹ"

ایدا نے ٹوٹی جڑتی آواز میں اس آدمی کی بہکی نظروں سے بچ نکلتے جا کر جو پہلی شرٹ نظر آئی، اٹھا کر پلٹے عالیان کی طرف بڑھائی، عالیان کی گہری پر استحقاق نظریں ایدا کے ہاتھ میں لرزش کا سبب تھیں، اس نے ایدا کے ہاتھ سے کالی

شرٹ لی اور اسے انہی ہوش ربا نگاہوں سے نوازتا ہی
شرٹ بازوؤں پر چڑھائے بٹن کھلے ہی چھوڑتا پھر آگے
بڑھا ہی کہ وہ ڈر کر پیچھے ہٹی اور توازن برقرار نہ رکھتے
سیدھی شرٹس کے بیڈ پر لگے امبار پر جا گری، عالیان اسکے
گرنے پر خمار اک طرف کرے ہنسا ہی جب وہ غصے سے
اٹھی اور عالیان کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے کھینچے اسے بھی
اپنی طرف کھینچ تو بیٹھی پر محترم اس پر گرتے گرتے اپنی
آہنی بازو کے سہارے سے ڈھیر ہونے سے بچ گئے اور اس
لڑکی کی بنا دبے ایڈوانس چینج پر اس بار وہ ہنسنے کے بجائے
ایدا کے پہلو میں گرا کچھ وزن اس پر حاوی کیے، ہاتھ

میٹرس سے ہتھیلی کے سنگ ٹیک کر سہارہ لے کر جھکے اسے دیکھتے بے حد بہکا تا مسکرایا، اسکی روح جنجھوڑتی نظریں، ایدا کے جسم کے پار گڑھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"تم دوبارہ ایسا کرو گی؟"

عالئان نے ان ڈرے ڈرے نینوں میں جھانکتے دھمکی دیتے لہجے میں پوچھا تو وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

"کیا؟ آپکا ہاتھ پکڑنا؟"

وہ منمنائی، ایک تو اس وقت بے بس ہو کر پڑی لگ بھی توبہ شکن رہی تھی۔

"نہیں عقل مند خاتون۔ مجھے کسی کے قریب بھٹکنے نہ دیا کرو۔ میں چاہتا ہوں بابا سے بھی گلے لگوں تو تم اس پر جلو۔ کسی کا سایہ بھی نہ پڑنے دو مجھ پر۔ میں کسی سے بات کروں یہ بھی برداشت نہ ہو تم سے"

وہ اس شخص کی انوکھی سی خواہشوں پر فدا ہی تو ہو گئی، جیسے عاشقانہ مسکرائی، ایسا لگا بھول گئی ہے کہ کس جگہ موجود ہے۔

"ایسے تو آپکی زندگی مشکل ہو جائے گی عالی"

وہ اسکی فکر میں گھلی بولی اور بے اختیار عالیان جھک کر اسکے ہونٹوں تک آیا پھر ایدا کے ڈر کر آنکھیں زور سے میچنے اور مٹھیوں میں آئی شرٹس بھینچنے پر وہ خود پر کنٹرول کرے رکا اور اس پر سے ہٹے اسکے ساتھ ہی میٹرس پر جا لیٹا، ایدا کا سانس آسان ہوا، وہ حیرانگی سے آنکھیں کھولے گردن گما کر دیکھنے لگی جہاں وہ اسکے ساتھ ہی لیٹا تھا پھر ایدا کے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنا سر اٹھائا، ایدا کی بازو کھول کر اسکی طرف کھسکتے اپنا سر ایدا کے کندھے کی جانب رکھے اسکی طرف کروٹ بدل گیا اور اپنا ہاتھ سیدھا پھیلاتے ایدا کے اطراف لپیٹ لیا، ایدا کی آنکھیں خود بخود نم مسکرائیں، وہ

سر رکھتے ہی آنکھیں بند کر گیا، اسے کچھ دیر ایدا کی خوشبو میں یونہی گم رہنا تھا۔

"میں نے دِلارہ کے ذکر سے تمہارے ددھیال کو کرنٹ لگا دیا، وہ لوگ سن ہو گئے توران مسدور کی بیٹی کا سن کر۔ توران کے آنے تک کوئی حرکت نہیں کریں گے مزید گری۔ کیا میں نے ٹھیک کیا ایدا؟ کیا میں نے دِلارہ کا انھیں بتا کر غلطی تو نہیں کر دی؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ وہیں سر رکھے ہی بولا، آواز میں اک اداسی تھی۔

"وہ لوگ میرے اور hala کی طرح اس معصوم کو بھی تو بس تکلیف ہی دیں گے ناں۔ وہ دِلارہ کا سن کر کیسے شانت ہو سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو اپنے کسی عزیز کی موت نہ روک سکی، دِلارہ کی خبر کیسے قابو کر سکتی ہے۔"

ایدا کے خدشات پر وہ گھبرا کر سر اٹھائے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا میں نے دِلارہ کی جان خطرے میں ڈال دی ہے؟"

وہ پریشانی سے بھرا تو ایدا نے فوری نفی میں سر ہلاتے اسکے رخسار سے اپنی نرم ملائم ہتھیلی لگائی۔

"ہر گز نہیں۔ بس باران بھائی جائیں تو آپ کھڑے رہیے گا اسکی حفاظت پر۔ کبھی نہ کبھی تو سچائی کھلنی ہے۔ اہم یہ ہے کہ اسے انکے رحم و کرم پر مت چھوڑیے گا۔"

وہ ایدا کی اس بات پر ساری پریشانی سے نکل آیا، اسکا ہاتھ پکڑے جذباتیت سے چوما تو گدگداہٹ سی ایدا کے پورے وجود میں اتری۔

" کبھی نہیں۔ دِلارہ خون انکا ہو گی پر حصہ اب ہمارا ہے۔ میں بس چاہتا ہوں یہ قتل و غارت تھم جائے۔ میں مطلبی ہر گز نہیں ہوں۔ میں جانتا ہوں مار پیٹ قتل اور

انتقام صرف تکلیف لاتا ہے۔مجھے خوشی ہے تم میرے پاس ہو ایدا"

وہ اپنی یوں اتنے پاس آکر کیفیت بانٹتا کتنا پیارا لگ رہا تھا، یہ کوئی ایدا سے پوچھتا۔

"مجھے آپکا یوں میرے کندھے سے لگ کر لپٹنا پسند آیا۔یہ بہت رومنٹک تھا"

وہ ہنوز اسی میں کھوئی تھی اور عالیان اسکی خوشی کے لیول پر ہونٹوں کی بھری مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے لگا۔

"مجھے پتا ہوتا تمہیں اس بڑے سے آدمی کو بے بی بنا کر اچھا لگے گا تو میں پہلے لپٹ جاتا۔ سوری دیر ہو گئی۔ تمہیں جو اچھا لگتا ہے وہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے جو اچھا لگتا ہے وہ مجھ سے سلپ ہونے کی کوشش کرتا ہے۔"

عالیان کا اشارہ گرنے کے بعد والی پر زور خواہش کا تھا پر اسے پتا تھا یا یہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لے گی یا اس پہاڑ بے بی کو پرے دھکیل کر واش روم کی طرف دوڑ جائے گی تبھی تو ایدا اسکی اتنی سمجھداری پر ہنس دی۔

"میں ریڈی ہوتی ہوں۔ پھر چلتے ہیں۔ شرٹ کے بٹنز بند کر لیں۔ آپکے جبر کا صلہ اللہ ضرور دے گا"

بس وہی ہوا، یہاں عالیان کے ہاتھ کی حرکت بے باکی کی طرف بڑھی، وہیں وہ اس خود کی طرف دھکیلنے کی کوشش میں لگے عالیان کے حصار سے نکل کر اٹھی اور اٹھتے ہی بھاگ نکلی، جبکہ عالیان نے دھواں اگلتی آنکھوں سے واش روم کے بند دروازے کو دیکھا۔

"تمہیں اکھاڑ دوں گا دروازے!"

عالیان نے سخت مچل کر دروازے کو خون آشام گھوری دیتے ہی شرٹس کے امبار میں منہ چھپالیا، اور جب تک ایدا باہر آئی، محترم منہ دیے ہی اونگتے پائے گئے اور ایدا مزے سے چینج کر کے آئی پھر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنا میک

آپ اور بال ڈن کرنے لگی، جب تک وہ تیار ہوتی، اسکا بندا اپنی بقیہ نیند پوری کر ہی لیتا۔

.._____..

وہ جب گھر کے اندر آئی تو اس نے کسی دیوار کی جانب نہ دیکھا، لاونج میں ہی لگے صوفے پر جا کر بیٹھی اور آنکھیں بند کیے ہاتھ چہرے پر رکھے رونے لگی تھی، جانے کیا کیا اندر تک دکھا رہا تھا کہ وہ بڑی سے بڑی بات ہنسی مزاق میں ٹالنے والی نازلی، اب بس اندر تک دکھ سے بھری تھی، کافی لمحے گزر گئے، وہ اکیلی بیٹھی تھی، اس نے نظر اٹھا کر ارد گرد کا جائزہ بھی لینا گوارا نہ کیا کہ آزاد نے اس عورت

سے جڑی ہر چیز ہٹوادی تھی، یہاں تک کہ اسکی پسندیدہ رنگ کے پردے تک، ڈیکوریشن پیسیز، وہ اپنے آپ کو سنبھال پاتی تو کسی اور طرف توجہ دیتی۔

جبکہ کچھ وقت گزرا تو بھاری قدموں کی آہٹ اسے سنائی دی اور اس نے آنسو پونچھے پر مڑ کر دیکھنا مناسب نہ سمجھا، وہ اپنے ہاتھوں کو گود میں رکھ کر انھیں ڈبڈبائی آنکھوں سے ہتھیلوں کو کھولے بیٹھی سوگوار اور چپ تھی، وہ جہاں جہاں سے اندر آیا، اسکے پہلو میں گرے ہاتھ سے خون کی لکیر بنی اور وہاں سے قطرہ قطرہ خون ٹپک رہا

تھا، وہ جتنے قدم چل کر نازلی تک آیا، ہر قدم پر خون کے قطرے نیچے گرے، وہ چپ چاپ اسکے سامنے آرکا۔

"یہ لو۔۔۔"

آزاد نے اپنا زخمی ہاتھ نازلی کے منہ کے سامنے کیا تو اسکی پہلے سے دھندلائی آنکھیں آزاد کے زخمی ہاتھ کو دیکھے بھیگیں، فوراسے نظریں اٹھا کر اس نے آزاد یلدرم کے منہ کو دیکھا، اسکا ہاتھ ایسے زخمی تھا جیسے اس نے دیوار پر مکے مار مار کے چھیل لیا ہو، جگہ جگہ پشت سے جلد چھلی تھی، کھال کے بیچ بنی ڈراروں میں سرخائی گھلی تھی، نازلی کی آنکھیں اس سے سوال کر رہی تھی تھیں کہ یہ کیا بکواس ہے، جسکے

چہرے پر درد کا کوئی اثر نہ تھا، ڈیمانڈ پوری کرنے کا پاگل پن اس کی رگ رگ میں دوڑ رہا تھا۔

"ی۔۔یہ کیا ہے آزاد؟"

وہ اسکے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لیے منمنائی تو محترم اتنے پیار سے ہاتھ کھینچ جانے پر اسکے ساتھ ہی بیٹھے، جیسے اسے خود نازلی نے یوں ساتھ بیٹھنے کی کھلی دعوت دی ہو۔

"میرے قریب آنا تھا ناں تمہیں۔ مرہم کے بہانے۔ اب میں نے زخم اتنا گہرا لگا دیا خود کو کہ صبح تک تو تم میرے پہلو سے ہٹ نہیں سکتی"

نازلی کی ہتھیلی پر آزاد کے ہاتھ سے رستا خون انھیں گلابی کر گیا اور آزاد کے بے رحم جواب نے نازلی کی آنکھوں میں تیرگی و سرخی اتار دی۔

زخمی ہاتھ والے کی بے خود بتیسی اور جواب دیکھے نازلی کا پارہ ہائی ہوا۔

"یہ ٹھرک پنے کی کلاسیز کیا وہ ہاندے دیتی رہی ہے تمہیں۔ مطلب کچھ بھی۔ میں کہوں گی

کنویں میں چھلانک لگاو، وہ بھی لگادو گے کیا"

نازلی نے ایک ہاتھ چھوڑے اسے سیدھا اسکے ماتھے پر ڈھلکے بالوں سے دبوچ کر پوچھا، اسکی گرفت اچھے بھلے مضبوط آدمی کو گردن ٹیڑھی کرنے پر مجبور کر گئی، یہ لڑکی سچ میں آج ڈان ہی بنی تھی۔

"میں وہ بھی لگادوں گا۔"

آزاد نے اسکی آنکھوں میں جھانک کر جس یقین سے کہا وہ اس ظالم بنی نازلی کا دل موم کر گیا، کیا ستم کہ ہرٹ، غصہ اور ناراض ہونے کے باوجود اسے آزاد یلدرم پر ٹوٹ کر پیار آیا۔

چند آنسو ٹوٹ کر نازلی کی آنکھوں سے بہنے لگے پر وہ شدید غصہ ہے یہ سرخ بھیگی آنکھوں کی چیخ و پکار سے صاف پتا چل رہا تھا۔

"مجھے۔۔مجھے مرہم پٹی کا س۔۔سامان دو پلیز"

نازلی نے ہیجانی کیفیت میں اسکے ہاتھ سے نکلتے خون پر ہاتھ کی انگلیاں دباتے سسک کر کہا تو وہ دوسرے ہاتھ سے ہچکیوں سے روتی نازلی کا چہرہ پکڑ کر اپنے سامنے کرتا اسے پیار سے دیکھنے لگا۔

"سامان تو تمہارے پاس ہے، یہ جن ہونٹوں سے آگ اگل رہی ہو مار دوناں میرے منہ پر۔ پہلے مجھے آسان سانس دو پھر آرام دینا۔"

آزاد کے سادہ سے تقاضے پر بھی وہ سر جھٹک کر رونے لگی، یہ مزاق یا بہکنے کا وقت تھوڑا تھا، اس لڑکی کی جان لبوں پر اٹکی تھی۔

"بس ناں آزاد۔ میرا دل رک جائے گا۔ میں تمہاری تکلیف نہیں برداشت کر پا رہی۔ و۔۔ وہ سب تو میں نے ضد میں کہا ناں۔ م۔۔ میں چاہتی تھی تم زبردستی مجھے اپنے قریب

کر کے کہو کچھ جو مجھے راضی کرے پرت۔۔ تم الٹی کھوپڑی کے انسان۔ت۔۔ تم اپنا ہاتھ چیر آئے۔۔۔"

وہ ہچکیوں کے ساتھ سانسیں بھرتی بمشکل بول پا رہی تھی اور آزاد نے اسکی گردن میں ہاتھ جماتے اسے اپنے قریب کرتے اپنے ماتھے سے اس تڑپتی نازلی کی جبین جوڑتے جیسے اسکو شانت کرنے کی کوشش کی تھی۔

"میں تمہارا دل چیر دینے کا سبب بنا ہوں۔ یہ میری سزا تھی۔ تم رونا بند کرو۔ تمہاری زندگی آنسو بنا کر میں شدید اذیت میں ہوں نازلی۔ خدا کے لیے یہ ظلم ڈھانا بند کرو مجھ پر۔ میں پاس ہوں تمہارے۔ مرہم پٹی کرو اور بس میرے

قریب آجاو جتنی چاہو۔اب یہی حل ہے اس بیچ کی تکلیف کو ختم کرنے کا۔"

وہ اسے کسی طرح چپ کروانے پر لگا تھا اور وہ اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے تھامے بیٹھی رونے کے ساتھ کانپ بھی رہی تھی، آزاد نے اسکے آنسو پونچھے اور اسکا ماتھا چومتے دور ہوا، وہیں ہاتھ بڑھا کر کاوچ کے ساتھ رکھے میز ڈرا کو کھولے ایک آئنٹمنٹ اور پٹی کا رول نکال کر نازلی کی گود میں رکھا جس نے ہچکیاں روکتے آزاد کو دیکھا، وہ اسکے رونے سے سخت تھک گیا تھا۔

"ت۔۔تم دوبارہ ایسا نہیں کرنا پلیز۔"

وہ آنسو سنبھالے بھیگی آنکھوں سے آزاد کو دیکھتی ساتھ اسکے ہاتھ پر وہ آئنٹمنٹ کھول کر وہاں وہاں لگا رہی تھی جہاں سے ہاتھ کی پشت سے کھال چھلی تھی، اور درد بھی اسے ہو رہا تھا، بہت مشکل سے کانپتے ہاتھوں سے اس نے آزاد کے ہاتھ پر پٹی لپیٹ کر گرہ چھوٹی سی لگا دی اور جب اپنے ہاتھ کھول کر دیکھے تو وہ خون سے گلابی ہو چکے تھے۔

پھر سے روتے ہوئے اس نے آزاد کو دیکھا جس نے مزید لفظ ضائع نہ کیا اور اٹھتے ہی اپنی مضبوط و توانا دوسری بازو میں اس دبلی سی نازلی کو اٹھایا، وہ اسکی گردن میں بازو حمائل

کرے سہم کر اسکے چہرے کے قریب آرکتی اسے دیکھنے لگی۔

"م۔۔مجھے تمہارے قریب نہیں آنا"

وہ اسے دیکھتی نفی میں گردن ہلاتے اپنا سانس ہی گھوٹ گئی، آزاد نے اسے مہلت دینی تھی پر اس سے نازلی کا اک مزید آنسو برداشت نہ تھا تبھی اسکی اک نہ سنے وہ اسے اٹھائے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

"م۔۔مجھے ت۔۔تم سے رشتہ نہیں بنانا آزاد۔تم ہاندے کے ہو۔۔۔مجھ سے دور رہو۔تمہارا ہاتھ بھی ٹھیک

نہیں۔ پلیز مجھے اور تکلیف مت دو۔ یہ جگہ پہلے ہی مجھے نوچ کر کھا رہی ہے آزاد۔ ایسے مت کرو"

وہ اسے واسطے دے رہی تھی، اسکے سینے پر ہاتھ مارے روک رہی تھی پر آزاد نے اپنے کمرے میں لے جاتے اس فضول کے اعتراض کرتی نازلی کو میٹرس پر گراتے منتقل کیا۔

"میں ہاندے کا نہیں ہوں۔ کتنی بار یہ بکواس دہراوں نازلی۔ میں تمہارا ہوں۔ یہ گھر میرا ہے۔ یہ کمرہ۔۔ یہاں وہ کبھی نہیں آئی۔ یہ میری ذاتی جگہ ہے۔ تمہیں وہ جگہ کیسے نوچ سکتی ہے جہاں میں موجود ہوں۔ کیوں ستا رہی ہو

مجھے۔ کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے؟ بولو۔ اتنے سال زندہ یاداشت سے محروم رہ کر تم سے دور آباد ہونا بھی میری چوائز نہیں تھی نہ ہاندے سے شادی میری خوشی تھی۔ کیوں مجھے ایسے رویے سے ناکردہ گناہوں کی سزا دے رہی ہو۔ آخر میں کیسے یقین دلاوں تمہیں کہ میں نے تمہارے سوا کسی عورت کو چھوا تک نہیں۔ ان ہاتھوں نے کسی کو نہیں چھوانازلی۔ تمہیں میری آنکھیں یقین دلانے سے قاصر ہیں۔ دیکھو۔ ان میں صرف تمہاری طلب بھری ہے۔ تم نظر آتی ہو ان میں"

وہ اول ہر بات چیخ کر کہے آخری کہنے کو جب اسکے پہلو میں بیٹھا تو وہ سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی، وہ اتنا اونچا چیخا تھا کہ اسکے چہرے کی رگوں میں تیر تا خون، چہرے پر سرخی لے آیا، آنکھیں لہو کی طرح تھیں، نازلی نے فاصلہ سمیٹا اور دونوں بازوں اسکی گردن میں پروئے اسکے گلے جا لگی، آزاد نے بھی تکلیف کی آخری حد پر کھڑے ضبط سنبھالے اسکو اپنی بازووں میں بھینچا تھا، وہ اسے چیختا دیکھے بہت زیادہ ڈر گئی تھی یہ نازلی کے مدھم دھڑکتے دل سے وہ محسوس کر سکتا تھا۔

"مجھے معاف کر دو پلیز"

وہ جیسے یہ کہتے آخری حد سے گزر تا رو پڑا تھا، اس نے نازلی کی ساری تکلیف ختم کرنے کی کوشش کرنی تھی پر وہ بڑھاتا ہی جا رہا تھا، نازلی نے روبرو ہوتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، بہت سا خزن تھا جو اسکی آنکھوں سے ٹپک رہا تھا۔

"چینخنا مت دوبارہ۔ معاف کر دیا۔"

وہ اسکے رخسار پر پھیلتی نمی ہاتھوں سے صاف کرے دیوانہ وار اسکے دونوں گال چومتی روبرو ہوئے اسے سمجھاتے بولی جیسے بچوں کو رونے سے کوئی بڑا روکتا ہے۔

"تم حق پر ہو۔ تم نے بہت تکلیف سہی میرے پیچھے۔ پر میں کیا کرتا نازلی۔ بے بس تھا۔ میں تمہارے ہر کرب کا ازالہ کروں گا۔ تم مجھے خود کو سمیٹنے کا حق دو۔ مجھے تم سے عزیز کوئی نہیں، تم میرا سب کچھ ہو۔"

وہ ہنوز تکلیف میں تھا، اسکے آنسو بہتے جا رہے تھے اور وصبر وہمت کا پیکر بنی اسکے آنسوؤں کو صاف کرے اسکی ہر بات پر سر ہلا رہی تھی۔

"بس ناں۔ رو نہیں۔ میں کبھی نہیں روتی

اب۔ پرامس۔ ایسے مت کرو۔ تم چیخ لو پر رو نہیں خدا کے لیے۔ میں بہت پیار کرتی ہوں تم سے۔ تمہیں ہرٹ کیا

اسکے لیے معاف کر دو۔ ایسے میرا دل بند نہ کرو۔ مجھے تم پر یقین ہے۔ بہت یقین ہے۔"

وہ اسکے ایسے ٹوٹنے پر سب بھول گئی، چوبیس سال کا اک اک درد میں لپٹا لمحہ، اک اک آنسو، اک اک درد، اک اک زلت، اک اک دھتکار۔ اسے آزاد کے سوا کچھ نظر آنا ہی بند تھا۔

"یہ یقین واپس مت لینا۔ میں باقی نہیں بچوں گا۔ تھک گیا ہوں۔ تمہیں خود سے دور دیکھنا بہت بھاری ہے۔ میرا ساتھ دو نازلی۔ میں صرف تمہارا ہوں۔"

وہ اس سے بس ساتھ کا طالب تھا اور نازلی ہر سانس کے ساتھ اسے میسر تھی۔

"روئے ہو ناں۔ پتا چل گیا صرف میرے ہو پر مجھے یہ گھر پھر بھی کھا رہا ہے آزاد۔ میری مجبوری سمجھو۔"

وہ پھر سے سسکنے لگی تو آزاد نے اسے اپنے سینے لپٹائے ہی خود میں چھپاتے خود بھی ٹیک لگائی، وہ بلکل سہمی بچی کی طرح ٹانگیں سمیٹ کر دائیں طرف بینڈ کیے اس میں چھپی بیٹھی تھی۔

"ہاندے کا بیٹا مرات آرہا ہے آج، ایک دو بجے تک پہنچے گا۔ اس کے آکر جانے تک بس رک جاو میرے ساتھ پھر ہم ساتھ یلدرم حویلی چلیں گے۔ وہ ہاندے جیسا نہیں ہے بے فکر رہو۔ سب اسے بتاوں گا تو وہ یقینا میرا ہی ساتھ دے گا۔"

نازلی کی اداسی و تکلیف دور کرنے کو آزاد نے اسے تفصیل دی اور جب مرات کا سننے پر وہ پریشان ہوئی تو اسکی تسلی بھی کروا گیا۔

"ٹھیک ہے۔"

نازلی نے بے دلی سے ہی سہی پر بات مان لی۔

"کچھ کھائے گی میری بیوی؟"

آزاد نے اسکا چہرہ اوپر کرتے پیار سے پوچھا تو وہ نفی میں گردن گما گئی، آزاد کے یوں پوچھنے پر ہی وہ سیر ہونے کی حد تک بھر گئی تھی۔

"میں پھر بھی کچھ آرڈر کر دیتا ہوں۔ ایدا اور عالی بھی آتے ہوں گے۔ تمہارا موڈ بہتر ہو جائے گا ان سے مل کر۔ تم ان کے ساتھ رہنا میں پھر مرات کو ائیر پورٹ سے پک بھی کر لوں گا۔ وہ بس ایک دن کے لیے آرہا ہے۔ تمہیں زیادہ جبر

سے نہیں گزاروں گا نازلی یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔یقین ہے ناں مجھ پر؟"

وہ اسے بھرپور یقین دلانے میں ہلکان ہو رہا تھا اور نازلی کو اسکی ایفرٹس نظر آ رہی تھیں۔

"بس کرو آزاد۔مجھے بھروسہ اور یقین آ گیا ہے۔شرمندہ مت کرو۔میں بہت ڈاون فیل کر رہی ہوں۔"

نازلی نے اس سے منت کی کہ وہ یہ سب ختم کرے۔

"ادھر دیکھو۔میرے ہوتے ہوئے ڈاون کیوں ہو رہی ہو۔؟"

وہ پھر سے اسکا چہرہ اٹھائے مان و محبت سے بولا تو نازلیٔ نے خود اپنا آپ پیش کرتے اسکے قریب چہرہ ٹھہرا دیا، آزاد نے بے یقین نظروں سے نازلی کو دیکھا۔

"ہماری پہلی کس تباہ ہو گئی تھی۔ تمہیں اسکے لیے معاف نہیں کروں گی یاد رکھنا۔ میں کچھ دیر سو رہی ہوں۔"

وہ چہرہ اسی طرح پیچھے کرتی اسکے حصار سے نکلتی کروٹ بدل کر لیٹی تو آزاد نے ہاتھ بڑھا کر اسکے کھلے براون شیڈ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"اسکا مجھے بھی افسوس ہے کہ تمہارے چہرے پر ہزاروں رنگ دیکھنے تھے مجھے، بہت دیر تک اس کے سحر میں گرفتار رہنا تھا۔ اسے بسر کرنا تھا۔ پر ہماری بدخواہ قسمت میں یہ ستم بھی درج تھا کیا کریں۔ میں Compensation کے لیے تیار ہوں۔ اسکی تلافی جو ہو لے لینا مجھ سے۔ آرام کرو"

چند جملے کہے آزاد جھک کر اسکی کن پٹی چومتے پاس سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا جبکہ جاتے ہی ڈور بھی بند کر گیا، نازلی نے اسی اداسی کے سنگ اپنی آنکھیں موند لیں۔

.._____..

باران کی گاڑی یلدرم حویلی کے پورچ میں رکی تو جناب باہر نکلتے ہی گاڑی میں رکھا تمام سامان گارڈ کو کہلوا کر اپنے روم تک پہنچانے کا کہے خود بھی پیچھے لپکے جب اسکی نظر باغیچے کی جانب کاوچ پر پیر سمیٹ کر بیٹھی دِلارہ پر گئی، جو کافی دیر ٹہلنے کے بعد بیٹھی اور بیٹھے ہی سر اک طرف ٹکائے سو گئی، ایدا اور عالیان نے بھی جاتے ہوئے اسے دیکھا تھا پر وہ اتنی پر سکون نیند میں تھی کہ ایدا نے اس پر گرم بلینکٹ کروادیا پر جگایا نہیں، کیونکہ شاید وہ نیند کی اہمیت جانتی تھی، اس نے تو عالی کو بھی نہ جگایا تھا، وہ خود جاگا تب وہ لوگ نکلے تھے۔

باران نے چیزیں ساری روم میں پہنچوانے کا کہے خود لان کی طرف قدم بڑھائے، اس قدر ٹھنڈک میں وہ لڑکی سو کیسے سکتی تھی، ویسے تو بہت نازک تھی کہ سرد لہر فوراً اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔

باران وہیں اسکے پاس جا رکا، کچھ دیر تو اسے یوں لاپرواہی سے سوتا دیکھنے کے بعد وہ اسکے پاس ہی بیٹھا، دِلارہ اسکے پاس بیٹھنے پر کسمسائی اور فوراً سر اٹھا کر باران کو دیکھنے لگی جو اسکے پاس بیٹھا اسی کو گہری نگاہوں میں بسائے ہوئے تھا۔

"یہاں کیوں سو رہی تھی؟ میرا پورا روم تمہارے لیے موجود ہے"

باران نے اسکے بالوں کو سنوارتے نرم مگر بھاری لہجے میں اسے اسکی اہمیت کا احساس دلایا۔

"میں ٹہلنے آئی تھی۔ بہت تیز ٹہلنے کی وجہ سے سانس پھولا، باڈی ہیٹ آپ ہوئی تو آکر بیٹھتے ہی آنکھ لگ گئی۔ یہ بلینکٹ کس نے دیا؟"

دِلارہ نے سنبھل کر بیٹھتے ہی خود پر سے وہ بلینکٹ اتارنا چاہا مگر باران نے اسے روکتے وہ شال کی طرح دِلارہ کے اطراف لپیٹ دیا تاکہ اسے یکدم ٹھنڈ نہ لگ جائے۔

"بھابھی کی گاڑی نہیں ہے، وہ یا اید ااوڑھا گئی ہو گی۔ اسے لیے رکھو۔"

باران نے اسے حدت کے احساس دلاتے اسکے اطراف بلینکٹ لپیٹا تو وہ آمادہ نظروں سے باران کو دیکھنے لگی۔

"تم نے کافی دیر کر دی۔ آٹھ بج رہے ہیں۔ ایسا بھی کیا خرید لیا ہے میرے لیے؟"

دِلارہ نے سائیڈ رکھے فون پر ٹائم دیکھتے واپس اسکی طرف دیکھتے اسکی گلابی ہوتی ناک پر انگوٹھے کی پور سہلانے کے

ساتھ تجسس سے سوال کیا تو باران نے اسکا ہاتھ مٹھی میں دباتے نیچے کیا۔

"وہ ہر چیز جسکی تمہیں میری غیر موجودگی میں یہاں آکر ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

وہ سنجیدہ تھا جبکہ دلارہ نے لحظہ بھر نظر جھکائی، وہ یہی سوچ رہی تھی کہ باران کی غیر موجودگی میں کیا اسے کسی چیز کی ہوش رہے گی؟ ضرورت تو بہت بعد کی شے تھی۔

"تم ٹھیک ہو ناں؟"

دِلارہ نے اسکے چہرے کا بغور جائزہ لیتے نا جانے کس احساس کے تحت یہ سوال کیا، ہاں وہ ایسے پوچھتی نہیں تھی، اسکے اس تڑپتے سوال کے پیچھے بہت سی تکلیف اور خدشات پنہاں تھے۔

"ہاں بہت زیادہ۔ تم جو ہو میرے ساتھ"

باران کی سنجیدگی میں اک جذباتیت کا اضافہ ہوا جس نے دِلارہ کے دل کی رفتار سست کی اور سانسیں دباو کے اثر سے مہکا دیں، دباو یہ کہ وہ اسے بے انتہا محبت سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ڈر لگتا ہے۔"

وہ بے حد نروس تھی، باران نے گہری نگاہوں میں دلارہ کے چہرے کو بسائے اسکے اندر ہلکورتے ڈر بھی محسوس کیے۔

"کس چیز سے؟"

باران نے اسکے اپنی سمت ہو کر بیٹھنے پر دِلارہ کے اپنی جانب بازووں کی طرف سرکتے ہاتھوں کو نظر جھکائے دیکھا پھر اسکے مضطرب چہرے کو دیکھنے کے بعد بولا۔

"یہی کہ بہت مشکل سے میں کسی سے اتنی اٹیچ ہوئی ہوں۔ اگر تمہاری میمری کو کچھ ہو گیا۔ میں بہت سٹریس

میں چلی جاوں گی۔ دوبارہ سے یہ سب کہنا کہ کیا چیز مجھے تکلیف دیتی ہے، کیا خوشی۔ ناممکن ہو گا۔ تمہیں ڈر نہیں لگ رہا کہ مجھے بھول جاو گے تو کیا کرو گے ؟"

اپنے ڈر وہ اسکی امبر آنکھوں میں جھانک کر بانٹ رہی تھی، وہ اس میں کھویا ہوا معلوم ہو رہا تھا، جیسے اس لمحے انکی اپنی کوئی اکیلی ذات نہ ہو، وہ ایک ہوں۔

"ایسی چیزوں کو ہم وقت پر چھوڑتے ہیں۔ اگر ہمارا کنکشن واقعی رئیل ہوا، نہ تو میں میمری کا محتاج رہوں گا، نہ تمہیں کچھ بتانا پڑے گا پھر سے۔"

وہ اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے اسکا چہرہ اوپر اٹھائے مسکرایا، وہ بھی مسکرائی، یہ سننے میں بہت خوبصورت تھا، ایسا اندھا یقین بہت انمول ہوا کرتا ہے۔

"مطلب رئیل لووسٹوریز کی طرح۔"

وہ پراسرار، معصوم اور سیانی ساتھ لگی جب یہ پوچھتے اس نے باران کی آنکھوں میں جمع اپنے لیے ستائش کھوجی۔

"رئیل سٹوریز! لووہمیں خود ایڈ کرنا ہے"

وہ آنکھ مارے بہت کچھ جان لیوا کہہ گیا، دِلارہ نے پھر نظریں جھکالیں۔

"اور وہ کیسے ایڈ ہو گا؟"

دِلارہ نے نظریں ہنوز جھکا رکھی تھیں، باران نے اسکی جھکی پلکوں کا راز پا لیا ہو جیسے، وہ یوں وارفتگی سے مسکرایا۔

"یہ جاننے کے لیے تمہیں میری آنکھوں میں دیکھنا ہو گا"

باران نے فیصلہ اس پر چھوڑا اور ابھی وہ پورے جسم کی قوت بھی لگا لیتی تو ایسا ممکن نہ رہا تھا۔

وہ اسکے رخسار پر انگلیوں کی پوریں لگائے سرگوشی سے بھی مدھم بولا تو دِلارہ نے جھکی نظروں سمیت ہی نفی کرتے

اسکے بازو چھوڑے، پھر وہ خاموش سی نظروں سے باران کو کتنی دیر دیکھتی رہی، لو وایڈ ہو رہا تھا لیکن احساس کے ہر انگ میں، کسی کی آنکھوں میں تا دیر دیکھنے کی ہمت بڑی مشکل ہوتی ہے، اور آنکھیں اگر محبوب کی ہوں تو آنکھوں کا نور بڑھنے لگتا ہے لیکن جسم ٹوٹتا ہے جیسے نشے کا عادی وجود، کمی پر تڑپتا ہے۔

"ایسے مت دیکھوناں"

وہ اسکے مزید قریب ہونے پر تنگ آتی اپنا ہاتھ باران کے سینے پر رکھے اسے دور کرنے لگی جب وہ اپنا ہاتھ دِلارہ کے ملائم خوشبو دار اور گرم ہاتھ پر دباتا اسکی ہتھیلی کو سینے سے

ہی جوڑ تالاک کر گیا، دونوں کی آنکھوں میں شرارت اور خمار چھلکا۔

"کیا میرے دل نے کوئی تمہاری شان میں گستاخی کر دی لیونڈر! کیوں بچارے کو آخری بار دھڑکا کر بند کرنے پر تلی ہو"

وہ ایک نمبر کا عاشق بنا بہکے بہکے مظلوم لہجے میں بولا تو دلارہ کے ہونٹوں پر حیرت بھری مسکراہٹ رینگی، وہ ہاتھ کھینچنے لگی پر وہ یوں آہ بھر گیا جیسے سینے سے جڑا وہ ہاتھ ہی سینے کی جلد ہو، دور ہوئی تو کھال اکھڑنے سا درد ہو گا۔

"رکو رکو ایک دم سے ہاتھ نہ ہٹانا۔"

باران کی تمہید پر وہ مزید بے قابو مسکرائی، اپنے ہاتھ کو معصومیت سے دیکھا کہ کہیں اسکے ہاتھ میں کرنٹ تو نہیں آگیا۔

"سٹاپ اٹ باران"

وہ ہنس کر اسے گھوری پر سامنے والے میں جن آچکا تھا، ٹھر کی جن۔

"کچھ ہوتا ہے تو انجام کی ذمہ دار تم ہو گی ملکہ!"

وہ اسکے دل کو دھڑکنے پر تلا بھلے مزاق کر رہا ہو پر اس لڑکی پر اسم محبت پھونک رہی تھیں باران کی مستیاں، اسکا دِلارہ کو لیونڈر اور پھر ملکہ پکارنا، قیامت تھا۔

"باران"

وہ اسے آخری بار منع کرتے گھوری کہ یہ مزاق الٹا بھی پڑ سکتا ہے، وہ مسلسل ہاتھ چھڑوانے پر لگی تھی۔

"مجھے لگتا ہے تمہاری ہتھیلی کے ساتھ ہی جائے گا اب دل"

وہ مزاحمت کرتے کرتے رک گئی، وہ خود بھی ساری شرارت اک طرف کرے سنجیدہ ہوا، دونوں کو لگا مزاق

اب اک طرف، دل اور ہتھیلی کا واقعی ساتھ جڑھ گیا ہو، آنکھیں میٹھی ہوئیں، پھر ان میں ایک دوسرے کی خواہش جاگی، اس جاگتی خواہش کی یہ سرد رات گواہ تھی، وہ قریب ہوئے تھے، اس نے دِلارہ کو کبھی اس طرح سے طلب نہیں کیا جس لمحے وہ ابھی درکار تھی، وہ خود کو روک نہ پا رہا تھا، دِلارہ نے ہمت جمع کی جو اندر دبا ہے وہ ایک بار کھل کر سامنے آجائے، باران نے اسکے ہونٹوں کی ابھی خوشبو ہی محسوس کرتے اپنی خواہش کو بڑھایا جب وہ کانپ کر سانس روکتی باران کے ہونٹوں کے زرا سے ٹچ پر ہی اپنا چہرہ پیچھے کرتی اس شیطانیاں اور بے باکیاں پلین

کرتے جناب سے منہ ہی موڑ گئی، اک دم سارا فسوں ٹوٹ گیا تھا۔

وہ اسے موڑے منہ کے سنگ ہی خود سے لگائے دِلارہ کی گال سے ہاتھ جوڑے اسکا چہرہ اپنے سامنے لایا جسکی گرے آنکھیں پل میں گلابی ہو گئی تھیں۔

"یہ حادثہ دوبارہ نہ ہو۔ احتیاط کرنا"

وہ اسکا ماتھا چومتے بولا تو دِلارہ نے پھر سے نظریں چرا لیں۔

"تم نے بد احتیاطی کی ہے۔ میں بہت سو بر گرل ہوں۔ ویسے ایسی خواہشیں لوورز کی ہوتی ہیں۔ اپنے راز مجھ

پر کھولنے بند کرو ورنہ منہ چھپاتے پھرو گے مجھ سے۔ اندر جا رہی ہوں میں"

وہ اسے لاجواب چھوڑتی پاس سے اٹھی اور بظاہر تو سارا بھکنے کا ملبہ باران پر ڈال کر گئی تھی پر یہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ محترمہ شرما کر فرار ہوئی ہیں، ہاں وہ منفرد تھی تو اسکا فرار بھی بے حد اچھوتا اور موہنا تھا۔

"اب میں کیا چھپاوں تم سے۔ سب تو جان گئی ہو تم۔ آئی ایم یور لوو ردِلارہ"

وہ صوفے پر بازو کھول کر انگڑائی لیتا سچ میں ہفتے پہلے والے سڑے باران سے یکسر الگ لگا، جسکا دل امنگوں خواہشوں کا مسکن تھا، امبر آنکھیں دنیا کی خوبصورت آسودہ ترین آنکھوں میں شمار تھیں اور وجود، ان دیکھے پھولوں سے مہک رہا تھا، اقرار ہو گیا تھا اب یہ رات جناب کو مزید پہاڑ کی طرح لگ رہی تھی۔

وہ اندر گئی تو اسے بڑے بابا، اکیلے ہی شطرنج کی بساط سجائے صوفے پر بیٹھے کچھ گہرائی سے سوچ بچار کرتے نظر آئے، وہ باران کے ساتھ گزارا کچھ دیر پہلے کا خاص لمحہ اتنی

آسانی سے تو سر سے جھٹک نہیں سکتی تھی تبھی اسے اپنا دھیان بھٹکانے کے لیے ابھی بڑے بابا ہی مناسب لگے۔

وہ انکے پاس ہی آکر میز کے ساتھ نیچے بیٹھ کر سارے کھیل کو دلچسپی سے دیکھنے لگی پھر اس نے بڑے بابا کے مخالف چال چلی جو کب سے اسماعیل یلدرم سوچ میں ڈوبے تھے کہ کونسا مہرا چلائیں اور جب دِلارہ کی چال چلنے پر ساری گیم کا رخ پلٹا تب وہ چونک کر اس چھبی چمپئین کو دیکھنے لگے جو ٹیبل پار میز کے ساتھ نیچے بیٹھی چمکتی آنکھوں سے انھیں دیکھتی ملی۔

"تم نے امپریس کر دیا مجھے"

وہ خوش دلی سے مسکرائے پر آنکھوں میں اک نم سا تھا۔

"دماغ کی گیم ہے یہ۔ ہو گئی آپکی بی سے بات؟"

وہ ستائش نہ لیتی اصل مدعے پر آئی تو ابراہیم یلدرم نے اک بھاری سانس بھری۔

"ہاں۔ بہت مشکل سے روتے روتے سوئی ہے۔ تمہیں گلے لگانے کو تڑپ رہی ہے تمہاری ماں۔ باران نے جو سب سچائیاں عزیزے آپا کو بتائیں، انہوں نے مجھے بتا دیں۔ کیا تمہیں بھی پتا ہے ماضی میں کیا ہوا؟ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں باران کو نہ بتاوں کہ میں سب جان گیا"

اسماعیل یلدرم کی آنکھوں میں تکلیف اور اذیت تھی جبکہ دِلارہ سپاٹ تھی۔

"میں ابھی کچھ بھی جاننے کے موڈ میں نہیں۔ جس دن دل راضی ہوا۔ پوچھ لوں گی سب بی سے۔ رہی بات بی کی تمہید کی تو آپکی پیاری دلاری بہن کے پیٹ میں اب کچھ نہیں رہتا بڑے بابا۔ بوڑھی ہو گئی ہیں۔ باران نے ٹرسٹ کیا تھا ان پر اور انہوں نے فورا آپکو بتا دیا۔ اس پر میں بی سے لڑوں گی۔ باران کے کہے کی کوئی ویلیو ہی نہیں۔ اٹس ناٹ فیئر"

اسماعیل یلدرم کی تکلیف اک طرف تب ہوئی جب انہوں نے دلارہ کو اس بات پر غصہ ہوتے محسوس کیا کہ باران کا

اسکی نانی نے ٹرسٹ توڑا، حالانکہ عزیزے کو عیشاء کی وجہ سے انکو بتانا پڑا۔

"اسکے کہے کی ویلیو ہو گی اب کیونکہ میرا بیٹا بے قصور اتنے سال سلگتا رہا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اسے پتا نہیں چلنے دوں گا کہ سب جانتا ہوں۔ تم غصہ مت ہو اپنی بی پر یا مجھ پر۔ ادھر اوپر آکر بیٹھو میرے پاس"

اسماعیل یلدرم نے اسے بھرپور یقین دلانے کے ساتھ پاس کاوچ پر آکر بیٹھنے کا کہا پر وہ سخت غصہ تھی تو منہ پر ناں کی۔

"میں یہاں زیادہ کمفرٹیبل ہوں۔ اسے ہرٹ کیا آپ نے یا بی نے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ اس نے بی پر ٹرسٹ کیا تھا کہ اسکے جانے کے بعد کوئی اسکا راز دان ہو۔ خدانخواستہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ایسا باران کو لگتا ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا آپ سب ہمیشہ اسے قصوروار مانتے رہیں۔ میں سب نہیں جانتی لیکن پھر بھی اتنا پتا ہے قصور میرے ماں باپ کا ہے۔ مجھے بی پر غصہ آرہا ہے۔"

وہ سخت دلبرداشتہ تھی، اسماعیل یلدرم نے گہرا سانس بھرا اور اس سے پہلے کچھ کہتے، باران کو آتا دیکھے خاموش ہوئے اور اک نثار نظر اپنے بچے پر ڈالی۔

"خطرناک بہو سسر شطرنج کی بساط کھولے بیٹھے ہیں۔ خدا خیر کرے۔ کون جیت رہا ہے"

باران نے بھی شوز اتارے اور پینٹ ڈھیلی کرتا وہ بھی دلارہ کے ساتھ ہی ٹیبل کے ساتھ آ بیٹھا البتہ اس نے جلد ہی بابا اور دِلارہ کے چہرے پر بیٹھی افسردگی بھانپ لی۔

"کیا کباب کی ہڈی پسند نہیں آئی آپ دو کو؟"

باران نے ان دو کے عجیب طرح دیکھنے پر دانستہ شوخ ہوتے چھیڑا تو وہ دونوں ہی بھاری سانس بھر کر رہ گئے۔

"وہ تو آپن ہے۔ آجا میری جگہ۔ میں زرا ایک ضروری کال کر کے کھانا لگواتا ہوں، ایدا اور عالیان تو ڈنر کا کہہ کر نکل گئے۔ تم دونوں یہ گیم پوری کر دو"

باران نے محسوس کیا جیسے بابا جان بوجھ کر اٹھ کر چلے گئے ہوں اور پھر دِلارہ کو دیکھنے کی دیر تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے اسکی گردن میں بازو لپیٹے اسکے گلے جا لگی، باران یکدم بوکھلایا۔

"کوئی تمہارا کبھی بھی ٹرسٹ توڑے، میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی باران"

دِلارہ کے یوں گلے لگ کر سرگوشی میں منمنانے پر باران کو مزید فکر ہوئی کہ دِلارہ کس بارے بات کر رہی ہے۔

"کیا ہو گیا۔ کس نے میرا اٹرسٹ توڑنے کی کوشش کی؟"

وہ اسکی پشت سہلائے اس سے پوچھنے لگا تو دِلارہ کچھ دیر بعد سامنے ہوئی۔

"بی نے۔ انہوں نے سب بڑے بابا کو بتا دیا کیونکہ میرے منہ سے عیشاء کے آنے کا ذکر نکل گیا۔ اور عیشاء کے چکر میں بی نے ساری سچائیاں تمہارے بابا کو بتا دیں جب بڑے بابا نے بی کو کال کی۔ مجھے معاف کر دو۔ میں اس پر بی سے

بہت لڑوں گی آئی پرامس۔ تم ہرٹ مت ہونا۔ وہ بوڑھی ہو گئی ہیں۔ انکے دل میں سکت نہیں تمہارے راز سنبھالنے کی تبھی ہوا ہو گا۔ مجھ جیسی انسان کو سالوں سنبھالنے والے کی ہمت ایسے ختم ہو گئی تو تعجب کیسا۔ تم ہرٹ مت ہونا باران"

وہ شدید تڑپ اٹھی تھی، جیسے باران کا اعتبار نہ ٹوٹا ہو، وہ ٹوٹ گئی ہو، اس لڑکی کا یوں باران کے لیے ایسے حساس ہونا باران کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا، چیس گیم تو کہیں بیچ میں رہ گئی تھی۔

"میں وہ سب بابا کو بتانا چاہتا تھا لیکن مجھ میں وہ سب دہرانے کی ہمت نہیں تھی۔ تبھی میں نے ہی کچھ دیر پہلے انے کو کال کی کہ اگر بابا کی کال آئے یا وہ خود عیشاء کا سن کر آئیں تو وہ کسی طرح انکو سب سچ بتا دیں۔ کہ میں کیوں بھاگا۔ عیشاء کیوں گئی۔"

باران نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جیسے دِلارہ کی ساری تڑپ کا لمحے میں توڑ کر دیا، وہ یوں شانت ہوئی جیسے طغیانی کے بعد اک دم سمندر بیٹھ جاتا ہے۔

"اوہ۔۔ مجھے بی پر غصہ آگیا۔ مجھے لگا انہوں نے تمارے راز عیاں کر دیے۔ تم کیوں نہیں دہرا سکتے؟ مجھے وہ سب تم

سے جاننا ہے جب تم توران کی واپس پر پھر انقرہ آو
گے۔تب دہرانا پڑے گا۔ میں وہ سب تم سے، تمہارے
منہ سے سننا چاہتی ہوں۔ کیا یہ تمہیں ہرٹ کرے گا
باران؟ بتاو تاکہ میں اپنی خواہش بدل لوں"

وہ اسکے ہرٹ ہونے کا اپنی جان سے زیادہ خیال کرنے لگی
تھی اور یہ نارمل نہیں تھا، وہ جانتا تھا وہ دِلارہ سے محبت
کرنے لگا ہے پر اس لمحے لگا وہ بھی ٹوٹ کر چاہنے لگی ہے۔

"خواہش بدلنے کے لیے نہیں ہوتی۔ تمہارے لیے وہ
سب دہرانے کی ہمت لے آوں گا بے فکر رہو۔ میں بابا کی
جگہ بیٹھتا ہوں۔ گیم پوری کرتے ہیں پھر تم کھانے کے بعد

چیک کر لینا تمہارے لیے جو ڈریسز لیے، انکی
فیٹنگ۔۔۔باقی چیزیں بھی"

باران نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے بے حد محبت سے یقین
دلایا اور پھر وہ اٹھ کر زرا شرٹ کی آستینوں کو چڑھائے
میدان میں آیا، یہ گیم تو زرا الجھی تھی اسے ہٹائے دونوں
نے نئی گیم لگائی اور باران جو کہ اس کھیل میں ماسٹر
تھا، مسلسل دِلارہ کی ذہانت اور موو ز پر حیرت میں ڈوب رہا
تھا۔

"ڈریسز کی کیا ضرورت تھی؟ اگر تھی بھی تو تمہیں میری
فٹنگ نہیں پتا چلی اب تک؟"

کچھ دیر بعد دِلارہ کو یونہی خیال آیا تو وہ زرا کھیل سے ہاتھ روکے اسے دیکھنے لگی۔

"میری آنکھوں میں ابھی باڈی سکینر فٹ نہیں ہوا، جب ہو گا پھر دیکھ کر ہی سائز جان لیا کروں گا"

باران نے مستی سے جواب دیا تو وہ ناراض ہو کر منہ پھیر کر کمر کیے میز سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی، باران ہنسا، کیونکہ دِلارہ کو لگا وہ بدتمیزی کر گیا ہے۔

"اب کیا ہے؟"

وہ ہار مانتے بولا پر وہ کوئی جواب نہ دیے فون سکرول کرنے لگی تبھی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم بدتمیزی سے جواب دے کر پوچھتے ہو اب کیا ہے۔"

وہ اسے بنا دیکھے بولی جب وہ اسی کی طرح نیچے کارپٹ پر اسکی طرح ہی چیس ٹیبل سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا اور تبھی باران نے آہستگی سے اپنا ہاتھ پیچھے سے لے جاتے دِلارہ کی کمر کے اطراف لپیٹے اپنے ساتھ لگایا تو وہ کھینچ کر اسکے سینے سے جا لگی، دِلارہ نے سہم کر باران کی مچلتی مسکراہٹ اور آنکھوں کی بے خود مستی دیکھی۔

"پرفیکٹ! آئی تھنک جو میں نے سائز لیا ڈریسیز کا وہ تمہیں فٹ آئے گا۔"

دِلارہ کے چہرے میں دفعتا سرخیاں گھلی کیونکہ یوں باران نے اسے اپنے قریب اسکی کمر کا سائز دیکھنے کو کیا اور یہ دِلارہ کو شرم سی دلا گیا۔

"تم لوورز کی طرح بیہیو کیوں کر رہے ہو؟"

دِلارہ نے چہرے کے گلال چھپاتے اک سادہ معصوم سا سوال کیا اور نظریں جھکا گئی۔

"مجھے دیکھ کر یہی سوال کرو پھر بتاوں گا"

باران کا تقاضا اب بھی خطرناک تھا، وہ نفی کرتی اپنے پیٹ کے آدھے حصے تک لپٹ کر آتے باران کے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹا گئی۔

"میں ویسا نہیں دیکھوں گی"

وہ حتمی فیصلہ کیے واپس چیس ٹیبل کی طرف گھوم گئی، باران بھی مزید جڑھ کر اسکے ساتھ بیٹھا جہاں وہ رکے کھیل کو دوبارہ کھیلنے کی ہمت جمع کر رہی تھی۔

ان نے چیس کے پیادوں کو چھوا، باران نے بھی اسی چیس پیس کو چھوا جو دِلارہ نے پکڑا تھا، دونوں کے ہاتھ چیس بورڈ

پر ٹچ کیے پر پھر بھی دِلارہ نے اسکی طرف نہ دیکھا، وہ شاید ضد کی بہت پکی تھی۔

"تمہیں نہیں آتا کھیلنا، ہاتھ ہٹاو نالائق"

وہ اسکے ہاتھ کی حرارت نظر انداز کرے بولی۔

"تمہیں جو آتا ہے، چیس کے ساتھ ساتھ دل سے کھیلنا بھی۔ میری کیا ضرورت؟"

وہ جو اسے نہ دیکھنے کا فیصلہ کر چکی تھی، ایسی الزام تراشی پر گھبرا کر باران کے منہ کی طرف دیکھنے لگی۔

"دل کا درد دینے کا سوچ رکھا ہے ان فیوچر پر دل سے کھیلنا؟ یہ میرے مزاج کا حصہ نہیں باران۔ بتاو کب کھیلی ہوں میں تمہارے دل سے؟"

وہ خفا ہوئی کہ آخر یہ کیسا بے جا الزام ہے جسکے بارے وہ جانتی بھی نہیں۔

"کیا پتا تمہارا میری طرف نہ دیکھنا، میرے دل سے کھیلنا ہی ہوتا ہو؟"

وہ اسے الجھا گیا، وہ تناو سے نکل سی آئی، پریشان ہوئی۔

"لیکن میں تو دیکھ رہی ہوں تمہیں؟"

وہ فوراسے جتا گئی۔

"نظر آرہا ہوں میں؟"

باران کے غائب دماغ سوال پر وہ آنکھیں چھوٹی کیے گھوری۔

"یہ کیسا بونگا سوال تھا۔ جب میں دیکھ رہی ہوں، تو یقینا نظر آرہے ہو۔ اندھی تھوڑا ہوں"

وہ خفیف سا چڑتی نظر آئی۔

"جسے میں نظر آرہا ہوں وہ اتنی لاتعلق کیوں ہے پھر مجھ سے؟"

باران نے اسکے کھلے بالوں میں آئے فریزی کرلز میں ہاتھ پھیرتے اسکی آنکھوں پر سے آنکھیں ہٹاتے اک گلا کیا، وہ اسکا منہ تپ کر جبڑے سے دبوچے اسکی نظریں خود پر مرکوز کر گئی، اسکا ہمیشہ یوں جھپٹنا باران کو شاکڈ کرتا جیسے ابھی۔

"میں تم سے لاتعلق تمہارے لیے ہوں۔ اتنے بڑے ہو پھر بھی سمجھتے نہیں ہو۔ ڈر لگتا ہے مجھے کہ میں پھر سے تمہیں نہیں بتا سکوں گی کہ۔۔۔۔"

وہ غصہ کم پر زیادہ غمگین تھی اور اسکی زبان ظلم ڈھاتے ڈھاتے رک گئی تو باران یلدرم کی ہارٹ بیٹ بھی مس ہوئی

تھی، وہ اتنی چھوٹی ہو کر بھی اپنے جذبات کو چھپانے میں کسی منجھے عاشق سے زیادہ ماہر تھی، باران کو اس پر رشک نہ آتا تو کیا آتا۔

"کہ۔۔۔؟"

وہ اسکی رکی بات کا اگلا حصہ جاننے کو بیتاب ہوا۔

"تمہارا سر۔"

دِلارہ نے پہلو ہی بدل لیا، وہ اسکے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئی تو باران نے سر اٹھا کر دِلارہ کو بیقرار نظروں سے دیکھا۔

"رکو"

وہ اسکی کلائی پر مضبوط پکڑ جمائے اسے پھر سے نیچے اپنے پاس بٹھا گیا، یہ جگہ نہیں تھی کہ وہ یوں اتنے قریب بیٹھتے پر اس پاگل آدمی کو کون سمجھائے۔

"لوورز بن جائیں؟"

وہ دِلارہ کو سیدھی سیدھی پیشکش کر گیا، صبح تک لانگ ڈسٹنٹ ریلیشنشپ کے سبق پڑھاتا آدمی، پیار میں رات تک بے صبرے بچے سا ہو گیا تھا۔

"اس سے کیا ہو گا؟"

دلارہ نے اپنے جذبات بھرپور چھپاتے حیرانگی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں بس میرا دل چاہ رہا ہے"

وہ نجانے کیسے اپنے آپ کو "آئی لو ویو" کہنے سے باز رکھے ہوئے تھا، یا تو یہ جبر وہ جانتا تھا یا اللہ۔

"دیکھو۔ وہاں تمہارے بابا مجھ سے بچوں کی ڈیمانڈ لگانے کی سوچ رہے ہیں اور ادھر تم میری نیچرل ہولیڈے لیو پر نائیٹ سٹینڈ والا موڈ بنا کر لوو رلوو رکھیلنے کا سوچ رہے ہو؟ یہ تم دو باپ بیٹے کے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔؟"

دِلارہ نے پھر سے باران کے سینے پر ہاتھ رکھے اس بہکی چیز کو خود سے دور کیا جو دلارہ کے الفاظ پر سن پڑ چکا تھا، باران کا منہ کھلا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"ویٹ؟ بابا نے تم سے بچے کی ڈیمانڈ کی۔؟ مطلب انے کی طرح یہ بھی بڈھے ہو گئے کیا؟"

باران کا دماغ معاوف ہوا حالانکہ دلارہ کی خفت میں بولی ہر بات ہی کپکپا دینے والی تھی۔

"ہاں۔ کہہ رہے تھے مجھے تم سے باران کے بچے چاہیں۔ انھیں میرے معصوم سے فگر کو دیکھ کر کیوں لگا کہ میں بچہ پیدا کر سکتی ہوں؟ وہ بھی انکے ہاتھی کا؟"

دلارہ نے آگے سے اور بچارے کی کر دی سیدھا ہاتھی کہہ کر، باران کا منہ بن گیا، حالانکہ اب وہ شرمانے کے بجائے شیرنی بنی مسکرا رہی تھی۔

"میں ہاتھی نہیں شیر ہوں"

باران نے منہ پھلایا۔

"بے فکر رہو۔ دونوں ہی جانور ہیں۔ لیکن اتنا یاد رکھو میں veterinarian بننے تک ایسا کچھ نہیں سوچنے والی۔ اور اپنے بابا کو بھی سمجھا دینا"

وہ فون لیے چیس کی گیم ہاتھ مار کر خراب کیے اب سچ میں اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ کھانا لگ چکا تھا، باران نے اک ترچھی پر خمار نظر دِلارہ کو سر تا پیر نہارتے ڈالی تو وہ اس مطلبی نظر پر ٹھٹھر کر رہ گئی۔

"اسکے بعد سوچو گی یعنی؟"

باران نے کمینی سی مسکراہٹ لیے پوچھا تو دِلارہ نے اپنے ہونٹوں پر امڈتی مسکراہٹ چھپائی اور اس لمحہ وہ سچ میں بلش کی تھی۔

"تب تک شاید مجھ میں ہتھنی والی طاقت آچکی ہو۔ تمہاری قسمت اچھی ہوئی تو ضرور سوچوں گی"

وہ لاپرواہی سے مسکرائی حالانکہ باران سوچ رہا تھا کوئی اور لڑکی تو ایسا سوچنے سے پہلے بھی سوچتی پر دِلارہ نے یہ سب اتنا کانفیڈنٹلی کہا کہ وہ خود اتنا بے باک اور پر اعتماد ہو کر زرا سمٹ گیا کہ یہ افلاطون کیا شے ہے۔

"لوورز ہیں ہم پھر اب۔ اوکے ؟"

وہ بھی جھمپ کے انداز میں اٹھ کھڑا ہوتے ٹھیک دِلارہ کے مقابل آجما، وہ گہری مسرور نظروں سے باران کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی۔

"اوکے ہم لوورز ہیں"

وہ پراسرار مسکرائی، اس لڑکی کے اتنے آرام سے مان جانے پر باران کے دل کی شریانیں ڈرامائی انداز میں سکڑیں۔

"اوئے رومیو جیولیٹ۔۔۔ آکر میرے ساتھ ڈنر میں کمپنی دو۔ یہ آپس کی عشق معشوقی بعد میں بند کمرے میں جھاڑنا۔ تم دو کے نئے نئے عشق نے یلدرم حویلی کا ماحول خراب کر دینا ہے"

اب وہ دو ایک دوسرے میں کھو جاتے تو شریکوں کو کیسے گوارا ہوتا، فوراً سے اسماعیل یلدرم وسیلہ بنے بیچ میں ولن کی طرح کود ے، دونوں نے بیک وقت اسماعیل یلدرم کو بوکھلائی نگاہوں سے دیکھا جو ڈائنگ ٹیبل کے گرد لگی کرسی گھسیٹے بیٹھ چکے تھے پھر ایک دوسرے کی طرف، تو یہ پکا ہو گیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے بعد دنیا کے لیے بھی لوورز

کہلانے لگے ہیں، دونوں کی منفرد طرز کی خوبصورت آنکھوں میں بلا کی مستی جگی جو منظروں کو مبہوت کرنے کا سبب بن سکتی تھی، اتنے دلکش تھے وہ جب ایک دوسرے کو سوچ دیکھ اور چاہ رہے ہوں۔

.._____..

ایدا اور عالیان کے آنے نے آزاد کے لیے کچھ ریلیف بننے کی کوشش کی تھی، ایدا تو ماموں کو ملتے ہی نازلی کو دیکھنے کمرے میں چلی گئی اور پہلے تو وہ بچھڑی روحیں بنیں ایک دوسرے سے دیر تک گلے لگی رہیں پھر ایدا اسے بھی باہر آنے کے لیے قائل کرنے لگی کہ سب مل کر بیٹھتے

ہیں۔ جبکہ عالیان، آزاد کے ساتھ ہی لاونج میں بیٹھے انکا ہاتھ پکڑے اس ہاتھ پر بندھی پٹی کی کہانی سننے کے بعد لگ بھگ کومے میں جاتا محسوس ہو رہا تھا، وہ ماموں کا منہ غائب دماغی سے تک رہا تھا جیسے آزاد نے کوئی مزاق کیا ہو یا بے یقینی کی بات کی ہو۔

"مجھے لگا تھا میں ہی دنیا کا سب سے بڑا عاشق ہوں جو اپنی محبت کا گارڈئن بننے چلا تھا قربانی کے چکر میں پر آپ تو پرو ہیں بڈی، اپنے ہاتھ کا ستیاناس کر لیا صرف اس لیے کہ وہ ضد میں ایسا بول گئیں۔ سیلوٹ ہے آپکو میرے زن مرید چاچو"

بدحواس حیرت کو ہوش میں بدلتے لمحہ لگا اور عالیان کے تجزیے نے ہی سہی، آزاد کے ہونٹوں پر بھولی بھٹکی سی اک مسکراہٹ لا چھوڑی، عالی کی جان میں جان آئی۔

"اسے یقین دلانے کے لیے کہ میں صرف اسکا ہوں۔ کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ یہ تو بہت معمولی تھا"

آزاد نے عاشقوں جیسا تھکا ماندہ لہجہ لیے اعتراف کیا تو عالیان فقط نرم سا مسکرا ہی سکا۔

"کر لیں گی یقین۔ بس آپ نے مضبوط رہنا ہے۔ مرات کوئی مسئلہ تو نہیں کرے گا؟ آپ اسے ایمر کی موت کی

سچائی اور ہاندے کا ہر کرتوت بتادیں تا کہ وہ بچہ عقل و شعور سے فیصلہ لے سکے۔ اگر وہ سینسیبل ہوا تو یقینا آپ کا ہی ساتھ دے گا۔ ہاندے کو اسکے کیے کی سزا ملنی چاہیے"

عالیان نے تمام حالات کا جائزہ لیتے اپنی رائے دی تو آزاد نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور تبھی آزاد کا فون رنگ کیا، فون میز پر سے اٹھائے اس نے مرات کی کال پک کی۔

"ہاں مرات؟"

آزاد کچھ پریشان ہوا کہ اس وقت اسے فلائیٹ میں ہونا چاہیے تھا۔

"بابا میری فلائیٹ لیٹ ہو گئی ہے۔ میں صبح دس تک لینڈ کروں گا انقرہ۔"

مرات کی اطلاع پر آزاد نے اک گہرا سانس لیا۔

"ٹھیک ہے میں دس تک تمہیں ائیر پورٹ پر ملوں گا۔ خیریت سے آو"

آزاد نے شفقت سی لٹائی اور کال ڈسکنکٹ کی جبکہ عالیان دیکھ سکتا تھا کہ آزاد کے چہرے پر تھوڑا ریلیف آگیا ہے، کم از کم اب اسکے پاس نازلی کو منانے کے لیے بناڈسٹربنس پوری رات تھی۔

"اب آپ نازلی کے ساتھ اپنے معاملات درست کر لیں۔ تاکہ وہ کل آپکے ساتھ مرات سے ملنے کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جائیں۔ ہم بھی کچھ دیر تک نکل جائیں گے حویلی۔ کباب کی ہڈیاں نہیں بنیں گے"

عالیان نے باقی ہر بات تو سنجیدگی سے کہی پر اختتام جان بوجھ کر مستی سے کیا تبھی تو آزاد نے اسکی طرف دیکھتے مسکراہٹ دی۔

"سمجھدار ہو گیا ہے میرا غنڈا"

آزاد نے زور سے عالیان کی پشت تھپکی جو تھپک سے زیادہ کوئی بدلہ تھا، بچارا با قاعدہ چھوامو ابنا کرا ہا تھا۔

ایک بار پھر آزاد کے فون رنگ پر وہ دونوں متوجہ ہوئے، کال آزاد کے وکیل کی تھی، آزاد نے فوراسے کال لی۔

"ہاں بولو خالت؟"

آزاد نے متفکر ہوئے سوال کیا۔

"سر ایک بری خبر ہے۔ مجھے لگتا ہے ہمارا کیس ویک ہونے والا ہے۔"

خالت کی جانب سے ملتی یہ خبر آزاد کو گھبراہٹ دے گئی، وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟ ہر ثبوت تو موجود ہے کہ کیسے ہاندے نے اتنے سال مجھے دھوکے سے میری یاداشت سے دور رکھے ٹارچر کیا، وہ زبردستی مسلط رہی۔ سب دے تو چکا ہوں تمہیں؟"

آزاد کے پورے وجود میں جیسے چنگاریاں دوڑیں، عالیان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"نہیں سر۔اب اس سب پر کورٹ یقین نہیں کرے گی کیونکہ جیل سے خبر آئی ہے کہ ہاندے صاحبہ امید سے ہیں۔وہ آپکے بچے کی ماں بننے والی ہیں"

خالت نے یہ خبر بمب کی طرح آزاد کے دماغ پر پھوڑی، کتنے لمحے تو وہ سانس نہ لے سکا، خود عالیان، چاچو کے چہرے کے اڑے رنگ پر پریشانی لیے انکے سامنے آرکا۔

"واٹ؟وہ پریگنٹ ہے؟تم نے خود رپورٹس دیکھی ہیں؟"

آزاد بد حواسی سے بڑبڑایا جبکہ خالت نے افسوس سے تصدیق کی، خود عالیان کے چہرے کی رنگت فق ہوئی۔

جبکہ ایدا جو بہت مشکل سے نازلی کو منائے باہر لائی، زمین تو ان دو کے پیروں سے بھی ساتھ سرکی تھی، نازلی لڑکھڑائی تو ایدا نے بمشکل اسے سنبھالا تھا، جسکی پتھر آنکھیں آزاد پر جمی تھیں، جبکہ کال بند کرے وہ بھی دونوں بیک وقت پلٹے جہاں نازلی اور ایدا کھڑی تھیں۔

"کون پریگنٹ ہے؟ بتاو مجھے؟"

نازلی نے ایدا کا ہاتھ جھٹکا اور بپھری موج بنی وہ آزاد کی طرف آئی اور اسکا گریبان دبوچ کر چینخی، اسکی چینخ ان تینوں کا دل کپکپا گئی۔

"ہاندے! لیکن وہ میرا بچہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے بیچ ایسا کچھ نہیں ہوا نازلی۔ پلیز میرا یقین کرو۔ یہ بھی اس منحوس کی کوئی چال ہے تمہیں مجھ سے چھیننے کی۔"

آزاد نے تاسف سے نازلی کو تھامنا چاہا اور یقین دلایا پر وہ اسکے گریبان کو یکدم چھوڑے دو قدم پیچھے ہوئی، اس لڑکی کے ابھی کچھ دیر پہلے رکتے آنسو پھر رخساروں پر اترنے

لگے جبکہ ایدا اور عالیان بھی ویسے ہی تکلیف میں ڈوبے لگے۔

"تو کیا وہ کسی اور کے ساتھ رات گزار آئی آزاد تمہاری بیوی ہو کر جس نے ایمر کے لیے اتنا کچھ کیا، اپنی پہلی محبت اور مرے شوہر کے لیے، صرف اس لیے کہ تمہیں مجھ سے دور کر دے وہ تمہارے نکاح میں ہو کر کہیں اور منہ مار آئی۔؟"

نازلی کی آواز بکھر رہی تھی، بلکل جیسے وہ ریزہ ریزہ ٹوٹ رہی تھی۔

"وہ اتنا زیادہ گر بھی سکتی ہے یقین کرو میرا۔ میں اسے کامیاب نہیں ہونے دوں گا نازلی۔ اس عورت نے ہار ماننے کے بجائے آخری کھیل کھیلا ہے اور میں یہ کھیل اسی پر الٹاوں گا۔ تم مجھ پر بھروسہ رکھو۔ پلیز"

آزاد نے بہت تاسف سے گزارش کی تھی، ایدا، عالیان اور آزاد تینوں ہی نازلی سے ایک ہی طرح رحم کے طالب تھے۔

"اگر وہ بچہ تمہارا ہوا میں اپنا گلا کاٹ دوں گی خدا کی قسم کھا رہی ہوں تم تینوں کے سامنے۔"

نازلی کی آواز بلکل ٹوٹ گئی، اس لڑکی کی تکلیف ان تینوں نے محسوس کی تبھی تو سبکی آنکھیں نازلی کی اذیت پر سرخ انگارہ ہوئیں۔

"ایسا نہیں ہے۔ وہ میرا بچہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یا تو وہ جھوٹ بول رہی ہے یا پھر اس نے میرے نکاح کی آڑ میں کہیں اور سے جسمانی ضرورت پوری کی ہے (یہ کہتے آزاد کے جبڑے حقارت سے تنے)۔ میں یہ ثابت کرے اسے کہیں منہ دیکھانے لائق نہیں چھوڑوں گا۔ پلیز رو نہیں۔ یقین کیا ہے ناں تم نے مجھ پر تو اسے ڈگمگانے مت دو میری جان"

آزاد نے اسے پکڑ کر آہستگی سے اپنے سینے لگایا تو وہ اسکے سینے دبک کر گہرے گہرے سانس لینے لگی اور دل بھاری تو ایدا اور عالیان کا بھی ہوا۔

"آپ پلیز نازلی کے ساتھ رہیے گا ماموں۔ ہم چلتے ہیں۔ یہ ایسے مزید پریشان ہوں گی۔ مجھ سے انکار ونا نہیں دیکھا جا رہا"

ایدا کے اپنے آنسو بے قابو تھے، اس نے تو نازلی کو ہمیشہ بہت بہادر دیکھا تھا، ہمیشہ مسکراتے لیکن یہ نازلی تو اسکا دل دکھا گئی، اتنی کمزور اور ٹوٹی ہوئی کہ ہاتھ لگانے سے بکھر رہی تھی۔

"بلکل ٹھیک۔ ہم پھر آئیں گے چاچو۔ فی الحال آپ انکے ساتھ رہیں"

عالیان کو بھی یہی مناسب لگا جبکہ آزاد نے دونوں کو جانے پر شکائتی نظروں میں لیا پر وہ دونوں ان دو کا ساتھ چاہتے تھے، اس وقت نازلی کی حالت ایسی نہیں تھی کہ آزاد کی زرا بھی توجہ اس سے ہٹتی۔

"ڈنر تو کر لو دونوں"

آزاد نے پیار سے روکنا چاہا۔

"آپ دو ٹھیک ہو جائیں۔ ہمارے اندر بس اسی کی طلب و بھوک ہے بڈی۔ اور آپ ٹنشن نہ لیں۔ اس ہانڈے کی چٹنی بنانے میں آپکے ساتھ ہوں میں۔ آرام کریں ہم نکلتے ہیں۔ آجاو ایدا"

عالئان نے اصرار کرے چاچو کو تسلی دی جبکہ ایدا جاتے ہوئے ماموں کے سینے لگ کر روتی نازلی کو بس بھیگی آنکھوں سے دیکھ ہی سکی، وہ دونوں نکل گئے تو آزاد نے آہیں گھوٹتی نازلی کو اپنے سامنے کرنا چاہا پر وہ یوں تھی کہ اسکے سینے سے دور ہوئی تو اسکی جان نکل جائے گی تبھی آزاد نے اسے یونہی سینے لگائے کاوچ پر بٹھایا، وہ چاہتا تھا وہ جی

بھر کر رو لے جبکہ باہر گاڑی تک آتے ایدا کی بھی آنکھیں برسات بن چکی تھیں۔

"تم بے فکر رہو۔ چاچو انکو سنبھال لیں گے"

عالیان نے بہت پیار سے ایدا کو اپنی بازوؤں میں بھرے سینے لگائے سمجھایا تو وہ جبراً سر ہلا گئی۔

"میری hala کی اور کوئی آزمائش نہ ہو بس۔ وہ اتنی زیادہ ٹوٹی ہیں کہ میں ڈر رہی تھی انکو دیکھ کر لیکن شکر ہے انکے پاس انکے آزاد ہیں۔ یہ محبوب کا پاس ہونا کتنا بڑا دلاسا ہے ناں عالی؟"

وہ سینے لگی ہی چہرہ اوپر اٹھائے آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے عالیان کو دیکھے بولی جس نے بے اختیار پیار سا آنے پر ایدا کا ماتھا چوما جیسے اسکے بلکتے تڑپتے دل کو قرار پہنچایا ہو۔

"بہت بڑا۔ ہم ڈنر کہیں باہر کریں؟"

عالیان کی پیار بھری آفر پر وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اسکے بعد آئس کریم بھی کھانی ہے۔ دلائیں گے ناں؟"

وہ روہانسی ہو کر لاڈ پر اتری تو عالیان نے فوری سر خم کیا۔

"آئس کریم کھاتے ان ٹھنڈے ہونٹوں کی اک کس ملے گی پھر؟(میرے اندر لگی آگ کو شانت کرنے کو)"

وہ عالیان کے تقاضے پر اسکے حصار سے سہم کر نکلی۔

"ک۔۔کہاں چاہیے؟"

وہ ڈرا سا منمنائی۔

"جہاں کس دینے کے بعد تم بھاگ کر واش روم نہ گھسو۔کوئی ایسی سیوپلیس چن لینا۔زیادہ امتحان نہیں لے رہا تمہارا اور اپنا"

اف اس درویشی پر کون نہ مر مٹے، ایدا بہاروں سا بلش کی۔

"ٹھیک ہے پہلے دلائیں پھر چنتی ہوں"

وہ فورامان گئی تو عالیان کے دانتوں کو کچھ ہوا، نمکین سی خارش جیسا کچھ کہ اس لڑکی کو کھا پی جائے، خیر وہ اپنی جگہ بیٹھی تو جناب نے بھی اپنی جگہ سنبھالے گاڑی سٹارٹ تو کر دی پر بیچ میں جو فسوں حائل ہوا یہ جان پر بنتا ضرور دیکھائی دے رہا تھا اب۔

.._____..

"ویلکم ان یور روم"

پر نسیز ٹریٹمنٹ کے ساتھ وہ دِلارہ کے لیے روم کا ڈور کھولے اسے اندر جانے کی پیشکش کرے خوامخواہ ایفیشینٹ بن رہا تھا جو دِلارہ کے لیے ہضم کرنا مشکل ہوا، پہلے تو اس نے رک کر اک سر تا پیر نظر باران پر ڈالی، اس ہینڈسم آدمی کو یوں دیکھنا اسکے لیے بھی کہاں آسان تھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو بے شرموں کی طرح؟"

باران کو اسکا یہ سر تا پیر نظروں والا پوسٹ مارٹم کچھ بے چین کر گیا، دلارہ نے اسکے سوال کو نظر انداز کیے روم کے اندر قدم رکھے اور تھوڑا آگے جا کر کمرے کے مین حصے

میں داخل ہونے کی دیر تھی کہ اسے پورا بیڈ مختلف برینڈز کے شاپنگ بیگز سے لدا دیکھائی دیا، ایک بہت ہی خوبصورت پرپل شیڈ دیتے مختلف بے موسمی پھولوں کا بکے بھی تھا، ایون باران کے روم میں بیڈ کی شیٹ کا اور پردوں کا رنگ بھی لیونڈر ہو چکا تھا جو سب کچھ نیا سٹف تھا، باران بھی اس کی گرے آنکھوں میں پھیلی حیرت بنا دیکھے محسوس کیے ڈور بند کرے پیچھے ہی پر اسرار سائے سا آ رکا، وہ اپنے عقب میں اسے محسوس کیے فورا پلٹی۔

"تم اتنی دیر ان سب پر لگا کر آئے ہو، اتنا سب خریدنے کی کیا ضرورت تھی اور سب سے اہم یہ میرا فیورٹ کلر اپنے

اچھے بھلے ڈیسنٹ روم میں پھیلانے کی تو قطع کوئی ضرورت نہیں تھی باران"

وہ اسے اتنی ساری فضول خرچی پر ڈانٹ نہ پائی لیکن چاہتی ضرور تھی وہ باران کی سرزنش کرے، وہ دو قدم اٹھائے دلارہ کی طرف بڑھا تو وہ الرٹ ہوئی۔

"ضرورت تھی۔ تمہیں اپنا فیورٹ کلر یہاں دیکھ کر اچھا لگے گا۔ میرا تو کوئی فیورٹ کلر نہیں تھا آج سے پہلے۔ لیکن مجھے بھی یہ پسند سا لگا تو سب خریدا۔ رہی بات ان سب شاپنگ بیگز کی تو ان میں کوئی بھی چیز فضول نہیں ہے، سب تمہارے لیے ہیں"

باران نے اسکے تکلف برتنے کی حس ہی ختم کر دی، وہ اتنے پیار سے قائل کر گیا کہ دِلارہ لاجواب سی ہو گئی، یہ سچ میں باران نے اسے سمائیل کروانے والا کام کیا تھا، اسکی پسند، اپنی پسند بنا کر۔

"مطلب تمہیں اتنا یقین تھا یہ سب خریدتے وقت کہ میں لوور والی آفر قبول کر لوں گی؟ آئی مین ایسا سب دوست نہیں کرتے۔ دوست صرف سپیشل موقعوں پر گفٹ دیتے ہیں، تو یہ سب یا لوور کی طرف سے ہے یا ہسبنڈ کی طرف سے؟ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں؟"

دِلارہ نے ہونٹوں کو حصارنے والی پر اسرار اور مخملی مسکراہٹ سمیٹ باران کے اندر تک جھانکنے کی بھرپور کوشش کی پر وہ اس گہرائی کا ادراک ابھی کرتی، ایسا ممکن نہ تھا، ابھی وہ محبت نہیں، بس شرارت و مستی کے موڈ میں تھا۔

"مجھے یقین تھا تم آفر قبول کرلو گی۔ آخر کو لوور بننے کے بہت فائدے ہیں۔ اور صرف دوست رہنے کے بہت نقصان۔"

وہ بھی جواباً شرارت سے چھیڑتے بولا تو وہ آگے سے گھورتی مزید فاصلہ سمیٹ گئی۔

"میں اپنا فائدہ دیکھ کر کچھ قبول کرنے والوں میں سے لگی تمہیں؟"

دِلارہ کی آنکھیں باران کی امبر آنکھوں پر ثبت تھیں جب اس نے یہ سادہ سے مگر مضبوط لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں۔ میں تو تمہیں اکسا رہا ہوں"

باران نے مسکرا کر جتایا، وہ بھی زرا سنجیدگی سے نکلی۔

"اس سب کے لیے تھینکیو"

وہ سنجیدگی سے نکلتی سیدھی نرماہٹوں کی حد تک چلی آئی۔

"لیکن تم نے تو ابھی تک کچھ نہیں دیکھا۔ دیکھو۔ ٹرائے کرو۔ کچھ پسند آتا ہے پھر کہنا تھینکیو۔"

وہ اسے شکریہ کہنے کا مناسب طریقہ سمجھاتے اسے سب چیزیں دیکھنے کے لیے پرجوش بھی کر گیا تو مسکرا کر بیڈ کی جانب بڑھی، وہ بھی اسکے ہمراہ اس تک آیا۔

دِلارہ نے ان پھولوں کے بکے کو بس آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر چھوا، باران نے یہ چیز بہت گہرائی سے آبزرو کی۔

"تمہارے لیے ہی ہیں۔ انھیں اٹھا کر سمیل کر سکتی ہو"

باران کے مشورے پر دِلارہ نے ایسا ہی کیا، وہ بکے اٹھایا، اسکی بھینی بھینی مہک سونگھتے اسے سائیڈ میز پر نفاست سے سجائے مسکرائی، یہ کر کے اسے بہت اچھا لگا۔

ان پھولوں میں roses، alstroemeria، calla، lilies، bouvardia، ranunculus، anemone، tulips، amaryllis، carnations، اور orchids شامل تھے، سب ہی پرپل کے کسی نہ کسی شیڈ میں تھے۔

"سارے پھولوں کے چن کر پرپل شیڈ؟ تم اتنے اچھے لوور ہو گے سوچا نہیں تھا"

وہ چہک کر بولی جب اس نے ان پھولوں کی تعریف کے ساتھ انکو اکھٹے کر کے بکے بنوانے والے کی ستائش کرنی تھی۔

"مجھے بھی نہیں پتا تھا۔ تھینکس ٹو یو۔ اپنے ڈریسز اور باقی چیزیں ٹرائے کر کے کچھ لائیٹ پہن لو باقی سب وارڈرب روم میں سیٹ کر دو، میں تب تک اپنے لیے چائے بنا کر آتا ہوں۔ تمہیں کچھ چاہیے تو بتا دو لے آتا ہوں؟"

باران چاہتا تھا وہ اسکی موجودگی میں ان کمفرٹیبل نہ ہو کیونکہ وہ دِلارہ کے لیے ہر ڈریس کے ساتھ اسکی ہر پرسنل چیز تک لایا تھا، کچھ لوز نائیٹ ویئرز، پھر اسکے ہیوی پیریڈز کو

لے کر بھی کافی ریلکسنگ اور لوز سٹف ڈریسز بھی لیے تھے، اور یوں وہ باران کے سامنے نارمل چیز بھی تکلف سے ہی دیکھتی، وہ فورا بیقرار ہو کر پلٹی۔

"میں کچھ نہیں لوں گی تم جا کر بنالو"

دِلارہ نے سمٹی سی مسکراہٹ دیتے اسے اجازت دی جو اسے گہری نظروں میں بھرتا مسکرا کر کمرے سے نکلا تو سچ میں دِلارہ نے یوں سانس لیا جیسے اسکی موجودگی میں واقعی روک رکھا ہو، جب تک باران نے اپنے لیے چائے بنائی، دلارہ نے تمام شاپنگ بیگز دیکھ لیے، وہ سارا وقت چہرے کے گلالوں میں ڈوبی رہی اور پھر لوز سے بہت

کیوٹ وائیٹ فلفی پاجامے جس پر پنک ڈاٹس تھے، اور ویسی ہی bunny تھیم ساتھ لوز شرٹ لیے چینج کرنے گئی اور زرا ایزی خلیے میں واپس آئے باہر آکر اپنے ہلکے ہلکے فریزی ہوئے بالوں میں برش پھیرے انکو راونڈ کر کے لپیٹے باران کی ہی دلائی بہت سی ہیر پنز میں سے اک مضبوط والی لگا کر بالوں کو قابو کرے اس نے زرا گول گھومتے خود کو دیکھا، وہ کافی کیوٹ وائیب دے رہی تھی، اسکے اس ڈریس کا کپڑا بہت فائن اور باریک جرسی سٹف میں تھا پر دِلارہ کو فیل ہو رہی تھی اسکی ورمنس۔ وہ تمام بقیہ سامان وارڈرب روم میں رکھ آئی کیونکہ سیٹ کرنے میں بہت ٹائم

لگتا اور ابھی اسکا کوئی موڈ نہ تھا تبھی وہ اپنا فون لیے خالی ہوئے بیڈ پر آکر بیٹھی اور لحاف کھولے، تین چار تکیے پیچھے رکھے ٹیک لگا کر زرا ہینڈ ہو کر اپنا فون سکرول کرنے لگی، ہاں اس بیچ اسکی نظریں باران کے خوبصورت کمرے کے چار سو گھومتی بھی نظر آئیں۔

جبکہ دوسری طرف ایدا اور عالیان تو ڈنر کرنے پہنچ گئے تھے جبکہ آزاد، نازلی کو بھی روم میں لے آیا پر روم میں آتے ہی وہ اس سے چہرہ چھپا کر واش روم چلی گئی تھی اور آزاد کے پاس انتظار کے سوا آپشن نہ تھا کہ نازلی خود کو سنبھال کر خود ہی باہر آجائے، وہ جانتا تھا اگر ابھی اس نے

نازلی سے کوئی بھی سخت بات کی، وہ لڑکی مزید ٹوٹ جائے گی، جبکہ چائے بنا کر وہ بابا کو اک نظر دیکھنے انکے روم کی طرف گیا، وہ سب جان چکے ہیں یہ سوچ کر باران کو دلی طمانیت تھی اور جب اس نے بابا کو اک پر سکون نیند لیتے سوچا تو دل ٹھنڈا ہوا، وہیں سے وہ اپنے کمرے میں لوٹ آیا۔

"سگھڑ بچے نے سب سمیٹ لیا؟"

باران نے روم میں انٹر ہوتے ہی سارا میس سمٹا دیکھ کر تعریف کی تو دِلارہ نے آئبرو اچکا کر باران کو سرد نظروں میں لیا۔

"بچہ نہیں ہوں میں"

وہ برا مناگئی تو باران نے پاس آتے جھک کر اپنی چائے کا کپ رکھا اور پر تپش نظروں سے دلارہ کو دیکھتے اسکے پاس ہی بیٹھا۔

"اپنا بچہ نہیں کہا جو بھڑک رہی ہو۔"

باران کی گہری نظر اور جواب دونوں نے دِلارہ کو چپ لگا دی، وہ پرے سرکنے لگی جب باران نے اسے جگہ بنانے سے منع کرتے بازو پکڑے کھسکنے سے روکا، وہ حیران و پریشان ہو کر باران کے منہ کو تکنے لگی۔

"میں کاوچ پر سو جاوں گا۔ میرے لیے جگہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ سب ڈریسیز ٹھیک تھے؟ اور باقی چیزیں؟"

باران کے یوں قریب کر کے پوچھنے پر وہ غائب دماغی سے اسے دیکھنے لگی جیسے سمجھ نہ آئی ہو وہ کیا پوچھ رہا ہے۔

"یہ سب میں نے اپنے لیے خود بھی کبھی نہیں خریدا سب بی کرتی ہیں تو مجھے یہ سب دیکھنا بھی نہیں آتا، مجھے دیکھ کر شرم آ رہی تھی تو میں نے جوں کے توں بیگز تمہارے وارڈب روم میں رکھ دیے۔ یہ پہن لیا، یہ اچھا ہے، تھینکیو"

دِلارہ نے اسے سچ ہی بتایا، یہ واحد معاملہ تھا جب اسے دِلارہ اپنی ایکچول عمر جیسی معصوم اور کیوٹ لگی، جو ابھی تک بی کی ایسی والی لاڈلی تھی۔

"بڑی ہو جاوناں تو۔ کب ہو گی؟ وہ سب تمہارے لیے ہے۔ میں تو پہننے سے رہا"

باران نے اسکی گال تک ہاتھ لے جاتے ہاتھ کی پشت سہلائی تو دِلارہ نے بے چین ہوتے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹایا۔

"چینج داٹاپک۔ چائے پیو اور سو جاو"

دِلارہ نے پہلو بدلنا چاہا جب وہ سامنے سے اٹھے اسکے ساتھ بیٹھا جس سبب دِلارہ کو تھوڑا آگے کھسکنا پڑا، وہ خفگی سے ساتھ جڑھ کر آ بیٹھتے باران کو دیکھتے گھوری۔

"ابھی تو تم صوفے پر سونے کا کہہ رہے تھے"

دِلارہ نے اسے ہوش دلائی پر وہ ہوش کرنے کے موڈ میں نہ تھا۔

"ابھی میں سو تھوڑی رہا ہوں۔ بیٹھا ہوں تھوڑی دیر چائے پینے تک"

باران نے مزے سے اپنا کپ اٹھاتے سیپ لیتے بتایا تو دِلارہ اسکے بہانے سے ساتھ ساتھ جڑنے پر ہونٹوں کی حدود تک مسکرائی۔

"جلدی پیو اور سو جاو۔ صبح جلدی فلائیٹ ہے تمہاری یا لیٹ؟"

دِلارہ نے اسے تاکید کی پھر سوال بھی کیا۔

"صبح اٹھ بجے کی فلائیٹ ہے۔ میرے سونے کے پیچھے کیوں پڑی ہو۔ اتنی محنت سے جو چائے بنائی ہے وہ تو پینے دو"

باران نے بچگانہ انداز میں لڑتے ضد کی تو وہ مسکرا کر سر اس سے لگاتی واپس اپنا فون سکرول کرنے لگی۔

"پیو پیو پھر شرافت کے ساتھ جا کر سو جانا"

دلارہ زچ کرتے ستاتے جان بوجھ کر بڑبڑائی تو باران نے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا پھر بازو اس ساتھ لگی دِلارہ کے اطراف حائل کرتے اسے مزید خود سے لگنے میں آسانی دی اور وہ سمٹ بھی گئی۔

"شرافت؟ لیکن میرے ساتھ تو دِلارہ ہے جسکا شرافت سے دور دور تک تعلق نہیں"

اچھی بھلی وہ اپنا کام کر رہی تھی کہ باران نے پھر سے اسے سلگایا، شاید وہ اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیوں۔ میرے کہاں وانٹڈ کے اشتہار دیکھ لیے تم نے؟ ہٹنا میں فون چارج لگالوں بند ہونے والا ہے"

وہ برہمی سے سر اٹھا کر اسے دیکھتے گھوری تو باران نے چائے کا کپ واپس سائیڈ میز پر رکھ دیا جب اس نے اٹھنے کی اجازت چاہی۔

"آپ کہو پلیز۔ آپ کہو ورنہ میں تمہیں یہاں سے اٹھنے نہیں دوں گا۔"

باران نے ضد کرتے فوراشرط رکھی۔

"اچھا۔اور تم سمجھتے ہو میں تمہاری ضد کو اہمیت دوں گی؟"

دلارہ نے دلیری کے سنگ اس سے آنکھیں ملاتے پوچھا،باران نے فوراسر ہلایا جیسے اسی یقین سے تو بھرا ہوا تھاوہ۔

"دینی چاہیے۔آفٹر آل ہم لوورز ہیں"

باران نے اسے اکسایا جس پر دلارہ نے فون کو خود آف کر کے تکیے کے نیچے رکھ دیا اور خفیف سا سمائل کی،باران کا موڈ دھواں ہوا۔

"سکون سے سو جاو۔ اچھا ہے میرا فون چارج نہیں ورنہ میں سونہ پاتی۔ اب میں سوتی ہوں۔ گڈ نائیٹ مسٹر لوور"

وہ مزید زرا سا تھ ہو کر ایک فلفی سا تکیہ اپنے سر تلے رکھے لیٹی تو باران نے برہمی سے اس بے مروت حسینہ کو دیکھا۔

"تم فون کے بنا بھی نہیں سو سکو گی کیونکہ میں تمہارے آس پاس ہوں۔ کہو تو سلا دوں مس لوور؟"

باران نے بھی تکیے نیچے کرتے دراز ہوتے زرا سا دِلارہ کی طرف جھکا دیکھاتے پیشکش کی جس پر وہ بند آنکھیں

کھولے خود پر جھکے باران کو دیکھنے لگی جس نے بازو بینڈ کیے ہاتھ کے سہارے سے جھکاو برقرار رکھا تھا۔

"کیسے سلاو گے؟"

دلارہ نے بے خودسی نگاہ باران پر جمائے دلچسپی سے پوچھا تو وہ ہاتھ دھیرے سے دِلارہ کے بالوں تک لے جاتے اسکے سر تلے لگی پن کھول کر اسکے بالوں کو ڈھیلا کرے دِلارہ کے زرا سر اٹھانے پر انھیں اسکی گردن کے نیچے سے نکال کر سائیڈ کرے آہستگی سے اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں داخل کرے پھیرنے لگا تو وہ آنکھیں نیند سی محسوس ہونے پر جھپکنے لگی، پر اس بیچ اسکے ہونٹوں کی مسکراہٹ بے حد

مرغوب تھی، اک غالب آنے کی قوت تھی اس
مسکراہٹ میں۔

"میں تمہارے بغیر اک لمحہ نہیں رہ سکتی پر رہوں
گی۔ تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ تم پر اتنی بھی ڈیپینڈ نہیں
ہوئی ابھی۔ میرے اس جبر کی تم کبھی نہ کبھی داد ضرور دو
گے۔ اک یہی تو میرے اندر بہت اضافی ہے۔ میں نے آج
تک کسی چیز یا انسان کی حسرت نہیں پالی پر اب لگتا ہے تم ہو
ہی ایسے جسکی حسرت بھی دلفریب ہے۔ مجھ پر سجے
گی۔ میں ابھی سے مس کر رہی ہوں تمہیں پر جانتی ہوں
تمہارے جانے کے بعد بہت سے معاملات مجھے مصروف

کرنے والے ہیں، یاد تو بہر حال آو گے پر یہی بہتر ہے
تمہیں میرا یہ سچ ابھی پتا نہ چلے کہ مجھے تمہاری محبت اب
کبھی تم سے رہائی نہیں دے گی"

وہ دھیرے دھیرے سو رہی تھی لیکن باخدا یہ تھکن بس
آنکھوں تک تھی، دل، دماغ جسم اور روح کا ہر حصہ بیدار
تھا اور اس شخص کے پہلو میں تا عمر بیدار ہی رہنا چاہ رہا تھا۔

"کیا واقعی ہم نام کے ہی لوورز ہیں؟ آئی تھینک ہمیں تھوڑا
لو وایڈ کرنا چاہیے، مس کرتے ہوئے اچھا لگے گا ایک
دوسرے کو۔ تمہیں نہیں لگتا ہمیں کچھ سپیشل کرنا
چاہیے؟"

وہ دنیا گھوم اور پرکھ کر آنے والا دنیادار شخص، کیسے ممکن تھا دِلارہ کی آنکھوں کی نرمی، ٹھنڈک اور راحت محسوس نہ کر پاتا، اسے پتا تھا وہ سوئی جاگی کیفیت میں بس اسی کو سوچ رہی ہے، یہ اسکی آنکھوں میں لکھا تھا۔

"سپیشل مطلب؟"

دِلارہ نے اسکی آنکھوں کو تفصیلی دیکھا کہ جان سکے وہ کس قسم کی خاص قربت چاہ رہا ہے۔

"سپیشل مطلب جو ہم دونوں اس وقت چاہ رہے ہوں"

باران نے اپنے بے جا بڑھتے ارمانوں کا گلا گھونٹنے کے ساتھ بھی دل کی خواہش ہونٹوں سے پھسلنے دی۔

"میں تو سونا چاہ رہی ہوں"

دِلارہ نے آنکھیں زبردستی کھولتے زچ کرتے انداز میں اطلاع دی تو باران نے اک شاکی نظر دِلارہ پر ڈالی۔

"میں تمہیں چاہ رہا ہوں دِلارہ۔"

وہ بہت خود پر جبر کرنے کے باوجود بڑبڑایا تو دِلارہ کے دل کی دھڑکن اچانک بڑھی جس پر اس نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔

"تمہیں پتا ہے ہماری اس رات کو کیا سپیشل بنائے گا؟"

وہ بظاہر آنکھیں بند کیے اسکے پہلو میں لیٹی تھی پر اسکے سوال پر باران نے اسکے بالوں میں

ہاتھ پھیرنا روک کر فیک سیلپنگ بیوٹی کی طرف دیکھا۔وہ یہی سوچ رہا تھا اظہار محبت کے بعد رومینس ہوتا ہے دھواں دار پر وہ بھی ممکن نہ تھا پھر کیا آپشن ہے؟

"کیا؟ تمہارے پاس کوئی آئیڈیا ہے کیا"

باران نے بہکی سی نظر ڈالی تو وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھتی مسکرائی۔

اس سفید پوش عاشق کی بے بسی پر اسکا دل بھی مسکرا کر مچل رہا تھا۔

"کہانی سناو مجھے، یا پھر صوفے پر تشریف لے جاو۔! ایسا دو لوورز میں نہیں ہوا ہو گا۔ ہے ناں سپیشل"

دلارہ کی شرارت پر امڈتی مسکراہٹ نے بات بڑھادی تھی، وہ ٹلنے والی شے کہاں تھا، وہ تو آج کافی دیر سے بے ایمان ہوئے جا رہا تھا۔

"مجھے بس میری اور تمہاری کہانی آتی ہے، وہ سناوں؟"

باران کے سنجیدہ ہونے پر دِلارہ بھی مستی و شرارت ترک کرے اسے فرصت رکھتی بیدار نگاہوں سے تکنے لگی۔

"کیا وہ کہانی رومنٹک ہے؟"

دِلارہ نے مسکرا کر تجسس کا اظہار کیا۔

"لو تو ایڈ ہو نہیں رہا۔ رومینس تو دور کی بات ہے۔ نہیں بلکل نہیں۔ کہانی بہت بورنگ ہے تم ویسے ہی سو جاو۔ میں جارہا ہوں صوفے پر"

باران نے اسکے بالوں سے اپنا ہاتھ آزاد کرتے انگلیوں کو بھی نکالا اور واقعی صوفے پر جا لیٹنے کی نیت سے اٹھ کر بیٹھا جب وہ بھی بیقرار نظریں اس پر ڈالے اٹھ بیٹھی۔

"لو وایڈ کر لو، پر مت جاو"

وہ بے اختیار اسے دیکھ کر بولی تو باران نے بیٹھے بیٹھے پیچھے کو پلٹ کر دِلارہ کے چہرے پر آنکھیں جمائیں، وہ اسکے سارے راز کو بس اسکی آنکھوں کی تڑپ و شدت سے ہی جان گیا۔

"مجھے تم سے واقعی پیار ہو گیا ہے، یہ وہ کیرنگ والے پیار سے تھوڑا الگ ہے۔ مجھے پتا ہے یہ بہت ہی فضول بات کہہ رہا ہوں لیکن میں تم سے کبھی الگ نہیں ہونا چاہتا۔ مجھے افسوس ہے میں نے خود سے عہد کیا تھا بس تمہاری حفاظت، فکر اور خیال ہی میرا تمہارے ساتھ جڑے رہنے کا مقصد ہو گا پر میں اپنے عہد سے بھٹک رہا ہوں۔ میں اتنا خود غرض تو کبھی نہیں تھا، آئی نو تمہاری زندگی ابھی شروع ہوئی ہے پر اپر اور تم بہت سے فیز یز سے گزرنے والی ہو۔ شاید تمہیں تمہاری زندگی کا پرفیکٹ انسان بھی جلد مل جائے لیکن میں ایک بار تمہیں یہ سب بتانا چاہ رہا تھا، ممکن

ہے میں کل تک خود تمہارے لیے واپس پہلے جیسا بدل
جاوں کے نہیں میں تمہارے لیے کسی طرح ٹھیک
نہیں، میرے خیالات بدل جائیں۔ خود غرضی جب ختم ہو
جائے تو مجھے اپنا آپ تمہارے لیے صرف خسارہ اور
نقصان لگے لیکن اس لمحے جو ہے وہ بلکل سچ ہے"

وہ رخ پلٹ کر واپس بیٹھے دِلارہ کو دیکھتے وہ سب کہہ بیٹھا جو
اس نے کہنے کے بارے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا، وہ
نہیں جانتا تھا دِلارہ کا اس پر کیا ری ایکشن آئے گا پر وہ کچھ
لمحے بول تو دور سانس بھی نہ بھر سکی۔

"تم ہمیشہ خود غرض رہنے کا کیا لو گے؟"

وہ کچھ لمحے بعد اسی بدحواسی کی کیفیت میں بولی تو باران پہلے تو اسکے سوال کو سمجھ نہ سکا مگر جب حواسوں میں یہ بات سمائی، دل سمٹ کر رہ گیا، شریانوں تک اک کھینچاو بھرا میٹھا درد محسوس ہوا، یہ سب کچھ جیسے اسکے شعور میں کہیں تحریر ہو گیا۔

"تم بھی ایسا ہی فیل کرتی ہو؟ یولوومی؟"

باران نے بے یقینی کی کیفیت میں پوچھا تو دِلارہ نے لحظہ بھر نظر جھکا کر سر نفی میں ہلایا۔

"نوو۔ تم نے کہا تم پیار کرتے ہو۔ میں نے تو اس پیار کو قبول کیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ مجھے بھی ایسا کچھ ہے"

دِلارہ نے اسکی تھمی سانسیں اظہار نہ کر کے بھی اتنا سب کہہ دینے پر اور منجمد کیں۔

"تمہیں میری پرواہ اور فکر ہے۔ یہ پیار سے زیادہ ڈیمانڈنگ ہے۔ میں اسکے ساتھ خوش ہوں"

وہ جیسے اندر ہلکا ہو جانے جیسا مسکرایا، دِلارہ کو اسکی چھپائی نہ جاتی خوشی پر بے حد پیار آیا، وہ راضی خوشی ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھ رہے تھے پھر باران کے واپس لیٹ کر بازو

کھولنے پر وہ پورے حق سے اسکی بازووں میں بس کر اسکے سینے جا لگی ساتھ ہی لیٹی۔

"میں تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہوں باران"

وہ اس آسودگی کے لیول کو مر کے بھی بیان نہ کر سکتی تھی جو باران کے وجود سے جڑی تھی اور دلارہ کے اندر اتر رہی تھی۔

"خوشی نہیں چاہیے۔ تم چاہیے ہو بس"

وہ اسکے جواب پر مجبور ہوئی، سر اٹھانے اور اک اٹھلائی سی نگاہ باران یلدرم پر ڈالنے کے لیے۔

"سوچ کر بتاوں گی"

دِلارہ کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور مہکتے ہونٹوں پر سکون بھرا تبسم بکھرا تھا،

اپنی مہک سمیت باران کو جنجھوڑ رہا تھا، وہ سر اٹھائے اسکے نرم مسکراتے ہونٹوں کی طرف لپکا تو وہ سر مزید اٹھائے بیچ میں فاصلہ بنا گئی، اس بار پھر سے ہونٹوں کے سنگم پر بس سانسیں مچلی تھیں، حرارت بیدار ہوئی تھی پر نرم گرم سی پر استحقاق جسارت سے دونوں محروم رہے، وہ دلارہ کی مزاحمت پر پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"اس کے لیے میرا بھی پیار میں پڑنا ضروری ہے، ابھی نہیں مسٹر لوور۔ آپ کو مجھے اپنے پیار میں ڈالنے تک رکنا ہو گا"

وہ پھر سے اسکی جان لینے پر اتری جب اسے آپ کہہ کر پکاری، چیلنج خود ہی ہار گئی، اسے باران کی خوشی کے سوا اس وقت سب بھولا ہوا تھا۔

"پیار میں پڑنے پر ہی میرا کہا ماننا ہے ناں ضدی دلارہ نے۔ تو پھر اس مزاحمت کا مطلب؟"

وہ اسکے چہرے کو جبڑے سے ہولڈ کرے خود پر جھکائے اصولی سوال کر اٹھا پر دِلارہ نے فورا نفی میں گردن گمائی۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں، پیار میں پڑ گئی تو کوئی کہا نہیں مانوں گی۔ تم رل جاو گے"

وہ اسکو اپنے جذبات سے ڈرا رہی تھی، وہ دنگ تھا یہ کیسی لڑکی ہے۔

"ابھی کے لیے غلط سمجھنے پر کوئی سزا نہیں دو گی مجھے؟"

اسے لگا اگر وہ اتنی منفرد و بے باک ہے تو سزا بھی پھر بے حد قریب آ کر دے گی۔

"دی ہے ناں۔ آپکو دور کر دیا خود سے"

وہ اترائی، وہ ملکہ تھی اسے اترانا سج رہا تھا۔

"ایسی سز اتو نارمل اور بورنگ لوگ دیتے ہیں۔ ٹرائے سم تھنگ نیو لیونڈر"

وہ اسے بہک کر، اکسا کر، روح سہلاتی امبر آنکھوں سے دیکھ کر بھی اپنے قریب نہیں کر سکتا تھا، آج وہ بلا کی ضدی ہو رہی تھی، اندر تک مچل رہی تھی کہ کیسے وہ شخص اسکے لیے ہر شدت پار کیے بیقرار ہو رہا ہے۔

"دیکھو میں اپنے نزدیک بہت زیادہ مائل کرتا وجود ہوں۔ میں اگر تمہارا پیار ہوں تو تم خود کو روک نہیں سکو گے۔ یونو آدمی کتنے پاگل ہو جاتے ہیں سکون اور جوش میں۔ ایسا میں نے سنا ہے تو میں تمہارے قریب نہیں آوں

گی کیونکہ مجھے اپنی جان کچھ زیادہ ہی پیاری ہے۔ آپ سمجھ رہے ہیں ناں۔"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے اتنی بے باک اور بے تکلف ہو کر سمجھا گئی کہ خود باران کے کان دھواں چھوڑ گئے، پھر جو اس چھٹانگ بھر کی لڑکی کو اپنے حسن پر ناز تھے وہ الگ۔

"تم آپ مت کہو مجھے پھر"

وہ سر زور سے ہلاتے اسے منع کر گیا تو دِلارہ کی مسکراہٹ بے قابو ہوئی، اسے کبھی کسی پر ترس نہیں آیا پر آج باران پر لاڈ کے سنگ آرہا تھا۔

"کوئی ایک دین ایمان ہے یا نہیں تمہارا؟"

وہ آگے سے ڈرامائی سا گھوری۔

"محبوب بس ایک ہے باقی کچھ یاد نہیں۔ اپنا نام تک نہیں۔ تمہیں نہیں لگتا تمہیں تھوڑا اپنی عمر سا بیہیو کرنا چاہیے۔ میرے کان دھواں ہو رہے ہیں اس وقت"

باران نے اسے زبردستی پکڑ کر خود میں بھینچ سا لیتے بے بسی سے کہا اور دلارہ سانس سا روک گئی، چپ چاپ اسکے گلے لگی کیونکہ اسے باران کی بازوؤں کی گرفت سے یہی محسوس

ہوا کہ باران کے لیے اس وقت دلارہ کا یوں پاس ہونا ہی ضروری بچا ہو، باقی پر معاملہ اک طرف ہو گیا،

"نو نو۔ تم پورے دھواں اور آگ ہو رہے ہو مسٹر لوور۔ چلو سو جاو۔ اسکا حل کبھی فرصت سے سوچ کر نکالیں گے"

دِلارہ نے اسے خود سے یوں چپکنے دیا تھا یہی اس ہائی جین ایشور کھتی لڑکی کا احسان سمجھتا وہ، اور وہ تھوڑی اسکی بازووں کی جکڑن میں بے چین ہوئی تو باران نے ٹائیٹ بازو زرا لوز کیے، وہ بند آنکھوں سے مسکرائی۔

"I think I love You Dilara"

وہ اسکے کان میں رازداری سے بولا، دلارہ کے دل کی دھڑکن تھمی، سانس روکے وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھتے مسکرائی۔

"I think You Are Right Baraan"

دِلارہ نے آنکھیں میچتے سرخ چہرے کے ساتھ مسکراتے اسکے خیال کو اقرار بخشا تو اس بار وہ بیقرار روح بھی جان لیوا مسکرایا۔

"کسی کو بتانا مت"

وہ پھر سے سرگوشی میں بولا، اسکا بار بار یوں کان کے قریب ہو کر بولنا، دِلارہ کو اسکی سانسوں کی خوشبو کا دیوانہ کرنے پر تلا تھا۔

"اوکے۔"

وہ سنجیدہ ہوئی اور باران نے اسکے یکدم ظالم بنتے موڈ پر اسکے ماتھے کو چومتے بات ختم کر دی، دِلارہ نے آسودگی سے آنکھیں بند کرتے خود کو کمپوز کیا اور باران نے بھی اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے آنکھیں موندیں۔

وہ یونہی کچھ لمحوں کے بعد اپنی اپنی نیند میں اچانک اترے

پر ایک دوسرے کے جسم کی بدستور حدت بٹورتے

ہوئے، وہ سو گئے ہوں پر دلوں کے اندر تو جشن کا سا سماں

برپا تھا، زہے نصیب!

"تمہارا قرب ہو تو، مشکلیں کافور ہو جائیں

یہ اندھے اور کالے راستے پر نور ہو جائیں

تمہارے گیسوؤں کی چھاؤں مل جائے

تو سورج سے الجھنا بات ہی کیا ہے

اٹھالو اپنا سایہ تو، میری اوقات ہی کیا ہے؟

میرے بارے نہ کچھ سوچو، تم اپنی بات بتلاو

کہو!

تو چلتے رہتے ہیں

کہو!!

تو لوٹ جاتے ہیں!!"

.._____..

"واٹ؟ باران نے شادی کر لی؟ تمہیں کس نے کہا؟"

یہ خبر اس لگ بھگ ساٹھ سال کے وجیہہ اور رئیس آدمی پر آسمانی بجلی کی مانند گری تھی کہ آواز، لہجہ اور موڈ سب خاکستر ہوا۔

"اسکے سوشل اکاونٹ پر دیکھا ہے میں نے۔ کچھ دن پہلے کوئی فرینڈز پارٹی ہوئی تھی جس میں سب دوستوں کے ساتھ اسکی پکچر تھی، کیپشن میں نکاح کا ذکر تھا۔ ڈیڈ! اس آدمی نے آپکو دھوکہ دیا۔ یہ بدلا دیا آپکی اب تک کی سپورٹ کا، میرے لیے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا آپ نے۔ یوسیڈ وہ صرف میرا ہے۔ صرف اس لیے آپکو اسکے ساتھ شئیر کیا تھا میں نے ورنہ آپ جانتے ہیں آپ کے لیے

کتنی پوزیسو ہوں۔ اگر یہ خبر سچی ہے تو آپ جانتے ہیں ناں ایسے احسان فراموشوں کے ساتھ آپ کیا کرنے کے شوقین ہیں؟"

وہ اپنے آفس میں غصے سے بپھرتی بہت ہی ماڈرن سنہرے بالوں والی لڑکی حقارت سے بھری ہوئی اپنے باپ کو اکسا رہی تھی جسکا پارہ یہ خبر سنتے ہی ہائی ہو چکا تھا۔

"اس نے ذکر تک نہیں کیا، مجھے دکھ ہوا وہ مجھے باپ کی جگہ ماننے کے باوجود ایسے الگ کیسے کر گیا۔ کالم ڈاون امارہ! وہ پہنچ جائے گا کل جرمنی۔ دیکھ لیتے ہیں اس خبر میں کتنی سچائی ہے۔"

تو تکن نام کا وہ آدمی جرمنی کے بہت سے شہروں میں ائز آ
ٹیپیکل مافیہ مین کے نام سے جانا جاتا تھا، جسکے انڈر زمین کا
قبضہ، کڈنیپنگ اور سود کی وصولی جیسے کام ڈیل پر اور کھلے
عام ہوتے تھے جبکہ وہ خفیہ مسنگ کر منگز کا پتا لگوانے کا
کام بھی کرتا جس میں وہ کافی سال سے باران کی مدد لے رہا
تھا، باران کا سیکورٹی ادارے سے وابستہ ہونے کا ایک مقصد
تو تکن کی کمپنی کا ہیلپر بننا بھی تھا، تو تکن وہ امیر اور رئیس
آدمی تھا جس نے باران کی بورڈنگ کے ٹائم سے
Bremen سیٹل ہونے میں مدد کی، اسکے جرمن نیشنیلٹی
ہولڈر بننے تک اسے سپورٹ بھی کیا اور اسکے بعد توران کو

جیل ہوئی اس میں بھی باران نے تو تکن کی مدد لی
تھی، ایون یہاں Bremen میں اگر وہ اب خود مختار اور
کئی اثاثوں کا مالک تھا تو اسکے پیچھے تو تکن مریام کا ہاتھ
تھا، جس کی اکلوتی بیٹی امارہ تھی، بیوی مر چکی تھی اور پچھلے
کئی سالوں سے اس نے باران کو اپنا بیٹا اور رائٹ ہینڈ بنا رکھا
تھا، اور تو تکن، باران کی ذہانت کا بہت قائل تھا کہ وہ اپنے
بعد اپنی یہ جگہ صرف باران جیسے کسی اپنے بھروسے مند
آدمی کو ہی دے سکتا تھا جس سے اسکا ڈیلی پرافٹ اور
آمدنی کبھی نہ رکے اور اس کے لیے اسے امارہ اور باران کی
شادی کروا کے جرمنی کی حکومت کے آگے رجسٹر کروانی

تھی، اور شاید تو تکن نے اب تک جتنا باران کو سپورٹ کیا جسکی اس نے سود سمیت باران کے اتنے سال اسے پابند کر کے وصولی بھی کر لی، وہ صرف اس لیے کہ وہ اسکی اور امارہ کی شادی کروا سکے اور اپنا فیوچر سیکور کر سکے، اور اس کھیل میں امارہ اسکے ساتھ تھی مگر وقت کے چلتے امارہ کے دل میں باران کے لیے کافی جذبات پیدا ہو چکے تھے کیونکہ اسے بچپن سے یہی بات سمجھائی گئی تھی کہ اسکی شادی صرف باران سے ہو گی، پھر وہ اتنا گڈ لکنگ اور مغرور تو تھا ہی کہ کسی کا بھی دل پھسل جاتا اسکی لکس اور ایٹیٹیوڈ پر، اب

ایسے میں باران کے نکاح کی خبر ان دونوں باپ بیٹی پر بجلی کا کرنٹ ہی چھوڑ گئی تھی۔

"مجھے وہ دھوکے باز آپکے دوبارہ آس پاس نظر نہ آئے ڈیڈ۔ اور ایک بات یاد رکھیے گا۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اس بلڈی باسٹ * کو سزا دیے بغیر مت چھوڑیے گا۔ آپ نے بخش بھی دیا تو میں حساب لینے کے لیے خود مختار ہوں۔ امارہ مریام نام ہے میرا، دھوکے باز کو سسکنے لائق بھی نہیں چھوڑتی ہوں"

وہ غصے اور حقارت سے اپنا فیصلہ سنائے کال کٹ کر چکی تھی جبکہ تو تکن مریام کے خوبصورت سرخ فام رنگت رکھتے چہرے پر جیسے اک تپش اتر آئی تھی۔

تو تکن نے باران کے ابھی ابھی چند دن پہلے ہی بنائے سوشل اکاونٹ کو کھولتے جب اسکی پوسٹ دیکھی تو آنکھیں آگ اگلنے لگیں۔

"تمہیں کلئیر کٹ سمجھایا تھا باران یلدرم، سب کر سکتے ہو پر تو تکن مریام کو دھوکہ مت دینا۔

You will pay for it son"

زہر میں بجھے الفاظ و لہجے میں تو تکن نے وہ سوشل اکاونٹ بند کیا۔

اس نے دوبارہ سے کسی کو کال کی تھی، ہاتھ میں سلگتا سگار دھواں ہونے لگا، کیونکہ ہر طرف آگ جو دہک گئی تھی۔

"یس سر"

دوسری جانب سے آواز بلند ہوئی۔

"اسے ائیر پورٹ پر اترے ہی اٹھاو کل۔ اسکے گارڈز کی نظر میں آنے سے پہلے۔ سمجھ گئے؟"

تو تکن نے متنفر لہجے میں حکم دیا اور دوسری جانب
فرمابرداری سے حکم کی تعمیل کی یقین دہانی کرائی گئی، باران
کی زندگی کے سب راز اس نے عزیزے کو نہیں بتائے
تھے، وہ کسی اور وجہ سے بھی اتنے سال جرمنی غائب رہا یہ
چھپالیا، اور وہ قیمت تھی جرمنی کے شہر bremen میں
اپنے بل بوتے پر سیٹل ہو کر خود مختار ہونے کی جو سود سے
بدل کر اب تاوان ہونے والی تھی۔

خدا خیر کرے۔

.._____..

"مجھے آئس کریم نہیں کھانی عالیان، اب موڈ بدل گیا۔ واپس چلتے ہیں"

ڈنر کے بعد وہ لوگ ریسٹورنٹ سے نکل کر آئس کریم پارلر تک آئے مگر آئس کریم سے جڑے حوالے کو سوچ کر ایدا کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے تو فوراً گھبرا کر منع کر گئی، عالیان جو آئس کریم کا آرڈر پلیس کرنے ہی والا تھا، اپنے ساتھ ہی براجمان دوشیزا کے اڑے اڑے رنگ دیکھتے اسے آنکھیں دیکھانے لگا جیسے وہ ڈر جائے گی، بچاری آل ریڈی سہمی چڑیا لگ رہی تھی۔

"میں نے کیا کہا تھا؟ جہاں تم کمفرٹیبل ہو وہ کس۔ تو گھبراہٹ کا اتنا بخار چڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہارا ہسبنڈ نہیں ہوں کیا جو تم مجھے ایسے اجنبی کی طرح ٹریٹ کرتی ہو؟"

وہ جو گھور رہا تھا، ساتھ سخت قسم کا ڈانٹ بھی گیا، ایدا کے ہاتھ پیر پھولے عالیان کے تپنے پر۔

"ہا! اجنبی کے ساتھ ایسے ڈنر پر تھوڑا جاتی میں۔ اجنبی کو اپنا کندھا تھوڑا دیتی حالانکہ کسی کا سر اتنا بھاری تھا کہ کیا بتاوں۔ یہ اجنبی کرتے ہیں کہ اتنے پیار سے دیکھتی ہوں میں آپکو؟"

ایدا نے بھی ساری گھبراہٹ پرے کرتے میدان میں اترتے ان بے جا الزامات کی تردید کی، موصوف کا غصے والا مینار کریش ہوتا نظر آیا جب اسکی بڑی بڑی گھبراہٹ بخشتی آنکھوں میں اک متبسم رشک اتر آیا۔

"مجھے ایکچولی مزید کی ڈیمانڈ ہونے لگی ہے تبھی شکائیت کر دی۔ میں تھوڑے پر صبر کرنے والی نیچر نہیں رکھتا ناں۔ خیر آئس کریم کھالو۔ مجھے کوئی کس نہیں چاہیے۔ ایسے اپنا موڈ مت بدلو، پھر مجھے ساری رات نیند نہیں آئے گی"

عالیان کے یکدم ہی غصہ چھوڑ کر نرمی سے بات کرنے پر وہ بلش کی، ایسے غصے سے جھاڑنے کے بعد جب وہ پیار اور فکر جتاتا، ایدا کو کچھ زیادہ حسین لگتا۔

"ڈن۔ مجھے پستہ فلیور چاہیے"

وہ فوراً چہک کر بولی تو عالیان نے اسکے موڈ کے اتنی جلدی واپس بننے پر اک ٹھنڈی سانس بھری اور محترمہ کو مطلوبہ آئس کریم بہم پہنچائی، اس بیچ خود وہ زرا اپنے فون پر ٹریڈنگ ایپ کھولے خود کو بزی رکھنے کا سوچ چکا تھا کہ نہ وہ ایدا کو دیکھے گا نہ ارمان مچلیں گے، ایدا نے آئس کریم انجوائے کی اور پھر وہ لوگ واپس گاڑی میں آکر بیٹھے، اب

انکا پلین حویلی کی طرف تھا، عالیان نے سیٹ بیلڈ فکس کرتے گاڑی سٹارٹ ہی کی جب ایدا نے اسکی طرف سرکتے بہت ہمت کرے عالیان کی گال پر اپنے ٹھنڈے میٹھے ہونٹوں کو زور سے جوڑنے کے ساتھ جیسے دوسری طرف اپنی ہتھیلی لگائی، عالیان کے لیے یہ بلکل ان ایکسپیکٹڈ تھا۔

وہ جلدی سے معرکہ سر انجام دیے اپنی جگہ ہٹ کر بیٹھی تو عالیان نے اسکی طرف دیکھتے حیرانگی عیاں کی۔

"یہ والی بہادری کس سے مانگ لائی ہو؟"

عالیان کے طنز پر وہ آگے سے گال پھلا گئی۔

"ہنہ !واپس کریں۔ آپ ڈیزرو نہیں کرتے اسے"

وہ فورانا راضگی سے بولی تو عالیان اس سے پہلے سیٹ بیلڈ کھولتے اسے تفصیلی سود سمیت یہ کس واپس کرتا، وہ سہم کر کار ڈور سے جا لگی۔

"سیر یسلی ایدا!"

عالیان نے اسے یوں ڈر کر پیچھے سمٹتے دیکھ کر مایوسی سے استفسار کیا تو وہ شرم کھائے زرا واپس ٹھیک سے سو بر انداز میں بیٹھی۔

"مجھ سے بات مت کرنا اب۔۔۔"

عالیان نے اپنا سیٹ بیلٹ فکس کیا اور گاڑی سٹارٹ کی جس پر ایدا منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی، کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوئی تبھی جبراً چپ ہو کر بیٹھ گئی، کچھ دیر دونوں کے بیچ سرد چپ حائل رہی اور پھر ایدا نے اسے متوجہ کرنے کو جب ہاتھ عالیان کی ٹانگ پر پھیرتے رکھا تو عالیان سے اک لمحہ گاڑی کا کنٹرول چھوٹا، ایدا نے کرنٹ کھاتے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا جبکہ جو گھوری عالیان نے دی وہ الگ۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ابھی گاڑی کہیں ٹھک جاتی۔"

وہ غصہ ہوتے کنٹرول واپس سنبھالتے بڑبڑایا تو ایدا نے بھی منہ بسورا۔

"تو ہوش قابو میں رکھیں ناں، ایک زرا ہاتھ ہی تو رکھا تھا۔ کونسا آپکو بجلی کا جھٹکا لگا دیا میں نے"

ایدا کی زبان پر کھجلی ہوئی، عالئان نے دانت پیسے، یہ لڑکی اپنے کرنٹ سے شاید واقف جو نہیں تھی، کم عقل کہیں کی۔

"دوبارہ رکھو ہاتھ پھر تمہیں بتاتا ہوں اصل بجلی کا جھٹکا ہوتا کیا ہے"

جناب تپے ہی غرائے، ایدا کو اب دکھ کے بجائے مزہ آرہا تھا اس زخمی شیر سے پنگے لے کر۔

"دھمکیاں کسے دے رہے ہیں۔ اتنا میرے ساتھ برا سلوک رکھیں عالی جتنا خود بھی سہہ سکیں۔ پھر آجائیں گے معافی کی باسکٹ اٹھا کر کہ مجھے معاف کر دو۔ ایٹیٹیوڈ مت دیکھائیں۔ میرے پاس اپنا بہت ہے"

ہنوز وہ اسکا غصہ دہکانے پر لگی تھی، مجال ہو جو باز آنے والے پرزے ہوں اس لڑکی میں۔

"چپ کر کے بیٹھو ایدا"

عالیان نے اپنی توجہ بار بار بھٹکنے پر تنبیہہ کی پر ایدا کے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔

"نہیں بیٹھ رہی۔ جب اللہ نے زبان دی ہے تو میں اس نعمت کو ضائع کیوں کروں۔ میں تو بولوں گی۔ آپ اپنے کان بند کر لیں"

ایدا نے مخلصانہ مشورہ منہ پر مارا تو عالیان نے سرسری سا اسے خون آشام نظروں سے دیکھا، ایدا کے چہرے کی ساری شرارت و مستی اڑن چھو ہوئی۔

"میں ڈرائیونگ کروں یا کان بند؟ حویلی پہنچنے دو میں اچھے سے تمہاری زبان بند کرتا ہوں۔ تم نے سمجھ کیا لیا ہے مجھے۔ تمہیں ونگز کیا دیے، تم تو کچھ زیادہ ہی اڑ رہی ہو۔"

عالیان نے بھلے یہ بھی چڑ کر لڑتے کہا پر جب بات پروں کی آئی، وہ سچ میں چپ ہوئی، اس نے دوبارہ بس اپنی چپ سے عالیان کی جان لی اور حویلی آنے تک کچھ نہ بولی۔

گاڑی پورچ میں روک کر پارک کرتے عالیان نے اسے دیکھنا چاہا مگر وہ کار ڈور کھولے باہر نکل گئی، عالیان نے بھی جلدی سے کار ڈور اوپن کیا اور ہیلز کی وجہ سے پوری رفتار سے چلنے کے باوجود وہ زیادہ دور نہ گئی اور عالیان نے لمبے

لمبے قدم بھرتے اس تک فاصلہ سمیٹا اور ایدا کو بازو سے دبوچتے اپنے سامنے پلٹایا، ایدا پلٹ کر اسکے سینے کے پاس رکی پر عالی کو دیکھنا گوارا نہ کیا۔

"ایدا! تم روٹھ نہیں سکتی مجھ سے"

وہ صدمے سے بڑبڑایا کیونکہ وہ غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ میرے ونگز کے بارے کچھ بھی کہیں اور میں روٹھوں بھی نہیں۔ خود دیے ناں یہ پر، یہ اڑنے کی قوت۔ تو پھر آپکو میری مرضی و خوشی چبھ کیوں رہی ہے۔ وہ بھی چند دنوں کے اندر اندر؟"

ایدا نے اسکی خود پر بے جا خفگی پر جو سوال اٹھایا وہ اصولی تھا، عالیان لمحہ بھر لاجواب ہوا۔

"ایسا نہیں ہے ایدا"

وہ اسے نرمی سے قائل کرنے لگا پر وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر دور کر گئی۔

"ایسا ہی ہے۔ پہلے گلا دبایا۔ مجھ پر غصہ ہونے کا بہانہ چاہیے ہوتا ہے آپکو۔ میں تو آپکو تنگ کر رہی تھی۔ میرے پاس میرے بہت زیادہ اپنے اب آپ ہیں ناں۔ میں کسے تنگ کروں اگر آپ ایسے اریٹیٹ ہوں گے اگر۔ hala بھی

ویسی نہیں ہیں اب کہ مجھ سے شرارتیں یا مستیاں کر
سکیں۔ میرے اندر کتنی گھٹن، کتنے خلاء اور کتنے چھپے درد
ہیں آپکو پتا ہی نہیں۔ آپ کو بس یہ نظر آتا ہے کہ میں
فزیکلی آپ سے قریب ہونے سے بھاگتی ہوں۔ لیکن یہ نظر
نہیں آتا کہ میں آپ کے ساتھ کھل کر جی رہی
ہوں۔ آپ جانتے ہیں شادی سے پہلے میں نے اتنے پلین
بنائے کہ ایسے ایسے آپ کے قریب رہنے اور ہونے کے
لمحے ملیں گے، لیکن سوچنے اور کرنے میں فرق ہوتا
ہے۔ آپ بہت زیادہ ہنڈسم ہیں تو مجھ سے ہینڈل نہیں ہوتا

کہ میں اپنی سوچ کو سچ کروں۔ ایسے مجھ پر غصہ ہوں گے تو میں پہلے جیسی بور، چپ اور اداس ایدا بن جاوں گی۔"

اپنی ہر بات کہہ کر بھی وہ غمگین تھی، اس نے اپنے سارے مسائل کہہ دیے، بہت سی مجبوریاں بتا دیں پر ان سب پر حاوی وہ لمحہ ہوا جب عالیان نے اسے پکڑ کر اپنے گلے لگاتے سارے شکوے دھو دیے، وہ بھی ساری ناراضگی بھول گئی، اتنا سکون تھا اس سینے کی حدت اور بازووں کی گرمی و شدت میں۔

"میں کوشش کروں گا دوبارہ تم پر غصہ نہ کروں۔ تم مجھ سے پنگے لینا مت چھوڑنا۔ منت کرتا ہوں میں تم سے"

وہ اسکے کہے کو حکم ماننے والی، منت پر کیسے نہ تڑپ جاتی، اسکی بازووں کے حصار میں ہی کھڑی زرا سا فاصلہ بنائے روبرو ہوئی۔

"حکم کیا کریں۔"

وہ راضی نظروں سے مسکرائی۔

"میں بڈھا آدمی تمہیں واقعی اتنا ہینڈسم لگتا ہوں کہ تمہارے ہوش اڑ جاتے ہیں؟"

عالیان کو اس بات پر ابھی بھی شبہ تھا تبھی تسلی کو پوچھ بیٹھا۔

"آپ بڈھے کہاں سے ہیں عالی۔ آپکے یہ چند قلموں کے بال کل ہی ڈائے کرتی ہوں۔ میں نے منع کیا تھا ناں آپکو۔ اتج از جسٹ نمبر۔ فورٹی یئرز معمولی سی اتج ہے۔ کیوں آپ اپنی ہوٹنس کو یہ بڈھا کہہ کر ڈیمیج کرنے کی فضول کوشش کرتے ہیں؟"

وہ الٹا پھر بگھڑ کر لڑ پڑی لیکن اسکا یہ لڑنا عالیان کو رشک و غرور سے بھر رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے اتنا اتج ڈیفرینس نہیں ہونا چاہیے کپلز میں۔ دونوں کی سوچ میں لمبا فرق مسائل پیدا کرتا ہے۔ دیکھو میں کتنا سوفٹ تھا تمہارے ساتھ۔ زرا فیلنگز شو

کرنی چاہیں تو شدتیں خود بخود ٹپک آئیں ہر معاملے میں پھر وہ تمہاری فزیکل ڈیمانڈ ہو یا چڑ۔ مجھے تو فکر ہے باران اور دلارہ کا کیا ہو گا"

عالیان کو نئی فکر گھیر گئی، جبکہ ایدا نے اس آدمی کے ایسے ہلکان سانس کبھی نہیں چاہے تھے جیسے وہ اختتام تک بھر بیٹھا۔

"وہ دو بیس سال کے فرق کے باوجود ایک جیسے لگتے ہیں۔ پتا ہے کیوں۔ باران بھائی نے اپنے اندر کا بچہ زندہ رکھا ہے۔ لیکن آپ بڑے بننے کے چکر میں میرے بھی بڑے بن جاتے ہیں تبھی شوخے ہو کر غصہ کر دیتے

ہیں۔ اپنے اندر کے بچے کو زندہ رکھیں، سانس بھرنے دیں اسے۔ جیسے میرے کندھے پر سر رکھا، مجھے آپ کے بڑے پن میں اس چھوٹے بچے کی جھلک ملی اور اس لمحے ہم دو بھی ایک جیسے لگ رہے تھے۔ اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشوں کو مت ماریں، بڑی بڑی ڈیمانڈز آپکی میں وقت کے چلتے پوری کروں گی عالی لیکن چھوٹی چھوٹی خواہشوں کو اپنے اندر مت دبائیں۔"

وہ اس لمحے اسے بے حد سیانی لگی، عالیان کو اسکی یہ کوالٹی تو پتا ہی نہیں تھی کہ وہ بول کر بھی سحر پھونک سکتی ہے۔

"میں نے چھوٹی سی خواہش ہی کی تھی ایدا"

عالیان نے اپنا موقف مظلوم بن کر سامنے رکھا تو ایدا نے سر پھرا سکے سینے سے جوڑتے بازو عالیان کے اطراف باندھے۔

"آئی رئیلی لائک یو عالی۔ کیا یہ اعتراف اس خواہش کی تکمیل سے کہیں بڑھ کر نہیں؟"

وہ سینے لگی ہی دل کو بند کرنے پر تلی تھی۔

"نہیں۔ لائک کی جگہ لو وہوتا پھر مقابلہ سخت ہو سکتا تھا"

عالیان نے پھر سے کیڑے نکالے تو وہ اسکے سینے سے جدا ہوئی اور آئبرو اچکا کر اسے گھوری جسکا چہرہ شرارت سے اٹا تھا۔

"لوو والے کام کریں پہلے پھر کروں گی لوو۔ ہنہ۔۔۔ سو رہی ہوں۔ خبر دار جو مجھے ڈسٹرب کیا۔ نان رومنٹک مین"

بچارے کے رومینس کا بیڑا غرق خود کرے یہ لڑکی جس دھڑلے سے نان رومنٹک بھی عالیان کو کہہ گئی، ایسا بھرم و غرور بس اک محبوب کو ہی سجتا تھا، اور اس لڑکی پر سجتا تھا، وہ چلی گئی جبکہ سرد سی فضا میں وہ کھڑا رہ گیا، پھر دھیرے دھیرے اس لڑکی کے کچھ دیر پہلے کیے اظہار نے

عالیان کا جسم گرمانا شروع کیا، اپنے لایعنی خیالات سمیٹے وہ سر جھٹک کر خود بھی حویلی کی طرف بڑھ گیا ورنہ بات بڑھتی تو پھر دور تلک جاتی اور ابھی وہ ایدا کے لیے کچھ دن مزید مہربان رہنا چاہتا تھا۔

.._____..

"نازلی۔بس کرو میری جان"

وہ واش روم سے آنسو پونچھتی نکلی تو، فون ہاتھ سے کاوچ پر پھینکے وہ اٹھ کر نازلی کی طرف بڑھا کہ اب اس لڑکی کا مزید ایک آنسو بھی آزاد سے سہا نہیں جا سکتا تھا۔

"بس کر دی ہے۔ جب تک اس بچے کی حقیقت سامنے نہیں آتی۔ میں تم سے دور رہوں گی۔ اسے تم میری مجبوری سمجھو، خودداری یا ضد۔ اب میں سونا چاہتی ہوں۔ تم بھی سکون سے سو سکتے ہو"

وہ سرد لہجے میں اپنا فیصلہ سنائے میٹرس کی طرف بڑھی اور اپنے لیے تکیے درست کیے، آزاد بھی اس تک آیا اور جبر میں جلتی نازلی کو پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

"میرے ہاتھ میں درد ہو رہا ہے۔ سکون سے کیسے سو جاوں؟"

آزاد نے مظلوم بنے کراہتے اپنا درد بتایا تو نازلی نے جو اپنے گرد ستم گر ہونے کا خول چڑھایا تھا وہ دفعتاً ٹوٹا۔

"میں اس پر تمہیں کیا کہوں آزاد۔ڈاکٹر کو دیکھا آئیں؟"

وہ پریشانی سے مرنے لگی، پھر حل بتایا کہ اسکا درد تو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"نہیں۔میرے دل میں بھی درد ہے"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر جمائے اپنے اصل درد کا بتا کر اسے تڑپا کر رکھ گیا۔

"میرے دل میں بھی ہے۔ میں اسکا علاج نہیں ہوں، نہ میرے پاس ابھی اسکا مرہم ہے۔"

وہ سنگدلی سے بولی، منہ بھی پھیرا۔

"اگر تم ایک بار کہہ دو مجھے تم پر یقین ہے آزاد۔ تم میری امانت میں خیانت نہیں کر سکتے۔ یقین کرو میں ہر درد سے نکل آوں گا۔ کیا میں یہ ڈیزرو کرتا ہوں نازلی کہ تم میرے لیے اس قسم کا شک دل میں پال لو۔ ایک عورت کا جسم اور اس سے ملتی لذت کیسی ہوتی ہے، میں ناواقف ہوں۔ میری ایسی ہر خواہش صرف تم سے جڑی تھی اور تمہی سے جڑی رہے گی۔ وہ ہاندے ایک سائیکو عورت

ہے۔ اسے اچھے سے پتا تھا عنقریب وہ ہارنے والی ہے تبھی یہ کارنامہ پہلے ہی کر کے بیٹھی تھی۔ اس نے صاف صاف مجھے کہا تھا کہ وہ مجھے اور تمہیں کبھی ایک نہیں ہونے دے گی۔ جیسے وہ ایمر سے الگ ہوئی، وہ مجھے بھی میرے سکون سے دور گھسیٹتی گھسیٹتی ہی مرے گی۔"

آزاد نے اب کی بار نازلی کے دل میں آئے شک کو مکمل اس سے دور کرنے کی پوری کوشش کی پر وہ ابھی اندر سے بہت کمزور تھی۔

"کیا پتا وہ جیت جائے"

نازلی کی آنکھیں دھندلائیں۔

"کیا پتا اس نے تمہیں ہی کوئی پہلے کی طرح میڈیسن کھلا کر تمہارے ہوش ختم کیے یہ کارنامہ تمہارے ساتھ ہی انجام دیا ہو؟ جتنی گھٹیا وہ ہے۔ یہ بھی کر سکتی ہے ناں۔ ورنہ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی تھی کہ وہ بچہ تمہارا ہے؟ اگر وہ بچہ تمہارا ہوا آزاد، تمہارے ہوش میں نہ ہونے کا بھی اگر نتیجہ ہوا تو ہمارا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ میں تمہیں دیکھ بھی نہیں پاؤں گی۔ چھونا تو بہت دور کی بات ہے۔ ہاں یہ معمولی بات ہو گی، ہاندے تمہاری بیوی ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی ہے تو جائز اور حق ہو گا لیکن یہ والا حق اور ایسا آزاد مجھے برداشت

نہیں ہو گا۔ اس لیے مجھے ابھی میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں نارمل انسان نہیں رہی۔ اس لیے مجھے سمجھنے کی کوشش کرو"

وہ اسکو خود سے دور کرے میٹرس پر بیٹھی اور گہرے سانس لینے لگی جب آزاد بھی اسکے پاس ہی آکر بیٹھا، وہ اسکو سمجھتا تھا پر یہ لڑکی بہت درد دے رہی تھی۔

"ایسی کوئی میڈیسن یا ڈرگ نہیں کہ انسان ہوش سے بیگانہ ہو اور بعد میں اسے یاد نہ آئے کہ کیا ہوا۔ میرے شعور میں ایسا کوئی لمحہ نہیں نازلی۔ ادھر دیکھو"

وہ اسکے اطراف بازو حائل کرتا دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ اوپر کرے یقین دلاتے بولا پر وہ بہت مشکل سے سانس لے رہی تھی، رونا بھی بمشکل روک رکھا تھا، وہ اسکے ہونٹوں پر جھکا ہی کہ وہ دم ہارتے اسے بروقت سینے پر ہاتھ دباتے روک گئی جیسے ابھی نازلی کا دم گھٹ جاتا۔

"پلیز آزاد۔م۔۔میرے قریب مت آوا بھی۔"

وہ سسک کر منت کرا اٹھی۔

"ٹھیک ہے۔سو جاو۔"

وہ اسے خود سے رہائی دے کر پاس سے اٹھ کھڑا ہوا تو نازلی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے تکتے بولی۔

"دوسرے روم میں۔ اس روم میں رہا تو تمہاری ساری تکلیف اور شک اپنے طریقے سے دور کرنے پر مجبور ہو جاوں گا جو تمہیں پسند نہیں آئے گا۔ تو بہتر ہے تمہیں خود سے نجات دے دوں فی الحال۔ گڈ نائیٹ"

وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوائے بنا پیچھے دیکھتا باہر نکل گیا جبکہ نازلی اسے روکنے کا حق اس لمحہ کھویا ہوا محسوس کرتی خود بھی بیٹھے بیٹھے اک طرف بینڈ ہو گئی، دونوں پر یہ وقت کڑا سہی پر مختصر آزمائش والا تھا۔

.._____..

انقرہ میں ایک نئی صبح اتر چکی تھی، وہ جلدی اٹھ کر جم گیا تھا کیونکہ باڈی پین میں تھی جو ایکسر سائز نہ کرنے کی وجہ سے تھا، اس نے پہلے فجر بھی مسجد میں ادا کی، ہاں وہ نماز کا پابند نہ تھا پر راستے میں جب بھی مسجد دیکھتا اور نماز کا وقت ہوتا تو ہمیشہ ادا کرتا۔

جیم سے واپسی پر اسے تقریباساڑھے چھ بج چکے تھے، انقرہ آج پھر سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں تھا، موسم کے دامن میں نامحسوس کی جاتی قنوطیت تھی جو سانس میں اترتی معلوم ہو رہی تھی۔

واپس آتے اس نے سوئی دِلارہ پر نظر ڈالتے اپنے کپڑے نکالے اور نہانے گیا، لگ بھگ مزید دس منٹ تک وہ اندر ہی بال ڈرائے کیے نک سک تیار ہوئے باہر نکلا تو جیسے اسکی تروتازگی نے موسم کے دل کی دھڑکن سلب کی تھی۔

وہ بلیک فٹ ڈریس پینٹ کے ساتھ sleek green long sleeve shirt پہن کر آیا تھا، جس کا کالر lapel

تھا اور شرٹ کا سٹف پولیسٹر تھا، شرٹ کی گلوسی فنش اس پر بلا کی جچ رہی تھی، بلیذر بھی پینٹ سے میچنگ تھا، فائن بلیک کلر میں، ہلکی سی گلوسی لائنز تھیں بلیذر میں جو بہت غور کے بعد نظر آتیں۔

جبکہ بلیک ہی slip On loafer پیروں میں ساکس کے سنگ جمائے وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے سیاہ گھنے سر کے بے ترتیب بالوں کو ہاتھ سے ہی بٹھانے کے جتن کر رہا تھا۔

"اسکے جاگنے سے پہلے نکل جاتا ہوں۔"

باران نے اپنی تیاری جلدی سمیٹتے خود کلامی کی پر اسے امید نہیں تھی وہ کسمسا کر جاگ کر نا صرف آنکھیں کھول چکی تھی بلکہ باران کی بات بھی سن چکی تھی، اتنی تیز پرفیوم پر دِلارہ سوئی رہتی ایسا ممکن نہ تھا۔

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے باران"

دِلارہ کے کہنے پر وہ گھبرا کر پلٹا جہاں وہ لحاف خود پر سے ہٹائے اپنے گھٹنوں تک اوپر چڑھے پاجامے کو ٹھیک کرتے جل بھن کر بڑبڑائی۔

"تم کیسے جاگ گئی۔؟"

باران اسکی طرف آکر رکتے اپنا کوٹ بیڈ کی پائنتی کی جانب سے اٹھاتے بولا تو دِلارہ نے پیروں میں فلفی سے جوتے چڑھائے اور اسے گھورتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اتنی تیز پرفیوم میں مردے بھی جاگ جائیں۔ میں تو پھر زندہ وجاوید شے ہوں۔ کم لگایا کرو۔ ناک سے سانس نہیں لی جارہی مجھ سے"

دِلارہ نے اسکے آس پاس بھاری سانس لیتے سخت چڑ کر شکائیت کی تو وہ اس انوکھی نزاکت پر اسکی طرف آکر رکے پاس سے گزر کر جاتی دِلارہ کا راستہ روکنے کو اسکی راہ میں حائل ہوا۔

"تو منہ کونسا میں نے تمہارا بند کر رکھا ہے جو منہ پر سانس لینے کے لیے کرفیو لگا رکھا ہے۔ اوہ آئی سی۔ ایڈوانس پروٹوکول میں تم نے منہ سے سانس لینی روک رکھی ہے تاکہ اہمم اہمم۔۔۔ میں آوں پھر"

باران کے منہ پھاڑ کر بے تکلفی جھاڑنے پر وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اسے شٹ آپ نظروں سے دیکھتی دانت پیس گئی۔

"شٹ آپ باران"

وہ بہت پیار سے اسے منہ بند کرنے کا مشورہ دے گئی جسے باران نے سر خم کیے تسلیم کیا اور بہت شرافت سے ملکہ کا راستہ چھوڑا۔

"تو مطلب تم چاہتی ہو میں بھی اپنے منہ سے بولنا اور سانس لینا روک دوں تاکہ تم۔۔۔"

اس سے پہلے وہ پیچھے کھڑا اعلانیہ اک نیا ٹھرک جھاڑتا، دلارہ نے پلٹ کر اسکے منہ پر ہاتھ رکھے سچ میں اسکا منہ بند کیا، باران کی آنکھیں مسکرائیں تو وہ برہم حسینہ کیسے سنجیدہ رہتی، اسکا باران کے ہونٹوں پر جما ہاتھ کانپا

تھا، عجیب نادیدہ حدت تھی جو اس شخص کے دیکھتے ہی دلارہ کے چار سو حائل ہو گئی۔

"دیکھو۔ تمہیں مجھ سے پیار ہو گا۔ مجھے نہیں ہے تو میرے ساتھ یہ ڈبل مینگ گیم مت کھیلو۔ کیا چاہتے ہو تم ہاں؟"

وہ باران کو دیکھتے سرد مہری پر اتری کہ آخر یہ آدمی اس سے چاہتا کیا ہے، باران نے اسکی ہتھیلی کو چومتے دِلارہ کے اندر کپکپاہٹ اتاری، وہ اسکے چہرے کی زردیاں نہارتا اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹائے دِلارہ کے بدلتے رنگوں میں گم ہوتا معلوم ہوا۔

"تنگ کر رہا ہوں۔ شاید جاتے جاتے میری کسی شرارت سے ہی پیار ہو جائے تمہیں"

باران نے آنکھ دباتے اسے اس چھچھورے پن کا مقصد سمجھائا تو وہ اسکے سامنے مسکرانا نہیں چاہتی تھی تبھی اسے راہ سے ہٹائے پاس سے گزر گئی اور واش روم میں جا بند ہوئی، باران نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اپنی حرکتوں پر خود ہی مسکراتے کال پک کی، فون عیشاء کا تھا جس نے باران کی فلائیٹ کنفرم کی تھی۔

"تم واقعی جا رہے ہو؟"

عیشاء ابھی اٹھی نہیں تھی، بستر میں دبک کر ہی کال کر رہی تھی۔

"یس۔ جیلسی چیک کی تھی تم نے اسکی۔ آفت ہے وہ۔ سنبھال لینا اسے۔ اریٹیٹ بہت جلدی ہوتی ہے تو دھیان سے عیشاء۔ اسے بہت مشکل سے عزیزے نے یکجا کر کے سنبھالا ہے، توڑ مت دینا اسے"

باران کے لہجے میں بس دِلارہ تھی، عیشاء کل کا باران پر جو بھی غصہ تھی، سارا بھول گئی، آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔

"تم نے واقعی دوستی توڑ دی ہے مجھ سے باران؟"

اس بار عیشاء کی آواز بھی بھرائی، باران گلاس ڈور کے پاس رکے باہر کا حسین موسم دیکھنے لگا، صبح کے وقت ہی ملگجی پن تھا جو ہر سو چھایا تھا، ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی تھی۔

"دِلارہ کو چیٹ نہیں کرنا چاہتا، اگر اسے پتا چلے گا تم اب بھی میری دوست ہو۔ اتنا زیادہ ہرٹ ہو گی کہ ہم دو اس لیول کو سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک بار اسکا تم سے پیچ آپ ہو لے پھر میں واپس دوستی کر لوں گا تم سے۔ ویسے بھی اُنے نے معاف کر دیا ہو گا تمہیں اب تک"

باران کے لہجے سے چھلکتا اخلاص اور دِلارہ کے ہرٹ ہونے کا ڈر، عیشاء کے دل کو بھر گیا، پھر جیسے اپنے سامنے کھلے لیپ ٹاپ پر آتی ای میل دیکھے چند آنسو ٹوٹ کر عیشاء کی رخساروں پر اترے۔

"ب۔باران۔مجھے اگلے ہفتے ایک دن کے لیے bremen جانا ہو گا۔تو ران انٹرویو کے لیے راضی ہو گیا ہے"

عیشاء کی آواز بکھرتی محسوس کرے باران کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تم باز نہیں آو گی عیشاء؟"

باران کی آواز سخت اور تلخ ساتھ ہوئی، وہ مزید رو
پڑی، اسکے رونے نے باران کو پریشان کیا۔

"م۔ میں نے اپنے مجرم کی واپسی کا سالوں انتظار کیا ہے
باران۔ اس سے نفرت نہیں کر سکی آج تک۔ نہ اسے مار
سکی پر میں اسے تھوڑی سی زلت لوٹانا ضرور چاہتی
ہوں۔ بس اتنی تکلیف جس کے بعد اسے اپنا ہر انگ جلتا
محسوس ہو۔ بھلے اک لمحہ ہی سہی۔ تم وہاں میرے ساتھ
ایک دن رہو گے؟ پلیز۔ دوست کی طرح؟ دلارہ کو پتا نہیں
چلے گا کہ تم اک دن دوست بنے ہو میرے"

وہ دِلارہ سے زیادہ چھوٹی لگتی تھی، بچوں کی طرح سسک رہی تھی اور باران کا دماغ خراب کر رہی تھی۔

"اوکے فائن۔ رونا بند کرو۔ دلارہ گھر آتی ہے تو ساتھ وقت گزارنا اسکے۔ میری وجہ سے بھی اداس ہو گی۔ اوکے؟"

باران نے نرمی سے تاکید کی تو عیشاء نے بچوں کی طرح بھیگی سانس کھینچے ناک پونچھتے سر ہلایا جس پر باران نے مسکرا کر کال ڈسکنکٹ کی، پھر اپنے ڈاکومنٹس چیک کرنے لگا تبھی اسے مصروف سے انداز میں ہی ڈور کھلنے کی آہٹ سنائی دی۔

"میں نے سوچا تھا سوتے میں تمہیں تھوڑا پیار دیتا اور نکل جاتا۔ پر تمہاری کچی نیند

لے ڈوبی۔ تو کیا چل رہی ہو مجھے ائیر پورٹ چھوڑنے؟"

باران نے اسکی نیند کے خمار میں ڈوبی گرے آنکھوں کو تکتے بچ نکلتے کے پلین کے چوپٹ ہونے پر افسوس کیا اور ساتھ جو آفر کی، اسکے بعد سامنے نظریں جمائیں جہاں وہ ایک دم تیار کھڑی تھی، بلیک لانگ A line skirt پہنے جو pleated ڈئزائن میں تھی، ساتھ باران کی شرٹ سے میچ گرین سٹینڈ کالر woven شرٹ جبکہ اوپر ایک بلیک لیدر جیکٹ جمائے، پیروں میں بلیک پمپس پہنے، بال کھول

کراک سائیڈ کی فرنچ برئیڈ بنائے بنا کسی میک آپ کے بھی سانسیں روک رہی تھی۔

"ایسے پیار کا کیا فائدہ جو دیا جائے پر اگلے کو پتا ہی نہ چلے؟"

وہ پاس آتی سرد گھوری جو مبہوت ہوئے اس لڑکی کے بانکے خوبصورت پر کشش وجود پر اپنا پسند کیا یہ ڈریس دیکھ رہا تھا، اسے دلارہ سے بات کرنے کو ہوش یکجا کر کے سنبھالنے پڑے۔

"بلکل ویسے، اس پیار کا کیا فائدہ جو دل میں چھپالیں اور اظہار میں نہ ڈھالیں"

وہ اسکی کمزوری پر وار کرنے خوب جانتا تھا، انکی کہانی میں وہ مہربان تھی تو وہ بے رحم!

"کچھ اظہار آنکھوں سے اوجھل ہو کر کیے جاتے ہیں، انکی قسمت طے ہوتی ہے۔ آنکھوں سے مکمل نکل کر، دل میں پورا بس کر، صرف سماعت کی حدود تک کوئی دل میں چھپا راز آپ تک پہنچائے تو باخدا اس لطف کے آگے دنیا کی کئی لذتیں پھیکی پڑ جاتی ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ میرے ساتھ شروع ہوتے اس سفر میں تمہیں ہمیشہ رہ جانے والا اظہار سننے کو ملے؟"

وہ قریب تر آئی، اس نے دونوں ہتھیلیوں کو باران کے سینے پر پھر لا جمایا، وہ صرف سترہ سال کی تھی اور اسکی ایسی تجربے سے لبریز باتیں اس آدمی کو جنجھوڑ گئیں، وہ رحم طلب امبر آنکھوں والا بھاری سانس بھر گیا کہ احتجاج وہ سنتی ہی نہیں، نہ دل کا نہ آنکھوں کا۔

"چاہتا ہوں۔"

باران نے ہار مانتے اسے دیکھنے کے بیچ سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں کہا۔

"تو پھر ویٹ کرو"

دِلارہ نے اسے ٹرین کی بتی کے پیچھے اچھالگایا، باران نے اسکی کمر میں ہاتھ لے جاتے جمایا اور اسے اپنے قریب کرتے اسکے تازہ تازہ دھوئے چہرے کو دیکھا، رات کا سارا ہلکا میک آپ اتار کر وہ دانت بھی برش کر کے آئی مہک رہی تھی، وہ آنکھوں پر لائنر لگاتی تھی ورنہ آنکھیں عجیب لگتیں اور اس وقت وہ مس تھا تو باران اسکا اضافی حسن اور یہ روپ آنکھوں سے دل میں اتار رہا تھا۔

"ٹھیک ہوناں۔ میں جاوں؟ اجازت ہے؟"

وہ اک بار پھر اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ اسکے جانے پر پریشان نہ ہو جائے۔

"میں خود چھوڑ کر آوں گی ڈرائیور کے ساتھ۔ لیکن سنو تم جاتے ہوئے مجھے دیکھ کر مت جانا۔ بس گاڑی کا ڈور کھولتے ہی چلے جانا۔ پرامس ودمی"

وہ اسے چند ہدایات تھمانے کے بعد بچوں کی طرح وعدہ مانگ بیٹھی جس نے باران کی ہارٹ بیٹ مس کی تھی۔

"تو ابھی مل لو مجھ سے۔ میں پاگل ہی نہ ہو جاوں تمہیں مس کر کر کے۔"

باران نے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا اپنے سینے سے لا جوڑا جو پہلے ہی شاخ بنی اسکے قبضے میں تھی، بنا اعتراض اس

شخص کے دھڑکتے سینے سے جا لگی تو آنکھیں سرور سے
دِلارہ کی بھی بند ہوئیں۔

"میری زندگی کا سب سے خوبصورت ہفتہ تھا جو میں نے
تمہارے ساتھ جیا دِلارہ، تم بلکل اپنے نام جیسی
ہو۔ محبوب۔ دل کو لگ جانے والی۔ آئی مس یو سو مچ۔ بی
بریو۔ میں ایک نمبر ڈائل کی دوری پر ہوں۔ کبھی بھی کسی
بھی وقت تم مجھے کال کر سکتی ہو۔ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں
تم اس قبر کے پاس کبھی دوبارہ نہ بیٹھو۔ beni کو ہگ مت
کرنا۔ تمہارے ہگز پر صرف باران یلدرم کا حق ہے۔ تمہاری

تنہائی اور سارا اکیلا پن میرا ہے، خبردار خود کو اکیلا سمجھا یا کیا۔"

وہ اسے اپنے سینے میں چھپا تا زور سے گلے لگانے کے بعد اسکے بے جان سے پڑتے وجود پر گھبرا کر تھامے زرا دور ہوا تو دِلارہ کی کچھ دیر پہلے مسکراتی چمکتی آنکھوں میں بہت سے آنسوؤں کا طوفان جمع تھا۔

"تمہیں اب ڈبل مضبوط دِلارہ بننا ہے، یہ سارے آنسو مجھے دے دو"

باران نے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے ان تشنہ آنکھوں میں جھانکے اک خواہش کی، وہ بھیگی آنکھوں سمیت سر ہلا گئی۔

"ی۔ یہ تمہارے لیے ہی ہیں۔ لے لو"

وہ اسکا یہ حق چھیننا نہیں چاہتی تھی، باران اسے کتنے ہی لمحے لاجواب سا دیکھتا رہ گیا۔

"میرے لیے مسکراہٹ نہیں ہے کیا؟"

وہ اپنی ڈیمانڈ بدل گیا تو دِلارہ نے نفی کرتے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے پکڑ کر باران کے ہاتھ ہٹا کر نیچے کیے اور اسے

خاموش نظروں سے دیکھنے لگی، پتا نہیں کیوں کل کے کریش والا ڈر ابھی دِلارہ کی جان لے رہا تھا۔

"ب۔۔ باران، پہنچتے ہی کال کرو گے ناں مجھے؟۔ میں تمہیں بتاوں گی بہت کچھ جو سامنے نہیں کہہ سکتی۔ سوچا تھا کبھی نہیں کہوں گی لیکن اب لگ رہا ہے دل میں رکھا تو دل پھٹ جائے گا"

وہ آنسوؤں کو سنبھال نہ سکی تو باران کا دل اسکے آنسوؤں پر بیٹھنے لگا۔

"ابھی بتاو مجھے۔"

وہ اسکو دونوں بازووں سے پکڑ تا اصرار میں قید کیے بولا تو دِلارہ نے فورا نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں بلکل نہیں۔ تم بہت دور ہو گے پھر۔ بس کرتے ہیں یہ ملنا ملانا۔ چلو چلیں"

دِلارہ نے خود کو چھڑواتے پاس سے گزرتے اپنا تکیے کے نیچے رکھا فون اٹھایا اور کمرے سے نکل گئی، باران بھی پیچھے ہی باہر نکلا، باقی سب تو سو رہے تھے پر عالیان، دونوں کو لان میں ٹہلتا ملا، وہ باران کے لیے ہی جاگا تھا۔

"خیریت سے جاو۔ پہنچ کر کال کر دینا۔"

باران کو وہیں پورچ کی سمت جا کر عالیان نے گرم جوشی سے گلے لگاتے اسکی گال تھپکا کر تاکید کی تو باران نے سر ہلائے بھا کی طرف دیکھا پھر وہ دونوں ہی اسماعیل یلدرم والی گاڑی کی طرف بڑھے جہاں ڈرائیور دونوں کا منتظر تھا۔

دونوں بیک سائیڈ بیٹھے اور ڈرائیور نے گاڑی یلدرم حویلی کے گیٹ سے نکال لی جبکہ عالیان بھی غائبانہ دعا میں باران کو حصارے حویلی کی سمت نکل گیا۔

دِلارہ بلکل سمٹی ہوئی ونڈو سائیڈ چہرہ کیے بیٹھی تھی، اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے جنھیں وہ کنٹرول کرنے کی طاقت اس لمحہ کھو چکی تھی، باران نے اپنا مظبوط ہاتھ دِلارہ کے کانپتے

ہاتھوں پر رکھا تو اس نے ونڈو سائیڈ سے چہرہ پھیرے اسکی طرف دیکھا تو اسکی گرے آنکھیں دھندلائیں۔

"خیال رکھنا اپنا"

وہ سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں اسکے کان کی طرف ہوئے بولی کہ آواز بس اسے ہی آئے پر باران نے یہ اسکے ہونٹوں کی حرکت سے سمجھا، دِلارہ کی آواز تو گم سی گئی تھی۔

"وہ کیسے رکھتے ہیں دلارہ؟"

باران نے اسکے انگلیوں میں انگلیوں کے سنگ قید کیے ہاتھ
کو اٹھا کر ہونٹوں کے پاس لاتے بیک سے چومتے
پوچھا، دلارہ نے نظریں جھکائیں اور پھر سے گردن موڑ گئی
لیکن ائیر پورٹ آنے تک اس میں دوبارہ ہمت نہ آئی کہ وہ
باران کی طرف دیکھتی۔

گاڑی رکی تو ڈرائیور نے کار روکے مودب انداز میں ڈور
کھولا اور باہر نکل کر اک طرف جا رکا، اسکے جاتے ہی دِلارہ
میں جیسے ہمت آئی، وہ باران کو دیکھنے اسکی طرف پلٹی جہاں
وہ پہلے ہی نظریں دِلارہ پر جمائے اسکی خود پر پڑتی نظروں کا
منتظر تھا۔

"اندر تک چلو میرے ساتھ۔ یہیں سے گڈ بائے کہہ دو گی کیا؟ جہاز پر دم نہیں کرنا کیا؟"

وہ اسکے بس میں تھی، پر جانتی تھی اس سے آگے جائے گی تو باران کو جاتا دیکھنا دگنا مشکل ہو جائے گا۔

"وہ میں یہیں سے کر دوں گی۔ اہم یہ ہے کہ تم پر دم کروں۔ میں تمہارے خیریت سے پہنچ کر کال کرنے تک کسی کام کے لائق نہیں رہوں گی تو میرا خیال کرنا۔ ایسا نہ ہو جاتے ہی مجھے انفارم کرنا بھول جاو۔ میں چارج کر لوں گی فون۔ اور ایک اور بات، یہ ہفتہ میرے لیے بھی میری زندگی کا خوبصورت ترین وقت رہا صرف تمہاری وجہ سے"

وہ اسکے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں تھامے اسے جانے کیا کیا کہنا چاہتی تھی پر بس ضروری باتیں ہی بول سکی، اس میں بھی اسکی آوازیوں ڈوب ابھر رہی تھی جیسے اندر سینے میں دل ڈوب اور ابھر رہا ہو۔

"میں کال کروں گا پہنچتے ہی۔ بس یہی کہنا ہے۔ جاوں میں ؟"

وہ اس سے کچھ اور سننا چاہتا تھا پر دِلارہ کو اس وقت صرف اسکا جانا دیکھائی دے رہا تھا، اور کچھ نہیں۔

"ہ۔۔ہاں جاو"

دِلارہ نے اپنی بکھری آواز بھرپور یلکجا کرتے کہہ کر منہ پھیر اتو باران نے مایوس سا ہوتے اس لڑکی کو دیکھا اور کار ڈور اوپن کرے باہر نکل گیا، اسکی پوری دنیا اداس تھی۔

وہ اپنا ڈرائیور سے سوٹ کیس لیے جانے ہی لگا جب وہ ڈور کھولے باہر نکل کر اسے پکاری۔

باران نے سوٹ کیس کا ہینڈل وہیں چھوڑا اور پیچھے پلٹا جہاں وہ اسکے پاس آتے ہی بازو اسکی اطراف لپیٹ کر اسکے سینے لگ گئی، باران نے بھی مسکرا کر اپنے ہاتھ اسکے اطراف حائل کرتے خود میں بھینچا۔

"کوئی جاتے ہوئے ا۔۔ اتنا برا نہیں لگتا ہو گا جتنے تم"

وہ رونے پر بمشکل بندھ باندھے روبرو ہوئی اور اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر شکائیت کرے بولی، اسکی شکائیت میں باران سے دور ہونے کی تکلیف تھی۔

"گڈ بائے اتنے برے بھی نہیں ہوتے جتنے بدنام ہیں۔ کوئی گلے لگا کر رخصت کرے تو کون جا پاتا ہے، جسم ہجرت کرتے ہیں پھر۔ روح تو اس گلے لگانے والے کے پاس ٹھہر جاتی ہے۔"

وہ جو ابا اسے خرید گیا، اس سنگین لمحے اسے احساس دلا کر کے وہ جا تو رہا ہے پر جا نہ سکے گا کبھی۔

"ڈائلاگ بازی سے باز نہ آنا تم۔ جاو جہاز اڑ جائے گا۔ تمہیں مزید ایک لمحہ بھی انقرہ برداشت نہ کرے گا۔ نہ میں۔ جذباتی میں بس اس لیے ہو رہی کہ عادی ہو گئی تمہاری۔ ورنہ مجھے پیار تھوڑی ہے تم سے"

دِلارہ نے اپنے بار بار آنکھوں میں آجاتے آنسوؤں کو ٹھکانے لگاتے زرا اپنی ٹون اور اعتماد واپس بحال کیے پر وہ دنیا کو بہلا سکتی تھی پر باران کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ناممکن تھا اب۔

"ہاں دیکھائی دے رہا ہے زرا پیار نہیں۔ مغرور ملکہ کی یہ بھرم سلامت رہیں۔"

باران نے اسکو پھر سے لڑکھڑاہٹ بخشنے کو جب اسکی گال الوداعی بوسے سے چومتے ہونٹوں کے کنارے تک اپنے ہونٹوں کا رخ کیا تو وہ اسے روک نہ پاتے اسکی شرٹ سینے سے مٹھی میں جکڑتی اپنا سانس روک گئی، اسکے نرم سے لمس کو کانپ جاتے ہی محسوس کیا پر وہ زیادہ تفصیلی ہونٹوں کی ملاقات نہیں تھی، تشنگی اور طلب سے بھر دینے والا جنٹل ٹچ تھا۔

"تم دور نہیں ہوئی مجھ سے اب؟ یہ اجازت مجھے اکیلے میں دے دیتی تو کیا چلا جاتا تمہارا؟ اب میں ایک پبلک پلیس پر کیا کروں؟"

وہ اس سے جیسے اس لمحے بس اتنا سا سکھ ہی سمیٹ کر دور ہوا، اسکا یہ جبر وہی جانتا تھا، اسکی آنکھوں میں برداشت کے لیول پر سرخی اتر آئی، دِلارہ نے غائب دماغی سے باران کے جبر کیے تاثرات دیکھے، اسے خوف آیا کہ یہ آدمی کبھی بے قابو ہوا تو کتنا جان لیوا لگے گا۔

"اسکا الگ سے حساب ہو گا اگلی ملاقات پر۔ گڈ بائے"

وہ اسی برے موڈ کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور دِلارہ نے کانپتی ٹانگوں سمیت گاڑی کا سہارہ لیا پھر اس شخص کو جاتا دیکھنے لگی، جانے کیا کیا اسکے اوجھل ہونے تک اس پر پھونکتی رہی پھر واپس آکر بیٹھی تو آنکھیں بھیگ گئیں۔

اسے سچ میں محسوس ہوا، جان جا رہی ہے اور دل دھڑکنا رک گیا ہے پر وہ آج نہیں رکا تھا، اس شخص کی محبت میں بھی اک آزمائش لکھ دی گئی تھی جو اسے بہر حال جھیلنی ہی تھی۔

ڈرائیور نے دِلارہ کے حکم پر تب تک گاڑی سٹارٹ نہ کی جب تک جہاز کے اڑنے کا نوٹیفکیشن ڈرائیور کے فون پر موصول نہ ہوا۔

"مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں"

دلارہ نے ڈرائیور کو اطلاع دی اور سر پیچھے ٹیکا کر گہرا سانس بھر گئی۔

"ایک کس ہی تو چاہتا تھا وہ، دِلارہ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔ اگر اس نے پہنچ کر مجھے اب جان بوجھ کر کال نہ کی

تو؟اف اسے قسم دے دیتی کہ یہ والی اگنورنس مت دیکھانا، میری جان نکل جائے گی۔"

دِلارہ کا دل جیسے سخت کانپنے لگا، اور اب اسکی یہ کیفیت تب تک رہنے والی تھی جب تک اسے وہ bremen کی سرزمین پر پہنچ کر اطلاع نہ کرتا اور ایسا آج ممکن نہیں ہونے والا تھا کیونکہ اسے ائیرپورٹ سے ہی تو تکن کے لوگ اٹھوانے والے تھے۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

کھڑکیوں پر لگے پردوں کے پار ملگجی صبح پر پھیلائے ہوئے تھی، وہ رات تو بہت بے چین تھا، کروٹیں بدل بدل کر بستر کی حالت بگھاڑ دی تھی پھر اس پر نیند کب اور کیونکر مہربان ہو گئی؟ اصل معمہ تو یہ تھا، یہی وہ خیال تھا جو نیند سے نکلتے ہی اسکا دامن گھیر گئے مگر جب حواس مزید جاگے تو اسے منہ میں گھستے بالوں نے سر جھٹکنے پر مجبور کیا، یہ سمجھتے کہ منہ میں کوئی کیڑا مکوڑا گھسا ہے، اس نے بے ارادہ اپنا ہاتھ

ہونٹوں پر پھیرا تبھی احساس ہوا وہاں مہکتے کھلے بال ہر طرف بکھرے ہیں، آزاد نے سر تکیے سے اٹھا کر جب اپنے سینے پر پڑے اس مخملی وزن رکھتے وجود کو دیکھا تو اسکی نیند میں غرق آنکھیں دفعتاً گلابی ہوئیں پھر اس نے جب ہاتھ نازلی کے بالوں میں پھیر کر انھیں بٹھایا تو گلابی آنکھوں سمیت وہ مبہم سا مسکرایا۔

جانے رات کے کس پل وہ اسکے پاس آئی اور اپنی ملکیت کا احساس پاتے ہی وہ آزاد کے پاس اسکے سینے پر آ کر سو گئی، وہ سانس بھی احتیاط سے لے رہا تھا کہ کہیں وہ جاگ نہ

جائے، وہ تب تک آزاد یلدرم کی تھی جب تک اس نیند کے دامن سے جڑی تھی۔

"میں تمہیں اس درد سے جلد باہر نکال لوں گا۔ بس میرا ساتھ مت چھوڑنا"

آزاد نے اسے دونوں بازووں کی آغوش میں بھرا اور نہایت آرام سے کروٹ بدلے اسے گڑیا کی مانند اپنے بغل میں منتقل کر کے لیٹاتے خود زرا پرے کھسکا تا کہ وہ ٹھیک سے لیٹ سکے، وہ کسمسائی اور اس نے آزاد کی شرٹ سینے سے مٹھی میں زور سے کس لی اور اک درد بھرے تاثر کو دیتے وہ پھر سو گئی، آزاد نے اسکے چہرے کو محبت بھری

نظروں سے دیکھا پھر کروٹ نازلی کی طرف کرے ہاتھ
اسکے گال پر پھیرے گردن تک لا کر روکا، وہ سو گئی تھی
آزاد اسی پر اللہ کا شکر گزار تھا، آزاد کی ایک آفس میں
میٹنگ تھی اور اسکے بعد مرات کو ائیر پورٹ لینے جانا تھا پر
دل نہ مان رہا تھا کہ نازلی کو ایسے سوتا چھوڑ کر چلا جائے۔

"میں تمہیں سمجھتا ہوں نازلی، جس جس درد سے تم میری
خاطر گزری، اس ہر درد کا نام اور احساس تک تمہاری
یاداشت سے مٹا دوں گا۔ میں تمہارے اس معصوم چہرے
پر قربان۔ تم اتنی ضدی اور آتش فشاں ہو گی میں نے کبھی
نہیں سوچا تھا۔"

آزاد نے اسکے چہرے کا اک اک نقش بس آنکھوں سے ہی چھوا اور اپنے اندر کوئی سی طلب بھی بیدار نہ ہونے دی، وہ کروٹ سیدھی کرنے لگا جب نازلی، ہاتھ کھینچنے پر فورا آنکھیں کھول گئی، آزاد نے اسے واپس دیکھا تو نازلی کی کھلی آنکھیں دیکھ کر الرٹ ہوا کہ خود ہی پاس آکر کہیں یہ اب چیخنے نہ لگے۔

"ہ۔۔ہاتھ کیسا ہے تمہارا؟"

آزاد کے وہم وہیں رہ گئے، وہ جاگتے ہی اسکے ہاتھ کو پکڑ کر جائزہ لینے لگی، ہاتھ سے نکلتا خون پٹی پر پھیلا تھا یہ دیکھ کر نازلی کا دل بھی ویسے ہی لہو ہوا۔

"بہتر ہے۔ تم میرے پاس کب آئی؟"

آزاد نے اسکے اٹھ بیٹھنے پر فوراسر نازلی کے بیٹھتے ہی اسکی گود میں رکھے پوچھاتو وہ جوٹانگیں سمٹنے لگی تھی، واپس سیدھی کر لیں اور کمر سے لگے تکیوں سے ٹیک لگا گئی، وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے تک لائے دبا گیا، وہ تھوڑا اس پر جھک گئی۔

"میں نے پہلے ہی آدھی زندگی تم سے دور گزار دی۔ اب اک لمحہ بھی میں تم سے دور آباد نہیں رہ سکتی۔ بہت بڑی مجبوری ہے۔ بس اس لیے میں آگئی۔"

وہ جھوٹ کیسے بولتی، وہ پکڑ لیتا تبھی سب سچ ہی کہا۔

"میں نے جب تمہیں خود پر دیکھا، میں پھر سے تمہارے پیار میں ڈوب گیا۔ ایسے حق بس نازلی ہی جما سکتی ہے۔ اچھا ہوا تم جاگ گئی۔ مجھے ایک میٹنگ کے لیے آفس جانا ہے اور اسکے بعد مرات کو لے کر میں یہیں آوں گا۔ تم مینٹلی تیار رہنا۔ شام تک ہم وکیل کی طرف بھی جائیں گے۔ ہاندے کے بچے کا paternity ٹیسٹ ہو گا۔ یہی آخری آپشن ہے۔ اس بچے کے پیدا ہونے تک انتظار نہیں کر سکتے"

وہ آزاد کی ہر بات سنے سر ہلا گئی۔

"یہ ٹیسٹ سیون ویک بعد ہوتا ہے۔ہوپ سو وہ سیون ویک پریگنٹ ہی ہوتا کہ جلدی آر پار ہوا جا سکے"

نازلی نے اپنے ہاتھوں کو چھڑوانا جاری رکھا مگر آزاد نے اسکے ہاتھ نہ چھوڑے۔

"ہوپ سو۔میری طرف دیکھو"

آزاد نے اسکو پکارا تو وہ ہاتھ کھینچنے روک گئی صرف اس لیے کہ آزاد کا ہاتھ زخمی تھا،نازلی نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائیں۔

"جیسے تم نے مجھے رات دھتکارا ہے، میری جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو یوں تمہاری گود میں سر رکھے اتنا پر سکون نہ ہوتا۔"

آزاد کی بات پر نازلی کی رنگت لہو ہونے لگی۔

"اچھا۔ تو احسان جتا رہے ہو۔ بولو"

اس لڑکی کی آنکھوں میں منجمد تکلیف، آزاد سے کب چھپی رہ سکی تھی۔

"تمہیں یہ بتا رہا ہوں کہ مرد کی انا، زہر آلود ہتھیار جیسی ہوتی ہے۔ دہری اذیت دے کر مارتی ہے۔ ایک تو وہ ری

ایکشن دیتا ہے دوسرا اگر بپھر جائے تو اس ری ایکشن پر
کبھی افسوس بھی نہیں کرتا۔"

وہ اس جواب پر نازلی کی آنکھوں میں دگنی بے رحمی دیکھے
پژمردگی کا شکار ہوا۔

"تمہاری انا میرے معاملے میں اگر زندہ ہے تو میں
تمہارے لیے مزید زندہ نہیں رہوں گی آزاد یلدرم۔ تم مار
لو دہری اذیت دے کر، تمہیں تو عادت ہے"

وہ سفاکیت کی حد سے گزری، آزاد اسکے ہاتھ چھوڑے اٹھ کر بیٹھا تو وہ اسکے پاس سرک کر بیٹھتے ہی اذیت سے منہ پھیر گئی۔

"میرا غصہ بہت برا ہے۔ میں بہت ضبط کر رہا ہوں لیکن ایک حد ہوتی ہے۔ کیوں بنا ثبوت کے یقین نہیں کر سکتی تم میرا؟ میری زبان، میرے کہے کی کوئی اوقات نہیں تمہارے سامنے"

وہ اسکے پھیرے منہ کے باوجود اسکے کان کے قریب پست سا چلایا پر وہ مکمل بات ہونے کے بعد اسے جبڑے بھینچ کر منہ واپس اسکی طرف کیے دیکھنے لگی۔

"گلا گھونٹ دو میرا۔ تمہارے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ میں مزید کوئی بات نہیں کروں گی اب تم سے رپورٹ آنے تک۔ اس کے بعد تمہیں مجھ جیسی سائیکو عورت سے رشتہ رکھنا ہے یا نہیں یہ بھی تم پر چھوڑا۔ دعا کرو بچہ تمہارا ہو۔ ہاندے کے ساتھ سیٹل ہو جانا۔ ایک بیٹا تو پہلے ہی ہے، دوسرا بھی ہو جائے گا۔ ہیپی فیملی۔"

وہ زیادتی پر زیادتی کر رہی تھی اور آزاد اسکی اس خود اذیتی پر اندر ہی اندر ماتم میں تھا۔

"تمہیں میرے آنسوؤں نے بھی یقین نہیں دلایا تو میں گلا پھاڑ پھاڑ کر بھی چلاتا رہوں، تم یقین کرنے والی

نہیں۔ تمہیں تکلیف سہہ سہہ کر اسی کی عادت ہو گئی ہے تبھی تمہیں مجھ سے جڑا کوئی سکھ نہ نظر آ رہا ہے نہ دیکھائی دے رہا ہے"

وہ بھی جیسے پھٹ پڑا تھا، وہ اذیت سے مسکرائی، جگر چیڑ گئی اس شخص کا۔

"ک۔۔ کونسا سکھ آزاد۔؟"

وہ آنکھوں میں آنسوؤں کی آمیزیش بھرے منمنائی۔

"میں اور میرے ہونے کا احساس، سکھ نہیں ہے تمہارا؟"

وہ یہ پوچھتے جانے کتنے کرب سے گزرا تھا۔

"تمہیں میری ویلیو کا زرا احساس نہیں رہا، میں تمہیں یہ احساس دلا سکتا ہوں پر اسکے بعد بھی تم ایسی ہی رہی، میں دوسرا سانس نہیں لے سکوں گا نازلی"

وہ اسے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ جسم کاٹ رہی تھیں۔

"ک۔۔کیسے دلاوگے احساس؟"

وہ اٹکتے لڑکھڑاتے سانس بھرے بولی تو آزاد نے اسکے ہونٹوں پر اک سرد نگاہ پھیرتے ضدی آنکھوں تک

لائی، وہ اس قدر نزدیک تھے کہ سانسوں میں سانس لے پانا اک خیال نہ رہا تھا، حقیقت بن گیا۔

آزاد نے اسکی اٹکتی سانسوں پر جھک کر وہ پرزور بندش لگائی جو اس لڑکی کے رستے ہوئے زخموں پر بھی درماں بن گئی۔

وہ بتا رہا تھا کہ تلافی کیسے کی جاتی ہے پر وہ اسکو خود سے دور کرنے لگی جیسے وہ اور زخم کرید رہا ہو۔

"اگر تم نے مجھے خود سے اب دور کرنے کی کوشش کی میں آگ لگا دوں گا ہر چیز کو۔ ایک دم چپ۔ تمہیں بتاتا ہوں کہ جب ایک مرد، پہلی بار عورت کے قریب آتا ہے تو کیسا

لگتا ہے اس عورت کو۔ یہ احساس تمہیں اب خود ہی محسوس ہو گا۔ میری بکواس تو رائگاں گئی۔"

وہ اسے ایک ہی جھٹکے سے تکیوں سے لگاتا اس پر حاوی ہوا تو نازلی سہم کر اس بے قابو آزاد کو دیکھنے لگی۔

"جنگلی انسان۔ پیچھے ہٹو۔ تم ایسے میری ضد کو پہاڑ بنا دو گے یاد رکھنا۔ وہ بچہ تمہارا نہ بھی ہوا تو میں اسے جھوٹ موٹ کا تمہارا ثابت کر کے نکل جاوں گی تمہاری زندگی سے۔ مجھ سے پنگاہ مت لو"

نازلی کے مزاحمت کرنے کے بیچ ایسے ارادے سنے وہ بے یقینی سے اسے دیکھتا سہم کر دور ہوا، اسے جھٹکا لگا تھا نازلی کی ایسی بات سے۔

"نازلی! تم اپنے اور میرے بیچ کانٹے بچھا رہی ہو ایسی بکواس کر کے"

آزاد نے اسکو تنبیہہ کی جو تکیہ اٹھا کر آزاد کو دے مارے اسکے سائے سے گریز برتتی پیچھے سرک کر بیٹھی۔

"اور تم مجھ پر جبر کر کے اپنے اور میرے بیچ آگ لگا رہے تھے"

نازلی نے بھی سلگ کر جواب دیا۔

"اب تم ترس جاو گی تب بھی تمہارے قریب نہیں آوں گا۔ یاد رکھنا"

آزاد نے تکیہ غصے سے اٹھا کر پرے دے مارتے بیڈ سے اٹھ جاتے با قاعدہ چلا کر باور کروایا۔

"ہاں ہاں۔ اس ہاندے کے گلے پڑ جانا۔ بہت پیاری بیوی ہے وہ تمہاری"

نازلی نے چلا کر جواب دیا اور آزاد نے مٹھیاں بھینچ کر پلٹ کر اک خون آشام نظر نازلی پر ڈالی جسکو اس وقت بس

لڑنے کے سوا اپنے اندر کی گھٹن نکالنے کا کوئی راستہ نہ مل رہا تھا۔

آزاد نے اسے بغور دیکھا جسکی سانس اکھڑ رہی تھی تبھی وہ واپس آیا اور نازلی کے پاس بیٹھتے ہی اس سرخ سوجھی آنکھوں سے اپنی طرف تکتی نازلی کے دونوں ہاتھ پکڑ کر دیوانہ وار چومے تو نازلی کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گالوں پر اترے۔

"میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے۔ میری بیوی بس تم ہو۔ میری سانس، میری دھڑکن۔ میرا قرار۔ میرا سب کچھ تم ہو۔ میری محبت، میرا عشق۔ گھٹن نکالنے کے اور

بھی بہت طریقے ہیں۔ ایسے خود کو اور مجھے کانٹوں پر گھسیٹنا بند کرو۔ بتاو کیا کروں کہ تمہیں سکون آئے، تھوڑا سہی سکون آئے۔ بولو۔ روئے بنا بولو"

وہ سمجھ رہی تھی وہ چلائے گا چیخے گا اور تڑپتا چھوڑ جائے گا، وہ کیسے بھول گئی تھی وہ اسکی زندگی تھا، وہ اسکی محبت تھا، وہ اسکی دعاوں کا صلہ تھا، اسے اللہ نازلی سے کیسے بے خبر کر دیتا جو اس لڑکی کی واحد آسانی بچا ہوا تھا۔

"ب۔۔ بہت تکلیف ہ۔۔ ہو رہی ہے۔ آئی ایم سوری"

وہ تھک ہار کر سسک پڑی تو آزاد نے اسے اپنے درد کرتے اسی سینے میں چھپایا جسے اس لڑکی نے بری طرح چھلنی کیا تھا۔

"معاف کیا۔ گہرے گہرے سانس لو۔"

وہ اسکی پشت تھپک کر اسے پر سکون کرنے لگا اور نازلی کو ٹھیک ہونے میں بہت لمحے لگ گئے لیکن وہ با آخر اندر کی بھڑاس اگل کر سکون پا گئی۔

"I want compensation"

نازلی نے وہی بھیگی نظریں اٹھائے آزاد کو دیکھا جسے اک لمحہ لگا تھا نازلی کی بات سمجھنے میں اور اسکی آنکھیں گہری ہو گئیں۔

"میں دے چکا ہوں نازلی۔ تم نے تلافی بھی برباد کر دی اس فضول کے میلو ڈرامے میں۔ سوری لیکن اب میرا رومنٹک ہونے کا موڈ نہیں۔ سونا ہے تو سو جاو ورنہ جو دل آئے کر لینا۔ میں نکل رہا ہوں"

آزاد نے اس سے منہ پھیرا تو نازلی کا چہرہ مزید مرجھا گیا، بھلا وہ اتنا ظالم کیسے ہو سکتا تھا۔

"تم ترس جاوگے دوبارہ اس مومنٹ کو۔ یاد رکھنا"

وہ اسکے پاس سے اٹھا تو نازلی نے اسے وارن کرے روکنے کی کوشش کی۔

"میں آل ریڈی ترس چکا ہوں اپنی نازلی کے لیے یقین کرو۔ تم میری نازلی نہیں ہو۔ خیال رکھنا اپنا۔ آتا ہوں"

وہ اپنے گھنے سیاہ بالوں میں ہاتھ پھیرے، سرد و سپاٹ، ضرورت سے زیادہ بھاری لہجے میں بات مکمل کیے لمبے لمبے ڈگ بھرے کمرے سے نکل گیا اور نازلی نے اسکے پیچھے ہی تکیہ اٹھا کر دے مارا اور خود اوندھی ہو کر دوسرے

تکیے میں منہ دیے گری، اس کو خود اپنی سمجھ نہ آ رہی تھی، خوامخواہ اپنا بھی دل دکھا رہی تھی اور آزاد کا بھی۔

.._____..

"تم آ گئی میری جان"

وہ اسے دروازے میں دیکھتے بے چینی سے پکاری پر دِلارہ نے کوئی توجہ نہ دی اور گھر میں داخل ہوئی، عیشاء اسکے پیچھے پیچھے چل پڑی، دِلارہ اپنے روم میں آئی اور بے قراری سے فون چارجر اٹھا کر اپنا فون چارج پر لگایا، پھر وہ وہیں نیچے بیٹھ کر فون کو آن کرنے کی کوشش کرنے لگی، فون چارجر سے

کنکٹ ہوتے ہی آن ہو گیا تو دِلارہ کی سانس میں سانس آئی اور فون آن ہوتے ہی سکرین پر باران کا فلائیٹ سے پہلے کا میسج دیکھے دِلارہ کی دھڑکن رکی۔

"دِلارہ"

عیشاء نے محسوس کیا جیسے اس وقت اسکی بیٹی کو کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔

"عیشاء جائیں یہاں سے۔وہ جرمنی پہنچ جائے خیر خیریت سے پھر بات کروں گی۔مجھے تنگ مت کریں ابھی میں چیخنے یا رونے کی ہمت نہیں رکھتی پلیز"

دِلارہ نے سرخ آنکھوں سے سر پر کھڑی عیشاء کو دیکھا جس نے دِلارہ کی طرف بڑھتا ہاتھ دگنی تکلیف سے واپس کھینچ لیا تھا۔

"میری جان اسے پہنچنے میں کچھ گھنٹے لگیں گے۔تب تک تم ایسے پینک ہوتی رہو گی کیا؟۔رئلکس ہو جاو بچہ۔وہ خیر خیریت سے پہنچ جائے گا"

عیشاء کو لگا جیسے دِلارہ تو باران کے bremen پہنچنے سے پہلے ہی جان ہار دے گی،وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی،اسے اس وقت ہوا کی بھی ڈسٹربنس قبول نہ تھی۔

"ڈونٹ ٹچ می۔ فار گارڈ سیک میرے کمرے سے جائیں۔ کہا ہے ناں ابھی مجھ سے بات کرنا آپکے لیے سیو ن۔۔ نہیں۔ پلیز جائیں۔ میں آل ریڈی بہت اپ سیٹ ہوں۔ ایسا نہ ہو اپنے ساتھ کچھ کر لوں۔ پلیز مجھے اسکے پہنچنے تک اکیلا چھوڑ دیں۔"

دِلارہ نے ایک بار پھر منت کرتے عیشاء کو خود سے دور جانے کا کہا اور عیشاء ڈر کے سبب چلی تو گئی پر اسکا دل پھٹ رہا تھا دِلارہ کو یوں تڑپتا ہوا دیکھ کر۔

"ت۔ تم کیوں گئے باران۔ میری بیٹی کا کیا حال کر دیا تم نے ظالم انسان۔ یا اللہ یہ گھنٹے جلدی گزار دیں پلیز۔ میری جان۔ مما پاس ہیں تمہارے۔"

عیشاء دروازے میں رک کر اسے دیکھتے ضبط قائم نہ رکھ سکی کیونکہ دِلارہ بہت زیادہ ذہنی دباو کا شکار تھی۔

"تمہیں میرا میسج فون چارج کرتے ملے گا۔ یہ سچ ہے کہ آئی رئیلی وانٹ تو کس یو بٹ یہ بہتر ہی ہوا کہ ایک اور چیز اگلی ملاقات پر چلی گئی۔ میں زیادہ دن کی جدائی نہیں دوں گا۔ پیار جو کر بیٹھا ہوں، جلدی واپس تمہارے سر پر سوار ہونے ٹپک آوں گا ویک اینڈ پر۔ تمہاری مجھ سے جان نہیں

چھوٹے گی لیکن بہر حال میں ناراض ہوں تم سے۔ یہ بات ذہن میں رکھنا۔ لینڈنگ ہوتے ہی پہلا میسج تمہیں کروں گا۔ پریشان مت ہونا"

دلارہ نے یہ میسج جس حوصلے سے پڑھا وہی جانتی تھی، اسکی سانسیں جڑی تھی باران سے، اسکے اس میسج سے اگلے پیغام تک وہ سانسیں تھمی رہنے والی تھیں، دِلارہ نے فون ہاتھ میں ہی لیے وہیں نیچے ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر اسکی اطلاع کا انتظار کرنا شروع کیا، وہ اتنے گھنٹے یہیں بیٹھ کر گزار دینے والی تھی، اس سے سانس بھی نہیں لیا جا رہا تھا، اور عیشاء کا دم گھٹنے لگا جب اس نے دِلارہ کی یہ حالت دیکھی۔

وہ ماں باہر بیٹھی سسک رہی تھی اور اندر وہ لڑکی ابھی سے اس شخص کے میسج کا انتظار کر رہی تھی، ابھی تو کچھ بھی نارمل نہ تھا۔

"ت۔۔ تم پلیز جلدی پہنچ جاو۔ میں ٹھیک نہیں ہوں باران۔ م۔ میں نے سوچا تھا یہ بہت آ۔۔ آسان ہو گا میرے لیے تمہیں جانے دینا۔ کسی کے لیے آج تک تڑپی جو نہیں ہوں پر نہیں۔ میں تمہارے بنا سانس بھی نہیں لے پا رہی، میں کیسے نارمل ہو پاوں گی۔ م۔۔ میرا تو پورا جسم کانپ رہا ہے۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے مجھے"

وہ گہرے گہرے سانس لینے کے باوجود یوں تھی جیسے اسکا ابھی سانس بند ہو جائے گا، اک اک لمحہ اس کے دل کو کاٹ رہا تھا۔

"م۔۔ میں تمہارے بنا سروائو نہیں کر سکتی اب۔ میں تمہیں یاد کرتے کرتے مر جاوں گی باران۔ ویک اینڈ تو بہت دور ہے، بہت دور۔ میں کیا کروں؟ میں نے تو کبھی کسی کو کمزور یا بے بس نہیں کیا اللہ، پھر مجھے ایسے کمزور اور بے بس مت کریں۔ آپکو پتا ہے میری تکلیف۔ یہ میری ہمت سے زیادہ ہے۔ مجھے ہمت دیں۔ میں اپنے کہے پر پورا اترنا چاہتی ہوں پلیز۔ تم میری زندگی میں آکر مجھے توڑ گئے

ہو باران۔ اتنی تو میں اپنے ماں باپ کے لمس کے لیے
ساری زندگی نہیں ترسی جتنی تمہارے لیے اس ایک گھنٹے
ترس گئی۔ پلیز جلدی پہنچ جاو تا کہ مجھے سانس آئے۔ پلیز
اللہ اسکو آنچ بھی نہ آئے۔ حفاظت کریں اسکی۔ وہ جہاں ہو
محفوظ ہو"

دِلارہ نے سر بیڈ سے ٹیکا لیا لیکن وہ مسلسل فون کو دیکھ رہی
تھی، نہ اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی نہ کوئی اور حس کام کر رہی
تھی اور باہر لاونج میں عیشاء سر ہاتھوں میں گرائے بچوں کی
طرح روئے جا رہی تھی، یہ سارے آنسو کسی کے دل پر گر
رہے تھے، ہاں اس جیل کے اندر تڑپتے اس سینے پر، بوند

بوند کر کے، وہ نہیں جانتا تھا اسکی ایک بیٹی بھی ہے، لیکن اسے پچھلے کئی سالوں سے اپنا دل دو ٹکرے محسوس ہوا تھا، اور اسی غائبانہ تکلیف نے اسے دو ہارٹ اٹیک دیے تھے، اسکا دل اسکے شاندار کسرتی وجود کی طرح اچھا نہیں تھا، اپنے کیے کی سزا، پچھتاوا اور پھر شاید بہت سے دلوں سے نکلی بد دعاوں نے توران مسدور کو اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا۔

اس لمحے بھی وہ اک روشن دان جیسی جگہ میں بیٹھا بیٹھے بیٹھے آنکھیں گیلی ہونے پر چونکا، پھر اس نے ہاتھ اپنے رخسار پر لگا کر ہاتھ اپنی آنکھوں کے سامنے کیا تو اسکے ہاتھ کی پوریں

اسے اپنے ہی انجان آنسوؤں سے ترملی تھیں، جانے وہ اتنے سال سے کس کے حصے کا روتا رہا تھا، کس کو توران مسدور کے دل کی طاقت غائبانہ مل رہی تھی اور وہ دل بیمار ہو رہا تھا، یہ کنکشن تو بس خدا ہی سمجھتا ہے لیکن اس وقت توران کی جو خزن سے بھری حالت تھی، اس سے یہی لگ رہا تھا اسکے اندر سب مر گیا ہے، بس باہر سے سب شاندار ہے، ڈھونگ ہے، دھوکہ ہے اور فقط اک خوشنما سا غلاف ہے۔

.._____..

"ایدا جاگ جاو۔ کمپنی نکلنا ہے۔ تم بھی ساتھ چل رہی ہو۔ ایک اہم میٹنگ ہے۔ کچھ سکن پراڈکٹس کو لے کر ہماری فارما کمپنی میں کمپلین آئی ہے۔ ہری آپ"

وہ مرر کے سامنے کھڑا اجلت میں اولیو گرین کلر کی ٹائی فکس کرنے کے ساتھ آئینے سے ہی بیڈ پر گہری نیند میں سوئی ایدا کو کسمساتا دیکھ کر پکارا جس نے کروٹ اور انگڑائی ساتھ لیتے عالیان کے ٹائی باندھتے ہاتھوں کو بریک لگائی، وہ اس لڑکی کو دیکھنے سے خود کو روک نہ پا رہا تھا۔

"ایدا۔ انگڑائی لینا بند کرو۔ اٹھ جاو"

وہ دوبارہ سے کمانڈ ملنے پر اب کی بار جمائیاں لیتے اٹھ کر بیٹھی تو عالیان نے ٹائی فکس نہ ہونے پر اور ساتھ کمپنی سے کال آنے پر اسکی طرف قدم بڑھائے اور ایدا کو ٹائی باندھنے کا اشارہ کرے خود کال پک کرے ائیر فون کی جانب متوجہ ہوا۔

ایدا نے سوئی جاگی آنکھوں کے سنگ مسکرا کر عالیان کے پاس بیٹھتے ہی اسکے کالر کو اٹھاتے تھوڑی سی فکس ٹائی اگین کھول کر دوبارہ سے باندھنی شروع کی، جبکہ عالیان ایک اہم ڈسکشن میں مصروف ساتھ کال پر بزی تھا، ایدا نے ناٹس لگاتے ٹائی ایڈجسٹ کی اور اسے اتنا ٹائیٹ کیا جتنا عالیان کو

چاہیے تھا، پھر وہ اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑتا اشارے سے اٹھنے کا کہے پاس سے اٹھا اور اٹیچ سٹڈی روم میں گھس کر فون پر ہی مصروف کچھ فائلوں کی جانچ کرنے لگا۔

"یہ کمپلیئین کسی کی سازش لگ رہی ہے سر، مارکٹ میں جاتے ہمارے سکن پراڈکٹس کے ساتھ کسی نے چھیڑ خانی کی ہے کیونکہ مجھے خبر ملی ہے سیل ہر پراڈکٹ کی ڈیمیج تھی۔ بتایا جارہا ہے کہ تین سکن برن کے کیسیز رپورٹ ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے سکن موئسچرائزر سے۔ اس لیے انکوائری تو بہر حال ہو گی"

دوسری جانب سے ملتی خبر نے عالیان کو کافی ٹنشن میں ڈال دیا تھا، وہ اس وقت ڈل وائیٹ کلر کی ڈریس شرٹ اور ڈسٹی اولیو پینٹ میں ملبوس لگ بھگ تیار تھا لیکن اب ماتھا پر یشانی کی شکنوں سے لبریز لگ رہا تھا۔

"اس پیچھے کون ہے پتا کراو، سی سی ٹی وی فوٹیج نکلواو، کہاں پر پراڈکٹس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہوئی ہے یہ انکوائری سے پہلے معلوم کرو ورنہ کمپنی کا نام خراب ہو گا۔ پورے انقرہ کیا، پورے ترکی میں ہمارے سکن پراڈکٹس اپنے معیار اور سیفٹی کے لیے فیمس اور کسٹمرز فرینڈلی تھے۔ کس منحوس سے برداشت نہیں ہوا یہ آخر؟"

عالیان نے سر کے بالوں میں مضطرب ہوتے ہاتھ پھیرا پھر اچانک اسے مہمت سلمان کا خیال آیا۔

"ٹھیک ہے تم لگو جانچ پر میں پہنچتا ہوں کمپنی"

عالیان نے اسے تاکید کی اور کال بند کرتے ہی دوسری کال وکیل کو کی جس کی دو مس کالز بھی عالیان کے فون پر موجود تھیں۔

کال فوراً اٹھالی گئی۔

"خیریت تھی تم نے کالز کیں؟"

عالیان نے فوراً پوچھا۔

"سر مہمت سلمان کی ضمانت ہو جائے گی ایسا لگ رہا ہے۔ بہت لمبے ہاتھ نکلے اس وڈیرے کے۔ اپنے علاقے کا سردار ہے وہ۔ بہت اونچے لوگوں سے واسطہ رکھنے کے سبب اسکی ضمانت اپروو ہونے کے چانس ہیں۔ اور ہم کچھ نہیں کر سکیں گے"

عالیان کو جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا تھا تبھی موڈ سخت برا ہوا، ایک تو مصیبتوں نے جیسے پھر سے یلدرم خاندان کے لوگوں کا منہ دیکھ لیا تھا جیسے، ایک طرف سے ریلیف ملا تھا مگر اب یہ مصیبت پھر سر پر نازل ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں اس معاملے کو"

عالیان نے کن پٹی کی ابھری رگیں ہاتھ کی انگلیوں سے سہلانے کے بیچ وکیل سے بات سمیٹی اور کال بند کیے باہر آیا تو ایدا کو پھر سے اوندھے منہ گر کر لیٹا دیکھے عالیان کے سر کا تناو کچھ زائل ہوا۔

"اٹھ رہی ہو یا نان رومنٹک ہسبنڈ اپنے طریقے سے جگائے تمہیں؟"

عالیان نے اس پر سے لحاف کھینچا تو وہ سر اٹھائے پیچھے دیکھنے لگی، یہ بلکل ویسا تھا جیسے کسی چھوٹے سے بچے کو زبردستی سکول کے لیے جگانا۔

"ابھی تو سوئی تھی فجر کے بعد عالی"

ایدا نے بسورے منہ سے شکوہ کیا، عالیان کا دماغ گھوما، اسے تو یاد نہیں پڑ رہا تھا کہ رات ان کے بیچ کچھ جاگنے والا سین ہوا ہے، ان فیکٹ جب تک عالیان کمرے میں رات آیا تھا، وہ لڑکی چینج کیے، نماز ادا کرنے کے بعد سونے لیٹی اور سو بھی چکی تھی، وہ جو رات عالیان کے جذبات دہکے تھے وہ بچارا انکو دبانے پر ساری رات لگا رہا اور نیند اس چڑیل کی پوری نہیں ہوئی تھی، یہ سب واقعی عالیان کو چکرا گیا۔

"تو جو رات میرے آنے سے پہلے تم اونگھ رہی تھی وہ کیا تھا؟"

عالیان نے آئبرو اچکاتے مدعا جاننا چاہا تو ایدا نے بے قابو مسکراہٹ، اپنے ہونٹوں پر بکھرنے سے روکی۔

"وہ۔۔۔وہ تو میں کچی نیند سوئی تھی۔ آپ نے خوامخواہ غصہ ہو کر مجھے بہت سٹریس دے دیا تھا ناں اس لیے۔ خیر میں اٹھ جاتی ہوں۔ سونے تو نہیں دیں گے آپ مجھے"

اس زچ کرتی کیوٹ ورژن ایدا کی اتنی سعادت مندی عالیان کو ہضم نہ ہوئی، وہ اٹھی، اپنے بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیر کر انھیں سمیٹنے کی خاطر بٹھائے کھڑی ہوتی عالیان کے سامنے آنے پر گھبراہٹ کے رنگ ایدا کے چہرے پر بکھرنے لگے۔

"کیمپنگ کے بارے کیا خیال ہے تمہارا؟ کبھی کی ہے فاریسٹ کیمپنگ وہ بھی ٹینٹ میں؟"

ایدا کی آنکھیں دلچسپی و حیرت سے چمک کر پھیلیں، کیونکہ اسے عالیان سے ایسے سوال کی توقع جو نہ تھی۔

"نہیں لیکن یہ سننے میں یمی لگ رہا ہے"

وہ بچوں کی طرح خوشی سے پرجوش ہوئے بولی جبکہ مقابل اس منجھے ادکار نے کمینی سی مسکراہٹ اپنے اندر انڈیلی۔

"فیل کرنے میں اور مزے دار ہو گا۔ پلین کریں کچھ دن تک؟ اس کمپنی کے ایشو کو حل کرنے کے بعد؟"

عالیان نے اسے ورغلانے کی کوشش کی جس پر ایدا نے فوری جھانسے میں آکر ثابت کیا کہ خواتین کی عقل گٹوں میں جاتے دیر نہیں لگاتی۔

"ڈن ڈن ڈن۔۔۔۔ویسے ایشو کونسا؟"

ایدا کی آخری جان بوجھ کر ستانے کی کاوش پر عالیان اس سے پہلے ایدا کی گردن دباتا، وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر روک گئی۔

"مجھے یقین ہے ایشو کوئی سا بھی ہو، آپ ہینڈل کر کے حل کر لیں گے۔ میرے جینیس ہسبنڈ۔ وہ مجھے کچھ کہنا تھا آپ سے"

ایدا نے اول مکھن لگایا جبکہ عالیان کو وہ ایسے بات کرتی، لاڈ دیکھاتی ہی اس وقت درکار تھی۔

"فرماو"

وہ تپا ہوا بولا، ایدا نے ایک ہاتھ چھوڑتے اسکی گالوں کو زور سے دبایا تو اسکی حرکت پر عالیان سیخ پا ہوئے گھورا، ایدا نے فورا سے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

"ادھر منہ کریں پھر کہوں گی"

ایدا نے آنکھوں میں چمک سی بھرتے کہا تو عالیان نے ہتھیار ڈالے اور گردن زرا ترچھی کی، ایدا نے زرا ایڑیوں کے بل اٹھے عالیان کے کندھے اور گردن میں چہرہ گھساتے عالیان کی گردن پر اپنے ہونٹوں کو پاوٹ بنا کر رکھے ہلکا سا سک کیا، عالیان اس کے لیے تیار نہ تھا تبھی اک فطری جھٹکا اسے بھی لگا، جس سبب وہ یہ عنایت کم، قہر زیادہ ڈھائے فاصلہ سمیٹ کر عالیان کو دیکھنے لگی کہ آیا اسے ایدا کا یوں کس کرنا اچھا لگا یا بہت زیادہ اچھا۔

"مجھے آپکی خوشبو سے بے حد پیار ہو گیا ہے۔ یہی کہنا تھا۔ وہ رات میں سوئی نہیں تھی۔ ڈرامہ کر کے آنکھیں بند کیے پڑی تھی، آپ جب آکر لیٹے اور سو گئے پھر میں نے آنکھیں کھول لیں اور اپنے نان رومنٹک ہسبنڈ کو جی بھر کر تارتی رہی، اور اتنا زیادہ غور تو کبھی خود پر نہیں کیا جتنا کل آپ پر کر بیٹھی تو مجھے آپکے جسم سے آتی اس خوشبو کا نشہ ہو گیا۔ مطلب یہ یہاں آپکی نیک سے زیادہ تیز والی آتی ہے۔"

وہ ناز سے کہتی شرماتی، لجاتی بولتی گئی اور عالیان سے نظریں ہٹانا دور، آنکھیں جھپکنا دو بھر ہوا، وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں

دیتے جیسے ایدا کی کیوٹ شکل پر سے نظریں ہٹا گیا، اب کی بار درجہ حرارت ایدا کا بڑھا، اور ہمیشہ کی طرح وہ مزید ہینڈل نہ کر پاتے اسکے ہاتھ چھوڑے بھاگ گئی اور عالیان کا سارا موڈ سپائل کر گئی، اس بار عالیان نے لپک کر اس بند دروازے کو باقاعدہ لات ماری، جبکہ اندر وہ دروازے سے لگی کانوں پر ہاتھ رکھ کر ہنس رہی تھی، وہ جانتا تھا دروازے کے ساتھ اسکی مجرم کھڑی ہے بس تبھی دروازے پر رحم کھا بیٹھا ورنہ آج اس ولن دروازے کو اکھاڑنے کے پورے ارادے تھے، نجانے کتنے منٹس لگا کر عالیان نے اپنی طبعیت مائل کی، ایدا اسے ہٹائی پھر وہ کوٹ جمائے باہر

آیا تو بابا ناشتے پر انہی کے منتظر تھے، وہ کل پلین کریش کی خبر پڑھ کر شاکڈ تھے اور یہی کیفیت عالیان کی بھی تھی۔

"پہنچتے ہی کال کر دے گا فکر مت کریں بابا"

وہ لوگ بریک فاسٹ ٹیبل کے گرد براجمان تھے، عالیان کمپنی کے لیے جلووے بکھیر تا ریڈی تھا جبکہ ایدا ابھی تیار ہو رہی تھی البتہ کل کے کریش کی خبر آج کے نیوز پیپر میں دیکھے اسماعیل یلدرم پریشان ہو گئے تبھی عالیان نے انکو تسلی دی، اب سمجھ آئی دونوں کو کہ اللہ نے کل باران کو روک کر اسکی جان کی حفاظت کی تھی اور اس پر وہ بہت زیادہ جذباتی اور اللہ کے شکر گزار تھے۔

"اسے کہنا ہفتے میں ایک چکر اب انقرہ لگا لیا کرے، پھر سے ہمیں خود کے لیے مت ترسائے۔ میری اور تمہاری بات الگ تھی۔ دِلارہ یہ دوری برداشت کرنے کی اہل نہیں۔ نہ میں چاہتا ہوں وہ معصوم بچی اس جبر سے گزرے۔ پہلے ہی بہت مشکل زندگی جھیل چکی ہے"

اسماعیل نے اپنا ناشتہ شروع کرتے عالیان سے بات کی اور انکا لہجہ درد میں ڈوبنے لگا۔

"بے فکر رہیں بابا۔ میں کہہ دوں گا اسے۔ آپکا فیور بہتر ہے اب؟ تھکاوت ہو جائے گی یار۔ آپ ریسٹ کیوں نہیں کرتے؟ اتنا بھی پڑھانے کا کیا کریز ہے۔ کبھی کبھی مجھے لگتا

ہے کہیں آپکا یہ پڑھانے کا جنون کسی اور وجہ سے تو نہیں۔ کسی سٹوڈنٹ پر عاشق ہو کر تو نہیں بیٹھے آپ"

عالیان کی اول باتیں تو ابا حضور نے سن لیں، آخری پر اک چماٹ دیتے دیتے رہ گئے۔

"خبیث! باپ پر ایسے شک کرتے شرم نہ آئی تجھے۔ میں نے خود کو مصروف نہ کیا ہوتا تو میری لاش پنکھے سے لٹکتی تم دو کو بہت پہلے مل چکی ہوتی۔ زندگی نے اتنا تھکا دیا ہوتا مجھے۔ میری زندگی کا اب آخری مقصد تمہارے اور باران کے بچے دیکھنا ہے اور آزاد کی کوئی اطلاع پانا۔ اور میں نہیں چاہتا میں گھٹ کر مروں تبھی جب تک جان ہے خود کو

مصروف رکھنا چاہتا ہوں۔ چلتا پھرتا مروں یہی خواہش ہے۔ کسی پر بوجھ نہ بنوں"

ناچاہتے ہوئے بھی وہ دونوں ہی دکھی ہو گئے تھے، بات ہی ایسی تھی جو جگر پاش تھی۔

"آپ بابا کم، ملکہ جذبات زیادہ بن گئے ہیں"

عالیان نے بھی ناشتہ شروع کرتے شکوہ کیا۔

"نازلی کی خبر لی تم نے۔ اسکا پوچھتے رہنا عالی۔ کاش ہم اسکے لیے کچھ کر پاتے۔ آزاد کی کوئی خبر مل جاتی تو اس بچی کو بھی

کچھ راحت مل جائے۔۔ اللہ اسکی تکلیف کو راحت میں بدلے آمین"

اسماعیل یلدرم کی فکریں جانے کیا کیا تھیں، عالیان نے انکو تسلی دی، ویسے بھی ایک دو دن تک آزاد خود نازلی کو لیے آنے والا تھا، ایدا بھی تیار ہو کر باہر آئی تو سج سنور کر عالیان پر بجلیاں گرانے کے ساتھ اس نے ماموں کا خوب پیار بٹورا، دونوں کمپنی نکلے پر عالیان نے اس سے کوئی بات فی الحال نہ کی کیونکہ ایک تو اس لڑکی کے ہر بار کی طرح بھاگنے پر غصہ تھا دوسرا ابھی کمپنی میں چلتے مسئلے اور انکوائری کی ٹنشن تھی۔

وہیں دوسری طرف آزاد نے میٹنگ کے بعد مرات کو ائیر پورٹ سے پک کیا جس کے بعد وہ لوگ گھر آئے، مرات کچھ تھک گیا تو آزاد نے اسے گھر آتے ہی فریش ہو کر آرام کرنے کا کہا اور یہ بھی کہ وہ شام تک ہر معاملے پر ڈسکس کرتے ہیں، البتہ نازلی نے ناشتہ کر لیا تھا یہ اسے میڈ سے معلوم ہو گیا تبھی آزاد نے اپنے کچھ ادھورے کام کیے، اور نازلی کو بھی شام تک ریسٹ کرنے دیا۔

.._____..

آخر کار چھ سے سات گھنٹے کی لمبی فلائیٹ لیے وہ جرمنی کے شہر بریمن پہنچ چکا تھا، ان سارے گھنٹوں انقرہ میں بھی

دوپہر ڈھل گئی پر دِلارہ اپنے کمرے سے نہ نکلی نہ وہ اپنی جگہ سے ان سات گھنٹے ہلی، عیشاء نے بار بار اسے اسکے کمرے میں آکر دیکھا اور روتی واپس چلی گئی، عزیزے بھی اسکے رو کر کال کرنے پر گھر آگئیں پر دِلارہ نے ان دو عورتوں کو اپنے مسلسل ایک فون لے کر اتنے گھنٹے سے منتظر اک جگہ بیٹھنے سے تڑپا چھوڑا تھا لیکن وہ بلا کی ضدی لڑکی جس شرط پر ہلنے کا فیصلہ کر چکی تھی اسی پر ڈٹی رہتی پھر بھلے وہ بیٹھے بیٹھے سن ہو جاتی یا مر بھی جاتی، خود عیشاء بھی فلائیٹ کے بارے معلوم کرنے میں لگی تھی کہ کیسے

بھی کر کے باران سے رابطہ کر سکے اور اس سے منت کرے کہ دِلارہ کو کال کر لے۔

Bremen

پہنچ کر باران نے پہلے دِلارہ کو ہی انفارم کرنا تھا پر میسج بھیجنے سے پہلے ہی باران کے ہاتھ سے کسی نے اسکا فون جھپٹ لیا، سامنے تو تکن کے کئی لوگ ائیر پورٹ پر موجود باران کو گھیر چکے تھے۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟"

باران کو اپنا فون، تو تکن کے خاص آدمی براق کے ہاتھ میں دیکھ کر آگ لگی جس نے باران کے دیکھتے ہی دیکھتے اسکا فون سوئچ آف کر کے اپنی جیب میں دھنسالیا۔

"تو تکن سر ملنا چاہتے ہیں تم سے، اس بد تمیزی کا حساب انہی سے لینا۔ ہمارے ساتھ چلو ورنہ گھسیٹنے کی پرمیشن بھی ہے"

براق نے بد تمیزی سے بات کرتے باران کا لہو گرمایا۔

"میرا فون دو مجھے ایک میسج کرنا ہے۔ پھر چلتا ہوں"

باران نے اس کی گھٹیا حرکت اور نا قابل برداشت ٹون کے باوجود نرمی سے بات کی کیونکہ اسے اندازہ تھا دِلارہ اسکی اطلاع کی منتظر ہو گی۔

"پرمیشن نہیں۔ وہ اپنے آفس میں تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہی سے لینا فون۔ لٹس گو"

اس آدمی نے بے حسی کی انتہا کرتے وہاں سے واک اوٹ کیا جبکہ باران کے ماتھے کی رگیں پھول سی گئیں۔

چار و ناچار وہ ان گارڈز کے ہمراہ تو تکن کے حکم پر سیدھا آفس پہنچا جہاں تو تکن پہلے ہی منتظر تھا۔

"میرا فون لے کر دیں اس کمینے سے، مجھے دلارہ کو انفارم کرنا ہے۔"

باران نے آفس گھستے ہی براق نامی اس آدمی کی شکائیت درج کی لیکن تب ٹھٹکا جب توتکن کی آنکھوں میں اپنے لیے تنفر کی شدت دیکھی۔

"دِلارہ، وہ کون ہے بچے؟"

توتکن نے رولنگ کرسی پر جھولتے دلچسپی سے پوچھا تو باران زرا محتاط ہوئے قریب آیا اور دونوں ہاتھ میز کی سطح پر رکھے جھکا۔

"مائی وائف۔۔۔مجھے میرا فون دیں پلیز۔"

باران نے اس بار تاسف سے ریکوسٹ کی تھی۔

"تم امارہ کے لیے انگیج تھے، پھر تم نے ایسی جرت کیوں کی؟"

تو تکن کی آنکھوں سے نکلتے شعلے اور منہ سے نکلتا سوال دونوں مہک تھے۔

"امارہ کو ہمیشہ بہن کی طرح دیکھا ہے۔یہ بات ہر بار بتاتا رہا ہوں۔مجھے یوں ائیر پورٹ سے اٹھوانے کی یہ وجہ تھی؟میرا فون اس لیے لیا۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"

باران کا عتاب سوا نیزے تک پہنچا اور تو تکن کا دہکا عتاب سرد ہوا۔

"تمہیں دلارہ کو ڈائورس دینی ہو گی۔"

تو تکن نے اپنی جھولتی کرسی روکی اور تنتنے سے اٹھتا ہوا وہ باران کی طرف آیا، باران بھی سیدھا ہوا، تو تکن نے سیدھا سبھاو اپنی شرط باران کے سامنے رکھی۔

"اور اگر میں اسے ڈائورس نہ دوں تو؟"

وہ سینہ تانے تو تکن مریام کے سامنے کھڑا اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے تندہی اور ضد میں آئے بولا۔

تو تکن کے آدمی آفس میں گھستے چلے آئے، باران کو کچھ غلط ہونے کا احساس گھیر گیا۔

"تو میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر تمہارے مخالف جاتے ہر فرد کی مدد کروں گا۔ کمزور ذہن ہے تمہارا، علی نے بتایا مجھے تمہاری میموری سٹیبل نہیں۔ سوچو اگر تو ران رہا ہوتے ہی تم سے بدلا لینے آتا ہے اور تمہارے پاس بچاو کے لیے نہ ذہین دماغ رہے اور نہ گارڈز کی فوج؟ پھر تم کیا کرو گے؟"

تو تکن نے اس شخص کی ساری کمزوریوں کا ایک ساتھ فائدہ اٹھایا، اسے امید نہیں تھی یہ باپ جیسا شخص صرف ایک ضد پر دشمنی کے لیول عبور کر لے گا۔

"آپکو کیا لگتا ہے تو تکن؟ میں اتنا کمزور آدمی ہوں۔ کہ مجھے اپنا بچاو کرنے کے لیے اب آپکی مدد یا گارڈز کی فوج درکار ہے۔ کب دوست دشمن ہو جائیں۔ پتا نہیں چلتا اس لیے اپنا خیر خواہ ڈھونڈ چکا ہوں۔ اور وہ آپ کا بھی باپ ہے۔ رہی بات توران

کی۔ اسے بدلے کے بجائے میری عزت کرنی ہو گی۔ آفٹر آل اسکا اسی کی عمر کا داماد ہوں"

تو تکن اور اسکے تمام لوگ ششدر رہ گئے، وہ اکیلا ہو کر سب کو پچھاڑ کر رکھ گیا تھا۔

"واٹ! دِلارہ، توران کی بیٹی ہے؟"

تو تکن کو ہائی وولٹیج کا کرنٹ چھوا تھا اور باران کے جبڑے مزید بھینچ گئے۔

"ہاں اور آپ جانتے ہیں توران کیا چیز ہے اور اسکی بیٹی خوبخو ویسی ہے۔ اس لیے اگر میں نے اسے میسج نہ کیا پہنچنے کا تو کچھ دیر بعد خبر آئے گی کہ پورا انقرہ تہس نہس ہو گیا۔ میں آپکو سب سمجھاتا ہوں مجھے میرا فون دیں۔ پلیز۔ میں آپکے بیٹے کی طرح ہوں، مجھے برا بیٹا بننے پر مجبور مت کریں تو تکن۔ یہ یاد رکھیں میرے بنا آپکا گزارہ نہیں، نہ میرے جیسا آپکو اس صدی میں ملے گا جو

اپنی پوری جوانی آپکے لیے برباد کر دے۔ گیومی مائی فون فار گارڈسیک مجھے کسی بداخلاقی پر مت اکسائیں"

باران نے ایک آخری بار منہ سے کہے بات سمجھائی کہ شاید سامنے والے کو عزت راس ہو پر تو تکن کی آنکھوں سے ٹپکتی گرمائش سے لگ نہیں رہا تھا کہ یہ آدمی اسے فون اور آزادی آج بنا کسی بڑی شرط یا ڈیمانڈ کے واپس دینے والا ہے۔ اور وہ شرط اور ڈیمانڈ کیا تھی، ابھی دیکھنا باقی تھا۔

جبکہ براق کی آنکھوں میں باران کے لیے کچھ خاص نفرت نظر آرہی تھی جو ذاتی تھی کیونکہ وہ امارہ کو بے حد چاہتا تھا

اور اس ناطے اسے باران سے شدید نفرت ہونی ہی چاہیے تھی۔

دِلارہ کی حالت کے پیش نظر عیشاء نے خود ہی جب فلائیٹ نوٹیفکیشن پر چیک کیا تو اسے پتا چلا ایک گھنٹے پہلے ہی باران کی فلائیٹ bremen لینڈ کر چکی ہے اور اس نے یہ فون کال دِلارہ کے سامنے کی تھی۔

عزیزے اور عیشاء تو اس کال کے بعد امید کر رہی تھیں کہ دِلارہ کو کچھ حوصلہ ہو گا پر تب ان دو کے وجود سے جان سر کی جب دِلارہ کے ہاتھ سے اسکا فون چھوٹا، وہ سر درد سے پھٹنے پر بیٹھے بیٹھے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں جکڑے

چلائی تو عیشاء لپک کر اس تک آئی اور دو زانو بیٹھے اس نے
دونوں ہاتھوں میں دِلارہ کا چہرہ بھرا جسکے چہرے پر سفیدی
چھائی تھی، اور اسکے ناک سے بلیڈنگ ہوتی دیکھے دونوں
عورتوں کے ہاتھ پیر پھولے، یہی نہیں وہ کانوں میں شدید
درد پر کراہنے لگی، عیشاء نے اسکے ہاتھ پکڑ کر ہٹائے تو وہاں
بھی بلڈ کے ٹریسیز تھے، عزیزے اور عیشاء دونوں نے جیسے
تیسے کیے اسے ہوسپٹل پہنچایا، دِلارہ کا فون عزیزے کے
پاس تھا جبکہ ڈرائیو عیشاء نے کی کیونکہ عزیزے کی حالت تو
دِلارہ نے خراب کر رکھی تھی، وہ بھی کانپ رہی
تھیں، نا جانے دِلارہ کو کیا ہوا تھا پر اسے ایمرجنسی میں ہی

لے کر جایا گیا تھا، عزیزے اور عیشاء دونوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا جنکی خود بھی جان نکلی تھی۔

"ا۔۔انے۔۔۔میری دِلارہ"

عیشاء نے سسکتے ہوئے عزیزے کی جانب دیکھا جیسے اسکی جان نکل رہی تھی۔

"میری بچی حوصلہ کرو۔کچھ نہیں ہو گا اسے۔ت۔۔تم باران کو کال کرو۔اس نے کیوں لینڈ ہوتے ہی انفارم نہیں کیا۔ج۔۔جلدی کرو کال اسے"

عزیزے نے دِلارہ کا فون عیشاء کو دیتے تاکید کی جس پر عیشاء نے کانپتے ہاتھوں سمیت ہی باران کو کال کی مگر اسکا فون سوئچ آف دیکھے عیشاء تھک ہار کر وہیں کوریڈور میں لگی ریسٹ چیئرز پر لڑھک گئی۔

"و۔۔وہ فون کیسے بند کر سکتا ہے۔باران پلیز فون آن کرو"

عیشاء کا اپنا خون اس وقت سوکھا تھا، اور جب تک ڈاکٹرز کچھ بتاتے نہ، تب تک ان دو کی تکلیف تھمنا ممکن نہ تھا۔

جبکہ دوسری جانب تو تکن کی چپ، اسکی ڈھیٹائی باران کی برداشت ختم کر چکی تھی۔

"ٹائم ویسٹ مت کریں تو تکن، میں یہاں ایک ایک لمحہ گزرنے پر گھل رہا ہوں۔ میرے اب تک کے ساتھ کا یہ صلہ دے رہے ہیں آپ؟ کہیں اس براق کو میرا فون واپس کرے"

باران کے برداشت کی حد لمحہ بہ لمحہ ختم ہو رہی تھی اور تو تکن نے اسکی باغیانہ امبر آنکھوں میں دیکھتے براق کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا، باران کے جبڑے کسے، براق نے فون سعادت مندی سے تو تکن کی پھیلی ہتھیلی پر رکھا اور اس سے پہلے باران اپنا فون لیتا، تو تکن نے ہاتھ بند کرے فون دبوچ لیا۔

"اسے انفارم کرو اور ساتھ یہ بھی بتاو کہ اب تم کبھی واپس نہیں جاو گے انقرہ۔ یہ کال کر کے واپس دو فون۔ تمہارے لیے نیا حکم تیار ہے، اور اگر تم نے میری اب حکم عدولی کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا باران"

آنکھوں میں گریز و حقارت کی گرمی ہلکورے، تو تکن نے حکم صادر کرتے ہاتھ کھولا، باران نے کسے جبڑے اور شکن آلود پیشانی سمیت سرد نظر تو تکن اور اسکے ہر آدمی پر ڈالی اور اپنا فون لیے پلٹا، براق کو با قاعدہ راہ سے دھکا دے کر پرے کیے وہ آفس سے تند موج بنا نکلا اور پیچھے اک سناٹا چھوڑ گیا۔

"ایک گھنٹہ گزر گیا۔ میرے کیے برے کاموں کی سزا مجھے اسکی تکلیف کی صورت مت دیجئے گا اللہ۔ تم ٹھیک ہونا دِلارہ۔ پلیز"

باہر آتے باران کے ہاتھ اپنا فون آن کرتے کانپ رہے تھے، اس نے فون آن کیا اور ساتھ ہی دِلارہ کو کال ملاتے بھاری سی سانس بھرے فون کان سے لگایا، جبکہ دوسری ہی بیل پر عزیزے نے کال پک کرلی۔

"ب۔۔باران۔۔۔کہاں تھے تم بچے۔ فون کیوں بند تھا تمہارا؟"

عزیزے کی آواز نم ہو کر ٹوٹ گئی، باران نے بے اختیار اپنے سینے میں اٹھتی ٹیس پر سینہ مسلا۔

"انے دلارہ کہاں ہے۔ اسکا فون آپکے پاس کیوں ہے؟"

عزیزے کی کال پر آواز سنے ہی وہ دل تک کانپ گیا، اسکی کال دلارہ کو اٹھانی چاہیے تھی پھر اسکا فون اسکے پاس کیوں نہ تھا، باران کا دل یہیں بیٹھ گیا، اس نے انہونی کے خوف سے بھاری بھاری سانس بھرے خود کو کمپوز کیا۔

"ب۔۔ باران! وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے تمہاری کال کے انتظار میں ایک جگہ بیٹھی تھی۔ ج۔ جب عیشاء کو نوٹیفکیشن ملا کہ تمہاری فلائیٹ لینڈ کر چکی ہے ایک گھنٹے پہلے تو۔۔۔"

عزیزے کی آواز بولتے بولتے لرزی اور باران کا دماغ چکرایا، وہ نفی میں سر ہلائے دیوار سے لگ کر کھڑا ہوا۔

"توانے۔۔ پلیز ٹیل می۔ کہاں ہے وہ۔ کہاں ہے میری دلارہ؟"

وہ جتنی قوت سے چلا سکتا تھا اتنی طاقت لگائے چیخا تھا، فلک شگاف تھی اسکی بے بسی۔

"اس۔۔سکے کان اور ناک سے بلیڈنگ شروع ہو گئی۔ وہ۔۔وہ ایمرجنسی میں ہے۔ڈاکٹرز کچھ نہیں بتا رہے،عیشاء گئی ہے پوچھنے"

عزیزے کی آواز سسکی بن کر گھٹی جبکہ باران پر یہ خبر قیامت سے زیادہ سنگین تھی،اسکی آنکھیں لہو ہو کر رہ گئیں۔

"واٹ۔۔۔بلیڈنگ؟ل۔۔لیکن کیوں۔۔۔ہوا ہے کیا ہے اسے۔اور کیا کہا آپ نے وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے ایک جگہ بیٹھی تھی؟"

باران کی آواز بے یقینی اور تکلیف سے پھٹ سی گئی۔

"ہ۔۔ہاں۔ میں نے اور عیشاء نے اسے بہت سمجھایا پر اس نے کہا جب تک باران مجھے پہنچ کر کال ی۔۔یا میسج نہیں کرتا میں یہاں سے نہیں اٹھوں گی۔اس نے اس بیچ پتا نہیں سانس بھی لی یا نہیں۔نہ کچھ کھایا نہ پیا۔اسے ایسے نہیں دیکھ سکتی میں باران۔۔۔اسے ک۔۔کچھ ہو گیا تو میں کیا ک۔۔کروں گی بتاو؟"

عزیزے نے روتے ہوئے اپنی تکلیف بتائی جو ابھی انکے درد سن تو سکتا تھا پر مٹا نہیں سکتا تھا۔

"ڈاکٹر سے بات کروائیں میری۔ انے اگر اسے کچھ ہوا میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ اسے میں آپ سبکے حوالے چھوڑ کر آیا تھا۔ چند گھنٹے بھی خیال نہیں رکھ سکے آپ اسکا۔؟"

وہ الٹا انھیں اس سب کی وجہ قرار دے کر تکلیف کی حدوں کو چھونے لگا۔

"اسکی یہ حالت تم نے کی ہے باران، تمہارے جانے نے۔ وہ ہم سے اب سنبھالی نہیں جائے گی۔ تم آجاؤ پ۔۔ پلیز۔۔۔ میں اسے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی"

عزیزے کی آواز کانپنے کے بعد ڈوب سی گئی اور باران کا دل کٹ گیا، کیونکہ وہ چاہ کر بھی دلارہ کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔

"انے۔ میں نہیں آسکتا ابھی۔ پلیز اسکی کنڈیشن سٹیبل ہوتے ہی مجھے انفارم کریں۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے، اسے کہیں کال می۔"

باران نے مزید بات نہ کر پانے پر کال ہی کاٹ دی، وہ گہرے سانس لیے اپنی شرٹ کے دو اپر ووی بٹن کھولے سر ہاتھوں میں گرائے وہیں لگے کاوچ پر بیٹھا، اسکا دل پھٹ رہا تھا پر وہ زندہ رہنے پر مجبور تھا، کچھ بھاری سانس بھرنے

کے بعد وہ اپنا فون وہیں رکھے واس کے کنارے چھپا کر رکھے خود غصے سے اٹھ کر واپس آفس کی طرف بڑھا، ڈور کے باہر کھڑے دو گارڈز میں سے ایک کے منہ پر زور دار مکا جڑتے ہی باران نے اسکے ہاتھ سے اسکی گن لی اور دوسرے کی گردن پر پوری قوت سے اپنا مکا مارتے دونوں کو وہیں لام لیٹ کیے وہ گن تانے ہی بوٹ سے دروازہ کھولے اندر گھسا تو تو تکن سمیت براق اور اسکے کچھ مزید آدمی باران کے ہاتھ میں گن دیکھے الرٹ ہوئے۔

"تمہاری وجہ سے ہوا سب براق تم نے مجھ سے میرا فون لیا، آپکے کہنے پر تو تکن ہوا یہ سب، اگر اسے کچھ ہوا میں

سبکی قبریں کھود دوں گا۔ وہ موت کے منہ میں چلی گئی
میرے انفارم نہ کرنے پر۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ آپ مجھ
سے اپنی کوئی بھی شرط کیسے منواتے ہیں۔ اگر آپ نے یا
آپکے ان پالتو کتوں نے مجھے چھیڑنے کی کوشش کی میں سبکو
اس درندے سے ملوانے پر مجبور ہو جاوں گا جو میں نے
اپنے اندر قید کر رکھا ہے۔ جب تک دلارہ ہوسپٹل سے
واپس سہی سلامت اپنے گھر نہ جالے، مجھ سے دور رہیے
گا۔"

باران نے وہاں کھڑے ہر فرد کو اپنے اندر کے جانور کی
جھلک دیکھائی جبکہ تو تکن کے لوگ مزاحمت میں حملہ آور

ہونے کے لیے اپنی اپنی گنز نکالنے لگے پر تو تکن نے سبکو روک دیا، جو بھی تھا اتنے سالوں ساتھ رہنے کے سبب تو تکن کے دل میں باران کے لیے بہر حال انس تھا، اسے یوں تکلیف میں دیکھ کر اسکا دل نہ چاہا وہ باران کو ابھی مزید تکلیف دے، پھر چاہے وہ کتنا ہی شاطر کیوں نہ ہوتا، کتنا ہی سفاک کیوں نہ ہوتا۔

"ٹھیک ہے۔ دی تمہیں مہلت۔ اسے مرنے سے ابھی تو بچالوگے پر بعد کا کیا ہوگا بچے؟ وہ جو تمہارے صرف انفارم نہ کرنے پر ہوسپٹل پہنچ گئی۔ تمہارے چھوڑنے پر مر ہی جائے گی۔ تو بہتر ہے اسے ذہنی طور پر تیار کر دو۔ کیونکہ تم

میرے داماد بنو گے یہی میری پہلی اور آخری شرط ہے
تمہاری اور تمہارے خاندان کی سلامتی کی۔ جاسکتے ہو۔ آج
اپنی آزادی کا آخری دن سمجھنا جو بس تھوڑا ہی باقی ہے"

تو تکن کی آنکھیں ابھی بھی بے رحمی سے بھری تھیں اور
باران نے گن تو تکن کی طرف کیے ٹریگر پر ہاتھ رکھا اور
پھر اپنے آپ کو فی الحال اس جہنم سے دور ہی رکھے وہ ساتھ
ہی پڑی کرسی کو زور دار ٹھوکر مارتا باہر نکل گیا، تو تکن نے
اسے جاتا دیکھے جبڑے کسے اور براق کی آنکھوں میں اک
چمک دوڑی حالانکہ دھکے کے بعد کرسی بھی اسے ہی لگی
تھی کیونکہ باران نے یہ جان بوجھ کر کیا، وہ گن اپنے ہاتھ

میں پکڑے ہی نکلتا گیا اور جاتے ہوئے اسی واس کے
کنارے رکھا اپنا فون بھی اٹھالیا، گن اپنی پینٹ کے
کنارے اندر دباتے باران نے فون اپنے ہاتھ میں دبایا اور
تیزی سے وہاں سے نکلا، تو تکن کی گاڑی اسکے سامان سمیت
باہر ہی تھی اور اسی گاڑی کے ڈرائیور کو گریبان سے دبوچ
کر پرے کیے وہ گاڑی لے کر نکل چکا تھا، جب تک دلارہ کی
حالت سٹیبل نہ ہوتی، وہ سکون پانے والا نہ تھا۔

.._____..

شام تک نہ صرف نازلی جاگ گئی بلکہ مرات نے بھی اپنی
تھکن کافی حد تک اتار لی، وہ کافی خوش شکل اور نوجوان سا

لڑکا تھا، اسکے مزاج میں خوبخو ایمر جیسی نرمیاں تھیں البتہ لگتا نہیں تھا وہ ہاندے جیسی سازشی اور سائیکو عورت کا بیٹا ہے۔

ڈنر کو ابھی ٹائم تھا مگر پہلے آزاد، اسکو ہر چیز سے آگاہ کرنے کے بارے سوچ رہا تھا، ایمر کی موت سے لے کر اب تک ہاندے اور اس کے بیچ کیا معاملات ہوئے اس نے جب مرات کو بتائے، اس وقت نازلی بھی وہیں ان دو کے ہمراہ موجود تھی۔

ایمر بھلے زیادہ میچور نہ ہو پر وہ ایک خود مختار اور سمجھدار لڑکا تھا، آزاد کی بتائی حقیقتوں میں ایسی کوئی بناوٹ یا جھوٹ

نہ تھا کہ وہ بنا سوچے سمجھے آزاد کو غلط قرار دے دیتا، کم عمری میں ہی آئس لینڈ جیسے ملک میں جا کر سیٹل ہونے اور اچھے ہسبنڈ کے طور پر وہ بہت سی باریکیوں کو سمجھ گیا، دوسرا اس نے دنیا دیکھ رکھی تھی، تیسرا وہ ہاندے سے کہیں زیادہ آزاد سے اٹیچ تھا اور اس پر بھروسہ بھی رکھتا تھا۔

سب کچھ بتانے کے بعد آزاد نے فیصلہ نازلی اور مرات پر چھوڑا، ان دو کی خاموشی ایک سی مہلک تھی، تینوں ہی غمگین تھے کہ زندگی الگ الگ نوعیت کی ہی سہی پر تینوں پر بھاری لگ رہی تھی۔

"میں ایک بار مما کا موقف بھی سننا چاہتا ہوں بابا، پھر فیصلہ کروں گا کیا جھوٹ ہے اور کیا سچ۔ میں آپ دونوں سے پیار کرتا ہوں، میرے لیے اگر ایک سچا ثابت ہو اور دوسرا جھوٹا، یہی بہت بڑی تکلیف ہے۔ آپ کی ہر بات پر یقین ہے مجھے پر وہ میری ماں ہیں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں وہ کیا کہتی ہیں۔ میرے اصل بابا کے بارے میں، ان سے محبت کے دعوے کے متعلق اور انکو اس بچے کے بارے میں سب سے پہلے مجھے جواب دہ ہونا ہو گا"

مرات کی آنکھیں سرخ تھیں، وہ آزاد پر بند آنکھوں یقین کر رہا تھا یہ دیکھ کر نازلی کو بھی افسوس ہوا کہ وہ کیوں نہ کر سکی، اسے کیوں تکلیف چھپانی نہ آئی مرات کی طرح۔

"میں تمہیں ان تکلیفوں سے ہمیشہ دور رکھنا چاہتا تھا مرات لیکن دیکھو اس نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ میں نازلی کے لیے ہی زندہ رہا اب تک۔ یہی میری تب بھی محبت تھی اور اب بھی ہے۔ میں جانتا ہوں ایمر نے میرے لیے اپنی جان گنوا دی لیکن وہ ایسا ہی تھا، اسکے لیے محبت سے لاکھ گنا بڑھ کر دوستی تھی۔ مجھے اسکی جان جانے کا بہت افسوس ہے پر میں مر کر بھی اسے واپس نہیں لا سکتا تھا۔ میں نے اس زندگی کا

تاوان تمہاری ماں کو دیا ہے حالانکہ زندگی تو اللہ کی عطا ہے پھر بھی انسان حاکم اور خدا بن جاتا ہے"

آزاد نے اٹھ کر مرات کے پاس بیٹھے اسے اپنی بازو کے حصار میں لیا پر وہ سرخ بھیگی آنکھوں سے جب آزاد کو دیکھ رہا تھا، اس نظر میں درد بھی تھا اور محبت بھی۔

"آپ نے بھی تو دوستی کو محبت سے اول رکھا۔ اپنے دوست کے بیٹے کو دل سے لگا کر اسے کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔ مجھے کبھی نہیں لگا آپ میرے سگے بابا نہیں، بابا نے آپ سے وفا کی اور آپ نے مجھے میرے پیروں پر کھڑا کر کے اتنی سی عمر میں اتنا کامیاب کر کے ان

سے وفا نبھائی۔ اصل بے وفائی تو مما نے کی بابا، جس ایمر کی محبت اور دیوانگی میں یہ کئی سالوں کا کھیل کھیلا، کسی اور کے بچے کی ماں بن گئیں۔ اچھا ہوا بابا تب ہی مر گئے، مما انکو ڈیزرو ہی نہیں کرتی تھیں"

مرات کی آواز ٹوٹی تو نازلی بھی اٹھ کر اسکے ساتھ دوسری طرف بیٹھی اور اسکا ہاتھ جب اپنے ہاتھ میں لیا تو آزاد اور مرات دونوں نے بیک وقت نازلی کی طرف دیکھا۔

"ایسے نہیں کہتے ماں ہے وہ تمہاری۔ اتنے پیارے بیٹے کو پیدا کرنے پر اسے ناز ہونا چاہیے تھا، اور وہ کوئی بدلا نہ لیتی بس تمہیں دل سے لگا کر شکر کرتی کہ تم پوری دنیا بن سکتے

تھے اسکی۔ پر سبکے ظرف کی بات ہے ناں۔ تمہیں جو بھی تکلیف پہنچی مرات، وہی تمہارا مرہم بنے گی اس میں ہم دونوں تمہارے ساتھ ہیں۔ اکیلے نہیں ہو تم۔ اپنی ماں سے ملو اور اسکی سنو۔ پھر اپنے دل سے فیصلہ لینا کہ کون تمہارے حق میں بہتر ہے۔ ماں ہونا بہت عظیم رتبہ سہی پر ساری مائیں اچھی نہیں ہوتیں۔ میری انے بھی بہت ظالم ہیں۔ تو میں تمہارا دکھ سمجھ سکتی ہوں۔"

نازلی کی یوں ڈھارس بندھانا مرات کو بہت مضبوط کر گیا جبکہ آزاد کو امید نہیں تھی کہ اسکی سر پھری خاتون اسکی یوں ہمقدم بن جائے گی۔

"تھینکیو سو مچ نازلی۔ میں ابھی جاتا ہوں ان سے ملنے۔ کل دن تک میری واپسی ہے۔ کوشش ہے یہ سب سمیٹ کر ہی جاوں۔"

مرات نے زرا خود کو مضبوط کرتے فیصلہ لیا اور خود آزاد اور نازلی بھی یہی چاہتے تھے وہ جلد از جلد ہی سب چیزیں سمجھ لے۔

"ڈنر کر لو پھر جانا"

آزاد نے اسے روکنا چاہا پر وہ سر نفی میں ہلا گیا۔

"بھوک پیاس کسے رہی ہے بابا۔ میں ہو کر آتا ہوں پھر کمپنی دیتا ہوں آپ دو کو"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تو آزاد اور نازلی بھی اٹھے، ان دو کو بھی وکیل کی طرف ہی نکلنا تھا تاکہ ٹیسٹ کے بارے ریکوسٹ سبمنٹ کروائی جا سکے۔

"ٹھیک ہے۔ اسکے کسی فریب میں مت آنا۔ تم میرے سمجھدار بیٹے ہو۔ میں کبھی تم سے جھوٹ نہیں بول سکتا مرات یہ بات یاد رکھنا"

آزاد کی تمہید پر وہ کچھ نہ بولا اور آزاد کے گلے لگا تو اس نے بھی مرات کو سینے میں بھینچ لیا، خود نازلی کا دل غمگین ہوا۔

"آپ تو جان ہیں میری بابا، مجھے آپ پر پورا یقین ہے پر میں انکو بھی سننا چاہتا ہوں۔ آخر کیوں کیا انہوں نے یہ سب۔۔۔ ملتا ہوں"

وہ روبرو ہوا تو بلکل مرجھایا ہوا لگا، دونوں نے اسے جانے دیا اور اسکو جاتا دیکھے وہ دونوں ایک سے اداس تھے۔

"ہم بھی نکلتے ہیں وکیل کی طرف"

آزاد نے نازلی کو مخاطب کیا اور خود روم سے کیز لینے کے ارادے سے پلٹا تو وہ فورا راستے میں آ کر اسے روک گئی، آزاد نے اسے ناراض نظروں میں لیا۔

"مجھے بنا ثبوت یقین آ گیا ہے کہ تم پورے میرے ہو"

نازلی نے اسکی ناراض آنکھوں میں دیکھتے آزاد کو کہا جو آگے سے مزید سرد نگاہیں ڈالتا گھورا۔

"ہاں۔ ثبوت نہیں تم گواہ کی باتوں پر ایمان لائی ہو۔ جب تم نے دیکھا کہ وہ میرا سگا بیٹا نہ ہو کر بھی کیسے مجھ پر یقین کر رہا ہے، تم نے بھی یقین کا احسان تھما دیا مجھے۔۔۔ ایسے

نہیں ہوتا میری جان، بہت دل دکھایا ہے تم نے، معاف نہیں کرنے والا اب تمہارے یقین کر لینے کے باوجود بھی"

آزاد نے اسکی خوش فہمی کافی روڈ ہوتے دور کی، نازلی نے افسردگی سے اسے دیکھا، محبت ثبوت اور گواہ نہیں مانگتی اور معاملہ انکا تھا بھی نہیں، بس وہ آزاد کو کسی کے ساتھ سوچ کر ہی پاگل ہو جاتی ہے اور یہ بتانا اس وقت اس ناراض شخص کو اسے جان جوکھم میں ڈالنا ہی لگا۔

"تو کیا چھوڑ دو گے مجھے؟"

وہ اتنی انٹنس نجانے کیوں ہو جاتی تھی۔

"جان لے لوں گا تمہاری اگر یہ بات دوبارہ کہی۔"

وہ غصے سے بولا، بازو سے پکڑے نازلی کو دبوچے اپنے قریب کیا۔

"تو پھر مجھے تڑپا کیوں رہے ہو؟"

وہ روہانسی اور شاکی ساتھ ہوئی۔

"کیونکہ تم تڑپتی ہوئی اچھی لگ رہی ہو۔ رپورٹ آنے کے بعد وہ ثبوت ہی منہ لگوں گا تمہارے۔ اب وہ زمانہ کہاں جب محبت ثبوتوں اور گواہوں کی محتاج نہ ہوا کرتی تھی"

وہ مسلسل نازلی کا کلیجہ سلگا رہا تھا اور مزید وہ اک لفظ بھی کہتا تو وہ شرطیہ رو پڑتی، آنکھیں آنسو تو ہو بھی گئیں۔

"ت۔۔ تم مجھے پھینک آؤ اگر اتنی بری ہوں"

وہ رونے لگی، آزاد نے اسے اپنے سینے سے لپٹا لیا پر ہنوز غصہ تھا۔

"رپورٹ آنے دو۔ پھر پھینک دوں گا۔۔۔ بیڈ پر اور ساتھ خود کو بھی تمہارے اوپر۔"

آزاد کی غصے کے باوجود ایسی بے باک پلاننگ سنے وہ کانپ کر مزید اس کے سینے میں چھپی اور وہ ناراض ہونے کے

باوجود نازلی کے جسم میں ہوتی فطری حرکت اور نمودار ہوتی حرارت پر اتنا تو جان گیا، وہ اب بھی نازلی پر ہر طرح حاوی ہے، یہ سوچ جناب کو زرا نازلی پر رحم کرنے پر مجبور کر گئی، وہ گلے لگائی گئی تھی روٹھ کر بھی یہ نازلی کے لیے بھی کچھ سانس آسان کر گیا۔

جبکہ دوسری جانب ایدا اور عالیان پورا دن کمپنی میں ہوتی انکوائری میں ہی بزی رہے، ساری تفتیش ہو رہی تھی مگر فی الحال مجرم کی نشاندہی نہیں ہوئی تھی، لیکن لگ یہی رہا تھا جلد کوئی سراغ مل جانے والا ہے۔

.._____..

وہ گھر لوٹ گیا تھا، چینج کیے، اپنے بنگلے کے قریب ہی بنے ایک ریوور سائیڈ ریسٹورنٹ چلا گیا کیونکہ اسکا دم گھٹ رہا تھا، اپنے لیے ایک کووفی آرڈر کرے باران نے اپنا فون میز کی سطح پر رکھا اور دِلارہ کے کال کرنے کا انتظار ٹھیک ویسے کرنے لگا جیسے اس لڑکی کو کروایا۔

دلارہ کی کنڈیشن رات تک سٹیبل بھی ہوئی اور وہ ہوش و حواس میں بھی آگئی، اسکا بی پی شوٹ ہوا تھا، لو وا میونٹی کا بھی ایشو سامنے آیا تھا اور سٹریس سے دماغی شریانوں میں ہلکی سی سوجن ہونے کے سبب بھی یہ بلیڈنگ ہوئی جسکے لیے اسے ہائی انجکشن لگے تھے، اس نے ہوش میں آتے ہی

پہلے اپنا فون بی سے لیا، عیشاء اور عزیزے کی جان میں جان تو آگئی پر دِلارہ مینٹلی بہت ویک ہو گئی ہے یہ ان دو کو ڈاکٹر نے بتا کر پھر خوفزدہ کر دیا۔

بریمن کا وقت انقرہ سے دو گھنٹے پیچھے تھا، انقرہ میں اس وقت لگ بھگ رات کے سات ہو رہے تھے جبکہ بریمن میں شام کے پانچ، اور وہ چار بجے سے اس ریوور سائیڈ ریسٹورنٹ میں ایک لاسٹ ٹیبل چوز کیے بیٹھا بھوکا پیاسا کووفی کے چار کپ پی چکا تھا اور جب پانچواں آرڈر کرنے لگا تبھی اسے اپنے فون سکرین پر دِلارہ لکھا نظر آیا وہ بھی وڈیو کالنگ کرتے ہوئے۔

اس نے آرڈر کینسل کرتے فوری کال پک کی۔

وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے تکیوں کے پہاڑ سے لگی نیم دراز بیٹھی تھی، آج اسے ہوسپٹل رکنا تھا کیونکہ ڈاکٹرز اسکی کنڈیشن چوبیس گھنٹے ایگزامن کرنا چاہتے تھے کیونکہ انکے بقول ابھی دِلارہ مکمل ٹھیک نہ تھی۔

باران نے فوری فون سامنے کیا تو جلتی آنکھیں فون سکرین پر نظر آتی دِلارہ کو دیکھے ٹھنڈی ہوئیں پر یہ کیفیت لمحے بھر کی تھی، وہ بہت زیادہ ویک لگ رہی تھی، اسکی آنکھوں میں جمع درد بھانپتے وہ خود ہی بولنے کا سوچنے لگی کہ بتادے وہ ٹھیک ہے۔

"مجھے ایک گھنٹے تک سزا دی ناں کس نہ کرنے کی؟ مس عیشاء کو نوٹیفکیشن ملا تمہاری فلائیٹ کا وہ بھی گھنٹے بعد۔ مجھے نہیں ملا۔ اتنا ناراض نہیں ہوتے، اپنے کہے پر عمل کرتے ہیں۔ اب تم بڑے ہو گئے ہو باران، اپنی ذمہ داریوں کو سیریس لینا سیکھو"

وہ کال لگتے ہی درد بھرے نقاہت خیز لہجے میں شکائیت کر اٹھی اور باران نے سکرین مزید نزدیک کرتے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟"

وہ اسکے سوالوں کو سن ہی نہ پایا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا مجھے۔ ان لوگوں نے خوامخواہ تمہیں پریشان کیا۔ بس مائنر سا بی پی شوٹ کیا تھا سچ میں۔"

وہ خود کو بیمار نہ پیش کرنے کے پورے جتن کر رہی تھی پر باران سے کوئی پوچھتا کہ مرتے مرتے ہچکی بھر کر پھر سے سانس لینے کی کیفیت کیسی ہوتی ہے۔ بلکل ایسی کہ اسے سب ختم محسوس ہو رہا تھا اور اچانک سے وہ کال کرے وڈیو پر سامنے نظر آئی، آنکھوں میں پھر سے دھول جھونکتی ہوئی، باران نے اسکی سوجھی سرخ درد

میں لپیٹی آنکھیں دیکھ لیں، اسے اب خود دلارہ بھی مطمئین نہیں کر سکتی تھی۔

"ساڑھے سترہ سال کی عمر میں بی پی شوٹ۔ تم مجھے بہلا رہی ہو یا خود کو۔ جب پوچھا تھا

کہ میں جاوں، تب کیوں گریبان سے پکڑ کر نہیں روکا تم نے دِلارہ، میرا تو دماغ فارغ ہو جاتا ہے کبھی کبھی، تم تو سمجھدار ہو۔ ابھی تمہاری کال نہ آتی تو میری حالت سنورنے لائق بھی نہ رہتی۔ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا۔ حالت دیکھو اپنی تم۔ میرا دل چاہ رہا ہے کھڑے کھڑے زمین نگل لے مجھے۔ اتنی شرمندگی ہے کہ تمہیں کس نہج پر لے آئی مجھ سے اٹیچمنٹ۔ مجھے خود پر افسوس ہے"

وہ سب کہہ سکتا تھا مگر وہ اپنے اور دلارہ کے

رشتے، تعلق یا پیار پر افسوس کرتا، یہ اس سے برداشت نہ تھا۔

"تم سے اٹیچمنٹ مار بھی دے تو غم نہیں۔ بس تم میرے مرنے سے پہلے مجھے اک بار پورے مل جانا۔ یہ تو رہا سچ۔۔ اور جھوٹ بھی سنو۔ اتنے بھی تم حور پرے نہیں کہ میں تمہاری جدائی میں مر کھپ جاوں۔"

وہ جان لے کر جینے پر مجبور کر رہی تھی، بہت ظالم تھی، وہ مسکرا نہ سکا اور اس نے کیمرہ پھیر دیا، وہ اس وقت ریور

سائیڈ ریسٹورنٹ کی آخری ٹیبل پر بیٹھا تھا، دِلارہ نے اسکے کیمرہ پھیرنے پر سکرین میں نظر آتے رات کے باوجود چمکتے ریورویو کو غمگین نظروں سے دیکھا۔

"مجھے یہ ریوورد یکھانے کے کتنے پیسے لوگے ؟"

دِلارہ نے اداس سا ہوتے سوال کیا پر وہ شاید اپنی آنکھیں چھپانے پر لگا تھا، اسکے حرکت کرتے ہاتھ سے کیمرہ بھی ہل رہا تھا، وہ ناک کھینچ رہا تھا یہ بھی دِلارہ نے سنا، وہ پھر سے دل ڈوبتا محسوس کرنے لگی، انگ انگ دماغ کا اذیت دینے لگا۔

"باران۔ خود پر کیمرہ کرو۔ ورنہ میں کال بند کر رہی ہوں۔"

دِلارہ نے اسے آخری بار وارن کیا تو باران نے ایک کلک سے کیمرہ اپنی طرف کیا، دِلارہ نے بغور فون اپنے قریب کرتے اس کے چہرے کا جائزہ لیا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔ تمہیں مس نہیں کر رہی نہ پریشان ہوں۔ دیکھو

I am smiling۔

ایسے اترے چہرے اور خفا آنکھوں سے مت دیکھو مجھے، زیادہ احساس دلا رہی ہیں یہ دور ہونے کا"

وہ بہت جبر سے مسکرائی پر اسکی آنکھیں چیخ چیخ کر باران سے سچ کہہ رہی تھیں۔

"تمہیں کچھ کہنا تھا ناں مجھ سے؟ بتاو۔ شاید جکڑا ہوا سینہ کچھ درد سے نکل آئے۔ اب یہ مت کہنا وڈیو کال پر نہیں، آڈیو کال پر کہوں گی۔ میں صرف وڈیو کال ہی چاہتا ہوں۔ ہمیشہ۔ میں صرف تمہاری آواز سننا نہیں چاہتا دلارہ۔ ٹیل می"

وہ اسے مشکل میں ڈال رہا تھا، اور وہ باران کے کہے کو کیسے ٹال سکتی تھی، اب کی بار کیمرہ اس نے پھیرا اور اپنا ہاتھ دیکھایا جہاں کینولا سرنج لگی تھی، دِلارہ کا ہاتھ دیکھتے باران نے آنکھیں زور سے بند کیے کھولیں۔

"ہاتھ سے ہٹاو کمیرہ پلیز"

وہ شاید برداشت نہ کر سکا تبھی دِلارہ نے اپنے اس لگژری روم کی طرف کیمرہ کیا، خاص کر وہ ونڈو جہاں سے بہت پیارا ویو دیکھائی دے رہا تھا۔

"بولو دِلارہ، میں کچھ ہفتے تک واپس نہیں آسکتا ایک ایشو کی وجہ سے۔ پلیز ٹیل می۔ خود پر کیمرہ کرو۔ مجھے نہیں دیکھنا تمہارے سوا کچھ"

وہ برہمی سے غرایا تو دِلارہ نے فوراً کیمرہ اپنی طرف کیے گھوری دی۔

"شروع کس نے کیا تھا پہلے یہ والا اریٹیٹنگ کام؟"

وہ سرد مہری سے بولی۔

"تو کیا بدلا لینا ضروری ہوتا ہے؟"

وہ شکوہ کناں ہوا تو وہ تھکا سا مسکرا دی۔

"سرجری کب ہے اس بچی کی؟"

دِلارہ نے بات بدل دی، وہ ٹوٹی بکھری ہوئی تھی، ایسے میں دل کی بات کیسے بتا پاتی۔

"رات میں ہے۔ تم سے کیا پوچھ رہا ہوں؟"

وہ پھر چڑنے لگا۔

"مجھے یہی کہنا تھا تم سے کہ میں بہت سٹرونگ ہوں۔ میں کسی کے لائف میں آنے جانے سے متاثر نہیں ہوتی۔ تم میری فکر مت کرنا، میں اپنا خیال رکھوں گی۔ ہاں تم بہت یاد آرہے ہو لیکن یہ وڈیو کال بہت زیادہ سپورٹیو چیز

ہے۔ میں ایڈجسٹ کرلوں گی اس پر۔ع۔۔عادت بنالوں گی۔ یہ بی پی شوٹ کسی اور وجہ سے ہوا ہو گا۔ تمہیں پتا ہے ناں ایگزامز ہیں۔ بس انکا سٹریس تھا"

وہ سارے جھوٹ کہتی گئی اور وہ سنتا رہا، خاموش نظروں سے کہ اس پر وہ لڑکی اب بھی رحم نہیں کھا رہی۔

"میرے دور چلے جانے پر کچھ نہیں ہوا تمہیں واقعی؟"

باران جانتا تھا یہ سوال سراسر ظلم ہے پر وہ کر بیٹھا، دِلارہ بھی تو کر رہی تھی۔

"سانس نہیں لیا جا رہا، باقی کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے"

وہ بھیگی آنکھوں سے ہی اس سہولت پر مسکرادی، کسی کا دھڑکتا دل کند چھری سے کٹا تھا۔

"میں کال بند کر دوں؟ اگر تم نے ایسے ہی میرے ٹکرے کرنے ہیں؟"

وہ رحم طلبی پر اترا، دلارہ نے اسے ناراض سی نظروں میں بھرا۔

"کب آو گے انقرہ؟"

وہ آواز جوڑتی بہت مدھم سا بولی، جیسے وہ پاس ہو اور وہ تڑپ کر سرگوشی کر گئی ہو۔

"کچھ پتا نہیں۔"

وہ سفاکیت سے بولا، اس ظالم سے دل بھی نہ رکھا گیا۔

"بارا۔۔باران"

وہ پھر سے کانپتی آواز سے پکاری تو باران کے دل پر ضرب لگی۔

"میں ایگزامز دیتے ہی تمہارے پاس آجاوں؟"

اب کی بار وہ کچھ حوصلے سے بولی اور باران اسے یہاں لانا اب ہرگز نہیں چاہتا تھا خاص کر امارہ اور توتکن جیسے لوگوں کے بیچ۔

"وڈیو کال کریں گے ناں۔ ایڈجسٹ کر لینا۔ جب بھی آیا پورا تمہیں ملنے کے لیے ہی آوں گا لیکن کب یہ نہیں جانتا۔ تم یہاں مت آنا۔ میں یہاں کچھ مسئلوں کا شکار ہو گیا ہوں۔ جو میں کسی سے شئیر نہیں کر سکتا۔ نہ تم پوچھنا۔ لیکن یہ شہر تمہارے لیے کسی طرح سیو نہیں تو کوئی پاگل پن مت کرنا دلارہ۔ وہاں رہ کر تم محفوظ رہو گی۔ مجھ سے بھی"

وہ اسے سراسر منع کرتا اختتام جن تین جگر چھلنی لفظوں سے کر گیا وہ دِلارہ نے امید نہیں کیے تھے۔

"ت۔۔ تم سے محفوظ ک۔ کیوں باران؟"

وہ رونا نہیں چاہتی تھی پر اس شخص کے یہ تین لفظ اسے رلا گئے تھے۔

"بس کہہ دیا ناں۔ تم مجھ سے فزیکلی بہت دور آباد ہو یہ تمہاری سیفٹی ہے۔ ایکسپلین نہیں کر سکتا۔ کچھ باتیں دل میں رکھنے سے دل واقعی پھٹ جاتا ہے دِلارہ، میں نے تم سے پیار کا اظہار تو کر دیا لیکن مجھے لگتا ہے مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تمہاری اس حالت کو دیکھنے کے بعد میں تم سے نظریں بہت مشکل سے ملا پا رہا ہوں۔ جس انسان کی صرف ایموشنل اٹیچمنٹ تمہیں یہاں تک لے آئی، اس انسان

کے ساتھ فزیکل یا مینٹل اٹیچمنٹ تمہیں مار ڈالے گی۔ تو میرا یہاں آنا بہتر ہے۔"

وہ سارے فیصلے خود کر رہا تھا، اور وہ کچھ نہ بولی، اسے کوئی احتجاج سمجھ ہی نہ آیا، بس وہ سر ہلا گئی کہ جیسے وہ کہے، وہ لڑکی راضی۔

"مجھے دوبارہ کال مت کرنا۔ میں بھی نہیں کروں گی۔ میں اس ایموشنل اٹیچمنٹ کا گلا گھونٹتی ہوں۔ تم بس پر سکون رہو۔"

وہ اسکی جان جھٹکے سے کھینچ گئی۔

"دِلارہ کال بند مت کرنا"

وہ اسے تنبیہہ کیے روکنے لگا۔

"تم میرا چلتا دل روک دو اور میں ک۔۔کال بھی بند نہ کروں؟"

وہ سرخ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے لڑ پڑی، آخر کس قسم کا ناانصاف انسان تھا وہ۔

"آئی ایم سوری"

باران کے ہاتھ پیر پھولے پر وہ آنکھیں جھکا کر آنسو بہانے لگی، اور سزا دے رہی تھی کہ وہ شخص اسکے آنسو دیکھ کر برداشت کرے۔

"مجھے تمہارا سوری نہیں چاہیے۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ تم بس میری بات مان لو بھلے وہ جھوٹ ہو یا سچ۔ میں رہ کر دیکھاوں گی تمہیں تمہارے بنا۔ اپنے مسائل حل کرو مطمئین ہو کر۔"

وہ ہنوز آنکھیں جھکائے بیٹھی تھی اور باران کو لگا وہ بول نہیں پائے گا، آواز لرز جائے گی۔

"I love You Dilara"

بس یہی بھاری آواز میں تین لفظ کہے اس نے جھگڑا ہی سمیٹ دیا، دِلارہ نے فوراچہرہ اوپر اٹھائے باران کو دیکھا۔

"مجھے بھی پیار میں ڈال کر چھوڑو گے کیا؟ چھوڑ دیا ہے بلکہ۔۔"

اک آنسو دلارہ کی آنکھ سے بہہ نکلا پر وہ یہ کہتے بہت حوصلے میں لگی جبکہ ایسا ہی جواب باران نے چاہا تھا، اسکی آنکھوں میں سرخائی گھل آئی۔

"دوبارہ ایسے نہ دیکھوں تمہیں۔ تم سے میرا سر درد تک برداشت نہیں اور یہاں میرا پورا سینہ تکلیف میں ہے تمہیں ایسے بے بس دیکھ کر۔ ہم بہت جلد ملیں گے آئی پرامس دلارہ،"

وہ اسکی اس بار سچی مسکراہٹ کا سبب بنا، وہ کھل اٹھی، آہ وہ معصوم لوگ جو بچھڑ جانے والوں کے وعدوں پر یقین کر لیتے ہیں۔

"تم مجھ سے اپنی پرابلم شئیر کر لینا۔ میں ٹھیک ہو جاوں گی۔ اگر تم نے خود کو کبھی بھی اکیلا سمجھا یا کیا تو میں بھی خود کو اکیلا کر کے رکھ دوں گی۔"

وہ اسے حکم دے رہی تھی، جو باران پر فرض تھا کہ مانے، نہ مانتا تو اسکے اس محبت کے دعوے کی توھین ہوتی۔

"اوکے میں شئیر کروں گا۔پہلے تم گھر پہنچ لو۔ہر چیز بتاوں گا۔ناو سمائیل"

دِلارہ کو اسکے مان جانے پر پیار تو آیا پر ابھی وہ مسکرا نہیں سکتی تھی، اسے باران کی مضبوطی بننا تھا اور وہ کمزوری ثابت ہو رہی تھی، اس شخص کو ہلکان کر دینے کا سبب بنی تھی۔

"تم میرا ہاتھ پکڑ کر کہتے کہ سمائیل۔ نہ بھی آ رہی ہوتی تو میں کر دیتی پر ابھی نہیں کر پاؤں گی۔ تم سمجھ لو دِلارہ مجبور ہے"

وہ اس سے سچ سچ سب کہہ دیتی تھی، جیسے نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے باران کو احساس دلایا کہ وہ اسکے لیے محبت سے کتنی بھر گئی ہے۔

"تم مجبور نہیں ہو، ایسا دوبارہ مت کہنا۔ میں ہاتھ پکڑ کر سمائیل کرنے کا نہیں کہوں گا، سمائیل کرواوں گا۔ تم ٹنشن ہی نہ لو۔ ابھی رئلکس ہو جاو۔ اپنے بال ٹھیک کرو، بکھرے اچھے نہیں لگ رہے"

باران کے کہنے کی دیر تھی کہ دِلارہ نے دونوں اطراف بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیرے انکو سہلایا اور اس لڑکی کے کہنا مان جانے کی ٹھنڈک اس پار جلتے سینے تک ارسال ہوئی۔

"خود کو بھی ٹھیک کرو۔ بکھری اچھی نہیں لگ رہی ہو"

اس بار وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرادی، یہ پہلی بار تھا کہ وہ زرا سکون دیتا مسکرائی ورنہ تو مسکرا کر بھی باران کو درد دے رہی تھی۔

"جتنا مجھ سے ٹھیک کرنا ممکن ہو گا اتنا ہی کروں گی ناں۔ جو ممکن نہیں وہ کرنے کا مت کہو، تھک جاوں گی۔ اور فی الحال میری تھکن اترنے کا کوئی سامان بھی نہیں ہے میرے پاس تم جیسا"

وہ پھر سے اس سے نظریں ہٹا گئی، باران نے گہرا سانس بھرا اور اسے بس دیکھتا رہا، لفظ تو وہ سارے چھین لیتی تھی۔

"عیشاء کو موقع دو۔ وہ میری دِلارہ کی تھکن ممکن ہے کچھ کم کر دے"

باران کے بہت دیر بعد بول پانے پر وہ تاسف بھری نگاہیں پھر باران پر جما گئی۔

یہ آج دوسری بار تھا جب اس نے دِلارہ پر اپنا ہونے کی ملکیت جتائی تھی۔

"تمہاری دِلارہ؟ خرید لی ہے کیا تم نے؟"

وہ اس استحقاق کو سہہ نہ سکی، اتنے دور بیٹھ کر کوئی ایسے حق جتائے تو خون بڑھنے کے بجائے جلتا ہے، جان جاتی ہے۔

"ہاں۔ زندگی میں پہلی بار ایسا لگ رہا ہے کہ میرا بھی کوئی ہے۔"

وہ باز نہ آیا مسلسل دِلارہ کو اسکی ویلیو بتانے سے، وہ جذباتی ہونے لگی، دل بھر آیا۔

"م۔میری بات کر رہے ہو؟"

وہ اتنی پاگل تھی، یقین دہانی کے لیے تڑپ اٹھی حالانکہ وہ صاف صاف بتا چکا تھا وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

"اور کسی میں دم ہے کیا؟"

وہ الٹا سوال کرے اسے اداس سہی پر مسکراہٹ دینے میں کامیاب ہوا۔

"تم سے فزیکلی یا مینٹلی اٹیچمنٹ مجھے کبھی نقصان نہیں دے گی یہ بات میں کہہ رہی ہوں تو اسے یاد رکھنا، نہ ایموشنلی اٹیچمنٹ نے دی۔ تم نے مجھے ٹریٹ ہی ایسے کیا کہ میں تمہارے خود قریب آکر آباد ہو گئی جیسے کسی مدت سے بھٹکتے بنجارے کو گھر مل گیا ہو۔ تمہارا میری کسی تکلیف میں ہاتھ نہیں ہے باران، تم سکون ہو میرا"

وہ جانتی تھی وہ ذہنی طور پر اس سے زیادہ کمزور ہے، وہ دگنا تڑپ رہا ہے تبھی وہ چاہتی تھی جو اسے سکون دے رہا ہے، وہ بھی اسکی تھوڑی سہی راحت بنے اور وہ اپنی زندگی کی سینتیس بہاریں گزار دینے کے بعد کسی کا سکون بنا تھا کہ

انگ انگ میں اس اعتراف نے نشاط بھر دیا، اسے نہیں لگتا تھا وہ کبھی کسی کے لیے سکون بنے گا لیکن اس چھوٹی سی لڑکی نے اسے اپنا سکون قرار دے کر اسے جیسے نئی زندگی کے اول لمحے جیسا نیا کر دیا تھا، وہ پھر سے کچھ نہ بول پایا پر اس نے دل و جان سے خود کو دِلارہ کا سکون مان لیا یہ اسکی بھیگ سی جاتی سرخ آنکھوں کے گوشوں تک اترے درد سے دِلارہ سمجھ گئی تھی۔

"ہمم۔اب خود کو تمہاری تکلیف کبھی نہیں کہوں گا"

وہ بہت مشکل سے بول سکا تھا۔

"سوچنا بھی مت ایسا"

وہ صرف بولنے کا نہیں، ایسا سوچنے کو بھی ممنوع کر دینا چاہتی تھی اور وہ ملکہ کے کہے کا غلام سر خم کر گیا۔

"ایک کس تک کرنے نہیں دی تم نے مجھے"

وہ یکدم جیسے اک ٹرانس سے نکلا تو وہ زرا درد سے نکلتی مسکائی۔

"تھینک گارڈ نہیں کرنے دی، مجھے اپنے فیصلوں پر ناز ہے۔"

وہ شرارت پر اتری تو باران کا منہ بنا۔

"کیا اتنا برا لوور ہوں جو ایسا کہہ رہی ہو؟"

وہ دل پر بات لے گیا۔

"نہیں پر میرے قریب آتے ہوئے ڈراونے لگتے ہو"

دلارہ نے مزید تنگ کیا، باران اسی پر خوش تھا وہ زرانارمل تو ہوئی ہے۔

"تم ایسے ڈراونے لوور کو سکون کہو گی تو وہ فیوچر میں لمحہ بہ لمحہ تمہیں ڈرائے گا، تڑپائے گا۔ جان لے گا تمہاری"

باران نے اسے اس وقت کا حوالہ دیا جس بارے سوچنا بھی دِلارہ کے اندر بہار رائج کر گیا۔

"ڈرالینا۔ تڑپالینا۔ جان بھی لے لینا۔ پر اب کی بار آنا تو اکیلے کسی سفر پر واپس مت جانا۔ مجھے تم کافی ہو۔ تمہارے سوا کوئی نہیں چاہیے۔ سب نظر آنا بندہ۔۔ ہو گیا ہے"

وہ روئی نہیں باقی سب کیا، ہچکیوں کی زد میں کانپتی ٹوٹی بھیگی آواز سے اپنی تکلیف کا احساس دلا کر باران کو کہیں کا نہ چھوڑا۔

"I miss you"

وہ پھر اسکے محبت سے کہنے پر روہانسی ہوئی۔

"Miss u too..."

وہ دگنی محبت سے بولا تو جیسے وہ گلاب ہوئی۔

"روز مجھ سے بہت سی باتیں کرنا، میں ٹھیک رہوں گی۔ اب تم کچھ کھالو، مجھے بھی ان لوگوں نے دیکھو ڈرپ چڑھائی تھی کوئی میں تو فل فیل کر رہی ہوں۔ میں دیکھتی ہوں تمہیں کھاتے ہوئے کیونکہ پتا ہے تم بھی صبح سے بھوکے پیاسے ہی ہوگے۔ تمہیں دیکھتے دیکھتے سو جاوں گی آنکھیں بھاری ہو رہی ہیں"

دِلارہ نے اسے پیار سے کہا تو باران نے ویٹر کو کچھ ہلکا سا ڈنر لانے کے لیے آرڈر دیا اور بس وہ کھلتی بند ہوتی آنکھوں

کے باوجود اسے ہی دیکھتی رہی، یہی اس لڑکی کے سکون کی ترجمانی کر رہا تھا۔

.._____..

"تمہارا بیٹا ملنے آیا ہے تم سے"

کسی جیل سٹاف کے ہی آدمی کی دی اطلاع پر ہاندے جو خاموش سی بیٹی تھی، اثبات میں سر ہلایا اور کچھ دیر تک وہ ایک آدمی کے ہمراہ میٹنگ روم تک پہنچی تو وہاں پہلے سے ٹیبل کے گرد لگی کرسی پر مرات کو بیٹھا دیکھے وہ آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھوٹتے قدم بڑھا کر جب اسکی طرف

آئی تو مرات بھی ماں کو اس حال میں دیکھ کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا، وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے دو مختلف انداز سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

ہاندے کی آنکھیں کافی حد تک تھکن اور تکلیف کے اثر میں ڈوبی تھیں تو مرات کے دل، دماغ اور آنکھوں سبکا حال برا تھا، کیا اسکی ماں واقعی اتنی ظالم ہے؟ کیا اسکی ماں بد کردار ہے، یہ وہ برچھیاں تھیں جو مرات کے سینے کو لہولہان کیے ہوئے تھیں اور یہاں وہ اپنا مرہم لینے نکل آیا تھا۔

"تو میرا بہن بھائی آنے والا ہے کیا مما؟"

مرات کی آنکھیں تکلیف میں تھیں البتہ چہرے پر
مسکراہٹ تھی، لہجہ زہر میں بجھا تیر جو ہدف صرف سامنے
والا کا سینہ چن چکا تھا۔

"تم اس معاملے سے دور رہو مرات۔ تم یہاں کیا لینے
آئے ہو۔ تمہیں ویسے تو ہم سے ملنے کا وقت نہیں ملتا، نہ
تمہیں ماں سے کوئی لگاو ہے، اور جب نہیں آنا چاہیے تب
دوڑے آئے ہو۔ آزاد نے بلایا ہے تمہیں کیا۔ اب تک
تمہارے اندر میرے لیے زہر بھی بھر چکا ہو گا وہ
انسان۔ آخر کو اسکا حق بنتا ہے اب مجھ سے ایک ایک چیز کا
بدلہ لے"

ہاندے نے اسکی طرف بڑھ کر اسے تھامنا چاہا جب وہ گریز برتتا ہاتھ کے اشارے سے ہاندے کو خود سے دور ہی رک جانے کا کہہ کر روک گیا، جب تک ہاندے اس بچے کی سچائی نہ کھول دیتی، یہ سامنے کھڑی عورت اسکی کچھ نہ تھی۔

"مجھے آپ بس اتنا بتا دیں یہ جو بچے کا شوشہ چھوڑا ہے، یہ واقعی آزاد یلدرم کا ہے یا کوئی تیسرا کھلاڑی آ گیا کہانی میں۔ آپکو میری قسم جھوٹ مت بولیے گا مما۔ میری نظروں میں آپ آسمان ہیں، یہ آسمان اگر زمین کی ساتویں تہہ بن گیا تو میری سانس سانس مجھے اذیت دے گی"

وہ آنکھوں میں سرخی و غصہ ساتھ بھرے ہاندے کے دماغ پر اپنے حتمی لب و لہجے سے ہتھوڑے ہی تو برسا گیا، ہاندے کی آنکھیں بھی سرخ پڑیں، وہ مرات کے ایسے لب و لہجے کی کہاں عادی تھی۔

"کیا تم ا۔۔ اپنے اصل بابا کے بارے جان گئے؟"

ہاندے نے کپکپاتے ہاتھوں میں مرات کا چہرہ تھامنا چاہا جب اس نے ہاندے کے دونوں ہاتھ پکڑ کر خود سے دور کر دیے، اسے ابھی ہاندے کا چھونا اذیت پہنچا رہا تھا۔

"مما خدا کے لیے میری برداشت کا امتحان مت لیں۔ مجھے سچ سچ بتائیں کیا آپ واقعی امید سے ہیں؟ کیا آپ نے میرے سگے بابا ایمر کے ساتھ ساتھ آزاد بابا کو بھی دھوکہ دیا ہے؟"

مرات کی آواز سخت اور اونچی ہو گئی، جبکہ ہاندے نے افسوس سے سر ہلاتے مرات کو دیکھا، وہ مرات کو کھونا نہیں چاہتی تھی تبھی اس نے ایک جھوٹ گڑھنے کا فیصلہ کیا۔

"م۔ میں آزاد کو آخری سانس تک اسکی نازلی سے دور رکھنا چاہتی تھی۔ جب اسکی یاداشت واپس آئی تبھی مجھے ڈر لگنے

لگا کہ اب اس آدمی کی اذیت ختم ہو جائے گی، یہ اپنی محبت اور فیملی کے پاس واپس لوٹ جائے گا اور میں ہمیشہ کے لیے تڑپتی جلتی سلگتی رہ جاوں گی، میرے حصے میں ایمر کی قبر رہ جائے گی۔ میں ایسا نہیں چاہتی تھی کیونکہ ایمر ہم سے اس بدبخت کی وجہ سے چھن گیا۔ تو آزاد یلدرم پر کیونکر کوئی سکھ یا خوشی حلال ہو سکتی تھی۔ تبھی میں نے آزاد کو ایک آخری سزا دینے کا فیصلہ کیا جسکا اثر تب تک اس پر رہتا جب تک وہ زندہ رہے"

ہاندے نے اپنی کہانی ابھی تک کی سچی کہانی مرات کے سامنے کہہ دی، اس وقت ہاندے کی آنکھوں میں تکلیف

تھی، جلن تھی، بہت ساری اذیت تھی جو یہ سب بتانے کے بعد اس نے مرات کی آنکھوں میں بھی بھر دی۔

"میں نے آزاد سے کبھی بچے کو نہیں چاہا تھا نہ کوئی رشتہ بنانے کی کبھی آرزو کی، ہمارے بیچ کوئی رشتہ کبھی نہیں جڑ سکا نہ خدا گواہ ہے میرے اندر تمہارے سگے بابا کے علاوہ کسی کا خیال یا طلب جاگی ہو۔ لیکن اسکی آسانیوں کو اس پر سے ختم کرنے کے لیے میں نے آزاد کو ایک ایسی ڈرگ دی جسکو لینے کے بعد وہ سب وہی کرتا جو میں کہتی، اور اس بارے اسے کبھی بھی یاد نہ آنے والا تھا۔ یہ بہت ہائیلی اور ایڈوانس ڈرگ تھی جو ابھی مارکٹ میں مکمل طور پر سیل

ہونا بھی شروع نہیں ہوئی۔ اسکی ایک ڈوز اسے دینے کے بعد میں نے بہت مجبور ہو کر اپنے ایمر سے ایک اور بے وفائی کر دی اور آزاد اور خود کے ناچاہتے ہوئے بھی اس سے اپنا رشتہ بنایا، جس بارے اسے کبھی یاد بھی نہیں آئے گا۔ میں آزاد کو ساری زندگی سکھ سے محروم رکھنا چاہتی تھی، اس کی وجہ سے میرا ایمر۔۔۔"

اس سے پہلے ہاندے یہ سب مزید بکواس کرتی، مرات چینخا، وہ مزید یہ سب سننے کی ہمت نہیں رکھتا تھا، وہ کیسی ماں تھی، اپنے بیٹے سے یہ سب کہہ رہی تھی جو اولاد کے لئے سننا اور سہنا ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

ہاندے نے ڈرگ والا آدھا جھوٹ کہا کیونکہ ایسا سیم نہیں ہوا تھا، وہ ایک آزاد خیال اور بے باک عورت تھی جسکے چاہنے والوں کی لمبی فہرست تھی اور یہ بچہ ہاندے کی فسٹریشن کا انجام تھا، ایک ایسے پرانے یونی فرینڈ کا جس سے وہ ایمرسے پہلے ملی تھی جسکی بیوی اور بیٹی کا کچھ ماہ پہلے ہی بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا، دل جوئی کے چکر میں ہاندے نے کچھ دن اس آدمی کے ساتھ گزارے تھے، اور کب وہ اتنے قریب آگئے کہ رشتوں کا تقدس بھول گئے، خبر تو تب ہوتی ہے جب پانی سر سے گزر جائے لیکن ہاندے نے ڈبل گیم کھیلنے کا سوچا کہ اب امید سے ہو ہی گئی ہے اور بے

یارومددگار بھی ہے تو کیوں ناں اسی بچے کو استعمال کر لیا جائے۔ جبکہ ڈر گز کی بات تھی تو سچ لیکن اس ڈر گز سے وہ آزاد کو قابو نہیں کر سکی تھی نہ کسی ڈرگ میں اتنی پاور ہے کہ وہ ایک مرد کو اتنا بے بس کر دے، کم از کم آزاد یلدرم ان کچے ذہن کے مردوں میں شمار نہیں ہوتا تھا۔

"بس مما۔۔۔بابا نے دوستی میں جو کیا، آپکو تو رشک ہونا چاہیے تھا۔ ایسا کوئی نہیں کر سکتا اور آزاد بابا نے جو چوبیس سال آپکی قید سہنے کے باوجود مجھے اپنے دل سے لگا کر میری پرورش کی اسے دیکھنے کے بعد بھی آپکے اندر کی نفرت کم نہ ہوئی؟ کس قسم کی عورت ہیں آپ۔ اللہ کا شکر کرنے

کے بجائے کہ آپکو آزاد یلدرم جیسا ہمسفر ملا اور آپکے بیٹے کو ایک بہترین باپ کا سایہ، آپ تاعمر اس معصوم شخص کو تکلیف دینے کی سازشیں کرتی رہیں۔ جسے تو خود ایمر کے اپنی جگہ جا کر جان دینے کی خبر بہت بعد میں ہوئی، آزاد بابا کی زندگی تھی تبھی وہ بچ گئے، میرے بابا ایمر کی زندگی نہیں تھی تبھی وہ قربان ہو گئے۔ یہ بات سمجھنے کے بجائے آپ نے آزاد یلدرم کے ساتھ اتنی گھٹیا حرکت کی؟ آپ نے اپنے جائز رشتے کی توھین کی ہے، آپ چاہتیں تو ایمر کی یادوں کو دل میں عزت و پیار سے رکھ کر آزاد یلدرم کو اسکی خوشی کے سنگ آزاد رکھتیں، شاید انکو خود ہی آپ سے لگاو

ہو جاتا اور آپکو یوں ان کو پانے کے لیے ڈر گز کا استعمال نہ کرنا پڑتا۔ لیکن اب مجھے تب تک آپ قبول نہیں ہیں جب تک یہ بچہ آپکے اندر رہے۔ بھلے یہ پھر آزاد یلدرم کا ہو یا جس کا بھی۔ اس بچے کا قصہ ختم کریں اور بابا کو بتائیں یہ انکا نہیں ہے میں آپکو یہاں سے باہر نکلوا کر اپنے ساتھ آئس لینڈ لے کر جاوں گا اور پھر آپ کا آزاد یلدرم سے کوئی تعلق نہیں رہے گا اور نہ آپ انکی زندگی میں کبھی بھی دخل دے سکیں گی۔۔۔ سمجھ گئیں۔؟ اس بچے کا راز ہمیشہ ہم دو کے بیچ رہے گا۔"

مرات نے اپنا فیصلہ سنایا تھا جس میں نہ وہ ردوبدل کرنے کے موڈ میں تھا نہ رعایت دینے کے جبکہ ہاندے غائب دماغی سے مرات کا منہ تک رہی تھی، کیا یہ اسی کا بیٹا تھا؟ یہ تو بلکل آزاد یلدرم اور ایمر جیسا تھا، ہاندے کو لگا اسکا کھیل صحیح معنوں میں ختم ہو گیا۔

"ابھی ہی تو موقع ملا ہے آزاد کی خوشیاں مکمل تباہ کرنے کا۔ اور تم مجھے پیچھے ہٹ جانے کا کہہ رہے ہو مرات؟"

ہاندے کو اپنی ہی اولاد سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ ایسی بات کہے گا۔

"وہ اپنی نازلی کے ساتھ خوش ہیں اور میں نے زندگی میں پہلی بار آزاد بابا کو سچ میں خوش دیکھا ہے۔ انکے ہم دو پر اتنے احسانات ہیں کہ ہم مر بھی جائیں تب بھی انکا صلہ نہیں لوٹا سکتے۔ ایمر کے مرنے کے بعد ہم دو بھی مر کھپ جاتے، خود بتائیں کہ انہوں نے کسی چیز کی کمی ہونے دی اتنے سال ہمیں۔ خود وہ مشین بنے رہے تاکہ آپکی خواہشیں پوری ہوں، میرا شاندار مستقبل ہو۔ اگر یہ بچہ سچ میں آزاد یلدرم کا ہے تو یہ انکی زندگی سے ساری خوشیاں کھا جائے گا اور میں انکے ساتھ ایسا ہونے نہیں دوں گا۔ جس شخص کے لیے میرے سگے بابا نے کسی کی پرواہ کیے بنا جان

واردی، اس شخص میں کچھ تو بات ہو گی کہ اسکے لیے کچھ بھی قربان کر دیا جاتا ہے۔ اور اب یہ بیٹا انکی خوشیوں کی ڈھال بنے گا مما، میں بتاوں گا کہ پیدائش کی طرح اک حق پرورش کا بھی ہوتا ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں آپ سے آپ کو اپنی کمی سے کبھی تکلیف نہیں دوں گا۔ آپکو شکائیت ہے ناں کہ میں پر ملتے ہی اڑ گیا، ایسا نہیں ہے۔ میں اپنے پیروں پر تبھی کھڑا ہو گیا پڑھائی کے ساتھ تا کہ آزادیلدرم کو سپورٹ کر سکوں۔ انکو بتا سکوں وہ میرے آئیڈیل ہیں۔ ایسا انسان جو اپنی ذات کی نفی کر کے دوسروں کو سکھ دے، اسکے لیے تو جان دینی بھی بہت کم ہے۔ میں آپکو

سمیٹ لوں گا مما، آپکو بابا کی یاد بھی نہیں آئے گی بس یہ ضد چھوڑ دیں۔ آپ میرا ساتھ دیں گی ناں۔ یہ سلسلہ ختم کریں، یہ سب برباد کر دے گا آپ سمیت سب کو۔۔۔ میں آزاد یلدرم کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ سن رہی ہیں ناں آپ مما؟"

مرات کی آنکھیں تو کبھی ہاندے پڑھ ہی نہ سکی، وہ دور رہا اور ہاندے دہری اذیت میں گرفتار ہو کر نا جانے کس کس سازش میں لگی رہی لیکن آج اسے ایسا لگا اگر اس نے آزاد کو مزید تکلیف دی تو وہ اپنا یہ بیٹا، اپنی اصل میراث کھو دے گی۔

ہاندے نے یوں ڈر کر مرات کو گلے لگایا جیسے اسے کھو دینے کا خیال، اس عورت کی روح دہلا گیا ہو، خود مرات کا دل پھٹ گیا، اسے اتنا بھروسہ مل گیا تھا کہ اسکی ماں ظالم ہے، سنگدل ہے اور بھلے پاگل بھی لیکن بدکردار نہیں ہے، ورنہ وہ کبھی یہ برداشت نہ کر پاتا، اور نہ ہاندے اسکا یہ بھرم توڑنے والی تھی، اس نے جو گناہ کیا وہ اسی پل اس گناہ سے توبہ کرا اٹھی۔

ہاندے اسکے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی، وہ باہر سے ہی سلامت تھی، اندر سے تو وہ بھی ختم ہو چکی تھی۔

"م۔۔میں تمہیں خود سے بہت دور پاتی تھی تو دل درد میں آجاتا تھا۔یہی سوچتی تھی ایمر تو اللہ نے لے لیا، آزاد وجہ بنا۔جبکہ تمہیں آزاد نے چھین لیا۔تم میرے بیٹے تھے پر آزاد سے زیادہ پیار کرتے تھے۔مجھ سے برداشت نہیں ہوتا تھا۔ایک یہ بھی وجہ تھی کہ میں آزاد کے لیے کبھی نرم نہیں ہو سکی۔مجھے معاف کر دوم۔۔مرات۔"

ہاندے کی حالت بہت زیادہ خراب تھی، وہ جیسے رو رہی تھی، مرات کو پریشان کر گئی، وہ باقاعدہ شکائیتیں کرتی بچوں کی طرح ہچکیاں بھرنے لگی اور مرات نے کبھی نہیں سوچا تھا وہ اپنی بولڈ، پر اعتماد بزنس وومین ماں کو کبھی یوں

اپنے لیے ترسا ہوئے پائے گا، اسے خود پر افسوس ہوا کہ نہ وہ ماں کی طرف سے لاپرواہی برتتا، نہ یہ دن آتا۔

"کر دوں گا۔ جب آپ اس بچے کا ٹاپک کلوز کریں گی۔ آپ کہیں کہ آپ امید سے نہیں اور یہ بھی کہ جھوٹ بولا آپ نے۔ ہم مل کر اس بچے کا خیال رکھیں گے۔ میں بابا کو انکی نازلی سے کسی بھی وجہ سے دور ہونے نہیں دے سکتا۔ آپ ساتھ دیں گی ناں میرا؟"

مرات نے تاسف سے ہاندے کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا تو وہ بھیگی آنکھوں سے مرات کو دیکھے شرمندگی سے سر ہلا گئی۔

" آزاد یلدرم کل ہی اپنا کیس واپس لیں گے، پھر آپ یہاں سے نکل جائیں گی اور میرے ساتھ واپس چلیں گی۔ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ اگر یہ بچہ آزاد یلدرم کا نہ ہوتا یقین کریں میں اپنی نس کاٹ لیتا لیکن یہ برداشت نہ کر پاتا کہ انتقام کے لیے میری مما اس قدر گر گئیں۔"

مرات نے اپنی تکلیف جب کہی، ہاندے کا دل بھر آیا، اس نے پھر سے مرات کو اپنے گلے لگایا کہ اسکے جھوٹ نے اسکے بچے کی جان بچائی پر درحقیقت ہاندے کو خود اپنے وجود سے گھن آنے لگی، پھر یکدم اسکے آگ لگے دل میں سکون بھر رہا تھا پھر یکدم ہاندے شدید درد پر کراہی، مرات نے

اسکو بمشکل سنبھالا پرہاندے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے بری طرح کراہ اٹھی۔

مرات نے وہیں کے سٹاف کو آواز دی اور ہاندے کے شدید درد کے پیش نظر تھانے کے طبعی سٹاف نے فورا مرات کے کہنے پر ہاندے کو ایگزامن کیا جبکہ دوسری طرف آزاد اور نازلی وکیل کے پاس پہنچے، ابھی وہ لوگ کل بچے کے ڈی این اے ٹیسٹ کے بارے پلین ہی کر رہے تھے جب وکیل کو کال گئی کہ ہاندے نے اپنا بچہ کھو دیا ہے۔

یہ خبر آزاد اور نازلی پر کئی طرح کی تکلیف اتار گئی، یعنی بچے کی خبر جھوٹ نہ تھی، ٹیسٹ کی اپیل تو اب ہو ہی نہیں سکتی

تھی لیکن بہر حال آزاد اور نازلی کے بیچ جو ٹنشن کریٹ تھی مرات نے اسے بھی دور کرنے کے لیے کچھ سوچ رکھا تھا، بہر حال وہ ہاندے کے ساتھ تھا، اسے وہیں کے کیئر یونٹ میں کچھ گھنٹے کا سٹے کروایا گیا، جبکہ ہاندے کو اب اس بچے کے چلے جانے کا غم نہ تھا کہ اسکے ہاتھ میں مرات کا ہاتھ اسے ہر کمی، ہر بدلے اور تکلیف سے کوسوں دور لے گیا۔ اسکا پردہ رکھا گیا تھا شاید مرات کے لیے ہی۔

وہ بہت زیادہ نڈھال تھی اور مرات تب سے اسکے پاس تھا، شاید یہ وقت دونوں کے لیے بھاری تھا، ہاندے کی

تکلیف اس بار سچی تھی، شاید اب اسکی بقیہ زندگی توبہ اور شکر گزاری میں ہی گزرتی۔

"میں چاہتا تھا اس بچے کی سچائی چھپ جائے پر ابھی بھی کچھ بگھڑنے نہیں دوں گا۔ آپ میرے ساتھ ہیں ناں مما؟"

وہ ہاندے کے سرہانے بیٹھا اسکا ہاتھ پکڑے اسے چومے بولا تو ہاندے نے فوراً سر ہلایا۔

"بلکل۔ مجھے تم کبھی اگنور مت کرنا بس۔ اگر کیا تو تمہاری مما پھر پاگل ہو جائے گی۔ مجھے یہاں سے نکال لو مرات۔ میں اب صرف تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں"

ہاندے کی آواز یہ کہتے رندسی گئی۔

"رہوں گا۔ آپ دادی بھی بننے والی ہیں۔"

مرات نے مسکرا کر ہاندے کو اک اور نیوز دی، وہ اپنی ہی ہم عمر اینا نام کی لڑکی سے شادی کے بندھن میں دو سال پہلے بندھا تھا، وہ بھی مرات کی طرح پڑھ رہی تھی، بے بی بھی بنا پلین ٹپک آیا تھا تو دونوں ہی خوش تھے۔

"واٹ؟ سچ میں؟"

ہاندے کی سوجھی سوجھی آنکھیں اس نیوز پر چمک کر مسکرائیں۔

"یس۔۔۔تو تبھی کہا ہے بس سب کچھ ختم کرتے ہیں پرانا۔میں آپکو کبھی اکیلا پڑنے نہیں دوں گا مما"

مرات نے اسے جیسے ہر ضد، نفرت اور تکلیف سے کھینچ لیا تھا جبکہ دوسری جانب وہ لوگ وکیل کے آفس سے نکل کر گاڑی کی طرف آکر رکے تو دونوں کے بیچ اک تناو کی سی کیفیت تھی۔

"اب کیسے پتا چلے گا کہ وہ بچہ کس کا تھا؟"

نازلی نے روہانسی شکل بنائے آزاد کے منہ کی طرف دیکھا۔

"جس کا بھی تھا، فساد کی جڑ ہی ختم۔۔۔۔اللہ کا شکر ہے"

آزاد کی تو جیسے مراد بر آئی، نازلی نے اسے خفگی سے دیکھا۔

"اگر تمہارا کارنامہ ہوتا تو ضائع ہو جاتے میرے ہاتھوں، یہ اللہ کا شکر اپنے بچاو پر کر رہے ہو ناں؟"

نازلی کی گھوریوں پر آزاد نے بھی دگنے ایٹیٹیوڈ سے نازلی کو آنکھیں دیکھائیں۔

"میرا ہوتا بھی تو کیا؟ جب میں نے تمہیں کہا کہ میں ایسے کسی معاملے میں ہوش و حواس کے سنگ شامل نہیں تو اسکا یہی مطلب ہے کہ میں تمہارے ساتھ مخلص ہوں۔"

آزاد کے اس جواب پر وہ خفا سہی پر پیار سا آنے پر آنکھوں کئ حدود تک مسکرائی۔

"مجھے تمہارے ہوش و حواس میں صرف میرا ہونے پر رشک ہے۔باقی اب ہر معاملہ اک طرف"

نازلی نے راضی راضی لہجے میں آزاد کی طرف دیکھتے اسکے پاس ہو کر یہ کہا ہی اتنے ملائم اور پیارے انداز میں کہ آزاد کو یقین نہ آیا یہ نازلی نے کہا ہے۔

"مطلب؟"

وہ نا سمجھی کی سی کیفیت میں تھا۔

"مطلب یہ کہ اگر وہ بچہ تمہارا بھی ہوتا ہے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ میں ہاندے سے ملنا چاہتی ہوں ایک بار۔ اگر یہ بچہ کسی تیسرے کا تھا تو یہ بات مرات کے لیے بیٹا ہونے کے ناطے بہت تکلیف دہ ہو گی اور شاید ایمر کی روح کے لیے بھی۔ میں اس پیارے سے مرات کی یہ تکلیف جاننا چاہوں گی پھر اگر ضرورت پڑی تو دل جوئی کر کے مٹانا بھی چاہتی ہوں۔"

نازلی کے یوں یکدم بدلے خیالات آزاد کا دماغ ہی تو الٹا گئے، کہاں یہ صبح تک پھاڑ کھاتی نازلی، اس وقت اتنی بڑی بات کر گئی۔

تو گویا مرات اور ہاندے کا اتنا سب چھپانا بیکار جانے والا تھا۔

"تمہاری مجھے سمجھ نہیں آ رہی نازلی۔ اب ختم کرتے ہیں یہ قصہ۔ مت ملو اس سے۔ وہ شر انگیز سی عورت ہے۔"

آزاد شاید ڈر رہا تھا، صرف اس چیز سے کہ نازلی کو وہ عورت بدگمان نہ کرے۔

"ہے تو عورت۔ اسے ایمر سے بلکل ویسی محبت تھی جیسی مجھے تم سے۔ میں اس بات کو سوچ تو بیٹھی پر یقین کرنا مشکل ہے کہ وہ اتنی گر سکتی ہے کہ تمہیں قید کرنے کو وہ

کسی بھی مرد سے تعلق بنالے لیکن دوسری طرف یہ بات بھی درست ہے کہ انسان کے بھٹکنے اور سنورنے کے بیچ بس معمولی سی لکیر ہے، میرا دل کہتا ہے نہیں وہ اتنی لمبی ریاضت کیسے جھٹکے سے توڑ سکتی ہے۔ عورت پاگل پن میں ہر حد پار کر سکتی ہے لیکن وہ حدیں اور طرح کی ہوتی ہیں آزاد۔ ایسی نہیں ہوتیں ہوں گی ناں؟"

نازلی کی آنکھوں میں اک درد ابھرا تھا جس پر آزاد بھی غمگین ہوا، وہ کیا بتاتا اسے کہ اسکی نازلی جیسی عورتوں کی حدیں بھی حیادار ہوتی ہیں، پاکیزہ ہوتی ہیں پر دنیا کی ہر

عورت اسکی نازلی نہیں ہے، پر وہ یہ بھی جانتا تھا نازلی کا دل ابھی بھی بہت بڑا اور مہربان ہے۔

"ٹھیک ہے تم مل لینا پر کل۔ میں بہت تھک گیا ہوں آج۔۔۔ تم نے جتنا صبح مجھے ڈسٹرب کیا، دگنا اب یہ مہربان دیوی بن کر کیے جا رہی ہو۔ چلتے ہیں واپس۔ مرات کے آنے کا انتظار کرتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کل کیا کر سکتے ہیں"

آزاد نے اکتا کر جیسے اس معاملے سے جان چھڑوائی تو نازلی نے اسے چھڑوانے دی، پر دھیرے سے وہ آزاد کے سینے سے جب لگی، وہ اکتایا شخص شانت سا ہو گیا، بہت تھکا چکی تھی یہ محبت ان دو کو۔

"مرات سے مل کر مجھے احساس ہوا تم کتنے پیور ہو آزاد۔ اب تک ہو۔ بات جسم بٹنے کی ہوتی ہی نہیں۔ بات دل بٹنے کی ہے جو تمہارا آج تک بنا کسی خیانت میرے نام ہے۔ میں تم سے راضی ہو گئی۔ تمہاری مرات سے محبت مجھے بھا گئی۔ اور مرات کی وجہ سے اسکی ماں بھی قابل برداشت ہو گئی۔ ہوتے ہیں کچھ لوگ اس دنیا میں، ایمر جیسے، مرات جیسے اور تم جیسے، جو قیمتی ترین ہوتے ہیں، اور ڈیزرو کرتے ہیں کہ انکو دل سے لگا کر رکھا جائے۔ میں نے تمہیں جتنا ہرٹ کیا، کیا معاف کر دو گے؟"

وہ یوں اس موڈ میں آزاد کی جان لینے پر اتری تھی، اتنی جان لیوا کہ وہ بس بھاری سانس ہی کھینچ سکا۔

"مرات واپس جالے پھر سوچوں گا۔"

آزاد نے آنکھیں ماتھے پر رکھیں تو وہ مسکرائی، وہ ایٹیٹیوڈ دیکھاتا بہت آفت لگتا تھا۔

"مطلب آج مجھے لفٹ نہیں ملے گی کوئی؟"

نازلی نے ڈرامائی افسوس سے پوچھا تو آزاد نے اسکا ماتھا رغبت سے چومنے کے باوجود ڈھیٹ بنے ناں کی۔

"آج لفٹ خراب ہے۔"

آزاد کے کہنے کی دیر تھی کہ دونوں ہی ہنس پڑے، اور باخدا ان دو کے ساتھ پورا انقرہ مسکرا دیا تھا۔

.._____..

عزیزے گھر چلی گئیں پر دلارہ کے پاس عیشاء رک گئ کیونکہ آج دِلارہ کو ہوسپٹل ہی رکنا تھا، عزیزے نے اسے سمجھایا بھی تھا کہ ابھی دِلارہ سے کوئی پرانی بات نہ چھیڑے پر عیشاء کو کسی پہلو سکون نہ ملا تو وہ دِلارہ کے پاس چلی آئی، دِلارہ نیم دراز لیٹی سامنے دیوار پر نسب ایل سی ڈی پر لگے کارٹونز دیکھنے میں مصروف تھی۔

عیشاء کو اندر آتا دیکھے بھی ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"میرا بچہ کیسا ہے؟"

عیشاء نے لاڈ سے اسے پکارتے پاس رک کر وہیں اسکی ٹانگوں کی طرف بیٹھ کر دِلارہ کا ہاتھ پکڑا تو وہ فورا سے چھڑوا گئی۔

"میں آپکا بچہ نہیں ہوں"

دِلارہ نے سرد مہری سے جواب دیا، عیشاء کی آنکھیں سی دھندلائیں۔

"تم جھٹلا نہیں سکتی۔ محبت میں خوبخو میری طرح شدت پسند ہو تم، اسی سے ثابت ہوتا ہے میرا بچہ ہو"

عیشاء نے اسکو محبت سے یقین دلانے کو یہ کہہ تو دیا پر دِلارہ سے برداشت نہ ہوا۔

"نہیں مس عیشاء! میں محبت میں آپ پر بلکل نہیں گئی نہ قسمت میں۔ میں نے اول تو کسی دو ٹکے کے ہرجائی آدمی کو اپنے لیے نہیں چنا۔ دوسرا باران مر تو سکتا ہے مجھے نہیں چھوڑ سکتا اسکا بند آنکھوں یقین ہے۔ تیسرا وہ میری اور اپنی اولاد کو مستقبل میں کبھی رسوا نہیں کرے گا اتنا یقین ہے مجھے میری اسکی زندگی میں موجود ویلیو پر۔ آپ کے پاس

ایسا کوئی محبت سے جڑا مان نہیں ہے تو مجھے کسی حوالے سے خود سے مت ملائیں۔بی گھر گئی ہیں تو آپ بھی چلی جائیں۔ یہاں کا سٹاف مجھے کسی ماں یا نانی کی غیر موجودگی کا احساس نہیں دلائے گا"

دِلارہ نے سختی سے اپنی بات مکمل کی اور منہ پھیر گئی، اسکا اس ماں کی موجودگی میں دم گھٹنے لگا تھا۔

"میں صرف تمہاری خاطر زندہ رہی ہوں اب تک۔ میں کبھی چاہوں گی بھی نہیں کہ تمہارا مقدر میرے جیسا ہو۔ میں نے تو یہ بات کی کہ تم باران کے لیے ویسے ہی جنونی ہو جیسے میں توران کے لیے تھی۔ میں تو اپنی قسمت

کے بد بخت سائے سے ہمیشہ تمہیں بچانا چاہوں گی۔ میں یہیں ہوں۔ تمہیں میری کمی محسوس ہو یا نہیں، تم دھکے بھی دو تب بھی یہیں ہوں۔ میرے اندر دھڑکتی ہو تم، جتنا تمہیں درد دیا، دگنا لوٹا و میں اف بھی نہیں کروں گی بس اتنا یقین کر لو کہ مما پاس ہیں تمہارے میرے دل کی جان"

عیشاء نے اس کے گرنے کے باوجود اسکا ہاتھ پکڑ کر دیوانگی سے چوما، ہتھیلی چومی اور دِلارہ تڑپ اٹھی یہ عورت اسے کیوں کمزور کر رہی ہے۔

"آرام کرو۔ میں بہت پیار کرتی ہوں تم سے۔ تمہاری وجہ سے خود کو برباد کرتے شخص سے بھی نفرت نہیں کر سکی کیونکہ تم خوبخواس ظالم شخص کی پرچھائی ہو۔"

عیشاء نے دِلارہ کے جبر، اسکی سرخ آنکھیں سب دیکھا تبھی تو اسے مزید نہ ستاتے وہ اٹھ کر خود ہی چلی گئی اور دِلارہ کو لگا اگر وہ کچھ دیر سوئی نہ تو اسکا سر بھی پھٹے گا اور دل بھی تبھی نرس کو زبردستی کہلوا کر اس نے نیند کا انجکشن لیا تھا، اسے اپنی پرواہ کرنی تھی کیونکہ وہ بس باران کے لیے جینا چاہتی تھی۔

.._____..

وہ تو تکن کو کہہ تو آیا تھا کہ وہ اپنا مددگار اور خیر خواہ چن چکا ہے پر یہ بات باران اچھے سے جانتا تھا کہ اسکے پاس اپنے سوا اور اللہ کی مدد کے علاوہ کوئی نہیں ہے، اسکی یہ مشکلات تو اسکا بھائی اور بابا تک نہیں جانتے، وہ شرٹ لیس آئینے کے سامنے کھڑا تھا، اسکی توبہ شکن مضبوطی و کشش کسی بھی منظر میں امرت گھول سکتی تھی، بلاشبہ وہ اک دیکھنے لائق مرد تھا، اللہ نے اسکے بے انتہا خوبرو ہونے میں کوئی کمی کہیں ہونے نہ دی تھی، لیکن خوبصورتی ایک طرف، جب سینے میں دل کی جگہ انگارہ، اور دماغ کی جگہ سوچوں کے بوجھ تلے دبی لاچار شے نسب ہو تو بس ہر لمحہ درد بھرا ہو

جاتا ہے، مقدر ہمارا حسن، ہماری خوبصورتی اور ہمارا مضبوط ہونا نہیں دیکھتا، وہ تو اپنے امتحان، تھپر اور کوڑے اپنے وقت پر عطا کرتا ہے۔

وہ کب سے ہوسپٹل سے آتی کالز رجیکٹ کر رہا تھا، اسکی طبعیت سخت بوجھل تھی، دِلارہ کے کہنے پر اس نے تھوڑا سا شام میں کھانا کھایا پر دھیان اسی پر اٹکا تھا کہ وہ ٹھیک ہو، باران خود کو آئینے میں دیکھے یہی سوچ رہا تھا کہ اسے اپنی طاقت اب خود بننا ہے، وہ جس ڈیفینس ادارے سے جڑا تھا اس بارے تو تکن بھی لاعلم تھا، بہت سی ہیکنگ ٹکنیکس، بہت سے داو پیچ، بہت سی معلومات اسکے پاس ایسی

موجود تھیں جو تو تکن کو رات ورات دیوالیہ کر دیتیں پر وہ کرنا نہیں چاہتا تھا، اسے تو تکن کے ماضی میں دیے ساتھ کی قدر تھی پر تو تکن نے آج تک باران کو دھوکہ دیا تھا، وہ باران کے ساتھ ساتھ توران کے ساتھ بھی ملا ہوا تھا۔

وہ اپنی انہی سوچوں میں منہمک تھا جب اسکے فون پر اسی کے آدمی کا الرٹ میسج آیا، اپنا شاندار شرٹ لیس وجود آئینے کے سامنے سے ہٹائے آہٹ پر اس نے کبرڈ سے شرٹ نکال کر پہنی اور باہر نکلا تو اسے گھر کے مین انٹرنس ڈور کو کسی ڈپلیکیٹ کی سے کھول کر اندر گھستی امارہ کو دیکھے

غضب چڑھا، اسکے گارڈز نے باران کو اسکے گھر میں گھسنے کا الرٹ بھیج دیا تھا۔

"کیوں اندر گھسی چلی آ رہی ہو چور اچکوں کی طرح۔ یہاں کا وارث واپس آ چکا ہے ہفتے کی لیو کے بعد امارہ مریام"

باران کو اپنی طرف گھور کر دیکھتا پائے وہ آنکھوں میں تفاخر سجاتی پاس آ رکی، باران کو اسکے وجود سے بھی اب کراہت ہوئی۔

"کیا کمی تھی مجھ میں کہ تمہیں ایک سترہ ساڑھے سترہ سال کی لڑکی اپنے لیے ٹھیک لگی۔ نہیں بتاو آج مجھے ایسا کیا ہے

اس بچی میں جو تم اس پر لٹو ہوئے۔ کم سن حسن، یا فگر اٹریکٹ کر گیا۔ ہونٹ پیارے ہیں یا پوری مزے دار ہے"

امارہ کی مسلسل بکواس سننے کے بعد جب وہ حد کراس کرنے لگی تو باران نے اسکا منہ جبڑے سے اس سختی سے دبوچا کہ امارہ کو لگا باران کی انگلیاں امارہ کے چہرے کی کھال میں گڑھ گئی ہوں، دوسرا وہ اسے جیسے دیکھ رہا تھا، لگ رہا تھا مسل دے گا۔

"تم جانتی بھی ہو تم کس کے بارے بکواس کر رہی ہو، بیوی ہے وہ میری اور ہمارا رشتہ ایک فیصد بھی زبردستی کا نہیں رہا۔ مجھے اس میں کیا اٹریکٹ کیا ہے یہ تمہیں کیوں

بتاوں۔ میرے گھر میں رات کے اس وقت چوری چھپے گھسنے پر تم جانتی ہو کتنے ماہ جیل میں سڑو گی۔ اگر میرے اندر کے جانور سے پناہ چاہتی ہو تو دفع ہو جاو۔ ورنہ

بہت برا ہو گا۔ اپنے اس باپ کو بھی بتا دینا۔ دم ہے تو مجھ سے مقابلہ کریں، کبھی تھا تم لوگوں پر ڈیپنڈڈ پر اب میری bremen میں اپنی پہچان ہے جو میں نے اپنے بل بوتے پر پائی ہے۔ تم مجھے دوبارہ دیکھائی مت دینا۔ میں اس لڑکی کے لیے کسی کی جان بھی لے سکتا ہوں اور اپنی جان بھی دے سکتا ہوں"

اک اک لفظ حقارت سے باران نے اس الٹی کھوپڑی میں گھسانے کے بعد اسے اچھوت کی طرح خود سے دور دھکیل دیا۔

وہ کچھ فاصلے تک لڑکھڑاتی سنبھلی پر آہانت سے اسکا چہرہ لال ہوا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے اتنی آسانی سے مجھ سے جان چھڑوالو گے؟ایک کوشش تو کرنی بنتی ہے۔"

امارہ نے باران کے پھیرے چہرے کو دیکھتے جو کہا اس پر باران الرٹ ہوا، مڑ کر امارہ کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہی تھی۔

"ہے۔۔ کیا کر رہی ہو تم؟"

باران نے اسکے ارادے بھانپتے اسکی طرف بڑھتے روکنا چاہا پر وہ اپنی شرٹ کھول کر اتارے پھینک گئی، باران کے لیے یہ دھچکا تھا کہ وہ عورت خود کو باران کے آگے بے لباس کر کے اسکی اٹنشن چاہتی تھی، اسکی بیمار ذہینیت پر باران کو شبہ تھا اب یقین ہو گیا۔

"ایک بار دیکھ لو مجھے، شاید مجھ میں تمہیں اس لڑکی سے
زیادہ کچھ اچھا دیکھائی دے جائے۔ میں نے کئی سال
تمہارے خواب سجاتے گزارے ہیں، میرے اندر اتنا لہو
نہیں جتنی تمہاری طلب دوڑتی ہے۔ تم ایسے کیسے کسی سے
بھی شادی کر سکتے ہو، میں نے ہر بار اپنے بہکتے قدموں کو
روکا، خود کو یاد دلاتی رہی کہ میں تمہاری ہوں ورنہ میری راہ
میں تم سے زیادہ کامیاب اور چارمنگ مرد بچھے
رہے۔ تمہیں اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دوں؟"

امارہ نے شرٹ تو اتار ہی دی تھی اب وہ اپنی انر کی ہکس بھی
کھول رہی تھی اور باران نے اسکی بات سنے جس طرح

شانت مسکراہٹ دیتے اس بپھری پاگل عورت کو دیکھا، امارہ کے ہکس کھولتے ہاتھ رکے، اسے امید جو نہیں تھی کہ باران اس سچویشن میں اس پر ہنسنے کی ہمت کر سکتا تھا، اسے لگا تھا وہ پینک ہو گا یا ممکن ہے دماغ کو لیپس کر جائے۔

"تمہیں ڈر نہیں لگ رہا مجھ سے،"

امارہ نے اسکی آنکھوں کی بے خوفی دیکھے باران کے قریب رک کر اسکی شرٹ گریبان سے دبوچتے چیخ کر کہا تو باران نے اک نظر اسکے ہاتھ پر ڈالی اور گردن سے امارہ کو دبوچتا اسے گھسیٹتا، صوفے کے بازو پر امارہ کی پھینکی شرٹ بھی

اٹھائے اسے باہر کے دروازے تک لاتے مین گیڈ سے باہر دھکا دیا اور اسکی شرٹ اسکے منہ پر ماری۔

"یہی آفر کسی باپ کے پالتو کتے کو کرنا۔ ممکن ہے قبول کر لے۔ میرے لیے تم اور تمہارا یہ جسم صرف کچرا ہے جسے میں نے کوڑے کی طرح گھر سے باہر پھینک دیا۔ دوبارہ اگر تم میرے گھر میں گھسی، میرے آدمی تمہیں مار کر اطلاع دیں گے مجھے۔ آج پہلے دے دی ان لوگوں نے تو اسے جان بخشی سمجھنا۔ دفع ہو جاو۔ گندی عورت"

وہ اسے زلیل کرتا ہوا اسکے منہ پر دروازہ بند کرے پلٹ کر گیڈ پر کھڑے سب آدمیوں کو خون آشام نظروں سے

گھور تا وارن کر رہا تھا کہ دوبارہ ایسی کوتاہی نہ ہو اور آندھی بنا گھر میں گھسا البتہ امارہ کی آنکھوں میں سرخائی تھی، نفرت کی انتہا تھی، اپنی شرٹ نیچے سے اٹھائے وہ پھنکارتی ہوئی وہاں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی جبکہ باران اپنے بیڈ روم میں آتا غصے سے ہر نظر آتی چیز کو ٹھوکر مارتا اپنے آپ کو کمپوز ہی کر رہا تھا جب اسکا فون رنگ کیا، کال اس بچی کے پاپا کی تھی جسکی آج باران کو سرجری کرنی تھی پر وہ نہیں جا رہا تھا۔

کال تھی بھی وڈیو، باران نے اپنے آپ کو سنبھالا اور وہ کاوچ پر بیٹھا اور کال پک کی جہاں وہ بچی بس سرجری کے لیے جانے ہی والی تھی، باران اسے دیکھتے ہی جبرا مسکرایا۔

"م۔۔مجھے بتایا گیا تھا آپ میری سرجری کریں گے، آپ مجھے ٹھیک کر دیں گے یہ کہا تھا پاپا نے پر آپ کہیں بھی نہیں ہیں ڈاکٹر۔مجھے ان لوگوں سے ڈ۔۔ڈر لگ رہا ہے۔یہ لوگ مجھے درد دیں گے۔پلیز کم۔مجھے ان لوگوں کے پاس اکیلا مت چھوڑیں"

وہ بچی دفعتا رونے لگی، اسکے آنسو اسکی آنکھوں سے زارو قطار بہہ رہے تھے اور شاید اگر یہ پہلے والا باران ہوتا تو بچی

کی بات کو اہمیت دیے بنا اسے اپنے بہترین کولیگز کے حوالے کرنے کو بہتر سمجھتا لیکن دِلارہ کا ہو کر وہ اک نئے مسیحا میں بدل گیا تھا، اب اسے صرف علاج نہیں کرنا تھا، اب اسے تھیراپی بھی خود کرنی تھی۔

"میں تھکا ہوا تھا بچے، تبھی اپنے بہت اچھے فرینڈز ڈاکٹرز کے پاس ریفر کیا آپکو۔ میرے سر میں بھی آپکے سر کی طرح بہت پین ہے۔ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ ایسے میں سیو نہیں ہے ناں۔ آپ اپنے پاپا کی جان ہو، میری وجہ سے آپکی جان پر قطرہ بن گیا تو یہ ڈاکٹر دوبارہ کسی کا درد دور نہیں کر سکے گا۔ آپ تو بہت بہادر ہو"

باران نے اس بستر مرگ پر پڑی سسکتی آٹھ سال کی پیاری مگر بہت نڈھال بچی کو سمجھانے کی کوشش کی پر وہ بس روئے جا رہی تھی، اس نے اس بار بھی نفی کی، اسکی سرجری ہونے کا سب پر اسیس پورا تھا لیکن اگر وہ ایسے روتی تو اسکی سرجری نہیں ہو سکتی تھی۔

"ن۔۔ نہیں پلیز کم۔ آپ نے میرا تین ماہ سے ٹرئٹمنٹ کیا ہے۔ مجھے بس آپکو دیکھنے کی عادت تھی۔ پھر میں کیسے کسی اور سے سرجری کروالوں اٹس سکیری۔ پلیز آجائیں۔ میں مر جاوں گی باران انکل"

وہ بچی ہچکیوں سے سسکی تو باران کو لگا جیسے وہ مر بھی رہا ہے تو یہ کرنا پڑے گا، اس معصوم سی بچی کے یوں رونے نے اسکا دل سن کر دیا تھا۔

"اوکے میں آرہا ہوں۔ رومت۔ ان سب کو انیشیل پراسیس کرنے کی اجازت دو۔ وہ ڈاکٹر آپکو ایک دوا انجکشن لگائیں گے۔"

باران نے اپنی طبعیت پہلی بار کسی مریض کے لیے اک طرف کر دی۔

"آ۔۔ آپ پرامس کریں کہ آئیں گے"

وہ بچی ہنوز روئے جا رہی تھی، سب سٹاف کو بھی اس نے رو کر ہلکان کر دیا تھا۔

"آئی پرامس۔ تم جیو گی۔ اوکے؟"

وہ اسے پیار سے امید دلا رہا تھا جس پر اس میر انام کی بچی نے بھیگی آنکھوں سے اس لمحے مسکراہٹ دی جب وہ بچی شدید درد میں تھی۔

کال بند ہوئی اور باران نے اک تھکا سانس بھرتے ہوسپٹل جانے کا فیصلہ کیا، باران کو ہوسپٹل والے تو بلانے میں ناکام تھے پر ایک بچی کی پاور نے یہ کر دیکھایا، وہ بچی باران کو دیکھ

کر آدھی ٹھیک ہو گئی، سرجری تین گھنٹے کی تھی، ٹیومر بہت زیادہ مہلک تھا، ہیوی ایریا کوردڈ، پورے بچی کے چہرے تک جڑیں پھیلانے میں پیش پیش، نہ تو سرجری کے بیچ باران کو اپنا سر درد محسوس ہوا نہ اسکے ہاتھ کانپے، یہ ہوسپٹل کی ایک اور رسکی ترین سرجری تھی جو بہت سے بھاری لمحے اور اتار چڑھاو دینے کے بعد کامیاب ہو گئی۔

جبکہ دوسری جانب ایدا اور عالیان سارا دن ہی انکوائری کے کاموں میں سٹک رہے، ان سکن پر اڈکٹس کی جانچ پڑتال کا کام کافی بورننگ اور ہیوی تھا، جس کے بعد وہ لوگ کافی لیٹ فری ہوئے، ایدا تو گاڑی میں کچھ دیر سولی پر

عالیان کو تھکن کے باوجود ڈرائیو کرنا پڑا مگر انکی گاڑی اک سنسنان سی روڈ پر جب جھٹکے سے بند ہوئی تو عالیان کے کندھے پر سر ٹکا کر سوتی ایدا بھی فورا سے اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہوا عالی؟"

ایدا نے سوئی جاگی کیفیت میں آس پاس اندھیرے کو دیکھتے سوال کیا جس پر عالیان نے اسکی طرف دیکھے اک ٹھنڈی سانس بھری، ایدا نے مسکین سی سمائیل دی کیونکہ یہ ٹھنڈی ٹھار نظر اس سچویشن میں عالی کہنے پر آئی تھی۔

"میں دیکھتا ہوں۔ گاڑی میں ہی بیٹھو تم"

جناب خود ہی اکتائے سے باہر نکلے تو ایدا ابھی ٹھیک سے بیٹھی، نظریں باہر نکل کر گاڑی کے بونٹ کو کھولتے اور اسکا جائزہ لیتے عالیان پر جمی تھیں۔

"کیا ہوا ہے عالیان؟ خراب ہو گئی گاڑی کیا۔ ہم اس جگہ پھنس گئے کیا۔ اف یہاں تو نہ بندہ ہے نہ بندے کی ذات۔ عالیان کیا ہمیں رات اس جگہ گزارنی پڑے گی۔ اف یہاں تو سگنل بھی نہیں آ رہے، اور اتنا اندھیرا ہے کہ میں ڈر رہی ہوں۔"

وہ ونڈو سائیڈ کا مرر نیچے کرے گردن باہر باقاعدہ نکال کر دہائیاں دینے لگی تو عالیان نے اک ان پلگ ہوتی سپیڈ وائر کو

ٹائیٹ کرتے لگایا اور بونٹ واپس بند کیا، وہ بے چین مٹی ڈور کھولے باہر نکلی تو عالیان نے اسے کھا جاتی نظروں سے گھور کر اسکی طرف قدم بڑھائے تو وہ ڈر کر گاڑی سے جا لگی۔

"جنگل میں منگل کا نام سنا ہے تم نے ایدا؟"

عالیان نے ایک ہاتھ ایدا کے دائیں طرف لے جا کر گاڑی سے ٹیک کر دلچسپی سے دریافت کیا، اسکا لہجہ سنسنی خیز تھا۔

"جی سنا ہے پر آج تو ٹیوزڈے نہیں ہے عالیان۔"

ایدا نے اپنی سردی سے جم جاتی تھوڑی سی عقل کو زبردستی استعمال کیا تو عالی کا دل چاہا اپنے مقدروں کو رو ہی لے اب۔

"تم اتنی بند عقل ہو یا میرے سامنے بن جاتی ہو؟"

عالیان نے خوامخواہ چڑنے کے سنگ پوچھا تو وہ جواباً خونی درندے سا گھوری کہ عالیان کو خود ڈر لگ گیا۔

"بند عقل ہوتی تو پورا دن آپ کے ساتھ نہ رلتی، انکوائری میں آپکو اکیلا نہیں چھوڑا۔ اتنے اچھے آئیڈیاز دیے۔ ایسا سب عقل مند لیڈی کرتی ہے"

ایدا نے اپنا دفاع کیا تو عالیان سے مسکرائے بنا نہ رہا جا سکا۔

"عقل مند لیڈی! واو۔ تمہاری یہ عقل میرے لیے کب کام کرے گی۔؟"

عالیان نے آئبرو اچکا کر جنرل نالج میں اضافہ چاہا تو وہ میٹھی آنکھوں کے سنگ شرمیلا سا ہنسی۔

"پیار محبت میں عقل گھاس چرنے چلی جاتی ہے۔ آپکو پتا نہیں کیا؟"

ایدا کے سوال پر عالیان کی آنکھوں میں شوق کا جہاں اتر آیا۔

"اوہ تو تم کہنا چاہ رہی ہو تمہیں مجھ سے پیار محبت سا کچھ ہے؟"

عالیان نے اپنے مطلب کی بات پر فوری جھپٹ کر ایدا کو سٹپٹانے پر مجبور کیا، اف یہ عالی کے پہلو میں مچلتی اسی سے بھاگنے کو پر تولتی وہ لڑکی۔

"کہتے ہیں سنسنان رات میں کسی سنسنان سی جگہ اگر دل کی بات کہہ دی جائے تو وہ بات اس رات اور سناٹے کی طرح دوسرے کے قلب و جان میں اتر جاتی ہے۔ کیا تمہیں کچھ کہنا ہے مجھ سے؟"

وہ اسکے جواب کا انتظار نہ کرتے مزید بولا، اسکے سوال نے ایدا کے چہرے کا رنگ اڑایا۔

"میں نے صبح کہا تھا ناں؟ نیک کس بھی کی تھی۔ وہ سب میں نے روشنی اور سویرے میں کہا تھا پھر بھی یقین ہے آپکے دل اور جان تک اترا ہو گا۔ پھر دل کی بات کے لیے میں اس سنسنان اور تاریک جگہ کی محتاج کیوں بنوں؟"

وہ لمحے میں عالیان کو لاجواب کر گئی جبکہ کچھ دور دو آنکھیں تھیں جو ان دو پر اس جگہ بھی جمی تھیں، ان آنکھوں میں کدورت تھی، گرمائش تھی، بلاشبہ ناراضگی تھی۔

"مجھے ایسے لاجواب بس تم کر سکتی ہو۔ ہم اپنے رشتے کو آہستہ آہستہ بڑھائیں آگے کیا؟ اگر تم تیار ہو تو؟"

عالیان نے دونوں ہاتھوں میں اسکے چہرے کو بھر اتو ایدا نے فوری مسکرا گھبرا کر سر کو ہلکی سی جنبش دی۔

"رشتہ آل ریڈی بہت خوبصورت موڑ پر رکا ہے، بڑھانے کی ضرورت تو نہیں پھر بھی مجھے انتظار ہے آپکے ساتھ آگے بڑھنے کا۔ لیکن اس سنسنان جگہ نہیں۔ اگر آپکو ایک اور نیک کس چاہیے تو میں کر دوں گی سونے سے پہلے۔ ٹھیک ہے؟"

وہ اس سے اس جگہ سے نکلنے کے لیے ڈیل کر رہی تھی اور عالیان نے مسکرا کر سر ہلایا، وہ دو حویلی پہنچنے تک کافی خوشی کے موڈ میں تھے، جب تک عالیان بابا کو دیکھنے اور عیشاء پڑھنے کے بعد روم میں آیا، اسے ایدا ابھی نماز پڑھتی دیکھائی دی، وہ مبہوت ہی تو ہو گیا، اسے دیکھتا رہتا تو نظر لگا دیتا تبھی کچھ پینڈنگ کام کے لیے لیپ ٹاپ اوپن کیا مگر اچانک سے اسکے لیپ ٹاپ میں ونڈو کرپٹ ہوئی جسکی وجہ سے عالیان کو بابا اور ابراہیم یلدرم کی کمبائن سٹڈی سے انکا لیپ ٹاپ لانا پڑا، عالیان اپنا کام وہیں کرنے لگا اور تبھی اسکے ہاتھ لگنے سے کچھ ای میلز کا سیکشن کھلا، جبکہ ابراہیم

یلدرم کی بھیجی ای میل جب عالیان کے سامنے کھلی وہ چونکا، لیکن اسکو پڑھنے کے بعد عالیان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"ابراہیم یلدرم نے نورے اور دمیر کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ کروایا؟ اوہ میرے خدا۔۔۔۔یہ سب۔۔"

عالیان نے اپنا سر ہاتھوں میں گرایا، اسکے پورے وجود میں مانو ان دیکھی آگ لگ گئی، وہ جانے کتنی دیر اس صدمے کے بعد ہل نہ سکا، ایدا نے کافی دیر اسکا انتظار کیا تو جب وہ نہ آیا، ایدا خود ہی اسے ڈھونڈتی سٹڈی میں آئی۔

"نیک کس نہیں چاہیے آپکو؟"

ایدا اندر سر کیے جھانکی تو عالیان نے غائب دماغی سے ایدا کو دیکھا جو اندر آتی نیند سی آنکھوں میں بھرے قریب آ رکی۔

"نہیں۔ سو جاو تم جا کر مجھے کچھ ارجنٹ کام آ گیا ہے۔"

عالیان نے نظریں سی چرائیں، یہ احساس کہ وہ ایدا کو اسی کے ماں باپ کے قاتل کے گھر لا کر بسا چکا ہے، عالیان کا دم گھوٹنے لگا۔

"کیا ہوا عالی؟"

وہ میز پر رکھے لیپ ٹاپ کو اک طرف کرے اسکی گود میں بیٹھے پریشان نظروں سے دیکھ کر بولی تو عالیان نے اسے پکڑا، خود بخود ہاتھ اسے تھام گئے۔

"کچھ نہیں۔ بہت پیاری ہو تم مجھے۔"

وہ اسکا اپنے رخسار کو چھوتا ہاتھ پکڑے دیوانگی سے چوم گیا تو وہ مدھم سا مسکائی۔

"آپ بھی مجھے پیارے ہیں۔ کہیں اور کس چاہیے؟"

وہ عالیان کے جبر و دکھ کو غلط سمجھی پر یہ کیوٹ تھا۔

"نہیں۔ میں تمہاری خوشی میں خوش رہنا چاہتا ہوں"

عالیان نے فوراسے اسے منع کیا تو وہ آنکھیں بند کرے عالیان کے گال پر جھکتی اسے بے حد پیار سے چوم گئی، یہ اتنا جان لیوا تھا کہ عالیان کی آنکھیں مزید گلابی کر گیا۔

"میرے دل کی بات یہ ہے کہ میں ہر رات آنکھیں آپکو دیکھ کر بند کرنا چاہتی ہوں اور ہر صبح آپکو دیکھ کر کھولنے کی خواہش ہے۔ مجھے پتا ہے آپ نے مجھ سے شادی، اپنے بابا کی زیادتیوں کے مداوے کے لیے نہیں کی۔ میرے لیے کی ہے۔ مجھے آپکا بہت خیال ہے۔ میں آپکے آپکی خواہش جتنا قریب بھلے نہیں آپاتی لیکن میرے لیے مما بابا کے بعد آپ سب سے اہم ہیں، زندہ انسانوں میں اول محبوب

انسان۔ میں آپ کے ساتھ آخری سانس تک رہوں گی آئی پرامس۔ اب آپ کام کر لیں لیکن اسے جلدی سمیٹ کر سو جائیں کیونکہ کل پھر بہت ہیوی ڈے ہو گا"

وہ اس شخص کی ان کہی تکلیف اور دبائی اذیت بھانپ کر مرہم کرتی اسکی گود سے اٹھی تو وہ حواس باختہ سا اسکا ہاتھ پکڑے اٹھا، وہ بھی جلدی سے پلٹی تو عالیان نے اسے پوری قوت سے اپنے سینے کھینچ کر لپٹایا تھا، ایدا نے بھی بھرپور جواب دیتے اسے اپنی ننھی منھی باہوں میں سمیٹا۔

"مجھے بہت شدید محبت ہے تمہاری موجودگی سے ایدا، تم سے بھی"

وہ اسے کہہ بیٹھا جو اس وقت وہ کہنے کو مر رہا تھا، وہ سینے مزید آسودگی سے سمٹتی نشاط پرور مسکائی۔

"یہ بات میرے قلب و جان میں اتر گئی واللہ"

وہ مدہوش سا اترائی تھی، عالیان نے اسے بے قرار ہوتے پکڑ کر روبرو کیا تو وہ بے اختیار ہتھیلی عالی کے ہونٹوں پر جما گئی۔

"بس آج کے لیے اتنا کافی ہے۔ میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ مجھے کچھ دن اس کے سرور میں جینے کی اجازت

دیں، اگلا سٹیپ ایک ہفتے بعد خدا کے لیے ورنہ میں نے مر جانا ہے عالیان یلدرم"

وہ بہت زیادہ مجبور ہوئے بڑبڑائی اور اسکی اس مجبوری پر وہ تمام تر تکلیف کے مسکرا دیا۔

"ایک ہفتے بعد مار دوں گا پھر تمہیں بقیہ سارے سٹپ پورے کر کے۔ جاو سو جاو"

وہ آفت بنا اسے خود سے دور کر گیا تو وہ ملکہ جذبات بنی شرماتی دروازے کی طرف دوڑی پھر رکی۔

"ایسے والے مرنے کے لیے ہی تو جی تھی میں اب
تک۔۔۔اف مجھے شمو آ گئی۔۔ گڈ نائیٹ"

وہ کہتے ہی منہ پر ہتھیلیوں کو جماتی دم دبا کر جیسے
بھاگی، عالیان کے سارے افسردگی و اذیت کے رنگوں میں
ڈوبے موسم اچھے کر گئی پر اسکا کمرے میں جا کر خوشی سے
جھومنا زیادہ دیوانگی بھرا لمحہ تھا۔

.._____..

وہ آپریشن تھیٹر سے اسی سرجن لک میں نکلا تو تھک ہار کر
وہیں کوریڈور میں لگی چیئرز پر جا بیٹھا، اسے محسوس ہوا کہ

جو تھکاوٹ وہ سو کے اتارتا، وہ یوں زیادہ اچھے سے دور ہوئی ہے اور پھر سب سے خوبصورت وہ لمحہ تھا جب باران کا فون رنگ کیا، بلو کلر کے سرجن ڈریس کے ٹراوز میں دبایا فون نکالے جب باران نے اس وقت دِلارہ کی کال آتی دیکھی تو پیار آنے سے پہلے فکر ہوئی کہ وہ اب تک کیوں جاگ رہی ہے، یہاں جب گیارہ بج چکے تھے تو انقرہ میں یقینا ایک بج رہا تھا رات کا۔

باران نے فورا کال پک کی تو اسے بیڈ پر نیم دراز ہو کر لیٹی دلارہ کو ٹھیک دیکھے تسلی ہوئی پر وہ ضرور مسٹر باران کا یہ روپ دیکھے مسمرائز ہو گئی، وہ بہت ہی ہنڈسم لگ رہا تھا۔

"ہو گئی سرجری؟ ٹھیک ہوئی؟۔ تم تھک گئے ہو؟"

دلارہ نے فوراسوالوں کی بوچھاڑ کی تو باران نے پیچھے کوٹیک لگالی۔

"ہاں ٹھیک ہوئی۔ تین گھنٹے کی تھی، تھک تو واقعی گیا ہوں۔ ایک بج رہا ہے وہاں، کیوں جاگ رہی ہو؟ نیند نہیں آرہی؟ کہیں پین ہے؟ بتاو مجھے"

وہ اس سے جو سوال کر رہا تھا وہ دلارہ کے سوالوں سے دگنے حسین تھے، وہ اس اہمیت پر کیونکر نہ فدا ہوتی۔

"سو کر اٹھ بھی گئی۔ گھر ہوتی تو خوشبو خانے میں چلی جاتی۔ یہاں ہوں تو تمہارے پاس چلی آئی۔ تھکے ہو تو کال بند کر دوں؟"

وہ اسکو آرام دینا چاہتی تھی تبھی فوراً پوچھا پر باران نے نفی میں سر ہلایا، وہ اس سے کچھ دیر بات کرنے کا طلب گار تھا۔

"نہیں دِلارہ، تم کال کیوں بند کرو گی۔ میں تم سے بات کر کے اور تمہیں دیکھ کر کچھ سکون پالوں گا۔ تمہیں میرا سکون کھٹک رہا ہے جو ایسے سوال کر رہی ہو؟"

وہ برہمی سے بولا، برہمی کم یہ لاڈ بھرا شکوہ زیادہ تھا، کہاں وہ اس کو دیکھنے کے لیے مر رہا تھا اور کہاں دِلارہ کو اسکے آرام کی پڑی تھی۔

"تم بہت گڈ لکنگ لگ رہے ہو یوں سرجن کی لک میں، میں نے تمہیں اتنا اچھا میجن نہیں کیا تھا۔ آدھے مریض تو تمہاری لکس دیکھ کر ہی اچھے ہو جاتے ہوں گے؟"

وہ بھی مسکراتے بولی، شرارت پر امادہ تھی، کافی فریش بھی لگ رہی تھی، زندگی میں پہلی بار باران کو اپنی تعریف بھائی، اسکی دِلارہ اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے

یہ ان امبر آنکھوں نے چپکے سے دل کے سنگ اعتراف کیا۔

"میری پرسنل مریض آدھی ٹھیک ہو جائے تب مانوں کہ گڈ لکنگ لگ رہا ہوں۔ ورنہ ایسی بات سنوں گا بھی نہیں"

وہ بھی تو انگڑائی لینے کے بیچ ایسے مان بخشا دِلارہ کو اتنے دور بیٹھ کر بھی بہکانے پر لگا تھا، اسکا بس نہ چل رہا تھا سکرین میں گھس کر اس شخص کو چھو کر دیکھے، صرف ہاتھ لگا کر چھونا بھی بہت سپیشل تھا دِلارہ کے لیے۔

"میں ٹھیک تو شام والی کال پر ہی ہو گئی تھی۔ پھر مس عیشاء نے خوامخواہ موڈ خراب کر دیا تو زبردستی نرس کو کہا مجھے سلا دے کوئی انجکشن دے کر۔ تبھی نیند پوری ہوتے ہی آنکھ کھل گئی"

وہ یہ بتاتے افسردہ تھی اور وہ بھی ہوا، اسے لگا ہی تھا کہ دِلارہ اتنی جلدی معاف نہیں کرے گی۔

"بہت ہی روڈ بچہ ہے یہ ہمارا، سن تو لو اسے۔ ماں ہے تمہاری وہ۔ نفرت کو دل میں جگہ نہ دو"

باران نے اسے پیار سے سمجھایا پر وہ ابھی اس سب کے لیے تیار نہ تھی تو ایسا لاڈ پیار بھی ریجیکٹ تھا۔

"نوو۔ تھوڑا خود کو تیار کرنا پڑے گا۔ پھر سن لوں گی۔ وہ بات بعد میں کرتی ہیں، رونا پہلے شروع کر دیتی ہیں۔ کیسی دوست ہے تمہاری روتو سی۔ میرے نازک ہوتے دل کا بھی خیال نہیں۔ مانا میں بہت سٹرونگ ہوں پر اسکا یہ مطلب تھوڑا ہے میرے پاس بیٹھ کر وہ روتی ہی رہیں۔ خوامخواہ کا پیار جتا رہی تھیں، جب مجھے انکی ضرورت تھی تب کہاں تھی"

دِلارہ نے ایک ایک شکائیت لگائی، باران اسے سنتے اور دیکھتے کبھی نہیں تھک سکتا تھا، وہ تو چاہتا تھا دِلارہ اس سے ہر تکلیف بانٹے۔

"تب وہ دماغی علاج کروا رہی تھی، کل گھر جاو گی ناں تو بنی کو بلوا لینا۔ ہگ بھی کر لینا۔ تمہیں بلیلاں پسند ہیں تو ممکن ہے تھوڑا اسے ہگ کر کے تمہیں انرپیس اور ریلیف ملے۔ اور جب یہ مل گیا، تم سب کچھ ہینڈل کر لو گی"

وہ جو جاتے ہوئے اپنے حقوق سمجھا کر گیا، کتنے آرام سے اپنا حق بانٹ رہا تھا کہ وہ کتنی دیر اسے دیکھنے کے سوا کچھ نہ کر پائی۔

"تم میرے انر پیس اور ریلیف کے لیے اپنے حق قربان کر رہے ہو؟"

وہ بہت مدھم بول پائی، اور باران نے بے بسی سے ہی سہی سر ہلایا۔

"ہاں۔ مجھے بہت فکر ہے تمہاری کہ کوئی تو ہو تمہارے پاس اس سارے عرصے جب میں نہیں ہوں گا۔ کہو تو اپنا پلو بھیج دوں تمہیں۔ اپنی خوشبو بھر کر؟"

وہ سنجیدہ ہونے سے گریز برتتا اختتام تک مستی سے مسکرایا پر دِلارہ کی جان اٹک گئی اس آفر پر۔

"بھیج دو"

وہ جیسے بے قرار ہوئی، باران کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"میں مزاق کر رہا تھا دِلارہ"

باران نے پیار سے بتایا پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نوو۔ آئی نینڈ یور پلو۔۔۔ تم مجھے بھیج دو۔ وہی بھیجنا جس پر بہت سا سوئے ہو۔ اور میں ایسے مزاق نہیں کرتی تو یہ بات یاد رکھنا"

وہ اتنی بے چین ہو کر تاکید کر رہی تھی کہ باران کو اس کی اس بچگانہ تڑپ پر بے شمار پیار آیا۔

"اپنی شرٹ بھی بھیج دوں یوزڈ؟"

وہ اسکی مزید آفر پر روہانسی ہوئی، باران کو علم تھا یہ آفر بھی قبول کر لے گی۔

"بھیج دو وائیٹ والی بھیجنا وہ بھی کچھ گھنٹے پہن کر۔ میں روز کی ایک ریڈ یا پنک لپ سٹک لگا کر کس کر دوں گی اس پر۔ جتنے دن اتنی کسیز۔"

وہ اسکی یہ چھوٹی چھوٹی خوشیاں اس سے نہیں چھیننا چاہتا تھا، کیونکہ یہ بہت خوبصورت فیلنگ تھی۔

"تو جب شرٹ والا خود آئے گا، تب اسے وہ ساری کسیز ملیں گی؟ جہاں جہاں تم شرٹ پر کس کرو گی، بعد میں وہ مجھے چاہیں ہوں گی تو سوچ لو واقعی شرٹ بھیجوں؟"

باران نے اسے خفیف سا ہسبنڈ کی طرح ویلیو دینے کی کوشش کرتے چھیڑا تو دِلارہ کے گال خوامخواہ ٹماٹر ہونے لگے، یہ سچ میں سوچ کر ہی اسکے اندر ہلچل مچ گئی تھی۔

"تم ایسا چاہتے ہو؟"

وہ شرماتی ہوئی دنیا کی خوبصورت ترین لڑکی لگی، جس کو دیکھ کر باران کے دل سمیت جسم کی بھی حرارت بڑھنے لگی۔

"ہمم۔۔چاہتا ہوں۔ بھیج دوں؟"

وہ گہری پر استحقاق نظروں میں مرکوز تھی، پھر دلارہ نے کچھ سوچنے کے بعد نظریں جھکاتے سر ہلا دیا۔

"پلو اور شرٹ بھیج دوں گا۔اور کچھ چاہیے لیونڈر؟"

وہ اسکے پکارنے پر فوراسے اسے دیکھنے لگی جو دیکھنے کے بعد جھٹلانے والی شے نہ تھا، وہ بہت زیادہ پر کشش شخص تھا، اتنے عمر کے فرق کے باوجود اسکے اور دِلارہ کے گلو میں زیادہ فرق نہ تھا، وہ خود کی لکس کا شاید کچھ زیادہ ہی خیال رکھتا تھا تبھی اسکے فائن چہرے پر اک بھی سکار نہیں

تھا، شیو کے بال اتنے ملائم اور فائن تھے کہ دِلارہ کو اک اک الگ الگ دیکھائی دیتا، بھنویں اتنے خم دار اور نارمل حد تک گھنی جنکے آس پاس کے اضافی بال نفاست سے ہٹائے جاتے کہ وہ شیپ میں لگنے لگتیں، پھر وہ خوبصورت اور بھرے ہونٹوں پر جب چیزی مسکراہٹ سجاتا تو دل چاہتا اسے کھاپی لیا جائے۔

"بس یہی۔"

وہ آنکھوں میں محبت بھرے ہونٹوں پر آئی مسکراہٹ سمیٹ گئی، اسکی ایسی قناعت پر باران یلدرم کا دل چاہا وہ

اسے مسکراتا دیکھے، یونہی جنون سوار ہوا تھا کہ ان خوبصورت ہونٹوں کو پھولوں کی طرح کھلائے۔

"من واست میمیرم دلارہ"

وہ اک سرور کی سی کیفیت میں بولا، دِلارہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، اچانک ٹھٹکی۔

"یہ کیا کہا ہے باران یلدرم تم نے مجھے"

رہی سہی مسکراہٹ بھی ختم کیے وہ سکرین پار سے بھی گھوری میں اچھی بھلی پاور لیے تھی۔

"تم میرے بار بار گھسے پٹے

I love You

سے بور ہو جاو گی سو میں نے سوچا ہے جب تک ہم اس

Long Distance Relationship

میں رہیں گے میں تمہیں روز نئی لینگویج میں بتاوں گا کہ

محبت کو اور کیسے کیسے کہا جاتا ہے۔"

یہ وضاحت دیتے ہوئے اس شخص نے اک لمحہ بھی دِلارہ پر

سے نظریں نہ ہٹائیں۔

"تو یہ کونسی تھی؟"

وہ تکیے سے ٹیک ہٹائے اٹھ بیٹھی۔

"گیس تمہیں کرنا ہو گا"

جناب نے اک مزید تجسس پھیلایا، دِلارہ کھلکھلا اٹھی۔

"اف یہ مزیدار ہے"

اسی چہکتی ہنسی کے ساتھ وہ بولی اور باران کی آنکھیں محبت سے بھر گئیں۔

"تمہاری اس میٹھی مسکراہٹ سے کم جسکو کھا پی جانے کا دل چاہ رہا میرا"

باران نے اپنی نظروں کا بہکا ہوا فوکس مہذب کیا ورنہ وہ نظریں نہ ملا پاتی، وہ گھبرائے یا پریشان ہو ایسا باران نہیں

چاہتا تھا، دِلارہ نے سرسری سا سمائیل کرتے سنجیدہ شکل بنائی جیسے وہ ڈر رہی تھی کہ سکرین سے یہ آدمی باہر نکل آیا تو کیا کرے گا۔

"میں سرچ کر سکتی ہوں یہ زبان؟"

وہ پھر سے بولی، تاکہ پیج کی حرارت کم ہو۔

"نہیں تکہ لگاو۔ غلط ہو بھی جائے تو کوئی بات نہیں۔ میں کونسا غلط ہونے پر تمہیں سزا دینے آجاوں گا۔"

باران نے جان بوجھ کر یہ آنے کی بات کی، دِلارہ نے بھی ویسے ہی اداس ہو جاتے باران کو دیکھا۔

"ہمم۔ ٹھیک کہا۔"

وہ فورا مان گئی۔

"تمہاری آنکھیں؟"

دِلارہ کے غور کرنے نے اسے پریشان کیا، وہ اسے بہت قریب چاہتا تھا ایسی نظریں تھیں باران کی۔

"تم غور کرنے کی حالت میں نہیں ہو۔ انھیں چھوڑو۔ یہ تمہیں سکرین سے باہر چاہ رہی ہیں بس"

باران نے اپنی اس وقت کی خواہش کی تو دِلارہ نے لحظہ بھر نظریں اس پر سے ہٹائیں۔

"جی نہیں۔ ان میں نیند ہے"

وہ فورا نفی کرے اسے بے خوفی سے تکنے لگی اور اس بار باران نے نظریں ہٹالیں اس سے پہلے وہ اور راز کھولتیں۔

"تو کیا چاہتی ہے ملکہ ؟ کیا کروں ان نیند بھری آنکھوں کا؟"

وہ بار بار اس سے نظریں ہٹا کر ڈال رہا تھا اور یہی دِلارہ بھی کر رہی تھی، کتنا مشکل ہو رہا تھا ایک دوسرے کو مسلسل دیکھنا۔

"ابھی فری ہو گئے ہو تو گھر جاو اور سو لو۔ میں چاہتی ہوں نیند لو تھوڑی"

دِلارہ کی چاہت پر وہ قربان ہوا، وہ شاید اتنے دور بیٹھ کر بھی اسکی آنکھوں میں نیند کے ساتھ اپنی خواہش بھانپ گئ تھی۔

"جیسا تم کہو، تم ٹھیک ہو اب۔ پیریڈ چل رہے ہیں ناں ابھی؟ انکا پین بھیٔ ہو گا ناں؟"

باران کے فوراسے پریشان ہونے پر دلارہ کو شرم سی آئی کہ یہ آدمی کبھی بھی کچھ بھی پوچھ لیتا ہے۔

"بس لاسٹ ڈیز ہیں تو پین نہیں ہو رہا۔ جسٹ فسٹ ٹو ڈیز ہوتا ہے اور دو دن پری ڈیز میں۔ تم ایسے سوال نہیں کیا کرو۔ لیڈیز ان کمفرٹیبل ہوتی ہیں ان پر"

دِلارہ نے شرمیلے لہجے میں منع کیا تو باران ہلکا سا مسکرایا، وہ شرمیلی تو الگ ہی دنیا کی مخلوق لگتی تھی۔

"جیسا تم کہو۔ ایک بات سنو میری۔ اپنے ان لفنگے کلاس میٹس سے محتاط رہنا۔ میں نے عالی بھا کو کہا تھا پیپرز کے بیچ تمہارے ساتھ اپنے دو لوگ رکھیں جو تمہاری پروٹیکشن عمل میں لائیں۔ میں بھلے یہاں ہوں پر تم میری حفاظت میں ہو دِلارہ، خود کا خیال رکھنا اپنے لیے اور میرے لیے"

دِلارہ اسکی ہر بات پر سر خم کر دینا چاہتی تھی، اس نے فون سکرین اپنے ہونٹوں کے پاس کیے چومی، باران کی نیند والی آنکھیں تھوڑے درد سے بھر گئیں۔

"تم بھی خیال رکھنا۔ تمہاری میموری کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ میں دوبارہ سے تمہیں پیاری ہونے کی ہمت نہیں رکھتی۔ مجھے تمہارا یہی پیار اور توجہ چاہیے۔ اتنی ہی اہم رہنا چاہتی ہوں تمہارے لیے۔ پر اپر نیند لو اور کوئی بھی الٹی سیدھی بات مت سوچو۔ کچھ بھی پریشان کرے شئیر ودمی باران۔ میں تمہارے لیے ہوں ہمیشہ موجود"

وہ آنکھوں میں بے پناہ پیار بھر لائی، اسکی تاکیدوں سے بھی باران کو پیار ہو رہا تھا پھر وہ خود کتنی قیمتی تھی، اسکا لیول ہی الگ تھا۔

"میں خیال رکھوں گا اپنا۔ میری فکر مت کرو۔ اور تمہاری یہ فون سکرین کو کی کس، پہنچ گئی مجھ تک۔ ٹھنڈی اور میٹھی سی۔ سونے کی کوشش کرو میں بھی کچھ دیر تک نکلتا ہوں گھر۔"

باران نے اسے سونے کا تبھی کہا کیونکہ وہ آنکھیں جھپک رہی تھی تبھی فورا مان بھی گئی، باران نے بھی بلکل اسی کی طرح سکرین کو چوما تو دِلارہ کا دل یوں گدگدایا جیسے وہ سچ

میں پاس آکر اسکو چھو گیا ہو، وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کیا
باران کا دل بھی اسکے دل کی طرح ایسے لمحوں میں
گدگداہٹ کا شکار ہوتا ہو گا۔

"ایک بات بتاتی جاو"

وہ کال کاٹتے کاٹتے رکی جب وہ پکارا۔

"ہاں پوچھو"

وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"اگر سب ٹوٹکے کرنے کے بعد بھی سو نہ پایا، پھر کوئی ایسا حل ہے جو کر سکوں۔ میڈیسن کے علاوہ۔ نیند کی گولی اثر نہیں کرتی؟"

باران نے اس خوشبوؤں کی ملکہ سے یہ فیور چاہا کہ وہ تو سکون آمیز لمس رکھتی خوشبوؤں سے واقف ہے۔

---"Lavender scented candle

لیتے جانا اور سونے سے پہلے اپنے سرہانے کی طرف جلا کر رکھ دینا۔ تم اک بہتر نیند لے پاو گے اتنا یقین ہے مجھے "

دِلارہ کی بتائی ترکیب پر وہ تھکی آنکھوں والا مسکرایا۔

"تم میرے لیے ایسی کینڈل بنا کر بھیج سکتی ہو؟"

دِلارہ نے حیرانگی و خوشی کی ملی جلی کیفیت میں باران کی طرف دیکھا۔

"اپنے ہاتھوں سے؟"

وہ اسی کیفیت میں سنجیدہ ہوئی۔

"ہاں۔مجھے تھوڑا سا سکون بھیج دو یہ۔۔۔اپنے گھر کا ایڈریس بھیج دوں گا پر غلطی سے بھی خود آنے کا پاگل پن مت کرنا۔تم انقرہ میں ابھی سب سے سیو ہو۔اوکے؟"

وہ خواہش کے ساتھ اسکی فکر میں بھی گھلا جو دلارہ کو چپ سی لگا گیا۔

"نہیں آتی بے فکر رہو میرے پاس وہاں آنے کے لیے ابھی لیگل پیپرز نہیں ہیں۔ میں کینڈلز بھیج دوں گی کل شام تک۔۔۔ تھوڑے دن لگیں گے پر پہنچ جائیں گیں تم تک۔ خیال رکھنا اپنا۔"

محبت سے تسلی دیتے سمجھایا گیا۔

"تم بھی دِلارہ"

دگنی محبت سے جتایا گیا۔

وہ اسے مسکرا کر بائے کہے فون پاس رکھے مسکرانے لگی، آج جتنا وہ روئی تھی، اس دلفریب دنیا کی آسودہ ترین مسکراہٹ پر اسکا حق تھا جسکا سبب باران بنا تھا۔

لیکن باران پر بڑی مشکل آنے والی تھی، کیا وہ دِلارہ کو پتا لگے بنا اسکے نام کی جنگ لڑنے والا تھا؟ کیا وہ اس لڑائی کے بعد دِلارہ سے ملے گا؟ کیا ان دو کے مقدر میں وہ ادھوری کس پوری ہونا لکھا تھا؟۔۔

یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

.._____..

"مشکل وقت ہے پر وہ سنبھال لیں گی خود کو۔"

وہ جب واپس آئے تو مرات بھی آ گیا کیونکہ اسے ہاندے کے پاس رکنے کی پرمیشن نہیں دی گئی، ابھی تک کسی نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا، لگ بھگ دو بجنے والے تھے اور نازلی آزاد، اس وقت مرات کے دائیں بائیں بیٹھے بس اسکی تکلیف میں اسکی دل جوئی کر رہے تھے۔

"بلکل۔ تم ہوناں انکے ساتھ۔ آزاد کل ہی کیس واپس لے گا۔ پریشان مت ہو۔ ہاندے اگر سنبھل جاتی ہے تو ہم بھی اسکو کسی قسم کی سزا نہیں دیں گے۔ ماوں کی تکلیف اولاد

کے لیے سہنی مشکل ہوتی ہے۔ ہم نہیں چاہتے تم اس تکلیف سے گزرو مرات"

مرات نے آزردگی سے ساتھ ہی بیٹھی نازلی کو دیکھے اک افسردہ سی سمائیل دی، وہ نازلی کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

"میں مما کو اپنے ساتھ لے جاوں گا۔ آپ انھیں ڈائورس دے سکتے ہیں بابا۔ انھیں ویسے بھی آپ سے کوئی لگاو نہیں نہ آپکی فکر اور قدر۔"

اس بار مرات نے آزاد کی طرف دیکھتے ریکوسٹ کی جس پر آزاد نے آمادہ اشارہ دیتے سر ہلایا۔

"تم ہم دونوں سے ملنے آتے رہو گے ناں مرات؟"

نازلی نے اداس سا ہوئے مرات کا ہاتھ پکڑ کر دبایا تو وہ ایسی امید نہ رکھتا تھا، تبھی اسکی اس خوشی میں درد اترا۔

"میں آتا رہوں گا۔ آپ دونوں میرے لیے بہت قیمتی ہیں"

مرات نے خوش دلی سے اقرار کیا جس پر نازلی فوراً چہک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو پھر اسی خوشی میں کچھ بیک کروں میں تمہارے لیے۔ مجھے پتا ہے ہمارا بچہ بہت اداس ہے پر میرے ہاتھ کی

لیمن اور سینیمن کو کیز کھانے کے بعد ساری اداسی اڑ جاتی ہے۔ ایدا تو میرے ہاتھ کی بیک کو کیز کی دیوانی ہے۔ ہم جب بہت اداس ہو جاتی تھیں تو کو کیز کی ریس لگاتے تھے۔ کھانے کی اور میں ہمیشہ زیادہ ٹھوس کر جیت جاتی تھی۔ کیا ہم یہ سٹریس ریلیزر ریس لگائیں۔۔۔ آزاد کو ریفری بنا دیں گے ویسے بھی بڈھوں کو زیادہ میٹھے اور بیک لوازمات سے دور رہنا چاہیے ناں مرات؟"

نازلی نے بچوں کی طرح ایکسائیڈ ہوتے مرات کو بھی کیا جبکہ آزاد کو تو آگ اس بڈھے پر لگی جس میں یہ دو ماں بیٹا ساتھ ہو گئے اور تالی مار کر مسکرائے بھی، مرات کی

مسکراہٹ نازلی کی شوخ شرارتی طبعیت نے لوٹا جو دی تھی۔

"اوہ ہیلو۔ یہ بڈھا کسے کہا تم نے؟ مرات تم بھی اس سازشی کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بڈھا کہاں سے ہوں؟ آنکھوں کا علاج کرواو دونوں۔۔۔"

آزاد نے ہاتھ جھلا جھلا کر خفگی سے احتجاج کیا اور ڈانٹا بھی جبکہ وہ دو دانت دیکھاتے ہنسی چھپاتے اٹھ کر ٹیم بنے کچن کی طرف روانہ تو ہوئے جبکہ دونوں کو کچن ہال سے نظر آتا دیکھے آزاد نے جانے کتنی بار آنکھوں ہی آنکھوں ان دو کی مسکراہٹ کا صدقہ اتارا، دونوں نے اینا کو بھی کال پر لیا، وہ

بھی مرات کی طرح بہت ہی کیوٹ اور دل کی سوئیٹ لڑکی تھی، مرات نے اسکا نازلی سے وڈیو کال پر انٹرو بھی کروایا تو اینا نے نازلی کو آزاد کے ساتھ آئس لینڈ آنے کی دعوت بھی دی۔

جب تک نازلی اور مرات نے کچن تباہ کر کے کوکیز بنا کر بیک کیے اینا سے گپیں لگا کر فائنل پراڈکٹ تیار کیے باہر لایا، آزاد خراٹے بھرتا وہیں صوفے پر سو رہا تھا، یہ خراٹے موصوف صرف بہت زیادہ تھکے ہوں تب مارتے تھے۔

"برباد ہو گئی میری لائف اف۔۔ خراٹوں والا آزاد یلدرم مل گیا۔ مرات یہ خراٹے بھی لیتا ہے کیا پر مجھے کل کیوں

نہیں پتا چلا جب میں اسکے ساتھ تھی روم میں۔ اف میں اس جرنیٹر جیسی آواز نکالتے آدمی کے ساتھ کیسے رہوں گی؟"

کوکیز تو نازلی کو بھول گئیں، الٹا وہ سر پکڑے دوسرے کاوچ پر بیٹھی آزاد کو تشویشناک نظروں میں بھرے سر تھام گئی، مرات نے اک کوکی ٹیسٹ کرتے خود بھی بیٹھ کر نازلی کے ایکسپریشن پر ہنسی دبائی۔

"بے فکر رہیں۔ یہ خراٹے بس تبھی مارتے ہیں جب سخت تھکے ہوں وہ بھی تھوڑی دیر۔۔ دیکھیں بند ہو گئے"

مرات کے کہنے کے ساتھ ہی آزاد نے خراٹے بند کیے تو نازلی کی جان میں جان آئی، مسکین سی سمائیل اس نے مرات کی طرف اچھالی جس پر وہ بھی مسکرایا اور اینا کی آتی کال پر وہ زرا اٹھا۔

"یہ مجھ سے بات کیے بنا سوتی نہیں، یو نو سپیشل والی بات۔ میں اسے سلا آوں ہم پھر ریس لگاتے ہیں؟ اجازت ہے؟"

مرات کے اتنے مہذب و کیوٹ انداز میں پوچھنے پر نازلی کو اتنا اچھا لگا کہ وہ بتا بھی نہ سکی۔

"ہاں ہاں۔ جاو جاو۔ لو ویو کہنا ہو گا اور مس یو۔ سلیپ ٹائیٹ وغیرہ"

نازلی نے آنکھ دباتے تفصیل دی تو بچارا مرات گلابی گلابی ہوتا اٹھ کر مسکرائے چلا گیا جبکہ نازلی ہنس دی کہ یہ دونوں ہی بہت کیوٹ تھے، پھر سے نظر اپنے پورے کاوچ پر پہاڑ سے ڈھیڑ ہسبنڈ پر ڈالے نازلی کو خراب لفٹ والی بات یاد آ کر گدگدا گئی، اب جب تک مرات آتا، نازلی کو بھی تو وقت گزارنا تھا تبھی آزاد سے شرارت کرنے کا خیال سوچتی وہ اٹھ کر اسکے پاس بیٹھی پھر واس میں رکھی فلفی سی ڈیکوریشن پیس ٹہنیوں میں سے اک نکال کر آزاد کے کان کے پاس

اسکی پچھلی نوکیلی سائیڈ اندر گھسائے وہ اسکے کسمسانے پر فوراہاتھ پیچھے کھینچ گئی، آزاد نے بند آنکھوں نیند میں اپنا کان مسلا اور پھر کچھ دیر بعد اسکے شانت ہوتے ہی نازلی نے پھر سے وہ ٹہنی آزاد کی ناک کے ایک ہول میں گھسائی تو وہ جلدی سے ناک رگڑتا ٹیک چھوڑے اٹھ بیٹھا تو اسکے حواسوں میں آنے سے پہلے ہی نازلی نے جلدی سے وہ ٹہنی واپس رکھتے معصومیت چہرے پر سجائے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو آزاد کے چہرے سے جوڑا۔

"اوہ کیا ہو گیا۔ برا خواب دیکھ لیا تم نے؟"

وہ فکر و پیار کے سنگ شرارت بھی چہرے پر سجائے ہوئے تھی تبھی آزاد کو بھنک لگ گئی یہ کارنامہ اسی لفٹ سے محروم سی دوشیزہ کا ہے۔

"جس کے پاس سچ میں تم سی چڑیل ہو جیتی جاگتی اسے برے خواب کیا ڈرائیں گے؟"

وہ بھی کسی سے کم تھوڑی تھا، وہ جو اچھے بھلے ڈرامیٹک اور رومینک موڈ میں تھی، بری طرح جھنجھلائی اور مکا آزاد کے تھائے پر دے مارا، وہ آگے سے جنٹل مین سمائیل دیتا اور جان کو آیا کیونکہ نازلی کا منہ ایسی تعریف پر غبارہ ہو گیا تھا۔

"بہت برے ہو تم؟ ہاتھ کیسا ہے اب تمہارا؟ میں اسکی پٹی بدل دوں"

وہ ناراض ہو کر بھی اب ناراض نہیں یہ آزاد کے مسکرانے میں مزید دلکشی بھر گیا۔

"میں نے بدل لی ہے۔ تم میرا زخم ناسور بنا دو گی"

آزاد کے الفاظ سنگین لگے پر لہجہ پیار بھرا تبھی تو وہ سر تا پیر گھومی۔

"واٹ! ویٹ آمنٹ۔ میں ناسور بنادوں گی؟ مطلب یہ ہرٹ کیوں کر رہا ہے مجھے۔ مطلب کیا ہے میرا تمہارے زخموں پر مرہم لگانا اسے بڑھادے گا؟"

بات کا مفہوم سمجھتے وہ دکھی ہو کر بگھڑی تو آزاد نے اسکے کھلے بالوں میں ہاتھ داخل کرتے گردن کی پچھلی طرف ہاتھ کا پنچہ جمائے اسکا منہ اپنے چہرے کے قریب کیا تو نازلی کی پلکیں سی اتنی قربت پر آنکھوں پر لرزیں۔

"تم اتنے پیار سے مرہم لگاؤ گی کہ ان کھروچوں اور ہاتھ کے زخموں کو تم سے عاشقی واشقی لاحق ہو سکتی ہے اور جن

زخموں کو ایسے مرہمی ہاتھوں سے عشق ہوتا ہے وہ زخم
کبھی بھرنا نہیں چاہیں گے"

وہ دھیرے سے اسکی جبین بھرے لمس سے مہکارتا پھر دور
ہوئے جب نازلی کی آنکھوں میں جھانکا، وہاں آنسوؤں کی
تہہ جمی تھی، پر رشک بھی اس دھندلاہٹ میں گھلا تھا، اسکا
لازمی جزو تھا۔

"تم نے ڈرا دیا تھا۔ میں اس پر تم سے لڑنے والی
تھی۔ا۔۔ایسے مت ڈرانا مجھے دوبارہ۔"

وہ اسی صدماتی کیفیت میں بھیگی ہوتی آواز میں سرگوشی کیے بولی تو وہ اسکی گال دبوچتا ہنسا کہ یہ اللہ نے کیا مخلوق دے دی ہے۔

"ڈراوں گا۔ کیا کر لو گی؟"

وہ باز آنے والوں میں سے کہاں تھا، نازلی کو چڑانے کے بعد وہ کیسے بچتا، کسی چیل کوے کی طرح وہ اسکی ناک پر جھپٹی اور اسے زور سے دانتوں میں لیتے کاٹا، آزاد خفیف سا کراہا پر سزا تھی تو جناب کو مسکرا کر برداشت کرنی پڑی لیکن یہ کرنے کے بعد وہ غصیلی حسینہ ضرور مسکاتی نظر آئی۔

"تم ایک نمبر کے۔۔۔۔"

وہ ہانپ کر بولی ہی جب آزاد نے اسے گہری پر تپش نگاہوں میں بھرتے چپ لگادی، اتنی پاور تھی آزاد کی نظر میں کہ نازلی کے ارد گرد سب رک سکتا تھا، آوازیں، روشنی اور حرکت کرتی زندگی کا احساس۔

"ہنڈسم، ڈیشنگ، ہاٹ اور نوجوان آدمی ہوں۔۔ جانتا ہوں تعریف کر کے اپنا منہ نہ تھکاو۔۔۔۔"

آزاد نے فخریہ کالر جھاڑتے ان اداس آنکھوں میں خوشی کے دیپ جلائے۔

"شوخا"

وہ مسکاتی، خفگی بھری بڑبڑانے کے بعد خود بھی مسکرادی جبکہ دونوں نے جب بیک وقت آتے مرات کو دیکھا تو فورا توجہ ہٹا کر اس پر دی، اور پھر باقاعدہ اس نیند میں ڈوبے بچارے آدمی سے ان دوماں بیٹے نے ریفری کے فرائض سرانجام دلوائے، زرا ترس نہ کھایا گیا آزاد پر۔۔۔

.._____..

اک نئ صبح انقرہ اور بریمن میں آچکی تھی پھر کئ صبحیں شامیں اور راتیں روانگی میں اترنے لگیں، اگلا ایک ہفتہ اک

طرح بہت مصروف اور خاموشی کے سنگ گزرا تھا، ہاندے
کے خلاف تمام کیس واپس لینے کے بعد بھی ہفتہ لیگل
پراسیس پر لگ گیا اور ہاندے ہر کیس سے بری ہو کر ہفتے
بعد مکمل آزاد ہو کر مرات کے ساتھ جانے پر تیار
تھی، اس ایک ہفتے میں مرات یہیں رکا تھا، وہ یہ سب
معاملات اپنی نگرانی میں مکمل کروانا چاہتا تھا کیونکہ اسے
کہیں دل سے ابھی بھی ڈر تھا کہ اسکے جاتے ہی اسکی ماں پھر
سے نازلی اور آزاد کے لیے کچھ برا پلین نہ کر لے، جبکہ اس
ایک ہفتے مرات نے جو محبت، پیار اور توجہ نازلی اور آزاد
سے پائی، وہ زندگی بھر بھول نہ سکتا تھا، مرات کو اتنی اہمیت

دی کہ وہ نازلی کو دوسری مما تک مان بیٹھا، آج رات گئے
میں ہی مرات اور ہاندے کی آئس لینڈ واپسی تھی اور وہ
دونوں ہی رات کے لیے آزاد اور نازلی کی طرف انوائٹڈ
تھے، جبکہ دوسری طرف دِلارہ گھر نہ صرف اگلے دن ہی آ
گئی بلکہ اسکی زندگی یہ ہفتہ لگاتے ہی معمول پر بھی
آ گئی، اس نے کینڈلز اسی دن بنا کر باران کو بھیج دی تھیں
اور وہ آج کل میں باران تک پہنچ بھی جاتیں، خود وہ اپنے
پیپرز دینے میں بزی تھی، عیشاء اس ایک ہفتہ دِلارہ کے
پتھر دل کو موم کرنے میں مصروف رہی اور بینی بھی گھر
آ چکی تھی، دِلارہ کے رویے میں اتنی لچک اس ایک ہفتے

آگئی کہ وہ عیشاء کو بنا غصہ کیے سننے لگی تھی، ہاں اسکی ناراضگی، سرد مہری اور چپ ہنوز قائم تھی پر اب عیشاء کے اندر امید پیدا ہو چکی تھی کہ جلد دِلارہ اسے معاف نہ بھی کرے پر اسکی عادی ضرور ہو جائے گی اور عزیزے خوش تھیں کہ انکی زندگی میں ہی دِلارہ سے چھینے گئے سکھ اسے واپس ملنے کی جدوجہد کر رہے ہیں پر اب اس لڑکی کا تمام تر سکھ بس باران سے جڑا تھا جس نے دِلارہ کو اس پورے ہفتے اپنی ایک بار بھی کمی ہونے نہ دی، نہ تو تکن نے فی الحال کوئی شرارت کی حالانکہ جتنا زلیل باران نے امارہ کو کیا تھا، وہ اتنی خاموشی امید نہیں کر رہا تھا پر اس خاموشی کے

پیچھے بہت راز تھے جو طوفان کی طرح ہی کھلنے والے
تھے، باران کے بھیجے گفٹس دلارہ کو اور دلارہ کی بھیجی
کینڈلز آج یا کل میں دونوں کو ملنے والے تھے، جبکہ تیسری
طرف مسدور حویلی میں بھی توران کی واپسی کی خبر نے
مزید خوشی کی لہر دوڑا رکھی تھی، سب شانت تھے اور
عالیان کے لیے ہفتہ بھر بھی ناکافی رہا ابراہیم یلدرم کے
قاتل ہونے کی سچائی کا صدمہ جھیلنے کو، جبکہ ہفتے پر محیط
انکے سکن پراڈکٹس کی جانچ اور انکوائری بھی اختتامی
مراحل تک پہنچ گئی تھی مگر اب ہفتے کی خاموشی کے بعد
ہلچل کا سمے آچکا تھا کیونکہ تو تکن اس وقت توران مسدور

سے ملنے جیل آیا تھا، ولنز ایکٹیویٹ ہونے کا وقت ہوا چاہتا تھا کیونکہ آج توران پر اسکی بیٹی کی سچائی کھلنے والی تھی اور بہت بڑی سازش طے ہونے والی تھی۔

توران کو اجازت ملی تھی کہ وہ خود سے ملاقات کرنے کے لیے آئے تو تکن سے پرائیوٹ روم میں مل سکے، وہ اپنی پر اعتماد چال چلتا ہوا کوریڈور سے گزر رہا تھا، اسکے ہاتھ ہتھ کڑیوں میں آگے کی جانب بندھے تھے، جب ملاقات والا مخصوص کمرہ آیا تو اس سیکورٹی کے آدمی نے توران مسدور کی مضبوط کلائیوں کو ہتھ کڑیوں سے آزاد کیا اور اسے اندر جانے کی اجازت دی، دروازہ آگے دباتے وہ خود اندر داخل

ہونے سے پہلے اپنی سلگتی مسکراہٹ سے کرسی پر براجمان
تو تکن کا خوش آمدید کرتا پھر خود اندر گیا، وہ لگ بھگ
ساڑھے چھ فٹ کے قریب ایک مضبوط اور پہاڑ آدمی
تھا، اسکے بے ترتیب داڑھی مونچھ سے سجے چہرے پر بلا کا
سکون براجمان تھا، اسکی گرے چمکدار آنکھیں امرتی رنگ
میں نہائی تھیں اور بقیہ آدھی مسکراہٹ طنزیہ تھی، وہ
چوڑے کندھوں اور بھرپور توانائی رکھتے جسم کا مالک
تھا، کون کہہ سکتا تھا کہ اس مضبوط جسم کے اندر دھڑکتا
دل، اپنی دھڑکن کی ٹھیک روانی کے لیے ایک آرٹیفیشل
میشن کا محتاج ہے۔

"ابھی تو ہفتہ ہے میری رہائی میں، تم کچھ جلدی تشریف نہیں لے آئے تو تکن مریام"

اپنے بوٹ سے وہ لکڑی کی لاغر کرسی کو پیچھے سرکائے تسلی اور تفاخر سے اس پر بیٹھے ٹھیک اپنے سامنے براجمان تو تکن سے ہمکلام تھا جو پچھلے ایک ہفتے کی خاموشی کے بعد اصل فساد کی تیاری کر چکا تھا، جبکہ امارہ کیوں چپ تھی اس پیچھے بہت بڑی وجہ تھی اور وہ وجہ ٹھیک اس وقت باران پتا لگوانے کی جدوجہد میں امارہ مریام کا کل سے پیچھا کروانے کے ساتھ اس پر نظر رکھوا رہا تھا، اپنے گھر میں سٹنگ لاونج میں بیٹھا، لیپ ٹاپ کھولے وہ اپنے آدمیوں کے بھیجے کچھ

ڈیٹا کی جانچ کر رہا تھا جبکہ اسی کے ساتھ وہ کچھ ہیکنگ ڈیوائسیز کے تھرو کسی پرائیویٹ اور ہائی ایڈوانس پیس میکر کے ساتھ چھیڑ خانی میں بھی مصروف تھا۔

جبکہ تو تکن نے اک مضحکہ خیز جواب جب توران کی سمت مسکراہٹ اچھالی، وہ سنجیدہ ہوا، فوری جبڑے کس لیے۔

"تمہیں پتا ہے تمہاری ایک بیٹی بھی ہے، جب تم یہاں آئے اور اریسٹ ہو کر اس سب میں پھنسے وہ تمہاری ہی ہوس کا شکار ہوتی کسی لڑکی کی کوکھ میں موجود تھی"

تو تکن نے توران کے دماغ پر مانو ہتھوڑا ہی تو برسا دیا تھا، دفعتاوہ شارپ گرے آنکھیں گوشوں کی جانب سے سرخائی میں گھلتی محسوس ہوئیں۔

"بکواس کر رہے ہو تم"

توران نے بدلحاضی سے تو تکن کو تنبیہہ کی پر وہ آگے سے جیسے مسکرایا، توران کی آنکھوں میں خوف و درد کی لکیریں پھیلنے لگیں۔

"نہیں۔ بکواس نہیں۔ باران کی دوست عیشاء یلدرم۔ یاد ہے؟، اسی نے جنم دیا تمہارے خون کو، تمہاری بیٹی کو۔ سزا

بھی دلوائی تمہیں۔ ویسے ماننا پڑے گا اس دلیر لڑکی کو، تمہاری طرف کوئی حساب نہیں رہنے دیا۔ تم نے اسے اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھایا اور اس نے پہلے تمہاری ساری جوانی اس جیل میں سڑوادی پھر بیٹی نام کا فیوچر کارڈ بھی سنبھال لیا۔ تم بہت منجھے کھلاڑی تھے پر عیشاء تو تمہاری بھی استاد نکلی"

توتکن کے لہجے میں صرف زلیل کرنے کے رنگ تھے، وہ سراسر توران کا مزاق بنا رہا تھا جبکہ توران نے اٹھ کر جس طرح اس دبلے سے توتکن کی گردن دبوچے اسے کرسی سے اٹھائے اسکے پیر زمین سے اٹھوائے، اسکی طاقت کا

مظاہرہ دیکھتے تو تکن کی آنکھیں باہر ابل پڑیں، وہ توران کے سینے پر ہاتھ مارتا پھڑ پھڑایا تو توران نے اسے اسکی کرسی پر واپس دھکیل کر خود اس کرسی کی دونوں بازووں پر اک اک ہاتھ رکھے تو تکن پر جھکا تو تکن کے چہرے پر خوف ابھرا۔

"یہ سب اگر جھوٹ ہے تو اسکی سزا میں تم جان سے جاسکتے ہو تو تکن۔"

توران کی آنکھوں سے شرارے اٹھنے لگے۔

"جھوٹ نہیں ہے۔لگ بھگ ساڑھے سترہ سال کی ہے وہ۔ تمہاری بیٹی دلارہ توران۔ اور نہ صرف یہ بلکہ وہ باران یلدرم کی بیوی بھی بن چکی ہے۔ باران یلدرم کی جس نے میری مدد اور اپنی کوشش سے تمہیں یہ لمبی سزا دلوائی۔ تمہارا مجرم، تمہارا داماد بن چکا ہے۔ چچ چچ"

توران کے ہاتھوں کی گرفت جیسے کمزور ہوئی، وہ واپس اٹھ کھڑا ہوا اور تو تکن کو یوں دیکھنے لگا جیسے بس چلے تو اسے چیر پھاڑ ڈالے۔

"عیشاء زندہ ہے؟"

یہ تین تڑپتے لفظ تھے جو توران کے منہ سے نکلے تھے اور تو تکن نے اسکی امید نہ کی تھی، اسے ایک womanizer ٹائپ کے آدمی سے کسی سابقہ عورت کے لیے ایسی تڑپ رکھنا حیران کر گیا۔

"ہاں زندہ ہے، وہ جرمنی کی جانی مانی جنرلسٹ ہے پچھلے دس سالوں سے۔ سب پتا کروایا ہے۔ اس سے پہلے کئی سال وہ ایک مینٹل ہیلتھ آکیڈمی میں زیر علاج رہی، پاگل ہو گئی تھی، تم جیسے شخص سے دل لگانے والے کا یہی انجام ہونا چاہیے تھا کہ پاگل پن کے بعد موت آجائے پر دیکھو وہ دلیر عورت آج اپنے پیروں پر کھڑی ہے۔ مقبول ہے، اور

وہ باران bremen کا سب سے مہنگا اور قابل

نیوروسرجن، نیورولجسٹ۔ اور تم کیا ہو؟ ایک عادی مجرم

کے سوا کیا پہچان چھوڑی ہے ان سب نے تمہاری۔؟"

تو تکن اس وقت اس تڑپے شخص کے دل پر مزید چابک مار

رہا تھا تاکہ توران سے بھی اپنے احسانات کا تاوان لے

سکے۔

"بکواس بند کرو تو تکن۔۔ کیا چاہتے ہو تم مجھ سے؟ یہ غیر

مقبول اور مجرم آدمی تمہارے کس کام کا ہے؟"

توران نے اس سے اصل مدعا پوچھا کیونکہ فی الحال اسکے اندر تو تکن کی مزید بکواس سننے کی ہمت نہ تھی۔

"بہت کام کا ہے۔ پر سکون ہو کر بیٹھو پہلے"

تو تکن کو ڈر تھا کہ سر پر کھڑا یہ طوفان کب اسی پر قہر کی طرح گر پڑتا تبھی اسے شانت ہونے اور بیٹھنے کا کہا۔

"میں سکون میں ہوں۔ تم بکو"

توران نے کرسی پر واپس بیٹھے اپنے اندر کے محشر کو جس مہارت سے اپنے اندر دبایا، وہ توران کے چہرے اور گردن کی رگیں پھلانے کا غیر محسوس انداز میں سبب بنا۔

"تمہیں باران کو مجبور کرنا ہو گا کہ وہ دِلارہ کو ڈائورس دے۔"

تو تکن نے اپنی ڈیمانڈ کہی تو توران نے بہت پر سکون ہوتے تو تکن کے چہرے کا جائزہ لیا۔

"اور میں ایسا کیوں کروں گا؟ ایک عورت باز آدمی کو اسی کے ہاتھوں پائمال ہوئی عورت پلس اسکی اولاد سے کیا لینا دینا جو وہ انکے لیے ایسا کوئی سٹیپ اٹھائے گا؟"

توران کی آنکھیں چمک و طنز سے بھری تھیں، جبکہ تو تکن کو ٹھنڈے پسینے آنا طے تھا۔

"اس عیشاء سے نہ سہی پر اپنے خون سے تمہیں لگاو ہے، یہ بات تم جھٹلا نہیں سکتے۔ تمہاری زندگی تو برباد کر دی گئی ہے کیا تم بیٹی کے سکھ سے بھی چپ چاپ دستبردار ہو جاو گے؟ ایک بیٹی کا باپ ہونا کتنا خوبصورت ہے یہ مجھ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔ تم اپنی بیٹی کے ساتھ بقیہ زندگی مزے سے گزار سکتے ہو، آخر کو وہ تمہارا خون ہے"

تو تکن کے منہ کی طرف دیکھے تو ران نے گہرا سانس کھینچا۔

"میں نے اسکی ماں کو ٹشو پیپر کی طرح یوز کر کے پھینکا تھا، مجھے باپ بننے میں کوئی دلچسپی نہ تب تھی نہ اب۔ لیکن

ٹھیک کہا تم نے۔ باران یلدرم کے ساتھ اتنی کم عمر لڑکی ہونا تھوڑا ڈسٹربنگ ہے۔"

توران نے یوں شو کیا جیسے اسے کسی چیز کی نہیں پڑی پر درحقیقت اپنے اموشنز قابو کرنے کی ابیلٹی دلارہ کو توران سے ہی ملی تھی، بھلے اندر قیامت برپا ہو، باہر بس ٹھہراو تھا۔

"میں تمہاری بیٹی کا فیوچر سیکیور کر دوں گا، تمہیں بھی اپنے ساتھ اک بڑا عہدہ دوں گا۔ اسکے بدلے تمہیں صرف دِلارہ اور باران کو الگ کرنا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے تمہیں جیل بھیجا، تمہاری ساری زندگی برباد کی، کیا تم چاہو گے

تمہاری اکلوتی بیٹی ان لوگوں کے بیچ رہے اور ایک ایسے انسان کے ساتھ زندگی گزارے جو اس سے بیس سال بڑا بھی ہو، مجھے تم سے سمجھداری کی امید ہے۔ یہ مت بھولنا کہ تمہاری بقیہ سزا معاف ہونے میں کچھ تمہارے باپ کی محنت ہے اور آدھی سے زیادہ میری۔"

تو تکن کی ڈیل سننے کے بعد وہ میز پر دونوں ہاتھ ٹکائے تو تکن کو دیکھتے طنزیہ مسکرایا، اسکی گرے شارپ آنکھوں میں اک مدہوشی ہمہ وقت گھلی رہتی پھر چاہے اسکے سر پر موت ہی کیوں نہ منڈلا رہی ہو۔

"اور اگر میں تمہاری بات نہ مانوں تو تکن مریام تو؟"

توران اس کی حد جاننا چاہتا تھا، اتنا تو اسے علم تھا کہ تو تکن جیسے لوگ کسی کے سگے نہیں ہوتے۔

"تو تمہارے ہارٹ پیس میکر کا کنٹرول میرے پاس ہے بھولنا مت۔ ایک کلک اور تم ایسے مرو گے کہ مجھ پر الزام بھی نہیں آئے گا، ویسے بھی کچرا جمع کرنے کا شوقین نہیں ہوں میں"

تو تکن کی آنکھوں میں شرارے اترے، یعنی وہ توران مسدور کو دھمکا رہا تھا۔

جبکہ اصل ماسٹر مائینڈ تو باران یلدرم تھا جو اپنی ہفتے کی کوشش میں کامیاب ہوئے، تو ران کے پیس میکر کو اپنے قابو میں کر چکا تھا، نا صرف اسکی کمانڈ بدل دیں بلکہ ہیک کر کے اسکی تمام کوڈنگ بھی بدل دی، یعنی اب اسکے پیس میکر کا کنٹرول نہ تو تو تکن کے پاس تھا نہ اس ہوسپٹل میں جہاں یہ ٹرٹمنٹ اور سرجری ہوئی بلکہ اب اس پیس میکر کا نیا کنٹرول باران کے پاس تھا۔

یہ سچ تھا چالیس سال کی عمر میں اسے دو ہارٹ اٹیک آ چکے تھے۔ اور اب اٹھارہ سال جرمنی کے شہر bremen میں جیل کاٹ کر جب وہ رہا ہونے والا تھا، اپنے اسی تیسرے

ہارٹ اٹیک کو مہرہ بنا کر اپنی فیملی یعنی بابا اور دادی کے سامنے اپنے بقیہ گناہ بخشوانے کے پلین بنا رہا تھا، کہ وہ مظلومیت اور معصومیت کا شہکار ہے اور اگر اسے کسی نے پریشان کیا تو تیسرے اٹیک کے ساتھ ہی اسکی جان جا سکتی ہے مگر یہ صرف توران مسدور اور تو تکن جانتے تھے کہ توران کے دل کے پاس ایک

Heart pacemaker

فٹ ہے جو سنگین سے سنگین حالات میں بھی اسکو تیسرے اور مہلک ہارٹ اٹیک سے ہر ممکنہ بچانے والا ہے، جبکہ

توران کو زرا اندازہ نہ تھا کہ توتکن اس بنیاد پر اب اسے کنٹرول کرے گا۔

اور اب توتکن باران کے ساتھ نہیں، بلکہ توران مسدور کے ساتھ مل کر اگلی چال چلنے والا تھا، توران بھلے اٹھارہ سال سے جیل میں تھا لیکن توتکن نے اسے ایز آسکینڈ پلین کے اپنے کچھ احسانات تلے دبا رکھا تھا۔

"تم مجھے دھمکا رہے ہو توتکن؟"

توران نے افسوس سے توتکن کی جانب دیکھا۔

"میں دھمکی نہیں دیتا، کر کے دیکھاتا ہوں۔ بولو، زندگی پلس بیٹی چاہیے یا موت؟"

تو تکن نے سیدھا سبھاو ڈیل رکھی اور توران نے اس ڈیل پر کچھ دیر سپاٹ موڈ میں غور کیا پھر سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ اسکے بعد دفع ہو جانا۔ مجھے نہ تو تم سے عہدہ چاہیے نہ ایک بھی پیسہ۔ تم جیسے مطلبی اور منافق آدمی سے ہاتھ ملانا، اپنے ہاتھ سمیت گردن کو کٹوانا ہے۔"

توران نے اٹھ کر کرسی کو ایک بار پھر ٹھوکر ماری اور دہشت سے پھنکار کر وارن کرتا ہوا وہ وہاں سے چلا گیا، باہر

نکلتے ہی اسے واپس ہتھ کڑیوں میں جانا پڑا، اور اسکی تکلیف اسکے چہرے سے چھلکنے لگی تھی جیسے سینے میں دل پھٹ گیا ہو اسکا، تو تکن کو اسکی اکڑ پسند تھی جبکہ باران کا دماغ، اور وہ ایسا کھلاڑی تھا جو اپنے مطلب کے لیے دونوں کو اچھے سے استعمال کرنا چاہ رہا تھا، وہیں دوسری جانب امارہ اپنے باپ کے ساتھ ہی اسکے کاروبار اور بلیک منی کے بہت سے دھندوں میں ساتھ دیتی تھی، ایک ہفتے پہلے وہ باران یلدرم سے زلیل ہو کر کچھ ایسا کر بیٹھی تھی جسکی وجہ سے اسے اب تک خاموشی اختیار کرنی پڑی تھی۔

اس وقت بھی وہ آفس میں آرام دہ کاوچ پر بیٹھی ہاتھ میں ڈرنک پکڑے کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھی جب دروازے پر دستک نے امارہ کو چونکا دیا، وہ دروازے کی جانب دیکھنے لگی جہاں سے براق اندر داخل ہوا، دونوں کی نظریں ملنے کی دیر تھی کہ براق نے نظریں نیچے کیں جبکہ امارہ کے چہرے میں دفعتا غضب گھلنے لگا۔

"تمہیں کہا تھا اپنی شکل مت دیکھانا مجھے؟"

وہ وائن گلاس، زور سے گلاس میز پر پٹخے اٹھ کر اس پر چینخی ہی ایسے کہ وہ نظریں امارہ پر ڈالنے کے لیے مجبور ہوا۔

"میں آپکے ڈیڈ کا رائیٹ ہینڈ ہوں۔ زیادہ دن پاسیبل نہیں کہ ہمارا سامنا نہ ہو۔ اگر آپ کہتی ہیں تو میں ریزائن دے دیتا ہوں۔ تاکہ آپکو دیکھائی نہ دوں"

براق نے مظلومیت کا سہارہ لیتے جب یہ سب کہا تو امارہ نے لپک کر غصے سے اسکا گریبان دبوچا کہ براق کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھلی۔

"سب برباد کر دیا ہے تم نے بدبخت، نہ تم مجھے اس رات اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر جاتے نہ ہمارے
بیچ۔۔۔۔ اس نے مجھے زلیل کیا، مجھے گھر سے دھکے دے کر نکالا لیکن تمہارے ساتھ گزری اس رات کی وجہ سے

میں اپنی زلت کا بدلہ نہیں لے پا رہی۔ کس منہ سے اب اسکے سامنے جاوں۔۔۔اب میں اسکی رہی ہوں کیا؟ بولو"

امارہ کے ہاتھوں کی رگیں اس پہاڑ آدمی کا گریبان دبوچتے پھولیں اور یہی کیفیت براق کی تھی، جسکا بس نہ چل رہا تھا یا خود کو آگ لگا دے یا اس آدمی کو، یہ آدمی جو اسے ہمیشہ بھٹکانے کا سبب بنتا آیا تھا، شاید وہ امارہ کو دیکھتا ہی ایسے نظروں سے تھا کہ اس اندر سے کھوکھلی لڑکی کی الجھنیں بڑھ جاتیں اور پھر اس روز باران کے گھر سے نکلنے کے بعد براق جو اسکے ساتھ آیا تھا، اس جن زاد بنی امارہ کو کیسے بھی باران کا قتل کرنے سے باز رکھنے کو اپنے گھر لے گیا، وہ اکیلا

رہتا تھا، اس ایک رات براق نے امارہ کو سنبھالنا تھا مگر وہ اتنی ڈرنک تھی کہ اسے کسی طرح اندر لگی آگ کا توڑ چاہیے تھا، اسے براق کی شکل میں بھی بس باران دیکھائی دیا اور پھر وہ ہوا جسکی اس رات کے گزرنے کے بعد نہ براق کو امید تھی نہ امارہ کو توقع، وہ ہوش میں آئی پر جو ہو چکا تھا وہ بھولنا یا بدلنا ناممکن تھا تبھی پچھلے ایک ہفتے سے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی۔

اس وقت دونوں کی آنکھیں ایک سی جل رہی تھیں۔

"آپ اسکی تھیں ہی کب؟ ہمارے بیچ جو ہوا مانا وہ غلط تھا لیکن اس دن یہی آپکی خواہش تھی امارہ۔ میں نے کبھی

آگے بڑھ کر آپکو کچھ محسوس کروانے کی آج تک کوئی کوشش نہیں کی۔ ہمارے بیچ جو ہوا وہ آپ کی ڈیمانڈ تھی۔ تب تو آپکو باران یلدرم کی دی زلت کا مرہم چاہیے تھا، مجھ میں چھپ کر، میرا سہارہ لے کر جب آپ سنبھل گئیں تو مجھے لات ماردی۔ اصل زلت کسکی ہوئی؟ میری یا آپکی؟ میرا ظرف ہے کہ میں یہاں آپکے سامنے اس سب کے بعد بھی کھڑا ہوں۔۔ تو مجھے الزام دینا بند کریں۔"

براق کی سرد مہری اور ایسی سب باتوں پر وہ اسکی شرٹ کے کولر کو مٹھیوں میں دبوچے اسے اپنے قریب کرتی اسی نفرت و غصے سے دیکھنے لگی۔

"پیار کرتے ہو مجھ سے ؟"

وہ اسی غضب سے بولی۔

"اس رات والی امارہ کو دیکھنے کے بعد پیار بھی مر گیا۔"

براق نے اسکے گریبان پر پکڑ جمائے ہاتھ جھٹکے سے چھڑواتے اس لڑکی کی آنکھوں میں اپنی سلگتی آنکھیں گاڑیں۔

"میں باران کو حاصل کر کے رہوں گی۔ اس سب کے بعد بھی۔ تم مجھے روک سکنے پر قادر ہو کر بھی میرے آگے بچھ گئے اس رات، سب چھین لیا تم نے میرا مجھ سے، یہاں

تک کہ میرے دل اور دماغ کا کنٹرول بھی، لیکن باران میری ضد ہے، اب سزا ملے گی تمہیں جب تم اپنی چاہی اور چھوئی امارہ مریام کو کسی اور کا ہوتا دیکھو گے"

وہ سرخ آنکھوں میں تنفر لیے براق پر چلائی تھی جو آگے سے بس ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"ایسا دیکھنے سے پہلے ہی ساری کہانی کا دی اینڈ کر دوں گا امارہ"

وہ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا رکا تو وہ جو ہانپتے بگھڑے سانس کو سنبھال رہی تھی، فوراً پلٹی، وہ بھی پلٹا، یعنی وہ امارہ کو دھمکی دے رہا تھا۔

"اچھا۔ مجھے مار دو گے کیا؟"

وہ آگے سے ڈھیٹ بن کر پوچھتے بولی پر براق نے اذیت سے نفی میں گردن گمائی۔

"خود کو۔ کیونکہ ابھی آپ نے کہا کہ آپکے دل اور دماغ کا کنٹرول میرے پاس ہے۔ میں آپکو مارنے کے لیے خود کو

ماروں گا۔ دی اینڈ۔ اپنی ضد چھوڑ دیں ورنہ مجھے سچ میں دیکھنے کو ترس جائیں گی۔ سی یو"

وہ آنکھوں میں غصہ اور چمک ساتھ بھرے اسے وارن کرتا باہر نکل گیا جبکہ امارہ کے پورے وجود کو جیسے نہ دیکھی جاسکتی آتش لگ گئی۔

وہ بے بس سی بالوں کو نوچے چلائی تھی، ضد تو واقعی ضد نکلی تھی، اور یہ چھپا ہوا عاشق ہی فی الحال جان کا پھندا محسوس ہو رہا تھا اور وہ شدید ذہنی دباو میں تھی۔

.._____..

وہ آخری پیپر کے لیے ریڈی ہو چکی تھی، فائنلی آج اسکے سٹریس فل دنوں کا اختتام ہونے والا تھا، مکمل تیار ہوتے ہی دِلارہ نے اپنا فون اٹھایا اور باران کو گھر سے پیپر کے لیے نکلنے کا میسج بھی بھیج دیا، اس سے پہلے وہ روم سے باہر نکلتی، عیشاء کو آتا دیکھے رکی جسکے ہاتھ میں کوریئر بیگ تھا۔

"دِلارہ، یہ تمہارا کوریئر آیا ہے۔ باران کی طرف سے"

دِلارہ نے فوراً سے عیشاء کے ہاتھ سے وہ باکس لیا جس پر عیشاء مدھم سا مسکائی۔

"مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔ کل صبح مجھے ایک دن کے لیے واپس جرمنی جانا ہے۔ میں اگلے ہی دن آجاوں گی۔ پوچھنا یہ تھا کہ باران کے لیے کچھ بھیجنا ہو تو مجھے دے دینا"

عیشاء کی بات سنے دلارہ نے وہ کوریئر اپنے بیڈ پر رکھا اور واپس عیشاء کے سامنے آکر تنی، وہ اس وقت یونیفارم میں تھی، سکرٹ کے اوپر شرٹ اور شرٹ کے اوپر وولی سوئیٹر پہنے، بال ہیر کرنچی میں مقید تھے۔

"پہلی بات کہ مجھے اسے کچھ بھیجنا ہوا تو میں آپکو تو نہیں دوں گی مس عیشاء، دوسری بات آپ جائیں نو ایشو پر باران سے دور رہیں۔ اگر مجھے پتا چلا آپ اس سے ملی ہیں اور

واپس اسکی دوست بننے کے چکر میں ہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"

وہ غصے سے بھری اک اک لفظ چبا کر بولی تو لمحہ بھر عیشاء سن رہ گئی۔

"میری بات سنو! میں باران سے دوستی کرنے کے چکر میں نہیں جا رہی میری جیلس جان۔ میں اپنے ایک انٹرویو کے لیے جا رہی ہوں۔ بائے پروفیشن ایک جنرلسٹ ہوں میرا بچہ۔ دوسری بات باران سر سے پیر تک تمہارا ہے، میں خود اسے تمہارے علاوہ کسی کی طرف دیکھنے بھی نہ دوں۔ اپنی

مما کو غلط سمجھو پر اتنا بھی نہیں کہ مجھ سے سانس لینا مشکل ہو جائے دِلارہ"

بنا تکلیف اور غصہ عیاں کیے، جب عیشاء نے دلارہ کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر وضاحت دی تو وہ کچھ ہی پل میں شانت سی ہوئی، آنکھیں خفیف سی لال پڑیں تو نظریں جھکانے کے ساتھ اس نے عیشاء کے ہاتھ بھی ہٹائے۔

"آئی ایم سوری"

دِلارہ آنکھوں میں خفیف سی سرخی لیے پلٹی تو عیشاء بھی پیار سا آنے پر اداس ہوئی۔

"تم پر میرا خون بھی معاف ہے میرے دل کے ٹکرے۔ میں چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر واپس آجاوں گی۔ مس کرو گی مجھے؟"

عیشاء کا دل چاہا کاش وہ کہہ دے کہ کرے گی پر وہ دِلارہ تھی، جسکی نفرت کا پہاڑ کھوکھلا ہونے کے باوجود اپنی جگہ ہفتے بعد بھی جما ہوا تھا۔

"نہیں کروں گی۔"

دِلارہ نے بیڈ پر بیٹھے اپنا کوریئر کھولتے بدلحاضی دیکھائی تب بھی عیشاء مسکرادی۔

"میری کھڑوس جان۔ آجاو ناشتہ کر کے پھر نکلنا۔ میں اور انے ویٹ کر رہے ہیں ٹیبل پر۔"

عیشاء نے لاڈ سا جتاتے مسکرا کر تاکید کی اور اسے اسکے اور باران کے تحفے کے ساتھ اکیلا چھوڑے باہر نکل گئی، دِلارہ نے اپنی گال پر رینگتے آنسو کو ہاتھ کی پشت سے رگڑا اور وہ باکس ان ریپ کیے کھولنے لگی، اور اس باکس کی پیکنگ بہت ہی خوبصورت کی گئی تھی۔

لگ رہا تھا اس میں پلو اور شرٹ کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے، جبکہ وہ اداس اس لیے بھی تھی کہ اس گفٹ میں اس شخص نے اپنی پرفیوم بھی سپرے کر رکھی تھی، سب سے

پہلے تو دلارہ نے سب سے اوپر رکھے لوکل روسٹڈ کوفی بینز کے پیک کو اٹھایا، یہ bremen کی بہت خاص کوفی تھی جو وہاں کی سوغات سمجھی جاتی، ساتھ نوٹ بھی تھا۔

"مجھے اس کوفی سے شدید الرجی ہے پر آئی ہوپ سو تمہیں بہت پسند آئے گی۔ پہلا کپ بناو گی تو پہلی سیپ میرے حصے کی بھرنا۔"

وہ نوٹ پڑھتی دِلارہ بے اختیار مسکائی، اسکے ساتھ کچھ جرمنی کی سب سے فینسی چاکلیٹس تھیں، جو سب باران کی فیورٹ والی تھیں، ملک چاکلئیٹ کیونکہ ڈارک چاکلیٹ بھی

وہ نہیں کھا پاتا تھا الرجک ہونے کی وجہ سے، ایک وہاں کا بہت ہی آرگینک ہنی بھی تھا۔

"یہ دو میرے فیورٹ سنیکس ہیں تو سوچا یہ بھی بھیج دوں۔ تمہیں یہ ہنی پسند آئے گا کیونکہ یہ تھوڑا کڑوا ہے تمہاری طرح"

ایک اور نوٹ جو پڑھے وہ پھر سے مسکرائی اور ان سب چیزوں کو نکال کر باہر بیڈ پر رکھے اسکے بعد بہت فلفی سے دو بار رول ہوئے pillow کو باہر نکالا تو وہ ائیر پریسڈ ریپر سے نکلتے ہی واپس پھول گیا، دلارہ نے اس وائیٹ بہت ہی کیوٹ اور نرم pillow کو اپنے سینے لگاتے سمیل کیا تو سچ

میں لگا باران اسکے پاس ہے، ہاں یہ احساس اسکی آنکھیں کئی طرح سے نم کر گیا۔

جبکہ پلو کے نیچے ایک پریس وائیٹ شرٹ تھی جسے نکال کر دِلارہ نے فوری کھولا، پھر دوبارہ سے اسے سمیل کیا تو اس شرٹ میں صرف باران کے پرفیوم کی مہک نہیں تھی بلکہ اسکے جسم کی خوشبو بھی رچی تھی، شرٹ پر تھوڑی تھوڑی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ یہی شرٹ اس فرمائش والی رات پہن کر سویا تھا، دِلارہ نے بے اختیار اسکی شرٹ کے کولر کے پاس کس کی تو اسکی لپ سٹک کا وہاں سائن چھوٹا، وہ بھیگی آنکھوں سے ہی مسکرانے کے بعد سب سے نیچے

رکھے ایک اور انویلپ پر چونکی، دلارہ نے اسے بھی جلدی سے کھولا تو وہاں ایک کسی فیمس برینڈ کا چھوٹا سا گفٹ پیک تھا، دلارہ نے جلدی سے اسے بھی اوپن کیا، اور کھولنے کی دیر تھی کہ وہاں ایک ہیر پن بروچ تھا جو
grasshopper کی شکل میں تھا، جسے دیکھتے ہی ملکہ کی ہنسی منظروں میں امرت گھولتی نظر آئی، ساتھ ایک اور نوٹ تھا۔

"مجھے پتا ہے یہ ایک تنگ کرنے والا گندا اڑتا کیڑا ہے پر پتا نہیں مجھے بہت کیوٹ لگا، تمہارے بالوں پر آفت لگے

گا۔مجھے یقین ہے تمہیں یہ گفٹس اچھے لگے ہوں گے۔اور لاسٹ بٹ ناٹ دالیسٹ، آئی مس یو سو مچ دِلارہ"

ہاں وہ کچھ ہی لمحوں میں کئی کیفیات سے گزری تھی،وہ مسکرائی تھی،روئی تھی، تڑپی بھی تھی،وہ بہت زیادہ مضبوط ہونے کی اداکاری کر بھی لیتی پر اسکا اندر ایک ہفتے میں ہی باران کے لیے ترس چکا تھا،اسکے سارے گفٹس بہت دھیان سے سنبھالے وہ کمرے سے نکلی تو اسے عیشاء اور بی منتظر ملیں، دِلارہ نے بس ایک گلاس اونج جوس لیا اور عالیان کے بھیجے ڈرائیور کے ساتھ نکل گئی، جبکہ دوسری طرف آزاد نے اپنے اور ہاندے کے ڈائورس پیپرز بھی بنوا

لیے تھے، رات ڈنر کے بعد وہ اس پر ہاندے کے سائن بھی لینے والا تھا، جبکہ کل دونوں کا پلین یلدرم حویلی جانے کا تھا، آزاد اور نازلی کا اصل نکاح نامہ اسماعیل یلدرم کے پاس تھا جبکہ ہاندے کا ٹاپک کلوز ہوتے ہی آزاد بھی واپس جانے کا فیصلہ لے چکا تھا اس میں نازلی اسکے ساتھ تھی۔

دِلارہ کا موڈ آج عام دنوں سے زیادہ اچھا تھا کیونکہ صبح صبح کوریئر کا آنا اسکی ساری اداسی سمیٹ گیا تھا، لیکن دِلارہ کے لیے اسکے دشمن کلاس میٹس نے بھی آج بہت خطرناک پلاننگ کی تھی، وہ لڑکا جو دِلارہ پر کبھی عاشق بھی تھا، اپنے

اور اپنے تمام گروپ میٹس کی زلت کا شاہانہ بدلہ لینے کے پورے پلین کے ساتھ آیا تھا۔

وہ پیپر دے کر گیارہ تک فری ہو گئی تھی، اور اسے عالیان نے آج خود پک کرنا تھا، وہ اسے گھر لے کر جانا چاہ رہا تھا کیونکہ باران کے جانے کے بعد وہ حویلی نہیں آئی تھی اور ایدا اور اسماعیل اسے مس کر رہے تھے تبھی دلارہ نے ہامی بھری تھی کہ وہ لاسٹ پیپر کے بعد ایک دن یلدرم حویلی رہنے آئے گی، بس گیارہ بجے عالیان، اسے لینے پہنچ گیا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی دِلارہ کو وہ کلاس میٹ زبردستی کسی گاڑی میں گھسیٹ کر بٹھائے لے جا چکا تھا، اور دِلارہ

نے ایک عقل مندی کا کام یہ کیا کہ اپنا فون آن ہی چھوڑے اس نے اس گاڑی کی سیٹ کے اندر دبا دیا، اور خود وہ مسلسل اپنے آپ کا بچاو کرتی رہی، اس لڑکے کے ارادے ٹھیک نہیں تھے، وہ دِلارہ کو اپنے گھر ہی لے کر گیا تھا، اسے بالوں سے دبوچتا اپنی قوت کے مظاہرے کرتا اندر لیے بڑھا۔

"تم نے بہت تنگ کیا ہے باربی ڈال، آج میں تمہارے اندر سے یہ سسٹم ہی اکھاڑ دوں گا۔ بہت اکڑتی ہو ناں تم اپنی ہمت و طاقت پر دِلارہ ڈارلنگ۔ آج تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہاری کیا اوقات ہے"

وہ مسلسل اسے گھسیٹتا ہوا گھر میں گھس رہا تھا جہاں اس وقت کوئی ملازم یا فرد نظر نہ آرہا تھا، دِلارہ مسلسل چیخنی اس کی وحشی پکڑ سے خود کو چھڑوانے پر لگی تھی پر وہ لڑکا پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا، لگ رہا تھا اس نے کوئی طاقت کا انجکشن لگوایا ہو، وہ پاگل ہو رہا تھا، دِلارہ اسکے ساتھ گھسیٹی چلی جارہی تھی پھر بھی پورا مقابلہ کرتی نظر آئی، اس سے خود کو چھڑوائے وہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گری تو وہ لڑکا دلارہ کے اوپر چڑھتا اسکی گردن نوچنے کو لپکا تو دِلارہ نے اسکے منہ پر زور سے ہاتھ رکھے اسے خود سے دور کیا اور پرے دھکیلے وہ اٹھ کر پھر بھاگی مگر اس لڑکے نے پھر سے

دِلارہ کے بال دبوچتے اسے روکا، وہ اسے اپنے کمرے کی طرف لے جانے لگا مگر دِلارہ کے اندر جیسے ہمت ختم ہونے سے پہلے اک لہر جاگی جس پر اس نے جب پوری قوت سے اس لڑکے سے خود کو چھڑوائا، وہ آدھی سیڑھیوں تک جو اسے گھسیٹے لا چکا تھا، توازن برقرار نہ رکھتے دھرم سے نیچے گرا، اک لمحہ دلارہ سن سی پڑی، اسے آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں، جبکہ عالیان نے پورا ہال چھان مارا، اسے دِلارہ کا فون تو آن مل رہا تھا پھر وہ پورے کالج میں کہیں نظر نہ آئی اور اسی گھبراہٹ میں اس نے باران کو کال بھی ملا دی۔

"باران! دلارہ کہیں نہیں مل رہی"

عالیان کی آواز اس پار کسی ٹاور بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھتے باران کو قبر سے آتی سنائی دی تھی، وہ دیوار کا سہارہ لیے رکا تھا۔

"کیا مطلب؟ اسکا آج آخری پیپر تھا اور آپ اسے لینے جانے والے تھے پھر کیوں نہیں مل رہی؟ بھا کہاں ہے وہ؟ بتائیں مجھے"

وہ سر کے بالوں میں ہاتھ پھنسا تا بری طرح پریشانی کے سنگ چیخا جبکہ عالیان کے پاس کوئی جواب نہ تھا، جبکہ دِلارہ اس وقت اسی گھر میں خود کے ساتھ زبردستی کی کوشش کرنے والے بگھڑے کالج میٹ کو سیڑھیوں سے

دھکا دینے کے بعد یہ دیکھ رہی تھی کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا، ہاں وہ پہلی بار ایسی سچویشن میں بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی کیونکہ معاملہ پیچیدہ ہو گیا تھا۔

وہ مسلسل کانپ رہی تھی، اس لڑکے کو سانس لیتا دیکھتے ہی وہ وہاں سے بھاگ کر باہر نکلی، جبکہ باران نے عالیان کو دِلارہ کا فون ٹریس کروانے کا کہا، خود بھی وہ دونوں مسلسل کالز کر رہے تھے، دلارہ نے باہر نکلتے ہی پہلے تو اپنے ہانپتے سانس کو بحال کیا پھر وہ اسی گاڑی کی طرف دوڑی، جلدی میں اس لڑکے نے گاڑی کو لاک ہی نہ لگایا تھا، دِلارہ نے ڈور کھولتے اپنے بجتے فون کو بڑی مشکل سے سیٹ کے نیچ

میں سے نکالا جو اندر پورا پھنسا تھا اور سکرین دیکھنے لگی جہاں
باران اور عالیان کی کئی کالز تھیں، دلارہ نے پہلے تو اس گھر
سے باہر آنا بہتر سمجھا پھر وہ روڈ سائیڈ پوری رفتار سے
بھاگی، پانچ منٹ بھاگنے کے بعد وہ ایک اوپن کیفے تک جا کر
رکی اور عالیان بھائی کو اپنی لوکیشن بھیجنے کے ساتھ ہی اس
نے وہیں تھک کر کرسی پر بیٹھے باران کی کال پک کی جو
فلائیٹ کے لیے فلائیٹ آفس پہنچ چکا تھا پر آج کی کوئی
فلائیٹ اسے نہیں مل رہی تھی اسی لیے وہ کاونٹر پر کھڑا
باقاعدہ دِلارہ کو کالز کرنے کے ساتھ لڑ بھی رہا تھا کہ اسے

فلائیٹ چاہیے، کال جب پک ہوئی تو باران کی سانس میں سانس آئی۔

"دِلارہ۔۔۔دِلارہ تم ٹھیک ہو۔؟"

باران کی پریشان پکار پر دِلارہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھریں، اسے بہت ڈر لگ رہا تھا، ابھی بھی دِلارہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے جبکہ عالیان کو لوکیشن سگنل جیسے ہی ملا وہ فوراً اس کیفے کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

"ا۔۔اسے سیڑھیوں سے گرایا۔وہ مر نہ گیا ہو باران۔۔اس نے مجھ سے زبردستی کرنے کی کوشش

کی۔ میں ن۔نے اپنا بچاو کیا۔۔۔۔م۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے،"

وہ نہ بھی روتی، حوصلے سے بھی بولتی تب بھی اسکی آواز کانپ جاتی جیسے ابھی جب اس نے باقاعدہ رو کر ساری تفصیل بتائی، باران، اس فلائیٹ آفس سے باہر نکلا تو کچھ سکڑا دل بحال ہوا ورنہ اسکی سانس رکی تھی۔

"نہ بھی مرا تو میرے ہاتھوں ہی خون ہو گا اس مردود کا۔ کہیں بیڈ ٹچ تو نہیں کیا اس نے؟"

باران نے پیار سے اس سے پوچھا تو وہ پھر سے سسک پڑی۔

"ن۔۔ نہیں۔ میں نے کرنے نہیں دیا۔م۔۔مجھے ڈر لگ رہا اس سے باران۔۔۔"

وہ روتے روتے ہی بولی تو باران وہیں لگے بیچ پر بیٹھا۔

"ڈرو نہیں۔ عالیان بھاد یکھ لیں گے اس جانور کو۔ تم بس پر سکون ہو جاو۔ گہرے گہرے سانس لو، رئلکس۔ سب ٹھیک ہے۔"

دلارہ نے فوراسے اسکی وڈیو کال کنورٹ کرتے اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھتے سر ہلایا تو جیسے باران کے چہرے کی زرد رنگت بھی بحال ہوئی۔

"آئی مس یو ٹو۔۔۔مجھے سب گفٹس مل گئے تھے صبح۔سب بہت خوبصورت ہیں۔تمہاری خوشبو سمیت۔تم کب آو گے باران؟"

وہ پھر سے روہانسی ہوئی اور باران اسے کیا بتاتا زرا دیر ہوتی تو وہ خود ہی جہاز اڑا کر پہنچ جاتا۔

"میں آگیا ہوں۔تمہارے پاس ہوں۔فیل کرو وہیں آس پاس۔یہاں تو میرا جسم ہے صرف۔میری جان تو انقرہ میں تم پر اٹکی ہے۔اف دلارہ کیا ہو جاتا اگر تم تھوڑی دیر مزید گم رہتی،میں جذبات میں آکر فلائیٹ پکڑتا اور پہنچ آتا انقرہ تمہارے پاس،پہلے تمہیں ڈھونڈتا پھر ہماری ادھوری

کس پوری کرتا جو مجھے سانس بھرنے سے روک رہی ہے۔ تم میرے سکون کی دشمن بن رہی ہو ملکہ"

وہ جس طرح بمشکل بھاری سانسیں لیے شکوہ کرتا بول رہا تھا، دِلارہ کی ریڑھ کی ہڈی تک سنسناہٹ گئی تھی، واللہ یہ قیامت شخص دور ہی بھلا تھا، اپنے تقاضے پر وہ خود ہی لرز گئی، کیا وہ اس شخص کی موجودگی برداشت کر سکتی ہے؟ کیا وہ باران کو سانس لیتا دیکھنے کے بیچ اب خود سانس لے سکتی ہے، سب ناممکن سا لگ رہا تھا۔

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

"تو کیا مجھے پھر گم ہونا پڑے گا تاکہ تم آجاو۔ وعدہ کرو آنے کا، میں گم ہونے میں بہت ماہر ہوں"

وہ ایسا جواب دیتی تھی کہ باران کے پاس اسے دیکھنے کے سوا کوئی آپشن نہ رہتا تھا۔

"یہاں سے فلائیٹ بہت مشکل سے ملتی ہے انقرہ کے لیے، سوچ رہا ہوں اپنا اتنا بڑا بنگلہ گروی رکھ کر ایک پرائیوٹ جہاز لے لوں۔ فلائیٹ کی محتاجی ہی ختم۔ بتاو لے لوں؟"

یہ سراسر خود کو شدت سے مس کرتی بیوی کو اک سہانہ خواب دیکھایا گیا تھا، وہ کرسی سے ٹیک لگاتی ناراضگی سے جواباً دیکھنے لگی تو وہ بس بمشکل سا مسکرا سکا۔

"پھر کیا سڑک پر رہو گے یا بریمن کے ہوٹلوں میں۔ اپنی خواہش کے پیچھے میں تمہیں بے گھر تھوڑی ہونے دوں گی۔ ٹک کر بیٹھو وہیں"

کچھ دیر کا سارا ڈر اڑن چھو ہوا تو وہ ڈانٹتی ہوئی کچھ دل کو سکون دے گئی، ڈری ہوئی تو باران کو کبھی منظور نہ تھی۔

"تم کس سے ڈر گئی ہو"

وہ شرارت سے بولا تو دِلارہ نے اس سے نظریں ہی چرا لیں۔

"مجھے بہلاو مت۔م۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے باران"

وہ پھر سے جیسے روہانسی ہوئی، اسکے ابھی تک رونگٹے کھڑے تھے۔

"ڈر کیسا؟ بھایہ معاملہ دیکھ لیں گے، آج تمہیں پولیس تنگ نہیں کرے گی میں کہہ دوں گا پر کل جا کر اپنا بیان دو تا کہ اس خبیث کو قانونی طور پر سزا ملے۔ایسے لوگ باتوں کے بجائے لاتوں سے سدھرتے ہیں۔اور دوبارہ ہا کی اپنے

ساتھ رکھنا۔ کھلی اجازت ہے۔ جو تم پر نظر بھی ڈالے بنا جھجک ٹھوک کر ہڈیاں کریک کر دینا۔ پولیس کیس ہینڈل کرنے کو ہم ہیں تمہارے پیچھے"

وہ سراسر دِلارہ کو غنڈا گردی کی اجازت دے رہا تھا تبھی تو ڈری ڈری آنکھوں میں اک چمک بیدار ہوئی تھی۔

"مجھے ہم نہیں بس اپنے پیچھے تم چاہیے ہو۔"

وہ استحقاق رکھتے انداز میں بولی جو باران کے پریشان دل کو قدرے بحال کرنے کا موجب بنا۔

"أنا أحبک دلارہ"

ان امبر آنکھوں میں کہتے نرمی اتری، پچھلے ایک ہفتے سے وہ ہر دن اسے نئی زبان میں پیار کا اظہار دے چکا تھا اور دِلارہ نے اپنی ڈائری میں اب تک کے سارے اظہار اور انکے گیس بھی لکھ رکھے تھے، وہ سن لیتی تھی پر گیس اکیلے میں کرتی اور یہ بلکل محبت کا پیپر ہی تھا جسے باران اس سے مل کر ہی چیک کر کے رزلٹ دینے والا تھا۔

"میں نے اسے فوری گیس کر لیا۔"

وہ چہکی۔

"اسکا جواب دینا ممنوع تو نہیں تم پر"

باران نے آئبرو اچکائے تو وہ آنکھیں دانستہ پھیرے سامنے دیکھنے لگی۔

"جب مجھے پیار ہی نہیں تم سے تو جواب کیسے دوں؟"

وہ جو نظریں پھیرے اسے ستا رہی تھی، جب باران کی غصیل شکل دیکھی تو دِلارہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑی۔

"مجھے تو ہے، مت دو جواب، جواب نہ دے کر تم اتنی زیادہ چاہیے ہو، جس دن دے بیٹھی اس دن تو میں سکرین پھاڑ کر

نکل آوں گا باہر۔۔۔۔بس ٹھیک رہو۔ابھی ڈر لگ رہا ہے یا ہمت اندر بھرتی محسوس ہو رہی ہے؟"

وہ مسکراہٹ روکے تابعداری کا مظاہرہ کرنے کے بعد خفیف سا اداس ہوئی، وہ جیسے اسے ساری دنیا اک طرف کیے دیکھتا، سنتا اور محسوس کرتا تھا، دلارہ کو اپنے دل کی دھڑکن بگھڑتی محسوس ہوتی۔

"ابھی بہتر ہوں۔ تمہیں بھی آج کینڈلز مل جائیں گی۔رات کو اسے جلا کر سونا۔پھر مجھے ریوو دو گے ناں؟ میں پرفیومز کے ساتھ کینڈلز بھی بنایا کروں گی پھر اگر تمہیں وہ پسند آئیں"

دِلارہ کو اشتیاق بس اس بات کا تھا کہ وہ دور بیٹھ کر بھی باران کی نیند کا سبب بنے گی۔

"تم آج یلدرم حویلی جاو گی ناں۔ رہو گی میرے روم میں؟"

وہ اسکے جواب کے بجائے الٹا سوال کر گیا تو وہ فوری سر ہلا گئی، اسکا ویسے بھی باران کے کمرے میں جانے کا بہت دل چاہ رہا تھا، اسے وہ وہاں فیل کر سکتی تھی۔

"بس ٹھیک ہے۔ میں تمہارے سونے تک کال پر رہوں گا۔ ریوو بھی لائیو دوں گا۔ تمہیں فیل نہ ہو تا کہ کہ تم اس

روم میں اکیلی ہو۔ اس سب معاملے کو ذہن و دل پر سوار نہیں کرنا۔ سب کے ساتھ انجوائے کرنا۔ وہاں کی ویسے بھی پرنسیز ہو، پروٹوکول انجوائے کرنا پھر روم میں پہنچ کر مجھے کال کر لینا"

وہ اسے ساری تاکیدیں کرتا مسکرانے کے بہت سے سبب تو ویسے ہی دے گیا تھا جبکہ عالیان نے اپنے دوست کے تھرو اس معاملے کی ساری چانچ کروالی تھی اور چونکہ دِلارہ آج کافی زیادہ عجیب سچویشن سے گزری تھی تو خود عالیان نے بھی یہی پر فیر کیا کہ جو قانونی معاملات ہیں وہ کل پر رکھے جائیں دوسرا اس بارے عالیان اور دلارہ نے نہ تو

عیشاء اور عزیزے کو پتا لگنے دیا نہ یلدرم حویلی کے افراد کو، جبکہ عیشاء کی واپسی کے بارے سب جان تو چکے تھے پر ابھی بہت سی معاملات قبول کرنے میں سبھی کو مشکلات کا سامنا تھا، دِلارہ عالیان کے ساتھ یلدرم حویلی آئی تو سب ہی اسکے آنے پر بہت خوش ہوئے، خاص کر اسماعیل یلدرم جنہوں نے اسے زبردستی کہہ کہہ کر ایک رات کے لیے آنے پر قائل کیا، خود ایدا بھی فریش ہو گئی تھی، دِلارہ کو سچ میں یہاں پر نسیز ٹریٹمنٹ ہی مل رہا تھا، وہ ویسے بھی یہاں آ کر کافی حد تک سٹریس سے نکل گئی تھی۔

.._____..

"یہ سویٹ ڈش بھی ایڈ کر دیں ڈنر میں"

کک کی رہنمائی کرتی نازلی شام کے اس وقت اچھے سے ریڈی ہو چکی تھی، پچھلے دو دن سے مرات اور ہاندے ایک آزاد ہی کے دلائے رینٹ کے گھر پر موجود تھے، کچھ لیگل کام باقی تھا تبھی اب تک رکے تھے جبکہ آج رات ایک تک انکی واپس آئس لینڈ کی فلائیٹ تھی مگر ان دونوں کے جانے سے پہلے انکا ڈنر آزاد اور نازلی کی طرف تھا، نازلی نے ڈنر کی تیاری تو کروادی پر پھر بھی ہاندے سے ملنے کے لیے وہ اب پھر سے تھوڑی پریشان ہو رہی تھی، بھلے اس نے

بہت بڑا دل کر لیا ہو پر عورت اپنی فطرت سے باز نہیں آتی۔

آزاد بھی لگ بھگ شام تک آفس سے آگیا تا کہ وہ نازلی کے ساتھ تھوڑی ڈسکشن کر لے کیونکہ وہ ہاندے اور اپنے ڈائورس پیپرز ان دو دنوں میں بنوا چکا تھا۔

وہ کک کے ساتھ ہی بزی تھی جب اسکا ہاتھ میں پکڑا فون میسج ٹون سے رنگ کیا۔

"کچھ دیر روم میں آسکتی ہو سگھڑ خاتون؟"

وہ میسج پڑھتے ہی مسکرا دی، پھر کک کو آنے کا کہے خود وہ آزاد کے میسج میں لکھے بلاوے پر سیدھی اپنے اور آزاد کے بیڈ روم کی طرف بڑھی۔

کمرے تک پہنچے اس نے ڈور کھولا ہی جب اسے اپنا ہاٹ اور مضبوط جسامت والا بندہ، بڑے ایٹیٹیوڈ میں بیٹھا، سنجیدہ سا میز پر رکھی کسی فائل کا جائزہ لیتا نظر آیا، جناب آفس والی میسی اور تھکی لک میں جان لیوا لگ رہے تھے، ایکوا کلر کی شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ تھی، بلیزر اور اور کوٹ اسکا صوفے کی بازو پر پڑے تھے جبکہ سر کے کالے اور گرے مکسی بال بکھرے سے آزاد کے ماتھے پر آئے ہوئے تھے۔

"خیریت ہے، کیا ہوا؟ کہیں ہاندے کے آنے کی وجہ سے میری بڑی جان کو ڈر تو نہیں لگ رہا؟ آفٹر آل بڑا ٹائم بھیگے بلے بن کر رہے ہو اسکے ساتھ؟"

وہ اسکے پاس آکر بیٹھی آزاد کی مصروفیت کو ختم کرنے کو آنکھیں پٹپٹائے جان بوجھ کر آزاد کو چھیڑتی تھی اور یہی نازلی کا طریقہ کار تھا آزاد سے بچنے کو، پر اف بچاری ہاتھ لگ ہی جاتی تھی۔

"ہو گیا تمہارا؟"

آزاد نے آئبرو اچکاتے گھور کر دیکھا، نازلی نے فوراً سے شرافت اوڑھی۔

"ڈائورس پیپرز آ گئے ہیں۔"

آزاد نے اسے وہ فائیل اٹھا کر دی تو نازلی نے فوراً تھامی اور اسے کھول کر اسکا جائزہ لیا، یہ پیپرز آزاد اور ہاندے دونوں کی رضامندی سے بنے تھے۔

"ہمم۔ تم اسے مس تو نہیں کرو گے؟"

فائیل کو بند کیے وہ آزاد کے چہرے کو دیکھتی بولی جسے نازلی کے سوال سے اسکی دماغی حالت پر شبہ گزرا۔

"مس؟ہاں۔ بلکل جیسے ہم اپنے برے وقت کو یاد کرتے ہیں۔ایک بات بتاوں تمہیں۔مجھے ابھی بھی ہاندے سے کچھ اچھی وائبز نہیں آرہیں۔ بھلے وہ سدھر گئی ہو، یامرات کے لیے اس نے خود کو سمیٹ لیا ہو پھر کچھ ہے جو ہم سے چھپا ہے۔اگر مرات کو اس بچے کے بارے پتا ہے تو میں حیران اس بات پر ہوں وہ بنا تحقیق کیے چپ کیوں ہے؟وہ تو ہر معاملے کی کھال اتارنے کا، شوقین ہے ایمر کی طرح۔کیا ہاندے نے اسے بچے کے بارے مس گائیڈ کیا ہو گا۔کہ وہ میرا اور اسکا ہے؟"

آزاد کی الجھنوں کو سننے کے بعد وہ کچھ دیر خود بھی سوچ میں ڈوب گئی۔

"ہو سکتا ہے وہ مرات کے سامنے اپنا امیج خراب نہ کرنا چاہتی ہو۔ اور دیکھو آزاد اگر وہ بچہ کسی اور مرد کا تھا بھی اور ہاندے نے اسے تمہارا بتایا بھی ہے تو اسکے جھوٹ کو نہیں دیکھتے ہم۔ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے مرات کا دل بہت بڑے دھچکے اور تکلیف سے بچ گیا۔ ورنہ خود سوچو مرات اتنی جلدی کیسے نارمل ہوتا، ہاندے سے ناراض تک نہیں ہوا۔ یا تو وہ بچہ تمہارا ہی تھا یا اس نے جھوٹ بول کر اپنی امیج بچائی ہے اولاد کے سامنے"

نازلی نے بھی سوچ بچار کے بعد رائے دی جبکہ آزاد نے بازو نازلی کی گردن میں ڈالتے اسے جھٹکے سے قریب کیا، وہ اس اچانک افتاد پر بوکھلائی۔

"میرا بچہ وہ ہو گا جو تم دو گی مجھے وہ بھی بہت جلد، اس لیے یہ چنگاریاں لگانا بند کرو۔ اچھے سے جانتا ہوں، اوپر اوپر سے مہربان لیڈی بنی ہو، پر اندر تو ابھی بھی آگ بھڑک رہی ہے۔ ہاندے دفع ہو جائے تبھی تم لائن پر آو گی ورنہ مجھے تمہارے سامنے خود پٹڑی سیدھی کرنی پڑے گی"

ایک تو آزاد کی بے تکلفی اوپر سے دھمکیاں، نازلی نے آئبرو متاثر ہونے کی طرح اٹھائے، وہ ڈری یا دبی تو زرا نہ تھی۔

"میرے پاس بچہ رکھوایا ہے تم نے؟ جو مانگ رہے ہو ایسے منہ پھاڑ کر؟ اسکا ایک پراسیس ہے جو صرف بہکے لوگ جانتے ہیں، اکڑو اور نک چڑھے لوگ نہیں"

نازلی نے بس اپنے مطلب کی بات اچکی، آزاد کی آنکھیں خمار آلود سا مسکرائیں پر غیر محسوس انداز میں۔

"تم ان ڈائریکٹلی مجھ سے جو مانگ رہی ہو اس کے لیے تمہیں بھی زرا سدھرنا ہو گا۔ میں بہت ایٹیٹیوڈ مین ہوں مانا۔ تم بھی مجھے ٹیس کرتی ہو، تنگ کرتی ہو۔ دور دور بھاگتی ہو، میں اول تو رومنٹک نہیں ہوتا، بھول کر ہو جاوں تو تم میں پھر کوئی دکھی جن کود آتا ہے۔ اب ایسے میں مجھے لاڈ آسکتے ہیں، سوفٹ ہگ کسیز آسکتے ہیں پر دھواں دار رومینس نہیں"

وہ معصوم سا شکوے کر رہا تھا اور وہ سن کر مسکرا رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے میں جان بوجھ کر کرتی ہوں، تم سے ایسے شکائتیں سننے کا اپنا مزہ ہے۔ تم ایسے بہت ڈیشنگ لگتے ہو۔"

نازلی نے اسکی ستواں ناک دباتے اسے مزید تنگ کیا۔

"کبھی ویسے بھی دیکھو مجھے، ڈیشنگ لگوں گا یقین مانو"

آزاد کے معنی خیز لفظوں پر وہ سرخ رو ہوتی ہنسی، اسکی پر حیا آنکھوں میں بے انتہا خوشی کے دیپ جلے۔

"کبھی موڈ بنا تو سوچوں گی"

وہ نخریلی بنی اترائی اور آزاد پر یہ نخرہ کچھ بھاری سا پڑا تھا۔

"ہنہ۔ اچھا سنو۔ ہاندے سے زیادہ بات کی ضرورت نہیں۔ ٹو دی پوائنٹ رہنا"

آزاد کو اس وقت اپنے حقوق چھینتی یہ حسینہ بھی قبول تھی کیونکہ ابھی اسے سر پر لٹکتی تلوار دیکھائی دے رہی تھی۔

"تمہیں ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں وہ مجھے ورغلانہ دے؟"

نازلی نے پھر زچ کرتے آزاد کی طرف دیکھا جو آگے سے مرجھائی شکل بنائے اسے دیکھنے لگا کہ یہ عورت اتنی ڈھیٹ کیوں ہے۔

"تمہیں وہ بھٹکا ضرور سکتی ہے نازلی، اور تمہارا کیا بھروسہ، اللہ اللہ کر کے انسان بنی ہو پھر سے بجلی کا کرنٹ بن جاو۔ دیکھو میری نازک جان تمہارے یہ والے کرنٹ نہیں سہہ سکتی"

بچارا اخیر ڈرا ہوا تھا، نازلی کو اس پر پیار نہ آتا تو کیا آتا۔

"اور وہ والے کرنٹ سہہ لے گی تمہاری نازک جان؟"

نازلی نے قریب جھکتے رازداری سے پوچھا، آزاد نے اسکے کھلے بالوں میں ہاتھ داخل کرتے اسکا چہرہ آنکھوں کا محور

بناتے اک مطلبی سی نگاہ ان لب ور خسار پر پھیری، نازلی کی بہادری بس یہیں ہوا ہو گئی۔

"وہ والے کرنٹ سہہ بھی لے گی میری نازک جان اور مزید کی ڈیمانڈ بھی کرے گی۔ تم بے فکر رہو۔"

وہ در حقیقت یہ جان، نازلی کو کہہ رہا تھا تبھی تو دونوں کے لب بے ایمان مسکراہٹ کے لمس سے سجے، آنکھیں شریر ہوئیں۔

"تم کتنے چھچھورے ہو آزاد"

جب کوئی اور راہ فرار نہ ملی تو خود کے ہونٹوں کی طرف کسی جام طلب سا لپکتے آزاد کے منہ پر ہاتھ رکھے وہ دانت نکوستی منمنائی۔

"چھچھورا؟ میں۔۔۔؟"

وہ اسکی منہ پر جمی ہتھیلی پکڑے سارا خمار اک طرف کرے صدماتی سا بڑبڑایا۔

"زرا قریب آنے کی دیر ہے تمہاری کسیز پھسلنے لگتی ہیں۔"

وہ خفگی و شوخی سمیت اس بہکے ورژن کو گھوری۔

"تمہیں نہیں لگتا ہم آل ریڈی بہت لیٹ ہو گئے ہیں، اب بھی نہ پھسلیں یہ بیچاری کیا؟"

آزاد کو یہی واحد غم جیسے کھائے جا رہا تھا۔

"پھسلیں پر ساتھ تمہارے بھی پھسلنے کا خطرہ ہے۔ میں جا رہی ہوں"

وہ بوکھلاہٹ چھپاتی بھاگنے کو اٹھی پر وہ اسکی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں دبا کر روک گیا۔

"مت جاو۔ تھوڑی دیر رکو ناں"

آزاد کے اس قدر تاسف سے کہنے پر وہ اداسے اسی کی اک ٹانگ پر جا بیٹھی اور رخ بھی آزاد کی جانب کرتے اسے پیار سے دیکھنے لگی، اس لڑکی کا پیار بھری نظروں سے دیکھنا بھی آزاد کو خطرہ لگتا۔

"کیا تم اداس ہو کل اسماعیل بھائی سے ملنے کے لیے؟ تمہیں پتا ہے انہوں نے ہم سب کو جب سچائی بتائی تمہارے بارے تو وہ بہت زیادہ تکلیف میں تھے۔ انہوں نے اکیلے بہت کچھ جھیلا پر کل جب تمہیں زندہ سلامت دیکھیں گے تو کس قدر قوت بھر جائے گی انکے افسردہ و بجھے دل میں"

وہ پیار کرتی تو آزاد یلدرم کی فکر و محبت سے بھر جاتی تھی جیسے اس وقت، آزاد بھی اداس ہوا، وہ خود ملنے کو بے انتہا بیقرار تھا۔

"یہی میری حالت ہے، انکی قوت لوٹانی ہے۔ ہم سب کو زندگی نے کہیں نہ کہیں برا ستایا اور مارا ہے۔ سبکے اپنے درد ہیں لیکن یقین ہے سب بہترین ہونے والا ہے۔ میں اداس نہیں ہوں۔ میری اداسی کا ریموٹ تمہارے ہاتھ میں ہے"

اول سنجیدگی سے کہتے کہتے وہ اختتام تک اپنے سکھ دکھ کا اختیار نازلی کو تھما کر اسے رشک کرنے پر مجبور کر گیا۔

"میں بہت پیار کرتی ہوں، اداس نہیں دیکھ سکتی تمہیں، کرنا تو دور کی بات ہے۔ بس میں کل کے لیے بہت خوش ہوں ابھی سے۔ رہی بات ہاندے اور مرات کی، ہاندے کا چیپٹر کلوز ہو جائے اور مرات تو اب آدھا ہمارا بیٹا ہے اور رہے گا۔ چیزیں اب ٹھیک ہو جانی چاہیں ورنہ میرے اندر چڑئیل آجائے گی"

وہ بھی پر سکون تھی، بس تھوڑی الجھی تھی، جبکہ چڑئیل اس میں آتی بھی تو سہنی بس آزاد کو پڑتی۔

"مجھے اس چڑئیل کی بھی ضرورت ہے، کبھی کبھی ٹیسٹ چینجر کے طور پر۔"

آزاد یلدرم کی لفظی خواہش میں الجھی نازلی، عملی طور پر ساتھ ہی شدت و استحقاق کے حملے میں جکڑ لی گئی، وہ اسے بہت ہی تسلی و طمانیت کے سنگ فیل کرواتا کہ وہ اسکے معاملے میں بلکل بے صبر انہیں، ایسے چھوتا کہ وہ پریشان ہونے یا گھبرانے کے بجائے اسکے ہاتھوں میں راضی و خوشی آجاتی۔

آزاد نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے دور کیا، اک لمحہ دونوں پر اک نشاط چھا گیا تھا، نازلی کے رخسار آگ ہو رہے تھے آزاد کے اس طرح سانسیں چرا کر اپنا بنا لینے

پر، پھر وہ نظریں چرا کر اپنی حیا نشین مسکراہٹ چھپانے لگی۔

"بس اتنے سے پہ ڈھیر ہو جاتی ہو تم گھریلو عورتیں"

وہ بھی جیسے اس لڑکی کی مسکراہٹ پر مر مٹا۔

وہ اسکی نزدیکی کی بڑھتی حدت مزید نہ سہے گود سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بے شرمیاں کروالو بس۔۔ آکر میری کچن میں میٹھا بنانے میں ہیلپ کرو۔ مرات نے فرمائش کی تھی مجھ سے"

وہ چہرے کی سرخیاں چھپائے کہہ کر چلی گئی اور آزاد کے چہرے پر بھی جیسے روشنی پھیلا گئی۔

.._____..

بریمن میں بھی شام ہونے والی تھی، برہان مسدور آج دن کی فلائیٹ سے بریمن پہنچا تھا جبکہ اسے کورٹ کی جانب سے توران مسدور سے ملنے کی پرمیشن بھی تھی، وہ ہفتہ پہلے اپنے کچھ کاروباری معاملات کے لیے آیا تھا مگر اب توران کو اپنے ساتھ ہی لے کر جانے والا تھا دوسرا توران سے خود اسکی بیٹی کی سچائی جب تک نہ سنتا، اسے پورا یقین آنا مشکل تھا۔

بلاشبہ برہان ایک پاور فل آدمی تھا مگر اسکی پاور صرف انقرہ تک تھی، یہاں تک پہنچنے کے لیے اسے بھی تو تکن کی مدد لینی پڑی تھی جبکہ توران کو جب یہ بتایا گیا کہ اسکا باپ اس سے ملنے آیا ہے تو توران نے ملنے کی ہامی بھر لی تھی۔

لگ بھگ اٹھارہ سال بعد اپنے اکلوتے بیٹے سے ملنا بلکل ایسا تھا جیسے اس شخص کی بوڑھی ہڈیوں میں نئی طاقت بھر دی گئی ہو، ہاں یہ ملن جذباتی تھا، اولاد جوان ہوتی ہے تو باپ کا سہارہ بنتی ہے پر یہاں کہانی مختلف تھی، برہان مسدور جیسا بھی تھا، ظالم یا سفاک پر اسے اللہ نے ہر زیادتی کی سزا میں

اسکی واحد اولاد کی تکلیف سے آزمایا تھا، آج جب وہ آمنے سامنے تھے تو دونوں کی آنکھیں میں بے شمار درد بھرا تھا۔

"کیا واقعی میری کوئی بیٹی ہے بابا؟"

توران نے اسی تکلیف کے سنگ پوچھا تو بریان مسدور نے بھی اپنے ہفتے بھر کی چپ کا راز کھولنے کا فیصلہ لیا۔

"مجھے بھی پہلے جھوٹ لگا، میں نے سوچا شاید عالیان یلدرم نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے بچاو کے لیے کوئی کہانی گڑھی ہے پر ایسا نہیں نکلا۔ میں نے خود اس معاملے کی تحقیق کی، انے کا حکم تھا کہ میں خود سچائی کا پتا لگواوں۔ وہ

واقعی تمہاری بیٹی ہے، میں نے ہوسپٹل سے ڈی این اے رپورٹ بھی نکلوائی ہے خفیہ طریقے سے جس ہسپتال میں وہ پیدا ہوئی، جہاں اسکا برتھ سے پہلے ہی ٹیسٹ ہوا، اپنے اثر ورسوخ کو کام میں لا کر سب سچائی سامنے لائی، دِلارہ نام ہے۔ ابھی بھی میرے دو لوہمہ وقت اسکے آس پاس نگرانی پر ہیں"

برہان مسدور کے منہ سے یہ سب سنے وہ گہرا دلسوز سانس بھر گیا پھر بابا سے نظریں بھی چرا گیا کیونکہ اس نے اپنے ماں باپ کو سکھ دینے کے لیے آج تک کچھ نہیں کیا تھا، بس دکھ ہی بنا تھا۔

"ابھی آپ اپنے لوگوں کو کال کر کے پوچھیں وہ کیسی ہے؟"

توران نے بھاری سی سانس لیتے کہا تو برہان نے آزردہ نظروں سے توران کی تڑپ دیکھی۔

"میرا فون باہر سیکورٹی کاونٹر والوں نے لے لیا، کچھ گڑبڑ ہوتی تو وہ انفارم کرتے مجھے۔ کیا ہوا، دل پریشان ہے؟"

برہان مسدور کو اسکے چہرے سے لگا جیسے وہ سخت بیقرار ہے۔

"میں منگواتا ہوں آپکا فون"

توران اٹھ کر وہاں سے گیا تو برہان مسدور کمینگی سے مسکرایا، اسے لگا اسکا بیٹا یہاں قید نہیں بلکہ مالک ہے اور ایسا ہی تھا، یہاں کے کچھ ایسے سیکورٹی کے لوگ بھی تھے جو توران کے ساتھ بہت دوستانہ تھے، وہ اتنے سال رہا ہی اتنی شرافت سے تھا کہ اس سے ہمدردی کرنے والوں کی تعداد کم نہ تھی، کچھ دیر بعد توران واپس باہر آیا تو اسکے ہاتھ میں برہان مسدور کا فون تھا۔

"میں ان سب کا چہیتا قیدی ہوں۔ حیران مت ہوں"

بابا کی حیرانگی دیکھتے وہ سپاٹ تاثرات رکھے ہی بول کر اپنی جگہ واپس بیٹھا تبھی برہان مسدور نے سر اکڑاتے ہوئے

جب فون سکرین آن کی تو اسکے دونوں آدمیوں کی کئی مس کالز تھیں، دراصل وہ فلائیٹ کے بعد سیدھا تو ران سے ملنے آیا تھا تبھی فون سائلنٹ پر سے ہٹانا ہی بھول گیا۔

برہان نے فورا اپنے آدمیوں میں سے ایک کو کال کی، کال فوری اٹھالی گئی جہاں برہان کا آدمی ایک ہوسپٹل بلڈنگ سے باہر نکل رہا تھا۔

"سر آپ پہنچ گئے کیا؟"

مودب و فکر مند سا سوال آیا۔

"ہاں۔ تم دونے مجھے کالز کیں۔ خیریت تھی؟"

برہان نے بے قراری سے پوچھا جبکہ توران یوں تھا جیسے اسکی سانس رکی ہو۔

"نہیں سر خیریت نہیں تھی۔ آج بہت کچھ ہوا۔ پہلے تو دِلارہ میم کو انکے کلاس میٹس نے کڈنیپ کیا، وہ کافی زیادہ تھے، چھ سات۔ ہم نے جب تک ان باقیوں کو سبق سیکھایا، ایک لڑکا دلارہ میم کو ہماری آنکھوں سے بچا کر اپنی گاڑی میں لے کر نکل گیا، اسکے باقی دوستوں کی اچھی خاصی کرنے کے بعد ہم نے اس لڑکے کا بھی پیچھا کیا، جب ہم دو پہنچے، ہم نے دیکھا دِلارہ میم بہت زیادہ گھبرائی اس گھر سے نکلیں، پھر اس لڑکے کی گاڑی سے اپنا فون نکالا اور بھاگ

نکلیں۔ میں نے ساتھی کو دلارہ میم کے پیچھے بھیجا اور خود
جب گھر کے اندر گیا، وہ لڑکا جس نے انھیں کڈنیپ
کیا، سیڑھیوں کے پاس نیچے گرا تھا، سر سے خون بہہ رہا
تھا۔ میں بھی وہاں باہر نکل کر چھپ گیا۔ پھر ایمبولینس
آئی، پولیس کی گاڑی بھی۔ اور یہ سننے کو آیا کہ اس لڑکے
نے دِلارہ میم سے زبردستی کرنے کی کوشش کی اور وہ اپنی
جان بچا رہی تھیں اور وہ گر گیا۔ اسے ہوسپٹل لے کر گئے
ہیں، پھر پولیس دیکھے گی کیا کرنا ہے۔ لڑکا زندہ ہے، اور
خطرے میں بھی نہیں ہے"

اس آدمی کی ساری تفصیل سنے برہان کی آنکھیں انگارہ ہوئیں، یہی کیفیت توران کی تھی جسکی جان جاتی دیکھائی دے رہی تھی۔

"اور دِلارہ، وہ کہاں ہے؟"

برہان مسدور نے پریشانی سے پوچھا۔

"وہ خیریت کے ساتھ قریبی کیفے پہنچ گئی تھیں، وہاں سے انکو عالیان یلدرم نے پک کیا اور پھر وہ سیدھے یلدرم حویلی نکل گئے۔ پولیس دِلارہ کا بیان کل لے گی کیونکہ عالیان

یلدرم نے کہا ہے کہ دِلارہ بہت ڈری ہوئی ہے ابھی وہ پولیس سے کچھ نہیں کہنا چاہتی"

برہان مسدور نے متنفر ہوتے سانس کھینچا۔

"ٹھیک ہے میری کال کا انتظار کرو"

برہان نے کہہ کر کال کاٹی اور توران کی طرف متوجہ ہوا جو بے تابی سے سب جاننے کے لیے منتظر تھا، برہان نے ساری تفصیل جب توران کو بتائی، اصل آگ تو اب اس باپ کے سینے میں لگی۔

"تم فکر مت کرو۔ اس لڑکے سمیت اسکا پورا خاندان ترکی سے نکل جائے گا۔"

توران کے غضبناک ہونے پر برہان مسدور نے اسے شانت کرنے کی کوشش کی پر توران نے نفی میں گردن ہلاتے بابا کو سرخ آنکھوں سے دیکھا۔

"جنگلی جانور اب بھی پال رکھے ہیں آپ نے؟ مجھے یاد ہے آپکو بہت کریز تھا، کتے، گیدڑ اور چیتے پالنے کا۔ آزاد یلدرم پر بھی تو وہی کتے چھوڑے تھے ناں"

اس سنگین صورتحال میں توران کا اتنے پر سکون ہوتے سوال کرنا اسکے باپ کو بھی گھوما کر رکھ گیا۔

"ہاں کچھ خطرناک نسل کے کتے اور ایک ریچھ ہے میرے پاس، باقی سب بیچ دیا پیسوں کی ضرورت تھی مجھے۔ تمہیں ان سے کیا کام ہے؟"

برہان کا ماتھا ٹھٹھکا کیونکہ اس نے اور المیرا نے ایک انوکھی شے پیدا کی تھی۔

"آپ ان کتوں کو ایک اٹیک کے لیے میرا سنگل دے سکتے ہیں؟"

توران نے سیدھا سمجھاو پوچھا جبکہ اول تو برہان کچھ سمجھ نہ سکا مگر جب اسے توران کی بات کا مفہوم سمجھ آیا تو برہان مسدور جیسے آدمی کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

.._____..

دِلارہ کے آنے کی خوشی سب کو تھی اور ڈنر پر سب ہی بہت اچھے موڈ میں گپ شپ بھی کرتے رہے، ڈنر کے بعد دِلارہ کچھ دیر فون چارج لگانے کے لیے ایدا کے فون کا چارجر لیے کمرے میں گئی کیونکہ ابھی چائے اور گھپ شپ کا ایک راونڈ باقی تھا، دِلارہ نے جیسے ہی روم کھولا، اسکے پورے وجود کو گلاب کی خوشبوؤں نے گھیرا، مزید جب وہ

کمرے کے اندر مڈ تک آئی تو باران کا روم بہت ہی پیارا ڈیکوریٹ تھا اور یہ سب باران نے وہاں بیٹھے عالیان کو کہہ کر ارجنٹ روم سجوایا تھا، دِلارہ تو مبہوت رہ گئی کیونکہ باران سے اسے ایسے سرپرائز کی امید نہ تھی، ڈور پر دستک ہوتے ہی وہ جو ایموشنل ہو کر رونے کی تیاری میں تھی، فوراً پلٹی تو عالیان مسکراتا ہوا روم میں آیا، وہ سہولت سے اپنی آنکھیں رگڑ گئی۔

"ی۔۔یہ سب باران نے کروایا؟"

دِلارہ نے روہانسے سے لہجے میں عالیان کو دیکھا تو وہ سر ہلا گیا۔

"مجھے آرڈر لگاتا ہے وہاں بیٹھ کر کمینہ، یہ بھی نہیں سوچتا میں کتنا مصروف آدمی ہوں۔ لیکن تمہیں پتا ہے اس پر آرڈرز دینا سجتا ہی بہت ہے۔ موصوف کا حکم تھا کہ دِلارہ رہنے آرہی ہے تو اسکے روم کو اچھے سے سجوادوں۔ مجھے تو پہلے ہی شک تھا تم دو کے لچھن ٹھیک نہیں پر اتنی حسین خرابیاں ہوں گی سوچا نہ تھا"

وہ دِلارہ کی ساری اداسی اپنی شریر باتوں سے مٹا گیا، وہ اداس تھی پر جب ہنسی تب عالیان کو سمجھ آیا کہ باران اور دِلارہ کس قسم کے جذبات میں بندھ گئے ہیں اور یہ سچ میں نظر لگ جانے کی حد تک حسین تھا، اس سے پہلے دِلارہ کچھ

کہتی، عالیان کا فون رنگ کیا تو دونوں ہی متوجہ ہوئے، عالیان نے کال وہیں کھڑے پک کی پر آگے جو کچھ اسے سننے کو ملا وہ دل دہلا دینے والا تھا۔

"واٹ؟ جنگلی کتوں نے۔ ہوسپٹل سے جاتے ہوئے؟ ایسا کیسے ممکن ہے"

عالیان نے تشویش کے سنگ ماتھا کھجایا۔

"ٹھیک ہے میں دِلارہ کو لے کر آتا ہوں"

فوری کہتے عالیان نے کال کاٹی تو دِلارہ بیقراری سے مدعا جاننے کو منتظر تھی۔

"کیا ہوا عالیان بھائی؟"

دِلارہ نے فوری عالیان کے چہرے کی پریشانی بھانپتے سوال کیا۔

"تمہیں اپنا بیان آج ہی ریکارڈ کروانا ہو گا تھانے چل کر لیکن اس سے پہلے تمہارے دیکھنے کے لیے ایک خطرناک چیز ہے دِلارہ"

وہ خود شاکڈ تھا تو جس سنسنی انداز میں اس نے دِلارہ کو بتایا، وہ کیونکر نہ ہوتی۔

"کیا چیز؟"

وہ تھوڑا سہمی لگی، کیونکہ اسے تو یہ تھا کہ ان معاملات کو کل دیکھنا ہے پر ابھی جانے پر نروس بھی تھی۔

"چل کر خود دیکھتے ہیں۔ لٹس گو"

عالیان نے اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہے فی الحال معاملہ راز ہی رکھا جبکہ دِلارہ فون تک پہنچی، اسے چارج لگانے سے پہلے باران کو میسج ٹائپ کیا۔

"میں عالیان بھائی کے ساتھ شاید ہوسپٹل یا تھانے جا رہی ہوں۔ کچھ ہوا ہے۔ تم ان سے تفصیل پوچھ لینا۔ فون میرا

یہیں روم میں چارج لگا ہے تو میں واپس آ کر تمہیں کال کرتی ہوں۔"

دِلارہ نے اسے انفارم کیا اور خود وہ باہر نکلی جہاں عالیان نے بابا کو تو سچ نہ بتایا پر وہ کچن ہال کی طرف ایدا کے ساتھ کھڑا شاید اسے سارا معاملہ بتا چکا تھا، اور وہی دونوں کو باہر تک چھوڑنے بھی آئی۔

"میری جان۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ عالیان ہوں گے ساتھ۔ رئلکس رہو"

وہ یوں جانے پر پریشان تھی تبھی ایدا کو لگا اسے ایک سوفٹ سا ہگ دے اور باخدا دِلارہ کو اس وقت ایسے ہی گلے لگانے کی ضرورت تھی، عالیان مسکرایا کیونکہ دِلارہ کو ایدا کا یوں گلے لگانا بہت اچھا لگا تھا۔

"خیر سے جاو دونوں۔ مجھے انفارم کر دینا"

ایدا نے دونوں کو رخصت کیا، عالیان نے اسکی گال سہلاتے تسلی دیتی نظروں سے دیکھا اور وہ دِلارہ کے ہمراہ چلا گیا، گاڑی جب حویلی سے نکلی تو ایدا بھی واپس اندر چلی گئی۔

وہ ساڑھے سترہ سالا فیوچر کی

Veterinarian (جانوروں کی ڈاکٹر)

فی الحال بس جانوروں کی زبان سمجھنا سیکھی تھی۔ جانوروں کی سائیکی، انکے حملہ آور ہونے کے پیچھے کے اسباب، دیے زخموں سے انکے غصے کا ادراک، بس پھر جس کالج میٹ نے اسکے ساتھ

زبردستی کی کوشش کی اور سیڑھیوں سے اسکے مزاحمت کرنے پر گر گیا تھا، اسکی فی الحال موت تو نہیں ہوئی تھی پر اسکے جسم پر شکاری جانوروں یعنی کتوں کے بہت سی جگہوں

پر کاٹنے کے نشان صاف صاف دیکھے جاسکتے تھے۔ اور جب دلارہ نے اس کلاس کے بگھڑے لڑکے کی ہسپتال پہنچ کر حالت دیکھی تو اسے اس بات کا علم ہوا کہ یہ شکاری جانور یا کتے کسی کی کمانڈ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اور وہ کمانڈ دینے والا انقرہ سے بہت دور جرمنی کے شہر کی جیل میں بیٹھا اسکا خطرناک چالیس سالا باپ تھا، جو آج شرطیہ زندگی میں بہت مدت بعد سکون کی نیند سونے والا تھا۔

برہان مسدور کے لیے بھی توران کی یہ حرکت کسی دھچکے سے کم نہ تھی، شکاری کتے پالنا تو مسدور خاندان کی روائیت تھی پر انکا ایسا استعمال خود برہان مسدور کے لیے نیا تھا

کیونکہ توران کی کمانڈ کے مطابق اسے صرف اس لڑکے کو گہرے زخم دلوانے تھے نہ کہ چیڑ پھاڑ دینا، وہ اپنی بیٹی کو پریشان کرتے اس لڑکے کو زرا شدید سزا دینا چاہتا تھا جو کہتے ہیں گہرے زخم بہت بہترین سزا اور عبرت ہوتے ہیں، پھر وہ بھلے جسم پر ہوں، دل پر، دماغ پر یا ہماری روح پر۔

اسے اپنی بیٹی سے کوئی لگاو نہیں، یہ اس نے تو تکن کے سامنے عیاں کیا پر اول دن ہی وہ دِلارہ کے لیے جیسے تڑپا، اس سے لگ رہا تھا کہ اپنے جذبات قابو کرنے میں دِلارہ کیا ماہر تھی، یہ شخص تو چمپئین تھا۔

ایک ہفتہ بس، اسکی قید کے دن بس ختم ہونے والے تھے
پر ابھی انٹرویو تو باقی تھا میرے دوست،

مرات اور ہاندے پہنچ چکے تھے، سب بظاہر بہت نارمل تھا
پر ہاندے کی نظریں آزاد اور نازلی پر جب جب جاتیں ان
میں اک تپش ہوتی، جبکہ سارا وقت مرات ہی بیچ کی سرد
مہری اور کھینچاو کو اپنی ہلکی پھلکی باتوں سے کم کرتا نظر
آیا، ڈنر سب نے اچھے ماحول میں کیا اور اسکے بعد کووفی کا
سیشن وغیرہ تھا اور نازلی نے جو آزاد کے ساتھ مل کر میٹھا
بنایا جو کہ گلاس ٹرئفلز تھے، انھیں میڈ کے ہمراہ لینے گئی

اور اس پیچ مرات نے دونوں کو سائن کر کے ڈائورس پیپرز کا کام ختم کرنے کا کہا تھا، ہاندے کے دل سے آزاد اور نازلی کے لیے کدورت تو شاید مر کے بھی نہ نکلنے والی تھی پر بہر حال اسے مرات کی خوشی کے لیے اپنے مجرم کو خود سے آزادی دینی پڑی، ویسے بھی مرات وہ واحد سہارہ تھا اب ہاندے کے پاس جو اس سے ایموشنلی اٹیچ تھا، وہ ویسے بھی جو کچھ ہوا اسکے لیے شرمندہ بھی تھی پر پھر بھی اسکا بس نہ چل رہا تھا آزاد اور نازلی کی خوشیوں کو جلتی بھٹی کے سپرد کر دے۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا آپ دو یوں الگ ہوں گے پر شاید یہی بہترین فیصلہ ہے۔ دو ایسے لوگ جو ہر طرح ایک دوسرے کو ناپسند ہوں، ساتھ رہیں تو بس اذیت ہی پیدا ہوتی ہے۔ جو کچھ ہوا اس کو بھول کر اب ہم اپنی اپنی خوشی اور سکھ کو اہمیت دیں گے۔"

مرات نے ہی بیچ کی یہ سرد مہر چپ توڑی، جبکہ آزاد تو اس وقت نام کی طرح آزاد ہونے کے سرور میں لپٹا تھا البتہ ہانڈے کافی چپ تھی۔

"آپ مما کو معاف کر دیں، انہوں نے آپ کے ساتھ اب تک جو بھی زیادتی کی بابا۔"

مرات نے آزاد کی طرف اس پر دیکھا جس نے مرات کی گال تھپتپاتے یوں سر ہلایا جیسے معاف کر دیا، پھر مرات نے ایک بار پھر ہاندے کو دیکھا جو اسے نفی میں سر ہلائے مزید کچھ بھی کہنے سے باز کر رہی تھی۔

"مما نے آپکو ڈر گزدے کر آپ سے ریلیشن بنایا بابا، یہ بات میں کر رہا ہوں مجھے بہت دکھ ہے اس پر۔ وہ بچہ آپکا ہی تھا۔ اس کے لیے بھی مما کو معاف کر دیں"

اب اصل جھٹکا لگنے کی باری آئی تھی، آزاد نے حقارت سے اس جھوٹی عورت کو دیکھا جو آنکھیں نیچے کیے منہ چھپا چکی تھی پھر اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، مرات کو دیکھ کر چپ ہو

گیا، صرف مرات کے لیے اس نے یہ بکواس قبول کی لیکن آزاد کے سرخ بھبھول چہرے سے صاف عیاں تھا کہ وہ شدید برداشت سے گزرا ہے، سوئیٹ ڈش نازلی لائی تو سب نے کووفی پی مگر بہت ہی خاموش ماحول میں جبکہ مرات کو جانے سے پہلے ایک کال آئی تو وہ سننے باہر پہلے نکلا اور تبھی نازلی نے بھاگتی ہاندے کا راستہ روکا، وہ گھبرا کر پیچھے پلٹی تو آزاد پیچھے کھڑا تھا، ہاندے کو اس قدر ٹھنڈک میں اپنے ہاتھوں کے بیچ نمی پھوٹتی محسوس ہوئی، گھبراہٹ کے مارے وہ زرد پیلی ہوئی۔

"تو ڈرگ والی کہانی سنائی تم نے مرات کو؟ شرم نہیں آئی تمہیں اتنا جھوٹ گڑھتے ہوئے؟"

آزاد نے اسے بازو سے دبوچتے اپنے سامنے کیا تو ہاندے کی آواز ہی بیٹھ گئی کہ کچھ بولنے کی کوشش میں اسکے لب پھیل گئے، نازلی بھی سپاٹ چہرہ لیے دونوں کو سینے پر ہاتھ باندھے دیکھ رہی تھی۔

"س۔۔سچ بتایا ہے اسے"

ہاندے کی زبان لڑکھڑائی۔

"اگر تم نے سچ نہ بتایا تو میں ابھی مرات کو جا کر خود سب سچ بتاوں گا کہ اسکی ماں کس حد تک گھٹیا پن کر چکی ہے۔ تم ابھی بھی باز نہیں آئی ہاں۔ تم مرات کو ڈیزرو نہیں کرتی۔ سچ بولو۔ کس کا بچہ تھا وہ ہاندے؟"

اس بار آزاد کی آواز اس قدر سخت تھی کہ ہاندے کی آنکھیں خوف سے بھیگیں، اور وہ خوف تھا مرات کو کھونے کا، نازلی کو تو اس عورت پر اب صرف ترس آرہا تھا۔

"و۔۔وہ تمہارا بچہ نہیں تھا۔ میں جھوٹ نہ بولتی تو مرات کبھی میری شکل نہ دیکھتا۔ وہ ٹوٹ جاتا۔ وہ بچہ میرے قدموں کے بہکنے کی سزا تھی، ختم ہو گئی کیونکہ ایمر سے بے

وفائی ضرور کر دی پر میں اپنے بچے سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہوں۔ تم ا۔۔ اسے کچھ مت کہو۔ میں وعدہ کرتی ہوں ہم اب کبھی نہیں ملیں گے۔ تم مجھ سے ایمر کے بعد میرا مرات مت چھیننا۔"

ہاندے کے سسکنے پر آزاد سمیت نازلی کو بھی اس عورت سے ہمدردی ہوئی جسکا سارا غرور، اکڑ اور ضد اللہ نے توڑ کر رکھ دی تھی، شاید جو تھپڑ قدرت کی طرف سے پڑتا ہے وہی سارے کس بل نکالنے کی قوت رکھتا ہے۔

"جس دن تم نے اپنا وعدہ توڑا، اسی دن میں اس بچے کے باپ کو پاتال سے ڈھونڈ کر مرات کے سامنے لے آوں

گا۔ ان سب لوگوں کی لسٹ ہے میرے پاس جن سے تم ملتی رہی ہو اس لیے میری اس وارننگ کو صرف وارننگ مت سمجھنا۔ اگر اللہ نے مرات کے سامنے تمہارا پردہ رکھ دیا ہے تو ہم بھی رکھیں گے، لیکن تب تک جب تک تم اس پردے کے لائق رہو گی۔ مجھے یقین ہے دوبارہ مجھے تمہاری شکل دیکھنی نہیں پڑے گی"

آزاد نے اسے اسکی اوقات اچھے سے سمجھائی جبکہ ہاندے نے سر جھکائے شکست تسلیم کی اور دونوں کو باری باری دیکھتے وہ بھی چلی گئی، آزاد نے گہرا سانس بھرے اداس ہو

جاتی نازلی کو دیکھا پھر وہ دونوں ساتھ باہر آئے تاکہ مرات کو سی آف کر سکیں، وہ دونوں سے گلے لپٹ کر ملا۔

"مجھے اپنے بہن بھائی کے آنے کا انتظار رہے گا۔ اور جلد آپ دو کو دادا دادی بننے کی نیوز بھی سناوں گا۔ مس کروں گا آپ دونوں کو"

وہ سچ میں بہت ہی پیارا تھا، اسے رشتے نبھانے آزاد نے سیکھائے تھے ورنہ ہاندے تو اس میں بہت بیکار ثابت ہوئی تھی۔

"ہم بھی مس کریں گے تمہیں۔ جلدی آنا ملنے"

نازلی نے اسے ڈھیر سی دعائیں دیں اور یوں مرات ایمر یہاں سے اس ہاندے نام کی بلا کو ساتھ لیے رخصت ہو گیا، ایک تک فلائیٹ تھی تو وہ لوگ بارہ تک نکل گئے، لیکن جو بھی تھا آج کی یہ رات آزاد اور نازلی دونوں کو افسردہ کر گئی۔

"سمجھ نہیں آیا ہاندے خوش قسمت ہے یا بد قسمت، تمہیں کیا لگتا ہے آزاد؟"

وہ دونوں واپس گھر کی طرف بڑھے تو نازلی نے اسکی بازو کے حصار میں لگ کر چلتے چہرہ اٹھائے سوال کیا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

آزاد نے یہ جواب نازلی پر چھوڑا۔

"بدقسمت۔ تم جیسے بہترین مرد کو اپنی طرف نہ کر سکی۔ اگر وہ چاہتی تو تمہارے دل میں نہ سہی زندگی میں جگہ بنا سکتی تھی۔ ساتھ ایک جانور بھی رہے تو اس سے بھی انسیت ہو جاتی ہے مگر ہم مقدر کے آگے بندھے ہوتے ہیں۔ جن کے مقدر میں بھٹکنا لکھ دیا جائے، انھیں سمیٹنے کوئی نہیں آتا۔ انھیں تو ہوا تک بھٹکاتی ہے۔ میں دعا کروں گی ہاندے کا راز کبھی مرات پر نہ کھلے۔ مرات کبھی تکلیف میں ہوا تو میں بھی محسوس کروں گی اسکی تکلیف۔ تم نے

مرات کی بہت بہترین پرورش کی ہے۔ تم ہماری اولاد کی بھی یونہی پرورش کرنا"

وہ محبت اور اداسی کی ملی جلی کیفیت میں سرشار تھی اور آزاد کو سچ میں سکھ کا سانس ملا کہ فائنلی نازلی کا دل اسکی طرف سے صاف ہوا ہے۔

وہ نازلی کو بنا سنبھلنے کی مہلت دیے اپنی مضبوط بازوؤں میں اٹھائے جس طرح بہکی سمائیل دیتا تائید کرتا نظر آیا وہ نازلی کی آنکھوں میں حیرت وڈر بھر گیا۔

"تم موقع دو مجھے ہمارے بچے کی پرورش کرنے کا، تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔"

وہ اسے اٹھائے ہی اس سرد ماحول سے یکدم گھر میں لے کر گیا تو کچھ حدت گھر کی تھی اور کچھ آزاد یلدرم کی خواہش نے نازلی کے چار سو حائل کر دی تھی۔

"آزاد۔۔ آزاد نہیں"

وہ اسکی گردن میں بازو لپیٹے اسکے روم کی طرف جانے کے ارادے بھانپتے اسکی گرفت میں مچلی پر وہ پہلوان جیسا

آدمی اس نازک سی عورت کو اب ہلنے بھی دیتا تو یہ اسکی طاقت پر سوال لا سکتا تھا۔

"کیوں نہیں۔ تمہیں بتاتا ہوں آزادیلدرم پہلی بار کسی عورت کے قریب آئے گا تو کیسا فیل کرے گا۔ ویسے بھی اب میں پورا تمہارا ہوں۔ مجھ پر حاکمیت جمانے کے بجائے تم نہیں نہیں آزاد کرو گی تو میں ساری نرمیاں بھول جاوں گا جو ویسے بھی میرے مزاج کے خلاف ہیں۔ جو میں نے تمہاری نزاکت دیکھ کر سوچ رکھی تھیں۔ اب چپ چاپ مجھے میرا حق دے دو ورنہ میں خطرناک آدمی ہوں، تم سے اب سب کچھ چھیننے میں لمحہ نہ لگاوں گا"

آزاد کے قدموں کی روانی، اسکے لہجے کی بے باکی اور لفظوں کی معنی خیزیت سب ہی نازلی کا وجود دہکانے لگے، وہ اسے روم میں لایا تو نازلی نے اس بار "نہیں آزاد" کے بجائے اک رحم طلب نظر اس آدمی پر ڈالی جسکی ساری لگامیں اس وقت ٹوٹ چکی تھیں۔

"میں نے اس لمحے کا انتظار نہیں کیا اتنا ہوش میں پر تم نے اس انتظار کو ہوش و حواس سے جیا ہے۔ مجھے اسی شدید انداز سے تلافی کرنے دو اپنی اب تک کی لاپرواہیوں کی۔ تم بس یہ یاد رکھو کہ میں تمہیں اب خود سے اک لمحہ بھی دور ہونے یا اپنے لیے تڑپنے نہیں دینے والا۔"

آزاد کے لہجے کی معنی خیزیت نے جب رومانیت اور جذباتیت میں خود کو ڈھالا تو وہ فطری ڈرنا بھی ترک کر گئی، اسکی آنکھیں مٹھاس سے بھریں جیسے وہ کوئی راضی ہو جاتا ہے اور یہی وہ نظر تھی جو آزاد یلدرم کو ٹرن آن کرنے کا سبب بنی تھی۔

وہ اسکی گردن میں ہار کی مانند بازو پروے ہی اسکی بازووں سے نکل کر نیچے زمین پر کھڑی کروائی گئی، جبکہ آزاد کو وہ اپنے حق میں سر تا پیر محسوس ہوئی اور یہ اس شخص کے صبر کی آخری حد تھی، وہ خود اسکے قریب ہوئی، فاصلے مٹا کر اپنی خوشبو آزاد میں گھولنے کی ابتدا نے اب آزاد یلدرم

کو انتہاوں تک لے جانا تھا، وہ ایک دوسرے میں ایسے کھوئے جیسے اچانک سے ایک سرد موسم، کسی تپتے گرم موسم میں اتر گیا ہو، اور سب معتدل ہو گیا ہو، سب سکون کے دائرے میں سمٹ گیا ہو، قرار مل گیا ہو۔ زہے نصیب۔۔۔۔۔۔!

.._____..

ساری رات دِلارہ اور عالیان کی اس سب کو سمیٹنے میں لگی، وہ لوگ تھانے گئے تو دِلارہ سے اسکا بیان لیا گیا، اس نے کیسے خود کو بچایا، کیسے وہ بھاگی، کیسے عالیان سے رابطہ کیا سب بتایا اور عالیان نے بھی اسے اس وقت بھرپور

سپورٹ کیا، وہ بچوں کی طرح اسے ٹریٹ کرتا رہا، کیونکہ وہ یہاں باران یلدرم کی امانت تھی اور بہت زیادہ خاص تھی۔

جبکہ باران کا اس ٹاور میں جو کام تھا جو پورا کیے وہ ہوسپٹل نکل گیا تھا، کچھ پیشنٹس کے ساتھ اس نے کچھ وقت گزارنے کے ساتھ انکی ہیلتھ کو لے کر بات کرنی تھی، جبکہ میرا ابھی کافی بہتر ہو رہی تھی، وہ دِلارہ کا میسج ملتے ہی عالیان سے ساری تفصیل جان چکا تھا جبکہ یہ شکاری کتے کہاں سے آئے، حملہ آور ہو کر کہاں چلے گئے، یہ سب کافی حیران کن تھا، دِلارہ اور عالیان کو واپس آتے صبح کے ساڑھے چار

بج گئے تھے، نیند اس قدر آ رہی تھی کہ دِلارہ کی آنکھیں باقاعدہ بند ہو رہی تھیں۔

"میں بہت تھک گئی ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی میری لائف میں ہو کیا رہا ہے۔ خیر تم کیوں جاگ رہے ہو، سوئے کیوں نہیں؟"

وہ بیڈ پر آ کر گرتے ہی کال پک کر چکی تھی جو باران نے اسے وہیں ہو سپٹل بیٹھے ہی کی۔

"میں نے تمہارے کہنے پر اپنے کچھ پیشنٹس سے ڈسکشن کی ہے، انکے درد کو انکی زبانی سنا۔"

وہ ساری تھکن بھولے اٹھ بیٹھی جب باران نے اسے یہ سرپرائزنگ نیوز دی، دِلارہ کی آنکھیں بے یقینی سے بھری تھیں، بھرے ہونٹ درد بھری مسکراہٹ کے لمس کو جیسے چومنے والے تھے۔

"سچ میں؟ تو کیسا رہا ایکسپرئنس تمہارا؟"

وہ بہت زیادہ ایکسائیڈ تھی، جذباتی زیادہ تھی۔

"بہت اچھا رہا، میں اپنی ساری پریشانی اور فکریں بھول گیا۔ مینز اپنی ذات اک طرف ہو جاتی ہے جب ہم مسیحا بن کر کسی بیمار کا درد سنیں۔"

وہ باران کے اس تجربے پر فدا ہوئی، وہ جانتی تھی وہ بہترین شخص ایسے کسی کا درد سنتا کتنا پیار الگا ہو گا، یہ واحد معاملہ تھا جس میں وہ جیلس نہ ہوئی۔

"مجھے بہت اچھا لگا کہ تم نے میری بات مانی۔"

وہ خوشی سے بھری بولی، بس نہ چل رہا تھا اس پر نثار ہو جائے، اسکی اس ایفرٹ پر اسے ڈھیڑ سارا پیار دے، سکرین میں گھس کر لپٹ جائے۔

"لیٹ جاوناں۔ اٹھ کیوں بیٹھی ہو۔ لیٹی ہوئی بہت پیاری لگ رہی تھی"

دِلارہ نے اسکی ایکسٹر اسوئیٹ ٹون پر مشکوک ہوتے اسے دیکھا جو فورا مسکرا کر آنکھیں چرا گیا تو وہ بھی کسی رازدارانہ مگر بے باک سی فیل پر مسکراہٹ چھپاتی نظر آئی کیونکہ دِلارہ اس وقت نائیٹ گاون میں تھی اور اسکا گلا لیٹ کر تھوڑا ڈیپ تھا اور وہ گردن کی گہرائی کی جانب موجود قاتل تل باران کی ایک بار پھر تشنہ نظروں کی بھینٹ چڑھ گیا تھا، دِلارہ نے اپنی شرٹ کا گلہ فوری کھینچ کر اوپر کرتے ٹھیک کیا۔

"وہاں بیٹھ کر بھی ٹھرک جھاڑ رہے ہو؟"

دلارہ نے واپس تکیے پر سر رکھے آئبرو اچکائے پوچھا تو وہ کندھے اچکا گئا جیسے شدید لاعلم ہو کہ وہ کس بارے بات کر رہی ہے، اب وہ معصوم ہے ایسا دِلارہ یقین کر ہی نہ لے۔

"اٹریکٹ کرتی ہو ہر جانب سے بیوی کی طرح، ٹھرک نہیں ہے یہ۔"

وہ زرالائن سے ہٹ رہا تھا اور ادھر دِلارہ کا دل سینے میں ہچکولے کھانے لگا، وہ امبر آنکھیں اسے یوں دیکھ رہی تھیں جیسے کوئی بھوکا، کھانے کو دیکھتا ہے پر اسے زرا جوان بے ایمان آنکھوں سے الجھن یا کراہت محسوس ہوئی ہو، اسے شفاء جیسی لگتی تھیں وہ نشیلی امبر آنکھیں پھر ٹھرک سے

بھری ہوتیں یا جنون سے، دِلارہ کے سر آنکھوں پر تھا سب۔

"ہمم۔ تمہیں کوریئر نہیں ملا،"

وہ بات بدل گئی کیونکہ یہی بہتر تھا۔

"سی۔۔۔"

باران نے کیمرہ زرا سا سرکایا تو وہیں ٹیبل پر کینڈل جل رہی تھی، دِلارہ کے رخساروں تک خوشی کی لالی بکھری۔

"یہ بیڈ روم میں رکھتے ناں، تم ہوسپٹل اٹھالائے اتنی پرسنل چیز؟"

وہ برہم ہوئی، باران نے واپس کیمرے کا رخ اپنے مکھڑے کی جانب کیا جس پر دِلارہ دل و جان سے قربان تھی، وہ ہلکی ہلکی نیند میں ڈوبا تھا، پر دِلارہ کے لیے اس نے نیند بھی اک طرف کر دی کہ وہ لڑکی نیند سے زیادہ سکون آور تھی۔

"بیڈ روم میں جب تم نہیں تو یہ ایفیکٹ نہیں کرے گی وہاں۔ تبھی لے آیا ایک تاکہ یہیں ریسٹ مل جائے۔ یہ میری زندگی میں مجھے ملا سب سے خوبصورت گفٹ ہے۔ باخدا ایسا لگ رہا ہے تم میرے پاس ہو"

وہ اسکی آنکھوں کی اداسی پر خود بھی اداس ہو گئی، خاص کر آخری جملے پر۔

"کسی دن اچانک تمہارے بیڈ روم میں آجاوں؟"

وہ بھی اداس ہی تھی، ایسی جان لیوا آفر چاہ کر بھی وہ قبول نہ کر سکتا تھا۔

"نہیں۔ تمہارا رزلٹ آئے تو میں تمہارے ساتھ یو کے جاوں گا تمہارے خواب کی تکمیل کا پہلا سٹیپ ساتھ اٹھانے۔ ہم اچھا وقت گزاریں گے وہاں۔ یہ کنٹری اور شہر سوٹ ایبل نہیں ہم دو کے لیے"

وہ سراسر منع کر گیا اور وہ مسکرا کر مان گئی۔

"میں نے یو کے پڑھنے جانا ہے، تم ساتھ ہوئے تو مشکل ہو گا میرے لیے"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی تو باران نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"میں تمہارے خواب اور مرضی کے خلاف کبھی نہیں جاوں گا نہ بھٹکوں گا۔ یقین کرو، اور یہ بھی یقین کرو کہ دور رہ کر جو فیصلے اور ارادے کیے جاتے ہیں، ان میں سے بہت سارے قریب آتے ہی ٹوٹ جاتے ہیں"

وہ اسکے اس درجہ جان لیوا انداز میں یقین دلانے اور پھر اسی یقین کے لیے بے یقین کرنے پر سر نفی میں ہلا گئی، یہ آدمی دماغ کا دہی جو کر چکا تھا۔

"کونسے فیصلے اور تمہیں کیا لگتا ہے میرا خواب اور مرضی کیا ہے؟"

وہ گہرا سوال کر کے باران کو دل سے جکڑ گئی، اب آیا تھا اونٹ پہاڑ تلے، اب صاف ظاہر تھا وہ جو اسے اپنے معاملے میں اور رشتے میں آزادی اور عیاشی دے رہا تھا، وہی سب وہ دِلارہ سے ملتے ہی چھین سکتا ہے، پر یہ بات اس لڑکی کو سمجھ نہ آئی، اور ابھی نہ ہی آتی یہی بہتر تھا۔

"خواب تمہارا یہی ہے جانوروں کی زبان سمجھو اور درد دور کرو جبکہ مرضی!"

اول معاملے کے لیے وہ پر یقین تھا جبکہ وہ دوسرے معاملے کے لیے بے حد کنفوز تھا، پھر جب اس نے ناسمجھ لگتی دلارہ کی آنکھوں میں کچھ مطلب اور طلب کے رنگوں میں گھلی بے خودی دیکھی تو باران یلدرم کے ہونٹ مسکرائے، کیا وہ اسکی ہر کیفیت و بے قراری واقعی سمجھ گئی تھی۔

"مرضی؟"

وہ شرارت سے لب دانتوں میں دباتے مسکائی، کسی کی دنیا تہہ وبالا ہوئی، وہ باخدا سانس نہ لے سکا، بولنا تو دور کی بات تھی۔

"اچھے لوور ہو میرے؟ میری مرضی تک کا علم نہیں"

وہ افسوس کرتے ڈرامائی سا غمگین ہوئی۔

"میں تمہیں فیس ٹو فیس اس مرضی کے بارے تفصیلا بتاوں اور سمجھاوں گا، تھوڑی دیر کیمرہ خود پر ہٹا کر روم دیکھاو مجھے، کیسا سجا ہے"

وہ یہ نہ کہہ سکا اس لڑکی کو اتنی دور دیکھنا دو بھر ہو گیا ہے، بس رسان سے بہانہ تراشا اور وہ سب سمجھ گئی کہ کسی کا ایمان دور بیٹھے بھی ڈگمگا گیا ہے، اف ان دو کی حالت! واللہ قیامت۔

دِلارہ نے اسے پورا روم ڈیکور دیکھاتے مرر کے سامنے رکے خود کا واپس جان لیوا دیدار کروایا، باران یلدرم اسے سر سے پیر تک اس بلیک سلک گاون ڈریس میں دیکھے مبہوت رہ گیا، یہ انہی کپڑوں میں سے ایک ڈریس تھا جو باران نے اسکے لیے خریدے، نیٹ اور سلک کا بہت ہاٹ کمبو لیے وہ دِلارہ کے بانکے اور خوبصورت وجود پر قیامت

سا سج رہا تھا پھر اسکے سینے کی اور بکھرے ڈھیر سے لمبے بال، وہ نظریں سنبھال سنبھال کر رکھتا تب بھی دل بیٹھ گیا، سانس بھاری ہوئی، وہ سچ میں ساڑھے سترہ کی نہیں لگتی تھی، وہ بھرپور حسن سے لدی آپسرہ تھی، نوخیز حسن اور کشش سے مالا مال۔

"تم نے یہ میرے سامنے کیوں نہیں پہنا، اکیلے میں پہن کر کیا ملا؟"

وہ بڑے جبر سے بول سکا، دِلارہ نے فون اپنے چہرے تک کیا۔

"تب تم میرے لوور نہیں تھے ناں"

وہ سہولت سے بات بنا گئی، باران نے نظریں سی ہٹائیں تو دِلارہ نے اسکو پیار سے جی بھر کر دیکھا۔

"میرے روم میں اتنی پیاری ڈیکوریشن ہے، میری دلہن بھی تیار ہے۔ میرا ہونا بہت ضروری ہے یہاں کیونکہ صرف میری کمی ہے۔ آجاوں؟"

دِلارہ کے دل کی دھڑکن اس بار بڑھی تھی، اس نے سہم کر نفی کی کہ وہ نہ آئے، اف کیا مصیبت آن پڑی تھی، نہ اسکے آنے سے دل سنبھل رہا تھا اور نہ اوجھل ہونے پر۔

"ہٹاوناں پھر خود سے کیمرہ"

کسی نے بڑی بے بسی سے کہا، دِلارہ نے وہیں گھوم کر ڈریسنگ میز سے لگ کر کھڑے پھر سے پورا روم دیکھایا۔

"تم ہمیشہ میرے ساتھ رہنا باران، بھلے دور ہی سہی پر مجھے تمہارا خیال تک سپیشل فیل کرواتا ہے۔ یہ روم میرے لیے سجوایا، مجھے تم سے ایسی ہی امپارنٹس چاہیے تھی، تبھیٔ مجھے لگا ایسے مجھے ریڈی دیکھ کر تم اچھا محسوس کروگے کیونکہ میں نے کبھی کسی کے لیے منہ تک نہیں دھویا، تم نے میرا دل پڑھ لیا ہے کیا؟ مجھے لگ رہا ہے جب سے تم میرے لوور بنے ہو، میں واقعی ملکہ ہو گئی ہوں۔"

وہ یہ سب کہتے کب آنسوؤں کی نمی لہجے میں اتار لائی، پتا ہی نہ چلا، باران کو اسکی آواز میں بہت سی تکلیف محسوس ہوئی۔

"تم رو رہی ہو؟"

وہ بیقرار ہوا تو دِلارہ نے فوراً فرنٹ کیمرہ سیٹ کیا۔

"ہاں میں رو رہی ہوں کیونکہ میں اداس ہوں۔"

وہ بچوں کی طرح بتاتے مزید روئی تو باران نے بھی ٹیک چھوڑے فون میز پر رکھے ہاتھوں میں ہولڈ کرے وہ سکرین پر تھوڑا سا بینڈ ہوا۔

"تمہاری اداسی دور بھگادوں؟ یہیں بیٹھے؟"

وہ البتہ بلکل اداس نہیں تھا، دِلارہ نے فوراسر اثبات میں ہلایا، وہ بچوں کی طرح ہچکیاں بھرتی اپنے آگ لگاتے روپ سے یکسر الگ لگی۔

"اوکے تم ایسا کرو فسٹ ڈرا اوپن کرو ڈریسنگ ٹیبل کا۔ میں وہاں نہیں تو کیا ہوا، میں تمہارے چار سو تو ہوں"

باران کی ہدایت پر دِلارہ نے ایسا ہی کیا، وہ جلدی سے ٹیک چھوڑے پیچھے ہوئی اور اس نے بنالمحہ ضائع کیے پہلا ڈرا اوپن کیا۔

"ب۔باران۔۔۔۔یہاں رنگ کیس ہے"

وہ روہانسی ہو کر فون ایک ہاتھ میں پکڑے دوسرے سے اس کیس کو چھوتے بولی تو وہ سر ہلائے مسکرایا اور دِلارہ کو وہ کیس نکالنے کا اشارہ کیا، وہ ٹو ان ون رنگز تھیں ایک سی پوری رئیل سلور جن میں ایک ایک ڈائمنڈ سٹڈ نصب تھا، ایک میل دوسری فی میل۔

دِلارہ نے اتفاق سے میل سائیڈ رنگ کھولی تو مسکرا کر اس رنگ کو نکال کر اپنی انگلی پر ڈالا پر وہ بہت کھلی تھی، باران اسکی حرکت پر مسکرایا کیونکہ وہ بھی رنگ پوری نہ آنے پر اداس ہو گئی تھی۔

"تم نے اتنی کھلی رنگ لی؟موڈ میرا اور خراب ہو گیا ہے۔اسے کیا میں پیر کے انگوٹھے میں پہنوں؟"۔وہ رنگ کو ہار کی طرح انگلی میں جھولتا دیکھاتی شکوہ کیے منمنائی پر باران تب سے مسکرا رہا تھا۔

"یہ میری رنگ ہے، دوسری سائیڈ اوپن کرو دِلارہ"

باران نے مسکراہٹ چھپاتے کہا تو دِلارہ مسکین سا مسکرائی اور جلدی سے باران کی رنگ واپس رکھے جب اپنی نکالی تو اپنی انگلی کی سائز کی وہ بہت خوبصورت انگوٹھی دیکھتے اسکے چہرے پر ہزاروں خوشی کے رنگ اترے۔

"ی۔۔یہ بہت خوبصورت ہے پر اسے میں تمہارے ہاتھ سے پہنوں گی۔"

وہ اس رنگ کو پہن نہ پائی، واپس اسی کیس میں رکھ دیا اور باران کو یہ نہ پہننے کی وجہ بھی دی۔

"تمہیں پتا ہے کپلز رنگز کا کیا مطلب ہوتا ہے؟"

وہ اسکے فیصلے کا احترام کیے واپس ٹیک لگائے سوال سے دلارہ کو اپنی طرف متوجہ کر گیا۔

"کیا؟"

وہ ابھی بھی شدید ڈیپریس تھی۔

"Commitment, loyalty

اور یہ کہ ہم اپنا فیوچر شئیر کریں گے، یہ محبت اور devotion کی علامت ہے۔ میں نے یہ رنگز ہمارے لیے لیں، میں چاہتا ہوں ہم ہمیشہ ساتھ رہیں۔ تم میرے ساتھ آخری سانس تک رہنا چاہو گی، بنا مجھ سے اکتائے اور تنگ آئے؟"

وہ اسے پرپوز کر رہا تھا، وہ ساری اداسی بھول گئی، وہ اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ دِلارہ اس پر سے نظر ہی نہ ہٹا پا رہی تھی۔

"تمہارے ساتھ رہنے کے لیے بیقرار ہوں"

اسے دل رکھنا نہیں آتا تھا، وہ خطرناک حد تک سچی ثابت ہوئی تھی۔

"سوچ لو، میری لائف میں آتی مشکلات پھر صرف میری نہیں رہیں گی۔ تم بھی متاثر ہو گی اور میں جانتا ہوں میرے ساتھ اوٹ پٹانگ چلتا رہتا ہے"

ایسی خطرناک تمہید پر دِلارہ نے فقط مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"میں بس تم سے متاثر ہونے پر دھیان دینا چاہتی ہوں"

ان بلا کی پر کشش امبر آنکھوں میں ایسے بے خود جواب پر مسرت کی تیز لہر جاگی۔

"میری رات خوبصورت کرنے کے لیے تھینکیو پارٹنر"

یہ اعتراف شاید ضروری تھا جبکہ دِلارہ کا گلاب چہرہ باران کا لطف تھا، اسکی شادمانی تھی۔

"اب تو صبح ہونے والی ہے، اوہ میں نے تمہیں اصل کام کی بات تو بتائی ہی نہیں باران۔ تمہیں پتا ہے کیا ہوا آج؟"

وہ جیسے باران کو دیکھتے سب بھول گئی تھی، یاد آیا تو جیسے اچھل پڑی، جا کر بیڈ پر واپس بیٹھی۔

"بتاو۔ کیا ہوا؟"

وہ ہمہ تن گوش ہوا، حالانکہ پہلے ہی سب جانتا تھا پر وہ اسے سننے کو ہمیشہ تیار رہتا۔

"اس لڑکے کو شکاری کتوں نے کاٹا ہے وہ بھی بری طرح، اور اسکے زخموں سے پتا چل رہا ہے وہ کسی کے کہنے پر آئے اور حملہ کیا۔ کس نے اس کمینے کو یہ عمر بھر کی عبرت سیکھائی ہو گی؟ تمہیں کوئی اندازہ ہے؟"

وہ سچ میں الجھی تھی جبکہ کتوں کا سن کر باران کے دماغ میں بس ایک ہی نام آیا تھا۔

"شک ہے پر یقین نہیں۔ میں پتا کراوں اس بارے؟"

باران نے نرمی سے پوچھا تو وہ فوراہامی بھر گئی۔

"ہاں ناں۔ عالی بھائی اور میں تو صدمے میں چلے گئے تھے سچی۔ تمہیں کس پر شک ہے باران؟"

دِلارہ نے زرا ہچکچاتے ہوئے پوچھا اور باران کے تنے جبڑے بتارہے تھے اسے کس پر شک ہوا ہے۔

"تمہارے دادا شکاری کتوں کے بڑے دلدادہ ہیں پر انھیں تمہارا پتا نہیں تو مجھے کنفرم کرنا پڑے گا کہ اور کون ہو سکتا

ہے،(کہیں عالیان بھانے دلارہ کے بارے انکو بتاتو نہیں دیا)؟"

باران نے سوچتے ہوئے جواب دیاتو دلارہ کا منہ بنا البتہ باران کا شک بلکل درست تھا۔

"جب باپ سے کوئی رشتہ نہیں تو باپ کا باپ کس ناطے بچاو کرنے لگا میرا، تم کچھ زیادہ ہی عجیب سوچ رہے ہو۔میری بات سنو!براہ مہربانی تم اس معاملے سے دور رہو۔میں خود پتا لگوالوں گی کہ وہ کتے کہاں سے آئے اور کہاں گئے"

دِلارہ نے سختی سے باران کو اس معاملے سے باہر نکالا اور وہ ڈانٹتی ہوئی لگ ہی بہت پیاری رہی تھی۔

"میں تو بھول گیا تھا کہ میری بیوی ایک جاسوس بھی ہے۔ کیری اون"

وہ شرارت سے ہنسا تو دِلارہ کا منہ بنا۔

"مسکراتے رہو ناں"

وہ اسکی مسکراہٹ سے آبسیسڈ تھی۔

"میرے دل سے لگو گی تو مسکراتا اچھا بھی لگوں گا۔ اب تم سو جاو دِلارہ۔۔ ابھی ڈر لگ رہا ہے؟"

باران نے اسے چپ محسوس کرتے پوچھا تو وہ فوری سر ہلا گئی۔

"یہاں تو چار چار تکیے ہوں گے۔ کوئی سا بھی اٹھالو، لپٹ کر سو جاو، شاید ڈر مٹ جائے"

فوری لاڈ بھرا مشورہ آیا۔

"کچھ ڈر بس تم سے گلے لگ کر ہی مٹیں گے باران"

وہ آفت جان لینے کے سارے ہنر جانتی تھی۔

"کوشش کرتا ہوں نیکسٹ ویک کے کسی دن کچھ گھنٹے کے لیے تمہارے پاس آوں"

باران نے اسکی اداسی کے لیے فیصلہ لیا پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نوو۔ مجھے جتنا لانگ ڈسٹنس دینا ہے سارا ایک ہی بار دو۔ بار بار یہ قیامت نہیں جھیل پاوں گی۔ مجھے کچھ گھنٹے نہیں، تمہاری پوری زندگی چاہیے، ہر ایک سانس، ہر اک نظر، ساری توجہ، ساری محبت"

وہ جنونی بنی فیصلے سنا رہی تھی اور وہ حیرت میں تھا کہ سچ میں دِلارہ کے لیے اتنا اہم ہو گیا ہے۔

"قیامت نہیں ہو گا کچھ، جب بھی میری بس ہو گئی میں بنا بتائے آجاوں گا۔ صرف تم سے ملنے، وہ بھی ہم باہر کہیں چھپ کر مل لیں گے پرانے عاشقوں کی طرح کیونکہ تمہارے علاوہ کسی کو دیکھنے تک کی طلب نہیں، اور تھوڑے گھنٹے کے لیے آوں تو وہ سارا وقت تمہیں دے سکوں۔"

دِلارہ کی آنکھیں خفیف سی بھیگیں، وہ مسکرائی تھی، اسکا تو دل چاہ رہا تھا یہ آدمی ابھی اڑ کر آجائے۔

"میں ویٹ کروں یعنی؟"

وہ ٹوٹتی آواز بمشکل سنبھال سکی۔

"ہاں۔ لیکن بنا بتائے آوں گا۔ بہت پیار کرتا ہوں تم سے دِلارہ، اور تمہارے بنا نہیں رہا جا رہا۔"

وہ کسی بے بس شخص کا روپ دھار گیا اور اس ظالم پر بے بسی بھی ہاٹنس کی طرح سجی۔

"گھر جا کر سو جاوناں تم بھی پلیز۔ اتنا کام کرو گے اور جاگو گے تو ڈارک سرکلز آجائیں گے۔ اور سر درد کیا تو؟ اور دوبارہ یہ کینڈل یہاں مت لانا۔ اپنے بیڈ روم میں اسے جلا لینا۔ تمہیں میں پاس محسوس ہوں گی۔ تم میرے لیے

پوری دنیا میں سب سے زیادہ سپیشل ہو، پریشان ہوں
تمہارے لیے باران"

وہ دگنی اداس ہوئی تو باران نے سکرین بے حد پیار سے
چومی۔

"ابھی نکلتا ہوں تھوڑی دیر میں، تمہاری کینڈل نے مجھے
یہاں بھی بہت سکون دیا ہے۔ پھر بھی میں اسے دوبارہ روم
میں ہی قید رکھوں گا"

وہ اسکی ہر بات فورا مان جاتا تھا۔

"تم اسے باتھ ٹب میں نہاتے ہوئے بھی اپنے پاس رکھے جلاسکتے ہو، یہ بھی تھیراپی ہو گی۔ تمہیں وہاں بھی میری خوشبو فیل ہو گی۔ بس شرمانا مت یہ سوچ کر کہ میں سچ میں ہوں اور تمہیں دیکھ رہی ہوں"

وہ اتنی ساری باتوں کے بعد تو بلکل فریش ہو گئی تھی، باران نے گہرا مسکراتے دِلارہ کی یہ شرارت ملاحظہ کی۔

"تم سچ میں اتنی زیادہ پرسنل ہو جاو میرے ساتھ تو میں جی اٹھوں گا۔ اور ہاں دیکھنے سے منع نہیں کروں گا تمہیں، تم ہو یا تمہاری خوشبو، سب حلال ہیں مجھ پر۔"

دِلارہ کے دل کو ساکن کرتا وہ مسکرا رہا تھا اور اس لڑکی کو اپنے دل کی سست دھڑکن کانوں میں بجتی سنائی دی۔

"پیار کروا کے دم لو گے تم۔۔۔بائے۔میں تمہارے لیے دعا کروں گی تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو۔اور میں نو بجے تک گھر نکل جاوں گی ابھی۔ تمہیں میسج نہیں کروں گی تاکہ نیند خراب نہ ہو پر گیارہ تک سکون سے سونا پلیز یہ آرڈر ہے"

وہ اسکی فکر میں ڈوبی بولی تو باران نے سر ہلایا، پیار تو ویسے ہی وہ دیکھ کر ہی نچھاور کر دیتا تھا۔

"عیشاء آج یہاں آرہی ہے۔ اسے بائے کہنا پیار سے، یہاں اسکا ایک کام ہے۔ میں نہیں ملوں گا اس سے تاکہ تمہیں برا نہ لگے"

باران نے اسکو یقین دلایا تو وہ قربان ہی تو ہو گئی۔

"ملا بس تم مجھے کرو۔ ہاں انکے ساتھ بھی رہ سکتے ہو پر دو فٹ کی دوری بنا کر۔ اگر کوئی ہیلپ مانگیں تو کرنے کی اجازت ہے۔ اتنا دل نرم ہو ہی گیا ہے ہفتے میں۔ چلو مجھے ان کپڑوں میں ٹھنڈ لگ رہی ہے میں اپنے اصل خلیے میں آکر سوتی ہوں۔ تم بھی گھر جاو۔ گڈ نائیٹ"

وہ نیند سی آنے پر سب سمیٹ گئی تو باران نے بھی اسے سونے کی تاکید کی اور رابطہ توڑا جبکہ کچھ دیر بعد وہ بھی گھر کے لیے نکل گیا اور کینڈل بھی ساتھ لے گیا، جبکہ عالیان نے جب تک عیشاء پڑھ کر فجر کی ادائیگی کی، ایدا نے اپنا ناول تقریبا ختم کر لیا، وہ رات سو نہ سکی تبھی عالیان کی خفیہ چیزی کتابوں میں سے ایک ناول چرا کر پڑھنے لگی اور کہانی اتنی انگیجنگ تھی کہ وہ ابھی تک اسی میں ڈوبی تھی، اور ایدا نے بک کو چھپایا بھی نہیں کہ عالیان دیکھ کر کیا کہے گا بس وہ اسکے فری ہونے تک اسے ختم کرنا چاہتی تھی۔

عالیان نے کپڑے بدلے اور واپس اپنی پہلی شرٹ پہننے کی نیت سے وہ کاوچ کی طرف آیا جہاں وہ ناول کے آخری صفحات میں گم تھی۔

"تم نے یہ میری چیزی بکس سے چرائی؟"

اس کتاب کا نام دیکھتے عالیان کو غش پڑے۔

"جی ہاں۔ مجھے تو یہ مزے کی لگی۔ یہ ہیرو آپ سے کم ہی چیزی ہے"

وہ دراصل ساری رات کے انتظار پر تپی ہوئی تھی تبھی عالی کو دیکھا بھی نہیں، عالیان لاحول پڑتا قریب آیا اور اسکی طرف جھکا۔

"میری یہاں شرٹ تھی۔ تمہارے نیچے ہے۔ اٹھنا زرا"

وہ جو چوری کیا ناول بڑی دلچسپی سے پڑھنے میں مگن تھی، عالیان نے باقاعدہ اسکے نیچے آئی شرٹ کا کنارہ کھینچ کر اسے جھٹکے سے کاوچ پر ہی لام لیٹ کر دیا، جبکہ اپنی شرٹ نکال کر پہننے کے بجائے وہ گلے میں لٹکائے اسکے ساتھ ہی بیٹھ کر جمائیاں بھرنے لگا، ایدا کسی دلچسپ سین کو

پڑھ رہی تھی تبھی احساس نہ ہوا وہ بنا شرٹ کے ساتھ ہی بیٹھا لیپ ٹاپ پر میٹنگ اٹینڈ کر چکا تھا۔

احساس تو تب ہوا جب عالیان نے اس لاپرواہ حسینہ کو متوجہ کیا کچھ یوں بات کر کے جیسے وہ لیپ ٹاپ پر کسی سے بات کر رہا ہو۔

"یہ کیا کر رہے ہیں، شرٹ اتار کے کیوں میٹنگ اٹینڈ کر رہے ہیں؟"

سین ختم ہوتے ہی جب وہ اسے کہانی کے بارے بتانے کو اسکی طرف پلٹی تو عالیان کو دیکھ کر اسکا چہرہ دھواں ہوا جبکہ سامنے میٹنگ چلتی دیکھ کر آگ لگی۔

"ماڈلنگ کرنے والا ہوں۔ آڈیشن دے رہا ہوں۔ زرا اس طرف ہو کر بیٹھو پرے۔ سکرین میں نہ آنا ورنہ مجھ اولڈ ہوٹی کو چھوڑ کر یہ فیشن کمپنی تم سی نیو ہاٹی سائن کر لے گی۔"Be Ugly please

وہ اپنے ہی دھن میں پٹر پٹر کرتا گیا جبکہ ایدا نے بک ہی پکڑے اس شوخے کے سر میں مارتے لیپ ٹاپ بھی بند کیا۔

"مجھے دیں آڈیشن، میں ان تک رپورٹ بھیج دوں گی۔ خبر دار آپکو اس طرح خود آپ نے بھی دیکھا۔ یہ صرف میرا حق ہے"

ایک تو اچھی خاصی موٹی بک سے پیٹا دوسرا وہ عالیان کو گردن میں لپٹی شرٹ کے کناروں سے دبوچ کر صاف صاف لفظوں میں دھمکا بھی گئی۔

"تم نے کہا یہ ہیرو مجھ سے کم چیزی ہے تبھی میں نے یہ مستی کی ورنہ میں تمہارے سوا کسی کو ایسے یا ویسے دیکھائی دینا نہیں چاہ سکتا، اس ناول کا ہیرو ایک سیکسی سا ماڈل ہے، تم نے مجھے کیسے چیزی کہا؟ میں تمہارے سامنے کب

اپنے جلوے بکھیر تا گھوما؟ اب تو میں ماڈلنگ کروں گا، رابطہ کرتا ہوں کسی فیشن کمپنی سے ویسے بھی بہت آفرز آتی ہیں مجھے "

ایدا کی مسکراہٹ تب گہری ہوئی جب وہ شکوہ کناں ساضد پر اترا۔

"ارے چیزی میں نے ماڈلنگ کے لیے نہیں کہا تھا، رومینس میں کہا تھا"

ایدا نے اسکولاڈ کرتے درستگی کی۔

"رومینس کار بھی ادھورا ہے میرا فی الحال، اس میں بھی کب چیزی ہوں؟ میں نے تمہیں تمہاری مرضی کے بنا اب تک دیکھا بھی نہیں۔ چھونا دور کی بات ہے"

یہ آدمی تو کچھ زیادہ ہی سیریس ہو گیا، ایدا کو لگا کہیں وہ ہرٹ نہ ہو جائے تبھی اسکی گردن سے شرٹ نکال کر پرے کرتی وہ جلدی سے اسکے گلے لگی، جیسے کوئی ڈر کر لپٹ جاتا ہے۔

"اف آپ اتنے جذباتی کیوں ہو رہے ہیں، کر لیں ر پورا۔ میں نے کب روکا۔ پر ایسے میرا دل نہ دہلائیں۔ مجھے بھی آپکی موجودگی سے بہت پیار ہے عالی"

وہ اسے زور سے گلے لگاتی اسکی پشت سہلائے دلاسا دیتے انداز میں بولی تو وہ کمینہ دبا دبا مسکرایا۔

"ہفتے پہلے میرے پیار بھرے اظہار کے سحر سے نکل گئی تم؟"

وہ اسے پکڑے روبرو لایا تو ایدا کے گالوں میں پھول سے اترے، وہ فوراً سر ہلائے مسکائی۔

"تو مطلب نیا اظہار کروں؟"

وہ پر خمار سنجیدگی میں لپٹا بولا تو ایدا کچھ کہنے سے پہلے ہی اس شخص کے نئے اظہار میں قید ہوئی، وہ اسکے ہونٹوں پر لگے

خوشبوار رنگ کی دھجیاں اڑارہا تھا پر جس پیار و نرمی سے یہ سب ہوا، ایدا کے اندر مزید کی خواہش نمودار ہوئی پر وہ اسے جلدی خود سے دور کرتا اسکا سرخیوں میں گھلا چہرہ دیکھنے کو ٹھوڑی پر ہاتھ کی گرفت جمائے مدہوش آنکھوں میں بسا گیا، ایدا نے بھی اسکی آنکھوں میں ویسی ہی خماری سے دیکھا۔

"مجھے و۔۔واش روم۔۔"

وہ نظریں چراتی بھاگنے لگی جب عالیان نے اسے پکڑ کر واپس خود پر گرایا۔

"اس سے زیادہ کچھ نہیں کر رہا۔ بھاگو مت مجھ سے
ایدا۔ رئلکس"

وہ اسے اپنے سینے کی گرمائش دیے بازووں میں مقید کر گیا تو وہ اسکے برہنہ سینے سے لپٹی ہاتھ پھیرے بس سکون ہی سکون میں مبتلا نظر آئی اور جب کچھ دیر پہلے کا لمحہ یاد آیا تو شرما کر وہ عالیان کے پر حدت سینے میں چہرہ چھپا گئی، اور کب وہ بھاری سانسیں لیتی وہیں سوئی، عالیان کو پتا ہی نہ چلا، احساس تب ہوا جب اسے ایدا کا سر ڈھیلا محسوس ہوا، اس پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا، اسکی ایک معمولی پیش رفت نے ہی ایدا پر مدہوشی کے سائے لہرا دیے تھے۔

وہ نو تک اسماعیل یلدرم کے ساتھ ناشتہ کرے انکے ساتھ ہی گھر نکل گئی تھی، وہ بھی کچھ دیر عیشاء، عزیزے اور دِلارہ کے ساتھ بیٹھے پھر عیشاء کو ڈرائیور کے ساتھ جانے پر رخصت بھی کیا۔

"مجھ سے چھپ کر وہ کئیر یونٹ چلی گئی تا کہ جاتے ہوئے میرا منہ نہ دیکھنا پڑے"

عیشاء ائیر پورٹ پر ویٹنگ میں بیٹھی تھی جب باران سے اس نے اذیت سے شکوہ کیا، وہ جاگ چکا تھا پر اسے دِلارہ سے اسکی امید نہ تھی، اس نے دِلارہ کو بائے کرنے کی تاکید بھی کی تھی۔

"تم اسے اتنا غلط مت سمجھو، وہ تم سے نہیں، تم سے جڑے معاملات سے گریز برتتی ہے۔ اسے دنیا میں بس میرا ہی عادی رہنے دو۔"

باران اپنے لیے چائے بناتا ساتھ عیشاء کی تکلیف میں کمی کو مشورہ دیتا خفیف سا مسکرایا، وہ وائیٹ شرٹ اور وائیٹ ہی

پینٹ پہنے بہت زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا، خلیہ گھر کا ہی تھا، آنکھیں نیند اچھے سے لینے کی عکاسی بھی کر رہی تھیں۔

"تم بہت لکی ہو، وہ تم سے بھی تو ایک ہفتے میں پیار کرنے لگی باران۔ مانوس ہو گئی۔ پھر مجھ سے کیوں نہیں ہوئی۔ بھلے میں ایک دن کے لیے جا رہی ہوں، بائے کر دیتی تو کیا چلا جاتا۔ مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے، میں اسکے لیے ات۔۔ تنی ارزاں ہوں باران"

عیشاء کے ہچکیوں سے رونے پر باران نے اس اتنی بڑی ہوتی عورت کی بچگانہ حرکت پر افسوس محسوس کیا۔

"میں کہوں اسے آئے؟"

باران نے نرمی سے پوچھا تو وہ ہچکی بھر کر آنسو رگڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"جب اسے خود میرے اوجھل ہونے پر دکھ نہیں تو تم کہہ کر کیا کر لو گے، زبردستی دلواو گے مجھے اسکی توجہ؟"

عیشاء کی آواز نم اور بکھری تھی اور باران بھی لاجواب تھا مگر پھر عیشاء کو اپنی دھندلائی آنکھوں کے پار وہ آتی نظر آئی، بنی کی اچانک طبعیت ناساز کا سنے وہ کیئر یونٹ گئی تھی مگر جب بی نے بتایا کہ عیشاء چلی گئی، وہ انکے ڈرائیور کے

ساتھ ائیر پورٹ پیچھے ہی نکل گئی تھی، عیشاء کا چہرہ سفید پڑا جب اس نے اپنی طرف آتی دِلارہ کو دیکھا۔

"میری دِلارہ ایسی نہیں کہ وہ میری بات نہ مانے، کوئی وجہ ہو گی اسکے چھپنے کی عیشاء"

باران کو تو اب بھی یقین تھا جبکہ اک آنسو باران کے یقین پر عیشاء کی آنکھوں سے ٹوٹ گرا۔

"وہ آگئی ہے باران"

عیشاء کی آواز کانپی پر اس جانب وہ اداس آدمی جی اٹھا۔

"فون آن ہی رکھنا"

باران نے چائے کا کپ اٹھایا اور باہر سٹنگ لاونج میں آکر فون کے پار دل کی ساری توجہ لگائے بیٹھا، جبکہ عیشاء نے کال آن ہی چھوڑی پر فون کان سے ہٹائے وہ بے یقینی سے دِلارہ کو دیکھنے لگی جو اسکے پاس آکر رک گئی تھی، ہائی ویسٹ ڈینم اور جینز وود جوگرز کے ساتھ کوٹ پہنے، کندھے پر بیگ لٹکائے، ہاتھ میں فون پکڑے، بال اچھے سے سکرنچی میں ٹائے کیے وہ بہت سادہ اور میک آپ کے بغیر اس خلیے میں تو بلکل توران جیسی لگ رہی تھی۔

"بنی کی طبعیت خراب تھی، اسے فیور ہو گیا تو مجھے ارجنٹ کیئر یونٹ جانا پڑا۔ میں واپس آئی تو آپ ائیر پورٹ کے

لیے نکل چکی تھیں۔ میں بائے کہنے آئی تھی آپکو، آپکا سفر اچھا گزرے عیشاء"

وہ بنا تمہید سادہ مگر بنا کسی جبر کے احساس سے بھرے لہجے میں بولی، جبکہ باران نے چائے کا سیپ بھرے جس طرح سمائل دی وہ سمائیل پوری کائنات کے بڑے رقبے فتح کر لینے کی اہلیت رکھتی تھی جسکا سبب وہ لڑکی بنی تھی اور عیشاء کی حالت یہ تھی کہ اسکی آنکھیں سرخ تھیں، دل کانپ رہا تھا اور وہ خود تھمی اور ساکن محسوس ہوئی۔

"گلے لگا سکتی ہوں تمہیں؟"

عیشاء نے آگے بڑھتے دِلارہ کی گال بہت پیار سے چومتے زرا پیچھے ہٹتے خواہش کی تو دِلارہ کے چہرے کا رنگ پیلا ہوا، اس سے عیشاء کی آنکھیں دیکھنی مشکل تھیں تو وہ نظر پھیر گئی، اس پار باران کا دل بھی رنج زدہ ہوا، وہ بنا دیکھے بھی اس پر دِلارہ کی کیفیت جان گیا۔

"اس سے آپ ایزی فیل کریں گی تو شیور۔ ویسے میں ہگ پرسن بلکل نہیں ہوں"

باران کا دل اس لڑکی کی مہربانی پر قربان ہوا اور عیشاء نے روتی آنکھوں میں مسکراہٹ بھری اور پوری شدت سے وہ آخر ہفتے بعد اپنے دل کے ٹکرے کو دل سے لگانے میں

کامیاب ہو گئی، گلے دِلارہ اپنی ماں سے لگی اور سکون وہاں باران یلدرم کے انگ انگ تک گیا۔

"میں تو ہوں۔ بات بات پر ہگ کرنے کی بری عادی۔ میں ایک ہفتہ تمہارے ساتھ جو رہی۔ میری زندگی کا سب سے خوبصورت وقت تھا تبھی ایک دن کے لیے سہی دور جاتے دل کانپ رہا تھا۔ میں آجاوں گی کل رات تک۔ تم مس کرو گی مجھے؟"

عیشاء یہ گلے لگنے کی عادت کا نہ بھی بتاتی، دِلارہ کو پتا تھا وہ کیسے بی کو چپکی رہتی تھی، جبکہ باران نے جسے گلے لگایا تھا دو بار دروازے پر وہ بھی عیشاء تھی یہ بھی وہ اسے بتا چکا تھا

جبکہ مس والی بات پر دِلارہ کے جواب کو جاننے کے لیے عیشاء نے دم سادھا اور باران نے سانس۔

"بی مس کریں گی آپکو۔ ہیو آسیو جرنی۔۔ یہ آپکے لیے"

دِلارہ نے نظریں چراتے کہا اور اپنے ہاتھ میں دبائی کچھ کینڈیز ہتھیلی میں کھول کر عیشاء کی طرف کیں تو عیشاء نے حیرت سے دِلارہ کو دیکھا۔

"بی نے بتایا تھا کچھ دن پہلے کہ آپکی شگر لو ہو جاتی ہے سٹریس میں، انھیں ساتھ رکھا کریں۔ میں چلتی ہوں بہت کام ہیں مجھے"

وہ ان کینڈیز کو عیشاء کے حوالے کرے فوراپلٹ گئی پر اسکی اداس آنکھیں تب سرخ ہونے لگیں جب عیشاء نے اسے پیچھے سے پکار کر روکا۔

"میں بہت پیار کرتی ہوں تم سے دِلارہ"

اس ماں کی آواز میں دنیا جہاں کا درد تھا تو دلارہ کے چہرے پر سارے زمانے کا کرب، اور باران یلدرم خزن میں ڈوبا بیٹھا تھا۔

"ایسے جملے مجھے بس بی اور باران یلدرم کے منہ سے قبول ہیں، وہ یہ کہتے ہوئے سکھ دیتے ہیں۔ لیکن آپکے اس جملے نے دل دکھایا میرا، خیال رکھیے گا اپنا"

وہ آنکھوں میں کرچیاں سی بھرے کہتے ہی وہاں سے ویسے گئی جیسے اچانک کہیں سے آنکلی تھی اور عیشاء نے ڈبڈبائی آنکھوں میں ان کینڈیز کو بھرا پھر وہ واپس لڑھک کر چیئر پر بیٹھی اور واپس فون کان سے لگایا۔

"یہ مار دے گی مجھے، اوپر اوپر سے شوکرتی ہے کہ بہت بے حس ہے ورنہ اندر سے بکھری ہوئی ہے۔ یہ اپنے کمینے باپ

پر چلی گئی باران، میرا تو عمر بھر کا یہی نقصان کسی کھاتے میں نہیں آئے گا"

عیشاء کے دم ہارتے شکوے پر وہ بھی جیسے ٹیک لگا تا کسی درد کرتی سوچ میں ڈوبا نظر آیا۔

"وہ نفرت نہیں کرتی نہ تم سے نہ توران سے، وہ اس تکلیف سے نفرت کرتی آئی ہے جو تم دو کی ذات نے اسکے وجود میں کسی دہکتی سلاخ سی گاڑی ہے۔ اسے وقت دو عیشاء، وہ خود قدم بڑھائے گی تمہاری طرف۔ میری جان کو پریشان مت کیا کرو رو کر، یہ مت بھولو وہ ابھی بہت چھوٹا سا وجود ہے۔ اس میں حوصلے اور ہمت ہمارے جیسے لیول کی نہیں

ہے۔ وہ بہت بہادر اور مضبوط ہے پر وہ اتنی ہی کمزور بھی پڑ جاتی ہے۔ تم بھی بڑی ہو جاو اب پلیز، اسے اداس کر دیا تم نے اب میرا دل اداس ہو گیا ہے"

وہ رشک کر رہی تھی کہ دِلارہ کو یہ آدمی ملا لیکن اوپر اوپر سے جلن بھی ہوئی کہ یہ بندہ عیشاء کی تکلیف پر زرا نہیں تڑپا۔

"تمہیں میری اداسی نظر نہیں آ رہی؟"

وہ برہم ہوتی بولی۔

"نہیں۔نہ نظر آئے گی۔تم سب اپنی اداسیاں خود دور کرو۔مجھے بس وہ نظر آتی ہے اب اور اسی کے دکھ سکھ میرے لیے اہم رہے ہیں۔تم کیا دیکھائی دو گی مجھے تو اپنی ذات بھی کہیں گم ہوتی محسوس ہوتی ہے جب میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں، اسکا ہوتا ہوں۔تمہاری چھوٹی سی پٹاکہ اولاد، اس پورے باران یلدرم کو لے اڑی ہے بی بی۔جلو مت"

اس وقت وہ بھلے دِلارہ کا تھا پر اس نے عیشاء کو سمائیل کروا کر دوستی کا بھی حق نبھا دیا تھا، اس پر زہے نصیب بنتا تھا۔

"تم اسے بہت پیار دینا باران، اسکو کسی اور کی طرف پیار کے لیے دیکھنے کی کبھی ضرورت نہ پڑے۔ تم اسے ہمیشہ یونہی اپنا رکھنا۔ میں لاکھ جل لوں اوپر سے پر میں خوشی سے مر رہی ہوں یہ سوچ کر کہ اسکے مقدر میں تم سا انسان ہے۔ تھینکیو سو مچ۔ اللہ تمہیں ہمیشہ سلامت رکھے پورے ہوش و حواس کے ساتھ۔ کبھی کوئی تکلیف تمہیں چھو بھی نہ سکے بھائی۔ وہ کبھی تمہیں اپنی تکلیف نہ بھی بتا سکے تو تم آخری حد تک جاننے کی کوشش کرنا۔ مجھے کچھ ہوتا ہے تو پلیز اسے سنبھال لینا"

شاید عیشاء کو ایسا لگ رہا تھا وہ تو ران سے مل کر یا تو پھر پاگل ہو گی یا شاید مر جائے، اسکی یہ مایوس بات باران کو ہر گز اچھی نہ لگی۔

"تم انٹرویو لینے آ رہی ہو۔ جنگ نہیں چھری یہاں جو مر کھپ جاو گی۔ جہاز پکڑو باتیں کر کے لیٹ نہ ہو جانا۔ پہنچ کر بتاو مجھے۔ بائے"

باران نے اسے ایسی باتوں سے باز رکھنے کو بھرپور شٹ آپ کال دی پر عیشاء کی حالت اب قدرے سکون والی تھی جبکہ باران نے کال آف کرتے ہی پہلا میسج دِلارہ کو کیا جو واپسی کے لیے نکل چکی تھی۔

"میری مس کیا کر رہی ہے؟"

وہ اداس تھی پر یہ استحقاق پڑھے اسکے چہرے پر سرخیاں سمٹ گئیں۔

"تمہیں مس، ائیر پورٹ آئی تھی مس عیشاء کو اچھے سے بائے کرنے۔ تم بتاو نیندلی، پوری ہوئی۔ ٹھیک ہو؟ اداس تو نہیں کیا کینڈل نے رات بھر؟"

وہ اپنی حالت زار بتانے کے ساتھ لاکھوں فکریں چند جملوں میں سمیٹ گئی۔

"مجھے تم سے کچھ دیر پہلے پھر پیار ہوا ہے، میں کیا کروں اب؟"

وہ حیرت بھرا مسکرائی ان جناب کی تڑپ پر۔

"کرنا کیا ہے۔ یہ تو غضب ہو گیا، غضب کے بعد بس اپنے حق میں خیر اور پناہ کی دعا کرتے ہیں۔ بتاو کر لو گے دعا یا میں بھیجوں دعا؟"

وہ بھی تو اداوں سے حشر جگانے والے کام کرتی تھی۔

"بھیج دو۔ میں تمہارے پیار میں پڑ کر دعا، دوا سب سے گیا۔"

اس درجہ دیوانگی پر دِلارہ کا بلش ہونا صبح کی دلکشی پر اور قہر ثابت ہوا۔

"اللہ نہ کرے، صبح صبح فضول مت بولو۔ آج میں کچھ بزی رہوں گی۔ میرے کچھ پیٹ پیشنٹس میرے لیے منتظر ہیں۔ پھر میں بی کے ساتھ تھوڑی گروسری کے لیے جاوں گی۔ شام میں ایک این جی او کی میٹنگ ہے۔ پھر میری نیو پرفیوم کا تھوڑا کام۔ تو میں تم سے اب رات میں ملوں گی۔ اپنے کام تم بھی اچھے سے سمیٹنا، مجھ سے بار بار پیار کرنے کی ضرورت نہیں، بس ایک بار کر لیا ناں اب مکرنے

نہیں دوں گی تمہیں۔ اور ہاں آج کا پیار بھرا اظہار کہاں ہے؟"

اف یہ میڈم تو بہت ہی بزی خاتون ہو چکی تھیں، باران یلدرم سے بھی جسکا اک اک لمحہ بکڈ تھا، وہ اس مغرور حسینہ کی باتیں پڑھتا مسکرا دیا پھر کچھ سوچتے ٹائپ کیا۔

"Ich liebe dich Dilara"

(I love You dilara (German))

باران کا میسج ود کس ایموجی دیکھتے ہی وہ آفت مسکرائی، یہ زبان بھی وہ پہچان گئی تھی۔

"Danke, sehr aufmerksam"

(Thank you, that's very kind of you"

وہ اسکے جواب پر متاثر کن مسکرایا۔

"تم نے جرمن سیکھ لی؟"

وہ بے اختیار ٹائپ کر بیٹھا تو اسکے جواب پر دِلارہ نے ہنسنے کا ری ایکٹ کیا کہ خود ہی زبان بتادی جبکہ باران نے میسج بھیجنے کے بعد دانتوں تلے زبان دی۔

"میرا بندہ آدھا جرمن ہے سیکھنی تو پڑے گی، بائے دا وے ابھی بس یہی سیکھا ہے۔"

وہ فخر سے بتا رہی تھی اور باران کو یہ میرا بندہ لوٹ کر لے گیا۔

"تم بزی ہی رہو یہی بہتر ہے ملکہ، فری ہوتی ہو تو میری جان کھاتی رہتی ہو سو کھے حق جما کر"

اب کی بار معصومانہ شکوہ آیا۔

"تم گیلے حق جما لینا"

وہ بھی بے اختیار ٹائپ کر کے بھیج تو گئی پر جب اپنا لکھا ہی ڈبل میننگ لگا تو خود کو کوسا کیا بک بیٹھی پر ڈیلیٹ بھی نہ کر سکی کیونکہ باران اسی کی چیٹ کھولے بیٹھا تھا، سین کر چکا

تھا، کمینگی سے بھری مسکراہٹ اسکے چہرے پر نمودار ہوئی تھی۔

"وہ تو جماوں گا۔"

ایول مسکراہٹ کے ساتھ اقرار آیا تو دِلارہ کار کا دل بحال ہونے کے بجائے اور سکڑ گیا، اسکے بعد وہ جواب دورا اسکی چیٹ کو دیکھ بھی نہ سکی اور فون کی سکرین آف کر دی، اف اسکا خوف و صدمے سے زرد زرد ہونا۔

.._____..

"اٹھ گئی تم؟"

وہ نیند میں ڈوبی کمرے سے باہر آئی تو میڈ کے بجائے آزاد کو خود ہی ناشتہ بناتا دیکھے دروازے میں رک کر صدمے میں چلی گئی۔

"یہ سب تم نے بنایا؟"

نازلی کی آنکھیں کچن ڈائنگ ٹیبل پر سجے بریک فاسٹ کے لوازمات دیکھے پھیلیں، جبکہ وہ کول ہسبنڈ بنا ابھی بھی کچھ آملیٹ ٹائپ کا بنانے میں مصروف تھا۔

"ہاں میں بہت اچھا کک ہوں، فریش ہو گئی تم؟"

آزاد نے زرا تفصیلا پلٹ کر سر تا پیر نازلی کو دیکھا جو اس وقت کمفی سے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس موزے والے پیروں کے ساتھ دروازے میں کھڑی تھی، اسکے آدھے گیلے آدھے سوکھے بال کھلے تھے۔ چہرہ گلابی گلابی ہو رہا تھا، آزاد نے بہت مشکل سے اپنی بہکتی نظریں سنبھالیں۔

"بہت بھوک لگ رہی ہے مجھے"

وہ نظریں چراتی چہرے کے گلو کو چھپائے جا کر کرسی گھسیٹے بیٹھی تو آزاد فرائنگ پین میں وہ اٹالین ٹائپ کے آملیٹ کو پلٹتا گہرا مسکرایا پھر اسے پلیٹ میں ڈالے چولہا آف کرے ایپرن نکال کر ہینگ کرے وہ پلیٹ بھی لے کر آیا اور نازلی

کے سامنے کسی شیف کی طرح پیش کی پر نازلی اب بھی اسے دیکھ نہ پائی، وہ جتنا جاگنے سے اب تک خود کو رات کی سوچوں سے نکال رہی تھی سب اتنا ہی سر پر سوار ہوئے گدگدا رہا تھا۔

"ٹرائے کرو۔ کچھ ایکسٹرا انکے علاوہ کھانا ہے تو بتاو۔ یہ ڈش بھی ہے"

آزاد نے اسکو میز پر لگے مختلف قسم کے ناشتوں کے بعد جو ڈش بتائی وہ دیکھتے نازلی کی آنکھیں پھیلیں کیونکہ آزاد نے اپنے ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا تھا، نازلی کو لگا وہ بیٹھے بیٹھے اس آدمی کی اس حرکت پر گڑھ گئی ہے۔

"چھچھورا کہیں کا"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائے اپنا ناشتہ شروع کر گئی جبکہ آزاد نے اسکی کیفیت سے محظوظ ہوتے خود بھی ناشتہ شروع کیا۔

"میں نے ایدا اور عالیان کو انفارم کر دیا تھا کہ ہم رات تک آئیں گے"

آزاد کی اطلاع پر وہ خوفزدہ ہو کر آزاد کو دیکھنے لگی۔

"ر۔۔رات تک کیوں؟میرا مطلب ہم نے تو صبح نکلنا تھا ناں۔رات تک کیوں کہا ہے تم نے؟"

نازلی کی حالت اس وقت سہمے بچے کی سی تھی، آزاد نے نظریں اٹھا کر اسکے چہرے کا بھرپور تسلی سے جائزہ لیا۔

"کیونکہ میرا تم سے دل نہیں بھرا فی الحال اور میں آج آفس بھی نہیں جا رہا۔ سو شام تک کوئی ڈسٹربنس نہیں چاہتا اپنے اور تمہارے بیچ"

نازلی کی ریڑھ کی ہڈی تک سن ہوئی آزاد کے الفاظ کی تمازت وحدت پر۔

"کیا۔۔۔دل نہیں بھرا۔ کیا مارنا چاہ رہے ہو مجھے۔ ترسے آدمی۔ ہم ابھی جا رہے ہیں حویلی"

وہ غصے سے فیصلہ سنائے گہرے سانس لینے لگی۔

"حویلی جا کر کیا بچ جاو گی مجھ سے؟ وہ تمہیں اپنی سیکورٹی لگ رہی ہے کیا میرے خلاف؟"

آزاد کا لہجہ انتہائی بے باک تھا۔

"ن۔ نہیں ادھر تم لحاظ کرو گے۔ رات تک میں تمہارے ساتھ اکیلے نہیں رہ سکتی"

وہ ناشتہ تک چھوڑ بیٹھی، اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے جبکہ اس سے پہلے وہ اٹھ کر اس آدمی کی نظروں سے اوجھل ہوتی، وہ جلدی سے چیئر سے اٹھا اور نازلی کی راہ میں حائل

ہوا، وہ اسکے سینے سے جا لگتی بروقت مضبوط بازوؤں میں سنبھال لی گئی۔

"تمہیں رہنا ہو گا۔ تمہیں یہ فیس کرنا ہو گا نازلی۔ تمہیں میری ہر خواہش پوری کرنی ہو گی"

وہ ضدی پن پر اترا اپنے جائز حقوق کو پوری شدت سے وصول کرنے پر بضد تھا جسکا سوچ کر ہی نازلی کی جان جا رہی تھی۔

"تم نے خود کو دیکھا ہے، پہاڑ کہیں کے۔ کونسے بدلے لیے تم نے مجھ سے ساری رات؟"

وہ روہانسی ہوئی تو آزاد نے اسکو اپنے مزید سینے سے لپٹایا، نازلی اب تک افسردہ تھی۔

"اتنے سال مجھ سے دور ہونے کے بدلے تھے، بس ہو گئی تمہاری کیا ایک سیشن میں ہی؟"

وہ پھر شرانگیز مسکرایا تو نازلی نے روٹھے روٹھے ہی زوردار مکا آزاد کے سینے پر ٹھوکا۔

"بدتمیز آدمی۔ آئی لو ویو"

وہ ہنوز روئے روئے انداز میں کہتی بازو اسکی گردن میں پرو گئی تو آزاد نے اسے زور سے خود میں بھینچتے اٹھایا اور واپس

اسے ناشتے کی میز تک لائے بہت ہی لاڈ سے کرسی پر بٹھایا، وہ جذباتیت کی آخری حد پر تھی۔

"آئی لو ویو ٹو۔۔۔ مجھے رات تک کا اپنا سارا وقت دے دو، پھر ہم حویلی چلیں گے۔ پھر میں لحاظ کروں گا پرامس"

وہ جھکے جھکے ہی ان بھیگی سرخ آنکھوں میں جھانک کر درخواست کر رہا تھا اور نازلی نے اسکی گال پر زور سے پیار دیتے سر ہلایا، آزاد کو پاگل کرنے کی پوری سازش کی گئی جبکہ آزاد نے جب اپنے ہونٹوں کو گال کی جگہ پیش کیا تو وہ جلدی سے چہرہ ہٹائے فورک سے آمیلیٹ کا ایک بڑا ٹکڑا منہ میں ڈال گئی اور آزاد نے اسکی اس حرکت پر دانت

پیسے، واپس بیٹھا تو اب وہ آفت بنی مسکرا رہی تھی جبکہ آزاد لمحے گن رہا تھا کب یہ ناشتہ پورا ہو اور اسکی طلب مٹنے کا پھر سے سامان ہو سکے۔

.._____..

پورا دن غیر معمولی انداز میں گزرا، مسدور حویلی کا ماتم اور حبس اک طرح کم ہونے لگا تھا صرف اس خبر پر کہ توران واپس آرہا ہے، المیرا کے تو پیر زمین پر نہ لگ رہے تھے، گل خانم بھی خوش تھیں کہ ایک اور وارث لوٹ رہا ہے، لیکن بعد واپسیاں بہت بڑی قیمت لیتی ہیں، توران کی زندگی اک طرح برباد تو ہو ہی چکی تھی اور اسکی وجہ کہیں نہ

کہیں اسکی تربیت تھی، اسے اعلی اور متعبر بنانے والا اسکا باپ اور دادی، اسے سب سیکھا چکے تھے پر عورت کی قدر اور عزت سیکھانا بھول گئے جو شاید وہ خود بھی کرنے کے حق میں نہ تھے، انسان برا نہیں ہوتا، انسان کے ہاتھوں سے سرزد ہوئے اعمال اچھے برے ہوتے ہیں، عیشاء واپس بریمن پہنچ چکی تھی، انٹرویو کل دس بجے تھا مگر وہ باران کے لاکھ منع کرنے کے باوجود توران سے اک بار ملنا چاہتی تھی، وہ اٹھارہ سال بعد جرمنی کے شہر Bremen کی جیل میں گزار کر واپس اپنے شہر انقرہ آنے والا تھا مگر رہائی سے پہلے ہر طویل سال سزا سہنے والے قیدی کی طرح اسے بھی

ایک سگنیچر انٹرویو دینا تھا، وہ ہامی بھر چکا تھا کہ اگر اس سے کوئی ذاتی سوال نہ کیا جائے تو وہ انٹرویو دے گا پر اصل قیامت تو توران مسدور پر تب ڈھلی جب اسکا انٹرویو لینے کے لیے ایک فی میل جنز لسٹ کو پہلے ریہرسل کے لیے بلایا گیا اور وہ جنز لسٹ کوئی اور نہیں وہی لڑکی تھی جسے دھوکہ دہی سے نکاح کر کے رات گزار کر نکاح نامہ پھاڑے وہ جرمنی بھاگ گیا تھا، وہی عیشاء جو اسکی ساڑھے سترہ سالا بیٹی کی ماں بھی تھی، وہی جسکی وجہ سے وہ اٹھارہ سال سے یہاں قید تھا، یہ سامنا شاید دو دنیائیں آمنے سامنے آجانے سا تھا۔

ستم یہ کہ وہ اپنے مجرم سے اتنے سال بعد جب ملنے آئی تو سج سنور کر آئی، اسے دیکھ کر وہ حیران، پریشان سا تھ ہوا تھا، پر وہ ازل کا ڈھیٹ آدمی، سارے صدمے ہضم کر گیا۔

"توران مسدور، یاد تو ہوں گی میں؟"

عیشاء نے بنا کمزور پڑے توران کے سامنے رک کر سوال کیا جسکے ہاتھ پھر سے ہتھکڑیوں سے آزاد تھے، وہ تن کر عیشاء کے سامنے جما کھڑا اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جسے اب تک اس نے مر امان کر فاتحہ بھی کئی بار پڑھی تھی۔

"نہیں۔ کون ہو تم؟"

وہ سفاکی سے بولا تو عیشاء کی ہمت پہلے پڑ اوپر ہی ٹوٹنے لگی، ریت ہونے لگی۔

"کیا اب بھی میرے منہ لگنا پسند کرو گی۔ اصولا تو تمہیں دو حرف بھیجنے چاہیں مجھ پر اور اس سگنیچر انٹرویو لینے سے پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔

اب دیکھتے ہیں تم کتنی سمجھدار ہو"

وہ بات ختم کرنا ہی نہیں چاہتا تھا لیکن

عیشاء اسکی آنکھوں میں بے خوفی سے آنکھیں گاڑے طنزیہ مسکرائی۔

"اگر تمہیں معافی دینا یا کسی قسم کی رعایت سے نوازنا سمجھداری ہے تو میں کوڑھ مغز ہی اچھی ہوں۔ کیا تم تیار ہو دھواں دار میرے سوالوں کو ہضم کرنے کے لیے۔ چھ کیمرے تمہیں فوکس کریں گے کل، دیکھتے ہیں یہ سفاک قسم کا دنیا کو جوتی کی نوک پر رکھنے والا توران کل کیسے بچتا ہے۔ تمہیں یا تو میرالیا انٹرویو جرمنی میں فینس کر دے گا یا بین، اوپس۔۔۔ فینس کو مقبولیت نہ سمجھنا، بدنامی سمجھنا۔"

وہ اب ہی تو اپنے ہاتھوں سے اس شخص کا کلیجہ نوچنے کی عیاشی پا سکی تھی۔

"میرے اندر مزید بدنام ہونے کی کپیسٹی تو نہیں پر تمہاری خواہش سر آنکھوں پر"

توران نے کمینگی سے مسکرا کر عیشاء کے چہرے سے مسکراہٹ غائب کی۔

"گھٹیا آدمی۔ تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو جیسے تمہاری ملکیت ہوں"

توران کی مست مسکراتی مدہوش گرے آنکھوں کا مرکز وہ سر سے پیر ہوئی تو گھبرا کر رہ گئی۔

"خدا کی پناہ ایسی ملکیت سے۔"

وہ اپنے دونوں کانوں کو توبہ تائب ہو کر چھوتا اور خبیث لگا۔

"گھٹیا چال باز "womanizer

وہ غصے سے چلائی اور وہ محبت سے مسکرایا۔

"کتنا ٹھیک پہچانی ہو تم مجھے ڈارلنگ۔ اب بھی ویسی ہی ہاٹ ہو۔ داد دینی پڑے گی تمہاری ایفرٹس کو"

توران جا کر کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا خباثت سے مسکرایا اور وہ اچھے سے جانتی تھی وہ اسے صرف تکلیف دینے کو یہ کر رہا ہے۔

"سب عورتیں بس اک جسم ہی تو تھیں تمہارے لیے جن سے بس پیاس بجھاتے تھے تم اپنی۔ لکس کہاں دیکھتے تھے تم انکی جو تمہیں میں ہاٹ لگ رہی ہوں۔ مجھ سے بھی تو تم نے بس ہوس مٹائی تھی اپنی۔ کیسی بھوک تھی یہ جسم کی جو کئی معصوم لڑکیوں کی زندگی برباد کر گئی۔ اب بھی ویسی ہی ہوس بھری نظریں ہیں تمہاری، غلیظ آدمی"

وہ اپنے اندر کی اس وقت بس نفرت اگل رہی تھی اور وہ یوں محظوظ ہوئے سن رہا تھا جیسے یہ سب بہت فخر کی باتیں ہوں۔

"میں یہ سب ہوں۔ تم ایسے غلیظ اور گندے آدمی کا انٹرویو لوگی کیا؟ دیکھو کہیں تمہارا پروفیشنل فیوچر بھی برباد نہ ہو جائے۔ جاو جہاں اب تک تھی وہیں چلی جاو۔ کسی اور کو بھیج دو اس فارمیلٹی کے لیے۔"

وہ اسے پیار سے پچکارتا ہوا سخت برا لگا تبھی وہ دونوں ہاتھ اسکی کرسی کی بازووں پر رکھے جب اس کے چہرے پر جھکی تو توران نے اس لڑکی کے چہرے کی رگوں میں گھلتا لہو حرکت کرتا محسوس کیا، وہ یوں تھی جیسے مار ڈالے گی۔

"تم جیسے گندے آدمی کو خدا نے بیٹی کیسے دے دی۔ تم جیسے عورت باز آدمی پر یہ کرم کیوں ہوا آخر؟ ایسے باپ تو

صرف شرمندگی اور اذیت ہوتے ہیں۔ وہ تو محفوظ رہے گی ناں تم سے۔ تم جیسے womanizer سے؟ تمہاری بیٹی۔"

اب کی بار عیشاء نے اسکے اندر کے جانور کو للکارا تھا، وہ اسکے ہاتھ ہٹاتا اسے پرے دھکیلتا اٹھا تو عیشاء کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑا، وہ بمشکل گرنے سے سنبھل سکی۔

"بس یہیں روک لو اپنی بکواس خاتون"

وہ انگلی اٹھا کر غضبناک ہوتا عیشاء پر دھاڑا۔

"ہاں ہوں میں womanizer، کیا کر لو گی۔ سزا دو گی۔ اب اور کتنی سزا دو گی تم عیشاء یلدرم!"

وہ حلق کے بل چلایا کہ اسکی آواز فلک بوس دیواروں سے شرطیہ ٹکرائی تھی۔

"تمہیں ابھی بھی شرم نہیں آئی۔ کس بے غیرتی سے تم یہ گلا پھاڑ کر اعلان کر رہے ہو۔ ایک بیٹی کے باپ کو تو چاہیے وہ اپنے گناہوں پر سو پردے ڈال کر کسی قبر میں زندہ دفن ہو جائے تاکہ اسکی بیٹی کو رسوائی کا ر بھی نہ چھو سکے پر آہ دلارہ! اس بدقسمت کو تم جیسا باپ دے کر نا جانے کس ناکردہ گناہ کی سزا دی گئی۔"

وہ بھی اسکے سامنے کھڑی توران پر چینخی تھی، اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، جبکہ توران کو ہر کوئی اسکی کمزوری پر

آزمانے پر اترا تھا، اسکے اندر ہوتی ٹوٹ پھوٹ سے کوئی واقف نہ تھا۔

"اسے یہ سزا تم نے دی۔ مر جاتی اسے کوکھ میں لیے ہی۔ نہ وہ پیدا ہوتی نہ یہ سب شروع ہوتا۔ اک عمر جیل کی سلاخوں میں گزارنے کے بعد اب تم میرے پیروں میں دِلارہ نام کی زنجیر ڈالنا چاہتی ہو۔ مجھے قید کر کے۔ بے بس اور مجبور کیے تمہیں تسکین ملتی ہے"

اب ایسے الزامات پر وہ چپ رہتی تو یہ عیشاء کے وقار کی توھین ہوتی، اس نے لپک کر توران کا گریبان

دبوچا، شدت ایسی تھی کہ اسکے ہاتھوں کی رگیں پھول گئیں۔

"تم اب گڑگڑاوگے تب بھی تمہیں تمہاری بیٹی کا سایہ بھی نہیں ملے گا"

عیشاء کے حتمی فیصلے میں رتی برابر لچک نہ تھی۔

"وہ تم جیسی ہی ہو گی۔ مجھے تم قبول نہیں تو تم

جیسی کیسے درکار ہو گی"

وہ اکڑا، اندر سے تو مسمار ہو رہا تھا، بکھر رہا تھا، ٹوٹ رہا تھا۔

"وہ تم جیسی ہے۔ اور اب ڈیزرو بھی کرتی ہے کہ اسکا باپ اسکے لیے بہت سا تڑپے"

عیشاء کی آنکھوں میں جو چمک تھی وہ توران مسدور کا غرور پاش پاش کرنے کے لیے کافی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے میں تڑپنے والی چیز ہوں۔؟"

وہ اسکے کولر پر جمے ہاتھ پکڑ تا محظوظ مسکرایا۔

"کسی اور کی آنکھوں میں دھول جھونکنا، میں تمہارے دل کی حالت سے واقف ہوں"

جان تو وہ لے گئی، توران کے ہاتھوں میں دبے عیشاء کے ہاتھ دبے تو وہ کراہی، جبکہ توران کی آنکھوں میں لہو اتر آیا۔

"مطلب کیا تھا اس بکواس کا؟"

وہ آنکھوں میں آگ لیے اس قدر قریب ہو کر غرایا کہ عیشاء اسکی سانسوں کی نزدیکی اور گرمائش پر سہم گئی۔

"تمہارے دو ہارٹ اٹیکس، ان کے بارے جانتی ہوں۔ کیا تم بار بار جیتے جی مر کر تھکتے نہیں ہو کہ اب سچ میں مرنے کا پلین بنا رہے ہو۔ مجھے لگا تھا ی۔ہ سزا تمہیں تمہاری

خوبصورت شکل جیسا اچھا انسان بنادے گی پر تم تو وہی ہو۔ بے درد، ظالم اور سفاک، نا صرف دوسروں کے لیے بلکہ اپنے لیے بھی۔ میرے دل میں اپنے مجرم کے لیے ابھی تک ایک سوفٹ کارنر تھا کیونکہ میں تمہیں اب تک اپنا ہسبنڈ مانتی تھی، ریپسٹ نہیں۔ لیکن تمہاری خود اذیتی اور بربریت نے آج وہ سوفٹ کارنر بھی ختم کر دیا۔ تم میرے کچھ نہیں ہو"

وہ فیصلہ کر کے آئی تھی، اس شخص کے سامنے نہ کمزور پڑے گی نہ اک بھی آنسو بہائے گی پر سب ختم کرتے ہوئے وہ رو پڑی، اس نے دونوں ہاتھ توران کے سینے پر

رکھتے اسے بے دردی اور حقارت سے اپنے پاس سے دور دھکیلا۔

وہ بے اختیار اس دور جاتی عیشاء کا ہاتھ تھام کر اسے روک لے گا یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا، عیشاء روتی ہوئی اسکے واپس قریب آ ٹھہری تو آنسو جیسے آنکھوں میں ہچکی حلق میں دفن ہوئی۔

"ہمارا نکاح فیک نہیں تھا۔ میں اتنی جلدی کسی کمیٹمنٹ میں بندھنا نہیں چاہتا تھا۔ مجھے زندگی انجوائے کرنی تھی، میں نے باقی ہر عورت سے فیک نکاح کیے اپنی ہوس پوری اور جوانی کا جوش نکالا، پر ہمارا نکاح سچا تھا۔ میری

غلطی میرا ماضی تھا اور نکاح نامے کو پھاڑنا۔ مجھے لگا میرا ماضی مجھے کبھی پکڑ نہیں پائے گا، اور نکاح کی زنجیر کا ثبوت مٹ گیا تو کوئی مجھے قید نہیں کر سکے گا۔ لیکن میں اس قید سے بھاگ نکلنے کے باوجود اس سے بڑی قید میں جا پھنسا۔ اب تم کہو گی میرے کرتوت مجھے جیل کی سلاخوں کے پیچھے لے گئے۔ میں اس قید کی بات نہیں کر رہا"

عیشاء نے حقارت سے اس کی گرفت جھٹکی پر وہ بے حد طاقتور آدمی تھا، وہ رہائی نہ پا سکی۔

"مجھے تمہاری کسی بکواس پر یقین نہیں ہے۔ نکاح نامہ جب تم نے میرے سامنے پھاڑا تھا تب تم نے ہمارے رشتے کے

تقدس اور پاکیزگی کو دفن کیا تھا اور ٹکرے اس کاغذ کے نہیں میرے کردار، میری روح اور میرے دل کے کیے تھے۔ تم نے کہا مجھ سے بس سچا نکاح کیا؟ تو توران مسدور تم بتانا پسند کروگے کہ باقی عورتوں کی طرح تم نے مجھ سے اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے فیک نکاح کیوں نہ چنا۔ اصلی نکاح کرنے کی زحمت کیوں کی جب کرنا تم نے مجھے برباد اور رسوا ہی تھا؟"

وہ غصے اور تکلیف کے دہانے کھڑی اس شخص سے حساب لے رہی تھی جسکے پاس اتنے سالوں بعد بھی اپنے اس فیصلے

کا کوئی جواب نہ تھا، وہ جس قید میں جیل جانے کے بعد پھنسا اس قید کی مالک یہی تڑپتی چیختی چلاتی عورت تھی۔

"تم اب بھی میری بیوی ہو، گواہوں کی موجودگی میں باقاعدہ ایجاب و قبول سے نکاح مکمل ہو جاتا ہے، کاغذ پر لکھنے دستخط کرنے اور پھر محض اس کاغذ کو پھاڑ دینے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا"

وہ اسکے جواب کو نظر انداز کیے جب یہ سب بولا تو عیشاء کے چہرے کا رنگ فق ہوا، اسکے پورے جسم میں گردش کرتا لہو رک گیا تھا۔

"منحوس انسان۔ نہیں ہوں میں تم جیسے عورت باز کی بیوی۔ جب نکاح نامہ پھاڑ کر میرے منہ پر مارا تھا تب سب ختم ہو گیا تھا۔ میرے سوال کا جواب دوناں بزدل آدمی، بھگوڑے کہیں کے۔ مردود۔ ظالم، بدبخت۔۔ تمہارا تو میں یہ دل نوچ لوں۔۔۔۔۔"

وہ اس پر چلاتی اسکے سینے پر یکے بعد دیگرے مکے برساتی خود ہی رکی، اسکا چہرہ دھواں ہوا، وہ اسکے دل پر ہاتھ جو رکھ بیٹھی تھی، جس کی رفتار بہت تیز تھی، وہ کرب سے توران کو دیکھنے لگی کہ وہ اس قدر ابنارمل دھڑکن کے ساتھ اتنا سکون میں کیسے رہ سکتا ہے۔

"میں اتنی جلدی مرنا نہیں چاہتا۔ تھوڑا لاڈلہ ہونے کا پروٹوکول پانا چاہتا ہوں۔ انے بابا، دادی نے بہت انتظار کیا ہے میری واپسی کا۔ میں تھوڑا جی لوں پھر تم کسی بھی وقت آکر اس دل کو میرے سینے سے نکال لینا۔"

وہ اس سکون سے بولا کہ لمحوں کی سانس تھم گئی۔

وہ اتنا بے رحم کیسے ہو سکتا ہے، عیشاء کے لگتار بہتے آنسوؤں تک کی اس کو پرواہ نہ تھی۔

"تم صرف انکے لیے جینا چاہتے ہو؟ تمہیں سچ میں اپنی بیٹی نہیں چاہیے۔ کیسا پتھر دل ہے تمہارا؟"

وہ بولی پر آواز ٹوٹ گئی جبکہ وہ اب بھی سلامت تھا، اک بھی تکلیف بھری شکن اسکے خوبرو چہرے پر نہ آئی۔

"پتھر نہیں ہے۔"

اس نے عیشاء کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھے اس دل کے سارے دکھ اس لڑکی کی ہتھیلی میں اتار دیے۔

"موم ب۔۔ بھی نہیں ہے۔ تم اس دنیا کے سب سے برے محبوب ہو، گندے انسان ہو اور کمینے باپ ہو۔ میری اب آخری خواہش تم سے نفرت کرنا ہے"

وہ پھر سے اسکے سینے پر دباو دیتی اسے خود سے دور کیے چینخی تو وہ آدھے چہرے کے سنگ مسکرایا۔

"میری دعا ہے تم جلد اس میں کامیاب ہو جاو۔ رہی بات دِلارہ کی خود سے نفرت مٹانے کی، اسکے لیے میری بچی کچی زندگی اجازت نہیں دیتی کہ میں اس بارے سوچ بھی سکوں۔ مجھ سے اٹیچ ہو گئی تو میری موت رلائے گی اسے، نفرت میں ممکن ہے میری موت پر فاتحہ بھی نہ نکلے اسکے منہ سے۔"

وہ سفاکیت کی حد کر تا جا رہا تھا اور عیشاء کو لگا یا تو وہ پھر پاگل ہو جائے گی یا اسکے دماغ کی نس پھٹ جائے گی۔

"ت۔۔تم مرنا چاہتے ہو؟"

وہ اک آخری سوال کر بیٹھی تو وہ دلخراش مسکایا۔

ظالم یہیں مار ڈالتا تھا اپنی اس بے پرواہ مسکراہٹ سے۔

"تمہیں موقع دوں گا مجھے مارنے کا، میرے پیچھے پاگل ہونے کا انعام ملنا چاہیے تمہیں۔"

وہ ہنوز وحشیانہ انداز میں مسکرا رہا تھا جبکہ عیشاء نے واپس اسکی طرف قدم بڑھائے، ملاقات کا وقت ویسے ہی ختم ہونے والا تھا۔

"تمہارے پیچھے پاگل نہیں ہوئی تھی میں، بابا نے میرے وجود کے اس پیارے ٹکرے کو زندہ دفن کر دیا تھا، دو ماہ کی تھی تو ران وہ۔ بچا لیا گیا اسے پر میں اس سب سے فوری باہر نہ نکل سکی۔ اس وقت پہلی بار سب جائز ہونے کے باوجود میں نے خواہش کی تھی مجھے موت آجائے پر اچھا ہے نہیں آئی، تم سے کیسے سامنا ہوتا پھر"

یہ کاری وار ثابت ہوا تھا اس جبر اقہر اندر دبا کر بیٹھے شخص پر، تو ران مسدور کی آنکھیں لمحہ بھر دھندلا کر رہ گئیں۔

"تم نہایت بری ماں ہو یعنی؟"

وہ اب بھی یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے اس کوئی فرق نہیں پڑا لیکن عیشاء کا دل اسے جبر پر پھٹنے لگا۔

"اچھا وہ کیسے ؟"

وہ اسکو کریدنے پر اتری۔

"اسے اگر پیدا کر ہی لیا تھا تو سنبھالتی، ایک ماں کے ہوتے اسکی اولاد کو کوئی کیسے دفن کرنے کی جرت کر سکتا ہے ؟"

ناچاہتے ہوئے بھی اس شخص کی آنکھوں میں تیرگی چلی آئی۔

"جیسے ایک جائز باپ کے ہوتے اسکی اولاد کو ناجائز ہونے کا الزام سہنا پڑا۔ بلکل ویسے تو ران مسدور۔ تمہیں پتا ہے اب تک تم کیوں زندہ تھے؟"

وہ سفاکیت سے مسکرائی، اتنے نزدیک کھڑے وہ دونوں ہی الگ الگ آگ میں بھن رہے تھے۔

"کیوں تھا؟"

آواز بے حد بھاری پر لہجہ ہر شکستگی سے پاک تھا۔

"تاکہ تم وہ سب تکلیفیں جان پاو جو تمہاری وجہ سے میں نے اور دِلارہ نے جھیلیں، مت پر ٹینڈ کرو کے تمہیں فرق

نہیں پڑتا۔ آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں پھر چاہے وہ نیک لوگوں کی ہوں یا تم سے گناہ گاروں کی۔ تم سے اس نادان سی عمر میں محبت کی جس عمر میں چڑھتے عشق کے بخار کو لوگ دماغی خناس کہتے ہیں لیکن اب تک میں اپنے جذبات پر قائم رہی ہوں۔ کبھی رونے کے لیے کندھا چاہیے تو پہلی اور آخری بار مانگ لینا۔ تم سے نفرت ہو گئی تو ممکن ہے تمہاری شکل بھی نہ دیکھ پاوں۔ یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔ کل ملتی ہوں کیمروں کے بیچ"

وہ ملاقات کا وقت ختم ہوتے ہی اپنی ہر بات اذیت سے سمیٹ گئی، وہ اس سے دور ہٹی اور توران کے ہاتھوں کی

انگلیوں کی پوریں اس لڑکی کو چھونے کے لیے درد سے تڑپنے لگیں، آنکھیں ٹھہر گئیں جیسے کسی نے مدت انتظار کے بعد کسی کو دیکھا ہو، وہ دور جا رہی تھی اور توران نے اپنے کانپتے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دبا لیا لیکن اس لڑکی کی طرف روک لینے کو اٹھنے نہ دیا، وہ بھلے مجرم تھا، گناہ گار تھا پر وہ انا پرست بھی بلا کا تھا، کئی سال کی سزا بھی اسکی انا کو توڑ نہ سکی اور کہتے ہیں اناووں کے مینار پر بیٹھے لوگوں کو اکثر انہی کی انائیں فنا کر دیتی ہیں، وہ چلی گئی تھی، اور توران مسدور کو لگا اسکے دل کی مدت بعد آئی بینائی بھی پھر سے چلی گئی ہے۔

وہ چلی گئی تو اس پیچھے رہ چکے خود بین شخص پر درد اترنے لگا، وہ اسی سمت دیکھ رہا تھا جہاں وہ جا کر گم گئی تھی۔

جبکہ اس جگہ سے باہر نکلتے ہی اس سوگوار شام نے اس لڑکی کو چینخ چینخ کر روتے دیکھا تھا، وہ یوں تڑپ کر روئی تھی جیسے اسکا سب کچھ لٹ گیا ہو، اسکی جان لمحہ بہ لمحہ نکل رہی تھی، وہ توران سے زیادہ جلدی اندر سے گل رہی تھی اور دونوں کا اللہ کے سوا اس وقت کوئی پرسان حال نہ تھا، کون مجرم تھا اور کون ملزم، یہ بعد کی بات تھی، ابھی تو بس ہر موسم درد میں لپٹا ہوا تھا۔

.. ..

"ماموں کے لیے یہ دھچکا تو نہیں ہو گا ناں عالیان؟"

کمپنی سے وہ دونوں کیس کی فائنل ہیرنگ نمٹا کر سیدھے یلدرم حویلی پہنچے تو آزاد کی انفارم کال بھی آئی کہ وہ اور نازلی حویلی واپس آرہے ہیں، جبکہ مہمت سلمان ابھی تک ضمانت نہیں پا سکا تھا کیونکہ وہ بھلے سردار ہو، عالیان یلدرم کی پہنچ بھی کسی سے کم نہ تھی۔ رات کے آٹھ بجنے والے تھے، کار ڈور اوپن کر کے باہر نکلتی ایدا نے دوسری طرف سے باہر نکلتے عالیان کو دیکھتے فکر مندی کا اظہار کیا تو وہ اسکی طرف آکر رکا۔

"تھوڑا ایموشنل ہو گا پر یہ انکی بڑی خواہش تھی کہ آزاد چاچو مل جائیں۔"

لہجے میں اک خوشی کی لہر تھی، ایدا کا دل بھی ویسا ہی خوش ہوا۔

"تو چلیں؟"

وہ خوشی سے چہکی۔

"کل رات جو کچھ ہوا۔۔"

کل کے بارے دونوں ہی نہ اسکے بعد بات کر سکے نہ موقع ملا اور ایدا تو ابھی بھی بات نہیں کر سکتی تھی۔

"چھوڑیں۔رات گئی بات گئی"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے گھر کی جانب بڑھی، عالیان نے اسکے ہاتھ کو دیکھا جو اسکے ہاتھ کو بہت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھا، جناب کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اگلی بار ایسا ہوا تو نہ بات جائے گی کہیں نہ رات۔"

ایدا کے قدموں میں اسی رفتار سے کمی آئی جس طرح عالیان کے دھمکانے پر اسکے دل کی دھڑکن تھمی۔

"دھمکا رہے ہیں مجھے؟"

وہ رک کر راج ہنس سی گردن اکڑائے ٹھیک عالیان کے سامنے جم کر بولی، عالیان نے چہرے کے تاثرات سے اثبات کا اشارہ دیا تو محترمہ کے پر اعتماد چہرے پر رنگ منتشر ہوتے محسوس ہوئے۔

"مطلب آپ سے دور دور رہوں؟"

ایدا نے ہنوز اسکی بازو سے جھولتے زرا پاس ہوئے سرگوشی کی تو عالیان نے آئبرو اچکائے، وہ تنگ کر کے بہت خوش جو ہوتی تھی۔

"رہ سکتی ہو تو رہ لینا۔"

چیلنج کرتی آنکھیں ایدا پر جمائے وہ خوبرو چہرے کی خوشی چھپا نہ سکا، اس لمحے ایدا کو ساری دنیا وہ آدمی لگا جو اسکے چہرے کو دیکھتا ہوا بے حد مسرور لگ رہا تھا۔

"آپکے ہاتھ اپنی کمزوری دے کر اچھا نہیں کیا میں نے، خیر لٹس سی مسٹر عالیان یلدرم۔ اب چلیں ماموں کو زرا مینٹلی تیار کرتے ہیں آزاد ماموں کی واپسی کے لیے؟"

وہ اپنی یہ باتیں سمیٹ گئی ورنہ بات بڑھنے کے خطرات لاحق ہو سکتے تھے، عالیان نے شرارت سے نفی کرتے کرتے ہاں کی تو وہ دونوں مسکراتے ساتھ حویلی کی طرف چلے گئے۔

ایدا اور عالیان اندر آئے تو انھیں اسماعیل یلدرم کچن ہال میں نظر آئے، دونوں حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھے مسکرائے اور ساتھ کچن ہال کی طرف بڑھے جہاں اسماعیل یلدرم لیمن بریڈ بنا کر اسے بیک کرنے کے لیے رکھ رہے تھے۔

"بابا آپ کچن میں کیا کر رہے ہیں؟"

عالیان کی آواز پر وہ اوون کا ڈور بند کرے پلٹے تو آگے دونوں بچے حیران کھڑے ملے۔

"ارے یار۔ میں گیا تھا کیفے لیمن بریڈ کھانے پر وہ اتنی بڑی اور شوگری تھی کہ میرا دل عجیب ہو گیا۔ سوچا آج مدت بعد زرا اپنی بیکنگ کی مہارت کو کام لا کر اپنی پیٹ پوجا خود کی جائے۔ بس پچیس منٹ میں تیار ہو جائے گی۔ ایدا میرے بچے اچھی سی چائے بنانا ساتھ"

بابا کو اتنا خوش اور مسکراتا دیکھے ایدا اور عالیان مزید خوش ہوئے کہ ابھی جب وہ آزادیلدرم کو دیکھیں گے تو مزید نہال ہو جائیں گے۔

"ڈن ماموں۔ میں چائے بناتی ہوں۔ بہت اچھا کیا آپ نے اپنی خواہش پوری کر کے۔ اگر ٹیسٹ اچھا ہوا پھر تو میں ضد کر کے بنوایا کروں گی آپ سے یہ بریڈ"

وہ بھی چائے کی تیاری کرتی بولی، جبکہ عالیان کی نظریں بابا کے چہرے پر جمی تھیں۔

"بابا۔ آزاد چاچو اگر واپس آ گئے تو؟"

اسماعیل صاحب کے چہرے پر دفعتاً اداسی ور نجیدگی کے سائے لہرائے، ایداکا دھیان بھی انکی سمت ہوا۔

"تو میں پھر کسی چیز سے نہیں ڈروں گا۔نہ تمہارے لیے نہ باران کے لیے۔وہ میرا مضبوط بازو تھا۔اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس دنیا میں کہیں تو موجود ہے، کیا تجھے کچھ پتا چلا اسکے بارے میں عالی؟"

اپنی کیفیت بتاتے ہی وہ بیقراری سے عالیان کے چہرے کو دیکھنے لگے۔

"جی بابا۔کیا پتا وہ بہت جلد ہمارے پاس ہوں"

عالیان نے ابھی پوری بات نہ بتائی اور یہ اتنا سا دلاسا ہی اس شخص کے لیے کائنات تھا۔

"اللہ تمہاری زبان مبارک کرے"

وہ جذباتیت سے بولے تو ایدا اور عالیان دونوں مسکرائے، یہاں یہ جذبات ابھرے وہیں آزاد یلدرم مدت بعد اپنے گھر واپس آیا، گاڑی حویلی میں انٹر ہوئی پھر رک گئی، اس کی آنکھیں شاندار یلدرم حویلی کی عمارت پر جمی تھیں۔

"یہ مشکل ہو گا پر اسی طرح بے حد خوبصورت بھی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں آزاد"

اپنا ملائم ہاتھ آزاد کے مضبوط ہاتھ پر رکھ کر دبائے وہ یہ ساتھ کا یقین دلاتے بولی تو آزاد نے جن مطلبی نگاہوں میں نازلی کے دمکتے چہرے کو بھر اوہ اسکی گالوں سے دھواں نکال گئی۔

"تم واقعی میرے ساتھ ہو یہ تم نے کل سے اب تک بھرپور ثابت کیا۔ ارے میں اپنے بھائی سے ملنے والا ہوں۔ یہ بلکل دکھی بات نہیں۔ بلکہ آج تو میرے اندر بہت سے خوشی والے ہارمونز بھی ہیں۔ رونا بھی آیا تو میرے دانت نکلیں گے۔ اور بھائی سمجھیں گے میں ازل کا بے شرم مجھے زرا بھی ایموشنل ہونا نہیں آتا۔۔ اف نازلی

تم نے اتنا میسر آکر مجھے دنیا کا سب سے مسرور آدمی بنا ڈالا۔ اب نقلی ایموشنل آنسو لانے پڑیں گے"

وہ یہ سب شوخیاں کرتا جان کو آرہا تھا، وہ ڈر رہی تھی کہ کہیں اس کی خوشی کو نظر نہ لگا بیٹھے تبھی ڈور کھولے باہر نکلی، آزاد بھی باہر نکلا تو اسکے جلووے بکھیرتے سراپے پر اک بھٹکی سی نگاہ نازلی نے ڈالتے ہی چرالی کیونکہ گزرا وقت کافی گدگداہٹ دیتے احساس بخش رہا تھا۔

خیر وہ دونوں اندر پہنچے تو انکا استقبال ایدا نے کیا، وہ نازلی سے لپٹی اور پھر آزاد ماموں سے بھی، جبکہ جیسا وہ شوخا فیل کروا رہا تھا کہ ایموشنل نہ ہوگا، حقیقت اس سے برعکس

تھی، آزاد یلدرم اور اسماعیل یلدرم کا آمنا سامنا دلسوز تھا، انکا بے یقینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا، بڑھنا اور پھر کئی سالوں کی تڑپ لیے گلے لگنا سب ہی لمحوں کو جذبات بخش گیا، وہ جذبات جو دل کے تڑپنے کے ترجمان تھے، اسماعیل یلدرم کو تو کبھی یہ محسوس ہوا ہی نہیں کہ آزاد نہیں ہے، ایک ماں باپ کی اولاد تھے وہ تو کیسے انکے دل ایک دوسرے کے ہونے کی گواہی نہ دیتے، خیر یہ ملن بہت جذباتی رہا لیکن جلد جذبات سمٹے اور خوشی شکر گزاری کا روپ بدل گئے، ڈنر سب نے مل کر کیا، اسماعیل یلدرم کی جان میں جان لوٹی کہ اللہ نے انکو انکے نا صرف چھوٹے

لاڈلے بھائی سے ملوایا بلکہ اب وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ساتھ اپنے بچے جیسے چھوٹے بھائی کی خوشیاں بھی دیکھنے والے ہیں، دیر تک سب ایک ساتھ گپ شپ کرتے رہے، لیمن کیک کے ساتھ چائے انجوائے کی پھر آزاد اور اسماعیل کو ایک ساتھ چھوڑے سب ہی سونے نکلے، پہلے تو ایدا، نازلی کے ساتھ انکے کمرے میں آئی اور ایک بار پھر گلے گھوٹ دیتا ملی۔

"میں بہت خوش ہوں hala، اس دن تو میں بہت ڈر گئی تھی۔ شکر ہے اب آپ یہاں میرے ساتھ رہیں گی اور آزاد ماموں کے ساتھ خوشی سے جئیں گی۔"

ایدا کی خوشی تھمنے پر نہ آرہی تھی۔

"میرا بچہ۔"

نازلی کو جو ابا بس بے شمار پیار آیا۔

"آپ تھکی لگ رہی ہیں۔ آرام کریں۔ آزاد ماموں تو آج مشکل ہی آپکو ملیں۔ اگر کہیں تو میں رک جاوں آپکے پاس۔ باتیں کریں گے"

نازلی کو یوں اکیلا چھوڑنے پر وہ راضی نہ تھی پر نازلی کے جواب دینے سے پہلے ہی عالیان صاحب بنا ٹکٹ دروازہ کھولے اندر مونڈی کیے جھانکے۔

"میری اکلوتی وائف تھی آپکے پاس نازلی، واپس ملے گی؟"

وہ دونوں ہی عالیان کی بیقراری پر شرارت سے مسکرائیں۔

"لے جاو بھئی۔ اب اس پر میرا حق کہاں رہا ہے"

نازلی نے ڈرامائی مسکین بنتے کہا تو عالیان پورا اندر داخل ہوا۔

"آپ کو اپنے چاچو پورے دیے۔ جائیں عیش کریں۔ پر اب زرا ہماری سٹوری بھی آگے بڑھنے میں کوئی حصہ ڈالیں

نازلی۔ آپکی یہ بونگی بھتیجی تو میرے ارمانوں کی دشمن بنی ہوئی ہے۔ میں معصوم کس سے اپنا دکھ کہوں"

اب مسکین وہ بنا جبکہ ایدا کا سر چکرایا کہ وہ کن معصوموں میں پھنس گئی، اصل بیچاری تو وہ تھی اور ان دو آفتوں نے ٹیم بنالی۔

"مجھ سے کہو۔ ایدا یہ کیا سن رہی ہوں؟"

نازلی نے اول جملہ لاڈ سے عالی کو کہتے ہی اس لڑکی کو آڑے ہاتھوں لیا جو یوں آنکھیں گما گئی جیسے کسی کو جانتی ہی نہ ہو۔

"یہ ایویں مظلوم بن رہے ہیں hala، میں بہت اچھی اور پیار کرنے والی بیوی ہوں۔ مجھے یاد آیا میں نے فون چارج لگایا تھا۔ کہیں فل ہو کر پھٹ نہ جائے۔"

وہ اپنی صفائی دیتی جیسے جان چھڑوائے بھاگی، نازلی اور عالیان ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہنس پڑے۔

"یہ سچ کہہ رہی ہے۔ بس چھیڑ رہا تھا۔ تھوڑی عقل بند ہے پر چلے گی"

وہ مسکرا کر نازلی کی ہنسی بھی مسکراہٹ میں بدل گیا۔

"تم سے بہت پیار کرتی ہے"

نازلی کو یہ بتاتے سنجیدہ ہونا پڑا۔

"کچھ کچھ اندازہ ہونے لگا ہے اس بات کا، یقین تو تب آئے گا جب وہ خود کہے گی۔ میں چاہتا ہوں میری موجودگی اسکے لیے اتنی کمفرٹیبل ہو جائے کہ وہ بنا ڈرے اپنے دل کا سارا حال مجھے کہہ دے نازلی۔ یہ ٹائم پیریڈ بھی لاجواب ہے۔"

وہ عالیان کی خوشی پر قربان ہوئی اور ایدا کی قسمت پر بھی۔

"ہمیشہ خوش رہو۔ دیوانی ہے تمہاری اور دیوانے زرا پاگل ہی سجتے ہیں۔ جاو اسکے پاس۔"

نازلی نے اسے پیار سے تاکید کی جس پر وہ بھی جوابا مسکراتا نازلی کو شب بخیر کیے چلا گیا، اور جب روم میں پہنچا تو وہ لڑکی لحاف میں پوری چھپی ایسے پڑی تھی جیسے کب کی سو گئی ہو۔

"ایدا۔ تم سو گئی؟"

وہ اسکی طرف جا کر پاس ہی بیٹھا پکارا پر وہ نہ ہلی، عالی اس بیچ بس عیشاء پڑھ کر آیا تھا اور وہ ڈر کے مارے جلدی سو گئی، عالیان نے اسکے منہ سے لحاف اتارا تو وہ سچ میں کب سے نیند میں ڈوبی محسوس ہوئی، عالیان کو اسکے نیند میں جانے کے پیچھے کا ڈر اچھے سے پتا تھا تبھی جھک کر اسکا ماتھا

بہت ہی لاڈ سے چومتے وہ زرا بینڈ انداز میں جھکتے ہی اسی پوزیشن میں ہاتھ اسکے سرہانے رکھ کر رکا۔

"دیکھتا ہوں یہ زبردستی کی نیند تمہیں کتنے دن مجھ سے مزید بچاتی ہے مسیز عالیان یلدرم"

اسکے نرم رخسار اسی نرمی سے چومتا وہ اپنے آپ کو مزید سے روک گیا کیونکہ اگر اسکے قدم لڑکھڑاتے تو وہ شرطیہ آج ایدا کی نیند ہمیشہ کے لیے اڑا دیتا پر وہ اپنی اس لڑکی سے محبت کو اسکے جنون سے الگ رکھنا چاہتا تھا، اس شخص پر یہ گریس سجتا تھا جیسے ایدا دمیر پر یہ محبت ہونے کے باوجود اپنے سکون سے گریز برتنا جچ رہا تھا، وہ اسکے پاس دوسری

طرف جا کر لیٹ گیا پر سونے کی کوشش پہلی بار بہت بھاری پڑ رہی تھی، جب بہت دیر تک نیند نہ آپائی تو وہ کروٹ، اس اپنی مخالف کروٹ کر کے سوئی ایدا کی طرف پلٹے اسکے اطراف بازو باندھ گیا اور یہ اسے نیند لینے میں شرطیہ کارآمد محسوس ہوا۔

.._____..

"کب سے روئے جا رہی ہو عیشاء، بس کرو۔ تم نے اپنی جان کا روگ پھر جگا لیا۔ پھر سے پاگل ہونا چاہتی ہو؟"

وہ ہوٹل جانے کے بجائے باران کے پاس آگئی، اسکی تکلیف کسی صورت کم نہ ہو پا رہی تھی، درد تھا کہ رگیں نوچ رہا تھا، وہ پھر سے ویسی تکلیف میں آگئی تھی جیسی اٹھارہ سال پہلے تھی۔

"م۔ میں کیا کروں باران۔ کیسے اسے اپنے دل سے نکالوں۔۔۔ دل سے نکال بھی دوں نوچ کر تو وہ آدمی میری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ خون باران، جسکو ہم جیتے جی اپنی رگوں سے الگ نہیں کر سکتے۔ وہ اب بھی اتنا ہی ظالم ہے۔ اسے اپنی بیٹی بھی پگھلا نہیں سکی۔ اسے دِلارہ کے وجود سے کوئی فرق نہیں پڑا، کیسے ممکن ہے یہ؟"

وہ اسکے سامنے ہی کاوچ پر بیٹھی مسلسل ہچکیوں سے رو رہی تھی اور باران نے اذیت سے عیشاء کی طرف دیکھے ٹشو اسکی طرف بڑھایا جسے لیے وہ آنسو کم ناک زیادہ رگڑ رہی تھی، باران نے اداس سی سمائل کی۔

"ایسا نہیں کہ وہ اب بھی سفاک ہے، دِلارہ کے ساتھ اسکے کسی کالج میٹ نے زبردستی کی کوشش کی تھی۔ اس نے یہ بات تمہیں اور انے کو نہیں بتائی کیونکہ منع کیا تھا اسے میں نے۔ پر اسی لڑکے کو دلارہ اچھا سبق سیکھا آئی تھی، سیڑھیوں سے پھسل کر گرا تھا۔ لیکن کل اس پر

اچانک کتوں کا حملہ ہوا۔ اور تم جانتی ہو وہ کتے کس کے تھے ؟"

اول تو دلارہ کے ساتھ اتنا کچھ ہوا اسی کو سنے عیشاء کے آنسو اور سانس خشک ہو گئی اور جو باران نے سوال کیا اس نے عیشاء کی آنکھوں میں تیر گی بھری۔

"ک۔۔ کس کے ؟ اور ان لوگوں کو کیسے پتا چلا کہ دلارہ انکا خون ہے باران۔۔۔ و۔۔ وہ میری بچی کو مجھ سے چھین لیں گے "

اسکی بولتے سمے آواز لرز گئی۔

"برہان مسدور کے اور مجھے خبر ملی ہے بریمن پہنچ گیا ہے، اور توران سے بھی ملا ہے۔ پکا پتا تو نہیں پر یہ اٹیک توران کے کہنے پر ہوا لگتا ہے ورنہ برہان کو کیا پڑی تھی یہ کرنے کی۔ رہی بات انکو کیسے پتا چلا یہ سوال میرا ابھی ہے جسکا جواب عالیان یلدرم دیں گے۔ اور کوئی تم سے دِلارہ کو نہیں چھین سکتا"

باران نے اسے ہر طرح تسلی دی پر عیشاء نے نفی میں گردن ہلاتے باران کے دونوں ہاتھ پکڑے۔

"نہ۔۔ نہیں باران۔ دِلارہ بھلے بتا رہی ہو وہ ٹھیک ہے پر وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی اور پریشان ہو گی۔ د۔۔ دیکھو میں بھی

یہاں ہوں۔ تم بھی۔۔ تم اسکے پاس جاو ابھی۔ میرے آنے تک اسکے پاس رہو۔ پلیز تم سے التجاء کرتی ہوں۔ میں یہ انٹرویو لیتے ہی واپس انقرہ چلی جاوں گی۔ لیکن یہ سب جاننے کے بعد میرا دل بہت ڈر رہا ہے۔ کم از کم ہم دو میں سے کوئی تو اسکے پاس ہو، انے اتنی طاقتور نہیں اب کہ دِلارہ کو سنبھال سکیں۔ ایک دن کے لیے جاو اسکے پاس۔ ویسے بھی بہت مس کر رہی ہو گی۔ پلیز باران ایک دن کی بات ہے"

باران نے تاسف سے عیشاء کو دیکھا جو رو کر گڑ گڑا رہی تھی۔

"دِلارہ بلکل ٹھیک ہے۔ اور وہ ہمارے لوگوں کی ہمہ وقت نگرانی میں بھی ہے عیشاء"

باران نے اسے تسلی دینی چاہی پر وہ نفی میں سر ہلائے کچھ بھی سننے کے لیے تیار نہ تھی۔

"نہیں باران۔ کچھ گھنٹوں کے لیے ہی اسکے پاس جاو۔ ویسے بھی ہفتہ دس دن تو ہو ہی گئے۔ اتنا مت اپنی جدائی دو اسے، وہ بہت چھوٹی ہے میرے بھائی۔ جو کچھ پیچھے ہوا اسکے بعد تمہیں گلے لگانا چاہیے ناں اسکو۔ میں فلائیٹ کرواتی ہوں۔"

عیشاء ضدی اس قدر تھی کہ اسکا فون بھی اٹھالیا اور باران بس مسکرا کر حکم کی تعمیل کو رہ گیا، عیشاء نے بہت دعا کے بعد جب کال کی تو اتفاق سے اگلے ایک گھنٹے بعد کی فلائیٹ مل گئی وہ بھی سیدھی انقرہ کی، اس نے تمام کنفرمیشن کی اور خوشی سے کال کاٹی اور باران کا فون اسکے ہاتھ میں پکڑ کر تھمایا۔

"تم کتنی ضدی ہو عیشاء۔ میں اس وقت سونے کا موڈ بنا رہا تھا۔ اب مجھے نہا کر تیار ہونا پڑے گا"

وہ یوں نخرے دیکھا رہا تھا جیسے خود کو تو زرا خوشی نہ ہو، حالانکہ دِلارہ کو اتنی جلدی سرپرائز کرے گا یہ تو خود بھی نہ سوچا تھا۔

"گندے میلے بھی چلے جاو تو وہ دور نہیں کرے گی خود سے۔ جتنا میں نے ایک ہفتے غور کیا ہے، وہ سب سے زیادہ تم سے پیار کرتی ہے۔ اب نکلو اور آئیندہ مجھ سے کچھ چھپایا تو گلا دبا دوں گی۔ کل میرے پہنچنے تک تم اسکے پاس رہنا۔ تاکہ ہمہ وقت میں یا تم کوئی ایک اسکے آس پاس ہو۔ مجھے اسکے لیے اپنی جاب بھی چھوڑنی پڑی تو چھوڑ دوں گی۔"

عیشاء کی تاکیدیں سنتے وہ مسکرایا اور یہ بات بھی نوٹ کی کہ وہ سارا رونا دھونا بس اس بات پر بھول گئی کہ باران، دِلارہ کے پاس جا رہا ہے۔

"جاب تمہارے چینل اور میگزین والے تمہیں چھوڑنے نہیں دیں گے اس لیے یہ خیالی پلاو سمیٹ لو۔ میرے پیچھے رونا مت پلیز"

باران نے جاتے جاتے تسلی کرنی چاہی پر وہ آگے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ٹھیک باران کے پاس جا رکی۔

"جا رہے ہو اسکے پاس تو دلارہ کو سپیشل فیل کروانا اوکے؟"

عیشاء کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں تو یہ آواز بولتے کانپی، جبکہ باران کو شرارت سوجھی تبھی اس نے اپنی اس اکلوتی دوست پلس ہم عمر ساس کو شرارتی نظروں سے دیکھا۔

"یہ تم سیکھاو گی مجھے،؟ ہمارے بیچ سب عام بھی خاص ہے محترمہ"

باران نے نخریلے انداز میں آئبرو اچکائے تو عیشاء نے تپ کر مکا اسکے کندھے پر مارا، باران ڈرامائی سا کراہا۔

"کتنی ظالم ساس ملی ہے مجھے، ہاتھا پائی پر اتر آتی ہے"

وہ منہ بسورتا بھی پیارا ہی لگا۔

"بک بک کم کرو۔ جو کہا ہے وہ سنو۔ اپنا رشتہ شروع کرو اوکے؟"

باران کو لگا اس لڑکی کا دماغ الٹ گیا ہے۔

"کونسا رشتہ بی بی، الٹی کھوپڑی کہیں کی۔ تمہیں یہ کہنا چاہیے تھا میری چھوٹی سی بچی پر مزید دس سال کوئی ذمہ داری ڈالنے کی کوشش نہ کرنا اور نزدیک بھی نہ بھٹکنا پر تم کیسی ماں ہو الٹا بیٹی کے شوہر کو اکسا رہی ہو رشتہ بڑھانے کے لیے۔ اوہ گارڈ۔۔۔ کیسے کیسے لوگ ہیں اس دنیا میں"

وہ ڈرامے باز کہیں کا یوں صدمے میں اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے بڑبڑایا جیسے ہارٹ اٹیک دے دیا گیا ہو لیکن اسکی یہ نوٹنکی عیشاء کی کھوئی ہنسی ضرور لوٹا گئی۔

"رشتہ بڑھاوگے نہیں تو اسے اپنے لیے مزید دیوانہ کیسے کروگے؟ تم نہیں چاہتے جیسے وہ تمہارے ہوش اڑا دیتی ہے، تم بھی اڑاو۔ مجھے پتا ہے یہ پاگل پن ہے لیکن میں نانی بننا چاہتی ہوں۔ اور باخدا تم دو کے بچے کا اک اک دن جینا بھی چاہتی ہوں، میں نے دِلارہ کا بچپن کھو دیا، اسی جیسا اک اور وجود ملے مجھے جو میری ممتا کی تڑپ کو بجھائے"

یہ سب وہ ہنسنے کے بعد فوری اداس ہوئے بولی پر باران کو یہ سب عجیب لگنے کے باوجود برا نہ لگا، اب اسکی باری تھی شرارت کر کے بھاگنے کی۔

"ویٹ کرو کہیں اپنا ہی دوسرا بچہ نہ مل جائے تمہیں"

باران نے جب یہ کہا تبھی وہ مڑی اور اس سے پہلے کشن اٹھاتی، وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوا، پر ہنس کر گیا جبکہ عیشاء کا چہرہ لہو ہو گیا۔

"اس وحشی درندے کو تو اب میں اپنا سایہ بھی چھونے نہ دوں اور کسی دوسرے مرد کی میری زندگی میں کوئی جگہ

نہیں۔ دوسری اولاد کیا اے آئی سے ڈانلوڈ ہو گی۔ گدھا کہیں کا"

وہ گہرے گہرے سانس لیتی کشن واپس کاوچ پر دے مارے بیٹھی پر یہ سب بولتے اسکی آواز جانے کس دہشت کے اثر سے کانپی تھی، باران واپس روم میں پہنچا اور پہلے تو اک سولڈ بہانہ سوچتے اپنا فون سائیڈ ٹیبل پر جھک کر سطح پر سے اٹھایا اور پھر مسکراتے ہوئے کچھ ٹائپ کیا۔

"میں رات کچھ بزی تھا دلارہ، کل ہم کال پر بات نہیں کر سکے تھے، دو بج رہے ہیں یہاں۔ صبح فری ہو کر کال کروں گا تمہیں"

باران نے اسے میسج بھیجا جو فوری سین نہ ہوا کیونکہ وہ ابھی گھر نہیں آئی تھی، اسکا دن آج سوچ سے زیادہ مصروف تھا، پھر بنی کو گھر لانے کے بعد وہ اسکے لیے بہت ساری چیزیں بھی چاہتی تھی تو اسے لے کر ہی بی کے ساتھ شاپنگ پر نکل گئی تھی، باران نے میسج چھوڑا اور گنگناتا ہوا اپنا ٹاول اٹھائے نہانے گھس گیا، چمک دھمک کر جانا بنتا تھا کوئی پتا نہیں ناں کب کیا ہو جائے۔ اہمم اہمم!

.._____..

"یہ سب تو مجھ پر بیتا تھا بھائی"

ساری کہانی ہی دردناک تھی، اسماعیل یلدرم کا تو دل پھٹا جا رہا تھا آزاد کی تکالیف کی داستان سنے، ایدا اور عالیان تو سونے جا چکے تھے جبکہ نازلی بھی سونے کا کہہ کر کچھ دیر پہلے گئی لیکن آزاد اور اسماعیل یلدرم آج ممکن تھا بس ایک دوسرے کو سنتے، ایک ماں کی کوکھ سے جنم لیے بھائیوں کی محبت دیکھائی دے رہی تھی کہ ایک دوسرے کا درد اپنا لگ رہا تھا۔

"کیڑے پڑیں اس ہاندے کو، میں نے بہت ڈھونڈا تجھے آزاد، شکر ہے میرے جیتے جی تیری شکل دیکھنی نصیب ہوئی"

وہ آزاد کا ہاتھ پکڑ کر چومے دکھ سے رو پڑے کہ اس سفر میں، مسافت تو انکے دل نے بھی کاٹی تھی۔

"اللہ آپکا سایہ ہم پر سلامت رکھے بھائی، میں چاہتا تھا سب مسائل نمٹا کر ملوں۔ دیر پر دیر ہو گئی۔ لیکن اب میں آ گیا ہوں۔ آپکو کسی معاملے کے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"

آزاد کا دلاسا بے حد قیمتی اور تسلی بخش تھا، اسماعیل یلدرم کا سیروں خون بڑھا گیا، بہت دیر بعد جب اسماعیل یلدرم سو گئے تب آزاد ان پر لحاف دیے، بیگ سے دو تکیے نکال کر انھیں آرام کرنے کے لیے چھوڑتا کمرے سے نکلا تھا، اپنے

کمرے میں مدت بعد جانے کا احساس بھی نیا تھا، ایدا اور عالیان تو پہلے ہی نازلی کو آزاد والا کمرہ دے چکے تھے پر آزاد کو تو ہر چیز بھول گئی تھی، وہ ڈور کھولے کمرے میں داخل ہوا تو اس سے پہلے ہی اسکے کلون نے کمرے میں گھس کر نازلی کے حواس بیدار کیے جو اسکے لیے بالکنی کے ڈور کے پاس کھڑی جاگ رہی تھی، فوراً پلٹی تو آزاد کو کمرے کا جائزہ لیتا پائے مسکرا کر اسکی طرف آئی جو نازلی کے لیے اپنی بازوؤں کو کھول گیا، وہ حصار بہترین طریقے سے نازلی کے اطراف سمٹ جاتا جیسے اس سینے لگنے کو بس وہی بنی ہو۔

"خوش ہے کوئی اپنے گھر آکر اور اب کمرے میں؟"

وہ آزاد کے اندر کا سکھ سکون بنا اسکے کہے بھانپ گئی، آزاد نے مسرور ہوتے اثبات میں سر ہلایا۔

"بہت خوش۔ بس اک آخری کام رہ گیا ہے میرے ذمے۔ پھر میری زندگی بلکل نارمل ہو جائے گی نازلی۔ اور وہ کام ہے مسدور اور یلدرم خاندان کا ایک ہونا۔ مجھ سے جو چھن گیا تھا وہ سب باری باری مل گیا تم سمیت اور اب میں تمہیں بھی ہر رشتہ واپس دینا چاہتا ہوں۔ تمہاری انے، تمہارا بھائی۔ سب"

یہ اک حسرت سے زیادہ خواہش تھی، کہ جب خود کا دامن بھرا ہو تو ہم اپنے دل سے جڑے اس خاص انسان کی زندگی

میں بھی کسی حسرت کا وجود برداشت نہیں کر سکتے، وہ کچھ نہ
کہہ سکی بس آزاد کے سینے سے لگ کر آسودگی سے آنکھیں
موند گئی، وہ اب تو ایک دوسرے کے مزید قریبی تھے، دل
ملنے کے بعد اب تو جسموں کی خوشبو بھی ایک تھی پھر
دونوں کی روحیں کیونکر نہ ایک دوسرے کی اسیر
ہوتیں، یہی تو خوبصورتی ہے کہ جو اعلیٰ تربیت کے حامل
مرد ہوں وہ جب اپنی عورتوں سے سیکھ پاتے ہیں تو صرف
یہ سلسلہ پانے تک نہیں رکھتے، بلکہ اپنے سکون کی وجہ بنتی
اس عورت کے ہر دکھ کو مٹانے کے جتن بھی کرتے

ہیں، ویسے بھی سکھ پر صرف ہمارا حق نہیں، ہم سے جڑے بھی اسی حق کے حقدار ہوتے ہیں۔

"مجھے انتظار ہے اس دن کا۔ تمہیں یاد ہے آزاد ہم پہلی بار محبت والا کیسے ملے تھے؟"

وہ یونہی جذباتیت سے نکلنے کو اسے اچھے دن یاد کروا گئی تو آزاد کے ہونٹوں پر رسیلی سی مسکراہٹ اتر آئی۔

"میرے کالج جانے کے راستے تمہارا اسکول تھا، یہ جانتے بوجھتے کہ یہ لڑکی ہمارے دشمن خاندان کا خون ہے، میں تمہیں بے شرمی سے تاڑتا ہوا گزرتا تھا۔ اور تم میرے

دیکھنے پر اپنی بس کا انتظار کرنے کو کھڑی ہوئی پہلو بدل بدل کر میری نظروں سے بچتی تھی۔ کتنی کیوٹ ہوا کرتی تھی تم تب؟"

وہ دونوں ہی اس بات پر ہنسے جبکہ نازلی نے تو ہنسنے کے بعد اس بے شرمی سے تاڑنے والے کو لتاڑتی نظروں میں بھرا۔

"میں اب بھی کیوٹ ہوں"

وہ آنکھیں دیکھاتی رعب ڈالنے کے انداز میں بولی تو آزاد نے ہنس کر نفی کی۔

"کہاں سے؟ اب تم بس بمب ہو۔ چلتا پھرتا ٹائم بمب جو کہیں بھی مجھ پر پھٹ جائے۔ یہ بتاوا بھی کا کیا پلین ہے۔ سونا ہے یا۔۔۔۔"

آزاد کی پھر سے بے شرم تاڑتی نظر پر نازلی نے اسکی بات پوری ہونے سے پہلے اسکے منہ پر ہتھیلی جمائے گھوری سے نوازا، اتنی رات تو گزر ہی چکی تھی، صبح ہونے والی تھی۔

"سونا ہی ہے، کسی اور چیز کا سوچنا بھی مت۔ تم آل ریڈی میری کل کی رات اور آجکا پورا دن لے چکے ہو آزادیلدرم اور اب تم نے کچھ اوٹ پٹانگ سوچا تو تم پر بے جا شوہرانہ حق وصول کرنے پر کیس کروادوں گی۔ میں تمہارا ویٹ کر

رہی تھی کہ آو اور سوئیں۔ دیکھو میری آنکھیں نیند سے پھٹنے والی ہیں، تین بجا کر آئے ہو"

وہ تنگ آئی غصیل تیوروں سے دھمکانے پر اتر آئی، اب اس پہاڑ آدمی کو لگتار جھیلنے کے بعد نازلی کی یہ حالت اگر تھی تو برحق تھی۔

"تم کیوں نہیں پھٹی میرے ملنے کی اس قدر زیادتی پر؟"

آزاد کو مستی سوجھی تبھی یہ بات کی جبکہ نازلی نے اسکے سینے پر ہاتھ سے دباو ڈالتے خود کو اس بہکے آدمی سے بچاتے دور کیا۔

"کیونکہ تمہاری کمی بھی اسی لیول کی تھی مجھ میں جس قدر تم زیادتی سے ملے ہو۔ حساب برابر۔ اب شرافت سے آکر سو جاو آزاد۔ تنگ مت کرو ناں"

وہ بستر کو للچائی نظروں سے دیکھتے منت کرے بولی کہ سچ میں بس اب گدھے گھوڑے بیچ کر سونے کے سوا کسی شے کی طلب نہ بچی ہو۔

"ایک کس بھی نہیں؟"

وہ پاس آتا معصوم چہرہ بنا کر بولا تو نازلی نے اسکی گال پر زور سے اپنے ہونٹوں کو رکھتے فرمائش پوری کی پر ان موصوف کو زرا پسند نہ آئی۔

"کس کا مطلب لاڈیاں نہیں ہوتا"

وہ آگے سے منہ پھٹ بنا بولا تو نازلی جا کر بستر میں گھسی اور تکیہ درست کرے لیٹی۔

"ابھی لاڈیاں بھی نہیں آرہیں یہ بھی زبردستی کی۔ آرہے ہو یا میں اکیلی سو جاوں؟"

وہ بچارے کی جان لینے پر اتری تڑیاں لگانے لگی تو معصوم آدمی کو ہتھیار ڈالنے ہی پڑے لیکن وہ جانتا تھا بھرپور نیند میں اترنے تک وہ ایک کیا کئی مطلب کی خواہشیں پوری کر ہی لے گا، اسے اپنے نازلی کے قریب جانے پر اتنا یقین تھا کہ وہ لاپرواہ حسینہ آزاد کے پہلو میں آکر جذبات و طلب سے اب عاری رہ ہی نہیں سکتی، آزاد کی تو موجیں لگ چکی تھیں، ہائے!

.._____..

انقرہ میں اک نئی صبح طلوع ہو چکی تھی، لگ بھگ صبح کے آٹھ بجے تھے جب دلارہ کے روم کا ڈور کھولے عزیزے

اندر آئیں، وہ رات بھر سو نہ سکی تھی اور ابھی کچھ دیر پہلے نیند کی گولی لے کر لیٹی تھی، آہٹ پر گردن گما کر سیدھی کروٹ لیٹی تو عزیزے پاس آکر اسکے پہلو میں بیٹھیں۔

"میرا بچہ جاگ گیا ہے، کیا ہوا آنکھیں کیوں سوجھی ہیں hayatim"

عزیزے نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا تو وہ روہانسی ہو کر اٹھ بیٹھی، بکھرے بال، اداس چہرہ اور مرجھائی گرے آنکھیں۔

"وہ بزی تھا پوری رات، بات نہیں ہوئی تو میں سو نہیں پائی۔ ایک منٹ بھی نہیں۔ بہت مجبور ہو کر نیند کی ٹیبلٹ لی ہے۔ کیا میری نیند اس سے بات کرنے کی محتاج ہو گئی ہے بی؟"

وہ اسی افسردگی سے انھیں آس سے تکتے بولی تو عزیزے نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما، تب بھی دِلارہ کے تڑپتے دل کو چین نہ آیا۔

"اسکو کہوں گی جتنا بھی بزی ہو جائے، تمہیں کال لازمی کیا کرے۔ فکر مت کرے میرا بچہ۔ دراصل عیشاء بھی چلی گئی تبھی مزید اداسی محسوس ہو رہی ہو گی تمہیں پر میں ہوں

تمہارے ساتھ۔ اب تو بینی بھی ہے۔ اسے کھانا دے دیا تھا، جا کر اپنے فلفی ہاوس میں سو گئی ہے۔ اگر تم نے ٹیبلٹ لی ہے تو سو جاو۔ میں کیئر یونٹ جا رہی ہوں۔ اگر آج کچھ کرنے کو نہ ہوا، فری ہوئی تم تو وہیں آ جانا بینی کو لے کر۔ نانی نواسی مل کر اپنی اپنی بوریئت کی بینڈ بجا لیں گے"

دِلارہ نے نانی کے کہے پر سر تو ہلا دیا پر اسے نہیں لگتا تھا وہ کہیں جائے گی، بہت تھکن ہو رہی تھی، سونے کی کوشش کرتے کب سے جاگنا دگنا تھکا چکا تھا۔

"سو کر اٹھوں گی تو بتاتی ہوں بی"

وہ مرجھائی صورت سمیت ہی آہستہ سا بولی اور پیچھے کو گری تو عزیزے بھی مسکرا کر اٹھیں اور جھک کر اسکی کن پٹی چومتے اس کے کروٹ بدلتے ہی لحاف کروائے کمرے سے باہر چلی گئیں جبکہ نیند کی گولی کا اثر اس پر دھیرے دھیرے شروع ہو رہا تھا، دِلارہ نے اپنی آنکھیں زور سے میچیں، عزیزے بھی دس منٹ تک جب نکلیں تو انھیں دروازے سے اندر داخل ہوتا باران نظر آیا تو وہ وہیں جم گئیں۔

"تم واقعی آ گئے ہو باران؟"

انے کا حیران تاثر دیکھے وہ مکمل بلیک میں سردی سے بچاو کو بلیک ہی پولیسٹر کوٹ اور گلوز پہنے، کانوں پر ائیر کوررز اور ماسک پہنے قریب آکر رکتے اپنا ماسک اور ائیر کوررز ہٹائے، انے کو دونوں بازووں میں لپٹا گیا، انکا یقین اسکے گلے لگتے پختہ ہوا۔

"آپکی سرپھری اولاد کا حکم تھا کہ جب تک میں انقرہ نہیں، تم رہو دِلارہ کے پاس۔ کل صبح تک واپسی ہے اس چڑیل کے آتے ہی۔ یہ بتائیں دِلارہ کیسی ہے؟"

وہ فوری لپٹ کر روبرو ہوا تو عزیزے کے چہرے پر مانو دنیا جہاں کی خوشی چھا گئی۔

"عیشاء پر پیار آگیا اس اچھے کام پر۔ میری جان وہ کیسی ہے یہ خود دیکھ لو۔ اپنے روم میں ہے۔ ساری رات سوئی نہیں ہے۔ اسے بہت ستاتے ہو تم باران"

اف انے کا شکوہ اس حسین آدمی کے دل پر لگا، پر جناب کیا کرتے دھندوں میں برے پھنسے جو تھے۔

"میں ہفتے کی تلافی کر لوں گا آپ فکر مند نہ ہوں۔ اسے میں کچھ دیر بعد لے کر نکل جاوں گا ہم ڈے اوٹ کریں گے اور نائیٹ بھی کہیں دور سپینڈ کریں گے۔ کل صبح جانے سے پہلے آپکے حوالے کر دوں گا۔ اس لیے میری طرف سے سی یو۔"

وہ انھیں گڈ بائے ابھی سے کہہ رہا تھا پر وہ اسی پر خوش تھیں کہ دِلارہ کو چین آنے والا ہے۔

"تم ہوا کے جھونکے سے بھی زیادہ ظالم ہو بچے۔ جاو اسکے پاس۔ میں ٹیکسی سے جا رہی ہوں پکڑو میری گاڑی کی چابی"

وہ جاتے جاتے برا سا منہ بنا کر گلہ کر کے گئیں اور اپنی گاڑی کی کیز بھی اسے کیچ کروائیں جسے باران نے سر کھجاتے خجل سی مسکان دیتے جذب کر لیا اور کیچ بھی۔

عزیزے یہاں گیڈ کر اس کیے باہر نکلیں وہیں وہ لمبے لمبے
ڈگ بھر تا گھر میں داخل ہوا، چابی ابتدائی ٹیبل پر اچھال کر
پھینکے اندر داخل ہوتے ہی حدت کے احساس پر گلوز اور
کوٹ اتار کر وہیں ابتدائی سٹنگ لاونج میں رکھے کاوچ پر
رکھے دلارہ کے کمرے کی طرف چلا گیا، ڈور بے قراری
سے کھولتے جب نظر دِلارہ پر جا ٹھہری تو خود بھی عیشاء کے
لیے دل سے دعا نکلی جسکی ضد نے اسے دِلارہ کے پاس لینڈ
کروایا، باران کی آنکھیں حقیقی معنوں میں ٹھنڈی ہوئیں، یہ
احساس کے جسکے بناوہ سانس بھرنا دوبھر محسوس کرنے لگا
ہے وہ کچھ قدموں کی دوری پر ہے، دل مچل کر سینے کے

دیواروں سے کیسے ٹکراتا ہے یہ باران کو آج معلوم ہوا، وہ جیسے جیسے اسکی طرف آیا، آنکھیں مٹھاس اور سرور سے بھرتی گئیں، وہ کروٹ کر کے لیٹی تھی، ایک بازو اپنے سر کے پاس ہی دہری کیے رکھی تھی اور دوسری بستر سے نیچے لٹک رہی تھی، نرم سے باران کے بھیجے تکیے کے کنارے پر سر رکھے، بقیہ تکیے پر اپنے بال بکھیرے وہ آنکھیں بند کیے سو رہی تھی پر چہرے پر بیٹھی اداسی بنا غور کے وہ دیکھ سکتا تھا۔

"اتنی سی ہے اور میری پوری جان قابو کر رکھی ہے اس نے مٹھی میں"

باران کے ہونٹوں پر اک بکھری سی مسکراہٹ بھی تھی
اور یہ بے خود جملہ بھی پھسلا۔

وہ اسکو چھونے کو جھکا اور اپنا ہاتھ جب اسکے ماتھے پر
بکھرے بالوں کو سمیٹنے کو آگے بڑھایا تو اسے اس لڑکی کی
نازکی کا خیال آکر محتاط کر گیا، باران وہیں سے پلٹا اور پہلے تو
اپنے شوز اتارے پھر شرٹ کے سٹڈ اتار کر کف فولڈ
کرے وہ ہاتھ پیر اور منہ دھونے گیا، پانچ منٹ تک واپس
آیا تو کمرے میں دِلارہ کی بکھری خوشبو محسوس کیے وہ اسکے
عقب کی طرف بڑھا اور بڑی لائیٹ آف کرتے لحاف
سائیڈ کرے وہ اسکے پاس ہی بیٹھتے ہوئے لیٹا اور دلارہ کو

کسی مومی گڑیا کی طرح اٹھا کر اپنی بازو پر منتقل کرتے
ہوئے، دونوں بازووں میں جکڑتے اپنے سینے کی طرف
کھسکا کر جوڑا تو وہ باران کے اپنے بالوں کو آگے کی طرف
کیے گردن میں چہرہ گھسا کر اسکی جلد کو چومنے پر کسمسائی پر
دماغ پر طاری نیند کے غلبے کے سبب وہ جاگ نہ پائی، لیکن
بہر حال اسکے حواس جاگ گئے جب اسے اپنی عقب کی
جانب گردن پر گرمائش بھرا شدید لمس محسوس ہوا، وہ
اسکی خوشبو میں ایسا بہکا کہ اسکی گردن پر دیے بوسوں میں
ہونٹوں کی کھینچاور کھتی شدت سے عنابی مہریں چھورتا جارہا
تھا، جبکہ وہ نیند میں بھی اس میٹھے میٹھے درد کو محسوس کرتی

اسکے حصار میں جیسے مچل رہی تھی، نیند کی وادیوں میں
اتری دِلارہ تک اس سکون کی ترسیل ممکن ہوئی جو باران
اسے دے رہا تھا، وہ ہر لمحہ اسے اپنی طرف کھینچ کر اسے
اپنے سینے میں گھوٹ رہا تھا، پھر جب وہ نیند میں ہی ہڈیاں
چٹخاتی مضبوطی پر کراہی تو باران یلدرم کو اس بے خودی کے
خمار سے نکل کر ہوش تھامنا پڑا اور اسے زرا آرام دینے کو
وہ حصار نرم کر گیا۔

"تم مجھے پاگل کر دو گی اپنی اس خوشبو سے دلارہ"

وہ جو درد نیند میں اسے دے بیٹھا اسکی تلافی میں اسکے
کندھے پر لب رکھتے خود کی حدود تک معزرت کر دی، وہ

اپنے پیٹ کے اطراف بندھے باران کے ہاتھ پر نیند سی غنودگی میں ہی ہاتھ پھیرنے لگی، باران بھی سر تکیے پر رکھے اب بس اسے اپنے بہت قریب محسوس کر رہا تھا لیکن جب دِلارہ کا ہاتھ حرکت کیا تو وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"باران۔۔۔"

وہ بند آنکھیں ہی نیند میں بڑبڑائی، باران نے جھک کر اسکا سر چوما۔

"وہ مجھ سے بہت دور ہے، ہمارے بیچ اتنا زمینی فاصلہ ہے کہ میں اسے پکاروں تو میری پکار پہروں لگا دے گی اس کے

دل تک اثر چھوڑنے میں، وہ اڑ کر بھی مجھ تک آئے تو کئی گھنٹے لگتے ہیں۔ اور میری خواہش کہ اسے اپنے قریب رکھوں، آنکھ بھی جھپکنے نہ دوں۔ تم بہت دور ہو پھر ایسا کیوں لگ رہا ہے تم ان سانسوں میں شامل ہو جو میں لے رہی ہوں، ان ہاتھوں کی پوروں میں تمہارے جسم کی حرارت اتر رہی ہے، ایسا کیوں لگ رہا ہے میں بہت دن بعد پھر سے تمہاری بازوؤں کے حصار میں محفوظ ہو گئی ہوں۔ اگر یہ خواب ہے تو مجھے تم سے جڑے ایسے ہی محسوس ہوتے خواب چاہیں باران یلدرم۔ جنکو بس دیکھوں نہیں بلکہ چھو کر جی بھی سکوں"

وہ کچی نیند میں باران کی بازوؤں کے حصار میں لپٹی بڑبڑانے کے انداز میں بول رہی تھی، اسکے باران کو لے کر خیالات ہی اتنے جان لیوا حقیقی تھے کہ اب جب وہ سچ میں اسکے پاس تھا تو وہ پاگل لڑکی اسے بھی خواب سمجھ رہی تھی۔

"میں تمہارے پاس ہوں دِلارہ"

باران نے اسکے کان کے پاس تھکی سی سرگوشی کی تو وہ جیسے یکدم جاگ کر کروٹ سیدھی کرے زور سے باران کی بازو پکڑ گئی پر آنکھیں نہ کھولیں، وہ اپنے ہاتھوں سے اسکی بازو دباتے اسے محسوس کر رہی تھی۔

"ن۔ نہیں۔ تم خواب میں ملے ہو مجھے۔ تم نہیں ہو باران۔ ایسے خواب آنکھیں کھلنے پر بہت درد دیتے ہیں۔ تمہیں میں فیل کیوں کر پا رہی ہوں۔ت۔۔ تم میرے خیال میں آئے ہو ناں"

وہ نفی میں گردن ہلاتی سر اسر اسکے قریب ہونے پر انکاری تھی، باران نے اسکے اپنے ہاتھ کے گرد جمے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں کے پاس لائے چوما تو دِلارہ کا پورا وجود شل ہوا۔

"اب بھی خیال لگ رہا ہوں۔؟"

وہ اسکی تھرتھراتی بند آنکھیں دیکھتا بہت ہی بھاری لہجے میں بولا تو دِلارہ نے روہانسے ہوتے سر ہلایا، باران تکیے پر بازو ٹیکے ہاتھ کے سہارے سے زرا اٹھا اور جب دِلارہ کے ہونٹوں کو بہت ہی پیار سے چھوا تو وہ اسکی شرٹ کالر سے مٹھی میں پکڑے پوری جان سے کانپی بھی اور آنکھیں بھی کھولیں، وہ خود پر جھکے باران کو دیکھے پتھر کا مجسمہ ہی تو بن گئی، آنکھیں دھندلائیں تب اسکے سن وجود میں شائد بہت تیز دھڑکتے دل نے دھڑکن تیز کر دی جو اسکے جسم میں لرزش کا سبب بنی۔

"ت۔۔ تم سچ میں ہو باران؟"

وہ اپنے کانپتے ہاتھوں کو اسکے چہرے کے دائیں بائیں رکھتی لرزتی سی آواز میں جب منمنائی تو باران نے اپنا ماتھا اسکے ماتھے سے جوڑتے سانس بھرتے اسکی گرمائش دِلارہ کے چہرے تک پہنچائے اقرار کیا، ایسا اقرار جو دِلارہ کے اندر تک گھل گیا۔

"اب اگر کہا کہ میں سچ میں ہوں تو۔۔۔"

اس سے پہلے وہ چہروں کے بیچ فاصلہ بنا کر ادھورا قصہ پوری دیوانگی سے پورا کرتا، وہ اک ہاتھ اسکے ہونٹوں پر جما گئی جو دلارہ اور باران کے ہونٹوں کے بیچ کی دیوار بن گیا۔

"ہاتھ ہٹاو ورنہ یقین کرو کہ میں ہوں"

وہ زرا پیچھے ہٹتے گھورا تو دلارہ نے بھیگی آنکھوں سے مسکراتے ہاتھ بھی ہٹایا اور سر بھی ہلایا جس پر وہ اسکی گردن میں بازو پروتی اس پر یوں جھپٹی کہ وہ جو دِلارہ پر جھکا تھا، دھپ سے بستر پر گرا اور دلارہ اسکی گردن میں بازو حمائل کرے اسکے اوپر، دونوں ہی دیوانوں کی طرح جذباتی مسکرائے۔

"میں تمہیں بہت مس کر رہی تھی۔ تم نے جرت کیسے کی مجھے رات میسج پر ٹرخانے کی؟ بولو۔ تمہیں پتا ہے جاتے ہوئے تم ناراض ہو کر گئے تھے اب میں دگنی ناراض

ہوں۔ پوری رات نیند کو ترسی ہوں صرف تمہاری وجہ سے اور اب تمہاری سزا ہے کہ تم میرے لیے ترسو۔ بتاو کتنے دن کے لیے آئے ہو؟ جلدی بتاو"

وہ اسے گھورتی ہوئی اس پر حاوی ہوتی سراسر ڈانٹ رہی تھی، اسکے یوں حق جمانے پر مجرم ششدر تھا کہ دِلارہ ایسا بے باک روپ بھی رکھتی ہے۔

"کل صبح صبح واپسی۔ لیکن کل صبح تک صرف تمہارے پاس ہوں۔"

وہ خود بھی اداس ہوئے بولا تو دِلارہ اس سے پہلے دکھی ہو کر ہاتھ آزاد کرتی، وہ اسے کمر سے دبوچے واپس خود پر گرا گیا پر تب پریشان ہوا جب وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، اتنی سخت کہ باران کو چند لمحوں میں اپنی گردن تر محسوس ہوئی، اس اتنے بڑے شخص کی جان جیسے اس ایک چھوٹی سی لڑکی کے چند آنسو مٹھی میں جکڑ گئے تھے، وہ ایسے آہیں بھر کر رو رہی تھی، کانپ رہی تھی، کرب سے ہچکیوں کو روک رہی تھی جیسے وہ سچ میں باران کے بنا سانس بھی نہیں لے سکتی اور وہ جتنا بھی تڑپ گیا ہو پر پہلے یہی مناسب سمجھا کہ وہ جی بھر کر اسکی آغوش

میں سمٹ کر رو لے، پھر وہ اسکی انہی روتی آنکھوں میں جانے سے پہلے بہت سے گلاب رنگ بھرنے کا فیصلہ تو کر کے ہی آیا تھا، اور وہ رو اس لیے رہی تھی کہ اسے رات کے بعد پھر سے اس شخص کے لیے ترسنا ہے، تڑپنا ہے اور بچھڑ جانا ہے۔

"تم رونے ڈالو گی یوں تو ہل بھی نہیں پاؤں گا یہاں سے۔ کتنے سارے مومنٹس ضائع کر رہی ہو تم۔ بس کرو۔ صدیوں بعد تھوڑا آیا ہوں، اٹھ نو دن تھے دلارہ"

بہت سا رونے اور اپنے آنسوؤں سے باران کی ساری گردن گیلی کرنے کے باوجود بھی جب وہ چپ نہ ہوئی تو باران کو

یہی حل سمجھ آیا کہ اسے پیار سے نہیں بلکے دھیمے سے خفا انداز میں مخاطب کرے اور روک دے، اور ٹرک کام کر گئی، وہ اپنا چہرہ نکالتی زرا باران کے سینے پر کہنیوں کو ٹیکے اٹھی تو اسکی آنکھیں رو رو سمندر بنی تھیں پھر بھی ان میں تپش صاف دیکھی جاسکتی تھی۔

"ہاں آٹھ نو دن تھے، میں تو پاگل ہوں جو رو رہی ہوں۔ سہی کہا تم نے۔ پیار بھی تو تمہیں مجھ سے ہے تو رونا تو تمہارا بنتا ہے میرا نہیں۔ چلو رو"

وہ اپنے آنسو اسکی سینے کی جانب والی شرٹ کے حصے سے رگرتی اصولی ڈیمانڈ پر آئی جوان امبر آنکھوں میں بے خودی کے بادل غالب لے آئی۔

"آثار تو یہاں ہیں پیار والے"

وہ مسکراتے ہوئے ہی چھیرتے بولا، سینے پر رکھی اسکی کہنیوں سے زرا بھی بے چین نہ ہوتے، دونوں ہاتھ دلارہ کے پیچھے لے جاتے اسکے سارے بال ہاتھوں میں پکڑے تاکہ وہ دِلارہ کے چہرے تک نہ جھولیں۔

"کل چلے جاوگے تبھی رو رہی تھی۔ تمہارے آنے کا سرپرائز بھی فیل نہیں ہو رہا"

وہ پھر سے بازو اسکی گردن میں پروئے اسکی گال سے گال لگاتی اس پر ڈھے جاتی بولی تو باران نے اسکے بال چھوڑتے دونوں بازو اسکے اطراف حائل کیے۔

"کل آنے میں ابھی اتنے گھنٹے ہیں دلارہ، مجھے بتاو میں تمہاری ساری فیلز زندہ کر دیتا ہوں۔ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے"

وہ اسے جس شکنجے میں قید کرنا چاہ رہا تھا، دِلارہ سب سمجھ رہی تھی، فوراسے سر اٹھائے اسے آنکھیں دیکھاتے گھوری۔

"اپنے کھیل اپنے پاس رکھو۔ میں تمہیں کڈنیپ کرلوں اگر پھر تو تم نہیں جاسکو گے واپس۔ تمہیں قیدی بنا کر رکھ لوں اگر۔ تمہارے ہاتھ باندھ کر تمہیں اس کمرے میں بند کر دوں؟"

دِلارہ کے نیک خیالات سنے باران قہقہہ مارے ہنسا تو دِلارہ کا منہ بنا۔

"یہ سننے میں اچھا لگ رہا ہے۔ جانا چاہتا بھی کون ہے تم سے دور۔ میں فلائیٹ میں تھا تبھی رات بہانہ کیا کہ بزی ہوں۔ ورنہ سرپرائز خراب ہو جاتا اگر تم مجھے رات کے وقت تیار دیکھتی۔ کیا واقعی خوش نہیں ہوئی مجھے اچانک دیکھ کر؟"

وہ اسکی جذباتیت پر دگنی اداس ہوئی۔

"اتنی خوش ہوں کہ تمہیں نظروں سے دوبارہ اوجھل ہونے دینا موت لگ رہا ہے، اب تو میرے پیپرز ختم ہو گئے۔ مجھے بھی لے جاو اپنے ساتھ۔"

دِلارہ نے اسکے سینے سے اترتے اسکے پہلو میں بس کر اسکی بازو پر سر رکھا اور بازو اسکے اطراف لیپٹی، باران کے لیے اسکا وزن معمولی تھا پر وہ جانتی تھی اتنی بھی نازک نہیں ہے، اچھا بھلا وزن رکھتی ہے پھر کوئی خطرناک حادثہ ہو جاتا تو دِلارہ کو نظریں بھی چرانے کا عذاب اٹھانا پڑتا اور اس وقت وہ اس سے اک پل نظر ہٹانے کے حق میں نہ تھی۔

"تم کیوں رہنا چاہتی ہو میرے ساتھ؟"

باران نے دونوں بازوؤں میں اسے بھرے اسکے چہرے کو محبت بھری نظروں میں بھرے پوچھا تو وہ سچ نہ اگل ڈالے اس سبب کچھ دیر آنکھیں چرا گئی۔

"میں نہیں چاہتی ناں کہ تم اپنے پیار سے دور رہو"

دِلارہ نے یہ جملہ اسے دیکھے بنا کہا۔

"میری طرف دیکھ کر بولو، خبر دار تم نے مجھ سے نظریں ہٹائیں"

باران نے اسکو اپنے سینے میں بھینچا ہی یوں کہ وہ اسے دیکھنے لگی، آنکھوں میں بے پناہ شکائیت لیے کہ وہ اسے ایسے کیوں پریشان کر رہا ہے۔

"تم دیکھے نہیں جا رہے مجھ سے۔ میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔ میں تمہیں ملنے بھی نہ دوں گی۔ بس بہت ہوا"

وہ اسکی گرفت میں مچل کر اٹھی اور پیر بیڈ سے اتارتے اٹھنے لگی جب وہ پریشان ہوئے اٹھ بیٹھے اسکی کلائی پکڑ کر کھینچے واپس خود پر جھکا گیا، دِلارہ نے سہم کر باران کی آنکھوں میں دیکھا۔

"کیا چاہتی ہو؟ جا کہاں رہی ہو؟"

وہ بے چین ہوا، اس نے دِلارہ کو جس طرح دونوں اطراف کمر سے ہولڈ کر رکھا تھا، دِلارہ کا خوامخواہ چہرہ دھواں ہوا اور بدن کانپا۔

"تمہارے لیے کچھ لانے تا کہ تمہارے یہ ہاتھ بتمیزیاں کرنا بند کریں۔ خبر دار جو تم بیڈ سے ہلے۔ چپ ایک دم چپ"

وہ کوئی مزاحمت نہ کر سکا کیونکہ دلارہ نے اسکو شانوں سے پیچھے کو دھکیل کر واپس بیڈ پر گرایا اور اس پر چڑھ کر بیٹھے اسے خطرناک تیوروں سے وارن بھی کیا۔

"مت جاو"

باران نے التجاء کی پر وہ سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

"میں روم لاک کر لے جا رہی ہوں۔ آدھے گھنٹے تک آتی ہوں۔ ہلنا مت۔ دروازہ توڑ کر بھاگنے کی کوشش کی تو میرا منہ نہیں دیکھ پاؤ گے، چومنا تو بہت دور کی بات ہے"

وہ اسکے اٹھنے پر واپس اسے دھکیل کر پیچھے کو گراتی اٹھی اور جا کر نائیٹ پاجامے اور جرسی سٹف ٹی شرٹ کے اوپر ہی لانگ کارڈگن پہنے ڈرا سے روم کیز لیے ڈور کی طرف بڑھی تو باران نے پیچھے ہی بیڈ کا تکیہ اٹھا کر نشانہ باندھے برسایا، وہ پلٹی اور سرد نظروں سے اس آدمی کو دیکھا۔

"تم مجھے اگنور کر کے جا رہی ہو، اسکی سزا دینے کا جب مجھے اختیار ملا پھر تمہیں نہ بھاگنے دوں گا نہ چیخنے اور نہ

مچلنے۔ جاو جاو میں بھی سو رہا ہوں۔ کل صبح تک سویا رہوں گا۔ جب تمہیں ہی میری قدر نہیں تو میں بھی ناراض ہو گیا ہوں"

باران نے دوسرا تکیہ بڑبڑانے کے فورا بعد منہ پر رکھا اور ٹانگیں دونوں پورے بیڈ پر پھیلائے ایک بازو بھی کھول لی، اب وہ کیکڑے کی طرح پورے بستر پر پھیلا تھا اور دِلارہ کا بس نہ چل رہا تھا وقت کو یہیں ٹھہرا دے، دلارہ کی نظر اسکے صاف ستھرے پیروں پر گئی، پینٹ تھوڑی نیچے پائنچوں سے فولڈ کر رکھی تھی، وہ واپس پلٹی اور بیڈ کی پائنتی کی جانب جا کر بیٹھی، پھر اس نے بیڈ کے کنارے رکھے

باران کے پیر کے اوپر والے انگلیوں کے حصے پر جھک کر اپنے ہونٹوں کو رکھا ہی کہ وہ کرنٹ کھائے نہ صرف پیر کھینچ گیا بلکہ تکیہ چہرے سے ہٹائے سر اٹھا کر پیروں کی طرف نیچے بیٹھی دِلارہ کو دیکھ کر شاک ہوا۔

"کہتے ہیں بے بی کے پیر کو کس کرو تو وہ اور لاڈ اور نخرے اٹھواتا ہے۔ اب میں نے اپنے بے بی کے پیر کو کس کی تو جی بھر کر مجھ سے لاڈ وصول کرو پر ناراض ہونے کی بات کی تو گلا گھونٹ دوں گی تمہارا۔ کہا ہے ناں آرہی ہوں"

وہ اٹھ کر اسکی طرف آئی تو باران نے تکیہ پرے پھینکا اور جھمپ مارتا وہ اٹھ کر دِلارہ تک پہنچا جو اسکے اک دم قریب

آنے پر گھبرا کر دو قدم دور ہوئی پر باران نے اسے دونوں بازووں سے پکڑ کر اپنے نزدیک کھینچ لیا۔

"تم نے میرے پیر کو کس کی؟ ویسے تو بڑی سینسٹیو ہو۔ پیر پر کتنے جرمز ہوتے ہیں، سوچا نہیں تم نے اس کارنامے سے پہلے؟"

وہ اسے ڈانٹتے ہوئے بول رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے تم نے آکر پہلے ہاتھ پیر اچھے سے دھوئے ہوں گے۔ اور میں نے وائف کی طرح نہیں کی۔ تم چھوٹے سے بے بی لگے تبھی کی۔"

دِلارہ نے فوراپر اعتمادی سے وضاحت دی تو باران کی خفگی لمحہ لگاتے پیار بنی۔

"اور اس سے جو مجھے سپیشل والا فیل ہو گیا ہے اب اسکا کیا کروں؟"

باران نے سخت بے بس بنتے اپنی حالت کہی جو وہ ظالم دیکھ کر بھی جھٹلا رہی تھی۔

"اس میں کیسا سپیشل باران۔ تمہارے پیر ہیں بھی بہت پیارے کے منہ سے زیادہ صاف ستھرے لگتے ہیں تو مجھے

پیار آگیا انکو صاف ستھرا دیکھ کر۔ دیکھو میں نے کوئی سپیشل فیل نہیں کروایا باخدا"

وہ صفائیاں دیتی اور جان کو آرہی تھی اور باران نے اسے بس زور سے اپنے سینے لپٹا لیا جیسے بہت کچھ ایک ساتھ کنٹرول کیا ہو۔

"اب یہ کیوں کر رہے ہو، ناراض ہوں ناں میں تم سے"

وہ خود بھی ہاتھ اسکی کمر کے اطراف جماتی روہانسی ہوتے منمنائی تو باران کی گرفت مزید جکڑی گئی، وہ اسکی گردن

میں چہرہ دیے اسکی مہک سے اپنے بڑھتے جذبات کو سکون پہنچا رہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہیں خود سے ناراض ہونے دوں گا؟"

باران کا استحقاق چھلکاتا لہجہ اپنی شدت سمیت دِلارہ کی برہمی دور کرنے کا موجب بنا پر وہ ظاہر ایسے ہی کرنے والی تھی کہ اس پر اثر نہیں ہوا۔

باران نے اسے اپنے سامنے کیا پر ہنوز وہ اسکی اک مضبوط بازو کے ہالے میں مقید کھڑی دم سادھے باران کے چہرے

پر اپنی بیقرار نظریں پھیرنے لگی کہ اب وہ آگے کیا کرنے والا ہے۔

"دیکھو مجھے کس کرنے کی کوشش بھی مت کرنا باران"

دلارہ نے اسکے ارادے تب سمجھے جب باران کی نظر دِلارہ کے ہونٹوں پر جمی تھی۔

"کیوں؟ کوشش کس نے کرنی ہے میں تو جیتی جاگتی کس کرنے والا ہوں۔ کوشش اناڑی لوگ کرتے ہیں"

وہ شوخی مارنے کے چکر میں جو بولا، اب اسکی جان اور مہارت ایک ساتھ دلارہ نکالتی۔

"مطلب کیا ہے تمہاری اس بات کا، پہلی بار ہر کوئی اناڑی ہی ہوتا ہے پھر تم نے کہاں ٹریننگ لے رکھی جو تمہیں اپنے گڈ کسر ہونے کا اتنا یقین ہے"

دِلارہ نے سارے لاڈ اک طرف کرتے اس آدمی کو گریبان سے دبوچا تو باران کو کوئی راہ نجات دور دور نظر نہ آئی۔

"یہ میں نے تمہیں خوامخواہ رعب میں ڈالنے کو بکواس کر دی ہے، اب اس پر بگھڑ مت جانا"

وہ تاسف سے منت پر اترا اور دلارہ اترائی کہ یہ اتنا بڑا آدمی کس طرح دِلارہ کے آگے سہم گیا ہے۔

"تم یہ بھی کہہ سکتے تھے تمہارے ہونٹوں کو بس دیکھ کر ہی ماہر ہو گیا میں، رومنٹک باتیں کرنی نہیں آتیں کیا؟"

دِلارہ نے اسکے کالر پر جمی ڈھیلی پڑتی گرفت مزید سخت کرتے اسے اتنے قریب کھینچ لیا کہ بس دونوں طرف اک گہرا سانس لینے کی دیر تھی اور ہونٹوں کی ساری خواہشات مٹنے کا سلسلہ چل نکلتا۔

"رومنٹک ہونے ہی لگتا ہوں پر تم کوئی ایشو اٹھا لیتی ہو۔ یہ بتاو کہاں جاو گی اور مجھے قید کرنے کے لیے کیا پھندے یا رسی کا انتظام کرنے جا رہی ہو؟ میں یہاں اکیلا کیا کروں گا؟"

وہ اسے ابھی نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ کیا لینے جا رہی ہے پر یوں باران کا مسکین بننا بھی کہاں قبول تھا۔

"جو میں اکیلی کرتی رہی ہوں یہاں ہفتے سے وہ کرو۔ تمہیں احساس ہو کہ کیسا فیل ہوتا ہے۔ مصروف ہو کر تمہیں میری کمی اتنی محسوس نہیں ہوتی ہو گی پر اب اس کمرے میں رہ کر دیکھو۔ میں آتی ہوں"

وہ اسے سزا دینا چاہ رہی تھی جسے مصروفیت میں بھی کئی دن سے وہی یاد آئی تھی، سارے فیصلے یہ لڑکی خود ہی تولے رہی تھی۔

"میں نے کب محسوس ہونے دیا تمہیں اکیلا؟"

وہ اسکی پھر سے کلائی اچک کر اپنے سینے کی اور گھسیٹ گیا کہ ایسا الزام وہ بڑے دل کے باوجود نہ سہہ سکا۔

"جب کال پر بات نہیں ہوتی تھی تب، تمہارے بہت کام تھے میرے بھی لیکن پھر بھی یہ شکوہ کروں گی۔ میرا حق ہے"

وہ اپنے فضول حقوق کے لیے تو بڑا مچل رہی تھی، جو لینا چاہیے تھا اس سے دامن بچا رہی تھی۔

"تم نے جاتے ہوئے جو اپنا حق لینے کے باوجود میری جان مشکل میں پھنسائی تھی اسکا کیا؟"

وہ جان بوجھ کر ٹاپک بدل رہا تھا۔

"دیکھو وہ ایسے تھا جیسے ایک گاڑی اچانک دیوار سے جا ٹکرائے، آٹو میٹک تھا"

دِلارہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی پر باران ہونق ہوتا دو قدم پیچھے ہٹا، دِلارہ اسکے ڈرامائی ری ایکشن پر الرٹ ہوئی۔

"تمہیں میرے ہونٹوں اور گاڑی میں فرق نظر نہیں آیا، اوہ میرے خدا۔ کہاں سے لگ رہا ہوں گاڑی والے ہونٹوں والا۔۔۔ سیریسلی؟"

وہ صدماتی انداز میں بڑبڑایا تو وہ ہنستی ہوئی اسکی طرف بڑھی، اسکے دونوں بازو پکڑ کر کھینچے کیونکہ وہ دونوں ہاتھوں کو بالوں میں پھنسائے ہوئے گھور رہا تھا۔

"سوری بہت بونگی مثال دے دی، تمہارے ہونٹ گاڑی جیسے بلکل نہیں ہیں"

وہ مسکراہٹ دباتی اسے پر سکون کرنے لگی پر وہ بھانپ رہا تھا کہ وہ مزاق اڑا رہی ہے۔

"تو پھر۔ خود کو میرے آگے جاتے ہوئے پیش کرنے کی کیا حرکت کی تھی تم نے۔ پتا تھا کچھ کر نہیں سکتا، تبھی مجھے آزمایا تھاناں"

وہ خوامخواہ غصہ ہوئے جا رہا تھا جبکہ دِلارہ نے ہار سا جاتے جب دونوں ہتھیلیوں کی گرمائش باران کے چہرے کو دیتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں پکڑا تو وہ گہرا سانس بھر گیا۔

"نہیں باران۔ وہ خود بخود ہوا کہ مجھ سے تمہیں روکا نہ گیا۔ میں بلکل برف کی طرح جم سی گئی تھی۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہاری کسی بھی بے چینی پر راضی ہو سکتی ہوں؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں نے تمہیں بس مس کیا ہے اتنے دنوں میں؟"

وہ اسے یوں مرضی سے سانس بھرنے کے قابل بھی نہ چھوڑ رہی تھی، سوال کیے منتظر تھی کہ وہ جواب دے۔

"پھر کیا کرتی رہی ہو؟"

باران نے اسکے دونوں ہاتھ چہرے سے ہاتھوں میں پکڑ کر باری باری چومتے دلارہ کی طرف دیکھے پوچھا تو وہ مبہم سا مسکرائی۔

"کیوں بتاوں؟ تم بہت سے دن رکو ناں پھر خود جان لینا کہ یاد کے علاوہ کس جذبے میں قید ہو گئی ہوں۔"

وہ کبھی بھی منہ سے نہیں کہنے والی تھی کہ وہ اسکی چلتی سانسوں کا سبب ہے، یہ راز باران کو خود ہی اگلوانا تھا۔

"نہیں رہ رہا کیونکہ تم اپنے قریب نہیں آنے دیتی۔ ابھی بھی یہی لگ رہا ہے ہم لانگ ڈسٹنس میں ہی ہیں۔"

باران نے اسکے ہاتھوں کو چھوڑتے منہ پھیرا اور پلٹ کر کھڑا ہوا تو دِلارہ اسکی بیک سے جا جڑتی اسکے پچھلے کندھے پر اپنے ہونٹوں کو رکھے کس کرے بازو اسکے بغل سے نکالے، ہاتھ اپنے باران کے سینے پر جما گئی۔

"لانگ ڈسٹنس میں بیک ہگ ہوتے ہیں کیا؟"

وہ سر اسکی کمر سے جوڑے دانستہ شرارت سے بولی تو وہ کچھ کہہ ہی نہ پایا، دھیان تو دِلارہ کے دل کی دھڑکن سے جا الجھا تھا۔

"نہیں۔ یہاں آو میرے پاس"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسے سامنے لایا تو دِلارہ کی اداس آنکھیں بہت سے فسانے کہتی محسوس ہوئیں۔

"کیا چاہتی ہو؟"

وہ سنجیدہ تھا، وہ دگنی ہوئی۔

"یہی کہ تم میرے حکم بنا اعتراض مانو، یہ جدائی تم نے دی ہے تو میرے اندر اسکا برا اثر ختم ہونے تک انتظار کرو۔ کیا پتا تمہیں ادھوری کس پوری کرنے کے لیے دوبارہ نہ کہنا پڑے مجھے۔ صبر نہیں ہے تم میں کیا؟"

وہ اسکے صبر کیا اسکی برداشت سے بھی کھیل رہی تھی، وہ کیسے دور رکھتا خود کو اس سے، کیسے روکتا اپنے آپ کو اس لڑکی سے پیار جتانے کے لیے۔

اس لڑکی کے اصول باران کو کہیں کا نہ چھوڑ رہے تھے۔

"تمہیں میں صبر کرتا چاہیں ہوں؟ تمہیں پتا ہے صبر کرنا کتنا بھاری ہوتا ہے۔ چاہے جس بھی معاملے میں ہو؟"

وہ سیدھا سبھاو اس ظالم سے کہہ بیٹھا جو خود مظلوم تھی، ترسی ہوئی تھی اس شخص کے لیے پر کیسے کہہ دے ایک دم سے، یہ نہیں ہوتا تھا اس سے۔

"کہو کہ کبھی نہیں جاوگے، ابھی کر دوں گی کس"

وہ سیدھی شرط میدان میں لیے اتری۔

"تم جانتی ہو ایسا نہیں ہو سکتا فی الحال۔ میرا جانا ضروری ہے بھلے ایک آخری بار ہی سہی"

وہ سرد مہری سے بولا تو دِلارہ اس سے دور ہوئی۔

"میں تمہیں جانے دوں گی تو جاو گے ناں۔ ہلنا مت یہاں سے"

وہ باران کو پکڑ کر واپس دھکیل کر بٹھائے خود اس بار جب کمرے سے نکلی تو باہر سے دروازہ بھی لاک کیا جبکہ باران سرد سانس بھرتا وہیں پیچھے کو گر گیا، دِلارہ نے اپنے بگھڑے موڈ کو بحال کیا اور وہ گھر سے نکلی، بیگ اس نے اپنے دوسرے روم سے لیا جبکہ گاڑی تھی نہیں تبھی وہ پیدل ہی کچھ دور تک گئی، جہاں کافی ساری جیولری شاپس تھیں، دو تین شاپس سے اس نے مطلوبہ چیز مانگی پر وہاں

موجود نہ تھی پھر دِلارہ کو ایک سپیشل شاپ نظر آئی اور وہ اس میں گھسی، شاپ اونر فورا اسکی طرف آیا۔

"مجھ hand cuffs چاہیں۔ ہتھکڑی۔ جلدی سے دیں"

وہ شاپ اونر سے سیدھا سبھاو بولی جو آگے کاونٹر کے مین حصے تک آتا رازداری سے دلارہ کی جانب ذرا نیچے سر جھکائے جھکا۔

"نارمل والی یا اہم اہم والی؟"

شاپ اونر کے کمینگی سے پوچھنے پر دلارہ ٹھٹھک کر رہ گئی۔ اب یہ نارمل والی اور اہم اہم والی کونسی اقسام ہیں۔

"جن میں دونوں ہاتھ قید ہو جائیں انسان کے وہ چاہیے"

دلارہ نے تپ کر شاپ اونر کو بھی سٹپٹا کر رکھ دیا۔

"جی میم وہ تو ہو جائیں گے پر کسی مجرم کے لیے چاہیے یا اپنے ہسبنڈ کے لیے؟۔ مجرم کو پکڑنے والی تو نہیں البتہ شوہر کو قابو کرنے والی مل جائے گی۔ لگتا ہے آپکو وہی چاہیے"

شاپ اونر نے اس بار زرا بے شرم بن کر سارے لحاظ کے پردے چاک کیے جبکہ وہ معصوم سی دلارہ اب اس سوچ میں ڈوبی اس آدمی کو گھور رہی تھی کہ اسے کیسے پتا چلا کہ یہ

ہتھکڑی وہ باران کے لیے خرید رہی ہے تا کہ وہ واپس
بریمن نہ جاسکے۔ پھر دلارہ کو تھوڑی دیر بعد سمجھ آئی یہ
کس قسم کی قید کے اشارے ہیں جب اس اونر نے اسے
گلابی فلفی ہتھکڑی پیش کی، وہ بنے تو handcuffs ہی تھے
پر ان کو فینسی بنانے کے لیے اون کے بال چپکا رکھے تھے
اور لپ سٹک اور ہاٹ ڈے والا ایموجی بھی سل کر چپکا تھا۔

"اوئے مسٹر، میں نے کسی مفرور کو فرار ہونے سے روکنے
کے لیے اسکے ہاتھ باندھنے ہیں۔ اسکی اکلوتی عزت سے
نہیں کھیلنا۔ تمہاری شاپ تو میں آج ہی کمپلیین کر کے بند

کرواتی ہوں۔ معصوم لوگوں کو کیسی کیسی چیزیں بیچ رہے ہو۔ گدھے"

وہ سرخ رو ہو کر اس بچارے شاپ اونر پر ہی برسی تھی جو اس دوشیزا کو ٹھیک چیز دیکھانے کے باوجود سر پیٹ رہا تھا۔ بچارا!

"میم یہ غلط چیز نہیں ہے۔ کپلز اسکی بہت ڈیمانڈ کرتے ہیں اجکل۔ خرافاتی سہی پر لوگ شوق سے لیتے ہیں۔ آپ پلیز میری شاپ کو کیوں بند کروانے پر تلی ہیں۔ اس سے ہاتھ قید ہو جاتے ہیں، بس زرا یہ چیزی لک میں ہے۔ آپ کہتی

ہیں تو میں آپکو بلیک میں دیکھا تا ہوں وہ تھوڑی اچھی لک میں ہے"

شاپ اونر کو اپنی شاپ کی فکر پڑی تبھی منتوں ترلوں پر اترا جبکہ دِلارہ نے بھی زرا غصہ اک طرف کیے جب بلیک والی دیکھی تو وہ کچھ اچھی لگی۔

"ٹھیک ہے دے دو پر یہ اہمم اہمم والی بول کر بیچنا بند کرو، شرم لحاظ کرتے ہیں کیسی بے شرمی پھیلا رکھی ہے تم سب نے۔ ہر کوئی ایک جیسا لفنگا نہیں ہوتا۔ یہ والی دو۔ اور مجھے رسی بھی چاہیے، زرا سوفٹ ہو تا کہ کھبے نہ۔ اور ایک ڈک ٹیپ بھی۔"

دِلارہ نے اسے پر اپر شرم دلا کر مزید کچھ چیزیں ڈیمانڈ کیں تو شاپ اونر نے پہلے تو خوفزدہ ہو کر اس لڑکی کو دیکھا کہ یہ کسے کڈنیپ کرنے والی ہے پر پھر یہ سوچ کر سوال نہ کیا کہ لینے کے دینے نہ پڑ جائیں، شرافت سے اس نے دِلارہ کی مطلوبہ تمام چیزیں ایک شاپنگ بیگ میں رکھ کر اسکی طرف بڑھائیں جسکے بعد دلارہ نے کیش سے ہی پیمنٹ کی اور جاتے جاتے اچھی آنکھیں بھی نکال کر گئی۔

واپس آنے تک اسے واقعی آدھا گھنٹہ لگا، وہ گھر میں داخل ہوئی، کارڈیگن اتار کر باہر ہی ہینگ کیے وہ سیدھی واپس روم کی طرف آئی اور چابی لگا کر کمرہ کھولا تو وہ کروٹ پر لیٹا

معصوم بچے سا چادر کے دھاگے فرصت سے نکالنے میں لگا ٹائم پاس کر رہا تھا، دِلارہ کے بیڈ کی نئی بیڈ شیٹ جو کہ دھاگوں سے بنے ڈیزائن کی تھی، اچھی خاصی جگہ سے خالی ہو چکی تھی اور نیچے دھاگوں کا جو ڈھیر لگا تھا وہ الگ۔

"کیا کر رہے ہو یہ؟"

دلارہ نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ٹوکا تو کروٹ سیدھی کیے سر پر کھڑی دلارہ کو الٹے انداز میں دیکھنے لگا۔

"اپنا نقصان نہیں تو اپنے کمرے کا سہو۔ کیا لینے گئی تھی تم؟"

وہ تفتیشی بنا بولا تو دلارہ نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا، باران اٹھ کر بیٹھا تو دِلارہ نے اسے بازو سے دونوں ہاتھوں کے سنگ پکڑا اور کاوچ پر بٹھائے اسے پکڑ کر گرا گئی۔

وہ گرنے کے انداز میں بیٹھا تبھی دِلارہ واپس پلٹی اور شاپنگ بیگ کو میٹرس پر الٹا، رسی، ٹیپ اور وہ کالی فلفی سی ہتھکڑی دیکھ کر باران کو گہرا دھچکا لگا، اس سے بڑا تب جب وہ handcuffs اٹھائے اسکی طرف آئی۔

"بہت ہی گندی چیزیں بیچنے لگے ہیں یہ لوگ، میں نے اس پر اسے کھری کھری سنائیں اس دکان دار کو۔ ہاتھ آگے کرو شاباش"

دلارہ اسے حکم دے رہی تھی جسے ماننا باران پر فرض تھا، جناب کی غصیل آنکھوں میں دفعتا سرور ڈھلنے لگا۔

"تم کہہ رہی ہو تم نے اس شاپ اونر کو کھری کھری سنائیں اور پھر وہی ہینڈ کفس اٹھا بھی لائی۔ دِلارہ یہ کچھ ہضم نہیں ہوا"

باران مجرم کی طرح اسکے حکم پر اپنے ہاتھ کھولے ہوئے منتظر تھا کہ وہ ہتھکڑی پہنائے

پر دلارہ وہ ڈھونڈ کر لائی سیاہ کلر کی ہتھکڑی پہنانے کے بعد تھوڑا سا بلش کی۔

"دیکھو اس نے کہا تھا رئیل والے لینے جاوں گی تو وہ لوگ مجھ سے سو سوال کریں گے، اوپر سے میں ابھی اٹھارہ کی نہیں ہوئی۔ اور مجھے تمہیں قید بھی کرنا تھا تو مجبوراً لائی ہوں۔ اس سے جڑی کوئی گندی فیل دماغ پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم میرے بس قیدی ہو"

دِلارہ نے اسکے ہاتھ مضبوطی سے لاک کرنے چاہے پر وہ کفس بچارے باران کی مضبوط کلائیوں پر کھب کر رہ گئے، کمینہ پھر بھی مسکرایا۔

"ملکہ! یہ پہن کر میں مجرم خود کو لگ ہی نہیں رہا۔ بے لگام آدمی لگ رہا ہوں۔ مجھ شریف کو گندے گندے خیال خود

آرہے ہیں اور تم روک نہیں سکو گی۔ نہیں جاتا میں تمہیں ایسے چھوڑ کر، کچھ ایسا کر کے جاوں گا کہ تم خود دھکے دے کر کہو گی کہ چلو نکلو نظر نہ آنا"

وہ مسکین بنا بھلے اسے اکسانے پر لگا تھا پر جو بڑبڑا رہا تھا اس میں دِلارہ کو کوئی خیر نہ نظر آئی، الٹا وہ مزید سرخ ہوئی۔

"تم پھر گندا بولے، مجھے دھمکایا بھی"

وہ اپنے جذبات و تاثرات مہارت سے چھپاتی واپس پلٹی اور اس بار رسی اور گرے سی ٹیپ بھی ساتھ لائی۔

"مت کرو دِلارہ، میں نے کیا یہی تو تمہاری چیخیں نکلیں گی یاد رکھنا"

باران نے اسے وارن کیا پر دلارہ نے ٹیپ کا کنارہ اتارا اور اسے ظالم پن کی انتہا کرتے باران کے خوبصورت ہونٹوں پر لگا کر چپکایا جو منہ ہی منہ میں اونہہ کرتا مچل گیا، اس ظالم نے یہیں بس نہ کی، وہ اسکے پیروں میں بیٹھی اور باران کے لاکھ مزاحمت کرنے پر اس نے وہ نرم سی مگر مضبوط رسی، باران کے دونوں پیروں کو جکڑنے کے لیے اِنکلز کے قریب کس دی جس سے باران اب اٹھ تو سکتا تھا پر چلنا

مشکل تھا، اٹھتا بھی تب جب اسے کوئی سہارہ دیتا کیونکہ ہاتھ بھی اس سستے handcuffs میں قید تھے۔

"جب تک تم یہ نہیں مانتے کہ تم اب کہیں نہیں جاو گے، ایسے ہی باندھ کر رکھوں گی۔ بھوکا پیاسا تم بھی رہو گے اور خود کو بھی رکھ کر مار دوں گی پر تمہیں جانے نہیں دوں گی"

دلارہ نے ہاتھ جھاڑتے نادیدہ دھول جھاڑتے حکم سنایا جس پر باران کاوچ پر بیٹھا بن پانی کی مچھلی پھڑ پھڑایا، پیر بندھے تھے، ہاتھ بھی اوپر سے منہ بھی ظالم نے ٹیپ لگا کر بند کر دیا۔

"جب تک وعدہ نہیں کرو گے میں ترس نہیں کھاوں گی۔ایسے تڑپو مت۔ترس آرہا ہے"

وہ باران کے سیدھا الٹا ہونے پر پریشان ہوتے اسے دھمکانے لگی پر تب دِلارہ کے ہاتھ پیر پھولے جب باران نے پیروں کو الگ کرنے کو اپنی پوری فورس لگانے کے ساتھ وہ نازک handcuffs بھی زور لگا کر کھینچنے شروع کر دیے۔

"مت کرو۔وہ تمہاری سکن میں کھب رہے ہیں۔پلیز باران مت کرو۔ادھر دیکھو"

وہ اسکو اس مزاحمت اور وحشی پن سے روکنے کو اسکا چہرہ اوپر اٹھائے قریب آئی اور جب اسکے ہونٹوں پر لگی ٹیپ یہ سوچ کر ہٹانے لگی کہ کم از کم وہ بول پائے تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا کیونکہ یہ ٹیپ اترنے میں بہت درد دیتی تھی، بعض اوقات ہونٹوں کی سکن بھی ساتھ لے جاتی تھی تو اسے بہت آہستگی سے اتارنا پڑتا تھا۔

"کیا نہیں اتاروں ٹیپ؟"

وہ روہانسی ہوئی کہ سمجھنے سے قاصر تھی وہ کیوں ٹیپ ہٹانے سے روک رہا ہے۔

"میں آرام سے اتاروں گی"

دِلارہ نے اسے پورا یقین دلایا تب باران نے اسکے بھروسے ہاں میں سر ہلایا، دلارہ جھک کر اسکے چہرے کے قریب ہوئی اور ایک ہاتھ سے اسکا جبڑے سے چہرہ پکڑے دوسرے سے اس نے بہت ہی آرام سے وہ شدید چپکی ٹیپ اتاری اور اتارتے ہوئے وہ اتنا پریشان نہ ہوا جتنی دلارہ کی جان اسکے ہونٹوں پر یہ ظلم ڈھا کر نکل رہی تھی۔

"آئی ایم سوری۔ مجھے اس کمبخت نے لوہا جوڑنے والی ٹیپ دے دی کیا۔ درد ہو رہا ہے کیا؟"

دلارہ نے آدھے ہونٹوں سے اتارتے بیچ میں پاز لیتے پریشانی سے پوچھا تو باران نے فوراسر اثبات میں ہلائے اور مسکین بننے میں حد کی۔

"اوہ مجھے معاف کر دو پلیز، بس اتر گئی"

دِلارہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے پر اس نے فائنلی وہ اتار کر اچھوت کی طرح پھینکی اور اسکے سنبھلنے سے پہلے باران نے اسکی ٹانگ میں پیر الجھاتے اسے اپنے اوپر گراتے ہی وہ بندھے ہاتھ ہار کی طرح دلارہ کے گرد پروتے اسے پوری طاقت سے قابو کیا جو اس اچانک افتاد پر سنبھل نہ پائی اور

باران کے تھائے پر جا بیٹھی اور handcuffs میں مقید
باران کے ہاتھ بھی اسے قید کر چکے تھے۔

"ت۔۔ تم بندھے ہو کر بھی خطرہ ہو۔ آئی ایم سوری
تمہارے لپس ریڈ ہو گئے۔ میں نے تمہیں فزیکلی درد دینے
کی نیت نہیں کی تھی"

وہ نمدیدہ ہوتی باران کا چہرہ ہاتھوں میں لیے انگلی کی نرم
پوروں کو اسکے ہونٹوں پر پھیرے بس رو دینے کو تھی۔

"میں آرام لینا بھی جانتا ہوں"

وہ اسکے بھیگے نین دیکھتے ہی مر مٹا، بے قابو ہوا اور دِلارہ کے دونوں ہونٹوں کو اپنے درد کرتے ہونٹوں سے جوڑتے دباو دیا، اپنے لمس و استحقاق سے اس لڑکی کو لرزا دیا اور خود بھی مزید بے قابو ہونے ہی لگا پر وہ دور ہو گئی، وہ اسکے منہ کو پکڑے خود سے دور کرنے لگی پر یوں تھا جیسے دِلارہ کے ہاتھوں سے جان نکل گئی ہو، وہ ہر ممکنہ کوشش کرے اس سے بچنے پر لگی تھی، پر وہ شکاری شیر کی طرح اسکی مزاحمت کو جھٹکتا ایگریسو ہونے کی کوشش میں تھا۔

"ب۔۔بس۔۔۔تم چلے جاو۔کل کے بجائے آج ہی پر پلیز یہ مت کرو۔باران۔۔۔۔"

وہ گہرے سانس لیتی اس سے دور ہونے کو اسکی گردن میں جا چھپے منت پر اتری اور باران کمینگی سے مسکرایا۔

"تم ڈھنگ سے مجھے کس کرنے دو گی یا نہیں؟"

باران نے سخت تنگ آتے شکوہ کیا جس پر وہ ڈرے ڈرے سامنے ہوئی۔

"پ۔۔پلیز"

وہ اسکے آگے پہلی بار اسی کی قربت سے خوف کھاتی ملتجی ہوئی تو باران کو رکنا ہی پڑا، اس نے دونوں ہاتھوں کی قید سے اسے نکلنے دیا جو اٹھ کھڑی ہوتی اپنے سرخ دہکے

رخساروں پر ٹھنڈے ہاتھ جمانے لگی پھر جب باران کو کھولنے کا سوچا تو وہ ایک ہی جھٹکے سے ان handcuffs کو دو میں تقسیم کرے ان دو کے بھی ٹکرے کرتا جھک کر خود ہی پیروں کی رسیاں کھولنے لگا، دلارہ کو آگ اب بس گالوں سے نکلتی نہ محسوس ہوئی بلکہ چار سو نادیدہ حرارت فیل ہونے لگی۔

وہ رسیوں سے پیر آزاد کرے جب اٹھا تو دلارہ ڈر کر پیچھے قدم لیتی اس سے پہلے دیوار سے پٹختی، وہ بھاگنے کے انداز میں آتا بروقت اسکے سر کے پیچھے ہاتھ رکھ گیا ورنہ وہ بدحواسی میں ابھی اپنا سر پھوڑ ڈالتی۔

"ابھی بس مرہم لیا ہے تو تمہاری جان نکل گئی۔ جب ان سے طلب پوری کروں گا تب کیا ہو گا تمہارا؟ تم مجھے نہیں جھیل سکتی۔ ختم کر دیں یہ رشتہ؟"

وہ اسکی بدحواسی پر سخت پریشان تھا، جبکہ دِلارہ نے اسے دکھی ہوتے دیکھا، وہ ایسا کہنے کی جرت بھی کیسے کر سکتا ہے۔

"کیا یہ رشتہ صرف اس لیے ختم کرو گے کہ میں تمہارے قریب نہیں آ رہی یا تمہیں نہیں آنے دے رہی۔ جو تمہیں دور بیٹھے بھی سکون دیتی رہی، تمہاری فکر میں مرتی رہی ہوں، تمہارے لیے تڑپتی رہی ہوں۔ تمہیں اپنی

آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی۔ یہ سب تمہارے نزدیک کچھ نہیں؟"

وہ آنکھوں میں آنسو بھرے باران کے کہے الفاظ سے بہت براہرٹ ہوئی، صرف ان الفاظ سے کہ اس نے رشتہ ختم کرنے کا سوچا بھی کیسے۔

"لڑنا چاہتی ہو مجھ سے؟"

باران نے تاسف سے پوچھا تو وہ سارے جھگڑے سمیٹے اسکے سینے میں چھپ گئی، وہ کانپ رہی تھی۔

"میں تم سے حاصل ہوئے سکون کو کافی کبھی نہیں سمجھ پاتا، مزید چاہیے مجھے۔ یہ بات سمجھو۔ یہ سب جو گنوایا ہے یہ میرے لیے بے حد قیمتی ہے۔ تم ہوش کھو بیٹھی، سر دیوار سے لگتا تو چوٹ لگ جاتی۔ تبھی کہا کہ یہ رشتہ کہیں تمہارے لیے مشکل تو نہیں بن رہا۔"

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے اسکی پھر سے ہچکیوں سے دکھ رہا تھا پر وہ ظالم بنی روئے جا رہی تھی۔

"م۔۔مجھے کبھی مت چھوڑنا۔"

وہ آنسوؤں سے بھری آواز لیے اسکے سامنے ہوتی سچ میں آدھی ہو گئی کہ باران نے ایسی بات کی بھی کیسے۔

"میں نہیں چھوڑوں گا۔ آئی ایم سوری تمہیں رلا دیا۔ کہو گی تو نہیں جاوں گا، پر ایسے مت کرو"

باران کے دگنا ہرٹ ہونے پر وہ اپنے بہتے آنسو پونچھ گئی۔

"ن۔۔نو تم چلے جانا پر کبھی چھوڑنے کی بات مت کرنا۔ کیا تم میرے بنا رہ سکتے ہو؟"

وہ گرے آنکھیں اب بھی لال تھیں اور ان میں بے شمار خزن بھرا تھا۔

"نہیں ہر گز نہیں دلارہ"

وہ اسکے چہرے کو دیوانگی سے تکتا فورا نفی میں سر ہلا گیا۔

"تو پھر چھوڑنے کی بات کیوں کی۔ اچھا ہے تمہارے ہونٹوں کو درد ہوا۔ تم بری باتیں کرتے ہو اور سوچتے بھی نہیں کہ کوئی ایسا سوچ کر مر گیا تو؟"

وہ اسکی ٹھوڑی پکڑتا اسکا چرایا چہرہ ہولڑ کرے یکلخت اپنی طرف کرتا ان بھیگی آنکھوں میں جھانکا۔

"I love You so much"

پھر سے باران نے بس پیار سے اسکے ہونٹوں کو چھوا، وہ اس عام سے چھونے پر بھی پوری جان سے کانپ جاتی تھی، رخسار بھی بھیگے وہ الگ، جتنے آنسو سنبھالے تھے سارے بہہ گئے۔

"مت ک۔۔ کرو ناں پلیز۔ تم کیوں مجھے ستا رہے ہو؟"

وہ ہچکی بھر کر اسکے پیار سے چھونے پر بھی رو پڑی، باران کو سمجھ نہ آیا اس سچویشن میں کیا کرے کہ لڑکی تو چھوئی موئی ہو رہی تھی۔

"او کے روم میں رہے تو ایسا سب ہوتا رہے گا۔ باہر چلتے ہیں۔ جا کر فریش ہو کے ریڈی ہو شاباش"

باران نے اسے بچوں کی طرح بہلانے کی کوشش کی اور وہ بچی نہیں تھی، سب سمجھ رہی تھی۔

"مجھے کہیں نہیں جانا"

وہ روہانسی ہوئی کہ باران جان چھڑوا رہا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں۔ بات مانو خود بھی اب"

زرار عب ڈالا گیا جس پر دِلارہ چپ چاپ جانے لگی پر وہ اسکے راستے میں آ رکا۔

"مجھے بتاو میں کیسے تمہاری ساری اداسی دور کروں۔ جو تم کہو گی وہی ہو گا۔ مجھ سے اریٹیٹ مت ہو یہ ہر ٹنگ ہے دلارہ"

وہ جاتے جاتے روک لینے پر رکی بھی اور اس غلط فہمی کو دور کرنے کو وہ باران کے قریب ہوتی اسکا گال چومنے لگی، کئی بار چوما وہ بھی جان نکال کر رکھ دیتے انداز میں۔

"میں تم سے نہیں خود سے اریٹیٹ ہو رہی ہوں۔ اوٹنگ سے ممکن ہے بہتر ہو جاوں۔ چینج کر کے آتی ہوں، تم غیر اہم نہیں ہو کہ میں تم سے بیر از آجاوں، اکتا جاوں یا اریٹیٹ ہونے لگوں۔ ابھی تو تم مجھے پورے بھی نہیں

ملے، ابھی سے دل کیسے بھر سکتا ہے میرا۔ کیا سب کچھ میں سمجھایا کروں تمہیں؟ تم خود کیوں نہیں سوچتے میرا؟"

وہ اسے دیکھتے اتنے سارے شکوے کرے گی، باران نے سوچا نہ تھا، پیار آیا ایسی شاکی آنکھوں پر جو اس کے لیے بس محبت اپنے اندر رکھنے کے حق میں تھیں۔

"بہت سوچتا ہوں تمہارا۔ مجھے فٹ کس کر دی ہے ناں اب بھگتو میرے نخرے اور اوٹ پٹانگ حرکتیں"

وہ بھی تو بچہ ہی بن جاتا تھا جسے پتا ہو کہ کوئی ہے سمیٹنے والا۔

"اس پر مجھے زرا بھی رگریٹ نہیں ہو گا کبھی کیونکہ زندگی میں پہلی بار مجھے کسی کے نخرے اٹھانے کی خواہش ہوئی اور وہ اکلوتے تم ہو، تم سکون ہو میرا۔ سمجھے ؟"

جانے اس کے بعد وہ سانس بھی کیسے لیتا، یہ لڑکی سب کچھ مشکل کرتی جا رہی تھی۔

"ہاں۔۔ سمجھ گیا"

باران نے اسکے ماتھے کو چومتے اقرار کیا تو اس لڑکی کی ڈوبتی سانس بحال ہوئی۔

"آتی ہوں۔"

وہ کہہ کر پاس سے گزری اور اسکی خوشبو باران کی سانس سانس مہکا گئی، اب تو وہ شکائیت کرنے لائق بھی نہ رہا تھا کہ اسے کہتا مجھے کیوں نہیں مل رہی ہو، وہ حسرت دے کر بھی تشنگی چھین چکی تھی، اک سکھ تو تھا جو باران کو بھی محسوس ہو رہا تھا، صرف اس پر کہ وہ دِلارہ کا سکون ہے۔

باران نے اپنا فون سائیڈ میز پر سے جا کر اٹھایا اور کسی کو میسج لکھنے لگا۔

"میں انقرہ آیا ہوں کچھ گھنٹوں کے لیے لیکن صرف دلارہ سے ملنے۔ تو گھر نہیں آوں گا۔ پلیز آپ لوگ مائینڈ مت کیجئے گا"

باران کا میسج اس بار فوراً ریسیو کیا گیا، دونوں سگھڑ بہوئیں ناشتہ لگوانے کے بعد خود بھی بیٹھیں جبکہ تینوں مرد حضرات تو پہلے ہی اپنی اپنی نشستوں پر براجمان تھے۔

"سنیں زرا اس خراب آدمی کی بات، اپنی دِلارہ سے ملنے کچھ گھنٹوں کے لیے انقرہ تشریف لایا ہے۔ اور فرمارہے ہیں حضور کے میں آپ سب سے نہیں ملنے والا"

عالیان نے سبکی توجہ اپنی جانب مبذول کرتے باران کا میسج پڑھ کر سنایا تو سب ہی مسکراتے نظر آئے، اس مسکراہٹ میں ڈھیر سی شرارت بھی مخفی تھی۔

"اسکے لچھن شدید خراب ہو چکے ہیں، مطلب ہماری کوئی ویلیو ہی نہیں رہی۔"

عالیان نے دہائی دیتے انصاف چاہا۔

"اسے ابھی ہی تو سکھ کا منہ دیکھنا نصیب ہوا ہے، رہنے دے اسے مست اپنی دنیا میں۔ تو کیوں جل رہا ہے جل ککڑے"

اسماعیل یلدرم تو اب باران کے خلاف مزاق میں بھی کچھ نہیں سن سکتے تھے لیکن آزاد ضرور سب جاننے کو بیتاب تھا

کہ اس چھوٹے شہزادے نے آخر کونسے کارنامے کیے جو سکھ کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

"کوئی مجھے بھی تو بتائے باران نے کیا کیا تھا؟"

آزاد کی لاعملی پر سب ہی متوجہ ہوئے اور پھر اسکے بعد ساری تفصیل سنائی گئی اور رہی سہی بقیہ کہانی اسماعیل یلدرم نے پوری کی، کافی صدماتی سچائیاں تھیں جو سبکو بھی ہلا گئیں۔

"توران سے اس گھٹیا پن کی امید نہیں تھی مجھے، جس خاندان میں عورت کا اپنی پسند سے شادی کرنے کی خواہش

کرنا جرم ہے، وہاں ایسے وارث کا ایسا گناہ کوئی اوقات ہی نہیں رکھتا افسوس۔ یہی تو المیہ ہے کہ انصاف نام کی چیز ہی نہیں۔ آلے زرا یہ خبیث اسے تو میں ہی گریبان سے پکڑوں گی پہلے "

نازلی کا بس نہ چل رہا تھا تو ران کو وہیں جا کر تھپڑوں سے بے حال کر دے جبکے افسوس تو سبھی کو گھیرے ہوئے تھا۔

"اسے میرا میسج دے کہ رات ڈنر وہ اور دلارہ حویلی کریں پھر جہاں مرضی جائیں۔ آزاد سے بھی مل لے گا۔"

بابا کے حکم پر وہ فرمابرداری سے سر ہلا گیا اور باران کو بابا کا حکم ارسال کیا، تب تک وہ اور دلارہ جانے کے لیے ریڈی تھے، دِلارہ نے بھی بلیک ہی ہر چیز پہنی تا کہ وہ باران کے ساتھ میچنگ کر سکے اور باران نے اسے ڈنر کے بارے بتایا تو دلارہ نے یہی کہا کہ وہ ضرور جائے گی اور باران کو بھی مجبوراً جانا ہی پڑتا۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

"بس خیر سے واپس آو دونوں۔وہ ٹھیک تو تھا؟"

گل خانم کی آواز میں بے پناہ دکھ تھا جبکہ پاس بیٹھی المیرا کی آنکھیں درد سے بوجھل تھیں، یہ خوشی کہ ایک ہفتے تک وہ اپنے بچے کو دیکھیں گی، اتنی دلخراش تھی کہ انکی آنکھیں کئی دنوں سے خشک ہونا بھول گئی تھیں۔

"جی انے، بڑا رعب تھا اسکا جیل میں۔میرا شیر بچہ۔مجھے پتا نہیں کیوں یقین نہیں کہ اس نے کچھ غلط کیا ہے۔ہم اسکی پہلے سنیں گے پھر سزا کا فیصلہ کریں گے۔"

برہان مسدور ہوٹل آچکا تھا پر اسکا دل تو توران کے پاس ہی رہ گیا تھا۔

"اگر توران کو سزا نہ دی تو ان ناہنجار نازلی اور ایدا کو بھی معاف کرنا پڑے گا۔ ویسے بھی مسدور خاندان انصاف اور بدلے کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اسے کہنا اس نے بڑی مشکل میں پھنسا دیا ہے اپنی مغرور اور سفاک دادی کو"

آج اس عورت کا غرور اور تنتنا مر چکا تھا، بس مسدور حویلی کی اک اک اینٹ توران کی واپسی کے لمحے گن رہی تھی۔

"اسکی آنکھیں گناہ گاروں والی نہیں ہیں انے، میرے بچے کی، ہم ظالم ضرور تھے اور پتا نہیں اس سے ملنے کے بعد مجھے ایسا لگا کہ اللہ نے ہمارے ظلم کی ساری سزا ہمارے توران کے حصے لکھ دی۔ میں اس سے مل کر بڑا دکھی ہوا ہوں۔ اسکی داڑھی میں سفید بال تھے، قلموں میں بھی۔ ہم تو اسکی شان دار جوانی سے محروم ہو گئے۔ میں اسکے سامنے بڑا مضبوط رہا انے پر اندر سے سب بدل گیا ہے۔ میں بہت اداس ہوں"

وہ بالکونی میں کھڑا بلکل بچوں کی طرح تڑپ اٹھا اور یہی حال تو گل خانم کا تھا، رہی بات المیرا کی وہ تو ویسے بھی ماں

تھی، ماوں کے کلیجوں تک بچوں کی اذیت کی ترسیل کسی باڈر کی محتاج نہ تھی۔

"آجاو خیر سے پھر باقی معاملات نمٹائیں گے، رکھتی ہوں فون"

شاید گل خانم سے مزید بات نہ ہو سکی تو فون رکھ دیا، پھر انہوں نے اپنا ضعیف ہاتھ المیرا کے سر پر رکھا جو رو رہی تھی، انھیں ڈر تھا بیٹے کے آنے تک یہ عورت بینائی سے ہی محروم نہ ہو جائے۔

"مت رو المیرا۔ دعا ہے تو اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھے۔ دیر سے ہی سہی پر دیکھے۔ وہ جلدی تیرے پاس ہو گا پتر، اپنی بچی کے ساتھ۔ اپنی من پسند عورت کے ہمراہ۔ غم نہ کر، اگر اس حویلی کے در و دیوار میں یہ نا ختم ہونے والی اذیت ہمارے ڈھائے مظالم کی وجہ سے ہے تو توبہ کی ہم نے اس سے۔ وہ تیرا ظالم شوہر تو جاتے ہی بدل گیا۔ یہ بوڑھی دادی بھی ممکن ہے پوتے سے اک ملاقات کی مار نکلے۔ نہ رو المیرا۔ اب تو صبر کا پھل ملنے کو ہے پتر"

المیرا کی ہچکیوں کو روکنے کے لیے گل خانم نے بہت بڑا فیصلہ لیا تھا، دِلارہ کی خبر نے آدھا جمود یہاں سے مٹایا اور

آدھا ممکن ہے توران کی واپسی مٹا دیتی، المیرا اٹھ کر انکے پاس بیٹھی تو گل خانم نے اپنی لاڈلی بہو کو اپنے سینے جب لگایا تو خود المیرا دنگ ہوئیں، اس حویلی میں روتے ہووں کو اس سے پہلے گلے لگانے کی رسم نہ تھی، یہاں تو روتے ہووں کو اور رلایا جاتا تھا، یہاں زخموں پر نمک تو چھڑکا جاتا تھا پر آج سے پہلے ایسے مرہم نہیں رکھا گیا تھا جسکی شروعات آج ہوئی تھی، وہ بھی اس حویلی کی سب سے ظالم عورت کے ہاتھوں۔

لگ رہا تھا سب بدلنے والا ہے، ساری تکلیفیں ختم اور دشمنیاں اپنے انجام کو پہنچنے والی ہیں۔

وہ لوگ بنی کو صبح ساتھ لے کر گئے، دِلارہ نے پہلے اسے کیئر یونٹ بی کے پاس چھوڑا پھر وہ باران کے ساتھ ایک میوزک کانسرٹ پر گئی، وہ ایک چیرٹی کانسرٹ تھا جسکا دِلارہ کو ارجنٹ انوائٹ آیا اور کیونکہ وہ اس این جی او سے جڑا تھا جسکی دلارہ رکن تھی تو وہ منع نہ کر سکی، اس نے باران اور اپنے نام کے بجائے نام چھپا کر دلبر لکھواتے کافی اچھی اماونٹ چیرٹی کی، پھر وہ اسے اپنے ان جاننے والے سرجن ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی جو اپنے پیشنٹس کی تھیراپی خود کرنے میں ماہر تھے، اور آدھا علاج یونہی

کرتے، انکی اک کلاس بھی لی جو بہت زیادہ دماغی سکون کا سبب بنی۔

دو بجے تک عزئزے کی انکو دی گاڑی خراب ہو گئی اور موسم بھی خراب ہو گیا تبھی گھر سے دور ہونے کے سبب باران اور دِلارہ کو مجبوراراستے میں اک ہوٹل دیکھنا پڑا تاکہ گاڑی ٹھیک ہونے تک اور بارش رکنے تک وہ وہاں سٹے بھی کر لیں اور لنچ بھی۔

باران کسی کال پر باہر ہی رکا تھا تو دِلارہ خود اندر آئی تاکہ وہاں کچھ گھنٹوں کے لیے روم لے سکے، اسکی کمرے کو لے کر بات ہو گئی تبھی باران بھی اپنی کال سننے کے بعد واپس

اندر آیا، کال ڈاکٹر علی کی تھی، باران نے دو دن پہلے اپنے تمام ٹیٹس دوبارہ کروائے تھے اور علی نے انہی کی رپورٹس دینے کے لیے کال کی، باران کے فریش چہرے سے لگ رہا تھا کہ ڈاکٹر علی نے کوئی سرپرائزنگ خبر دی ہے۔

باران بھی ریسپشن پر آکر رکا جہاں وہ ریسپشنسٹ باران سے مخاطب ہوا۔

"سر سپیشل روم بھی ایویلیبل ہیں، Moving bed,whip اور handcuffs کے ساتھ"

دلارہ نے فون پر کچھ نوٹیفکیشن چیک کرنے کے بیچ بس موونگ بیڈ کا ہی سنا تبھی وہ اس مینجر اور باران دونوں کو ایک ساتھ گھوری۔

باران اسے منع کرے اک سنپل ساروم ہی کہہ رہا تھا تبھی دلارہ نے اسکو بازو سے پکڑا اور سائیڈ لے گئی۔

"باران سنو! یہ تو چیٹنگ ہوئی۔ جب تم باہر کال پر بزی تھے تب جب میں یہاں ریسپشن پر روم لینے آئی تب تو انہوں نے مجھے Moving Bed کی آفر نہیں کی۔ اب جب تمہارے ساتھ آئی ہوں تو یہ لوگ ایسی آفر کر رہے

ہیں وہ بھی اتنی رازدار نہ۔ مجھے کیوں نہیں دیا انہوں نے یہ آفر؟"

وہ باران کی بازو پکڑے اسے اک طرف لا کر روکے شکوہ کناں ہوئی اور ناراض بھی کیونکہ اسے لگا یہ بیڈ شائد اچھی نیند کے لیے کوئی تھراپی دیتا ہو گا پر وہ کمینہ باران یلدرم جیسے آگے سے ہنسا دلارہ کا چہرہ بنا کچھ سمجھے بھی سرخ ہو گیا، اسے اس خرافاتی ہنسنے نے کچھ کچھ خطرے کا احساس دلا دیا تھا، باران نے ہنسی روکی اور مسکرا کر دلارہ کے کان کی طرف بینڈ ہوا۔

"کیونکہ وہ بیڈ خاص کپلز کے لیے ہوتا ہے، اکیلی لڑکی کو کیوں آفر کرتے۔"

باران نے اسکے دماغ میں بات بٹھائی پر ابھی بھی اسے سمجھ نہ آئی۔

"مطلب؟ کپلز کے لیے ہی کیوں۔ تفصیلا بتاوناں؟"

وہ الجھی تو باران نے نظریں ارد گرد گمانے کے ساتھ عقل کے گھوڑے دوڑائے کہ کیسے سمجھائے اسے۔

"رومینس میں ردھم لانے کے لیے، دوسرا یہ سونے میں بھی مدد دیتا ہے، باڈی پارٹس اگر پین میں ہوں کارناموں کے بعد تو انکو بھی ریلیف دیتا ہے"

باران نے معصومانہ سی سر کھجاتے وضاحت دی پر دِلارہ تو پہلے کچھ لمحے سن ہوئی، پھر اس نے وہیں سے دھواں ہوتا چہرہ پھیرا اور خود کو اس واہیات سوال کے لیے کوستی پلٹ گئی۔

"یہ کیا بکواسیات تھی۔ میرے خدا۔ دنیا میں کیا کیا ہو رہا ہے۔"

دلارہ نے ابھی کوڑے اور ہتھکڑیوں کا نہیں سنا تھا ورنہ اس ہوٹل مالک کو بھی اچھی سناتی۔

وہ جا کر اس ریسپشنسٹ سے کیز باقاعدہ چھین کر کمرے کی طرف بڑھ گئی تو باران بھی مسکراتا پیچھے گیا، بارش زیادہ تیز نہ تھی پر ٹھنڈک یکدم بڑھ گئی تھی، دو ہوٹل سٹاف ممبرز نے ان دو کو انکا سنپل مگر کمفی کمرہ دیکھایا جو بلیک وائیٹ کی تھیم میں تھا، بارش دیکھنے کو اک خوبصورت اوپن بالکونی بھی تھی جسے گلاس ڈور سے سیپرٹ کیا گیا تھا، ہوٹل سٹاف ان دو کو چھوڑے واپس گئے جبکہ دِلارہ نے ٹھنڈ لگنے پر اپنے بازووں کو ہاتھوں سے رگڑتے گرمائش دی اور جا کر

گلاس ڈور کے پاس رکی، باران نے روم کا ٹمپریچر ریموٹ کنٹرول پینل سے ہائی کیا اور خود بھی وہ دِلارہ کے عقب میں جا رکا،، اسکو دونوں شانوں سے تھاما، ہاتھ اوپر سے نیچے لاتے پھیرے تو وہ سرور بھرا مسکائی تھی، دِلارہ نے آنکھیں زور سے بند کیں جب باران نے اسے اپنی دونوں بازووں میں بھر کر اپنے سینے سے جوڑا، اسکے کان کے پیچھے بال کرتے دِلارہ کی گردن پر بنے نشان پر اپنے ہونٹوں کو رکھا تو وہ اپنے گرد باران کی بندھی بازو زور سے مٹھی میں دبوچ گئی۔

"میں نے اس کانسرٹ میں جب ریسٹ روم یوز کیا تب اپنی گردن پر نظر گئی، یہ کب کیا تم نے؟"

وہ تھوڑا سا گردن موڑے اسے دیکھتے بولی تو وہ اپنی بے خودی یاد کرتے مسکرایا۔

"جب تم سو رہی تھی۔ جب میں نے آکر تمہیں دیکھا، تب ڈھائے یہ ظلم۔ ابھی تلافی کر دیتا ہوں۔"

وہ اسکے پھر سے بہکنے پر فوراً پلٹ کر گلاس ڈور سے لگی اسے روک گئی، اسکے مضبوط سینے پر دونوں ہاتھ ٹیک کر رحم طلب نظروں میں باران کو بھرا۔

"نہیں۔ رہنے دو۔ ابھی گاڑی ٹھیک ہوتی ہے تو ہم یلدرم حویلی چلتے ہیں۔ وہیں رکیں گے۔ تم صبح مجھے گھر ڈراپ کرنا پھر چلے جانا واپس جہاں جانا ہے۔ اور رات میں ہم بس سوئیں گے۔ جب تم ہمیشہ کے لیے آو گے تب تمہاری رات الگ ہو گی۔ ابھی میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔ میں اک چھوڑ کر جانے والے، اپنے لیے ترسانے اور تڑپانے والے کے قریب نہیں ہونا چاہتی۔ میرا سانس سانس مشکل ہے، پھر دو بھر ہو جائے گا۔ سمجھ گئے تم میری بات"

وہ اسکے سینے پر ہنوز ہاتھ رکھے اس کو حکم دے رہی تھی جو وہ سن تو رہا تھا پر اس وقت دِلارہ کے سوا کچھ بھی دیکھائی دینا بند ہو گیا تھا۔

"ایسی تمہیدیں تو وہ باندھے جسے مجھ سے بہت پیار ہو"

باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ملائم سے نچلے ہونٹ کو انگوٹھے کی پور سے رب کیا، وہ لرز گئی باران کے اسطرح چھونے اور مزید حاوی ہونے پر۔

"کیا پیار کے علاوہ بات نہیں کر سکتے تم؟ ملکیت بھی تو ہو میری۔ میں یہ حق ملکہ بن کر جما رہی ہوں تم پر"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹاتی ناراضگی سے بولی پر باران کے پلے کچھ نہ پڑا۔

"پھر تو کچھ مالک میں بھی ہوں تمہارا۔ میرا حق جمانا کیوں منظور نہیں تمہیں؟"

باران نے اسکا دوسرا بھی سینے پر جما ہاتھ پکڑ کر اسکے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں حمائل کرتے سر کے پیچھے باندھے تو وہ بے حد نزدیک ناک کی ٹپ سے آ لگتی سانس روک گئی، وہ اسے پوری طرح خود میں قید کر چکا تھا۔

"تمہارے ح۔۔ حق بھاری اور خطرناک ہیں۔ جبکہ میرے ہلکے اور معصوم۔ اتنے قریب مت کرو مجھے۔ خود سے تمہیں دور کرتے اچھا نہیں لگتا باران"

وہ اسے اک آخری بار التجاء کر کے سمجھا رہی تھی پر باران پر وہ یوں سوار تھی جیسے کسی کے سر پر خون سوار ہوتا ہے۔

"مت کرنا دور، اگر تم نے اب میری کس کو پورا ہونے نہ دیا تو پاگل ہو جاوں گا"

باران نے اسکی ٹھوڑی پر سخت پکڑ جماتے اسکے ہونٹوں کو زرا اپنے قریب کیا پر وہ نفی میں سر ہلاتی اسے روکنے کی کوشش کرتی نظر آئی۔

"ب۔۔باران۔۔جب ہمیشہ کے لیے میرے پاس آجاو گے تب سب کچھ پورا کر لینا۔میں نے بہت مشکل سے تمہارے جانے پر دل کو راضی کیا ہے۔اسکے بعد میں سانس بھی نہیں لے پاوں گی تم سے دور۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنی گرے آنکھوں میں آنسووں کا طوفان بھر لائی،باران نے گہرے جبر سے اسے دیکھا۔

"اور ایسا کیوں کرو گی تم؟"

وہ اب بھی اسکے ہونٹوں، گالوں اور گردن کو نرم نرم ہونٹوں کے لمس بخشتا اس سے سوال کم اسکی جان زیادہ نکال رہا تھا، اور وہ اپنے جذبات کنٹرول کرنا مشکل جان رہی تھی۔

"ک۔ کیونکہ تم سکون کے بعد شاید میری جان کا روگ بھی بن گئے ہو۔ وہ والا روگ جسکے بنا دل، دل نہیں کہلاتا۔ محبت والا روگ"

ان بھیگی آنکھوں میں یہ بتا کر اک سکون اترا تھا۔

"اتنی بڑی بڑی باتیں کس نے سیکھائی ہیں تمہیں؟"

وہ اسکی آنکھوں کی سچائی کے آگے سن تھا۔

"پتا نہیں خود آ گئیں۔ پلیز اس کس کو ابھی پورا مت کرو۔ میں ایموشنلی تمہارے معاملے میں بہت ویک ہوں باران۔"

وہ اسے رحم کے لیے مجبور کر رہی تھی اور وہ کیسے ظلم ڈھاتا، اک آخری باران ہونٹوں کی ملائمت اپنے ہونٹوں سے محسوس کرتے ہی دور ہو گیا، اس نے ملکہ کو پوری ملکیت دے دی۔

"میں تمہارے پاس جلد آوں گا۔ اس ادھوری کس کو پوری کرنے۔ تم جیسا کہو گی ویسا ہو گا۔"

باران نے بس اسکے ہونٹوں کو بخشا باقی اسکی گردن اور بیوٹی بون پر سارا قہر نکالا جو جذبات دبانے پر اسکے اندر بھرا، دِلارہ نے اف بھی نہ کی، وہ اک نئے باران سے ملی جو خود کو ہر طرح کنٹرول کرنا سیکھ رہا تھا، وہ تو متبادل بوسوں پر بھی جلد ہلکان ہوئی، اور دلارہ کی بھاری سانسوں پر باران نے اسے بس اپنے گلے لگالیا، وہ بھی پوری قوت سے لپٹ گئی۔

ابھی وہ دو ٹھیک سے گلے لگے ہی تھے کہ باران کا فون رنگ کیا جو اس نے میٹرس پر پھینکا تھا، کال ضروری نہ ہو یہ دیکھنے وہ دلارہ سے الگ ہو کر میٹرس کی طرف بڑھا، کال کسی پرائیوٹ نمبر سے تھی تبھی وہ پیار سے بارش واپس انجوائے کرتی دلارہ کو کچھ دیر انتظار کا کہے کال سننے باہر نکلا، ابھی وہ باہر کوریڈور میں ہی کال ریسو کیے کھڑا تھا کہ کسی نے عقب سے اسکے ناک پر کوئی کپڑا رکھ دیا، باران کے ہاتھ سے فون وہیں گرا جبکہ وہ دو ہٹے کٹے آدمی تھے جو باران کو وہاں سے گھسیٹ کر لے گئے، اور دِلارہ بارش ہی دیکھتی رہ گئی۔

.._____..

وہ گھر سے بہت ہمت اکھٹی کیے فائنلی سیٹ پر پہنچ گئی تھی، وہ جس میگزین سے وابستہ تھی وہ جرمنی کے ٹاپ میگزین میں سے ایک تھا اور ایسے کرمنلز کا انٹرویو لینے کی وجہ سے وہ میگزین آئے دن فیمس ہوتا جارہا تھا، تو ران کو وہاں ہائی سیکورٹی کے بیچ لایا گیا تھا، اسے اک پرا پر ہیر کٹ اور بیئرڈ لک دی گئی، لمبے بال تراشے گئے، شاور کے بعد اک جنٹل مین سوٹ بھی دیا گیا جیسے وہ کرمنل نہیں، کسی ریاست کا نواب ہو۔

چھ کیمروں کے بیچ یہ انٹرویو ہونا تھا، وہ خود بھی سج سنور کر آئی تھی ویسے بھی عیشاء کا فیشن سینس باکمال تھا، نئی کافی سٹاف اور فیلڈ کی لڑکیاں اسکا اسٹائیل کاپی کیا کرتی تھیں۔

لائیٹس آن ہوئیں اور تمام کیمرے اپنی جگہ لے کر دمکنے لگے، ان کیمروں، روشنیوں کے پیچھے عیشاء کے میگزین کی پوری ٹیم تھی، چینل کا کریو تھا۔

اول تو وہ توران کو دیکھ کر ہی رہ گئی، وہ خطرناک حد تک ہاٹ آدمی اس وقت تباہی لگ رہا تھا، فل بلیک میں اک سوبر سوٹ اور بزنس لک اسے آفت بنا رہی تھی، سٹاف کے

لوگوں کو وہ کرمنل کم کسی فیشن کمپنی کا ماڈل زیادہ لگ رہا تھا۔

عیشاء کی ہمت تو یہیں ہوا ہوئی، ٹھنڈے پسینے آنے لگے اوپر سے اس کمینے کی تیر نظریں جسم کے پار اور ترچھی مسکراہٹ روح تک کو جکڑ رہی تھی۔

خیر وہ پر اعتماد سا کہیں سے بھی مجرم نہ لگتا تو ران، ہیرو کی طرح آکر ہاٹ سیٹ پر بیٹھا تو عیشاء بھی اپنا مائک سیٹ کرواتے اسی کو گھور رہی تھی، عیشاء کا مائک ایک لڑکا سیٹ کر رہا تھا اور وہ ہاٹ سیٹ پر بیٹھا انگارے آنکھوں میں بھرے اس لڑکے کو ایسا گھورا کہ وہ خود ہی عیشاء کا مائک

ڈھیلا ہی لگائے وہاں سے نکل گیا اور جب عیشاء نے دھیان دیتے خود فکس کرنے کے بیچ توران پر نظر ڈالی تو وہ اب بھی کاٹ کھانے کی طرح دیکھ رہا تھا۔

خیر وہ کچھ بھی سوچنا نہ چاہتی تھی تبھی خود بھی پر اعتمادی سے آکر اپنی کرسی پر بیٹھی، دونوں کی ہاٹ سیٹس تھیں اور بیچ میں ایک راونڈ گلاس ٹیبل تھا، انٹرویو انکے چینل پر آن ائیر جانے والا تھا۔

شو شروع ہوا اور پہلے تو عیشاء نے اپنے انداز میں شو کا سٹارٹ کیا اور پھر اپنے گیسٹ کا شارٹ سا انٹرو دیا جس میں نووے فیصد توران مسدور کی برائیاں اور اسکے جرائم کوٹ

کوٹ کر بھرے تھے اور دس فیصد اسکی تعلیم، جیل میں رہ کر فٹنس کلاسیز دینے کے بارے کچھ معلومات، کچھ اسکے اچھے بیہویر کے بارے کہا تھا جسکی توران نے امید نہ کی تھی کہ یہ لڑکی اسکے بارے کچھ اچھا بھی کہے گی۔

"کیسے ہیں مسٹر توران؟"

پہلا سوال اس حسین اینکر نے کیا، توران نے گہری نظریں اسکے چہرے پر ڈالتے بھرپور اسکا اعتماد ڈگمگانے کی کوشش کی۔

"ہمیشہ کی طرح فٹ، ہنڈسم اور کمینہ"

اپنا تعارف اس نے فخر سے دیا، وہ دانت پیس گئی پر شو نہ کیا۔

"کیسا فیل ہو رہا ہے جیل سے کچھ دیر نکل کر وہ بھی میری وجہ سے؟"

اب کی بار اس نے زرا مغرور ہوتے سوال کیا، تو ران دلچسپ مسکرایا، اسکی شاطر سی گرے آنکھوں میں مدہوشی کا پورا جہاں رقصاں تھا۔

"نئی زندگی دے دی مجھے آپ نے مس عیشاء اس کھلی فضا میں سانس دے کر، آپکا احسان اتارنے کا تاعمر کوئی موڈ نہیں میرا، کیونکہ میں ٹھہرا کمینہ"

وہ زچ کرنے سے باز نہ آیا، شو کی ریٹنگ تو انہی دو سوالوں سے ہائی ہو گئی۔

وہ دل ہی دل میں جتنی گالیاں تھیں سب دے رہی تھی، بس اوپر اوپر سے جبر کا مسکرانا پڑا۔

"تو مسٹر توران! اتنی ساری لڑکیوں کی زندگی کیوں برباد کی؟"

یہ انٹرویو کا تیسرا سوال تھا، چھ کیمرے توران مسدور کو فوکس کیے ہوئے تھے اور ساتویں وہ لڑکی خود جو آنکھوں ہی آنکھوں سے اسے پورا سکین کر رہی تھی۔

"کیونکہ انکا برباد ہونا لکھا تھا، ایک اور بھی وجہ تھی۔ مجھے ان سب کی شکلوں میں اپنی کرش کی شکل نظر آتی تھی۔ اوہ وہ ایک فیمس جرمن ایکٹر تھی۔ میں نے بہت بار رابطہ کرنے کی کوشش کی پر آہ وہ مغرور عورت۔ بس پھر جس جس کی شکل مجھے اس جیسی لگی میں وہ ساری وکٹس گراتا گیا۔ بدقسمتی سے آپ سب کی یہ حسین، بہت زیادہ

سمجھدار اور ایکسٹر اشارپ جنز لسٹ بھی ان

لڑکیوں۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ اون سکرین یہ بکواس کرتا، عیشاء نے کٹ

کے اشارے سے سارے کیمرا شٹ ڈاون کروائے، جبکہ

خود وہ اٹھ کر اس سنکی آدمی پر جھکی اسکا گریبان جکڑ گئی۔

ساری عیشاء کی ٹیم ہونق ہوئی عیشاء کے اس اٹیک پر۔

"کیا بکواس کرنے والے تھے تم۔ میرا کیریئر سپائل کرنا

چاہتے ہو"

عیشاء کے اسکا گریبان پکڑے ہاتھوں کی رگیں اسکے چہرے کی رگوں سی پھولیں، وہ زہر خند مسکرایا۔

"نہیں۔ بنانا چاہتا ہوں۔ ہیرو بن جاو گی تم مظلوم عورتوں کی۔ ایک ویکٹم اپنے ہی مجرم کا انٹرویو لے رہی ہے۔ کول ناں۔ اتنے قریب نہ آو۔ تم اب بذات خود میری کرش بن چکی ہو کیونکہ کامیاب عورتیں مجھے بہت پسند ہیں۔ احتیاط برتو، کہا تھا یہ انٹرویو مت لینا۔ میں اپنی اور تمہاری کہانی ہر ایک کی زبان پر نہیں لانا چاہتا۔"

وہ اسکی سرخ آنکھوں میں تکتا دھمکا رہا تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟"

وہ سرگوشی کی مانند غرائی۔

"اچھے اچھے سوال کرو۔ میری فٹنس کو لے کر۔ میرے جیل میں رہ کر ٹریننگ کوچ ہونے کے بارے۔ میرے حسن سلوک کے بارے۔ میری لکس کے بارے۔ اور یہ کہ ان فیوچر میرے کیا ارادے اور گولز ہیں۔ اسی کا پیسہ ملتا ہے تمہیں نہ کہ تم میرا ماضی چوک پر رکھ دو، میں بدنام ہوا تو میرے ساتھ تم بھی ہو جاؤ گی عیشاء۔ اپنی بدنامی تو چلتی رہتی ہے، تمہاری مزید ہوئی تو مسئلہ ہو گا۔ اب شرافت سے جا کر بیٹھو اور مجھ سے دوبارہ کوئی خراب سوال مت

کرنا، تمہارا دن بھی خراب ہو گا اور شاید بقیہ پوری زندگی بھی"

عیشاء نے اسے حقارت سے دیکھتے اسکا گریبان چھوڑا اور اپنے آپ کو کمپوز کرے وہ واپس اپنی جگہ بیٹھی اور اپنی ٹیم کی طرف اوکے کا اشارہ کرے واپس شو اون ائیر کیا، اسکے بعد عیشاء نے اس سے وہی سوال کیے جو وہ آدمی چاہتا تھا، شو کی ریٹنگ تب بھی ہائی رہی کیونکہ وہ بہت چارمنگ اور ڈیشنگ کرمنل تھا، شو ختم ہوا تو عیشاء کی آنکھیں خوامخواہ بھیگیں کہ اسکے پاس صرف ایک موقع تھا تو ان کو اذیت دینے کا اور اس آدمی نے وہ بھی چھین لیا، وہ ریسٹ

روم میں شو کے بعد آ کر اپنے ٹیم میمبرز سے مبارک ہی وصول کر رہی تھی جب وہ جاتے جاتے پولیس کے لوگوں کو زرا روک کر اس ڈور پر دستک دیتے رکا، ایک لڑکی باہر آئی جو واپس کچھ دیر میں اندر جا کر عیشاء کو اسکا پیغام دے کر مزید دکھی کر گئی، سب ریسٹ روم سے نکلے تو توران اندر داخل ہوا، عیشاء نے وہیں ڈریسنگ میز پر رکھی کینچی اٹھالی، جیسے وہ اسکا دل پھوڑ دے گی۔

"دفع ہو جاو یہاں سے۔ کیوں آئے ہو؟ خوش ہو گے تم ایک بار پھر مجھے بے بس کر کے۔ کہا تھا یہ کندھا ہے تمہارے لیے پر چھین۔۔۔"

اس سے پہلے وہ یہ ظلم ڈھاتی وہ اسکی طرف بڑھا اور عیشاء کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی، وہ تڑپ اٹھی اسکی اس حرکت پر، ہاتھ سے کینچی چھوٹ گری۔

"مجھ سے یہ کندھے پر سر رکھ کر رونے کا حق مت چھینو۔ ایک بار تو رونا پڑے گا۔ مت واپس لو یہ آسانی۔ بس اور کچھ نہیں چاہیے تم سے، آج جو کچھ کیا تمہارا پہلا اور آخری بھلا تھا۔ شاید میرے بعد سمجھ جاو۔ میں تمہارے کندھے پر رونے کے لیے اک بار پھر ملوں گا ضرور۔ یاد رکھنا۔ یہ حق میرے نام محفوظ ہے۔ تمہاری تمام تر نفرت کے باوجود"

وہ اپنی انگلی فوراہٹا گیا کہ وہ اتنا بھی عیشاء کے لیے مہلک تھا، وہ رو پڑی تھی، اس آدمی کے لیے چاہ کر بھی اسے نفرت کیوں کرنی نہیں آئی، اس بے بسی پر وہ چینخنا چاہتی تھی۔

"تم مر جاو توران"

وہ روتی ہوئی چینخی تھی اور وہ اسکی چینخ، آنسو اور تڑپ سب پر دلسوز مسکرایا۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے مرنا ضروری ہو گیا ہے پر موت سے پہلے دل ہلکا کرنے آوں گا۔ قبر میں تڑپا نہیں جائے گا مجھ سے۔"

وہ کہہ کر دو قدم پیچھے ہٹا تو عیشاء کا دل چاہا اسے روک لے۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو، بائے"

وہ اپنی پتھر آنکھوں میں ہلکورتی حسرت کو پگھلنے سے روکے، پتھر ہی بنائے ٹھنڈا ٹھار مسکرا کر کہے اس ریسٹ روم سے باہر نکل گیا اور عیشاء کی ساری خوبصورتیاں دفعتا اپنی موت مر گئیں، وہ وہیں گھٹنوں کے بل گری اور چہرہ

ہاتھوں میں چھپا کر چیخ چیخ کر روئی، وہ سرخرو ہو گیا تھا پر ایک مجرم کیسے سرخرو ہوتا ہے، وہ اسی سیکورٹی کے بیچ شان سے واپس جا رہا تھا، موسم حیران تھے کہ مجرموں اور گناہگاروں کی ایسی شان تو نہیں ہوا کرتی پھر اصل ماجرا کیا ہے؟؟؟

.._____..

وہ کافی دیر تک اسکا انتظار کرتی رہی مگر جب وہ آدھے گھنٹے تک بھی واپس نہ لوٹا، دِلارہ ہوٹل روم سے نکلی، نہ صرف بارش رک چکی تھی بلکہ عزئزے والی گاڑی بھی ٹھیک ہو چکی تھی، دلارہ نے ہر سمت اسے تلاشا، سٹاف سے

پوچھا، ہوٹل کے باہر تک باران کو پکارتی آوازیں دیتی رہی مگر وہ کہیں نہ ملا تو ڈر، خوف اور تکلیف کی ملی جلی کیفیت کے زیر اثر دلارہ نے سب سے پہلے سمجھ آتے عالیان کو کال ملائی، عالیان نے جب سنا وہ اس ہوٹل دوڑا چلا آیا۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ باران، دلارہ کے ساتھ ہوٹل گیا تو تھا پر اسے نکلتے کسی کیمرے میں نہیں دیکھا گیا تھا اور وہ ہوٹل میں بھی نہ تھا، دلارہ نے اپنی طرف سے کمپلیئن کروا کر پورے ہوٹل کی جانچ کروائی مگر یوں تھا کہ اسے جانے زمین نگل گئی یا آسمان، جبکہ یہاں دلارہ اور عالیان، انقرہ میں باران کی تلاش کر رہے تھے جسے پچھلے

تین گھنٹوں میں کسی پرائیویٹ جیٹ نے جرمنی کے شہر Berlin پہنچا دیا تھا۔

وہ اس وقت بیرلئن میں ایک بہت ہی خفیہ ویئرہاوس کی دوسری منزل پر بنے اک کمرے میں بے سدھ رسیوں سے بندھا تھا، نجانے سانس بھی لے رہا تھا یا نہیں۔ اور اس ویئرہاوس میں کئی لڑکیاں

بھی حفاظت پر معمور آدمیوں کی طرح مٹر گشت کر رہی تھیں۔ یہ جگہ توران مسدور کی آدھی ملکیت تھی، ایک خفیہ ریسرچ لیب، جبکہ آدھے سے زیادہ مالک کوئی اور تھا، تین چار گھنٹے بیت جانے کے بعد تو دلارہ کی حالت بھی

خراب تھی اور خود عالیان کو پریشانی سے جان جاتی محسوس ہوئی، خیر اپنے تئیں تلاش کے بعد عالیان نے یہی حل سوچا کہ وہ اس معاملے میں پولیس کی مدد لے، آزاد بھی اپنے تئیں باران کی تلاش شروع کر چکا تھا، مختصر کہ ہر کوئی کسی نہ کسی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا، اس بار دِلارہ حوصلے میں تھی، اسے یقین تھا وہ مل جائے گا لیکن جب بہت گھنٹے گزرنے کے بعد بھی وہ نہ ملا تب اسکی ہمت ٹوٹنے لگی، وہ جتنے آنسو آنکھوں میں دھکیل رہی تھی وہ اسی شدت سے واپس آنکھوں میں اتر رہے تھے، شام ہو گئی تھی پر باران کا کچھ اتا پتا نہ تھا، جبکہ دوسری طرف عیشاء بھی واپسی کی

فلائیٹ نہ پکڑ سکی، توران سے ہوئی ملاقات اسے کسی قابل ہی نہ چھوڑ سکی، وہ باران کے گھر لوٹ آئی پر جیسے اپنی جان اسی شخص کے قدموں میں وار آئی ہو، رندا چہرہ، بکھرتی سانسیں اور سینے میں کرچی ہوا دل، اس محبت میں اس لڑکی کے حصے ابھی تک تو بس یہی سب آیا تھا۔

دِلارہ کو عالیان نے اک پل اکیلا نہ چھوڑا، وہ باران کی تلاش سے زیادہ اس معاملے کے لیے فکر مند تھا کہ دِلارہ کو کچھ نہ ہو، وہ حوصلے میں رہے۔

اور پھر اس وئیر ہاوس میں توران مسدور کی آمد لگ بھگ شام تک ہوئی، وہ جیل سے نکل کر اک دوسرے شہر آ چکا

تھا،Berlin۔۔۔جرائم اور مافیا کے شہر میں، وہ اپنے لوگوں کو کچھ حکم دیتا باران کو دیکھنے آیا، اس نے اپنے لوگوں کو خاص طور پر منع کیا کہ جو بھی تشدد کرنا ہے اس بیچ کوئی بھی باران کے سر پر وار نہ کرے، ہاں چہرہ آپشنل تھا۔

باران جو کرسی پر رسیوں کی مدد سے بندھا تھا، آہٹ پر سر اٹھا کر سامنے دیکھنے لگا، اندھیرے کو چیرتی اک روشنی اسکی درد کرتی آنکھیں چندھیا گئی، پھر آہستہ آہستہ وہ پہاڑ آدمی ٹھیک باران کے سر پر آرکا، اس نیم جان بیہوشی و غنودگی میں بھی باران اس آدمی کو پہچان گیا۔

وہ توران مسدور ہی تھا۔

"ت۔۔ تم تو جیل میں تھے۔ ہفتہ پہلے کیسے چھوٹ گئے اور میں کہاں ہوں؟"

باران نے رسیوں سے خود کو چھڑوانے کے لیے زور آزمائی کرنے کے ساتھ توران پر چلاتے جواب مانگا جسکے مانو ماتھے پر جوں بھی نہ رینگی تھی۔

"تم Berlin ہو۔ اور میں کبھی قید ہی نہیں تھا۔ سو سیڈ۔ میری بیٹی کو چھوڑ دو اور اپنی زندگی، آزادی واپس پالو باران۔ تو تکن کے ساتھ ہاتھ ملاو۔ ختم کرو یہ سارا قصہ"

توران نے سیدھا سبھاو مدعا بیان کیا جبکہ باران حلق کے بل دھاڑا، ایسا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا تو سن کیسے سکتا، جبکہ باران کے چیخنے کی دیر تھی کہ توران کے اشارے پر دو سانڈ آدمی لپک کر باران پر ٹوٹ پڑے، ایک نے اس قدر زور سے پنچ مارا کہ باران کی دائیں گال بری طرح پھٹ گئی، خون کا فوارہ سا اسکے رخسار سے پھوٹا، یہ سب کیمرے میں ریکارڈ ہو رہا تھا۔

"تمہارے پاس دو آپشن ہیں۔۔ یا تو دلارہ کو چھوڑ دو یا میں تمہیں مار مار کر تم سے تمہاری یاداشت چھین لیتا ہوں آج۔ فیصلہ تمہارا ہے۔"

سیدھا سبھاو آفر کی گئی، باران یلدرم کے سامنے کوئی جیل کا قیدی نہیں، اس جگہ کا آدھا مالک کھڑا تھا۔

"میری یاداشت جانے سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا توران؟"

باران نے آپشن چننے میں جلدی نہ کرتے پہلے تسلی و سکون سے سوال کیا، اسکا رخسار خون رس رہا تھا، اس زور سے توران کے آدمی نے وار کیا تھا کہ لمبی لائن میں کٹ لگا تھا، خون کی لکیر گال سے گردن تک بہہ رہی تھی۔

"اس سے تو تکن میری اور تمہاری جان چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں دلارہ کو نہیں چھوڑنا پڑے گا۔ ورنہ دوسرے کیس میں تم دلارہ کو چھوڑ دو۔ تو تکن سے

ہاتھ ملاو۔ اسکا داماد بنو اور بریمن میں عیش کرو۔ ان دونوں آپشن میں مجھے یہاں سے واپس انقرہ جانے کی اجازت ملے گی کیونکہ میرے ٹریول ڈاکومنٹس سارے تو تکن کے پاس ہیں۔"

توران کی بات سننے کے بعد باران اذیت سے مسکرایا۔

"اگر میری یاداشت جانا، دِلارہ کو میرا ہی رکھے گا تو مجھے یہ ڈیل منظور ہے۔ اب یہ بتاو یہ احسان تم مجھ پر یعنی اپنے دشمن پر کیوں کر رہے ہو؟"

وہ مسکرانے کے ساتھ اب زرا اس سب کی وجہ جاننے کو بیقرار تھا، تو ران مسدور نے گہرا سانس لیا۔

"کیونکہ میں جانتا ہوں تم نے مجھے اریسٹ کروا کہ بلکل ٹھیک کیا تھا۔"

وہ سپاٹ تھا۔

"ٹھیک ہے۔ یاداشت یادلارہ میں سے میں دلارہ کو چن رہا ہوں"

فیصلہ اس طرف بھی ہو گیا۔

"لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی، جب تم مجھے انقرہ سے یہاں پرائیوٹ جیٹ میں لا سکتے ہو تو خود بھی اس جیٹ کے تھرو واپس انقرہ اپنے ملک اور اپنے شہر دفع ہو سکتے ہو۔ بنا تو تکن کی پرمیشن کے تو پھر یہ سب کس لیے؟"

توران نے گہری سانس بھری اور اپنے آدمی کو اشارہ کیا جس نے چلتی ریکارڈنگ آف کر دی، آخری کچھ باتوں سے

وہ ریکارڈنگ میں ردوبدل کر کے انکو تو تکن کے مطابق بعد میں بدلنے والا تھا، اور توران ہی کے اشارے پر ایک آدمی کرسی گھسیٹ کر لایا، توران نے اس سے کرسی لیتے ٹھیک باران کے سامنے رکھی اور آکر بیٹھا، باران کو اپنا چہرہ ہلانے سے شدید قسم کی درد بھری ٹیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"جا کر فسٹ ایڈ باکس لاو"

توران کے اپنے آدمی کو سرد سا اشارہ کرنے پر باران کی آنکھوں میں چمک بیدار ہوئی۔

"اس نے اٹھارہ سال مجھے یوز کیا، جتنا فائدہ اٹھا سکتا تھا اٹھا لیا۔ اب اسے پتا ہے میں اسکے کسی کام کا نہیں رہا تبھی وہ اب اس پورے نیٹ ورک کا انچارج تمہیں بنانا چاہتا ہے"

فسٹ ایڈ باکس پکڑ کر کھڑے آدمی سے توران نے سٹیچز نیڈل لی جس میں سرجیکل تھریڈ تھا، وہ باران کی پھٹی گال کو خود اسکے ہوش میں سینے والا تھا پر باران کی توجہ بس توران پر جمی تھی۔

"میں نہیں چاہتا تم اس سب میں پھنسو۔ جب سے یہ سنا کہ تم دِلارہ کے شوہر ہو، تب تو گنجائش ہی ختم ہو گئی باران۔ میں تمہیں بھی تو تکن کے نزدیک بلکل ناکارہ پیش

کر کے تمہیں اس گندی مافیا سے بحفاظت نکالنے کی جدوجہد میں ہوں۔ اور اکثر ایسی لڑائیاں بڑے زخم دیتی ہیں۔ زیادہ درد ہو تو بتانا"

توران نے اسکے زخم کو کسی پروفیشنل کی طرح سیا، ہاں باران کو بہت درد ہوا پر یہ درد دل کے درد سے بہت کم تھا۔

"تم یہی سمجھتے رہے کہ تم نے مجھے عیشاء اور ان باقی کئی لڑکیوں کے ساتھ برا کرنے پر سزا دلوائی لیکن درحقیقت میرے اریسٹ ہونے کے پیچھے مافیا کی اک بڑی طاقت کے کچھ خفیہ مشنز تھے۔ اس جیل میں ان لوگوں کے جتنے ساتھی آتے، میرا کام انکو وہاں سے فرار کروانا، وہاں کی

سیکورٹی کو ہیک کرنا، ڈیٹا لیک کرنا رہا ورنہ جس گناہ پر مجھے سزا ہوئی وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تھی"

تو ران کے ہاتھ میں شفاء ہے یہ باران کو تب محسوس ہوا جب وہ سرخ آنکھوں والا اسکے چہرے کے زخم کو سی کر اس پر بینڈ تیج لگا رہا تھا۔

"تو ان لڑکیوں کے بارے بھی کوئی سچائی ہے یا وہ کہانی سچ ہے؟"

اس بار باران نے کراہتے ہوئے پوچھا تو وہ اذیت سے مسکرایا۔

"وہ ساری لڑکیاں کسی نہ کسی طرح جیمنائے کو درکار تھیں، جیمنائے تو تکن کا باس اور جرمنی کے کئی شہروں پر قابض مافیا کا ڈان ہے۔ ان میں سے کوئی ہیکر تھی، کوئی سافٹ ویئر انجنیئر، کوئی ویپن سٹڈی کی سٹوڈنٹ، اور ایک تو انقرہ کے بہت پاور فل بزنس مین کی بیٹی تھی۔ ان سب لڑکیوں کو فیک نکاح میں پھنسا کر جب میں کسی ہوٹل لے کر جاتا تو وہیں خفیہ طریقے سے انکی سمگلنگ ہوتی، مجھ پر پریشر تھا کیونکہ میں ان لوگوں کے بہت پہلے ہتھے چڑھ چکا تھا۔ میں نے کسی لڑکی کے ساتھ رات نہیں گزاری تھی۔ ہاں انکی جھوٹی موت کی خبر میرے ہی ہائیر کیے

لوگوں کی پھیلائی ہوتی تاکہ انکے گھر والے انکی تلاش روک دیں۔ کیونکہ ایک بار جو جیمنائے کے ہتھے لگتا ہے وہ کبھی نہیں لوٹتا"

اس بار دونوں کی آنکھوں میں بے پناہ تکلیف تھی۔

"اور عیشاء"

یہ پوچھتے باران کی آواز گھٹ کر رہ گئی۔

"نہیں وہ اس مشن کے بیچ مجھے سچ میں بھا جانے والی اکلوتی لڑکی تھی جو اس گندے مشن کا closure بن گئی۔ میں نے اس سے اصل نکاح کیا اور ہوٹل جا کر رات

گزاری، اسکی خبر تو تکن کو ہو گئی اور ان لوگوں کے
دھندے میں پیار محبت اور فیملی کا کانسیپٹ نہیں تھا۔ اس
نے مجھے اسی رات دھمکی دیتے کال کی کہ میں یہ سب ختم
کروں ورنہ وہ عیشاء سمیت اسکی اور میری فیملی کو ہی ختم کر
دے گا۔ میں نے عیشاء کے سامنے اگلی ہی صبح ہم دو کا نکاح
نامہ سفاکیت سے پھاڑ دیا اور سب کچھ ختم کر کے چلا گیا
کیونکہ مشن پورا ہو چکا تھا، جیمنائے کو مزید لڑکیوں کی
ضرورت نہ رہی تھی۔ مجھے پتا تھا میں شاید کبھی واپس نہیں
جا سکوں گا تو میں نے سب پیچھے چھوڑ دیا، اس واحد پسند آئی
عورت کو بھی۔ کیسے چھوڑا وہ تمہیں میرے ہارٹ اٹیکس کی

کہانی بتادیں گے۔ میرے دل کے پاس اک
pacemaker ہے جسکا کنٹرول بھی تو تکن کے پاس
ہے۔ اور جب سے میں نے سنا میں ایک بیٹی کا باپ
ہوں، جینے کی کچھ دیر ہی سہی خواہش محسوس ہو رہی
ہے۔ اور اک آخری بار میں اپنی ماں کے ہاتھ چومنا چاہتا
ہوں جو اکلوتی اولاد کے غم میں جیتے جی مرتی رہی"

توران نے سر جھکا کر اک اداس سمائیل دی، باران نے اسکے
مضبوط ہاتھ کو تھاما، یہ تسلی دینے کے لیے کہ وہ اکیلا نہیں
ہے۔

"تمہارے pacemaker کا کنٹرول تو تکن کے پاس تھا پر چھوٹا موٹا ہیکر تو بندہ ناچیز بھی ہے۔ وہ کنٹرول اب میرے پاس ہے"

باران کی زخمی مسکراہٹ اور بات سنے تو ران کو جھٹکا لگا، وہ بے یقینی سے باران کو دیکھنے لگا، اسے لگا شاید اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔

"ک۔ کیا۔۔ تمہارے پاس ہے؟ تم سچ کہہ رہے ہو"

تو ران کو اب بھی یقین نہ آیا، باران نے کمر کرسی سے ٹیکے اک بھاری سانس لی۔

"ہاں۔ اور اب تمہیں جرمنی سے نکلوانے اور خود بھی بحفاظت یہاں سے نکلنے کی ذمہ داری میری ہے۔ پر سنو میری یاداشت مت لو۔۔۔ وہ سہہ نہیں پائے گی۔ ڈاکٹر علی کی مجھے آج ہی کال آئی تھی دن کو کہ میرے دماغ کے دو دن پہلے لیے ٹیسٹس بہت اچھے آئے ہیں۔ میرے انٹرنل زخم مندمل ہو رہے ہیں۔"

یہ ریکوسٹ کرتا وہ توران کو بھی مسکراہٹ بخش گیا۔

"سچ میں تشدد جتنا کرنا تھا کر لیا، وہ بھی اس لیے کہ تو تکن کو شک نہ ہو۔ میں مزید تمہیں تکلیف نہیں دوں گا۔ تم یاداشت جانے کا ناٹک کرو گے تو تکن کے سامنے۔ کیونکہ

فرار ہونے تک ہمیں اپنے کھیل کو برقرار رکھنا ہو گا۔ کیا تم یہ کر پاو گے اس پھٹے گال اور دکھی دل کے ساتھ؟"

توران نے ایک بار پھر اپنے سارے جذبات چھپا لیے اور باران سرد سانس کھینچ کر رہ گیا کہ کس قسم کے پاگل باپ کی اولاد مل گئی ہے، خوبخو باپ جیسی ٹیڑی ہڈی۔

"تیار ہوں۔ عیشاء نے جو کچھ سہا اسکا کیا قصور تھا توران۔ اسے نہ سہی مجھے اعتماد میں لے لیتے تو نہ وہ پاگل ہوتی نہ دِلارہ کا بچپن برباد ہوتا، اسکی شخصیت مسخ ہو گئی۔ کیوں تم نے یہ سب چپ چاپ جھیلا۔؟"

اب باری تھی باران اس سے حساب مانگتا، پوچھتا کہ وہ کیوں خود بھی تڑپتا سلگتا رہا اور ان دو معصوموں کو بھی جھلسایا۔

"مجھے دِلارہ کے بارے بابا اور تو تکن سے پتا چلا، وہ تم سب نے چھپا کر ہی اتنی رکھی۔ رہی بات عیشاء کی تو وہ عام لڑکیوں جیسی کمزور نہیں تھی۔ بہت ہمت والی اور بہادر تھی۔ مجھے لگا سہہ لے گی۔ میں بھی یہی سوچتا تھا کہ جلد اس جہنم سے نکل کر واپس جا کر عیشاء کو سب سچ بتاوں گا پر میری خراب قسمت کہ جیمنائے کے ساتھ شراب کے نشے میں کچھ ایسے کاغذات پر دستخط کر بیٹھا جس سے اگلے

کئی سال مجھے انکا جاسوس بن کر رہنا پڑا۔ اور میں جیل سے کسی بھی وقت نکل کر یہاں آجاتا تھا، وہاں کے کچھ لوگ جیمنائے کے بندے تھے جو میری جیل میں مدد کرتے، آنے جانے میں۔ اور ٹیکنالوجی سے جڑی ڈیوائسز جیسے فون لیپ ٹاپ وغیرہ فراہم کرتے جن کے تھرو میں وہاں کے خفیہ سیل لاکس اور کیمرے فریز کرتا تھا"

توران کی باتیں سن کر باران کو یقین نہ آرہا تھا کہ یہ سب اتنے سال یہ لوگ کیسے چھپا کر سر انجام دیتے رہے۔

"اب تو تکن کو پتا ہے میرا کانٹریکٹ ختم تو اب وہ لوگ مجھے شراب پلا کر بھی ورغلا نہیں سکتے۔ مر سکتا ہوں اب انکے

کام نہیں آسکتا۔ ویسے بھی ایک دل کا مریض آدمی انکے لیے فائدہ کم رسک زیادہ ہے۔ امارہ مریام سے تمہاری شادی تو بس اک بہانہ ہے، اصل تو یہ سب ہے جو وہ تم سے کروائیں گے۔ امارہ بھی اس وحشی تو تکن کے لیے صرف اک مہرا ہے، میں نے اسے بہت سمجھایا کہ باپ کا ساتھ نہ دے پر وہ بد دماغ، اسکے کئی اللیگل کام کرتی ہے۔ اسے بھی تو تکن کے چنگل سے بچانا ہو گا کیونکہ وہ نرم دل کی مالک ہے، اور بے قصور باپ کے ہتھے چڑھ گئی ہے۔ یہ سب گندگی کا ڈھیر ہے باران۔ بھول کر بھی اس میں اپنا قدم مت پڑنے دینا۔ میں نہیں چاہتا جس طرح دلارہ پیدا

ہونے سے لے کر اب تک اپنے ماں باپ کے لیے
ترسی، بقیہ زندگی اپنی محبت کے لیے تڑپے۔ تمہیں اسکے
پاس واپس سہی سلامت پہنچا کر میں بس ان زیادتیوں کی
تلافی کرنا چاہتا ہوں جو دانستہ اس ننھے وجود سے کر بیٹھا
ہوں۔ اسے ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس سے زیادہ جینے
کی خواہش نہیں"

توران کی آنکھیں جو سبکو پتھر لگتی تھیں، اس وقت بہت
سے درد کا مسکن تھیں، تکلیف سے دل دونوں کے پھٹے
ہوئے تھے۔

"ہوپ سو اسے جلد انے بابا ایک ساتھ ملیں گے، محبت تو اسکی اب اسکے پاس ہی رہے گی، ابا صاحب جو اتنے پاور فل ہیں۔ ارے وہ تو پاگل ہو گئی ہو گی رو رو کر میری گمشدگی پر۔ میں اس تک کوئی پیغام نہیں پہنچا سکتا کیا؟"

باران کو جب دِلارہ کا خیال آیا تو دل پھٹنے سا لگا۔

"نہیں ہم رسک نہیں لیں گے۔ اس سب کو کچھ دن لگ سکتے ہیں اس لیے میں ایک کام کر سکتا ہوں۔ بابا کے تھرو عالیان تک تمہارے سیو ہونے کی خبر پہنچا کر۔؟ ٹھیک ہے؟"

توران نے سوچ بچار کے بعد حل نکالا جو بہترین تھا۔

"یہ تو زبردست ہو جائے گا۔ وہ روئے نہ بس۔ مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔ ہوٹل میں مجھے نہ پا کر جانے اس کا کیا حال ہوا ہو گا توران"

باران کو کسی پل مانو چین نہ آ رہا تھا۔

"بے فکر رہو۔ میں بابا تک میسج بھیجتا ہوں۔ تمہارے لیے کھانا بھی بھیجتا ہوں۔ تو تکن کچھ دیر تک آئے گا۔ پلیز اچھی ایکٹنگ کر لینا اسکے سامنے۔ ایک نمبر کا خبیث آدمی ہے"

توران نے اٹھ کھڑا ہوتے اپنی رحم دلی اور نرمی کا ثبوت دیے ویسے ہی باران کا سینہ ٹھنڈا کر دیا تھا، اب اسے تسلی تھی کہ دِلارہ تک جلد خبر پہنچ جائے گی اور اسکی ملکہ کو حوصلہ ملے گا۔

توران وہاں سے گیا تو باران نے پھر سے درد پر کراہتے سر کرسی کی بیک سے ٹیک لیا، آنکھیں شدید بھاری ہو رہی تھیں، لگ رہا تھا وہ جلد یا بدیر پھر نیند کی دوا کے اثر میں ڈوب جائے گا۔

.._____..

وہ کسی سے بات ہی نہیں کر رہی تھی، چپ سی ہو گئی تھی، جیسے اندر سے اسکے اوجھل ہونے پر مر رہی ہو۔ باران کی تلاش جاری تھی، کہیں بھی کوئی سراغ یا نشان نہ ملا تھا، دِلارہ کے چہرے کی پیلی رنگت دیکھتے ہوئے عالیان اسے زبردستی یلدرم حویلی لے گیا تاکہ وہ کچھ دیر آرام کرے پر وہ اسکے واپس جاتے ہی راہ میں حائل ہوئی، آزاد بھی اس معاملے میں لگا تھا، سب تک باران کے اچانک غائب ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی، ہر کسی کی سانس تھمی تھی۔

"مجھے آرام اسکی خیریت کی خبر دے گی بھائی، مجھے یہاں بے بس بنا کر مت چھوڑیں۔ اپنے ساتھ رکھیں۔ میں کوئی رو رہی ہوں کیا؟ جو آپکو میرا ساتھ کمزور کر رہا ہے۔ دیکھیں پورے حوصلے میں ہوں میں۔"

عالیان کا دل تب کٹا جب اس نے عالی کا ہاتھ آس سے تھام کر منت کی، ایدا اور نازلی کے ساتھ خود اسماعیل یلدرم بھی تکلیف میں تھے، عزیزے بھی وہیں آئی تھیں، شاید انھیں بھی لگ رہا تھا وہ اکیلی دِلارہ کو سنبھال نہیں سکتیں۔

"بے فکر رہو۔ تمہیں بے بس ہونے نہیں دے گا وہ۔ جلد اپنی خبر پہنچا دے گا۔ مجھے پتا ہے تم بہت سٹرونگ ہو لیکن

میں نہیں ہوں جو تمہیں ایسے تڑپتا دیکھ سکوں۔ یہاں سب کے پاس رہو۔ جیسے ہی کوئی خبر ملے گی میں انفارم کر دوں گا۔"

عالیان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا جسکی آنکھیں التجاء میں دھندلا رہی تھیں کہ مجھے ساتھ لے جائیں۔

"ی۔۔ یہاں میرا کوئی نہیں۔"

وہ نظریں جھکا کر اذیت سے بولی، اک آنسو بھی بہا جسے وہ بے دردی سے نکلتے ہی رگڑ گئی۔

"ایسے نہیں کہتے۔ سب تمہارے ہیں۔ تمہارے درد میں تڑپتے ہیں۔ تم سے محبت کرتے ہیں۔ کوئی ایک سراغ ملنے دو، اس تک میں خود پہنچوں گا۔ اسکا فون مسلسل آف جارہا ہے۔ دعا کرو کوئی سراغ مل جائے اسکا۔ کبھی کبھی دعا کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا بچے۔ ہو سکے تو کچھ دیر سو لینا۔ میں جب تک اسے ڈھونڈ نہ لوں، سکون سے نہیں بیٹھوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے"

اسکی ڈوبتی دھڑکنوں سے ہر کوئی واقف تھا تبھی عالیان سب کے بحاف پے اسے تسلی دے رہا تھا پر اسے ہو ہی نہیں رہی تھی۔

"و۔وہ ٹھیک تو ہو گا ناں؟"

بس یہ آخری جملہ تھا وہ بول سکی تھی، اسے لگا اب نہیں بول پائے گی۔

"دل دھڑک رہے ہیں ناں ہمارے، سمجھو ٹھیک ہو گا کیونکہ ہم سبکے دل کے حصہ ہے وہ"

دِلارہ نے آنسوؤں کو اپنے اندر ہی سمیٹا اور سر ہلایا، پھر وہ واپس پلٹی، ایدا، نازلی، اسماعیل یلدرم اور عزیزے سب اسکے لیے موجود تھے پر وہ کسی کے پاس نہ گئی بلکہ چپ چاپ باران کے کمرے کی طرف بڑھ گئی، عزیزے نے

پیچھے جانا چاہا پر اسماعیل نے روک لیا کہ ابھی ان سب کے خیال میں دِلارہ کو اکیلا چھوڑنا ہی بہتر تھا، اب تک تو سب ہی جان چکے تھے وہ باران سے کتنی محبت کرتی ہے۔

وہ کمرے میں آئی تو اسے یہ سب دیواریں، یہاں کا سکون حلق کو چیڑتا محسوس ہوا، اسکے ضبط کے چکر میں آنسو بھی سرخائی میں بدلنے لگے، گرے آنکھیں قبر کی طرح کے سناٹے کا گھر لگ رہی تھیں، وہ ناک سے گہرا سانس لیتی میٹرس تک آئی اور بیٹھتے ہی فون سرہانے رکھ کر وہیں لیٹی، تکیے کو ہاتھ میں سختی سے بھینچ لیا۔

"ا۔۔اگر تم نے کبھی میرے پاس نہیں آنا باران تو مجھے کوئی اشارہ دو تا کہ میں بھی کہیں چلی جاوں، م۔۔میں کسی کو دیکھائی دینا نہیں چاہتی، کوئی مجھے میرا نہیں لگ رہا، کوئی میرا ہوتا تو وہ تمہیں میری آنکھوں سے اوجھل ہی نہ ہونے دیتا۔ تمہاری تلاش ہوتی دیکھنا بہت پین فل ہے۔ تم کوئی چیز نہیں ہو، تم پہاڑ جیسے آدمی ہو، زندہ سلامت ہو پھر یہ ڈیزرو نہیں کرتے کہ تمہیں پاگلوں کی طرح تلاش کیا جائے۔ تم ایسے کیسے چھوڑ گئے، یہ جانتے ہوئے مجھے بارش پسند نہیں، تم ایسے ہی وقت پر کھو گئے کہ اب برستا ہر موسم قابل نفرت ہو رہا ہے۔"

وہ سارے آنسو جو وہ دن سے آنکھوں میں سمیٹے بیٹھی تھی، سب اک اک کر کے رخساروں پر اترنے لگے، تھم ہی نہ رہے تھے، پھر یکدم اسکا فون رنگ کیا، وہ جلدی سے آنسو پونچھ گئی، اٹھ بیٹھی اور اپنا فون اٹھایا۔

"دلارہ، وہ Berlin میں ہے۔ بلکل ٹھیک ہے۔ ایک مسئلے میں بری طرح پھنس گیا ہے تبھی اسے ارجنٹ نکلنا پڑا۔ اس نے میسج بھیجا ہے تمہارے لیے۔ اور یہ بھی کہ اسکی تلاش روک دیں، یہ بھی کہ کچھ دن رابطہ نہیں کر سکے گا"

دِلارہ نے سن کر گہرا سانس لیا، وہ زندہ ہے یہ تو اسے اسکے دل نے بھی بتا دیا، وہ کیوں خود میسج نہیں دے پایا، کیوں بتا کر نہیں گیا یہ سب دِلارہ کی تکلیف بنا۔

"تلاش روک دیں پھر۔ میں بی کو لے کر گھر جا رہی ہوں۔"

دِلارہ نے سپاٹ سا جواب دیا اور کال کاٹ دی، جب تک عالیان اور آزاد واپس حویلی آئے، وہ عزیزے کو لے کر انکی گاڑی میں واپس گھر چلی گئی، اسکا یوں جانا باران کے اچانک گم جانے سے زیادہ دردناک تھا، عزیزے گھر آ کر

بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتی رہیں پر وہ کچھ نہ بولی تو انہوں نے تھک ہار کر عیشاء کو کال کی۔

وہ اپنے کمرے میں تھی اور عزیزے کا ٹنشن سے برا حال تھا۔

"کیا؟ وہ Berlin کیسے پہنچ گیا۔ میرے خدا یہ کیا نئی مصیبت ہے۔ ٹھیک ہے انے فکر مند نہ ہوں میں ارجنٹ واپس آتی ہوں۔ مجھ سے شام کی فلائیٹ مس ہو گئی۔ پلیز آپ اسے اکیلا مت چھوڑیے گا انے۔"

عیشاء کے سارے ہوش واپس آئے جب اولاد کی تکلیف کا سنا، وہ اپنا ہر درد بھول گئی جب عزیزے نے بتایا اسکی بیٹی کچھ بول نہیں رہی۔

"میں تو اسکا سایہ بنی ہوئی ہوں پر اسے تمہاری ضرورت ہے اس وقت۔ جلدی آجاو۔ وہ مجھے کچھ نہیں بتا رہی کہ کیا محسوس کر رہی ہے، اسکی چپ بہت بھیانک ہے۔ مجھ بوڑھی سے برداشت نہیں ہوتی اب"

عزیزے کی آواز درد سے اٹک رہی تھی اور اس وقت ہر دل کٹا ہوا تھا۔

"میں جلدی پہنچتی ہوں انے۔ باران سے بھی رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ ممکن ہے کچھ پتا چل جائے"

عیشاء نے انکو بھرپور دلاسا دیا پر انھیں دلارہ کی فکر کھائے جارہی تھی، کال بند ہونے کے بعد وہ ایک بار پھر دلارہ کے کمرے میں گئیں جہاں وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی گردن پر بنے عنابی نشان دیکھ رہی تھی جو تعداد میں کافی زیادہ تھے، بلکل ان نشانوں کی طرح دلارہ کی آنکھیں ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا دلارہ؟ کیا سکن برن ہوئی ہے یا کوئی الرجی؟"

وہ لپک کر اندر آئیں تو وہ بے تاثر سی بی کی جانب پلٹی۔

"آپکو ابراہیم یلدرم نے ایسے تحفے نہیں دیے کبھی؟"

دِلارہ کے سوال پر عزیزے اتنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔

"مطلب یہ باران نے کیا؟"

وہ دگنی شاک ہوئیں۔

"بہت پیار آرہا تھا اسے مجھ پر، جیسے مر جائے گا مجھ سے زرا دور ہوا۔ اب دیکھیں Berlin پہنچ گیا۔ ایسی کونسی مجبوری ہوتی ہے بی کہ یہ مرد اتنی بے حسی کر جاتے ہیں۔ اسکا دل کیسے مانا ہو گا مجھے چھوڑ کر جانے کا۔ وہ بھی ہوٹل

میں، برستے دن میں۔ کیسے ؟ میں نے اس سے دل لگا کر جان بوجھ کر اپنا دل کند چھری کے نیچے رکھ دیا۔ اسکو تھوڑا پانے کی قیمت بہت ساری تکلیف۔ ک۔۔ کیا وہ نارمل ہسبنڈ کی طرح میرے ساتھ نہیں رہ سکتا؟ ہم روز صبح ساتھ اٹھیں، پھر دن بھر اپنے کام نمٹا کر رات کو واپس گھر کو لوٹیں، ہماری ہر رات ساتھ ہو۔ ایسی زندگی نہ مما کو ملی نہ مجھے ملے گی۔۔۔ وائے بی؟ کیا قصور ہے ہمارا؟"

وہ اس وقت بہت زیادہ ہرٹ تھی، ابھی وہ باران کے صرف چھوڑ جانے پر پاگل ہو رہی تھی اور پھر اسکے اتنی دور

سے یہ پیغام بھیجنے پر کہ وہ ٹھیک ہے، کیا اسے نہیں پتا تھا ایسے دلارہ ٹھیک نہیں ہے۔

"اسکی کچھ مجبوریاں ہوں گی بچے"

عزیزے نے بہلانا چاہا پر وہ نفی کر گئی۔

"میں اس سے بات نہیں کروں گی بی جب وہ آئے گا۔ اور آپ مجھے یہ بات یاد دلاتی رہنا۔ اب مجھے بتائیں یہ نشان کب تک جائیں گے۔ مجھے نہیں دیکھنا انھیں، سخت غصہ آرہا ہے انھیں دیکھ کر۔ اس سے جڑی ہر چیز مجھ سے چپک جاتی ہے بی، پھر چاہے اسکی یاد ہو، اسکی خوشبو ہو، اسکی سوچیں

ہوں یا اسکی خواہش ہو، اب یہ نشان۔۔۔اک وہی نہیں ٹھہرتا میرے پاس، قریب بھی ہوتا ہے تو لگتا ہے ابھی ہوا آئے گی اور اسے اڑا لے جائے گی۔ مجھے ایسی زندگی نہیں چاہیے بی جس میں اسکے لیے ترس ترس کر مرتی رہوں میں۔ پتا نہیں اب کب آئے گا وہ۔ پہلے اس سے بات کر لیتی تھی پر لگتا ہے اس نے اس بار مجھ سے یہ والی جان بھی چھڑوالی۔"

وہ بلکل رونا نہیں چاہتی تھی لیکن اس وقت سینے میں کئی طرح کے درد اٹھ رہے تھے، عزیزے نے تڑپ کر اسے اپنے سینے لگایا، وہ رو پڑی جیسے کوئی سارا حوصلہ ہار جاتا ہے۔

"بس میرا سکون۔ وہ ظالم نہیں ہے۔ وہ واقعی مجبور ہو گا۔ اسکی مجبوری کو اسکا جرم مت بناو hayatim، حوصلہ میری جان۔ میری گود میں سر رکھ کر سوئے گا میرا بچہ؟"

عزیزے کے لاڈ و پیار سے پوچھنے پر وہ انکو خود سے دور کر گئی، سخت بیزار اور اکتائی تھی کہ کسی کا سایہ بھی نہیں چاہتی تھی، بلکل ٹوٹی پھوٹی سی جسے چھو کر عزیزے اسے اور توڑ رہی تھیں۔

"آپ جائیں بی۔ میں ٹھیک ہوں۔ بس ان نشانوں کو مٹانے کا بتائیں کیا کروں۔ مجھے اسے نہیں سوچنا۔ میں اس سے بہت ناراض ہوں۔ میں اسے یاد بھی نہیں کروں گی۔ اس

نے جو جو مجھے بھیجا سب توڑ دوں گی۔ پھینک دوں گی سب کچھ۔ مجھے غصہ آ رہا ہے اس پر"

وہ دونوں ہاتھ بالوں میں پھنسائے بیٹھی تو عزیزے کی آنکھیں سرخ ہوئیں کہ جسے وہ غصہ کہہ رہی ہے وہ درد کی انتہا تھی۔

"مجھ پر نکال لو غصہ"

وہ پاس ہی بیٹھیں تو دِلارہ نے دم سادھے انکی طرف بھیگی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔

"آپ مجھے سنبھال لیں گی؟"

آس ہی آس تھی۔

"ابھی ان بوڑھی ہڈیوں میں بہت دم ہے، ٹارزن ہیں تمہاری بی"

وہ زرا جان بوجھ کر شرارت پر اتریں کہ کسی صورت انکے دل کے اس دکھتے ٹکڑے کی حالت سنورے۔

"اپنی تکلیف سے پہلے میری ماں نے آپکو آزمایا اب میں آزمار ہی ہوں۔ آئی ایم سوری بی۔ لیکن مجھے وہ ایسے چھوڑ کر گیا ہے یہ برداشت نہیں ہو رہا۔ ایسے تو مرے ہوؤں کو

بھی نہیں چھوڑ کر جایا جاتا جیسے وہ مجھ زندہ کو چھوڑ کر Berlin چلا گیا۔ وہاں کونسی ماں بیٹھی ہے اسکی؟"

وہ روتے تڑپتے شکوے کرتی ناچاہتے ہوئے بھی عزیزے کو مسکراہٹ بخش گئی، خاص کر آخری جملے سے۔

"آلے زرا دونوں مل کر اس ماں کا پتا نکلوائیں گے، میں وعدہ کرتی ہوں۔ اب آیا تو ہاتھ پیر باندھ دوں گی اسکے پر تم سے دور نہیں جانے دوں گی اسے۔ شکر کرو کہ وہ ٹھیک ہے میرا بچہ۔ جیسے ہی اسے آسانی ملی وہ سب سے پہلے تم سے رابطہ کرے گا۔ وہ بہت پیار کرتا ہے تم سے دلارہ، مجھ سے بھی زیادہ میری جان"

عزیزے نے اسے ایک بار پھر سنبھال لیا پر لگ نہیں رہا تھا وہ دیر پا سنبھلی رہ سکتی تھی۔

"نہیں۔ آپ جتنا پیار نہیں کرتا بی۔ آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہی ہیں، ایسے والا پیار نہیں ہے اسے نہ ایسے والا پیار کوئی مجھ سے کر سکتا ہے۔ مجھے خود کو سنبھالنا ہو گا۔ کل سے میں آپکے ساتھ ریگولر کئیر یونٹ جاوں گی۔ مجھے اس بد تمیز مفرور آدمی کو سوچنا بھی نہیں ہے۔ آپ دیکھیے گا اس کے حصے کا سارا پیار اب میں بنی کو دوں گی۔"

وہ روتی ہوئی عزیزے کے سینے لگ کر معصومیت سے منصوبے بنا رہی تھی اور عزیزے کا دل زرا بحال ہوا کہ

دِلارہ اب کچھ بہتر تھی لیکن باران کے لیے وقت سخت ہو رہا تھا۔

.._____..

"سورس آف نیوز کیا تھا، کس نے تمہیں اسکا میسج ڈیلیور کیا؟"

عالیان واپس آیا تو جب ساری صورت حال بتائی، سب کے ذہن میں ایک سا سوال تھا جسے آزاد نے زبان دی، جبکہ عالیان نے پریشان ہوتے سبکی طرف دیکھا۔

"برہان مسدور نے"

عالیان کا جواب سنے اک پل ماحول پر سناٹا چھا گیا۔

"کیا۔ اس بدبخت کو کیسے پتا چلا کہ باران Berlin ہے، کیسے؟ اور تو نے اسکی بات پر یقین کر لیا۔ اگر باران کو مسدور والوں نے آزاد کی طرح اٹھا کر ٹکرے کروادیا تو؟"

اسماعیل یلدرم کو مانو تلووں آگ لگ کر سر پر بجھی، یہی کیفیت ایدا، نازلی اور آزاد کی تھی۔

"بابا وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود اس وقت جرمنی بیٹھا ہے تو ران کو لینے گیا ہے۔ اس نے مجھے یہ کہا کہ یہ خبر اسے

توران نے بھیجی ہے۔ باران اور توران کا آپس میں اتحاد ہو گیا ہے"

ابھی پچھلے صدمے سے وہ نکلے ہی نہ تھے کہ عالیان نے مزید دماغ مفلوج کر دینے والی بات کر دی۔

"واٹ؟ جو تم سب نے بتایا ماضی میں ہوا اسکے بعد باران اور توران کا اتحاد ہونا یقین کرنے والی بات نہیں۔ باران نے اسے اریسٹ کروایا تھا پھر وہ توران اپنی پوری جوانی برباد کر دینے والے سے اتحاد کیسے کر سکتا ہے۔ باران کسی مصیبت میں ہے عالی، وہ کسی بڑی مصیبت میں ہے"

آزاد کو بھی یہ بات سرے سے پلے نہ پڑی، ہر کوئی جیسے باران کی جان کے لیے خوفزدہ نظر آیا پر عالیان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے اپنی سچی فیل کا اظہار کرے، کیسے برہان مسدور کی اس آواز کا درد بیان کرے۔

"نہیں ایسا نہیں ہے۔ کچھ بڑا ہے جو ہم سب سے چھپا ہے چاچو۔ ممکن ہے باران کی طرح توران کے بھی کچھ راز ہوں۔ اگر آپ سبکی اب بھی تسلی نہیں ہو رہی تو میں پہلی فلائیٹ ملتے ہی جاتا ہوں۔ خود وہاں پہنچ کر توران سے ملتا ہوں۔ سب معاملہ دیکھتا ہوں۔ لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ باران کی جان خطرے میں نہیں ہے"

سب کی برہمی، اور تکلیف کے پیش نظر عالیان نے فیصلہ لیا کہ وہ خود جا کر حالات کا جائزہ لے۔

"تمہارا دل جھوٹ بھی کہہ سکتا ہے عالی۔ تمہیں جانا چاہیے۔ اسے اکیلا چھوڑنے کی ایک بار پھر غلطی مت کرو۔ اگر تم نہیں جا سکتے تو مجھے بتاو۔ میں دیکھتا ہوں جا کر معاملات"

آزاد نے اسے ریلیف دیا پر عالی نے انکو شانوں سے تھامے پر سکون کیا، کیونکہ اصل بات تو ساری عالیان جانتا تھا، برہان نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ توران اور باران کسی خفیہ مشن میں بزی ہیں پر یہ بات وہ فیملی کو بتا نہیں سکتا تھا۔

"میں جاتا ہوں بڑی آپ سب بابا کے ساتھ رہیں، پر سکون رہیں سب۔ کچھ برا نہیں ہو گا"

عالیان نے انکی تشفی کروائی پر ہر کوئی شدید پریشان تھا، مسدور خاندان والوں پر وہ لوگ چاہ کر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے تھے۔

"یہی بہتر ہو گا"

آزاد نے تائید کرتے گہرا سانس بھرا جبکہ پہلی فلائیٹ عالیان کو فجر کی ملی تھی اور تب تک انتظار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

وہ اپنی کچھ ضروری پیکنگ کرنے روم میں آیا تو ایدا بھی وہیں چلی آئی تاکہ اسکی مدد کر دے۔

"مجھے بھی عجیب لگ رہا کہ توران اور باران کا اتحاد ہو گیا۔ آپ نے کیسے مان لیا کہ سچائی یہی ہو گی۔ آئی مین دل کے علاوہ اور ایسی کونسی چیز تھی جس نے آپکو دشمن کی بات پر یقین کرنے پر مجبور کیا"

ایدا نے اس سے کپڑے لے کر چھوٹے سے بیگ میں خود ڈالنے کے بیچ اسے بیٹھنے کا کہا اور پھر پوچھا۔

"میرا دل کبھی مجھ سے غلط بیانی نہیں کرتا ایدا، بہر حال میں جا کر دیکھتا ہوں کیا معاملات ہیں۔"

عالیان کی طمانیت بھی متاثر لگ رہی تھی، سب کے خدشات اسے بھی ڈرا رہے تھے۔

"ڈونٹ وری۔ سب ٹھیک ہو گا۔ ٹنشن نہ لیں۔ جاتے ہی مجھے کال کر دیجئے گا اور کچھ بھی پتا لگے شئیر و دمی"

وہ محبت و فکر میں ڈوبی بولی تو عالیان سے اس وقت ڈھنگ سے مسکرایا بھی نہ گیا، بس اس وقت صرف بریمن پہنچنے کی سوچ ہی دماغ میں گردش کر رہی تھی۔

تو تکن کی وئیر ہاوس آمد ہوئی تو اسکے خاص آدمیوں میں براق بھی شامل تھا اور ہمراہ مزید کئی لوگ تھے، باران کو توران کے لوگوں نے کھانا کھلا دیا تھا، ایک پین کلر بھی دی تھی، جبکہ خود توران، تو تکن کے آنے کا سنے باہر پارکنگ ایریا تک آیا۔

"انٹرویو تو فائر گیا تمہارا۔ سنو اب بقیہ ہفتہ جیل میں تمہاری جگہ تمہارا باڈی کاپی رہے گا، تم اب آخری یہ باران والا کام کرو اور آزادی پا کر نکلو انقرہ۔"

وہ لوگ اندر کی طرف بڑھ رہے تھے جب تو تکن چلتا ہوا سگار کے کش لگائے تو تکن سے مخاطب ہوا جبکہ براق بھی ہمراہ ہی تھا۔

"ایک مسئلہ ہو گیا ہے تو تکن"

وہ مغرور آدمی چلتا چلتا تو ران کی بات پر جبڑے کستار کا تو اس سمیت اسکے سارے آدمی بھی رک گئے۔

"کیا مسئلہ ہوا ہے؟"

تو تکن نے آبرو اچکایا۔

"اسے سمجھانے کے چکر میں مار کٹائی ہو گئی اور اسکا ذہنی توازن بگھڑ گیا۔ غلطی سے میرے لوگوں نے اسکے سر اور کن پٹی پر وار کر دیے۔ اب وہ نہ مجھے پہچان رہا ہے نہ خود کو"

توران نے اپنی اداکاری کا پتا پھینکا جس پر تو تکن کو تو آگ لگی البتہ براق کی آنکھیں اس خبر پر لطف سے بھریں۔

"یاداشت چلی گئی؟ یہ مت کہنا"

تو تکن نے خدشے سے کہا پر توران نے یوں چہرہ لٹکایا جیسے مسکین بنے اسی خدشے کی تائید کی ہو۔

"لگ تو یہی رہا ہے۔"

توران نے افسوس سے بتایا۔

"علی کو کال ملاو۔ سنا ہے یہ دو دن پہلے اپنے سب ٹیسٹ کروا کے آیا تھا۔ اسکی چال بھی ہو سکتی ہے۔ تمہاری بیٹی کے عشق کا بھوت چڑھا ہے باران کے سر پر۔ اور یہ بھوت لاتوں سے جائے گا"

توران نے افسوس سے تو تکن کی طرف دیکھا کہ یہ آدمی کس قدر گھٹیا ہے۔

"ٹیسٹ ٹھیک بھی ہوئے تو کیا؟ ہاں۔۔ میں کیا کہہ رہا ہوں کہ اسکی دماغی ہڈیوں تک وہ پہنچ گئے ہیں جو میرے لوگوں نے مارے۔ اچھا بھلا آدمی کومے میں چلا جائے جس قدر شدید وار ہوئے۔ تم باران کا پیچھا چھوڑ دو وہ تمہارے کسی کام کا نہیں۔ میں تمہارے لیے مزید کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ دل کا مریض اتنا رسکی نہیں تو تکن جتنا ایک کمزور دماغ والا۔"

تو تکن نے سر اکڑا کر اس ڈیل کرنے والے کو محظوظ نظروں میں بھرا، پھر وہ توران کی بات پر مست قہقہہ مارے ہنسا۔

"اسکی یاداشت گئی ہو گی پر عقل نہیں۔ اگر اسکی میمری چلی بھی گئی تو یہ میرے لیے فائدہ مند ہو گا۔ اسکے دماغ سے دلارہ نکل جائے گی جسکی وجہ سے وہ میرے آگے انکاری ہو کر تن گیا تھا۔ جب اسے کوئی دلارہ یا فیملی یاد نہیں رہے گی تو اسے اپنا بیٹا اور داماد بنا کر اسکی عقل میں اپنے مطابق سب بھرنے کی چس آجائے گی۔ تمہارے لوگ اس تشدد پر داد کے مستحق ہیں۔ بلکہ ایسا کرتے ہیں جو رہی سہی یاداشت اٹکی ہے وہ میں اڑا دیتا ہوں۔ تا کہ شک و شبہات ہی نہ رہیں"

توران کے ہاتھ پیر پھولے جب تو تکن نے وہیں نیچے زمین میں دھنسی اک اکھڑی راڈ پکڑ کر جھٹکے سے نکالی اور اندر لپکا، توران بھی پیچھے ہی گیا پر تو تکن پر جیسے جنون سوار تھا۔

"تو تکن وہ مر جائے گا"

توران نے حلق کے بل چلاتے اسے وارن کیا جو بس راڈ سے باران کے سر پر وار کرنے ہی والا تھا، باران نے مندی مندی آنکھیں کھولے ارد گرد دھندلائیں سی شکلیں اور گھلی ملی آوازوں پر سر اٹھایا، اسکا سر پہلے ہی چکرا رہا تھا، توران کی آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی جبکہ تو تکن جوابا کمینگی سے مسکرایا۔

"نہیں مرے گا، میں بس یہ چاہتا ہوں اسکی یاداشت جائے تو مر کے بھی نہ آئے۔ میں اسکا کمزور دماغ بذات خود مضبوط بناوں گا تم فکر مت کرو۔ تمہارے ساتھ مزید کام کا فائدہ نہیں، تم باغی ہو گئے ہو۔"

تو تکن نے کہتے ہی اس زور سے باران کے سر پر وہ راڈ ماری کہ باران کے حلق سے بھیانک آواز نکلی جبکہ توران نے گن کے ٹریگر پر ہاتھ جماتے ٹھیک نلی تو تکن پر جمائی، باران کے سر سے خون کی لکیر کن پٹی سے بہتی دیکھے توران نے فلائے سلپ مارے لگ بھگ چار تو تکن کے ارد گرد کھڑے لوگوں کو موقعے پر اڑایا جبکہ یکدم ہی براق جو

تو تکن کے ساتھ تھا، وہ بھی جب اپنی گن تو تکن پر تان گیا تب تو تکن کے ہاتھ سے راڈ چھوٹ کر نیچے گری۔

جبکہ براق کے ساتھ کئی لوگ بھی تو تکن پر بندوقیں تان چکے تھے۔

"تم بہت بڑی غلطی کر رہے ہو توران۔ تم نے مجھ سے آخری ڈیل کی تھی پر ہمیشہ غداری کا تڑکا لگایا۔ تمہارا کام بہترین تھا تبھی تمہیں رعایت ملتی تھی لیکن اس غداری پر جیمنائے تمہاری خاک بھی نہیں چھوڑے گا۔ اور تم براق، تم بھی غدار تھے؟"

تو تکن کا صدمے سے رنگ لٹھا ہو چکا تھا، تو ران کی جان تو باران کے سر سے بہتے خون پر نکل رہی تھی، بس نہ چل رہا تھا اس تو تکن کی کھوپڑی اڑا دے۔

"غدار نہیں۔ وفادار وہ بھی تمہاری بیٹی کا۔ تم جیسے باپ سے تمہاری بیٹی کو محروم کرنے کا شرف پانا چاہتا ہوں۔ وہ باپ جسکی وہ بیٹی ہو کر بس زلیل و خوار ہی ہو گی۔ اسکے دل میں ہمیشہ سے میں تھا پر تم نے اسے گن پوائنٹ پر بار ہا ٹارچر کیا کہ وہ بس باران کی ہے، اسی کی ہو گی اگر کسی اور کی ہوئی تو تم اسکے ٹکرے کر ڈالو گے۔ ایسا گھٹیا باپ جو اپنے مفاد کے لیے اپنی اکلوتی بیٹی کا دماغی توازن بگھاڑ کر رکھتا آیا

ہے۔اسے موت آجانی چاہیے۔اور رہی بات امارہ کی اسکی فکر نہ کرنا۔تم سے لاکھ درجے محفوظ اور خوش رہے گی وہ میرے ساتھ"

براق نے ساری باتیں مکمل کرتے ہی گن لوڈ کی پر تو تکن کو اپنے بچاو کا جیسے اک آخرہ راستہ نظر آیا،باران کی حالت بدتر ہو رہی تھی اور انکے پاس وقت نہ تھا۔

"توران۔۔تمہارا pacemaker کنٹرول میرے پاس ہے۔

ی۔ یہ میرے فون میں ہے۔ میں تمہیں مار دوں گا۔ گن ہٹاو مجھ سے"

تو تکن نے اپنا فون ہانپتے ہوئے فضا میں لہرایا جیسے وہ فون نہیں، بمب کا ٹریگر ہو پر توران آگے سے گن بے خوفی سے تو تکن پر تانے قریب سے قریب تر ہوا۔

"اچھا۔ چلو مار دو پھر مجھے۔ اور خود بھی مرو۔ تو تکن کے فیوچر داماد! جلدی کرو بیٹا وقت نہیں ہے۔ مجھے اپنے داماد کو بچانا ہے۔"

توران کے مست مسکرانے پر جب بوکھلا کر توتکن نے فون کا کوئی بٹن پریس کیا، توران کو کچھ نہ ہوا جبکہ براق نے ٹھیک گن کی نلی توتکن کی گردن پر رکھے چلائی، ایک آواز اور خون کی الٹیاں کرتا توتکن تڑپتا بلکتا ہوا، تڑپ تڑپ کر وہیں گر پڑا، جبکہ توران نے گن پینٹ کی پچھلی طرف دھنسائی اور دوڑتا ہوا باران تک پہنچا، براق بھی پیچھے ہی لپکا اور باران کے پیروں اور ہاتھوں کی رسیاں کھولیں، توران نے اپنی گردن میں لٹکا مفلر کھینچ کر باران کے سر کی اک طرف رکھا جہاں سے بہت خون نکل رہا تھا۔

"اسے فوراً ہوسپٹل لے کر جانا ہوگا براق۔ میری مدد کرو"

توران نے اسے جلدی سے مدد کے لیے پکارا، خیر وہ لوگ باران کو فوراہو سپٹل لے کر پہنچے جہاں تو تکن کی باڈی بھی لائی جاچکی تھی، براق نے اپنی نان رجسٹر گن راستے میں آتے ایک لوہاپگھلانے والی مشین میں پھینک دی اور فون بوتھ سے انجان کال ہو سپٹل کر دی تاکہ تو تکن کے گھر والوں کو اطلاع ہو جائے۔

باران کا بہت خون بہہ چکا تھا اور حالت بھی نازک تھی تبھی وہ آئی سی یو روم میں تھا۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا براق؟"

وہ دونوں اس وقت آئی سی یو روم کے باہر کھڑے تھے
جب توران نے اس سے اس ساری نفرت کے پیچھے کی وجہ
پوچھی خاص کر یہ بات کہ وہ امارہ کو ٹارچر کرتا ہے۔

"جس رات باران نے امارہ کو بے عزت کر کے گھر سے نکالا
اس رات میں اسکے ساتھ تھا، امارہ نے نشے میں دھت ہو کر
مجھے اس کمینے کے بارے سب بتا دیا۔ اور اسے یہ سب یاد نہ
آئے اسی لیے میں نے اسے صبح کہا کہ ہمارے بیچ کچھ ہو
گیا۔ تاکہ وہ اسی ٹنشن میں رہے اور یہ بات یاد نہ کر پائے
کہ وہ تو تکن کے بارے مجھے سب بتا چکی ہے۔ وہ بہت زیادہ
تکلیف میں تھی۔ اپنے بال نوچ کر چیخی کہ اسکا باپ اسکے

ساتھ یہ کرتا رہا۔ یہ بھی کہا کہ وہ مجھ سے پیار کرتی
تھی۔ بس تب سے میں کسی موقعے کی تلاش میں
تھا۔ میرے دل کو سکون ملا اسے مار کر، دعا ہے باران بھائی
کی جان بچ جائے"

برہان کی ساری کہانی سنے توران کو دکھ بھی ہوا اور خوشی
بھی، اس نے براق کا کندھا دوستانہ انداز میں تھپکایا۔

"یہ تو سب بہترین ہو گیا پر جیمنائے کسی کو زندہ نہیں
چھوڑے گا۔ تم اب ایسا کرو امارہ کے ساتھ رہنے کے ساتھ
جیمنائے کا پتا کرو کہ وہ آجکل کہاں ہے اسے خبر
ہو گی۔ سارے فساد کی جڑ وہ گھٹیا آدمی ہے۔ یہ تو تکن تو بس

اک مہرہ تھا۔ اور دوسری بات باران کو جلد از جلد یہاں سے نکلوانا ہو گا۔ تم اپنے بھروسے کے لوگوں کی لسٹ دو مجھے تا کہ ہمیں پتا ہو ہمارے ساتھ کتنے لوگ ہیں"

توران نے سارا لائحہ عمل سمجھایا جبکہ براق نے فوری سر ہلایا اور تبھی دونوں کی نظر بیک وقت ڈاکٹرز اور کچھ پولیس کے لوگوں کے ہمراہ آتی آمارہ پر گئی، توران نے فورا اپنے ہڈی کیپ لی اور اک براق کو اشارہ کرے خود وہ باران والے ایریا کی طرف نکل گیا، ڈاکٹر سٹاف نے تو تکن کی کچھ آخری چیزیں امارہ کے حوالے کیں جبکہ پولیس نے کچھ بیان لیا کہ اسے کس پر شک ہے پر وہ کسی پر شک نہیں کہہ

کران سے جان چھڑوائے مردہ خانے کی طرف چلی گئی، براق بھی پیچھے ہی لپکا، امارہ نے توتکن کی ڈیڈ باڈی کے پاس رکے اک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالی۔

"اچھا ہوا آپ مر گئے۔ ورنہ میں مار دیتی"

وہ حقارت سے یہ جملہ کہے وہ گھڑی سٹڈ اور چین وہیں توتکن کے سرہانے رکھ کر پلٹی تو براق کے سینے سے ٹکرائی، جس نے بروقت امارہ کو سنبھال لیا، باپ کی موت تو نہ رلا سکی پر اس انسان کا سامنا رلا گیا۔

"جیمنائے نے مجھے کہا تھا میں ڈیڈ کو مار دوں۔ جس نے بھی انھیں مارا، وہ میرا محسن ہے"

وہ براق کی آنکھوں میں تکتی ضبط سے بولی تو براق اسے پکڑے مردہ خانے سے باہر لایا۔

"کیا مطلب؟ جیمنائے نے یہ تمہیں کیوں کہا۔ وہ کہاں چھپ کر بیٹھا ہے؟"

براق نے اسے نرمی سے ہولڈ کرے پوچھا تو وہ گہرا سانس بھر گئی۔

"کیونکہ اسے اب پارٹنر کی ضرورت نہیں۔اس نے مجھے شادی کی آفر کی۔ورنہ میرا اٹھوا کر ریپ کرلے گا یہ کہا۔میری کچھ فوٹوز اور وڈیوز ہتھے لگیں اسکے۔بس اسی کو یوز کر کے وہ ڈیڈ کو راہ سے ہٹانے کے ساتھ مجھے بھی پانے کا پلین کر رہا ہے۔"

وہ کربناک ہوئی تبھی براق کی آنکھوں میں خون اترا۔

"تمہاری شادی صرف مجھ سے ہو گی امارہ۔یہ بتاو کہاں ہے وہ گھٹیا آدمی؟"

امارہ نے آس سے اس شخص کی بڑی بڑی آنکھوں کو دیکھا۔

"آذربائیجان میں رہ رہا ہے آجکل۔ تم مجھ سے شادی کیسے کر سکتے ہو، سب کچھ تو پہلے ہی میرا چھین لیا ہے۔"

امارہ نے شکوہ کیا تو براق نے اول بات پر فوکس کیا پھر ان دکھی آنکھوں میں جھانکا۔

"ہمارے بیچ کچھ نہیں ہوا تھا"

براق نے اسکے سر پر بمب پھوڑا۔

"و۔۔واٹ؟ت۔۔تم نے کہا تھا ہم ساتھ سوئے۔۔۔تم مجھے روک نہیں سکے۔یہی کہا تھا تم نے"

وہ اسکا گریبان دبوچ گئی، چیخ پڑی۔

"ہاں پر روک میں تمہیں واقعی نہیں سکا تھا اس رات۔ یہ کہنے سے کہ براق میں تم سے پیار کرتی ہوں"

اب کی بار براق نے ان سخت ہاتھوں کی گرفت سے اپنے گریبان کو آزاد کیا تو وہ آنسو ہوتی آنکھوں سے اسے تکنے لگی۔

"ک۔۔کیا۔میں نے یہ کہا؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"ہاں۔میں نے تمہارے باپ کو مارا ہو تو تب بھی پیار سلامت رہے گا تمہارا؟"

براق کی آنکھوں میں بے پناہ حسرت تھی، وہ مزید جیسے ضبط قائم نہ رکھ سکی اور اسکے سینے لگ گئی، گرفت بہت سخت تھی۔

"ہ۔۔ہاں۔مجھے بھی مار دو تب بھی سلامت رہے گا۔م۔مجھے لگا میں نے اپنا پیار برباد کر دیا اس رات۔ہم واقعی قریب نہیں آئے ناں براق؟ اک بار قسم کھا کر کہو"

وہ سینے سے تڑپ کر الگ ہوئی تو براق نے قسم نہ کھائی اسے مزید اپنی بازوؤں میں جکڑ لیا، اس جیمنائے کو جکڑنے سے پہلے وہ چاہتا تھا امارہ کو سنبھال لے جبکہ باران کو روم میں شفٹ کر دیا گیا پر اسکی کنڈیشن کچھ بہتر نہ تھی۔

ڈاکٹرز نے دوا سے زیادہ دعا کرنے کا کہہ دیا تھا، اسکی سر کر انجری بھیانک تھی، لوہے کی راڈ کے وار کی وجہ سے اسکا ایک بار ہھر سر پھٹ گیا تھا، کئی سٹیچیز لگے تھے، بس اچھی خبر یہ تھی کہ خون جمنے کے بجائے بہہ نکلا تھا اور یہی واحد اچھی امید تھی جس سے ڈاکٹرز پر امید تھے کہ وہ سر وائیو کر جائے گا، دائیں گال پر جو سٹیچیز تھے وہ بھی موجود تھے، وہ اس وقت بے سدھ ہو کر بھی کئی درد جھیل رہا تھا، خدا خیر ہی کرے۔

جبکہ دِلارہ جیسے عزیزے نے بہت مشکل سے سلایا تھا، گہری نیند میں جانے سے پہلے ہی ڈر کر جاگ گئی، وہ

عزیزے کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی، اسکے ہانپ کر اٹھنے پر انکی بھی مشکل سے لگی آنکھ کھل گئی، لگ بھگ فجر ہونے والی تھی۔

"کیا ہوا میرے بچے؟"

عزیزے نے لاڈ سے اسکے بال سہلاتے ماتھے پر آئی نمی پر فکر مندی سے پوچھا۔

"وہ ٹھیک نہیں ہے بی، میں نے بہت برا خواب دیکھا۔"

وہ روہانسی ہوتی بولی تو عزیزے نے جھک کر اسکا ماتھا چوما تاکہ اسکے تڑپتے دل کو قرار آئے۔

"خواب بس وہم ہوتے ہیں میری جان، غائبانہ اس پر دعائیں پڑھ کر پھونک دو۔ آیت الکرسی بھی۔ اللہ اسکی حفاظت کرے گا۔ اسکی فکر میں ہلکان سوئی تھی تبھی شیطان نے مزید پریشانی کو وسوسے ڈال دیے دل و دماغ میں"

عزیزے نے اسے اپنی جانب سے بھرپور بہلایا پر اسے کسی پل چین نہ آرہا تھا، بے قراری ہر موں سے چھلک رہی تھی۔

جبکہ دوسری طرف باران کو ہوش آگیا تھا، فوراتوران کو خبر دی گئی جو باران کا سنتے ہی فوراً اس سے ملنے روم میں

پہنچا، نرس اسکی ڈرپ اتار رہی تھی جب توران اندر داخل ہوا، باران کی کھلی آنکھیں دیکھ کر اسکے کمزور پڑتے دل کو تقویت ملی، اس وئیر ہاوس میں پڑا باران کا فون بھی اس وقت توران کے پاس تھا مگر اس نے ابھی تک اسکے فون کو آن نہیں کیا تھا۔

"باران"

توران نے قریب ہی کاوچ پر بیٹھتے اسے پکارا، باران نے اسکی جانب گردن گمائی۔

"کون ہو تم؟"

باران نے کراہتے ہوئے استفسار کیا تو توران کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اس نے بیقراری سے نرس کی جانب دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو اسے کیا ہوا۔

"میمری لاس ہونے کے کوئی سائن نہیں پر فی الحال انکی ہیڈ انجری سوئیر ہے تو ممکن ہے یاداشت پر کچھ وقت اثر رہے، یہ لوگوں کو پہچاننے اور انکی بات سمجھنے میں مشکل کا شکار ہو سکتے ہیں۔ انکی eyesight پر بھی اثر ہوا ہے تو ممکن ہے انھیں آپکا چہرہ دھندلا یا دیکھائی دے رہا ہو"

نرس کی تفصیل پر توران کا پیلا پڑتا چہرہ کچھ بحال ہوا۔

"یہ ایسی حالت میں کتنا وقت رہے گا، ٹرٹمنٹ کتنا لمبا ہے اس انجری کا؟"

توران نے مزید بے چینی سے پوچھا۔

"دو تین ماہ لگ سکتے ہیں"

نرس نے پروفیشنل انداز میں جواب دیا اور توران کے شکریہ کہنے پر وہ روم سے باہر نکل گئی، توران اٹھ کر باران کے پاس بیٹھا جسے سر کا درد شدید پریشان کیے ہوئے تھا۔

"تم ٹھیک ہو باران؟ بتاو کیسا محسوس ہو رہا ہے؟"

توران نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی جس پر باران نے اسے ریسپانس دیتے سر کو جنبش دی۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا نہ تمہاری میمری کو۔ تم بہتر ہو جاو گے۔ آرام کرو"

توران نے اسکو مضطرب محسوس کیے فی الحال کے لیے آرام کے لیے چھوڑا اور جب تک باہر آیا، امارہ اور براق بھی واپس آ گئے تھے، تو تکن کی تدفین ہو گئی تھی۔

"توران بھائی وہ آذربائیجان میں ہے اس وقت، کیا حکم ہے؟"

براق نے جیمنائے کے موجودہ ٹھکانے کی خبر دی تو توران نے فی الحال بس سر ہلایا۔

"دو دن رک جاو۔ فی الحال اپنے کچھ لوگ آذربائیجان بھیج دو۔ ان سے پل پل کی خبر لو۔ وہ وہاں کیا کر رہا ہے، ہر چھوٹی ڈیٹیل، اسے بہت پلاننگ کے ساتھ ختم کرنا ہو گا۔"

توران نے سنجیدگی سے ان دو کو بریف کیا جو اس حکم پر سر ہلا رہے تھے۔

"تم ٹھیک ہو؟"

توران نے اس مرجھائی سی لڑکی کی طرف دیکھتے سوال کیا جس نے جبر اٹھیک ہونے کا اشارہ دیے سر ہلایا، حالانکہ اسکی حالت کیا تھی یہ توران اور براق اچھے سے جانتے تھے۔

"جیمنائے کے خاتمے کے بعد ہم سب مکمل طور پر اس نحوست سے آزاد ہو جائیں گے۔ لیکن یہ آسان نہیں ہو گا۔ جانی مالی نقصان ہو گا، چوٹیں آئیں گی۔ باران کی کنڈیشن جیسے ہی سٹیبل ہوتی ہے اسے واپس انقرہ بھیجوا کر ہم اپنے مشن پر نکلیں گے۔"

توران نے مزید لائحہ عمل ترتیب دیا جس پر وہ دونوں بھی متفق تھے۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اپنے لوگوں کو تیار کرتے ہیں"

اس بار امارہ نے گفتگو میں حصہ لیا جو براق اور توران دونوں کے لیے خوشی کی بات تھی۔

"گڈ۔ لگ جاو کام پر۔ مجھے ایک آئی فون چارجر چاہیے۔ باران کا فون بند ہے۔ میسج کے تھرو ہی دلارہ کو انفارم کرنا چاہ رہا ہوں۔ اور باران کے گھر کے آس پاس بھی کچھ لوگ بھیج دو تاکہ جیمنائے اسکے گھر میں گھس کر

اسکی ضروری چیزوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرواسکے۔مجھے ابڈیٹس دیتے رہنادونوں"

توران اس وقت ان سب کالیڈر تھا،اور آگے امارہ اور براق کی ٹیم اورلوگ اب آخری دھماکے کے لیے تیاری پکڑنے والے تھے،براق اور امارہ کو بھیج کروہ وہیں کوریڈور میں لگی چیئرز میں سے ایک پر بیٹھااور گہرا سانس بھرے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرے،فی الحال توسب گھٹن سے لبریز محسوس ہورہا تھا،آگے کیاہونے والا تھایہ وقت ہی بتا سکتا تھااب۔

.. ..

مکمل چارج ہوتے ہی نرس، باران کا فون، توران کو دینے آئی جسے نرس کے ہاتھ سے لیتے وہ تھوڑا متذبذب ہوا لیکن بہر حال اس نے فون لیا اور نرس کا شکریہ کہے دونوں ہاتھوں میں فون تھامے کچھ دیر تو فون کی سکرین دیکھتا رہا۔

"کسی کا پرسنل فون دیکھنا اخلاقی طور پر بری حرکت ہے لیکن اس نمبر سے دِلارہ کو میسج گیا تو وہ ممکن ہے اداسی سے نکل آئے"

بہت سی سوچوں کے گرداب میں پھنسے توران نے کچھ ساعتوں بعد فیصلہ لیا اور فون کی سکرین اون کی مگر سامنے لاک لگا تھا، کوڈ آٹھ لفظی تھا جبکہ ہنٹ کی جگہ جامنی پھول

بنا تھا، توران نے اپنے دماغ کو بہت دوڑایا مگر کچھ سمجھ نہ
آیا، تبھی اسکو یکدم جامنی پھول سے Lavender یاد آیا
اور جب توران نے اسے کوڈ کی جگہ لکھا، فون کھل گیا، اک
عجیب سی خوشی تھی جو توران کو لاک اوپن ہونے پر
ہوئی، جبکہ لاک کھلنے کے بعد سکرین پر بھی Lavender
کے پھولوں کے وال پیپر تھے، بہر حال توران نے کسی اور
طرف جانے کے بجائے سیدھا چیٹ کی طرف کا رخ
کیا، اسے اب سمجھ آیا کہ باران نے فون پر ہر جگہ یہ پھول
کیوں لگا رکھے تھے کیونکہ اس نے دِلارہ کے نام کے ساتھ

بھی Lavender کا پھول لگا رکھا تھا، اک بھولی بھٹکی سی مسکراہٹ توران کے چہرے کا احاطہ کر گئی۔

خود وہ بھی اٹھ کر بے دلی سے ریڈی ہو رہی تھی، رات بی کو کہہ تو دیا تھا کہ وہ ریگولر کئیر یونٹ جائے گی پر اب ہر چیز سے اکتاہٹ ہو رہی تھی۔

"دلارہ"

توران نے ہمت اکھٹی کی اور میسج میں اسکا نام لکھ کر بھیجا، وہ جو اپنے ہیر سٹائل میں پنز لگا رہی تھی، میسج نوٹیفکیشن پر وہیں سے گھومی، اس نے وہیں کھڑے کھڑے میٹرس پر ترچھے

اور الٹے پڑے فون کو گھوری دی پھر وہ لپک کر فون تک آئی، اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھائے جب سکرین اپنے سامنے کی تو باران کا میسج دیکھے وہ اپنی جگہ سٹل ہو گئی۔

"آ گئی اسے میری یاد۔"

دِلارہ نے فوراً چیٹ میں جاتے کال کی مگر دوسری طرف سے کال ڈیکلائن ہوئی، تو ران نے بوکھلا کر جلدی سے کال کاٹ دی، دِلارہ کے گال غصے سے پھولے۔

"تم نے میری کال کاٹی؟ میں تمہاری گردن کاٹ دوں گی۔ مجھے چھوڑ کر جانے کی ہمت کی اوپر سے اب میری کال

بھی کاٹ رہے ہو۔ کیا مرنا چاہتے ہو میرے ہاتھوں باران یلدرم"

بہت سارے اینگری اور غصیل شکل والے ایموجیز کے ساتھ وہ میسج لکھ کر بھیجے وہیں گال پھلائے بیٹھی، اسے کہاں علم تھا وہ یہ سب باران کو نہیں تو ران سے کہہ بیٹھی ہے، اس ایک میسج سے ہی وہ اتنا تو جان گیا کہ اس پار بیٹھا وہ گرم خون اسی کا ہے۔

"میں بہت زیادہ مشکل میں پھنسا ہوں، ایک مشن کہہ لو۔ کال یا وائس میسج نہ سن سکتا ہوں نہ کر سکتا ہوں اور مجھے تمہیں خود بتانے کے لیے کہ میں ٹھیک ہوں، جان جو کھم

میں ڈال کر فون تک پہنچنا پڑا۔ بس کچھ دن ہیں، مشکل زیادہ بڑی نہیں اس لیے فکر مت کرنا۔ میں ٹھیک ہوں"

توران نے یہ سب ٹائپ کرنے کے بعد اک نظر بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر ناشتہ کرتے باران کو دیکھا جسے نرس کچھ ساتھ سوال جواب بھی کر رہی تھی، پھر وہ میسج توران نے دلارہ کو بھیج دیا۔

میسج ملتے ہی دلارہ نے بیقراری سے اوپن کیا، اسکا چہرہ تاریک پڑا، پریشانی سے آدھی ہوئی۔

"میں ٹھیک نہیں ہوں۔ بتاو مجھے باران کیا مشکل ہے۔ میں تمہاری مشکل حل کرنے وہاں آ جاوں؟ پلیز بتاو تم ٹھیک تو ہو؟ کس نے تمہیں اتنا مجبور کیا، مجھے جب تک سب بتاو گے نہیں میں پریشان ہونا اور تم پر غصہ ہونا بند نہیں کروں گی۔ سنا تم نے؟"

اب کی بار رو تو، اداس اور بے حد غمزدہ ایموجیز کے طوفان کے ساتھ میسج بھیجے وہ سانس روکے جواب کی منتظر ہوئی جبکہ تو ران نے کاوچ پر ٹیک لگائے مسکرا کر پھر سے کچھ لکھنا شروع کیا۔

"مل کر تفصیل بتاوں گا۔ آئی پرامس۔ تم ٹھیک ہو؟"

توران کا انداز خوبخو باران سا تھا تبھی تو دِلارہ کو شک ہی نہ ہوا ابھی تک کہ یہ سب باران نہیں میسج کر رہا۔

"نہیں ٹھیک۔ بہت زیادہ ڈپریس ہوں۔ میں تم سے ناراض ہو گئی ہوں۔ تم نے مجھے بہت اکیلا کر دیا ہے، بہت زیادہ اکیلا باران، مجھے دن اور تاریخ بتاو کب واپس آو گے؟ ابھی اور اسی وقت مجھے بتاو"

وہ اس سے لاڈ بھرے انداز میں ضد کرے آنے کا پوچھ رہی تھی اور توران کا دل بھاری ہوا صرف یہ سوچ کر کہ اسکی بیٹی اکیلا محسوس کر رہی ہے۔

"نہیں بتا سکتا۔ تم اپنا خیال رکھنا۔ میں ٹھیک ہوں، تم بھی ٹھیک رہنا۔ فون میرے پاس نہیں ہو گا کچھ دن۔ لیکن میں جلد رابطہ کروں گا۔"

تو ران نہیں چاہتا تھا مزید بات لمبی ہو اور اسے شک ہو کہ وہ باران کے بجائے کسی اور سے بات کر رہی ہے، پر وہ مزید دکھی ہو گئی، بس اتنی سی دیر وہ ملا تھا اسے، یہ تو اور تڑپانے سا تھا۔

"I hate You..

تم ایسا کرو دعا کرو میں مر جاوں۔ پھر آ کر میری قبر پر دو گھڑی فاتحہ پڑھ لینا۔ کم از کم اتنا وقت تو ہو گا ہی تمہارے پاس میرے لیے کیونکہ جیتے جی تو میں تمہاری ہر آتی جاتی سانس پر مسلط رہوں گی، تمہارا سارا وقت میرا ہے، تم ہوتے کون ہو مجھے زرا سا اپنا وقت دے کر تڑپانے والے۔ بات کرو مجھ سے ورنہ میں خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں گی۔"

اب کی بار دِلارہ نے بنا کسی ایموجی جو بھی کہا وہ تو ران کی آنکھوں میں سرخائی لے آیا، وہ اٹھا اور باران کی طرف گیا

جسے نرس ناشتہ کروا کے جا چکی تھی اور وہ آرام کرنے کو سر بیک سے لگائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔

"باران"

توران کے گھبرا کر پکارنے پر باران نے اپنی بھاری آنکھیں کھولے توران کی طرف دیکھا۔

"تمہیں دلارہ سے بات کرنی ہو گی۔ وہ تمہاری وائف ہے۔ سر پر لوہے کی راڈ کے وار کی وجہ سے تمہیں سوچنے سمجھنے میں اور دیکھنے میں مشکل ہو رہی ہے پر تمہیں یہ

جواب دینا ہو گا۔ تم یہ پیچھے والی چیٹ پڑھو تمہیں کافی حد تک اپنا اور اسکا رشتہ سمجھ آجائے گا۔لو"

توران کیا کہہ رہا ہے، باران کو ٹھیک سے سمجھ تو نہ آیا پر اس نے توران کے کہنے کے مطابق اپنا فون پکڑا جس کے گلاس کی ہوٹل میں گرنے کے سبب بچت بھی ہو چکی تھی کیونکہ کوور بہت پروٹیکٹیو تھا، باران نے جب چیٹ دیکھی تو توران کی طرف دوسری نگاہ ڈالے سر ہلا کر واپس چیٹ پڑھنے لگا۔

جبکہ دلارہ میسج پر میسج کر رہی تھی۔

"کہاں ہو؟"

پہلا میسج روتے ایموجی کے ساتھ۔

"تم میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہے ہو"

اک اور درد بھری شکائیت۔

"میں مر جاوں گی باران۔ تمہاری دلارہ مر جائے گی اگر تم نے مجھ سے بات نہ کی"

اس بار جو میسج آیا، باران کو لگا کہیں سینے کے پار ٹیس جگی ہے۔

"میں یہیں ہوں دِلارہ، تمہارے پاس"

اسکے کئی میسیجز کے جواب میں باران کا خود ٹائپ میسج دیکھے وہ جو رو رہی تھی، فورا آنسو گالوں پر سے رگڑ گئی۔

"اسے بتاو تم ٹھیک ہو"

توران نے باران کا کندھا تھپکایا اور خود وہ کمرے سے باہر نکل گیا، شاید ایک باپ کے اندر کے سارے جذبات شوہر سے زیادہ پاور فل تھے۔

"تم کہیں نہیں ہو۔ مجھے بتاو کیا ہوا ہے تمہیں؟"

دِلارہ نے بھیگی آنکھوں سے ہی سکرین کو دیکھتے ٹائپ کیا، باران نے سر کو درد پر چھوا پھر اپنے دائیں گال کو، توران نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اپنی تکلیف چھپانی ہے۔

"میرے سر پر چوٹ لگی ہے، اور گال پر بھی درد ہے۔ باقی مجھے دھندلا دھندلا نظر آرہا ہے۔ سر میں بہت درد ہے۔ تم مجھ سے ملنے نہیں آو گی؟"

دِلارہ نے دو تین بار میسج پڑھا پر اسکی آنکھیں دھوکے میں نہ تھیں، دِلارہ کا مانو دماغ چکرا کر رہ گیا، کہاں باران اسے جرمنی آنے سے منع کرتا تھا کہاں وہ اسے اب کہہ رہا تھا ملنے نہیں آئی۔

دِلارہ کو لگا اسکے پورے وجود سے جان نکل گئی ہو۔

"میری بات سنو۔ کال پک کرو۔ آڈیو کال ہے"

دلارہ نے اسے میسج کیا پھر اسے کال کی جسے باران نے دکھتے سر کے باوجود پک کیا اور فون کان سے لگایا۔

"باران۔ یہ میں ہوں دلارہ۔ اتنا سارا درد کس نے دیا تمہیں؟ بتاو مجھے۔ میں وہاں واقعی آجاوں؟۔ تم نے کہا تھا وہ جگہ میرے لیے سیو نہیں۔ پھر اب کیوں بلا رہے ہو۔ ابھی تم نے کہا تھا مشن میں پھنسے ہو۔ اب تم زخمی ہونے کا بتا رہے ہو۔ مجھے ٹھیک سے بتاو کیا ہوا ہے"

اس آواز کو سننے کی دیر کی تھی کہ باران کو لگا اسکے اندر کی ساری بے چینی اور تکلیف کو آرام آ گیا ہو، جیسے وہ اسکا مرہم ہو۔

"مشن میں ہی تھوڑا زخمی ہو گیا تھا، لیکن میں ٹھیک ہوں۔ تم مت آو اگر میں نے منع کیا تھا۔ میں آجاوں گا تمہارے پاس۔ اوکے؟"

باران نے اسکی آواز کا درد محسوس کرتے خود بخود پیار سے حوصلہ دیا پر دِلارہ کی آنکھیں سرخ ہو کر برسنے لگیں۔

"تم ٹھیک ہو ناں باران؟ عجیب سی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ مجھ سے کچھ مت چھپانا۔"

دلارہ کی آواز رونے سے بدلی، لہجے میں خراشیں آئیں تو باران سے برداشت نہ ہوا۔

"کچھ نہیں ہوا، تم رو مت۔ تھوڑا سر درد ہے تبھی بہکی باتیں کر رہا ہوں۔"

باران نے گہرا سانس لیتے معاملہ سنبھالا پر وہ خدشات میں ڈوب چکی تھی، سر کی چوٹ کا حوالہ دِلارہ کی جان جسم سے کھینچ رہا تھا۔

"ہوپ سو ایسا ہی ہو۔ تمہاری یہ بہکی باتیں سن کر میں ساری ناراضگی بھول گئی۔ تم میری دعاوں کے حصار میں ہو۔ ان لمحوں میں جب تمہیں میری بازو گلے نہ لگا سکیں، میری دعائیں لگائیں گی۔ تم ٹھیک ہونا باران۔ پلیز جھوٹ مت بولنا، میں تمہارے جھوٹ میں نہیں آوں گی"

وہ اسے وہی حصار بخش رہی تھی جو کبھی باران نے اسے بخشا، دماغ میں وہ لمحہ دھندلایا سہی پر بیدار ہوا، باران کے دل نے گواہی دی کہ اس پار یہ بھاری سانسیں اسکی ملکیت میں آتی ہیں، تڑپتا پریشان دل اسکی محبت سے بھرا ہے۔

"تھوڑا درد ہے۔ لیکن تمہاری آواز سن کر وہ اک طرف ہو گیا۔ اب میں سو جاوں؟ میں تم سے ٹھیک ہو کر پھر بات کروں گا۔ تم کال کرو گی"

وہ اسکے لہجے پر پریشان ہوئی، یہ اسکا باران نہیں لگ رہا تھا، یہ تو بدحواسی کا جہاں تھا کوئی۔

"ک۔۔ کروں گی باران۔ بس کہیں گم مت جانا۔ مجھ سے رابطے میں رہنا۔"

دِلارہ نے بہت ہمت کے ساتھ جملہ مکمل کیا اور باران نے کال جب بنا مزید کچھ کہے کاٹی تو وہ کٹی کال پر بے اختیار رو

پڑی، گہرے سانس لیے وہ باقاعدہ کانپ رہی تھی، اسکی ہچکیاں بندھ گئیں، ناجانے کس خدشے پر اسکی یہ حالت ہو گئی، لیکن یہ زیادہ طویل نہ ہوا، وہ سارا کرب اپنے اندر دبائے کمرے سے باہر آئی، اس نے بی کے ساتھ کچھ نوالے ناشتے کے بھی لیے اور انکے ساتھ چلی گئی، اسکی حالت ایسی تھی کہ کبھی بھی اسکا دل پھٹ جاتا، اسے پتا چل گیا تھا باران کو کیا ہوا ہے، اسکا سب سے بڑا ڈر اسکے سامنے آچکا تھا اور وہ اس بار ڈرنے یا بھاگ جانے کے بجائے اسکا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی تھی۔

.._____..

عالیان کی berlin آمد کی خبر توران کو باران کے فون سے ہی ہوئی، اس نے ایڈریس مانگا تو توران نے اسے ہوسپٹل ہی کا پتا دیا، جبکہ خود توران صبح سے یہیں تھا، جبکہ براق اور امارہ اپنے کام پر لگے تھے، جب ایڈریس ہوسپٹل کا ملا تب عالیان کی پریشانی بڑھی، وہ فورا مطلوبہ ہوسپٹل پہنچا تو اسے ریسپشن پر ہی کھڑے توران کو دیکھ کر رکنا پڑا، توران اسی کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"اچھا کیا تم آ گئے۔ اسے اپنے ساتھ لے کر جانا عالیان"

توران نے حتمی فیصلہ سنایا پر عالیان چلتا ہوا ٹھیک توران کے سامنے آ رکا۔

دونوں کی آنکھوں میں صاف صاف تلخیوں کے سائے ہلکور رہے تھے۔

"میں اسے لے کر ہی جاوں گا پر تمہیں چھوڑ دوں گا ایسا سوچنا بھی مت۔ کیا چل رہا ہے یہاں؟ تم جیل سے باہر کیسے ہو۔ تم دو کا اتحاد کیا واقعی سچی خبر تھی۔ اور کس قسم کا مشن ہے۔ باران ہوسپٹل میں کیوں ہے تو ران مسدور بتاو؟"

ایک ہی سانس میں عالیان نے ڈھیڑ سوال کر دیے، یہ بھی نہ سوچا کہ سامنے والا آدمی تھکا ہارا ہوا ہے، تو ران اور

عالیان ایک ہی عمر کے تھے، لیکن تجربے اور تکالیف الگ الگ تھیں۔

"اس سے مل لو۔ میں ساری تفصیل اسکے سامنے بتاتا ہوں تاکہ وہ بھی سن لے۔ اسے کافی کچھ بھول گیا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے سہی پر یہ سب پھر سے سنے گا تو ممکن ہے اسے سچویشن سمجھنے میں آسانی ہو"

توران نے متانت سے درخواست کی تو عالیان نے جبراً ہی سہی پر سر ہلاتے اسکی بات مانتے اسکے ہمراہ قدم بڑھائے مگر وہ دونوں جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے، وہاں نہ باران تھا نہ اسکا فون، وہ دونوں ہی پریشانی سے اندر

آئے، دونوں نے پورا کمرہ چھان مارا پر نہ تو وہاں باران کا کوئی نام و نشان تھا نہ ہی اسکے فون کا، پھر جیسے اسے بیڈ کے نیچے گرا باران کا فون نظر آیا، فون یہیں تھا پر باران کہیں نہ تھا، تشویش بڑھ گئی۔

"اوہ میرے خدا۔ اب یہ کہاں چلا گیا؟"

توران نے صدمے سے اپنا سر تھاما اور یہی حالت عالیان کی تھی۔

"اس حالت میں وہ کہاں جا سکتا تھا۔ ریسپشن پر جا کر پوچھتے ہیں۔"

عالیان نے مناسب حل دیا جس پر وہ دونوں کمرے سے نکل کر ہوسپٹل ریسیپشن پر پہنچے، وہاں باران کے بارے پوچھا تو انہوں نے سرے سے لاعملی کا اظہار کیا۔

"سی سی ٹی وی فوٹیج! ہاں اس سے پتا چلے گا وہ کہاں گیا۔ لیکن یہ ہوسپٹل والے دیں گے کیا ہمیں فوٹیج؟"

توران نے پریشانی کے سنگ حل سوچا جس پر اگلا کام عالیان نے کیا، نجانے اس نے ریسپشنسٹ کو کیا کہا کہ فوراوہ ڈر کر ساری فوٹیج دیکھانے پر راضی ہوگئی جبکہ باہر مین انٹرنس کی فوٹیج دیکھنے اور چھاننے کے باوجود باران کہیں بھی باہر جاتا دیکھائی نہ دیا، جان تو ان دونوں کی سولی پر اٹک چکی

تھی جبکہ دوسری طرف باران یلدرم کو جیمنائے کے
لوگوں نے بہت رازداری سے ہوسپٹل سے نکلوایا پھر وہ
اسے آذربائیجان پہنچانے والے تھے، اور باران کو ان
لوگوں نے ہیوی میڈیسن کی ڈوز دی تھی تاکہ وہ آذربائیجان
پہنچنے تک ہوش میں نہ آئے، عالیان اور توران نے اپنے
تئیں ہر جگہ باران کو تلاش کر لیا تھا۔ رات کے آٹھ بجنے
تک وہ لوگ باران کی تلاش کرتے رہے اور پھر آٹھ بجے
کے قریب انکو ایک مخبر کی طرف سے خبر ملی کہ ائیرپورٹ
کے راستے میں آتے ایک روڈ سائیڈ کیمرے سے گزرتی

گاڑی میں باران یلدرم کو دیکھا گیا ہے، توران کے آدمی نے اس فوٹیج کا اک بلر سا امیج بھی بھیجا۔

"جیمنائے! وہی ہو سکتا ہے اسکے پیچھے۔ خبیث آدمی مجھ سے نہیں بچے گا۔ لعنت ہو اس پر"

توران نے سخت بے بسی سے چلاتے ہوئے افسوس کیا اور یہی حالت عالیان کی تھی۔

"اب کیا ہو گا توران۔ ہم باران کو کہاں ڈھونڈیں گے؟"

عالیان کی آواز یہ پوچھتے کانپی، توران اس وقت براق کو کال ملا رہا تھا جب عالیان کی تکلیف میں ڈوبی بات پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ باران کو آذربائیجان لے کر گئے ہیں۔ ہمیں بھی نکلنا ہو گا۔ یہاں کا کام میرا آدمی براق دیکھے گا۔ میں اور تم پہلی فلائیٹ سے آذربائیجان جائیں گے"

توران نے فیصلہ کیا جبکہ دوسری طرف سے براق نے کال پک کی تو توران نے اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا جبکہ عالیان اور توران کو دو گھنٹے بعد کی فلائیٹ مل گئی

تھی، لیکن یہ دو گھنٹے انکے کانٹوں پر گزرنے والے تھے یہ طے تھا۔

عالیان نے حویلی والے سب لوگوں کو سب ٹھیک کا ہی بتایا تاکہ وہاں کوئی پریشان نہ ہو۔

.._____..

وہ پورا دن ٹھیک نہیں تھی، اسکے سر میں صبح سے شدید درد تھا پھر بھی وہ کیئر یونٹ میں لائے آج کے دن کے سارے پیٹس کا معائنہ کرتی رہی، عزیزے اک سیمنار میں چلی گئیں تو پیچھے سے دلارہ نے ہی سب سنبھالا، وہ خود کو بزی

رکھنے کے جتن کرتی نظر آئی، اس نے زرا سے ناشتے کے بعد پورا دن صرف دو کپ کووفی پی، وہ بھی اس لیے کہ اپنے چہرے پر چھائی تکلیف اس کووفی کی آڑ میں چھپا سکے جو آنکھوں کو بوجھل کر رہی تھی۔

وہ ساڑھے آٹھ تک عزیزے اور بنی کے ساتھ واپس گھر پہنچ گئی، بنی کو دِلارہ نے گود میں ہی اٹھا رکھا تھا، عزیزے گاڑی پارک کر رہی تھیں جبکہ دلارہ، بنی کو لیے گھر کی طرف چل دی، اس نے گھر میں گھستے ہی بنی کو گود سے نیچے اتارا اور کچن میں گئی، بنی بھی پیچھے پیچھے چل رہی تھی، دِلارہ

نے بنی کو اسکا کھانا دیا پھر وہ وہیں باہر سٹنگ ایریا میں رکھے کاوچ پر بیٹھی اور بنی کو کھانا کھاتا دیکھنے لگی۔

"دِلارہ"

مانوس سی پکار پر دِلارہ نے جب گردن پھیری تو عیشاء اپنے بال باندھتی ہوئی کمرے سے نکل رہی تھی، دِلارہ نے بے دلی سے اس پر سے نظر ہٹا کر واپس بنی پر ڈالی تو عیشاء خود ہی آکر دلارہ کے پاس بیٹھے اسکا ہاتھ زور سے اپنے ہاتھ میں جکڑ گئی، دِلارہ کا ہاتھ آگ ہو رہا تھا، عیشاء نے گھبرا کر اسکا چہرہ اپنی سمت موڑا تو وہ گرے آنکھیں بھی سخت کرب میں مبتلا نظر آکر عیشاء کا ہر اگلا سانس بھاری کر گئیں۔

"عالیان سے بات ہوئی تھی میری، وہ کہہ رہا تھا باران ٹھیک ہے۔ پریشان مت ہو میری جان"

عیشاء کے دلاسے پر وہ آزردگی سے مسکرائی اور عیشاء کا ہاتھ اپنے جبڑے سے ہٹا کر چہرہ موڑے پھر سے بینی کو دیکھنے لگی جو اپنا کھانا مزے سے کھا رہی تھی لیکن پھر بیچ بیچ میں وہ دِلارہ کے پاس آ کر رک جاتی جیسے اسے اپنی مالک کی اداسی، بھوک مٹانے نہ دے رہی ہو۔

"میں پریشان نہیں ہوں۔ آپ تھک گئی ہوں گی اتنی لمبی فلائیٹ سے۔ جا کر ریسٹ کریں۔"

وہ گردن پھیرے ہی زرا جھک کر بینی کے بالوں کو سہلاتی روٹھے پن سے بولی۔

"میں تمہیں دیکھ کر فریش ہو جاتی پر تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ادھر دیکھو ناں دلارہ۔ مجھے پریشان مت کرو"

اس بار عیشاء نے اسے چار و ناچار خود کو دیکھنے پر مجبور کیا تو وہ عیشاء کو دیکھنے لگی، بلکل اداس اور ویران لگ رہی تھی۔

"میں ہوں تمہارے پاس، آجاو"

عیشاء نے اسے اپنی بازو کھول کر سینے لگنے کا کہا پر وہ بے دلی سے منہ موڑے اٹھ گئی، اسے یوں اپنے کمرے میں جاتے

عزیزے نے بھی دیکھا، عیشاء نے بے اختیار انے کو دیکھا اور اٹھ کر ان تک گئی۔

"اسکے پاس جاو۔ زبردستی اپنا آپ دو اسے عیشاء۔ وہ پورا دن بولی نہیں۔ اور مجھے لگتا ہے میں پورا دن سانس نہیں لے سکی۔ جاو اسکے پاس میں ڈنر لگواتی ہوں"

عیشاء کو خود سے گلے لگانے کے بعد عزیزے نے اسے تاکید اسمجھایا تو وہ فوراسر ہلائے تابعداری میں واپس پلٹی اور دِلارہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔

دِلارہ چپ چاپ جا کر کوٹ اتارے میٹرس کے کنارے بیٹھی اور پاس ہی کوٹ اور فون رکھ دیا، سر جھکائے ہوئے تھی جب عیشاء پھر اسکے پاس جا کر بیٹھی، دِلارہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"میرا بچہ اداس اور پریشان ہے تو بتاو میں کیسے پر سکون رہوں۔ جو بھی بات تمہیں کھا رہی ہے، مجھ سے شئیر کر لو دِلارہ۔ میں تمہارے لیے آئی ہوں"

بازو دلارہ کے گرد حائل کرے عیشاء نے اسکے بالوں میں پیار سے انگلیاں پھیرتے التجاء کی تو دِلارہ نے سر اٹھا کر عیشاء کی طرف دیکھا۔

"میں اپنی کوئی تکلیف آپ سے نہیں بانٹنا چاہتی۔ آپکی اپنی بہت ہوں گی۔ نئ پرانی۔ مجھ سے اپنا دامن بچائیں اگر مزید اذیت سے نہیں گزرنا چاہتیں۔ مجھے میری بی کے علاوہ کسی کی ضرورت نہیں۔ مجھ سے ہمدردی مت جتائیں مس عیشاء، مجھے اکیلا چھوڑ دیں پلیز۔ میں آپکی منت کرتی ہوں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ میرے لیے دوبارہ مت آیئے گا۔"

دِلارہ نے یہ کر کہ شاید عیشاء کو اپنے آنسوؤں سے بچایا تھا کہ ممکن ہے ایک ماں، اپنی اولاد کو بے بسی سے روتا اور

چینختانہ دیکھ سکے لیکن عیشاء کی آواز ہی جیسے کھو گئی، حلق کے کسی پوائنٹ پر دباو پڑا، پورا وجود شل سا محسوس ہوا۔

"میں اس قابل بھی نہیں کہ تم مجھے یہ کہہ سکو مما مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ مما کا ایک ہگ تمہیں پر سکون نہ کر دے تو ابھی جان لے لینا میری۔ ایسے اذیت پسند نہیں بنتے میری جان، یہ صرف ہمارا نقصان کرتا ہے۔ وہ بھی اذیت پسند بننے کا شوقین ہے لیکن آج اسکا اندر کھوکھلا ہو چکا ہے۔"

یہ اک ایسا حوالہ تھا کہ دِلارہ کی ساری توجہ سلب کر گیا، حالانکہ یہ عیشاء سے غیر دانستہ طور پر ہوا۔

"کس کا؟"

وہ بے تاثر ہوئے بولی۔

"تمہارے باپ کا"

عیشاء کے لہجے میں حقارت و تکلیف سا تھ گھلی۔

"ان سے مل کر آئی ہیں؟"

دِلارہ سپاٹ ہوئی جبکہ عیشاء کو سمجھ نہ آئی ہاں کرے یا انکار۔

"لیکن نفرت جتائی بس"

عیشاء نے نظریں سی چرائیں تو دلارہ نے اسکا چہرہ پکڑتے اپنے سامنے کیا، عیشاء کی آنکھوں میں سرخائی سی گھلی۔

"کیا نفرت کرنی اس دل کے لیے آسان ہوتی ہے جس نے پاگل پن کی حد تک محبت کی ہو۔؟"

وہ اک سادہ سا سوال کر رہی تھی پر عیشاء کے پاس جواب نہ تھا کہ دِلارہ کی چاہت سمجھنا اسکی ماں کے لیے بھی مشکل تھا۔

"م۔۔مجھے اس سے نفرت نہیں ہے نہ کبھی ہو سکتی ہے۔اسکی وجہ سے بھلے میری پوری زندگی برباد ہو گئی ہو پر

اسکی وجہ سے ہی مجھے تم ملی۔ اس دنیا میں میرے ہونے کی واحد وجہ۔ تو اگر اس نے مجھے جیتے جی مارا تھا تو تمہیں دے کر جینے کی وجہ بھی دی تھی۔ ایسے شخص سے پوری دنیا بھی نفرت کر لے، مجھ سے نہیں ہو سکے گی۔ تم بلکل اس جیسی ہو۔ بلکل تو ران کافی میل ورژن۔ سنا تھا میں نے کہ بیٹیاں باپ پر ہوتی ہیں پر تم بلکل اس کی کاپی ہو۔ میں اس سے کیسے نفرت کروں، جب تمہیں دیکھتی ہوں یا سوچتی ہوں، اس سے نفرت کا زبردستی کا سارا بھرم بھی ٹوٹ جاتا ہے"

عیشاء نے اپنی ساری بے بسی کہی تو دِلارہ کی آنکھیں اچانک ہی درد سے نکلتی محسوس ہوئیں۔

"مجھے بھی نفرت نہیں ہے ان سے، نہ آپ سے۔ لیکن آپ دو مجھے نہیں چاہیں۔"

دلارہ نے اپنا ہاتھ ہٹالیا اور چہرہ بھی جھکالیا، وہ جھوٹ بولنے میں بہت بری تھی، اس پر بھی توران جیسی لگی۔

"لیکن مجھے تو تم چاہیے ہو۔ اپنے دل سے لگی ہوئی۔ تم نے جاتے ہوئے گلے لگانے کی اجازت دی تھی نہ۔ میرے جیتے جی واپس مت لو۔ ایک بار دیکھ لو گلے لگ کر، اگر زرا

بھی اچھا نہ لگا تو دوبارہ مت لگنا۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی"

عیشاء کی تڑپ اور گڑگڑانے پر وہ رحم دل ہوئی، پھر سے عیشاء کو دیکھنے لگی جو اپنی دونوں بازو کھولے منتظر تھی۔

دلارہ نے اسے دھتکارنے کے بجائے گلے لگ کر اپنایا تھا، اور جس گرم جوشی اور تڑپ کے سنگ عیشاء نے اسے اپنے وجود کا حصہ بنائے ممتا بھری محبت دی، ناچاہتے ہوئے بھی دلارہ کا دل بھاری سا ہونے لگا۔

"مجھ سے زیادہ دیر گلے نہیں لگا جاتا۔ سوری عیشاء"

وہ بہت جلدی دور ہو گئی، اس کے اندر اضطراب بھرا ہوا تھا، عیشاء نے اسے بلکل مجبور نہ کیا۔

"کوئی بات نہیں۔ میرے سینے میں اتنی دیر میں ہی ٹھنڈک بھر گئی۔ کچھ کھایا ہے میرے بچے نے؟"

عیشاء کے یوں پیار اور توجہ دینے پر دِلارہ کی تکلیف اس سے سنبھالنی مشکل ہو رہی تھی اور وہ جیسے یکدم چہرے پر دونوں ہاتھ رکھتی رو پڑی، عیشاء کے لیے یہ لمحہ قیامت ہی تھا۔

"میری جان رو نہیں۔ مما ہیں ناں پاس۔"

عیشاء نے اسکو پھر سے خود سے لگایا پر وہ نفی کر رہی تھی، اسکے پاس کوئی نہیں تھا۔

"م۔۔مجھے اسکے سوا کوئی نہیں چاہیے۔وہ بہت دور ہو جائے گام۔۔مجھ سے۔کچھ نہیں رہے گا میرے پاس۔سب ختم ہو جائے گا۔اس کے آنے سے پہلے میں بہت اچھے سے جی رہی تھی۔مجھے چھوٹی موٹی تکالیف تھیں پر ایسی کبھی محسوس نہیں ہوئی نہ مجھے پتا تھا ہم کبھی کسی انسان کو بھی جیتے جی رو سکتے ہیں، اس نے مجھ سے بات کی۔وہ میرا باران نہیں تھا"

رونے پر وہ قابو نہ رکھ پاتے عیشاء کو بھی درد سے بھر رہی تھی خاص کر دِلارہ کا آخری جملہ۔

"کیا کہہ رہی ہو دلارہ۔ وہ تمہارا ہی ہے۔ ایسے نہیں رو میرے دل کے ٹکرے"

عیشاء نے اسکے آنسو پونچھے جو رکنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے، پورا دن اس نے اپنی ہمت سے زیادہ خود کو سنبھالا تھا۔

"ن۔۔ نہیں وہ میرا باران نہیں تھا۔ اس نے کال بند کرنے سے پہلے مجھے آئی لو ویو نہیں کہا۔ باران کو تو پتا ہے مجھے اسکے

ایسے پیار کی ضرورت اور عادت ہے۔ اس نے نہیں کہا، ا۔۔ اس سے کہا ہی نہیں گیا۔ سب ختم ہو جائے گا۔ میرے لیے شاید وہ بنا ہی نہیں تبھی بار بار مجھ سے چھن جاتا ہے۔ نہیں ہے وہ میرے لیے۔ وہ ہمیشہ اپنی تکلیف مجھ سے چھپانے والا آج مجھے چھوٹی چھوٹی تکلیف بتا رہا تھا۔ وہ باران میرے باران سے بہت الگ تھا۔ وہ باران جسے میں پیاری تھی، وہ کھو گیا ہے۔۔۔ ہمیشہ کے لیے کھو گیا تو کیا کروں گی مما"

وہ اس قدر بکھری ٹوٹی اور بے حال تھی کہ اس نے عیشاء کو مما پکار کر اپنی تکلیف کا حل مانگا اور عیشاء نے اسے اپنے سینے لگاتے بس اسکی یہ سسکیاں خود میں گھوٹ لیں۔

"اسے کہیں کھونے نہیں دیں گے، بس رو نہیں۔ تم اسے ہمیشہ پیاری رہو گی۔ یقین کرو۔ بس میرا بچہ۔ جو بھی اسے ہوا ہے پتا چل جائے گا۔ عالیان اسکے پاس گیا ہے۔ اسکا بھائی ہے اسکے پاس۔ وہ باران کو واپس لے آئے گا میری جان۔ ایسے رو رو کر پاگل ہو جاو گی تم"

عیشاء کا دل پھٹ رہا تھا جیسے وہ باران کے لیے رو رو کر آدھی ہو گئی تھی لیکن اک طرح یہ اچھا ہوا کہ دِلارہ کی

تکلیف باہر نکل گئی ورنہ نجانے دلارہ کے اندر کیسی تباہی آتی۔

دِلارہ کی حالت بلکل نڈھال تھی تبھی عیشاء نے اسے تھوڑا سا زبردستی کھانا کھلا کر نیند کی ٹیبلٹ دی، اور بخار کی بھی، وہ ہوش میں ہوتی تو ضرور اسے منع کرتی پر عیشاء نے اسے زبردستی سلایا، نیند میں بھی وہ بہت بے چین تھی یہ دیکھنا عیشاء کے لیے بہت مشکل تھا تبھی وہ اسکے کمرے کی مین لائیٹ آف کرے باہر آئی تو عالیان کو کال کرنے کی نیت سے اپنے کمرے میں گئی تا کہ اپنا فون لا سکے۔

عالیان اور توران اس وقت ائیر پورٹ پر موجود تھے، کچھ دیر تک انکی فلائیٹ تھی اور تبھی توران نے باران کے فون سے عیشاء کا نمبر اپنے فون میں سیو کیا، اسے سخت پریشانی تھی کہ باران کال کرتے کڈنیپ ہوا ہے یا کال بند ہونے کے بعد، توران کو دِلارہ کی فکر کھائے جا رہی تھی تبھی اس نے عیشاء کا نمبر بھی بس اسی نیت سے لیا۔

اس سے پہلے عیشاء، عالی کو کال کرتی۔ اسے ان نان نمبر سے آتی کال روک گئی، عیشاء نے فوری کال ریسو کی۔

"کون ہے؟"

عیشاء کی آواز سنے تو ران کا دل کمزور ہوا، بات نہ کرنے کا فیصلہ لیے اس سے پہلے وہ کال ڈسکنکٹ کرتا، عیشاء کی پکار پر تھم گیا۔

"تم نے جرت کیسے کی مجھے کال کرنے کی؟"

کیا وہ اسے صرف چندلی بھاری سانسوں سے پہچان گئی تھی؟ وہ حیرت زدہ ہوا۔

"بس دِلارہ کے بارے پوچھنا تھا۔ تم کیا اسکے ساتھ ہو؟ تمہارے پاس اسکی کوئی خبر ہے کیا؟"

توران کی آواز فون پر بہت بھاری اور دل چیڑتی محسوس ہوئی، عیشاء کو لگا شاید قدرت آج ہی اسکے سارے امتحان لے لینا چاہتی ہے۔

"میں اسکے پاس ہی ہوں۔ ابھی سلا کر آئی ہوں اسے زبردستی۔ مجھے بتاو باران کو کیا ہوا۔ وہ کیوں کہہ رہی ہے کہ وہ اسکا باران نہیں۔ مجھے ہر چیز سچ سچ بتاو توران۔ میری بیٹی کی جان حلق میں اٹکی ہوئی ہے اس وقت۔ خدا کے لیے جھوٹ مت بولنا"

عیشاء نے کوئی ذاتی بات خود بھی نہ چھیڑتے صرف اپنی اولاد کی اذیت کا سبب دریافت کیا، توران نے بھاری سا سانس بھرا۔

"اسکے دماغ پر تھوڑا اثر ہوا ہے، چوٹ کا۔ لیکن ڈاکٹرز نے کہا ہے زیادہ دیر تک ایسی کنڈیشن نہیں رہے گی۔"

توران نے غیر واضح جواب دیا تو وہ اور تپ گئی۔

"کیسی چوٹ۔ ویٹ۔ تم جیل سے ہفتے بعد چھوٹنے والے تھے ناں پھر کال کیسے کر رہے ہو۔ کیا تم جیل سے فرار ہو

گئے۔ اور کیا تم نے باران کو چوٹ پہنچائی؟ تو ران کیا تم نے باران کو زخمی کیا؟"

عیشاء کا دماغ اس وقت ابل چکا تھا جبکہ اس شخص کا دل جل رہا تھا۔

"باران میری بیٹی کی زندگی ہے۔ میں اسے کیوں چوٹ پہنچاوں گا۔ یہ سب باتیں فون پر نہیں بتائی جا سکتیں۔ ہو سکے تو میری اگلی کال کا ویٹ کر لینا۔ اور تب تک دِلارہ کو سنبھال بھی لینا۔"

توران نے بھی سخت اکتا کر حالات کی نزاکت واضح کی۔

"وہ صرف میری بیٹی ہے سمجھے تم۔ اسکے وجود سے نفرت جتا چکے ہو، تم نے اسکو مار دینے کی صلاح تک دی تھی مجھے کہ پیدا ہی نہ کرتی یا اسے کوکھ میں لیے ہی مر جاتی۔"

عیشاء کی آنکھوں میں خون آشام سرخی اتر آئی۔

"صرف تمہاری بیٹی ہے تو پھر میرے جیسی کیوں ہے؟"

توران نے اذیت سے پوچھا اور یہ سوال اس کو چپ لگانے کے لیے کافی تھا۔

"اسکی بدقسمتی۔ دور رہو اب میری بیٹی سے"

عیشاء کی آواز دب گئی۔

"اسکا اک اک آنسو میرے دل پر گرتا ہے، وہ میری بیٹی ہے عیشاء اور تم اس سکھ سے مجھے محروم نہیں کر سکتی کہ میں ایک بیٹی کا باپ ہوں۔ تم لعنت بھیج دو مجھ پر، تمہاری بنتی ہے۔ اسکے دل میں میرے لیے زہر مت بھرنا۔ مجھے اس سے ایک بار ملنے کے قابل رہنے دینا۔ پلیز"

وہ توران کی التجاء پر دکھی ہوئی، کیا وہ ایسی لگتی تھی توران کو کہ زہر بھرتی۔

"میں تو ابھی تک اسکے دل میں اپنے لیے بھری ناراضگی اور تکلیف ہی نہیں مٹا سکی، تمہارے لیے کیا زہر بھروں گی؟ مجھے فرصت ہی نہیں اس کی۔"

عیشاء کو وہ دکھ پہنچا گیا تھا، ناچاہتے ہوئے بھی اور اسکا توران کو بھی دکھ ہوا۔

"کیا تم مجھے اسکی تصویر بھیج سکتی ہو؟"

بہت دیر بعد وہ کچھ بولنے لائق ہوا، اک آنسو عیشاء کی آنکھ سے ٹپکا، یہ وہ توران تو نہیں تھا جس سے وہ جرمنی میں مل کر سب ختم کر آئی تھی۔

"کیا سچ میں اسکی پرواہ ہے تمہیں؟"

عیشاء کی آواز یہ پوچھتے ٹوٹ سی گئی۔

"میرے دل سے پوچھو کتنی پرواہ ہے"

وہ دگنا اذیت میں ڈوبا بولا تھا۔

"نہیں۔ میں نے تمہارے دل سے عرصہ ہوا تعلق توڑ دیا۔ خود پوچھ کر بتادو"

عیشاء نے خود اذیتی کی حد کی۔

"اسکی تصویر بھیج دو"

اک بار پھر التجاء آئی۔

"سو رہی ہے وہ"

عیشاء نے اپنا رخ واپس دِلارہ کے کمرے کی طرف کیا تو اسے سوتا دیکھے اس شخص کو بتایا۔

"میرے فون میں اسکی کوئی تصویر نہیں کیونکہ وہ تمہاری طرح فوٹو الرجک ہے۔ اچھے ہوتے ہیں وہ لوگ جو تصویروں میں خود کو قید نہیں کرتے۔ کوئی بعد میں اس تصویروں کو دیکھ دیکھ کر رو نہیں سکتا ناں"

عیشاء کے لہجے میں دنیا جہاں کا درد اترا اور تو ران اس بار دھیما سا مسکرایا، دِلارہ کے واقعی خوبخود جیسا ہونے پر۔

"ایک بنالو سوتے میں، کیا احسان کرو گی یہ مجھ پر؟"

وہ آدمی عیشاء کو اس وقت دنیا کا سب سے پیارا باپ لگا۔

"اس احسان کی قیمت لوں گی"

وہ سوداگر بنی فورا بولی۔

"قیمت میں جان دے سکتا ہوں۔ میرا بیمار دل اب صرف میری بیٹی کا ہے"

دوسری طرف بھی اذیت سے فیصلہ سنایا گیا، وہ درد میں گہرا ڈوب کر رہ گئی، اس شخص کے بیمار دل کا سنے۔

"وعدہ کرو اسے ایک ہی ملاقات میں منالو گے"

بہت تکلیف بھری خواہش کی گئی۔

"تم نے ایک ملاقات میں منالیا تھا اسے؟"

اصولی سوال جس پر عیشاء دردناک سانس بھر کر رہ گئی۔

"میری بات الگ ہے۔ تم باپ ہو اسکے"

عیشاء نے وجہ دی جو توران کو کچھ پلے نہ پڑی۔

"میں یہ قیمت دینے کی پوری کوشش کروں گا۔ اسکا چہرہ دیکھا دو پلیز۔ باران کے فون میں بھی اسکی کوئی تصویر نہیں ہے ورنہ میں تمہارے نمبر کی طرح وہ بھی چوری کر لیتا"

توران کی حسرت پر وہ تمام تر نفرت و غصے کے پگھل کر موم کا ڈھیر ہو گئی، اس نے بہت آہستگی سے دلارہ کی سوتے میں پکچر لی اور پھر توران کو بھیجی، جسکا ہاتھ وہ پکچر اوپن کرتے باقاعدہ کانپا لیکن جب وہ تصویر کھل کر سامنے آئی تو توران

کی آنکھوں میں بس گئی، سچ میں وہ سو بھی توران ہی کی طرح رہی تھی۔

" تھینکیو سو مچ عیشاء۔ اسکا خیال رکھنا باران کے واپس پہنچنے تک "

بس یہ کہتے ہی توران نے رابطہ توڑا اور پھر سے اپنی آنکھیں رگڑتے اس تصویر کو دیکھنے لگا، وہ اک اک انچ اس جیسی تھی، اس کا چہرہ بلکل توران کے مشابہہ تھا، توران مسدور کو لگ رہا تھا وہ اس معصوم اور دنیا جہاں کے من موہنے چہرے سے شاید کبھی نظر نہیں ہٹا سکے گا، آنکھیں سرخ ہو

کر پھٹنے والی تھیں پر آنکھوں کی حسرت تھی کہ مٹنے کے بجائے بڑھ گئی تھی۔

"تم سے معافی مانگنے تک کی مہلت چاہیے بس اس زندگی سے اور زندگی کے مالک سے۔ اور کچھ نہیں چاہیے۔ تو وہ تم تھی جس کے حصے کا میرا دل روتا آیا اب تک۔۔۔ اب دل کی بیماری بھی قبول ہے۔ دل کا روگ ایسا پیارا ہو تو ہزار بلائیں قبول"

وہ اذیت سے مسکرا کر جانے کتنی دیر اس تصویر کو دیکھتا رہا، جیسے وہ اک بے جان تصویر نہیں، تو ران مسدور کا جیتا جاگتا، سانس لیتا ہوا پورا جہاں ہو۔

اسے آذربائیجان کے جنگلوں اور قدرتی خوبصورتی پر محیط شہر Gelebe کے ایک جنگلی فارم ہاوس میں لے جایا گیا تھا، گہری بے ہوشی کے اثر کے زائل ہونے میں اب کچھ ہی وقت باقی تھا، جیمنائے اس پورے شہر کے مختلف مقامات پر قابض تھا، یہاں کی خوبصورتی تباہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا، یہاں پائی جاتی کچھ خاص قسم کی گولڈن ڈرگ کے پودے جو پورے gelebe میں خودرو انداز میں اگ رہے تھے اور فضا میں پیدا ہوتے ٹاکسک زرات جذب کر رہے تھے انھیں جرمنی میں سمگل کیا جا رہا تھا اور

اس سے آذربائیجانی حکومت واقف تو تھی پر وہ لوگ اتنی بڑی پاور فل ہستی کے خلاف کچھ نہیں کر رہے تھے، ویسے بھی یہاں کے لوگ امن پسند اور لڑائی جھگڑے سے دور آباد رہنا پسند کرتے تھے، تبھی حکومت نے بھی چار و ناچار جیمنائے کو اس قبضے کی اجازت دے دی کیونکہ انکی سیکورٹی فورسیز کے مقابلے میں جیمنائے بہت پاور فل تھا، لیکن باران یلدرم کو کڈنیپ کرنا جیمنائے کی سب سے بڑی بد قسمتی اور gelebe کے لوگوں کی بڑی خوش قسمتی بننے والی تھی، کیونکہ جیمنائے جانتا تھا تو تکن کی موت کے بعد باران اور توران کا زندہ رہنا اسکے لیے پہلا بڑا خطرہ ہے

تبھی وہ ان دو کو خود موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا، باران تو اسکے قبضے میں تھا اور توران بھی آرہا تھا۔

جیمنائے کی پاور اس قدر تھی کہ اسے Berlin کے بڑے مافیا گروپ اپنا استاد مانتے تھے کیونکہ وہ بہت شاطر اور تیز آدمی تھا، اسے آج تک کسی نے شکست نہ دی تھی، اسے چھوٹے اور کم حیثیت ملکوں میں جا کر وہاں کی نادر معدنیات اور جڑی بوٹیاں سلب کرنے کا شوق تھا۔

فارم ہاوس بے حد خوبصورت پہاڑوں کے وسط میں بے شمار درختوں کے جھنڈ کے بیچ و بیچ بنا تھا، سردی کی شدت کا اندازہ اس بات سے ہو رہا تھا کہ درختوں کے پتے ہرے

تھے پر برف کی طرح اکڑے تھے، آسمان دن کے سولہ گھنٹے سیاہ اور ابر آلود رہتا، یہاں سردیوں میں کئی ماہ تک برف باری رہتی، جون جولائی کے مہینے میں سال کا سب سے زیادہ درجہ حرارت بس 26 سے 29 ڈگری کے بیچ رہتا تبھی یہاں سارا سال سردی رہتی۔ جنوری سے اپریل تک یہاں برف باری مسلسل ہوتی، لیکن ابھی تک یہاں بس بارشوں کا طویل تر سلسلہ تھا جو سردی کی شدت کو پیک تک لے جانے سے روک رہا تھا، یہاں سارا سال بارش رہنے کی وجہ سے اس قدر ہریالی تھی کہ آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔

جس کمرے میں باران کو رکھا گیا تھا وہاں بے حد ٹھنڈ تھی

اور جیسے ہی اس پر ہوئے دوا کا اثر زائل ہوا، اسکا سر یہاں

کی سردی سے پھٹنے لگا، بمشکل اپنی درد کرتی آنکھیں جھپکتے

اس نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں جکڑا پھر وہ اک ہاتھ

کے سہارے سے کراہتا ہوا اٹھا تو نظر چار سو دوڑائی، اسکے

لیے ہر جگہ ہی اب نئ تھی کیونکہ وہ جگہوں کی شناخت

بھول گیا تھا، کمرہ بے حد خوبصورت تھا مگر کمرے کو گرم

کرنے والا ہیٹر سسٹم بند تھا، آتش دان میں بھی لکڑیاں

تھیں مگر بجھی ہوئی، جبکہ آتش دان کے اوپر والی دیوار پر

دو کلہاڑے کراس کی شکل میں سٹینڈ کے بیچ فٹ

تھے، باران نے اپنے دکھتے سر اور کھلتی بند ہوتی آنکھوں
کے باوجود اٹھ کر اس آتش دان تک پہنچے اپنی مضبوط بازو
کی قوت سے وہ دونوں بھاری اور تیز دھاری کلہاڑے نکال
کر آتش دان شیلف پر رکھے، پھر جیسے اسے دروازے کے
پاس کھڑے ہو کر بولتے کچھ لوگوں کی آوازیں سنائی دیں تو
وہ محتاط ہوا اور دروازے کی طرف لپک کر کان لگاتے اس
نے باہر باتیں کرتے لوگوں سے سنا جو یہاں کے اس خاص
پودے کی بات کر رہے تھے جسے ریفائن کرنے کے بعد
ایک ایسی گولڈن ڈرگ بنتی جو کئی ارب مالیت میں بک رہی
تھی اور مارکٹ میں گولڈی بلیک ہیروئن کے نام سے جانی

جارہی تھی، اسکے علاوہ وہ لوگ جیمنائے کے بارے بھی
بات کر رہے تھے کہ کیسے وہ باران کو موت دینے والا
ہے، جبکہ وہاں وہ لوگ اتنی باتیں تو کر ہی چکے تھے جس
سے باران کو اندازہ ہو گیا کہ وہ نا صرف کڈنیپ ہو چکا ہے
بلکہ جرمن مافیا کرمنل جیمنائے کے ہتھے لگ کر اب مرنے
والا ہے اور دوسری طرف یہاں کی خاص جڑی بوٹی سمگل
ہو رہی ہے، باران نے واپس پلٹ کر ان دونوں بھاری
دستوں والے کلہاڑوں کو اپنے مضبوط وینی ہاتھوں میں لیا
اور اک بار سر زور سے جھٹکا، جبکہ کمرے کی تیسری طرف

اک گلاس کی دیوار تھی جہاں سے پہاڑ اور گھنا جنگل دیکھائی دے رہا تھا۔

باران نے ایک کلہاڑا زور سے اس بلٹ پروف شیشے پر مارا، پہلے وار میں ہی اس پر بڑا شگاف پڑا جبکہ باہر کھڑے لوگ الرٹ ہوئے، باران نے اس بار دونوں کلہاڑوں سے وار کیا تو شیشہ چور چور ہوتا ہوا ریت کی دیوار بنے مسمار ہوا، اس سے پہلے وہ لوگ اندر آتے، باران وہاں سے جھمپ کرے نکل گیا، اس فارم ہاوس میں لگ بھگ دس سے بارہ لوگ تھے، جیمنائے راستے میں تھا، وہ اک پچاس سالا دبلا آدمی تھا، آنکھوں میں ہرے لینز تھے، چہرہ کلئین

شیو پر چہرے کے خدوخال کھنچے ہوئے، قد کا بھی وہ لمبا تھا، اک ایٹیوڈ لیے، لگ بھگ دس منٹ تک جب وہ فارم ہاوس پہنچا تو اس نے باہر نکلتے ہی زرافا صلے پر پڑے دو آدمیوں کی لاشیں دیکھ کر اپنے ساتھ آدمیوں کی طرف جب خون آشام نگاہ ڈالی تو وہ سب سہم گئے، وہ جو دو لاشیں پڑی تھیں انکے سینے کلہاڑوں کے وار سے پھاڑ دیے گئے تھے، جیمنائے نے اپنی گن نکالی، اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھے جگہ جگہ جیمنائے کے لوگ پڑے تھے، کچھ کا گلا کٹا تھا اور کچھ کے سینے پر وار تھا، اور جب وہ لوگ ڈرتے ڈرتے اس مطلوبہ کمرے تک پہنچے، بلٹ پروف دیوار کا چوراچار

سو بکھرا تھا اور باران کہیں نہ تھا، جیمنائے نے جب کلہاڑوں والے ہولڈر کی طرف دیکھا تو اپنا سر پیٹ گیا، یہ ڈیکوریشن پیسیز تھے مگر انکو باقاعدہ ہر ہفتہ تیز دھاری کیا جاتا تھا اور اس کمرے میں ہی نہیں، ایسا وال پیس اس فارم ہاوس کے ہر کمرے میں تھا جو یہاں کا اک روائتی سلیف ڈیفینس بھی کہلاتا تھا، جیمنائے حلق کے بل دھاڑا، اپنے لوگوں کو جاسوس کتے، کھوجی اور نا جانے کیا کیا بلوا کر باران کی تلاش کا حکم دیا جبکہ دوسری طرف توران اور عالیان بھی آذربائیجان پہنچ چکے تھے۔ وہ لوگ gabala international airport پر اترے اور وہاں سے

انھیں امارہ نے جیمنائے کے فارم ہاوس کی لوکیشن دی، وہ
دونوں وہاں جانے سے پہلے براق کے دیے پتے پر گئے، وہ
آدمی یہاں انکا جاسوس تھا جس نے توران اور عالیان کو کچھ
اسلحہ دیا ساتھ تھوڑے سے آدمی کیونکہ اسکے بنا
Northern gobala (gelebe) میں گھسنا ناممکن تھا
جہاں جیمنائے کی حکومت تھی، خیر وہ لوگ جب تک فارم
ہاوس پہنچے، وہاں بچھی لاشیں ہٹادی گئیں، بکھرا کانچ سمٹ
گیا اور وہ جگہ جیمنائے سمیت اسکے لوگوں نے چھوڑ
دی، کیونکہ ان لوگوں کو توران کے آنے کا علم نہ تھا نہ ابھی
فرصت، باران پکڑ میں جب تک نہ آتا، نہ سمگلنگ ہو سکتی

تھی نہ جیمنائے، اپنے لوگوں سمیت رک سکتا تھا، یہ کھیل
اگلے دوماہ تک جاری رہا، فروری کا وسط آچکا تھا اور ان دوماہ
میں جہاں جہاں باران کا سراغ ملا تھا وہاں جیمنائے اور
اسکے لوگوں کے پہنچنے پر بس گردن یا سینہ کٹی لاشیں ملتی پر
وہ فرار ہو جاتا، عالیان اور توران بھی پچھلے دوماہ سے
آذربائیجان ہی موجود تھے، سمگلنگ روکنے میں کامیابی تو مل
رہی تھی پر وہ دوہر ممکن کوشش اور حکومتی پلس قانونی
آذربائیجانی مدد کے بھی جیمنائے اور باران تک نہیں پہنچ
سکے تھے کیونکہ آذربائیجان کے کچھ جنگلی علاقے ایسے تھے
جہاں انکی حکومت کام نہیں کرتی تھی، وہاں کچھ جنگلی قبائل

آباد تھے جنکے سرپرست اتنے جی دار اور مضبوط تھے کہ
انہوں نے حکومت یا قانون کی اپنے بیچ مداخلت ہونے
نہیں دی تھی تو وہ سب قبائل کئی سالوں سے الگ آباد تھے
اور ان علاقوں میں نہ کوئی پولیس کا آدمی جا سکتا تھا نہ کوئی
کرمنل، وہ لوگ حفاظت کے معاملے میں جتنے وحشی
تھے، مہمان نوازی اور سنبھالنے میں اتنے اچھے اور
مہربان، باران نے دو ماہ پہلے اسی ایک قبیلے میں کچھ اس
طرح پناہ لی کہ اس نے خود کو کافی حد تک زخمی کیا، سر اور
گال تو پہلے ہی زخمی تھی، کلہاڑوں کو اک سیو جگہ چھپا
دیا، جبکہ وہ اس قبیلے میں ہی صرف جیمنائے اور اسکے

لوگوں سے محفوظ رہ سکتا تھا تبھی اس نے اس کونج سے
بچھڑے جنگجو کی طرح زخمی ہو کر راستہ بھٹکنے اور یاداشت
کھو بیٹھنے کو بہانہ بناتے اس قبیلے کے رحم دل لوگوں میں پناہ
لی، جنہوں نے نہ صرف اسے اپنے قبیلے میں خوش آمدید کہا
بلکہ اس مضبوط اور جنگجو آدمی کے ہر زخم کی خود مرہم پٹی
کی اور باران کے زخم اب دوماہ بعد جا کر مندمل ہوئے
کیونکہ اس بیچ وہ قبیلے سے ہر روز باہر نکل کر جیمنائے کے
لوگوں سے بھڑتا تھا اور اس بیچ اسے کئی چوٹیں
آتیں، لیکن اسکے بڑے زخموں کا علاج اس قبیلے کے ماہر
حکیم کرنے میں کامیاب ہوئے، اسکی گال پر جو کٹ تھا اب

بس اسکا مدھم سا نشان باقی تھا، وہ بھی لیپ اور کچھ دوا کے مرکب سے مٹتا جا رہا تھا، جبکہ وہ لوگ اسکی یاداشت لوٹانے کو اسے بہت ہی خفیہ اور کارآمد جڑی بوٹیوں کے شربت پلاتے کیونکہ وہ ان جیسا نہ تھا تبھی وہ چاہتے تھے وہ اپنوں میں واپس لوٹ جائے جبکہ اسکی قوت اور جسم کی طاقت کا وہ بھی اس سے بدلا لیتے اور جنگل کے غیر ضروری جگہوں پر موجود درختوں کے کٹاو کا کام اسے دیتے، جس جگہ یہ قبیلہ آباد تھا یہاں پیر دھرنے کی جگہ نہ تھی تبھی جب قبیلہ بڑھتا، لوگ آکر آباد ہوتے تو انھیں اپنا قبیلہ بڑھانے کو جگہ کی ضرورت ہوتی دوسرا ایندھن کے لیے لکڑی کی

ضرورت رہتی، سردی سے بچاو کے لیے آگ کی تو انھیں
آئے دن لکڑہاروں کی ضرورت رہتی جبکہ اس پورے قبیلے
کے لوگ چست تھے، مگر دبلے پتلے، وہ لوگ کسرت
کرتے تھے پر عام سی جیسے روزمرہ کے سخت کام مگر باران
جس نے ساری عمر جیم کی تھی، وہ اسکی طاقت سے متاثر نظر
آتے جس طرح وہ ایک ہی وار سے کئی سینٹی میٹر لکڑی کا تنا
دو حصوں میں چیڑتا، لوگ حیرت سے اسکا منہ تکتے، جبکہ یہ
دو ماہ باقی سب پر جیتی جاگتی قیامت کی طرح ہی
گزرے، پہلے تو عیشاء نے دِلارہ سے سچائی ہر ممکنہ چھپائی مگر
جب کچھ دن گزرے تو وہ مزید سچ چھپا نہ سکی، باران کھو چکا

تھا اور یہ وہ سچائی تھی جو سبکو تسلیم کرنی تھی، برہان مسدور بھی واپس آ کیلا لوٹا کیونکہ توران جب تک باران کو ڈھونڈ نہ لیتا، واپس نہیں جا سکتا تھا اور نہ عالیان نے واپسی کی کوئی خواہش کی، اول اول تو وہ بھی ایدا، آزاد، نازلی، اسماعیل یلدرم سے سب چھپاتا رہا مگر ایسی چیزیں دیر پا چھپ پاتیں ایسا ممکن نہ تھا، باران کی تلاش اک طرح روزمرہ کا حصہ بن گئی، دلارہ کی زندگی سے ہر جذبہ جیسے نکل گیا، وہ ربوٹ بن چکی تھی، شاید اس نے حالات سے سمجھوتا کر

لیا، عزیزے اور عیشاء کے لیے یہ دوماہ موت جیسے تھے کہ انہوں نے اس دوماہ دلارہ کی آواز نہ سنی، وہ اکثر رات گئے

اپنے کمرے میں چھپ کر روتی تا کہ وہ دو عورتیں جو اسکی تکلیف پر مرتی ہیں انھیں اور نہ مارے، اسکے پاس عیشاء تھی، بی تھیں، بنی تھی، اسکا دو ماہ میں رزلٹ آچکا تھا، اسکی ڈریم یونیورسٹی میں سکالرشپ ایڈمیشن آفر تک آچکا تھا، لیکن اسکے ہر خواب کا کنارہ باران یلدرم کی واپسی سے جڑا تھا، آزاد بھی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھا تھا، اس نے بھی اپنے تئیں عالیان اور توران کی ہر ممکنہ مدد کی تھی، جبکہ اسکی ایک ذمہ داری باران اور عالئان کی جگہ یلدرم حویلی اور اسکے مکینوں کو سنبھالنا بھی تھا، اس دو ماہ میں المیرا دو بار نازلی اور ایدا اسے ملنے یلدرم حویلی آئیں، گل خانم اور برہان

مسدور کے بدلنے کی کہانی سنا کر گئیں، اور یہ بھی کہ اب جنگ ان دو خاندان کے بیچ کی نہیں رہی، وہ دلارہ سے ملنے کی بہت طلب گار تھیں پر سب نے انکو سمجھایا کہ ابھی انکا دِلارہ سے ملنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ دِلارہ نے ملنا جلنا بلکل ختم کر دیا تھا، جبکہ دو ماہ کے بیچ مرات بھی باپ بن چکا تھا، نازلی اور آزاد کی زندگی انکے اپنے بچے کی خبر سے مکمل ہو چکی تھی، ہاں یہ خبر ان کشیدہ حالات میں آئی کہ کوئی بھرپور خوشی منا ہی نہ سکا، لیکن سب کو اچھے وقت کی بھرپور امید تھی کہ وہ جلد آئے گا۔

.._____..

"میں نہیں جانتا میں کون ہوں، پر تم لوگ جو مجھ سے اتنے دونوں سے یہ لکڑیاں کٹوا رہے ہو، ہاتھوں کی حالت سے اتنا اندازہ ہو گیا کہ میں نے اس سے پہلے ایسا سخت کام نہیں کیا تھا۔ وہ ہوتی تو میرے ہاتھوں کے ان زخموں پر تم سب کا پورا قبیلہ جلا کر راکھ کر دیتی۔ جنگلیو!"

قبیلے کے تمام بڑے آدمی اس کی للکار پر حیرت کا شکار ہوئے، پورے دو ماہ بعد اس آدمی کے منہ سے انہوں نے کسی کا حوالا سنا، سب ششدر رہ گئے۔

یہ حوالہ اس شخص نے اسی لیے دیا کیونکہ اب اسکا اس قبیلے سے نکلنے کا وقت تھا، یہاں موجود جیمنائے کے لگ بھگ

سب آدمی وہ ختم کر چکا تھا، اسکی واپسی کا وقت تھا، اسکی دو ماہ میں یاداشت واپس آچکی تھی بس اسے اب باتیں بھولنے لگی تھیں، جیسے Alzheimer میں ہوتا ہے کہ ہم اکثر کہی باتیں اور ارد گرد کے لوگوں کو کچھ دیر فراموش کر دیں پر باران جس سٹیج میں تھا وہ نہایت ابتدائی تھی جسکا اک پراپر ٹریٹمنٹ کے بعد علاج ممکن تھا، اسے سب کچھ یاد آچکا تھا، اسکے زخم مکمل مندمل تھے، اس کی گال پر مدھم نشان کے سوا اسکے جسم پر کسی زخم کا نشان باقی نہ تھا، وہ لوگ باران یلدرم کو ٹھیک کرنے میں نووے فیصد معاون رہے تھے۔

"تم سے یہ کام بس اس لیے کرواتے رہے کہ تم جیسا طاقتور ہم نے نہیں دیکھا پہلے۔ اور کون؟ کون ہوتی۔ کیا تمہیں کچھ یاد آ گیا؟ کس خاندان کے ہو تم جوان، کس ملک یا کس شہر کے ہو۔ بتاو ہم تمہیں اس تک پہنچائیں گے جسکا کہا"

اک درد مند آدمی آگے بڑھ کر باران یلدرم کے سامنے آ رکا جو خود الجھا ہوا تھا کہ اس لڑکی کا نام یاد کرنے پر بھی دماغ سے زبان پر آنا مشکل ہوا۔

"بس اتنا پتا ہے وہ جانوروں کا درد سمجھ جاتی تھی۔ اور میرے اندر کی ساری محرومیوں اور اداسیوں کو مٹا دیتی تھی۔ مجھ سے بہت چھوٹی تھی پر مجھے بچوں کی طرح سنبھالنا

چاہتی تھی۔ کیا ڈھونڈ کر لاؤ گے تم لوگ اسے میرے لیے؟"

وہ جس طرح بے بسی سے چیخا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے اس جنگلی قبیلے کے کئی لوگ اسکے ارد گرد جمع ہو گئے۔

"اسکا نام نہیں پتا تو کسی اور کا نام تو یاد ہو گا ناں؟ کسی آدمی کا، کسی خاندان کا؟ کچھ تو ہو جو ہمیں الجھن سے نکالے؟"

ایک اور آدمی آگے آیا تو اس نے باران کو بازوؤں سے تھامے تسلی سے پوچھا کہ وہ بنا پریشان ہوئے سب بتائے۔

"عالیان، وہ۔۔۔وہ شاید انقرہ کی کسی بہت بڑی سکن کیئر کمپنی کا مالک ہے۔۔ہاں۔بس یہی یاد ہے مجھے"

باران نے اپنے دماغ پر زور ڈالتے حوالہ دیا تو سب کے چہروں پر چمک اور آنکھوں میں خوشی دوڑی۔

"مطلب تم ہمارے پیارے ہمسائے ملک کے ہو، بے فکر رہو۔ تمہارے خاندان اور خاندان والوں کا پتا شام سے پہلے لگوالیں گے۔ اور ممکن ہوا تو تمہیں ان تک پہنچانے کا بندوبست بھی کروادیں گے۔ تم اب سے کوئی لکڑی نہیں کاٹو گے۔ تمہارے ہاتھ اس لڑکی تک پہنچنے تک واپس نرم ہو جائیں گے، ہماری جڑی بوٹیوں میں بڑی طاقت ہے"

اس بار قبیلے کے سردار آگے آئے اور گرم جوشی سے

باران کا مضبوط سینہ تھپکا، یہاں دو ماہ رہنے سے وہ بہت

زیادہ چاق و چوبند ہو گیا تھا، یہ لوگ بہت محنتی تھے، ہر کام

خود کرتے، صبح فجر کے وقت اٹھ کر نماز سے دن کا آغاز

کرتے اور یہاں رہ کر وہ نماز کا بھی پابند ہو گیا تھا دوسرا

سخت اور بھاری کام کرنے سے اسکا جسم بھی مضبوط اور

ٹائیٹ ہو گیا تھا، وہ یہاں دو مہینے جی کر مزید جوان ہو گیا تھا

لیکن سکن کلر تھوڑا ڈل بھی ہوا کیونکہ ایک تو یہاں شدید

ٹھنڈ تھی دوسرا پانی بھی اکثر ٹھنڈا ہوتا جس سے نہایا

جاتا، جبکہ جنگلی علاقے میں رہنے والے کچھ جنگلی نہ لگیں تو

جچتے ہی کہاں ہیں، اس نے اپنی بئیر ڈ کے لیے کمپرومائز نہ کیا، اسے تراش کر ہی رکھا، حالانکہ وہاں سب داڑھی کے شوقین تھے، لیکن کسی نے بھی باران پر نہ اپنا خلیہ مسلط کیا نہ اپنے طور اطوار، وہ انکے قبیلے کا خاص مہمان تھا جو انھیں جنگلی جانوروں سے بچنے کے کئی ہنر سیکھا کر جا رہا تھا، عالیان نامی آدمی کی تلاش شروع ہوئی تو اسکی سکن کیئر کمپنی میں اک کال گئی جسے وہاں کی ریسپشنسٹ نے اٹھایا۔

"عالیان سر تو نہیں پر انکی وائف ہیں یہاں۔ مس ایدا۔ کیا ان تک کال ٹرانسور کر دوں؟"

ریسپشنسٹ کے سوال پر اس جانب اس شہری فون بوتھ پر کھڑے علاقائی آدمی نے فوراسر ہلایا۔

"جی انہی سے بات کراودیں"

اس آدمی نے فوراجواب دیاتوکال سیدھی ایداکوٹرانسفر ہوئی، پچھلے دوماہ سے ایداپر کمپنی کاسارابرڈن آچکاتھا،اور عالئان کے جانے کے بعد اسے یہ بھی سرپرائزملاکہ اب وہ عالیان کی بھی باس تھی،یہ عالیان اسے انکی سپیشل نائیٹ پر کمپنی کی ملکیت کاگفٹ دیناچاہتاتھاپر مہلت نہ ملی،تواید اکو اسکے جانے کے بعد یہ عہدہ دے دیاگیاجس پر اس نے عالیان سے بہت لڑناتھالیکن وہ صرف روزاک کال ہی کر

پاتا تو وہ اس میں لڑنے کا سوچ بھی نہ پاتی تھی، دِلارہ کی طرح وہ بھی عالی کی واپسی سے جڑی تھی۔

کال جب اس تک آئی تو ایدا نے میٹنگ کچھ دیر روک کر کال لی لیکن اس جانب سے ملتی خبر اسکو ہلا کر رکھ گئی۔

"تھینکیو سو مچ۔ آپ لوگ باران بھائی کا خیال رکھیں۔ ہم انھیں جلد لینے آرہے ہیں۔"

ایدا نے خوشی سے میٹنگ ختم کی اور واپس آفس آتے اس نے عالیان کو کال کی مگر کسی وجہ سے عالیان کا نمبر نہ لگ رہا تھا، ایدا حویلی آئی اور اس پیج بھی مسلسل فون ٹرائے کرتی

رہی مگر فون نہ لگا اور جب اس نے یہ سب نازلی، آزاد اور اسماعیل یلدرم کو بتایا تو سب نے یہی فیصلہ کیا کہ ایدا وہاں جائے، کیونکہ آزاد کچھ کاموں میں پھنسا تھا اور نہیں جا سکتا تھا جبکہ آسماعیل یلدرم کی صحت اجازت نہ دے رہی تھی۔

"تم دِلارہ کو ساتھ لے جاو۔ جا کر عالیان کو اطلاع دو کہ باران مل گیا ہے۔ ایسے ہم فون لگنے کا انتظار کرتے رہے تو دیر نہ ہو جائے۔ میں نے سنا ہے آذربائیجان کا موسم شدید خراب ہو چکا ہے، کبھی بھی برف باری شروع ہو جائے گی"

آزاد نے جو حل دیا وہ بہترین تھا، لیکن اصل مسئلہ تھا دلارہ کا کہ وہ تو نہ کال اٹھاتی تھی نہ ملتی تھی۔

"میں کیئر یونٹ جاوں اس سے بات کرنے؟"

ایدا نے سب کی مشاورت چاہی۔

"نہیں۔ میرا فون لا کر دو۔ میں بات کرتا ہوں اس سے"

آسماعیل یلدرم نے خود ہی معاملہ دیکھا جبکہ انہوں نے عزیزے کو کال کی اور انھیں بتایا کہ باران کی خبر ملی ہے تو دلارہ اور ایدا gelebe جائیں، انہوں نے جب دِلارہ سے بات کی تو وہ فوراجانے پر تیار ہو گئی، اسکے فلائیٹ ڈاکومنٹس بھی مکمل تھے تو اب اسے بائے ائیر ٹریول کرنے میں مشکل نہ ہوئی، دِلارہ کو ائیر پلین سے بہت ڈر لگتا تھا مگر وہ

باران کے ملنے کی خبر کی وجہ سے سارے فوبیہ اور ڈر بھول گئی، یہ تک کہ وہ بارش اور برف باری میں وہاں سروائیو کیسے کرے گی، ایدا اسکے ساتھ تھی تو وہ اس لیے بھی حوصلے میں تھی، لگ بھگ ڈھائی گھنٹوں کی فلائیٹ لیے ایدا اور دلارہ gobala پہنچیں جہاں سے عالیان یلدرم والے ریزاٹ کا زیادہ فاصلہ نہ تھا، عالیان نے انھیں یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ دو ماہ سے توران کے ساتھ رہ رہا ہے، جبکہ gobala میں ہڈیاں جمادیتی ٹھنڈ دیکھتے ایدا نے پہلے ابتدائی ایئر پورٹ والی مارکٹس سے اپنے اور دِلارہ کے لیے گرم کپڑے اور کوٹس لیے، بوٹس بھی کیونکہ یہاں کی ٹھنڈ سخت مہلک تھی

اور دِلارہ کے توائیر پورٹ اترتے ہی شدید ٹھنڈی ہوا سے
گال سرخ اور خشک سے ہو چکے تھے، ایدا نے اسے گرم
کووفی بھی پلاوائی تا کہ ٹھنڈ کا کچھ توڑ ہو، کچھ باڈی
موئسچرائزر لیے جنکے بنا یہاں کھلی فضا میں چلنا دو بھر
تھا، کچھ ماسک، گلوز بھی، ریزاٹ پہنچنے تک ایدا مسلسل عالی
کا نمبر ملاتی رہی لیکن کال پک نہ ہوئی کیونکہ یہاں کی لوکل
سیم کا نیٹ ورک شدید ٹھنڈی ہواوں اور گاہے بگاہے ہوتی
بارش سے خراب تھا، وہ دونوں شام کے چار بجے تک
ریزاٹ پہنچ گئیں اور ریزاٹ میں انٹر ہوتے ہی حدت کے
احساس نے جیسے ان دو کو گھیرا، مانو سانس میں سانس

آئی، جبکہ دوسری طرف عیشاء نے بھی اگلی فلائیٹ بک کروا لی جو دو گھنٹے بعد کی تھی کیونکہ وہ دِلارہ کے لیے پریشان تھی کہیں توران سے سامنا نہ ہو جائے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ توران اس وقت عالیان کے ساتھ ہی ہے۔

.._____..

"پتا نہیں کال کیوں نہیں اٹھا رہے۔پہلے ہم اپنے لیے روم لے لیں۔ جس طرح موسم خراب ہو رہا ہے یہ نہ ہو سارے روم بک ہو جائیں"

ایدا نے ریسپشن کی طرف بڑھتے اک اچھی صلاح دی تو دِلارہ نے سر ہلا دیا کہ ایسا کر لیتے ہیں کیونکہ باہر کا موسم بتا رہا تھا کہ کبھی بھی آسمان سے برف ٹپکنے لگے گی۔

"آجاو۔ تم وہاں بیٹھو۔ کووفی یا جو بھی پینا اور کھانا ہے آرڈر دو میں روم میں ہمارا سامان بھیجوا کر آتی ہوں"

ایدا نے وہیں دوسری طرف بنے سٹنگ اوپن کیفے کی طرف اشارہ کرتے دلارہ کو جانے کا کہا جبکہ خود وہ روم کے معاملات نمٹانے لگی، دِلارہ نے اک سرد نظر چار سو ڈالتے اپنا ایک ہیوی لانگ کوٹ اتار کر بازو پر رکھا اور صرف ایک ہینڈ بیگ جس میں اسکا فون اور ضروری چیزیں

تھی، لیے ٹیبلز چیئرز کی طرف بڑھی اور ایک چیئر پک کر کے بیٹھی، اسکے بیٹھتے ہی اک گرل ویٹر مسکراتی دلارہ کے پاس آرکی۔

آذربائیجان اور ترکی کی زبان میں زیادہ فرق نہیں تو یہاں ترکش بھی سمجھی اور بولی جاتی تھی۔

"مجھے چائے پینی ہے، ساتھ کچھ گرما گرم کوکیز"

دِلارہ نے اس خوش مزاج سی لیڈی کو آرڈر دیا جس نے اسی مسکراہٹ سے سر ہلایا اور گئی جبکہ دِلارہ نے اسکے ہٹتے ہی سامنے والی راونڈ ٹیبل کی طرف دیکھا جہاں ایک فل بلیک

میں آدمی منہ پر بلیک ماسک لگا کر آرام دہ انداز میں بیٹھے
سامنے والی راونڈ ہی ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے کسی کام میں
مصروف تھا، نجانے کیوں پر دلارہ کتنی دیر اس شخص پر
سے نظر نہ ہٹا سکی، اسکی صرف آنکھیں نظر آرہی
تھیں، وہ فی میل ویٹر اسکے پاس بھی چائے ہی لے کر گئی اور
کچھ کو کیز، دِلارہ نے حیرت سی آنکھوں میں بھری، اسے
نجانے کیوں تجسس ہوا کہ وہ اس انسان کی شکل دیکھے پر
اس سے پہلے وہ چائے پینے کو ماسک ہٹاتا، اسکا وہیں ٹیبل پر
پڑا فون رنگ کیا، تو ران مسدور نے سکرین پر لکھا عیشاء
دیکھتے فورا کال پک کی، دِلارہ نے اسکو کال پر دیکھتے ہی

نظریں ہٹالیں کیونکہ اسکی اور ایدا کی چائے ود کو کیز آگئی تھی۔

"میں بھی آرہی ہوں۔ دلارہ اور ایدا وہاں پہنچ گئی ہیں۔ میری بیٹی سے ملنے یا اسکے سامنے آنے کی کوشش مت کرنا یہ وارننگ دے رہی ہوں"

عیشاء اس وقت ائیرپورٹ پر تھی اور اسکا بس نہ چل رہا تھا اڑ کر دِلارہ تک پہنچے تاکہ کسی طرح بھی وہ اپنے باپ سے نہ ملے، تو ان آنکھوں کی حدود تک مسکرایا پھر اس نے ارد گرد بے تابی سے نظریں دوڑائیں۔

"وہ دونوں اکیلی یہاں کیوں آئیں۔اس قدر ٹھنڈ ہے یہاں۔اگر تو میری بیٹی واقعی مجھ جیسی ہے تو اسے بھی ٹھنڈ سے شدید الرجی ہو گی۔تم نے کیسے آنے دیا۔اور کیا مصیبت پڑی تھی ان دو کو یہاں آنے کی؟"

توران نے جواباً سخت برہمی کا اظہار کیا جبکہ عیشاء کا چہرہ تاریک پڑا کہ انہوں نے تو سوچا ہی نہیں یہ۔

"ہاں اسے بھی الرجی ہے پر باران کے بارے کال آئی تھی ایدا کے آفس۔وہ gobala میں ہی ہے۔کسی جنگلی قبیلے کے لوگوں میں۔وہ دوا اسی لیے آئیں عالی کی کال نہیں مل

رہی تھی نہ تم سے رابطہ ہوا میرا۔ اب دیکھو کال لگ گئی منحوس"

عیشاء نے اپنا سر تھاما جبکہ توران نے لیپ ٹاپ بند کیا اور فون دوسرے کان سے لگاتے وہ ٹیک چھوڑے بیٹھا۔

"مجھے ڈیٹیل بھیجو فورا۔ اور میں عالیان کو کہتا ہوں ان دو کو واپس روانہ کرے فورا۔ اگر میری بیٹی کو کچھ ہوا میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔ یہاں کی ٹھنڈ ہم باپ بیٹی کے لیے شدید مہلک ہے، تمہیں تو خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اگر برف باری شروع ہوتی ہے تو پتا نہیں کتنی فلائیٹس کینسل ہو جائیں۔ ہوش میں رہا کرو عیشاء بیگم"

وہ غصہ جھاڑ تا کال کاٹ گیا جبکہ عیشاء کا پارہ تو اس بیگم پر چڑھا ساتھ میں جیسے یہ اٹھ کر آجاتا باپ دِلارہ پر رعب جما رہا تھا، عیشاء کو سراسر آگ ہی تو لگ رہی تھی۔

جبکہ دوسری طرف ایدا نے اپنا اور دلارہ کا سامان روم میں پہنچایا اور خود دلارہ تک آکر رکی۔

"میں عالیان کا روم ڈھونڈ کر ان کو بتاتی ہوں۔ تم چلو گی یا یہیں بیٹھنا ہے"

ایدا نے اسکی طرف دیکھتے فکر سے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"میں یہیں ہوں۔ آپ جائیں پھر مجھے بتائیں"

دِلارہ نے فوری کہا تو ایدا اسکی گال تھپکائے مسکرا کر سر ہلاتی اس سے پہلے پلٹی، بری طرح اسی آدمی سے ٹکرائی جو اپنے راستے اٹھ کر جا رہا تھا مگر ایدا تیزی میں پلٹی جسکی وجہ سے سنبھل نہ سکی، توران کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا ورنہ وہ ضرور بچا تا پر ایدا جہاں گری وہاں کوئی فرنیچر نہ تھا تبھی بچت ہوئی، جبکہ دِلارہ فورا اٹھ کر اسکی طرف بڑھی جہاں توران بھی اپنا فون اور لیپ ٹاپ انہی والی ٹیبل پر رکھے گری ایدا کو سہارہ دینے کے لیے جھکا۔

"آئی ایم سوری۔ میں جلدی میں تھا"

توران نے معذرت کرتے ایدا کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا جب دِلارہ نے اسکا ہاتھ پرے کرتے خود ایدا کو اٹھنے میں مدد کی۔

"آپکی مدد نہیں چاہیے۔اٹھیں ایدا اپیا۔لگی تو نہیں؟"

دِلارہ نے ایدا کو سہارہ دیتے اٹھانے کے ساتھ اس سے پوچھا جبکہ توران تو دِلارہ پر ہی رک گیا تھا، اسکی بیٹی اسکے سامنے تھی یہ بس اسے اک خوبصورت خواب کے سوا اسے کچھ نہ لگا جبکہ ایدا بھی تو اسکی اکلوتی کزن تھی، ان دو سے ایسے سامنا ہو گا توران نے سوچا نہ تھا، وہ تو دونوں کو

دیکھ چکا تھا پر نہ ایدا اسے دیکھ سکتی تھی نہ دِلارہ کیونکہ توران کے چہرے پر ابھی بھی ماسک تھا۔

"میں ٹھیک ہوں دلارہ، میں ہی جلدی میں پلٹی۔ آپ ٹھیک ہیں بھائی؟"

ایدا نے خود بھی ٹھیک ہونے کا بتانے کے ساتھ توران کو ہوش دلایا جسکی گرے خوبخود دِلارہ جیسی آنکھیں دِلارہ پر جمی تھیں۔

"جی میں ٹھیک ہوں۔"

توران نے اپنی نظریں دِلارہ سے فوراہٹائیں اور اپنا لیپ ٹاپ اٹھائے وہ وہاں سے چلا گیا مگر اب دیکھنے کی باری دِلارہ کی تھی، وہ اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی جس سے اس نے توران کا ہاتھ پکڑ کر ایدا اسے پرے کیا تھا، عجیب سا احساس تھا جو دِلارہ کو گھیر گیا۔

"میں ہو کر آتی ہوں۔ تم آرام سے چائے پیو"

ایدا نے اسکو تسلی کراتے کہا پر دِلارہ فکر مند تھی کہ اسے کہیں لگی نہ ہو۔

"پکاناں آپ ٹھیک ہیں ایدا آپیا؟"

دِلارہ نے اک بار پھر پوچھا تو ایدا مسکرا کر سر ہلا گئی جو یقین دہانی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔

ایدا گئی پر دِلارہ کی نظریں اس سے آگے رومز کی طرف جاتے آدمی پر جمی تھیں، پتا نہیں کیوں پر اس شخص سے دِلارہ کو کچھ مانوس والے احساسات آئے، وہ اکثر اسے بس قریبی لوگوں کے بیچ آتے، تبھی اسی لمحے دِلارہ کی نظر اسی اپنی ٹیبل پر رکھے فون پر گئی، وہ آدمی اپنا فون یہیں چھوڑ گیا تھا۔

"وہ اپنا فون یہیں چھوڑ گئے۔ کس قسم کی لاپرواہی ہے یہ۔ ریسپشن پر دے دیتی ہوں"

دِلارہ نے وہ بلیک آئی فون میز کی سطح سے اٹھایا ہی جب اسکا ہاتھ لگنے سے سکرین آن ہوئی اور دِلارہ کبھی دوسری نظر نہ ڈالتی اگر اسکی نظر وہاں آئے میسج نوٹیفکیشن پر نہ جاتی۔

"مت سامنے آنا اسکے ابھی، مینٹلی تیار ہونا چاہیے تم سے ملتے وقت اسکو۔ ابھی وہ باران کے لیے سخت پریشان ہے۔ سنا تم نے۔۔۔؟"

یہ میسج کسی عیشاء کے نیم سے تھا اور ستم کہ اس آدمی نے فون کو کوئی لاک بھی نہ لگایا، دِلارہ کی آنکھیں جیسے دھندلا کر رہ گئیں، اس نے بمشکل چیئر کی بیک کو تھاما، تو کیا وہ آدمی توران مسدور تھا، دِلارہ نے بیقراری سے اس جانب دیکھا

جہاں وہ گیا اور ٹھیک دو منٹ بعد وہ اسے لیپ ٹاپ کے بنا بس جیکٹ ہاتھ میں پکڑ کر ریزاٹ سے باہر جاتا دیکھائی دیا تو دِلارہ اسکا فون ہاتھ میں دباتی اپنا فون اپنی جینز کی جیب ڈالے وہیں کوٹ کے پاس بیگ رکھے اٹھ کر ریزاٹ سے باہر دوڑی، وہ تیزی سے کسی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا، پھر اچانک پیچھے سے کسی کے پکارنے پر وہ رک گیا۔

"سنیں! آپ اپنا فون ہماری ٹیبل پر چھوڑ گئے تھے"

توران نے گردن گماتے پیچھے دیکھا تو وہ دوڑنے کی وجہ سے ہانپتی ہوئی اور ٹھنڈ کی وجہ سے کانپتی دِلارہ اسکا فون اسکی طرف بڑھائے کھڑی تھی، ان مدہوش گرے آنکھوں

میں سرخائی اور مسکراہٹ ساتھ اتری، وہ واپس مڑتا اس تک پہنچا پھر اس نے دِلارہ کے ہاتھ میں اپنا فون دیکھتے اپنا ہاتھ بڑھا کر وہ فون لیا۔

"انکی آنکھیں میری طرح گرے ہیں"

دِلارہ کو لگا جتنی اس شخص سے نفرت تھی ساری ان آنکھوں کی تکلیف کے آگے موت پا گئی ہے۔

"اسکی بھی میری طرح گالیں اور ناک سردی میں سرخ ہو جاتے ہیں"

توران نے اپنا فون لیتے اس پیارے چہرے کا آنکھوں سے محاصرہ کرتے سوچا، دونوں ہی جانتے تھے وہ ایک دوسرے کے کیا ہیں پر کوئی بھی اس وقت یہ راز کھولنے کی پوزیشن میں نہ تھا۔

"تھینکیو، ٹھنڈ ہے اندر جاو۔"

وہ اسکو باقاعدہ ہولے ہولے کانپتا بنا کوٹ دیکھے اپنی ساری تڑپ دبا گیا تو دِلارہ نے سر کو اثبات میں ہلایا اور پلٹ گئی پھر کچھ سوچتے واپس پلٹی، توران کی آنکھیں اسے سب کہہ رہی تھیں، دلارہ نے اپنی گردن سے لپٹا گرم اسکارف جو کہ فی

میل اور میلز دونوں کے لیے تھا، اتارا اور توران کی طرف ہاتھ کیے بڑھا گئی۔

"یہ کس لیے؟"

توران کی آواز جیسے مزئد دبی۔

"آپکی آنکھیں میرے جیسی ہیں اس لیے"

دِلارہ نے وہ اسکارف اسکے مضبوط ہاتھ میں تھمایا اور بنا پیچھے دیکھتی وہ اسی طرح بھاگ کر ریزاٹ کی بلڈنگ میں چلی گئی جیسے آئی تھی، توران پتھرایا ہوا اپنے ہاتھ میں موجود اس گرم اونی براون اسکارف کو دیکھ رہا تھا اور وہ ریزاٹ کے

دروازے کی اوٹ میں چھپ کر اسے، وہ پتھر بنا ہوا تھا اور
دلارہ توران، موم بن کر پگھل گئی تھی، اک آنسو دونوں ہی
کی اک اک آنکھ سے ٹپکا تھا، صبر کی توھین ایسی ہو گی ان
پہاڑوں نے دیکھ کر، ان سیاہ بادلوں نے جان کر مزید سرد
آہ بھری کہ موسم اک نئی خنک لہر سے ٹھٹھرنے لگا اور ستم
کہ اس جمادیتے موسم میں ان دونوں کی آنکھوں سے نکلتے
آنسو پر حدت تھے، اور وہ حدت ان دو کے دل کی محبت کی
تھی، ایک دوسرے کے لیے ایسی محبت جو آسمان سے
دلوں میں اتری تھی۔

"ابھی میرا جانا ضروری ہے دلارہ۔ میں واپس ضرور آوں گا تم سے ملنے اور تمہیں اس دل سے لگانے۔"

توران نے اس اسکارف کو ہونٹوں کے پاس لاتے نہ صرف چوما بلکہ اس میں بسی دِلارہ کی خوشبو کو بھی محسوس کیا، وہ اسکے مفرر جیسے اسکارف کو گردن میں ڈالتا ہوا گاڑی میں سوار ہوا جبکہ دِلارہ نے گہری سانس بھرے اپنے ڈوبتے دل کو تقویت دینے کی کوشش کی تھی، جس شخص کو نفرت دینی تھی، وہ اسے اپنے ہونے کا احساس تھما آئی تھی، یہ کیا کر دیا تھا دِلارہ نے، وہ خود کو کوس رہی تھی، ملامت کر رہی تھی، رو پڑی تھی، پر اسے کیا پتا، بیٹیوں کے دل انکے بابا

کے لیے سخت ہو ہی نہیں سکتے پھر چاہے باپ، اپنی بیٹی کا کتنا ہی بڑا مجرم کیوں نہ ہو، اسکی کتنی ہی محرمیوں کا کیوں نہ سبب بنا ہو۔

.._____..

ایدا نے بہت سارے کوریڈورز عبور کیے اور مطلوبہ روم تک پہنچی، ڈور کا ناب ہاتھ آگے بڑھا کر گمایا تو فوری اس روم کا دروازہ کھلا اور جب ایدا نے گردن اندر کی تو عالیان کو سینے کے بل الٹا جہازی سائز بیڈ پر لیٹا دیکھے چکرا کر ہی تو رہ گئی، ادھر وہ لوگ اس آدمی کو کال کر کر پاگل ہو رہے تھے اور یہاں یہ نیندیں پوری کر رہا تھا، لیکن یہ سچ تھا وہ بہت

مشکل سے سو پایا تھا تبھی توران نے بھی لائیٹ آن نہ کی نہ ڈسٹرب کیا اور بنا اسے انفارم کیے ہی مشن کا اگلا مرحلہ پورا کرنے نکل گیا کیونکہ جانتا تھا پچھلے دو ماہ سے اسکی طرح عالیان کی نیندیں بھی غارت ہوئی ہیں۔

ایدا نے مکمل کمرے میں داخل ہوتے جتنی برہمی اور جتنا تعجب لیے اسے دیکھا، اسکی پر سکون صورت اور گہری نیند کا احساس پائے کہیں دل کے نہاں خانے میں سرور سا اترا کہ وہ بہر حال ٹھیک ہے، یوں اسے سامنے دیکھنے کو ایدا کی آنکھیں ترس چکی تھیں۔

"مجھے اپنی جدائی دے کر چین و سکون چھین کر یہ بندہ کیسے اتنی گہری نیند سو سکتا ہے"

وہ اداس آنکھیں اتنے دن بعد اس شخص کو سامنے دیکھ کر بھرنے لگیں پھر وجہ بھلے چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہو، رونا ہی ہوتا ہے، لڑکیاں جتنی بھی بہادر ہوں، جتنی بھی انڈیپینڈٹ کیوں نہ ہو جائیں، اپنے محبوب کے سامنے بس وہ کمزور پڑ ہی جاتی ہیں۔

ایدا نے روم میں بیڈ کی طرف قدم بڑھاتے اپنا کوٹ اتار کر جھکتے کاوچ پر رکھا پھر واپس اٹھی اور عالیان کی طرف

بڑھی جسکی نیند پر جتنا غصہ تھا، پاس آتے ہی وہ پیار میں بدلنے لگا۔

جبکہ دِلارہ نے اپنی ڈھیڑ ساری ملامت کرتے گہرے گہرے سانس لیتے واپسی کی راہ پکڑی، اسے سمجھ نہیں آرہی تھی جس شخص کی وجہ سے اسکا وجود اک سوالیہ نشان بنا، جس شخص نے اسکی ماں کو برباد کر دیا، جس شخص نے بہت سی محرومیوں کو دِلارہ کی ذات کا حصہ بنایا وہ اسکے لیے ایسا رحم دل اور نرم دل کہاں سے لے آئی پر یہ محبت تو جائز تھی، اس شخص کے لیے جس نے اپنے بڑوں کے بد فعلوں اور ظلم کی ناکردہ گناہوں کی طرح سزا سہی پھر شاید اللہ نے

بھی تو کچھ لوگوں کے ذمے طویل امتحان لکھ دیے ہوتے ہیں، وہ واپس اپنی اس ٹیبل تک آئی، اسے سمجھ نہیں آتی تھی وہ اپنے کس کس دکھ پر روئے، اب تو وہ پتھر لگنے لگی تھی جسے باران یلدرم ہی پگھلانے کی اہلیت رکھتا تھا، پر پتھروں کی آنکھیں دھندلائی اور سرخائی سے بھری نہیں ہوتیں پر اسکی تھیں، وہ اپنے آپ کو اچھے سے سنبھالنا سیکھ گئی تھی، اسکے اندر چلتی قیامت بس اب اسکے اندر ہی برپا رہتی۔

جبکہ ایدا کتنی دیر ہی اپنی آنکھوں میں اس شخص کو بھر کر بنا آنکھیں جھپکائے تکتی رہی۔

"میں نے بہت مس کیا آپکو عالی"

وہ جذب و محبت سے سرگوشی سے بھی مدھم آواز میں بولے زرا سی کروٹ کی مانند بینڈ ہو کر سوئے عالیان کے پہلو میں بیٹھے ہی جھک کر اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی عالیان کے ماتھے کو چومنے لگی، پھر جب اسی ملائمت و نرم خیزی سے اس نے عالیان کی ناک چومی تو عالیان گہری نیند کے باوجود یوں آس پاس پھیلے سکون کا وجود بھانپ لیتا نیند میں ڈوبا ہی کسمسایا، جبکہ اس سے پہلے وہ اسکی نیند خراب کر دینے کے خدشے میں مبتلا دور ہوتی، وہ اسے دونوں بازوؤں میں بھر کر اپنے سینے میں قید کرے اپنے اوپر گرا گیا، ایدا

نے پیار سے اسکی دائیں گال چومتے وہیں اسکے سینے پر سر ٹکا لیا، انگ انگ میں قرار سرائیت کیا، بہت دنوں بعد وہ ذمہ داریوں اور اداسیوں کے حصار سے نکل کر محبت کے ہالے میں قید ہوئی تھی، اسے کیونکر نہ سکون ملتا۔

"ساری زندگی جس سکن کیئر کا سمیٹک کمپنی کو بنانے اور گرو کرنے میں لگادی، وہ میرے نام کرتے آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ میں آپ سے عمر، تجربے اور ایکسپرئنس میں بہت لو وہوں۔ کوئی ایسے گفٹس بھی دیتا ہے بھلا؟ اتنی بڑی ذمہ داری۔ میں سمجھ نہیں پائی عالیان یلدرم کے آپکی مجھ سے محبت کہاں سے شروع ہوئی اور

کہاں ختم ہو گی۔ میرے سب سے اچھے دوست نے اپنا سب سے اچھا حصہ میرے نام کر دیا، پاگل ہیں آپ"

وہ اس کے سینے لگی اس سے بات کر رہی تھی کہ شاید اسکے جاگنے کے بعد نہ کہہ سکے کیونکہ جانتی تھی وہ شخص یہاں بہت سی ذمہ داری اور پریشانی میں جکڑا ہوا ہے، ابھی وہ اسے محسوس کرنے کے ہی سلسلے میں بندھی اسکے حصار میں آرام پا رہی تھی جب وہ پھر سے نیند میں آتے حلل پر حرکت میں آیا۔

"ایدا"

وہ اپنے نام کے پکارے جانے پر چونکی، سر اٹھایا۔

"تم یہاں نہیں آسکتی۔ یہ میرا خواب ہے ناں۔ میں بہت مس کر رہا تھا تمہیں"

جذبات سے چور آواز اور اس شخص کا ایدا کو مزید شدت سموتے انداز میں اپنے سینے لگانا ایدا میں کئی جذبات جگانے کا موجب تھا، وہ بھی تو اسی کیفیت میں تھی کہ بس پاس ہی رہے، وہ چہرہ اٹھائے عالیان کو دیکھنے لگی، وہ مندی مندی آنکھیں کھولے، نیند کے خمار میں ڈوبا ابھی بھی پورے ہوش میں نہ تھا، اسکی یہ نیم بے ہوشی ایدا کے لیے بہتر تھی، وہ اسکے رخسار کو انگلیوں کی پوروں سے سہلا کر اسی

خمار آلود کیفیت میں حیران ہوتا ایدا کو بے حد گریس فل لگا، وہ اسکے ہر روپ و نزدیکی کی دیوانی تھی، پھر وہ سلجھا ہوتا یا بے ترتیب ہو کر اور دل کو بھاتا ہوا۔

عالیان نے اسکے چہرے سے بالوں کو پکڑ کر ہٹاتے سر اوپر کو اٹھاتے ایدا کے بند ہونٹوں کو انگلی سے کھولا تو وہ اسکی بچگانہ حرکت و اس مدہوش نیند کے اثر پر ابھی شریر ہوتی، عالیان نے اسکے ہونٹوں کو خود میں اسی بدحواسی میں بھر کر رہا سہا بھی ایدا کا سانس روک دیا، وہ اسے بھرپور محسوس کرے بھی ہوش میں نہ آیا، ایدا کو اسکی مدہوشی

کے آگے اپنی گھبراہٹ و فطری حیا دیکھانا یاد نہ رہا کیونکہ وہ ایسی کیفیت میں بہکتا ہوا ایدا کی حسیں جامد کر چکا تھا۔

"یہ خواب اتنا رئیل کیسے ہے کہ مجھے تمہاری پلس تمہارے پرفیوم کی بھی مہک آرہی ہے، تمہارے ہونٹوں کا اتنا میٹھا احساس؟"

عالیان نے اسے مومی گڑیا کی طرح اپنے مضبوط وجود میں بھینچتے اسکے نرم گرم لمس سے مستفید ہونے کے بیچ اپنے اس خواب کی یقین دہانی کو بستر پر منتقل کر کے اس پر جھکتے بھرپور آنکھیں کھولیں تو وہ اسکے خود پر جھکنے پر حیا سے جھکی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھتی جیتی جاگتی دیکھائی دی، آنکھوں

میں آنسوؤں کی نمی بھرے، بے حد محبت سے تکتی ہوئی، عالیان یلدرم ہوش میں آتے یہیں اس لمحے ڈھیر ہو گیا۔

"ہے۔۔ تم تو واقعی ہو۔ ایدات۔۔ تم یہاں۔؟ ویٹ آ منٹ۔ تم سچ میں یہاں آئی ہو؟"

وہ سخت پریشان ہوتا ہوش میں آیا، نیند کا سارا خمار چھناکے سے ٹوٹا، ایدا نے بچوں کی طرح سر ہلایا کہ وہ واقعی یہیں ہے۔

"جی۔ میں سچ میں ہوں۔ باران بھائی کی خبر ملی تھی۔ وہ یہیں gobala میں ہیں۔ بہت کالز ملائیں آپکو پرنیٹ ورک ایشو کی وجہ سے کال جا ہی نہیں رہی تھی۔ کیا کرتے اور۔ آ گئی"

وہ روہانسی ہو کر بتاتے اداس ہوئی تو عالیان اسے اسی طرح بازووں میں بھر کر بٹھائے آہستگی سے اپنے حصار سے آزاد کرے بیٹھا، ایدا ابھی جلدی سے سنبھل کر بیٹھتے زرا فاصلے پر ہوئی۔

"کیا۔ وہ یہاں ہے۔ کس نے بتایا تمہیں؟"

عالیان کا چہرہ پریشانی سے دفعتا اٹا تھا تبھی ایدا نے اپنے فون کے نوٹس کھولتے اس جنگلی قبیلے کا ایڈریس عالیان کو دیکھایا، وہ یہاں سے ایک گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا، عالیان کو امید نہ تھی باران وہاں ہو گا کیونکہ اس نے یہی سنا تھا وہ لوگ کسی انجان آدمی کو اپنے قبیلے میں گھسنے نہیں دیتے، پر باران نے تو انکی روایات بھی بدل دی تھیں۔

"یہ دیکھیں۔ کوئی کال آئی تھی کمپنی۔ یہ لوگ پچھلے دو ماہ سے انکے ساتھ ہیں۔ آپ جا کر باران بھائی کو لے آئیں اور ہاں دِلارہ بھی آئی ہے میرے ساتھ۔ میں اکیلی نہیں آسکتی تھی۔ آزاد ماموں کچھ اہم کاموں میں پھنسے تھے"

ایدا نے تفصیل دی جبکہ اول باتیں تو ٹھیک، یہ دلارہ کی آمد دل دہلانے والی خبر تھی۔

یہ سب سننے کے بعد جب عالیان نے توران کی یہاں موجودگی کا سوچا تو اسکے چہرے کی رنگت فکر و اضطراب سے سفید پڑی۔

"واٹ؟ اوہ میرے خدا کہیں وہ توران سے نہ مل لے۔ ایسے انکا سامنا ہونا ٹھیک نہیں۔ وہ پہلے ہی دونوں اپنی اپنی جگہ پریشان ہیں۔ اور جب تک سب توران کی سچائی نہ جان لیں، سب اسے برا ہی سمجھیں گے اور دھتکاریں گے بھی"

عالیان نے لحاف پرے دے مارتے بوکھلا کر اٹھتے بڑبڑاتے ہوئے اپنے شوز پہننے شروع کیے تو وہ بھی شاکڈ کیفیت میں ساتھ بیٹھی۔

"توران بھائی یہاں ہیں؟ اور کونسی سچائی"

ایدا کو صدمے میں ڈوب کر سوال کرتا دیکھے عالیان نے سر کو جنبش دی، توران نے ہر چیز عالیان سے ڈسکس کرلی تھی جبکہ اس بارے اب باران کے علاوہ عالیان بھی باخبر تھا مگر ابھی یہ سب کچھ باقی سبکو نہیں پتا تھا، جب عالیان نے ایدا کے اصرار پر اسے توران کے ماضی کے بارے بتایا تو وہ صدمے سے اپنا دل تھام کر رہ گئی، مانو ساری زندگی جو

توران مسدور کے نام سب نے نفرتیں اور لعن تان کی وہ سب بلاوجہ نکلی، یہ سچ میں دل کو چھلنی کر دینے سا تھا۔

"کہاں ہیں وہ عالی؟"

وہ دونوں ہی آزردہ تھے، عالیان نے اپنے شوز پہنے اور وہ اٹھا تو ایدا بھی اٹھ کر اسکے ساتھ دروازے کی طرف بڑھی۔

"یہیں اسی ریزاٹ میں میرے ساتھ والے روم میں ٹھہرا ہوا ہے۔ پہلے دلارہ اور عیشاء سب جان لیں پھر ہی دلارہ کو اس سے ملنا چاہیے"

وہ دونوں پریشانی کے سنگ روم سے ساتھ باہر آئے تو دِلارہ اپنی جگہ واپس آکر بیٹھے چائے پی رہی تھی، جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو، ایدا اور عالیان نے اک دوجے کی طرف گہرا سانس بھرتے دیکھا اور پھر دِلارہ کی طرف گئے جو دونوں کو اپنی طرف آتا دیکھے فوراً سے کپ واپس میز پر رکھے اٹھ کر عالیان اور ایدا کی طرف آئی، اسکی آنکھوں میں اک دردناک آس تھی، جیسے وہ باران کے بارے اب بس مزید کسی انتظار یا تکلیف سے جڑی خبر نہ سن سکے گی، ایسی آس۔

"عالیان بھائی آپ اسے لینے جائیں تو مجھے ساتھ لے کر جانا پلیز۔ ایک آدھ گن مجھے دے بھی دیں تو پچھتائیں گے

نہیں۔ ہاکی سے پیٹ سکتی ہوں تو گن بھی چلالوں گی پکا۔ ہم لینے جارہے ہیں ناں باران کو اس قبیلے میں"

دِلارہ کی گرے آنکھوں میں گھلی سرخائی اسکے لاکھ جتن کرنے پر بھی نہ چھپی اور وہ خزن جو چہرے پر بہت سے رونے کے بعد آتا ہے، یہ الگ بات کہ وہ اپنی کیفیت اچھے سے چھپا کر عالیان اور ایدا کی آنکھوں میں قدرے دھول جھونکنے میں کامیاب تھی لیکن وہ تو واقف تھے اس چھوٹی سی لڑکی کے دل کی اذیت سے، جدائی کی اس رمز سے جس نے دِلارہ کو ہلکان کر دیا تھا، وہ قدرے ویک ہو گئی تھی یہ اسکے اندر کے گھلنے کا ثبوت تھا۔

"تمھاری یاد میں جب کبھی آنکھیں نم ہوں تو۔۔

آنکھیں آنسوؤں کو چہرے پہ

نمایاں نہیں ہونے دیتیں۔

کہ کوئی دیکھے گا تو

سبب پوچھے گا۔۔

اسی احترام میں اکثر۔۔

پلکیں آنسوؤں کو پل بھر میں جھپک کر

درد کا گھونٹ بنا کر

پی جاتے ہیں۔

ہم درد میں ہونٹ ہی نہیں،

آنکھیں بھی سی جاتے ہیں"

دونوں کو دِلارہ کے قدرے نارمل ہونے نے کچھ تسلی دی کہ شاید ابھی وہ توران سے نہیں ملی۔

"ٹھیک ہے میں ضرور لے کر چلوں گا، مجھے تمہارے ٹیلنٹ پر بھروسہ ہے،۔ یہ بتاو کسی سے ملی تو نہیں تم ابھی؟"

عالیان نے اسکی خواہش مانتے نرمی و شفقت کی حد کی جبکہ جب دوسرا سوال کیا اس لڑکی نے نظریں خفیف سی چرائیں، لاعلمی سے کندھے اچکا کر واپس ان دو کی طرف دیکھنے لگی جیسے وہ تو ازل سے ناواقف ہے، اسے تو کچھ خبر ہی نہیں، وہ تو سب چھپا کر اپنے اندر سمیٹ لینے میں ماہر ہے۔

"کس سے نہیں ملی عالیان بھائی؟"

دِلارہ نے پوچھا ہی اتنے انجان پن سے کہ عالیان کو مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑی جبکہ دِلارہ جھوٹ بولنا نہیں چاہتی تھی۔

"کسی سے نہیں۔ میں چینج کر کے آتا ہوں پھر ہم نکلتے ہیں۔"

عالیان نے اسے امید افزاء نظروں سے دیکھا تو دِلارہ نے فوری سر ہلایا جبکہ ایدا اور عالیان نے اک دوجے کی طرف اداسی میں ڈوبی آنکھوں سے دیکھا پھر دِلارہ کو جو واپس جا کر بیٹھنے کے بجائے کسی کال کا بہانہ کرتی کچھ دیر کے لیے باہر لان کی طرف گئی اور اس بار اپنا گرم کوٹ ساتھ لے کر گئی، وہ شاید اپنی آنکھوں کے بدلتے بے ترتیب رنگ ترتیب دینا چاہتی تھی۔

"تم آو میرے ساتھ"

عالیان نے ایدا کا ہاتھ پکڑا اور واپس روم کی طرف لے کر بڑھا، جبکہ خود عالیان نے اپنا فون پینٹ کی پاکٹ سے نکالے تو ران کا نمبر ملایا مگر اسکا فون بند آ رہا تھا، وہ لوگ پہلے تو ران والے کمرے میں گئے مگر کمرہ خالی دیکھے دونوں ہی پریشان ہوئے، عالی کی نظر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پری چٹ پر گئی تو وہ فورا ایدا کا ہاتھ چھوڑے آگے آیا اور جھک کر ٹیبل سے وہ چٹ اٹھائی۔

"باران کو لے کر آو تم عالیان میں جیمنائے کو دیکھتا ہوں وہ اب اس سے آگے صرف میری ذمہ داری ہے، باران کو یہاں لے آنا تب تک میری بیٹی کا خیال رکھنا اور

ہاں۔ براق کے دو لوگ پہنچ جائیں گے میری گاڑی لے کر کچھ دیر تک"

اس چٹ پر لکھی تحریر پڑھے عالیان کی آنکھیں سرخ ہوئیں۔

"کیسے کر سکتے ہو تم تو ران یہ۔ تم اکیلے اس سے نہیں لڑ سکتے۔ یا میرے خدا یہ آدمی خود کو مصیبت میں نہ پھنسا لے۔"

عالیان کو اس قدر پریشان دیکھے ایدا بھی آگے آئی، وہ سخت غصے میں بھی تھا تبھی ڈر رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے عالی؟"

ایدا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تو عالیان نے چٹ وہیں رکھتے پلٹ کر ایدا کو دیکھا۔

"پہلے ہم باران کو لے کر آتے ہیں، یہ معاملہ میں بعد میں دیکھتا ہوں۔ مجھے بس دس منٹ دو۔ تم دِلارہ کے پاس جاو تب تک، وہ ٹھیک نہیں لگی مجھے"

عالیان نے ایدا کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسے نرمی و فکر میں مبتلا ہوتے سمجھایا جس پر جیسے ہی ایدا نے سر ہلایا، عالیان بھی کمرے سے ساتھ ہی نکلتا چلا گیا، جبکہ ایدا

بھی واپس باہر دلارہ کے پاس چلی گئی جو پہلے ہی لان میں جا چکی تھی۔

عالیان ٹھیک دس منٹ تک جانے کے لیے تیار ہوئے روم سے نکلتا اس سٹنگ کیفے تک پہنچا، پھر وہ باہر لان سے ہوتا ان دو کو لیے پارکنگ تک پہنچا، وہ لوگ جب ساتھ باہر نکلے تو وہی گاڑی جو توران لے کر گیا تھا، واپس ریزاٹ کی پارکنگ میں کھڑی ملی تھی۔

ایدا اور دلارہ پیچھے تھیں جبکہ عالیان گاڑی کی طرف بڑھا اور وہاں کھڑے سیکورٹی گارڈ سے گاڑی کی چابی اور ایک

اور چٹ لی جو وہ اسے دیکھتے ہی اسکی طرف بڑھا گیا تھا، ایدا اور دِلارہ سنجیدہ سی عالی کو وہ چٹ پڑتا دیکھ رہی تھیں۔

"یہ میری گاڑی ہے پر فی الحال اسے تم یوز کرو۔ میری فکر مت کرو۔ براق اور امارہ بھی gobala آچکے ہیں۔ میں اکیلا نہیں ہوں۔ تم نے دو ماہ میرے ساتھ جتنا بھی کام کیا، میری مدد کی اس کے لیے میں تمہارا شکر گزار رہوں گا دوست۔ پر اب تمہاری ذمہ داری بس باران کو واپس لا کر ان سب سمیت خیر و عافیت سے واپس انقرہ پہنچنا ہے۔ میری ہر سچائی تمہارے پاس میری واپسی تک راز ہے۔ بعض اوقات ہمیں موت بہت سے امتحانات سے بچا

لیتی ہے۔ میں نے بھی سوچا تو جینے کا ہے پر ممکن ہے میری سوچ سے الٹ ہو۔ اگر مجھے کچھ نہیں ہوتا تو میں اپنی جنگ خود لڑوں گا لیکن اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میرے سارے سچ کم از کم عیشاء کو ضرور بتا دینا۔ ٹیک کیئر"

چٹ پر لکھی تحریر ختم ہوئی تو اسکا سانس بھی ان لفظوں کی تاریک شعاعوں سے بھاری ہوا، وہ دونوں بھی عالیان کو سوگوار ہوتا دیکھے پریشان محسوس ہوئیں، وہ اس چٹ کو مٹھی میں دبائے کوٹ کی جیب میں دھنساتا واپس پیچھے پلٹا جہاں دِلارہ اور ایدا کھڑی تھیں، دِلارہ نے تو توران کو اس گاڑی میں بیٹھتا دیکھا تھا وہ اس لیے پریشان تھی کہ یہ گاڑی

یہاں کیوں ہے جبکہ ایداکا دل تو ویسے ہی ڈرا تھا ساری سچائیاں جاننے کے بعد اور خاص کر تو ران کے اکیلے مشن میں چل پڑنے پر۔

"یہ گاڑی آپکی ہے عالیان بھائی؟"

دِلارہ نے خود کو بہت روکا پر اسکے اندر کی ہلچل کسی طرح اسکے کنٹرول میں نہ تھی تبھی وہ خود کو روک نہ سکی، اسکے سوال پر عالیان نے رسان سے سر ہلایا، وہ بھی جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

"ایک بہت اچھے دوست کی ہے۔ خیر بیٹھو تم دونوں۔ ہم باران کو لے آتے ہیں۔ بہت رہ لیا جنگل میں جنگلی آدمی۔"

عالیان نے دانستہ ہلکا پھلکا انداز اپنایا مگر اس وقت کوئی بھی پر سکون ہونے کی کنڈیشن میں نہ تھا، ایدا نے دِلارہ کے لیے کارڈور اوپن کیا تو وہ رسماسا مسکرائے اندر بیٹھیٔ، ایدا بھی دوسری طرف سے آکر بیٹھی جبکہ عالیان نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے سیٹ بیلڈ فکس کیا اور گاڑی سٹارٹ کی،، وہ دونوں گارڈ بھی دوسری گاڑی میں جا کر سوار ہوئے جنھیں ان سب کی خفاظت پر معمور کیا گیا تھا، دِلارہ کی نظر کار ہینگنگ پر پڑی جو اک ہمنگ برڈ

تھا، جیسے وہ گنگنا رہا ہو، ناچاہتے ہوئے بھی وہ دھیما سا
مسکرائی اور سر پیچھے کو ٹیک لیا، باہر بدلتے منظر اسکی
آنکھوں سے ہو کر گزر رہے تھے، شام گہری ہو رہی تھی
اور موسم کے تیور بھی اسی شدت سے گہرے ترین ہوتے
جا رہے تھے، باہر سردی کی شدت ناقابل برداشت
تھی، لگ بھگ ایک گھنٹہ لگا ان تینوں کو اس جنگلی علاقے
میں پہنچنے تک جبکہ وہ تینوں مزید آگے گاڑی پر نہیں جا سکتے
تھے تبھی اتر گئے اور وہیں انکو براق کے بھیجے اپنے پیچھے ہی
آتے وہی دو لوگ آکر ملے جو توران نے انکی حفاظت کے
لیے بھیجوائے تھے کہ اسے شبہ تھا کہیں باران کے بارے

خبر کے پیچھے بھی جیمنائے نہ ہو تبھی عالیان کی حفاظت بھی اسے ضروری لگی، اسے نہیں پتا تھا عالیان کے ساتھ ایدا اور دِلارہ بھی ہیں، ان لوگوں کو راستے میں ہی اطلاع ملی جو توران کی طرف سے جاتے ہی تحقیق کی گئی۔

ان دو گارڈز نے عالیان، دِلارہ اور ایدا کے سامنے کچھ ایسے انکشاف کیے جو ناقابل یقین تھے، توران کا نام مخفی رکھا گیا۔ یعنی یہ پتا چلا کہ باران یلدرم جو سب کے مطابق جرمن ڈان جیمنائے کے ہاتھوں کڈنیپ ہو کر آذربائیجان کے کسی جنگلی علاقے میں کھو گیا تھا۔ تفصیلات نکلنے پر پتا چلا اس نے پچھلے دو ماہ میں صرف لکڑی کاٹنے کے چند

اوزاروں سے جیمنائے کے کئی خیمے تباہ اور ستر لوگ مار دیے ہیں۔ ان سب کی گردنوں اور سینوں پر وار تھے جو مقامی لوگوں نے اسے منہ ڈھک کر یہ سب حملے کرتے خود دیکھا تھا کہ کوئی ہے جو جیمنائے کی بھیجی ٹیم کو چن چن کر ختم کر رہا جبکہ اس نے جیمنائے کو توران کے لیے چھوڑ دیا تھا، یاداشت جانے کو وہ اپنی کمزوری کیسے بناتا کہ وہ کمزور پڑتا تو اسکی دِلارہ ہمیشہ کے لیے بکھر جاتی، وہ مشن میں کچھ یاد نہ ہونے کے باوجود ان رہا۔ جبکہ باران نے اتنے لوگوں کو جہنم واصل کرے آذربائیجانی پولیس اور سیکورٹی ٹیمز کا کام آسان کر دیا اس پر دِلارہ پچھلے دو ماہ کی ہر تکلیف، ہر

اذیت اور آنسو بھول گئی، وہ آذربائیجان کے ٹھنڈے ٹھار جنگل میں خوشی سے ناچ اٹھی تھی، باران یلدرم نے اپنا چھپا ہنر دیکھا کر اسے پھر عاشق کر لیا۔ یہ سب براق کے لوگوں سے جان کر وہ تینوں ہی بہت خوش تھے، قبیلے کی جانب بڑھتے ہوئے داخلی دروازے تک پہنچے تو انھیں آگے سے قبیلے کے سردار اور کچھ مزید لوگ خوش آمدید کرنے پہنچ چکے تھے، باران ہی وہ چھپا آدمی تھا جو جیمنائے کے gobala پر مسلط لوگوں کو کاٹ رہا تھا یہ خبر قبیلے میں بھی آگ کی طرح گردش کر رہی تھی تبھی باران کی فیملی کا

استقبال مزید گرم جوشی سے کیا گیا، اب وہ شخص مہمان ہی نہیں انکا مسیحا بھی تھا۔

"خوش آمدید میرے بچو"

سردار نے خود آگے بڑھ کر عالیان کو گرم جوشی سے گلے لگایا جبکہ قبیلے کی بڑی بزرگ خواتین نے دونوں لڑکیوں کے سر پر انکی روایتی پوشاک اوڑھائے قبیلے میں پیار و انسیت کے جذبات لیے خوش آمدید کہا، وہ لوگ ایک ساتھ آگے بڑھے، قبیلے میں بہت سے لوگ تھے، سردار اور انکی بیگمات سے باران یلدرم کے دوماہ کے سفر اور کارناموں کا سنے وہ تینوں متاثر ہوئے تھے، دلارہ کو امید

نہیں تھی اسکا بچوں جیسے دل والا ڈاکٹر اتنا مہلک اور سفاک بھی ہو سکتا ہے، ہاں وہ باران کے مل جانے کی امید اور اسکے یہاں رہ کر یہاں کے لوگوں کو اپنا مداح کر لینے پر خوش دیکھائی دی اور اسکی ایسی مسکراہٹ بہت وقت بعد اسکے ہونٹوں پر آئی، مہمانوں کو مہمان خانے والے خیمے میں لے جا کر بٹھایا گیا پھر رات اور شام کے بیچ کا وقت تھا تو کچھ گرم دودھ والے مشروب اور روایتی میٹھی بریڈ کے ساتھ ان تینوں کی تواضع کی گئی۔

"آپکی مہمان نوازی اور خوش آمدید کرنے کا بہت شکریہ لیکن باران کہاں ہے؟"

یہ سب تکلفات لیے بنا ہی دِلارہ بول پڑی، مزید اس سے صبر کرنا مشکل تھا، کیونکہ وہ قبیلے کے لوگ پر اسرار لگ رہے تھے، کوئی باران کو سامنے کیوں نہیں لا رہا یہ الجھن و اضطراب بڑھانے اور بھوک پیاس مارنے کے لیے کافی تھا۔

"در صل بات کچھ تشویشناک ہے بچے"

بڑے سر دار کی تمہید پر وہ تینوں جیسے الرٹ ہوئے، جبکہ براق کے دونوں آدمی بھی اس وقت خیمے کے اندر داخلی جگہ پر ہی کھڑے اپنی اپنی گن پر محتاط ہوئے پکڑ جمائے

ہوئے تھے، دلارہ، ایدا اور عالیان تینوں ہی نا سمجھی سے سردار کا منہ تکنے لگے۔

"کیا مطلب۔ آپکے ہی قبیلے کے کسی آدمی نے کال کی تھی۔ اس نے کہا باران یلدرم آپکے پاس ہے تو لائیں حوالے کریں اسے ہمارے"

عالیان نے انکی جانب دیکھتے سرد لہجہ اختیار کیا اور آواز بھی سخت کی، ایدا ابھی پریشان تھی جبکہ دِلارہ کی تو جان سینے میں اٹک گئی، باران کے اتنے نزدیک آکر اگر وہ اسے دیکھ نہ سکے تو یہ سراسر موت جیسا ہی تھا، کیا وہ اسے سچ میں کھو چکی

ہے کہ اسکے نشان تو ملتے تھے پر وہ خود کہیں نہیں مل رہا تھا۔

"وہ ہمارے پاس ہی تھا، لیکن ہمارے قبیلے ہی کے کچھ لوگوں نے ایک نامعلوم نقاب پوش آدمی کو یہاں علاقے کے آس پاس قابض غنڈے لوگوں کو پچھلے دو ماہ کے بیچ چیڑ پھاڑ کر مارتے دیکھا ہے۔ وہ لوگ چشم دید گواہ ہیں اور انکا کہنا ہے وہ نقاب پوش آدمی باران ہے اس بارے انکے پاس کچھ گواہ اور ثبوت ہیں۔ تبھی وہ اپنی تسلی کرنے کو اسے اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں لیکن ہمارے دو سردار اسکے ہمراہ ہیں اس لیے پریشانی کی بات نہیں۔ وہ لوگ

رات یا کل صبح تک باران کو تمام جانچ پڑتال ہوتے ہی آپکی جگہ پہنچادیں گے۔ آپ لوگ ہمیں اپنا پتا دے دیں"

سردار نے سلیقے اور شائستگی سے اپنی بات سمجھائی پر وہ تینوں ہی لٹھے کی مانند سفید پڑ گئے، پہلا خدشہ یہی آیا کہ کیا واقعی وہ لوگ باران کو کھوج لیں گے، کیونکہ سچائی تو عالیان، ایدا اور دِلارہ جانتے تھے تبھی ڈر انکے چہروں پر براجمان نظر آیا۔

"اور اگر باران نے ہی ان قابض لوگوں کو مارا ہوا ہو تو؟ کیا باران کو بھی سزا دیں گے آپ لوگ۔ آپکا ہی بھلا کیا اس

نے اگر کیا بھی تو، وہ لوگ gobala اور یہاں کے لوگوں کے لیے خطرہ ہی تو تھے"

عالیان نے حد جاننی چاہی جبکہ ایدا اور دِلارہ دونوں نے خوفزدہ ہوتے عالیان کو دیکھا کہ وہ ایسا سوال کیسے کر سکتا ہے، یہ سراسر انکو شک میں ڈالنے سا ہے۔

"پھر وہ gobala کے ان لوگوں کا مسیحا ہے جو یہاں کی قدرتی نایاب جڑی بوٹیوں کی خفاظت میں برسوں سے جان دے رہے ہیں اور ہمارے قبیلے اور gobala کے حاکم کی طرف سے انعام کا مستحق ہے بس اسی انعام کو صحیح حق دار تک پہنچانے کی جانچ ہو رہی ہے، ہم جانتے ہیں وہ سب

جیمنائے نام کے جرمن ڈان کے لوگ یہاں اس خاص جڑی بوٹی کی تلاش میں موجود ہیں جس سے گولڈن ڈرگ بنائی جارہی ہے لیکن وہ جڑی بوٹی ہم لوگوں کو اس قدر سرد اور ہڈیاں جمادیتے موسم میں سانس لینے میں مدد دیتی ہے۔وہ gobala کے موسم کی خشکی جذب کرتی ہے۔اگر اس جڑی بوٹی کا یہاں سے خاتمہ ہو گیا تو اس جگہ زندگی کا وجود ناممکن ہو گا۔لوگ ٹھنڈ سے مر جائیں گے"

سردار کی آنکھیں غمزدہ ہوئیں، جبکہ اس بار وہ تینوں اپنے اس چھپے مسیحا کے لیے مسکرائے جو یاداشت جانے کے باوجود اپنے ذمے لگے فرائض نبھا چکا تھا۔

"کتنی دیر لگے گی۔ ہم انتظار کریں گے"

عالیان نے قبیلے رکنے کا فیصلہ کیا۔

"کچھ دن بھی لگ سکتے ہیں اور بات کچھ پلوں میں بھی سمٹ سکتی ہے۔ جب تک وہ واپس آتا ہے آپ قبیلے کے مہمان رہ سکتے ہیں"

سردار نے اس بار کھلے دل سے پیشکش کی مگر دلارہ اور ایدا یہاں رکنے کے بجائے ریزاٹ جا کر انتظار کرنے کو زیادہ بہتر سمجھ رہی تھیں۔

"نہیں ہم زیادہ دور نہیں ہیں۔ یہ اس ریزاٹ کا پتا ہے جہاں ہم ٹھہرے ہیں۔ آپ ذمہ داری لیں کہ میرے بھائی کو اس سب سے نکلتے ہی ہم تک پہنچا دیں گے"

عالیان نے انکو ایک چٹ پر ریزاٹ کا پتا لکھ کر تھمایا اور ساتھ اپنی تمہید میں جکڑا جس پر سردار نے کھلے دل سے یہ ذمہ لیا، اور ان سب کو شام چھ تک رخصت ہونا پڑا۔

وہ لوگ سوا سات تک ریزاٹ واپس آ گئے، تینوں ہی اداس تھے، جبکہ عالیان فکر مند تھا کہ یہاں بندھ گیا ہے، اس نے براق کے دونوں لوگوں کا پیچھا کرنے کا بھی سوچا کہ تو ران تک پہنچ جائے پر وہ دو جونک بن کر ریزاٹ

کے باہر ہی ٹھہرے تھے کیونکہ انھیں یہیں رکنے کا حکم ملا تھا۔

جبکہ دوسری طرف براق، امارہ اور توران اس وقت ایک گھنے جنگل کے وسط میں خیمہ لگائے، لکڑیوں کو آگ جلائے موجود تھے، وہ لوگ گاڑی کے بونٹ پر اک میپ کھول کر اس پر کچھ نشان لگا رہے تھے، ارد گرد لگ بھگ اٹھارہ مزید لوگ تھے جو توران اور براق کے ساتھ تھے اور ارد گرد نظر رکھ رہے تھے، آذربائیجانی پولیس فورس اور بہت سے سیکورٹی اداروں کے لوگ بھی انکے اس مشن میں انکے ساتھ تھے اور مختلف ذرائع سے ملنے والی خبروں کے مطابق

جیمنائے اس وقت gobala کے اسی ایریا کے آس پاس تھا کیونکہ اسے یا اسکے بچ چکے کسی آدمی کو اس ایریا سے باہر نکلتے نہیں دیکھا گیا تھا نہ کسی اور شہر کی طرف جانے کی کوئی معلومات تھی سو جیمنائے کی تلاش وہ سب یہیں سے شروع کرنے والے تھے۔

"ہمیں نیٹورک چاہیے۔ آپ اپنا فون آن کریں۔ میرا نہیں چل رہا انٹرنیٹ"

براق نے کچھ اونلائن لوکیشن مارکس ساتھ میچ کرنے تھے اور تبھی توران نے اپنا فون آن کیا، صرف اسکی سم کی سروس آرہی تھی وہ بھی شاید اس لیے کہ آس پاس یقینا

کوئی سروس ٹاور تھا، جبکہ توران کا فون آن ہونے کی دیر تھی کہ کئی میسجز اور کالز آنے لگے، عیشاء بھی آذربائیجان پہنچ گئی تھی اس نے بھی کئی کالز کی تھیں، جبکہ توران کا فون آن ہوتے ہی عیشاء کو نوٹیفکیشن گیا جو اس وقت اسی ریزاٹ جا رہی تھی، اس نے وہ کیپ وہیں رکوائی اور گاڑی کا ڈور کھولے باہر نکل کر توران کو کال کی، کال اب جا رہی تھی۔

"میرا فون بند کر دو براق۔ یا ہاٹ سپاٹ لے کر میرے فون کو سائلنٹ کر دو"

نقشہ دیکھتے وہ بری طرح عیشاء کی آتی کال پر ڈسٹرکٹ ہوا تو برہمی سے براق کو ڈانٹ کر ہدایت کی، امارہ اور براق نے

ایک دوسرے کی طرف مایوس سی نظروں سے دیکھا اور کچھ آنکھوں ہی آنکھوں اشارہ کیا جس پر براق نے عیشاء کے آئے میسج کو کھولا۔

"کہاں ہو تم؟ باران مل گیا۔ اگر مل گیا تو ہمیں ایک آخری بار بات کر لینی چاہیے دلارہ کو لے کر کہ تم کیسے اس کو اسکے ہر سوال کا جواب دینے والے ہو، اسکی ماں کے آگے جب تم معصوم ثابت نہیں ہوئے تو اسکے آگے کیسے اپنے آپ کو مجرم سے ملزم بناو گے، میں نے جذبات سے پرے سوچا تو مجھے اس میں بھی اپنی بیٹی کی بس اذیت نظر آئی تو ہمیں

بات کرنی ہو گی۔ کیا تم مل سکتے ہو تھوڑی دیر مجھ سے میں اسکے بعد ہی ریزاٹ جاوں گی۔"

عیشاء کے میسج کو سین کرتے ہی براق نے ساتھ ہی لائیو لوکیشن عیشاء کو بھیج دی کیونکہ ابھی وہ لوگ فجر تک یہیں رک کر جیمنائے کی لوکیشن جاننے والے تھے اور براق نے ہاٹ سپاٹ اون کرے تو ران کا فون وہیں بونٹ پر رکھے، اپنے فون سے باقی لوکیشن میپ کا کام کرنا شروع کیا جبکہ عیشاء نے اس کیپ والے کو اس لوکیشن پر جانے کا بتایا اور واپس سوار ہوئی۔

جبکہ توران کو اپنے دھیان میں مصروف دیکھے آمارہ نے براق کو اک طرف آنے کا اشارہ کیا۔

"تم نے ایسا کیوں کیا براق؟"

امارہ نے اک طرف اسے بلاتے پوچھا تو براق نے توران کی طرف دیکھا جو اپنی گن میں گولیاں بھرے آگ لگی لکڑیوں کے پاس پتھر پر بیٹھا تھا۔

"جیمنائے کا جب تک پتا چلتا ہے یہ دو بات کر لیں گے۔ کیا پتا اس مشن کے بعد کون زندہ رہے کون مر جائے۔ تم عیشاء میم کو بحفاظت یہاں سے نکال دینا جب وہ بات کر

کے چلی جائیں۔ اور ہو سکے تو خود بھی اس مشن سے دور رہنا۔ میں اور توران سر جیمنائے کو دیکھ لیں گے"

براق کے اس فیصلے پر امارہ ہر گز آمادہ نہ تھی۔

"میں تم دو کے ساتھ رہوں گی، وہ زلیل آدمی میرے بھی چند جوتے کھانے کا مستحق ہے ناں۔ لڑکی ہوں تبھی کمزور سمجھ رہے ہو مجھے؟"

امارہ سخت برا منا گئی تو وہ مدھم سا مسکایا۔

"تمہارے حصے کے جوتے بھی ماروں گا اسے اور کچھ ایکسٹرا بھی آئی پرامس لیکن میں سچ میں چاہتا ہوں تم ہمیں بس

جیمنائے کی لوکیشن ٹریس کر کے دو اور بیک سائیڈ رہو۔ میں تو ران سر کے ساتھ بنا کسی فکر رہنا چاہتا ہوں اس مشن میں، تم ہوئی تو میرا دھیان تم سے ہی نہیں ہٹ سکے گا۔ وہ بہت مضبوط اور دلیر سہی پر بھولو مت وہ ایک ہارٹ پیشنٹ ہیں۔ اور انکے پاس اس وقت صرف میں ہوں۔ یہ جنگ ہم سبکی ہے تو اکیلے نہ وہ پڑیں نہ ہم کمزور ہوں۔۔۔ تم سمجھ رہی ہو ناں امارہ؟"

براق کی بات اب وہ سمجھی تھی، سر اثبات میں ہلا کر وہ اداسی سے ہی سہی پر مان گئی، اتنا تو وہ محبت میں کر ہی سکتی تھی۔

"میں سب سمجھ گئی۔ لیکن مدد کے لیے بیک سائیڈ تیار کھڑی ہوں یہ تم دونوں مت بھولنا۔ میں بہت اچھا ٹارچر سہنے والی، ٹارچر دے بھی سکتی ہوں یاد رکھنا۔"

وہ اداس سا مسکرائی اور اپنی بازوؤں کی قوت بھی دیکھاتے اک ہلکا سا پنچ براق کے پیٹ میں مار دیا جس پر وہ بری طرح درد سے دہرا ہو کر رہ گیا، اور وہ اترائی اک پہلوان آدمی کے کس بل نکال بیٹھنے پر۔

"سوری سوری۔۔۔۔زیادہ لگ گئی کیا؟"

اپنی حرکت پر اس نے فوری معذرت کی جبکہ براق سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کراہتا ہوا مسکرایا پر جناب نے داد ضرور دی کہ اگر یہ ہلکا پنچ اتنا زہریلا ہے تو پھر اصل والا اس لڑکی کا مارا مکا کتنا گھناؤنا ہو گا۔ دونوں ہی مسکرائے پر پھر توران کو دیکھتے اداس ہو گئے جو اب اپنے لوگوں کے اگلے سگنلز کا منتظر خاموش اور اداس سا جلتی لکڑیوں کے پاس ہی بیٹھا تھا جبکہ وہ تینوں نہیں جانتے تھے کہ جیمنائے اور اسکے کئی لوگ اس وقت ان سب پر جھپٹنے والے ہیں، جیمنائے پہلے باران کو مارنا چاہتا تھا پر اب اسے یہی بہتر لگا کہ پہلے توران مسدور کا کام ختم کیا جائے۔

"تم نے ہمارے gobala کو ناہنجاروں سے بچایا ہے باران یلدرم۔ یہ چھوٹا سا تحفہ ہماری طرف سے، دوسرا تم gobala جب بھی آو، ہمارے مہمان بننا، ہمارے علاقے اور آس پاس کے سب قبیلوں میں تمہارا ہمیشہ استقبال کیا جائے گا"

اس شہر کے کئی بڑے بڑے لوگ پنچائتی خیمے میں جمع تھے جہاں جانچ پڑتال کے بعد اور کھوجیوں کے کھروں سے پتا چلا تھا کہ قبیلے سے رات کے پہر نکل کر ان جیمنائے نامی ڈان کے قبضہ گروپ لوگوں کو کاٹ کر مارنے والا باران ہی

تھا اور اسے اس پر کوئی سزا نہیں بلکہ انعام سے نوازا گیا تھا

جو یہاں کی نایاب زمین اگلتی تھی وہ بھی بہت سالوں

بعد، یہ پتھر اس قدر نایاب تھے کہ انکی چمک پھول جیسی

ملائم اور شفافیت انتہا کی حسین تھی، انھیں وہ تاج میں لگانا

چاہتے تھے پر اک شہری بدیسی آدمی کو تاج پہنانے کے

بجائے انہوں نے وہ چند قیمتی پتھر یونہی اسے تحفہ کر دیے۔

اس پتھروں میں jasper, obsidian,

fancy gray diamond ،jade,Turquoise

تھا۔

سب سے زیادہ باران کو وہ گرے ڈائمنڈ پسند آیا جو یہاں کا خاص اور بیش قیمتی پتھر سمجھا جاتا تھا، اسے اس ہیرے سے دِلارہ کی ایسی ہی آنکھیں یاد آئیں تو مسکراہٹ خود اسکے چہرے میں گھل گئی، وہ مسکراتا ہوا ان سب مسرور افراد کو اور بھلا لگا، وہ ایسے شیر دل اور جرت مند لوگوں کے ہمیشہ قدر دان رہے تھے۔

"مجھے بس یہ کافی ہے، یہ آپ لوگوں کی میراث اور محنت کا صلہ ہے۔ میں ان سب کو نہیں لے سکتا۔ لیکن یہ یونیک گرے ڈائمنڈ میں رکھ لیتا ہوں آپ سبکی محبت سمجھ کر۔ کسی بھی چیز کی کبھی بھی ضرورت ہو پھر وہ چاہے حکومتی سطح کا

معاملہ ہو آپ بلا جھک مجھ سے یا میرے بڑے بھائی سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ مجھے خوشی ہو گی"

باران نے وہ اک ہیرا لے کر باقی انکی دولت ان سبکو لوٹائی تو ان سب نے باران کے فیصلے کا آحترام کیا، حالانکہ یہ سب پتھر وہ باران کو تحفے میں پیش کرنا چاہتے تھے۔

"جا کر ہمیں بھول مت جانا بچے۔"

اک اور سردار معصومانہ گلہ کر اٹھے تو وہ سب سمیت مسکرایا اور اشارے سے توبہ کی کہ ایسا ممکن ہے بھلا، وہاں

سے اسے فری ہوتے آدھا گھنٹہ لگا اور باران یلدرم کو واپسی کی اجازت مل گئی۔

اسے ریزاٹ پہنچانے کے لیے ان لوگوں کے پاس گھوڑوں کے سوا اور کوئی آمدورفت کا ذریعہ نہ تھا، باران نے گڑ سواری کئی سالوں سے کی نہیں تھی تبھی وہ تھوڑا ڈر رہا تھا کہ کیسے کرے پر وہ لوگ ایسے ماہر گڑ سوار تھے کہ انکا بس چند ٹپس بتانا ہی سیکھانے جیسا ہوتا، اب باران یہ دعا کرتا رہا کہ اسے سارے سٹیپ یاد رہیں، وہ کچھ بھول نہ جائے جبکہ اسکو قبیلے کی طرف سے کچھ کھانے پینے کا سامان اور پھل دیے گئے، کچھ قیمتی لباس، اک چھوٹی سی تسبیح جو وہ ہاتھ میں

پکڑ کر رکھنے کا ویسے بھی ان دو ماہ میں عادی ہو چکا تھا جسے وہ
کلائی میں ایز آبریسلٹ بھی پہن لیتا جب کوئی دوسرا کام
کرتا یا اسکی زبان خاموش ہوتی، وہ تھی ہی اتنی پیاری، اسکی
دماغی حالت کیسی ہے اس بارے قبیلے کے سردار نے
عالیان، ایدا اور دِلارہ کو بتایا تھا کہ اسے اب بھی سب یاد
نہیں آیا اور وہ بھولنے لگا ہے، لیکن اسکی یاداشت تو واپس
آگئی تھی یہ ان لوگوں نے چھپالیا کیونکہ اب سب جان چکے
تھے باران کے قبیلے آنے اور انجان بنے رہنے کا
مقصد، بہت سی چیزیں اسکے دماغ سے نکل جاتی ہیں، لیکن
اسے اس سب کے باوجود وہ جانوروں کا درد سمجھ جاتی لڑکی

نہیں بھولی یہ نقطہ بھی خاص ذکر کرتے بتایا گیا تھا، اس پر دِلارہ کو باران پر جو پیار آیا تھا اسکی تو کہانی ہی الگ تھی۔

ریزاٹ میں وہ تینوں ہی راہوں میں آنکھیں بچھائے اسکے منتظر تھے، رات ہو رہی تھی، اندھیرا جیسے جیسے بڑھ رہا تھا، آسمان پر سیاہ کالی گھٹائیں چھا رہی تھیں، سخت دھند تھی، کالا سیاہ آسمان تھا، بادلوں کے مرغولے لگ رہا تھا کبھی میں حلق اور آنکھوں میں اتر جائیں گے۔

" یہاں ٹھنڈ بڑھ گئی ہے۔ ہم اندر چل کر انتظار کرتے ہیں اسکا، کیا خیال ہے کچھ کھا پی لیا جائے؟ تم دو تو نازک سی

ہو، ہوا پر بھی جی لوگی پر میرا یہ ہاتھی سا وجود کھانا چاہ رہا ہے"

ایدا اور عالیان کے تو ہاتھ پیر گلوز کے باوجود سن تھے پر وہ اک جگہ آرام سے بیٹھی تھی، لکڑیوں کی آگ میں بھی جیسے تپش ختم ہو گئی تھی، دونوں ہی عالیان کی جانب دیکھے نرم سا مسکرائیں، وہ دونوں کی اداسی ہی دور کرنا چاہ رہا تھا۔

"آپ دونوں جائیں ڈنر کریں، اور جسم صرف کھانا نہیں بیوی کی اٹنشن بھی چاہ رہا ہو گا آپکا تبھی یہ دکھی ہوئی دہائی اندر سے آئی ہے"

ایدا کا تو چہرہ سرخ ہوا پر دِلارہ نے بنا خائف ہوتے یہ چھیڑ خانی کر دی وہ بھی بنا مسکرائے جبکہ عالیان کو ایسی دلیری پسند آئی۔

"ارے۔۔ لڑکی تم تو بلکل باران جیسی ہو گئی ہو"

عالیان نے دہائی دی تو وہ مزے سے کندھے اچکا گئی، یہ باران جیسی مطلب، اسکی طرح منہ پھٹ!

"اب جیسی بھی ہوں اچھی بری، قبول کریں"

وہ تو صدا سے ایسی ہی رہی تھی پھر کیسے جھکتی یا شرماتی۔

"تم بھی آوناں"

عالیان اسکی فکر چھوڑ نہیں سکتا تھا نہ ایدا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ کچھ کھا پی لیں دونوں۔ یہ جگہ ساتھ دیکھیں بہت خوبصورت ہے۔ میری وجہ سے میرے ساتھ مت بندھ کر رہیں۔ دو ماہ بعد ملے ہیں کچھ دل کی باتیں کریں جا کر۔ میں تو کب سے آپ دو کو پرائیویسی دینے کی کوشش کر رہی ہوں۔ مجھے دیکھیں بھالو کی طرح پیک ہوں، میرے اس کوٹ نے تھرمل انرجی پیدا کر رکھی ہے، ٹھنڈ گھس کر تو دیکھائے میری ہڈیوں میں"

دِلارہ کو شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ دونوں اسکے آس پاس رہنے پر مجبور ہیں تبھی اس نے اپنی فکر سے دونوں کو زرا

کھلے لفظوں میں آزاد کیا پر ایدا اور عالی نے جب اسکی ناک اور رخسار سرخ دیکھے تو اس بہانے باز کی بات سمجھ گئے کہ وہ بس کسی طرح چاہتی ہے اکیلی رہے، بھلے پھر اسکی ٹھنڈ میں قلفی جم جائے۔

"ہاں عالی۔ یہ سورج بنی ہوئی ہے گرم ہو کر تبھی ناک اور گال سرخ ہیں"

ایدا نے خفگی سے اسے ان ڈائریکٹ مخاطب کیا تو دلارہ آنکھیں چرا سی گئی جس پر وہ دونوں مسکرا دیے، پر وہ بلا کی ضدی تھی اور وہ دو اسکا خیال رکھ سکتے تھے پر اسے کسی چیز کے لیے مجبور نہیں کر سکتے تھے۔

"ہم ڈنر آرڈر کر رہے ہیں۔ آجاو ہمارے ساتھ کرو۔ نہیں چاہیے ہمیں کوئی پرائیویسی فی الحال۔ شاباش"

عالیان اسکی کوئی بات سننے کے موڈ میں نہ تھا جبکہ ایدا بھی معصومانہ خفا ہو کر گئی کہ دِلارہ کو اب اپنے یہاں بیٹھنے کے موڈ کو بدلنا ہی پڑا۔

وہ دونوں اندر ریزاٹ کی طرف ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے بڑھے تو دِلارہ نے اک اداس سی سمائیل دی اور اپنی آنکھیں اس گریس فل کپل سے ہٹا کر ریزاٹ کے انٹرنس ایریا کی طرف جمائیں، وہ شخص دِلارہ کے سارے صبر و حوصلے کو بری طرح آزما چکا تھا، اب وہ تھک کر ٹوٹنے والی

تھی، اسکی راتیں پچھلے دوماہ سے تاریک تھیں پر آج اسے امید کی روشنی نے تاریک ہونے سے روک رکھا تھا پر ہر گزرتا لمحہ اس روشنی کی چمک کو ماند کر رہا تھا۔

"آ بھی جا و باران۔ تمہارے انتظار میں میرے سارے آنسو بھی سوکھ گئے۔ کوئی کسی کو اتنا بھی نہ تڑپائے جتنا تم نے تڑپایا ہے۔ تم ہو گے بہت سوں کے مسیحا پر میرے تو نہیں بن رہے ہو"

وہ سر واپس کاوچ جیسی نرمی والی کرسی کی بیک سے تھک ہار کر لگا گئی، ابھی اس نے نظریں وہیں جما رکھی تھیں جب اسے ریزاٹ کے اندر کوئی آدمی دھندلائی سی آنکھوں میں

اندر کی طرف آتا نظر آیا، جن کپڑوں میں وہ کڈنیپ ہوا اس وقت وہ انہی میں ملبوس تھا، اپنے چارم اور گریس کے ہمراہ مکمل سیاہ میں، اسکے ساتھ آیا ساز و سامان ساتھ قبیلے کے ہی ایک آدمی نے اٹھا رکھا تھا جو اسکے ساتھ یہاں تک اسے چھوڑنے آیا۔

"ہمیں بھول مت جایئے گا بچے"

وہ بزرگ آدمی ساتھ چلتے مسکرا کر بولے جبکہ باران نے کسی خوشنما وجود کو دیکھ کر جان لیوا اسمائیل دی۔

"باتیں بھول جاتا ہوں پر لوگ یاد رہتے ہیں اب۔ بے فکر رہیں"

وہ گہری شر انگیز نظریں کچھ خطرناک سی لگیں۔

باران نے ریزاٹ کی بلڈنگ کو نظریں اٹھاتے دیکھا پھر اسکی نظر لان کی جانب جا ٹھہری۔

دِلارہ اپنی جگہ سے آنکھیں ملتی اٹھی، وہ وہی تھا، وہ دونوں اسکے قریب آتے رکے، کیونکہ قبیلے کے آدمی نے دِلارہ کو پہچان لیا، اس نے سارا کھانے پینے کا سامان، پھل وغیرہ اور کچھ ملبوساتی اعلی کپڑا، یہ سب چیزیں وہیں لان کے میز پر

دلارہ کے بیگ اور فون کے ساتھ رکھے اور ان دونوں سے اجازت طلب ہوتا واپسی کے لیے رخصت ہوا تو دِلارہ نے اسے آواز دے کر روکا، اس پیچ باران نے دِلارہ کا ملائم سا ہاتھ چھو کر اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ لمحہ بھر اپنی اس قبیلے کے آدمی سے کہنے والی بات بھول گئی، بڑی مشکل سے اپنی توجہ باران کے ہاتھ کے جان لیوا لمس و دباو سے ہٹا پائی، وہ قبیلے کا آدمی بھی باران کی دِلارہ پر جمی گہری بے باک نگاہوں، اسکے ہاتھ میں دبے دِلارہ کے ہاتھ کو دیکھے لاج کھاتا نظریں بچاتا ہوا نظر آیا۔

وہ متوجہ ہوا تو دِلارہ نے باران کے ہاتھ سے بڑے جبر کے سنگ اپنا ہاتھ دھیرے سے چھڑوایا اور جھک کر میز پر رکھے اپنے پرس سے ہزار لیرا کے پانچ چھ نوٹ نکالے اور واپس قریب آکر رکتی باران کی خود پر جمی محبت بھری نظروں کو دیکھتے باران کے سر سے وار کر اس آدمی کی طرف بڑھائے، باران نے حیرت سی آنکھوں میں بھری کہ اسے اچھے سے یاد تھا ایسا اسکے ساتھ کبھی پہلے کسی نے نہیں کیا کہ اسکا صدقہ یوں محبت سے اتارا گیا ہو، اسکی یاداشت میں ایسی خوشی تو اپنی ماں سے جڑی ہوئی بھی موجود نہ

تھی، باران نے پھر سے اسکا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں لیا تو دِلارہ ایک بار پھر ڈسٹرکٹ ہوئی۔

"یہ آپ کسی مستحق تک پہنچا دیجئے گا۔ان تحائف اور اس امانت کا شکریہ کہیے گا قبیلے والوں کو"

اس بھلے مانس بزرگ آدمی نے مسکرا کر وہ پیسے لیے اور دلارہ کے سر پر دست شفقت رکھتا ہوا باران کی دیوانگی رشک سے ملاخطہ کرتا اسکی پشت تھپکائے واپسی کے لیے پلٹ گیا، اب دِلارہ کو فرصت ملی وہ باران یلدرم کو آنکھ بھر کر دیکھ پاتی، وہ تو یہ رسم بے باکیت سے پہلے ہی نبھا چکا تھا۔وہ بھی تو اسے ہی اپنی ظالم امبر آنکھوں سے تفصیلا سا

دیکھ رہا تھا، یہی تو خوبصورت گرے آنکھیں تھیں جو اسے وہ ہیرا دیکھ کر یاد آئیں۔

"خوش آمدید باران یلدرم"

دِلارہ نے نظریں جھکائیں پھر ہاتھ بڑھا کر باران کا اپنے ہاتھ کو چھوتا مضبوط ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر کر اوپر اٹھاتے ہونٹوں کے پاس لائے چوما، باران جیسے اسے پورا پہچاننے اور سمجھنے کی کوشش میں لگ رہا تھا پر اسے دِلارہ کا یوں کرنا سکون پہنچا گیا، وہ جانتا تھا اسکی کہانی میں جو اسکے سب سے نزدیک بستی ہستی ہے وہ یہی ہے۔

"کیسی ہو؟"

اس ہاتھ چومنے والی سے حال پوچھنا جیسے رسم ہی تھی، وہ مسکرائی۔

"کچھ لفظوں کی مار تھی ناراضگی میری

اس نے حال پوچھا تو، نکھر گئے درد سبھی۔

"میں نے تمہیں بہت مس کیا۔ ٹھیک ہوں اب"

وہ اسکا مضبوط ہاتھ پکڑ کر اپنی کمر کی اک طرف رکھواتی اسکے سینے کے نزدیک ہوئی جیسے وہ اسے سیکھا رہی ہو کیسے اتنے وقت بعد ملیں تو جان سے پیاروں کو اپنے دل سے

لگاتے ہیں، وہ تھوڑا متذبذب ہوا جب ان دو کے چہروں کا فاصلہ مٹا، سانسیں گڈ مڈ ہونے لگیں۔

"میں نے بھی بہت مس کیا تمہیں"

باران نے اسکے کھلے لمبے بالوں کو دیکھا، اس نے باران کا دیا grasshopper پن لگا کر ہیر اسٹائیل بنایا تھا، اک اور ذہنی شاک کہ اسے وہ دیکھا ہوا لگا، اسکے ملائم مہکتے بال اک ہاتھ سے سہلاتے ہوئے اسی محبت سے دلارہ کے
چہرے، ہونٹوں اور آنکھوں پر بھٹکتی نظریں پھیرے جوابا کہا تو وہ یوں مسکرائی جیسے اپنا مزاق اڑا گئی ہو، مس کرنے

والے ایسے انجان کب ہوتے ہیں، کہ انھیں محبت کرنی ہی بھول جائے، سیکھانی پڑے۔

"یہ تین لفظ اتنے سیریس ہو کر، کرائے کی مسکراہٹ ہونٹوں تک زبردستی گھسیٹے کہو گے تو سکون پہنچے گا مجھے کیا؟"

دلارہ نے اسکے دائیں گال پر بنے مدھم سے نشان پر انگلی کی لکیر سی پھیرتے اسکے انہی زبردستی کی مسکراہٹ سے بھرے ہونٹوں کے کنارے لائی

تو اس طرف سے امبر آنکھیں چرائی گئیں، جیسے کچھ ادھورا معاملہ پورا کرنے کی خواہش دبائی گئی ہو، پر دِلارہ نے مزید قریب ہو کر اسے آنکھیں چرانے اور چہرہ موڑنے کے لائق ہی نہ چھوڑا۔

"پھر کیسے آئے گا سکون تمہیں بتاو؟"

باران نے دِلارہ کی ملائم گال اپنی گال سے رب ہوتی محسوس کرے اسکی کمر کے اطراف ہاتھ کی گرفت بھی سخت کرتے اسے اپنے سینے سے لا جوڑتے

حل مانگا تو دلارہ کے دل کی رفتار دفعتا بڑھی، ایسے ہی تو سکون آنا تھا اسے، آگیا

۔زہے نصیب۔

وہ اتنے قریب تھے کہ اک دوسرے کو بس میں کر سکتے تھے، اور دنیا بھلا سکتے تھے۔ہائے!

"آگیا۔ تمہیں کیا کیا سیکھانا پڑے گا مجھے، لسٹ بنا دینا۔ تمہارے سامنے سانس لینا بھول گئی۔ شکوے شکایتیں تو کہیں دور رہ گئیں۔اب بولو کہ تم نے مجھے بہت مس کیا"

وہ اسکے گلے لگی اس شخص کے ہونے کا خود کو احساس دلائے جب وہیں گلے کا ہار بنے ہی روبرو چہرہ کرے فرمائش کیے بولی تو باران کو لگا اگر وہ یہ کہے گا اس نزدیکی پر تو نزدیکی کے بھاگ بے وقت جاگ جائیں گے اور کچھ ہو جائے گا۔

"اگر میں نہ کہہ سکوں یہ؟"

باران نے اسکی آنکھوں میں ہلکورتی بے چینی دیکھتے پوچھا تو وہ بھی آنکھوں میں نرماہٹ بھر لائی۔

"پہچان نہیں پا رہے ہو مجھے؟"

دِلارہ نے فکر سے پوچھا تو وہ سر جھکا گیا، اسکے جھکے سر کو دیکھتے وہ اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹوں کو رکھے اسکو اک اور راحت بہم پہنچا گئی اور پھر سے اسکے گلے لگی جیسے وہ بھلے اسے کبھی نہ پہچانے پر یوں اسکے گلے لگنا ہر محرومی پر بھاری تھا، باران کے وجود کی حلاوت انجان لوگوں سی نہ تھی، وہ اسے اس طرح گلے لگائے ہوئے تھا جیسے سب کچھ یاد ہو، وہ شدید محبت اور تڑپ سے اسکو محسوس کر رہا ہو پھر بھی دونوں ہی سمجھ رہے تھے سب ویسا ہی ہے جیسا سنا سمجھا گیا۔

"تم کانپ رہی ہو"

باران نے اسکو اپنی بازووں میں جکڑتے اسکے جسم کی لرزش محسوس کی تو وہ فوراخود کو کمپوز کرے باران کے حصار سے نکلی، آنسو بھی سنبھالے اسے مسکراہٹ کا پردہ بھی دیا، کسی کے دل پر بجلی گری اس لڑکی کے ضبط پر، کیا وہ اسے آزمارہا تھا؟

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

"آجاو۔اندر چلتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر اسکا ہاتھ ویسے ہی تھامے ریزاٹ کی اندرونی جانب بڑھی جیسے کچھ دیر پہلے عالیان اور ایدا گئے، وہ دونوں دو لوگوں والی دو ٹیبل چنے ڈنر کا آرڈر دے چکے تھے، بڑی سی دیوار پر نسب ایل سی ڈی سکرین پر برف باری کبھی بھی شروع ہونے کی نیوز چل رہی تھی اور یہ gobala میں اس موسم کی پہلی برف باری ہونے والی تھی۔

عالیان اور ایدا کی نظریں بیک وقت انٹرنس پر گئیں تو دِلارہ کے ساتھ باران کو آتا دیکھے وہ دونوں اپنی جگہ سے مسکراتے اٹھے، عالیان کو تو یقین نہ آرہا تھا یہ واقعی باران ہے، وہ کچھ بدلا بدلا لگ رہا تھا، پر یہ بدلاو کافی ہاٹ تھے۔

"باران۔۔۔میرے بھائی"

عالیان نے لپک کر باران کو گلے لگاتے بھینچا تو دلارہ نے باران کا ہاتھ چھوڑے ایدا کے ساتھ جگہ لی، وہ بھی دِلارہ کو لاڈ سے اپنے ساتھ لپٹائے مسکرائی۔

"آپ یقیناوہ سکن کیئر کمپنی والے میرے بھائی ہیں ناں؟عالیان؟"

باران کی شناسائی اور معصومانہ سوال سنے وہ سب اداس مسکرائے، دِلارہ کی آنکھیں خوامخواہ سرخ ہوئیں۔

"کمینے۔ بھائی کا نام یاد تھا، یلدرم کیوں بھول گیا۔ اس پر تجھے جوتے پڑیں گے بس ٹھیک ہو جا"

عالیان نے اسکے بھولے پن کو ہوا میں اڑایا جبکہ دِلارہ چاہ رہی تھی باران تھوڑا فریش ہو جائے پھر ڈنر کریں، ایدا بھی اس سے ملی تو اس نے خود ہی بتایا کہ وہ کون ہے
اسکی، مشکل میں نہ ڈالا۔

"میں بیگ رکھ کر آتی ہوں۔ یہ بھی زرا کوئی گرم سوئٹر پہن لے۔ اسے ٹھنڈ نہ لگ جائے، میں نے باران کے لیے بھی کچھ گرم کپڑے لیے تھے۔ آپ میرے اور باران کے

لیے بھی ڈنر آرڈر کر دیں عالیان بھائی ہم ابھی آتے ہیں۔ چلیں باران؟"

دِلارہ نے اسکو شاید کچھ دیر اکیلے میں ملنا تھا مگر باران نے نفی کی کیونکہ اندر آکر اسے ٹھنڈ لگنا بند ہو گئی تھی، قبیلے سے آیا سامان بھی دلارہ نے ریزاٹ سروس ٹیم سے کہہ کر روم میں رکھوا دیا تھا، باران کمرے میں جانے پر آمادہ کیسے ہوتا کہ اتنی جلدی کسی خاص کی تڑپ مٹ جائے ایسا کیسے ممکن تھا، دلارہ کے اندر گردش کرتے لہو کا آخری قطرہ تک یہ آدمی خشک کر دینا چاہ رہا تھا، وہ اسکا منہ دیکھتی رہ گئی کہ

اس شخص نے انکار کیا وہ بھی اکیلے میں ملنے ملانے سے، وہ اندر تک جھلس گئی۔

"مجھے ٹھنڈ نہیں لگ رہی۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے دلارہ۔ اور اتنے پیارے موسم میں کون پاگل کمروں میں جائے گا"

باران نے معصومیت سے ٹیبل پر لگے مزے دار کھانوں کو دیکھتے مسکین بننے کے فورا بعد شوخا ہوتے کہا تو دِلارہ اسکی بتیسی پر دانت پیس گئی، یہ آدمی ہاتھ لگے تو وہ کچومر نکال دیتی، ایدا اور عالیان کی وجہ سے اپنی خفگی دبا گئی۔

"چلو پھر تم یہیں رکو۔ میں بیگ رکھ کر تمہارے لیے کچھ گرم پہننے کو یہیں لے آتی ہوں"

دِلارہ نے رسان سے کہا اور جانے لگی جب ایدا اسے پیچھے سے پکاری۔

"رکو میں بھی آئی۔ اپنا بیگ عالی والے کمرے میں شفٹ کرواتی ہوں کیونکہ اب تو تمہارے ساتھ تمہارا بندہ رہے گا ناں اہمم"

ایدا بھی ماحول کو شریر کرنے سے کیسے باز رہتی جبکہ وہ دونوں ساتھ رومز کی طرف گئیں تو باران نے اس کو جاتے ہوئے پیار سے دیکھا۔

"قبیلے والے تو کہہ رہے تھے تمہاری یاداشت واپس آگئی ہے کافی حد تک بس تم چیزیں اور باتیں بھول جاتے ہو۔ نکمے وہ تمہیں اکیلے کمرے میں لے جانا چاہ رہی تھی اور تم نے منہ پر ناں کی۔ تم تو بڑی خراب شے تھے جب کھوئے؟"

عالیان نے اسے اپنی طرف پلٹائے خشمگیں نظروں سے گھورا، باران نے آنکھیں چنی کیے عالیان کو دیکھا جیسے اسکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"مجھے وہ کمرے میں کیوں لے جانا چاہ رہی تھی بھائی جانی؟"

باران نے چنا کا کا بنے پوچھا تو اب دانت پیسنے کی باری عالیان کی تھی۔

"بھا۔ تم مجھے بھا کہتے تھے۔ منہ مت تڑوالینا اس بھائی جانی پر۔ اور ایک بیوی شوہر کو کمرے میں کیوں لے کر جاتی ہے؟ یاداشت ایفیکٹ ہوئی ہے پر عقل تو بھیجے میں ہی

ہے۔ کوئی نہیں۔ ڈاکٹر کا انتظام کر لیا ہے تمہارے
لیے۔ کہتا ہوں آکر تمہارا جائزہ لے"

عالئان کی خفگی سے کوئی محظوظ ہوا تھا، خیر وہاں ڈنر کی کافی
بڑی رینج تھی، ویٹرز ان دو سے انکی پسند پوچھ رہے تھے
جبکہ دِلارہ نے روم میں پہنچ کر پہلے تو دروازہ زور سے
پٹخا، پھر اپنا افشار خون بڑی دقت سے بحال کرتی وہ مر رکے
سامنے آرکی۔

"دِلارہ، کنٹرول۔ اس میں باران کا کوئی قصور نہیں۔ غصہ
نہیں کرنا۔ وہ جان ہے تمہاری۔ اسکا بچوں کی طرح خیال

رکھنا ہے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ گہرے گہرے سانس لو"

دلارہ نے خود کو پر سکون کیا، اس میں کچھ وقت لگا لیکن وہ ہو گئی، وہ جب کمرے سے نکلی تو اسکے ہاتھ میں گرم جیکٹ اور مفرر تھا، خود بھی اس نے مزید کمفی اور گرم سوئٹر پہنا تھا اور شوز کے ساتھ موزے بھی پہنے، ایدا ابھی تک روم میں ہی تھی تبھی دِلارہ باہر آ گئی، ابھی تک باران اور عالیان کھڑے باتیں ہی کر رہے تھے پھر ان دو کو وہ خود کی طرف آتی دیکھائی دی۔

"یہ وہی ہے جس نے مجھے لان میں ہگ کیا اور کس کی۔ ہے ناں۔ میری دلارہ؟"

باران نے سر کھجاتے اپنے بغل میں کھڑے خاندان کے سب سے پہنچے اور شرارتی آدمی کو اپنا اتنا بڑا راز تھما دیا، عالیان نے گردن گما کر باران کے

منہ کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھا، پھر وہ پورا پلٹ کر باران کے سامنے رکا، دلارہ اسکی بات سن چکی تھی۔

"تمہارے اندر کونسے چراثیم ہیں جو اس شریف لڑکی پر اثر کر گئے۔ ڈائریکٹ کس؟ اور اس میں کونسا وائرس تھا جو تم

پر اثر کر گیا، ہوش کر خبیث، ہوش ہی اڑ گئے! یہاں
تیرے یہ ڈرامے نہیں چلیں گے بیٹا۔ دِلارہ کو کہتا ہوں
اسے گندی جراب سونگھائے۔ ساری یاداشت پھڑک کر
واپس آئے گی، شکل سے تو مظلوم نہیں لگ رہا۔ کہیں تم دو
کا پلین تو نہیں۔ کہ ہم سب سے آنکھ بچا کر گل چھڑے
منانے کہیں نکلنے کا ارادہ ہو۔ یہ سب انجان بننے کی ایکٹنگ
تو بس بہانہ ہو گا، ساری عمر گھر سے دور رہ رہ کر اب تیرا ہم
اپنوں میں جی نہیں لگتا۔ بس وہی تیری دنیا ہے"

باران تو ششدر و خوفزدہ تھا کہ یہ بھائی جیسی چیز کو اچانک
کیا ہو گیا، دِلارہ جو لاپرواہ بنی ڈنر ٹیبل کے پاس کھڑی کھانا

لگتا دیکھ رہی تھی، اس گرما گرمی پر قریب آئی اور باران کا ہاتھ پکڑا اور خفا خفا اپنے عالی کو افسوس سے دیکھنے لگی۔

"اسے صرف میں یاد ہوں تھوڑی تو اسکے آس پاس صرف میرا ہونا ضروری ہے، ہم کہیں اکیلے جائیں بھی تو یہ اسکے لیے بہتر ہو گا۔ ایسے غصہ تو مت کریں، باران ڈر بھی رہا ہے اور پریشان بھی ہو رہا ہے"

ہاتھ پکڑے ہی وہ اسے بچوں کی طرح ڈنر ٹیبل کی طرف لے گئی تو عالیان ناچاہتے ہوئے بھی حسین مسکرایا، باران نے پلٹ کر اسے محظوظ مسکرا کر دیکھا جس پر عالی کی حسین مسکراہٹ کمینگی سے اٹ گئی۔ یہ اگر ان دو کا پلین

بھی ہے تو عالیان قربان، فدا اور واری ساتھ ہو رہا تھا، لیکن یہ انکا سچ تھا، لیکن نہیں یہ سچ نہیں تھا، دِلارہ بھی جبر کی اداکاری کر رہی تھی اور وہ بھی صبر آزمانے کے کام کر رہا تھا۔

"ہم دو یہاں ہیں تا کہ ان دو کو اکیلا محسوس نہ ہو پر یہ دو تو ایک دوسرے کی پوری دنیا ہیں، ان دو کا علاج ایک دوسرے کے پاس ہی ہے فی الحال"

ایدا بھی دھیرے سے پاس آئی اور عالیان کا ہاتھ پکڑ کر اسکے کندھے سے لگتی بولی، عالیان نے نظریں دِلارہ اور باران سے ہٹائیں، پھر ایدا کو پیار سے دیکھنے لگا۔

"مجھے پتا ہے پر ان دو کی فکر تب تک رہے گی جب ایک باپ اور دوسرا اماں نہ بن جائے"

عالیان کی انوکھی فکر و محبت پر ایدا جھینپا سا مسکائی، یہ سارے ہی منہ پھٹ قسم کے بے باک تھے۔

"ویٹ! کیا میں نے صبح تمہیں سوتے میں کس کی تھی ایدا؟"

ایدا جو شرما سا گئی تھی، عالی کے بے ساختہ سوال پر سفید پڑی۔

"ن۔۔ نہیں ہاں۔۔"

ایدا کے لفظ اٹک گئے، حلق تنگ ہوا۔

"پر تم نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا۔ مجھے بس اپنا کارنامہ یاد آیا ابھی۔ تم نے جواب میں کیا رد عمل دیا تھا مجھے یاد نہیں آرہا"

عالیان کی سوئی اس بات پر اٹکی دیکھے ایدا کو جان کے لالے پڑے، کیا بتاتی کہ وہ جس موڈ اور نشیلی نیند میں تھا، ایدا کا اپنا دماغ خراب ہو گیا تھا۔

"آپ میرے ہسبنڈ ہیں عالی۔ اتنے دن بعد جب ملتے ہیں تو ایسے ہی ملا جاتا ہے۔ میں نے بلکل برا نہیں منایا"

وہ جیسے معصومیت سے جواب دیے بولی، عالیان نے اسکے اور اپنے لیے اک الگ ٹیبل کا ویٹر کو کہا وہ بھی روم سے اٹیچ ٹیرس پر۔

"یہ کس لیے؟"

ایدا گھبرائی جب عالیان نے یہ آرڈر دیا۔

"ٹیرس پر چلیں"

عالیان نے جلدی سے ایدا کی طرف ہاتھ پھیلایا۔

"وہاں کچھ سپیشل ہے کیا؟ اتنی ٹھنڈ میں کیا کریں گے وہاں؟"

ایدا کو خطرے کی گھنٹیاں سنائی دیں۔

"نیوز میں بتا رہے ہیں کہ برف گرنے والی ہے، میں نے برف برساتا آسمان دیکھنا ہے۔ اور وہ بھی بس تمہارے ساتھ ایدا"

وہ اسکی فرمائش و انسیت پر مسکرائی اور اپنا ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھ میں تھما دیا جسے عالیان نے فوری تھاما، وہ ٹیرس کی طرف بڑھ چکے تھے جبکہ اس ریزاٹ میں لگا ہیٹ سسٹم اور اس سے ہوتی حدت سردی کا احساس محسوس نہیں ہونے دے رہا تھا کہ باہر قہر ڈھل رہا ہے۔

دلارہ نے اسکے لیے کچھ پاستہ پلیٹ میں ڈالا، وہ کافی گرم تھا، جیسے ہوٹل والوں نے ابھی بیک کر کے بھیجا ہو، دھواں نکل رہا تھا، جبکہ وہ باران کو ابھی فورک نہیں دے رہی تھی، انتظار کر رہی تھی وہ تھوڑا ٹھنڈا ہو۔

"تمہیں ٹھنڈ لگ رہی ہے؟ تمہارا ہاتھ کانپ رہا ہے۔ پہلے بھی پوچھا تھا جواب نہیں دیا تم نے"

باران نے اسکے ہاتھ کو دیکھا جو اسے فورک دیتے کانپا، وہ جلدی سے اسے فورک پکڑا کر ہاتھ پیچھے کھینچ کر ساتھ ہی دوسری چیئر پر بیٹھی۔

"ہاتھ صرف ٹھنڈ لگنے سے نہیں کانپتے باران، جب ہمارا دل کانپتا ہے تب بھی جسم پر کپکپاہٹ آجاتی ہے۔ تم اپنا ڈنر کرو، اور اپنی پرسنل باتیں ہر ایک سے ڈسکس مت کرو۔ مجھ سے پوچھ لیتے کیا میں ہی تمہاری دلارہ ہوں"

وہ اسکو دیکھتی نرمی و محبت سے بولی، وہ بھی جان لیوا مسکرایا۔

"میں نے سوچا تمہیں برا نہ لگ جائے، ہرٹ نہ ہو جاو۔ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ بھائیوں میں تو ایسے سیکرٹ ہوتے ہی ہیں۔ اب سے تم سے پوچھ لوں؟ تمہیں برا لگ گیا تو؟"

وہ محتاط ہو کر اس سے اجازت لے رہا تھا اور یوں وہ دِلارہ کو خود سے مزید پیار کرنے پر مجبور کر رہا تھا، بھلے پھر وقتی ہی سہی وہ تکلیف سے نکلنے لگی۔

"بھائیوں میں سیکرٹس ہوتے ہیں پر ہسبنڈ وائف سے زیادہ نہیں۔ مجھ سے پوچھ لینا۔ تم اب بھی پیارے ہو بس جو بچے بن گئے ہو اس پیچھے بھی کوئی مصلحت ہو گی کہ میرا ارمان پورا ہو جائے۔ تمہیں سنبھالنے کا"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر باران کی ہتھیلی چومے اسے یقین دلا رہی تھی کہ اسکا ہاتھ دل کانپنے سے نہیں بلکہ ٹھنڈ سے ہی ہے پر وہ کھانا چھوڑ کر بس اسے دیکھ رہا تھا، جیسے وہی اسکا رزق ہو۔

"تمہیں مجھے سنبھالنے کا ارمان تھا؟"

وہ حیرت میں بڑبڑایا تو وہ ہنسی، دلسوز تھا وہ ہنسنا۔

"ہاں۔ مجھے بہت محسوس ہوتا ہے کہ تمہاری کسی نے کیئر نہیں کی۔ نہ تم نے کرنے دی۔ ایک اور بات بتاوں؟"

وہ اب کی بار ساری توجہ اسکی طرف مبذول کر گئی تو باران بیقرار ہوا، دِلارہ نے پیار سے انگوٹھے کی پور اسکی دائیں گال کے نشان پر پھیری، یہ اس شخص کے خوبصورت چہرے کا مدھم نشان بھلے سج رہا ہو پر دِلارہ جب جب دیکھ رہی تھی اسے اس زخم کا درد جگر کاٹتا ہوا محسوس ہوتا۔

"بتاو؟"

وہ شدت سے منتظر تھا۔

"مجھے لگتا تھا تمہاری کبھی میمری گئی تو میں یہ سہہ نہیں پاوں گی۔ تبھی بہت ڈر لگتا تھا۔ میں بول کر نہیں کہہ سکتی کہ مجھے کیا چاہیے، بس تبھی سوچتی تھی تمہیں کیسے کہوں گی تم چاہیے ہو۔ لیکن ہم جس چیز سے ڈرتے ہیں اللہ ہمارا سامنا اس سے ضرور کرواتا ہے، اس لیے نہیں کہ اسے اپنے بندے کو تکلیف دینی ہوتی ہے۔ بلکہ اس لیے کہ اسے اپنے بندے کو بہت باہمت بنانا ہوتا ہے اور ہم اس وقت میں بہت کچھ ایسا ایکسپیرئنس کرتے ہیں جو بذات خود حسین

ہوتا ہے۔ جیسے تمہاری میمری جانے پر یہ جو تم مجھے جس طرح ملے ہو، مجھے ڈر کے بجائے تمہارے اس والے پیور ورژن کی عادت ہونے کا خطرہ ہے، جب ہم اللہ کی دی آزمائشوں سے گزر رہے ہوتے ہیں تو ہم اپنے بہترین ورژن میں ہوتے ہیں، تمہاری طرح"

اس بار اس نے صرف باران کے ہتھیلی کو ہونٹوں سے چوما ہی نہیں تھا، اسکا ہاتھ پکڑے اسکی وہی چومی ہتھیلی اپنے رخسار سے لگا کر اس لمحے کے سکون سے اس شخص کو ملوایا، وہ جانتا تھا بہت بڑی زیادتی کر رہا ہے پر اسے کمزور دِلارہ مزید نہیں دیکھنی تھی، اسے اپنے ماں باپ کے سچ

بتانے سے پہلے وہ پہاڑ جیسا مضبوط چاہتا تھا اور جب وہ باران کے مقابلے میں مضبوط ہو جاتی تو وہ ساری دنیا سے لڑ سکتی تھی، پھر وہ دلارہ سے بہت سا پیار بھی بٹورنا چاہ رہا تھا، خاص کر چاہے جانے کا احساس۔

"تمہاری طرح بھی۔ یہ آزمائش ہم دونوں کی ہے"

وہ اسکی اداس آنکھوں میں جھانکا تو ہم پلہ لگا، اس معاملے میں کہ دونوں کی تکلیف بھی ایک ہے اور سکھ بھی۔

"بلکل۔۔۔"

وہ مسکرائی تو ساری دنیا پر بہار آگئی۔

"سنو فال"

باران نے بے اختیار ونڈو کی طرف دیکھتے کہا تو دلارہ نے اسکی آنکھوں کے تعاقب میں جب دیکھا تو آسمان سے برف کے ذرے ٹپکتے دیکھائی دے رہے تھے، اف یہ لمحہ سکون ہی تھا جب ان نے پر جوش ہوتے باران کے ہاتھ کو زور سے تھاما تھا، اسکے ایکسائٹمنٹ میں رونگٹے کھڑے ہوئے، وہ بھی اپنی زندگی کا پہلا سنو فال دیکھ رہی تھی، اس نے کبھی موسم کی ایسی خوبصورتی نہیں دیکھی تھی۔

"ہمیں باہر جانا چاہیے؟ میرے بے بی کو ٹھنڈ تو نہیں لگے گی؟"

وہ یکدم گردن واپس پھیرے شوخ مسکرائی، وہ جوابا بس اپنی کسرتی بازو بینڈ کر کے اپنے ڈولے کی جانب اس چھوٹی سی لڑکی کی توجہ دلا کر اپنی طاقت دیکھا رہا تھا کہ اسے اب اتنا بھی بے بی نہ سمجھا جائے، وہ ہنسی اس بنا کہے جواب پر۔

"پتا ہے پتا ہے تم بہت طاقتور آدمی ہو، دو ماہ میں جنگل کی سب لکڑیاں کاٹ ڈالیں لیکن مجھے تو خرگوش کی طرح نازک سے لگتے ہو۔ مفرر پہن لو"

وہ کاوچ کی بازو پر رکھا مفرر اٹھا کر لائی اور باران کی گردن کے اطراف لپیٹے اسے سٹائلش گرہ لگاتے اپنے ٹھنڈے ٹھنڈے ہاتھوں سے اسکی گالوں کو کھینچتے ہی ان بہکی امبر

آنکھوں سے ڈسٹریکٹ ہوئی، وہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے سب یاد ہو کہ وہ اس لڑکی کے لیے پاگل ہے۔

اپنا ہاتھ بڑھا گئی جسے باران نے فوراً تھاما، وہ لوگ مسکراتے ہوئے ریزاٹ تک سے باہر نکل گئے، ہر کوئی اس موسم کی برف باری سے لطف اندوز ہو رہا تھا، gobala جی رہا تھا، کوئی ٹیرس، کوئی بالکونی اور کوئی باغیچوں میں جمع ہو چکا تھا، سب اس موسم میں محبت کر رہے تھے، محبت انگیز تھے یہ لمحے، وہ خود بھی باہر آتے ہوئے کوٹ اور اسکارف لپیٹ آئی تھی ورنہ موسم کی شدت اسے کہاں راس تھی، وہ مسکرا رہی تھی، اپنی بدترین آزمائش میں اور یہاں باران

یلدرم نے اسکی آزمائش ختم کرتے اسکو کمر سے ہولڈ کرے اپنے قریب کھینچا، وہ لمحہ بھر گھبرائی پر باران نے اسکے ماتھے کو چومتے اسے اپنے سینے میں جب بسایا تو وہ سارے جبر سے آزاد ہوتی خود مختار ہوئی کہ اب کچھ پل دل کھول کر سانس بھر سکتی ہے۔

جبکہ ٹیرس پر کھڑے وہ دو اس وقت دلبر پر نگاہیں جمائے کھڑے تھے۔

"وہ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں ساتھ۔ اب تو اس الرجک لڑکی کو زرا ٹھنڈ نہیں لگ رہی ہو گی۔"

عالیان نے شریر ہوتے لقمہ دیا جس پر ایدا نے اسکا چہرہ ان دو کی جانب سے ہٹائے اپنی جانب کیا۔

"آفکورس۔اب اسکے پاس اسکی ٹھنڈ دور کرنے کا سامان جو ہے۔آپکے کان بھی سرخ ہو رہے ہیں۔"

ایدا نے اسکے دونوں کانوں کو اپنے گلوز والے ہاتھوں میں بھرے سہلایا تو وہ اسکے چہرے کی جانب زرا جھکا، برف کے زرے بتدریج برس رہے تھے، بالوں، کپڑوں، پلکوں چہروں اور ارد گرد کی جگہ کو سفید کرنا شروع تھے۔

"میرے پاس بھی سامان ہے"

عالیان نے معنی خیزی سے کہا تو ایدا کے رخسار پھول ہوئے، پہلو بدلنے لگی جب عالیان نے اسے بازووں کا حصار دیتے روکا۔

"اب اس مارننگ لو وڈوز کو ہضم کرنے کے لیے بھی کیا ہفتہ چاہیے تمہیں یا ہم آگے بڑھ سکتے ہیں؟"

عالیان نے اسکی شرمگیں ہونٹوں کو حصار کر چھپائی جاتی مسکراہٹ دیکھتے اسکا چہرہ اوپر کیا، برف کے زرے ایدا کے بالوں میں بھی اٹک رہے تھے اور اسکے چہرے، پلکوں تک پر۔

"ہم اس وقت آگے نہیں بڑھ سکتے عالی۔ کیا کوئی مجبوری ہے آپکی؟"

ایدا نے رازدارنہ انداز میں جب اسکے کان میں جھک کر کہا تو عالیان کے ہونٹوں پر ناچاہتے ہوئے بھی بے خود تبسم مچلا۔

"میرے بچوں کی سکولنگ لیٹ ہو رہی ہے بس"

عالیان نے بہت سنجیدگی سے جب یہ جواز دیا، پہلے تو وہ ناسمجھی سے سر ہلا گئی پر جب سمجھ آیا، گھبرا کر آنکھیں چرا گئی جبکہ اسی لمحے عالیان کے فون پر اک میسج نوٹیفکیشن

آیا، عالیان نے اپنے کوٹ کی جیب سے فون نکالا تو وہاں آیا میسج دیکھے عالیان کی آنکھیں مسکرائیں پھر وہ گھبرائی جھینپی ایدا کی جانب واپس متوجہ ہوا۔

"تم ایک ہفتہ مزید لے سکتی ہو۔ میں تمہارے معاملے میں بہت رحم دل ہوں۔ کیا تمہیں یہاں ڈنر کرنا ہے یا روم میں ؟"

عالیان نے اسکی گھبراہٹ کو اپنے نرم لہجے سے بلکل دور کیا۔

"روم میں چلتے ہیں۔ یہاں تو پیرسن ہو رہے ہیں میرے اور ہاتھ بھی"

وہ بیچارگی سے منمنائی تو عالیان نے پلٹ کر دونوں ریزاٹ کے ویٹرز کو یہاں ٹیبل سیٹ کرنے سے روک دیا اور ڈنر روم میں پہنچانے کا کہا تو ایدا نے مسکرا کر عالیان کو دیکھا۔

پھر جب تک وہ ساتھ روم میں آئے، انکا ڈنر وہیں بنے چھوٹے سے سٹنگ لاونج کے گلاس ٹیبل پر ود کینڈلز اور بکے لگ چکا تھا، ویٹرز بھی جا چکے تھے۔

دونوں نے بہت ہلکا سا ڈنر کیا تھا، یہ ماحول، باہر برف باری اور اندر ہڈیوں تک میں گھسی ٹھنڈ کا توڑ کرتی حرارت، پھر یہ کینڈل لائیٹ ڈنر۔

باران اور دِلارہ بھی واپس آئے تو انکو ہاٹ چکن کارن سوپ سرو کیا گیا، اس قدر ٹھنڈ سے دِلارہ کا برا حال ہو جاتا اگر وہ مزید باہر رکتی اور بھوک بھی لگ رہی تھی تبھی وہ لوگ جلدی ریزاٹ آ گئے۔

"مجھے توران کے پاس جانا ہو گا ایدا۔ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سو جانا۔ میں تمہارے جاگنے سے پہلے تمہارے پاس آ جاوں گا"

ڈنر کے بھیجے برتن ویٹر واپس لے کر گئے تو عالیان نے ایدا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے بتایا تو وہ پریشان سی ہوئی۔

"کیا آپکو پتا ہے وہ کہاں ہیں؟"

ایدا نے پریشانی سمیت ہی پوچھا۔

"ہاں۔لوکیشن مل گئی ہے۔بس اپ سیٹ مت ہونا۔ہمارے ساتھ بہت لوگ ہوں گے۔جیمنائے کوئی معمولی غنڈا نہیں ہے تبھی مجھے فکر ہے توران اور براق کیسے ہینڈل کریں گے۔میں ساتھ ہوں گا تو چلو تھوڑی تسلی ہو جائے گی انھیں۔"

عالیان نے جو سوچا تھا وہ بہترین تھا، خاص کر توران کے بارے سچ جاننے کے بعد خود ایدا بھی یہی چاہتی تھی۔

"تھوڑی نہیں۔ بہت ساری۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ میری دعائیں آپ کے اور توران بھائی کے ساتھ ہیں"

ایدا نے اسکا خوبرو چہرہ ہاتھوں میں بھرے پیار بھری تمہید باندھی تو وہ اسکا ماتھا جذب سے چومے سر ہلائے مسکرایا۔

"ان شاء اللہ۔ مجھے براق نے لوکیشن بھیجی ہے۔ توران کو نہیں پتا۔ وہ اکیلا ہی سب سے نمٹنا چاہتا ہے پر اسے اکیلا کرنا نہیں چاہتے ہم۔ تم سو جانا ٹھیک ہے ناں۔؟"

عالی نے اک بار پھر محبت سے تمہید باندھی تو وہ فوراً سر ہلا گئی، وہ اسکی ہر بات مانتی تھی۔

"سو سکی تو ضرور۔ خیر سے جائیں۔ پہنچ کر میسج کیجئے گا مجھے۔ اللہ کی امان میں"

ایدا نے اسے ڈھیر سی محبت کے ساتھ بائے کہا جبکہ عالیان جاتے جاتے رک کر پلٹا تو وہ خود مسکراتی اسکا بڑھایا ہاتھ تھامے پاس آئی، دونوں کی آنکھوں میں اک سرور سا اترا، ایدا نے اسکی شوخ نظروں کا مرکز و مفہوم سمجھتے شرما کر آنکھیں جھکائیں تو عالی نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے چہرہ اوپر

اٹھاتے اک گستاخی کرتے ان شرمیلی آنکھوں سے
آنکھیں الجھائیں۔

"شرمانا کبھی مت چھوڑنا۔ یہ تم پر قیامت لگتا ہے۔ اپنا خیال رکھنا"

اک محبت بھرا لمس وہ اسکی گال کو بھی اسی شدت سے عطا کیے اتنے سے پہ ہی ایدا کے اندر حشر جگا گیا کہ وہ اسے جاتا دیکھتی ہوئی ساتھ جانے کتنے جذبات دبا رہی تھی کہ خدا کی پناہ!

.._____..

"اس نے مجھے یہ کیوں دیا؟"

وہ بڑھتی ٹھنڈک کی وجہ سے لکڑیوں کو مزید جمع کیے آگ لگانے کے ساتھ ایک شیلٹر بھی بنا چکے تھے کیونکہ اچانک ہوئی برف باری سے سانس تک جم رہی تھی پریوں اس موسم میں شیلٹر کے نیچے بیٹھ کر آگ سیکتے وہ ہاتھ میں دِلارہ کا اسکارف پکڑے بیٹھا یہی سوچ رہا تھا۔

"شاید ایک جیسی آنکھیں رکھنے والوں کے جسمانی مزاج بھی ایک جیسے ہوتے ہیں تبھی"

براق نے پاس بیٹھتے توران کے ہاتھ میں وہ مفرر دیکھتے مسکرا کر توران مسدور کی مشکل حل کی جبکہ آمارہ اس وقت برف باری انجوائے کر رہی تھی، وہ دونوں اسے دیکھ سکتے تھے، شاید وہ اس موسم کی دیوانی تھی۔

"شاید۔ تم جا کر اسکے ساتھ موسم انجوائے کرو۔ یہاں کیوں آ گئے؟"

توران نے وہ اسکارف اپنی گردن میں دوبار رول کرتے لپیٹا جبکہ براق نے سر نفی میں ہلاتے سامنے آنکھیں امارہ پر جمائیں۔

"آپکی اجازت کے بغیر کچھ کیا ہے میں نے"

براق کی آنکھوں میں ندامت تھی، توران نے آئبرو اچکا کر وہ ندامت ملاخطہ کی۔

"کیا کر دیا تم نے؟"

توران کو براق کی تمہید کچھ خطرناک لگی۔

"میں نے عالیان بھائی کو لوکیشن بھیج دی ہماری اور۔۔۔"

توران اسکی اسی بات پر بھڑک اٹھا، براق کو آگے بولنے کی ہمت نہ ملی، وہ اٹھ کھڑا ہوا تو براق بھی شرمندہ سا نظریں جھکائے اٹھا۔

"کیا؟ تم نے اسے کیوں مصیبت کے بیچ بلا لیا ہے۔ دماغ خراب ہے تمہارا۔؟"

توران نے سرد لہجے میں ابھی براق کو جھاڑا ہی تھا کہ کسی آہٹ پر وہ بیک وقت سامنے دیکھنے لگے تو آمارہ کے ساتھ کھڑی عیشاء کو آتا دیکھ کر براق کو جہاں جان کے لالے پڑے وہیں اس جگہ عیشاء کو پائے توران کا دماغ چکرا کر رہ گیا۔

"ت۔۔ تم نے اسے بھی؟"

توران نے بے یقینی سے براق کی طرف دیکھا جو توران کی غصے اور تناو بھری نظر کے آگے آنکھیں چرا گئا، جبکہ اسکی ہاں سمجھتے توران نے اسے خود سے پرے دھکیلا تو امارہ نے خود کی طرف دھکیلے جاتے براق کو بمشکل سنبھالا اور عیشاء کی طرف رحم طلب نظر ڈالے وہ دونوں زرا منظر سے اوجھل ہوئے جبکہ توران کا بس نہ چل رہا تھا ان دو کی عقل ٹھکانے لگا دے۔ اس نے برف کے ملائم زروں سے ڈھکے بالوں والی، سردی سے ہانپتی اور سخت تیور لے کر دیکھتی عیشاء کو اپنے سامنے دیکھ کر خود کو جانے کیسی کیسی تقویت دی۔

"تم فوراواپس جاو۔ میں تم سے ریزاٹ میں ملتاہوں۔"

توران نے سیدھا سبھاو سپاٹ ہوتے حکم دیا تھا پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی الٹا توران کی طرف بے خوفی سے کچھ قدم بڑھی۔

"مجھے یہ بتاو دِلارہ کو پہلی ہی ملاقات میں کیسے مناو گے ؟ تمہارے پاس ہے کیا ایسا؟ بولو۔ کیا کہو گے کہ وہ تمہیں باپ کہنے کے بارے سوچے گی۔ بتاو تم نے کیا اچھا کیا ہمارے لیے۔؟"

عیشاء کی آنکھوں میں سراسر غصہ تھا، وہ غلط جگہ حساب لینے آگئی تھی۔

"یہ تمہاری مانگی قیمت تھی۔ میں نے ایسا دعوی نہیں کیا کہ اسے منا سکوں گا۔ کوشش کی بات ہوئی تھی عیشاء۔ جاو یہاں سے فورا"

توران نے جبڑے کستے اسکی تصحیح کی تو عیشاء مزید اسکے سامنے آکر تنی، توران نے اسکی آنکھوں میں اپنے لیے صرف غصہ دیکھا، کہیں اسکے پار تکلیف کا جہاں بھی تھا۔

"کوشش کے لیے بھی تو کچھ ہونا چاہیے ناں؟ وہی پوچھ رہی ہوں۔ اگر تمہارے پاس کوشش کے لیے بھی کچھ نہیں تو میں چاہتی ہوں تم اسکے سامنے کبھی مت آو۔ ہاں ہر عورت کی طرح میں برباد ہو کر بھی چاہتی تھی کہ میری اولاد کو اسکے باپ کا نام اور سایہ ملے پر باپ بھی تو باپ ہونا چاہیے۔ میں اپنی قیمت واپس لیتی ہوں۔ دِلارہ کو اسکا باران مل گیا۔ وہ خوش رہے گی۔ اسے ہماری ضرورت نہیں۔ نہ میری نہ تمہاری۔ تو میں یہاں اس موسم میں آئی کیونکہ میں سب ختم ہو گیا ہے اسکی یادہانی کروادوں۔ تم یہ جو بھی

مشن ہے پورا کرو اور ہماری زندگیوں میں دوبارہ کبھی نظر مت آنا"

عیشاء نے اسکو سب کہا پر بغور اس شخص کی گرے آنکھوں کا خزن نہ دیکھ سکی جو عیشاء کے ہر جملے کے ساتھ بڑھتا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں کبھی تم دو کو دیکھائی نہیں دوں گا۔ میں نے تمہاری یاد دہانی سمجھ لی اچھے سے۔ اب تم جاو یہاں سے۔ یہ جگہ سیو نہیں ہے"

توران نے کوئی جھگڑا یا بعث کیے بنا ہار مانی اور اسے یہاں سے بھیجنے پر بے چین نظر آیا، عیشاء کی آنکھوں میں سرخائی گھلی۔

"رونے کے لیے کندھا دینے کی آفر بھی لے رہی ہوں واپس۔ تم معافی کے لائق نہیں ہو توران۔ میرا دل بھی اس بار تم سے زیادہ دِلارہ کے حق میں چلا گیا۔ اور تم نے جب مجھے کوئی سکھ نہیں دیا تو کیسے ممکن ہے تمہارا ہونا دِلارہ کا سکھ بنے گا۔ پلیز میں منت کرتی ہوں اس سے دور رہنا۔"

وہ جانے نفرت جتا رہی تھی یا محبت، توران کو کچھ سمجھ آنا بند ہو گیا تھا، وہ بس سر جھکائے اسکو سن رہا تھا۔

"تم حق پر ہو۔ میں ہر چیز سے دستبردار ہوتا ہوں۔ بنا لڑے جھگڑے میں سب چھوڑ دوں گا تم فکر مت کرو۔ پلیز جاو یہاں سے۔ تمہیں دھکے دے کر بھیجوں کیا۔ میری بکواس سمجھ نہیں آرہی کیا؟"

وہ اول گڑگڑاتا ہوا اختتام تک اس پر یوں چلایا کہ وہ سہم کر رہ گئی، جبکہ قدم خود بخود اس ظالم سے دور ہونے لگے۔

"سمجھ آگئی۔ دعا کروں گی ہم دوبارہ کبھی نہ ملیں۔ بھاڑ میں جاو"

وہ بھی دگنی چیخ کر وہاں سے واپس چلی گئی جبکہ توران نے اسے دھندلائی آنکھوں سے جاتے دیکھا۔

"بھاڑ میں ہی ہوں"

مٹھی کستے وہ واپس وہیں بیٹھا پر اب آگ اسے گھیر چکی تھی، اسکی آنکھوں سے درد بہہ رہا تھا اور وہ روتی ہوئی اس ایریا سے نکل ہی رہی تھی جب آگے اپنی والی کیپ کے ساتھ رکتی گاڑی دیکھے وہ روتے روتے اپنے آنسو پونچھ گئی، گاڑی سے عالیان نکل کر آیا تو عیشاء تک پہنچا۔

وہ اسے یہاں دیکھ کر چونک گیا۔

"عیشاء، کیا ہوا ہے؟ تم یہاں کیسے۔۔۔ رو کیوں رہی ہو؟"

عالیان نے اسکے آنسوؤں کی روانی تکتے پریشانی سے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلا گئی، یہاں روڈ سائیڈ لگی بہت سی روشیاں تھیں، الیکٹرک ٹاورز بھی تھے تبھی روڈ ساری روشن تھی۔

"تم اس کی مدد کے لیے آئے ہو۔ اسے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بہت سفاک اور ظالم ہے۔ اسکی اکڑ اور اسکا غرور ہی اسکا ہتھیار ہے۔ وہ جانور ہے۔ ایک نمبر کا کمینہ۔ صرف اسے جان نکالنی آتی ہے۔ میں دِلارہ کو اس سے ہر ممکنہ بچاؤں گی عالی۔ وہ میری بچی کے لیے ٹھیک نہیں۔"

عیشاء نے ہچکیوں کے بیچ جو جو کہا وہ سب عالیان کے سر سے گزرا، وہ ہیجانی کیفیت میں چلا رہی تھی پر عالیان نے اسے دونوں بازووں سے پکڑے جھنجھوڑ کر اس بدحواسی سے نکالا۔

"تم کچھ بھی نہیں جانتی عیشاء۔ اسے وقت سے پہلے مار آئی ہو کیا تم؟"

عالیان کے لفظوں کے کرب پر وہ دم سادھ ہی تو گئی۔

"م۔۔ مطلب؟ وہ ظالم اور بے وفا ہے۔ وہ درندہ ہے"

عیشاء کی آواز کانپی۔

"وہ تمہارے علاوہ کسی کے قریب بھی کبھی نہیں بھٹکا۔ اسکی زندگی میں تمہارے علاوہ کوئی عورت نہیں آئی۔ اور تمہارے علاوہ اسکی کوئی بیوی نہیں ہے۔ وہ بے وفا نہیں ہے عیشاء"

عالیان کے الفاظ جیسے کوڑوں کی طرح عیشاء کو محسوس ہوئے، وہ سانس روکے عالی کے منہ کو تک رہی تھی۔

"ا۔۔ اس نے ان لڑکیوں کے ساتھ رات گزاری۔ پھر انکو جب پتا چلا وہ فیک نکاح میں تھیں تو سب نے اپنی جان لے لی۔ یہی سچ ہے ناں۔۔ وہ عورت باز آدمی ہے جسکی ہوس کے قصے مشہور تھے۔ پھر؟ پھر کیسے کہہ سکتے ہو تم کہ وہ بے

وفا نہیں۔ اس نے مجھے رسوا و بدنام کر دیا۔ دلارہ کے وجود کو گالی بنا دیا۔ اس نے ہم دو کی زندگی تباہ کی اور تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ گناہ گار نہیں۔ اس نے ہمارا نکاح نامہ پھاڑ دیا۔ میرے منہ پر ٹکڑے اچھالے اس نے۔ تم کیسے ڈیفینڈ کر سکتے ہو ایسے کمینے کو؟"

عیشاء کے پھٹ پڑنے پر عالیان نے اسکی ہر بات سنی پھر اسکے چپ ہوتے ہی وہ بولنا شروع ہوا، ہر وہ سچ جسے اب عیشاء کو بتانا ضروری تھا، کہہ دیا۔ وہ سب بھی جو تو ران اسے تب بھی نہ بتاتا جب وہ مر رہا ہوتا، وہ سب سنے وہیں منہ سے نکلتی چیخ روکتے سڑک پر گھٹنوں کے بل جا بیٹھی، جبکہ

عالیان کی آنکھوں میں بھی فقط رنج و افسردگی تھی، خوبصورت موسم یکدم سوگوار ہو گیا تھا، اس نے عیشاء کی تکلیف نہیں چاہی تھی پر وہ مزید تو ان کو عیشاء کی نظر میں غلط نہیں دیکھ پایا تھا، حالانکہ عالیان نے اس سے وعدہ کیا تھا وہ اسکے راز جیتے جی عیشاء کو نہیں بتائے گا پر حالات ہی ایسے تھے کہ اب بتانا ضروری تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔ یہ سچ نہیں ہو سکتا"

عیشاء نے سر اٹھائے عالیان کو دیکھے نفی کی پر عالیان نے اسکی طرف ہاتھ بڑھائے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"یہی سچ ہے عیشاء جسکا میرے علاوہ باران بھی رازدان ہے۔ توران نے جو کیا اپنی اور تمہاری فیملی کے بچاو کے لیے کیا۔ یہ دو خاندان تو پہلے ہی دشمنی میں لڑ مر رہے تھے۔ پھر تو نشان ہی مٹ جاتا۔ اسے تو پتا ہی نہیں تھا اسکی کوئی اولاد بھی ہو جائے گی۔ اس نے جو تمہارے ساتھ رشتہ بنایا وہ اس صبح کی کال آنے تک بلکل سچا تھا، جسکو سننے کے بعد اس نے سب ختم کر دیا۔ کیا تمہارا دل کبھی گواہی نہ دے سکا کہ وہ تم سے پیار کرتا تھا؟ کیا اتنی آسان تھی نفرت؟"

عالیان نے اسے سہارہ دیتے اٹھایا پر وہ ہنوز روتی نفی کر رہی تھی، سب سمجھ آرہا تھا کیوں اس بدبخت شخص سے آج تک اسے نفرت نہ ہو سکی۔

عقب سے اچانک فائرنگ کی آواز پر وہ دونوں چونکے، گولیوں کی آواز وہیں سے آرہی تھی جہاں توران اور اسکے لوگ تھے۔

"ع۔۔عالیان۔۔۔"

عیشاء نے خوفزدہ ہوتے عالی کی طرف دیکھا جس نے عیشاء کو گاڑی تک لاتے ڈور کھولا۔

"تم گاڑی میں ویٹ کرو۔ میں دیکھتا ہوں۔ گاڑی سے باہر مت نکلنا عیشاء"

عالیان نے اسے اندر بٹھایا اور خود اپنی گن گاڑی کے ڈیش بورڈ سے اٹھائی۔

"ع۔۔عالیان۔۔۔اسے کچھ مت ہونے دینا پلیز"

عیشاء نے کرب سے التجاء کی جس پر عالی نے اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا اور ڈور بند کرے وہ خود بھی جنگلی علاقے کی طرف دوڑ گیا جبکہ عیشاء کی آنکھیں اسی طرف اٹک کر رہ گئیں۔

ڈنر کے بعد وہ روم میں آئے تو پہلے باران نے وہ ٹھنڈے گیلے کپڑے چینج کیے کمفی ساٹر اوزر شرٹ پہنا پھر دِلارہ بھی اپنے لیے کمفی سوئیٹری شرٹ اور پاجامہ نکالنے لگی، بیگ بند کرے وہ باران کو اٹھ کر کھڑی ہوئے دیکھنے لگی جو کاوچ پر جا کر بیٹھا اپنی گردن کو سٹریچ کرے ادھر ادھر گردن گمارہا تھا۔

"دلارہ۔ غصہ نہیں کرنا۔"

اسکی لاپرواہی دیکھتے دِلارہ کا خون کھول گیا، خاص کر جب باران نے دِلارہ کو دیکھے زبردستی کی سمائیل دی اور ریموٹ اٹھا کر سامنے ہی دیوار پر لگی ایل سی ڈی آن کی۔

وہ پیر پٹخ کر واش روم جا گھسی، ہاٹ شاور لیا کیونکہ باڈی شدید درد میں تھی، یہاں کا موسم اسے سچ میں راس نہ آرہا تھا، شاور لیتے دلارہ نے اپنے بال ڈرائے کیے پھر وہ روم میں واپس آئی اور بیگ سے موزے نکال کر میٹرس پر بیٹھے پہننے لگی، ہنوز باران ٹی وی پر لگی کوئی ڈاکومنٹری دیکھنے میں لگا تھا، برف باری رک چکی تھی پر موسم شدید سرد ہو چکا

تھا، باہر ٹیرس پر برف اور پانی جمع صاف دیکھائی دے رہا تھا اور یہ ابھی برف گرنے کا

کاٹریلر تھا۔

وہ کچھ وقت اسے یونہی دیکھتی رہی پھر سائیڈ ٹیبل پر پڑا کیچر اٹھا کر اپنے بال ڈھیلے سے ٹائے کیے گہرا سانس لیتی اٹھی۔

"م۔۔مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے"

وہ بہت زیادہ مضطرب اور بے چین تھی۔ جیسے کسی انسان کو پینک اٹیک آنے والا ہو، وہ گہرے سانس لیتی باران کے پاس بیٹھی جس نے اب تک

سب کھیل سمجھا ہوا تھا لیکن اس وقت دِلارہ کی حالت دیکھتے اسکی جان آنکھوں میں سمٹ آتی محسوس ہوئی، دل چاہا مزید اس معصوم پر یہ جفائیں مت ڈھائے پر اف یہ دل!

"ہاں کہو۔ میں سن رہا ہوں دلارہ"

باران نے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے سے لگاتے جبڑے اور گردن کے اطراف لپیٹتے نرمی سے سہلانے کے ساتھ اسکی گھبرائی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے اسے حوصلہ دیتے پوچھا، اور ستم کے اس لڑکی کو حوصلہ مل بھی گیا۔

"و۔وہ۔۔ تم۔۔ تم کب ٹھیک ہو گے۔ مجھ س۔۔سے یہ نہیں دیکھا جا رہا۔ مجھے خود سے پیار کرنے والے باران کی ضرورت ہے"

وہ اسکے دوسرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر

دباتا اسے کمفرٹیبل بھی کر رہا تھا پر وہ دیکھ نہ سکی، وہ ابھی پینک کر رہی تھی۔

"اور تمہیں اس باران کی کیوں ضرورت ہے؟"

وہ اسکی حالت پر پریشان ہوا۔

"کیونکہ بہت سی باتیں کرنی ہیں مجھے تم سے۔ بہت کچھ بتانا ہے۔ یہ باران تو مجھ سے پیار ہی نہیں کرتا۔ دیکھو میں سب کے سامنے سٹرونگ ہونے کا ڈرامہ کرتی رہی
ہوں۔ تمہارے سامنے بھی کرنا پڑ رہا ہے۔ نہیں ہو رہا مجھ

سے۔ تمہیں مجھ سے جڑا اتنا سب یاد ہے تو ہمارے بیچ کا سب یاد کیوں نہیں۔"

وہ کہتی کہتی بے بسی سے ہانپنے لگی۔

"کس نے کہا مجھے یاد نہیں"

وہ اسے اپنے نزدیک کیے بدحواسی میں اپنا ڈرامہ ہی لمحہ بھر بھول گیا۔

"واٹ؟ میں ہمارے ریلیشن کی بات کر رہی ہوں باران"

وہ اسے معصومیت سے بروقت ہوش دلا گئی تو باران نے دانتوں تلے زبان دیتے خود کی سرزنش کی۔

"میرا ابھی تو یہی مطلب تھا، ہم ساتھ ہیں۔ کچھ دیر پہلے تو تم نے میرے ساتھ سنو فال انجوائے کیا، تب تم بہت خوش تھی۔ ہم گلے لگے، ہم نے ہاتھوں میں ہاتھ اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہت سے مومنٹس جیے۔ پھر کیوں تمہاری ایسی حالت ہے۔؟"

باران نے اس بار سنبھل کر جواب دیا تو وہ بے بسی سے اپنے نچلے ہونٹ کو کاٹنے لگی کہ دل یہی چاہ رہا تھا یا اپنا سر کہیں دے مارے یا اس نمونے کا۔

"وہ سب دکھاوا تھا، سنا تم نے۔ تمہاری جرت کیسے ہوئی مجھے بھولنے کی۔ م۔۔ مجھے نہیں چاہیے ہو تم، ورس ورژن آف

باران ہو تم۔ گھناونے اور ڈراونے باران۔۔۔ میں کس قدر تکلیف میں ہوں، تمہیں دیکھائی نہیں دے رہا۔ مجھ پر کیا کیا بیتی، تم مجھ سے پیار کرنے والے میرے باران ہوتے تو اک اک لمحے کا حساب لیتے پر تم۔۔۔ تم مل کر بھی مجھے نہیں ملے۔ جاو واپس اس جنگلی قبیلے میں۔ تم وہیں کے لائق ہو۔ گندے انسان"

دلارہ نے اسکے ہاتھوں کو اچھوت کی طرح خود سے جھٹک کر دور کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی پر وہ وہیں بیٹھا تھا، دِلارہ کو بغور دیکھ اور سمجھ رہا تھا، برا آزمارہا تھا۔

"یہاں آو"

اس سے پہلے وہ باران پر کچھ اٹھا کر دے مارتی، باران نے اسکی کلائی مضبوطی سے پکڑ کر کھینچا جس سبب وہ سیدھی باران کی گود میں آ بیٹھی پر ہانپ ایسے رہی تھی جیسے خون پی جائے گی، جب باران نے اسکے بکھرے کیچر سے پھسل کر نکلتے بالوں کو بلکل ہی کھول دیا تو وہ لمحہ بھر شانت ہوئی، وہ سکون میں آئی جب باران نے اسے دونوں بازووں میں سمیٹ کر دیکھا، سکون بھی ایسا تھا جو بے سکونی کا جہاں تھا۔

"ک۔۔ کیوں آوں۔ ہاں۔ نہیں آنا مجھے۔ چھوڑو۔ تمہارا کوئی قصور نہیں پر مجھے تم پر بہت غصہ آرہا ہے۔ میرا چیخنے

کا دل چاہ رہا ہے تم پر۔ تمہیں ہماری لاسٹ ملاقات یاد نہیں؟ کیسے بھول سکتے ہو تم باران؟"

وہ اسے قریب سے دیکھ کر اور دکھی ہوئی، وہ باران کا وہی ورژن چاہتی تھی جو کھونے سے پہلے اس نے دیکھا اور یہ آدمی امتحان پر امتحان لے رہا تھا، باران کی آنکھوں کی حدود تک اک کمینہ پن نمودار ہوا پر پھر معدوم ہو گیا۔

"اچھا یہ بتاو ہماری لاسٹ ملاقات میں کیا ہوا تھا، مجھے بس ہنٹ چاہیے۔ مے بی سب سمجھ جاوں میں"

باران کی بات سنے دلارہ کو رونا سا آیا، مطلب وہ واقعی بھول چکا تھا۔

"م۔۔میں نہیں بتاوں گی۔ آئی ہیٹ یو"

وہ آنکھیں چراتی منہ پھیر گئی اور باران نے اسکا منہ جبڑے سے پکڑے اپنے سامنے کرتے اسکے ہونٹوں سے اپنے ہونٹوں کو مدھم سا مس کیا تو وہ اسکے سینے سے شرٹ مٹھی میں بھینچ لیتی کانپ کر سانس روک گئی پھر حیرت سے باران کو دور ہوتا دیکھنے لگی۔

"کیا ہمارا رشتہ اس سٹیج سے آگے تھا یا یہاں تک تھا؟"

وہ اسکے سوال پر سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے تکنے لگی، دلارہ کا چہرہ الگ گرم ہو رہا تھا۔

"ن۔ نہیں بتاوں گی۔ آئی ہیٹ یو باران"

وہ ضدی پن میں مچلی تو اس بار باران نے اسکے ہونٹوں پر جو محبت لٹائی وہ پہلے سے تھوڑی سی زیادہ تھی، وہ خفیف سا کراہتی دور ہوئی اور گھورنے لگی۔

"تمہارے کانپ اٹھنے سے لگ رہا ہے ہم اس لیول کے آس پاس تھے۔"

باران نے اسکے ہاتھوں کو پکڑتے اس سے پہلے اپنی دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کو ہونٹ کھولے ہی کہ وہ چیختی اسے رک جانے پر مجبور کر گئی، باران نے مایوس چہرہ بنائے رک کر دِلارہ کو دیکھا۔

"تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔ بہرے آدمی۔ آئی ہیٹ یو۔ اگر تم مزید ایک بار میرے قریب آئے تو کومے میں پہنچادوں گی میں تمہیں"

دِلارہ کا پورا وجود کانپ رہا تھا، اسکے رونگٹے کھڑے تھے اور باران نے اسکی دھمکی پر آتا بے پناہ پیار سنبھالتے اسکو زرا خود سے رہائی دی تو دلارہ کی جان میں جان آئی۔

"تم اب خود کرو گی مجھے کس وہ بھی پر اپر اور یہ بھی کہو گی کہ یو ایکچولی لو و می۔ تب تک تمہیں اتنا تڑپاوں گا کہ سوچ ہے تمہاری"

باران نے دل ہی دل میں سفاک منصوبہ بنایا جبکہ دیکھ وہ دلارہ کو ہی قاتلانہ امبر آنکھوں سے رہا تھا۔

"اگر تم نے میرے منہ نہیں لگنا تو کیا سوئیں۔ اس نرم گرم بستر کو دیکھ کر میرا دل للچا رہا ہے۔ فرشی بستروں پر لیٹ لیٹ کمر تختہ ہو گئی"

باران نے اعلی پائے کی غیر دلچسپی دیکھاتے سونے کی خواہش کی تو دلارہ کا چہرہ اترا۔

"سو جاو۔ میں ٹیرس سے چھلانگ لگانے جارہی ہوں"

وہ اٹھی، دونوں کشن اٹھا کر باران پر برساتی وہاں سے واک اوٹ کر گئی جبکہ وہ فوراسے اٹھے پیچھے دوڑا جہاں وہ ٹیرس پر جا کر باقاعدہ ریلنگ پر چڑھ کر دونوں ہاتھ دائیں بائیں کھول گئی، باران کی آنکھوں کے آگے سچ میں اندھیرا آیا۔

"تم یہاں سے گر کر مرو گی نہیں دِلارہ، بس ہڈیاں کریک ہوں گی۔ میرے منہ لگ جاو، حسین موت کا لطف لو۔۔۔۔ آو میرے پاس"

وہ پاس آتا بازو کھولے جو بولا، دِلارہ نے غصے سے گردن پھیری۔

"تمہارے پاس نہیں آوں گی۔ جاو سو جاو۔ تمہیں کیا میں جیوں یا مروں"

وہ روہانسی ہوئی جبکہ اسے اتارنے کے بجائے وہ بھی پھسلن سے اٹی ریلنگ پر جھمپ مارے چڑھا تو دلارہ کی جان لبوں تک آئی۔

"باران"

وہ باقاعدہ چینخی پر وہ بھی ہاتھ کھولے یوں کھڑا تھا جیسے ابھی کود جائے گا۔

"باران دیکھو میں نیچے اتر گئی۔ پلیز نیچے اترو۔ پلیز نیچے اترو۔ یہ کیا پاگل پن ہے؟"

وہ ڈر کے مارے فورا نیچے اتری بھلے فرش برف اور پانی سے اٹا تھا پر اسے ٹھنڈ کی پرواہ نہ تھی جبکہ باران نے اسکی طرف رخ کیا پر اترا نہیں۔

"اور تم نے جو کیا وہ کیا مداری کا کرتب تھا، بتاو مجھے کیا کروں کے تمہیں لگے محبت کرنے والا باران پاس ہے تمہارے؟"

وہ اسے ڈرا رہا تھا، اسکے وزن سے ریلنگ دہری ہونے اور ٹوٹنے کا خطرہ زیادہ تھا، وہ باقاعدہ ہل رہی تھی۔

"مجھے کہو ہر سانس کہ ساتھ کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔مجھے خود سے دور ہونے نہ دو۔مجھے سانس بھی نہ لینے دو۔"

وہ بہت روک رہی تھی پر جیسے یہ سب اختیار سے باہر ہوا تو وہ چینخی جبکہ باران نے اسی وقت واپس نیچے جھمپ لگایا اور دلارہ کو کمر کے دونوں طرف سے ہولڈ کرے گیلی زمین سے اوپر اٹھا کر خود سے لگایا اور اندر روم کی طرف بڑھا، وہ سہمی ہوئی اس سے لپٹی تھی، باران نے اسے روم میں لاتے ڈریسنگ میز پر بٹھایا اور اسکے پیروں میں بیٹھتے اسکے دونوں گیلے موزے اتار کر اپنے ہاتھوں سے دِلارہ کے پیر دباتے

باری باری اسکے پیروں کے یخ تلووے بے دھیانی میں اپنے دہکتے ہونٹوں سے چومے تو وہ پورے وجود میں اترتی برقی لہر پر پتھرا کر رہ گئی، وہ نیچے سے اٹھ کر مقابل آیا تو خود پر ٹھہری دِلارہ کی ڈبڈبائی آنکھوں اور اسکی تکلیف پر سمجھ گیا کہ پھر بھانڈا پھوڑ بیٹھا ہے۔

"تم ایسا سب کر سکتی ہو؟"

باران نے اسکی کمر میں بازو لپیٹے اپنی طرف کھسکا کر دلارہ کو نزدیک کر کے ڈریسنگ ٹیبل کے کارنر پر بٹھائے سانسیں الجھاتے پوچھا تو وہ دم سادھ گئی۔

"ک۔۔کیسا؟"

وہ بمشکل منمنا سکی۔

"مجھے ہر سانس کے ساتھ کہہ سکتی ہو کہ تمہیں مجھ سے پیار ہے؟ مجھے خود سے دور نہ ہونے دو؟ مجھے سانس بھی نہ لینے دو؟"

وہ اسکے سوالوں کی حدت پر سرخ ہو کر رہ گئی، کان دھواں چھوڑ گئے۔

"م۔۔میں لڑکی ہوں۔یہ سب لڑکے کرتے ہیں"

وہ آنکھیں چرا گئی۔

"کس کتاب میں پڑھا آپ نے میری جان یہ؟"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف کیے ایگریسو ہوا تو دِلارہ کی خفیف سی جان ہوا ہوئی، ایک تو وہ جنگل میں دو ماہ رہ کر اور جان کو آنے والا ہو گیا تھا، ایسا سخت اور چمکتا جسم جسے خوامخواہ ہی چھونے کا من کرے، جسکی حدت محسوس کرنے کو اپنا جسم خواہشیں کرنے لگے۔

"کسی کتاب میں نہیں۔ یہ تم کرو۔ میں کر سکتی ہوں پر کروں گی نہیں۔"

وہ خود کو بہادر بنانے کے چکر میں برا پھنسا بیٹھی، اف قیامت خیز تھیں وہ مدہوش ہو جاتیں امبر آنکھیں۔

"اگر تم نہیں کر سکتی تو ساتھ خودکشی کرتے ہیں۔ میں اتنا بھی چارمنگ ہسبنڈ نہیں کہ میری وائف مجھ ذہنی بیمار و مجبور آدمی کو تھوڑا حیاو تکلف سائیڈ کرے خود سپیشل فیل کروادے۔ اوہ شاید پیار بس مجھے ہو گا۔ تمہیں نہیں۔ ورنہ تو کسی لڑکی کے پاس میرے جیسا ہاٹ اینڈ گریس فل ہسبنڈ ہو وہ تو کھاپی جائے۔ اب صرف میری خودکشی بنتی ہے۔ مجھے لگا تھا میں اپنی وائف کا فیورٹ ہوں۔ اچھا ہوا یاداشت چلی گئی۔ ورنہ زیادہ دکھ ہوتا"

مگر مچھی آنسوؤں کا طوفان تو نہ آیا پر آثار پورے تھے کہ ابھی وہ مظلوم عاشق کی طرح کوکنے لگے گا، وہ دور ہوا ہی پر دِلارہ نے اسکی گردن میں بازو پروتے اسے اپنے قریب روک لیا۔

"میں چھوٹی ہوں ناں تو مجھے پیار کرنا نہیں آتا۔ تم کرتے تھے تو میں سیکھتی تھی۔ جتنا تم سے سیکھا وہ ان دو مہینوں میں اپلائے کیا۔ تمہارے بنا رہی، تمہاری بہت یاد آئی تب بھی برداشت کیا۔ تمہارے لیے تڑپی۔ تمہارے اپنے پاس واپس ہونے کی دعائیں کیں۔ ہر سانس اس لیے لی کہ تم آجاوگے۔ اتنا ہی سیکھا کر گئے تھے تم۔۔۔ میں کس سے

سیکھتی تمہارے بعد۔ مجھے تو سنی سنائی باتوں پر یقین بھی نہیں آتا۔"

وہ اسکے اک اک حرف پر لٹ گیا، وہ بھیگی تڑپتی آنکھیں، وہ کانپتا لہجہ، وہ ٹوٹی آواز باران یلدرم کو ڈھیر کر گئی، وہ اسکی جانب زرا سرکا، جیسے اس شخص کی بازووں نے دلارہ کو تھاما، وہ یوں تھا جیسے دو دنیائیں ایک دوسرے کے اندر اتر گئی ہوں۔

"مجھے پیار ہو گیا تم سے، آئی لو یو سو مچ"

وہ جذب سے بولتا اسکی بھیگی گال کو ہونٹوں سے چومتا دِلارہ میں گدگداہٹ بھر گیا۔

"تمہیں بہت پہلے سے ہو چکا ہے۔ ابھی پھر ہوا کیا؟"

وہ روہانسی ہوئی باران کا چہرہ آس سے تکتی بھولے پن سے سوال کر رہی تھی اور دلارہ کے نرم گلابی ہونٹوں کو دیکھتے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے باران کے سر پر اپنی ادھوری حسرت پوری کرنے کا جنون ناچ اٹھا تھا، وہ وہی کرنے والا تھا جو دلارہ چاہتی تھی، چیخ کر تقاضا کر بیٹھی تھی۔

"ہاں۔ تم سامنے آجاو بس تو ہر لمحہ تم سے نیا پیار ہوتا ہے، ہر بار تم سے ملنے کا زائقہ مختلف ہے تبھی ہم الگ کر دیے جاتے ہیں، تم جانتی ہی نہیں تم کیا ہو میرے لیے دِلارہ"

اپنی خواہش ٹالتے اسے اہم لگا کہ وہ دِلارہ کو جواب دے، اسے احساس دلائے وہ چھوٹی سی لڑکی اسکے لیے کس قدر اہم ہے، اسے دنیا بھول سکتی تھی پر اسے دِلارہ کے بارے کچھ فراموش کرنا آیا ہی نہیں، وہ ابھی بھی خوش کہاں تھی، اسے باران یلدرم نے کم پر قناعت کرنے کی

عادت رہنے ہی کہاں دی تھی، اسے چاہیے تھا تو سب چاہیے تھا۔

"وہی تو جاننا چاہ رہی ہوں پھر سے، تم بتاتے رہے ہو مجھے۔ کیوں بری عادت ڈالی مجھے۔ کیوں میری زندگی اور خواہش کا سارا توازن بگھاڑ دیا ہے تم نے"

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے بیٹھی اسکے گریبان کو پکڑنے کی جرت کر رہی تھی، بے خوفی سے اس کے سامنے سوال کر رہی تھی تو یہ مرتبہ اور جرت بس اکلوتی دِلارہ کو میسر تھے۔

"بگھاڑنے والے، سنوارنا بھی جانتے ہیں۔ تمہیں پیار کرنے والے باران کی ضرورت تھی ناں، میں اک نئے باران سے ملواتا ہوں۔ جسکے بعد پرانے سارے ورژن بھول جاو گی تم۔"

وہ اب کی بار فسوں خیز لہجے میں کہے سراسر دلارہ کے وجود کی پھر لرزش کا سبب بنا، کیا وہی ہونے والا تھا جو دِلارہ سمجھی تھی، اس شخص کی ہانپتی سانس، آنکھوں میں غالب آتے سرور اور باڈی لینگویج سے تو دِلارہ کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ باران کو واقعی برا بہکا بیٹھی ہے۔

"ت۔۔ تم ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔ دیکھو مجھے تمہارے ورس ورژن بھی پیارے ہیں۔ میں بس تھک گئی ہوں تمہاری لاپرواہیوں سے، بے فکریوں سے۔ مجھے وہ ایک ہفتہ جو تم نے اپنی محبت اور عادت میں ڈالا، اسے برقرار رکھو ورنہ میں مر جاوں گی سچ بتا رہی ہوں"

اس بار دِلارہ نے اسکی گردن میں پھر سے بازو حائل کرتے لاڈ و محبت میں ڈھیر افسردگی ملاتے بتایا تو باران نے اسکے اندر تک مچلتی خواہشوں کے چہرے دیکھے جو آج قیامت چاہ رہے تھے۔

"ویٹ آمنٹ۔ میں نے اپنی محبت میں ڈالا تمہیں؟"

باران نے اسکی معصوم آنکھیں تکتے مدھم چلتی دھڑکنوں کو اسکی سانسوں سے چھیڑ خانی کیے بڑھایا، شدت ملائم سی تھی، چنگاڑی بھڑکانے والی۔

دِلارہ نے روہانسی شکل بنائی کہ یہ کیا کہہ بیٹھی ہے پر اب شاید اسکے لیے فرار کرنا ممکن نہ تھا۔

"ہاں ناں، محبت۔ بہت شدید محبت باران یلدرم"

وہ گرے آنکھیں پلکوں کے گہرے در تک بھیگ گئیں، ان آنکھوں کے راستے سارے بس طلب کے جہاں تک جاتے دیکھائی دیے۔

"تو کہا کیوں نہیں آتے ہی؟"

وہ خفا ہوا۔

"نظر اتارنا کیا تھا؟ تمہارا صدقہ دینا کیا تھا؟"

وہ دگنی ناراض ہوئی، باران کی آنکھوں میں اس وقت جو محبت کی زیادتی دیکھائی دی وہ دِلارہ کے ہر اس انگ کو حدت دے رہی تھی جسے باران کی نظر چھو رہی تھی۔

"مجھے لگا وہ تمہارے مجھے دیے لاڈ تھے، تم ایسے محبت کرتی ہو، کہاں پتا تھا ملکہ"

وہ بھی جیسے دھیرے دھیرے دِلارہ کے بس میں آتا محسوس ہوا، جبکہ ملکہ پر وہ خوشی سے کھل گئی۔

"تمہیں یاد آگیا کہ میں ملکہ ہوں تمہاری؟"

وہ خوشی کی زیادتی سے آنکھیں بھیگو بیٹھی، باران نے اسکے ملائم سے ہونٹوں کو اس بار اپنی مرضی کے عین مطابق خود میں بھر کر محسوس کرتے اس لڑکی کے وجود میں اٹھتے ہر مدوجزر کو نظر انداز کیے اپنے سینے میں بھینچتے ساتھ سنبھالا بھی، دیر تک وہ اسکو اپنے جنون سے ملوانے کے بعد اسکی منجمد سانسوں پر رحم کھائے زرا دور ہوا تو دونوں کے سانس

ایک سے بے ترتیب اور دھڑکنیں ایک ہی طرح تیز اور دونوں کے جسم ایک جیسے ہی موم ہوئے۔

"یہ بھی کہ Lavender کے پھولوں سے بنی ہے میری ملکہ، چلو اب مجھے آپ کہہ کر پکارو تا کہ میں تمہیں اپنے اندر گم کرلوں کہیں۔ ہماری پوری ہوتی کس کے بعد ہمارا رشتہ بھی پورا ہو جانا چاہیے"

وہ اسکی حالت پر آج بلکل رحم کھانے کے موڈ میں نہ تھا، وہ ڈر رہی تھی پر ظاہر یہی کر رہی تھی کہ وہ بلکل نارمل ہے، اور اسی وجہ سے باران آج سب مکمل کرنے والا تھا، دِلارہ نے اسکی گال اپنے انہی محبت کی بارش سے دیر

تک بھیگتے ہونٹوں سے چومی، اس کا صرف گال چومنا ہی جان لیوا تھا، کیونکہ وہ بہت کم یوں بے اختیار ہوئی تھی اب تک۔

"تمہیں سب یاد ہے؟ پہلے بتاو"

وہ ابھی بھی بے یقین تھی۔

"ہاں۔ تمہارا یہ تل بھی جو میرا ایمان خراب کر رہا ہے تو پلیز جلدی سے آپ جناب کرو تاکہ میں اس جبر سے آزاد ہو جاوں۔ خود کو خود میں مزید قید رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔

I want you dilara"

وہ اسکی گردن کے آخری کنارے بنے اس خطرناک جگہ بنے تل کو بھی پہچانتا ہے اسکے بعد تو گنجائش ہی نہ رہی شک کی، وہ اب تک کا زندگی میں یہ سب سے خوبصورت مسکرائی تھی۔

"آپ سے بہت پیار کرتی ہوں باران"

یہ جملہ بڑا مشکل سے ادا ہوا پر وہ کہہ بیٹھی، اس سے ثابت ہوا کہ وہ بھی باران کو چاہتی ہے۔

"میری جان۔مار ڈالا تم نے آپ والے پیار سے مجھے، تم بہت خوبصورت لگتی ہو آپ کہتے ہوئے۔اور مجھے ایسی ظالمانہ فیل آتی ہے کہ پوچھو مت، کھا جاوں تمہیں؟"

وہ مست، شوخ اور پاگل ساتھ لگا تو وہ بھی مسکائی، اسے قرار آ گیا۔

"میں اس پر لڑوں گی کل۔کہ تم نے میمری گئی ہے اسکا اب تک ڈرامہ کیا"

وہ اپنی تمہید سے باران کو واپس بہکا گئی۔

"ابھی لڑلوناں"

وہ اسے ڈریسنگ میز سے اٹھا کر پلٹا تو وہ فورا اسکو اچھے سے جکڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں۔ ابھی تم سے بہت پیار چاہیے۔ کل فرصت سے لڑوں گی اور تمہاری جان کھاوں گی۔ ابھی کے لیے میری ہر اداسی اور تکلیف کا حل بس تم ہو باران"

وہ اسکے حوالے خود کو اس دلکشی و دلفریبی سے کر گئی کہ باران کا دل ہارٹ بیٹ سکپ کر گیا۔

"میں مایوس نہیں کروں گا تمہیں۔ یہ تھوڑا میچور پیار ہونے والا ہے، اوکے ہو گا ناں؟"

باران کو ایک اور بار دِلارہ کی چاہت جاننا اہم لگا پر وہ اس وقت بس اسکی پناہوں میں بہکی اور سرشار لگ رہی تھی، اسے اس وقت کوئی اعتراض آہی نہ رہا تھا، وہ بچوں کی طرح سر ہلا گئی تو باران نے اک وارفتہ نظر دِلارہ کے چہرے پر پھیری اور اسے لیے میٹرس کی طرف بڑھا پر وہ بلکل بھی شرمانے یا گھبرانے والے ورژن سے نکل چکی تھی، آخر کو ملکہ کو ایسا اعتماد ہی زیب دیتا تھا اور اسی پر باران فدا تھا۔

.._____..

"اللہ کا شکر ہے وہ مل گیا۔ کدھر ہے وہ گدھا؟"

اس وقت ایدا وڈیو کال پر تھی اور اسماعیل، نازلی اور آزاد تینوں ہی اس وقت وڈیو کال پر موجود تھے، عالیان کے جانے کے بعد ایدا نے عیشاء ادا کی پھر اسے ضروری لگا کہ وہ یلدرم حویلی کال کر کے ان سب تڑپتے دلوں کو بھی راحت دے۔

"وہ اپنی سپیشل ون کے ساتھ ہیں ماموں، بلکل ٹھیک ہیں آپ فکر مت کریں ماموں"

ایدا نے انکی تشفی کروائی ساتھ آزاد بھی بیٹھا تھا تو اسے بھی تسلی دی۔

"کیا وہاں سنو گری ایدا؟"

اس وقت ایدا بالکونی سائیڈ تھی تبھی سر دھوا اور سیاہ بادل ہر سو چھائے دیکھتی نازلی نے پوچھا تو ایدا فوراً سر ہلا کر مسکائی۔

"جی hala، ابھی پھر شروع ہو گئی ہے دیکھیں۔ اف آپ اور آزاد ماموں بھی آجائیں ناں بہت مزہ آئے گا۔"

ایدا نے تو شوخ ہوئے انھیں بھی آفر کر دی پر نازلی کو پریگننسی کے شروع میں ہی غیر ضروری ٹریول سے منع کر دیا گیا تھا تو بھرپور احتیاط ہو رہی تھی۔

"ہم آتو جائیں پر نازلی کو سفر منع ہو گیا ہے آج۔ بس اب یہی ممکن ہے کہ تم سب جلدی سے واپس آجاو۔ عالی کدھر ہے؟"

آزاد نے وجوہات دینے کے ساتھ پیار سے تاکید کی تو سب مسکرائے جبکہ عالی کا وہ آزاد کو نہیں بتا سکتی تھی ابھی۔

"عالی باہر گئے ہیں کسی کام سے ماموں، میری hala کا خیال رکھیے گا۔ میں پاس نہیں ہوں انکے۔ اوکے ناں؟"

ایدا نے آزاد کو مان سے تاکید کی جو پہلے ہی نازلی کو دل سے لگا کر رکھے ہوئے تھا، اور اس خوشی نے اب ٹھیک سے

محسوس کروانا شروع کیا تھا جب سے باران کے مل جانے کی خبر ملی۔

"تم بے فکر رہو۔ اور اچھا ہے تم سب ہنی مون منا کر ہی آنا اب۔ موسم بھی ہے اور موقع بھی، پھر کہاں ٹائم ملے گا خاص کر تمہارے آفیشل کمپنی اونر بننے کے بعد تو سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ملنی سو موج کر لو سب۔ نازلی اور بھائی کی فکر مت کرو تم سب۔۔ میں ہوں یہاں، باران سے کہنا کال کر لے جیسے ہی صبح جاگے"

آزاد کی بات بھی ٹھیک تھی، ایدا سمیت باقی دو باشندے بھی متفق تھے۔

"ڈن ہو گیا۔ لیکن سنیں آپکا اور نازلی hala کا بے بی جب آ جائے گا ناں تو پھر ہم چاروں اسے سنبھالیں گے اور آپ دو گھومنے نکل جانا۔ او کے ؟"

ایدا کی شوخ فرمائش سنے آزاد سمیت اسماعیل بھی ہنسے جبکہ نازلی کے تو خوامخواہ گال گلابی ہونے لگے، وہ چائے کا بہانہ کیے پاس سے اٹھ کر بھی چلی گئی کیونکہ تھوڑی دیر پہلے سب نے ڈنر کیا تھا اور ڈنر کے بعد وہ دونوں نازلی کے ہاتھ کی چائے پیتے تھے۔

"او کے ہو گیا۔ چلو انجوائے کرو پھر موسم۔"

آزاد نے ہلکی ہلکی سنو گرتی دیکھے مسکرا کر اجازت دی جبکہ آسماعیل بھی ہاتھ ہلا کر فلائنگ کس کرنا نہ بھولے، ایدا نے سبکو بائے کہتے کال بند کی تو اسماعیل یلدرم نے گہرا شکر بھرا سانس لیا۔

"میرے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرا بچہ مل گیا۔ جیتے جی اولاد کھو دینے کا دکھ دوبارہ سہنا میری موت بن جاتا۔ تمہیں کھو کر بڑی مشکل سے پایا تھا تبھی میں خوفزدہ تھا۔ اللہ نے میرا امتحان طویل نہیں کیا آزاد"

وہ شکر گزاری سے بھرے تھے کہ چیزیں آہستہ آہستہ سنبھلتی جا رہی تھیں، انھیں آزاد مل گیا تھا، اسکی نازلی کے

ساتھ خوشی اور اب اولاد کا سکھ، وہ آزاد کی جانب سے بھرپور سکون پا چکے تھے اور اب بس اپنے دونوں بیٹوں کی زندگی نارمل دیکھنے کے سوا کوئی تمنا نہ بچی۔

"الحمد اللہ۔ ایک بات بتانی تھی آپکو بھائی"

شکر گزاری کے فوری بعد آزاد کی تمہید کچھ پریشانی کا باعث تھی، اسماعیل یلدرم نے اسکی جانب دیکھا جیسے پوچھ رہے ہوں کہ کیا بات۔

"گل خانم اور برہان مسدور نے مجھے اور نازلی کو کل ڈنر پر بلایا ہے۔ المیرا مسدور کے دوبارہ یہاں آکر حالات بتانے

سے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ واقعی بدل گئے۔ اور دشمنی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں آپ؟ میں نازلی کو لے کر جاوں۔ کوئی اونچ نیچ نہ ہو جائے بس اس لیے خوفزدہ ہوں۔"

یہ سب سن کر اسماعیل بھی کچھ متفکر دیکھائی دیے، اچانک سے مسدور خاندان کے لوگوں کا یہ بدلا رویہ تو انھیں بھی خوفزدہ کر رہا تھا، اور ویسے بھی جس قدر شدید دشمنی ان دو خاندانوں میں رہ چکی تھی، وہ لوگ ہر قدم پھونک کر رکھتے تو یہ فطری لائحہ عمل تھا۔

"وہ ماں اور بھائی ہیں نازلی کے۔ بظاہر تو سب ٹھیک لگ رہا ہے پر پھر بھی میرا دل ڈر رہا ہے۔ نازلی سے پوچھا تم نے؟"

اسماعیل یلدرم تو پہلے ہی بہت چھوٹا دل رکھتے تھے، انکے اس بھائی سمیت دونوں بیٹوں کی زندگی امتحانوں سے بھری رہی تھی۔

"نہیں۔ آفس میں تھا جب شام کو المیرا آپی کی کال آئی۔ انہوں نے ہی پیغام دیا ہے دعوت کا۔ شاید وہ لوگ پہل کرنا چاہ رہے ہوں۔ دشمنی ختم کرنے کی۔ پھر بھی میں کچھ لوگ لے جاوں گا۔ گن بھی۔ ٹھیک ہے ناں؟"

آزاد کا محتاط ہونا اسماعیل یلدرم کو بہترین لگا، اب جو بھی تھا ایک طرح کا رسک ہی تھا اور بعض اوقات ہم ایسی جگہ پھنس جاتے ہیں کہ رسک اٹھانے ہی پڑتے ہیں۔

"ہاں احتیاط بہتر ہے۔ تم دو ہو کر آو۔ اگر تو المیرا کی بات واقعی سچ ہے تو انکی پہل کا دگنا جواب دینا آزاد۔ دونوں خاندانوں کے بیچ بہت تناو سہی لیکن رشتے بھی جڑھ چکے ہیں۔ تو دل دونوں طرف بڑا کرنا ہو گا تبھی معاملات ٹھیک ہوں گے۔ تم اس بارے نازلی سے بھی مشورہ کرو۔ وہ اپنی ماں اور بھائی کو زیادہ بہتر جانتی ہے"

آزاد نے ابی کی بات پر فرمابرداری سے سر ہلایا جبکہ خود وہ بھی کچن ہال کی طرف اٹھ کر گیا تو اسماعیل کسی گہری سوچ میں ڈوبے۔

نازلی نے چائے رکھی تھی ساتھ وہ کچھ پلیٹس جو دھلی تھیں انھیں کلین کر کے ڈش سٹینڈ میں رکھ رہی تھی جب آزاد نے عقب سے آتے اسے اپنی بازووں میں بھر کر اسکو اپنے سینے سے جوڑا، وہ شرمگیں سا مسکرائی۔

"اب محسوس ہو رہی ہے وہ خوشی مکمل جو تم نے مجھے اور اس حویلی کو دی۔ پین تو نہیں؟ اتنی ویک ہو تم ڈاکٹر نے کہا

ہے اسے دن میں پانچ بار کھانا کھلائیں اگر بے بی صحت مند چاہیے"

آزاد کے مضبوط حصار سمیت وہ اسکے ہونٹوں کی نرم گرم جسارتیں بھی اپنے رخسار اور گردن پر محسوس کرے ساتھ اسے سن کر مسکرا بھی دی۔

"پانچ بار تم ملو یہ نہیں کہا؟"

نازلی نے زرا سی گردن ترچھی کی تو آزاد کی آنکھیں پر خمار مسکائیں، وہ اپنے بزنس کے حوالے سے کافی مصروف رہنے لگا تھا، اور یہ بیگم کا شکوہ اسکی کمی پر بلکل جائز تھا۔

"کہا ہے اور یہ بھی ساری ساری رات بیگم کو ستاوں پر میں بہت شریف آدمی ہوں۔ تم اچھی طرح جانتی ہو"

ایسے بے باک آدمی کو کون شریف مان لیتا، نازلی نے اپنا کام وہیں چھوڑا اور پلٹ کر ان مہکتی بازووں میں روبرو آکر سمٹی۔

"شریف ہوتے تو میں اماں نہ بن رہی ہوتی۔ خیر معاف کیا۔ تم جتنے بھی ملو کم ہے، میرا یہ شکوہ آخری سانس تک رہے گا لیکن میں جانتی ہوں میرا ہسبنڈ دو ملکوں میں پھیلا اپنا بزنس دیکھ رہا ہے اور فیوچر کے لیے بہت محنت کر رہا ہے اس لیے دی تمہیں کم کم ملنے کی عیاشی۔ اور بتاو"

وہ اسکے ہر موڈ کے مطابق ملتی تھی اسے، آزاد نے اسکی ہر تکلیف مٹا جو دی تھی، نازلی پر بہار لے آیا تھا، اسکے ادھورے وجود کو مکمل کر دیا تھا۔

"اور یہ کہ کل تمہارا امتحان ہے"

آزاد نے بنا ادھر ادھر بات کیے سیدھی کہہ دی، وہ اسکی گردن میں باہیں حمائل کرے حیران مسکرائی۔

"آہاں۔۔ کیا بات ہے۔ تو اب آزاد یلدرم میرا امتحان لے گا۔ اتنی جرت"

وہ بے باک انداز میں اسکو اکسا رہی تھی اور جناب کا موڈ بھی بدل رہا تھا، بڑی مشکل سے اس بہکی بیوی پر سے دھیان ہٹائے آزاد واپس مدعے تک آیا۔

"یہ والا موڈ بس رات کو آن کیا کرو۔ کیوں دن کی روشنی میں مجھے بہکانے پر تل جاتی ہو۔ امتحان سنو نازلی"

آزاد نے بڑی مشکل سے نازلی کو ڈانٹتے ہوئے سنجیدگی اختیار کی تو وہ بھی مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا گئی۔

"اوکے باس۔ ہمہ تن گوش ہوں"

نازلی نے اٹنشن ہوتے کہا تو وہ مسکرایا، اسکا ماتھا چہرہ پکڑے زور سے چوما کہ وہ ایسی شرارتی بہت پیاری لگتی تھی۔

"المیرا آپی کی کال آئی تھی شام میں، انہوں نے کہا ہے گل خانم اور برہان مسدور چاہتے ہیں کہ ہم کل ڈنر انکے ساتھ کریں"

نازلی کی ساری شرارت اس خبر پر بھاگ گئی، الٹا وہ باہیں بھی آزاد کے گلے سے نکال کر پریشان ہوتی زرا فاصلہ بنا گئی۔

"وہ دو ہمیں معاف کر چکے ہیں کیا؟"

نازلی کی آنکھیں آس سے بھریں اور آواز درد سے۔

"شاید۔ اور اب چاہتے ہوں کہ ہم بھی معاف کر دیں۔ انھیں تو ران کی وجہ سے ممکن ہے یہ سارا جھکنا پڑ رہا ہو۔ انکی پوتی ہمارے پاس ہے۔ انکا خون۔ یا شاید سچ میں کچھ ایسا ہوا ہے جو سب بدل گیا"

آزاد کو خود بھی ابھی پتا نہیں تھا کہ کس چیز نے اس ظالموں کا دل بدلا ہے۔

"ہم چلیں گے آزاد۔ شاید یہ آغاز ہو سب ٹھیک ہونے کا"

وہ پرنم آنکھیں لیے آزاد سے بولی جو پھر سے اسے حصار میں بھرے قریب لایا۔

"ایسا ہی ہو دعا ہے میری۔ میری چائے کے کپ سے سیپ لینا مت بھولنا"

آزاد نے اسکی گردن میں گھستے شریر سی گستاخی کے سنگ سرگوشی کی تو وہ کھنکتا سا ہنسی۔

"کہو تو آج ساری پی کر ایک گھونٹ چائے دوں وہ بھی منہ والا، زیادہ پیار بڑھے گا"

جاتے جاتے وہ آزاد کو چھیڑتی ہنسی جو آگے سے گندا منہ بنا گیا۔

"تم ایسی تو نہ تھی۔ اف میرے خدا"

آزاد نے صدمے سے اپنا چوڑا سینہ تھاما، وہ ہنسی ڈرامے باز آدمی پر۔

"تمہارا اثر ہو رہا ہے"

وہ شرارت سے کندھے اچکا گئی۔

"باز آجاو۔ میرا بچہ اگر میرے بجائے تم پر گیا تو چھوڑوں گا نہیں تمہیں"

آزاد نے بھی دھمکی لگا دی۔

"ہاں مت چھوڑنا پھر ایک اور بچہ آجائے گا اور ایسی کرتے کرتے کرکٹ ٹیم بنے گی۔ مجھے کیا"

وہ مزے سے چائے کپس میں ڈالتی آزاد کو ششدر کر گئی۔

"اوہ ہیلو۔ پیدا تمہیں کرنے پڑیں گے، ہوش ٹھکانے آجاتے ہیں"

آزاد نے اس نازک آپسر اہ کو ہوش دلائی اور ڈرایا بھی۔

"وہ تمہارا ہو کر ہی ٹھکانے لگ گئے۔ اب آپن کسی سے نہیں ڈرتا۔ ہو ہو ہاہا"

نازلی کی شوخی و مستی پر وہ دروازے میں اٹک کر اسے نہارنے اور تاڑنے کے بیچ مسکرایا جب وہ پلٹ کر مسکرا کر اشارے میں "کیا ہے" پوچھتی اور کیوٹ لگی اور وہ جوابا" کچھ نہیں" کا اشارہ کرتا حسین لگا، نازلی نے چائے کی ٹرے اٹھائی اور آزاد تک آکر رکے اسکے ہونٹوں پر نرم سا پیار دیے اسی مسکراہٹ کو ہونٹوں پر سجائے کچن ہال سے باہر چلی گئی جبکہ آزاد یلدرم بھی اسکی اس مسکراہٹ کا صدقہ اتارے پیچھے ہی ہو لیا۔

.._____..

گولیوں کی گھن گرج طویل وقت جاری رہی، عیشاء نے
بہت نزدیک نزدیک سے سنائی دیتی فائرنگ پر اپنے کان
پچھلے کئی منٹس سے ہتھیلوں کو رکھ کر بند کر رکھے تھے
لیکن ان گولیوں کی یلغار نے ماحول تھرانے کے ساتھ
اعصاب پر کپکپی بھی طاری کر دی
تھی، توران، عالیان، براق اور آمارہ سب لیڈ کر رہے تھے
اور جیمنائے اپنے بہت سے لوگوں کے ساتھ برابر مقابلہ
کرتا آج مرنے مارنے والے تیوروں کے سنگ دیکھائی
دے رہا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ مر رہے تھے اور مقابلہ مین لوگوں کے بیچ آچکا تھا، جیمنائے کا وقت ختم تھا یہ آج اسکے مقدر میں درج ہو گیا تھا لیکن وہ ایک چالاک اور ظالم آدمی تھا تبھی اسکے ڈھیڑ ہو جانے تک اسے ہلکا لینا خطرہ تھا۔

اور پھر وہ لمحہ آگیا جب اس طرف وہ چار تھے جبکہ جیمنائے کے ساتھ سات اسکے طاقتور خطرناک لوگ جنکے بیچ وہ تھا، فائرنگ کچھ دیر کے لیے رک گئی۔

"میرا مقصد بس تمہاری اور باران کی موت ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا کل کو میرے آگے کوئی خریف آئے اور تو تکن

کے بعد تم دونوں میں اس جیسی پاور ہے۔ باران کو میرے لوگ اس ریزاٹ میں دیکھ لیں گے پر تمہیں ختم میں خود کروں گا۔ میرے ٹکروں پر پلنے والا یہ دل کا مریض بھی غداری کر سکتا ہے، سوچا نہ تھا۔ بھول گئے تمہارے اس دل کے لیے کیا کیا نہیں کیا۔ اگر یہ pacemaker نہ ہوتا تو تمہیں مرے سالوں گزر چکے ہوتے۔"

جیمنائے نے للکار کر توران کو اپنے احسان یاد دلائے تو وہ گن اس پر سے ہٹائے شر انگیز مسکرایا، جبکہ عالیان، براق دونوں نے بھی گن ٹھیک جیمنائے پر تان رکھی تھی لیکن امارہ ابھی ٹھیک وقت کی منتظر تھی۔

"اسے سینے سے ضرور نکال پھینکتا اگر اسکا کنٹرول تمہارے پاس ہوتا جیمنائے۔ یا تم اسے پے کر رہے ہوتے۔ اسکو اب سمجھو میں خود ہی ہینڈل کر رہا ہوں تو تمہارا احسان گیا تیل لینے۔ سرینڈر کر دو ورنہ بہت پچھتاو گے، تمہارے یہ بچ چکے ہانپتے کتوں میں قوت نہیں ہم سے بچانے کی"

وہ بولا بعد میں پر توران کی گن سے نکلی ایک کے بعد دوسری گولی نے جیمنائے کے دائیں بائیں کھڑے آدمی کو ڈھیر پہلے کیا جبکہ اس بار جیمنائے کی آنکھوں کا خوف دیدنی تھا۔

عالیان، براق، آمارہ اور توران سب کی آنکھوں میں کہیں دور دور بھی خوف نہ تھا، جبکہ اس بار آمارہ نے اسکے ایک اور آدمی کو ٹھیک اسکی کھوپڑی پر گولی ماری کہ خون کے چھینٹے جیمنائے کے منہ تک گئے۔

"اور کیا کہا تھا میرا ریپ کروگے؟ چھونا بھی ممکن نہیں تمہارا مجھے جب تک میرا اصل محافظ زندہ ہے"

اب کی بار آمارہ کی آنکھوں کی چمک پر جیمنائے حیرت زدہ ہوا کہ اسکا محافظ تو مر گیا، پھر یہ کس کے بل پر اکڑ رہی تھی۔

"باپ تو مر گیا تمہارا۔ تم نے مار دیا۔ بچو گی نہیں اپنے ہی باپ کو مارنے پر ساری عمر جیل میں سڑو گی"

جیمنائے نے اسے ڈرانا چاہا تو وہ سب ایک ساتھ طنزیہ مسکرائے۔

"اس نے نہیں۔ میں نے مارا تو تکن کو۔ اور ثبوت بھی نہیں چھوڑا۔ اب تمہیں مار کر اس خوبصورت gobala کی سانسیں آسان کرنے کا وقت ہے۔ تم نے یہاں کی نایاب جڑی بوٹیوں سے بہت پیسہ کما لیا اور بہت سے لوگوں کو نشے پر لگا لیا لیکن اب بس جیمنائے"

براق کی آواز میں اور فیصلے میں رتی برابر لچک نہ
تھی، جیمنائے کا غرور دھیرے دھیرے کم ہو رہا تھا، برف
کے ملائم زرے آسمان سے بدستور برس رہے تھے۔

"تم سب کی مجھ سے اتنی آسانی سے جان چھوٹ جائے گی
کیا۔ اور تم باران کے وہ انقرہ والے غنڈے بھائی ہو
ناں۔ تم کیوں بے موت مرنے آگئے یہاں۔"

عالیان کی طرف دیکھتے وہ جان بوجھ کر انکا دھیان بھٹکانے
کو اس پر ہنسا تبھی عالیان بھی اس سے زیادہ شدید کمینگی
سے مسکرایا۔

"تمہاری انفارمیشن کو داد دیتا ہوں۔ ہاں وہی بھائی ہوں جسکے گھر والوں پر میرے ہوتے کوئی لچا لفنگا نظر بھی نہیں ڈال سکتا۔ کیا کروں دشمن دار آدمی ہوں، جہاں بات اپنوں پر آئے، اندر جتنا بھی سنبھال کر رکھوں یہ غنڈا باہر کو دہی آتا ہے۔ یہ جنھیں تم مارنے کا کہہ رہے ہو، دونوں کے آگے میں کھڑا ہوں۔ ایک میرا بھائی ہے اور دوسرا دوست بن چکا ہے اس لیے بھلائی اسی میں ہے کہ گن پھینک دو۔ یہ غنڈا بہت مہلک ہے"

عالیان نے بھی اپنے رعب جمانے سے جیمنائے کی اچھی سانسیں خشک کیں جبکہ دوست پر جب توران نے گردن

پھیرے عالیان کو دیکھا تو اچھا لگا کہ زندگی میں پہلی بار
واقعی کوئی دوست ملا ہے، ہم عمر بھی اور پنگوں میں بھی ملتا
جلتا، جبکہ توران کی اسی توجہ بھٹکنے کا فائدہ اٹھاتے جیمنائے
نے گن ٹھیک توران کے پیٹ پر چلائی، گولی اسکے پیٹ کے
دائیں طرف جا دھنسی، اسکے مضبوط وجود کو اک جھٹکا
لگا، گولی کی آواز سبکو ہی بوکھلا گئی لیکن توران نے جو ابا ٹھیک
اپنے پیٹ سے فوارے کی طرح نکلتے خون پر ہاتھ دباتے
دوسرے میں پکڑی گن سے فائر کیا اور ٹھیک جیمنائے کے
کندھے میں گولی ماری جبکہ خود وہ شدید درد پر لہرا کر اس
سے پہلے گرتا، عالیان نے لپک کر توران کو سنبھالا، جبکہ

جیمنائے کے لوگ جیمنائے کو اٹھا کر پیچھے فائرنگ کرتے بھاگ نکلے پرامارہ اور براق انکے پیچھے دوڑے کیونکہ وہ جیمنائے کو اس حالت میں زیادہ دور نہیں لے جاسکتے تھے، عالیان کو سمجھ نہ آیا کہ پیچھے جائے یار کے، پر اب دوستی کی تھی تو اسے زمین پر گرتے توران کو سنبھالتے اسکے لیے رکنا پڑا۔

"توران۔ آنکھیں بند مت کرنا میرے بھائی۔ ہم ہوسپٹل پہنچ جائیں گے۔"

عالیان کی آنکھیں درد میں دیکھے وہ خفیف سا مسکرایا، ایسی حالت میں مسکراتا ہوا وہ پاگل ہی لگا۔

"تم جیمنائے کے پیچھے جاو عالیان۔ اسے بچنا نہیں چاہیے۔ پلیز براق اور امارہ کی مدد کرو۔۔۔ میری فکر مت کرو۔ میں ٹھ۔۔ ٹیک ہوں"

توران نے اسے اپنے لیے رکنے سے رکتی آواز اور ٹوٹتے لہجے میں منع کیا جبکہ اسکے مسلسل بہتے خون پر عالیان نے اسکی کوئی بات نہ سنی اور توران کی گردن سے لپٹا اسکارف آہستگی سے نکالا، توران کو آہستگی سے زمین پر لیٹاتے وہ اسکارف اسکے پیٹ پر کس کر باندھا تاکہ مزید خون بہنا رک جائے۔

"ج۔ جاو عالیان۔ وہ فرار ہو گیا تو یہ سب ہم کبھی ختم نہیں کر سکیں گے۔ پلیز اتنے وقت سے ہماری کی س۔۔ ساری محنت تباہ ہو جائے گی۔ تمہیں جانا ہو گا بھائی"

توران نے اسکے سہارے اٹھنے کی کوشش کی پر درد بہت زیادہ تھا اور اسکارف بندھنے کے باوجود خون بہتا جا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ایک شرط پر۔ عیشاء کے ساتھ ہو سپٹل پہنچو تم"

عالیان نے اسے اپنے مضبوط سہارے سے اٹھا کر کھڑا کیا جبکہ عیشاء یہیں ہے یہ سن کر تو ران نے درد بھرے انداز میں عالی کو دیکھ کر سر ہلایا۔

"و۔۔وہ یہاں کیوں ہے عالیان۔۔؟"

عالیان نے اسکو گاڑی کی طرف لے جانے کے ساتھ اپنا فون پینٹ کی جیب سے نکالتے عیشاء کو گاڑی سے نکل کر ڈور کھولنے کا کہا جبکہ گاڑی بھی عیشاء کو ڈرائیو کرنی تھی، عالیان کی کال پر وہ فورا سے ڈور کھولتی ارد گرد نظریں دوڑاتی باہر نکلی تبھی اسے عالیان کے ساتھ وہ آتا دیکھائی دیا۔

"وہ بعد میں بتاوں گا۔عیشاء یہاں آو اسے سہارہ دو۔اور فورا اسے ہوسپٹل پہنچاو۔ہم یہاں کا کام ختم کر کے تم دو کے پیچھے ہی آرہے ہیں"

عیشاء نے پاس آتے توران کو سہارہ دیا،حالانکہ اس لڑکی کو خود اس وقت دلجوئی کی ضرورت تھی،عالیان نے عیشاء کی طرف دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں سے کچھ کہا اور اپنی گن لوڈ کرتا واپس دوڑا جبکہ عیشاء نے بیک سیٹ کا ڈور کھول دیا تھا اور پیچھے وہ زیادہ کمفرٹیبل ہو کر بیٹھتا،عیشاء نے اسکے بے انتہا وزن کے باوجود اسے اچھے سے سنبھالتے بیٹھنے میں مدد

کی تبھی توران نے خود پر جھکی ان آنکھوں میں کراہتے ہوئے جھانک لیا تو وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ بیٹھی۔

"تم سچ میں چ۔۔چاہتی تھی میں مر جاوں۔اور تم دو کی زندگی سے دور چلا جاوں ع۔۔عیشاء؟"

توران کے بھاری لہجے میں کی سرگوشی پر وہ اسے بیٹھا کر جانے لگی جب توران نے اسے ہلنے کے قابل بھی نہ چھوڑتے اسکی بازو پکڑے روکا، جب تک وہ اسکی بازو آزاد نہ کرتا، وہ لوگ جا نہیں سکتے تھے، اور توران کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ ہاتھ چھڑا نہ پانے پر بے بسی سے سسک اٹھی، توران نے گھبرا کر اسکی بازو ڈھیلی چھوڑی۔

"تمہیں گولی لگی ہے توران۔۔ ہمارا ہوسپٹل پہنچنا ضروری ہے"

وہ اسکے پیٹ سے مسلسل بہتے خون پر آنسوؤں کو آنکھوں کے پار دھکیلتے بولی تو اب جا کر اس شخص کو جیسے ہوش آیا، کہ اسے تھامنے والے بازو کسی غیر کے نہیں کہ وہ جبر کرے۔ اس لڑکی کے سامنے تو اسکا ہر درد اور بے بسی بے نقاب ہو گئی تھی۔

"ن۔ نہیں۔ تمہاری آہ لگی ہے۔ میرے زخمی ہونے کا فائدہ اٹھاو اور مار دو مجھے۔ پھر مت کہنا موقع نہیں دیا"

وہ اسکی طرف دیکھنے لگی جو ظالم تھا، بھلا وہ جیسی آنکھیں رکھتی تھی، وہ لوگ کہاں مار سکتے تھے، وہ بس مر سکتے تھے۔

"نہیں۔ تمہیں ابھی میرے کندھے سر رکھ کر رو۔۔ رونا تھا۔ وہ آفر لے لو۔ پھر مر جانا۔ قبر میں تڑپا نہیں جائے گا ناں تم سے"

عیشاء نے بہت حوصلے سے اس سے بات کی جسکے سامنے وہ بھول جاتی تھی کہ سانس کیسے لیتے ہیں۔

"رو لیا تو مروں گا نہیں۔ تمہاری جان کا دشمن زندہ رہے یہ کیسے ہونے دوں؟"

اسکا خون مسلسل بہہ رہا تھا اور وہ یہاں عیشاء کا خون جلا کر راکھ کر رہا تھا۔

"چپ، ایک دم چپ۔ تمہارا یہ خون کہیں آسانی سے نہیں ملے گا جو بحث میں بہار ہے ہو۔ تم بنا مجھے حساب دیے مر نہیں سکتے۔ تمہاری ایک بیٹی ہے جسکے پاس تمہارے بیمار دل کا علاج ہے۔ سو چپ" وہ اس بار التجاء نہ کر سکی، اس نے حکم صادر کیا جبکہ توران کی آنکھیں جانے درد سے لال انگارہ ہوئیں یا اس لڑکی کے چھینے حق واپس لوٹانے پر، وہ سمجھ نہ سکی۔

"و۔۔وہ تو صرف تمہاری ہے ناں اورت۔۔تم سب حق چھین کر گئی تھی مجھ سے۔تم ایک بات پر کیوں ن۔نہیں ٹھہر رہی عئشاء۔یہ مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ب۔۔بہت تکلیف دے رہا ہے۔تم یا تو ا۔۔ابھی سب ختم کر دو یا مجھے یقین دلاو تم نے سارے مجھ سے چھینے حق مجھے واپس کر دیے۔م۔۔میں تمہاری اور دِلارہ کی معافی پ۔پانے کے لیے کچھ بھی کر گزروں گا۔پلیز"

وہ گہرے سانس لیتا اس سے التجاء کر اٹھا اور عیشاء کو لگا مزید یہ شخص یونہی کرتا رہا تھا عیشاء کا دل پھٹ جائے گا۔

"ٹھیک ہے تمہیں سارے حق واپس دیے ظالم آدمی۔ لیکن تم ابھی پلیز مجھے گاڑی ڈرائیو کرنے دو۔ میں منت کرتی ہوں"

وہ بندھا اسکارف پورا سرخ ہو چکا تھا جو بتا رہا تھا کہ توران کا بہت خون ضائع ہو رہا ہے، توران نے سر اثبات میں ہلائے اسے اجازت دی تو وہ آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی اور جس طرح ڈرائیو کر کے ہوسپٹل پہنچی، یہ یا عیشاء جانتی تھی یا اسکا اللہ۔

.._____..

گھڑی کی سوئیاں رات کے تین بج کر چالیس منٹ کی خبر دے رہی تھیں، کمرے میں حدت عروج پر تھی، سکوت تھا، وہ گرم لحاف میں کروٹ پر سو رہی تھی اور اٹیچ واش روم میں شاور سے پانی گرنے کی آواز ہی تھی جو کمرے کے باہر تک ہلچل پیدا کر رہی تھی، دِلارہ کے رات والے گرم کپڑے کاوچ پر پڑے تھے اور وہ اس وقت باران کی شرٹ میں ملبوس تھی، لحاف کندھے تک اوڑھے، اسکا سر اپنے نرم فلفی تکیے پر تھا جبکہ بقیہ سارے بال دوسرے باران کے تکیے پر بکھرے تھے، وہ گہری نیند میں سوئی تھی، بیڈ کے اوپر والی دیوار میں نسب بند گلاس سے باہر گرتی برف باری

دیکھی جاسکتی تھی، ابھی بھی برف کے زرے آسمان سے
برس رہے تھے، ساری رات وقفے وقفے سے برف باری
ہوئی تھی جبکہ شاور بند کرتے باران نے ہینگ ٹاول
کھینچا، پورے واش روم میں گرم پانی کی وجہ سے دھواں
بھرا تھا، چاروں دیواریں گرمائش کی وجہ سے ننھے ننھے پانی
کے قطروں سے بھری تھیں، وہ شاور بند کرے ٹاول سے
اپنے بال رگڑتا مسکرایا، جانے وہ مسکراہٹ واقعی
خوبصورت تھی یا اس پر سج ہی انتہا کی رہی تھی، وہ دو منٹ
تک واش روم سے نکلا تو دِلارہ پر پہلی نظر گئی، بال رگڑتے
ہاتھ تھمے جب دِلارہ پر پڑتی مدھم سنہری روشنی کے بیچ اس

نے اسے اپنی بلیک شرٹ میں ڈوبا ہوا دیکھا، اسکی امبر آنکھیں جھکیں، وہ دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی اسکے اندر تک اتر گئی ہے یہ خیال مہکانے لگا، وہ خود باران کو اپنی رضا سے پوری مل گئی وہ بھی اتنی اچانک، اس نے باران جیسے آدمی کا ہر جائز و ناجائز تسلط و حق اپنے نازک وجود پر برداشت کیا، اسے بے سکون ہونے نہیں دیا یہ سوچنا باران کے اب رونگٹے کھڑے کر رہا تھا، وہ بہت چھوٹی ہے یہ خیال شرمندہ بھی کر رہا تھا، اس نے کسی حوصلے سے بڑے تقاضے کو رد نہیں کیا یہ اب باران کی جان لے رہا تھا۔

"کمینگی کی حد ہے باران یلدرم۔"

وہ خود کو ملامت کرے اسی طرف ٹاول گلے میں لٹکائے
دوسری طرف گلاس ڈور تک آیا تو باہر برف گرتی دیکھنے
لگا، اس وقت وہ صرف Boxer briefs میں ملبوس
تھا، شرٹ اسکی دِلارہ کے پاس تھی تبھی کاوچ کی طرف
پلٹے اپنا ٹراوز اٹھا کر پہنے وہ پھر سے باہر دیکھتا بال مکمل
خشک کرنے لگا، کسرتی چمکتا وجود ہاٹ شاور سے کافی سکون
پا چکا تھا، پھر ٹاول کو اسکی جگہ واپس ہینگ کرے دِلارہ کی
طرف آتے اسکی سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنا وائبریٹ کرتا فون
جو کل عالیان اسے واپس دے چکا تھا اٹھانے کے ساتھ
دوسرا ہاتھ بڑھا کر دلارہ نے نچلے ہونٹ کو انگوٹھے سے چھو

کر دبانے لگا، وہ اپنے گلابی پڑتے ہونٹوں کو فوراً کسمسا کر ایک دوسرے میں بھینچتے لحاف منہ پر کر گئی کیونکہ وہ نیند میں بھی فی الحال باران کا چھونا نہیں سہہ سکتی تھی تو وہ اپنے ابھی بھی تشنہ جذبات پر مسکرایا اور توجہ بجتے فون پر گھسیٹ کر دی۔

کال عالیان کی تھی۔

"عیشاء کو دیکھ لینا باران۔ وہ دوست ہے تمہاری۔ بہت زیادہ رو رہی ہے۔ تو ران کو گولی لگی ہے اور اسے ہوسپٹل لائے ہیں۔ عیشاء کی طبعیت اچھی نہیں تھی تو میں نے اسے ریزاٹ بھجوایا ہے"

عالیان کی بات سنے باران پریشان ہوا، وجہ توران کو لگتی گولئ تھی۔

"اور اس جیمنائے کا کیا ہوا؟ پکڑا گیا یا مارا گیا؟"

باران کی بلکل ٹھیک ٹون پر اک لمحہ عالیان کو بھی جھٹکا لگا پر ابھی وہ زیادہ محسوس نہ کر سکا۔

"شدید زخمی ہے اور پکڑا گیا ہے۔ مجھے نہیں لگتا بچے گا"

عالیان کی بات پر باران نے سر ہلایا، اسے بچنا بھی نہیں چاہیے تھا کیونکہ اگر وہ بچ جاتا تو آج یا کل آذربائیجانی حکومت اور قانون کے ہتھے سے نکل ہی جاتا اور اسے اب

انجام دینے کا آخری کام باران کا تھا، توران اور باران پچھلے ڈیڑھ ماہ سے رابطے میں تھے جب سے باران کی یاداشت لوٹی تھی اور وہ مل کر جیمنائے کے خلاف لڑ رہے تھے، توران اسے جیمنائے کے لوگوں کی لوکیشن ایک خفیہ فون سے دیتا تھا اور باران چن چن کر انکو راستے سے ہٹاتا اور یہ پلین توران اور باران کے بیچ سیکرٹ تھا کیونکہ جیمائے کے لوگوں میں ایک آدمی توران کا تھا جس نے مخبری کی تھی کہ جیمنائے، باران کو کڈنیپ کرنے والا ہے تبھی عالیان کے آذربائیجان آنے سے پہلے ہی توران نے باران کو ہر چیز اتنی ڈیٹیل میں بتائی اور سمجھائی کہ اسے کچھ یاد نہ بھی

ہوتا تب بھی اسے سب کچھ پتا چل گیا اور اب توران کو لگی گولی کے بعد باران جانتا تھا وہ آخری سپاہی ہے جو اس کام کو مکمل کرنے والا ہے۔

"ٹھیک ہے بھا۔ آپ ساتھ رہیے گا اسکے۔ میں عیشاء کو دیکھ لیتا ہوں"

باران نے عالی کی فکر دور کرتے رابطہ توڑا جبکہ شرٹ کی واپسی کے لیے وہ دِلارہ کے پاس ہی بیٹھا، اسکے چہرے سے لحاف ہٹایا تو وہ برا سا منہ بنا گئی، شاید اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔

"مجھے شرٹ واپس ملے گی؟"

باران نے اسکی جالائن پر جھکتے ہونٹوں کو رگڑتے اس میں ہوش انسٹال کیا، وہ اسکی گردن کی ابھری رگوں پر جھکا بھرے بوسوں سے دِلارہ کی جان لبوں پر لایا تو وہ زرا ہوش میں آئی۔

"ن۔۔نو۔۔ نہیں ملے گی۔ میرے بیگ میں دیکھو اور شرٹس ہوں گی۔ پلیز مجھے سونے دو باران۔ میں بہت تھکا ہوا فیل کر رہی ہوں۔ میرے پاس مت آوا بھی"

وہ بند آنکھوں ہی منت کرنے لگی جبکہ باران نے اسکے ماتھے کو چومتے اس میں آرام اتارا اور کان کی طرف جھکا۔

"چل تو لو گی ناں ملکہ۔ تمہارے اماں ابا مجھ پر کیس نہ کروا دیں؟"

باران کی اسکے کان میں کی مست اور تھوڑی ڈری سرگوشی بہت مدھم تھی، دِلارہ نے بند آنکھوں ہی اسکے نم ٹھنڈے بالوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں گھساتے تسلی پہنچائی، ٹھنڈک کے احساس پر وہ فوراً ہاتھ اسکے بالوں سے کھینچ گئی جسے باران نے اپنے ہاتھ میں بھرے ہتھیلی کو چوما پھر وہ پاس سے اٹھا اور اس پر لحاف کرواتے مسکراتا ہوا

بیگ کی طرف بڑھا تو واقعی اسے کھولتے ہی اسے اپنے سائز اور فیورٹ کلرز میں تین چار کمفی شرٹس ملیں، باران نے بلیک ہی لی اور ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے پر کشش جسم پر وہ شرٹ چڑھانے کے بیچ بھی دِلارہ کی فکر ہی میں ہلکان اسے دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ اپنا فون لیے، اپنا سوئٹر اٹھاتا ہوا دھیرے سے دروازے کی طرف بڑھا اور ڈور بند کرے چابی اپنے پاس جیب میں رکھ لی تاکہ روم سروس والے دلارہ کو ڈسٹرب نہ کریں، وہ ریسپشن پر بھی سیشل کہہ کر آیا تھا کہ اسکی وائف کو کوئی تنگ نہ کرے جبکہ خود وہ باہر آیا تو اسے

انٹرنس کی جانب سے اندر آتی عیشاء دیکھائی دی، جو کچھ دیر باہر کھلی ٹھنڈک میں بیٹھ کر تیز ہوتی برف باری پر اندر چلی آئی پر بلکل افسردہ اور مرجھائی لگ رہی تھی۔

"عیشاء"

باران نے اپنا سوئٹر پہننے کے بیچ پکارا تو وہ جو اپنے دھیان میں چلی آرہی تھی، روہانسی ہوتی اسکی طرف بڑھی۔

"ب۔باران۔اسکاب۔بہت خون بہہ گیا، وہ ٹھیک تو ہو جائے گا۔م۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔اس کے بارے عالی نے سب بتایا مجھے۔تم بھی جانتے تھے؟ پر کب سے؟"

عیشاء اسکے پاس رکتی بہت زیادہ رونے کے ساتھ شکوہ کر رہی تھی اور باران کیا بتاتا بس اسے آہستگی سے اپنے سینے لگا کر حوصلہ دیا، یہ سب عیشاء کے لیے بہت مشکل تھا، بہت سارونے کے بعد وہ جیسے بہادر ہوئی۔

"ہٹو۔ تمہاری دِلارہ نے دیکھا تو تمہیں بھی ہوسپٹل نہ پہنچا دے کوٹ کوٹ کر۔ بتاو کہاں ہے وہ۔ روئی تو نہیں تم سے مل کر؟"

باران نے تو تسلی دینے کو اسے خود سے لگایا پر عیشاء جانتی تھی دِلارہ کو برا لگے گا تبھی خود ہی دور ہوئی جبکہ وہ کہاں

ہے یہ جواب جناب دینے سے پہلے نظریں چراتے دیکھائی دیے۔

"نہیں۔وہ سو رہی ہے"

باران کی اپنا بریسلٹ پہنتے ہوئے کہی بات سنے عیشاء نے حیرت سے باران کے منہ کی طرف دیکھا تھا۔

"اسکی تو نیندیں ہی اجڑ گئی تھیں"

اک غم تھا جو عیشاء کی آواز میں ڈھلا۔

"اسکی نیندیں واپس لوٹا دی ہیں، بے فکر رہو دو مہینے کی ساری نیندیں پوری کر کے جاگے گی۔ تم بتاو کیا صورتحال ہے وہاں؟"

باران نے اسے بیٹھنے کا کہا جبکہ خود بھی وہ سامنے ہی بیٹھا، وہ بہت زیادہ نروس لگ رہی تھی۔

"اسکا بہت خون ضائع ہو گیا ہے۔"

عیشاء کی آواز یہ بتاتے کانپی تو باران نے بھی اسی آزردگی سے عیشاء کے بے قابو آنسو دیکھتے اسکا ہاتھ دباتے دلاسہ دیا۔

"تمہیں رکنا چاہیے تھا اسکے پاس"

وہ باران کو دیکھتے بھیگا سانس کھینچے اسکی امبر آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"میرا دم گھٹ رہا تھا، آنکھیں دھندلا رہی تھیں۔ لگ رہا تھا وہاں رکی تو اس سے پہلے مجھے کچھ ہو جائے گا۔ کیا مجھے واقعی اسکے پاس ہونا چاہیے باران؟ کیا وہ اتنی آسانی سے ہر چیز سے بری ہو جائے گا؟ میری اور دِلارہ کی اتنے سالوں سہی جاتی اذیت کا کیا؟"

شاید جن سوالوں کا جواب اسے خود سمیت کسی سے نہیں مل رہا تھا، وہ باران سے مل جاتا، وہ اسے سب سے زیادہ سمجھتا اور جانتا تھا۔

"دیکھو عیشاء۔ ہم یہ طے نہیں کرتے کہ ہمیں کتنی تکلیف سہنی ہو گی اور کتنا سکھ ملے گا۔ ہم نہ کسی دوسرے سے اپنے دکھ سکھ کا موازنہ کر سکتے ہیں۔ قسمت سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔ جو تکلیف ہمارے مقدر میں لکھی ہے وہ ہمیں بہر حال جھیلنی ہے۔ تم اگر سب سچائی جان چکی ہو تو اسکی جگہ خود کو رکھو۔ وہ لاکھ برا اور ظالم ہو گا پر اس نے جو بھی کیا اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا۔ میں بھی دودھ کا دھلا

نہیں، میں نے اپنی زندگی میں بہت سی کوتاہیاں اور غلطیاں کیں، لیکن جب ہم سچے دل سے توبہ کر کے چیزیں اور معاملات ٹھیک کرنے کی کوشش کریں تو اللہ ہمیں آسانی دیتا ہے"

وہ یہ سب دوستوں کی طرح اسے سمجھا رہا تھا اور عیشاء کی اچانک نظر باران کے ہاتھ پر گئی جہاں بریسلٹ ٹائیپ کی کالی تسبیح تھی جس میں لگ بھگ بیس سے پچیس شیشے سے بنے موتی تھے، وہ باران کی کلائی سے اس وقت اسکے ہاتھ میں آگئی تھی، عیشاء نے اسکے چہرے کو دیکھا پھر باران کی آنکھوں میں جھانکتی مسکرائی۔

"یہ تسبیح ہے؟"

عیشاء کی حیرت و سوال پر باران نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنے سامنے کیا اور مسکرایا۔

"وہاں کے لوگوں میں رہ کر عادت ہو گئی اسکی، میں اس پر کچھ پڑھتا ورھتا بہت کم ہوں۔ یہ اچھی ہے ناں؟"

باران کے شوخ ہو کر پوچھنے پر وہ اسی کی طرح بھیگی آنکھوں سمیت مسکرائی۔

"بہت اچھی۔ تم زیادہ ہاٹ لگ رہے ہو اس ایڈیشن کے ساتھ۔"

وہ تعریف کرنے میں بلکل کنجوس نہ تھی، باران نے اسے بریسلٹ کی طرح اپنی مضبوط کلائی میں فکس کیا۔

"بس کر دو بہن۔ اب اتنا بھی ہاٹ نہیں۔ کسکی کال آگئی"

باران نے اپنی تعریف پر بے چین ہوتے اسے ٹوکا جبکہ ساتھ ہی اپنا فون زرا سا بینڈ ہوتے ٹراوزر کی جیب سے نکال کر سکرین دیکھی جہاں عالیان کی کال آرہی تھی، وہ دونوں ہی بیک وقت پریشان دیکھائی دیے۔

"یہ کیوں کال کر رہا ہے؟"

وہ سخت پریشان لگی تبھی باران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے حوصلہ تھامنے کا کہا اور ٹراوزر کی پاکٹ سے فون نکال کر کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔

"بلڈ چاہیے باران۔ توران کا اے بی نیگیٹو بلڈ ہے اور اس وقت تین آس پاس کے ہوسپٹلز میں نہ تو یہ گروپ ہے نہ اے نیگیٹو اور بی نیگیٹو۔ کیا کریں؟"

عالیان اس وقت سرجری کرتے ڈاکٹر کے ساتھ کھڑا تھا جو انھیں جلدی بلڈ یا بلڈ ڈونر کا انتظام کر لینے کا کہہ رہے تھے کیونکہ توران کی ہارٹ بیٹس بھی بہت ابنارمل ہو گئی تھیں۔

"اوکے میں اپنے ذرائع سے پتا کرواتا ہوں"

باران نے کہہ کر کال کاٹی، یہ فون وہی تھا جو توران کے پاس تھا اور عالیان نے ڈنر سے پہلے کل اسے واپس دیا تھا، اس میں بہت سے ڈونر کنکشن تھے پر وہ سب بریمن میں تھے، یہاں اسکی جان پہچان زیادہ نہیں تھی۔

"ک۔۔کیا ہوا ہے باران؟"

عیشاء کی آواز خفیف سی کانپی کیونکہ باران پریشان لگ رہا تھا۔

"اسکا بلڈ نہیں مل رہا۔ ویٹ تمہارا بلڈ بھی تو اے بی نیگیٹو ہے۔ کیا تم دے سکتی ہو۔ اس وقت ارجنٹ بلڈ ملنا مشکل ہے۔"

باران نے جیسے کچھ یاد آنے پر اسے پوچھا تو وہ فورا سر ہلا گئی، لیکن زیادہ خوشی باران کی یاداشت پر ہوئی کہ اسے عیشاء کا ریئر بلڈ گروپ یاد ہے۔

"پھر میں بھا کو کال کر کے بلاتا ہوں تمہیں لے جائیں۔ میں یہاں دِلارہ کے پاس ہی رکنا چاہوں گا اگر تمہیں بہتر لگے۔ وہ سو رہی ہے اور میں اسے سوتے یا جاگتے کسی بھی

حال میں دوبارہ کبھی چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا۔ تھوڑی دیر کے لیے بھی نہیں"

باران کی بات سے وہ متفق تھی، عالیان اسے لینے نہ آیا بلکہ عیشاء نے خود کیپ لی اور ہوسپٹل نکلی کیونکہ بہت ارجنٹ تھا اور عالی کے آنے جانے میں دیر ہو سکتی تھی۔

وہ اپنی طرف سے جرمنی میں سارے قصے ختم کر آئی تھی، اس نے اپنی اور توران مسدور کی دردناک اور ادھوری کہانی کا انجام بڑے کرب سے ہمیشہ کی جدائی پر کیا تھا پر قسمت کو کچھ اور منظور تھا، یہ بدترین وقت! وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑتا ظالم شخص بس اس لڑکی کے دیے

رئیر ترین AB نیگیٹیو گروپ خون پر ہی سروائیو کر سکتا تھا، اور وہ پھر اسکے درد پر ہار گئی۔

اس نے اپنے دل کو مار دیتے شخص کی اپنا خون دیے اس وقت جان بچائی جب وہ عیشاء اور اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ پل جینا چاہتا تھا اور ہوش میں آتے ہی اس شخص نے بس اپنی مسیحا کو پکارا۔ وہ مسیحا جس نے ختم ہوئی کہانی پھر شروع ہونے کا ابھی بہت ماتم کرنا تھا۔

"آپ عیشاء توران ہیں؟"

اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے جب ایمر جنسی کے باہر کھڑے عالیان اور عیشاء کو ڈاکٹر نے بیک وقت متوجہ کیا، براق اور آمارہ اس وقت آذربائیجانی پولیس کے ساتھ تھے اور اس دوسرے ہوسپٹل میں انکی ٹیم کے ساتھ رکے تھے جہاں جیمنائے موجود تھا، اسکی جان خطرے میں تھی اور براق اور امارہ اس وقت صرف ایک موقعے کی تلاش میں تھے تاکہ جیمنائے کی باقی بچی سانسیں بھی گھوٹ دیں لیکن ابھی باران نے انکو آڈر نہیں دیا تھا، وہ لوگ مناسب وقت کا انتظار کر رہے تھے، تو ران کے ہوش میں آنے کا

تاکہ پھر اسی حساب سے جیمنائے کی موت کا تعین کر سکیں کہ وہ کتنی دردناک ہونی چاہیے۔

"کیا وہ ہوش میں آ گیا؟"

عالیان نے آگے لپک کر ڈاکٹر سے بیقراری سے پوچھا جنہوں نے ابھی بس سر نفی میں ہلایا پر وہ مطمئین نظر آئے۔

"ہوش میں تو نہیں آئے پر انہوں نے مس عیشاء کا کافی بار نام لیا۔ تو اگر آپ انھیں دیکھنا چاہیں۔ کچھ دیر ان سے ملنا چاہیں تو جا سکتی ہیں"

ڈاکٹر نے تسلی بخش جواب دے کر ان دونوں کی تکلیف کم کی۔

"خطرے سے تو نکل گیا ناں وہ؟"

عیشاء کی طبعیت بلکل ناساز لگ رہی تھی، جیسے کسی بھی وقت گر پڑے گی۔

"کافی حد تک۔ انکے دل کی حالت نازک ہے، لیکن ہم امید کرتے ہیں وہ اس فیز سے نکل جائیں گے۔"

ڈاکٹر پر امید تھے پر وہ دو توران کے دل کی حالت جان کر ایک سے افسردہ ہوئے جبکہ باران خود تو نہ آسکا پر اس نے

ایدا کو ہوسپٹل بھیج دیا، وہ کوریڈور کی طرف سے پوچھتی ہوئی وہیں چلی آئی تو پہلے لپک کر عالی کے گلے لگی، پھر بے حال سی عیشاء کو اپنے گلے لگایا۔

"ٹھیک ہو جائیں گے وہ۔ پریشان نہ ہوں"

ایدا کے گلے لگانے نے عیشاء کو ہمت دی، یہ ہمت کہ وہ جا کر توران کو دیکھ پائے جبکہ عالیان نے بھی ایدا کے یہاں آنے کو اچھا سمجھا کیونکہ ایدا حوصلہ دینے میں اچھے ریکارڈ رکھتی تھی۔

"میں دیکھ کر آتی ہوں اسے"

عیشاء نے دونوں کی طرف دیکھتے تھکے سے لہجے میں کہا تو دونوں نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اس میں ہمت بھری جبکہ عیشاء کو روم کی طرف جاتا دیکھے وہ واپس عالی تک آئی اور زور سے اسکے سینے لگی۔

" تھینکیو عالی۔ تو ران بھائی کے ساتھ رہنے کے لیے، تھک گئے ناں آپ بھی تو میں آگئی آپکے پاس۔ وہ ٹھیک تو ہو جائیں گے ناں عالی؟۔ دِلارہ اپنے انے بابا کے ساتھ جیے گی ناں۔ مسدور حویلی کا یہ لاڈلہ وارث زندگی کی طرف لوٹ آئے گا ناں؟"

وہ عالی کو سکون کا احساس دلانے کے ساتھ بہت خوفزدہ ہو کر کئی خدشے کہہ گئی جن سبکے جواب میں عالیان نے اکھٹا اسکا سر چوم کر یقین دلایا تھا۔

"ہاں۔ سب بہت اچھا ہونے والا ہے۔ تھینکیو آنے کے لیے۔ جب تک وہ توران کو دیکھ کر آتی ہے۔ کچھ کھانے کے لیے لے آتے ہیں اسکے لیے۔ کافی بلڈ دیا ہے اس نے توران کو۔ ویکنس فیل ہو رہی ہو گی اسے"

عالیان کے نرمی سے کہنے پر ایدا فورا اسکے ساتھ چل دی، دونوں کا رخ ہوسپٹل کے کیفے کی طرف تھا جبکہ عیشاء نے جتنی ہمت جمع کی وہ ساری تو دروازے میں آتے ہی

ٹوٹ گئی، وہ شرٹ لیس آکسیجن ماسک کی زد میں تھا اور شرٹ لیس ہونے کی وجہ سے اسکے مضبوط سینے کے ٹھیک درمیان اوپر گردن کے اختتام سے لے کر سینے کے مڈ سے ہوتی پیٹ کے آغاز تک اک سٹیچیز کی لائن کا نشان تھا، یہ اسکی pacemaker fitting سرجری کا نشان تھا جبکہ دوسرا گولی کا نیا زخم اسکے پیٹ کے دائیں طرف تھا جہاں پٹی بندھی تھی، ایک ہاتھ پر ابھی بھی بلڈ کینولا فٹ تھا اور خون لگ رہا تھا یعنی ابھی بھی اسکے اندر خون پورا نہیں ہوا تھا، عیشاء نے اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھا، بند آنکھیں تھیں، ہونٹ ڈرائے ہو رہے تھے اور وہ بہت دھیرے سے

سانس لے رہا تھا، سانس لینے میں مشکل کی وجہ سے ہی اسے آکسیجن لگی تھی۔

یہ سب دیکھتے دیکھتے عیشاء کی آنکھیں کب لہو کا سمندر ہوئیں، اسے پتا ہی نہ چلا، پتا تو تب چلا جب یہ احساس ہوا کہ وہ اس سے اب بھی پاگلوں کی طرح پیار کرتی ہے کہ اس سے توران کے سینے کا وہ پرانا نشان تک برداشت نہیں، کیسے ان ظالموں نے اس شخص کا سینہ چیڑ کر وہ مشین ڈالی ہو گی، یہ عیشاء پر کپکپاہٹ طاری کرنے کا موجب بنا، وہ وہیں اسکے پہلو میں بیٹھی تو رخساروں پر آنسوؤں کی لکیریں بنتی گئیں۔

"جس دن پتا چلا تھا میں ماں بننے والی ہوں، اسی دن فیصلہ کیا تھا کہ تمہیں جان سے مارے بنا نہیں م۔ مروں گی۔ میں نے قسم کھائی تھی تمہیں اس سے دگنی اذیت دے کر قبر میں پہنچاوں گی۔ میں نے ہمیشہ اللہ سے یہی پوچھا کہ کیوں۔ ک۔

کیوں تمہیں میرے دل میں بسایا۔ بہت لڑی۔ بہت شکوے کیے، یہ تک کہا کہ اسے مجھ سے پیار نہیں۔ اللہ کو کہا جو ستر ماوں سے بڑھ کر پیار کرتا ہے۔ میں تم سے نفرت کو یاد رکھنے میں اپنا آپ بھول گئی۔ اپنی بچی کو خود سے دور کر

دیا۔ کتنا کچھ ہوا تم اس کرب کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے اور آج اس لمحہ مجھے تم سے زیادہ عزیز کوئی محسوس نہیں ہو رہا۔ میں نے تم سے جس سچے دل سے پیار کیا دیکھو وہ پیار آج بھی سلامت ہے۔ دل مرنے کے دہانے آگیا پر تم سے پیار کے جذبات کو آنچ بھی نہیں آئی۔ کوئی تم سے زیادہ خوش نصیب ہو گا کیا توران مسدور؟ جو ہاری بازی یکدم جیت جاتا ہے۔ نہیں۔ اور تمہیں خوش قسمت میں نے اور دلارہ نے بنایا، تمہیں یہ نئ زندگی ہم دو کے لیے ملی ہے اس لیے واپس آجاو ہمارے پاس۔ میں حساب سخت نہیں لوں گی تم سے، میں تمہارے اس تھوڑے سے درد کے آگے

اپنی پوری زندگی کی اذیت بھول گئی۔ ایسی محبت ہے مجھے تم سے "

وہ ہاتھ جو کینولا کی زد میں تھا، اب عیشاء کے دونوں ہاتھوں میں مقید تھا جسکے لمس کی ٹھنڈک اسکے دکھتے جسم اور دل تک اثر پہنچا رہی تھی، عیشاء نے اسکے مضبوط ہاتھ کو دیکھا جسکی ہتھیلی ٹھیک دِلارہ کی طرح گلابی تھی، بخار میں ہونے کی وجہ سے اسکی حالت بھی دِلارہ جیسی ہو رہی تھی، دونوں باپ بیٹی بلکل ایک جیسے تھے یہ سوچ کر عیشاء کی آنسوؤں میں ڈوبی آنکھیں مسکرائیں، نرس کے روم ڈور پر دستک

دینے پر عیشاء نے گھبرا کر توران کا ہاتھ چھوڑنا چاہا پر نرس کی آواز پر وہ رکی۔

"پکڑے رہیں انکا ہاتھ۔ میں بس یہ Quintuple (بلڈ بیگ) اتارنے آئی تھی۔"

نرس کے نرم مسکرا کر تاکید کرنے پر عیشاء نے اسکا ہاتھ واپس دبا کر پکڑا جبکہ نرس نے اسکے ہاتھ پر لگے کینولا کے آگے لگی وائیر اتار دی اور بلڈ بیگ بھی سمیٹا۔

"یہ اسکارف یہاں کیوں ہے۔ اسے پھینک دیں ناں"

عیشاء کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے فولڈ اسکارف پر گئی تو اس نے اسے بھی ساتھ لے جا کر پھینکنے کا کہا پر نرس رک کر مسکرائی اور سر نفی میں ہلایا۔

"ہمیں تو ران سر نے کہا تھا یہ اسکارف نہیں پھینکنا۔ بے ہوشی میں آپ کے علاوہ اس اسکارف کی بھی بات کی انہوں نے تبھی ڈاکٹر نے کہا اسے یہیں چھوڑ دوں۔"

نرس کی بات عیشاء کو حیران اور پریشان دونوں کر گئی پر بظاہر عیشاء نے یونہی تاثر دیا جیسے سب ٹھیک ہے، نرس گئی تو عیشاء نے آہستہ سے تو ران کے ہاتھ کو اپنے ہونٹوں کے

پاس لاتے زور سے کاٹا، لیکن وہ کسمسایا سہی پر جاگا نہیں، ہاں یہ عیشاء سے خوبخود ہوا۔

"میرے جتنا اہم ہے یہ اسکارف؟ ایسا کیا خاص ہے اس میں؟ تمہیں شرم نہیں ناں آئی میرے جتنی اہمیت اس بے جان چیز کو دیتے ہوئے۔ ہنہ۔ میں کیوں جل بھن رہی ہوں"

اپنی کیفیت سے وہ خود ہلکان و پریشان دیکھائی دی، جبکہ ساری خفگی تب دم توڑنے لگی جب اسکی نظریں اس ظالم مگر سب سے حسین شخص پر گئی، وہ جانتی تھی وہ اسکی لکس

پر ہی مری تھی پر یہ کمینہ تو بڑھتی عمر کے ساتھ اور بمب بن گیا تھا۔

اس وقت وہ اسکے پاس تھی تو بھوک پیاس کا احساس بھی ہونا بند ہو گیا تھا، اور جو سر چکرا رہا تھا وہ بھی چکرانا بھول گیا، عیشاء اسکا ہاتھ دیکھتی بیٹھے بیٹھے نیند کا جھونکا آنے پر سر جھٹک گئی تو اسے وہ جاگ کر اپنے چہرے سے ماسک ہٹاتا نظر آیا، عیشاء نے اپنا ہاتھ خوفزدہ ہوتے چھڑوانا چاہا پر ایسا ممکن نہ ہوا، وہ ماسک پورا ہٹائے گردن تک سے وہ عجیب بدبودار چیز ہٹا کر پرے پھینکتا اسکے مزاحمت کرنے کو

فرصت سے اپنی مدہوش آنکھوں میں بھر کر ملاخطہ کر رہا تھا،عیشاء اسکی جرت پر حیران تھی۔

"کیا ساری رات میری وجہ سے سوئی نہیں جو بیٹھے بیٹھے بچوں کی طرح جھٹکے کھا رہی ہو۔میرے پاس آجاو،بہت زیادہ جگہ تو نہیں پر تم سی سلم سی خاتون فٹ آسکتی ہے بآسانی"

وہ نقاہت، سستی اور مدہوشی کا جہاں بنا بھی جان کو آنے لگا توعیشاء نے زرا زور لگاتے اپنا ہاتھ چھڑوایا اور اسکے پہلو سے پر اعتماد ہو کر اٹھتی جا کر کاوچ پر بیٹھی،وہ عیشاء کے گریز اور

فرار دونوں پر آنکھیں پھیرتا مسکرایا کہ یہ کتنی ضدی ہے۔

"میرے ساتھ تمہارا ایسا کوئی رشتہ نہیں کہ میں تمہارے ساتھ لیٹ جاوں، ایک بار تمہارے ساتھ لیٹنے نے میری ساری زندگی ہی نگل لی تھی تو اب توبہ میری"

وہ اسے لاپرواہ بنی لفظوں کی آگ سے جلانا نہ بھولی، اک لمحہ تو ران کے چہرے کی مسکراہٹ بھی جیسے نگل لی گئی۔

"کہاں نگلی زندگی تمہاری؟ تم اب ہی جا کر تو خوبصورت عورت بنی ہو۔ کامیاب۔ ٹھیک اور صحت مند دل اور دماغ

والی۔ ویسے لیٹنے والا رشتہ نہیں تو کیا ایسا رشتہ ہے ہمارے بیچ کے تم میرے ہاتھ کو اتنی محبت سے پکڑے میرے پاس بیٹھی تھی؟"

وہ سارے جواب پوری ہمت اور پورے لاجواب کرتے ہنر کے سنگ دینے کے بعد سوال پر ہی رکا تو عیشاء نے اسکے چہرے کو عجیب آزردہ نگاہوں میں بھرا، تکلیف اس جانب بھی تھی اور چیلنج بھی کہ اب مکرنے نہیں دوں گا۔

"وہ تو بس انسانیت کے ناطے، مجھے ترس آرہا تھا تم پر"

عیشاء نے بہت ہی عجیب بہانہ بنایا جس پر اسے یقین نہ آیا تو توران مسدور کو کیسے آتا۔

"ترس مت کھاو مجھ پر"

سختی سے ممانعت آئی، عیشاء نے الجھ کر ان مضطرب گرے آنکھوں میں جھانکا۔

"پھر کیا محبت کروں؟"

وہ طنزیہ دانت پیس کر بولی تو ان گرے بجھی آنکھوں میں جیسے زندگی دوڑنے لگی اور عیشاء نے اس لمحے کو سانس لیتا ہوا محسوس کیا۔

"نہیں۔بس میرے سامنے یونہی بیٹھی رہو۔"

بنا کسی خواہش کی طلب میں اک فرمائش کی گئی،عیشاء اسے کتنی ہی دیر دیکھتی چلی گئی۔

"میرا بلڈ مل گیا تھا ایزیلی؟"

وہ بات بدل گیا کہ عیشاء اپ سیٹ محسوس ہو رہی تھی۔

"میں نے دیا بلڈ"

عیشاء نے اپنی بازو اٹھا کر دیکھائی جہاں اب تک میڈیکل ٹیپ کا ٹکرا لگا تھا جس وین سے خون نکالا گیا وہ تھوڑی سوجھی ہوئی بھی تھی۔

توران نے کراہتے ہوئے اپنا سر زرا اونچا کیا تو وہ دوڑتی ہوئی اس تک آئی اور اسکے بینڈ ہونے پر بے اختیار فکر میں اک فلفی تکیہ اسکی کمر کے پیچھے رکھا تو دونوں کی آنکھیں الجھیں، اک ناراض تھا کہ اتنی تکلیف کیوں سہی، دوسری ناراض تھی کہ ایسے کیوں ہو کہ میں ستم ڈھاتے ڈھاتے رحم دل ہو جاتی ہوں۔

"آئی ایم سوری تمہیں اتنے کرب سے گزرنا پڑا، اپنے دشمن کو خون دیا۔"

توران نے اسکی بازو پکڑتے اس سوجھی وین پر نرمی سے اپنا انگوٹھا سہلایا اور جبڑے بھینچتے یہ کہہ کر عیشاء کا پارہ چڑھایا

تو وہ اس کے آگے ہار جانے سے قبل ہی اپنی بازو چھڑوا گئی اور پھر سے جا کر دور بیٹھی۔

"تم میری جان کے دشمن ہو اس لیے دیا"

وہ بس سوچ سکی، یہ جواب اسے مر کر بھی نہ دے سکتی تھی۔

"تم نے کیوں بلڈ دیا ہے مجھے؟"

تو ران نے آنکھیں نکالنے کے ساتھ عیشاء کو جھاڑا جو اس سے کم از کم اب تو اکڑ اور کڑوا لہجہ امید نہیں کر رہی تھی۔

"مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا تبھی پاگل پن میں ایک دوسرے جانور کو بلڈ دے بیٹھی۔ اب سکون ہے؟"

وہ جو اس بندے کے اکڑے سر پر پہلے ہی تپی تھی

دل کھول کر انگارے چبائے اور جس طرح بولی، وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے کاٹ کھاتے لہجے پر مسکرایا۔

اف اس ظالم جابر اور کمینے کی یہ مدہوش مسکراہٹ کسی کو بھی سالم دل سمیت نگل سکتی تھی۔

"اتنا سکون کہ پوچھو مت۔ ویسے تمہارے اندر اتنا بلڈ تھا جو مجھے لگا؟ کہاں تھا۔ مطلب اسے تعریف سمجھنا کہ میں تمہیں سلم سمارٹ خاتون کہنے

کی کوشش کر رہا ہوں"

توران نے اس بار زرا جان بوجھ کر اسے چھیڑا، عیشاء جو کافی دور روٹھی روٹھی بیٹھی تھی، وومین تھنگ پر بھڑکنا طے ہوا۔

"تم مجھے سمارٹ کم، لاغر اور بیمار زیادہ کہنے کی کوشش کر رہے ہو مسٹر۔ بھولو مت میں اپنے اسی سمارٹ فگر کی وجہ

سے پچیس کی لگتی ہوں، کوئی نہیں کہہ سکتا میں ساڑھے سترہ سال کی بیٹی کی ماں ہوں"

اب یہاں اس ہاٹ آدمی کے سامنے اپنی تعریف

تو بنتی تھی تاکہ وہ رعب میں آسکے پر وہاں تو وجاہت کا

جہاں بیٹھا تھا، کیسا رعب پڑتا بھلا۔

"تھینکیو۔"

وہ نرم پڑا، لہجہ بہت ہی مدھم و ملائم تھا، عیشاء نے راج ہنس سی گردن اکڑائی۔

"بلڈ کے لیے ناں؟ اٹس اوکے"

وہ تفاخر سے احسان جتاتے بولی تو توران نے نفی میں گردن ہلائی۔

"نہیں۔ تھینکیو دلارہ کو پیدا کرنے کے لیے"

اس بار بہت کچھ تھا ان احسان مند ہوتی مدہوش گرے آنکھوں میں کہ عیشاء کے ارد گرد نادیدہ حدت حائل کر گئیں۔

"ہمم۔ تم نے یہ اسکارف پھینکنے کیوں نہیں دیا۔ اس پر بلڈ لگا ہے تمہارا اور اسی کو تمہارے سٹمک پر لپیٹنے سے بلڈ سارا نہیں نکلا، نرس نے کہا تم نیم بیہوشی میں بھی اس اسکارف کو

نہ پھینکنے کا کہہ رہے تھے۔ اتنا خاص ہے یہ کہ تمہیں اس قدر تکلیف میں بھی یہی یاد رہا کہ مس پلیس نہ ہو جائے"

وہ موضوع بدلنا چاہ رہی تھی تبھی اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے اسکارف کی طرف دھیان دلوایا تو توران نے گردن دائیں جانب گمائے ہاتھ بڑھا کر وہ اسکارف اٹھایا جس پر بہت بھیانک خون کی مقدار جذب تھی، وہ آدھے سے زیادہ سرخ ہو چکا تھا۔

"ہاں یہ بہت خاص ہے۔ تم سے بھی زیادہ"

توران نے اس اسکارف کو چھوتے، اسکی نرمی محسوس کرتے، نظریں عیشاء پر ڈالیں جسے یہ جملہ سلگا گیا، ایک بے جان چیز اسے بیوی سے بڑھ کر کیسے ہو سکتی ہے، خیر سچائیاں جان لینے کے بعد بھی وہ توران سے ناراض بھی تھی اور غصہ بھی تو یہی شو کیا کہ اسے فرق نہیں پڑا۔

"ہمم۔ مجھے چلنا چاہیے اب۔ ہوپ سو تم جلدی ریکور کر کے اپنے گھر پہنچو"

وہ اپنا فون ٹیبل پر سے اٹھائے اجازت طلب ہوئی اور چلتی ہوئی توران کے پاس آ رکی جسے لگ رہا تھا اب وہ کبھی نہیں

آئے گی تبھی توران نے اسکی کلائی آہستگی سے اپنے ہاتھ میں لیے اسے جانے سے روکا۔

اسکے یوں کلائی تھامنے نے عیشاء کے اندر تمام دم توڑتے جذبات کو جلا بخشی تھی، وہ انگڑائی لے کر جاگتے محسوس ہوئے۔

"مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ تھوڑا پانی لا کر دے سکتی ہو؟"

عیشاء نے غصے کے بجائے اسکے پیاسے ہونے پر نرمی سے سر ہلایا پھر وہ آنے کا کہے باہر گئی مگر دروازے کے پاس ہی گزرتی نرس مل گئی۔

"سنیں، اسے پانی دے سکتی ہوں ناں؟"

عیشاء کے پوچھنے پر نرس نے نفی کی۔

"نہیں کچھ دیر تک ہم لیکوڈ ڈرپ لگائیں گے۔ اس سے فلوئیڈ مل جائے گا انکی باڈی کو۔ ابھی کچھ وقت تک انھیں کچھ کھانے پینے کی پرمیشن نہیں"

نرس بتا کر گئی تو عیشاء نے گہرا مایوس سانس لیا پھر وہ وہیں دائیں طرف لگے واٹر ڈسپنسر کی طرف گئی اور اک ڈسپوزل گلاس میں تھوڑا سا پانی بھرا، پانی ہلکا سا ہیٹ آپ تھا۔

پھر وہ ارد گرد دیکھے جلدی سے روم میں گھسی، توران نے اسکے ہاتھ میں گلاس دیکھ کر سمائیل کی پر عیشاء پاس رکے گلاس اس سے دور کر گئی۔

"تمہیں پانی نہیں مل سکتا، کوئی وجہ ہو گی اس لیے بس ڈرائے ہو تا منہ اور ہونٹ گیلے کر سکتے ہو۔ میں لائی ہی تھوڑا سا ہوں تو چیٹنگ مت کرنا"

وہ چھوٹا سا گلاس تھا جس میں دو گھونٹ ہی پانی تھا، توران نے چیٹنگ نہ کرنے کا یقین دلاتے ہاتھ بڑھایا تبھی عیشاء نے گلاس اسکے ہاتھ میں تھمایا، توران نے واقعی بس ایک چھوٹا سا سیپ لیا، جو منہ کو ویٹ کرنے کے بعد حلق تک

جاتے جاتے ختم ہی ہو گیا، عیشاء نے اس سے گلاس لیتے دوسرا گھونٹ خود بھرتے وہ گلاس ڈسٹ پن میں تھرو کیا اور جب اپنے دھیان میں واپس مڑی تو توران کو اپنی طرف کچھ خاص نظروں سے دیکھتا پائے ٹھٹھکی، اس بار توران نے اسکا خوبصورت ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، عیشاء کو لگا سر چکرا جائے گا۔

"کیا تم اس اسکارف کو واش اور ڈرائے کر کے مجھے لوٹا سکتی ہو؟ اپنے ہاتھوں سے"

توران کے سوال پر عیشاء نے غصے سے اس اسکارف کو دیکھا، وہ نہیں جانتی تھی یہ دِلارہ کا ہے تبھی اس وقت اسکا

بس نہ چلا اس اسکارف کے ٹکرے کر دے، ہاتھ پکڑ کر وہ قریب کرنے کے بجائے دھوبی والے کام دے رہا تھا، وہ چڑتی نہ تو کیا کرتی۔

"اگر میں نے غلطی سے اسے خراب کر دیا تو؟"

وہ جان بوجھ کر دانت پیس گئی۔

"جیسا بھی ہو الوٹا دینا۔ یہ بلڈ اتر جائے بس۔۔ خود دینے آو گی یا کسی کے ہاتھ بھیجو گی؟"

عیشاء نے اپنی کلائی ناراضگی سے چھڑوائی اور اسکے ہاتھ سے وہ اسکارف لیا پھر توران کو دیکھنے لگی۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

وہ فیصلہ اس پر چھوڑ گئی، دونوں کی آنکھیں صاف صاف دوری کے ہر فیصلے سے مکری معلوم ہو رہی تھیں۔

"خود آجانا"

توران نے سر تکیے سے لگاتے بے تکلفی سے فرمائش کی تو وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر رسان سے سر ہلا گئی اور اس سے پہلے وہ جاتی، شدید قسم کے سر چکرانے پر بمشکل توران کے مضبوط کندھے پر زرا جھکتی سنبھل سکی ورنہ اس پر گر

جاتی، توران کی آنکھیں اسکے چکرانے پر پریشان نظر آئیں جب اس نے عیشاء کو سنبھالا۔

"دھیان سے، کچھ کھاو پیو جا کر۔۔ یہ نہ ہو اب مجھے تمہیں خون دینا پڑے تمہاری کمزوری دور کرنے کو"

وہ اسکے جملے کی حدت پر اپنا چکراتا سر بھول گئی، اسے دیکھنے لگی جو کسی مزاق کے موڈ میں نہ تھا، وہ اسکے کندھوں کا سہارہ لیے وہیں اسکے پاس بیٹھی کیونکہ آنکھیں دھندلا گئی تھیں، توران اسکے رخسار سے ہاتھ لگاتے شاید فیور کے سائن دیکھ رہا تھا پھر اسکے گرم سکون دیتے بھاری ہاتھ نے عیشاء کی گردن کو چھوا تو وہ تھوڑی سی ہیٹ آپ تھی، یہ رو

رو کر پاگل ہونے کا اثر تھا جو اس پر طاری تھا، وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے توران کی جان اس لڑکی میں ہو، وہ جھٹلا نہ سکی توران مسدور کی اس لمحہ فکر اور تڑپ۔

"ڈاکٹر کو یہیں بلالوں۔ دیکھ لے تمہیں؟"

وہ خود پر جمی عیشاء کی اضطراری آنکھوں سے پریشان ہوتے بولا تو وہ نظریں بھی جھکا گئی اور نفی بھی کی، اپنے ہاتھ بھی اس شخص کے شانوں سے پیچھے کھینچ لیے، عجیب پژمردگی کا احساس گھیر گیا، وہ رونا چاہتی تھی، اور دل چاہ رہا تھا اس شخص کی بازو مل جائیں تو رونے میں آسانی ہو پر وہ کہہ نہ پائی۔

"کچھ بولو عیشاء۔ ٹھیک ہو تم؟"

توران نے اسکی چپ پر بیقرار ہوتے پھر اسے ٹھوڑی پر پکڑ جماتے چہرہ اوپر کیے پکارا تو وہ گہرا سانس لیتی سنبھل کر اسکے پاس سے اٹھی تو توران مزید مضطرب ہوا، ایسی حالت میں وہ اسے کیسے جانے دے، ضدی عورت جھکتی بھی کہاں تھی۔

"بلکل ٹھیک ہوں میں۔ شام تک ریسپشن پر دے جاوں گی یہ اسکارف"

عیشاء نے اسکارف اور فون ایک ہی ہاتھ میں پکڑتے دروازے کی طرف بڑھتے کہا تو وہ عقب سے پکارا۔

"میرے ہاتھ سے لیا ہے تو میرے ہاتھ میں دے کر جانا۔"

توران کے حکم دینے کے انداز پر وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

"زبردستی ہے کیا؟"

وہ برہمی سے بولی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسے توران کو دوبارہ دیکھنے کی کوئی خواہش نہیں۔

"ہاں شدید قسم کی زبردستی۔ کچھ کھالینا پھر ریزاٹ جانا۔ یہ بھی آرڈر ہے"

اس بار وہ آنکھیں خوامخواہ سرخ ہوئیں تو عیشاء نے نظریں چراتے کوئی جواب نہ دیا اور روم کا ڈور کھولے باہر نکلی، دروازہ بند کیے ساتھ جا لگی اور لگتے ہی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ گرے۔

"م۔۔مجھے اس سے پھر محبت کیسے ہو سکتی ہے؟ بھلے وہ بے وفا نہیں پر گناہ گار تو ہے میرا۔ میری بیٹی کا۔ میں اس اسکارف سے کیوں جل رہی ہوں۔ اگر مجھے تمہارا خیال نہ

ہوتا تو میں اسے ڈسٹ پن میں پھینک کر جاتی۔ اف۔ کیا مصیبت پیدا کی ہے آپ نے المیرا مسدور"

عیشاء کی حالت اس وقت بڑی دلسوز تھی، دل اور دماغ کی جنگ میں وہ ہلکان ہوئے جا رہی تھی، سانسیں تنگ تھیں تو دل سخت پریشان۔

اب اس اسکارف کو دھو کر واپس دینے آنا تھا، لیکن ابھی وہ کچھ کھائے پیے بنا چل پانا بھی مشکل جان رہی تھی اور بھلا ہو ایدا اور عالیان کا کہ وہ اسے بیچ میں کچھ سینڈوچ اور کوفی کے ساتھ آتے دیکھائی دیے تو اسکی جان میں جان آئی۔

"یہ اسکارف! کیا کچھ سپیشل ہے"

عالی نے بھی جیسے عیشاء کے ہاتھ میں اسکارف دیکھے پوچھا۔

"پتا نہیں کس رشتہ دار نے دیا جو اتنا خاص ہے۔ کہہ رہا ہے دھو کر واپس کر دوں۔ مجھ سے بھی خاص ہے یہ"

جلن، تپش بھرپور چھپانے کے باوجود عیاں کیے عیشاء تو کندھے اچکا گئی پر ایدا ضرور دلفریب مسکرائی کیونکہ اسکے ساتھ ہی دِلارہ نے یہ اسکارف خریدا تھا، اور یہ بات ابھی وہ بس خود محسوس کرے دل ہی دل میں مسکرا رہی تھی۔

جب عیشاء ریزاٹ کے لیے نکلی، تب ایدا نے عالی کی بازو پکڑے اسے ایک منٹ کے لیے روکا۔

وہ فکر مند ہوتا ایدا کے کھینچنے پر اسکی طرف ہوا۔

"وہ اسکارف دِلارہ کا ہے پر ابھی عیشاء آپی کو نہ بتایئے گا۔"

ایدا کے مسکرا کر کان میں سرگوشی کرنے پر وہ بھی مسکرایا، یہ لڑکی کبھی کبھی بلکل بچی بن جاتی تھی۔

"اوکے محترمہ۔ میں عیشاء کو چھوڑ کر آتا ہوں پھر ملتے ہیں توران سے۔ تم ملنا چاہو تو مل لینا پہلے ہی۔"

عالیان نے اسکا خود سے لگائے سر چومتے پیار سے تاکید کی اور ایدا کے سر ہلاتے ہی وہ وہاں سے عیشاء کے پیچھے ہی نکل گیا تاکہ اسے ریزاٹ چھوڑنے کے ساتھ توران کے لیے روم میں بھی پہنچا دے ریسٹ کے لیے البتہ ایدا جلدی سے روم ڈور کے پاس گئی اور ہلکا سا ڈور سے اندر جھانکی جہاں وہ اب جاگا ہوا تھا، فورا آہٹ پر ڈور کی جانب دیکھنے لگا تو ایدا فکر سے بھری اندر آئی۔

"تم ایدا ہو ناں؟"

توران نے نرم سے لہجے و آواز میں پوچھا تو وہ فورا سر ہلا گئی۔

"اتنی بڑی ہو گئی ہو تم۔"

وہ سچ میں کافی بڑی ہو گئی تھی، جب وہ جرمنی گیا تھا تب وہ چھوٹی سی بچی لگتی تھی۔

"مجھے عالی نے سب بتایا۔ آپ بلکل ٹھیک ہو کر مسدور حویلی چلیں دعا ہے میری۔ اور دِلارہ کو آپکا اور عیشاء آپی کا بہت سا پیار اور ساتھ ملے۔ مجھے یقین ہے جب سب آپکا سچ جانیں گے، ہر کوئی پیار سے آپکو گلے لگائے گا تو ران بھائی۔ میں اور عالی آپکے ساتھ ہیں۔ خود کو اکیلا نہیں سمجھنا"

شاید اس وقت وہ بھی جانتی تھی کہ توران اکیلا ہے اور اسے مسرت ہوئی کہ ایدا اتنی سمجھدار ہے، پھر عالیان کی بیوی بھی بن چکی ہے۔

"اس نے واقعی مجھے اکیلا فیل نہیں ہونے دیا۔ تم نے ایک بہترین شخص چنا اپنے لیے۔ میری دعا ہے تم بہت خوش رہو۔ اور دمیر چاچو کی، نورے چاچی کی کبھی کمی محسوس نہ ہو تمہیں۔ تھینکیو سو مچ، تمہاری اس دلجوئی نے بہت ہمت دی ہے مجھے"

وہ خوش بھی ہوئی اور جذباتی بھی، اسے بہت اچھا لگا توران کا نرم میٹھا لہجہ۔

"دلارہ ٹھیک تھی جب تم آئی؟ باران سے مل لی وہ؟"

اس وقت بھی توران کو بس اپنی بیٹی کی پڑی تھی۔

"ملی بھی اور ان دونے سنو فال بھی ساتھ انجوائے کیا۔ رات کو اچھے والے رومنٹک کپل بن کر موسم کو آگ لگا رہے تھے۔ میں تو نظر ہی اتارتی رہی انکی۔"

ایدا نے بے اختیاری میں کہہ تو دیا پھر جب یہ احساس ہوا کہ توران اسکے بابا ہیں تو زرا دانتوں تلے زبان دی پر توران اسکی باتیں دل سے انجوائے کرتا نظر آیا، اور دِلارہ کو باران نے اتنے پیار سے رکھا ہے یہ سن کر انگ انگ مسرور ہوا۔

"سوری میں زرا بونگی ہوں توران بھائی"

ایدا نے نظریں جھکا کر شرمندہ ہوتے کہا تو وہ مسکرا کر نفی کر گیا جس سے ایدا کا اعتماد بحال ہوا اور وہ شرارت سے لبریز مسکائی۔

"کوئی بات نہیں۔عالی جیسے سیریس اور خطرناک بندے کو تم جیسی بونگی ہی سجتی ہے۔یہ بتاو دلارہ کا مزاج کیسا ہے۔تم سے کچھ اٹیچ ہوئی ہے یا نہیں؟"

توران کی ہر بات بس دِلارہ کے گرد گھوم رہی تھی۔

"نہیں وہ عزت احترام کرتی ہے پر کسی کو پرسنل ہونے نہیں دیتی۔ خاص کر اپنے اور باران کے معاملے میں، دِلارہ اول تو کسی کے قریب جلدی نہیں ہوتی لیکن جب ہو جائے تو بہت ظالمانہ پیار کرتی ہے۔ باران بھائی کی مثال ہے ہمارے سامنے۔ آپ دل چھوٹا مت کرنا، وہ آپکو خود کے قریب ہونے کی اجازت ضرور دے گی۔ بس آپ نے آخری حد تک کوشش کرنی ہے"

وہ سمجھانے کے ساتھ نصیحت بھی کر رہی تھی اور تو ران کے ہونٹوں پر پراسرار سا تبسم تھا، جسے سوچ کر ہی پیار آ رہا ہے جب وہ گلے پہلی بار لگے گی تو اسکی کیا حالت

ہو گی، بظاہر وہ ایدا سے باتیں کر رہا تھا پر باخدا اسکی ساری سوچوں اور جذبات کا مرکز دلارہ توران بنی ہوئی تھی۔

.._____..

وہ کوریڈور عبور کرتا کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب پیچھے سے اسے کوئی اپنا تعاقب کرتا محسوس ہوا، وہ ایک ہڈی مین تھا جو جیمنائے کے حکم پر باران کو مارنے ریزاٹ میں کل گھس آیا تھا، اسکے ہاتھ میں گن تو نہیں تھی پر ایک تیز دھاری ساچاقو تھا، باران کی چھٹی حس بہت تیز تھی اور اسی کا احساس کرے وہ رکا پھر جیسے ہی پیچھے پلٹا وہ آدمی چاقو لے کر باران کی طرف دوڑا، باران نے وہیں ملحقہ ٹیبل پر پڑا

واس دیکھا، اس میں سبجی پھولوں کی ٹہنیاں نکال کر وہیں
پھینکتے وہ واس اس کے سر کی جانب پھینکا مگر وہ نشانے سے
بچ نکلا جبکہ اس نے لپک کر باران کے ٹھیک کندھے کے
قریب وہ چاقو چلایا، باران کی کندھے سے شرٹ تک پھٹی
جبکہ سکن پر بھی زخم لگا، تبھی باران نے اپنی بازو پر رکھے
سوئیٹر کو لہرا کر اس میں اس آدمی کی گردن پھنساتے اسے
پوری قوت سے دیوار سے پٹخ کر اسکے ہاتھ کی کلائی اس زور
سے مڑوری کہ اس آدمی کے منہ سے دلخراش چیخ
نکلی، اور چاقو بھی چھوٹ کر نیچے فرش پر گرا۔

باران نے اسکی گردن سے لپیٹے سوئٹر کو کس کے پکڑا اور دو تین بار اچھے سے اس آدمی کی دیوار سے ٹکریں مروائیں جس پر وہ کراہنا بند ہوا اور جب باران نے اسے سوئٹر سے گردن آزاد کرے چھوڑا تو وہ کراہتا ہوا پھٹے سر سمیت فرش پر جا گرا۔

"کس کے آدمی ہو ہاں؟"

باران نے یہیں بس نہ کی، اس آدمی کا گریبان دبوچ کر اسے زرا سا اوپر اٹھاتے خشونت بھرے لہجے میں پوچھا جس نے جیمنائے کا نام بتاتے ہی گردن اک طرف بے سدھ ہوتے ہی گرا دی، باران نے اس پر اک حقارت

بھری نظر ڈالی اور اسکو اسی طرح گریبان سے گھسیٹتا ہوا باہر لایا، ریزاٹ کی مینجمنٹ ٹیم بھی باران کو دیکھتی جمع ہوئی۔

"کیسی سیکورٹی ہے تم سب کی؟ یہ آدمی دن دیہاڑے چاقو لے کر مجھے مارنے آیا تھا۔ تلاشی نہیں لیتے تم لوگ۔۔۔۔؟"

وہ سارے سٹاف پر گرجا جو خود بھی سنسنی خیز سی اس صورت حال میں پریشان لگے، فوری پولیس کو بلوا کر اس آدمی کو حوالے بھی کیا گیا اور باران سے وہاں کے اونر اور سٹاف نے اس پر معافی بھی مانگی، جبکہ وہ تو اسکے زخم کو بھی دیکھنا چاہ رہے تھے پر باران نے منع کر دیا، اور جب وہ

واپس کمرے کی طرف آرہا تھا تو اس نے ایک میسج لکھ کر
براق اور آمارہ کو بھیجا اور خود وہ روم ڈوران لاک کیے اندر
جھانکا، وہ اٹھ کر فریش ہونے جا چکی تھی، باران نے اندر
داخل ہوتے دروازہ بند کیا اور جب تک دلارہ نکلتی اس نے
روم سروس بلوا کر کمرے کی کچھ کلئنگ کروائی، بیڈ شیٹ
بدلوائی، ائیر فریشنر کروایا، اور روم کے بے رنگ سے
پردے ہٹوا کر جامنی کلر کے لگوائے، بیڈ شیٹ بھی وائیٹ
پرپل کے کمبو کے ساتھ تھی جبکہ واسیز میں کچھ فریش
لیونڈر اور سرخ پھول بھی لگوائے اور ایک دو لوگوں کے
میلز جتنی بریک فاسٹ کی ٹرے تھی جو مین سٹنگ منی

لاونج کے ٹیبل پر لگ چکی تھی، جس میں فریش اور ہیلتھی سابریک فاسٹ تھا۔

وہ روم سروس کو ایکسٹرا پیمنٹ پے کرے انکو تھینکیو کہے باہر بھیج کر خود گلاس وال کے پاس رک کر اسکا ویٹ کرنے لگا، موسم آج بھی شدید سرد تھا، یخ ہوا تھی اور برف باری پھر سے شروع ہونے کے آثار تھے۔

باران نے اپنا کندھا دیکھا پر دلارہ پینک کرے گی یہ سوچ کر اس معمولی کٹ کو چھپاتے شرٹ پر سوئٹر پہن لیا تاکہ وہ دِلارہ کو دیکھائی ہی نہ دے۔

جبکہ دوسری طرف باران کا میسج براق کو مل چکا تھا جس نے جیمنائے کو مارنے کے آرڈر دیے تھے اور ایک کوریئر بھی بھیجوایا تھا جس میں ایک خطرناک انجکشن تھا۔

"تم سچ میں مجھ سے ناراض نہیں ہو امارہ؟"

وہ دونوں مین روم کی طرف بڑھ رہے تھے جب وہ براق کے سوال پر رکی پھر پلٹی، وہ کل کے حادثے کے بعد سے چپ تھی تو براق کو بے سکونی گھیرے ہوئے تھی۔

"کیوں ناراض ہونے لگی؟"

وہ مطمئین و نرم لہجے میں بولی۔

"تو تکن کو مارا میں نے۔ جیسا بھی ہو باپ تھا تمہارا، مجھ سے اس لیے کبھی ہرٹ یا ناراض مت ہونا۔"

براق کو لگا وہ اندر سے کہیں دکھی ہے تو وہ کیسے پر سکون ہوتا۔

"مجھے تم سے محبت ہے۔ اس کے آگے کوئی بات نہیں رہتی۔ وہ ایک مجرم اور ناانصاف کے ساتھ سفاک انسان تھے اور میرے بائیولوجیکل فادر بھی نہیں تھے، انکے بیسٹ فرینڈ کی بیٹی ہوں جسکا مجھے بھی ابھی ہی پتا چلا۔ انکا قتل واجب تھا تو تم گلٹی فیل مت کرو۔ اس سے ہمارے رشتے یا جذبات پر اثر نہیں ہو گا اسکا یقین رکھو براق"

وہ سنجیدہ تھی اور اس نے بھرپور شدت رکھتے لفظوں سے اسے یقین بھی دلایا جبکہ یہ خبر بھی شاکنگ تھی کہ وہ تو تکن کی سگی بیٹی نہیں ہے، تھوڑا دل کو قرار تو آیا پر ابھی پورا نہیں آسکا۔

"نہیں آرہا یقین"

وہ اسکی بازو پکڑے روک کر اپنے زرا نزدیک لایا تو وہ اداس سا مسکائی کہ وہ اسے دیکھتے ہی ہر اداسی بھول جو گئی تھی۔

"کیسے آئے گا؟"

اس نے افسردگی سے یہ براق پر چھوڑا۔

"شادی کرلو مجھ سے"

یہ بلکل ہی ان ایکسپیکٹڈ تھا، وہ گنگ ہی تو رہ گئی۔

"واٹ۔سچ میں شادی؟"

وہ حیرت سے چور بڑبڑائی۔

"ہاں سچ میں۔شاید تب میں اس گلٹ سے نکل آوں"

وہ خود کو مسکین ثابت کرتا نظر آیا تو آمارہ نے کچھ دیر اسکی آنکھوں میں تیرتی سچائی پرکھی پھر اسکے سینے کی جانب قریب ہوئی۔

"کر لیتے ہیں۔ لیکن میں بہت ڈیمانڈنگ بیوی بنوں گی۔ تمہاری جان پر مسلط رہنے والی۔ اور جب بھی اپنے پیار میں کمی کرو گے میں پورا گھر سر پر اٹھا کر چلایا کروں گی۔ اور مجھے تمہاری ہر وقت توجہ چاہیے ہو گی۔ تم میرے بنا کچھ کھاو گے پیو گے نہیں۔ ایسا اور بھی بہت کچھ"

وہ اپنی طرف سے عاشق صاحب کے حوصلے پست کرنے پر تلی تھی پر وہاں مر مٹنے کے سارے حوصلے پورے تھے۔

"میں سانس بھی تمہارے بنا نہیں لوں گا"

جناب کی جذباتیت نے تو میدان ہی مار لیا، وہ جھٹ سے اسکے گلے لگی، شدید پیار آیا تھا۔

"پھر کر لو شادی۔ جب چاہو۔ لیکن اس جیمنائے کا سوئچ آف کرنے کے بعد۔۔۔۔ کام پر لگتے ہیں ورنہ گلے لگنے والی بات بڑھ نہ جائے"

وہ خود ہی دور ہوتی شرارت، مسکراہٹ و شوخی کے سنگ ہونٹوں کو حصارتے شرمیلے پن سمیت اسے ہوش دلا گئی تو وہ بھی اسکے ساتھ مست انداز میں متفق ہوا جبکہ اب باری تھی جیمنائے کی بتی گل ہونے کی، دونوں اپنے کام پر لگ چکے تھے اور یہ سب پوری رازداری سے ہونے والا

تھا، جیمنائے کی موت لکھ دی گئی تھی، زیادہ کچھ نہیں کرنا تھا بس اسے لگی فلوئڈ ڈرپ میں اک کیمکل انجکٹ کیا گیا جو آمارہ نے کیا، اسے یہ کیمکل باران نے پروائڈ کیا تھا، یہ اتنا پاور فل تھا کہ جیمنائے کے اندر جاتے ہی اسکے دماغ کی ویز جلا دیتا، برائی کا خاتمہ لکھ دیا گیا تھا۔

.._____..

وہ اپنے بال اندر نہاتے ہی ڈرائے کیے انھیں اچھے سے اک طرف سے پن آپ کرتی پیچھے سے کھلے چھوڑے اپنے ہی دھیان میں واش روم سے نکل کر کمرے میں داخل ہوئی تو باران کو گلاس وال کے پاس کھڑا دیکھے اسکے دل کی لگامین

کسی جذبے نے کھینچ کر سست کیں کہ رات کا اک اک منظر
ان گرے آنکھوں کے آگے گھوم گیا تھا، پھر جب وہ خود
ہی کمرے میں پھیلتی مخمور خوشبو اپنی سانسوں میں گھلتی
محسوس کیے پلٹا تو دلارہ کا سانس اپنے آپ کو سر سے پیر
باران یلدرم کی دنیا جہاں کی خوبصورت امبر آنکھوں کے
محور اور بہکی مدہوش نظروں کے حصار میں محسوس کیے
بھاری ہوا، جب باران نے سر تا پیر وائیٹ کلر کی ٹاپ اور
ہائی ویسٹڈ ڈارک پرپل پینٹ میں ملبوس دِلارہ کو گہری پر
استحقاق نگاہوں سے دیکھا تو ان امبر آنکھوں میں یہی سراپا
کل والے روپ میں سوچ کر سرور اترنے لگا، باران نے

اپنے دونوں بازو کھولے تو وہ آنکھیں چراتی دھیرے سے چلتی ہوئی تھوڑی لجائی، کچھ شرمائی ادا سے اپنے بکھرے جھولتے بال کان کے پیچھے اڑساتی اسکی بازوؤں کے حصار میں چلی آتی نجانے کس احساس کے تحت اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھ گئی، شاید وہ اپنے چہرے کے رنگ اسی سے چھپانا چاہتی تھی جس نے انکو دہکایا تھا، گلفام کیا تھا۔

باران نے دِلارہ کی حالت سے محظوظ ہوتے ہنس کر اسے اپنے سینے میں چھپاتے اسکا سر محبت سے چوما تو وہ اسکے سینے اچھے سے سمٹ کر اسکے دل سے جا لگی، اسکے یوں گلے لگنے میں بے پناہ آسودگی تھی، سکون تھا، رضا و محبت کے ان

گنت جذبات تھے، اک غرور بھری شدت تھی، اک ملکیت کا سرور تھا۔

"گڈ مارننگ"

اپنے سینے لگائے ہی باران نے سرگوشی کی تو وہ زرا ہمت جمع کرے اسکے روبرو ہوئی۔

"تم نے مجھے لاک کیوں کیا باہر سے باران یلدرم؟"

وہ سینے لگی ہی منمنائی، باران نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیتے اسے اپنے سامنے کیا۔

"کیونکہ تم میری شرٹ میں ٹن ہو کر سو رہی تھی، میرا خزانہ تھا اس کمرے میں تبھی لاک کر گیا کہ کوئی نہ آئے یہاں اور تم اپنی نیند اچھے سے پوری کیے اپنی مرضی سے جاگو۔ ٹھیک ہے میری شیر جیسی طاقت والی ملکہ؟ تم اچھے سے چل پا رہی ہو اسے دیکھ کر مجھے بہت اچھا لگا"

وہ اسکی ہر بات پر کئی رنگوں میں ڈھلی، اسکا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا، لیکن شکر وہ کسی خمار میں نہ تھا ورنہ دلارہ اس سے نظر نہ ملا پاتی۔

"تھینکیو مجھے ایک بھی وہ ریڈ والا گندا سائن نہ دینے کے لیے۔ اسے چھپانا بہت اریٹیٹنگ ہوتا ہے۔ تم نے کوئی

ثبوت نہیں چھوڑا رات کا، مجھے بس اس ایک چیز نے کچھ سکھ کا سانس لینے میں مدد دی ورنہ باقی تو۔۔۔"

دِلارہ نے اسکی امبر آنکھوں میں دیکھتے مسکرانے کی ناکام کوشش کی جبکہ باران نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر اٹھایا تو وہ خفیف سا گھبرائی اور بولتے بولتے رک گئی کیونکہ جانتی تھی اسے تفصیل دینے کی ضرورت نہیں۔

"تم مجھے بنا کسی ضد اور زبردستی دستیاب تھی تو میں نے بھی کوئی ظلم نہیں ڈھایا۔ ویسے بھی ہم گھر نہیں تھے تو اچھا تھوڑی لگتا میری نازک سی جان لو وبائٹس چھپانے میں ہلکان ہو رہی ہوتی۔ تمہیں ہلکان کرنے اور تمہاری جان

لینے کا نیا طریقہ ہے ناں میرے پاس، بنا ثبوت چھوڑے۔۔۔۔"

وہ اس سے پہلے پٹڑی سے اترنے لگتا، دلارہ نے اسکے ہونٹوں پر انگلیوں کی اگلی چاروں پوریں جما کر اسے بولنے سے روک دیا، اسے بھی کسی تفصیل کی کہاں ضرورت تھی، جسموں کی خوشبو، حرارت اور تروتازگی سارے راز کھول رہی تھی۔

"مجھے اس بارے بات نہیں کرنی باران، ابھی نہیں کرنی یعنی۔۔بعد میں کریں گے اوکے؟"

وہ بے بسی سے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی تو باران پر خمار سا ہنسا، بازو اسکے مہکتے نازک وجود کے گرد لپیٹ کر اپنے ہاتھ باندھ سے لیے۔

"تو کیا اچھا طریقہ نہیں لگا، لگتا ہے بہت اوور ہو گیا سب"

باران نے ڈرامائی افسوس دیکھایا تو وہ اسکے حصار سے زرا نکلے اسکے منہ کے سامنے آئی اور گھوری۔

"اوور کے کچھ لگتے۔ کہا ہے ناں بات نہیں کرنی۔"

وہ روہانسی ہوئی تو باران نے ہنس کر اسکو خود میں دبوچا اور اسے لیے بریک فاسٹ ٹیبل کی طرف بڑھا، دِلارہ کو

بٹھائے خود بھی وہ اسکے ساتھ بیٹھا تو منظر آگ پکڑ گئے، وہ ایک دوسرے کو جس طرح دیوانگی سے دیکھ رہے تھے وہ توبہ شکن تھا۔

"م۔۔مجھے کچھ بتانا ہے تمہیں۔ک۔۔کل ایدا آپی ایک آدمی سے ٹکرائیں۔اس نے بہت اچھے سے سوری کیا پھر وہ اپنا فون ہمارے ٹیبل پر بھول گیا، مجھ سے ناں اسکے فون پر ہاتھ لگا اور میسج اوپن ہوا۔تم جانتے ہو وہ میسج مما کا تھا"

دِلارہ نے ناشتہ سائیڈ کیا اور اٹھ کر وہ باران کے قریب ہونے کے لیے میز پر ٹک کر اسکے سامنے بیٹھی اور اسکے

دونوں ہاتھ زور سے کس لیے، باران کی آنکھیں خفیف سا حیرانگی بھرا مسکائیں۔

"مطلب وہ توران تھا؟"

باران کی مسکراہٹ تھمی۔

"ہ۔۔ہاں۔ماسک پہن رکھا تھا انہوں نے۔پھر میں انکو باہر تک فون دینے گئی۔اور تمہیں پتا ہے میں نے کیا بلنڈر مارا؟"

وہ بولتے بولتے جب ہانپی تو باران نے اسکی کمر سے ہولڈ کرے اسے اٹھا کر اپنی گود میں لا بٹھایا، وہ ناچاہتے ہوئے

بھی ساری گھبراہٹ و تکلیف بھولے باران کے اسطرح پاس کر کے دیکھنے پر مسکرائی بھی اور اس نے لاڈ سے اپنی نرم ملائم گال باران کی گال سے بھی جوڑی، دونوں ہی اس لمحے کے سرور میں گم لگے۔

"اب بتاو کیا بلنڈر مارا؟"

وہ اسکے پوچھنے پر زرا روبرو ہوئی پر اسکی آنکھیں بھیگیں اور سر سمیت جھکیں، اندر ہلچل جو مچی تھی۔

"م۔میں نے اپنا اسکارف نکال کر انکو دے دیا۔انکی آنکھیں بلکل میرے جیسی تھیں میں انکو دیکھ کر سب بھول

گئی۔ انکو میرا پتا نہیں تھا شاید، وہ چلے گئے باران۔ میں بہت روئی پھر۔ میں نے ایسا کیوں کیا؟ مجھے تو ان سے بہت نفرت ہے۔ انکی وجہ سے میں جائز ہو کر بھی ناجائز کہلائی، یہ بہت بڑا گناہ ہے انکا تو پھر میرے دل میں یہ کیسی لپک جاگی؟"

وہ بتانے کے ساتھ جیسے بھاری سانس لے کر رو دی، باران نے اسکی گال سہلاتے وہ بے قابو آنسو پونچھتے حوصلہ دیا، اسکے دونوں گال اپنے ہونٹوں سے چومتے اسکا رونا روکا پر وہ شدید ڈپریس تھی۔

"ویسی ہی نفرت ہو گی ناں جیسی مجھ سے تھی۔ ایک ہفتے کی مار نکلی تھی تم۔۔۔ وہ تو بابا ہیں، ڈرو کہ کہیں ایک اور

ملاقات کی مار نہ نکلو تم۔۔کیونکہ میری طرح اس شخص کی بھی کئی مجبوریاں اور سچائیاں ہیں جو تمہیں جاننے کے بعد ہی حتمی فیصلہ کرنا ہے"

وہ اسے اور رلانے کے لیے چھیڑ گیا جسکی دلارہ کو امید نہ تھی، وہ ناراض ہو کر اٹھنے لگی پر وہ اسے مضبوطی سے پکڑے روک گیا پر وہ اسے سرد آنکھوں سے جوابا گھوری، مگر باران کے آخری حوالوں پر پگھلنے لگی، یا بلکل ریت کی طرح اسکے اندر سب اڑنے لگا۔

"م۔۔مجھے ان سے کبھی نہیں ملنا باران"

وہ ضد میں مچل کر بولی۔

"اسکارف واپس نہیں لو گی؟"

باران نے ان بھیگنے کو تیار گرے آنکھوں کو ٹٹولا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی، باران یہی اسکے اندر کی تکلیف ہی باہر نکالنے کے جتن کر رہا تھا، وہ رو لے یہ بہتر تھا اسکے لیے۔

"ن۔۔ نہیں وہ انکو ورم رکھے گا۔ میں نہیں لے سکتی ب۔۔ باران۔ لیکن مجھے انکے قریب بہت الگ سا حصار محسوس ہوا۔ بہت ہی اپنائیت تھی انکے چار سو، راحت

تھی۔وہ شخص میری محبت اور تڑپ کے لائق نہیں۔ لیکن میں اندر سے کٹ گئی ہوں۔ بہت زیادہ"

وہ اپنی کیفیت باران کو سمجھانے پر لگی تھی جو اسکی رگ رگ سے واقف تھا، کیسے نہ سمجھتا کہ وہ کن حالات سے گزر رہی ہے۔

"ملنا چاہو گی اس سے؟"

باران نے پھر سے وہ جھکی نظریں اوپر اٹھانے کو اسکی ٹھوڑی اوپر کرتے پوچھا تو وہ رونے کے ساتھ نفی کر گئی، وہ پگھلنا نہیں چاہتی تھی۔

"سوچ لو۔"

باران نے اسے اکسایا پر وہ دکھی ہوئی تو وہ رک گیا، وہ اسکی تکلیف پر کیسے راضی ہو سکتا تھا۔

"اوکے۔ ہم اس پر پھر بات کریں گے۔ بھوک لگ رہی ہو گی ناں۔ ناشتہ کریں؟"

وہ موضوع بدل گیا تاکہ وہ رونارو کے پر وہ یوں رونارو کے جبر میں بلکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"ب۔۔بہت بھوک لگ رہی ہے تبھی جاگ گئی ورنہ مجھے بہت باڈی پین ہو رہا تھا۔میری آنکھیں بھی درد کر رہی تھیں۔"

وہ نظریں چراتی اس سے شکوہ کر گئی تو باران نے بھی لمحہ بھر نظریں چرائیں،وہ اس بیچ مسکرایا تھا کہ وہ اپنے درد بتا کر اسے شرم دلانے کی کوشش کر رہی ہے۔

"مساج دوں تمہیں؟"

وہ اسکی طرف دیکھتا بلکل سیریس تھا پر دِلارہ اچھے سے جانتی تھی اس آفر کو لینے کے بعد اسے اور کیا کیا جان لیوا وبال بھگتا پڑے گا۔

"اگر ہمارا بے بی آ گیا تو میں پڑھنے کیسے جاوں گی باران؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ ہمارا بے بی تو نہیں آئے گا اس سب سے؟"

باران نے اسکی معصوم سی آنکھوں میں تیرتے خوف پر ایک بار پھر خود کو ملامت کی پر مزہ بھی آیا جیسے وہ بے بی تک کی سوچ لیے اس سے ڈر بانٹ گئی۔

"آئی ایم سوری دلارہ"

باران نے اسکی ناک چومتے معصوم بنتے کہا تو وہ فوراً سر نفی میں ہلا گئی۔

"مت کرو ناں پلیز۔ میں پہلے ہی اچھا محسوس نہیں کر رہی۔"

دلارہ کی نیت اسے اداس کرنے کی نہ تھی۔

"مجھے ہمارا بچہ چاہیے"

وہ ابھی سنبھلی کہ اسکی فرمائش سنے شاکڈ ہوئی۔

"مجھ سے ؟ میں ابھی دو تین ماہ بعد اٹھارہ کی ہوں گی۔ لوگ اٹھارہ سال کے بعد جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہیں اور میں مدر ورلڈ میں گھس جاوں گی۔ تم کس قدر ظالم ہو باران"

وہ اسکو ایسا بے درد کہاں سمجھتی تھی، باران نے اسکے شکووں کو پیار سے سنا، وہ اسے اس وقت بہت ہی دل میں اترنے والی شے لگ رہی تھی۔

"یہ تمہیں میرے قریب آتے وقت سوچنا چاہیے تھا ملکہ۔ اب تو پراسیس شروع ہو چکا ہو گا"

وہ بے شرمی سے مزید اسے ڈرائے آنکھ دبا گیا تو وہ بھی شرماتی دیکھائی دی لیکن ظاہر غصہ ہی کیا، پر وہ جانتا تھا وہ بہت زیادہ خوش ہے۔

"مجھے کیا پتا تھا تم ایسے والا پیار کرنے والے ہو ورنہ کس کبھی پورا نہ ہونے دیتی۔"

وہ خوامخواہ خفا ہوئی۔

"میں نے بہت مس کیا تھا تمہیں، میں اس سے کم پر راضی نہیں ہو سکتا تھا۔ اور مجھے لگتا ہے تم بھی نہ ہوتی؟ ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

وہ سنجیدہ اور تھوڑا خطرناک ہوا تو دِلارہ نے جلدی سے سر اثبات میں ہلایا، یہی تو وہ چاہتی تھی بس چھپا رہی تھی پر اسے کیا پتا اسکے سارے جذبات کل باران پر آشکار ہو چکے ہیں۔

"تم ہمیشہ ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے بہت اچھا لگا"

وہ اپنا راز اسکے کان میں سرک کر کہہ گئی تو باران کے سرور کو رنگ لگے، دل کے جذبات بھڑک اٹھے۔

"سچ کہہ رہی ہو؟"

وہ اب بھی جان کو آتا ہوا سنجیدہ تھا۔

"میں تم سے جھوٹ کیوں کہوں گی"

وہ دگنی محبت سے بھری۔

"روم دیکھو ایک بار"

باران کے کہنے پر اس نے جلدی سے ارد گرد نظریں دوڑائیں تو ہر طرف پرپل تھیم اور واس کے اپنے فیورٹ تازہ پھول دیکھتی وہ انہی پھولوں کی طرح مہکنے کے ساتھ مسکرائی بھی۔

"تم نے کروایا؟"

وہ جذبات سے بھری باران کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکی خوبصورت بہکی بہکی آنکھوں میں جھانکتے بولی۔

"ہاں تمہارے لیے لیونڈر"

وہ اسے اپنی کس سے قابو کرنے کے پلین میں کچھ زیادہ ہی بے لگام ہوا، باران نے اسکے ہونٹوں کا زائقہ اپنی زبان تک اتارنے کے ساتھ اہمیت کا احساس بھی اس کے درد کرتے وجود میں اتارا تو وہ اسکی آغوش میں آسودگی سے سمٹنے سی لگی۔

"آئی لو یو سو مچ"

دِلارہ نے اسکی گردن میں گھستے اسے چومتے اقرار کیا، اگر ناشتہ انتظار میں نہ پڑا ہوتا تو یہاں ایک بار پھر دِلارہ کے درد جاگنے بنتے تھے جیسے وہ باران کی جان لے رہی تھی۔

"ناشتہ کریں؟"

وہ بات ٹال گیا تو وہ سامنے ہوئے اسکے چہرے کو گھور کر دیکھنے لگی۔

"میرے آئی لو ویو کا جواب کون دے گا؟"

اف! بہت سخت رد عمل آیا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں دے سکوں گا ابھی جواب؟ جب تمہارا وجود تھکن اور درد میں مبتلا ہے اور بھوکی بھی ہو؟"

وہ اپنے قہرناک جواب سے دلارہ کے چار سو آگ ہی تو بھڑکا گیا، وہ نظریں جھکا گئی تو باران نے اسکے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے شدت رکھتے انداز میں چوما۔

"یہ کیا ہے؟"

وہ اسکی کلائی میں پہنے ان موتیوں کو دیکھنے لگی۔

"تسبیح ہے"

وہ اسکے جواب پر مسکائی۔

"اس پر سیکرٹ کچھ پڑھ کر کونسی دعا مانگی جارہی تھی؟"

وہ شوخ و پر اسرار ہوئی۔

"یہی کہ تم میں اتنی انرجی آجائے کہ اگلی بار تمہارے والی کنڈیشن میری ہو"

وہ اس وقت جو سوچ رہا تھا بے باکی سے بولے جارہا تھا اور دلارہ کان کی لو تک سرخ ہوئی، مزید اس سے بات کرتی تو یہ آدمی شرم سے پانی کر کے یہیں ڈھیر کر دیتا تو دلارہ کو یہی لگا اب ناشتہ کرنا ہی بہتر ہے جبکہ وہ اٹھ کر ساتھ بیٹھی شرافت سے ناشتہ کرنے لگی تبھی باران نے فون پر آئے

میسج کو بنا کھولے ہی پڑھ کر اک گہری سمائیل دی تھی، جیمنائے کا خاتمہ ایک دلی اور ذہنی ریلف تھا۔

وہ ناشتہ کرتی یونہی بے دھیانی میں اپنی وائیٹ ٹاپ کی بازو پر لگے بلڈ کے ٹریسز پر ٹھٹھکی، اس نے فوراً باران کی طرف دیکھا جو خود بس چائے پی رہا تھا اور فون سکرول کر رہا تھا، دِلارہ نے اسکی طرف ہو کر بیٹھے ہتھیلی اسکے سینے پر رکھی تو وہ فون سے توجہ ہٹائے دِلارہ کو دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا؟"

باران نے اسکی پریشانی تکتے فوراً پوچھا۔

"یہ میری بازو پر بلڈ کیسے لگا؟ تم زخمی ہو؟"

دِلارہ نے اسکے ہاتھ سے چائے کا کپ چھین کر سامنے میز پر رکھے اسکی بازووں کا ویسے ہی دونوں ہاتھ پھیرے جائزہ لیا تو دِلارہ کی ایک ہتھیلی گلابی ہوئی، کندھے اور شرٹ پر لگا چاقو کا کٹ سوئٹر سے چھپ تو گیا پر خون رستا ہوا سوئٹر کے اندر سے نکلے راز کھول گیا۔

"ہلکا سا کٹ ہے میری جان، فکر کی بات نہیں"

باران نے اسے کول ڈاون کرنے کی کوشش کی پر وہ اٹھی اور اسکا سوئٹر پکڑ کر اتارنے لگی، جبکہ باران پکڑا گیا تھا تو

مزاحمت نہ کرتے اچھے بچوں کی طرح سوئٹر اتار کر سائیڈ کیا، دِلارہ نے اسکے کندھے پر لگے کٹ کو دیکھتے اسے غصے سے دیکھا اور باران کا منہ جبڑے سے دبوچ کر اوپر اٹھایا۔

"تمہیں کیا لگا مجھ سے چھپالو گے اپنی تکلیف، یہ تمہاری بھول ہے باران۔ کس نے کیا یہ؟ بتاو۔ اور یہ معمولی کٹ ہے کیا؟ دیکھو ساری شرٹ بلڈ سے گیلی ہو رہی ہے۔ اتارو شرٹ"

وہ غصے کے ساتھ آنکھیں بھی سرخ کر بیٹھی تو باران نے مدہوش سی آنکھوں کے اثر سے اسے چھیڑتے اپنی شرٹ کے بٹنز کھولے اور کھول کر اتارتے وہ بھی اک طرف

رکھی تو دِلارہ کی آنکھیں اسکے کندھے کے واضح کٹ پر رنجیدہ ہوئیں۔

"ایک حادثہ تھا بس، یقین کرو۔ معمولی ہے، تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

باران نے اسکی تکلیف کے پیش نظر نرمی سے بتایا پر وہ کچھ نہ بولی اور اپنے بیگ کی طرف اٹھ کر بڑھی۔

"اب یہ مت کہنا تم نے بیگ میں فسٹ ایڈ باکس بھی گھسا رکھا ہے"

وہ بیگ کم دِلارہ کی جادوئی تھیلی زیادہ تھی، وہ اس وقت مزاق کے موڈ میں نہ تھی ورنہ اس پر ضرور مسکراتی۔

"میں ایک اینمل لوور ہوں، اور جانوروں کو کبھی بھی ریسکیو کرنا پڑ سکتا ہے"

وہ اپنا منی دوادارو کا ڈبہ اٹھا کر قریب آئی۔

"لیکن میں انسان ہوں"

احتجاج بلند ہوا، وہ سامنے ٹیبل پر ٹکی، اس شخص کے توانا مسلز سے بھرے بازو کو ایک ہاتھ سے ہولڈ کرے زخم کا جائزہ لینے کے بیچ باران کو دیکھتی مسکائی۔

"ابھی یہ ان ٹچ ہے تو شروعات انسان سے ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی کل کے بعد تم شیر ہی ہو۔ اور شیر انسان نہیں ہوتا تو چل کرو"

وہ اسکے زخم کے ارد گرد لگا بلڈ کاٹن پیس پر سپرٹ لگا کر صاف کرے بولی تو باران کو اسکا شوخ اعتماد اچھا لگا، وہ آگے کو جھکتا اسکی ناک سے ناک مس کرے اسے ڈسٹرب کر گیا پر وہ نہ ہوئی۔

"واقعی شیر لگا میں تمہیں؟"

اس بار کمینی سی سمائیل ہونٹوں پر سجائے پوچھا گیا، دِلارہ نے آنکھیں اٹھا کر باران کو دیکھا اور سمٹا شرمگیں سا مسکرا کر سر ہلا گئی، اس کٹ پر بینڈ تج لگا کر اسے سکھ کا سانس ملا، باکس واپس بند کرے اپنے دائیں طرف ٹیبل پر رکھے وہ اسکی طرف واپس متوجہ ہوئی۔

"خبر دار اگر دوبارہ تم نے اپنا آپ مجھ سے چھپایا"

گریبان تو نہ تھا تبھی دِلارہ نے اسکی گردن کے اطراف دونوں ہاتھ جماتے کہا کہ اس کی گردن اس لڑکی کے دونوں ہاتھوں میں بھی نہ آسکی تو بچاری کو صدمہ ہوا جبکہ باران اسکی غمزدہ صورت پر شرارت سے مسکرایا۔

"تو کیا کر لیں گی آپ میری جان"

وہ اسے اٹھا کر خود پر گرائے پیچھے کاوچ کی آرام دہ بیک سے لگا، دِلارہ کی ہارٹ بیٹ مس ہوتی جب جب وہ خود سر، ضدی یا پھر بے باک ہونے کی کوشش کرتا۔

"کچھ نہیں۔ مجھے اپنی تکلیف مت دیا کرو بس"

پیار سے زیادہ مان تھا دِلارہ کی سرگوشی میں۔

"وہی نہ دینے کی کوشش کی تھی"

وہ جتا گیا تو دلارہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"ایسے اپنا درد چھپا کر بھی تکلیف دیتے ہو۔ مجھے تمہاری اک بھی بھاری یا درد میں لی سانس قبول نہیں۔ اوکے ؟"

وہ اتنے پاس تھی اور اتنے لاڈ سے اسے حکم دے رہی تھی کہ باران کو اس لمحہ اپنی زندگی سے ہر شکوہ ختم ہو گیا، وہ خود کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھ رہا تھا۔

"اوکے۔ ناشتہ کریں؟"

دِلارہ کی قربت خطرہ تھی تبھی باران نے اسے ہوش دلائی پر اتنے قریب آ کر ہوش کسے رہتی۔

"نوو۔۔ مجھے نہیں کرنا ناشتہ"

وہ ضدی انداز میں بولی۔

"آر یو شیور؟"

باران نے اسکی بہکی بہکی نظروں کے روبرو یقین چاہا تو وہ اسکے بھرپور گلے لگی، جیسے اس وقت ان بازووں کے ہالے سے نکلنے کی کوئی خواہش نہ رہی ہو۔

"میں بہت روئی تمہارے لیے باران"

اسکی آواز ٹوٹ سی گئی، باران نے گرفت مزید مضبوط کی جیسے اسکے درد کرتے جسم کو آرام دینے کی کوشش کی ہو۔

"تبھی تو دگنی حسین ہو گئی۔ جدائی بہت کم لوگوں پر نکھار لاتی ہے۔ تم ان میں سے ایک تھی"

وہ اسے ان ڈائریکٹ خوبصورت کہہ رہا تھا، وہ فورا سے روبرو ہوئی۔

"اور تم بھی"

وہ اسکی خوبصورتی میں کھوئی کمال کا آرٹ لگی جسے دیکھتے رہنے پر آنکھیں مچل جائیں۔

"کیا تم مجھے ہنڈسم کہنے کی کوشش کر رہی ہو؟"

وہ فسوں کو کم کرنے کو شرارت سے بولا۔

"تمہیں نہیں لگتا تم اندر باہر ہر طرف سے پیارے ہو تبھی میں تمہارے اتنے پاس آئی اور اب تک پاس ہوں۔"

اف ملکہ کا غرور، کسی کا سالم دل لے ڈوبا۔

"اہمم اہمم"

وہ خود کے حسین ہونے پر زندگی کی سینتیس بہاریں گزارنے کے بعد ایمان لایا تھا، جبکے وہ ہنسی تو باران یلدرم کی پوری کائنات روشن ہوئی تھی، وہ اسکے پاس اپنے بہترین ورژن میں تھی، اسکا صدقہ اترنا واجب تھا، وہ اپنی کمزوری باران کے ہاتھ دے چکی تھی کہ وہ جب تک چاہے اسکی

سانسوں کے سنگم پر محبت لکھ سکتا تھا، اپنی مرضی اور رضا کے عین مطابق، اسے وہ اتنی میسر تھی جتنا وہ خود بھی خود کو نہ تھا۔

"تمہارا بیلی بٹن ہول تو ملا ہی نہیں مجھے۔ بند ہو گیا۔ دوبارہ کرواوناں میرے لیے"

وہ اسکے بڑھتے تقاضوں پر زرا سنبھلی تو اسکی فرمائش بھی انوکھی آئی۔

"نو۔ اب تمہاری باری ہے۔ تم کراوگی میرے لیے"

باران نے ظلم کی انتہا کی، وہ روہانسی ہوئی۔

"درد ہو گاناں"

وہ ڈرامائی سا سہمی۔

"نہیں۔اب تم کسی درد کو فیل نہیں کر سکتی۔میری جو ہو گئی ہو"

بے باکیت کا مظاہرہ کرتے باران نے آنکھ دبائی تو وہ ہنستے ہوئے مان جاتی اسکے واپس گلے لگی، دونوں ہی خوشی اور سکھ کا جہاں بنے ہوئے تھے۔

.._____..

"یہ روم توران نے لے رکھا ہے پچھلے دو ماہ سے، تم یہاں آرام کر لو۔ اور کسی قسم کی فضولیات سوچنے کی ضرورت نہیں۔"

ڈور کھولتے عالی نے پہلے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا پھر وہ خود بھی اسکے پیچھے ہی روم میں انٹر ہوا، عیشاء کی اس وقت تھکن اور اداسی سے جان آدھی لگ رہی تھی اوپر سے ستم کہ اس کمرے میں اتنے دن سے وہ رہ رہا ہے، دگنی مشکل اور اضطراب کو پیدا کرنے والی کڑی تھی۔

"ٹھیک ہے"

وہ بس تھکن سے اٹی مجبورا بولتی نظر آئی، عالیان نے اسکو آرام کرنے کے لیے چھوڑا اور باہر آیا، ریسپشن تک آتے اسے وہاں کے مینجر سے جب باران پر اٹیک کا پتا چلا تو وہ بھی کچھ پریشان نظر آیا مگر اس سے پہلے وہ باران کو جا کر دیکھتا، براق اور آمارہ وہیں آتے نظر آئے، وہ تینوں وہیں ریزاٹ کے سٹنگ لاونج کیفے میں چلے آئے۔

"جیمنائے مر گیا ہے"

وہ دو آج کی بہترین خبر لائے تھے جبکہ عالیان اچھا بھلا امپریس ہوا۔

"گریٹ نیوز۔ اور جس آدمی نے باران پر اٹیک کیا اس بارے کیا انفارمیشن ہے"

عالیان کو تسلی نہ ہوئی تو مزید استفسار کیا۔

"وہ بھی جیمنائے کا بھیجا آدمی تھا، لیکن اسکے دو دوسرے ساتھی بھی تھے ریزاٹ کے باہر اور پکڑے گئے ہیں۔ سب ختم ہو گیا بھائی"

براق کے لہجے میں بھی جیسے اک سکون اترا تھا، عالیان نے دونوں کو شاباش دیتی نظروں سے دیکھا۔

"بہت اچھی خبر ہے یہ۔ اب تم دو کا کیا پلین ہے؟"

عالیان نے دونوں کو بیٹھنے کا کہا کیونکہ کل سے دونوں ایک ٹانگ پر کھڑے تھے جبکہ خود بھی وہ آکر سامنے ہی بیٹھا، پلین والے سوال پر دونوں نے مشکوک سی نگاہیں ایک دوسرے پر جمائیں اور پھر عالیان پر، جبکہ ان کے نظروں کے شوخ تبادلے سے کچھ کچھ تو عالی بھی مدعا بھانپ گیا۔

"ہم شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں اور پھر جرمنی واپسی کا لیکن اب ہمارا ارادہ کسی اور شہر میں جا کر بسنے کا ہے اور وی وانٹ نارمل ہسبنڈ وائف لائف"

براق نے مسکرا کر اپنا فیصلہ بتایا تو جہاں آمارہ متفق مسکرائی وہیں عالیان کو انکے اس زبردست فیصلے نے مسرت کا احساس بخشا۔

"ارے واہ، شادی۔ ہم بھی انوائٹڈ ہوں گے ناں"

باران کی عقب سے آواز پر وہ تینوں بیک وقت پلٹے جہاں وہ دِلارہ کے ساتھ نک سک سوٹ بوٹ پہنے تیار تھا اور وہ دو شائد گھومنے جا رہے تھے۔

براق اور آمارہ دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے، دونوں کی نظر لیڈی باران پر بھی گئی جس نے جواباً بس مبہم سا سمائیل کیا۔

"آفکورس بھائی۔ آپ تو پہلے ہوں گے انوائٹڈ۔ ہم سوچ رہے ہیں کہ سب ریزاٹ میں ہیں تو ہم یہیں چھوٹا سا ایونٹ کر لیں۔ آپ سب ہی ہماری فیملی ہیں اب"

براق کے خوبصورت سوچنے پر سب متفق تھے، امارہ بس اپنی زندگی کے بدلاو کے بارے سوچ رہی تھی کہ کل تک وہ اس شخص کے لیے کس قسم کا سوچنے پر مجبور تھی اور آج اسکے پاس اسکے پر ہیں، وہ اپنی خواہش کے مطابق جی رہی ہے۔

"یہ بہت اچھا سوچا تم نے۔ یہ جگہ بہت اچھی ہے"

باران نے بھی خیال آپروو کیا تو ساتھ ہی ڈن ہوا، سب دھیما سا مسکرائے۔

"چلیں پھر ہم نکلتے ہیں۔ جیمنائے کا کام تمام ہو گیا ہے بس وہی بتانے آئے تھے۔ اب بقیہ معاملات سمیٹنے ہیں جا کر۔ آذربائیجانی حکومت اور قانونی ادارے بڑے ریلیف میں لگ رہے ہیں اسکی موت سے اور یہ بہت اچھا سائن ہے"

براق نے آمارہ کو بے چین محسوس کیے اجازت لینے کو بہتر سمجھتے ہوئے مزید بتایا جسکے بعد وہ اور آمارہ اجازت طلب

ہوتے روانہ ہوئے جبکہ عالیان کی اب فکر سے بھری نظریں باران پر جمی تھیں۔

"ٹھیک ہو تم؟"

عالی کا پوچھنا ان دونوں کو پیارا لگا، جبکہ باران نے اپنے پہلو میں کھڑی مس کو ٹھیک ہونے کا کریڈٹ دیتے مسکراہٹ بخشی۔

"عیشاء کو چھوڑنے آیا تھا، وہ اپ سیٹ تھی۔ اس نے ایک پیشنٹ کو بلڈ دیا ہے۔ سوچا آرام کر لے گی۔ تم دونوں ملے اس سے؟"

عالیان نے دونوں کو باری باری دیکھتے کہا پر باران نے جوابا عالی کو آنکھیں دیکھائیں لیکن دیر ہو گئی، دلارہ بے چین ہو گئی تھی۔

"مما کب آئیں؟"

وہ حیران و پریشان سی دونوں کو باری باری دیکھتی بولی۔

"کل ہی آ گئی تھی۔ روم نمبر فورٹی میں ہے۔ تم ملنا چاہتی ہو تو مل آو۔"

عالیان نے باران کی گھوریوں کی پرواہ کیے بنا ساری بات بتائی تو وہ سر ہلاتی باران کو آنے کا کہے چلی گئی۔

"بھا کچھ تو پیٹ میں رکھا کریں۔"

باران نے منہ بنایا۔

"تمہاری یاداشت ٹھیک ہو گئی بیٹا؟ ادھر آ زرا ڈرامے باز۔ مجھے تو پہلے ہی شک تھا ڈرامہ پید اکر رکھا ہے بابا نے باران نامی"

باران کیا حساب لیتا، الٹا عالیان نے اسے آڑے ہاتھوں جکڑا اور باران مسکین بنا بس منہ ہی منہ میں مسکراتا ہی دیکھائی دیا۔

جبکہ مطلوبہ روم تک پہنچے دلارہ نے پہلے ہلکی سی دستک دی مگر جب ڈور نہ کھلا تو اس نے ڈور ناب ہلکا سا گما کر پش کیا تو دروازہ کھلا، وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اسے عیشاء کا بیگ اور فون تو نظر آیا، ہیلز بھی اک کونے میں مگر وہ وہاں نہ تھی جبکہ وہ اندر واش روم میں سنک ایریا کے پاس کھڑی اس اسکارف کو دھونے کی کوشش کر رہی تھی، نل سے گرتے پانی کی آواز اور کھلے دروازے کو دیکھتی، دلارہ آہستہ سے قدم اٹھاتی واش روم کے ڈور تک آئی۔

"آپ نے کسے بلڈ دیا مما اور یہ کیا دھو رہی ہیں؟"

عیشاء کے ہاتھوں سے وہ اسکارف چھوٹ کر سنک میں گرا جبکہ وہ گھبرا کر پلٹی تو سامنے دلارہ کھڑی تھی۔

"دِلارہ"

اس سے پہلے عیشاء اسے پکڑ کر روم کی طرف لے کر جاتی، دلارہ نے وہ اسکارف بھی دیکھا اور اس پر لگا خون بھی، وہ عیشاء کے ہاتھوں سے اپنی بازوؤں کو چھڑواتی سنک کے پاس گئی اور اس نے اپنا اسکارف پہچانا، لیکن اس پر اتنا سارا خون دیکھے دِلارہ کا دل سکڑنے لگا۔

"ممما یہ کسکا خون ہے؟"

وہ پلٹ کر عیشاء کی طرف دیکھے بولی تو عیشاء اس سے پہلے لڑکھڑاتی، دلارہ نے اس تک پہنچ کر بروقت عیشاء کو سنبھالا، اور اسی طرح وہ اپنے سہارے اسے باہر روم تک لائی اور میٹرس کے دائیں طرف بٹھایا۔

"کیا چھپا رہی ہیں۔ میری طرف دیکھیں۔ یہ اسکارف آپکے پاس کیسے اور اس پر اتنا سارا خون۔ آپ تو اسکارف نہیں لیتیں؟ اور آپکی طبعیت اگر ڈاون ہو جاتی ہے اور اسکا پتا تھا تو کیوں بلڈ دیا کسی پیشنٹ کو۔ کسے دیا بلڈ؟"

دِلارہ کے سوالوں کی بھرمار کے بدلے عیشاء نے بس اسکا ہاتھ پکڑے اپنے پاس بٹھایا، لیکن دِلارہ اس وقت سکون کا

سانس بھرنے سے بلکل قاصر لگ رہی تھی، اسکے اندر خوف وڈر بھرا تھا یہ اسکارف اس نے جسے دیا تھا یہ خون اسکا نہ ہو۔

"تمہارے بابا کو دیا بلڈ۔ اسے کل گولی لگ گئی تھی۔ رئیر بلڈ ہے ہم دوکا۔ کوئی اور ڈونر نہیں تھا۔ وہ دوماہ سے یہاں عالیان کے ساتھ کسی سیکرٹ مشن میں تھا اور میں اسی لیے کل اگلی ہی فلائیٹ سے یہاں آئی کہ کہیں تم دوکا سامنا نہ ہو جائے۔ یہ اسکارف تمہارے بابا کا ہے۔ خون روکنے کے لیے اسکے پیٹ پر باندھا گیا تھا مگر اس نے کہا مجھے میں اسے

دھو کر واپس کروں۔ تو میں لے آئی۔ میں اس سے مل کر آئی ہوں"

دِلارہ کی آنکھیں یہ سب سنے دفعتا سرخ ہوئیں، عیشاء کی آنکھوں سے بہتے بے بسی کے مقام والے آنسو دلارہ نے ہاتھ بڑھا کر پونچھے اور یہ کرتے وہ ہر احساس سے عاری بت لگی۔

"میں روم سروس کو کہتی ہوں وہ اسے کلئین کروادیں، یہ بلڈ سٹین بنا کسی اچھے ڈٹرجنٹ یا بلیچ کے نہیں جائیں گے۔ آپ ریسٹ کریں۔ میں اسے دھلوا کے ڈرائے کر کے آپ تک پہنچادوں گی۔ آپ ان کو لوٹا آیئے گا"

دِلارہ نے پاس سے اٹھتے سب کہا پر عیشاء نے اسکا ہاتھ پکڑے روک کر واپس بٹھایا، دونوں کی آنکھیں اخیر درد میں تھیں۔

"تم ناراض ہو ناں کہ میں اس شخص سے رابطے میں تھی اور مل بھی آئی؟"

عیشاء کی آنکھیں سرخ اور بھیگی تھیں اور سب سے زیادہ دردناک اسکا سوال تھا۔

"نہیں۔ آپ اپنی مرضی کی مالک ہیں۔ آپکو یہی بہتر لگا ہو گا۔ میں اعتراض کرنے یا برا ماننے والی کون ہوں؟"

وہ اجنبیت کے پہاڑ پر بیٹھی عیشاء کا دل کند چھری تلے بھینچ سا گئی۔

"تم میری جان ہو"

عیشاء کا سسک اٹھنا دلارہ کا اور کرب بڑھا گیا۔

"اتنا سب ہونے کے بعد آپ کیسے پگھل سکتی ہیں اس شخص کے لیے؟ جن سچائیوں کا باران نے مجھ سے ذکر کیا، آپ جانتی ہیں انھیں؟ اس نے کہا تو ران مسدور کی بھی مجبوریاں تھیں۔ کیا انہوں نے آپکو ورغلا لیا؟ بولیں عیشاء

کیا آپکی نفرت انھیں دیکھ کر مر گئی اور مری محبت جاگ گئی؟"

اس بار وہ نرم پڑنے کی کوشش میں بری طرح ناکام ہوتی چلا اٹھی، اسکا دماغ اس وقت معاوف ہو رہا تھا۔

"کس ہوسپٹل میں ہیں وہ؟"

عیشاء کے بے آواز آنسو اور مجبور سی چپ دیکھتے دلارہ نے سوال کیا جو سراسر دردناک ثابت ہوا۔

"اوکے مت بتائیں۔ میں خود پتا لگوالوں گی۔ نیند کی ٹیبلٹ لیں اور سو جائیں۔ اٹھیں گی تو اسکارف آپکے سرہانے پڑا

ہو گا۔ اگر میری بات نہ مانی آپ نے تو دوبارہ نہ میں آپکو
دیکھوں گی نہ بات کروں گی اور نہ مما کہوں گی"

وہ دھمکی دیتی اٹھی، عیشاء کی تڑپتی ہوئی حالت دِلارہ سے
دیکھنی محال تھی اور تبھی دلارہ مزید نہ رکی اور سخت شرائط
میں اسے باندھے واش روم کی طرف گئی اور وہاں سنک میں
پڑے اسکارف کو اچھے سے نچوڑا جس سے نکلتے لال خون
ملے پانی کو دیکھے اسکی آنکھیں بھی ویسی ہی ہو رہی
تھیں، پھر دلارہ نے اسے ایک پلاسٹک بیگ میں ڈالا اور
لیے واپس روم سے ہوتی بناعیشاء کو دیکھے کمرے سے

نکلی، ٹھیک ریسپشن پر جا کر رکی اور وہاں روم سروس کو بلایا اور انکے سپرد وہ اسکارف کیا۔

"مجھے یہ شام تک چاہیے۔اس پر کلر لگ گیا ہے۔اسکی پیمنٹ مجھ سے ہی لیجئے گا"

دِلارہ نے نرمی سے بات کی جس پر سٹاف نے جوابا اسے کلئین کرنے کا کہے اسکارف لے لیا جبکہ دلارہ نے اک نظر باران اور عالیان کو دیکھا جو چائے منگوا چکے تھے اور کچھ ڈسکشن کرنے میں بزی تھے۔

وہ ان دو کی طرف جانے کے بجائے وہیں سے ریزاٹ سے باہر نکلی اور لان کی طرف بڑھی، پھر وہاں لگے بینچ میں سے ایک پر جا بیٹھی، آسمان سیاہ بادلوں کی لپیٹ میں تھا، ٹھنڈی یخ ہوا چل رہی تھی، دِلارہ نے مفرر کانوں اور گردن پر لپیٹ رکھا تھا، گلوز پہنے تھے پھر بھی یہاں بیٹھنا ٹھنڈ کے طوفان سے لڑنے سا تھا۔

"آپ اور ایدا بھی کہیں گھوم لیں۔ اسے کیوں ہوسپٹل میں آیا کی ڈیوٹی دے آئے ہیں۔ اسے لیں اور جا کر لنچ ڈنر کریں باہر۔ تو ران کا خیال رکھنے کو ڈاکٹرز کا پورا اسٹاف ہے"

وہ دو بھی باہر کی طرف آئے تو باران نے اچھی ڈانٹ سننے اور سب کلئیر کرنے کے بعد عالیان کو مشورہ تھمایا جو عالی کو پسند بھی آیا۔

"تم اور دِلارہ ملنے جاوگے اسے؟"

عالیان نے رک کر پوچھا تو باران کی نظر لان سائیڈ بینچ پر اکیلی بیٹھی دلارہ پر گئی تو وہ کچھ دیر جواب دینا بھول گیا۔

"ہاں مجھے لگتا ہے آج ہی ملنے جائیں گے"

باران کی توجہ دلارہ پر تھی لیکن اس نے جواب عالی کے سوال کا دیا۔

"ٹھیک ہے پھر تم دو جب ہو سپٹل آو گے تبھی میں اور ایدا کہیں گھومنے نکلیں گے۔ تو ران کی بھلے کیئر ہو رہی ہو گی پر اسکے لیے اکیلا پن مہلک ہے جو میں تو نہیں دے سکتا اسے۔ وہ میرا دوست بن چکا ہے"

عالیان نے صاف گوئی سے جواب دیا جس پر باران نے حیرت اور خوشگوار انداز میں اپنے اس سڑے بھائی کو دیکھا جس نے دوست بنایا ہو کبھی ایسا باران کو یاداشت پر بہت زور ڈالنے کے باوجود بھی یاد نہ آیا۔

"بڑا لکی ہے توران۔ اک کمزور دل کے سوا باقی سارے جذبات مضبوط ہیں اسکے اور اپنے بھی۔ بہت کم ہوتے ہیں اس جیسے لکی لوگ۔ ہے ناں؟"

یہ کہتے باران مسکرایا تھا، اسے توران کو اتنا اپنا پن اتنے بلنڈرز کے بعد بھی ملے گا یہ امید نہ تھی تبھی یہ تھوڑا شاکنگ تھا۔

"بہت کم۔۔ اس نے عیشاء کے لیے کچھ کیا ہے، سرپرائز سمجھ لو اور اس میں توران کی میں نے مدد بھی کی ہے۔"

عالیان نے اس بار اپنا سر کھجاتے جیسے ایک اور راز افشاں کیا تو باران نے آئبرو اچکا کر اس مشکوک بھائی کو گھورا۔

"مطلب راز دار بن گئے آپ دو۔ اب تو ماننا پڑے گا سچی پکی دوستی ہو گئی۔ چلیں اچھا ہے، دوست کی ضرورت انسان کو ہمیشہ رہتی ہے۔ میں دِلارہ سے بات کر لوں پھر بتاتا ہوں کہ کیا ڈیسائیڈ ہوا"

باران نے عالی کی اس ایفرٹ کو مانا بھی اور دونوں کی دوستی کو بھی مسرت کے جذبات لیے سراہا، عالیان اپنی گاڑی کی طرف سی یو کہے بڑھا تو باران کی ساری توجہ موسموں کی

ملکہ پر جا ٹھہری جو گم صم سی اس دلکش و دلفریب موسم کو اکیلی بیٹھی اداس کر رہی تھی۔

وہ اس کے پاس چلا گیا، وہ گہری سوچوں میں گم تھی، نجانے ایسے کونسے خیالات تھے جن میں وہ کسی کو شامل نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔

باران نے اسے مخاطب نہ کیا اور اسکے ساتھ بیٹھے ہاتھ بڑھاتے بازو اطراف حائل کی ہی کہ وہ فورا اسکے سینے سے بیٹھے بیٹھے جا لگی، اداسی کی اگر کوئی جیتی جاگتی شکل ممکن تھی تو وہ دلارہ تھی۔

"وہ زخمی ہیں، بلڈ دیا مما نے انھیں۔ جیسے وہ مجرم ہی نہ ہوں اور سب نارمل ہو۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ مجھے بتاو سب سچ۔ مما اور بابا دونوں کے۔ مجھے جاننا ہے ہر نقطہ، ہر کڑی۔ کچھ بھی مت چھپانا۔ یہ بس میں تمہارے منہ سے سن کر ہی سہہ سکتی ہوں باران"

وہ بہت دیر روئی ہے یہ اسکی سوجھی آنکھوں سے عیاں تھا، اسکے اندر آج سب خود جاننے کی ہمت پیدا ہوئی تھی تو باران نے انکار نہ کیا۔

"میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ مجرم نہیں ہیں تمہارے لیکن وہ دونوں بہت سے معاملات میں مظلوم اور مجبور تھے۔ تم یہ

سب سن کر اور جان کر جو بھی فیصلہ لو اس میں ان دو سے
زیادہ اپنا سکون مد نظر رکھنا۔ مجھے تمہاری راحت
چاہیے، ان دو سے کہیں بڑھ کر مجھے تمہارا دل ٹھنڈا در کار
ہے۔ تمہاری آسان سانس چاہیے"

یہ تمہید اکثر بڑے امتحانوں سے پہلے کی جاتی ہے، دِلارہ نے
تاسف سے باران کی آنکھوں میں تیرتی اپنی فکر دیکھی اور
سر ہلایا، ہاں یہ سب وہ باران سے سنتی رہی لیکن وہ شخص
اور اسکے بازووں کا حصار اسے ٹوٹنے اور بکھرنے نہ دے
سکا، سب سچ سنائی بھی دیے اور دِلارہ کو دیکھائی بھی دیے

لیکن باخدادل کی تکلیف اور ان دو سے ناراضگی وہیں کی وہیں پہاڑ بنی رہی۔

وہ روئی بھی نہیں پر باران نے محسوس کیا اسکے اندر بہت سی تکلیف جمع ہو گئی ہے۔

"میں انکو بہت مس کرتی تھی، میں اللہ سے دعا کرتی تھی مجھے میرے انے بابا دے دیں لیکن پھر میں نے یہ دعا کرنی روک دی۔ ا۔۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ میں نے انکو چاہنا چھوڑ دیا۔ بہت کوشش کی نفرت کروں لیکن مجھ سے نہیں ہوا۔ میری سب سے بڑی خواہش جانتے ہو کیا تھی؟"

وہ اسے یہ سب بتا رہی تھی جو واحد اسکے نام کی قبر کے اندر دفن راز سے واقف شخص تھا، وہ اللہ کو لکھا خط، وہ انے بابا کا ہاتھ پکڑنے والی ڈرائنگ، وہ کیسے نہ جانتا کہ دِلارہ کی خواہش کیا ہے پر وہ اس وقت اس سے سننا چاہتا تھا، تا کہ دِلارہ کی جان میں جان واپس آئے۔

"کیا تھی میری جان؟"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑے چومتا بس اسی سے جاننے کو بیقرار ہوا تو وہ روہانسی ہوتی مسکائی۔

"کہ میرے ایک ہاتھ میں مما کا ہاتھ ہو اور دوسرے میں بابا کا"

وہ نظریں جھکا کر ڈوبی سی سرگوشی میں بولی کہ اگر باران اتنے پاس نہ ہوتا تو کبھی نہ سن پاتا۔

"اب بھی ہے یہ خواہش؟"

وہ باران سے ایسا ہی سوال امید کر رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

وہ پراسرار سی اداسی میں لپٹ کر باران کا چہرہ تکتی بولی۔

"مجھے لگتا ہے تم ان دو سے کبھی الگ نہیں ہو سکتی۔ پھر چاہے جتنا نفرت، غصے اور ناراضگی کا غلاف اوڑھ لو۔ ماں باپ خود غرض اور ظالم ہو سکتے ہیں، بیٹے بھی ہوتے ہیں، میری مثال تمہارے سامنے ہے کہ میں نے کئی سال اپنے بابا کو اپنی جدائی میں رلایا لیکن باخدا بیٹیوں میں یہ چیز مر کر بھی نہیں آسکتی تبھی تو بیٹی کا مقام اتنا بلند ہے۔"

وہ باران کی بات سے سو فیصد متفق تھی، تبھی تو اسکا زخمی دل جیسے مرہم اور سکون پا رہا تھا، کہیں اندر سے اپنے ماں باپ کی جائز اولاد ہونے کا سکون ملا تھا آج اسے اور دِلارہ کے اعتماد کو آسمان کرنے کے لیے کافی تھا۔

"میں ناجائز نہیں بس اس وقت اس بات نے مجھے سنبھال رکھا ہے اور دوسرا تم۔ مجھے اب اکیلا چھوڑ کر کہیں مت جانا باران۔ میں اپنا خواب کچھ سال آگے کر لوں گی، ویسے بھی بناڈگری کے بھی آدھی ڈاکٹر تو ہوں ہی۔ کیئر یونٹ اچھے سے چلا سکتی ہوں۔ لیکن میں ہمارے بیچ اب کوئی جدائی نہیں چاہتی۔ مجھ سے سب چھن جائے پرواہ نہیں پر تمہارا زرا سا دور ہونا بھی سہہ نہیں سکتی"

وہ اسے دیکھتی پوری سچائی سے باران کو اپنے پاس کرے اعتراف کر رہی تھی اور باران نے اسکی سچائی مانی بھی اور

اسے اپنی بازووں میں پوری شدت کے ساتھ سمیٹ بھی لیا۔

"میں تو اب تمہیں اک لمحہ بھی اکیلا نہیں چھوڑنے والا، ڈاکٹر علی کے بھائی کا ہوسپٹل ہے انقرہ میں۔ مجھے یہیں neurosurgeon کی جاب آفر کر دی انہوں نے۔ مطلب میں ہمیشہ اب انقرہ کا باسی رہنے والا ہوں۔ ہم بریمن ہو لیڈیز پر جایا کریں گے کیونکہ وہاں جو میرا گھر ہے وہ ذاتی ہے، اسے میں کبھی بیچ نہیں سکتا تو ہمیں اسے ہمیشہ اون کرنا پڑے گا"

یہ خوشی سب سے بڑی تھی اور دِلارہ کے اندر پھیلی ہر اداسی کی لہر سمٹنے لگی۔

"یہ جرمنی والوں کی اچھی زبردستی ہے اپنے شہری قابو رکھنے کی۔ شہری بھی تم سا ہے ناں تبھی۔ڈن۔۔"

وہ یکدم ساری تکلیف بھول کر چہکی تو باران حیران ہوا یہ اتنی جلدی کیسے نارمل ہوئی۔

"تم ملنا چاہو گی اسے؟"

باران جانتا تھا وہ ٹھیک ہونے کا دکھاوا کر رہی ہے، وہ پکڑی گئی تو باران کے گلے چپ چاپ لگ گئی۔

"ملنا نہیں بس دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں کچھ اور بن کر جاوں گی۔ ڈاکٹر یا نرس۔ اب وجہ مت پوچھنا۔ میں تمہیں وجہ نہیں دے سکتی، تم تو مجھے اور میرے دل کو سمجھتے ہو ناں باران؟"

اک مان تھا ان گرے آنکھوں کے دریچوں میں گھلا جسکی آبرو رکھنا باران کے لیے بہت قیمتی تھا

"تم جس طرح کمفرٹیبل ہو وہی کرو۔ لنچ باہر کرتے ہیں پھر اسکے بعد چلیں گے ہوسپٹل۔"

وہ پھر سے اسکے گلوز کے باوجود ٹھنڈے ہاتھوں کو محسوس کرے اسکے گلوز اتار کر اسکے دونوں ہاتھوں کو حرارت دینے لگا اور وہ باران کے گرم ہاتھوں پر فدا تھی، اس شخص کے پاس موجود ہونے کی حرارت دِلارہ پر اپنا جادو پھونک رہی تھی۔

.._____..

عیشاء کی نیند جب ٹوٹی، gobala میں شام کے چار بج رہے تھے، وہ جاگی تو اسے اپنے پاس ہی پڑے اسکارف کو دیکھے سچ میں حیرت ہوئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھی تو اسکارف تہہ کیے رکھا گیا تھا اور اس پر بلڈ کا کوئی نشان نہ تھا جبکہ ڈرائے بھی تھا اور

اس سے دِلارہ کی اپنی بنائی پرفیوم کی خوشبو بھی آرہی تھی، لنچ پر جانے سے پہلے وہ اس اسکارف کو واپس اپنی خوشبو سے بھر گئی تھی جو دھونے سے اتر گئی تھی، عیشاء کی آنکھیں خوامخواہ بھیگیں۔

"یہ اسکارف دِلارہ کا تھا؟"

اک دل کو جھٹکا لگا کیونکہ اگر یہ دِلارہ کا نہ ہوتا تو وہ اس اسکارف کے لیے اتنا کچھ کبھی نہ کرتی پھر اپنا کلون تو کبھی نہ چھڑکتی۔

"یہ دونوں باپ بیٹی کسی دن میری جان لے لیں گے۔مجھے تو ایسے سائیڈ لگا دیتے ہیں دونوں جیسے میں کچھ ہوں ہی نہیں۔ہاتھ میں دے کر آوں گی پر تم سے بات نہیں کروں گی توران۔تم نے مجھے ہماری ہی بیٹی کے اسکارف سے جیلس کروایا۔بے شرم آدمی"

عیشاء نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ بھی اب سزا دے گی،جب تک وہ چینج کیے ریڈی ہوئی،ساڑھے چار بج گئے تھے،عیشاء نے اسکارف کو بیگ میں ڈالا اور فون لیتی وہ ساتھ اپنا کوٹ بھی اٹھائے کمرے سے نکلی،پھر ریزاٹ کے مین لاونج سے گزرے باہر آئی تو وہاں ریزاٹ کی ہی دو گاڑیاں کھڑی

تھیں جو ٹورسٹس یا مہمانوں کو آگے پیچھے ڈراپ کرنے کے لیے ہی تھیں، عیشاء نے وہی ہائیر کی اور ہوسپٹل نکلی جبکہ باران اور دِلارہ ابھی لنچ کے بعد کچھ شاپنگ کرنے نکل گئے تھے، بیس منٹ تک عیشاء ہوسپٹل پہنچ گئی تھی، ایدا اور عالیان نے پورا دن توران کو بلکل اکیلا نہ چھوڑا تھا، ڈاکٹرز کے بقول کل صبح تک توران کو ڈسچارج کر دیا جانا تھا۔

"تم دو آرام کر لو اب۔ میں آدھا گھنٹہ رکوں گی اسکے پاس۔ بلکہ ایسا کرو جا کر ریزاٹ ریسٹ کرو دونوں"

عیشاء جب روم تک پہنچی تبھی عالیان اور ایدا روم سے نکلتے نظر آئے، عیشاء کو تازہ دم اور صبح کی نسبت تھکن سے آزاد دیکھے دونوں کو خوشی ہوئی۔

"پکاناں۔ تم ٹھیک ہو عیشاء؟"

عالی نے یقین چاہا کیونکہ وہ دو مزید رکنے کی کپیسٹی رکھتے تھے۔

"ہاں بہتر ہوں۔ ایدا کو یہاں کی خوبصورتی دیکھاو۔ بلکہ مجھے بتاو میں تم دو کا کہیں اچھی سی جگہ ڈنر ارینج کرتی ہوں اور روم بھی"

عیشاء کی آفر تو حسین تھی پر اب وہ اتنے بھی بے مروت کہاں تھے کہ منہ پھاڑ کر آفر چھین لیتے پھر عالی کو تو اپنا ہفتہ عیاشی دینے کا صدمہ بھی یاد آگیا جبکہ ایدا ضرور بلش کر رہی تھی۔

"تم اپنے بندے کو دیکھو بہن۔ ہم دو آزاد پنچھی ہیں۔ کیوں ایدا؟"

عالیان نے شوخ ہوتے ایدا کی طرف دیکھا جو فورا اپنے مسٹر کے حق میں سر ہلا گئی، عیشاء کا موڈ یہ دونوں اچھا کر گئے۔

"چلو پھر جاو تم دو کو دی آزادی"

عیشاء نے بھی کھلے دل سے رعایت دی جبکہ وہ دو بھی بندھ کر بور ہو رہے تھے تبھی فورا نکل گئے لیکن عیشاء کچھ دیر رک کر دونوں کو دیکھتی رہی، ایسے پیور اور پیارے لوگ دنیا میں بہت کم جو رہ گئے ہیں، دل سے دعا نکلی تھی عیشاء کے، اور ابھی تو اسے پتا ہی نہیں تھا کہ توران نے جو سرپرائز عیشاء کو دینا ہے اسکا ہاف کریڈٹ بھی عالیان اور ایدا کو جاتا ہے۔

بہر حال وہ اپنا دھیان واپس یکجا کرے کمرے میں داخل ہوئی تو نرس اور ڈاکٹر توران سے اسکی تکالیف اور آرام کا

پوچھ رہے تھے اور عیشاء نے محسوس کیا وہ بھی صبح کی نسبت کافی فریش تھا، ایدا اور عالیان نے واقعی اسے اکیلا نہیں ہونے دیا تھا۔

"اب مجھے میری وائف کے ساتھ چھوڑ دیں آپ دونوں"

توران کی نرم سی گزارش نرس اور ڈاکٹر کو سمائل کروا گئی، وہ دونوں ہی پرائیویسی دیتے اسے جلدی سے فٹ ہو جانے کی دعا دیے کمرے سے گئے تو وہ میڈم گھورتی پائی گئیں۔

"تمہاری وائف نہیں ہوں میں توران۔"

بیگ سائیڈ ٹیبل رکھے، کوٹ اتارنے کے بیچ وہ باقاعدہ اونچی آواز میں بولی تاکہ اس ڈھیٹ کو اثر ہو پر توران نے مسکراتے ہوئے اپنے تکیے کے نیچے رکھا اک انولیپ نکال کر عیشاء کی طرف بڑھایا جسے وہ نا سمجھی و غصے سے دیکھنے لگی۔

"تم میری وائف ہو اور اب یہ ترکش حکومت سے تصدیق شدہ حقیقت ہے"

عیشاء نے اسکی بات پر شاکڈ ہوتے جب وہ انولیپ لے کر اسے کھولا تو اندر جو تھا اسے دیکھ اور چھو کر وہ پتھر اگئی، وہ اسکا اور توران کا دوبارہ بنا ہوا نکاح نامہ تھا جو پوری قانونی اور

لیگلی تصدیق کی مہر کے ساتھ ان دو کی نکاح رجسٹری کے ساتھ اس وقت عیشاء کے ہاتھ میں تھا۔

دفعتا اس لڑکی کی آنکھیں دھندلائیں۔

"ی۔۔یہ کیسے"

اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتی، توران نے اسکی بازو پکڑے اپنے پہلو میں بٹھایا، سامنے بھی نہیں بلکہ اپنے ساتھ تکیوں کے قریب، اپنی بازو کے حصار میں، وہ اس وقت یوں تھی جیسے اسکے جسم میں خون کا اک قطرہ بھی نہ ہو، وہ انہی دھندلائی آنکھوں سے توران کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری پرسنل اور پروفیشنل انفارمیشن جو اس کے لیے ضروری تھی وہ مجھے عالی نے پروائڈ کی اور اسکا جو انقرہ میں لیگل کام ہوا وہ ایدا نے کروایا۔ میں نے جب کورٹ میں یہ پیغام دیا کہ میری کیا مجبوری رہی تھی نکاح نامہ پھاڑنے کی تو ان لوگوں نے میرے سچ اور میری تکلیف سمجھ لی۔ اور دو ماہ کی کوشش کے بعد مجھے ہمارے رشتے کا یہ ثبوت، یہ سچ اور یہ عہد واپس مل گیا۔ مجھے اسکی ضرورت نہیں تھی لیکن تمہیں اور دِلارہ کو اپنا نام دینے کے لیے اور دنیا کو بتانے کے لیے مجھے اسکی ضرورت تھی ورنہ میرا دل تو تم دو کا ہی تھا اور رہے گا"

وہ اس وقت صدمے میں تھی، جیسے سانس بھی نہ لے پا رہی ہو، جیسے دل رک گیا ہو، وہ اسے خود سے رہائی دینا ہی نہیں چاہتا تھا، اس وقت وہ کیسے اپنی تکلیف چھپائے سمجھ سے باہر ہوا۔

"اب میں تمہیں وائف کہہ سکتا ہوں؟"

وہ اسکی جھکی آنکھوں کو تکتا زرا اپنے قریب سرکائے بولا تو وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی نزدیک سرک آتی تو ران کی بہت کچھ کہتی آنکھوں میں خوفزدہ ہو کر دیکھنے لگی۔

"ب۔۔بہت دیر کر دی تم نے یہ مان دینے میں۔یہ عزت بخشنے میں توران"

بہت سی شکائیت اسکے آنسوؤں میں تھی اور بہت کم ہونٹوں تک آئی،وہ اس بات کا معترف تھا کہ وہ بہت کچھ جھیل کر آئی ہے پر اسکے بس میں اس سے زیادہ کچھ تھا ہی نہیں۔

"ہاں دیر تو ہو گئی ہے پر میں سب ٹھیک کرنے کی کوشش کروں گا۔وہ تاریک ماہ وسال بھول جاو گی تم عیشاء۔بس مجھے چھوڑنے کی بات مت کرنا۔تم جس طرح چاہے مجھ

سے بدلا لے سکتی ہو۔ تکلیف جیسی بھی دے لینا سوائے سب ختم کرنے کے۔"

یہ سب تو ران مسدور کہہ رہا تھا، عیشاء کے لیے یقین کرنا بہت مشکل تھا، اس جیسے لوگ کب جھکتے ہیں، محبوب لوگوں کے آگے بھی سر اکڑا کر رکھنے والے کب تڑپتے ہیں جس طرح وہ تڑپ رہا تھا۔

"کندھا چاہیے؟"

وہ اسی تکلیف سے بولی تو تو ران نے سر اثبات میں ہلایا تبھی وہ زرا آنسو رگڑتی سنبھل کر بیٹھی تو تو ران نے اپنا سر عیشاء

کے کندھے پر رکھا، وہ اول لمحے بس آنکھیں آسودگی سے موند گئی۔

"مجھے نہیں پتا تھا کندھے پر سر رکھنا اتنا خوبصورت بھی ہو سکتا ہے۔ تم مجھ سے یہ حق چھین کر کتنا برا کرتی عیشاء"

اسے تو بہت اچھا لگ رہا تھا پر جس معصوم کے کندھے پر وہ بھاری سر تھا، وہ تو آدھی ٹیڑھی ہو رہی تھی پر مارے مروت سنبھل کر اپنا بیلنس برقرار رکھنے کی کوشش کرے دھیما سا مسکرا دی۔

"مجھے بھی بہت اچھا لگ رہا ہے"

عیشاء نے مروت بھری سمائیل کی۔

"واقعی! مطلب میں یہاں چھ سے آٹھ گھنٹے سو سکتا ہوں"

توران نے اسکی مشکل بھانپ لی تبھی جان بوجھ کر مروت کا امتحان لیا، وہ چینخی!

"نہیں! بہت بھاری سر ہے تمہارا۔ تم پر مرتی ہوں تو کیا مار ہی ڈالو گے مجھے"

وہ سر اٹھا کر اسے وارفتگی سے دیکھنے لگا، وہ جو بڑبڑائی تھی، اف قیامت ہی تو تھا! اب عیشاء کو اسکے سر کے ساتھ اسے بھی جھیلنا پڑتا۔

"کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جب میں نے تمہیں یاد نہ کیا ہو۔ مجھے بہت پرواہ رہی تمہاری"

یکلخت تو ران کی آنکھیں تاریک ہونے لگیں، وہ بھی جیسے پھر رنجیدہ ہو گئی۔

"ج۔۔ جھوٹ۔ اگر تمہیں میری پرواہ تھی تو اپنے دل کا خیال کیوں نہیں رکھا۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو؟"

بہت سا درد تھا عیشاء کی آنکھوں اور آواز میں۔

"نہیں ہوتا۔ میرا دل اچھی حالت میں ہے فی الحال کیونکہ تم میرے پاس ہو۔ یہ جو میرے سینے میں ڈیوائس ہے یہ

میرے ہارٹ کو آرٹیفیشلی سٹرونگ کرتی ہے لیکن اصل میں میرا دل تمہارے اور دلارہ کے سکون میں آجانے پر سنبھلے گا، تم مجھے دل سے قبول کرلو، مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ ان فیکٹ تم میری ہو جاو تبھی میں دِلارہ کو منا پاوں گا۔ وہ تمہاری طرح نہیں کہ فوراً موم ہو جائے، وہ میری طرح پتھر رہے گی، پھر کہیں اس پتھر پر دراڑ آئے گی اور پھر بہت بعد میں جا کر اسکے اندر کی نرمی باہر آئے گی۔ تو مجھے ہمت چاہیے تم سے۔"

وہ اسکے ایموشنل بلیک میل کرنے پر پگھل رہی تھی، لیکن یہ سچ تھا اسے توران کی ہمت بننا ہی تھا، دل بڑے کرنے

تھے تبھی خود پر خوشیوں کے در کھلتے، سکون آتا۔ اناوں اور خود اذیتی کے فسانے بس دردناک اختتام رکھتے ہیں۔

"میں تمہیں فی الحال کندھا ہی دے سکتی تھی۔ وہ دے دیا۔ تمہاری امانت لائی ہوں"

عیشاء نے بیگ کی زیپ کھولتے اسکارف نکال کر توران کے ہاتھ میں تھمایا اور خود اب وہ جانا چاہتی تھی لیکن اٹھنا دور، ہلنا بھی ممکن نہ تھا۔

"عیشاء، تھینکیو سو مچ۔۔۔ یہ دِلارہ نے دیا تھا مجھے"

توران کے اب بتانے پر وہ خوش کے بجائے اور شکوہ کناں نظر آئی۔

"اور تم نے مجھے پوری بات نہ بتا کر جیلس کیا۔ بے شرم آدمی ہو تم۔ شکر ہے دلارہ ابھی تھوڑی مجھ پر بھی ہے۔ رحم دل۔۔ اسے رحم آگیا اور اس نے اس پر اپنا کلون لگا کر اشارہ دیا پر تم نے جی بھر کر خون جلایا میرا۔ تم ہمیشہ سے ایسے ہی تھے اور ایسے ہی رہو گے"

وہ سخت غصے سے لڑ رہی تھی پر نہیں وہ غصہ نہیں تھا، وہ تکلیف تھی۔

"مجھے جاننا تھا تم جلو گی یا نہیں"

وہ اسکی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹے اسے نزدیک اتنا لے آیا کہ عیشاء کو لگا وہ دور نہیں ہونے دے گا۔

"دیکھ لیا پھر؟"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ بنانے لگی پر توران نے فاصلے کی دھجیاں بکھیرتے عیشاء کے گال کو ٹھیک اسکے ہونٹوں کے کنارے سے چوما تو وہ لرز کر آنکھیں بند کرتی اسکی شرٹ کا گریبان مٹھی میں جکڑ گئی، توران نے زرا سا

پیچھے ہو کر عیشاء کا چہرہ دیکھا جو بچوں کی طرح سہم کر آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

"دیکھ لیا ہے۔مجھے ڈاکٹر سے ایک کس کرنے کی پرمیشن لے کر دے سکتی ہو بیوی؟ کیونکہ ڈاکٹرز کے بقول اس سے میری ہارٹ بیٹ بڑھے گی جو ابھی ٹھیک نہیں۔"

وہ جو سہم کر آنکھیں بند کیے اسکے شکنجے میں تھی، فوراً سے آنکھیں کھول کر اس کمینے آدمی کو دیکھنے لگی جسکا بس نہ چل رہا تھا عیشاء کو ہلنے کے لائق بھی نہ چھوڑے۔

"ت۔۔تم۔۔۔تم ایک نمبر کے کمینے انسان ہو۔ خبر دار اگر تم نے ایسا سوچا بھی۔ جا رہی ہوں۔ کس کی حسرت میں ہی رہو گے تم ساری زندگی دیکھنا"

وہ اسکی گرفت غصے سے جھٹک کر اٹھی اور توران نے فی الحال اپنے دل پر رحم کھانا ہی اہم سمجھتے اس بلا کو جانے دیا جبکہ وہ اٹھ کھڑی ہوتی سرخیوں میں یوں ڈھلی تھی جیسے توران نے اسے پہلی بار چھوا ہو۔

"میں بہت ہی چارمنگ ہوں۔ ہمیں ساتھ اک رات ملنے دو۔ تمہاری ایک نہیں بہت ساری کسیز سلپ ہوں گی میرے لیے۔"

وہ دانتوں کی نمائش کرتا بولا اور اگر یہ ہوسپٹل نہ ہوتا اور وہ زخمی نہ ہوتا تو اسے بتاتی اس طرح ستانے کی سزا کیا ہے، اس وقت وہ بے بسی کے مارے کچھ کر نہ پائی، وہ انولیپ اپنے بیگ میں رکھا اور بیگ اور فون اٹھائے دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے رک کر پلٹی۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ نہ ہی چارمنگ ہو تم تو ران مسدور۔ دور رہنا مجھ سے ورنہ اچھا نہیں ہو گا، چھچھورا۔ ایک جوان بیٹی کے باپ ہو کچھ تو شرم کرتے۔ آہ میں بھی کس ڈھیٹ سے کہہ رہی ہوں"

وہ اسکی شرم دلانے کی کوشش پر مسکرایا، ظالم مدہوش آنکھوں والا۔

"میری بیٹی ہے جوان پر اسکا یہ مطلب نہیں میں اپنی جوانی عین جوانی میں کہیں دفن کر دوں گا۔ عالی اور میں ایک جتنے ہیں اور اسکی تو ابھی لو وسٹوری شروع ہوئی ہے۔ تو اگر وہ ابھی باپ بنے گا تو میں بھی دوبارہ بنتا برا نہیں لگوں گا آئی سوئیر"

توران نے قسم اٹھائی تھی اس لڑکی کو ستا ستا کر آدھا کرے گا، اب اگر مزید وہ رکتی تو اس آدمی کا سر پھاڑ دیتی۔

"تم پاگل ہو چکے ہو۔ دوبارہ باپ کیسے بنتے ہو میں بھی دیکھتی ہوں۔ خدا کی پناہ تم سے۔ بائے"

وہ بظاہر تو غصہ دیکھا کر نکلی پر دروازے سے لگتے ہی عیشاء کی حالت یہ تھی کہ اسے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے، وہ پورا کانپ رہی تھی اور یہ بھی ڈر تھا کہ کوئی اسے دیکھے گا تو کیا کہے گا۔

جبکہ تو ران اندر ہنس رہا تھا، عیشاء کی جھاڑ سنے عرصے بعد اسے ہنسنا نصیب ہوا تھا۔

ابھی عیشاء اپنا بگھڑا سانس بحال کر ہی سکی تھی کہ اسے دِلارہ اور باران آتے دیکھائی دیے، دلارہ نے نرس کی طرح ڈریسنگ کی تھی جبکہ پھر وہ رکی تو باران نے اسکو گلاسیز پہنائیں اور پھر ماسک۔

عیشاء لپک کر ان دو کی طرف بڑھی۔

"یہ تم کیا بنی ہو؟ ایسے کپڑے کیوں پہنے ہیں جیسے یہاں کی نرس ہو۔ یہ کیا ہو رہا ہے باران کچھ بتاو گے"

عیشاء کا دماغ کچھ توران گما چکا تھا اور کسر یہ دو نکال رہے تھے، دِلارہ تو کچھ نہ بولی بس اس نے اک اشارہ باران کی طرف کیا اور خود وہاں سے چلی گئی۔

"اسے جانے دو۔ یہاں آو میں بتاتا ہوں تمہیں کہ کیا ہو رہا ہے یہاں"

باران نے دلارہ کے پیچھے جاتی عیشاء کی بازو پکڑے اسے روکا جبکہ دِلارہ اپنی ہمت واپس یکجا کیے روم کے اندر داخل ہو گئی، اسکے اندر داخل ہوتے ہی توران نے گردن آنے والی کی طرف گمائی جو گلاسیز اور ماسک میں پہچاننے نہیں

ہوئی تھی، بظاہر وہ بھی اسے اک نرس کی طرح ہی دیکھ کر نظریں ہٹا چکا تھا۔

"آپکی طبعیت کیسی ہے اب؟"

دِلارہ نے قریب آکر رکتے پوچھا تو توران نے بنا اسے دیکھے ہی سر ہلایا، وہ اب شرٹ میں بھی تھا اور بے ترتیب خلیہ بھی قدرے درست تھا، دِلارہ اسے پہلی بار دیکھ رہی تھی، باران نے سچ کہا تھا اسکے بابا اس سے دگنے ہنڈسم ہیں، دلارہ تو یہی سمجھتی تھی اسے ہی دنیا کا سب سے پرکشش، ہنڈسم اور چارمنگ انسان ملا ہے پر عیشاء کے نصیب میں تو اضافی حسن سے مالا مال انسان لکھ دیا گیا تھا، وہ

کھڑے کھڑے کئی سوچیں سوچ بیٹھی، وہ اس شخص کو یوں دیکھتی رہی جیسے یہ منظر، یہ نظارہ پہلی اور آخری بار کے لیے ملا ہو۔

اور ستم کہ وہ جو انجان بنا فون سکرولنگ کر رہا تھا، اسے سب پتا تھا، اس نے دِلارہ کو اپنی طرف یوں دیکھنے کی اجازت دے رکھی تھی تبھی وہ دیکھ پا رہی تھی، اسی بے دھیانی میں دِلارہ کی نظر اچانک توران کے ہاتھوں سے اسکی فون سکرین تک گئی تو وہ ساکن ہوئی، وہ وہاں دلارہ کی پکچر دیکھ رہا تھا، دلارہ کو لگا بس اسکا ڈرامہ یہیں ختم ہو گیا، پیروں سے جیسے جان نکلنے سی لگی۔

"کسے دیکھ رہے ہیں"

دِلارہ کی آواز اسے بہت دور سے آتی سنائی دی، یہ آواز اس آواز جیسی تھی، توران کا شک دور ہوا تو اسکی آنکھوں میں اک تکلیف جاگی۔

"میری بیٹی ہے یہ"

توران نے اپنے فون کی سکرین اسکی طرف زرا سا سرکاتے دِلارہ کی طرف اک نظر دیکھا، نہایت مختصر تھی وہ نظر کہ وہ اسکے کمزور پڑنے کے خدشے سے فوری نظر ہٹا گیا، وہ بہت دیر بعد کچھ بولنے کے لائق ہو سکی۔

"یہ آپکی بیٹی ہے؟ پر اسکی سوتے میں پکچر کیوں ہے آپکے پاس"

وہ نرس کے بہروپ میں وہی سلیپنگ بیوٹی ہی تھی جسے لگ رہا تھا ابھی تک اسکا ڈرامہ ہٹ جا رہا ہے پر تو ران نے تو اسکے آتے ہی اسکی خوشبو اور ایسی آواز سے پہچان لیا جو وہ جان بوجھ کر الگ سی نکال رہی تھی۔

"اسے تصویر میں قید ہونا پسند نہیں۔ میری طرح"

توران نے مسکرا کر دِلارہ کی طرف دیکھا جس نے ماسک کے ساتھ نا جانے کس کی ادھار نظر والی عینک بھی پہنی تھی اور اللہ بھلا کرے وہ اسکا سر چکرا رہی تھی۔

"اوکے آپ آرام کریں"

دلارہ کو ڈر تھا کہیں چکرا کر گری تو کیا عزت

رہ جائے گی تبھی بھاگنے کی راہ ناپنا ہی بہتر تھا، توران نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"کیا مجھے دیکھنے کے لیے تمہیں بہانے یا روپ بدلنے کی ضرورت تھی"

اسی ہاتھ سے کھینچے تو ران نے اسے اپنے پاس بٹھائے پہلے اسکی آنکھوں کی خوبصورتی چھپاتی وہ گلاسیز اتاریں پھر ماسک، اور انکے اترنے کی دیر

تھی کہ وہ بے نقاب ہوتی اپنے بابا کے سامنے آچکی تھی، اسکی آنکھیں فوراسرخ ہوئیں، دفعتاچرائی گئیں۔

"مجھے بس آپ کی خیریت جاننی اور دیکھنی تھی، یہ روپ آپکے لیے نہیں بدلا۔ میں ایسے کام کرتی رہتی ہوں۔ میرا ہاتھ چھوڑیں"

اسے اچھے سے اپنے آپ کو سنبھالنا آتا تھا، وہ زور لگاتی اپنا ہاتھ توران کے ہاتھ سے کھینچ رہی تھی پھر نہ جانے کیا دیکھ کر رکی، اسکی آنکھیں توران کے ہاتھ کی سوجن پر ٹکی تبھی اس نے مزاحمت ترک کی، اپنے آنسوؤں کو آنکھوں کے پار دھکیل کر جب نظریں اٹھائیں تو سارا حوصلہ ٹوٹنے لگا، اس نے پہلی بار کسی کی خوبخو اپنے جیسی آنکھیں تسخیر کیں جو رنگ میں ہی نہیں، تکلیف میں بھی بلکل دِلارہ کی آنکھوں جیسی تھیں۔

"خیریت جان اور دیکھ لو پھر چلی جانا"

اس جملے میں بھی شاید "ابھی مت جاو" کا مفہوم چھپا تھا، وہ ہر گز پگھلنے والی نہ تھی۔

"جان اور دیکھ لی خیریت۔ یہ پکچر ڈیلیٹ کریں۔ میں کوئی نہیں ہوں آپکی اور آپ بھی کوئی نہیں ہیں میرے۔ میرے سامنے ڈیلیٹ کریں فورا"

وہ اسکا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا کیونکہ ڈر تھا وہ بھاگ جائے گی اور ابھی تو ران اسکے پیچھے نہیں جا سکتا تھا، دِلارہ نے ناراضگی سے فون کی طرف دیکھتے حکم دیا جو اس شخص نے سنا بھی اور ماننے کا ارادہ بھی کیا۔

"مجھے نہیں پتا تھا تم بھی ہو اس دنیا میں دلارہ"

وہ اسکی ڈوبی آنکھیں نم کر گیا جب یہ اک جملہ کہا، ہاں نمی سے زیادہ وہاں بہت سارا درد آن جمع ہوا۔

"اٹس اوکے۔"

وہ نظریں چرا گئی تو توران کا دل کٹنے لگا، وہ اسکا جھگڑنا اور لڑنا چاہتا تھا۔

"اسے چھوڑ کر جانا آسان نہ تھا، نہ نکاح نامہ پھاڑ کر پھینکنا۔ میری اس آزمائش جیسی آزمائش پھر نہیں لی

گئی۔یعنی وہ سخت ترین تھی اور اب لگتا ہے تمہارے معاملے میں دل اسی درد سے گزرنے والا ہے بچے"

وہ جو نارمل لگ رہی تھی، اسکے اندر کیسے کیسے حشر برپا تھے یہ تو ران اچھے سے جانتا تھا، وہ ضبط میں بلکل اسی پر تو گئی تھی۔

"کیا لگ رہا ہے نفرت ہے مجھے آپ سے؟"

وہ اک اصولی سوال کر گئی، اسے رونا دھونا مچانے سے خود کو پرے رکھنا تھا۔

"نہیں۔ نفرت نہیں ہے بس تم بہت زیادہ ناراض اور غصہ ہو۔"

وہ ٹھیک جواب دے رہا تھا پر دلارہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"جب پتا ہے سب تو یہ بھی پتا ہو گا میں یہ غصہ اور ناراضگی قبر تک لے کر جاوں گی، پھر میرا ہاتھ پکڑ لیں یا پیر، پگھلنے نہیں والی"

وہ آنکھوں میں سختی و غصہ بھرے فیصلہ کر رہی تھی، اسے توران کی ٹوٹتی ہمت نظر آ رہی تھی، شکست خوردہ تاثرات بھی دیکھائی دیے۔

"تم یقین کرو گی کہ پچھلے کئی سالوں سے میں تمہارے ساتھ رویا ہوں۔"

وہ تو ران کی بات پر اذیت سے مسکرائی، اسے یہ مزاق لگا۔

"آپکی آنکھیں تو رونے والی نہیں لگ رہیں، اور جب آپکو پتا ہی نہیں تھا میں ہوں تو پھر میرے ساتھ کیسے رو سکتے ہیں آپ؟"

وہ اپنے مطابق لاجواب کرتا، منہ توڑ جواب دے رہی تھی لیکن سامنے بھی اسی کا باپ تھا۔

"کیونکہ باپ ہوں تمہارا"

وہ اسکے غرور پر شر انگیز وطنزیہ مسکائی، توران کو وہ اذیت پسند لگی۔

"ایسا باپ جسے پتا ہی نہیں کہ میں بھی کہیں ہوں۔ ہے ناں؟"

وہ دل پر ضرب لگاتی تب بھی حق پر تھی، دل اسکے سینے سے نکال لیتی تب بھی جائز تھا۔

"تم بظاہر کہیں نہیں تھی پر یہاں۔ میرے سینے میں تمہارا ہونا محسوس ہوتا تھا۔ انجان رہا اس کیفیت سے، اس دل کو سکون دیتے احساس سے اور مجھے افسوس ہے میں نے بہت

دیر کر دی تمہاری خبر پانے میں۔ ایسی دیر تم ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔ تمہارا کوئی قصور نہیں تھا، لیکن پھر بھی تم نے سب جھیلا۔ مجھے تمہارے ان گزرے ساڑھے سترہ سالوں کے اک اک لمحے کا احساس ہے دِلارہ"

وہ شاید تھک رہا تھا، یہ ملاقات تو اسکی سوچ سے زیادہ مشکل تھی، دِلارہ کو منانا، عیشاء سے کڑوروں درجے مشکل تھا، وہ اپنا ہاتھ اس بار بے دردی سے کھینچ گئی بھلے اس پر تو ران کو درد ہوا۔

ٹیس اک جسمانی تھی، اک روحی، اور اک کھینچاو قلبی تھا۔

وہ اٹھی اور اپنے بالوں کو مٹھی میں بھرا، یوں تھا جیسے وہ ابھی چیخ اٹھے گی۔

"اسے اکیلا نہیں چھوڑنا ہمیں۔ چلو"

ساری صورتحال باران سے جاننے کے بعد وہ باران کا ہاتھ پکڑے کھینچ کر اسے دروازے تک لائی، دِلارہ کے گہرے گہرے سانس ان تینوں کا سانس بھاری کر رہے تھے، اس سے زیادہ اس لڑکی کی خوش نصیبی کیا تھی بھلا، وقت جیسے تھم گیا، کوئی نہیں جانتا تھا وہ اب چیخے گی، روئے گی یا ہار جائے گی، کسی نے بھی دِلارہ کا پسپا ہونا نہیں چاہا، ان تینوں کے لیے وہ الگ الگ طرح کی قیمتی تھی۔

"ن۔ نہیں۔ آپکو احساس نہیں ہو سکتا۔ آپکو میرے ایک لمحے کا بھی احساس نہیں ہو سکتا۔جب مما کے ساتھ رشتہ بنا کر رات گزاری تو کیوں خبر نہ رکھی ہاں کہ کوئی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔ک۔۔کیوں میری خبر آپ تک نہ پہنچی۔میں نہیں مانتی کہ اولاد دنیا میں آئے اور باپ کو خبر نہ ہو۔ آپ دونوں نے مجھے وہی اذیت دی جو میں ڈیزرو کرتی تھی، ان وانٹڈ چائلڈ ایسے ہی تو ہوتے ہیں۔جنکا وجود بس پریشانی، تکلیف اور مصیبت ہوتا ہے۔ہاں میں نے خود کو کئی سال بس مصیبت اور بوجھ مان کر زندگی جی۔باران کے آنے سے پہلے تک میں بوجھ ہی تھی۔بی کے کندھوں کا

بوجھ، ایک ایسی بچی جسکے انے بابا اک سوالیہ نشان

تھے۔ صرف اسے احساس ہے میرے اک اک لمحے کا۔ یا

میری بی کو ہے۔۔ اور کسی کو کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ مجھے

برے نہیں لگ رہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ برے

نہیں، میں دل کو سمجھالوں گی۔ لیکن میں آپ دو کو کبھی

معاف نہیں کروں گی۔ مجھے نفرت نہیں آپ دو سے لیکن

میں محبت بھی نہیں کرنا چاہتی"

وہ چیخی تھی، اسکی آواز ٹکروں میں بٹی تھی، تو ران نے

اسکا ہر لفظ، ہر شکوہ دل مضبوط کیے سنا، ہاں اسکا دل پھٹ رہا

تھا پر وہ مجبور تھا سب چپ چاپ سننے کے لیے۔

جبکہ عیشاء نے تڑپ اٹھتے اپنے دل پر ہاتھ رکھا، وہ دِلارہ کے یوں ہی آتش فشاں کی مانند پھٹ پڑنے کی امید کر رہی تھی لیکن باران تکلیف کے باوجود کہیں اندر سے پر سکون تھا، جو دِلارہ کے اندر قیامت سا درد تھا وہ یونہی چیخ کر نکل سکتا تھا، اسکے سینے پر جو سل دھری تھی وہ بس اسی صورت ہٹنی ممکن تھی جب وہ اپنے اندر جمع کئی سالوں کی بھڑاس نکال لیتی۔

"عیشاء اور باران نے تمہیں مجھ سے چھپایا۔ انہوں نے بلکل ٹھیک کیا تھا تب کیونکہ انکی نظر میں گھٹیا، مجرم اور زانی

تھا۔ لیکن یہ میرے اور تمہارے حق میں ٹھیک ثابت نہ ہوا"

وہ اپنی طرف سے اک صفائی، اک ناقبول کیا جاتا بہانہ اور اک الجھی منت کرتا نظر آیا، وہ اسکو اکسانے کے بجائے اپنے جرم قبول کر رہا تھا تاکہ وہ پھر نہ چیخے، اسکے ہوتے اب اسکی بیٹی کبھی کسی معاملے میں بے بس نہ ہو۔

وہ توران کو اذیت سے سنے زرا اسکے پاس آکر رکی، دونوں کے اندر کیا کیا دکھ تھے سب آنکھوں میں سمٹ آئے، وہ تو جانتی تھی ہر سچائی پر توران نہیں جانتا تھا کہ وہ سب جان چکی ہے۔

"تو اب یہ سب نہیں ہیں آپ؟"

وہ سرخ آنکھوں سے توران کو دیکھتے بمشکل بول پائی، مجرم تو وہ بہر حال تھا، دِلارہ کا۔

"نہیں۔ پہلے بھی نہیں تھا۔ آوناں میرے پاس تمہیں بتاوں کیا کیا گزری مجھ پر۔ مجھے سن لو ایک بار۔ پیار کرنے پر مجبور نہیں کروں گا۔ جانتا ہوں نفرت نہیں کرتی تم، میرے لیے یہی کافی ہے۔ مجھے بس تم چاہیے ہو کچھ دیر اپنے سامنے بیٹھی مجھے سنتی ہوئی۔"

وہ اسکے خوبصورت، مضبوط اور پھیلے ہاتھ کو تکنے لگی جسے پکڑنے کی آس وہ چھ سال کی عمر میں اپنے نام کی قبر میں گاڑ چکی تھی تو اب یہ پھیلا ہاتھ دیکھ کر اسکا سینہ جل رہا تھا، ہر طرف درد محسوس ہو رہا تھا، اندر حلق تک دھواں بھرنا کسے کہتے ہیں یہ دلارہ کو آج پتا چلا۔

"ابھی بھی اپنی پڑی ہے ہاں، اپنے درد ہلکے کرنے کی خواہش ہے۔ آپ پر کیا بیتی یہ بتانا چاہتے ہیں۔ تاکہ آپکا پلڑا مجھ سے بھاری ہو جائے۔ پھر جب میں آپکو پہلے سن لوں گی پھر کس دل سے اپنی سنایا کہہ سکوں گی۔ بہت تیز اور ہوشیار

ہیں۔ بیٹی ہوں اسکا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، خود غرضی کا لیول ہی نہیں چھوڑا آپ نے"

وہ بہت زیادہ بد گمان تھی، اسکا بس نہ چل رہا تھا دھیرے سے بات ہی نہ کرتی، ہاں ناں بھی چیخ کر کرتی یا پھر اس ملاقات کو ختم کر دیتی، کہیں اپنا وجود گم کر دیتی۔

"چلو پہلے تم سنالو۔ میں خود غرض نہیں بنتا۔ یہاں آو میرے پاس میرا بچہ"

وہ یہاں بھی ہتھیار ڈال گیا، وہ ایسے اور پاگل ہوتی، اور بے قابو ہوتی، اور زیادہ توران کا دل دکھاتی، اسکے باوجود وہ

اسے یوں پکارنے کی جرت کر بیٹھا جو فی الحال دِلارہ کو سینے میں سلگتے تیر کی مانند پیوست محسوس ہوا، عیشاء اور باران اب تک دونوں کی باتیں سن اور سہہ رہے تھے۔

"بچہ نہیں ہوں آپکا میں"

اک بار پھر دانت پیس کر سامنے والے کو بے جا بے تکلف ہونے سے رک جانے کی تنبیہہ کی، ہاں وہ اسکے گن گرج رکھتے لہجے پر قربان جا رہا تھا، اس میں بھی توران کا لیول پار کر گئی تھی۔

"میرے پاس آو بتاوں کیا ہو تم"

وہ ڈھیٹ بنا پھر سے اسکی طرف ہاتھ بڑھا گیا۔

"یہ ہ۔۔ہاتھ میری طرف مت بڑھائیں۔ مجھ سے پکڑا نہیں جائے گا۔ اگر آپ واقعی مجھے سب بتانا چاہتے ہیں تو میں ضرور سننا چاہوں گی لیکن میرا فیصلہ نہیں بدلے گا۔ میں وہ سب نہیں بھول سکتی، میں اپنی تکلیف معاف نہیں کر سکتی"

دِلارہ نے اپنے خوامخواہ فری ہوتے آنسو بے دردی سے پونچھے، وہ اسے سنے گی یہی تو ران کے لیے سانس لینے میں مددگار لمحہ ثابت ہوا۔

"اب تم خود چاہ رہی ہو کہ بابا خود غرض بنیں؟"

اک معصوم سا شکوہ تھا کہ وہ کیسی روح ہے، شکوے بھی کرتی ہے اور عمل بھی نہیں کرتی۔

"آپ پر ہی سوٹ کرتا ہے یہ۔ میں آپ جیسی ظالم اور بے مروت نہیں ہوئی ابھی"

احسان جتانے کی مانند وہ اسے دیکھتے بولی تو تو ران کی گہری جمی آنکھوں میں شفقت و محبت کا جہاں اتر آیا۔

وہ واپس اسی جگہ بیٹھی پر ناراض لگ رہی تھی، روٹھی ہوئی، خزن چہرے پر پھیلا ہوا تھا جسے وہ اپنے اندر دبانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

"جب میں نے اور عیشاء نے نکاح کیا تب ہماری اگلی خواہش ایک بیٹی کی تھی، یہ نام بھی میر اسوچا اور ڈیسائڈ کیا ہوا ہے۔ تم کیسے سوچ بیٹھی پھر کہ ان وانٹڈ ہو؟"

توران کے سوال پر وہ اسکے چہرے کو دیکھنے لگی، وہ مرجھائا ہوا تھا، دِلارہ کو دکھ ہوا، اسکے سوال نے جیسے پورے وجود کی تازگی نگل لی ہو، سکھ چھین لیا ہو، وہ یہی سوچ رہی تھی اس شخص کی بات پر یقین کرے یا نہیں، یقین کرتی تو دل

دکھتا، نہ کرتی تو یہ عزیز اور پیارا شخص دکھ جاتا، وہ عجیب کشمکش میں گری تھی۔

"میری سوچ دنیا والوں سے مختلف ہے۔ میں خواب نہیں دیکھتی نہ آنکھوں میں امیدیں لے کر گھومتی ہوں۔ وہی کہا ہے جس پر میرا ایمان ہے، جس پر میری تکلیف کا ایمان ہے"

وہ خود کو صحیح ثابت کرے سنگدلی سے بولی اور اس بیچ اس نے توران مسدور پر سے کئی بار نظریں ہٹا کر ڈالی تھیں۔

"مجھے عیشاء سے سچ میں محبت ہوئی تھی، آج تک ہے وہ محبت تو سوچو تم ہم دو حصہ ہو تو تمہارا کیا مقام اور جگہ ہو گی۔ اگر مجھے پتا ہوتا ہماری کوئی بیٹی ہے، میں جان تک کی پرواہ نہ کرتا اور یہ سب نہ ہوا ہوتا۔ پر میرے بے خبر رہنے نے تم دو کی جان تو کم از کم بچائی، منفی پہلو کو بھی تو دیکھو میرے دل کے ٹکرے"

یہ دوسرا یقین دلایا گیا جس پر وہ جواباً تو ران کو دکھ سے دیکھنے لگی، کیا وہ اس شخص کے دل کا حصہ ہے، کیا اسکی قسمت اتنی تاریک ہے کہ وہ اک سنگدل، بے پرواہ اور

وحشی دل میں ہے، یہ تو دِلارہ کی سوچ تھی، درحقیقت تو اس شخص کا دل تو دِلارہ کے دل جیسا ہی معصوم تھا۔

"میں اس گندے اور ظالم دل کا ٹکڑا نہیں سمجھ لیں اس بات کو اور مجھے ایسے فضول ناموں سے پکارنا بند کریں۔ میں آپ پر کیسے یقین کروں کہ آپ نے عیشاء کو چھپ کر اپنایا۔ اپنے لچے لفنگے دوستوں کو گواہ بنایا۔ عیشاء مل گئی تو اپنا مطلب پورا کیا اور رات کے اندھیرے میں پیار والا چہرہ دیکھا کر اندھیرا چھٹتے ہی بھیانک روپ دیکھا کر انکی سانسیں چھین لیں، نکاح نامہ پھاڑ کر انکے منہ پر مارا اور یوں بھاگ گئے جیسے آپکو پڑی ہی نہ ہو کہ وہ لڑکی جیتی ہے یا مر جاتی

ہے۔ یہ محبت ہے؟ آپ مرد تھے، اپنی فیملی کو کیوں شامل نہ کیا اپنے اور عیشاء کے نکاح میں"

وہ زہر میں بجھے الفاظ سے توران کا امتحان لیتی یا جان نکالتی، آج سب گوارا تھا۔

"دونوں خاندان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے دلارہ، ہم نے مل کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس نکاح کو فی الحال خفیہ رکھیں گے۔"

وہ اسکے بھونڈے جواز پر زرا امپریس نہ ہوئی۔

"پیار کسی خون ریزی کی پرواہ نہیں کرتا نہ اسے ڈر کا سایہ بھی چھو سکتا ہے۔ یہ سب آپکی اپنی کریٹ کی مجبوریوں کی داستان ہے سو مجھے اس سے پگھلانے کی کوشش بھی مت کریں۔ کچھ اور ہے کہنے کو؟ کچھ سولڈ؟"

وہ کسی صورت مان جانے والی نہ لگ رہی تھی، اس نے اگر محبت نہ کی ہوتی تو شاید تو ران کی باتوں میں آ بھی جاتی۔

"اس صبح ایک کال آتی ہے، جس میں مجھے کہا جاتا ہے مزید لڑکیاں نہیں چاہیں۔ سب ختم کروں اور واپس آجاوں ورنہ میرے اور عیشاء کے پورے خاندان کو ایک لمحے میں

ختم کر دیا جائے گا۔ اور یہی دھمکی مجھے اب تک تھی کہ میں پیچھے پلٹا تو سب تباہ ہو جائے گا"

تو ران نے افسوس ناک سچائیاں بتائیں جو سولڈ بھی تھیں پر وہ اب بھی امپریس نہ ہوئی۔

"آپکو دونوں خاندانوں کی تباہی کی فکر رہی؟ آپ تو آل ریڈی سب تباہ کر کے بھاگے تھے پھر دھمکی سے مت ڈرتے مزید اور پیچھے مڑ کر جلدی دیکھ لیتے شاید جلتی بجھتی راکھ میں کسی کی کوئی بچی کچی سانس مل جاتی آپکو، یا آپ مما کو اعتماد میں لے لیتے واپس آ کر"

یہ مشورہ کم، آگ میں جلتا ہوا تیر زیادہ تھا، اس بار وہ تھکا سا مسکرایا کہ اس نے شاید اپنے اور توران کے بیچ اس تناو کے نہ ہونے کا اشارہ دیا تھا۔

"کچھ لوگ پیچھے مڑ کر اس لیے بھی نہیں دیکھتے کہ پتھر ہو جانے کا ڈر ہوتا ہے"

وہ فلسفے سے سخت چڑ گئی، اسکا ضبط جواب دینے لگا۔

"آپ آل ریڈی پتھر تھے، اس فلسفے کی آڑ میں خود کو معصوم ثابت مت کریں"

وہ سخت غصے سے بولی، لیکن آواز اونچی کرنے سے گریز کیا کیونکہ وہ احترام دینا چھوڑ نہیں سکتی تھی، پہلے ہی اسے توران پر چیخنے کا ملال ہو رہا تھا۔

"پتھر نہیں ہوں میں دِلارہ"

وہ اسکی آنکھوں میں یہ کہہ کر درد جگا گیا جیسے یہ کسی نے بے بسی کی آخری حد میں کہا ہو، یقین دلایا ہو، وہ اسے پتھر کیسے کہہ گئی، پتھر تو کبھی موم نہیں ہوتے پر اسکے سامنے تو توران مسدور اک موم کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا تھا، اسے کچھ بھی برا کہنے پر فوراً پچھتاوا گھیر رہا تھا۔

"جانتی ہوں۔غصے میں سامنے والے کو کہہ دیا جاتا ہے۔ہر کہی بات سامنے والے پر پورا تھوڑا اترتی ہے"

وہ یہ صفائی دیتی بہت کیوٹ لگی، کم خفا اور کھوئی کھوئی، معذرت کرتی ہوئی

"تم نے اسکارف دیا تھا تب پتا تھا میں کون ہوں؟"

اس بار ان جھکی آنکھوں کو دیکھنے کے لیے وہ اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کر اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے اک نرم سا سوال کرتے مسکرایا، وہ جھوٹ نہیں بولتی تھی، اسے مکرنا بھی نہیں آتا تھا۔

"ہاں۔ میسج دیکھا تھا مما کا"

وہ اسکا ہاتھ پرے کرتی آنکھیں چراتی بولی۔

"تمہارے اسکارف نے آدھی جان بچائی میری"

وہ اسے مان دینے کی غرض سے بولا تو دِلارہ نے آزردگی سے اب تک اسکے سرہانے پڑے اسکارف کو دیکھا پھر توران کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"لیکن میں نے آپکو ورم رہنے کے لیے وہ دیا تھا، حفاظت کے لیے نہیں"

وہ خفگی سے بولی، اسکے دیے اسکارف کو اتنا درد دینے کی اس شخص نے جرت کیسے کی، لہولہان کر دیا وہ بھی اپنے خون سے۔

"حفاظت کرنا زیادہ اچھا ہوتا ہے یا ورم رکھنا؟"

اب کی بار وہ توران کے گہرے سوال پر زرا الجھی۔

"ٹھنڈ سے بچنا زیادہ اہم ہے۔ اس حفاظت کو کیا کرنا جسکے باوجود بندہ ٹھنڈ سے اوپر کی فلائیٹ کٹوا لے"

وہ منہ پھٹ بھی بلا کی تھی، توران کو لگا وہ اپنے ہی فی میل ورژن سے مل رہا ہے، اف اس موازنے کا سرور ہی الگ تھا۔

"میرے گلے لگو دِلارہ، تمہارا ہاتھ پکڑنا کافی نہیں محسوس ہو رہا"

وہ اسکے خوبصورت سے بالوں کو سہلاتے یونہی اک خواہش کہہ گیا جس نے دلارہ کو دکھ جبکہ عیشاء اور باران کو تھکن بھری مسکراہٹ بخشی۔

"کیوں لگوں۔ جب میں آپکی کچھ ہوں ہی نہیں"

وہ پوری ڈھیٹائی سے اعتراض کرتے بولی پر وہ اسکے اعتراض دور کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

"تم میرے دل کے دھڑکنے کی وجہ ہو، یہ اب صرف تمہارے لیے زندہ ہے"

توران نے اسکا ہاتھ پکڑے اسکی ملائم سی ہتھیلی اپنے ہونٹوں کے پاس لائے چومتے یہ جو الفاظ اور انس لٹایا یہ دِلارہ کو جیسے سن کر گیا، یہ الفاظ وہ شخص کہہ رہا تھا جسکے اک لمس کے لیے وہ پیدا ہونے سے اب تک ترسی تھی، تڑپی تھی، توران نے تو اسے لاجواب کر دیا۔ اسکا

توران کے ہاتھ میں موجود ہاتھ کانپا تھا، شاید وہ پوری کانپی تھی بابا کے لمس پر۔

"یہی ڈائلاگ عیشاء کے آگے بھی مارا ہو گا۔ انھیں کیسے شیشے میں اتارا آپ نے؟"

وہ کمزور نہ پڑی اور جب بولی تو ہاتھ چھڑوا رہی تھی پر چھڑوا پانا ممکن نہ تھا، وہ مضبوط پکڑ تھی، وہ توران مسدور کی گرفت اور اسکا اپنی بیٹی کے لیے حصار تھا۔۔

"وہ الگ مزاج کی ہے، اسے منانے کے لیے اور طرح کی ایفرٹ لگی پر تم بلکل میرے مزاج کی ہو تو مجھے دل کھولنا پڑ رہا ہے تمہارے آگے میری زندگی"

اب اگر تو ران یہ اور طرح کے طریقے پر روشنی ڈالتا کہ کیسے روٹھی بیوی سے کس اور اگلے بے بی کی فرمائش کر رہا تھا تو دلارہ دل پکڑ کر بیٹھ جاتی ایسے بولڈ بابا پر، لیکن شکر دِلارہ کو ابھی پتا نہ تھا یہ اسکے بابا جان، اسکے بندے باران کے بھی استاد ہیں۔

اسکا لہجہ خفیف سا لرزا، یعنی تو ران اسے مشکل کہہ رہا تھا، اور عجیب سی اتراہٹ تھی کہ وہ عیشاء سے زیادہ اہم ہے۔

"میں نہیں پگھلنے والی"

وہ ضد کی پکی تھی، وہ پگھلانے والا تھا اور وہ بھی ضد کا بہت پکا تھا۔

"جب تمہارا سنا میں نے مجھے مرتے مرتے جیسے نئی زندگی ملی ایسا محسوس ہوا۔ تمہیں دیکھتے ہی تم سے شدید والا پیار ہو گیا دلارہ۔ اور اب تم سے مل کر یوں ہے کہ تمہارے بغیر

مزید جی نہیں سکتا۔ اب اتنے زیادہ بے بس انسان کے لیے بھی تم اگر نہیں پگھلتی تو سگندل کون ہو گا۔۔ میں یا تم؟"

جب گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلا تو توران مسدور نے ایموشنل بلیک میلنگ کا راستہ اختیار کیا اور وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی توران مسدور کی بس ہو گئی ہے، وہ آنکھیں غرور سے اوپر کو گما گئی جیسے اترا رہی ہو کہ اسے کوئی ہرا نہیں سکتا۔

"ڈسچارج کب ہو رہے ہیں آپ ہوسپٹل سے؟"

سارے موضوع کلوز کرے وہ تندہی سے بولی۔

"کل صبح تک۔ لیکن اگر تم روٹھی رہی تو یہ سٹے لمبا بھی ہو سکتا ہے"

وہ جو لاپرواہ بنی تھی، بے اختیار اپنا ہاتھ توران کے منہ پر جما گئی، نہ اسکی امید دِلارہ کو تھی نہ توران کو، یہ ان دو پر جیسے دِلارہ کی کیفیت بے نقاب کرنے والا لمحہ تھا۔

" کبھی نہ ہو یہ سٹے لمبا اور نہ یہاں واپسی ہو آپکی۔ کہا ہے نفرت نہیں مجھے آپ سے اور میں انسانیت سے بھری ہوئی ہوں۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے، آپ کو کچھ نہیں سمجھتی پھر بھی ہوئی ہے"

وہ ہاتھ ہٹانے لگی جب توران نے اسے پکڑتے پھر سے ہتھیلی چومی، وہ جتنے لفظ کہتی کہ اسے پرواہ نہیں، سب بس لفظ تھے، اس سے اسکی محبت سرزد ہو ہی جاتی تھی، یہی باران اور عیشاء کے لیے بھی الگ الگ طرح ہوا تھا اور اب توران کے لیے بھی۔

"مجھے تمہیں یہ انسانیت والی تکلیف بھی نہیں دینی۔ اتنی پیاری ہو تم مجھے"

وہ توران کی بات سنے دل نرم ہوتا محسوس کر رہی تھی اور یہی ابھی اسے نہیں چاہیے تھا۔

"کل آپکا اور مما کا رات میں ڈنر ارینج کروادوں؟ کوئی پرابلم تو نہیں۔"

دِلارہ نے فیصلہ کن ہوئے اٹھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم بھی آو گی؟"

وہ ایسا سوال امید نہیں کر رہی تھی، یہ توقع کے برخلاف اہمیت ملنا اچھا تھا۔

"نہیں۔ مجھے باران کے ساتھ رہنا پسند ہے بس۔ گیٹ ویل سون۔"

وہ خود ہی یہ ملاقات ختم کر رہی تھی ورنہ توران کو معاف کر دیتی۔

"ہے۔۔ تم ایک بار گلے تو لگ جاو۔ مانتا ہوں یو آناٹ ہگ پرسن لیکن مجھے اسکی بہت ضرورت ہے"

وہ اسکی طرف حیرت سے دیکھنے لگی، باران اور عیشاء بھی مسکرائے۔

"ویٹ آمنٹ، اتنا سیم کیسے ہو سکتی ہوں میں آپ سے؟"

جانے یہ غصہ تھا، افسوس یا دکھ، توران سمیت وہ دو بھی نہ سمجھ سکے۔

"کیونکہ میری بیٹی ہو تم اور بیٹیاں اپنے بابا پر ہی جاتی ہیں"

اف اس آدمی کا غرور ساتویں آسمان پر تھا، جانے کیا کیا دلارہ کے دل کو احساس چھو گیا۔

"مجھے نہیں پتا بابا سے کیسے گلے لگتے ہیں"

وہ الجھ کر ٹال گئی۔

"یہاں آئے میری ملکہ۔ میں سیکھاتا ہوں"

وہ اسکا پیار سے ہاتھ پکڑے قریب لایا تو وہ بے اختیار قریب آرکی۔

"آپکو کیسے پتا میں خود کو ملکہ سمجھتی ہوں؟"

پھر سے جیسے آنکھیں بھرنے لگیں۔

"کیونکہ تم ملکہ ہی لگتی ہو۔"

یہ ایک باپ کا بیٹی کو کہا سب سے خوبصورت جملہ تھا، وہ کیسے مزید ظالم رہتی۔

پاس لا بٹھائی گئی تو چپ چاپ بیٹھ گئی۔

"م۔۔مجھے ابھی نہیں لگنا گلے۔پلیز۔۔۔۔میرا دل نہیں مان رہا"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے قریب ہونے سے روک گئی تو توران نے اسکی ڈوبی ڈوبی آنکھیں دیکھتے اسکی بات مانی اور

بس دِلارہ کا سر چوما، جو گلے لگنے سے کہیں زیادہ دِلارہ کو کمزور کرنے کا باعث بنا۔

"میں تمہارے دل کے مان جانے کا انتظار کروں گا۔ تم میرے لیے عیشاء اور میری انے سے زیادہ اہم ہو۔ وہ دو مجھے بہت عزیز ہیں لیکن اس ننھی سی ملکہ نے میری ان دو سے زیادہ محبت اور اٹنشن لوٹ لی۔ ابھی تمہاری زندگی شروع ہوئی ہے دلارہ، میں تمہیں اچھے بابا بن کر دیکھاوں گا۔ کہ تم بنا جھجک کہہ پاو کہ توران مسدور تمہارے بابا ہیں۔ تمہیں کوئی پچھلی تکلیف یاد نہیں آئے گی۔ میں بہت پیار دوں گا اپنے بچے کو، کبھی بے بس نہیں ہو گی تم، کبھی

مجھ سے جڑی کوئی حسرت تمہیں چھو نہ سکے گی۔ مجھے اللہ نے میری بیٹی سے ملوایا ہے تو یہ اسکا اشارہ ہے کہ اس نے مجھے معاف کر دیا۔ تم سے ملنے کے لیے میرا گناہوں کی دلدل سے نکل کر شفاف ہونا ضروری تھا اور دیکھو مجھے گندی دنیا سے نکلنے میں کئی سال لگ گئے۔ اب کبھی تمہیں میرے لیے یا میری کمی یا میری کسی زیادتی پر آنسو بہانہ نہیں پڑے گا۔"

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑے یوں چوم رہا تھا جیسے اس شخص کے لیے دِلارہ سے زیادہ قیمتی اور مقدس وجود دوسرا ہے ہی نہیں، اب بھی وہ نہ پگھلتی تو شاید بکھر ہی جاتی، عیشاء

کی آنکھیں بھی برسیں، باران تھا اسے سنبھالنے کے لیے کیونکہ یہ لمحہ بہت زیادہ پین فل تھا۔

جب اک بابا اپنی بیٹی کو منا رہے تھے۔

"مما کو لے کر جائیں کل، ان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کریں۔ پھر اسکے بعد اگر مجھے آپ دو کی خوشی رئیل اور پیاری لگی تو میں خود دونوں کو ہگ کروں گی۔ اب مزید کوئی بات مت کریں میں رو دوں گی۔ اور باران سے میرا رونا نہیں دیکھا جائے گا"

اس بار زرا بابا جان کو جیلسی ہوئی کہ اسکا بچہ تو باران باران کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔

"یہ تمہاری ہر بات میں باران کیوں کود آتا ہے؟"

توران کے شرارت بھرے سوال پر باہر کھڑے باران کو خوامخواہ غرور ہوا البتہ روتی عیشاء بھی بے آواز مسکائی اور باران کو یوں پیار سے دیکھا جیسے لاڈ سے کہہ رہی ہو تم ہو ہی اتنے پیارے۔

"کیونکہ وہ پورا میرا ہے"

اف کیا مان تھا، وہ آدمی پورا ہی فدا ہوا۔

"میں بھی تو پورا تمہارا ہوں"

تو ران کو اتنا پیار آیا کہ وہ بتا نہ سکا بس دِلارہ کو مزید تنگ کیا۔

"نہیں۔ آپ مما کے ہیں آدھے"

وہ اسے یاد دلانا نہ بھولی کہ وہ کس کا ہے۔

"اوپس۔ یہ تو مجھے تمہارے سامنے یاد ہی نہیں رہا۔ چلو پھر تم باران کو ہر بات میں لا سکتی ہو پوری اجازت ہے"

وہ خوش دلی سے مان گیا تو دِلارہ بس آنکھوں کی حدود تک مسکرائی اور پھر باہر کے دو جاسوس باشندوں نے ایک ساتھ اندر انٹری ماری۔

"دِلارہ، تم نے دیکھا یہ ہماری باتیں سن رہے تھے دونوں۔ مشکوک لوگ"

توران نے دونوں کو دیکھتے شکائیت لگائی جس پر دِلارہ نے دونوں کو گھوری دی۔

"ہاں تم دو سے بمب ایک ساتھ تھے تو ہم کیسے کہیں اور جاتے۔ تم دو کا کیا بھروسہ ایک دوسرے کی جان وان لے

لیتے۔ ہم دونوں بس سیکورٹی گارڈز کے فرائض نبھا رہے تھے تو ہمارے کان میں باتیں پڑ گئیں۔ ہے ناں عیشاء"

باران نے خود پر سے اور عیشاء پر سے یہ جاسوس ہونے کا ٹیگ ہٹوایا جبکہ باران آکر جھکتے تو ران سے جیسے گلے لگا، دِلارہ کو بہت پیار آیا جبکہ عیشاء بھی فی الحال تو ران کی طرف بس پیار سے ہی دیکھ رہی تھی۔

"زیادہ چوٹ آئی کیا؟"

توران کو سب خبر تھی تبھی اس نے باران کے کندھے کے زخم کے بارے پوچھا جس نے معمولی ہے کہہ کر ٹال دیا جبکہ دلارہ بھی اٹھ کر فوراسے باران کا ہاتھ تھام گئی۔

"کچھ دیر رکو دِلارہ"

توران نے بے تابی سے دِلارہ کو دیکھتے کہا جو سر نفی میں ہلا گئی۔

"میں بور ہو گئی۔ ابھی جا رہی ہوں۔ کل آپ دو کے ڈنر کے بعد ملوں گی۔ تب تک بائے۔ چلیں باران؟"

وہ بابا سے بور ہو گئی تھی یہ کہتے زرانہ گھبرائی اور اسکی یہی عادتیں تو اس سے اور پیار کرنے پر مجبور کرتیں۔

"میں دِلارہ کے ساتھ ہوں تم دو اسکی فکر مت کرنا۔ اینڈ گیٹ ویل سون توران"

باران نے ہی مسکرا کر اپنی منہ پھٹ جان کی کہی بات پر ماحول خوشگوار کرتے اجازت لی جبکہ توران نے جاتے جاتے جیسے فلائنگ کس کرے دِلارہ کو دیکھا وہ توران کی حرکت پر نظریں چراتی باران کے سینے میں چھپ گئی، اسکی اس کیوٹ حرکت پر عیشاء اور توران تو ہنسے ہی، اپنی اس انوکھی مخلوق پر باران کو بھی پیار آیا۔

"اسکا قصور نہیں۔ اسکے بابا ہیں ہی بہت ہنڈسم۔ تھوڑی شفیق روح انسٹال کرو اپنے اندر دوست، یہ اپنے جلووے بس عیشاء ڈارلنگ تک رکھو۔ تمہیں کلاسیز دلوانی پڑیں گی باپ بننے کی، ہاہا ملتے ہیں ہم۔ سی یو"

باران کو شرم دلانی ضروری لگی اور اب تو وہ توران سے بہت زیادہ فرینک تھا تو توران نے جو ابا یہ مشورہ دل سے لگایا اور سر خم بھی کیا۔

"مجھے باپ بننے کی کلاسیز دے گا ہمارا دوسرا بے بی۔ ہے ناں عیشاء"

دلارہ اور باران کے نکلنے کی دیر تھی کہ رہی سہی شفقت اور پدرانہ رنگ بھی توران کے آس پاس سے دامن چھڑوا کر کان پکڑتے ہوئے نکل گئے، عیشاء نے ہونق بنے اس بے شرم آدمی کو دیکھا جسکی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی تھی۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔ رو رو کر منہ اکڑ گیا میرا۔ آتی ہوں ہاتھ منہ دھو کر"

عیشاء نے بیگ رکھتے سخت چڑ کر واش روم کا رخ کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ بلکل نہیں شرمائی۔

"تھوڑا میک آپ بھی تو نہیں لگایا ناں، گھل گھل کر منہ ہی اکڑا ے گا اب بچارا"

عقب سے با آواز بلند ہانک لگائی گئی جس پر عیشاء واش روم سے گردن باہر نکالے اسے گھوری۔

"یہ میری نیچرل بیوٹی ہے سمجھے تم"

انگلی اٹھا کر عیشاء نے اسے وارن کیا۔

"میں نے جو ایک کس کی تھی تمہیں، ابھی تک منہ سے کسی میک آپ آئٹم کا زائقہ آرہا ہے۔ اگلی بار میرے قریب آو

تو اپنی واقعی نیچرل بیوٹی کے ساتھ آنا، مجھے کس کرتے بس تمہارا زائقہ آنا چاہیے نہ کے کسی میک آپ پراڈکٹ کا۔"

وہ اس وقت خود کو عیشاء کا مالک ہی تو سمجھ رہا تھا، کس جرت و دلیری سے وہ حکم بھی دے رہا تھا کہ عیشاء حیرت و بے یقینی کے سمندر میں غوطہ زن لگی۔

"یہی تمہاری چیپ حرکتیں تمہارے اندر کبھی باپ والی شفقت انسٹال نہیں ہونے دیں گی اور تم رہنادِلارہ کے لاڈ پیار سے محروم۔مجھے کیا۔"

وہ بھی تو اپنے نام کی ایک تھی، دانت پیسے لفظ چبا چبا کر دھمکاتی واپس اندر گھسی تو توران کتنی دیر تکیے سے سر جوڑے مسکراتا رہا۔

جبکہ وہ جسے شرم کا دوڑا پڑا تھا، اسے باہر لائے باران کی بھی ہنسی چھوٹ گئی، حالانکہ اس نے پوری کوشش کی تھی نہ ہنسنے کی پر اس وقت شاید اسکا دِلارہ کے لیے دھڑکتا دل خوش ہی اتنا تھا کہ ہنسی کو بریک نہ لگ سکی۔

"تم مجھ پر ہنس رہے ہو؟ باران۔۔۔"

وہ اسکے روبرو ہوتی با قاعدہ آنکھوں میں نمی بھرے بولی جیسے امید نہ تھی یہ بھی دِلارہ کی کیفیت پر ہنسے گا۔

"نہیں۔ میں خوش ہوں تمہارا دل آج ہر تکلیف سے آزاد ہو گیا۔ اب بس بہانہ ملے اور میں ہنستا جاوں۔ ایسی حالت ہے میری"

وہ جو اداس ہو رہی تھی، تھم کر رہ گئی، اس سوال کا کبھی کسی نے ایسا خوبصورت جواب نہیں دیا ہو گا جیسا باران نے دیا۔

"انکا فلائنگ کس کرنا بہت پریٹی تھا ناں اور وہ یہ کرتے لگے بھی بہت پیارے بس تبھی مجھے شرم آگئی۔ مطلب تم سمجھ جاو"

وہ اسکے سمجھنے کے باوجود اپنی حالت بتانے لگی اور باران کو اسے کسی چیز کی وضاحت دینے کی قطعا ضرورت نہ تھی۔

"سمجھ گیا تبھی تو کہہ کر آیا ہوں باپ بننے کے وقت باپ بنو دوست۔۔۔۔ کوئی نہیں، عادت ہو جائے گی۔ اب تمہیں اتنے ینگ اور ہنڈسم بابا اللہ نے دیے ہیں تو ہم سب کیا کر سکتے ہیں۔ سوائے تم دو کے اس کیوٹ سے رشتے پر خوشی سے ہنسنے کے۔ بات میں دم ہے ناں؟"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اک خالی روم کے اندر لایا جو اسکا چینجنگ روم ہی تھا جہاں دلارہ کو یہ نرس والے روپ سے واپس باران کی دلارہ بننا تھا۔

"میں ہنڈسم بس تمہیں مانتی ہوں"

دِلارہ نے شرما کر سر اٹھاتے جیسے اعتراف کیا۔

"مجھے اس بات پر یقین ہے۔ چینج کرو پھر چلتے ہیں کہیں گھومنے"

وہ اسکے بال سمیٹتا اسکی شوخ مسکراہٹ دیکھتے بولا تو دِلارہ کو یونہی اک خیال سا آیا۔

"باران۔ اگر اس روم میں کوئی کیمرہ ہوا تو، میں تو پہلے بھی چینج کیا تھا۔"

یہ ڈر خوامخواہ ہی دِلارہ کے دل میں آگیا تھا، باران نے اسکی ڈری ڈری حالت دیکھی جیسے وہ اسکے سینے سے جڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے یہ صرف تسبیح ہے؟"

باران نے اسے ایک ہاتھ سے حصار تے اپنی کلائی کا وہ سپیشل بریسلٹ دیکھا یا تو وہ اپنے جاسوس کی طرف شرارت سے دیکھنے لگی۔

"پھر کیا ہے باران؟"

وہ جاننے کو بیتاب تھی۔

"یہ ایک چارج سمارٹ ڈیوائس بھی ہے، اگر اس جگہ کوئی خفیہ کیمرہ یا ریکارڈر ہوتا تو اسکے یہ موتی بلنک کرتے۔"

باران کے بتانے پر وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی، عجیب سی خوشی تھی جسکا وہ اظہار بھی نہ کر پا رہی تھی۔

"میں جب اس قبیلے میں تھا یہ مجھے توران نے بھیجی تھی، اس کے تھرو ہی مجھے اسکا بھیجا ریکارڈر ملتا جس میں توران مجھے اگلی بریفنگ دیتا تھا کہ اب جیمنائے کے لوگ

کہاں ہیں اور یہ سب ہماری ملی بھگت تھی۔ ہے ناں مزے دار"

وہ یہ سب سنے اداس سا مسکرائی، باران کی گردن میں بازو ہار سے پروئے۔

"تم نے یہ آخری کرمنل ختم کرنے میں میرے بابا کی مدد کی، تم نے اتنے سارے کرمنلز کو مارا۔ تم ایک مشن کے لیے اپنی جان یعنی مجھ سے دور رہے، ویسے یہ آخری بات مجھے بری بھی لگ سکتی ہے پر نہیں لگ رہی۔ تم نے جو کچھ بھی کیا میرے لیے اسکے لیے ت۔۔۔"

وہ جذبات اور محبت میں لپٹی اسے شکریہ کہنے ہی والی تھی
جب اس نے اسکے ہونٹوں پر نرمی سے جھکتے اسے ایسے
تکلفات سے بڑی محبت سے روکا۔

"میں تھینکیو کے بجائے ایک کس چاہوں گا اگلی ہر
بار۔بس"

وہ اسکی شوخ گستاخ امبر آنکھوں میں پھیلی بے پناہ محبت پر
لجا سی گئی، پھر گلے لگ کر اس نے اپنا سکون باران سے
بانٹا، جو باران کے لیے اپنے سکون سے کہیں زیادہ قیمتی تھا۔

"مما اور بابا کے لیے کل کا ڈریس لینے چلیں باران۔ وہ دو بلیک میں آفت لگیں گے۔ کیا خیال ہے"

پیار سمیٹتے ہی اسے فوری خیال آیا جبکہ باران اسکے کہے اور خواہش کیے ہر خیال کو تعبیر کرنا ہی اپنا سکھ جان رہا تھا۔

"پہلے بتاو تم ٹھیک ہو۔ کچھ سکون ملا دل کو بات کر کے؟"

وہ اسکی دکھاوے کی خوشی کے پار دھڑکتے اسکے دل کا ساتھی بھی تو تھا، دِلارہ کی آنکھیں سی بھر آئیں۔

"رات کو بتاوں؟ ابھی رو دوں گی؟"

وہ اس سے مہلت مانگ رہی تھی اور اتنے پیار سے مانگ رہی تھی کہ باران یلدرم کو دینی پڑی۔

"رات کو بتا دینا۔ ابھی مت رونا"

محبت سے سمیٹ لیتے اک مشورہ دیا جسے وہ مسکراتی ہوئی مان گئی، وہ ساتھ تھا تو وہ پہاڑ جیسی مضبوط تھی، زہے نصیب!

وہیں دوسری طرف عیشاء ہاتھ منہ دھوئے جب باہر آئی تو سچ میں دگنی پیاری لگ رہی تھی، چہرہ خفیف سا گلابی تھا، جو

مزید پیار الگ رہا تھا۔ توران کو دیکھتے جیسے پھر ہر طرف نادیدہ حدت حائل ہونے لگی۔

"Such an adorable girl"

توران کی آنکھیں اس وقت ہر خمار اور مدہوشی سے آزاد تھیں تبھی عیشاء کو ہمت ملی وہ اسکے پاس آکر بیٹھ سکی۔

"تمہیں کیسا لگا اس سے مل کر؟"

یہ سوال بس وہ یونہی کر بیٹھی ورنہ یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی، وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔

"مجھے گھر جیسا محسوس ہو رہا ہے۔ تم نے میری زیادتیوں اور ظلم کے باوجود مجھے یہ احساس دیا۔ میں سمجھا نہیں سکتا کیا محسوس کر رہا ہوں"

وہ بولتے ہوئے اسے قریب کر رہا تھا پر تو ران کے فون رنگ کرنے نے جیسے ان دو کے بیچ بڑھتی قربت کو روک دیا۔

"بابا کال کر رہے ہیں۔ کیا میں اٹھا لوں؟"

وہ اپنا سائیڈ میز پر رکھا فون اٹھائے آتی کال دیکھ کر بولا تو عیشاء نے ہولے سے سر ہلایا۔

"جی بابا"

کال اٹھاتے ہی وہ نرم سے لہجے میں بولا تو اس جانب جیسے اس آواز کو سننے والی ہستی جی اٹھی تھی۔

"بابا کے لاڈلے اب اور کتنا تڑپاو گے۔ آجاو ناں واپس۔ تمہاری دادی اور ماں کو مزید نہیں سنبھال سکتا۔ وہ تم سے ملنے کو اتنی بیقرار ہیں اب کہ خود وہاں آجائیں گی"

توران مسدور کو ابھی بس برہان نے سنا، اس وقت نہ گل خانم میں ہمت تھی اسے سننے کی نہ المیرا میں، وہ توران کو سامنے چاہتی تھیں تبھی برہان نے ان دو کی تڑپ دیکھتے بڑا

بے بس ہوئے کال کی تھی کیونکہ آج حویلی میں نازلی اور آزاد آرہے تھے تو المیرا بلکل کچن کی ہو چکی تھیں اور گل خانم بھی مدد کے لیے موجود تھیں، سب واقعی بدل چکا تھا، عیشاء کو لگا اسے چلے جانا چاہیے پر جب وہ اٹھنے لگی، تو ران نے اسکا ہاتھ پکڑے روک لیا اور واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا جس نے کوئی اعتراض نہ کرتے بات مان لی۔

"میں اسی ویک اینڈ پر آرہا ہوں۔ بلکل پریشان نہ ہوں اور ان کو کہہ دیں میں اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ واپس آرہا ہوں تو مسدور حویلی دلہن کی طرح سجی ہونی چاہیے"

یہ خبر اس باپ کے دل کو خوشی سے بھر
گئی، خوشی، آنسوؤں کی نمی بن کر آنکھوں تک چلی آئی
تھی، عیشاء اور برہان مسدور کی ایک سی کیفیت تھی۔

"ضرور۔ ہم سبکے دل بھی سجے ہوں گے۔ تم حویلی کی بات
کرتے ہو میرے شیر۔ خیر سے لوٹو تینوں۔ آج انے نے
آزاد اور نازلی کو بلایا ہے حویلی۔ معافی مانگنے کا وقت آگیا
ہے توران"

یہ بڑے دل کی بات تھی جسکی توران کو اپنے بابا سے امید نہ
تھی۔

"میری وجہ سے دشمنوں کے آگے جھکنا پڑ گیا آپکو بابا؟"

یہ بس اک زخمی کرتا سوال تھا، برہان مسدور نے اپنی درد کرتی بھیگی آنکھیں رگڑیں اور نفی میں سر ہلا گئے۔

"نہیں۔ تم سے ملنے کے بعد کوئی دشمن لگ ہی نہیں رہا۔ سارا جہاں دوست ہو گیا۔ میں نے جب انے کو بتایا تمہارا وہ بھی پتھر سے پھول ہو گئیں۔ ہماری اصل خوش قسمتی تو تم تھے، دور تھے تبھی ہم مشکلات میں گرے رہے۔ اب بس کوئی بری بات یا پرانی دردناک کیفیت نہیں سوچنی۔ شدت سے منتظر ہیں ہم سب تمہارے۔ اپنی ماں کو مزید مت آزماو۔ آجاو توران"

یہ بہت درد بھری گزارش تھی لیکن پیار اور انیست سے بھری تھی تبھی سہہ لی گئی، لیکن عیشاء نے ناجانے کو بہتر جانا کیونکہ وہ چلی جاتی تو توران کی اداسی مٹانے والا کوئی نہ بچتا، اس نے توران کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا دباو دیا، جیسے اس شخص کے کمزور پڑنے میں اسکے ساتھ کھڑے ہونے کا احساس دلا رہی ہو۔

"تو مسیر.توران! کل میرے ساتھ ڈنر ڈیٹ پر چلو گی۔ میرے بچے نے تو آرڈر لگایا ہے پر تمہاری مرضی بھی ضروری ہے۔"

وہ یکدم ہی شوخ ہوتا واپس اپنے مزاج میں لوٹا، اداسی اندر گھوٹ لی وہ جانتی تھی۔

"اب باپ بیٹی کی مرضی چلے گی۔ میری رضا کون پوچھے گا بھلا؟"

وہ بھی متبادل طریقے جانتی تھی توران کو مسکراہٹ دے کر اداسی بھلانے کے، آخر جس عورت نے برباد اور رسوا ہو کر بھی محبت نہ چھوڑی ہو وہ اب سب ٹھیک ہونے پر دوبارہ محبت کی دیوی کیسے نہ بنتی، توران نے بڑی جلدی اسے اسکی خوشی سمیت فتح کر لیا تھا، شادمانی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔

"اب تم آرام کرو"

خود پر جمی ان روح سہلاتی نگاہوں کا اثر اپنے جسم و جان پر بھاری خیال کرے اور توران کے آرام کے لیے وہ جانے کے بارے سوچ رہی تھی لیکن دوسری جانب یہ سوچ گراں گزری ایسا اس نے نہیں اسکے بگھڑے موڈ کے چہرے تک آتے برے آثار سے معلوم ہوا۔

"میں آرام ہی کر رہا ہوں۔"

یہ بتاتے وہ کہیں اندر غصہ یا پھر ایسی ہی نہ دیکھائی جا سکتی بے بسی چھپاتا نظر آیا۔

"تم نے کر دیکھایا۔ ایک ہی ملاقات میں اسے منا کر۔ تم نے جیسے اس سے بات کی، اسکے ہر اعتراض کا جواب دیا تو ران۔ اس سے ثابت ہوا ہے کہ تمہیں اس سے بہت پیار ہے۔"

عیشاء کی آنکھوں میں جو نرمی اور اپنائیت تھی یہ چیز تو ران اپنی جان کے بدلے بھی پاتا تو سودا مہنگا نہ تھا۔

"مجھے تم سے بھی بہت پیار ہے۔"

ایک ہی جملے سے وہ بھی لفظی، کسی نے یوں کسی کو کہاں خریدا تھا جیسے تو ران نے عیشاء کو خرید لیا، وہ سکون میں تھی

کہ اسکے دل کے دونوں حصے آج واقعی سکون میں ہیں ورنہ عورت تو اپنا سب کچھ ماں بنتے ہی بھول جاتی ہے، اپنے ارمان، اپنی تکلیف اور اپنے سکھ۔

"مجھے تمہارا پیار نہیں چاہیے۔ بس دِلارہ خوش رہے۔ سب بھولنا ابھی ممکن نہیں ہے تو پلیز ایسا کوئی تقاضا جسکے بارے میں ابھی میں سوچ بھی نہیں سکتی، نہ ابھی آنکھوں میں لاو نہ زبان پر۔"

وہ اسے یہیں رک جانے کی دھمکی دے رہی تھی، غلطی عیشاء سے یہیں ہوئی، سر پھرے آدمی سے تکرار ہمیشہ خطرناک نتائج لاتی ہے۔

"مجھے تمہاری اپنے لیے وہی دیوانگی اور پاگل پن چاہیے"

اک محبت بھرا تقاضا کیا گیا۔

"کیا تم ڈیزرونگ ہو اسکے لیے؟"

آنکھوں میں اداسی بھرے اصولی سوال آیا۔

"نہیں ہوں پر محبت تو عیب نہیں دیکھتی جاناں"

اسکے ہاتھوں میں عیشاء کے دونوں ہاتھ قید ہوئے تو وہ اسکے نزدیک سرکتی بھول گئی کہ سانس کیسے لیتے ہیں۔

"اگر محبوب پورا ہی اک عیب ہو تو؟"

اس شخص کے اختیار میں آنے سے پہلے عیشاء نے اس جان لیوا قربت سے بچنے کو اک بھونڈی کوشش کی پر فضول گئی، وہ پہلے ہی بہت نزدیک ہو چکی تھی، اسکا دل دھک دھک کر رہا تھا، جیسے اگلی سانس توران کے جواب سے جڑھ چکی تھی، لمحوں تک کی سانس پھول گئی۔

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

ہماری زندگی معدومیت پہ آچکی تھی

پھر اس نے ہاتھ بڑھایا کہ آؤ جیتے ہیں۔۔۔۔۔

"تو تمہیں نہیں لگتا اسکی اس عیبی بیماری کو پیار سے ٹھیک کر لینا چاہیے۔ تمہارا کیا جائے گا اگر تم مجھ سے اپنے تعلقات سنوار لو۔ اک خوبصورت آدمی کا دل بھی خوبصورت کر دے گی تمہاری توجہ"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا یوں بات کر رہا تھا کہ چاہتا نہ ہو وہ آنکھیں جھپکے، وہ اسے خود میں الجھا کر اسے دیکھ رہا تھا، یہ اسکی چال لگ رہی تھی، محبت کرنے والی عورت کو اسکا من پسند شخص بہت آرام سے ورغلا سکتا ہے، وہ اسکے ہاتھوں میں ہوتی ہے، اپنے پورے اختیارات سمیت۔

"تمہیں کس نے کہا تم خوبصورت ہو؟"

پر اعتماد عورت تھی وہ، اب پرانی عیشاء نہیں تھی جو توران کی قربت کو مر رہی تھی، اب وہ عورت ہونے کے اس مقام پر تھی جب عزت، احترام اور مان کا رتبہ، قربت اور لذت سے کہیں اوپر تھا۔

"مجھے اپنے بنانے والے پر یقین ہے کہ اس نے انوکھا حسن دے کر بھیجا ہے مجھے"

وہ اسکے اور اپنے بیچ ہلکا سا فاصلہ بنائے شوخ مسکرایا، وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کتنا کچھ کرنے کے بعد بھی اس آدمی پر یہ

خود پرستی کتنی بچ رہی ہے، غرور کتنا بھلا لگ رہا ہے لیکن یہ بس وہ عیشاء سے بات بڑھانے کو کہہ رہا تھا۔

"ایک عمر کے بعد عورت شکل پر نہیں مرتی، اس بارے جانتے ہو تم؟"

وہ اپنے ہاتھ اب تک چھڑوا نہ سکی تھی، یہاں اچھا محسوس ہو رہا تھا تو اس نے اپنے ہاتھوں کو تو ران کے ہاتھوں میں ہی رہنے دیا۔

"پھر کس پر مرتی ہے؟"

وہ دلچسپ مسکراہٹ لیے بولا، اسے شدت سے جاننا تھا۔

"کسی ایسے شخص پر جو اسے درد دیے بنا چھونے کا ہنر رکھتا ہو۔"

وہ اسکی آنکھوں میں جھانکے بے حد بے خوف نظر آئی، تو ران نے کچھ دیر اسی زاویے میں عیشاء کو دیکھا پھر پیچھے تکیے سے بیک جوڑتا مسکرایا، وہ اسکی جانب خفیف سا جھک آئی۔

"میں ہنر مند ہوں۔"

وہ اب بھی پر اعتماد تھا، وہ اس پر بیٹھے بیٹھے زرا سی بینڈ تھی جیسے وہ چاہتا تھا وہ اسکے پاس اسے سننے کو ایسے ہی توجہ دیتی ہوئی موجود رہے۔

"تمہیں درد تو نہیں ہو رہا؟ تمہارا کھانا پینا شروع ہوا کیا؟"

وہ اسکے زرا سے کراہنے پر موضوع سے ہی ہٹ گئی، تو ران نے خود کو کوسا کہ کیا ضرورت تھی درد بھرا تاثر دینے کی، مشکل سے تو وہ اسے محبت کی طرف گھسیٹ کر لایا تھا۔

وہ کچھ نہ بولا بس یوں عیشاء کو جواباً دیکھ رہا تھا جیسے سخت قسم کا بدمزہ ہو گیا ہو یا شدید چڑ گیا ہو۔

"بولوناں۔ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

عیشاء نے اسکو شانے پر ہاتھ رکھے ہلایا کیونکہ وہ یہی سمجھ رہی تھی وہ کہیں کھویا ہوا ہے پھر غور کیا تو پتا چلا وہ گھور رہا ہے۔

"کچھ بولو توران؟"

عیشاء اسکی چپ پر سخت غصہ ہوئی پر توران نے منہ دوسری طرف پھیر کر سائیڈ رکھا کشن اٹھا کر سینے میں دبا لیا اور گردن بھی دوسری طرف پھیر لی۔

"کیا طریقہ ہے یہ؟ ایسے منہ کیوں بنا رہے ہو۔ دیکھو میں تمہارے نخرے نہیں اٹھانے والی"

عیشاء نے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کو اپنی طرف پھیرنا چاہا پر وہ ایسے اکڑا تھا کہ وہ ہلا بھی نہ سکی۔

"اچھا بتاو کیا چاہیے؟"

وہ تھک ہار کر اٹھی اور دوسری طرف جا کر بیٹھے اسے دیکھنے لگی، تو ران نے ابھی بھی بس سرد نظر ڈالی اور منہ پھیر اہی جب وہ اسکے مزید نزدیک ہو کر بیٹھے اسکا منہ جبڑے سے دبوچے اپنی سامنے پھیر کر روک گئی۔

"سمجھ نہیں آرہی بات تمہیں۔ میری طرف دیکھو، کیا چاہیے بتاو؟"

غصے سے پوچھا کہ وہ جو اپنی اکڑ دیکھا رہا تھا، لمحہ لگاتے نرم پڑا۔

"اب تم میرے لیے ایسا کیوں کر رہی ہو۔ میری لکس اگر تمہیں اٹریکٹ نہیں کر رہیں۔ کیونکہ میں نے جب بھی تمہیں چھوا تکلیف ہی دی جہاں تک مجھے یاد ہے، ایون میرے خیال نے بھی تمہیں تکلیف ہی دی اب تک، تو تم اب کوئی ایسا ڈھونڈو جو تمہیں بنا تکلیف دیے ہاتھ لگائے۔"

وہ اسکے چہرے پر نظریں جمائے اسے تسلی سے سننے کے بعد توران کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر دباتی، پھر نظریں اٹھا کر اسے واپس دیکھنے لگی۔

"کسی اور کو چننا ہوتا تو کب کا چن چکی ہوتی۔ مجھے میری زندگی میں بس اپنی بیٹی کا باپ ہی درکار تھا، ہے اور رہے گا۔ لیکن میں تم سے ویسے محبت کا اظہار نہیں کر سکتی اب، میں میچور ہو گئی۔ میری محبت بھی ہو گئی۔ اب اگر تم دور بھی ہو جاتے ہو تو عیشاء پاگل نہیں ہو گی۔ تو یہ گڈ ہوا ناں۔۔۔۔۔ اتنا کچھ کیا تم نے، بھلے مجبوری میں ہی سہی تو سب ویسا نہیں رہتا ہمیشہ توران جیسا ہم چھوڑ کر جاتے

ہیں۔ میں تم سے اب پیار نہیں کرتی۔ ویسا تو ہر گز
نہیں۔ پاگل پن اور دیوانگی والا"

وہ حقیقت پسند ہو گئی تھی، خوابوں کی دنیا اور فینٹسی سے
آزاد، اسے اب محبت کی باتیں یا محبت بھرے لمس درکار نہ
تھے، اسے پناہ چاہیے تھی، عافیت چاہیے تھی، عزت اور
مرتبہ چاہیے تھا جو اسے جائز رشتے کے باوجود نہ مل سکا۔

"یعنی میں نے تمہیں کھو دیا؟"

وہ بس یہی کہہ سکا، اس سے مزید کچھ کہا ہی نہ گیا، عیشاء سے بھی جواب نہ دیا جا سکا، اسے لگا اگر بولی بھی تو آواز کرچیوں میں بکھر جائے گی۔

"تم اپنی بیٹی کو کافی حد تک منا چکے ہو، وہ تمہارا اور تمہارے خاندان کا حصہ ہے۔ جلد وہ معصوم سا دل تمہارے لیے پورا پگھل جائے گا پھر میں واپس جرمنی چلی جاوں گی۔ وہاں میری جاب ہے، چھوڑنا نہیں چاہتی۔ دوسرا تم ایک ہارٹ پیشنٹ ہو، میں تم سے اپنے دل میں جمع درد بھی اس ڈر سے نہیں کہہ پاوں گی کہ تمہارا دل نازک ہے۔ اور اپنے بھاری دل کے ساتھ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

عیشاء نے گہرے سانس لینے کے بیچ یہ سب کہا جسے توران نے چپ چاپ سنا، وہ مجبور لگ رہی تھی، وہ توران سے کچھ کہہ نہیں سکے گی کبھی اس درد میں جل رہی تھی۔

"تم کہو جو کہنا ہے۔ میرے دماغ کی نس پھٹ سکتی ہے پر تمہاری وجہ سے دل کو کچھ نہیں ہو گا میرے اسکا یقین دلاتا ہوں"

وہ اسکی وحشی ٹون اور الفاظ دونوں پر دکھی ہوئی۔

"تمہیں ایموشنل بلیک میلنگ کے سوا بھی کچھ آتا ہے توران مسدور؟"

اسکا غصہ اور ملی جلی تکلیف بجا تھی، توران نے نظریں ہٹاتے اک زخمی سی مسکراہٹ دی۔

"نہیں مجھے کچھ نہیں آتا"

بنا کسی تاثر سپاٹ جواب دیا گیا تھا۔

"جب تک اکڑے رہو گے، میں منہ بھی نہیں لگاوں گی۔ جا رہی ہوں"

عیشاء نے تنگ آتے دھمکی لگائی اور اٹھ بھی کھڑی ہوئی، توران نے ایک ہی لمحے میں تکیوں سے ٹیک چھوڑی اور اٹھ کر ہاتھ بڑھاتے عیشاء کو کمر سے پکڑتے اپنے ساتھ

لا گراتے بٹھایا جو اپنا ایک ہاتھ اسکے سینے پر جمائے بمشکل اس پر گرنے سے خود کو روک سکی تھی۔

"مت جاو، تمہیں پتا ہے یہ میرا مزاج ہے۔ تم اکڑ رہی ہو، تم اپنے مزاج کے خلاف جا رہی ہو مجھ سے ضد میں۔ مجھے جھکانے کی کوشش کرو گی تو تمہارے ہاتھ صرف میرے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے آئیں گے۔ مجھے میری بیوی بھی چاہیے۔ تمہیں جو عزت، مان اور یقین نہیں دے سکا وہ سب دینا چاہتا ہوں۔ تم جو کہو گی وہ میں پہلے ہی جانتا ہوں۔ اندھا بہرا نہیں کہ تمہیں اپنی تکلیف مجھے کہہ کر بتانی پڑے گی عیشاء۔ میں بھی اسی دنیا میں تھا۔ تم سے دور

کر دیا گیا شخص جیسے پیچھے پلٹنے کی دور مڑ کر دیکھنے تک کی اجازت نہ تھی۔ تم جرمنی نہیں جا رہی۔ تم اب ایک نارمل زندگی جیو گی۔ میرے ساتھ رہو گی مسدور حویلی میں۔ ایسے جانے کی بات مت کرو"

وہ اس سے یہی لہجہ تو چاہتی تھی، وہ اسے منانے کو کچھ تو کرے، کوئی تو ایفرٹ دیکھائے تا کہ اسے عیشاء کی قدر رہو کہ گنوائے لوگ پھر مل بھی جائیں تو ایسے ملتے ہیں جیسے وہ نہیں یہ بس انکی خاک ہو۔

"ت۔۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا یہ سب۔۔ جتنی دیر میں نکاح نامہ پھاڑ کر میرے منہ پر مارا تھا اتنی دیر میں بتا نہیں

سکتے تھے کہ تمہاری کیا مجبوری ہے۔ تمہیں پتا بھی ہے کیا کیا جھیلا ہم نے۔ تمہاری مجبوریاں اپنی جگہ پر کیسے توران، میں کیسے بھول جاوں اپنی زلت۔۔۔۔؟"

وہ اس بار اسکے سینے سے شرٹ پکڑے باقاعدہ گھٹ گھٹ کر سسک پڑی تھی، اسکا غم ایسا تھا کہ چلتی ہوا کا جھونکا بھی تازہ کر رہا تھا۔

"دماغ نہیں کام کیا تھا، میں نے سوچا تھا تمہیں بتادوں گا ایک دو دن میں۔ پلیز وہ سب دہرانا بند کرو۔ تم جانتی ہو اگر میرے اختیار میں کوئی چیز ہو تو میں جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا لیکن اس بار میری جان کی بات ہی نہ تھی۔"

وہ پھر سے اسے ٹال رہا تھا اور وہ ایسے بلکل بھی ماننے والی نہ تھی۔

"تم نے یہ نہیں سوچا کہ جسکے منہ پر نکاح نامہ مار کر آئے ہو پھاڑ کر وہ مر جائے گی کہ اسکے پاس تو نکاح کا کوئی ثبوت اور گواہ بھی نہیں ہے، کچھ ہوا تو وہ کس کس کو اپنے کردار کی صفائیاں دے گی؟ مار تو تم مجھے گئے تھے۔ پھر تم نے پیچھے نہ دیکھ کر کس کو مرنے سے بچایا تھا؟"

اس بار وہ آنکھوں میں نمی لے کر بولی، یہ اصولی سوال تھا جس نے تو ران کو بہت تکلیف پہنچائی۔

"معاف کر دو مجھے"

اک تھکی سی گزارش آئی تھی۔

"ک۔ کیا اتنا آسان ہوتا ہے؟"

وہ اسی پر فیصلہ چھوڑ رہی تھی کہ پہلے وہ خود اس تقاضے کا کرب محسوس کرے پھر جواب دے۔

"نہیں ہوتا پر تم اتنا سب سہہ کر بھی میری ہو، مجھے لگتا ہے تم کر دو گی معاف"

وہ عیشاء کے ضبط و حوصلے کو داد دیتا نظر آیا، وہ آزردگی سے مسکرادی، شاید خود پر مسکرائی تھی کہ ان مردوں کو ہمیشہ عورت کو آزما کر کیا ملتا ہے۔

"یہ سچ ہے میں تمہیں واقعی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی، تم نے بہت رلایا ہے مجھے۔ چند سال نہیں میری آدھی زندگی پر محیط ہے وہ رونا توران جو تمہاری وجہ سے میری سانسوں تک کا ناسور بنا رہا۔ بتاو کس دل سے تمہیں اپنے دل سے لگاوں؟"

وہ تکلیف سے بھری تھی، حل اور نجات کی بات اس نے توران پر چھوڑی کہ وہ شاید بہتر جواب اور جواز رکھتا ہو۔

"تم یوں روتے ہوئے لڑتی حساب مانگتی ہوئی اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ میں ہمیشہ گناہ گار اور مجرم رہنا بھی افورڈ کر لوں۔"

اسکے پاس شاید عیشاء کو جواب دینے کے لیے ابھی کچھ نہ تھا، کوئی ایسا لفظ ہی نہیں تھا جو عیشاء کے سامنے بخشوائے جانے کے قابل ہوتا۔

"مجرموں کو گلے کوئی نہیں لگاتا۔ کیا یہ افورڈ ایبل ہو گا تمہارے لیے؟"

وہ اسکے مسکرانے کو سنجیدگی میں بدل گئی، خاصا وحشی سوال تھا عیشاء کا جو توران کے چہرے سے سارے رنگ نچوڑ گیا۔

"میں بہت اچھی برداشت رکھتا ہوں"

وہ عیشاء کو یقین دلا رہا تھا جسے اسکے دل کا کمزور ہونا ویسے ہی مار رہا تھا۔

"میں نہیں چاہتی تمہاری برداشت اچھی ہو، میں جب سے واپس ملے ہو کتنی بار روئی ہوں۔ تمہارا ایک آنسو بھی نہیں نکلا۔ یہ تمہارے اندر کو کھا جائے گا۔"

وہ اسکے چہرے سے ہتھیلی جوڑے بظاہر اسے ڈانٹ رہی تھی پر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ ڈانٹ ہے۔

"مجھے رونا پسند نہیں، تم اگر مجھے رلانے کے لیے اتنی ہی بے چین ہو تو کر لو کوشش۔ ناکام ہو جاو گی"

وہ اسے چیلنج کر رہا تھا، جبکہ عیشاء دیکھ سکتی تھی یہ چیلنج کرتے اس شخص کی سرخ آنکھوں کے آس پاس بھی درد کا پہرا تھا۔

"چیلنج کر رہے ہو؟"

وہ گردن اکڑا گئی۔

"ہاں چیلنج ہی سمجھ لو"

وہ بھی ہارنے والوں میں سے نہ تھا۔

"ٹھیک ہے کرلو کوشش۔"

وہ زچ کرتا مسکرایا۔

"میرے مرنے پر روگے؟"

عیشاء کی سفاکیت جیسے بڑھنے لگی، توران نے اسے سرد خفا نظروں میں بھرا۔

"تمہارے مرنے پر رونے کی کسے ہوگی فرصت، تمہارے مرنے پر میں بھی مرجاوں گا عیشاء"

اس نے تھک ہار کر عیشاء کے آگے نظریں جھکا دیں، اس سے زیادہ وہ کوئی بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔

"ابھی تو اپنی بیٹی سے کہہ رہے تھے وہ ہے تمہارے جینے کی وجہ؟"

یہ بس اوپر اوپر سے جلن تھی، تو ران نے نرم سا مسکراتے عیشاء کی آنکھوں میں نظریں اٹھاتے دیکھا۔

"سچ ہے میں بیوی اور بیٹی کے بیچ پھنس گیا ہوں۔ مجھے میرا پارٹنر دو یار تاکہ کوئی میری طرف بھی ہو"

توران کی بے شرم ڈیمانڈ واپس آئی تو پہلے عیشاء سمجھ نہ سکی پر مفہوم سمجھنے پر اسکا پارہ ہائی ہوا۔

"شرم کرو۔ اب نانا بننے کا وقت ہے اور تمہارے اپنے ارمان جاگ رہے ہیں۔"

عیشاء نے شرم دلائی پر وہاں اس فیل سے وہ پورا بندہ ہی محروم تھا۔

"میری پیاری سی گڑیا اتنی جلدی مجھے گرینڈ پیرنٹ نہیں بنائے گی تم فکر مت کرو۔ میں اپنی بیٹی کے ساتھ ڈیل کر لوں گا"

توران نے پورا حوصلہ دیا جبکہ عیشاء منہ کھولے اس آدمی کو دیکھ رہی تھی کہ یہ ایسی باتیں نکالتا کہاں سے ہے۔

"اپنی بیٹی سے کیا کہو گے کہ پہلے مجھے پھر سے باپ بننے دو پھر نانا بنانا؟ شرم نہیں آئے گی یہ سب اسے کہتے ہوئے۔ کوئی تو جوان بیٹی کے باپ والی فیل لاو اپنے اندر"

عیشاء کا خفت کے مارے چہرہ سرخ ہوا پر مجال ہو جو توران کو شرم چھو کے بھی گزری ہو۔

"وہ ہماری ڈیٹ پلین کر چکی ہے، اسے ہمارے ایک ہونے کا زیادہ ارمان ہے۔ وہ سمجھدار ہے اسے بھی اپنا بہن بھائی چاہیے ہو گا"

توران نے مسکرا کر عیشاء کو سلگایا تو وہ اسے جب منہ سے کہہ کر نہ روک پائی تو اسکے منہ پر ہاتھ رکھے اسکا یہ خندقی منہ ہی بند کر دیا۔

"اف تم کس قدر اوٹ آف کنٹرول آدمی ہو توران"

عیشاء کا سانس پھول گیا یہ کہتے۔

"میرا کنٹرول تم مجھے دے ہی نہیں رہی"

اسکا منہ پر سے ہاتھ ہٹائے اک معصومانہ شکوہ کرے وہ اسکے ہونٹوں پر نظریں جمائے آگے بڑھا جب وہ اسے شانوں پر ہاتھ رکھے پیچھے تکیوں سے ٹیک لگواتے گھوری۔

"اب سو جاو تمہیں خدا کا واسطہ ہے"

عیشاء نے التجاء کی۔

"صبح تک میرے پاس ہی رہنا۔ ساتھ ریزاٹ جائیں گے۔ میں سو رہا ہوں۔ تمہیں کوئی پریشان نہیں کرے گا صبح تک۔ جا کر کچھ کھا پی کر آجاو۔ تمہارا دماغ چاٹ کر میں

تو فل فیل کر رہا ہوں پر تمہاری انرجی رخصت ہو چکی ہو گی یہ دیکھائی دے رہا ہے"

شرافت سی دیکھائے وہ واقعی سونے لگا ہے یہ عیشاء کو جیسے ہضم نہ ہوا۔

"پریٹنڈ مت کرو کہ تمہیں میری فکر ہے۔ جھوٹا پیار سنبھال لو ورنہ بہت برا ہو گا"

جان بوجھ کر وہ خفگی سے بولی۔

"مجھے تمہاری فکر ہے جو کرنا ہے کر لو، مجھے تم سے پیار بھی ہے جو اکھاڑنا ہے اکھاڑ لو۔"

ڈھیٹ بنے وہ وہی بولا جس سے عیشاء گریز برت کر منع کر رہی تھی۔

"اور؟"

وہ دھیما سا مسکرائی۔

"بہت مس کیا میں نے تمہیں۔ ایسے مسکراو گی تو واقعی رو پڑوں گا"

توران نے اسکا ہاتھ پکڑ کر جس دیوانگی سے چوما، جس تڑپ کے سنگ التجاء کی، جس بے بسی سے دھمکایا، وہ کتنی دیر دوسرا سانس نہ بھر سکی۔

"نہیں مسکراتی۔ آرام کرو۔ میں یہیں ہوں تمہارے پاس صبح تک"

وہ اپنی مسکراہٹ بھی قربان کر گئی، شاید توران نے غرور میں ہونے کے باوجود اسکے آگے جھک کر اسے محسوس کروایا تھا کہ وہ کتنی ضروری ہے۔

"تم جیسی مہربان عورت میں نے پوری دنیا میں نہیں دیکھی عیشاء"

وہ کافی دیر سے جاگا تھا تبھی اب تھکاوٹ اور بہت سی باتیں کرنے کے سبب اعصاب بھاری تھے تو نیند سی آنے لگی۔

"اور تم جیسا ظالم مرد بھی دنیا میں اکلوتا ہی ہو گا۔ کتنے بھی برے لگو، اچھے لگنے والے لیول سے وہ برے لگنے والا لیول کم ہی رہتا ہے۔ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔ اب بھی اگر تم کہو میرے ساتھ سانس لو میں خوشی خوشی راضی ہو جاوں۔ یہ میری ہار ہی ہے توران مسدور کہ مجھے تم سے محبت ہوئی اور ستم کہ آج بھی ویسی ہی محبت ہے"

وہ آنکھیں بند کر چکا تھا، اس پر نیند حاوی ہوئی اور دوسری طرف وہ ہوئی، اس نے توران کے صبیح ماتھے کو سارے درد پرے کیے چوما تو وہ کچی سی نیند میں اپنا ہاتھ اسکے پشت پر رکھ گیا، جیسے نیند میں بھی چاہتا ہو وہ اسکے دل سے کسی

صورت آن لگے پر وہ اسکے زخم کا خیال کرے زیادہ نہ جھکی اور واپس بیٹھتے ہی اس پر اک محبت بھری نظر ڈالتے ہی اٹھی اور روم سے نکل گئی، شاید اب خود سے اسکی جنگ کو قرار آنے والا تھا، آثار یہی لگ رہے تھے۔

.._____..

توران کی گاڑی پارک کرتے عالی اور ایدا ریزاٹ ہی کی طرف بڑھ رہے تھے جب عالیان کا فون رنگ کیا، فون اسکے ہاتھ میں ہی تھا تبھی کال پک کرے فون کان سے لگایا گیا جبکہ ایدا بھی رک کر عالی کو دیکھنے لگی تا کہ وہ کال فنشن کرے اور وہ ساتھ اندر جائیں۔

"ٹھیک ہے ہم پہنچتے ہیں"

عالیان نے شدید پریشانی کے عالم میں کہتے کال ڈسکنکٹ کی تو پہنچنے کی بات پر ایدا بھی زرا نزدیک آ رکی اور مضطرب نگاہوں سے عالیان کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا عالی؟"

ایدا نے فورا سے پہلے سوال کیا جبکہ عالیان کی آنکھوں میں خفیف سی خماری ابھر کر معدوم ہوتی دیکھائی دی جبکہ یہ اتنا مختصر لمحہ تھا کہ ایدا کو فیل ہی نہ ہو سکا۔

" کمپنی میں کچھ بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے ایدا۔ ہم دونوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے"

وہ پریشانی کے عالم میں ہی بولا۔

"میں بھی آپکے ساتھ چلوں گی عالی۔ ویسے بھی میں یہاں آپکے لیے آئی تھی، رک کر کیا کروں گی۔ اب تو ران بھائی ٹھیک ہیں اور عیشاء آپی کے ساتھ ہیں۔ کب نکلنا ہے اور کچھ پتا چلا کیا ایشو آ گیا۔ میں جب آئی تب تو سب ٹھیک تھا؟"

وہ اب تک بے چین تھی، عالی نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور لا عملی کا تاثر دیتا نظر آیا۔

"یہ جا کر پتا چلے گا۔ تم ایسا کرو پیکنگ کرو۔ میں تب تک فلائیٹ کنفرم کرواتا ہوں انقرہ کی"

عالیان نے اسے کمانڈ دی جس پر ایدا نے فوری سر ہلائے عمل کیا اور وہ اندر ریزاٹ کی طرف بڑھی، عالیان کی آنکھیں اسے جاتا دیکھے دفعتاً شر دبا سا مسکرائیں اور اس نے دوبارہ کال بیک کرتے پہلے تو فلائیٹ کنفرم کی پھر جہاں وہ جا رہے تھے اس جگہ کی ریزرویشن بھی کنفرم کی، جب تک وہ فری ہوا اور وہ لوگ پیکنگ وغیرہ کرے ہوٹل سے

سائن اوٹ کر پائے، باران اور دِلارہ بھی واپس ریزاٹ پہنچ آئے، اور ان دو کو آتے ہی عالیان اور ایدا کی واپسی کی خبر ملی۔

"آپ دو اکیلے کہاں نکل رہے ہیں۔ سب ساتھ چلتے ناں"

دِلارہ اور باران دونوں نے ہی انکے جانے پر اداسی کا اظہار کیا۔

"میں اور ایدا واپس انقرہ نکل رہے ہیں، کمپنی میں ایک اہم معاملہ آگیا ہے یار۔ براق سے میری طرف سے معذرت کرنا کہ اسکے نکاح میں ہم شرکت نہیں کر سکیں گے"

عالی نے بہت سلیقے سے اپنے ڈرامے کو سرانجام دیتے کام کو وجہ بنا کر تینوں کو ہی الو بنایا کیونکہ خود ایدا تک ابھی اسکے پلین اور سرپرائز سے واقف نہ تھی۔

"چلیں کوئی نہیں ہم بھی دو تین دن تک آجائیں گے۔ پہنچ کر انفارم ضرور کیجئے گا"

وہ لوگ ابھی آئے تھے پر اب ایدا اور عالیان کو چھوڑنے کا پلین کر لیا، کیونکہ فی الحال انکے پاس ایک ہی گاڑی تھی۔ باران اور دِلارہ نے انکو ائیر پورٹ تک سی آف کیا پھر وہ اوٹنگ پر نکل گئے جبکہ کس ارجنٹ کام کی وجہ سے ایدا اور عالی واپس جا رہے تھے یہ تو ایدا کو بھی نہیں پتا

تھا، آٹھ بجے تک وہ انقرہ لینڈ کر چکے تھے اور جب وہ ائیر پورٹ سے نکلے تو عالیان کی گاڑی وہاں پہلے ہی موجود تھی، ایدا نے اسکی طرف حیرانگی سے دیکھا، لیکن کہا کچھ نہیں، ان کا سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھے خود عالیان نے آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، آذربائیجان کی نسبت یہاں ویسی شدید ہڈیاں جماتی ٹھنڈ نہ تھی لیکن پھر بھی موسم بہت ٹھنڈا اور خشک تھا۔

ایدا کی پریشانی اسکے چہرے سے چھلکتی دیکھے وہ جانے کتنی بار ہونٹوں میں امڈتی مسکراہٹ بھینچ چکا تھا لیکن فی الحال وہ یہ سرپرائز بریک نہیں کر سکتا تھا۔

ایدا فلائیٹ کے بیچ بھی عالی سے پوچھتی رہی کیا معاملہ ہے پر عالیان نے فی الحال سب راز ہی رکھا ہوا تھا، وہ لوگ یلدرم حویلی ہی سیدھے نکل رہے تھے، ایدا کا صبر کا پیمانہ بھی جیسے لبریز ہوتا جا رہا تھا۔

"عالی اب بتا بھی دیں کیا کوئی پریشانی کی بات تو نہیں۔ ہم اتنی ارجنٹ انقرہ کیوں آئے۔ کہیں پھر سے انکوائری کا معاملہ تو نہیں؟"

ایدا نے سخت پریشان اور بے چین ہوتے آخری کوشش کرتے پھر پوچھا جبکہ عالیان نے یلدرم حویلی جانے کے بجائے ایک دوسرا راستہ جب موڑ کاٹتے چنا تب وہ مزید

پریشان ہوئی، یہ راستہ زرافوریسٹ سائیڈ انقرہ کیمپنک گراونڈ کی طرف جاتا تھا جسکے بارے ایدا کو زیادہ نہیں پتا تھا لیکن عالیان کو تو سب پتا تھا، تبھی تو وہ آدمی من ہی من میں مسکرا رہا تھا۔

معصوم وہ جو عالیان یلدرم کے ساتھ ایمرجنسی آذربائیجان سے انقرہ کی فلائیٹ لے کر واپس آئی تھی یہ سوچ کر کہ کمپنی میں کوئی بڑا مسئلہ ہوا ہے جبکہ میسنا وہ جس نے انقرہ میں سپیشل کیمپنگ پلے گراونڈ میں نائیٹ سٹے ریزرو کروایا تھا تاکہ اپنے فیوچر کے بچوں کو دنیا میں لانے کی پلاننگ و تیاری کر سکے۔

"میری جان حوصلہ بھی کسی چڑیا کا نام ہے"

ایدا کو اتنا بے چین پائے عالی نے اسے مست سے لہجے میں دلاسا دیا پر وہ الٹا اور برہم ہوئی۔

"لیکن حوصلہ کروا ہی کیوں رہے ہیں آپ؟ مجھے فکر ہو رہی ہے"

وہ بھی تو اپنی جگہ برحق تھی۔

"ی۔۔یہ راستہ تو حویلی اور ہماری کمپنی کا نہیں پھر؟"

ایدا نے پیچھے چھوٹتے موڑ پر عالی کو جیسے غلط راستے جانے پر ہوش دلایا۔

"یہاں سے بھی یلدرم حویلی آجائے گی فکر مت کرو"

عالیان نے اب بھی اسے راستوں کا راز نہ بتایا تو وہ خود تھک ہار کر دوبارہ سے اپنا فون یوز کرنے لگی اور تبھی اسے نازلی کا میسج موصول ہوا۔

"میں اور آزاد مسدور حویلی نکل رہے ہیں۔ تم لوگ خیریت سے پہنچ کر مجھے میسج کر دینا۔ کیا پتا ہمیں حویلی کتنی دیر ہو جائے میری جان"

نازلی نے ڈریسنگ میز پر رکھے فون کو اٹھا کر ایدا کو انفارم کے لیے میسج کیا اور دلسوز سی مسکراہٹ لیے وہ اپنے آپ پر

اک نگاہ ڈالتی اپنا بیگ اور فون لیے کمرے سے نکل گئی کیونکہ آزاد اسکا گاڑی میں منتظر تھا، ایدا نے نازلی کو ریپلائے دیتے اداس سی مسکراہٹ دی پھر دل میں ڈھیروں دعائیں کیں کہ سب خیریت رہے۔

"وہ دونوں نکل گئے مسدور حویلی، مجھے تو ڈر ہی لگ رہا ہے عالی۔"

ایدا نے اسی تھکن سے بھری مسکراہٹ سمیت عالی کی جانب دیکھتے اطلاع دی اور اپنے خدشات کہے تو وہ ڈرائیونگ کرتے دونوں ہاتھوں میں سے ایک مضبوط و خوبصورت ہاتھ بڑھائے ایدا کا ہاتھ پکڑے دباتے ہوئے

اپنے تھائے پر رکھتا نرم انداز میں سرسری سا اسکی اداس مسکراہٹ نہارتا مسکرایا۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ چاچو اکیلے ہی اب پوری مسدور آرمی کے لیے کافی ہیں۔ ویسے بھی وہ لوگ ایسا کچھ نہیں کر سکتے جو ہمیں نقصان دے۔ اور دوسرا میں واپس آچکا ہوں سمجھو اس وقت چاچو میری نظر میں ہیں۔ تم بس اچھے وقت کا یقین رکھو کہ وہ دروازے میں دستک دینے آچکا ہے"

عالی نے بہت مستحکم انداز میں یقین دلایا، ایدا نے فون رکھ دیا اور عالی کو محبت سے تکنے لگی، وہ لوگ اس وقت جس جگہ سے گزر رہے تھے وہاں دائیں بائیں دونوں طرف گھنا جنگل

تھا، اوپر سے رات ہو رہی تھی اور لگ بھگ ساری سڑک بارش سے گیلی تھی، سٹریٹ لائٹس اور گاڑی کی ہیڈ لائیٹ میں سڑک کی لمبائی کا تعین کیا جا سکتا تھا۔

"آپ کو ڈر نہیں لگ رہا عالی۔ یہ کتنی خاموش اور تاریک جگہ ہے۔ میں یہاں پہلے کبھی نہیں آئی۔ یہ راستہ کیوں چنا آپ نے وہ بھی رات کے وقت"

وہ باہر تکتی عجیب سے ہراس پر عالیان کی بازو سے لپٹنے لگی تو عالیان کو اب محسوس ہوا کہ ڈر بھی کوئی واقعی دلفریب چیز ہوتی ہے، جو اس وقت ایڈاپر سج بھی رہی تھی، اندر سمٹے جذبات مانو انگڑائیاں لینے لگے۔

"یہ جگہ بہت پر سکون ہے، کوئی آتا جاتا نہیں۔ رومنٹک ہے۔۔ تمہیں ڈر لگ رہا ہے جبکہ تمہارے ساتھ ایک شیر جیسا آدمی موجود ہے"

وہ اسے چھیڑنے کی غرض سے مخاطب کیے بولا تو ایدا نے گھبرا کر سر اٹھائے عالی کو دیکھا کیونکہ وہ گاڑی کی سپیڈ بھی بے حد آہستہ کر چکا تھا، یہ والا ایریا زیادہ جنگلی علاقے پر پھیلا ہوا تھا اور یہ سارے علاقے قدرت کا
شہکار، خوبصورتی اور سکون کا جہاں تھے، یہاں بس وہی ڈر سکتی ہے جسے خطرہ اپنے آدمی سے ہو۔

"کیا پتا مجھے جنگلی جگہ کے بجائے آپ جیسے شیر سے ڈر لگ رہا ہو؟"

ایدا نے دل میں مچلنے والے خیال کو زبان دی تو عالیان نے قہقہہ مارتے جیسے ایدا کے اندر تک سنسنی اتاری۔

"مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ تمہیں ڈرنا چاہیے آج"

عالیان کی یکدم بدلتی ٹون، باڈی لینگویج اور یہاں تک کہ اک موڑ پر گاڑی روکنے نے ایدا کے اندر ہلچل پیدا کی۔

"کیا ہوا۔ گاڑی کیوں روک دی؟"

ایدا نے اسکی بازو چھوڑتے پریشان ہوتے پوچھا تو عالیان نے گاڑی سائیڈ لگاتے اسے بند کیا پھر وہ ڈرامائی خوف میں لپٹی ایدا کو دیکھنے لگا۔

"یہاں دس منٹ پیدل چلنے کے بعد ہی میرا بک کیا کیمپنگ پلے گراونڈ اور روم ہے۔"

ایدا اسکے منہ کی طرف ہونق ہو کر دیکھنے لگی۔

"ہیں۔پر یہاں کیوں آئے ہم۔۔؟"

ایدا کی معصومیت پر عالیان ہنسا۔

"تم ہمیشہ مجھ سے شرما کر واش روم بھاگ جاتی ہو ناں، یہاں اوپن واش روم والے کپلز رومز ہیں اور یہ جگہ پورے انقرہ میں ایک ماہ لگا کر ڈھونڈی ہے۔"

عالیان نے شرانگیز سی سمائیل کرتے راز فاش کیا تو ایدا یوں تھی جیسے کاٹو تو لہو نہیں۔

"م۔۔ مطلب واش روم، روم میں ہیں یہاں؟"

ایدا نے غائب دماغی سے پوچھا۔

"نہیں بونگی۔ الگ ہیں بس کیمپنگ میں ٹینٹ ہی ٹینٹ ہو گا ایدا"

عالیان نے اپنا سر پیٹا کہ کس قدر نان رومنٹک شے سے پالا پڑا، ایدا کے رخسار خفیف سے بلش کیے اور وہ نظریں بھی عالی کے چہرے سے ہٹا گئی۔

"لوگوں کی لووسٹوری کے بیچ ولنز آتے ہیں، رقیب، ظالم گھر والے یا سفاک دنیا والے پر میری لووسٹوری مکمل ہونے میں واش روم اور کمرے کا دروازہ حائل ہے"

اپنے اور ایدا کے اس کیمپنگ سائٹ ہونے اور رات رکنے کے جواز وہ جس بے باکیت سے دے رہا تھا، ایدا ساکن ہوئی، پھر گلال چہرے پر سجائے شرمائی۔

"آپ رومز کے دروازوں سے اتنے تنگ ہیں، بتا دیا ہوتا۔"

ایدا نے حیا سے نظریں جھکائے ہی پوچھا تو وہ اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑے اوپر اٹھائے خمار آلود سی نگاہیں ڈالتے دیکھنے لگا، تنگ تو وہ اور بھی بہت

چیزوں سے تھا، وہ سب جو ایدا کو چھو رہی تھیں۔

"میں تمہیں چھوتی ہوا سے بھی تنگ ہوں۔"

عالیان کا بے ساختہ شوخ جواب ایدا میں مزید سنسنی پھیلا گیا، وہ اسے یوں منہ کھولے دیکھنے

لگی جیسے اس شخص کے منہ سے اگلے بے باک جھڑتے پھول کو ابھی سے سوچ رہی ہو، کیونکہ ابھی تو پارٹی شروع ہوئی تھی۔

"عالی۔ یہاں اور بھی کپلز ہوں گے۔ میں کمفرٹیبل نہیں۔ پھر میں نے کبھی کیمپنگ نہیں کی۔ یہ جنگلی ایریا ہے تو جنگلی جانور بھی ہوں گے ناں۔ آپ ہمارے سپیشل مومنٹس کو ایڈونچر کیوں بنانے پر تلے ہیں؟"

اک معصوم سا شکوہ ان گلابی لکیروں والی آنکھوں سے ہونٹوں تک پھسلا، عالیان نے گاڑی کا ڈور کھولتے پہلے زرا گاڑی سے باہر نکلنا مناسب سمجھا پھر وہ گھوم کر اپنے جلووں

کے بکھر اوسے بے وقت ایدا کو بہکاتا ہوا اسکی طرف آیا اور ڈور کھولتے اپنا ہاتھ ایدا کی طرف بڑھایا جسکی چوڑی مہکتی ہتھیلی اس لڑکی نے تھام تولی پر وہ باہر نکلنا رسک ہی جان رہی تھی۔

"باہر تو آو۔"

عالی نے اتنے پیار سے کہا کہ وہ تمام ڈر پرے کرتی باہر نکل کر ٹھیک عالیان کے سینے کے سائے میں آ سمٹی، اندر جو حشر سے اٹھ رہے تھے انکا اثر ایدا کے چہرے پر سمٹ رہا تھا۔

"یہاں اتفاق سے آج رات دوسرا کوئی کپل نہیں ہے۔ ایک کپل نے ریزرویشن کروائی تھی پر عین وقت پر کینسل کروادی۔ یہ سارا ایریا سیکیور چار دیواری کے اندر ہے اور مین اس گیڈ پر جو سیکورٹی ہے وہ اندر کسی جانور کو گھسنے نہیں دیتی، نہ ہی یہاں کسی کی پرائیویسی کو کوئی خطرہ ہے لیکن یہ سب بہت مزیدار ہے۔ اتنا کچھ ہے یہاں کہ تمہاری سوچ۔ اور مجھے ان بند کمروں پر اعتبار نہیں، کب تم ہاتھ چھڑوا کر بھاگ جاو، پھر میں کیا دروازے توڑنے والا لگتا ہوں تمہیں۔ بہت ہی سوبر آدمی ہوں"

وہ مسکرانے کے ساتھ یہاں آکر اپنے اور ایدا کے سپیشل مومنٹس گزارنے کے خیال پر اسے بھی آمادہ کرتا نظر آیا، کیا کہے وہ سمجھ نہ آئی تو بس مسکرا کر مان جاتی دیکھائی دی۔

"لیکن آپ نے تو مجھے ایک ویک دیا تھا موج کا"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگی، وہ لوگ اس ایریا کے اندر داخل ہوئے جہاں ہر طرف گھنے درخت تھے، لیکن جگہ جگہ لائٹنگ نے اندھیرے کو بلکل نگلا ہوا تھا۔

"دیکھو ہم یہاں کچھ ایسا ویسا نہیں کرنے آئے بس ایک ساتھ رہنے آئے ہیں کہ کیمپنگ کیا مزہ دیتی ہے۔ کیا پتا تمہاری موج تمہارے پاس ہی رہے بس میں دیکھنا چاہتا ہوں جب تمہارے لیے بھاگنے والی کوئی جگہ نہیں بچے گی تو تم مجھ سے بچنے کو کیا کرتی ہو۔"

وہ اسکے ساتھ چلتا ہوا یہ جو اپنی ہی دھن میں بولا، یہ مخص اک تسلی کے سوا کچھ نہ تھا، یعنی وہ ایدا کی گھبراہٹ دور کر رہا تھا ورنہ یہ جو ماحول تھا یہ کافی اپیلنگ تھا، پھر جو خوبصورتی تھی، لائٹنگ تھی، بنا کسی جنگلی جانور، کسی ڈاکو کے ڈر کے جنگلی ماحول تھا یہ سنسناہٹ کے بجائے

گدگداہٹ بخش رہا تھا، وہ لوگ پہلے روم کی طرف گئے اور
انکا سامان وہاں جنگلی ہٹ کی تھیم پر بنے روم میں پہنچایا گیا
تھا، کمرہ لکڑی کے انٹیریر سے بنا تھا جبکہ کمرے میں جگہ
جگہ آرٹیفیشل سبز پتوں کی ڈیکوریشن تھی جن کے ساتھ
چھوٹی چھوٹی لائٹس بھی تھیں جس نے پورے کمرے کو
خوبناک سا پیش کر رکھا تھا، یہاں بہترین وائے فائے
سروس کے ساتھ ہاٹ شاور کی فیسلٹی بھی تھی جبکہ ڈنر اور
بریک فاسٹ کی ہر طرح کی ویڑائٹی، کمرہ تین طرف سے
گلاس والز سے بنا تھا اور بھاری پردے گرے تھے جبکہ
چوتھی طرف دو گلاس اور لکڑی کے دروازے تھے جو ایک

لکڑی والا باہر کا تھا دوسرا گلاس وزیبل دروازہ واش روم کا تھا۔

"تم چینج کر لو، پھر ہم اپنے ٹینٹ کے پاس چلتے ہیں، تمہیں پتا ہے یہاں فشنگ بھی ہوتی ہے۔ تمہیں فشنگ کے ساتھ شکار بھی سیکھاتا ہوں"

عالیان نے اپنا فون چارج لگاتے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور خود بھی کمرے کا ستائشی نظروں سے جائزہ لیتی ایدا کو دیکھتے اپنا بھی کوٹ اتارنے لگا جب وہ شکار کا سنے پھر ٹھٹھک کر اسکے پاس آ کر رکی۔

"آپ کیوں کنفوز کر رہے ہیں، شکار اب کسکا عالی، آپ نے خود ہی تو کہا کہ جانور نہیں ہیں یہاں"

وہ سخت مضطرب و الجھی تھی، عالیان نے اسے زرا پکڑ کر اپنے نزدیک سرکایا۔

"شکار تمہیں اپنے اندر کے جانور کا کرنا سیکھاوں گا"

گہری پر استحقاق نظروں میں ایدا کا چہرہ بھرے اس سے پہلے وہ پھر سے زرا بے خود ہوتا، وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے دباو دیتی دور کر گئی۔

"چینج کر کے آتی ہوں"

ایدا نے اسے دیکھے بنا سپیڈ لگائی اور جب جا کر واش روم میں بند ہوئی، عالی نے اس بار بند دروازے کو زرا بھی غصے سے نہ دیکھا، کیونکہ وہ گلاس ڈور تھا اور سامنے پردہ گرا ہوا تھا۔

"بس یہی دروازوں کی مداخلت نہیں چاہیے تھی مجھے، بہت اچھا فیصلہ کیا عالیان یلدرم۔ اب تمہیں باپ بننے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ایدا دمیر یہ تمہارا آخری فرار تھا"

وہ اپنی شرٹ بدلنے کی نیت سے کھول رہا تھا تاکہ ٹی شرٹ پہنے، اور اس نے اپنے لیے ایک کمفی ساٹر اوزر بھی نکالا تھا، البتہ ایدا کی دھڑکنیں حد سے سوا بڑھی تھیں، وہ اندر آ

کر اس چار دیواری کو یوں تاسف سے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو مجھے عالیان یلدرم سے بچالو بہنو!

.._____..

مسدور حویلی میں ان دو کی آمد اک نئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی تھی، یہ دو خون کے پیاسے خاندانوں کے بیچ صلح جوئی کا اک پل بننے والا تھا جو کل کو دونوں خاندانوں کو ایک دوسرے کے پاس لے آتا، آزاد کے جتنے خدشات یہاں آنے سے پہلے تھے، سب انکے خوشگوار استقبال کے آگے بھربھری مٹی ثابت ہوئے، نازلی کو حیرت تھی کہ کیسے اس چار دیواری کے ظالم لوگوں کا دل پگھلا ہو گا لیکن

کہتے ہیں کچھ دل بس اللہ کے حکم پر ہی موم ہوتے ہیں، کوئی بندہ کچھ نہیں کر پاتا، یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا، نازلی نے جو تکلیف بھرے ماہ و سال یہاں گزارے وہ اسکے دل میں اداسی بھر گئے، لیکن گل خانم کی نرم نظروں کی لپک اور شفقت بھرے انداز، اس بیٹی کی روح تک پھیلے درد کی دوا بنتے دیکھائی دیے، المیرا اور برہان بھی بہت خوش تھے کہ آزاد اور نازلی انکے ساتھ ہیں۔

وہ سب مین سٹنگ لاونج میں تھے، المیرا ملنے کے بعد ہی زرا باورچی خانے کی سمت چلی گئیں تا کہ کھانا لگوا سکیں جبکہ وہ چار اک سرد سی چپ میں ڈوبے تھے، ماضی میں جو کچھ ہوا

اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی کے پاس کوئی بھی بات نہ تھی۔

"تم دو ساتھ اتنے سجو گے کاش سالوں پہلے یہ بات سمجھ جاتے ہم، لیکن جب خمیر میں ہی دو محبت کرنے والوں کے لیے نفرت ہو پھر کچھ اچھا نہیں لگتا۔ جمیل مسدور اور میری شادی زبردستی کروائی گئی، وہ بھی کسی اور کو پسند کرتے تھے اور میں بھی لیکن ہمارے بڑوں نے پھر بھی ہمیں جوڑ دیا کیونکہ انکے بڑوں نے بھی انکے ساتھ یہی کیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم یہ مہلک اذیت آگے اپنی اولاد میں منتقل نہ کرتے پر اپنے اندر کا کرب کسی صورت تو

نکالنا تھا۔ دمیر اور نازلی دونوں ہمارے اس نسل در نسل منتقل ہوتے زہر کی بھینٹ چڑھے۔ اس نے بھی اپنی پسند سے شادی کی وہ بھی اک ناقابل برداشت خاندان کی عورت سے اور نازلی نے بھی اسی خاندان کے لڑکے کو چنا۔ نفرت اور انتقام کے علاوہ اک تیسری چیز حسد بھی تھی جو ہمیں جانور بنا گئی۔ مجھے بھی اور جمیل کو بھی۔ اور دیکھو اس سب میں جمیل چلے گئے، میرا میران مر گیا، میرا دمیر مر گیا۔ صرف نازلی رہ گئی۔ میں نے اپنی دو اولادیں کھو دیں، اسے بھی گنوانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ ہمارے گناہ ہیں، تمہیں ٹکرے کروانے کا حکم بھی میں نے

دیا آزاد۔۔۔۔۔ لیکن یلدرم خاندان نے برابر مقابلہ کیا ہے اب تک۔ تو معصوم وہ لوگ بھی نہیں ہیں۔"

گل خانم کی آواز میں دنیا جہاں کا درد سمٹ آیا تھا، وہ ہر بات میں حق پر تھیں اور خود آزاد اور نازلی بھی کسی ان کہی تکلیف میں جلتے نظر آئے۔

"تم کیسے بچے آزاد؟"

اب کی بار یہ سوال برہان مسدور نے کیا۔

"میری جگہ آپ نے ایمر کو ٹکرے کروایا تھا۔ وہ آپکا ہی آدمی تھا۔ دوست تھا میرا۔ اور اسکی موت کا بھی اتنا ہی

کرب جھیلا میں نے جتنا اپنی موت کا جھیل سکتا تھا۔ اسکی بیوی نے کئی سال مجھے ٹارچر کیا کیونکہ اسکے بقول میں ایمر کی موت کا ذمہ دار ہوں، جیتے جی مرا رہا اپنی فیملی کے لیے۔ آپ نے کہا گل خانم کہ یلدرم خاندان نے برابر ظلم کیے تو آپ ایک بات جان لیں، کسی کو موت دینا آسان چیز ہے اور کسی کو جیتے جی پل پل موت دینا کئی لوگوں کے قتل کے برابر ہے۔ جو آپ نے نازلی کو بھی دی اور مجھے بھی۔"

آزاد کا لہجہ تلخ بھی ہوا اور سخت بھی، سب دکھی تھے کیونکہ ماضی کربناک تھا۔

"میں نے بہت برا کیا، لیکن میں چاہتی ہوں تم دو مجھے اور برہان کو معاف کر دو۔ مجھے میری بچی واپس دے دو۔ میں نے بہت تکلیف دی اسے، اسکا حوصلہ ہے کہ یہ میرے جیسی ماں کے باوجود زندہ رہی"

پچھتاوے اور درد سے گل خانم کی آنکھیں بھیگیں اور یہی ندامت بھرا تاثر برہان نے بھی دیا۔

"آپ بڑی ہیں گل خانم! معافی مت مانگیں۔ ہم معاف کر چکے ہیں سبکو"

آزاد نے جیسے ادب و احترام کیے انھیں اس سب سے روکا تھا، نازلی نے بھی اٹھ کر گل خانم کے پاس جا کر بیٹھے اک آزادہ نگاہ انے پر ڈالی۔

"میں نے بھی معاف کیا، آپ مجھ سے آزاد کو دوبارہ تو نہیں چھینیں گی ناں۔ پہلے ہی یہ بہت دیر سے ملا مجھے"

نازلی کی آنکھوں میں جیسے آنسوؤں کی نمی اتر آئی تھی، گل خانم نے بھی اسی تڑپتے ہوئے انداز میں نفی میں سر ہلاتے بازو کھولے تو نازلی ان باہوں میں سمٹ گئی جبکہ برہان بھی اٹھے تو آزاد بھی اپنی جگہ سے اٹھا۔

"تم بھی معاف کر دو مجھے آزاد"

ندامت و مان کی ملی جلی کیفیت تھی، جیسے ہر کرب سے نجات چاہی جا رہی ہو۔

آزاد نے بھی دل بڑا کیا اور معاف کر دیا کیونکہ کسی نہ کسی کو تو شروعات کرنی ہی تھی، اک خوشی اور سوز کی فضا تھی جیسے ہر آنکھ انگارہ تھی یا پھر بھیگی ہوئی، یعنی اچھا وقت آ چکا تھا۔

.._____..

دوسری جانب مہمت سلمان بھی ضمانت پر رہا ہو آیا تھا اور اسکے باہر آنے پر پہلا مقصد ایدا دمیر اور عالیان یلدرم سے انتقام لینا تھا، اس وقت وہ اپنے ڈیرے پر موجود تھا، سگریٹ کے کش لگاتا اپنے اندر دھواں بھر رہا تھا، ایدا کے مارے تھپڑ اسکی روح کو از سر نو جھنجھنا رہے تھے۔

"سردار"

کسی آدمی کی آواز پر مہمت سلمان اپنے زہریلے خیالات سے چونکا۔

"کچھ بتانا تھا آپکو"

وہ آدمی مودب ہو تا مہمت کے سامنے رک کر تمہید باندھ گیا تو مہمت نے متنفر ہوتے ہنکارہ بھرا۔

"کہو"

سرد حکم آیا تھا۔

"ایدا دمیر کے ماں باپ کی موت حادثہ نہیں تھی بلکہ انھیں مرحوم ابراہیم یلدرم نے مروایا تھا اور ہو سکتا ہے اس میں عالیان کا باپ اسماعیل یلدرم بھی شامل ہو کیونکہ نورے یلدرم نے گھر سے بھاگ کر شادی کی تھی وہ بھی دشمن خاندان کے لڑکے سے تو ممکن ہو گا کہ یہ عزت کے

نام پر قتل کیا گیا ہے۔ جسے انکی کار اڑانے کی سپاری دی گئی وہ میرا دور کا رشتہ دار ہے۔ اتفاقاً ہماری بات ہوئی تو میں زرا ناموں پر ٹھٹھک گیا۔ پوری بات اس سے نکلوائی، نشے میں تھا وہ۔ مجھے لگا یہ بات شاید آپکے کام کی ہو"

وہ آدمی ہنوز مودب تھا جبکہ مہمت کی آنکھوں میں مانو چمک سی بھر گئی۔

"مطلب وہ لڑکی اپنے ہی ماں باپ کے قاتلوں کے گھر ہے۔ یہ بات میرے کام کی ہی ہے، بہت اچھا کیا بتا کر"

مہمت سلمان نے خباثت سے ہنس کر اٹھ کھڑا ہوتے اپنے آدمی کو شاباش دی جس نے جواباً مہمت کے ساتھ ہی کمینی سی مسکراہٹ دی تھی، مہمت سلمان کچھ بڑا سوچ رہا تھا جسے سمجھنا اور جاننا فی الحال ممکن نہ تھا۔

.._____..

ریزاٹ سے کچھ فاصلے پر گاڑی روکے وہ اچانک سے صاف ہوتے آسمان کو دیکھنے باہر نکلی تو گاڑی کے بونٹ پر جھمپ مارے بیٹھ کر سر پیچھے کو ٹکا لیا، وہ اپنے فون سے آسمان کی پکچرز بنا رہی تھی، باران بھی سیٹ بیلڈ نکالے، کار ڈور کھولے باہر نکلا تو دِلارہ نے اسکو بھی اپنے ساتھ ہی آکر بیٹھنے

کا کہا، یہ پاگل پن تھا پر وہ یہ کرنا چاہتا تھا تبھی اس نے بھی دِلارہ کا ہاتھ پکڑتے ٹھیک پاس بیٹھتے اپنی جیکٹ اتار کر اسے رول کرتے اپنے اور دِلارہ کے سر کے نیچے رکھی تو وہ اسکی طرف دیکھتی مسکرائی۔

"رات ہو گئی ہے"

وہ اسے سنجیدہ ہوتے کچھ یاد دلا رہا تھا، دِلارہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتے ہاتھ اٹھا کر آسمان پر بادلوں کے جمگھٹے میں دیکھائی دیتے اک واحد ستارے کی طرف انگلی پوائنٹ کی۔

"تم میری زندگی میں اب بلکل اس ستارے کی طرح ہو، جو راستہ دیکھاتا ہے، کہاں رکنا ہے یہ بتاتا ہے، کہاں چل پڑنا ہے یہ سمجھاتا ہے۔ وہ سب سے روشن ستارہ جانتے ہو کیوں ہے؟"

باران بھی اسکی انگلی کی جانب دیکھنے لگا، پورے آسمان پر بس اسی ستارے کا راج تھا۔

"ہاں کیونکہ وہ چاند کے قریب ہے"

باران نے سائنٹفک جواب دیتے دِلارہ کو ہنسایا، وہ گردن اسکی طرف پھیرے مسکرائی۔

"اور میں ہوں وہ چاند"

وہ اترائی تو اب کی بار باران سنجیدہ ہوا۔

"اتنے ہنڈسم کیوں ہو؟"

وہ اسکی طرف کروٹ کرے بولی تو باران نے بے اختیار ہی اسکے سر تلے بازو گزاری جس سبب وہ اسکے سینے سے آ لگی تھی۔

"تمہاری آنکھوں کا کمال ہے۔ اب بتاو مجھے تمہارا دل کیا کہتا ہے؟"

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جیسے اپنی ان امبر آنکھوں سے وہ دِلارہ کے اندر تک جھانک کر سارے راز جان جائے گا۔

"دل کہتا ہے چیزیں ٹھیک ہونے دوں، مجھے اپنے لیے کچھ نہیں چاہیے، تم کافی ہو میرے لیے باران۔ بس مما کی زندگی مکمل چاہتی ہوں اور بی کو اولاد کا مرنے سے پہلے سکھ مل جائے یہ خواہش ہے"

وہ اپنے دل کی بات کہہ رہی تھی لیکن باران تو کچھ اور جاننے کا طلب گار تھا۔

"وہ قبر! اسے اب مٹ جانا چاہیے ناں؟"

اک درد کی لہر تھی جو باران کی آنکھوں میں اتری، دِلارہ نے نظریں سی چرائیں۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو"

وہ نظریں اور سر جھکائے بمشکل بول پائی، باران نے اسکی ٹھوڑی پر ہاتھ کی پکڑ جماتے اسکا چہرہ اوپر کیا۔

"ٹھیک سے بتاو۔ میں کب کا اسے مٹا دیتا مگر تمہاری تکلیف کی وجہ سے اب تک رکا تھا۔ کیا اس قبر کے بارے کچھ ایسا ہے جو تم اسکے مٹنے سے پہلے مجھے بتانا چاہتی ہو دِلارہ"

وہ اسے کریدرہا تھا کہ شاید وہ اپنا یہ راز بھی باران سے کہہ دے پر وہ اسکی اتنی ساری ہو جانے کے باوجود اتنی باہمت نہیں ہوئی تھی۔

"اس میں کچھ چیزیں ہیں۔"

دِلارہ نے غائب دماغی عیاں کی اور غیر دلچسپی بھی۔

"ہمم۔۔ کیا وہ چیزیں چاہیں تمہیں؟"

باران اسے اندر تک جھنجھوڑ سا رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔ مجھے نہیں چاہیں۔ اس میں اپنی گڑیا دفنائی تھی، اسے باہر نہیں پھینکنا چاہتی تھی، اسے درد ہوتا تبھی

اسے وہاں جگہ دے دی۔ ایک ڈرائنگ ہے جس میں انے بابا کا ہاتھ تھاما ہے میں نے اور ایک۔۔۔۔"

وہ بولتے ہوئے جیسے اٹکی، یہ واضح تھا کہ اسے یہ بتاتے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔

"اللہ کو لکھا خط جو وہیں رہنے دو، میں نے اس میں یہی لکھا تھا مجھے وہ دونوں نہیں چاہیں پر رو رو کر لکھا تھا، یعنی مجھے وہ چاہیں تھے۔ تو وہ دونوں واپس مل گئے تو سب ختم ہوا۔"

وہ اختتام تک جبر اسا باران کو دیکھتی مسکرائی جیسے اسے یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہو کہ وہ بلکل ٹھیک ہے۔

"تمہاری یہ قبر میری بھی دوست رہی اب تک، جب سے تم اس قبر کو ہٹانے کی بات پر چینخی تھی۔ میں نے تمہیں بتائے بنا اسے ہٹانے کی کوشش کی۔۔۔"

وہ اسکی ادھوری بات سنے ہی تڑپ اٹھی، وہ شخص ایسا کیسے کر سکتا ہے۔

"ک۔۔ کیا۔ تم نے ایسا۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، باران نے انگلی کی پور اسکے ہونٹوں پر جما کر خاموش کروایا اور یوں دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو بس مجھے سنو۔

"چپ۔ آگے سنو۔ میں نے سوچا جب تک یہ قبر ہے تم
نارمل نہیں ہو سکتی۔ پھر میں اس گڑیا سے ملا، جسکی میلی
پنک فراک پر دلارہ لکھا تھا، اس پینٹنگ سے جان پہچان
ہوئی جو اک بورن آرٹسٹ کے ننھے ہاتھوں نے تشکیل
دی، اللہ کو خط لکھنا سیکھا، اس چھ سال کی دِلارہ سے ملا جسے
اس قبر نے ماں کی طرح اپنے پروں میں قید کر لیا تھا۔ پھر
میں نے اس خیانت کو یہیں روک کر اسے واپس تعمیر کروایا
کہ جس دن تم خود مجھے اپنے راز بتاو گی اب یہ تبھی ختم
ہو گی۔ تمہارے اس ورژن سے بہت پہلے مل چکا ہوں"

وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرے اب بس ان گرے آنکھوں میں جمع ہوتے آنسو دیکھ رہا تھا، جو آنکھوں تک بھر کر جب رخساروں پر رینگے تو باران نے اک اک کر کے پونچھے۔

"ت۔۔ تم چیٹر ہو باران۔ تم نے میری قبر میں دفن میرے راز بنا میری اجازت جانے، خیانت ہے یہ"

روتے روتے وہ اس پر بہت سا الزام دھر گئی، یہ سوچنا کہ وہ بہت پہلے ہی اس شخص پر آشکارہ ہو گئی، رلا رہا تھا۔

"اس چیٹنگ کا اینڈ ایک سول لیس، ہارٹ لیس اور ایموشن لیس باران یلدرم کی تم سے محبت پر ہوا، اس لیے یہ اس دنیا کی سب سے خوبصورت خیانت اور بے ایمانی تھی۔"

جانے کس قدر محبت سے وہ دیکھتا تھا، بولتا تھا اور دلارہ کو چھوتا تھا کہ وہ دھڑکنوں کی طرح تھمنے لگتی تھی، جیسے اس شخص کا آنکھوں میں جھانک کر اپنی ہی خیانت کو یوں سراہنا کہ وہ باران کے لفظوں کی دلفریبی، لہجے کی کشش اور اس سراپا شخص کی موجودگی پر پاگل ہونے لگی۔

"ہے یہ بات تو رونے والی نہیں ہے دلارہ؟"

وہ اسکے آنسوؤں کو پونچھتا ساتھ سمجھانے لگا جس پر وہ کچھ نہ بولی، بس اپنی بازوؤں کا ہار باران کی گردن میں پرو گئی، اسے وہ دل سے لگانے میں لمحہ بھی نہ لگاتا تھا۔

"پھر بھی تمہارے سامنے دل چاہتا ہے اپنا کوئی جذبہ نہ چھپاوں۔ پھر وہ میرا رونا ہو یا شرمانا"

گلے لگے ہی وہ نم آواز میں بولی، شاید رونے کے بعد اب مسکرا رہی تھی۔

"ضرورت ہی نہیں۔"

وہ بھی جیسے دل کے سارے جذبے سمیٹ کر بیٹھا تھا۔

"ریزاٹ چلیں؟"

وہ روبرو ہوئی اور باران کی آنکھوں میں کچھ اپنے مطلب کا ڈھونڈنے لگی۔

"اگر تم مجھے جھیل سکتی ہو تو ضرور ورنہ gobala کی سڑکیں ناپنا بھی برا آپشن نہیں ہے"

وہ صاف صاف اپنے ساتھ کی تباہ کاری سے ڈرا گیا، دلارہ آنکھیں جھکا کر ہنس دی، یہ فنی تھا لیکن وہ واقعی ابھی بھی اسے پھر سے جھیلنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی تو شرافت سے باران کے سینے لگ کر بیٹھ گئی، ہاں اک تیسرا آپشن بھی

تھا، ایک دوسرے کی دل کی دھڑکنوں کو چپ چاپ سنا جاتا۔

.._____..

وہ لوگ فشنگ سپاٹ آئے اور عالی کو اسے فشنگ باقاعدہ سیکھانی پڑ رہی تھی، لگ رہا تھا نکمی نے نہ کبھی پہلے فشنگ کی نہ کسی کو کرتے دیکھا تھا۔ انکا ٹینٹ بہت ہی خوبصورت تھا، باہر بھی لائٹنگ تھی اور اندر بھی اور جھیل سے الٹ ایریا بنے تالاب میں بھر بھر مچھلیاں جنھیں پکڑنا اور وہ بھی ساتھ کافی رومنٹک تھا، جھیل کے کنارے لگے ٹینٹ کا سائز اتنا تھا کہ ایک بندہ آرام سے اندر کھڑا ہو سکے بلکہ لگ بھگ

اسکی اونچائی آٹھ فٹ تھی اور چوڑائی بھی اسی حساب سے ایک چھوٹے سے کمرے جتنی تھی۔

"تم سے نہ ہو پائے گا ایدا۔ میں تمہیں فشنگ کسی اور وقت سیکھاوں گا۔ میرا خیال ہے آج شکار سیکھاتا ہوں"

عالیان نے اسے باقاعدہ فشنگ راڈ ایڈجسٹ کر کے پھینکنا بتایا اور سیکھایا پر وہ تالاب میں گرے پتوں کے سوا کچھ نہ پکڑ سکی، اوپر سے ان کا ڈنر بھی ریڈی تھا تو عالی نے اس سے فشنگ راڈ ہی جھپٹ لیا، ایدا اور وہ اس وقت ایک طرح کے کپڑوں میں تھے، وہ بھی ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں تھی جبکہ ٹھنڈ کے سبب ہڈی بھی پہن رکھی تھی۔

"مجھے شکار میں کوئی دلچسپی نہیں ہے"

ایدا نے اسے دیکھتے برا سا منہ بنایا جب وہ تمام فشنگ کا سامان سمیٹ کر بیگ میں ڈالتا دوزانو بیٹھا بیٹھا سر اٹھائے بے نیاز بنی ایدا کو گھورا۔

"وہ تم سے کچھ دیر بعد پوچھوں گا۔ یہ بتاو ڈنر اندر روم میں کرو گی یا یہیں ٹینٹ میں۔ ویسے میرا موڈ یہیں کا ہے۔ منگوا لوں؟"

عالیان نے بیگ پیک کرے سائیڈ رکھتے اٹھ کھڑا ہوتے ایدا کی چاہت پوچھی جواب تک یہ حسین ٹینٹ بس باہر

سے ہی دیکھ رہی تھی، خدا گواہ تھا اندر جانے کی سکت نہ تھی۔

ابھی بھی وہ اتنے خوبصورت ٹینٹ کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتی نظر آ رہی تھی۔

"اوکے منگوالیں"

ایدا نے ڈرتے ڈرتے کہا تو عالیان نے قریب آتے ایدا کے ڈر کو دیکھتے اسکا چہرہ جب ہاتھوں میں بھر کر توجہ دی، وہ اسے دیکھنے لگی اور سارا خوف اک طرف کھسک گیا، ایدا

نے اسکی آنکھوں میں پھیلی خوشی دیکھتے اس خدشے سے نظر ہٹائی کہیں وہ اس خوشی کو بے وقت ہی نہ بڑھا دے۔

"تم ہمارے اس خوبصورت سے ٹینٹ میں چلو، میں لے کر آتا ہوں۔"

ایدا کو یہیں بخش دیتے عالیان نے اسے تاکید کی اور خود وہ بیگ اٹھائے وہ رومز والے ایریا کی طرف بڑھا جو یہاں سے کافی دور تھے، ایدا نے ہمت جمع کی اور بھاری گرے پردوں والی انٹرنس سے اندر داخل ہوئی جہاں زپنگ کا بھی آپشن تھا کہ آپ اسے زیپ کر کے بند کر سکتے تھے اگر مزید پرائیویسی چاہیے۔

وہ اندر داخل ہوئی تو اسکی آنکھیں مٹھاس سے بھر گئیں، اک سائیڈ سفید کلر کا موٹا میٹرس تھا جسکے دائیں بائیں فلفی سے بھالو پڑے تھے، اور کچھ بھالو ہی کی شکل کے مختلف رنگ کے لیمپ، تیسری طرف بہت سے پھول رکھے تھے، وہ بڑے بڑے بکے تھے جنکو ایک کونے میں سجایا گیا تھا، چار نرم تکیے تھے جبکہ کچھ کینڈلز، اس کے سوا وہاں اور کچھ نہ تھا۔

ایدا نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو ٹینٹ کے چھت سے بہت سی لائٹنگ کی لڑیاں جھول رہی تھیں اور پوری چھت پر ستارے ستارے معلوم ہو رہے تھے جو لائیٹ کا ایفیکٹ تھا

جبکہ ٹینٹ کا میٹریل کافی موٹا تھا کہ ٹھنڈ اندر آنے پر ایدا کو محسوس ہی نہ ہو رہی تھی۔

وہ میٹرس کے کنارے بیٹھی اور اپنی ہڈی اتار کر سرہانے رکھے نروسنیس کے سنگ ارد گرد دیکھنے لگی، لائٹنگ بہت مدھم تھی، آنکھوں کو بھلی لگ رہی تھی۔

وہ بیس منٹ لگا کر آیا تو اسکے ہاتھ میں ایک پیزا باکس تھا جبکہ دو پانی اور کولڈ ڈرنک کی بوتلیں، عالیان کو اندر آتا دیکھے ایدا کے سارے حواس الرٹ ہوئے، ایون رونگٹے بھی کھڑے ہو گئے، وہ اس پر یہی شو کر رہی تھی کہ وہ بلکل ٹھیک ہے۔

وہ بھی جب پاس آکر بیٹھا تو ایدا کا خود میں سمٹنا بری طرح محسوس کرتے اسکا دل اک ہارٹ بیٹ سکپ کر گیا۔

"یار یہ ٹینٹ تو بڑا اورم ہے، میں نے اسکی امید نہیں کی تھی۔ یہاں سب تھا لیکن میں نے سوچا آج پیزا کھاتے ہیں۔ تمہیں پسند ہے؟"

عالیان نے اپنے سامنے ہی پیزا باکس اوپن کیا تو ایدا وہاں موجود چیزی پیزا کو دیکھ کر منہ میں پانی بھرنے سے نہ روک سکی، وہ بہت ٹیمٹنگ اور ہاٹ لگ رہا تھا۔

"پسند تو نہیں پر اف یہ کتنا چیزی ہے، میں یہی کھاوں گی"

ایدا نے جلدی سے ایک پیس الگ کرتے جس طرح بے صبروں کی طرح بائیٹ لیا، اتنی ہی وہ منہ میں گھلتی بائیٹ پر مزے لیتی نظر آئی، عالیان نے نظریں چرائیں ورنہ ایدا منہ چلا رہی تھی اور گدگدی اسے ہو رہی تھی۔

"آرام سے کھاو، بھاگ نہیں رہا۔"

خود عالی نے بھی ایک پیس لیا جو واقعی مزے کا تھا، پہلی ہی بائیٹ پر وہ اس بات کو کہنے پر مجبور ہوا، ایدا کو شاید بھوک لگی تھی کہ وہ جلدی جلدی کھا رہی تھی، چیز اس قدر میلٹ تھی کہ اسکے ہونٹوں اور منہ کے ساتھ گال پر لگ رہی

تھی، جبکہ خدا گواہ تھا جس طرح عالی یہ دیکھ رہا تھا، وہی جانتا تھا۔

"اف یہ کتنا مزے کا ہے۔ میں ایک پیس اور لے لوں؟"

ایدا نے ایک فنش کرتے دوسرے کو اٹھاتے کہا تو عالی نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"دو اور لے لو پر اپنا منہ صاف کرو، پھر کہو گی بھوک بھی نہیں مٹانے دی عالیان یلدرم نے"

عالی نے وہیں رکھے ٹشو کو ایدا کی طرف بڑھایا تو وہ اسکے لفظوں کی بے باکیت پر جیسے سن سی ہوئی، حلق میں نوالہ اٹک کر رہ گیا۔

"میری جان میں کھلا دوں؟"

عالی کی طرف وہ صدماتی نظروں سے دیکھ رہی تھی تبھی وہ اٹھ کر پاس بلکہ ساتھ آ بیٹھا اور ایدا کے ہاتھ سے وہ پیس لیا، وہ یوں سن تھی جیسے ہل سکنا بھی ناممکن ہو گیا ہو۔

"ع۔۔عالی۔میں خود کھا لیتی ہوں"

ایدا نے ہوش تھامتے ہی منع کرنا چاہا جب وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر روکے ٹشو کے فرائض خود سر انجام دے کر اس دہکتے ٹینٹ میں اور حدت جگانے لگا، وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے اسے زرا خود سے دور کرنے لگی، عالیان نے اس کو محسوس کرنا روکے اک برہم نظر اس پر ڈالی جو جوابا رحم طلب ہوئی کہ عالی کو ترس سا آگیا۔

"اوکے کھاو۔ لیکن صدمے میں جائے بغیر۔"

عالیان نے اس پر جلد ہی رحم کھایا اور اسکے بعد ایدا نے چیز کو زرا بھی اپنے منہ پر نہ لگنے دیا اور بہت سلیقے سے اپنا پیس فنشن کیا کیونکہ مزید کی جیسے طلب ہی مر گئی تھی۔

عالیان نے اسے اپنی ہی کولڈ ڈرنک کین سے دو گھونٹ بھرے تھمائی تو ایدا نے فوراسے پکڑ لی۔

"اب یہ پیزا کھا کر واک کون کرے گا عالی۔ باہر چلیں؟"

عالیان نے باکس بند کر دیا کیونکہ وہ دونوں مل کر بھی بس ہاف پیزا کھا سکے تھے۔

"واک کے بجائے ورک آوٹ کر لیتے ہیں"

ایدا اسکی بات کا مفہوم سمجھے سہمی، وہ کسی اچھے نیک موڈ میں تو ہر گز نہ تھا، وہ اٹھا اور باکس اور باقی بوٹلز اٹھا کر اک کونے میں رکھتے وہاں لگی کینڈلز جلانے کے لیے اپنے

ٹراوزر کی جیب سے لائٹر نکالنے لگا، ایدا بھی اٹھ کر اسکی طرف آئی تاکہ ان کینڈلز کو جلتا دیکھے، عالیان نے اپنی شرٹ اک جھٹکے سے اپنے ہی دھیان میں اتار کر پھینکی شاید ٹمپریچر کا درجہ حرارت بہترین تھا تو وہ سہم کر دو قدم دور ہوئی، اسے یوں شرٹ لیس دیکھے جسم سارا ٹھنڈا پڑتا محسوس ہوا۔

،وہ اسکی پشت کے پاس رکی تو دل چاہا ہاتھ بڑھا کر عالیان کے بیک مسلز کو چھو کر فیل کرے، وہ بیک مسلز کا شوقین تھا تبھی جیم بھی انہی کے لیے کرتا تھا، ایدا نے دو بار ہاتھ بڑھایا پھر واپس کھینچ لیا مگر تیسری بار وہ کوشش آنکھیں بند

کر کے کرنے لگی مگر تب تک وہ موم بتیوں کو جلا کر روبرو ہو آیا تو ایدا کا ہاتھ اسکے جیسٹ پر جا لگا، وہ آنکھیں فورا کھولتی اس سے پہلے ہاتھ پیچھے کھینچتی، عالیان نے اسکا ہاتھ کھینچ کر ہتھیلی اپنے سینے سے لا جوڑتے دوسرے ہاتھ سے ایدا کو تھام لیا۔

"ی۔ یہاں گرمی ہو رہی ہے ناں عالی؟"

وہ دیکھ سکتا تھا ایدا کی گردن اور ماتھے پر قربت کے ڈر نمی لا رہے تھے۔

"ابھی تو آگ لگے گی پھر بھڑکے گی۔ تم جل مت جانا آج یہاں ہوتی تپش سے"

وہ اسکے جواب پر نظریں یہاں وہاں گمانے لگی۔

"میں کیا کہہ رہی تھی، روم میں چلیں؟"

سابقہ ڈراک طرف کرے وہ پھر سے ہمت جمع کرتے بولی، عالیان نے اسکے مشورے پر ناں میں گردن ہلائی۔

"تاکہ تم بھاگ کر واش روم گھس جاو؟"

عالیان نے اسکے چہرے کی اور زرا جھکتے پوچھا تو ایدا نے مسکراہٹ ہونٹوں میں چھپاتے صاف گوئی سے اقرار میں پلکیں جھپکائیں۔

"تم سچ میں جانا چاہتی ہو؟"

عالیان نے اسکی گردن کے گرد ہاتھ کی گرفت جماتے سہلا کر ٹھیک اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے اک بار پھر کنفرم کیا مگر وہ مدہوش سا مسکراتی نفی میں سر ہلائے مزید اسکے سینے کی طرف سرک آئی۔

"میں وہاں ہی ٹھیک ہوں جہاں آپ ہیں"

وہ آنکھیں اسکے چہرے پر جمائے پر شوق نگاہیں عالی کے چہرے پر جمائے بولی، آواز میں جذب و دیوانگی کا عنصر تھا۔

"مطلب تم شکار سیکھنے کی ہامی بھر رہی ہو؟"

عالی نے اپنے مطلب کو فوراً بھانپتے یقین دہانی کروائی تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"ہمم۔۔ پھر تو مزہ آئے گا میری حسینہ تو راضی و رضا ہے۔ دیکھو مرد کے اندر کا جانور زیادہ خطرناک نہیں ہوتا تو اسکا شکار بھی بہت ایزی ہے۔"

عالیان نے اسے زرا سامنے لاتے پیور شکاری بنتے چند گر
تھمائے اور وہ آنکھوں میں شوخی، مستی، اور حیا کی زیادتی
کے گلال سمیٹے اس شخص کو دیکھے سب بھول چکی
تھی، عالیان کے جسم کی حرارت کا اسکے دل کی دھڑکنوں
تک میں اترنا اک خواہش کو جنم دے رہا تھا، پھر اس
خواہش سے بہت سی خواہشوں کے پھول کھل رہے تھے۔

"اچھا کتنا ایزی ہے عالی؟"

وہ ان مدہوش اور خلوت بھرے لمحوں کو اپنی مسکراہٹ
سے اور نشیلا کر رہی تھی۔

"بہت زیادہ۔ تمہارا میری طرف بڑھتا ہر قدم اس جانور کو شانت کرتا جائے گا اور تمہارا ہر دور جاتا قدم اسے تمہارے لیے مہلک بنا دے گا۔ چوائز تمہارے پاس ہے کہ تم امن چاہتی ہو یا فساد"

اپنے سینے سے جوڑے وہ ایدا میں اپنے الفاظ کی تمازت سے حدت جگانے میں کامیاب تھا، ایدا کے ہونٹوں سے کچھ دیر پہلے لپٹی مسکراہٹ اب اک نشاط پرور سنجیدگی میں بدل گئی۔

"آپ تو ڈرا رہے ہیں مجھے عالیان یلدرم"

ایدا کی پلکیں شرم سے جھکیں، وہ شرما رہی تھی کیونکہ جانتی تھی اب اسکے فرار کام نہیں آنے والے، عالیان نے اسکی گردن کے گرد سامنے کی جانب ہاتھ لپیٹ کر اسے جس طرح خود کو دیکھنے پر مجبور کیا، وہ خود میں ہی اک قیامت تھا۔

"اب ہمارا رشتہ ڈرنے ڈرانے والا نہیں ہے، سکون دینے اور لینے والا ہے۔ تمہیں یہ ڈر خوف اس ٹینٹ سے باہر دھکیلنے ہوں گے اگر تم بھرپور راحت سے ملنا چاہتی ہو ایدا"

وہ اسکے نرم ہونٹوں پر ملائم خمار میں ڈوبی آنکھیں
جماتا، وہاں سے اسکے رخساروں کی نرماہٹ آنکھوں سے
اک اک انچ سے چھو رہا تھا کہ وہ یونہی بنا اسکے کسی محبت
بھرے اقدام کے بھی گلفام ہو رہی تھی، بھرپور راحت
کیسی ہو گی یہ جاننے کو تو وہ بھی بیقرار تھی، پر کیا جسم و جان
کو ملتی بھرپور راحت کو وہ اپنے حوصلوں کے برابر پا سکے گی
یا نہیں، شاید نہیں۔

"آپکو میری موجودگی سے پیار ہے بس؟"

وہ اسکی دسترس میں خود کو سونپنے سے پہلے یونہی اک
سوال ان گہری حسین آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ

بیٹھی، وہ محسوس کر سکتا تھا کہ جیسے اس لڑکی کو فدا ہونے کے لیے اس سوال کا خوبصورت ترین جواب درکار ہے۔

"مجھے تمہاری ہر سانس سے پیار ہے"

اک نرم سی پیش رفت بے خود ہوتے ان سوالی ہونٹوں کی جانب کرتے عالیان نے اسے اپنے بس میں کر لیا، کیا وہ اب فرار ہو سکتی تھی، ہر گز نہیں۔

"یہ جواب میری سوچ سے زیادہ خوبصورت ہے پر پھر پوچھ رہی ہوں کیا آپکو صرف میرے اپنے پاس موجود ہونے سے پیار ہے؟ مجھ سے نہیں؟"

وہ اسکے جذبات کے آگے بندھ لگا کر ظلم ڈھا رہی تھی پر اسے خود کے جذبات کو تسکین دینی تھی۔

"جب تم مجھ سے دور تھی، تمہاری شادی طے ہو رہی تھی۔ تب میرا دل چاہتا تھا پوری دنیا کو آگ لگا دوں، میں اپنے ان ہاتھوں کو دیکھتا تھا جو خالی ہو کر مجھے اذیت دیتے کیونکہ ان میں تمہارے ہاتھ چاہیں تھے، وہ تمہاری غیر موجودگی میرا سانس روکتی تھی۔ میں نے گارڈین بننا چنا کہ چلو کسی بہانے تو تمہیں اپنے قریب رکھوں، تمہاری خوشی میں نہ بھی بن سکا تو کسی ایسے کو بناوں گا جو واقعی ایدا دمیر کا مستحق ہو گا۔ لیکن اندر قیامت برپا تھی، اپنے ہاتھ سے

تمہیں کسی اور کو تھما دیتا تو مر جاتا۔ بھلا ہو نازلی کا جس نے میری خواہش کے عین مطابق مجھے حکم دیا کہ تمہیں اپنا لوں۔ پھر بھی میں نے اپنے اور تمہارے بیچ فاصلہ رکھا کہ کہیں تمہیں یہ نہ لگے میں تمہارے لیے کس قدر مر رہا ہوں، ایسے تم اپنے جذبات کے بجائے میرے جذبات کو اہمیت دیتی اور کبھی کھل کر مجھ سے پیار نہ کر پاتی نہ اظہار۔"

وہ یہ سب بولتا گیا اور ایدا کی آنکھوں میں محبت کا جہاں اترتا گیا۔

"آپکو پتا تھا میں آپ سے پیار کرتی ہوں؟"

وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے عالی کو دیکھ کر بولی، آواز کانپی اور باخدا یہ جملہ اس نے پہلی بار یوں کہا تھا۔

"ابھی پتا چلا باخدا کے تمہیں مجھ سے پیار ہے اور یقین بھی آ گیا"

وہ اپنی کمزوری خود ہی عالیان کے ہاتھوں میں تھما چکی تھی، لیکن وہ اپنی اس بے اختیاری کو اپنی زندگی کی سب سے خوبصورت بھول بلاشبہ کہہ سکتی تھی۔

"اور جب پتا چلے کہ آپکی بیوی آپ سے بہت بہت بہت پیار کرتی ہے تو کیا جواب دیا جاتا ہے؟"

وہ عالیان کی گردن کے اطراف ہار کی طرح بازو حائل کر گئی اور وہ اسے کمر سے دونوں ہاتھوں سے ہولڈ کرے اپنے اتنے قریب آجانے پر آنکھوں ہی آنکھوں سراہتا نظر آیا۔

"تو امید کی جاتی ہے کہ وہ آپکی کسی قسم کی دیوانگی کو رد نہیں کرے گی"

عالیان نے شوخ و بے خود ہوتے جواب دے کر جانے ایدا میں کتنے جذبات بے چین کر دیے۔

"تو دیکھائیں اپنی دیوانگی"

وہ بے خوف ہوئی اور جب من پسند عورت آپکی قربت میں بے خوف ہو جائے تو وہ سر سے پیر تک صرف آپکی ہوتی ہے، انگ انگ سے سراہے جانے کی منتظر۔

"آر یو شیور؟"

اسکی اس طرح کی جان لیوا بے باکی پر عالی نے اسکی ٹھوڑی پر لب رکھے، وہ بے باک حسینہ اتنے گدگداتے لمس پر گلاب ہوئی۔

"ایسے نرمی اور محبت سے چھوئیں گے تو میں آپکی مرضی اور خواہش جیسی بن جاوں گی"

وہ ان قربت کے اثر سے گلابی ہوتی آنکھوں میں جھانکی اور اک نرم سی گزارش کی، بہت سامان تھا اس سرگوشی میں۔ اور وہ مان نبھانے میں بہت ہی اچھا تھا، اس نے اسی نرمی سے ایداکی سانسوں کے سنگم پر سانس لی تو وہ دو جسم، اک قالب میں ڈھلنے کی شروعات ہوئی۔

روشنیوں کے ہالے رہ گئے اور وہاں مان نبھائے جا رہے تھے جن کی لو ان دو کے جسموں کی ساری حرارت اپنے اندر جذب کرنے والی تھی۔

.._____..

"تم نے پورا معاف کر دیا اسے"

وہ واپس آ گئے تھے، کافی دیر ہو گئی تھی پر انھیں آنا پڑا کیونکہ دِلارہ حد سے زیادہ ٹھنڈ برداشت نہیں کر سکتی تھی، وہ چینج کرنے گئی تو باران نے بھی زرا سہیلی کی خیریت کو کال کی جو اس وقت بھی توران کے پاس ہوسپٹل ہی تھی، وہ سو رہا تھا پر اس نے عیشاء کا ہاتھ زور سے پکڑ رکھا تھا، شاید وہ سمجھ رہا تھا اب بھی وہ بھاگ سکتی ہے جبکہ اسکے دل اور روح کو وہ آدمی اس حال میں بھی جکڑے ہوئے تھا۔

"معافی تو معافی ہوتی ہے باران، کچھ لوگ پوری ہی ڈیزرو کرتے ہیں جیسے توران۔ تم یقین کروگے کہ وہ سوتے ہوئے ایک چھوٹا سا معصوم بچہ لگ رہا ہے۔"

اس وقت عیشاء اسکی دوست کم اک مدہوش آنکھوں والے کی پاگل اور شیدائی زیادہ لگ رہی تھی تبھی تو باران کاوچ پر آرام دہ انداز میں بیٹھتے مسکرایا تھا۔

"زیادہ پیار آرہا ہے، مطلب دِلارہ کو کہوں کے بہن بھائی کی امید رکھے؟"

باران کی شرارت جاگی جبکہ عیشاء کا چہرہ خوامخواہ گرم ہوا، توران کم تھا کہ یہ بھی شروع ہو گیا۔

"یہ پہلے ہی تیار ہے، تم کسر پوری کر لو شاباش۔ مجھے اب بس نانی بننا ہے"

عیشاء نے اسی گھبرائے لہجے میں حتمی فیصلہ کیا۔

"تو کس کتاب میں لکھا ہے کہ عورت ایک ہی وقت میں ماں اور نانی نہیں بن سکتی۔ اپنا سوچنا شروع کرو لڑکی"

عیشاء نے پریشان ہوتے باران کی بات سنی کہ یہ آدمی اسے کس طرح اکسا رہا ہے۔

"دنیا کیا کہے گی"

وہ سخت مضطرب ہوئی جبکہ دنیا کے ساتھ چلنا اور اسکی خوشنودی پانا دونوں ہی باران کو ناپسند تھا۔

"دنیا تو کسی حال میں کسی کو خوش ہونے نہیں دیتی۔ کیا ہم دنیا کی پرواہ کریں اور اپنی خوشی اور اپنا سکھ کھو دیں۔ ہرگز نہیں"

وہ سنجیدہ اور نرم لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا، عیشاء کی فکریں بس یہی آدمی ہٹا سکتا تھا۔

"کیا دِلارہ سے تمہیں یہ سکھ ابھی چاہیے؟"

عیشاء کی آنکھیں خوامواہ جذباتی ہوئیں، یہ سوال وہ باران سے باآسانی کر سکتی تھی کیونکہ وہ جنس کی قید سے آزاد ہمیشہ ایک دوسرے کے ہمدرد رہے تھے۔

"وہ معصوم سا بچہ ہے، میری خواہش اک طرف لیکن میری دعا اسکے حق میں ہے کہ وہ جب اس ذمہ داری کو سنبھالنے لائق ہو گی تبھی اسے یہ سکھ ملے، ویسے تمہیں اگر اپنے ان پر پیار آرہا ہے تو بے فکر ہو کر آنے دو۔ اب مسدور خاندان کو بھی تو اگلا وارث چاہیے اور انکا خاندان بس توران کی میل اولاد ہی آگے بڑھا سکتی ہے"

عیشاء کو اک پل لگا جیسے یہ بھی توران سے ملا ہے، اسے یقین آنے کے لیے سوال کرنا پڑا۔

"تم دو ملے ہوئے ہو ناں؟"

عیشاء کو شدید شک ہوا، باران مسکرایا۔

"کیا کر لو گی بہن اگر ملے بھی ہوئے ہیں تو؟"

وہ ڈھیٹ بنا بولا تو وہ اداس سا مسکرا دی۔

"خوش رہو بس دونوں۔ یہ بتاو وہ توران سے مل کر گئی تو کیا جذبات تھے اسکے۔ کیا سچ میں اسے بابا سے مل کر سکون پہنچا؟"

عیشاء کی بے چینی اور یوں فکر باران کو اچھی لگی کہ وہ توران کے پاس ہونے کے باوجود دِلارہ کو نہیں بھولی، وہ دِلارہ کے لیے ایسی ہی سبکی اہمیت و توجہ چاہتا تھا۔

"ہاں وہ مطمئین ہے اور قدرے خوش بھی لیکن بہر حال ابھی اسکا دل پورا راضی نہیں یہ سمجھو۔ ممکن ہے جلد وہ تم دو کی بھی دِلارہ بن جائے۔ باقی میں ہوں تم دو کے لیے راستے ہموار کرنے کو۔ اب اتنا تو کر ہی سکتا ہوں"

باران کے یوں ساتھ رہنے اور ساتھ کا یقین دلانے نے ہی عیشاء کو اب تک پہاڑ سا بنا رکھا تھا، اور وہ باران کا شکریہ کبھی ادا نہیں کر سکتی تھی۔

"تم نہ ہوتے تو کیا ہوتا ہمارا ایران؟"

وہ یہ کہتے جیسے خوف سے جھرجھری لے بیٹھی اس پر ایران کو لگا اب اپنی اہمیت مان ہی لے کہ وہ کتنوں کا حوصلہ ہے۔

"اگر تم اسے اوور کانفیڈنس نہ کہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں نہ ہوتا تو دِلارہ نہ ہوتی"

اف اپنی اہمیت کا ایسا اعتراف واقعی حسین تھا، عیشاء بھی اس کے اعتراف سے متفق تھی۔

"سچ میں ایسا ہی ہوتا۔ اسکے ساتھ رہنا، تم بہت اہم ہو ہم سبکے لیے، اپنی ذات سے جتنی ناراضگی ہے اب تم بھی ختم

کر دو، کبھی کسی درد میں نہ دیکھوں تمہیں بھائی، ہمیشہ میری بیٹی کے ساتھ رہو۔ چلو پھر بات ہوتی ہے ورنہ میں جذباتی ہو جاوں گی"

عیشاء نے اسکی اہمیت اسے باور کرواتے اپنی بکھرتی سی آواز سنبھالی اور مسکرا کر تاکید کرتے اسے بائے کہا اور تبھی باران نے دِلارہ کو چینج کرے نائیٹ سوٹ میں جمائیاں لیتے باہر روم میں آتا دیکھے فون سکرین آف کیے اپنی طرف ہی چلی آتی کھلے بالوں والی آپسرہ کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا جسے تھامے وہ فوراسے پہلے اسکے پہلو میں آسودگی سے آبسی۔

"تمہارے یہ بال کھلے ہوں تو تمہیں سارا چھپا دیتے ہیں۔"

وہ اسکے معصوم سے شکوے پر مسکرائی اور اپنے ہونٹ باران کے کان سے جوڑے۔

"تم سارا دیکھ چکے ہو مجھے تو اب چھپ کر بھی چھپ نہیں سکتی میں۔"

اسکی دگنی شریر سرگوشی، باران کو اسکے اطراف بازو حائل کر کے اپنے قریب سرکانے پر مجبور کر گئی۔

"کیا بات ہے تھکی لگ رہی ہو؟"

وہ اسکے بال سمیٹے اسکی بجھی بجھی آنکھیں دیکھنے لگا، نیند سی لیے وہ اسے جواباً دیکھتی شرارت بھرا مسکرائی۔

"میں بس تمہیں دیکھ رہی ہوں پیار سے"

باران نے اسکا دیکھنا، دیکھ کر سمائیل پاس کی۔

"ہمم۔ یہ بتاو تم نے دو منتھ اپنی میڈیسن لی تھی

دِلارہ؟ پیریڈ پین والی"

دلارہ نے اسے دیکھتے اداس ہوتے نفی کی، باران کا موڈ دفعتا بگھڑا۔

"نہیں۔ میں نے پھینک دی تھیں غصے سے"

دِلارہ نے غم زدہ ہوتے بتایا تو باران نے گھور کر اس لڑکی کو دیکھا کہ یہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔

"واٹ؟ پین سہتی رہی ہو؟ اپنے آپ کے ساتھ میرے پیچھے اتنا گندا سلوک بھی کیا۔"

وہ برہم ہوا تو دلارہ کی جان سی نکلی کہ کہیں اس وقت جب وہ اسکے سینے لگ کر لمبی نیند لینا چاہتی ہے وہ خود سے محروم نہ کر دے۔

"اس سے سٹمک پین ہونے لگا تھا تبھی پھینک دی۔ ایک تو تمہارے نہ ہونے کی وجہ سے چڑچڑی ہو رہی تھی اوپر سے جگہ جگہ اٹھتے درد مجھ سے برداشت نہیں تھے۔ پھر تم بھی تو نہیں تھے جسکا ڈر ہوتا اور میں میڈیسن کھاتی"

دِلارہ نے سر جھکائے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف یوں کیا جیسے یہ اعزاز کی بات ہو۔

"تم میرے ڈر سے اپنا خیال رکھا کرو گی کیا دلارہ؟، میں کبھی اوجھل ہوا تو یوں میری جان کو تکلیف دو گی؟"

وہ اس شخص کے خود میں اپنی جان ہونے کی بات پر مسمرائز بھی ہوئی اور افسردہ بھی۔

"کبھی اوجھل ہی مت ہونا"

اسکے پاس آسان حل تھا باران کو لاجواب کرنے کا۔

"نہیں ہو رہا لیکن مجھے بہت غصہ آ رہا ہے جو تم نے میڈیسن نہیں کھائی۔ دو ماہ میں تم نے پتا نہیں اور اپنے اندر کون کون سا مسئلہ بنا لیا ہو گا۔ ایسے تو بے بی نہیں آئے گا دِلارہ"

وہ اب سمجھی یہ صدمہ بے بی نہ آنے کا ہے، ہاں جانتی تھی اسے چڑا دے گی پر پھر بھی شرارت پر اتری اور دبا سا ہنسی بھی۔

"پھر تو میں میڈیسن نہیں کھانے والی مزید بھی"

دِلارہ نے دانتوں کی نمائش کی۔

"میری خوشی کا زرا خیال نہیں"

وہ روٹھا تو دِلارہ نے اپنی شرارت فوری ترک کی۔

"تمہاری خوشی ہی بس خوشی لگتی ہے مجھے یقین کرو۔ میں کھالوں گی میڈیسن۔ انقرہ واپس جاتے ہی سٹارٹ کر دوں گی۔ تمہیں جو مجھ سے چاہیے وہ سب لے لو"

دِلارہ اسے زرا بھی اداس نہیں دیکھ سکتی یہ باران نے اس لمحہ محسوس کیا، اسکی گرفت بھی شدید ہوئی اور بے اختیار بازووں کا حصار بھی دِلارہ کے گرد تنگ ہوا۔

"اور بدلے میں تمہیں کیا چاہیے مجھ سے؟"

وہ اسکے رخسار کی نرماہٹ ہاتھ کی پوروں سے محسوس کرنے کے بیچ دِلارہ کی ٹھیک گرے آنکھوں میں جھانک رہا تھا، چہرے بے حد نزدیک تھے کہ ایک دوسرے کی سانسوں کی تازہ مہک تک سانسوں میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

"بس یہ کہ مجھے اپنے بنا اک دن بھی رہنے کا مت کہنا اور نہ مجھ سے امید رکھنا اسکی۔"

وہ صاف گوئی سے شرط رکھ گئی، باران نے کچھ لمحے اسے بس دیکھا، حالانکہ اس شخص کا دیکھنا بھی چھو کر صندل کرنے جیسا دلفریب تھا۔

"مجھے قبول ہے"

تین لفظ، تین الگ الگ اعتراف سے جڑے تھے، وہ مبہم سا مسکرائی، باران کے لمس پر گدگدائی، سانسوں کا اختیار ضبط ہونے پر روح تک کانپ گئی پھر رہائی پاتے ہی وہ اسکا چہرہ خمار آلود آنکھوں میں بھر گئی۔

"کیا؟"

اس نے دلچسپی سے سرگوشی میں پوچھا۔

"ہمیشہ سر پر سوار سی تم"

اسکے رخسار کو جس محبت سے چوم کر باران نے یہ شرارت کی، وہ کوئی احتجاج بھی نہ کر سکی، معصومانہ سا گھوری۔

"میں تمہیں تنگ کرتی ہوں کیا؟"

ڈرامائی انداز میں گرے آنکھیں اداسی سے بھرتے وہ اسکے مزید نزدیک سمٹے منمنائی۔

"ہاں۔ اس وقت بھی کر رہی ہو تنگ اور مجھے اسکی سزا دینی ہے تمہیں۔ کہو تم بلکل ٹھیک ہو تا کہ۔۔۔"

وہ اسکے بولنے سے پہلے ہی اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتیؔ اسے چپ کروا گئی۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں۔"

وہ دگنی طلب گار محسوس ہوئی تھی۔

"دوسرے لفظوں میں تم یہ کہہ رہی ہو کہ تمہیں سزا چاہیے مجھے تنگ کرنے کی؟"

باران کی بہکی بہکی نظریں دِلارہ کی جان نکالتی تھیں تب بھی اسے بے حد مرغوب تھیں، اسکے پورے وجود کا خوش آمدید کرتا احساس دِلارہ کو نہال کرتا، وہ بس اسے چاہتا تھا اور بے پناہ چاہتا تھا۔

"جو دل آئے کرو۔ بس تم دیکھائی دیتے رہو مجھے"

وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپاتی آنکھیں موند گئی اور باران یلدرم نے جس طرح مسکرا کر اسکی خوشبو ان ہیل کی لگ رہا تھا وہ خود کو پورا ٹرن آن کر رہا تھا۔

.._____..

"اب آپ بہت فٹ لگ رہے ہیں۔ کل فائنل چیک آپ کے بعد آپکو ہم ڈسچارج کر دیں گے پر پلیز زخم ابھی مکمل ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا تو پرا پر ریسٹ کیجئے گا مسٹر توران۔"

اس وقت لگ بھگ ایک بج رہا تھا جب توران کا چیک آپ کرنے کے بعد اسکے ڈاکٹر نے اسکی طبعیت کو لے کر اچھی خبر دی، عیشاء بھی اسکے پاس ہی تھی، توران کے ہارٹ کی کنڈیسن بھی اسکو گولی لگنے کے بعد ایگزامن کی گئی تھی اور پیس میکر کی بھی جانچ کی گئی تھی، ہارٹ بہتر کنڈیشن میں تھا اور اگر ویک تھا بھی تو پیس میکر اسے آرٹیفیشل مضبوطی دے رہا تھا۔

"اسکے ہارٹ کی کنڈیشن کیسی ہے؟"

عیشاء کے سوال پر توران بھی خوشگوار حیرت سے اسے دیکھنے لگا اور وہاں موجود Cardiologist بھی عیشاء کی طرف دیکھنے لگے۔

"کافی بہتر ہے۔ پیس میکر انکی سلو ہارٹ بیٹ کو ریگولیٹ کرنے میں مدد دے رہا ہے، سب نارمل ہے لیکن احتیاط بہترین علاج ہے۔ آپ نے انکے کھانے پینے اور کھائی جاتی میل آماونٹ کو کنٹرول کرنا ہے۔ اور یہ پیس میکر ریموو ہو جائے گا اگر یہ اپنا بھرپور خیال رکھیں ان فیوچر"

وہ دونوں ہی اس خبر پر ایک سا مسکرائے، اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے، کچھ دیر تک ڈاکٹرز جب چلے

گئے تو وہ اسکے پاس بیٹھتے ہی اسکا ہاتھ زور سے پکڑے یوں مسکرائی کہ ابھی آنکھیں چھلک پڑیں گی۔

"تم نے سنا۔ اگر تم اپنا خیال رکھو گے تو یہ پیس میکر تمہارے اندر سے ریموو کر دیا جائے گا۔ میں اس میشن کو تمہارے اندر بہت مشکل سے برداست کر رہی ہوں۔ تم خیال رکھو گے ناں اپنا۔ اس عذاب سے جان چھڑواو گے ناں اپنی۔ میرے لیے توران؟"

عیشاء نے زندگی میں پہلی بار اس سے کچھ مانگا تھا، جان سے بڑھ کر بھی کچھ ہوتا تو وہ انکار نہ کرتا۔

"پھر سے میرا سینہ دو حصوں میں کٹا برداشت کر لو گی؟ یہ جب تک میرے اندر ہے میرے دل کو سپورٹ کر رہا ہے۔ تمہیں پتا ہے ناں میں کتنا موڈی اور مغرور ہوں۔ دل پر لے جاتا ہوں رویے، اور تم مجھے ابھی بہت تڑپاؤ گی جانتا ہوں، تو اسے اندر ہی رہنے دیتے ہیں۔ تم سے اور دِلارہ سے بچھڑنے کا رسک بڑھ جائے گا اگر یہ میرے دل کے پاس سے ہٹ گیا۔ بولو اب بھی تم اسکا ریموول چاہتی ہو؟"

وہ اسکے لفظوں سے خوفزدہ ہوئی، فوراً نفی کی کہ وہ اسے اب سوئی جیسی تکلیف بھی نہیں ہونے دے سکتی۔

"میں تمہیں نہیں تڑپاؤں گی توران"

وہ عہد کر رہی تھی، ایسا عہد جو اس لڑکی کے ہاتھوں سے اچانک سرزد ہوا۔

"دور نہیں رہو گی مجھ سے؟"

وہ کچھ زیادہ ہی پھیل رہا تھا، عیشاء نے سرد نظروں سے اسے دیکھا اور محسوس کیا وہ اسکے اتنے قریب ہے کہ ہل بھی نہیں سکتی، جب تک وہ خود اجازت نہ دیتا۔

"کیا بچپنا ہے یہ توران؟"

وہ اسکی گرفت میں مچلی، آواز بکھر سی گئی۔

"دیکھا۔ریموول کینسل۔۔اور میں خیال بھی نہیں رکھوں گا اپنا۔"

وہ اسے آزاد کرے منہ بنا کر پیچھے ٹیک لگا گیا جبکہ عیشاء کے کانوں سے غصے کے باعث دھواں نکلا کہ کس قسم کا بلیک میلر آدمی ہے یہ۔

"میں قریب آوں گی"

وہ اسکی دھمکی سے فورا پگھل کر بیان بدل گئی، تو ران نے اسکا ہاتھ پکڑے عاشقانہ مسکراہٹ لیے ہونٹوں کے قریب کیے چوما تو وہ اسکے یوں شدید لمس پر کسمسائی۔

"قریب رہو گی۔ ہر وقت۔"

وہ استحقاق ایسا جمار ہا تھا جو جان پر بن سکتا تھا۔

"زیادہ فری مت ہو"

خفگی سے ڈانٹا گیا۔

"یا فری کرو یا مرتا دیکھو مجھے میری جاناں"

سفاکی کی حد ہوئی، وہ بس نخرے اٹھوانے کے موڈ میں تھا۔

"توران"

وہ رحم طلب ہوئی پر وہ واقعی بلا کا ضدی نمونہ تھا، گردن نفی میں ہلائے اس سے کم پر ماننے سے انکار کر گیا۔

"سارا مسئلہ میر اتمہارے یوں قریب آ بیٹھنے کا ہے، نہ میں تمہارے پاس بیٹھوں گی نہ تمہیں الٹے سیدھے خیال چھو سکیں گے"

اسکی مزید من مانیاں سہنے کے بجائے وہ اسکے پہلو سے ہی اٹھ گئی اور جا کر سامنے ہی رکھا نرم کاوچ سنبھال کر کشن اٹھا کر سینے میں دباتی بیٹھی، توران نے آئبرو سکیڑ کر اسے دیکھا جیسے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تمہیں کیا پتا سارے مسئلے حل ہو جائیں اگر تم اس فاصلے کو مٹا دو۔ اب کیسی ضد عیشاء؟"

آنکھوں کے گہرے گڑھوں تک اداسی بھرے وہ بول گھمبیر سی آواز میں رہا تھا، وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا گئی جیسے اسے چنداں فکر نہ ہو۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے پر ضد میں پانی نہیں پیوں گا"

جب گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلا تو مسٹر بلیک میلر نے اپنا روائتی داو آزمایا، عیشاء نے اپنی توران کے لیے فکر کو خود میں کہیں دفن کر دیا تا کہ اسے شبہ تک نہ ہو کہ وہ متاثر ہوئی ہے۔

"مت پیو۔ دل کے ساتھ جب گردے بھی کمزور ہو گئے پھر مجھے مت کہنا"

لاپرواہی کی مورت نے ہری جھنڈی دیکھا کر لاتعلقی کے جھنڈے گاڑے، وہ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا تو وہ اسے آنکھیں دیکھانے لگی۔

"مجھے واش روم بھی جانا تھا لیکن نہیں جاوں گا"

توران نے اس بار زرا عیشاء کی کمزوری پر وار کیا، اب عیشاء کی فکر، پریشانی میں بدلی، وہ اسے یوں دیکھنے لگی جیسے اسکی فکر میں اندر ہی اندر گھلنے لگی ہو۔

"اس سے تمہارے اندر کچھ پھٹ گیا تو؟"

وہ کشن دائیں طرف رکھے کاوچ کے کنارے سرک کر بیٹھے بے چینی سے توران کو دیکھنے لگی جسے نہ واش روم جانا تھا نہ ہی وہ پیاسا تھا، بس کسی کے پیار کی گہرائی جانی جا رہی تھی۔

"کم از کم دل یا دماغ کے پھٹنے سے تو اچھا ہو گا"

بہت منجھا اداکار تھا کہ اسکی یہ آسکر ونگ پرفارمنس زرا بھی جھول نہ رکھتی تھی، وہ تہیہ کر کے بیٹھی تھی اب اس کے پاس نہ جائے گی پر جب وہ منہ پھیر کر درد میں مبتلا بیٹھا نظر آیا تو میکانکی طور پر اٹھ کر وہ اس تک جا رکی، اپنے پاس

آرکتی عیشاء کے پہلو میں گرے ہاتھ کو ترچھی نگاہ سے دیکھے وہ اپنے ایکسپریشن مزید پتھریلے کر گیا۔

"تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر دوں؟ لے کر جا سکتی ہوں تمہیں۔"

اپنا وہی ہاتھ بڑھائے انگلیوں سے اسکی ٹھوڑی چھوتے نرم مگر پریشان لہجے میں پیشکش کی پر وہ نفی میں گردن ہلا گیا۔

"چلو ناں۔ پانی بھی پلا دوں گی واپس آ کر۔ ایسے اپنے اندرونی آرگنز کو تکلیف مت دو۔ تمہارے ایسے ٹارچر تمہارا جسم نہیں سہے گا۔ تم دِلارہ سے دس ہاتھ آگے ہو

توران، وہ تو بچی ہو کر سمجھدار ہے اور تم سمجھدار ہو کر بچے بن رہے ہو"

وہ اسکی خود اذیتی سے خوفزدہ ہو کر اسے نرم انداز میں سمجھانے کے بیچ جس طرح اسکے کان، اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی، توران کے اندر بس سکون اتار رہی تھی۔

"بچوں کی بات مان لیں تو وہ تنگ نہیں کرتے"

روٹھ کر اک صلاح دی گئی، وہ اتنی زیادہ متفکر ہونے کے باوجود مسکرا دی۔

"یہ سوپونڈ کا بچہ المیرا مسدور کو ہی مبارک، اٹھو میں ہیلپ کر دیتی ہوں۔ ضد مت کرو۔ بعد میں بات کرتے ہیں اس ٹاپک پر"

وہ اسکی بازو پکڑے یوں کھینچ رہی تھی جیسے وہ توران مسدور کو اٹھالے گی حالانکہ اس سے وہ پہاڑ کا تو دا ہلایا جانا بھی ممکن نہ تھا۔

"تم نے مجھے گرا دیا تو؟"

معصومیت سے آنکھیں اٹھا کر توران نے عیشاء کو دیکھا تو وہ اریٹیٹ سا مسکرائی جیسے اس وقت اسکے دانت توڑ دینا چاہتی ہو۔

"تمہارے پیٹ میں گولی لگی تھی، پیر تو سلامت ہیں۔ گرو گے کیوں تم، یہ ہاتھی جیسا بدن کیا بس دیکھانے کے لیے رکھا ہے۔ تھوڑی تو جان ہو گی اس میں کہ چل پاو"

توران کو اسکی ڈانٹ بھی امرت لگ رہی تھی جو وہ اسے پلا کر اسکی زندگی کے دن بڑھا رہی تھی، ہاں جب انسان کے پاس سکھ لوٹ آئیں تو کہتے ہیں وہ اک لمحے میں ہی کئی دن

جی لیتا ہے، اسے شدید ہنسی آئی جس انداز سے وہ برہم ہو رہی تھی پر توران نے حلق کے پار امڈتی ہنسی دبالی۔

"یس۔ یہ ہاتھی سا بدن تمہیں دیکھانے کو ہی رکھا ہے۔"

اسکے یوں زچ کرنے پر وہ اسے غصے سے دیکھنے لگی۔

"میں اب تھپڑ مار دوں گی تمہیں توران"

انتہائی ضبط کا مظاہرہ کرے آخری وارننگ کی صورت وہ دانت پیسے اسے گھوری۔

"اوکے اٹھ رہا ہوں۔ کیا تم ہاتھ پکڑو گی میرا جاناں"

توران نے ڈرامے بازی کے سارے ریکارڈ ہسپتال میں ہی توڑنے تھے، عیشاء نے اسے اٹھنے میں مدد کی جبکہ وہ اس وقت ہوسپٹل ہی کے کپڑوں میں تھا، کھلی سی شرٹ اور پاجامہ جو دونوں ہی لوز اور عام تھے پھر بھی کمبخت پرسج رہے تھے۔

وہ اسے واش روم کے دروازے تک لائی اور ڈور کا ہینڈل گما کر کھولے اسے اندر جانے کا راستہ دیا جب توران نے اسکی بازو کھینچی، وہ اسکے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارتی پیچھے ہوئی، اور اس شخص کو مسکراتا دیکھے منہ پر دروازہ بند کر گئی۔

جبکہ توران کو واش روم تو آنا نہیں تھا تبھی ٹشن مارے مرر کے سامنے رک کر زرا نل کھولے پانی ہاتھوں میں بھر کر اپنا چہرہ دھونے لگا، پھر گیلے ہاتھ اپنے خوبصورت اور گھنے بالوں میں پھیرتے آئینے سے ہی خود کو ان متبرک نظروں سے دیکھا جیسے ہم کسی قسمت کے دھنی شخص کو دیکھتے ہیں۔

پھر ٹشو نکال کر ہاتھ اور چہرہ ڈرائے کرے فلش آن کیا تاکہ باہر کھڑی ہمدرد کو واقعی لگے وہ واش روم ہی یوز کرنے آیا ہے۔

دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے ہی عیشاء نے ڈور کھولا اور زرا پرے پرے سرکتی اسکی طرف سہارے کو ہاتھ بڑھایا

کیونکہ وہ چل تو سکتا تھا بس ابھی پیٹ میں ہلکا سا کھنچاو ہو رہا تھا، توران نے اسکا ہاتھ دیکھا جو عیشاء نے ڈرتے ڈرتے اسکی طرف بڑھا رکھا تھا جبکہ وہ ابھی دوسرا سانس ہی لے سکی کے توران کے اپنے قریب ہونے پر گھبرا کر اسی دروازے سے جا لگی۔

"توران۔ تمہارا زخم دکھ جائے گا۔ کیا کر رہے ہو؟"

وہ اسکے سینے پر ہلکے سے دباو کے سنگ ہاتھ رکھتی اسکے نکھرے نکھرے چہرے کو دیکھے لمحہ بھر مزاحمت بھول گئی۔

"چلوناں۔بیڈ پر بیٹھو۔ابھی کھڑے مت رہو۔تمہارے زخم کی sterile dressing ہوئی ہے۔ایسے کھنچاو پڑے گا۔اندر سے زخم کھلا ہے تو بلڈ نکلنے لگے گا توران"

وہ اسکی خود پر جمی سرشار نگاہوں کے اثر سے بے نیاز ہاتھ اسکے پیٹ پر احتیاط سے سہلائے وہاں بندھی پٹی کو محسوس کر رہی تھی لیکن وہ اسے محسوس کر رہا تھا پھر جب اسکی فکر دیکھی تو ہاتھوں سے عیشاء کے ماتھے پر جمع بال سمیٹ کر اسکی جبین جھکتے چومی،وہ اسکے اطراف ہاتھ رکھے اک جگہ تھم سی گئی، آنکھیں خود بخود آسودگی سے بند ہوئیں۔

"مجھے تم سے شدید انس محسوس ہوا، تمہاری اپنے لیے فکر۔ یہ محبت اور میرے لیے تمہارا نیند، بھوک اور پیاس بھول کر موجود ہونا بے حد قیمتی ہے۔ تمہیں میں نے بہت لمبی آزمائش میں ڈالا پر تم اب بھی میرے لیے ویسی ہی ہو۔ میری اک آہ پر لرز جانے والی۔ بتاو پھر میں کیسے دور رہوں تم سے؟ تمہاری اس دلفریب ذات سے کیسے کنارہ کروں؟"

وہ اس سے بھاگ رہی تھی تو توران نے خود ہی اس سے حل مانگا کہ وہ کیا کرے، وہ ہوش میں آئی اور اسے پکڑ کر احتیاط سے پیچھے لے جا کر بیڈ پر بٹھایا، بیٹھتے سمے توران کو ہلکا سا درد

ہوا، وہ کچھ نہ بولی، اسکے تکیوں کو درست کرے وہ اسے یوں ٹریٹ کر رہی تھی جیسے وہ بے جان سا اک وجود ہو اور وہ بھی اسکے آگے موم کی طرح اسکی ترتیب دی شکل میں ڈھل رہا تھا۔

"میرے دل کی جان! ایسے چپ مت رہو"

وہ اس کے شانوں پر جھکی ہی اس شکائیت پر ان گرے مدہوش آنکھوں میں جھانکی۔

"میں دور نہیں رہوں گی لیکن یہ ہوسپٹل ہے۔ اوکے؟"

نرمی اور محبت سے جھکے ہی اس بے صبرے کو سمجھانے لگی کہ جان بخش دے۔

"اوکے۔اعتبار کرلیتا ہوں"

وہ اسکی بکھری زلفوں سے کھیلتا اسے واقعی اک دیوانہ ہی لگا، وہ واپس اٹھی تو توران نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں کس کر دبالیا، وہ اپنے ہاتھ کو توران کے خوبصورت ہاتھ میں قید دیکھے گہرا سانس بھر گئی۔

"میں یہاں کاوچ پر سو رہی ہوں۔مجھے بہت نیند آرہی ہے۔تم سو جاوگے یا تمہارے سونے کا ویٹ کروں؟"

نیند کی طلب اس لڑکی کی آنکھوں کے گرد سایہ سا حائل کر گئی تو توران کو غور کرتے ہی ترس آیا، اس نے عیشاء کا ہاتھ چومتے سر ہلایا۔

"سو جاوں گا۔ تم سو جاو۔"

وہ اسکے محبت سے دیکھنے پر نرم سا مسکرائی، ہاتھ چھڑوایا پر وہ چھوڑ نہ پاتے واپس اسے اپنے قریب لایا۔

"تم کچھ کھاو گی نہیں؟"

اس بار اس مغرور نے فکر دیکھائی تو وہ اسے کتنی دیر دیکھتی رہ گئی۔

"بھوک نہیں۔ صبح ساتھ بریک فاسٹ کریں گے"

وہ صلح جوئی سے بولی۔

"ودمار ننگ کس؟"

وہ بے خود ہوا جبکہ عیشاء کو پھر سے اس آدمی پر عتاب چڑھا، گھور بھی ایسے رہی تھی جیسے کھا جائے گی۔

"اوکے اوکے سمجھ گیا صرف بریک فاسٹ۔"

منہ ٹیڑھا کیے جناب نے خود ہی درستگی کر لی ورنہ اب واقعی چپیڑ پڑ جاتی، وہ اسے یوں دیکھتی سر جھٹک گئی جیسے کہہ رہی ہو تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

وہ جا کر کاوچ پر بیٹھی اور دونوں کشن سیٹ کرے لیٹ گئی، ابھی آنکھیں بند ہی کیں کے منہ پر نرم سا تکیہ گرنے پر وہ جاگی۔

"تکیہ لے لو۔ اس میں میری خوشبو ہے۔ اچھی نیند آئے گی"

اس سے پہلے وہ کچھ کھری سناتی، جناب پہلے ہی مہربان بنے بول پڑے۔

"اس سے باخدا دوائیوں کی خوشبو کے سوا کوئی خوشبو نہیں آرہی، پھر بھی تھینکیو میں اسے پیروں میں رکھ لیتی ہوں"

وہ بھی کسی سے کم تھوڑا تھی، تو ران نے صدمے سے اسے دیکھا۔

"میرے تکیے کو پیر لگاو گی؟"

وہ چپ نہ رہ سکا، ناانصافی جو ہو رہی تھی۔

"کیوں تمہارے تکیے کو پیر لگانے سے میرے پیروں کو فالج آجائے گا۔ چپ کر کے سو جاو۔ گڈ نائیٹ۔ دماغ کا دہی کروا لو بس اس سے"

وہ کروٹ ہی دوسری طرف کر گئی، اف توران اس بے چینی کا کیا کرتا جو اس لڑکی کے منہ پھیرنے پر جسم میں سلگ اٹھی تھی۔

"ایسے مت لیٹو۔ کچھ کچھ ہو رہا ہے مجھے"

توران نے پھر سے لفظی جسارت کی تو وہ اپنا کوٹ اٹھا کر خود پر اچھے سے کیے خود کو چھپا گئی تو توران نے دانت پیسے اور خود بھی سر تکیے سے ٹکا گیا، وہ تو بنا منہ لگائے رخ موڑ گئی تھی پر اب توران کی نیند نجانے اسے کب منہ لگاتی لیکن وہ اسے بہت سا پا کر بہت خوش تھا۔

"دعا ہے مسدور حویلی والوں کی یہ پہل سب کے حق میں بہترین ہو۔"

آزاد تو واپس چلا گیا پر نازلی کو المیرا نے روک لیا، شاید وہ نازلی سے بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھیں، سب نے آزاد کو بھی رکنے کا کہا مگر وہ بھائی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا تبھی معذرت کرے واپس چلا گیا، نازلی اب اپنے گھر محفوظ تھی۔

المیرا اور وہ ساتھ باغیچے میں واک کر رہی تھیں، نازلی کو تو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی حویلی میں ہے، جبکہ ملحقہ حویلی جو عالیان کی ملکیت تھی، جو جل گئی تھی، اسے ٹھیک کر لیا گیا تھا، جتنا حصہ جلا تھا اسکی دوبارہ تعمیر ہوئی تھی اور وہ پہلے جیسی ہو گئی تھی۔

"یہ پہل یونہی نہیں ہوئی نازلی۔ یہ ہم تین عورتوں کی دعائیں اور آنسو رنگ لائے ہیں۔ جب تم اور ایدا یہاں سے گئیں تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ تم دو اس جہنم سے نکل گئیں۔ پھر میں نے ہر سانس یہی دعا کی کہ اب تم دو واپس تبھی آو جب یہ حویلی تم دو کے لیے جنت جیسی بن جائے"

یہ محبت بھری بھابھی کی بات نازلی کو جذباتی کر گئی، وہ رک کر المیرا مسدور کو دیکھنے لگی پھر انکا ہاتھ پکڑ کر عقیدت سے چوما۔

"آپکی دعاوں پر کبھی شک نہیں کیا، یقیناوہی قبول ہوئیں اور دیکھیں آپکے صبر کا پھل کیسا ملا ہے آپیا۔ توران واپس آرہا ہے وہ بھی سارے گناہوں کی گرد خود سے اتار کر، اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ۔"

نازلی کی آواز کیا لہجہ بھی زخمی ہوا، شاید جتنا کچھ وہ جھیل چکی تھیں، اب یہ خوشیاں بھی بے یقین کرتے ہوئے ڈرا رہی تھیں۔

"ان شاء اللہ، میں شدت سے منتظر ہوں۔ میری یہ بازو اسے اپنے سینے سے لگانے کو ترس گئی ہیں، میرا بچہ بے قصور ہے میرا دل جانتا تھا تبھی تو میں اسکے حصے کی بھی پناہ مانگتی آئی ہوں۔ اٹھارہ سال نازلی، ایک ماں کے لیے طاقت سے بہت زیادہ تھے لیکن شکر ہے اللہ کا کہ بیت گئے۔ وہ کچھ دن میں میرے سامنے ہو گا"

المیرا کے آنسوؤں میں اک شکر گزاری تھی، پھر بھی ایسا درد تھا جو نازلی کا دل بھینچ گیا، اس نے المیرا کو گلے لگایا تو المیرا جیسے لپٹ سی گئیں۔

"اللہ آپکو اسکی بہت سی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے آپیا۔"

نازلی کی آواز سی بھر آئی اور المیرا نے گہرا سانس بھرے اسکے ساتھ آمین کہا جبکہ ان دو کو صحن کے کنارے کھڑی گل خانم دیکھ رہی تھیں، اس عورت کی آنکھوں میں بھی عجیب سا درد ہلکورے رہا تھا۔

"اچھا اداس نہ ہوں۔ آپکو ایک مزے کی خبر سناوں؟"

نازلی نے المیرا کے آنسوؤں کو دیکھتے جیسے اپنی خوشی بانٹنے کا فیصلہ کیا، المیرا اسکے انداز پر دم سادھ لیتیں اسے تکنے لگیں۔

"کہیں تم ماں تو نہیں بننے والی؟"

المیرا تو نازلی کی دنیا جہاں کی خوبصورت مسکراہٹ سے ہی اسکا سکھ بھانپ گئیں جبکہ یہ خبر سنے گل خانم کی آنکھیں بھی دھندلائی تھیں، یہ احساس انکی سوچ سے زیادہ خوبصورت جو تھا۔

"ج۔۔جی۔ میں امید سے ہوں آپیا"

نازلی کی بتاتے آواز سی کانپی اور المیرا نے ماشاءاللہ کہتے اسے اپنے سینے میں پھر سے بسالیا۔

" نظر نہ لگے تمہاری خوشی کو۔ اب لگ رہا ہے میری تم سب کے لیے مانگی ہر دعا قبول ہو گی۔ بہت خوشی کی خبر ہے

یہ تو۔ مطلب میں ممانی بننے والی ہوں۔ یہ کتنا خوبصورت ہے۔ تمہارا صدقہ دیتی ہوں میری جان محفوظ رہو ہر بلا سے"

المیرا کی خوشی بلکل اک ماں جیسی تھی، جبکہ المیرا خوشی سے زرا صدقے کا انتظام کروانے دوڑیں اور نازلی انکے اس جوشیلے انداز پر بھیگی آنکھوں سے ہنسے جب پلٹی تو اسکی نظر گل خانم سے جا ملی، گل خانم نے نظریں سی چرائیں اور اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتیں، نازلی نے پیار سے انھیں پکارا۔

"مجھے گلے نہیں لگائیں گی اِنے؟"

نازلی کی پکار اس عورت کے اندر تکلیف سی جگا گئی، وہ پلٹیں تو نازلی انکے پاس آ رکی، دونوں کی آنکھوں میں بے شمار درد جاگا محسوس ہو رہا تھا۔

"تجھے یہ سکھ راس آئے میری بچی۔ مجھے معاف کر دے پتر۔ بہت تکلیف دی، معافی کے لائق نہیں لیکن بیٹیوں کا دل ماں باپ کے لیے بڑا وسیع ہوتا ہے۔ میں شرمندہ ہوں تجھ سے"

وہ انھیں مزید درد میں نہ دیکھ سکی اور انکے سینے جا لگی۔

"چھوڑیں معافی تلافی انے، بس مجھے دعا دیں میں آپ جیسی ظالم انے نہ بنوں، اگر اللہ نے مجھے بیٹی دی تو اسے محبت کرنے کا حق ضرور دوں گی"

وہ ابھی ناراض تھی، جتنے ظلم اس ماں نے اسکی نازک جان پر ڈھائے تھے انکا اثر اتنی جلدی جاتا یہ ممکن نہ تھا۔

" کبھی مت بننا مجھ جیسا۔"

گل خانم کی آواز بھیگ گئی اور ان دو کی آنکھیں بھی لیکن یہ کربناک لمحہ بہت مختصر تھا، صدقے کے جانور لا کر ان سب نے نازلی کا ہاتھ لگوایا، جیسے یہ نازلی کا بچہ ہی اس گھر کی

خوشیوں کی ابتداء ہو، جبکہ دوسری طرف جب آزاد حویلی پہنچا تو اسے اسماعیل یلدرم نہ اپنے کمرے میں دیکھائی دیے نہ کہیں اور، تبھی وہ انھیں تلاش کرتا جب ابراہیم یلدرم والی سٹڈی میں آیا تو اس نے بھائی کو سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھا دیکھا، آزاد انہونی کے خوف میں لپٹا دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور جا کر جب اسماعیل یلدرم کے قدموں میں بیٹھا تو اس نے دیکھا وہ رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں۔

"بھائی کیا ہوا آپکو۔ آپ کیوں رو رہے ہیں؟"

آزاد نے بیٹھے بیٹھے انکا ہاتھ پکڑ کر دباتے سخت ڈرتے ہوئے پوچھا کیونکہ لگ رہا تھا وہ کافی دیر سے کسی ماتم میں مبتلا ہیں۔

"ابراہیم کی چپ۔۔۔اسکی موت کا راز پتا چل گیا آزاد۔۔"

یہ کہتے اس نڈھال شخص کی سانسیں بکھر سی گئیں۔

"کیسا راز بھائی؟"

آزاد نے خوفزدہ ہوتے پوچھا تو انہوں نے وہ ای میل آزاد کو دیکھائی، وہ لیپ ٹاپ جو وہ باران کے کمرے سے اٹھا کر لائے تھے، باران وہ ای میل ڈیلیٹ نہیں کر سکا تھا اور وہ ابراہیم یلدرم کے سارے سچ اسماعیل یلدرم نے پڑھ لیے۔

آزاد نے ان سے لیپ ٹاپ لیا اور وہ ای میل پڑھنی شروع کی۔

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اسماعیل۔ ایک ایسے گناہ کا اعتراف جو مجھے دنیا میں ہی سزا دے چکا ہے۔ میں نے اسکی بھنک تمہیں بھی لگنے نہیں دی لیکن اب لگتا ہے میرے پاس وقت نہیں۔ میں نے اب کرنا ہے، وہ میرے زندگی بھر کے گناہوں کی سزا بن جائے گی۔ میں نے اپنی دوماہ کی نواسی کو قبر بنا کر زندہ گاڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے، کہ ناجائز ہونے کی رسوائی کیسے سہے گی۔ ہر ناجائز بچے کو ہائمہ اور عباس نہیں ملتے۔ بابا کی موت کے بدلے جب ہم نے

مسدور حویلی کا میر ان مارا، اسکے انتقام میں انہوں نے اپنی بہن نازلی کی محبت یعنی ہمارا آزاد بری موت مار دیا، یاد ہے ناں تمہیں۔ آزاد اور بابا کی موت اماں نہ سہہ سکیں اور مجھے اور تمہیں مزید اکیلا کر گئیں۔ تم تو صدمے میں تھے اسماعیل لیکن میرے اندر نفرت کی آگ دہک گئی اور میں پاگل ہو گیا۔ پھر میں نے اسی پاگل پن میں دمیر سے اگلے اور پچھلے تمام حساب نکلوانے کا فیصلہ کیا۔ دمیر کا گناہ یہ تھا کہ اس نے ہمارے خاندان کی عزت کو بھگایا تھا، پھر وہ مسدور خاندان کا وارث بھی تھا، بس میں نے دمیر کا پیچھا کروایا اور اپنے لوگوں کو کہا جیسے ہی وہ اکیلا نظر آئے اسے

اڑادو۔ لیکن ایدا اور نورے کو آنچ نہ آئے مگر قسمت میری بہت خراب تھی۔

میں نے آزاد اور بابا کی موت کے بدلے میں ہی مسدور خاندان کے دمیر مسدور کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ کروایا لیکن مجھے علم نہیں تھا اس گاڑی میں اسکے ساتھ نورے اور انکی دو سالا بچی ایدا بھی ہو گی، جو اچانک اس گاڑی میں نجانے کب سوار ہوئیں کہ میرے لوگوں کی نظر میں نہ آ سکیں۔ میں نے اپنے بھائی اور بابا کی موت کا بدلا لینے میں اپنی ہی بہن مار دی۔ اپنی ہی بھانجی بے سہارہ اور یتیم کر دی۔ میرے اندر ایک دکھ اور پچھتاوا یہ بھی ہے جو مجھے

اندر ہی اندر کھا رہا ہے۔ اور دیکھو اس گناہ کے بدلے اللہ نے مجھے میری اولاد کے ذریعے زلت کے گڑھے میں گاڑ دیا۔ عیشاء کے پاس رپورٹ ہے کہ دِلارہ تمہارے باران کا خون ہے پر اسکے پاس نکاح نامے یا نکاح کا کوئی ثبوت نہیں اوپر سے باران بھی بھاگ گیا۔ وہ بھی بھاگ گئی خدا کرے مر جائیں دونوں خبیث اور اس دوماہ کی دِلارہ کو میں جلد اللہ کے حوالے کر دوں گا، عزیزے سمجھ جائے گی میری اذیت، وہ میرے بڑے کرب جانتی ہے۔ اسکے بعد مجھے میری جہنم بھی قبول ہے۔ وہ اس دنیا کی جہنم سے قدرے بہتر ہو گی۔ تمہارا منہ بولا بڑا بھائی۔ ابراہیم یلدرم"

یہ ای میل پڑھتے آزاد کی آنکھیں بھی لہو ہو گئیں۔

"اوہ میرے خدا۔ ابراہیم یلدرم نے دمیر کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ کروایا۔ بھائی یہ بات اگر مسدور والوں کو پتا چلی تو یہ جو امن کی فضا قائم ہوئی ہے، برباد ہو جائے گی۔"

آزاد کے خدشے مزید تڑپا دینے والے تھے، ابھی تو انکو لگا تھا جیسے زندگی سے سارے دکھ چلے گئے اور اب یہ آگہی عذاب محسوس ہو رہی تھی۔

"یہ سب باران جانتا تھا، یہ میل اسی نے کھولی۔ یہ لیپ ٹاپ اسی نے یہاں سے اٹھا کر اپنے کمرے میں رکھا۔ میں

جانتا تھا آزاد ابراہیم کو کوئی تو تکلیف کھا رہی ہے پر یہ پتا نہیں تھا وہ ہماری ہی بہن کو مار دے گا، اسکی بچی کو یتیم اور بے سہارہ کر دے گا۔ بابا اور انے نے ہمیشہ ابراہیم کو ہم تینوں بچوں سے زیادہ اہمیت دی لیکن اس نے یہ صلہ دیا کہ اسکا یہ فعل تا عمر ہمارے سینوں کا ناسور بن جائے گا۔ مانا وہ گناہ گار اور خود سر تھی، اس نے اپنی مرضی سے ہمارے خلاف جا کر دمیر کو اپنایا پر اسے عاق کرنا کافی تھا آزاد پھر ابراہیم نے ایسا کیوں کیا۔ عزیزے آپا یہ برداشت کیسے کر سکیں گی"

وہ بہت زیادہ کرب میں تھے جبکہ عزیزے تو اس سب سے واقف تھیں، وہ باران کی رازدان تھیں، اپنے شوہر کی اکلوتی ڈیفنڈر۔

"ہمیں یہ بات اپنے بیچ رکھنی ہو گی بھائی، یہ اگر ایدایا اسکے ددھیال کو پتا چلا تو اک نئی خانہ جنگی شروع ہو جائے گی"

آزاد نے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر دباتے اس سچ کو یہیں دفن کرنے کا فیصلہ کیا جس سے اسماعیل یلدرم بھی متفق تھے، آزاد نے وہ ای میل اور اسکا ریکارڈ سب ڈیلیٹ کر دیا جسکے بعد بھی وہ بھائی کی تکلیف کم نہ کر سکے۔

"ب۔ باران کو کال ملاو آزاد۔ اسے بھی کہو یہ سچ کسی سے نہیں کہنا۔ اسے فون ملاو میرے فون سے"

اسماعیل یلدرم نے بے چینی اور تکلیف کے سنگ آزاد کو تاکید کی جس نے بھائی کے اطمینان کے لیے فون تو تھام لیا پر اس وقت دو بج رہے تھے۔

"بھائی رات کے دو بج رہے ہیں۔ سو رہا ہو گا"

آزاد نے سمجھانا چاہا پر وہ اس وقت کچھ سمجھنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔

"جاگ جائے گا تم کال کرو۔ ویسے بھی اسے شرم نہیں کہ تڑپتے باپ کو کال کر کے آواز ہی سنا دے، مانا میں چاہتا تھا وہ دِلارہ کو سمیٹ لے پر ہمیں تو نہ تڑپائے خود کے لیے۔ اچھا یہ شکوہ نہ کرنا اس سے، یہ میں فیس ٹو فیس کر کے نمٹ لوں گا اسے"

وہ دکھی، رنجیدہ ہوئے پھر خود ہی منع کیا پر کال کرنے پر بضد تھے تبھی آزاد نے چار و ناچار باران کا نمبر ڈائل کیا، اس پار ملگجی اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں نیچے کارپٹ پر گرا فون رنگ کرنے لگا، کچھ دیر فون بجتا رہا مگر پھر باران جسکے سینے سے دلارہ اس وقت لپٹ کر گہری نیند میں سو رہی

تھی، کسمسایا اور پہنچ سے دور فون نیچے پڑا دیکھے آہستہ سے دِلارہ کا سر بازو سے نرم تکیے پر منتقل کیا اور خود وہ آنکھیں ملتا اٹھ کر بیٹھا اور نیچے ہاتھ کیے اپنا فون اٹھایا تو بابا کی کال دیکھتے رہی سہی نیند بھی اڑی۔

"یہ بابا مجھے اس وقت کال کیوں کر رہے ہیں۔ میں نے کیوں کال نہیں کی ابھی تک، باران تمہاری پٹائی ہونی چاہیے"

باران نے فون کی رنگ ٹون پہلی فرصت میں سائلنٹ کی اور اپنی نیچے ہی پڑی شرٹ اٹھاتا ہوا وہ دبے پیر کمرے سے جڑے ٹیرس کی طرف خود کو ملامت کرتا چلا آیا، اور کال

پک کرتے ہی فون سائلنٹ پر ڈالتے اسے وہاں رکھے ٹیبل پر رکھتے خود شرٹ اپنے پر کشش وجود پر ساتھ چڑھائی، وہ بابا کی اس وقت ڈانٹ ہی امید کر رہا تھا اور ڈھیر سے شکوے۔

"مجھے پتا ہے میرے کال نہ کرنے پر آپ بہت دکھی ہیں مجھے معاف کر دیں، میں آپ سے لاپرواہ نہیں، آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔ میں نے سوچا فون پر کیا بات کروں دل اداس ہو گا، ایک ہی بار آ کر ملوں گا، اور آپکے گلے لگوں گا بابا"

باران نے شرٹ پہننے کے بیچ ہی اپنی کوتاہی کی معذرت کرتے بات شروع کی اور پھر فون اٹھا کر سپیکر آف کرے کان سے لگایا جس پر آزاد نے بھی سپیکر آن ہی کر رکھا تھا تو دونوں کی ناراضگی اڑن چھو ہوئی، وہ معذرت ہی اتنی پیاری کر بیٹھا تھا۔

"میں آزاد ہوں باران۔ کیسے ہو میرے کھوئے اور گواچے ہوئے شیر۔؟"

آزاد کی بھاری مگر دبنگ آواز سنے جیسے باران خفیف سا مسکرایا، یہ دم دار آواز کسی دم دار آدمی کی ہی ہو سکتی تھی اور یلدرم خاندان کا سب سے مضبوط آدمی اس وقت آزاد

ہی تھا جس بارے وہ سن چکا تھا کہ اب چاچو سوکھے سڑے نہیں رہے۔

"چاچو۔ میں آیا تھا پر آپ سے مل نہیں سکا۔ آپ کی واپسی بہت بڑی طاقت ہے ہماری۔ بہت مس کرتے تھے ہم آپکو۔ خاص کر بھا۔ آپ کے بارے سب جانا تو آپکی ہمت پر رشک آیا، اور آپکی نازلی آپکو ملیں یہ دگنا اچھا ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ ہمارے پاس موجود ہیں۔"

وہ معذرت زدہ ہوا پر آزاد اس وقت جس اہم کام کے لیے کال کر رہا تھا وہ ان شکووں شکائتوں سے کہیں زیادہ اہم تھا جو اسے کرنی تھیں، لیکن باران نے تو شکائیت و شکوے کا

جواز ہی باقی نہ چھوڑا، وہ چند لفظ بول کر ہی سامنے والے کو راضی کر لینے کا ہنر جو رکھتا تھا اور ایسا بہت کم لوگوں کے مقدر میں ہوا کرتا ہے۔

"کوئی بات نہیں میرے بچے اور مجھے تم سے ملنے کا شدت سے انتظار ہے، تم سے تمہاری مشکل بھری زندگی کی روداد بھی تمہاری زبانی سننا چاہوں گا۔ خیر یہ بھائی سے بات کرو۔ کچھ اہم کہنا ہے انہوں نے۔"

آزاد کی تمہید پر باران نے سر ہلاتے اوکے کیا جبکہ آزاد نے فون اسماعیل یلدرم کو تھمایا جنہوں نے بے تابی سے فون کان سے لگایا۔

"وہ پرانا لیپ ٹاپ اور اس پر آئی ابراہیم کی ای میل باران۔ تو جانتا تھا سچائی ابراہیم یلدرم کی؟"

بابا کے فون لیتے ہی بنا کسی شکوے شکائیت مضطرب سوال پر باران کو جیسے خفیف سا دماغ پر زور ڈالنا پڑا، دھندلایا سا یاد آیا پر یہ یاد نہ آیا کہ اس ای میل میں کیا تھا، لیکن یہ ضرور دماغ میں تھا کہ اس نے ای میل کی پکچرز لی تھیں۔

"جی بابا۔ اتفاق سے پہنچا میں اس سچ تک۔۔۔ کیا آپ بھی جان گئے؟"

باران نے الجھے سے انداز میں پوچھا۔

"ہاں اور میں چاہتا ہوں یہ سچائی ہم تینوں کے بیچ ہی دفن ہو جائے۔ بڑی مشکل سے سب ٹھیک ہوا ہے۔ تو نے یہ سب کسی اور کو تو نہیں بتایا۔؟ دلارہ کو؟"

باران نے ایک بار پھر کن پٹی مسلی اور اسے یاد آیا یہ سب وہ انے کو بتا چکا ہے۔

"نہیں۔ اسے نہیں بتایا۔ بس انے کو بتایا تھا۔"

باران نے تاحد نگاہ پھیلے پہاڑوں اور تاریکی کو دیکھتے اس بار پورے یقین سے جواب دیا جبکہ آسماعیل یلدرم مزید آزردہ ہو کر رہ گئے، جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا۔

"ہمم۔۔ ٹھیک ہے۔ میں صبح ہی عزیزے آپا سے ملتا ہوں۔ انہوں نے یہ سب کیسے برداشت کیا ہو گا باران؟"

وہ زخمی سے لہجے میں بولے تو آزاد بھی اسی تکلیف میں ڈوبا نظر آیا۔

"میں انکے پاس تھا تب۔ وہ بہت مضبوط دل کی مالک ہیں پھر بھی آپ ضرور جائیں انکی کچھ سنیں کچھ اپنی سنائیں۔ جو ہونا تھا ہو گیا، ہم اسے بدل نہیں سکتے بابا۔ تب ابراہیم یلدرم نے جو بھی گناہ کیا شاید ایک دشمن دار آدمی اور غصے اور غیرت کے ہاتھوں بپھرا بھائی ایسا ہی پاگل پن کرتا، وہ اسی پچھتاوے میں مر گئے۔ اللہ بہترین حساب کرنے والا

ہے۔ آپ اس سب پر پریشان نہ ہوں۔ میں ایک دو دن تک آتا ہوں آپکے پاس"

باران نے بھی یہ سب بھاری سی آواز میں کہا، دل پریشان و اداس سا تھا جبکہ آسماعیل یلدرم بھی صبر کرنے پر مجبور تھے، رابطہ توڑا تو آزاد انھیں دل جوئی کرتا ملا لیکن ابھی اس صدمے سے نکلنا ممکن نہ تھا۔

"کیا پچھتاوا تھا انھیں باران۔ مجھے زندہ دفنانے کے علاوہ؟"

وہ دفعتا پلٹا جہاں وہ ٹیرس کے دروازے میں ننگے پیر رف سے بے ترتیب خلیے میں بنا کسی گرم سوئیٹر کے کھڑی

تھی، وہ باران کی آخری باتیں سن چکی تھی یہ سوچ کر باران کے چہرے پر ہزاروں اضطراب کے رنگ لہرائے۔

"تم جاگ گئی؟ اور اتنی ٹھنڈ میں ایسے ہی اٹھ کر نکل مت آیا کرو۔ کتنی سینسیٹو ہو تم پتا بھی ہے"

وہ اسکی طرف لپک کر آتا اسے بازووں کا حصار دیے اس ٹھنڈک سے واپس کمرے میں فکریں لٹاتا تالایا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر میٹرس پر بٹھائے خود بھی ساتھ ہی بیٹھا پر وہ بس اسکے چہرے کو یک ٹک دیکھ رہی تھی جیسے سانس بھی نہ لے رہی ہو۔

"اسی کی بات ہو رہی تھی بابا سے، یونہی اداس ہو رہے تھے مرحوم بھائی کے لیے"

باران نے اسکے بال سنوارتے جیسے بہلانا چاہا پر وہ بچی نہیں تھی کہ بہل جاتی۔

"نہیں۔ تم نے کہا بھائی ایسا ہی کرتا۔ پلیز مجھ سے جھوٹ مت بولنا میں بات کی جڑ تک پہنچ کر دم لیتی ہوں تمہیں اچھے سے پتا ہے باران"

وہ اسے یوں دھمکاتی پریشان و مجبور سا تھ کر گئی، باران نے اسکا چہرہ چھونا چاہا پر وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر روک گئی، آنکھوں میں صرف سوال تھا، صرف سچ سننے کی طلب تھی۔

"مجھے بتاو کیا چھپا رہے ہو۔ ورنہ میں چینخ چینخ کر پورا ریزاٹ۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید دھمکاتی، باران نے اسکے ہونٹوں پر انگوٹھا جماتے ہتھیار ڈالنے کا اشارہ کیا۔

"اوکے اگر تمہیں سچ سننا ہے تو ٹھیک ہے"

باران نے اپنا ہاتھ ہٹاتے اپنا فون سامنے کیا پھر گیلری اوپن کی جہاں اس نے اسی ای میل کا سکرین شارٹ سیور کھا تھا، اسے اوپن کرے باران نے وہ تصویر دلارہ کے سامنے کی جسے دیکھنے اور مکمل پڑھنے کے بعد دِلارہ کے ہاتھ سے فون چھوٹا، باران نے اپنا فون سنبھالا اور دِلارہ کو دیکھنے لگا وہ منہ پر ہاتھ رکھے شاید اپنی بے ساختہ نکلتی چیخ دبا رہی تھی۔

"و۔۔وہ کتنے ظالم تھے باران"

رونا بمشکل سنبھالے وہ باران کو چہرہ اٹھا کر دیکھنے لگی، اسکے اس جملے میں ڈھیڑوں شکائیت تھی، وہ اتنی سی عمر میں کتنے

صدمے جھیل چکی تھی کہ اب یہ سب معمولی لگتا تھا پھر بھی خود سے جڑے رشتوں کے لیے وہ بہت حساس تھی۔

"بہت زیادہ۔ خاص کر جو ظلم تمہارے ساتھ کیا، وجہ جو بھی رہی ہو۔ میں تو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ اب دعا ہے ایدا یہ سچ کبھی نہ جانے۔ بہت ٹوٹ جائے گی وہ کہ جن لوگوں کو اپنا سمجھا انہی میں ماں باپ کا قاتل موجود تھا، تم ایدا کا سوچو تو تمہیں اپنی تکلیف بہت کم لگے گی"

نرمی، چاہت اور بے شمار محبت لیے وہ دِلارہ کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا اسے دھیرے سے اپنے سینے میں بسانے لگا

کیونکہ بس یہی پناہ اسے سکون دے سکتی تھی، اسے دکھ درد کا احساس بھلا سکتی تھی۔

"تم انکو اس لیے معاف نہیں کر سکتے کہ انہوں نے میرے ساتھ وہ سب کیا؟"

وہ سچ میں اس شخص کی روح سہلاتی گرفت میں چین پا گئی، پھر چہرہ اٹھا کر باران کو دیکھنے لگی اور سوال کیا، وہ اسے یوں دیکھتی تھی جیسے وہ اسکے لیے کوئی مبارک چیز ہو۔

"آفکورس میری جان، جیسے جیسے تم میرا حصہ بنتی جا رہی ہو۔ یہ غصہ اور عتاب بڑھ رہا ہے۔ ہم کیوں اتنے وحشی ہو

جاتے ہیں۔ کیوں اپنے کیے کا انجام نہیں سوچتے دِلارہ، میں نے، عیشاء نے، توران نے، ابراہیم یلدرم کسی نے بھی تو تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا"

اب جب جب وہ اسکے بہت قریب آتی جارہی تھی، وہ احساس جرم جو دِلارہ کی محبت کے نیچے دب گیا، پھر نمودار ہوا، اور یہ فطری تھا کہ جب جب دِلارہ کسی تکلیف میں ہوتی، اس شخص کو سب سے پہلے اپنی ہی زیادتی یاد آتی۔

"تم اپنا نام ان سبکی فہرست سے نکال لو، تمہیں تو دیکھ کر میں سارے درد بھول جاتی ہوں پھر تمہاری وجہ سے جو ہوا وہ کہاں یاد رہتا ہے۔ تم میری زندگی سے جڑے ظالم

لوگوں جیسے نہیں ہو باران۔ میں نے تم میں اپنا کھویا ہوا دوسرا حصہ پایا ہے، میں تم سے بہت راضی ہوں"

وہ جب جب ہتھیلی باران کے سینے پر رکھ دیتی تو باران کی ساری اداسیاں اسکا دامن چھوڑ دیتیں، وہ اسے تائید کرتے دیکھنے لگا، وہ یوں اسکے سینے لگی اسے معتبر کرتی بے حد پیاری لگ رہی تھی کہ باران نے آسودگی سے اسکا ماتھا چوما جو اسکے اندر سکون اتارنے کا موجب بنا۔

"یہ جو کچھ تم نے دیکھا پڑھا، اس پر پریشان یا اداس نہیں ہونا۔ پرامس می"

باران نے اس سے وعدہ چاہا، اور اس وقت وہ پوری اسکے بس میں تھی، کسی میسج نوٹیفکیشن پر دونوں کی جان لیوا سی توجہ منتشر ہوئی تو باران نے فون کو دیکھنے کے لیے دِلارہ سے اجازت چاہی جس نے فوری دی۔

باران نے اسکے سامنے ہی میسج اوپن کیا، میسج براق کا تھا۔

"بھائی کل میں نے اور امارہ نے نکاح کا فیصلہ کیا ہے۔ وہیں ریزاٹ کے ایونٹ لاونج میں۔ تو کیا آپ اور دلارہ بھابھی ارینجمنٹس دیکھ لیں گے۔ تو ران بھائی کو زحمت نہیں دے سکتا وہ ابھی ریسٹ موڈ پر ہیں۔"

دونوں ہی براق کا میسج پڑھے مسکرائے۔

"کیا کہوں اسے؟"

باران نے اپنی جان پر فیصلہ چھوڑا جس نے فوری ہامی بھرتے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے براق۔ ہم دیکھ لیں گے۔ تم دو فکر مت کرو"

باران نے جوابی میسج کیا جسکے بعد براق نے دل والی دو آنکھیں بھیجیں جو دِلارہ کو زرا اچھی نہ لگیں۔

"اسکو کہیں دل والی آنکھیں اپنی ہونے والی بیوی کو بھیجے۔ آپ کو ایسے ایموجیز بس میں بھیج سکتی ہوں"

وہ جواب دینا تو بھول گیا، دِلارہ نے اسے گنی چنی باریوں آپ کہا اور جب جب کہا وہ شخص اس پر از سر نو مر مٹا۔

باران نے فون سائیڈ میز پر رکھے دِلارہ کے سر کے نیچے ہاتھ رکھے اسے وہیں سے میٹرس پر گرایا جبکہ خود اس پر پورا جھکا تو وہ خفیف سا گھبرائی کہ ابھی ابھی تو قربت کے قرار و آزار سہے تھے، اب تشنگی تو تھی پر جسم و جان میں ہمت و حوصلے کی شدید کمی تھی۔

"تم مجھے ہمیشہ آپ کیوں نہیں کہتی؟"

وہ اسکی خود پر جمی نشیلی نگاہوں کے وار پر سیج میں خوفزدہ تھی جب باران کا ایک ہاتھ ہنوز دلارہ کے سر کے نیچے تھا جبکہ دوسرے کی انگلیوں سے وہ اسکے رخسار کو محبت سے چھو رہا تھا، وہ اسے اب کہیں جانے نہیں دینے والا تھا یہ اس شخص کے انداز سے طے ہوا اور یہ خطرناک تھا۔

"مجھے کبھی کبھی یوں تمہیں پکار کر تمہاری پسندیدگی دیکھنے کی شدید طلب ہوتی ہے تبھی یہ خود بخود ہوتا ہے، میں تمہیں اس طرح ہر لمحہ نہیں دیکھ سکتی۔ دنیا جہاں سے سرکش، میرے لیے انتہا کا گستاخ۔"

دلارہ نے اسکی گردن کے گرد ہاتھ پھیرتے اسکی کھلی شرٹ سے جھانکتے سینے تک ہتھیلی آ کر روکی تو باران نے نظریں نیچی کرتے اپنے سینے پر ٹھہرے دلارہ کے ہاتھ کو سرور بھری نظر سے دیکھا پھر اسکی گرے آنکھوں کو، وہ نچلا ہونٹ اوپری ہونٹ میں دباتا لمحہ بھر آنکھیں بند کیے سر جھٹک گیا اور یہ وہ بس تبھی کرتا جب دِلارہ اسکے لیے کوئی راہ نہیں چھوڑتی تھی۔

"خود پر کیوں رحم نہیں آتا تمہیں"

وہ اسکے چہرے پر جھکے اسکی گردن کی جانب سرکتا اپنے ہونٹوں کی بھری گرفت جماتا اسکی سکن کو بنا تکلیف دیے روبرو ہوا تاکہ اس لڑکی کا اس پر ردعمل و جواب سن سکے۔

"تمہیں جو آتا ہے بے شمار رحم مجھ پر"

وہ کچھ بھی نہیں سوچتی تھی جب سامنے باران ہو جبکہ باران نے اسے اپنے چند بند شرٹ کے بٹنز کھولنے کا جس طرح اشارہ کیا وہ مسکرا کر کروٹ بدل گئی کہ اب اسکا یہ بھی ارادہ نہیں۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا باران۔"

وہ کروٹ کرتے مسکائی تو وہ اسکے ساتھ ہی عقب کی جانب لیٹا اور بازو دِلارہ کے سر کی جانب جوڑی جس پر وہ کروٹ ویسی ہی کیے ہی سر اٹھا کر باران کی بازو پر رکھ گئی، باران نے اسے پیٹ پر ہاتھ رکھے کھسکا کر اپنے سینے سے جوڑا۔

"واپس یلدرم حویلی جا کر تم سے وہ شرٹ والا حساب بھی لوں گا۔ دو ماہ کی ساٹھ کسیز ہونی چاہیں اس شرٹ پر۔ اور وہ رنگز۔۔۔ وہ بھی تب پہناوں گا جب وہی ڈریس پہن کر آو گی۔ یاد ہے ناں وڈیو کال وہ؟"

وہ اسکے کانوں میں مخمور اور پر طلب سی سرگوشی کیے بولا تو دِلارہ کے سٹمک میں جیسے تتلیوں کا طوفان سا آگیا، اسے

امید نہیں تھی باران کو اس وڈیو کال کی ساری باریکیاں اور گستاخیاں یاد ہوں گی۔

"پر۔۔پر وہ تو اس لیے پہنا تھا کہ تم دور تھے اور تمہیں احساس دلانا چاہتی تھی کہ کیسی نعمت و راحت چھوڑ کر چلے گئے ہو دور۔"

وہ زرا سی اسکی طرف گردن کیے صفائیاں دینے لگی لیکن وہ جن تشنہ نظروں سے اسکے خدوخال کو دیکھ رہا تھا، اس پر دِلارہ کے رونگٹے کھڑے ہوئے، وہ یوں دیکھتا تھا تو دِلارہ سے کچھ بھی بولنا مشکل ہو جاتا۔

"مجھے وہ سب دوبارہ چاہیے اور صرف دیکھنے نہیں محسوس کرنے کی حد تک۔ یہ میری شرٹ پہننے سے تو کم ہی مشکل ہو گا پھر کیوں جان نکل رہی ہے تمہاری؟"

وہ اسے اپنی خاص شب کے بعد والا خلیہ یاد کروائے ویسے ہی پانی پانی کر گیا، وہ کروٹ اسکی جانب کرے شرم سی آنے پر باران کے سینے میں چھپ گئی۔

"شرما رہا ہے کوئی؟"

وہ اسے سینے میں گھٹتا محسوس کیے سنجیدگی چھوڑے ہنس دیا۔

"باران۔ میں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔ کچھ بھی"

سینے لگے ہی اس لڑکی نے پوری سچائی سے اعتراف کیا تھا، اف باران کی آنکھوں میں توبہ شکن خمار غالب آیا۔

"کچھ بھی ایسا ویسا نہیں کروا سکتا، دلارہ باران کا اک وقار ہے"

وہ اسکے سر کو چومنے لگا جب وہ روبرو ہوئی، دل چاہا اک شکائیت کرے۔

"تم میرے پیر کیوں چومتے ہو۔ تمہارا بھی تو اک وقار ہے باران"

یہ شکائیت وہ بہت شدت سے کرنا چاہتی تھی اور آج موقع بھی مل گیا۔

"یہ کرنے سے میرا وقار بڑھتا ہے۔ کمی نہیں آتی۔ تمہارے قریب آنا کسی بھی طرح میری عزت میں کمی نہیں کرتا۔ مجھے سکھ دیتا ہے۔ میں نے ویسے بھی یہ زیادہ بار تو نہیں کیا۔ بس جب بھی ہوا، بدحواسی میں ہوا۔ کیونکہ میرے لیے تم پوری ایک جیسی قیمتی ہو۔ کیا سر کیا پیر۔۔۔۔"

وہ ایسے خوبصورت انداز میں شکائیت دور کر گیا کہ وہ بس فدا ہونے لائق ہی بچی۔

"س۔۔ سنو! جب ہمارا فیوچر میں بے بی آئے گا تو میں موٹی ہو جاوں گی تب بھی ایسے ہی لاڈ کرو گے۔ پیار کرو گے"

اچانک ہی دماغ میں یہ فکر کودی تو دلارہ نے لگے ہاتھوں سوال کر دیا۔

"پھر تو زیادہ کروں گا۔ چھوٹا سا تمہارا پیٹ ہے پیار سٹارٹ کرتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ تب تو پورا گراونڈ ہو گا۔ ایکسٹرا سرفس ایریا یو نو واٹ آئی مین"

وہ اس وقت خود بھی شرارت پر آمادہ تھا اور دِلارہ کو بھی ہنسانے میں کامیاب ٹھہرا۔

"باران۔۔"

وہ ہنستے ہنستے اسکی گال سے اپنی گال جوڑ کر اسے پکاری تو باران کی بازووں کی گرفت بھی سخت ہوتی اسے خود میں بسا گئی، گھوٹ گئی۔

"مجھے میری ہی جان لگتی ہو تم"

اسی محبت سے بولا کہ وہ اسکے سینے لگی آسودگی سے آنکھیں موند گئی۔

"مجھے تمہارے ساتھ ایسی ہی زندگی چاہیے تھی کہ میں جب چاہوں تم مجھے ملو۔ اب میں پر سکون ہوں باران"

اتنے بڑے جھٹکے سے وہ با آسانی نکل آئی یہ بے حد دلکش تھا اور اس سے زیادہ دلکش باران کی مسکراہٹ تھی جسکا کوئی مول نہ تھا۔

.._____..

اک خوبصورت سی رات بیت گئی تھی، فجر کا وقت ہونے کو تھا، ٹنٹ میں چھائی خاموشی سکون پرور تھی جبکہ بے فکر سی ایدا جو عالیان یلدرم کے گرم سینے کی پناہوں میں اسکی ہو کر

نیند میں ڈوبی تھی، موم بتیاں سب بجھی ہوئی تھیں، روشنی بھی زرا سی تھی جس سے بس وہ دو بمشکل سوئے نظر آرہے تھے۔

عالیان کے فون پر فجر آلارم بجنے پر وہ تو اس امرت کے نشے والی نیند سے نکل آیا پر وہ اب تک اسکے سینے کے تحت پر پوری شان اور استحقاق سے حاوی سو رہی تھی، عالیان نے ہاتھ بڑھا کر ایدا نے بکھرے بال سمیٹے اور اسکا سر چوما، رات کی اک اک شر انگیزی، شیطانی اور بے باکی جیسے آنکھوں کے آگے ناچ کر اور انگ انگ میں سرور بھر گئی۔

"ایدا۔ میرے سرور کی جیتی جاگتی شکل۔ اٹھ جاو۔ ہمیں یہ ٹنٹ چھوڑ کر روم میں جانا چاہیے۔ باقی آرام وہاں کرتے ہیں۔"

وہ اسے جگانے کے لیے اسے یوں پکار رہا تھا کہ وہ مدہوش ہوتی مزید کسمسا کر اچھے سے اس سے لپٹے سو گئی۔

"سونے دیں ناں عالی"

لاڈ اور دکھ سے اس نے عالی کے سینے میں منہ دیا تو وہ ہونٹوں کے کناروں تک ہی مسکرایا۔

"سو جانا روم میں جا کر۔ رات ختم ہو گئی میری آفت کی دکان"

وہ اسے پھر سے تنگ کرنے لگا وہ اسکے سینے سے سر اٹھائے جاگی پھر یکدم ہی اسکے سینے سے سر ہٹا کر ساتھ پڑے تکیے پر رکھے لحاف منہ تک اوڑھ گئی، عالیان بوکھلایا کہ اسے کیا ہوا۔

"اب کیا ہوا تمہیں؟"

عالی نے اسکے ہاتھوں سے لحاف چھینا پر وہ نہ دیتے زور لگانے لگی۔

"میری طرف نہیں دیکھنا پرامس کریں۔"

ایدا کی گھبرائی سی آواز لحاف کے اندر سے آئی تو عالی قہقہہ لگائے ہنسا۔

"اب تمہیں ہی دیکھ دیکھ کر سانس لوں گا اور تم پہلی قربت پر ہی اتنا ظالم آرڈر دے رہی ہو۔ ہٹاو ناں اسے"

عالی نے اس بار اپنی زرا قوت دیکھائی اور اسکے منہ سے لحاف کھینچا تو وہ شرم سے منہ پر دونوں ہاتھ جما گئی۔

"ع۔۔عالی۔یہ سب۔۔پلیز مت دیکھیں ناں مجھے"

وہ روہانسی ہوئے منمنائی اور عالیان کو اب ہی تو مزہ آیا۔

"اوکے۔ نہیں دیکھ رہا۔ روم میں چلتے ہیں۔ باقی چھپنا اور شرمانا وہاں کر لینا۔"

عالیان نے آس پاس پھینکی شرٹ تلاشتے اٹھ بیٹھے پہنی جبکہ وہ بھی اپنی ہڈی اٹھائے ٹنٹ کو دیکھے گھبرا کر عالی کو دیکھنے لگی۔

"اور یہ سب؟ یہ سب کون سمیٹے گا عالی"

ایدا کا بس نہ چل رہا تھا یہ ٹنٹ بھی اکھاڑ کر ساتھ لے جائے، کتنی یادیں تھیں ان دو کی یہاں، جبکہ عالیان نے

وہیں ایدا کی گود میں سر رکھ کر لیٹے محترمہ کی ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی، اک بار تو وہ پوری دھڑک کر رہ گئی۔

"یہ سب یہاں کے لوگ سمیٹیں گے۔ اسکی بھی پیمنٹ کی ہے میں نے۔ مزہ آیا ہے تمہیں ٹنٹ رومنٹک نائیٹ کا؟"

وہ پر شوق نظروں سے ایدا کے گلابی گلابی چہرے کو دیکھتا اسکا ہاتھ پکڑ کر چومے اسے خود کو دیکھتے رہنے پر مجبور کر گیا حالانکہ وہ اسے دیکھ پانا مشکل جان رہی تھی۔

"تبھی تو اس جگہ کو یوں چھوڑ جانے پر اداس ہو رہی ہوں۔"

ایدا نے افسردہ ہوتے بتایا، عالیان نے اسکی گال نرمی سے دباتے اسے مخمور نگاہوں میں بھرا۔

"ہم ایسے مومنٹس پھر بنالیں گے۔ اداس مت ہو۔ یہ تو بس مجھے تمہیں قابو کرنے کے لیے کرنا پڑا تاکہ تم مجھ سے دور بھاگ نہ سکو۔"

عالی نے اپنی خواہش کا احساس دلاتے ساتھ اپنی مجبوری بھی بتائی تو ایدا کی آنکھوں میں خوامخواہ ہی گلال اتر آئے۔

"کرلیا قابو۔ خوش ہیں آپ؟"

لجاسا جاتے اس نے عالیان کے سکھ کو جاننے کی کوشش کی حالانکہ ہمت اسکی بھی نہ ہو رہی تھی۔

"روم میں چلو وہاں بتاتا ہوں۔"

عالیان نے اپنا سر اسکی گود سے ہٹایا اور اٹھتے ہی کھڑا ہو کر نیچے بیٹھی ایدا کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اسکے خوبصورت ہاتھ کو تھامتے ہی اٹھی تو عالیان نے جس محبت سے اسکی بیک سہلائی، وہ سرور سے آنکھیں موند لیتی اسکے سینے میں جذب ہوئی۔

"میں تمہیں بلکل ڈسٹرب نہ کرتا یوں پر اف میری یہ جنگلی حرکتیں اور شوق۔"

عالیان نے اسے ایک ہی سیکنڈ لگاتے جب بازووں میں اٹھایا تو وہ اسکی گردن میں ہاتھ حمائل کرے ڈر کر عالیان کو دیکھنے لگی۔

"ع۔۔عالی۔ایسے لے کر جائیں گے مجھے؟"

وہ شرمندہ ہوئی کہ کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔

"یہاں سے روم تک کوئی اتنی صبح جاگ کر ہمیں دیکھنے کو نہیں بیٹھا اور اب اتنا پروٹوکول تو بنتا ہے اس شیر کا شیرنی کے لیے۔ میری شیرنی کے لیے"

وہ اسکی پریشانی کی شکنوں سے بھری جبیں چومے ٹینٹ کا زیپنگ حصہ پیر سے نیچے کرتا باہر نکلا تو ایدا نے چہرہ اسکی گردن میں چھپا لیا جبکہ عالیان ننگے پیر گھاس پر چلتا ہوا اسے لیے رومز کی طرف بڑھنے لگا۔

"عالی شوز تو پہن لیتے۔ پیر میں کچھ لگ گیا تو؟"

ایدا نے ڈانٹتے ہوئے کلاس لی۔

"آج تو ایسا لگ رہا ہے کانٹوں سے بھری زمین پر بھی کوئی چلنے کو کہے تو مجھے وہ مخملی راہگزر ہی لگے گی"

وہ اسکے اعتراض عاشقانہ انداز سے رد کر گیا تو وہ عالی کو دیکھ کر رہ گئی کہ یہ آدمی جواب کہاں سے لاتا ہے۔

"اتنے خوش ہیں؟"

وہ اداس سا مسکرائی، عالیان کی خوشی تو اس سے سنبھالی ہی نہ جا رہی تھی۔

"اس سے کہیں زیادہ۔"

وہ محبت سے اسے لاجواب کر گیا، جبکہ وہ لوگ کمرے میں داخل ہوئے تو ایدا نے ہی اسکی پینٹ کی جیب میں رکھی کیز سے روم کھولا اور وہ اب تک عالیان کی باہوں میں قید تھی۔

وہ اسے اندر لائے پیر سے ڈور بند کرتا میٹرس پر نرمی سے بیٹھائے دور ہوا اور شرٹ اتارنے لگا جب وہ اسے روکنے کو میٹرس پر ہی گھٹنوں کے سہارے اٹھ آتی روک گئی۔

"عالی!"

وہ رحم طلب ہوئی، اسکی آنکھیں منت کر رہی تھیں کہ پلیز سانس لینے دے۔

"خود ہی تو پوچھا تھا کہ میں کتنا خوش ہوں۔ لفظی بہت بتا چکا ہوں۔ اب بس عملی طریقہ ہی ہے میرے پاس"

وہ اپنی بے باک خواہشوں کا جواز بھی بے باکیت سے دے رہا تھا اب۔

"پتا چل گئی آپکی خوشی پلیز ثابت کرنے کو ابھی رہنے دیں"

وہ اسے روک رہی ہے تبھی عالیان نے جھک کر اک بے رحم سی گستاخی کرتے اسے یوں ایدا کے مزاحمت کرنے کی

سزا بھی عاشقانہ دی پر وہ آہ بھی نہ کر سکی جبکہ عالی کے فون پر آتی باران کی کال پر اسے واقعی یہ سلسلہ مجبوراروکنا پڑا۔

"جاو آزاد ہو اب تم میری قید سے۔"

عالیان کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ یوں شکر کا سانس بھرے اٹھ کر واش روم بھاگی جیسے یہی اسکی سب سے بڑی خوشی ہو، اسکی سپیڈ دیکھے عالیان نے شرانگیز سمائیل دی کہ اب اسکے بھاگنے کا کوئی دکھ جو نہ تھا، اب تو فیوچر کے بچوں کی جو تعلیم لیٹ ہو رہی تھی اسکا بندوبست ہو گیا تھا۔

وہ اپنی ساری توجہ بجتے فون کی جانب دیے کال پک کرے فون کان سے لگا تا زراونڈ وسائیڈ ایریا آرکا، اک جسم ہلکا پھلکا کرتی عالیان کی لی جاتی انگڑائی! اف جان لیوا۔

"بھا آپ خیریت سے پہنچ گئے تھے انقرہ؟"

کال لگتے ہی فکر بھرا سوال عالی کا موڈ اور حسین کر گیا ورنہ چھوٹے بھائی کو بیوی کے علاوہ کہاں کوئی نظر آتا تھا۔

"ہاں۔ تمہیں میری فکر کیوں ہو رہی ہے وہ بھی صبح صبح؟"

عالیان نے چھیڑ خانی کو پوچھا لیکن کہیں دل مہں فکر بھی پنہاں تھی۔

"کچھ بتانا ہے آپکو۔ صبح صبح آپکو افسردہ نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ بات آپکے لیے جاننا اہم ہے۔"

دِلارہ ابھی جاگی نہیں تھی اور باران کو صبح صبح اٹھنے کی عادت ہو چکی تھی اور اسے پتا تھا عالیان بھی فجر مس نہیں کرتا۔

"تمہاری تو تمہید ہی ڈرا رہی ہے۔ سب خیریت ہو گی ان شاء اللہ۔"

عالیان تھوڑا گھبرا تا نظر آیا۔

"خیریت ہے لیکن کچھ بتانا تھا آپکو۔ ایکچولی میں کچھ بھیج رہا ہوں۔ چیک دس اور دیکھ کر ڈیلیٹ کر دیجئے گا"

ساری تفصیل سمجھانے کے بجائے باران کو یہی بہتر لگا کہ وہ ای میل پکچرز ہی عالیان دیکھ لے جبکہ عالی کو اس وقت بھی مستی سوجھ رہی تھی۔

"تم کیا لڑکیوں کی طرح تصویر بھیج رہے ہو، کہ دیکھ کر ڈیلیٹ کر دوں۔ نہیں کرتا میں وائرل"

عالیان کی شوخی پر باران بھی مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"وائرل چھوڑیں آجکل اے آئی کا دور ہے۔ اور ویسے بھی کسی انسان کی پکچر نہیں بھیج رہا۔ تھوڑے سنجیدہ ہو جائیں"

باران نے وہ پکچر زعالی کو بھیجے فون واپس کان سے لگایا جبکہ وہ سب پڑھنے کے بعد عالیان کو اچھا بھلا سنجیدہ ہونا پڑا، سنجیدہ سے زیادہ صدماتی حیرت تھی جسکا عالیان شکار ہوا۔

"مجھے یہ لگا یہ حقیقت آپکو پتا ہونی چاہیے۔ ویسے تو یہ ای میل ڈسٹرائے کر دی گئی ہے۔ میں بھی یہ پکچر ز ڈیلیٹ کر رہا ہوں لیکن پھر بھی کبھی خدانخواستہ زندگی کے کسی موڑ پر

ایدا تک یہ سچائی پہنچے تو آپ معاملے کی حقیقت سے واقف ہونے چاہیں۔"

باران نے ان تصویروں کے بعد تمہید باندھی جسے عالیان نے کربناک خاموشی کے سنگ سنا اور سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"ہمم۔۔میں سمجھ گیا۔پوری کوشش کروں گا کہ ایدا اس تکلیف سے کبھی نہ گزرے۔"

عالیان کی آواز دکھ سے بھری تھی اور لہجہ بھی اداس و غمزدہ تھا۔

"ان شاء اللہ۔ خیر آج براق اور آمارہ کا نکاح ہے۔ کل شام تک ہم انقرہ کے لیے نکل آئیں گے چاروں۔"

باران نے مزید تفصیل دیتے موضوع بدلا پر عالی تو اسی دردناک حقیقت پر اٹکا تھا تو غائب دماغی ہی عیاں کر سکا۔

"ٹھیک ہے خیریت سے آو"

عالی نے رسان سے کہا جس پر باران نے بائے کہہ کر کال کاٹ دی، عالیان نے ان پکچرز کو اک بار پھر دیکھتے اس ای میل کو پڑھا اور میٹرس پر جا کر بیٹھے کچھ دیر ان لفظوں کو دیکھتا رہا پھر وہ دونوں پکچرز ڈیلیٹ کر دیں۔

وہ کتنی ہی دیر بیٹھا اس سب کے بارے سوچتا رہا، ایدا کو یہ سب بتانا یعنی اس لڑکی کو کرچیوں میں بدل دینا جبکہ اس سے چھپانا مطلب، اسے دھوکہ دینا، جبکہ عالیان اور ایدا کے رشتے میں اک حرف جھوٹ یا دھوکے کا نہ تھا، وہ ایک دوسرے کو بہت پیورٹی کے سنگ ملے تھے، ہر معاملے میں ایک دوسرے کا سچائی کے سنگ ساتھ دیا تھا تو وہ اب یہ سب ایدا کو نہ بتا کر اسے دھوکے میں رکھنے پر ہرگز رضا مند نہ تھا۔

لگ بھگ بیس منٹس تک وہ فریش ہوئے، بال ڈرائے کیے اور چینج کرے باہر آئی تو باوضو تھی، اس نے عالیان کو کسی

گہرے خیال میں ڈوبا دیکھے کچھ دیر آبزرو کیا پھر وہ نماز ادا کرنے لگی، وہ نماز ادا کیے دعا مانگ کر فری ہوئی تو عالی تب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھا غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے ہوئے تھا، جائے نماز تہہ کر کے رکھے وہ اپنا اسکارف بھی اتار کر اسے کاوچ پر رکھے فکر مندی سے عالیان کی طرف آئی اور اسکے پاس بیٹھے اسکا ہاتھ دھیرے سے اپنے ٹھنڈے ہاتھ میں لیا تو وہ اسکے ہاتھ کے لمس پر چونکا، پھر گردن گما کر ایدا کو دیکھے یوں مسکرایا جیسے اسکی فکر بھانپ لی ہو۔

"کیا ہوا آپکو۔ اتنے سنجیدہ سنجیدہ اور کھوئے کیوں ہیں۔ کچھ برا لگا کیا؟"

وہ اسکی گال سے ہاتھ نرمی سے جوڑے محبت سے پوچھنے لگی پر وہ اب بھی بس ایدا کو دیکھ رہا تھا، جیسے اس لمحے اس کے پاس کہنے کو کوئی لفظ نہ ہو۔

"تمہارے آس پاس موجود ہونے پر بری چیزیں بھی اچھی لگتی ہیں۔ یقین مانو"

اسی محبت سے جواب دیا گیا جس سنگ سوال آیا تھا، وہ مبہم سا مسکرائی۔

"تو پھر اتنے گم صم کیوں ہیں۔ کچھ دیر پہلے تک تو جنونی عالیان کا بٹن آن تھا؟"

وہ اسکے سابقہ انداز یاد کرے خود بھی مسکرائی اور عالیان کو بھی مسکراہٹ بخش گئی۔

"ہاں وہ بٹن بس تب تک آن تھا جب تک تمہاری طلب سر پر سوار تھی"

وہ اسکے جواب پر آبرو اچکا گئی۔

"تو اب سوار نہیں کیا۔ دل بھر گیا۔؟"

روٹھ کر سوال آیا۔

"اب سر پر تمہاری محبت سوار ہے۔ اور عاشق میں ہسبنڈ سے زیادہ اچھا ہوں۔ دو سال تک تمہیں اپنی عاشقی کی ہوا بھی لگنے نہیں دی"

یہ اترانا اتنا حسین تھا کہ وہ ساری خفگی بھول گئی۔

"تو یہ محبت کیوں سوار ہو گئی سر پر اچانک۔؟ کوئی خاص وجہ عالی؟"

وہ اپنا ہاتھ اسکے سینے پر لا کر روکے ہتھیلی کی حرارت سے اسکے دل کو کئی طرح کے سکھ پہنچا رہی تھی اور اسے خبر ہی نہ تھی۔

"بس تم میری محبت ہو تو کبھی بھی یہ محبت مجھ پر حاوی ہو سکتی ہے۔ تم خوش ہو؟"

وہ اس وقت اپنے بہت زیادہ خوبصورت روپ میں تھا، پر تحمل، صابر، بے حد چاہت سے ایدا کو دیکھنے والا اور آنکھوں میں دنیا جہاں کی نرمیاں پرونے والا۔

"میں اس لمحے سے خوش ہوں آپکے ساتھ جب آپ نے مجھے یہ ونگز پینڈٹ دیا تھا، میں تب سے آزاد ہوں اور مجھ جیسی بچپن سے قید ہوئی لڑکی کی خوشی تو اسی لمحے شروع ہوئی تھی جب آپ نے مجھے اپنی محبت میں آزاد چھوڑا تھا۔ تو پھر یہ سوال کیوں کیا؟ میرا شرمیلا ہونا، قربت سے

بھاگنا آپکو میری خوشی کے لیے مشکوک کر گیا تو میں بتادوں
آپ بہت زیادہ پر کشش انسان ہیں تو یہ آٹو میٹک ہے میرا
گھبرانا۔ آپ سراپا میری خوشی ہیں، اور خوشی بھی وہ
عالیان جو میرے دل میں ٹھہر گئی ہے"

اسی طرح عالیان کے سینے پر ہاتھ رکھے ہی وہ اسکی
خوبصورت آنکھوں میں دیکھ کر اپنی خوشی کے چہرے سے
عالیان کو ملوا رہی تھی، اس شخص کے ہونٹوں پر اک
مسرت بھرا تبسم جگا جو نہایت دلربا تھا۔

"بہت پیار کرتا ہوں میں تم سے ایدا"

اسکے سینے پر جمے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دباتے ہتھیلی پر اپنے گرم ہونٹوں کا لمس دھرے اعتراف کو چار چاند لگا تا وہ اور دلکش لگا۔

"میں بھی عالی۔"

وہ بھی محبت سے چور لہجے میں جو ابا بولی تو عالیان نے اسے اپنی بازووں میں بھر کر سینے سے جوڑا، یہ کسی پر بے شمار پیار آنے کی نشانی تھی جب ہمارے پاس لفظ نہ ہوں تو ہم یہ دل پر ڈال دیتے ہیں کہ تم ہی اب اس سینے سے لگتے شخص کو بتاو کہ وہ ہمارے لیے کیا ہے۔

بہت سا احساس سکون ایک دوسرے میں اتارے وہ روبرو ہوئے تو دونوں کا دل پنکھ ہو گیا۔

"میں فریش ہوتا ہوں پھر ہم یلدرم حویلی نکلتے ہیں۔ بریک فاسٹ بابا کے ساتھ ہی کریں گے"

عالیان نے اسکی مسکراتی صورت تکتے بتایا تو وہ فوراً سر ہلا گئی۔

"تب تک آرام کر سکتی ہو"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایدا کو پکڑ کر میٹرس پر لیٹائے اسکا سر تکیے پر رکھا تو وہ یوں نیند نیند والی آنکھوں سے مسکرائی کہ عالی کو لگا اسکے اوجھل ہونے کی دیر ہے یہ سو جائے گی۔

"کچھ گھنٹے سولوں عالی۔ ویسے بھی ماموں دس بجے تک ناشتہ کرتے ہیں۔ بہت مزے کی نیند آرہی ہے۔ نشیلی نشیلی"

ایدا نے جس معصومیت سے عالی سے درخواست کی، محترم کو ترس آگیا اس ٹوٹی پھوٹی لڑکی پر۔

"سو جاو ایدا۔ جب اٹھو گی تبھی ہم حویلی جائیں گے۔"

عالیان کا اسے ریلیف دینا ایدا کو اسکا اور دیوانہ کر رہا تھا۔

"آپ اتنے اچھے کیوں ہیں عالی؟"

اسے واش روم جاتا دیکھے عقب سے مکھن لگائے بولی تو عالی کو اسکی تھکی تھکی آنکھوں پر بے شمار پیار آیا۔

"تم سے یہ اچھائی کل ہی ملی ہے۔ ریسٹ کرو میرے سکون۔"

جس محبت سے وہ اسے سکون بہم پہنچا کر گیا اس پر ایداپر خمار چڑھنا طے تھا، وہ روہانسی بھی ہوئی کہ اسے اللہ نے دنیا میں ہی یہ شخص دے کر جنت دے دی ہے اور اسی رشک میں لپیٹی ہی وہ نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

جبکہ باران نے دِلارہ کو بھی فجر کے وقت جگادیا، کیونکہ آج بہت بزی ڈے تھا، سب سے پہلے تو دلارہ نے ایونٹ لاونچ کی خوبصورت سی ڈیکوریشن کے سامان کی لسٹ بنا کر باران کو دی جس نے وہ سب منگوایا پھر ان دو کا پلین توران اور عیشاء جس روم میں آکر ٹھہرتے اسے زرا ڈیکوریٹ کروانے کا ہوا تو اسکے بعد وہ اس میں لگے جبکہ عیشاء نے باران کو کال کر دی کہ وہ توران کو لے آئے گی ریزاٹ تو باران نے پھر کسی ریزاٹ کے آدمی کے تھرو ہی توران کی گاڑی ہوسپٹل بھجوادی، جبکہ براق اور آمارہ کی بھی آج نئ زندگی شروع ہونے والی تھی، وہ دو بھی بہت خوش

تھے، براق کی فیملی میں کوئی نہ تھا نہ اب آمارہ کا کوئی سرپرست تھا تو ان دو کے لیے باران، توران اور انکی مسیز ہی فیملی ہونے والی تھیں۔

وہ دونوں ہی نو بجے تک سیلون پہنچے تھے، آخر زندگی کا اتنا سپیشل ڈے تھا تو تیاری بھرپور بنتی تھی۔

.._____..

رات عیشاء کا وچ پر اچھے سے سوئی تھی اور توران کو نیند آنے میں کافی وقت لگا، عیشاء اسکے جاگنے سے پہلے ہی زرا اسکی گاڑی لیے باہر نکلی کیونکہ اسے توران کے لیے کچھ میٹھا

لینا تھا، وہ ہوسپٹل سے فری ہو رہا تھا تو اسی خوشی میں وہ پیار نہیں کر سکتی تھی تو سوچا گفٹ لے، وہ ابھی اسے دل سے قبول نہیں کر پا رہی تھی، اسکی جگہ کوئی اور عورت ہوتی تو مڑ کر بھی نہ دیکھتی پھر چاہے توران معافی کے لیے ناک رگڑتا، اس نے جب نکاح نامہ رجسٹری کی تصویر انے کو بھیجی تو عزیزے کا دل بھر آیا، انھیں وہ ہر خبر پہنچا رہی تھی، کچھ چیزیں عزیزے کا سکھ تھیں تو کچھ دکھ پر وہ عیشاء کو اسکی خوشی اور مرضی کے لیے آزاد چھوڑ چکی تھیں۔

وہ جب تک سپیشل ویلوٹ ملٹی لئیر پیسٹری لائی، توران جاگ بھی چکا تھا اور اسے ناشتہ بھی سرو کیا جا چکا تھا، وہ

چھوٹے سے پیسٹری بیگ کے سنگ کمرے میں داخل ہوئی تو توران اپنا اورنج جوس پیتے فون سکرول کر رہا تھا، جبکہ ناشتہ کچھ بائیٹس باقی تھا۔

"تم کہاں چلی گئی تھی؟"

توران نے جوس کا گلاس بے دلی سے سامنے رکھا جب عیشاء نے وہ پیسٹری شاپر اور اپنا بیگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور توران کے پاس ہی بیٹھی۔

"میں تمہارے لیے کچھ سوئیٹ لینے گئی تھی۔ سوچا مریض کی فیل سے زرا نکل جاوگے میٹھا کھا کر۔ میرے بنا ہی ناشتہ کر لیا؟"

وہ اسکی ٹرے میں چٹ کیا جاتا ناشتہ دیکھے شکوہ کیے بنا نہ رہ سکی۔

"یہ دو تین بائیٹس تمہارے لیے ہی بچائی ہیں۔ میں نے سوچا میری چڑیا بس اتنے پہ ہی فل ہو جائے گی تو زیادہ بچانے کی کیا ضرورت ہے"

وہ بھی شرارت پر آمادہ تھا جبکہ عیشاء بھی خفیف سا روٹھا ہوا مسکرائی۔

"تھینکیو تم نے میرا اتنا سوچا ہنہ (منہ بگھاڑتے کہا) خیر ایک اور چیز۔ یہ تھوڑا بچگانہ ہے پر کہتے ہیں یوں زخم جلدی بھرتے ہیں"

وہ اپنے بیگ کی باہر والی زیپ کھولے اس میں سے بلیک مارکر نکالے واپس قریب ہوئی تو توران خوشگوار سے تجسس کا شکار نظر آیا۔

عیشاء نے جھجھکتے ہوئے اسکی پیٹ سے شرٹ اوپر کی اور وہاں بندھی پٹی پر ایک خوبصورت سا ہارٹ بنایا، وہ یہ کرتے جس وقت منہمک تھی، تو ران اسے بے حد محبت سے دیکھ رہا تھا، وہ ہارٹ بنا کر مار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے واپس جب اسے دیکھنے لگی تو وہ پہلے ہی دل و جان کا سارا دھیان عیشاء پر دیے ہوئے ملا۔

"تمہارے اس ہارٹ بنانے سے کیا میرا زخم جلدی بھرے گا؟"

وہ گہری مسکراہٹ میں مبتلا دیکھ کم اسے تاڑ زیادہ رہا تھا۔

"یہ ایک کیوٹ سی دعا ہے، شاید جلدی بھر جائے"

وہ کندھے اچکا گئی کہ افواہ بھی ہو سکتی ہے، تو ران نے اسکے ہونٹوں پر جس طرح اپنی بے ایمان نظریں پھیریں، عیشاء کو مجبوراً منہ پھیرنا پڑا اور دھیان پیسٹری کی طرف دلوانا پڑا۔

"خیر بس تھوڑا سا کھانا۔ میں ایک ہی پیسٹری لائی ہوں تمہارے ہارٹ ایشو کی وجہ سے۔ تمہیں کوئی ان ہیلتھی چیز نہیں کھانی اب سے"

عیشاء نے خود ہی اس شخص کی روح سہلاتی نگاہوں سے گھبرا کر پیسٹری پیک اوپن کرے وہ منی اور بہت ہی کیوٹ سی ویلوٹ لیئر پیسٹری اسی کی دی پلیٹ سے پکڑے توران کے سامنے رکھی جس کے ساتھ بہت ہی کیوٹ لوو والا سپون بھی تھا جسکے ہینڈل پر کراون تھا اور اس میں لوو لکھا تھا، توران کس کس چیز کو اگنور کرتا، یہ لڑکی ہر انداز سے پاگل ہی تو کر رہی تھی۔

"تم اپنے لیے نہیں لائی؟"

توران نے سپون لیتے پہلا بائیٹ لینا ہی چاہا جب اسے عیشاء کا خیال آیا۔

"تم یہ پوری نہیں کھا سکتے توران۔ جو بچے گی میں کھالوں گی ویسے بھی میں ڈائیٹ پر ہوں"

عیشاء نے اپنی خوبصورتی اور سمارٹنس کا راز خود ہی فاش کیا جس پر توران مسکرایا اور جس طرح وہ بائیٹ مزے سے منہ میں لیتے انجوائے کی، کھا وہ رہا تھا اور عیشاء کو لگا مٹھاس اسکے منہ میں گھل گئی ہے۔

"تو تم یہ فگر منٹین رکھنے کے لیے اتنی مشکل چیز یعنی ڈائیٹ کرتی ہو۔ میں تمہارے اس فگر کو خراب کرنے آگیا ہوں۔ اب کیا ہو گا تمہارا؟"

دوسری بائیٹ لیتے سنسنی پھیلاتے ڈرایا گیا جبکہ وہ توران کے مفہوم کو سمجھ کر لال ہوئی۔

"تم میرے فگر کو کیوں خراب کرنے لگے۔ جاو منہ دھو کر آو ہنہ"

عیشاء نے سخت کڑے تیوروں سے اس بے تکلف آدمی کو ڈپٹا اور وہ آگے سے کمینگی سے مسکرایا۔

"منہ دھو آیا تو میرے جلوے کلئیر ہو جائیں گے اور تم سہہ نہ پاو گی۔"

اپنی خوبصورتی اور گڈ لکس پر اسے بلا کا یقین جو تھا۔

"چپ کر کے کھاو"

وہ جب کوئی جواب نہ سوچ سکی تو اسے ڈانٹ گئی، اور ڈانٹنے سے وہ چپ بھی ہوتا، یہ کہاں لکھا تھا۔

"تمہیں دوں؟"

جناب نے اک بائیٹ اسکی طرف بڑھائی مگر عیشاء کا بلکل موڈ نہ تھا۔

"تم کھالو پہلے۔ میں بعد میں کھاوں گی"

عیشاء نے اسکی کلائی پکڑتے سپون اپنے قریب سے ہٹا کر توران کے ہونٹوں کی طرف بڑھائی۔

"تم میرا جھوٹا کھاؤ گی؟"

تو ران نے حیرت و خوشی کا اظہار کیا۔

"میں تمہاری بیٹی کی ماں ہوں۔ تمہارا جھوٹا کھانے میں کوئی ہرابلم نہیں مجھے"

وہ ان دو جملوں سے اسے بہت کچھ باور کروا گئی کہ اب اس شخص کی آنکھیں تاڑنے کے بجائے عیشاء کو چھونے لگیں، گدگدانے لگیں، پریشان کرنے لگیں۔

"تھینکیو۔ مجھے اس وقت میٹھے کی بہت کریونگ ہو رہی تھی"

اپنے ہونٹوں پر ٹکی توران کی نظروں کو محسوس کرتے اسکا جملہ سنے وہ سخت مضطرب ہوئی جیسے اس شخص کے پاس بیٹھنا بھی محال ہو۔

"اب بس کرو۔"

عیشاء نے اسکے آدھے سے زیادہ پیسٹری کھانے پر بوکھلا کر بقیہ چھینی تو توران نے اسے دینے سے انکار کرتے جو باقی پیس تھا وہ بھی پورا اپنے منہ میں ڈال لیا اور کیک اتنا سوفٹ تھا کہ منہ میں ڈالتے ہی پگھل گیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

عیشاء نے اسکے ہاتھ پر زور سے تھپڑ مارا۔

"تمہیں بھی کریونگ ہو رہی ہے کیا؟"

توران نے بہکی بہکی نگاہوں سے عیشاء کو دیکھا کہ بچاری بھول ہی گئی کہ گھور رہی تھی۔

"نہیں۔ مجھے بس یہ چاہیے کہ تم منہ بند کر لو اپنا۔"

عیشاء نے ناراضگی سے کہتے منہ پھیرا اور تبھی نرس کے دستک دینے پر وہ دونوں متوجہ ہوئے، نرس اندر آئی اور ناشتے کی ٹرے اٹھا کر توران اور عیشاء کو کچھ دیر تک ڈاکٹر

کے آنے کا بتا کر چلی گئی، وہ اب تک برہم سی پاس بیٹھی تھی، نہ دور جاتی تھی نہ پاس آنے پر راضی تھی۔

"ناشتے کے ساتھ ایک kiss بھی مل جاتی تو مزہ دوبالا ہو جاتا"

بھوک اور پیاس کے ساتھ میٹھے کی کریونگ مٹانے کے باوجود اس آدمی کی نیت کہاں بھری تھی، عیشاء نے آئبرو کی جنبش دیکھا کر ڈیمانڈ

کرنے والے کو توبہ استغفار پر مجبور کیا کہ پہلے ڈائریکٹ آنکھوں سے فرمائش کی جارہی تھی اب ہونٹ بھی شامل

سازش ہو گئے، عیشاء نے نظریں پھیریں تبھی اسکی نظر مار کر پر گئی، دماغ میں جیسے اچانک اک مست شرارت آئی۔

"ضرور۔ کہاں پر لیں گے "kiss

بہت ہی اوپر اوپر والی زہر خند آمادگی تھی، توران کو جیسے اپنی گناہگار آنکھوں اور کانوں پر یقین نہ آیا، توران نے تکیوں سے ٹیک چھوڑی اور اٹھ کر زرا عیشاء کے قریب ہوا۔

"اپنے خوبصورت ہونٹوں پر"

توران کی طرف سے بے شرمی کی حدیں پار ہوئیں عیشاء نے اسکی خود پر جمی نظروں کو بمشکل اگنور کیا اور سائیڈ ٹیبل سے مار کر اٹھایا اور دانت پیستی توران کا جبڑا مٹھی میں دبوچ گئی، وہ شاک ہوا پر سمجھ نہ سکا وہ کیا کرنے لگی ہے جبکہ عیشاء نے اسکے خوبصورت ہونٹوں کو چوزے کی چونچ سا پکڑے اس پر مار کر سے " "kiss سپیل لکھا اور اپنا کارنامہ کرتے ہی اسکے ہونٹوں کو آزاد کرے دانت دیکھا گئی۔

"اور کہاں چاہیے؟"

صدمے میں جاتے ہسبنڈ کی بتی گل کر کے اسے چس آئی۔

"ی۔۔یہ کیا تھا؟ یہ کیسی واہیات کس کی تم نے؟"

توران نے لحاف پڑے کیا اور اپنا فون اٹھا کر فرنٹ کیمرہ آن کیے جب اپنے خوبصورت ہونٹ دیکھے تو ان پر صاف صاف kiss لکھا تھا، جبکہ وہ مزے سے مار کر بند کرے سائیڈ رکھ گئی۔

"تمہیں کس چاہیے تھی ناں، دیکھو اور دنیا کو بھی دیکھانا کہ تمہیں کس ملی وہ بھی ہونٹوں پر۔ اور مزے کی بات بتاوں۔ یہ مار کر تو ٹیٹو انک سے بھی زیادہ سخت ہے"

عیشاء نے مزید توران پر یہ کہے صدمہ اتارا اور توران نے اپنے ہونٹوں کو رگڑا تو واقعی وہ تو مٹنے کا نام نہ لے رہا تھا۔

"عیشاء۔ تم نہیں بچو گی۔ کس قدر برا لگ رہا ہے۔ ابھی ڈاکٹر نے آکر دیکھا تو کیا عزت رہ جائے گی۔ مٹاو اسے ورنہ میں اس مارکر سے تمہارے منہ پر جو لکھوں گا وہ اس کس سے ڈبل شرمندگی والا ہو گا"

توران نے لڑنے کو پنجے لڑائے جبکہ وہ اٹھ کر دو قدم دور کھڑی ہوتی ڈھیٹائی سے کندھے اچکا گئی۔

"سوری توران۔ یہ تو اب سرجری سے ہی ہٹے گا مار کر۔ تمہیں کس نے کہا تھا مجھ سے بار بار پنگے لو۔"

وہ اب بھی کسی قسم کی رعایت پر تیار نہ تھی جبکہ توران جب زخمی پیٹ کے باوجود بیڈ سے اٹھا تب عیشاء کو لگا اب معاملہ سنگین ہو رہا ہے، وہ دروازے سے نکل کر بھاگ بھی نہ پائی، توران نے اسے ٹھیک دروازے کے ساتھ والی دیوار سے جوڑے خشونت بھری ایسی نظر ڈالی کے بچاری کی روح فنا سی ہونے لگی۔

"اگر یہ سرجری سے جائے گا تو یہ سرجری تم ہی کرو گی۔ پانچ منٹ میں اگر یہ نہ ہٹا تو تم ایک دل کے مریض کو نہیں بلکہ ترسے دیوانے کو اپنے سامنے پاو گی"

توران نے دونوں ہاتھ دائیں بائیں ٹکاتے اسے قید کیا جبکہ عیشاء کی ریڑھ کی ہڈی تک ایسی دھمکی پر سنسناہٹ اٹھی۔

"ا۔۔ اتر جائے گا۔ میں مزاق کر رہی تھی۔ ت۔۔ تھوڑا پانی چاہیے۔ یا تم اپنی زبان پھیرو تین چار بار ہونٹوں پر"

وہ اسکے ڈرانے پر ڈر گئی کیونکہ وہ صرف توران مسدور کی قربت سے خوف کھا رہی تھی اسکے سوا اسے کچھ ڈرا نہیں سکتا تھا۔

"میں اپنی زبان کیوں کڑوی کروں اس مار کر کی انک سے۔نہ تمہیں پانی ملے گا نہ کچھ۔"

توران نے کوئی بھی آسانی دینے سے منع کیا تو عیشاء کے کانوں سے دھواں نکلا۔

"قابل تو یہ اسکے ہے یہ اسی کی شرٹ سے تھوک لگا کر صاف کروں پر یہ تھوڑا گندا ہو جائے گا۔ کہیں مغرور کو برا نہ لگ جائے۔ بھاگ جاتی ہوں۔"

عیشاء نے اپنی خرافاتی پلاننگ کو سرے سے رد کیا۔

"اوکے فائن۔"

وہ ضدی لہجے میں بولی اور توران کی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی، وہ حیرت سے اسکی کاروائی دیکھنے لگا، عیشاء نے اسکی شرٹ بازووں سے نکالی تو خود بخود ہی توران کے ہاتھ اسکے اطراف سے ہٹے اور تبھی وہ اسکے نیچے سے ہوتی تیزی سے

ڈور کھولے باہر بھاگی جبکہ توران کو تو سمجھ ہی نہ آئی اسکے ساتھ ہوا کیا ہے، اتنا بیوقوف تو وہ نہ تھا کہ یہ لڑکی اتنے آرام سے بنا گئی۔

لیکن اسکے بھاگنے پر چڑنے کے بجائے وہ کتنی دیر ہنستا رہا، پھر شرٹ کے اک کنارے کو ہی واش روم کے سنک میں جا کر نل سے نکلتے پانی کے نیچے رکھ کر گیلا کرتے اپنے ہونٹوں پر دو تین بار رگڑا تو مار کر کا نشان مٹ گیا، وہ آئینے میں خود کو دیکھتا پھر مسکرا دیا۔

دس منٹ تک وہ واپس آئی پر اسکے ساتھ ڈاکٹر تھے، وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو شرارتی نظروں سے دیکھ رہے

تھے جیسے یہ ڈاکٹر جائے تو ایک دوسرے کو بالوں سے دبوچ لیں۔

خیر توران کو گیارہ تک ڈسچارج کر دیا گیا تھا، لیکن اسے پراپر ریسٹ سجیسٹ ہوا تھا اور کچھ ہفتوں تک بھاگ دوڑ اور زیادہ چلنے پھرنے سے بھی منع کیا گیا جبکہ ٹریول وہ کر سکتا تھا۔

وہ اسکا ہاتھ پکڑے باہر پارکنگ تک لائی، دلارہ اور باران ضرور لینے آتے پر وہ ریزاٹ میں ایونٹ لاونچ کے کام میں بزی تھے دوسرا جس روم میں توران ٹھہرا تھا اسے بھی

یونیک ساڈیکوریٹ کروایا گیا تھا اور روم والا کام دِلارہ نے اپنی نگرانی میں کروایا۔

"براق اور آمارہ کا نکاح ہے۔ تم اگر تھک گئے تو بھلے روم میں چلے جانا۔ یہاں سے تمہیں چھٹی صرف اسی شرط پر ملی ہے کہ تم خود کو بے جانہ تھکاو گے"

وہ اسکے لیے اسی کی کار کا ڈور اوپن کرے ساتھ ہدایت کرنے لگی تو توران نے مسکرا کر اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھا اور پیسنجر سیٹ سنبھالے بیٹھا، وہ خود ڈرائیونگ کرنے والی تھی۔

"جیسا تم کہو۔ ویسے بھاگ کر اچھا نہیں کیا تھا تم نے"

توران نے اسکے ساتھ آکر بیٹھتے ہی شکوہ کیا تو عیشاء کے رخسار خفیف سے بلش کیے۔

"الٹے حکم دو گے تو بھاگوں گی ہی۔ یہ ہمنگ برڈ کیوں ہے یہاں توران؟"

عیشاء نے سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی اس خوبصورت سی ڈیکوریشن کو دیکھتے پوچھا اور جب توران کی خاموشی محسوس ہوئی تو اسے گردن پھیرے دیکھنے لگی جو اسے ہی مخمور نظروں میں بھرے ہوئے تھا۔

"میرے لیے میری زندگی کا ہمنگ برڈ تم ہو۔ میں اس میں تمہیں امیجن کرتا ہوں۔ آسمان پر سرگوشیاں کرتا ہوا ہیرا،

nectar of joy,symphony of motions..

Symbol of Resilience... whisper of hope...

میرے لیے یہ سب تم رہی اتنے سالوں۔ تمہاری یاد رہی۔"

توران کے لہجے سے صرف سچ ٹپک رہا تھا، وہ ایسا پہلے کبھی نہیں تھا، وہ لاپرواہ، مغرور اور ظالم تھا، بھلے اسے عیشاء سے محبت تھی پر اسے رشتوں میں بندھنا ڈراتا تھا تبھی ان کے بیچ اتنی لمبی جدائی آئی کیونکہ ایک طرف پیورٹی کی کمی تھی کیونکہ جب دونوں طرف دل مضبوط ہوں تو بچھڑنا اک خواب ہوتا ہے لیکن اب وہ یکسر الگ شخص تھا، جسکی ہر بات عیشاء سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو رہی تھی۔

"جب میں جیل تم سے ملنے آئی تو اتنا ہارش کیوں تھے۔ تب کیوں مجھ سے بعث کی تھی۔ کیوں خود کو کمینہ اور خبیث شو کیا۔؟"

وہ اپنی آنکھوں میں نمی لانے سے روک نہ سکی، وہ زرا قریب ہوا اور ہاتھ بڑھا کر عیشاء کے گال پر رینگتے آنسو کو اسکے ہونٹوں تک پہنچنے سے پہلے ہی انگوٹھے کی پور میں جذب کیا۔

"کیونکہ مجھے لگا شاید میں مرنے والا ہوں۔ سب ختم ہونے والا ہے۔"

وہ اذیت سے مسکرایا۔

"اور اب؟"

وہ تاسف سے بھر سی گئی۔

"اب میں جی رہا ہوں۔ تمہارے ساتھ۔ اس سے پہلے میرا لمحہ لمحہ بس تب خوبصورت ہوا تھا جب تم مجھے پوری ملی تھی۔ اور ان بیچ کے اٹھارہ سالوں میں سکھ، خوشی اور سکون کیا ہے میں بھول گیا پر تمہیں دیکھنے کی دیر تھی کہ پرانے سکھ کے زائقے جاگ گئے، انگڑائیاں لیتے بیدار ہوئے۔ میں تمہارے جتنا مخلص نہیں تھا تب شاید مجھے تبھی اتنی لمبی آزمائش میں جھونک دیا گیا۔ وہ تمہارے اجلے کردار پر لگے میری وجہ سے بہتان میری ساری خوشیاں اور سکھ نگل گئے۔ تمہیں واپس ملا ہوں تو بس تمہارا ہو کر۔ کوئی زرا سی بھی ملاوٹ نہیں اس جسم یا دل میں"

وہ اسکے بالوں کو انگلیوں کی پوروں سے سہلائے اس پر جیسے اسم محبت پھونک رہا تھا، وہ اسکے بس میں جاتی معلوم ہو رہی تھی۔

"مجھے پتا ہے۔ اب زرا پیچھے ڈیسنٹ ہو کر بیٹھو۔ جب تمہاری ضرورت تھی تب تمہیں پکارنے کی بھی ہمت نہیں تھی مجھ میں۔ تھوڑا تو تڑپو تا کہ قدر آئے میری، تمہیں احساس ہو کہ کیا گنوا چکے ہو۔ اگر تمہیں یونہی بنا تڑپے مل گئی تو پھر گنوا دو گے۔ تمہارا تو کچھ نہیں جائے گا پر ادھر کچھ نہیں رہے گا"

وہ واپس اپنی جانب چہرہ کیے سرد مہری پر اتری جبکہ وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر عیشاء کو اپنی جانب متوجہ کر گیا۔

"یہاں بھی کچھ نہیں بچے گا۔ تمہیں نہیں لگتا جس بھرے توران مسدور کی تم ہوئی تھی یہ وہ نہیں۔ یہ تو کھوکھلا جسم ہے؟"

وہ بھی شکائیت کر اٹھا۔

"خبردار تم نے خود کو کھوکھلا کہا، جب تک میری محبت تمہارے اندر ہے، تمہیں خالی نہیں ہونے دے گی"

وہ بے اختیار اپنی محبت پر یہ جو مان کر اٹھی، ممکن تھا اب تاعمر اس سے نکل نہ پاتی، ہم محبوب لوگوں کے سامنے جب محبت سے چور روپ کے سنگ ایکسپوز ہو جائیں تو بس دونوں کی ذات آئینہ ہو جاتی ہے۔

"تمہاری محبت کے ساتھ تمہیں بھی چاہتا ہے یہ پورا آدمی"

اک حسرت تھی جو اسکے ہونٹوں سے بار بار ٹپک رہی تھی۔

"مجھے ایسا ہی میسر رہنا آتا ہے۔"

وہ بے بسی سے سر ہی جھکا گئی اور اسکا جھکا سر کب تو ران کو منظور تھا۔

"میں اپنے مطلب کا میسر رہنا سیکھا دوں۔ اعتراض تو نہیں کرو گی؟"

وہ اسے اس مشکل سے فوری نکال لینے پر بیقرار ہوا کہ وہ پریشان اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

"نہیں کروں گی۔"

زخمی سا مسکرائے عیشاء نے تو ران کی طرف دیکھتے کہا جس پر وہ اسکا ہاتھ پکڑے چومتا عیشاء کے اندر ہلکی ہلکی اپنی عادت انسٹال کرنے لگا اور طلب بھی جو ممکن تھا جلد عیشاء

کی مجبوری بن جاتی، وہ اسے خود سے دور رہنے دے گا، ایسے آثار کہیں سے نہ لگ رہے تھے۔

"سب ٹھیک میں خود کر لوں گا ہمارے بیچ۔ تم بس میرا ساتھ دو"

وہ اتنی ہمت رکھتا تھا کہ عیشاء کو منا سکے تو اس نے بھی خوشی خوشی یہ اجازت توران کے ہاتھ میں تھما دی۔

"وقت نے تمہیں بہت پر اعتماد اور گریس فل بنا دیا ہے۔ مجھے رشک ہے کہ میرے پاس اتنی سنسیبل وائف ہے۔ اگر تم فوری مان کر مجھے خود پر حق دے دیتی تو میں

زرا خوش نہ ہوتا۔ مجھے ہمارے رشتے میں اب صرف فیل چاہیے، وائب۔ اور اسکا تعلق جسموں سے زیادہ روح سے جڑا ہو۔"

وہ اسے اپنے مطابق ملی ہے یہ جان کر عیشاء کو مسرت محسوس ہوئی، وہ اسے ہر طرح سراہ رہا تھا اور ایک عورت کو صرف محبت میں ڈوب کر دیا کمپلیمنٹ ہی جکڑتا ہے، اسے لفظی ہیر پھیر لڑکی ہونے تک متاثر کرتے ہیں لیکن جس عمر میں وہ اب تھی، اسے سب چیزیں اسی مطابق ہینڈل کرنی تھیں۔

"مار کر کس نے تمہارا پیار اچانک سے جسمانی سے روحانی کر دیا۔ چلو مجھے بتانا ایسی اور مبارک کسیز چاہیں ہوئیں تو"

وہ ابھی اپنے اور توران کے بیچ جذباتی کشش کے حق میں نہ تھی اسی لیے بڑھتی نزدیکی اور جذبات کے آگے بریک لگا کر گاڑی سٹارٹ کی، توران نے بس مسکرا کر دیکھا، یہی اس پر قاتلانہ سجتا تو اس آدمی کو کچھ اور کرنے کی ضرورت ہی کہاں تھی۔

وہ دونوں ریزاٹ پہنچے تو دلارہ اور باران دونوں کے پہلے ہی منتظر تھے، براق بھی آچکا تھا جبکہ دلہن کو ابھی ایک گھنٹہ مزید لگنا تھا۔

"شکر ہے آپ چلتے ہوئے تو نظر آئے بھائی"

براق نے ہی اسکی طرف کا گیٹ کھولا جبکہ عیشاء خود ہی باہر نکلی تو نظر اپنی بیٹی پر گئی جو باران کے ساتھ کھڑی مسکراتی ہوئی بہت اچھے موڈ میں تھی، توران نے براق کا سینہ تھپکایا اور دلہے کے سنگ ہی وہ سب ریزاٹ کے اندر روانہ ہوئے۔

"آج ہگ ملے گاناں مجھے"

اپنے کچھ ہی فاصلے پر چلتی دِلارہ کو بازو کے حصار میں چلتے چلتے لے کر توران نے اسی کی جانب دیکھتی دلارہ سے

پوچھا، باران، براق اور عیشاء اندر چلے گئے پر دِلارہ اور توران انٹرنس میں ہی رک گئے۔

"شرط آج رات کا ڈنر ہے"

وہ توران کا اپنے کندھے کے گرد حائل بازو رسان سے ہٹا کر سمیٹ گئی۔

"ٹھیک ہے لیکن مجھے کچھ اور بھی چاہیے۔ تمہارے منہ سے اپنے لیے بابا"

توران نے اسکے خوبصورت اور پر سکون چہرے پر نظریں جمائے دلچسپی سے اپنی شرط کہی۔

"اوکے تو بابا کہنے کے بدلے مجھے بھی پھر کچھ چاہیے ہو گا"

وہ لین دین کرتی بلکل توران لگی، توران نے ہاتھ بڑھا کر اسکی گال کھینچی۔

"میرا سب کچھ تمہارا۔ بتاو کیا چاہیے میرے بچے کو؟"

توران نے تو خود پر اجارہ داری ہی تھما دی، دلارہ زرا سی توران کے کان کے قریب ہوئی تو وہ بھی زرا سر نیچے کرے مزید اسے آسانی دیے جھکا کیونکہ وہ دلارہ سے تھوڑا اونچا تھا۔

"مجھے بہن یا بھائی چاہیے"

دلارہ نے اپنی ڈیمانڈ کہتے ہی چہرہ پیچھے کیا تو توران کی آنکھوں میں خفیف سی خوشی ابھر کر معدوم ہوئی، یہ توران کی اپنی ہی خواہش تھی جو دِلارہ کے ہونٹوں پر چلی آئی، اب بابا کہلوانے لے لئے اتنی قیمت تو بنتی تھی۔

"اگر تم چاہت کرو تو کیوں نہیں پوری ہو گی۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ میری وجہ سے عیشاء نہ تمہارا بچپن دیکھ سکی نہ تم خود۔ میں بھی تمہیں بڑے ہوتے نہیں دیکھ سکا۔ ہماری فیملی جلدی مکمل ہو گی پر تم میرے لیے ہمیشہ خاص رہو گی۔ تم ہماری پہلی اولاد ہو اور پہلی اولاد سے پیار زیادہ ہونا

فطری ہے کیونکہ اسی نے پیرنٹس بننے کا احساس دلایا ہوتا ہے"

وہ جانتی تھی وہ اہم ہے پر جب یوں اسے اہم ہونے کا کہہ کر احساس دیا جاتا تو وہ سارے شکوے بھول جاتی پھر یہ تو وہ شخص تھا جسکا ہاتھ تھامنے کی خواہش وہ پیدا ہونے سے اب تک کرتی آئی تھی۔

"آپ دو ہمیشہ ساتھ رہیں۔"

دِلارہ نے اسکی گرے آنکھوں میں جھانکا، وہ اس وقت دِلارہ کے دیے اسکارف کے ساتھ بلیک میں سج رہا تھا، توران نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر دِلارہ کا ماتھا چوما۔

"تم ہمارے ساتھ رہو، ہمیشہ میری آنکھوں کا نور"

وہ یوں اسکے بنا پوچھے ماتھا چومنے پر لڑ بھی نہ سکی کہ توران نے بازو اسکے گرد حائل کرے ریزاٹ کی طرف جو قدم بڑھا دیے تھے۔

وہ سب اندر پہنچے تو ریزاٹ ایونٹ لاونج کی ڈیکوریشن دیکھ کر توران بھی امپریس ہوا۔

"یہ کافی خوبصورت ہے"

سب سے پہلے توران نے ہی اس مینجمنٹ ٹیم کو سراہا۔

"یہ باران اور انکی مسیز نے سارے ارینجمنٹس کروائے۔ میں بھی انکا شکر گزار ہوں کہ سب اتنا اچھے سے کیا"

براق کو بھی سب بہت پسند آیا تھا، جبکہ دِلارہ اور باران کو خوشی تھی کہ سبکو انکی ایفرٹس پسند آئیں۔

زیادہ گیسٹس نہیں تھے لیکن پھر بھی دوست احباب اور انکی فیملیز مدعو تھیں تو کافی رونق لگنے والی تھی، براق کی

ذمہ داری اسکے بعد اپنی دلہن کو سیلون سے لانے کی تھی جبکہ وہ تینوں توران کو روم تک سی آف کرنے گئے، اس ایونٹ کے لیے کوئی بھی ڈریس تھیم چل جاتی تبھی زیادہ فکر کی بات نہ تھی۔

"آپ دو کچھ دیر آرام کر لیں۔ میں اور باران باقی ارینجمنٹس دیکھ لیتے ہیں"

دِلارہ چاہتی تھی جب وہ دونوں روم دیکھیں تو وہ وہاں موجود نہ ہو پھر میٹرس پر ایک روز ہارٹ میں رکھے ان دو کے لیے ڈنر کے لیے خریدے کپڑے بھی تھے، اور روم بہت خوبصورتی سی سجا تھا۔

عیشاء نے ہی روم ڈور کھولتے جب اندر کا فسوں خیز ماحول دیکھا تو وہ جلدی سے باہر واپس آتے دروازہ بند کرتی تو ران کے سینے سے جا ٹکرائی جس نے ہاتھ اسکے اطراف جماتے بروقت سنبھال لیا۔

"کیا ہو گیا۔ کمرے میں بھوت دیکھ لیا کیا؟"

اسکے یوں گھبرا کر پیچھے مڑنے اور ٹکرانے پر تو ران کو پریشانی ہوئی اسی کے سبب اس نے سوال بھی کیا۔

"و۔ وہ مجھے لگتا ہے ہم کسی غلط روم میں آ گئے"

عیشاء نے اسی گھبراہٹ کے سنگ بتایا مگر جب توران نے روم نمبر دیکھا تو یہ وہی کمرہ تھا جو اس نے دو ماہ سے لے رکھا تھا۔

"غلط روم نہیں ہے عیشاء، میں اسی کمرے میں تھا"

توران نے اسکی غلط فہمی دور کرتے یقین دلایا پر وہ نفی میں سر ہلا کر کچھ بتانے کی کوشش کر رہی تھی جو ہو نہ پایا، توران نے خود ہی ڈور اندر کو پریس کرے اندر قدم رکھے ہی کہ پھولوں کی خوشبو کا اک شدید جھونکا باہر کو جاتا توران کو مہکنے کا احساس دلا گیا جبکہ توران کی آنکھیں اپنے لیے نارمل سے کمرے کے اتنے حسین ہو جانے پر

مسکرائیں، وہ پلٹا اور گھبرائی عیشاء کا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچے دروازہ بند کیا۔

"مجھے لگتا ہے یہ سب دِلارہ نے کروایا ہے۔ میری بیٹی میری خواہش بن کہے سمجھ گئی۔"

وہ شوخ مسکراہٹ لیے عیشاء کو دیکھنے لگا جو میٹرس کی طرف اداس ہو کر بڑھی اور وہاں رکھے بہت سے گفٹس پیک کے پاس رکھا انویلیپ اٹھایا۔

تو ران بھی اسکے عقب میں آرکا۔

"یہ سب آپ دو آج اپنے ڈنر پر پہنیے گا۔ ابھی نکاح سر منی کے لیے آپ دو کے کپڑے آئرن کروا کے کبرڈ میں ہینگ کروا دیے ہیں۔ اور یہ سب سجاوٹ گیٹ ویل سون وش کرنے کے لیے تھی۔ کچھ ایکسٹرا ہو گیا ہو تو سوری۔

دِلارہ"

دِلارہ کے لکھے الفاظ دونوں نے پڑھے، توران نے عیشاء کے کندھے پر ٹھوڑی اٹکا کر بازو اسکے پیٹ تک لے جاتے ہاتھ باندھ کر یہ سب پڑھا، عیشاء نے گہری سانس لی اور اپنے پیٹ پر بندھے توران کے ہاتھ کھولے اسکے سامنے پلٹی۔

"وہ بہت پیار کرتی ہے ہم سے"

یہ کہتے عیشاء کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی نمی کے غبار میں ڈوبنے لگیں۔

"بہت زیادہ۔ اسکا خود دور دور رہ کر بھی یہ سب کرنا بتا رہا ہے کہ اسے ہم دو سے پیار بھی ہے اور ہم دو کا ایک ساتھ ہونا بھی چاہیے"

توران نے بھی محبت بھرے انداز میں کہا، یہ محبت اس وقت دلارہ کے لیے تھی، اسکے لیے دل میں بھر رہی تھی۔

"اسے جلدی منالو اور گلے لگا کر بتاو کے تم ہمیشہ اسکے ساتھ رہو گے۔ وہ خود گلے نہیں لگے گی، یہ تمہیں خود کرنا ہو گا ورنہ یونہی اسکی شرطیں جاری رہیں گی۔ جیسے پہلی ہمارا ڈنر ہے۔ تم سمجھ رہے ہو میری بات، وہ خود پہل کرنے والوں میں سے نہیں ہے تو ران"

عیشاء نے یہ سب متانت سے کہا اور اسکی آواز بھی اوپر نیچے ہچکولے کھاتی محسوس ہوئی۔

"میں جانتا ہوں اسے کیسے اپنے قریب لانا اور رکھنا ہے۔ تم یہ دیکھو کہ اس نے ہمارے لیے عام سے بڑھ کر تیاری کی۔ اس نے ہمارے رات کے لیے کپڑے تک

خریدے۔ کیا کسی بیٹی نے اپنے پیرنٹس کے لیے کیا ہو گا۔ کیا تمہیں نہیں لگتا ہم اس دنیا کی سب سے یونیک بیٹی کے انے بابا ہیں"

وہ دونوں ہی اس بات پر مسکرائے، انکا چہرہ متبسم تھا تو دل کے دریچوں تک پیار و انس بھرا ہوا تھا۔

"وہ سچ میں بہت الگ ہے توران۔ تم سے بھی زیادہ وسیع اور دلفریب ورژن کی مالک ہے۔ میں چاہتی ہوں تم دو بھی دنیا کے بیسٹ باپ بیٹی بنو۔ میں اسے ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں اسے کبھی یہ نہ لگے اسکے پاس کسی احساس یا شفقت کی کمی ہے۔"

عیشاء کی ہر خواہش پوری ہونے کا وقت قریب تھا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ کیا میں تمہیں گلے لگا سکتا ہوں؟"

وہ جو ابھی دِلارہ کی محبت پر حیران تھی، توران کی ڈیمانڈ پر پریشان بھی ہوئی۔

"نہیں۔ پہلے اسے گلے لگاو پھر میں اجازت دینے کے بارے سوچوں گی۔"

عیشاء نے اصولی تقاضا کیا تھا، بے وجہ ضد نہیں کہ وہ ماننے میں ٹال مٹول کرتا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تمہیں سوچنے کی مہلت کون دے گا عیشاء"

وہ پھر بہک رہا تھا اور اس سے پہلے اوٹ آف کنٹرول ہوتا، عیشاء اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ برقرار رکھے زرا واش روم کی طرف بڑھی جبکہ وہ بھی مسکراتا ہوا نرم کاوچ کی طرف بڑھے آرام سے بیٹھا تو جیسے پورے جسم میں اک آرام اترتا محسوس ہوا لیکن اس شخص کا اصل آرام تو وہ تھی جو ہاتھ ہی نہ لگ رہی تھی۔

.._____..

کب سے کوئی گاڑی، عالیان کی گاڑی کا پیچھا کر رہی تھی جب وہ دویلدرم حویلی روانہ تھے، ایدا تو نازلی سے میسج پر چیٹ کر رہی تھی جو اسے خود کو ملتے گزشتہ شب پروٹوکولز کا بتا کر ایدا کو حیران کر رہی تھی جبکہ عالیان کی توجہ اس پیچھا کرتی گاڑی کی جانب تھی۔

آزاد بھی نازلی کو لینے نکلا تھا کیونکہ آج اسماعیل نے یونی سے آف لیا تھا اور وہ چاہتے تھے سب مل کر ناشتہ کریں جبکہ آزاد کو عالی نے جب اپنا پیچھا کرتی گاڑی کے بارے بتایا تو وہ مسدور حویلی جانے کے بجائے اپنی گاڑی ریورس موڑ کر عالی کی لوکیشن پر روانہ ہوا۔

عالیان نے چہرے پر کوئی شکن تک نہ لائی تا کہ ایدا پینک نہ کرے جبکہ خود وہ مسلسل اگلے دس منٹ بھی بس ڈرائیو کرتا رہا مگر اسے شدید گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا اوپر سے انسپکٹر دلشاد جو عالی کا دوست بھی تھا کی طرف سے مہمت سلمان کی وقتی ضمانت کا بھی میسج موصول ہوا، جبکہ اپنا پیچھا کرنے والی گاڑی اب اسے اسی منحوس کی لگی۔

"آپکو پتا ہے نازلی نے کیا کہا؟"

وہ خوشگوار مسکراہٹ لیے عالی کو مخاطب ہی کر پائی جب عالیان کے چہرے کی اڑی ہوائیوں پر پریشان ہوئی، اس

وقت عالیان کے پاس گن بھی نہیں تھی اور تبھی اسے آزاد چاچو کے آنے تک تحمل کے ساتھ ڈرائیو کرتے رہنا تھا۔

"عالی۔ آپ کے چہرے کو کیا ہوا۔ سب ٹھیک ہے ناں؟"

وہ اپنی بات بھولے عالی کا ہاتھ جکڑ گئی کیونکہ وہ بہت پریشان لگ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے ایدا"

عالی نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی پر ایدا اسکے چہرے کی فکر اور پیشانی کی شکنیں کیسے فراموش کر دیتی جبکہ عالی

کے پیچھے دیکھنے پر اس نے بھی جب گردن گمائی تو ایک گاڑی انہی کی گاڑی کی سپیڈ سے پیچھا کرتی نظر آئی۔

"عالی۔ یہ گاڑی ہمارا پیچھا کیوں کر رہی ہے؟"

ایدا کی آواز خوفزدہ ہونے سے بھاری ہوئی۔

"تم توجہ نہ دو۔ غلطی ہوئی گن بھی گاڑی کے ساتھ منگوالیتا پر کوئی نہیں۔ چاچو دس منٹ تک ہماری لوکیشن کے پاس پہنچ جائیں گے، تم فکر مند نہ ہو"

عالیان نے اسکو تسلی دی جبکہ وہ سپیڈ مزید بڑھا چکا تھا۔

"وہ تو ٹھیک ہے عالی پر یہ ہے کون؟"

ایدا نے ایک بار پھر پیچھے دیکھتے پوچھا، وہ ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔

"مجھے مہمت سلمان لگ رہا ہے، دھمکی دے کر گیا تھا۔ اسکی ضمانت اسی شرط پر ہوئی کہ یہ ہرجانہ ادا کرے گا لیکن اگر اس نے واقعی اب کچھ کیا تو تاعمر کی قید ہو گی اسے۔ اپنا کیس اپنے ہاتھوں کمزور کرے گا اگر دوبارہ میرے سامنے آیا"

عالی کے لہجے میں غائبانہ حقارت تھی جو ایدا نے بھی محسوس کی جبکہ اس مہمت سلمان سے ابھی تک چھٹکارہ نہیں ملا یہ سوچنا بھی سوہان روح تھا، ویسے وہ اتنا خطرناک نہ تھا مگر

اک ضد کے پیچھے اپنی ساری زندگی خراب کرنے پر اترا ہوا تھا۔

"اسے تو اب شوٹ کر دیجئے گا۔ منحوس۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا کمینہ"

ایدا کو بھی شدید غصہ آیا کہ کیسی منحوسیت چپک گئی ہے ان کے ساتھ، البتہ ایدا کے تپنے پر جس طرح عالی نے مسکرا کر تپے گالوں والی ایدا کو دیکھا، وہ مختصر سہی پر خوبصورت لمحہ تھا۔

"چاچو! کتنی دیر ہے یار"

عالیان نے دوبارہ سے آزاد کو کال کی جو بس پانچ منٹ کی دوری پر پہنچ چکا تھا لیکن آزاد کی کال یہاں بند ہوئی

وہاں، مہمت سلمان کی گاڑی ساتھ آتے آتے جب آگے جاتی راستے میں رکی تو مجبوراً عالی کو بھی بریک لگانی پڑی ورنہ دونوں گاڑیاں آپس میں ٹکرا جاتیں، عالی نے جب گاڑی پیچھے ریورس کرنے کا سوچا تو پیچھے بھی بائیکر تھا جو مہمت کا ہی خاص آدمی تھا، یوں تھا کہ عالیان کی گاڑی بیچ میں پھنس چکی تھی، ایدا اور عالیان نے گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ وہی کمینہ ہے۔ پانچ منٹ ایدا۔ بس پانچ منٹ اس کو باتوں میں لگانا ہو گا۔ چاچو بس پہنچنے والے ہیں۔ ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں"

جب کوئی راہ نہ بچی تو عالیان نے ڈری سہمی ایدا کا ہاتھ پکڑ کر دباتے اسے اپنا لائحہ عمل سمجھایا، وہ ڈرے ہوئے ہی سر ہلا گئی پر اسکے چہرے سے لگ یہی رہا تھا کہ ابھی رو دے گی۔

"تم دو کا کھیل ختم بھئی۔"

اپنی گاڑی سے نکلتے مہمت سلمان کے ہاتھ میں گن تھی جس نے ٹھیک فرنٹ آ کر رکتے ان دو پر تانی، اسکے چہرے سے

لگ رہا تھا آج وہ پورا پاگل ہو رہا ہے، عالی نے ایدا کو آنکھ کی جنبش سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا جبکہ حوصلہ بھی دیا، وہ بھی بس پانچ منٹ ہی یہ سب ہے، سوچتی باہر نکلی، دونوں کو باہر نکلتا دیکھے مہمت نے مست انداز میں دونوں کے ڈرے چہرے دیکھے قہقہہ لگایا۔

جبکہ آزاد نے دلشاد کو بھی انفارم کر دیا تھا، وہ بھی اپنے لوگ لیے لوکیشن پر پہنچ آیا تھا۔

"کہا تھا عالیان یلدرم کہ انقرہ کی جیلوں میں دم نہیں کہ وہ مجھے زیادہ دن جکڑ سکیں۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ میری واپسی جلد ہو گی اور میں اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لوں

گا اور دیکھو میں آ گیا تمہیں مارنے اور تم سے ایدا کو چھیننے۔ لیکن تمہیں کچھ ایسے ماروں گا کہ تمہارے مرنے کا میری ایدا کو دکھ نہ ہو گا۔ یہ تم سے اور تمہارے خاندان سے نفرت کرے گی"

مہمت سلمان نے گن لہراتے ٹھیک دونوں کو ساتھ کھڑا ہونے پر باور کروایا جبکہ عالیان کا بس نہ چلا ایدا کو میری کہنے پر اس آدمی کی زبان کاٹ دے اور ایدا بھی یہی کیفیت لیے کھڑی تھی، وہ دونوں ہی مہمت کو حقارت سے دیکھ رہے تھے۔

"میں صرف اور صرف عالیان کی ہوں اور انہی سے محبت کرتی ہوں۔سنا تم نے گھٹیا آدمی"

ایدا نے پوری ہمت جمع کرتے مہمت سلمان کے سامنے للکار کر کہا اور عالیان بھی اپنی مٹھی بھینچے بس ہاتھ کو روکے ہوئے تھا کیونکہ اسے اپنی نہیں اس وقت ایدا کی فکر تھی۔

"نہیں۔تم اس سے محبت نہیں کرو گی مزید۔اس سے نفرت کرو گی کیونکہ جو کچھ میں بتاوں گا وہ تمہاری اس کے لیے اور اسکے قاتل خاندان کے لیے محبت کو مار دے گا"

مہمت سلمان کی آنکھوں میں اس وقت جیت کا نشہ ہلکورہا تھا، عالیان نے مزید برداشت پر لعنت بھیجی اور طیش میں آتے لپک کر جب مہمت کا گریبان دبوچا تو وہ بروقت گن ایدا پر تان گیا کیونکہ عالیان صرف اسی صورت اسکا گریبان چھوڑ سکتا تھا جب گن کا نشانہ ایدا پر ہوتا۔

وہ خود گن اپنے اوپر پوائنٹ دیکھے سہم کر کار بونٹ سے جا لگی۔

"کیا بکواس کر رہا ہے تو مردود"

عالیان نے گرج کر مہمت کی آنکھوں میں دیکھتے کہا جبکہ وہ اپنے گریبان کو چھوڑنے کا کہہ رہا تھا ورنہ ایدا کو گولی مار دیتا جبکہ عالی نے اسکا گریبان چھوڑا ہی کہ وہیں مہمت سلمان نے ٹھیک گن عالیان کی گردن دبوچے اسکی کن پٹی سے جوڑی، وہ اتنا طاقتور تو تھا ہی کہ مہمت کی گرفت سے نکل جاتا پر اسکی کن پٹی پر مہمت نے گن رکھی تھی، اور یہ منظر دیکھے ایدا کی آنکھیں سرخ ہو کر بھیگ گئیں، وہ مہمت کو ایسا کرنے سے روکنے لگی پر وہ آگے سے جیت کے خمار میں مست ہنسنے لگا۔

"تمہاری یہ تڑپ ابھی ختم ہو گی ایدا۔ یہ آدمی تمہارے لائق نہیں۔ تمہیں پتا ہے تمہارے ماں باپ کو کس نے مارا؟ ابراہیم یلدرم نے۔ عباس یلدرم کا منہ بولا بیٹا ابراہیم یلدرم جس نے اپنی ہی بہن اور اسکے شوہر کا کار ایکسیڈنٹ کروا کے تمہیں یتیم اور بے سہارہ کیا۔ کیا تم ان نسلی قاتلوں کے گھر رہنا پسند کرو گی۔ نہیں ناں؟"

عالیان اور ایدا دونوں کے کان ایک ساتھ سنسنا اٹھے، مہمت کی یہ بات ایدا کے سر پر مانو آسمان ڈھا گئی، اس نے مہمت کو حقارت سے دیکھا، اسے وہ سچا کیسے لگ سکتا تھا، اسے لگا جیسے وہ صرف ایدا کو بدگمان کر رہا ہے۔

"ن۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

ایدا نے روتے ہوئے نفی کی جبکہ وہ عالیان کی طرف انہی تڑپتی نگاہوں سے دیکھنے لگی جسکی آنکھوں میں کوئی انکاری ہونے کا احساس نہ تھا، ایدا کو لگا کوئی نوکیلی شے اسکے دل کے آر پار ہو گئی ہے، آزاد نے اپنی گاڑی کچھ فاصلے پر روکی اور پہلا نشانہ ہی مہمت کی اس بازو پر لگایا جسکے بیچ اس نے عالیان کی گردن دبوچ رکھی تھی، وہ کراہتا دور ہوا تو عالی نے آگے بڑھتے زمین بوس ہوتی ایدا کو سنبھالتے وہاں سے پیچھے سرک کر دلشاد اور اسکے لوگوں کو فائرنگ کی جگہ دی جبکہ خود وہ ایدا کو اپنے ساتھ لگاتا آزاد کی گاڑی کی طرف

بڑھا، گولیوں کی گھن گرج چلتی رہی، عالی نے اسے بیک سیٹ پر بٹھائے، اسکے گال تھپکائے کیونکہ وہ یہ سب صدمہ جھیل نہ پاتی نیم جان سی لگ رہی تھی۔

"ایدا۔۔۔۔میری جان تم ٹھیک ہو؟"

عالیان نے اسے بے بسی سے اپنے سینے لپٹایا جبکہ خود وہ حقارت سے باہر دیکھنے لگا پھر ایدا کا سر آرام سے پیچھے ہی ٹکائے وہ بپھری موج بنا باہر نکلا، دلشاد کے لوگ مہمت سلمان کو پکڑ چکے تھے، اس نے دلشاد کے دو لوگوں کو مار دیا تھا اب تو وہ کسی صورت بچنے والا نہ تھا، آزاد بھی گن نیچی کر گیا مگر عالیان نے آزاد سے گن لی اور ٹھیک جا کر پکڑے

جاتے مہمت کے سینے پر رکھی، مہمت ابھی بھی پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

"وہ مجھے نہ ملے پر اب تجھے بھی نہیں ملے گی۔ تم سب میں اسے اپنے ماں باپ کے قاتل ہی دیکھائی دیں گے"

مہمت نے اپنی جیت چن لی تھی پر وہ جانتا نہیں تھا کہ ایدا اور عالیان کی محبت اس طوفان سے ہل تو سکتی ہے پر اپنی مضبوط جڑوں سے اکھڑ نہیں سکتی۔

"تجھے اب عمر قید کی سزا نہ دلوائی تو میرا نام بھی عالیان یلدرم نہیں۔ تجھ جیسے گند کی کسی سازش یا پلاننگ سے ہم

الگ نہیں ہوں گے۔ پہلے تو نہیں پر اب تجھے دلشاد نہیں
چھوڑے گا کیونکہ پہلے اسکے لیے اس کلاس فیلو کا معاملہ تھا
پر اب تو نے اسکے دو لوگ مارے ہیں۔ بیٹا تیری تو ہو گئی
چھٹی۔ تجھ جیسے فسادی کی یہی سزا ہے کہ اب ساری عمر
جیل میں سڑ۔ اب انقرہ کی وہ جیل تجھے ملے گی مہمت
سلمان، جس سے نکلنا بڑے بڑے سورما کے لیے بھی
ناممکن ہوتا ہے"

عالیان نے دو زوردار مکے یہ سب اسے اچھے سے سمجھانے
کے بعد مارے جسکے بعد وہ واقعی اتنے شدید حملے پر سر
گراتے بے سدھ ہوا اور عالیان نے پلٹ کر دلشاد کے

کاندھے پر ہاتھ رکھا جو دلجوئی تھی اور دلشاد نے بھی اسکے کہے پر عمل ہونے کی پوری یقین دہانی کروائی جبکہ دلشاد اپنے لوگوں سمیت اس گند کو لے گیا تو عالی نے اک شکستہ سی نظر چاچو پر ڈالی۔

"چاچو۔اسے حقیقت پتا چل گئی یار"

عالیان کا لہجہ مانو ٹوٹ سا گیا۔

"پریشان مت ہو۔ایدا سمجھدار ہے۔وہ ضرور سمجھ جائے گی سب کچھ۔تم اسے ہر چیز بتانا۔وہ تمہیں ضرور سنے گی۔"

آزاد نے گلے لگا کر عالیان کو حوصلہ دیا پر دونوں ایدا ہی کی آواز پر الگ ہو کر پلٹے۔

"میں کچھ نہیں سنوں گی۔ بلکہ پہلے جو سن چکی ہوں آپکو اسکا حساب دینا ہے عالی۔"

وہ گاڑی سے نکل کر ان دو کے سامنے آ رکی، اسکی آنکھوں میں درد کا جہاں آباد تھا، چہرے پر صدیوں کی تھکن اور اعصاب پر نہ برداشت کیا جاتا بوجھ۔

"ایدا میرا بچہ"

آزاد نے اسے سنبھالنا چاہا پر وہ اسے روک گئی۔

"نہیں ماموں۔ آپ رکیں۔ ان سے جواب چاہیے مجھے"

وہ سپاٹ نظروں سے عالیان کو دیکھے اسکے سامنے آرکی جسکی اپنی ہستی درد میں تھی۔

"جب وہ سر پھرا آدمی آپکے سر پر بندوق رکھ کر مجھے کہہ رہا تھا کہ میں ایدادمیر، اپنے ماں باپ کے قاتلوں کے گھر جاکر بس گئی ہوں تب آپ چپ کیوں تھے۔ اسکے ہاتھ سے گن لے کر آپ نے اسکے منہ میں کیوں نہ ٹھوس کر چلائی۔ کیا کوئی بھی اٹھ کر ایسی بکواس کرے گا عالیان یلدرم، آپ میرے شوہر ہیں، آپکا خاندان میرا ننھیال ہے

پھر میری ماں کے قاتل یہاں کیسے ؟ کیوں چپ تھے آپ ہاں"

اب چیخنے کی باری اسکی تھی، وہ زندگی میں پہلی بار چیخی اور وہ بھی اس شخص پر جسکو دیکھ کر وہ سانس لینے کی عادی ہو گئی تھی۔

"کیونکہ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا۔ اس مردود نے سچ کہا پر۔۔"

اس سے پہلے وہ اسکے قریب آئے اعتراف کے بعد کچھ کہتا وہ لرز کر ہاتھ عالیان یلدرم کے ہونٹوں پر جما گئی۔

"مجھ سے بور ہو گئے ہیں تو ویسے چھوڑ دیں۔ یہ میں جیتے جی برداشت نہیں کروں گی عالیان"

وہ سرخ آنکھیں عالیان کا جگر چیر کر رکھ گئیں۔

"خدا کا خوف کرو ایدا۔ تم سے بور کیوں ہونے لگا۔ تم میری زندگی کا سب سے بڑا سکھ ہو۔ تم نے سنا ہے ناں ابراہیم یلدرم نے کیا یہ اور وہ منہ بولے بیٹے تھے بابا کے۔ وہ ہمارے خاندان کا حصہ نہیں تھے۔ انہوں نے آزاد کے قتل کا بدلہ لیا تھا، آزاد کی موت جیسے تب ہوئی تھی، بابا صدمے میں تھے لیکن ابراہیم یلدرم چپ نہ بیٹھ سکے۔ انھیں بھی مسدور حویلی کا وارث مارنا تھا۔ انہوں نے

دمیر کو چنا۔ کیونکہ دمیر نے ہمارے گھر کی عزت بھگائی تھی۔ نورے یلدرم کو لے گیا تھا، وہ نورے جسکو دیکھ دیکھ کر دادی جان جیتی تھیں۔ وہ نورے کے بھاگنے کا صدمہ سہہ نہ سکیں اور ابراہیم یلدرم نے اسی تکلیف کا بدلہ لیا۔ بتاو اس سب میں میرا یا میرے بابا کا یا تمہارے ننھیال کا کہاں قصور ہے"

ایدا کی تکلیف، اسکا جبر سب پھٹ پڑا، وہ آنسوؤں میں جیسے ڈوب گئی، جبکہ آزاد بھی ان کے درد میں برابر شریک تھا۔

"ت۔۔ تو پھر سزا کسے ملے گی۔ کیسے ان دو کی موت کا حساب ہو گا عالی"

وہ سخت کرب میں مبتلا بولی۔

"بتاو کس کو سزا دیں۔ اس شخص کو جو اپنے اس گناہ پر گھٹ گھٹ کر مر گیا۔ جس شخص نے تم سے ماں باپ چھین لیے تم نے دیکھا نہیں کیسی موت ملی انھیں۔ جیتے جی اس شخص پر صرف عذاب آئے۔ اللہ بہت بے نیاز ہے میری جان۔ وہ دنیا میں بھی حساب لیتا ہے اور آخرت تو ہے ہی حساب خانہ۔ اس شخص نے جیتے جی موت جھیلی ہے کیا یہ سزا کم ہے۔ کیا یہ سزا کم تھی کہ

آج جب اس شخص کی اولاد کو سکھ اور سکون ملا تو وہ باپ اس سکھ کو دیکھنے کے لیے زندہ نہیں۔ وہ پچھتاوں کو لے کر

مرے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے میں تمہارے اس ایک ایک آنسو کا بدلہ لیتا ایدا پر کیا کروں بے بس ہوں۔ تم چاہو تو اپنی تکلیف کا بدلہ تب تک مجھ سے لے سکتی ہو جب تک تمہارے اندر کی گھٹن دم توڑ نہ دے"

وہ روتی تڑپتی لڑکی آخری بات پر رونا بھول گئی، واقعی اس سب میں اسکے ننھیال کا تو کوئی قصور نہ تھا، عالی کا تو ہر گز نہیں۔

"آپ میری زندگی ہیں، آپکو تو اف بھی نہ کرنے دوں عالی۔ سزا دینا تو بہت دور کی بات ہے"

وہ روتے ہوئے جیسے اس کب سے دل جوئی کرتے شخص کے گلے لگی، سارے جھگڑے سمٹ گئے، وہ گلے لگی تو آزاد کو بھی جیسے چین آیا ورنہ اک پل وہ اور عالیان بہت ڈر گئے تھے۔

"میرا بچہ بہت مضبوط ہے۔ حوصلہ کرنا ہو گا"

آزاد نے بھی جیسے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے دلاسا دیا جبکہ وہ بہت برا روئی، یہ سچ جاننا ایسا تھا کہ کسی نے پھر آج اسے ماں باپ کے سائے سے محروم کر دیا ہو لیکن وہ سمجھدار تھی، وہ خوامخواہ کسی کو سزا نہیں دے سکتی تھی، جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

"ہر اس شخص کو معاف کر دو ایدا جس نے تمہیں ستایا، تمہیں مزید روتا ہوا، یوں بے بس اور تڑپتا میں بھی کیسے دیکھوں"

بازووں میں بھر کر گلے لگاتے التجاء کی گئی، وہ جس طرح یوں عالیان کے سینے لپٹی رو رہی تھی، یہ نہ آزاد سے برداشت تھا نہ عالیان سے، یہاں تک کہ موسم تک اسکی تکلیف پر سوگوار لگ رہا تھا۔

ابھی وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ وہ بھلے سب سمجھ گئی ہے پر اسکی تکلیف دور ہونا آسان نہیں، ابھی اس لڑکی کا دل

ٹکرے ہوا تھا، ابھی وہ ریزہ ریزہ تھی اور یہ شکستگی کچھ وقت تو لینے ہی والی تھی واپس پختگی بننے تک۔

آزاد نے عالیان کو اشارہ کیا کہ وہ اسکے ساتھ رہے اور جب وہ کچھ پر سکون ہو تبھی اسے حویلی لائے، جبکہ عالی کو لگ رہا تھا آج اسے اپنا پورا دن اس لڑکی کے لیے وقف کرنا پڑے گا تبھی وہ سنبھلے گی۔

.._____..

فائنلی مہمان اور دلہا بھی ریزاٹ ایونٹ لاونج میں پہنچ گیا تھا جبکہ سب کے آتے ہی براق نے جا کر آمارہ کو لانا تھا اور یوں دلہا دلہن کی ساتھ انٹری ہونی تھی۔

دِلارہ اور باران نے بلیک پہن کر ٹوینگ کی تھی اور دونوں کے فیئر کمپلکشن کی وجہ سے یہ رنگ کچھ زیادہ سج رہا تھا جبکہ توران اور عیشاء بھی بس تیار ہو کر آنے ہی والے تھے۔

"ہم اب بھی مل کر دھڑکنیں جامد کر سکتے ہیں عیشاء توران"

وہ اسکے سامنے گولڈن بہت ہی خوبصورت ڈریس میں ملبوس ہوئے آئی تو توران نے سر تا پیر اسے حق دار نگاہوں سے دیکھتے بے خود ہوتے سراہا۔

"میں نہیں مانتی دلہا دلہن کے بیچ کوئی ہمیں دیکھے گا، اور بھولو مت یہاں ایک اور چارمنگ کپل ہے۔ میری بیٹی کا"

وہ خود پر یقین کرتی تھی پر پھر بھی یوں کہہ بیٹھی جس پر وہ مزید قریب آکر اسے حیرت سے نہارنے لگا لیکن آخری عیشاء کی بات سو آنے درست تھی جسکی وہ بھی تائید کرتا نظر آیا۔

"یہ تو ٹھیک کہا۔ لیکن اگر پھر بھی رونق محفل ہم ہوئے تو؟"

توران کو اب بھی یقین تھا کہ وہ پھر بھی سب پر بھاری رہنے والے ہیں۔

"نہیں ہوں گے۔ اب ہم پرانے ہو چکے ہیں۔"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ جماتی سرے سے انکاری ہوئے تکرار کرنے لگی، توران کی گرے آنکھیں چمکنے لگتیں تو وہ خطرہ محسوس کرنے لگتی تھی جیسے اس لمحے وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس شخص کی بینائی کا مقصد فقط عیشاء ہو۔

"شرط لگائیں۔ اگر تم جیتی تو تمہارا گریز اور فرار تب تک قبول کروں گا جب تک تم میرے لیے پاگل نہ ہو جاو اور خود یہ فاصلے نہ مٹادو اور اگر میں جیتا تو تمہیں میری کچھ ڈیمانڈز پوری کرنی ہوں گی"

توران نے پر اسرار سی ٹون میں سیدھا سبھاو کچھ شرائط رکھیں جبکہ عیشاء نے آنکھیں چھوٹی کیے توران کو اول باتوں کے لیے گھورا۔

"اور تمہاری ڈیمانڈز کیا ہیں مجھے اچھے سے پتا ہے۔ رسک نہیں لے سکتی میں"

عیشاء نے پہلو بدلنا چاہا پر وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے لمحے میں نزدیک کھینچ گیا، عیشاء نے ناراض سی نظروں سے توران کو دیکھا جو اس وقت بلیک پینٹ کے ساتھ سموکی گرے ڈریس شرٹ جمائے ہوئے تھا، اسکی جیکٹ میٹرس پر پڑی تھی، بال بہت ہی بے ترتیب ہو کر بھی اسکی صبیح پیشانی پر ڈھلک کر خوبصورتی کو بڑھا رہے تھے، جبکہ عیشاء کو تو وہ ہوسپٹل کے ان کپڑوں میں بھی پیارا لگ رہا تھا جن کو پہن کر بس ترس و ہمدردی ہی بٹوری جاتی ہے، وہ اسکی گڈ لکس میں اس سے پہلے مزید کھوتی، خود کو ہوش دلایا۔

"تم بزدل ہو کیا؟ کیونکہ صرف بزدل لوگ رسک سے بھاگتے ہیں"

توران نے اپنے اور اس کے بیچ کا فاصلہ کم کرتے الفاظ کی تمازت سے عیشاء کو اکسانے کی کوشش کی تو جیسے اسکا دل ہی نہ کیا مزید بعث و تکرار کا۔

دونوں کے بیچ کچھ جان لیوا سی شرائط طے ہوئیں، معنی خیزی کا تبادلہ ہوا۔

"اوکے مجھے منظور ہے۔ لیکن باہر جا کر تھوڑے ڈیسنٹ رہنا۔ جوان بیٹی کے باپ لگنے چاہیے ہو۔ اگر غلطی سے بھی

تمہارا عاشق والا رخ باہر کو دا تو بھول جانا پھر کوئی بھی سکھ۔ میں بزدل نہیں لیکن اپنے کہے سے مکرنا ضرور آتا ہے مجھے تو یہ دھمکی ہے"

وہ اسکے سینے سے ہٹنے کی کوشش میں اسی سے الجھ رہی تھی جو اسکو اپنے حصار میں بھر کر کھڑا ایک بار پھر اپنے دل کو ہر زخم و درد سے آزاد ہوتا جی رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو توران۔ تمہارا زخم ابھی بھرا نہیں۔ یہ کرتب کرنے ضروری ہیں کیا"

اس لڑکی کو دل سے لگائے رکھنا اسکے نزدیک کرتب تھے پر
توران کے لیے یہ نشاط انگیز لمحہ تھا، وہ پوری اسکے لیے
راضی تھی پر جھکنا نہیں چاہتی تھی، جن لوگوں نے جھک کر
دیکھ رکھا ہو اور بری ٹھوکر کھائی ہو پھر وہ ہر قدم پھونک
پھونک کر رکھتے ہیں، جھکی گردن کے بڑے تاوان ادا کیے
ہوں تو پھر نرم پڑنے سے خوف آنے لگتا ہے۔

"تم شکر کرو ابھی میں زخمی ہوں۔ ورنہ ایسے ارٹیٹ ہو کر
جو مجھے ڈانٹ رہی ہو، اس پر میں تمہیں نئے ورژن کے
کرتب دیکھا کر ہرپ کر جاتا۔ خیر شرطوں سے مکرنا

مت۔ تم میرے نزدیک ایماندار اور وفادار عورت ہو عیشاء"

وہ اسے جس بنا پر آزاد کر گیا وہ کتنی دیر توران کے کہے لفظوں کی بازگشت میں ہی گم رہی، یہاں تک کہ وہ جیکٹ پہنے، اس مبہوت ہوئی حسینہ کا ہاتھ پکڑے باہر لے آیا۔

اٹھارہ سال بعد اپنی ڈنر ڈیٹ سے پہلے وہ دو دوستوں کے نکاح میں آئے تھے اور سب مہمان دلہا دلہن کو چھوڑے توران مسدور اور مسیر توران کو ہی دیکھتے رہ گئے، جبکہ توران شرط جیت گیا تھا۔ اب اسے بدلے میں کیا ملنے والا تھا اسکی خوشی اسکی کمینی مسکراہٹ سے چھلک رہی

تھی، بلیک میلر تو وہ تھا جس نے عیشاء سے وہ سب کروانا تھا جس سے وہ محترمہ توبہ کر چکی تھیں، کپل ڈانس تک اور کس بھی۔

جبکہ کچھ دیر میں دلہا دلہن کی انٹری ہوئی تو جیسے منظر جاگ اٹھے، وہ دونوں ساتھ میں بہت پیارے لگ رہے تھے، آمارہ بھی بہت خوش تھی کہ اسے براق، اسکی محبت ملی۔

باران اور دِلارہ بھی مسکراتے ہوئے محفل کی خوبصورتی بڑھاتے نظر آئے اور پھر گواہوں کی موجودگی کے ساتھ براق اور آمارہ، اک خوبصورت اور پاک رشتے میں بندھ

گئے، براق نے نکاح کے بعد اسکا ماتھا چوما جس پر چاروں خاص باشندوں نے خوب ہوٹنگ کی۔

"فائنلی۔ تم میری ہو گئی امارہ۔ اب یقین آجائے گا کہ تم دل سے میری ہو"

براق نے اسکے کان میں مخمور سی سرگوشی کرتے امارہ کے چہرے کے گلالوں میں بتدریج اضافہ کیا۔

"دل، جان، جسم اور روح تک سے تمہاری ہو گئی ہوں پاگل۔"

جواباً اس نے بھی یہ کہہ کر براق کو سب کے سامنے گلابی گلابی ہونے پر مجبور کر دیا پر یہ گلال اپنی محبت پا لینے کے تھے، شرما جانے کے نہیں، سب خوبصورتی سے سمٹ گیا اور نکاح ایونٹ کے بعد لنچ وغیرہ سمیٹنے کے ساتھ ہی براق اور آمارہ نے ان چاروں کا شکریہ ادا کیا اور روانگی پکڑی کیونکہ انکی جرمنی واپسی تھی جبکہ ان دو کو نئی زندگی کی بے شمار دعاوں کے ساتھ ان چاروں نے خوشی خوشی رخصت کر دیا۔

اب انکی زندگی دلکش تھی جبکہ باقی چاروں کی تو تھی ہی، دلکش، پرسکون، حسین اور دلفریب بھی۔

آزاد نے نازلی کو مسدور حویلی سے لیا اور راستے میں اس نے تمام صورت حال نازلی کو بھی بتائی، جس تکلیف سے ایدا گزری، بلکل ویسی تکلیف نازلی کو ہوئی، دمیر مسدور کی کار کا حادثہ ابراہیم یلدرم نے کروایا، یہ بہت دردناک سچ تھا، لیکن نازلی نے اس سچ کو حوصلے سے قبول کیا کیونکہ اگر وہ ٹوٹ جاتی تو اس سب میں ایدا کو ہرگز سنبھال نہ پاتی، آزاد نے اسکی دل جوئی کی اور وہ سنبھل گئی لیکن جب حویلی آکر ان دونوں نے یہ سب اسماعیل یلدرم کو بتایا تو وہ

ایدا اور نازلی دونوں کی تکلیف کو دل سے محسوس کرے آزردہ ہوئے۔

یہ وقت ایدا اور نازلی دونوں کے لیے ایک سا بھاری تھا اوپر سے اب جب دونوں خاندانوں کے بیچ سب ٹھیک ہو رہا تھا، ایسے میں ایسی افسردگی و اداسی دل اور اعصاب بھاری کر رہی تھی۔

"ابراہیم نے دشمنی اور بدلے کو ساتھ نبھاتے یہ قدم اٹھایا، اس نے یہ کرنے سے پہلے نہیں سوچا کہ دمیر کے ساتھ ہماری نورے اور انکی ایدا بھی جڑی ہے۔ میں اچھے سے تمہارے اور ایدا کے نقصان کے بارے جانتا ہوں

نازلی۔ لیکن ہم اس بگھڑے معاملے کو اب سنوار نہیں سکتے، چاہ کر بھی"

اس وقت اسماعیل اور آزاد دونوں ہی نازلی کے پاس بیٹھے تھے، وہ سخت اداس تھی لیکن اسے اسماعیل یلدرم کی بات سے کوئی اختلاف نہ تھا، شاید اب اس سچائی کو قسمت کا لکھا مان کر ہی دل بڑے ہو سکتے تھے۔

"میں جانتی ہوں بھائی لیکن دمیر بھائی بہت معصوم سے بھائی تھے میرے، انہوں نے محبت کرنے کی سزا پائی لیکن انہوں نے کبھی نورے کو فورس نہیں کیا تھا۔ وہ خود دمیر کے ساتھ جانے پر راضی تھی۔ ایون انکی محبت کے بارے

میں بھی جانتی تھی، انکے لیے نورے کی عزت اور اسکا کردار سب سے اول تھا۔ گھر چھوڑنے کا فیصلہ باخدا آپکی بہن کا تھا"

نازلی کی آواز یہ سب کہتے کانپی، دیکھا جائے تو زیادہ نقصان تو مسدور والوں کا ہوا تھا، میران بھی چلا گیا اور دمیر بھی، لیکن بہر حال دونوں خاندانوں نے بہت کچھ بگھتا تھا، بعض بدلے قتل سے زیادہ مہلک ہوتے ہیں۔

"مجھے پتا ہے نورے نے یہ فیصلہ خود لیا تھا اور میں بدبخت یہ بات ابراہیم کو سمجھا نہ پایا اور دیر ہو گئی۔ وہ کبھی جذباتی نہیں رہا تھا نازلی۔ وہ تو اپنے بابا کا سب سے فرمابردار اور پیارا

بیٹا تھا۔ وہ تو ہم سبکو دشمنی ختم کرنے پر قائل کرتا رہتا تھا پھر اس نے خود ہی اتنا بڑا قدم اٹھالیا۔ شاید وہ کسی اور اذیت میں بھی پاگل ہو رہا تھا۔ یہ میں عزیزے آپا سے ضرور پوچھوں گا۔ شاید وہ جانتی ہوں۔ شاید وہ اتنا گناہ گار نہ ہو جتنا نظر آرہا ہے۔ خون تو بہت پیچھے رہ جاتا ہے، اصل بات تو تربیت کی ہوتی ہے اور وہ عباس اور ہائمہ نے اسکی بھی ہم جیسی ہی کی تھی۔"

اسماعیل یلدرم کی اداس باتیں اور خدشات سنے وہ بھی سمجھنے کے انداز میں سر ہلا گئی، جبکہ آزاد نے بھی اسکا ہاتھ

پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں لیے دبایا جس سے وہ مزید بہتر ہوئی۔

"ہم سبکو یہ تکلیف بھلانی ہی ہو گی تا کہ یہ سب اگلی نسل میں منتقل نہ ہو۔ رہی بات ایداکی، اسے میر اعالی سنبھال لے گا۔"

وہ غمزدہ تھے اور اب وہ ابراہیم کی قبر پر جانا چاہتے تھے اور اسکے بعد عزیزے آپا کے پاس جنکو اس وقت بھائی کی دلجوئی سب سے زیادہ درکار تھی۔

"میں بھی نازلی کو سنبھال لوں گا بھائی، یہ سمجھ جائے گی"

آزاد کے لہجے میں مان تھا، جس مان نے نازلی کو افسردہ کیا اور اسماعیل یلدرم کو مضبوط۔

"ان شاء اللہ۔ جب تک ایدا اور عالی آتے ہیں میں عزیزے آپا کی خبر لے کر آتا ہوں۔ مجھے یقین ہے ابھی بھی کچھ ہے جو ہمیں نہیں پتا۔ آزاد، نازلی کے ساتھ رہنا۔ اسے کبھی اکیلا محسوس نہ ہونے دینا"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو نازلی اور آزاد بھی اداس سے اٹھ کر انکی طرف دیکھنے لگے جبکہ آزاد نے انکو پورا یقین دلایا کہ وہ نازلی کو اداس ہونے نہ دے گا۔

"میرا ڈبل جہاں اداس ہے؟"

وہ بھائی کو ڈرائیور کے ساتھ روانہ کرے اسکے پاس ہی آکر بیٹھا تو بازو کھولنے کی دیر تھی کہ وہ آزاد کے سینے لگ گئی۔

"تم یاد رکھنا میں نے تمہارے لیے کیا کیا برداشت کیا۔ ایسی بیوی قسمت والوں کو ملتی ہے"

وہ اسکے سینے لگی آنسوؤں کو بمشکل آنکھوں میں سنبھالتی بولی جسے اس کا ہر سانس کے ساتھ احساس تھا کہ وہ واقعی قسمت والا ہے۔

"ایسا شوہر بھی قسمت سے ملتا ہے جو مر کے واپس ملا ہو، تم بھی یاد رکھنا"

آزاد نے اسکی ناک سے ناک رگڑتے مبہم سے لاڈ کے سنگ برابری کا مقابلہ کیا تو ان بھیگے چشمان کو مانو سانس آنے لگی، انکے سرخ پن میں اک سکھ کا احساس کمی لانے لگا، جبکہ وہ اسے دیکھتی یوں گم ہوئی کہ لب زرا وارہ گئے۔

"مجھے یاد ہے، ایسے اداسی نہیں جائے گی میری آزاد"

اک گلے میں اٹکے پھندے نے آواز رندی جبکہ وہ اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرے بال سمیٹے اسکو اپنے جانب پھیر گیا۔

"پھر کیسے جائے گی۔ کیا ڈانس کر کے دیکھاوں اب تمہیں؟"

آزاد نے فوراسے رخ نازلی کی طرف پھیرا اور وہ سر جھٹک گئی کہ یہ آدمی کبھی سنجیدہ نہیں ہوتا۔

"چیئر ڈانس کروں۔؟"

آزاد نے اسکے کندھے سے کندھا ہلاتے معنی خیزی سے کہا تو وہ اسکا منہ حیرت سے تکنے لگی۔

"چیئر ڈانس کیا ہوتا ہے۔؟"

نازلی یہ پوچھتے چڑی ہوئی بچی لگی جسکا من ہر کھلونے سے اچاٹ ہو اور وہ کاٹ کھانے کو دوڑنے لگے۔

"میری جان تم چیئر پر بیٹھو اور میں آگے پیچھے گھوم کر اپنا انگ انگ ہلاوں۔ تمہاری اداسی نہ بھی گئی، ہنسی ضرور نکل جانی ہے"

آزاد نے اسے یہ سب اس طرح بتایا کے نازلی نے امیجن کیا اور جھرجھری لے اٹھی۔

"چھی۔۔ اپنی مردانگی کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ نہیں ہوں اداس۔ ہاتھ دیکھو میرے یہ کرتب نہ کرنا ورنہ میں ہمارے

بے بی کو کیا منہ دیکھاوں گی کہ اسکے بابا کس قدر
چھچھورے ہیں"

بچاری نے تنگ آکر ہاتھ باندھ لیے کیونکہ بنا ہاتھ باندھے
وہ چھوڑ دیتا ایسا ممکن نہ تھا، آزاد نے اسکے جڑے ہاتھ پکڑ کر
چومے، پھر انکو الگ کرتے اپنے چہرے کے دونوں
اطراف جوڑا۔

"پھر تم کہو کہ آزاد یلدرم، میں تمہارے لیے خون معاف
کر سکتی ہوں، اداسی سے نکلنا کیا چیز ہے"

نرم، محبت سے چور لہجہ اور وارفتہ نگاہوں کے وار لیے حکم دیتا وہ اتنا پیارا لگا کہ چڑ جھنجھلاہٹ و اداسی کہیں دور رہ گئے اور اس شخص کی ہاں میں ہاں ملانا ہی اہم رہا۔

"میں تمہارے لیے خون معاف کر سکتی ہوں پھر یہ اداسی سے نکلنا کیا چیز ہے"

وہ رٹو طوطے کو بھی مات دے گئی، اک پل آزاد کو لگا وہ چڑا رہی ہے اور جب غور کیا تو وہ واقعی دانت پیسے گھور ہی رہی تھی۔

"تمہیں میں نے گن پوائنٹ پر تو نہیں کہا"

آزاد نے منہ بگھاڑا اور یہ سوال نازلی کی کھوئی مسکراہٹ جو سوچوں اور تکلیفوں کے بند دریچوں کے پار گم گئی تھی اسے تسخیر کر لیا۔

"کیا کروں۔ تمہارے حکم پر سر خم کرنا میری رگ رگ میں ڈور رہا ہے"

وہ اداسی سے نکل آئی اور کسی مرد کے لیے یہ رشک کا مقام ہوتا ہے کہ اسکی موجودگی اسکی عورت کا سکون لوٹا رہی ہو۔

"بس یہاں میں ہار جاتا ہوں۔"

آزاد نے چمکتی آنکھوں میں اس نازنین کا چہرہ بھرا جو آزاد کی زرا بدلی نظروں سے ہی گلابی ہونے لگا، جب سے وہ امید سے ہوئی تھی، اسے شرارتیں اور شرم دونوں بہت سوجھتے تھے۔

"مت ہارو آزاد۔ مجھے ایدا کی فکر ہو رہی ہے۔"

نازلی نے آزاد کے دونوں ہاتھ جکڑ لیے جبکہ وہ ایدا کے لیے ہی پریشان تھی، اپنی تکلیف تو وہ فورا بھول جاتی تھی۔

"عالی اسے سنبھال لے گا نازلی۔ یہ آخری دکھ تھا۔ اب کوئی تکلیف میرے کسی اپنے کو نہیں چھو سکے گی۔ تم

پر سکون ہو جاوناں۔ سٹریس ٹھیک نہیں بے بی کے لیے۔نہ میری جان کے لیے"

آزاد کو اسے یوں اداس نہیں دیکھنا تھا تبھی ہر صورت وہ اسکی اداسی مٹانے کے جتن کر رہا تھا جبکہ اس بار جیسے وہ آزاد کو دیکھے مسکرائی، یہی لگا کہ وہ واقعی اس کے کہے پر یقین رکھتی ہے۔

دونوں ساتھ وقت گزارتے تو مزید یہ تکلیف کا سایہ دامن جھٹک دیتا، جبکہ آسماعیل یلدرم پہلے ابراہیم کی قبر پر گئے، بہت شکوے، بہت تکلیف، بے شمار آنسو اس قبر کو

سونپ کر جب وہ عزیزے سے ملنے کئرئیونٹ گئے تو وہ انکو دیکھ کر جیسے آنکھیں بھر گئیں۔

شاید وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھیں، وہ یہاں بیٹھ کر بھی اپنی بیٹی اور نواسی کی تکلیف محسوس کر رہی تھیں اور اپنے شوہر کے کیے سے ایفیکٹ ہوتے افراد کے دل کا درد بھی جانتی تھیں۔

عزیزے سے بہت پوچھنے کے بعد جب انہوں نے ابراہیم یلدرم کے بقیہ دکھ بتائے تو پھر دونوں بہن بھائیوں نے باقی ماتم مل کر کیا لیکن یہ یقینا انکی اور باقی سبکی زندگی کا آخری

ماتم ہونے والا تھا کیونکہ اب کسی کو کسی کے کیے کی سزا کوئی بھگتنے نہیں دینے والا تھا۔

.._____..

"یہ بہت خوبصورت ڈریس ہے"

وہ اس وقت توران اور عیشاء والے روم میں موجود تھے جب ان دونوں کے لیے ڈریس کے لیے وہ جذباتی ہوئی، وہ ون آف شولڈر لئیر ڈپارٹی بلیک ڈریس تھی، فل باڈی شیپ اور اسکے اوپر کہیں کہیں ان وزیبل گلیٹر ڈ فلورل ورک بھی تھا۔

"یہ آپ پر اچھی لگے گی مما"

دلارہ نے مسکرا کر کہا تو عیشاء نے سر ہلاتے سمائیل کیا، وہ دیکھنے میں ہی بہت حسین لگ رہی تھی جبکہ باران، تو ران کو اسکے ڈریس سمیت اپنے والے روم میں لے کر گیا تھا کیونکہ اسکی پٹی بھی بدلنی تھی۔

"تم نے یہ سب جو کیا۔ اسکے لیے بہت پیار آیا ہم دونوں کو تم پر۔ تم نے اپنے بابا کو معاف کر دیا ہے ناں؟"

عیشاء نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑتے اپنے پاس لا کر بیٹھائے بے قراری سے پوچھا تو وہ دھیما سا مسکرائی۔

"میں نے معاف کر دیا لیکن میری انکے ساتھ کچھ ڈیلیز ہوں گی پھر ہم نارمل ہوں گے۔ آپ اس بارے سٹریس مت لیں، وہ میرے اور انکے بیچ کی بات ہے"

وہ ابھی یہ معاملہ عیشاء کے ساتھ بانٹنا نہیں چاہتی تھی جبکہ ڈیل کے بعد ڈیلیز کی عیشاء کو امید تھی، وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔

"میں تھوڑا تو جاننے کا حق رکھتی ہوں۔ مما ہوں ناں۔ بتاو ڈنر کے بعد کیا ڈیل ہو گی تم دو کی؟"

عیشاء نے اسکو اکسانے کی کوشش کی، جبکہ دلارہ اتنی جلدی باتوں میں آنے والی چیز ہی کہاں تھی۔

"سوری یہ سیکرٹس ہیں ہمارے"

دِلارہ نے معصومیت سے کندھے اچکائے تو عیشاء اسکی گال سہلاتے مسکرائی کیونکہ یہ لڑکی بہت پکی تھی، بتانے والی نہ تھی۔

"میں کس کرلوں اپنے بچے کو"

وہ یوں پر اسرار سی پاس بیٹھی دل سے لگانے والی لگی تبھی عیشاء نے اجازت چاہی، دِلارہ اداس سا مسکرائی کیونکہ اسے نہیں لگتا تھا عیشاء کو پوچھنے کی ضرورت ہے۔

"میری جان۔ تمہیں خوش دیکھ کر جی اٹھتی ہوں میں۔ تم اس سے کہیں زیادہ پیاری ہو مجھے۔ میں تمہیں دیکھ کر جیتی ہوں۔ اور میں بہت لکی ہوں کہ میرے پاس تم جیسی بیٹی ہے۔ روم بہت خوبصورت لگ رہا ہے، تمہاری اتنی محبت مجھے بھر گئی ہے۔ تمہارا ہر چیز کو اتنا ڈیپلی فیل کرنا، مجھے پیار ہو گیا ہے اپنے بچے کی اس نیچر سے"

اس وقت دِلارہ کو پوری دنیا بھول گئی تھی، بس عیشاء دیکھائی دے رہی تھی، اپنے گلے لگاتی، ہاتھ چومتی، نثار ہوتی، دِلارہ کی آنکھوں میں آنسو آئے، پر وہ مہارت سے جذب کر گئی، اسے اب خوشی کے آنسو بھی اک ڈر سے چھپانے پڑے کہ اسکی ماں کی خوشی کو آنچ نہ آجائے۔

"آپ بہت اچھی ماں ہیں، میں آپکی جگہ ہوتی تو مر چکی ہوتی۔ مجھے بہت شکائیت تھی آپ سے۔ لیکن اب نہیں ہے۔ آپکی جگہ خود کو رکھا تو سمجھ آئی کیا کیا بیتا آپ پر اور کیا کیا جھیلا آپ نے میرے لیے۔ رسوائی اور بدنامی کے ڈر سے آپ نے مجھے نقصان ہونے نہیں دیا، مجھے جنم دیا۔ آپکا

ان حالات میں مجھے جنم دیناہی اتنابڑا احسان ہے کہ آپکی ہر خطاء اسکے آگے چھوٹی پڑ گئی"

آج وہ عیشاء کو مکمل سکھ دیناچاہتی تھی تاکہ وہ بھی توران کو معاف کر کے اپنے سکھ پائے، اس وقت عیشاء کی حالت یہ تھی کہ اس سے کچھ بول پانا محال تھا، جیسے ہوا کا سرسراتا جھونکا آیا اور سب پتھر کر کے چلا گیا۔

"تم۔ تم سچ کہہ رہی ہو"

عیشاء کی آواز کانپی بھلے وہ بہت دیر بعد بول سکی تھی۔

"جی مما۔ اور میں دنیا کی سب سے پریٹی ممار کھتی ہوں اسکا تھوڑا غرور بھی ہونے لگا ہے"

اس ماں کے سکھ کو چار چاند دِلارہ نے مسکرا کر لگائے، عیشاء اس وقت شادی مرگ کی سی کیفیت میں تھی، بس روتے ہوئے وہ دِلارہ کے ہاتھ ہی چوم سکی، لیکن آنکھیں احسان مند ہیں یہ صاف دیکھائی دے رہا تھا۔

"مما بہت پیار کرتی ہیں تم سے"

اپنے گلے لگاتے عیشاء نے بس ہار جاتے یہی کہا اور دِلارہ کی آنکھیں بھی بھرنے لگیں، اس بار اس نے چند آنسو ٹوٹ جانے دیے، آنسوؤں کو اتنا گھوٹنا بھی اچھی بات نہ تھی۔

"میں جانتی ہوں۔ آپ ریڈی ہوں۔ ڈنر کے لیے دیر ہو جائے گی۔ میں انکو دیکھ کر آتی ہوں۔ آپکے دوست کو بھیجوں حوصلے اور ہمت کے لیے"

دلارہ نے مسکرا کر ساری اداسی خود سے جھٹکی جبکہ عیشاء بھی اٹھ کر مقابل آئی۔

"تمہیں برا نہیں لگے گا باران اور مجھے ساتھ دیکھ کر؟"

عیشاء نے ڈبڈبائی سی آنکھیں لیے پوچھا تو وہ نفی کرتی مما کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام گئی۔

"اب نہیں لگے گا۔ دوستوں کو الگ کرنا گناہ کا کام ہے۔ آپ میری بھی مما ہیں اور اسکی بھی۔ عمر سے فرق نہیں پڑتا بھلے وہ آپ سے بڑا ہے۔ میں بھیجتی ہوں باران کو آپ چینج کر لیں"

دِلارہ نے پیار سے تاکید کی اور عیشاء فرمابرداری سے مسکرا کر اپنا ڈریس اٹھائے بدلنے اٹیچ روم گھسی، ابھی وہ کمرے سے نکلی ہی کہ باران کو وہیں آتا دیکھے مسکرائی، اسکے ہاتھ میں کچھ تھا جو باران نے دِلارہ کو دیکھتے ہی چھپا لیا۔

"کیا چھپا رہے ہو؟"

دلارہ نے اسکی مٹھی چھونی چاہی جب وہ فوری دِلارہ کی پہنچ سے دور کر گیا۔

"تم مجھے اپنے سیکرٹس میں شامل نہ کرو اور میں سب بتاتا پھروں۔ ایسا نہیں ہوتا لیونڈر"

باران نے آئبرو اچکائے کیونکہ توران نے باران کو بھی اپنا پارٹنر بنالیا تھا۔

"ہیں۔ تمہیں کونسے سیکرٹ سے بے دخل کیا میں نے باران؟"

وہ معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑتی مسکین بنی۔

"ابا جی سے بہن بھائی کی فرمائش کس نے کی؟"

باران نے اسکی ٹھوڑی پکڑتے چہرہ پاس کرے سلگ کر پوچھا تو وہ دبا دبا مسکرائی۔

"کتنے ہلکے پیٹ والے ہیں یہ، فورا تمہیں بتا دیا۔"

دِلارہ نے ڈرامائی دہائی دی اور توران کی کلاس لینے کا تہیہ کیے پاس سے گزرنے لگی جب باران نے اس جذباتی میم کو روکا، راہ کی دیوار بنا۔

"اے۔۔ سن۔۔ تم نے جو کیا مجھے سخت والا پسند آیا۔ تو ران اور میری بھی یہی خواہش ہے۔ تو پیار لو مجھ سے اس کارنامے پر میرے چھوٹے سے پٹاکے"

باران نے اسکا جبڑے سے منہ دبوچتے جس طرح لمحے میں موڈ بدل کر دِلارہ کا گال چوما، وہ خود حیرت بھرا مسکرائی کہ یہ کس قسم کی تعریفانہ عاشقی تھی۔

"تم ہو گے بڑے سے پٹاکے۔ بتاو کیا چھپا رہے ہو؟"

وہ آنکھوں کی حدود تک مسکرائی اور واپس اسکی مٹھی پکڑ کر زور لگا کر کھولنے لگی، باران کی مٹھی کھولنا دلارہ کے بس کا

روگ نہ تھا، جب وہ ان تھک محنت کرے ہانپ کر تھک گئی تو مہربان سے جناب نے خود ہی ہتھیلی ڈھیلی کی تو وہاں اک چھوٹا سا پرفیوم بوتل تھا، بہت ہی کیوٹ منی سا جس میں لگ بھگ پرفیوم سے چار پانچ سپرے جتنا پرفیوم تھا۔

"یہ پرفیوم کس لیے؟"

دلارہ نے حیرت سے باران کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"یہ تو ران کی فیورٹ پرفیوم ہے۔ اس نے کہا ہے چپکے سے عیشاء پر چھڑک دوں۔ میرا سیکرٹ اپنے تک رکھنا ورنہ پٹائی کروں گا"

باران نے رازداری سے ارد گرد دیکھتے دلارہ کے کان میں گھستے بتایا تو وہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی، سچ میں یہ پاگل پن ہی تو تھا۔

"تم ٹھہرو۔ مما کو بتاتی ہوں"

دِلارہ نے ہنس کر دھمکایا جس پر باران نے اسکا سر پکڑ کر اپنے والے روم کی طرف کیا۔

"چلو اب نکلو یہاں سے بڑی آئی مما کی چمچی۔ میں تمہیں نہیں جانتا بی بی"

باران نے اسے چلتا کیا اور خود بھی فرار ہوا جبکہ دلارہ نے جس طرح اپنا ہنسنا روک کر سنجیدہ شکل بنائی یہ بس وہی جانتی تھی۔

وہ اپنے والے روم کے باہر آئی اور بال وغیرہ اچھے سے سہلاتے چہرہ بھی دھیمی سی سنجیدگی سے سجایا اور ڈور ناب گماتی اندر داخل ہوئی تو اسکی لیونڈر اور جیسمین کی ملی جلی خوشبو پورے کمرے میں دلارہ سے پہلے آکر پھیلی۔

"کیسا لگ رہا ہوں؟"

آئینے کے بیچ نظر آتی دروازے کے کارنر میں کھڑی

دِلارہ چونکی جب وہ نک سک تیار ہوتا اپنے بکھیرے جلووں کے بارے اپنی بیٹی سے رائے لیتے بہت ایکسائٹڈ تھا، وہ بلکل تیار تھا بس ٹائے مسنگ تھی، وہ اتنا ہنڈسم لگ رہا تھا کہ دلارہ کتنی دیر آنکھوں ہیٔ آنکھوں بابا کی نظر ہی اتارتی رہ گئی۔

پھر وہ مسنگ ٹائے بھی تو اسے توران کی لک کے ساتھ چاہیے تھیٔ۔

"میں نے اسکے ساتھ سپیشل ٹائے لی تھی۔ وہ نہیں لگائی آپ نے؟"

دلارہ آگے بڑھی اور ٹھیک توران مسدور کے سامنے آرکی، اف ایک جیسی آنکھوں والے وہ، ایک دوسرے جیسے، ایک دوسرے کے پاس بہت پیارے لگے۔

"اتنا عرصہ قیدی اور کرمنل والا خلیہ رکھا ہے کہ ٹائے لگانا ہی بھول گیا ہوں۔ تو سوچا غلط لگانے سے بہتر ہے سکپ کر دوں"

وہ صرف دلارہ کی خود میں لی جاتی دلچسپی کو نوٹ کر رہا تھا، وہ نرم سا مسکرائی اور میٹرس پر جھک کر وہاں رکھی ٹائی اٹھائی۔

"مجھے لگانی تو نہیں آتی لیکن میں ٹرائے کر سکتی ہوں"

وہ واپس روبرو آئی اور اس نے پہلی ہی کوشش کامیاب کرتے بابا کی لک مزید دلکش بناتے مکمل کی۔

"اب پوچھیں کہ کیسا لگ رہا ہوں"

دلارہ نے اسکے شانے تھپک کر نادیدہ گرد جھاڑی اور لاڈ سے توران کی آنکھوں میں جھانکی، وہ اب بھی تھوڑا اونچا تھا پر دِلارہ کے لیے جھکنے میں خوشی ہو رہی تھی۔

"کیسے لگ رہے ہیں تمہارے بابا؟"

وہ مسکرائی کیونکہ سوال کا یہ شفقت بھرا انداز اسے بھایا۔

"واقعی میرے بابا لگ رہے ہیں۔ بلکل مجھ پر گئے ہیں آپ"

وہ اترائی، توران نے اپنی بازو اسکے لیے کھولیں پر وہ اپنی شرط پر ابھی بھی ڈٹی تھی تبھی لاکھ خواہش انھیں قبول نہ کر سکی۔

"پہلے مما کے ساتھ خوش دیکھائی دے لیں۔ واپسی پر لگوں گی گلے۔ میں اپنی کہی بات سے مکرتی نہیں ہوں"

بھلے اس نے توران کی بازو رد کر دی ہوں پر نرم مہربان لہجے سے اپنے کیے کی تلافی بھی کی۔

"ٹھیک ہے تو ہم پھر کچھ دیر باتیں کر لیتے ہیں۔ ادھر آو میرے پاس بیٹھو"

توران نے اسکا ہاتھ پکڑا اور کاوچ کی طرف بڑھا تو وہ توران کے بیٹھ کر اسے پاس بٹھانے پر مضطرب ہو کر توران کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔

"لیکن ڈنر کے لیے دیر ہو جائے گی ناں"

دِلارہ نے اسے سمجھانا چاہا پر وہ ابھی صرف دِلارہ کو سننا چاہتا تھا۔

"کوئی بات نہیں میرا بچہ۔ ابھی تو سات بھی نہیں ہوئے۔ مجھے بتاو وہ سب جو تمہارے دل میں ہے اور تمہیں چبھ رہا ہے۔ ہر وہ تکلیف، ہر وہ درد جو تم نے جھیلا اور بابا کو پکارا۔"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر بلکل ویسے چوم رہا تھا جیسے وہ پوری بے حد مقدس اور قیمتی ہو، وہ تو ران کے جگر کا ٹکڑا تھی، وہ اسکی تکلیف اس سے جاننا چاہتا تھا کہ بیٹی درد میں ماں سے زیادہ بابا کو پکارتی ہے، دِلارہ اس وقت یہ سب کہنا نہیں چاہتی تھی، اسے کچھ بھی پرانا یاد نہیں کرنا تھا۔

"میں نے آپکو اور مما کو کبھی نہیں پکارا"

وہ حوصلے سے بولی، بنالرزش، توران نے اسکا سر خود کی طرف کرتے چوما اور یہ اس شخص نے بہت رنجیدہ ہو کر کیا۔

"جھوٹ۔ چوٹ لگتی ہے تو بچہ یاماں کو پکارتا ہے یا بابا کو۔ میں چاہتا ہوں تم ہر تکلیف مجھ سے کہو۔ میں تمہیں سننا چاہتا ہوں۔ تاکہ ایکسٹرا پیار اپنے بچے کو دے سکوں۔ تم کتنا بڑا سکون ہو میرا تمہیں نہیں پتا لیکن تمہارا وجود میری بہت بڑی راحت ہے۔ تم میرے دل اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ مجھے بتاو ناں سب۔ سبکی شکائتیں لگا سکتی ہو، جس جس نے میرے بچے کو تکلیف دی۔ دکھ دیا۔ برا

کہا، ناجائز کہا۔ ہر اس بندے سے اپنے حصے کا حساب لوں گا"

وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی اور وہ بولتا جا رہا تھا، وہ کہہ نہ پا رہی تھی کہ ایسی باتیں نہ پوچھیں کیونکہ اسے لگ رہا تھا ابھی بول نہیں سکتی۔

"آپ بھول جائیں۔ میں معاف کر چکی ہوں۔ میں وہ سب دہرانا نہیں چاہتی۔ یہ سب کہہ اور پوچھ کر آپ صرف خود کو اور مجھے زخمی کر رہے ہیں۔ یقین کریں میں ٹھیک ہوں"

وہ جلدی جلدی بولی، آواز اور لہجہ بھیگا ہوا اور ہانپا ہوا محسوس ہوا، توران نے اسکی بات کا مان رکھتے فی الحال یہ موضوع بند کر دیا لیکن دِلارہ کی قبر کا قصہ توران کے اندر اک آبلے جیسا درد دے رہا تھا، اس سے تکلیف رس رہی تھی۔

"تم ہمیشہ ٹھیک رہو میری جان۔ اچھا کچھ دیر میرے پاس بیٹھو۔ جب تک عیشاء ریڈی ہوتی ہے۔ تمہیں ٹی وی پر کیا دیکھنا پسند ہے؟"

توران نے بازو اسکے اطراف جماتے جب دلارہ کو اپنے سینے سے لگائا تو وہ بے اختیار ہاتھ بابا کے پیٹ پر بندھی پٹی پر رکھ گئی۔

"مجھے پیٹس چینل دیکھنا پسند ہے۔ آپکو درد تو نہیں میرے اس طرح بیٹھنے سے؟"

وہ جواب دینے کے ساتھ جس طرح فکر جتا رہی تھی، توران کو لگا اس نے مما کی جھلک دیکھی ہے، دِلارہ کے اس طرح تڑپ جانے پر، ہاتھ رکھ کر توران کے چہرے سے درد کا اندازہ لگانے پر، ایسے تو سچ میں بس مائیں کرتی ہیں، ایسے پوچھتی ہیں جیسے انھیں زیادہ درد ہو رہا ہو۔

"جس لمحے میرا بچہ میرے پاس ہو گا، اس لمحے درد دفع دور رہے گا مجھ سے، ہر درد۔ تم کتنی پیاری ہو میری معصوم سی پری، پرنسیز۔ میں کتنا بد قسمت باپ ہوں کہ اپنے جگر کے اس ٹکڑے سے لاعلم رہا۔ تم اک خوشبو دار پھول ہو میرے اور عیشاء کے آنگن کا۔ تم ہم دو کے رشتے کی وہ سچائی ہو جسے زمین و آسمان تسلیم کرتے ہیں۔ میں اس دنیا کی سب سے خوبصورت بیٹی کا باپ ہوں، مجھے اس پر غرور ہے"

وہ اس وقت اب پھر سے دنیا بھول گئی، رہ گیا تو بس بابا کا بے شمار پیار، وہ یوں محبت نچھاور کر رہا تھا جیسے اک لمحے میں ہی اتنے سالوں کی تلافی کر لے گا۔

"میں خوبصورت ہوں؟"

وہ بھیگی آنکھوں سے توران کو دیکھتی بولی، باران نے اسے بارہا احساس دلایا پر کبھی منہ سے یہ جملہ نہیں کہا اور شائد یہ دِلارہ کے بابا کی امانت تھا، وہ نثار ہی تو ہو گیا۔

"بہت۔ میں یہ سوچوں کہ اس عمر میں ہی ایک اتنی پیاری گڑیا کا باپ ہوں تو خود سے پیار ہونے لگتا ہے۔ تم عام بچوں

جیسی بھی تو نہیں ہو۔ میرا سمجھدار بچہ ہو جس نے اپنے مجرموں کو تمام درد کے معاف کر دیا۔ میں ہر لمحے کی تلافی کروں گا دِلارہ، یہ بابا کا وعدہ ہے"

وہ مسکرائی کیونکہ وہ تلافی کر چکا تھا، وہ انے بابا کے بس اتنے سے پیار کی طلب گار تھی، بس ممتا بھرا احساس، پدرانہ شفقت کی بھوکی تھی ورنہ اسے عزیزے نے محبت کی کمی نہیں ہونے دی، باران نے بھر دیا پر ان دو کی محبت اسکے اندر کے بچے کو شانت نہیں کر سکتی، اسکے لیے دِلارہ کو عیشاء اور توران چاہیے تھے۔

"جب ہم مخلص ہو جائیں، وفادار بن جائیں تو تلافی کرنی نہیں پڑتی۔ ہو جاتی ہے۔ آپ نے شاید کر دی ہو۔"

وہ پر سکون تھی یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اپنی خواہش جی رہی تھی، اس نے تو ران کا ہاتھ بے دھیانی میں پکڑا تو پھر چھوڑا نہیں، اسے بابا کے وینی خوبصورت ہاتھ دیکھ کر پیار آیا، وہ بہت زیادہ خوبصورت تھے پر وہ دگنا حفاظت کا احساس لیے ہوئے تھے، وہ اسکے ہاتھ کو چوم کر محبت اور ادب کا اظہار کرنا چاہتی تھی پر نہ کر سکی، اسے لگا یہ جلدی ہو جائے گا۔

"میں بہت خوش ہوں دِلارہ"

توران نے اسکا سر خود سے لگاتے اپنی خوشی سنبھالی نہ جانے پر جیسے بے اختیار ہوتے کہا، وہ دم سا سادھ لیتی اسکے ساتھ چپ چاپ لگ گئی۔

"وہ ڈنر پر جانے کو مان گئیں اس لیے؟"

دلارہ نے اسکے دل سے لگے ہی بچگانہ سی سرگوشی کی تو توران مسکرایا اور نفی کی۔

"نہیں۔ تم نے بہن بھائی کی ڈیمانڈ کی اس لیے۔ مجھے لگا تھا تم جیلس ہو گی۔ کیونکہ میں نے اپنا بہن بھائی نہیں آنے دیا، روپیٹ کر۔ میں مما کو بابا کے قریب بھی بھٹکنے نہیں دیتا

تھا کہ مجھے اکیلے عیش کرنے تھے تو وہ میرے رو رو پاگل
ہونے کے ڈر سے کبھی دوسرا بے بی پلین ہی نہ کر
سکے، بہت ڈان بچہ تھا میں۔ تو جب ساری تم مجھ پر تھی تو
مجھے ڈر تھا کہیں اس سائیکو پن میں بھی مجھ پر نہ چلی جاو"

یہ سب کہتے وہ جس طرح شرارت پر اترا، وہ شریر سا موڈ
دِلارہ میں بھی منتقل ہوا، وہ بھی مسکرائی۔

"میں ضرور جیلس ہوتی اگر میری لائف باران سے آباد نہ
ہوتی۔ میں چاہتی ہوں آپ اور مما بھی ایک میر ڈلائف
جئیں۔ عالی بھائی آپ جتنے ہی ہیں۔ تو انکی طرح آپکی بھی
اک لوو لائف ہو۔ ایک بے بی ہو کیونکہ میں تو اب آپ دو

کا بے بی نہیں رہی ناں۔ میں تو آدھا بی کا بچہ ہوں آدھی
باران کی۔ تو آپ دو کیا میرے انتظار میں بیٹھے رہیں
گے۔ ہر گز نہیں۔ بہت جلد میں پڑھنے چلی جاوں گی۔ پھر
آپ اور مما کے پاس میرے جیسا کوئی ہونا چاہیے ناں"

وہ اس وقت بچوں کی طرح اپنے پلینز بتا رہی تھی، اور
تو ران کا دل نہ چاہا یہ وقت گزرے، وہ چاہتا تھا وہ اسے سنتا
رہے اور وہ بولتی رہے۔

"تمہارے سب خواب اور خواہشیں پوری ہوں۔ سب کا
لاڈ پیار پاو۔ بس جیسے عیشاء کو مما کہتی ہو مجھے بھی بابا کہہ دو تو
میں اندر تک سکون پا جاوں گا۔"

وہ اسے دیکھتی سر ہلائے ٹھیک سے بیٹھی۔

"میں کہوں گی مگر ڈیل از ڈیل۔ آپ کو کونسا اینیمل پسند ہے؟"

دلارہ نے اسکے ہاتھ سے ریموٹ لیتے اپنا فیورٹ چینل لگایا جبکہ توران اسکے کان کی طرف جھکا۔

"مجھے تو جنگلی کتے پسند ہیں"

توران نے غرانے کی طرح کہا تو وہ مسکرائی اور پھر یکدم ٹھٹک کر توران کی طرف دیکھنے لگی۔

"آپ نے میرے کلاس میٹ کو کتوں سے کٹوایا تھا ناں۔ وہ آپکی کمانڈ تھی؟"

وہ یکدم حیران ہوا۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

توران کو حیرت ہوئی۔

"باران نے تکہ لگایا پر ابھی مجھے آپکی پسند سن کر لگا مے بی آپ نے۔۔۔"

وہ کندھے اچکا کر بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"بابا جنگلی کتے پالنے کے شوقین ہیں۔ میں بھی تھا۔ جس نے تم پر گندی نظر ڈالی تھی وہ کتوں کے آگے ڈالنے لائق ہی تھا۔ دفع کرو اس منحوس کو۔ دو تین سال تو زہر نہیں جائے گا کتوں کے کاٹے کا۔ مے بی تب تک انسان کا بچہ بن جائے وہ انڈے سے نکلا چوزا"

توران کو اس پر غصہ ہوتا دیکھے وہ مسکرائی۔

"آپ ڈان ہیں کیا؟"

وہ ڈرامائی انداز میں تفتیشی بنی۔

"اپنی بیٹی کے لیے ہوں۔"

اف کیا ادا تھی، کیا غرور تھا، دِلارہ کی ساری اداسی جیسے اسکا دامن جھٹک گئی۔

"میں بیٹی ہوں آپکی؟"

پھر سے وہ جذباتی ہوئی۔

"میرے دل کی شفاء ہو، میری جان سے پیاری بیٹی"

توران نے جھک کر اسکا ماتھا چوما تو وہ خفیف سا رنجیدہ ہوئی لیکن پھر اسکی گرے آنکھوں میں بس سکھ ہی سکھ نظر آیا۔

"مما تیار ہو گئی ہوں گی۔ چلیں۔ آپ شوز پہن لیں ناں۔"

وہ بیقرار تھی کہ عیشاء پر اسکا لیا ڈریس کیسا لگے گا، تو ران نے یس باس کرتے حکم کی تعمیل کی تو وہ مزید خوشی سے بھری جبکہ دوسری طرف باران نے عیشاء کے بال سٹریٹ کرنے میں ہلپ کی اور اسے پتا لگے بنا اسکی بیک سائیڈ وہ پرفیوم بھی سپرے کر دی، اور وہ خالی بوتل بھی رازداری سے بیڈ کے نیچے دھکیل دی۔

"ارے۔ یہ پرفیوم۔۔ تم نے لگا رکھا ہے؟"

وہ جو اپنے ائیر رنگز پہن رہی تھی، ناک کے نتھنوں میں گھستی مانوس اور روح میں اتری خوشبو پر چونکی تو باران نے اعلی پائے کے اداکاروں کو مات دیتے معصومیت سے لاعملی

کا اشارہ کیا جبکہ وہ حیران تھی کہ اس نے تو ابھی پرفیوم نہیں لگائی پھر وہ مہک کیوں رہی ہے۔

"یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے باران۔ تمہیں آرہی ہے۔ یہ تو تو ران کی فیورٹ ہے۔ وہ یہاں چھوڑ گیا کھلی؟ پر پہلے تو نہیں آرہی تھی۔ اچانک۔۔۔۔"

عیشاء نے اس بچارے کی جان کہاں چھوڑنی تھی، دونوں ماں بیٹی جاسوس ہونے میں بلکل ایک جیسی تھیں۔

"مے بی یہیں کہیں ہو کھلی۔ تم ٹک کر کھڑی ہو میں بال کر رہا ہوں سیدھے۔ یہ تم لڑکیاں نہاتے ہی برش پھیر لیا کرو

تاکہ سیدھے ہو جائیں بال۔ ان تپتی مشینوں کے بیچ بال دے کر پتا نہیں کیا مزہ آتا ہے"

باران کو خفگی سے بڑبڑاتا دیکھے وہ خوشبو سے دھیان ہٹاتے ہنسی، وہ سہیلی ہی لگ رہا تھا جو عیشاء کو سجنا کے لیے سجنے میں مدد کر رہی تھی اور چڑ بھی رہی تھی۔

"اب سب لڑکیوں کے بال تمہاری دِلارہ جیسے تو نہیں ہو سکتے ناں کہ ہاتھ پھیرتے ہی سیدھے ہو جائیں۔ اسے تو لگتا ہے ددھیال سے ملی بالوں کے مضبوط اور گھنے ہونے کی قوت، تو ران کے دیکھو کس قدر اچھے ہیں۔ سنا ہے المیرا امی کے بھی لمبے ہیں دلارہ کی طرح اور گل خانم کے بھی۔ اب

ویسے بھی اوروں کے بال تو جھنجھٹ ہی لگیں گے تمہیں میرے بھائی۔ دِلارہ کے جو پسند آ گئے"

وہ شکوے بھی کر رہی تھی اور رشک بھی جبکہ وہ واقعی مسکرایا کہ اسکی دِلارہ جیسے نہ کسی کے بال ہیں نہ ہیر اسیسریز لگانے کا ڈھنگ و شوق۔

"ہنہ۔ تمہارے بھی اچھے ہیں بس جھاڑو لگ رہے تھے سٹریٹ ہونے سے پہلے"

باران نے منہ پھٹ ہونے میں ڈگری لی تھی، عیشاء نے اس بدذبان کو گھورا۔

"شرم نہ آئی تمہیں میرے بالوں کو جھاڑو کہتے۔"

عیشاء کا دھیان پرفیوم سے ہٹا کر وہ میسنا مزے لے کر ہنس رہا تھا۔

"اچھے شیمپو اور کنڈشنر کو استعمال کرو تو نہیں کہوں گا۔ اپنی بیٹی سے ٹپس لو بالوں کے لیے۔ چلو اب ٹک کر کھڑی رہو مجھے کام کرنے دو۔"

وہ ڈانٹ کر بھی مسکرائے جا رہی تھی، باران نے فائنلی بنا اسکے بال جلائے سارے سٹریٹ کیے تو عیشاء کی لک مزید کلر ہوئی۔

"اب ہیلز بھی پہن لو یا تو ران کو کہوں پہنائے؟"

عیشاء نے اپنا فل لک لہرا کر دیکھا تو اس ماڈلنگ کوئین کو پیچھے کھڑے میل ورژن سہیلی نے منہ بسورے چھیڑا بھی اور ٹوکا بھی۔

"وہ پہنا ہی نہ دے۔ پیٹ دکھتا اسکا۔"

عیشاء نے منہ بسورتے جا کر خود کا وچ پر بیٹھے ہیلز پہنی شروع کی تو باران پاس ہی بیٹھا۔

"پیٹ سے تھوڑی پہناتا۔ تم بھی فارغ ہوتی جا رہی ہو دن بدن۔ میری بوڑھی دوست"

وہ پاس بیٹھا بس لقمے دے رہا تھا اور وہ سٹریپس سے لڑتی گھور رہی تھی۔

"اوئے بوڑھی کسے کہا۔ پچیس کا فگر اور سکن ٹیکسچر ہے۔ بیٹا تم سے کچھ سال چھوٹی ہوں تو بوڑھے ہو گے تم"

ایک پیر پر ہیل چڑھاتے وہ امید میں تھی کہ باران ہلیپ کرے پر وہ تو کسی کے پیر کو دیکھے نہ، چھونا دور۔

"ہنہ۔ مرد پچاس کا بھی جوان ہوتا ہے۔ میرے چاچو زندہ اور جیتی جاگتی مثال ہیں۔ آج بھی کلر اور ہاٹ لک ہے انکی۔ سر پر پورے بال اور چہرے پر اک سلوٹ نہیں"

باران اب کیسے پیچھے رہتا مقابلے سے۔

"بیٹھا لقمے دے رہا ہے۔ یہ نہیں مدد کر دوں۔ ہاتھ میلے نہیں ہو جائیں گے تمہارے"

عیشاء نے اسکی زبان قینچی سی چلتی دیکھے تپ کر کہا پر وہ نواب بنا کندھے اچکا کر مزے سے ٹیک لگا گیا۔

"میں کسی کے پیر نہیں چھوتا۔ آپ خود کریں پیاری دوست"

دانت دیکھاتے مشورہ دیا اور عیشاء کو زہر کا بورا لگا، وہ کیا جانے یہ شخص بس دِلارہ کے لیے جھکتا ہے ورنہ اس میں اک عدد سریافٹ تھا۔

"شوخا۔ خیر بتاو کیسی لگ رہی ہوں"

آخر کچھ دیر ہیل لیسیز سے لڑنے کے بعد وہ کامیاب ہوئی اور اٹھ کر اپنی فائنل لک کے لیے سوال کرتے باران کی آنکھوں میں ستائش کھوجی۔

"بہت اچھی۔ بہت دنوں بعد تمہیں ایسا چمکتا دیکھا۔ دعا ہے یہ بہار تم پر صدا رہے۔ خوش رہو"

باران نے اسکو جذباتی کر دیا پر ابھی وہ ہو جاتی تو مسکارہ خراب ہو جاتا تبھی پی گئی جذبات۔

وہ باہر ساتھ آئے تو دلارہ بھی بابا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باہر لاونج کی جانب چلی آئی۔

وہ چالیس سال کی عمر میں اپنی خود سے چند سال چھوٹی بیوی کے ساتھ ڈیٹ پر جانے والا تھا اور یہ ڈیٹ ان دو کی لگ بھگ اٹھارہ سال کی بیٹی نے ارینج کی تھی، اور وہ دو دنیا کا بیسٹ کپل لگ رہے تھے۔ جب عیشاء ریڈی ہو کر ایک ویسٹرن ڈریس میں تھوڑی بولڈ لک کے ساتھ تیار ہو کر آئی تو توران مسدور، جسکے حسن کے قصیدے موسم اور

منظروں کی زد زبان تھے وہ تک مبہوت رہ گیا۔ وہ اک نئی زندگی جینے والا تھا، اٹھارہ سال تک جرمنی کی جیل میں اک خطرناک جاسوس کے فرائض نبھانے والا زندگی کے چالیسویں سال جا کر اک نارمل اور رومنٹک زندگی پانے والا تھا۔

اور وہ دو ایک دوسرے کو مٹی سے کندن بن کر ملے تھے، ان دو کا ایک دوسرے کو مبہوت ہو کر دیکھنا، دلارہ اور باران کو بھی بے حد حسین لگا۔

"اب آپ دو ایک دوسرے کے۔ انجوائے داڈنر۔ ڈرائیو آپ دو کو وینیو پہنچا دے گا"

دلارہ نے ان دو کو ایک دوسرے سے نظریں ہٹانے کو متوجہ کیا ورنہ وہ آنکھیں ایک دوسرے سے کب ہٹا پاتے۔

"ہم ہو کر آتے ہیں پھر۔ تم دو بھی کہیں ڈنر کرو۔ یہ لو میرا کارڈ دلارہ۔۔ اس کو پے مت کرنے دینا بچارا ابھی بے روزگار ہے"

توران نے مسکرا کر اپنا کارڈ دلارہ کی طرف بڑھایا جس نے لینے سے پہلے باران کو دیکھا جس نے آنکھوں کے اشارے سے کارڈ پکڑنے کا کہا، اب سسر پلس باپ کو لوٹنے کا روز روز موقع کہاں ملتا۔

"میرے پاس میری ملکہ ہے۔ پیسوں کی کمی ہو میرے دشمنوں کو پھر بھی آپکا شکریہ سسر جی۔ یو آر ویری کائنڈ۔ انجوائے داڈنر"

وہ بھی اس وقت فل شرارتی موڈ میں تھا، دِلارہ نے بھی کارڈ دبالیا کیونکہ اب بابا کو لوٹ کر بتانا بھی تو تھا کہ وہ بیٹی والا ہے۔

توران نے عیشاء کو اپنی بازو دی جسے اس نے چار و ناچار تھام لیا ورنہ اس سر پھرے کا کیا بھروسہ سب کے بیچ زخمی وجود کے باوجود اسے اٹھالے جاتا، دِلارہ اور باران نے دونوں کو

رشک سے جاتے دیکھا اور پھر دِلارہ مسکراتی باران کی طرف پلٹی۔

"تو مسیز باران یلدرم! کیا بننا پسند کریں گی اب آپ۔۔پاپا کی پری یا باران یلدرم کی ملکہ"

وہ بازو کھولے کھڑا اسے شرارت سے دیکھتے مسکرایا جبکہ وہ یوں قریب آکر گھوری جیسے کہہ رہی ہو تم رہ گئے تھے کیا؟

"پاپا کی پری اب میری بے بی بنے گی۔۔یعنی ہم دونوں کی بیٹی۔میں تمہاری ملکہ ہی ٹھیک ہوں"

وہ اسکے حصار میں آ رکی۔ کیا ٹھاٹ تھے، کیا غرور تھا، کیا ادائیں تھیں۔

"ارے ارے۔ تم تو اماں بننے کے لیے تیار بیٹھی ہو؟"

باران نے اسکا چہرہ بغور تکتے ماتھا چھوا کہ بخار میں تو نہیں بڑبڑائی، چہرے کئ نظروں سے جانچ کی کہ یہ اسکی بیوی کسی سے بدل تو نہیں گئ۔

"تم نے باز نہیں آنا باران یلدرم تو مجھے ہی ذہنی طور پر تیار ہو کر بیٹھنا پڑے گا"

اس بار وہ نا صرف خود مسکرائی بلکہ باران کے خوبصورت ہونٹ بھی متبسم ہوئے پھیلے۔

"اف۔ایسا نہ کہو میری جان۔مجھے ڈیسنٹ رہنے دو"

وہ صدماتی انداز میں ہنس پڑا۔

"زرا اچھے نہیں لگتے ڈیسنٹ"

وہ منہ پھلا کر بازو اسکے شانوں پر ٹکا کر بولی، اکسانے کی کوشش!

"تم مجھے بد تمیزی پر اکسا رہی ہو کیا یا مجھے لگ رہا ہے"

باران نے اک بار یقین دہانی چاہی اور وہ جیسے چہرہ اسی کی گردن میں چھپا کر ہنس پڑی، باران کا قہقہہ بھی لاونج میں گونج کر رہ گیا۔

"چلو توران مسدور کو آج جی بھر کر لوٹیں۔ gobala کی ساری سوغاتیں خریدتے ہیں۔ اب بیٹی تھوڑی مہنگی پڑے تبھی بیٹی لگتی ہے۔۔۔"

وہ اسے الگ کرتا اس وقت مشن لوٹنے کے لیے ایکسائٹڈ تھا، جبکہ دِلارہ پاپا کی پری کے بجائے سچ میں باران کی ملکہ بنی اسکی کرائم پارٹنر بن چکی تھی، آج توران کے کارڈ کا اللہ ہی حافظ تھا۔

"مجھے لگا مما بابا مجھ سے اللہ نے واپس لے لیے تو شاید انکو مما بابا کا اپنی فیملیز کو ناراض کر کے ایک ہونا پسند نہیں آیا۔ میں ہمیشہ ان دو کے لیے دعا کرتی آئی کہ اللہ ان سے راضی ہو جائے۔ تبھی ڈرتے ڈرتے زندگی گزاری کہ سب کر لوں گی کبھی محبت نہیں کروں گی، یہ اللہ کو شاید ناراض کرنے والا عمل ہے"

وہ اسے لیے پارک آیا تھا، یہ جگہ پارک سے زیادہ خوبصورت اور پر سکون تھی، بہت سارے پھول، سبزہ اور لائٹنگ تھی، لیکن پھر بھی اتنے لوگ نہ ہونے کے سبب

سکون تھا،وہ سیمنٹ کے بینچ پر بیٹھے تھے،عالی نے بازو اسکے اطراف حائل کرے اسے خود سے لگا رکھا تھا اور اسے کب سے سن رہا تھا،تب تک سننا چاہتا تھا جب تک ایدا کے اندر کی ساری تکلیف باہر نہ آجاتی۔

"پھر محبت کرنے کا کیسے ارادہ بنالیا تم نے؟"

وہ اسکے سوال پر اداس سا مسکرائی اور چہرہ اٹھا کر عالی کو دیکھنے لگی۔

"محبت کرنا اللہ کو ناراض نہیں کرتا بس ہر معاملے میں حد سے گزرنا کر دیتا ہے۔جو مما بابا نے کیا۔میں نے جب آپکو

پہلی بار دیکھا تھا میں تبھی آپ پر فدا ہو گئی تھی۔ لیکن میں محبت کرنے کا حق نہیں رکھتی تھی، میں نے خود سے وعدہ کیا تھا آپ سے کبھی نہیں کہوں گی کہ آپ مجھے چاہیں اور مجھے اس گھٹن سے نکال کر لے جائیں۔ لیکن دل میں برابر آپکو اللہ سے مانگتی رہی کہ خود ہی مجھے عالی دے دیں"

وہ آج اداس تھی تو عالیان کی پوری دنیا بوجھل تھی پر وہ آج اپنے راز خود ہی کھولتی جا رہی تھی، عالیان نے اسکو محبت بھری نظروں میں بسا رکھا تھا کہ وہ اسکی ہر سانس کے ساتھ اسکے سکون کی دعا کر رہا تھا۔

"تم نے سچ میں اللہ سے مانگا مجھے؟"

وہ اسکے چہرے کو انسیت سے تکتا سر گوشی کی مانند بولا تو وہ سر ہلا گئی۔

"بارہا۔ اتنی بار دو سال میں سانس نہیں لی جتنی بار میرے دل نے آپکو مانگا"

وہ اس سے بہتر اپنا خلوص اور محبت سمجھا نہ سکتی تھی۔

"تبھی تو سیدھا تمہاری گود میں آ گرا تھا، پکے پھل کی طرح۔"

یہ اس اداس سی جان کو مسکراہٹ دینے کی کوشش کی گئی تھی اور کامیاب بھی ہوئی۔

"نہیں۔ اللہ نے خود آپکو میرے ہاتھ میں تھمایا کہ میں نے اتنی دعائیں مانگ لی تھی۔ آپ میرے لیے درد میں ہیں، میں سنبھل جاوں گی وعدہ کرتی ہوں عالی اور کبھی یہ بات مسدور حویلی والوں کو پتا نہیں چلے گی۔ میں آپکے ساتھ ہوں، مجرم اپنے کیے کی جیتے جی سزا پا چکا ہے بس یہ تکلیف کم ہو جائے جو دل کو ہو رہی ہے تو میں نارمل ہو جاوں گی"

وہ اسکے لیے پریشان تھا اور ایدا یہ دیکھ نہ پا رہی تھی، وہ اسکی ایفرٹس جانتا تھا پھر بھی وہ اسے ہر تکلیف سے اپنے ہاتھوں نکالنا چاہتا تھا۔

"ہمیں بعض اوقات کچھ تکلیفوں کے ساتھ ہی سروائو کرنا پڑتا ہے ایدا۔ انکا درد یا ٹیس کبھی ہمارے اندر سے نہیں جاتی۔ وقت کے ساتھ ہم کچھ خساروں اور کمیوں کے ساتھ جینے لگتے ہیں۔ وہ ہمارے اندر سے کبھی نہیں جاتیں پر پھر عام لگنے لگتی ہیں۔ تم بھی جلد اس تکلیف سے نکل آو گی۔ بس یہ سوچو کہ جب وہ تمہاری محبت کو مکمل ہوتا دیکھ رہے ہوں گے تو اس جہاں بہت خوش ہوں گے۔ ماں باپ کی تو ساری خوشی ہی اولاد سے جڑی ہوتی ہے۔ تم انکی خوشی ہو، تمہارا آرام و سکون ہی انکی راحت ہے"

عالیان نے اسکو خود سے لگاتے بچوں کی طرح اسکے بال سہلاتے، پشت تھپکاتے یہ سکون بہم پہنچایا تو ایدا کو جیسے سکون سا آنے لگا، وہ عالی کے دیے دلاسوں سے سنبھلنے لگی۔

اور وہ تب تک ایدا کے پاس رہا جب تک وہ دنیا جہاں سے ناراض رہی اور پھر وہ لوگ یلدرم حویلی پہنچے جہاں وہ تین نفوس بھی ایدا کو اپنے دل سے لگا کر سنبھال لینے کے لیے تیار تھے، خاص کر نازلی جس نے اسے ماں کی طرح ہمیشہ احساس دیا، پھر اسماعیل یلدرم جنکا سکھ تھی وہ گڑیا، انکی بہن کی نشانی اور امانت، آزاد کو پیاری تھی اور وہ بھی اسکے کسی

دکھ درد پر راضی نہ تھا، وقت ایسا تھا کہ سبکو مل کر ایک دوسرے کو سنبھالنا پڑ رہا تھا، اور جس طرح وہ سب یک جان ہو گئے تھے، لگتا نہیں تھا اب کسی تکلیف کا سایہ بھی انھیں چھو سکے گا۔

.._____..

جہاں باران اور دِلارہ نے اباجی کے کارڈ پر gobala کی مارکٹس لوٹیں وہیں وہ دو ہنس کا جوڑا اپنی زندگی کی پہلی خوبصورت ڈیٹ پر پہنچا، جگہ بہت خوبصورت تھی، پورا ایریا صرف عیشاء اور توران کے لیے ریزرو تھا، وائلن کی دھن تھی، رومان پرور ماحول اور خاموشی، ٹھنڈ سے بچاو کو

آتش دان میں جلتی لکڑیاں، ان سے نکلتے گلفام رنگ جو تو ران اور عیشاء کے وجود کو تمام وقت حصارے رہے، کھانا بھی بہت سپیشل تھا، ہر قسم کی ورائٹی تھی، وقفوں کے سنگ وہ دونوں کو سرو کیا جارہا تھا جبکہ عیشاء سارا وقت اس آدمی کی نظروں سے بچتی رہی اور وہ گرے مدہوش آنکھوں کے وار سے اسے گھائل کرتا رہا۔

ان دو کو ڈنر سے فری ہونے میں نو بج گئے تھے، بس میٹھا سرو ہو رہا تھا اور اسکے بعد وہ واپس ریزاٹ جانے والے تھے، میٹھے میں کنڈینس ملک سے بنی کوئی علاقائی ڈش تھی جس میں نٹس، چاول کا آٹا، اور اوٹس بھی تھے، بیریز کے

سنگ اسکی گارنشنگ ہوئی تھی، شہد سے اسکی مٹھاس بڑھائی گئی تھی جبکہ کنڈینس ملک ویسے ہی بہت میٹھا ہوتا ہے اور یہ خاص ڈش اس علاقائی ریسٹورنٹ میں خود تو ران نے بنائی، اس میں بس بیس منٹ لگے تھے اور یہ سپیشل شیف صاحب کی گزارش تھی کہ عیشاء اسے ٹرائے کرے۔

"میں میٹھا نہیں کھاتی"

وہ اک شیشے کی پیالی میں وہ میٹھا ڈال کر پیش کر رہا تھا جب عیشاء نے منع کرنا چاہا۔

"اس میں زیادہ شہد ہے تو تمہارے فگر کو کچھ نہ ہو گا۔ ٹرائے تو کرو۔ سپیشل پرمیشن لے کر اپنی سگنیچر ڈش بنائی ہے یہاں وہ بھی صرف تمہارے لیے۔ اس ریسٹورنٹ کے سٹاف کو بھی ریسپی دینی پڑی"

وہ اتنا اصرار کر رہا تھا کہ عیشاء کو انکار کرنا مناسب نہ لگا، ڈرتے ڈرتے ہی اس نے وہ میٹھا لیا کیونکہ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا وہ بہت ہیوی ہو گا۔

توران نے اپنے لیے بھی تھوڑا سا ڈش آوٹ کیا جبکہ نظریں اسکی عیشاء پر جمی تھیں، اس نے پہلی سپون جیسے ہی منہ میں

ڈالی، کئی طرح کے مزیدار زائقے اور اک ریچ دل موہ لینے والا احساس عیشاء کی زبان تک گھل گیا۔

"O My God..

میں نے اس سے زیادہ مزیدار میٹھا آج تک نہیں کھایا"

وہ جو منہ بنا کر یہ کھانا شروع ہوئی تھی، خود کو روک نہ پائی، وہ سچ میں بے حد لذیز اور مزیدار چیز تھی۔

"تم نے مجھے کھار کھا ہے۔ جھوٹی کہیں کی"

تو ران کے مسکرا کر چھیڑنے پر عیشاء کے کان دھواں چھوڑ گئے۔

"تم کہاں سے میٹھے تھے، کڑوے کسیلے"

وہ بھی بنا خائف ہوئے لڑ پڑی، وہ مسکرایا تو اسکی مسکراہٹ عیشاء کے اندر تک سنسنی اتار گئی۔

"اب کڑوا نہیں۔ تمہارے لیے تو ہرگز نہیں۔"

بہت کچھ جتایا گیا تھا ان مدہوش مست آنکھوں سے کہ وہ پہلو بدلنے پر مجبور لگی۔

"مجھے یہ اور ملے گا ناں؟"

وہ بے تابی سے بولی، اس نے لگ بھگ سارا باول ہڑپ کر لیا۔

"ہاں بہت سا ہے۔ مزے سے کھاو"

جناب نے دل کھولے اجازت دی اور کھاوہ رہی تھی، مٹھاس توران مسدور کے اندر بھر رہی تھی، عیشاء نے دو باول مزید کھائے پھر بھی وہ فل ہو گئ تبھی چھوڑا ورنہ وہ چیز چھوڑنے والی تھی ہی نہیں، دس تک دونوں ریزاٹ واپس پہنچ آئے تو باران اور دِلارہ بھی اسی وقت آوارہ گردیاں کرتے پہنچے تھے۔

جبکہ عیشاء کو توران کے ساتھ خوش دیکھے دلارہ نے اپنی شرط پوری کی، توران نے بازو کھولے اور وہ خوشی خوشی آکر توران کی بازووں میں جا سمٹی اور جس آسودگی سے وہ

دو گزرے، اسکے گواہ عیشاء اور توران تھے، وہ اپنی بیٹی کو اپنے دل سے لگا کر دنیا فتح کر چکا تھا، اب وہ کسی چیز سے ہارنے والا نہ تھا، اب اسکے سینے اسکے جگر کا ٹکڑا لگا تھا، بہت دیر بعد وہ دو دور ہوئے، دِلارہ کو اپنے کہے کا اتنا پکا پائے وہ جی اٹھا جبکہ وہ بابا کے بعد عیشاء سے بھی گلے لگی۔

جہاں باران، سب شاپنگ بیگز رکھنے کمرے میں گیا وہیں عیشاء بھی چینج کرنے گئی پر بابا نے بیٹی کو پھر سے روک لیا، وہ اسے کارڈ دے رہی تھی پر توران چاہتا تھا وہ اسے خالی کر دے۔

"یہ خالی ہو چکا ہے۔ سب لوٹ لیا میں نے"

دِلارہ نے جناب کو ہوش دلایا تو توران نے اس دنیا جہاں کی سب سے پیاری لوٹیری کو دیکھا۔

"پھر بھر دوں گا۔ تم دوبارہ لوٹ لینا۔ مجھے بہت اچھا لگا تم سے گلے لگ کر۔"

وہ اس وقت جذباتی ہو رہا تھا اور دلارہ ہر گز جذباتی ہونے کے موڈ میں نہ تھی۔

"مجھے بھی"

وہ بھی جوابا مسکائی لیکن بہت زیادہ خوش ہے اسکو شو نہ کرتے اپنی خوشی بھی آدھے سے زیادہ چھپالی ورنہ وہ اس

وقت اپنی زندگی میں کی جاتی ہر خواہش کی تکمیل لیے بیٹھی تھی، وہ وقت دور نہ تھا جب اسکی دعاوں میں مزید کی خواہش کے بجائے میسر سکھوں کی سلامتی بچ جاتی۔۔

"اب مجھے جانا ہو گا۔ اپنی وائف کو وقت دیں اب"

دلارہ نے توران کے کچھ زیادہ ہی پیار جتانے پر اجازت چاہی اور اٹھی جب وہ اسے بازو سے پکڑ کر واپس بٹھا گیا اور گھورا بھی، پہلی بار بیٹی گلے لگی ہو تو باپ کا دل کیسے چاہے گا وہ آنکھوں سے اوجھل ہو۔

"کہاں جانا ہے تمہیں؟ بولو، میری بیٹی ہو۔ تم پر حق ہے میرا"

توران نے آئبرو اچکائے اور حق جمایا جبکہ اسے خود پر حق جماتے انداز پسند تھے، جیسے باران جماتا، جیسے بی جماتیں۔۔

"میرا ہسبنڈ میرا ویٹ کر رہا ہے، اسے میں زیادہ انتظار نہیں کروا سکتی۔ پوری آپکی نہیں۔ اور مما بھی چینج کر چکی ہوں گی۔ ریسٹ کریں ناں۔ میں نے اور باران نے جو جو خریداوہ دیکھنا بھی تو ہے"

دلارہ نے راج ہنس سی گردن اکڑاتے توران کو دیکھتے جتایا تو ادھر منہ بگھڑا پر پیار بھی آیا جس طرح وہ لوٹ مار کو دیکھنے کے لیے ایکسائٹڈ تھی۔

"ایک تو میں تمہارے اس باران سے تنگ ہوں۔ یہ ہم باپ بیٹی کے بیچ ولن کہاں سے آگیا اتنی جلدی۔ نمونہ"

وہ دلارہ کا مزید وقت چاہتا تھا تبھی اسکے وقت کے لیے لڑنے لگا جبکہ وہ آگے سے آنکھیں چھوٹی کیے دیکھنے لگی، نمونہ کیسے کہا اسکے شوہر کو ان جناب نے؟

"بلکل ویسے جس طرح مجھے اتنی جلدی پیدا کر دیا تھا آپ نے۔اب بگھتتیں مسٹر ڈیڈی۔ کس نے کہا تھا میری شادی کے بعد واپس آئیں، اب میں صرف آپکا اور مما کا بے بی نہیں ہوں۔اس شخص کی بیوی بھی ہوں جسکی سب کچھ ہوں میں۔تو اب آپکو کمپرومائز کرنے ہوں گے"

وہ سب سن سکتی تھی، باران کے لیے ولن کا حوالہ تو ہر گز نہیں، جبکہ توران نے اسکا ہاتھ پکڑے چوما جس طرح اس نے خود کو توران اور عیشاء کا بے بی کہا۔

"بابا کہو میری جان"

اف یہ لڑکی اپنی ضد کی پکی نکلی تھی، توران سا آدمی منت پر اترا ہوا تھا، اور بنا اگلی ڈیل کے بھلا وہ بابا کیسے کہتی۔

"تو پھر مما کو ٹائم دیں۔ اور موقع دیں مجھے کہ یہ ڈیل پوری کر سکوں"

بھلے وہ بابا کو ستا رہی تھی پر یہ کہتے خود ہی مسکرا دی اور توران بھی ہنس دیا، دونوں ہی جس طرح بلش کر اٹھے، لگا ایک چاند کے دو ٹکڑے ہوں۔

"اسکے بعد ہماری ڈیلیز ختم ہو جائیں گی ناں؟"

وہ دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے، رات بھی ہو چکی تھی اور نیند بھی آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"کیا پتا۔"

وہ شرارت سے کہہ کر بھاگ نکلی تو توران نے وہیں رک کر کتنی دیر اسکو دیکھا پھر خود بھی مسکراتا ہوا اپنے والے روم کی طرف بڑھا، ڈور اوپن کیا تو عیشاء ابھی تک چینج کر کے نہیں لوٹی تھی، جبکہ کمرہ اب تک سجا ہوا تھا، خوشبوئیں رقص کر رہی تھیں، دلارہ بھی روم میں آئی تو باران سارے شاپنگ بیگز کھولے دیکھ کر مسکرا رہا تھا کہ بچارے توران کو بے وجہ ہی لوٹتے رہے۔

وہ اپنی سانسوں میں اترتی مہک پر پلٹا تو وہ یکدم جذباتی ہوتی ٹھیک باران کے پاس آتی اسکی بازووں میں جا سمٹی، وہ بھی جیسے آسودگی سے اپنی بازو سمیٹ کر اسے سینے میں بسا گیا۔

"مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے باران۔ سب خوبصورت لگ رہا ہے"

وہ اسکی جانب دیکھے اپنی آنکھیں نم ہونے سے روک نہ سکی، باران نے اسکا جھک کر ماتھا چوما، اسکے اندر تک مزید راحت اتاری۔

"میں اس خوبصورت لگنے کو تمہارے لیے قائم دائم رکھنے کی دعا اور کوشش کروں گا دِلارہ"

وہ اسے بہت پیار سے یقین دلا رہا تھا، ماتھے پر حدت کا احساس بدستور قائم تھا اور وہ گرے آنکھیں باران کے چہرے سے سرکتی آنکھوں تک جا رکیں۔

"تم کوشش بہت اچھی کرتے ہو۔"

وہ اسکے پاس آج سچ میں ہر درد سے آزاد تھی، ہر حسرت سے پرے، ہر تکلیف سے کوسوں دور، اور باران نے اسکو نظر لگا دینے کے ڈر سے اسے خود میں بھینچ لیا کہ پیار جب

حد سے بڑھے تو وہ بس دلارہ کے لیے دعا ہو، نہ کہ
آزمائش، دونوں کے سارے دکھ درد تمام ہو گئے تھے۔

توران نے ٹائے کھینچ کر بلیزر اتار کر ہینگ کرے شرٹ
کے دو گریبان سے اٹیچ ٹائیٹ بٹن کھولے، اور مسکرا کر
آئینے کے پار سے اپنا ہی وہ چہرہ دیکھنے لگا جو اٹھارہ سال بعد
اسے دیکھائی دیا تھا، پھر میسج رنگ پر اس نے پلٹ کر
میٹرس پر آکر رکھا فون جھک کر اٹھایا، جھکنے میں اسے درد
ہوا اور درد مسلسل کھڑے رہنے اور بیٹھنے سے معمولی سے
زیادہ تھا پر سب محسوس کرنے کی بات تھی۔

وہ باہر اپنے ہی دھیان میں آئی اور توران کو فون پر دیکھے آ کر آئینے کے سامنے رکے اپنی جیولری اتارنے لگی، توران نے بابا کا میسج دیکھتے مسکرا کر کچھ لکھا، وہ اسے مسدور حویلی کی سجاوٹ دیکھا رہے تھے جو کل ان سب کے آنے کی خوشی میں آج ہی مکمل کر لی گئی تھی۔

"تمہیں یہ دیکھنا چاہیے عیشاء"

توران نے بے اختیار پکارا تو وہ پاس آ کر رکی اور توران کے ہاتھ میں پکڑے فون کی سکرین پر ابھرتی پکچرز دیکھ کر توران کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی، جو عیشاء کی گردن

سے اٹھتی من پسند خوشبو پر اپنے اندر ہلچل محسوس کرتا مدہوش تھا، فوراہوش میں آیا۔

"یہ سب ہمارے لیے ہو رہا ہے؟"

عیشاء کا سوال اس وقت نہایت معصوم تھا، وہ کتنی دیر اسکو دیکھتا رہا۔

"آفکورس جاناں۔"

اقرار کچھ آنکھوں سے ہوا کچھ لفظوں سے، وہ جیسے نا جانے کیوں جذباتی سی ہوئی، جا کر پھر آئینے کے سامنے رک کر کھڑی ہوئی، دوسرا ائیر رنگ بھی اتارا۔

"اس نے گلے لگایا مجھے، اب تم بھی لگ جاو"

اس شخص میں پھر سے مریض عشق والے جراثیم جاگ رہے تھے اور عیشاء اسکی ریکوسٹ کا انداز دیکھنے لگی، پلٹ لر دیکھنے لگی جب اس نے موبائیل واپس میٹرس پر رکھا، اک ہاتھ بالوں میں پھیرے، دوسرا ہاتھ عیشاء کی طرف پھیلائے پھر مسکرایا، سنجیدہ ہوا، پھر مسکرایا۔

"اس نے اپنے بابا کو گلے لگایا ہے توران صاحب"

عیشاء نے اداسے وجہ دیے انکار کیا، اسکا لہجہ خفیف سا کانپا تھا اور یہ توران نے شدت سے محسوس بھی کیا۔

"تم نقل نہیں کر سکتی اسکی کیا؟۔ کیسی ماں ہو۔ اس سے زیادہ تمہاری پراپرٹی ہوں۔ وہ اپنے بابا کے سینے لگی تو تم اسکے بابا کے گلے لگ جاو۔ کیا بل آجائے گا تمہارا؟"

وہ پاس نہ آئی تو توران نے خود ہی بیچ میں حائل بدمزہ سا کر دیتا فاصلہ عبور کرے ہاتھ سمیٹ کر بازو کھولے تو وہ اسکے یوں کرنے پر اس شخص کے چہرے کی خواہش پرکھنے لگی، وہ سچی تھی، ہر طلب و غرض سے پاک، ہر منافقت سے پرے، ایسی کہ دیکھتے دل پیار میں ڈوب سا جائے۔

"مجھ پر بھی تم باپ بیٹی کا اثر ہو گیا۔ اب سے میں بھی ہگ پرسن نہیں رہی۔ چلو آرام کرو زخمی پیٹ والے آدمی"

اب سراسر زیادتی ہو رہی تھی، اتنے حسین وجیہہ اور اپنے لیے بے تاب و بے قرار شوہر نامدار کو ایسے نام سے پکار کر وہ اسکو اداس کر رہی تھی، اور کاوچ پر سونے کے پورے ارادے بھی رکھتی تھی، یہ اس خوبصورت سجے کمرے کی توھین تھی کہ وہ اتنے دور رہیں۔

"زخمی دل والا آدمی کہو بیوی۔"

بازو بہت ہی دکھ سے سمیٹتے ہوئے اس نے مسکینی اوڑھی جبکہ اپنا تکیہ سرہانے کی جانب سے اٹھاتے اٹھاتے وہ رک گئی اور توران کو دیکھتی رکی جس نے بازو واقعی سمیٹ لیے تھے۔

"کس کی اجازت سے بازو سمیٹے تم نے توران مسدور؟"

عیشاء کو بھر کتا دیکھے وہ کمینگی سے مسکایا کیونکہ یہی اسے اکسانے کی کوشش جو تھی۔

"آجاو۔یہ تمہارے لیے کبھی نہیں سمٹ سکتے۔"

محبت کا ہر رنگ تھا توران کے لہجے میں، جذب تھا، چاہت تھی، دیوانگی و بے اختیاری میں ڈوبا استحقاق تھا، وہ کٹی پتنگ کی طرح اسکی اور کھینچنے لگی، فاصلہ گھٹ رہا تھا تو وہ پگھل کر موم بھی اسی رفتار سے ہو رہی تھی۔اب وہ دیر کرنا نہ

چاہتی تھی نہ وہ ہونے دیتا، پہلے ہی وہ دو زندگی کے کئی خوشمنا شب و روز خسارے کی گرد میں دفنا آئے تھے۔

"بہت بڑا دعوی کر رہے ہو توران"

وہ اسکے بازووں کے حصار میں تو آگئی پر ابھی بھی بے یقینی کی دھوپ تلے جھلس رہی تھی۔

"بہت بڑی جدائی بھی تو سہی ہے۔ دعوے تو بڑے ہوں گے۔ تمہیں کیا لگتا ہے جس زندگی کے موڑ پر ہم ہیں، دعوے کرنے کا وقت ہے ہمارے پاس، یا ہمارا رشتہ بے یقینی کے کسی احساس کو جانتا یا پہچانتا ہے؟"

وہ اسکو قریب لانے میں بے صبر انہ تھا، اگر وہ اسے اپنی خواہش پر پاس لاتا تو وہ دل سے کبھی نزدیک نہ ہوتی، دور ہی رہ جاتی، جبکہ وہ اسکے سوالوں، اسکے لہجے اور آنکھوں کی بے پناہ چاہت پر اسکے حصار میں بے خوف ہونے لگی۔

"تم میری خوشبو میں آج بھی اس رات کی طرح مہک رہی ہو لیکن اف یہ بیمار آدمی"

وہ چپ رہی تو تو ران نے مزید اسکی گردن سے اٹھتی خوشبو ان ہیل کرتے سرگوشی کی جس پر وہ اسے زرا خود سے دور کر گئی۔

"تمہاری پرفیوم تو یوز بھی نہیں کی میں نے پھر؟"

اف یہ جان لیوا سوال، اب وہ کیسے اپنے رازدان کا پردہ فاش کرتا۔

"میں نے دیکھا ہی ایسے تھا کہ تم میری خوشبو میں ڈوب گئی"

عاشقی جھاڑ کر ہی وہ عیشاء کی توجہ بھٹکا سکتا تھا، جبکہ وہ اب بھی جوابا آئبرو اچکا کر دیکھ رہی تھی۔

"باران سے کروایا تم نے یہ؟ پورا میسنا ہے اور تم بھی۔ میں بھی کہوں تمہاری فیورٹ پرفیوم کی مہک میرے ناک میں کیوں گھس رہی ہے۔ چیٹر آدمی۔"

جناب کا ہیر پھیر کام نہ آیا کیونکہ عیشاء نے رنگے ہاتھوں دھر لیا، توران نے ہنس کر اس بسورے منہ والی کو دیکھا، پھر دیکھنے میں تھوڑی محبت ملائی تو وہ سنجیدہ ہوئی، جب دیکھنے میں خماری ملائی تو عیشاء کے حلق میں دباو سا پڑا لیکن تب سانسیں بھاری ہونے لگیں جب اسے اپنے اطراف توران کے ہاتھ بندھتے اور سینے سے جڑتے محسوس ہوئے، وہ اسکے اختیار میں آتی گلے لگا دی گئی، ہاں

مدت سے ایک دوسرے کی تمنا کرتے دل سکون میں یکدم تو نہ آسکتے تھے، وقت چاہیے تھا، تحمل و صبر کی ضرورت تھی، قطرہ قطرہ سابقہ درد کی کثافت دھلتی تب جا کر کہیں قرار آتا، طمانیت ملتی کہ ہاں اب یہ دل، دل سے لگانے کا مستحق تھا۔

"مجھے معاف کر دو عیشاء۔ میں تمہارے علاوہ کسی کو پورا نہیں ملا، خود کو بھی نہیں۔ اور نہ کبھی ملوں گا۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔"

اتنے پیار سے، عیشاء کی پوری رضا و مرضی کے بعد گلے لگا کر وہ پیار کا اظہار کر رہا تھا، وہ اس سکون کو بیان کرنے سے

قاصر تھی، یہ لمحہ اسکو بہت ترسا کر آیا تھا، اور اب وہ اس راحت کو اپنی مٹھی میں دبالینا چاہتی تھی، وہ اب کسی قسم کی رہائی دینے کے حق میں نہ تھی۔

"میں بھی"

سرگوشی سے بھی مدھم آواز کہ اگر وہ اتنے پاس اسکا حصہ نہ بنا ہوتا تو کبھی نہ سن پاتا کہ وہ کیا کہہ بیٹھی ہے۔

"تو اس پر پارٹی ہو جائے"

وہ اسکو بازوؤں سے پکڑ کر روبرو لایا پر اسکی شوخی، ان بھیگی آنکھوں کے آگے دم توڑ گئی، لمحہ لگا تھا تو ان نے اسکا چہرہ

ہاتھوں میں بھرا، ایسی تڑپ سے وہ مار ہی ڈالتی جو اسکی آنکھیں گھیرے ہوئے تھیں۔

"پہلے ناچنے کے قابل ہو جاو پھر پارٹی کا سوچنا۔ ہٹو مجھے ایموشنل کر دیا"

وہ اسکے ہاتھ پکڑ کر روٹھی روٹھی بولنے کے ساتھ چھڑوانے لگی پر توران نے مسکرا کر نفی کرتے جن ہوش چھین لیتے تیوروں سے دیکھا، عیشاء کی مزاحمت تیز ہوئی۔

"ایموشنل تو تم نے مجھے کر دیا۔ مانا ناچ نہیں سکتا پر تمہارے دل میں تتلیوں کا ڈانس ارینج کر سکتا ہوں؟"

وہ معنی خیزی سے اسکے خوبصورت ہونٹوں سے نظریں پھیرتا آنکھوں تک لایا تو وہ اسکے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ گئی پر اسے خود سے دور نہ کیا اور عیشاء کے ہاتھ جو بس مزاحمت کا مزاق اڑا رہے تھے، وہی دیکھ کر اس نے عیشاء کی اجازت سمجھ لی۔

"ک۔۔کیسے؟"

وہ ڈرا سا منمنائی، وہ اب بھی بھول رہی تھی کہ سانس کیسے لینی ہے، وہ نہیں بھولا تھا کہ بیوی کو پورا کیسے منا کر اپنی طرف کرنا ہے۔

"تمہیں یہ بتا کر کہ میری موجودگی سانس روکتی ہی نہیں۔ تیز بھی کر سکتی ہے اور اچھا بھلا تیز"

وہ اسے سنبھلنے کی مہلت دیے بنا اسکے نیم وا ہونٹوں کی جانب جھکا اور اسکے احساس سکون بہم پہنچانے نے بتایا کہ اک مرد جب سچی محبت کرتا ہے تو اسکی محبت کو دل سے نوچنا نہ کسی درد کے بس کی بات ہوتی ہے نہ کسی آزمائش کی۔

وہ آج بھی اسکے لیے ویسا ہی بے اختیار شخص تھا جیسا اٹھارہ سال پہلے، ماحول فسوں خیز ہو چکا تھا، معنی خیزی لمحوں کا سانس بوجھل کر چکی تھی اور انکا بھی۔

عورت کے دل پہ پڑنے والے پہلے شخص کے قدم بڑے
بااثر ہوتے ہیں خواہ وہ شخص خود لڑکھڑا جائے لیکن اسکے
قدموں کی مضبوطی ساری زندگی جوں کی توں رہتی
ہے، یہی عیشاء نے اس سے باوفارہ کر ثابت کر دیا تھا۔

.._____..

ایس مروہ مرزا کے تمام ناولز پڑھنے کے لیے ویب وزٹ
کریں۔

www.smerwamirzanovels.com

اک نئی صبح انقرہ اور gobala میں طلوع ہو چکی تھی، آج دن میں چاروں کی واپس انقرہ روانگی تھی اور وہیں رات مسدور حویلی میں توران کی واپسی کا جشن تھا جسکی تیاریاں صبح صادق سے ہی شروع ہو چکی تھیں۔

نازلی اور ایدا گزشتہ شب کی تکلیف سے قدرے نکل چکی تھیں کیونکہ اللہ ہمیشہ اپنے بندوں پر ایک در بند کرتا ہے تو دوسرا کھول دیتا ہے، جیسے نازلی کے لیے دمیر بھائی کی موت کی تکلیف اس سکھ تلے دب گئی کہ دونوں خاندان اب مزید ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہیں رہے اور ایدا کے والدین کی موت کی سچائی کا کرب، اس خوشی

تلے دب گیا کہ جس حویلی میں اس نے ہمیشہ اک قیدی کی طرح زندگی گزاری، اب وہ وقت آگیا کہ وہ سر اٹھا کر اس حویلی میں جائے گی۔

پھر وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے، وہ زخموں کو اپنے انداز سے مندمل کرتا ہے، اسکے اپنے طریقے ہوتے ہیں۔

ایدا اور عالیان، آج کئی دنوں بعد ساتھ کمپنی آئے تھے اور آج وہ آفیشلی اسے اس کمپنی کی اونر ڈیلئیر کر کے تمام لیگل ڈاکومنٹس ہینڈ اور کرنے والا تھا، وہ سب لوگ کانفرنس روم میں جمع تھے، عالیان کی غیر موجودگی میں کمپنی کا سارا کام دو ماہ ایدا نے سنبھالا اور یہی اسکا ٹریننگ ٹائم تھا کہ

عالیان کو پتا چلے وہ اپنے بل بوتے پر کمپنی سنبھال سکتی ہے یا نہیں اور جب عالیان کو سٹاف کے تھرو، میڈیکل ایکسپرٹس کے تھرو ایداکے دو ماہ کی پراگرس رپورٹ دیکھائی گئی تو اس سے یہ صاف ظاہر تھا وہ عالیان سے زیادہ بہترین اونر ہے، اس نے غیر ضروری پراجیکٹس فریز کروا کے صرف اہم اور بڑے پراجیکٹس کو ایکٹیویٹ کروایا تھا جس سے کمپنی کے تمام سٹاف پر ورک لوڈ بھی کم تھا، انکی کمپنی چھ ماہ تک ایک اور سکن پراڈکٹ لانچ کرنے والی تھی جس پر کام شروع ہو چکا تھا، وہ ایک سکن ٹونگ موئسچرائر تھا جسے چھ ماہ میں جانچ پڑتال، اور باقی تمام مرحلوں سے

گزرنا تھا، تمام لیگل ڈاکومنٹس پر ایدا کے سائنز کے بعد یہ سکن کیئر کمپنی اب ایدا اور عالیان دونوں کی تھی، عالیان نے ایدا کے ایز آ اونر بیہویر کے بارے بھی سٹاف سے رائے لی جو بہت مثبت تھی، اس نے ایدا کو ایز آ وائف کوئی فیور نہ دیا بلکہ اسکی قابلیت کی بنا پر اسے اس عہدے سے نوازا۔

میٹنگ ختم ہوئی، یہ میٹنگ زرا جلدی تھی تو ابھی دس بجے تھے، عالی نے اپنے اور ایدا کے لیے بریک فاسٹ وہیں منگوالیا کیونکہ وہ ناشتہ کر کے نہیں آئے تھے۔

"میرے روبرو دنیا جہاں کی معصوم اور بیوقوف سی لڑکی، پروفیشنل کمپنی اونر بن کر تو الگ ہی چھائی ہوئی ہے۔ ویسے مجھے امپریس کر دیا تم نے"

وہ اپنے سامنے ہی بیٹھی لیڈی باس سے مخاطب تھا جو لیڈی تھری پیس سوٹ میں عالی کی بھی باس لگ رہی تھی، لیکن مسکرائی بے حد ملائم سا، کہیں اندر ابھی تک اداسی کے پہرے تھے، رات ساری عالیان کا اسے اپنے قریب رکھ کر سنبھالنا اتنا کارآمد تو ہوا ہی تھا کہ اب اسکی آنکھیں تھوڑے سکون میں تھیں۔

"آپ سے دو سال میں جو کچھ سیکھا، وہی کیا عالی۔ ایون مجھے لگتا ہے اگر یہ دو ماہ مجھ پر ذمہ داری نہ پڑتی تو آپکو میرے اندر چھپی ہونہار ایداتو کبھی نہ دیکھائی دیتی۔ آپ مجھے ایویں ہی سمجھتے رہتے"

وہ بھی اپنی کووفی کا سیپ لے کر کپ واپس رکھتی اپنے آپ کی تعریف کر گئی جبکہ عالیان یلدرم اسے خواب میں بھی ایویں نہ سمجھے تو اصل میں کیسے ممکن تھا۔

"ایویں۔ سیریسلی۔۔ تم ہر طرح ویسی پرفیکٹ ہو جیسی مجھے چاہیے تھی۔ ایون تم جس طرح دیکھتی ہو، بولتی ہو، سانس لیتی ہو۔ یہ تک مجھے فیسینیٹ کرتا ہے پھر تم نے جیسے

میری کمپنی سنبھالی، سوچو اس پر میں کس قدر فین ہو گیا ہوں تمہارا۔ اوپر سے تمہارے اندر کی بہادری، جس ہمت سے تم نے کل کی مشکل رات کاٹی، میں تمہارے حوصلے سے متاثر ہوا"

آہستگی سے ایدا کا ہاتھ پکڑے اپنے نزدیک کھینچ کر سینے سے لگاتے اسکے حوصلوں کو سراہتا عالیان، اس وقت اپنے خوبصورے چہرے کے سنگ ایدا کی نظروں کے محور میں تھا۔

"آپ میرے ساتھ ہیں تو میں کچھ بھی جھیل سکتی ہوں"

جو ابادگنی محبت سے اس نے عالی کو دیکھتے یقین دلایا، دنیا میں بہت کم ایسے انسان ہیں جو اتنا خوبصورت یقین دلانے کا ہنر رکھتے ہیں۔

"بس مجھے جھیلنا زرا مشکل ہے"

وہ اسکی تعریف نہ کر سکتا تھا کہ وہ کیسی لگ رہی ہے، لپ سٹک سے سجے ایدا کے نچلے ہونٹ کو سہلاتے کل صبح والی سزا کو یاد کیے سرسراتی سرگوشی کی جس پر وہ اسکا ہاتھ مٹھی میں گھبرا کر دبوچ گئی۔

"یہ آفس ہے عالی۔"

آنکھوں میں ڈر بھرے سمجھایا، کہ وہ کم از کم آفس میں تو ایسے خیالات دماغ میں نہ لائے، جس لیول میں انکا رشتہ داخل ہو چکا تھا، اب خیال کب حقیقت میں بدل جائیں کچھ پتا نہیں چلتا، خیال و عمل کے بیچ کا پردہ ہٹ چکا تھا۔

"یہ بیوی ہے میری"

وہ ایدا کے گریز کو چنداں اہمیت نہ دیتے جن نظروں میں اسے بسائے تھا، وہ اسکی آنکھوں میں جھانکنا ترک کرے مسکرا کر اپنی کوفی پینے لگی۔

"رات میں سبکو انوائیٹ کیا ہے مسدور حویلی والوں نے۔ ایون بابا تک کو۔ تمہارا دل بھاری نہیں ہونا چاہیے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ہر لمحہ۔ وہ گھر اب قید نہیں، واقعی گھر بنے تمہارا، دعا ہے میری ایدا"

وہ نظروں کی بے خودی سنبھال گیا تو ایدا نے پھر سے اسکی آنکھوں میں پھیلی محبت دیکھتے سر ہلایا۔

"وہ ساری اچھی یادیں نہیں ہیں۔ لیکن جو آپ دیوار پھلانگ کر میرے پاس آتے تھے، اس یاد کے صدقے میں بری یادیں دماغ سے نکال پھینکوں گی"

وہ دن واقعی بہت حسین تھے جب بنا وقت دیکھے وہ ایدا کے کمرے میں ٹپک آتا تھا، وہ بے اختیار مسکرایا، وہ بھی مسکرائی۔

"اور بھولو مت تمہیں بھی اب چڑھنا آتا ہے دیوار پر"

عالی نے اسی ہنستے چہرے سے ایدا کی گال چٹکی میں بھر کر دبائی تو وہ بھی شوخ ہنسی، کیا کیا کرتب کرتی تھی یہ یاد آنا موڈ کو تر و تازہ کر گیا۔

"لیکن اب دیوار پر چڑھنا نہیں پڑے گا۔ یہ بندہ ہمیشہ تمہاری سانسوں کے قریب آباد رہنے والا ہے"

عالیان نے اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے اپنے پاس لایا تو وہ میکانکی طور پر اٹھ کر اسکی ٹانگ پر آ بیٹھی، عالی نے چیئر کے پیچھے ٹیک لگائی تا کہ وہ فرصت سے اسے دیکھ سکے۔

"عالی۔ میں چاہتی ہوں اللہ جب ہمیں بے بی گرل دے گا تو میں اسکا نام نورے رکھوں۔ مما کے نام پر۔ اور بے بی بوائے ہوا تو دمیر، بابا کے نام پر، کیا آپ اسکی اجازت دیں گے مجھے؟"

وہ اس وقت اسکے سوا سب بھولے ہوئے تھا، اور تبھی ایدا کے سوال کرنے، جھجھک کر اجازت چاہنے اور دم سادھ لینے میں مزید کھویا محسوس ہوا۔

"تم مجھے بے بی تو دو پہلے۔ باقی سارے اختیار تمہارے"

وہ پر خمار سی رضامندی میں دھت تھا کہ ایدا کے لب جیسے تبسم سے کھل سے گئے۔

"میں تھوڑا دوں گی۔ اگر تو ماموں نے آپکے فیوچر کے بے بیز فریز نہیں کیے تو مل جائیں گے"

وہ شرارت پر اترتی نظریں سی زیر ک کر گئی، سامنے لہراتے چند بال ہٹا کر کان کے پیچھے اڑسائے جبکہ وہ اسکی یہ ادائیں بس بیڈ روم میں چاہتا تھا لیکن کل پوری رات تو

دلاسوں میں بیت گئی تھی، اور اب وہ اسے امرت کی طرح لگ رہی تھی، جسے زبان خود ہی چھکنے کو بے تاب ہو جائے۔

"اچھا تب تمہیں یہ بات سمجھ آ گئی تھی؟"

عالی نے بھی جواباً شوخ ہوتے پوچھا تو وہ شرمائی سی سمائیل دیے مخالف سمت دیکھنے لگی۔

"نہیں تو۔ میں بہت معصوم ہوں"

ایدا نے اپنا دفاع نظریں چرائے ہی کیا۔

"مجھے دیکھ کر کہنا کہ تم معصوم ہو میرے دل کا سکون؟"

وہ اسے پکارا ہی اس رغبت سے کہ وہ شرم و شرارت ترک کرتی عالی کی طرف ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"میں معصوم ہوا کرتی تھی۔اب خوش"

ایدا نے اسکے دونوں گال پکڑ کر با قاعدہ مڑورے تو عالی کا ہنسنا جیسے اس صبح کو ایدا کے لیے مزید خوبصورت بنا گیا۔

"آفس رومینس کے بارے جانتی ہو تم؟"

عالی نے اسکی گردن کے پاس جھولتے بال ہاتھ بڑھا کر سرکاتے اک گستاخ سی نظر ایدا کی راعنائیوں پر ثبت کی

جس پر وہ اسکا حدیں توڑتا ہاتھ سہولت سے پکڑے روک گئی۔

"اسکے لیے آپکو کانفرنس روم کے ڈور کو لاک کرنا ہو گا"

ایدا نے اسکا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے چومے جواباً جس ادا سے کہا، وہ اش اش کر اٹھا، واقعی ایدا معصوم نہیں رہی تھی۔

"ابھی کیے دیتا ہوں۔ میں معصوم ایدا کے کہے ٹال دیتا تھا پر اس والی خون چوسنے والی چڑیل کا کہا بھی آرڈر ہے اور پھر تم ہو بھی اب میری باس۔ تم اپنے اس امپلائے کے ساتھ جو بھی کر لو۔ بندہ اف بھی نہیں کرے گا"

عالی نے تو لٹنے والے ارادے پہلے ہی بنا رکھے تھے جبکہ اس سے پہلے وہ واقعی ریمورٹ سے کانفرنس روم کا ڈور لاک کرتا، وہ فوری شرارت ترک کرتی مسکرا کر بازو اسکے اطراف باندھے ساتھ جا لگی، عالی نے ریموٹ واپس رکھا۔

"مجھے ہنسنے اور مسکرانے کی وجہ دینے کا کریڈٹ بس آپکو جاتا ہے۔ آپ کہیں گے تو آپ کو چڑیل کیا ڈائن بھی بن کر دیکھا دوں گی"

ایدا نے اسکی گردن پر جس طرح دانت گاڑے، عالیان نے سی کی سی آواز نکالتے چڑیل کے پہلے ہی وار پر ہتھیار

ڈالے، وہ دونوں ہی جب روبرو آئے تو ایسی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ہوئے تھے جسکا صدقہ اترنا واجب ہوتا ہے۔

"میری یہ ڈائن کبھی اداس نہ ہو۔"

وہ محبت سے بولا، لہجہ بہت شدت پسند تھا۔

"اداس ہونے نہ دیناناں آپ۔"

وہ مشورہ دے رہی تھی اور اسکی اداسی وہ آفس رومینس کے نام پر ابھی بس اک سوفٹ کس سے ہی دور کر سکتا تھا، جبکہ وہ اس پر بھی چھوئی موئی ہو کر نا صرف دور ہوئی

بلکہ اپنی چیئر پر بیٹھے چہرہ بھی موڑ لیا، اپنے گالوں کا سرخ پن دیکھانے میں بھی اسے شرم آ رہی تھی، عالیان کے قہقہے نے ایدا کا چہرہ مزید گلاب کر دیا، یہ تو بریک فاسٹ آ گیا ورنہ وہ اسی سحر میں لپٹے رہتے، ایک چھیڑتا رہتا، دوسری شرماتی چلی جاتی۔

.._____..

وہ ایک ایسی نیند سے جاگی تھی جسکے لیے اسکی آنکھیں بہت ترسی تھیں، وہ جب جاگی تو اسکے دل میں توران مسدور کے دل کی دھڑکن اتر رہی تھی، وہ سیدھا لیٹا گہری نیند میں تھا پر پوری رات اس نے عیشاء کے سر سے اپنی بازو نہ نکالی، اس

وقت بھی جب وہ جاگی، وہ اسکے پہلو میں دبک کر لیٹی اسکے وجود کا نازک سا حصہ لگ رہی تھی، عیشاء نے اپنی ہتھیلی نیند میں ڈوبے ہوئے ہی توران کے دل پر پھیری، آسودگی سے مسکرائی، اتنی خوبصورت اور مکمل کہ آنکھیں دھندلا گئیں، وہ گزری رات وہ شکوے شکائتیں بھی کر چکی تھی جو اس نے سوچا تھا نہیں کرے گی، کب کب اسے توران کی ضرورت تھی ہر لمحے کا حساب دے چکی تھی، کب کب اس نے اپنے توران کی ضرورت محسوس کرتے دل کو مارا، ہر کرب گنوایا اور وہ یہ سارے دردناک دکھ سنتا رہا، اس نے عیشاء کو بولنے سے نہ روکا، وہ چاہتا تھا اپنے اندر کا ہر کرب

وہ نکال دے، وہ جو ابھی بھی توران سے دوری بنائے ہے، خود کو سمیٹے ہوئے ہے، خود کو چھپائے ہوئے ہے وہ کرنا چھوڑ دے۔

پھر وہ ہاتھ اسکے چہرے تک لے کر گئی، سر توران کی بازو سے اٹھا کر اسکا وہ کندھا جھک کر چوما جو ساری رات عیشاء کے لیے موجود رہا، وہ بھلے ابھی ٹھیک نہیں تھا، دو ہفتے مکمل ریسٹ کے بعد ہی اسکا زخم کچھ درد سے آزاد ہوتا مگر وہ بڑی مشکلوں سے ہاتھ آئی تھی کہ توران نے اسے خود سے دور سونے نہ دیا، اور اتنا لاڈ تو وہ بھی چاہتی تھی تو چپ چاپ مان گئی لیکن اب اسے اس شخص پر بہت رحم آرہا تھا، یقینا

اسکی بازو یا کندھا درد کرنے والا تھا اور اسی کی تلافی میں عیشاء نے مزید جھک کر اپنے ہونٹوں سے توران کی گال چومی، اسکا خیال اتنا سر پر سوار تھا کہ وہ اسکی باری باری آنکھوں کو چوم کر زرا حوصلہ پا سکی، لیکن وہ یوں اتنا پیار نچھاور کرے، سوئے شیر کو جگا بیٹھی، وہ آنکھیں مدہوش اوپر سے ان میں نظر آتا اپنا عکس عیشاء کو دنیا بھلا سکتا تھا، وہ یوں پریشان ہوئی جیسے کہنا چاہتی ہو وہ اسکا بس خیال کر رہی ہے، اسے جگانا نہیں چاہتی تھی۔

"م۔۔ میں ساری رات تمہاری بازو پر سر رکھے سوئی۔ ہلا کر دیکھو۔ درد تو نہیں نکل آیا۔ پیٹ کے ساتھ کہیں اور کا درد نہ ہو تمہیں"

وہ اپنی محبت کا کیا جواب دے گی جب سمجھ نہ آیا تو اس پر سے پیچھے ہٹ کر اسے تاکید کر گئی مگر تو ران نے وہی بازو اسکے اطراف لپیٹ کر دوسرا ہاتھ بھی شامل سازش کرے، پھر سے عیشاء کو اپنے سینے کی اور سرکا لیا، وہ بے حد نزدیک آ رکی، اتنی کہ تو ران کو اسکے ہونٹوں کی سوندھی سی خوشبو تک محسوس ہوئی، وہ کل یہ زائقہ مدت بعد

محسوس کرے ویسے ہی انگ انگ سے مزید کے لیے بے تاب و بیقرار تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے واقعی یہ ہاتھی سا جسم بس دیکھانے کو ہے عیشاء، بہت جان ہے تمہاری اس بیمار جان میں۔ فکر مت کرو"

وہ خود کو بے تکلفی سے عیشاء کی جان کہہ گیا کہ وہ سانس لینا بھول گئی، مانا اس نے توران کو کس کرنے کی اجازت دے دی تھی پر ابھی بھی وہ پوری اسکے ہاتھ آنے کے کسی موڈ میں نہ تھی۔

"تم میری جان کہاں سے ہو؟"

وہ پر اعتماد بن کر زرا سا فاصلہ بناتے بولی پر توران نے اسکی بوجھل سانسوں پر نرم سا استحقاق جما کر جب سانس لی تب وہ سانس روک کر یہ بات مان گئی کہ واقعی جان کا ہی معاملہ ہے۔

"تمہارا دل زور سے چیخ کر دھڑکتا ہے جب میں تمہیں کس کرتا ہوں۔ یہ جان سے بھی آگے والا معاملہ ہے۔ تم میرے پاس ہو، یہ منظر میری آنکھوں نے بہت شدت سے ہر صبح چاہا ہے۔ جب میں آنکھیں کھولوں تو تم میرے

پاس ہو یہ میری حسرت تھی۔ دیکھو آج تم پاس بھی تھی اور مجھے اپنی مرضی سے پیار بھی کر رہی تھی"

وہ اسکے اٹھتے ہی لاڈ جتانے کو جان گیا یہ عیشاء کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا، یہ آدمی سانس روکتا تھا تو دل چیختا تھا، اور سانسیں آزاد کرے تو دل سست ہو رہا تھا، عیشاء کو لگا پاگل ہو جائے گی اس آدمی کے مزید پاس رہی۔

"ن۔۔ نہیں۔ وہ پیار نہیں تھا۔ مجھے خیال تھا تمہارا کہ میری وجہ سے کندھا یا بازو نہ درد کر جائے"

وہ نظریں چرائے صفائی دینے لگی، اب اسکا ہاتھ توران کے سینے سے پیٹ کی جانب تھا، شاید اسے توران کو یوں چھو کر محسوس کرنا، اسکی حرارت اپنے ہاتھ سے تسخیر کرنا سکون دے رہا تھا۔

"تم مکرو گی تو دل درد کرا اٹھے گا"

توران نے ایک بار پھر بلیک میلر بن کر سرگوشی کی تو وہ تڑپ کر آنکھیں ان کمینی روح تک گڑھتی گرے آنکھوں میں گاڑ گئی۔

"پیار ہی تھا لیکن پوری رضامندی والا نہیں"

وہ اسکے دل کے لیے سب سے زیادہ ٹچی تھی، توران نے بے اختیار ہوتے اسکی گال چھوتے چہرہ مزید پاس کرتے ماتھا چوما تو وہ مٹھی میں توران کی شرٹ سختی سے دبوچ گئی، اسے وہ شخص ہر لمحہ اہمیت کے درجوں سے ملوا رہا تھا اور عیشاء نے ایسا کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسکے مقدر میں بھی ایسے راحت بھرے لمحے آئیں گے۔

"رضامندی والا بھی کرو گی۔ چیلنج کرتا ہوں۔"

وہ خود پر یقین رکھتا تھا کہ وہ عیشاء کے لیے پہلے سے زیادہ قیمتی ہے۔

"تم ٹھیک ہو؟ تمہیں درد تو نہیں۔ بازو میں یا زخم پر۔ باران کو کہوں پٹی بدل دے تمہاری۔ ڈاکٹر نے کہا تھا ہر آٹھ گھنٹے بعد بدلنی ہے۔ بھوک بھی لگی ہو گی ناں تمہیں۔ کیا کھاو گے۔ کیا آرڈر کروں؟"

وہ اس وقت کسی چیلنج کو لینے کی پوزیشن میں نہ تھی، لوگ ٹوٹ کر پیار کرتے ہیں، وہ ٹوٹ کر فکر کر رہی تھی۔

"باران نے بدلی تھی رات۔ اب تم بدل دینا۔ مجھے بلکل کوئی مسئلہ نہیں تم سے بدلوانے میں۔ ایون جہاں جہاں تمہارا ہاتھ لگے گا، وہاں سے درد چھٹی کرتا جائے گا۔ ہاں یہ شاعرانہ سی بات ہے پر سب محسوس کرنے کی کہانی

ہے۔جب تم میرے قریب ہو گی میں تمہیں اس قدر شدید تاڑ رہا ہوں گا کہ کوئی درد یاد ہی نہیں رہے گا۔رہی بات بھوک کی۔ تین چار کسیز دے دو۔میرا پیٹ فل ہو جائے گا"

وہ یہاں اسکے درد پر پریشان ہو رہی تھی اور وہ اس وقت بھی صرف ٹھرک جھاڑ رہا تھا، اسکی تو نظر بھی بس یا عیشاء کے ہونٹوں پر رہتی یا آنکھوں میں، وہ جو ابا سرد سا گھوری کہ ہر لمحہ عاشقی کا نہیں ہوتا۔

"تم رات سے اب تک جتنی لے چکے ہو۔پیٹ نہیں بھرے گا تمہارا مزید دو تین سے۔اس لیے بتاو جو کھانا ہے

میں آرڈر کر دیتی ہوں۔ اور اسی سے بدلو او، مجھے تمہارے تاڑنے پر اگر غصہ آگیا تو خود بخود میرا مکا سلپ ہو جائے گا اور تمہیں اگلے پچھلے زندگی کے سارے درد یاد آجائیں گے "

وہ اسکے حصار سے مچل کر نکلنے لگی، اب وہ یہ قربت مزید نہیں سہہ سکتی تھی تبھی اس سے دور ہونا چاہتی تھی۔

"تم بدل دوناں۔ میرا چھوڑو۔ تم تاڑ لینا اپنی پراپرٹی کو سر سے پیر تک۔ آنکھوں کی بھی تو اک ضرورت ہوتی ہے بیوی۔ مانا ابھی میں زیادہ ٹچی ٹچی نہیں ہو سکتا"

وہ اسکے پاس سے اٹھ کر بیٹھی ہی جب وہ لیٹے لیٹے کمینگی سے آنکھ مارے عیشاء کو سرخ انار کر گیا، وہ چہرہ دوسری طرف پھیرے اپنے دونوں گالوں پر ہتھیلیوں کو جوڑ گئ جن سے اسے دھواں اگلتا محسوس ہوا۔

"شکر ہے تمہارا ٹچی سسٹم سن ہے ورنہ تم مجھے اوپر پہنچا چکے ہوتے۔ اٹھو۔ کر دیتی ہوں چینج پر میری کوئی آنکھوں کی ضرورت نہیں ایسی فضول۔ تو مجھ سے یہ ڈبل مینگ باتیں مت کرو"

عیشاء نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہیر کلپ کو اٹھا کر اپنے بال سمیٹے اور اپنے چہرے کے رنگ چھپاتی وہاں سے واش

روم جابند ہوئی، توران نے اک ہلکی پھلکی سی انگڑائی لیتے اپنی بازو ہلائی تو ہلکا سا درد محسوس ہوا، وہ کیا بتاتا کہ وہ ایسے درد کو بھی ترسا تھا، اسے یہ درد جان سے پیارا تھا، یہ اس بات کی نشانی تھی کہ اسکی بیوی اسکے اتنی دیر تک پاس رہی۔

جب تک عیشاء ہاتھ منہ دھو کر واپس روم میں آئی، وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا شرٹ اتارے خود ہی پٹی کھول رہا تھا، وہ تیزی سے اسکی طرف آئی۔

"تمہیں کہا ہے بدل دیتی ہوں۔ کس بات کی جلدی رہتی ہے تمہیں؟"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر پیچھے کرتی آرام سے پٹی پر ہاتھ رکھ کر خفگی سے توران کو دیکھنے لگی جس نے عیشاء کی گیلی گال سے جھک کر گال رگڑتے ٹھنڈا گرم سا کرنٹ محترمہ میں اتارا، وہ آگے سے کچھ بول بھی نہ سکی۔

"بہت دیر ہو گئی ہے پہلے ہی، اب تو دل چاہ رہا ہے کوئی جادو ہو اور میں فٹ فائن ہو جاوں۔ رہی بات خود کرنے کی تو کیا تمہیں میری شرٹ خود اتارنی تھی، اگر تمہیں اس پیچ مجھ سے پیار ہو جاتا تو؟"

وہ مسلسل عیشاء کے جذبات جگانے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ بھی سخت جان بنے اسکے سارے ارادے ناکام کر رہی

تھی، حالانکہ دل کے اندر تو سب اوپر نیچے تھا، ہلچل تھی، کہرام مچے تھے۔

"تمہیں منہ بند رکھنے کا کیا چاہیے؟"

عیشاء نے توجہ اسکی پٹی کھولنے پر دیتے زخم میں کھنچاو کے لیے اسے پکڑ کر ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگوائی جبکہ وہ چپ رہا تو عیشاء نے توجہ اور نظر جناب کے چہرے پر ڈالی جو آگے سے ڈیمانڈ کرتے نظر آئے، ہونٹوں کا پاوٹ بنائے وہ سچ میں بچہ لگ رہا تھا تبھی وہ اتنے چڑے موڈ میں بھی مسکرا دی۔

"بول لو"

عیشاء نے زچ کرتے اجازت دی کہ اسکا بولنا کم مہلک ہو گا، وہ جس جس جگہ ہاتھ لگا رہی تھی، توران کو سچ میں سکون مل رہا تھا، جبکہ توران کے تاڑنے کی شدت کے باوجود عیشاء جس طرح پٹی بدلنے پر دھیان رکھے ہاتھوں کو کپکپانے سے روکے ہوئے تھی، بس وہی جانتی تھی۔

وہ اسکی پٹی بدل چکی تھی، کافی صبر آزما کام تھا، جبکہ توران کو شرٹ لا کر تھمائے وہ کچھ ناشتے کے لیے آرڈر کرنے لینڈ لائن کی طرف بڑھی جب توران نے اسکی کلائی پر ہاتھ کی مضبوط گرفت جماتے اسے اپنے نزدیک لا کھڑا کیا۔

"پہنا دو جاناں"

محبت سے فرمائش کی جسے وہ چاہ کر بھی رد نہ کر سکی اور اس شرٹ پہنانے کے بیچ عیشاء کے ہاتھ بھی کانپے اور وہ بھی، وہ آنکھوں اور ہونٹوں کی بدستور گستاخیوں سے اسے تنگ کر رہا تھا۔

"کیا تم پھر سے شادی کرو گی مجھ سے جاناں؟"

تو ران نے اسکو اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کیے بہت محبت سے خواہش کی۔

"کیا۔۔ پھر سے شادی؟"

عیشاء نے دل پر ہاتھ رکھتے یہ فرمائش سہی۔

وہ ہونٹوں کو حصار نے والی مسکراہٹ لیے تابعدار بنتا مزید قریب ہوا، دونوں شانوں سے عیشاء کو تھاما۔

"ہاں پھر سے شادی کے بعد جب بے بی آئے گا تو مزہ بھی آئے گا۔ آج کل تو ٹرینڈ ہے، ریلشن ری نیو کرنے کا۔ پھر دلارہ کی فرمائش اف! نکاح میں تو ہم بہت سال سے بھی زیادہ وقت سے ہیں پر میں چاہتا

ہوں وہ جشن جو پہلے نہیں ہوا، اب ہو۔"

وہ مسکراتا ہوا ہی عیشاء کے دونوں ہاتھ تھامے اسکی ڈبڈبائی آنکھوں میں حسرت کھوجنے لگا۔

"فرمائش؟ دلارہ نے کیا فرمائش کی۔ اور بے بی کی رٹ ختم کرو اب۔ ہم اس فیز سے نکل چکے ہیں توران"

جذبات میں توران کے منہ سے نکل گیا اور اب جب تک وہ عیشاء کو ساری بات نہ بتالے وہ کہاں چین لینے دینے والی تھی۔

"ہم ابھی محبت کے ہر فیز میں ان ہیں جاناں۔ خبر دار ایسا کچھ کہا۔ اور دِلارہ نے کہا ہے اسے بہن بھائی چاہیے، تبھی بابا کہے گی مجھے"

اب صدمے میں جانے کی باری عیشاء کی تھی، وہ ان بلیک میلر باپ بیٹی کے بیچ پسنے والی ہے، یہ صاف دیکھائی دے رہا تھا۔

"ا۔۔اس نے ایسا کہا؟"

سوال پوچھتے عیشاء کی آواز سی کانپی اور آنکھوں میں بے یقینی والا سہما پن عود آیا۔

"ہاں۔ ہم اسکی آج تک کوئی خوشی نہ پوری کر سکے نہ دیکھ سکے، کم از کم اسکی یہ خواہش تو مان سکتے ہیں۔ ویسے بھی آج مسدور حویلی میں جشن ہے، میں چاہتا ہوں وہ ہم سبکی واپسی کے ساتھ ہماری شادی کا جشن بھی بنے"

توران کی خواہش اب تک وہیں ٹھہری تھی جبکہ عیشاء سے کچھ بولنا مشکل ہوا، وہ نظریں اور سر جھکا گئی۔

"نکاح نامہ کافی تھا ناں توران"

وہ نظریں جھکائے ہی افسردہ ہوئے بولی۔

"نہیں۔ وہ تو میرے اور تمہارے بیچ کی بات تھی۔ اس دنیا کو بھی تو دیکھانا ہے، محبت یوں بھی ممکن ہے"

اس سے عیشاء کی جھکی آنکھیں ہوں یا سر، کبھی منظور نہ تھے، نہ اسکے آگے نہ دنیا کے آگے، اسے ماننا پڑا، وہ اسکا چہرہ ٹھوری سے پکڑ کر اٹھائے اسکی آنکھوں میں جھانک کر مسکرایا تو چار و ناچار عیشاء کو ان گھیر کر قید کرتی نظروں کے آگے ہار ماننی پڑی۔

"چلو اب دلارہ اور باران کو کہو، بریک فاسٹ سب مل کر کرتے ہیں کہیں۔ سنو فال بھی شروع ہو گیا ہے۔ مزہ آئے گا۔ دن تک فلائیٹ ہے پھر ہماری"

توران نے گلاس وال سے باہر موسم کے تیور دیکھ کر پلین کیا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"سنو فال بس میں اور باران انجوائے کریں گے۔ تم باپ بیٹی لال پیلے ہوتے رہو گے الرجک کہیں کے۔ تو بہتر ہے ریزاٹ کے اندر ہی رہتے ہیں۔"

عیشاء کو اب دو دو کی فکر کرنی تھی، اور ستم کے باپ بیٹی ایک جیسے نازک تھے، اور توران کو بھی محترمہ کا حکم ماننا پڑا کیونکہ اب عین وقت پر وہ بیمار ہونا افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔

وہیں باران تو جاگ چکا تھا، وہ اپنی انقرہ میں جاب کے سلسلے لائیو انٹرویو دے رہا تھا جس میں انقرہ کے ہوسپٹل کا ہیڈ سٹاف باران سے ایک ریئر کیس پر کچھ بریفنگ لے رہا تھا، جو ایک طرح باران کی قابلیت کو پرکھنا بھی تھا، ویسے تو وہ بریمن میں ایک فیمس اور ایکسپینسو neurological, neuro surgeon تھا اور اسکی قابلیت پر کھی ہوئی تھی پھر بھی جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے، کئی برین کی نئی اور عجیب و غریب بیماریوں کی تشخیص ہوتی جا رہی ہے جسکے لیے وہ باران کی رائے جاننا چاہتے تھے، اس کو رات ہی تمام ڈیزیز ڈاکومنٹس میل ہو گئے تھے اور دِلارہ کے سونے سے

اب تک وہ اسی ریسرچ میں بزی تھا، تھوڑی دیر سویا بھی
تھا، اور اس نے جو نروس سسٹم کے ڈاون ہونے سے برین
ہیمرج تک جاتی اس بیماری کے بارے بتایا وہ انقرہ کے
ہوسپٹل کے پورے سٹاف کو ورطہ حیرت میں ڈبو گیا کیونکہ
یہ سب سٹڈی کر کے نتائج بس وہی نکال سکتا تھا جو
ایکسپرٹ ہوتا اور جس کے پاس کئی سالا ایکسپرئنس بھی ہو
اور چونکہ باران کا تجربہ، اسکی معلومات سے زیادہ تھا تبھی وہ
پورے ہیڈ سٹاف کو امپریس کرنے میں کامیاب ہوا اور
دوسری خوشی انھیں یہ تھی کہ اتنا ماہر نیوروسرجن، جرمنی

کے اتنے بڑے ہوسپٹل کو چھوڑ کر واپس انقرہ آکر جاب کرنے کو پریفر کر رہا ہے۔

مگر یہاں کے ہوسپٹل کی دوسری بڑی برانچ لندن میں تھی اور یہ سارا ٹیسٹ اس لیے تھا کہ وہ باران کو اس ہوسپٹل بھیجنا چاہ رہے تھے۔

تیسری بات اب باران کی اپنی ہیلتھ بھی بہتر تھی، gobala کی جڑی بوٹیوں نے ایسا کام کیا تھا جو مہنگے سے مہنگے علاج نہ کر سکے تھے، اب اسے انقرہ جا کر بس تین چار دن تک جوائنگ دینی تھی۔

یہ سب سمیٹ کر جب آنکھیں تھک سی گئیں تو باران نے لیپ ٹاپ کلوز کیا، یہ توران کا لیپ ٹاپ ہی تھا جسے وہ فی الحال یوز کر رہا تھا۔

اعصاب تھکن کا شکار محسوس ہوئے تو وہ کچھ دیر دِلارہ کے پاس جا کر سونے کا ارادہ کرتے اٹھا مگر تبھی اسے دِلارہ یکدم نیند میں دم سا گھٹنے پر چیخ کر اٹھ بیٹھتے ڈرا گئی، باران لپک کر دلارہ تک پہنچا اور اسکے پاس ہی بیٹھا، وہ اتنے گرم کمرے میں برف کی طرح ٹھنڈی یخ ہو رہی تھی، اسکا سانس اوپر نیچے تھا۔

"ہے کیا ہوا۔ برا خواب دیکھا کوئی؟"

وہ اسکے سینے میں دبک کر اسے دونوں ہاتھوں سے جکڑ کر ہولے ہولے کانپ رہی تھی، باران نے اسکی بیک تھپک کر سہلاتے اسکو پر سکون کرتے پوچھا پر وہ کچھ بول نہ پائی، بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔

"برا خواب تھا۔ رئلکس۔ گہرے گہرے سانس لو۔ سب ٹھیک ہے دلارہ۔ ادھر دیکھو میری طرف"

وہ جب اس سے لگی دم ساسادھتی محسوس ہوئی تو باران نے اسے آہستگی سے اپنے سینے سے جدا کیا، اسکا خوبصورت چہرہ پیلا ہو رہا تھا، ماتھا نم تھا اور ابھی وہ ٹھنڈی برف تھی مگر

دھیرے سے اسکے جسم کا درجہ حرارت معمول تک آتے بڑھنے لگا۔

"ب۔باران۔و۔۔وہ ٹھیک ہیں ناں؟ میں نے خواب دیکھا انکی دھڑکن رک گئی تھی۔سب رو رہے تھے۔چیخ رہے تھے۔میرے بابا ٹھیک ہیں؟"

گرے آنکھوں میں خوف اور تکلیف بھرے وہ باران سے مخاطب ہوئی جس نے پریشان ہو کر دلارہ کے اس عجیب و غریب خواب پر بھاری سی سانس لی۔

"ٹھیک ہے توران۔ برا خواب بس خواب سمجھ کر بھول جاتے ہیں۔ اور اب تو خوشیوں کا وقت ہے۔ سب ایک ہونے والے ہیں تبھی شیطان وسوسے ڈال رہا ہے۔ بے فکر رہو۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ تم سے تمہارے انے بابا کبھی دور نہیں ہوں گے"

وہ بھلے اپنے خواب کو جھٹلا نہ پا رہی تھی پر اسے باران کے کہے الفاظ پر بھی بند آنکھوں اعتبار تھا، وہ رسان سے سر ہلا گئی پر اندر سے بہت بے چین اور بیقرار تھی۔

"تم سچ کہہ رہے ہو ناں باران؟"

وہ اب تک آس آنکھوں میں لیے بولی، باران نے اسکا سر چومتے اقرار میں سر ہلایا تو وہ کچھ پر سکون ہوئی۔

"دیکھو تمہارا فون رنگ کر رہا ہے"

باران نے اس کے دوسری طرف رکھے فون کو بلنک ہوتا دیکھے دلارہ کی توجہ دلائی جس نے فورا پیچھے مڑتے فون اٹھایا، مما کال کر رہی تھیں۔

"ب۔۔باران۔۔ مما کال رہی ہیں۔ سب ٹھیک ہو گا ناں"

شاید ابھی تک وہ خواب کے خوفناک اثر میں تھی تبھی کال پک کرتے بھی شدید ڈر لگا پر باران نے اس سے فون لیتے

دِلارہ کا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کر ہونٹوں کے پاس لاتے چوم کر دلاسا دیا اور خود کال پک کرے کان سے لگایا۔

"اوکے ہم آتے ہیں"

باران نے مطمئین سا مسکراتے کہہ کر کال بند کی جبکہ وہ شدت سے منتظر تھی۔

"سب ٹھیک ہے۔ دونوں ہمارا باہر ناشتے پر ویٹ کر رہے ہیں۔ عیشاء کہہ رہی تھی ایک مزے دار نیوز بھی ہے ان دو کے پاس۔ اٹھو اور ریڈی ہو جاو۔ باہر چلتے ہیں"

باران کے بتانے پر دِلارہ کا پینک کرنا بند ہوا اور وہ پوری سکون پا گئی پھر جاتے جاتے واپس بیٹھی۔

"تم۔۔ تم سوئے نہیں۔ تھکے کیوں لگ رہے ہو باران۔ سر میں دوبارہ درد تو نہیں؟"

وہ جو اسکے اندر تک آباد تھی، کیسے ممکن تھا باران کی تھکی آنکھیں نظر انداز کر دیتی۔

"بلکل درد نہیں ہے۔ میرا مرہم میرے ہاتھ میں رہتا ہے اب۔ بس زرا کام میں بزی تھا۔ ایسا سمجھ لو انٹرویو ہو رہا تھا

میرا جاب کے لیے۔ میری قابلیت پرکھ رہے تھے انقرہ والے"

باران نے اپنی مصروفیت بتائی تو دِلارہ گھنٹوں کے بل بیٹھتی زرا سرک کر اسکی طرف آئی۔

"تو پھر پرکھ لی کیا؟"

وہ باران سے زیادہ بے چین تھی۔

"ہاں۔ امپریس ہو گئے وہ سب اور مجھے کہیں بھیجنے کا پلین کر رہے ہیں"

باران نے فخریہ انداز میں کہا تو دِلارہ جیسے گلاب سی کھل گئی۔

"جہاں جاو۔ میں ساتھ ہوں۔ ویسے تمہیں سبکو امپریس کر کے مزہ آتا ہے ناں۔۔۔ خیر سنو۔ تم اب سے اپنے پیشنٹس کے ساتھ پوراڈیل کیا کرنا، انکا علاج اور تھیراپی بھی خود کرنا۔ جیسے میں نے تمہیں کہا تھا۔ پھر تم سچ میں ان مایوس لوگوں کے میسحا بنو گے جو زندگی کی ساری امید چھوڑ چکے ہیں۔ میں تمہیں ہمیشہ خلق خدا کے لیے درد مند اور مہربان پاوں باران۔ اور جو خلق خدا کے لیے اپنا آپ وقف کرتے ہیں پھر انکی اپنی تکلیفیں انکو پریشان نہیں

کرتیں۔ مجھے پتا ہے تمہارے بھی بہت سے دکھ ہیں، خاص
کرانے کا تمہیں چھوڑ جانا۔ اتنے سال اکیلے رہ کر بھی
مضبوط رہنا، مما کا جیسے تم نے خیال رکھا، وہ مر جاتیں اگر تم
کمزور پڑتے یا تمہاری ہمت ٹوٹتی۔ آج اگر میرے پاس
میری مما ہیں تو یہ اللہ کی مرضی کے بعد تمہاری وجہ سے ہو
سکا۔ اور میرے بابا نے اپنا آخری مشن بنا کسی جانی نقصان
جو پورا کیا اس کے پیچھے بھی تم ہو۔ کبھی بھی تم اداس ہو جاو
یا کوئی پرانی تکلیف تمہیں پریشان کرے، تم مجھے کہہ دیا
کرنا۔ میں تمہیں سمیٹ لوں گی"

وہ اپنے دونوں ہاتھ باران کی گردن میں پروے اسکی آنکھوں میں دیکھتی کتنی دیر بولی یہ تو وہ نہ سمجھ سکا پر کیا کیا بولی، وہ حرف بہ حرف باران کے دل پر کنندہ ہوتا گیا، اس نقش ہوئے پیار سے سکون پھوٹتا باران نے محسوس کیا۔

"تم نے مجھے سمیٹ لیا ہے دِلارہ، مجھے کوئی تکلیف نہیں ستائے گی۔ میں تمہیں بھی اپنی طرح ان بے زبانوں کا مسیحا بنا دیکھنا چاہتا ہوں جو اپنا درد انسانوں کی طرح کہہ نہیں سکتے۔ میں نے کچھ سوچا ہے تمہارے لیے"

وہ اسے حیران و پریشان ساتھ کر گیا تھا، وہ تھوڑا گھبرائی کہ بس جو بھی سوچا ہو، وہ ان کے بیچ فاصلے نہ لائے۔

"کیا باران؟"

وہ فکر مند ہوئی۔

"یہی کہ تم اپنی پڑھائی ڈیلے نہیں کرو گی اور اپنی فیورٹ یونیورسٹی جاو گی، Royal veterinary college...یونیورسٹی آف لندن۔

۔ابھی ہم فورا بے بی پلین نہیں کریں گے۔"

وہ باران کے اس اچانک فیصلے پر حیران ہوئی۔

"پر تم نے تو کہا تھا بے بی آنے کا پراسیس شروع ہو گیا ہے اور تمہیں ہمارا بچہ بھی چاہیے تھا؟ پھر سے جدائی۔۔ نوو باران۔۔"

وہ اداس و دکھی سا تھ ہوئی، باران نے مسکرا کر اسکے کان کے پاس جھکتے کچھ کہا جس پر دِلارہ کا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا۔

"مطلب۔۔؟"

وہ روہانسی ہوئی، چہرے کے گلال جوں کے توں تھے۔

"مطلب یہ کہ سیوڈیز تھے، تم ابھی بھی آزاد ہو۔ میں نے بہت سوچا تمہارے لیے، تب جذبات میں آکر کہہ دیا کہ

مجھے ہمارا بچہ چاہیے پھر جب ٹھنڈے دماغ سے سوچا تو مجھے لگا میری جان تو خود ابھی بے بی ہے۔ پھر سوچا کیوں نہ پہلے تمہارا شوق پورا ہو تا دیکھ لوں پھر فرصت سے اپنے شوق تم سے پورے کرواتا رہوں۔ رہی بات بابا کو دادا بنانے کی تو عالی بھا ہیں وہ یہ رتبہ دلا دیں گے۔ ہم کیوں جلدی میں اپنی لائف کو اتنا مشکل بنالیں۔ ابھی تم مما بابا کے ساتھ رہنا زیادہ ڈیزرو کرتی ہو، نہ کہ ابھی سے ماں کی ذمہ داریوں میں پڑ کر نہ اپنے کیریئر کو وقت دے سکو نہ رشتوں کو"

وہ سب سمجھ رہی تھی لیکن ابھی بھی جو تکلیف دہ تھا وہ باران سے اسکا پھر جدا ہونا تھا۔

"لیکن میں تم سے ایک دن بھی دور نہیں رہ سکتی باران"

وہ روہانسی ہو کر باران کا گریباں جکڑ گئی اور اب وقت تھا اک نئے سرپرائز کو دینے کا۔

"مجھے انقرہ کے ہوسپٹل کا سٹاف ایک ماہ تک پانچ سال کے لیے لندن والی برانچ میں بھیج رہا ہے، ایک سرچ میڈیکل سروے پراجیکٹ کے لیے۔ اور یہ انکی ایک ہائی رینک ٹرینگ کا بھی حصہ ہے۔ یعنی ہم انگلینڈ کے شہر لندن میں ساتھ رہ سکیں گے، تمہاری ڈریم یونی بھی وہیں ہے۔ ان سب کباب کی ہڈیوں سے دور کتنا مزہ آئے گا۔ تبھی میں

نے یہ فیصلہ لیا کہ تمہاری پڑھائی بھی میرے اس سروے پراجیکٹ کے ساتھ مکمل ہو جائے"

وہ اب اصل مدعے پر آیا اور دلارہ کی ساری اداسی ایک لمحے میں خوشی بنی تھی۔

"مجھے منظور ہے۔ اور اگر اس بیچ ان سیو ٹائم میں ہمارا بے بی آ گیا؟"

دِلارہ نے آنکھیں پٹپٹاتے پوچھا۔

"تو اس ٹائم میں تمہارے حصے کا میں پڑھ لوں گا"

باران نے دانت دیکھائے۔

"لیکن میرے دس سمیسٹرز پانچ سالوں پر محیط ہیں۔ اور میں اتنی ظالم نہیں کہ تمہیں پانچ سال تک اولاد کے سکھ سے محروم رکھوں گی۔"

دلارہ کو نئی پریشانی گھیر گئی۔

"چار سمیسٹر کلئیر کر لو پھر تمہارے اگلے دو سمسٹر فریز کروا دوں گا۔ ہم انقرہ واپس چلے جائیں گے کچھ ماہ کے لیے۔ اسی بیچ ہم بے بی پلین کر لیں گے۔ تب تک میری ملکہ بہادر ہو جائے گی۔ پھر یہ نیوروسرجن سنبھالے گا ہمارا بے بی اور تم باقی کے تین سال پورے کرتی رہنا۔"

باران نے سارے معاملات خود ہی طے کیے تھے اور اس نے اپنے اور دلارہ کے کسی خواب کو آنچ نہ دی تھی، وہ دِلارہ کو جس مقام پر دیکھنا چاہتا تھا اس کے لیے اسکا ابھی سے سفر شروع ہونا ضروری تھا اور وہ جتنا خود کامیاب تھا، دِلارہ کے لیے بھی اس نے وہی چنا۔

"جیسا تم چاہو لیکن اگر ہمیں ساتھ ہی رہنا ہے پانچ سال تو ہم بے بی کے کبھی بھی آجانے کی امید رکھیں گے۔ مجھے تمہاری بھی تو خوشی دیکھنی ہے باران۔ مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے کہ ہم ساتھ رہیں گے۔"

وہ بے حد خوش تھی، اور باران بھی جبکہ انکی خوشی کو چار چاند تو بریک فاسٹ ٹیبل پر توران اور عیشاء کی طرف سے ملی نیوز نے لگائے، نیوز یہ کہ آج رات مسدور حویلی میں جو جشن ہو رہا ہے وہ دو دشمن خاندانوں کے ایک ہونے کے ساتھ، توران کی واپسی کے علاوہ اب عیشاء اور توران کی اگین شادی کے جشن کا بھی ہونے والا تھا، اصل دھوم تو اب مچنے والی تھی لیکن ابھی اک جھٹکا باقی تھا، توران نے تو اپنی محبت دلارہ سے کہہ دی، نچھاور بھی کر دی، لیکن ابھی دِلارہ کے جذبات اسکے اندر سے نکلنے باقی تھے اور اب اسکا وقت تھا، کچھ دھماکے دار ہونے والا تھا۔

"تم ایسا کرو میٹھے میں یہ دونوں ڈیشیز ایڈ کروادو۔ اور اسے کہنا پہلے چکھادے۔"

ملازمہ سے کہتے المیرا اپنے بقیہ کاموں کی طرف مڑیں جبکہ ملازمہ نے اجازت طلب کرتے کمرے سے باہر قدم نکالے تو برہان مسدور کو آتا دیکھے مودب ہوئے سر ہلا کر گئی، المیرا نے سب کے لیے بہت سے تحائف لیے تھے مگر اپنی بہو اور پوتی کے لیے انہوں نے کچھ خاص تیاری کی تھی، خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں یہ المیرا کے چہرے پر براجمان سکون سے دیکھا جا سکتا تھا۔

برہان مسدور نے بہت سے معاملات سدھار لیے تھے پر ایک معاملہ تو ابھی بھی سنوارنا باقی تھا اور وہ تھا المیرا سے اپنے سرد سلوک کی معافی، بیٹا قسمت نے اس عورت سے چھینا اور شوہر برہان نے چھین لیا، شوہر کا پیار بھی، وہ اچھا باپ بنا رہا، بیٹا بنا رہا، لیکن وہ اچھا شوہر بننا ہی بھول گیا تھا۔

اور اسے لگتا تھا جب تک المیرا معاف نہ کر دے، دل کو سکون نہیں آسکتا۔ اور کچھ معافیوں کو پائے بنا برائی سے اچھائی کی طرف ہجرت نامکمل ہوتی ہے۔

"المیرا"

وہ جو سب سے حسین والا سیٹ محبت سے تکتیں اس
خاندان کی اکلوتی اور لاڈلی بہو کے لیے چن کر اسکی
خوبصورتی دیکھ رہی تھیں، برہان کے نرم انداز میں پکارنے
پر متوجہ ہوئیں، لمحہ لگا وہ برہان کے چہرے کی افسردگی
بھانپے اپنی جگہ کے پاس ہی وہ جیولری کیس رکھے اٹھ
گئیں اور اس شخص کے پاس آ رکیں جو آج ندامت کی
جیتی جاگتی شکل بنا تھا۔

عورت جب بیوی بن کر محبت کرتی ہے تو ٹوٹ کر کرتی
ہے، خدا اسے اولاد دیتا ہے پھر وہ ماں بھی بنتی ہے اور بیوی
بھی رہتی ہے لیکن جب اسے اسکا اپنا شوہر ہی کسی

ڈیکوریشن پیس کی طرح اک کونے میں سجادے، پھر وہ بیوی نہیں رہتی، بس ماں رہ جاتی ہے۔

"کیا ہوا تو ران کی کال آئی۔ کب تک پہنچنے گا میرا بچہ یہاں؟"

المیرا کے لہجے سے بس ممتا چھلک رہی تھی، کئی سالوں کی بیقراری اور بیتابی۔

"شام تک پہنچ جائیں گے وہ سب۔ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے المیرا"

وہ اب بھی اسی ندامت میں مبتلا تھے، المیرا نے ساری کی ساری توجہ انکو دی، وہ دم سادھ گئیں کہ بہت سالوں بعد انھیں برہان مسدور نے بیوی کی طرح پکارا تھا۔

"جی کہیں۔ کیا بات ہے۔ آپ پریشان کیوں ہیں۔ کیا آپکو یلدرم حویلی والوں کے یہاں آنے پر کوئی چیز ستا رہی ہے؟"

المیرا نے اپنے خدشوں کو اپنے مطابق زبان دے کر پوچھنا چاہا پر وہ نفی میں سر ہلائے تاسف سے بس المیرا کو تکتا رہا یہاں تک کہ اس شخص کی آنکھوں میں سرخائی گھل آئی۔

"مجھے معافی مانگنی ہے تم سے، توران جب اریسٹ ہوا تھا
تب سے اب تک میں نے تم پر صرف اپنا غصہ اور اندر کی
بھڑاس نکالی۔ جب جب میں توران کی آزادی کے لیے کی
کوششوں میں ناکام ہوتا، میں اسکا سارا عتاب تم پر
نکالتا۔ میں بیٹا اور باپ بننے کے بیچ بھول گیا کہ ایک شوہر
بھی ہوں۔ اسکی غیر موجودگی میں تمہیں اسکے حصے کا بھی
مجھے سنبھالنا تھا لیکن میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔ میں جانتا
ہوں اس پر توران مجھ سے ناراض ہو گا لیکن اسے منانا
مشکل نہیں اگر اسکی ماں مجھ سے راضی ہوئی۔ جس زندگی

کو میں نے گزارا المیرا، وہ مجھے تمہارا برہان نہ رہنے دے سکی۔ اس پر بہت افسوس ہے مجھے"

وہ پہلے تو حیران ہوئیں کہ یہ شخص معافی مانگ رہا ہے پھر المیرا نے برہان کی ہر بات، ہر معذرت، ہر پچھتاوا، ہر ندامت تحمل سے سنی بھی اور محسوس بھی کی اور برہان کو جہاں امید تھی وہ شکوے شکائتیں کرے گی، اسکے برعکس وہ سادہ سی عورت بھیگی آنکھوں سے مسکرادی، وہ مسکراہٹ ایسی تھی جیسے کوئی ساری ہمت ہار جانے پر اک آخری بار مسکراتا ہے۔

"بیوی تھی تو بھڑاس نکال لیتے تھے، اور سارے دنیا کے معاملات سنبھالتے تھے۔ نہ ہوتی تو سب اندر جمع ہو کر بیماری کی شکل اختیار کر جاتا۔ کیا ہوا کہ آپ نے میرا خیال نہیں رکھا یا مجھے پیار نہیں دیا، مجھ پر چیخ چلا کر، لڑ کر آپ بہتر محسوس کرتے آئے ہیں، میرے لیے یہی کافی ہے برہان۔ میں تو ران سے دور کسی کام کی نہیں تھی، اتنے کام آ گئی آپکے یہ میری خوش قسمتی ہے۔ رہی بات ناراضگی کی، میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔ آپ نے جو فیصلے کیے ہیں وہ ساری تکلیف ختم کر گئے۔ خاص کر دشمنی ختم کرنے

میں پہل کر کے۔ تو بے فکر رہیں۔ تو ران آپکو کوئی سزا نہیں دے گا"

وہ واقعی صابر اور شاکر عورت تھی، اس نے آج موقع ملنے پر بھی کوئی شکائیت نہ کی، کوئی حساب نہ لیا، جبکہ سچ یہی تھا کہ اس حویلی میں یہ جو شام آ رہی تھی یہ المیرا کی دعاوں کا ہی ثمر تھی۔

کتنی دیر برہان مسدور کچھ بول نہ سکا، اسے ڈر تھا اگر بولا تو آواز کرچیوں میں نہ بٹ جائے۔

"میری اور توران کی خوش قسمتی تم ہو، ہم دونوں کی بربادی ٹلنے کے پیچھے تمہاری بے لوث دعائیں ہیں۔ مجھے پھر بھی معاف کر دو۔ پلیز"

برہان نے المیرا کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے سخت کرب سے گزارش کی اور المیرا نے انکے دونوں ہاتھ بے جھجک چومے، اب وہ انصاف پسند شخص کے ہاتھ تھے، کسی انتقام یا بدلے کی آگ میں جلتے شخص کے نہیں، ایسی بیوی جو ندامت آپکے سر پر حاوی نہ ہونے دے، واقعی دنیا میں راحت ہوتی ہے اور المیرا کے صبر کی تو پوری کائنات گواہ تھی، ایک ماں کے صبر سے زمین بھی

تڑپتی ہے تو وہ شخص کیسے پتھر رہتا، پورے کا پورا موم ہو گیا۔

"کر دیا۔ میرے بیٹے کی واپسی کے صدقے سارے کا سارا کر دیا۔ میں بہت خوش ہوں۔ دِلارہ بھی آئے گی ناں برہان۔؟"

اس وقت وہ بہت زیادہ جذباتی ہوئیں، خاص کر اپنے بیٹے کی بیٹی سے ملنے کو، جسکا سوچ کر ہی وہ آنکھیں بھیگو بیٹھیں۔

"ہاں۔ یہ گھر ہے اسکا۔ کیوں نہیں آئے گی۔ سب آئیں گے۔ اور یہ شام اور آج رات کا جشن، پورا انقرہ یاد رکھے

گا۔یہی سمجھو کہ ہمارا تو ران آج ہی دلہا بن رہا ہے۔ پھر اور خوشی ہو گی تمہیں"

آہستگی سے اپنے سینے لگاتے برہان نے اس درد میں تڑپتی ماں کو مزید سکھ عطا کیے، اور وہ واقعی رو دیں، وہ آنسو جو برہان کے سینے لگ کر بہانے تھے وہ سارے انکی آنکھوں میں اٹکے تھے اور اب ان اذیت بھرے آنسوؤں کا آنکھوں سے رخصت ہونے کا وقت تھا، زہے نصیب۔

.._____..

فائنلی تین بجے تک وہ سب انقرہ پہنچ چکے تھے، توران اور عیشاء پہلے مسدور حویلی جانے والے تھے جبکہ دلارہ شام میں باران، اور باقی یلدرم فیملی کے ساتھ جانے والی تھی کیونکہ یہی اسکا فیصلہ تھا کہ وہ مما بابا کے بجائے باران اور اپنی فیملی کے ساتھ جائے گی کیونکہ اب وہ بیٹی سے زیادہ بہو تھی، عالیان اور برہان دونوں ہی ائیر پورٹ پہنچے تاکہ اپنے اپنے باشندوں کو پک کر سکیں۔

وہ چاروں ساتھ ہی باہر آرہے تھے تبھی توران نے دِلارہ کو خود سے لگایا۔

"وہ دیکھو۔ عالی کے ساتھ جو کھڑے ہیں وہ میرے بابا ہیں۔ یعنی تمہارے دادا۔ اچھے سے ملنا انھیں"

تو ران کے شفقت کے سنگ تاکید پر وہ اداس سا مسکرائی اور فوراً سر ہلایا جبکہ برہان مسدور کی آنکھیں تو ان چاروں کو دیکھے ویسے ہی سرخ ہو گئیں، جبکہ آج تو عالیان بھی جذباتی ہو رہا تھا، شاید یہ وقت ہی ایسا تھا کہ آج کا دن سبکے جذبات قابو سے باہر آنے والے تھے۔

"خوش آمدید میرے شیر"

برہان مسدور نے بھیگی سی آنکھوں اور ٹوٹتی آواز کے سنگ لپک کر توران کو اپنے سینے لگانا چاہا جب دِلارہ کی آواز پر وہ توران کو بھینچتا ہوا رکا، وہ بابا کے چہرے کا درد برداشت نہ کر سکی تھی، عالی، باران اور عیشاء بھی دم سادھ گئے۔

"انکو پیٹ پر گولی لگی تھی۔ درد ہے۔ آرام سے گلے لگائیے گا"

دِلارہ کی تمہید نے سبکی آنکھوں میں محبت سی بھر دی، وہ مسکرائے اور توران کو گلے لگایا اور بہت ہی آرام سے الگ ہوتے وہ دلارہ کے لیے بازو کھول گیا، دِلارہ نے ہچکچا کر سبکی

طرف دیکھا، پھر باران کو جو اسے آنکھوں سے گلے لگنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"پہلے اپنی بہو کو گلے لگائیں۔ پھر میں سوچوں گی"

دِلارہ نے بلکل بھی نرم نہ پڑتے اپنی ماں کی اہمیت کا احساس دلایا تو سب ایک بار دلارہ کو دیکھنے لگے، عیشاء کی آنکھوں میں سرخائی سی گھلی۔

"جس نے مجھے اتنی پیاری پوتی دی، اصولوں والی۔ وہ میرے لیے میرے تو ران سے زیادہ پیاری ہے۔ عیشاء، بچے"

برہان نے اول جملے رشک سے دلارہ کو کہے جبکہ عیشاء کے لیے بازو کھولے تو وہ روہانسی ہوتی انکی طرف بڑھی تو برہان نے اسے بھی توران کی طرح اپنے سینے لگاتے سر چوما، دِلارہ نے اداس سی مسکراہٹ سے مما اور بابا کو دیکھا اور پھر دادا کی طرف جو اب آنکھیں نم کیے اپنی بازو کھولے اسے گلے لگانے کو تڑپ رہے تھے، ہاں وہ جیتی جاگتی سانس لیتی تڑپ تھی جس نے دِلارہ کا دل نرم کیا، وہ انکی بازووں میں جا سمائی تو برہان مسدور کا سینہ جیسے ٹھنڈا ہوا ویسے اس منظر نے ان باقی نفوس کے دل کو بہار کر دیا۔

"میرے دل کا ٹکرا۔ میرے توران کی خوشبو آرہی ہے تم سے۔ تم تو بلکل توران جیسی ہو دِلارہ۔ دادا کی جان۔ بہت دیر کر دی تم نے ہمیں ملنے میں۔"

وہ روبرو ہوئی تو اداس لگی، اسے برہان مسدور کی شفقت میں کوئی ملاوٹ نہ ملی، وہ پیور احساس بھانپ لیتی تھی تبھی اسکا دل بھی افسردہ ہوا۔

"دیر میں نے ملنے میں نہیں کی۔ آپ نے مجھے ڈھونڈنے میں کی۔"

وہ برحق تھی، برہان مسدور نے کرب سے سانس لیتے جیسے اپنے جرم کا اعتراف کیا پر انھیں تو خبر ہی نہ تھی کہ اللہ نے انکے خاندان کے لیے یہ سکھ بھی رکھا ہے بس پہنچنے میں دیر ہوئی کیونکہ اللہ ظالموں اور جابروں پر ایسے رحم نہیں اتارتا۔

" بلکل ٹھیک کہا تم نے۔ تم جیسا خزانہ ہمیں ایسے کیسے مل جاتا۔ اب جیسے ملی ہو، تاعمر تمہیں سنبھال کر رکھیں گے۔"

برہان نے اسکے سر پر دست شفقت رکھتے جیسے اعتراف کیا وہ دھیما سا مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"یہ باران یلدرم ہیں۔ میرے ہسبنڈ"

وہ فوراسے پیچھے پلٹی اور باران کی بازو تھامے رشک سے باران کے ساتھ اپنے جڑے رشتے کا تعارف کرواتی بولی تو باران حیرت سے گردن موڑے دلارہ کو دیکھنے لگا، وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال کیسے رکھ لیتی تھی، آج تک باران کو سمجھ نہ آیا۔

جبکہ برہان نے اک شفیق نظر باران پر ڈالی اور اسکا سینہ تھپک کر رشک لٹایا، ہاں ان سب پر رشک کرنا واجب تھا جو دِلارہ سے جڑے تھے۔

عالی نے بھی توران سے گلے لگ کر اسے جلدی ٹھیک ہونے کی وشیز دیں جبکہ سب ہی ائیر پورٹ سے باہر آئے تو پہلے توران نے ان سبکو کچھ دیر وہیں انتظار کا کہا اور خود وہ دِلارہ کے ساتھ کہیں چلا گیا، اس بارے صرف باران جانتا تھا، برہان نے اپنی گاڑی توران کو دی تو وہ سب عالی کی گاڑی میں واپس روانہ ہوئے۔

جبکہ دِلارہ کو علم نہ تھا کہ وہ کہاں جانے والی ہے، بس توران نے اسے کہا کہ یہ راز ہے لیکن جن راستوں سے توران نے گاڑی گزاری، یہ راستے نہ صرف دِلارہ کی آنکھوں کو ازبر تھے بلکہ اسکے دل پر نقش تھے،

وہ لوگ اسی قبرستان جا رہے تھے جہاں دلارہ کی جائے پناہ، اسکی پہلی دوست موجود تھی۔

"ہ۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

توران نے گاڑی روکی تو دِلارہ تڑپ کر بول اٹھی، اسے کچھ غلط ہونے کا گماں سا ہوا۔

"باران نے بات کی تھی تم سے قبر کے بارے۔ تم نے اسے کہا تھا اسے ہٹا دیں۔ بس میں اپنے بچے کی یہی اذیت مٹانے آیا ہوں۔ آو باہر دِلارہ"

توران نے سیٹ بیلڈ کھولتے کار ڈور اوپن کرتے اسکی طرف آہستگی سے بڑھتے کار ڈور کھولنا چاہا پر وہ خود ہی اوپن کرے باہر آئی تاکہ توران کو جھکنا نہ پڑے، وہ دلارہ کی آنکھوں میں خود بخود جمع ہوتی سرخائی دیکھ سکتا تھا۔

"اسے مت ہٹائیں"

وہ توران کے سامنے جیسے التجاء کرا ٹھی، توران نے اسے اسی جیسی اذیت کے سنگ اپنے سینے سے لگایا تو وہ یوں ساتھ جا لگی جیسے کسی کی ساری ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔

"اسے نہ ہٹایا تو میرے دل پر سل دھری رہے گی اور شاید ابراہیم یلدرم کے دل پر بھی۔ مجھے نہیں لگتا یہ انہوں نے خوشی سے بنائی ہو گی۔ ہم سب اپنی اپنی تکلیف کی جہنم میں جلتے رہے دلارہ، گناہ گار کوئی نہ تھا، وقت برا تھا۔ نہ یہ قبر باران برداشت کر سکتا ہے نہ میں اور نا ہی تم سے
جڑا، تمہیں چاہتا کوئی بھی فرد۔ آگے آنے والے سکھ اور خوشیاں ہم تبھی سمیٹ پائیں گے جب پچھلی اذیتوں سے چھٹکارہ ملے گا میری گڑیا"

اس وقت وہ بکھری ہوئی تھی، جس قبر نے اسے اتنے سال سنبھالا، اس سے جدا ہونا اسکے لیے آسان نہ تھا لیکن یہ سچ

تھا کہ وہ قبر تب تک دلارہ کا سہارہ تھی جب تک وہ اپنے بابا سے دور تھی اور اب وہ خود دلارہ کی زندگی سے جانے والی تھی۔

دلارہ کی آنکھوں میں امڈتی نمی، اسکے تڑپتے دل کی ترجمان تھی، توران نے پیار سے اسکے آنسو پونچھے اور اسے اپنے ساتھ لگاتا وہ جب اس قبر کے پاس پہنچا، وہاں دو تین لوگ پہلے سے اس جگہ کو متوازن کرنے کھڑے تھے، توران کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں جب اس نے اپنی ہی بیٹی کے نام کی قبر دیکھی، یہ کسی بھی باپ کے لیے بہت ہی اذیت و

تکلیف کا مقام تھا، پھر توران کے لیے یہ دگنا تکلیف دہ کیونکہ ان سبکا ماضی دردناک رہا تھا۔

توران نے ان لوگوں کو اس قبر کی تختی ہٹا کر وہ جگہ ہموار کرنے کا اشارہ کیا تو دِلارہ کی آنکھ سے چند آنسو ٹوٹ گرے، جیسے وہ اسکے نام کی قبر نہیں بلکہ اسکی بچپن کی سہیلی ہو جو اس سے ہمیشہ کے لیے بچھڑنے والی ہو۔

"تم نے آج تک اس قبر کو مٹنے کیوں نہیں دیا دِلارہ؟"

وہ اسکے سینے سے لگ کر کھڑی تھی جہاں اسکی پہلی دوست اس سے رخصت ہو رہی تھی، دلارہ کے نام کی قبر کو مٹایا جا

رہا تھا، دلارہ نے بابا کے سینے لگے ہی سر اٹھا کر انکی اپنی جیسی گرے، درد میں ڈوبی آنکھوں کو دیکھا۔

"اس لیے۔ کہ میں نے سوچا کبھی آپ ملے تو بتاوں گی مجھ پر کیا کیا بیتا، یہ تو بس ایک حادثے کا نشان ہے۔ باقی سب میرے دل میں دفن ہیں۔ اچھا ہے زمین پر میری اذیت کا ایک ہی در تھا۔ زیادہ ہوتے تو آپ کیسے سہہ پاتے"

وہ بنا کسی شکائیت بولی، پر توران کا دل کسی نے کند چھری سے کاٹا تھا۔

"اسکی طرح بابا تمہارے دل میں دفن ہر تکلیف بھی ختم کر دیں گے"

وہ پر امید تھا، وہ اپنی ہر کمی اور زیادتی کا ازالہ کرنے والا تھا۔

"یہ میری پہلی دوست تھی"

وہ غمزدہ تھی، توران نے اسکا ماتھا چوما تا کہ اسکے بلکتے تڑپتے دل کو سکون دے اور دلارہ کو سکون ملا بھیٔ۔

"دوستی کے سارے فرض بھی میں نبھاوں گا اب"

وہ اسے اپنا ساتھ سونپ رہا تھا، اسکے بابا کے ہوتے اسے کسی دوست کی ضرورت نہ تھی اور توران تبھی اس مشکل لمحے

خود دلارہ کے ساتھ آیا تا کہ اسے بتا سکے وہ اس کے پاس ہے اب اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں، اس نے اداس آنکھوں سے اپنی دوست کو الوداع کر دیا، گویا ان سبکی زندگی کا اک تاریک باب مٹا اور شائد یہ قبر واقعی ابراہیم اور عزیزے کے دل کا پتھر تھی، آج بہت سی روحوں کو سکون آیا تھا، اس جہاں بھی اور اس جہاں بھی۔

وہ دلارہ کے ساتھ کچھ دیر وہیں گاڑی سے لگ کر کھڑا رہا، شاید وہ چاہتا تھا اس ٹرانس سے نکل آئے اور پھر وہ سیدھے یلدرم حویلی پہنچے، یلدرم والوں نے برہان مسدور کو بہت اچھے سے خوش آمدید کیا تھا، جو پہل اس شخص نے کی

وہ یلدرم حویلی والوں کے حسن سلوک اور اچھے خوش آمدید سے مزید کامیاب ہوئی، توران اور دِلارہ اسکے بعد عزیزے کے پاس گئے، دلارہ چاہتی تھی وہ بابا کو اپنے زندہ ہونے کی اک بڑی وجہ سے بھی ملوائے، وہ عورت جو اس سارے سفر میں سب سے زیادہ دکھی تھی۔

عزیزے کو اندازہ نہ تھا دلارہ، توران کو سیدھا وہیں لے آئے گی، وہ کیئر یونٹ میں تھیں، دلارہ نے توران کو بی کا کیئر یونٹ بھی دیکھایا جو کافی امپریسو تھا پھر وہ لوگ عزیزے کے آفس جا کر بیٹھے، انھیں دِلارہ کے کسی آدمی کے ساتھ آنے کی خبر دے دی گئی تبھی وہ تھوڑی پریشانی

سے اپنے آفس کی طرف آئیں، انکی آنکھیں دِلارہ کو دیکھ کر جہاں ٹھنڈی ہوئیں، اس شخص کو دیکھے ان میں کڑواہٹ سی اتر آئی، ناچاہتے ہوئے بھی وہ توران کو دیکھ کر خوش نہ ہو سکیں۔

"عیشاء نے سب بتایا مجھے، بہر حال تمہاری وجہ سے جو ہم سب نے جھیلا وہ بھلانا آسان نہیں۔ ممکن ہے وقت سارے زخم بھر دے۔ مجھے بس یہ خوشی ہے کہ میرے جیتے جی یہ دونوں تمہارا ساتھ اور نام پا گئیں۔ اب میں سکون سے مر سکتی ہوں"

مرنے کی بات نہ تو ران سے سہی گئی اور دلارہ تو ایسا سوچ بھی نہ سکتی تھی، فوراسے اٹھ کر وہ بی کے پاس آکر بیٹھی اور انکا ہاتھ پکڑ کر ناراض آنکھوں سے انھیں دیکھنے لگی۔

"مرنے نہیں دوں گی آپکو۔ یہ مت سمجھیں کہ ان دو کے ملنے کے بعد مجھے آپکی ضرورت نہیں رہی بی۔ جو آپ سے محبت ہے ویسی کسی سے نہیں سچ کہہ رہی ہوں۔ آپ جانتی ہیں میں جھوٹ نہیں بولتی"

وہ عزیزے کی تربیت تھی اور انہوں نے ہی اسے ایسا اصول پسند بنایا تھا، ایسا مضبوط کہ وہ آج تک کسی کے لیے

نہیں ترسی تھی، توران کے لیے ان دو کی گفتگو سننا، محسوس کرنا اک دلسوز عمل تھا۔

"میں اپنے بچے کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ لیکن میرے کہنے کا مطلب تھا کہ اب تمہاری بی کو سکون آ گیا۔"

وہ اسکا سر چومتے بولیں پر آواز کپکپا سی گئی، انکا یہ شکستہ لہجہ توران اور دلارہ دونوں کو غمزدہ کر گیا۔

"میں نے اپنے نام کی قبر بھی مٹوادی بی"

وہ انھیں ایک اور آسانی دے کر پورا سکون دینا چاہتی تھی، عزیزے کی آنکھیں دھندلائیں۔

"اور میں نے ابراہیم یلدرم کو بھی معاف کیا"

وہ مزید بولی تو عزیزے کی آنکھیں بھیگ گئیں، وہ اپنی اس نانی کو شاید اس سے بڑا سکھ کبھی نہ دے پاتی، انکے لیے ابراہیم یلدرم جیسے بھی تھے مگر انکی محبت تھے، وہ تو جب تک زندہ تھیں اس دکھیارے شخص کے لیے دعا گو رہنے والی تھیں۔

"تم نے ا۔ اپنی بی کا مرجھایا دل سرسبز کر دیا دلارہ۔۔ hayatim... ہمیشہ سکھ پاوبی کی جان۔ کبھی تمہیں پسپائی دیکھنی نہ پڑے۔ تم ہم سبکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو"

عزیزے کا بس نہ چلا اسے اپنے سینے میں بھینچ لیں، جبکہ یہ لمحہ جب وہ اسکے ہاتھ چوم کر خوشی سے رو پڑیں، دلارہ اور توران دونوں کے لیے دردناک تھا۔

" کبھی آپکا دل نہ مرجھائے۔ یہ بتائیں بنی کا خیال رکھا میرے پیچھے۔ وہ یہیں ہے یا گھر؟"

وہ مزیدبی کو روتا نہیں دیکھ سکتی تھی تبھی انکے بھی آنسو پونچھے اور اپنے بھی جبکہ بنی کا نام لینے کی دیر تھی وہ آفس کے ڈور سے دوڑتی ہوئی جس طرح دلارہ کی طرف

آئی، توران اور عزیزے کو پیار آیا جس طرح دِلارہ نے کاوچ پر بیٹھے بیٹھے اپنے پیروں سے آکر لگتی بنی کو اٹھا کر خود

سے لگایا، وہ یوں دلارہ سے لپٹنے لگی جیسے اسے مس کر کر پاگل ہو گئی ہو۔

"تم نے بہت مس کیا مجھے۔ میں نے بھی کیا۔ دیکھو آج میں تم سے کن کو ملوانے لائی ہوں۔ میرے بابا"

دِلارہ نے بینی سے اس شخص کا تعارف کروایا جس نے اور تو کچھ نہ سنا، اس شخص کی آنکھیں "میرے بابا" پر خزن کا جہاں بن گئیں۔

"اوکے اوکے تمہیں ابھی بس مجھ سے ملنا ہے۔ سمجھ گئی۔ آجاو ہم باہر کاروانڈ لگاتے ہیں۔"

دلارہ نے بینی کی بے چینی دیکھے بی اور توران کو آنے کا اشارہ کیا اور اسے لیے وہ اٹھ کر آفس سے نکلی تو عزیزے اور توران نے بیک وقت جاتی دلارہ کو دیکھا پھر وہ دو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"اسے سنبھالنے کا شکریہ"

وہ سچ میں مشکور و ممنون تھا کہ اسے اسکی بیٹی سلامت ملی۔

"شکریہ تمہارا کہ تم بروقت واپس آ گئے۔ اب دونوں کو کبھی کوئی تکلیف مت ہونے دینا توران"

وہ ابھی بھی بات کر رہی تھیں تو انکی آواز بھیگ رہی تھی، تو ران سامنے سے اٹھا اور انکے پاس بیٹھا، وہ ہنوز رو رہی تھیں۔

"میں آپکو بھی کوئی تکلیف ہونے نہیں دوں گا۔ آپ میرے لیے بلکل مما جیسی ہیں۔ مجھے معاف کر دیں پلیز۔ میری وجہ سے آپ نے جو آزمائشیں جھیلی۔ میں انکی مر کر بھی تلافی نہیں کر سکتا لیکن جتنی میری زندگی بچی ہے میں ازالہ کرنے کی کوشش کروں گا۔"

وہ انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں بھرے یقین بھی دلا رہا تھا اور اپنے وہ فرض بھی نبھا رہا تھا جو قضا ہو گئے تھے، عزیزے

نے اسکے کہے پر یقین بھی کیا اور معاف بھی کیا، بنی کو وہ بی
کے حوالے کرے توران کے ساتھ واپس تو چلی گئی پر
عزیزے کو بھی وہ دونوں رات مسدور حویلی آنے کا کہہ کر
گئے، وہ تو انھیں ساتھ لے جانا چاہتے تھے پر عزیزے نے
کہا وہ شام تک اپنا کام سمیٹ کر آئیں گی۔

جبکہ اسکے بعد توران اور دلارہ سیدھے یلدرم حویلی
پہنچے، باران تو پہلے ہی چاچو سے مل لیا تھا، بابا سے بھی جبکہ
توران نے بھی سب سے ملاقات کی، سب کچھ دیر بیٹھے پھر
پانچ تک توران، عیشاء اور برہان، مسدور حویلی روانہ ہوئے
جبکہ باقی یلدرم فیملی ٹھیک ٹائم پر یعنی سات بجے ہی ایک

ساتھ حویلی میں انٹری دینے والی تھی، دلارہ اور باران نے چھوٹا سا کیک منگوایا اور سب نے آزاد اور نازلی کے بے بی کی نیوز بھی ہلکے پھلکے انداز میں سیلبریٹ کی جبکہ عیشاء اور توران کے دلہا دلہن بننے کے لیے سب ہی بہت ایکسائٹڈ تھے۔

.._____..

برہان مسدور کی گاڑی مسدور حویلی میں آرکی، گل خانم اور المیرا کی ہر آتی جاتی سانس اسی گاڑی کے ہارن پر اٹکی تھی، جب ہارن سنائی دیا تو ان دونوں خواتین کے دل مانو معمول سے تیز ہو گئے، ایک ماں تھی جس نے کئی سال

اپنے بیٹے کی جدائی برداشت کی تھی، ایک دادی تھی جس نے اسکی جدائی کے ساتھ اس جدائی میں اسکے ماں باپ کو پگھلتے دیکھا تھا، قطرہ قطرہ تڑپتے دیکھا تھا۔

برہان مسدور باہر نکلا تو توران نے بھی باہر نکلتے دوسری طرف سے آکر عیشاء کے لیے کار ڈور کھولنا چاہا پر وہ بھی اسے جھکنے نہ دے سکی اور خود باہر نکلی، توران نے محبت سے اسے دیکھا جو اس سب کے لیے ابھی بھی ڈری تھی۔

"تم اپنے گھر آئی ہو عیشاء۔ پریشان مت ہو"

وہ اسے آنکھوں سے بھی تسلی دے سکتا تھا پر جو تاثیر کہنے
کی تھی وہ شاید آنکھیں نہ پہنچا سکتیں، حویلی کے تمام
ملازمین مودب ہو کر استقبال میں کھڑے تھے، حویلی کی
سجاوٹ ایسی تھی کہ وہ آنکھیں خیرہ کر رہی تھی پھر حویلی
کی روش پار کر کے آتیں المیرا اور گل خانم کو دیکھتے وہ تینوں
بیک وقت پلٹے، المیرا کی آنکھیں اپنے بچے کو دیکھے پگھل
اٹھیں، خود گل خانم بھی غمگین ہو کر اپنے شیر پوتے کو
دیکھنے لگیں، وہ عیشاء کو بابا کے پاس ہی چھوڑ تا خود آگے
بڑھا تو المیرا نے روتے ہوئے اپنی بازو کھولتے اسکا نام لیا
تھا، تو ران نے انکی بازوؤں میں اتنا بڑا ہونے کے باوجود بس

کر بتائا کہ بچے جتنے بھی بڑے ہو جائیں، وہ ماں کی آغوش
کے متمنی رہتے ہیں، وہ پھوٹ پھوٹ کر تو ران کو اپنے گلے
لگائے روئی تھیں، کہ اک لمحہ یہ جشن کے رنگوں میں نہائی
حویلی اس ماں کے رونے سے سوگوار ہو گئی، وہیں گل خانم
بھی منتظر تھیں کب انکا پوتا انکے سینے لگے پر ماں کا سینہ
ٹھنڈا ہوتا تو کسی کی باری آتی، عیشاء کو بھی بازو کا حصار دیتے
برہان آگے آئے تو عیشاء نے لپک کر گل خانم کے ہاتھ کو
پکڑے چوما جس پر وہ اسے اپنے سینے لپٹا گئیں، عیشاء کو اتنے
پیار اور شفقت کی امید نہ تھی جبکہ وہ ماں بیٹا ابھی تک سبکو
غمگین کیے ہوئے تھے، المیرا الگ ہوئیں اور اسکے ہاتھ پکڑ

کر چومے، اسکا ماتھا چوما، تب بھی جیسے انکے رونے میں بتدریج اضافہ ہوا، اف یہ سالوں کی تڑپ تھی، اک لمحے میں کیسے مٹ جاتی۔

"میرا بچہ۔ میری جان۔ ماں قربان جائے تم پر توران۔ میری خوبصورت جان۔ میرا شیر بیٹا۔ میں نے تمہارے واپس آنے کی دعا کے سوا ان اٹھارہ سالوں کچھ نہیں کیا۔ میری روح تک کو قرار آ گیا۔ میری جان کا ٹکرا۔ کتنا بدل گیا ہے میرا بیٹا۔ کمزور ہو گیا ہے۔"

وہ توران کے زخم کو ابھی نہ جان سکیں تبھی انھیں وہ مرجھایا لگا پر کمزور والی بات پر بقیہ افراد ضرور مسکرائے کیونکہ وہ کمزور تو کہیں سے نہ تھا۔

"آپ کے پاس آگیا ہوں۔ کھلا پلا کر ہٹا کٹا کر دیجئے گا مما۔ بہت مس کیا آپکو۔ میری خوبصورت مما۔ آپکی بہو بھی آئی ہے"

وہ مما کا سر چومے انھیں خود سے لگائے اپنی فکر سے نکالے زرا بہو کی طرف دھیان دلواتے خود دادی جان کی باہوں میں جا سمٹا جبکہ اب المیرا کی بازو عیشاء کے لیے کھلیں۔

"میں قربان جاوں اپنی بہو پر۔ تم سے جڑی اس روح پر۔ میرا بچہ"

عیشاء نے بھی بنا دیری ان ممتا بھری باہوں کو سنبھال لیا، اور بے حد محبت تھی ان سب کے پاس تو ران اور عیشاء کے لیے۔

"م۔۔ میری دلارہ نہیں آئی تم دو کے ساتھ؟"

دلارہ کو نا پائے المیرا نے تڑپ کر متلاشی نظریں دروازے کی اور دوڑائیں تو تو ران نے پھر سے انکو اپنے سینے لپٹایا۔

"وہ اپنے باران کے ساتھ کچھ دیر میں آئے گی۔ بتائیں کیسی لگی بہو آپکو؟"

وہ جیسے جذباتی ماحول سے یکدم نکل آئے، بھلے آنکھیں سبکی نم ہوں پر اس وقت بے شمار خوشی کے لمحات تھے۔

"چاند کا ٹکرا ہے تمہاری طرح۔ چلو آجاو۔ اندر چلتے ہیں۔"

المیرا نے تو محبتوں کی حد کر دی جبکہ یہی حال گل خانم کا تھا جنہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر اپنے ان سکھوں کا شکر ادا کیا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اب ظالموں میں سے نہیں ہیں۔

دلارہ روم میں پہلے گئی تھی، باران بھی پندرہ منٹ تک اسے باہر نہ پائے کمرے میں چلا آیا پر دروازہ کھول کر اندر آنے کی دیر تھی کہ گھبرا کر ڈور لاک کر بیٹھا پھر گھوم کر سامنے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا ہے دلارہ؟"

وہ سامنے کا منظر دیکھے گنگ رہ گیا، اس وقت دِلارہ نے اسے جس طرح وہ ڈریس پہن کر دیکھاتے گھوم کر دیکھا، جان لیوا تھا۔

باران یلدرم اسے سر سے پیر تک اس بلیک سلک گاون ڈریس میں دیکھے وڈیو کال کی طرح مبہوت رہ گیا۔

نیٹ اور سلک کا بہت ہاٹ کمبو لیے وہ دِلارہ کے بانکے اور خوبصورت وجود پر قیامت ساسج رہا تھا پھر اسکے سینے کی اور بکھرے ڈھیر سے لمبے بال، وہ نظریں سنبھال سنبھال کر رکھتا تب بھی دل بیقرار و بیتاب ساتھ ہوا پھر دلارہ نے وہ سلک گاون اسکی ڈوری کھولتے پکڑ کر اپنے وجود سے ہٹایا تو وہ پھسلتا ہوا زمین بوس ہوا، اب وہ صرف ایک خوبصورت سی بولڈ ڈریس میں ملبوس تھی، ڈریس بولڈ ہو کر بھی خوبصورت تھی، جو رہا سہا حسن تھا وہ دلارہ کے لمبے گھنے

بالوں سے ممکن ہوا تھا اور اس وقت وہ سلکی لباس مائل کرنے کا پورا کام کر رہا تھا۔

"آپ نے ہی تو کہا تھا کہ مجھے کسی خاص طرح، سپیشل ڈریس میں سجا دیکھنے کی تمنا ہے آپکو۔ کیا میں اچھی نہیں لگ رہی باران"

وہ جو زندگی کی ساری ہمت جمع کیے یوں جان لیوا انداز میں سجی تھی، سنوری تھی، باران کی من پسند خوشبوؤں میں ڈوبی تھی، چہرہ مرجھایا، دل ٹوٹا اور خود وہ اداس ہو گئی، وہ چلتا ہوا اس تک پہنچا، وہ اسے ہر جانب سے اٹریکٹ کرتی کسی قابل نہ چھوڑ رہی تھی، بولنے لائق تک نہیں۔

باران نے سر تا پیر دلارہ کو سراہتی اور چھیڑتی نظروں سے دیکھنے کے بعد فرصت سے ان گرے آنکھوں میں جھانکا جنھیں توقع کے برعکس ریسپانس بجھا گیا۔

"کہا تھا پر سر شام ہی میرے ہوش اڑا دو گی تو رات کا فنکشن ہم تو اٹینڈ نہیں کر پائیں گے۔ اور تم ہی آ جکے جشن کی مہمان خصوصی ہو۔ میں اپنی وہ والی نظریں سنبھال رہا ہوں ابھی جو اس روپ میں تمہیں دیکھ کر مجھ پورے کو لے ڈوبیں۔ اس لیے

تم بھی یہ خلیہ بدل لو"

باران کے لہجے میں اتر تا خمار، آنکھوں میں غالب آتی

بے خودی اور چال کی بے اختیاری تو اس کے بہکنے سے پہلے

ہی دلارہ کو لے ڈوبی۔

"پہلے بتاوناں کیسی لگ رہی ہوں۔ رات شاید واپسی میں دیر

ہو جائے یا پھر میں مما بابا کا بے بی بنی رہ جاوں۔ تبھی میں

نے سوچا میں اپنے ہسبنڈ کی جان پہلے لے لوں۔ تم ابھی

بھول جاو کے ہمیں کہیں جانا ہے۔ مجھے تمہیں روکنا آتا ہے

تو اگر بہک بھی گئے میں سنبھال لوں گی۔ بس تم اس لمحے کو

محسوس کرو۔ میں نے یہ چھچھوری حرکت صرف تمہارے

لیے کی ورنہ سوچوں بھی نہ۔ دیکھو کہاں لے آئی تمہاری

محبت مجھے۔ تمہارے رنگ مجھ پر چڑھ گئے۔ بے
ادب، بد تمیز اور بے باک سے۔"

وہ اسکے نزدیک سر کی تو باران کی نظر میٹرس پر گئی جہاں
باران کی شرٹ رکھی گئی تھی جس پر جا بجا لپ سٹک سائن
بھی تھے، پھر اسکے ساتھ اک دائری کا ورک جس پر دنیا کی
ہر زبان میں کہا جاتا آئی لو یو لکھا تھا، وہ بے اختیار دلارہ کی
طرف مڑا، جو اسے اپنے بس میں کر چکی تھی۔

"تم ان میرے رنگوں میں میری حدود تک بے انتہا سج رہی
ہو۔ یو لک سو ہاٹ۔ وہ وڈیو کال یاد آگئی جب میرا بس نہ
چل رہا تھا میں سکرین سے نکل کر تمہیں کھا جاوں۔ جب

میں نے تمہاری گردن کے آخری خطرناک کنارے کا یہ تل دیکھا تو دانتوں تلے زبان دی کہ یہ کیسا حشر برپا کر رہی ہے میرے اندر"

وہ اس وقت جس شدت بھرے انداز میں اسے اپنے قریب کھینچ کر لاتے بولا، وہ نہ گھبرائی نہ اس شخص کی قربت کے آگے خوفزدہ ہوئی، یہ لمحہ اس نے باران کے لیے سجایا تھا تو وہ ہر طرح مضبوط تھی۔

"یہ حشر بجھانے کا اختیار بھی تمہارے پاس ہے۔ جب لگے آگ حد سے زیادہ پھیل رہی ہے، ابر بن جانا۔ مجھے وہ رنگ پہننی ہے تمہارے ہاتھ سے"

وہ سب ابھی چاہتی تھی اور باران کو یہ سب تاحیات کے لیے مطلوب ہو رہا تھا۔

"ابھی؟"

وہ بے خود سا بڑبڑایا۔

"جی"

محبت سے جی کہے وہ ویسے ہی اسے ہر سانس کے سنگ خرید گئی، باران نے اسکے ہونٹوں پر اک نظر ڈالتے ابھی کوئی ارادہ ہی بنایا جب وہ پہلی بار خود قریب ہو کر خود سے اپنی سانسوں کو بھاری کر بیٹھی، باران کے لیے یہ اک اور

سرپرائز رہا ورنہ وہ ہمیشہ اسکی پہل کو بس پورا کرتی تھی، اسکا ساتھ دیتی لیکن آج وہ اسے بتا رہی تھی وہ واقعی بڑی ہو گئی ہے۔

جب وہ روبرو ہوئی تو اس نے اپنی بے ترتیب سانسوں کو باران کی گردن مئں چہرہ کچھ دیر چھپا کر بحال کیا، بہر حال وہ ایسی بے باک نہ تھی تبھی دھڑکنیں تک بے حال ہو گئیں۔

وہ اسے روبرو لایا تو دونوں مسکرائے، شرارت بھرا پھر باران اسکا ہاتھ پکڑے اسی ڈرا کی سمت بڑھا، اسے کھولا اور

وہ رنگ کیس باہر نکال کر اسے کھولتے اپنی والی رنگ دلارہ کو دی اور اسکی والی خود پکڑی۔

ٹوان ون رنگز تھیں ایک سی پوری رئیل سلور جن میں ایک ایک ڈائمنڈ سٹڈ نصب تھا، ایک میل دوسری فی میل۔

پہلے دلارہ نے شوخ مسکراتے وہ رنگ باران کی خوبصورت انگلی میں پہناتے اسکا ہاتھ اپنے ہونٹوں کے پاس لاتے چوما پھر جھک کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، باران نے
مسکراتے، گہری نظروں میں اس موہنے چہرے والی کو بسائے اسکی رنگ بھی دِلارہ کے خوبصورت ہاتھ کی زینت

بنائی اور اسکا ہاتھ پکڑتے ہونٹوں کے پاس لاتے گلابی ہتھیلی چومی، دلارہ نے فوراسے باران کے گلے لگ جاتے ہنس کر اس مومنٹ کو اور خاص کیا اور باران نے اسے زمین سے اٹھاتے خود میں بھینچا، بیچ میں جیسے لمحہ بھر معنی خیزی چھائی، وہ روبرو ہوئی تو باران کی نظروں کے تقاضے ایسے تھے جن پر بندھ باندھنا جان جوکھم کا کام تھا۔

"یہ جتنی اس شرٹ پر کیسیز ہیں۔ سب چاہیں مجھے"

باران کے بے باک تقاضے پر دلارہ کے گال سرخیاں چھوڑ گئے، اسے امید نہیں تھی یہ سیریس میں بھی ہو گا۔

"تم پاس ہوتے تو تمہیں ہی ملتیں۔ دور ہونے کا کچھ تو نقصان جھیلو۔ مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو باران یلدرم۔ تمہارے قریب خود آنے کے لیے میں نے اپنی زندگی کی ساری ہمت جمع کی ہے۔ تمہیں پیار کرنا آسان کام تھوڑی ہے۔ رحم کی اپیل کرتی ہے تمہاری پارٹنر تم سے پلیز"

وہ اسکی گرفت میں جیسے مچل سی گئی، اف یہ گزارش کرتا چہرہ، آنکھیں پر بہکا تا سراپا، وہ کس کی سنتا اور کس کی ٹالتا، بڑی مشکل آن پڑی تھی۔

"میں رحم دل ہوں۔ تمہاری اپیل پر عمل کر رہا ہوں۔ پر اس شرٹ کے آرٹ پر تم اتنی میری محبت کی مستحق ضرور ہو۔ کیا مجھے اجازت ہے لیونڈر؟"

وہ اسکی ڈیمانڈ کو مان رہا تھا تو اب دلارہ کو انکار کرنا اصولوں کے خلاف لگا، وہ شرما کر نظریں جھکائے مان گئی اور اسکے مان جانے پر باران کو اسکی یہ معصوم سی ہاں خرید گئی، وہ باران کی قربت پسند کرتی تھی، وہ اسے جیسے بھی چھوئے اسے اچھا لگتا تھا پھر چاہے وہ جس بھی حد تک چلا جائے، وہ اتنی اسکی ہو گئی تھی کہ وہ رات کہے تو دلارہ کے لیے چڑھا دم رات ہو جاتی تھی، زہے نصیب۔

"یہ سب؟"

عیشاء کی آنکھوں میں تیرتی نمی اس وقت ان سبکو افسردہ کر گئی، اسکا جذباتی ہونا بنتا تھا کیونکہ المیرا نے اسکے لیے شادی کا جوڑا پہلے ہی بنوا کر رکھا تھا، شاید ماں اور بیٹے کا ایک سا دل تھا تو دل کے خیالات بھی ایسے ایک سے کہ وہ خود ہی سوچ چکی تھیں جب توران آئے گا وہ اسکی دلہن لائیں گی، مگر دلہن تو آچکی تھی بس اب اک رسم باقی تھی، وہ بہت ہی

پیاری وائیٹ ویڈنگ فراک تھی اور اسکے دائیں بائیں فٹنگ کے لیے کرس کراس ڈیزائن بھی تھا، اس لباس کی خوبصورتی ان سبکی محبتوں جیسی تھی۔

"میں نے یہ اپنے توران کی دلہن کے لیے بنا کر رکھا تھا پر جب تمہارا سنا تو تبھی یہ لباس تمہارے نام لگ گیا۔ آج تم جشن میں یہی پہنو تو مجھے خوشی ہو گی میری بیٹی"

المیرا نے وہ تحفہ عیشاء کے سپرد کیا جو پہلے ہی کچھ بول نہ پا رہی تھی، اس پر تو بلکل بلینک ہوئی، اس نے محبت سے المیرا کا دیا تحفہ لیا بھی اور جب تک وہ کچھ میچنگ جیولری اور باقی چیزیں لائیں، عیشاء نے اسے پہن بھی لیا، وہ سفید

ویڈنگ میکسی ڈریس عیشاء کے بانکے وجود پر بہت سجا، ٹھوڑا ٹانگوں سے اوپر تک تھا جبکہ نیچے اس نے وائیٹ ہیلز ہی پہن رکھی تھیں کیونکہ جو وہ ڈریس پہن کر آئی تھی وہ بھی وائیٹ ٹاپ ہی تھی۔

برہان اور گل خانم مہمانوں کو دیکھ رہے تھے جبکہ توران بھی وہیں تھا، خاندان برادری کے سب لوگ آج مدعو تھے، انقرہ کے بڑے بڑے رئیس برہان کے یار دوست، جشن کوئی معمولی جو نہ تھا۔

المیراہ کی آنکھیں خوشی سے چمک گئیں جب انہوں نے اپنے تحفے کو عیشاء پر اس قدر سجا دیکھا، وہ اندر آئیں جہاں وہ

آئینے کے سامنے سے ہٹے آنکھوں میں محبت لیے انکو دیکھتے پلٹی۔

"بہت خوبصورت، توران کی پسند پر قربان جاوں۔ ہمیشہ ساتھ رہو اور اب دنیا کی کوئی طاقت تم دو کو الگ نہ کر سکے"

المیرا نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے آسودگی سے عیشاء کا ماتھا چوما اور یہ شفقت سے بھرا بوسہ عیشاء میں بہت سی ہمت بھر گیا۔

"اتنی محبت کے لیے شکریہ آپکا۔"

عیشاء نے بھی جواباً انکا ہاتھ پکڑے چوما جس کے بدلے المیرا کے دل سے دعائیں نکلیں۔

"میں توران کو بھیجتی ہوں۔ جیسے ہی یلدرم حویلی والے آتے ہیں۔ تمہیں باہر لے آئے۔ ہم اس پیارے جشن کا آغاز تم دو کی شادی کی خوشی منانے سے کریں گے۔ ابھی وہ بابا اور دادی جان کے ساتھ مہمانوں میں پھنسا ہے۔ میں جانتی ہوں سخت بور ہو رہا ہو گا۔ کچھ کھائے گا میرا بچہ؟"

المیرا نے ڈائمنڈ کا ایک ہلکا سا سیٹ عیشاء کے لیے لایا تاکہ وہ اس ڈریس کے ساتھ کچھ میچنگ جیولری پہنے جبکہ ہیلز بھی

تھیں پر عیشاء کو اپنے سائز سے بڑی لگ رہی تھیں تو اس نے اپنی والی ہی رہنے دیں۔

المیرا کمرے سے چلی گئیں تو عیشاء نے جھک کر وہ بیش قیمتی ساسیٹ اٹھایا، وہ اداس سا مسکرائی پھر اسے واپس رکھتے وہ میٹرس پر بیٹھ کر خود کو آئینے میں بے تاثر نظروں سے دیکھنے لگی، خود کو اتنی خوبصورت وہ کبھی نہیں لگی تھی حالانکہ اسکی دلکشی آج بھی اول دن جیسی تھی پر جو احساسات اس لباس سے جڑے تھے، جس شخص کا نام آج اسکی تیاری سے جڑا تھا اس کیفیت کے لیے وہ پہروں ترسی تھی۔

دروازے پر آہٹ ہوئی تو عیشاء اپنی بکھری سوچیں سمیٹے وہیں بیٹھے بیٹھے گردن موڑ گئی مگر توران کو آتا دیکھے فورا سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ سر تا پیر عیشاء کو دلہن نہ سہی پر دلہن جیسی وائبز دیتے خلیے میں دیکھ کر اپنی جگہ تھم گیا، پر وہ اس وقت اس شخص کی وارفتہ نگاہوں سے زیادہ اسکی آنکھوں کی تھکن بھانپ کر گھبرانا بھولے لپک کر اس تک پہنچی۔

"توران! تم ٹھیک ہو"

وہ بہت زیادہ بجھا لگ رہا تھا لیکن اس نے عیشاء کے سوال پر مسکرانے کی بھرپور کوشش کی۔

"تم میری دلہن لگ رہی ہو، میں کیسے ٹھیک ہو سکتا ہوں۔؟"

اس شخص کا لہجہ ہی نہیں آنکھیں بھی درد میں تھیں۔

"ک۔۔کیا مطلب۔میں اتار دوں یہ ڈریس؟"

وہ روہانسی ہوئی۔

"پاگل۔میں صرف ٹھیک نہیں۔بہت زیادہ ٹھیک ہوں تمہیں اس طرح دیکھ کر۔لیکن افسوس میں رات کو اپنی دلہن کا ڈریس اتار نہیں پاوں گا"

توران نے اسکو اپنی بازووں میں لیتے مسکین بنے افسوس کیا تو اول عیشاء پریشانی میں اس کمینے کا مطلب نہ سمجھ سکی پر جب غور کیا وہ کیا کہہ رہا ہے،بچاری کا چہرہ سرخیاں چھوڑ گیا۔

"تمہیں بے شرمی کا ایوارڈ ملنا چاہیے"

وہ اسکے حصار میں مچل بھی نہ سکی کہ وہ زخمی ہے، اف عیشاء کی یہ دلفریب بے بسی۔

"ملے گا۔ ہمارے دوسرے بچے کی صورت اور تم ہی دو گی وہ ایورڈ، مجھے ٹھیک ہو لینے دو۔ تم پٹا کہ لگ رہی ہو باخدا"

وہ اسکے فرار کو ناکام کرے عیشاء کو اپنے سینے جوڑتا اسکی گردن پر جابجا ہونٹوں سے حق جماتے جب اسکی حالت خراب کرتا چہرے کی طرف سرکا تو وہ منہ پھیر گئی، اپنا ہاتھ تو ران کے پورے منہ پر رکھتے اسے معصوم سے طریقے سے روکا۔

"مجھے کیوں تنگ کرتے ہو توران۔؟"

وہ اسکے ستم کے آگے بیچارگی سے بولی، آواز سرگوشی میں ڈھلی، وہ اپنے چہرے پر جماعیشاء کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کر ہٹائے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں رحم طلبی تھی۔

"اور کسے کروں تنگ؟"

بہت ہی سادگی سے سوال کیا گیا، وہ سارے شکوے ہی بھول گئی۔

"مجھے ہی کر لو تنگ۔ تمہارے گھر والوں نے دل جیت لیا ہے میرا۔ خاص کر تمہاری مما"

وہ اسے یہ بتانے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ بہت خوش ہے، تو ران نے اسکے چہرے پر اتر آتی خوشی بغور دیکھی جو تکلیف میں گھلی ملی سی تھی۔

"میرا دل جیتنے کی قوت تو بس میری بیٹی میں ہے۔ تم جانتی ہو میں اور دلارہ اسکی قبر کا قصہ ختم کر آئے ہیں۔ پھر ہم دونوں عزیزے سے ملنے گئے۔ اس نے ابراہیم یلدرم کو معاف کر دیا۔ وہ اتنی مہربان کیسے ہے عیشاء، ہم دو تو بہت ظالم ہیں۔ ہماری بیٹی کس پر چلی گئی ہے۔ اتنا بڑا دل کہاں سے لائی وہ؟"

اس لمحے توران کی آنکھیں بہت درد میں تھیں اور اسکے سوالوں نے ویسا ہی خزن عیشاء کو دیا۔

"نہ تم ظالم ہو نہ میں ہوں۔ اور وہ ہم پر ہی گئی ہے"

عیشاء کو نا جانے کیوں وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا تبھی وہ اسے خود کو تھامنے دے رہی تھی، وہ اسے سینے سے لگائے یا جو بھی کرے وہ راضی تھی، اسکی جان توران کی آنکھوں پر اٹکی تھی۔

"میں ظالم نہیں ہوں؟"

وہ اسکے چہرے کو چھوتا یونہی اذیت میں مبتلا بولا تو وہ فورا نفی کر گئی، دونوں کی آنکھوں کے گوشے تر لگے، اندر جتنا درد تھا سب دگنا ہوا۔

"تم میرا سب کچھ ہو۔ تم ٹھیک کیوں نہیں لگ رہے۔ تمہیں سٹریس نہیں لینا توران۔ قبر والے معاملے میں مجھے کیوں شامل نہیں کیا۔ اکیلے کیوں سہا تم دو نے۔ میں الگ نہیں ہوں تم دونوں سے، مجھے تسلی دلاو کہ تم ٹھیک ہو۔ میرا دل خوفزدہ ہو رہا ہے۔ تمہاری آنکھوں میں پہلی بار نمی ہے۔ پلیز یہ مجھے کھا رہی ہے"

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اسکے اندر برپا ہر درد تک جھانک رہی تھی اور وہ عیشاء کی اس دسترس پر دکھی تھا کہ وہ اپنا درد چھپا بھی نہیں پا رہا، وہ سانس روکے ہوئے تھی، وہ اپنے سب کچھ ہو جاتے شخص کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔

"میں آج زندگی کی سب سے بڑی تکلیف سے گزرا ہوں عیشاء۔ وہ میری بیٹی کی جیتے جی قبر مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ اس نے ٹھیک کہا تھا میں کبھی تم دو کی جھیلی جاتی اذیتوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ یہ میری سوچ سے کہیں درجے اوپر کی اذیت تھی۔"

وہ اسکی باتوں اور شکستہ لہجے پر دم سا ہار رہی تھی۔

"و۔۔وہ سب گزر گیا ناں۔"

عیشاء نے اسے دلاسا دینا چاہا اور وہ جو ابا یوں اذیت سے مسکرایا جیسے ایک ساتھ سینے سے اٹھتے کئی درد دبا گیا ہو۔

"یہاں سے ہو کر گزرا ہے عیشاء"

اس شخص نے تڑپتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ پھیرا، وہ آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہ پائی، وہ لڑکھڑایا تو اسے سہارہ دیتے پکڑ کر بیڈ کی پائنتی کی جانب بٹھایا۔

"تم ایسے مت ک۔۔ کرو۔ میں تمہاری تکلیف برداشت نہیں کر سکتی۔ کیا ہو رہا ہے۔ تم ٹھیک ہو ناں توران۔ ادھر میری طرف دیکھو۔ ساری تکلیف ختم ہو جائے گی۔ دیکھو مجھے میں دلہن بنی ہوں تمہاری۔ پلیز مجھے ڈراو مت۔ تم بہت اچھے بلیک میلر ہو میں مان گئی"

وہ اسکے قدموں میں بیٹھی اسکے ہاتھوں کو دبا رہی تھی جس نے مسکرا کر دونوں ہاتھوں سے پکڑے نیچے سے اٹھائے اپنے تھائے پر بٹھایا تو عیشاء کی آنکھ سے چند آنسو تب بہے جب وہ اسکی آغوش میں آسمائی۔

"ٹھیک ہوں میں۔ بس اسے بہت تکلیف دی عمر بھر عیشاء۔ وہ میرے ہوتے ہوئے کیا کیا سہتی رہی۔ ی۔

یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ میں بہت برا باپ ہوں۔ میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا۔ وہ بڑی ہو گئی۔ میں نے سب کھو دیا، اسکی معصوم شرارتیں، اسکا ضد کرنا، اسکا پہلا قدم، پہلا لفظ، پہلی ہنسی، پہلا رونا۔ آج مجھے اس قبر سے مل کر اپنے نقصان کا سہی ادراک ہوا۔ اسے نہیں کہہ سکا لیکن کچھ پل سانس نہیں لے سکا تھا۔ میں کیسے تلافی کروں گا اس کی تکلیف کی جو شکوے کرنا بھی نہیں سیکھ سکی۔ بہت ہرٹنگ ہے یہ"

وہ اس وقت بچوں کی طرح رو پڑا، اسکی ہمت ٹوٹ گئی اور اسے زرا احساس نہ تھا کہ اسکا یوں رونا عیشاء کی سانسیں بھی روک دے گا۔

"پلیز تم ایسے اچھے نہیں لگ رہے۔ تمہیں سب واپس دوں گی میں پرامس"

وہ خود بھی رو پڑی تھی پر اس سے تو ران کا یوں رونا برداشت نہ تھا، وہ لمحہ بھر دم سادھے عیشاء کے منہ کو دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ تم پھر سے یہ سارے احساس پاو گے میں وعدہ کرتی ہوں۔ پر ایسے مت کرو"

وہ ہار گئی تھی، توران کے آگے اسے اپنی جان کی پرواہ نہ تھی پھر یہ تو توران مسدور کا جائز حق تھا۔

"مطلب تم ہمارے دوسرے بچے کے لیے راضی ہو؟"

توران نے کرب بھرے لہجے میں ہی پوچھا تو وہ اسکے آنسو پونچھتی مسکرا کر سر ہلاتی نظریں جھکا گئی۔

"تم کبھی مت رونا توران۔۔۔ تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔ میں تمہیں ہر وہ خوشی دوں گی جو میرے بس میں

ہے۔ ہم دِلارہ کی ساری خوشیاں پھر سے جئیں گے اسکے ساتھ۔ سارے نقصان پورے ہو جائیں گے پر جو تمہاری بھیگی آنکھیں میرے اندر کا کریں گی اسکی تلافی نا ممکن ہو جائے گی۔ تم اپنی ساری تکلیف مجھے دے دو پلیز"

وہ اسے اف بھی کرنے نہیں دیتی تھی، ایسی عورت کا عشق تھا وہ شخص، وہ کتنی دیر اسے دیکھتا رہا، پھر اپنی خواہش لیے قریب ہوا تو وہ اسے رد نہ کر سکی، اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ داخل کرتی تو ران کے سر کی جڑوں تک اپنی انگلیوں کی پوروں سے محبت کا وہی احساس بخش رہی تھی جو اسکے ہونٹوں کی نرمیاں، تو ران کی سانسوں میں بھر رہی تھیں۔

"ٹھیک ہو جاو۔ اب تو میں نے رہی سہی بھی اپنی انا مار دی توران۔"

وہ روبرو ہوئی تو بے ترتیب سانسوں کے ساتھ سرگوشی میں بولی، وہ مر ہی تو مٹا تھا ایسی انا کی موت پر، کسی نے ایسے وفا نہیں نبھائی تھی جیسی اس عورت نے۔

"میں بلیک میلر اچھا ہوں آج میں بھی مان گیا۔ تم نے سنبھال لیا مجھے"

وہ اپنی شرارت میں واپس لوٹا تو عیشاء کی سانس میں سانس آئی پھر وہ بھلے بلیک میلر بنتا یا سچا عاشق۔

"تمہاری آنکھیں پہلی بار میرے سامنے ہماری بیٹی کے لیے بھیگیں۔ اس پر فدا ہو گئی یہ مما پلس وائف سی عورت"

وہ بھی ذرا تکلیف سے نکلی جبکہ تو ران اسے اب بھی ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اسکے لیے کوئی حیران کن سی نعمت ہو۔

"یہ عورت جان سے بھی پیاری ہے مجھے"

وہ اسکے لیے محبت کا جہاں لیے پھرتا تھا، اور ایسی آنکھیں، مدہوش سی کہ جن میں ڈوب جانے کا دل چاہے۔

"تم بھی۔ اب ٹھیک رہنا۔ تمہیں لے کر ساری عمر ڈری رہوں گی۔ ایسا نازک نہ ہوتے تو اچھا تھا۔ میرے لاڈ کون اٹھائے گا؟"

وہ روہانسی ہوئی، حالانکہ وہ کب سے دکھتے دل، درد کرتے پیٹ اور تڑپتے سینے کے باوجود اسے اپنی گود میں لیے بیٹھا تھا، یہ لاڈ ہی تو تھے۔

"میں اٹھاوں گا۔ تمہیں ابھی میرے پیار کا اندازہ نہیں عیشاء۔ مر بھی رہا ہو اتو تم سے پیار کروں گا۔ تمہارے لاڈ اٹھاوں گا تمہیں کس کروں گا"

وہ جذباتی کر رہا تھا اور وہ ہو رہی تھی۔

"اف اب بس کرو"

عیشاء کو پھوٹ پھوٹ کر رونا آ رہا تھا، یہ آدمی نازک دل سے کھیل رہا تھا۔

"آئی لو ویو"

اسکے بوکھلانے اور چڑنے پر وہ عیشاء کے حواس یہ کہے اڑا گیا، دم سادھ کر وہ توران کے منہ کو تکنے لگی، آنکھیں بھریں، اف اس سے پہلے وہ رو پڑتی، اسے اپنے سینے لپٹا کر توران نے اسے بھی سنبھالا اور شاید اسکے احساس سے اپنے

درد بھی دبائے پر وہ پاگل عورت، رو پڑی، مرضی اور ضد کی مالک، کہاں تو ران کی سنا کرتی ہے۔

.._____..

"تم مہربان ہو۔ میں نہیں ہوں۔ ابراہیم یلدرم کو معاف نہیں کر سکتا"

وہ بھی بلیک اینڈ وائیٹ کمبو کے سنگ میچنگ کر چکے تھے، دلارہ نے بھی وائیٹ ڈریس چنا تھا جبکہ اس میں بلیک کام کی وجہ سے ہیلز بلیک پہنی، جبکہ باران تو جب بھی سیاہ پہنتا، رات گھبرا جاتی کہ ہم سے بھی زیادہ پر اسرار ہستی آ

گئی، ہماری خوبصورتی چرا لیتا یہ شخص، ہمارے حصے کے سارے سناٹے خود پر اوڑھ لے گا، ہماری قدر گھٹا دے گا یہ مخملی رات کے عکس رکھتا باران یلدرم جبکہ وہ دلارہ کے بال بنا رہا تھا، ہیر اسیسریز لگانا سیکھ رہا تھا، وہ بہت خوبصورت بالوں والی اسے سمجھا رہی تھی کہ اب وہ بھی دل نرم کرے پر اف وہ خود سری کے جہاں کا راجہ!

"میں کہہ رہی ہوں ناں"

وہ گھومی تو باران کی ساری محنت خراب ہوئی، سارا ڈیزائن ٹیڑھا ہو گیا۔

"تم کیا ملکہ ہو جو تمہاری مانوں؟"

باران کو اپنی محنت خراب ہونے پر برا لگا جبکہ ملکہ نے آگے سے مسکرا کر سر ہلایا۔

"میں آپکی جان ہوں ناں"

دِلارہ نے کچھ دیر قبل جان ہونے کا مرتبہ اک بار پھر جو پایا تبھی تو ساری تکلیف اور اداسی سے نکل کر شرارتیں کر رہی تھی حالانکہ باران کو چھیڑنا خطرناک تھا کہ وہ پہلے ہی اتنی جلدی دلارہ کو چھوڑنے پر چڑا ہوا تھا۔

"آپ میری جان ہیں تو کیا جان چاہیے آپکو میری؟"

باران نے واپس سے اسکے بالوں پر بہت ہی نرمی سے وہ ہیر پن لگائی، وہ اکثر باران کی ہی دلائی پنز یوز کرتی، جیسے یہ گراس ہو پر۔

"معاف کر دو انکو۔بی کو سکون پانے دو باران"

وہ اک بار پھر التجاء کرا ٹھی تو باران نے اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں آس تھی۔

"میرے سکون کا کیا؟"

وہ شکوہ کناں ہوا۔

"وہ میں دوں گی تمہیں۔"

وہ مان سے بولی اور ایسا مان سامنے والے کا سانس روکنے کا باعث بنا۔

"ٹھیک ہے تم مجھے میری جان کہہ کر پکارو پھر تمہاری بات مانوں گا"

باران نے اسکو بازووں میں بھرتے اپنی ڈیمانڈ رکھی جبکہ دِلارہ نے آگے سے آئبرو اچکائے۔

"میں نے ایسا کبھی خود کو نہیں کہا۔"

وہ منہ بسور گئی۔

"مجھے کہو۔ تمہیں کہنے کو میں ہوں"

جناب نے اکڑ کر مشورہ دیا۔

"مجھ سے نہیں ہو گا۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ باران یلدرم کہہ سکتی ہوں یا پھر آپ"

دِلارہ نے اپنے اصول واضح کیے، اف یہ اصولوں کی سخت لڑکی۔

"معافی بھی نہیں ملے گی پھر ابراہیم یلدرم کو"

باران نے ہٹ دھرمی دیکھائی تو دلارہ نے چڑ کر باران کا منہ جبڑے سے دبوچا۔

"قرار جان۔ آپ سے بہت پیار ہے مجھے۔ آپ میری ایک بات نہیں مان سکتے؟"

وہ محبت کی دیوی بنی ٹھہر ٹھہر کر بولی اور اک اک ٹھہرے محبت بھرے جملے نے باران کو مبہوت کر دیا۔

"ایسے تو تم سو منوا سکتی ہو۔ کہاناں جان۔ ضد کیوں کرتی ہو پھر مجھ سے۔؟"

وہ زور سے اسے خود میں بھینچے سزاوار کو آڑے ہاتھوں لیتا غرایا، یہ غرانا بے بس محبت جیسا تھا۔

"میری نظر نہ لگے ہمیں اس لیے۔اب معاف کر دو گے ناں؟"

وہ اب بھی منتظر تھی، بیقرار و بے تاب تھی۔

"کر دیا۔"

باران نے اسکا ماتھا چومتے ہتھیار ڈالے اور وہ دل تک اس شخص کی از سر نو محبت سے بھر گئی۔

ان سبکا بھی روانگی کا وقت ہو گیا تھا۔

یلدرم حویلی کے سب افراد بھی مسدور حویلی جانے کے لیے بلکل تیار تھے، اب تو کسی کے دل میں نہ ڈر تھا نہ کوئی

وسوسہ۔عالیان، ایدا، آزاد اور نازلی ایک گاڑی میں گئے جبکہ آسماعیل یلدرم، باران اور دلارہ کے ساتھ گئے اور انہوں نے راستے سے عزیزے کو بھی پک کر لیا۔

فائنلی وہ سب سات بجے تک مسدور حویلی پہنچ چکے تھے، پہلے عالی اور آزاد ود مسیز پہنچے اور سبکا پیار بٹورا اور پھر المیرا، برہان اور گل خانم کی تڑپتی آنکھوں کو قرار آیا جب وہ آئی، باران یلدرم کا ہاتھ پکڑے ہوئے، آسماعیل یلدرم اور عزیزے کے ہمراہ۔

اس کی شباہت خوبخو توران جیسی تھی یہ تو ان تینوں افراد کو تڑپا گیا، وہ جھجھک رہی تھی پر باران کے ہونے نے اسے

ہمت دی جس سبب وہ سب سے مل پائی، اسے اتنے جذباتی
ملن سے بس اتنا ہی احساس ملا کہ اب اسکو چاہا جا رہا
ہے، اسکی قدر پہچانی جا رہی ہے، المیرا نے تو اسے کتنی دیر
اپنے سینے لگایا کہ دِلارہ خود گھبرا گئی، گل خانم کی شفقت بھی
اسکے لیے شدید رہی، برہان سے وہ پہلے ہی مل چکی تھی، اور
پھر جب مہمان خصوصی آئی تو اصل جشن کا آغاز
ہوا، تو ران کے ساتھ عیشاء باہر آئی اور محفل آگ پکڑ
گئی، ترک روایات کے مطابق ہر رسم ہوئی، ہر رقص
ہوا، ہر خوشی دوبارہ منائی گئی، کوئی کمی نہ تھی، کہیں کوئی درد

نہ تھا سوائے اس شخص کے سینے کے جہاں کا دکھ برداشت کی حدوں سے نکل رہا تھا۔

ایدا کے سارے خدشے دور ہوئے جب دادی جان نے سینے لگا کر کہا کہ وہ اس گھر کی جان ہے، عالیان کو بھی سکون آیا کہ اسکی محبت کو سکھ نصیب آئے، دِلارہ کو اک بھرا خاندان ملا، اسکے بابا اور مما کی شادی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور اس بیچ اسکا دل جب جب بھاری پڑا، اسکے پاس باران موجود تھا، سب مکمل تھا اور اتنا مکمل کے خوف آنے لگا، کیونکہ اکثر مکمل چیزوں کو گرہن لگ جایا کرتا ہے۔

توران مسدور یہ رونق، یہ جشن، یہ خوشیاں یہ سکھ دیکھنے کے باوجود ٹھیک نہ تھا، اسکا رنگ یکدم پیلا پڑ رہا تھا، اسے لگا اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا ہو، اسکو سبکے چہرے دھندلائے لگ رہے تھے، آوازیں سنائی دینا بند ہونے لگیں۔

اس نے کہیں پڑھا تھا، بہت عرصہ پہلے کہ جس گناہ گار کو ناممکنہ معافی مل جائے، اسے زندگی نہیں ملا کرتی، اک لمحہ ایسا لگا جیسے توران مسدور کے آگے مقدر نے یہی کہا جیتی جاگتی شکل بنا کر کھڑا کر دیا ہو، اسکی محبت، اسکی عزت بن کر اسکے سامنے کھڑی تھی۔ اسکی بیوی، اسکے خاندان میں ملکہ

بن کر شامل ہوئی تھی، پورے اعزاز کے ساتھ، اس لمحے کے لیے اس نے اٹھارہ سال انتظار کیا تھا۔ مسدور اور یلدرم خاندان کے سب دشمن لوگ آج دوست بنے تھے اور پھر اسے لگا اسے آخری سانس آیا ہے، وہ سب کے سامنے لڑکھڑایا تھا۔ سبکی مسکراہٹوں اور خوشی کو مٹھی میں دباتے دیکھتے ہی دیکھتے وہ باہمت شخص زمین بوس ہو گیا۔ سب پر اس مضبوط مسکراتے شخص کے یوں گرنے نے قیامت ڈھادی، جشن کو گرہن لگ گیا۔

.._____..

اسے آئی سی یو روم میں لے جایا گیا تھا، وہ نہ سانس لے رہا تھا نہ اسکی دھڑکن چل رہی تھی، ان سب کے پیروں سے زمین نکل چکی تھی، باران دلارہ اور عیشاء اس وقت ہوسپٹل تھے، عالیان بعد میں آیا تو اسکے ساتھ برہان بھی تھے، المیرا کی تو حالت تو ران کو گرتا دیکھے ہی بگھڑ گئی تھی، ایدا اور نازلی انکے ساتھ تھیں، گویا ہر کوئی تڑپ رہا تھا۔

عیشاء تو اک دم چپ ہو گئی تھی جبکہ دِلارہ کا رونا اس وقت اسکے اندر دبا تھا، وہ کچھ بھی بول یا کہہ پانے کی پوزیشن میں نہ تھی، ڈاکٹرز کچھ نہیں بتا رہے تھے کہ وہ کیسا ہے۔

دِلارہ کا خواب سچا ہو گیا یہی چیز اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا لائے جا رہی تھی۔

عیشاء کے پاس برہان اور عالی تھے، عزیزے بھی آ گئیں کہ وہ اپنے بچوں کو اس وقت اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھیں، عیشاء انے کو دیکھے جب روئی تو سب ہی غمگین ہوئے، جبکہ دِلارہ کا چہرہ جو اسکے اندر کے کرب کو دبائے تھا، باران سے دیکھا نہ جا رہا تھا، وہ آئی سی یو روم کے دروازے سے چپکی اندر دیکھ رہی تھی جہاں سے اسے کچھ دیکھائی نہ دے رہا تھا سوائے بابا کی رواں دھڑکن کے اور وہی اس وقت اسے سانس لینے میں واحد آسانی لگا۔

"م۔۔میرا خواب ٹھیک ہو گیا۔م۔۔میرے بابا کو کیا ہو گیا باران۔۔"

وہ اس کے پاس آ کر اسے اپنے ساتھ لگائے کھڑا ہوا تو وہ دروازے کو چھوڑے اسکے سینے میں چھپ کر رو پڑی، وہ پوری کانپ رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا اسے۔ٹھیک ہو جائے گا۔سنبھالو خود کو"

باران نے اسے دلاسا دیا پر وہ کسی دلاسے کو اس وقت قبول نہیں کر سکتی تھی، اسکی آنکھوں سے بابا کے گرنے کا منظر نہ ہٹ رہا تھا۔

"م۔۔میں سنبھال نہیں سکتی۔وہ مجھے چاہیں باران۔کب تک میں انکے لیے ترستی رہوں گی۔م۔۔مجھے میرے بابا ابھی تو ملے تھے۔م۔مجھ سے کیوں چھینا جارہا ہے انھیں۔ی۔۔یہ نہیں سہہ سکتی۔م۔مجھے مماباباکا ہاتھ پکڑنا تھاباران۔۔د۔۔دیکھو میرے ہاتھ خالی ہوگئے پھر"

وہ اسکے سینے سے ہٹتی کرب سے روتی اپنے خالی ہاتھ دیکھا کر باران کو بھی بہت برا ہرٹ کر گئی۔

"تمہارے یہ ہاتھ کبھی خالی نہیں ہوں گے میری جان۔ تمہیں حوصلہ کرنا ہے۔وہ واپس آجائے گا۔اسے آنا ہو گا تمہارے پاس۔پلیز ایسے نہیں رو۔"

وہ اسے جتنا سنبھال رہا تھا وہ اتنی ہاتھوں سے پھسل رہی تھی، وہ بے بس تھی، اسے یہ تکلیف نہیں چاہیے تھی، اس نے بابا سے اک بھی محبت بھری بات نہیں کی اسکا غم اسے نوچ رہا تھا، ابھی تک وہ توران کو اپنی محبت نہ دے سکی اسکا قلق دلارہ کو چیڑ رہا تھا اور دوسری طرف عیشاء، عزیزے کے سینے لگی رو رہی تھی، یہ لمحہ باران سے سنبھالنا مشکل ہوا، دِلارہ کو وہ بہت بار روتا دیکھ چکا تھا، بے قابو ہوتا بھی پر تب اسکے پاس دلارہ کے ہر درد کا مرہم تھا لیکن آج وہ جس طرح بچوں کی طرح رو رہی تھی، آج اصل ہاتھ تو باران کے خالی تھے۔

"آو میرے ساتھ۔ ہم کچھ دیر باہر چلتے ہیں"

باران نے مناسب یہی سمجھا کہ وہ دِلارہ کو کچھ دیر باہر کھلی فضا میں لے جائے پر وہ وہاں سے ہلنے پر بھی راضی نہ تھی۔

"م۔۔مجھے بابا کے پاس جانا ہے باران۔۔ت۔۔ تم میرے لیے سب کر سکتے ہو ناں۔ ان سبکو کہو مجھے میرے بابا کے پاس جانے دیں۔ باران مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ میں بابا کو ان سبکے رحم و کرم پر نہیں دیکھ پا رہی۔ وہ میرے بابا کو تکلیف دے رہے ہیں"

وہ واپس آئی سی یو روم کے دروازے کو بجاتی اس وقت ہیجانی کیفیت میں تھی، باران کی ہمت بھی جیسے جواب دے گئی۔

اسے بازو سے پکڑ کر کھینچے اپنے سامنے کیا تو سہم کر باران کی سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"اور تم مجھے تکلیف دے رہی ہو۔ میری بات سنو دلارہ۔ اسے ڈاکٹرز دیکھ رہے ہیں، کوئی تکلیف نہیں دے رہا تو ران کو۔ وہ اسکی زندگی بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تمہارے بابا ہارٹ پیشنٹ ہیں۔ پیس میکر لگا ہے اسکے سینے میں۔ دو ہارٹ اٹیک ہو چکے ہیں اسے۔ مجھے ڈر تھا قبر

والے معاملے کے بعد وہ دل پر نہ لے جائے، اسے منع بھی کیا کہ میں ساتھ چلتا ہوں پر وہ خود سر۔ کہا بس تمہارے ساتھ جائے گا۔ وہ اس اذیت کو جھیل نہیں سکا جو تم نے ساری زندگی سہی"

باران کی آواز بھی جیسے کرب و پچھتاوے سے اونچی ہوئی، وہاں موجود باقی سبکے سینوں میں بھی وہی ٹیس جگی جو اس وقت دِلارہ کے سینے میں اٹھی، وہ بے یقینی سے باران کو دیکھ رہی تھی جیسے اسکے کہے پر یقین نہ آیا ہو۔

"ت۔۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا ہاں۔۔ تم مجھے بتاتے تو میں خود منع کرتی انکو۔ نہ لے کر جاتی۔ تم نے مجھ سے کیوں

چھپائی انکی حالت باران۔ میں نے انکو موت کے دہانے پہنچا دیا، میری اس قبر نے میرے بابا کی جان لی تو میں اسی جگہ جا کر دفن ہو جاوں گی۔۔۔ تم نے۔۔ تم نے ک۔۔ کیوں نہیں بتایا۔ تم اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہو؟"

وہ چیختی باران کے سینے پر مکے برساتی اسے اس ظلم پر ملامت کر رہی تھی جو برحق تھی، باران کو اپنی اس غلطی پر پہلے ہی دکھ تھا، دِلارہ کی حالت اور گڑھے میں گاڑ رہی تھی۔

"م۔ میں نے اسے منع کیا تھا دلارہ لیکن اس نے کہا وہی تمہاری یہ تکلیف مٹائے گا۔ میں تمہیں یہ سب کیسے بتاتا کہ

وہ نہیں چاہتا تھا تم اسکے دل کی حالت جان کر اس پر رحم یا ترس کھا کر مانو۔ وہ اپنی محبت اور شفقت سے تمہیں منانا چاہتا تھا۔ اگر یہ ظلم ہے تو ہاں ہوں میں ظالم۔ لیکن کیا کروں اب تو غلطی ہو گئی۔ معاف کر دو مجھے"

وہ بھی پھٹ پڑا، آخر دِلارہ کے آگے وہ مزید یہ سب کیسے اپنے اندر رکھتا، وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی یہ سب جو ہو گیا تھا، دلارہ نے دو قدم پیچھے ہوتے اپنے بال مٹھیوں میں لیے، اس وقت اسے پوری دنیا ظالم لگ رہی تھی۔

اصل تکلیف بابا کے دل کے حالات جان کر ہوئی جو دلارہ کو پاگل کر رہی تھی، اس سے پہلے باران اسے سنبھالتا، وہ سر

چکرانے پر لہرائی اور باران کی بازوؤں میں جھول کر رہ گئی، اسکا یہ صدمہ برداشت نہ کر پانا فطری تھا، کئی چیزیں ایک دم اس پر حملہ آور ہو کر اسکے حوصلے کی توھین کر گئیں، دوسرے کیئر روم میں دلارہ کو لے جایا گیا، ڈاکٹر نے یہی کہا کہ شدید سٹریس سے اسکا بی پی شوٹ ہوا ہے، ہارٹ بیٹ ابنارمل ہے اور اب توران کے ساتھ ساتھ سبکی جان دلارہ کی حالت پر اذیت ناک انداز سے نکل رہی تھی۔

خاص کر باران کی، توران کی جان تو بچالی گئی تھی پر وہ ابھی بھی شدید خطرے میں تھا، ڈاکٹرز نے دوا سے زیادہ دعاوں کا کہہ دیا تھا اوپر سے دلارہ ہوش میں نہ آرہی تھی۔

باران اسکے پاس آیا جب نرس نے بتایا کہ دِلارہ ہوش میں آ گئی ہے پر وہ اسے دیکھتے ہی اپنی درد کرتی آنکھیں پھیرے منہ دوسری طرف کر گئی، اسکے پھر سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"مجھ سے منہ موڑ کر سانس لے سکو گی؟"

باران نے پاس ہی تھک کر بیٹھے اسے پکارا، اسکا ہاتھ پکڑنا چاہا جو وہ روتے ہوئے چھڑوا گئی۔

"نہیں ل۔۔لینا مجھے سانس۔"

وہ روتے روتے رند جاتی سرگوشی میں بولی تو باران سے مزید اسکی بے رخی نہ سہی گئی، بھلے باران اور توران دونوں کی غلطی تھی پر وہ سزا پوری باران کو دے رہی تھی۔

"تم نے سانس نہ لیا تو میں اور توران مر جائیں گے۔"

وہ اسکے موڑے چہرے کو اپنی طرف کرنے کی کوشش کرتے بولا تو دلارہ کے آنسوؤں میں مزید تیزی آئی۔

"ا۔۔انکو اتنے درد میں کیسے دیکھوں۔میں نے انکو آج بہت تکلیف سے گزارا۔تم بتا دیتے تو میں پیار بھی کر دیتی با۔۔بابا کو۔کہہ دیتی کہ اب مجھے انکے علاوہ کچھ نہیں

چاہیے۔ ویسے تو تم مجھے سب بتا دیتے ہو۔ میرے ہی بابا کے
بارے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ م۔۔ مجھے بتاو میں اب کیا
ک۔۔ کروں؟ وہ مجھ سے دور ہو گئے تو میں نہیں جی سکوں
گی۔ تمہاری دِلارہ کھو کھلی ہو جائے گی۔۔۔ م۔۔ مجھے
میرے بابا صحیح سلامت چاہیں۔ مجھے میرے بابا
چاہیں۔ ت۔۔ تم نے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔"

وہ اسے دیکھ تو رہی تھی پر پھر سے رو کر لڑ رہی تھی اور آج
بھی دلارہ کا لڑنا اصولی تھا اور وہ نادم اور شرمندہ
تھا، آنکھیں انگارہ تھیں، بس رو دینے کو تھا۔

"میں تمہیں دکھی کرنے سے ڈرتا ہوں تمہیں یہ بات اب تو سمجھ جانی چاہیے دِلارہ۔ اتنا وقت ہو گیا میرے ساتھ جڑے۔ ابھی بھی نہیں سمجھی تم کہ تمہارا رونا میرے اندر تک سب کچھ کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ مجھے لگا وہ تم سے اور عیشاء سے مل کر اپنے دل کو سنبھال لے گا۔ مجھے کیا پتا وہ اندر سے اتنا کمزور اور ہارا ہوا ہو گا۔ میں نے سمجھا اندر سے بھی باہر جیسا پہاڑ ہے۔۔۔ غلطی ہو گئی مجھ سے۔ تم نے مجھے ظالم کہا۔ میں ظالم نہیں ہوں۔ میں تمہارے معاملے میں بہت کمزور ہوں"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر چومتا اس سے نظریں نہ ملاتے
ضرورت سے بھاری آواز میں جب بولا تو اس شخص کی آنکھ
سے بہتے آنسوؤں پر وہ دم سادھ گئی۔

"تم آنسو بہا کر مجھے اور مار رہے ہو۔ خدا کے لیے باران مجھے
اور مت پریشان کرو۔ انھیں بھی ایسے ہی ڈانٹوں گی اس
لاپرواہی پر۔ میرا ڈانٹنا برا لگا تو مجھے معاف کر دو۔ میں کبھی
نہیں ڈانٹوں گی تمہیں"

وہ زرا آگے کو سرک کر اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے باران
کا ماتھا چومتی بولی، بہت نڈھال لگ رہی تھی، پر اب اتنی ہی
دلبرداشتہ اور احساس جرم میں لپٹی۔

"تم نے ڈانٹا نہیں۔ تم چینخی ہو مجھ پر"

وہ ناراضگی سے بولا تو دِلارہ نے ہچکی سی بھرے سر نفی میں ہلایا۔

"میرے باب۔۔ باٹھیک ہو جائیں تو تم بھی چینخ لینا۔ ابھی بدلہ مت لینا۔ میں اچھا محسوس نہیں کر رہی۔ مجھے
ا۔۔ انکے پاس لے کر جاوناں باران۔۔ مما کیسی
ہیں۔۔۔ انکے پاس جاو تم انکو سنبھالو"

وہ اس وقت بہت زیادہ بکھری اور ریزہ ریزہ تھی، آواز کرچیوں میں بٹی تھی، لہجہ آنسوؤں کی نمکینی سے اٹا تھا۔

"میں تم پر نہیں چیخ سکتا۔ کچھ دیر آرام کرو۔ طبعیت ٹھیک نہیں تمہاری۔ ڈرپ لگی ہے۔ میں لے جاوں گا تمہیں جیسے ہی مجھے لگا تم بہتر ہو۔ اور رہی بات سنبھالنے کی، سنبھالنے میں بہت برا ہوں لیکن تمہارا کہا ٹال نہیں سکتا"

وہ اسے پکڑ کر واپس لیٹائے اپنے دکھ کو چھپا نہ سکا، ہاں وہ ہرٹ تھا، دلارہ جانتی تھی اس نے غلط کیا لیکن اس وقت اسکے اندر باران کو منانے کی ہمت نہ تھی۔

وہ اٹھنے لگا جب دلارہ نے اسکی بازو پکڑ کر روکتے باران کا ہاتھ اپنے ہونٹوں کے پاس لاتے چوما، وہ منہ پھیرے کھڑا تھا لیکن آنکھیں پگھل سی گئیں۔

"مجھے درد میں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہو۔ میں کہوں گی جاو، تم چلے جاو گے۔ بتاو میں نے کچھ غلط ڈانٹا تمہیں۔ میرے رازدان ہو ناں تم، میرا لباس ہو پھر یہ بات ک۔۔ کیوں نہیں بتائی، کوئی سا درد کوئی سی بھی تکلیف ہو میں تمہارے گلے لگتے ہی بھول جاتی ہوں۔ اس پر بھی سنبھل جاتی۔ ایسے مجھ سے اس وقت مت روٹھو ناں۔ پلیز باران۔"

وہ روہانسی ہوتی بولی تو اسکے کہے ہر لفظ نے باران کو زنجیر کر دیا، وہ واپس ہار کر بیٹھا، یہاں اسکی انا مردہ تھی، یہاں وہ اس لڑکی کے لیے کوئی اکڑ نہیں رکھتا تھا۔

"تم نے غلط نہیں ڈانٹا، میں خود بھی خود سے غصہ ہوں اس وجہ سے۔ ظالم لوگوں سے دور رہیں آپ میری جان"

وہ اسکے پاس بیٹھا اسی کی جان لے رہا تھا جو اسکی جان تھی، دِلارہ کا دل چاہا اب چیخ چیخ کر روئے، یہ آدمی ایسے لمحے کیوں ستا رہا تھا۔

"ت۔۔ تم مجھے ہرٹ کر رہے ہو۔ میرا بی پی بڑھ رہا ہے"

وہ سخت تکلیف سے بولی تو باران نے تڑپ کر پھیری نظریں اس گلاب کے مرجھائے پھول پر ڈالیں اور لمحہ لگاتے دِلارہ کو اپنی بازووں میں بھرتے زور سے اپنے گلے لگاتے خود سے لپٹایا تھا، شدت دلارہ کے کمزور پڑتے وجود کے لحاظ سے زیادہ تھی۔

"خدا کے لیے ہرٹ مت ہو۔ میں بس لاڈ اٹھوا رہا تھا۔ تم مجھے ڈانٹ نہیں سکتی، میں برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے رونا آرہا ہے۔ وہ بھی یہاں نیچے فرش پر لیٹ کر بچوں کی طرح"

وہ اسے جس طرح گلے لگائے ہوئے تھا، وہ نہ بھی
بتاتا، دلارہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کتنا ڈر گیا ہے۔

"لاڈ اٹھانے کی حالت میں نہیں پھر بھی میں قربان تم
پر۔ کبھی نہ رونا۔ تمہیں جس دن رلایا، میرے ہاتھوں سے
بے زبانوں کا درد دور کرنے کا ہنر اور خوشبوئیں سمیٹنے کی
اہلیت روٹھ جائے گی۔ تم میرا کل جہاں ہو۔ تم سے آگے
کچھ بھی نہیں۔ تمہیں کوئی آنچ دور زرا سی گرم ہوا بھی لگے
میرا دم گھٹ جاتا ہے۔ تم اتنے قیمتی ہو کہ میں تمہیں دیکھ
کر جیتی ہوں۔"

وہ ہچکیاں بھرتی بول رہی تھی اور باران کے اندر قرار اتر رہا تھا، یہ قرار باران کے دکھتے وجود کو لمحے میں شفا دے گیا۔

وہ روبرو ہوا، ہاتھوں سے دلارہ کے چہرے تک آکر چپکے بال ہٹاتا اسکی دونوں آنکھوں کو باری باری چومتے پھر روبرو ہوا۔

"ظالم کہا دوبارہ مجھے تو میں روٹھ جاوں گا۔ جو میں ہوں نہیں وہ مجھ سے بڑے ظرف کے باوجود برداشت نہیں۔ اب آرام کرو۔ توران کو کچھ نہیں ہو گا۔ یقین کرو میرا۔ جیسے ہی اسے روم میں شفٹ کریں گے میں لے کر جاوں گا اسکے پاس تمہیں"

باران نے اسے واپس لٹایا پر وہ ابھی بھی ٹھیک نہیں تھی، جان لیوا مار ڈالتی نظروں سے باران کو دیکھ رہی تھی۔

"مم۔۔مجھے پیار دے کر جاو"

وہ روتے روتے ہاتھ اسکی طرف بڑھائے بولی، آنسو ہوتے سانس کو بھرا۔

"روتی دلارہ کو کوئی پیار نہیں ملے گا میرا۔۔۔"

وہ ہٹ دھرمی کرتا اکڑا تو اس سے پہلے وہ اب اونچا اونچا روتی، وہ اسکا ہاتھ چومتا اسکے پاس ہی بیٹھے اسکے چہرے کی طرف جھکا، اتنے قریب سے وہ روتی چڑیل ہی لگی۔

"ت۔۔تم ظالم۔۔۔"

وہ ناراض ہوئے بولی ہی کہ باران نے اسکی ٹھوڑی پر دانت گاڑتے کاٹا، وہ سارا دکھ بھولے اس درد پر کراہی۔

"کیا ہوں میں؟"

وہ آنکھیں نکالتا گھورا۔

"تم م۔۔میری بھی جان ہو بدتمیز"

وہ دکھی، ناراض ایک ساتھ تھی اور پیار بھی جتا رہی تھی اور اس لمحے باران نے اسے معاف کر دیا، وہ کیا کرتا وہ دلارہ کے لیے بہت ٹچی تھا۔

"میرا سارا پیار میرے پٹاکے کے لیے ہے۔۔ آرام کرو۔ پریشان مت ہو۔ وہ پہلے سے بہتر ہے۔ میں عیشاء کو دیکھتا ہوں"

وہ اسکے ماتھے پر جھک کر اسکی جبین چومتا واپس اٹھا تو وہ بھیگی آنکھوں سے اجازتی سا سر ہلا گئی۔

"ت۔۔ تم سنبھالنے میں برے نہیں ہو باران"

وہ دروازے کی طرف بڑھا تو وہ عقب سے پکاری، باران رکا اور پلٹ کر دلارہ کو دیکھنے لگا۔

"تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں لیونڈر۔"

وہ فلائنگ کس کرتا اسے سکون بہم پہنچائے کمرے سے نکلا تو دِلارہ نے سر دوسری طرف کرتے گہرا سانس لیا، ابھی اسکا دل بہت تکلیف میں تھا۔

.._____..

المیرا کا بھی رو رو برا حال تھا پر انکو سنبھالنے کے لیے بھی بہت لوگ تھے پھر توران کا خطرے سے باہر آنا بھی سبکے کچھ حوصلے لوٹا آیا۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے، باران باہر آیا تو وہ اکیلی بیٹھی تھی، رات رکنے کی بس باران اور عیشاء کو اجازت تھی تبھی

عزیزے، برہان اور عالی واپس مسدور حویلی چلے گئے تھے، عیشاء بھی اب کچھ تسلی میں تھی لیکن باران کو اپنے پاس آکر بیٹھتا دیکھے اسکے آنسو واپس آنکھوں میں امڈنے لگے۔

"اس نے بستر مرگ سے واپس آکر مجھے احساس دلایا باران کہ وہ جتنا برا ہو، جتنا ظالم ہو، جتنا گناہ گار ہو، وہ کھو دینے والا انسان نہیں۔ وہ مجھے چھوڑ جاتا تو دو جنازے اٹھتے، میں نے محسوس کیا، اسکے

بنا تو میری سانس تک کا وجود نہیں۔ زندگی کا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ایک بلیک میلنگ وہ کرتا آیا ہے سب سے معافی پانے کے لیے، ایک بلیک میلر

اب اسکی آتی جاتی دھڑکنیں ہیں جو دھمکا رہی ہیں۔ اسے کہو اگر مجھے چاہتا ہے تو ایسے مت ستائے۔ اسے کہو میں کھونے کی تکلیف سے واقف ہوں۔ اسے کہو میں بہت پیار کرتی ہوں اس سے"

وہ چہرہ ہاتھوں سے چھپائے اس وقت رو رہی تھی اور اگر یونہی روتی رہتی تو شاید اسکی سانس رک جاتی، وہ بھلے ٹھیک

تھا پر ابھی بھی اسکا دل معمول پر نہ تھا نہ سانس، نہ ہی وہ ہوش میں تھا۔

"کمینہ کہہ کر بلاو۔ شاید تمہاری سن لے۔ کمینہ کہیں کا"

جب وہ ساری دنیا کو رو کر سوگوار کر رہی تھی، تب اسے ہنسانے والا باران یلدرم تھا۔

اس نے بتا دیا تھا، محبت میں وہ بہت مہربان اپنی جگہ پر جب جب اسکی یہ سہیلی پلس ساس درد میں ہوئی وہ ساری دنیا چھوڑ کر اسے ہنسانے

پہنچ آئے گا، باقی تڑپتا تو بس وہ دِلارہ کے لیے تھا۔ اسے روتا دیکھے خود رو پڑا تھا۔

یہاں اسے مستیاں سوجھیں۔

وہ بھی مسکرادی اور اپنا سر باران کے کندھے پر رکھا۔

"کمینہ نہیں رہا اب وہ۔"

اک آس و حسرت تھی جو عیشاء کی سرگوشی میں گھلی۔

"کیا وہ قبر کو لے کر دکھی تھا، تم سے کچھ کہا اس نے؟"

باران نے کندھے لگی عیشاء سے پوچھا تو وہ سر اٹھائے سر ہلاتی باران کو دیکھنے لگی۔

"وہ بہت زیادہ ہرٹ تھا۔ وہ رویا کہ اس نے اپنی بیٹی کی قبر دیکھی ہے۔ مجھے اسکی تبھی حالت دیکھ کر خوف آیا تھا۔ میرے خوف یہ آدمی فوراً سچ کر دیتا ہے۔ جب ہمارا نکاح ہوا تھا، اس نے پہلی بار مجھے چھوا تھا۔ تب میرے دل میں آیا کہ کہیں یہ سب کچھ پل کا نہ ہو۔ اور پھر وہ خوف ہماری زندگی کے اٹھارہ سال کھا گیا"

وہ اس وقت بہت رنجیدہ تھی اور باران نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"تمہیں اب پازیٹیو سوچنا چاہیے تبھی سب پازیٹیو ہو گا عیشاء۔ خدشات اور برے گماں اکثر ٹھیک ہو جاتے

ہیں۔اب تم اسکے لیے ڈرنا چھوڑ دو،وہ بھی ڈرانا چھوڑ دے گا۔میری بڑی خواہشوں میں سے ایک تمہیں اس کے ساتھ آباد دیکھنا بھی ہے۔"

باران نے اسے ایک امید کی کرن دیکھائی جو عیشاء کی آنکھوں میں بے پناہ یقین بھر گئی۔

"کوشش کروں گی۔دلارہ کیسی ہے اب۔۔اسکا توران کے لیے پیار دیکھ کر میں ابھی تک صدمے میں ہوں۔یہ باپ بیٹی ایک دوسرے پر جان چھڑکیں گے یوں تو میرا کیا ہو گا۔میں تو سائیڈ لگ جاوں گی"

عیشاء کی اس وقت جلن پر باران نے اپنا سر تھاما، اف یہ عورتیں اس آدمی کی سمجھ سے سراسر اوٹ چیزیں تھیں، اپنی والی سمیت۔

"وہ دو تم پر بھی جان چھڑکیں گے بہن۔ حوصلہ کرو۔ اب بہتر ہے دلارہ۔ سہی کہا تھا آفت پیدا کی تم دونے میرے لیے"

باران نے اپنا دکھ پکڑ کر دہائی دی تو عیشاء نے اداس سا مسکراتے باران کا کندھا تھپکایا کہ حوصلہ کرے، وہ جوابا سہیلی کو گھور کر رہ گیا۔

بہر حال وہ اک غمگین کیفیت سے نکل آئے۔ فجر تک دلارہ پر دوا کا اثر رہا تو وہ سوئی رہی، باران اسکو دیکھتا رہا جبکہ وہ اور عیشاء دونوں ہی پوری رات جاگے رہے، ڈاکٹرز ہر بیس منٹ بعد توران کو ایگزیمن کرتے پھر اسکی کنڈیشن کا بتاتے رہے، نازلی اور ایدا مسدور حویلی المیرا کے پاس رک گئیں باقی سب واپس چلے گئے، مہمانوں کو بھی رات رخصت کر دیا گیا تھا۔

فجر تک توران کو سپیشل روم میں شفٹ کر دیا گیا جہاں اسکی ہارٹ بیٹ مسلسل چیک کی جا رہی تھی، گہرے صدمے اور ذہنی دباو کا اثر تھا کہ پیس میکر کے باوجود توران کا دل

بلکل دھڑکنا رک گیا اور اسی وجہ سے حالت اتنی کریٹیکل ہو گئی لیکن صبح تک قدرے حالت میں سدھار آ گیا۔

"کچھ دیر آرام کر لو۔ تھک جاو گی"

باران کو عیشاء کی فکر ہوئی تبھی سمجھایا پر وہ آرام کرنے کے حق میں نہ تھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔ تم دِلارہ کو دیکھو جا کر"

عیشاء نے اسکو اپنے بہتر ہونے کا یقین دلایا، یہ الگ بات کہ باران کو ہوا نہیں، وہ اٹھ کر کمرے کی طرف ہی جا رہا تھا

جب وہ خود ہی روم سے باہر آگئی، اسے باہر آتا دیکھے باران نے قدموں کی رفتار تیز کی۔

"میرے بابا کیسے ہیں اب؟"

دِلارہ کے پہلے ہی سوال میں بے پناہ دکھ تھا۔

"بہتر ہے وہ اب پہلے سے بس ڈاکٹرز کے بقول ہوش میں آنا اہم ہے جو ابھی نہیں آیا۔ تم ٹھیک ہو؟"

باران نے اسکا چہرہ تھامے آنکھوں میں جھانکتے جائزہ لیا پر وہ ابھی بھی مرجھائی لگ رہی تھی۔

"مجھے ملنا ہے بابا سے باران"

پھر سے ان گرے ڈوبی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی تو باران نے اسے نرمی سے اپنے سینے لگایا، وہ فوراسا تھ جا لگی۔

"ٹھیک ہے پر زیادہ دیر کے لیے اجازت نہیں ہے۔ آجاو"

وہ اسے لیے توران کے کمرے کی طرف بڑھا، ڈاکٹر سے اجازت لینے کے بعد دِلارہ کو اندر جانے کی پر میشن ملی پر ابھی وہ مانیٹرنگ کے زیر اثر تھا، ہارٹ بیٹ اب تک ابنارمل شو ہو رہی تھی۔

"جاو مل لو پر بی بریو"

باران نے اسے دروازے میں ہی ماتھا چومتے کہہ کر اندر بھیجا اور خود پیچھے پلٹا تو عیشاء بھی اٹھ کر اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی، دونوں ہی اندر کمرے میں دیکھ رہے تھے جہاں دِلارہ جا کر بابا کے پاس بیٹھ چکی تھی، اس نے تو ران مسدور کے آہستگی سے دل پر ہتھیلی رکھ کر پھیری، چند آنسو دلارہ کی آنکھوں سے بہہ نکلے، جبکہ باہر وہ دونوں ہی سخت افسردہ تھے۔

"م۔۔مجھے بتایا نہیں آپ نے کہ آپکا دل اتنا کمزور ہے، اگر م۔۔مجھے پتا ہوتا میں اپنی قبر والی تکلیف آپکو نہ دیتی۔ میں آپ سے گلے لگ کر کہتی کہ بابا میں ٹھیک ہو گئی

ہوں۔ آ۔۔ آپ مل گئے، آپکا ہاتھ پکڑ کر محسوس کرتے ہی میں ٹھیک ہو گئی"

وہ اپنے آنسوؤں کو سنبھال رہی تھی پر باہر کھڑی عیشاء سے ممکن نہ ہوا، باران خود افسردہ تھا۔

"آپ نے جو بھی کیا میرے ساتھ، میری خبر نہ رکھی۔ مجھے اکیلا چھوڑا، مجھے بابا کے سائے سے محروم رکھا۔ م۔۔ میں سب معاف کر چکی ہوں۔ مجھ سے ایسے دور نہیں جانا، مجھے آپ چاہیں"

وہ آنسو آنسو ہو گئی، اس سے زیادہ برداشت دلارہ کے اندر تھی ہی نہیں، وہ دو بھی اس وقت شدید مرجھائے تھے۔

جبکہ اسکے دل کی رفتار جب مزید کم ہونے لگی تو دِلارہ نے مونیٹر کی طرف سہم کر دیکھتے دوسری نظر توران پر ڈالی۔

"بابا۔م۔۔مجھے اب چھوڑ کر نہیں جائیں۔م۔۔میں نے ہمیشہ آپکو بلایا۔میں چھپ چھپ کر راتوں کو تب روتی جب بی سو جاتیں۔وہ جب تھک گئیں میرے آنسو دیکھ دیکھ کر رونا چھوڑ دیا۔م۔۔مجھے جب جب درد ہوا آپ اور مما ہی یاد آئے۔میں نے چاہا تھا آپ دو میرے پاس ہوتے۔میں آپ دو کا ہاتھ پکڑنا چاہتی تھی۔مجھے ڈر لگتا

تھا۔ مجھے نہیں چھوڑنا۔ مجھے باران سے سب سے زیادہ پیار ہے پر مجھے آپ بھی چاہیں۔ جب آپ مجھے منا رہے تھے میں مان گئی تھی۔ پہلے ہی لمحے جب آپکو اسکارف دیا۔ میں مانی ہوئی ہوں بابا۔"

وہ اپنی ساری ڈیلز بھول گئی، اس شخص کو بابا پکاری جس نے ساری زندگی دلارہ کو اپنی حسرت و کمی سے مارا، آج جب وہ موت سے لڑ رہا تھا تو وہ ہار گئی۔

"مجھے آپ سے بہت پیار کرنا ہے۔ ب۔ باتیں کرنی ہیں۔ میں مزید آپ سے جڑی کسی حسرت کو برداشت نہیں کر سکتی"

وہ اس بے جان شخص کے سینے جا لیٹی کہ شاید وہ سن لے، بہت دیر تک وہ آنسو بہاتی رہی اور ان آنسوؤں نے ایک بار پھر اس زخمی سینے کو ہلچل عطا کی، اس بے جان وجود میں حرارت جاگی جو حرکت میں بدلی، ہاں اس نے بابا کے دھڑکتے دل کو سانس لیتا محسوس کیا۔

"ڈیل کا کیا ہوا بابا کی جان"

اپنے سینے لگی دلارہ کے سر پر ہاتھ دھرے وہ سرگوشی سے بھی مدھم بڑبڑایا تو وہ جسکا سانس رک رہا تھا، مانو بابا کی پکار نبض میں قوت بھر گئی، یہی خوشی بھری لہر باران اور عیشاء میں بھی دوڑی، دلارہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھی تو توران کی کھلی

آنکھیں، چہرے کی خوبصورت مسکراہٹ، اسکا ہر درد کے باوجود دِلارہ کے لیے محبت سے بھرا ہونا اسے رلا گیا، وہ ہچکی بھر کر روتی بابا کا مضبوط ہاتھ پکڑ کر اپنے ہونٹوں سے لگا کر چومنے لگی۔

"ڈ۔۔یل ابھی بھی وہیں ہے پر اب میں اس کے پورے ہونے تک آپکو نہیں ستاوں گی۔ پکا پرامس۔ میرے لیے آنکھیں ک۔۔ کھولیں ناں آپ نے، اس لیے بابا کہوں گی۔ کیونکہ آپ میرے بابا ہیں"

وہ روتی ہوئی ہی بولی، لیکن اب یہ آنسو خوشی کے

تھے، ڈاکٹرز بھی اندر آئے تو باران اور عیشاء بھی روم میں

داخل ہوئے، سب ہی تو ران کے ہوش میں آنے پر جی سے اٹھے۔

"ہاں تمہارے لیے آنکھیں کھولیں میں نے۔ میں اس قبر میں دفن اس چھوٹی سی اپنی بیٹی کے سارے دکھ اللہ کے حوالے کر آیا ہوں اور کہا ہے اسکے بدلے میرے بچے کو ہزاروں سکھ دیں۔"

وہ ابھی بھی مکمل ٹھیک نہیں تھا لیکن اسکا بولنا، سانس لینا، ان تینوں کو حوصلہ دے رہا تھا۔

عیشاء کی اپنی آنکھیں مسلسل بھیگ رہی تھیں پر باران اسکے ساتھ تھا، ڈاکٹرز بھی اپنا کام کرے اچھی امید افزاء نظر ڈال کر جا چکے تھے اور نرس بھی۔

"م۔ میرے سکھ آپ کے ساتھ ہی ہیں بابا، میں آپکو آج کے بعد کبھی ہرٹ نہیں ہونے دوں گی۔ میں آپکو کبھی اداس نہیں دیکھائی دوں گی۔ آپ کبھی ایسے دوبارہ مت کرنا۔ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تو توران نے اسے واپس اپنے سینے لگایا، شاید اسکے سوا وہ اسے سنبھال نہ پاتا، بہت دیر رو لینے کے بعد وہ زرا سنبھلی تو بابا کے چہرے پر جھکی پھر مزید اوپر

اٹھے اس نے توران کے ماتھے پر بوسہ دیا، یہ آدھی شفاء تو ویسے ہی اس شخص کو دے گیا جسکا ہر درد اس محبت کے آگے دم توڑ گیا۔

"میں تو اپنے بچے سے سارے کا سارا پیار کرتا ہوں۔ اور تم دونوں نے میری بیٹی کو رونے کیسے دیا ہاں۔ چلو مرغا مرغی بنو دونوں"

توران نے اب زرا کلاس ان دو کی لی جو جذباتی ملکہ اور کنگ بنے کھڑے تھے، وہ بھی مسکرائے اور دلارہ کی جان میں بھی جان آئی۔

"تم انسان بن جاو ہم مرغا مرغی بننے پر بھی راضی ہیں"

باران نے دکھ سے کہا کہ جیسے کہہ رہا ہو میری دِلارہ کو تکلیف دینا بند کرو۔

"تم سب کو بہت تنگ کیا۔ معاف کر دو۔ اور تم۔ اب تو رونا بند کر دو۔ دیکھو میں ٹھیک ہوں۔"

توران کو دلارہ کے آنسو ابھی بھی ہرٹ کر رہے تھے پر وہ کیا کرتی اس وقت بابا کے سوا کچھ یاد نہ تھا۔

"ہماری ڈیل وہیں ہے او کے ناں؟"

وہ روہانسی ہوئی تو توران سمیت وہ دو بھی مسکرائے، لیکن بہر حال دل سہمے ہوئے تھے۔

"ڈیل تو ہل بھی نہیں سکتی۔ تم فکر ہی مت کرو۔ میرا بچہ اتنا ڈاون کیوں لگ رہا ہے۔ کیا وقت ہوا ہے۔ کب سے ہوں میں یہاں؟"

توران کو دِلارہ کی رو رو کر سوجھی آنکھیں دیکھے رہ رہ کر ملال گھیر رہا تھا جبکہ وقت پر باران نے اسے جب اپنا فون نکال کر دیکھایا تو وہ اور فکر مند ہوا کہ یہ سب کل سے اسکے لیے تکلیف میں ہیں پھر مما کی الگ فکر تھی۔

"باران۔ اسے گھر لے کر جاو۔ مجھے میری گڑیا بلکل فریش چاہیے۔ ایسے مرجھائی ہوئی یہ بابا کی جان لے رہی ہے۔"

باران تو رضامند تھا پر وہ ہلنے پر بھی راضی نہ تھی، توران نے اسکا سر چومتے کہا پر وہ سر نفی میں ہلا کر پھر سے توران کے سینے جا سمٹی۔

"مجھے نہیں جانا کہیں۔ میرے ساتھ گھر چلیں بابا۔ میں آپکو ان ڈاکٹرز کے پاس نہیں چھوڑوں گی۔ وہ آپکو درد دیں گے"

وہ اس وقت ضدی بچہ بنی تھی جبکہ توران کی ساری توجہ اس وقت عیشاء کی طرف تھی، وہ اسے گلے لگانا چاہتا تھا، وہ بھی مرجھائی ہوئی تھی۔

"درد دور کر دیا ہے میرے دل کے اس ٹکرے نے۔ دینے دو درد، تم دور کر دینا۔ میں آجاوں گا پر مجھے تم مسکراتی چاہیے ہو۔ دیکھو کیسا چھوٹا سا منہ نکل آیا ایک رات میں۔ کچھ کھایا بھی نہیں ہو گا۔ جا کر دادی جان کو بتاو میں ٹھیک ہوں۔ وہ بھی رو رہی ہوں گی۔ مما میری بہت چھوٹے دل کی ہیں۔ تم میرے بحاف پر سبکو بتاو کہ

تمہارے بابا کو کچھ نہیں ہوا، میری جان ایسے خود کو رو کر تکلیف نہ دو۔"

وہ تو ران کے سمجھانے اور پیار سے ٹریٹ کرنے پر مان گئی، ویسے بھی اب وہ بہتر محسوس کر رہی تھی، باران نے ہاتھ بڑھایا تو دِلارہ نے فوراً تھاما اور اٹھ کھڑی ہوئی، تو ران نے ایک بار پھر فلائنگ کس کی تو دلارہ مسکرائی اور اسکے مسکرانے نے ان سب میں جیسے نئی قوت بھری۔

"میں سب کو سنبھال لوں گی۔ پکا۔ جلدی آیئے گا"

وہ مان سے کہہ کر گئی اور باران نے اسے خود سے لگاتے سر چوما جسکے بعد وہ دونوں کو بائے کہتے نکل گئے، جبکہ انکے جاتے ہی وہ زرامزید اوپر کو اٹھ کر بیٹھا تو عیشاء نے قریب آتے اسکے پیچھے تکیہ ٹکایا اور توران نے اسی لمحے اسکا ہاتھ پکڑے خود پر جھکایا، عیشاء کی آنکھیں بھرنے لگیں، وہ شاکی نظروں سے اس بے رحم شخص کو دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو جیسے میرے اندر جذب ہو جاو گی پیروں سمیت"

وہ دانستہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا پر وہ شدید ناراض تھی۔

"تم مجھے ہمیشہ ا۔۔ ایسے ہی ستاتے رہو گے ؟"

تکلیف کے سنگ سوال کیا گیا جس پر تو ران نے سر نفی میں ہلایا۔

"میں تمہیں کیوں ستاوں گا۔ میرے بس میں نہیں تھا اس تکلیف کو ہضم کرنا۔ بتاو کیا کروں ؟"

وہ اسے عیشاء سے بھی زیادہ بے بس لگا، ہارا ہوا، تھکا ہوا۔

"تمہیں میرے اور اسکے لیے نارمل ہو کر جینا پڑے گا۔ تمہیں میرا پیار بھی سنبھال نہیں سکا تو ران، میں نے اس امید پر اپنی انا ماری کہ اب تم سب سہہ سکتے ہو۔ پر تم

نے ثابت کیا کہ میں اور میرا پیار کچھ نہیں۔ بیکار ہوں میں؟"

وہ سخت ناراض ہو کر رو پڑی، ایسے الزام پر وہ تڑپ اٹھا۔

"تمہارا پیار ہی تو سنبھال رہا ہے کہ زندہ ہوں ابھی تک۔ ایسے کیوں کہہ رہی ہو۔ تم میرے پاس ہو میں تبھی نارمل ہو سکوں گا۔ تم بیکار کیسے ہو سکتی ہو۔ تمہیں اک نظر دیکھ کر ایسا لگتا ہے زندگی کے ایک ساتھ کئی دن بڑھ گئے۔ بس یہ تکلیف میں جانے نہیں دے سکا۔ میں نے کہا تھا وہ تکلیف میرے اندر کچھ چیڑ گئی تھی۔ میں بے بس تھا۔ آئی ایم سوری میں نے تمہیں پھر تکلیف دے دی۔"

وہ شرمندہ تھا کہ اس نے پھر ان آنکھوں میں آنسو بھر دیے جن میں بمشکل خوشی بھری تھی۔

"مت بولو ایسا۔ بس جذباتی ہو گئی۔ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ کیسا محسوس کر رہے ہو۔ ابھی ٹھیک ہو؟ سچ والا بتانا"

وہ سارے جھگڑے ہی سمیٹ گئی، جبکہ وہ اسکے آنسو پونچھتا دل سے مسکرایا، اب لگ رہا تھا اسے واقعی کوئی تکلیف نہیں ہو رہی۔

"مجھے بے شرمی کا ایوارڈ دو گی تو میں بلکل ٹھیک ہو جاوں گا آئی پرامس"

وہ معصوم ہو کر بھی قہر تھا، اتنی انٹنس سچویشن میں بھی اس آدمی کو اپنا مطلب ہی یاد تھا۔

"جب چاہے لے لینا۔ میں تمہاری اور میری مرضی اور خوشی بھی تم۔۔۔اب خوش؟"

وہ روہانسی ہو کر بولی، چڑ سی گئی تو وہ اداس سا ہنسا۔

"بے انتہا خوش۔ اس نے بابا کہا مجھے"

وہ پھر جذباتی ہو رہا تھا۔

"ہمم۔ سنا میں نے۔ اب دل تک کچھ مت جانے دینا تو ران۔ وہ تمہاری تکلیف پر جس طرح کل تڑپی ہے تمہاری سوچ ہے۔ ہمیں مزید مت آزمانا بلیک میلر کہیں کے"

وہ خود بھی تھک گئی تھی، مزید کچھ بھی سہنے کی جسم میں قوت نہ تھی۔

"تم بھی مت تڑپاو مجھے۔ قریب آو مجھے دیکھنا ہے زندگی اور موت کی جنگ لڑ کر جینا حاصل کرنے کے بعد زندگی کتنی میٹھی لگتی ہے"

وہ اسکے لیے اس لمحے بھی بس بیقرار ہے یہ عیشاء کو اداس سہی پر مسکراہٹ دے گیا۔

وہ اسکے چہرے کے قریب ہوتی اسکے ہونٹوں پر جھکی اور بہت سا پیار لٹائے جب واپس اٹھی تو دونوں کی آنکھوں سے بھی درد غائب ہو گیا تھا۔

"تمہاری یہ تیکھی آنکھیں مجھے جب جب خفا کریں گی یہ میٹھے ہونٹ فورا منالیں گے۔ بہت پاور فل عورت ہو تم عیشاء توران"

وہ اسکو یہ تعریف کرے شرمانے پر مجبور کر چکا تھا، وہ اسکے سینے کو چومتی واپس اسکے چہرے کی اور جھکی۔

"بہت پیار کرتی ہوں تم سے"

بے پناہ محبت سے عیشاء نے ہتھیار ڈالے اور وہ تو انگ انگ سے سرشار ہوا تھا۔

"بس جلدی دے دینا پھر بے شرمی کا ایورڈ"

وہ کیسے سنجیدہ رہتا کہ اسکا دل اس وقت ہنسنے کو مچل رہا تھا۔

"اف توران"

وہ زچ ہو کر منمنائی۔

"میری جان"

اسے عیشاء پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا لیکن محترم کو ابھی کرنا آلوڈ نہ تھا، جبکہ اب پوری زندگی کے لیے اسے عیشاء پر دسترس مل چکی تھی۔

جبکہ دوسری طرف دلارہ کی خوشی بھی لوٹ آئی، توران کے زندگی کی طرف آنے کی خبر نے دونوں خاندانوں پر چھائے جمود کو پاش پاش کر دیا، توران کو مزید تین دن ہوسپٹل رکھا گیا اور پھر تین دن بعد وہی جشن دوبارہ ہوا اور انقرہ میں ہوئے اس جشن کو تین سال گزرنے کے بعد بھی سب یاد کرتے نہ تھکتے تھے۔

تین سال گزر گئے تھے، خوشیوں، سکون اور بے پناہ سکھ میں، اس تکلیف کے بعد تو ران تک کوئی دکھ کا سایہ نہ عیشاء نے پہنچنے دیا نہ ہی دلارہ نے، ٹھیک ہوتے ہی بے شرمی کا ایورڈ پانے کی جدوجہد کے ساتھ اس نے بابا کا کاروبار سنبھالتے آزاد کے ساتھ پارٹنر شپ کرلی۔ عالی اور ایدا اپنی کمپنی کو مزید مقبولیت دینے کا سبب بنے۔

ایک ماہ تک دلارہ اور باران لندن چلے گئے، سب کی زندگی اک مدار میں آگئی، ان تین سالوں میں سب کی زندگی بدل گئی تھی۔

آزاد اور نازلی کی زندگی میں الف یلدرم آئی تھی، انکی گڑیا، ان دو کی خوبصورت سی بیٹی، جس نے آکر ان دو کی دیر سے شروع ہوئی زندگی کو اک خوبصورت سی منزل بخشی، ایدا اور عالیان کو اللہ نے ٹونز دیے کہ عالی کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، نورے عالیان اور دمیر عالیان، ایدا کی خواہش پوری ہوئی اور بقول عالی کے انکے بچوں کی جو تعلیم لیٹ ہو رہی تھی اسکا بھی بندوبست ہوا۔ جبکہ مسدور خاندان میں بھی وارث آچکا تھا، یعنی توران کو بے شرمی کا ایوارڈ مل چکا تھا۔ عیشاء اور توران کی زندگی میں پہلے سال ہی اسلان مسدور نے آکر مسدور خاندان کا وارث بننے کا شرف پالیا

تھا، اور دلارہ کو اسکا بھائی مل گیا تھا، عیشاء اور توران کی زندگی اسلان کے ساتھ مکمل ہوئی اور مسدور حویلی بھی آباد ہوئی جبکہ دلارہ اس وقت اپنا چھٹا سمسٹر دے کر فری ہو چکی تھی اور نو ماہ کی پریگنٹ تھی، اسکی پریگنسنی میں دو سال کافی ایشو رہے اور جہان باران اپنے ہوسپٹل کے کام میں بزی رہا اور دلارہ پڑھائی میں، اسکے ساتھ دلارہ کا علاج بھی چلتا رہا اور تب جا کر وہ ماں بن سکی۔

آج ہی وہ ہوسپٹل ایڈمٹ ہوئی تھی، وہ لوگ واپس انقرہ آ نہیں سکے تھے اور چونکہ چھٹے ماہ سے ہی دِلارہ کو سفر منع ہو گیا تھا تو انہوں نے بے بی کی پیدائش لندن میں ہی ڈیسائڈ

کی، سب تو انقرہ سے انکے پاس نہ جا سکے پر توران، عیشاء اور دو سال کا اسلان ضرور لندن پہنچ چکے تھے، وہ دلارہ کو اس وقت میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

الف، نورے، دمیر اور اسلان سب ہی لگ بھگ دو دو سال کے ہو چکے تھے اور اب سبکا ایک چھوٹو بے بی کزن آنے والا تھا، وہ ایک بے بی بوائے کو جنم دینے والی تھی، جس ہوسپٹل میں وہ ایڈمٹ تھی اسکا پورا روم بلو تھیم پر سجا تھا، باران ہی عیشاء اور توران کو ائیر پورٹ سے لینے گیا تھا، کچھ دیر ریسٹ کرتے ہی وہ سب ہوسپٹل نکل گئے۔

اسلان کی آنکھیں براون عیشاء پر تھیں اور وہ زیادہ عیشاء پر گیا تھا، ایون بال بھی بھورے۔

وہ محترم دو سال کی عمر میں ماموں بننے والے تھے، اس سے زیادہ کیوٹ اور کیا ہو سکتا تھا۔

اور پھر فائنلی وہ وقت آ گیا جسکا خود باران اور دلارہ نے تین سال انتظار کیا تھا، وہ اب بھی ویسی ہی تھی لیکن باران نے اپنی لکس تھوڑی بدلی تھیں، وہ مزید ہاٹ ہو چکا تھا۔ سوبر تو اب بھی وہ سب ایک جتنے تھے۔

بہت مشکل وقت تھادِلارہ کے لیے پر یہاں نارمل ڈیلیوری بھی بہت زیادہ ایزی میتھ سے کروائی جاتی تھی، دِلارہ خود بہت ویک تھی جبکہ اس نے ایرن یلدرم کو جنم دیا جو اتنا ہیلتھی تھا کہ اسے دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا وہ ابھی تشریف لایا، مما کا کھایا سب کچھ جناب نے حق حلال کرے ہرپ کیا تھا. ایرن یلدرم کی آنکھیں خوبخو مما پر تھیں، ایک اور گرے آنکھوں والا شہزادہ جو دنیا میں تباہی مچانے آچکا تھا، عیشاء اور توران کی تو خوشی کی انتہا ہی نہ تھی، اور باران، اسے تو سب کچھ مانو مل گیا تھا۔

وہ سب ساتھ ہی بے بی اور اسکی مما کو دیکھنے آئے تھے، نرس نے ایرن کو باران کے سپرد کیا تا کہ وہ اسکے کان میں آذان دے جبکہ دلارہ تو اسلان کو دیکھے اسے خود سے لپٹا گئی حالانکہ ابھی اس سے ہلنا مشکل تھا، وہ بھی بے بی کو دیکھ کر بے بی بے بی کرتا خوش ہو رہا تھا، دلارہ بہت مرجھائی ہوئی تھی، اس نے ایک زندگی کو جنم دیا تھا اور یہ اس بیس سالا چھوٹی سی لڑکی کے لیے بھی طاقت سے بڑا امتحان تھا۔

"میرا بچہ۔ ٹھیک ہے ناں"

توران نے اسکا ماتھا چوما جو جواباً دھیما سا مسکرائی، توران نے اسلان کو اٹھالیا تاکہ وہ دِلارہ کو تنگ نہ کرے کیونکہ وہ آپی سے چپک رہا تھا اور ابھی وہ پین میں تھی جبکہ عیشاء بھی اسکے پاس ہی بیٹھی اسکا ہاتھ چوم رہی تھی، باران کے اذان دینے پر ان سب نے بیک وقت باران کو دیکھا جسکی گود میں وہ چھوٹی سی جان بے حد سکون میں تھی، دلارہ کو باران نے محبت سے دیکھا تو وہ مسکرائی، آذان دینے کے بعد وہ دلارہ کے پاس آیا اور جھک کر ایرن کو دلارہ کی بازوؤں میں پکڑایا، وہ دلارہ سے سنبھالا نہ جارہا تھا تب بھی وہ اسے خود

سے لگانے کو بیقرار تھی، اس ننھے سے وجود کو دیکھتے دِلارہ کی آنکھیں بھر آئیں۔

"تم میں پہلے ہی روح زمین کے سارے بہترین سات رنگ موجود تھے دلارہ، محبت کا، مہربانی کا، انصاف کا، حب کا، ذہانت کا، خوشبو کا، رحم کا، اب آٹھواں رنگ تمہاری کوکھ سے پھوٹا ہے۔ شفقت کا۔ میں نے اس سے پہلے کسی ایک صنف نازک میں اتنی زیادہ اہلیت نہیں دیکھی۔ ماہِ لقا تمہیں اتنی پیاری ماں بننا مبارک ہو۔"

وہ اسکا سر چومے محبت سے بولا تو دلارہ نے چونک کر اس نئے نام پر باران کی آنکھوں میں دیکھا، اس نام والی پر توران اور عیشاء کو رشک آیا اور نام دینے والے پر پیار۔

"مما بابا۔ آپ نے دیکھا اس نے مجھے نیا نام دیا"

وہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہی بولی تو وہ دونوں مسکرائے اور باران نے اپنی اس پوری دنیا کو دیکھ کر ہر سانس کے ساتھ شکر ادا کیا۔

"تم دنیا جہاں کے سب خوبصورت ناموں کی مستحق ہو میری گڑیا"

توران نے دگنی محبت لٹائی لیکن وہ باران کا ہاتھ پکڑے اسے دیکھ رہی تھی، جس نے دوسرا ہاتھ جھک کر ایرن کی طرف بڑھاتے اپنی انگلی اسے پکڑائی جسکی پکڑ دِلارہ جیسی سخت تھی۔

"ہمیشہ خوش رہو تینوں"

عیشاء نے بھی صدقہ اتارا، وہ تینوں ساتھ واقعی اک پوری کائنات لگ رہے تھے۔

"یہ بہت پیارا ہے۔ ایرن باران یلدرم۔۔۔ بے بی دیکھا اسلان نے؟۔ یہ بے بی کسکا ہے اسلان؟"

وہ مسکرائی اور اسلان اب بنا مستی کیے چپ کر کے بیٹھا اسکے ننھے ننھے ہاتھ کو چھو کر مسکراتے خوش ہو رہا تھا اور اسے اپنا بے بی کہہ رہا تھا اور ان دو کے یوں کرنے پر وہ چاروں اس منظر کو جی رہے تھے، یہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ اسکی خوبصورتی تا عمر یونہی بر قرار رہنے والی تھی۔

دو ماہ تک وہ سب ساتھ رہے کیونکہ پیچھے جو پلٹون تھی اس نے اسلان اور اسکے ممی ڈیڈی کو آرڈر کیا کہ وہ واپس اکیلے خبر دار آئیں بلکہ ایرن اور اسکے ممی بابا کو بھی ساتھ لائیں اور ان سبکی واپسی پر اب اک جشن یلدرم حویلی میں

ہوا، اف وہ جشن ایرن کے خوش آمدید پر ہوا اور اس جشن کو بھی انقرہ کبھی نہ بھولنے والا تھا۔

سبکی زندگی میں سکون آگیا تھا اور دکھ کے بادل ہمیشہ کے لیے چھٹ گئے، ماہ لقا اپنے ایرن اور باران کے ساتھ ایک ماہ انقرہ بہت سی محبت اور پیار لوٹنے کے بعد واپس لندن چلی گئی کیونکہ اسکا veterinary ڈاکٹر بننے کا خواب اب زیادہ دور نہ تھا، اسکی زندگی میں اللہ نے جس لمحے باران کو شامل کیا وہ تب ہی مقدر سمیت سنور گئی تھی، وہ شخص اسکے نام پر مر جانے کے جذبات رکھتا تھا اور اس نے بارہا کر کے بھی دیکھایا۔ سفر جاری تھا، خوشیاں سمیٹتے ہوئے، سکھ

سنبھالتے ہوئے سب اپنے اپنے اندر تک آسودہ تر ہو چکے تھے، زہے نصیب۔۔

The End!